بت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۶ھ — نمبر ۱

جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام

ن کی ذات گرامی سے عشق است نے
لطف بار یاں کیں مختلف دلربا ...
خطابوں سے مخاطب ہوئے کیوں
ہ قریش کا عطر تھی جس کے نانا رحمت
ر کرار جس کے بھائی حضرت حسنؓ ہوں
ں میرہ اخر نہی اس کی فطرت اور اسکی
ب عبد مناف پر جا کر ختم ہوتا ہے جو
الانب پیغمبر کی اولاد سے تھے۔ شجرہ
بن ہاشم بن عبد مناف قریشی ہاشمی
نام عبد اللہ تھی اور نام نامی حسین۔
ہے کہ ابھی آپ بطن مادر سے پردہ
ل حضرت حارث کی دختر نیک اختر
ت فخر موجودات محمد مصطفے احمد مجتبے
اکاٹ کر ان کے آغوش میں رکھدیا
بت انگیز تھا۔ انھیں قدرتاً اس سے
ت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا
دیکھی ہے۔ بار بار اصرار پر بھی ان کو
دواری سے کہا کہ میں نے شب
ہ سے پریشان ہوں۔ سرکار دو عالم
وخوف کی کونسی بات ہے جو تم کو
کے فرزند تولد ہوگا اور اسے

گود میں لینے کے شرف سے تم مشرف ہوگی چنانچہ روز بعد خواب ایک مکمل پیکر بنکر سامنے آگئی۔ ریاض نبوی میں وہ نکہت بیز پھول جس کی خوشبو اور عنبر بیزی اور مہک سے فضائے عالم معطر ہو گئی اور ابد الاباد تک معطر رہے گی۔ سہ شنبہ کا دن تھا اور سنہ ہجری کے چوتھے سال کی پانچویں تاریخ تھی آپ تولد ہوئے۔ خلاف معمول آپ چھ ہی مہینہ بطن مادر میں رہے۔ مستند روایات میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی بچہ اتنی قلیل مدت بطن مادر میں رہکر زندہ نہ رہا تھا گو آپ کی پیدائش بعد ولادت ہی ایک معجزانہ نوعیت کی حامل تھی۔

شکل و شباہت

حضور نبی کریم کو جب اطلاع ملی تو بیحد مسرور ہوئے اٹھے اور اسی وقت بیٹی کے کاشانہ معلے پر تشریف لاکر فرمایا کہ میرے فرزند کو مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت عمیس ایک کپڑے میں لپیٹ کر آپ کو سامنے لے گئیں حضورؐ نے ہاتھ بڑھا کر آغوش میں لے لیا اور پوچھا کہ نام کیا رکھا ہے۔ حضورؐ نے شفقت کی نظر ڈالی پیار کیا گوشہائے مبارک میں خود اذان دی اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا اور ہاں تم نے بچہ کا نام کیا رکھا ہے۔ عرض کیا میں تو اپنے اندر ہرگز اتنی جرأت نہیں پاتا کہ آپ کی موجودگی میں خود کوئی نام تجویز کروں پھر فرمایا اچھا کوئی نام ذہن میں ہی آیا ہے۔ عرض کی میں نے تو حرب سوچا ہے ارشاد فرمایا نہیں! میں اس مولود مسعود کا نام "حسین" رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ اسی مکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام سے موسوم ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے اپنی زبان مبارک بچہ کے منہ میں دیدی اور دیر تک

جیسا کہ ہو رہے وہ شرف و سعادت ہے جو دنیا میں آپ کے سوا اور کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ ہوا کہ حضور اکرم کے [illegible] اسی روز بال حکم دے گئے تھے حضور اس تقریب میں موجود تھے۔ وہ سینہ سے منگوا کر کئے گئے اور بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی گئی۔ اسد الغابہ میں مرقوم ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بچہ کا نام حرب رکھا تھا جو حضور نبی کریم کو پسند نہ آیا اس کو بدل کر حسین رکھ دیا۔ نہایت ہی خوبصورت و حسین تھے روایت ہے کہ آپ سینہ سے لیکر قدم تک رسول کریم سے پوری مشابہت رکھتے تھے اور اسی وجہ سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنی لوریوں میں یہ الفاظ اکثر فرمایا کرتی تھیں انت شبیہ بابی لست شبیہا بعلی۔

لطائف اشرفی میں آپ کے جمال جہاں آرا کے متعلق یہ مرقوم ہے کہ جب کبھی آپ اندھیرے میں کسی حجرے یا مسجد کے اندر بیٹھے ہوتے تھے تو آپ کی گردن اور پیشانی و رخسار درخشاں رہتے تھے اور لوگ اس سے پہچان لیتے تھے کہ اندر آپ تشریف فرما ہیں۔

محترم نانا کی والہانہ محبت

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ سے والہانہ محبت تھی جب تک روزانہ آپ کو ایک نظر دیکھ نہ لیتے تھے بے چین رہتے تھے۔ ان محترم نانا اور نواسوں میں جو محبت تھی جو تعلق قلبی قائم تھا اس کی مثالیں باپ بیٹوں کی محبت میں بھی شاذ ہی شاذ ملیں گی کہنے کو نانا تھے اور بچے نہ تھے [illegible] تھا ہی لیکن باپ تو باپ یہ حقیقت ہے کہ ماں سے بھی زیادہ شفقت اور تڑپ رکھتے تھے۔ شفقت پاش ماں باپ بھی بعض اوقات کھیل کود کرنا بچوں کی محبت سے بھی اکتا جاتے ہیں۔ ڈانٹتے اور جھڑکتے بھی ہیں دنیا بالعموم یہ دیکھا ہی کرتے ہیں کہ جاؤ بیٹے اب گھر جاؤ یا وہاں بیٹھ کھیلا کرو اتنے بچے بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نظر آئیں گے۔

لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ حضور کے قلب نورانی میں آپ کی محبت کس درجہ رچی ہوئی تھی کہ خود زبان مبارک سے تو یہ الفاظ فرمانا اور براہ راست کہنا تو ایک طرف کبھی کسی خادم و عزیز سے اشارۃً بھی تو نہ کہا کہ اب نماز کا وقت ہے یا دوسری مصروفیت ہے بچوں کو بہلا کر گھر کر آؤ۔ یہ تو یہ ایسا بھی کبھی ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا کہ آپ پاس گئے ہوں اور حضور نبی کریم کتنے ہی کام میں مصروف ہوں اور آپ کی طرف توجہ نہ کی ہو التفات سے کام نہ لیا ہو۔ دوسری طرف اسی عنوان سے برابر مصروف و مشغول رہے ہوں یہ عالم تھا کہ جب آپ سامنے جاتے تھے کتنے ہی مصروف ہوں خوش ہو جاتے اور فوراً گود میں اٹھا لیتے تھے۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم مکان کے قریب گذرتے ہوئے کہیں تشریف لئے جا رہے تھے کہ آپ کے رونے کی آواز گوش مبارک تک پہنچی بے چین ہو گئے اور وہیں سے بیٹی کو آواز دیکر فرمایا کہ کیا تمہیں یہ علم نہیں کہ حسین کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

محبت رسول کے حیرت افروز مناظر

حضور نبی کریم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دونوں نواسے سامنے سے آتے ہوئے۔ بچے ہی تھے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے اور بیٹھے آ رہے تھے گرتے پڑتے منبر سے [illegible] ہی اٹھا لیا اور اپنے آگے بٹھا کر فرمایا سچ ہے مال اور اولاد بڑی آزمائش کی چیز ہے میں انہیں افتاں و خیزاں آتے دیکھ کر صبر نہ کر سکا انہیں اٹھا لیا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ حضور اور یہ دونوں بھائی نانا کی پشت و گردن پر سوار [illegible] عشا میں مصروف تھے حضور سجدے میں گئے ہو گئے جنھیں سر اٹھاتے وقت دست مبارک [illegible] سجدے میں گئے تو اسی طرح سوار ہو گئے۔ نماز [illegible] انہیں زانوئے مبارک پر بٹھا لیا۔

ایک اور روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نماز کا وقت قریب تھا تو دوش مبارک پر دونوں نو[اسے] مشغول ہو گئے سجدہ کی طوالت سے لوگ متحیر تھے حضرت حسینؓ گردن و پشت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے سر نہ اٹھایا اور بعد کو فرمایا کہ میرا بیٹا میرے [اوپر سوار تھا] لئے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس کی خواہش پوری ہونے [سے پہلے اٹھوں] ایسی محبت و شفقت کی مثالیں دنیا میں کہاں ملیں گی۔ بلکہ خلوت میں بھی آپ حسینؓ کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں حسنؓ و حسینؓ میرے [illegible] ایک موقعہ پر فرمایا کہ حسن و حسین نوجوانان جنت کے [illegible]

حضور نبی کریم کا یہ ارشاد مسلم ہے کہ حسین مجھ سے [illegible] اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھے جو حسین کو دوست [رکھے] ایک سبط ہے ایک مرتبہ دعا مانگی کہ بار الہا میں [illegible] تو بھی اسے دوست رکھ اور اسے بھی دوست رکھ [illegible] ایک موقعہ پر فرمایا جس نے حسین سے دوستی کی [illegible] اور جس نے حسین سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی [رکھی] دوست رکھا حسین کو اس نے دوست رکھا مجھکو اور جسے دوست رکھا خدا کو جس نے دشمنی کی حسین سے اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے اللہ سے دشمنی کی۔

ان اقوال و احادیث کی روشنی میں ان اشقیا کے سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے اس گرامی قدر ہستی کو اور نہ صرف اسی پر اکتفا کی بلکہ ظلم و شقاوت کی انتہا [illegible] ساتھ اس پر ختم کر دی [illegible] تشنہ کام رکھ لشکر کو [illegible] شہید کیا جسے آنکھوں پر جگہ دی جاتی تھی [illegible] ہی جاتا ہے کہ انہیں نار جہنم کے کس طبقہ میں جگہ [illegible] جہاں کے لئے مخصوص رہے گا

حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی پیشانی

تھا محترم و شفیق نانا کی محبت و شفقت کے [illegible]

حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں تو جسم انسان ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی شریک جہاد ہوتا تھا اور تلوار چلاتا رہا ہوں حالانکہ اس وقت حضرات حسنین بالکل بچے تھے اور مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے پھرتے تھے ان دونوں کو تو آپ نے ہزار ہزار درہم دیئے جانے کا حکم صادر کیا اور مجھے صرف پانسو عطا کئے جا رہے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم کو یہ سنکر گونہ اشتعال ہوا اور فرمایا کہ:-

ہاں: جاؤ ایسا ہی لیکن پہلے ان کے جیسے ماں باپ تو لیکر آؤ ان کے باپ جیسا باپ ان کی ماں جیسی ماں ان کا نانا جیسا نانا اور ان کی نانی جیسی نانی ان کی خالہ جیسی خالہ ان کی پھوپھی جیسی پھوپھی ان کے ماموں جیسے ماموں تو لاؤ اور پھر ان کے برابر حق طلب کرو لیکن میں جانتا ہوں کہ تو ایسا ہرگز نہ کر سکیگا اور خدا کی قسم نہ لا سکیگا۔

لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم ایک ایک کا نام لیتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ان جیسا لاؤ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر خاموش ہو گئے بہرکیف یہ امر مسلم ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم دونوں کا سلوک حضرت حسینؓ کے ساتھ ہمیشہ امتیازی بلکہ عقیدت کیش رہا اتنا کہ انھوں نے کبھی اپنی اولاد کو بھی آپ کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں دی۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم قرابت رسول کریم کا بڑا خیال رکھتے تھے چنانچہ جب بدری صحابہؓ کے لڑکوں کا وظیفہ مقرر فرمانے لگے اور ان کے لئے دو دو ہزار مقرر کیا تو محض قرابت رسول کے لحاظ سے حضرات حسنینؓ کا وظیفہ پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا۔ حضرت فاروق اعظم کو حضرت حسین کے ساتھ جو بے انتہا محبت تھی اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جب یمن سے بہت سے حلے آئے ہیں اور وہ تمام صحابہ کرام میں حسب معمول تقسیم کر دیئے گئے اور خود مرقد انور اور منبر نبوی کے درمیان جلوس فرما تھے اور لوگ ان حلوں کو پہن پہن کر آتے اور شکریہ کے طور پر سلام کرتے جاتے تھے کہیں اسی دوران میں یہ دونوں بھائی بھی گھر سے نکلے اور ادھر سے گذرے نورا لنظر اٹھی اور ان کے جسم مبارک پر حلے نہ دیکھ کر دل خون ہو گیا جبین عدالت پر شکن پڑ گئی

اسی وقت لوگوں سے فرمایا کہ مجھے تمھیں حلے پہنا کر کوئی شادمانی و مسرت نہیں ہوئی۔ ان کے حیرت و استعجاب کی حالت دیکھکر فرمایا کہ کیا میں اس حالت میں خوش ہو سکتا ہوں کہ تم سب تو حلے پہنے ہوئے ہو اور ان صاحبزادوں کے جسم ان سے خالی ہوں حلے ختم ہو چکے تھے اور امیر المومنین کی افسردگی بڑھ رہی تھی اسی وقت حاکم یمن کو فرمان لکھا کہ دو قیمتی حلے تیار کرا کے جتنی عجلت ممکنہ کے ساتھ روانہ کئے جا سکیں روانہ کرو چنانچہ بہت جلد حلے پہنچ گئے خود انھیں پہنایا اور فرمایا کہ ہاں اب مجھے خوشی ہوئی۔ شاید کہنے والے یہ کہدیں اور پڑھنے والوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ پہلے حلے دیئے ہی کیوں نہ گئے اقتضائے محبت تو یہ تھا کہ پہلے انھیں ہی عطا فرمائے جاتے تو اس کا ازالہ ایک اور روایت نے کر دیا جو ابن عساکر نے سند و تحقیق کے ساتھ درج کی ہے کہ پہلے حلے آپ کی شان کے لائق نہ تھے آپ ہر معاملہ میں دونوں بھائیوں کے ساتھ امتیاز روا رکھتے تھے اور اس کا اقتضا یہ تھا کہ آپکے حلے ہی شاندار ہوں۔ عہد فا تو دونوں بھائی بچے تھے مگر آخری عہد تک سن شعور کو پہنچ اس عہد کی فتوحات میں شریک نہیں ہوئے۔

عہد عثمانی اور حضرت حسینؓ

عہد عثمانی کی دو حصے کے نصف حصہ تو کامل امن و امان کا تھا مگر آخری نصف حصہ شعلوں اور شورشوں سے لبریز رہا ذاتی طور پر حضرت عثمان بہت محبت کرتے اور ان کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے عہد میں دونوں پورے جوان تھے۔

بدقسمتی سے اس عہد میں بنو امیہ کے برسر اقتدار آجانے کو ترجیح پہنچا تھا۔ وہ عہد صدیقی ہی کے وقت سے خلافت خاندانوں میں منتقل ہو جانے کو اپنی بدقسمتی اور حق تلفی سمجھتے تھے لیکن چونکہ شیخین کرام کا عہد بڑا با برکت عہد تھا اور سطوت اور انتہائی معدلت شروع ہی کے ساتھ حکمرانی کی فقیر منشی سے بزرگانہ اور عارفانہ زندگی گذری۔ عدل کی اور بیٹے کی تیغ بھی کبھی نہ کی کسی خاندان والے کے حکومت خلافت میں شریک نہ کیا ویسے ان کی دانائی و تدبر کی بھی لوگوں کے قلوب میں دہشت بیٹھی تھی اس لئے خموش ہو گیا تھا۔ وہ جب دیکھتے تھے کہ گو خلافت تیمی اور عدوی اس سے ان خاندانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔

ان کے مقابلہ میں دوسرے خاندان اور تمام مسلمان نیں اور ان کے ساتھ بھی امتیازی سلوک و احترام مرتبہ صہ آجاتا تھا لیکن ان کے بعد ہی خلاف توقع خلافت میں نہیں آئی اور گئی تو اس خاندان میں جو دیرینہ رقابت رہی رہتے تو بہت ممکن تھا کہ یہ زخم بھی اندمال پذیر ہو انھوں نے یہ دیکھا کہ شیخین کرام کی سنت کے خلاف حضرت تمام تر ابتدار خلافت کے تمام بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہیں اور انھیں غرض شناسی کا پورا احساس بھی نہیں تو اور مروان جیسے شریر اور شر انگیز شخص کے حضرت عثمانؓ پر قابو پا جانے سے انھیں اور صدمہ پہنچا۔ حضرت عثمانؓ بہت نیک نفس بہت شریف بہت بزرگ اور بہت محبت بنو ہاشم بھی ان کی عزت کرتے تھے لیکن دوسروں کی باتیں گندی لگتیں۔

حضرت حسین بھی انہی میں تھے تاہم کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ عثمانؓ نے کوئی ناانصافی بھی نہ ہونے دی۔ بلکہ خود آپ اسی عہد کے نصف آخر یعنی ۳۰ھ میں آپ حضرت عثمانؓ برسر حکومت ہی میں یورش طبرستان میں شریک ہوئے جیسا لکھا ہے کہ اس جنگ میں آپ مجاہدانہ جوش و خروش سے بڑی جرات و شجاعت کا اظہار کیا۔

یا وترک وطن کا اور کوئی واقعہ نہیں تھا لیکن ایک
دینہ منورہ کا افق شر و فتن کی گھٹاؤں سے تیرہ و تار
میں سبائی فتنہ پردازوں کی جمعیت نے باغیانہ داخل
کا محاصرہ کر لیا تو پھر آپ شمشیر بکف نظر آئے اور اپنے محترم
کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حضرت عثمان غنی کی حفاظت بڑامور
ہدایت کے ساتھ کر باغیوں کو اندر نہ گھسنے دیں تاریخ شاہد ہے
ن حسین نے اس فرض مفوضہ کو کس خوبی و جانبازی کے
یا۔ باغیوں اور فتنہ پردازوں کا ایک سیلاب امنڈ امنڈ کر
اندر داخل ہونے کی ہر امکانی سعی کرتا تھا۔ بجو کر کے اندر کی طرف
آپ نہایت جرات و جلادت سے انھیں پیچھے ہٹا دیتے تھے
دیر ہالے دیتے تھے آخر وقت تک نہایت دلیرانہ شکوہ سے
ورانھیں روکے رکھا۔

ی بہادری اور دلیرانہ کارفرمائی ہی تھی کہ جس سے مایوس ہو کر باغیوں
نے دوسری راہ تلاش کی اور پشت کی دیوار پھاند کر اندر گھس
آپ کی جرات و شجاعت پر اعتماد کلی ہی کا مظاہرہ تھا جو شہادت
ان غنی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں کو نہایت سختی
نٹ بتائی کہ تمہارے ہوتے ہوئے خلافت پر امور ہوتے ہوئے باغی
گھس گئے۔ غرض آپ کی جرات و شجاعت سب کے نزدیک مسلمہ تھی۔

ل میں شرکت

اس حادثہ محزنہ کے بعد پھر جنگ جمل
وقت پذیر ہوئی جو دنیوی غلط فہمیوں
خوفناک نتیجہ تھی اور جسے ایک مقدس ترین جنگ کہا جاسکتا
میدان بھی آپ نے اپنے والد حضرت حیدر کرار کے ساتھ شرکت
نہایت زور و شور کے ساتھ خاتمہ جنگ پر حضرت عائشہ
پہنچانے کے لئے جو دستہ مامور ہوا تھا اس میں آپ قائدانہ حیثیت
تھے اور کئی میل تک آپ حضرت صدیقہ کو پہنچانے گئے اور ان کے
آسائش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

ن میں دلیرانہ جنگ

امیر معاویہ سے میدان صفین میں
جو ہولناک جنگ وقوع پذیر ہوئی
نے دلیرانہ حصہ لیا بڑے جوش و جرات کے ساتھ لڑے ایک وقت
حضرت علی کے لشکریوں نے لڑائی سے انکار کر دیا اور ترغیب و تہدید
آمادہ ہوئے اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو غصہ آگیا اور انتہائی
یہ کہا آگے بڑھے کہ تم نہیں آتے تو میں تنہا ہی کافی ہوں تو
آگے بڑھے اور ساتھ جانے والے آپ بھی دونوں بھائی سے
محترم باپ کے ساتھ اس جرات و جلادت کے ساتھ لڑے کہ حریف
مل کر اٹھا اور علوی لشکر میں ایک جوش پیدا ہو گیا جو ہر طرف
کی صفیں الٹ کر رکھ دیں بیشمار رنگ آپ کی شمشیر بے پناہ
ہوئے۔
کی ملامت جاری رہی اور کشش کو پھر لاکھوں انسانوں نے
شرکت کی آپ تقریباً ہر جنگ میں شریک ہوتے اور بہادرانہ لڑتے

جب یہ جنگ اختتام پذیر ہوئی اور بہت سے بحث و مباحثے کے بعد التوائے
جنگ کا معاہدہ ہوا تو اس پر ایک معزز شاہد کی حیثیت سے آپ کے دستخط
بھی ثبت تھے۔

فتنہ خوارج

اس کے بعد خوارج کا فتنہ اپنی پوری عالم آشوبیوں کے ساتھ سامنے آگیا۔ فتنہ سبائی بھی واقعی ایک خوفناک فتنہ تھا جو صرف حضرت عثمان غنی ہی کی المناک شہادت پر منتج نہ ہوا بلکہ جنگ جمل میں اس نے بہت سے گھرانے لالی کو خاک میں ملایا اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہ جیسے مہ و ماہ فلک اسلام اسی کی نذر ہو کر رہ گئے مگر خوارج کا فتنہ بھی عالم آشوبی میں اس سے کم نہ رہا نہ صرف یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جان عزیز اس میں ضائع ہوئی بلکہ کئی صدی تک مسلسل مسلمانوں کا خون اس میں برابر بہتا رہا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دنیا کے بے مثل بہادر و شجاع بزرگ تھے انہوں نے نہروان میں پوری طرح خارجیوں کا استیصال کیا مگر اس کی باقی ماندہ نہفتہ جڑوں سے وقتاً فوقتاً برابر کلے پھوٹتے ہی رہے۔

چونکہ قائدانہ لیاقت اور شجاعت و جوانمردی میں حضرت حسینؓ بھی ممتاز درجہ حاصل کر چکے تھے اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو بیخ خوارج کی سرکوبی پر مامور کیا اور حق یہ ہے کہ آپ نے بھی ان کے استیصال میں بڑے انہماک سے کام لیا اور گو جرات و دلیری میں خوارج نے بھی بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا لیکن آپ نے اپنی جمعیت کو اس لیاقت و خوبی کے ساتھ لڑایا اور خود اس کمال و جلادت کے ساتھ لڑے کہ خوارج جیسے سخت جان اور دلیر باغیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔

حضرت حسینؓ کی خلافت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ملجم کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو انہوں نے آخری وقت میں حضرت حسین کو بلا کر محمد بن حنفیہ سے حسن سلوک کا حکم دیا اور بہت سی گرانمایہ نصائح کے بعد عازم خلد بریں ہوئے ساتھ ہی حضرت حسن سریر آرائے خلافت ہوئے کوفہ ہی میں بیعت عام ہوگئی۔ کوفیوں کی بیوفائی زبان زد عوام ہے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نہ ہوئے تو حضرت حسن کو ان سے کیا توقع ہو سکتی تھی تاہم بڑے شخص تھے بڑے بزرگ تھے ہزارہا وفادار بھی نکل آئے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ امیر معاویہ کی طرف سے جارحانہ کارروائیاں بھی شروع ہو چکی ہیں اور اپنی فوج کے آدمی بھی حسب معمول لڑائی سے پہلو تہی کر رہے ہیں تو آپ نے یہ سمجھ کر اب مسند خلافت پر قائم رہنا فرزندان توحید کے خون کو ضائع کرانا ہے امیر معاویہ کے حق میں دست برداری کا ارادہ کر لیا۔

حضرت حسینؓ سے جو رائے لی تو آپ نے سختی کے ساتھ بھائی کے عزم کی مخالفت کی لیکن جب انہوں نے مصلحت بتائی تو آپ سعادتمندانہ خاموش ہوگئے۔ حضرت حسن نے دستبرداری کی شرائط میں یہ شرط بھی منظور کرالی کہ حضرت حسینؓ کو ولایۃً سوال نہ جائے گا خود بہ خود رہیں گے اور آپ امیر معاویہ کو حق پر نہ سمجھتے تھے بھائی کا انتخاب باقاعدہ ہوا تھا اور شام سے معرکہ

حسین اور ابن زبیرؓ سے بیعت لے۔

ہم اس ہی کے لئے تو یزید کو مطعون نہیں کر سکتے کہ اس نے بیعت کا مطالبہ کیوں کیا۔ اول تو صحابی نہ تھا۔ دوسرے جمہور علماء اس کی بیعت کر چکے تھے اور اسے حق حاصل تھا کہ اجماع مسلمین کے مطابق وہ ان چند بزرگوں سے بھی بیعت کا مطالبہ کرتا۔ سیاسی اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ اس مطالبہ میں ہر پہلو سے حق بجانب نظر آتا ہے۔ باپ کی وصیت اس کے سامنے تھی اور ان کی وفات سے قبل ہی چلی تھی اور حضرت حسینؓ اور ابن زبیرؓ کی طرف سے ادعائے خلافت کا یقینی خطرہ تھا۔ خطرہ بھی لامحالہ اس لئے کہ اس امر کے قوی امکانات موجود تھے کہ ان کے ادعا کے ساتھ ہی سارا حجاز اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا اور ساتھ ہی حضرت حسینؓ کی وجہ سے عراق میں بھی شورش عام برپا ہو جائے گی کہ وہاں خصوصیت کے ساتھ حضرت حسین کا اثر بہت زیادہ تھا۔ ابن زبیرؓ کے ادعائے خلافت ہی کے زمانہ میں بلکہ چند ماہ کے بعد عراقی تھوڑے ہی دنوں کے لئے سہی مگر حضرت حسینؓ کو آمادہ خلافت کرتے نظر آئے ان وجوہ کی بناء پر سیاسی حیثیت سے تحفظ و بقائے حکومت کے لئے یزید کا یہ اقدام غلط نہ تھا۔ امیر معاویہ کو تو سلطنت کرتے سولہ برس گذر چکے تھے انہوں نے آپ کے بیعت پر اصرار بھی نہ کیا تو اس سے چنداں نقصان نہ تھا مگر یزید کی حکومت کی ابتداء تھی اس کا بیعت نہ لینا خودکشی کے مترادف تھا کیونکہ اگر حضرت حسین کی خلافت قائم ہو جاتی تو نہ جانتا تھا کہ بنو امیہ اور بنو ہاشم کی دیرینہ معاصرت کے پیش نظر اس کا کہیں ٹھکانا نہ لگے گا اور سلطنت کے ساتھ اسے اپنی جان عزیز سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

نہ ایک عام دنیا دار انسان تھا اس سے یہ توقع رکھنا کہ سلطنت جیسی عزیز شے خود حضرت حسین کے حوالے کر دیگا خود ایک بہت بڑی ابلہی ہے وہ خود کو جائز اور مسلم خلیفہ سمجھتا تھا اس لئے اپنی موروثی عظیم الشان سلطنت میں آسے جو چند ہستیاں بھٹکتی تھیں اور جن سے انھیں خطرہ نظر آتا تھا اگر انہیں بیعت و اطاعت پر مجبور کرنے کا کوئی غیر معتدل اقدام نہیں کہا جا سکتا اگر وہ باپ کی وصیت اور خطرے کی امکانی صورت محسوس کر کے قتل جلا وطنی یا قید کا حکم صادر کر دیتا تو ضرور اسے مطعون کیا جا سکتا تھا کہ اس نے آپ کا احترام ملحوظ نہیں رکھا۔ مگر وہ یہ کچھ نہیں کرتا صرف بیعت کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ بھی ایسے خطرناک حالات و تصورات میں کہ اسے مخالفت کا یقین ہے کہ وہ باپ کی وفات کی خبر مشہور ہونے سے پیشتر بیعت سے نبٹ لینا چاہتا ہے۔ ہاں ایک بات ضرور ہے اور اسے یزید کی سخت سے سخت اور ہولناک سے ہولناک غلطی کہا جا سکتا ہے کہ نوعیت سعی مدبرانہ نہ تھی۔

اگر وہ ہوشمندی سے کام لیتا اور نرمی روا رکھتا تو صورت حالات اتنی نازک صورت اختیار نہ کرتی۔

اس نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کے نام تاکیدی حکم بھیجا کہ حضرت حسین اور ابن زبیر وغیرہ سے بیعت لی جائے ابھی تک امیر معاویہ کے انتقال کی خبر مدینہ پہنچنے نہ پائی تھی اور یہ امر بھی بہت دشوار تھا اسی لئے ولید کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی گھبرا گیا اپنے نائب مروان

سے مشورہ لیا تو حضرت ... کے ... اس نے اسی وقت کہا پریشانی کی کونسی بات ہے اسی وقت حضرت ابن زبیر کو بلا کر بیعت کا مطالبہ کرو اور نہ مانیں گردن مار دو۔ اگر انھیں امیر المومنین کی وفات کی اطلاع مل گئی تو ... میں ذرہ برابر بھی جنگ پڑ گئی تو ان میں سے ہر ایک خلافت بلند کر دیگا اور پھر بغیر کچھ نہ بنے گی کیا زکر شدید پیدا ہو جائیگی۔

دارالامارۃ میں طلبی

اس مشورہ کے بعد ہی ولید کیا جس میں طلبی ہو رہی ہے ... میں وقت کا خیال بھی نہ کیا گیا۔ امیر معاویہ کی علالت کی پہنچ ہی چکی تھیں بہت پڑھے ہو چکے تھے غیر معمولی وقت طلب کے وقت مقررہ کی غیر موزونیت نے اس راز کو بھی آشکارا کر دیا اور قیاسات نے دونوں کو سمجھا دیا کہ امیر معاویہ ہے اور اس بیوقت طلبی کا مقصد بیعت کے سوا اور کچھ۔ حضرت حسین بہت دور اندیش اور ذہین تھے یزید جیسے پر بیعت نہ کر سکتے اور انکار کی صورت میں جو خطرناک فتنہ تھی اس سے بھی خالی الذہن نہ رہے۔ تشریف تو لے گئے اور ہر انسان کی طرح اپنی حفاظت کا بھی پورا سامان کر کے آدمیوں کو قریب ہی میں لگا کر ہدایت کر دی کہ وہ ... لیں اور چوکنے رہیں اور ایک آواز پر فوراً پہنچ جائیں۔ حاکم مدینہ نے جیسا کہ آپ کا قیاس تھا آپ کو امیر کی خبر سنائی۔

ساتھ ہی حکم کے مطابق بیعت یزید کا مطالبہ کیا۔ پہلے تو انہوں نے تعزیت کی اور پھر فرمایا کہ یہ تو نہایت نا موز آدمی اور اس طرح چھپ کر بیعت کرے۔ خفیہ بیعت کرنا مناسب نہیں جب آپ عام بیعت کے لئے لوگوں کو بلا آؤں گی اور جو صورت عامۃ المسلمین اختیار کرینگے اختیار کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ ولید فطرتاً ایک طبیعت آدمی تھا اس کے لئے آتنا وعدہ کا قائل تھا -- -- وہ رضامند ہو گیا اور آپ اس کے بعد واپس گھر تشریف لے آئے

بدبخت ولید زبردستی بیعت لینے کی دعوت دے چکا جنہیں محض لیت و لعل کی صورت میں قتل کا حکم پر آمادہ وہ ولید کے اس مصالحانہ رویہ پر بہت برافروختہ ہوا آپ نے میرا کہنا نہیں مانا اب میں بتائے دیتا ہوں کہ ... ہو چکے اور اب آپ انھیں ہرگز بیعت پر مجبور ولید نے ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے جواب دیا کہ مروان! ابہت افسوس ہے کہ تم فاطمہ بنت رسول حسینؓ کے خون سے میرے ہاتھ رنگین کرانا چاہتے ہو

...کے خون کا محاسبہ جس سے کیا جائے گا اس کا پلہ خدا کے نزدیک ... ہوگا۔

...مروان کی رائے بظاہر بہت صائب معلوم ہوتی ہے لیکن ... اعتبار سے غلط اور قطعی غلط تھی اس لئے کہ آپ اگر گئے تھے تو اپنی ... کا سامان کر کے گئے تھے اگر آپ کو چشم زخم پہنچانے کی ذرہ برابر سعی ... ہاشم جمع ہو کر اسی وقت ولید اور مروان دونوں کے ٹکڑے اڑا ... کے خلاف اسی لمحہ میں ایک جہاں سوز شورش پیدا ہو کر اس کا ... سلطنت کا خاتمہ کر دیتی۔ حضرت حسینؓ کوئی غافل اور ناعاقبت اندیش ... جو حالات کی تہ کو نہ پہنچ جاتے اور دشمنوں کے پاس بے اعتنایانہ چلے ...

...یدہ طریقہ کار پر غور اور بھائی سے مشورہ

...تشریف لے آئے مگر تھے سخت کشمکش میں ... یزید جیسے شخص کے ہاتھ پر جسے آپ جانتے تھے کہ وہ فسق و فجور ... رہتا ہے بیعت نہ کر سکتے تھے۔ امیر معاویہؓ کی مساعی اس وقت ناکام ... جبکہ اقتدار خلافت کا طوطی بول رہا تھا تو اب وہ کب اس معصیت ... سکتے تھے پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا خلفائے راشدین کے طریقہ ... کے مجمع طریقہ پر مہر کر دینے کے مترادف تھا اور شریعت کے مقتضیات ... کے منافی تھا۔ ایک طرف تو یہ صورت تھی اور دوسری طرف مشکلات ... اور پہاڑ بھی کھڑا تھا اور وہ تھا جمہور مسلمین کی رائے کے خلاف اقدام! ... مدینہ سے صریح وعدہ کر آئے تھے کہ اگر تمام اہل مدینہ بیعت کر لیں گے ... بھی اس میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

...بیعت کرنے اور نہ کرنے دونوں میں دشواریاں تھیں اور شرعی استقامت نظر ... تھے بیعت کئے لیتے ہیں تو طریقہ اسلامی کے انتخاب پر زد پڑتی ہے ... کرتے تو وعدہ خلافی ہوتی ہے کیونکہ فرما آئے ہیں کہ اہل مدینہ بیعت کر لیں ... مجھے بھی عذر نہ ہوگا۔ کشمکش و پیچ میں مبتلا تھے۔

...حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو جو علم ہوا تو وہ دوسرے ہی روز مدینہ ... سے خفیہ طور پر مکہ معظمہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور پورا کا پورا ... ان کی تلاش میں گذر گیا اور ولید اور اس کے تمام عملہ کو اس انہماک میں ... حضرت حسینؓ کا خیال بھی نہ ہوا۔ شام کے وقت ولید نے حضرت حسینؓ کو پھر ... بھیجا آپ نے ایک رات کی اور مہلت مانگ لی اور ولید نے کوئی پس و پیش ... اس لئے کہ ایک طرف تو اسے آپ پر پورا اعتماد تھا اور دوسری طرف ... آپ مدینہ ہی میں موجود تھے۔ اسی اثناء میں عراق میں امیر معاویہؓ کے ... انتقال کی خبر بھی پہنچ چکی تھی اور ساتھ ہی وہاں کے تیز رو سانڈنی سوار آپ کے ... پیغام لیکر پہنچ چکے تھے اور پہنچ رہے تھے کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیے ... آپ کی جاں نثاری کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت تک آپ کوئی فیصلہ ... نہ کر سکے تھے اور سخت پریشان تھے۔

...آپ نے مدینہ منورہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا اس طرح کہ خود نہ جانتے تھے کہ ... کہاں جانا ہے اور منزل مقصود کیا ہے؟ ... پریشانی کی ...

...کے عالم میں آپکے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ حاضر ہوئے۔ یہ بہت عقیل اور صائب الرائے تھے انھوں نے مشورہ دیا کہ:-

"اس وقت موقعہ ہے کہ آپ لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں نہ یزید کی بیعت کریں اور نہ یہاں سے کسی مخصوص شہر کا ارادہ کیجئے اگر لوگ آپ کی دعوت قبول کر لیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے اور اگر کسی اور شخص پر اجماع ہو جائے تو اس سے بھی آپ کے فضائل و اوصاف میں کمی نہ آئیگی ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیئے دیتا ہوں کہ اگر آپ نے اس وقت کسی مخصوص شہر میں پہنچکر اقامت کا ارادہ کیا یا کسی مخصوص جماعت پر اعتماد کر کے اس کی طرف گئے تو زمانہ پر آشوب ہے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا اور موافق و مخالف دو جماعتیں پیدا ہو جائینگی پھر بعید نہیں کہ ان موافق و مخالف فریق میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ آپ کی مخالفت میں پہلی مرتبہ زبانیں کھلیں گی اور اس کے بعد ان کے تیروں اور نیزوں کا پہلا نشانہ آپ ہی ہوں گے اس صورت میں وہ معزز اور قابل صد احترام ہستی جو ذاتی اور نسبی شرف میں سب سے بہتر ہے ذلیل ہو کر رہ جائے گی اور اس کا متبرک خون ارزاں ہو جائے گا۔"

رائے بہت صائب اور ہوشمندانہ تھی اب تک آپ کے فضائل مسلم تھے کوئی زبان آپ کی مخالفت میں نہ کھل سکتی تھی محبوبیت عامہ کا درجہ رکھتے تھے اور دعوت بھی ہوتی تو عام ہوتی کسی جماعت کے زیر اثر نہ ہوتی لیکن کسی ایک جماعت کی حمایت میں آنے کا نتیجہ لازمی ہی ہوتا جس کی طرف محمد بن حنفیہ نے اشارہ کیا تھا آپنے بھی اس مشورہ کو بنظر استحسان دیکھا اور پوچھا کہ پھر بتایئے کہ میں اس وقت جاؤں تو کہاں جاؤں کہ یہاں تو بیعت کئے بغیر چارہ نہیں کہا:-

"مکہ معظمہ چلے جایئے کہ وہ دار الامن ہے اگر آپ کو وہاں اطمینان حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ خود بخود آپ کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دیگا اور اگر وہاں کی زمین بھی گرم ہو جائے اور اطمینان نصیب نہ ہو تو پھر ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جایئے اور اس وقت تک جم کر کہیں قیام نہ کیجئے اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں برابر منتقل ہوتے رہیئے جب تک ملک کوئی فیصلہ نہ کرلے اس مدت میں آپ ہی کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کیونکہ جب واقعات سامنے آجاتے ہیں آپ کی رائے بہت صائب ہو جاتی ہے اور اس وقت آپ جو طریق کار اختیار کرتے ہیں وہ بھی بہت صحیح ہوتا ہے۔"

طبری نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنے بھائی کے اس مشورہ کو بہت پسند کر کے فرمایا کہ تمہاری رائے صائب بھی ہے اور محبت آمیز بھی۔

حضرت حسینؓ اور جذبہ حصول خلافت

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت حسینؓ بنو ہاشم کی طرح خلافت کو اپنا خاندانی حق ضرور سمجھتے تھے۔ حضرت حسنؓ کے دست بردار خلافت ہونے کی بھی آپنے مخالفت کی تھی اور آپ کو یہ امر بہت ناگوار گذرا تھا کہ یہ منصب رفیع خاندان سے نکل کر دوسری طرف غیر موزوں طریق پر ایسے شخص کی طرف منتقل ہو جائے جسکے طریقہ ہائے کار کو آپ ابتداء سے نامناسب و ناجائز سمجھتے چلے آرہے تھے اسی وجہ سے امیر معاویہؓ کے ...

[illegible] رسول اللہ کی یہ فتنہ خیزیاں یزید کی حالت مذہبی کے زندہ شواہد ہیں [illegible] مسلم تو اس قصابانہ وسفاکی کی جوابدہی کے لیے بہت جلد بارگاہ احدیت [illegible] طلب کر لیا گیا اور کہ معظمہ پہنچنے سے پہلے یہ کھیل کھیلنے کا موقعہ نہ ملا مگر [illegible] حصین اور اس خونخوار کے دوسرے جرنیل حصین بن نمیر نے جو کربلا [illegible] بھی ناپاک ہمرزدہ چکا تھا حرم شریف پر منجنیقوں سے آتشباری شروع [illegible] جیسا کہ ابو الفداء نے لکھا ہے زمین پر اس کے اس محترم اور مقدس گھر [illegible] بڑا نقصان پہنچا نیز غضب بانی میں اشتعال پیدا کرنے کے لیے حادثہ [illegible] کربلا ہی کیا کم تھا کہ حرمین شریفین کی اس توہین نے اس کے سیاہ اعمال کو [illegible] کر دیا۔ وقوعہ کربلا کے وقت تک یزید کی حالت میں ایک خوفناک انقلاب [illegible] کر دیا اس کے قلب پر گویا مہر لگا دی گئی اور عین اسی وقت کہ بیت اللہ [illegible] پر آتشباری ہو رہی تھی یزید پر بھی قہر الٰہی کی بجلی گری تو نیج کا دورہ [illegible] پڑا اس کی اوجھڑیوں میں تڑپ تڑپ کر مر گیا ان مظالم و شدائد کے سوا [illegible] حسین اور صحابہ کرام کی مخالفت کے لئے اس کے ذمائم اخلاق بھی کچھ [illegible] تھے۔

[illegible] ممکن تھا کہ نبیرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے ہاتھ پر بیعت [illegible] جو معاصی و مناہی پر بیخوفانہ دلیر تھا۔ علانیہ شراب پیتا تھا محرمات کی [illegible] پرواہ نہ کرتا تھا نماز بھی نہ پڑھتا تھا اور ناچ رنگ میں مصروف رہتا [illegible] بدبخت افراد یہ تو کہدیتے ہیں کہ ایک مسلم آئینی حکومت کے خلاف کھڑا ہونا [illegible] واضح کر رہا ہے کہ مقصد حصول خلافت تھا۔ اول تو یہ مقصد بھی کوئی [illegible] مقصد نہ تھا لیکن اس وقت آپ کے سامنے صرف ناموس دین خیر کا سوال [illegible] کی ثبوت یہ ہے کہ محض ایک آپ ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ و اشراف اس کے [illegible] خلاف تھے اور ملک بھر میں کوئی بھی یہ نہ چاہتا تھا کہ ایک اس درجہ فاسق و فاجر [illegible] ہاتھ پر بیعت کی جائے سمجھئے کہ اگر آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تو کیا [illegible] شریعت کے خلاف نہ ہوتا کہ دنیائے اسلام کی خلافت اور جانشینی رسول [illegible] علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا منصب خود دیدہ و دانستہ ایک ایسے شخص کو تفویض [illegible] کیا جائے جو نہ حکومت کی استعداد رکھتا ہے اور نہ جسے نیکی و بدی میں تمیز کی [illegible] ہے اس پر طرہ یہ کہ بیعت بھی لی جا رہی ہے تو بالجبر بنوک شمشیر بزور قوت [illegible] ہم واضح کر چکے ہیں کہ ابتدا میں آپکے سامنے کوئی پروگرام نہ تھا صرف اتنی [illegible] بات تھی کہ آپ ایک فاسق و فاجر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور بیعت کرنا نہ چاہتے [illegible] تھے مدینہ منورہ سے جلا وطن ہونے کا ارادہ کیا تھا تو حصول خلافت کے لئے [illegible] نہیں بلکہ بیعت سے بچنے کے لئے۔ یزید بیعت پر اصرار کرنے کے بجائے خاموش [illegible] رہتا لیکن اگر آپ کو اپنا بنا لینے کی سعی کرتا اور آپ سے تعرض نہ ہوتا تو بھی [illegible] کہ اسلامی دنیا آتش کدہ آلام بنتی بلکہ خود اسے بھی اپنی اصلاح پر مجبور [illegible] ہونا پڑتا اس کے بعد عراقی بھی سب کے خلاف کھڑے ہو گئے اور انہوں نے [illegible] یزید کے خلاف کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور آپ نے اسے ثواب سمجھ کر [illegible] قبول کیا اگر آپ دعوت خلافت دینے کو معظمہ ہی تک بیٹھ کر دیتے تو سارے [illegible] اور قبائل عرب آپکے لئے کٹ مرتے اور یزید کی حکومت وخلافت خواب [illegible] شرمندہ تعبیر رہ جاتی۔ یہ یزید کی قوت نہ تھی جس نے یزید کو پامالی کی دعوت [illegible] عراقیوں کی بزدلی و بیوفائی تھی جنہوں نے خود دعوت دی خود بیعت کی اور پھر خود ہی ابن زیاد کے اشارہ پر تیغ و تبر لیکر آپکے خلاف میدان میں آئے

مدینہ کا چاند افق مکہ پر

امیر معاویہؓ کے انتقال سے تمام عالم اسلام کی حالت پر آشوب ہو چکی تھی اور کہیں کوئی صورت امن نظر آتی تھی وہ صرف حرم محترم تھا آپ شعبان ۶۰ھ میں اپنے شفیق نانا کے مزار مقدس سے رخصت ہو کر براہ راست عازم حرم محترم ہوئے اہل و عیال ساتھ تھے۔ اگر آپکا مقصد محض حصول خلافت ہوتا تو آپ لازماً عراق کی طرف تشریف لیجاتے لیکن آپ تو صرف بیعت سے بچنا چاہتے تھے۔ محمد بن حنفیہؓ نے بھی یہی مشورہ دیا تھا اثنائے راہ میں ایک مقام پر حضرت عبداللہ بن مطیع ملے اور اطلاع پاتے ہی حاضر خدمت ہو کر پوچھا کدھر کا قصد ہے؟ فرمایا سردست تو مکہ مکرمہ جا رہا ہوں عرض کی بہتر ہے تشریف لے جائیے مگر خدا کے لئے عراق کا قصد ہرگز نہ کیجئے کہ یہ لوگ ہرگز قابل اعتبار نہیں ان کی بیوفائی رسوائے کوچہ و بازار بن چکی ہے آپکے والد گرامی کو انہی کی بیوفائی کے باعث ناکامی سے دوچار ہونا پڑا اور وہ بیا کوفہ میں شہید ہو گئے اس کے بعد آپکے بھائی صاحب کے ساتھ بھی انہوں نے وہی کھیل کھیلا انہیں تنہا چھوڑ دیا نیزے سے زخمی کیا زندگی تھی کہ بچ گئے آپ تو بس حرم محترم میں بیٹھ جائیے اور خاموشی کے ساتھ زمانہ کے کھیل دیکھتے رہیئے۔ آپ بہت بڑی چیز ہیں عرب کے سردار ہیں۔

میں یہ مسلمہ حقیقت آپ پر واضح کئے دیتا ہوں کہ حجازی آپکے سوا کسی کو بھی خلیفہ تسلیم نہ کریں گے آپ کے مقابلہ میں کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیں گے۔ حرم کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑیئے لوگ خود بخود آپ کی طرف مائل ہوں گے اور آپکے سوا اب اور کوئی اس منصب کا اہل نظر نہیں آتا اور نہ فضائل و کمالات میں آپکا اور کوئی مثیل ہے خدانخواستہ آپ پر اگر کوئی آنچ آئی تو ہم حجازی آپ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے تم آپکے بعد جو بچا رہا تو غلام بنا لیا جائے گا۔ بہرکیف آپ طے مراحل کرتے ہوئے حرم محترم میں داخل ہو گئے اور اپنے آبائی مکان شعب ابی طالب میں متمکن ہو گئے یہاں حضرت عبداللہ بن زبیر پہلے ہی سے پہنچ چکے تھے اور یہ سمجھ کر کہ یزید بیعت لئے بغیر ہرگز پیچھا نہ چھوڑے گا اور ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت کریں گے نہیں انہوں نے لطائف پیشبندی جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں وہ بھی آپ سے ملنے آئے اور جب تک قیام رہا برابر حاضر ہوتے رہے لوگوں نے جو آپ کے ورود کی خبر سنی ہر طرف سے پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور ہجوم رہنے لگا جوش عقیدت کے اس دریا کا یہ نظارہ دیکھ کر ایک روز حضرت زبیرؓ نے عرض کی کہ مناسب یہ ہے کہ آپ لوگوں سے بیعت لینی شروع کر دیجئے اور دنیائے اسلام کو یزید کے شر سے بچائیے کہ اس وقت اسی کی ضرورت ہے اور آپ کی ذات گرامی پر بہ آسانی اجماع و اتفاق ہو جائیگا محمد بن حنفیہ اور عبداللہ بن مطیع کے بعد یہ تیسرا اہم مشورہ تھا جو آپکو سعی حصول خلافت کے لئے آپ کو دیا گیا تھا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرم کا ایک مینڈھا ہے جسکی وجہ [illegible]

...فال بد سمجھکر مضطرب ہو گئے اور اسی منزل پر قیام کر کے
...لکھا کہ مجھے اس سفر میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوا ہے
...کو فال بد سمجھتا ہوں مناسب ہے کہ آپ یہ خدمت کسی اور
...دوسری روایت ہے کہ مسلم نے لکھا بہتر ہوتا یہ خدمت کسی دیگر
...جاتی، آپ نے جواب میں لکھا کہ ہم اہل بیت فال نہیں لیا کرتے
...کی ہے ہمت سے کام لو اور اپنا سفر جاری رکھو۔
...مسلم مجبوراً آگے بڑھے اور کوفہ میں داخل ہو گئے جہاں لوگ
...راہ تھے۔

...کا جوش خروش

کوفہ نے حضرت مسلم کا استقبال بڑی عقیدت اور بڑے جوش سے
...ہر طرف زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوفہ وہ کوفہ ہی
...ایک چار دن طرف سے جوق جوق ان کی زیارت کو آتے اور نہایت
...تکریم کرتے ایک سیلاب تھا جو امنڈا چلا آتا تھا۔ سلیمان بن صرد
...کے محل میں آپ نہایت عزت و تکریم کے ساتھ ٹھیرائے گئے ہر وقت
...کے گرد و پیش انسانوں کا ایک ہجوم رہتا تھا جو پروانہ وار نثار تھے
...ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ایک اشارہ ابرو پر اپنی گردنیں کٹا دیں گے ایک
...وقت میں کئی کئی سو مسلمان ان کے ہاتھ پر حضرت حسین کی خلافت کی
...بیعت کرنے لگے ابھی چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اٹھارہ ہزار
...کوفیوں کی بیعت ہو گئی حتمی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس بیعت کے وقت
...کے قلب جوش عقیدت سے لبریز تھے اور نیتیں صاف تھیں اس میں
کوئی شائبہ دجل و فریب نہ تھا۔

یزید کے خلاف ایک عام بددلی موجود ہی تھی لوگ اسے اچھا نہ سمجھتے تھے حضرت حسینؑ سے اسے کوئی نسبت ہی نہ تھی اول تو آپ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کے نواسے تھے پھر آپ کے والد صاحب بحیثیت صاحب خود اور اہل خاندان مدت تک اسی شہر میں رہ چکے تھے اس لئے آپ سے مانوس بھی تھے اور وہ دل سے چاہتے تھے کہ یزید کی حکومت کا قصر منہدم ہو کر اس کی بنیادوں پر خلافت حسینی کا محل تیار ہو علاوہ اس مقصد کے لئے گردنیں کٹانے کے لئے بھی تیار ہو چکے تھے۔ دغا و فریب چند کر سکتے ہیں چند سو کر سکتے ہیں لیکن اٹھارہ ہزار اور بقول بعض تیس ہزار انسان دغا پر متفق نہیں ہو سکتے اور ابھی تو بیعت کا سلسلہ برابر قائم تھا اور یقین تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام شہر والے بیعت کر لیں گے لیکن ان کے فطری خوف اور پیدائشی بیوفائی اور بزدلی نے انھیں جنت کے خیابانوں سے کھینچکر دوزخ کے دروازہ پر لا کھڑا کر دیا اور ابن زیاد کی ایک دھمکی کے حریف بھی نہ بن سکے۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کوفیوں کی صداقت عزم کے اور کیا مظاہر سامنے آسکتے تھے اور ان کے خلوص و جاں نثاری کے اور کس ثبوت کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ اسی بنا پر حضرت مسلم نے یہی حالات لکھ کر حضرت حسینؑ کو بھیج دیئے۔

علامہ مسعودی نے یہ بھی لکھا کہ جوش عقیدت کا ایک طوفان امنڈا ہوا ہے اٹھارہ ہزار کوفی تو یزید کی بیعت فسخ کر کے آپ کی بیعت میرے

ہاتھ پر کر چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ حالات سازگار ہیں آپ فوراً کوفہ کے لئے رخت سفر باندھیں اور مخلوق خدا کو یزید کی حکومت سے نجات دلائیں۔

فضائے کوفہ میں انقلاب کی لہریں

حضرت مسلم کی گرفتاری و شہادت

دربار یزید کے صدور احکام اچھے اور برے اور موافق و مخالف لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں بیس سال کی اموی حکومت نے اموی اثر بھی قوی کر دیا تھا اور کوفہ میں اب بھی ایک جماعت مفاد حکومت کی حمایت کے لئے سرگرم کار موجود تھی جیسی کہ ہر حکومت میں ہوا کرتی ہے۔ اس نے جو عقیدت و جوش کا طوفان اٹھتے اور انقلاب حکومت کا علم بلند ہوتے دیکھا تو کچھ لوگ سرخروئی حاصل کرنے کے لئے نعمان بن بشیر گورنر کوفہ کے دربار میں پہنچے اور اطلاع دی کہ مسلم حضرت حسینؑ کی بیعت لینے کے لئے کوفہ آئے ہیں اگر بقائے سلطنت منظور ہے تو فوری تدارک کیجئے۔ لیکن نعمان کے دل میں حضرت حسینؑ کے لئے عزو احترام کے جذبات موجود تھے انہوں نے یہ کہکر ٹال دیا کہ علانیہ تو کچھ نہیں کیا جا رہا اس لئے کافی ثبوت کے بغیر میں ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ یہاں سے مایوس ہوئے تو انہوں نے دمشق میں یزید کو لکھا کہ مسلم بیعت لے رہے ہیں اور حالات اس سرعت کے ساتھ منقلب ہو رہے ہیں کہ کوفہ جیسا عظیم الشان اور مرکزی شہر قریب قریب مطیع ہو چکا ہے۔ ہزارہا آدمی داخل بیعت ہو رہے ہیں حضرت حسین بھی عنقریب بیعت لینے کے لئے تشریف لانے والے ہیں۔ ہم نے نعمان بن بشیر انصاری سے رپورٹ کی مگر انہوں نے کوئی توجہ نہیں کی اگر کوفہ کو بچانا ہے تو جلد بچایئے ورنہ پھر میدان ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یزید کو پہلے ہی اس کا اندیشہ تھا اس کے پاس جو اطلاع پہنچی تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اسی وقت درباریوں سے مشورہ لیا۔

ایک غلام سرجون یزید کا بہت خیر خواہ اور ہمراز تھا اس نے عرض کی کہ میں جانتا ہوں کہ آپ ابن زیاد سے خوش نہیں کہ اس کی طرف سے آپکی ولیعہدی کی مخالفت بشدت ہو چکی ہے اور آپ کا دل اس کی طرف سے صاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر کہتا ہوں کہ کوفہ میں پیدا شدہ حالات کا مقابلہ اس وقت اگر کوئی کر سکتا ہے تو ابن زیاد ہی ہے اس کی ذات میں آپ کو ایک سخت گیر اور مدبر حاکم مل جائے گا۔ یزید اب بھی اسے دل سے نہ چاہتا تھا مگر دستور حالات ہی اتنی نازک تھی کہ اس نے کوئی مفر نہ دیکھکر فرمان بھیجا۔

"ابن زیاد عامل بصرہ کو معلوم ہو کہ ہمارے اپنے ہوا خواہوں کی اطلاعات کے مطابق ابن عقیل کوفہ پہنچ گئے ہیں اور مسلمانوں میں تفرق و تشتت پیدا کرنے کے لئے انہوں نے وہاں ایک فوج بھی مرتب کر لی ہے اس لئے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم اس فرمان کے موصول ہوتے ہی فوراً کوفہ جاؤ اور ابن بشیر کو معزول کر کے عنان اختیار اپنے ہاتھ میں لو اور مسلم کو خارج البلد کر دو اور مزاحمت کریں تو قتل کر ڈالو۔" اس فرمان کے موصول ہوتے ہی یہ کوفہ کو روانہ ہو گیا۔

ہوگئے کہ مسلم درحقیقت جاسوس تھے انکار کی گنجائش کہاں تھی لہٰذا سب کچھ صحیح ہے مگر میں نے خود پناہ نہیں دی۔ میں ابھی جا کر انھیں گھر سے نکالے دیتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا ہرگز نہیں اب تم اس وقت تک یہاں سے جنبش بھی نہیں کر سکتے جب تک مسلم یہاں نہ آجائیں۔ اس پر ہانی کو بھی جوش آگیا اور کہا خدا کی قسم یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے پناہ گزیں مہمان کو قتل کے لیے آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ ابن زیاد بہت بخوف اور غضبناک مردود تھا تاب نہ رہی۔ ہاتھ میں بید تھا ہانی کے اس زور سے کھینچ کر مارا کہ ناک کا بانسہ پھٹ گیا اور ابرو کی ہڈی ٹوٹ گئی پھر اسی حالت میں انھیں اٹھوا کر ایک گھر میں قید کر دا دیا۔

فوراً ہی ہانی کے قتل کی افواہ پھیل گئی جس پر اس کے قبیلہ کے کئی ہزار آدمیوں نے قصر امارت گھیر لیا۔ ابن زیاد گھبرا گیا کہ صورت حالات نازک ہو چلی تھی اس نے قاضی شریح سے کہا کہ آپ اپنی آنکھ سے دیکھ کر ہانی کے قبیلہ والوں کو ان کی زندگی کا یقین دلا دیجئے۔ قاضی شریح نیک بزرگ تھے معائنہ کے لیے گئے۔ ہانی تک شور پہنچ چکا تھا کہا آپ ان لوگوں تک میرا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ اگر آپ لوگوں میں سے دس لوگ بھی آجائیں تو میں اسی وقت رہائی پا سکتا ہوں لیکن ابن زیاد نے پہلے ہی جاسوس لگا دیا تھا اس لیے قاضی صاحب یہ پیغام نہ پہنچا سکے اور ان کے اطمینان دلانے پر ہانی کے قبیلہ والے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت مسلم نے جو قتل ہانی کی اطلاع سنی تو وہ بھی یا منصور امت کا نعرہ لگاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے جوش پھیل ہی چکا تھا کم و بیش اٹھارہ ہزار افراد ان کے ساتھ ہو گئے صورت حالات نے پھر نازک اختیار کر لی اس وقت ابن زیاد کے پاس کوئی فوج نہ تھی صرف تیس کوئی پولیس کے اندر تھے یا بیس معاند کوفے تھے جنہیں باہر اٹھارہ ہزار کا ایک بے پناہ ہجوم گھیرے کھڑا تھا۔ واقعی ابن زیاد کے لئے اس وقت موت و زیست کا سوال پیدا ہو چکا تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور معاندین سے کہا کہ تم قصر امارت کی بالائی منزل پر چڑھ کر اعلان کر دو کہ:۔

”اس وقت تم میں سے جو شخص امیر کی اطاعت کریگا وافر انعام پائیگا اور جو بغاوت پر قائم رہے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔“ دوسری طرف پولیس والوں کو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھ کر تہدید و تخویف اور حرص و طمع جس طرح بھی ہو ان لوگوں کو مسلم سے علیحدہ و جدا کرنے کی سعی کریں۔ تاریخ کوفہ والوں کی اس بزدلی اور اس ضعف ہمت پر آج تک حیران ہے کہ یہ ہزار دل ہوکر اور مسلح ہو کر صاحب قوت ہو کر تنہا ایک ابن زیاد کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور وہ جو ناچ انھیں نچاتا رہا یہ ناچتے رہے اور کسی وقت بھی ان کی رگ غیرت جوش میں نہ آئی۔

یہ اٹھارہ ہزار کی اٹھارہ ہزار فوج محض ایک بے قوت شخص کی دھمکی سے مرعوب ہوکر منتشر ہوگئی شہر کے لوگ آنے اور اپنے اعزا و اقارب کو ہٹا ہٹا کر لیجانے لگے اور کچھ ہی دیر میں یہ حالت ہوگئی کہ حضرت مسلمؑ کے ساتھ صرف تیس جوان رہ گئے لیکن حتمی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ تیس اشخاص ہی مستقل مزاج رہتے اور ہمت سے کام لیتے تو حضرت مسلمؑ ابن زیاد سے بھی ایک لفظ نہ نکلا۔

ابن زیاد کی قوت کا بھی خاتمہ کر سکتے تھے اور ہانی کو بھی رہائی دلا سکتے تھے لیکن حضرت حامیان حسینؑ کی غداری کا یہ المناک مظاہرہ دیکھ چکے تھے ان سے کیا توقع ہو سکتی تھی خود محلہ بنی کندہ کی طرف چلے گئے۔ اور جیسی توقع تھی ان تیس آدمیوں نے بھی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ دیا۔

مسجد کے ہجوم میں ابن زیاد کی تقریر

ابن زیاد بہت چالاک تھا وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ کوفہ والے انسان نہیں بھیڑیں ہیں ان میں خندہ برابر ہمت نہیں اور انھیں بآسانی ڈرایا اور ان سے ہر کام لیا جا سکتا ہے۔ ایک نہیں تین تجربے ہو چکے تھے۔ نہ ہانی کی خوفناک جمعیت کچھ کر سکی تھی اور نہ حضرت مسلم کے مددگار کی فوج اس کی دھمکی کی حریف بنی تھی اب اسے خوف ہی کیا رہا کہنا سمجھ چکا تھا کہ یہ تو لاکھ بھی مقابلہ پر آئیں تو کوئی چیز نہیں۔

اس نے بخوف ہو کر قصر امارت کے دروازے کھلوا دیئے اور اعلان کر دیا کہ اسی وقت لوگ مسجد میں جمع ہوں لوگ دہشت زدہ تو تھے ہی اسے گویا ابن زیاد نہیں کوئی مافوق العادہ دیو ہے جو ان میں سے اعلان سنتے ہی لوگ بتعداد کثیر مسجد میں جمع ہو گئے جہاں ابن زیاد نے تقریر کی اور کہا ”لوگو! مسلم نے تمہارے شہر میں جو فتنہ برپا کیا اور تمہاری عافیت و امن میں خلل ڈالا تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو میں ایسے شخص کی طرف سے کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتا، اور اسے سزا دیئے بغیر ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ جو اسے پناہ دیگا میں اسے یقیناً قتل کر دوں گا اور جو اسے گرفتار کر کے میرے پاس لائے گا وہ انعام پائے گا۔ میری تمام تر توجہات اس وقت صرف اسی فتنہ کے انسداد پر مرکوز ہوں اور آپ سب کو اس مقصد میں میری امداد کرنی چاہیئے۔“

بڑھیا کے گھر میں حضرت مسلمؑ کی روپوشی

اس کے بعد ابن زیاد نے مسجد ہی میں کھڑے کھڑے کوتوال شہر حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ تم شہر کی ناکہ بندی کر کے عام تلاشی لو۔ دیکھو مسلم شہر سے نکلنے نہ پائیں جس طرح ہو انھیں گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو اور جو تمہاری امداد سے انکار کرے اس کی رپورٹ کرو۔

ہزارہا کوفیوں نے ابن زیاد کی زبان سے یہ اعلان ایک سناٹے اور سکون کے عالم میں سنا اور سب کے قلب سینوں میں دھڑکنے لگے اس وقت کسی کے قلب میں یہ خیال نہ تھا کہ حضرت حسینؑ کون ہیں؟ اور حضرت مسلم کے ہاتھ پر کیا بیعت کر چکے ہیں؟ خدا کی طرف سے بھی کوئی فرض عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ سب اس خیال میں تھے کہ کسی طرح مسلمؑ کو گرفتار کرا کے ابن زیاد کی خوشنودی حاصل کریں اور اس کے قہر و غضب سے بچ رہیں۔

حضرت مسلمؑ کی یہ کیفیت کہ وہ تن تنہا حیران و پریشان پھر رہے تھے، کوئی نہ بات کرنے کا روادار تھا اور نہ پناہ دینے پر تیار ہوتا تھا اسی طرح خاک چھانتے ہوئے ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے جس کا نام طوعہ تھا طوعہ کا لڑکا بلال احتجاج کرنے والوں کے ساتھ نکل گیا تھا اور یہ بڑھیا اس کا انتظار کر رہی تھی حضرت مسلمؑ نے اس سے پانی مانگا جو پلا دیا پھر اس کے بعد کہا جائیے اپنا راستہ لیجئے مسلمؑ نے کہا کہاں جاؤں میں کوئی ٹھکانہ ہو تو جاؤں

زخموں سے چور حالت میں ابن زیاد کے سامنے پیش کئے گئے۔

حضرت مسلمؓ اور ابن زیاد کی جھڑپ

حضرت مسلمؓ نے ابن زیاد کو سلام نہیں کیا جس سے وہ چڑا۔ لوگوں نے ٹوکا تو فرمایا جب میرے قتل ہی کا ارادہ کر چکا تو مجھے سلام کرنا زیبا نہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ واقعی میں تمہیں ضرور قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو مجھے اپنے کسی قبیلہ والے سے وصیت کا موقع دے۔ چنانچہ عمر بن سعد سامنے آئے اور ایک طرف لے جا کر آپ نے وصیت کی کہ میرے یہاں سات سو درہم قرض ہو گیا ہے وہ میری تلوار اور اسلحہ فروخت کرکے ادا کر دینا۔ میری نعش حاصل کرکے خود دفن کرنا۔ حسینؓ میرے خط پر عازم کوفہ ہو چکے ہیں کسی قاصد کو بھیج کر انہیں واپس کر دینا۔

طبری نے لکھا ہے کہ ابن سعد نے یہ وصیت ظاہر کرکے ابن زیاد سے تکمیل کی اجازت چاہی تو اس نے کہا حسینؓ کے متعلق میرا طرز عمل یہ ہوگا کہ اگر وہ واپس ہو جائیں گے تو میں خواہ مخواہ ان کا تعاقب نہ کروں گا اور آ گئے تو چھوڑوں گا نہیں۔ نعش کے متعلق یہ ہے کہ قتل کے بعد مجھے اس سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ رہا قرض اس کے بارہ میں تمہیں پورا اختیار ہے جو طریق عمل چاہو اختیار کرو۔

اس کے بعد حضرت مسلمؓ دوبارہ سامنے لائے گئے تو شقی القلب ابن زیاد نے ان کے سامنے ان کے جرائم کی فہرست گنواتے ہوئے کہا کہ :-

"کوفہ کے لوگ امن و اتفاق کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ تم نے آکر ان میں تفرقہ ڈالنے اختلاف پیدا کرنے اور انہیں باہم ٹکرانے کی سعی کی" جواب میں حضرت مسلمؓ نے فرمایا۔ "ہرگز نہیں میرے سامنے ہرگز یہ مقصد نہ تھا خود کوفہ والوں کا یہ خیال تھا کہ تمہارے باپ زیاد نے انہیں ہدف مصائب بنائے رکھا ان کا خون بہایا ان کے نیک لوگوں کو قتل کیا اور اسلامی جمہوریت کو پاش پاش کرکے اس کے بجائے قیصر و کسریٰ جیسا طرز عمل اختیار کیا۔ اسی لئے ہم بدیں مقصد آئے کہ لوگوں کو قیام عدل و انصاف اور قرآنی احکام و اسلام کی دعوت دیں اور اس کے سوا ہمارے یہاں آنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔"

ابن زیاد یہ سنتے ہی غضبناک ہو گیا اور مشتعل لب و لہجہ میں بولا کہ فاسق تجھے یہ دعویٰ زیب نہیں دیتا جب تو مدینہ میں مصروف بادہ نوشی تھا اس وقت ہم یہاں کتاب اللہ پر عمل اور قیام عدل کی دعوت دے رہے تھے۔ حضرت مسلمؓ نے جواب میں فرمایا کہ خدا کی قسم خدا ہی جانتا ہے کہ تو اس وقت جھوٹ بول رہا ہے اور دیدہ و دانستہ اتہام لگاتا ہے۔ شراب نوشی کا مستحق مجھ سے زیادہ وہ ہے جس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے آلودہ ہیں اور جو خدا کی حرام کی ہوئی جانوں کا خون کرتا ہے اور قصاص کے بغیر لوگوں کو قتل کرتا ہے محض سوء ظن غصہ اور ذاتی عداوت کی بنا پر لوگوں کی جانیں لیتا ہے اس کے باوجود لہو و لعب میں مشغول ہے۔

ابن زیاد نے برافروختہ ہو کر کہا کہ فاسق! تجھے تیرے نفس نے اس چیز کی تمنا پر آمادہ کیا جس کا خدا نے تجھے اہل نہیں بنایا اور اسی لئے اس نے تیری یہ تمنا پوری نہ ہونے دی۔ حضرت مسلمؓ نے پوچھا پھر اس کا اہل کون تھا؟ بولا امیر المومنین یزید بن معاویہ۔ حضرت مسلمؓ نے فرمایا کہ ہر حال میں خدا کا شکر ہے وہ ہمارے تمہارے درمیان جو فیصلہ چاہے کر دے۔ ابن زیاد نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہو۔ حضرت مسلمؓ نے کہا گمان ہی نہیں یقین ہے۔ ابن زیاد اور مشتعل ہوا اور کہا کہ اگر میں تمہیں عجیب و غریب طریقے سے قتل نہ کروں جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہ ملے تو خدا مجھے قتل کرے۔ حضرت مسلمؓ نے فرمایا بیشک تمہارا کام ہی یہ ہے کہ تم اسلام میں ایسی مثالیں قائم کرو جو اب تک موجود نہ ہوں میں خود تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم مجھے برے طریقے سے قتل کرنا برے طریقہ سے مثلہ کرنا اور کوئی خبث ایسا باقی نہ رکھنا جس کی تمنا ہے کہ تم ہی اس کے مستحق ہو۔ ابن زیاد اس پر [illegible] کا نام لے کر اہل بیت کو گالیاں دیں اور اس کے بعد جلادوں کو حکم دیا کہ انہیں محل کی بالائی منزل پر لے جا کر قتل کر دو اور دھڑ نیچے پھینک دو۔ یہ خدمت خصوصیت کے ساتھ اس شخص کے سپرد کی گئی جو آپ کے ہاتھ سے مجروح ہوا تھا تاکہ وہ پورے انتقامی جذبہ کے ساتھ قتل کرے۔

حضرت مسلمؓ و ہانیؓ کی گلوتراشی

اس شخص کا نام بکر بن حمران تھا یہ آپ کو پکڑ کر اوپر لے گیا راستے میں آپ برابر تکبیر و استغفار اور درود و سلام پڑھتے اور کہتے رہے خدایا تو ہی ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا، جھٹلایا، ذلیل کیا۔ اس کے بعد جلاد نے سر تن سے جدا کرکے دھڑ نیچے پھینک دیا۔ اس دردناک اور رقت خیز طریق پر حضرت مسلمؓ شہید کئے گئے۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کا ہے۔

حضرت مسلمؓ محض جانباز ہی نہ تھے بلکہ نہایت مدبر، عقلمند اور فاضل شجاع بزرگ تھے جو ہاشمیوں میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت حسینؓ کے قوت بازو تھے ان کی موت سے گویا حضرت حسینؓ کا نہایت قوی بازو ٹوٹ گیا اور آپ کی قوت کو شدید نقصان پہنچا۔ اتفاق دیکھئے جس روز کوفہ میں یہ واقعہ پیش آیا ہے اسی روز حضرت حسینؓ مکہ معظمہ سے عازم کوفہ ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسلمؓ کے ساتھ ان کے دو کمسن صاحبزادے بھی تھے جو فرط محبت میں ان کے ساتھ چلے آئے تھے۔ آپ کے بعد ان پر بڑی بڑی اذیتیں اور مصیبتیں گذریں اور وہ بھی گرفتار ہو کر بڑی اذیت کے ساتھ قتل کئے گئے لیکن یہ واقعہ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ عربی تاریخوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں اگر واقعہ سچا ہوتا تو عرب مورخین اسے کبھی نظر انداز نہ کرتے۔

حضرت مسلمؓ کے قتل کی خبر سن کر قصر امارت کے پیچھے بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے اور شور کر رہے تھے ان میں ہانی کی جمعیت کے لوگ زیادہ تھے۔ ابن زیاد کوفیوں کی ہمت کی پیمائش اچھی طرح کر چکا تھا وہ جانتا تھا کہ ان بزدلوں میں کوئی حوصلہ نہیں اسلئے اس نے اسی وقت ہانی کا سر کٹوا کر قصر سے باہر پھینکوا دیا چاہئے تو یہ تھا کہ [illegible] ہمتیوں کے قتل پر اس ہجوم میں اشتعال پیدا ہوتا اور یہ بڑھ کر ابن زیاد کے مکر کا بدلہ دیتا مگر ہوا یہ کہ ان پر ایسا خوف طاری ہو گیا اور یہ دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے حقیقت یہ ہے کہ کوفیوں کی بزدلی ہی تھی جس کی وجہ سے ابن زیاد کی ہمت بڑھ

راکب دوش نبوی کا عزم سفر

خیر خواہوں اور درد مندوں کے مشورے

عبداللہ بن زبیر کا مشورہ

حضرت مسلم حضرت حسینؓ کے چچیرے بھائی بہت دانشمند ... تھے اسی لئے انھیں حالات کو دیکھ کی تحقیق پر مامور کیا تھا انہوں نے ... عقیدت کے مجزوطا کو چ اسناد کے دیکھا ادساتھا رہ ہزار بیعت ... انہوں نے حضرت حسینؓ کو لکھ بھیجا کہ فضا نہایت ساز گار ہے ... تحریر بیعت ہو چکے اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے سارا شہر آپ کے لئے ... تشریف لے آئے آپ خود اندازہ کر رہے تھے اور مدینہ کوفیوں کی بیوفائی ... سے واقف تھے لیکن حضرت مسلم جیسے معتمد بھائی کی رپورٹ کو آپ غلط ... انہوں نے مفصل حالات لکھدیئے تھے اور رفع اطمینان دلایا تھا اس لئے آپ ... خط پہنچتے ہی سفر کی تیاریاں شروع کردیں۔

... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری سفر کی خبر ایسی چیز نہ تھی جس ... رہتے اور جس پر لوگوں اور بھا بھا ہوں میں اضطراب پیدا ... اضطراب اس وجہ سے اور بڑھ رہا تھا کہ کوفیوں کے متعلق عام رائے بہت خراب تھی اور کسی کو ان کی بات پر اعتماد نہ تھا خیر خواہوں نے روکنے ... تمام بیر شروع کردیں سب سے پہلے حضرت عمرو بن عبدالرحمن حاضر خدمت ... عرض کی کہ:-

... سنکر بہت تشویش پیدا ہوگئی ہے کہ آپ عراق تشریف لیجارہے ہیں ... حالانکہ آپ کو یہ علم ہے کہ وہاں یزید کی حکومت بھی قائم ہے اور اس کے ... عمال بھی موجود ہیں ان کے پاس بیت المال بھی ہے کیونکہ لوگ بندہ ... جن لوگوں نے آپ کی امداد کا وعدہ کیا ہے اندیشہ ہے کہ وہی آپ سے ... حضرت حسینؓ نے ان کے مخلصانہ مشورہ کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے ... حضرت عبداللہ بن عباس حاضر ہوئے اور کہا کہ:-

... عم کیا یہ صحیح ہے کہ آپ عراق جانے کی نیت کئے ہوئے ہیں اور اگر یہ صحیح ہے ... خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس ارادہ سے باز آئیں ہاں ایک صورت ... اہل شہر نے اپنے حاکم کو قتل کر دیا ہو اور دشمنوں کو نکال دیا ہو تو آپ بخوشی ... اور اگر ایسی حالت میں بلایا گیا ہے کہ وہاں حکومت بھی قائم ہے اور ... موجود ہے تو یاد رکھئے کہ آپ محض جنگ کے لئے بلائے گئے ہیں آپکو ... دھوکہ دیا جائے گا اور سب آپکے دشمن ہو جائینگے۔"

حضرت ابن عباسؓ کا مشورہ بہت صائب اور بہت عاقبت اندیشانہ مشورہ ... حضرت حسینؓ نے اسے سنکر فرمایا کہ بہتر ہے میں استخارہ کردوں گا" پھر ... حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے عرض کی کہ

... آپ حجاز ہی میں رہکر حصول خلافت کی سعی کریں تو ہم سب آپ کی بیعت ... کے اور خود اس کے لئے پوری سرگرمی کے ساتھ کوشش کریں گے"

... فرمایا میں نے اپنے والد بزرگوار سے یہ حدیث سنی ہے کہ حرم کا ایک مینڈھا ... جس کی وجہ سے اس کی حرمت اٹھ جائیگی میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا ... حضرت ابن زبیرؓ نے پھر کہا کہ آپ حرم ہی میں بیٹھے رہیں باقی اور تمام کام میں ... انجام دوں گا۔ فرمایا کہ حرم میں ایک بالشت بھی باہر قتل کیا جانا میرے اندر ... قتل کئے جانے سے بہتر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو حضرت ابن زبیرؓ کی طرف سے ... بدگمانی تھی اسی لئے آپ نے ان کے مشورہ کو خیر خواہی پر محمول نہ فرمایا۔

ابن عباسؓ کا کمال اندیشانہ مشورہ

دوسرے دن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پھر حاضر ہوئے اور پھر عرض کی کہ:-

"عزیزا ابن عم کیا کروں دل کو منانا ہوں صبر کرتا ہوں مگر نہ دل مانتا ہے اور نہ صبر آتا ہے مجھے تو اس سفر میں ہلاکت ہی ہلاکت نظر آتی ہے۔ عراقی بڑے بیوفا اور فطری غدار ہیں آپ یہیں رہیں اور ان کے پاس ہرگز نہ جائیں یہ کس کے ہوئے ہیں جو آپ کے ہوں گے اگر وہ اپنے دعوے عقیدت میں سچے ہیں اور واقعی وہ آپ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں تو انھیں لکھئے کہ وہ پہلے اپنے دشمنوں کو اپنی قوت کے مظاہرہ سے نکالیں اور اس کے بعد آپ کو بلائیں اس طرح حکومت کی طرف سے تو کوئی مخالفت کا کوئی اندیشہ نہیں رہے گا آپ آپ معمولی ہستی نہیں سردار حجاز ہیں۔ اور اگر مطلب یہ ہو کہ آپ حرم میں کسی وجہ سے قیام پسند ہی نہ کرتے ہوں تو آپ عراق کے بجائے یمن میں تشریف لیجائیے عراق کی نسبت وہاں ہر طرح محفوظ رہیں گے یزید بآسانی آپ پر وہاں ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔ اول تو وہ ملک ہی الگ تھلگ واقع ہوا ہے اور اگر وہاں کوئی صورت دگر پیش آبھی گئی تو وہاں محفوظ قلعے اور پہاڑ بھی آپ کی حفاظت و صیانت کے لئے موجود ہیں۔ وسیع ملک ہے آپکے والد صاحب کے کثرت حامی وہاں موجود ہیں۔"

خلافت کا خیال ہے تو یہ مقصد یمن میں بوجوہ احسن انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ آپ وہیں گوشہ عافیت میں بیٹھ جایئے وہیں سے مختلف صوبوں کے اشراف و عمائد کو ساتھ ملانے کے لئے خط لکھئے۔ اطراف ملک میں اپنے دعاۃ بھیجئے۔ اگر عراقی واقعی آپ کے حامی ہیں تو بیں ان کی حمایت سے فائدہ اٹھایئے اور کام لیجئے مگر ان پر اطمینان کرکے انہی کے پاس نہ چلے جایئے بالخصوص اس صورت میں کہ ان کی تاریخ وفا کے اوراق آپکے سامنے کیا دنیا کے سامنے کھلے پڑے ہیں۔"

ابو بکر بن حارث کا پرزور استدلال

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بہت بڑے فاضل اور مدبر ہی تھے اور چچیرے بھائی ہونے کی حیثیت سے انتہائی ہمدردی بھی رکھتے تھے ان کا مشورہ بھی اتنا بہتر اور اتنا عاقلانہ تھا کہ خود حضرت حسینؓ کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا اور یہ کہا کہ آپ کا مشورہ واقعی صائب ہے اور آپکی محبت و ہمدردی کا مجھے کامل یقین ہے مگر اب تو میں پختہ ارادہ کرچکا ہوں اور سفر سے باز نہیں رہ سکتا۔ حضرت عباسؓ یہ جواب سنکر بیتاب ہو گئے۔ بہت احترام کرتے تھے اس لئے اور تو کچھ نہ کہہ سکے اتنا ضرور عرض کیا۔ "اگر نہیں مانتے تو آپ کی مرضی لیکن کم از کم اتنا تو ضرور کیجئے کہ آپ عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لیجایئے کیونکہ آپ سلوک الٰہی کا احساس ہو یا نہ ہو مگر مجھے اس امر کا شدید اندیشہ ہے کہ مبادا آپ بھی عثمانؓ کی طرح اپنے بچوں اور عورتوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور وہ دیکھتے رہجائیں۔" طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ نے انتہائی سعی کی مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد ابو بکر بن حارث نے کہا۔

"نہ سہی آپ اتنا تو غور فرمالیں کہ آپکی اور آپکے والد گرامی کی حیثیت سیاسی میں کتنا فرق ہے۔ بیشک شجاع تھے مسلمانوں کا عام رجحان بھی انکی

طرف تھا ہزارہا گردنیں ان کے سامنے خم ہو گئی تھیں۔ خزانہ دولت و اقتدار بھی انھیں حاصل تھا تنہا ایک صوبہ شام کے سوا تمام ممالک اسلامیہ پر ان کا سکہ رواں تھا۔ سب ان کے ساتھ تھے ہر قسم کی طاقت موجود تھی اس اثر و اقتدار کے باوجود کہ وہ ان کی جانوں اور مالوں کے مالک تھے جب امیر معاویہ کے مقابلہ کے لئے چلے ہیں تو صرف حرص دنیا میں پھنسکر انھوں نے نہ صرف ساتھ چھوڑا بلکہ ان کی مخالفت پر بھی کمربستہ ہو گئے۔ اسے بھی جانے دیجئے آپ کے برادر گرامی حضرت حسنؓ بھی خلیفہ ہی تھے مگر پایہ تخت ہی کے لوگوں نے آپ کے ساتھ جو سلوک روا رکھا، آپ اپنی آنکھوں دیکھ چکے ہیں حیرت ہے کہ آپ ان تجربات و شواہد کی موجودگی میں اپنے والد اور اپنے بھائی کے دشمنوں پر اعتماد کر کے ان کے پاس جا رہے ہیں اور اس خیال و امید پر جا رہے ہیں کہ وہ آپ کا ساتھ دیں گے۔

"میں آپ کو آج بتلائے دیتا ہوں کہ شامی بہت سرگرم اور بہت چالاک ہیں اس کے علاوہ عراقیوں پر ان کا رعب بھی بیٹھا ہوا ہے آپ کے اس سرزمین میں قدم رکھتے ہی جس طرح بھی ممکن ہوگا ترغیب و ترہیب سے وہ ان بیوفاؤں کو توڑ لیں گے اور یہ سب سگان دنیا ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور وہی لوگ آپ کے دشمن بن جائیں گے جنھیں اس وقت آپ اپنا دوست اور بہی خواہ سمجھے ہوئے ہیں اور جنھیں آپ کی محبت کا دعویٰ ہے۔"

غیبی حکم کی تعمیل

یہ اتنا پر زور استدلال تھا جس پر حضرت حسینؓ کو اپنی روانگی یقیناً ملتوی کر دینی چاہیے تھی مگر اس کا جو جواب آپ نے دیا اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کو مشورہ سے قبل یا ان کے دوران ہی میں اس حقیقت سے غیبی طریق پر آگاہ کر دیا گیا تھا اور بتا دیا گیا تھا کہ آپ کو منصب شہادت عطا ہونے والا ہے۔ صاف بات ہے اور ضرورت ہے کہ اس وقت مذہبی نقطہ نگاہ سے نہیں عام زاویہ نظر سے حضرت حسینؓ کی روش اور طریق عمل پر غور کیا جائے اتنے اہم اور خیر خواہانہ مشوروں کے باوجود اور گزشتہ تجربات و شواہد کے سامنے ہوتے ہوئے بھی آپ کا ارادہ سفر ملتوی و منسوخ نہ کرنا کچھ گراں معلوم ہوتا؟ حضرت ابن عباسؓ و ابوبکرؓ کے مشورے ایسے نہ تھے جسے کوئی دانا اور ہوشمند بہ آسانی مسترد کر سکتا۔ پھر آپ کے متعلق تمام مورخین متفق ہیں کہ آپ ہوش و عقل اور مآل اندیشی میں بہت ممتاز تھے۔ حضرت حسنؓ کی تدفین پر جھگڑا ہوتا ہے تو آپ حضرت ابوہریرہ کا مشورہ فوراً مان لیتے ہیں حاکم بیعت کے لئے ناوقت طلب کرتا ہے تو آپ پورا اہتمام کر کے اور لوگوں کو گوش بر آواز بنا کے اندر جاتے ہیں۔ حضرت محمد بن حنیفہ کا مشورہ بھی قبول کر لیتے ہیں حضرت عبداللہ بن مطیع کی نصیحت بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ عراقیوں کے خطوط کی بھرمار سے متاثر نہیں ہوتے۔ سفارت پہنچتی ہے خدا کا واسطہ دلاتی ہے اشراف و عمائد قریش یقین دلاتے ہیں مگر آپ ایک ساتھ نہیں چل کھڑے ہوتے بلکہ پہلے تحقیق حالات کے لئے حضرت مسلم کو بھیجتے ہیں لیکن اس کے بعد یکایک رخ بدل جاتا ہے اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ جانے دیجئے حضرت ابن زبیرؓ کے مشورہ کو کہ ان کی طرف سے تو سوء ظن تھا لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کے متعلق تو اس کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا کہ وہ بدگمانی اور انتہائی ہمدردی سے بھرا ہوا ... کا کیا جواب ہو سکتا ہے حصول حکومت کے لئے ... مگر اس انداز و ہند طریق پر نہیں۔ اور یہی چیز سامنے ہوتی تو یمن اس کے لئے بہترین مرکز ہو سکتا تھا۔

یقیناً آپ اتنے ناعاقبت اندیش نہیں ہو سکتے تھے کہ پس و پیش کو نہ سوچتے۔ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت مسلم کی پوری طرح آپ کو ذرہ بھر ہوشیار کر دیا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جبکہ اصلی حالات کے علم ہو جانے اور ان کی شہادت کی خبر مل جانے پر بھی آپ اپنا قدم نہیں روکتے یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسلم کے بیٹوں کے اصرار سے آپ مجبور ہو گئے۔ یہی سہی لیکن بچوں اور عورتوں کو واپس نہ کرنا اور ساتھ رکھنا کیا معنی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ غیبی طریق پر مطلع کر دیئے گئے تھے اور اس اطلاع پر شوق شہادت سے سرشار ہو گئے تھے اور کسی صورت بھی حرم میں نہ رکنا چاہتے تھے آپ کے سامنے نقشہ کربلا پیش کر دیا گیا تھا اور اب آپ عراقیوں کے پاس نہیں خدا کے پاس جا رہے تھے جس کا تاریخی ثبوت بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت ابوبکر بن حارثؓ کے استدلال نے آپ کو لاجواب کر دیا تو آپ کے منہ سے اصل حقیقت کا اظہار ہو ہی گیا اور جیسا کہ مسعودی جلد ... میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ کے جواب میں آپ نے فرمایا تو یہ کہ:

"مجھے تو خدا کی مرضی پوری ہو کر رہیگی"

بہ الفاظ دیگر میں ضرور شہید کیا جاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی حاضر ہو کر بہت سمجھایا لیکن قضائے الٰہی ٹل نہ سکتی تھی۔

فرزدق شاعر سے ملاقات

غرض آپ نے اعزہ و احباب میں سے کسی کا مشورہ نہ مانا اور سب کی خواہشات کے علی الرغم ۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو عازم عراق ہوئے۔ اب تک تو حاکم مکہ عمرو بن سعید بن عاص خاموش بیٹھا آپ کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا لیکن روانگی کے وقت اس نے آپ کو سفر عراق سے روکنے کے لئے اپنے سپاہی بھیجے جنھوں نے آپ کو روکنے کی سعی کی مگر اس کی مزاحمت کچھ سود مند نہ ہوئی اور آپ آگے بڑھتے چلے گئے۔ اثنائے راہ میں تنعیم سے ... ہوتے ہوئے صفاح میں خیمہ زن ہوئے جہاں عرب کے مشہور شاعر فرزدق سے اتفاقیہ ملاقات ہو گئی جو عراق ہی سے چلا آ رہا تھا۔

عراق کی حالت پوچھنے پر اس نے عرض کی کہ میں کوفیوں کی حالت سے بخوبی واقف ہوں پھر کہا کہ:

"لوگوں کے دل تو ضرور آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں امیہ کے ساتھ ہیں۔ قضائے الٰہی آسمان سے اترتی ہے۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔" آپ نے جواب میں فرمایا تم نے سچ کہا للہ الامر یفعل ما یشاء وکل یوم ھو فی شان

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہمارے موافق ہوا تو ہم اس کا شکر ادا کریں گے اور اگر اس کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو تو بھی شکر ہے کہ ہماری نیت حق اور تقویٰ ہے ... نہیں۔

اللہ مکہ کے شبہوں کے بعد آپ کو فرزدق کے اس اشتباہ سے ضرور متنبہ ہو جانا چاہیے تھا کہ اس کی ندحضرت مسلم کی رپورٹ پر پڑ رہی تھی لیکن ...خیہ کہ آپ کے دل میں تو نہ ہوا اور نہ ہی نہ ہوا۔ اس میں حق اور ...فوی کے الفاظ محفوظ ہیں کہ وہ آپ کے مقصد سفر پر بھی روشنی ڈال ...ہے جب کہ آپ حصول خلافت کے شوق میں نہیں جا رہے بلکہ حق کی حمایت ...کے لئے چلے ہیں۔

...ن جعفر اور حاکم مکہ کا خط

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کا خط بھی پہنچ گیا ہوں گے کہ آپ کو ...جس میں نہایت ہمدردی و محبت کے ساتھ خدا کا واسطہ دیکر لکھا گیا تھا ...ستدعا کی گئی تھی کہ آپ جہاں تشریف لئے جا رہے ہیں وہاں مجھے آپ کی ...ہل بیت کی تباہی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو ...زخم پہنچیگا تو ہماری نظر میں دنیا تاریک ہو جائے گی کہ آپ مومنوں ...ماذ ہیں عجلت نہ کیجئے کہ میں بہت جلد آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں اور ...خود محبت میں حاکم مکہ سے بھی آپ کے نام ایک خط لکھا کر بھیجا۔ ...میں لکھا تھا کہ میں خدا کا واسطہ دیکر لکھتا ہوں کہ آپ واپس چلے آئیں ...اللہ بن جعفر اور اپنے بھائی کو بھیجتا ہوں آپ کو امان دیتا ہوں تمہارے ...بھلائی اور صلہ رحمی سے پیش آؤں گا تمہاری مدد کروں گا تمہیں راحت ...راست رکھوں گا اس تحریر پر خدا شاہد ہے" ہم گزارش کر چکے ہیں کہ یہ ...ری انقلاب کسی غیبی الٰہی کا پیش خیمہ تھا۔

...دونوں خط لیکر آپ کے پاس پہنچے اور سمجھایا تو آپ نے صاف اور ...الفاظ میں رد دیکر فرمایا کہ :-

...نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ...نے مجھے ایک حکم دیا ہے جس کی تعمیل میں بہر صورت کروں گا اس کا ...حق ہو یا مخالف اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ دونوں نے پوچھا ...کیا ہے تو فرمایا کہ "میں نے نہ اسے ہنوز کسی سے بیان کیا ہے ...ی وقت تک اسے کسی سے بیان کروں گا" دونوں مایوس ...اس کے بعد آپ نے اسی وقت وہیں قلم و کاغذ منگوا کر حاکم مکہ ...خط کا جواب لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:-

...ں اللہ عز وجل کی طرف بلاتا ہے عمل صالح کرتا ہے اور اپنے اسلام ...ہے وہ خدا اور اس کے رسول سے اختلاف کیونکر کر سکتا ہے ...امان بھلائی اور صلہ رحمی کی دعوت دی ہے۔ پس بہترین امان اللہ ...کی امان ہے جو شخص دنیا میں خدا سے نہیں ڈرتا خدا قیامت کے دن ...امان نہ دیگا اس لئے میں دنیا میں خوف خدا چاہتا ہوں تاکہ قیامت ...اس کی امان کا مستحق رہوں اگر واقعی تمہاری نیک نیت ہے تو خدا تمہیں ...جہان میں جزائے خیر دے۔

...دہ حق و صداقت میں دوسری قربانی

حضرت حسینؓ مقام حاجر میں ...تو آپ نے قیس بن مسہر صیداوی کو ایک خط دیکر روانہ کیا تاکہ وہ کوفہ والوں ...کو اپنی تشریف آوری کی اطلاع دیں۔ ابن زیاد کو اس کا پہلے سے خیال

تھا اس نے تمام انتظامات مکمل کر رکھے چنانچہ قیس قادسیہ ہی میں گرفتار کرکے کوفہ بھجوا دیے گئے۔ بروایت ابن زیاد نے ان کے لئے یہ سزا تجویز کی کہ یہ قصر کی چھت پر چڑھ کر "کذاب ابن کذاب حسین" پر سب و شتم کریں گالیاں دیں قیس تو بہرحال نثار بزرگ تھے چند مستثنیات کے سوا بزدل و طوطا چشم کوفی بھی اس بات سے اپنی زبانیں آلودہ نہ کر سکتے تھے حضرت قیس نے اس حکم کو پوری خاموشی کے ساتھ سنا قصر کی چھت پر چڑھ گئے۔

چھت پر چڑھ کر انہوں نے وہی فرض ادا کیا جس کی ادائیگی پر آپ مامور ہوئے تھے اعلان کیا "لوگو! جگر گوشہ بتول حضرت حسین مخلوق خدا کی بہترین آدمی ہیں وہ کوفہ تشریف لا رہے ہیں میں ان کا سرکارہ ہوں پیامی ہوں اور تم لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ حاجر تک پہنچ چکے ہیں اس کے بعد انہوں نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے استغفار کیا۔ ابن زیاد کا پارہ غضب یہ سنتے ہی کھولاؤ کے درجہ تک پہنچ گیا اور جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس جرم کی پاداش میں یہ ایک بلند مقام سے نیچے پھینک دیے گئے اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔

حضرت عبد اللہ کو عارفانہ جواب

حضرت عبد اللہ بن مطیع سفر مکہ معظمہ میں آپ سے ملے تھے اور کسی حالت میں بھی عراق نہ جانے کی نصیحت کی تھی اب جو آپ بطن رملہ سے آگے بڑھے تو پھر ان کا سامنا ہو گیا وہ اس وقت عراق ہی سے واپس چلے آ رہے تھے دیکھتے ہی پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ خدا اور اپنے نانا کے حرم سے کیوں باہر نکلے فرمایا عراقیوں نے بہ اصرار مجھے بلایا ہے کہ "معاملہ حق کو زندہ کیا جائے اور جو بدعات اس عہد میں پھیل گئی ہیں انہیں کو ذلیل کر مٹایا جائے"

اس جواب سے آپ کے مقصد سفر پر بھی روشنی پڑتی ہے اور جو بدبخت افراد یہ کہا کرتے ہیں کہ آپ کوفہ بہ حصول حکومت وہاں گئے تھے ان کے مفروضہ کی اس سے پوری تردید ہوتی ہے کیونکہ یہ تو غالباً ضعیف الایمان اشخاص بھی آپ کے متعلق نہیں کہہ سکیں گے کہ آپ مقصد کو چھپا رہے تھے اور کذب بیانی سے (خاکم بدہن) کام لے رہے تھے۔ عبد اللہ نے جو یہ الفاظ سنے تو سنانے بیٹھ گئے کہ یہ پہلے ہی پیش نظر اندیشوں کی بنا پر آپ کو عراق کی طرف کسی صورت میں بھی نہ بڑھنے کا مشورہ دے چکے تھے۔ بولے حضور یہ کیا غضب کر رہے ہیں خدا کے لئے آپ اس ارادہ کو ترک کیجئے بھول کر بھی ادھر کا رخ نہ کیجئے اس لئے اگر آپ کوفہ پہنچے تو یقیناً شہید کر دیئے جائینگے۔

اخبار الطوال میں صاف لکھا ہے کہ آپ نے اس کا جواب بھی ویسا ہی دیا جیسا ابو بکر بن حارث کو دیا تھا فرمایا "جو خدا نے لکھ دیا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے" اس جواب سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ غیبی ہدایت کے مطابق سفر کر رہے تھے اور آپ کو اپنی شہادت کا علم پہلے سے ہو گیا تھا۔

اثنائے راہ کا ایک بصیرت افروز واقعہ

عبد اللہ بن مطیع رخصت ہو کر علیحدہ ہو گئے اور آپ بڑھ کر اگلی منزل ثعلبیہ میں قیام پذیر ہوئے اس منزل پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا سامنے ایک خیمہ نظر آیا استفسار پر معلوم ہوا کہ

...مقام کی تلاش ہے تو آپ ہمارے پاس دامان کوہ میں چلکر قیام کیجیے ...پہاڑ ایسا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم نے سلاطین غسان و حمیر و ...سلاطین اور تمام اجیش و احمر کو روکا ہے جو ہمارے یہاں آیا ہے ...ہا ہے ...دس دن کے اندر اندر آپ کے گرد بیس ہزار سواروں کا ہجوم ہو جائیگا۔ بیس ہزار تو طائی پہلوان آپ کی نصرت و حمایت میں موجود ہوں گے۔

...عبداللہ بن عباس نے بھی روانگی سے پیشتر آپ کو اسی بنا پر یمن ...مشورہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تمہیں اور تمہاری قوم کو جزائے خیر ...کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ابن قیس نے لکھا ہے کہ طرماح دوبارہ امداد کا وعدہ ...عیال سے ملنے وطن چلے گئے اور اس وقت واپس ہوئے جبکہ آپ ...پہنچ چکے تھے اس لئے راستہ ہی سے واپس لوٹ گئے۔

...بنی مقاتل کی منزل میں آپ کے صاحبزادے نے ایک خواب دیکھا جس کی ...دی کہ ہم شہید ہو جائیں گے۔ لیکن اسلئے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ ہمیں ...ہی سے حق کے راستے میں آ رہی ہے۔

ارضِ نینوا میں کاروانِ اہلبیت کا قیام

قتل و شہادت کی ہنگامہ خیز تیاریاں

ابن زیاد کا شقاوت آمیز بیان

ادھر کاروانِ اہلبیت ارض نینوا میں اترا جو ایک مشہور ...تھی مقام ہے ادھر ابن زیاد کا فرمان حر کو ملا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں ...حسین کو محاصرہ میں لیکر کسی ایسے میدان میں اترنے پر مجبور کرو جو غیر محفوظ ...بے آب و گیاہ ہو اور جہاں کسی قسم کی کوئی امداد بھی انہیں نہ مل سکے حر ...فرمان سنا کر اسی طرح کے میدان میں پہنچا دینا چاہا۔ قافلہ والوں نے ...ہم سے کوئی تعرض نہ کرو ہم خود نینوی، غاضریہ یا شفیہ میں سے ...ایک جگہ کو منتخب کر کے وہاں [illegible] ہو جائیں گے۔ حر نے کہا کہ میرے ...جاسوس لگا ہوا ہے میں ایسا نہیں کر سکتا اس پر زہیر بن قین نے ...حضور ابھی تو مقابلہ آسان ہے ورنہ اس کے بعد بکثرت افواج ...ہو جائیں گی ہمیں آپ اجازت عطا فرمائیں۔

...فرمایا۔ میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا ہرگز نہ کروں گا۔ عرض کی اتنی اجازت دیجئے کہ ہم کو سامنے والے قریہ ہی میں ٹھہرنے کی اجازت دیجئے ...ساحل فرات ہی ہے اور اگر یہ لوگ مزاحمت کریں گے تو ہم بھی مقابلہ کریں گے۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ قافلہ نینوی کے جنگل میدان ...گیا یہی جگہ کربلا کہلاتی ہے یہاں کے قیام کے متعلق متعدد ...کتب [illegible] مشہور ہیں ایک روایت یہ ہے کہ

...کا گھوڑا اس مقام پر پہنچ کر یکایک رک گیا اور اڑ گیا۔ اس کی مٹی سونگھی [illegible] ...نکال کر [illegible] پھر فرمایا خدا کی قسم یہی کرب و بلا والی زمین ہے یہی ...ہے جہاں ہمارے مردوں کے خون بہائے جائیں گے، عورتیں بیوہ ہوں گی ...بچے [illegible] ستم کے [illegible] اٹھائے جائیں گے اور یہی [illegible] ...کے [illegible] والے [illegible] کی خبر میرے

محترم نانا پہلے ہی بہت پہلے دے چکے ہیں۔

دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں میرے حرم قیدی بنائے جائیں گے۔ خدا کی قسم یہیں میرے بچے ذبح کئے جائیں گے یہی جگہ ہماری قبروں کی جگہ ہوگی۔ یہی مقام ہمارے نشر و حشر کا مقام ہوگا یہیں ہمارے اعزا و اقارب ذلیل و خوار ہوں گے۔ میری شہ رگ کٹے گی یہیں میری داڑھی خون میں لت پت ہوگی یہیں ملائکہ میرے نانا اور حیدر صفدر سے تعزیت کریں گے۔ اسی کا وعدہ میرا رب کر چکا ہے اور وہ کبھی وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا۔"

میدانِ کربلا کی وحشتناکی

آپ ساحل فرات کے قریب پہنچ چکے تھے با آسانی محفوظ اور سرسبز مقام پر لب فرات خیمہ زن ہو سکتے تھے مگر جنگ کے خیال سے ہٹ آئے تاکہ ابتدائے جنگ کا الزام آپ پر عائد نہ ہو سکے اور وہیں خیموں کے نصب کیے جانے کا حکم دیا۔

خیموں کی ترتیب یہ رکھی گئی کہ سب سے پہلے اہل بیت اطہار کے خیمے نصب کیے گئے اور اس کے بعد آپ کے اعزا و اقربا کے پھر اعوان و انصار کے اس کے بعد دوسری ضروریات کی چھولداریاں نصب کی گئیں چاروں طرف خندق کھود کر اس میں آگ روشن کر دی گئی تاکہ شیاطین صفت دشمن حرم تک نہ پہنچ سکیں دروازہ صرف ایک ہی رکھا گیا خیمے سب قریب قریب ترتیب نصب کیے گئے تھے تاکہ ان میں آسانی و عجلت کے ساتھ آمد و رفت کا سلسلہ قائم رہ سکے۔

جس میدان میں یہ خیمے نصب ہوئے تھے ایک تپتا ہوا ریگزار تھا دور دور تک کسی درخت اور سبزہ کا نشان تک نہ تھا نہ سایہ تھا نہ پانی نہ پرند نظر آتے تھے نہ چرند، پانی کا قحط، سایہ کا فقدان، گھاس عنقا، زمین تپتی ہوئی جھلستا ہوا آسمان گرم ہر طرف ایک ہو کا عالم تھا جس طرف نظر اٹھتی تھی ریگ کے بدہیئت اور مختلف شکلوں میں بلند ٹیلوں کے سوا اور کچھ نظر ہی نہ آتا تھا چاروں طرف اداسی ہی اداسی تھی سینوں میں دل گھبرا رہے تھے کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان پردگیان عفاف اور زینتِ حرم کے دلوں کا کیا عالم ہوگا جو تمام واقعات سے پہلے ہی باخبر تھیں اور چند ہی روز میں اپنے باپوں بھائیوں اور شوہروں اور بیٹوں کے دامنوں سے جدا ہو کر لاوارث بننے والی تھیں آخر ضبط نہ ہو سکا تو حضرت زینبؑ اور حضرت ام کلثوم اور حضرت سید سجاد کی والدہ محترمہ حضرت رباب کے آنسو نکل آئے غم و ہراس بڑھا تو چیخیں بھی نکل آئیں آپ فوراً سب کے پاس گئے اور تلقین کی کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

ہاں رونے کی بزم کر روشنی جلے اب ۔ طبع رسا شناور بحر بکا ہے اب
بیچین غم سے روح رسول خدا ہے اب ۔ ذکر مصائب شہ گلگوں قبا ہے اب

غربت سے موت کھینچ کے مقتل میں لائی ہے
خاک ابن بوتراب کو جنگل میں لائی ہے

اعزا و انصار کی قلت

حر نے ابن زیاد کو اسی وقت تیز رفتار قاصد کے ذریعہ اطلاع دی کہ میں نے فرزند [illegible]

ہی پر مشتمل تھا اس پر بھی تشنگی غالب ہوئی کہ انتہائی حدت و تمازت آفتاب میں پڑے ہوئے تھے۔ حضرت حسینؓ نے یہ صورت مشاہدہ کر کے نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر سوتیلے بھائی حضرت عباسؓ بن علی کو حکم دیا کہ تیس سوار اور بیس پیدل ساتھ لیکر نکلیں اور جس طرح ہو فرات سے مشکیزوں میں پانی لاکر لشکر کے تشنہ لب افراد کو سیراب کریں۔

حضرت عباسؓ حکم پاتے ہی شیرانہ صولت سے فرات کی طرف چلے راہ میں عمرو بن حجاج نے مزاحمت کی مگر حضرت عباسؓ نے اسے ہٹا دیا اور پیادوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر مشکیں بھر لیں۔ اور جب تک یہ مشکیں لشکر حسینؓ میں پہنچ گئیں حضرت عباسؓ دشمن کے مقابلہ کرتے اور پیدل دشمنوں کو روکتے رہے۔ حضرت عباسؓ حضرت حسینؓ ہی کے آغوش میں پل کر جوان ہوئے تھے اور عرب کے شجاع ترین نوجوانوں میں آپ کا شمار تھا اور تو بنو ہاشم ویسے ہی جرات و شجاعت میں مشہور تھے۔ پھر آپ کو تو یہ جوہر ورثے میں ملا تھا تیس سواروں سے پانچ کو روکا۔ جنگ کی اور پانی لشکر میں پہنچا دیا۔

ابن زیاد کے جاسوس لشکر میں لگے ہوئے تھے چنانچہ یہ خبر اس تک پہنچ گئی جس پر اس نے حکم دیا کہ خبردار آئندہ پانی کا ایک قطرہ بھی ان تک نہ پہنچنے پائے چنانچہ پہرہ چوکی کا انتظام اور سخت کر دیا گیا اور محافظین کی تعداد بھی بڑھا دی گئی

اذیت تشنگی کے دلدوز مظاہر

پانی کے معاملہ میں ابن زیاد اور اس کی سپاہ نے اس درجہ شقاوت و بے رحمی کے ساتھ کام لیا کہ تاریخ میں اس ہولناک شیطنت کی کوئی مثال پیش سے پیش نہیں کی جا سکتی۔ ایک ایک سپاہی اور ایک ایک کوفی اپنی طرف سے ایسی قساوت و عداوت کا اظہار کرتا تھا۔ اس جوش و سرگرمی سے کام لیتا تھا ایسے دل ہلانے والے طعنے دیتا اور جگر دوز آوازے کستا کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ یہ جنگ دو مسلمان لشکروں میں ہے یہ احساس ہوتا تھا کہ کوفی لشکر کا ہر رکن اور ہر عضو اپنی حد شقاوت اور شناعت کا ایک جیتا جاگتا پیکر ہے اور جو ملحی جنس رکھتا ہے ندامت و غیرت تو ایک طرف آپا ہی مشتعل ہی جو مجسم حسد و خبث و عداوت کی تصویر نظر آتا تھا۔

عبداللہ بن حصین ازدی نے جو شقاوت آمیز طعن کیا اس کے جواب میں آپ کی زبان سے بیساختہ یہ بددعا نکلی اللھم اقتلہ عطشا ولا تغفر لہ ابدا الیقین اے اللہ اسے پیاسا تشنہ لب ہی اٹھا اور ہرگز اسے نہ بخش۔ دعا اور پھر فرزند رسول کی دعا خالی جانے والی نہ تھی چنانچہ یہ شخص پیاس اور تشنگی ہی کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرا اور اس کے سینہ و معدہ میں کچھ ایسی آگ بھر دی گئی تھی کہ پانی پر پانی پیتا چلا جاتا تھا مگر پیاس نہ بجھتی تھی۔

عمرو بن حجاج وہ شقی ازلی تھا جس نے اس وقت جبکہ آپ پیاس کے غلبے بیقرار تھے آپ پر یہ الیہا نہ آوازہ کسا تھا کہ اے حسین دیکھو یہ ہے پانی کتے پیتے ہیں خنزیر سیراب ہوتے ہیں اور یہ کیا تمام جنگل کے وحوش و بہائم گدھے اور بھیڑیئے تک آزاد پہنچتے ہیں اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں مگر خدا کی قسم تمہیں تو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں مل سکتا تم تو ظالم دشمن اسی طرح جہنم میں جاؤ گے اور وہاں حمیم پیو گے۔

شقاوت و خبیث ملاحظہ فرمائیے یہ دولت نعیم کا ذکر اس کے باب میں کیا جا رہا ہے جو ساقی کوثر کا فرزند اور اسی کا پیاسا ہے اگر کوفیوں کی جگہ کافر بھی ہوتے تو وہ ہرگز اس شقاوت و درندگی و وحشت کا اظہار نہ کرتے ہمارے نزدیک تو انھیں مسلمان کہنا بھی اسلام کی توہین کرنا ہے۔ یہ گروہ تو اسی گروہ کا مثنی تھا جنہوں نے حضور نبی کریم کو شعب ابی طالب میں بند کر کے تین برس تک آب و دانہ بند رکھا تھا اور جب بچے بلکتے تھے تو ان کی آوازیں سنکر یہ خوش ہوتا تھا۔ قیامت تھی کہ خانوادہ ساقی کوثر کھلا دھوپ میں جلتے ہوئے ریگ پر آفتاب کی تمازت کو سہتے پہلے تپتی ہوئی فضا میں پڑا ایک ایک قطرہ آب کو تڑپ رہا تھا۔ عورتوں کو غشی پر غش آ رہے تھے بچے بلک رہے تھے۔ مردوں کے منہ سے بات نکلتی تھی مگر ان ظالموں پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ حضرت حسینؓ نے میدان میں جا بجا کنویں کھدوائے۔ مگر کہیں پتھر نکلے اور کہیں کنکر پانی کی صورت کہیں نظر نہ آئی۔ زمین سے مایوس ہو کر آسمان کی طرف دیکھا مگر پھر راضی برضا ہو کر خاموش ہو گئے۔ ورنہ اگر بارش کے لئے دعا کرتے تو فوری جھڑی لگ جاتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حملہ ہند میں غازی محمد بن قاسم کو بھی ایک جگہ پانی کی قلت نظر آئی۔ انہوں نے دعا کی اسی وقت جل تھل ایک ہو گیا پھر آپ تو بہت بڑی ہستی تھے اور ہر حالت میں راضی برضا رہنے والے تھے۔ البتہ تدبیرات ضرور کرتے تھے چنانچہ آپ نے کنویں بھی کھدوائے اور اس کے بعد حضرت عباسؓ کو پانی لانے کا بھی حکم دیا۔ اس سے معلوم ہے کہ راضی برضا کے معنے یہ نہیں کہ دست بدست حرکت نہ کی جائے اور سب کام مرضی پر چھوڑ دیا جائے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا رہے کہ تیری رضا پر راضی اور خوش ہوں۔

حضرت حسینؓ اور ابن سعد کی خفیہ ملاقاتیں

ابن سعد اور ... ضرور تھا اور حکومت کے سپاہیوں اور قائد لشکر آپ کے خلاف آیا تھا لیکن اس کی دلی خواہش یہی تھی کہ کسی طرح اس کا دامن خون حسین سے پاک رہے۔ حکومت بھی ہاتھ سے نہ جائے اور اس معصیت عظمیٰ سے بھی بچ جائے اس کے لئے وہ آخر وقت تک اسی پر مصروف رہا ہے۔ حسینؓ کے ساتھ ہمدردی بھی تھی وہ بھی تھا مقابلہ کرنا بھی نہ چاہتا تھا جہاں تک موقع ہوتا تھا وہ پہلو بھی بچا جاتا تھا۔ اپنی طرف سے صلح ہو کرانا چاہتا تھا۔ لیکن حکومت رے کی حرص جنون خیز میں ابن زیاد کے حکم پر وہ مجبور ہو جاتا تھا۔ اور پھر اسے وہ سب کچھ کرنا پڑتا تھا جو حکم کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ البتہ اپنی طرف سے اوروں کی طرح زیادہ نہ کرتا تھا۔

حضرت حسینؓ بھی اس کی اس ذہنیت سے واقف و آگاہ تھے اس لئے آپ نے کہلا بھیجا کہ میں رات کے وقت دونوں لشکروں کے مابین کسی وقت تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ ابن سعد بلا عذر اس مقام پر ملنے کے لئے بیس آدمیوں کی معیت میں چلا آیا اور جب آپ نے اپنے رفقاء کو علیحدہ کر دیا تو ابن سعد نے بھی یہی کیا اور دونوں میں بہت دیر تک بہ عالم تنہائی گفتگو ہوتی رہی۔

...نے لکھا ہے کہ اس گفتگو کا صحیح علم تو کسی کو بھی نہیں ہو سکا البتہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ نے ابن سعد سے فرمایا کہ:-

"...دونوں اپنی اپنی فوجیں یہیں چھوڑ کر یزید کے پاس چلے چلیں۔ ابن سعد نے کہا کہ میرا گھر گرا دیا جائے گا۔ فرمایا میں بنوا دوں گا۔ ابن سعد نے کہا جائداد ضبط ہو جائے گی۔ فرمایا میں اس سے بہتر جائداد مہیا کر دوں گا ... ابن سعد اس پر رضامند نہ ہو سکا۔"

...ہے کہ اسی طرح کئی ملاقاتیں ہوئیں ابن سعد جنگ کو برابر ٹال رہا تھا۔ ... متواتر ملامت کر رہا تھا آپ کی ذات ہی اتنی بلند و مقدس تھی کہ ... ہی سے آپ کے ساتھ بدسلوکی پر آمادہ ہو سکتا تھا۔ ابن سعد تو پھر ... ہم خاندان تھا چھٹی پشت عبد مناف پر دونوں کا نسب ہی ملتا تھا ... وہ برابر سوچ بچار رہا تھا ابن زیاد مردود ازلی آتش انتقام میں ... رہا تھا۔

...نے جو محسوس کیا کہ وقت گزرتا چلا جاتا ہے اور ابن سعد برابر ٹال رہا ہے تو ابن ... نے عمر کو لکھا کہ عجیب صورت ہے تم حسین کے سفارشی بنکر ان کی سلامتی ... کے متمنی ہو تمہیں چاہیے کہ انھیں میرا حکم سنا دو مان جائیں تو بہتر ہے سب کو میرے پاس بھیجدو نہ مانیں تو بلا تاخیر فوراً حملہ کر دو کہ وہ سرکش اور جھگڑالو ہیں۔ صاف کہتا ہوں کہ تم سے یہ کام نہ ہو سکے تو تم لشکر کی قیادت شمر کے سپرد کر کے علیحدہ ہو جاؤ جو تم سے نہ ہو سکا اسے شمر پورا کریگا۔

ارض نینوی میں خاندان رسالت کے خون کی ارزانی

قدسیان ارض پر شیاطین شقاوت کی یورش

...سے ایک رات کی اجازت

جس وقت شمر نے فرمان ابن زیاد دیا تو وہ بہت مشتعل ہوا اور کہا جس نے ابن زیاد کو مصالحت کے لئے لکھا تھا اور ... توقع تھی کہ اس مرتبہ ضرور کوئی بہتر صورت نکل آئیگی لیکن تمہارا برا ہو ... تم نے آ کے مصالحت سے روک رکھا کام بگاڑ دیا ہے۔ حسینؑ کی خودداری ... نہیں ابن زیاد کی شرائط پر نہ جھکنے دیگی اور وہ ہرگز بیعت پر تیار نہ ... ہوں گے۔

... یہ شقی ازلی شمر ہی کی کار روائیاں تھیں۔ نادم ہونے کے بجائے بولا ... فرمان کی تعمیل پر تیار ہو یا نہیں۔ اگر نہیں تو فوج کی کمان میرے ... سپرد کر کے علیحدہ ہو جاؤ۔ اب پھر ابن سعد کے ضمیر و نفس میں کشمکش شروع ... حرص و طمع نے اس کی آنکھیں بند کر دی تھیں حکومت رے اس سے ... چھینی جا سکتی تھی۔ دنیا کے عیش پر اس نے آخرت کی فرحت کا عزم کر کے ... کہ نہیں سب کام میں خود کروں گا تو پیدل فوج کی قیادت کر۔

... ۹ محرم سنہ ۶۱ھ میں جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت عباس ... کے دونوں بھائی شمر ملعون کے بھانجے تھے اس نے اس سے پہلے بھی ... امان نامہ پیش کیا اور اس مرتبہ بھی آغاز جنگ سے پیشتر اس نے ایک مرتبہ اور ... کو امان دینی چاہی ان تینوں غیرتمند بھائیوں نے نہایت سختی کے ... جواب دیا اور کہا کہ:-

"او ملعون تجھ پر اور تیری امان دونوں پر خدا کی لعنت ہو تو ہمارا ماموں ہوتا تو ابن رسول اللہ کو بھی ضرور امان دیتا کہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔"

نویں محرم ہی کو عصر کے وقت ابن سعد نے کچھ لوگوں کو ساتھ لیا اور آپ کی فرودگاہ پر آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ آپ تشریف لیجا چکے تھے کہ حضرت عباس آپ کو روک کر اور اجازت لیکر ان کے پاس آئے انہوں نے ایسے الفاظ کہے جن کا مقصد آغاز جنگ تھا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا عجلت نہ کرو میں ابھی جا کر بھائی صاحب سے تمہارا مقصد واضح کرتا ہوں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ ابن سعد سے کہو کہ

"صرف ایک رات کی مہلت اور دیدو تاکہ ہم یہ رات عبادت اور دعا و استغفار میں گذار دیں۔ اللہ علیم و دانا ہے کہ مجھے نماز تلاوت کلام الٰہی اور توبہ و استغفار سے کتنا گہرا اور قلبی تعلق ہے۔" حضرت عباسؓ کا پیغام سنکر ابن سعد نے شمر ملعون سے پوچھا جو ساتھ ہی تھا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ بدبخت ابن سعد کی ذہنیت کا رمز شناس تھا تنہ بنا کر کہا آپ امیر ہیں جو مناسب سمجھیں وہ کریں دیگر رفقاء سے رائے لی انہوں نے بالاتفاق مہلت کی رائے دی اور ابن سعد مہلت دیکر واپس چلا آیا۔

حضرت حسینؓ کی پرجوش تقریر

اس کے بعد حضرت حسینؓ نے اسی وقت اپنے تمام اقارب و انصار کو جمع کر کے ذیل کا پرجوش خطبہ ارشاد فرمایا کہ:-

"خداوندا! میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں کہ تو نے اپنی رحمت کاملہ سے ہم لوگوں کو شرف نبوت سے مشرف فرمایا اور ساتھ ہی ہمیں دل آشنا گوش شنوا اور دیدہ بینا عطا کیا۔ قرآن سکھایا اور فہم دین کی بصیرت عطا فرمائی۔ لوگو! میں خدا کا بہترین ثنا خواں ہوں اور ہر حال میں راحت و مصیبت میں اس کا شکر گذار رہا ہوں۔ میں اس کا بھی شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے آج کوئی گھرانا اور خاندان بھی ایسا نظر نہیں آتا جیسے اہل بیت ہیں مجھے ان سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا اور کوئی دوسرا گھرانا نظر نہیں آتا۔ اور نہ مجھے اپنے رفقاء جیسے اچھے اور وفادار رفقاء اور کہیں دکھائی دیتے ہیں خدائے جل علا، تم لوگوں کو جزائے خیر دے اور اعلیٰ مقام عطا کرے۔"

"میں دشمنوں کے اس ہجوم فراواں کے باعث آج کے دن کو کل ہی کا دن سمجھ رہا ہوں اس لئے میں ایک وقت اور تم لوگوں کو واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ میری طرف سے اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی ایک ایک اونٹ اور ایک ایک آدمی میرے ایک ایک اہلبیت کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے جائے تم لوگ یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ رات بھیگی ہے۔ اور تم اس کی تاریکی میں نکل جاؤ گے اور خدا تمہاری مصیبت آسان کر دیگا دوسرے لوگ مجھی کو ڈھونڈیں گے۔ مجھی سے پرخاش ہے۔ تمہاری کسی کی تلاش نہ ہوگی میں سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں۔"

اعزاء و انصار کی جاں نثاری کے مظاہرے

حضرت حسینؓ کو یہی کہنا چاہیے تھا آپ اپنی وجہ سے کسی کو ورطہ ہلاکت میں ڈالنا نہ چاہتے تھے لیکن اعزاء بھی تو آخر آپ ہی کے اعزاء تھے اور رفقاء بھی تو آپ ہی کے رفقاء تھے

[illegible] عناد کا شکار ہو رہا ہوں - یہ بھی درست [illegible] حال میں مرتا ہوں کہ زیر فلک تمہارے محبت کرنے [illegible] چھوڑے جا رہا اور اس سے بڑھکر یہ کہ میرے بعد تم [illegible] دشمنوں کے ظالم ہاتھوں میں قید ہوگی اور جانتا [illegible] ہر وقت و رسوائی ان کی طرف سے وقف کردی جا [illegible] شتہ ہی نہیں انسانیت بھی انھیں جواب دے چکی ہے [illegible] اور درندوں سے بدترین مخلوق ہے اس میں بھی کوئی [illegible] شک نہیں بھائی اور وہ بھی اکلوتے بھائی کا ایسی حالت [illegible] اور دل کو توڑنے کے لئے کافی ہوتا ہے پھر میری تو پوری [illegible] ہوش ربا اور صبر سوز منظر تمہاری آنکھوں دو کھلی ہوئی [illegible] کے سامنے ہوں گے!

[illegible] یہ سب کچھ سہی - مگر چارہ کار کیا ہے ہونے والی بات ہو کر رہے [illegible] کی نہیں رک سکتی ہم سب اسی کے ہیں جان اسی کی [illegible] ہے جب ہم جنت کے عوض اس کے ہاتھوں پہلے جان و مال [illegible] ہر چیز فروخت کر چکے ہیں تو پھر اس کی طلب پر یہ اضطراب و غم کیوں [illegible] بھی مگر ہم مسلمان ہیں مومن ہیں اہل بیت ہیں ہمارا یہ [illegible] نہیں ہے کہ حکم الٰہی پر اس اضطراب و اندوہ کا اظہار کریں۔ [illegible] اب و اندوہ کروگی تو بھی شدنی امر ہو کر رہے گا، صبر کروگی تو بھی ہونے [illegible] سامنے ہوگا۔ اس سے واقعہ پر تو کوئی اثر پڑنے والا ہی نہیں [illegible] اضطراب و غم سے واقعہ کی دردناکی اور نوعیت پر کوئی اثر پڑ جاتا [illegible] بات ہی تھی اور جب ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں۔ پھر کیوں [illegible] ضبط اور دعا و صلوٰۃ ہی سے کام لیا جائے۔ رسول اللہ صلعم [illegible] [illegible] سب بہت بلند ہونا چاہیے خدا سے ڈرو اور خدا ہی سے تسکین حاصل [illegible] اضطراب و غم سے تو اجر برباد ہوگی اور اگر صبر و ضبط سے کام [illegible] تسکین دینے والا تمہیں تسلین دے گا اور خوش ہوگا۔ مرنا تو کوئی خاص [illegible] ایک نہ ایک روز روئے زمین کے تمام باشندے مرجائیں [illegible] سمان والوں میں بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔ ہر چیز فانی ہے صرف [illegible] ذات باری باقی رہے گی سب ہی مرنے والے ہیں یہ تو ایک [illegible] معمولی واقعہ ہے۔ میرے ماں باپ بھائی بہن سب مجھ سے [illegible] اور ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونہ [illegible] ہی سے صبر و تسلی حاصل کرو! بہن! چھپانے اور کچھ مخفی رکھنے [illegible] بات نہیں، میں تمہیں خدا کی قسم دیکر وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرجانے [illegible] دکھانا اور اسوۂ رسول کے خلاف نہ کرنا۔ گریبان نہ پھاڑنا منہ [illegible] اور بین نہ کرنا۔

صبح قیامت کا طلوع

معرکہ حق و باطل کا خونیں آغاز

[illegible] ورہ کی سجدہ ریزیاں

بہن کو تلقین صبر کے ضروری انتظامات کئے اور اس کے بعد تمام لشکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگیا اور یہ رات پوری کی پوری سب نے نماز و نیاز تضرع و زاری اور دعا و استغفار میں گزاری کہنے کو یہ محض ایک واقعہ ہے لیکن اس اعتبار سے اس کی اہمیت و عظمت شرف یکتائی رکھتی ہے کہ اس رات میں وہ نفوس جو اس عہد کے بہترین نفوس اور برگزیدہ انسان تھے اور جو حق و صداقت کے وقار کی بحالی اور شریعت غرائے اسلام کی سربلندی کے لئے ہر دنیوی آسائش و عیش سے منہ موڑ کر اور ہر متصورہ المواذیت برداشت کرکے صبح ذبح کئے جانے والے تھے۔ محض اللہ کی خوشنودی کے لئے جان دے رہے تھے۔ ان بہترین خلائق انسانوں کی ان بہترین گھڑیوں اور سجدہ ریزیوں نے زمین و آسمان کی درمیانی فضا کو خیر و برکت سے لبریز کر دیا تھا اور انوار و حسنات کا اس شب میں اتنا نزول تھا کہ ارض نینوی قیامت تک کے لئے رشک آسمان بن گئی۔ ایک طرف یہ نفوس قدسی تھے جو خشوع و خضوع سے سر نیاز جھکائے مستغرق عبادت تھے جن کی انتظار بہشتی کے ساتھ حوران جنت کر رہی تھیں اور دوسری طرف وہ کوفی شیاطین اور شامی ملاعنہ بھی تھے جو بندۂ اسلام ہو کر اسلام کی لاج مٹا رہے تھے۔ امت رسول ہو کر اہل بیت رسول کی بربادیوں اور خانہ ویرانیوں کی تدابیر سے تھک کر فرش زمین پر سو گئے تھے۔

موت دونوں کو آنے والی تھی اور چھ سات سال کے مختصر وقفہ مدت میں دونوں جماعتیں ختم ہو جانے والی تھیں مگر ایک رحمان کا راستہ اختیار کرکے جنت سدھارنے والی تھی اور دوسری حرص دنیا میں دین و دنیا دونوں سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن بننے والی تھی

آغاز جنگ سے پہلے جگر گوشہ پیغمبر کی دعا

آخر شب عاشورہ نیاز و عبادت کے یہ جہاں افروز منظر دیکھکر اپنی تمام برکتوں کو دنیا میں پھیلا کر ختم ہوئی اور صبح عاشورہ آفتاب خونیں کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے افق عالم کو خونی بناتی ہوئی اور دنیا کو پیغام عبرت دیتی ہوئی طلوع ہوئی۔ یہ صبح نہ صبح الم تھی جس کی روشنیاں صد ہزار تاریکیوں اور ظلمتوں سے بھی زیادہ قہرناک نظر آ رہی تھیں جس کی ہر شعاع ایک چمکتا ہوا نیزہ اور برہنہ ہوئی تلوار تھی اور جس کی دردانگیزی اور پر آشوبی و المناکی پر جن و انس سے لیکر قدسی و ملائک تک صف ماتم بچھائے ہوئے نظر آ رہے تھے کہ اسی کی روشنی میں تو دنیا کے بہترین و بزرگ ترین انسان ارض عالم کے بدترین اور ارذل ترین انسانوں کی درندگی کا شکار ہونے والے تھے یہ دن جمعہ کا دن تھا۔ مہلت ختم ہو چکی تھی اور قصابان کوفہ کی قصابیوں کے زندہ ہونے کا وقت قریب آگیا تھا۔

نماز فجر کے فوراً بعد ۷۲ نفوس کی یہ مختصر مگر مقدس جماعت اس ترتیب کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہوگئی کہ میمنہ پر زہیر بن قین اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر۔ ابن اثیر کے بیان کے مطابق حسینی علم عباس علمدار کے ہاتھ میں تھا۔ سامنے اشقیا کی جماعت نیزے تانے اور اسلحہ اپنے جسم پر سجائے ابن زیاد مردود کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھڑی تھی

...کیا کریں گے، خدا، رسول، آخرت کی باتیں پھر بعد کی ...میں پیش کرینگے۔ ابن زیاد خوش ہو جائے گا۔ سلطنت ...ت، مال مال ہو جائینگے۔ اللہ اللہ وادیِ ضلالت میں کیسے کیسے ...الا گئی ہے۔ حیرت ہی سمجھ میں نہیں آتا کہ ان مردودوں ...تعریف کن الفاظ میں یاد کرینگے سنتے چلے آئے ہیں کہ ...میں مرتبہ ملک انسانوں پر رحم آ ہی گیا ہے۔

...جانتا ہے کہ کیا بلا تھے۔ آفت کے ٹکڑے تھے۔ کیا تھے ز ...ھی کس چیز کا تھا۔ اپنے رسول کے نواسہ کو پامال کرنے پر ...صحیح الفاظ میں ان کی ملعونیت و سفاکی کا کوئی نقشہ ...کیا جاسکتا واقعی اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی تعمیر میں بالکل ...ب ہے اندر لیسے ہی ناپاک اجسام اور پلید روحیں اس کا ایندھن ...میں جو انسانیت کی کائنات کے لئے ایک زندہ لعنت سے ہرگز کم نہیں۔

...پھر کو نصیحت جانو

جب اس موثر اور دل ہلا دینے والے ارشادات پر بھی یہ بدبخت ...خاموش رہے تو آپ نے نام لے لیکر سوالات شروع کئے اور فرمایا اے شبث بن ربعی اے حجاز بن ابجر اے قیس بن اشعث۔ اے یزید بن ...ث تو نہیں موجود ہو کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک چکے ...ہیں سبزہ زار ہیں، دریا جوش میں ہیں، فوجیں تیار ہیں۔ تم فوراً آؤ ...جھی میں تھا فرمایا خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں، لکھا اور تم ہی نے لکھا ...میں کہتا ہوں اور آخری مرتبہ کہتا ہوں کہ:۔

...میرا آنا ناگوار ہے تو اب کیا بگڑا ہے۔ مجھے چھوڑ دو جانے دو تاکہ ...میں پر امن خطہ کی طرف چلا جاؤں"

...پر بد ذات قیس بن اشعث نے کہا پہلے بنی عم یزید ہی کا کہنا ...مان لیں جس کے ساتھ تمام جھگڑا ختم ہو جائے گا، اور آپ کی ...تکالیف فوراً آسائشوں سے تبدیل ہو جائینگی۔ وہ تمہارے ساتھ بہتر ...سلوک روا رکھیں گے خود کیوں مصیبت میں پڑتے ہو؟ فرمایا۔ غور کرو تم ...اپنے بھائی کے بھائی ہو اور اب کیا تم یہ چاہتے ہو کہ بنو ہاشم مسلم بن عقیل ...کے علاوہ تم سے اور دوسرے ...لوگوں کے انتقام کا بھی مطالبہ کریں ...سمجھتے ہو کہ میں اس ذلت کے ساتھ بیعت کر لوں گا۔ خدا کی قسم میں ...ذلیل انسان کی طرح اس کے ہاتھ میں ہاتھ ہرگز نہ دوں گا ...غلام کی طرح کبھی اقرار نہ کروں گا وانی عذت بربی و ربکم ان ترجمون اعوذ بربی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب اور میں اپنے اور تمہارے رب سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار ...اور ساتھ ہی میں اپنے اور تمہارے رب سے اس امر کی بھی پناہ مانگتا ہوں ...ہر مغرور اور متکبر کے خلاف جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا مجھے ...کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ واقعات طبری کی ساتویں جلد میں بہ تفصیل ...ہیں۔

...وت و قساوت کے عبرتناک پہلو

اس اہتمام حجت والی تقریر کے بعد آپ سواری سے اتر بھی نہ سکے کہ یہ موذی ریلا کر کے آپ کی طرف بڑھے اس پر زہیر بن قین نے فوراً آگے بڑھکر انہیں روکا اور ایک نہایت پرجوش تقریر میں فرمایا کہ:۔

"کوفہ والو! عذاب الٰہی سے ڈرو، ابھی تک ہم باہم بھائی بھائی تھے۔ ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کو نصیحت کرے جب تک ہم دونوں کے درمیان تلوار نہ اٹھ جائے اس وقت تک ہمیں تم کو نصیحت کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ البتہ تلوار کے اٹھتے ہی ہمارا تمہارا رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ اس وقت خدائے عزوجل نے ہمیں اور تمہیں دونوں کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد کے متعلق آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ اندازہ کر سکے کہ ہم اس کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھتے ہیں۔ میں تمہیں ابن زیاد کا ساتھ چھوڑنے کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ تم ابن رسول کے ساتھ سلوک روا رکھ سکے ظاہر ہے کہ وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا کل وہ کم ظرف کل کو حضرت امام کو بلانے اور خط لکھنے کے جرم میں تمہیں بھی اسی طرح ذلیل و خوار کریگا۔ تمہاری آنکھوں میں گرم سلائیاں پھرائیگا ہاتھ پاؤں کٹوائیگا۔ ہانی اور عروہ کی طرح تمہارے معززین کو سولی پر لٹکائیگا"

لیکن کچھ بھی کہا جاتا ان پر تو اثر ہی نہ ہوتا تھا ان کے قلوب پر تو مہریں لگ چکی تھیں شیطان نفس انھیں کچھ سوچنے اور سمجھنے ہی نہ دیتا تھا۔ کہا تو یہ کہا کہ ابھی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور بدبختی ان کی یہ بولے تو یہ بولے کہ ہم حسین اور ان کے رفقاء کو قتل کئے یا انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کئے بغیر باز ہی نہیں رہ سکتے۔ حضرت زہیر نے پھر کہا خدا کے بندو سوچو تو ابن فاطمہ زیادہ امداد کا مستحق ہے یا ابن سمیہ اگر تم ان کی امداد نہیں کر سکتے تو انھیں قتل بھی تو نہ کرو اور ان کا معاملہ ان کے اور ان کے ابن عم یزید پر چھوڑ دو۔ خدا کی قسم یزید حضرت امام کو قتل نہ کرنے کی صورت میں تم سے زیادہ راضی و مسرور ہوگا۔

جہنم کے کندے شمر لعین نے زہیر کے ایک تیر مارا اور کہا خدا تیرا منہ بند کرے۔ زبان بند ہی نہیں کرتا اور بک بک کئے جاتا ہے۔ زہیر نے فرمایا او ابن بوال تجھ سے کون مخاطب ہوتا ہے۔ تو تو جانور ہے۔ خدا کی قسم میرا خیال تو یہی ہے کہ تو قرآن کریم کی ان دو آیتوں کو بھی نہیں جانتا وابشر بالخزی یوم القیمۃ والعذاب الالیم اس پر بھی بدبخت کہتا ہے کہ خدا تجھے اور تیرے ساتھی دونوں کو قتل کرے۔ زہیر نے فرمایا۔ او ذلیل انسان تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم حسین کے ساتھ جان دینا مجھکو تیرے ساتھ دائمی زندگی بسر کرنے سے بھی زیادہ خوشگوار اور زیادہ پسندیدہ ہے۔ پھر با آواز بلند کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"لوگو! تم اس سنگدل و ظالم کے فریب میں نہ آؤ۔ یہ تمہیں دنیا و آخرت دونوں سے کھو کر رہے گا۔ خدا کی قسم جو لوگ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا خون بہائیں گے وہ قیامت کے دن ان کی شفاعت و سفارش سے محروم رہیں گے"

حضرت حُر کا اعترافِ حق

ہم بار بار کہہ چکے ہیں اور یہ کہتے

کہ ذرہ برابر اگر ایمان ہوتا بھی یہ تقریریں اور تلقین لرزاتے اور متاثر کرنے اور شعلۂ الٰہ بنانے کے لئے کافی تھی مگر یہاں تو دلوں کے کھوٹ نے جیون ایمان سے خالی پڑے تھے آنکھوں پر پردے اور دلوں پر مہریں تھیں تمام اتمام و تفہیم اور سارا سمجھانا بجھانا رائیگاں گیا اور ان بدبختوں کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔ حضرت امامؑ نے حضرت زہیر کو واپس بلا لیا اب کیا باقی رہ گیا تھا عمرو بن سعد بھی بندۂ نفس بن چکا تھا اور اسلامیت کی نہ کبھی قرابت نسبی اور قرابت کی بھی اُسے اعتنا باقی نہ رہی تھی۔ نہ حمد کے لئے پیشقدمی پر تیار ہوا اور آگے بڑھا۔

عین اسی وقت کہ طبل جنگ پر چوب پڑنے والی تھی کہ حضرت حرؑ کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹا اور ان کی بینائیوں میں جلوۂ حق چمکا اللہ کا خوف پیدا ہوا کوفیوں کی فوج سے گھوڑا دوڑا کر نکلے اور حسینی جماعت میں آملے اور قدموں پر سر نیاز رکھا اور عرض کی:۔

"مجھ سے جو غلطیاں اور گستاخیاں ہوئی تھیں وہ ہو چکیں جو بے عنوانیاں اور خطائیں مجھ سے سرزد ہوئیں وہ ہوئیں خدا کے لئے معاف کیجئے اب میں جاں نثاری کے لئے تیار ہوا ہوں امید ہے کہ توبہ ابھی کھلا ہوگا۔"

حضرت امامؑ نے گلے لگایا اور فرمایا "تمہاری توبہ ضرور قبول ہوگی تمہیں بشارت ہو کہ تم دنیا و آخرت دونوں میں آزاد ہو۔" حر معمولی شخص نہ تھے بہت بڑے با اثر لشکر کے رئیس اور فوج کے افسر تھے انہوں نے کوفیوں سے کہا کہ:۔

"حضرت امامؑ نے جو تین صورتیں پیش کی ہیں تم انھیں کیوں قبول نہیں کر لیتے کہ خدا تمھیں بھی ان کے ساتھ لڑنے سے بچا لے۔ ابن سعدؔ نے کہا میرا تو منشا یہی ہے مگر کیا کروں کوئی صورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ حرؑ نے کہا عجیب بات ہے کہ حمایت کا وعدہ کر کے تم ہی نے بلایا، تم ہی مخالف ہو گئے اور اب تم ہی قتل کے درپے ہو گئے۔ خدا کی وسیع زمین ان پر تنگ کر دی کہیں نہ کسی طرف جانے دیتے ہو نہ پانی کا ایک قطرہ ان تک پہنچنے دیتے ہو۔ اس وقت بالکل قیدیوں جیسی حالت بنا رکھی ہے جو نہ اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ خود کو نقصان سے بچا سکتا ہے۔ اولاد رسولؐ کو تشنہ لب تڑپا رہے ہو اپنے نبیؐ کے بعد ان کی اولاد کا خوب لحاظ کیا اب بھی وقت ہے اپنی روش سے توبہ کر لو ورنہ موت تمہیں بھی آنی ہے قیامت کے روز اسی طرح تمھیں بھی تڑپنا پڑے گا۔

اہلیہ عبداللہ کا جوش جاں نثاری

جسے سعادت ملنی تھی مل گئی اور جس کے نصیب میں یہ دولت تھی اس نے لوٹ لی۔ چار ہزار میں ایک تو متلاشی حق نکلا یہ بھی بڑی بات تھی جب حضرت امام ہی کی انہوں نے نہ سنی تو یہ حر کی کب سننے والے تھے۔ ابن سعد نے فوراً پہلا تیر چلا کر اعلان جنگ کر دیا اور جنگ باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی۔

اشقیا کی طرف سے یسار و سالم نکلے۔ جن کے مقابلہ کو ادھر سے تنہا عبداللہ بن عمیر گئے اور دونوں کو جہنم پہنچا دیا۔ شوہر کو لڑتے دیکھ کر عبداللہ کی بیوی بھی خیمہ کی چوب ہاتھ میں لیکر نکل کھڑی ہوئیں اشقیا سے لڑنے اور بڑھیں ویسے کو آمادہ تھیں واپس ہی نہ جاتی تھیں۔ حضرت امامؑ نے بڑی مشکل سے یہ سمجھا کر انھیں واپس کیا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں۔

گستاخ شامی کا حشر

اس کے بعد عمرو بن حجاج میمنہ لیکر بڑھا قریب پہنچا تو جاں نثاران حسین گھٹنے ٹیک کر سینہ سپر ہو گئے اور سواران کوفہ کے گھوڑوں کے منہ پھیر دیئے۔ اسی وقت ابن حوزہ نکل کر پکارا حسین کہاں ہو دوزخ کی بشارت ہو۔ آپ نے فرمایا خدایا اسے آگ میں داخل کر۔ عرض کر چکے ہیں آپ کی دعا خالی جانے والی نہ تھی وہ ایک دعا میں سب کو تباہ کر سکتے تھے یہی ایک بددعا کی اور فوراً اثر ہوا کہ اس کا پاؤں رکاب میں اٹک گیا گھوڑا سرپٹ بھاگا پتھر، ٹیلوں اور گھوڑوں سے جسم پارہ پارہ اور ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔

اس کے بعد فوج کوفہ سے یزید بن معقل نکلا جس کے مقابلہ پر بریر حضیر بڑھے اور چند داؤں کے تبادلہ کے بعد ایسی تلوار ماری کہ کاٹتی ہوئی ناف تک چلی گئی۔ رضی بن منقذ نے فوراً حملہ کیا کشتی لگی یہ سینہ پر چڑھ بیٹھے دوسری طرف سے کعب بن جابر نے نکل پشت میں پیوست کر دیا۔ اور رضی کی جان بچ گئی اور بریر شہید ہو گئے۔

حر بن یزید کی شجاعانہ جنگ

اس کے بعد عمرو بن قرظہ بڑھے اور دادِ شجاعت دیکر شہید ہو گئے۔ انہی بزرگ کا حقیقی بھائی شامی لشکر میں تھا بھائی کو شہید ہوتے دیکھ کر چلا گیا۔ اور پکارا کذاب ابن کذاب حسین تم نے بھائی کو گمراہ کر کے قتل کرا دیا تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کرے۔ آگے بڑھتے ہی نافع بن ہلال نے نیزہ کے ایک ہی وار میں اس نے چت گرا لیا مگر ساتھیوں نے بڑھ کر بچا لیا۔ اس کے بعد حرؑ بڑھ کر بڑی شجاعت کے ساتھ لڑے۔ یزید بن سفیان مقابلہ پر آیا ایک وار کا بھی حریف نہ بن سکا۔ حر کے بعد پھر نافع بن ہلال بڑھے جو نہی مزاحم بن حریث مقابلہ پر آیا مارا گیا۔

مشہور جاں نثار مسلم بن عوسجہ کی شہادت

جنگ کی عنوان اس وقت تک یہ رہا تھا کہ دونوں لشکروں میں سے ایک شخص میدان میں آتا اور مقابلہ کرتا تھا لیکن شامی لشکر سے مقابلہ کے لئے جو نکلا بچ کر واپس نہ گیا اس سے شامیوں پر ایک گونہ طاری ہو گئی۔ بد ذات عمرو بن حجاج نے پکار کر کہا کہ شام والو! ان سے تنہا کوئی بھی مقابلہ کے لئے نہ نکلے کہ یہ لوگ تو بچے سب جان دینے پر تلے ہوئے ہیں اس طرح تو یہ سب کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔ ان کی تعداد ہی کتنی ہے پتھر ہی پھینکنا شروع کر دوگے تو یہ سب ختم ہو جائیں گے۔ یکے بعد دیگرے اب ان پر اجتماعی حملہ کر دو اور اس شخص کے قتل میں کسی قسم کا تامل نہ کرو یہ دین سے بھاگا ہوا ہے اس نے امام وقت کی مخالفت پر کمر باندھی ہے۔

مردود ابن حجاج کی اس رائے کو پسند کر کے حریص ابن سعد

...سے رد کر دیا اور عمرو بن حجاج نے اس کے حکم پر میمنہ کو لیکر پرشور ... تھوڑی دیر تک بڑی شدت کی جنگ ہوتی رہی اس معرکہ کا نمایاں ... کو مشہور بہادر وجاں نثار مسلم بن عوسجہ شہید ہو گئے حضرت حسینؑ ... پہنچکر جنت کی بشارت دی اور مسکراتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں ... انقلاب شامیوں نے ان کی شہادت پر بڑی مسرت کا اظہار ...

...میسرہ پر بدحواسی کا عالم

پہلا حملہ اجتماعی عمرو بن حجاج نے میمنہ سے کیا تھا۔ اس ... دوسرا حملہ شمر نے میسرہ کو لیکر کیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ بڑی شدت ... کا ہوا۔ کوفی ہر طرف سے ٹوٹ پڑے تھے مگر حسینی فوج اس ... شجاعت کے ساتھ رہی کہ شامیوں کے ہوش پراں کر دیئے صرف ۳۲ ... سوار مقابلہ پر تھے لیکن اس پامردی وشکوہ کے ساتھ لڑ رہے تھے ... کہ ... بڑھتے ہوئے شامی گھبراتے تھے۔

... کی صفیں الٹ کر رکھ دیں۔ جدھر نکل گئے ملک فوج میں بھٹ گئی کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ انتہا یہ ہے کہ انہی ۳۲ سرفروشوں نے میسرہ کو منتشر کر دیا اس کی ترتیب قائم نہ رہ سکی اور شامی کثرت وآہن کے ساتھ کٹنے ... لگے۔ عزرہ بن قیس نے جو اپنے سواروں کے دستہ کی جو یہ بے ترتیبی دیکھی تو اس نے ابن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ فوراً کچھ تیر انداز اور پیدل ... یہ مٹھی بھر سرفروش ہم سب کو کاٹ کر پھینک دیں گے۔ ابن سعد نے پیادے ... ہی پانسو سوار دوا۔ کا ایک دستہ بھیج دیا جس نے میدان جنگ ... میں ... تیروں کا مینہ برسا دیا۔

... سواروں کی مستی ہی کیا ہوتی ہے تیروں کی بارش سے گھوڑے زخمی ہو ... گئے۔ لیکن ان کے اندر جو جوش تھا جہادی روح پوری شدت کے ... مصروف کار فرمائی تھی۔ یہ شجاع گھوڑوں سے اتر پڑے اور پیادہ ... شدت ودلیری کے ساتھ ... کہ شامیوں پر گھبراہٹ سی ... ہونے لگی۔ شامی جلد از جلد جنگ ختم کرنے کے لئے آگے بڑھنے مگر ... پسپا ہونا پڑتا۔ حضرت امام نے خیموں کی ترتیب ہی ایسی رکھی تھی ... طرف ایک ہی رخ سے حملہ کر سکتے تھے مشہور شجاع عبداللہ کلبی ... بازی وجوش کے ساتھ لڑے کہ سینکڑوں کو قتل اور بکثرت شامیوں ... کیا اور اس کے بعد خود شہید ہو گئے۔

...کے خیموں میں آتش زنی

ابن سعد نے میسرہ کی پریشانی کو ناکام دیکھکر سوچا کہ جب ... چاروں طرف سے حملہ نہ کیا جائے گا اس وقت تک ان جانبازوں ... مشکل ہے جو بھوکے شیروں کی طرح بپھرے ہوئے ہیں۔ اس نے ... خیمے اکھاڑ دیئے جائیں۔ حضرت حسینؑ کی لیاقت حربی کا یہ کتنا شاندار ... اول تو آپ کی ترتیب نے چاروں طرف سے حملہ ہونے کو روکا اور ... کے اکھاڑنے کو بڑھے تو ان میں یہ دشواری پیش آئی کہ جب وہ ... گھسنے کا قصد کرتے تھے تو آڑ میں پڑ جاتے تھے اور آڑ میں ہوتے ... سرفروش انھیں مار لیتے تھے۔ اس طرح بہت سے شامی خاک وخون میں لتھڑ گئے یہ دیکھکر ابن سعد نے حکم دیدیا کہ خیموں میں آگ لگا دی جائے حضرت حسینؑ نے جو سنا تو فرمایا کوئی حرج نہیں یہ بھی اچھا ہے میدان صاف ہو جائے گا اور پشت کی طرف سے حملہ نہ ہو سکیگا۔

مردود شمر اہل بیت کے خیمہ میں نیزہ مار کر بولا۔ میں اسے اسکے مکینوں سمیت جلاکر خاک سیاہ کر دوں گا۔ عورتوں نے سن لیا اور وہ چلاتی ہوئی باہر نکل آئیں حضرت امام نے فوراً موقعہ پر پہنچکر شمر کو ایک ڈانٹ بتائی کہ خدا تجھے دوزخ میں جھونکے تو میرے اہل بیت کو زندہ جلانا چاہتا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ اس ڈانٹ کے اثر اور کچھ لوگوں کے غیرت دلانے اور شرمانے سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی زہیر بن قین نے باقی کوفیوں کو بھی اہل بیت اطہار کے خیمے سے مار کر ہٹا دیا۔

حضرت حبیبؓ وحرؓ کی شہادت

کوفیوں کا لشکر ایک ٹڈی دل تھا جو تمام میدان میں چھایا ہوا تھا کاٹا مارا بھی جاتا تو کہانتک بڑی شجاعت سے رہے مگر تابکے کیے بعد دیگرے شہید ہوتے رہے تھوڑے ہی سرفروش باقی رہ گئے تھے اور ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ کوفیوں سے کہلایا گیا نماز کے لئے جنگ ملتوی کرد۔ اس پر حصین بن نمیر مردود کیا کہتا ہے "تمہاری نماز قبول ہی نہ ہوگی" حبیب بن مظہر نے مشتعل ہو کر فرمایا گویا آل رسولؐ کی نماز قبول نہ ہوگی اور تیری نماز شرف قبول حاصل کرے گی؟ حصین نے برافروختہ ہو کر حبیب پر حملہ کر دیا۔ حبیب نے مقابل ہو کر اس کے گھوڑے پر اس زور سے تپھڑ مارا کہ وہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو گیا قتل ہونے ہی والا تھا کہ شامیوں نے بڑھکر اسے بچا لیا اور سب نے مل کر تنہا حبیبؓ پر شورانگیز حملہ کر دیا۔

دیر تک تنہا بڑے جوش سے لڑتے رہے اور شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت سے حضرت حسینؑ کا ایک قوی بازو ٹوٹ گیا اور بہت دل شکستہ ہوئے حرؓ سے یہ ملال نہ دیکھا گیا۔ رجز پڑھتے ہوئے زہیر بن قین کے ساتھ آگے بڑھے۔ انتہائی اور حیرت انگیز شجاعت سے لڑے۔ بہت سے اشقیا کو خاک وخون میں تڑپایا آخر کوفیوں نے ہجوم کر کے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ... آخر یہ جانثار بھی شہید ہو گیا اور روح مبارک شاخ طوبیٰ پر پہنچ گئی۔

حضرات حنفیؓ وزہیرؓ کی شہادت

شقاوت وملعونیت کا یہ کتنا دردناک نظارہ تھا کہ ظہر کا وقت آخر ہوتا چلا جاتا تھا اور کمبخت نماز نہ پڑھنے دیتے تھے مجبوراً صلوٰۃ خوف پڑھی اس کے بعد جو جنگ ہوتی ہے تو اتنی خوفناک اور گھمسان کی جنگ تھی کہ زمین کی دہول آسمان کو پہنچ گئی اور ارض نینوی تھرا اٹھی۔ تیروں کی بارش اس شدت کے ساتھ ہو رہی تھی کہ فضا میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ٹڈیوں کے دل کے دل نکل پڑے ہیں۔ تیر برساتے اور شیطانی نعرے مارتے ہوئے یہ حضرت امام کی طرف برابر بڑھتے چلے آتے تھے یہ دیکھکر مشہور سرفروش وجانباز حنفیؓ حضرت امام کے سامنے آکھڑے ہوئے اور آگے والے تمام تیر اپنے سینہ پر روکتے رہے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت زہیر بن قینؓ گئے یہی گیا اور وہ بھی نہایت بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

ہوئے تھے۔ اندر بار بار حملہ کرتے اور اپنی طرف آنے دیتے تھے اور نہ [illegible]وں کی طرف بڑھنے دیتے تھے۔ آخر آپ محصور ہو گئے۔ اسی وقت ایک معصوم بچہ [illegible] بیتے خیمہ سے نکلا اور بحر بن کعب کو آپ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا۔

"خبیث عورت کے بچے میرے چچا کو قتل کرے گا" شقی ازلی نے اس بچہ پر تلوار کا وار کر دیا جس سے اس کا ہاتھ جھول گیا۔ آپ بجلی کی سرعت سے لوٹے اور اس کو سینہ سے لگایا اور کہا بیٹا صبر کرو۔ خدا تمہیں عنقریب تمہارے اجداد میں پہنچا دے گا۔ ابن اثیر کے بیان کے مطابق یہ بھی کہا کہ اور رسول اللہ، علی، حمزہ، جعفر اور حسن کے پاس پہنچاؤں گا۔

حضرت امامؑ کے بے پناہ حملے

اس بچہ کی شہادت سے آپ کو بے حد صدمہ پہنچا اور جوش میں آ کر آپ شیر غراں کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور ایسے بے پناہ حملے کیے کہ دشمنوں کی صفیں کی صفیں الٹ دیں اور بہت اشقیا کو جہنم میں پہنچا دیا۔ [illegible] آپ کو نڈھال اور بے قابو سمجھ چکے تھے یہ شیرانہ شکوہ جو دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے دہشت چھا گئی۔ اور [illegible] اچانک قوت سے [illegible] کر دیا۔ یہ حالت تھی کہ ہر طرف میدان جنگ میں ایک قیامت صغریٰ قائم تھی تلواریں بجلی کی طرح کوند اور چمک رہی تھیں۔ ایک طرف آپ شجاعت [illegible] حملوں پر حملے کر رہے تھے اور دوسری طرف اشقیا نے آپ کو چاروں طرف سے نرغہ میں لے رکھا تھا۔ نیزوں اور تلواروں سے بار بار حملے کر رہے تھے کہ دفعتاً مالک بن نسر کندی نے فرزند رسول کے اس سر [illegible] پر تلوار کا وار کیا کہ مبارک ٹوپی کو کاٹتی ہوئی اس سر اقدس پر لگی سر مبارک سے خون کا فوارہ ابلا اور تمام جسم مبارک اس خون کے [illegible] ہو گیا۔

خود دشمن آپ کی اس شجاعت پر عش عش کرتے تھے کہ [illegible] کی شدت تشنگی کے عالم میں [illegible] زخم کھا کر اس جوش کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ اس ٹوپی کو بھی آپ نے کوئی اعتنا نہ کی دوسری ٹوپی منگوا کر اس پر عمامہ باندھ لیا اور پھر لڑنے اور دشمنوں کے سر تن کی فیصلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت امامؑ کے شیرخوار بچہ کی شہادت

آخری مرتبہ خیمہ میں گئے اور شیرخوار بچہ [illegible] کو آغوش میں لے لیا اور پیار کیا۔ معلوم ہوا کہ پیاس سے بیتاب [illegible] کی ماں حضرت ام رباب کی چھاتیوں کا دودھ بھی شدت تشنگی [illegible] ہو گیا ہے۔ آپ اسی حالت میں چھ ماہ کی اس ننھی سی جان کو آغوش میں لے کر باہر تشریف لائے اور فرمایا ظالمو! تمہارے نزدیک اگر [illegible] ہوں تو قصور ہے تو میرا ہے۔ اس ننھی جان نے کیا قصور کیا [illegible] کے سوکھے حلق کو تر کرنے کے لئے تو چند قطرے پانی کے [illegible] تکلیف پر ترس آنا چاہیے یہ الفاظ ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ [illegible] نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ بچے کے حلق کے پار ہو گیا اور بچہ [illegible] کے آغوش ہی میں آپ کی نگاہوں کے سامنے اس نے دم توڑ دیا۔ آپ نے اس کا خون بھی چلو میں لے لیا اور آسمان کی طرف اسے اچھال کر کہا کہ خداوندا تو علیم و خبیر ہے تو میرے مصائب دیکھ رہا ہے مجھ پر ظالم دشمن اندھی چھریاں [illegible] گرا رہے ہیں یہ بھی تیرے سامنے ہیں۔ میں ان پر صابر و شاکر ہوں خداوندا یہ میرے بچہ کا [illegible] یحییٰ سے بھی کم ہے۔ موت دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں۔ مگر علی اصغر کی موت اپنی نوعیت میں بالکل نرالی موت ہے اچھا خاصا ہنستا کھیلتا بچہ ایک لمحہ کے اندر اندر بے [illegible] آفت [illegible] گیا اور دشمنوں کا تیر کھا کر سب سے پہلے جنت میں پہنچ گیا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت حضرت امامؑ کے قلب پر کیا گزری ہوگی۔

حضرت زینب کی فریاد پر ابن سعد کے آنسو

حضرت زینبؑ یہ حالت دیکھ کر خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ آغوش میں بچے کی لاش تھی اور تیر برس رہے تھے۔ دشمن برابر بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ آپ کے ہوش و حواس باقی نہ رہے تھے قریب تھا کہ آپ اس از خود رفتگی کے عالم میں شہید ہو جائیں۔ ابن سعد بھی قریب پہنچ چکا تھا۔ حضرت زینبؑ نے [illegible] کر کہا کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا یا آج یہ زمین ہی پھٹ جاتی۔ ابن سعد! تم پاس ہی کھڑے ہو یہ کیا قیامت ہے ابو عبداللہ قتل کیے جا رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو تمہارا خون نہیں کھولتا۔ یہ تمہارے قرابت دار نہیں نہ سہی اسلام کیا تمہاری رگوں میں عربی خون بھی نہیں دوڑ رہا۔ زمانہ جاہلیت کی غیرت بھی کھو بیٹھے۔ کس طرح ایک عزیز ..... کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا دیکھ سکتے ہو۔ طبری نے لکھا ہے کہ "گو ابن سعد کی آنکھوں پر جاہ و حشمت کی طمع نے پردے ڈال دیئے تھے۔ پھر بھی عزیز تھا۔ خون میں محبت کے ذرے چمک رہے تھے حضرت زینبؑ سے بھی بہن ہی کا رشتہ تھا۔ یہ فریاد سنکر بے اختیار آنسو نکل آئے [illegible] طاری ہو گئی۔ [illegible] اتنا متاثر ہوا کہ اس کے دونوں رخسار تر ہو گئے اور داڑھی سے آنسو [illegible] ٹپ ٹپ کر گرنے لگیں۔ ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکلا اور ندامت و خجالت کی وجہ سے حضرت زینبؑ کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حضرت امامؑ کی شیرانہ یلغاریں

ایک لمحہ کے بعد ہی پھر جنگ شروع ہو گئی۔ دشمنوں نے پھر چاروں طرف سے ہجوم کر لیا۔

تمیم بن قحطبہ نے بڑھ کر آپ پر وار کیا مگر اس کے وار سے پہلے ہی آپ نے اسے جہنم پہنچا دیا۔ پھر جابر [illegible] آپ نے اسے بھی دوزخ کو بھیجا [illegible] آیا زندہ نہ گیا۔ جب بہت سے قتل ہو چکے اور دہشت چھانے لگی تو [illegible] کی ساری فوج آپ پر ٹوٹ پڑی۔ اور شمع امامت کے گل کرنے کے لئے آندھیاں برپا کر دی گئیں۔ آخری جنگ تھی اور آخری وقت۔ آپ بری طرح مجروح اور زخموں سے چکنا چور ہو چکے تھے اس لئے آپ کے اندر جوش دلیری پیدا ہو گیا تھا شیر غراں کی طرح بپھرے ہوئے پھر رہے تھے۔ جدھر رخ کرتے تھے صفیں کی صفیں الٹ دیتے تھے۔ اس

یہ ایسی معصیت تھی کہ اس نے سعنت کی تلافی ظاہر مقدم رکھا اس لئے ایک پیاس کا دبال پڑا اور پڑنا چاہئے تھا اور حیوانوں کی موت مرا۔ رہا دندان مبارک پر چھڑی مارنے کا واقعہ اس کا تعلق یزید سے نہیں ابن زیاد سے ہے یہ واقعہ کوفہ میں ہوا نہ کہ دمشق میں۔

محاسن انسانی کا عدیم المثال مرقع
ذاتی فضل و کمال

عبادات وطاعات حضرت امام خاندان رسالت کے چشم و چراغ تھے اس لئے ظلمات ... [illegible] ... ملے تھے۔ اس لئے آپ کی لکھا ہے کہ۔

حضرت امام بڑے نمازی بڑے روزہ دار بڑے حج کرنے والے بہت صدقات دینے والے اور بہت کثرت سے اعمال حسنہ کرنے والے تھے۔ حضور صلوٰۃ علیہ بچپن میں رسول کریم سے ملی تھی اس سے عبادت میں خاص ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ شب و روز ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے اور نماز میں بہت انہماک رہتا تھا کسی نے حضرت زین العابدین سے حضرت امام کے یہاں اولاد کم اولاد ہونے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا مجھے تعجب ہے کہ کوئی اولاد ہوئی وہ شب و روز میں ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے بیویوں سے ملنے کا انہیں موقع کب ملتا تھا۔ روزے بھی بکثرت رکھتے تھے۔ پچیس حج انہوں نے پاپیادہ یا سفر کرکے کئے۔ لیعقوبی اور تہذیب الاسماء میں اس کی تفصیلات بھی ملتی ہیں۔

صدقات وخیرات یہ تو حالت تھی عبادات کی فیاضی و ایثار میں بھی جواب نہ رکھتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سائل آپ کے دروازہ سے خالی ہاتھ واپس گیا ہو۔ ایک بار ایک سائل دروازہ پر صدا دی نماز میں مشغول تھے عجلت سے نماز ختم کرکے نکلے تو فاقہ کے آثار چہرہ پر نمایاں دیکھ کر تڑپ اٹھے غلام سے کہا مصارف میں سے تمہارے پاس کچھ باقی ہے عرض کیا آپ نے تقسیم کرنے کو دو سو درہم رکھے ہوئے ہیں اسی وقت سائل کے حوالہ کر دیا اور معذرت کی کہ اس وقت یہی موجود تھا۔ راہ خدا میں کثرت سے خرچ کرتے رہے۔ آج تو دنیا میں اس نوع کی خیرات کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا یہ جوش غربا نوازی ملاحظہ ہو کہ جلد جلد نماز ختم کرتے ہیں، دوسرے گھر والوں کے خرچ کا مال اٹھا کر دیتے ہیں اور پھر معذرت بھی کرتے ہیں۔ بڑی بڑی رقوم دیتے رہتے تھے ایک دفعہ حضرت حسن نے فرمایا بہترین مال وہی ہے جس کے ذریعہ سے آبرو بچائی جائے۔

[illegible] معاشی اور مالی اعتبار سے پوری زندگی فارغ البالی سے نہیں بلکہ عیش و آرام کے ساتھ بسر ہوئی عہد نبوی تک با اختیار رہا نہ وظیفہ جو حضرت فاروق اعظم نے مقرر کیا برابر ملتا رہا۔ حضرت علی و حسن کے زمانہ خلافت میں بھی ملا ان کے بعد شہادت کے وقت حضرت حسن کے مقرر کرائے ہوئے جو سالانہ برابر ملتے رہے امیرانہ زندگی بسر کی لیکن آپ کی امارت صرف اپنی ذات کے لئے نہ تھی اس میں محروموں مایوسوں اور غریبوں کا بھی برابر کا حصہ تھا۔

وقار انکسار بہت وقار و سنجیدگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے آپ کے حلقہ میں لوگ اس سکون و سکوت کے ساتھ بیٹھے رہتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں لیکن اس عہد کی طرح یہ وقار تمکنت و خود پسندی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ متواضع منکسر المزاج بھی تھے ادنیٰ سے ادنیٰ شخص سے بڑی بے تکلفی اور تواضع کے ساتھ ملتے تھے ایک مرتبہ کہیں تشریف لئے چلے جا رہے تھے کہ راستے میں فقرا کھانا کھاتے ہوئے ملے۔ تواضع کی۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ آپ سواری سے فوراً اتر کر ساتھ بیٹھ گئے کھانا کھایا اور فرمایا تکبر کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔

استقلال رائے گو دل صاف تھا مگر جو رائے ایک مرتبہ قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے تھے آپ خلافت کے معاملہ میں امیر معاویہ کو حق بجانب نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے دستبرداری کے وقت سختی کے ساتھ کھانا کی مخالفت کی رعنیت بہت بڑی ہوئی تھی۔ عہد امیر معاویہ میں بھی ان کی طرف سے دل صاف نہ تھا لیکن یہ سب کچھ بھی حق پرستی ہی کے نقطۂ نظر سے۔ آپ امیر معاویہ کو حق پر نہ سمجھتے تھے لیکن ظاہری تعلقات میں کبھی ناگواری بھی پیدا نہ ہونے دی۔ ان کی فوج میں شامل ہو کر گرانمایہ خدمات انجام دیں۔ کبھی کسی سازش میں بھی شریک نہ ہوئے اور نہ کسی سے برائی کی۔

تبحر علمی عہد رسالت میں تو آپ بچہ ہی تھے اور کچھ حاصل نہ کر سکتے تھے لیکن آپ کے پدر گرامی مدینۃ العلوم تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت نے آپ کو مطلع انوار بنا دیا تھا۔ تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ آپ اپنے عہد کے بہت بڑے فاضل اجل تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ... کی صرف آٹھ احادیث یاد تھیں البتہ با واسطہ روایات کی تعداد بہت کافی ہے قرآن و احادیث و تفسیر میں درجہ تبحر حاصل تھا۔

فتاویٰ نویسی چونکہ تمام مذہبی علوم و فنون میں درجہ کمال رکھتے تھے اور استنباط مسائل میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا اس لئے آپ صاحب فتویٰ بھی تھے اور لوگ برابر آپ سے استفتا کرتے رہتے تھے حضرت عبداللہ جیسے صاحب کمال اور کبیر السن صحابی بھی آپ سے فتویٰ پوچھ لیا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے قیدیوں کی رہائی و غیر قرابتیوں کے نان نفقہ وغیرہ کے متعلق آپ سے استفسار کیا تھا۔

فصاحت وخطابت تقریر و خطابت میں بھی آپ امتیازی رتبہ کے حامل تھے کیوں نہ ہوتے جبکہ آپ کے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے اور ممتاز خطیب و مقرر تھے۔ اس عہد میں بہت سے ممتاز خطیب موجود تھے مگر آپ کو سب پر امتیاز حاصل تھا آپ کی تقریریں سنکر لوگ سناٹے کے عالم میں رہ جاتے تھے بڑے فصیح تھے اور اس وقت جتنے مروجہ علوم تھے ان میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔

[illegible] کو برا جانتے ہی ہیں خود بھی نیک ہی روش اختیار [illegible]ت کا تاج سر پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو برائیوں سے [illegible] جہاد شروع کر دیتے ہیں، سلب ونہب چوری ڈاکہ [illegible] ہر چیز کی مذمت کرتے ہیں بت پرستی کے خلاف سرگرم [illegible]ن براہ راست بتوں کی برائی کرتے ہیں اور نہ بت پرست [illegible] بت پرستی ہی کی مذمت میں توحید کی اشاعت و دائم [illegible]ں کی تبلیغ پر صرف کر دیتے ہیں۔ مکہ معظمہ بڑے اکابر [illegible] بھرا پڑا ہے اور یہ سب آپ کے تشنہ خون دشمن بنے [illegible] رہتے ہیں مگر آپ ہیں کہ نہ خود کسی کے معاند ہیں اور نہ [illegible] کرتے ہیں۔ یہی نہیں جو آپ کے پاس کسی کام کو بھی آتا ہے [illegible] ہیں اس کا کام پورے جوش و مروت کے ساتھ [illegible] کر دیتے ہیں۔

[illegible] آپ کا کتنا بڑا دشمن اور رئیس اعظم قریش تھا مکہ معظمہ میں قحط پڑتا ہے بارش نہیں ہوتی آپ کے پاس آتا ہے عرض کرتا ہے۔ "محمد تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو تمہاری قوم مر رہی ہے فاقے شروع ہوگئے سخت قحط پڑا ہے اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ بارش برسائے تاکہ تمہاری قوم اس بلا سے نجات پائے۔ آپ نے بلا تکلف و تامل اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور جل تھل ایک ہوگئے۔"

شرافت ورواداری کی تعلیم

جب آپ کی بعثت کے وقت عرب کے اندر یہودی عیسائی مجوسی صابی [illegible] مذہب بکثرت موجود تھے لیکن آپ نے ان مذاہب [illegible] مذہب کی برائی نہیں کی بجائے یہ کہا کہ یہ مذہب ٹھیک تھے مگر ان [illegible] اپنی کتابوں میں تحریف کر لی اور انہوں نے اپنے دین کو کچھ [illegible] بانیان مذاہب کے متعلق فرمایا کہ یہ سب خدا کے نیک اور صالح [illegible] قابل تعظیم ہیں نہ صرف یہ بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ [illegible] خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور وہ سچے سب نیک [illegible] اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ آپ نے اگلے پیغمبروں پر ایمان [illegible] قرار دیا۔

[illegible] میں یہ صورت تھی کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب اور اس [illegible] مذمت و تنقیص کو مستحسن سمجھتا تھا ابراہیمی دین کے پیرو کسی [illegible] مانتے تھے۔ یہودی حضرت عیسٰی کے دشمن بنے ہوئے تھے عیسائی [illegible] جانے کہتے تھے عیسائی یہودیوں کے معاند تھے اور مجوسی صابیوں [illegible] اور انہیں اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ہر قوم میں مذہبی تعصب پھیلا [illegible] دوسرے کی برائی کا طوفان امنڈا ہوا تھا لیکن رحمت [illegible] علیہ وسلم نے مبعوث ہوتے ہی بدگوئی کے اس طوفان کو روکا [illegible] اس لعنت کو دور کر کے مسلمانوں کو تہذیب و شرافت اور [illegible] تعلیم دی۔

[illegible] کی انتہا

آپ نے دنیا میں جلوہ افروز ہو کر "تواصوا بالحق" اور "تواصوا بالصبر" کے شاندار درس دیئے

اور دنیا والوں کو جتلا دیا اور واضح کر دیا کہ دنیا میں تکلیف اٹھائے اور ایثار کیے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی اور ہر مقصد اعلیٰ کے حصول کے لئے قربانیوں کی ضرورت دائمی ہوتی ہے نیز حق کی حمایت میں لازماً تکالیف و حوادث کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور کامیاب وہی ہوتے ہیں جو ایک طرف اشاعت حق میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور دوسری طرف پیش آنے والے مصائب کو صبر و ثبات کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

آپ نے خود مکہ کی دہ سالہ زندگی میں محض "جرم حق گوئی" میں حوصلہ سوز اور ہمت فرسا مصائب و نوائب برداشت کئے اگر کہ پتھر بھی ہوتے تو پانی ہو کر بہہ جاتے۔ تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ ایک گوشت پوست کا انسان مصائب و مظالم کے ایسے بے پناہ سیلاب کے مقابلے میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے کوئی ذلت ایسی نہ تھی جو باقی رہ گئی ہو کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو پڑ گئی ہو کوئی دکھ ایسا نہ تھا جو نہ اٹھایا ہو عزت یا اقتدار عیش و آسائش مال و دولت کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی جو قربان نہ کی ہو راستہ چلنا دوبھر تھا گھر سے قدم نکالنا دشوار تھا کہیں راستے میں کانٹے بچھے ہیں کہیں اوپر سے کوڑے کے بھرے ٹوکرے پھینکے جا رہے ہیں کہیں نماز پڑھتے میں گلائے مبارک پر اونٹ کا اوجھ لا کر رکھ دیا جاتا ہے تاہم آپ بیٹھتے ہیں غنڈوں کا غول پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ یہاں سے تنگ آ کر طائف جاتے ہیں تو وہاں بھی یہی آسمان نکلتا ہے پتھروں کی اتنی بارش ہوتی ہے کہ ساق و پا سے خون کے فوارے جاری ہو جاتے ہیں اب نہ رہ سکتے ہیں اور نہ مکہ معظمہ واپس آسکتے ہیں نہ رونے رہائش تھی اور نہ "ساہ گزیں" ایک ایک سے پناہ مانگتے تھے مگر کوئی حامی نہ بھرتا تھا اس کے علاوہ قید ہوئی تو وہ قید بھی ایسی تھی جس کی مثال کوئی دنیا میں موجود نہیں۔

سارا خاندان بڑے چھوٹے عورتیں مرد بچے سب کے سب ایک حاطہ میں محبوس کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ نہ ان تک ایک قطرہ پانی کا پہنچ سکے اور نہ غلہ کا ایک دانہ پھر یہ حالت چند روز چند ہفتے چند مہینے نہیں مسلسل تین سال تک قائم رہتی ہے۔ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سہ سالہ زمانہ [illegible] کیونکر گزرا ہوگا۔ اس سے نجات ملتی ہے تو قتل کی ہمہ گیر سازشیں شروع ہو جاتی ہیں مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو وہاں بھی اغیار اگھیرتے ہیں حملہ پر حملے ہوتے ہیں چڑھائیاں شروع ہو جاتی ہیں لیکن آپ ہر حالت میں مستقل مزاج رہتے ہیں۔ اور پورے صبر و ثبات سے کام لیتے ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ پورے کا پورا عرب آپ کے زیر فرمان ہوتا ہے اور ساری اکڑی ہوئی گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔

عدیم النظیر انقلاب

وہ عرب جو رذائل و ذمائم کا گہوارہ تھا جہاں ہر وقت اور ہمیشہ شر و فساد کی آندھیاں اٹھتی رہتی تھیں سلب و نہب کے طوفان برپا رہتے تھے، بات بات پر قتل ہو جاتا تھا سالہا سال تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

شراب و زنا کی گرم بازاری تھی جگہ جگہ بت پرستی ہوتی تھی جہاں انسانیت و شرافت کے نام تک سے ناآشنا تھے ہر دم وحشت کی زندگی بسر کرتے

[illegible] حسینؓ کی کمال درجہ محبت سے ضبط نہ کر سکتے تھے۔ ابو بریدہ [illegible] مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد [illegible] اثنا میں حسنؓ و حسینؓ سرخ قمیص پہنے ہوئے خراماں [illegible] تے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضورؐ کی نظر جو ان پر پڑی [illegible] ترآئے ان دونوں کو گود میں اٹھایا سامنے بٹھا [illegible] نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد [illegible] بچوں کو خراماں خراماں آتے ہوئے جو دیکھا تو مجھ [illegible] اور خطبہ چھوڑ کر میں نے ان کو گود میں اٹھا لیا۔

[illegible] اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوتے تھے اور اسی حالت [illegible] شوخیوں میں برابر مصروف رہتے تھے۔ آپ نہ انھیں [illegible] ان کی شوخیوں پر کبھی خفگی کا اظہار کرتے تھے اور [illegible] بلکہ خوش ہوتے تھے اور ان کی طفلانہ شوخیوں کی [illegible] جاتے تھے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دوران نماز میں آپ رکوع [illegible] حسنؓ و حسینؓ آپ کی دونوں ٹانگوں کے اندر گھس جاتے اور [illegible] دونوں ٹانگیں پھیلا کر ان کے نکلنے کے لئے راستہ بنا دیتے [illegible] سجدہ میں جاتے تو دونوں جست کر کے حضورؐ کی پشت مبارک پر [illegible] بیٹھ جاتے اور آپ اس وقت تک سر نہ اٹھاتے جب تک [illegible] اتر جاتے۔

[illegible] کا دشمن رسول اللہ کا دشمن ہے

حضورؐ نے صاف طور سے فرما دیا تھا کہ [illegible] دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی اور جس نے حسینؓ [illegible] نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ یہ بھی فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے [illegible] سے ہوں اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھے جو حسینؓ کو [illegible] ایک سبط ہے اسباط میں سے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے [illegible] میں فرمایا کہ جس نے ہمارے اہل بیت سے بغض رکھا [illegible] قیامت کے روز یہودی اٹھائے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ [illegible] کی محبت کی وجہ سے دلوں میں ایمان داخل ہوتا ہے [illegible] بنیاد ہوتی ہے اسلام کی بنیاد حب رسول و آل رسولؐ ہے [illegible] سے روایت ہے کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ایک خیمہ میں [illegible] سے تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما تھے اور حضرت [illegible] حسنؓ و حسینؓ بھی اسی میں تھے آپ نے فرمایا کہ:-

[illegible] اس خیمہ کے مکینوں کے ساتھ صلح کرنے والوں کے ساتھ صلح کرنے والا اور ان [illegible] والوں سے جنگ کرنے والا ہوں جو نیک بخت و پاکیزہ [illegible] دوست رکھیگا اور جو بدبخت و بدنہاد ہوگا وہ انھیں [illegible] حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ حضور فرمایا [illegible] میرے اہل بیت کی حفاظت کریگا۔ اس کے لئے [illegible] اس کی مغفرت کر دینے کا عہد لیا ہے اور جو ان کی [illegible] وہ ضرور بخشا جائے گا۔

[illegible] غفاری سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ تمہارے میں

میرے اہل بیت ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں باب توبہ تھا کہ جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا۔ یہ بھی فرمایا کہ تم لوگوں میں میرے اہل بیت مثل سفینہ نوح کے ہیں جو اس پر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے الگ رہا غرق ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں ہیں محل رسالت ہیں اور علم کی کان ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں ان بدبختوں کی بات پر غور کیجئے جنہوں نے حضرت حسینؓ کو پوری تضالی سے ذبح کیا۔

شہادت کے متعلق رسول اللہ کے ارشادات

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت حسینؓ کی شہادت کے متعلق پہلے ہی سب کچھ فرما دیئے تھے۔ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اپنی شہرہ آفاق کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمارے گھر تشریف لائے۔ حضرت ام ایمنؓ نے جو حلوہ بھیجا تھا ہم نے وہ پیش کیا اور کھانا بھی جسے حضورؐ نے تناول فرما کر ہاتھ دھوئے۔ انھیں ریش مبارک پر پھیرا دعا کی سجدہ میں چلے گئے اور رونے لگے اتنے میں حسینؓ آئے اور پشت مبارک پر گر کر رونے لگے۔ آنحضرتؐ حسینؓ کا رونا دیکھ کر اپنا رونا بھول گئے اور فرمایا بیٹا تم کیوں روتے ہو عرض کی کہ آپ کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا میرے فرزند آج میری یہ حالت تھی کہ الیسی قدر خوش تھا کہ اتنا کبھی نہ ہوا تھا اسی عالم میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے مجھے خدا کی طرف سے یہ خبر دی کہ میری امت تجھے بحالت غربت و کربت شہید کرے گی اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کمسنی ہی میں رسول کریم نے حضرت حسین کے کان میں شہادت کی خبر ڈال دی تھی۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے متعلق وہ حدیث بہت مشہور اور بہت مستند ہے جس کی راوی حضرت ام سلمہؓ ہیں۔

فرماتی ہیں کہ ایک روز حسینؓ آغوش میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرشتہ نے آکر اطلاع دی کہ انھیں آپ کی امت عنقریب شہید کرے گی وہ جگہ بھی دکھلا دی اور وہاں کی مٹی بھی لا کر دی آپ گود میں لئے ہوئے باہر نکلے اور تمام صحابہ کے سامنے علانیہ فرمایا کہ میری امت اس بچہ کو شہید کرے گی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ سرزمین طف میں قتل کیا جائے گا۔ اور یہ مٹی مجھے لا کر دکھلائی کہ اس میں ان کی قبر ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی سند سے امام احمد بن حنبلؒ نے روایت کی ہے کہ ایک روز ٹھیک دوپہر کے وقت رسول کریمؐ باہر تشریف لائے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں مٹی ملا ہوا خون تھا۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ حسینؓ اور ان کے دوستوں کا خون ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسے دیکھا کرتا تھا ایک دن دیکھا کہ وہ مٹی بالکل خون ہو گئی ہے جس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ شہید ہو گئے۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل نے نازل ہو کر کہا کہ آپ کی امت آپ کے

اس بیٹے امام حسینؓ کو قتل کر دے گی۔ پھر رسول کریمؐ اس جگہ کی مٹی لا کر دکھائی آپ نے آ کے سونگھ کر فرمایا کہ اس سے تکلیف و رنج کی بو آتی ہے اور مجھ سے فرمایا کہ ام سلمہ جب تم اس مٹی کو دیکھو کہ خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا قتل کر دیا گیا۔ پس میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں رکھ دی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس سرزمین کی خاک دکھائی جس پر حسینؓ قتل کئے جائیں گے اور جو شخص حسینؓ کا خون بہائیگا اس پر خدا کا شدید غضب نازل ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اے عائشہ خدا کی قسم اس خبر نے مجھے غم میں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ کونسا امتی ہے جو حسینؓ کو قتل کرے گا۔

غرض رسول کریمؐ سب کچھ پہلے ہی واضح کر چکے تھے اور آپ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مسموم و مقتول ہونے کی اطلاع دی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عین اپنی شہادت کے وقت بھی آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا

ملکہ جنت کی بزرگی و عظمت

خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کی عظمت و تقدس یہ صرف یہی نہیں کہ آپ آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اکلوتی بیٹی تھیں جن سے دنیا میں آج تک آپ کی نسل قائم ہے بلکہ آپ سیرت و اخلاق میں بھی بہت بلند پایہ رکھتی تھیں اور اپنی محترم والدہ اور بزرگ ترین باپ کے جیتے جاگتے کے اندر جوہر تاباں درخشاں نظر آتے تھے۔ رسول کریمؐ کی تمام اولاد آپ کی زندگی ہی میں داغ مفارقت دیگئی صرف ایک آپ باقی رہ گئی تھیں۔ رسول کریمؐ بھی انسان تھے بشریت سے خالی نہ تھے ہر انسان کو اولاد سے محبت ہوتی ہے رسول کریمؐ کو بھی تھی اور چونکہ آپ نہایت سعادت مند اور اکلوتی بیٹی تھیں اس لئے آپ تمام نعمتوں کا محور بنی ہوئی تھیں اتنی کہ جب تک آپ کو روزانہ ایک دفعہ دیکھ نہ لیتے تھے چین نہ پڑتا تھا پھر یہ بھی بات تھی کہ آپ عدیم المثال غمگسار اور مونس حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی یادگار تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے رسول کریمؐ کو اس درجہ محبت تھی کہ آخری وقت میں جس وقت بھی یاد آجاتی تھی آبدیدہ ہو جاتے تھے اور ان کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو ہمیشہ تحائف بھیجتے اور ان کی عزت کرتے رہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ دنیا میں شاید ہی اتنی مستجمع الصفات بیوی پیدا ہوئی ہوں جیسی کہ حضرت خدیجہؓ تھیں انہوں نے نازک سے نازک اوقات میں رسول کریمؐ کی انتہائی خدمات انجام دیں اور اپنی دولت اپنا گھر بار اور اپنی تمام خدمات وقف کئے رہیں۔ رسول کریمؐ پر ایک طرف تو مصائب و مشکلات کا سیلاب گذر رہا تھا اور قوم کا بچہ بچہ تشنہ خون بنا ہوا تھا اور دوسری طرف اپنے عہد کی یہ سب سے بڑی دولتمند اور اولوالعزم طاہرہ اپنی تمام توجہ شوہر کی دلنوازی اور دلجوئی کے لئے صرف کئے ہوئے تھیں۔ ایسی نادرہ روزگار اور غمگسار بیوی کے لئے ظاہر ہے کہ رسول کریمؐ کی تمام محبتیں وقف ہو گئی تھیں۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح و جہیز

رسول کریمؐ نے آپ کو بڑی شفقت سے پرورش کیا اور آپ دوشیزگی میں رسول کریمؐ کی تربیت و محبت کا عام مظہر ہو گئیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے سعی کی لیکن رسول کریمؐ نے دونوں کو کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فوراً منظور کر لیا اور فرمایا مہر ادا کرنے کو بھی تمہارے پاس کچھ ہے؟ میرے پاس تو ایک گھوڑے اور ایک زرہ کے سوا کچھ نہیں تو فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ہے۔ البتہ زرہ فروخت کر ڈالو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت سامنے لا کر رکھی اسی وقت حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے عطر اور جہیز کا سامان خرید لائیں اس کے بعد خود ہی نکاح پڑھ دیا اور میاں بیوی پر وضو کا پانی چھڑک کر خیر و برکت کی دعا دی۔ اور رخصت دس گیارہ ماہ بعد ہوئی۔ رخصت کے وقت تک کوئی مکان کرایہ پر لیا چنانچہ حارثہ بن النعمان کے مکان میں ملکہ جنت رخصت ہو کر وہاں پہنچ گئیں۔ سیدہ زہراؓ کا جہیز پلنگ ایک بستر ایک چادر دو چکیاں اور ایک مشکیزہ تھا گھر کی کل کائنات تھی جس میں آپ کی زندگی بھر کوئی اضافہ ہو سکا نہ رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری جس چیز کا جہیز میں اضافہ کیا تھا اسکی زندگی بسر ہوتی تو اس بستر پر جو ... بستر کا ...

خاتون جنت کے گھر کا عالم

شوہر کے پاس کوئی نہیں ایک اونٹ حضرت حمزہؓ نے ذبح کر لیا تھا۔ محنت مزدوری یا پھر اللہ ہی کبھی کبھی وقت کے مسلسل فاقے ہوتے تھے۔ مفلسوں کا گھر اٹھتا تھا ایک دفعہ گھر میں فاقہ تھا شدت بھوک سے بیتاب آپ کے شوہر گھر سے مزدوری کے لئے نکلے۔ مدینہ منورہ کے عوالی نام ایک بستی تھی وہاں گئے دیکھا کہ ایک ضعیفہ کھڑی ہے یہ خیال کر کے کہ وہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے پاس گئے اور اجرت طے کر کے باغ سینچنے لگے جس سے ہاتھ پڑ گئے اس مشقت سے کچھ کھجوریں لیکر آئے تو سیدہ نے حضورؐ کو بھی شریک کیا اور جو بچیں وہ گھر لے آئے اور ملکر ساتھ انہیں کھایا۔

اسی طرح ایک مرتبہ اور رات بھر کی محنت مزدوری کے عوض میں جو ملے صبح ہی اٹھ کر انہیں حضرت فاطمہؓ نے پیسا اور تین ثلث کا دلیا پکانے کے لئے فرمایا دونوں بہت بھوکے تھے کہ سائل نے آواز دی سب اٹھا کر اسے دیدیا۔ دوسرا حصہ پکا ہونے پر کوئی مسکین آیا اور اسے اٹھا کر دیدیا۔ تیسرا حصہ بھی ... دونوں وقت بھر بھوکے رہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ گھر میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں

ہوئے ہیں حضرت حسینؓ گود میں لیے دودھ پی رہے ہیں زبان کی چلا رہی ہے اور چکی پیس رہی ہیں۔ دیکھتے ہی آن کی چیخ نکل گئی رونے لگے۔ سرکار دو عالم بھی شور سن کر چلے آئے پوچھا کیا واقعہ ہے حضور! قیامت ہے کہ قیصر و کسریٰ تو زر کافر ہو کر عیش حیات کریں اور سرکار دو عالم کی صاحبزادی فاقہ زدگی کے عالم میں چکیاں چلائیں اور تن پر ایک کپڑا بھی سلامت نہ ہو جس سے یہ نظارہ دیکھا اور بیاختہ چیخیں نکل گئیں فرمایا ابوہریرہؓ کیا تمھیں پسند نہیں دنیا لے اور ہمیں آخرت آپ کے پاس جو چادر تھی اس کا سر چھپاتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں چھپاتی تھیں چکیاں پیستے پیستے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔ ملکہ جنت بیاں بکاتیں پیستیں اور آپ ہی کپڑے دھوتیں۔

صبر و شکر کا پیکر جمیل

اتنی مصیبتوں اور اس قدر مشقتوں پر بھی کبھی دل کو نہ دکھایا ہر حالت میں نہیں کبھی بے صبری کا اظہار نہ کیا ہشاش بشاش رہیں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا نہ قسمت کا گلہ کیا اور نہ شوہر کا شکوہ تربیت رسول کریم کی تربیت ایسی چیز تھی جو تہذیب نفس میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتی باپ کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھیں اسی بنا پر کبھی کبھی بگڑ جاتی تھیں اور معمولی کبیدگی بھی ہو جاتی تھی مگر سرکار عالم خود صفائی کرا دیتے تھے ایک مرتبہ آپ شکایت لیکر دربار نبوت میں پہنچے ہی حضرت علیؓ پہنچ گئے رسول کریم نے سنکر فرمایا بیٹی کون ہے جو بیوی کے پیچھے خاموش چلا آئے۔ دونوں نے عہد کر لیا نہ الجھیں گے رسول کریم نے صاف طور پر ہدایت کر دی تھی قیامت کے روز یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تم کس کی بیٹی ہو اعمال پوچھے جائیں گے اس لئے عمل کرتی رہو اور اسی پر انحصار رکھو۔ ایک دفعہ پاس گئیں اور عرض کی باباجان دیکھئے تو روٹیاں پکاتے اور پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں ایک لونڈی مجھے عنایت فرما دیجئے۔

رسول کریم نے صاف جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اصحاب صفہ فاقہ کے عالم میں رہیں اور تمھیں دوں ان سے بچیگا تو تمھیں دوں گا ان کا مقدم ہے اس طرح رسول کریم نے یہ اچھی طرح واضح کر دیا تھا میں جائز و ناجائز کی تمیز ہی نہیں بلکہ آپ کو تمام مسلمانوں کا ایک ہے اور عدل پسندی ایک بہت بڑا اور بہت اہم فریضہ ہے۔ نیز اعمال بڑی چیز ہیں۔

بیٹی کے مظاہر محبت

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ رسول کریم کو بیٹی کے ساتھ محبت نہ تھی دونوں میں والہانہ محبت تھی اور محبت کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بیٹی کی عزت بھی کرتے تھے جب آپ سامنے آتیں تو دفور محبت سے کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب کبھی سفر کو جاتے تو سب سے آخر میں بیٹی سے رخصت ہوتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے بیٹی کے گھر جا کر خیریت پوچھتے۔ روزانہ ایک دو دفعہ ضرور بیٹی کے گھر جاتے بجد محبت تھی بیٹی کی ذرہ برابر تکلیف سے بےچین ہو جاتے تھے۔ کہیں آپ نے سنا کر حضرت علیؓ دوسری شادی کرنے والے ہیں یہ سوچکر کہ اس سے لخت جگر کا دل دکھیگا۔ اسی وقت منبر پر کھڑے ہو کر ایک پر شور خطبہ دیا جس کے دوران میں فرمایا:۔ لوگو! فاطمہؓ میری نور عین ہے جس سے اس کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے میرے دل کو بھی لازماً تکلیف پہنچتی ہے اس کا تکلیف دینا مجھے تکلیف دینا ہے۔

حضرت حسنینؓ سے والہانہ محبت

حضرت علیؓ سمجھ گئے۔ بہت گھبرائے اور ارادہ تو یہ کر لی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بھی ایسی ہی محبت تھی یوں تو ہر ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کو خصوصی محبت تھی۔ گھر کے کام کاج سے جو وقت بچتا ان دونوں کی نگہداشت میں صرف کرتیں حتی کہ چکیاں پیستے وقت بھی آغوش سے جدا نہ کرتیں زندگی بھر شاید ہی انہیں ایک بار جھڑکا ہوگا ورنہ ہمیشہ محبت اور پیار ہی سے بات کرتی رہیں۔ غریب گھر تھا مگر ان کی صفائی کا خاص اہتمام رکھتیں میلے کپڑے میلے ہوتے اور فوراً دھو کر پہناتے۔ جس بات کی ضرورت ہوتی پوری کی۔ روزانہ سرمہ لگاتیں نہلاتیں اور بالوں میں کنگھی کرتیں۔ عید بقرعید کو قرض تک لے کر ان کے لئے پوشاک تیار کرتیں۔ تربیت کی خاص خیال رکھتیں کبھی اتفاق سے بھی رونے کی آواز سن لیتیں تو بیقرار ہو جاتیں زندگی بھر کبھی ان کا منہ میلا نہ ہونے دیا۔ جب خواب میں رحلت کی بشارت سنی تو صبح ہی اٹھکر بچوں کے کام میں مصروف ہو گئیں حضرت علیؓ کے استفسار پر تمام واقعہ بتا کر کہا کہ حسنؓ و حسینؓ کو نہلا دوں، بال دھو دوں کپڑے صاف کرا دوں۔

روٹی تیار کر دوں کہ میری موت کے غم میں انھیں کون کھانا کھلائیگا۔ نہلا دھلا کر انھیں روضہ اقدس پر بھیجا کہ آن سے دعا کرائیں شوہر سے یہی کہا کہ اب یہ واپس آئیں تو میرے پاس نہ آئیں کہ غم کریں گے۔ الگ بٹھا کر کھانا کھلا دینا۔ وصیت کی کہ میرے ان جگر پاروں کا خیال رکھنا اور ان کی طرف سے تساہل نہ کرنا۔

جگر گوشہ رسول کی وفات

دنیا میں شاذ ہی آپ بیٹیں ہیں اتنی محبت رکھی ہوگی ہے جتنی رسول کریم اور حضرت خاتون جنت میں تھی باپ کی فراق کسی طرح نہ برداشت ہو سکا آخری سانس تک ایک لمحہ کے لئے بھی نہ آنسو رکا رات دن اسی غم میں بڑی گھلتی رہیں کبھی ہنسی تو ایک طرف مسکراہٹ بھی چہرہ پر نہ آئی اور صرف چھ ماہ زندہ رہکر رہگزائے عالم بقا ہوئیں۔

وفات سے ایک روز پیشتر حضرت علیؓ گھر میں آئے تو دیکھا کہ کام میں بہت مصروف ہیں آپ نے کہا ہے کپڑے دھو رہی ہیں اور بال دھونے کیلئے مٹی علیحدہ رکھی ہے خوش ہو گئے اور فرمایا الہٰی چشم و چراغ رسول تمھیں تو دنیاوی امور سے کوئی سروکار ہی نہ تھا آج یہ غیر معمولی انہماک کیسا ہے کہا کہ رات باباجان کو خواب میں دیکھکر عرض کی تھی کہ اب مجھ سے فراق نہیں

...رنگ موجود تھا۔ یہ سنہ ۳ھ کا واقعہ ہے۔

...عت و تہور

جنگ احد میں حضرت مصعبؓ کے شہید ہوئے ...ہی بڑھکر علم سنبھال لیا۔ ابوسعد بن ابی ...سردار مشرکین نے مقابلہ کے لئے للکارا بیتاب ہوگئے۔ ایک ہی ...گر کر تڑپنے لگا۔ اور بدحواسی پر برہنہ ہوگیا۔ رحم آگیا اور ...ندہ چھوڑ کر واپس چلے آئے۔ جنگ کے بعد پہاڑ پر پہنچے وہاں ...ال بھر بھر کر پانی لاتے رہے اور حضرت فاطمہؓ نے زخم دھو کر ...راکھ سے زخم بند کیا۔ سنہ ۴ھ میں مہم بنو نضیر میں آپ پیش ...علم آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ غزوۂ خندق میں آپنے بڑے کارنامے ...انجام دیئے۔ عمرو بن عبدود سواروں کے سردار نے کسی کو تنہا ...آنے کے لئے للکارا۔ آپ پہنچ گئے کہا میں تمھیں قتل کرنا نہیں ...فرمایا میں تو چاہتا ہوں۔ بہت شجاع سردار تھا۔ برہم ہو کر ...سے کود پڑا۔ لیکن کچھ دیر ہی کے بعد آپ نے اس کا پارسل جہنم ...

...قریظہ میں بھی علمبردار تھے۔ قلعہ پر قبضہ کرکے اسی کے صحن میں کا... ...۔ بنو سعد نے سرکشی کی تو آپ نے ایک سو سوار لیکر انھیں منتشر ...پانچسو اونٹ دو ہزار بکریاں مال غنیمت میں لائے۔ صلح حدیبیہ ...میں کفار نے "رسول الله" لکھنے پر اعتراض کیا رسول کریم نے مٹا دینے ...فرمایا کہ خدا کی قسم یہ مجھ سے تو نہ مٹایا جائے گا۔ رسول اللہ نے اپنے ...سے مٹایا۔ سنہ ۷ھ میں خیبر پر فوجکشی ہوئی۔ یہاں کے دو قلعے ...کہ تسخیر کا کوئی امکان ہی نہ تھا۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ ...کامیابی نہ ہوئی۔ آپ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس پر بھی آپ کو ...فتح کے لئے بھیجا۔ یہود کا معزز سردار مرحب رجز پڑھتا ہوا آگے ...بیٹ کر تلوار جو کرتے ہیں تو دو ٹکڑے ہوگیا اور اس کے فوراً بعد ...کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

...میں شریک تھے آپ ہی کہ... پر چڑھکر کسی بت کو خانہ کعبہ سے ...کی سعی کی مگر بار رسالت برداشت نہ ہوسکا۔ اس کے بعد آپ نے چند ...کندھوں پر چڑھا کر منہدم کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد ...بت توڑ دیا۔

...حنین میں یہی نہیں کہ آپ پوری جگری کے ساتھ لڑے بلکہ اپنی ...شجاعت سے میدان کو سنبھال لیا غنیم کے سپہ سالار کو کاٹ کر ...یہ لڑائی بہت سخت لڑائی تھی مسلمانوں کو شکست ہو ہی چکی تھی مگر ...فلاح رکھ لی۔ غرض آپنے تمام غزوات میں شرکت کی۔

...ت اسلام پر ماموری

مہم یمن میں حضرت خالد بن ولیدؓ چھ ماہ تک ناکام تبلیغ ...ہوئے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وہاں پہنچنے پر انقلاب برپا ...چند تقریروں میں یہ حالت تھی کہ اسلام زور و شور سے پھیلنے ...کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان مسلمان ہوگیا۔
...ع میں بھی یمن سے آکر آپنے شرکت کی تھی غرض آپکی تقریباً

اور مواعظ بے پناہ ہوتے تھے اور اشاعت اسلام میں آپ نے بڑی خدمات کیں۔

رسول اللہ کی تیمارداری

ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں سرکار رسالتمآب بیمار ہوئے تو آپ پورے انہماک کے ساتھ تیمارداری میں مصروف ہوگئے۔ ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ بوقت دوپہر آفتاب رسالت غروب ہوگیا۔ غسل اور تجہیز و تکفین کی مراسم آپ ہی نے انجام دیں۔ ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک رسول اللہ سے زیادہ دنیا میں کوئی عزیز تر ہستی نہ تھی۔ انہی کے آغوش شفقت میں پل کر جوان ہوئے ساتھ ہی آپ نے دامادی کا شرف حاصل کیا ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اس لئے آپ کو اس رحلت سے شدید اور انتہائی صدمہ پہنچا۔

بیعت صدیقی میں توقف

حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت تمام اہل مدینہ نے کرلی لیکن آپ نے چھ ماہ توقف کیا۔ دوران مدت میں بالکل خانہ نشین رہے اور قرآن کریم کو یکجا کرنے میں وقت صرف کیا۔ حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد ملے حضرت صدیق اکبر کے فضائل کا اعتراف کرکے بیعت کرلی۔ ضرور بنو ہاشم اس انتخاب کو اپنی حق تلفی سمجھتے رہے اور آپ نے بھی ضرور ایسا ہی سمجھا ہوگا لیکن نیتیں صاف تھیں جب آپ کو پورا اطمینان ہوگیا تو پھر اپنے اختلاف کو اچھا نہ سمجھا خود ہی بیعت کرلی۔

فاروق اعظم سے دوستانہ تعلقات

حضرت فاروق اعظم آپکے مشورہ کے بغیر مہمات امور میں کوئی قدم بھی نہ اٹھاتے تھے دونوں میں پوری یگانگت و محبت تھی۔ نہاوند کی جنگ میں سپہ سالار بناکر بھیجنا چاہا مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ بیت المقدس میں تشریف لے گئے تو نائب خلافت آپ ہی کو بنا کر گئے۔ آپ کی لڑکی حضرت فاروق اعظم کے عقد میں آئیں تعلقات اور شیریں و مضبوط ہوگئے۔ حضرت فاروق اعظم نے آپکے دونوں صاحبزادوں کے وظائف بھی مقرر کردیئے جو پانچ پانچ ہزار درہم ماہانہ تھے حضرات حسنؓ و حسینؓ کو حضرت فاروق اعظم کو بھی محبت تھی۔ پاس آتے تو بیچین رہا کرتے۔ ان کی طفلانہ شوخیوں سے بہت خوش ہوتے۔

عہد عثمانی میں گرانمایہ خدمات

فتنہ و فساد کے زمانہ میں آپ حضرت عثمان کو مخلصانہ مشورہ دیتے رہے ایک دفعہ آپنے صاف صاف کہدیا تھا کہ یہ بے چینی آپ کے عمال ہی کی بے اعتدالیوں کی ثمرہ تلخ ہے۔ فرمایا میں نے تو انہی عمال میں فاروقی اصول کو ہی پیش نظر رکھا ہے پھر یہ بیزاری کیوں ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے۔ عمرؓ نے سب کی نکیل اپنے ہاتھ میں رکھی تھی اور گرفت اتنی سخت تھی کہ عرب کا سرکش سے سرکش اونٹ بلبلا اٹھتا تھا برخلاف ازیں آپ ضرورت سے زیادہ نرم ہیں۔ عمال آپ کی نرمی سے استفادہ کرکے من مانی کارروائیاں کرتے ہیں آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ رعایا سمجھتی ہے کہ یہ سب کچھ دربار خلافت سے

احکام کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اس طرح تمام بے احتدالیوں کا جرم آپ کو اور صرف آپ کو بننا پڑتا ہے۔

مصری وفد کو بھی آپ ہی نے درمیان میں پڑ کر واپس کیا۔ راستہ میں ایک غلام پر نامہ کشتی لئے جاتا پکڑا گیا وفد والے واپس لوٹ آئے اور آپ کو وہاں دکھا کر شکایت کی کہ آپ نے تو اصلاحات کا وعدہ کیا تھا اس کے بجائے یہ فرمان بھیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے انہوں نے بہ قسم لاعلمی ظاہر کی۔ سمجھ گئے کہ یہ مروان کا کام ہے اس لئے پھر نہ گئے اور نہ کسی معاملہ میں مداخلت کی۔ مگر جب آب و دانہ بند ہونے کی خبر سنی تو بیتاب ہو کر پھر گئے تو لوگوں کو کہا کہ تمہارا یہ فعل اسلام تو اسلام انسانیت کے بھی خلاف ہے کفار بھی تو آب و دانہ بند نہیں کیا کرتے نہ ماننے پر بزور غضب میں عمامہ زمین پھینک کر چلے آئے۔ تصور بھی نہ تھا کہ یہ محاصرہ شہادت پر منتج ہو گا تاہم احتیاطاً دروازہ پر حضرت حسنینؓ کو مامور کر دیا تھا خلاف توقع خبر شہادت کی سنکر دونوں بیٹوں کے منہ پر طمانچے مارے کہ تمہاری موجودگی میں یہ سانحہ ہو کیونکر گیا۔

جنگ جمل

۲۱ ذی الحجہ کو مہاجرین و انصار کے اصرار سے مجبور ہو کر بار عظیم خلافت کو اٹھا لیا حالانکہ آپ پہلے برابر انکار کر رہے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے شہادت عثمانؓ کی تحقیق کیا لیکن قاتلین کا پتہ نہ چل سکا اس کے بعد آپ نے تمام عمال عثمان کو معزول کر کے نئے عمال مقرر کئے۔ لیکن امیر معاویہؓ نے آپ کے مقرر کردہ عامل کو واپس لوٹنے پر مجبور کیا جس سے آپ کو علم ہو گیا کہ آپ کی خلافت جھگڑوں سے پاک نہیں۔ دوسرا جھگڑا یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ قاتلین سے قصاص لینے پر آمادہ ہو گئیں۔ کچھ دن بعد حضرات طلحہؓ و زبیرؓ بھی مدینہ منورہ کی پر آشوب حالت اور باغیوں کی شرارت سے مجبور ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اور خلیفہ مظلوم کے قصاص کی دعوت شروع ہوئی۔

باغی مدینہ پر چھائے ۔۔۔ ہوئے آپ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے اس طرح کہ اصلاً ان پر آپ کا بھی کوئی قابو نہ تھا حکومت کی مجبوریاں نگاہ عوام سے اوجھل رہتی ہیں قاتلین عثمان کا پتہ نہ چلنا عمال سابق یکقلم برخاست ہونا اور باغیوں کی آپ کی فوج میں شامل ہونا ایسی بدظنی کے لئے بہت کافی تھا اتنے میں معزول شدہ عمال اور دوسرے بنو امیہ بھی پہنچ گئے اور مکہ معظمہ میں قصاص کی ایک شور تحریک شروع ہو گئی اور حضرت عائشہؓ نے بڑھ کر بصرہ پر قبضہ کر لیا کون کس کی حمایت کرے دونوں طرف بلند پایہ ہستیاں تھیں مدینہ والے بہ مشکل ساتھ چلنے پر تیار ہوئے۔ بصرہ کے قریب جنگ جمل وقوع پذیر ہوئی جو دنیا کی ایک مقدس ترین جنگ تھی آپ برابر مصالحت کے لئے ساعی رہے مگر سبائیوں کی فتنہ خیزی جنگ کا باعث بن ہی گئی۔ آخر وقت پر حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے اپنی غلطی محسوس کر کے علیحدگی اختیار کر لی مگر ان کی قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کامیابی ہوئی آپ نے حضرت عائشہؓ کو احترام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

جنگ صفین کی انقلاب انگیزی

اس کے بعد آپ نے کوفہ دار الخلافہ بنا کر معاویہؓ کو پیغام مصالحت دیا۔ جواب ملا کہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دو۔ فرمایا پہلے بیعت کر لو اس کے بعد باضابطہ مقدمہ دائر کر کے داد رسائی میں امداد کرو۔ اول تو بنو امیہ اور بنو ہاشم میں دیرینہ عداوت رہی تھی پھر بیس بائیس برس تک ولایت شام کے گورنر رہنے کی بنا پر ان کے دل میں استقلال و خودمختاری کی تمنا پیدا ہو گئی تھی مستقل والی رہنے دیا جاتا تو یقین تھا کہ وہ مقابلے پر نہ آتے۔ ایک بے مثل مدبر تھے جن کے ساتھ عمرو بن العاصؓ مغیرہ بن شعبہؓ جو عرب کے بہت بڑے سیاسی اور مدبر آدمی سمجھے جاتے تھے اور تمام جائے صورت مصالحت پیدا نہیں ہو سکی میدان صفین ایک بڑا معرکہ جنگ ہو گئی گو آپ کی فوج نے سرکشی دکھائی مگر ماہر گنتی نے آپ کے فرزند شاید ہی کبھی پیدا کئے ہیں۔ آپ اپنے دونوں چشم و چراغ حسنؓ و حسینؓ کو لیکر شامیوں پر شیر کی صورت کے ساتھ جو جھپٹے صفوں کی صفیں الٹ کر رکھدیں۔

امیر معاویہؓ اور ان کے کم و بیش ایک لاکھ لشکر کی تباہی میں باقی نہ رہ گئی تھی کہ حضرت عمرو بن العاص نے علوی لشکر کی بے راہ ذہنیت محسوس کر کے وہ چال چلی کہ جیتنے والے ہار گئے اور ہارنے والے جیت گئے قرآن شریف نیزوں پر بلند کر دیئے گئے جس کے ساتھ ہی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سمجھانے کے باوجود کوئی نہ سمجھا صاف کہدیا کہ جنگ نہیں رکے گی تو ہم آپ کا خاتمہ کر دیں گے چنانچہ التوائے جنگ ہو کر فیصلہ ثالثی پر چھوڑ دیا گیا۔

خوارج کی فتنہ خیزی اور کوفیوں کی کج بحثی

ثالثی سے معاملہ طے نہیں ہوا حریف کو شکست ہو یا منظور نہ تھا اس میں بھی چال چلی گئی اور دونوں ثالث متفق نہ ہوئے اور پہلی صورت بحال رہی۔ البتہ خوارج کا نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے ایک فرمایا تھی اور بند جنگ رکوائی تھی وہی کہنے لگے کہ لڑو اور امر کے کاموں میں ثالثی تسلیم نہ کرو۔ آپ نے فرمایا میں بھی یہی کہتا تھا اب عہد کر کے اس کے خلاف نہ کروں گا۔ آپ نے بہت سمجھایا نہ مانے تو فوج کشی کر کے ان کا استیصال کیا۔ امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاص دونوں سے کام لے رہے تھے۔ انہوں نے بتدریج مصر پر قبضہ کر لیا اور علوی مقبوضات میں برابر جھگڑے اور بدامنی پھیلاتے رہے تمام صوبوں میں شورشیں برپا ہونے لگیں آپ نے سب کو فرد کیا دوبارہ امیر معاویہ پر فوج کشی کا ارادہ کیا بڑی سعی کی اور تحریک کی ہر طرف سے صدائے لبیک اٹھیں۔ لیکن کوچ کا وقت آیا تو اجتماع میں صرف تین سو آدمی پائے گئے۔ آپ کو بہت صدمہ ہوا عدی اور سعید بن قیس ہمدانی نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ تو

کے راہ پر آئینگے۔ عام منادی کرا دیجئے کہ ہر شخص کو بلا استثنا،
ب ہونا پڑے گا اور جو تساہل و اعراض کریگا اُسے شدید ترین
نے کی کوند والے داقعی تلوار کے دوست اور لاتوں کے بھوت تھے
ہونی گھبرا اٹھے ڈر گئے بچھے کہ امیرالمومنین کا رخ بدل گیا ہے
مقد میں خیر نہیں ہر طرف سے جوق در جوق آنے لگے اس
یقیناً امیر معاویہؓ کو مغلوب کر لیتے مگر تیاریاں مکمل ہونے سے
ن ملجم خارجی کی زہر آلود تلوار سے شہید ہو گئے۔

ناکامی کے وجوہ

یہ ضرور ہے کہ آپ کی پنجسالہ خلافت کا دور فتنہ و فساد میں گذر گیا اور
سیاسی اعتبار سے آپ ناکام رہے اس کی وجہ نااہلیت نہ تھی اول تو آپ کو
نہایت پر آشوب ملا تھا دوسرے یہ کہ آپ جس زہد و اتقا اور امانت
کے ساتھ حکمرانی کرنا چاہتے تھے اس کے لئے لوگوں کے قلوب میں
کی وجہ سے صلاحیت باقی نہ رہ گئی تھی۔ ایک طرف آپ تو ہر مخلص
یکسر مہرہ کا طالب سمجھتے تھے اور دوسری طرف امیر معاویہ زر و جاگیر
و لشکر لا رہے تھے وہ بھی نہایت سرکش تھا آپ کا کہنا ہی نہ سنتا تھا
معمولی سختی کرنا نہ چاہتے تھے اور یہ لوگ سختی کے بغیر ماننے والے نہ تھے
خلفیوں کے مورد بنے ہوئے تھے۔ بنو امیہ و بنو ہاشم کی دیرینہ
بھی پوری شدت کے ساتھ ابھر آئی تھیں ان دشوار اور پرپیچ حالا
میں جس عدیم النظیر تحمل و سلامت روی اور ثبات و استقلال کا مظاہرہ
آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ کی جگہ پر کوئی ہوتا تو ان حالات میں پانچ
سال پانچ دن بھی خلیفہ نہ رہ سکتا تھا۔ مجبور ہو کر اور یہ بکر کہ یہ تلوار
ماننے والے ہی نہیں آپنے تلوار میان سے باہر نکال لی تھی اور عام بھرتی
کے احکام صادر کر دیئے تھے وہ ضرور کامیاب ہو جاتے مگر موت نے فرصت نہ
دی اور آپنے رحلت فرمائی۔

نسق ملک

زمانہ کی پراشوبی اور لڑائیوں کے اس تسلسل میں بھی آپ نظم و نسق ملک کی طرف سے
غافل نہ رہے۔ تقرر عمال میں خاص احتیاط برتتے ان کے طرز عمل کی تحقیقات
کرتے رہتے اور لغزش پر خود اس شدت سے باز پرس کرتے کہ بعض تو خائف ہو کر
بھاگ جاتے چنانچہ حضرات مصقلہ اور خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی
جو ان کے خیر اور بصرہ سے اس سختی کے ساتھ محاسبہ کیا کہ انھیں عہدہ
چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا پڑا۔ محاصل ملکی کے وصول کرنے میں بھی نہایت سخت
تھے لیکن رعایا کی فلاح و بہبود کا بھی پورا خیال رکھتے تھے اور نادار ذمیوں کا
خراج معاف کر دیتے تھے جنگلات کا بھی پورا انتظام کیا تھا ملک
کی حفاظت کے لئے کثرت سے فوجی چوکیاں مقرر کیں بڑے بڑے مستحکم قلعے بنوائے
اور پل تعمیر کرایا۔

مساکین سے سلوک

غربا و مساکین کے لئے بیت المال کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے
تھے اور مستحقین کو نہایت فیاضی سے دیتے تھے۔ ذمیوں کے ساتھ بھی
نہایت بہتر سلوک روا رکھتے تھے۔ ایران میں مجوسی سازشوں کا ایک طل

بچھا ہوا تھا بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں مگر آپنے ان کے ساتھ وہ تلطف آمیز
سلوک کیا کہ خود ہی کہا کرتے تھے کہ نوشیرواں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

بعض غیر معمولی سزائیں تجویز کی تھیں۔ ایک شخص نے رمضان میں شراب پی
تو آپنے اسی کوڑوں کے بجائے ۱۰۰ کوڑے لگوائے کہ رمضان کی بے حرمتی ہوئی۔

ملت کی اخلاقی نگرانی

آپنے ملت کی اخلاقی نگرانی کا بھی خیال نہایت سختی کے ساتھ رکھا اور
شراب نوشی کی سزا پر ۸۰ کوڑے لگواتے تھے۔ عورتوں کے متعلق حکم تھا کہ ان کا
تمام جسم کپڑے سے ڈھک کر کوڑے ماریں۔ رجم کی صورت میں عورت
کو ناف تک زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا اقرار جرم کی حالت میں ایک دفعہ کے
اقرار کو ضروری نہ سمجھتے تھے چنانچہ جب ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر
چوری کا اقرار کر لیا تو آپنے غضب آلود نگاہوں سے دیکھکر واپس کر دیا
دوبارہ اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ دس درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے
کا حکم نہ دیتے تھے۔

جن عورتوں کو حرام کا حمل ہوتا تھا وہ بلوغ کرنے کے بعد بچے حمل کا انتظام
کیا جاتا تھا تمام قیدیوں کو بیت المال ہی سے کھانا ملتا تھا مگر جو لوگ اپنے
فسق و فجور کے باعث نظر بند ہوتے تھے اور مالدار بھی ہوتے تھے تو ان کے
اپنے مال سے ان کے خورد و نوش کا بندوبست کر دیا جاتا تھا۔ جو لوگ غلو کر کے
آپ کو خدا کہنے لگے تھے اور جو خارجی آپ کو اور مسلمانوں کو کافر کہتے تھے ان کی
پوری سرکوبی کی اور ایران و آرمینیا کے جو لوگ مرتد ہو گئے تھے انھیں
بھی سخت سزائیں دیں۔

علمی فضل و کمال

آپ کو خدمت نبوی میں رہنے کا بہت زیادہ موقع ملا تھا دن رات میں دو مرتبہ معمولاً حاضر ہوتے
تھے۔ سفر میں بھی ساتھ ہی رہتے تھے شادی کے وقت تک تو ایک ہی گھر
میں رہے۔ اسی تقرب و اختصاص کی بنا پر رسول کریم خود قرآن کریم کی
تعلیم دیتے اور آیتوں کی تفسیر کرتے وقت و خواندی پوری ملکہ حاصل تھا کاتب
وحی بھی رہے تھے رسول کریم کی طرف سے جو مکاتیب و فرامین لکھے جاتے
تھے ان میں کافی مقدار ایسے مکاتیب کی تھی جو آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے
پورا قرآن حفظ تھا اس طرح کہ ہر آیت کے معنے اور شان نزول سے واقف
تھے آپ کا شمار مفسرین کے اعلےٰ طبقہ میں تھا۔ آپ سے بکثرت روایات اور
آیات کی تفاسیر منقول ہیں۔

قرآن سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں بھی ید طولےٰ حاصل تھا علم
ناسخ و منسوخ میں بھی کمال پیدا کیا تھا تیس برس کامل رفاقت میں رہے
اسلئے حضرت صدیق اکبر کو چھوڑ کر آپ سے زیادہ آپکی احادیث و ارشادات کا
امین اور کون ہو سکتا تھا۔ پھر بعد کو بھی تیس برس ہی مسند ارشاد پر متمکن
رہے بکثرت احادیث مستحضر تھیں مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئل
کو یک نظر حل کر دیتے تھے۔ اسی بنا پر رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ میں
شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اسی بنا پر عہد رسالت میں یمن
کے قاضی مقرر کئے گئے۔ آپنے بڑے پیچیدہ مقدمات سرعت سے طے کئے۔
علم تصوف میں بھی آپ کو تبحر حاصل تھا۔ چنانچہ اس وقت جتنے بڑے بڑے

...نقیں اور خود زخمی ہو کر گرا ہے تو خود بڑھ کر خیریت پوچھی
...کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجدیا۔ حضرت زبیرؓ جیسے حریف کا
...کا قاتل ابن جرموز سر اور تلوار لیکر سامنے آیا تو آپ نے
...صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دو ساتھ ہی ان کی عظمت
...سراہا۔
...کے فرزند حضرت محمدؓ کی لاش دیکھی تو بہت افسوس کیا اور
...فرمایا، ہائے قریش کے باز۔ جنگ صفین میں حضرت عمرو بن
...مقابلہ ہوا گئے بہت بڑے ہوشمند و مدبر تھے سمجھے گئے
...لیے خود کو گھوڑے سے گرادیا اور حالت میں برہنہ ہوگئے
...منہ پھیر لیا اور واپس ہوگئے۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا
...بڑے قاتل اور دشمن کے متعلق یہ وصیت کی کہ اس سے
...طور پر قصاص لینا جب وہ آپکے سامنے لایا گیا تو فرمایا۔
...کھلاؤ۔ نرم بستر پر سلاؤ۔ اگر وہ بچ گیا تو مجھے معاف
...دینے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر میں مرگیا تو اس کو مجھ سے
...میں اس سے جھگڑ لوں گا۔ تم اس کے ہاتھ پاؤں
...کاٹنا اور اسے عذاب نہ دینا کیوں نہ ہو نفاسیت تو
...تھی

...اصابت رائے

اس زمانہ کے تھوڑے ہی لوگ بہت سے پڑھے لکھے آپ کو آپ کی خلافت کی
...پر دبر نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی اصابت
...کے بڑے بڑے مشاہیر عرب معترف تھے۔ حضرت فاروق
...موقعہ پر علانیہ کہا تھا کہ "اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک
...رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور بعد کے تمام خلفاء خصوصیت
...سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے رہے۔
...صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں مہاجرین و انصار
...مجلس شوریٰ قائم کی تھیں آپ ان کے رکن رکین تھے۔ ہر
...موقعہ پر تمام صحابہ کرامؓ سے استصواب کیا گیا۔ نازک وقت
...حضرت عثمانؓ کو دونوں نے سپہ سالار بنا کر فوج نکلنے کی رائے دی
...دمشق کی فوجیں بھی بیجا ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ شام سے فوجیں
...عثمان دین وہاں قابض ہوئے تو آپ نے مدینہ منورہ چھوڑا
...برپا ہوگی۔ البتہ ہر جگہ سے تہائی تہائی فوجیں منگوا کر ...
...چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔ حضرت عثمان غنیؓ بھی مہمات امور میں آپ
...مشورے لیتے رہے لیکن مروان کی دراندازیوں سے ان پر عمل نہ
...بہت کم کیا گیا۔ اسی لئے فتنہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ البتہ ضرور ہے
...حضرات امیر معاویہؓ عمرو بن العاص یا زیاد بن سمیہ اور مغیرہ
...میدانہ تھا۔ آپ فریب دہندہ کو خواہ وہ جنگ کے موقعہ ہی پر کیوں
...تھے اور دوسرے کسی کو ساتھ ملاتے تھے۔ امیر معاویہ آپکے
...لیکن وہ بھی آپ کی عظمت و بزرگی کے معترف تھے۔
...ابو الاسود نے جب ایک موقعہ پر بے خوف ہو کر الزام حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان کئے تو امیر معاویہؓ رو پڑے اور کہا خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ آخر میں عمرو بن العاصؓ بھی ان گستاخیوں پر جو حضرت علیؓ کے خلاف ان سے سرزد ہوئی تھیں بہت بیقرار تھے اور توبہ کرتے تھے جو امیر معاویہؓ نے کیا۔

طاعات وعبادات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمانہ طفولیت رسول کریمؐ کے ساتھ رہنا شروع کیا تھا آنکھ کھولتے ہی عبادت شروع کردی تھی بلوغ سے پیشتر ہی سے رب قدیر کے سامنے جھکنے لگے تھے بارہ سال کی عمر سے جو عبادت شروع کی ہے تو آخری سانس تک والہانہ مصروف رہے۔ زبیر بن ... فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی ہاشمی کو ان سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔ سب اہم تر امر یہ ہے کہ باطنی علوم میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت عطا کی تھی اور خرقہ پہنایا تھا

للہیت وخداترسی

آپ کے تمام حرکات و سکنات للہیت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے بیت المال میں اتنا ہی رکھتے تھے جو دس روز میں تقسیم ہوسکے اور کہتے تھے اے دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے ۰۰۰۰۰ اپنے یا اپنے اعزا کے لئے کوئی چیز بیت المال میں سے انتخاب نہ کرتے تھے۔ صرف متدین لوگوں کو حاکم مقرر کرتے تھے جب کسی کے متعلق خیانت کا شبہ ہوتا تو ایک طرف تو اسے متنبہ کرتے اور دوسری طرف خود آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہتے کہ اے خداوند تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حق کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ بیت المال پورا کا پورا تقسیم کرکے جھاڑو دیکر نماز پڑھی تاکہ وہ قیامت کے دن شہادت دے۔ اصفہان کے مال میں ایک روٹی بھی نکلی آپ نے اسکے بھی سات ٹکڑے کرکے بذریعہ قرعہ تقسیم کردئے۔

پرلطف خانگی زندگی

زندگی عسرت کے ساتھ بسر ہوتی تھی گھر میں تنگی رہتی تھی سیدھا سادہ زندگی رکھتے اور شادی کے وقت رسول اللہؐ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پاس کوئی چیز نہ تھا کچھ روز اذخر کی تجارت کی لیکن جب آپ کا اونٹ حضرت حمزہ نے ذبح کر لیا تو یہ بھی چھوٹ گئی اب صرف محنت مزدوری اور مال غنیمت ...... پر گذارہ رہ گیا۔ فتح خیبر پر رسول اللہ نے ایک قطعہ زمین بطور جاگیر عطا کی تھی اس کے بعد حضرت فاروق اعظم نے باغ فدک کا انتظام بھی آپ کے حوالہ کردیا اور دیگر صحابہ کرام کی طرح پانچ ہزار درہم یعنی ایک ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کردیا۔ اپنی خلافت کے آغاز کے وقت تک یہ جاری رہا۔
خود خلیفہ ہوئے تو بیت المال سے بقدر کفاف روزینہ مقرر ہوگیا اور اسی پر قانع رہے۔ فیاض اتنے تھے کہ جو ملتا تھا وہ بھی چند ہی روز میں ختم ہوجاتا۔ یہ ضرور تھا کہ عہد خلافت فاروقی وعثمانی میں مال غنیمت کے کثرت سے پہنچ جانے کے باعث آپ کی مالی حالت اچھی ہوگئی تھی۔ مسند احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت کے مطابق چالیس ہزار سالانہ زکوٰۃ دیا کرتے تھے مگر دل و دماغ اور سادگی پسندی نے ہمیشہ فقر و فاقہ ہی کا رنگ قائم رکھا۔

[illegible] ہوتے ہیں لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خلیفہ کا انتخاب صرف [illegible] کافی ہے پھر جب حضرت عائشہؓ طلحہؓ اور زبیرؓ قاتلین عثمانؓ [illegible] نکلے ہیں تو اس وقت ہی آپ نے اپنے محترم باپ کو سمجھایا [illegible] واپس لوٹ جائیے اور کچھ دنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے [illegible] ہیں ہوا حضرت علیؓ کے نزدیک امت سے فریب کے مترادف [illegible] سے پیشتر کوفہ پہنچکر آپ ہی نے تقریباً دس ہزار افراد کو حضرت [illegible] کھڑا کر دیا تھا۔ صفین میں آپ اپنے والد صاحب کے پہلو [illegible] جوش شجاعت کے ساتھ لڑے۔

[illegible] اور خارجیوں کا حملہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد جمہور عوام نے [illegible] بیعت کر لی۔ اس کے بعد سب سے پہلی تقریر میں فرمایا:۔

"[illegible] تم سے ایک ایسا شخص بچھڑا ہے کہ نہ اگلے اس سے بڑھ سکے اور [illegible] اس کو پا سکیں گے۔ رسول اللہ لڑائیوں میں اپنا علم اس کے ہاتھ [illegible] تھے وہ کبھی ناکام نہ لوٹتا تھا۔ میکائیل و جبرائیل جب داہنے [illegible] اس کے پہلو میں ہوتے تھے۔ اس نے سات سو درہم کے سوا جو اس کی [illegible] تنخواہ سے بچ رہے تھے اور جو ایک خادم خریدنے کے لئے جمع کئے تھے ایک پائی [illegible] نہیں چھوڑی"۔

[illegible] خلیفہ ہوتے ہی امیر معاویہؓ نے آپ کو صلح پسند سمجھکر ہر طرف [illegible] مقامات پر فوجی پیشقدمی شروع کر دی۔ عبداللہ بن عامر کو بطور [illegible] الجیش آگے روانہ کر دیا۔ جو انبار ہوتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے [illegible] واقع قتل و خونریزی کو پسند نہ کرتے تھے۔ اور جنگ و جدال سے [illegible] تھے۔ مگر پھر بھی آخر تھے تو حیدر کرار ہی کے فرزند۔ بہت دلیر [illegible] واقع ہوئے تھے۔ اس پیشقدمی کی خبر سنتے ہی آپ کوفہ سے [illegible] طرف بڑھے اور ساباط پہنچکر قیام کیا وہاں فوج میں ضعف [illegible] کے آثار دیکھے تو تقریر کی۔

[illegible] میں کسی مسلمان کی طرف سے بھی اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا [illegible] کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں، جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ میں [illegible] تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں [illegible] سے رد نہ کرو گے تم جس اتحاد و یکجہتی کو ناپسند کرتے ہو وہ اس تفرقہ [illegible] سے کہیں بہتر و افضل ہے جسے تم چاہتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ [illegible] اکثر اشخاص جنگ سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور لڑنے سے بزدلی دکھا [illegible] رہے ہیں، میں بھی تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا"

[illegible] ہی تو ایک خیال کے نہ تھے خارجی بھی بکثرت شریک تھے جو امیر [illegible] سے لڑنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ لوگ سن لے میں آگئے اور انہوں نے جب [illegible] سب پیشتر شروع کر دی جس کی انتہا یہ تھی کہ پیراہن مبارک کھسوٹ [illegible] سے چادر چھین لی۔ حملہ کر کے وہ مصلے بھی چھین لیا جس پر آپ تشریف [illegible] تھے آپ نے صورت حالات کو نازک سے نازک تر ہوتے جو دیکھا تو فوراً [illegible] سے پر سوار ہو گئے اور قبیلہ ربیعہ و ہمدان کو آواز دی انہوں نے دوڑ کر [illegible] آپ کو خارجیوں کے نرغے سے چھڑا لیا اور مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔

لشکر کی طرف سے سستی کا اظہار

راستے میں جراح بن قبیصہ خارجی چھپا ہوا ٹیلے کی آڑ میں بیٹھا تھا آپ جیسے ہی قریب سے گزرے جھپٹ کر حملہ کر دیا جس سے زانوئے مبارک مجروح ہو گیا اسی وقت عبداللہ بن خنظل اور عبداللہ بن ظبیان نے جو آپ کے ساتھ تھے فوراً اس جہنمی کا کام تمام کر دیا زخم کے اچھے ہونے تک آپ مدائن میں ٹھیرے رہے اس کے بعد آپ عبداللہ بن عامر سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی اثناء میں خبر سنی کہ امیر معاویہ انبار تک پہنچ چکے ہیں اور آپ کے حاکم قیس بن عامر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ عبداللہ بن عامر نے مقابلہ پر آتے ہی یہ چال چلی کہ اس نے آپ کی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

"عراقیو! خود امیر معاویہؓ فوجیں لیکر انبار تک پہنچ چکے ہیں میں خود جنگ پسند نہیں کرتا میری حیثیت تو صرف مقدمۃ الجیش کی ہے۔ حضرت حسنؓ کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اپنی ذات اور اپنی جماعت کی قسم جنگ کو ملتوی و موقوف کر دیں"۔

حضرت حسنؓ تو اس چال کو سمجھ گئے مگر لشکر نے پھر سستی دکھائی اور پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ یہ صورت حالات مشاہدہ کر کے آپ پھر مدائن چلے آئے۔

خلافت سے دستبرداری

آپ تو فوج کی سستی دیکھکر پہلے ہی مصالحت پر آمادہ ہو چکے تھے لیکن عبداللہ بن عامر نے دھوکہ دیکر مدائن ہی میں گھیر لیا۔ آپ نے عبداللہ بن عامرؓ کے پاس صلح کی شرائط اس ہدایت کے ساتھ بھیجدیں کہ وہ انھیں امیر معاویہؓ تک پہنچا دے شرائط حسب ذیل ہیں:۔

"اولاً یہ کہ کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی بنا پر گرفتار نہ کیا جائے گا۔ ثانیاً یہ کہ سب کو بلا استثنا امان دی جائے گی۔ ثالثاً عراقیوں کی معذرت کا لحاظ کیا جائے گا۔ رابعاً صوبہ اہواز کا کل خراج حسنؓ کے لئے مخصوص کر دیا جائیگا خامساً حسینؓ کو دو لاکھ سالانہ علیحدہ دیا جائیگا۔ سادساً بنو ہاشم کو صلات و عطایا میں بنو امیہ پر ترجیح دی جائے گی"۔

باز شاہت اور دو ہو راتیں ارزاں۔ امیر معاویہؓ جیسے ذی ہوش مدبر کیونکر چوک سکتے تھے انہوں نے تمام شرائط منظور کر لیں اور کسی شرط میں کوئی جنبش تک بھی نہ کی اپنے قلم سے منظوری کا سر خط لکھکر معززین و عمائد کی شہادتیں لکھوائیں اور مہر لگا کر آپ کے پاس بھیج دیا۔ مجمع عام میں ہی آپ نے دستبرداری خلافت کا اعلان کر دیا اس طرح رسول کریمؐ کی یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں صلح کرائے گا"۔ ٤١ھ میں آپ چھ ماہ خلافت کر کے دستبردار ہو گئے۔

بیوی کے زہر سے انتقال

٤٩ھ تک چار برس مدینہ میں سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی گذارنے کے بعد ٤٩ھ میں آپ شہید ہو گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے آپ کو زہر دیدیا جس سے قلب و جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر نکلنے لگے۔ حضرت حسینؓ کو بلا کر حالت بیان کی پوچھا زہر کس نے دیا۔ فرمایا۔ پوچھکر کیا کرو گے عرض کی قتل کروں گا۔ فرمایا اگر میرا

حقیقی عسرت عہد صدیقی کے ساتھ ختم ہوگئی تھی۔

کبھی کبھی گھر میں رنجش بھی ہو جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں پڑ کر صفائی کرا دیتے تھے تاہم آپکو بیحد محبت تھی۔ رسول اللہ کے وصال کا صدمہ حضرت فاطمہؓ کو اتنا زیادہ تھا کہ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ آپ اس مدت میں برابر ان کی دلدہی میں مصروف رہے ان کے وصال کے بعد متعدد شادیاں کیں اور سب کے ساتھ لطف و محبت سے بسر کرتے رہے۔

حضرت حسینؓ سے عاشقانہ محبت

آپ نے زندگی میں نو شادیاں کیں ان کے علاوہ متعدد کنیزیں بھی تھیں جن سے چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں ہوئیں یوں تو آپ کو اپنی تمام اولاد سے محبت تھی مگر بیٹوں میں حضرت حسنؓ و حسینؓ اور محمد بن حنیفہ سے جو غور بنت جعفر سے تھے خصوصیت کے ساتھ عاشقانہ محبت تھی اول الذکر دونوں صاحبزادے آپ کی سب سے بڑی اور محبوب اولاد ہونے کے علاوہ رسول کریمؐ کے نواسے تھے اور فطرتاً بہت ذہین تھے۔ رسول اللہ بالکل اولاد کی طرح ان سے محبت کرتے تھے اسلئے آپ کو بھی ان سے عاشقانہ محبت تھی ان کی ذرہ برابر تکلیف سے بیقرار ہو جاتے تھے خود ہی دونوں کو تعلیم دی اور خاص اہتمام کے ساتھ دی اتنے اہتمام سے کہ انہیں نا قابل رشک بنا دیا۔ ان کے بعد محمد بن حنیفہؓ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہات مرکوز کیں اس سے بھی اہم تر یہ کہ انھیں آپ نے باطنی تعلیم میں کامل کر دیا۔

دونوں مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے یہ آپ ہی کی فیض تربیت کی ثمرہ تھا کہ اپنے عہد میں دونوں علم و فضل اور سیرت و اخلاق میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور بہت بزرگ ہستیاں سمجھے جاتے تھے۔ فوجی معرکوں میں بھی انھیں ساتھ رکھا اور عملی فوجی تعلیم سے سرفراز کیا۔ دونوں میں باپ کے جوہر الٰہی بدرجہ اتم موجود تھے اور سرآمد روزگار سمجھے جاتے۔ ایک دفعہ کہیں سے مال غنیمت آئیں دونوں نے ایک ایک اٹھا لی آپ نے چھین لیں فرمایا بیٹا مسلمانوں کا حق سمجھو امانت دار بنو اور اپنی ذات کو کبھی ان پر مقدم نہ سمجھو واقعہ بہت معمولی تھا مگر اس سے ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں میں بڑا انقلاب پیدا ہوگیا اور امانت و حق پروری ان کی سیرت کا جزو بن گئی۔

غذا اور لباس

ہم واضح کر چکے ہیں کہ عہد فاروقی سے آپ کی مالی حالت میں بڑا انقلاب پیدا ہو گیا تھا لیکن وہ درویشی کبھی ایک پیسہ پاس نہ چھوڑتی تھی نہ امرانہ اور فقیرانہ عنوان سے زندگی بسر کرتے تھے اور معاشرت نہایت سادہ تھی۔

کھانا بالعموم بہت روکھا پھیکا ہوتا تھا۔ لباس کا بھی یہی عنوان تھا کرتہ اونچا پہنتے تھے جس کی آستینیں چھوٹی ہوتی تھیں تہمد بھی نصف ساق تک کا پہنتے تھے۔ کبھی صرف ایک تہمد اور ایک چادر ہی پر قناعت کرتے تھے اسی لباس میں درہ ہاتھ میں لئے بازار میں تنہا گشت کرتے پھرتے تھے اکثر اس لباس میں بھی پیوند ہوتا تھا فرماتے تھے اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ عمامہ بہت پسند تھا فرمایا کرتے تھے کہ عمامے عرب کے تاج ہیں کبھی کبھی سفید ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ بہت خوبصورت بزرگ تھے۔ غرض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ زندگی

تھی پوری زندگی زہد و طاعت میں گذر گئی کہ خلیفہ و مرشد بھی تھے اور عابد وقت بھی تھے۔

حضرت حسنؓ

سرکار دو عالم کی شفقت

حضرت حسنؓ کی کنیت ابو محمد لقب شبیہ رسولؐ اور خطاب ریحانۃ النبی تھا سنہ ۳ ہجری کو مدینہ میں عالم وجود پر جلوہ افروز ہوئے۔ رسول کریمؐ سنتے ہی تشریف لائے اور دیکھ کر بہت خوش ہوئے جتنی محبت رسول کریمؐ کو آپکے ساتھ تھی اتنی محبت کے بہت کم مناظر چشم فلک نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہوں گے بڑے ناز و نعم سے پرورش کی کبھی آغوش میں لئے ہوئے ہیں اور کبھی دوش پر سوار کرائے چلے آرہے ہیں ادنٰی سی تکلیف پر بیقرار ہو جاتے تھے دیکھے بغیر چین ہی نہ پڑتا تھا۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی آپ سے بیحد مانوس تھے کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے تھے کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے تھے غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے رہتے تھے اور شفیق نانا ان طفلانہ شوخیوں کو دیکھکر بہت خوش ہوتے تھے حضرتؐ کے بچوں سے ہنس دیا کرتے تھے ابھی آٹھ ہی برس کی عمر ہونے پائی تھی کہ جاں نثار نانا کا انتقال ہوگیا۔ اور ابھی آنکھ سے بہنے والے آنسو خشک بھی نہ ہونے تھے کہ صرف چھ مہینے کی قلیل مدت ہی منقضی ہونے پر عزیز ماں بھی داغ مفارقت دے گئیں۔

صدیقی و فاروقی و عثمانی عہد

حضرت صدیق اکبرؓ بھی آپ سے ذات نبوی سے تعلق کی بنا پر بہت محبت کرتے ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھکر جو نکلے تو حسنؓ کھیلتے ہوئے مل گئے اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا فرمانے لگے خدا کی قسم یہ علیؓ کے مشابہ نہیں نبی کے مشابہ ہے۔ حضرت علیؓ ساتھ تھے ہنسنے لگے۔ حضرت فاروق اعظمؓ بھی بڑے رتبہ شناس تھے۔ بڑی محبت کرتے رہے اور پانچ ہزار ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اولاد سے بھی زیادہ سمجھا۔ حضرت عثمان غنیؓ بھی اپنے عہد میں انتہائی محبت و شفقت سے پیش آتے رہے۔

اسی عہد سے حضرت حسنؓ کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے کہ پورے جوان ہو چکے تھے طبرستان کی فوج کشی میں شریک ہوئے بہت عاقبت اندیش و دوربین بزرگ تھے جب باغیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کیا ہے تو باپ کو مشورہ دیا کہ آپ فتنہ فرو ہونے تک کسی دوسری جگہ چلے جائیں کیونکہ اگر کہیں آپ کی موجودگی میں شہادت واقع ہوگئی تو لوگ اس کا ذمہ دار آپ کو قرار دینے لگیں گے۔ لیکن مجبوریوں کی بنا پر اس پر عمل نہ ہو سکا آپ قصر خلافت کے دروازہ پر مامور تھے اور حفاظت کی سعی و جہد میں اس قدر مجروح ہوگئے تھے کہ سارا جسم خون سے رنگین ہو رہا تھا۔

جنگ جمل و صفین میں شرکت

انتخاب خلیفہ کے وقت ہی آپ نے باپ کو یہی مشورہ دیا تھا کہ جب تک دنیائے اسلام کے تمام ارکان آپ کی خلافت قبول نہ کر لیں گے دست بیعت دراز نہ کریں کیں

وقت تک آپ خاموش رہے ہیں لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خلیفہ کا انتخاب صرف مہاجرین و انصار کا حق ہے پھر جب حضرت عائشہؓ طلحہؓ اور زبیرؓ قاتلین عثمانؓ سے بدلہ لینے نکلے ہیں تو اس وقت بھی آپ نے اپنے محترم باپ کو سمجھایا کہ مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیے اور کچھ دنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے لیکن آپ واپس ہونا حضرت علیؓ کے نزدیک امت سے فریب کے مترادف تھا جنگ جمل سے پیشتر کوفہ پہنچکر آپ ہی نے تقریباً دس ہزار افراد کو حضرت علیؓ کی امداد پر تیار کر دیا تھا صفین میں آپ اپنے والد صاحب کے پہلو بہ پہلو پورے جوش شجاعت کے ساتھ رہے۔

خلافت اور خارجیوں کا حملہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد جمہور عوام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد سب سے پہلی تقریر میں فرمایا۔

"لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص بچھڑا ہے کہ نہ اگلے اس سے بڑھ سکے اور نہ پچھلے اس تک پہنچ سکیں گے۔ رسول اللہ لڑائیوں میں اپنا علم اس کے ہاتھ میں دیکر بھیجتے تھے وہ کبھی ناکام نہ لوٹتا تھا۔ میکائیل و جبرائیل اس کے پہلو بہ پہلو ہوتے تھے اس نے سات سو درہم کے سوا جو اس کی مقررہ تنخواہ سے بچ رہے تھے اور جو ایک خادم خریدنے کے لئے جمع کئے تھے ایک پائی نہیں چھوڑی۔"

آپ کے خلیفہ ہوتے ہی امیر معاویہؓ نے آپ کو صلح پسند سمجھکر ہر طرف سے مقبوضات پر فوجی پیشقدمی شروع کر دی۔ عبداللہ بن عامر کو بطور مقدمۃ الجیش آگے روانہ کر دیا۔ جو انبار ہوتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے آپ فی الواقع قتل و خونریزی کو پسند نہ کرتے تھے اور جنگ و جدال سے طبعاً نفور تھے۔ مگر پھر بھی آخر تھے تو حیدر کرار ہی کے فرزند۔ بہت دلیر شجاع واقع ہوئے تھے۔ اس پیشقدمی کی خبر سنتے ہی آپ کوفہ سے مدائن کی طرف بڑھے اور ساباط پہنچکر قیام کیا۔ وہاں فوج میں ضعف و کمزوری کے آثار دیکھے تو تقریر کی۔

"لوگو! میں کسی مسلمان کی طرف سے بھی اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تمہارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ میں اس وقت تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم اسے مسترد نہ کروگے تم جس اتحاد و یکجہتی کو ناپسند کرتے ہو وہ اس تفرقہ و اختلاف سے کہیں بہتر و افضل ہے جسے تم چاہتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر اشخاص جنگ سے پہلو تہی کر رہے ہیں اور لڑنے سے بزدلی دکھا رہے ہیں۔ میں بھی تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا۔"

سب ہی تو ایک خیال کے نہ تھے خارجی بھی بکثرت شریک تھے جو امیر معاویہ سے لڑنا اپنا فرض سمجھتے تھے لوگ تلملا کے میں آگئے اور انہوں نے بیچ آپ کو سب و شتم شروع کر دی جس کی انتہا یہ تھی کہ پیراہن مبارک کھسوٹ کر گلے سے چادر چھین لی۔ حملہ کر کے وہ مصلے بھی چھین لیا جس پر آپ تشریف فرما تھے آپ نے صورت حالات کو نازک سے نازک تر ہوتے جو دیکھا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ربیعہ و ہمدان کو آواز دی انہوں نے دوڑ کر اور بڑھکر آپ کو خارجیوں کے نرغے سے چھڑایا اور مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔

لشکر کی طرف سے سستی کا اظہار

راستے میں جراح بن قبیصہ خارجی چھپا ہوا چلے کی تاک میں بیٹھا تھا آپ جیسے ہی قریب سے گذرے جھپٹ کر حملہ کر دیا جس سے ران مبارک مجروح ہو گیا اسی وقت عبداللہ بن خنظل اور عبداللہ بن طبیان نے جو آپ کے ساتھ تھے فوراً اس جہنمی کا کام تمام کر دیا۔ زخم کے اچھے ہونے تک آپ مدائن میں ٹھیرے رہے اس کے بعد آپ عبداللہ بن عامر سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ امیر معاویہ انبار تک پہنچ چکے ہیں اور آپ کے حاکم قیس بن عامر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ عبداللہ بن عامر نے مقابلہ پر آتے ہی یہ چال چلی کہ اس نے آپ کی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

"عراقیو! خود امیر معاویہؓ فوجیں لیکر انبار تک پہنچ چکے ہیں میں خود جنگ پسند نہیں کرتا میری حیثیت تو صرف مقدمۃ الجیش کی ہے۔ حضرت حسنؓ کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اپنی ذات اور اپنی جماعت کی قسم جنگ کو ملتوی و موقوف کر دیں۔"

حضرت حسنؓ تو اس چال کو سمجھ گئے مگر لشکر نے پھر سستی دکھائی اور پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ یہ صورت حالات مشاہدہ کر کے آپ پھر مدائن چلے آئے۔

خلافت سے دستبرداری

آپ تو فوج کی سستی دیکھکر پہلے ہی مصالحت پر آمادہ ہو چکے تھے لیکن عبداللہ بن عامر نے دھوکہ دیکر مدائن ہی میں گھیر لیا۔ آپ نے عبداللہ بن عامر کے پاس صلح کی شرائط اس ہدایت کے ساتھ بھیجدیں کہ وہ انھیں امیر معاویہؓ تک پہنچا دے شرائط حسب ذیل ہیں:۔

"اولاً یہ کہ کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی بنا پر گرفتار نہ کیا جائے گا۔ ثانیاً یہ کہ سب کو بلا استثنا امان دی جائے گی۔ ثالثاً عراقیوں کی معذرت کو گوارا کیا جائے گا۔ رابعاً صوبہ اہواز کا کل خراج حسنؓ کے لئے مخصوص کر دیا جائیگا خامساً حسینؓ کو دو لاکھ سالانہ علیحدہ دیا جائیگا۔ سادساً بنو ہاشم کو صلات و عطایا میں بنو امیہ پر ترجیح دی جائے گی۔"

بادشاہت اور وہ بھی اتنی ارزاں۔ امیر معاویہؓ جیسے ذی ہوش مدبر کیونکر چھوڑ سکتے تھے انہوں نے تمام شرائط منظور کر لیں اور کسی شرط میں کوئی جزوی ترمیم بھی نہ کی اپنے قلم سے منظوری کا سرخط لکھکر معززین کی شہادت میں لکھوا کر اور مہر لگا کر آپ کے پاس بھیجدیا۔ مجمع عام میں ہی آپ نے دستبرداری خلافت کا اعلان کر دیا اس طرح رسول کریم کی یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں صلح کرائے گا" ۴۱ھ میں آپ چھ ماہ خلافت کر کے دستبردار ہو گئے۔

بیوی کے زہر سے انتقال

۵۰ھ تک جار برس میں سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی گذارنے کے بعد ۵۰ھ میں آپ شہید ہو گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے آپ کو زہر دیدیا جس سے قلب و جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر نکلنے لگے۔ حضرت حسینؓ کو بلا کر حالت بیان کی پوچھا زہر کس نے دیا۔ فرمایا۔ یہ پوچھکر کیا کروگے غرض کی قتل کروگے، فرمایا اگر میرا

...جائیں۔ اور مشکاۃ امام زہری کہتے ہیں کہ آپ نے بیعت
...رائی تھی اور اسی پر بیعت لی تھی کہ جس سے لڑوں گا لڑو
...کر ملک کا صلح کرنی ہوگی عراقی اسی وقت کھٹک گئے
...و منازعہ کو ختم کر دیں گے اور انہی لوگوں نے آپ کو زخمی
...کی مستعدی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انھیں
...صدمہ پہنچا کہ وہ آپ کی تحقیر و تذلیل تک پر بُری طرح آمادہ
...مذل المسلمین" "مسود وجوہ المسلمین" "عار المسلمین" اور
...ظالم اسکردہ خطابات سے آپ کو موسوم کرنے لگے۔ ابن
...کر خود عراق میں چالیس، چالیس ہزار کوفی آپ کے ایک اشارہ
...موجود تھے۔ ابو عریف راوی ہیں کہ حضرت حسنؓ کے مقدمۃ
...ہزار آدمی کٹ مرنے کے لئے ہمہ تن تیار تھے۔
...کی تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا صلح کی خبر سنتے ہی شدت غضب
...کا تھا کہ ہماری کمر توڑ دی۔ کوفہ آئے تو ہماری جماعت سے
...ن کے غضبناک ہو کر کہا کہ السلام علیک یا مذل المومنین
...شانی پر آپ نے پورے ضبط و تحمل کے ساتھ جواب دیا۔ ابو عامر
...مسلمانوں کو رسوا نہیں کیا۔ یہ ضرور کیا کہ ملک گیری کی ہوس
...میں کی خونریزی پسند نہیں کی" استیعاب کی جلد اول میں تو
...امام نووی نے بھی قریب قریب یہی لکھا ہے۔

...ت حسینؓ کی پرزور مخالفت

مستدرک حاکم جلد سوم کھول کر دیکھئے صاف
...ہوگا کہ عراق کیا تمام عرب آپ کے قبضہ میں تھا مصالحت کے
...ہی جب بعض لوگوں نے آپ کو خواہش خلافت سے متہم کیا تو آپ نے
...ان الفاظ میں فرمایا کہ:
...کے سر میرے قبضہ میں تھے جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ بھی کرتے
...جس سے میں جنگ کرتا اس سے وہ بھی لڑتے۔ اس کے باوجود میں نے
...کو خالصۃً لوجہ اللہ اور امت محمدی کو خونریزی سے بچانے کے لئے چھوڑ دیا"
...تو بھی باہر والوں کی حالت گھر والوں کی ہی تھی۔ آپ نے بغیر زور رکھا تھا۔ حضرت
...حضرت سے آپ نے خصوصیت کیا ہوں تھا کہ میں خلافت سے دستبردار
...مدینہ منورہ جانا چاہتا ہوں اس لئے کہ فتن کی ندیاں بہ چکنے کے
...فتنہ ہے کہ روز بروز بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ یہی نہیں کہ سرحدیں بیکار
...تے خطرناک ہو رہے ہیں بلکہ قطع رحم کی گرم بازاری ہے اور عزیز کو
...پاس نہیں رہا انہوں نے اسے استحسان کی نظر سے دیکھا۔
جب آپ نے حضرت حسینؓ کو بلا کر ان کے سامنے اپنی اس رائے
...تو انھیں بہت ناگوار گزرا اور عرض کی کہ خدا کے لئے آپ والد
...میں جھٹلا کر معاویہؓ کی صداقت کا اعتراف نہ کیجئے۔ حضرت حسنؓ
...اور ڈانٹ کر کہا کہ:
...ہی سے میری ہر بات کی مخالفت برابر کرتے چلے آرہے ہو
...ارادہ کی رد یہ ہے۔ خدائے قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ
...دہ کر چکا ہوں پختگی کے ساتھ اس پر قائم ہوں اور میں نے
طے کر لیا ہے کہ تم کو فاطمہؓ کے گھر میں بند کر کے اپنا ارادہ پورا کر دوں گا۔"

حضرت حسینؓ اس زمانہ کے بھائیوں جیسے بھائی نہ تھے۔ با خدا اور دیندار بزرگ تھے اور اگرچہ وہ فی الواقع اس امر کے شدت کے ساتھ مخالف تھے مگر بھائی کی ڈانٹ پر آنکھیں نیچی کر لیں اور گردن جھکا کر عرض کی کہ:-
"آپ علیؓ کی اولاد اکبر اور میرے خلیفہ ہیں جو آپ کی رائے ہوگی میں اس کی تائید کروں گا جو مناسب خیال کیجئے وہ کیجئے میں ہر اعتبار سے اطاعت کروں گا" جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھائیوں میں کس درجہ اخوت تھی وہاں اس کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت حسینؓ اس کے کتنے شدید مخالف تھے اور ان کی مخالفت بہت بڑی اور مؤثر مخالفت کی جا سکتی تھی اتنی کہ خود بھی اس سے متاثر ہو سکتے تھے مگر آپ نے اس کی پرواہ نہ کی اور اعلان کر دیا۔

اس سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے جو کچھ کیا پوری قوت و مقدرت رکھتے ہوئے کیا اور اس کے بعد فی الواقع خونریزی رک گئی۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور حضرت حسنؓ کی نرم خوئی و نرمی تھی جس سے عراقی دلیر ہو گئے تھے امیر معاویہؓ کے اور یزید کے وقت میں بھی انہیں کان تک ہلانے کی جرات نہ ہوئی اور خلیفہ عبدالملک کے وقت میں سر اٹھایا بھی تو حجاج نے انھیں اتنا پامال کر دیا کہ سب اگلی پچھلی کسر پوری ہو گئی۔

عبادات و طاعات

ابن رسول اللہ تھے طاعات و عبادات میں انہماک ہونا ہی چاہئے تھا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مصلیٰ ہی پر بیٹھے رہتے تھے پھر چاشت کے وقت تک آنے جانے والوں سے ملاقات کرتے تھے چاشت کی نماز پڑھ کر امہات المومنین کو سلام کرنے جاتے اور پھر گھر ہو کر مسجد نبوی میں چلے آتے مکہ معظمہ کے زمانہ قیام میں عصر کی نماز خانہ کعبہ ہی میں باجماعت پڑھا کرتے تھے اس کے بعد طواف کرتے تھے۔ ابو سعید کا بیان ہے ایک مرتبہ حسنؓ و حسینؓ نے امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی لوگوں کو معلوم ہوا تھا کہ دفعتہً اتنا ہجوم ہو گیا کہ حضرت حسینؓ مجمع میں گھر گئے حضرت حسنؓ نے ایک رکانہ کی مدد سے انہیں مشکل نکالا۔ روزانہ بوقت [illegible] سورہ کہف کی تلاوت فرماتے۔ متعدد حج پیادہ پا کئے آپ کے اوقات کا بڑا حصہ عبادت ہی میں گزرتا تھا۔

فیاضی و سخاوت

فیاضی و سخاوت کا آج تو نام ہی نام رہ گیا ہے اور اگر ہم یہ بھی کہہ دیں کہ یہ دنیا سے معدوم ہو چکی ہے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ لیکن قرون سابقہ میں یہ وصف بہت بڑا وصف سمجھا جاتا تھا اول تو فیاضی عرب کی خصوصیات میں تھی اور کسی با اقتدار آدمی کا فیاض نہ ہونا بہت مکروہ عیب سمجھا جاتا تھا لیکن آپ کا خاندان تو دریا نوال و دریا بخش رہا ہے آپ کے نانا آپ کے والد گرامی آپ کی والدہ حضرت بی بی فاطمہؓ جود و سخا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے آپ کے بھائی حضرت حسنؓ کی بھی یہی حالت تھی پھر کیونکر پیچھے رہ سکتے تھے یمین و شبہ تو ایسا ہوا ہے کہ آپ نے اپنے تمام مال و متاع کا نصف نصف حصہ راہ خدا میں نثار کر رکھ دیا ہے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ انتہا یہ تھی کہ نصف نصف جوتا

ولایت والوں کا تازہ ترین کمال

ریلوے ریگولیٹر (لونگ لائف) رسٹواچ کی حیرت انگیز خوبیاں

معروف گھڑی جس پر سوئٹزرلینڈ کو ناز تھا اور جو ہندوستان میں تین مہینہ کے اندر ایک لاکھ کے قریب فروخت ہوئی تھی اور یہ عالم تھا کہ جس شخص نے دیکھی اس نے ایک ایک درجن کا آرڈر دیا۔ پہلے قیمت چھ روپیہ تھی مگر اب ہم نے اس کی تمام ہندوستان کیلئے ایجنسی لے لی ہے معمولی منافع پر صرف گھڑیاں جو اس وقت اسٹاک میں موجود ہیں فروخت کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

لانگ لائف رسٹواچ کی تعریف چھوٹا خوشنما شیپ چمکدار ڈائل مشین لیور اور پرزے نہایت مضبوط۔ شیشہ بہت زور سے گر جانے پر بھی نہ ٹوٹنے والا کیس سنہری اور سفید دونوں قسم کے ہیں۔ رنگ کیس کا نہایت عمدہ سنہری سونے کے رنگ کا چاندی کے رنگ کا ہے۔ اگر پانی میں گر جائے تو پرزوں پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ وقت کی اتنی پکی ہے کہ ایک مرتبہ چلانے کے بعد ایک منٹ کا فرق نہیں دیتی۔ اس پر فیکٹری کی طرف سے گارنٹی دس سال چھپی ہوئی ہے۔ گویا ولایت والوں نے اپنی صداقت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اتنی کم قیمت اور پائیدار اور مضبوط رسٹواچ دنیا کا کوئی کارخانہ آج تک نہیں دے سکا۔ دوکاندار حضرات کم سے کم چھ گھڑیاں خریدنے پر ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے علاوہ معہ اسٹراپ (تسمہ) اور بکس خواہ سنہری کیس لیں یا سفید صرف پانچ روپیہ چار آنے محصول ڈاک ایک گھڑی پر پانچ آنہ لگتا ہے۔

(لونگ لائف رسٹواچ کے ہول سیل ایجنٹ) **بی۔ کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ دہلی**

ایک قطرہ کا کرشمہ

حیرت میں ڈالدینے والی دوا رجوٹینگ آئل

صرف ایک قطرہ لگایئے۔ اور اس حیرت انگیز دوا کی تاثیر کا فائدہ اٹھایئے۔ نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ کپڑا لپیٹنے کی حاجت فوراً ہی جذب ہو کر بے تاب کر دیتا ہے۔ اس دوا کے موجد ڈاکٹر رانسن ہیں۔

قیمت فی شیشی دو روپے سات آنے۔ محصول ڈاک پانچ آنے علاوہ۔

ملنے کا پتہ

[illegible] درس اینڈ کو کلاں محل دہلی

خوشوقتی رجسٹرڈ

امساک کی دوا تلاش کرنے والوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ اب امساک کی ایک دوا ایجاد ہو گئی ہے جسکو دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر اور طبیب جادو کی دوا کہہ رہے ہیں اور اس سے پہلے امساک کی کوئی ایسی دوا ایجاد ہی نہیں ہوئی تھی اس کی ایک گولی میں یہ کمال ہے کہ کھانیکے بعد اس وقت تک امساک قائم رکھتی ہے جب تک ترشی یا نمک کا استعمال نہ کیا جائے خاص خوبی یہ ہے کہ کوئی مضر یا نشہ آور اجزا اسمیں ذرہ برابر نہیں ہے صرف جڑی بوٹیوں سے ان گولیوں کو بنایا گیا ہے استعمال کرنے والے کہتے ہیں کہ اگر ان گولیوں کی قیمت سو روپیے بھی ہو تو کم ہے یہ سرعت انزال کی دشمن اور رقت کی قاطع ہیں۔ قیمت فی درجن دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔ (نوٹ) ایک درجن سے کم روانہ نہیں ہونگی کیونکہ شیشی میں ایک درجن سے کم نہیں بند کی جاتیں

پتہ: سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

[illegible]ں روتے ہیں! اس لئے کہ وہ اولاد کے لئے ہزاروں کوشش کرتے ہیں فقیروں سنیاسیوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے تھک جاتے ہیں۔ دعائیں مانگتے مانگتے منہ خشک ہو جاتے ہیں مگر اولاد سے محروم ایسے مایوسوں کو اب انکی گود بچوں سے بھرنے اولاد سے نہال کرنیوالی ایک جادو اثر دوا ایجاد ہو گئی ہے جو کئی ہزار مایوسوں کو اولاد کی خوشی دے چکی ہے یہ دوا جادو کی طرح اثر کرتی [illegible]رت کو کھلائی جاتی ہے مرد سے سات دن کا پرہیز رہتا ہے آٹھویں دن مرد ۔ ۔ ۔ جانے سے حمل قرار پا جاتا ہے اور نو مہینہ تک عورت کے پیٹ میں بچہ کی [illegible]لی رہتی ہے ٹھیک میعاد کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے اس دوا سے آٹھ آٹھ دس دس برس کی اولاد کی تمنائی عورتیں نہال ہو چکی ہیں آزمائش لازمی [illegible]ک شیشی کی ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ۵ علاوہ۔ پتہ: لیڈی ڈاکٹر اکسیری دواخانہ کوچہ چیلان دہلی

عورتوں کو ہر مہینہ تکلیف ہونے لگی!

ایک وہ وقت تھا کہ جب عورتوں کے ماہواری ایام کی بیماریوں کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اس کے بعد ایک وقت ایسا آیا کہ ۸۰ فیصدی عورتیں ایام کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا ہو گئیں۔ ان میں سے بعض کو ماہواری ایام کے زمانے میں بہت زیادہ اور ناقابلِ برداشت درد ہوتا تھا۔ اور کسی کو بے وقت اور بے قاعدہ ایام آنے لگے تھے کسی کو آتے ہی نہ تھے۔ اور کسی کو ضرورت سے زیادہ آتے تھے کسی کو ان دنوں میں سر کے درد اور پنڈلیوں اور کمر کے درد اور پیٹ کے درد کی سخت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ اور کسی کو مقدار کم آیا کرتے تھے۔ کسی کو دورے پڑنے لگتے تھے۔ اور لوگ آسیب اور اوپری خلل کا شبہ کرتے تھے۔ غرض ہر جگہ ہی مصیبت تھی۔ اور اسی طرح ہزارہا عورتیں ایام کے زمانے میں سخت تکلیف اٹھاتی تھیں۔

اس کے بعد جب دہلی کے زنانہ دواخانہ نے اپنی مشہور دوا "کورس" کا اعلان کیا تو ایسا حیرت انگیز انقلاب ہوا کہ جس عورت نے اس دوا کی ایک شیشی استعمال کی اُسے ایام ہو گیا۔ ہزارہا عورتوں نے صرف اس دوا کی بدولت ان خطرناک تکلیفوں سے نجات حاصل کر لی۔ کیونکہ اس کے استعمال سے ماہواری ایام کی خواہ کوئی تکلیف بالکل دور ہو جاتی ہے۔ اور پھر ہر مہینہ اپنے ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں ماہواری ایام آنے لگتے ہیں۔ اپنے اثر کی وجہ سے ڈاکٹر اور حکیم لوگوں میں بھی یہ دوا عزیز ہو گئی اور آج مختلف مقامات پر بہت سے ڈاکٹر اور حکیم اسی دوا کو اپنے مریضوں پر استعمال کرکے بڑی بڑی رقمیں حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ اگر کوئی بہن اب بھی اس تکلیف میں مبتلا ہو یعنی ماہواری ایام میں کوئی خرابی ہو۔ درد اور تکلیف سے آتے ہوں یا رُک رُک کر آتے ہوں یا زیادہ خون جاتا ہو یا کئی مہینہ سے ایام نہ ہوتے ہوں یا ان دنوں میں درد وغیرہ کی تکلیف رہتی ہو یا ایام ماہواری کی کوئی بھی خرابی ہو تو اسے چاہیئے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۴۲ دہلی کو خط لکھکر ایک شیشی دوا "کورس" کی منگالے اور استعمال کرے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ہے۔ اور محصول ڈاک کے پانچ آنے خرچ ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ ماہواری ایام کی ہر تکلیف میں یہ دوا اپنا پورا اثر دکھاتی ہے۔ اور ماہواری ایام پھر ہر مہینہ باقاعدہ اور وقت مقررہ پر آنے لگتے ہیں اور اس کے بعد عرصہ دراز تک عورت ماہواری ایام کی بے قاعدگیوں میں اور تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتی۔ یہ دس سال کا تجربہ ہے۔ اور ہمیشہ بالکل صحیح ثابت ہوتا رہا ہے۔

کئی ہزار روپے کے انعامات

یہی وہ دوا ہے جس پر متعدد بار مختلف مقامات سے بڑے بڑے انعامات اور ہزارہا کی تعداد میں اس کی خوبیوں کے سارٹیفکٹ بھی ہمیں وصول ہوئے ہیں جن کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوا "کورس" سے لاکھ) عورتوں کی تندرستی ٹھیک ہو گئی۔ اور پھر ماہواری ایام ہر مہینہ مقررہ وقت پر پابندی کے ساتھ بغیر تکلیف کے صحیح تعداد میں آنے لگے۔

ایک اور زندہ ثبوت

جب کوئی چیز اچھی ہوتی ہے تو خواہ مخواہ اس کی طرف دنیا متوجہ ہو جاتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں حیدرآباد کے ایک بہت بڑے نواب صاحب کی بیگم صاحبہ نے زنانہ دواخانہ کو لکھا کہ چونکہ دوا "کورس" نے میری بہت سی جاننے والیوں کو نہایت عجیب فائدہ پہونچایا ہے۔ اس واسطے میں اپنی ایک خاص سہیلی کے لئے ایک شیشی کورس کی قیمت پچاس روپے بھیج رہی ہوں ایک شیشی بھیج دیجئے۔ میرے تجربہ میں یہ بات پوری طرح آ گئی ہے۔ کہ دوا کورس ماہواری ایام کی تکلیفوں کے لئے بہترین دوا ہے اور اس کے استعمال سے ماہواری نہایت آسانی سے ہر ماہ بالکل ٹھیک وقت پر آنے لگتی ہے۔

سفید بیماری سے عورتوں کو بچاؤ

انھوں نے تمہیں خونِ جگر پلا پلا کر پالا ہے

(ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر کا اعلان)

عورتیں بے زبان ہیں وہ مردوں سے اپنی تکلیفوں کا حال نہیں کہہ سکتیں۔ لیکن مردوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ عورت ذات کے ان پر کتنے احسانات ہیں وہ عورت ہی ہے جس نے اپنا خون پلا پلا کر مرد کی پرورش کی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ عورتوں کا طبقہ جب کسی مصیبت میں پھنسے تو مرد اُن کی امداد نہ کریں۔ آج کل ہندوستان میں بے شمار عورتیں سفید بیماری یعنی سیلان الرحم میں پھنس رہی ہیں۔

عورتوں کی بیماریوں میں سے سفید بیماری جسے عام طور پر لوگ سیلان الرحم کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ بظاہر یہ کچھ تکلیف نہیں دیتی لیکن اس کا آخری نتیجہ بہت افسوسناک ہوتا ہے۔ اس بیماری میں ۔۔۔۔ سے ایک سفید رنگ کی لیسدار رطوبت یا زردی مائل رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے ــــ

عورت کا چہرہ اول تو اداس ہونا شروع ہوتا ہے۔

اس کے بعد چہرہ کی رونق اور تازگی بھی غائب ہو جاتی ہے۔

پیٹ کے نیچے یا ناف کے نیچے بے چینی کا درد اور اینٹھن محسوس ہوتی ہے ـــ

چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے ـــ

اچھے اچھے خوبصورت چہرے ذرا سی لاپرواہی سے بے رونق اور بے رنگ ہو جاتے ہیں ـــ

اور جب اس بیماری کے علاج میں دیر کی جائے تو بڑھ کر عورت کی زندگی بھی خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ پس جو لوگ دُور اندیش ہیں اور اس بیماری کے خوفناک انجام کو سمجھتے ہیں وہ سب سے پہلے اور سب کام چھوڑ کر اس کا علاج کراتے ہیں۔ تاکہ ایک بیکس اور بے زبان ہستی کی زندگی خطرہ میں نہ پڑ جائے! اور وہ قبل از وقت بڑھاپے کی شکل میں تبدیل نہ ہو جائے۔ پہلے تو اس بیماری کا علاج بھی مہنگا پڑتا تھا مگر اب تو دہلی کے زنانہ دواخانہ کی قومی و ملکی خدمات نے اس کو بھی آسان کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا علاج بتا دیا ہے جو گھر بیٹھے ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ تسلی بخش اور مکمل صحت دینے والا ثابت ہوا ہے۔

زنانہ دواخانہ نے دوا "روک" تیار کر کے حقیقتاً ایک نہایت ہی مسرت بخش اور بے انتہا مفید خدمت انجام دی ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ صرف ایک شیشی سے یہ بیماری بالکل جاتی رہتی ہے۔ جس دن دوا شروع ہوگی اُسی دن سے مریضہ کو مرض میں کمی کا احساس ہوگا۔ یہاں تک کہ جس دن دوا ختم ہوگی۔

اُس دن مریضہ مکمل طور پر تندرست ہوگی

دوا "روک" کی ایک شیشی تین روپے کی ہے۔ پس جو صاحب چاہیں **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۷۴** دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھ کر ایک شیشی "روک" منگالیں۔ پارسل پر صرف پانچ آنے کے ٹکٹ لگیں گے اور مریضہ گھر بیٹھے اس خوفناک مرض سے نجات حاصل کر کے پُرمسرت زندگی بسر کرے گی۔ یاد رکھیے کہ عورت کے سیلان الرحم کی بیماری یعنی سفید رطوبت کا علاج کرنے کے لئے تجربہ کار حکیم اور ڈاکٹر مریض کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ دوا روک استعمال کرے کیونکہ سیلان الرحم کا یہ بہترین علاج ثابت ہوا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ یہ دوا کوئی اشتہاری دوا نہیں ہے یا دھوکا دینے کیلئے شائع نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کے متعلق جو کچھ بھی اوپر لکھا گیا ہے۔ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ اور اس کے متعلق بے شمار سارٹیفکٹ دواخانہ کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

لوگ سمجھتے تھے کہ وہ ماں کے پیٹ سے ہی ایسا پیدا ہوا ہے ——— حالانکہ یہ غلط تھا
وہ خود بھی بہت دن سے اپنے آپ کو لاعلاج مریض سمجھتا تھا ——— حالانکہ یہ غلط تھا
ہر دیکھنے والا اُس کو جوانی کی خفیہ طاقت سے محروم جانتا تھا ——— حالانکہ یہ غلط تھا
خود اُس کی بیوی کو یقین تھا کہ وہ ہمیشہ اولاد سے محروم رہیگی ——— حالانکہ یہ غلط تھا
ڈاکٹروں نے اس کی بیماری کو پرانی بیماری سمجھ کر جواب دیدیا تھا ——— حالانکہ یہ غلط تھا.
اس کے دوست اس سے کہا کرتے تھے کہ تو کبھی مرد نہیں ہوتا ——— حالانکہ یہ غلط تھا

اُسے صِرف جریان کی بیماری تھی

وہ اب جوانی کی لذتوں سے قطعی مایوس ہو چکا تھا، مردانہ طاقت اُسے جواب دے رہی تھی۔ جوانی کی اُمنگیں اور خفیہ قوتیں اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔ وہ اولاد سے محروم تھا۔ دوستوں کی پُر لطف صحبتوں سے بچتا تھا۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ اُسے جریان کی بیماری ہے۔ دُوسرا مرض نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سر کے درد اور جگر کی کمزوری اور دل و دماغ کی کمزوریوں کو نزلہ اور معدہ کا فساد سمجھتا رہا۔

اس نے شرم کے مارے کبھی

کسی ڈاکٹر سے نہیں کہا کہ اُسے جریان کی بیماری ہے، اور پیشاب کے بعد سفید رطوبت بھی نکلتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا مرض ترقی کر گیا۔ اور پیشاب کرتے وقت یا پیشاب کے بعد یا خاص وقت پر اُسے محسوس ہوتا تھا کہ

اس کی خفیہ طاقت پانی کی شکل میں بہہ رہی ہے

آخر کار جب وہ موت کی دُعائیں مانگا کرتا تھا تو ایک روز اُسے ایک اعلان نظر آیا۔ چنانچہ اُس نے **جوہرِ اعظم** دوا منگا کر استعمال کی۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے دیکھا کہ جس بیماری کا علاج بڑے بڑے حکیم ڈاکٹر نہ کر سکے اُسے جوہرِ اعظم کی صرف ایک شیشی نے اچھا کر دیا

اُس کی مردانہ طاقت پھر ٹھیک ہو گئی

اور پیشاب کے ساتھ بہنے والی رطوبت بھی بند ہو گئی۔

اس کے اگلے سال ہی وہ ایک خوبصورت بچہ کا باپ تھا لوگ اُسکی حیرت انگیز تبدیلی پر تعجب کر رہے تھے اور وہ اپنے دوستوں میں بیٹھا ہوا **جوہرِ اعظم** دوا کے اثر کی تعریف کر رہا تھا۔

جوہرِ اعظم وہ دوا ہے جسے ۱۹۲۵ء کے مقابلہ ادویہ میں ملک کی ایک مقتدر انجمن نے جریان کی سب سے زیادہ اچھی اور جلد اثر کرنیوالی دوا تسلیم کیا ہے۔ اور ملک سے پُرزور الفاظ میں اسکے استعمال کی سفارش کی ہے۔ اس دوا کے استعمال سے جریان کی بیماری فوراً دُور ہو جاتی ہے اور وہ سفید لیسدار رطوبت جو پیشاب کے بعد یا پیشاب سے پہلے یا عین وقت پر نکل جایا کرتی تھی اب نکلنی بند ہو گئی۔ جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہوں اور شادی کے بعد......... ناقابل ہوں یا شادی ہو چکی ہو اور اپنے اندر کمی محسوس کرتے ہوں انہیں بہت جلد یہ دوا استعمال کرنی چاہیئے تاکہ وہ خوشی کی زندگی سے محروم نہ رہیں "جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔بی ۳۴۲ - دہلی" کے پتہ پر خط لکھ کر جوہرِ اعظم دوا بذریعہ وی پی پارسل منگائی جا سکتی ہے۔ ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کی ہے۔ (پارسل کا محصول اس دوا پر عام فائدہ کے خیال سے معاف ہے)

صرف تین روپے آٹھ آنے میں یہ دوا بھیجی جاتی ہے۔ اگر ناظرین "مولوی" میں سے کسی بھائی کو اس زود اثر دوا کی ضرورت ہو تو پتہ مذکور پر خط لکھ کر بذریعہ پارسل منگائیں

اپنا رخ پھیر لو جہاں قتل و گناہ اور قصاص و خونریزی حرام ہے اور جو خدا کے نزدیک نہایت محترم و معظم ہے۔ اس سے آگے عام امت کو حکم دیا جاتا ہے
وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنی جو مکہ اور نواحِ مکہ کی ہی خصوصیت نہیں ہے بلکہ تم جس جگہ اور جہاں کہیں ہو اور فرض نماز پڑھنی چاہو تو کعبہ کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اس سے آگے یہودیوں کو متنبہ کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ یعنی تحویلِ قبلہ کے متعلق یہودی جو کچھ اعتراض کرتے ہیں یہ ان کی محض حق پوشی اور باطل کوشی ہے کیونکہ روایات نسلی کی بنا پر یہود خوب واقف تھے کہ قبلۂ ابراہیمی افضل اور برحق ہے اور قبلۂ ابراہیمی کی طرف نماز پڑھنی اور بیت المقدس کو چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہونا اُن کی کتابوں میں موجود ہے اور بیت المقدس کا منسوخ ہونا بھی اُن کے علم میں ہے پھر بغض و عناد سے تحویل پر اعتراض کرنا انکی حق پوشی کو ظاہر کرتا ہے۔

سدی کے نزدیک اہلِ کتاب سے یہودی مراد ہیں اور کتاب سے تورات لیکن دیگر علماء نے اہلِ کتاب سے یہود و نصاریٰ دونوں فرقے مراد لئے ہیں اور کتاب بھی تورات، انجیل دونوں کو شامل ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ دونوں کی کتابوں میں قبلۂ ابراہیمی کی فضیلت بیت المقدس کا نسخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع القبلتین ہونے کا بیان موجود ہے اور معترض بھی دونوں فرقے ہی تھے۔ اس سے آگے یہودیوں کو زجر کیا جاتا ہے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ۔ یعنی خدا اُن کی مکاری اور دھوکا بازی سے غافل نہیں اُسکو ان فتنہ انگیزیوں کا بخوبی علم ہے ضرور اُنکو اس کا بدلہ دیگا۔

مقصود بیان:۔ آیت قَدْ نَرٰى میں رسولِ گرامی کے ادبِ نفس اور تہذیبِ قلبی کی طرف ایک خاص اشارہ ہے کہ حضور والا اپنی زبان سے اپنی خواہش کا اظہار نہیں فرماتے تھے اور کمالِ ادب کی وجہ سے بارگاہِ الٰہی میں تحویلِ قبلہ کی درخواست نہیں کرتے تھے بلکہ امید وارانہ آسمان کیطرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھا کرتے تھے۔ مزید براں آیت سے حضور کی عظمتِ شان اور علوِ مرتبہ کا بھی مظاہرہ ہوتا ہے کہ آپکی خواہش مرضی الٰہی کے مطابق واقع ہوئی اور قلبِ مبارک میں وہی بات پیدا ہوئی جو ارادۂ الٰہی میں تھی اور مصالح اسلامی جسکے اندر مضمر تھے۔ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہتِ کعبہ کیطرف رُخ کرنا کافی ہے جس شخص کی نظر کے سامنے کعبہ موجود نہ ہو اُسکے لئے بالکل سیدھ اور محاذات بخطِ مستقیم ضرور نہیں۔ بلکہ کعبہ کی سمت نماز پڑھتے وقت منہ کرنا اور دل سے محاذات کی نیت کرنی کافی ہے۔ تمام امتِ اسلامیہ کے لئے کعبہ کیطرف نماز میں منہ رکھنا ضروری ہے لیکن سفر کے دوران میں سواری پر نفلیں پڑھنی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ گذشتہ انبیاء کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کے اوصاف اخلاق قبلۂ ابراہیمی کی فضیلت اور حضور کا جامع القبلتین ہونا مذکور تھا لیکن یہود محض عناد و حسد

اور تعصبِ ملی کی بنا پر تحویلِ قبلہ پر معترض تھے۔ خلاصت افعال عبادتی نہیں اور نہ وہ انسانوں کے حرکات سے اوقف ہے وغیرہ۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ

(اے محمدؐ!) اگر تم اہلِ کتاب کے سامنے ساری دلیلیں پیش کر دوگے

آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ

تب بھی وہ تمہارے قبلہ کو نہ مانینگے اور تم بھی اُنکے قبلہ کو ماننے والے

قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ

نہیں ہو اور اُن میں سے ایک دوسرے کے قبلہ کو نہیں مانتے اور اگر

اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ

اُس علم کے بعد جو تمہیں پہونچا ہے تم اُنکی خواہشوں پر چلے

الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ

تو ایسی حالت میں تم بھی بلا شبہہ نافرمانوں میں سے ہو جاؤگے جن لوگوں کو

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ

ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو ایسا پہچانتے ہیں

كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ

جیساکہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں مگر ان میں سے کچھ لوگ

لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ الْحَقُّ مِن

دانستہ حق کو چھپاتے ہیں حق بات وہی ہے

رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

جو تمہارے رب کی طرف سے ہے لہذا تم شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو جانا

تفسیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مخالفین کے حق پر آنے کی انتہائی آرزو تھی کہ یہ کسی طرح گمراہی سے نکل کر ہدایت پر آجائیں خواہ معجزات کو دیکھ کر ہی ہو لیکن چونکہ اہلِ کتاب شقی ازلی تھے اور اس شقاوتِ باطنی کی وجہ سے وہ حد انکار سے آگے بڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اغوا کرنے اور بیت المقدس کی طرف حضور کو دوبارہ پھیرنے کیلئے طرح طرح کی دماغ آرائی اور دھوکہ دہی سے کام لینا چاہتے تھے چنانچہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ اگر ہمارے قبلہ کیطرف آپ نماز پڑھتے

رہتے تو ہم آپ پر ضرور ایمان لے آتے اور آپ کے دین کو سچا سمجھتے لیکن اب تو ہم آپ پر ایمان نہیں لا سکتے اسلئے خدا تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اگر بالفرض آپ ان کو ہر قسم کے معجزات دکھا دینگے اور تحویل قبلہ کی ہر دلیل و حجت انکے سامنے پیش کر دینگے تب بھی یہ آپ کے قبلہ کا اتباع نہ کریں گے اور نہ آپ کے قبلہ کو مانینگے یعنی صدق نبوت اور قبلۂ ابراہیمی کی فضیلت کو جانتے ہوئے یہ لوگ صرف تعصب ملی اور رسم قومی سے کعبہ کے منکر ہیں انکے سامنے کتنے ہی دلائل و براہین بیان کئے جائیں لیکن وہ ہرگز نہیں مانینگے - وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہ آپ اُن کے قبلہ کو مان سکتے ہیں یعنی آپ کو بھی اُنکے قبلہ کا اتباع نہ کرنا چاہئے۔

بعض مفسرین نے ان آیات کا اور مطلب بیان کیا ہے وہ یہ کہ اگر آپ انکے سامنے تمام معجزات و دلائل ظاہر کر دینگے تب بھی یہ آپ کے قول و فعل اور مرضی کو نہیں مانینگے نہ توحید شرک آمیز سے باز آئینگے نہ اقرار نبوت و تصدیق رسالت اور اتباع احکام الٰہی کرینگے - لہذا آپ بھی ان کے مدعا کی کچھ پرواہ نہ کیجئے اور نہ انکو ہدایت کرنیکی آرزو کیجئے کیونکہ انکو آپ سے ہی تعصب نہیں کہ آپکے قبلہ ہی سے کورانہ انکار کرتے ہوں بلکہ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ انکی ضد و کد اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو تسلیم نہیں کرتا نہ دوسرے کے مذہب و ملت کی تصدیق کرتا ہے یہود نصاریٰ کی تکفیر کرتے ہیں اور عیسائی یہود کو کافر جانتے ہیں - یہودیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے اور عیسائیوں کا قبلہ بیت اللحم یعنی جائے پیدائش مسیح جو یروشلم کے شرقی جانب ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یہ گذشتہ ممانعت کی تاکید ہے یعنی آپ کو ہرگز انکے لئے یہ عمل نہ کرنا چاہئے کیونکہ بالفرض اگر آپ اُن کی خواہشات اور ہوا پرستیوں کے تابع ہونگے تو برا کرینگے اور خود اپنا نقصان کرینگے۔ یہ خطاب اگرچہ لفظاً ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن چونکہ رسول اللہ معصوم اور ہر گناہ سے محفوظ تھے اسلئے باحسن اسلوب افراد امت کو غیر مسلموں کی متابعت اور اُن کی ہوا پرستیوں کی تقلید سے منع کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام کو جو پہلے یہودی عالم تھے اور پھر مسلمان ہو چکے تھے یہ آیت سنائی تو حضرت عبد اللہ بن سلام نے جواب دیا بیشک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہی وہی نبی ہیں جنکی تعریف توریت میں موجود ہے بلکہ مجھکو اپنے بیٹے کے بیٹے ہونے میں شک ممکن ہے کیونکہ عورتوں کا واقعی حال خدا جانے۔ کیا معلوم کہ شوہر کی عدم موجودگی میں اُن سے کیا حرکات سرزد ہو جاتی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ خدا کی بتائی ہوئی علامات سب کی سب حضور میں موجود ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بصیرت کوش اور حق پرست اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ یہی وہ رسول ہیں جن کا حال گذشتہ آسمانی کتابوں میں بیان کر دیا گیا ہے (زمخشری - بیضاوی - بغوی) یا حق پرست اہل کتاب محمد صلعم کی حقانیت نبوت کو پہچانتے ہیں (مجاہد و قتادہ) یا مطلب یہ ہے کہ حق پرست اہل کتاب جانتے ہیں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ حق ہے اور خدا کی طرف سے ہے (ابن کثیر) حاصل یہ ہے کہ صحیح عقل والے اہل کتاب رسول اللہ کی ذات یا نبوت یا حقانیت اسلام پر بالکل اسی طرح بدیہی یقین رکھتے ہیں جیسا اپنی اولاد کے اولاد ہونے کو جانتے ہیں۔

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ - لیکن انہی میں سے علماء کا ایک گروہ تو عمداً جان بوجھکر حق کو چھپاتے ہیں اُنکو کتب الٰہیہ کے مطالعہ سے معلوم ہے کہ نبی عربی کے یہ صفات ہونگے اور وہ جامع القبلتین ہونگے لیکن وہ دانستہ کتمان حق کرتے ہیں مگر ان کی اس حق پوشی سے کیا ہوتا ہے کیونکہ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ کیونکہ حق تو وہی ہے جسکو خدا ظاہر کرتا ہے اسمیں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے لہذا تم کو قطعاً حقانیت میں شک نہ کرنا چاہئے اور نہ شکی دماغ رکھنے والوں کی تقلید کرنی چاہیئے (یہ تعلیم درحقیقت امت محمدیہ کو ہے)

کل آیات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ انصاف پسند اور حق پرست اہل کتاب تو تم کو کچھ الزام دینگے نہیں کیونکہ اول ہمارا کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا پھر چند مہینے بیت المقدس کا قبلہ ہونا پھر بدستور کعبہ کا قبلہ ہو جانا سب کچھ گذشتہ آسمانی کتابوں کی تحریر کے موافق ہے ہاں ظالم ضدی اور سرکش کا فرجن کو حق و ناحق سے کچھ سروکار نہیں خواہ مخواہ الزام دینے سے کام ہے وہ تو کسی صورت میں اب بھی الزام دینے سے نہ چوکینگے لیکن ان کا عدم وجود عند اللہ برابر ہے ان کی کسی لغویات کا اعتبار کرنا ہی ٹھیک نہیں ہے۔ لہذا انکے کسی قول کو باعث شک انگیزی نہ خیال کرنا چاہئے۔

مقصود بیان :- جو لوگ نظری اور جبلی گمراہی میں گرفتار ہیں وہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آسکتے خواہ اُن کو تمام معجزات و دلائل نہ صرف دکھا دیئے جائیں ان کی سرشت میں ہوا پرستی خواہشات کی غلامی اور بندگی شہوت ہے نہ ان کا کوئی منصوص قبلہ ہے نہ خوشنودی خدا مطلوب ہے بلکہ اتباع نفس اصلی غرض ہے اسی لئے انہوں نے الگ الگ قبلے مقرر کر رکھے ہیں کسی مسلمان کو امور دین اور اصلاح عقائد و اعمال میں کسی غیر مسلم کا کورانہ اتباع نہ کرنا چاہئے۔ تمام غیر مسلم صرف توہمات میں مبتلا ہیں اور اُن کے قول و فعل کی بناء خیال آرائی اور الفاظ تراشی پر ہے۔

مسلمانوں کی تعلیم وحی حق اور الہام صادق پر مبنی ہے۔ جو لوگ سعید نہیں رکھتے ہیں اور ان کے حواس ومشاعر چراغ فطرت سے روشن ہیں خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن آفتاب اسلام کی روشنی سے حظ وضیا اندوز ہوتے ہیں اور جو انسان کوڑ باطن اور تاریک حواس والے ہیں اور صحیح وجدانیات نہیں رکھتے ان کو علم حقیقت کی روشنی سے بھی کوئی حاصل نہیں اندھے کو باوجود علم آفتاب کے سورج کی روشنی سے کیا فائدہ۔ کسی مسلمان کو شریعت کے کسی حکم میں شک وتردد نہ کرنا چاہئے۔ شک وتردد موجب کفر ہے وغیرہ۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

ہر ایک کا ایک رخ ہے جسکی طرف وہ منہ کرتا ہے سو تم نیکیوں کیطرف سبقت کرو

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ

تم جہاں کہیں ہوگے اللہ تم کو ایک جگہ جمع کر لے گا بلا شبہ

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

خدا سب کچھ کر سکتا ہے

تفسیر

گذشتہ آیات میں اتباع اہل کتاب سے مخالفت کیگئی تھی اس آیت میں اسی کی تائید ہے اور یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جب امر حق دلائل قطعیہ سے ثابت ہوجائے تو پھر اس میں کسی کی موافقت یا مخالفت کی پرواہ نہ کرنی چاہئے کیونکہ کوئی انسان تمام اولاد آدم کو کسی دنیوی امر میں بھی متفق الرائے اور متحد الخیال نہیں کرسکتا پھر دینی امور میں کس طرح سب ایک نقطہ پر جمع ہوسکتے ہیں۔ ہر شخص کا عقیدہ میل قلبی اور رجحان خاطر جداگانہ ہے ہر قوم وملک کا ایک خاص عقیدہ کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ لہذا متفق الرائے کرنے کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے اور دوسروں کی اتمالت وخوشنودی مزاج کے لئے عقیدۂ صحیحہ اور اعمال حقہ کی قربانی نہ کرنی چاہئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہر شخص اور ہر قوم کا رخ علیحدہ علیحدہ اور جداگانہ ہے تم سب کو متحد الخیال بنانے کی کوشش فضول نہ کرو بلکہ جو نیک باتیں مقصود اصلی ہیں ان کے اختیار وحصول کی کوشش کرو۔ استقبال کعبہ میں اگر یہ لوگ مخالف ہیں تو ہونے دو کیونکہ استقبال کعبہ مقصود بالذات نہیں بلکہ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے جانچنے کا معیار ہے لیکن سب کا مقصود اس سے یہی ہے کہ حکم الٰہی کی فرمانبرداری کی جائے لہذا اسمیں جھگڑا اور مخالفت مناسب نہیں اور چونکہ محمد صلعم تمام عالم کے لئے رسول ہیں اور آپکی دعوت تمام مخلوق کے لئے عام ہے اس لئے جو قبلہ آپ کا ہے وہی تمام عالم کا قبلہ ہونا چاہئے اور یہی فرمان پذیری اور عصیان کیشی کی کسوٹی ہے اس قبلہ سے انحراف بیکار ہے۔ قبلہ مقصود نہیں ہے بلکہ اصل مدعا تو مرضیات الٰہی اور طاعات ہیں لہذا اس میں تردد وشک بیجا ہے بلکہ نیکیاں جہاں پاؤ کماؤ۔

ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ ہر مذہب وملت والے کا ایک قبلہ ہے جسکی جانب وہ اپنا رخ کرتا ہے اور اسکو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ وہی ہے جسطرف مسلمان متوجہ ہیں۔

ابو العالیہ نے یہ معنی بیان کئے کہ یہود کے لئے ایک جدا قبلہ ہے اور نصرانیوں کا علیحدہ قبلہ ہے لیکن اے امت محمدی خدا نے تم کو ایک خاص قبلہ کی ہدایت کی ہے اور یہی حقیقی قبلہ ہے۔ مجاہد، عطاء، ضحاک، ربیع بن انس اور سدی وغیرہ نے بھی اسی مطلب کی تائید کی ہے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا یعنی یہ اختلاف جہات اور باہمی تفرقہ تو اسی عالم میں ہے ورنہ آخرت میں تو سب کو اللہ تعالیٰ ایک ہی جہت اور ایک ہی روش پر جمع کرکے لے آئیگا۔ تم مجتمع الاجزاء ہو یا متفرق الاجزاء، آسمانی فضا میں تمہارے ذرات پھیلے ہوئے ہوں یا زمین کی تہ میں منتشر ہوں پہاڑ کی چوٹی پر ہوں یا قعر سمندر کے اندر بہرحال خدا تعالیٰ تم کو حشر میں اکٹھا کریگا اور اسوقت سب کا قبلہ ایک ہی ہوگا یعنی ذات خداوندی ہی سب کا قبلۂ امید اور مرجع آمال ہوگی۔ اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ جب ذرات مادی قعر سمندر اور فضاء آسمانی میں منتشر ہوجائینگے اور انکی صورت نوعیہ بالکل تبدیل ہوجائیگی تو پھر خدا تعالیٰ ان کو کس طرح جمع کرسکتا ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ خدا بلاشک وشبہ سب کچھ کرسکتا ہے کوئی چیز اسکے دائرۂ قدرت سے خارج نہیں لہذا اسکی توحید والوہیت پر قائم رہو اور اسکے احکام کی تعمیل کرو۔

مقصود بیان:- امر حق کے ثبوت وصاحت کے بعد کسی کی مخالفت کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ ہر ایک قوم بلکہ ہر مذہب وملت والے کا قبلہ جداگانہ ہے لیکن قبلہ درحقیقت قبلہ نہیں بلکہ قبلہ نما ہے۔ اصل مقصود نیکی کا حصول اور بدی سے اجتناب ہے۔ خدا تعالیٰ کے احاطۂ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے بعث جسمانی، حشر اجساد، اجتماع فی الحشر، حساب کتاب سزا جزا برحق ہے وغیرہ۔

چند اسرار

آیات مذکورۂ بالا کا جو اصلی مدعا تھا وہ تو ہم سطور بالا میں تحریر کرچکے ذیل میں ہم آیات محولہ کے چند اسرار لکھتے ہیں جنکو نور عرفان رکھنے والے انسان اگر مقصود بیان سے تعبیر کریں تو بے جا نہ ہوگا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ہر ایک کی ایک خاص جہت ہے یعنی ہر روح کے واسطے وجود ذات اور حقیقت صفات کی طرف جدا جدا راستے اور طریقے ہیں اور ہر روح کا علیحدہ علیحدہ قبلہ ہے ارواح قدسیہ کی توجہ عین العیان یعنی خالص ذات کیطرف رہتی ہے اور ارواح جلالیہ کا قبلہ خالص صفات ہیں اور ارواح وغیرہ کا رخ عین القدس کیطرف ہوتا ہے اور ارواح بقائیہ یعنی وہ ارواح جو خود فنا ہوکر

قبا و قدم سے باقی ہیں اُن کا مرکز توجہ عین الاحد ہے اور ارواح شائقہ انوار مشاہدہ کی مشتاق ہیں شوق سے بھری ہوئی روحوں کی توجہ مشاہدہ انوار پر رہتی ہے اور ارواح مؤانسہ کیلئے جاذب توجہ حسن الصفات ہے اور ارواح روحانیہ کا قبلہ عیب کے باغات ہیں۔

اب انہیں سے ہر روح کی توجہ کا نقطہ علیحدہ ہے اگرچہ تمام ارواح رحمانیہ اپنے قبلہ کیطرف قصد کرتی اور الوہیت و صمدیت کے مقام کیطرف کشش رکھتی ہیں لیکن پھر بھی ہر ایک کا مطلع جدا ہے بعض روحیں از خود رفتہ ہیں (والہات) بعض شوق سے لبریز ہیں (شائقہ) بعض انس سے پُر ہیں۔ (مؤانسہ) بعض عاشق ہیں بعض اپنی ہستی سے فنا ہیں (فانیہ) اور بعض فنا ہوکر بقا و قدم سے باقی ہیں (باقیہ) بعض نشۂ عشق میں سرمست ہیں اور انوار الٰہی کے مقامات مشاہدات اور معاینات کے کشف کے خوف سے اور عیب کے علوم سے باادب ہوکر خوفناک و بیہوش ہیں (ساکرہ) اور بعض اگرچہ شوق و جذب کے نشہ سے فنا و ہستی کر چکے ہیں لیکن بقا و قدم سے باقی رہ کر دوبارہ ہوش میں آگئے ہیں اگرچہ ہوش اپنا ہوش نہیں ہے بلکہ ہوش باقی مع ہے (صاحیہ) لہٰذا ان سب کے مدارج اور مراکز توجہ سب جدا جدا ہیں تو

تم کو توحید و تجرید کی استعانت سے سب سے اعلیٰ مقام فنا کیطرف دوڑنا چاہیئے اور وہاں پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیئے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کیونکہ اہل معرفت کی تمام ارواح جنکو عالم صفات کی سیر میسر ہوئی ہے وہ ازلی تقدیر کے موافق ضرور حضور الٰہی میں پہنچینگی اور خدا تعالیٰ سب کو شرف حضور عطا فرمائیگا۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا آگے بڑھنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو مقام استقامت سے بھی بہرہ اندوز کرسکتا ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

اور (اے محمدؐ) جہاں کہیں سے تم نکلو (نماز میں) اپنا منہ مسجد حرام کیطرف

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ

کرلیا کرو کیونکہ یہی بات تمہارے رب کی طرف سے یقینی ہے

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ

اور اللہ تمہارے اعمال سے بیخبر نہیں ہے اور (اے محمدؐ) تم جہاں کہیں سے

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

نکلو (نماز میں) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف رکھنا

الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ

اور (مسلمانو) تم جہاں کہیں بھی ہو (نماز میں) اپنا رُخ اُسی کی طرف

شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ

رکھنا تاکہ لوگوں کا تم پر کوئی الزام قائم نہ رہے

إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

مگر اُن میں سے جو لوگ ناحق کوش ہیں سو تم اُن سے خوف نہ کرو بلکہ

اخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں تم کو اپنی نعمت بھرپور دوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ

تفسیر نماز میں کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم خدا تعالیٰ نے تین بار ذکر فرمایا ایک مرتبہ فَوَلِّ وَجْهَكَ الخ اوپر ذکر کردیا گیا دوسری اور تیسری مرتبہ اس آیت میں ذکر کیا گیا۔ یہ تکرار بے فائدہ نہیں ہے بلکہ اس کے تین وجوہ ہیں:-

(۱) پہلی مرتبہ ذکر کرنے سے تعمیم احوال مراد ہے یعنی ہر حالت میں نماز قبلۂ ابراہیمی کی جانب پڑھنی چاہیئے۔ دوسری بار ذکر کرنے سے تعمیم مکان کی طرف اشارہ ہے یعنی ہر جگہ قبلہ کی طرف رُخ کرنا لازم ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں اقامت کی صورت ہو یا سیر کی۔ وطن ہو یا غیر وطن۔ تیسری بار ذکر کرنے سے تعمیم زمانہ مقصود ہے یعنی ہر زمانہ میں صبح شام ظہر عصر زمانۂ امن ہو یا زمانۂ جہاد بہرحال سمت قبلہ ضروری ہے۔

(۲) تحویل قبلہ ایک عظیم الشان حکم تھا اور ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ احکام اسلامی میں سب سے اول بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم منسوخ ہوا ہے تو جب یہ حکم ناسخ سب سے پہلی مرتبہ ذکر کیا گیا تو دل میں خیال آتا اور اوہام کا اثر پڑتا فطرت بشری کے مقتضا میں داخل تھا اور توہم ہوسکتا تھا کہ شاید یہ حکم دائمی نہ ہو عارضی ہو چند روز کے بعد پھر بیت المقدس ہی قبلہ قرار پائے اسی بنا پر بہت سے اشخاص کو ایک حیرت ہوگئی اور وہ استعجابی شبہ میں پڑ گئے لیکن جن کو خدا تعالیٰ نے قلب سلیم عطا کیا تھا اور نور معرفت نے اُنکے مشاعر وجدانیہ کو روشن کر رکھا تھا اُن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل پر یقین کامل تھا مگر پھر بھی اہل کتاب کا اغوا اور ضلالت انگیزی کا سلسلہ برابر جاری تھا اسلئے دوبارہ وہی پہلا حکم دیا تاکہ اہل کتاب کا فتنہ فرو ہو جائے اور ظاہر ہو جائے کہ یہ حکم ازلی ہے اور گذشتہ کتابوں میں بھی مذکور ہے کوئی امر عجیب یا فوق العادت نہیں ہے لیکن اگر کمزور دماغ اور متزلزل ایمان رکھنے والوں کو پھر بھی امر قبلہ میں کوئی خلجان باقی رہ گیا ہو تو اسکے ازالہ کے لئے تیسری مرتبہ بھی حکم دیا تاکہ حتمی صورت میں تحویل قبلہ کا حکم ظاہر ہو جائے اور اہل کتاب کو قطعاً مایوسی ہو جائے کہ اب یہ نبی ہمارے قبلہ کیطرف رجوع نہیں کرسکتے

(۳) خدا تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا ذکر تین آیات میں فرمایا لیکن ہر مرتبہ اسکی علت علیحدہ علیحدہ اور جداگانہ ذکر کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ بیت المقدس سے کعبہ کیطرف پھیر دینے کی مختلف علتیں اور مصالح ہیں۔ اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور انتہائی خواہش پوری کرنے کے لئے اور شان رسالت کے اکرام و تعظیم کے مظاہرہ کے لئے فرمایا قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰىهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ دوسری مرتبہ اپنی عادت اور قانون فطرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّیۡهَا اور اسکے ضمن میں نسخ کو مشروع کیا اور امت محمدیہ کے لئے سہولت مہیا فرمائی اور غیب کی خبر دی کہ گذشتہ کتابوں میں بھی یہ حکم مذکور ہے کوئی امر عجیب نہیں ہے۔ تیسری مرتبہ ذکر کرنے کی علت یہ بیان کی کہ مسلمانوں پر تکمیل نعمت ہو جائے اور مخالفین کے لئے کوئی دلیل باقی نہ رہے اور اہل کتاب جو طعن کرتے تھے کہ جس نبی کا گذشتہ کتابوں میں ذکر ہے وہ تو قبلۂ ابراہیمی کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھیگا اور محمدؐ چونکہ بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے ہیں اسلئے یہ وہ نبی نہیں ہو سکتے جن کی بشارت دیگئی ہے۔ تیسری بار ذکر کرنے سے اُن کے طعن کی بیخ کنی اور دلائل کا ازالہ مقصود ہے اور اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ گذشتہ کتابوں میں جس نبی کا ذکر ہے کہ وہ جامع القبلتین ہوگا وہ یہی نبی ہے اب شک و شبہ کی بالکل گنجائش باقی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مشرکین کی بیجا حجت کا بھی استیصال ہو گیا۔ مشرکین کہتے تھے کہ محمدؐ اتباع ابراہیمی کے تو مدعی ہیں لیکن قبلۂ ابراہیمی کو چھوڑ کر قبلۂ اہل کتاب کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ نے حکم دیدیا کہ تم قبلۂ ابراہیمی کی طرف رُخ رکھو (بیضاوی) امام فخر الدین رازیؒ نے اس تکرار حکم کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ پہلا حکم اُس شخص کے لئے ہے جو مکہ میں کعبہ کے پاس موجود ہو اور دوسرا حکم اُسکے لئے ہے جو مکہ میں تو ہو لیکن کعبہ سے غیر حاضر ہو اور تیسرا حکم مکہ سے باہر والوں کے لئے ہے۔ قرطبی کہتے ہیں اول حکم اُس شخص کیلئے ہے جو مکہ میں ہو خواہ کعبہ کے پاس ہو یا نہ ہو۔ اور دوسرا حکم غیر ممالک والوں کیلئے ہے اور تیسرا حکم اُن لوگوں کے لئے ہے جو سفر میں ہوں وغیرہ۔

وَاِنَّهٗ لَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ یعنی بیت المقدس سے کعبہ کیطرف رُخ پھیرنا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے حق ہے کسی قسم کے شک و شبہ کی اسمیں گنجائش نہیں ہے۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ○ یعنی خدا تعالیٰ تمہارے اعمال و افعال سے ناواقف نہیں ہے تم کو تمہارے اعمال کا ثواب عظیم عنایت فرمائیگا۔ وَمِنۡ حَیۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ یعنی تم جہاں اور جس جگہ سے نکلو اور کہیں کو جاؤ اپنا رخ کعبہ کیطرف نماز میں رکھو۔ وَحَیۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ اور جہاں کہیں ہو جس شہر میں ہو جس ملک میں ہو سفر میں ہو حضر میں ہو بہرحال تم سب استقبال کعبہ کرو۔ لِئَلَّا یَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَیۡكُمۡ حُجَّةٌ تاکہ لوگوں کو امر کعبہ کے متعلق یا صحت نبوت میں نکتہ چینی اور خوردہ گیری کا موقع ہی باقی نہ رہے۔ ابن کثیرؒ کے نزدیک لِلنَّاسِ سے اہل کتاب مراد ہیں۔ ابو العالیہ کا قول ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین عرب دونوں فرقے مراد ہیں کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلۂ ابراہیمی کی طرف توجہ کی تو اہل کتاب کہنے لگے کہ پیغمبر اپنے آباؤ اجداد اور مکان اور قوم کے دین کیطرف مائل ہو گیا اور مشرکین کہنے لگے کہ محمد عنقریب ہمارے دین کیطرف بھی رجوع کر لینگے جسطرح ہمارے قبلہ کیطرف رجوع کر لیا۔ یہی قول مجاہد، عطاء، ضحاک، قتادہ، سدی اور ربیع بن انس کا ہے۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ ہاں جو لوگ ظالم ہیں حق پوشی اور باطل کوشی کرتے ہیں وہ تو بہرحال جھگڑا کئے جائینگے لیکن تم کو اس فضول مکابرے اور جھگڑے کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِیۡ یعنی تم کو ان کے طعنوں کا خوف نہ کرنا چاہئے اور نہ اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ یہ تم کو حج و طواف نہ کرنے دینگے بلکہ میری فرماں پذیری مدنظر رکھو اور نافرمانی سے ڈرتے رہو میں ہی نصرت و امداد پر قادر ہوں تم کو ان پر غالب کر دونگا۔

وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡكُمۡ لہذا تم کو مجھی سے خوف کرنا چاہئے تاکہ میں تمہاری امداد کروں اور اپنی نعمت مکمل طور پر تم کو عطا کروں۔ محی السنۃ نے بروایت سعید بن جبیر بیان کیا ہے کہ مسلمان کے لئے تکمیل نعمت صرف داخلۂ جنت سے ہوگی۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں نعمت کاملہ یہ ہے کہ اسلام پر ہی خاتمہ ہو۔ وَلَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ اور اسلئے بھی تم کو مجھی سے خوف کرنا چاہئے تاکہ راہ راست تم کو ملجائے اور جس معاملہ میں دوسری قومیں کجراہ یا گمراہ ہیں تم اُس ضلالت سے بچ جاؤ۔

مقصود بیان: تحویل قبلہ کا بار بار حکم۔ سفر حضر، وطن، غیر وطن اقامت و سیر میں صبح شام دو پہر سہ پہر ہر وقت کعبہ کیطرف نماز میں رخ کرنے کا ارشاد۔ اعدائے اسلام کی کمزور دلائل کا ابطال اس امر کی تصریح کہ جن سرکش انسانوں کے پاس مقابلہ اور مناظرہ کے وقت کوئی معقول دلیل نہیں باقی رہتی وہ خواہ مخواہ جھگڑا کرتے ہیں لیکن اُن کا جھگڑا بے سود ہے اُس سے کوئی ضرر نہیں پہونچ سکتا۔ غیر اللہ سے خوف کرنے کی ممانعت اور صرف واحد قدوس سے ڈرنے کا حکم۔ مسلمانوں کو تکمیل نعمت کرنیکے بعد منت کش بنانا۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کی ہدایت اور تربیت اخلاق کیلئے تمام ضروری ذرائع مہیا کرتا ہے لیکن انسان اپنے اعمال سے خود ہلاک ہوتا ہے وغیرہ۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ

(یہ بھی ایسا ہی احسان ہے) جیساکہ ہم نے تمہارے لئے تمہارے ہی لوگوں میں سے ایک عظیم الشان

اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

رسول بھیجا ہے جو ہماری آیات تمہارے سامنے پڑھتا ہے اور تمکو پاک صاف بناتا ہے اور تم کو قرآن و

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ فَاذْكُرُوْنِيْ

شریعت کی تعلیم دیتا ہے اور جن باتوں سے تم ناواقف تھے وہ تم کو سکھاتا ہے لہٰذا تم میری یاد میں لگے رہو

اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

میں تم کو یاد رکھونگا اور میرا احسان مانو اور نا شکری نہ کرو

تفسیر مخالفین نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت محمدیہ میں نسخ ہوتا ہے جسطرح کہ قبلہ منسوخ ہوگیا۔ اس شبہہ کا ازالہ خدا وند تعالیٰ نے سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ سے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک کردیا اور چونکہ تحویل قبلہ کو ایک نعمت قرار دیا اسلئے اُسکے ساتھ دوسری نعمت کی بھی یاد دہانی کی۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جسطرح کعبہ کو قبلہ بناکر ہم نے تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کی اسی طرح یہ بھی ہمارا عظیم الشان اور عدیم النظیر احسان ہے کہ ایک عالی مرتبہ رسول کو تمہارے لئے مبعوث فرمایا اور تمہاری قوم میں سے ہی اُسکو پیدا کیا یعنی اگرچہ تمام انبیاء اولاد اسرائیل سے ہوتے چلے آئے ہیں اور نبوت و حکومت دونوں بطور توارث بنی اسرائیل میں رہی ہیں لیکن اب ہماری عنایت تمہارے حال پر مبذول ہوئی اور نبی مکرم تم کو ہم نے تمہاری قوم میں سے پیدا کیا۔ اور اس نبی نے تمہاری سعادت اور نجات ابدی کے واسطے ہر ممکن ذرائع مہیا کئے۔ اوّل تو یہ کہ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وہ تمہارے سامنے ہماری آیات تلاوت کرتا ہے۔ جو جو نشانیاں تورات میں بیان کی گئی ہیں وہ ان کا مظاہرہ کرتا ہے اُسکی زبان وحی شریعت ہے وہ تم کو ہدایت کرتا اور حق و باطل کا فرق دکھاتا ہے وَيُزَكِّيْكُمْ دوسرے یہ کہ وہ تزکیۂ نفوس اور تہذیب اخلاق کرتا ہے۔ نجاست بت پرستی۔ کفر۔ یہودیت اور خرک نصرانیت سے تم کو پاک کرتا ہے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور تیسرے یہ کہ تمام نجاستوں اور کثافتوں سے پاک صاف کرکے تم کو زیور اخلاق سے آراستہ کرتا ہے قرآن و حدیث کی تعلیم دیتا ہے۔ فرائض شناسی اور ادائیگی حقوق سکھاتا ہے۔ تمہارے اخلاق پاکیزہ۔ عادات مستقیم کرتا اور اقوال و افعال و اطوار میں راستی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے خود مجسمۂ اخلاق بنکر تم کو بھی پیکر تہذیب بناتا ہے وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ اور بالآخر تمہاری ہدایت تجلیہ تزکیہ اور تحلیہ کرکے تم کو ایسی چیز سکھاتا ہے جسکا تم کو علم نہ تھا۔ ان تمام مدارج کو طے کراکے نور معرفت سے تم کو روشن کردیتا ہے لہٰذا تقتضائے عقل یہ ہے کہ جب میں نے تم کو ایسے نبی کے وجود گرامی سے سرفراز کیا جس سے تم کو سعادت دارین حاصل ہوئی تو تمہارا فرض ہے کہ فَاذْكُرُوْنِيْ میری یاد کرو زبان سے میری تسبیح تحمید تہلیل تکبیر کرو، اور کتاب کی تلاوت کئے جاؤ اپنے تمام لطائف باطنیہ اور اندرونی قوی کو میری طرف متوجہ رکھو اور اتنی محویت حاصل کرو کہ اپنے نفوس کو بھی بھول جاؤ۔ نیز اپنے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو میرے اوامر و نواہی پر کار بند رہنے میں مصروف رکھو۔ اَذْكُرْكُمْ اگر تم ایسا کروگے تو میں بھی تم کو ثواب عطا کرونگا۔ اپنا نور تقدس تم پر فائض کرونگا اپنی رحمت تم پر نازل کرونگا اور اپنے قرب میں تم کو جگہ عنایت کروں گا۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اور میری ان تمام نعمات کا زبان دل اور اعضاء سے شکریہ ادا کرو۔ عصیان کوشی اور نافرمانی کرکے کفران نعمت نہ کرو۔

مقصود بیان:۔ مومنین کو ذکر شکر اور تفکر کی ہدایت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور علو مرتبہ کا اظہار۔ مومنین عرب کی فضیلت کی طرف اشارہ۔ اس بات کی طرف ایک خاص تلمیح کہ نبی کا مبعوث کرنا انسانوں پر خدا تعالیٰ کا مخصوص احسان ہے اگر انبیاء نہ ہوتے تو انسان کو ہدایت حاصل نہ ہوتی۔ آیات میں اس بات کی طرف بھی ایک لطیف کنایہ ہے کہ انسان کو پہلے اپنے نور عقل اور چشم بصیرت سے باطل و حق میں امتیاز کرنا چاہئے۔ پھر باطل پرستی کی تمام نجاستوں اور کثافتوں کو آئینۂ دل سے صاف کردینا چاہئے۔ اسکے بعد قرآن و حدیث کا اتباع کرکے روح کی جلا کرنی لازم ہے تاکہ اخیر میں نور معرفت اور آفتاب احدیت کے قبول پرتو سے وہ منور ہوجائے گویا یہ انسان کی تربیت روحانی کے تدریجی مراتب ہیں کہ پہلے انسان گمراہی کو چھوڑتا ہے ممنوعات اور امور منکرہ سے کنارہ کش ہوتا ہے پھر امور حسنہ اور اخلاق فاضلہ سے اپنے نفس کو آراستہ کرتا ہے اور بالآخر اس کا اصلی مدعا یعنی آفتاب قدس کی جلوہ ریزی اُسکو حاصل ہوجاتی ہے۔ آیت میں اُن لوگوں کی تردید ہے جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب والے بھی سعادت روحانی حاصل کرسکتے ہیں یا مسلمان شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی شاہد قدم سے ہمکنار ہوسکتے ہیں۔ یہ صراحتہً گمراہی ہے۔ کوئی شخص بغیر اتباع قرآن و حدیث کے فلاح و سعادت نہیں پاسکتا اور نہ اُسکے دل پر نور معرفت کی ضیاء پاشی ہوسکتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

مسلمانو (مصیبت کے وقت) صبر اور نماز سے

وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

مدد لو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کا حامی ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کیا تھا اور اپنے اُس خصوصی احسان کا ذکر فرمایا تھا جو بعثتِ رسول کی شکل میں ظاہر ہوا تھا اور پھر اُس پر شکر کرنے اور کفرانِ نعمت نہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور اوامر و نواہی کی پابندی بغیر تکلیف برداشت کئے اور بدون نفسانی و مالی قربانی کے مکمل طور پر نہیں ہوسکتی اور اس قسم کے بارِ گراں کو برداشت کرنے کے لئے کوئی سہارا بھی ہونا چاہئے جسکی اعانت سے اس بارِ گراں کا تحمل آسان ہوجائے اور قوم و ملت کی عزت برقرار رہے اسلئے آیت مذکورہ میں صبر و صلوٰۃ کا حکم دیا گیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! صبر کرو جو اوامر الٰہی ہیں انکو بجالاؤ اگرچہ تم کو انکے اختیار کرنے اور بجالانے میں بڑی بھاری مشقت اور درد و تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ خواہشات نفسانی کو روک کر عفت حاصل کرو۔ فضول چیزوں کی خواہش ترک کرکے زہد و قناعت اختیار کرو اور انتقام سے اپنی طبیعت کو روک کر صفتِ حلم پیدا کرو۔ رازداری اور متانت کو حاصل کرو۔ بھوک پیاس اور مرغوباتِ نفس کے ترک کا اپنے کو خوگر بناؤ اور نماز بھی ادا کرو۔ اس سے بندہ کو خدا سے تقرب ہوجاتا ہے روح منور ہوجاتی ہے اور ہر قسم کے گناہ سے انسان کنارہ کش ہونے لگتا ہے۔ یہی باتیں تم کو اطاعتِ رسول کا پابند بنادینگی اور انہی کی مدد سے تم احکام شریعت پر عمل پیرا ہوجاؤ گے۔ صبر و صلوٰۃ کے متعلق ہم ذیل میں چند احادیث نقل کرتے ہیں جن سے آیت کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

ابن کثیر کا قول ہے کہ بندہ کو اگر نعمتِ الٰہی ملے تو شکر کرنا چاہئے نہ ملے تو صبر ضروری ہے اور نماز تمام خصائل خیر خصوصاً شکر اور صبر کو جامع ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی خوب حالت ہے خدا تعالیٰ اُسکے لئے جو حکم جاری فرماتا ہے اُس میں اُسکی بہتری ہی ہوتی ہے۔ اب اگر اُس کو خوشی حاصل ہوئی اور اُس نے شکر کیا تو اُسکو ثواب ملیگا اور اگر خلافِ مرضی کوئی بات پیش آئی اور اُس نے صبر کیا تب بھی ثواب ملے گا۔ حدیث میں نماز کو معراج المؤمنین فرمایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مہم درپیش ہوتی تو بہت جلد نماز کیطرف رجوع فرماتے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ یہ گذشتہ کلام کی علت ہے یعنی اے مسلمانو! صبر و صلوٰۃ سے دفع مصیبت اور حصول عافیت کے خواہاں ہو کیونکہ صبر کرنے والوں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ جو لوگ جہاد بدنی اور مقابلۂ نفسانی کرتے ہیں، اعدائے ظاہر و باطن کے دفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے نفس کو اُن چیزوں سے روکتے ہیں جو نفس پر شاق گذرتی ہیں خواہ اوامر کی پابندی ہو یا نواہی سے اجتناب بہرحال خدا کی توفیق اُن کے شامل حال ہوتی ہے خدا اُن کو مدعا میں کامیاب کرتا ہے۔

مقصود بیان:۔ آیت میں اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ کافروں سے جہاد کرنے کی بہ نسبت نفسانی مجاہدہ بہت سخت ہے طاعاتِ الٰہی کو بجالانا اور ممنوعات سے پرہیز رکھنا جہادِ اکبر ہے اس مفہوم کو لفظ صبر و صلوٰۃ سے ادا کردیا۔ آیت مذکورہ اس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ جو شخص کوشش کرتا ہے قوت شہوانی و غضبی کو زیر کرکے عقل سے کام لیتا ہے خدا بھی اُسکو کامیاب کرتا ہے۔ ایک امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسب اور تحمل مشقت کامیابی کی کنجی ہے دنیوی مقاصد ہوں یا دینی قربانی کے بغیر کسی مقصود کا حصول نہیں ہوسکتا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور جو لوگ راہِ خدا میں مارے جائیں اُن کو مُردہ
اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ
نہ کہو وہ تو زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے ہو

تفسیر جنگ بدر میں چودہ مسلمان جنمیں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے شہید ہوگئے۔ لوگوں نے اُن کا نام لے لیکر کہنا شروع کیا کہ فلاں فلاں شخص مرگئے اور دنیوی نعمتیں اُن سے چھوٹ گئیں اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی (معالم) گذشتہ آیت میں جہادِ اکبر یعنی صبر و صلوٰۃ کا حکم تھا۔ اس آیت میں شہداء کی اخروی کامیابی بیان کرتے ہوئے جہادِ اصغر یعنی مقابلۂ کفار کی ترغیب دی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ شہداء کو مُردہ نہ کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں قربِ الٰہی انکو حاصل ہے عرش رحمٰن کے نیچے اُنکے مسکن ہیں جو مراتب اُنکے ہیں کسی دوسرے کے ہو نہیں سکتے۔ جب اُن کو اس قسم کی حیاتِ ابدی حاصل ہے تو درحقیقت زندگی اُنہی کی زندگی ہے۔ ہاں کفار و مشرکین جن کی روحوں کو مرنے کے بعد عذاب دیا جاتا ہے اور طرح طرح کی تکالیف اُن کو برداشت کرنی پڑتی ہیں مُردہ درحقیقت یہ ہیں اور انہی کو میت کہا جاسکتا ہے کیونکہ دنیوی عیش و آرام اور راحت و آسایش بھی چھوٹی اور آخرت میں بھی چین نصیب نہ ہوا باقی جن لوگوں کو اس فانی عیش کے بعد نعمتِ عظمیٰ لازوال زندگی اور جلوۂ قدرت کی ضیا اندوزی حاصل ہوئی وہ مُردہ نہیں ہوسکتے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ یعنی درحقیقت شہداء زندہ ہیں عالمِ برزخ میں اُن کو پیکرِ نورانی اور لباسِ قدسی عطا ہوتا ہے۔ ہر قسم کی لذت نعمت اور راحت اُن کو میسر ہے لیکن اُن کی حیاتِ جاودانی کو تمہاری یہ آنکھیں اور یہ حواس محسوس نہیں کرسکتے جو اجسامِ کثیفہ کے احساس کے لئے مخصوص ہیں اور اس سے ایک بخیہ بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔

مقصود بیان:۔ شہداء کی حیاتِ جاودانی کی تصریح۔ اس

امر کی تصریح کہ اس مادی زندگی سے برتر ایک اور لازوال زندگی ہے جو شہداء کو میسر ہے۔ شہداء کی حیات ابدی کا احساس و شعور ان کثیف حواس سے نہیں ہو سکتا کیونکہ ظلمت و نور میں بون بعید ہے۔ جہاد اکبر و اصغر کی ترغیب۔ نور معرفت حاصل کرنے اور عشق کی تلوار سے اپنے نفس کی قربانی کرنے کی ترغیب۔ اشارہ شہداء (خواہ بدنی ہوں یا نفسانی) کے واسطے ہر قسم کی لذت، نعمت، آرام، عیش، قرب الٰہی اور نور قدس کے حصول کا اعلان وغیرہ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ

اور یقیناً ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مالی و جانی نقصان اور

وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَ

پھلوں کی کمی (کی تکلیف سے) تمہاری آزمائش

الثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا

کرینگے مگر (اے محمد) ایسے صابر لوگوں کو خوشخبری سنا دو کہ جب

أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا

انپر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو بلا شبہ اللہ ہی کے ہیں اور

إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

اُسی کی طرف بالآخر جانیوالے ہیں انہی لوگوں پر انکے پروردگار کی طرف سے

مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

صد آفریں اور رحمت ہے اور یہی لوگ راہ راست پر ہیں

تفسیر گزشتہ آیات میں صبر کا حکم اور اُسکے نتائج و فوائد بیان کئے گئے تھے یہاں اطلاع دی جاتی ہے کہ ضرور تم کو دولت صبر سے بہرہ ور کیا جائیگا اور تم کو طرح طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑینگے یہ پیش گوئی اور آیندہ کے متعلق خبر اسلئے دی جا رہی ہے تاکہ مسلمانوں کو تسکین خاطر اور اطمینان حاصل ہو جائے تاکہ آئندہ مصائب کے برداشت کرنے کیلئے وہ دلیری اور جرأت کے ساتھ تیار ہو جائیں اور ثبات سے ان کے قدم نہ ڈگمگانے لگیں ارشاد ہوتا ہے کہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۝ آیندہ ہم ضرور تمہاری آزمائش کرینگے اور مطیع و نافرمان کو علیحدہ علیحدہ کرنے کے لئے کسی قدر مخالفین اور اعداء کے خوف میں بھی مبتلا کرینگے۔ قحط سالی بھوک پیاس نقصان مالی امراض جسمانی مرگ اولاد و اعزہ۔ پیداوار ارضی اور ثمرات یا غات کی تباہی وغیرہ بھی تم کو پیش آئیگی۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے جو مصائب ہو سکتے ہیں خواہ دشمنوں کی ضرر رسانی یا دوستوں کی کمی یا جسمانی تکالیف یا اولاد و اعزہ کی موت یا نقصان مالی سب چیزیں تم کو پیش آئینگی لیکن نعمت آخرت اور ثواب الٰہی کے مقابلہ میں ان کی کوئی وقعت نہیں بلکہ حیات ابدی کی نعمتوں کے مقابلہ میں یہ بالکل ہیچ اور بے مقدار ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے خوف سے مراد خدا کا خوف ہے۔ بھوک سے مراد رمضان کے روزے نقصان مالی سے مراد زکوٰۃ و صدقات نقصان جان سے مراد امراض اور نقصان ثمرات سے مراد اولاد کی موت ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد انسان کے دل کا پھل ہوتی ہے (معالم)

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ یعنی جو شخص مذکورہ تباہی کے بعد گھبرائیگا اور چھوٹے بڑے دکھ پر صبر کریگا اُسکو دنیوی کامیابی نیک نامی فتح و ظفر اور حیات پایندہ کی خوشی حاصل ہوگی۔ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ یہ صبر کرنے والوں کا بیان ہے یعنی جو شخص بڑی چھوٹی مصیبت اور مذکورہ بالا آزمائش میں ثابت قدم رہے اور مصیبت نازل ہونیکے وقت زبان سے بھی اس بات کا اقرار کرے کہ سب کچھ خدا نے ہی دیا تھا ہماری ہستی بھی خدا کا انعام ہے اور بالآخر رجوع بھی ہمارا اُسی کی طرف ہوگا اور دل سے بھی یقین رکھے کہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف جانے والے ہیں اور دماغ سے بھی اس امر کا تصور کرے کہ یہ تمام نعمتیں خداداد ہیں جو نعمتیں خدا نے واپس لے لی ہیں وہ باقی ماندہ نعمتوں کے مقابلہ میں بہت کم ہیں تو ایسے لوگ دنیا و دین میں کامیاب ہوتے ہیں اور دنیوی فتح و ظفر کے ساتھ ساتھ سعادت آخرت سے بھی ہمکنار ہونگے۔ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ یہ خوشخبری کا بیان ہے یعنی ایسے لوگوں پر خدا کی گوناگوں رحمتیں اور نعمتیں نازل ہوتی ہیں اور اُس کا لطف و احسان اُنکے شامل ہوتا ہے وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ یہ صابروں کو بیجوٹ کرنے کیلئے فرمایا یعنی صبر کرنیوالے اشخاص راہ راست پر ہیں توفیق الٰہی انکے شامل حال ہے دنیا میں بھی اس راہ مستقیم پر چل کر یہ فتح و ظفر اور کامرانی سے ہم آغوش ہونگے اور آخرت میں بھی اسی طریق مستقیم سے جنت میں پہونچ جائیں گے اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔

مقصود بیان:۔ استقامت دینی اور ثابت قدمی کی ترغیب۔ کوشش محنت اور تحمل مصائب کی ہدایت۔ صبر اور برداشت تکالیف کے ساتھ ظفر و کامرانی کی وابستگی۔ بے صبری بزدلی اور جزع و فزع کی ممانعت مبدأ و معاد اور نعمات الٰہی میں غور و خوض کرنے کا حکم اور اس بات پر یقین رکھنے کا ارشاد کہ عالم ہستی کی تمام نعمتیں دینے والا اور پھر واپس لینے والا

رسول نمبر ۱۳۵۶ھ
مولوی دہلی
مستند اور مجرب ادویات
ہندوستانی دواخانہ دہلی سے طلب کیجیے جسے ملک و قوم کے شیدائی طبی دنیا کے شہنشاہ حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے سنہ ۱۹۰۳ء میں قایم کیا تھا اور جو آپ کے خلف الرشید عالی جناب مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کی سرپرستی میں بدستور جاری ہے
ہندوستانی دواخانہ نے اپنی ۳۵ سالہ دور زندگی میں ملک میں بہترین مجرب دوائیں پیش کر کے جو عزت و وقار حاصل کیا ہے اس کے لحاظ سے یہ دیسی دواؤں کا لاجواب کارخانہ ہے، علاوہ ازیں اس دواخانہ کا ایک خاص امتیاز یہ بھی ہے کہ اس سے کسی کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ ملک و قوم کی ملکیت ہے۔ اس کا منافع جو تقریباً دو لاکھ روپیہ سالانہ ہے، مردانہ و زنانہ طبیہ کالج اور اس کے متعلقہ شفاخانوں پر خرچ ہوتا ہے۔ ہندوستانی دواخانہ کی ہزارہا مستند و مجرب دواؤں میں سے مندرجہ ذیل چار دوائیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ انکو طلب کر کے فائدہ حاصل کیجیے۔
جمیلان
جریان، رقت و سرعت کی لاجواب دوا ہے، مادہ تولید کی اصلاح کرتی ہے اور قدرتی امساک پیدا کرتی ہے
ترکیب استعمال دو قرص صبح کو نہار منہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔ تیل ترشی اور گرم چیزوں سے پرہیز رکھیں۔ قیمت فی شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے للعہ
قرص مفاصل
گٹھیا (جوڑوں کا درد) عرق النسا (ٹانگ کا درد) کے لیے نہایت مفید ہے، یہ بیماریاں خواہ کیسی ہی پرانی ہوں اکیس روز کے استعمال سے بالکل دور ہو جاتی ہیں
ترکیب استعمال، ایک قرص رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی سے کھائیں، تیل ترشی اور ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز قیمت فی شیشی ۱۲ قرص ایک روپیہ دو آنے
قرص جلید
غذا کو ہضم کرتے ہیں بھوک لگاتے ہیں، ریاح کو خارج کرتے اور نفخ و قراقر کو زائل کرتے ہیں۔
ترکیب استعمال:۔ ایک قرص دونو وقت بعد غذا کھائیں۔ قابض بادی اور نفاخ چیزوں سے پرہیز۔
قیمت سو قرص ایک روپیہ دو آنے۔
قرص بواسیر
بادی بواسیر کے لیے نہایت مفید دوا ہے اس کے چند روزہ استعمال سے یہ مرض بالکل دور ہو جاتا ہے
ترکیب استعمال دو دو قرص صبح و شام پانی سے کھائیں، قابض بادی اور نفاخ چیزوں سے پرہیز
دو روپے (عالہ)
ملنے کا پتہ مینجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

دیکھ کر آپ کے ہاتھوں میں نظام زندان

کاغذ کی گرانی العظمۃ للہ، سوچتے سوچتے اور حساب کرتے کرتے سر چکرا جاتا ہے۔ لیکن کوئی حل سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن یہ رسول نمبر کا امتیاز ہے کہ ان ساری مشکلات کو نظر انداز کر کے ویسے ہی شان کا پرچہ نکلا جیسا گذشتہ سال کا تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ حبیب پاک کا فیضان ہے کہ باوجودیکہ گذشتہ سال کے خرچ سے کافی زیادہ خرچ ہو رہا ہے اور کوئی ہراس نہیں ہوتا۔ جانتا ہوں کہ جن کے ہاتھ میں نظام زندان ہے۔ ان کو دیکھ کر تو بیماری سے بیماری بھی بھول ہے۔ پھر فقط میں ہی تو شیدائے رسول نہیں ہوں، مولوی کے ۲۲ ہزار خریدار اسی محبوب رب قدیر کے اسیر ہیں۔ ایسے ایسے دس خرچ بھی ہوں تو اتنا بڑا عاشقان رسول کا لشکر ایک اشارے میں پورا کر سکتا ہے۔ فقط لگن ہونی چاہئے۔

کاغذ اس سال بھی رسول نمبر کے لئے اپنا کاغذ سویڈن سے بنوایا تھا۔ اول تو یورپ میں سارا یورپ گولہ بارود سازی میں مصروف ہے دوسرے اُجرت کے تفاوت سے کاغذ مارچ میں لدا اور خیریت سے ابھی جہاز راستہ میں ہی کہ رسول نمبر شائع ہے جس کمپنی کی معرفت کاغذ آرہا تھا وہ صرف اپنی معذوری ظاہر کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اب اتنا زیادہ کاغذ ایک وضع کا دہلی میں ملنا دشوار تھا۔ اس وقت کاغذ لگ رہا ہے یہ بمشکل بمبئی سے حاصل کیا۔ پچھلے سال کی نسبت اس کا وزن ہے مگر کوالٹی وہی ہے لیکن باوجودیکہ پچھلے سال کے کاغذ سے ایک روپیہ رِیم زیادہ لگا ہے تو اب نفع نقصان کی طرف سے آنکھ بند کر لی ہے گویا زخم کی تکلیف سے بچنے کے لئے کلوروفارم سونگھ لیا ہے۔ اب جو خدا کو منظور ہو وہ ہو، روزمرہ کے فکر سے جو خون خشک ہے اس سے تو نجات مل جائے گی۔

مگر یہ اپنے بس کی بات نہیں، ایک کانٹا ہے جو خیال بنانے پر بھی ہر وقت کھٹکتا رہتا ہے کہ الہی اب کیا ہوگا۔ یہ خطیر اخراجات کے پورے کرنے کی سبیل کیا ہوگی۔

ایک اور خیالی پریشانی ہے جو اپنی جگہ سے کھسکنے نہیں دیتا۔ کہ اور پرچے تو اپنی جگہ پر بغیر تلملائے چل رہے ہیں، آخر ناظرین مولوی کہیں گے کہ کاغذ کیا صرف مولوی کے لئے ہی بڑھا ہے۔ دوسرے اس سے تنے متاثر کیوں نہیں ہیں۔ ہندوستان میں غریب قوم مسلمانوں کے کئی سو اردو اخبار شائع ہوتے ہیں۔ ان میں فقط مولوی کا دم ہی کیوں سوکھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اور پرچوں کی اشاعت مولوی سے بہت ہی کم ہے اور ان میں اکثریت تو ایسے پرچوں کی ہے جن کی نسبت مولوی سے ایک اور ۲۵ کی ہے۔ اب آپ ہی اندازہ فرمالیجے۔ کہ ایک شخص جس فضا میں سانس لے رہا ہے اس کا درجہ حرارت ۱۰۰ ہو اور دوسرے کی فضا کی حرارت ۱۲۲ ہو تو دونوں کی بے چینی میں کتنا فرق ہوگا۔

دوسرا فکر کا جوڑا خیال کھائے جاتا ہے۔ کہ جب کم اشاعت کے پرچے سابق آتے رہے ہیں تو مولوی کو بھی اپنی ضخامت وغیرہ میں فرق نہ کرنا چاہئے، حالانکہ ایک روپیہ کے پرچوں میں مولوی کی ضخامت سب سے زیادہ ہے۔ اور یہی وہ روشنی طبع تھی جو بلا ہو گئی۔

لطف یہ ہے کہ کاغذ کا بھاؤ ابھی ایک جگہ ٹھہرا نہیں ہے ورنہ کوئی صحیح اکٹھا کر لیا جاتا یہاں، تو یہ کیفیت ہے کہ ایک ماہ کا کاغذ اگر ایک وقت میں نہ خریدا ہے تو ناممکن ہے مہینہ بھر میں یکساں نرخ رہے، ہر ہفتہ ایک آنہ دو پیسے رِیم بڑھ جاتے ہیں اسی طرح ہر ماہ ۴ روپے رِیم زائد ہو جاتا ہے ابھی خدا ہی جانتا ہے کہ صورت کب تک ہے۔ اس حالت میں کوئی پروگرام بنانے کی بجائے، صرف آپ کے کرم پر نگاہ جمانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

آپ بھی کیا کریں واقعہ ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہے، پھر عمر بھر میں ایک مرتبہ نہیں سال بھر میں ایک مرتبہ کی اپیل ہو تو بھی آپ سن لیں اور رد کر دیں، اور جب ہر مہینہ کا رونا ہو تو ظاہر ہے کون توجہ کرے گا۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہر مہینہ ہائے ہائے کرنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس بھائی کے کان میں یہ سمع خراش صدا پچھلے مہینہ نہ پہنچی ہو۔ اب پہنچ جائے۔

البتہ رسول نمبر سب خریداروں سے بیک وقت امداد کا مستحق

ہے، اس لئے کہ یہ ضرورت سب سے اہم ہے اور ایک امتی کے لئے سب سے پر شوق و ذوق یہی خدمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا۔ شافع محشر کی ذات و صفات کا پروپگنڈا کرے۔ خوش نصیب ہیں وہ بھائی جو اس میں کامیاب ہیں۔

آپ خوب جانتے ہیں تفصیلات آپ سے بیان کرنی عبث ہیں کہ مولوی کے خریدار بڑھانے سے خاصہ بار ہلکا ہو جاتا ہے آپ کی یہ کوشش تو یوں مقبول ہو جاتی ہے کہ بہت سے نئے بھائیوں تک خدا اور رسول کا پیغام پہنچ جاتا ہے اور مولوی کا ذاتی نفع یہ ہوتا ہے کہ نئے خریدار جب مولوی کی مشتہرہ کتابوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے لئے وہ نئی کتابیں ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے اکثر کتابیں منگا لیتے ہیں اس لئے کچھ نہ کچھ بار ہلکا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر بار خریدار بڑھانے کی استدعا کرتا ہوں

ایک ہلکی سی ترغیب جانتا ہوں کہ آپ کو اس سلسلہ میں کوئی لالچ دینا مذموم ہے پھر بھی چونکہ اور اسباب میں ایک یہ سبب بننے کا امکان ہو سکتا ہے اس لئے ابھی کبھی کوئی ترغیبی اعلان کر دیا کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر پانچ نئے خریداروں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں۔ تو آپ کا چندہ بطور شکریہ ایک سال کے لئے درج کر لیا جائے گا۔ یا ایک روپیہ کی کوئی کتاب منگا لیجے، صرف محصول ڈاک منی آرڈر کے ساتھ بھیج دیجے، شرط یہ ہے کہ سب خریدار نئے ہوں۔ اور چندہ بذریعہ منی آرڈر آئے۔ وی پی کا اسمیں شمار نہ ہوگا نہ یہ محسوب ہوگا کہ پانچ قدیم خریدار یکجا منی آرڈر کر کے چھٹے صاحب کے لئے مفت منگانے کے ساعی ہوں کیونکہ اس کے اشاعت بڑھنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

جدید خریدار بڑھانے میں یہ بات بڑی مدد دے گی۔ کہ اس مرتبہ کا رسول نمبر چار کتابیں پیش کر رہا ہے (۱) سیرت رسول (۲) سیرت خلفا (۳) سیرت امہات المومنین (۴) سیرت اہل بیت، اتنا اور رغبت دلاتا ہے کہ فقط یہ چار کتابیں ہی کیا ایک روپے سے کم ہیں۔ پھر باقی تو دس رسالے مفت رہ جاتے ہیں

ان مجبوریوں کی ایک بڑی وجہ مولوی کے اس غریب حلقہ کی اعانت ہے جو کتابیں نہیں خرید سکتا۔ میں نے مولوی کے چند خاص نمبر نکال کر بہت سے بھائیوں کو کتابیں پڑھنے سے بے نیاز کر دیا۔ مثلاً شہید نمبر نکلنے کے بعد شہادت نامہ کی بکری تقریباً بند ہو گئی۔ رسول نمبر میں رسول کریم کے مسلسل حالات لکھ کر مختلف سوانحات رسول مقبول کی فروخت بند ہو گئی سیرت غوث الاعظم کی فروخت غوث الاعظم نمبر سے کم ہو گئی۔ نماز نمبر نکالنے سے نماز کی کتابیں کم بکنے لگیں۔ یہی چند چلتی ہوئی کتابیں تھیں جن کی فروخت خاصی مدد دیتی تھی، وہ سب اس سب جذبہ کے ماتحت ختم ہو گئیں۔ کہ غریب بھائیوں کا بلا خرچ ذوق مطالعہ پورا ہو جائے۔ لیکن اس ایثار نے خاصے امتحان میں ڈال دیا ہے بہرحال اگر میں صاحب ثروت بھائیوں سے امداد کا طالب ہوں تو امید ہے توجہ دی جائے

اس قادر مطلق کا ہزار ہزار احسان ہے جس نے میری ایسی بے مایہ اور ناظرین کو عمل کی قوت عطا فرمائی۔ کیونکہ بندوں کی زبان وقلب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اپنا کام لیتے وقت اہلیت کو نہیں دیکھتا۔ اور میرے لئے تو اس کے فضل کا یہ اختصاص ہے کہ میری ناقابلیت اور نااہلیت کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اب میں ان بھائیوں سے متعارف کراتا ہوں جنہوں نے مولوی کی اشاعت میں حصہ لے کر میری بہت مدد فرمائی۔ میرے دل سے تو ہر وقت ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ آپ بھی دعا کیجئے کہ خدا ان کا بھی ایسا ہی معاون ہو۔ جیسے وہ مولوی کی مدد فرماتے ہیں۔ **ربنا وتقبل دعا**

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب الٰہی بخش صاحب میر پٹھہ	۳	جناب عبد العزیز صاحب معلم بارو	۳	جناب سید مرتضیٰ صاحب پربھنی	۲	جناب شیخ امام الدین صاحب [illegible]	۱
" محمد غلام دستگیر صاحب ترلی کمبا	۲	کیپٹن سید سلطان حامد صاحب ہیرال	ایک	جناب انصار الدین صاحب بہاول	۳	جناب زین العابدین صاحب رنگون	۴
جناب محمد ادریس صاحب کلکتہ	۲	جناب لودی خان صاحب علی گڑھ	۴	جناب فیروز الدین صاحب راولپنڈی	۲	ڈاکٹر محمد ایوب صاحب خانیوال	۲
جناب سید شمس الحسن صاحب ٹانڈہ	۳	جناب غلام محمد صاحب قریشی موجھ	۱۲	جناب محمود رضا خاں صاحب شہمیرا	۴	جناب اللہ بخش صاحب خانیوال	۲
جناب ابو القاسم صاحب مولمین	۴	جناب عبد المجید صاحب محرر بنارس	۳	جناب عبد الرحیم صاحب کوک مستری کشمیر	۴	جناب ایس قاسم صاحب کرکی	ایک
جناب غلام محمد صاحب راجوری	۲	جناب مولوی ہدایت اللہ صاحب [illegible]	۲	جناب غلام نبی صدیق بھائی بڑودہ	۷	مولوی عبد الحمید خاں صاحب رانچی	۲
جناب سراج الحسن صاحب بہار	۲	جناب جی سید قاسم صاحب جھنجھی	۲	جناب محمد صلی اللہ صاحب دکھنی	۲	جناب حفظ الرحمان صاحب علی گڑھ	۳
جناب حکیم عبد القیوم خاں صاحب [illegible]	۳	" چودھری عبد الرحمان صاحب ڈیرہ غازی خان	۳	جناب رحمت اللہ صاحب جودھ پور	۴	عزیز الدین صاحب لاہور	۲
جناب علی شاہ صاحب فقیر والی	۲	خواجہ عبد الاحد فاروقی وکیل جموں	۲	جناب محمد اسلم صاحب عیسیٰ خیل	۲	" عبد اللطیف صاحب الہ آباد	۱
جناب محمد اعظم صاحب باندرہ	۲	جناب محمد نسیم خاں صاحب لکھنؤ	۴	جناب محمد عبد الصمد صاحب سید پور	۴	" حاجی سید محمد حسن صاحب بھوپال	۲
جناب سید فضل صاحب گول متری	۳	جناب چاند خاں صاحب ریڈر کوئٹہ	۳	جناب چراغ حسین صاحب کڑیال	۲	" محمد اسماعیل صاحب لائل پور	۲
جناب محمد جاوید علی صاحب پٹنہ	۲	جناب قاضی رشید احمد صاحب ہزاروی	۳	جناب زین الدین اشرف صاحب	ایک	جناب شیر خاں بیگ صاحب ہزارہ	۴
جناب شیخ کرم نبی انیاسنز کلان پور	ایک	جناب شہباز خاں صاحب [illegible]	۲	جناب سید مصطفیٰ صاحب حسینوگہ	۵	جناب غلام محمد صاحب شیخوپورہ	۴
جناب منشی عبد اللہ صاحب ٹنکار پور	۲	جناب الیس ناگ عطار اللہ خاں [illegible]	۳	جناب سید گل حسین شاہ صاحب پشاور	۷	جناب صغیر احمد صاحب قنوج	۲
جناب حاجی عبد القادر صاحب بنارس	۵	جناب محمد عنایت حسین علی گڑھ	۲	جناب عبد العزیز صاحب جالنہ	۳	جناب کبیر الحسن صاحب شاہ آباد	۲
جناب قاضی فیاض الرحمن صاحب جیوتی	۴	" برکت علی صاحب لوہیا نوالہ	۲	جناب سکندر خاں صاحب ماہم	۲	جناب حاجی محمد یونس صاحب بارہ بنکی	۳
جناب جمیل احمد صاحب رسالپور	۲	" فضل حق صاحب دھیگا دل	۱	جناب محمد عبد الستار صاحب ہبلی	۲	جناب سید شفیع محمد صاحب سکندر آباد	۲
جناب محمد اسماعیل دلیر علی شاہ بہادر نگر	۲	احمد علی صاحب صوبیدار محبوب نگر	۴	جناب عبد المجید صاحب دھیگا دل	۴	جناب مولوی معین الدین صاحب گیا	۲
جناب افغان حسین خان صاحب [illegible]	۳	مولوی ریاست علی صاحب سیلانی	۵	جناب راجہ شمس الدین صاحب لاہرہ	۳	" امام الدین صاحب فیروزپور	۴
جناب سید برکت علی صاحب گھڑل	۳	چودھری رحمت الٰہی صاحب میانوالی	۲۰	جناب عبد الرحمن نامیان احمد آباد	۳	" عظمت اللہ صاحب کلکتہ	۲
جناب ہادی حسین شاہ بیکٹ والے	۲	" افتخار حسین صاحب ساران	۲	جناب محمد سلطان صاحب تارخیلی	۳	" اللہ دیا صاحب منڈی	۳
جناب میرزا محمد بیگ صاحب محرر پولیس	۱	" عبد اللہ بابو محمود الصدیق کراں	۲	جناب قائم خاں صاحب پولس جیپر	۲	" مہر الدین صاحب بہاولپور	۲
جناب فضل الٰہی صاحب محمود جنا	۲	" عبد الرؤف صاحب پھولپور	۲	جناب جمال محمد صاحب جیونی	۱۰	" روشن دین صاحب میانوالی	۲
جناب مولانا محمد جعفر صاحب دکھنی	۳	" حافظ ممتاز الدین صاحب تیزپور	۱	جناب محمد منصور صاحب وکیل ناندیڑ	۲	" محمد صدیق عبد الحفیظ دربھنگہ	۲
جناب عبد المجید صاحب سب انسپکٹر [illegible]	۲	" عبد الوحید صاحب کھینا سرائے	۴	جناب عبد اللہ صاحب کہرل شیخوپورہ	۴	" احمد علی صاحب لشکر	۲
جناب عبد الکریم صاحب حسین پورہ [illegible]	۲	جناب عبد الغفور صاحب محرر نشر قدپور	۱۰	جناب شیخ حبیب الرحمن صاحب [illegible]	۳	" دل داد صاحب کیمبل پور	۲
جناب سفیر الدین صاحب گورکھپور	۲	جناب حکیم پیر بخش صاحب ملتان	۳	جناب قاضی فیاض الرحمن چٹاگانگ	۴	شیخ عبد الواسع صاحب گونڈہ	۳
جناب سید طالب علی صاحب آرزد	۳	جناب نور محمد صاحب ویری وال	۴	جناب عبد الحمید صاحب روڈ انسپکٹر	۳	جناب نذیر احمد صاحب رام پور	۲
جناب فرنگ گل صاحب مردان	۲	جناب سید قمر الدین صاحب راجوڑہ	۲	جناب عبد المجید صاحب تاجپور	۲	" علیم الدین صاحب گورکھپور	۲
جناب غلام نبی صاحب قریشی سرینگر	۲	صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب مالکی	۳	جناب ابو محمد مظہر مجیدی صاحب [illegible]	۲	" حافظ عبد الطیع اللہ صاحب گجرات	۲
جناب خان محمد صاحب ملتانی فورد	۵	جناب مستری محمد حسین صاحب جنڈولہ	۴	جناب مولوی غلام محمد صاحب بہاگلپور	۱	" اقبال احمد صاحب پٹیالہ	۴
جناب عبد المجید صاحب جتن پور [illegible]	۳	جناب نصر اللہ صاحب نصرت آباد	۱	جناب حکیم سلطان بخش صاحب [illegible]	۱	" عبد الرزاق صاحب [illegible]	۲
جناب جان محمد صاحب حضور نگر	۴	حافظ امانت علی صاحب چوکی ہٹ	۲	جناب غلام حیدر صاحب ہزارہ	۲	" حافظ محب اللہ صاحب فیض آباد	۴
جناب امان اللہ صاحب سیبی	۳	جناب عبد الرحمان صاحب پہلوری	۲	جناب احمد خاں صاحب مظفر گڑھ	۱	" اللہ نور خاں صاحب نصیر آباد	۲
جناب منظور احمد صاحب کلانور	۲	جناب نیر محمد صاحب پیران دہار	۴	جناب محمد یاسین صاحب بلیاڈ	۲	" سید احمد اللہ صاحب حیدرآباد	۱
جناب شاہ عالم صاحب ملر والی	۳	جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب پھوچھوند	۲	جناب رشید احمد صاحب [illegible]	۱	جناب شاہد حسین صاحب چاٹگام	۲

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب محمد بخش صاحب سہارنپور	۱	جناب مشکر عبدالرحمن صاحب بنگلور	۵	جناب چودہری فضل الٰہی صاحب پشاور	۲	جناب زین الدین صاحب بمبئی نمبر۲	۱
جناب اے ایس خان صاحب گورکھپور	۳	جناب رشید الدین احمد صاحب فیض آباد	۴	جناب مستری سراج الدین صاحب لاہور	۱	حافظ عبدالرحمن صاحب جلپائی گوڑی	۲
جناب حکیم محمد قمرالدین صاحب بارہ بنکی	۱	جناب ایم ایم نذیر احمد صاحب ڈرنگ	۲	جناب سید وراثت رسول صاحب گیا	۱	کالے خاں صاحب برنیہ	۱
جناب محمد سعید خان صاحب ٹونک	۱	جناب محمد شریف صاحب شاہ پور	۳	جناب رحیم اللہ صاحب بمبئی نمبر۹	۵	جناب مولوی عبداللطیف کھردر	۲
جناب عبدالنعیم صاحب حیدرآباد	۲	جناب شاہ دین احمد صاحب ترشارن	۲	جناب ایم اے خان صاحب ساکولی	۱	جناب دلال خان صاحب لاہور	۱
جناب محمد لطیف صاحب شیخوپورہ	۱	جناب خواجہ بشیر احمد صاحب کوئٹہ	۱۹	جناب عبدالرحمن سلطان صاحب آگرہ	۲	,, محمد عبدالوحید صاحب بنگلور	۱
جناب چودہری چراغ الدین ڈیرہ بابا	۱	جناب رحمن حسین صاحب بدایوں	۲	جناب شیخ علی بخش صاحب رودولی	۱	,, سید محسن علی صاحب اجمیر	۱
جناب شیخ پیران بخش صاحب ہری پور	۱	جناب ایم این انصاری دموہ	۴	جناب عبدالجبار صاحب ایٹہ	۲	,, حافظ محمد اسمعیل صاحب احمدآباد	۱
جناب سید محمد خلیل صاحب آصف آباد	۱	جناب محمد ریاست علی صاحب سنبھل	۲	جناب منشی فتح محمد صاحب ملیہ	۲	محمد علی رضا صاحب اٹاکور	۱
جناب نواب خاں صاحب نعلپورہ	۱	جناب میاں محمد فاضل صاحب راولپنڈی	۴	جناب عبداللطیف صاحب کھردر	۴	اے آر خاں صاحب باندکوئی	۲
جناب دارو غہ محمد اسماعیل نرائن گڑھ	۵	جناب چودہری فتح الدین گوجرانوالہ	۵	جناب علی کرم صاحب گیا	۱	شمس الدین صاحب کھردر نکا	۱
جناب ایس کرامت علی صاحب پورنیہ	۲	جناب رحمت اللہ صاحب رنگو بمبئی	۲۱	جناب حاجی محمد علی صاحب راولپنڈی	۲	سید تحمل حسین صاحب اجمیر	۱
جناب محمد خواجہ صاحب کرکنٹہ	۲	,, اے ڈی ملک صاحب ہزارہ	۱	جناب محمد شریف صاحب پاک پٹن	۲	,, معین الحق صاحب پلاموں	۱
جناب رضا نوحی صاحب احمدآباد	۲	,, ملک تاج الدین صاحب ٹانگانگ	۲	جناب حبیب الرحمان صاحب سیدوالہ	۱	,, ملا عبدالرحمن صاحب محی الدین	۳
جناب شہاب الدین صاحب بمبئی	۲	,, عبدالعزیز صاحب سیلی ملتان	۲	,, اے رزاق حاجی عبدالشکور دوراجی	۲	,, محمد غوث صاحب اجنالہ	۲
جناب غلام مرتضیٰ صاحب ہبنڈہ	۳	,, سید فقیر شاہ صاحب بفہ ہزارہ	۲	,, ایم آر لودہی خان علی گڑھ	۱	,, عبدالحکیم صاحب خیرپور	۱
جناب محمد فخرالدین صاحب بریلی	۲	,, منظر احمد صاحب پانچمارہ پورنیہ	۱	جناب عبدالکریم صاحب گاہ گڑہ	۲	,, قاضی عبدالغفار صاحب سپلی	۳
جناب ڈاکٹر ایم اے رحیم صاحب ونانگر	۱	,, شاہ محمد عظیم صاحب گلزار باغ	۲	,, محمد اکبر صاحب ابوہ سیالکوٹ	۱	,, محمد امین صاحب بہاولپور	۲
جناب برات اللہ صاحب بمبئی	۲	,, شہاب الدین صاحب فتح آباد	۲	,, محمد فضل الرحمن صاحب بریلی	۲	,, برکت علی صاحب انباگر	۲
جناب سید مرغوب احمد صاحب گیا	۲	,, اللہ دیا صاحب گجرات	۲	,, حاجی ولایت شاہ صاحب پونچھ	۲	,, اعجاز احمد صاحب شمس آباد	۳
جناب برکت علی صاحب راولپنڈی	۱	,, عبدالحفیظ صاحب مدراس	۳	,, محمد اسماعیل صاحب فتحپور ہسوہ	۳	,, منشی فضل الرحمن صاحب ایٹہ	۱
جناب عزالدین محمد امین صاحب گرہیا	۱	,, حامد علی صاحب منصرم لکھنو	۳	,, مرزا سالار بیگ صاحب ورنگل	۱	,, مولوی محمد فاضل صاحب گگو	۲
جناب محمد اسماعیل صاحب الموڑہ	۲	,, مولوی رحیم اللہ صاحب سلطان پور	۳	منشی اصغر علی صاحب خضرپور	۳	,, عبدالقادر صاحب پٹیل بمبئی	۴
جناب رضوان بخش صاحب گورکھپور	۲	مسلم بوٹ ہاؤس سیلی ملتان	۲	,, قطب الدین صاحب راولپنڈی	۲	,, محمد رضی الدین صاحب کانپور	۲
جناب اشتیاق احمد صاحب سانبھر	۲	,, محمد کریم اللہ صاحب اران کوٹہ	۲	,, ارسلا خاں صاحب شب قدر	۲	,, مولوی محمد اعظم صاحب جہو	۱
جناب غلام حسین صاحب دربھنگہ	۲	,, محمد حنیف صاحب سیہروا ساران	۲	,, محمد شفیع صاحب کٹنی	۲	ڈاکٹر محمد شریف صاحب شاہ پور	۱
جناب نصرت علی خاں صاحب کانپور	۲	,, محمد شاہ حسین صاحب انڈیڑ	۱	,, عنایت اللہ صاحب ہوشیارپور	۳	مولوی مبین الحق صاحب پلاموں	۵
جناب مشہور عالم صاحب کوہاٹ	۱	,, محمد حسین صاحب کانپور	۲	,, محمد عبدالکریم صاحب ہنسا آباد	۲	,, محمد منیف صاحب پشاور	۱
جناب منشی مقبول صاحب ستارا	۱	,, محمد یعقوب علی صاحب نلگنڈہ	۲	,, داب گل صاحب لورالائی	۱	,, حسین بہائی عثمان صاحب کلرٹ	۳
جناب منشی کریم بخش صاحب کہوکھی	۲	,, مہر محمد صاحب پٹیالہ	۲	,, احمدالدین محمدالدین صاحب فاضلکا	۴	,, اسماعیل شریف صاحب ستھولہ	۱
جناب مولوی اللہ بخش صاحب خانیوال	۲	,, عبدالسلام صاحب گونڈہ	۳	,, عظیم الدین و عبدالمجید صاحب سہارنپور	۲	,, ڈاکٹر محمد اسحق صاحب سانگر	۳
جناب احمد دین صاحب راولپنڈی	۲	,, محمد شفیع صاحب قلعہ شیخوپورہ	۲	,, مظفر خاں صاحب مدراس	۳	,, محمد یحییٰ صاحب ڈالٹن گنج	۳
جناب مولوی ممتاز احمد صاحب بہاولپور	۲	عصمت علی صاحب نینیلیا	۲	,, بشیر احمد صاحب نڈیاد	۱	,, رب نواز خاں صاحب میانوالی	۱
جناب عبدالحق عبدالغفور صاحب بمبئی	۱	,, عبدالغفور خاں صاحب تال	۱	,, حسین خاں صاحب اودے پور	۱	,, اکبر علی صاحب ملتان	۳
جناب محمد حیدر صاحب جون پور	۳	,, خیراللہ خاں صاحب رتلام	۵	,, حافظ عربی یوسف صاحب بڑدیہ	۱	,, محمد یعقوب صاحب حصار	۱
جناب محمود علی صاحب لکھنو	۱	,, محمد شفیع صاحب بمبئی نمبر۳	۱	,, صوبیدار محمد حبیب خاں دوارکا	۲	,, گل محمد صاحب جامع ملتان	۱
جناب محمد اکرم خاں صاحب ہزارہ	۳	,, سلطان الدین احمد صاحب دہلی	۱	,, عباداللہ صاحب کلیہار	۱	,, سوہارا خاں صاحب نورپور	۱
جناب محمد اسماعیل صاحب اجمیر	۱	,, قاضی مقبول حسن صاحب ہنڈ	۲	,, عاقل محمد صاحب بہاول نگر	۲	,, امیر احمد صاحب سہارنپور	۵
جناب محمد عبدالشکور صاحب آصف آباد	۲	,, محمد سلیم صاحب ڈنڈیگل	۱	,, حافظ محرم علی صاحب خیرآباد	۱	,, محمد شجاعت حسین صاحب شوالہ	۱
جناب غلام قادر صاحب بنگلور	۲	,, ایم اے روف صاحب رانچی	۱	,, شیخ محی الدین صاحب مدنا کنڈا	۱	,, سلطان محمد صاحب کھرد	۲
جناب حامد علی صاحب جے پور	۱	,, قاضی کمال الدین صاحب بمبئی	۱	,, شفیع محمد صاحب احمدآباد	۱	,, سید آل احمد صاحب بیگوسرائے	۱
جناب محمد بخش صاحب حیدرآباد	۲	,, نعمت اللہ صاحب ہنڈیا	۲	,, محمد امین خاں صاحب بالاگہاٹ	۱	حکیم سلطان بخش صاحب داناپور	۱
جناب امین نورمحمد صاحب کھرگپور	۱	,, قاضی گلاب الدین صاحب بنگال	۲	,, مولوی سراج الحق صاحب برسیال	۱	,, نواب علی صاحب کلکتہ	۱
جناب عبداللطیف صاحب ملتان	۲	,, حافظ شیخ محمد صاحب مبی	۳	,, منشی محمد یوسف صاحب لائل پور	۲	میر عبیداللہ صاحب باندی پور	۱
جناب علی اشرف امین صاحب پورنیہ	۲	,, منشی اللہ دین صاحب نیم کا تہانہ	۲	جناب محمد عبداللہ صاحب اورنگ آباد	۱	محمد یعقوب خاں صاحب گدنپانی	۲
جناب محمد جعفر صاحب کراچی	۲	,, مولوی محمد علیم اللہ صاحب ڈہکا	۱	جناب مستری محمد عارف صاحب جودھپور	۲	باقی دیکھئے صفحہ نمبر [illegible]	

اردو زبان میں اسلامی معلومات کی سب سے بڑی کتاب

کتاب الاسلام

یہ مناظرہ کی کتاب ہے اور نہ فرقہ دارانہ تفرقہ کی داعی ہے اور ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پسند کرتا ہے حنفیہ عقائد کی کتاب ہے لیکن کسی فرقہ کی تغلیط نہیں کرتی کیونکہ اختلاف فروعات میں ہے اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے وہاں بتلا دیا ہے کہ فلاں فرقہ اس کو اس طرح مانتا ہے۔ اس سے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی خوشی سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اردو زبان میں تنہا یہی کتاب ہے جس میں عقلی و نقلی اسلامی معلومات ہیں اور اتنی معلومات کسی اور زبان کی کتاب میں بھی نہیں ہے اس کا پہلا اڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ دوسرا اڈیشن دوگنا چھپا اور وہ بھی ایک سال میں ختم ہوگیا۔ اب تیسرا اڈیشن بھی ختم کے قریب ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی خوبیوں کا اندازہ پڑھنے سے ہی ہو سکتا ہے اشتہار میں خواہ کتنی ہی تعریف کی جائے لیکن پھر بھی اس سے زیادہ ہے یہ بارہ سو **صفحات کی مجلد جرمی** کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں چار معتبر عالموں نے تیار کی ہے اس اعتبار سے بہت مستند ہے اس کی احتیاط کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ذرا سی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی اور آٹھ سو روپے کی بربادی کا مطلق خیال نہ کیا۔ اس میں اوامر و نواہی اسلام کی تفصیل کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کب سے ہے۔ اور مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے مذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے۔ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون ہیں اور ان کی ما بہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں۔ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اس میں کہاں تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے۔ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے۔ اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراضات ہیں ان کے کیا جوابات ہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے یہ اب اور کیسے ہیں اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں۔ پھر عقائد اس کے بعد عبادات، پھر معاملات، پھر متفرق ہدایات اسلامی آخر میں اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں آئے ہیں۔ کاغذ سب اعلیٰ ہے۔ مجلد اور نہایت مضبوط چمڑے کی جلد ہے اور **قیمت صرف چار روپے**

رعایت خاص اس کتاب کا دوسرا حصہ اسلامی معاشرت جس کی قیمت ۲ روپے ہے آخر ربیع الثانی تک وہ اس کتاب کے ساتھ مفت ملے گی محصول ڈاک ایک روپیہ **کل پانچ روپے**

مختصر فہرست مضامین

ملنے کا پتہ:

حمیدیہ بریس دہلی

بڑی سوانح غوث پاک یعنی
بڑے پیر کی بڑی لائف بڑی مستند

پیر پیران شاہ جیلان حضرت پیر دستگیر کی ایسی سوانح عمری جو کسی زبان میں آج تک شایع نہیں ہوئی، یہ مولانا شریف احمد صاحب مراد آبادی کی بڑی مایہ الامتیاز تالیف ہے جو مولانا نے سالہا سال کے مطالعہ کے بعد لکھی ہے اور واقعتاً اس قابل ہے کہ ہر قادری بھائی اسکو حرز جان بنائے۔ حمیدیہ پریس نے خصوصیت اس کتاب میں رکھی ہے کہ اسکو تقریباً لاگت پر فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے بشرطیکہ عقیدتمندان غوث پاک حوصلہ افزائی فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ اسکی اشاعت کریں۔ کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ چار سو صفحات قیمت مجلد سوا دو روپیہ محصول ۸؍

فہرست مضامین

اس سے زیادہ جامع و مفصل اور مستند کتاب ظاہر ہے کہ آپنے ابتک نہ دیکھی ہوگی عربی و فارسی کی سوانح غوث الاعظم جو اتنی بڑی نہیں ہے پھر بھی انکی قیمت پانچ روپے سے کم نہیں لیکن یہ باوجود ۴۰۰ صفحہ کی ضخامت کے صرف سوا دو روپیہ میں ہے اس کو بھی غوث پاک کا لنگر سمجھئے محصولڈاک ۱۰؍ کل ۲ ۔

ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

مقالات
سیدنا غوث الاعظم
قطب ربانی محبوب سبحانی

حضرت محی الدین جیلانی، یہ حضور کے عربی وعظ کی کتاب فتوح الغیب کا نہایت صاف اردو ترجمہ ہے اسمیں غوث پاک کے اسی وعظ ہیں انکی اثر پذیری کا کیا کہنا ہر بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے چند مواعظ کے عنوان حسب ذیل ہیں

اس کے علاوہ ۱۶ مقالات اور ہیں ضخامت ۲۸۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ۴؍

ملنے کا پتہ
حمیدیہ پریس دہلی

حنفی مسلمانوں کیلئے فقہ کی سب سے مستند کتاب کنز الدقائق ہے جو

جو امام اعظم کے خلیفہ امام محمد بن یوسف کی سب سے بہتر تالیف ہے اور ما بعد فقہ کی ساری کتابیں

مجلد اسلامی مسائل

کتاب سے سند لیتی ہیں۔ کنز الدقائق کا یہی صاف اور آسان ترجمہ اسلامی مسائل کے نام سے چھپا ہے اور حنفی مسلمانوں میں اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے متعدد کتب خانوں نے اس کے ترجمے شائع کئے لیکن اس سے بہتر اور اس سے سستا اور کوئی ترجمہ نہیں ہے جو حمیدیہ پریس دہلی نے

قیمت مجلد بارہ آنے

شائع کیا ہے۔ پہلے یہی کتاب دینی تعلیم کے نام سے سوا روپے میں ہدیہ ہوتی تھی اب مجلد کی قیمت صرف بارہ آنے ہے۔ محصول ڈاک کل ۲ آنہ ہر مسلمان کے پاس اس کا رہنا اس لئے ضروری ہے کہ معمولی مسائل ہر وقت زیر نظر رہیں۔ یہ دوسرا اڈیشن ہے جو ختم کے قریب ہے۔

فہرست مضامین

کتاب الطہارت
فرائض واجب و سنت
اور نواقض وضو
احکام غسل
تیمم کرنے کا بیان
حیض کا بیان
نجاستوں کا بیان
نماز کے اوقات
نماز کے شرائط
فرائض و واجبات نماز
امامت کا بیان
وضو ٹوٹنے کا بیان
مفسدات و مکروہات
وتر اور نفل نماز
فرائض میں شریک ہونا
قضا نماز وں کا بیان
سجدہ سہو کا بیان
بیمار کی نماز کے مسائل
سجدہ تلاوت کا بیان
مسافر کی نماز کا بیان
دونو عید کی نمازیں
جمعہ کی نماز کا بیان
چاند اور سورج گرہن
پانی طلب کرنیکی نماز
نماز خوف
نماز کے مسائل
الم نماز جنازہ
شہدا اسلام کا بیان
کعبہ میں نماز
کتاب الزکواۃ
گائے بیل کی زکواۃ
بھیڑ بکری کی زکواۃ
مال کی زکواۃ
زکواۃ وصول کرنیوالے
معادن زکواۃ
دفینہ کے مسائل
دسواں حصہ
صدقہ فطر
روزے کے مسائل
مفسدات وغیرہ مفسدات
اعتکاف کے مسائل
احرام کے مسائل
حج اور عمرہ یکجا
مورے کے لئے احکام
میقات سے آگے جانا
احرام پر احرام باندھنا
حج میں رکاوٹیں
حج فوت ہو جانا
حج بدل کرانا
حرم میں جانور بھیجنا
نکاح کے مسائل
جن عورتوں سے نکاح نہیں۔
عورتوں کے ولی
مہر کے مسائل
غلام باندی کے نکاح
کافر کا نکاح
دودھ پینے کے مسائل
عورتوں کی باری
طلاق کے مسائل
طلاق صریح کا بیان
خلوت سے پہلے طلاق
کنایہ یا استعارہ سے طلاق
تفویض طلاق
بیمار کی طلاق
مطلقہ کو پھر بیوی بنانا
ایلا کا بیان
عورت کا مال دیکر طلاق لینا
ظہار کے مسائل
لعان کا بیان
بچہ آزاد غلام
آزاد کرانے کی خاص خاص قسمیں۔
مال کے عوض غلام کی آزادی
غلام کی شروط رہائی
ام ولد اور لونڈی کا بیان
قسم کھانیکا بیان
مکان میں جانے کی قسم
کھانے پینے کی قسم
عادت کا بیان
نسب کا بیان
اولاد کی پرورش
بیوی کا نان نفقہ
طلاق دینے کی قسم
بیع و شری میں قسم
قتل کے متعلقات میں قسم
سزاؤں کا بیان
زنا اور حد شرعی
مقدمہ زنا میں گواہی
شراب پینے والے کی حد
سزائے بہتان
تعزیرات معینہ
چوری کا بیان
محفوظ مقامات پر چوری
ہاتھ کاٹنے کا بیان
کفار سے لڑائی
رہزنی و قزاقی
مال غنیمت کی تقسیم
کافروں کا غلبہ
امان مانگ کر دشمن کے ہاں جانا
خراج و جزیہ کا بیان
کفار پر جزیہ لگانا
جو مسلمان دین سے پھر جائے
باغیوں کا بیان
زندہ بچہ پڑا ہوا ملے
لاوارث چیزوں کا بیان
بھاگے ہوئے غلام کا
گمشدہ شخص کا
شراکت کے مسائل
وقف کے مسائل
اور مسائل متفرقہ
کتاب البیوع
مال واپس کرنا
دیکھ کر چیز خریدنا
خریدنے کے بعد نقص
بیع فاسد کا بیان
بیع واپس کرنا
حقوق کا بیان
بیع میں دوسروں کے حقوق
بیع کے متفرق مسائل
ضمانت کے مسائل
حوالگی کا بیان
قاضی ہونیکا بیان
پنچایت کے مسائل
گواہی کے مسائل
کس کی شہادت قبول ہے
گواہی کا اختلاف
شہادت پر شہادت
گواہی سے پھر جانا
وکیل کرنے کے مسائل
خرید و فروخت کا وکیل
وکیل برطرف کرنا
بائع و مشتری کی مخالفت
کتاب الدعویٰ
ایک چیز کے دو دعویدار
لونڈی کی اولاد
کتاب الاقرار
اقرار کے استثنا
بیمار کا اقرار
صلح کا بیان
دین میں صلح کرنا
کتاب المضاربت
امانت کا بیان
کتاب العاریۃ
ہبہ کا بیان
ہبہ لوٹانے کا بیان
اجارہ کا بیان
اختلاف اجارہ
اجارہ فاسدہ
اجیر کی ذمہ داری
اجارہ ٹوٹ جانا
غلام باندی آزاد کرنا
مکاتبت کا بیان
ملکیت کا بیان
کتاب الحجر
لڑکے کا بالغ ہونا
شفعہ کا بیان
شفعہ کا مطالبہ کرنا
شفعہ کے دعویٰ کا بیان
جن سے شفعہ کیا جاتا ہے
تقسیم کے مسائل
کھیتی کرنے کے مسائل
کتاب المساقات
ذبیحہ کا بیان
حلال جانور کا بیان
قربانی کے مسائل
ممنوعہ اشیاء
لباس کے احکام
عورت کو چھونا
اندام نہانی کا بیان
غلہ فروشی کا بیان
آبپاشی کا بیان
شراب کے مسائل
شکار کے مسائل
رہن کے مسائل
کس کس کا رہن جائز ہے
رہن پر قبضہ
مرہون پر راہن کا اختیار
خون کرنے اور اعضا کو نقصان پہنچانے کا بیان۔
خون کا بدلہ
قتل سے کم درجہ کا بدلہ
خون بہا اور قتل کے سلسلہ کے صدہا مسائل
پیٹ کا بچہ
راستہ میں عمارت بنانا
مخدوش عمارت
جانور سے نقصان
غلام کو غصب کرنا
خون کے مقدمہ میں محلہ والوں کو قسم دینا
وصیت کے مسائل
بیماری میں غلام آزاد کرنا
رشتہ داروں وغیرہ کے لئے وصیت کرنا
مرنے کے بعد کا زندہ سفر کرنا
وصیت کے متعلق گواہی
خنثیٰ کے متعلق مسائل
مسائل متفرقہ
مردے کے مسائل
یہ بہت مختصر فہرست مضامین ہے کل ضخامت ۴۰۰ صفحات

خطبات حنیف

حالات حاضرہ کے موافق ادارہ کے مولوی نے حال میں ہی شائع کئے ہیں اور علمائے اسلام اس امر پر متفق ہوگئے ہیں کہ خطبات حیات کا طرز نگارش علماء کے اختلاف سے بہت بالا ہے کیونکہ ہر خطبہ کی ابتدا میں عربی حمد اور قرآن پاک کی آیات ہیں جنکی تفسیر اردو خطبہ میں ہے۔ خدا نے چاہا تو اس خطبہ کی افادہ سے لوگ محسوس کرتے ہیں خطبات مسلمانوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کیونکہ جمعہ کی نماز میں شریک ہونیوالے حضرات ان خطبات کو سن کر اپنے میں ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگا ہے اور یہ اسی لئے ہے کہ اس کتاب کا انداز بیان بہت ہی موثر اور دلنشین ہے اور تھوڑے عرصہ میں اس سے زیادہ مجدد مقبول ہو چکی ہے قیمت مجلد مع ایک روپیہ محصولڈاک ۹ ضخامت ۴۰۰ صفحات

محرم
۱۔ محرم کے اوصاف
۲۔ مظلوموں کی کامل تصویر
۳۔ مسلمانوں کا معیار فتح
۴۔ آغاز سال محرم سے

صفر
۱۔ ضرورت مذہب
۲۔ نصر الٰہی
۳۔ اسلامی توحید
۴۔ تردید شرک

ربیع الاول
۱۔ مشرکانہ عقائد
۲۔ شرک و توحید
۳۔ بانی اسلام
۴۔ مجالس میلاد

ربیع الثانی
۱۔ اتباع سنت
۲۔ اتباع رسول کے منکر
۳۔ رسم و رواج کی لعنت
۴۔ شادی بیاہ

جمادی الاول
۱۔ کفایت شعاری
۲۔ اسلام اور دولت
۳۔ زمی دولت کی مذمت
۴۔ توکل و قناعت

جمادی الثانی
۱۔ بزرگان دین و اولیا
۲۔ حضرت محبوب سبحانی
۳۔ خواجہ معین الدین
۴۔ بہشتی کا ہندو

رجب
۱۔ معجزات انبیا
۲۔ واقعہ معراج
۳۔ معراج روحانی جسمانی
۴۔ سوسنے کی معراج

شعبان
۱۔ حقیقت صلوٰۃ
۲۔ شب برات کی فضیلت
۳۔ طہارت و پاکیزگی
۴۔ حساب کتاب

رمضان
۱۔ رمضان کی فضیلت
۲۔ زکواۃ و نصاب العین
۳۔ زکواۃ خیرات و صدقہ
۴۔ لیلۃ القدر و عید

شوال
۱۔ جنت کا منا
۲۔ اسلامی جہاد
۳۔ اس وقت کا جہاد
۴۔ تعلیم حقوق نسواں

ذیقعدہ
۱۔ حقوق العباد
۲۔ قوم کا مستقبل
۳۔ اسلامی پردہ
۴۔ حقوق والدین

ذی الحجہ
۱۔ حج اور اسکی فضیلت
۲۔ فضائل عشرہ و احکام
۳۔ عید الضحیٰ کا خطبہ
۴۔ قرآن پاک اور مسلمان

دونو کتابوں کے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلان

جلد ۲۵ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۲ و ۳

یا رسول اللہ

...حجاز کے درخشندہ آفتاب
...نل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تو
...قدسیوں کے ترے آستانہ کو
...ہے تجھکو سرورِ کون کا لقب
...برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم ترا
...ہوئی نہ تیری مواخات کی نظیر
...بیشک تو ہے خیر الامم وہ قوم
...یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل
...کی دست برد سے مشرق ہوا تباہ

صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب
دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب
ھقامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب
نازاں ہے تجھ پہ رحمت دارین کا خطاب
آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بیحساب
لایا نہ کوئی تیرے مساوات کا جواب
جسکو ہے تیری ذات گرامی سے انتساب
حالانکہ تھی تمام زمانہ کا انتخاب
ایمان خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب

ہاں ہمارے غلام نصاریٰ کی قید میں
دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہے گرچہ آجکل
پھر بھی ہے اس کو لائق تکریم نام اک
ہے انکے ایک ہاتھ میں سیف ید اللہی
الحاد کے ہجوم پہ گرتے ہیں ٹوٹ کر
چہرے پہ زخم کھلکے مگر منہ نہ پھیر سکا
اے قبلہ دو عالم و اے کعبہ دو کون
یثرب کے سبز گنبد سے باہر نکال کر
حق سے یہ عرض کر کہ ترے فانی اعلام

دن زندگی کے کاٹتے ہیں بصد عذاب
امت تری رہین ستم ہائے بیحساب
پروانہ وار جسپہ تصدق ہیں شیخ و شاب
اور دوسرے میں ہے تری لائی ہوئی کتاب
شیطاں پہ آسماں سے گرے جس طرح شہاب
گلگونہ عذار ہے اندیشۂ عتاب
تیری دعا ہے حضرت باری میں مستجاب
دو لو دعا کے ہاتھ بصد کرب و اضطراب
عقبیٰ میں سرخرو ہوں تو دنیا میں کامیاب

رسول کریم کے اسلاف

قیدار کی شوکت وعظمت حضرت سیدنا ابراہیم کے فرزند گرامی حضرت اسمٰعیل کی شادی جرہمی قبائل میں ہوئی جو چشمۂ زمزم کے نمودار ہونے پر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے ارض مکہ میں آباد ہوگئے تھے۔ ان سے جو نسل چلی وہ عرب مستعربہ کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔ حضرت اسمٰعیل کے صلب سے جو گیارہ اولاد ہوئیں ان میں ایک لڑکے کا نام قیدار تھا جس کی نسل میں سے زیادہ شہرت عدنان کو حاصل ہوئی۔ قریش کا سلسلہ نسب بھی عدنان تک پہنچکر ختم ہوتا ہے۔ مورخین نے اسکے بھی تین حصے کئے ہیں اولاً حضرت اسمٰعیل سے لیکر عدنان تک ثانیاً عدنان سے لیکر فہر تک۔ ثالثاً فہر سے لیکر آخر تک۔ فرزندان اسمٰعیل میں دو صاحبزادوں قیدار و نبایت کو بہت عروج حاصل ہوا اور انہوں نے بڑے جاہ وجلال اور شکوہ وطمطراق کے ساتھ زندگی بسر کی۔ قیدار کی اولاد نے بڑی ترقی اور نام حاصل کیا۔

انھیں فرمانروایانہ سلطنت تو حاصل نہ تھی تاہم چونکہ کثیر التعداد تھے بالعموم شہروں میں رہتے تھے ایک سردار کی زیر قیادت تھے اس لئے ان کی شہرت بہت زیادہ ہوگئی تھی اور انھیں اقتدار وعظمت بھی حاصل تھی اس لئے ہمسایہ قبائل بھی ان کے زیر فرمان رہا کرتے تھے ان میں تمدنی مشاغل بھی نمایاں تھے اور زندگی بالکل بدویانہ زندگی نہ تھی۔ بنو اسمٰعیل دولت و ثروت میں بہت نمایاں تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تجارت کرتے تھے اور دور دور تک مال بیجاتے اور خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے رفتہ رفتہ ان کی کاروباری شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ لکھا ہے کہ وہ مشہور قافلہ بھی جو تجارتی اشیاء کو لیکر مصر گیا تھا اور جس نے کنوئیں سے حضرت یوسف کو نکالا تھا انہی لوگوں کا قافلہ تھا۔

توراۃ میں لکھا ہے کہ یہ قافلہ گرم مصالحہ اور روغن بلسان وغیرہ کثیر مقدار میں لئے ہوئے مصر جا رہا تھا۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کے حوصلے کتنے بلند تھے اور کاروبار کس قدر فروغ حاصل کر چکا تھا اور سارے ملک میں ان کی عزت و رفعت کی جاتی تھی گو اس تجارت و تمول نے انھیں عام عزت و اعزاز کا مستحق بنا دیا تھا لیکن سب سے بڑی عزت ان کے لئے یہ تھی کہ یہ بیت اللہ شریف کے متولی بھی تھے جس کی وجہ سے تمام عرب انھیں محترم و مشرف سمجھتا تھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد کعبہ شریف کی تولیت قیدار کے حصہ میں آئی لیکن دو ہی نسلیں گزری تھیں کہ نسل کے بڑھنے کی وجہ سے یہ لوگ اطراف میں اپنی بستیاں بسانے پر مجبور ہوئے اور جو ارض حرم میں رہتے تھے وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے۔ چنانچہ تولیت قبیلہ جرہم کے ہاتھ میں آگئی۔

بخت نصر کا حملہ پشت تک تو جرہم اس منصب جلیل کے اہل رہے لیکن یہ دیکھکر کہ یہ لوگ فسق و فجور میں مبتلا اور مدہوش ہوگئے ہیں اور تولیت کا شرف رکھنے کے باوجود حرمت کعبہ کا بھی پاس نہیں کرتے حجاج کو ستاتے اور ان کے چڑھاووں کو بھی خورد برد کر جاتے ہیں۔ آل اسمٰعیل نے انھیں تنبیہ کی لیکن وہ باز نہ آئے قرابتداری کا لحاظ کرتے تھے مگر بالآخر مجبور ہو کر وہ قبیلہ جرہم کی سرکوبی کے لئے آمادہ کھڑے ہوئے لیکن چلتے چلتے یہ شرارت کی کہ حجر اسود کو اکھاڑ کر دیگر تبرکات کے ساتھ چاہ زمزم میں ڈالدیا۔

اس طرح تولیت پھر آل اسمٰعیل میں آگئی اور ارض مکہ کی سیادت کا منصب بھی انہی کو حاصل ہوا۔ اور عدنان تک پہنچ گئی۔ عدنان بہت حوصلہ مند اولوالعزم سردار تھا بڑے عزو شکوہ کے ساتھ سرداری کر رہا تھا بہت سے انتظام اس کے پیش نظر تھے کہ بخت نصر اپنی پوری ستمگاریوں اور شقاوتوں کے ساتھ عرب پر حملہ آور ہوا۔ عدنان نے بڑی جرأت و جلادت کے ساتھ مقابلہ کیا مگر ارض کلدانیہ کے اس عظیم الشان لشکر سے مقابلہ کرنا اور فتح پانا اس کے قابو کی بات نہ تھی شکست ہوئی عدنان اسی حملہ میں مارا گیا۔ بخت نصر کی سفاکیاں عالمگیر شہرت اختیار کئے ہوئے تھیں۔ اس نے برافروختہ ہو کر سارے عرب کو تباہ کر دیا اور انتہائی ظلم و تشدد کے مظاہرے پیش کئے۔ بمشکل ایک فرزند معد کسی طرح بچ گیا۔

بنو قضاعہ کا جاہ وجلال عدنان سے حضرت اسمٰعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فصل ہے عدنان کی نسل سے صرف ایک ہی لڑکا معد بچا تھا مگر اسنے اس کی نسل میں دی اور اس کی اولاد اس کثرت سے پھیلی کہ دور دور تک آباد ہوگئی۔ معد کے لڑکے نزار سے پانچ مشہور قبیلے نکلے جنھوں نے تاریخ عرب میں بہت شہرت حاصل کی ان پانچوں میں ربیعہ قضاعہ اور مضر کی نسلیں بکثرت پھیلیں اور انھوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا۔ ربیعہ بن نزار کے متعدد بیٹے جو بڑے بڑے عرب قبائل کے مورث ہوئے جن میں بنو جدیلہ، بکر بن وائل، بنو عجل، بنو عبد قیس اور بنو تغلب وغیرہ کے بہت مشہور

یہ قبائل بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخوں میں منقسم ہو گئے۔ قضاعہ کی نسل نے بڑی ترقی کی۔ بنو سلیم۔ بنو جرہم۔ بنو اسد بنو تمر بنو کلب۔ جہینہ۔ نہدیہ وغیرہ اسی نسل میں ہیں اور ان کی بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ مضر بن نزار کی نسل سب سے زیادہ پھیلی اور بکثرت نسل میں تقسیم ہو گئی۔ انھوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا اور عرب کی وسعتوں میں پھیل کر ترقی حاصل کی۔ مختصر یہ کہ آلِ اسمٰعیل و آلِ عدنان بہت بڑی ہیں جس کی مزید تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اور نسلیں تو بدویانہ زندگی ہی بسر کرتی رہیں۔ مگر قضاعہ، ربیعہ اور مضر نے متعدد بڑی بڑی حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں جو صدیوں تک قائم رہیں۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ حجاز سے لیکر شام تک اور عراق تک بنو قضاعہ کی حکومتیں پھیلی ہوئی تھیں ان میں بنی تنوخ اور سلیم نے تو اس درجہ اقتدار حاصل کر لیا کہ یکے بعد دیگرے تخت شام پر متمکن ہوئے۔ اس سلطنت کے ماسوا تبوک اور دومۃ الجندل میں بھی اُن کی بڑی بڑی ریاستیں فرمانروائی کرتی رہیں۔ ربیعہ کو سلطنت تو نصیب نہ ہوئی مگر اقتدار انہیں بھی اتنا حاصل ہوا کہ تمام قبائل کی گردنیں ان کے سامنے خم رہیں اور ان کی ادنیٰ مخالفت بھی اعلان جنگ کے مترادف خیال کی جاتی تھی۔ رہے مضر تو ان میں بکر و تغلب کی ریاستیں حجاز میں تھیں اور بنو عامر کی حکومت عراق پر قائم ہو گئی تھی۔

بُت پرستی اور بلائے افتراق

یہ تو ضرور رہے کہ قریش کے علاوہ قریب قریب تمام عدنانی بدویانہ ہی زندگی بسر کرتے تھے لیکن ان کا خاص پیشہ اور مخصوص ذریعہ معاش تجارت تھی۔ جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بخت نصر کے حملہ عرب کے وقت متعدد عدنانی کاروانی تجارت اس کی سلطنت کے حدود میں موجود تھے جن کی گرفتاریاں سب سے پہلے عمل میں آئیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بت شکن تھے۔

ان کی نسل کو دینِ حنیف کا حامل اور خالص موحد ہونا چاہیے تھا لیکن انسان "ظلوماً جہولاً" واقع ہوا ہے۔ چند پشت تک تو ضرور اس میں توحید کی شمعیں روشن رہیں۔ لیکن جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ اسی نسل میں ایک شخص عمرو بن لحی نے اٹھکر اس کا شانہ توحید یعنی بیت اللہ کے نام سے موسوم تھا متعدد بت لاکر رکھدیئے رفتہ رفتہ تمام عرب اصنام پرستی کی وبا کا شکار بن گیا تاہم حج و طواف کے لئے لوگ برابر آتے رہے۔

اس طرح عدنان بت پرست ضرور ہو گئے اور دین حنیف مٹ گیا جو لوگ اس وبا کا شکار ہونے سے بچ گئے انھیں دیگر مذاہب نے نگل لیا بنی کنانہ میں یہودیت اور ستارہ پرستی دونوں نفوذ کر گئیں۔ قضاعہ اور ربیعہ نصرانیت کی طرف گئے تمیم میں مجوسیت آگئی کچھ ایسے بھی تھے جو بالکل دہریت کے آغوش میں پہنچ گئے۔ دین حنیف کے پیرو کہیں کہیں خال خال رہ گئے۔ ان کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی اور مذہب کی صورت بڑی حد تک بگڑ چکی تھی۔ اس ابتذال اور کفران نعمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے قدوس نے ان پر بلائے افتراق مسلط کر دی اور یہ حالت ہو گئی کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر صدیوں تک جنگیں جاری رہنے لگیں جن میں سے بعض تو بڑی خونریز تھیں۔ اگر آفتاب اسلام نے طلوع ہو کر ان ظلمتوں کا خاتمہ نہ کر دیا ہوتا تو یہ لڑ لڑ ہی کر تباہ ہو جاتے۔

قریش کی جنگجوئی و مہمان نوازی

بکر و تغلب ایک معمولی بات پر لڑ بیٹھے اور چالیس سال تک برابر سلسلہ جنگ جاری رہا۔

قبیلہ قریش کے بانی فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ تھا۔ تقرش تجارت کے ہم معنی ہے۔ یہ خطاب سب سے پہلے فہر کے مورث اعلیٰ نضر کو اس کی تجارتی حوصلہ مندیوں کے باعث حاصل ہوا تھا لیکن چونکہ اس کی نسل زیادہ تر فہر ہی سے پھیلی اس لئے وہ خطاب بھی اُس کی طرف منتقل ہو گیا اور تمام بنو فہر قریش کہلانے لگے۔ یہ بہت عظیم الشان خاندان تھا جو چھوٹے بڑے دس خانوادوں پر مشتمل تھا۔ فہر کے تین لڑکوں محارب۔ حارث اور غالب میں سے حارث و محارب کی نسل زیادہ نہیں پھیلی۔ عہد رسالت میں مشاہیر میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح الہی کی اولاد میں تھے باقی تمام خانوادے جو اعلان نبوت کے وقت موجود تھے وہ غالب ہی کی اولاد میں تھے۔ یہ قریش بھی نہایت جنگجو تھے اور ان میں بھی برابر تلواریں چلتی رہتی تھیں۔ تاہم بت پرستی اور انتہائی ابتذال و اختلال کے باوجود ان میں خوبیاں بھی تھیں اور سب کے سب تجارت میں مشاق اور دولتمند تھے۔ حرم کی عزت اقربا نوازی۔ مہمان پروری۔ فیاضی۔ جنگی عہد میں عالمگیر شہرت رکھتے تھے اور اس درجہ معزز بھی تھے کہ کسی کے سامنے گردن خم کرنا جانتے ہی نہ تھے کسی حکومت کے ماتحت ہو کر نہ رہتے تھے۔ کسی کا تابع فرمان ہو کر رہنا باعث ننگ و عار سمجھتے تھے اور خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انھیں مذہبی پیشوائی کا منصب بھی حاصل ہو چکا تھا اور تمام عرب اس اعتبار سے انھیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ عرب پر ان کی سیادت بھی مسلم تھی۔

قصی بن کلاب کے اولوالعزم کارنامے

تمام قریش کی زندگی بالعموم بدویانہ زندگی تھی۔ صرف ایک شہر مکہ میں کچھ آثار تمدن نظر آتے تھے۔ اب وہ دور شروع ہوا کہ ایک اولوالعزم اور حوصلہ مند قریشی میدان میں آیا اور قریش کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اس صاحب عزم شخص کا نام

جنوب میں یمن اور بحرین تک۔ شمال میں شام اور ایشیائے کوچک تک مشرق میں عراق اور ایران تک اور مغرب میں مصر و حبش تک گھومتے اور بیشمار منافع حاصل کرتے رہتے تھے۔ یہی نہیں یہ جہاں جاتے تھے وہاں عزت ہوتی تھی کہیں ان کا قافلہ نہ لٹتا تھا قیصر و نجاشی خود قریشی تاجروں کو بنظر وقعت دیکھتے تھے۔

قریش نے جتنی ترقی اس عہد میں کی اور جتنی دولت کے انبار اس زمانہ میں فراہم کر لئے اس کی نظیر اس سے پیشتر کے کسی زمانہ میں ہی نہیں مل سکتی۔ اس کے علاوہ ہاشم حجاج کی میزبانی بھی بڑی سیر چشمی کے ساتھ کیا کرتے تھے ایک دفعہ قحط پڑا تو انہوں نے شوربے میں روٹیاں چور کے لوگوں کو کھلائیں جس سے اور زیادہ شہرت ہوگئی۔

عبدالمطلب کی صولت و سیادت

ہاشم نے مدینہ میں بنی نجار کی ایک حسین و شریف لڑکی سے شادی کر لی تھی جس سے عبدالمطلب پیدا ہوئے ہاشم کے بھائی مطلب کو جو آٹھ سال کے بعد علم ہوا تو وہ جا کر لے آئے جوان ہو کر یہ بھی خلف الرشید ثابت ہوئے۔

قریش کی سرداری بھی انہی کو ملی کئی بڑے جاہ نشا قبیلے اور سلطنت کے ساتھ سرداری کرتے رہے کسی زہرہ نہ تھا جو ان کی مخالفت میں قدم اٹھا سکے دور دور تک دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور بنو ہاشم کا ستارہ عروج پر تھا۔ چاہِ زمزم کو آپ ہی نے از سرِ نو تعمیر کرایا اور یتیم ہو جانے پر حضور نبی کریم کی بڑی محبت سے پرورش کی

عبداللہ کی ہر دلعزیزی

عبدالمطلب کے بیٹوں میں حضرت حمزہ حضرت عباس اور ابو طالب نے بہت شہرت پائی۔ عبداللہ کی شادی مدینہ کے ایک ممتاز قبیلہ زہرہ کی چشم و چراغ بی بی آمنہ سے ہوگئی ابتدا ہی سے تجارت شروع کر دی تھی ایک دفعہ مال تجارت لیکر عازم شام ہوئے واپسی میں مدینہ ٹھیرے اور وہیں انتقال کیا۔ خاندان میں سب سے زیادہ عزیز تھے اور ممتاز حیثیت رکھتے تھے اس لئے بنو ہاشم کو ان کی موت کا بہت صدمہ ہوا عبدالمطلب بہو کو مکہ ہی لے آئے جن کے بطن سے حضور نبی کریم پیدا ہوئے لیکن چھ برس کے بعد شفیق دادا اور مہربان ماں دونوں کا انتقال ہوگیا۔

ابو طالب رض کی شفقت و جاں نثاری

عبدالمطلب مرتے وقت حضور نبی کریم کا ہاتھ آپ کے حقیقی چچا ابو طالب کے ہاتھ میں دیکر وصیت کر گئے تھے کہ اس بچہ کو اولاد کی طرح پرورش کرنا ابو طالب نے اس وصیت کو جس شان و عظمت کے ساتھ نبھایا تاریخ اس کی شاہد ہے کوئی باپ بیٹے کے ساتھ بھی اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی محبت آپ نے بھتیجے کے ساتھ کی کبھی منہ میلا نہ ہونے دیا۔ زندگی بھر پشت پناہ بنے رہے محبت نہ تھی عشق تھا آپ کے لئے کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جو برداشت نہ کی ہو حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر یہ ان کا سب سے بڑا احسان ہے اور مسلمان ان کا نام ہمیشہ شکر گذاری کے جذبہ سے لیتے ہیں۔

سرورِ عالم فخرِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت و طفولیت

ارضِ عالم پر ظلمت و تاریکی کا تسلط

باغِ عالم پر خزاں کا دور مسلط تھا۔ بادِ سموم کے آتشبار جھونکوں نے برگ و بار کیا شاخوں اور تنوں میں بھی افسردگی و خشکی پیدا کر رکھی تھی روشیں خاک اڑا رہی تھیں خیابانوں میں سوکھے ہوئے پتے اڑتے پھرتے تھے۔ نکہتیں معدوم ہو چکی تھیں بہاریں آغوشِ خزاں میں سو رہی تھیں عنادل کی جگہ زاغ و زغن کی غیر مانوس اور غیر مرغوب آوازیں سنائی دے رہی تھیں ہر طرف سناٹا اور بہت ویرانی۔

کائناتِ انسانی پر جمودِ غفلت کی موت طاری ہو چکی تھی چھ صدیوں کے فصل نے حضرت عیسیٰ کی طہارت تعلیمات کو بھی مسخ کرکے رکھ دیا تھا توریت و زبور کے پڑھنے اور ان کے محرف احکام پر بھی عمل کرنے والے مبدل ہو چکے تھے کہنے کو انسانوں کی بستیاں کی بستیاں آباد تھیں جنگل کے جنگل دیو و دد امانت کے گلوں سے پٹے پڑے تھے۔ لیکن ان کی رہبری و رہنمائی ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی فلاح و بہبود کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔

خواص و عوام سب پر عصیان و سرگشتگی کے جن سوار تھے۔ انسان اشرف المخلوقات انسان کی زندگی درندوں سے بدتر و فرو تر ہو چکی تھی جنگلوں کے بھیڑیوں۔ بھٹوں کے سانپوں اور صحراؤں کے جانوروں سے بہتر امید تھی یہ توقع ہو سکتی تھی کہ نہ قابو پا کر رحم کر دیں۔ بخشدیں چھوڑ دیں مگر انسانوں سے انسان کو توقع نہ تھی۔ بندے بندوں پر خدائی کر رہے تھے۔ بندے بندوں کو سجدہ کرنے پر مجبور رہتے ہوئے تھے۔ خدا کو سمجھنے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرنے اور لرزا اٹھنے والے کہیں نظر نہ آتے تھے اس کی عبادت کرنے اور اس کے سامنے سر جھکانے والے ناپید ہو گئے تھے مذاہب تھے اور مذاہب کے پیشوا بھی مگر فلاح و بہبودِ انسانی اور رہبری و ہدایت کے لئے نہیں بلکہ گمراہی اور بھٹکانے اور دنیا والوں پر ظلم و ستم کی بجلیاں تڑپانے اور گرانے کے لئے تھے۔

یہ نہ تھا کہ یہ دور مدنیت و تہذیب سے خالی ہو امرا اور رؤسا ناپید ہو گئے ہوں۔ مذہبی قائدین کا نام مٹ گیا ہو۔ کوئی منظم حکومت صفحہ ہستی پر نظر نہ آتی ہو شاہانہ کروفر کے اہتمامات نگاہوں سے اوجھل ہوں نہ۔ اور سب کچھ تھا اور اسی نہج و آئین پر تھا جس طرح کہ آج ہے مگر سب پر بہیمیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا سب غرض کے بندے بنے ہوئے تھے سب عصیان و عدوان کی گمراہیوں میں ڈوبے ہوئے تھے ڈرنے والے بھی تھے اور ڈرانے والے بھی مگر خدا سے ڈرنے اور ڈرانے والا کوئی نہ رہا تھا پرستش بھی ہوتی تھی اور پوجا بھی لیکن خدا کی نہیں۔ خالق ارض و سما کی نہیں خود تراشیدہ بتوں کی، آفتاب و ماہتاب کی، کواکب و ثوابت کی مذہبی پیشواؤں کی۔

روم و ایران اس عہد کی نہایت منظم و متمدن سلطنتیں تھیں ان کے خزانے زر و جواہر سے معمور تھے لیکن عوام کی حالت روز بروز بدتر ہوتی چلی جاتی تھی سلاطین و امرا کو اپنے خزانے بھرنے اور اپنے محصل لینے کے سوا اور کوئی غرض نہ تھی غلاموں کی کثرت تھی اور ان کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک روا رکھے جاتے تھے عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اخلاق کا کوئی معیار باقی نہ رہا تھا۔ عرب کے اندر خود مکہ معظمہ معمولی نہیں ایک عظیم الشان شہر تھا اس کے اندر بڑے بڑے رؤسا اور لکھ پتی تاجر تھے جن کے پاس دنیا کی کوئی کمی نہ تھی اور تجارت نے انھیں بہت متمول اور فارغ البال بنا دیا تھا اور نہایت ہی مرفہ الحال تھے۔

مکہ کی مذہبی و اخلاقی حالت

جب ایام جاہلیت کے مکہ کا ذکر آتا ہے تو فرزندانِ توحید بالعموم یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ اس کی حالت اس عہد کے ایک قصبہ سے زیادہ نہ ہوگی اور لوگ بالعموم دیہاتی زندگی بسر کرتے ہوں گے نہیں اور ہرگز نہیں۔ ارضِ عرب کا یہ ایک واحد عظیم الشان اور دولتمند شہر تھا ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ یہاں کے تمام خاص و عام کا شغل معاش تجارت تھا اور تاجر قوم کبھی مفلس و غریب نہیں رہ سکتی۔ پھر مکہ کی طلب و وقوع بھی تجارتی اعتبار سے بہت اہم تھی۔ اس کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں دولتمند اور زرخیز ممالک شام اور ایشیائے کوچک یمن و بحرین عمر و سکندان اور عراق و ایران واقع تھے ان سب میں حد فاصل عرب کے بے آب و گیاہ ریگزار تھے جس کی تمازت اور گرمی ان ممالک اطراف کے لوگ برداشت نہ کر سکتے تھے ان کے لئے ریگ اور حرارت کے اس سمندر کو عبور کرنا غیر ممکن تھا اور وہ باہمی تجارت کے لئے عربوں کے محتاج تھے عرب میں صرف ایک مکہ ہی وہ مقام تھا جسکے حوصلہ مند فرزند ایک ملک سے مال خرید کر دوسرے ملک میں لیجاتے اور اسے بڑے نفع کے

ساتھ فروخت کرتے تھے ساتھ ہی وہ اپنی ملکی اشیا بھی شام ویمن میں کثیر نفع پر فروخت کرتے تھے یہاں کا چمڑا تمام دنیا میں بہتر اور اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ غرض اس تجارت اور اس اجارہ داری نے باشندگان مکہ کو مالامال بنا رکھا تھا اور اس شہر کے اندر زر و دولت کا دریا بہہ رہا تھا اور لوگ بڑی فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے ہر قسم کی راحتیں اور فراغتیں انھیں نصیب تھیں اس غیر معمولی عیش و تنعم اور نسلی شرف و عظمت نے انھیں بہت مغرور و سخت دل بنا دیا دولت کا نشہ ہوا اور کسی کا ڈر نہ ہو تو انسان کا توازن دماغی قائم نہیں رہتا اور وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

اسی وجہ سے صدہا اخلاقی عیوب بھی پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ عربوں کے اندر کوئی بداخلاقی ایسی نہ تھی جو موجود نہ ہو۔ سوتیلی ماؤں سے شادی کرنا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا باہمی جنگ و جدال نسلی غرور و تکبر زنا بچیائی و بے شرمی مے خواری و قماربازی بت پرستی و بیکس آزاری تمام عیوب ان کے اندر موجود تھے اور اخلاقی و مذہبی اعتبار سے ان پر ایک موت طاری تھی اور ایک عرب کیا پوری دنیا کی یہی حالت تھی غم و نامرادی کی فریاد۔ دل مظلوموں و بیکسی کی چیخوں اور اندوہ و کرب کی صداؤں سے گنبد افلاک بلا آلودہ گونج رہا تھا یتامیٰ کی آہیں بیواؤں کا شیون اور ضعفا کے نالے عرش الٰہی کو جنبش میں لا رہے تھے ناموس انسانیت بیچ کھیت بڑی لٹ رہی تھی ہر طرف فتنہ خیزیاں بھی تھیں اور ہر طرف آتش خیزیاں کہ:-

ولادت و رضاعت

یکایک "غیرت حق" کو حرکت ہوئی افق عالم پر ایک چمک پیدا ہوئی اور آقائے عالم ماوائے انسانیت اور ملجائے مظلومیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک نوید مسرت اور پیغام راحت بنکر پیدا ہوئے۔

اس آفتاب ہدایت کا طلوع ہونا تھا کہ ربع مسکون پر روشنی پھیل گئی صدیوں کی چھائی ہوئی ظلمتیں معدوم ہو گئیں۔ غنچے کھکھلا اٹھے پھول مہکنے لگے شمعیں منور ہو گئیں۔ کائنات انسانی میں مسرت و ابتہاج کی لہریں دوڑ گئیں۔ تمرد و سرکشی کے امنڈے ہوئے سیلاب تھم گئے عصیان و عدوان کی آندھیاں تھم گئیں چمنستان سعادت میں بہاریں کھیلنے لگیں رشد و ہدایت کا چشمہ ابلا اور پرتو قدس سے اخلاق انسانی کا دریا امڈا در بتکدوں میں کہرام مچ گیا شر و فتن کے دفتر الٹ گئے اور شیاطین عالم کے تخت اوندھے ہو گئے۔

آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی ولادت کی خبر سنکر بیحد مسرور ہوئے ابولہب نے ولادت کی خبر کر سنانے والی کنیز کو آزاد کر دیا آپ کی والدہ آمنہ اس دولت پر پھولی نہ سماتی تھیں کچھ دن بعد آپ عرب کے دستور کے مطابق قبیلہ بنو سعد میں پرورش پانے کے لئے بھیجد یئے گئے اور آغوش حلیمہ میں آ گئے۔ جنہوں نے آپ کو نہایت محبت و شفقت کے ساتھ پرورش کیا اور آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حلیمہ کے گھر میں فارغ البالی کی روشنی پھیل گئی۔ آپ پر زمانہ کی ابھی پانچ ہی بہاریں گذری تھیں، اور چھٹے ہی سال میں تھے کہ آپ گھر آ گئے اور آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ تشریف لے گئیں ایک ماہ میکہ میں قیام کر کے واپس آ رہی تھیں کہ راستے ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ کے والد حضرت عبداللہ تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی راہی ملک بقا ہو چکے تھے اور عبدالمطلب نہایت مہر و شفقت سے پرورش فرما رہے تھے چھٹے سال میں ماں اور شفیق دادا دونوں آپ کو داغ مفارقت دے گئے خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کے ننھے دل پر ان صدمات سے کیا گذری ہوگی لیکن خدائے قدوس نے فوراً آپ کو نعم البدل آپکے چچا کی صورت میں عطا کر دیا۔ کہ عبدالمطلب مرتے وقت آپ کا ہاتھ ابوطالب کے ہاتھ میں دے گئے تھے جنہوں نے اپنے آخر لمحات عمر تک اس شفقت و عاطفت کے ساتھ آپ کی پرورش کی اور اس طرح پھول بنا کر رکھا کہ آپ تمام صدمات بھول گئے اور پدرانہ شفقت کا ایک ہو بہو پیکر آپ کے سامنے آ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شفیق سے شفیق باپ بھی زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کر سکتا تھا جتنا کہ انہوں نے کیا۔

لڑکپن اور بحیرہ کی بشارت

بچپن میں آپ کی حرکات و سکنات بہت دلفریب اور سلیقہ مندانہ تھیں۔ اور بچوں کی طرح خاک دھول میں کھیلنے لوٹنے رونے دھونے اور ضد کرنے کی عادت آپ کے اندر مطلق نہ تھی مسکراتے اور کھلکھلاتے رہتے تھے کپڑوں کو بھی میلا اور غلیظ نہ ہونے دیتے تھے اور بڑے ہوتے سلیقہ اور تمیز نے اور ترقی کی۔ ہمسن اور ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلتے کودتے ضرور تھے لیکن وہ شوخیاں آپکے اندر نہ تھیں جو اس عمر میں ہوا کرتی ہیں اور عرب میں اس وقت خصوصیت کے ساتھ تھیں کسی سے کبھی نہ لڑتے تھے اور نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی کو برا بھلا کہتے تھے۔ ایسے کھیل بھی نہ کھیلتے تھے جو شرارت سے لبریز ہوں شور و غوغا سے بھی متنفر تھا صحت اچھی اور بہت اچھی تھی صاف ستھرے رہتے تھے غور و فکر کا مادہ بھی بچپن ہی سے تھا کبڈی تیراکی اور ورزشی کھیلوں میں بالعموم حصہ لیتے تھے بالعموم مودب رہتے تھے اپنے سے بڑوں کا بڑا ادب و لحاظ کرتے تھے اور کمزور و ضعیف بچوں کا دل بڑھانے اور ان سے ہمدردی کرتے رہتے تھے۔

آپکے چچا ابوطالب کثیر العیال بھی تھے اور مالی حالت بھی اچھی نہ تھی اس لئے بارہ برس کی عمر میں انہوں نے آپ کو بکریاں چرانے پر مامور کیا جو آپ

جہاں میں ایک شریفانہ کام سمجھا جاتا تھا۔ سرزمین عرب کی تو اس پر بستی کی بڑائی ہے لیکن انہیں کون بتاتا کہ اس عہد میں ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل جیسے حکم ہی اور دوسرے عظماء بھی ان کے ہی بکریں چراتے ہیں اور انبیائے عظام کا یہ پیشہ ابتداء سے چلا آیا ہے اور یہ گلہ بانی نگہبانی عالم کا دیباچہ بھی۔ اسی زمانہ میں ابوطالب اپنے تجارتی سفر پر عازم شام ہوئے تو آپ نے بھی ساتھ چلنے پر اصرار کیا انہوں نے بشکلی گوارا نہ کی اور آپ کو بھی ساتھ لیتے گئے راہ میں بحیرہ راہب کی خانقاہ میں اقامت پذیر ہوئے۔

بحیرہ نے چھوٹتے ہی کہا کہ ابوطالب یہ بچہ ختم المرسلین ہے۔ پوچھا آپ نے یہ کیونکر سمجھا فرمایا جب آپ لوگ سامنے پہاڑ پر سے اتر رہے تھے تو میں نے بچشم خود دیکھا کہ تمام درخت اور پتھر سجدہ میں جھکے ہوئے تھے۔ وہ بچہ جو آپ کی پدرانہ شفقت سے پرورش پا رہا ہے یہ سنکر جس قدر خوش ہوئے اس کا اندازہ ہر شخص نہیں کر سکتا اور نہ ہر آنکھ وہ کچھ دیکھ سکتی تھی جو بحیرہ کی آنکھ نے دیکھا اس وقت تک حضرت عیسیٰ کی شریعت نافذ تھی دین عیسوی ہی مقبول بارگاہ دین تھا اس میں اولیاء و اتقیاء بھی موجود تھے۔ اور بحیرہ بھی یقیناً اولیائے امت عیسوی سے تھا اس کی چشم باطن کھلی ہوئی تھی جس سے اس نے شجر و حجر کو سربسجود دیکھ لیا اور اندازہ کر لیا کہ جس پیغمبر کے ورود کی بشارت زبور انجیل میں دی جا چکی ہے وہ یہی مقدس بچہ ہے بحیرہ راہب واقعی اس عہد کا ایک صاحب باطن عارف تھا اور جو کچھ اس نے اس وقت کہا تھا اٹھائیس سال کی مدت منقضی ہونے کے بعد وہی بجنسہ وقوع پذیر ہوا۔

عہد شباب

پاکبازانہ زندگی طفولیت کی ارتقائی منازل طے کر کے آپ نے بہارستان شباب میں قدم رکھا "جوانی دیوانی" ہر ملک و قوم میں یہ مثل مشہور ہے پھر جوانی اور عرب جیسے ملک کی جوانی اور ایام جاہلیت کی جوانی پناہ بخدا بڑا طوفان خیز دور ہوتا تھا نہ سلطنت کا ڈر نہ آئین کا ڈر۔ ہر شخص اور ہر قبیلہ اپنی اپنی جگہ خود مختار اپنے غلط کار سے غلط کار نوجوان کی امداد و ہمدردی حمایت و پشت و پناہی کے لئے خاندان کا خاندان اور قبیلہ کا قبیلہ ہمہ تن تیار و آمادہ کس کی مجال تھی جو کسی کو کوئی ٹوک سکے پھر ٹوکے کون کہ یہاں اس حمام میں تو سب برہنہ اور سب عریاں تھے، سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ایک ہی نغمہ میں سرشار، خرچ کرنے کو روپیہ موجود، عیش اڑانے کے تمام سامان مجتمع، پینے پلانے والوں کی کثرت، بگڑانے اور بگاڑنے والوں کے انبوہ کے زندہ و قائم۔

کہیں حسن و عشق کی گرم بازاریاں، کہیں شعر و سخن کی مجلسیں کہیں ساغر و مینا کے دور اور کہیں ناچ و رنگ کی محفلیں اور جگہ جگہ تو گناہ کے لئے بھی خرچ کی ضرورت مگر یہاں مفت ہر چیز مہیا۔ ہر بے حیائی کا سامان فراہم۔ گرم شباب کا زمانہ حسن و ادا کے دلکش مرقعے نگاہوں کے سامنے کوئی بچنا بھی چاہتا تو نہ بچ سکتا۔ بھاگنا بھی چاہتا تو نہ بھاگ سکتا۔ عیوب ہنر بنے ہوئے تھے۔ نہ عاقبت کا ڈر تھا اور نہ خدا کا خوف عورتوں کی کوئی آن بان نہ تھی محشر خرام گل اندامیں کے جھرمٹ تھے سب کچھ تھا مگر پھر بھی اچھوں میں برے اور بروں میں اچھے ہی ہوتے ہیں۔

حالانکہ یہ کہنا تو شبہ لگتا ہے کہ کل اکثریت کا یہی عالم تھا شراب ناب اور عصیان گناہ سے کسی کا دامن آلودہ ہوئے بغیر نہ رہا تھا پھر بھی پاکبازوں اور سمجھداروں کی بھی ایک جماعت موجود تھی۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عثمان غنی، حکیم بن حزام وغیرہ ایسے افراد تھے جو نیک و بد میں تمیز کا سلیقہ رکھتے تھے۔ شراب ممنوع نہ تھی۔ عیاشی جرم نہ تھی حسن و عاشقی عیب نہ کہی جاتی تھی لیکن ضمیر والوں کے پاس نیک و بد بتانے والا ضمیر تو تھا عقل تو تھی جس سے کام لیکر یہ نفوس برائی اور عیوب شباب کے قریب پھٹکتے نہ تھے اور اچھائی کو اچھائی اور برائی کو برائی سمجھتے تھے۔ آپ ایک جوان صالح تھے انہی جوانوں سے ملتے تھے جو پاکدامن تھے اور عصمت و عفاف میں امتیاز خاص رکھتے تھے۔ ملنے کو سب سے ملتے تھے مگر نشست و برخاست کے لئے یہی منتخب صحبت تھی۔ آپ کی جوانی کا زمانہ پوری شرافت و پاکبازی سے گزرا اور تمام فواحشات و عیوب سے گریزاں رہے۔

قریش کی طرف سے امین کا خطاب

اصلاحی جوش آپ کے اندر فطرتاً موجود تھا آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ وطن و قوم کی حالت بہت ابتر و زبوں ہے اور سب سے بڑا نقصان قتل و خون و عناد اور لوگوں کی بے راہ روی سے پہنچ رہا ہے قبیلہ کی قبیلہ دشمنی ہے اور یہ دستور قائم ہو کر رہ گیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا کوئی شخص برائی کرے یا اچھائی ہر حالت میں اس کی پشت پناہی لازمی ہے اس سے اشرار کے حوصلے اور بڑھتے ہیں اور بغض و عناد کی آگ برابر بھڑکتی اور مشتعل ہوتی ہی چلی جاتی ہے چوریوں اور ڈاکوں کی گرم بازاری ہے اور ملک بھر میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے اور زیر دستوں کی فریاد کوئی سننے والا نہیں۔ اول اول تو آپ کا یہ شعار عمل رہا کہ جہاں تک ہو سکا اور ممکن ہوا آپ کمزوروں، مصیبت زدوں اور بیکسوں کی یاوری کرتے رہے۔ جب آپ کسی مظلوم کی کراہ اور کسی دردرسیدہ کی چیخ کی آواز سنتے فوراً اس کی امداد کو پہنچ جاتے اور تدارک کی سعی کرتے۔ اس کے بعد حرب الفجار کے نظارے نے آپ کے قلب مبارک پر خاص اثر کیا اور آپ نے تہیہ کر لیا کہ جس طرح بھی اس صورت حالات اور اس

فتنہ و شر کو روکنے کی کوئی کوشش کی جائے کوئی قدم اٹھایا جائے چنانچہ آپ نے اپنے فہیم و سنجیدہ اور پاکباز دوستوں کو ہمراہ لے کر مکہ میں ایک مجلس قیام امن کی تاسیس کی تدبیر سوچی لوگوں نے جب آپ کو ان شریفانہ اور مصلحانہ عزائم میں سرگرم دیکھا اور آپ کی شرافت و راست گفتار اور غمگساری و بہی خواہی کا عام مشاہدہ کیا تو آپ کو امین کا خطاب دیا جو ایک معزز ترین خطاب تھا۔

اس کے بعد ہر شخص آپ کی عزت کرنے اور آپ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ انسان کتنا ہی برا اور بداخلاق ہو اس کے ضمیر پر معصیت کی کتنی ہی حالتیں طاری ہو چکی ہوں مگر پھر بھی وہ سپید کو سپید اور سیاہ کو سیاہ ہی سمجھتا ہے۔ مکہ والوں کی اخلاقی و معاشرتی حالت زوال و انحطاط کی کتنی ہی منازل طے کر چکی تھی تاہم وہ اچھائی کو اچھائی ضرور سمجھتے تھے اور اسی لئے آپ کو بنظر احترام دیکھتے تھے۔

مجلس قیام امن کی تاسیس

آخر ایک روز آپ نے موقعہ و وقت دیکھ کر عمائدین قریش کو ایک جلسہ میں مدعو کیا اور اس میں قیام امن کی ضرورت اور ایک کارگر مجلس کے قیام کے متعلق ایک مدلل و پر زور تقریر کی۔ سب آپ کی غمخوارانہ و ہمدردانہ روش و مسلک سے واقف تھے ہی سب نے آپ کی تجویز کو بہت پسند کیا۔ آپ کی سعی کامیاب ہوئی اور مکہ میں ایک مجلس قیام امن قائم ہو گئی۔ جس میں ہر قبیلہ کے بااثر اصحاب لے لئے گئے۔ اس کے اغراض و مقاصد یہ قرار پائے جن کی عام طور سے اور ہر طرف تائید ہوئی۔

(۱) ملک کی بدامنی کے ارتفاع کے لئے ہر ممکن سعی و جہد سے کام لینا۔

(۲) غربا و ضعفاء کی اعانت و دستگیری اور حمایت کے لئے ہمہ وقت تیار و مستعد رہنا۔

(۳) مسافروں اور راہگیروں کے جان و مال کی حفاظت و صیانت کی خدمات انجام دینا۔

(۴) زیردستوں پر زبردستوں کے مظالم و جور کے سیلاب عظیم کو روکنے اور دبانے کے لئے حسب استطاعت ہر جائز کوشش کرنا۔

تصور بھی نہ تھا کہ ایک مغرور و فتنہ جو اور زبردست آزار قوم ایک ایسی مفید مجلس کے قیام پر متحد ہو جائیگی کہ صدیوں سے حالت ابتر چلی آ رہی تھی اور سب ایک ہی کشتی میں سوار تھے مگر آپ کی کوششوں سے یہ کام انجام کو پہنچا۔

اور دل سے تو کیا توقع ہو سکتی تھی مگر چونکہ اس کے مجوز و بانی اور روح رواں آپ ہی تھے اس لئے یہ مجلس ایک زندہ کارفرما اور نمائندہ انجمن بن گئی اور اس نے کم از کم مکہ اور اطراف میں بہت بڑا اور نہایت مفید کام کیا اور آپ کی قیادت میں اس مجلس کو بہت بڑا فروغ حاصل ہوا۔

تعمیر خانہ کعبہ

ایک طرف تو یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور توقع تھی کہ آیندہ فتنوں اور قبائلی جنگوں کے امکانات معدوم ہو جائینگے مگر جس قوم و جماعت کی فطرت میں فخر و غرور سرایت کر گیا ہوا اور جو صدیوں سے لڑائی بھڑائی اور کشتی مرنی چلی آ رہی ہو اس کا سنبھلنا اور ایک امن پسند قوم کی صورت اختیار کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ایک جدید صورت پیش آگئی اور افق مکہ پر پھر بادل گھر آئے۔

خانہ کعبہ ایک سادہ کی صورت ضرور اختیار کئے ہوئے تھا مگر پھر یہ گھر حضرت خلیل اللہ کے مقدس ہاتھوں تیار کیا ہوا تھا قریش حضرت ابراہیم ہی کی نسل میں تھے وہ تو اس کی جو کچھ قدر کرتے وہ تو کرتے ہی۔ عام قبائل عرب بھی اس کا احترام کرتے اور ہزاروں کی تعداد میں ہر طرف سے لوگ اس کی زیارت و حج کے لئے آتے رہتے تھے اور اسے تقدس عام کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ ابرہہ گورنر یمن نے اس کی یہی توقیر و مرکزیت دیکھ کر نجران میں ایک عظیم الشان عبادتخانہ بنوا کر لوگوں کو اس کی عزت و زیارت پر مجبور کیا تھا اور جب اسے کامیابی نہ ہوئی تو وہ تو ایک لشکر عظیم لیکر اس کے منہدم کرنے کو چل کھڑا ہوا تھا قریش تو اس کے مقابلہ کی قوت نہ رکھتے تھے خدا نے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور ابرہہ اپنے لشکر سمیت تباہ ہو گیا۔

عمارت تھی قدیم و کہنہ۔ نشیب میں واقع تھی سیلاب سے اسے نقصان پہنچتا تھا۔ قریش نے اسے از سر نو تعمیر کرنے کا تہیہ کیا اور ہر قبیلہ نے اس میں شرکت کی مگر جب سنگ اسود کو اس کی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو باہم ایسا طوفان خیز اختلاف و نزاع پیدا ہو گیا کہ اگر آپ اس وقت یارگری نہ کرتے تو تلواریں بے نیام ہو کر قوم کی قوم کا خاتمہ کر دیتیں اور قریش کی معزز قوم آپس ہی میں کٹ کٹا کر ختم ہو جاتی۔ ہر قبیلہ اس سعی و کوشش میں تھا کہ یہ شرف تنہا اسی کے حصہ میں آئے چار روز تک برابر جھگڑا رہا کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کیا جائے سب لڑائی سے بھی گھبراتے تھے اور یہ شرف حاصل کرنے کے لئے مارنے اور مرنے پر بھی آمادہ تھے۔ آخر ایک بہ کہن سال نے کہا کہ اگر یہی صورت رہی تو قوم لڑ بھڑ کر ختم ہو جائے گی۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ کل صبح جو پہلا شخص صحن حرم میں داخل ہو اور وہ جس قبیلہ کے حق میں فیصلہ کرے وہی اس شرف کا مستحق قرار پائے۔

سب کے مابین باہم معاہدہ ہو گیا اسکی قدرت تھی کہ صحن حرم میں سب سے پہلے آپ ہی داخل ہوئے اور یہ دیکھتے ہی سب فرط مسرت سے پکار اٹھے وہ "الامین" آ گیا۔ اب آپ کی دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی ملاحظہ فرمایئے کہ فیصلہ کیا ایسا کہ سب کے حصے میں یہ شرف بھی آ گیا اور سب خوش بھی ہو گئے

غار حرا کے مراقبے چالیس سال کی عمر میں آپ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے۔ کچھ دن پیشتر سے آپ ایک بےخودانہ کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔ کاروبار میں، اہل و عیال میں اور دوستوں میں دل نہ لگتا تھا ہر وقت ایک کریدسی بیٹھی تھی غور و فکر میں منہمک نظر آتے تھے۔ عزلت گزینی کا شوق بڑھتا چلا جاتا تھا اکثر ایسا ہوا ہے کہ خود بخود مکان سے گوشہ کی طرف کھنچنے لگے ہیں اور وہاں دیر تک خاموش آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے ہیں جیسا کہ انگریز فاضل کارلائل نے لکھا ہے۔

وہ سفر و حضر میں ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ہزار و تاثرات یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہتے تھے کہ میں کیا ہوں؟ یہ لامحدود دنیا کیا ہے؟ سر بفلک بلند پہاڑ کیا ہے؟ ویران صحراؤں کے سناٹوں سے اور بیابانوں کی وسعتوں سے بھی ان سوالات کا کوئی جواب نہ ملتا تھا گردوں گرداں کی ... بلکہ رہنمائی کرنے والی روشن و شور ستاروں اور بہتے بادلوں میں سے کوئی بھی تو ایسا نہ تھا جو ان سوالات کا جواب دے یہ عقدہ کسی سے حل نہ ہوا۔ استغراق بڑھتا رہا۔ از خود رفتگی زیادہ ہوتی گئی۔ آخر دل کی کرید اور قلب کی بےچینیوں نے کسی گوشۂ تنہائی کی تلاش پر مجبور کر دیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قلب میں بھی ایسے ہی سوالات ابتدا میں پیدا ہوئے اور نادانستہ طور پر انھیں بھی آقائے حقیقی کی تلاش شروع ہوگئی تھی اور منازل عرفان انہوں نے بھی غار بابل میں طے کی تھیں۔ آخر آپ نے ایک غار ڈھونڈھ ہی لیا جو تاریخ اسلام میں غار حرا کے نام سے مشہور ہے دیکھا تو نہ بالکل تاریک تھا اور نہ بالکل روشن۔ اندر جا کر دیکھا تو خوش ہو گئے۔ دل باغ باغ ہو گیا صاف و شفاف پڑا تھا گویا کہ قدرت نے آپ ہی کے لئے آپ سے مخصوص کیا تھا۔ آفتاب کی شعاعیں اندر پہنچتی تھیں مگر اتنی مدہم کہ اوپر سے دیکھنے پر تو اندر کی حالت کچھ معلوم نہ ہوتی تھی مگر اندر یہ حالت تھی کہ نظریں چاروں سمت دور تک جا سکتی تھیں۔

اسے منتخب کر کے آپ شاداں و فرحاں گھر گئے اور اپنی رفیقۂ حیات سے فرمایا کہ میں نے ایک غار پسند کر لیا ہے چاہتا ہوں کچھ دن اس کے اندر رہکر اپنا شوق پورا کر لوں اور مصروف غور و فکر ہوں۔ انھیں کیا عذر ہو سکتا تھا عجلت کے ساتھ تمام انتظام کر دیا اور آپ سکون و اطمینان کے ساتھ مصروف غور و فکر ہو گئے۔ یہ منزل وہی منزل تھی جو تمام اولیاء اللہ کی ابتدائی گذرگاہ رہی ہے۔ ان کے جن مجاہدات و مشاہدات کے تذکار ہم تاریخ و سیر میں پڑھتے ہیں وہ بھی اسی قسم کے ہوتے۔ عوام تو اس چیز کو نہیں سمجھ سکتے اور نہ انھیں سمجھائی جا سکتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تصوف و عرفان میں "فکر و غور" ہی ترقیات باطنی کا دروازہ ہوتا ہے۔ اور تصور تخیل ہی کی گہرائیوں میں ڈوب کر انسان کو راہ طریقت ملتی ہے جسے "مراقبہ" کہا جاتا ہے وہ بھی فکر و تصور ہی ہے۔

اسی فکر و تصور کے بعد انوار کا نزول شروع ہوتا ہے اور مشاہدہ کی نوبت آتی ہے اور وہ کچھ ہوتا ہے اور وہ کچھ نظر آتا ہے جس کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد پھر کسی چیز کے دیکھنے کی آرزو باقی نہیں رہتی اور جس سے زیادہ پر لطف و سرشار کوئی دنیوی لذت نہیں ہو سکتی حضور کی تربیت و رہنمائی کسی سالک و مرشد کی طرف سے نہیں بلکہ قدرت کی طرف سے ہو رہی تھی۔ آپ کو فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول کی منازل طے کرنا نہیں تھیں آپ کے سامنے منزل تھی اور ایک ہی منزل تھی اور وہ منزل فنا فی اللہ کی منزل تھی۔ اور بس۔ یہ ظرف انبیاء کے سوا اور کسے نصیب ہو سکتا ہے کہ بیک زقند عالم لاہوت و جبروت میں پہنچکر بھی ہوش میں رہ سکیں۔ بہرکیف غار حرا میں آپ کو منازل طریقت طے کرائی گئیں۔ تزکیہ باطن ہوا۔ اور مجاہدہ اور مراقبہ کے بعد مشاہدہ کیا سب کچھ ہو گیا۔

انوار الٰہیہ کی قرار سوز تجلیاں ایک روز غار میں یکبیک روشنی پھیل گئی۔ انوار کی تجلیات سے گوشہ گوشہ منور ہو گیا۔ حضرت جبرئیل امین نمودار ہوئے اور کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ فرمایا میں تو امی ہوں۔ جبرئیل امین نے آغوش میں لیکر زور سے بھینچا تین مرتبہ میں سینہ تجلی گاہ انوار بن گیا اور زبان مبارک پر الفاظ جاری ہو گئے۔ فرشتہ غیب غائب ہو گیا۔ پھر وہی تاریکی تھی اور وہی عالم ایک معمولی حاکم کی ہیبت انسان کو مرعوب اور قفل بدحواس بنا دیتی ہو پھر ہیبت اور ہیبت بھی فرمانروائے حقیقی کی۔ بندگان محترم بھی

اس کی کچھ تاب لاسکتے ہیں۔ اس پر بھی یہ عالم ہوتا ہے کہ جسم کی بوٹی بوٹی کانپنے لگتی ہے اور پسینہ پر پسینہ چلا آتا ہے۔

ابتدائی منازل طریقت ہی میں یہ حالتیں گذرنے لگتی ہیں آپ کی منزل تو بظاہر کتنی ہی ابتدائی دکھائی نظر آئے پر انتہائی منزل تھی لرزاٹے نہرالے لگے۔ خوف و دہشت سے دم گھٹنے لگا اسی عالم میں گھر تشریف لائے اور آتے ہی پڑ رہے۔ جاڑا سا چڑھا چلا آرہا تھا سارا جسم کانپ رہا تھا لحاف پر لحاف اور کمبل پر کمبل ڈالے گئے مگر نہ جاڑا رکنے میں آتا تھا اور نہ لرزنا اور کانپنا بند ہوتا تھا حضرت خدیجہ آپ کو دبائے بیٹھی تھیں اور متحیر تھیں کہ یکایک کیا ہوگیا۔ دفعتہ کیا صورت پیش آگئی۔ آخر خود ہی غار حرا کی تمام سرگذشت سنا کہا:

"خدیجہ! مجھ پر غضب کی دہشت طاری ہے حالت یہ کہ لمحہ بہ لمحہ گھبراہٹ ہی چلی جاتی ہے جسم و جان پر قابو نہیں رہا جان بچتی نظر نہیں آتی"

غمگسار بیوی بولیں "گھبرائیے نہیں آپ وہ ہیں کہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور یتیموں، بیواؤں اور بیکسوں کی امداد کرتے ہیں محتاجوں اور مسکینوں کی پاسداری کرتے ہیں غریبوں کے حامی اور دردرسیدوں کے یاور ہیں اس لئے خدا آپ کو ضایع نہ ہونے دیگا۔ حوصلے اور ہمت سے کام لیجئے مجھے تو یہ پیش کسی خوش مرام کا دیباچہ نظر آتی ہے۔ ذرا سکون ہولے تو میں آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیچلوں گی وہ بوڑھے آدمی ہیں اور توریت و انجیل کے عالم ہیں چنانچہ حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں جنہوں نے تمام حالات بغور سنے اور مبارکباد دے کر کہا کہ:

"یہ وہی ناموس ہے جو حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ تیری قوم تجھے وطن سے نکالے گی تو میں ضرور تیری امداد کرتا اور مجھ سے جہانتک ہو سکتا تیرا ساتھ دیتا"

آپ نے حیرت سے پوچھا کہ کیا میری قوم مجھے وطن سے نکالے گی۔ کہا ہاں جتنے انبیاء و مرسلین دنیا میں آئے اور اب تک مبعوث ہوتے ہیں سب پر یہی گذری ہے اور سب کے ساتھ ان کی قوموں نے یہی سلوک روا رکھا ہو اور انھیں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی ہیں۔

حضور نبی کریمؐ کا اضطراب

حضرت خدیجہ کو یہ سنکر بیحد مسرت ہوئی اور کہنے لگیں کہ میں تو پہلے ہی سمجھتی تھی کہ یہ امر کسی خوش مرام کا دیباچہ ہے۔ اس کے بعد یہ حالت ہوئی کہ ڈر بھی لگتا تھا دہشت بھی طاری ہوتی تھی اور غار میں جانے اور مراقبہ کئے بغیر چین بھی نہ پڑتا تھا۔ جاتے تھے اور برابر جاتے تھے مگر نہ جلوہ نظر نہ آتا تھا جس سے شوق اور بیقرار فتگی میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ دیر دیر تک غار میں بیٹھے پوری راتیں گذاردیں مگر مشاہدہ انوار نہ ہوتا تھا اور نہ ہوا۔ انتظار کی حدیں عبور کر گئے تو مایوسی کا غلبہ مسلط ہونے لگا۔ اور ایک دو دفعہ تو یاس میں کوہ حرا کی چوٹی پر چڑھ گئے اس خیال سے کہ وہاں سے خود کو گراکر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔

آپ گرنے والے ہی تھے کہ دفعتہ جبریل امین سامنے آکھڑے ہوئے اور کہا "محمد! واقعی آپ پیغمبر خدا اور اس کے رسول ہیں" عاشق جمال کو اس سے کیا تسکین ہو سکتی تھی اور دل کی بیچینیاں کیونکر رفع ہوتیں۔ آپ بار بار گرنے کا ارادہ کرتے اور ہر بار جبریل نمودار ہو کر (یہی) الفاظ دہراتے بمشکل کہیں جاکر آپ کو سکون ہوا۔ حسن مجازی کی تڑپ ہی انسان کو دیوانہ بنادیتی ہے اور دیدار محبوب کے بغیر کسی پہلو چین نہیں پڑتا۔ جمال اور پھر جمال ربانی اس کی ایک جھلک کوئی دیکھ لے اور صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے غیر ممکن ہے۔ ہزار خوف و دہشت سہی نظارہ ہی عکس جمال الٰہی ایسی چیز تو نہ تھا کہ بھلائے بھلایا جاسکے اور کسی پہلو اور کسی کروٹ چین لینے دے۔ چین اور قرار کے ساتھ بیٹھنے دے۔

بیتاب رہتے تھے بیچین تھے۔ بیقرار تھے۔ مگر معشوق حقیقی خود عاشق ہونے کے باوجود سمجھتا تھا کہ ایک جھلک نے تو عاشق خستہ تن کا یہ عالم کر دیا تھا۔ اگر تواتر کے ساتھ نقاب کے گوشے الٹتے رہے تو کیونکر برداشت ہو سکیگی۔ اس لئے جو کچھ ہوا تدریجی طور پر ہوا۔ جلوے نظر آئے مگر کبھی کبھی۔ غرض اس کے بعد توقف کے نقاب کے گوشے اٹھتے رہے اور جب آپ خوگر ہو گئے اور تحمل و برداشت کی توانائی پیدا ہوگئی تو پھر کوئی پردہ نہ رہا۔

سابقین اولین کی نورانی فہرست

آرزؤں اور ارمانوں کی صبح اول تو طلوع ہو ہی چکی تھی۔ شاہدِ جمال بھی کچھ عرصہ کے بعد ہونے لگا۔ پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہوا اور آپ کیف و سرور اور لذات و لطف کے کتنے سمندر دل سے گذرتے رہے ہمیں تو اتنا پتہ چلا ہے کہ ایک دن آپ کو دعوت و تبلیغ کا حکم مل گیا مشوقِ حقیقی ہی ابتدا تک لم یزل ہی۔ اس سے بڑھکر مسرت انگیز امر اور کون ہو سکتا تھا کہ آپ کو امتثالِ امر کا شرف حاصل ہو اور خدمت مل جائے چنانچہ آپ نے مخفی طور پر دعوت و تبلیغ کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ سے آکر فرمایا کہ مجھے حکم تبلیغ مل گیا ہے اور میں دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ وہ تو فطری طور پر سعید فطرت اور آپ کی انتہائی غمگسار اور فرمانبردار تھیں ہی فی الفور ایمان لے آئیں اس کے بعد آپ اپنے دوست اور محب خاص حضرت صدیق اکبر کے پاس گئے اور انھیں دعوت دی انہوں نے بھی اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد اپنے پروردۂ آغوش حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور غلام خاص حضرت زید کو دعوت دی اور یہ بھی ایمان لے آئے ان بزرگوں کے قلوب صاف اور آئینہ تو تھے ہی ایک پرتو اور ایک عکس کی ضرورت تھی جس کے پڑتے ہی مطلعِ انوار بن گئے۔ ان میں سب سے بااثر اور کام کے اہل حضرت صدیق اکبرؓ تھے۔ اسلام لاتے ہی وہ بھی سرگرم عمل ہو گئے۔ اور انہی کی دعوت پر حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن وقاص اسلام لائے یہ سب قریش کے نیک نہاد اور مقتدر و بااثر فرزند تھے۔

اس طرح مخفی طور پر اسلام پھیلنے لگا۔ جو اس وقت ایک مختصر اور مجمل عقائد کے مجموعہ کا نام تھا۔ دعوت صرف یہ ہوتی تھی کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اس مختصر تعلیم میں بھی خدا نے کچھ ایسی کشش اور ایسا جذب عطا فرمایا تھا کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور جو ایک دفعہ اسلام لے آتا تھا اور خدا کی وحدانیت اور رسالت کا اقرار کر لیتا تھا پھر دنیا کی کوئی قوت اُسے اس مرکز اور اپنی جگہ سے نہ ہلا سکتی تھی وہ چٹان کی طرح قائم رہتا تھا جو لوگ سب سے پہلے اسلام لائے ان میں حضرات ذیل سب سے ممتاز ہیں۔

”حضرت خدیجہؓ۔ حضرت صدیق اکبر۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سعد بن وقاصؓ۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ۔ حضرت عمارؓ حضرت خباب بن الارتؓ۔ حضرت ارقمؓ حضرت زید۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت صہیبؓ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حرم محترم میں اعلان توحید

حضور نبی کریمؐ نے دعوت تبلیغی شروع کی اور اس ہوشمندی و تدبر کے ساتھ کی جس کی کوئی نظیر ارض عالم پر ڈھونڈے نہیں مل سکتی جو قدم اٹھایا احتیاط و تدبر کے ساتھ اٹھایا آپ نے سب سے پہلے انہی لوگوں کو دعوت کے لیے منتخب کیا جن کے پاکباز اور سعید الفطرت ہونے کا آپ کو پہلے سے علم تھا۔ جن کی صحبتوں میں پہلے سے آپ کی نشست و برخاست تھی اور جو نہایت شریف الطبع ہونے کے علاوہ آپ سے عزیزانہ تعلقات بھی رکھتے تھے۔ مختصر یہ کہ ابتدا میں جتنے بھی بزرگ مشرف بہ اسلام ہوئے وہ سب نہایت نیک نہاد اور سعید فطرت تھے اور جنہوں نے آخر تک اپنے وقار و عظمت کا سکہ دنیا کے قلوب پر جمائے رکھا اور ہر دور اور ہر عہد میں نمایاں رہے۔

مکہ میں کفار و مشرکین کا اتنا زور تھا کہ علانیہ تبلیغ اسلام کی سعی ممکن ہی نہ تھی۔ جب خفیہ تبلیغ سے فرزندان توحید کی جمعیت چالیس پچاس افراد تک پہنچ گئی تو علانیہ تبلیغ کا حکم صادر ہوا اور وحی نازل ہوئی کہ تمھیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل علانیہ کرو اور اپنے اقربا کو بھی اللہ کے خوف سے ڈراؤ چنانچہ آپؐ نے ایک روز لوگوں کو جمع کر کے اور کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز بلند کہا کہ:-

”اے معشر قریش اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کی پشت کی طرف سے ایک لشکر عظیم تم پر حملہ آوری کے لیے چلا آرہا ہے تو کیا تم اسے باور کر لو گے اور میرا کہا مان لو گے جب سب نے متفق الالفاظ ہو کر جواب دیا کہ بیشک ہم باور کریں گے اور مان لیں گے اس لئے کہ ہم نے تمھیں کبھی کذب بیانی اور دروغگوئی سے کام لیتے ہوئے نہیں دیکھا اور ہم تمھیں ”امین“ جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان نہ لاؤ گے اور شرک سے توبہ نہ کرو گے تو تم پر

سخت عذاب نازل ہوگا"۔
یہ سننا تھا کہ لوگ مشتعل ہو گئے اثباتاً و نفیاً کوئی جواب نہ دیا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے۔ حکم کے دوسرے ٹکڑے کی تعمیل یوں ہی آپ نے ایک موقعہ پر اقربا کو دعوت اسلام دی۔ لیکن کسی نے بھی کوئی پرواہ نہ کی اور سب اٹھکر چلے گئے۔

اس کے بعد بیت اللہ شریف میں جاکر اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر اعلان توحید کیا۔ کفار کے غیظ و غضب کا پارہ کھولاؤ کے درجہ تک پہنچا ان کے نزدیک حرم محترم کی یہ سب سے بڑی توہین تھی۔ دفعتہً ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگ وحشیانہ طور سے آپ پر حملہ آور ہوئے شور سنتے ہی آپ کے ربیب حارث بن حضرت خدیجہ آپ کے بچانے کو دوڑے اُن پر بھی اتنی تلواریں پڑیں کہ وہیں شہید ہو گئے۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا۔

علانیہ تبلیغ اور مظالم کفار

یہ واقعہ اپنی نوعیت میں بہت دلدوز بھی تھا اور خوفناک بھی۔ کفار نے اس ہنگامہ و قتل سے یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ سب کچھ سن سکتے ہیں سب کچھ گوارا ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک صدائے توحید سننا اُن کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور جب کوئی ایسی صدا اُٹھیگی تو وہ اُسے بزور شمشیر دبانے میں ذرہ برابر بھی باک نہ کریں گے۔ قتل کا واقعہ بھی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کے بعد پھر کوئی قدم اٹھانا گویا خود اپنی موت کو دعوت دینا اور مشرکین کے نائرہ غضب کو بلا کر اشتعال پیدا کرنا تھا۔

لیکن آپ نے پرکاہ برابر بھی اس کی پرواہ نہ کی۔ حرم میں تو اعلان توحید کے لئے نہ گئے کہ اظہار جرأت ہی مقصود نہ تھا کام پیش نظر نہ تھا البتہ علانیہ تبلیغ ضرور شروع کر دی یا تو یہ حالت تھی کہ بچہ بچہ آپ کی شرافت و امانت کا معترف تھا اور آپ کی انتہائی عزت کی جاتی تھی یا اعلان توحید کے ساتھ یہ نوبت پہنچی کہ مکہ کے زمین و آسمان آپ کے دشمن بن گئے۔ اعزاء و اقربا نے آنکھیں پھیر لیں اور سب آپکو بنظر قہر دیکھنے لگے۔

جدھر جاتے مذاق اڑتا جہاں پہنچتے مخالفت کی جاتی جس طرف رُخ کرتے اذیتیں پہنچائی جاتیں مسلسل تکالیف پہنچائی جانے لگیں ایک روز ابوجہل نے آپ کو بہت تکلیف دی۔ حضرت حمزہ کی کنیز یہ المناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اس نے جاکر تمام کیفیت اپنے آقا کو کہدی ہزار اختلاف و تکدر ہو پھر بھتیجے تھے جوش آگیا۔ بہت دشجاعت میں جواب نہ رکھتے تھے۔ اللہ کھڑے ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے ابوجہل کے پاس گئے اور بولے کہ تو نے اُسے کمزور سمجھکر اس پر دست تعدی دراز کیا بہت اکڑتا ہے ذرا مجھے تو کچھ بول کر دیکھ میں خود اسلام قبول کر کے آیا ہوں۔

ابوجہل کی تو ہمت نہ پڑی مگر حضرت حمزہ کو اپنی اس قبولیت اسلام پر پہلے تو بہت ندامت ہوئی۔ اس کے بعد غور جو کیا تو اُسے مذہب حق سمجھکر پوری استواری کے ساتھ قائم ہو گئے۔ ان کے اسلام لے آنے سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی۔ ان کے اسلام لے آنے کے کچھ ہی دن بعد حضرت فاروق اعظم بھی اسلام لے آئے۔ کفار کی جمعیت میں حضرت فاروق اعظم اور ابوجہل دو بڑے شجاع اور ذی اثر اور سخت گیر لوگ تھے حضور نبی کریم نے بارگاہ صمدیت میں دعا کی تھی کہ الٰہ العالمین ان دونوں میں سے کسی ایک کو اسلام کی دولت سے بہرہ مند کر۔ ابوجہل تو محروم رہا۔ حضرت فاروق اعظم پر نظر انتخاب پڑگئی اور وہ اسلام لے آئے ان کے اسلام لانے کا قصہ بہت دلچسپ اور طویل ہے اتنا ضرور واضح کر دینا مناسب ہے کہ ان کے اسلام لاتے ہی حالت میں ایک فوری انقلاب پیدا ہو گیا۔

بمثل شجاع و بہادر تھے آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ مسلمان بیکسی کے عالم میں رہیں اور علانیہ عبادت بھی نہ کر سکیں۔ چنانچہ آپ ترجمانہ وار اٹھے اور صحن حرم میں اعلان توحید کیا پھر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا لیکن عاص بن وائل نے انھیں اپنی پناہ میں لے لیا کچھ ہوا اس وقت سے مسلمان علانیہ عبادت کرنے لگے۔ ان دو شجاعان اسلام کے ایمان لے آنے سے کفار پر بھی رعب پڑگیا اور اسلام کو بھی بہت بڑی تقویت پہنچگئی۔

جلادان مکہ کی قساوت و شقاوت

سرولیم نے بھی حضرت فاروق اعظم کے اسلام لانے کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمر جس وقت اسلام لائے ہیں ان کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی صرف چھبیس سال کی تھی پھر بھی اُن کے اسلام لانے کا فوری اثر یہ ہوا کہ گویا مکہ میں علانیہ اور بلاخوف تبلیغ اسلام کے ہونے کی وہی تاریخ ہے"۔

اب یہ صورت پیدا ہوئی کہ مشرکین نے معزز و مقتدر مسلمانوں کی طرف سے تو ایک حد تک توجہ ہٹالی اور غریب اور کمزور مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی بجلیاں گرانی شروع کر دیں۔ حضرت خبابؓ۔ ابو فکیہہؓ صہیبؓ۔ عمارؓ بلالؓ۔ زنیرہؓ۔ نہدیہؓ۔ ام عبیسؓ وغیرہ گو روحانی اعتبار سے بہت بلند مرتبہ اور ذی صولت ہستیاں تھیں مگر معاشری حالت بہت پست تھی۔ غلامی کے جنگل میں پھنسی ہوئی تھیں خدا کے سوا کوئی اُن کا حامی و ناصر نہ تھا کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو ان پر روا نہ رکھا گیا ہو کوئی روک بھی نہ سکتا تھا کیونکہ زر خرید غلام تھے اور ان کے آقاؤں کو ان کے ساتھ حسب منشا سلوک کرنے کی پوری آزادی تھی۔

کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو ان پر روا نہ رکھا گیا ہو۔ حضرت خباب پر کفار نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے انتہا یہ تھی کہ ان کے مالک نے ایک روز کوئلے دہکا کر ان پر ان کو چت لٹا دیا اور ایک قوی ہیکل جوان سینہ مبارک پر پاؤں رکھے کھڑا رہا تاکہ اذیت پر پہلو بھی نہ بدلنے پائیں یہاں تک کہ تمام کوئلے ان کی پشت ہی کے نیچے رکھے رکھے ٹھنڈے ہو گئے۔ لیکن اس درائے ثبات و استقلال کے اف بھی منہ سے نہ نکالی۔

حضرت صہیبؓ کو کفار مارتے تھے اور اس قدر مارتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے حواس جاتے رہتے تھے۔ حضرت بلالؓ پر ان کا مالک امیہ بن خلف وہ ظلم توڑتا تھا کہ جس کے تصور سے بھی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا عین اس وقت جبکہ آفتاب نصف النہار پر ہوتا تھا اور اس کی شعاعیں ریگزار کے ہر ذرہ کو دہکتا ہوا انگارہ بنا دیتی تھیں یہ ظالم برہنہ پشت کر کے اس تپتے ہوئے ریت پر لٹا دیتا تھا اور سینہ پر وزنی اور بھاری پتھر رکھ کر کہتا تھا کہ اقرار کر کہ اب خدا کا نام نہ لیگا اسلام سے سروکار نہ رکھیگا ورنہ تجھے یوں ہی تڑپا تڑپا کر ماروں گا مگر اسلام کا نشہ وہ نشہ نہ تھا کہ جسے ان ہولناک مظالم کی ترشی اتار سکتی۔ اس اذیت و جانکنی کے ہجوم میں زبان مبارک سے اَحَدٌ اَحَدٌ ہی نکلتا تھا۔

جب دیکھا کہ اس سے بھی کار برآری ہوتی نظر نہیں آتی تو گلوئے مبارک میں رسی ڈال کر لونڈوں سے کہا کہ اسے اسی طرح گھسیٹتے ہوئے شہر کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک لیجائیں۔ ایک بار نہیں بارہا یہی ہوا جسم مبارک لہو لہان ہو کر رہ جاتا تھا مگر زبان پر نہ ہی نغمہ توحید جاری رہتا تھا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھی روزانہ پوری بیدردی کے ساتھ زدوکوب کئے جاتے تھے۔ ان کی والدہ گرامی حضرت سمیہؓ کے تو برچھی مار کر ابوجہل نے شہید ہی کر دیا تھا۔ ان کے باپ بھی تکالیف و مصائب کی تاب نہ لا کر رہگذائے عالم بقا ہو چکے تھے۔

حضرت ابو فکیہؓ پر یوں ظلم تو ہوتے ہی رہتے تھے ایک دفعہ ان کے مالک صفوان بن امیہ نے ان کا گلا دونوں ہاتھوں سے اس شدت کیساتھ بھینچا کہ دیکھنے والے سمجھ گئے کہ دم نکل گیا اور ایک مرتبہ سینہ مبارک پر اس قدر وزنی پتھر رکھوا دیا کہ زبان باہر نکل آئی۔

حضور نبی کریمؐ پر اپنے پروانوں کی اس اذیت نصیبی اور بیچارگی سے جو کچھ گذرتی ہوگی اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ تمام مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کے اس عذاب و عقاب کا شدید ملال تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ پہلا اور ایک قابل فخر کارنامہ ہے کہ انہوں نے بیش قرار رقم دیکر ان بزرگ غلاموں کو خرید اور آزاد کر دیا جس سے ان کے مصائب و آلام کا طوفان رکا اور وہ بھی دنیا میں اس نیلگون آسمان کے نیچے سکھ کی نیند سونے کے قابل ہوئے۔

قصابانہ مظالم کے المناک مظاہر

یہ مظالم کچھ غلاموں اور ضعیفوں اور غریبوں ہی تک محدود نہ تھے۔ ضرور ان پر مسلسل سختیاں ہوئیں اور ایک مدت تک وہ متواتر اس عذاب و عقاب میں مبتلا رہے لیکن بڑے سے بڑا مسلمان اور معزز سے معزز فرزند بھی ایسا باقی نہ رہا تھا جسے مظالم و شدائد کی اس پل صراط سے نہ گذرنا پڑا ہو اور جس پر کفار کی چیرہ دستیاں غم و الم کی بجلیاں نہ تڑپا چکی ہوں۔

حضرت عثمان غنیؓ بہت بڑے دولتمند اور صاحب جاہ و اعزاز بزرگ تھے اور عمر بھی کافی تھی لیکن اسلام لانے کی خبر سنکر ان کے چچا نے انہیں رسیوں سے باندھ کر مارا۔ حضرت زبیرؓ بڑے دلیر و شجاع تھے مشرف بہ اسلام ہو جانے کی خبر پا کر ان کے چچا نے یہ حرکت کی کہ ان کو چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکیں اور پھر ان کی ناک میں دھواں پہنچاتے اور ان پر سختیاں کرتے تھے۔

حضرت سعد بن وقاص اپنے قبیلے کے نہایت معزز و مقتدر بزرگ تھے اسلام لانے پر ان کے قبیلہ والوں نے بھی انہیں انتہائی تکالیف پہنچائیں خود حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی بہت سے مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور ایک دفعہ تو وہ مکہ سے نکل کھڑے ہی ہوئے تھے۔ کہ حبش علیٰ کے ساتھ ہوئے تکالیف سب کو اٹھانی پڑیں اور بہت اٹھانی پڑیں۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان مظالم کی نوعیت میں ضرور فرق رہا۔ قصابان قریش اور جلادان مکہ نے اپنے قساوت و قصابی کے مظاہر میں اپنے نزدیک تو کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن کوئی ایک فرزند توحید بھی ایسا نہ تھا جس کا قدم جادہ مستقیم سے ہٹتا تو ایک طرف قدم میں ذرہ برابر بھی تزلزل ہی پیدا ہوا ہو جب کبھی تو گاڈ فری ہینگس نے گو زنجیر و استعجاب کے ساتھ لکھا ہی کہ

"وہ عیسائیت پر ناز فخر کرنے والے عیسائی یاد رکھیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے ان کے پیروؤں میں ایک ایسا نشہ دینی پیدا کر دیا تھا جسے عیسائیت اور پیروان عیسائیت میں ڈھونڈھنا اور تلاش کرنا عبث ہے اور بالکل بیہودہ ہے جب لوگ حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھانے کے لئے لے گئے اور صلیب دینے کو لیچلے تو ان کا سارا نشہ کافور ہو گیا اور وہ اپنے پیشوا اور مقتدا کو حکومت کے پنجہ استبداد میں چھوڑ کر چلتے بنے اس کے برخلاف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش مجتمع رہے اور آپ کے تحفظ و صیانت میں انہوں نے اپنی جانوں اور زندگیوں کو خطرات کے گرداب میں ڈال کر تمام دشمنوں اور مخالفوں پر غالب کر دیا"

یہ مبالغہ نہیں ایک حقیقت باہرہ کا اعتراف ہے اور واقعی جس

جاں نثاری اور جانبازی کا مظاہرہ دنیا کے سامنے فرزندان اسلام نے پیش کیا اس کی کوئی نظیر کسی قوم و مذہب کی تاریخ میں اگر زندگی بھر بھی ڈھونڈی جائے تو ہرگز دستیاب نہ ہوگی بتا چکے ہیں کہ اہل مکہ کے باشندے تجارتی مشاغل اور کاروبار کی وسعت و زر ریزی کی بنا پر فراغت و عیش کی زندگی بسر کر رہے تھے اور قریب قریب ہر شخص اپنی اپنی جگہ مسرور تھا

ایسی حالت میں اسلام قبول کر لینا قبول کر کے پھر اس پر اس ثبات و استقلال کے ساتھ قائم رہنا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ہٹ جائے مگر خود نہ ہٹیں کوئی معمولی نہیں تاریخ عالم کا ایک اہم اور قیمتی نشان واقعہ ہے اسلام لانا گویا اپنے عیش حیات اور اپنے مستقبل کو تباہ کر لینا اور اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنا نہیں تو بظاہر آخری لمحات حیات تک مبتلائے اذیت و آلام ہو جانا تو ضرور تھا۔ پھر قریش کی یہ حالت تھی کہ ہر رئیس اور ہر دولت مند اپنی اپنی جگہ اپنے وقت کا فرعون اور نمرود بنا ہوا تھا اس کا خاندان ہی نہیں اس کے لواحقین اور اس کا پورا قبیلہ اس کے حکم پر مرنے اور دوسروں کی جڑیں بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکنے پر آمادہ رہتا تھا۔ کسی باز پرس کسی نتیجہ اور کسی سزا و انتقام کا خوف نہ تھا۔

سب ایک مقصد پر متحد ہو چکے تھے۔ انہوں نے اس سوال کو قومی و مذہبی سوال بنا لیا تھا۔ اسلام کو وہ اپنی عزت و آبرو اپنے ملک و وطن اپنے عیش و آبرو اور اپنے جاہ و اعزاز کے لئے ایک خطرہ عظیم سمجھے بیٹھے تھے کیونکہ اسلام بتوں اور بت پرستی دونوں کی تباہی کا پیغام لیکر آیا تھا اور ان کا سارا اقتدار شادی و عظمت اور سارا تقدس اسی بت پرستی اور نظام صنم آرائی پر تھا۔ یہ طلسم ٹوٹتا ہے تو عرب پر تسلط عام اور شرافت خاص کا گھروندہ ہی بیٹھ جاتا ہے۔ بت نہ رہیں گے بت پرستی نہ ہوگی تو پوجنے والے کہاں سے آئیں گے۔ چڑھاوے کون چڑھائے گا حج و زیارت کے لئے کون آئیگا۔ انھیں جیران اللہ کون کہیگا اور جس نظام نے ایک ہمہ گیر صورت اختیار کر رکھی تھی اور جو مختلف شعبہ جات پر تقسیم ہو کر قریش کے مختلف خاندانوں کی وجاہت و عظمت کا باعث بن گیا تھا اس کے معدوم ہو جانے پر ان کی شان اقتدار ہی کیا باقی رہ جائے گی یہ تصور ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر کے انھیں اور مشتعل کرتا چلا جاتا تھا۔ خدا کا نام ان کے لئے ایک بڑا کوہ تھا توحید و رسالت کے اقرار میں انھیں اپنی موت نظر آتی تھی وہ جل جل اٹھتے تھے اور بھڑک بھڑک جاتے تھے اور وحشت و درندگی ان پر طاری ہو کر ان سے وہ کچھ سرزد کرا رہی تھی جس کی توقع صحرائے درندوں اور جنگلوں کے بھیڑیوں سے بھی نہ ہو سکتی تھی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ کس طرح انھیں نگل جائیں۔

خورشید رسالت پر ظلم و ستم کا سیلاب

ہجرت حبش خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی قہر کی بجلیاں برابر گرائی جارہی تھیں اور آپ کو انتہائی مظالم اور جلادانہ شقاوت و سفاکی کا ہدف بنا رکھا تھا ہر قسم کی اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں ہر نوع کے مظالم کئے جاتے تھے۔ سر پر خاک پھینک دیے جاتے تھے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے جسم پر پتھر ... تھے۔ سب و شتم کا سلسلہ جاری رہتا تھا پتھر پھینکے جاتے تھے تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں مذاق اڑائے جاتے تھے۔ آوازے کسے جاتے تھے لونڈے پیچھے لگا دیے جاتے تھے۔ دیوانہ مشہور کیا جاتا تھا قریش لفنگے ہر طرح اور ہر وقت سائے کی طرح پیچھے لگے رہتے تھے گھر سے نکلنا دو بھر تھا۔ ہر طرف سے قہر کی نگاہیں پڑتی تھیں ہر شخص خون کا پیاسا بنا ہوا تھا سب شب و روز آپ کے قتل کی تدابیر سوچتے رہتے تھے بات بات پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ جس پر جس کا بس چلتا تھا اسے ستا لیتا تھا۔ تمام مسلمان اور جملہ فرزندان توحید پر عرصۂ حیات تنگ کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ بچہ بچہ دشمن تھا اور ہر کہ و مہ جان کا لاگو بنا ہوا تھا سانس لینا دوبھر کر رکھا تھا۔

جب مظالم و شدائد کا سیلاب سر سے گزرنے لگا اور صورت حالات نے انتہائی نازک صورت اختیار کر لی تو آپ نے فرزندان توحید کو ہجرت کا حکم دیا۔ قریش تعاقب میں پیچھے پہنچے۔ لیکن شاہ حبش حضرت جعفر طیار کی زبان مبارک سے سورۂ مریم کی چند آیات سنکر ایدیہ اور اس درجہ متاثر ہو چکا تھا کہ اس نے ان مقدس پناہ گزینوں کو دینے سے انکار کر دیا اور قریش کی سفارت دربار نجاشی سے ناکام ہوٹی۔ قریش اس ناکامی پر اور مشتعل ہوئے اور انہوں نے اسلام کے اس روز افزوں سیلاب کو روکنے کے لئے ایک فوری جلسہ منعقد کر کے مختلف تدابیر سوچیں۔ جلسے میں جو شمن افراد بھی شامل تھے جنہوں نے کہا کہ مخالفت و ظلم کی تو انتہا ہو گئی جتنی جبر و دستی و تعدی سے کام لیا گیا اور یا سے اسلام کی طغیانیاں اور بڑھتی ہی گئیں۔ یہ لوگ اس درجہ پختہ اور مستقل ارادے ثابت ہوئے ہیں کہ ان کے قدم میں کوئی تزلزل پیدا ہی نہیں ہوتا یہ ضرور کامیاب ہو جائیں گے اور ان کی کامیابی ہماری موت و ہلاکت کے مترادف ہے۔ ضرورت ہے کہ اب ترغیب و تحریص سے کام لیا جائے۔

دولت و حسن کی پیشکش۔ ترہیب ضرور خوفناک ہے لیکن ترغیب و ترہیب سے بھی زیادہ خوفناک چیز ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ صد ہزار کام جو ترہیب و دہشت زدگی سے پورے نہیں ہوتے وہ ترغیب سے انجام پذیر ہو جاتے ہیں انسان فطرتاً راحت کوش واقع ہوا ہے۔ ترہیب تو میسر شدہ راحت ہی برباد رہتی ہے اور ساتھ ہی مرعوب ہو جانے پر اس کی واپسی کا تصور قائم رہتا ہے۔ لیکن ترغیب میں عیش و تنعم کی ایک پوری دنیا اپنی صد ہزار رنگینیوں کے ساتھ سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور امید و گمان سے بھی زیادہ ملتا نظر آتا ہے اس لئے انسان اس جال میں بآسانی پھنس جاتا ہے۔ یہی سوچ کر قریش نے اس کا تہیہ کیا چنانچہ رئیس اعظم قریش عتبہ بن ربیع بطور نمائندہ قریش بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور گزارش کی کہ:-

"بھتیجے! میں اس وقت تمام قریش کے نمائندے کی حیثیت سے تیرے پاس آیا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ تو اپنا ہی گوشت و پوست اور اپنا ہی جگر ہے کوئی غیر نہیں۔ اگر تجھے زر و جواہر کی ضرورت ہے تو ہمارے پاس اس کی کمی نہیں ابھی تیرے قدموں کے سامنے اس کے ڈھیر لگائے دیتے ہیں۔ عزت و جاہ کی تمنا ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں تجھے ہم اپنا سردار و رئیس مان لیتے ہیں۔ حکومت کی آرزو ہے تو عرب کا تاج حاضر ہے۔ اگر عرب کی پری جمالوں کی حسرت ہے تو قریش کی تمام برق جمال نازنیں تیرے سامنے پیش کئے دیتے ہیں ان میں سے جس لئے کہے تیرے ساتھ عقد کرنے کو تیار ہیں جتنے نکاح چاہے کرلے۔ اور اگر یہ کچھ بھی سب کچھ دماغی اختلال کے اثرات ہیں تو ہم تیرے علاج کو تیار ہیں۔ اور اس کے عوض میں صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اپنی اس تحریک کو رد کر دے اور اس جد و جہد سے باز آ۔"

مادی دنیا جتنے مادی عیش و تنعم کا تصور کر سکتی تھی وہ سب آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ مادی ترقی کا منتہا یہی ہے کہ انسان کرور پتی بن جائے۔ حسینان حور پیکر اس کے شبستان عیش کی شمع بنی ہوں کیونکہ ہر شخص فرمانروا تو بن نہیں سکتا لیکن انہوں نے تاج بھی پیش کر دیا قریش کے تصور میں بھی نہ آسکتا تھا کہ کوئی گوشت و پوست کا انسان اس مادی دنیا میں رہتے اور اسی نیلگوں آسمان کے نیچے سانس لیتے ہوئے ان ترغیبات کا حریف بن سکتا ہے آپ نے اس پیشکش کا جواب نفیاً و اثباتاً کچھ بھی نہیں دیا البتہ اس کے سامنے چند قرآنی آیات پڑھ دیں۔

فصاحت و بلاغت کی انتہائی دلکشیاں اور دلفریبیاں تھیں اس میں جو کچھ تھیں وہ کھیں ہی کیوں وہ کلام الٰہی تھا اور آپ کے رسول کریم کی زبان سے نکلا تھا عتبہ انھیں سنتے ہی ششدر اور بھونچکا رہ گیا اور اتنا متأثر ہوا کہ آنحضرت کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا قرابت کا واسطہ محمد بس کرو

عتبہ مبہوت و خاموش اٹھا اور گھر میں آکر بیٹھ رہا۔ عمائدین قریش جواب کے انتظار میں تھے۔ دیر ہوگئی تو ابو جہل نے آکر پکارا اور تعریضاً بولا کہ عتبہ کیا تم بھی پھسل گئے؟ کہا ابو جہل! تو جانتا ہے کہ میں ہوں کسی کے رعب میں نہیں آسکتا دولتمند بھی ہوں اور شاعر بھی۔ اس کے باوجود کہتا ہوں کہ میں نے محمد کی زبان سے ایسا کلام سنا ہے جو ایک عجیب چیز ہے نہ وہ شاعری ہے نہ ساحری ہے اور نہ کہانت کہ میں خود ان کانوں سے انھیں ہوں سنتے ہی میرا دل اچھلنے لگا اور اب تک نہیں ٹھہرا" بدنصیب کی قسمت میں سعادت اسلام نہ تھی کہ اس تأثر و اعتراف پر بھی محروم رہ گیا اور قریش کی یہ سعی بھی ناکام ہوئی

عتبہ کو رسول کریم کا اولوالعزمانہ جواب

قریش نے بڑے تامل و تذبذب کے بعد یہ ابتدائی قدم اٹھایا تھا اور انھیں اس میں کامیابی کی پوری توقع تھی لیکن امید کے خلاف جو یہ بے نیازی دیکھی تو بہت سٹپٹائے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا اور سراسیمگی و بدحواسی کے عالم میں ایک وفد آپ کے چچا کے پاس بھیجا جس نے کہا کہ:-

"ابو طالب! آپ کے بھتیجے نے قوم کی قوم کو انگاروں پر لٹا رکھا ہے ہر قسم کی ترغیب و ترہیب سے کام لیجئے اس کی کامیابی پوری قوم اور مذہب کی تباہی کے مترادف ہے کب تک اپنے دین اور اپنے بتوں اور بتکدوں کی مذمت سنتے رہیں۔ اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا مزید انتظار و توقف عبث ہے اسے سمجھائیے اب اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے ضرور ہلاک کر دیں گے کہ واحد صورت یہی ہے۔"

وفد میں بڑے بڑے دولتمند اور معززین شریک تھے ان کی طرف سے جو باتیں کہی گئی تھیں وہ بھی ان کے نزدیک معقول تھیں سمجھانے کا وعدہ کر لیا۔ تنہائی میں بلا کر کہا بیٹا! تو مجھے اولاد سے زیادہ عزیز ہے تیری تکلیف پر دل کڑھتا ہے جانے بھی دے اس تحریک کو اس سے زیادہ کسی کی منتہائے آرزو اور کیا ہو سکتی ہے جو وہ تیرے سامنے پیش کر رہے ہیں قبول کر لے اور خود کو خطرے میں نہ ڈال۔ اس کے جواب میں آپ نے وہ الفاظ فرمائے جن پر پوری دنیا بھی ناز کرے تو بجا ہے۔

"چچا جان! یہ حکومت و دولت اور عیش و تنعم تو چیز ہی کیا ہے بہر ایک امکانی امر ہے یہ لوگ تو اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی آسمان سے لا کر رکھ دیں جب بھی تو میں اپنے مفوضہ وظیفہ کار کی ادا کاری سے باز نہ آؤں گا"

ابو طالب اپنے سرآمد روزگار بھتیجے سے یہ لبریز استقلال جواب سنکر خاموش ہو گئے۔ عتبہ بن ربیعہ نے قریش سے کہا۔

"تمھیں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آگیا تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے کہ وہ تمہارا اہم قبیلہ و فرد تمہارا ہے ورنہ عرب اُسے خود فنا و معدوم کر کے رکھ دیگا"

عتبہ بالطبع نیک اور حلیم اور مآل اندیش واقع ہوا تھا اس نے جو رائے دی تھی وہ بہت معقول تھی لیکن اُسے کسی نے وقیع نہ سمجھا اور تعذیب و ظلم کا دور بدستور جاری ہو گیا۔

تبلیغی جد و جہد

قریش تو تحریک کو دبانے اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے اور حضور نبی کریم کو ستا کر ختم کر دینے کی فکر میں تھے اور اسی سعی و جہد میں مصروف تھے لیکن حضور نبی کریم اپنے کام اور اپنی تبلیغی جد و جہد میں مصروف تھے اور اس راہ میں کسی تکلیف و اذیت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ جہاں کوئی اجتماع ہوتا، کوئی میلہ لگتا، حج پر لوگ جمع ہوتے بازار لگتا آپ وہاں پہنچ جاتے تبلیغ کرتے اور اللہ کا پیغام لوگوں کو سناتے۔

دیہاتوں میں بھی پہنچ جاتے اور مختلف قبائل کے رؤسا کے پاس بھی جا کر انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔ بنو عامر، بنو فزارہ، بنو محارب، بنو کلب، بنو نضر، بنو کلیب، بنو عذرہ، بنو سلیم، بنو مرہ، بنو حنیفہ، بنو حارث، بنو کندہ، بنو غسان اور بنو عبس وغیرہ قبائل میں آپ یکے بعد دیگرے تشریف لے گئے اور ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ ان تبلیغی دوروں میں کوئی نہ کوئی صحابی بھی آپ کے ساتھ ضرور ہوتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت صدیق اکبر بھی ساتھ ہوتے تھے۔

آپ کی تبلیغ کے طریقہ و نہج پر ذیل کے واقعات سے روشنی پڑتی ہے

جب آپ قبیلہ بنو ذہل میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت صدیق اکبر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ اس قبیلہ کے سردار مفروق سے ملے اور اس سے فرمایا کہ:-

"اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں جو دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ اس کے بعد قرآنی آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے:- کہ کہدیجئے کہ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر حرام کی ہیں یعنی یہ کہ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو والدین کی خدمت کرتے رہو ان کے جو حقوق تم پر ہیں ان کی ادا کاری میں سرگرم رہو اپنے بچوں کو افلاس و عسرت

خوف سے قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انھیں دونوں کو رزق پہنچاتے اور دیتے ہیں فحش باتوں کے قریب بھی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہوں یا خفیہ انسانوں کے قتل و نہب سے کلی احتراز برتو۔"

قرآنی دلکشی تو انسانوں کو اپنی طرف کھینچے اور متاثر کئے بغیر رہتی ہی نہ تھی ذہل کے تین سربرآوردہ رؤسا تھے۔ مفروق۔ مثنّیٰ اور ہانی تینوں ایک صحبت میں موجود تھے تینوں متاثر ہوئے۔ تینوں نے ان آیات کو سُنکر اس کلام کی تعریف کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "ہم مدتوں اور صدیوں کے خاندانی مذہب کو دفعتہً ترک نہیں کر سکتے۔ دوسرے یہ کہ ہم کسریٰ شاہ ایران کے زیر اثر و اقتدار زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس سے معاہدہ ہو چکا ہے اس لئے ہم مجبور ہیں۔"

آپ ان سرداروں کی صاف گوئی سے بہت خوش ہوئے۔ اسے سراہا اور یہ فرما کر چلے آئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین و مذہب کی امداد خود کریگا۔"

اسی طرح جب آپ تبلیغی سلسلہ ہی میں قبیلہ بنو عامر کے پاس گئے تو ان میں ایک رئیس تھا فراس وہ آپکے ثبات و استقلال کو دیکھکر اس درجہ متاثر ہوا کہ علانیہ کہا:۔

"اگر یہ شخص میرے ہاتھ آجائے تو میں تنہا ایک اسی کی ذات کی امداد و حمایت سے پورے عرب کو مسخر کر سکتا ہوں۔"

لیکن اس اعتراف کے باوجود نہ خود اسلام قبول کیا اور نہ ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی وجہ یہ تھی کہ لوگ اس تحریک سے متاثر تو ضرور ہوتے تھے اور غالب تعداد ایسی تھی جو آپ کی حقانیت و صداقت کی بھی معترف تھی۔ خود قریش کی بھی یہی حالت تھی انھیں آپکی حقیقت نوائی اور سچائی کا پورا یقین تھا اسلئے کہ انھوں نے کبھی آپ کو کوئی لغویات کہتے ہوئے سنا ہی نہ تھا قرآنی کشش و تاثیر سے بھی متاثر تھے۔ آپ کا ثبات و استقلال اور بے غرضی و قربانی بھی انھیں متاثر کر رہی تھی مگر اسلام قبول کرنا ان کے نزدیک اپنے مسلم شدہ اقتدار کو تباہ کر لینا تھا۔ صدیوں کی اصنام پرستی نے بت اور بتکدہ کی محبت بھی دلمیں پیدا کر دی تھی کچھ لوگ قبولیت اسلام کو ہاشمی اقتدار کی افزائش کا باعث سمجھتے تھے جسے وہ گوارا نہ کر سکتے تھے۔ قریش کے رویہ پر سب کی نظر تھی اور سب انہی کی راہ دیکھ رہے تھے۔ یہ ضرور ہے کہ انفرادی طور پر لوگ برابر مسلمان ہوتے چلے جاتے تھے حبش میں بھی روشنی پھیلنے لگی تھی اور مدینہ میں اسلام روز افزوں ترقی کر رہا تھا۔ مختصر یہ ہے کہ مسلسل تیرہ برس کی شبانہ روز محنت اور سرگرم تبلیغی جد و جہد سے تقریباً پانچسو افراد مشرف بہ اسلام ہو گئے جو کم و بیش تمام عرب میں پھیلے ہوئے تھے۔

اولوالعزمی استقلال کا شاندار مظاہرہ

یہ کام آپنے جس ہمت استقلال اور جس جوش و عزم کے ساتھ کیا دنیا میں اسکی کوئی ایک نظیر بھی نہیں مل سکتی وہ شہر تاجروں معزز کمینوں فرعون مزاج سرداروں اور شیطان سیرت اوباشوں سے شہر کا شہر بھرا پڑا ہے کوئی حکومت نہیں کوئی قانون نہیں زبردست زیردست آزاری میں آزاد ہیں سب متفق ہیں اور سب متحد سب بپھرے ہوئے ہیں اور سب جوش و استقلال میں آپ کی اور آپکے قلیل التعداد اور کمزور پیروؤں کا تکہ بوٹی کرکے رکھدینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ کوچہ و بازار صحبتوں میں مجلسوں میں گھروں میں ہر جگہ یہی ذکر ہے اور یہی چرچا بچہ بچہ خون کا پیاسا ہے سردار اعظم خلاف رؤسا خلاف رشتہ دار خلاف قبیلہ خلاف پوری مکی پوری دنیا خلاف۔ مکہ دشمن عرب دشمن زمین و آسمان دشمن کوئی اٹھتا ہے تیر چھوڑ دیتا ہے کوئی آتا ہے زد و کوب کرنے لگتا ہے کوئی کوڑے سے بھرا ہوا ٹوکرا اوپر الٹ دیتا ہے کوئی سجدہ کی حالت میں پاکر اونٹ کا اوجھ اٹھاکر گلہائے مبارک پر رکھدیتا ہے کوئی گلے میں چادر ڈال کر کھینچتا ہے اور عورتوں سے اور کچھ نہیں ہوتا تو اوپر سے غلاظت ہی پھینکدیتی ہیں راہ میں کانٹے ہی بچھا دیتی ہیں کسی کو غصہ آتا ہے تو تلوار بے نیام کرکے قتل کا عزم لئے نکل کھڑا ہوتا ہے جو حامی ہیں جان نثار ہیں وہ یا تو خوف و دہشت سے باہر چلے گئے ہیں یا موجود ہیں تو خود مبتلائے اذیت و الم ہیں دیکھتے انکا بدن پر لٹائے جاتے ہیں سڑکوں پر رسی سے بندھے ہوئے گھسیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ تپتی ہوئی بالو پر برہنہ پشت لیٹے ہوئے ہیں اور اوپر سینہ پر وزنی سل رکھی ہوئی ہے۔

طائف کو جائے پناہ سمجھکر جاتے ہیں تو یاوری کے بجائے لفنگے پیچھے لگا دئیے جاتے ہیں اور اتنے پتھر برستے ہیں کہ پنڈلیاں اور پاؤں لہولہان ہو جاتے ہیں اور کوئی پانی دینے والا اور ہاتھ تھامنے والا بھی نہیں ملتا۔ قید ہوتی ہے تو ایسی کہ پناہ بخدا نہ وکیل نہ سنی خود بند اہل و عیال بند گھر بند رشتہ دار بند خاندان والے بند نہ دانہ نہ پانی نہ پوچھ نہ گچھ۔ سب ساتھ ساتھ سب نگاہوں کے سامنے پیاس سے بلکتے ہوئے بچے۔ بھوک سے تڑپتی ہوئی عورتیں فاقہ کشی سے دم بہ لب اعزا اور خود مصائب سے بیقرار بندگی سب ہمت فرسائی اور حوصلہ شکنی کے لئے ساتھ نہ چھوٹنے کی میعاد نہیں کا وقت سال پر سال گذرتے چلے جاتے ہیں کوئی نہ پوچھنے والا نہ دیکھنے والا رحم کرنے اور ترس کھانے والا کوئی نہیں [illegible] چٹکلے سنانے اور مذاق اڑانے والے بیشمار ہیں، ان گنت ہیں بمشکل تین برس میں جاکر کہیں رہائی نصیب ہوتی ہے تو مصیبت میں ڈھارس بندھانے اور غم بٹانے والی بیوی اور سرد و گرم زمانہ میں ساتھ دینے اور ہر آڑے وقت میں کام آنے والے اور ہر پڑنے والی افتاد پر پشت پناہی کرنے والے چچا بھی رہگذائے عالم بقا ہو جاتے ہیں۔

غمگسار اور محبوب ترین بیوی مرتی ہے تو دشمن اور چرکہ لگاتے ہیں دفن نہیں ہونے دیتے۔ دشمنوں کی چیرہ دستیاں اور بڑھ جاتی ہیں طوفان

بلا اور بڑھ جاتا ہے۔ سیلاب اذیت، عذاب اور بڑھتا ہے قتل کے مشورے شروع ہو جاتے ہیں شمع حیات بجھا کر رکھ دینے کی تدابیر سوچی جانے لگتی ہیں کاروبار تباہ ہو جاتا ہے کوئی حامی ہے نہ مددگار کوئی ناصر ہے نہ یاور اس "شب تاریک" و "بیم موج" اور "گرداب چنیں ہائل" میں آپ چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہتے ہیں اپنی جگہ سے ذرہ برابر نہیں ہٹتے جبین استقلال پر ایک شکن بھی نہیں پڑتی پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہیں ہوتی۔ صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھٹتا امید کی روشنی برابر قائم رہتی ہے۔

نہ ان انتہائی اور اپنی نوعیت میں انتہائی ہول انگیز اور انتہائی خوفناک ترہیب میں ہمت ٹوٹتی ہے اور نہ انتہائی دلکش اور انتہائی آرزو پرور ترغیبات پر عزائم میں کوئی سستی و ضعف پیدا ہوتا ہے ایک تنکا ہے جو امنڈتے ہوئے سیلاب کا تنہا مقابلہ کر رہا ہے۔ ایک پودا ہے جو تباہکن اور تباہی خیز آندھیوں کے جھکڑوں کے طوفان میں ایک حالت اور ایک عالم میں کھڑا ہوا ہے یہ منزل ختم ہوتی ہے یہ راستہ کٹتا ہے تو لڑائیوں اور جنگوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ایک ایک دشمن کی جگہ تین تین دشمن مقابلہ یا مالی عزم لئے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ سارا عرب امنڈ پڑتا ہے اندر بھی دشمنوں کا ہجوم ہے اور باہر بھی انبوہ کے انبوہ موجود ہیں۔

لیکن آپ مصیبت کی ہر افتاد، ہر غم، ہر اذیت اور ہر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، ہرانے والے خود ہار جاتے ہیں، طاقت والوں کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے دشمن نیچا دیکھتے ہیں۔ مخالفوں اور فرعونوں کی اکڑی ہوئی گردنیں خم ہوتی ہیں ظالم مظلوم کی صورت اختیار کئے ہوئے سامنے آتے ہیں۔ خون کے پیاسے اور مسلسل تیرہ سال تک سکون و اطمینان کا سانس تک نہ لینے دینے والے دو چار ہیبت کے مارے ہوئے بازپرس اعمال کے لئے دربار میں لائے جاتے ہیں۔ آواز ہوتی ہے پیغمبرانہ جلال، جبروت کیساتھ بلند ہوتی ہے اور پوچھتی ہے بولو بتاؤ کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ دشمن تھے ستا چکے تھے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی کرنے کو کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔

کوئی عذر نہ تھا جو پیش کیا جا سکے۔ کوئی معقول بات نہ تھی جو اس کے جواب میں کہی جا سکے۔ سزا میں اگر بوٹیاں بھی اڑا کر رکھ دی جاتیں زندہ آگ میں بھون ڈالا جاتا انتہائی عذاب و عقاب سے ہی مارا جاتا سمجھے جاتے تھے غلط نہ ہوگا ناحق نہ ہوگا۔ پھر ادا شناس نبوت تھے دیکھے بھالے ہوئے تھے برتے برتائے ہوئے تھے کرم و عاطفت کے مظاہر نگاہوں کے سامنے کھیلتے رہتے تھے۔ اور کوئی تو نئی بھی نہ تھی کہ جب رئیس اعظم قریش جو آپ کے خون کا پیاسا اور مسلمہ دشمن تھا اور جس نے مخالفت کی آگ بھڑکانے میں سب سے زیادہ نہیں خوفناک حصہ لیا تھا۔ قحط پڑ جانے اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے بعالم مجبوری خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہے اور عرض کی ہے کہ:-

"محمدؐ! آپ تو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں مصیبت زدوں سے سلوک کی تاکید کرتے ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ مکہ میں کتنا سخت قحط پڑا ہوا ہے لوگ فاقہ کشی سے مرنے لگے ہیں ان کی خبر لیجئے اور اپنے اللہ سے دعا کیجئے کہ بارش ہو"

آپ بلا تکلف اور یہ دیکھے بغیر کہ کہنے والا کون ہے دست دعا اٹھاتے ہیں اور بارگاہ صمدیت میں گڑگڑا کر بارش کے لئے دعا مانگتے ہیں دعا اور یہ محبوب خلاق عالم کی دعا۔ ابھی الفاظ منہ سے نکل کر ختم بھی ہونے پائے تھے کہ افق پر ابر غلیظ اٹھ کر پھیل گیا اور دیکھتے دیکھتے آن کی آن میں بارش ہونے لگی اتنی کہ جل تھل ایک ہو گئے اور لوگوں کی جان میں جان آئی۔ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ:-

"تو کریم و ابن کریم ہے شریف بھائی اور شریف بھتیجہ ہے"

دوسری صدا پھر بلند ہوتی ہے اور وہ جو سامنے کھڑے پاداش عمل کے خوف سے لرزہ بر اندام تھے جن پر کپکپی طاری تھی انہیں مخاطب کر کے فرمایا "جاؤ آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ میں سب کو معاف کرتا ہوں بخشتا ہوں چھوڑتا ہوں" یہ سنتے ہی دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں سب کے افسردہ چہروں پر دفعۃً رونق آ جاتی ہے کیا دنیا میں اس عزم و استقلال اس ہمت و حوصلہ اس کرم و رحم اور اس عاطفت و عطا کی کوئی دوسری مثال بھی دنیا میں مل سکتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں اور کہیں نہیں۔

ہجرت رسول اکرم

شمع نبوت کو بجھانے کی سازشیں

تین برس تک آپ مکہ معظمہ میں خفیہ تبلیغ کرتے رہے ۵ نبوی میں عقوبت و اذیت سے مجبور ہو کر آپ نے تراسی فرزندان توحید کو ہجرت کا حکم دیا جن میں حضرت عثمان غنی اور ان کی اہلیہ محترمہ اور حضور نبی کریم کی صاحبزادی بھی شامل تھیں۔ ۷ نبوی میں آپ اپنے خاندان سمیت شعب ابو طالب میں قید کر دیئے گئے ۱۰ نبوی میں بڑی دقت سے آپ کو رہائی نصیب ہوئی تو شدید صدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ ابو طالب و حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا جس سے قریش کے حوصلے اور بڑھ گئے کہ ان کا اثر و اقتدار قریش کو بیدردانہ مظالم کرنے سے روکتا تھا یہ حالت ہو گئی کہ اب گھر سے باہر قدم رکھنا دوبھر ہو گیا۔ مجبور ہو کر آپ عازم طائف ہوئے جو ارض عرب کا ایک دولتمند و زرخیز شہر تھا یہ لوگ مکہ والوں سے بھی زیادہ سخت و ظالم نکلے اور آپ کی سننے اور آپ کو پناہ دینے کے بجائے آپ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے آخر آپ ایک رئیس معظم کی پناہ لیکر مکہ میں قدم رکھنے کے قابل ہوئے۔

قریش کے قلب میں آگ لگی ہوئی تھی مدینہ منورہ میں اسلام کے فروغ سے کفار آتش زیر پا اور نعل در آتش بنے ہوئے تھے مدینہ سے جو لوگ حج کے لئے آتے تھے آپ ان میں پہنچکر تبلیغ کرتے رہتے تھے پہلے سال صرف چھ افراد دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے دوسرے سال بارہ آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت مصعب بن عمیر کو ان کی تعلیم پر مامور کر کے مدینہ بھیجا یا جن کی سعی موافاۃ سے وہاں گھر گھر اسلام پھیل گیا ادھر سے بھی رفتہ رفتہ بہت سے مسلمان مدینہ پہنچ گئے، کفار کو جو یہ خبریں پہنچیں تو وہ انگاروں پر لوٹنے لگے ایک مدت مدید سے وہ انتہائی مظالم کر رہے تھے سمجھے کہ یہ لوگ اقتدار حاصل کر کے ضرور اپنی مظلومی و ستمزدگی کا بدلہ لیں گے۔ اور ان کا اقتدار جلدی تباہی کا عنوان بنجائیگا۔

چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ اب اولین فرصت میں شمع نبوت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا جائے اور بنو ہاشم کے انتقام سے بچنے کے لئے اس قتل میں ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی شامل کیا جائے کیونکہ وہ اس طرح تنہا تمام قبائل سے انتقام کی جرأت نہ کر سکیں گے قاتلین کی ایک جماعت اسی جلسہ میں منتخب ہو گئی اور قرار پایا کہ صبح گھر سے نکلتے ہی سب متحدہ طور سے تلواریں لیکر حملہ آور ہوں اور وہ وہیں شہید کر ڈالیں۔ تمام کارروائی پوری رازداری کے ساتھ عمل میں آئی اور کسی کو علم نہ ہونے دیا گیا چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق سپیدۂ سحری طلوع ہونے سے پیشتر ہی سب نے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

مواخاۃ مہاجر و انصار

ادھر حضور نبی کریم کو بذریعہ وحی ان تمام سازشوں کی اطلاع مل گئی ہجرت کا حکم آگیا آپ حضرت صدیق اکبر کو ساتھ لیکر راتوں رات عازم مدینہ ہوئے گھر سے نکلتے وقت محاصرین قدرت خداوندی سے کچھ دیر کے لئے غافل ہو گئے، مکہ سے پہلی منزل پر دونوں غار ثور میں جا کر فروکش ہوئے قریش کو جو پتہ لگا تو جھنجھلا اٹھے اعلان کر دیا کہ جو گرفتار کر کے لائیگا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائینگے۔ اس انعام کی لالچ میں لوگ چاروں طرف پھیل گئے بہت تلاش کی مگر کسی کو پتہ نہ چلا اور آپ بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے یہاں آپ کا بڑا شاندار استقبال ہوا۔ اور شہر بھر میں مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔ آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے مہمان ہوئے جنہوں نے اپنے مکان کی بالائی منزل آپ کے لئے خالی کر دی اور آپ چھ ماہ کامل وہاں مقیم رہے اس کے بعد جب مسجد نبوی تیار ہو گئی اور اس کے ساتھ امہات المومنین کے لئے حجرے بھی تیار ہو گئے تو آپ وہاں تشریف لے آئے اور آپ نے جداگانہ طور پر رہنا شروع کر دیا۔

اسی دوران میں آپ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ مواخات کرا دیا اور جس حیثیت و مزاج کا جو شخص اسی حیثیت و مزاج کے شخص سے رشتہ مواخاۃ قائم کرا دیا، اور صرف اسماً نہیں عملاً مہاجرین و انصار بھائی بھائی بن گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر مہاجرین کرام نے اسلام کے لئے انتہائی اذیتیں اور قربانیاں کی تھیں تو انصار کرام نے بھی ایثار و خلوص کا وہ شاندار مظاہرہ کیا جو اپنی نوعیت میں خرف یکتائی کا حامل تھا انصار نے عملاً گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیکر تمام مال نصف نصف تقسیم کر دیا حتی کہ جس کی دو بیویاں تھیں وہ اپنے اسلامی بھائی کے لئے اپنی ایک بیوی کو بھی طلاق دیکر اس کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہو گیا ایک عرصہ تک یہ صورت رہی کہ جب کوئی انصاری مرتا تھا تو اس کا ترکہ اس کے مواخاتی بھائی مہاجر کو ملتا تھا اور جو کچھ ضروریات کے بعد بچتا تھا وہ سب راہ خدا میں دیدیا جاتا تھا کسی قوم کی ترقی و اعتلاء کے لئے اتفاق اور یکجہتی وہ بنیادی و اساسی چیزیں ہوتی ہیں حضور

ہوا سب سے پہلے انہی کی طرف توجہ کی اور اس طرح اتفاق اور روپیہ دونوں کا گونہ اہتمام و بندوبست کر لیا۔

مدنی زندگی کے ابتدائی مصائب

یورپین مورخین تو لکھتے اور سمجھتے ہیں کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اس وقت تک ان میں پیغمبرانہ شان پوری تجلیوں کے ساتھ جلوہ گر رہی جب مدینہ آئے تو سلطنت کے ٹھاٹھ جم گئے اور وہی مصروفیت پیدا ہو گئیں جو ایک بادشاہ کے لئے ضروری ہیں مثلاً حرب و ضرب کی تیاریاں، جنگ و جدال کا آغاز، عدالتوں کا قیام، مدارس کا اجرا، احکام کا صدور وغیرہ۔ لیکن یہ ان کی نافہمی ہے جب وہ آپ کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان کی تصویر نہیں ہوتی بلکہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ہوتی ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضور نبی کریم صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں بلکہ کل دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا ہوئے اور ہر جماعت اور ہر درجہ کے افراد کے لئے ایک مکمل نقشِ حیات پیش کرنا اور ہر شعبہ حیات میں ان کی رہبری کرنی تھی۔

آپ کے سامنے صرف اعتقادیات ہی کی اصلاح کا کام نہ تھا بلکہ آپ کے دنیوی رونق و شادمانی کے لئے دنیا میں زندگی بسر کرنے اور شائستہ اور شریفانہ اوضاع اختیار کرنے کی راہیں بھی واضح کرنی تھیں۔ پھر آپ نے اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کیا تھا بلکہ ابتدا قریش ہی کی طرف سے ہوئی تھی مسلمان تیرہ برس تک مظلومانہ اور بیکسانہ زندگی بسر کر چکے تھے اور اپنی جائیدادیں اور وطن چھوڑ کر یہاں پہنچے تھے اور اطمینان کا سانس لیا تھا مگر جب یہاں بھی انھیں چین سے نہ بیٹھنے دیا تو وہ بھی آخر انسان ہی تھے [illegible] ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے [illegible] رکھتے تھے ان کی قوت بھی بڑھ چکی تھی جب ان پر یہاں بھی یورش کی [illegible] تو انھوں نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا یہ تو نہ ہو سکتا تھا اور تخیلی حیثیت سے کچھ کہہ دیا جائے مگر عملی اعتبار سے یہ غیر ممکن اور خلاف فطرت تھا کہ وہ یہاں بھی پٹتے رہتے اور مظلومی ہی کی زندگی بسر کرتے اور کرتے بھی تو یہ ہوتا کہ تباہ ہو کر رہ جاتے۔

مدینہ میں ضرور مکہ جیسی مظلومی کی زندگی نہ رہی تھی وہ پریشانیاں اور وہ اذیت نصیبیاں بھی یہاں نہ رہی تھیں۔ گونہ اطمینان بھی نصیب ہو گیا تھا لیکن یہاں اور قسم اور دوسری نوع کے افکار نے گھیر لیا تھا۔ پہلے تو یہودیوں نے بھی معاہدہ کر لیا تھا اور مدینہ میں بھی آپ کی سرداری مسلم ہو گئی تھی۔ مگر جب قریش نے انھیں بھڑکایا اور لکھا کہ تم نے ہمارے آدمیوں اور دشمنوں کو پناہ دی ہے یا تو انہیں نکال دو ورنہ ہم ان کے ساتھ آپ پر بھی حملہ کریں گے اور آپ کی عورتوں کو تصرف میں لائیں گے تو ان کی پیشانیوں پر بھی بل پڑ گئے۔

ساتھ ہی خود مسلمانوں ہی کے اندر ایک منافقین کی جماعت بھی پیدا ہو گئی جو ہر وقت مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے اور انھیں نقصان پہنچانے کے درپے رہتی تھی یہودیوں کے اقتدار کو بھی چونکہ نقصان پہنچا تھا اور ان کا پہلا سا اقتدار باقی نہ رہا تھا اس لئے وہ بھی سازش میں شریک ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں تو ایک ہی دشمن تھا یہاں تین تین دشمن مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ وہاں دشمن مقابلہ کرتا تھا مگر سامنے آ کر اور للکار کر کرتا تھا یہاں دشمنوں کی یہ حالت تھی کہ وہ بظاہر دوست تھے مگر اندرونی طور پر اسلام اور اسلامیوں کے خوفناک دشمن تھے اور ہر وقت درپے آزار رہتے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام ہو گیا تھا اور ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ خدا جانے دشمن کس وقت آ پڑے صحابہ کرام راتیں جاگتے رہتے اور پہرہ دیتے اور جو سوتے بھی تھے وہ بھی مسلح ہو کر سوتے۔ گویا یہاں کی زندگی بھی انتہائی خطرہ کی زندگی تھی

کفر واسلام کا اوّلین معرکہ

قریش کے بیجا تعذیب وظلم سے نکل کر مدینہ پہنچ جانا اور وہاں گونہ سکون واطمینان کے ساتھ اُن کا وہاں رہنا سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ یہ لوگ اقتدار حاصل کر کے اگر انتقام بھی نہ لیں گے تو اُن کے طلسم کدۂ اصنام کو تو ضرور برباد کر کے رکھدینے کی سعی کریں گے جو اُن کے اقتدار و تقدس کا واحد ذریعہ ہے اس لئے وہ ان کی طرف سے غافل نہ رہ سکتے تھے چنانچہ انہوں نے زور وشور کے ساتھ مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور منافقین ویہود کو اپنی سازش میں شریک کر لیا۔ ان تینوں کو اقتدار اسلام کی صورت میں اپنا اپنا اقتدار بھی خطرے میں نظر آتا تھا قریش نے صرف ذاتی تیاریوں ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ تمام قبائل عرب میں جو ان کے زیر اثر تھے اسلام کے خلاف سخت وشدید پروپیگنڈا کر کے انھیں دشمن بنا دیا تھا اور جنگ پر آمادہ کر لیا تھا یہ لوگ ان سفارتوں کو بھی روکتے تھے جو عازم مدینہ ہوتی تھیں مسلمان ان تیاریوں کا حال سنتے تھے اور بیتاب ہوئے جاتے تھے مگر ابھی تک وحی الٰہی نے انھیں اجازت نہ دی تھی۔ آخر ۱۲ صفر ۲ھ کو اجازت مل گئی۔ اب بھی حضور نبی کریم نے یہ نہیں کیا کہ اجازت ملتے ہی مسلمانوں کو لیکر چل کھڑے ہوں بلکہ آپ نے انسدادی تدابیر عمل میں لانی شروع کیں اور وہ صورت سوچی کہ قریش مصالحت پر مجبور ہو جائیں اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

ایک طرف تو آپنے قرب وجوار کے قبائل سے معاہدہ امن کر لیا اور دوسری طرف ان کی تجارت شام کا راستہ بند کر دینے کی سعی کی اور تین مرتبہ پچاس پچاس مسلمانوں کے دستے قریش کے تجارتی قافلے کو چھیڑنے اور روکنے کے لئے بھیجے گئے۔ مغربی مورخین اس اعتراف کے باوجود کہ ان دستوں نے ایک دفعہ بھی قافلہ کو نہ لوٹا۔ پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکھتے چلے آرہے ہیں کہ یہ مہمیں قتل وغارتگری کے لئے بھیجی گئی تھیں۔

قرب وجوار کے قبائل کو معاہدہ پر مجبور کرنے کے لئے بھی مختلف مہمات بھیجی گئیں جو اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں اور معاہدے ہو گئے جن سے کوئی ایک ماہ کے بعد ہی کرز بن جابر رئیس مکہ اچانک مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ ہمت نہ پڑی تاہم آپ کے مویشی لوٹ کر واپس مڑ گیا تعاقب پر ہاتھ نہ آیا جب آپ نے دیکھا کہ جنگ کی تیاریاں زور وشور کے ساتھ جاری ہیں اور قریش حملہ کئے بغیر باز آنے والے نہیں تو اس خیال سے کہ اگر وہ مدینہ پر چڑھ آئے تو صورت حالات نازک ہو جائے گی یہودی اور منافقین بھی خود ان کے ساتھ ہو جائیں آپ ۳۱۳ فرزندان توحید کی جمعیت لیکر خود ہی نکل کھڑے ہوئے اور مدینہ سے اسی میل کے فاصلہ پر موضع بدر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔

حکیم بن حزام کے کہنے پر عتبہ بن ربیع جنگ کو روکنے کی سعی پر بھی آمادہ ہو گیا تھا مگر جب ابوجہل نے اسے طعنہ دیا تو وہ بھی جوش وخروش کے ساتھ تیار ہو گیا۔ ابھی تک انھیں یہ علم نہیں تھا کہ مسلمان بڑھ آئے ہیں آخر قریش بھی گیارہ سو شجاعان جانباز کی ایک آراستہ اور کیل کانٹے سے لیس فوج لیکر سامنے میدان میں ڈٹ گئے۔ اور جنگ زور وشور کے ساتھ شروع ہو کر قریش کی شکست پر منتج ہوئی۔

غزوہ بدر کے دوررس نتائج

یہ لڑائی اس اعتبار سے بہت اہم بہت مقدس اور بہت مشہور لڑائی ہے کہ یہ کفر واسلام کا پہلا معرکہ تھا۔ ایک طرف صرف تین سو تیرہ بے سروسامان مظلوم، کمزور اور فاقہ کش انسان تھے اور دوسری طرف گیارہ سو جوانان قریش کی وہ فوج تھی جسمیں مشرکین مکہ کے وہ منتخب وشجاع لوگ موجود تھے جن کی شہرت وعظمت کا سکہ تمام عرب پر بیٹھا ہوا تھا اور جو فنون جنگ سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کے علاوہ قریش کے تمام نامور سردار بھی شریک تھے۔

رسد اور اسلحہ اور سازوسامان کی کثرت تھی قریش کے تمام نامور اور برگزیدہ سردار کھیت رہے۔ ان کی تمام طاقت ٹوٹ گئی۔ یہ تمام لوگ اور سربرآوردہ اشخاص بھی شامل جہنم ہو گئے جن میں سے ہر ایک طاقتِ اسلام کی راہ میں سنگ آہن بنا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد ان میں کوئی قدیم اور قابل ذکر اور معتمد علیہ رئیس باقی نہ رہا۔ عتبہ۔ شیبہ۔ زمعہ بن الاسود۔ امیہ بن خلف۔ عاص بن ہشام۔ عقبہ بن معیط۔ نضر بن الحارث۔ ابوجہل۔ ابوالبختری جیسے نامور ان قریش جو بڑے طنطنہ وطمطراق کے ساتھ تباہی اسلام کا داعیہ لیکر حملہ آور ہوئے تھے سب کے سب فی النار ہوئے۔ یہی وہ بدبختان ازلی تھے جو پیشوائے اسلام و اسلام کی دشمنی میں سب سے زیادہ سرگرم تھے۔

سرداروں میں صرف ایک ابوسفیان سفر شام میں ہونے کے باعث بچ رہا تھا اسی کے سر پر قریش کی سرداری کا تاج رکھا گیا لیکن وہ اثر اور وہ بات قائم نہ رہی سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ تمام قبائل جن میں مسلمانوں کے خلاف شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا وہ بھی خائف ہو گئے اور تمام عرب پر مسلمانوں کی ایک دھاک بیٹھ گئی اس جنگ میں حضور نبی کریم پر انتہائی خشوع و خضوع کا عالم طاری تھا بیچین اور بیقرار ہو ہو کر دعا کرتے تھے کہ بارالٰہا! اگر آج میدان جنگ میں یہ مٹھی بھر نفوس شہید ہو گئے تو پھر قیامت تک نہ پوجا جائے گا تو نے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا کر۔

جب تک وحی الٰہی نازل نہ ہو گئی آپ پر خشوع والحاح کا وہی عالم رہا۔ مکہ کا گھر گھر اس شکست پر ماتم کدہ بن گیا آخر اعلان عام کرنا پڑا کہ کوئی چیخ کر اور بلند آواز سے نہ روئے کہ اس سے جذبۂ غیرت کو ٹھیس لگتی ہے اور بدنامی ہوتی ہے۔ قریش کے ستر افراد قتل ہوئے اور بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ فرزندان توحید کے صرف چودہ نفوس نے جام شہادت نوش کیا۔ جو قیدی گرفتار ہو کر آئے اُن کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور عدیم النظیر سلوک روا رکھا گیا۔ قابل ذکر یہ ہے کہ اُن میں جو پڑھے لکھے تھے اُن کا فدیہ یہ قرار پایا کہ اُن میں سے ہر ایک دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے۔ بہرکیف اس کفر و اسلام کی پہلی جنگ سے مسلمانوں کی دھاک ہر طرف بیٹھ گئی۔

غزوہ اُحد کا وقوع

قریش اب تک مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور ان کے استیصال کی سعی میں سرگرم تھے لیکن اس کوشش میں انھیں ناکامی ہوئی اور وہ بھی نہایت تباہی خیز و شرمناک تو اس پر ان کے سینوں میں آگ لگ اٹھی نفرت و کینہ پرور قوم ہر طرف سے انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہونے لگیں سب کچھ تھا لیکن پھر ان میں لڑنے کی سکت بھی تو باقی نہ رہی تھی۔

"ابوسفیان! دیکھتے ہو محمد نے ہماری قوم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کہ جوش انتقام سے لبریز ہے آپ کو اس کا انتقام لینا چاہیے اور جلد سے جلد لے لینا چاہیے۔ مصارف جنگ کی چنداں پرواہ نہیں تجارت کا تمام منافع اس کے لئے الگ رکھا ہے۔"

لیکن اب کوئی اچانک حملہ آسان امر نہ تھا۔ کفار مسلمانوں کے دست و بازو دیکھ چکے تھے۔ اور بڑی احتیاط سے حملہ کی ضرورت تھی چنانچہ پہلے تو سفراء و شعراء کے ذریعہ سے مختلف قبائل میں جوش پیدا کیا۔ پھر عورتوں کو ساتھ لیا تاکہ ان کی موجودگی لڑنے والوں کے قدم جمائے رکھے ان عورتوں میں بڑے بڑے سرداروں کی حسین اور ماہ پیکر بیبیاں بیٹیاں شامل تھیں جو دف بجا بجا کر فوج میں جوش پیدا کر رہی تھیں۔ قریش مکہ سے خفیہ طور پر روانہ ہوئے تھے تاکہ بے خبری میں حملہ کر دیا جائے۔ حضرت عباسؓ نے خفیہ طور پر حضور نبی کریم کو قریش کے ارادوں اور تیاریوں کی اطلاع کر دی تھی اس لئے آپ بھی مقابلہ کے لئے نکلے۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا آپ نے احتیاط کے طور پر پہاڑی کے عقب میں پچاس تیر انداز مامور کر کے انھیں حکم دیدیا تھا کہ وہ کسی حالت میں اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ مسلمانوں کے حسب توقع اس مرتبہ بھی قریش کو سخت ہزیمت ہوئی۔

مسلمان غنیمت کا مال لوٹنے میں مصروف ہو گئے پہاڑی کے عقب میں مامور دستہ نے یہ سمجھ کر کہ اب کفار کو شکست تو ہو ہی چکی ہے اپنے فرض کو فراموش کر دیا اور وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر قریش گھومے اور گھوم کر پہاڑی کے عقب سے حملہ کیا اس اچانک افتاد سے مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جو حضور نبی کریم کے ہم شبیہ تھے شہید ہو گئے جس سے ایک شور پڑ گیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کی ہمتیں پست اور حوصلے ٹھنڈے پڑ گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے تو یہ کہہ کر ہتھیار پھینک دئیے کہ اب لڑنا بیکار ہے۔ ابن نضرؓ نے یہ کہہ کر فوج میں گھس گئے اور شہید ہو گئے کہ حضور کے بعد اب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

مسلمان ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ آخر حضرت کعب بن مالکؓ نے پکارا کہ لوگو! حضور اس طرف ہیں۔ ایک طرف سے تو مسلمان اُدھر دوڑے اور دوسری طرف کفار نے بھی یہ آواز سن کر سارا زور ادھر ہی ڈال دیا اور تیروں کی بارش شروع کر دی مسلمانوں نے آپ کو حصار میں لے لیا مگر اب مسلمانوں کا مرتب صورت اختیار کرنا بہت مشکل تھا ایک شخص عبداللہ نے بڑھ کر تلوار سے آپ کو مجروح کر دیا۔ مگر آپ کسی نہ کسی طرح پہاڑ کے ایک محفوظ حصہ تک پہنچ گئے دندان مبارک بھی شہید ہوا اور سر میں بھی زخم آئے اس کے بعد قریش کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھاتے۔ ابوسفیان سپہ سالار افواج یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ یہ بدر کا انتقام ہے۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو واقعی نقصان پہنچا اور سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کی لاش کا مثلہ کیا اور جوش عناد میں ان کا کلیجہ نکال کر کچا ہی چبا لیا۔ کچھ بھی ہو جو کچھ نقصان مسلمانوں کو اس جنگ میں پہنچا وہ قریش کی بہادری کا نہیں بلکہ مسلمانوں کی خود اپنی غلطی کا نتیجہ تھا۔

غزوۂ بنو قینقاع

غزوۂ بدر نے عرب اور قبائل عرب پر مسلمانوں کی جرأت و جلادت کا جو نقش قائم کر دیا تھا وہ غزوۂ احد نے یکسر باطل سا کر دیا۔ قبائل کی بھی ہمتیں بڑھ گئیں اور منافقین

کی طعنہ زنی ہی شروع ہوگئی اور یہودیوں کو تو شیطنت کاری کا پورا حوصلہ ہوگیا۔

یہ لوگ بڑے دولتمند، دلیر اور شجاع تھے اور ساتھ ہی ان میں تند اور شدید شکل کی بداخلاقیاں بھی پیدا ہوگئی تھیں۔ ان کے پاس بڑے بڑے مضبوط قلعے بھی تھے پہلے مدینہ والوں پر ان کا بڑا اثر تھا۔ عام طور پر لین دین کرتے تھے اور عورتوں تک کو رہن رکھ لیتے تھے۔ مسلمانوں کے یہاں آنے اور اسلام پھیلنے سے ان کے اقتدار کو بڑا نقصان پہنچا تھا جس کی بحالی کے لئے یہ لوگ اسلام کے خلاف برابر سازشوں میں مصروف رہتے تھے اور منافقین و قریش سے بھی درپردہ ملے ہوئے تھے۔ مسلمانوں پر علانیہ آوازے کستے اور تنگ کرتے رہتے تھے انتہا یہ ہے کہ ان کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں نے یہ عالم پیدا کر دیا تھا کہ حضور نبی کریم کا باہر نکلنا خالی از خطرہ نہ رہا تھا اور مسلمان اسی اندیشہ سے ہر وقت مسلح رہتے تھے اور راتیں آنکھوں میں کاٹتے تھے۔

ان کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر یہاں آباد تھے اور تینوں مغرور اور شدید دشمن اسلام تھے۔ ابتدا ہی میں ان سے معاہدات ہوچکے تھے مگر انھیں ان کا کوئی پاس اور لحاظ نہ رہا تھا اور مسلمان عورتوں کو بھی چھیڑتے اور لڑائی اور جنگ کے لئے بہانے ڈھونڈتے اور قتل کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے سب سے پہلے بنو قینقاع نے معاہدہ توڑا اور انھیں اس پر جلاوطنی کی سزا دی گئی انھی سات سو افراد میں ان کا ایک سردار کعب بن اشرف تھا گو اس سے عہد لے لیا گیا تھا کہ وہ اسلام کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکے گا مگر اس نے مدینہ منورہ سے نکلتے ہی آپ کے خلاف قبائل کو بھڑکانا شروع کر دیا ہر جگہ پہنچا اور آگ بھڑکائی اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ آپ کے قتل کی سازش میں شریک ہوا۔ اس لئے آپ نے اسے قتل کرا دیا۔

غزوہ بنو نضیر

بنو قریظہ نے تو آپ سے معاہدہ کر لیا۔ مگر بنو نضیر اپنی شرارتوں اور شیطنت کاریوں پر برابر قائم رہے انھیں اپنی شجاعت، دولتمندی اور مضبوط و مستحکم قلعوں پر بڑا ناز تھا قریش کے بھروں میں آئے ہوئے تھے۔ علانیہ کہتے تھے کہ مسلمان ابھی قریش ہی سے لڑے ہیں۔ ہمارے دست و بازو انہوں نے نہیں دیکھے ہم سے مقابلہ پڑے تو ہم انھیں دکھا دیں۔ رسول کریم انہیں سمجھانے کے لئے گئے۔ انھیں جو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ انتظام کیا کہ آپ کو دھوکہ سے بلا کر اوپر سے پتھر لڑھکا کر شہید کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے آپ کو بلایا مگر آپ کو ان کی سازش کا علم ہوگیا اور آپ پلٹ آئے۔ یہ تو سمجھے ہوئے تھے کہ اگر کوئی نازک صورت پیش آئی تو عبداللہ اور بنو قریظہ ان کا ساتھ دیں گے اور مسلمان ان کا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے بھی انھیں پورا اطمینان دلایا تھا کہ کوئی مخالف صورت پیدا ہوئی تو وہ دو ہزار آدمی لیکر فوراً مدد کو پہنچ جائے گا۔ جب یہ کسی طرح باز نہ آئے تو انہیں سزا دینے کا تہیہ کیا گیا۔ اور حضور نبی کریم نے ایک جمعیت لیکر ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ ہر طرح مجبور ہوگئے تو انہوں نے اظہار عجز کیا اور یہ خود ہی جلاوطنی پر راضی ہوگئے۔ حضور نبی کریم نے درخواست منظور کر لی اور انھیں اپنے تمام مال و منال سمیت نکل جانے کی اجازت دیدی یہ جلاوطن ہوئے اور نکلے تو اس شان سے نکلے کہ جشن کا دھوکہ ہوتا تھا۔ اونٹوں پر اپنا تمام مال و منال لادکر دف بجاتے ہوئے چلے گئے۔

غزوہ بنو مصطلق

یہ بھی ایک دولتمند یہودی قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ سے نو میل کے فاصلہ پر آباد تھا گو یہ حضور نبی کریمؐ سے معاہدہ کر چکا تھا لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ قریش اور منافقین سے سازش کئے ہوئے تھا اور انہی کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر یہ مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکلا۔ آپ نے مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی نے عین وقت پر مسلمانوں میں فساد ڈلوانے کی کوشش کی تاکہ مسلمان مقابلہ پر نہ روانہ ہو سکیں۔ ایک چشمہ پر پانی لینے پر کہیں ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہوگیا۔ انصاری نے جوش میں کہیں "وا انصار" کا نعرہ بلند کیا عصبیت کی روح عود کر آئی اور ایسی نازک صورت پیدا ہوگئی کہ دونوں طرف تلواریں نکل آئیں۔ وہ تو چند ہوشمند افراد عین وقت پر پہنچ گئے اور معاملہ رفت گزشت کر دیا۔

عبداللہ تو ایسے مواقع کی تلاش ہی میں رہتا تھا اس نے نہایت ہمدردانہ انداز میں انصار سے کہا کہ "خود ہی تو تم نے بیٹھے بٹھائے یہ مصیبت مول لی اور اب شکوہ کرتے ہو۔ تمہیں نے تو ان کے حوصلے بلند کر دیے ہیں ابھی کچھ نہیں گیا ہے ان کی امداد سے ہاتھ اٹھا لو یہ خود ہی نکل جائیں گے" حضرت فاروق اعظمؓ یہ سنتے ہی فرط غضب سے کانپنے لگے اور اس کا سر قلم کر لینے کی اجازت چاہی۔ اسی اثنا میں اسی عبداللہ کا فرزند جو سچا مسلمان تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی حکم ہو تو میں ابھی باپ کا سر قلم کر کے آپ کے سامنے حاضر کر دوں ارشاد ہوا نہیں اور ہرگز نہیں لوگ یہی کہیں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ میں سزا کے بجائے اس پر اور نوازش روا رکھوں گا۔"

بہرکیف عبداللہ کی سعی نفاق ناکام ہوئی۔ یہودیوں پر چڑھائی ہوئی اور انہوں نے سخت شکست کھائی جو قیدی گرفتار ہوئے ان میں ام المومنین حضرت جویریہ بھی تھیں ان کے باپ حارث اپنی قوم کے سردار تھے انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میری

بیٹی بھی قیدیوں میں گرفتار ہوکر آئی ہو اور اس کی کنیز بنکر رہنا میری
شان کے خلاف ہے استدعا کرتا ہوں کہ آپ آسے اپنی زوجیت میں
قبول کریں۔ جویریہ بھی موجود تھی۔ بولی کہ میں اسے اپنی سعادت سمجھوں
گی چنانچہ انھیں یہ سعادت نصیب ہوگئی۔
اس پر مسلمانوں نے خود عرض کی کہ جس خاندان میں ہمارے آقا
گرامی کی شادی ہوجائے وہ غلام نہیں رہ سکتا۔ اس پر جبہ سو کے
جبہ سو قیدی فوراً آزاد کر دیئے گئے۔ یہ تھا سلوک حضور نبی کریمؐ کا ان
لوگوں کے ساتھ جو اسلام اور حلقہ گوشان اسلام کے شدید ترین
دشمن تھے

غزوۂ احزاب

سب کچھ تو اس قوم پر ابرِ رحمت وحی والہام کی طرف سے پیہم متواتر برس رہا تھا اور جھل مل کر برس رہا تھا لیکن اس قوم کے دل کی گرہ نہ کھلنی تھی اور نہ کھلی یہ
برابر اظہار عناد کرتے ہی چلے گئے۔
بنو نضیر کو ان کی شرارتوں کی بنا پر جلاوطن تو ضرور کیا گیا تھا مگر ساتھ
ہی انہیں اجازت دیدی گئی تھی کہ اپنا تمام اندوختہ اور زر و مال ہمراہ لیکر
چلے جائیں اس احسان کا بدلہ احسان ناشناسوں نے یہ دیا کہ مدینہ منورہ
سے نکل کر سیدھے خیبر پہنچے اور اپنی جلاوطنی کے انتقام کی تدابیر سوچنے
میں منہمک ہوگئے اس قبیلہ کے تین ممتاز و نامور سردار حی بن اخطب
کنانہ بن الربیع۔ اور سلام بن ابی الحقیق اپنی اولین فرصت میں قریش
کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ اگر آپ ہماری امداد و اعانت کا پختہ وعدہ کریں
تو ہم صرف اپنی سعی و کوشش سے شمع اسلام کو گل کر کے رکھ سکتے ہیں
زر و دولت میں۔ اسلحہ و سامان جنگ میں شجاعت و بسالت میں جمعیت
میں ہم کسی سے کم نہیں۔ خیبر والوں کو بھی ہم نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے
قریش فوراً آمادہ ہوگئے۔ اس کے بعد بنو غطفان کے پاس پہنچ کر انہیں
آمادہ کیا۔
یہ بہت کثیر الافراد اور دلیر قبیلہ تھا کہا کہ ہم تمھیں خیبر کی زرخیز زمین
کے نصف محاصل ہمیشہ اس امداد کے صلہ میں دیتے رہیں گے بنو اسد
غطفان کے حلیف ہی تھے الٰہی ہی کوئی عذر نہ ہوا۔ عرب کا تیسرا بڑا
قبیلہ بنو سعد خود یہود کا حلیف تھا۔ بنو تمیم قریش سے قرابت رکھتے
تھے ان بڑے بڑے قبائل کے ساتھ اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے
قبائل اکٹھے ہوگئے آخر چوبیس ہزار سرفروشان عرب کا ایک لشکر
سیلاب عظیم کی طرح امنڈتا استیصال اسلام کا عزم لیکر مدینہ منورہ
کی طرف روانہ ہوا۔ یہ اتنی بڑی تعداد اور اتنی بڑی فوج تھی جس سے
بڑی یکجا نصف بھی کبھی دیگر ارض عرب میں کسی ایک مقصد کے ساتھ ایک
سمت میں متحرک میدان ہوتی نہ دیکھی گئی تھی اور نہ تاریخ میں اس کی کوئی
مثال موجود تھی۔
ابو سفیان سپہ سالار تھا جس طرف سے یہ فوج گذرتی تھی زمین دہل
اٹھتی تھی اور پورے عرب میں ایک شور پڑا ہوا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ
ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلمان تھے ہی کتنے زیادہ سے زیادہ ایک ہزار
جمعیت میدان میں لاسکتے تھے ایک ہزار اور چوبیس ہزار میں کوئی
نسبت ہی نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس مرتبہ عرب کا بچہ بچہ استیصال اسلام کی
کا یقین کئے بیٹھا تھا۔ ان پر بھی اس یلغار کی خبر سنکر ایک دہشت طاری
ہوگئی اور مدینہ منورہ میں ایک ہل چل سی پڑ گئی گو یہ واقعہ اپنی نوعیت
میں انتہائی نازک اور سب سے زیادہ خوفناک واقعہ تھا۔
لیکن بتایا جا چکا ہے کہ عزم و ثبات۔ صبر و استقلال اور ہمت و حوصلہ
میں حضور نبی کریم ارض عالم میں جواب ہی نہ رکھتے تھے اور گھبراہٹ
اور پریشانی کبھی طاری ہی نہ ہوتی تھی ہر حالت میں پُر اُمید رہتے
تھے اور خدا پر بھروسہ رکھتے تھے آپ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کے
غیر محفوظ گوشہ کی طرف خندق کھود نے کا حکم دیا۔ ایک اور مصیبت تھی
کہ باہر کی طرف سے تو یہ سیلاب امنڈ رہا تھا اور اندر ایک افتاد کا سامنا
تھا کہ یہودیوں کا واحد قبیلہ بنو قریظہ جو مدینہ منورہ میں باقی رہ گیا تھا
وہ مصروف پرخاش ہوگیا۔
ام المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ اور بنو نضیر کا سردار حی بن اخطب
جو درمیان میں خدا کو ضامن دیکر آئندہ کسی معاندانہ کارروائی میں
حصہ نہ لینے کا عہد کرکے نکلا تھا۔ عرب بھر میں مخالفت کی آگ لگا کر
خفیہ طور پر مدینہ منورہ آیا۔ بنو قریظہ کے یہاں مقیم ہوا اور بولا کہ ا-
پورا عرب کہ مدینہ پر چڑھا لایا ہوں۔ ایک لشکر ہے سیلاب کی طرح امنڈتا
چلا آرہا ہے اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ پہلے تو بنی قریظہ نے کہا کہ انہیں
محمد زبان دے چکے ہیں ان سے عہد شکنی مناسب نہیں۔ مگر جب اس نے
کہا کہ اب تو اسلام ہی خاتمہ ہوا جاتا ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نکل جانے
دیا تو عمر بھر پچھتاؤ گے تو یہ بھی اس کی سازش کا شکار ہوگئے چونکہ وقت
نازک تھا حضور نبی کریم کو جو ان کی حالت معلوم ہوئی تو خود ان کے پاس
گئے ان کو سمجھایا یاد دہانی کرائی مگر یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ ذرہ برابر
بھی پرواہ نہ کی اور صاف جواب دیا کہ جاؤ ہم نہیں جانتے معاہدہ کیا
اور یاد دہانی کس کی؛ جو آپکے دل میں آئے وہ آپ کریں اور جو ہمارے
دل میں آئیگا وہ ہم کریں گے۔
اتنے میں حملہ ہوگیا یہ وقت سخت مصیبت کا وقت تھا ہفتہ بھر تک
جنگ کا سلسلہ جاری تھا دشمن بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے تھے مگر خندق کو
عبور نہ کرسکتے تھے۔ دن دن بھر تیروں کا مینہ برستا رہتا تھا فاقوں پہ
فاقے ہونے لگے تھے ایک دفعہ تو نماز عصر بھی قضا ہوگئی غرض تو

تھے بیٹھے تھے کہ ہم ایک ہی ریلے میں مسلمانوں کو بہا کر لیجائیں گے۔ یہاں محاصرہ نے طول کھینچنا شروع کر دیا اس سے محاصرین کے اندر گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہوا۔ اور سے شدید آندھی آگئی اتنی شدید کہ چولہوں پر ہانڈیاں رکھنی مشکل ہوگئیں خیموں کا کھڑا رہنا دشوار تھا۔ چنانچہ محاصرین میں محاصرہ قائم رکھنے نہ رکھنے پر اختلاف پیدا ہوگیا۔

بائیس روز کے بعد محاصرہ چھوڑ کر چلدیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی تباہی اور مسلمانوں کی بربادی میں تو کوئی شبہ رہ نہیں گیا تھا۔ یہ تو خدائے قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی وحی الٰہی میں بھی اس احسان کا ذکر کیا گیا کہ ہم نے دشمنوں پر آندھیاں مسلط کر دیں اور ایک ایسا لشکر بھیجا جسے تم نہ دیکھ سکتے تھے غرض اس کامیابی سے مسلمانوں کی عظمت میں چار چاند لگ گئے سب مرعوب ہو گئے اور ترقی کے دروازے کھل گئے اور پھر یہ سیلاب بڑھکر تمام عرب پر محیط ہوگیا۔

غزوۂ بنو قریظہ

تاریخ میں یہ جنگ جنگ احزاب یا غزوۂ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم جنگ احزاب سے واپس ہوئے تو حکم دیا کہ مسلمان ابھی اپنی کمریں نہ کھولیں اور اسلحہ نہ اتاریں اور بنو قریظہ کی طرف بڑھیں چنانچہ آپ نے بڑھکر محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر انھیں اپنی برابر نہ سمجھتے تھے۔ آپ نے دونوں کا درجہ برابر کر دیا۔ تجدید معاہدہ کی ہر طرح امداد کی برابر احسان کرتے رہے مگر انہوں نے دھوکہ دیا اور ایک نہایت نازک موقعہ پر دغا کی۔ اس وقت جبکہ مدینہ کا محاصرہ تھا۔ ان لوگوں نے منافقین اور بنو نضیر اور حی بن اخطب سے سازش کی اور تنہا عورتوں پر قلعہ میں حملہ آور ہونا چاہا اس غداری پر دنیا کی کوئی قوم بھی کسی حالت میں نہ انھیں معاف کر سکتی تھی اور نہ ایسے غداروں کو مار آستین بناکر رکھ سکتی تھی۔

اس پر بھی اگر یہ منت وزاری سے نہ سہی صلح و آشتی سے پیش آتے اور رحمت عالم کے سایۂ عاطفت میں انھیں جگہ مل سکتی تھی۔ لیکن ان کا وقت تو قریب آچکا تھا موت ان کے سروں پر کھیل رہی تھی انھیں اب تک اپنی قوت، اپنی دولت اپنے مضبوط قلعوں اور منافقین کی امداد پر ناز تھا مسلمان جو ان کی طرف بڑھے ہیں تو یہ مقابلہ پر آمادہ ہو گئے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے حضور نبی کریم کو روبرو گالیاں دینی شروع کر دیں آخر ان کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک برابر جاری رہا۔

عرب میں حلیف ہونا گویا تعلق ہم نسبی کے برابر سمجھا جاتا تھا حضرت سعد ان کے حلیف تھے انہوں نے درخواست پیش کی کہ وہ جو فیصلہ دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا چنانچہ انہوں نے یہودی کی شریعت کے مطابق یہ فیصلہ کیا کہ:-

"تمام لڑنے والے قتل کئے جائیں - ان کے زن و فرزند قید ہوں اور ان کا تمام مال غنیمت قرار دیکر ضبط کر لیا جائے۔ انھیں عذر ہی کیا ہو سکتا تھا کہ جو کچھ فیصلہ ہوا تھا وہ انہی کی شریعت کے مطابق انہی کے حلیف نے کیا تھا۔ چنانچہ چھ سو افراد قتل کئے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی جس پر ایک مسلمان کے قتل کا الزام تھا حی بن اخطب ابھی تک یہاں موجود تھا اور وہ بھاگنے نہ پایا تھا چونکہ یہ سارے شر و فتن کا بانی تھا بہت دولتمند اور نہایت با اثر سردار تھا۔ جب اسے مقتل میں لیجایا گیا تو اس کی زبان پر جو عبرت انگیز جملے جاری ہوئے وہ اس قابل ہیں کہ مسلمان انھیں گوش ہوش سے سنیں اور غور و خوض سے پڑھیں رسول کریم کو مخاطب کر کے کہا:-

"ہاں خدا کی قسم مجھے اس کا بالکل افسوس نہیں کہ میں نے تیری عداوت کیوں کی اور تیری معاندت و مخالفت پر کیوں کمربستہ ہوا لیکن بات یہ ہے کہ جو شخص خدا کو چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے خیر اللہ کے حکم کی تعمیل میں مجھے سر دینے میں کوئی عذر نہیں نہ مضائقہ یہ حکم الٰہی تھا اور ایک سزا تھی جو خدا نے بنی اسرائیل کے لئے مقدر کی تھی۔"

غرض اس طرح مدینہ منورہ اس شر انگیز قوم سے پاک ہوگیا۔

غزوۂ خیبر

خیبر پر بھی ایک جنگ عظیم ہوئی جو مدینہ منورہ سے دو سو میل فاصلہ پر واقع تھا۔ زمین نہایت زرخیز تھی۔ یہودیوں کا مرکزی مقام تھا یہاں ایک قلعہ تھا جو اپنے استحکام و استواری میں عرب کے اندر لاثانی تھا۔ ... ...

... ... یہودیوں کا وجود ترقی اسلام کی راہ کا ایک زبردست پتھر تھا یہ لوگ بعد کو قریش سے بھی زیادہ خوفناک صورت اختیار کر چکے تھے یہ جنگ احزاب ہی کی ناکامی ہی پر بہت مشتعل تھے جس کی آگ انہی کی بھڑکائی ہوئی تھی اب تو انھیں بنو قریظہ کے قتل کی اطلاعیں پہنچیں تو برافروختہ ہوئے اور انہوں نے ایک دفعہ اور اسلام سے متصادم ہونے اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی پرشور تدابیر شروع کر دیں۔

عرب کے چند با اثر قبائل کو بھی ساتھ ملا لیا ان کے سردار نے تمام یہود کو جمع کر کے ایک پر جوش تقریر کی جس کے دوران میں اس نے یہ کہا کہ میرے پیشرووں نے استیصال اسلام کے لئے جو طریقے اختیار کئے وہ غلط تھے یہی وجہ تھی کہ انھیں کامیابی نہ ہوئی صحیح تدبیر یہ ہے کہ محمد کے دار الریاست پر براہ راست حملہ کیا جائے۔ جب آپ کو اس کی اطلاعیں پہنچیں تو حسب معمول پہلے تو یہود کو پیغام مصالحت دیا اور جب انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی تو آپ سولہ سو مسلمانوں کی جمعیت لیکر خیبر پر حملہ آور ہوئے چونکہ خیبر کا قلعہ

عرب کا ایک نہایت مشہور قلعہ تھا بہت کوشش کی مگر فتح ہونے میں نہ آیا آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی شہرۂ آفاق شجاعت سے اسے فتح کرلیا۔ اور اس فتح کے ساتھ ہی یہودیوں کی قوت ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئی جو قریش سے بھی اسلام کے لیے باعث خطرہ بن گئی تھی تمام مفتوحہ علاقوں میں یہ پہلا علاقہ تھا جو اسلام کے قبضہ میں مالکانہ حیثیت سے آیا۔ اور پہلی دفعہ غیر مسلم اسلامی رعایا بنے اس کی تمام اراضی مجاہدین میں تقسیم کردی گئی جس میں سے خمس حضور نبی کریم کے حصہ میں بھی آیا۔

حضور نبی کریم نے ان تشنہ خون دشمنوں کو بھی معاف کردیا نہ قتل عام ہوا اور نہ عام طور پر لوٹ مار ہوئی۔ آراضی دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگئی نصف بیت المال کے لئے وقف ہوئی اور نصف مجاہدین کے حصہ میں آئی اس جنگ میں ترانوے یہودی قتل ہوئے۔

صلح حدیبیہ فرزندان توحید کو گھر اور وطن سے جدا ہوئے چھ سال کا زمانہ گذر چکا تھا وہ اس کی زیارت کے لئے بے چین تھے۔ اسلام کی قوت عروج پر پہنچ گئی تھی حضور نبی کریم چودہ سو مسلمانوں کو لیکر عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ قریش نے روکا۔ آخر بڑی ردوکد کے بعد حدیبیہ کے مقام پر یہ معاہدہ ہوگیا کہ مسلمان اس سال تو واپس جائیں البتہ ایک سال کے بعد وہ آکر عمرہ کر سکتے ہیں اس صلح سے گویا بڑی حد تک تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ ایک قریش رہ گئے تھے ان سے بھی مصالحت ہوگئی۔

دونوں کے مابین تعلقات قائم ہوگئے اور آمد و رفت شروع ہوگئی۔ قریش کو مسلمانوں کے اعمال و اخلاق کے آزادانہ مشاہدہ کا موقعہ ملا جس سے ان میں بھی اسلام پھیلنے لگا اور اس مدت میں بکثرت عرب مشرف بہ اسلام ہوئے اسی فرصت میں آپنے سلاطین عالم کو بھی دعوت اسلام دی اور تمام امرا و روسائے قوم کو دعوت نامے ارسال کئے اور اسلام کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔

فتح مکہ جب تک فرزندان توحید اور قریش میں جنگ تھی۔ قبائلی جنگیں بھی بند ہوگئی تھیں اور سب کی توجہات صرف اسلام ہی کی طرف منعطف تھیں۔ اس صلح کے بعد ان کی دیرینہ مخاصمتیں ہی عود کر آئیں قریش نے بظاہر تو صلح کرلی تھی مگر اسلام کی عداوت ان کے دل سے نہ نکلی تھی۔ بنو بکر ان کے حلیف تھے انہوں نے خفیہ طور پر انھیں حضور نبی کریم کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کے خلاف جنگ پر ابھارا تاکہ وہ اچانک حملہ کرکے اس قبیلہ کو اتنا شدید نقصان پہنچا دیں کہ وہ کمزور ہوکر مسلمانوں کی حمایت میں نہ کھڑے ہوسکیں۔ قریش نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اور راتوں کو چھپ چھپ کر انھوں نے بنو خزاعہ پر تلواریں چلائیں۔

انہوں نے بارگاہ رسالت سے امداد چاہی وہاں سے قریش کے نام حکم بھیجا گیا کہ یا تو قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہوکر مقتولوں کا خون بہا ادا کریں یا معاہدہ کی شکست کا اعلان کردیں قریش نے جوش عناد میں دوسری صورت منظور کرلی مگر بعد میں پچتائے اب کیا ہوتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ حضور نبی کریم نے دس ہزار جمعیت سے مکہ معظمہ پر حملہ کرکے اسے فتح کرلیا قریش کو مقابلہ کی بھی جرأت نہ ہوئی شہر پر قبضہ ہوگیا مکہ والے تیرہ سال تک مسلمانوں پر پیہم ظلم کرتے رہنے کی وجہ سے نہایت خائف تھے کہ دیکھئے کہ اب ہمارے لئے کیا سزا تجویز ہوتی ہے مگر آپ نے سب کو معاف کردیا اس کے بعد حرم محترم کو بتوں سے صاف کرکے وہاں اذان دلوائی اور نماز پڑھی۔

مکہ والوں نے جو سلوک روا رکھا تھا اس کا اقتضا تو یہی تھا کہ مفتوحین میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ رہنے دیا جائے مگر نہیں آپ نے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرنے دیا۔

غزوہ حنین ثقیف اور بنو ہوازن عرب کے دو نہایت نامور اور دولتمند اور بہت بڑے قبائل تھے ریاست و امارت میں یہ قریش سے ہمسری کا دعویٰ رکھتے تھے اور اسلام کی روز افزوں قوت ان کے صبر و شکیب کے دامن کی دھجیاں اڑا کر رکھے دیتی اور یہ اس خیال سے بہت ہی پریشان تھے کہ ان کے امتیازات اور شرف کا خاتمہ ہمیشہ کیلئے ہوا جاتا ہے۔ پہلے تو یہ دور سے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے رہے مگر فتح مکہ کے بعد صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انہوں نے اپنی مہارت جنگ اور کثرت دولت و کثرت افراد کے زعم میں جنگ کی زبردست تیاریاں شروع کردیں، آپ بھی دو ہزار لشکر لیکر ان کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوئے یہ ایک اتنی بڑی تعداد تھی کہ مسلمانوں کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ آج کون ہے جو ہمارا مقابلہ کرسکے خدا کو یہ ناز و غرور ناگوار گذرا اور پہلے ہی حملہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور آپ میدان میں تنہا رہ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں انھیں اس تعلّی کا بدلہ دینا تھا وہاں دین کی لاج بھی رکھنی تھی جو جاں نثار حضور نبی کریم کے گرد پیش رہ گئے تھے حضور کے اشارہ سے انہیں آوازیں دی گئیں۔

ان آوازوں پر جو مسلمان جہاں تھا وہیں سے لوٹ پڑا شدت کی جنگ ہوئی اور فضل الٰہی سے مسلمان کامیاب ہوئے چھ ہزار قیدی گرفتار ہوگئے اور مال غنیمت تو اس کثرت سے ہاتھ آیا کہ اس کا کچھ شمار ہی نہ تھا انہی گرفتار شدوں میں آپ کی رضاعی بہن اور بھائی بھی تھے اور آپ نے اسی قبیلہ میں پرورش پائی تھی چنانچہ ایک سفارت قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے حاضر ہوئی دریائے کرم جوش میں آگیا اور آپ نے چھ ہزار کے چھ ہزار قیدی وہیں کھڑے کھڑے چھوڑ دیئے اس طرح کہ سب کو لباس وغیرہ بھی تقسیم کئے۔

حجۃ الوداع

حضور نبی کریم کا آخری حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اور اس اعتبار سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اسی پر تکمیل شریعت ہوگئی اور آپ کے جو کچھ فرمانا تھا وہ آپ نے کمروبیش ڈیڑھ لاکھ انسانوں کے ایک انبوہ عظیم کے سامنے فرما دیا عرب کی تاریخ میں کبھی بیک وقت اتنا اجتماع نہ ہوا ذیقعدہ ہی میں آپ نے اس حج کا اعلان کرا دیا تھا جس کی وجہ سے پورے عرب میں ایک جوش اور ہماہمی پیدا ہوگئی تھی مدینہ منورہ کے اندر ایک قلیل و قفہ مدت ہی میں ۹۰ ہزار فرزندان توحید کا ایک اجتماع ہوگیا تھا جس وقت قدسیوں کی یہ جماعت حضور نبی کریم کے جلو میں بجانب مکہ روانہ ہوئی ہے تو دشت و بیابان میں ایک رونق پیدا ہوگئی اور ہر طرف ایک نور برسنے لگا ہر ہر منزل پر زائرین جوق جوق آکر ملتے اور مجمع میں اضافہ کرتے چلے جاتے جب آپ نے ارض پاک حرم میں قدم رکھا ہے تو بنو ہاشم کے لڑکوں کا وفور مسرت میں عجیب عالم تھا بیتابانہ گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور آپ کے ناقہ کو گھیر لیا کعبہ مقدس پر نظر پڑی تو فرمایا کہ بار الہا تو اس گھر کو اور بھی زیادہ شرف عطا فرما۔

طواف اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد آپ میدان عرفات میں تشریف لے گئے اور آپ نے ناقہ پر سوار ہوکر وہ پرجوش بصیرت افروز اور معرکہ آرا تقریر ارشاد فرمائی جو تاریخ مذاہب میں تاقیام قیامت ایک بہترین اور جانفزا یادگار کے طور پر یاد رہے گی سارا عرب مسلمان ہوچکا تھا تمام فرزندان توحید کا پورے کا پورا سیلاب مکہ معظمہ میں امنڈ پڑا تھا زمین و آسمان میں ایک نور پھیلا ہوا تھا فضائے بسیط اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی تھی مہر عالمتاب اس نظارہ روح پرور کو دیکھنے کے لئے غرفہ فلک سے جھانک رہا تھا اور حیرت میں تھا کہ ایکدن کو وہ دن تھا کہ صرف چندہی افراد اس شہر میں آپ کے ساتھ تھے اور آپ پوری بیکسانہ اور مظلومانہ حالت میں یہاں سے جان لیکر یہاں سے عازم مدینہ ہوئے تھے اور ایک یہ دن ہے کہ پورا عرب آپ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہے ایک لاکھ چوالیس ہزار فرزندان توحید عقیدتمندانہ آپ کے جلو میں کھڑے ہوئے ہیں سب کا ایک ہی لباس ہے اور ایک ہی جذبہ۔ آپ نے آخری دفعہ مسلمانوں اور سارے عرب کے سامنے نکات اسلام بیان کردیئے اور تمام ضروری احکام و نواہی کی تصریح کردی۔

کارنامہ ہائے زندگی

آخر ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں یہ آفتاب رسالت اپنی ضیا پاشیوں کے بعد غروب ہوگیا۔

آپ کی حیات مقدسہ کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے ایک قلیل وقفہ مدت ہی کے اندر عرب کے صحرانشینوں کو بہیمت و سباعی کے فرش سے اٹھا کر انسانیت و ملکیت کے عرش پر فائز کر دیا۔ جس پوری کی پوری قوم میں صرف سترہ اشخاص ایسے تھے جو معمولی نوشت و خواند کا ملکہ رکھتے تھے اس قوم کی قوم کو علما و فضلا کی جماعت بنا دیا جو قوم معائب و مثالب اخلاقی میں لتھڑی ہوئی تھی وہ آپ کی سعی سے قدسیوں کی جماعت بن گئی جو شرک و کفر کی آلودگیوں میں تھڑے ہوئے تھے۔ انھیں پختہ کار موحد بنا دیا جہاں صدیوں سے کسی آئین و قانون کی حکومت نہ تھی جو باضابطہ حکومت کے نام سے بھی آشنا نہ تھے عرب میں ان کی ایسی منظم اور باضابطہ حکومت قائم ہوئی جس نے نشو و نما حاصل کرکے روم و ایران کے دفتر الٹ دیئے۔ جن کے اندر قبائلی جنگ اور قصاص و انتقام کا ایک طوفان برپا رہتا تھا۔ انھیں نہایت پرامن بنا دیا۔ مساوات کا یہ عالم ہوا کہ امارت و عسرت تو ایک طرف شاہ و گدا اور آقا و غلام کی تمیز ہی معدوم ہوگئی جہاں ہزارہا سال سے کسی درسگاہ کا تصور ہی قائم نہ ہوا تھا۔ وہاں جابجا درسگاہیں قائم ہوگئیں اور خاص مدینہ منورہ کے اندر ایک قسم یونیورسٹی صفہ کے نام سے قائم ہوئی۔ جہاں عورتوں کو سوسائٹی میں کوئی حیثیت حاصل نہ تھی وہاں ان کے حقوق بالکل مردوں کے برابر ہوگئے اور وہ وراثت میں بھی شریک قرار پاگئیں غلاموں کو غلام کہنا بھی جرم ہوگیا اور وہ گھر کے ایک رکن کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے اور جنھیں ہر قوم حقیر سمجھتی تھی وہ سلاطین عالم کے نزدیک بھی موقر ہوگئے یا تو یہ حالت تھی کہ مکہ میں بھی اسلام کی آواز کوئی سننے والا نہ تھا۔ یا یہ عالم ہوا کہ آپ کی زندگی ہی میں تمام عرب پر اسلامی پھریرا لہرانے لگا اور ابھی ایک صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ عرب تمام دنیا پر چھا گئے اور ان کی اتنی عظیم الشان حکومت ارض عالم پر قائم ہوئی جس کو دوست و دشمن دیکھ کر متحیر رہ گئے۔ غرض ہر حیثیت سے آپ کی کامیابی فقید المثال کامیابی تھی۔

اشاعت اسلام

حضور نبی کریم پیغمبر تھے اور پیغمبرانہ زندگی کا فریضہ اولین دعوت و ارشاد تھا آپ نے اس فرض کو جن نازک و خطرناک حالات میں جس مستعدی و سرگرمی اور جس عدیم النظیر استقلال و ہمت کے ساتھ انجام دیا اس کی کوئی نظیر کسی پیغمبر کی زندگی میں بھی نہیں مل سکتی جب آپ رشتہ تبلیغ ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے ہیں اس وقت ہر طرف ظلمت و تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور بیکسی کوئی

ایک کرن بھی نظر نہ آتی تھی مگر آپ نے ہمت نہ ہاری اور ہر تکلیف اور ہر دشواری اور ہر خطرے سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف رہے۔ صد ہزار رکاوٹیں پیدا ہوئیں مشکلات و حوادث کے پہاڑ راستے میں آئے پوری ہیبت ناکیوں کے ساتھ آکھڑے ہوئے لیکن آپ نے سر تیز راہ نکی۔ تیرہ سال کی تبلیغ میں کم و بیش پانچ سو مسلمان پیدا ہو گئے تھے۔ آئندہ سات سال میں۔ تعداد زیادہ سے زیادہ چوگنی ہو سکی لیکن فتح مکہ کے بعد قریش کے مغلوب ہوتے ہی یہ عالم ہو گیا کہ لوگ جوق جوق مدینہ میں آنے اور اسلام قبول کرنے لگے اور جنہوں نے اس طرح اسلام قبول نہ کیا ان میں آپ نے باضابطہ مبلغ اور دعاۃ اسلام مقرر کیے جن کی مساعی موافقانہ سے تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے غیر مسلم سلاطین و رؤسا کو بھی دعوت اسلام دی اس میں بھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی شاہ حبش نے تو اسلام قبول کر لیا اور متعدد رؤسا بھی اسلام لے آئے۔ فرمانروایان روم و مصر نے اسلام تو قبول نہ کیا تاہم اظہار عقیدت کے طور پر تحائف بھیجے۔

ملکی نظم و نسق جب ملک کے اندر کسی منظم سلطنت کے تصور سے ہی آشنا ہو چکے تھے مگر چونکہ یہ سب سے بڑی اللہ کی نعمت ہے اللہ نے مسلمانوں سے پہلے ہی وعدہ فرما لیا تھا کہ اگر تم ایمان اور شریفانہ اعمال پر قائم رہے اور پختہ کار مسلمان بن گئے تو ہم تمہیں دنیا میں اپنی خلافت عطا کریں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی فرمانروائی اسی کی ہے اور یہاں جو فرمانروا ہیں وہ گویا اس کے نائب و خلیفہ ہیں لیکن آج جو فرمانروا ہیں وہ حقیقی فرمانروا نہیں نائب خلیفہ کا کام یہ نہیں کہ جس کا نائب و خلیفہ ہے اس کے قانون میں رد و بدل کرے اس کا فرض تو بس اور صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کے قانون کو نافذ کرے اور اس کی مطابقت ہی میں اس کی حکومت ہو حضور نبی کریم اور خلفائے راشدین کی فرمانروائی ایسی ہی فرمانروائی تھی اس کے بعد دنیا میں جتنی اسلامی فرمانروائیاں ہوئیں ان میں گو پوری طرح اس معیار کے مطابق نہ تھیں تاہم ان کی سلطنتوں کا قانون وہی ربانی قانون رہا جسے قرآن کریم میں منضبط کر دیا گیا ہے۔ جب اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا اور عرب میں سب سے پہلے اسلامی فرمانروائی قائم ہوئی تو اس کے نظم و نسق کے لئے سیاسی انتظامات بھی ضروری تھے اس لئے حضور نبی کریم نے اپنی بے حد قلیل ترین فرصت میں اس کی طرف بھی توجہ مبذول کی۔ فتح مکہ چونکہ اسلام کی شہنشاہی کا پہلا دن تھا اس لئے آپ نے اس کے فوراً بعد ہی تحصیلین زکوٰۃ اور مختلف مقبوضہ علاقوں کو صوبوں اور اضلاع میں تقسیم کر کے گورنروں اور کلکٹروں کا تقرر شروع کر دیا۔ عدن۔ جند۔ حضر موت۔ زبید۔ نجران۔ تیما۔ الحسا، عمان۔ بحرین اور نجد اور حدود شام کو جداگانہ صوبے قرار دے کر گورنروں اور والیوں کا تقرر کیا۔ حکام کے تقرر کے وقت آپ ان کے اوصاف علمی و سیاسی کا پورا تجربہ اور پوری جانچ کر لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ضرور دیکھ لیتے تھے کہ ان کی اخلاقی حالت کیا ہے اور وہ خوش اخلاق ہیں ان حکام کے فرائض انتظام ملک نزاعات مقدمات کا فیصلہ مسلمانوں کو مسائل و فرائض کی تعلیم اور اشاعت اسلام تھے گویا انہیں بیک وقت مختلف اور اہم خدمات انجام دینی پڑتی تھیں پھر جس وقت حکومت پر بھیجا جاتا تھا تو خود یہ ہدایات دیا کرتے تھے۔

"لوگوں کو بشارت دینا وحشت زدہ نہ کرنا۔ اختلاف پیدا نہ ہونے دینا دشواری پیدا نہ کرنا سختی نہ کرنا۔ اتفاق قائم رکھنا ہر شخص سے خوش اخلاقی سے پیش آنا"

یہی نہیں ان کی خدمات و کام کی نگرانی بھی کرتے رہتے تھے تبادلے بھی کیے جاتے تھے۔ پولیس کے لئے کوئی باضابطہ صیغہ تو قائم نہ ہوا تھا مگر اس کا ایک خاکہ ضرور پیش کر دیا گیا تھا حضرت قیس بن سعد مدینہ منورہ میں کوتوالی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ محکمہ عدالت تو عہد نبوی ہی میں پوری وسعت و انضباط حاصل کر چکا تھا ملک کے گوشے گوشے میں جج یا قاضی مامور تھے۔ چیف جسٹس گویا آپ ہی تھے۔ ابتدائی خاکہ تھا اسلئے ہر کام میں سادگی تھی۔ اہل معاملہ آستانہ نبوی پر حاضر ہو کر استغاثہ کرتے تھے اور آپ شہادتیں سن کر حکم سنا دیتے تھے۔

تعلیم احتساب اور محاصل فوج تعلیم عام فرض اور مستقل ہی تمام ملک میں معلمین کا تقرر فرما دیا تھا صیغہ احتساب بہت اہم صیغہ تھا اور ہر اسلامی سلطنت میں یہ فعالی حیثیت سے قائم رہا قوم کے نہ صرف اخلاق و عادات بلکہ بیع و شری اور معاملات و دادوستد تک کی آپ خود نگرانی فرماتے تھے۔ یہ حالت تھی کہ ہر شخص کے جزئیات اخلاق اور تجارتی و معاشرتی معاملات تک کی نگرانی فرماتے رہتے تھے پھر نگرانی کرتے تھے اور سخت نگرانی کرتے تھے غلہ کا سٹہ کرنے والوں کو آپ نے سخت سزائیں دیں۔ بازار میں تشریف لیجاتے اور نگرانی فرماتے۔ ایک طرف غلہ کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالدیا اندر نم نکلا۔ استفسار پر جواب دیا کہ بارش سے بھیگ گیا تھا فرمایا پھر اسے اس طرح کیوں نہ رکھا کہ ہر شخص دیکھ لے جو دھوکا کرتا ہے وہ ہم سے نہیں جھگڑے طے کرنے کے لئے آپ خود بہ نفس نفیس تشریف لیجایا کرتے تھے کوئی بیوی سے بسختی پیش آتا۔ والدین کا کہنا نہ مانتا۔ غلام پر تشدد کرتا غیر شرعی حرکت کرتا نظر آتا تو آپ فوراً ٹوکتے اور تنبیہ کرتے معمولی چھوٹی کی سزا قید و دام کی صورت میں ملا کرتی تھی گناہ کرنے کی ہمت ہی نہ پڑتی تھی۔

مالیات و محاصل کے سلسلہ میں آپ نے افتادہ زمینوں کو آباد کیا۔ خیبر و بیت

کرائے. جاگیریں تقسیم کیں. جلاوطن قبیلوں کی اراضی اور نخلستان بھی بانٹ دیئے. مداخل کے ذرائع صرف پانچ تھے. زکوٰۃ، جزیہ، خراج اور مالِ غنیمت. مالِ تجارت پر کوئی زکوٰۃ نہ تھی. بیس مثقال سونے اور دو سو درہم چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہ تھی. اونٹ اگر پانچ سے کم ہوتے تھے تو کوئی زکوٰۃ نہ لی جاتی تھی بارانی زمینوں کی پیداوار میں دسواں حصہ وصول کیا اور لہری و چاہی زمینوں کے محاصل پر بیسواں حصہ لیا جاتا تھا زکوٰۃ کے مصارف آٹھ تھے. فقرا و مساکین محصلین اور کلکٹروں کی تنخواہیں، مسافروں کی امداد، مقروضوں کے قرض کی ادائیگی غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا وغیرہ. زکوٰۃ جس علاقہ کے امرار سے لی جاتی وہیں کے غربا، و مستحقین پر تقسیم کر دی جاتی تھی. جزیہ میں ایلا، سے تین سو، اذرح سے سو دینار وصول ہوتے تھے. بحرین سے جزیہ بہت بڑی مقدار میں وصول ہوا کرتا تھا.

خراج وہ محاصل تھے جو غیر مسلموں سے معاہدہ کے مطابق وصول کئے جاتے تھے. چنانچہ خیبر، تیمار، وادالقریٰ اور فدک وغیرہ سے خراج ہی وصول ہوتا تھا اس میں بھی اتنی احتیاط اور کی جاتی تھی کہ محض رفع اشتباہ کے لئے تخمینہ میں سے ایک ثلث پہلے ہی نکال دیا جاتا تھا جزیہ و خراج کی رقوم بالعموم فوجی و عسکری مصارف پر خرچ کی جاتی تھیں عہد نبوی میں اسلام کی کوئی فوج جداگانہ نہ تھی تمام صحابہ کرام سپاہ کی حیثیت رکھتے تھے. سب کے نام ایک رجسٹر میں درج تھے حسب مراتب انھیں تنخواہیں تقسیم کر دی جاتی تھیں. عیالدار کو مجرد سے دگنی تنخواہ ملتی تھی. اسلحہ خود عطا کرتے تھے. صیغہ کتابت و فرامین بھی ایک جداگانہ محکمہ تھا. اور منظم صورت اختیار کر چکا تھا. اسی محکمہ میں مسودات لکھے اور صاف کئے جاتے تھے. یہیں مجاہدین کا رجسٹر رہتا تھا. گورنروں و والیوں کے نام فرامین بھی یہیں لکھے جاتے تھے آیات قرآنی کی تسوید بھی یہیں ہوتی تھی سلاطین عالم کو دعوت نامہ ہائے اسلام بھی یہیں سے لکھے گئے تھے. کام زیادہ اور وسیع تھا اس لئے سامان نوشت و خواند بہت موجود رہتا تھا اور زود رقم اور خوشخط لکھنے والے جو پورے ذہین اور فہیم بھی ہوں اسی خدمت پر مامور کئے جاتے تھے.

حضرت زید اور ان کے بعد امیر معاویہ توقیعات و فرامین وغیرہ کی تسوید و تحریر کے کام پر مامور ہوئے تھے.

کثرت مشاغل اور جفاکشی

ہم کہتے ہیں اور ہبانگ دہل کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم سے زیادہ کوئی کثیر الاشغال مصروف اور جفاکش ہستی صفحۂ ارض پر نہ کوئی پیدا ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہوگی اول تو عرب جیسے بے آب و گیاہ ملک کو گلزار بنانا اور ہر قسم کی اصلاح سے انسانیت کے اعلیٰ ترین مدارج تک پہنچانا کتنا بڑا کام تھا. اب غور کیجئے کہ ایک ہی ذات گرامی ہے جو سپہ سالار فوج ہے جو عسکری انتظام بھی کرتی ہے اور اعمال کی نگرانی بھی وہی وزیر مال ہے جو مالیات و محاصل کے تمام تر اہتمامات کی ضامن ہے وہی محتسب ہے جو ہر خامی اور ہر لغزش پر نظر رکھتی ہے.

وہی انسپکٹر جنرل ہے جو تجارتی کوٹھیوں، دکانوں، نخلستانوں، بازاروں، دفتروں، باغوں، سڑکوں اور محلوں میں گشت کرتی اور دیکھتی پھرتی ہے کہ کہیں کوئی بد اخلاقی اور بددیانتی وقوع میں نہ آنے پائے. اور لوگ طاعات و عبادات میں تساہل سے کام نہ لینے پائیں اور نہ چھوٹے بڑوں کی نافرمانی کرنے پائیں غرض کہاں تک تصریح کی جائے مختصر یہ ہے کہ مقنن، مفسر، محدث، واعظ، خطیب، مفتی، قاضی، مصلح، مبلغ، پیر و مرشد، عابد، عارف، امام سب کچھ آپ ہی تھے. یک سر ہزار سودا اور ایک انار صد بیمار والا معاملہ تھا.

تمام ذمہ داریاں آپ ہی کے دوش مبارک پر تھیں اس پر مستزاد یہ تھا کہ آپ ہی خود سفرار سے گفتگو کرتے تھے آپ ہی مہمانداری کرتے تھے آپ ہی فرامین لکھاتے تھے. مذہبی نکات سمجھاتے تھے. عمال کو ہدایات دیتے تھے پھر صد گونہ معاشرتی مصروفیات بھی تھیں گھر میں ایک مجمع تو تو بیویاں تھیں رشتہ دار تھے دوست تھے اندر منافقین موجود تھے اور باہر ہمسایہ سلطنتیں اظہار عناد پر ہمہ تن آمادہ بیٹھی تھیں جامعہ صفہ کے طلبار کو بھی تعلیم دینی ہوتی تھی. غربا، و مساکین کی خورد و نوش کی فکر بھی تھی رات رات بھر نمازوں میں بھی کھڑے کھڑے گذر جاتی تھی روزہ پر روزہ بھی رکھتے تھے اس پر یہ کہ غذا بھی کافی نہ ملتی تھی. رہی سہی پر گذر تھی ظاہر ہے کہ اتنی محنت و جفاکشی اور اس درجہ انکار و تردد ات میں صحت درست نہ رہ سکتی تھی چنانچہ چور چور ہو گئی. آج جو لوگ محنت و جفاکشی سے گھبراتے ہیں یا کثرت مصروفیات کی بنا پر عبادات سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں انھیں اپنے پیشوائے اعظم کی زندگی پر نظر ڈالنی چاہیے.

دربار رسالت کا طمطراق

چشم فلک نے بڑے بڑے آراستہ اور پرشکوہ دربار دیکھے اور ان کی صولت و عظمت اور تزئین و آرائش کی نمائش کا مشاہدہ بہ نظر تحیر کیا. لیکن جو بات اور جو ندرت دربار رسالت کی سادگی میں نمایاں تھی اس کی کوئی نظیر ارض عالم پر نہ کبھی نظر آئی اور نہ آئیگی. صف در لقب و حاجب اور خیل و حشم کا کوئی التزام نہ تھا.

لیکن اس کے باوجود ہیبت و جلال تھا کہ نگاہیں اونچی نہ ہوتی تھیں اور سب اس طرح خاموش اور ساکت و صامت بیٹھے رہتے تھے کہ گویا سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں. اجازت گفتگو میں خاص ترتیب ملحوظ رہتی تھی اجازت ملتی تھی تو فضل یا استحقاق کی بنا پر ملتی

سب سے پہلے انہی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے جن کی طرف پہلے کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ جب زبان کھولتے تو پوری مجلس پر ایک سناٹا چھا جاتا۔ اور جب تک ایک چپ نہ ہو جاتا دوسرا بات شروع نہ کرتا۔ حکم تھا کہ دربار میں کوئی کسی کی تعظیم کے لئے نہ کھڑا ہوا کرے۔ البتہ جوش محبت میں خود ہی کھڑے ہو جاتے تھے خود ہی اپنے لئے کسی ممتاز جگہ بیٹھنا پسند نہ کرتے تھے یہ صحبتیں عموماً مسجد نبوی ہی میں منعقد ہوا کرتی تھیں کوئی آتا تھا تو یک لخت آپ کو شناخت بھی نہ کر سکتا تھا۔ کوئی روک ٹوک نہ تھی ہر قسم کی بحثیں ہوتی تھیں سیاسیات اقتصادیات معاشیات اخلاقیات اور عبادات ہر مسئلہ زیر بحث آتا تھا پھر بھی نہ تھا کہ مجلس محض متانت ہی کا مرقع ہوتی تھیں گفتگو میں ظرافت و شگفتہ مزاجی کا رنگ بھی برابر جھلکتا رہتا تھا۔ عورتوں کے لئے بھی ایک خاص دن مقرر تھا۔

عبادات وطاعات

عطائے نبوت کے بعد حضرت جبرائیل امین نے آپ کو نماز کا طریقہ سکھایا تھا اسی کے مطابق غیر طور پر نماز پڑھتے رہے پھر حرم میں عبادت شروع کر دی جب نظام شریعت مکمل ہو گیا تو آپ روز و شب میں فرائض کے علاوہ سنن و نوافل کی اکتالیس رکعت پڑھا کرتے تھے رمضان میں جوش عبادت عروج پر ہوتا تھا۔ آخری دنوں میں معتکف ہی رہتے تھے کبھی کبھی پچھلی رات کو اٹھکر عبادت کرتے اور تن تنہا اٹھکر قبرستان چلے جاتے آپ کی نماز بڑے استغراق و محویت کی نماز ہوتی تھی۔ ہر لمحہ اور ہر آن یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے آخر وقت میں تسبیح و تہلیل کا شغل بہت بڑھ گیا تھا تہجد کی نماز آپ پر فرض تھی۔ تیروں کی بارش میں بھی آپ محویت و سکون کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے خشیت الٰہی نے بہت رقیق القلب بنا دیا تھا بات بات پر اللہ کو یاد کرتے تھے نماز میں روتے تھے اور بعض اوقات تو اس قدر روتے تھے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ہوا بھی تیز چلتی تھی تو سب کام چھوڑ کر قبلہ رخ ہو جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ الٰہی تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔

مکتوب حضرت ... صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس شاہ مصر

نقل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ من محمد عبد اللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدیٰ ۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۔

اللہ
رسول
محمد

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اُس کے رسول محمد کی طرف سے قوم قبط کے سردار مقوقس کی طرف ۔

ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام ہو ۔ اما بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں ۔ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا ۔ تو محفوظ ہو جائیگا اور خدا تجھے دگنا اجر دیگا ۔ اور اگر تو نے اعراض کیا تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئیگا ۔ اے اہل کتاب آؤ ہم ایک ایسی بات پر اتفاق کر لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ ہم میں کوئی کسی دوسرے کو اپنا کارساز نہ بنائے ۔ اگر وہ لوگ اعراض کریں تو کہدو کہ اس بات پر گواہ رہنا کہ ہم تو اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں

مہر
رسول
محمد

اخلاق و عادات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ کسی کو برا بھلا نہ کہتے تھے برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے تھے بلکہ درگذر سے کام لیتے اور معاف کر دیتے تھے۔ کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔ غلام اور جانور تک کو کبھی نہ مارا کسی کی جائز درخواست رد نہیں کی۔ اندر تشریف لاتے تو ہنستے اور مسکراتے رہتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آپ خندہ جبین اور نرم خو تھے سنگدل تنگ گیر اور عیب جو نہ تھے۔ کسی کو مایوس نہ کرتے تھے۔ فضول باتیں نہ کرتے تھے جن باتوں پر دوسرے ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے۔ نہایت فیاض راست گو اور خوش صحبت تھے۔ اپنی تعریف پسند نہ کرتے تھے۔ کوئی دفعتاً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا تھا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا محبت کرنے لگتا۔" اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود خدائے قدوس آپ کی تعریف کرتا ہے۔ نہایت خوش اخلاق اور خندہ پیشانی تھے کسی کی دلشکنی گوارا نہ کرتے تھے۔ کسی کی کوئی بات پسند نہ ہوتی تو اس کا ذکر اس کے سامنے نہ کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔" اپنے صحابیوں سے بہت محبت کرتے۔

جود و سخا بذل و سخا میں بھی جواب نہ رکھتے تھے فرمایا کرتے تھے انا قاسم وخازن واللہ معطی میں تو صرف بانٹنے والا اور خازن ہوں دینے اور عطا کرنے والا صرف خدا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کے سوال پر بکریوں کا ریوڑ کا ریوڑ اُسے دیدیا جو کچھ پاس آتا سب شام تک تقسیم کر دیتے ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا، تقسیم کرنے بیٹھ گئے جو سامنے آتا تھا دیتے چلے جاتے تھے حضرت عباس کو اتنا ملا کہ بوجھ سے چل نہ سکتے تھے جب کچھ نہ رہا تو کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہو گئے حنین کی فتح پر جو مال تھا بہیوں کپڑے کپڑے تقسیم کر دیا۔

گداگری سے تنفر گو ما نگنے پر دینے میں مستحق و غیر مستحق کی تمیز شاذ ہی کرتے تھے تاہم ضرورت شدید کے بغیر سوال کرنا آپ کو ناگوار گذرتا تھا ایک دفعہ قبیصہؓ نے خود کو مقروض بتا کر کچھ مانگا فرمایا تین آدمیوں کو مانگنا روا ہے زیر بار قرض ہو یا تمام سرمایہ تباہ ہو گیا ہو اور کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہو یا فقر و فاقہ میں مبتلا ہو اور محلہ کے تین آدمی اس کے شاہد ہوں اس کے علاوہ جو مانگ کر کھاتا ہے حرام کھاتا ہے چند انصاری خدمت مبارک میں حاضر ہوئے حاجت پیش کی آپ نے کچھ عطا کر دیا جب کچھ نہ رہا ارشاد فرمایا میرے پاس جب تک کچھ ہوگا میں تم سے بچا کر نہ رکھوں گا۔

لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے کہ وہ اُسے سوال کی ذلت سے بچائے تو وہ بچا لیتا ہے اور جو اس سے غنا و صبر طلب کرتا ہے وہ اُسے غنی و صابر بنا دیتا ہے اگر کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے اور اُسے فروخت کر کے اپنی آبرو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے

سادگی ہر قسم کے جائز حظوظ دنیوی سے تمتع جائز رکھتے تھے اور کبھی خود بھی ان سے متمتع ہوتے تاہم تکلف و عیش پرستی پسند نہ تھی تحائف میں کمخواب اور اطلس کے کپڑے آتے مگر ناگواری ذرا پہنکر تکدر کے ساتھ انھیں اتار دیتے اور دوسروں کو دیدیتے خاص خاص صحابہ کو بھی قیمتی کپڑا نہ پہننے دیتے حضرت عائشہ کے ہاتھ میں طلائی کنگن دیکھے فرمایا اگر انھیں اتار کر ورس کے کنگن زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں تو بہتر ہوتا۔ بستر بالعموم کمبل کا ہوتا کبھی چمڑے کا بستر بھی بچھا لیتے اس وقت بھی جبکہ یمن سے لیکر شام تک کے ممالک زیر لوائے اسلام تھے فرمانروائے اسلام کے گھر میں صرف ایک کھری چار پائی اور چمڑے کا ایک سوکھا ہوا مشکیزہ تھا۔ ہر کام خود کر لیتے تھے

عدل و مساوات دربار رسالت میں آقا و غلام امیر و غریب سب یکساں تھے بلالؓ و صہیبؓ و سلمانؓ کا رتبہ رؤسائے قریش سے ہرگز کمتر نہ تھا کوئی ایسی حرکت پسند نہ تھی جس سے امتیاز کی بو آتی ہو نہایت شرمیلے تھے حمام میں نہانے تک پر پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ عزم و استقلال کے تو مظہر اتم تھے دنیا میں کوئی اتنی اولوالعزم ہستی پیدا ہی نہیں ہوئی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ میدان سے قدم پیچھے ہٹانا جانتے ہی نہ تھے۔ نہایت رقیق القلب تھے تحمل و عفو کا یہ عالم تھا کہ شدید سے شدید دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے عدل و انصاف کے معاملے میں بالکل رو رعایت نہ کرتے تھے۔ انتہائی بیکس نواز اور غمخوار کے بخشنہ تھے مارکس ڈوڈ نے لکھا ہے کہ محمد امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے گرد و پیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ڈاکٹر لیبو ویل نے لکھا ہے کہ آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محدود تھی اصلاح قوم کی فکر میں ہر وقت منہمک

معاشرو منزلی زندگی ذریعہ معاش تجارت تھا۔ مدنی زندگی مال غنیمت کے حصہ، لی تحائف و ہدایا اور خیبر و فدک کے ارضی حصہ کی پیداوار پر گذری۔ بہت کچھ آتا تھا لیکن پیسہ ہاتھ میں نہ رکھتا تھا اس لئے گذر عسرت کے ساتھ ہوتی تھی۔ بیوی بچوں سے محبت تھی گھر میں ہنستے بولتے رہتے تھے۔ اولاد و اقرباء سے بھی بہت محبت کرتے تھے غرض حضور کی زندگی ہر پہلو اور ہر اعتبار سے نہایت شاندار اور دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ عمل زندگی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ

خاندانی حالات

حضرت صدیق اکبر قبیلہ قریش کے ایک معزز خاندان بنی تیم کے چشم و چراغ تھے۔ نام عبداللہ تھا مگر اپنی کنیت ابوبکر سے مشہور ہوئے سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ پر پہنچکر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مل جاتا ہے والدہ کا نام سلمہ تھا۔ آپ کے والد گرامی ابو قحافہ عثمان ابن عامر اعلان اسلام کے وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور مکہ میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ فتح مکہ تک آبائی مذہب پر برابر قائم رہے۔ حضرت صدیق اکبر کی ہجرت پر حضرت علیؓ کو سامنے سے گذرتا دیکھا تو نہایت برہمی کے ساتھ فرمایا کہ ان بچوں نے ہمارے لڑکے کو بھی خراب کر دیا۔

فتح مکہ کے بعد حضرت صدیق اکبر کی معیت میں مسجد نبوی کے اندر حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ستانوے برس کی عمر میں حضرت صدیق اکبر کے وصال کے بعد انتقال کیا لیکن آپ کی والدہ گرامی حضرت ام الخیر سلمیٰ بنت صخرؓ ابتدا ہی میں شرفِ اسلام سے مشرف ہو چکی تھیں جس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے نہایت اصرار کے ساتھ حضور نبی کریم سے اجازت لیکر حقانیت اسلام پر مجمع عام میں تقریر کی ہے اور مشرکین نے اس نامانوس صدا سے برہم و مشتعل ہو کر آپ کو اتنا اور اس قدر مارا ہے کہ آپ کے قبیلہ والوں کو بھی اپنے کفر و شرک کے باوجود ترس آگیا ہے چھڑا کر گھر لے گئے ہیں۔ تو آپکی اس تکلیف نکراوت سے حضرت ام الخیر بھی متاثر ہو گئیں اور اسی عالم اذیت میں آپکی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام لے آئیں۔ انہوں نے بھی اتنی طویل عمر پائی کہ خلافت صدیقی تک زندہ رہیں مگر شوہر کی حیات ہی میں انتقال فرما گئیں

اسلام اور دعوت تبلیغ

زمانہ جاہلیت میں بھی ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے متمول تاجر تھے خونبہا کی رقم آپ ہی کے یہاں جمع ہوا کرتی تھیں صدق و دیانت اور امانت و شرافت میں بھی بہت مشہور تھے شراب سے فطری نفرت تھی بچپن ہی سے حضور نبی کریم کے احباب خاص میں شمولیت کا شرف حاصل تھا اور متعدد تجارتی سفروں میں ہمراہی کا فخر رکھتے تھے خلعت نبوت عطا ہونے پر جب حضور نبی کریم نے مخفی طور پر اپنے مخلص احباب کے حلقہ میں اس حقیقت کا اظہار کیا تو صنف ذکور میں سب سے پہلے آپ ہی نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا کر اولیت کا طغرائے امتیاز اسی ذات گرامی کے لئے مخصوص تھا۔ آئینہ قلب پہلے سے صاف تھا صرف ایک عکس کی دیر تھی، پرتو پڑتے ہی آپنے نشر و اشاعت دین کے لئے سعی و جہد کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت طلحہؓ جو معدن اسلام کے سب سے تابندہ و درخشاں جواہر ہیں آپ ہی کی دعوت و ارشاد پر سلک اسلام میں منسلک ہوئے۔ اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے حضرت عثمان ابن مظعون، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ بن العاص بھی آپ کی تبلیغ پر آسمان اسلام کے اختر ہائے تاباں بن گئے۔ آپ کی صالحیت و روحانیت سعید روحوں کے لئے ایک کشش کا حکم رکھتی تھی۔

کفار کی ایذا رسانیوں کے باوجود تیرہ برس تک اس شان کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں مصروف رہے کہ جان و مال تک کی پروا نہ کی اور حضور رسول کریم کے دست و بازو اور شریک رنج و راحت بنے رہے عام مجامع میں تبلیغ و دعوت کے لئے جاتے تو بھی آپ ہمرکاب ہوتے یہ شرف بھی حاصل رہا کہ اس تمام مدت میں حضور نبی کریم روزانہ صبح و شام آپ کے مکان پر تشریف لاتے رہے۔ دیر تک مجلس راز میں مشورے رہا کرتے تھے۔

کفار کی ایذا رسانی

مکہ کی زندگی بہت طوفانی اور پُر شور زندگی تھی فرزندان توحید کو سانس تک لینا دشوار تھا یوں تو اپنی اپنی جگہ ہر مومن اذیت میں تھا، لیکن کمزور غلاموں کو ایک کثیر تعداد اپنے مشرک آقاؤں کے ہاتھوں بری طرح عذاب میں مبتلا تھے آپ نے بیش قرار رقوم خرچ کرکے انھیں خریدا اور آزاد کر دیا۔ حضرت بلال بھی انھیں بلاکشانِ مصائب میں شامل تھے مشرکین کے ہاتھوں خود آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بڑی بڑی اذیتیں پہنچتی رہتی تھیں اور آپ ہر ایسے نازک موقعہ پر سینہ سپر ہو کر سامنے آجاتے تھے چنانچہ جب ایک دفعہ خانہ کعبہ کے اندر حضور نبی کریم کی تقریر پر برہم ہو کر مشرکین حملہ آور ہوئے اور حضور کو اتنا مارا ہے کہ بیہوش ہو گئے تو آپ ہی دلیرانہ آگے بڑھے اور کہا ظالمو! خدا

تمھیں سمجھے کیا تم انھیں صرف خدا کا نام لینے پر قتل کیے ڈالتے ہو۔

اسی طرح ایک مرتبہ اور جب کہ حالت نماز میں عقبہ بن معیط نے چادر گلوئے مبارک میں پھندا ڈال دیا تو آپ وہاں پہنچے گردن پکڑ کر اسے علیحدہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگ اسے قتل کرنا چاہتے ہو جو تمہارے پاس خدا کی نشانیاں لایا اور کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حضور نبی کریم اور آپ کے مابین رشتہ مصاہرت بھی مکہ ہی میں قائم ہوا تھا اور وہیں حضرت عائشہ حضور کے نکاح میں آئی تھیں۔

کفار نے مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ دیکھکر انتہائی اذیت رسانی پر کمر باندھی تو حضور کی اجازت سے بہت سے مسلمان حبش کو ہجرت کر گئے۔ حضرت صدیق اکبر بھی اپنی وجاہت ذاتی کے باوجود کفار کی دستبرد سے محفوظ نہ تھے چنانچہ آپ کی تحریک پر حضرت طلحہؓ اسلام لائے تو ان کے چچا نوفل بن خویلد نے دونوں کو ایک ساتھ باندھکر مارا اور آپ کا قبیلہ اس پر بالکل خاموش رہا آپ بھی ہجرت پر مجبور ہو گئے اور حبش کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے اثنائے راہ میں قارہ کے رئیس ابن دغنہ سے ملاقات ہو گئی اس نے ماجرا سنکر کہا کہ آپ جیسا آدمی مکہ سے ہرگز جلاوطن نہیں ہو سکتا آپ تو وہ ہیں کہ مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں قرابتداروں کا خیال رکھنے میں مہمان نوازی کرتے ہیں مصیبت زدوں کی امداد کرتے ہیں میرے ساتھ واپس چلئے اور اپنے وطن ہی میں رہکر خدا کی عبادت کیجئے۔

ابن الدغنہ نے آپ کو ساتھ لاکر اعلان کر دیا کہ ابوبکر میری امان میں ہیں اس نے انہیں بہت نادم کیا کہ تم ایسے نیکوکار اور شریف انسان کو بھی اپنے یہاں نہیں رہنے دیتے۔ قریش نے امان کو تسلیم کر کے کہا کہ انھیں اجازت ہے کہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھیں قرآن کی تلاوت کریں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا لیکن انہیں بھی سمجھا دیجئے کہ گھر سے باہر انھیں اس کی اجازت نہ دیجائیگی حضرت صدیق اکبر کو کہاں صبر کی طاقت تھی انہوں نے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنا کر اس میں عبادت شروع کر دی۔

کفار نے ابن الدغنہ کو خبر بھیجی کہ اب یہ اعلان کے ساتھ نماز پڑھنے لگے ہیں جس سے ہمیں خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوکر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ ہو جائینگے۔ ابن الدغنہ نے آپ کو لکھا کہ یا تو آپ اپنی شرط پر قائم رہیں یا میں بری الذمہ ہوتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا اب مجھے تمہاری پناہ کی ضرورت نہیں مجھے خدا اور اس کے رسول کی پناہ کافی ہے کفار کا جوش برابر بڑھ رہا تھا اور وہ ستمگری میں روز بروز بیباک ہوتے چلے جاتے تھے جس سے آپ نے پھر ہجرت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضور کریم نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ٹھیر و میرے لئے بھی ہجرت کا حکم صادر ہونے والا ہے۔

یہ سنتے ہی متعجبانہ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپکے لئے بھی ہجرت کا حکم ہوگا۔ اثبات میں جواب پاکر عرض کی کیا مجھے ہمسفری کا شرف بھی حاصل ہوگا فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلوگے آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا اس بشارت سے پھولے نہ سماتے تھے۔

ہجرت اور غار ثور کی رفاقت

چار ماہ کی مدت منقضی ہونے پر ایک روز تشریف لاکر فرمایا تیاری کر لیجئے آپ نے اس مقصد کے لئے دو اونٹ پہلے ہی تیار کر رکھے تھے دونوں سوار ہوکر رات کو عازم مدینہ ہوئے غار ثور پر پہنچکر پہلے آپ نے اسے صاف کیا پھر دونوں اندر داخل ہوئے اور حضور نبی کریم آپ کے زانوئے مبارک پر سر رکھکر مصروف استراحت ہوئے عین اسی وقت ایک سوراخ سے سانپ نے سر نکالا آپ نے اپنی جان سے بے نیاز ہوکر اس پر اپنا پاؤں رکھدیا کہ حضور کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ مگر درد و کرب سے آنسو جو نکلے تو حضور بیدار ہو گئے اور واقعہ سنکر لعاب دہن لگا دیا جس سے اثر زہر دور ہو گیا۔ آپ کی ہدایت کے مطابق رات کے وقت آپکے صاحبزادے حضرت عبد اللہ آکر دن بھر کی خبریں سنا جاتے اور آپکے غلام حضرت عامر بن فہیرہ صبح بکریاں چراتے ہوئے ادھر چلے آتے اور تازہ دودھ دونوں کو پلا جاتے۔

تین شبانہ روز اسی طرح غار میں گذرے قریش حضور کے قتل کا فتویٰ صادر کر چکے تھے وہ اپنی اس ناکامی پر بہت برہم ہوئے اور جھنجھلائے ہوئے تھے انہوں نے دوسرے ہی دن اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص بھی محمد کو گرفتار کر کے لائیگا سو اونٹ پائیگا۔ اس انعام کے حصول کی سعی میں جوانان قریش نے بیابان کی خاک چھان ڈالی اور ایک جماعت تلاش کرتی ہوئی غار ثور پر بھی جا پہنچی۔ قریش کے ارادوں اور سرگرمی کے ساتھ تلاش کا علم ہو ہی چکا تھا، آپ کو شدید اضطراب ہوا۔ اور عرض کی حضور اب تو اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر نیچے کی طرف ذرا بھی نگاہ ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں، حضور نے تسلی دی کہ گھبرایئے نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے یہ سنتے ہی آپ کو اطمینان ہو گیا اور یہ جماعت واپس چلی گئی۔

چوتھے روز دونوں آگے بڑھے۔ اس مرتبہ حضرت عامرؓ اور حضرت عبد بن اریقط بھی ساتھ تھے۔ موخر الذکر ذرا آگے راستہ بتاتے اور رہبری کرتے چلے جاتے تھے آپ حضور کی حفاظت کے جوش میں کبھی آگے بڑھ جاتے تھے اور کبھی پیچھے رہجاتے اتنے میں ایک روز قریش کا ایک آدمی سراقہ گھوڑا دوڑاتا ہوا حضور کے قریب تک پہنچ گیا آپ نے خوفزدہ ہوکر کہا یہ سوار قریب پہنچ رہا ہے۔ حضور کی دعا سے اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اتر کر پانسہ پھینکا

فال نکلی تھا تب نہ کرنا مانا پھر وہی صورت پیش آئی۔ آخر امان طلب کرکے واپس ہو گیا آپ کے بہت کثیر الاحباب ہونے کے باعث راہ میں بہت سے شناسا ملتے اور حضور کے متعلق استفسار کرتے رہے مگر آپ سب کو گول مول جواب دیتے ہوئے چلے گئے۔ غرض یہ مختصر و مقدس قافلہ دشمنوں سے بچتا ہوا سنہ نبوت کے چودہویں سال مدینہ کے قریب پہنچ گیا۔

کچھ روز قبا میں قیام کرکے مدینہ منورہ تشریف لے آئے کچھ ہی دنوں بعد آپ کے اہل و عیال بھی حضرت طلحہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے مگر آب و ہوا کی ناسازگاری سے جہاں تمام مہاجرین کو تکلیف تھی وہاں آپ بھی بیمار ہو گئے اتنے کہ زندگی کی امید نہ رہی مگر حضورؐ کی دعا سے فوری صحت ہو گئی۔

غزوات میں شرکت

مدینہ منورہ میں ایک معزز انصاری حضرت خارجہ بن زہیرؓ سے آپ کا سلسلہ مواخاۃ قائم کرا دیا گیا۔ مسجد نبوی کے لئے زمین آپ ہی نے خرید کر دی اور اس کی تعمیر میں بھی ایک مقدس مزدور کی حیثیت سے کام کیا۔

مدینہ منورہ پہنچ کر بیکسانہ زندگی اور مظلومیت کا دور تو ختم ہو چکا تھا مگر لڑائیوں کا ایک بے پناہ سلسلہ شروع ہو گیا ان تمام لڑائیوں میں آپ ایک لائق و ہمدرد مشیر کی حیثیت سے ساتھ رہے اور فتح مکہ تک جتنی جنگیں لڑی گئیں سب میں شرکت کی، غزوۂ بدر میں آپ نے جانبازی و جاں نثاری کے شاندار اور عدیم المثال مظاہر پیش کیے۔ جب مشرکین حضورؐ کی طرف ہجوم کرکے آتے، آپ پوری شجاعت سے مقابلہ کرکے انہیں بھگا دیتے۔ دشمنوں سے خوفناک جنگ چھڑی ہوئی تھی مگر آپ خدمتگزاری کے خیال سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ تھے ردائے مبارک شانۂ اقدس سے ہٹ گئی تو تڑپ کر آئے اٹھا کر رکھ دی اور پھر غنیم کی صف میں گھس گئے قیدیوں کے متعلق بھی حضورؐ نے آپ ہی کی رائے پسند کی۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کے پائے ثبات یک بیک متزلزل ہو گئے مگر آپ آخر وقت تک ثابت قدم رہے۔ پھر کفار کے تعاقب میں جو جماعت بھیجی گئی اس میں آپ بھی شامل تھے سنہ ۵ھ میں غزوہ بنی مصطلق میں بھی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا۔ واقعہ افک بھی اسی غزوہ سے متعلق ہے ہم لے کامیابی کے ساتھ واپس ہو کر مدینہ منورہ کے قریب پڑاؤ ڈالا صبح کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ رفع حاجت سے واپس ہوئیں تو گلے کا ہار غائب تھا تلاش کے لئے واپس گئیں ڈھونڈھ کر پڑاؤ پر پہنچیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا پریشان ہو کر وہیں بیٹھ گئیں حضرت صفوان بن المعطل عموماً کوچ کے بعد قیام گاہ کا جائزہ لیکر سب سے پیچھے روانہ ہوا کرتے تھے بہت ہمدرد بزرگ تھے انہوں نے دیکھ لیا اور انہیں اونٹ پر بٹھا کر مدینہ لے آئے۔

ایک طرف تو مفسدہ پرداز منافقین کی جماعت نے اس واقعہ کو نہایت مکروہ صورت میں پیش کیا دوسری طرف بعض مسلمان بھی جو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عائشہ کے بارگاہ نبوت میں غیر معمولی رسوخ و اعزاز کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے منافقین کی تائید پر آمادہ ہو گئے انتہا یہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر کا ایک عزیز بھی اس افترا پردازی میں ہم آہنگ ہو گیا جس کے کفیل خود آپ ہی تھے۔ عزت و آبرو کا معاملہ تھا آپ کو سخت اذیت پہنچی لیکن وحی الٰہی نے جلد اس بہتان و افترا کی قلعی کھول دی اور مفترین کو شرعی سزائیں دی گئیں۔ اس برأت کے بعد آپ اپنے عزیز مسطح بن اثاثہ کی کفالت سے دست بردار ہو گئے ایزد تبارک و تعالیٰ کو اپنے بندوں کی بیکسی پر سب سے زیادہ رحم آتا ہے اسے مسطح کی بیکسی پر رحم آگیا حمایت میں آیت نازل کر دی جس پر آپ نے کہا، خدا کی قسم اب میں ہمیشہ اس کا کفیل رہوں گا۔

صلح حدیبیہ میں جب عروہ بن مسعود نے دوران گفتگو میں کہا ہے:-

"محمد! خدا کی قسم یہ جو آدمی تمہارے گرد و پیش پرا جمائے کھڑے ہیں وقت پڑنے ہی چھوڑ کر الگ ہو جائیں گے۔ آپ کو سخت غصہ آگیا اور برہم ہو کر فرمایا کیا بکتا ہے ہم اور ساتھ چھوڑ دیں"

سنہ ۷ھ میں خیبر پر جو لشکر کشی ہوئی اس میں آپ سپہ سالار تھے لیکن اس کی فتح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔ اسی سال بنی کلاب کی سرکوبی کے لئے بھی آپ ہی بھیجے گئے۔ فتح مکہ میں بھی ہمرکاب تھے مکہ ہی میں آپ نے اپنے والد گرامی کو اسلام کی قبولیت کے لئے پیش کیا غزوۂ حنین میں بھی مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے مگر آپ انہی چند صحابہ کرام کی صف میں تھے جو حضور کے ساتھ میدان میں جمے رہے طائف کے محاصرہ میں بھی آپ شریک تھے اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ اسی میں مجروح ہو کر اوائل خلافت صدیقی میں شہید ہو گئے۔

سنہ ۹ھ میں قیصر روم کے حملہ کی مدافعت کے لئے جنگی تیاریوں کی غرض سے حضور نے صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی صحابہ کرام نے حسب حیثیت بہت کچھ دیا۔ حضرت فاروق اعظم اپنا نصف اثاثہ لے آئے مگر آپ کے پاس جو کچھ تھا سب لاکر سامنے ڈال دیا یہ دریافت کرنے پر کہ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے عرض کی اللہ اور اللہ کے رسول کا نام ان کے لئے کافی ہے۔ اسی سال امارت حج کی خدمت بھی آپ ہی کو تفویض ہوئی۔

وصال نبوی

حجۃ الوداع میں بھی آپ ہمرکاب تھے واپس آکر حضور نے ایک تقریر کے دوران میں یہ بھی فرمایا خدا نے ایک بندہ کو دنیا اور عقبیٰ میں سے ایک کو اختیار کر لینے کا حق دیا تھا اس نے

عقبیٰ کو ترجیح دی۔ آپ کی فراست اس کنایہ کو سمجھ گئی کہ آبدیدہ ہو گئے چند ہی روز بعد حضور سخت علیل ہو گئے اور حکم دیا کہ ابوبکرؓ امامت کے فرائض انجام دیں۔ چنانچہ یہی ہوا ایک دفعہ تو خود حضور نے آپ کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر آپ ہی کی امامت میں نماز پڑھی عمر بھر کے رفیق دوست اور جاں نثار خاص کو وصال نبوی کا جو صدمہ ہوا ہوگا اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں مگر خود کو سنبھالا اور باہر نکل کر تقریر کی کہ:۔

"اگر لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے تو وہ فی الحقیقت وصال فرما گئے اور اگر خدا کی عبادت کرتے تھے تو وہ اب بھی زندہ ہے اور اس پر کبھی موت طاری نہ ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمدؐ ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں"

آپ کی اس تقریر سے ہجوم کا جوش کم ہو گیا اِدھر تو یہ حالت تھی اُدھر منافقین کی سازش سے انصار نے سقیفۂ بنی سعدہ میں جمع ہو کر انتخاب خلافت کی مہم شروع کر دی وقت اتنا نازک تھا کہ اگر اس وقت حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظمؓ وقت پر نہ پہنچ جاتے اور ان کا تدبر مصروف کارفرمائی نہ ہوتا تو مہاجرین و انصار میں تلواریں چل جاتیں۔ انصار نے اپنے میں سے خلیفہ انتخاب کرنے کی سعی کی اور پھر یہ کہ ایک انصار سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مشکل یہ تھی کہ انصار میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو جاتا تو قریش ان کے سامنے گردنِ اطاعت ہرگز خم نہ کرتے۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ خود انصار میں اوس و خزرج دو فریق ہو رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبر نے صورت حالات کی نزاکت محسوس کر کے فرمایا کہ

"امراء ہماری جماعت سے ہوں اور وزراء تمہاری جماعت سے ایک انصاری بزرگ حباب بن المنذر نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم نہیں ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے"

حضرت صدیق اکبر نے پورے تدبر سے کام لیا اور نرمی و آشتی کے ساتھ انصار کرام کے تمام فضائل و محاسن کا پورا اعتراف کر کے فرمایا کہ۔ "صاحبو! مجھے آپکے محامد و مناقب سے ہرگز انکار نہیں تمہاری خدمات اور جاں نثاریاں بھی بہت اہم اور ناقابل فراموش ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عرب قریش کے سوا اور کسی کی حکومت تسلیم ہی نہیں کر سکتا پھر مہاجرین اپنے تقدم اسلام اور حضور نبی کریم سے خاندانی تعلقات کے باعث آپ سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں یہ دیکھو ابوعبیدہ بن الجراح اور عمر بن الخطابؓ موجود ہیں ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو"

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے اب زیادہ انتظار مناسب نہ سمجھا آگے بڑھے اور فوراً اپنا ہاتھ حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ:۔

"نہیں بلکہ ہم آپکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اس لئے کہ آپ ہم سب میں بہتر ہیں سب کے سردار ہیں حضورؐ آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے"

واقعی اس بھرے جلسہ میں حضرت صدیق اکبر سے زیادہ معمر بزرگ اور با اثر اور کوئی ایک شخص بھی نہ تھا اس لئے سب نے اس انتخاب کو بنظر استحسان دیکھا اور تمام مخلوق بیعت کے لئے ٹوٹ پڑی۔ اس طرح آپکے تدبر و اصابت سے اٹھتا ہوا فتنہ دب دبکر رہ گیا اور لوگ تجہیز و تکفین رسول میں مصروف ہوئے۔

انتخاب خلافت کے بعد پہلی تقریر

دوسرے روز مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی جس کے بعد آپنے ایک خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ:۔

"صاحبو! میں تم پر حاکم اور تمہارا خلیفہ منتخب ہوا ہوں۔ اس کے باوجود کہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں دیکھو اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری امداد کرو اور اگر بُری طرف قدم اٹھاؤں تو تمہارا فرض ہے کہ تم مجھے سیدھا کر دو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری روش یہی رہے گی کہ تمہارا ضعیف فرد بھی اس وقت تک میرے نزدیک قوی ہوگا جب تک میں اس کا حق اُسے نہ دلا دوں۔ اور تمہارا قوی سے قوی فرد بھی اس وقت تک میرے نزدیک ضعیف ہوگا جب تک میں اس سے دوسروں کا حق واپس نہ دلا دوں۔

خوب سمجھ لو کہ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کا شعار چھوڑ دیتی ہے خدائے قدوس اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے۔ خدا اس کی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تو میری بھی اطاعت کرو اور جب میں اس کی اور اسکے رسول کی نافرمانی کروں تو نماز پڑھتے رہو خدا تم پر رحم کرے"

تمام مسلمانوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور کاروبار خلافت پوری باقاعدگی ساتھ جاری ہو گیا تھا۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعض دیگر صحابہ نے کچھ عرصہ تک بیعت نہ کی۔ جس کے متعلق خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:۔

"محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر کی بیعت عام ہو گئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت کرنے میں تاخیر کی اور اس تمام مدت میں خانہ نشین رہے۔ آخر حضرت صدیق اکبر نے کہلا بھیجا کہ آپ کیوں میری بیعت میں تاخیر فرما رہے ہیں اور کس چیز نے آپ کو میری بیعت سے اب تک باز رکھا ہے کیا آپ میری امارت کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں میں آپ کی امارت کو ناپسند نہیں کرتا البتہ میں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ میں جب تک قرآن کریم کی جمع و کتابت سے فارغ نہ ہو لوں گا اس وقت تک اپنی چادر نہ اوڑھوں گا" (ابن سعد)

بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ باغ فدک کے معاملہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا کے دل میں ملال پیدا ہو گیا تھا ان کے پاس خاطر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیر کی بہر کیف چھ ماہ تک بیعت نہ کی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز تنہائی میں حضرت صدیق اکبر رض کو بلا کر آپ کے محامد و محاسن اور فضیلت کا اعتراف فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو جو منصب و مرتبہ عطا کیا ہے ہم اس پر حسد نہیں کرتے لیکن خلافت کے معاملہ میں ہماری حق تلفی ہوئی ہے کیونکہ رسول اللہ کی قرابت کی بنا پر ہم یقیناً اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے فرمائے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ:-

"قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ میں رسول اللہ کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ رہا حضور نبی کریم کے ترکہ کا تصفیہ تو اس میں میں نے حضور کے طرز عمل سے سر مو انحراف نہیں کیا۔"

یہ گفتگو محض دوستانہ گفتگو تھی اور اسی میں دونوں کا آئینۂ دل صاف ہو گیا۔ خود بخاری شریف میں باب غزوۂ خیبر میں مذکور ہے کہ اس کے بعد نماز ظہر پڑھ کر حضرت صدیق اکبر نے کھڑے ہو کر ایک مجمع عام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے عذر خواہی کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی آپ کے بعد ایک تقریر فرمائی اور شاندار الفاظ میں آپ کے فضل و شرف کا اعتراف کیا کہ حقیقت میں دونوں کے قلوب نفسانیت سے مبرا تھے۔

خلافت اسلامیہ کے خلاف خوفناک شورش

رسول کریم کی قوت و صولت کے سامنے بڑی بڑی جنگجو شر پسند اور قوت ور طاقتوں کو بھی سر اٹھانے کی جرات نہ رہی تھی اور سب پر آپ کا رعب طاری ہو کر رہ گیا تھا لیکن آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی عرب بھر میں ایک شور برپا ہو گیا ہر جگہ اور ہر قبیلہ کے اشرار اور حوصلہ مند افراد مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ارتداد کی آندھیاں زور و شور سے چلنے لگیں ایک طرف مدعیان نبوت تھے دوسری طرف منکرین زکوٰۃ اور تیسری طرف مرتدین اسلام تھے اور ان سب نے خوفناک صورت اختیار کر لی تھی اور قریب قریب سارا عرب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

حضرت صدیق اکبر مسند نشین خلافت ہوئے تو خلافت و صعوبات کے پہاڑ سامنے کھڑے ہوئے تھے اگر اس وقت آپ کے بجائے کوئی اور انسان ہوتا تو اس کے جبین استقلال و عزم پر صدہا شکنیں پڑ جاتیں لیکن آپ نے اس ہمہ گیر شورش و غدر کا مقابلہ جس خرق العادۃ تدبر و لیاقت کے ساتھ کیا اس پر اس وقت کی کیا اس وقت کی پوری دنیا بھی ششدر ہو گئی تھی جو آج بھی انگشت بدنداں ہے۔

ہمت و استقلال کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ پیش نظر حالات سے متزلزل و متذبذب ہونا تو کجا آپ نے عزم تام کو بھی نہ روکا۔ صحابہ کرام نے جب آپ کو رائے دی ہے کہ اس مہم کو سر دست ملتوی کر کے پہلے مرتدین و مدعیان نبوت کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی جائے لیکن آپ نے پورے استقلال و بے خوفی کے ساتھ برہم ہو کر جواب دیا۔ "خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگ کھینچنے لگیں جب بھی میں اس مہم کو روک نہیں سکتا۔" غرض آپ ارادۂ نبوی کی تکمیل پر تیار ہو گئے کہ اس مہم کو حضور نا تمام چھوڑ گئے تھے سب سے پہلے آپ نے یہی مہم روانہ کی اور دور تک خود پاپیادہ حضرت اسامہ سپہ سالار لشکر کے ساتھ گئے۔

خدا کے فضل سے یہ مہم کامیابی کے ساتھ واپس لوٹی ساتھ ہی آپ نے مدعیان نبوت کے قلع قمع کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں یہ لوگ عہد رسالت ہی میں پیدا ہو چکے تھے۔ طلیحہ بن خویلد نے بنو غطفان کو ساتھ لے کر علم نبوت بلند کیا تھا مسیلمہ بن حبیب اور اسود عنسی نے یمامہ میں اپنی نبوت کا ڈھونگ رچا رکھا تھا مسیلمہ کذاب کی قوت تو انتہائی خوفناک صورت اختیار کر گئی تھی انتہا یہ ہے کہ عورتوں تک کے دماغ میں یہ سودا سما گیا تھا چنانچہ ایک عورت سجاح نے بھی بڑے زور و شور کے ساتھ ...... اپنے اطراف میں دعوی نبوت کیا اور پھر مسیلمہ سے شادی کر لی۔ غرض عرب میں یہ مرض ایک وبا کی طرح پھیل گیا تھا اور ہولناک صورت اختیار کر گیا تھا۔

حضرت صدیق اکبر نے بطور خاص اس طرف توجہ کی حضرت خالد ان کے استیصال پر مامور ہوئے طلیحہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور بعد کو اسلام قبول کر لیا تفصیلات کی گنجائش نہیں آپ نے اسی مختصر جماعت سے جو مدینہ منورہ میں موجود تھی ایک درجن کے قریب چھوٹے چھوٹے دستے مرتب کئے اور انہیں مختلف سرداروں کی قیادت میں بیک وقت مختلف اطراف میں روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ وہ اثنائے راہ کے موافق و ہمدرد قبائل یا ان کے اسلام پر قائم افراد کو ساتھ لے لیں۔ اس طرح اسلامی فوجیں ایک ہی وقت میں تمام اطراف عرب میں پھیل گئیں جن سے بڑے بڑے خیر انگیز معرکے ہوئے چونکہ تمام سرداروں کو ایک دوسرے کی امداد کی بھی ہدایت تھی اور جیسے جیسے پرچم خلافت کے علم لہراتے نظر آ رہے تھے اس لئے شورش پسند بھی گھبرا اٹھے اور انہیں ہر طرف شکستیں ہوئیں۔

البتہ مسیلمہ سے مقابلہ بہت سخت تھا اور وہ چالیس ہزار جرار جوان میدان میں لئے ڈٹا ہوا تھا بڑی سخت اور خونریز جنگ کے بعد کہیں اس کا زور ٹوٹا اور قتل ہوا۔ غرض حضرت صدیق اکبر رض کے تدبر نے مرتدین و مدعیان نبوت کا قلع قمع ان کی عشر عشیر طاقت کے ساتھ کر کے میدان صاف کر دیا۔

ایران و روم پر لشکر کشی دنیا میں بڑے بڑے سیاست داں مدبر اور شجاع فرمانروا اور جرنیل پیدا ہوئے مگر جس تدبر و سیاست کا مظاہرہ حضرت صدیق اکبرؓ کر گئے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ نے از سرِ نو امان قائم کر کے غور کیا تو معلوم ہوا کہ جنگ جو عربوں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے وہ کبھی نچلے بیٹھنے والے نہیں دوسری طرف اس عہد کی دو سب سے زیادہ متمدن اور طاقتور فرمانروا ایا روم و ایران بھی برسرِ پرخاش ہیں اور وہ بھی اس جدید عرب قوت کی نشوو نما کو خطرہ کی نظر سے دیکھ رہی ہیں اور نگل جانے کی فکر میں ہیں۔

اس لئے آپ نے انتہائی تدبر و دور اندیشی سے کام لیکر ان دونوں خطروں سے ایک ساتھ نپٹنے کی اہرانہ سعی کی تمام قبائل سے ممتاز شجاع اور نامور سرداروں کو منتخب کیا اور انھیں شام و ایران کے محاذ پر بھیجا بہت سے جنگجو قبائل کے افراد کی کثیر تعداد بھیجی گئی۔ اس ترکیب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ ایک طرف تو عرب جنگجو اور شر انگیز عناصر سے یکسر خالی ہوگیا اور شورش کا خطرہ ہمیشہ کے لئے جاتا رہا۔ دوسری طرف معقول مشاہرے ملنے اور عساکر اسلامیہ میں شامل ہونے سے یہ قبائل خود بھی مطمئن ہوگئے اور صحابہ کرام کی صحبتوں میں رہ کر اور ان کے زیرِ قیادت کام کر کے ان میں صحیح روحِ اسلامی پیدا ہوگئی۔

تیسری طرف رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلے کے لئے بہ آسانی کثیر فوج بھی مل گئی اور منتخب عرب ان محاذوں پر پہنچ گئے جنہوں نے اپنی فطری جرات و جلادت اور قدرتی جنگجوئی سے کام لیکر ان دونوں کی آزمودہ کار اور منظم فوج کے دانت کھٹے کر دیئے اور اسلام کو بہت قوت پہنچائی یہ معمولی بات نہیں تاریخ اسلام کا ایک فقید المثال کارنامہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی بہت ہی مختصر مدتِ خلافت میں نازک ترین حالات اور خوفناک ترین خطرات کے اندر اتنا کر نہ صرف یہ کہ خلافت اسلامیہ کو ایک چٹان بنا دیا مالک محروسہ میں پورا امن قائم کر دیا بلکہ طاقتور ہمسایہ قوتوں سے ٹکرانے کے قابل بھی بنا دیا یا تو یہ حالت تھی کہ پورے عرب میں قریش اور ثقیف کے سوا ان کے خلاف تمام قبائل عرب مرتد ہو گئے تھے اور دشمنوں کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی مدینہ منورہ کے قریب پہنچ چکی تھیں یا یہ عالم نظر آنے لگا کہ ایرانی اور رومی فوجیں بھی مسلمانوں کے سامنے بھاگتی نظر آنے لگیں اور یہ سب کچھ دو ڈھائی برس کے ایک قلیل وقفہ مدت میں ہو گیا کیا اس تدبر دکار فرمائی کی کوئی دوسری مثال دنیا میں موجود ہے اور کیا اس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی فرمانروایانہ قابلیت و کاردانی کی حیرت انگیز تصویر نظروں میں نہیں پھر جاتی۔

فتوحاتِ صدیقی جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہو جانے سے حضرت فاروق اعظم کو اندیشہ پیدا ہوا۔ انہوں نے آپ کو جمع و ترتیب قرآن کا مشورہ دیا آپ تیار ہو گئے اور اس کام کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچا گئے اور قرآن کے متفرق اجزاء کو ایک کتاب کی صورت میں مدون کر دیا۔ ایرانیوں اور رومیوں سے جو جنگیں چھڑ گئی تھیں وہ ختم تو عہد فاروقی میں جا کر ہوئیں۔ مگر فتوحات کا سلسلہ آپ ہی کے عہد میں شروع ہو گیا تھا۔ ایرانی محاذ پر ایرانی سلطنت سے حیرہ کا پورا علاقہ فتح کر لیا گیا۔

شام پر آپ نے ۱۳ھ میں کئی اطراف سے لشکر کشی کا انتظام کیا اور ہر ایک علاقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ فوج مقرر کر دی حضرت ابو عبیدہؓ حمص، یزید بن ابی سفیان دمشق، شرجیل بن حسنہ اردن اور عمرو بن العاص فلسطین کی فتح پر مامور ہوئے۔ ان کے جلو میں صرف ستائیس ہزار مجاہدین تھے جن کے مقابلہ کے لئے قیصر روم نے کئی لاکھ فوج روانہ کی تھی رومی سلطنت کے مقابلہ میں ستائیس ہزار کی یہ جمعیت سمندر میں ایک قطرہ کا حکم رکھتی تھی۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ ہی کا حوصلہ تھا کہ دنیا کی اتنی عظیم الشان اور پر سطوت رومی سلطنت کے مقابلہ کی جرات بھی کر گئے ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو اس کا تصور بھی نہ لا سکتا تھا

حضرت ابو عبیدہؓ نے رومیوں کی غیر معمولی کثرت کی اطلاع دیکر مزید کمک کو جو لکھا تو آپ کو بھی تشویش پیدا ہوئی مدینہ منورہ میں اب فوج ہی کونسی تھی جو کمک کے طور بھیجی جاتی مگر صورت حالات نازک ہو چکی تھی معاملہ نہایت اہم اس لئے آپ نے حضرت خالدؓ کو فرمان لکھا کہ مہم عراق کی عنانِ قیادت مثنیٰ کے ہاتھ میں دیکر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ حضرت خالدؓ بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑتے ہوئے اسلام کی شامی مہم سے آملے ۱۳ھ میں اسلامی افواج نے متعدد فتوحات کے بعد ایک خونریز جنگ لڑ کر اجنادین فتح کر لیا اور کچھ اور آگے بڑھکر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران میں آپکو پیامِ اجل آپہنچا۔

ان فتوحات کے علاوہ اور بھی چند فتوحات ہوئیں۔ حضرت علاءؓ بن حضرمی نے زارہ کو فتح کر لیا جہاں سے اس قدر مال غنیمت ملا کہ مدینہ منورہ کے ہر خاص و عام مرد، عورت بچے اور غلام کو آپ نے ایک ایک دینار تقسیم کیا۔

جانشین کا تقرر ایک روز معمولی بخار آگیا جو روز بروز شدت اختیار کرتا گیا آخر زندگی کی طرف سے مایوس ہو کر آپ نے صحابہ کرام کو خلوت خاص میں بلایا۔ اور اپنی جانشینی کے لئے حضرت فاروق اعظم کا نام پیش کر کے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عثمان غنی نے کہا۔ "میرے نزدیک تو ان کا باطن ظاہر سے اچھا ہے"

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا ان کی اہلیت و لیاقت میں تو کوئی شبہ ہی نہیں لیکن وہ کسی قدر سخت مزاج ضرور ہیں۔ بعض صحابی بالتحقیق حضرت عمرؓ کے تشدد کے شاکی تھے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا آپ عمرؓ کو اپنا جانشین تو مقرر فرماتے ہیں اور اپنا خلیفہ تو منتخب کئے جاتے ہیں حالانکہ جب وہ آپ کے سامنے آپ کے نائب الحکومت کی حیثیت سے اس درجہ سخت و متشدد تھے تو آپکے بعد تو خدا جانے کیا کریں گے۔"

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا "بار خلافت خود انھیں نرم کر دیگا"۔ اسی طرح جب ایک اور صحابی نے عرض کی کہ آپ عمرؓ کے تشدد سے واقف ہوتے ہوئے بھی انھیں خلیفہ نامزد کئے جا رہے ہیں۔ سوچ لیجئے کہ خدا کے یہاں جاکر آپ اس کا کیا جواب دیں گے۔" فرمایا اگر خدا مجھ سے یہ سوال کریگا تو میں جواب دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں میں سے اُسے منتخب کیا ہے جو ان میں سب سے اچھا ہے۔ جب آپ سب کی تشفی کر چکے اور سب رضامند ہو گئے تو آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا اور اُن سے عہد نامہ خلافت لکھوانا شروع کیا۔ لیکن ابتدائی الفاظ ہی لکھے جا چکے تھے کہ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے الفاظ کے آگے خود "عمرؓ" کا نام بڑھا دیا۔ دیر کے بعد ہوش آیا پڑھوایا اور سُنکر کہا سبحان اللہ! تم نے میرے دل کی بات لکھدی غرض آپنے عہد نامہ مرتب کرا کر غلام کو دیا کہ اسے مجمع عام میں سُنائے اور خود بالا خانہ پر تشریف لیجا کر حاضرین سے فرمایا:-

"میں نے اپنے کسی عزیز یا بھائی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے بلکہ اُسے مقرر کیا ہے جو تم لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔"

ہر طرف سے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کے نعرے بلند ہونے لگے۔ انتخاب کو بنظر استحسان دیکھا گیا۔ اس کے بعد پہلے تو آپ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر کچھ نصیحتیں کیں پھر حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ "مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس دو اونٹنیوں اور ایک لونڈی کے سوا اور کچھ نہیں میری آنکھیں بند ہوتے ہی انھیں عمرؓ کے پاس فوراً بھجد ینا اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد غور سے دیکھنا کہ کوئی اور چیز تو باقی نہیں ہو تو اُسے بھی بھیجدینا۔ آخر بروز دوشنبہ اواخر جمادی الآخر ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ سال رہگزائے عالم بقا ہوئے اور پہلوئے نبوی میں دفن کئے گئے۔

سیاسی انتظامات

حضرت صدیق اکبرؓ کی پوری زندگی اہم کارناموں سے لبریز ہے سرزمین عرب وصال نبوی کے بعد ضلالت و گمراہی کا گہوارہ بن گئی تھی اور قریش و ثقیف کے علاوہ تمام عرب اسلام کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا تھا یہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی کہ آپنے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔ روم و ایران کے دفتر الٹ کر رکھدیئے خلافت الٰہیہ کی داغ بیل ڈالی جمہوری حکومت کا سنگ بنیاد رکھا مجلس شوریٰ باعدہ تو ضرور قائم نہیں ہوئی البتہ آپ تمام مہمات امور میں حضرات عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ معاذ بن جبلؓ و ابیؓ بن کعب اور زیدؓ بن ثابتؓ سے مشورے لیتے رہے۔ عرب کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا۔ مدینہ۔ مکہ۔ طائف۔ صنعا۔ نجران۔ حضر موت۔ بحرین اور دومۃ الجندل الگ الگ صوبے بنائے ان میں عامل مقرر کئے۔ اکثر صیغوں کے جداگانہ افسر مقرر کئے جب کسی کو کوئی ذمہ داری کا عہدہ عطا فرماتے تو ضرور نصیحت کرتے۔ حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا کہ:-

"خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرتے رہو کہ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے ایک راہ پیدا کر دیتا ہے اور دگنا اجر عطا فرماتا ہے۔ بندگان خدا کی خیر خواہی بہترین تقویٰ ہے۔ تم خدا کی ایسی راہ میں ہو جو افراط و تفریط سے پاک ہے اس لئے سستی اور غفلت کو راہ نہ دینا۔"

حضرت یزید بن سفیان کو مہم شام کی امارت تفویض کرتے ہوئے فرمایا کہ: شام میں تمہاری قرابتداریاں ہیں شاید تم اپنی امارت سے انھیں فائدہ پہنچاؤ حقیقت میں یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں حضور نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا جو حاکم ان پر کسی کو بلا استحقاق رعایت کے طور افسر بناوے اس پر خدا کی لعنت ہے اس کا کوئی فدا و فدیہ قبول نہ ہوگا اور اسے جہنم میں ڈالا جائیگا۔"

فطرتاً نرم دل تھے لیکن سیاسی معاملات میں اکثر مواقع پر تشدد و احتساب سے برابر کام لیتے رہے حکومت و مذہب کے معاملہ میں کسی مداہنت کو ہرگز روا نہ رکھتے چنانچہ حضرت خالدؓ جیسے سپہ سالار اعظم کو دو مرتبہ سخت تنبیہ کی ذاتی طور پر رفق و ملاطفت سے کام لیتے رہتے تھے مجرمین کے ساتھ برتاؤ ہمدردانہ تھا قبیلہ اسلم کے ایک شخص نے بدکاری کا اعتراف کیا فرمایا۔ "میرے سوا اور کسی سے تو اس کا تذکرہ نہیں کیا" جواب نفی میں پاکر کہا۔ "خدا سے توبہ کر اور اس راز کو پوشیدہ رکھ۔ خدا ہی اُسے چھپائے گا کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے" یہ واقعہ عہد نبوت کا ہے وہ آپ کے مشورہ پر عمل کرکے رجم سے بچ سکتا تھا۔ لیکن اس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر متواتر چار دفعہ جرم کا اقرار کیا اور سنگسار ہوا۔ مدعی نبوت اشعث بن قیس گرفتار ہو کر آتا ہے اور سامنے توبہ کرکے جان بخشی کی درخواست کرتا ہے آپ اسے آزاد ہی نہیں کر دیتے بلکہ اپنی ہمشیرہ ام فروہ کا نکاح بھی اس کے ساتھ کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کو پہرہ داری کی خدمت سپرد کی میخواری کی سزا چالیس دُرّے مقرر کی۔ مشہور رہزن عبداللہ بن ایاس سلمی نے ملک میں ایک شور ڈال رکھا تھا گرفتار کرا کے جلوا دیا۔ امیر یمامہ مہاجر بن امیہ دو گانے والیوں کو اس جرم میں کہ ایک حضور نبی کریمؐ کی ہجو گاتی تھی اور دوسری مسلمانوں کو برا کہتی تھی یہ سزا دی کہ ہاتھ کٹوا کر دانت اکھڑوا دیئے آپنے سخت برہمی کا اظہار کیا کہ مثلت نہ کی جانی چاہئے تھی [illegible]

مرتد ہو گئی تھی قتل کی سزا دیتا۔ دوسری ذمیہ تھی تو اس پر بد عہدی کا الزام تھا اور مسلمان تھی تو معمولی تنبیہ و تادیب کافی تھی۔

مالی فوجی اور مذہبی انتظامات

مال سرکاری باقاعدہ محکمہ نہ تھا جو رقم آتیں اسی وقت مسلمانوں میں بلا تفریق تقسیم کر دی جاتی تھیں آپ کی سوا دو برس کی خلافت میں دو لاکھ دینار بیت المال میں آئے مگر وفات کے بعد جو دیکھا گیا تو صرف ایک درہم برآمد ہوا۔ عسکری امور میں کمانڈر انچیف کا نیا عہدہ آپ ہی کی ایجاد ہے۔ فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے بھی آپ ہی کے عہد میں مقرر ہوئے۔ امرائے عساکر کو بھی عموماً چلتے وقت ہدایات کیا کرتے تھے چنانچہ سپہ سالار شام سے فرمایا:—

"تمھیں وہاں ایک ایسی قوم بھی ملیگی جو عبادت خداوندی کے لئے وقف ہوگی اس سے کوئی تعرض نہ کرنا میں تمھیں دس وصیتیں کرتا ہوں کسی عورت بچے بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔ پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ کسی آباد جگہ کو ویران نہ کرنا۔ بکری اور اونٹ کھانے کے سوا بیکار ذبح نہ کرنا۔ نخلستان کو آگ نہ لگانا۔ مال غنیمت میں غبن نہ کرنا اور بزدلی و سستی سے ہرگز کام نہ لینا۔"

مقام ربذہ میں اصطبل اور زکوٰۃ کے جانوروں کی پرورش کے لئے اور متعلم یقیع میں عسکری اونٹ گھوڑوں کے چرنے کی غرض سے دو چراگاہیں بنوا دی تھیں۔ کچھ فوجی چھاؤنیاں بھی قائم کر دی تھیں اور اُن کا معائنہ خود کرتے رہتے تھے۔ ایک محکمہ افتا بھی قائم کر دیا تھا حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابت جو علم و اجتہاد کے اعتبار سے تمام صحابہ میں منتخب و فرد فرید تھے۔ اس خدمت پر مامور تھے ان کے سوا اور کسی کو فتوی دینے کی اجازت نہ تھی۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بھی آپ نے بہت کوششیں کیں آپ نے تمام فوجوں کو ہدایات کر دی تھیں کہ سب سے پہلے غنیم کو دعوت اسلام دیتے رہیں اور اس نواح کے لوگوں میں اس کی نشر و اشاعت کی سعی سے غافل نہ ہوں۔ بنی وائل کے تمام بت پرست و عیسائی قبائل مثنیٰ بن حارثہ اور عراق عرب اور حدود شام کے اکثر عربی قبائل حضرت خالد بن ولید کی دعوت پر مسلمان ہوئے اور دیسے تو اصلاً تمام عرب ہی دوبارہ آپ کی سرگرم جد و جہد سے آغوش اسلام میں آیا اور یہ شرف حاصل کیا۔

مناقب و محامد

اعلان کرکے حضور نبی کریم کا ہی تمام قرضہ خود ادا کیا۔ حضورؐ کے رشتہ داروں سے لطف و مدارات کا برتاؤ روا رکھتے تھے باغ فدک اور خمس کے معاملہ میں حضرت فاطمہ زہراؓ کو جو رنج پہنچا تھا اور رشتہ داروں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ بھی دور ہو گئیں طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر وفات کے وقت حضرت فاطمہ زہراؓ کے پاس پہنچے عفو خواہ ہوئے اور ان کی دلجمعی کر دیا۔ ذمیوں کو بھی پورے حقوق عطا فرمائے اور غیر معمولی رواداری کا ثبوت دیا۔ آپ کو بارگاہ نبوت میں بھی خاص رسوخ حاصل تھا اور بہت ابتدا تھا اکثر رات بھر مشوروں میں گذر جاتے تھے۔ رازداری و خلوص پر اتنا اور اس قدر اعتماد تھا کہ پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی آپ سے نہ چھپاتے تھے حقیقت یہ ہے کہ آپ اس کے بہترین اہل بھی تھے اور حضور نبی کریم کے قلب مبارک پر اس کا خاص اثر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے اپنی آخری تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ:۔ "ابوبکر اپنی صحبت اور اپنے مال کے اعتبار سے میرا سب سے بڑا محسن ہے اگر میں خدا کے سوا کسی کو دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا" (بخاری شریف)

حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک بار آپ سے پوچھا کہ مردوں میں آپ سب سے زیادہ کسے محبوب رکھتے ہیں آپ حضورؐ نے آپ ہی کا نام لیا تھا۔ لیکن یہی بس غیر معمولی تقرب و رسوخ رکھتے تھے اور حضور کو برہم دیکھ کر آپ ہی کی وساطت سے عفو و درگذر کی درخواست پیش کرتے تھے کوئی ایسا راز بھی ایسا نہ تھا جو حضورؐ آپ سے پوشیدہ رکھتے ہوں غرض آپ حضور نبی کریم کے سب سے بڑے محرم راز معتمد علیہ مقرب بارگاہ اور مشیر خاص تھے علم و فضل میں بھی شرف یکتائی حاصل تھا۔ تقریر و خطابت میں خداداد ملکہ تھا فصاحت و بلاغت میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ شعر بھی کہہ لیتے تھے علم الانساب میں بھی کمال رکھتے تھے خواب کی تعبیر بھی خوب دیتے تھے۔ وفات نبوی سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرے کے اندر تین چاند گرتے ہوئے دیکھے۔ سنکر خاموش ہو گئے وفات نبوی پر جب حضور یہیں دفن ہوئے تو فرمایا۔ "عائشہ تمہارے حجرے کا یہ پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے۔"

تفسیر پر بھی بڑا عبور حاصل ہو گیا تھا۔ حضور نبی کریم سے آیات قرآن کی تفسیر اکثر پوچھتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ پوچھا اس آیت کے بعد کیا چارہ کار ہے۔ لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجز بہ "فلاح و عاقبت نہ تمہاری آرزو پر موقوف ہے اور نہ اس کا انحصار اہل کتاب کی آرزو پر ہے بلکہ جو برا کام کریگا وہ اس کی سزا پائیگا۔"

کیا در حقیقت ہم ہر برے کام کا بدلہ پاتے ہیں ارشاد ہوا۔

"خدا تمہاری مغفرت کرے کیا تمھیں کوئی رنج و صدمہ نہیں پہنچتا کیا بیمار نہیں ہوتے۔ کیا تمہیں کبھی اذیت و مصیبت کا سامنا نہیں ہوتا یہ سب برائیوں ہی کی سزا ہے۔"

ایک دفعہ تقریر میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جب لوگ ناپسندیدہ امر دیکھتے۔ برائی مشاہدہ کرتے اور اس کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے تو خدا کا عذاب عام ہو جاتا ہے۔" اس عہد کے مسلمانوں کو جبکہ عیب ہنر کی صورت اختیار کر چلا ہے اس سے متنبہ ہونا چاہیئے۔ تقدیر پر پختہ

اعتقاد تھا بیماری میں لوگوں نے طبیب بلانے کا مشورہ دیا فرمایا:- طبیب نے تو مجھے دیکھ کر کہا ہے انی فعال لما یرید یعنی امر خداوندی میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔

اخلاق وعادات حضرت صدیق اکبر محاسن اخلاق سے آراستہ تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا دامن عفاف کبھی دام کے دھبوں سے آلودہ نہ ہوا تھا اسلام نے اور مطلع بنا دیا فرمایا کرتے تھے جو جسم اکل حرام سے پرورش پاتا ہے جہنم اس کا بہترین مسکن ہے۔ اتقا کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہ کے یہاں عید کے روز انصار کی دو لڑکیاں جنگ بعاث کے تاریخی اشعار گا رہی تھیں اور حضور نبی کریم منہ پھیرے استراحت فرما رہے تھے کہ آپ تشریف لائے اور عائشہ کو ڈانٹ کر بولے کہ رسول اللہ کے سامنے یہ مزمار شیطان۔

حضور نے فرمایا گانے دو ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ زبان مبارک سے کبھی کبھی کوئی درشت و نا ملائم لفظ نہ نکلتا۔ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم کو کوئی سخت بات کہہ بیٹھے لیکن فوراً ہی کی انہوں نے منظور نہ کی تو بہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر وجہ پریشانی بیان کی۔ حضور کو انتہائی محبت تھی تین مرتبہ بشارت مغفرت دی۔ دوسری طرف فاروق اعظم کو بھی انکار پر ندامت ہوئی، مکان پر تلاش کرتے ہوئے دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور کا چہرہ انہیں دیکھتے ہی متغیر ہو گیا۔ یہ تیور دیکھتے ہی دو زانو بیٹھ کر التجا کی۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں ہی ظالم تھا۔ حضور کا غصہ تو فرو ہو گیا تاہم فرمایا:-

"میں مبعوث ہوا تو تم سب نے مجھے جھٹلایا لیکن ابوبکرؓ نے تصدیق کرکے جان و مال سے میری غمخواری کی۔ کیا تم اس کو مجھ سے چھڑاؤ گے؟" اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ رسول کریم کو آپ سے کس درجہ محبت تھی۔

دنیا طلبی جاہ پسندی سے بھی شدید نفرت تھی۔ اپنی تمام دولت راہ خدا میں لٹا دی، اس درجہ متواضع و خاکسار تھے کہ کسی کام میں بھی عار نہ تھا۔ محلہ والوں کی بکریاں دودھ دیتے۔ خلیفہ ہونے پر محلہ کی لڑکیوں نے کہا اب ہمارا دودھ کون دوہے گا۔ آپ نے سن کر کہا کہ میں ہی دودھ دیا کروں گا۔ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے خلیفہ منتخب ہونے پر بھی تھان کندھے پر ڈال کر نکلے۔ لوگوں نے روکا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار پاس تھے سب راہ خدا میں خرچ کر ڈالے رسول کریم بطور شکر و امتنان فرمایا کرتے تھے۔ جان و مال کے اعتبار سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں دولت کو خدا کی امانت سمجھتے تھے پوری زندگی خدمت مخلوق کے لئے وقف تھی۔

اپنے ہاتھ سے ضعیف و ناتوان اشخاص کی خدمت انجام دیتے اور بیماروں کی تیمارداری کرتے۔ اطراف مدینہ میں ایک نہایت ضعیف و نابینا عورت تھی حضرت فاروق اعظم روزانہ علی الصباح اس کے جھونپڑے پر جا کر اس کی ضروری خدمات انجام دیا کرتے تھے انہیں معلوم ہوا کہ ان سے پہلے کوئی شخص آ کر اس کی خدمت انجام دے جاتا ہے۔ ایک روز علی الصبح میں اندھیرے ہی آ بیٹھے دیکھا تو حضرت صدیق اکبر تھے۔

عبادات وطاعات کثرت عبادت کا یہ عالم تھا کہ اکثر رات بھر نماز میں کھڑے رہتے روزے بھی کثرت رکھتے تھے۔ نماز پورے سکون کے ساتھ ادا کرتے تھے خضوع و خشوع کا عالم طاری رہتا تھا خوف خدا سے رقت طاری ہوتی تھی تو اس قدر روتے تھے کہ ہچکی بندھ جاتی تھی ذرہ ذرہ آپ کے لئے سرمایہ عبرت تھا شاداب درختوں کو دیکھ کر فرماتے۔ کاش میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے اندیشوں سے تو نجات مل جاتی۔ چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو کہتے۔ تمہیں مبارک ہو اڑتی ہو درختوں کے سائے میں بیٹھتی ہو قیامت میں تمہارا کوئی حساب کتاب نہیں کاش میں بھی تمہاری طرح ہوتا۔ تلاوت قرآن میں بھی بہت روتے۔ ایک روز رسول کریم نے صحابہ کرام سے پوچھا؟

تم میں کس کا روزہ ہے؟ کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟ کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ مریض کی عیادت کی ہے؟ ان تمام سوالوں کا جواب اثبات میں صرف ایک حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف سے ملا۔ ارشاد ہوا جس نے ایک دن میں اتنی نیکیاں کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ حصول ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے ہی نہ دیتے تھے بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے۔ غرض تمام محاسن و اوصاف اس ایک ذات گرامی میں مجتمع ہو کر رہ گئے تھے۔

منزلی زندگی اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا تھا۔ قریش کے سب سے بڑے اور متمول تاجر تھے۔ خلافت کے مشاغل میں تجارت کا کاروبار بند ہو گیا اور صحابہ کرام نے نصف بکری کا گوشت روزانہ آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے مقرر کر دیا تھا اسی پر گذر تھی اس کے علاوہ دو چادریں اور ملتی تھیں جو پرانی ہونے پر بدل دی جاتی تھیں۔ معمولی سے معمولی غذا اور موٹے جھوٹے کپڑوں پر قناعت کرتے تھے۔ بعض اوقات دو دو تین تین فاقے بھی ہو جاتے تھے۔ خیبر اور اطراف بحرین میں کچھ جاگیریں بھی تھیں جن کی آمدنی خیرات کر دیتے تھے۔ یہ تھا طرز معاشرت نائب رسول اور خلیفۃ المسلمین کا۔

آپ نے متعدد شادیاں کیں جن سے چھ اولادیں ہوئیں۔ بیوی بچوں سے بہت محبت کرتے تھے بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور کیوں نہ محبت رکھتے جس کی عائشہ جیسی خوش نصیب بیٹی ہو۔

حضرت عمر فاروقؓ

نام و نسب و قبولیت اسلام

حضرت فاروق اعظم قبیلہ عدی کے چشم و چراغ تھے جو ایام جاہلیت میں بہت ممتاز خاندان سمجھا جاتا تھا۔ سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں حضور نبی کریم سے جا کر مل جاتا ہے۔ والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا۔ چالیس برس قبل نبوت پیدا ہوئے۔ سپہ گری، پہلوانی، خطابت، انساب اور شہسواری کے فنون ابتدا ہی میں سیکھ کر مہارت تامہ حاصل کر لی تھی۔ نوشت و خواند کا بھی ملکہ تھا۔ سن رشد کو پہنچے تو تجارت شروع کر دی جسے پورے عروج پر پہنچایا اور دور دور کے سفر کئے۔ قریش نے آپ کو جوہر قابل پا کر سفارت کی خدمات آپ کے سپرد کر دی تھیں۔

اسلام کی صدا اوّل اوّل آپ کو سخت ناگوار گذری اپنے کنیز کے اسلام لانے کا حال سنا تو نہایت بیدردی کے ساتھ اسے مارا چونکہ سربرآوردہ قریش میں۔ ابوجہل اور حضرت عمرؓ دشمنی اسلام میں بہت سرگرم تھے اسلئے حضور نبی کریمؐ نے دعا فرمائی تھی کہ ان دونوں میں سے ایک کو اسلام کے شرف سے مشرف فرما۔ دعا قبول ہوئی اور اسلام کا یہ سب سے بڑا دشمن سب سے بڑا دوست بن گیا۔

اسلام لانے کی شان بھی عجیب تھی جب انتہائی سختیوں کے باوجود ایک مسلمان کو بھی اسلام سے برگشتہ نہ کر سکے تو خود شمع رسالت کو بجھانے کے ارادہ سے نکلے راہ میں بہن بہنوئی کے اسلام لانے کی خبر سنکر الٹے پاؤں لوٹے اور دونوں کو مار کر لہولہان کر دیا آخر انہی کی زبان سے آیات قرآنی سنکر اس درجہ متاثر ہوئے کہ وہیں کلمۂ شہادت پڑھ لیا بارگاہ نبوت میں پہنچے تو مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کئے کہ سب کی فضا گونج اٹھی اس وقت اسلام پر پوری بیکسی مسلط تھی کم و بیش چالیس افراد مسلمان ہو چکے تھے اور سب خوفزدہ رہتے تھے۔

آپکے اسلام لاتے ہی دفعتًا اس حالت میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا۔ مسلمانوں کی ہمتیں بڑھ گئیں علانیہ نماز ہونے لگی آپ کو بھی گو اس سلسلہ میں گو تکالیف اٹھانی پڑیں مگر آپنے پیش آنے والے تمام مصائب کا مقابلہ پوری پامردی اور استقلال کے ساتھ کیا۔ شعب نبوی میں ایام گذارے اور چھ سات سال تک متواتر قریش کے مظالم برداشت کرنے کے بعد ہجرت کی اجازت ملی تو آپ اس شان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ مسلح ہو کر مشرکین کے مجمعوں میں سے گذرے۔ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور اعلان کیا کہ میں چند مسلمانوں کے ساتھ جا رہا ہوں جسے مقابلہ کرنا ہو باہر نکل کر مقابلہ کرے مگر انتہائی جوش و غضب کے باوجود اس شیر اسلام سے مقابلہ کی جرأت قریش میں سے کسی کو بھی نہیں ہوئی۔

فتوحات فاروقی

آپ قریب قریب تمام غزوات میں شریک اور رسول کریمؐ کے دست و بازو رہے۔

غزوۂ بدر میں اپنے ماموں کا سر خود اپنی تلوار سے کاٹ کر رکھدیا اور آپ اسلام کے مقابلہ میں قرابت و محبت کے تعلقات سے ہرگز متاثر نہ ہوتے تھے قیدیوں کے متعلق بھی یہ مشورہ دیا کہ سب قتل کر دیئے جائیں بلکہ ہر شخص اپنے عزیز کا سر آپ اپنے ہاتھ سے کاٹے۔ وحی الٰہی نے بھی آپ کی تائید کی۔ عہد رسالت میں حضور نبی کریمؐ کے مشیر اور عہد صدیقی میں نائب الحکومت بنے رہے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی مہم عراق کی طرف متوجہ ہوئے۔

ایرانی سطوت کا رعب عربوں پر طاری تھا کئی روز تک جہاد کے وعظ ہوئے کوئی آمادہ نہ ہوا آخر آپنے ایک فوج مرتب کر ہی لی اور کیانیوں سے جنگ کا ایک خوفناک سلسلہ چھڑ گیا بڑی سخت اور خونریز جنگیں ہوئیں ہزاروں لاکھوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ قادسیہ اور نہاوند کی ہولناک جنگوں میں عربوں نے کیانیوں کو تباہ کن شکستیں دیں اور صرف ڈیڑھ دو برس کے ایک قلیل و مختصر مدت میں دنیا کی اس عظیم الشان سلطنت کو نقش عالم سے نیست و نابود کر کے رکھدیا۔

یزدگرد شہنشاہ ایران بھاگ کر چین پہنچا وہاں سے امدادی فوجیں لیکر مقابلہ پر آیا۔ مگر خاقان چین جو ساتھ آیا تھا عربوں کی شجاعت کا اندازہ کر کے واپس لوٹ گیا۔ یزدگرد مایوس ہو کر خزانہ و جواہر لئے ہوئے ترکستان کی طرف بھاگا جسے اسکے درباریوں ہی نے چھین لیا اور وہ ترنخا ندی گلیوں میں خاک چھانتا ہوا مر گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے مژدۂ فتح ایران سنکر خدا کا شکر ادا کیا اور ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ:۔

"آج مجوسیوں کی سلطنت صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئی اور اب وہ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن یاد رکھو کہ اگر تم بھی صراط مستقیم پر قائم نہ رہے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسرے کے حوالہ کر دیگا"

دوسری طرف رومیوں سے بھی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ شام پر لشکر کشی ہو چکی تھی دمشق جلد فتح ہو گیا اس کے بعد اور کئی خونریز جنگیں ہوئیں شام کو بچانے کے لئے رومیوں نے اپنی تمام قوت میدان یرموک میں جمع کر دی شام میں بلا کا جوش پھیل گیا ہر طرف سے ایک سیلاب امنڈنے لگا مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار تھی اور رومی دو لاکھ سے بھی زیادہ آزمودہ کار اور منظم و شجاع فوجیں میدان جنگ میں لے گئے تھے جنہیں امنڈتے دیکھکر ایک دفعہ تو مسلمان بھی گھبرا گئے۔ رومیوں کے جوش و خروش اور عزم و تیاری کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار آدمیوں نے تو پاؤں میں بیڑیاں پہن لی تھیں ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیبیں لئے ہوئے جوش دلانے کے لئے آگے آگے تھے۔ نہایت سخت مقابلہ ہوا۔ آخر انہیں تباہ کن شکست ہوئی ایسی کہ ایک لاکھ عیسائی تو میدان جنگ ہی میں کھیت رہے

اور یہ کہ میں جن کا مواخذہ تمھیں مجھ سے کرنا چاہیے اوّلاً یہ کہ ملکی خراج اور مالِ غنیمت میں بیجا طور پر جمع کروں ثانیاً یہ کہ میرے ہاتھ سے بیجا طور پر صرف و خرچ نہ ہونے پائے ثالثاً کہ تمہیں خطروں میں نہ ڈالوں سرحدوں کو مضبوط کروں اور تمہارے روزینے بڑھاؤں۔

عہدِ جدید کے شعار عمال کی طرح یہ الفاظ محض زینت کلام کے طور پر نہ فرمائے گئے تھے بلکہ آپ تا حیات ان پر کاربند رہے۔

یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ مالِ غنیمت کے آنے کی اطلاع پاکر آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ حاضر خدمت ہوئی ہیں اور کہتی ہیں کہ ذوی القربیٰ میں ہوں مجھے بھی اس میں سے کچھ عنایت فرمائیے ارشاد ہوا میرے ذاتی مال میں بیشک تمہارا حق ہے یہ تو مسلمانوں کا مال ہے افسوس ہے کہ تم نے باپ کو دھوکہ دینے کی سعی کی۔ خود بیمار پڑتے ہیں شہد تجویز ہوتا ہے جو بیت المال میں موجود ہے خود نہیں لیتے مسجد نبوی میں جاکر مسلمانوں سے اجازت لیتے ہیں کہ اگر منظور ہو تو تھوڑا سا شہد لیلوں۔ پھر ایک عامی سے عامی کو بھی اعتراض کا حق ملا ہوا تھا۔ عورتیں تک بیباکانہ ٹوک دیتی ہیں۔

ایک دفعہ زر مہر کو کم کرنے کے متعلق تقریر فرما رہے تھے کہ ایک عورت نے کہا کہ عمر خدا سے ڈر آپ نے اعتراف کیا اور کہا کہ ایک عورت بھی مجھ سے زیادہ جانتی ہے ممالک محروسہ کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ مال، پولس، خزانہ اور عدالت وغیرہ کے جداگانہ محکمے قائم کرکے افسر مقرر کر دیئے تھے۔ ذمہ داری کے عہدوں کے لئے مجلس شوریٰ میں نام پیش کرکے منظوری لیتے۔ ہر عہدیدار سے عہد لیتے تھے کہ وہ اہل حاجت کے لئے اپنا دروازہ ہر وقت کھلا رکھیگا۔ جب کسی عہدیدار کو غیر معمولی ترقی کرتے دیکھتے تو نصف مال لیکر بیت المال میں داخل کر دیتے ان کے عمل دکار پر پوری نگرانی رکھتے تھے۔

ایک عہدیدار نے ایک شخص کے بیقصور کوڑے لگوائے شکایت ہونے پر تحقیقات کرکے مجمع عام میں مستغیث سے اس کے سو کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ عہدیدار نے بڑی منت وسماجت سے مستغیث کو ایک ایک کوڑے کے عوض دو دو دینار لیکر اپنے اس حق سے باز آجانے پر آمادہ کیا سپہ سالار اسلام حضرت خالدؓ نے ایک شاعر کو انعام دیدیا تھا سنتے ہی حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار اعظم کو لکھا کہ خالدؓ نے اپنے مال سے انعام دیا تو اسراف کیا اور بیت المال سے دیا تو خیانت کی دونوں صورتوں میں وہ معزولی کے قابل ہیں چنانچہ وہ معزول کر دیئے گئے۔ حضرت سعد بن وقاص کس رتبہ کے بزرگ تھے مگر جب سنا کہ کوفہ میں انہوں نے ایک محل تیار کر لیا ہے تو اس خیال سے کہ اہل حاجت ان تک نہ پہنچ سکیں گے ڈیوڑھی میں آگ لگوا دی اور وہ خاموش کھڑے دیکھتے رہے۔

اسی طرح حضرت عیاض بن غنم عامل مصر کے متعلق شکایت ہوئی کہ انہوں نے باریک کپڑے پہننے شروع کر دیئے ہیں اور دروازہ پر دربان مقرر کیا ہے آپ نے اسی حیثیت سے انھیں مدینہ منورہ پکڑ وا بلایا اور بالوں کے کپڑے پہنا کر جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا جب انہوں نے دل سے توبہ کی تو معاف کیا۔

فرزندانِ توحید کی اخلاقی نگرانی

حکام اور عہدیداروں کے علاوہ عام مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی نگرانی میں بھی سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ بھی صراط مستقیم پر قائم رہیں اور مکارم اخلاق سے آراستہ ہو جائیں عرب جیسی خوددار قوم کے شیشہ فخر و غرور کو پاش پاش کرکے رکھدیا تھا اور پوری مساوات قائم کر دی تھی غلاموں اور فقیروں کو ساتھ بٹھاکر کھانا کھلاتے تھے اور ادب و تعظیم کے لئے بھی کسی کے لئے کسی کا کھڑا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ ہجو گوئی اور رندانہ شاعری کی بھی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی تھی عشقیہ اشعار میں کوئی کسی عورت کا نام نہ لے سکتا تھا۔ میخواری کی بھی ممانعت تھی اور سختی کے ساتھ روک کرکے چالیس دُرے اس کی سزا مقرر کر دی تھی اقوام غیر کی طرز معاشرت اختیار کرنے پر بھی افسروں کو خصوصیت کے ساتھ چشم نمائی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب سفر شام میں افسروں کو دیبا و حریر کی قبائیں پہنے دیکھا تو سنگریزے اٹھا کر مارے کہ تم نے یہ وضع کیوں اختیار کی۔

مسلمانوں کو جہاں عیش و تنعم میں پڑنے سے روکتے تھے وہاں یہ بھی خیال تھا کہ عربی خودداری برابر قائم رہے اور وہ ذلیل نہ ہو جائیں اسی لئے حکم صادر کر دیا تھا کہ کوئی عامل کسی مسلمان کو نہ مارے۔ غرض مسلمانوں کے اعمال و اخلاق کی بھی پوری نگرانی کرتے تھے اور معاشرتی زندگی کے ہر پہلو پر نظر رکھتے تھے۔

انتظاماتِ ملکی

فتح شام و ایران کے بعد بڑے بڑے صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ مفتوحہ اراضی امرائے فوج میں تقسیم کر دی جائے آپ چاہتے تھے کہ یہ وہیں کے باشندوں کے قبضہ میں رہے آخر مجلس عام میں سرگرم مباحثہ ہوکر آپ ہی کی تجویز منظور ہوئی آپ نے تمام ممالک کی پیمائش کراکر عشر و خراج کے طریقے کو منضبط کیا۔ تجارت پر بھی محصول قائم کیا چنانچہ تاجروں سے دس فیصدی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جابجا عدالتیں قائم کیں محکمہ قضا کو منضبط کیا حاکموں اور قاضیوں کی بیش بہا ماہانہ تنخواہیں مقرر کیں گورنروں کی تنخواہیں ہزار ہزار دینار ماہانہ تھیں اس لئے کہ کسی کو رشوت کا خیال پیدا نہ ہو۔ حل طلب مسائل کے لئے آپ نے محکمہ افتاء بھی قائم کر دیا تھا پولیس کا محکمہ بھی قائم کیا جس کا افسر صاحب الاحداث کہلاتا تھا

اسی سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ بحرین کے صاحب الاحداث مقرر ہوئے اور ہدایت کی گئی کہ قیام امن وامان کی سعی کے ساتھ ساتھ احتساب کی خدمت بھی انجام دیں یعنی اس امر پر نگاہ رکھیں کہ دوکاندار ناپ تول میں کمی نہ کرنے پائیں۔ جانوروں پر زیادہ بوجھ لاد کر انھیں تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ شراب و منشیات علانیہ فروخت نہ ہوں جابجا جیلخانہ بھی تعمیر کرائے۔ مکہ معظمہ میں حضرت صفوان بن امیہ کا مکان خرید کر جیلخانہ بنایا گیا۔ جلاوطنی کی سزا بھی آپ ہی کی ایجاد ہے جیلخانوں وغیرہ کی طرح عرب میں خزانہ یا بیت المال کا بھی کوئی وجود نہ تھا آپ نے مجلس شوریٰ سے منظوری لیکر دارالخلافہ مدینہ میں ایک عظیم الشان بیت المال یا خزانہ تعمیر کرایا اور ممالک محروسہ کے تمام اضلاع میں اس کی شاخیں کھولدیں۔ اور ان کے افسر بھی جداگانہ مقرر کئے۔

بیت المال کی مختلف شاخوں سے وہ تمام رقوم جو مصارف کے بعد بچتی تھیں اختتام سال پر صدر بیت المال کو بھیجدی جاتی تھیں صدر بیت المال کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس سے تین کروڑ درہم سالانہ تو محض تنخواہوں اور وظائف میں تقسیم ہوتے تھے۔ تمام حسابات نہایت احتیاط کے ساتھ رجسٹروں میں لکھے جاتے تھے۔ سنہ ہجری آپ ہی کی ایجاد ہے اور وہ ایک ضرورت کی رہین منت ہے اور اسی وقت سے اس کا رواج چلا آتا ہے۔

نہروں کا اجراء اور شہروں کی آبادی

حضرت فاروق اعظم نے فتوحات کی وسعت کے ساتھ ہی تعمیرات کا سلسلہ بھی سرگرمی کے ساتھ شروع کر دیا تھا۔ آپ کے عہد میں رفاہِ عام کے بکثرت کام ہوئے حکام کی بودوباش کے لئے ہر جگہ سرکاری عمارتیں علاوہ رفاہِ عام کی غرض سے مساجد اور پل وغیرہ بھی بہت بنوائے بہانخانے قلعے اور چھاؤنیاں تعمیر کرائیں۔ ان سب میں بیت المال کی عمارتیں نہایت عظیم الشان ہوتی تھیں۔

مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک کا درمیانی سفر دنیا جانتی ہے کہ آجکل کتنا تکلیف دہ اور دشوار ہے حضرت فاروق اعظم نے اسے بھی آسان اور آرام دہ بنانے کی سرگرم کوشش کی۔ اس پورے راستے کی ہر منزل پر یہی نہیں کہ چشمے بنا دیئے بلکہ چوکیاں اور سرائیں بھی تعمیر کرادیں۔ بصرہ میں شیریں پانی بہم پہنچانے کے لئے دجلہ سے کاٹ کر ایک نو میل لمبی نہر لائی گئی۔

یوں تو آپ نے ترقی زراعت کے سلسلہ میں متعدد نہریں بنوائیں لیکن ان میں تجارتی مقاصد کے لئے جو نہر نہایت مفید تھی وہ نہر امیرالمومنین تھی۔ جسکے ذریعہ سے دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملا دیا تھا۔ اور مال کی درآمد و برآمد اسی سے ہوتی تھی۔ شام کے علاقے میں بہت سی عرب مستعمرات قائم کئے۔ آپ نے متعدد شہر بھی آباد کئے۔ بصرہ آپ ہی کا آباد کیا ہوا۔ جو صدیوں تک اول درجہ کی بین الاقوامی بندرگاہ کی حیثیت سے ایک ہمہ گیر شہرت حاصل کئے رہا اور کئی لاکھ نفوس اس کے آغوش میں آباد رہے۔

کوفہ بھی اسی عہد میں آباد ہو کر دنیائے اسلام کا ایک عظیم الشان شہر بن گیا۔ فسطاط گو آج دنیا میں موجود نہیں لیکن اسے بھی آپ ہی نے آباد کیا اور مصر میں صدیوں تک یہیں سے فرمانروائی ہوا کی ورنہ پہلے صرف ایک گاؤں تھا آپ ہی نے اسے ایک عظیم الشان شہر بنا دیا

عسکری انتظامات

اتنی عظیم الشان اور وسیع سلطنت کی حفاظت کے لئے ظاہر ہے کہ بہت سے قلعوں اور بہت وسیع الذیل عسکری انتظامات کی ضرورت ہے حضرت فاروق اعظم نے اس کا انتظام کیا اور بہترین انتظام کیا۔

ابتدا میں تمام عربوں کو ایک منظم فوج کی صورت میں منتقل کر دینا تو امکانی امر نہ تھا اس لئے آپ نے قریش و انصار سے اس کی ابتدا کی اور تمام نفوس کے نام ایک رجسٹر میں درج کرا کے حسب مراتب وحیثیت سے سب کی تنخواہیں مقرر کر دیں نہ صرف یہ کہ بلکہ ان کے اہل وعیال کے گذارے کے لئے بھی وظائف مقرر کر دیئے۔ اہل بدر کی اولاد ذکور کی تنخواہ دو دو ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئی اور مہاجرین وانصار کی بیویوں کی تنخواہیں دس سے چار سو درہم تک رکھی گئیں حتیٰ کہ ان کے غلاموں تک کی تنخواہیں تک مقرر ہوئیں اور اس طرح مساوات عامہ کا ایک شاندار ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا اس کے بعد آپ نے مردم شماری کرا کے اس انتظام کو تمام عربی النسل افراد تک وسعت دیدی اور شیرخوار بچوں تک کے وظائف مقرر کر دیئے گویا ہر ایک عرب بچہ یوم ولادت ہی سے عسکر اسلام کا سپاہی تسلیم کر لیا گیا۔

ہر سپاہی کو تنخواہ کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی ملتا تھا۔ اس خیال سے کہ عربوں کے سپاہیانہ جوہر کو نقصان نہ پہنچے آپ نے اضلاع مفتوحہ میں زراعت تجارت سے روک دیا تھا۔ فوجی قواعد کا بھی خاص اہتمام تھا ہر چار ماہ کے بعد سپاہیوں کو وطن بھیجکر اپنے اہل وعیال سے ملنے کی اجازت تھی۔ تمام سرحدی مقامات اور مرکزی شہروں میں فوجوں کے لئے بارکیں اور چھاؤنیاں اور قلعے بنے ہوئے تھے۔ موسم بہار میں فوجیں بالعموم سرسبز وشاداب مقامات پر بھیجدی جاتی تھیں تاکہ ان کی صحت قائم رہے۔ تمام چھاؤنیوں اور بارکوں میں تھوڑی فوجیں ہمیشہ موجود رہتی تھیں جو تمام اضلاع میں بنی ہوئی تھیں۔ مدینہ۔ موصل۔ بصرہ کوفہ۔ دمشق۔ فسطاط۔ اردن فلسطین اور حمص خصوصاً مرکزی حیثیت

رکھتے تھے۔ افواج اسلامیہ میں طبیب جراح۔ مترجم۔ محاسب خزانچی اور جاسوس صرفدی ہوتے تھے۔

قلعہ شکنی کے لئے منجنیق اور دبابہ بھی ساتھ رہتا تھا گھوڑوں کی پرورش و پرداخت کے لئے ہر جگہ چراگاہیں بنی ہوئی تھیں۔ غرض حضرت فاروق اعظمؓ نے وہ انتظامات کئے تھے کہ ہر طرف ایک دھاک بیٹھ گئی تھی نہ اندرون ملک میں شورش کا اندیشہ تھا اور نہ بیرونی حملوں کا کوئی اندیشہ باقی رہا تھا۔

اشاعت اسلام

نائب رسول کی حیثیت دعوت و ارشاد اور اشاعت اسلام آپ کا فریضہ اولین تھا اشاعت اسلام کے سلسلہ میں آپ کا ریکارڈ فی الحقیقت بہت شاندار ہے بہت سی اقوام آپ کے عہد میں اسلام لائیں۔ لیکن کہیں بھی زور و جبر سے کام نہیں لیا گیا انتہا یہ ہے کہ آپ نے اپنے غلام کو ترغیب اسلام دی اور جب وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ لا اکراہ فی الدین کہکر خاموش ہو گئے۔

آپ نے اپنی تربیت و تعلیم سے تمام فرزندان اسلام کو ایک پیکر اخلاق بنا دیا تھا اور یہ سب سے بڑی کشش تھی جس کی طرف غیر مسلم افراد برابر کھینچے چلے جاتے تھے۔ تمام حکام کو ہدایت دی کہ غیر مسلموں کے سامنے محاسن اسلام پیش کر کے دعوت اسلام دی جائے۔ دیگر مسلمانوں کے اخلاق عالیہ دیکھکر خود بخود گرویدہ ہوتے اور اسلام قبول کرتے چلے جاتے تھے۔ کئی سفراء اور جرنیل خود بخود مسلمان ہو گئے اور مصر کا ایک رئیس تو مسلمانوں کے صرف حالات ہی سنکر مسلمان ہو گیا تھا عین معرکہ قادسیہ کے بعد دیلم کی چار ہزار فوج خود بخود مسلمان ہو گئی۔

فتح جلولا کے بعد بہت سے رؤسا مسلمان ہوئے عراق کے اکثر قبائل معمولی سعی ہی سے مسلمان ہو گئے۔ مصر کے باشندوں نے بھی کثرت سے اسلام قبول کیا۔

تعلیم و مذہبی خدمات

مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور درس و تدریس کی طرف سے بھی آپ غافل نہ رہے قرآن شریف کو صحت کے ساتھ پڑھائے جانے کے متعلق آپ نے تاکیدی احکام صادر کر دیئے۔ حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابو درداء صحابہ کبار میں تھے انھیں قرآن کی تعلیم کے لئے شام روانہ کر دیا۔ اسی طرح بکثرت درسگاہیں قائم کر دی تھیں ناظرہ خواں تو شمار سے۔ حافظوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو گئی تھی۔ احادیث کی روایت میں بڑی تحقیق و تدقیق سے کام لیتے تھے جب کوئی حدیث آپکے سامنے پیش کی جاتی تو اس وقت تک اسے قبول نہ کرتے تھے جب تک اس کے متعلق شہادت نہ لے لیں۔

قرآن مجید کو آپ اساس اسلام سمجھتے تھے اور پسند نہ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی نظریں اس اساس کی طرف سے ہٹ جائیں جب قرظہ بن کعب عراق کی طرف روانہ ہوئے تو چونکہ کثیر الروایت تھے اس لئے دور تک سمجھاتے ہوئے ساتھ گئے اور فرمایا کہ:-

"دیکھو تم اس ملک میں جا رہے ہو جو قرآن کی آواز سے گونج رہا ہے ایسا نہ ہو کہ تم ان کی توجہ قرآن سے ہٹا کر حدیث کی طرف مبذول کر دو۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں بھی کیا اسی طرح اور اسی کثرت سے روایت کیا کرتے تھے تو فرمایا کہ اگر میں عہد فاروقی میں ایسا کرتا تو دروں سے پیٹا جاتا۔

فقہ کے متعلق بھی یہی اہتمام تھا مختلف فیہ مسائل کو مجمع میں پیش کر کے طے کراتے تھے عمال کے تقرر میں بھی علمیت و فقاہت کو دیکھتے تھے تمام ممالک محروسہ میں مساجد تعمیر کرا کے ان میں موذنوں کا تقرر کیا مسجد نبوی کا طول پہلے سو گز تھا آپ نے ایک سو چالیس گز کر دیا اور اسے بہت وسعت دی۔ تمام مساجد میں روشنی اور فرش کا بھی اہتمام کیا۔ حجاج کی سہولت و راحت کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔

وقائع نگاری اور عدل و انصاف

مخلوق پسندی رعایا نوازی اور بنی نوع انسان کی خدمات سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوتے تھے بلکہ اس میں خاص انہماک تھا عرب میں قحط پڑ گیا تو بے چین ہو گئے دور دور سے غلہ منگوایا اور تمام صوبوں کو لکھا کہ جلد سے جلد غلہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار بھیجیں۔ اس غلہ کو آپ خود تقسیم فرماتے تھے حضرت عمرو بن العاص گورنر مصر کو تاکید پر تاکید لکھی جو بچے لاوارث تھے ان کی پرورش و پرداخت اور شیر خوارانی کا اہتمام خود کرتے تھے غرباء و مساکین کے روزینے مقرر کر دیئے تھے مگر انہی کے جو فوجی خدمت بجا لا سکتے تھے اور نہ اپنے ضعف و کمزوری کے باعث کسب معاش کی قدرت و طاقت رکھتے تھے اس سے مقصد یہ تھا کہ لوگ کاہل نہ ہو جائیں۔

ملک کے ہر حصے میں وقائع نگار، و پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے ان کے تدین و حافظہ کی جانچ کر لیتے تھے یہ لوگ ہر جزئی سے جزئی واقعہ لکھکر آپ کو بھیجتے رہتے تھے اس طرح آپ حالات ملکی سے پوری طرح باخبر رہتے تھے، یہ پرچہ نویس اتنے ہوشیار اور باخبر رہتے تھے کہ محلوں اور گھروں تک کے راز ہائے درون و شہر تک کے خفیہ سیاسی و معاشرتی باتیں کبھی ان کے علم میں آ جاتی تھیں۔ عدل فاروقی تو عالمگیر شہرت کا حامل ہے آپ کی میزان عدل میں عزیز و بیگانہ شاہ و گدا اور شریف و رذیل سب برابر تھے سب کے لئے ایک آئین اور ایک قانون تھا گورنر

مصر کے صاحبزادے نے جس شخص کے بلا وجہ کوڑے لگوائے تھے آپ نے اسی مضروب سے اُن کے بھی اتنے ہی کوڑے لگوائے اور دونوں باپ بیٹے خاموشی کے ساتھ یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ جبلہ بن ایہم نے جو مرتد ہو کر غسانی ... نے طواف کعبہ کے دوران میں ایک معمولی شخص کے ... دیا استغاثہ گذرنے پر آپ نے حکم دیا کہ مستغیث بھی جبلہ کے منہ پر طمانچے مارے۔ صحابہ کرام کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تو خادم رسول اکرم حضرت اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے زیادہ مقرر کی۔ عبد اللہ نے کہا اسامہ تو مجھ سے کسی بات میں بھی فائق نہیں فرمایا اور فرمایا ٹھیک ہے مگر رسول اللہ انھیں تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

غیر مسلم رعایا کی خبرگیری اس باب میں روادار رہتے تھے۔ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے جب حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا تو آپ نے حکم بھیجا کہ اسے ورثاء مقتول کے حوالے کر دیا جائے کہ وہ جو سلوک اس کے ساتھ چاہیں روا رکھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عیسائیوں نے قصاص میں اس مسلمان کو قتل کر دیا۔ کیا دنیا میں اس انصاف کی کوئی نظیر مل سکتی ہے۔ آپ نے ایک دفعہ ایک شخص کو جو بہت بوڑھا ہو گیا تھا مدینہ کی گلیوں میں بھیک مانگتے دیکھا۔ استفسار پر بولا۔ کیا کروں مفلس و نادار ہوں اور جزیہ لگا ہوا ہے بھیک مانگتا ہوں تاکہ جزیہ ادا کر سکوں اور اس کے بعد جو بچے اس سے اپنا پیٹ پال لوں۔ آپ اس کی یہ داستان دُر سن کر بہت متاثر ہوئے۔

اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے کچھ درہم نقد عطا کئے اور اس کے لئے مہتمم بیت المال کو لکھا کہ واللہ! یہ تو انصاف نہیں کہ ان کی جوانی میں تو ان سے متمتع ہوں اور بڑھاپے میں ان کی خبرگیری نہ کریں یہ لوگ "مسکین" ہیں قرآن شریف میں "مسکین" سے مراد غیر مسلم قوم کے فقراء و غرباء ہیں اس لئے اس قسم کے ذمی مساکین کے وظائف بھی مقرر کر دیئے جائیں۔ عربِ ... اور نجران کے عیسائیوں کی متواتر شورشوں کے بعد انھیں مجبوراً جلا وطن کیا گیا تو ان کی جائداد کی قیمت ادا کی گئی عطا کی گئی۔

یہ تہذیب کا زمانہ ہے۔ ... بغاوت کے جرم میں [illegible] کم رہنے دیا جاتا ہے اور کسی کو مسلح بغاوت کے جرم میں اگر ... کی سزا مل بھی تو ضبطی جائداد کا حکم پہلے صادر ہوتا ہے لیکن وہ زمانہ خوف خدا کا زمانہ تھا بندگان خدا کی خیر خواہی بہترین تقویٰ سمجھی جاتی تھی اس لئے تمام بنی نوع انسان کی خدمت جوش کے ساتھ کی جاتی تھی۔

علم و فضل

حضرت فاروق اعظم اس عہد کے مروجہ علوم میں تو پہلے ہی مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے۔ اسلام لانے کے بعد تو آپ مطلع انوار بن گئے اور علوم و فنون کی تمام جزئیات پر آپ کو پورا عبور حاصل ہو گیا۔ شاعری میں آپ کو درجہ کمال حاصل تھا۔ مختلف شعراء کے کلام پر بہترین تنقید کرتے تھے شعر کہہ لیا کرتے تھے مگر بعد کو اس طرف کوئی خاص توجہ نہ رہی تھی۔ مشاہیر شعراء کے کلام میں زہیر کا کلام آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ کے خطبات و تحریرات سے آپ کے زور تقریر، قوت تحریر اور برجستگی کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے فصاحت و بلاغت میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے یہ حالت تھی کہ آپ ... ... کے بہت سے مقولے ضرب المثل کی صورت اختیار کر کے زبان زد خلائق بن گئے تھے۔ عبرانی زبان میں استعداد خود حاصل کر لیا تھا کہ توریت بخوبی پڑھ لیتے تھے۔

اصابت رائے کا تو یہ عالم تھا کہ خود وحی الٰہی نے آپ کی بہت سی رایوں کی تائید کی۔ اور وہ مذہبی احکام بن گئیں۔ اسیرانِ بدر، تحریم خمر، ازواج مطہرات کے پردہ اور مقام ابراہیم کو مصلےٰ بنانے کے متعلق نزول وحی سے پیشتر آپ حضور نبی کریم کو مشورے دے چکے تھے اذان کا طریقہ آپ ہی کی رائے کے موافق طے ہوا۔ نہایت ذہین طباع و فہیم تھے۔ غور و فکر کی عادت تھی اس پر طرہ یہ کہ اہم مسائل پر بالعموم غور کرتے رہتے تھے اور جو بات سمجھ میں نہ آتی تھی اسے حضور نبی کریم سے پوچھ لیتے تھے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک ایک مسئلہ کو بار بار پوچھا ہے اور اصرار کے ساتھ پوچھا ہے۔

قرآن کی ہر آیت پر مجتہدانہ نگاہ ڈالتے تھے۔ اور ان سے استدلال کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے احادیث کا بھی بہت بڑا ذخیرہ دماغ میں محفوظ تھا مگر احتیاط کے خیال سے روایت بہت کم کرتے تھے اور جب تک کوئی حدیث روایت و درایت دونوں طریقوں سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچتی تھی اس وقت تک اسے قبول کرنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوتے تھے۔ فقہ تو وہ چیز ہے جو بڑی حد تک آپ ہی کے آغوش میں پروان چڑھی آپ سے جس قدر فقہی مسائل منقول ہیں اگر انھیں ایک جدا گانہ کتاب میں یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے۔ استنباط احکام اور تفریع مسائل کی شاہراہ بڑی حد تک آپ ہی کی قائم کی ہوئی ہے۔

خشیت الٰہی

اخلاق و عادات کے محاسن کے اعتبار سے آپ کی ذات گرامی بہت ہی بلند پایہ ہے۔

چونکہ بارگاہ نبوی میں بڑا رسوخ و تقرب حاصل تھا۔ صحبت میں رہنے اور آفتاب رسالت سے کسب ضیا کرنے کے زیادہ مواقع حاصل تھے اس لئے آپ محاسن اخلاق کا ایک دل کش مرقع بن گئے تھے۔ حق پرستی۔ حق گوئی حق پژوہی، خلوص و ایثار، سادگی، و تواضع اور انقطاع الی اللہ میں بھی بہت پیش پیش نظر آتے تھے۔ ہمہ گیر اخلاق کا اصل سرچشمہ خشیت الٰہی ہے۔ اس میں آپ کو بڑا حصہ ملا تھا۔

خوف خدا سے لرزتے رہتے اور اکثر پوری پوری راتیں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے میں گزار دیتے۔ صبح ہوتے ہی گھر آتے تو گھروالوں کو جگاتے اور یہ آیت وردِ زبان کرتے وامر اھلک بالصلوٰۃ نماز میں عموماً وہی سورتیں پڑھتے جن میں خدا کی عظمت وجلال اور قیامت کا ذکر ہوتا اتنے روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ ایک دفعہ دوران نماز میں اس آیت پر پہنچے ان عذاب ربک لواقع ماله من دافع تو اتنا روئے کہ آنکھیں متورم ہوگئیں اسی طرح ایک اور مرتبہ آیت واذا القوا منها مکاناً ضیقاً مقرنین دعوا هنالک ثبوراً تو یک بیک اتنا خشوع وخضوع طاری ہو گیا کہ یہ خیال ہونے لگا کہ ان کی روح پرواز کر جائیگی ایک روز صبح کے وقت نماز میں سورہ یوسف شروع کی جب آیہ پاک وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم پر پہنچے تو روئے اور بہت روئے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک صحابیؓ سے کہا تم لوگوں کو غالباً اپنے اعمال صالحہ کی بنا پر یہ توقع ہوگی کہ نارِ جہیم سے بچ جاؤ گے۔ مگر مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور بدی برابر ہوجائیں اور عذاب سے بچ جاؤں ایک مرتبہ کہیں تشریف لئے جارہے تھے کہ راستہ میں سے ایک تنکہ اٹھا کر بولے کاش میں بھی خس وخاشاک ہوتا۔ میری ماں مجھے نہ جنتی۔ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ آپ اسی طرح خوفِ خدا سے لرزتے رہتے

حضور نبی کریم سے محبت

حضور نبی کریم سے عاشقانہ محبت تھی اور دنیا وما فیہا سے زیادہ آپکو عزیز رکھتے۔ معرکہ بدر میں اپنے ماموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ ازواج مطہرات سے ناراضگی کی خبر سنی حاضر ہوئے اور اجازت نہ ملی تو بولے کہ میں حفصہؓ کی سفارش کے لئے نہیں آیا اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر رسول اللہ حکم دیں تو حفصہ کا سر ابھی قلم کر دوں۔ وفات نبوی نے آپ پر دیوانگی طاری کر دی تھی۔ اور مسجد نبوی میں کھڑے قسمیں کھا کھا کر اعلان کر رہے تھے کہ جو اپنی زبان سے یہ کہیگا کہ میرے محبوب آقا دنیا سے اٹھ گئے اس کا سر ابھی تلوار سے اڑا کر پھینکدوں گا۔

پھر جب کبھی یاد آجاتے تھے تو رقت طاری ہوجاتی تھی۔ حضرت بلالؓ نے آپ کے کہنے سے مسجد اقصیٰ میں جو اذان دی ہے تو رسول اللہ کی یاد تازہ ہوگئی اور اتنے روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ عاشقان جمال نبوت کا خیال بھی بہت رکھتے تھے حضرت اسامہ کی تنخواہ اسی بنا پر اپنے بیٹے سے زیادہ مقرر کی۔ فتح مدائن کے بعد مال غنیمت آیا تو اپنے بیٹے کو تو صرف پانچ دیئے اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو ہزار ہزار درہم عطا فرمائے حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ جس وقت یہ دونوں بچے تھے میں اس وقت رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں مصروف جہاد تھا۔ پھر انھیں فوقیت کی کیا وجہ ہے فرمایا جو مرتبہ ان کے بزرگوں کا ہے وہ تیرے باپ دادا کو نصیب نہیں تھے ان سے کیا نسبت ہے۔ ازواج مطہراتؓ کی تنخواہیں سب سے زیادہ مقرر کی تھیں اور ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار پیش کیا کرتے تھے۔ ان کی آسائش کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

زندگی بھر اُسوہ نبوی پر عامل رہے اور اُس وقت بھی جبکہ فتوحات مدینہ منورہ میں زر وجواہر کی بارشیں کر رہی تھیں آپ برابر فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ نے آپ سے عرض کی آپ کو مرفہ الحالی اور فراغت نصیب ہو گئی ہے آپکو نفیس غذا اور کپڑے استعمال کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہوا۔ جانِ پدر! تم ابھی سے حضور نبی کریم کے فقر وتنگ حالی کو بھول گئیں۔ خدا کی قسم میں تو انہی کی پیروی کروں گا۔ دیر تک عسرت نبویؐ کا تذکرہ فرماتے رہے جس سے ام المومنین بیقرار ہوگئیں اور رونے لگیں۔ کہیں ایک دفعہ یزید بن ابی سفیانؓ کے دسترخان پر کھانے کو بیٹھے۔ نفیس کھانے چنے تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا بقسم کہتا ہوں کہ اگر اسوہ رسول اکرم سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تمھیں صراطِ مستقیم سے منحرف کر دیگا۔ دل سے چاہتے تھے کہ ہر شخص متبع سنت بن جائے۔ آپ اپنے خطبات دلفاریر میں بھی برابر اسی پر زور دیتے رہتے تھے۔

زہد وقناعت

کبھی نرم اور ملائم کپڑے نہ پہنے جسم پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ، سر پر پھٹا سا عمامہ اور پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتیاں ہی رہیں۔ اسی حالت میں قیصر وکسریٰ کے پرشکوہ سفراء سے ملتے۔ وفود سے ملاقات کرتے تھے۔ مسلمانوں کو ضرور شرم محسوس ہوتی تھی مگر زبان کس کی تھی جو زبان کھول سکے۔ جب ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے طرز معاش بدلنے کی استدعا کی تو فرمایا افسوس تم امہات المومنین ہو کر حضور نبی کریم کی معاشرت کو بھول گئیں گھر میں صرف ایک کپڑا تھا جسے دن میں بچھاتے اور رات کو اوڑھتے تھے بالعموم ایک ہی جوڑا کپڑا ہوتا تھا میلا ہوجاتا تو خود دھو کر پہن لیتے تھے۔ غذا بھی بہت سادہ۔ معمولاً روٹی اور زیتون کا تیل ہوتا تھا اپنے امراء کے متعلق بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں۔

خلیفہ ہونے پر ایک عرصہ تک تو بیت المال سے کچھ لیا ہی نہیں اور جب لوگوں نے محض سادہ گذراوقات کے لئے تنخواہ مقرر کر لی چاہی تو فرمایا اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ جب میری مالی حالت درست ہوجائیگی لینا بند کردوں گا۔ جو صحابہؓ کچھ کہتے بھی تو جواب دیتے کہ تم لوگ مجھے دنیوی عیش وتنعم کی ترغیب دیتے ہو۔ بہت بڑا کنبہ تھا اس کے باوجود آپ بیت المال سے صرف دو درہم (آٹھ آنے) روزانہ لیا کرتے تھے اور بڑی تنگی وتکلیف سے بسر ہوتی تھی۔ کپڑوں میں محض اس خیال سے پیوند

لگاتے چلے جاتے کہ بیت المال پر بار نہ پڑے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی عظمت و شان کے تاج میں زہد و قناعت کا یہ طرہ بہت خوشنما اور دلفریب بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس درجہ محتاط تھے کہ نہ خود خلافت سے کوئی فائدہ اٹھایا اور نہ اپنے قبیلہ والوں کو فائدہ پہنچایا۔

قبیلہ والوں کو کبھی عہدہ نہ دیا۔ تحائف دوسرا یا بھی واپس کر دیتے تھے فتح شام کے بعد قیصر روم سے دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے ایکدفعہ آپ کی اہلیہ محترمہ ام کلثوم نے ملکہ روم کے پاس بطور تحفہ عطر کی شیشیاں بھیجیں۔ اس نے ان شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر بھیجا آپ نے فرمایا کہ عطر تو صرف تمہارا تھا مگر جو قاصد انہیں لیکر گیا تھا وہ سرکاری تھا آپ نے جواہرات لیکر بیت المال میں داخل کر دیئے۔ کچھ معاوضہ ضرور دیا۔

آپ کے صاحبزادے ایک فربہ اونٹ بازار میں فروخت کو لے گئے آپکو معلوم ہو گیا کہ یہ سرکاری چراگاہ میں چر کر فربہ ہوا ہے۔ آپنے پہلی قیمت ان کے حوالہ کرکے باقی بیت المال میں داخل کر دیا۔

تواضع و انکسار اتنے جلیل القدر اور باعظمت فرمانروا جس کے رعب و سطوت سے قیصر و کسریٰ کے ایوان حکومت میں لرزہ پڑ جاتا تھا اس کی تواضع و خاکساری کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر بے تکلف لیٹ رہتے تھے۔ مجاہدین کی بیویوں کا سودا بازار سے خرید کر لا دیتے تھے۔ دوش مبارک پر مشک رکھکر بیوہ عورتوں کے لئے پانی بھر دیتے تھے۔

ایک دفعہ سر پر چادر ڈال کر چلے جا رہے تھے۔ ایک غلام کو گدھے پر سوار جاتے دیکھا۔ تھک گئے تھے درخواست کی کہ ساتھ بٹھا لے اس نے گدھا پیش کیا فرمایا نہیں میں تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں گا۔ اصرار کے ساتھ ہی کیا اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور اسی حالت میں مدینہ منورہ کی گلیوں سے گذرے۔ جب سفر میں تشریف لیجاتے تو فرش خاک بستر ہوتا اور درخت کا سایہ شامیانہ۔ سفر شام میں بھی یہی حالت تھی لوگوں نے بیش قیمت لباس اور ایک عمدہ گھوڑا پیش کیا کہ عیسائیوں کے سامنے معمولی حالت ٹھیک نہیں۔ فرمایا ہمیں خدا نے جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے۔“

لطف و کرم مشہور یہ ہے کہ آپ بہت تند خو تھے لیکن آپ کا غضب و رحم سب خدا کے لئے تھا اس میں انانیت کو کوئی دخل نہ تھا آپ کو غصہ ضرور آتا تھا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ رحم و کرم کے جذبات سے تہی دامان تھے۔ یہ حالت تھی کہ کسی کی تکلیف نہ دیکھ سکتے تھے۔ عنانِ خلافت ہاتھ میں لیتے ہی تمام عربی غلاموں کو آزاد کرکے یہ قانون مقرر کر دیا کہ اہل عرب کسی کے غلام نہیں ہو سکتے۔ مجاہدین کے آقا و غلام دونوں کی تنخواہیں برابر مقرر کیں فرمایا کرتے تھے کہ جو غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے کو عار سمجھتے ہیں خدا ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

سنہ ۱۸ھ کے قحط میں آپ کی بیقراری اور بےچینی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا خود بھی لذیذ کھانا ترک کر دیا۔ بیٹے کے ہاتھ میں کبھی خربزہ دیکھ لیا تو بہت خفا ہوئے کہ قوم پر تو یہ مصیبت پڑی ہوئی ہے اور تو فواکہات سے اپنے کام و دہن کو شاد کام بنا رہا ہے۔ دور دور سے غلہ منگوا کر تقسیم کرتے رہے۔ نعمان اور دیگر مسلمان شہید ہوئے تو بہت روئے تھے۔ مال غنیمت بھی انہی کے ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ لوگ تو آپ کو سخت سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ذمیوں اور کافروں کے ساتھ جس رحمدلی کا برتاؤ کرتے رہے آج مسلمان بھی مسلمان کیساتھ نہیں کر سکتا۔ عفو و درگذر سے بھی بہت کام لیتے تھے۔

جب آپ عیینہ بن حصن کے اس فقرہ پر کہ آپ انصاف سے حکومت نہیں کرتے غضبناک ہو گئے ہیں تو حر بن قیس نے کہا۔ امیر المومنین قرآن کریم میں ہے خذ العفو وأمر بالمعروف وأعرض عن الجاهلين آیا اس جاہل شخص کی بات کی پرواہ نہ کیجئے۔ سنتے ہی سارا غصہ فرو ہو گیا

جذبہ خدمت انام زندگی کا ہر لمحہ خدمت انسانی کیلئے وقف رہتا تھا۔ مجاہدین کی عورتوں کے گھر پر جاکر ان کا سودا ہی بازار سے نہیں لا دیتے تھے بلکہ ان کے خطوط ان کے گھروں میں خود جاکر پہنچاتے اور جس گھر میں اتفاق سے کوئی پڑھا لکھا نہ ہوتا چوکھٹ پر بیٹھ جاتے اور جو لکھاتے لکھتے جاتے راتوں کو عام آبادی کی حالت معلوم کرنے کے لئے گشت لگاتے۔ مقام حرار میں پہنچے۔ دیکھا ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں دریافت پر معلوم ہوا کہ بھوک سے بیقرار ہیں۔ اور بہلانے کو ہانڈی چڑھا دی ہے یہ سنتے ہی بیتاب ہو گئے۔ مدینہ منورہ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا خود جاکر سامان خورد و نوش لائے اور خود ہی پکانیکا انتظام کیا خود ہی آگ پھونکتے تھے خود ہی کھانا کھلایا۔ بچے اچھلنے کودنے لگے آپ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ گشت میں پھر رہے تھے کہ ایک بدو کے خیمہ سے رونے کی آواز سنکر حقیقت معلوم کی۔ گھر جاکر اپنی بیوی ام کلثوم رضؓ کو بلا لائے۔ تھوڑی دیر بعد ام کلثوم نے اندر سے پکار کر کہا کہ امیر المومنین مبارک ہو کہ آپ کے بھتیجہ پیدا ہوا ہے۔ بدو امیر المومنین کا لفظ سنکر کانپ اٹھا۔ فرمایا کہ پرواہ نہ کرو۔ تم میرے بھائی ہو۔ کل آنا میں اس بچہ کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔ ضعیفوں اور بیکسوں کی خدمت اس اخفا کے ساتھ زندگی بھر کرتے رہے کہ خود انہیں اس کا علم نہ ہو سکا کہ یہ کوئی فرشتہ رحمت

یا انسان ہے۔ خود حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ علی الصباح امیر المومنین کو ایک جھونپڑے میں جاتے دیکھا۔ خیال ہوا کہ وہ یہاں کیوں آنے لگے۔ دریافت پر معلوم ہوا ... ... کہ یہاں ایک اندھی رہتی ہے اور آپ روزانہ بلاناغہ اس کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ آج تو یہ چیزیں اور یہ باتیں خواب و خیال ہیں۔

خانگی زندگی آپ کسی زمانہ میں بہت بڑے دولتمند نہ رہے اسکے باوجود راہ خدا میں ہمیشہ حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے رہے ایک دفعہ ایک سائل نے روکر اپنی بیچارگی کا اظہار کیا کچھ پاس نہ تھا آپنے اپنا کرتہ ہی اتار کر اسے دیدیا کوئی کام سادگی کے خلاف پسند نہ کرتے تھے اور نہ یہ گوارا تھا کہ کوئی تعظیم کے لئے کھڑا ہو۔ ویسے تو فاروقی جاہ و جلال سے ایک دنیا پڑی لرزا رہی تھی مگر خود آپ کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ کے سفرا آتے تھے تو یہ پتہ لگانا بھی دشوار ہوتا تھا کہ ان عربوں میں شاہ کون ہے اور گدا کون ہے نہایت غیور واقع ہوئے تھے۔ عورتوں کو بیجابانہ نکلتے دیکھتے تھے تو غیرت آتی تھی کئی بار بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ آپ امہات المومنین کے لیے تو پردہ کا حکم صادر کردیں۔ آخر وحی الٰہی نے آپ کی تائید کردی اور آیات حجاب نازل ہوئی۔

اہل و عیال سے محبت یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کو اہل و عیال سے محبت نہیں تھی تھی مگر اتنی نہیں کہ نمایاں ہو۔ خاندانوالوں کی طرف بھی زیادہ رجحان نہ تھا البتہ اپنے حقیقی بھائی زید سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں تو انتہائی قلق ہوا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب یمامہ کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو مجھے اس سے زید کی خوشبو آتی ہے حضرت زید نے ایک لڑکی چھوڑی تھی اس سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نسب و اسلام حضرت عثمان غنی ہجرت نبوی سے سینتالیس برس پیشتر پیدا ہوئے۔ قبیلہ بنی امیہ کے چشم و چراغ تھے جو شرافت و ریاست اور عزت کے اعتبار سے عرب بھر میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ آپ کی کنیت ابو عمر اور لقب ذی النورین تھا۔ والدہ کا نام اروی اور والد کا عفان تھا۔ پانچویں پشت میں عبد مناف پر جاکر آپ کا سلسلۂ نسب بھی حضور نبی کریم سے مل جاتا ہے۔ آپ کی نانی بیضا حضور نبی کریم کی پھوپھی تھیں اس طرح آپ پھوپی زاد بھائی بھی تھے ذی النورین کا لقب اس طرح پڑا کہ رسول کریم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ یہ شرف کتنا بڑا شرف ہے کہ آپ مہبط وحی و الہام کے پھوپی زاد بھائی بھی ہیں اور داماد بھی اور سابق الاسلام بھی۔ زمانہ جاہلیت ہی میں آپ کا کاروبار بہت عروج حاصل کرگیا تھا اور آپ ارض مکہ کے ایک نہایت دولتمند اور کامیاب تاجر سمجھے جاتے تھے اور صدق و دیانت اور عفت و پارسائی میں مشہور تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے دوست تھے۔ ایک روز جو ملنے آئے تو حضرت صدیق اکبر نے اسلام کی دعوت دی جس پر آپ اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہ نبوت میں جاکر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ ابھی دونوں بزرگ جانے ہی والے تھے کہ حضور نبی کریم خود ہی تشریف لے آئے اور آپ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ "عثمان! خدا کی جنت قبول کر کہ میں تیری اور تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے آیا ہوں"۔ اس آواز میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ آپ کی زبان سے بے اختیار کلمۂ شہادت نکل گیا۔

اس وقت تک صرف چھتیس چھتیس افراد حلقہ بگوش اسلام ہوچکے تھے آپکا خاندان بنو ہاشم کا حریف مقابل تھا اور وہ حضور نبی کریم کی کامیابی کو خوف و حسد کی نظر سے دیکھ رہا تھا لیکن قبولیت اسلام میں یہ خاندانی تعصب قطعی مخل نہ ہوسکا۔ لیکن آپکے خاندان کو سخت ناگوار گذرا اور آپکے چچا نے آپ کو باندھکر مارا اور اتنے مظالم و شدائد کئے کہ آپ حضرت رقیہ کو لیکر جو اسلام لانے کے بعد آپ کے حبالۂ عقد میں آچکی تھیں حبش ہجرت کر گئے جس پر حضور نبی کریم نے فرمایا تھا کہ عثمان میری امت میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کی ہے۔ چند سال وہاں قیام کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے کچھ ہی دن بعد آپ حکم نبوی پر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔

خدمات عہد رسالت مدینہ منورہ پہنچکر مہاجرین کرام کو پانی کی قلت سے بھی شدید تکالیف کا سامنا ہوا

یہاں بیر رومہ ایک بڑا اور وسیع کنواں تھا جس کا پانی نہایت شیریں اور صحت بخش تھا جسے اس کے یہودی مالک نے اپنا ذریعہ معاش بنا رکھا تھا مہاجرین کرام کے پاس اتنا کہاں تھا جو پانی خرید کر پیتے آپ نے اس مصیبت کا احساس فرما کے بیس ہزار درہم میں کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ حضور نبی کریم بہت خوش ہوئے اور انکو دعا دی۔ غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو گو آپ فطرتاً سپہگری کے پورے اہل نہ تھے تاہم آپ نے ہر جنگ میں جاں نثارانہ شریک ہوتے رہے۔ غزوۂ بدر میں ضرور شرکت نہ کر سکے اس وجہ سے کہ حضرت رقیہ بہت بیمار تھیں، اور حضور نبی کریم آپ کو یہ فرما کر خود ان کی تیمارداری کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ تمہیں شرکت جنگ کا اجر بھی ملیگا اور غنیمت میں حصہ بھی دیا جائے گا۔

آخر وہ محترم باپ کی غیر موجودگی ہی میں انتقال فرما گئیں۔ آپ کے غم واندوہ کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ غزوۂ بدر کی شرکت سے محرومی اور رفیقۂ حیات کی دائمی مفارقت نے آپ کو بہت افسردہ اور ملول بنا دیا تھا حضرت فاروق اعظم نے ہمدردانہ الفاظ میں تلقین صبر کی تو فرمایا کہ میرا رنج معمولی رنج نہیں۔ حضور نبی کریم فرما ہی چکے ہیں کہ قیامت کے روز میری قرابت کے سوا تمام قرابتداریاں منقطع ہو جائینگی یہ مجھ کم اندوہ ناک امر نہیں خاندانِ رسالت سے میرا رشتہ منقطع ہو گیا۔" حضور نبی کریم نے دلدہی کی اور اپنی دوسری صاحبزادی سے آپ کا عقد کر دیا۔

غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا تو حضور نبی کریم مدینہ میں آپ کو اپنا قائم مقام بنا گئے۔ حدیبیہ سے آپ کو قریش کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا کئی دن تک واپس نہ آنے سے آپ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی اسی وجہ سے حضور نے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھکر بیعت لی اور حضرت عثمانؓ کی خود اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھکر بیعت لی جس سے آپ کے شرف و اعتماد پر تیز روشنی پڑتی ہے۔ حقیقت میں قریش نے آپ کو گرفتار کر لیا تھا صلح ہو جانے پر رہا کر دیا۔ قیصر روم کے عرب پر حملہ کی خبر سنکر حضور نے جنگ کی تیاری کی اور مسلمانوں کو اعانت کی ترغیب دلائی۔ آپ بہت بڑے دولتمند تاجر تھے۔ اسی اثنا میں شام سے آپ کا تجارتی قافلہ کثیر نفع حاصل کر کے واپس ہوا تھا آپنے ایک تہائی فوج کے ساز و سامان کی کفالت اور دس ہزار فوج کو تنہا اپنے خرچ سے آراستہ کیا اس کے علاوہ ستر گھوڑے ایک ہزار اونٹ اور ایک ہزار دینار سامان رسد کے لئے پیش کئے۔ حضور اس فیاضی و جانثاری پر اتنے خوش ہوئے کہ اشرفیوں کو ہاتھ میں لے کر اچھالتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ:۔

"آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام انھیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچائیگا۔"

حضرات عمرؓو و سعد بن وقاص کا عزل عہد سابق میں بھی

آپ ممتاز رہے اور عہد صدیقی کا دور آیا تو آپ ان کی مجلس شوریٰ کے ایک اہم رکن بن گئے وہ آپ کی فہم و فراست کے بہت مداح تھے عہد فاروقی میں بھی آپ مجلس خاص اور مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے بعد خلافت کے لئے آپ کا انتخاب ہو گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ تمام اکابر اور مسلمانوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ پوری دنیائے اسلام کے خلیفہ منتخب ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ خلافت کو مستحکم و استوار بنا گئے تھے۔ اور حضرت فاروق اعظم نے اسے انتہائی عروج پر پہنچا کر اسے منظم بھی کر دیا تھا اور ایک مستقل دستور العمل بنا کر رکھ گئے تھے۔ اس عظیم الشان فرمانروا کا کوئی مخالف و حریف اور اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے والا بھی کوئی باقی نہ رہا تھا۔ میدان صاف تھا۔ اس لئے آپ کو نہ کوئی دقت پیش آئی اور نہ ملکی نظم و نسق میں کسی تغیر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ البتہ حضرت فاروق اعظم ہی کی وصیت کے مطابق آپنے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی جگہ حضرت سعد بن وقاص کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔

آذربائیجان اور آرمینیہ کے باشندوں نے رحلت فاروقی کی خبر سنکر خراج بند کر دیا تھا، اور رومیوں کی نیت بھی متزلزل ہو گئی تھی اس لئے ان اطراف میں افواج بھیجدی گئیں۔ اس کے بعد آپنے عبداللہ بن ابی سرح کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے بجائے مصر کا گورنر بنا دیا اس لئے کہ وہ خراج میں مزید اضافہ کی طرف سے جواب دے چکے تھے۔ موخر الذکر بہت بہادر اور بہت بڑے مدبر تھے۔ ان کے ہٹتے ہی رومیوں نے مصر کو واپس لینے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اسکندریہ میں بغاوت ہو گئی جس کے فرو کرنے کے لئے حضرت عمرو بن العاصؓ ہی مامور ہوئے چونکہ انہوں نے اس خدمت کو پوری قابلیت و تدبیر کے ساتھ انجام دیا تھا اس لئے آپ نے وہاں کے فوجی صیغہ آپکے سپرد کر دینا چاہا مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ ۲۵ھ میں حضرت عمرؓ معزول ہوئے تھے۔ ۲۶ھ میں حضرت سعد بن وقاصؓ بھی اس بنا پر معزول کر دیئے گئے کہ انہوں نے بیت المال سے ایک رقم خطیر قرض لیکر مہتمم بیت المال کے تقاضے پر ادائیگی کا عذر پیش کیا تھا اور دونوں میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ ان کی جگہ ولید بن عقبہ گورنر کوفہ مقرر ہوئے۔

فتوحات اور فراوانی دولت

۲۶ھ میں طرابلس الجزائر تیونس اور مراکش تک کا سارا علاقہ فتح ہوا۔ عبداللہ سے پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ موخر الذکر مالک کے

اگر فتح کر لیا تو مال غنیمت کا پانچواں حصہ انعام کے طور پر انھیں دیا جائے گا۔ وہ انہوں نے لیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو یہ فیاضانہ عمل گراں گزرا ہے تو آپ نے یہ رقم واپس لیکر بیت المال میں داخل کر دی۔ عبداللہ گورنر مصر کو لکھا۔ یا کرتم سے وعدہ تو ضرور کیا گیا تھا لیکن مجبوری یہ ہے کہ مسلمان اسے منظور نہیں کرتے۔

۲۸ھ میں جزیرہ قبرص بھی فتح ہو گیا جو بحر روم کا ایک نہایت اہم اور زرخیز جزیرہ ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری گورنر بصرہ وہاں کے لوگوں کی شکایت پر معزول کئے گئے اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کا تقرر عمل میں آیا۔ اس کے بعد ولید بن عقبہ گورنر کوفہ بھی اس بنا پر معزول کئے گئے کہ ان کے خلاف شراب خوری کا الزام تھا۔ ان کی جگہ سعید بن العاص کا تقرر ہوا جنہوں نے ایک بڑی فوج لیکر جس میں حضرت امام حسن امام حسینؓ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرؓ بن العاص، عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر اکابر صحابہ شریک تھے۔ جرجان، طبرستان اور الجبال سان فتح کر لیا تھا اور انہی کارہائے نمایاں کی بنا پر یہ عہدہ ملا تھا۔

عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ بھی بڑے شجاع اور حوصلہ مند گورنر تھے انہوں نے بلخ ہرات کابل اور سجستان اور دیگر اہم مقامات فتح کر لئے اور نیشاپور، مرخس اور ماوراالنہر کو بھی مسخر کر کے اسلامی دنیا میں گرانقدر اضافہ کر دیا۔ ۳۱ھ میں قیصر روم نے پانچسو جنگی جہازوں سے ... ... سواحل شام پر حملہ کیا مگر عبداللہ بن ابی سرح نے اُسے اس بحری جنگ میں تباہ کن شکست دی۔

حبیب بن مسلمہ فہری نے ۳۱ھ میں ارمینیہ کو فتح کر کے ممالک محروسہ میں شامل کر دیا۔ غرض یہ کہ عہد عثمانی میں خلافت اسلامیہ کو بہت وسعت حاصل ہوئی۔ ایک طرف تو مغرب میں عبداللہ بن ابی سرح نے مراکش تک سارا علاقہ فتح کر کے رکھ دیا اور قیصر روم کو بحری جنگ میں شرمناک شکست دی۔ دوسری طرف مشرق میں عبداللہ بن عامر نے کابل اور ماوراالنہر تک مسخر کر لیا اور تیسری طرف امیر معاویہؓ نے آپ کی اجازت سے پوری بحری قوت پیدا کر لی اور قسطنطنیہ تک کے ممالک خلافت اسلامیہ میں شامل کر لئے جن جن علاقوں آرمینیہ، خراسان اسکندریہ اور طرابلس وغیرہ میں جو شورشیں پیدا ہوئیں انھیں بھی نہایت مستعدی کے ساتھ فرو کر دیا گیا چھ سال تک آپ پوری لیاقت اور فرمانروائی کے اصول سے خلافت کرتے رہے۔ اس مدت میں بڑی بڑی فتوحات رقبہ سلطنت میں بہت بڑا اضافہ ہوا معیار زندگی بھی بلند ہوا مسلمان زر و دولت کی فراوانیوں سے مالا مال ہو گئے۔ مدینہ منورہ کرورپتیوں کا شہر بن گیا۔ دنیا بھر کی دولت یہیں کھنچ آگئی تھی ہر طرف محلات ہی محلات نظر آتے تھے ہر طرف امن و امان تھا اور بڑے اطمینان و

فراغت کا دور قائم ہو گیا تھا

فتنہ کا ظہور

حضرت عثمان غنی چھ برس تک بڑے اطمینان کے ساتھ فرمانروائی کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد فتنہ بیدار ہو گیا اور اس نے رفتہ رفتہ اپنی خوفناک صورت اختیار کر لی کہ نہ صرف آپ کی المناک شہادت ہی پر منتج ہوا۔ بلکہ ایک مدت کے لئے مسلمان مبتلائے تشویش و رنج ہو کر رہ گئے۔ اس فتنہ کی تہ میں تو درحقیقت تو سبائی جماعت ہی کی کارفرمائی تھی۔ دیگر اسباب یا تو ثانوی حیثیت رکھتے تھے یا اس فتنہ کی تقویت کے لئے پیدا کر لئے گئے تھے مثلاً۔

(۱) مثلاً فتوحات اسلامی کی وسعت نے بہت سی اقوام کو اپنے زیر تسلط لے لیا تھا جو خفیہ طور پر مصروف سازش تھیں۔ ان میں یہودی اور مجوسی پیش پیش تھے۔ یہ لوگ انتقام کی فکر میں تھے اور کم از کم یہ خیال تو ضرور تھا کہ اگر کوئی انقلاب برپا ہو گیا تو ممکن ہے کہ انھیں اس سے کوئی فائدہ پہنچ جائے۔ (۲) خلافت اور اس کے تمام ذمہ دارانہ عہدے خاندان قریش کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئے تھے۔ شیخین کرام کے عہد میں تو صحابہ کی کثرت تھی اور ان کی صحبت سے دیگر اہل قبائل بھی متاثر تھے ان کے اندر حرص و اقتدار کا کوئی شائبہ بھی موجود نہ تھا لیکن دوسری نسلیں جو پیدا ہوئیں وہ زہد و اتقا میں وہ پایہ نہ رکھتی تھیں۔ قریشی نوجوان اسلاف کی طرح پوری رعایا نوازی کے ساتھ فرمانروائی نہ کر سکے اس سے دیگر قبائل عرب کی نوجوان نسلوں کو بھی پہلی مرتبہ یہ خیال پیدا ہوا کہ فتوحات ہوئیں تو ہماری تلواروں سے اور فائدہ اٹھا رہے ہیں ان سے قریش۔ حالانکہ مساوی حق ہونا چاہئے تھا۔

(۳) مسلمانوں کے غیر اقوام کی عورتوں سے رشتہ ازدواج قائم کرنے سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ اور نو مسلموں کی اولاد دونوں بہت زیادہ فتنہ جوئی پر اتر آئیں اور انہوں نے قبائل عرب کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر شورش پھیلانے اور اضطراب پیدا کرنے میں زیادہ حصہ لیا۔

(۴) حضرت عثمان غنی فطرتاً بہت نیک ذی مروت اور نیک دل بھی واقع ہوئے تھے اور زیادہ بوڑھے بھی ہو گئے تھے وہ عفو و درگزر سے زیادہ کام لیتے تھے۔ سخت گیری مزاج میں نہ تھی آپ نے فتنہ پردازوں پر تشدد روا رکھنا مناسب نہ سمجھا اس سے شرپسند عناصر کی ہمتیں اور بڑھ گئیں۔

شرپسند عناصر کے مقاصد

جیسا کہ ہم ابھی ابھی بتا چکے ہیں کہ ساری مصیبت کا بانی سبائی گروہ تھا۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا وہ اسلامی اقتدار سے مرعوب ہو کر بری نیت سے بظاہر اسلام لے آیا ورنہ حقیقت میں وہ اسلام اور فرزندان اسلام کا شدید دشمن تھا اور ایک ہمیشہ سازشی دماغ رکھتا تھا اسلام کو نقصان

پہنچا سکی تو احادیث پر اس کے دماغ میں یہی آئی کہ مسلمان بنکر اور مسلمان کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرے اور اپنی سازش سے دنیائے اسلام کو مبتلائے فتنہ بنائے ایک انقلاب عظیم برپا کرا دے۔ قبائل عرب کی پیدا شدہ شکایات کو اسی نے فتنہ کی صورت دی اور اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت عمل سے کام لیکر پہلے تو اس نے ایک ہمہ گیر پروپیگنڈا حضرت عثمان غنی کے خلاف شروع کیا اور پھر تمام شر پسند عناصر کو ایک مرکز پر متحد کر دیا اور اپنی سازش کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے اس نے عجیب و غریب عقائد اختراع کئے مذہب میں مخفی طریق پر داخلت شروع کر دی اور ملک بھر میں منظم طریق پر اپنے عقائد کی اشاعت شروع کر دی اور ملک بھر میں منظم طریق پر اپنے عقائد کی اشاعت شروع کر دی۔ اس نے مصر کو سازش کا مرکز قرار دیا اور اپنے ایجنٹ اور تربیت یافتہ کارندے تمام مراکز اسلام میں پھیلا دیئے۔

اس سازش میں قبائل عرب کے پرجوش افراد اور نومسلموں اور غیر اقوام کی نومسلم عورتوں کی اولاد تو صرف حق مساوات کی طالب تھی اور ہمتیں چونکہ بڑھ گئی تھیں اس لئے یہ بھی کہ جو عمال مقرر ہوں وہ انکی مرضی کے عین مطابق ہوں۔ یہودی انتراق پیدا کرکے اسلام کی قوت کو پاش پاش کرنے کی فکر میں تھے۔ مجوسی چاہتے تھے کہ عنان حکومت کسی ایسے خاندان کے ہاتھ میں آئے جو ان کی اعانت حاصل کرے اور اس طرح وہ اس سے مراعات حاصل کر سکیں۔ بنو ہاشم بنو امیہ کے اقتدار کو گوارا نہ کرتے تھے۔ اور خود کو مناصب کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔ عبداللہ بن سبا تو نسلاً یہودی تھا۔ اس کا تو منشا ہی یہ تھا کہ اسلام کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا دے۔

ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی غرض کے لئے کم و بیش مصروف کار ہو گئی تھی جنھیں ابن سبا نے ایک مقصد پر جمع کر دیا۔ یہ سب کچھ تھا مگر ابھی اسلامی قوت کوئی معمولی قوت نہ تھی اس کی سطوت سے سب لرزاں تھے اور شورش پسند عناصر عوام کی ہمدردی حاصل نہ کر سکا تھا بلکہ وہ خود اس سے بیزار تھے۔ چونکہ پروپیگنڈے کا رخ حضرت عثمان غنی ہی کی طرف تھا اس لئے ان کی اکثریت مختصراً حضرت عثمان غنیؓ کے عزل کا مطالبہ کرنے لگی تھی یہاں تک تو سب متفق تھے۔ اس کے بعد یہ چیز تھی کہ مصری اشرار حضرت علیؓ، بصری فتنہ پرور حضرت طلحہؓ، اور کوفی مفسدہ پرداز حضرت زبیرؓ کو خلیفہ منتخب کرانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اب دکھانا اور بتانا یہ ہے کہ ابن سبا نے حصول مقصد کے لئے کیا طریقہ ہائے کار اختیار کئے۔

سبائی فتنے کے طریقہ ہائے کار

ابن سبا نے یہ دیکھکر کہ کم از کم حضرت عثمان غنیؓ کے عزل پر سب متفق ہیں اپنے ایجنٹ ہر طرف پھیلا کر انھیں ہدایت کی متقیانہ وضع اختیار کر کے عوام کو وعظ و پند سے اپنا معتقد بنائیں اس کے فوراً بعد عمال عثمان کو بدنام و تنگ کرنیکی ممکن سعی عمل میں لائیں اور ساتھ ہی حضرت عثمان غنی کے خلاف لوگوں کو کھڑا کرنے کے لئے ان کی ناانصافیوں اور کنبہ پروریوں کی داستانیں پورے آب و رنگ کے ساتھ سنائیں۔ آپ کی فطری نرمی و رحمدلی سے ہمت پاکر انہوں نے ہر جگہ منظم طریق پر شرارتیں شروع کر دیں۔ عمال سب کچھ دیکھتے لیکن خلافت مآب کے خوف سے ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے۔

ان کی متقیانہ وضع اور موثر و پرزور مواعظ نے اکثر نیک نیت اصحاب کو بھی گمراہ کر دیا۔ جس کی انتہا یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کیا ایک حد تک حضرت ابوذر غفاری جیسے مقدس بزرگ بھی غلط فہمی میں پڑ گئے۔ چنانچہ قیصر روم نے پانچسو جنگی جہاز لیکر حملہ کیا تو اور عبداللہ گورنر مصر مقابلہ کو نکلا ہے تو اول الذکر ہر دو نوجوانوں نے اس کی راہ میں ہر ممکن طریقہ سے سدراہ ... ... ہونیکی کوشش کی اور اس نازک موقعہ پر مجاہدین کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔ کشتیوں میں بیٹھکر دور تک متعاقب گئے اور یہ تو عام بات تھی کہ نمازوں میں موقعہ بموقعہ تکبیریں بلند کرکے برہمی پیدا کرتے اور عبداللہ کی مذمت کرتے۔ مجاہدین سے کہتے ضرورت مدینہ میں ہے اور جا رہے ہو رومیوں سے لڑنے۔ لوگ تعجب سے پوچھتے تو کہتے کیا تمہیں خبر نہیں کہ عثمانؓ نے سنت شیخین کرام کو ترک کر دیا اور صحابہ کبارؓ کو بیقصور معزول کرکے ان کی جگہ اپنے اعزا و اقارب کو مامور کر دیا۔

اس سے زیادہ اور کیا افسوسناک امر ہوگا کہ خود مدینہ منورہ کے اندر اسی سازشی گروہ نے ایک خطبہ کے دوران میں پتھروں کی بارش کرکے آپ کو مجروح کر دیا مگر آپ صبر و تحمل سے درگذر کر گئے۔ اس پر بھی آپنے کوئی کارروائی نہ کی ورنہ یہ پوری خلافت کی مشنری ان کے خلاف متحرک کرکے انھیں تباہ کر سکتے تھے اس سے اور حوصلے بڑھے۔ پروپیگنڈا اور بہیم افتراپردازیوں اور کذب بیانیوں نے پوری دنیائے اسلام کو پرآشوب بنا دیا۔ اور نئے نئے الزام آپکے خلاف تراشے گئے۔ مثلاً حضرات ابوموسیٰ اشعریؓ مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن عاص، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، اور عبدالرحمن ارقم وغیرہ کو معزول کرکے اپنے خاندان کے ناتجربہ کار ارکان کو مامور کیا۔ بیت المال سے غلط اور بیجا استفادہ کیا گیا یعنی حکم کو مدینہ آنیکی اجازت دی حالانکہ وہ عہد رسالت میں جلاوطن ہوئے تھے اور بیت المال سے ایک لاکھ عطا کر کے ان پر گرانقدر عجب احسان کیا۔

مروان کو افریقی مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیدیا گیا۔ عبداللہ بن خالد

کو تین لاکھ دیدیئے۔ اپنی صاحبزادیوں کو بیت المال سے جواہرات عطا فرمائے اپنے قیام و سکونت کے لئے عظیم الشان محل تعمیر کرایا عبداللہ بن ارقم اور معیقیب نے اعتراض کیا تو معزول کر کے زید بن ثابت رضؓ کو مہتمم مقرر کر دیا۔

زید بن ثابتؓ کو بیت المال سے ایک لاکھ دیدیئے۔ عبداللہ بن مسعود اور ابیؓ کے روزینے بند کئے۔ بقیع کو سرکاری چراگاہ بنا دیا۔ بازار میں حکم جاری کر دیا کہ کھجور گٹھلیاں امیر المومنین کے ایجنٹ کے سوا اور کوئی نہ خرید سکے قرابتداروں کو وسیع جاگیریں دیں، ابوذرؓ عمارؓ جندبؓ عبداللہ بن مسعودؓ اور عبادہ بن صامت جیسے صحابہ کبار کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھا۔ اجرائے حدود میں تساہل کیا اور مصری وفد کے بے توجہی کی وغیرہ۔ ان تمام الزامات کو پوری رنگ آمیزی کے ساتھ اس شدت و تواتر کے ساتھ بیان کیا اور دہرایا گیا کہ بڑے بڑے مسلمان غلط فہمی میں پڑ گئے۔

عاید شدہ الزامات کی حقیقت

غور سے دیکھا جائے تو ان کے اندر صحت صداقت کا کوئی شائبہ بھی نظر نہ آئیگا اور جو کچھ ہوا بھی وہ نیک نیتی کے ساتھ ہوا بلا وجہ اور محض کینہ پروری کے لئے سرکاری طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اور نہ ایک خلیفہ راشد کی ذات گرامی سے یہ ممکن تھا عمال کی معزولی کوئی نئی بات نہ تھی۔ خالدؓ مغیرہ اور سعد بن وقاص عہد فاروقی میں معزول ہوئے اور یہ تینوں صحابہ کبار ہی میں سے تھے۔ آپ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی عنان خلافت ہاتھ میں لیتے ہی پہلا کام یہی کیا تھا۔ خلیفہ وقت عزل و نصب اعمال میں اپنے نقطۂ نگاہ ہی کو مقدم رکھ سکتا ہے ہر امر کی وجہ عوام کو نہیں بتائی جا سکتی۔

پھر آپ نے تو کسی ایک کو بھی بلا وجہ معزول نہ کیا تھا۔ عمرو بن العاص خراج میں اضافہ کرنے کی طرف سے جواب صاف دیدیئے حضرت سعد بن وقاص بیت المال سے بیش قرار رقم لیکر روانہ کر سکنے اور ادا نہ کی خود وہاں کے لوگوں کے وفد کی صورت میں آکر شاکی ہونے کی بنا پر معزول ہوئے۔ مغیرہ بن شعبہ حضرت فاروق اعظمؓ کی وصیت کے مطابق ہٹائے گئے۔ حضرت عمار عہد فاروقی ہی میں معزول ہو چکے تھے عبداللہ بن ارقم اور معیقیب بوڑھے اور ضعیف ہو جانے پر الگ کئے گئے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی معزولی ضرور بے قصور تھی لیکن مجبوری تھی کہ آپ اُن کی طرف سے شدت کے ساتھ بدگمان کر دیئے گئے تھے۔ لیکن بعد کو آپ خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور اس کی تلافی بھی کر دی۔

لیکن فتنہ پردازوں نے ان معزولیوں کو اس طرح ظاہر کیا کہ گویا ایک بالکل نئی بات تھی یہ بالکل بری الذمہ تھے اور انھیں محض اپنے کنبہ والوں کے لئے جگہ نکالنے کی غرض ہی سے علیحدہ کیا گیا ان کی جگہ جو لوگ مقرر ہوئے وہ ضرور آپ کے خاندان ہی کے افراد تھے لیکن ان کا تقرر قرابتداری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے کارہائے نمایاں کی بنا پر عمل میں آیا تھا۔

جن لوگوں کا تقرر ہوا۔ انہیں پہلے سے ہی تجربہ تھا اور تقرری کے بعد بھی انہوں نے اپنی انتظامی قابلیت کا پورا مظاہرہ کیا۔ حضرت امیر معاویہ تو حضرت فاروق اعظم ہی کے وقت سے صوبہ شام کے گورنر تھے ولید بن عقبہ بھی اس سے پیشتر جزیرہ کے گورنر رہ چکے تھے۔ رہے سعید بن العاص اور عبداللہ بن ابی سرح ان دونوں نے اپنے تقرر کے بعد اپنی قابلیت و اہلیت کا شاندار مظاہرہ کیا۔

یہ سعید ہی تھے جنہوں نے طبرستان اور ارمینیہ کو فتح کر کے ممالک محروسہ اسلام میں شامل کیا اور عبداللہ بن ابی سرح نے نہ صرف یہ کہ مراکش تک کا سارا علاقہ فتح کر لیا بلکہ بحری جنگ میں قیصر روم کو سخت شکست دی۔ عبداللہ بن عامر کم عمر تو ضرور تھے لیکن لیاقت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ اسی نوجوان نے بڑھکر ہرات، کابل، سجستان اور نیشاپور تک تمام علاقہ مسخر کر لیا پھر جب ولید کی شکایت ہوئی ہے تو آپ نے انھیں بھی معزول کرنے میں تاخیر نہ کی۔ اہل خاندان کا تقرر سنت شیخین کرام کی سنت کے خلاف ضرور تھا مگر اسلام کے خلاف نہ تھا۔

شیخین کرام نے احتیاط کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ لیکن آپ کی طبیعت میں حد سے زیادہ نرمی تھی۔ آپ اقارب سے سلوک کو صلہ رحمی سمجھتے تھے جس کی قرآن کریم میں بڑی تاکید آئی ہے۔ جب ایک دفعہ آپ کے گورنر کی شکایت ہوئی ہے تو آپ نے یہ اسوۂ نبی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا حضور نبی کریمؐ قریش کو تمام اہل عرب پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اور ان میں بھی اپنے خاندان بنو ہاشم کا سب سے زیادہ خیال نہ رکھتے تھے۔ اگر میں نے ایسا کیا بھی تو کونسا برا کیا بہرکیف چونکہ یہ اموی عمال نہایت قابل تھے اور ان کے لئے کسی کو علیحدہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ کو ہرگز اس کے لئے صحیح طور پر متہم نہیں کیا جا سکتا۔

جن رقوم کے متعلق بیت المال سے خرچ کرنے کا الزام عاید کیا گیا وہ روپیہ آپ کا ذاتی روپیہ تھا کہ آپ کروڑپتی بزرگ تھے اور عہد رسالت میں بھی اس قسم کی فیاضیاں برابر کرتے رہتے تھے۔ حکم کے لڑکے مروان سے اپنی صاحبزادی کا عقد کر کے جیب خاص سے ایک لاکھ عطا کیا تھا اور مروان کو لڑکی کے جہیز کے طور پر ایک لاکھ دیئے تھے بازار سے گٹھلیوں کی اجارہ داری، صاحبزادیوں کو جواہرات عطا فرمانے

بیت المال سے محل بنوا نے۔ زید کو ایک لاکھ دیدیئے وغیرہ کی داستانیں بالکل غلط اور موضوع ہیں۔ غرض جتنے الزامات عائد کئے گئے ان میں کوئی معقولیت نہیں تھی۔ محض بدنام کرنے کیلئے ان کی اشاعت کی گئی۔

قصر خلافت کا محاصرہ

فتنہ وسعت اختیار کرتا چلا گیا تو اس کے فرو کرنے کی طرف توجہ ہوئی مگر اب بھی سختی سے کام نہ لیا گیا بلکہ آپنے سب کو رضامند بنانے ہی کی سعی کی۔ ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص اسی سلسلہ میں معزول ہوئے۔

ساتھ ہی آپنے ہر جگہ منادی کرادی کہ حج قریب ہے۔ میں تمام عمال کو جمع کرتا ہوں سب لوگ شریک ہوں۔ اور اپنی اپنی شکایات پیش کریں میں فوراً ان کا تدارک کروں گا۔ سنجیدہ طبقہ تو ضرور اس سے مطمئن ہوا۔ اشرار کی نیت بھی درست ہوگئی ہوتی تو انھیں اب پر مطمئن ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر جن لوگوں نے عمال عثمانی کو دیدہ ودانستہ خود ہی بدنام کرنے کا تہیہ کر رکھا ہوا اور مقصود ہی عزل خلیفہ ہو وہ کب مطمئن ہو سکتے تھے۔ انہوں نے یہ سمجھ کر کہ حج کے موقعہ پر اجتماع ہو گیا تو پھر موقع نہ رہے گا۔ پیشتر ہی مدینہ منورہ پر یورش کی تیاری کرلی۔ مصر کوفہ و بصرہ کے فتنہ پرداز باہمی قرار داد کے مطابق حاجیوں کی وضع کے کپڑے پہنے ہوئے اور دارالخلافہ سے تین میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہو کر صحابہ کبار رضی سے ملے کہ مطالبات پورے کرادیں سبنے انکار کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی تو خود ہی اصلاح حال اور رفع شکایات کا عزم کئے ہوئے تھے۔ آپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فوراً بلا کر فرمایا کہ آپ انہیں واپس کردیں میں ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ فتنہ پرداز سمجھتے کچھ تھے۔ مگر صحابہ کبار رضی کا رجحان دیکھکر وہ بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور واپس چلے گئے۔ لوگ بھی اس پر بہت خوش ہوئے لیکن کچھ دن ہی گذرے تھے کہ یہ لوگ انتقام انتقام کی پرشور صدائیں بلند کرتے ہوئے پھر آدھمکے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جاکر سبب واپسی دریافت کیا کہ ہمیں مصر کے راستے میں ایک قاصد عاجلانہ جاتے ہوئے دیکھا شبہ پاکر تلاشی لی تو ایک فرمان برآمد ہوا جسمیں گورنر مصر کو ہمارے قتل کی ہدایت کی گئی تھی۔ ہم اس فریب کاری کا انتقام لینے کے لئے آئے ہیں حضرت عثمان غنی نے جب باحلف اپنی لاعلمی ظاہر کی تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ شرارت نائب الحکومت مروان کی ہے فتنہ پرداز بھی سمجھ گئے لیکن ان کا ارادہ دوسرا تھا بولے کچھ ہو یہی کیا کم ہے کہ انہوں نے اس درجہ غفلت برتی اور اپنی مہر کی بھی حفاظت نہ کرسکے۔ اس لئے ہم تو انھیں معزول کرکے رہیں گے۔ آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جب تک سانس باقی ہو اس خلعت ربانی کو میں نہیں اتار سکتا۔

مظلومانہ شہادت

اس وقت مدینہ منورہ میں کوئی فوج موجود نہ تھی باغیوں کو موقعہ مل گیا اور انہوں نے بڑھکر قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا۔ اس شدت کیساتھ کہ چالیس روز تک پانی تک بھی اندر نہ پہنچنے دیا۔ قساوت کا یہ عالم تھا کہ خود امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اکابر صحابہ نے انھیں سمجھانے اور غذا پہنچانے کی کوشش کی تو ان ظالموں نے نہ صرف یہ کہ کہنا نہ سنا بلکہ توہین کی۔ ہزار فوج نہ ہو پھر مدینہ منورہ ایک عظیم الشان شہر تھا اور جاں نثاروں اور فداکاروں کی تعداد کم نہ تھی۔ اور باغیوں کو پامال کرنا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ خونریزی مسلمین گوارا نہ کرتے تھے۔ حضرت مغیرہ نے مشورہ دیا کہ اب بھی یہاں ایک طاقتور جماعت آپ کی حمایت کے لئے موجود ہے اسے لیکر مقابلہ کیجئے۔ یا پشت کی دیوار توڑ کر مکہ معظمہ چلے جائیے کہ وہاں حرمت حرم کے خیال سے جنگ نہ کرسکیں یا پھر شام تشریف لیجائیے۔

آپ نے فرمایا امت محمدی کی خونریزی کرنے والا پہلا خلیفہ بننا نہیں چاہتا۔ حرم جاتا ہوں تو ممکن ہے کہ پھر بھی وجہ سے باغی اس کی بھی توہین کریں۔ شام اس لئے نہیں جانا چاہتا کہ مجھے جوار حضور نبی کریم چھوڑنا گوارا نہیں یہ بھی آپ کی نیک نفسی تھی ورنہ ان صورتوں میں سے دو صورتیں تو یقیناً باغیوں کی تباہی کا باعث بن جاتیں۔ محل عثمانی میں سات سو مسلح جوان حضرت عبد اللہ بن زبیر کی زیر قیادت موجود تھے صدر دروازہ پر حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پہرہ دے رہے تھے۔ آپ نے بالاخانہ پر کھڑے ہو کر کئی بار سمجھایا اور اپنی خدمات ظاہر کیں مگر کسی نے پرواہ نہ کی۔ انصار کرام نے آخری وقت میں حاضر ہو کر لڑنے اور اپنے کارنامے دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت ابو ہریرہ بھی حاضر ہوئے مگر صاف فرمایا کہ میں جنگ کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔ آپ کو اپنی شہادت کا یقین اعتقاداً تھا جس کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آخر باغی پشت کی دیوار پھاند کر اندر گھس گئے۔ محمد بن ابی بکر نے ریش مبارک پکڑ کر کھینچی تو فرمایا بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو یہ منظر کبھی نہ دیکھ سکتے اس پر وہ تو شرما کر پیچھے ہٹ گئے مگر کنانہ نے بڑھکر پیشانی مبارک پر لوہے کا ڈنڈا مارا۔ سوادان نے دوسرا حملہ کیا۔ عمرو بن الحمق سینہ مبارک پر سوار ہو گیا۔ ایک اور شخص نے تلوار کے وار کئے آپ کی حرم محترم بچانے کو بڑھیں تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آخر آپ شہید ہوگئے۔ دو روز تک اس داماد رسول کا لاشہ بے گور و کفن پڑا رہا بمشکل چند اشخاص نے ہمت کرکے اپنی خون سے تر

ہوئے کجاؤوں میں دفن کر دیا اور صرف سترہ آدمی نماز جنازہ میں شریک ہو سکے۔ اس مظلومی و بیکسی کی موت پر عالمگیر ماتم کیا گیا۔

ہر طرف کہرام برپا گیا حتیٰ کہ باغی بھی نادم ہوئے۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا لوگو اگر تمہاری اس بداعمالی پر کوہ احد بھی پھٹ پڑے تو کم ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ اگر تمام قوم اس میں شریک ہوتی تو ضرور آسمان سے پتھر برستے" حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آتا تو دہاڑیں مار مار کر روتے"

سلطنت اسلامیہ کا استحکام

حضرت فاروق اعظمؓ نے فتوحات کیں۔ مگر جس طرح فاتح ہونا بڑا کام ہے اسی طرح فتوحات کو قائم رکھنا بھی بہت بڑا کام ہے۔ سکندر، چنگیز، تیمور اور نادر شاہ نے کتنی فتوحات کیں لیکن چند دن بھی یہ قائم نہ رہ سکیں اور ایک نمائش سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت ثابت نہ ہوئی یہ حضرت عثمانؓ ہی تھے جنہوں نے اپنی نیک نفسی اور نرمی کے باوجود نہ صرف یہ کہ ممالک مفتوحہ کو قائم رکھا بلکہ اپنے تدبر و حکمت سے سلطنت کی بنائیں بھی استوار کر دیں اور اقوام سرکشہ کے جذبۂ خودسری کو اس طرح دبایا کہ کسی کو سر تابی کی جرأت نہ ہوئی۔

جیسا کہ فتوحات کے بعد بالعموم ہوا کرتا ہے دنیائے اسلام میں بھی ہوا۔ دنیائے اسلام میں بھی ہوا۔ آرمینیہ اور آذربائیجان نے خراج بند کر دیئے۔ خراسان و مصر میں پرشور بغاوتیں ہوئیں۔ بربروں نے سر اٹھایا خود قیصر روم اکٹھے پانچسو جنگی جہازوں کا خوفناک بیڑا لیکر سواحل پر حملہ آور ہوا۔ یہ سب بعید ترین علاقے تھے لیکن آپ نے پوری مستعدی و تدبر سے انھیں بروقت فرو کر دیا اس طرح کہ پھر سر اٹھانے کی جرأت نہ رہی ایسے مواقع پر فرمانروا رعب و دہشت بٹھانے کے لئے کیا کچھ قتل و خونریزی سے کام نہیں لیتے۔ لیکن آپ نے یہ سب کچھ مدینہ منورہ بیٹھے ہی بیٹھے انجام دیا اور اس خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ کہیں کوئی قابل ذکر سختی نہیں ہوئی۔ آپ کا یہ معمولی کارنامہ نہیں بہت بڑا اور یگانہ ہے۔ لوگ بے سوچے سمجھے آپ کو ایک کمزور اور نرم دل خلیفہ تو کہہ دیتے ہیں مگر آپ کے پاس اس کارنامہ عظیمہ پر کسی کی نگاہ نہیں جاتی۔

بری و بحری فتوحات

پھر آپ نے عہد فاروقی کی فتوحات کو قائم رکھکر مستحکم ہی نہیں کیا کہ آسانی بھی کچھ کم عظیم الشان کارنامہ نہ تھا بلکہ فتوحات کے دائرے کو بھی معمولی نہیں نہایت وسعت عطا کی۔ ایک طرف تو آرمینیہ اور آذربائیجان کو ممالک محروسہ میں شامل کر کے اسلامی سرحد کو کوہ قاف تک پھیلا دیا۔ دوسری طرف ایشیائے کوچک کا وسیع علاقہ فتح کر کے تنگنائے قسطنطنیہ سے اپنی سرحد ملا دی تیسری طرف نہ صرف فتح ایران کی تکمیل کی بلکہ ہرات۔ خراسان۔ اور ترکستان کو بھی فتح کر کے مشرق کے قلب میں سرحد اسلامی کو اتار دیا۔ اور چوتھی طرف طرابلس برقہ اور مراکش پر قبضہ کر کے بحر او قیانوس تک اللہ اکبر کی صدائے بلند کیں بحری لڑائیوں کا آغاز بھی آپ ہی کے عہد میں ہوا یہ کتنا محیر العقول اور قابل فخر کارنامہ ہے کہ ایک قلیل و مختصر مدت میں جو صرف چند ہی سال پر مشتمل ہے اسلامی بیڑے نے نشوونما پاکر اتنی عظیم الشان ترقی اختیار کی کہ انہوں نے رومیوں کے پانچسو جہازوں کے خوفناک بیڑے کو شکست ہی نہ دی بلکہ جزیرے قبرص کو بھی فتح کر لیا جو بحر روم کا ایک نہایت مشہور اور اہم جزیرہ تھا۔

رومی بیڑے کے نام سے ایک دنیا تھرا رہی تھی اور کوئی اس کے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکتا تھا لیکن اسلامی بیڑے نے اسے اتنا مرعوب کیا کہ پھر صدیوں کے لئے اس کی ہمت ٹوٹ گئی۔

نظام خلافت

نظام خلافت میں کوئی خاص اور خوشگوار تغیر تو نہ ہو سکا اور نہ ہو سکتا تھا تاہم آپ نے سابقہ حالت کو بڑی حد تک قائم رکھا اور جب اور جیسے خلاف آپ کے سامنے شکایت پہنچی آپ اس کے تدارک پر فوری آمادہ ہو گئے۔ اہل الرائے کے مشوروں کو آپ ہمیشہ وقعت دیتے رہے قابل ذکر امر یہ ہے کہ آپ نے عمال حکومت کی ایک مجلس شوریٰ کی ضرورت کو بھی پہلی مرتبہ محسوس کیا اور اسے قائم کر کے اس سے برابر کام لیتے رہے ایسا بھی ہوتا تھا کہ ان سے فرداً فرداً بھی تحریری رائیں طلب کر لی جاتی تھیں۔ مدینہ منورہ میں اس مجلس عمال کے جلسے بھی برابر منعقد ہوتے رہتے تھے۔

شام پہلے تین صوبوں میں منقسم تھا آپ نے اسے ایک صوبہ بنا دیا۔ طرابلس طبرستان، آرمینیہ اور قبرص میں علیحدہ علیحدہ صوبے قائم کر دیئے۔

پہلے صوبہ کا گورنر ہی فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا۔ آپ نے محکمہ فوج کو علیحدہ کر کے سپہ سالار یا امیر العسکر کا جدید عہدہ ایجاد کیا۔

ذاتی اعتبار سے آپ بہت نرم اور رقیق القلب تھے۔ لیکن معاملات ملکی میں آپ برابر احتساب و کشود سے کام لیتے رہے۔ جب عمرو بن العاص نے نہروں کے اجراء کے باوجود اضافہ خراج سے انکار کیا۔ ولید بن عقبہ پر میخواری کا الزام عائد ہوا۔ حضرت سعد بن وقاص نے بیت المال سے کثیر رقم قرض لیلی اور موسیٰ اشعری نے امیرانہ طمطراق اختیار کیا تو آپ نے انہیں معزول کرنے میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کی حالانکہ یہ سب بڑے بڑے صوبوں کے گورنر تھے۔

تحقیقاتی وفود بھی رعایا کی حالت اور عمال کے طرز عمل کا اندازہ کرنے کے لئے ممالک کا دورہ برابر کرتے رہتے تھے اور یہ وفود بالعموم صحابہ کبار ہی پر مشتمل ہوتے تھے، تمام ممالک میں اعلان کر دیا تھا کہ میرے عمال کے

خلاف جسے بھی کوئی شکایت ہو وہ حج کے موقعہ پر آکر بیان کرے اسی لیے تمام عمال کو بھی حکم تھا کہ وہ حج کے لئے ضرور آیا کریں شعبہ نظم ونسق کو پوری ترقی دی اور مضبوط کیا جسکی وجہ سے محاصل ملکی میں بیش قرار وادا اضافہ ہوگیا۔

مالیات و محاصل میں اس ترقی پر صحابہؓ کے وظائف میں بھی اضافہ کردیا اور امہات المومنین کے لئے رمضان میں دو دو درہم روزانہ کے علاوہ کھانا بھی مقرر کردیا۔ عوام کو اس ماہ مبارک میں ایک ایک درہم اور روزانہ ملتا رہتا ہے آپنے اس کے علاوہ سب کے لئے کھانا بھی مقرر کردیا چنانچہ ایک عام لنگر جاری رہتا تھا۔

سیاسی وتمدنی اصلاحات

آپ نے مختلف دفاتر کیلئے صوبجات میں بکثرت عمارتیں تعمیر کرائیں، سڑکیں، پل اور مہمانخانے بھی بنے جنہیں کوفہ کا مہمانخانہ نہایت عظیم الشان تھا جو کیا۔ سرائیں اور چشمے بھی بہت تیار ہوئے مدینہ منورہ اور نجد کی درمیانی راہ میں بھی بہت بڑی سرائے تعمیر کی گئی خیبر کی طرف کبھی کبھی خوفناک سیلاب مدینہ منورہ میں آجاتا تھا۔ اس لئے آپ شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک عظیم بند بندھوا کر اور نہر کھدوا کر اس کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ یہ بند بند مہزور کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ہر طرف اس پر تحسین کی صدائیں بلند ہوئیں کہ یہ کام حقیقت میں بہت ضروری اور بہت بڑا کام تھا۔

عہد رسالت میں مسجد نبوی کے لیے زمین بھی آپ ہی نے خرید کردی تھی اور اپنے عہد میں اسے تعمیر کرا کر اس کی وسعت ورونق میں بھی بہت اضافہ کیا۔ فوجی انتظامات کو بھی آپ نے بہت مکمل کردیا اور فوجی چھاؤنیاں اس ترتیب سے اور اس انداز سے قائم کیں کہ ضرورت کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ فوری امداد پہنچائی جا سکے اس سے فتوحات اور بغاوت کے فرو کرنے میں بڑی امدادیں ملتی رہیں۔ عہد فاروقی کے فوجی مراکز کو تو بجنسہ قائم رکھا ان کے علاوہ چند دیگر مقامات کے علاوہ طرابلس، قبرص، طبرستان اور آرمینیہ میں بھی بڑی بڑی فوجی چھاؤنیاں قائم کردیں۔ اضلاع میں بھی چھاؤنیاں تھیں جن میں تھوڑی تھوڑی فوجیں موجود رہتی تھیں۔ تمام ممالک میں گھوڑوں اور اونٹوں کی پرورش کے لئے بڑی بڑی چراگاہیں تعمیر کرائیں ان کی سیرابی کے لئے چشمے بھی بنوائے۔

ان چراگاہوں کی وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف ایک ضریہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ زیر پرورش تھے اس قسم کی بہت سے چراگاہیں تھیں۔ بحری جنگ بحری بیڑے کا انتظام کی ابتدا بھی اسی عہد کی یادگار ہے۔ اسی عہد میں اس نے انتہائی عروج بھی حاصل کرلیا۔

خدمات مذہبی

خلیفہ راشد تھے اس لئے مذہبی خدمات کی طرف آپ کو انہماک خاص ہونا ہی چاہیے تھا اشاعت اسلام میں اس درجہ سرگرم تھے کہ جہاد کے سلسلہ میں جو قیدی گرفتار ہوکر آتے تھے ان کے سامنے جاکر خود محاسن اسلام بیان کرتے تھے فقہی مسائل بھی لوگوں کو بتاتے رہتے تھے قرآن کے متعلق آپ کی کوششیں خاص طور پر قابل امتنان ہیں۔ فتوحات کی وسعت اور غیر اقوام کے بکثرت حلقہ بگوش اسلام ہونے سے قرأت کے اختلافات بہت زیادہ ہوگئے تھے۔ آپ نے فوراً اس طرف توجہ کی اور مختلف املا کے قرآنوں کو معدوم کرکے ایک قرأت اور ایک املا رکھا اور لوگوں کو شدید اختلاف سے بچالیا۔ جو قرآن ہم پڑھتے ہیں اور وہ جس صورت میں آج ہمارے پیش نظر ہے۔ وہ حضرت عثمان غنی ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے یہ ملت پر آپ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

علم وفضل

علم وفضل کے اعتبار سے بھی آپ کا درجہ بہت بلند ہے کچھ عرصہ تک آپ کاتب وحی بھی رہ چکے تھے تحریر وتقریر وخطابت میں آپ کا پایہ درجہ کمال تک پہنچا ہوا تھا لوگ آپکی تحریر وتقریر پر عش عش کراٹھتے تھے۔ قرآن کریم سے آپ کو والہانہ عشق تھا۔ حافظ تھے، ہر آیت کی شان نزول اور آئل کے حقیقی مفہوم وتفسیر سے پورے واقف تھے۔ قرآن سے استدلال، تفریع مسائل اور استنباط احکام میں خاص ملکہ تھا۔ شہادت کے وقت بھی تلاوت قرآن ہی میں مصروف تھے لیکن حیثیت حدیث میں ہم ضرور آپ کا شمار اکابر مجتہدین میں ہیں تاہم وہ ایک مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے بالخصوص حج کے ارکان و مسائل میں بہت بلند مرتبہ تھے۔ آپ کے بہت سے اجتہادات تاریخی شہرت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

علم فرائض اور علم حساب میں تو ان کا کوئی مدمقابل نہ تھا حقیقت یہ ہے کہ آپ اور زید بن ثابت دونوں اپنے وقت میں فن فرائض کے امام سمجھے جاتے تھے۔ عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں وراثت کے جتنے جھگڑے پیدا ہوئے ان کا فیصلہ انہی دونوں بزرگوں نے کیا۔ بعض صحابہ کا تو یہ خیال قائم ہوگیا تھا کہ کہیں ان کی وفات سے یہ علم ہی ختم و معدوم نہ ہوجائے۔

اخلاق وعادات

حضرت عثمان غنی کے اخلاق وعادات کا آئینہ بہت صاف وشفاف تھا زمانہ جاہلیت میں بھی عفت وپارسائی کا یہ عالم تھا کہ نہ تو کبھی آپنے فسق وفجور کے دھبوں سے اپنے دامن کو آلودہ ہونے دیا اور نہ کبھی مے نوش زبان تک آیا پھر کلمہ اسلام لانے پر تو مطلع انوار ہوگئے۔

خشیت الٰہی رگ رگ میں پیوست تھی خوف خدا سے لرزتے تھراتے اور آبدیدہ رہتے تھے باز پرس محشر کا محض تصور ہی آپ کو لرزہ براندام کر دیتا تھا۔ مقبرہ کی طرف سے گزرتے قبرستان میں جاتے تو بہت روتے جنازہ کو دیکھتے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ اس استفسار پر کہ دوزخ و جنت کے اذکار سن کر تو آپ اس قدر متاثر نہیں ہوتے جتنا کہ قبور کو دیکھ کر ہوتے ہیں ان میں کیا خصوصیت ہے ارشاد ہوا:۔

"رسول کریم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہ مرحلہ بہ آسانی طے ہو گیا تو پھر تمام منازل آسان ہیں۔ اور اگر اس میں دشواری پیش آئی تو پھر مرحلے دشوار ہوں گے" (مسند ابن حنبل)

رسول کریم کی ذات گرامی سے بھی آپ کو عاشقانہ محبت تھی ان کی فقر و زہد کی زندگی سے بیقرار رہتے تھے اور برابر بیقرار رہتے تھے اور برابر تحائف بھیجتے رہتے تھے۔ ایک دن فاقہ کشی کا حال سن کر تڑپ اٹھے اور اسی وقت بہت سا سامان خورد و نوش اور تین سو درہم نذرانہ کے طور پر پیش کئے اور ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ جس ہاتھ سے بیعت کی تھی اس کو نجاست سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ امہات المومنین کے وظائف کو دگنا کر دیا تھا۔ اتباع سنت میں سرگرم رہتے تھے۔

فیاضی و ایثار

حیاء و شرم میں تو آپ کو استثنائی خصوصیت حاصل تھی۔ انتہا یہ ہے کہ تنہائی اور بند کمرے میں برہنہ نہ ہوتے تھے۔ رسول کریم صحابہ کرام میں بے تکلفانہ بیٹھے ہوئے تھے۔ زانوئے مبارک کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا۔ آپ کے آنے کی اطلاع پر ڈھک لیا اور فرمایا "عثمان کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں"۔ بہت بڑے دولتمند ہونے کے باوجود تواضع اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ بکثرت لونڈی غلام تھے۔ مگر اپنے کام کے لئے کسی کو تکلیف دینا پسند نہ فرماتے تھے۔ تہجد کے لئے اٹھ کر خود ہی وضو وغیرہ کا سامان کر لیتے اپنے کام آپ ہی انجام دیتے۔ اپنا مقررہ وظیفہ مسلمانوں کے لئے وقف عام کر دیا تھا۔

بیت المال سے کبھی اپنے لئے ایک حبہ بھی نہیں لیا ساٹھ ہزار درہم کی بیش قرار رقم چھوڑ دی کہ آپ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار سالانہ تھا ایثار نفس کا یہ شاندار مظاہرہ تھا اپنی دولت سے اسلام و مسلمین کو جتنا فائدہ پہنچایا اور زندگی میں جتنی فیاضیاں کیں آپ کی کوئی نظیر نہ تھی اور نہ اس خصوص میں آپ کا کوئی ہمسر تھا۔ بیس ہزار درہم میں تو بیر رومہ خرید کر وقف کیا مسجد نبوی کے لئے بیش قرار رقم سے زمین خرید کر دی۔ غزوۂ تبوک کے لئے دس ہزار فوج کو اپنے صرف سے آراستہ کرنے کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے بھی دیئے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ عام مسلمانوں کی ناداری کا بھی بجد خیال کیا کرتے تھے ایک بار دیکھا کہ مسلمانوں کے چہرے افسردہ اور اداس ہیں عسرت و ناداری نمایاں ہے۔ تڑپ گئے اور ان میں تقسیم کرنے کے لئے اکٹھے دو اونٹوں پر لاد کر سامان خورد و نوش بارگاہ رسالت میں ارسال کیا۔ زندگی بھی عمر بھر بیواؤں یتیموں بیکسوں اور مصیبت زدوں کی پوری امداد کرتے رہے۔ آپ کی بدولت اسلام اور اسلامیوں کو فقید المثال فائدہ پہنچا۔ احباب و اعزا پر بھی چونکہ کرم کی بارش رہتی تھی۔ صدقات و خیرات کے طور پر کثرت سے خرچ کرتے تھے لاکھوں روپیہ راہ خدا میں لٹا دیا ضرورت پر دوستوں کو بڑی بڑی رقوم قرض دیتے تھے اور اکثر واپس لیتے تھے چنانچہ حضرت طلحہؓ اپنے قرضہ کی ایک بڑی رقم کچھ دنوں بعد ادا کرنے آئے تو آپ نے واپس کر دی۔

غنا و عبادت

غیر معمولی دولت و ثروت اور اسکے بجا صرف ہی کی بنا پر بارگاہ رسالت سے آپ کو غنی کا معزز خطاب ملا تھا پورے عرب میں آپ سے بڑا اور دولتمند تاجر کوئی نہیں تھا اس عہد کے گرانقدر بزرگ تھے۔ اصل ذریعہ معاش تو تجارت ہی تھا مگر جاگیر بھی تھی اور بہت بڑی جائداد بھی خرید لی تھی بقیع میں بھی آپ نے ایک بہت بڑا قطعہ خرید کر وقف کر دیا تھا۔

بٹائی پر زراعت بھی کراتے تھے۔ ضعف پیری کی وجہ سے غذا اچھی اور نرم کھاتے تھے۔ دستر خوان بہت وسیع تھا لباس بھی اچھا پہنتے تھے غسل بھی روزانہ کرتے تھے۔ عبادت میں بھی بہت انہماک تھا آپ کی عبادت عاشقانہ عبادت تھی۔ زمانہ خلافت میں بھی جو بہت مصروفیت اور انہماک کا زمانہ تھا عبادت و ریاضت کا یہی عالم رہا۔ کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ شب بیدار تھے۔ دوسرے تیسرے دن بالعموم روزہ رکھتے تھے اور کبھی کبھی تو یہ ہوتا تھا کہ مہینوں روزے رکھتے چلے جاتے تھے۔

ازواج و اولاد

آپ نے متعدد شادیاں کیں حضور نبی کریم کی جب دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آکر رحلت فرما گئیں تو آپ نے فاختہ بن غزوان سے عقد کر لیا ان کے بعد ام عمرو بنت جندب سے شادی کی ان کے علاوہ فاطمہ بنت ولید ام البنین بنت عیینہ۔ رملہ بنت شیبہ۔ عائشہؓ ام ابان اور ام عمرو سے عقد کیا۔ نائلہ بنت الفرافصہ آخر وقت تک زندہ رہیں۔ حضرات عمرو۔ خالد ابان عمر مریم۔ عبدالملک آپکی اولاد ہیں۔

صاحبزادوں میں سب سے فاضل اور نامور حضرت ابان تھے جنہوں نے عہد اموی میں اعزاز و اقتدار پایا آپ کی دوازدہ سالہ خلافت کے آخری چھ سال اختلال و انتشار میں گذر گئے۔ اور فتنہ کی برآشوبی نے آپکے متعلق یہ خیال

۲ اگرچہ عام طور پر آپ ایک کمزور خلیفہ تھے۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے بڑی لیاقت و دانائی کے ساتھ حکومت کی۔

مولوی ... دہلی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی علی، لقب حیدر کرار، اور کنیت ابو تراب تھی۔ والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ نجیب الطرفین ہاشمی اور رسول کریم کے چچازاد بھائی تھے۔ اس پدر جلیل کے فرزند تھے جنھوں نے رسول کریم کی پرورش و نگہداشت و حمایت اس جوش اور خلوص و ایثار کے ساتھ کی جس کی مثال شاید ہی کوئی دوسری ہو۔ آن کے لئے کوئی اذیت و تکلیف ایسی نہ تھی جو برداشت نہ کی ہو اور جب تک زندہ رہے دست شفقت قائم رکھا گو انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا مگر آجتک ہر مسلمان ان کا نام تشکر و امتنان کے ساتھ لیتا ہے۔ آپ کی والدہ گرامی نے بھی ملوکی شفقت کیساتھ آپ کی پرورش کی، اسلام کے شرف سے بھی مشرف ہوئیں۔ حضور نبی کریم ان کے بھی بہت ممنون تھے۔

کثیر العیالی اور تنگی معاش کی وجہ سے ابوطالب پریشان رہتے تھے۔ ان کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم کے زمانے پر جعفر رضی اللہ عنہ اور خود حضور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت اپنے ذمہ لیلی اس طرح آپ کی پرورش آغوش مہبط وحی الٰہی میں ہونے لگی۔

آپ کا سن دس ہی برس کا تھا کہ آپ نے ایک روز حضور نبی کریم اور حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مصروف عبادت دیکھکر حیرت کیساتھ پوچھا حضور نے دعوت دی جسے ایک شبانہ روز غور کے بعد آپ نے منظور کر کے اسلام قبول کر لیا۔ بچوں میں آپ ہی وہ سعید بچے تھے جو سب سے پہلے دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے۔ اس کے بعد تین برس تک آپ بھی مخفی طور پر حضور نبی کریم کے ساتھ عبادت میں مصروف رہنے لگے بعد کو جب اعلان اسلام ہو گیا اور آپ نے مجامع کے سامنے تبلیغ و ارشاد کے لئے تشریف لیجانا شروع کیا تو کبھی کبھی آپ بھی ساتھ ہو لیتے تھے ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ خانہ کعبہ میں گئے ہیں اور بتوں کے پیکروں میں کوئی نہ کوئی نقص پیدا کر آئے ہیں۔ جب آپ نے ایک ضیافت میں اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے دعوت اسلام دی ہے تو اس کا اہتمام بھی آپ ہی کے سپرد کیا ہے جس میں کل چالیس افراد خاندان شریک تھے اور دستر خوان پر دودھ اور بکری کے پائے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر صرف تیرہ سولہ سال ہی کی تھی۔ کسی نے نہ دعوت قبول کی نہ آپکا ساتھ دینے کی حامی بھری۔ صرف ایک آپ ہی کی ذات گرامی تھی جس نے کھڑے ہو کر کہا کہ گو میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ جب تیسری دفعہ بھی صرف آپ ہی کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ بیٹھ جا تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ غرض یہ کہ آپ خلوت و جلوت میں حضور نبی کریم کے دست و بازو اور سچے رفیق کار رہے اور بچپن ہی سے جاں نثاریاں شروع کر دیں۔

ہجرت اور تعمیر مسجد میں شرکت

جب کفار کے مظالم شدائد کی آندھیاں بڑھتی ہی گئیں تو آپ نے مسلمانوں کو آہستہ آہستہ مدینہ منورہ روانہ کرنا شروع کیا۔ کفار نے دیکھا کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد مدینہ منورہ پہنچ گئی اور مکہ معظمہ میں چند ہی نفوس باقی رہ گئے تو انہیں اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں یہ اقتدار و قوت پاکر انتقام پر آمادہ نہ ہو جائیں اس لئے انھوں نے شمع نبوت ہی کو بجھا کر رکھدینے کا فیصلہ کر لیا۔

آپ کو بذریعہ وحی کفار کے اس ارادہ و عزم کی اطلاع مل گئی۔ کفار خانہ نبوت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ حضور نے آپ کو اپنے بستر پر استراحت کا حکم دیا اور خود شب کی تاریکی میں حضرت صدیق اکبر کو ساتھ ہجرت فرمائے مدینہ ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت بیس بائیس کی تھی شباب کا زمانہ تھا خطرات میں گھرے ہوئے تھے مگر آپ نے اس کی سرمو پرواہ نہکی۔ صبح کو انہوں نے دیکھا تو آپ کو بستر نبوی پر آپ کو استراحت فرمایا کر سخت منفعل ہوئے دو تین روز مکہ معظمہ میں اور قیام کے بعد عازم مدینہ ہوئے اور وہیں رہنے لگے۔ چھ سات ماہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے پر مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ آپ اسمیں مزدورانہ کام کرتے اور اینٹ اور گارا لاتے رہے۔

جگر گوشہ رسول سے عقد

آپ نے تمام غزوات میں خیرات ملت کیساتھ شرکت کی اور اپنی جرات و جلادت کا سکہ بٹھا دیا۔ غزوہ بدر میں بڑی جرات دکھائی آپ نے حریف ولید کو پہلے ہی وار میں گرا دیا اس کے بعد بڑھکر شیبہ کو تہ تیغ کیا اور پھر جب عام مقابلہ شروع ہوا اور گھمسان کا رن پڑا ہے تو آپ نے صفیں کی صفیں الٹ کر رکھدیں۔ مال غنیمت میں ایک زرہ۔ ایک اونٹ اور ایک تلوار آپ کو ملی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے عقد کی خواہش کی تھی تو حضور خاموش رہے تھے لیکن آپ کی درخواست فوراً قبول کر لی۔ آپ نے ۴۸۰ درہم میں اپنی زرہ فروخت کر کے یہ رقم زر مہر کے طور پر حضور کے سامنے لاکر رکھدی۔ حضور نے عطر اور خوشبویات منگاکر خطبہ نکاح پڑھا اور اپنے وضو کا پانی دولہا دولہن کے سینہ پر چھڑکا۔

دس گیارہ مہینے کے بعد حضور نے علیحدہ مکان لے لینے کا حکم دیا اور اپنی جگر گوشہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کر دیا۔ جہیز میں دو چکیاں ایک مشکیزہ ایک چادر، ایک پلنگ اور ایک بستر مرحمت فرمایا۔ جو

آخر وقت تک ساتھ رہا اور آپ کسی زمانہ میں بھی اس پر کچھ اضافہ نہ کر سکے آپ نے اپنی غریبانہ حیثیت کے مطابق دعوت ولیمہ کی۔ جو صرف جو کی روٹی، کھجور اور ایک خاص قسم کا شوربہ پر مشتمل تھی اس عہد کے مطابق یہ بھی بہت پر تکلف دعوت تھی۔ غرض یہ شرف ایک بہت بڑا شرف تھا جو آپ کی کلاہ افتخار کا طرۂ امتیازی بن گیا۔

غزوات میں شیرانہ صولت

غزوۂ احد میں بھی بڑی شجاعت کے ساتھ لڑے۔ کمبختی جو آئی تو کہیں مشرکین کے علمبردار ابو سعد بن ابی طلحہ نے آپ کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ آپ کو کہاں تاب تھی بڑھکر ایک تلا ہوا ہاتھ جو مارا تو تڑپنے لگا اور عالم بدحواسی میں بالکل برہنہ ہو گیا جس پر آپ کو رحم آگیا اور واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے حضور نبی کریم کا زخم دھونا شروع کیا۔ آپ اپنی ڈھال میں بھر بھر کر پانی لاتے رہے۔ جب اس پر بھی خون بند نہ ہوا۔ تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ سے خون بند کیا۔

غزوۂ بنو نضیر میں بھی آپ علم لئے ہوئے پیش پیش تھے۔ غزوۂ خندق میں اس جاں نثاری و جانبازی کے ساتھ لڑے کہ دشمن بھی متحیر رہ گئے۔ خندق کے اندر گھس گھس کر حملہ کرتے اور مارتے تھے۔ عمرو بن عبد ود عرب کا ایک نامور شہسوار اور شجاع تھا وہ سواروں کو لئے ہوئے دندناتا بڑھا آپ نے بڑھکر روکا تو اس نے تنہا مقابلہ کے لئے للکارا اور فرمایا۔ جا میں تجھے قتل کرنا نہیں چاہتا۔ مگر وہ گھوڑے سے کود کر خود بڑھا آپ نے چند لمحے ہی کے اندر شجاعانہ مقابلہ میں اسے چورنگ کر دیا۔ غزوۂ بنو قریظہ میں آپ ہی نے قلعہ پر قبضہ کر کے اس کے صحن میں نماز پڑھی تھی۔

سنہ ۶ھ میں ایک سو سواروں کو لیکر بنو سعد کی سرکوبی کی اور پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لیکر واپس ہوئے۔ صلح حدیبیہ میں معاہدہ بھی آپ ہی کو لکھنے کا حکم دیا گیا اور جب کفار نے لفظ رسول اللہ پر اعتراض کیا ہے اور حضورؐ نے اسے مٹانے کا حکم دیا ہے تو آپکی غیرت نے اسے گوارا نہ کیا اور حضورؐ نے خود مٹایا۔ سنہ ۷ھ میں خیبر پر جو چڑھائی ہوئی ہے تو قلعہ فتح ہونے ہی میں نہ آتا تھا۔ تو حضور نبی کریم نے فرمایا کہ:

"کل اس شجاع کے ہاتھ میں علم دوں گا۔ جو خدا و رسول کا محبوب ہے اور اس کی فتح اسی کے ہاتھ پر مقدر ہے"

ہر شخص متمنی تھا کہ دیکھئے یہ شرف کسے نصیب ہوتا ہے بڑے بڑے صحابہ منتظر تھے۔ صبح ہوتے ہی حضورؐ نے آپ کو آواز دی آنکھوں پر لعاب دہن مل دیا جس سے آشوب چشم کی تکلیف جاتی رہی۔ علم ہاتھ میں لیکر پوچھا کیا میں مفتوحین کو فتح کے بعد مسلمان بنا لوں فرمایا نہیں پہلے اسلام پیش کر کے سمجھا دو کہ اگر اس طرح تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی اسلام لے آیا تو وہ تمہارے لئے بڑی سے بڑی نعمت ہوگی یہودیوں کی قسمت میں یہ شرف نہ تھا ان کا سردار مرحب اپنی بہادری کے زعم میں رجز پڑھتا ہوا سامنے جو آیا تو آپ نے جھپٹ کر ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور اس کے اور اس کے بعد قلعہ کو بھی حیرت انگیز جرأت و جلادت کے ساتھ فتح کر لیا۔ فتح مکہ میں سعد بن عبادہ سے علم لیکر شہر میں آپ ہی داخل ہوئے کہ حضور کا یہی حکم صادر ہوا تھا۔

بعد فتح حضور نبی کریم نے آپ ہی کے کندھے پر چڑھ کر بت گرانے کی کوشش کی مگر آپ بار نبوت برداشت نہ کر سکے تو حضورؐ نے خود اپنے کندھے پر چڑھا کر بڑے بت کو تڑوایا اور آپ کو بیک وقت دو بہت بڑے شرف حاصل ہوئے اور اس طرح آپکے ہاتھوں تطہیر حرم کا فریضہ انجام پذیر ہوا۔

غزوۂ حنین میں بھی لڑے۔ مگر غزوۂ تبوک میں آپ شامل نہ ہو سکے اسلئے کہ حضورؐ آپ اہل بیت اطہار کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے تھے آپ کے اس کا رنج تو تھا ہی کہ منافقین کے مطاعن نے اور افسردہ کیا۔ حضورؐ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ:

"علی! کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ میرے نزدیک تمہارا رتبہ وہ ہو جو ہارون کا رتبہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا"

وصال نبوی کا صدمہ

آپ سورۂ برأت سنانے کے لئے مکہ معظمہ ہی حج کے موقعہ پر بھیجے گئے اور اعلان کرا دیا گیا کہ نہ کوئی کافر حرم میں داخل ہوگا۔ اور نہ آج کے بعد کسی مشرک کو حج کرنے کی اجازت ہوگی۔ حضرت خالدؓ چھ ماہ کامل یمن میں تبلیغ کرتے رہے مگر ایک شخص بھی اسلام نہ لایا۔ اس کے بعد آپ اس کام پر مامور ہوئے عرض کی کہ اس قوم میں زیادہ تر لائق تجربہ کار اور معمر لوگ موجود ہیں میں اُن کے مقابلہ میں کیونکر کام کر سکوں گا۔ حضورؐ نے آپکے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر دعا کی اور پھر سیاہ علم دیکر روانہ ہو گئے اور چند ہی روز میں پورے کا پورا قبیلہ ہمدان اسلام لے آیا۔

سنہ ۱۱ھ میں جب حضور نبی کریم علیل ہوئے ہیں تو آپ تیمارداری و خدمتگذاری کے لئے وقف ہو کر رہ گئے۔ ایک روز حضرت ابن عباسؓ نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ مجھے وقت اخیر معلوم ہوتا ہے اپنے لئے خلافت کی وصیت کر دیجئے۔ فرمایا نہیں میں ہرگز اس کی کوشش نہ کروں گا کہ اگر انکار کر دیا تو پھر کوئی امید بھی آئندہ کے لئے باقی نہ رہیگی۔ وصال نبوی کا صدمہ آپ کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت کا جلسہ بھی ہو گیا اور انتخاب بھی ہو گیا۔ مگر آپ حجرہ نبوی میں سوگوارانہ بیٹھے رہے تجہیز و تکفین کے تمام مراسم آپ ہی نے ادا کئے تنہا

و انصار باہر ہی دروازہ پر کھڑے رہے۔

عہد خلفائے ثلاثہ کی خدمات

آپ خدمت انام کے لئے خلافت کے متمنی ضرور تھے اور حضور ہی کے آغوش میں پرورش پانے اور گھر ہی میں رہنے اور بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہونیکی وجہ سے خود کو مستحق بھی سمجھتے تھے اور کچھ رنج بھی ہونا چاہیے تھا لیکن آپ نے عام مسلمانوں کے بیعت کر لینے کے بعد بھی حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر لینے میں جو توقف کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اس تمام دوران میں جگر گوشہ رسول اکرم کی تسکین دلدہی اور قرآن شریف کی جمع و ترتیب میں برابر مصروف رہے اور گھر ہی سے نہ نکلے اس کے بعد خود ہی آپنے حضرت صدیق اکبر کے محامد و فضائل کا اعتراف کر کے آن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ خلافت صدیقی و فاروقی میں آپ مجلس خاص اور مجلس شوریٰ کے رکن رکین رہے۔

حضرت فاروق اعظم کی تو یہ حالت تھی کہ وہ آپکے مشورے کے بغیر کوئی قدم ہی نہ اٹھاتے تھے اور آپکی بیحد قدر و منزلت فرماتے تھے۔ کیانیوں سے خوفناک جنگ کا سلسلہ چھڑا ہے تو حضرت فاروق اعظم نے آپ کو رزمگاہ نہاوند میں سپہ سالار افواج اسلامیہ بناکر بھیجنا چاہا لیکن آپنے انکار کر دیا لیکن جب وہ فلسطین تشریف لے گئے ہیں تو آپ ہی کو دار الخلافہ میں نائب الحکومت بناکر تشریف لے گئے اور اس تمام دوران میں تمام کاروبار خلافت آپ ہی کے ہاتھ میں رہا شیعہ حضرات تو موجودہ نفسانیت اور اقتدار دوستی کی نظر سے واقعات کو دیکھتے ہیں لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی اس سے بہت بالاتر تھی۔ آپ قلب مبارک کے کسی گوشہ میں کسی کینہ کو جگہ نہ دے سکتے تھے۔ انتہائے خلوص یہ تھا کہ آپ کی صاحبزادی کی شادی بھی حضرت فاروق اعظم کے ساتھ ہو گئی۔ حضرت حیدر کرار سے یہ بالکل غیر متوقع امر تھا کہ وہ مسلسل چوبیس سال تقیہ سے کام لیتے رہتے اور خاکم بدہن ریاکارانہ ملتے اور بیعت کرتے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے مقابلہ میں تو آپکا اسم گرامی باضابطہ طور پر پیش ہوا تھا اور ناکامی ہوئی تھی۔

لیکن بیعت عام کے بعد آپ کو ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہوئی اور گو ان کے اقتدار کو بنو ہاشم کے حریف مقابل تھے اپنا اقتدار سمجھتے تھے لیکن آپنے کبھی ان کے خلاف فتنہ و فساد کے شعلوں کو ہوا دینی پسند نہ کی بلکہ انہیں بجھانے اور فرو کرنے میں سب سے زیادہ مخلصانہ کوششیں کیں اور پوری سرگرمی کا ثبوت دیا اور ساتھ ہی یہ کہ جب حضرت عثمان غنی نے آپ سے فتنہ و فساد کے نشو ونما کے متعلق مشورہ لیا ہے تو آپنے اخلاص و حریت راسخہ کی رو سے لبریز مشورہ دیا اور کہا کہ:۔

"آپ مجھ سے موجودہ شورش کے آغاز کی حقیقی وجہ اور اس کے انسداد کی صورت پوچھتے ہیں اور جب میں کہتا ہوں کہ یہ آپکے عمال ہی کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تو اصحاب عمال میں انہی صفات کو ملحوظ رکھا ہے جو فاروق اعظمؓ کے پیش نظر تھے۔ پھر عام اضطراب و بیزاری کی وجہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک اور درست ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ عمرؓ نے سب کی نکیل اپنے ہاتھ میں رکھی تھی اور ان کی گرفت ایسی اور اتنی سخت تھی کہ عرب کا سرکش سے سرکش اونٹ بھی بلبلا اٹھا۔ لیکن آپ ضرورت سے زیادہ نرم دل واقع ہوئے جس سے آپ کے عمال استفادہ کر کے من مانی کارروائیاں کرتے ہیں اور آپ کو اس کی خبر ہی نہیں ہونے پاتی، رعایا اصل حالات سے واقف نہیں اور نہ ہو سکتی ہے سمجھتی ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں آپ کے حکم کی پابندی میں کرتے ہیں اس طرح آپ ہدف بنجاتے ہیں۔"

جو کچھ آپ نے فرمایا وہ بالکل درست تھا اور حقیقت حال کی ایک جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر تھی واقعی یہ عمال زہد و اتقا میں نہ اتنا بلند پایہ رکھتے تھے جو ان کے اسلاف کا طرہ امتیازی تھا نہ انھیں شدید باز پرس کا کوئی ڈر تھا۔ وہ زعم حکومت میں بے اعتدالی کرتے رہتے تھے۔ آخر میں بھی آپنے ان کے کہنے پر باغیوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا اور ان کی حسب منشا اصلاحات کی ذمہ داری سے اور جب باغی پھر واپس آگئے ہیں اور حضرت عثمان غنی نے اپنی حیرت و لاعلمی کا اظہار کیا ہے تو آپنے یہ تو فرمایا کہ مجھے بھی آپ سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی تھی لیکن میں صورت حالات کو سمجھ چکا ہوں۔ اب کسی معاملہ میں مداخلت نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ واپس آکر خانہ نشین ہو گئے مگر جب آپ کو باغیوں کی چیرہ دستی اور آب رسانی کے بند کر دینے کا علم ہوا تو پھر تاب نہ رہی۔ گھر سے نکلے باغیوں کو سمجھایا، بہت برا بھلا کہا مگر اس مرتبہ انہوں نے ایک نہ سنی اس پر غصہ آگیا اور وہیں عمامہ مبارک پھینک واپس چلے گئے تاہم دونوں صاحبزادوں کو دروازہ پر پہرہ دار مقرر کر دیا۔ شہادت کی خبر سنکر بیقرار ہو گئے۔ صاحبزادوں کے طمانچہ مارا اور عبد اللہ بن زبیرؓ اور محمد بن طلحہ کو بہت برا بھلا کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے یہ قیامت کیسے برپا ہو گئی۔

خلافت اور مقدمہ شہادت عثمان

حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد تین روز تک تو کاروبار خلافت بالکل معطل رہا مسند خلافت خالی پڑی رہی لوگوں کے کہنے پر بھی آپنے اس منصب کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا مگر جب مہاجرین و انصار کا اصرار بہت بڑھا تو آپ مجبور ہو گئے۔ اور تمام دنیائے اسلام کی عنان اہتمام آپکے مقدس ہاتھوں میں آگئی اور آپ مسند نشین خلافت ہوئے۔

سب سے پہلے آپنے شہادت عثمانؓ ہی مقدمہ کو ہاتھ میں لیا مگر زمین

و آسمان بدلے ہوئے تھے۔ پوری فضا پُر آشوب تھی۔ باغی دار الخلافہ پر چھائے ہوئے تھے۔ اس سے ہی عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔ لیکن سزا دہی میں ایک بہت اہم اور بہت اہم قانونی سقم موجود تھا کہ شہادت کے لئے کوئی گواہ نہ تھا۔ قتل کے وقت اُن کی صرف ایک بیوی موجود تھی۔ جن کی تنہا ایک شہادت پر بروئے شریعت کوئی فیصلہ نہ کیا جاسکتا تھا اور کیا بھی جائے تو کس کے خلاف۔ کس طرح معلوم ہو کون بتائے۔ کون کہے کہ قاتل کون تھے۔ کس نے قتل کیا۔ کس طرح قتل کیا پتہ کس طرح لگے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی اہلیہ محترمہؓ سے بلا کر پوچھا بھی مگر وہ اس کے سوا اور کچھ نہ بتا سکیں کہ محمد بن ابی بکرؓ جنھیں وہ پہلے سے جانتی تھیں اندر آئے۔

آپ نے محمد بن ابی بکرؓ کو فوراً گرفتار کر لیا مگر انہوں نے قسم کھائی کہ میں اندر تو ضرور گیا تھا۔ لیکن اُن کے ایک فقرہ سے شرمسار ہو کر واپس لوٹ گیا۔ البتہ دو اور مجہول الاسم ظالموں نے جھپٹ کر حملہ کر دیا۔ انھیں وہ بھی نہ جانتے تھے حضرت نائلہ بنت الفراضہؓ نے اُن کے بیان کی تصدیق کی کہ محمد بن ابی بکرؓ شریک قتل نہ تھے۔ اس دَور مادی دنیا کا کوئی انسانی وضع کردہ قانون نافذ نہ تھا شریعت کے مطابق سزا کے لئے چشمدید گواہوں کا ہونا اور قاتلوں کا شناخت کیا جانا ضروری تھا۔ وہ موجود نہ تھے۔ اس لئے مقدمہ بروئے شریعت خارج کر دیا گیا۔ بنو امیہ کے قلوب میں آگ لگی ہوئی تھی۔ و نور تھیکہ میں اس وقت انھیں ناگوار گذرا۔ مگر خلیفہ راشدؓ تو کوئی غلط فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔

عمال عثمانی کا عزل

اس کے بعد آپ نظم و نسق ملک کی طرف متوجہ ہوئے اور تمام عمال عثمانی کی معزولی کے فرمان صادر کر دیے۔ ان میں حضرت امیر معاویہؓ بھی ایک وہ گورنر تھے جنہوں نے آپ کے مقرر کردہ گورنر کو بزور واپس کر دیا اور سرے سے آپ کو خلیفہ ہی منظور نہ کیا جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ:-

"مہاجرین و انصار نے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے یا تو تم میری بیعت کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

امیر معاویہؓ کے قاصد نے آکر کہا کہ شام میں اس وقت پچاس ہزار شیوخ خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے ہمہ تن تیار ہیں اور ان کی خون آلود قمیص دیکھ دیکھ کر آنسو بہا رہے ہیں۔ اس پر خالد بن زفر عبسی نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم مہاجرین و انصار کو شامیوں سے ڈراتے ہو قمیص عثمانؓ نہ قمیص یوسف ہے اور نہ معاویہؓ کو یعقوب کی طرح رنج ہے۔ اگر شام کا یہ طنطنہ ہے تو عراق بھی کچھ کم نہیں۔ ابھی آپ مقابلہ کا عزم ہی کر رہے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قصاص پکڑنے ہو جانے کی تشویش انگیز اطلاع پہنچی حضرت عائشہؓ کے حج سے واپسی پر اثنائے راہ میں شہادت عثمانؓ کی اطلاع ملی مکہ پہنچیں تو لوگوں کے استفسار پر فرمایا کہ مدینہ کی فضا فتنہ و شور سے لبریز ہے۔ تم خون عثمانؓ کو رائیگاں نہ جانے دو۔ اور قاتلوں سے قصاص لیکر اسلام کی عزت کو بچاؤ۔

ادھر سے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بھی مکہ معظمہ پہنچ گئے اُن سے فضائے مدینہ منورہ کی حالت سنکر ارادوں میں اور تقویت ہوئی اور خلیفہ مظلوم کے قصاص کی دعوت شروع ہو گئی۔ جو عمال عثمانی اور بنو امیہ مدینہ منورہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ چلے آئے تھے انہوں نے بھی اس داستان کو سنا کر اور بھڑکایا اور سب نے مل کر کام شروع کر دیا آخر یہ مقدس جماعت اس مقصد سے عازم بصرہ ہوئی کہ وہاں کے بیت المال پر قبضہ کر کے اس تحریک کو پوری وسعت دی جائے اور قاتلوں سے انتقام لیا جائے۔

حضرت عائشہ کی طرف سے قصاص کا مطالبہ

گو پہلی الجھن تو عمال عثمانی کے معزولی کے فرامین ہی سے پیدا ہو گئی تھی۔ اگر انھیں یا کم از کم امیر معاویہؓ ہی کو اس وقت معزول نہ کیا جاتا تو انہیں مخالفت اور دعوت خلافت کا تصور بھی پیدا نہ ہوتا۔ لیکن اس کے بعد دوسری ضمنی الجھنوں نے بھی بدگمانیاں پھیلانے میں بہت بڑا حصہ لیا۔ مشکل یہ تھی کہ دونوں فریق حق پر تھے اور دونوں اپنی اپنی جگہ مجبور بھی تھے حضرت عائشہ اور آپ کے مقدس رفقاء، حضرات زبیر و طلحہ نے تو یہ دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسند خلافت پر قدم فرما ہوتے ہی تمام عمال عثمانی کو جنھیں زیادہ تر خلیفہ مظلوم کے اعزا و اقارب تھے برخاست و معزول کر دیا قاتلین کا پتہ نہ چلایا۔ اور باغیوں کو مدینہ منورہ سے نکال کر امن و امان قائم کرنے کے بجائے انھیں اپنا معاون و انصار بنا لیا۔

دوسری طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ راشد تھے کسی سیاسی مصلحت پر حق کو قربان نہ کر سکتے تھے۔ عمال عثمانی آپ کے معیار بلند کے مطابق متقی نہ تھے اس لئے آپ انھیں برقرار نہ رکھ سکتے تھے قاتلین کو شریعت کے مطابق نہ سزا دی جاسکتی تھی اور نہ اس سرکش جماعت میں ان کا پتہ لگایا جاسکتا تھا۔ باغیوں کو مدینہ منورہ سے نکال کر امن و امان قائم کرنا اس وقت آپ کے امکان میں نہ تھا کہ وہ خود آپ کی نگرانی کئے ہوئے تھے۔ انھیں معاون نہ بناتے تو بناتے کسے اور لوگوں سے تو یہ توقع ہی نہ تھی کہ وہ عام طور پر ساتھ نہ دیں گے اور ایک مقدس جماعت کے خلاف نبرد آزما ہوں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمجھتے تھے کہ پورا انتظام کرکے بحالی امن کے بعد وہ ان باغیوں سے قصاص لے سکیں گے۔ لیکن عوام کی نگاہیں ظاہری حالات پر ہوتی ہیں وہ عناصر حکومت کی مجبوریوں اور مصلحتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں ایک طرف تو یہ تمام شبہات موجود تھے دوسری طرف حصول مقصد کے لئے بنو امیہ نے یہ پروپگنڈا شروع کردیا کہ یہ جو کچھ ہوا سب کچھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایما سے ہوا جس کے ثبوت میں وہ یہی کہتے تھے کہ دیکھو اگر اس قتل میں ان کا ہاتھ نہ ہوتا تو قاتلین کا پتہ لگانے میں کیوں غفلت کرتے۔ باغیوں کو کیوں معاون بناتے اور عمال کو کیوں معزول کرتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی کتنی ہی بلند سہی مگر حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل بہت زیادہ تھے۔ آپ اگر چچا زاد بھائی تھے تو وہ پھوپی زاد بھائی تھے۔ آپ کے گھر میں ایک صاحبزادی بیاہ کر آئیں ان کے گھر میں دو بیاہ کر آئیں وہ بیرالسن بھی تھے اسلام پر ان کے بڑے بڑے احسانات بھی تھے انہوں نے ایک چھوڑ دو ہجرتیں کی تھیں پھر وہ نہایت مظلومانہ بیکسی کے عالم میں شہید ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے قلوب پر اس کا خاص اثر تھا وہ فوراً بدگمان ہوجاتے تھے۔ پھر سبائی پہلے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت میں پروپیگنڈہ کر رہے تھے اس کے ساتھ ہی ان کا ساتھ ہونا بدگمانی کے لئے کافی تھا وہ جلد بھڑک اٹھتے تھے اسی وجہ سے بنو امیہ کو زیادہ کامیابی ہوئی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہ کے قصاص پر کھڑے ہوجانے سے، عام بدگمانیوں اور امویں ریشہ دوانیوں کو اور ترقی ملی رفتہ رفتہ یہ عالم ہوگیا کہ شام و مصر تو تمام کے تمام اور باقی صوبوں کا بڑا حصہ غلط فہمی میں پڑکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف ہوگیا۔

عائشہؓ اور علیؓ میں جنگ

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کا مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ نہ تھا۔ اور نہ وہ خود ان سے لڑنے کے لئے نکلے تھے۔ حضرت عائشہؓ تو باغیوں سے قصاص لینا چاہتی تھیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُن کی تیاریوں کا حال سنکر بیت المال کو بچانے کے لئے فوج لیکر روانہ ہوئے تھے تاکہ معاویہؓ سے جنگ کا ارادہ ترک کرکے اس دوسری جماعت کے اقدام کو روکنا چاہا۔ مدینہ منورہ میں منادی کرائی لیکن ام المومنینؓ کے مقابلہ پر کون جائے ایک طرف زوجہ محترمہ رسول تھیں اور دوسری طرف داماد کوئی کچھ نہ ہوتا تھا۔ تین دن کی سعی کے بعد بمشکل لوگ تیار ہوئے کوفہ سے بھی لوگ کسی قدر شمار کے بعد آمادہ ہوئے۔ اس کے بعد بصرہ میں بھی بڑا اختلاف تھا۔ مسلمان تین جماعتوں میں منقسم ہوچکے تھے۔

دونوں فوجیں بصرہ کے قریب خیمہ زن ہوئی ہیں تو فلک نیلگوں کی چشم حیرت نے دنیا میں پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ دونوں فریق خونریزی سے متنفر ہیں دونوں اختلاف دور کر لینا چاہتے ہیں دونوں زیادہ تر فتنہ پرستی ہیں مصالحت کی گفتگو شروع ہوکر ارتفاع احتمالات پر ختم ہونے والی تھی کہ دونوں نیک نیت تھے لیکن دونوں لشکروں میں ایسے مفسد عناصر بھی موجود تھے جو مصالحت کو اپنے حق میں نہایت مضر اور سم قاتل سمجھتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج میں سبائی گروہ موجود تھا اور سمجھتا تھا کہ مصالحت ہوگئی تو ہمارے ہی خون بہینگے اور پھر دونوں مل کر ہمیں ذبح کرڈالیں گے۔ دوسری طرف لشکر میں بنی امیہ شامل تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت قائم رہ گئی تو ہمیں ذرہ برابر بھی فائدہ نہ پہنچے گا۔ چنانچہ اس سبائی گروہ نے مقابل لشکر پر شبخون مارا۔ اس نے سمجھا کہ علوی لشکر نے مصالحت کی گفتگو کے باوجود حملہ کردیا۔ امویوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ حضرت علی کی نیت صاف نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ دراندازوں کی شرارت سے دونوں لشکر باہم دست و گریباں ہوگئے اور جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ حالت نہ دیکھی گئی اور گھوڑا دوڑا کر میدان میں آئے اور حضرت زبیرؓ کو بلاکر کہا کہ یاد کیجئے کہ فلاں موقعہ پر حضور نبی کریمؐ نے تم سے ایک دن فرمایا تھا کہ تم علیؓ سے ناحق لڑوگے۔

صحابہ کرام کی یہ شان اسلامیت ملاحظہ کیجئے کہ جونہی انہیں یاد آیا اور غلطی محسوس کی ساری ہمتیں افسردہ ہوگئیں اور جوش ٹھنڈا پڑگیا اور میدان جنگ سے بصرہ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ حضرت طلحہؓ نے بھی انہیں دیکھکر گھوڑے کی باگیں موڑدیں۔ مروان نے یہ دیکھکر حضرت طلحہؓ کے زہر میں بجھا ہوا تیر ملا۔ جو کارگر ہوگیا۔ البتہ صرف ایک حضرت عائشہؓ دیر تک میدان میں جمی رہیں اور لوگ اُن کے ناقہ کے گرد و پیش نہایت جرأت و سرفروشی کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ آپ جنگ آزمودہ جرنیل تھے سمجھ گئے کہ جب تک یہ ناقہ موجود رہیگا۔ جنگ کا فیصلہ غیر ممکن ہے چنانچہ آپ نے اس کے پاؤں مجروح کرادیئے آپ کے اشارہ سے محمد بن ابی بکر نے جاکر انہیں سنبھالا۔

علوی لشکر نے لوٹنا چاہا مگر آپ نے عام منادی کرادی کہ نہ مال لوٹا جائے نہ کسی کا تعاقب کیا جائے اور جو ہتھیار رکھدے اُس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے انہیں حفاظت کے ساتھ ایک مسلح گارڈ کی زیر حفاظت مدینہ منورہ بھجوادیا خود دور تک مشایعت کی رخصت ہوتے وقت انہوں نے فرمایا۔ "یہ جنگ محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ علیؓ سے میرا کوئی جھگڑا نہ تھا۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے

بھی یہی کہا اور فرمایا کہ ”آپ ہماری ماں ہیں اور آپ کی تعظیم و توقیر ہم سب پر واجب ہے۔“

معاویہؓ کو دعوت صلح

آپ کے لئے کوفہ کے اندر تعمیر خلافت میں مہمانداری کی تیاریاں کی گئی تھیں آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور ایک کھلے میدان میں فروکش ہوئے۔ اس کے بعد مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا کی اور ایک نہایت مؤثر خطبہ میں لوگوں کو اتقاء، پرہیزگاری اور وفا شعاری کی نصیحت دی۔ بیعت کی۔ آپ نے کوفہ ہی کو دار الخلافت قرار دیا اور اسلام کے مذہبی و سیاسی مراکز علیحدہ کر دیئے۔ اس کے بعد ملکی انتظامات کئے۔ نیشاپور کی نیابت کو فرد کر دیا۔ آپ ابھی معاویہؓ سے لڑنا اور مقابلہ کرنا نہ چاہتے تھے مگر جب ان کے عامل ضحاک بن قیس نے آپ کے عامل اشعث سے مقابلہ کیا تو آپ بھی ادھر متوجہ ہوئے۔ پھر بھی دعوت مصالحت دی اور خط قاصد کے ہاتھ روانہ کیا جسمیں حمد و نعت کے بعد لکھا تھا کہ:-

”مہاجرینؓ و انصارؓ نے اتفاق عام سے مجھے خلافت کے لئے منتخب کیا ہے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو بھی انہی لوگوں نے منتخب کیا تھا اس لئے تم اور تمہارے زیر اثر جس قدر مسلمان ہیں سب پر میری بیعت لازم ہے۔ جو شخص بیعت سے سرکشی سے اعراض کریگا وہ بجبر اطاعت پر مجبور کیا جائے گا۔ تم بھی مہاجرین و انصار کا اتباع کرو۔ سب سے بہتر طریقہ یہی ہے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم نے عثمانؓ کی شہادت کو اپنی مقصد برآری کا وسیلہ بنا لیا ہے۔ اگر تم کو عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا حقیقی جوش ہے تو پہلے میری اطاعت کرو اس کے بعد باضابطہ مقدمہ پیش کرو۔ میں کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق اس کا فیصلہ کر دوں گا ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض فریب ہے۔“

یہ خط اور یہ دعوت اتنی صاف اور سادہ تھی کہ اس کے قبول کرنے میں انھیں ہرگز عذر نہ ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر واقعی یہ قبول کر لی جاتی تو دنیا ایک بڑے فتنہ سے محفوظ رہ جاتی۔ لیکن بیس برس تک پورے شکوہ و طمطراق سے شام کی گورنری کرتے رہنے سے ان کے قلب میں اس کی محبت پیدا ہو گئی تھی پہلے تو وہ صرف اتنا ہی چاہتے تھے کہ اپنے عہدے پر بحال رہیں لیکن اب کہ تمام معزول شدہ عمال عثمانی ان کے گرد و پیش جمع ہو کر انھیں خود مختاری کے اعلان پر ابھار رہے تھے اور بنو ہاشم اور بنو امیہ کی دیرینہ چشمک بیدا ہو چکی تھی بہت سے قبائل عرب دادو دہش سے ہموار کر لئے گئے تھے۔ اور نامور مدبران عرب عمرو بن العاصؓ و مغیرہ بن شعبہؓ و زیاد جو سیاسی امور نہایت ہوشیار اور صاحب تدبیر سمجھے جاتے تھے ساتھ ہو گئے تھے

ہر گاؤں، قصبہ اور شہر کے لوگوں میں خلیفہ مظلوم کے قصاص کا جوش پیدا کر دیا گیا تھا اور توقعات کا ایک سبز و زار سامنے تھا۔ وہ خلیفہ ہی ہونا چاہتے تھے اور اس زرین موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے حاشیہ نشینوں سے مشورہ لیا سب نے موافق رائے دی اور جواب لکھا کہ:-

”ہم اس وقت تک آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک کہ آپ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔“

امیر معاویہ سے جنگ کا آغاز

قاصد شام ابو مسلم نے خطاب کر کے نجی طور پر عرض کی آپ فی الحقیقت فضل و کمال کے اعتبار سے مستحق خلافت ہیں اگر آپ قاتلین کو ہمارے حوالہ کر دیں تو ہم تمام اہل شام آپکے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ آپ نے دوسرے روز صبح جواب دینے کا وعدہ کیا تھا یہ جو دربار میں حاضر ہوئے اور وہاں خط پڑھکر سنایا گیا تو دس ہزار کے مسلح مجمع نے ایک ساتھ کہا کہ ہم سب عثمان کے قاتل ہیں۔ ابو مسلم نے تعجب ظاہر کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا، ”تم اسی سے اندازہ کر سکتے ہو اور سمجھ سکتے ہو کہ ان لوگوں پر میرا کہاں تک اختیار ہے جو میں انھیں حوالہ کر دوں۔“

واقعی واحد صورت یہی تھی کہ دونوں لشکر متحد ہو کر جھگڑے ختم کر دیتے تو قاتلین سے قصاص لیا جا سکتا تھا۔ اس صورت میں تو تحصیل کی بھی کوئی صورت نہ تھی۔ شامی جانتے تھے اور آپکی مجبوری کو بخوبی سمجھتے تھے کہ یہ قاتلین کو حوالے کر سکیں گے اور نہ فیصلہ کی صورت پیدا ہو گی اگر آپ کوئی ایسی کوشش کرتے بھی تو نتیجہ کیا ہوتا یہی کہ وہ حضرت عثمانؓ کی طرح آپ کا بھی کام پہلے ہی تمام کر دیتے۔

شامیوں نے سچ ہی ایسا ڈالا تھا کہ سر طرف انہی کی جیت تھی۔ آپنے پھر لکھا کہ ”اے معاویہ ناحق کی ضد سے باز آ میری تو قتل عثمان میں شرکت نہ تھی میرا دامن تو اس دھبہ سے پاک ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھی لکھا کہ دنیا طلبی چھوڑ کر حق کی حمایت کر لیکن کسی نے اس صدائے حق کو نہ سنا جنگ جمل میں دس ہزار فرزندان توحید کا خون پانی کی طرح بہ چکا تھا مگر ابھی تک تلواریں خون کی پیاسی تھیں جب آپ اتمام حجت کر چکے تو اطراف ملک سے جہاد کے لئے لوگوں کو دعوت دی اور اسی ہزار انسانوں کا ایک لشکر جرار لیکر معاویہ کے خلاف معرکہ آرا ہوئے نکلے پہلے پانی کے لئے کشمکش ہوئی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تمام گھاٹوں پر قبضہ کر لیا مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ شامی فوج تشنہ کام رہے چنانچہ دریا کے پانی سے دونوں لشکر برابر فائدہ اٹھاتے رہے۔

اگر آپ پانی ہی پر قبضہ کئے رہتے تو شامیوں کے لئے لڑنا مشکل کیا غیر ممکن ہو جاتا تقریباً نوے چھوٹی چھوٹی جنگوں کے بعد جب زبردست

لنے کا وقت آیا تو آپ نے پھر صلح کی سعی کی مگر ناکام ہوئے اس کے بعد ابودرداء اور حضرت ابوامامہ باہلی نے امیر معاویہؓ سے پوچھا کہ آپ حضرت علیؓ سے کیوں لڑتے ہیں کیا وہ آپ سے زیادہ خلافت کے مستحق نہیں۔ بولے قصاص کے لئے۔ پوچھا کیا حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں؟ بولے قتل تو نہیں کیا، قاتلوں کو پناہ دے رہے ہیں اگر وہ انہیں میرے سپرد کردیں تو میں سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

دونوں بزرگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آکر شرط سے مطلع کیا۔ تو بیس ہزار افراد نے چیخ کر کہا کہ ہم سب عثمان کے قاتل ہیں، یہ رنگ دیکھکر ساحلی مقامات پر چلے گئے اور کسی طرف شرکت نہ کی شرط ہی ایسی تھی جس کا پورا ہونا ہی غیر ممکن تھا۔ آخر جنگ شروع ہوگئی۔ آپنے اس شکوہ و شان کے ساتھ حملہ کیا کہ شامی لشکر کے قدم اکھڑ گئے۔ صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہؓ کے مقصورہ تک پہنچ گئے اور پکار کر کہا:۔ معاویہ کیوں مخلوق خدا کا خون کر رہے ہو۔ آؤ ہم تم لڑکر ہی خود اپنا فیصلہ کیوں نہ کرلیں۔ عمرو بن العاص نے کہا "بات تو انصاف کی ہے ایسے کیا انصاف کی ہے۔ کوئی ان کے سامنے جاکر زندہ بھی رہا ہے" کہا جو کچھ ہو للکارا ہے تو مقابلہ کے لئے نکلنا چاہیئے"۔ امیر معاویہؓ نے کہا آپ تو مجھے قتل کراکر میرے منصب پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ میں تو کبھی علیؓ کے مقابلہ پر نکلنے کی جرأت نہ کروں گا۔

شامیوں کی شکست اور فریب

آخر خود عمرو بن العاص مقابلہ پر گئے کچھ دیر تو دونوں لڑتے رہے، پھر جو آپنے ایک تلا ہوا وار کیا ہے تو خود گھوڑے سے گراتے ہی بن پڑی۔ اور بدحواسی کے عالم میں برہنہ ہوگئے آپنے حریف کو برہنہ دیکھکر منہ پھیر لیا اور زندہ چھوڑکر واپس چلے آئے جنگ کا رنگ دیکھکر شامی گھبرا اٹھے اور اشعث بن قیس نے دربار میں علانیہ کہا کہ اگر جنگ کی یہی صورت رہی تو عرب ویران ہوجائے گا۔ رومی ہمارے اہل و عیال پر قابض ہوجائینگے۔ اور ایران کے دہقان کوفہ کی عورتوں اور بچوں پر متصرف ہوجائینگے" ہر طرف سے اس کی تائید ہوئی کہ تمام سردار ہمت ہار چکے تھے۔ اس سے امیر معاویہ بھی پریشان ہوگئے۔

مجبور ہوکر امیر معاویہؓ نے آپ کو صلح کے لئے لکھا لیکن آپنے صلح سے انکار کردیا جس سے اور زیادہ تشویش پھیلی۔ پھر جو جنگ شروع ہوئی ہے تو ایک قیامت برپا تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ صفیں کی صفیں الٹتے چلے جارہے تھے شکست ہوا ہی چاہتی تھی کہ امیر معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ کیا آج اسی میدان میں ہماری قبر بنیگی

کیا ہمارا یہی حشر ہونا ہے۔ عمرو بن العاصؓ بولے ہر گھبرائیے اب وہ چال چلتا ہوں کہ ہے بے لڑے ہی جنگ کا خاتمہ ہوجائیگا اور آپ کی ہزیمت فتح سے مبدل ہوجائیگی۔ چنانچہ قرآن کریم نیزوں پر بلند ہوا کر بلند کرگئے فوج نے فوراً ہاتھ روک لیا آپ نے بہتیرا سمجھایا کہ یہ فریب ہے۔ عین فتح کے وقت صلح کیسی۔ مگر علوی لشکر نے ایک نہ سنی اور کہنے لگے کہ جب قرآن بلند ہوچکے ہیں تو ہم ہرگز نہ لڑیں گے، اور اگر آپ اپنے سرداروں کو واپس نہ بلائیں گے تو ہم پہلے آپ ہی کا خاتمہ کردیں گے۔ اس طرح جیتی ہوئی جنگ صرف ایک چال سے فتح میں مبدل ہوگئی۔

صلح کی گفتگو ہوئی دونوں طرف سے دو ثالث فیصلہ کے لئے مقرر ہوگئے اور چھ ماہ بعد کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ مگر اس اجتماع کا بھی کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا کہ یہ سب کچھ فیصلہ کے لئے تھیں فریب سے جنگ شکست ٹالنے اور علوی لشکر میں نفاق پیدا ہی کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ لطف سنیئے جن لوگوں نے بزور صلح پر آپ کو مجبور کیا تھا۔ وہی بعد کو فیصلہ ثالثی قبول کرنے پر مخالف ہی نہیں آپ کے دشمن بن گئے اور خارجیوں کی ایک اور جماعت کھڑی ہوگئی۔ جن کی قیت توڑنا صرف آپ ہی کی شمشیر خارا شگاف کا کام تھا ورنہ یہ کسی کے قابو کے نہ تھے تاہم یہ جماعت ایک عرصہ دراز تک زندہ رہی اور ان کی بدولت ہزارہا مسلمانوں کا خون پوری روانی کے ساتھ بہتا رہا۔

خوارج کو جنگ نہروان میں شکست دینے کے بعد آپنے شام پر حملہ کی تیاری پھر شروع کی۔ لیکن لوگوں نے اور دم لینے کی اجازت چاہی اور جب آپ نے نخیلہ میں جمع ہونے ہی کا حکم دیا، تو تیار ہونے کے بجائے جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ بھی کھسکنے لگے۔ اور آپ کے ساتھ صرف ایک ہزار کی جمعیت رہ گئی۔ مجبور ہوکر آپنے لشکر کشی کا ارادہ ملتوی کردیا۔

مصر پر امیر معاویہ کا تسلط

بنو امیہ کی طرف سے روپیہ بھی بکثرت پھینکا جارہا تھا اور متواتر چالیں بھی چلی جارہی تھیں لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ یہاں جو بات تھی وہ حق کے لئے تھی نازک سے نازک موقع پر بھی حق کا ساتھ نہ چھوڑتے تھے۔ مصر میں آپکی طرف سے قیس بن سعد انصاری بہت بڑے صائب الرائے اور آپ کے بہت بڑے حامی بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنی تدبیر سے مصریوں کو قابو میں لے رکھا تھا اس سے امیر معاویہؓ کو خوف پیدا ہوا کہ علوی حملہ کے وقت کہیں پشت کی طرف سے یہ نہ آجائیں اور میں درمیان میں پس کر رہ جاؤں انہیں لالچ بھی دیئے۔ ساتھ ملانے کی ہر ممکن کوشش کی جب یہ قابو میں نہ آئے تو یہ تدبیر کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بدظن کرنے کے لئے ان کے متعلق عام طور سے یہ مشہور کردیا کہ یہ آدمی ہیں جاسوس نے چونا

وہ تو آکر کہدیا۔ چونکہ وہاں ایک جماعت اہل خرتبا کی تھی ان لوگوں نے کہدیا تھا کہ آخری فیصلہ تک ہم بیعت تو کسی کی نہ کریں گے البتہ اطاعت گذار رہیں گے اور خراج بھی دیتے رہیں گے۔ حضرت قیس نے بھی موقعہ دیکھکر انھیں نہ چھیڑا اور اپنے سلوک سے انہیں فرمانبردار بنالیا جاسوں نے جو اطلاع دی تو لوگوں نے بھڑکایا کہ یہ ضرور سچ ہے کیونکہ انہوں نے خرتبا والوں سے ابتک بیعت نہیں لی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لڑنے کا حکم بھیجدیا حضرت قیسؓ نے بہت لکھا کچھ شنوائی نہ ہوئی تو استعفےٰ دیدیا۔

بنو امیہ کی چال کامیاب ہوئی محمد بن ابی بکر ان کی جگہ گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے خرتبا کے بہادروں کو چھیڑکر شدید مخالف بنا لیا اور شکست بھی کھائی آپ نے انہیں سبکدوش کرکے ان کی جگہ اشتر نخعی کو روانہ کیا یہ بھی بڑے بہادر اور مدبر تھے۔ امیر معاویہؓ کو ان سے اندیشہ پیدا ہوا اندر راستے ہی میں ان کا کام تمام کرادیا۔ اب میدان صاف تھا عمرو بن العاص فوج لیکر پہنچگئے خرتبا والوں نے مدد کی۔ محمد بن ابی بکرؓ نے شکست کھائی نہایت بیرحمی سے قتل ہوئے اور مردہ گدھے کی کھال میں بند کرکے جلائے گئے۔ مصر کی قسمت کا اس طرح فیصلہ ہوگیا۔ حضرت علی کرم اللہ پوری مدد بھی نہ کرسکے غرض امویوں کی دوسری چال سے مصر بھی ۳۸ھ میں فتح ہوگیا۔

بغاوتیں اور شورشیں

بصرہ والے بھی ہاتھ سے نکل چکے تھے مگر یہ قریبی مقام تھا آپ نے سخت شکست دی اور بعد کو ان کی درخواست پر رحم پر انہیں معاف کردیا۔ اس کے بعد آپنے اور بھی چھوٹی چھوٹی بغاوتیں فرو کیں اور بہت بڑی حد تک دنیائے اسلام میں امن و امان قائم کردیا۔ آپکے حامیوں کی کچھ ہمتیں پست ہوگئی تھیں اور کچھ ان میں بیحوفی اور سرکشی پیدا ہوگئی تھی آپ نے ان کے سامنے بڑی بڑی مؤثر اور پرزور تقریریں کیں مگر ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔

امیر معاویہؓ نے اس صورت حالات سے فائدہ اٹھانے کے لیے جارحانہ کاروائیاں شروع کردیں اور متعدد چھوٹے چھوٹے دستے عراق۔ حجاز اور جزیرہ میں پھیلا دیئے۔ یہ دستے ان علاقوں کو قابض تو نہ لاسکے۔ اور انہوں نے جو فتوحات کی ہیں وہ بھی نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ البتہ انہوں نے علوی علاقوں میں وہ مظالم روا رکھے اور وہ سختیاں کیں جن کی المناک یاد مدت تک لوگوں کے دلوں میں قائم رہی۔ ان سب میں بسر بن ارطاۃ انتہائی ظالم و جابر شخص تھا جس نے حجاز کے اندر بڑی تباہی پھیلائی اور اس کے بعد حضرت حیدر کرار کے ہاتھ سے بال بال بچکر نکل گیا۔ اس ظالم نے یمن میں پہنچکر حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کے دونوں خوردسال بچوں کو بھی ذبح کردیا اس سے ایک عام بے رغبتی بھی پیدا ہوئی۔ ذیبوں کی ہمتیں بڑھیں اور تمام ملک میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔

یہ بہت تشویش انگیز امر تھا۔ آخر آپنے زیاد کو ایک فوج عظیم دیکر بھیجا جنہوں نے بڑی جرأت وجلادت سے بغاوت کے شعلوں کو فرو کرکے امن و امان قائم کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان باغیوں کو سزا دینے کے بجائے ان کے ساتھ اتنا بہتر اور ہمدردانہ سلوک کیا کہ وہ آپ کے گرویدہ احسان ہوگئے اور نوشیرواں کی یاد کو بھول گئے فی الواقع ایک خلیفہ راشد کی یہی شان تھی۔ اور کوئی ہوتا تو باغیوں کو تہس نہس کرکے رکھدیتا۔

شام پر دوبارہ حملہ کی تیاری

شامیوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ اور علوی علاقہ میں یورشوں کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ حجاز میں بسر انتہائی مظالم کرہی چکا تھا کہ اب عراق پر بھی ترکتاز شروع کردی اور انبار فتح کرلیا اور کوئی ہوتا تو گھبرا اٹھتا۔ مگر آپ دلیرانہ اٹھے اور کوفہ کی جامع مسجد میں اتنی موثر اور جوش انگیز تقریریں کیں کہ لوگوں کے دل ہل گئے سخت سے سخت دل بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہسکتا تھا۔ لیکن خدا معلوم یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے تھے اور کوفہ کی خاک میں کیا بات تھی کہ ان پر دیرپا اثر نہ ہوتا تھا۔ ویسے تو بہت جوش دکھایا لیکن روانگی کے وقت دیکھا تو لشکر میں صرف تین سو اشخاص باقی رہ گئے تھے۔ آپکو اس حرکت کا بہت رنج و افسوس ہوا۔

آخر سعید بن قیس اور حجر بن عدی نے حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ بہت زیادہ نرم اور رحمدل واقع ہوئے ہیں یہ لوگ باتوں اور تقریروں سے باز آنے والے نہیں۔ تشدد کے بغیر راضی نہ ہوں گے۔ راہ پر نہ آئینگے آپ منادی عام کرادیجئے کہ ہر شخص کو بلا استثنا، میدان جنگ میں چلنا ہوگا اور اس کے بعد جو بھی اس سے اعراض کریگا یا اس کی طرف سے کسی تغافل یا سستی کا ظہور ہوگا اسے ہرگز معاف نہ کیا جائے گا اور سخت سے سخت سزا لازمی دی جائیگی۔ اس منادی کے کوفہ میں ہوتے ہی سب کے ہوش درست ہوگئے۔ اور سمجھ لیا کہ اب چارہ کار نہیں لوگ جوق جوق آنے شروع ہوگئے۔ اس مرتبہ چونکہ سرکشی و نافرمانی کا علاج پہلے سے سوچ لیا گیا تھا اس لئے فتح یقینی تھی اور آپ کی حیرت انگیز و حیرت بار شجاعت و بسالت سے پوری توقع تھی کہ آپ ضرور شام و مصر پر قبضہ کرکے فتنہ کا خاتمہ ہمیشہ کیلئے کردیں گے اور دنیا اسلام ایک دفعہ اور سکھ کی نیند سوئیگی کہ پیام اجل آپہنچا اور ایک خارجی نے آپکو شہید کردیا۔ امیر معاویہؓ کی کچھ تقدیر ہی اچھی تھی کہ آپ سر پر

بچ گئے۔ اگر آپ کچھ اور بھی زندہ رہ جاتے تو آپ نے نقشہ بدل کر رکھ دیا ہوتا۔

کارنامہ ہائے حیات

صرف پانچ سال کا بہت مختصر زمانہ آپ کو نصیب ہوا۔ اور یہ تمام مدت بھی جنگوں اور شورشوں میں بسر ہوگئی۔ ہر چیز کے لئے سکون اور اطمینان اور فرصت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ لائق فرمانروا بھی ان حالات میں کوئی کام نہ کر سکتی تھی اور ملک کے نظم و نسق کی طرف اسے نظر اٹھا کر دیکھنے کی مہلت مل سکتی تھی لیکن یہ کچھ محیر العقول امر نہیں کہ تشویش انگیز حالات اور اس قلیل زمانہ خلافت میں بھی آپ بہت کچھ کر گئے اور عظیم الشان کارنامے آپ سے ظہور میں آئے۔ سلطنت کوئی معمولی سلطنت نہ تھی بلکہ اس کی حدود کے ڈانڈے مشرق و مغرب سے ملے ہوئے تھے اور اس میں بھی دشمنوں، شورش پسندوں اور فتنہ پردازوں کی ایک دنیا آباد تھی۔ اگر فتنوں کا ظہور آپ ہی کے عہد میں ہوا ہوتا تو ضرور آپ کی خلافت کو متہم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن آپ نے عنان خلافت ہی اس زمانہ میں جبکہ پوری دنیائے اسلام نہ صرف پر آشوب تھی بلکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر ہر طرف غیظ و غضب کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ پھر جب مسند نشین ہوئے تو اس غیظ و غضب کا بڑا حصہ آپ ہی کی طرف متوجہ ہو گیا اور آپ ہی اس کے ہدف بنا لئے گئے۔

غور تو کیجئے کہ ایک طرف تو تنہا آپ کی ذات گرامی تھی اور دوسری طرف آپ کے خلاف وہ عظیم الشان ہستیاں حریفانہ کھڑی ہوگئی تھیں جو مخصوص عظمت و اقتدار ہی کی حامل نہ تھیں بلکہ مذہبی و سیاسی دونوں اعتبارات سے اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک یگانۂ روزگار عالمہ فاضلہ، جمہور مسلمین کی ماں، خلیفہ اول کی دختر جلیل اور سب سے بڑھکر یہ کہ حضور نبی کریمؐ کی محبوب ترین بیوی۔

حضرت ابو طلحہؓ! رئیس اعظم، رسول کریمؐ کے ہم زلف، بصوہ والوں کے مسلم قائد، عشرہ مبشرہ میں شامل، صاحب ادعا اور صائب الرائے۔ حضرت زبیرؓ رسول کریمؐ کے ہم زلف، پھوپھی زاد بھائی، کوفہ والوں کے مسلم قائد، خلیفہ اول کے داماد اور حواری رسول اکرمؐ کے خطاب سے ممتاز۔ حضرت معاویہؓ! ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے حقیقی بھائی، کاتب وحی، شام کے قدیم اور مستقل گورنر اور صف اول کے مدبر و سیاست داں۔ حضرت عمروؓ! فاتح مصر، ذی اثر صحابی، بڑے خاندان کے چشم و چراغ اور دنیائے اسلام کے بے مثل مدبر۔

سب سے بڑی بات یہ کہ سب ایک مقصد پر متحد، سب میں پورا اتفاق، دولت سے خزانے معمور، کارکن ہشیار اور فوج بیحد فادار و پرجوش تھی گویا کسی بات اور کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ ایک مخالف کو شکست دینے اور اس پر کامیابی حاصل کرنے کے لئے جن اور جتنی چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ کلاً اور جزواً سب موجود تھیں پھر وہاں تو یگانہ و بیگانہ کے لئے تحصیلوں کے منہ کھلے ہوئے تھے اور بلا حساب خزانہ لٹایا جا رہا تھا اور یہاں یہ حالت تھی کہ حضرت علیؓ تنہا ہونے کے باوجود عزیز سے عزیز سے بھی ایک ایک خرمہرہ کا حساب طلب کرتے تھے۔

پھر اول تو آپ کے ساتھ کوئی اس ہندوستان کا انسان و مشیر تھا ہی نہیں اور جو تھے وہ سیاست و تدبیر میں مخالفین کے مدمقابل نہ تھے۔ جمہور ساتھ دینے سے جھجکتے تھے۔ جو ساتھ ہوئے ان کے اغراض و مقاصد بھی مختلف تھے اور عقائد بھی متضاد بہت بڑی جماعت عراقیوں کی تھی جو نہایت سرکش و نافرمان تھے۔ رہے باغی تو وہ مجبوراً اور اپنی اغراض کے لئے ساتھ ہوئے تھے اور خود آپ پر قابو پائے ہوئے تھے سبائی گروہ آپ کو رسول کریمؐ کا وصی، مستحق خلافت انسان سے بالاتر ہستی سب کچھ سمجھنے کے باوجود پورا فرمانبردار نہ تھا۔ ایک جماعت حفاظ کی تھی جو ہر معاملہ قرآن کریم کی لفظی مطابقت پر زور دیتی اور بیوقوف بنتی اور بدنامی رہتی تھی۔ اسی نے خارجیوں کی صورت اختیار کی۔

جو فی الحقیقت جاں نثار تھے وہ غنیم کی چال سے شکست کھانے اور محروم لوٹنے پر بددل اور افسردہ ہوگئے تھے۔ خود بھی یہ حالت تھی کہ نہ سختی کرتے تھے اور نہ سیاسی چالوں سے کام لیتے تھے حقیقت میں آپ جس زہد و اتقا اور عدل و دیانت سے حکومت کرنا چاہتے تھے لوگ اس کے اہل نہ رہے تھے۔ نہ سہی سیاسی چالیں اگر آپ پوری سختی اور تشدد سے بھی کام لیتے اور حریف پر رحم نہ کر جایا کرتے تو بھی آپ ضرور کامیاب ہو جاتے۔ معاویہؓ کو بھی معزول نہ کرتے نہ سہی بعد کو جنگ صفین میں دشمنوں کو دریا کے قریب نہ پھٹکنے دیتے۔ عمرو بن العاصؓ کو تنہا پا کر زندہ نہ چھوڑتے یا کم از کم گرفتار ہی کر لاتے تو بھی امیہ کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ بالفاظ دیگر آپ کی دینداری و اتقا اور نرمی و لینت ہی آپ کی سیاسی ناکامی کا باعث بنی۔ لیکن پھر یہ ہے کہ گو آپ سیاسی اعتبار سے ایک حد تک ناکام رہے مگر آپ کی شرافت و مروت امانت و دیانت اور زہد و اتقا کے نہ مٹنے والے نقوش صفحہ عالم پر منقوش و یادگار چھوڑ گئے۔

یہ معمولی چیز نہیں بہت بڑی بات اور بہت بڑا کارنامہ ہے کہ کہ انہی مجبوریوں ایسے حالات اس درجہ ناکامیوں اس قدر مشکلات اور اتنے تہی دست اور تہی پنجہ اور سیاسی دشمنوں کے مقابلہ میں بھی

ہی رہنا ہمت نہ ہارنا اور اپنی جرأت و جلادت کا ان کے قلوب پر سکہ بٹھا دینا اپنے مرکز پر چٹان کی طرح قائم رہنا ہی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ آپ نے ان نازک حالات میں آخری ساعت حیات تک جس عدیم النظیر ثبات و عزم اور غیر معمولی ہمت و استقلال سے کام لیا اور جس فقید المثال تحمل و دیانت اور شریعت پروری سے مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے اس کی نظیر تاریخ عالم میں بہت کم موجود ہوگی۔ دشمن پیہم سیاسی چالیں چل رہا ہے اور ہر تدبیر کو ناکام بنا رہا ہے۔ یہ دیکھتے اور سب کچھ سمجھتے ہوئے ایسی چالوں سے گریز کرنا اور اپنے اتقاء و زہد پر قائم رہنا حیدر کرار اور صرف حیدر کرار ہی کا کام تھا۔ کوئی آپ کو غیر مدبر کہتا ہے اور کوئی سیاست سے ناواقف و ناکام بتاتا ہے یہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے آپ مدبر بھی تھے اور سیاست داں بھی اور آپ کی جرأت و بسالت کا سکہ تو ہر یگانہ و بیگانہ کے قلب پر چھایا ہوا تھا بات صرف اتنی ہی ہے کہ جسے سیاست کہا جاتا ہے آپ اسے فریب سمجھتے تھے اور محض ایک دنیوی اقتدار کے لئے آپ کسی ایسے حربہ سے کام نہ لینا چاہتے تھے جو شریعت غرائے اسلامیہ کے مغائر ہو۔ ایک خلیفہ ارشد اور جانشین رسول اکرم کا جو کام اور جو فرض تھا آپ نے وہی کیا اور پوری شان و شکوہ کے ساتھ کیا۔

ملکی نظم و نسق

اتنی مشکلات و مہمات میں بھی آپ نے بہترین انتظام کیا اور صرف یہی نہ کرتے تھے کہ تقرر عمال کے وقت ہر عامل کو نہایت گرانبہا نصائح فرماتے بلکہ ان کے اعمال کی نگرانی بھی رکھتے تھے اس شدت کے ساتھ باز پرس کرتے تھے کہ بعض تو ڈر کر فرار ہو جاتے تھے۔ عامل مصقلہ نے کہیں بیت المال سے قرض لیکر پانچ سو غلام خریدے اور آزاد کئے۔

آپ کو معلوم ہوا تو نہایت شدت کے ساتھ مطالبہ کیا۔ تو کہا خدا کی قسم اعثمان کے نزدیک تو اتنی رقم چھوڑ دینا اور معاف کر دینا کوئی بات نہ تھی یہ تو ایک ایک حبہ کا تقاضا کرتے ہیں۔ آخر پریشان و سراسیمہ ہو کر امیر معاویہ کے پاس بھاگ گیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کمبخت نے بڑا کیا کام تو سید کا کیا اور غلام کی طرح بھاگا اور فاجر کی طرح خیانت کی اگر وہ نہ بھاگتا تو قید کے سوا اور کوئی سزا نہ دیتا اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہوتا اور مجھے اس کی ناداری کا یقین ہو جاتا تو معاف کر دیتا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس گورنر بصرہ آپ کے چچیرے بھائی تھے جب انہوں نے بیت المال سے کچھ رقم قرض لی اور آپ نے انھیں بھی نہ بخشا اور تنبیہ کی تو جواب دیا کہ میں نے تو ابھی اپنا پورا حق بھی نہیں لیا ہے آخر خائف ہو کر وہ بھی بصرہ چلے گئے آپ نے مالیات میں اضافہ کی بھی تدابیر پیدا کیں جنگلات کا ایک جداگانہ محکمہ قائم کر کے جنگلوں

پر محصولات قائم کئے۔

گھوڑوں پر جو زکوٰۃ عہد فاروقی میں مقرر ہو گئی تھی وہ آپ نے ان کی افزائش نسل کے لئے موقوف کر دی، گو وصول محاصل میں سخت تھے مگر ناداروں سے عموماً نرمی ہی برتتے تھے اور رعایا کی فلاح و بہتری کا بیحد خیال رکھتے تھے۔ مذاہب غیر کے پیشواؤں اور ناچار ذمیوں کو بھی آپ نے جزیہ سے مستثنےٰ کر دیا تھا۔ بیت المال کے دروازے غرباء و مساکین کے لئے ہمہ وقت کھلے رہتے تھے، اور مستحقین کو نہایت فیاضی سے روپیہ دیتے تھے۔ غیر مسلموں کے ساتھ بہت شفقت آمیز سلوک روا رکھتے تھے و ایرانی تو اس درجہ ممنون ہو گئے تھے کہ بچہ بچہ ممنون و گرویدہ احسان بنا ہوا تھا۔

فوجی و عدالتی اہتمام

آپ خود بہترین سپہ سالار تھے اور اس درجہ شیر دل و شجاع کہ مادر گیتی ایسے فرزند شاذ ہی پیدا کرتی ہے۔ ایران میں شورشیں اور بغاوتیں برپا ہوتے رہنے کے باعث آپ نے عورتوں اور بچوں اور بیت المال کی حفاظت و صیانت کے لئے بڑے بڑے مضبوط و مستحکم قلعے بنوائے شام کی متصلہ سرحد پر کثرت سے چوکیاں قائم کیں جو بہت مفید ثابت ہوئیں۔

اشاعت اسلام میں تو آپ عہد رسالت ہی سے سرگرم تھے۔ خود حضور نبی کریم نے آپ کو یمن میں اسی غرض سے بھیجا تھا۔ اہلیت و استعداد کا یہ عالم تھا کہ حضرت خالدؓ جو کام مسلسل چھ ماہ کی سعی و جہد میں نہ کر سکے تھے، وہ آپ نے جاتے ہی اور اس ملک میں قدم رکھتے ہی انجام کو پہنچا دیا۔ گو شورشوں اور جنگوں میں بہت انہماک و مصروفیت رہتی تھی تاہم ایک جانشین رسول اکرم کی حیثیت سے اپنے عہد حکومت میں بھی اس فریضہ مذہبی سے غافل نہ رہے۔ جب آپ نے سنا کہ ازمنیہ اور ایران کے بعض جدید العہد مسلمان پھر عیسائی ہو گئے ہیں تو ایک لمحہ توقف کئے بغیر ان کے سروں پر جا پہنچے۔ پوری سرکوبی کی انہوں نے توبہ کی اور آپ کی سعی و جہد سے پھر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور عبادت خداوندی میں مصروف رہنے لگے۔

جو سبائی آپ کو انسان سے بالاتر ہستی اور خدا سمجھنے لگے تھے اور وہ خارجی جو اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے ان میں بھی آپ نے پوری سزائیں دیں۔ ان تمام عسکری اور مذہبی خدمات کے علاوہ آپ ملت کی اخلاقی نگرانی کی طرف سے بھی کسی حال میں غافل نہ ہوئے شراب خواری کی سزا آپ نے اسی کوڑے مقرر کئے اور زندیقوں اور مجرموں کو عبرت انگیز سزائیں دینے میں بھی اپنی نرمی کے باوجود تامل نہ کیا۔

ہدایت تھی کہ درے مارے جائیں تو چہرہ اور شرمگاہ پر نہ مارے جائیں اور عورتوں کا تمام جسم ڈھک کر اور بٹھا کر درے لگائے جائیں تاکہ ان کا ستر نہ کھلے۔ جس کے لیے رجم کا حکم ہوتا تھا تو اس کو پہلے ناف تک زمین میں گڑوا دیتے تھے اور پھر سنگسار کراتے تھے ایک دفعہ کے اقرار کو ثبوت جرم کے لیے کافی نہ سمجھتے۔ چوروں کو عموماً قطع ید ہی کی سزائیں دی جایا کرتی تھیں۔ البتہ یہ شرط تھا کہ اگر چوری دس درہم سے کم کی ہوتی تھی تو ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیتے تھے۔ جن عورتوں کے متعلق معلوم ہوتا تھا کہ انھیں ناجائز حمل ہے تو آپ وضع حمل تک انتظار کرنے کے بعد ان پر حد جاری کرتے تھے۔ نشہ کی حالت میں بھی کسی کو سزا دینے کا حکم نہ تھا۔ بلکہ اس کے اتر جانے پر حد جاری ہوتی تھی۔

جیل خانے کے قیدیوں کے متعلق یہ حکم تھا کہ اگر وہ مالدار ہوں اور فسق و فجور کے جرم میں قید کئے گئے ہوں تو وہ اپنے گھر سے اپنے کھانوں کا بندوبست کریں ورنہ عام قیدیوں کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ موقعہ و وقت اور نوعیت جرم کے اعتبار سے سزاؤں میں اضافہ بھی فرمادیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے شراب پی اور عین ماہ رمضان میں پی۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کے اسّی کوڑوں کے بجائے سو کوڑے مارے جائیں۔

علم و فضل

بچپن ہی سے آغوش نبوت میں پرورش پائی تھی اور صحبت کے زیادہ مواقع نصیب رہے تھے اس لئے علم و فضل کے ایک دریا بن گئے تھے خود حضور نبی کریمؐ نے بھی انا مدینۃ العلم و علی بابھا فرما کر اس کی تصدیق کر دی تھی لغت و قواعد میں پورا ملکہ حاصل تھا کاتب وحی رہ چکے تھے مکاتیب و فرامین نبوی بالعموم آپ ہی لکھا کرتے تھے قرآن کے حافظ و عالم تھے اور ہر آیت کے معانی اور شان نزول سے واقف تھے۔ مفسرین میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا قرآن پاک سے اجتہاد میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

حدیث و فقہ میں بھی کامل دسترس تھی پیچیدہ سے پیچیدہ واقعہ کی تہ کو بسرعت پہنچ جاتے تھے انتہائی ذہین طباع اور دقیقہ سنج تھے انتہا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ تو آپ سے مسائل پوچھتے ہی رہتے تھے آپ کے حریف بھی مشکل مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوتے تھے چنانچہ خنثیٰ کی وراثت کے متعلق خود امیر معاویہؓ نے آپ سے مسئلہ بذریعہ خط دریافت کیا لکھا کہ پیشاب گاہ سے اندازہ کرو مرد ہے کہ عورت۔

اسی علم و فضل اور ذہانت و طباعی کے باعث آپ عہدۂ قضا کے لئے نہایت موزوں سمجھے جاتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ تمام مدینہ والوں میں صحیح فیصلہ کرنے والے علی ہیں حضرت فاروق اعظم بھی یہی فرمایا کرتے تھے۔

"ہم میں مقدمات کے فیصلہ کے لئے سب سے زیادہ موزوں علی اور سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔"

حضور نبی کریمؐ نے بھی آپ کو یمن کا قاضی مقرر کیا تھا آپ کے فیصلہ اور مقدمات کی تجویز دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کس دقیقہ رسی سے کام لیتے تھے یہ فیصلے قانونی نظائر کی حیثیت رکھتے تھے اسی لئے لوگوں نے انھیں مدون کر لیا تھا۔ تصوف مذہب کی روح اور اسرار شریعت کی جان ہے آپ کو اس پر بھی پورا عبور تھا لیکن آپ اسے عوام کے لئے نہیں خواص کے لئے سمجھتے تھے کیونکہ عوام میں عدم عمل کے لئے حیلہ گری اور فلسفیانہ بہانہ جوئی پیدا ہوتی ہے خلافت سے پیشتر آپ کو اس میں بہت انہماک تھا۔ تصوف کے اکثر سلسلے آپ ہی پر جا کر ختم ہوتے ہیں اور خطابت و فصاحت میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ تقاریر میں غضب کا اثر ہوتا تھا۔ شاعری میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

اخلاق و عادات

امانت و دیانت میں یہ عالم تھا کہ مال غنیمت میں برابر کے حصے لگا کر قرعہ ڈالتے تھے۔ نارنگیاں آئیں حضرت امام حسنؓ نے ان میں سے ایک نارنگی اٹھا لی۔ آپ نے جھپٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ آخر وقت تک پوری زاہدانہ زندگی بسر کی دنیا کے چند روزہ عیش کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے ہفتوں گھر سے دھواں نہ اٹھتا تھا۔ شدت گرسنگی میں شکم پر پتھر باندھ لیتے تھے۔

برسوں مزدوری سے زندگی بسر کی۔ اہلیہ محترمہ حضرت فاطمہ زہراؓ کے ہاتھوں میں چکیاں پیستے پیستے گھٹے پڑ گئے تھے ایام خلافت میں بھی جبکہ پوری دنیائے اسلام کے فرمانروا تھے موٹا جھوٹا کھاتے اور پہنتے رہے فرمایا کرتے تھے مسلمانوں کے مال میں خلیفہ کو صرف دو پیالوں کا حق ہے ایک خود کھائے اور اسی میں اپنے اہل و عیال کو کھلائے اور دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کرے۔ عبادت کی تفاصیل کا بیان تحصیل حاصل ہے کہ آپ سرگروہ اولیا ہیں اتنی زاہدانہ اور غریبانہ زندگی پر بھی یہ عالم تھا کہ سائل آجاتا تو قوت لایموت بھی اٹھا کر دیدیتے۔

اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک روز رات بھر کی محنت کے بعد کچھ مزدوری میں لیکر آئے تہائی سے آکر حریرہ پکوایا۔ ایک مسکین آگیا اسے دیدیا۔ دوسرا ثلث اسی طرح ایک یتیم کو مل گیا۔ تیسرا ثلث پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مشرک قیدی آ گیا اسے حوالہ کر دیا اور خود فاقہ سے پڑ رہے اللہ تعالےٰ کو یہ ادا کچھ ایسی بھائی کہ اس کی ستائش میں یہ آیت نازل فرمائی ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا الخ۔

تواضع و سادگی کا یہ عالم تھا کہ کسی کام میں بھی عار نہ تھا لوگ مسائل پوچھنے

آتے تو یہ حالت تھی کہ کبھی زمین کھودتے کبھی جوتیاں ٹانکتے اور کبھی اونٹ چراتے ملتے فرش خاک پر بے تکلفانہ سو رہتے زمانہ خلافت میں بھی یہ سادگی برابر قائم رہی۔ اونچے دامن کا کرتہ اور معمولی تہمد باندھے بازار میں گشت کرتے پھرتے۔ شجاعت وبسالت میں تو تمام صحابہ میں آپ کا کوئی ہمسر و حریف نہ تھا، بڑے بڑے جانباز سامنے آکر زندہ نہ لوٹتے تھے تمام صحابہ کرام میں ہی نہیں بلکہ تمام عرب میں آپ کی بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی شیر خدا کی خطاب ہی ملا ہوا تھا، دوست تو دوست دشمن کے ساتھ بھی آپ نے وہ سلوک روا رکھے رہے جو دوست بھی دوست کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ قابو پاکر خوفناک سے خوفناک دشمن پر بھی رحم کر جاتے تھے اور چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نہایت خطرناک حریف اور خونا مورسپہ سالار تھے۔ وار بچاکر گھوڑے سے گرے ہیں اور بدحواسی میں برہنہ ہو گئے ہیں تو آپ کو ترس آگیا اور زمین چھوڑ کر چلے آئے۔ اور یہ چھوڑ دینا ہی آپ کی بڑی ناکامیوں کا باعث بن گیا۔ لیکن آپ نے جو کچھ بھی کیا وہ سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ انتہائے کریمانہ تحمل یہ ہے کہ آپ کا قاتل ابن ملجم جب آپ کے سامنے آیا ہے تو اس پر بھی تو رحم آگیا کہا اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر پر سلاؤ۔ دنیا میں حسن وسلوک کی ایسی مثالیں کہاں مل سکتی ہیں۔

معاشری وخانگی زندگی

خود حضرت امیر معاویہ نے جب ضرار اسدی کی زبان سے آپ کے اوصاف سنے ہیں تو آبدیدہ ہو کر فرمایا ہے کہ خدا ابوالحسن پر رحم کرے خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ عہد صدیقی تک آپ کی زندگی عسرت کا یہی حال رہا عہد فاروقی پانچہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر ہو گیا تھا جو لقریباً بیس سال تک برابر جاری رہا۔ خلیفہ ہوتے ہی بقدر کفاف روزینہ لینا شروع کر دیا ہے۔

مسند احمد حنبل میں روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ میں رسول اللہ کے ساتھ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور آج میرا یہ حال ہے کہ چالیس ہزار سالانہ زکوٰۃ ہے۔" سب کچھ تھی مگر ذاتی طور پر فقر و فاقہ ہی میں بسر کرتے تھے اور باقی راہ خدا میں دیدیتے تھے۔ حضرت فاطمہ زہرا کے بعد متعدد شادیاں کیں۔ خانگی زندگی لطف ومسرت سے لبریز تھی اولاد میں اپنے صاحبزادے محمد بن حنیفہ رضہ سے نہایت محبت رکھتے تھے وقت وصال کے وقت حضرت امام حسنؓ کو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنیکی وصیت خاص طور پر کی تھی۔ غرض کوئی کچھ کہے اگر غور سے دیکھا جائے تو آپکی خلافت بھی مختلف اعتبارات سے بہت کامیاب خلافت

تھی۔ آپ معاویہ شکست نہ دے سکے۔ جو ناکامیاں ہوئیں بھی وہ آپکی دیانت داری کے باعث ہوئیں۔ اگر آپ کی زندگی چند سال اور وفا کرتی تو آپ معاویہ پر قابو پاکر شام ومصر پر بھی قبضہ کر لیتے۔

ام المومنین حضرت بی بی خدیجہؓ

نسب و نکاح اسم گرامی خدیجہؓ تھا طاہرہ کے لقب سے زبان زد عوام و خواص تھیں کنیت ام ہند تھی قصی پر پہنچکر آپکا خاندان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ یونی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد سے تھیں۔ ماں کا اسم گرامی فاطمہ بنت زائدہ تھا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن العزیٰ بن قصی۔

حضرت بی بی خدیجہ کے والد گرامی بہت معتمد اور اپنے قبیلہ کے نہایت معزز و مکرم شخص تھے۔ مکہ میں تشریف لائے اور یہ مقام ایسا پسند آیا کہ یہیں توطن اختیار کرلیا۔ قصی کے لڑکے عبدالدار ان کے ابن عم تھے۔ مکہ میں ان کے حلیف بن گئے اور پھر یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے عقد کرلیا۔ عام الفیل سے پندرہ سال پیشتر حضرت بی بی خدیجہ پیدا ہوئیں۔ طاہرہ کا لقب اسلام سے ماقبل حاصل کرچکی تھیں یعنی قدرت کو منظور تھا کہ نیک سیرت، نیکوکار اور پاکیزہ اخلاق ثابت ہوئیں کہ مکہ میں طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوگئیں۔

اس درجہ پاکیزہ سیرت اور اونچے خاندان کی خاتون کے لئے شوہر بھی اسی حسن و خوبی کا منتخب ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل کے نام قرعۂ انتخاب پڑا کہ یہ آپکے چچیرے بھائی ہونے کے علاوہ نیک اور پاکیزہ سیرت تھے اور اس عہد توراۃ و انجیل کے بہت بڑے اور زبردست عالم سمجھے جاتے تھے مگر خدا جانے کہ کیا واقعات پیش آئے کہ یہ رشتہ قائم نہ ہوسکا اور ابوہالہ بن نباش تمیمی کے کلاہ تفاخر کا طرہ بنگئیں اور شادی ہوگئی۔ کچھ مدت بعد ان کا انتقال ہوا تو آپ عتیق بن عابد مخزومی کے چمن آرزو کا پھول بن گئیں اور ان کے سلک ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

اس کے فوراً ہی بعد عرب کی مشہور اور خوفناک اور وسیع الذیل جنگ حرب الفجار چھڑ گئی اور آپ کے والد گرامی خویلد اس جنگ میں شریک ہوئے اور یہ عام الفیل سے بیس سال بعد کا واقعہ ہے کہ انھوں نے اسی جنگ میں انتقال کیا جس کا صدمہ قدرتاً آپ کو بہت زیادہ ہوا۔ شوہر پہلے ہی کی نذر ہو گئے۔

تجارت و کاروبار آپ ہزار لائق و ہوشمند سہی پھر عورت تھیں باپ اور شوہر کے انتقال نے فوری طور پر آپ کو مبتلائے مشکلات کردیا کاروبار میں دشواریاں واقع ہونے لگیں اور آپ کی وسیع اور عظیم الشان تجارت کا کوئی نگران کار باقی نہیں رہا کہ یہی ذریعہ معاش تھا تاہم آپ نے ہمت و حوصلہ سے کام لیا۔ اور اپنے کچھ اعزا اور اہلکاروں کے ذریعہ تجارت کرنے اور مال بھیجنے لگیں۔

ایک مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ابوطالب نے کہا بیٹا خدیجہ کا مال باہر جا رہا ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم بھی ان سے جاکر ملو اور کارندان تجارت کے ساتھ جاؤ۔ افسوس یہی ہے کہ میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں تمہارے لئے سرمایہ بھی فراہم کردیتا قلت زر کی بنا پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو حضرت خدیجہ سے نہ مل سکے اور نہ کارندان تجارت کے ساتھ جانے پر تیار ہوئے لیکن اس گفتگو کی اطلاع کسی نہ کسی طرح حضرت خدیجہؓ کے گوش زد ہوئی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی کا یہ وہ دور ہے کہ تمام مکہ میں "امین" کے لقب سے شہرت پاچکے تھے اور ان کی پاکبازی و نیک سیرتی و دیانت و امانت صدق و پاکیزہ اخلاقی اور راستبازی و حسن معاملات کا عام چرچا ہو چکا تھا۔ حضرت خدیجہ کے لئے اتنا اشارہ کافی تھا خبر ملنی بس تھی۔

سنتے ہی اور اطلاع پاتے ہی پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے اور میرا مال تجارت لیکر شام کی طرف روانہ ہوجیئے۔ میں اوروں کو جو معاوضہ دیتی ہوں آپکو اس کا المضاعف دونگی۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عذر ہی کیا ہوسکتا تھا شفیق چچا جنھوں نے اولاد سے بھی زیادہ محبت کے ساتھ آپ کو رکھا تھا۔ پہلے ہی یہ رائے دے چکے تھے۔ منظور کرلیا اور شام جانے پر تیار ہوگئے۔

چنانچہ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے مال تجارت لیا اور آپ کے غلام میسرہ کے ساتھ عازم شام ہوئے۔ اور بصرہ پہنچکر خرید و فروخت کی۔ قدرت کی کرشمہ کاری ملاحظہ فرمایئے کہ اس مرتبہ حضرت خدیجہ کو جو نفع ہوا وہ سالہائے گذشتہ کے منافع کے مقابلہ میں المضاعف تھا حضرت خدیجہؓ کا کاروبار معمولی کاروبار نہ تھا۔ اتنا بڑا کاروبار تھا کہ آپ مکہ کی ملکۂ تجارت کے نام سے مشہور تھیں اور لاکھوں کی خرید و فروخت ہوتی۔
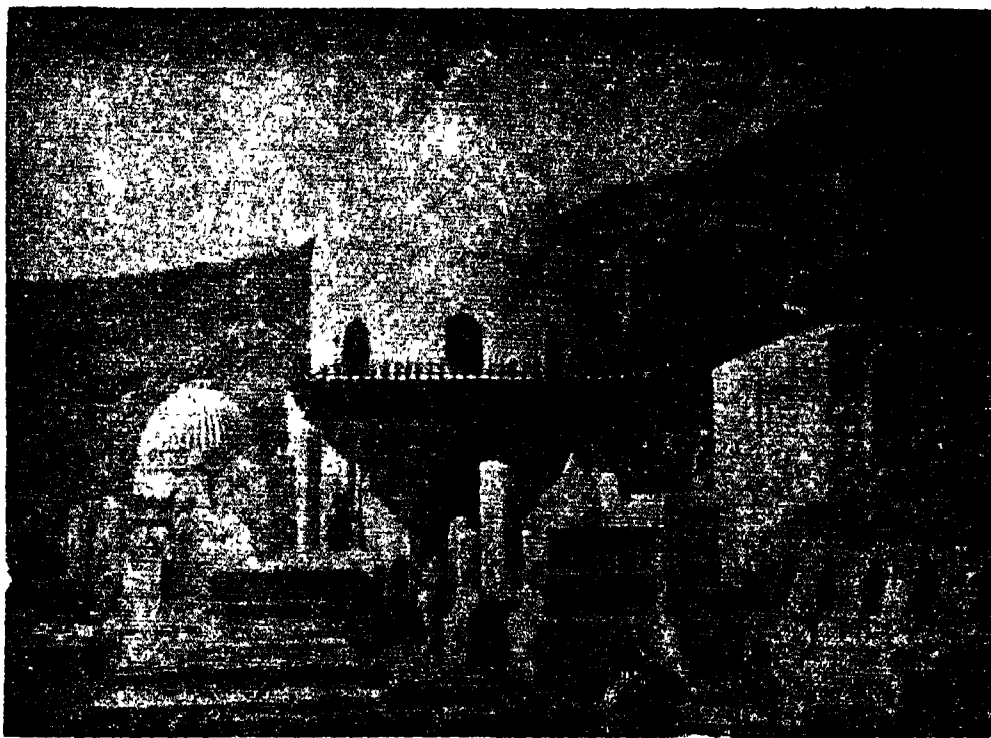
منظر روضہ حضرت خدیجہ
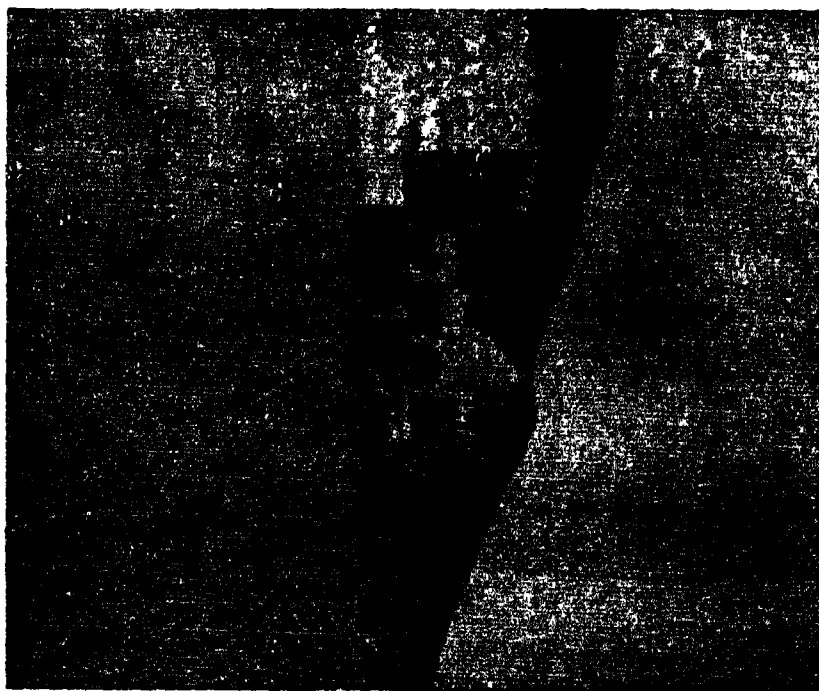
مسجد ام المومنین میمونہ

منظر خانہ کعبہ

حضور نبی کریم سے عقد

ایک تو تجارت کی یہ وسعت اور دولت کی یہ فراوانی اس پر آپ کے شریفانہ اخلاق اور پاکبازی تھی تمام قریش آپ کے گرویدہ ہو چکے تھے ہر کوئی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا تھا اور بڑے بڑے رؤسا و امراء اس آرزو میں تھے کہ ان کا عقد حضرت خدیجہؓ سے ہو جائے لیکن کارکنان قضاء و قدر کو کچھ اور ہی منظور تھا اور آپ کو اس نیلگوں آسمان کے نیچے سب سے بڑا شرف حاصل ہونے والا تھا۔ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مال تجارت لیکر شام سے واپس لوٹے اور آپ کے غلام میسرہ نے وہ تمام حالات و واردات سنائے جو اس نے بہ رأی العین اثنائے راہ میں مشاہدہ کئے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور حضور کی رفیقہ حیات بنجانے کا تہیہ کر لیا۔

آپ نے یعلی بن امیہ کی ہمشیرہ نفیسہ بنت منیہ کو بلایا اور یہ خدمت ان کے سپرد کی کہ وہ آپ کی شادی کا پیغام حضور نبی کریم تک پہنچا دیں۔ حضرت خدیجہؓ کے والد کا تو انتقال ہو گیا تھا مگر چچا عمرو بن اسد ہنوز زندہ تھے۔ اور موجودہ رسم و رواج کے مطابق جو کچھ کرنا چاہیئے تھا چچا کو کرنا چاہیئے تھا اور ان کی موجودگی میں آپ کا بطور خود شادی کی گفتگو کرنا امر پسندیدہ نہ تھا۔ لیکن اسلام نے ہی عورتوں کو اس کی آزادی دی ہے اور عہد جاہلیت و شرک میں بھی عورتوں کے حقوق کتنے ہی بے حقیقت سہی اتنی آزادی ضرور حاصل تھی کہ وہ اپنی شادی بیاہ کے متعلق خود گفت و شنید کر سکیں۔ اسی بناء پر آپ نے خود پیغام دیا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور کر لیا۔

شادی کی تاریخ اور دن کا بھی تعین ہو گیا۔ ... ... چنانچہ تاریخ معینہ پر آپ ہی کے کاشانۂ عالیہ پر تمام رؤسائے خاندان ہاشمی ابوطالب اور حضرت حمزہ جمع ہوئے۔ حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کر لیا تھا عمرو بن اسد کے مشورہ سے پانچسو طلائی درہم پر نکاح ہو گیا خطبہ نکاح ابوطالب نے پڑھا۔ اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی اور حضور نبی کریم کا سن شریف ۲۵ سال تھا۔ اصابہ میں لکھا ہے کہ بعثت نبوی سے پندرہ برس پیشتر یہ عقد ہوا۔ اس طرح حضرت بی بی خدیجہ محرم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال شرف سے ممتاز ہو گئیں۔

آغاز نزول وحی پر خدیجہؓ کی خدمات

پندرہ برس تک وہ زن و شو کی زندگی نہایت خوشگوار اور فرزندکامرانی کی زندگی تھی۔ پورے اتفاق و یکجہتی اور آرام و آسائش کے ساتھ یہ زمانہ گذرا۔ جب پندرہ سال کا زمانہ منقضی ہو گیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر پورے چالیس سال کی ہو گئی۔ تو تاج نبوت آپ کے فرق مقدس پر آراستہ کیا گیا۔ نزول وحی کا آغاز ہوا۔ واقعہ بہت اہم تھا اور اس کے سب سے پہلے سننے کی اہل آپ ہی تھیں اور چونکہ اس میں خوف و اضطراب کا عارضی رنگ بھی نمایاں تھا۔ اور آپ نہایت ہی غمگسار انیس حیات بیوی تھیں اس لئے آپ نے گھر تشریف لاکر سب سے پہلے آپ ہی سے روداد بیان کی۔ صحیح بخاری میں یہ قصہ عالیہ گونہ وضاحت کے ساتھ درج ہے جو درج ذیل ہے:۔

"حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر آغاز وحی کی یہ صورت ہوئی کہ ابتداء میں سچی اور صحیح خواب میں نظر آتیں رات کو خواب میں جو کچھ دیکھتے سپیدۂ سحری کے طلوع کے ساتھ ہی اس کا ظہور ہو جاتا پھر آپ نے خلوت گزینی اور عزلت پسندی اختیار کر لی۔ خورد نوش کا سامان ساتھ لیکر غار حرا میں تشریف لیجاتے اور وہاں مصروف عبادت رہتے۔ جب سامان ختم ہو جاتا واپس آتے اور حضرت خدیجہ سے سامان لیکر پھر واپس جاتے۔ اور مراقب ہو جاتے آخر ایک روز آپ کو فرشتہ غیب کا ظہور ہوا جس نے آپ سے کہا پڑھیئے جواب میں فرمایا کہ میں تو پڑھنا ہی نہیں جانتا اس نے آغوش میں لیکر زور سے بھینچا۔ اور پھر کہا پڑھیئے۔ تین مرتبہ یہی صورت پیش آئی آخری مرتبہ کہا کہ پڑھیئے اللہ کے نام سے جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھو کہ تیرا اللہ کریم ہے۔"

آپ غار حرا سے گھر واپس آئے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے اڑھا دو۔ اڑھانے سے ہیبت کم ہوئی اس کے بعد حضرت خدیجہؓ سے تمام قصہ من و عن بیان کیا اور فرمایا کہ مجھ پر خوف و ہیبت طاری ہے۔ بولیں آپ متردد نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا کہ آپ بیکسوں اور مسکینوں کے غمگسار ہوتے ہیں، صلہ رحمی کرتے رہتے ہیں، مہمان نواز ہیں۔ مصائب میں حمایت حق کرتے ہیں"۔

اس کے بعد آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے مذہباً نصرانی تھے عبرانی زبان سے واقف تھے۔ انجیل کے عالم تھے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنئے۔ بولے اے ابن الاخ! مجھے بھی تو بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا؟ کیفیت بیان کی تو کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر نازل ہوا تھا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور اتنی قوت رکھتی کہ تمہاری مدد

کر سکتا کیونکہ ایک وقت آئیگا کہ تمہاری قوم تمھیں اس شہر سے نکالیگی۔ رسول کریم نے پوچھا کہ کیا میری قوم مجھے شہر سے نکالیگی کہا ہاں ہوگا اس لئے کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری امداد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ جلد ہی مر گئے اور کچھ دنوں کے لئے سلسلہ وحی بھی رک گیا۔"

حضرت بی بی خدیجہ وہ پہلی بزرگ و محترم خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ نہ صرف یہ کہ تصدیق نبوت کی ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مدد و معاون ثابت ہوئیں کفار قریش چند سال تک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اذیت پہنچانے اور ستانے میں ہچکچاتے رہے تو اس میں آپ ہی کا اثر واقتدار مصروف کار وعمل تھا۔ وحی کے نزول کے وقت حضور پر جو ہیبت و خوف طاری ہوا۔ اسے آپ ہی نے اپنی تسلی و تشفی سے دور کیا اور کہا متردد نہ ہوجیئے۔ خدائے قدوس آپ کا ساتھ نہ چھوڑیگا پھر جب دعوتِ اسلام کے سلسلہ میں مشرکین نے حضور کو انواع و اقسام کے مظالم کا تختہ مشق بنایا تو بھی آپ ہی تسلی دیتی رہیں چنانچہ استیعاب میں مذکور ہے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید و تکذیب سے جو صدمہ واندوہ ہوتا تھا وہ حضرت بی بی خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی تمام باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا اور بے وزن کرکے پیش کرتی تھیں۔

سنہ ؁ میں قریش نے تباہی اسلام کے لئے ایک جدید تدبیر سوچی جو اپنی نوعیت میں انتہائی شیطنت آمیز بھی تھی اور تباہ کن وعدیم المثال بھی انہوں نے تہیہ کر لیا کہ حضور کو شعب ابو طالب میں محصور و قید کرکے خاندان سمیت بھوکوں تباہ کر دیا جائے۔ اس میں تمام رؤسائے قریش شریک تھے انہوں نے ابو طالب سے صاف الفاظ میں کہا کہ یا تو آپ اپنے بھتیجہ کو ہماری سپرد کر دیں کہ ہم اس کی تبلیغ سے تنگ و عاجز آچکے ہیں اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتے یا پھر آپ اپنی نگاہی میں قید ہونے کے لئے تیار ہو جائیں تمام قوم کا زور تنہا تنہا ابو طالب ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور نہ وہ حضور کو ان کی سپرد کر سکتے تھے کہ ان سے اولاد سے زیادہ محبت و شفقت تھی اور انتہائی خیال رکھتے تھے۔

چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہوگئے۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق حضرت خدیجہ بھی ساتھ تھیں ایک ماہ ایک سال نہیں مسلسل تین سال تک حضور نبی کریم شعب ابو طالب میں محصور و مقید تھے۔ کفار نے سخت نگرانی قائم کر رکھی تھی کہ پانی کا ایک قطرہ اور غلہ کا ایک دانہ بھی اندر نہ پہنچ سکے۔ یہ عالم تھا کہ عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا تھا۔ جب شیر خوار بچے بھوک اور پیاس سے بلکتے روتے تھے تو یہ سنگدل اس پر خوشی کا اظہار کرتے تھے یہ زمانہ اتنا سخت و شدید زمانہ گذرا کہ خاندان ہاشم کے افراد نے طلح کے پتے کھا کھا کر دن کاٹے۔ تاہم اس دوران میں بھی حضرت خدیجہؓ کے اثر ہی سے کبھی کبھی اندر کچھ غلہ اور کھانا پہنچ جاتا تھا۔ ایک روز حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے کچھ گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ چھپا کر حضرت خدیجہ کو بھیجے۔

ابو جہل نے کہیں راستے میں دیکھ لیا اور غلام سے گیہوں چھین لینے کی سعی کی۔ اتفاق کی بات تھی کہ وہیں کسی طرف سے ابو البختری پہنچ گیا۔ تھا تو کافر مگر اسے رحم آگیا اور ابو جہل سے کہنے لگا۔ اگر ایک شخص اپنی پھوپی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو تو کیوں روکتا ہے اور اس میں تیرا کیا بگڑتا ہے؟۔ آخر خدائے قدوس نے مدد کی اور اس قید سے چند معقولیت پسند افراد کی دراندازی سے آزادی ملی حضرت خدیجہ بڑی نازپروردہ لعم اور رئیس زادی تھیں زندگی بھر تکلیف کی صورت نہ دیکھی تھی مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی اور اس سلسلہ زمانہ اذیت میں حضور کے ساتھ تکلیف بھی اٹھاتی رہیں فاقے بھی کرتی رہیں پھر زبان کا شکوہ آلود ہونا تو کجا کبھی تیوری پر بھی بل نہ پڑا۔ حضور کو برابر تسلی و تشفی ہی دیتی رہیں۔

حضرت خدیجہ کی ابتدائی نمازیں

واضح کیا جا چکا ہے کہ آپ ابتدائی میں اسلام لے آئی تھیں نماز آغاز اسلام ہی میں جاری ہو چکی تھی۔ مگر اس کی یہ صورت نہ تھی جو آج ہے اور نہ پانچ وقت نماز پڑھنا ضروری ولازمی تھا ابھی اس نے فرض کی صورت بھی اختیار نہ کی تھی۔ حضور نبی کریم نوافل پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے حضرت خدیجہ بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں اور ایک عرصہ تک یہ دونوں محترم میاں بیوی خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے۔

عفیف کندی کچھ سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے ہیں اور حضرت عباس کے یہاں فروکش ہوئے ہیں تو ایک روز صبح کے وقت جو انہوں نے کعبہ شریف کی طرف نظر اٹھائی۔ دیکھا کہ ایک جوان آیا اور آسمان کی طرف دیکھکر قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔

پھر ایک لڑکا آکر اس کے داہنی طرف آکر کھڑا ہوا۔ اس کے بعد ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ نماز پڑھی اور پڑھکر واپس چلے

گئے، عفیف نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم الشان واقعہ ظہور میں آنے والا ہے۔ حضرت عباسؓ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے یہ میرا بھتیجہ محمدؐ ہے۔ اور دوسرا بھی میرا بھتیجا ہے جس کا نام علی ہے۔ تیسری خاتون میرے بھتیجے محمدؐ کی بیوی خدیجہ ہے۔ میرے بھتیجے کا مذہب ربانی مذہب ہے وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے۔ جہانتک مجھے علم ہے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں اس خیال کے یہی تین اشخاص ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات

یہ محترم و بزرگ خاتون جو ہم سب مسلمانوں کی ماں ہیں اور جو اپنے اخلاق و سیرت، ہمدردی و غمگساری، خدمات و دلسوزی میں عدیم المثال و عدیم النظیر تھیں ۲۵ برس تک حضور نبی کریم کی رفیقہ حیات اور انیس زندگی بنی رہیں اور جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ گیارہ رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں ہجرت سے صرف تین سال پیشتر راہی فردوس بریں ہوئیں۔

وفات کے وقت آپ کی عمر شریف ۶۴ سال اور چھ ماہ کی تھی ابھی تک نماز جنازہ واجب نہیں ہوئی تھی اور نہ اس کا حکم آیا تھا اس لئے آپ کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی۔ پہلے کفار نے آپ کی لاش دفن کئے جانے میں شدید مزاحمت کی اول تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایسی غمگسار و نیک بی بی کی مفارقت کا دیکھنا ہی بجد صدمہ تھا اس پر قریش کی بالعموم اور بنو امیہ کی بالخصوص مزاحمت نے حضور کے قلب کو اور رنج پہنچایا۔ آخر بڑی مشکل سے آپ قبرستان میں دفن کی جا سکیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خود قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی ہمدرد و ام غمگسار کو سپرد خاک کیا آج بھی آپ کی قبر شریف حجون میں زیارت گاہ خلائق ہے اور خوش قسمت مسلمان جاتے اور زیارت سے شرف اندوز ہوتے ہیں۔

چونکہ اسی سال آپ کے پشت پناہ اور شفیق چچا ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا اس لئے حضور کے حزن و اندوہ کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا ان دونوں کے اٹھتے ہی جفا ہائے قریش کا سیلاب ٹوٹ پڑا۔ اس لئے تاریخ اسلام میں یہ سال عام الحزن کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت خدیجہؓ بہرحال بڑی آدمی اور مقتدر و ذی اثر خاتون تھیں قریش ہزار جفا کاریوں پر بھی آپ کا کچھ نہ کچھ لحاظ کرتے تھے آپ کے اٹھ جانے سے اب کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کا انہیں کچھ پاس و لحاظ ہوتا اس لئے ان کی تمام شقاوتیں اور بےرحمیاں عریاں ہو گئیں اتنی کہ اب سڑکوں پر نکلنا اور کسی سے بات کرنا دو بھر ہو گیا جدھر سے نکلتے ادھر سے کوڑے پھینکتے سختیاں کی جاتیں ستایا جاتا۔

تنگ و مجبور ہو کر آپ نے دوسرا ارادہ کیا اور یہ سمجھ کر کہ مکہ والے تو صدائے حق سن چکے ہیں اور نہ اس کی کوئی امکان ہے عازم طائف ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ کی اولاد

حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے اس چونسٹھ پینسٹھ کی عمر میں بہت سی اولاد ہوئی۔ پہلے شوہر ابو ہالہ سے دو لڑکے ہالہ اور ہند پیدا ہوئے اور دوسرے شوہر عتیق سے ایک لڑکی ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا۔ رسول کریم سے چھ اولاد ہوئیں دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔ دونوں صاحبزادے تو صغر سنی ہی میں داغ مفارقت دے گئے لڑکیاں صرف جوانی کی عمر کو پہنچیں سب سے بڑے لڑکے حضرت قاسم تھے اسی بنا پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کنیت ابو القاسم تھی پیروں چلنے لگے تھے کہ صرصر اجل کی نذر ہو گئے۔ اسی طرح سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب تھیں جن سے اولاد بھی ہوئی۔ حضرت عبد اللہ حضور نبی کریم کے دوسرے صاحبزادے تھے اور چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اسی لئے طیب و طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

باقی تین صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ زہرا تھیں۔ ان تینوں کی عمر وں میں بالکل صرف ایک ایک سال کا تفاوت تھا۔ حضرت خدیجہؓ بہت صاحب ثروت اور متمول خاتون تھیں اور اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دیا تھا اس لئے بچوں کو آپ نے نہایت ناز و نعم سے پرورش کیا تھا۔ عقبہ کی کنیز سلمہ ان کی پرورش و پرداخت پر مامور تھی اور وہ ہی انھیں کھلاتی اور دودھ پلاتی تھی۔

یہ شرف حضرت خدیجہؓ ہی کو حاصل رہا کہ حضورؐ کی اور آپ کی عمر میں کافی تفاوت تھا۔ مگر آپ کی زندگی میں رسول کریمؐ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی سب سے متمول سب سے غمگسار سب سے پہلی بیوی تھیں سب سے پہلے اسلام آپ ہی لائیں اور صرف ایک صاحبزادے ابراہیمؑ کے سوا جتنی اولاد بھی حضرت نبی کریم کے یہاں پیدا ہوئی وہ آپ ہی کے بطن سے تھی۔ جیتے جی کبھی آپ کو نہ بھولے جب یاد آجاتی تھیں آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کے فضائل و مناقب

حضرت خدیجہؓ کے فضائل و مناقب میں ارض عالم کی کوئی خاتون آپ کی حریف نہیں بن سکتی۔ یہی وہ محترم خاتون ہیں جنہوں نے اس وقت جبکہ پوری دنیا پر کفر و شرک کی کلی قوتیں مستولی تھیں۔ جبکہ توحید کا تصور بھی دماغوں سے ناپید ہو چکا تھا جبکہ ہر طرف سے ناقوس کی صداؤں اور گھنٹوں کی آوازوں سے

ملکوں اور شہروں کی فضا گونج رہی تھی اور جبکہ بعثت نبوی کا ظہور ہوا ہے اور اعلان رسالت کی صدا فضائے بسیط میں گونجی ہے تو جہاں تا وادی عرفات، کوہ حرا اور جبل فاران اور ان کی تمام بستیاں اور آبادیاں تک پیکر حیرت و سکوت بنی رہیں۔ ایک آپ ہی کی آواز تھی جو تائید میں بلند ہوئی۔ اور ایک آپ ہی کا قلب نازک تھا جو اس ظلمتکدہ عالم میں انوار الٰہی کا تجلی گاہ بنا۔ اللہ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی اللہ کے پیغمبر کی حمایت میں اپنا کاروبار اپنی تجارت اپنی دولت اپنا عیش و آرام حد یہ کہ اپنی جان غرض سب کچھ قربان کرنے کے لئے آگے بڑھنے اور سب سے پہلے آگے بڑھنے والی اللہ کے رسول کے ساتھ قید رہنے اور پھر دردناک و نامز ہوکر انواع و اقسام کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنے والی۔ اللہ کے رسول کی تسلی و غمگساری کا فرض ہر مصیبت اور تکلیف میں ادا کرنے والی اور نومیدی و افسردگی کے اوقات میں قلب پژمردہ کو شاداب و شگفتہ کرنے والی اگر کوئی ذات تھی تو صرف ایک یہی ذات گرامی تھی۔

مسند امام احمد بن حنبل میں مذکور ہے کہ صدائے توحید پر سب سے پہلے شرک و بت پرستی کو ٹھکرا کر توحید کی چٹان پر آکھڑی ہونے والی حضرت خدیجہؓ ہی تھیں جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت خدیجہ سے فرمایا ہے کہ "بخدا سے لا یزال لات و عزیٰ کی پرستش تو میں کبھی اور ہرگز نہ کروں گا" تو والہانہ جواب دیا ہے کہ "ان لات و عزیٰ کا ذکر چھوڑیئے اور اب نام بھی نہ لیجئے" آبائی و اجدادی عقائد کو دولت و تمول کے گہوارہ میں متمکن ہوکر اس آسانی کے ساتھ ایک آواز پر چھوڑ دینا اور توحید کا حلقہ بگوش بنجانا وہ سعادت عظمیٰ ہے جس میں کوئی بھی آپ کا حریف نہیں بن سکتا۔

حضور نبی کریم کی ذات گرامی سے کہیں زیادہ بدرجہا زیادہ دنیوی اقتدار و اعزاز آپ کو حاصل تھا تاآنکہ ارض مکہ کی سب سے بڑی بلکہ تجارت آپ ہی تھیں خاندانی شرافت و اعزاز کی حامل بھی تھیں اس کے باوجود اپنے غریب و مظلوم شوہر کی آسائشوں پر خود کو نثار کر دینا ان کی ہر آواز پر آمنا و صدقنا کہنا۔ ان کی خدمت و طاعت میں سرگرم رہنا ان کے اعلان حق پر عیش و آسائش اور دین و مذہب تک قربان کر دینا آپ کا اور صرف آپ ہی کا کام تھا یہ محض توفیق ایزدی تھی جو آپ کی رفیق جان بنکر آپ کی بلندی بخت کا ایک روشن تابناک ستارہ بن گئی اور آپ کے نام نامی کو زندہ جاوید بنا گئیں۔

حضور نبی کریم کو آپ کی ذات گرامی سے بڑی تقویت تھی۔ ابن ہشام نے یہ لکھکر ایک حقیقت ثابتہ کا اعادہ کیا ہے کہ "حضرت خدیجہ اسلام کے متعلق رسول کریم کی سچی مشیر کار تھیں" شاذ ہی مادر گیتی نے کوئی

ایسی خاتون پیدا کی ہو کہ جو متمول و مقتدر و ذی اثر ہوکر اپنے غریب و بیکس خاوند کے ساتھ اتنی محبت اور اس کی اتنی طاعت و خدمت کر سکی ہو بالخصوص اتنے شدید اوقات میں اور اس وقت بھی جبکہ پوری دنیا میں اللہ کے سوا کوئی اس کا مددگار و معاون نہ تھا۔ اور یگانہ و بیگانہ سب کے سب تشنہ خون بنے ہوئے تھے عیش کے شریک تو سب ہی ہو جاتے ہیں۔ مگر مصیبت کا شریک کوئی ہی ہوتا ہے۔

آپ نے مصیبت میں شرکت کی ایسی مصیبت و کس مپرسی میں جسکی ایک بھی نظیر کتاب زمانہ کا کوئی ورق پیش نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے کہ اتنی بے پناہ قربانیاں اتنی لا انتہا محبت اور ایسی نادرہ بے مثال خدمات ذات احدیت تاب کی رحمت کاملہ کو جوش میں لانے اور خوشنود بنائے بغیر نہ رہ سکتی تھی چنانچہ سب سے بڑی ایک عزت و سعادت یہ بھی نصیب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ سے آپ کو خود سلام بھیجا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی کہ حضرت خدیجہؓ برتن لئے چلی آرہی ہیں جس میں آپ کے لئے کوئی چیز ہے۔ آپ انھیں خدائے قدیر و توانا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔" زمانۂ انبیائے علیہم السلام کے سوا کسی انسان کو بھی یہ شرف حاصل ہوا ہے۔

ایسی مجمع الصفات اور صاحب اوصاف و غمگسار بیوی سے ممکن نہ تھا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محبت نہ ہوتی۔ تھی اور انتہائی محبت تھی یہی وجہ تھی کہ بڑی عمر ہو لینے کے باوجود آپ کی زندگی میں رسول کریم نے دوسری شادی نہیں کی جو عرب رسم و رواج میں ایک استثنائی مثال تھی۔ وہاں ایک غریب سے غریب کے بھی دو تین بیویاں ہونا اور دو تین شادیاں کرنا معمولی بات تھی۔ زندگی تک ہی یہ محبت قائم نہ تھی بلکہ وفات کے بعد بھی اس کا اثر موجود تھا۔

معمول رہا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا قربانی کی جاتی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اور تلاش کرا کرا کے آپکی سہیلیوں کو گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ گو میں نے خدیجہ کو دیکھا نہیں تھا پھر بھی مجھے جس قدر رشک ان پر آتا تھا اور کسی پر نہیں آیا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ان کا ذکر برابر کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے انھیں اس پر رنجیدہ بھی کیا۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ خدا نے مجھے خدیجہ کی محبت دی ہے۔

ایک دفعہ آپ کی بہن ہالہ رسول کریم سے ملنے کے لئے آئیں اور حضور نبی کریم سے اندر آنیکی اجازت طلب کی۔ ہالہ کی آواز حضرت بی بی خدیجہ سے ملتی جلتی تھی۔ جونہی ہالہ کی آواز گوشزد ہوئی حضرت خدیجہ یاد آگئیں چونک اٹھے اور بیساختہ زبان سے نکلا ہالہ ہونگی۔ حضرت عائشہ نے

جو یہ اضطراری کیفیت اشتیاق دیکھی تو اس محبت پر رشک پیدا ہوا۔ اور ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔

"آپ کیا ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جو اب دنیا سے بھی جا چکی اور خدا نے آپکو ان سے اچھی بیویاں عطا کر دیں ہیں" رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسکے جواب میں فرمایا:۔

"عائشہؓ ہرگز نہیں، خدیجہؓ بہت بڑی چیز تھیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی وہ ایمان لائیں اور میری تصدیق کی۔ جب لوگ کفر کی اندھیاریوں میں غرق اور ڈوبے ہوئے تھے وہ اس وقت اسلام لائیں جب اس فلک نیلگوں کے سایہ میں میرا کوئی معین و معاون نہ تھا انہوں نے میری امداد کی اور میری اولاد انہی سے ہوئی۔"

یہ وہ فضائل و دلائل تھے جن کا کوئی جواب حضرت عائشہؓ کے پاس نہ تھا۔ اس لیے خاموش اور دم بخود ہو کر رہ گئیں اور پھر کچھ نہ کہا

حضرت خدیجہؓ کے محامد و مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے کہ:۔

خیر نسائہا مریم بنت عمران وخیر نسائہا خدیجۃ بنت خویلد۔	دنیا میں افضل ترین عورتیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جبرئیل امین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس آئے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت خدیجہؓ بھی آگئیں حضرت جبرئیل امین نے فرمایا:۔

بشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب ولا نصب	آپ انھیں (حضرت خدیجہ) کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو تمام کا تمام موتی ہی کا بنا ہوا ہوگا۔ جس میں نہ کوئی شور و غل ہوگا اور نہ کوئی محنت و مشقت کرنی پڑے گی"

گویا اللہ تعالےٰ نے حضرت خدیجہؓ کی خدمات و طاعات سے اس درجہ مسرور ہو چکا تھا کہ آپ کو زندگی اور دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل گئی۔ خدائے قدیر و توانا آپ سے راضی ہوا اور آپ کی صفات حسنہ کے طفیل و صدقہ میں عامۃ المسلمین کو بھی دارین کی فائز المرامیاں عطا کرے۔ آمین۔

ام المومنین حضرت بی بی سودہؓ

نام و نسب و اسلام

حضرت سودہؓ قریش کے ایک نامور قبیلہ عامر بن لوئی کی چشم و چراغ تھیں۔ نسبی سلسلہ یہ ہے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔ ماں کا اسم گرامی شموس تھا جو مدینہ منورہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ ننہالی سلسلہ یہ ہے۔ شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن خراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ عرب علم الانساب سے بہت دلچسپی رکھتے تھے اس لئے نسب کے لمبے نامے انھیں از بر ہوتے تھے۔

سکران بن عمر آپ کے والد گرامی کے چچا زاد بھائی تھے۔ پہلی شادی انہی سے ہوئی بہت بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ابتدائے زمانہ نبوت میں اسلام لائیں اور آپکے شوہر بھی آپکے ساتھ ہی اسلام لے آئے۔

اس اعتبار سے آپ قدیم الاسلام خاتون ہیں اور ہر پڑھا لکھا انسان اس حقیقت سے واقف ہے کہ جو بزرگ ابتدائے عہد نبوت میں ہجرت سے پیشتر اسلام لائے بعد کے تمام مسلمانوں سے افضل و متفرق ہیں قدیم الاسلام مسلمانوں اور مسلمات کے ساتھ آپ کو بھی کفار قریش کے مظالم کا شکار ہونا پڑا لیکن حبش کو جو پہلی جماعت مسلمین ہجرت کر کے گئی ہے اس میں آپ شریک نہ تھیں۔ آپ اور آپ کے شوہر دونوں اس عہد پر آشوب میں مکہ ہی کے اندر رہے۔ لیکن تا بکے جب مظالم و شدائد قریش کا سیلاب سر سے گذرنے لگا تو آپ بھی ہجرت پر مجبور ہو گئیں اور آپ کے شوہر بھی ہجرت کر گئے۔

کئی سال تک حبش میں مقیم رہیں۔ اس کے بعد مکہ ہی واپس آگئیں۔ کچھ دن کے بعد ہی آپ کے شوہر سکران کا انتقال ہو گیا۔ گویا ان کی مٹی ہی ان کو مکہ لائی تھی۔

حضرت سودہؓ کا نکاح حضور نبی کریمؐ سے

پھر حضرت خدیجہ جیسی ایک متاع گرانبہا بیوی کی مفارقت دائمی کوئی معمولی بات تو نہ تھی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نہایت پریشان و سراسیمہ رہتے تھے۔ غلامان بارگاہ رسالت کو بھی اس کا احساس تھا چنانچہ ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے حاضر ہو کر مؤدبانہ استدعا کی کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو چکا ہے بچے ماں کے رہ گئے لازماً آپ کو ایک رفیقہ حیات اور مونس زندگی کی ضرورت

ہو گی۔ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ بیشک ضرورت تو ہے کہ گھربار کا انتظام اور بچوں کی پرورش کا تمام انتظام حضرت خدیجہؓ ہی کے سپرد تھا اب یہ بار تنہا میرے دوش پر آپڑا ہے اور اسی وجہ سے پریشان ہوں حضرت خولہ بنت حکیم کے لئے محض اتنا ہی اشارہ کافی تھا یہاں سے اٹھتے ہی حضرت سودہ کے والد گرامی کے پاس گئیں اور سلام کے بعد انہیں پیغام سنایا۔ سکران نے کہا واقعی محمدؐ شریف خاندان اور پاکیزہ اخلاق ہیں لیکن تم سودہؓ سے بھی تو جا کر دریافت کر لو۔ دیکھو وہ کیا کہتی ہے۔ یہ اتنا بڑا شرف و اعزاز تھا کہ جس سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی۔ راضی ہو گئیں تمام مراتب طے ہونے کے بعد حضور نبی کریم آپ کے کاشانہ پر تشریف لے گئے اور چار سو درہم مہر کے بالعوض آپ کے والد نے نکاح پڑھا دیا۔ عبداللہ بن زمعہ حضرت سودہ کا بھائی اس وقت تک کافر اور دشمنی اسلام میں سرگرم تھا یہ زمانہ تھا بہت پرآشوب۔ دیر الم آئے جو اطلاع ہوئی تو سنا ٹے میں آگیا بہت پچھتایا کہ یہ کیا غضب ہوا۔ یہی عبداللہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں تو جہاں ایک طرف اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں تھے کہ ان کی بہن حرم رسول بنیں وہاں اس حماقت و نادانی پر آخر وقت تک کف افسوس ملتے رہے کہ میں نے اس وقت کیوں اتنے غیظ و غضب کا اظہار کیا تھا۔

یہ نکاح رمضان ۱۰ نبوی میں ہوا۔ حضرت سودہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ جسے آپ نے اپنے شوہر سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ شاید میرا وقت قریب آگیا ہے۔ اور جلد موت آنے والی ہے اور شاید میرے بعد تمہارا عقد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہو جائے چنانچہ یہی ہوا۔

حضرت سودہ کی وفات

نبوت کے تیرہویں سال میں جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں تو آپ مکہ ہی میں رہ گئی تھیں وہاں پہنچ کر حضور نبی کریم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو مکہ بھیجا کہ وہ حضرت سودہؓ وغیرہ کو ساتھ لے آئیں چنانچہ حضرت زید مکہ معظمہ آئے اور آپ کو اور حضرت فاطمہ کو اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے گئے اور آپ وہیں رہنے لگیں۔

۱۰ھ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حج کیا ہے تو آپ بھی۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، شوہر کے ہمرکاب تھیں چونکہ بلند قامت اور فربہ اندام تھیں تیزی سے چل پھر نہیں سکتی تھیں اس لئے رسول کریم نے آپ کو اجازت عطا فرما دی تھی کہ آپ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے سے پیشتر چلی جائیں تاکہ ہجوم میں تکلیف نہ ہو چنانچہ یہی ہوا اور آپ پہلے ہی چلی گئیں۔

ایک دفعہ جبکہ تمام ازواج مطہرات خدمت مطہر میں حاضر تھیں آپ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم سب میں پہلے کس کو رحلت آئیگی حضور نبی کریم نے فرمایا کہ "وہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے" یہ ایک استعارہ تھا جسے اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت ازواج مطہرات نہ سمجھ سکیں سب کے ہاتھ ناپے گئے۔ حضرت بی بی سودہؓ ہی کے ہاتھ بڑے تھے۔ اس لئے قیاس قائم کر لیا گیا کہ سب سے پہلے آپ ہی کا انتقال ہوگا۔ لیکن جب حضرت زینبؓ کا انتقال پہلے ہو گیا تو پھر سمجھ میں آیا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصود فیاضی و سخاوت تھی جس میں حضرت زینبؓ اختصاص رکھتی تھیں۔ آپ کا انتقال عہد فاروقی میں ۲۲ھ میں ہوا ہو کر راہی ملک بقا ہوئیں بعض نے لکھا ہے کہ ۵۴ھ میں انتقال ہوا لیکن یہ صحیح نہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تو آپ کے کوئی اولاد نہ ہوئی ہاں البتہ پہلے شوہر کی یادگار ایک لڑکا تھا جو پل بڑھ کر جوان ہوا اور جنگ جلولا (فارس) میں شہید ہوا۔ اس کا نام عبدالرحمن تھا۔ قامت بلند اور بہت بلند تھا فربہ اندام بھی تھیں اور بہت نیک بی بی واقع ہوئی تھیں۔

فضائل و مناقب

حضرت بی بی سودہؓ کے فضائل اخلاص بیشمار ہیں۔ بڑے بڑے صفات حسنہ کی حامل تھیں جن کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے طبقات ابن سعد کی تصریح کے مطابق فرمایا تھا کہ:

ما من الناس امرأة احب الی ان اکون فی مسلاخها من سودة۔	حضرت سودہؓ کے سوا کسی عورت کو دیکھ کر بھی مجھے کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

سیر چشمی و فیاضی میں یہ عالم تھا کہ حضرت زینبؓ کے سوا آپ تمام ازواج مطہرات میں ممتاز تھیں اور یہ جود و سخاوت آپ کا ایک نمایاں وصف تھا ایک دفعہ حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کی خدمت میں ایک تھیلی ارسال کی۔ لانے والے سے پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ عرض کی اس میں درہم ہیں اور حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں ارشاد فرمایا خوب! کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ اصابہ میں مذکور ہے کہ یہ فرما کر آپ نے اسی وقت تمام کے تمام دراہم مستحقین کو تقسیم کر دیئے۔ جو الفاظ آپ نے فرمائے تھے وہ محض تقسیم کے لئے ایک بہانہ کا حکم رکھتے ہیں۔

خود بڑی دستکار تھیں۔ طائف کھالیں بنانے کے لئے مشہور تھا آپ بھی اس فن میں کمال رکھتی تھیں۔ بناتی اور فروخت کرتی تھیں اور ان سے آپ کو جو آمدنی ہوتی تھی اسے غرباء میں تقسیم کرتی اور نہایت

فیاضانہ طور پر نیک کاموں پر لٹاتی تھیں جب تک زندہ رہیں آپ نے یہ سلسلہ خیر و برکت جاری رکھا۔ ایثار بھی آپ کے کلاہ افتخار کا ایک زریں طرہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے کچھ عرصہ قبل آپ حرم نبوی میں داخل ہوئی تھیں اور آپ کے نکاح کے قلیل عرصہ بعد ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا عقد ہوا۔ آپ کا سن بہت زیادہ تھا کم و بیش پچاس سال کی عمر میں بیاہ کر آئی تھیں۔ بخلاف ازیں حضرت عائشہ صدیقہ نوخیز ہی تھیں اور بہت کم سن بھی اور حضرت صدیق اکبر کی لخت جگر تھیں۔

اس عقد کے ہوتے ہی آپ نے اپنے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اوصاف پر ایک نظر ڈالی۔ خیال ہوا کہ شاید ان کے پا لینے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجھے طلاق دیدیں کہ اس وقت کا شانہ نبوت میں یہی دو بیویاں تھیں اور میں شرف زوجیت حضور رسالت پناہ سے محروم ہو جاؤں۔ اس لئے آپ نے حضور نبی کریم سے عرض کی کہ میری عمر زیادہ ہو چکی ہے۔ بہت بوڑھی ہو گئی ہوں اور اب حضور کو ایک کمسن و محترم بیوی مل گئی اس لئے میں بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالہ کرتی ہوں مجھے صرف اتنا ہی شرف بہت کافی ہے کہ حضور کے حرم میں داخل رہوں یہ ایثار اور بہت بڑا ایثار تھا جو بڑی قدر و منزلت کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔

فرمانبرداری اور اطاعت کا یہ عالم تھا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک دفعہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تمام ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ دیکھو میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ حضرت بی بی سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت کے ساتھ عمل کیا کہ اس کے بعد پھر کبھی حج بیت اللہ کو بھی نہ گئیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ کہیں آنا جانا بالکل ترک کر دیا تھا اور پورے وقار کے ساتھ گھر میں بیٹھی رہیں۔

مزاج البتہ تیز تھا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ وہ غصہ میں بہت جلد بھڑک اٹھتی تھیں۔ ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے باہر جا رہی تھیں۔ تھیں بلند قامت حضرت فاروق اعظمؓ راستے میں مل گئے اور پہچان لیا۔ انہیں ازواج مطہرات کا باہر نکلنا بہت ناگوار تھا۔ حتیٰ کہ حضور نبی کریم کی خدمت میں پردہ کی تحریک بھی کر چکے تھے دیکھتے ہی بولے۔ سودہؓ! ہم نے آپ کو پہچان لیا۔ آپ کو حضرت فاروق اعظم کا یہ کہنا سخت ناگوار گذرا وہاں تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن گھر واپس آتے ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ سے حضرت فاروق اعظم کے ٹوکنے کی سخت شکایت کی۔ اسی واقعہ کے بعد آیہ حجاب نازل ہوئی۔ تیز مزاجی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ مزاج میں ظرافت کا رنگ بھی موجود تھا اور اتنی ظریف واقع ہوئی تھیں کہ کبھی کبھی اس انداز و لہجہ سے چلتی تھیں کہ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگیں کہ گذشتہ شب میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ آپ نے اتنی دیر رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا اور میں اسی خیال سے دیر تک ناک پکڑے رہی۔ حضور نبی کریم یہ سنکر مسکرا اٹھے۔ (ابن سعد)

انداز بیان میں ظرافت کا ہلکا رنگ برابر نمایاں رہتا تھا اور اس سنجیدگی کے ساتھ ظرافت آمیز بات کہہ جاتی تھیں کہ روکنے پر بھی ہنسی نہ روکی جاتی تھی۔ تمام ازواج مطہرات آپ کی باتیں بڑی دلچسپی کے ساتھ سنا کرتی تھیں اور آپ کی صحبت سے سب ہی لطف اٹھاتی تھیں بڑی متین اور پر مذاق طرافت تھیں۔ مختصر یہ کہ آپ بڑی خوبیوں کی خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی لیاقت سے رسول کریم اور تمام ازواج مطہرات کو خوش رکھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

نام و ولادت

صدیقہ اور حمیرا لقب تھا۔ عائشہ نام اور ام عبداللہ کنیت۔ والدہ کا نام زینب تھا۔ حضرت صدیق اکبر کی نور چشم تھیں اور قبیلہ تیمی کی چشم و چراغ تھیں بعثت نبوی سے چار سال کے بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں حضرت صدیق اکبر ابتداہی میں تاج اسلام اپنے فرق مقدس پر آراستہ کرچکے تھے گھر کے در و دیوار نور اسلام سے منور بنے ہوئے تھے ہوش سنبھالا تو اپنے گردو پیش خورشید اسلام کی شعاعیں پرفگن دیکھیں اور کفر و شرک کی آواز سے بھی کان کبھی آشنا نہ ہوئے جیسا کہ بخاری شریف میں وہ خود ہی فرماتی ہیں کہ جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا انہیں مسلمان پایا۔ حضرت عائشہ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا اس لئے وائل کے بیٹے اور بھائی کبھی کبھی آپ سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول کریم کی اجازت سے آپ ان کے سامنے بھی آیا کرتی تھیں۔ تمام ازواج مطہرات میں یہ خصوصیت آپ ہی کی تھی کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آپ کا عقد عالم دوشیزگی میں ہوا۔ یہ ضرور ہے کہ آپ پہلے سے جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوچکی تھیں لیکن جبیر نے خود ہی انکار کر دیا۔

رسول کریم سے نکاح

خولہ بنت حکیم درمیان میں پڑیں بالآخر ۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ آپ کا عقد ہوگیا اس وقت آپ کا سن کم و بیش چھ سال کا تھا نکاح اس سادگی کیساتھ ہوا کہ اسلام کی حقیقی تصویر اس کی تفصیلات پر نگاہ ڈالتے ہی سامنے آجاتی ہے۔ آپ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ آپ کی انا آکر آپ کو لے گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے نکاح پڑھا دیا خود ہی فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے نکاح کی خبر تک نہیں ہوئی۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک کی ہے تو مجھے نکاح کا علم ہوا ہے اور سمجھ گئی کہ میں کسی دامن سے وابستہ ہوچکی ہوں پھر والدہ نے اچھی طرح سمجھا بھی دیا۔ نکاح کے بعد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تین برس تک مکہ ہی میں رہے۔ ۱۳ نبوی میں ہجرت کی تو اس طرح کہ صرف حضرت ابوبکر ساتھ تھے اور اہل و عیال کو وہیں چھوڑ گئے تھے مدینہ منورہ میں اطمینان کے ساتھ متمکن ہوگئے تو حضرت صدیق اکبر نے عبداللہ بن اریقط کو مکہ بھیجا تاکہ وہ ان کی بیوی ام رومان اور لڑکیوں اسماء و عائشہ کو جاکر لے آئیں مدینہ منورہ پہنچتے ہی آپ بیمار ہوگئیں وہ بھی

اتنی سخت کہ سر کے تمام بال تک جھڑ گئے۔ جب اس مرض سے آپکو رستگاری حاصل ہوئی اور صحت عود کر آئی تو آپ کی ماں ام رومان کو آپ کی رسم عروسی ادا کرنے کی فکر پیدا ہوئی کہ آپ نو سال کی ہوچکی تھیں اور بالغ ہوگئی تھیں۔ عرب میں نو برس کے اندر لڑکی بالغ اور شادی کی اہل ہوجاتی ہے۔ تاہم لڑکپن کی تمام بے پروائیاں اور لاابالیاں آپ کے اندر ابھی تک موجود تھیں اور موجود رہنی چاہئے تھیں آپ گھر میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ یک بیک آپ کے کان میں بلانے کی آواز گونجی۔

یہ آواز ام رومان کی تھی ماں کے پاس گئیں تو انہوں نے بٹھا کر ہاتھ منہ دھلایا۔ بال سنوارے۔ اندر لے گئیں جہاں خواتین انصار جمع براہ بیٹھی تھیں داخل ہوتے ہی انہوں نے مبارکباد دی۔ عین چاشت کے وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لے آئے رسم عروسی ادا ہوئی شوال ہی میں نکاح ہوا۔ شوال ہی میں رسم عروسی بھی ادا ہوگئی عرب میں دستور تھا کہ منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت صدیق اکبر نے اس وقت جبکہ حضرت خولہؓ نے ان سے حضور نبی کریم کے ارادہ کا اظہار کیا گونہ حیرت کے ساتھ یہ فرمایا تھا کہ کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ کی بھتیجی ہے اس کا جواب حضور نبی کریم کی طرف سے یہ ملا تھا کہ بھائی ضرور ہو لیکن نہیں مذہبی بھائی ہو۔ شوال کے مہینہ میں بھی عرب کے اندر شادیاں نہیں ہوا کرتی تھیں کیونکہ قدیم زمانہ میں اسی مہینہ کے اندر طاعون پھیلا تھا اور بڑی شدت کے ساتھ پھیلا تھا اس وجہ سے عرب اس مہینہ کو منحوس سمجھنے لگے تھے حضور نے اپنے عقد نکاح سے ان توہمات کا بھی خاتمہ کر دیا۔

شرکت غزوات اور واقعہ افک

غزوات میں عملی شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ اتنا مسلم ہے کہ صرف ایک غزوۂ احد میں آپ نے عملی شرکت کی جیسا کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ اور ام سلیمؓ دونوں کو پائنچے چڑھاتے ہوئے مشک بھر بھر کے لاتے اور زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھا۔"

غزوۂ مصطلق ۵ھ میں واقع ہوا۔ آپ بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھیں واپسی میں آپ کا ہار کہیں گر گیا۔ سارا قافلہ اتر پڑا ڈھونڈنے میں نماز کا وقت آگیا پانی کی قلت کا یہ عالم تھا کہ تلاش پر بھی کہیں نہیں ملا تمام صحابہ کرام پریشان تھے۔ لوگوں نے رسول کریم کو اس کی اطلاع کی۔ اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابوبکر

تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔

اس غزوہ میں واقعہ افک پیش آیا منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ یہ چرچا ہونے لگا۔ منافقین اسے بڑھا چڑھا کر آب و رنگ سے پیش کرنے لگے۔ حضور نبی کریم کو بھی اس سے بہت رنج پہنچا حضرت عائشہؓ کو تو اتنا صدمہ پہنچ گیا کہ بخار آگیا۔

اللہ تعالےٰ نے خود قرآن کریم میں آپ کی برأت ظاہر کردی اسے افترا بتایا اور ارشاد ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتماد ہی کیوں کرلیا اور سنتے ہی کیوں نہ کہدیا کہ یہ بالکل افترا ہے۔ جو مسلمان نادانستہ طور پر اس تہمت تراشی میں شریک ہو گئے تھے انھیں اسی درہ لگی سزا دی گئی اس سے آپ کو رنج تو واقعی بہت پہنچا لیکن یہ شرف و مجد حاصل ہو گیا کہ خود ذات باری تعالےٰ نے قرآن کریم میں آپ کی برأت کے متعلق آیت نازل کی۔

سنہ ۹ھ میں ایک اور شدید واقعہ پیش آگیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حالت یہ تھی کہ زہد و اتقا روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا۔ پوری زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ جس کی انتہا یہ تھی کہ آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے دو دو ماہ چولہے میں آگ نہ جلتی تھی گھر میں کوئی سامان و اثاثہ نہ تھا۔ مدینہ منورہ کی ابتدائی زندگی میں تو ازواج مطہرات خاموش رہیں کہ وہ زمانہ واقعی بہت نازک زمانہ تھا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ فتوحات اسلام کا دائرہ روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مال غنیمت بھی بکثرت مدینہ منورہ میں آرہا ہے مسلمانوں کی حالت بھی برابر سنبھلتی چلی جاتی ہے اور اب اسلام کے خزانہ میں اتنا سرمایہ موجود رہتا ہے اور غنیمت کے اتنے انبار لگ جاتے ہیں کہ اس کا ایک ادنیٰ حصہ بھی ان کے راحت و آسائش کے لئے کافی ہو سکتا ہے اس سے ان کے قلب میں کچھ اضطراب پیدا ہوا ضرور ازواج مطہرات شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جنس سے ممتاز ہو گئی تھیں۔ مگر بشریت اور احساسات بشریہ تو بالکل معدوم نہیں ہوسکتے۔

ان میں سرداران قوم کی بیٹیاں بھی تھیں۔ وہ بھی تھیں جو ناز و نعم کی زندگی بسر کرتی ہوئی کاشانۂ نبوت میں آئی تھیں۔ وہ بھی تھیں جو آرام و راحت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی تھیں اور یہ دیکھ دیکھ کر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو کر چھلک اٹھا ہے کہ سب کچھ موجود ہوتے ہوئے بھی دنوں ہمارے چولہے گرم نہیں ہوتے چنانچہ انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر توسیع نفقہ کے لئے زور ڈالنا شروع کیا ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور رسالت پناہ تو درمیان میں بیٹھے ہیں اور اردگرد ازواج مطہرات جمع ہیں اور سب کی سب آپ پر توسیع نفقہ کا تقاضا کر رہی ہیں۔

دونوں بزرگوں نے اپنی دونوں صاحبزادیوں کو اس مطالبہ و تقاضے پر ڈانٹا اور تنبیہ کی۔ چنانچہ دونوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ حضورؐ کو زائد مصارف کے لئے ہرگز مجبور نہ کرینگے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے تو اسی لمحہ سے تقاضے کا سلسلہ بند و مسدود کر دیا مگر دیگر ازواج مطہرات اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ حضور نبی کریم کی عادت تھی کہ وہ ازواج مطہرات کا تمام مسلمانوں سے انتہائی شفقت کا سلوک روا رکھتے تھے لیکن اتنے با اصول اور وضع کے پختہ تھے کہ جسے ایک مرتبہ نا روا سمجھ لیتے تھے پھر خواہ پوری دنیا کی دولت سامنے آجائے ہرگز اسے روا سمجھنے پر تیار نہ ہوتے تھے زاہدانہ زندگی حضور کو عزیز تھی۔ فقر پسند کرتے تھے۔ متاع دنیوی سے بیزار تھے اپنے گھر میں سامان عیش و تنعم نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے ازواج مطہرات کی یہ تنگ طلبی اور یہ پیہم تقاضا ناگوار گذرا اور سکون میں خلل پڑنے لگا۔ چنانچہ آپ نے عہد کر لیا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے علیحدہ رہیں گے۔ اتفاق تھا کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے پر سے بھی گر پڑے۔

ساق مبارک پر زخم آگیا آپ بالاخانہ پر چلے گئے اور وہاں تنہا نشینی اختیار کرلی۔ ازواج مطہرات کے تقاضے کا علم سب کو ہو ہی چکا تھا اب جو آپ نے اس طرح تنہا نشینی اختیار کی تو لوگوں کا یہ خیال قائم ہو گیا کہ ازواج مطہرات کو طلاق دیدی گئی۔ کسی نے حضرت فاروق اعظمؓ سے بھی آکر واقعہ کہدیا گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا "نہیں" نفی میں جواب سنکر حضرت فاروق اعظمؓ اس درجہ مسرور و شادماں ہوئے کہ ان کی زبان سے بیساختہ اللہ اکبر نکل گیا۔

ایک مہینہ کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بالاخانہ سے اترے تو آیت تخییر نازل ہوئی جس میں حضور کو ہدایت فرمائی گئی تھی حکم دیا گیا تھا کہ ان ازواج مطہرات کو مطلع فرما دیجئے کہ اب تمہارے صرف دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں "دنیا" اور "آخرت" اگر دنیا طلبی کی آرزو ہے تو میں تمہیں دو اچھی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ واپس کردوں اور اگر تم خدا اور رسول اور حیات ابدی کی متمنی ہو تو اللہ تعالےٰ نے نیک بندوں اور نیکوکاروں کے لئے بڑا اجر و ثواب مہیا کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہ تمام معاملات میں پیش پیش رہتی تھیں، اس لئے حضور نبی کریمؐ نے سب سے پہلے آپ ہی کو حکم الٰہی سے آگاہ کیا عرض کی میں سب کچھ چھوڑ کر خدا رسولؐ ہی کو لیتی ہوں ازواج مطہرات بھی پختہ کار مسلمان تھیں اور کا حکم سنتے ہی تمام جذبات سرد پڑ گئے اور انہوں نے متفق الالفاظ یہی جواب دیا۔

سرورِ کائنات کی علالت

ربیع الاول ۱۱ھ میں حضور نبی کریم صاحب فراش ہو گئے۔ تیرہ روز تک بیمار رہے جن میں سے پورے آٹھ روز حضرت عائشہ ہی کے حجرہ مبارک میں اقامت فرما رہے آپ سے محبت تھی زیادہ تقاضائے عدل تھا کہ ایک ایک دن ہر بیوی کے حجرہ میں رہیں دل چاہتا تھا کہ ایام علالت حضرت عائشہ ہی کے پاس گذریں خلق عظیم کی بنا پر صفائی سے کہہ نہ سکتے تھے اس لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا پوچھا کل میں کس کے حجرے میں قیام کروں گا دوسرا روز حضرت عائشہؓ کے یہاں قیام کا دن تھا ازواج مطہرات اداشناس مزاج تھیں مرضی سمجھ گئیں۔ عرض کی جہاں چاہیے قیام فرمائیے۔ ضعف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ چلا بھی نہ جاتا تھا، حضرت عباسؓ اور حضرت علی دونوں بازو پکڑ کر آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے جمعرات کے روز وفات سے پانچ روز قبل یکایک یاد آگیا کہ عائشہ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں۔ پوچھا عائشہ وہ اشرفیاں کہاں ہیں۔ جاؤ انہیں راہِ خدا میں ابھی خیرات کر دو تاکہ میں خدائے توانا سے سبکدوش ہو کر ملوں دوشنبہ کے روز یہ معلوم ہوتا تھا کہ طبیعت سنبھل گئی بہت افاقہ تھا لیکن جیسے جیسے دن چڑھتا گیا حضور پر غشی طاری ہوتی گئی۔ حضرت عائشہ ہی کا بیان ہے کہ:-

حضور نبی کریم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی طرف سے پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت قبول کریں یا حیات دنیوی کو ترجیح دیں۔ اس حالت علالت میں حضورؐ کی زبان مبارک سے مع الذین انعم اللہ علیہم بہم ادا ہوتے رہے۔ کبھی کبھی یہ فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلٰی سمجھ گئیں کہ اب آپ کا وقت قریب ہے اور اب آپ کو صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔

وفات سے کچھ ہی وقت پہلے آپ کے بھائی عبدالرحمٰن حاضر ہوئے اس وقت حضور حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے ہوئے تھے حضرت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر حضورؐ نے اسے نظر جما کر دیکھا سمجھ گئیں کہ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ بھائی کے ہاتھ سے مسواک لیکر پہلے اسے اپنے دانتوں سے نرم کیا اور خدمت اقدس میں پیش کر دی اور آپ مسواک لیکر اس طرح کی جس طرح کہ تندرست کرتے ہیں حضرت عائشہ بڑے فخر و ناز کے ساتھ فرمایا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں یہ شرف صرف مجھی کو حاصل ہوا ہے کہ آخری وقت میں میرا جھوٹا حضور نبی کریم نے اپنے منہ کو لگایا۔

حضرت عائشہ حضور کو سنبھالے بیٹھی تھیں، خیال یہی تھا کہ یکایک بوجھ معلوم ہوا۔ دیکھا تو آنکھیں پھیل چکی تھیں اور چھت کر چھت سے لگ گئی تھیں اور روح پاک عالم قدس میں پرواز کر چکی تھی، آپ نے سر مبارک آہستہ سے ہٹا کر تکیہ پر رکھا اور رونے لگیں۔ یہ سعادت بھی کتنی بڑی سعادت تھی کہ حضور سرورِ کائنات نے آپ ہی کے آغوش میں آخری سانس لیا۔ اور آپ ہی کے حجرے کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

اس وقت حضرت عائشہ جوان کیا نوجوان ہی تھیں سن مبارک کم و بیش ۱۹ سال تھا۔ ازواج مطہرات کے لئے دوسری شادی ممنوع تھی انھیں مسلمانوں کی مائیں قرار دیا گیا تھا۔ اس لئے بقیہ اپنی زندگی کے پورے ۴۸ سال بیوگی کے عالم میں گذارے اور اس تمام مدت میں اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیتی رہیں دو برس ہی کے بعد ۱۳ھ میں بیوگی کے داغ کے ساتھ یتیمی کا داغ بھی سہنا پڑا اور اس نوعمری، کمسنی ہی میں یہ دو زبردست صدمے برداشت کرنے پڑے۔

حضرت عائشہؓ کیساتھ فاروقی احسانات

حضرت فاروق اعظم حضرت عائشہؓ کی عظمت و عمگینی کا پورا احساس رکھتے تھے، ام المومنین، حضور نبی کریم کی محبوب ترین بیوی، حضرت صدیق اکبر کی لاڈلی بیٹی کمسنی میں قلب نازک پر بیوگی و یتیمی کے داغ، دلجوئی کے لئے وقف ہو گئے۔

خود حضرت عائشہؓ ہی کا بیان ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے حضور نبی کریم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات روا رکھے۔

حضرت فاروق اعظم نے تمام ازواج مطہرات کا وظیفہ دس دس ہزار سالانہ مقرر کر دیا تھا جن میں خود ان کی اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ بھی شامل تھیں لیکن حضرت عائشؓ کا وظیفہ آپ کی محبوبیت رسول اکرمؐ اور کمسنی و صدمات کی بنا پر بارہ ہزار سالانہ مقرر کیا تھا، اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا آپ کو کوئی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم کی اس دلجوئی و دلدہی کو دیکھ کر اور اپنی طرف سے بھی تمام دیگر اعلٰی صحابہ بھی آپ کی پوری عزت و تکریم کرتے تھے۔

حضرت عائشہ اور جنگ جمل

حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں جب فتنوں نے سر اٹھایا ہے تو آپ نے پوری سرگرمی کے ساتھ کام کیا

ایک طرف تو آپ فتنہ پردازوں کی سرگرمیوں کی مذمت کرتی اور انہیں شر انگیزی سے روکتی رہیں اور دوسری طرف حضرت عثمان غنی کو بھی سمجھاتی رہیں کہ وہ شیخین کرام کے رویہ پر چلیں اور بنو امیہ کے ہاتھوں میں ایک آلہ کار نہ بن جائیں۔

لیکن جب آپ نے دیکھا کہ مروان بن حکم امیر المومنین کے مزاج میں پوری طرح دخیل ہو گیا ہے اور وہ خود بہت نرم ہی ہیں اور بوڑھے بھی جو چاہتا ہے کرا لیتا ہے اور کاروبار حکومت پر بنو امیہ ہی قابض ہوتے چلے جاتے ہیں جس سے آتش فتنہ و فساد کو اور تقویت و ہوا ملتی ہے تو آپ یہ فرما کر حج بیت اللہ کو روانہ ہو گئیں کہ عثمانؓ کو عوام کے مطالبہ کے سامنے سر جھکا کر مستعفی ہو جانا چاہیے لیکن جب آپ نے ان کی شہادت کا حال سنا تو سناٹے میں آ گئیں سخت صدمہ ہوا کہ آپ ان کی عظمت کا پورا احساس رکھتی تھیں انتہا یہ ہے کہ آپ قاتلین عثمان سے انتقام کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ ابھی آپ نے اپنے آئندہ اقدام اور رویہ کے متعلق کوئی بات طے نہ کی تھی کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مکہ معظمہ آپ کے پاس آ گئے اور واقعات مدینہ منورہ کے سلسلہ میں آپ سے کہا کہ مفسدین نے مدینہ منورہ میں ہڑبونگ اور اودھم مچائے ہوئے ہیں شہر کی آبروئیں خطرے میں پڑی ہوئی ہیں۔ ہر طرف ایک شور برپا ہو رہا ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے یہ صورت حالات پیش کی تھی اور کہا تھا کہ آپ انتظام کریں اور مدینۃ الرسول کو ان گنواروں اور مفسدوں سے بچائیں تو انہوں نے یہ فرما کر اپنی معذوری ظاہر کر دی کہ ابھی ان لوگوں پر میرا ہی قابو نہیں انتظام کیا کر سکتا ہوں ذرا صبر کیجئے صورت حالات روز بروز بد ہو رہی ہے اور ابتر ہے اس لئے ہم ادھر چلے آئے ضرورت ہے کہ مفسدین کے پنجہ سے مدینۃ الرسول کو نجات دلائی جائے اور ان سے انتقام لیا جائے۔ مستند بیان تھا یہ حالات سنکر آپ کو شدید رنج پہنچا اور آپ نے اصلاح احوال اور انتقام خون عثمانؓ کا تہیہ کر لیا۔

اتنے میں ابن امیہ کے معزول شدہ گورنر بھی خزانہ ساتھ لئے ہوئے پہنچ گئے ساتھ ہو گئے رائے یہ قائم ہوئی کہ پہلے بصرہ چل کر اس پر قبضہ کرنا چاہیے اور وہاں سے پھر فوجیں لیکر ان مفسدین سے انتقام لینا چاہیے چنانچہ آپ بصرہ پہنچیں اور اس پر قبضہ بھی کر لیا۔ ادھر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بڑی دشواری سے ایک فوج لیکر مقابلہ کے لئے چل کھڑے ہوئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک ان کے امیر المومنین ہوتے ہوئے خود دوسروں کا اصلاح کے لئے لشکر آرا ہونا اور بصرہ کی طرف روانہ ہو کر اس پر قبضہ کر لینا آئین و قوانین خلافت کے منافی تھا دونوں فوجیں بصرہ کے قریب آمنے سامنے ہوئیں۔ حضرت عائشہ خونریزی کو پسند نہ کرتی تھیں مصالحت کی گفتگو شروع ہو گئی جو مفسدین کی دراندازیوں سے تکمیل کو نہ پہنچ سکی آخر جنگ ہوئی آپ ایک اونٹ پر سوار تھیں جس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کر لی تھی۔ مسلمان آپ کو بچانے کے لئے اس جوش کے ساتھ لڑے کہ دس ہزار افراد آپ کے ناقہ کے اردگرد ہی شہید ہو گئے حضرت عائشہ کی فوج میں پورا جوش پھیلا ہوا تھا اور آپ اسے بڑی لیاقت کے ساتھ لڑا رہی تھیں۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تدبیر و شجاعت کام دیتی ورنہ پلہ بھاری پڑ جانے کا امکان پیدا ہو گیا تھا اور لڑائی میں بڑی گرمی پیدا ہو چلی تھی۔

خشیت و خدا ترسی

شکست کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو پورے احترام کے ساتھ لیا اور نہایت اعزاز کے ساتھ مدینہ منورہ بھجوا دیا۔ اس جنگ کا چونکہ آپ کے ناقہ ہی کی نسبت سے جنگ جمل مشہور ہے یہ پہلو کتنا سبق آموز ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے صاحب ادعا بزرگ سپہ سالار بھی جب خود کو غلطی پر محسوس کرتے ہیں اور ایک حدیث صحیح ان کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے تو فوراً خوف خدا سے لرز اٹھتے ہیں اور عین میدان جنگ سے واپس ہو جاتے ہیں یہی صورت حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ پیش آتی ہے۔ مقام حواب پر کتوں کے بھونکنے کی آواز سنتے ہی مراجعت کے لئے تیار ہو جاتی ہیں لیکن چند غرضمند یہ کہہ کر آپ کے ناقہ کو بڑھا لیجاتے ہیں کہ نہیں یہ مقام حواب نہیں پھر جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے آئے ہیں اور انہوں نے حدیث سنائی ہے تو فوراً اپنی غلطی اور غلط فہمی کا اعتراف کر لیا اتنا ہی نہیں بلکہ مدت العمر افسوس رہا اتنا فرمایا کرتی تھیں کاش میں آج سے بیس سال پیشتر ہی نیست و نابود ہو چکی ہوتی۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ اس جنگ کا اتنا افسوس تھا اور اتنی ندامت کہ اپنی وفات کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے روضہ نبوی میں حضور نبی کریم کے ساتھ دفن نہ کیا جائے بلکہ دیگر ازواج کے ساتھ بقیع میں دفن کی جاؤں اس لئے کہ میں نے ان کے بعد ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ابن سعد میں ہے کہ حضرت عائشہ قرآن کریم میں جب یہ آیت پڑھتی تھیں: وقرن فی بیوتکن اے پیغمبر کی ازواج اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو تو اتنی رویا کرتی تھیں اور چشمہ ہائے مبارک اس کثرت و فراوانی کے ساتھ آنسو بہایا کرتے تھے کہ سارا آنچل تر ہو جاتا تھا۔

مدت دراز تک کیا۔ وفات کے وقت تک یہی عالم رہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد آپ کوئی ۱۵ برس اور زندہ رہیں اور یہ پوری مدت سکون و سکوت میں گزار دیا۔

حضرت عائشہ کا حلیہ اور وفات

جب آپکا سن ۶۷ سال کا ہو گیا تو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ لکھا ہے کہ آپ کی موت طبعی موت نہ تھی مروان گورنر مدینہ آپکے اثر و اقتدار سے حسد کرتا تھا جلتا تھا۔ آپ اُس اس کی غلطیوں پر ٹوکتی ہی رہتی تھیں۔ امیر معاویہ کی عہد تھا علانیہ نقصان پہنچانے کی جرات تو اس کے اندر تھی نہیں۔ تدبیر یہ سوچی کہ ایک گذرگاہ میں ایک گہرا غار کھدوا کر اسے پھونس وغیرہ سے برابر اور غیر معلوم کر دیا۔ آپ جو ادھر سے گذریں تو اس غار میں جا گریں اور گرتے ہی ہڈیاں پسلیاں چور چور ہو گئیں۔

جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد عبداللہ بن عبدالرحمن عبداللہ بن ابی عتیق عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر نے قبر میں اتارا۔ اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آپ کے بھانجے تھے۔ آن کے لڑکے عبداللہ کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اسی تعلق سے آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی یہ غلط ہے کہ آپ کے لطن مبارک سے عبداللہ نام کا کوئی ناتمام بچہ پیدا ہوا تھا۔

رنگ سرخ و سپید تھا اور بہت حسین و خوش جمال اور نازک اندام تھیں آنکھیں بھی بہت بڑی بڑی تھیں۔ بن ہی بہت رسا تھا۔

حضرت عائشہؓ کی علمی بلند پائیگی

حضرت عائشہ صدیقہ کی حیثیت صرف اسی اعتبار سے بہت بلند نہیں کہ آپ حرم رسول اکرم رہ لنت جگر حضرت صدیق اکبر اور بہت ذہین و حسین تھیں علمی حیثیت سے آپکا پایہ بہت بلند ہے اتنا بلند کہ اس حیثیت سے آپ کو نہ صرف عام عورتوں نہ صرف امہات المومنین پر نہ صرف خاص خاص اور اکابر صحابہ کرام پر بلکہ باستثنائے چند تمام صحابہ کرام پر آپ کو فوقیت عام حاصل ہے۔

اس مختصر مضمون میں آپکی علمی حیثیت و فضیلت پر سیر حاصل بحث نہ کی جا سکتی ہے اور نہ اس کا یہ موقع ہے تاہم اجمالی طور پر آپ کی فوقیت عام اور علمی فضیلت پر نظر ڈالنا ضروری ہے حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں۔

ما رأیت احداً اعلم بالقرآن ولا بفریضۃ ولا بحلال و لا بفقہ ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا نسب من عائشۃ۔	قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہ سے بڑھکر میں نے اور کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت امام زہری سرخیل تابعین کا قول ہے کہ:۔

کانت عائشۃ اعلم الناس یسئلھا الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت عائشہ صدیقہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

انہی امام زہری نے ایک اور جگہ لکھا ہے کہ:۔

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو بھی حضرت عائشہ کا علم وسیع تر ہو گا۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے صحیح ترمذی میں روایت ہے کہ:۔

ما اشکل علینا اصحاب محمد صلعم حدیث قط فسألنا عائشۃ الا وجدنا عندھا منہ علما	ہمیں کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جسے ہمنے حضرت عائشہ سے پوچھا ہو اور ہمیں ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل نہ ہوئی ہوں۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے نزدیک آپ کا پایہ علمی کتنا بلند اور کتنا اعلیٰ تھا۔

اجتہادی ملکہ وبصیرت

اجتہادی ملکہ عدیم النظیر صورت اختیار کر چکا تھا اسی لئے آپکا شمار مجتہدین صحابہ میں کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اجتہادی حیثیت سے آپ کا پایہ بلند ہو اس قدر بلند تھا کہ آپ کا نام پوری بے تکلفی کے ساتھ حضرت فاروق اعظم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عبدالرحمن بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں آپ برابر فتا وی دیا کرتی تھیں جب آپ کی کمسنی و نوعمری پر غور کیا جاتا ہے تو حیرت کی ایک دنیا سامنے آجاتی ہے اس لئے کہ عہد صدیقی میں تو آپ بہت ہی کم عمر تھیں آپنے اکابر صحابہ کے نظریات و مسائل و اجتہادات پر بڑے بڑے دقیق اعتراضات کئے انہیں حضرت علامہ سیوطی نے جداگانہ طور پر ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے جس کا نام "عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابہ" ہے اسے پڑھکر اور دیکھکر آنکھیں کھلتی ہیں اور نظر آتا ہے کہ آپ علم کا ایک بحر ذخار تھیں۔

علم اسرار الدین اور تاریخ علم اسرار الدین کے متعلق آپ

بہت سے مسائل مروی ہیں۔ قرآن کریم کی ترتیب نزول نماز قصر کی علت۔ حج کی حقیقت صوم عاشورہ کے سبب ہجرت کے معانی، مدینہ منورہ میں کامیابی کے اسباب غسل جمعہ کی وجہ کے متعلق آپ نے جیسی فاضلانہ تشریح کی ہے اس کا پتہ دوسروں کے یہاں نہیں ملتا۔ علم کلام کا اس وقت کوئی تصور ہی نہ تھا لیکن عصمت انبیا۔ ترتیب خلافت، رویت باری تعالیٰ۔ سماع موتیٰ علم غیب اور معراج وغیرہ جیسے پیچیدہ مسائل اور اہم مسائل پر آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بہت گرانقدر ذخیرا بنیادیہ ہیں اور ان پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ کتنی دقیق النظر تھیں اور انھیں علم کلام کی اولین بنیاد کہا جا سکتا ہے۔ تاریخ عرب میں دستگاہ کامل حاصل تھی عرب بھر میں کوئی نظیر نہ رکھتی تھیں یہ صرف یہی نہیں واقعات تاریخ پر عبور رہو۔

ہر شعبہ تاریخ پر آپ کی معلومات حاوی تھیں قرابتداروں کے عزل نصب کی داستانیں اور ان کی باہمی جنگوں کی تفصیلات تک ہی آپ کا علم محدود نہ تھا بلکہ وہ ہر قوم اور ہر دور کے آئین و عمل معاشری و تمدنی، رسم و رواج اور انساب وغیرہ کا بھی پورا علم رکھتی تھیں زمانہ جاہلیت کی تاریخ از بر تھی۔ تاریخ عرب کے متعلق آپ نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو اور کہیں نظر نہیں آسکتیں۔ تاریخ اسلام کے متعلق بھی بعض اہم واقعات آپ سے منقول ہیں مثلاً نزول قرآن اور اس کی ترتیب۔ نماز کی صورتیں فاتحہ افک۔ غزوات بدر واحد وخندق وغیرہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت۔ ہجرت کے واقعات۔ حجۃ الوداع کے ضروری حالات حضور نبی کریم کے اخلاق و عادات۔ مرض الموت کی کیفیات آغاز وحی کی حالت۔ خلافت صدیقی کے حالات حضرت فاطمہ زہراؓ اور ازواج مطہرات کے دعوائے میراث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ملال خاطر اور پھر ان کی بیعت کے تفصیلی واقعات آپ اور صرف آپ ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں یہ کتنے اہم اسلامی واقعات ہیں جن پر حضرت عائشہ صدیقہ جیسی فاضلہ روزگار خاتون نے روشنی ڈالی ہے۔

ادبی وشاعرانہ کمالات

طب کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ آپ اس فن میں مہارت تامہ رکھتی تھیں البتہ یہ ضرور تھا کہ گھر کی روزمرہ کی شکایات اور معمولی عام الورود اور سادہ امراض کا علاج کامیابی کے ساتھ کرتی تھیں اور آپ کی تجویز بہت مناسب و بہتر تجویز ہوتی تھی۔

ادبی حیثیت سے بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا عرب کے ادبا و مشاہیر و خطباء میں ایسا نہ تھا آپ کا انداز بیان خوب شگفتہ اور خوب ہوتی تھیں نہایت شیریں کلام تھیں۔ کوئی بات کوئی فقرہ اور کوئی تحریر و تقریر فصاحت و بلاغت کی رعنائیوں سے خالی نہ ہوتی تھی بڑے بڑے مشہور اور نامور ادیب آپ کا لوہا مانتے تھے موسیٰ بن طلحہ کا قول ہے ما رأیت افصح من عائشہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے زیادہ کسی کو بھی شیریں زبان اور فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

شعر نہیں کہتی تھیں یا بہت کم کہتی تھیں مگر شاعرانہ ذوق حاصل تھا اور سخن فہمی کا بہترین ملکہ رکھتی تھیں نہایت ستھرا اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا اس سے زیادہ آپ کی سخن فہمی اور سخن سنجی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت جیسے مسلم الثبوت اور نامور شاعر آپ کی خدمت میں محض اس غرض و مقصد سے آیا کرتے تھے کہ آپ سے داد لیں اور آپ کو اپنے اشعار سنائیں۔

حضرت امام بخاری نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا جس میں کم و بیش ۴۰ اشعار تھے اور ایک کعب پر کیا منحصر ہے آپ کو زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام کے دیگر نامور شعراء کے اشعار بھی یاد تھے اور بکثرت یاد تھے جنھیں آپ مناسب مواقع پر بے تکلفانہ استعمال کرتی اور پڑھا کرتی تھیں نکات و استعارات شاعری کو بھی خوب سمجھتی تھیں۔ مشہور شعراء آپ سے شعر و سخن کے معاملات میں رائے بھی لیا کرتے تھے۔

خطابت وتقریر

خطابت میں صرف ایک حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی بھی آپ کا ہمسر و ہمپایہ نہ تھا ہم واضح کر چکے ہیں کہ آپ جنگ جمل میں قائدانہ حیثیت سے شریک ہوئیں اور اپنی فوجوں کو پورے جوش کے ساتھ لڑا رہی تھیں اس جنگ میں آپ نے جو تقریریں کیں ہیں وہ جوش اور زور کے اعتبار سے اپنا جواب و نظیر نہیں رکھتیں ان کا اصلی لطف تو عربی ہی میں آسکتا ہے تاہم ایک تقریر کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"لوگو سنو! غور سے سنو۔ خاموش۔ خاموش۔ میں کیا ہوں وہ تم پر جس کا مادری حق ہے۔ مجھے نصیحت کرنے کا استحقاق حاصل ہے آج مجھے اس شخص کے سوا کوئی بھی الزام نہیں دے سکتا جو خدائے قدوس کا فرمانبردار مطیع اور منقاد بندہ نہ ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے میرے ہی سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی۔ ان کی محبوب ترین بیوی میں ہی تھی اور میں ہی ہوں۔ رب قدیر نے مجھے ہر طرح محفوظ رکھا۔ میری ذات سے منافق و غیر منافق میں تمیز ہوئی۔ میں ہی تمہارے لئے تیمم کے حکم کے نزول کا سبب بنی پھر میرے باپ دنیا میں تیسرے مسلمان ہیں۔ وہ میرے ہی باپ تھے جو غار حرا میں حضور سرور کائنات کی رفاقت کر رہے تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جو صدیق کے لقب سے

ملقب کئے گئے۔ رسول کریم ان سے خوش تھے، بہت خوش تھے اور خوش ہو کر ہی انہوں نے انہیں خرقہ خلافت پہنایا اور پہنا کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

وفات کے بعد حبل المتین جنبش میں آگئی تھی۔ وہ میرے ہی باپ تھے جو اس عالم میں آگے بڑھے اور بڑھ کر اس حبل متین کے دونوں سرے تھام لئے جنھوں نے نفاق و شقاق کی تان توڑ دی، جنھوں نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا، جنھوں نے یہودیوں کی کینہ افروزیوں کو سرد کیا۔ یہ وہ وقت نازک وقت اور پرآشوب وقت تھا کہ تم سب آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منتظر تھے، جھگڑا مہ وشر کے لئے گوش برآواز تھے۔ میرے باپ اٹھے اور انکی پیدا شدہ شگاف کو بھر کر دل کو سنبھالا، بیکاروں کو کار آمد بنایا، دلوں کی پنہاں بیماریوں کو دور کیا، جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے انھیں وہ ان تک پہنچایا، جو پیاسے تھے انھیں چشمہ پر لا کر کھڑا کیا، جو ایک بار پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا۔"

جب وہ نفاق و افتراق کا سر کچل چکے، اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکے، تمہارے سامنے بکھری پڑی ہوئی گٹھڑی کو باندھ چکے تو خدائے برتر و توانا نے اٹھا لیا۔ آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: "ہاں مجھ پر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہے، سوالات پر سوالات کئے جا رہے ہیں، ہدف الزام بنی ہوئی ہوں کہ فوج لیکر کیوں نکلی، عساکر اسلام کو لئے ہوئے کیوں آگے بڑھی، میدان جنگ میں گھر سے باہر کیوں قدم رکھا۔ لیکن میں بتا دینا چاہتی ہوں کہ اس اقدام ہجوم سے میرا مقصد گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں اے لوگو! میں خود پامال کرنے چلنے اور مسل کر رکھ دینے کے لئے نکلی ہوں۔ یاد رکھئے کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں اور کہنا چاہتی ہوں اس سے میرا اور کوئی مقصد نہیں، غایت مقصد تنبیہ اور اتمام حجت ہے۔ اسی لئے نکلی ہوں اور سچائی اور انصاف کا دامن ہاتھوں میں تھامے ہوئے نکلی ہوں۔"

یہ تقریر بھی کافی طویل ہے، قلت گنجائش کے باعث ہم نے پوری تقریر درج نہیں کی، اس کے چند حصے اور چند ٹکڑے نقل اس لئے درج کر دیئے ہیں تاکہ قارئین کرام اس سے آپ کی خطابت کے کمال کا اندازہ کر سکیں۔

کمال ادبی کے چند نمونے

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنیٰ کا رواج عام ہے، روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے۔

تاہم آپ کا یہ ادبی کمال آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ جہاں اور جس روایت میں حضرت عائشہؓ کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں وہاں پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے۔ مثلاً آپ آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں: فما رای رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدۂ سحری کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔ جب آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو جبین مبارک پر عرق آجاتا تھا، اس کو آپ نے ایک عجیب دلفریب انداز میں ادا کیا ہے اور صرف دو لفظ "مثل الجمان" کہہ کر مفہوم بیان میں بڑی شستگی اور ایک حسن پیدا کر دیا ہے یعنی پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔

آپ کو واقعۂ افک میں راتوں نیند نہ آتی تھی، اسی طرح بیان کرتی ہیں: "لا اکتحل بنوم" میں نے سرمۂ خواب نہیں لگایا۔

پھر صحیح بخاری میں آپ کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ ادب کی روح ہے اور ائمۂ فن نے اس کی مفصل شرحیں بھی لکھی ہیں اور حاشیے بھی۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہے جن سے بکثرت احادیث مروی ہیں۔ آپ سے ۲۲۱۰ احادیث منقول و مروی ہیں جن میں ۱۷۴ احادیث ایسی ہیں جن پر حضرات شیخین کرام کا اتفاق ہے۔ امام بخاری نے ان میں سے ۵۴ احادیث منفرداً روایت کی ہیں۔ ۶۸ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ بعض اکابر بزرگوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے اور یہ ایک حد تک صحیح بھی ہے کہ احکام شرعیہ میں سے چوتھا حصہ ایسا ہے جو حضرت عائشہؓ ہی کے ذریعہ سے امت کو ملا اور اس تک پہنچا۔

علمی بلند پایگی

حضرت عائشہ صدیقہؓ بحر العلوم تھیں، علم و فن کا کوئی شعبہ ایسا باقی نہ رہ گیا تھا جس میں آپ کو کچھ نہ کچھ دسترس نہ ہو۔ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، ادب، شعر، انساب، فرائض، فصاحت، بلاغت، خطابت، طب کوئی علم بھی تو ایسا نہ تھا جسے آپ نہ جانتی ہوں۔ نہ صرف خود عالم، ثقہ اور ماہر علوم تھیں بلکہ آپ نے ان افراد کو بھی کامل بنا دیا جنھوں نے آپ کے دامن تربیت میں آنے کا شرف و افتخار حاصل کیا۔ کم و بیش دو سو افراد نے زیر تربیت آنے اور قرب و اختصاص پیدا ہو جانے کی عزت و سعادت حاصل کی اور یہ سب کے سب درجۂ کمال کو پہنچ کر آسمان شہرت کے مہر و ماہ بنے۔ ان میں زیادہ مقرب بارگاہ اور مخصوص بزرگ عروہ بن زبیرؓ، قاسم بن محمدؒ، ابو سلمہ بن عبدالرحمنؒ، مسروقؒ، صفیہ بنت شیبہؒ، عائشہ بنت طلحہؒ اور معاذہ عدویہ ہیں۔

نامور مشاہیر و افاضل صحابہ کرام مثلاً حضرت فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ و عمروؓ آپ کی خدمت میں آتے، بحث و مذاکرہ کرتے اور کچھ نہ کچھ حاصل کرتے رہتے تھے اور سب کو آپ کی عظمت علمی اور فضیلت ذاتی کا اعتراف اور پورا اعتراف تھا۔

فضائل اخلاق اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ صدیقہ کا رتبہ بہت بلند تھا اور بہت ممتاز تھیں شجاعت و دلیری میں درجہ اختصاص رکھتی تھیں۔ اور جنگ جمل میں بڑی دلیری اور جوش کے ساتھ لڑیں۔ ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے اسد اللہ الغالب کے مقابلہ پر آنا ہر شخص کا کام نہ تھا نہایت خود دار تھیں نہایت قناعت پسند تھیں۔ غیبت سے متنفر رہتی تھیں احسان کم قبول کرتی تھیں خود ستائی پسند نہ تھی جود و سخا بھی آپ کا ایک نمایاں وصف تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے بڑھکر سخی کسی کو نہیں پایا۔ امیر معاویہؓ نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے صبح آپ کے پاس وصول ہوئیں اور شام تک سب کی سب خالی کر دایں اور ایک لاکھ کے ایک لاکھ سب کے سب مستحقین میں تقسیم کر دیئے اپنے لئے ایک درہم بھی نہ رکھا۔ اتفاق کی بات تھی کہ اس روز آپ کا روزہ بھی تھا۔ کنیز نے آکر عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اس کا جواب دیا تو صرف یہ کہ "تم نے پہلے سے مجھے کیوں نہ یاد دلایا"

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جو آپ کے متبنیٰ فرزند تھے آپ کی فیاضی اور دریا دلی دیکھکر گھبرا گئے اور کہا کہ اب آپ کو ہاتھ روکنا چاہیے۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ عبد اللہؓ سے بات نہ کریں گی کہ وہ میری خیرات و مبرات پر حرف گیری کرنے والے کون تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ ایک مدت تک معتوب بارگاہ رہے ہرچند کوشش کرتے تھے مگر آپ کا غصہ سرد نہ ہوتا تھا بڑی مشکل سے عرصہ بعد جاکر غصہ فرو ہوا۔

عبادات وطاعات یہ تو تھا آپ کی اخلاقی فضیلت کا مرقع۔ مذہبیت کا یہ عالم تھا کہ خدا پرستی و عبادت میں نہایت لطف ملنے لگا تھا۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ اور نمازیں بھی پڑھتی تھیں۔ چاشت کی نماز کا خاص اہتمام تھا۔ فرمایا کرتی تھیں کہ اگر میرے باپ بھی قبر سے اٹھ آئیں اور منع کریں تو بھی میں اسے ہرگز ترک نہ کروں گی۔ تہجد گزار تھیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد پڑھا کرتی تھیں۔

پھر پابند تھیں اور اس قدر پابند تھیں کہ حضور نبی کریم کے بعد بھی نماز تہجد بلا ناغہ پڑھتی رہیں اگر اتفاق سے کبھی آنکھ نہ کھلتی تھی اور یہ نماز قضا ہو جاتی تھی تو انکے تہجد کی نماز سے پیشتر تہجد پڑھ لیا کرتی تھیں رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام رہتا تھا۔ آپ کا غلام تھا ذکوان وہ امامت کرتا تھا اور آپ مقتدی بنتی تھیں۔ بعض ایسی بھی راتیں گذرتی تھیں کہ جن میں پلک سے پلک ہی نہ لگتا تھا رات بھر نماز میں خدائے واحد کے سامنے کھڑی رہتی تھیں۔

روزے بھی رکھتی تھیں اور بہت زیادہ رکھتی تھیں۔ حج بھی برابر کرتی رہیں، ہر سال مکہ معظمہ جاتیں زندگی میں کوئی سال خالی نہ جانے دیا۔ تلاوت کلام الہی سے عشق تھا۔ پڑھتی تھیں اور بڑے والہانہ انداز میں پڑھتی تھیں عمر بھر آپ نے بکثرت قرآن ختم کئے دوران تلاوت میں وفور تاثر سے آواز بھی بھاری پڑ جاتی تھی۔ شریعت کے ہر حکم کی پوری اتباع اور پوری پابندی کرتی تھیں خشیت الہی ہی آپکی کتاب زندگی کا ایک جلی عنوان ہے۔ خدا کا خوف بہت تھا۔ معمولی واقعات بھی سرمایہ عبرت بنجاتے تھے۔ کوئی دردناک واقعہ دیکھتیں کوئی عبرتناک منظر نگاہوں کے سامنے آجاتا کوئی موثر آیت پڑھتیں یا سنتیں تو فوراً آنسو نکل آتے کثرت عبادات اور پیہم صدمات نے قلب کو گداز کر دیا تھا۔ دعائیں مانگتیں تو آنسو آنکھوں سے جاری ہو جاتے تضرع و زاری طبیعت میں بہت تھی۔

غلاموں پر صرف یہی نہیں کہ بہت شفقت روا رکھتی تھیں شعار عمل تھا کہ آپ انھیں خریدتیں اور خریدنے کے بعد آزاد کر دیتیں زندگی میں ۶۷ غلام آپ نے آزاد کئے۔

طرز معاشرت ماں باپ کی لاڈلی تھیں اور شوہر کی محبوب و عزیز ہر طرف ناز برداری کرنے والے موجود تھے شہنشاہ دو عالم کی محبوب ملکہ اور خلیفہ وقت اور مشیر خاص رسول کی بیٹی اللہ تعالیٰ نے ہر عزت و آسائش کے سامان فراہم کر دیئے تھے انکو ڈھولی ز باپ کے گھر میں سب کچھ تھا اور بیاہ گئیں تو گو یہاں فقر و فاقہ کی تجلیاں جلوہ گر تھیں اور تکلیف بھی ہوتی تھی روکھی پھیکی اور سادی غذا کھانے کو ملتی تھی کبھی کبھی فاقے بھی ہو جاتے تھے لیکن یہ کتنی بڑی عظمت و عزت تھی کہ حضور سرور کائنات کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔ پوری امت مسلمین کی ماں بنائیں اور وہ شوہر نصیب ہوئے وہ تھے جن کی مثل مادر گیتی نہ کوئی فرزند اس وقت تک پیدا کر سکی تھی اور نہ آئندہ پیدا کر سکے گی۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ رحمت للعالمین نہایت محبت کرنے والے نہایت الفت و اخلاق سے بات کرنے والے اور دینی و دنیوی علوم میں ماہر بنا دینے والے۔ عمر بھی کم، سن تھا چھوٹا۔ دن تھے کھیل کود کے۔ انیس برس کی عمر میں تو بیوہ ہی ہو گئیں۔ شوہر کی محبت بمقتضائے عمر سے کبھی کبھی غصہ بھی کر بیٹھتی تھیں کسی حد تک تصادم بھی ہو جاتی تھیں۔ حضرت زینبؓ کھانا بہت اچھا پکاتی تھیں آپ کی باری کا دن تھا انہوں نے ایک پیالہ میں سالن بھر کر بھیجدیا آپ کو

جو علم ہوا تو جوش رقابت میں غلام سے پیالہ لیکر توڑ دیا رسول کریم کچھ نہ بولے اور خود اٹھکر اس کی کرچیں چنیں۔ محبت کی فراوانی نے یا گویا بے تکلف و بیباک کر دیا تھا۔ شاذ ایسا بھی ہوا ہے کہ ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی بات کا جواب آپ نے گونہ تلخی سے دیا آواز بلند ہوگئی عین اسی وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے اور آواز سنکر مشتعل ہوگئے اور تھپڑ مارنے کو بڑھے اور کہا رسول اللہ سے یہ گستاخانہ کلام کرتی ہیں اور ڈر کر رسول اللہ کے پیچھے چھپ گئیں حضرت خصوصیت باہر جانے لگے رسول کریم نے سکرا کر فرمایا عائشہؓ بچا لیا ورنہ ابھی قدر معلوم ہوجاتی۔

اس دن سے توبہ کرلی کہ اب کبھی تیزی سے بات نہ کروں گی۔ خانگی زندگی بہت خوشگوار تھی۔ محترم شوہر کے ساتھ گھر میں دوڑتی ہوئیں کھیلتیں ایک دفعہ حبشیوں کا تماشا ہوا حضور نے پیچھے کھڑا کرلیا اور آپ حضور کے شانہ پر ٹھوڑی رکھے دیر تک دیکھتی رہیں تاہم نازیبا اور منہ آلود امور گوارا نہ کرتے تھے۔ چھت گیری رنگانی توڑ دی۔ کنگن طلائی پہنے ہوا دیکھ کر فرمایا بہتر ہوتا کہ چاندی کے کنگن پہنکر زعفران سے رنگ لیتیں۔ اپنے گھر میں طلائی زیورات پسند نہ کرتے تھے . . . . لیکن نسوانیت کے قیام پر بہت زور دیتے تھے۔ عورتوں کے لئے خوشبویات عطریات بالوں کی آراستگی سنگار صفائی مہندی اور چوڑیوں کو پسند ہی نہ کرتے تھے بلکہ اس پر زور دیتے تھے۔ سفید ناخن دیکھتے تھے تو فرمایا کرتے تھے تم سے اتنا نہیں ہوتا کہ تم مہندی سے انھیں رنگ لو۔

حضرت عائشہؓ بہت اطاعت گذار فرمانبردار اور خلیق تھیں۔ خود کو حضور نبی کریم کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ آپ کے متعلق تیز مزاجی کے جو چند قصے مشہور ہیں وہ ابتدائی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں بعد کو آپ نے کبھی حضور نبی کریم کو شکوہ کا موقعہ نہ دیا۔ آپ سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو محبت تھی اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ حسین خوبصورت اور کمسن تھیں یا حضرت صدیق اکبرؓ کی لخت جگر تھیں بلکہ یہ تھی کہ آپ مجمع الصفات خاتون تھیں۔ نکھرا ہوا علمی مذاق رکھتی تھیں اور اتنی چھوٹی عمر میں آپ نے علوم و فنون میں وہ کمال پیدا کرلیا تھا کہ بڑے بڑے مشاہیر صحابہ بھی رشک کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بہرکیف خدائے قدوس آپ سے راضی ہو آپ اپنے عہد کی یگانۂ روزگار خاتون گذری ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ

نام و نکاح آپ حضرت فاروق اعظمؓ کی لخت جگر تھیں اور مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی بھانجی ماں کا نام زینب بنت مظعونؓ تھا۔ خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور آپ حقیقی بہن بھائی تھے بعثت نبوی سے پانچ سال پیشتر اس زمانہ میں پیدا ہوئیں جبکہ قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے آپکی پہلی شادی خنیس بن حذافہ سہمی سے ہوئی۔ آپ اس وقت اسلام لائیں جبکہ آپ کے والد گرامی حضرت فاروق اعظمؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ اس اعتبار سے آپ قدیم الاسلام خاتون ہیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی ہی کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی شوہر بدری ہیں۔ غزوہ بدر میں دلیرانہ لڑے۔ زندہ تو بچ گئے مگر زخم اتنے شدید آچکے تھے کہ ان سے جانبر نہ ہوسکے اور شہید ہوگئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو آپ کے عقد ثانی کی فکر ہوئی۔ حضرت رقیہؓ کا ہمال ہی میں انتقال ہوا تھا۔ اسلئے حضرت فاروق اعظمؓ نے سب سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ کے پاس جاکر خواہش کی کہ وہ حضرت حفصہؓ کو اپنی زوجیت میں قبول کرلیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس پر غور کروں گا کچھ دن بعد دونوں بزرگوں میں ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان غنیؓ نے اس رشتہ کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا۔

پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے مایوس ہوکر حضرت صدیق اکبرؓ سے اس کا تذکرہ کیا جس کا کوئی جواب نہ ملا۔ بالکل خاموش رہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو ان کی اس بے التفاتی و خاموشی کا رنج ہوا۔ مگر مجبور تھے کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ لیکن کارکنان قضا و قدر دختر حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے شرف و سعادت کا ایک زریں تاج تیار کررہے تھے جس کی کسی کو خبر نہ تھی اور نہ ہوسکتی تھی۔ حضور رسالت پناہ کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے خود حضرت حفصہؓ سے اپنے عقد کے لئے خواہش کی اس کے فوراً بعد ہی حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ سے ملے اور فرمایا کہ آپ نے مجھ سے مل کر حفصہؓ کے ساتھ عقد کرنے کو کہا تھا اور میں خاموش رہا تھا تو آپ کو میری یہ خاموشی ناگوار گذری تھی میں اس وقت اسی وجہ سے خاموش رہا کہ حضور نبی کریم مجھ سے حفصہ کے متعلق ذکر کرچکے تھے اور میں اس راز کو افشا کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجھ سے اس کا ذکر نہ کرچکے ہوتے تو میں ضرور نکاح کرلیتا۔ اور ہرگز خاموشی اختیار نہ کرتا۔ چنانچہ حضور نبی کریم سے آپ کا عقد ہوگیا۔

غلاف کعبہ

حضرت حفصہؓ کی وفات

حضرت حفصہؓ نے عہد امیر معاویہؓ میں مدینہ منورہ کے اندر شعبان ۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ گورنر مدینہ مروان نے صرف یہ کہ نماز جنازہ پڑھائی بلکہ کچھ دور تک آپ کے جنازہ کو کاندھا بھی دیا حضرت ابوہریرہ قبر تک لے گئے۔ اور آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر اور ان کے بیٹوں عاصم، سالم، عبداللہ اور حمزہؓ نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت حفصہؓ کا سن ۶۳ سال کا ہو چکا تھا۔ وفات کے وقت آپ نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی کہ میں اپنی جائداد صدقات کے لئے وقف کرتی ہوں یہ جائداد غابہ میں تھی اور حضرت فاروق اعظم آپ کی نگرانی میں دے گئے تھے۔ آپ کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی ممکن ہے کہ پہلے شوہر سے کوئی اولاد پیدا ہوئی ہو۔ مگر یہ مسلم ہے کہ آپ نے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

علمی حیثیت

علم و فضل میں آپ بھی نمایاں حیثیت رکھتی تھیں آپ سے ساٹھ احادیث منقول و مروی ہیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے حضرت حفصہؓ نے جواب میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے وان منکم الا واردھا فرماتا ہے۔ یعنی تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہوگا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ اس کے ساتھ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا بھی تو فرمایا ہے یعنی پھر ہم پرہیزگاروں اور متقیوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اسمیں زانو کے بل پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اس سے آپ کے تفقہ فی الدین کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کے اسی شوق کا نتیجہ تھا کہ حضور نبی کریم کو آپ کی تعلیم کا بہت خیال رہتا تھا اور آپ کی قدر فرماتے تھے۔ حضرت شفا بنت عبداللہ کو چیونٹی کے کاٹنے کی دعا آتا تھا۔ ایک روز جب وہ آپ کے گھر آئیں تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان سے کہا کہ تم یہ دعا حضرت حفصہؓ کو سکھا دو" (مسند)

حضور نبی کریم کی صحبت و تربیت میں آپ کو علوم مذہبی میں کافی ملکہ حاصل ہو گیا تھا۔ قرآن و معانی قرآن پر آپ کو اچھا عبور حاصل تھا ویسے آپ حضرت فاروق اعظم کی دختر تھیں۔ ابتدائی زمانہ سے مروجہ علوم میں دستگاہ رکھتی تھیں صحبت نبوی نے آپ کو اور صیقل کر دیا

مزاج کی تلخی

فاروق اعظم کی بیٹی کو سخت اور تیز مزاج ہونا ہی چاہیئے تھا۔ آپ کے مزاج میں یہ عنصر موجود تھا غصہ جلد آجاتا تھا مگر قلب صاف تھا بعض اوقات حضور نبی کریم سے دوبدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں۔ جس سے باہمی کشیدگی تک کی نوبت آجاتی تھی چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت فاروق اعظم سے منقول ہے کہ :-

"ہم لوگ جاہلیت میں عورتوں کو ذرہ برابر وقعت نہ دیتے تھے اسلام نے ان کو درجہ عطا کیا قرآن میں ان کے متعلق آیتیں نازل ہوئیں تو ہمیں ان کی قدرت و منزلت معلوم ہوئی۔ ایکدن یہ اتفاق ہوا کہ میری بیوی نے مجھے کوئی مشورہ دیا۔ میں نے جواب میں کہا کہ تم عورت ہو تمھیں رائے اور مشورہ سے کیا سروکار۔ بولیں ابن خطاب! تم کو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ آپ کی بیٹی خود حضور نبی کریم کو برابر کا جواب دیتی ہیں یہاں تک کہ آپ دن دن بھر رنجیدہ و غمگین رہتے ہیں یہ سنتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھا اور سیدھا حفصہؓ کے پاس آیا اور کہا کہ بیٹی! میں نے آج سنا ہے کہ تم رسول اللہ کو برابر کا جواب دیتی ہو۔ بولیں بیشک یہ درست ہے اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے حفصہؓ سے کہا خبردار! اب ہرگز ایسا نہ کرنا۔ میں تمھیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں کہیں تم اس کے گھمنڈ میں نہ آ جانا جس کے حسن و جمال نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فریفتہ کر لیا ہے "یہ اشارہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی طرف تھا"۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم گھر میں جو آئے تو دیکھا کہ حضرت صفیہؓ بیٹھی رو رہی ہیں آپ نے قریب پہنچکر رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کی کہ آج حفصہؓ نے مجھ سے کہا کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ حضور نبی کریم نے حضرت حفصہؓ سے کہا۔ "حفصہؓ! خدا سے ڈرو" پھر حضرت صفیہؓ کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ "حفصہ! غلط کہتی ہیں۔ تم نبی کی بیٹی ہو تمہارا چچا پیغمبر ہے اور خود ایک پیغمبر کے نکاح میں ہو۔ حفصہؓ تم پر کس بات میں فخر و فوقیت رکھتی ہیں۔ خود سوچو"

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ سے کہا کہ "رسول اللہ کے نزدیک ہم تم سے کہیں زیادہ معزز ہیں ہم حضور نبی کریم کی بیویاں بھی ہیں اور چچازاد بہنیں بھی حضرت صفیہؓ کو یہ تعریض ناگوار گذری اور انہوں نے رسول اللہ سے شکایت کی فرمایا۔ صفیہؓ! اس میں ناگوار گذرنے کی کونسی بات تھی تم نے جواب میں یہ کیوں نہ کہدیا کہ تم مجھ سے کیونکر معزز ہو سکتی ہو میرے شوہر محمدؐ، میرے باپ ہارون اور میرے چچا موسیٰ ہیں۔

عائشہؓ و حفصہؓ کا متفقہ مظاہرہ

حضرت عائشہ اور حفصہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظم کی صاحبزادیاں تھیں جو مقربین خاص تھے اور تقرب نبوی میں تقریباً یکساں رتبہ کے حامل تھے اس لئے آپ

دونوں دیگر ازواج کے مقابلہ میں یکدل اور یکجہت تھیں چنانچہ واقعہ تحریم اسی اتفاق کا ایک نتیجہ تھا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے اور کئی دن تک یہی ہوتا رہا حضرت زینبؓ کے پاس کہیں سے شہد آگیا تھا وہ حضور کے سامنے پیش کیا گیا، یہ حضورؐ کی بہت مرغوب شے تھی۔ نوش فرماتے رہے اور وقت مقررہ سے دیر ہوگئی۔ حضرت عائشہؓ کو اس پر رشک پیدا ہوا اور حضرت حفصہؓ سے کہنے لگیں کہ جب رسول اللہ ہمارے یا آپ کے گھر آئیں تو کہنا چاہیئے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں۔ یہی ہوا اور رسول اللہ نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک	اے نبی اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام

کیوں کرتے ہو۔ عین اسی زمانہ میں رسول کریم نے کوئی راز کی بات کہہ کر آپ کو کسی سے ذکر نہ کرنے کی ہدایت کردی۔ آپ اور حضرت عائشہؓ یکدل تھیں جیسا کہ واضح کیا جا چکا ہے۔ آپ نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کر دیا اور یہ راز افشا ہو گیا اس پر سورہ تحریم کی آیات نازل ہوئیں اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو مطلع کر دیا غرض ان دونوں محترم خاتونوں کی یکجہتی شکر رنجی بڑھانے کا باعث بن گئی اور پھر دونوں نے متفق ہوکر رسول کریم پر زور ڈالنے کا فیصلہ کیا جس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذالک ظھیرا۔	اگر تم دونوں (عائشہؓ و حفصہؓ) اللہ کی طرف رجوع کرو۔ توبہ کرو تو بہتر ہے کہ تمہارے قلوب اس طرف راغب ہو چکے ہیں اور اگر تم رسول اللہ کے مقابلہ میں

اتفاق اور ایکا کئے۔ ہیں تو خود خدائے قدوس جبریل امین تمام نیک مسلمان اور ان سب کے بعد ملائکہ رسول اللہ کے مددگار ہیں۔

بادی النظر میں دو بیویوں کا شوہر کے مقابلہ میں یکجہت ہو کر مظاہرہ کرنا بظاہر کوئی اہم امر نہ تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مظاہرہ معمولی مظاہرہ نہ تھا۔ اس نے بڑی اہمیت حاصل کرلی تھی۔ مدینہ منورہ منافقین سے بھرا پڑا تھا جو اسلام کی تذلیل اور اسلامیوں میں نفاق و شقاق پیدا کرنے کی فکر میں ایسے سرگرداں رہتے تھے رسول کے خانگی معاملات پر بھی ان کی گہری نظر رہتی تھی اور اس تاک میں رہتے تھے کہ خود خانوادہ رسالت میں پھوٹ پیدا کریں لازمی امر ہے کہ انہوں نے ازواج مطہرات کی اس باہمی کشمکش اور کشیدگی خاطر سے فائدہ اٹھایا ہوگا اور یہ سوچا ہوگا کہ حضرات عائشہؓ و حفصہ بہت ذی اقتدار بانو ہیں حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے ذی اثر صحابہ کرام کی لخت جگر ہیں۔

اولاد سے سب کو محبت ہوتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر انہوں نے سعی کرنی چاہی کہ اس معاملہ میں ان کی ہمدردی کرکے ان کے ہو جائیں انھیں اشتعال دلائیں اور شریک سازش کرلیں لیکن ان بدبختان ازلی کو اس حقیقت ثابتہ کا علم نہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ وہ جلیل القدر اور بلند مرتبت بزرگ تھے کہ دونوں عائشہؓ و حفصہؓ جیسی ہزار ہزار بیٹیوں کو خاک پائے پیغمبر کے ایک ایک ذرہ پر خوشی خاطر قربان کر سکتے تھے آیت مذکورہ میں صاف اشارہ موجود ہے اور روئے سخن منافقین کی طرف ہے یعنی اگر حضرات عائشہؓ و حفصہؓ سازش و مظاہرہ بھی کریں گی اور منافقین اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ساتھ ہی ہو کر مصروف کارفرمائی ہوں گے تو خدائے واحد قدوس اور اس کے ساتھ اس کی تمام جبروتی طاقتیں جبریل اور اس کے فرشتے کیا تمام عالم رسول اللہ کی اعانت کے لئے موجود ہے۔

رسول کریم کو بھی اس مظاہرہ سے قدرتاً رنج پہنچا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کو اطلاع ملی تو دوڑے ہوئے حاضر ہوئے آواز دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اس سے یہ بزرگ جلیل ہستی بیحد متاثر ہوئی اور وہیں سے پکار کر باواز بلند عرض کی کہ "حکم ہو تو حفصہؓ کا سر لیکر حاضر ہوں"۔ ممکن ہے کہ رسول کریم کو یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ باپ کے تقرب و اثر نے بیٹی کو اس درجہ دلیر کر دیا ہے۔ اسی رنج کی بنا پر اجازت نہ دی ہو مگر حضرت فاروق اعظمؓ کے اس والہانہ اظہار نے صورت حالات کو یکلخت بدل دیا ہو۔ اس کے بعد دونوں کا مخالفانہ طنطنہ ختم ہو گیا اور پھر انہوں نے ایسی جرأت کبھی نہ کی اور پورا احترام کرتی رہیں۔ بلحاظ عبادت گذار تھیں، اور ایسی ڈرگئی تھیں کہ بار بار توبہ کرتیں روتیں اور تضرع و زاری کرتیں صائم الدہر اور قائم اللیل ہوگئیں۔ اختلافات سے شدید نفرت ہو گئی رات رات بھر نماز میں مصروف رہتیں اور دن دن بھر روزے سے رہتیں ایک روایت ہے کہ وفات کے وقت تک منہ میں روزہ تھا اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو۔

ام المومنین حضرت زینبؓ بن جحش

حضرت زید سے عقد و نکاح

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے بنت جحش بن رباب بن کبیر ام الحکم کنیت تھی والدہ کا نام امیمہ تھا۔ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں نام زینبؓ تھا۔ حضور نبی کریمؐ کی پھوپی زاد بہن بھی تھیں حضورؐ نے پہلے آپ کی شادی ایک جلیل القدر صحابی حضرت زید سے کر دی تھی۔ اسامہ کتنی ہی بڑی چیز ہوں۔ نسلاً و حسباً مشرف ہوں۔ مگر تھے تو غلام ان کو بچپن ہی میں ماں کے خیمہ کے سامنے سے کچھ سوار پکڑ لائے تھے اور بازار عکاظ میں لیجاکر فروخت کیا تھا جہاں سے ام المنین حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کے بھتیجہ انھیں چار سو درہم میں خرید لائے تھے اور اپنی پھوپی کو دیدیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے حضور نبی کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؐ کی غلامی میں انہیں نہ روحانی راحت نصیب ہوئی کہ پھر دنیا و مافیہا کی آسائشیں اور راحتیں کوئی چیز نہ رہیں۔ باپ حارثہ اپنے قبیلہ کے معزز شخص تھے بیٹے کا پتہ لگاکر مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور بیٹے کے لئے منہ مانگا فدیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی حضورؐ اپنے آغوش شفقت سے انہیں جدا کرنا نہ چاہتے تھے مگر مجبور رہے۔ تھوڑے سکوت کے بعد فرمایا کہ میں زید ہی پر معاملہ چھوڑتا ہوں۔

اگر نہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو مجھے اسکے بھیجنے میں ہرگز کوئی عذر نہ ہوگا۔ زید غلامی میں آزادی سے بھی زیادہ لطف حاصل کر چکے تھے صاف انکار کر دیا۔ رسول کریمؐ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اسی وقت خانہ کعبہ میں جاکر اعلان کر دیا۔ کہ زید میرا بیٹا ہے میں اس کا وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہے۔ اس روز سے زید زید بن محمدؐ کے نام سے موسوم ہونے لگے اور باقاعدہ فرزندی میں آگئے۔ یہ بعثت نبوی سے پیشتر کا واقعہ ہے۔

اس کے بعد جب اعلان نبوت ہوا تو زید نے ازخود سر جھکادیا اور اسی وقت اسلام قبول کر کے ایک یگانہ شرف اپنے لئے حاصل کر لیا زید علم و فضل اور زہد و اتقا میں بھی ممتاز تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر واقعی سلسلے کے نشیب و فراز نے حضرت اسامہؓ اور حضرت زینب میں اتفاق نہ ہونے دیا اور کسی طرح نہ نبھی۔ حضرت زید برابر آکر شکایت کرتے تھے آخر دونوں میں تفریق کرادی گئی۔

آپ حضرت زید کے گھر میں کم و بیش ایک سال تک رہیں لیکن اس تھوڑی مدت میں دونوں کے مابین خوشگوار تعلقات کبھی قائم نہ ہوئے حضرت زینبؓ خود رسول کریمؐ کے زیر تربیت پلی تھیں اور حضورؐ ہی کے فرمانے سے آپ نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو آپکے نزدیک خلاف شان تھا۔

حضرت زینبؓ سے نکاح

طلاق کے بعد آپ کی دلجوئی کے خیال سے حضور نبی کریمؐ نے آپکے ساتھ خود نکاح کر لینا چاہا۔ لیکن چونکہ عرب میں اس وقت تک متبنی اصل بیٹے کی برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے انگشت نمائی کے خیال سے آپ تامل فرما رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو اس رسم جاہلیت کو مٹانا مقصود تھا اس لئے آیت نازل ہوئی۔

وتخفی فی نفسك ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشاه	تم اپنے دل کی گہرائیوں میں وہ بات چھپائے ہوئے ہو جسے اللہ تعالیٰ خود ظاہر کر دینے والا ہے۔ تم لوگوں

سے ڈرتے ہو حالانکہ خدا کو اس کا زیادہ حق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔"

حضور نبی کریمؐ نے خود حضرت زید ہی کو اپنا پیغام لیکر حضرت زینبؓ کے پاس بھیجا۔ جو اس وقت بھی موئی آٹا گوندھ رہی تھیں۔

حضرت زیدؓ نے منہ پھیر کر کہا کہ "میں آپکے لئے حضور نبی کریم کا پیغام لیکر حاضر ہوا ہوں۔" فرمایا "میں استخارہ کئے بغیر کوئی جواب نہیں دے سکتی اور نہ کوئی رائے قائم کر سکتی ہوں۔" اس کے بعد اٹھ کر وضو کر کے فوراً مصلے پر کھڑی ہو گئیں۔

اسی اثناء میں حضور نبی کریم پر وحی نازل ہوئی فلما قضی زید منها وطراً زوجناکها اس کے بعد نکاح ہو گیا۔ یہ نکاح گویا آسمانی نکاح تھا۔ رسول کریم آپکے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔ جب آفتاب بلند ہو لیا تو دعوت ولیمہ ہوئی یہ دعوت اسلامی سادگی کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی۔ صرف روٹی اور سالن کا اہتمام تھا۔ حضرت انسؓ کی والدہ گرامی حضرت ام سلیمؓ نے مالیدہ بنا کے اور ایک بڑے طشت میں رکھ کر بھیجدیا وہ حضورؐ کی خادمہ بھی تھیں جب تمام اشیا فراہم ہو گئیں تو حضرت انس لوگوں کو بلانے کے لئے روانہ کئے گئے۔

دعوت میں تین سو صحابہ کرام نے شرکت کی کھانا اس طرح کھلایا گیا کہ حضورؐ نے دس دس افراد کی جماعتیں بنا دیں ایک ایک جماعت باری باری آتی اور کھانا کھا کر واپس چلی جاتی یہ دعوت ولیمہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس موقعہ پر آیت حجاب بھی نازل ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ دعوت میں جو چند آدمی مدعو تھے کھانا کھانے کے بعد باتوں میں مصروف ہو گئے تھے انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ اس سے حضور سرور کائنات کو تکلیف ہونے لگی۔ حضرت زینبؓ

دیر تک بیٹھے رہے ، حضور کو ان کا بیٹھنا ناگوار ہوا مگر مروت سے منع نہ کر سکے خاموش رہے بار بار اندر جانے اور باہر آتے تھے مگر ان کی باتیں ہی ختم ہونے پر نہ آتی تھیں۔

اسی مکان میں حضرت زینبؓ تشریف فرما تھیں اور ان کی طرف پشت اور دیوار کی طرف منہ کئے بیٹھی تھیں اور وہ بھی تکلیف محسوس کر رہی تھیں۔ جو حساس اور ہوشمند بزرگ تھے وہ حضورؐ کے بار بار اندر جانے اور باہر آنے سے سمجھ گئے اور اٹھکر چلے گئے۔ اس وقت انسؓ تھے اور رسول کریمؐ کو جاکر ان کے اٹھکر چلے جانیکی اطلاع کی جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے باہر جو تشریف لائے تو اسی وقت وحی نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الخ	اے ایمان والو نبی کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو۔

اس کے فوراً بعد ہی حضور نبی کریمؐ نے دروازہ پر پردہ لٹکادیا اور لوگوں کے اندر جانیکی ممانعت ہوگئی۔ یہ واقعہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا تھا۔

ازواج مطہرات کی نمائندگی

یہ حضرت زینبؓ ہی تھیں جن کے نکاح سے جاہلیت کی یہ قدیم رسم معدوم ہوکر مٹ گئی کہ متبنیٰ اور اصلی بیٹا دونوں ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ آزاد و غلام کی تمیز بھی اٹھ گئی۔ پردہ کا حکم صادر ہوا نکاح کے لئے وحی آئی ولیمہ میں تکلف سے کام لیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت زینبؓ نے اس نکاح پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میرا نکاح اپنی نوعیت میں عجیب ہے۔

ازواج مطہرات میں جو بی بیاں حضرت عائشہؓ سے ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں آپ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں خود حضرت عائشہ کا یہ قول موجود ہے کہ ازواج میں سے رسول اللہ کی نگاہ میں وہی عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اس کا حق ہی تھا۔ آپ حسن وجمال میں بھی ممتاز تھیں اور اکثر روایات مظہر ہیں کہ آپ خوبصورتی کے لحاظ سے تمام ازواج پر فوقیت رکھتی تھیں۔ نسبی اعتبار سے حضورؐ نبی کریم کی پھوپھی زاد بہن اور عبدالمطلب کی نواسی تھیں رسول اللہ کو بھی آپ کی خاطرداری منظور رہتی تھی ازواج مطہرات بھی آپ کے اس شرف و مرتبہ کو سمجھتی اور اس سے کام لینے کی بھی سعی کرتی تھیں جب چند ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہؓ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ ناکام واپس لوٹی ہیں تو پھر یہ خدمت آپ ہی کے سپرد کی گئی تھی اور آپ ہی بارگاہ رسالت میں نمائندہ بنا کر بھیجی گئی تھیں۔ قصہ یہ تھا کہ تمام ازواج مطہرات کو حضرت عائشہؓ کے اختصاص پر رشک تھا۔ اس بنا پر انہوں نے متفقہ طور سے حضور نبی کریمؐ پر یہ واضح کرنیکی سعی کی تھی کہ انھیں جو درجہ عطا ہوچکا ہے وہ اس کی مستحق نہیں حضرت زینبؓ رسول اللہ کے حضور میں پیش ہوئیں بڑی دلیری و سلیقہ کے ساتھ پیغام پہنچایا اور زور شور کے ساتھ ثابت کیا کہ حضرت عائشہ اس رتبہ کی ہرگز مستحق نہیں ہیں جو انھیں عطا ہوا ہے یہ بھی بہت دلچسپ تماشا تھا۔

حضرت عائشہؓ سامنے ہی خاموش بیٹھی تھیں اور بار بار حضور نبی کریم کے چہرہ کو دیکھتی جاتی تھیں۔ اس لئے کہ اس مرتبہ مقابلہ پر وہ خاتون تھیں جو کسی اعتبار سے بھی اُن سے فروتر نہ تھیں۔ پھر حضرت زینبؓ کی تقریر بھی بہت مدلل اور پرزور و موثر تھی۔

حضرت عائشہ کی جوابی تقریر

جب حضرت زینبؓ اپنی تقریر ختم کر چکیں تو حضرت عائشہ نے جواب دینے کی اجازت چاہی جو فوراً مل گئی۔ ہم واضح کر چکے ہیں کہ حضرت عائشہؓ گو سب سے کم عمر اور چھوٹی تھیں مگر علم و فضل میں ان کا وہ پایہ تھا کہ بڑے بڑے صحابہ بھی ان کا لوہا مانتے تھے خطابت اور فن تقریر میں بھی اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں۔ کھڑے ہوتے ہی وہ دلائل پیش کئے کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہوکر رہ گئیں یہ تقریر اتنی اعلیٰ تقریر تھی کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی داد دی اور فرمایا کہ "کیوں نہیں آخر ہے تو ابوبکر ہی کی بیٹی" مطلب یہ تھا کہ جس طرح حضرت ابوبکرؓ تمام صحابہ کرامؓ پر ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی بیٹی بھی تمام ازواج مطہرات میں ممتاز و لائق ہے۔

حضرت زینبؓ کی وفات

حضور نبی کریمؐ فرما چکے تھے اور ازواج مطہرات سے کہہ چکے تھے کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملیگی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا یہ ایک استعارہ تھا جس سے فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔ اس وقت تو ازواج مطہراتؓ اس استعارہ کو نہ سمجھ سکی تھیں۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہوا تو سب کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد فیاضی تھا چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آپ نے پہلے ہی سے اپنے قبر کا بھی بندوبست کر لیا تھا اسی میں دفن کی گئیں حضرات اسامہ محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے آپ کو قبر میں اتارا۔ حضرت فاروق اعظم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت سن شریف ۵۳ سال کی تھی ۲۰ھ میں انتقال ہوا۔

جب آپ کی شادی حضور نبی کریم سے ہوئی ہے اس وقت آپکی عمر ۳۵ سال کی تھی مال متروکہ میں آپ نے ایک مکان چھوڑا جسے

ولید بن عبد الملک نے اپنے عہد حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دیا۔ قد و قامت کوتاہ تھا اس کے باوجود بہت خوبصورت و حسین اور موزوں اندام تھیں، اور اس خصوص میں امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔

حضرت زینبؓ کی صاف دلی

تعلیم یافتہ تھیں مگر بربنائے احتیاط روایت کم کرتی تھیں۔ کتب احادیث میں آپ سے صرف ۱۱ احادیث منقول ہیں۔ راویوں میں حضرت ام حبیبہؓ، زینب بنت ابو سلمہؓ، محمد بن عبد اللہ بن جحشؓ، کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔ ازواج میں باہمی شکر رنجیاں بھی ہو جاتی تھیں مگر دل صاف تھے حضرت عائشہؓ صدیقہ کہنے کو ہمسر تھیں مگر دیکھئے وہی آپ کے متعلق کیا فرماتی ہیں۔

"میں نے کوئی عورت حضرت زینبؓ سے زیادہ دیندار زیادہ پرہیزگار زیادہ راست گفتار زیادہ فیاض سخی مخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط ذرا مزاج میں تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی اور شرمندہ بھی ہو جاتی تھیں۔"

اسی طرح جب واقعہ افک پیش آیا ہے تو اس سے بہتر موقعہ حضرت عائشہؓ کو گرانے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا کہ وہ آپ کی ہمسر تھیں مگر جب آپ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا:-

"حاشا یہ ایک بہتان عظیم ہے" حضرت عائشہؓ پر اس کا یہ اثر تھا کہ عمر بھر ممنون رہیں۔ یہ آپ کی صاف دلی اور ایمانداری کی ایک نمایاں مثال ہے کہ ایک نازک موقعہ پر آپ نے اپنی حریف کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا۔

سبق آموز غیرت و فیاضی

یہاں یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت عائشہؓ پر جو اتہام لگایا گیا تھا اس میں آپ کی بہن حمنہ بھی شریک تھیں اس کے باوجود جب آپ کی اخلاقی حالت کے متعلق رسول کریمؐ نے آپ سے دریافت کیا تو جواب ما علمت الا خیرا کے سوا اور کچھ نہ تھا یعنی مجھے تو عائشہؓ کی بھلائی اور نیکی کے سوا اور کوئی علم نہیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ کانت زینب صالحۃ صوامۃ قوامۃ یعنی حضرت زینبؓ نیکو کار روزہ دار اور نماز گذار بیوی تھیں۔

عبادت کرتی تھیں اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریمؐ مہاجرین کرام میں کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ درمیان میں بول اٹھیں حضرت فاروق اعظمؓ نے تنبیہ کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا جیسا کہ صاحب اصابہ نے لکھا ہے کہ "ان سے درگذر کرو کیونکہ یہ "اواہ" یعنی نہایت خاشع و متضرع ہیں"

پھر آپ کی طبیعت میں قناعت کا عنصر بہت زیادہ تھا۔ قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ نہایت فیاض تھیں اور بذل و سخا میں خاص لطف محسوس کرتی تھیں اس سے زیادہ آپ کی فیاضی و سیر چشمی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود نبی کریمؐ کو اس کا اعتراف تھا۔ اور استعارۃً آپ کو "لمبے ہاتھ والی" فرمایا تھا۔ خود حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا ہے تو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہو گئی۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ کے انتقال کی خبر نے غرباء و مفلوک افراد کے حلقوں میں ایک شور ماتم برپا تھا اور وہ سخت پریشان و محزون نظر آتے تھے۔

قرن اول کا زمانہ تھا مسلمان بڑھ چڑھ کر خیرات و مبرات میں حصہ لیتے تھے۔ مدینہ منورہ مخیر اصحاب سے بٹا پڑا تھا۔ پھر بھی حضرت زینبؓ کی وفات پر خصوصیت کے ساتھ اتنے اضطراب و حزن کا اظہار بتا رہا ہے کہ بذل و سخا میں آپ کا پایہ کتنا بلند تھا اور آپ درد مندوں اور غمزدوں کے ساتھ کس درجہ محبت و شفقت کرتی ہوں گی۔ پھر اپنی معاش اپنے دست و بازو سے پیدا کرتی تھیں اور اسے راہ خدا میں لٹاتی تھیں۔ عہد فاروقی میں دس ہزار وظیفہ بھی مقرر ہو گیا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کا سالانہ وظیفہ آیا تو آپ نے اس پر کپڑا ڈلوا کر برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کرو۔ برزہ نے کہا کہ آخر ہمارا بھی کوئی حق ہے؟ فرمایا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے۔ پچاس درہم نکلے۔ جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ بار الہا اس سال کے بعد میں عمرؓ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں۔ دعا قبول ہو گئی۔ بات یہ تھی کہ اپنے دست و بازو سے پیدا کرتی تھیں کسی دوسرے کا احسان گوارا نہ تھا۔ چونکہ حکم ہے جو چیز بلا مانگے ملے وہ عطیہ الٰہی ہوتی ہے۔ اس سے انکار درست نہیں اس لئے لے لیتی تھیں اور اسی وقت تقسیم کر دیتی تھیں۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام کا بچہ بچہ فیاضی و سیر چشمی میں ممتاز تھا مقابلے بھی ہوتے تھے تو امور خیر میں ایک یہ زمانہ ہے کہ جو کچھ خرچ بھی کیا جاتا ہے وہ محض نام و نمود کے لئے جس سے حقیقی مستحقین اور غرباء اور ضرورتمندوں کو شاذ ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ ازمنہ سابقہ میں خرچ کیا جاتا تھا تو اللہ کے لئے اور اس کا فائدہ ضرورتمندوں ہی کو پہنچتا تھا۔ لیکن آج خرچ کیا جاتا ہے نفس کے لئے، بندوں کے لئے اور اس کا فائدہ پہنچتا ہے غیر مستحقین کو۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ آمین۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رض

فیاض باپ کی تیز حشم بیٹی

خاندان مخزوم کی چشم و چراغ تھیں ہند نام اور ام سلمہ کنیت تھی ننہالی سلسلہ بنو فراس سے قائم تھا آپ کے والد ابو امیہ مکہ کے مشہور مخیر اور صاحب خیر اصحاب میں تھے کہیں سفر میں جاتے تو تمام قافلہ کی ضروریات اور خورونوش کی کفالت خود ہی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے زاد الراکب کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ انہی کے آغوش تربیت میں آپ نے پرورش پائی اور نہایت ناز و نعم میں پرورش پا کر جوان ہوئیں پہلے آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے رضاعی اور اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہ کے نکاح میں آئیں اور انہی کے ساتھ آغاز اسلام ہی میں ایمان لے آئیں۔

کفار کے ظلم و استبداد سے مجبور ہو کر حبش کو ہجرت کر گئیں۔ کچھ سال کے بعد مکہ واپس چلی آئیں اور پھر مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ وہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں آپ سے پہلے مردوں نے تو ہجرت کی تھی مگر کوئی خاتون ہجرت نہ کر سکی تھی۔

ہجرت نبوی کی عبرت انگیز کیفیت

آپ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کرنا چاہتی تھیں لیکن اپنے قبیلہ والوں کی مزاحمت شدید کے باعث ساتھ نہ جا سکیں۔ ابو سلمہ کو اس مزاحمت پر اتنا غصہ تھا کہ وہ بچہ کو بھی ساتھ لے گئے تھے جو اتفاق سے اس وقت ددھیال میں تھا۔ اس سے آپ کو تکلیف کیا پہنچی رنج اور بے چینی بھی تھی اتنی کہ ناقابل بیان ہے گھبرا گھبرا کر گھر سے نکل کھڑی ہوتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں سات آٹھ روز تک یہی حالت رہی گھر والے برافروختہ اور غضبناک تو تھے ہی آپ کے اس کرب و الم کا کسی کو احساس تک نہ تھا۔ ایک روز آپ کے خاندان ہی کا ایک شخص ادھر سے گذرا۔ اس نے جو آپ کو روتے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا، رحم آیا اور گھر آ کر لوگوں سے کہا:۔

"کیوں غریب پر ظلم کرتے ہو اسے جانے دو اور اس کا بچہ بھی اس کے سپرد کر دو۔" گھر والوں نے آزاد کر دیا۔ آپ نے اپنے بچہ کو گود میں لیا اونٹ پر سوار ہوئیں اور تنہا عازم مدینہ ہوئیں۔

مقام تنعیم میں عثمان بن طلحہ نے جو کلید بردار کعبہ تھے آپ کو تنہا سفر کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کدھر کا قصد ہے، کوئی ساتھ بھی ہے فرمایا مدینہ جا رہی ہوں اور خدا اور اس بچہ کے سوا اور کوئی ساتھ نہیں عثمان اس سے بہت متاثر ہوئے اور کہا یہ نہیں ہو سکتا اور تم تنہا ہرگز نہیں جا سکتیں پھر بڑھ کر اونٹ کی مہار پکڑ لی اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں جب کوئی منزل آتی قیام کا اتفاق ہوتا تو اونٹ کو بٹھا کر خود کسی درخت کے نیچے چلے جاتے۔ آپ اتر پڑتیں روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتے اور کہتے سوار ہو جائیے۔ قطع منازل کرتے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچ گئے جب قبا کی آبادی سامنے آ گئی تو کہا میں واپس جاتا ہوں۔ تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں اور تھوڑی سی دور چل کر تمہیں مل جائیں گے۔

زرقانی میں لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف انسان کبھی نہیں دیکھا جس نے مدینہ منورہ پہنچا بھی دیا اور راستہ بھر پوری شرافت سے کام لیا۔ گویہ رب قدیر کی ایک غیبی امداد کا مظاہرہ تھا۔ پھر بھی نیکی و نیکوکاری کسی خاص شخص کی جاگیر نہیں۔ وحشیوں اور جاہلوں میں بھی بڑے بڑے شریف انسان پیدا ہوتے رہے ہیں اور ایسی ہی نیکیاں خوشنودی رب قدیر کا باعث ہو کر ان کے اسلام اور نجات و فلاح کا سبب بنتی رہی ہیں۔

ابو سلمہ رض کی وفات اور رسول کریم سے عقد حضرت ام سلمہ

تب بھی لوگ ان کا حال پوچھتے تھے آپ کا نام سن کر لوگوں کو یقین نہ آتا تھا کیونکہ اس عہد میں شریف عورتیں اس طرح باہر نکلنے اور تنہا سفر کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتی تھیں۔ آپ خاموش ہو جاتی تھیں چونکہ آپ کے باپ قریش کے نہایت معزز و مشہور شخص تھے اس لئے آپ بھی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں آپ کے شوہر حضرت ابو سلمہ بڑے شہسوار اور دلیر بزرگ تھے۔ بدر و احد دونوں جنگوں میں دلیرانہ شریک ہوئے غزوہ احد میں آپ کے چند گہرے زخم آ گئے تھے جن سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ جمادی الثانی ۴ھ میں زخم پھٹا اور وفات پائی رسول کریم سن کر تشریف لائے تو گھر میں ایک کہرام مچا ہوا تھا۔ آپ کہہ رہی تھیں "ہائے غربت میں کیسی موت ہوئی!" رسول کریم نے فرمایا صبر کرو ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو خدا وندا ان کا بہتر نعم البدل عطا فرما۔

پھر جنازہ کی نماز پڑھائی نو تکبیریں پڑھیں۔ لوگوں نے عرض کی آپ کو سہو تو نہیں ہوا۔ فرمایا یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔ آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں حضور نے خود آنکھیں بند کیں اور مغفرت کی دعا مانگی گئی تھیں۔ عدت گذرنے پر حضرت صدیق اکبر نے پیام دیا۔ انکار کر دیا۔ پھر حضرت فاروق اعظم پہنچے فرمایا مجھے عذر تو نہیں میں بہت غیور عورت ہوں صاحب عیال ہوں میرا سن زیادہ ہے۔ یہ پیام حضور نبی کریم

کا پیغام تھا جنہوں نے تمام زحمتوں کو گوارا کیا۔ اب کیا عذر ہو سکتا تھا آپ نے اپنے صاحبزادہ عمر سے کہا کہ اٹھو اور رسول کریم سے میرا نکاح کردو چنانچہ شوال ۴ھ کی آخری تاریخوں میں عقد ہو گیا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو مجھے وہ حدیث یاد ہوئی جسے وہ مجھ سے بیان کرتے تھے اور اسی کے مطابق میں نے دعا شروع کی۔ جب میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ خداوندا مجھے ابو سلمہ سے بہتر جانشین دے۔ تو دل کہتا تھا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون مل سکتا ہو مگر میں دعا کرتی رہی آخر ابو سلمہ کے جانشین رسول کریم ہوئے رسول کریم نے آپ کو چکی، گھڑا، چمڑے کا تکیہ جسمیں خرمے کی چھال بھری ہوئی تھی عنایت فرمایا یہی سامان دیگر ازواج کو بھی عنایت فرمایا تھا اس کے بعد آپ ابو سلمہؓ کے گھر آئیں اور کاشانہ نبوی میں رہنے لگیں۔

غیرت وحیا

تھیں آپ فطرتاً بہت حیادار اور شرمیلی تھیں جب حضور نبی کریم گھر میں تشریف لاتے تو آپ کی آنکھیں فرط حیا سے نیچی ہو جاتیں اور فرط غیرت سے اپنی لڑکی زینبؓ کو گود میں بٹھا لیتیں۔ آپ یہ دیکھکر واپس چلے جاتے حضرت عمار بن یاسر آپ کے رضاعی بھائی تھے انہیں جو اس کا علم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین کر لے گئے۔ لیکن بعد کو یہ بات کم ہوتے ہوتے یکسانیت پیدا ہو گئی۔

حضرت عائشہؓ سے جو اس عقد کا ذکر ہوا تو انھیں اس کا بہت غم ہوا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ سے بہت محبت تھی اور آپ کو قدرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات دو جماعتوں میں منقسم تھیں ایک جماعت حضرات عائشہؓ حفصہؓ صفیہؓ اور سودہؓ پر مشتمل تھی اور دوسری جماعت میں حضرت ام سلمہؓ اور دوسری ازواج تھیں۔ چونکہ سب کو علم تھا کہ حضور نبی کریم کو حضرت عائشہؓ سے بے حد محبت تھی اس لئے انہی کی باری کے دن ہدیے بھیجا کرتے تھے ایک روز ام سلمہ کی جماعت نے آپ سے کہا کہ عائشہ کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کی خواہاں ہیں اس لئے لوگوں کو اسی مکان میں ہدایا بھیجنے چاہئیں۔ جس میں حضور تشریف فرما ہوں۔ آپ نے حضور نبی کریم سے شکایت کی دو مرتبہ تو آپ نے شکایت سنکر کوئی جواب نہ دیا۔

تیسری مرتبہ فرمایا:۔ "ام سلمہ! عائشہؓ کے معاملہ میں مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ ان کے سوا کوئی ایک بیوی بھی ایسی نہیں جسکے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو یہ سنتے ہی آپ نے عرض کی اتوب الی اللہ عزوجل من اذاک یا رسول اللہ! رسول اللہ میں

آپ کے اذیت پہنچانے اور تکلیف دینے سے پناہ مانگتی ہوں اس کے بعد بالکل خاموش رہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کی وفات واولاد

جب حضور نبی کریم آپ کے گھر میں شب باش ہوتے تو آپ پہلے سے اپنا بچھونا جانماز کے سامنے بچھاتیں حضور نبی کریم وہیں سویا کرتے اور نماز پڑھا کرتے۔ آپ حضور نبی کریم کے آرام وراحت کا بہت خیال رکھتی تھیں آپ نے اپنے ... کو اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ جب تک رسول کریم زندہ ہیں ان کی خدمت تم پر لازمی ہو گی۔ ۶۳ھ میں جبکہ واقعہ حرہ پیش آیا ہے آپ نے ۸۴ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی آپ نے مرنے سے پیشتر وصیت کی تھی کہ ابو سفیان کا پوتا، ولید بن عتبہ گورنر مدینہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔

وہ انتقال کی خبر سنکر جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھیجدیا۔ رسول کریم سے آپ کے کوئی اولاد نہ تھی پہلے شوہر سے آپ کے ضرور چند بچے تھے۔ سلمہ جن کا نکاح حضرت حمزہ کی صاحبزادی امامہ سے ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی والدہ گرامی کا نکاح حضور نبی کریم کے ساتھ کیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں فارس وبحرین کے حاکم تھے۔ ان کے علاوہ دو صاحبزادیاں تھیں جن کے اسمائے گرامی درہ اور زینب تھے۔

اصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے بال گھنے تھے اور نہایت خوبصورت وحسین تھیں۔ ساتھ ہی آپ کی اطاعت وفرمانبرداری میں بھی سرگرم رہتی تھیں۔

اصابت رائے کا شاندار مظاہرہ

غزوہ خندق میں آپ رسول کریمؐ سے اس قدر قریب تھیں کہ حضور نبی کریم کی آواز بخوبی سن سکتی تھیں فرماتی ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ جب سینہ مبارک غبار میں اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے اور اشعار پڑھ رہے کہ دفعتہ عمار بن یاسر پر نظر پڑی اور دیکھتے ہی فرمایا۔ "ہائے ابن سمیہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ محاصرہ بنو قریظہ میں ابو لبابہ ایک راز افشا کرنے کے جرم میں دفور ندامت سے آکر خود مسجد کے ستون سے بندھ گئے تھے چند روز کے بعد ایک صبح کو حضور مسکراتے ہوئے اٹھے۔ بولیں خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے اس وقت ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟

فرمایا ابو لبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ حضورؐ کی اجازت سے آپ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر مژدہ سنایا۔ آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی۔ اس سے پیشتر

ازواج مطہرات بعض دور کے رشتہ داروں کے سامنے آیا کرتی تھیں اب خاص اعزا کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ صلح حدیبیہ میں حضور کے ساتھ تھیں۔ قربانی کے حکم پر لوگ شدید دلشکنی کے باعث سر جھکائے رہے اور تین بار فرمانے پر بھی جب کوئی نہ اٹھا کہ انہیں کفار کی سخت شرائط تسلیم کر لینے اور ابوجندل کے واپس کر دینے کا صدمہ تھا۔ آپ گھر میں گئے اور ام سلمہ سے شکایت کی آپ نے مشورہ دیا کہ حضور کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور بال منڈائیں۔ ایسا ہی کیا گیا جس سے لوگوں کو حضورؐ کے عزم بالجزم کا یقین ہو گیا تو خود سب نے قربانیاں کیں۔ اور تمام مسلمان ٹوٹ پڑے۔

اس سے آپ کی مہارت علم النفس پر روشنی پڑتی ہے حضرت امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ "صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کر سکتی" غزوۂ خیبر میں بھی شریک تھیں۔ مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی ہے تو کڑکڑاہٹ کی آواز تک آپ کے کانوں میں آئی تھی۔

۹ھ میں جب ایلا کا واقعہ پیش آیا اور حضرت فاروق اعظم نے حفصہؓ کو تنبیہ کی تو اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی آئے کہ عزیز ہوتی تھیں، آپ نے فرمایا کہ "عمر! تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے ہو یہاں تک کہ اب رسول اللہ کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔"

چونکہ جواب نہایت خشک تھا خاموش ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی۔ صبح کو آنحضرت کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا ... ... اور ساتھ ہی ام سلمہ کا قول نقل کیا ہے تو حضور مسکرائے۔ حجۃ الوداع میں بھی حضورؐ کے ساتھ تھیں۔

شہادت حسینؓ کے متعلق

۱۱ھ میں حضور نبی کریم علیل ہوئے ہیں تو آپ برابر تاکتے جایا کرتی تھیں۔ ایک روز طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو آپ ضبط غم نہ کر سکیں اور چیخ اٹھیں رسول کریمؐ نے اشارہ سے منع کر دیا کہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ حضورؐ نے دوا پینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اور ام حبیبہؓ نے زبردستی منہ کھول کر پلا دی کہ حضور پر غشی طاری تھی وفات سے پیشتر حضرت فاطمہ زہرا کے کان میں حضورؐ نے ایک بات کہی حضرت عائشہ تو مبتلا ہو پوچھنے لگیں لیکن آپ نے توقف کیا اور وفات کے بعد پوچھا۔ ۶۱ھ میں عین اس وقت جبکہ فوج شامی کی تیغ و سنان پیکر قدسی حضرت امام حسینؓ کے ساتھ گستاخیاں کر رہی تھی آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم تشریف لائے ہیں نہایت پریشان ہیں۔ سر و ریش مبارک غبار آلود ہیں پوچھا یا رسول اللہ! یہ حال کیا ہے؟ ارشاد ہوا "حسینؓ کے مقتل سے واپس آ رہا ہوں" خواب سے بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان مبارک سے یہ نکلا۔ "اہل عراق نے حسین کو قتل کیا خدا انھیں قتل کرے۔ انہوں نے حسینؓ کو ذلیل کیا۔ خدا ان پر لعنت کرے۔"

۶۳ھ میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ معظمہ گیا۔ جہاں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پناہ گزین تھے۔ حضور نبی کریم نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا ذکر کیا تھا۔ کچھ شبہ ہوا تو انہوں نے حضرت ام سلمہ سے دریافت کیا۔ بولیں حضور نبی کریمؐ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک شخص مکہ معظمہ میں پناہ لیگا۔ اس کے مقابلہ پر جو لشکر آئیگا بیابان میں دھنس جائے گا" ام سلمہ نے پوچھا جو لوگ جبراً شامل کئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں! لیکن قیامت میں اپنی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے۔" حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مخبر صادق تھے اور اپنی زندگی ہی میں محرم راز صحابہ کرام کو تمام آئندہ حوادث و واقعات سے آگاہ فرما گئے تھے۔

علمی عظمت و بلند پایگی

یوں تو علمی حیثیت سے تمام ازواج مطہرات بلند مرتبہ رکھتی تھیں تاہم حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا پایہ سب سے بلند تھا جیسا کہ محمود بن لبید نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا مروان بن حکم مدینہ منورہ کا گورنر تھا اور علانیہ کہا کرتا تھا کہ:- "آنحضرت کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس دریائے علم تھے مگر پھر بھی آپ کے فیض سے مستغنی نہ تھے تابعین کرامؒ کا بھی ایک بڑا گروہ آپ کے آستانۂ فیض پر سر جھکاتا تھا تلاوت قرآن کا بہت شوق تھا پڑھتی تھیں اور بالکل رسول اللہ کے طرز پر پڑھتی تھیں حدیث میں حضرت عائشہؓ کے سوا کوئی آپ کا حریف نہ تھا۔ آپ سے ۳۷۸ احادیث مروی ہیں۔ محدثین کے تیسرے طبقہ میں شمار ہوتی ہیں حدیث سننے کا بہت شوق تھا کسی حال میں ہوں فوراً اٹھ کھڑی ہوتی تھیں ایک روز مشاطہ بال گوندھ رہی تھی کہ رسول اللہ کے خطبہ آغاز فرمانے کی آواز کان میں پڑی۔ اسی حالت میں اٹھ کھڑی ہوئیں اور پورا خطبہ سنا اجتہاد کا بھی ملکہ رکھتی تھیں صاحب اصابہ نے آپ کو "کامل العقل و صائب الرائے" لکھا ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ "اگر ان کے فتاوی جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ

مرتبہ ایک طلائی ہار پہنا جسے رسول اللہ کے اعتراض پر اتار ڈالا پہلے شوہر کی اولاد کو نہایت محبت و شفقت کے ساتھ پرورش کیا ہر مہینہ میں تین روز دوشنبہ۔ جمعرات اور جمعہ کے روزے ضرور رکھتی تھیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں۔ اوقات نماز میں بعض امراء نے تغیر تبدل کیا اور مستحب اوقات چھوڑ دیئے آپ نے تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ رسول کریمؐ کے ہونٹ مبارک تبرکاً رکھ چھوڑے تھے جن کی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں۔ آنحضرتؐ کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ آپ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ آپ ممبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات یعنی مسلمان مرد اور عورتوں کے لئے خدا نے مغفرۃ اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

تیار ہو سکتا ہے۔ آپ کے فتاوی کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ تھی کہ عموماً متفق علیہ ہوتے تھے جن سے آپ کی دقیقہ رسی و نکتہ سنجی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا خیال تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھکر کرنا چاہئیے۔ ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک شخص نے حضرات عائشہؓ و ام سلمہؓ سے جاکر پوچھا۔ فرمایا خود آنحضرت صلعم جنابت کی حالت میں صائم رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا چہرہ کا رنگ یہ سنتے ہی فق ہوگیا۔ رجوع کیا اور کہا میں کیا کروں۔ فضل بن عباسؓ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ ازواج رسول کا علم زیادہ ہوگا۔

تلامذہ کرام

عبد الرحمٰن بن ابوبکرؓ اسامہ بن زیدؓ ہند بنت الحارث الفراسیہؓ صفیہؓ بنت شیبہ عمرؓ زینب بنت حضرت ام سلمہ۔ مصعب بن عبد اللہ بن رافع۔ نافع شعبہ پسر شعبہ۔ ابوبکر خیرہ والدہ حضرت حسن بصری۔ سلیمان بن یسار۔ ابوعثمان النہدی۔ حمید۔ ابوسلمہ۔ سعید بن مسیب۔ ابو وائل صفیہ بنت محصن منصبی۔ عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام۔ عکرمہ۔ ابوبکر بن عبد الرحمٰن عثمان بن عبد اللہ بن موہب عروہ بن زبیرؓ کریب مولی ابن عباس قبیصہ بن ذویب۔ نافع بن مولی۔ ابن عمر نبہان۔ اور لیلےٰ بن مملک وہ بزرگ ہیں جنہوں نے براہ راست حضرت ام سلمہؓ سے حدیث پڑھی اور فیض حاصل کیا۔

ان کے علاوہ علم اسرار میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا جس کے ماہر خصوصی حضرت حذیفہ سمجھے جاتے تھے۔ غرض علوم میں حضرت عائشہؓ کے بعد آپ ہی کا درجہ تھا۔

اخلاقی پاکیزگی

اخلاقی اعتبار سے بھی آپ کا معیار فضیلت بہت بلند تھا۔ اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں۔ فیاض تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف مائل کرتی رہتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کی اماں میرے پاس مال بہت جمع ہوگیا ہے اور اب بربادی کا خوف ہے فرمایا بیٹا اسے خرچ کردو آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں جو مجھے میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے۔

ایک مرتبہ چند فقرا جن میں عورتیں بھی تھیں اور بہ منت سلام کیا ام الحسین نے انھیں ڈانٹا۔ فرمایا ہمیں اس کا حکم نہیں ہے اس کے بعد کنیز سے کہا انھیں کچھ دیکر رخصت کردو۔ کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوارا ہی ان کے ہاتھ پر رکھ دو بہت خلیق اور ذی مروت بھی تھیں۔

عبادت و اتقا

آپ کی زندگی بہت زاہدانہ زندگی تھی ایک

ام المومنین حضرت جویریہ رضؓ

رسول کریمؐ سے عقد خاندان مصطلق کی چشم و چراغ تھیں اور حارث بن ضرار آپ کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان سے ہوا تھا جو آپ کے باپ ہی کی طرح سخت دشمن اسلام تھا قریش ہی کے اشارہ پر حارث نے خود ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آنحضرتؐ خبر کی تصدیق کر کے خود اس کے مقابلہ کو بڑھے اور ۹ منازل طے کر کے مریسیع میں قیام گزیں ہوئے حارث کی جمعیت خوفزدہ ہو کر منتشر ہو گئی اور حارث کو بھی بھاگنا پڑا۔ البتہ مریسیع والوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی بہت سے بھاگ گئے اور بہت سے قتل و گرفتار ہوئے گرفتار شدگان کی تعداد تقریباً ۶۰۰ تھی۔ غنیمت دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔ انہی گرفتار شدوں میں جویریہ بھی تھیں۔ آپ حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھیں مکاتبت کر لی اور قرار پایا کہ نو اوقیہ سونا دیکر آزاد ہو جائیں۔ پاس روپیہ نہ تھا چندہ مانگنا شروع کیا۔ اسی سلسلہ میں آنحضرتؐ کے پاس بھی آئیں۔

یہ ابن اسحاق کی روایت ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ حارث رئیس عرب تھا اس نے رسول کریمؐ کے پاس آکر عرض کی کہ میری شان سے بعید ہے کہ میری لڑکی کنیز بنے آپ اسے آزاد کر دیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا میں جویریہ کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔ باپ نے جاکر کہا کہ محمدؐ نے تیری مرضی پر منحصر رکھا ہے دیکھو اب مجھے رسوا نہ کرنا۔ لیکن آپ نے صاف الفاظ میں کہا کہ میں تو رسول کریمؐ کی خدمت میں رہنا چاہتی ہوں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حارث نے بیٹی کا زر فدیہ ادا کیا اور اس کے بعد نکاح ہو گیا۔ اس نکاح کے ساتھ ہی قبیلہ کے تمام اسیر رہا کر دیئے گئے کیونکہ انہوں نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ نے شادی کر لی وہ غلام نہیں رہ سکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہ سے بڑھکر کسی عورت کو بھی اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا کہ آپ کے سبب بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے آپکا اصلی نام برہ تھا رسول اللہؐ نے بدلکر جویریہ کر دیا کہ برہ میں بدفالی تھی۔

اخلاق و عبادات ۵۰ھ میں وفات پائی وفات کے وقت سن ۶۵ سال کا تھا مروان نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں دفن ہوئیں بہت خوبصورت اور نمکین اندام تھیں۔ چند احادیث کی بھی راوی ہیں۔ بہت عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کی حضورؐ کو بہت محبت تھی

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضؓ

اسلام اور ہجرت کنیت تو ام حبیبہ تھی نام رملہ تھا والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا جو حضرت عثمان غنیؓ کی پھوپھی تھیں اس طرح آپ اُن کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حرب بن امیہ کے حلیف عبید اللہ بن جحش سے پہلا نکاح ہوا تھا۔ بعثت نبوی سے سترہ سال پیشتر پیدا ہوئی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام لائیں اور حبش کو ہجرت کی جہاں عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا لیکن آپ برابر اسلام پر قائم رہیں اور شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی عبید اللہ عیسائی کیا ہوا کہ تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو گیا۔ مے نوشی شروع کر دی۔ اسی مدہوشی کی حالت میں گرا اور مر گیا۔

رسول کریمؐ سے عقد عدت کے دن ختم ہوتے ہی حضور نبی کریمؐ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی فرمانروائے حبش کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ ام حبیبہؓ کے ساتھ آپ کے نکاح کی تکمیل کر دے۔ چنانچہ نجاشی نے حبش کے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھا دیا اور حضور کی طرف سے چار سو دینار مہر بھی ادا کر دیا اور پھر آپ کو جہاز میں بٹھایا مدینہ منورہ کے قریب کی بندرگاہ میں اس وقت اتریں جبکہ حضورؐ خیبر میں تشریف رکھتے تھے نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۶ سال کی تھی۔ یہ نکاح ۶ھ یا ۷ھ میں ہوا۔

وفات اولاد اور حلیہ حضرت ام حبیبہؓ نے امیر معاویہؓ کے عہد میں ۴۴ھ میں انتقال فرمایا اور مدینہ منورہ ہی میں دفن ہوئیں۔ عمر ۷۳ سال کی تھی۔ قبر کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مکان میں تھی۔ وفات کے وقت آپ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو پاس بلایا کہ واقعی میرے اور آپ کے درمیان سوکنوں جیسے تعلقات رہے اور انہوں نے خوشگوار صورت اختیار نہ کی۔ چونکہ آپ نے اسی طرز پسند کیا تھا اس لئے میں نے بھی پسند کیا۔ حضرت عائشہؓ بہت متاثر ہوئیں اور دعائے مغفرت کی۔ اس پر بولیں آپ نے مجھے خوش کیا خدائے قدوس آپ کو خوش کرے۔ صرف پہلے شوہر سے دو بچے ہوئے۔ عبد اللہ و حبیبہؓ موخر الذکر کی تربیت آغوش نبوت میں ہوئی اور قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم عروہ بن مسعود کے ساتھ بیاہی گئیں۔

صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ حسن و جمال میں ممتاز اور نہایت حسین خاتون تھیں اتنی کہ آپ ابو سفیان کو اس پر ناز تھا۔

علم و فضل اور اخلاق و عادات مرتضیٰ میں بھی ...

دستگاہ حاصل تھی۔ (۷۶) روایات آپ سے منقول ہیں۔

اخلاقی رتبہ بہت بلند تھا اتنا کہ فتح مکہ سے پیشتر جب آپکے باپ بحالت کفر حضور نبی کریمؐ کے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں اور آپ سے ملنے کے لئے آپ کے گھر گئے ہیں تو برابر ہی حضور نبی کریمؐ کا بستر بچھا ہوا تھا انہوں نے اس پر بیٹھنا چاہا آپ نے سرعت کیساتھ اُٹھاکر اسے الٹ دیا۔ آخر باپ تھے اور رئیس اعظم قریش بہت برہم ہوئے کہ تجھے بستر باپ سے زیادہ عزیز ہے۔ بولیں خوب اکیا میں ایک مشرک کی نجاست سے حضور نبی کریمؐ کے بستر کو آلودہ ہونے دوں۔ ابوسفیان بولے مجھ سے دور رہکر بہت بگڑ گئی احادیث کے اوپر شدت کیساتھ عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتی رہتی تھیں باپ کا انتقال ہوا تو خوشبو منگاکر رخساروں پر ملی اور فرمایا رسول اللہ کا حکم ہے کہ کسی کا سوگ تین روز سے زیادہ نہ کرنا چاہئیے البتہ چار ماہ دس دن شوہر کا سوگ ہو سکتا ہے۔

بارہ رکعت نماز نفل روزانہ پڑھتی رہتی تھیں آپ فطرتاً بہت نیک مزاج واقع ہوئی تھیں۔ ایک روز بولیں کہ حضور! میری بہن سے عقد کر لیجئے فرمایا کیا۔ "تم اسے گوارا کر لوگی" بولیں اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔ میں اور کسی بہن کو بھلائی کی حالت میں دیکھنے سے مانع نہیں ہو سکتی مزاج بھی نرم تھا۔ غصہ جلد نہ آتا تھا۔ کسی کی بدخواہ نہ تھیں ہر شخص کی بھلائی اور خیر خواہی میں سرگرم رہتی تھیں۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ

نسب و نکاح قبیلہ قریش کی چشم و چراغ تھیں نانہال گرامی ہند قبیلہ حمیر سے تھیں پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں اُن سے علیحدگی کے بعد ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے بیاہ ہوا جنہوں نے ۷ھ میں انتقال ہوا اسی سنہ میں بحالت احرام حضرت میمونہؓ سے حضور نبی کریمؐ کا عقد ہوا۔ مدینہ منورہ سے دس میل کی طرف مقام سرف میں رسم عروسی ادا ہوئی۔ یہ حضور نبی کریمؐ کا آخری نکاح تھا اور آپ سب سے آخری بیوی تھیں سرف ہی میں نکاح ہوا اور سرف ہی میں وفات ہوئی۔ ۵۱ھ میں انتقال ہوا حضرت ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

علم و اخلاق ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ فقہ میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ رسول کریمؐ کی بہت مطیع و فرمانبردار تھیں۔ علمی لیاقت اچھی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت میمونہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتی تھیں اور صلہ رحمی کرتی رہتی تھیں"۔ احکام نبوی کی تعمیل میں سرگرم رہتی تھیں اور ہر وقت اس کا خیال رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ کی کنیز حضرت ابن عباسؓ کے گھر گئی دیکھا کہ میاں بیوی دونوں کے بستر دور دور بچھے ہوئے ہیں خیال کیا کہ شاید دونوں میں کچھ رنجش ہوگئی ہے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی عادت ہے کہ ایام نسوانی کے زمانہ میں وہ اپنا بستر علیحدہ کر لیتے ہیں کنیز نے آپ سے آکر یہ عرض کیا تو فرمایا کہ ابن عباسؓ سے جاکر کہو کہ تمہیں رسول کریمؐ کے طریقہ عمل سے اس قدر اعراض کیوں ہے کیونکہ حضور کا یہ طریقہ عمل تھا وہ تو برابر اس حالت میں بستروں پر آرام فرماتے تھے۔

نیک مزاجی و نیکوکاری ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی کہ اس مرض سے شفا ہونے پر بیت المقدس جاکر نماز پڑھونگی اللہ کے فضل سے وہ اچھی ہوگئی اور اپنی منت کے مطابق سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رخصت ہونے اور بیت المقدس جانیکے لئے آپکے پاس آئی آپنے فرمایا تمہیں کہیں جانیکی ضرورت نہیں تم مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھ لو کیونکہ اس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت ہزار گنا زیادہ ہے۔ غلام بھی برابر آزاد کرتی رہتی تھیں ایک دفعہ ایک کنیز کو آزاد کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہیں اس میں بڑا ثواب ملا۔ کبھی کبھی آپ کو قرض لینے کی بھی ضرورت پڑتی تھی اور قرض بھی لے لیتی تھیں بہت متقی اور عبادت گذار بھی تھیں۔ پوری زندگی زہد و عبادت میں گذاری۔ اللہ کی راہ پر بھی خرچ کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضؓ

نسبی شرف و افتخار آپ کا اصلی نام زینب تھا۔ چونکہ آپ مال غنیمت کے حصہ کے طور پر حضور نبی کریم کے حصے میں آئی تھیں اور عرب میں مال غنیمت کے ایسے حصے کو جو سردار اور بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ صفیہ کہتے تھے اس لئے آپ بھی اسی نام سے مشہور ہوگئیں گو آپ یہودی النسل تھیں مگر حسب و نسب کے اعتبار سے بہت بلند پایہ خیال کی جاتی تھیں اور باپ ماں دونوں طرف سے آپ کو منصب سعادت حاصل تھا باپ کا نام حی بن اخطب تھا قبیلہ بنو نظیر کا سردار تھا اور حضرت ہارونؑ کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا۔ سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھیں۔ قریظہ و نضیر دونوں خاندان یہود میں بہت ممتاز خاندان سمجھے جاتے تھے۔ بنو اسرائیل کے تمام خاندانوں میں انھیں امتیازی حیثیت حاصل تھی اور سب کو اس کا اعتراف بھی تھا۔

حضور نبی کریمؐ سے عقد آپ کی پہلی شادی سلام بن مشکم القرظی کے ساتھ ہوئی تھی جب سلام نے آپ کو طلاق دیدی تو کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا، غزوہ خیبر میں کنانہ کھیت رہا۔ آپ کے باپ بھائی شوہر تینوں قتل ہوئے اور خود گرفتار ہوئیں جب تمام قیدی فتح کے بعد جمع کئے گئے تو حضرت دحیہ کلبیؓ نے رسول کریم سے ایک کنیز کے لئے درخواست کی حضرت نے اجازت دیدی کہ ان میں سے جسے چاہو انتخاب کرلو۔ انہوں نے حضرت صفیہ کو انتخاب کرلیا۔ لیکن اسی وقت ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں آکر عرض کی کہ حضور نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ دحیہ کو عطا کردی وہ تو آپ کے لئے سزاوار ہے، مقصد یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں جیسا سلوک روا رکھنا نہ چاہیے۔

چنانچہ دحیہ کو دوسری کنیز عطا ہوئی اور صفیہ کو آزاد کرکے حضورؐ نے عقد کرلیا۔ خیبر سے روانہ ہوکر مقام صہبا میں رسم عروسی ادا ہوئی یہیں دعوت ولیمہ ہوئی روانگی کے وقت حضورؐ نے آپ کو اونٹ پر سوار کیا اور عبا سے پردہ کرلیا۔ گویا آپ ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔

حضرت عثمانؓ کی امداد و اعانت سنہ ۱۰ھ میں آپ نے حضور نبی کریم کے ساتھ حج کیا سنہ ۳۵ھ میں مفسدین نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا ہے تو آپ نے ان کی بیحد امداد کی جب مفسدین نے حضرت عثمان پر آب و دانہ بند کردیا اور چاروں طرف پہرہ قائم ہوگیا تو آپ خچر پر سوار ہوئیں اور قصر خلافت کی طرف چلیں اشتر کی نظر پڑی تو اس نے آپ کے خچر کے منہ پر ہاتھ مارے یہ دیکھکر آپ کو بہت افسوس ہوا اور فرمایا مجھے ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں واپس جاتی ہوں تو میرے خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو آپ نے حضرت امام حسنؓ کو مامور کیا وہ آپ کے مکان سے خورد و نوش کا سامان لیجاکر انہیں پہنچاتے رہے۔

حضرت صفیہؓ کی وفات حضرت صفیہؓ نے ساٹھ سال کی عمر پاکر مدینہ منورہ کے اندر سنہ ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں آپ نے ایک لاکھ ترکہ چھوڑا۔ جسمیں سے حسب فرمان نبوی ایک ثلث کی وصیت اپنے بھانجے کے لئے کرگئیں جو یہودی تھا۔ بہت حسین اور پستہ قامت تھیں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے دو شوہروں سے بھی آپ کے یہاں کوئی اولاد تھی یا نہیں۔

علم و فضل دیگر ازواج مطہراتؓ کی طرح آپ بھی مرکز علوم تھیں آپ سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں جن میں حضرت امام زین العابدینؒ۔ اسحٰق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے!

جب حضرت صہیرہ بنت جیفر حج کرکے مدینہ منورہ حضرت صفیہؓ کے پاس آئیں تو اس وقت آپ کے پاس کوفہ کی بہت سی عورتیں آپ کے پاس مختلف مسائل پوچھنے کے لئے وہاں بیٹھی ہوئی تھیں خود صہیرہ بھی اسی مقصد گرامی کے لئے آئی تھیں۔ انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے ایک فتویٰ نبیذ کے متعلق تھا حضرت صفیہؓ نے سنا تو فرمایا اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں غرض بہت فاضل خاتون تھیں۔

اخلاق و عادات دامن اخلاق جواہر درخشاں سے لبریز تھا اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ آپ نہایت عاقلہ تھیں، زرقانی نے بھی آپ کو عاقلہ و فاضلہ و بردبار لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ حلم و تحمل میں تو آپ اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں اور یہ صفت آپ کے باب فضائل کا ایک نہایت جلی عنوان ہے۔ غزوہ خیبر میں جب آپ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہوکر آرہی تھیں تو آپکی بہن کی یہ حالت تھی کہ یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ دیکھکر چیخ اٹھتی تھیں حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کنانہ کی لاش کے قریب ہوکر گذریں تو یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ دل پر اثر نہ ہوا ہوگا۔ لازماً ہوا ہوگا۔ لیکن آپ نے پورے وقار و تحمل سے کام لیا پیکر متانت بنی رہیں جبین تحمل پر ایک بھی شکن نہ تھی۔ یہ معمولی بات نہیں ایسے مواقع پر بڑے بڑے باہمت

مردوں سے بھی دامن ضبط چھوٹ جاتا ہے۔ آپ تو پھر عورت تھیں ایک مرتبہ حضرت حفصہؓ نے آپ کو یہودیہ کہدیا آپ کو جو علم ہوا تو رونے لگیں۔ کہ اب آپ اس نسبت کو اچھے پسند نہ کرتی تھیں۔

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس جاکر آپ کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ ایک دن کہنے لگی کہ صفیہ کے اندر یہودیت کا اثر اب تک باقی ہے اور وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ برابر صلہ رحمی کرتی رہتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کی تصدیق کے لئے آپ کے پاس ایک شخص کو بھیجا۔ اس نے آپ سے آکر سوال جو کیا تو فرمایا۔ "یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں کہ خدا نے ہمیں اس کے بدلے جمعہ کا دن عطا فرمایا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں نہ میرے خویش و اقارب ہیں اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ہے اس کے بعد کنیز کو بلاکر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی بولی ہاں کی تھی مگر کیا کروں شیطان نے مجھے بہکا دیا تھا" اب تحمل و وقار کی کارفرمائی ملاحظہ کیجئے کہ یہی نہیں کہ اسے کوئی تنبیہ نہیں کی خاموش ہوگئیں اور آزاد کر دیا۔

باہمی محبت اور رسول کریمؐ کی دلجوئی

حضور نبی کریمؐ کے ساتھ بھی آپکو نہایت محبت تھی۔ جب حضورؐ علیل ہوتے ہیں تو نہایت حسرت سے بولیں اور کہا کاش آپ کی جگہ میں بیمار ہوجاتی آپ کی بیماری مجھے لگ جاتی۔" دیگر ازواج نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ سنکر آپ کی طرف دیکھنا شروع کیا تو حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ یہ سچ کہہ رہی ہیں اور ان الفاظ میں تکلف و تصنع کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں ہے۔ دل سے نکلی ہوئی بات کا خاصہ ہے کہ دل پر اثر کرتی ہے۔

حضور نبی کریمؐ کو آپکے ساتھ بیحد محبت تھی اور آپ کی دلجوئی کرتے رہتے تھے۔ ایک سفر میں کہ تمام ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں حضرت صفیہؓ کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہوگیا۔ حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے۔ آپنے اُن سے کہا کہ ایک اونٹ صفیہؓ کو دیدو۔ بولیں کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دیدوں۔ اس پر حضور نبی کریمؐ اُن سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو ماہ تک اُن کے پاس نہ گئے

اسی طرح جب ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت صفیہؓ کے قد و قامت کے متعلق چند تعریضی باتیں کیں۔ تو حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم نے یہ ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں بھی چھوڑ دی جائے تو اُسے بھی گدلا کر دے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریمؐ آپ کے گھر پہنچے دیکھا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں۔ حضورؐ کے استفسار پر بولیں کہ عائشہ و زینبؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج سے افضل ہیں کہ ہم زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہن بھی ہیں۔ فرمایا "تم نے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ ہارون میرے باپ موسیٰؑ میرے چچا۔ اور محمد صلعم میرے شوہر ہیں۔ پھر تم مجھ سے افضل کیونکر ہوسکتی ہو" ایک مرتبہ حج کو جارہی تھیں آپ کا اونٹ ایک جگہ بیٹھ گیا بہت پیچھے رہ گئیں۔ حضور نبی کریمؐ ادھر سے گذرے دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ حضورؐ نے بڑھکر ردائے مبارک سے آپ کے آنسو پوچھے۔ حضورؐ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور آپ بے اختیار روتی جاتی تھیں کہ اس محبت سے دل اور بھر آیا تھا۔

فیاضی اور سیر چشمی

حضرت صفیہؓ گو ایک بخیل اور زردوست قوم سے تھیں۔ مگر سردار کی بیٹی تھیں رسول کریمؐ کی زیر تربیت رہی تھیں نہایت فیاض سخی سیر چشم اور ذی مروت واقع ہوئی تھیں جب آپ حرم نبی کرامؐ اور ام المومنین بنکر مدینہ منورہ آئی ہیں تو پہلے ہی فیاضی یہ تھی کہ آپ نے اپنی سونے کی بجلیاں حضرت فاطمہ زہرا اور ازواج مطہرات میں تقسیم کیں اپنے اعزہ و اقارب کا بھی خیال رکھتی تھیں اور بہت دیتی تھیں۔

آپ کی فیاضی کا بہت شہرہ تھا۔ یہود بہت دولتمند اور عرب کی گونہ تعلیم یافتہ متمدن اور تجارت پیشہ قوم تھی اور آپ کو تو دوطرفہ ریاست کا شرف حاصل تھا۔ اس لئے آپ رئیسانہ مقتضیات اور تکلفات سے بخوبی واقف تھیں۔ آئین شناس امارت تھیں مختلف فنون و آداب کی ماہر تھیں طرز معاشرت بھی ستھرا تھا۔ کھانا ہر قسم کا پکا سکتی تھیں اور جو چیز پکاتی تھیں نہایت لذیذ پکاتی تھیں عمدہ پکاتی تھیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ کے ہاتھ کا کھانا بہت پسند تھا۔ بڑے شوق کے ساتھ کھاتے تھے آپ کو حضور نبی کریمؐ کے ساتھ محبت زیادہ تھی اس لئے جو پکاتی تھیں وہ اکثر آپکو بھی تحفتہً بھیجا کرتی تھیں۔ بخاری اور نسائی میں اس قسم کی تصریحات ملتی ہیں کہ آپ نے اُن کے گھر میں ان کی باری کے روز بھی اکثر کھانا بھیجا ہے اور حضورؐ نے شوق کے ساتھ کھایا ہے۔

ام المومنین ام المساکین حضرت زینب رض

فیاضی و سیر چشمی اسم گرامی حضرت زینبؓ تھا سلسلہ نسب یہ ہے زینب بنت خزیمہ۔ بن عبداللہ۔ بن عمر بن عبد مناف۔ بن ہلال۔ بن عامر بن صعصعہ۔ بہت نیکوکار اور عابد زاہد خاتون تھیں۔

چونکہ نہایت فیاض اور دریا دل واقع ہوئی تھیں۔ بڑی سیر چشمی کے ساتھ خرچ کرتی تھیں۔ فقراء و مساکین کے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک ہی روا رکھتی تھیں ان کے ساتھ مروت و کرم ہی کے ساتھ پیش نہ آتی تھیں بلکہ ان کی تمام ضروریات و احتیاجات کا خیال رکھتی تھیں اور نہایت ہی فیاضی و دلدہی کے ساتھ انہیں کھانا کھلاتی تھیں اس لئے ام المساکین کے نام سے مشہور ہی نہیں ہو گئی تھیں بلکہ یہ لفظ آپ کی کنیت بن گیا تھا۔

آپ کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش رض سے ہوا تھا۔ ایک مدت ان کے عقد میں رہیں۔ زن و شو میں نہایت محبت تھی۔ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش بڑی دلیری و شجاعت کے ساتھ لڑے داد شجاعت دی مگر خود بھی اتنے زخم آئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور شربت شہادت نوش کیا۔ آپ کی نیکی و نیکوکاری کی بہت شہرت تھی۔ اور ایک مسلمہ اور صالح بیوی کے اعتبار سے آپ نے مدینہ منورہ میں بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ اس لئے میعاد عدت گذر جانے کے بعد خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کو پیغام دیا۔ اس سے زیادہ اور سعادت کیا ہو سکتی تھی۔ عذر ممکن ہی نہ تھا۔

حضور نبی کریم کیساتھ عقد آپ نے منظور کر لیا اور اسی طرح آپ ام المومنین بنیں کاشانہ نبوت کا چراغ بن گئیں۔ یہ سعادت مقدر رہی تھی کہ زندگی میں کامل ہو گئی۔ زندگی کے ایام پورے ہو چکے تھے نکاح کے بعد صرف دو تین مہینے ہی زندہ رہیں اس کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی ہی میں بی بی خدیجہ رض کے بعد صرف یہی بیوی تھیں جن کی وفات ہوئی۔ حضورؐ نے خود ہی نماز جنازہ پڑھائی جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں یہ موت عین جوانی کی موت تھی یعنی ابھی پورے تیس سال کی بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ پیغام اجل آ پہنچا۔

رسول کریمؐ کی بیٹیاں

حضرت زینب رضؓ

حضرت ابوالعاص سے عقد حضرت زینبؓ حضور نبی کریمؐ کی سب سے بڑی دختر اور لخت جگر ہیں جو بعثت نبوی سے دس سال پیشتر مکہ میں پیدا ہوئیں اس وقت جبکہ حضور نبی کریمؐ کی عمر تیس سال کی تھی۔ حضرت ابوالعاصؓ سے جو ربیع بن لقیط کے صاحبزادے اور آپ کے خالہ زاد بھائی تھے آپ کا نکاح ہوا ۱۳؁ نبوی میں حضور نبی کریمؐ نے مکہ معظمہ سے خفیہ طور پر حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ لیکر آخری شب میں ہجرت کی۔ زمانہ پرآشوب تھا اور وقت نازک مکہ کا بچہ بچہ خون کا پیاسا بنا ہوا تھا قتل کی سازشیں پایہ تکمیل تک پہنچ رہی تھیں دشمنان اسلام نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا ایسے وقت میں ممکن نہ تھا کہ اہل و عیال کی ساتھ جا سکیں سب کے سب مکہ ہی میں رہ گئے حضرت زینبؓ اس وقت اپنی سسرال میں تھیں۔

غزوہ بدر میں جب قریش نے استیصال اسلام کی ہنگامہ خیز سعی کی ہے اور اسلامیوں پر حملہ بولا ہے تو ابوالعاص بھی ان کے ساتھ تھے۔ میدان جنگ میں لڑے مگر شکست کے بعد گرفتار ہو گئے۔ اور حضرت عبداللہ بن جبیر نے انھیں پابند سلاسل کر لیا اور اس طرح بحالت گرفتاری مدینہ منورہ لائے گئے۔ اور داماد اسیر حالت میں محترم خسر کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا میں تمھیں اس شرط پر رہا کرتا ہوں کہ تم مکہ پہنچکر میری لخت جگر زینبؓ کو میرے پاس بھیج دو۔ جنگی قیدی کی جان فاتح کے رحم پر ہوتی ہے اور گرفتاری کے بعد ہر لمحہ خطرے میں گذرتا ہے ہر قیدی کو اپنی جان کی پڑی ہوتی ہے۔ فوراً منظور کر لیا۔ وہ زمانہ کتنا ہی برا زمانہ ہو اور جاہلیت کا زمانہ ہو مگر ہمارے نزدیک اس زمانہ سے بہر بہتر زمانہ تھا۔ اور اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے اور اگر ان کے شرک کو کچھ دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے تو اخلاقی حیثیت سے اس عہد کے کفار بھی اس زمانہ کے بہت سے مسلمانوں سے بہتر کہے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں فیاضی، سیر چشمی، شجاعت، اقربا نوازی، غربا پروری، ایفائے عہد، زبان کی پختگی کی ایسی عادتیں موجود تھیں جن سے آج دنیا اور دنیا کے اکثر مسلمان تہی دامن نظر آتے ہیں۔ اس زمانہ میں قبیلہ پروری اور عصبیت خاندانی ذوق حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، غیرت کا مادہ حد سے سوا تھا۔ دشمن سے دشمن اور بڑے سے بڑے شخص کو بھی جہاں قبیلہ کا ایک شخص پناہ دے دیتا تھا تو پھر قبیلہ کا قبیلہ اس کی حفاظت میں کٹ مرتا تھا۔ جو زبان سے کہدیتا تھا آخر وقت تک اس کا پابند رہتا تھا۔ یہ زمانہ تو فریب و ریا کا زمانہ ہے اور مغربی الحاد کے جھکڑوں نے تمام مشرقی خوبیوں کو ماؤف کر کے رکھدیا ہے۔

کفار قریش کا حملہ ابوالعاص جو وعدہ کر گئے تھے اس کے پورا کرنیکی توقع مسلمانوں کو بھی تھی اور انہوں نے بھی اُسے والہانہ پورا کیا۔ کسی کو یہ تصور بھی نہ تھا کہ جو بات کہی جا رہی ہے وہ پوری نہ کی جائے گی مکہ پہنچتے ہی جو پہلا خیال ہوا وہ ایفائے عہد ہی کا خیال تھا۔ حضرت زینبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔ کفار کی طرف سے مزاحمت و تعرض کا خوف تھا اس لئے کنانہ نے اپنے ساتھ ضروری ہتھیار بھی ساتھ لے لئے تھے تاکہ اگر کفار تعاقب کریں تو ان سے عہدہ برا ہو سکیں اور ان کے اس غیظ و غضب کا شکار نہ ہو جائیں جو غزوہ بدر کی شکست پر ان کے اندر شدت کیساتھ پھیلا ہوا تھا۔ کنانہ کا خیال ٹھیک نکلا جونہی قریش کو اطلاع ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئی ہے انھیں جوش آگیا اور چند جوانوں نے مسلح ہو کر تعاقب کیا اور چاہا کہ اثنائے راہ ہی میں لے لیں۔ انہی میں ہبار بن اسود بھی تھا۔ مقام ذی طویٰ میں ہبار نے آپ کے نیزہ مارا جس کی ضرب سے آپ پشت زمین پر آرہیں۔ حاملہ بھی تھیں حمل بھی ساقط ہو گیا۔ یہ سب کچھ آناً فاناً میں ہو گیا۔ کنانہ سنبھلا اور ترکش سے تیر نکال کر اور کمان اٹھا کر بولا اب کوئی قریب آیا تو اُسے تیر کا نشانہ بنا لوں گا۔ لوگ ہٹ گئے۔

اسی اثنا میں ابوسفیان رئیس اعظم قریش چند سرداران قریش کو لے آیا اور کنانہ سے کہا۔ تیر روک لو ہمیں کچھ گفتگو کرنی ہے کنانہ نے تیر ترکش میں رکھ لیا تو ابوسفیان نے کہا۔ محمدؐ کے ہاتھ سے ہمیں

جو مصائب برداشت کرنے پڑے ہیں اس سے تم لاعلم نہیں رہ سکتے۔ اگر تم علانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ اس کے سوا اور کیا کہیں گے کہ یہ ہماری کمزوری تھی ہمیں زینبؓ کو روکنے کی ضرورت نہیں ابھی زخم تازہ ہے جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت خفیہ طور پر پہنچا دینا۔ کنانہ نے اسے تسلیم کر لیا اور آپ کو لئے ہوئے مکہ واپس آ گیا اور چند روز کے بعد رات کے وقت لیکر روانہ ہوا۔

حضور نبی کریمؐ کو پہلے سے اطلاع ہو گئی تھی حضرت زید بن حارثہ کو بھیج دیا تھا جو کچھ دور سے ملے اور آپ کو مدینہ منورہ لے آئے۔

شوہر کے اسلام پر تجدید نکاح

ابو العاص ہنوز کفر و شرک کے گہوارہ میں جھول رہے تھے۔ چند سال کے بعد سنہ ۶ھ میں وہ ایک قافلۂ تجارتی کے ساتھ عازم شام ہوئے۔ حضور نبی کریمؐ نے حضرت زید بن حارثہ کو ۱۷۰ سواروں کے ساتھ اس قافلہ تجارتی کو روکنے کے لئے بھیج دیا مقام عیص میں قافلہ سے مڈھ بھیڑ ہوئی کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے بہت سا مال و اسباب بھی ہاتھ لگا۔ ابو العاص بھی گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت زینبؓ نے انھیں اپنی پناہ میں لے لیا اور حضور نبی کریمؐ سے سفارش کر کے ان کا لٹا ہوا مال بھی واپس کرا دیا۔ ابو العاص یہاں سے مکہ پہنچے اور جن لوگوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں سب واپس کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے۔ حالت شرک میں ہونے کی وجہ سے پہلے دونوں میں تفریق ہو چکی تھی۔

مدینہ منورہ میں بحالت اسلام آئے تھے اس لئے ان کے ساتھ دوبارہ نکاح پڑھا گیا دونوں میاں بیوی میں نہایت محبت تھی۔ ابو العاص آپ کے ساتھ نہایت ہی شریفانہ سلوک کرتے تھے حتیٰ کہ حضور نبی کریمؐ نے بھی ان کے اس شریفانہ سلوک کو سراہا اور تعریف کی تھی اور ان سے بہت خوش تھے۔

وفات۔ اولاد

نکاح جدید کے بعد آپ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہیں اور سنہ ۸ھ میں انتقال ہو گیا۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت سودہؓ حضرت ام ایمن اور حضرت ام عطیہؓ نے آپ کو غسل دیا۔ جس کا طریقہ انہیں خود حضور نبی کریمؐ نے بتایا تھا۔ حضور نبی کریمؐ نے نماز جنازہ پڑھائی خود قبر میں اترے اور اپنی لخت جگر کو سپرد خاک کیا۔ آخر باپ تھے۔ اس وقت چہرہ پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے اور غم و اندوہ چہرہ مبارک سے بالکل عیاں تھا آپ نے دو بچے چھوڑے ایک علی جن کے متعلق عام روایت یہ ہے کہ

سن رشد کو پہنچے۔ فتح مکہ میں یہی رسول کریمؐ کے ردیف تھے اور معرکہ یرموک میں شہادت پائی جیسا کہ ابن عساکر نے لکھا ہے لیکن صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صغر سنی ہی میں وفات پائی اور دوسری حضرت امامہ تھیں جو بعد کو ایک عرصہ تک زندہ رہیں۔

اخلاق و معاشرت

آخر حضور نبی کریمؐ کی لخت جگر تھیں ام المومنین حضرت بی بی خدیجہؓ جیسی جاں نثار غمگسار ماں کی آغوش تربیت میں پلی بڑھی تھیں اخلاق و عادات کے اعتبار سے لاثانی ہونا ہی چاہئے تھا۔ نہایت نیکوکار نیکو نہاد اور نیک خصلت تھیں۔ عبادت ذوق و شوق کے ساتھ کرتی تھیں اپنے شوہر سے بہت محبت رکھتی تھیں دونوں میاں بیوی کے مابین عاشقانہ تعلقات قائم تھے اور دونوں کی زندگی بڑے لطف و محبت کے ساتھ گذرتی تھی۔ گرفتار ہو کر آئے ہیں تو سنکر بیقرار ہو گئیں فوراً اپنی پناہ میں لے لیا اور مقدس ترین باپ سے کہکر نہ صرف رہائی دلوائی بلکہ ان کا تمام مال و اسباب بھی واپس کرا دیا۔

کپڑے قیمتی پہنتی تھیں اور بیش بہا لباس پہننے کا شوق بھی تھا شوہر مالدار تھے اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دیا تھا، باپ کی بھی عاشق تھیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک دفعہ حاضر ہوا تو ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا جس میں زرد دھاریاں پڑی ہوئی تھیں اور جو بہت قیمتی دکھائی دیتی تھی۔

حضرت رقیہ رضؓ

حضرت عثمان غنیؓ سے عقد

حضرت رقیہؓ حضور نبی کریم کی دوسری صاحبزادی تھیں جو بعثت نبوی سے پیشتر ہی پیدا ہوئیں۔ اعلان نبوت سے قبل ہی آپ کی شادی مشہور جفاکار ابولہب کے بیٹے عتبہ کے ساتھ ہو گئی تھی۔ جب حضور نبی کریم نے اعلان نبوت کیا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے کہا کہ اگر تم محمد کی بیٹیوں سے علیحدگی نہیں اختیار کرتے اور انھیں طلاق دینے پر آمادہ نہ ہوئے تو تمہارے ساتھ میں اٹھنا بیٹھنا حرام سمجھوں گا اور تم سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی ام کلثوم بھی اسی مردود ازل کے فرزند دیگر عتیبہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔

ابولہب کے دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور دونوں بیٹیوں کو طلاق دیدی۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت رقیہ کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔

ہجرت حبش

سنہ ۵ نبوی میں حضرت عثمانؓ ظلم کفار سے مجبور ہو کر حبش کو ہجرت کر گئے۔ حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئیں کچھ عرصہ بعد واپس ہوئیں تو یہاں کی زمین پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ گرم تھی اور مکہ والوں کا مشغلہ اسلام والوں کے حق میں ایک خونخوار اور سفاک بھیڑیئے سے کم نہ تھا اس لئے دوبارہ ہجرت کرنی پڑی۔ اس مرتبہ ایک مدت تک حضور نبی کریم کو آپ کا کوئی حال اور کوئی خیریت معلوم نہیں ہوئی جس سے نبی کریم کو گونہ تشویش تھی۔ اسی اثنا میں حبش سے ایک عورت آئی اور اس نے آکر اطلاع دی کہ میں نے رقیہ و عثمان دونوں کو حبش میں دیکھا ہے۔ حضور بہت خوش ہوئے دعا دی اور فرمایا کہ ابراہیمؑ و لوطؑ کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی ہے اور غلبۂ کفار سے دونوں وطن چھوڑنے اور ہجرت کرنے پر تیار ہوئے ہیں۔ اس مرتبہ آپ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں۔ آخر حبش ہی میں یہ سنکر کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے والے ہیں کچھ بزرگ حبش سے واپس آگئے جن میں حضرت عثمان غنی اور حضرت رقیہ بھی شامل تھیں اور حضور نبی کریم ہی کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت رقیہ اور حضرت عثمان غنی نے حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھائی اوس بن ثابت کے گھر میں قیام فرمایا۔

وفات کا دردناک منظر

سنہ ۲ھ میں کہ اسی سال غزوہ بدر کا مشہور معرکہ ہوا حضرت رقیہ علیل ہوئیں چیچک نکل آئی جنہوں نے بہت تکلیف پہنچائی ادھر تو آپ بیمار تھیں سخت تکلیف تھی ادھر حضور نبی کریم غزوہ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے چنانچہ حضور روانہ ہو گئے اور حضرت عثمان غنیؓ کو آپ کی نگہداشت اور تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے آپ برابر علیل رہیں اور عین اس روز جس دن کہ حضرت زید بن حارثہؓ نے مدینہ منورہ پہنچکر فتح کا مژدہ سنایا ہے حضرت رقیہ نے آخری سانس لیا اور داعی اجل کو لبیک کہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دور تھے ابھی تک مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے تھے اس لئے جنازہ میں شرکت نہ فرما سکے کوئی اطلاع بھی نہ تھی جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور انتقال کی خبر سنی تو بہت صدمہ ہوا۔ اٹھے اور آپ کی قبر شریف پر تشریف لے گئے اور برابر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ عثمانؓ بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ۔ یہ فقرہ کیا تھا ایک تیر آلہ تھا جس نے تیر و نشتر کا کام کیا عورتوں میں ایک کہرام مچ گیا حضرت فاروق اعظم کو اس پر غصہ آگیا اور کوڑا لیکر ان رونے والیوں کو مارنے اٹھے لیکن حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا رونے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن نوحہ و بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعی طور پر بچنا چاہئے اس عالم میں حضرت سیدۂ عالم جناب فاطمہؓ قبر پر حاضر ہوئیں اور پاس بیٹھ کر رونے لگیں وہ روتی جاتی تھیں اور حضور نبی کریم ایک کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے اور صاف کرتے جاتے تھے۔ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قلب پر بھی اس کا بہت اثر و صدمہ تھا کہ جوان بیٹی کی جوان موت تھی۔

اولاد اور عبداللہ کی موت

جن دنوں کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ حبش میں تشریف فرما تھیں اس زمانہ میں آپ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا اس بچے کے نام کی نسبت سے حضرت عثمان غنی کی کنیت ابوعبداللہ ہو گئی تھی یہ بچہ چھ سال تک زندہ رہا ایک روز بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا وقت قریب آگیا تھا اس لئے ایک معمولی واقعہ پیغام اجل بن گیا ایک مرغ نے اسکے چہرہ پر چونچ ماردی جو اتنی سخت تھی کہ اسی وقت اس بچہ نے دم توڑ دیا یہ واقعہ جمادی الاول سنہ ۴ھ میں ہوا۔ پھر آپ کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور کوئی یادگار چھوڑے بغیر دنیا سے سدھار گئیں۔

اخلاق و عادات

حضرت رقیہ اپنے شوہر کی بہت اطاعت شعار اور جاں نثار بیوی تھیں شوہر سے بیحد محبت کرتی تھیں حضرت عثمان کو بھی آپ کے ساتھ بیحد محبت تھی۔ تین بار ہجرت کرنی پڑی اور اسی وجہ سے تینوں مرتبہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ گئیں۔ آپ نہایت حسین و خوبرو ہونے کے ساتھ نہایت نیک سیرت اور نیک مزاج بھی تھیں بڑی بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں مگر آپ کی جبین تحمل پر ایک شکن بھی کبھی نہ آئی نہ حرف شکایت زبان پر آیا اور نہ گھبرائیں نہایت خلیق و خوش مزاج تھیں اور عبادات میں والہانہ انداز سے مصروف رہتی تھیں

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عقد نکاح

آپ حضور سرورِ کائنات فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی تھیں۔ آپ کا اصلی نام سیرت کی کسی کتاب اور تاریخ سے معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ اپنی کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔ آپ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں جنہوں اعلانِ نبوت پر باپ کے کہنے پر آپ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اس وقت سے آپ باپ ہی کے پاس رہتی تھیں۔ جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان غنی نے آپ کے ساتھ ربیع الاول ۳ھ میں عقد کر لیا۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ جب ام المومنین حضرت بی بی حفصہؓ بیوہ ہوئیں اور ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عثمان غنی سے کہا کہ آپ میری لڑکی حفصہ سے نکاح کر لیجئے۔ حضرت عثمان غنی یہ سنکر متامل ہوئے۔

دوسری روایتوں میں مرقوم ہے اور اُن سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضور سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضورؐ نے حضرت فاروق اعظم سے فرمایا میں تمہیں عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمانؓ کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں تم اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کرو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کئے دیتا ہوں۔ اس سے بہتر اور شرف و سعادت کیا ہو سکتی تھی حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ سنکر حد سے زیادہ مسرت ہوئی

حضرت حفصہؓ کی شادی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ہو گئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نورِ نظر ام کلثومؓ کا عقد حضرت عثمان غنی کے ساتھ کر دیا۔

وفات پر حضور نبی کریم کا رنج والم

اس نکاح کے بعد حضرت ام کلثومؓ کامل چھ برس تک حضرت عثمان غنیؓ کے گھر میں رہیں مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شعبان المبارک ۹ھ میں حضرت ام کلثومؓ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ دونوں جوان بیٹیوں کی موت کے صدمات کلیجہ پاش پاش کرنے کو بہت کافی تھے کہ آنکھوں کے سامنے تیسری جوان اور فرمانبردار بیٹی کا جنازہ بھی اٹھا یہ صدمہ کوئی معمولی صدمہ نہ تھا سخت صدمہ تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خود ہی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد بیٹی کی قبر کے پاس بیٹھ گئے چہرۂ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں آنسو امنڈے چلے آرہے تھے جو رخسار ہائے مبارک پر بہہ رہے تھے۔ لکھا ہے کہ آپ کو قبر میں حضرت ابوطلحہؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اتارا تھا۔

اخلاق و عادات

چونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں آئی تھیں اس لئے وہ مسلمانوں میں ذی النورین کے لقب سے ملقب ہوئے آپ بھی آخر حضرت رقیہ ہی کی بہن تھیں چھ سال گھر میں رہیں اور اس طرح رہیں جس طرح پھول چمن میں رہتا ہے۔ حضرت عثمان غنی آپ سے بہت خوش رہے۔ اور آپ نے بھی اُن کی خوشنودی و اطاعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ بہت خوبصورت و حسین تھیں بہت سعادت مند اور متقی و پرہیزگار تھیں اخلاق ستودہ عادات پاکیزہ۔ اور مزاج نیک تھا شوہر کے گھر رہ کر کبھی یہ نہ سمجھا کہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہوں صوم و صلوٰۃ کی بھی بہت پابند تھیں۔ حضور نبی کریم سے بھی بے حد محبت تھی تلاوت قرآن میں زیادہ انہماک رہتا تھا۔

سیدۂ عالم حضرت فاطمہ زہرا

ولادت و نام

آپ کا لقب زہرا اور اسم گرامی فاطمہ تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور محبوب صاحبزادی ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ آپ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم کی تمام اولاد باستثنائے ابراہیم بعثت نبوی سے پیشتر ہی کتم عدم سے معرض وجود میں آئیں۔ لیکن صحیح تر یہی ہے کہ آپ سلسلۂ نبوت کی ہیں اس وقت جبکہ حضور نبی کریم کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی پیدا ہوئیں۔ اب یہ تحقیق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ بعثت سے پیشتر پیدا ہوئیں یا بعد کو قرائن روایات سے یہی ظاہر ہے کہ پیشتر پیدا ہوئیں۔

حضرت ابوبکر و عمر و علی کے پیغامات

ذی الحجہ ۲ھ میں جبکہ آپ کی عمر پورے پندرہ سال کی ہوگئی تو ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ نے بارگاہ رسالت میں آپ کیساتھ نکاح کی استدعا کی۔ جس کا جواب حضور نبی کریمؐ نے یہ دیا میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا جو خدا کا حکم ہوگا وہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ بھی درخواست لیکر حاضر ہوئے انہیں بھی کوئی صاف جواب نہیں ملا اور وہی کہا جو حضرت صدیق اکبر سے فرمایا تھا لیکن پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جرأت کر کے حضور نبی کریمؐ سے نکاح کی استدعا کی تو حضورؐ اٹھکر حضرت بی بی فاطمہؓ کے پاس گئے۔ اور فرمایا کہ بیٹی اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے علی کا پیغام آیا ہے آپ خاموش رہیں اور باپ کو شرم سے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ ایک طرح پر اظہار رضامندی تھا جسے حضورؐ سے زیادہ سمجھنے والا کون ہو سکتا تھا۔

حضرت علی سے عقد

باہر تشریف لاکر حضور نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اچھا بتاؤ کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟ عرض کی میری حالت آپ پر روشن ہے میرے پاس اللہ کے نام کے سوا اور کیا ہے؟ فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی جو جنگ بدر میں تمہارے ہاتھ آئی تھی؟ عرض کی ہاں وہ تو موجود ہے۔ فرمایا تو بس وہ کافی ہے اسے فروخت کردو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس زرہ کو حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ ۸۰ درہم میں فروخت کردیا اور یہ تمام کی تمام قیمت لاکر ڈال دی حضور نبی کریم نے

حضرت بلالؓ کو بلاکر حکم دیا کہ جاؤ بازار سے جاکر خوشبو لے آؤ۔

اس زرہ کے علاوہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس صرف بھیڑ کی ایک کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی۔ حضور نبی کریم نے خود نکاح پڑھا دیا۔ سیدۂ عالم کو شہنشاہ مدینہ نے جو جہیز دیا ذرا اس کی فہرست پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے ایک بان سے بنی ہوئی چارپائی ایک چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے یا چھال بھری ہوئی تھی ایک چھاگل دو مٹی کے گھڑے ایک مشک اور دو چکیاں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو مذکورالذکر چیزیں رفیق عمر رہیں۔

جداگانہ مکان میں منتقلی

اب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی کریم ہی کے پاس رہتے تھے۔ شادی کے بعد الگ گھر کی ضرورت ہوئی۔ خود حضرت سیدہ نے حضور نبی کریم سے عرض کی کہ آپ انھیں کوئی گھر دلوا دیجئے۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے مدینہ منورہ میں متعدد مکانات تھے جن میں سے کئی مکانات وہ حضور نبی کریم کی نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہ کی اشارہ بھی انہی کی طرف تھا۔ حضورؐ نے سنکر فرمایا کہ کہاں تک بھئی تو اب حارثہ سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ تو سنکر خاموش رہیں۔ مگر کہیں حارثہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ جاں نثاری کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ سنتے ہی حارثہؓ دوڑے ہوئے حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے سب آپکا ہے میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب اور جو مکان آپ مجھ سے لیتے ہیں مجھے زیادہ سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اس میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔" انہوں نے فوراً اپنا ایک مکان خالی کردیا۔ اور آپ اس میں چلی گئیں۔

دولہن دولہا پر متبرک پانی چھڑکا

جب حضرت فاطمہؓ نئے سرے مکان میں منتقل ہوگئیں تو حضور نبی کریم بھی آپ کے پاس تشریف لے گئے دروازہ پر کھڑے ہو کر اذن مانگا پھر اندر آئے ایک برتن میں پانی مانگا جب پانی آگیا تو اس میں اپنے دونوں ہاتھ ڈبو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سینہ پر چھڑکا اور بازوؤں پر ملا پھر حضرت فاطمہ کو آواز دی آپ اس طرح حاضر ہوئیں کہ شرم و حیا سے قدم لڑکھڑا رہے تھے حضور نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا۔ "فاطمہؓ میں نے اپنے خاندان کے سب سے بہتر اور سب سے افضل شخص کے ساتھ تمہارا عقد کردیا ہے اب تم خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔"

باپ کی مفارقت دائمی کا صدمہ

حضرت فاطمہؓ کی عمر انتیس سال کی

ہوگئی تھی کہ آپ یہ داغ یتیمی اپنے سینہ پر کہانا پڑا۔ حضور نبی کریم کی اولاد میں صرف ایک آپ ہی باقی رہ گئی تھیں۔ ماں نے صغر سنی ہی میں داغ مفارقت دیدیا تھا۔ تینوں بڑی بہنیں یکے بعد دیگرے ہمیشہ کو چھوٹ گئی تھیں بھائی کوئی تھا ہی نہیں اور جو تھے وہ بچپن ہی میں داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے خاندان بھر میں ایک شفیق باپ کی صورت نظر آتی تھی اُن کی آنکھیں بھی آنکھوں کے سامنے بند ہوگئیں۔

آپ کے صدمہ و اندوہ کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا نہایت عظیم صدمہ تھا۔ وفات سے ایک روز بیشتر حضور نبی کریم نے آپ کو جو بہت غمگین تھیں پاس بلاکر آپ کے کان میں آہستہ سے کچھ بات کہی جسے سنتے ہی آپ رونے لگیں دوبارہ پھر کان میں کچھ کہا جسے سنتے ہی آپ مسکرانے لگیں حضرت عائشہؓ نے بعد کو پوچھا تو فرمایا "پہلے تو ابا جان نے ارشاد فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا۔ میں یہ سنکر رونے لگی تو پھر فرمایا میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھے آکر ملوگی یہ سنکر میں ہنسنے لگی" حضور نبی کریم کی دوران علالت میں آپ برابر آتی اور مصروف تیمار داری رہتی تھیں۔

سب سے زیادہ آپ ہی کو حضورؐ کی تکلیف کا احساس و غم تھا۔ بار بار غشی طاری ہوتے دیکھتیں تو بےچین ہو ہو جاتیں۔ ایک روز بخار کی شدت تھی کرب بہت تھا یہ دیکھکر بےساختہ چیخ نکل گئی اور چلا اٹھیں "واکرب اباہ! ہائے میرے باپ کی بےچینی!" حضور نبی کریم کے کان میں جو یہ آواز پہنچی تو فرمایا "بیٹی آج کے بعد تمہارا ابا بےچین نہ ہوگا" آپ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ پر مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

صدمہ و اندوہ کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا بالکل افسردہ ہوکر رہ گئیں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی لبوں پر مسکراہٹ نہ آئی کبھی سکون سے نہ بیٹھیں۔ ایک روز تو بھی آنکھ سے آنسو نہ تھما۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ:-

جب صحابہ کرام نعش مبارک کو دفن کرکے واپس آئے تو حضرت انسؓ سے حضرت فاطمہؓ نے پوچھا کہ "کیا تمہیں رسول اللہ پر خاک ڈالتے ہوئے اچھا معلوم ہوا" چھ ماہ تک بعد کو زندہ رہیں لیکن غنچہ دل ایک روز کو بھی نہ کھلا۔

مسئلہ میراث پر اظہار ناراضگی

حضور نبی کریم کے بعد مسئلہ میراث پیش ہوا جس نے بڑی اہمیت پیدا کرلی۔ حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، ازواج مطہرات یہ تمام بزرگ میراث نبوی کے مدعی تھے لیکن چونکہ حضور نبی کریم کی جائداد خالصہ جائداد تھی جس میں قانون وراثت جاری نہ ہوسکتا تھا اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میرے نزدیک حضور نبی کریم کے اعزا و اقارب اپنے اعزا و اقارب سے بھی زیادہ محبوب ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ اس وقت میرے سامنے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے کہ انبیاء جو متروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی پھر میں اس جائداد کو کیونکر تقسیم کرسکتا ہوں۔ البتہ حضورؐ کے اعزا و اہلبیت جس طرح اس سے پہلے فائدہ اٹھاتے تھے اور جس حد تک اٹھاتے تھے اب بھی اٹھا سکتے ہیں"۔ حضرت فاطمہؓ کو اس کا سخت رنج و قلق ہوا اور حضرت صدیق اکبرؓ سے اس درجہ ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک اُن سے گفتگو نہیں کی۔

حضرت فاطمہؓ کی وفات

حضور نبی کریمؐ کے انتقال کے صرف چھ ماہ بعد رمضان سنہ ۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ اس طرح حضور نبی کریم کی پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۲۹ سال کی تھی۔ حضرت فاطمہؓ کے جنازہ میں خاص جدت سے کام لیا گیا۔ اس سے پیشتر مرد ہو یا عورت سب کے جنازے کھلے ہوئے جاتے تھے۔ لیکن چونکہ حضرت فاطمہؓ نہایت شرمیلی خاتون تھیں مزاج میں حیا کا عنصر زیادہ تھا۔ آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے کہا کہ کھلے جنازوں میں عورتوں کی بےپردگی ہوتی ہے جسے میں پسند نہیں کرتی۔

حضرت اسماء نے کہا "جگر گوشہ رسول! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اسے پیش کردوں وہ بہت مناسب ہے۔ اس سے پردہ بھی قائم رہتا ہے اور آپ کے مزاج کے عین مطابق ہے" پھر انہوں نے خرمے کے درخت کی چند شاخیں منگوائیں ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔ اس نمونہ کو دیکھکر حضرت سیدۃ عالم بہت خوش اور مسرور ہوئیں اور فرمایا کہ عورتوں کے جنازہ کے لئے واقعی یہ بہترین طریقہ ہے اور اس سے پورا پردہ قائم رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ اسی نمونہ کے مطابق اٹھایا گیا۔ آپ کے بعد حضرت زینب کے جنازہ کی بھی یہی صورت تھی۔

جائے مدفن

ابن زبالہ اور مسعودی نے لکھا ہے کہ آپ جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں اور آپ کا مزار حضرت امام حسنؓ کے مزار کے پاس موجود ہے۔ ۳۳۲ھ میں بقیع کے اندر مسعودی نے خود ایک کتبہ دیکھا تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ حضرت فاطمہ زہرا کی قبر ہے۔ لیکن کچھ روایتیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا

کہ آپ دارِ عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں ایک اور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے خاص مکان میں دفن کی گئیں آج متفقہ طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ آپ کی قبر دارِ عقیل ہی میں ہے عام خیال یہی ہے۔

حضور نبی کریم کی اولاد میں یہ تنہا صرف حضرت فاطمہ زہرا ہی کے حصہ میں آیا کہ آپ سے حضور نبی کریم کی نسل چلی۔ آپ کے بطن سے پانچ اولادیں ہوئیں۔ حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، اور زینب ان میں محسن کا انتقال تو بچپن ہی میں ہو گیا۔ باقی چاروں نے جوان ہوئے اور عمر کو پہنچے۔ والدین تو ان محترم بچوں کے ساتھ محبت کرتے ہی تھے۔ حضور نبی کریم کو بھی ان کے ساتھ بے حد محبت تھی بالخصوص حضرات حسنؓ و حسینؓ تو آغوشِ نبوت ہی میں اس شفقت و محبت کے ساتھ پلے تھے کہ دنیا میں بہت کم خوش نصیبوں کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ہمہ وقت حضور نبوی میں کھیلتے رہتے تھے کبھی دوشِ نبوی پر سوار ہوتے اور کبھی عین نماز میں پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔

اس نیلگوں آسمان کے شاید ہی کسی بلند بخت کو ایسے محبت کرنے والے نانا نصیب ہوئے ہوں گے۔ ذرہ برابر بھی تکلیف گوارا نہ کر سکتے تھے۔ ان کے رونے کی آواز سے بے تاب ہو جاتے تھے۔ انھیں اپنی جنت کے دو گل خنداں بتایا کرتے تھے۔ اہم واقعات کے لحاظ سے یہ چاروں محترم بچے تاریخ اسلام میں ہی یگانہ شہرت رکھتے ہیں۔

شبیہِ پیغمبر حلیہ ۔۔۔ عالمہ حضرت بی بی فاطمہؓ زہرا حضور سرورِ کائنات فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل مشابہ تھیں شکل و صورت ہو بہو حضور سے ملتی جلتی تھی۔ شکل و صورت، سیرت و عادت، لب و لہجہ نشست و برخاست اور گفتار میں حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق حضور نبی سے بالکل ملتی جلتی تھیں رفتار بھی حضور ہی جیسی تھی۔ اتنی حسین، اتنی موزوں اندام اس درجہ خوب قامت اور ایسی مجمع الصفات خواتین دنیا کم پیدا کرتی ہے۔

آپ کو دیکھتے ہی عزت و احترام کے جذبات بیدار ہو جاتے تھے۔ بڑی باوقار۔ بڑی متین اور بڑی منکسر المزاج اور ذی عزت خاتون تھیں کیوں نہ ہوں آخر تو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیٹی تھیں شہزادی تھیں اور حورانِ جنت کی سرداری سے مشرف تھیں

علم و فضل علم و فضل میں بھی آپ گونہ امتیازی شان رکھتی تھیں احادیث کا بھی کافی ذخیرہ آپ کے حافظہ میں محفوظ تھا لیکن بربنائے احتیاط روایت کم کرتی تھیں اس لئے آپ سے کتب حدیث میں صرف ۱۸ روایات ہیں مطول میں جن میں بڑے بڑے

صحابہ کرام نے آپ سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت سلمی ام رافعؓ اور حضرت انسؓ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے آپ سے روایت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اور آپ کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں فقیہ بھی تھیں جس کے ثبوت میں چند واقعات پیش کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت حیدر کرار کسی سفر میں تشریف لے گئے تھے وہاں سے واپس تشریف لائے تو حضرت فاطمہ زہراؓ نے آپ کی خدمت میں قربانی کا گوشت پیش کیا۔ حضرت حیدر کرارؓ کو اس کے تناول فرمانے میں کچھ عذر و تامل ہوا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کھا لیجئے اس میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں کیونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی اجازت دیدی ہے چنانچہ انہوں نے یہ سنکر وہ گوشت کھا لیا اور پھر اس میں کوئی تامل نہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم آپ کے یہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ حضور نبی کریم اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے چونکہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے حضرت فاطمہؓ نے دامن پکڑ لیا اور عرض کی کہ وضو تو کر لیجئے ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں تمام کھانے آگ ہی پر پکتے ہیں۔ پھر وضو کیونکر ٹوٹ سکتا ہے۔ اسی طرح آپ تمام مذہبی احکام کا خیال رکھتی تھیں اور سنت نبوی کی بہت پابند تھیں۔

اہل بیت اطہار میں حضرت فاطمہؓ کا درجہ

اہل بیت میں تمام ازواجِ مطہرات، دو آپ، اور آپ کے شوہر و اولاد شامل ہیں۔ لیکن ان میں فردِ اکمل صرف حضرت فاطمہ زہراؓ ہی کا وجودِ گرامی ہے۔ غدیر خم پر حضور نبی کریم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں صاف طور پر وضاحت کر دی تھی کہ امت والو! دیکھو تم میں میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور اہل بیت۔ آیتِ تطہیر بھی انہی بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ جب نصاریٰ نجران نے حضور نبی کریم سے مباہلہ کیا ہے تو حضور نبی کریم آپ کو اور حضرات حسنین کرام کو لیکر عبا اڑھائے ہوئے سامنے آئے اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

حضرت فاطمہؓ کی عظمت و بلند پایگی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا ہے۔ "فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کریگا وہ مجھے ناراض کریگا۔" اصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؓ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبوب ترین اور نہایت لاڈلی اولاد تھیں۔

علیؓ کے ارادۂ عقد ثانی پر اظہار ناراضگی

ایک مرتبہ حضور نبی کریم کو جو یہ علم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارادہ دوسری شادی کرنے کا ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر انہوں نے ابوجہل کی لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ تو حضور کو رنج ہوا۔ منبر پر چڑھے اور ایک پر زور خطبہ ارشاد کیا جسکے دوران میں فرمایا کہ "آل ہشام علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اس کی اجازت طلب کرتی ہے لیکن میں کہتا ہوں اس کی اجازت ہرگز نہ دوں گا کبھی نہ دوں گا۔ البتہ یہ کہتا ہوں کہ علی بن ابی طالبؓ پہلے میری بیٹی کو طلاق دیدے کیونکہ وہ اسے طلاق دیکر ہی ایسا کر سکتا ہے۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔"

اس کے بعد ابو العاص بن ربیعؓ اپنے داماد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے جو کہا اس کی صداقت کا عملی ثبوت فراہم کر دیا جو زبان سے نکالا اسے سچ کر دکھایا جو وعدہ کیا پورا کیا۔ میں اس منبر پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمن اسلام خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت علیؓ یہ خطبہ سنکر بہت متاثر ہوئے ڈر گئے یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ حضرت سیدۂ عالم کی زندگی میں انہوں نے دوسری شادی کرنا تو ایک طرف کبھی اس کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اگر کوئی ان سے ذکر بھی کرتا تھا تو فرما دیا کرتے تھے کہ میں جانتا ہوں۔ کہ فاطمہؓ حضور نبی کریم کی محبوب ترین بیٹی ہیں اور انہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

قابل تقلید خاتون

یہ ایک حقیقت ہے کہ خدائے قادر نے حضرت سیدۂ عالم فاطمہؓ کی ذات گرامی میں بڑے بڑے فضائل محاسن یکجا کر دیئے تھے۔ آپ ایک مجمع الصفات اور درخشاں ہستی تھیں اور وہ خوبیاں آپ کے اندر تھیں جو دنیا کی خواتین میں پائی جاتی تھیں۔ صوری و معنوی اوصاف کے گلہائے رنگین سے آپ کا دامن فضیلت لبریز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا کہ کفاک من نساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیہ امرأۃ فرعون۔ "تمہاری تقلید و اتباع کیلئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد۔ فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔"

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی زندگی ایک معیاری اور نمونہ کی زندگی تھی۔ آپ کی ذات گرامی دنیا کی عورتوں کے لئے ایک مشعل ہدایت ہے اور آج بھی خاتونان عالم آپ کے اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کر سکتی ہیں۔ اور آپ کے نقش قدم پر چل کر فوز و فلاح کی زندگی سے آراستہ ہو سکتی ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کی خانگی زندگی

حضرت فاطمہؓ خلاصہ صفات عالم تھیں شہنشاہ دو عالم کی دختر جلیل تھیں بزرگ و رفیع منصب کی حامل تھیں حضور نبی کریم کی واحد اور محبوب ترین اولاد تھیں۔ ان کی محبت و شفقت کی مرکز تھیں۔ اس کے باوجود آپ کی پوری زندگی پورے طور پر کامل فقر و زہد کی زندگی تھی۔ ابتدائے عہد اسلام کے واقعات کو چھوڑ دیجئے زمانۂ غربت مسلمین کا ذکر نہیں لیکن اس وقت جبکہ فتوحات کی کثرت۔ مدینہ میں زر و مال کے خزانے لٹا رہی تھی جانتے ہو کہ جگر گوشۂ رسول کی زندگی کا کیا عنوان تھا اور اس متاع دنیوی میں آپ کتنا حصہ لے رہی تھیں۔

اس کا جواب سننے کے لئے پہلے آنکھوں کو اشکبار ہو جانا چاہئے اور قلب و جگر کو پہلے سے نرم گداز اور متالم کر لینا چاہئے۔

شہزادی کونین و مکان کا حال اور عنوان زندگی اپنے گھر کے اندر یہ تھا اور خانگی زندگی یہ تھی کہ گھر میں چکی پیستی تھیں اور اس تواتر و کثرت کے ساتھ پیستی تھیں کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے پانی بھی خود ہی بھرتی تھیں اور مشک کو بار بار بھرنے اور پانی لانے سے سینہ مبارک پر گھٹے پڑ گئے تھے جھاڑو بھی خود ہی دیتی تھیں۔ جس سے کپڑے جلد میلے اور غبار آلود ہو جاتے تھے۔ روٹی بھی خود ہی پکاتی تھیں اور چولہے کے پاس بیٹھے بیٹھے دماغ چکرا جاتا تھا اور آگ پھونکتے پھونکتے چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ گھر کا تمام کام کاج۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال اس پر غربت و ناداری اتنی کہ فاقوں پر فاقے ہوتے رہتے تھے۔ یہ دیکھکر کہ محترم باپ عام مسلمانوں کو روپیہ پیسے کے علاوہ کنیزیں اور غلام بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ جرأت کر کے کہ باپ کی جود و سخاوت سے واقف تھیں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ ہاتھوں کے چھالے دکھائے اور ایک کنیز مانگی۔

حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اصحاب صفہ سے پیشتر تمہارا انتظام کروں مقدم ان کا حق ہے۔ چنانچہ آپ واپس چلی آئیں۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم گھر گئے تو آپ گھبرا سی گئیں کہ سر پر اتنا چھوٹا کپڑا تھا کہ سر ڈھانکتی تھیں تو پاؤں کھلے جاتے تھے اور پاؤں چھپاتی تھیں تو سر کھلا رہتا تھا۔

زخارف و زینت دنیوی سے گریز

حضور نبی کریم کی محبوب ترین اور لاڈلی

اولاد آپ ہی تھیں لیکن یہ محبت اچھا کھلانے پہنانے کے لئے نہ تھی اور اس باب میں اس کا ظہور نہ ہوتا تھا اور تو اور انتہا یہ تھی کہ دوسرے ذرائع سے بھی جو چیزیں حاصل ہوتی تھیں انھیں بھی یہ بنظر استحسان نہ دیکھتے تھے اور آپ کے لئے زیب و آرائش کی کوئی چیز نہ لاتے تھے نہ دیکھ سکتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو ایک طلائی ہار لا کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیوں بیٹی! کیا اب لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ کی بیٹی آگ کا ہار پہنے ہوئے ہے۔" بیٹی! پھر حضور نبی کریم کی بیٹی یہ سنتے ہی فوراً ہار اتار کر فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔ ایک روز جب نبی کریم ایک غزوہ سے بخیریت واپس آئے تو آپ کو بےحد خوشی ہوئی اور بطور خیر مقدم و اظہار مسرت گھر کے دروازوں پر پردے لٹکا دیئے اور اپنے دونوں بچوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔

حضور نبی کریم حسب معمول آپ کے گھر تشریف لائے تو اس ساز و سامان کو دیکھ کر الٹے پاؤں واپس مڑ گئے۔ حضرت فاطمہ ادا شناس مزاج تھیں سمجھ گئیں۔ انھیں پردوں کو چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار دیئے۔ بچے چھوٹے تھے ان کے ہاتھ سے کنگن جو اتارے گئے تو بہت رنج ہوا۔ اور شفیق نانا کے پاس دوڑے ہوئے گئے اس طرح کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور کہا اماں نے ہمارے ہاتھ سے کنگن اتار لئے فرمایا:۔ "یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ یہ آلائش زخارف دنیوی سے آلودہ ہوں اس کے بدلے میں فاطمہؓ کے لئے عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ۔

ضرور ابتدا میں غربت تھی۔ مگر فتوحات کی وسعت کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کی غربت و مصیبت بھی دور ہوتی گئی اتنی کہ یا تو فاقے ہوتے تھے یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس قابل ہو گئے کہ اپنی عزیز ترین بیوی کے لئے طلائی ہار بھی مہیا کرنے کے قابل ہو گئے۔ بچوں کے ہاتھ میں نقرئی کنگن بھی پڑ گئے۔ اور دروازوں کے لئے پردے بھی آ گئے۔ لیکن حضور نبی کریم پیغمبر خدا تھے۔ فقر دوست تھے دنیوی زیب و زینت کو پسند نہ کرتے وہ زینت نہیں جو ضروریات زندگی میں شامل ہے بلکہ اس زینت کو جو دولت دنیوی سے پیدا ہوتی ہے ہر قیمتی چیز سے حضور نبی کریم پرہیز کرتے تھے مگر ہر ضرورت کی چیز موجود تھی حضور نبی کریم کا یہ مقصد نہ تھا کہ حضرت فاطمہؓ نسائی زیب و زینت سے محروم رہیں۔

اظہار تمول سے نفرت تھی دیکھئے طلائی ہار اتروایا تو اس کی جگہ عصب کا ہار منگوا دیا نقرئی کنگن کے بجائے ہاتھی دانت کے کنگن منگوا دیئے۔

شادی بیاہ طعام و لباس اور بالوں اور جسم کی صفائی ضروریات انسانی میں داخل ہے۔ حضرت فاطمہ کی شادی بھی کی۔ جداگانہ مکان کا بھی بندوبست کر دیا۔ ضرورت کی چیزیں بھی جہیز میں دیں صاف رہنے پر بھی زور دیتے رہے سادہ اور معمولی زیور بھی فراہم کر دیا کہ مقصد آرائش نسوانی ہے جو طلائی ہار سے بھی ہو سکتی ہے اور عصب کے ہار سے بھی حتیٰ کہ آپ نے ہار فروخت کر کے غلام خرید کر لیا اس پر بھی اعتراض نہ کیا۔ دولت ہے بھی اسی لئے کہ اس سے مخلوق خدا کی خدمت کی جائے نہ کہ اسے فضول اڑا دیا جائے نفسیاتی پہلو پر اگر غور کیا جائے تو بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیمتی لباس و مقاخرت عجب و غرور پیدا کرتی ہے اور اس سے آرام بھی نہیں ملتا بلکہ انسان ایک حد تک پابند ہو جاتا ہے اور سادہ معاشرت آرام دہ ہوتی ہے اور اس سے طبیعت میں صفائی اور انکسار بھی پیدا ہوتا ہے۔

شرم و حیا

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو بھی راست گو نہیں دیکھا مگر ایک آنحضرت صلعم کی ذات گرامی اس سے مستثنیٰ ہے" صدق و راستی میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں شرم و حیا بھی طبیعت میں بہت تھی حتیٰ کہ جب محترم باپ نے پانی چھڑکنے کے لئے بلایا ہے تو آئیں مگر اس طرح کہ حیا سے قدم رکھتی کہیں تھیں اور پڑتا کہیں تھا اور پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔ انتہا یہ تھی کہ آپ نے اپنے جنازہ پر بھی پردہ کا اہتمام کیا تاکہ مرنے کے بعد بھی دنیا والوں کو آپ کی جسامت کا اندازہ نہ ہو سکے اور نامحرموں کی نگاہ سے محفوظ رہے چھوٹے امور میں بھی شرم و حیا سے کام لیتی تھیں حیا ہے بھی شعبہ ایمان۔ جتنا ایمان قوی ہوتا ہے اتنی ہی حیا زیادہ ہوتی ہے۔

باپ کے ساتھ بیٹی کی والہانہ محبت

ابتدا ہی سے حضور نبی کریم کے ساتھ بے حد محبت تھی جب مکہ معظمہ ہی میں عقبہ بن ابی معیط مردود نے عین اس وقت کہ حضور خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں سر رکھے ہوئے تھے گلوئے مبارک پر اونٹ کا اوجھ از راہ شرارت لا کر رکھ دیا ہے اور اس کے بار سے حضور گردن نہ اٹھا سکے ہیں تو جوانان قریش کی شیطانی مسرتوں کا یہ عالم تھا کہ قہقہوں پر قہقہے مار رہے تھے اور مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ لیکن جب آپ کو جا کر کسی نے اطلاع کی ہے تو گو اس وقت آپ کی عمر صرف پانچ چھ سال ہی کی تھی سنتے ہی تڑپ گئیں۔ دوڑی ہوئی آئیں روتی جاتی تھیں اور اوجھ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے ہٹا رہی تھیں اور عقبہ کو بددعائیں دے رہی تھیں۔

یہ عنوان محبت آخر وقت تک قائم رہا۔ بیماری میں سب سے زیادہ کرب آپ ہی کے اوپر طاری تھا اور جب وصال ہوا ہے تو ہم واقف کہتے چلے ہیں کہ پھر وہ ایک روز کو آنکھ سے آنسو تھما۔ اس کے بعد ہنسی لبوں پر کھیلی اور اسی اندوہ و غم میں چھ ماہ کے بعد ہی انتقال فرما گئیں۔ باپ کی محبت سب کو ہوتی ہے مگر آپ کی محبت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

فاطمہؓ سے حضور نبی کریم کی محبت

حضور نبی کریم کو بھی آپ کے ساتھ محبت تھی اور بیحد محبت تھی اور ہونی چاہیے تھی کہ اپنی جگر گوشہ تھی اور اکلوتی اولاد تھی اور اس کے علاوہ آپ تھیں بھی جمع الصفات۔ عادت تھی کہ جب کبھی سفر کو جاتے تو سب سے آخر میں آپ سے ملنے آتے اور واپس ہوتے تو سب سے پہلے آپ کے گھر آتے اور آپ ہی کو بار بار سلام کرتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جب حضرت فاطمہؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتیں تو آپ جوش محبت سے کھڑے ہو جاتے اور پیشانی چومتے اپنی نشست سے ہٹ جاتے اور آپ کو اپنی جگہ بٹھاتے اور نہایت محبت سے باتیں کرتے۔

ایک طرف تو وہ عمل تھا کہ طلائی ہار پہننا گوارا نہیں کنیز کے لئے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ گھر میں پردے لٹکتے دیکھتے ہیں تو واپس مڑ آتے ہیں اور دوسری طرف یہ محبت کہ دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی جگہ سے ہٹ کر اپنی نشست پر آپ کو بٹھاتے ہیں یہ اولاد کے ساتھ ارض عالم کے کامل انسان کا کیسا عمل تھا جس چیز کو نا روا سمجھتے تھے اس پر لازماً ناگواری کا اظہار کرتے تھے اس زمانہ والوں کی طرح اندھی محبت نہ تھی۔ اصول کے مقابلہ میں حضور محبت پدری کو کبھی ترجیح نہ دیتے تھے۔ محبت پدری ان امور میں ہرگز مصروف کار فرما نہ ہوتی تھی جسے اہل بیت کے لئے روا نہ سمجھتے ہوں۔ تربیت اولاد کا یہ بہترین طریق تھا جس سے مسلمان بڑا قیمتی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

خوشگوار خانگی زندگی

پھر میاں بیوی کے معاملات تعلقات میں بھی آپ بیٹی کی جنبہ داری ہرگز نہ کرتے تھے ہمیشہ اس سعی و کوشش میں رہتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کے مابین تعلقات خوشگوار رہیں۔ کبھی کبھی دونوں میں خانگی امور میں رنجش بھی ہو جایا کرتی تھی ایسی صورت میں حضور نبی کریم کبھی نہ کرتے تھے کہ اپنی محبوب ترین بیٹی کی حمایت و وکالت کرنے بیٹھ جائیں۔ دونوں کو سمجھا کر دونوں میں مصالحت کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسی ہی صورت پیش آئی حضور نے جا کر دونوں میں صفائی کرا دی گھر سے نکلے ہیں تو بیحد خوش تھے اور چہرہ مبارک سے آثار مسرت عیاں تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ اندر گئے ہیں تو اس وقت تو یہ حالت نہ تھی مگر اس وقت تو آپ بیحد مسرور و مبتہج نظر آتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس وقت ان دو شخصوں میں مصالحت کرا کے آ رہا ہوں جو مجھے محبوب ترین ہیں۔

ایک مرتبہ کسی معاملہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہؓ کو کوئی سخت بات کہدی۔ آپ کو ناگوار گذری اور شکایت کرنے کے لئے سیدھی بارگاہ رسالت کی طرف چلیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خائف ہو گئے جانتے تھے کہ جگر گوشۂ رسول ہے پیچھے پیچھے ہو لئے اور بہ آہستگی قدم اٹھاتے ہوئے اس طرح چلے کہ حضرت فاطمہ کو بھی خبر نہ ہونے پائی۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی حضور نبی کریم نے حضرت علیؓ کو ڈانٹنے یا کچھ کہنے کے بجائے فرمایا

"بیٹی! شکوہ تو کرتی ہو۔ لیکن تمھیں خود اتنا تو سمجھنا اور اس پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ کون شوہر ہے جو اپنی بیوی کے پاس خاموش سر جھکائے چلا آتا ہے"

حضرت فاطمہ تو اس سے جس درجہ متاثر ہونا تھیں وہ ہوئیں ہی خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ کچھ بھی ہو اب میں تمہارے خلاف مزاج کوئی بات نہ کروں گا۔ یہ تو اتفاقی باتیں تھیں۔ دونوں حضور نبی کریم کے لاڈلے تھے اور اس لاڈلے پن ہی کی وجہ سے کبھی کبھی چند لمحوں کے لئے کشیدگی ہو جاتی تھی ورنہ دونوں میاں بیوی میں باہم محبت تھی اور غریبی و فقر کی حالت میں بھی دونوں کی زندگی نہایت خوشگوار گذری۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ تھا اتنی محنت و مشقت کے کام کرتی تھیں مگر کبھی شکوہ زبان پر نہ آیا نہایت صبر و شکر و مسرت کے ساتھ زندگی گذاری۔ عبادت گذار تھیں یہ عالم تھا کہ ایک بچہ پاس کھڑا ہوتا تھا، ایک گود میں لیٹا دودھ پیتا ہوتا تھا۔ منہ میں فاقہ ہوتا تھا چکی پستی جاتی تھیں اور قرآن کریم کی تلاوت جاری رہتی تھی

حضرت امامہ رضؓ

رسول کریم کی آغوش تربیت

حضرت امامہ حضور نبی کریمؐ کی صاحبزادی اکبر حضرت زینب کی صاحبزادی ہیں چونکہ اولاد فاطمہؓ کی ذات گرامی کے ساتھ اہم تاریخی واقعات کا تعلق رہا ہے اس لئے انھیں بہت شہرت نصیب ہوگئی۔ اور آپ کی ذات سے اس نوع کے واقعات کے عدم کی بنا پر آپ کو شہرت نصیب نہیں ہوئی ورنہ عظمت و بلندی میں آپ کو وہ امتیاز حاصل ہے۔

حضور نبی کریمؐ کو آپ کے ساتھ بھی درجہ غایت محبت تھی اتنی کہ اوقات نماز میں بھی آپ کو اپنے پاس سے جدا نہ کرتے تھے اور ہونی چاہیئے تھی کہ آخر آپ بھی تو حضرت زینبؓ بنت رسول اکرمؐ کی صاحبزادی اور حضورؐ کی نواسی ہی تھیں۔ صحیح بخاری میں صاف لکھا ہے کہ حضور نبی کریمؐ ایک مرتبہ مسجد میں آئے تو آپ دوش نبوی پر سوار تھیں۔ ابتدائی زمانہ اسلام تھا۔ اس وقت تک نماز نے بالکل مرتب صورت اختیار نہ کی تھی۔ حضورؐ نے آپ کو دوش مبارک پر چڑھائے ہوئے ہی نماز پڑھائی اس طرح کہ جب رکوع میں جاتے تھے آپ کو کندھے سے اتار دیتے تھے اور جب پھر کھڑے ہوتے تھے تو چڑھا لیتے تھے پوری نماز اسی انداز سے ادا فرمائی صرف اس ایک ہی واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ کے ساتھ کتنی والہانہ محبت تھی۔

شرف محبوبیت رسول اکرمؐ

ایک دفعہ کسی صحابی نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں کچھ چیزیں بطور ہدیے کے بھیجیں ان میں ایک ہار بھی تھا جو بہت خوبصورت تھا۔ حضور نبی کریمؐ کا قاعدہ تھا کہ جو چیزیں انھیں ملتی تھیں وہ تقسیم کر دیتے تھے اپنے پاس نہ رکھتے تھے فرمایا کہ یہ ہار تو میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات حاضر تھیں انھوں نے قرائن سے سمجھا کہ اشارہ حضرت عائشہؓ کی طرف ہے اور یہ شرف انھی کو حاصل ہوگا۔ اس وقت حضرت امامہؓ خورد سال تھیں اور ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں بلایا اور بلا کر وہ ہار آپ کے

گلے میں ڈال دیا۔

اس سے کیا واضح ہو رہا ہے یہی کہ آپ ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبوب ترین نواسی تھیں جس پر خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے الفاظ شاہد ہیں جن روایات میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا لفظ ہے اُن کے دیکھنے سے کہ از کم اس کا تو پتہ چلتا ہے کہ جو ہدایا بھیجے گئے تھے وہ بچی نے پہنے تھے

نانا اور خالہؓ کی رحلت کا غم

آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی ہی میں سن شعور کو پہنچ گئی تھیں اور شباب کی عمر پائی تھی لیکن حضور نبی کریم ابھی آپ کی شادی نہ کرنے پائے تھے کہ جنت کو سدھارے اور آپ شفیق نانا کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئیں۔

بمشکل چھ مہینے ہی گزرے ہوں گے کہ آپ کی محبت کرنے والی محترم خالہ حضرت فاطمہ زہراؓ بھی شفیق و دلنواز باپ کی مفارقت دائمی میں گھل گھل کر راہی جنت ہوئیں ماں باپ کا صدمہ ہی کیا کم تھا کہ محترم و مقدس نانا جن کی گود میں پل بڑھ کر جوان ہوئی تھیں اور پروان چڑھی تھیں آپ کو انتہائی غمزدہ و اندوہ میں چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کے نازک قلب پر نانا کی وفات سے جو گذری ہوگی۔

لیکن چھ ماہ کے بعد جب مقدس خالہ کا بھی انتقال ہوگیا تو اب کے عزن و الم کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ بہت بیقرار تھیں کسی طرح قرار ہی نہ آتا تھا۔

حضرت علیؓ سے نکاح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاندان نبوت کے انتہائی قرب کی سعادت سے محروم ہو گئے تھے۔ ضرور حضرت فاطمہ جیسی جامع الصفات رفیقہ حیات کی مفارقت دائمی کا غم بہت زیادہ اور بہت سوہان روح تھا لیکن ساتھ ہی اس کا غم بھی تھا کہ دامادی کی سعادت جاتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی خود مطلع انوار تھی۔ جہاں آپ کو حضرت سیدہ خالہؓ کی رحلت کا صدمہ تھا وہاں حضرت امامہؓ کی حالت اندوہ و اضطراب کی بھی نہ دیکھی جاتی تھی حضرت

نے آپ ہی سے عقد کا ارادہ کر لیا کہ آپ حضور نبی کریم کی نواسی ہی تھیں اور حضرت فاطمہؓ کے بعد انھیں آپ سے بہتر اور کوئی بیوی سفرِ عالم پر مل ہی نہ سکتی تھی کہ آپ ہی آغوشِ رسالت ہی کی تربیت پذیر رفتہ تھیں۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت ابو العاص حضرت زبیرؓ کو جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پھوپی زاد بھائی تھے وصیت کر گئے تھے آپ کے نکاح کی وصیت کر گئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت زبیرؓ ہی کو پیغام دیا کہ حضرت اس حقیقت سے واقف تھے حضرت امامہؓ کے لئے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھکر دوسرا شوہر نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے پیغام منظور کر لیا۔ اور خود ہی آپ کا نکاح پڑھا دیا یہ تقریب سعید ۱۱ھ کے اواخر میں ہوئی۔

وفات و امیر معاویہؓ کا پیغام

دونوں میاں بیوی میں بہت محبت رہی ۴۰ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہو گئے۔ شہادت سے پہلے عبد المطلب کے پرپوتے مغیرہ بن نوفلؓ کو وصیت کر گئے کہ وہ حضرت امامہ سے عقد کر لیں۔ چنانچہ حضرت مغیرہؓ نے اس وصیت کی تعمیل میں عدت کے بعد آپ سے شادی کر لی چونکہ آپ بہت ممتاز و محترم خاتون تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد ہی بڑے بڑے پیغام آنے شروع ہو گئے تھے چنانچہ خود امیر معاویہؓ نے بھی اپنا پیغام بھیجا تھا۔ اور مروان بن حکم کو حکم بھی بھیج دیا تھا کہ اس تقریب پر خرچ کرنے کے لئے پانچ ہزار دو الگ علیحدہ رکھ لئے جائیں۔

چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت امیر معاویہؓ پرخاش رکھتے تھے اور خود ان کی وصیت بھی اس کے خلاف تھی آپ شوہر کی وفادار اور نیک مزاج بیوی تھیں۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت کی اطلاع حضرت مغیرہؓ کو دی اور انہوں نے حضرت امام حسنؓ کی اجازت سے فوراً عقد کر لیا۔ تاریخ وفات کا پتہ نہیں لگ سکا اولاد بھی کوئی زندہ نہ رہی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام یحییٰ تھا۔

اخلاق و عادات

امیر معاویہؓ پوری دنیائے اسلام کے دنیاوی اور پرشکوہ خلیفہ تھے ان کے مقابلہ میں محض شوہر کی وصیت پر حضرت مغیرہؓ سے عقد کر لینا۔ آپ کی پاکبازی اور صدق و وفا کی دلیل ہے بہت خلیق و خوش مزاج خاتون تھیں پوری زندگی پورے زہد و اتقا کے ساتھ گذاری۔

حضرت حسنؓ

رسول کریمؐ کی محبت

حضرت حسنؓ ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضور نبی کریمؐ ولادت باسعادت کی خبر سنکر بیحد مسرور ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا میرے بچے کو مجھے دکھاؤ خود ہی حسن نام رکھا۔ ساتویں روز عقیقہ کیا اور دو مینڈھوں کی قربانی کرکے بال اتروائے اور ان کے چاندی خیرات کی۔ آپ کے ساتھ محترم نانا کو جو غیر معمولی محبت تھی نہ کم خوش قسمتوں کے حصہ میں آئی ہوگی بڑے ناز و نعم میں پلے بڑھے آپ کی ادنیٰ تکلیف پر بھی بیقرار ہوجاتے دیکھے بغیر چین ہی نہ پڑتا تھا۔ دونوں بھائیوں کو دیکھنے کے لئے روزانہ بیٹی کے گھر تشریف لیجاتے تھے گھر سے نکلتے تو اس طرح کہ کبھی آغوش میں ہوتے اور کبھی دوش پر سوار کئے ہوتے۔ آپ بھی نانا سے بیحد مانوس تھے۔ کبھی ریش مبارک سے کھیلتے کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے۔ طرح طرح کی شوخیاں کرتے اور شفیق نانا نہایت پیار کے ساتھ ان طفلانہ شوخیوں کو دیکھتے کبھی تادیباً بھی تو دونوں بچوں کو نہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے تھے۔ آپ کی عمر آٹھ ہی سال کی تھی کہ محترم و شفیق نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ بھی بڑی محبت کرتے تھے ایک دفعہ کھیلتے ہوئے اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا اور فرمانے لگے خدا کی قسم یہ نبی کے مشابہ ہے علیؓ کے مشابہ نہیں۔ حضرت علی یہ سنکر مسکرانے لگے۔ حضرت فاروق اعظم نے بھی اپنے عہد میں نہایت محبت آمیز برتاؤ روا رکھا اور پانچ ہزار وظیفہ مقرر کر دیا۔

مجاہدانہ خدمات

عہد عثمانی میں جوان ہوگئے تھے وہ بھی بہت شفقت کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے طبرستان کی فوجکشی میں مجاہدانہ حصہ لیا۔ شورش عہد عثمانی میں آپ نے ایک طرف تو محترم باپؓ کو مدینہ منورہ سے باہر تشریف لیجانے کا مشورہ دیا کہ اگر وہ شہید ہوگئے تو لوگ آپ ہی کو مطعون کریں گے اور دوسری طرف قصر خلافت پر پہرہ دیتے رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد بھی آپ نے باپ کو اس وقت تک خلافت قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ جب تک تمام ممالک اسلامیہ آپ سے درخواست نہ کریں۔ جب ام المومنینؓ قصاص کے لئے اٹھی ہیں اس وقت بھی آپ نے مشورہ دیا اور اس کے بعد کوفہ جاکر لوگوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امداد کے لئے آمادہ کیا۔ جمل و صفین میں دلیرانہ لڑے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہوگئے تو آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور ایک زبردست تقریر کی۔

خلافت کے لئے انتخاب

کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ امیر معاویہؓ جانتے تھے کہ آپ صلح پسند ہیں اور جنگ و خونریزی سے نفرت کرتے ہیں اس لئے پیشقدمی شروع کردی۔ آپ کے مقابلہ کے لئے مدائن کی طرف بڑھے لیکن آپ نے اپنی فوج میں سستی دیکھکر ایک تقریر کی جس پر خارجیوں نے یورش کرکے آپ کے زانوئے مبارک کو مجروح کردیا۔ آپ کوفیوں کی حالت کا پورا تجربہ رکھتے تھے ایسی صورت میں جنگ عبث سمجھتے تھے اور مسلمانوں کا خون رائیگاں دیکھنا گوارا نہ تھا اس لئے آپ نے چند شرائط پر امیر معاویہؓ کے حق میں دستبرداری دیکر اس خانہ جنگی کا خاتمہ کردیا جو پانچ سال سے مسلمانوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی اور اپنے اہل و عیال کو لیکر مدینہ منورہ چلے آئے اور چھ ماہ خلافت کی اس طرح حضور نبی کریم کی یہ پیشنگوئی پوری ہوگئی کہ میرا بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں مصالحت کرائے گا۔"

وفات اور عالمگیر ماتم

۵۰ھ میں یہ بوریہ نشین مسند بے نیازی جبکہ عمر ابھی ۴۷ سال ہی کی تھی دنیائے دنی سے رخصت ہوگیا موت آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کے زہر دینے سے ہوئی۔ آپ کو اس کا علم تھا مگر آپ نے نام بتانے سے انکار کردیا۔

آپ پہلے نبوی میں دفن ہونے کی اجازت حضرت عائشہؓ سے حاصل کرچکے تھے مگر ظالم مروان گورنر مدینہ منورہ لڑانے پر آمادہ ہوگیا اور اجازت نہ دی۔ آپ کی موت معمولی موت نہ تھی شہر بھر میں کہرام پڑ گیا۔ گھر گھر صف ماتم بچھ گئی۔ کہ یہ ماتم خاندان نبوت کے چشم و چراغ کا ماتم تھا۔ بنو ہاشم کی عورتوں نے ایک مہینہ تک سوگ منایا۔ حضرت

ابوہریرہؓ رو رو کر کہتے تھے کہ لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ کا محبوب دنیا سے اٹھ گیا۔ جنازہ کے ساتھ اتنا ہجوم اژدحام تھا کہ اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو زمین پر نہ گرتی۔ شہر کا شہر الٹ پڑا تھا

امارت و فیاضی

ساری عمر نہایت فراغت بلکہ عیش کیساتھ بسر کی عہد فاروقی سے پانچہزار ماہانہ وظیفہ تھا۔ دستبرداری خلافت کے وقت امیر معاویہ سے اہواز کا پورا خراج اپنے لئے مخصوص کرا لیا تھا۔ اس لئے امیرانہ زندگی بسر کی۔ شادیاں بہت کیں اور طلاقیں بھی بہت دیں وصال کے وقت چار بیویاں موجود تھیں جن میں سے تین بہت وفادار تھیں۔ آپ کے لڑکے چھوٹے خانگی زندگی بہت مسرور زندگی تھی۔ ساتھ ہی نہایت فیاض اور سیر چشم تھے اور راہ خدا میں بھی بکثرت لٹاتے رہتے تھے۔ تین مرتبہ اپنے مال کا آدھا آدھا حصہ فی سبیل اللہ دیدیا اس طرح کہ دو جوتوں میں سے ایک جوتا بھی خیرات کر دیا۔ ایک شخص کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دس ہزار درہم کے لئے دعا کرتے ہوئے جو سنا تو گھر جا کر یہ رقم اسے بھجوادی۔ دینے میں دوست و دشمن کی تمیز نہ کرتے تھے آپ کے باپ کے دشمن نے آکر سواری و زاد راہ کے لئے سوال کیا آپ نے فوراً پورا کر دیا۔ اعتراض پر لوگوں سے فرمایا کہ کیا اپنی آبرو نہ بچاؤں۔ ایک دفعہ ایک غلام کو دیکھا کہ کتے کو ساتھ ساتھ ٹکڑا ڈالتا جاتا ہے خوش ہو گئے باغ و غلام دونوں خرید لئے غلام کو آزاد کر کے وہ باغ اسی کو ہبہ کر دیا۔ شہر بھر میں آپ کی فیاضی و سیر چشمی کا شہرہ تھا جو حاجتمند آتا تھا لوگ اسے آپ ہی کے آستانہ کا پتہ بتا دیتے تھے اور پھر آپ اسے خالی واپس نہ بھیجتے تھے۔

اخلاق و عادات

بیحد خوش خلق تھے۔ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ ایک سائل حضرت حسینؓ کے پاس گیا اعتکاف میں تھے عذر کر دیا۔ آپ کے پاس جو آیا تو اعتکاف کے دائرہ سے نکل کر حاجت برآری کی لوگوں کے اعتراض پر فرمایا۔ "میرے نزدیک کسی بھائی کی حاجت روائی ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔" اسی طرح ایک شخص نے دوران طواف میں کسی ضرورت سے آپ کو ساتھ لیجانا چاہا چلدیئے۔ ایک صاحب کے اعتراض پر فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کو جاتا ہے اور وہ پوری ہو جاتی ہے تو اسے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر نہیں پوری ہوتی تو ایک عمرہ کا ملتا ہے پھر بھلا میں کیوں نہ جاتا رسولؐ کی حدیث کے مطابق میں نے دونوں ثواب حاصل کئے نہایت متحمل اور حلیم واقع ہوئے تھے۔

حضور نبی کریمؐ فرمایا ہی کرتے تھے کہ حسنؓ کو میرا حلم اور میری صورت ملی ہے" ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت فحش باتیں کہیں آپ نے جواب دیا اس سے کہدینا۔ "خدا کی قسم میں تمہیں گالی دیکر تمہارے دشنام دہی کا داغ نہ مٹاؤں گا۔ ایک روز ہم دونوں خدا کے پاس جائینگے اگر تم جھوٹے ہو تو وہ بڑا منتقم حقیقی ہے" امیر مروان جیسے تو ہر جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر برسر عام حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سب و شتم کرتا ہی رہتا تھا ایک روز نہایت ہی درشت کلمات کہے لیکن آپ خاموش متحملانہ سنتے رہے یہ اسی کا اثر تھا کہ سنگدل مروان بھی جنازہ کے ساتھ روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم و بردبار تھے

عبادات و استغنا

عبادات سے بھی خاص شغف تھا فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھے رہتے تھے اس کے بعد ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور آنے جانے والوں سے ملتے تھے دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھکر امہات المومنینؓ کے پاس جاتے اور پھر اپنے گھر چلے جاتے مقدم سب سے زیادہ آپ کے استغنا و بے نیازی پر غور کیا جائے تو حیرت و استعجاب کی ایک دنیا سامنے آجاتی ہے۔ دیکھو پہلے ہو کر آپکی زندگی بڑی امیرانہ زندگی تھی خوش خوراک اور خوش پوشاک تھے۔ ظاہر ہے اس طبیعت کے انسان کو اگر سلطنت کی حرص و خواہش بھی نہ ہو تو اتنا تو ضرور ہی ہونا چاہئے تھا کہ ملی ہوئی سلطنت ہاتھ سے نہ چھوڑتا۔ حضرت عثمان غنیؓ آخری وقت تک یہ خلعت اتارنے پر راضی نہ ہوئے لیکن آپ کی ذات گرامی سے جو بے نیازی صادر ہوئی اور آپ نے اس معاملہ میں جس استغنا سے کام لیا وہ ایک معجزہ ہے کہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا۔ صاف و بدیہی چیز ہے کہ قصر سلطنت کی تعمیر انسانی خون سے ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے ایک عظیم الشان سلطنت چھوڑ دی اور اس خیال سے چھوڑ دی کہ اس کے رکھنے میں مسلمانوں کے خون گراں کی اضاعت یقینی تھی۔

علم و فضل اور اقوال حکیمانہ

جس باپ کی آغوش میں تربیت پائی وہ تو بحر علوم تھے اس لئے آپکا درجہ اس حیثیت سے بہت بلند ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ فتوی دیا کرتے تھے تمام علوم مروجہ میں کمال رکھنے کے علاوہ خطابت و شاعری میں بھی آپ کو امتیازی رتبہ حاصل تھا آپکے چند مقولے۔ مکارم اخلاق دس ہیں زبان کی سچائی، حسن خلق۔ صلہ رحم۔ ہمسائے کی حفاظت۔ حقداروں کی حق شناسی مہمان نوازی۔ شرم و حیا۔ سائل کو دینا۔ جنگ کے وقت حملوں کی شدت اور احسان کا بدلہ دینا۔ مروت یہ ہے کہ اپنے مذہب کی اصلاح کی جائے مال کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ سلام زیادہ کرے۔ لوگوں میں محبوبیت حاصل کرے

حضرت حسینؓ

حضرت حسینؓ سے رسول اکرم کی محبت

حضرت حسینؓ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ قبل پیدائش حضرت حارث کی صاحبزادی نے خواب دیکھا تھا کہ رسول اکرمؐ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ یہ تو بھیانک نہیں نہایت مبارک خواب ہے چنانچہ کچھ دنوں بعد ریاض نبوی میں وہ خوشرنگ ارغوانی پھول جس کی مہک حق و صداقت، عزم و استقلال اور ایمان و عمل کی وادیوں کو ہمیشہ بسائی اور جس کی رنگینی عقیق کی گلگونی اور لالہ کے داغ کو ہمیشہ شرماتی رہے گی۔ ولادت کی خبر سنتے ہی رسول اکرم تشریف لائے بچہ کو دیکھا کانوں میں اذان دی اور حضورؐ ہی نے اس کا نام حسین رکھا۔ رسول اللہ کو بیحد محبت غیر معمولی شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ روزانہ دونوں وقت بیٹی کے گھر دیکھنے جاتے دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور دیر تک کھلاتے رہتے۔

دونوں نواسوں کے ساتھ یکساں محبت تھی فرمایا کرتے تھے کہ اہل بیت اطہار میں سے مجھے حسنؓ و حسینؓ زیادہ محبوب ہیں۔ دعا کرتے تھے "خدایا میں انہیں محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی انھیں محبوب رکھ۔" ایک مرتبہ رسول اکرم خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حسنؓ و حسینؓ سرخ قمیص پہنے ہوئے خراماں خراماں آتے ہوئے دکھائی دئیے دیکھتے ہی آپ منبر سے اتر آئے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اور فرمایا خدا نے سچ کہا ہے کہ "تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں" ان بچوں کو خراماں خراماں آتے ہوئے دیکھ کر میں ضبط نہ کر سکا۔ دوش مبارک پر سوار کر کے کھلانے نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ دوش مبارک پر سوار کرا کے کھلانے نکلے ایک شخص نے دیکھ کر کہا صاحبزادے کیا اچھی سواری ہے۔ رسول اکرم نے فرمایا سوار بھی کتنا اچھا ہے۔ کبھی کبھی دونوں کو چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لاتے۔ حسنؓ و حسینؓ کو آپ اپنی جنت کے گل خنداں بتایا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ انھیں نوجوانان جنت کا سردار بھی فرمایا کرتے تھے۔

حسینؓ اور خلفائے ثلاثہ

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں بھی آپ کا پورا اعزاز ہوا۔ حضرت فاروق اعظمؓ آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے اور قرابت رسول اکرم ہی کے لحاظ سے انہوں نے آپ کا وظیفہ پانچ ہزار مقرر کیا تھا حالانکہ دیگر بدری صحابیوں کے بیٹوں اور اپنے صاحبزادے کا وظیفہ صرف دو دو ہزار ہی مقرر فرمایا تھا۔ جب حضرت فاروق اعظم نے یمنی حلے سب کو تقسیم کئے پس وہ سلام کو آئے ہیں تو رسول اکرم کے یہ دونوں محترم نواسے اپنے گھر سے نکلے ان کے مبارک جسم پر حلے نہ دیکھ کر فاروقی جبین عدالت پر شکن پڑ گئی۔ فرمایا مجھے حلوں کی تقسیم سے کوئی مسرت نہیں۔ اسی وقت حاکم یمن کو دو حلوں کے فوراً بھیجنے کے لئے لکھا اور منگا کر پہنا کر فرمایا کہ اب مجھے دلی مسرت ہوئی۔ پہلے حلے ان کے لائق نہ تھے۔

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظمؓ سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے آپ ابن عمرؓ کے ساتھ کچھ دیر تو دروازے پر کھڑے رہے پھر واپس ہو گئے۔ ملے تو فرمایا تمہیں اس کا ساتھ دینے کی ضرورت نہ تھی۔ تم اس سے زیادہ حقدار ہو۔ جو کچھ ہماری عزت ہے وہ خدا کے بعد تمہاری بزرگی کی دی ہوئی ہے۔ عہد عثمانی میں طبرستان کی فوجکشی میں شرکت کی اور شورش کے زمانہ میں آپ قصر خلافت پر مامور ہوئے۔

امیر معاویہؓ کی طرف سے اعزاز و احترام

جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہلو میں پورے مجاہدانہ اور شجاعانہ جوش کے ساتھ لڑے اور التوائے جنگ کے معاہدہ پر بحیثیت شاہد دستخط کئے اس کے بعد خارجیوں کی سرکوبی میں پورے انہماک کے ساتھ حصہ لیا۔ جب حضرت حسینؓ کو حضرت حسنؓ نے اپنے عزم دستبرداری خلافت سے آگاہ کیا تو آپ نے اس عزم کی مخالفت شدت کے ساتھ کی لیکن جب بڑے بھائی کی حیثیت سے حضرت حسنؓ نے ڈانٹ بتائی تو آپ ایک اطاعت گزار بھائی کی حیثیت سے خاموش ہو گئے۔

آپ امیر معاویہؓ کو حق پر نہ سمجھتے تھے تاہم ان کے عہد کی جنگوں میں آپ برابر جانبازانہ اور مجاہدانہ شرکت فرماتے رہے۔ ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر جو مہم روانہ ہوئی تھی آپ اس میں بھی شریک تھے۔ امیر معاویہؓ کو آپ حق پر نہ سمجھتے تھے اس لئے ان کی طرف سے دل صاف نہ تھا تاہم ظاہری تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے آپ نے ان میں فرق نہ آنے دیا۔ امیر معاویہؓ اپنے عہد میں آپ کے ساتھ برابر سلوک کرتے رہے۔ جب ملتے تھے بڑی عزت کرتے تھے اور ادب کے ساتھ پیش آتے تھے۔ جب امیر معاویہؓ نے بیعت یزید کے لئے سعی کی ہے تو آپ نے بیعت نہ کی۔ امیر معاویہؓ کو آپ کا احترام مقصود تھا۔ اس لئے بیعت عام ہو جانے پر آپ سے بیعت کے لئے کوئی اصرار نہ کیا۔

امیر معاویہ بہت بڑے دور عاقبت اندیش اور زمانہ شناس بزرگ تھے۔ پیش آنے والے واقعات کا اندازہ بہت پہلے کر لیتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ عبداللہ بن زبیر تو خود ہی علم بغاوت بلند کریں گے اور آپ کو بھی

عراق والے یزید کے مقابلہ میں کھڑا کئے بغیر نہ رہیں گے اس لئے وصیت کر گئے تھے۔

یزید دیکھ۔ عراق والے حسینؓ کو ضرور تیرے مقابلہ پر کھڑا کریں گے۔ اگر تو ان پر قابو پالے تو کوئی سختی ہرگز نہ کرنا بلکہ درگذر اور چشم پوشی سے کام لینا۔ کیونکہ وہ قرابتدار بڑے حقدار اور رسول اللہ کے عزیز ہیں۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہؓ کو آپ کا کتنا احترام مقصود تھا اگر یزید نے باپ کی وصیت کو پیش نظر رکھا ہوتا تو دنیائے اسلام کو آپ کی شہادت پر خونفشاں نہ ہونا پڑتا۔

یزید کی ابتدائی غلطی اور مطالبہ بیعت

یزید کی قسمت میں یہ کلنک کا ٹیکہ مرقوم تھا اُس نے باپ کی وصیت کی چنداں پرواہ نہ کی اور ۶۰ھ میں اُس نے مذہبی مقتضیات کو بالائے طاق رکھکر سیاسی کھیل کھیلنا شروع کیا اُس نے۔ سریر خلافت پر قدم رکھتے ہی۔ حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کی طرف سے ادعائے خلافت کا جو اندیشہ تھا اُسے مٹانے اور دور کرنے کی سعی کی۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو حجاز و عراق دونوں میرے خلاف کھڑے ہو جائیں گے سیاسی اعتبار سے تو اس اقدام و خیال پر برا نہیں کہا جا سکتا مگر مذہبی اعتبار سے یہ اس کی شدید ترین اور خوفناک غلطی تھی۔ وہ اس کے لئے دوسرے موزوں طریقے اختیار کر سکتا تھا۔ نرمی و ادب سے آپ کو ساتھ ملا سکتا تھا۔

سب سے بہتر طریقہ یہ تھا کہ وہ خود حجاز کو چلا آتا اور آپ کی منت کرتا سمجھاتا نہ مانتے تو کم از کم آپ پر بیعت کے لئے زور نہ ڈالتا اور کہہ دیتا کہ آپ بیعت نہیں کرتے نہ کریں اطمینان و سکون کے ساتھ جوار رسول اکرم میں بیٹھے رہیں۔ میں آپ کی ہر امکانی خدمت کو تیار ہوں۔ اول تو آپ اس پر ضرور رضامند ہو جاتے زیادہ سے زیادہ یہ کہ آپ کو اپنے ساتھ دمشق لیجاتا مگر نہیں اُس نے آپ کی عظمت و رسوخ پر نظر نہ ڈالی بیعت کے لئے اصرار کیا اور آپ کو بربنائے مجبوری اپنے محترم نانا کا جوار چھوڑ کر مکہ معظمہ آنا پڑا جہاں عراقیوں کو فریب کاری و دغا بازی کرنے اور آپ کو مبتلائے مصائب بنانیکا موقعہ مل گیا۔

یزید کی دوسری غلطی

مکہ معظمہ پہنچتے ہی کوفیوں نے آپکو اعلان خلافت کرنے کی ترغیب دی اور اپنی حمایت و پشت پناہی کا پورا یقین دلایا آپنے صاف انکار کر دیا اور ایک مآل اندیش مدبر کی طرح کہدیا کہ میں حرم سے قدم نہ اٹھاؤں گا مجھے خلافت کی کوئی آرزو نہیں۔

کوفیوں نے اس مقصد میں ناکام ہو کر آپکو خدا کے واسطے دینے شروع کر دیئے۔ لکھا اور بہت لکھا کہ اگر آپ کوفہ تشریف نہ لائے تو آپ خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے ہم سب آپ کی بیعت کے لئے ہمہ تن آمادہ ہیں اور آپ کی زیر قیادت کھڑے ہو کر یزید کی غیر شرعی حکمرانی کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں آپنے سوچا کہ اس صورت میں جبکہ خلافت کے حصول کے امکانات قوی ہیں اور یزید کی حکومت کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے کوفہ نہ جانا واقعی ایک شرعی لغزش ہو گی اس لئے آپ تیار تو ہو گئے مگر آپ نے پہلے یہ تحقیق کر لینی مناسب سمجھا کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ صحیح بھی ہے۔ صحیح ہوا تو چلا جاؤں گا اور غلط ہوا تو فضول مسلمانوں کا خون بہانا بیکار ہے۔ اور ایسی صورت میں کوئی ذمہ داری بھی عائد نہیں ہوتی۔

چنانچہ آپ نے اپنے چچیرے بھائی حضرت عقیلؓ کو کوفہ بھیجدیا ان کے ہاتھ پر اکٹھے اٹھارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی۔ . . . . .

. . . . جس پر انہوں نے آپ کو لکھا کہ کوفیوں کی عقیدت و آمادگی کا پورا ثبوت مل گیا ہے تشریف لے آئیے۔ اطلاع ملتے ہی آپنے تیاری شروع کر دی کہ ایسے پر امید حالات میں آپ کا خاموش رہنا ایک نااہل کی حکومت کو مسلمانوں کے سر پر مسلط رہنے دینا تھا اور نبیرۂ رسول اکرم آپ سے گوارا نہ کر سکتا تھا۔ جذبۂ مذہبی آپ پر طاری ہو گیا اتنا کہ پھر دوستوں اور جاں نثاروں نے آپ کو بہت سمجھایا اور کہا کہ کوفی بہت متلون مزاج ہیں اور وقت پر دھوکہ دینے والے واقع ہوئے ہیں لیکن پھر آپ نے کسی کی نہ سنی اور اعلائے کلمۂ حق کے لئے آپ عازم کوفہ ہو گئے۔

راستہ میں آپ کو کوفیوں کی بیوفائی کا علم ہوا۔ مگر اب جو قدم آگے بڑھ چکا تھا اُسے پیچھے ہٹانا نبیرۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اور آپ کی عظمت کے لئے صریح مغائر تھا۔ آپ توکلت علی اللہ کہکر بڑھتے ہی چلے گئے اور ایک اولوالعزم مجاہد انسان کی طرح آپنے خطرات کی پرواہ نہ کی۔ یزید کی غلطی اور خوفناک لغزش یہ تھی کہ اُس نے عاقبت اندیشی سے بالکل کام نہ لیا اور کوفہ میں رفع شورش کے لئے ایسے حاکم کو مقرر کیا جس کی شقاوت و سنگدلی مسلم تھی اگر مقرر ہی کیا تھا وہ آسانی سے اپنے باپ کی وصیت ہی لکھ سکتا تھا۔ اور حکم میں ہدایت کر سکتا تھا کہ اگر حضرت عقیل اور حضرت حسینؓ دونوں کوفہ سے نکلنے اور باہر جانے پر راضی نہ ہوں تو زیادہ سے زیادہ یہ کیا جائے کہ انہیں جس طرح بھی ہو زندہ گرفتار کر کے شام بھیجدیا جائے اس کے حکم میں کوئی ایسی صراحت موجود نہ تھی صرف اتنا لکھا تھا کہ مسلم کو خارج البلد کر دو مزاحمت کریں تو قتل کر دیئے جائیں۔

میدان کربلا میں شہادت

اس نقطۂ نظر نے ابن زیاد مردود کو دلیر کر دیا اور ساری مصیبتوں کا باعث یہی حکم بنا۔ ضرور یزید کے حکم میں حضرت حسین کے متعلق کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن حضرت مسلم بھی تو آپ ہی کے بھائی اور آپ ہی کے سفیر تھے اگر آپ کے متعلق قتل کا حکم نہ دیا تھا تو یہ بھی تو نہ لکھا تھا کہ اگر حضرت حسین تشریف لے آئیں تو ان سے درگذر کی جائے معلوم یہ ہوتا ہے کہ شورش کی خبر سنتے ہی یزید بدحواس ہوگیا۔ اور سب سے پہلا خیال اسے رفع شورش ہی کا ہوا۔

ابن زیاد بھی آخر یزید ہی کا تو عامل تھا اس کے فعل و عمل کی ذمہ داری بھی تو یزید ہی کے دوش پر ہے بہرکیف ابن زیاد کے کوفہ میں قدم رکھتے ہی شہر کی فضا متغیر ہوگئی تمام بیعت کرنے والے پھر گئے مسلم تنہا رہ گئے اور بیدردی کے ساتھ شہید کر دیے گئے اس کے بعد حضرت حسین پہنچے تو ہر طرف سے قدغن کر لی گئی اور نہ صرف یہ کہ آپ کو قتل کر ڈالنے کے پورے انتظامات کیے گئے بلکہ یہ سعی کی گئی کہ آپ قتل ہوں اور انتہائی تکلیف کے ساتھ قتل ہوں یہ صحیح ہے کہ ابن زیاد نے انہیں اپنے پاس آنے کا حکم دیا لیکن نبیرۂ رسول اکرم سے یہ توقع ہی غلط تھی کہ وہ اذیت و تنگ سا بچنے کے لیے اسیرانہ حالت میں اس کے سامنے چلے جائیں گے۔

مختصر یہ کہ آپ شہید ہوئے اور انتہائی اذیتیں اور صدمات اٹھا کر شہید ہوئے۔ ابن زیاد جتنی سنگدلی اور شقاوت کا تصور کر سکتا تھا اس کا اس نے پورا مظاہرہ کر دیا۔ تن تنہا ایک ابن زیاد ہزاروں اور لاکھوں کوفیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ کر سکتا تھا بیعت کرنے والے کوفیوں نے آپ کی حمایت میں ایک انگلی بھی اٹھاتا تو ایک طرف وہ خود ابن زیاد کے دست و بازو بن کر آپ کے خلاف نکلے۔

علم و فضل اور خطابت و کمال

میدان کربلا میں آپ کے ساتھ ۷۲ عزیز شہید ہوئے اور خاندان رسالت کا تقریباً خاتمہ ہی ہوگیا تھا کوئی صرف ایک آپ کے صاحبزادے حضرت سجاد کو خدا نے بچا لیا۔ ورنہ ابن زیاد تو اس کا بھی حکم دے ہی چکا تھا۔

آپ علم و فضل میں بڑے بلند رتبہ کے حامل تھے۔ تمام ارباب سیر آپ کے علمی کمالات کے معترف ہیں۔ معاصرین آپ سے استفتا کرتے رہتے تھے۔ تقریر و خطابت میں آپ نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کی تقاریر آج بھی موجود ہیں جنھیں دیکھ کر آپ کے زور بیان اور فصاحت و بلاغت پر انسان حیران رہ جاتا ہے آپ کے کمال علمی ہی کی بنا پر ارباب سیر نے آپ کے حکیمانہ مقولے بھی خاص اہتمام کے ساتھ ثبت کیے ہیں جو بہت چھوٹے چھوٹے مقولے ہیں مگر حکمت و نکات اخلاقی سے لبریز ہیں۔ آج بھی ان سے مسلمان بصیرت حاصل کر سکتے ہیں اور سبق لے سکتے ہیں۔

حسن خلق عبادت ہے۔ نرمی عقلمندی ہے۔ سخاوت دولتمندی ہے بخل فقیری ہے۔ ہمسایہ کا حق قرابت ہے۔ عمل تجربہ ہے۔ امداد دوستی ہے۔ رازداری امانت ہے۔ سچائی عزت ہے۔ جھوٹ عجز ہے۔ خاموشی زینت ہے اس قسم کے بہت سے کلمات آپ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوتے رہتے تھے۔ جن سے آپ کے تبحر علمی پر روشنی پڑتی ہے۔

ذوق عبادت

ذوق عبادت میں آپ سرشار تھے۔ خود حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کو نماز پڑھنی سکھائی تھی جس کی وجہ سے آپ کو عبادت میں ایک روحانی لذت حاصل ہوتی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ روز و شب میں ایک ہزار نفل بلا ناغہ پڑھا کرتے تھے روزے بھی بکثرت رکھتے تھے حج بھی بہت زیادہ کیے۔ اکثر حج تو ایسے کیے کہ مدینہ منورہ سے حرم محترم تک پاپیادہ ہی گئے۔

ایک مستند روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں پچیس حج پاپیادہ کیے۔ رمضان المبارک میں بالعموم اعتکاف میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔

فارغ البالی و امارت

مالی حالت آپ کی بھی بہت بہتر تھی بڑے عیش کے ساتھ زندگی بسر کی حضرت فاروق اعظم نے پانچہزار وظیفہ مقرر کر دیا تھا جو حضرت عثمان غنی کے وقت آخر تک برابر ملتا رہا۔ اس کے بعد تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کے ہاتھ میں خلافت آگئی تھی تحقیق سے یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ انہوں نے اس وظیفہ میں کوئی تغیر اور رد و بدل کیا یا نہیں۔ اگر اغلب خیال یہ ہے کہ یہ وظیفہ بجنسہ ملتا رہا اور حضرت حسن نے بھی اسے جاری رکھا۔

حضرت حسنؓ نے دستبرداری خلافت کے وقت امیر معاویہؓ سے یہ شرط منظور کرالی تھی کہ دو لاکھ سالانہ حسین کو ملتا رہے چنانچہ وہ زندگی بھر نہ صرف یہ رقم آپ کو پہنچاتے رہے۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی آپ کے ساتھ سلوک ہوتے اور بیت کچھ بھیجتے رہے۔

فیاضی و سیرچشمی

پھر خدا نے آپ کو جیسی فارغ البالی عطا کی تھی ویسے ہی آپ راہ خدا میں خرچ بھی کرتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے در دولت سے کوئی سائل محروم گیا ہو۔ ایک روز ایک سائل بارگاہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت آپ نماز میں مصروف تھے سائل کی آواز سنکر آپ جلد جلد نماز ختم کر کے باہر نکلے سائل کو دیکھا تو اس کے چہرہ پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے آپ نے اسی وقت اپنے غلام قنبر کو آواز دی اس سے پوچھا ہمارے مصارف میں سے کچھ باقی بھی رہ گیا ہے جواب دیا آپ نے جو دو سو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لیے عطا فرمائے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کیے گئے۔ ارشاد فرمایا ابھی لاؤ کہ ان سے بھی زیادہ ایک مستحق آگیا ہے چنانچہ اسی وقت دو سو کی تھیلی لا کر اس کے حوالہ کر دی اور لطف یہ ہے کہ دیتے وقت یہ معذرت بھی کی کہ اس وقت ہاتھ خالی ہے اس لیے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

علامہ ابن عساکر نے بھی لکھا ہے کہ آپ راہ خدا میں بکثرت روپیہ خیرات کیا کرتے تھے۔

عام طور پر بھی بڑے ہی سیرچشم اور فیاض تھے۔ شعراء کو بھی بڑی بڑی رقوم دے ڈالتے تھے چونکہ حضرت حسنؓ کی فیاضیاں برمحل ہوتی تھیں انہوں نے ایک دفعہ ٹوکا تو آپ نے فرمایا کہ۔ "بہترین مال وہی ہے جس کے ذریعہ سے آبرو بچائی جائے" (ابن عساکر جلد چہارم)

عصبیت و استقلال رائے

آپ نہایت مستقل الرائے اور عزم کے پکے تھے جب کوئی رائے قائم کر لیتے تھے تو پھر پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے مگر آپ نہ ٹلتے تھے امیر معاویہ کے متعلق آپ نے ابتدا میں جو رائے قائم کر لی تھی اس پر آخری وقت تک برابر قائم رہے ہرچند کہ آپ کے ظاہری تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ امیر معاویہؓ برابر سلوک بھی کرتے رہے مگر آپ کا دل کبھی ان کی طرف سے صاف نہ ہوا۔ سمجھ چکے تھے کہ باپ اور بھائی کے ساتھ ان کی طرف کس قدر زیادتیاں ہوئی تھیں اور کس طرح ان سے خلافت حاصل کی تھی۔

حضرت حسنؓ تو بہت متحمل مزاج اور سراپا حلم تھے مزاج میں مطلق گرمی نہ تھی انہوں نے بنو ہاشم اور بنو امیہ کی دیرینہ رقابت کے خار چند بات کو دل سے نکال دیا تھا اور سب کچھ فراموش کر چکے تھے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ مروان اور دیگر اشرار رو در رو سب و شتم کرتے مگر وہ کچھ نہ کہتے اور خاموش رہتے تھے حتیٰ کہ مروان بھی ان کے جنازہ کے ساتھ روتا ہوا چلا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھے۔ مگر بڑے بھائی کے خلاف آپ کی

طبیعت میں عصبیت بہت زیادہ تھی اور آپ کو غصہ بھی آجاتا تھا جب مروان نے حضرت حسنؓ کو حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہونے سے روکا ہے تو آپ مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں مگر حضرت ابوہریرہ درمیان میں آ گئے۔ حضرت حسنؓ کی وصیت پیش کی جب آپ مانے۔

یزید کی بیعت کے لئے بھی آپ ہرگز آمادہ نہ تھے۔ دستبرداری خلافت کی بھی آپ نے شدت کے ساتھ مخالفت کی تھی لیکن اس میں نفسانیت کو کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ عصبیت بھی آپ کی حق پرستی ہی کا نتیجہ تھی جسے آپ حق سمجھ لیتے تھے اس پر آخر وقت تک قائم رہتے اور جو ناحق پر ہوتے تھے اُن سے دل صاف نہ ہوتا تھا۔

وقار و تواضع

بڑے باوقار اور بارعب بزرگ تھے آپ کی مجلس بھی وقار و متانت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہوتی تھی اور تمام لوگ اس سکون و خاموشی سے وہاں بیٹھے ہوتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ آپ کے اندر کچھ رعونت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس رعب و وقار کے باوجود آپ کے اندر خود پسندی و تمکنت نام کو بھی نہ تھی حد درجہ منکسر المزاج متواضع اور خلیق تھے۔ یہ حالت تھی کہ ادنیٰ سے ادنیٰ شخص سے ملتے تھے اور بے تکلفانہ ملتے تھے ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے راستے میں دیکھا کہ کچھ فقراء بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں انہوں نے جو آپ کو ادھر سے گذرتا ہوا دیکھا تو آپ کی تواضع کی آپ فوراً سواری سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ "تکبر کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ ان اللہ لا یحب المتکبرین" سب سے ملتے تھے نہایت کشادہ پیشانی سے ملتے تھے بیحد غریب نواز، بیکس پرور اور کرم فرما بزرگ تھے۔

زورِ بیان اور جوشِ حق پرستی

یوں تو آپ کی تمام تقاریر حسن بیان اور زور و اثر کے بیان کے اعتبار سے لاثانی ہیں جو تقریر آپ نے مقام بیضہ میں ارشاد فرمائی تھی اور جس میں آپ نے اپنی آمد اور اپنے تشریف لانے کے اسباب بیان کئے تھے وہ کئی اعتبار سے نہایت اہم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"حمد و ثنا کے بعد حُر کے سامنے خطبہ کے دوران میں کہا کہ لوگو! رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے خدا کے عہد کو توڑتا ہے سنت رسول اللہ کی مخالفت کرتا ہے خدا کے بندوں پر گناہ ظلم و زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے اور اس پر یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی بالفعل یا بالقول مخالفت نہ آئی تو ایسے شخص کے متعلق خدا کو یہ حق ہے کہ وہ اس بادشاہ کی جگہ اس کی پیچھے والوں کو دوزخ میں داخل کرے۔

میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں یعنی بنی امیہ نے شیطان کی اطاعت قبول کر لی ہے اور خدائے رحمٰن کی اطاعت چھوڑ رکھی ہے خدا کی زمین پر فتنہ و فساد پھیلا رکھا ہے حدود الٰہی کو بیکار کر دیا ہے اس لئے مجھے ان باتوں پر غیرت آنے کا زیادہ حق ہے میرے پاس تمہاری طرف سے لا دے کے بہت سے خطوط آئے بیعت کا پیام لیکر تمہارے قاصد آئے انہوں نے کہا کہ تم مجھے دشمنوں کے حوالے نہ کرو گے اور بے یار و مددگار نہ چھوڑ دو گے پس اگر تم اپنی بیعت کے حقوق پورے کرو گے تو راہ پاؤ گے میں حسین ابن علی ابن ابی طالب ہوں۔ فاطمہ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں۔

میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل بیت تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں تمہارے لئے میری ذات نمونہ ہے اب اگر تم اپنے فرائض پورے نہ کرو گے اور اپنا عہد و پیمان توڑ کر اپنی گردنوں سے میری بیعت کا حلقہ اتار دو گے تو خدا کی قسم تم سے یہ بھی کچھ بعید نہیں ہے۔ تم میرے باپ بھائی اور میرے ابن عم مسلم کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر چکے ہو وہ فریب خوردہ ہے جو تمہارے فریب میں آ گیا۔ تم نے نقض عہد کر کے اپنا حصہ ضائع کر دیا۔ جو شخص عہد توڑتا ہے اس کا وبال اسی پر ہوتا ہے اور وہ وقت دور نہیں بہت قریب ہے کہ خدائے قدوس مجھے امداد سے بے نیاز کر دیگا۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ"

صبر و ثبات

حضرت امام حسینؓ نے جس صبر و ثبات اور سچی دینی حق پرستی کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں ہے نہیں مل سکتی ہر قوم و ہر ملت اور ہر ملک کی تاریخ اس قسم کے واقعہ اور ایسی روشن مثال سے خالی اور یکسر خالی ہے قید خانہ کے کسی گوشہ میں تڑپ تڑپ کر جان دے دینا بھانسی کے تختہ پر کھڑے ہو کر اس کا پھندا آپ گلے میں ڈال لینا تلوار کے سامنے خود بڑھ کر سر جھکا دینا آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں کود پڑنا پہاڑ کی بلند چوٹی سے خود کو نیچے گرا کر دم توڑ دینا آسان امر ہے۔ میدان رزم کے غلغلوں اور شور و غوغا میں بھی زخم کھا کر اور تڑپ کر جان آفرین کو سونپ دینا چنداں مشکل امر نہیں۔

لیکن اپنے جگر پاروں اپنے عزیزوں اپنے بھائیوں بھتیجوں اپنے دوستوں اور جاں نثار رفیقوں میں ایک ایک کو اپنے سامنے خاک و خون میں تڑپتے دیکھنا اور اف نہ کرنا۔ اپنے ریاض آرزو کے خوشرنگ اور نگہت بار غنچے کو اجھالتے اور مسلتے دیکھنا۔ اپنے حسین اور نوجوان بیٹوں کے گلو سے خون کے فوارے اچھلتے مشاہدہ کرنا اور پردگیان عفاف، بیویوں بہنوں اور بیٹیوں کی بیکس نگاہوں کے سامنے انتہائی اذیت و کرب کے عالم میں لٹنا اور رگڑ رگڑ کر مرنا مشکل اور بہت مشکل ہے کسی کے آگے موت ہو جاتی ہے تو اس کا قلب پھٹنے لگتا ہے۔ لیکن ایک آفتاب کی کرنوں کے ہجوم میں آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گر رہے ہیں جوان بیٹوں کی لاشیں تڑپتی رہیں نوجوان بیٹا جوان ہو کر پیاسا و معصوم بچیاں بھوک اور پیاس سے بلکتی اور درد و غم سے نڈھال ہو ہو کر پچھاڑیں کھاتی رہیں اور آپ سب کچھ دیکھتے رہے۔ پھر آپ کی ایک نگاہ اور ایک بات آپ کو اس مصیبت کدہ آلام سے نکال کر عیش و تنعم کے فردوس میں پہنچا سکتی تھی ایک لمحہ میں آپ کی شام سحر کی صورت اختیار کر سکتی تھی لیکن نہیں آپ نے حق اور محض حق کی خاطر سب کچھ برداشت کیا سب کچھ دیکھا سب کچھ گوارا کیا اور خود بھی شہید ہو گئے

یہ تھا وہ صبر و ثبات جس کا عدیم النظیر مظاہرہ یہ بزرگ و جلیل نبیرۂ رسول اکرم کر گیا جس پر آج تک پوری دنیا حیران ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں حیران رہیں گی۔ اور یہ حیرانی جب تک قائم رہے گی جب تک دنیا باقی ہے۔ اگر آپ اس ضمن میں سچے اور مستند واقعات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو سیدہ پبلیکیشنز کا چھپا ہوا سچا شہادت نامہ پڑھیں۔

سفید بیماری سے عورتوں کو بچاؤ
انھوں نے تمھیں خون جگر پلا پلا کر پالا ہے

(ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر کا اعلان)

عورتیں بے زبان ہیں وہ مردوں سے اپنی تکلیفوں کا حال نہیں کہہ سکتیں۔ لیکن مردوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ عورت ذات کے ان پر کتنے احسانات ہیں۔ وہ عورت ہی ہے جس نے اپنا خون پلا پلا کر مرد کی پرورش کی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ عورتوں کا طبقہ جب کسی مصیبت میں پھنسے تو مردان کی امداد نہ کریں۔ آج کل ہندوستان میں بے شمار عورتیں سفید بیماری یعنی سیلان الرحم میں پھنسی ہوئی ہیں۔

عورتوں کی بیماریوں میں سے سفید بیماری جسے عام طور پر لوگ سیلان الرحم کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ بظاہر یہ کچھ تکلیف نہیں دیتی۔ لیکن اس کا آخری نتیجہ بہت افسوسناک ہوتا ہے۔ اس بیماری میں۔۔۔۔۔۔۔ سے ایک سفید رنگ کی لیسدار رطوبت یا زردی مائل رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے اور اس کی وجہ سے ــــ

عورت کا چہرہ اوّل تو اداس ہونا شروع ہوتا ہے ــــ

اس کے بعد چہرہ کی رونق اور تازگی بھی غائب ہو جاتی ہے ــــ

پیٹ کے نیچے یا ناف کے نیچے بے چینی کا درد اور اینٹھن محسوس ہوتی ہے ــــ

چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے ــــ

اچھے اچھے خوبصورت چہرے ذرا سی لاپروائی سے بے رونق اور بے رنگ ہو جاتے ہیں ــــ

اور جب اس بیماری کے علاج میں دیر کی جائے تو بڑھ کر عورت کی زندگی بھی خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ پس جو لوگ دور اندیش ہیں اور اس بیماری کے خوفناک انجام کو سمجھتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے اور سب کام چھوڑ کر اس کا علاج کراتے ہیں۔ تاکہ ایک بیکس اور بے زبان ہستی کی زندگی خطرہ میں نہ پڑ جائے اور وہ قبل از وقت بڑھاپے کی شکل میں تبدیل نہ ہو جائے۔ پہلے تو اس بیماری کا علاج بھی مہنگا پڑتا تھا مگر اب تو دہلی کے زنانہ دواخانہ کی قومی و ملکی خدمات نے اس کو بھی آسان کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا علاج بنا دیا ہے جو گھر بیٹھے ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ تسلی بخش اور مکمل صحت دینے والا ثابت ہوا ہے۔

زنانہ دواخانہ نے دوا **"روک"** تیار کر کے حقیقتاً ایک نہایت ہی مسرت بخش اور بے انتہا مفید خدمت انجام دی ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ **صرف ایک شیشی سے یہ بیماری بالکل جاتی رہتی ہے۔** جس دن دوا شروع ہوگی اسی دن سے مریضہ کو مرض میں کمی کا احساس ہوگا۔ یہاں تک کہ جس دن دوا ختم ہوگی:-

اُس دن مریضہ مکمل طور پر تندرست ہوگی

دوا "روک" کی ایک شیشی تین روپے کی ہے پس جو صاحب چاہیں **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ، بی ۲۴۲ دہلی** کے پتہ پر ایک خط لکھ کر ایک شیشی "روک" منگا لیں۔ پارسل پر صرف ستات آنے کے ٹکٹ لگیں گے۔ اور مریضہ گھر بیٹھے اس خوفناک مرض سے نجات حاصل کر کے پُر مسرت زندگی بسر کرے گی۔ یاد رکھیئے کہ عورت کے سیلان الرحم کی بیماری یعنی سفید رطوبت کا علاج کرنے کے لئے تجربہ کار حکیم اور ڈاکٹر مریض کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ دوا "روک" استعمال کرے۔ کیونکہ سیلان الرحم کا یہ بہترین علاج ثابت ہوا ہے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ یہ دوا کوئی اشتہاری دوا نہیں یا دھوکا دینے کے لئے شائع نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کے متعلق جو کچھ بھی اوپر لکھا گیا ہے۔ حرف بحرف صحیح ہے۔ اور اس کے متعلق بے شمار سارٹیفکٹ دواخانہ کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کی بات ہے۔

جب میں باپ نہیں تھا

(ایک ناسمجھ کی سبق آموز آپ بیتی)

میری شادی کو گیارہ سال ہو چکے ہیں لیکن بہت عرصہ تک ..... میں یہ احساس نہیں کرسکا کہ شادی شدہ لوگ کیونکر خوش رہ سکتے ہیں شادی کیوں ہوتی ہے کس لئے ہوتی ہے اور پھر ... کیا ہوتا ہے میرے دوست جب اپنے راز کے قصے سُنایا کرتے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے میرے دل کو مسل کر سینے سے باہر نکال دیا ہے۔ اور اسکی جگہ انگیٹھی میں آگ بھر کر رکھدی ہے۔ بہت دن کے بعد میرے ایک خاص دوست کو میری خفیہ بیماری کا پتہ چل گیا اُس نے پوچھا۔

کیا تمہیں جریان ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ لیکن پھر اس نے کہا کیا پیشاب سے پہلے اور اس کے بعد کوئی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے خاص بات پوچھی۔ میں نے کہا۔ میں یہ بات جانتا تو ضرور ہوں کہ ایسا ہوتا ہے لیکن آج تک ------

میرا یہ جواب سُنکر وہ چونک اُٹھا۔ اور تعجب سے کہا کہ تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی۔ اگر اسی زمانہ میں بتادیتے جب تمہاری شادی ہوئی تھی تو میں تمہیں صرف پندرہ دن میں تندرست کردیتا۔ چنانچہ میرے دوست نے اُسی وقت **جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ دہلی** کو خط لکھکر **جوہر اعظم** "دوا کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کو منگائی اور مجھے استعمال کے لئے دی۔ میں نے ترکیب کے مطابق اس دوا کا استعمال شروع کردیا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے دیکھا کہ دوا شروع کرنے کے ساتویں یا شاید آٹھویں دن وہ رطوبت خارج ہونی بند ہوگئی۔ اور مجھے اپنے اندر ایک خاص بات محسوس ہوئی۔ دوا ابھی پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک روز ------- بیوی

جنوری سنہ ۱۹۳۶ء کی بات

اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اب میں اس جوانی کی ہری بھری دُنیا میں ایک ایسے خوش و خرم نوجوان کی طرح ہوں جیسے کہ مجھ جیسی عمر کے انسان کو ہونا چاہیئے۔ میری بیوی ایک بچہ کی ماں ہے اور وہ جب اپنے بچے کو کھلاتی ہے اور بچہ ہُمک ہُمک کر ماں کی طرف دوڑتا ہے اور ماں کے سر کے بال نوچتا ہے تو مجھے یہ بات یاد آتی ہے کہ اس بچے کے باپ کا نام **جوہر اعظم** ہے کیونکہ جوہر اعظم دوا سے ہی میری جریان کی بیماری دور ہوئی۔ اور میری خفیہ طاقت پھر مجھے مل گئی۔ کاش جریان کے تمام مریضوں کو معلوم ہوجائے کہ اس دُنیا میں جریان کی اگر کوئی بہترین دوا ہوسکتی ہے تو وہ **جوہر اعظم** ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ہے (۸/۳) اصل دوا پر عام فائدہ کے خیال سے محصول ڈاک معاف ہے۔ **پس ناظرین رسالہ مولوی میں سے جو لوگ** میری طرح جریان کی بیماری میں مبتلا ہوں اور پیشاب سے پہلے یا بعد میں قوت مردمی پانی کی طرح بہہ جاتی ہو۔ یا بیوی سے شرمندگی ہوتی ہو تو انہیں چاہیئے کہ **جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ پی، بی ۲۱ دہلی** کو خط لکھکر جوہر اعظم دوا کی شیشی بذریعہ۔ وی۔ پی پارسل منگالیں۔ صرف ایک ہی شیشی تندرست بنادے گی۔

جوہر اعظم وہی مشہور دوا ہے جسے **سنہ ۱۹۲۸ء** میں آل انڈیا کامریڈ سوسائٹی نے کافی تجربہ کرکے عام اعلان کے ذریعہ پبلک کو مطلع کیا تھا کہ جوہر اعظم دوا جریان کے مریض کو یقیناً تندرست کرتی ہے اور تمام ملک سے پرزور اپیل کی تھی کہ جریان کے مریضوں کو اس دوا سے فوراً فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ آل انڈیا کامریڈ سوسائٹی نے جوہر اعظم کا بہت کافی تجربہ کرایا ہے۔ اور ہر جگہ ہر مریض کو اس دوا نے تندرست کردیا۔ چنانچہ سنہ ۲۸ء سے آج تک انجمن مذکور کی ہدایت کے مطابق اس دوا پر محصول ڈاک معاف ہے۔ اور کسی خریدار سے محصول پارسل نہیں لیا جاتا۔ صرف دوا کی قیمت لی جاتی ہے۔

عورت کا حمل کیوں ضائع ہوجاتا ہے

یہ بات صرف ڈاکٹر اور حکیم ہی جان سکتے ہیں۔ اگر کسی عورت کا حمل ایک دفعہ گر جائے تو پھر ہمیشہ اس کا حمل ضائع ہی ہوجاتا ہے۔ اور اسکی زندگی خطرے میں پڑجاتی ہے ایسی عورتوں کو ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے۔ اور **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی، بی ۲۱ دہلی** کو خط لکھکر ایک شیشی **رُوحِ حمل** بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا کر استعمال کرلینی چاہیئے۔ اسکے استعمال سے عورت کے اندرونی جسم میں بہت طاقت پیدا ہوجائیگی اور پھر حمل ضائع نہیں ہوسکے گا۔ ایک شیشی روحِ حمل کی قیمت چھ روپے چار آنے ہے۔ اور اس دوا پر گیارہ آنے محصول ڈاک لگتا ہے۔

جادو کی گھڑی

خرید لو اب نہ خریدی تو افسوس کروگے

یہ وہ گھڑی ہے جو گذشتہ چار مہینوں میں ہزارہا کی تعداد میں فروخت ہوئی

اس گھڑی کا کیس بیحد چمکدار ہے اور کبھی رنگ نہیں بدلتا جو خاص دھات کا بنا ہوا ہے شیپ نہایت خوبصورت اور اپٹو ڈیٹ ہے۔ سکنڈ کی سوئی بھی لگی ہوئی ہے۔ لیور ہے۔ مشین کے پرزے اس قسم کے لگائے گئے ہیں کہ باوجود گر جانے کے بھی کوئی صدمہ نہیں پہونچتا اور برابر چلتی رہتی ہے شیشہ اتنا مضبوط ہے کہ ایک دو مرتبہ ضرب پہنچنے سے بال برابر نقصان نہیں آتا۔ اس گھڑی کے کاریگر نے پرزے کچھ اس قسم کے سائنٹفک دھات کے بنائے ہیں کہ نہ تو کبھی صاف کرانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور نہ کبھی بند ہونے کا نام لیتی ہے۔ اس لئے کمپنی کی طرف سے تمام عمر کی گارنٹی گھڑی پر درج ہے۔ ٹائم کی اتنی پکی کہ دو سو روپیہ کی گھڑی بھی کیا مقابلہ کرے گی۔ چال کی بچی ہے۔ مشین کی خوبصورت ہے۔ ڈائل چمکدار ہے۔

جن حضرات کو مذکورہ بالا صفات کی گھڑی کی ضرورت ہو وہ بالکل بھروسہ کے ساتھ آج ہی آرڈر دیدیں۔ کیونکہ بطور سیمپل صرف تین سو گھڑیاں دوبارہ آئی ہیں۔ جو ہاتھوں ہاتھ نکل جانے کے بعد نہ ملسکیں گی۔ اس لئے ہم یقین دلاتے ہیں کہ دیر سے آرڈر دیا تو ہم کسی قیمت پر بھی یہ گھڑیاں سپلائی نہ کر سکیں گے قیمت بھی باوجود بے انتہا خوبیوں کے صرف چھ روپے تین آنے ہے۔ محصول ڈاک ایک گھڑی سے تین گھڑی تک سات آنے لگتا ہے گھڑی کے ساتھ اسٹریپ دستی مفت اور بکس بھی مفت دیا جاتا ہے۔ دکانداروں کو جو چھ گھڑیاں یکمشت منگائیں ۲۵ فی صدی کمیشن ملیگا۔ اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔

امپورٹ ایجنٹ، بی، کے برادرس اینڈ کمپنی فولاد خاں اسٹریٹ ۹۷ دہلی

ڈاکوؤں کی گرفتاری

اگر آپ کو چوروں ڈاکوؤں سے اپنی جان ومال کی حفاظت کرنی ہے تو ان کو گرفتار کرانے کیلئے اپنے پاس ایک ایسا آلہ رکھیئے جو ان کو آن کی آن میں پکڑوا دے۔ یہ آلہ جرمنی کاٹ جو بالکل اصلی پستول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ اور اس میں ایک خاص قسم کے کارتوس (کریکر) چلتے ہیں۔ جس کی آواز بہت تیز نکلتی ہے کارتوس کے چلتے ہی دھواں اور شعلہ بھی برآمد ہوتا ہے جس وقت آپکو چور، ڈاکو اور جنگلی جانوروں کا خطرہ معلوم ہو تو فوراً اپنی جیب سے اس اصلی جرمنی آلہ دپستول کو نکالئے اور بلا کھٹ چلانا شروع کر دیجئے۔ لگاتار دس فیر کریگا۔ اور جب ختم ہو جائیں تو پھر دس کارتوس بھر دئے جائیں۔ دشمن سر پر پیر رکھکر بھاگتا نظر آئے گا۔ بہت ہی کارآمد چیز ہے۔ اصلی پستول کی مانند شکل وصورت ہے۔ ہم وہی فروخت کرتے ہیں جو اصلی جرمنی ہیں۔

قیمت فی پستول معہ ایک سو کریکر دکارتوس) چار روپے محصول ڈاک آٹھ آنے علاوہ۔ فالتو کریکر ایک روپیہ کے ایکسو ملتے ہیں۔ یہ اصلی پستول صرف ہم ہی سے ملیں گے۔

امپورٹ ایجنٹ، بی، کے برادرس اینڈ کمپنی فولاد خاں اسٹریٹ ۹۷ دہلی

خوش وقتی رجسٹرڈ

سولہ سال سے اپنی بے مثال خوبیوں کی وجہ سے یوروپ کے تمام ممالک تک میں شہرت رکھتی ہے۔ یہ امساک کی ایسی لاجواب دوا، جو بغیر کسی نقصان کے امساک کو اس وقت تک قائم رکھتی ہے جب تک ترشی کا استعمال نہ کیا جائے۔ قیمت بارہ ٹیلیٹ دو روپے محصول ڈاک سات آنے۔ ایک درجن سے کم نہ منگائیے۔

پتہ۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

کشیدہ کاری کی اصلی جرمنی مشین

یہ وہی بے نظیر مشین ہے جس کی ایک محترم خاتون اپنے مضمون کے دوران میں فرماتی ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ اشتہار کی تعریف و توصیف بے بنیاد نہیں واقعی یہ ننھی سی چیز اپنی بساط سے زیادہ کار آمد ہے جو بہنیں اسکے صحیح استعمال سے بخوبی واقف ہیں ضرور مجھ سے متفق ہونگی کہ آرائشی اشیا ایسی خوبصورت کاڑھی جاتی ہیں کہ کمرہ ملاقات گویا ایک ننھا سا سدا بہار باغیچہ بنجاتا ہے جہاں باد سموم کا خوف نہ خزاں کا اندیشہ پردے میز پوش گدیاں فوٹو فریم سلیپر وغیرہ کیلئے یہ کاریگری نہایت موزوں ہے اگر احتیاط سے زیر استعمال رکھیں تو سالہا سال تک چیزیں خراب نہیں ہوتیں بچوں کے کلوک اور فراک بھی خصوصاً گرم لباس پر ایک ایک چھوٹا سا پھول خوشنما معلوم ہوگا اور رنگ برنگے نمونے بہت خوبصورت کاڑھے جاتے ہیں"۔ مخمل، سوتی، اور دوسرے مناسب کپڑوں پر نہایت عمدہ بیل بوٹے لگانے کیلئے ہماری مشین نہایت کار آمد ثابت ہوئی ہے جو گھنٹوں کا کام منٹوں میں سرانجام دیتی ہے اس کا ابھرا ہوا کام فی الحقیقت بڑا دلفریب ہوتا ہے۔ قیمت فی عدد تین روپے محصول ڈاک آٹھ آنے علاوہ (کل قیمت ۳/۸)

ملنے کا پتہ:- جرمنی ٹریڈ ایجنسی دریا گنج دہلی

حمل کی دوا

ساتویں دن حمل — نو مہینہ کے بعد بچہ

بے اولادوں کو اولاد کی خوشی سے مالا مال کر دینے والی دنیا کی لاثانی دوا ہے اس کو عورتیں بچہ کا جادو کہتی ہیں یہ دوا عورت کو سات دن کھانی پڑتی ہے۔ آٹھویں دن مرد کے...... جانے سے حمل قرار پا جاتا ہے اور نو مہینہ کے بعد بالکل تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی تین روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک ۷/ علاوہ ہے۔

پتہ:- لیڈی ڈاکٹر اکبری خاں دواخانہ کوچہ چیلان دہلی

ایک پروفیسر کا جادو کا کرشمہ

سوزاک کو دور کرنے میں شاندار کامیابی

یہ مانی ہوئی بات تھی کہ سوزاک کے مرض کو پورا آرام نہیں ہوتا البتہ بعض دواؤں سے مرض میں کمی ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ یقینی بات تھی کہ سوزاک کے مرض کی جڑ نہیں جاتی۔ تمام دنیا میں سوزاک کی ہزارہا دوائیں رائج تھیں لیکن ایسی کوئی یقینی دوا نہیں تھی کہ جس سے سو فیصدی سوزاک کے مرض کو مکمل آرام ہو جاتا ہو۔ اور پھر کبھی یہ مرض کسی موسم میں اس مریض کو نہ ہو۔

حال ہی میں ایک مشہور ڈاکٹر نے اپنے ۸ سالہ تجربہ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیا ہے کہ وہ ایک ایسا مرکب بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جو مرض سوزاک کا یقینی اور سو فیصدی علاج ہے اور جس کے ۲۰ روز کے استعمال کے بعد اس موذی مرض کی قطعی بیخکنی ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر مذکور کو علی الاعلان دعویٰ ہے کہ اس دوا کو سب سے پہلے وہ لوگ آزمائیں جنہیں سوزاک کے مرض کو لاعلاج کہہ دینے کی عادت ہو گئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اب سے کئی سال پہلے میں بھی اسی غلطی میں مبتلا تھا کہ سوزاک کے مرض کو کامل طور پر آرام نہیں ہو سکتا لیکن اب نہایت آزادی کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ میری ۸ سالہ محنت کے بعد تیار کی ہوئی دوا "بالموں" سوزاک کے لئے یقیناً تیر بہدف دوا ہے۔ ڈاکٹر مذکور کا تجربہ ہے کہ مرض سوزاک خواہ کسی ملک میں ہو اور کسی موسم میں اور خواہ کتنا ہی پرانا ہو اگر "بالموں" کا مل بیس یوم تک استعمال کر لیا جائے تو سوزاک کا مریض اپنے آپ کو پورے طور پر تندرست پاتا ہے۔ اس میں سوزاک کے جراثیم کو فنا کر دینے والی ایک ایسی طاقت ہے جس کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ ہر مریض بیس دن کے بعد اس دوا کو طلسمی دوا کہہ دینے پر مجبور ہوا ہے۔ اور یہ نمایاں تجربہ ہے کہ آج تک کوئی ایسا مریض نہیں ملسکا جس نے بالموں کو استعمال کیا ہو۔ اور وہ پورا تندرست نہ ہو گیا ہو۔ دوسری شیشی استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ صرف ایک مریض کو قطعی کافی ہے۔ سوزاک کے مریض بھی ڈاکٹر موصوف کے اس حیرت انگیز کارنامہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک مریض کو صرف ایک ہی شیشی کافی ہے۔ جس کی قیمت ہندوستانی سکہ کے حساب سے دو روپیہ دس آنہ ہوتی ہے۔ ایک شیشی بذریعہ ڈاکخانہ پارسل منگانے پر ۷/ کے ٹکٹ لگتے ہیں۔

ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ:- ایسٹرن فارمیسی کلاں محل دہلی

ونڈرس پلاسٹر

ایک دن کا علاج

جرمن کے ماہر کیمیا دان کا بالکل نیا طریقہ

صرف ایک دن اس پلاسٹر کو لگایا جاتا ہے۔ اور فوراً ہی اثر شروع ہو جاتا ہے، رگوں میں کثرت جماع یا غلط کاری کی وجہ سے جو نیلا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اس کو پسینہ کی راہ نکال دیتا ہے۔ پانی خارج ہوتے ہی ایک ایسی حرارت پیدا ہو جاتی ہے جو نوجوانوں میں بھی نہیں ہوا کرتی۔ یہ مشاہدہ ہے کہ انسان پھر ضبط نہیں کر سکتا جو لوگ خلاف فطرت افعال کے مرتکب ہو رہے ہوں وہ اس تعجب خیز علاج کو آزمائیں تمام خرابیاں ایک مرتبہ کے استعمال میں نصف سے زیادہ دور ہو جاتی ہیں۔ یہ بتانا ناممکن ہے کہ طاقت کا کیا حال ہوتا ہے۔ یہ تجربہ بتائے گا۔ اور آپ دوسری تمام بازاری دواؤں پر لعنت بھیجدیں گے۔

یہ جرمنی کے ڈاکٹروں کے سائنس کا بالکل نیا تجربہ ہے۔ ہندوستان کے تمام مجلوقوں اور نامردوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ پانچ آنے (۱/۵) محصولڈاک سات (۷/) ترکیب استعمال اردو زبان میں ہمراہ شیشی کے ہوتا ہے)

سول ایجنٹ:- ایسٹرن فارمیسی کلاں محل دہلی (انڈیا)

اکسیر صحت

معدہ وجگر کی قوت واصلاح کیلئے ایک عجیب وغریب دوا ہے کثیر مقدار میں خون صالح پیدا کرتی ہے۔ خون کے ہر قسم کے نقائص دفع کرتی ہے۔ غذا کے ہضم میں اعانت کرتی ہے جسم کو قوی اور فربہ کرتی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت پہنچاتی ہے۔ بھوک خوب لگاتی ہے۔ ہر عمر کا آدمی ہر موسم میں بلا تکلف استعمال کرسکتا ہے۔ اپنے اعلیٰ خواص کی وجہ سے بہت کثرت سے خریدی جاتی ہے۔

ترکیب استعمال:۔ ایک خوراک کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں۔ قیمت فی شیشی ۲۰ خوراک ایک روپیہ (عہ)

حبِ نشاط

یہ گولیاں اعلیٰ درجہ کی مقوی وممسک ہیں لطف یہ کہ کسی قسم کا نقصان نہیں کرتیں جیسا کہ اس قسم کی دوسری ادویات کرتی ہیں کیونکہ ان میں کوئی نشیلی چیز نہیں پڑتی۔ غرضکہ اس مطلب کی بہترین دوا ہے۔ جریان اور سرعت کی شکایت کو دور کرتی ہے۔ باہ کو قوت دیتی ہے اور ساتھ ساتھ لذت اور تفریح کا سامان بھی موجود ہے۔ صرف ایک مرتبہ کا تجربہ اسکی خوبیوں کو ظاہر کردیگا۔ بازاری ممسک ادویات سے اپنی قیمتی صحت کو برباد نہ کیجئے۔ کیونکہ نشہ کی چیزیں ہر حالت میں خراب اور آخر میں آنے دیر کے اثر سے آدمی کو بیکار کردیتی ہے۔ حب نشاط اس سقم سے بری ہے اور صرف اسی غرض سے ہم نے اس کو حاصل کیا کہ جو لوگ واقعی اور جائز ضروریات کے لئے ممسک ادویات کے استعمال مجبور ہیں مگر بخیال ضرر اور خوف نقصان استعمال نہیں کرتے ان کو ایک بےضرر اور مفید دوائی دی جاسکے۔

ترکیب استعمال:۔ خواص وقت سے ایک گھنٹہ پیشتر ایک گولی دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت فی درجن ڈیڑھ روپیہ (عہ)

قرص جریان جدید

جریان جیسے تباہ کن مرض کے لئے قرص جریان ایک نعمت ہے۔ جریان کا سبب خواہ کچھ بھی ہو ہر صورت میں اپنا معجز نما اثر دکھاتے ہیں اعضاء تناسل کی بڑھی ہوئی حس کو اعتدال پر لاکر ان کو صحیح حالت میں لاتے ہیں۔ اس دوا کی دو تین خوراکیں ہی کثرت احتلام کو روکدیتی ہیں۔ غرضکہ قرص جریان کثرت احتلام اور اسکے عوارض کا کامیاب اور مجرب علاج ہے۔ قیمت فی شیشی جس میں ۴۰ یوم کی خوراکیں ہیں ڈھائی روپے (عہ)

ترکیب استعمال:۔ ایک ایک قرص صبح وشام تازہ پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔ گرم۔ ترش۔ بادی اشیائے سے پرہیز کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ حافظ نور محمد مالک ہمدم دواخانہ یونانی پوسٹ بکس نمبر ۷ دہلی

رسالہ چشمہ حیات ماہواری طبی رسالہ ہی بہترین اور اعلےٰ مضامین سے مزین ہوتا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ رسالانہ ہے نمونہ کا پرچہ مفت طلب کیجئے فہرست دواخانہ جس میں ہر مرض کے علاج کی دوائیں موجود ہیں صرف ایک خط لکھ کر مفت طلب فرمائیں۔

وہی خدا یکتا ہے۔ ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ خدا نے غیر متناہی احسانات وانعامات سے انسان کو سرفراز فرمایا ہے اُن میں سے اگر بعض نعمتوں کو واپس بھی لیتا ہے تو صرف یہ آزمایش کرنے کیلئے کہ کون شخص ان نعمتوں کا حقیقی معطی ذاتِ الٰہی کو خیال کرتا ہے اور کون اپنے نفس کو ان چیزوں کا مالک حقیقی جانتا ہے اور کون رضاءِ الٰہی پر صبر کرتا ہے اور کون جزع فزع کرتا ہے۔ آیت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ محنت و کوشش کرنیوالے تمام عالم ہستی کی حیات و ممات کا مالک حقیقی خدا کو جاننے والے مصائب وآلام اور دُکھ درد پر صبر کرنیوالے اور ان مشقتوں کو لاپروائی و بے احساسی سے دفع کرکے قوانین شریعت اور ہدایت وحی کے بموجب آگے بڑھنے والے ہی راہِ راست پر ہیں۔ جو لوگ دنیوی مال اور کامیابی کو اپنا دست رنج اور حاصل کردہ جانتے ہیں یا مصائب وآلام پر بےصبری کا اظہار کرتے ہیں یا مبدأ و معاد پر غور نہیں کرتے یا ظفر و کامرانی کے حصول کی جائز کوشش نہیں کرتے وہ گمراہ اور بےراہ ہیں ایسے لوگوں کو نہ دنیوی بہبودی حاصل ہوسکتی ہے نہ دینی سعادت وغیرہ۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ

صفا و مروہ خدا کی طرف سے دو آداب گاہ (مقرر) ہیں

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

لہذا جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اُس کے لئے ان دو جگہوں کا چکر لگانے

أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا

میں کوئی ہرج نہیں ہے اور جو شخص اپنے شوق سے کوئی نیک کام کرے

فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

تو بیشک خدا قبول کرنے والا باخبر ہے

تفسیر آیت متصلہ میں صبر و صابرین کی مدح اور آزمایش الٰہی کا ذکر تھا۔ یہاں صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے کا ذکر کرکے اس طرف ایک مخفی اشارہ کیا گیا ہے کہ فقط یہ امتحان اور صبر کرنے کا حکم تمہارے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء اور ... بھی اس امتحان میں مبتلا کئے گئے اور انہوں نے مصائب پر صبر کیا اسلئے خدا نے اُنکے مراتب و درجات اسقدر بلند کئے کہ اُنکے تعمیر کردہ مکان اور دیگر ... مقامات بھی اُنکے نام کے لگنے کی وجہ سے اسقدر متبرک ہوگئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی عبادت کیلئے مخصوص امتیاز عطا فرمادیا دیکھو حضرت ابراہیمؑ کی ... کی کمی نوجوان اکیلا بیٹا اسمٰعیل اُن سے جُدا کرکے ایک لق و دق بیابان میں ڈالدیا گیا۔ اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کو تنہائی اور بھوک پیاس تپش آفتاب کی تکلیف دیکھی لیکن چونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا اسلئے خداتعالیٰ نے انہی کی بدولت معمولی پہاڑیوں کو جن کا نام صفا و مروہ تھے ایسی برکت اور عظمت عطا فرمائی کہ اُنکے درمیان طواف کرنے کو اپنی عبادت کے شعائر اور مخصوص علامات میں داخل کرلیا۔

جب حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو بحکم الٰہی حضرت خلیل اللہؑ اس لق و دق بیابان اور خشک میدان میں چھوڑ کر چلے گئے اور حضرت ہاجرہ کی مشک کا پانی ختم ہوگیا اور پیاس کی شدت اور بچے کے تڑپنے سے بیقرار ہوکر خدا کی طرف ملتجی ہوئیں اور اسی حالت اضطراب میں کبھی اس پہاڑی پر اور کبھی اُس پہاڑی پر ظہور رحمت الٰہی کی امید میں گھومتی رہیں تو اُسوقت خداتعالیٰ نے ہاجرہ کی دُعا قبول فرمائی اور فرشتہ نے آواز دی ہاجرہ تجلی رحمت کا ظہور ہوگیا تیرے اور تیرے بچہ کیلئے خدا نے چشمہ جاری کردیا جو بھوک و پیاس دونوں سے بےغم کردیگا اُسی وقت سے یہ جگہ محل اجابت قرار پائی۔ دورِ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بت رکھے تھے ایک کا نام اساف اور دوسرے کا نام نائلہ تھا۔ اساف دیوتا تھا اور نائلہ دیوی۔ اہل عرب حج تو ابتدا ہی سے کرتے چلے آئے لیکن جہالت و کفر کی وجہ سے کچھ غلطیاں کرنے لگے تھے توحید کی بجائے کعبہ کے اندر شرک کرنے لگے تھے صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے تھے اور حضرت ہاجرہ کی گویا نقل کرتے تھے لیکن دوران سعی میں اساف و نائلہ کو بوسے دیا کرتے تھے۔ جب آفتاب اسلام طلوع ہوا اور تمام بت توڑ دیے گئے تو اساف و نائلہ کو بھی توڑ دیا گیا لیکن چونکہ صفا و مروہ کے درمیان اہل جاہلیت دورِ کفر میں دوڑا کرتے تھے اسلئے مسلمان اس سعی کرنے سے جھجکے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

مطلب یہ ہے کہ کوہ صفا و مروہ عبادت الٰہی کے مخصوص نشانات اور امتیازی آداب گاہوں میں سے ہیں جسطرح کعبہ عرفہ مزدلفہ منیٰ اور تمام مساجد خدا کی عبادت کے مقامات ہیں اسی طرح صفا و مروہ کی پہاڑیاں بھی عبادت الٰہی کے مخصوص مقامات ہیں۔ ان مقامات مقدسہ کی بزرگی میں کوئی فرق نہیں ہے لہذا فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اور اجابت دعا کے لئے ان مقامات میں طواف کرنا چاہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا تو ان کے درمیان طواف کرنے میں کوئی ہرج نہیں بدستور ثواب کا کام ہے۔ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنی نیکی ہے اور جو شخص بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رغبت خاطر سے نیکی کرتا ہے تو خداتعالیٰ اُسکے ثواب کو رائگاں نہیں فرماتا بلکہ اُسکو قبول فرماتا ہے کیونکہ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ خداتعالیٰ بندوں کی نیکیوں کا قدردان بھی ہے اور اُن کے اعمال سے واقف بھی ہے ایسا نہیں ہے کہ کسی کے اعمال کی اُسکو اطلاع نہ ہو یا اطلاع ہو لیکن وہ قدردانی نہ کرے اور اعمال کا ثواب عطا نہ فرمائے۔

مقصود بیان: بعض مقامات مخصوص طور پر تجلی گاہ رحمت ہیں جن میں سے صفا و مروہ بھی ہیں۔ حج میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑ لگانی ضروری ہے خواہ واجب ہو یا رکن نیکی وہی معتبر ہے جو بخوشی خاطر اور دلی رغبت سے ہو۔ جبر و اکراہ اور زبردستی کی نیکی غیر مقبول ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کے اعمال ملتگاں نہیں فرماتا ہے اور کوئی چیز اسکے احاطۂ علم سے خارج بھی نہیں ہے۔

اسرار ونکات

گذشتہ کتب الٰہی میں ایک پیش گوئی درج ہے کہ جاء اللّٰہ من سیناء و استعلن بساعیر و اشرق من جبال فاران یعنی نورِ الٰہی موسیٰؑ کے زمانہ میں وادی سیناء سے نکلا اور حضرت عیسیٰ کے عہد میں کوہ ساعیر سے ظاہر ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فاران کی پہاڑیوں یعنی صفا و مروہ وغیرہ سے طلوع ہوا آیت مذکورہ میں لفظ من شعائر اللہ سے اس امر کیطرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ صرف ظاہری دوڑ لگانی اور طواف کرنا کافی نہیں ہے بلکہ حاجی کو چاہئے کہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے وقت مشاہدہ کے نور میں مستغرق ہوکر قدرت الٰہی کی روشنی کا مطالعہ کرے اور دونوں پر نظر ڈال کر بشریت کی کدورتوں سے پاک ہوجائے اور صفائے معرفت کے ساتھ ساتھ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو اور جسطرح بیت اللہ کا حجاب حرم ہے اور حرم کا حجاب مکہ ہے اور مکہ کا حجاب یہ پہاڑیاں ہیں اور جب تک ان سب پردوں کو طے نہ کیا جائے کعبہ تک رسائی نہیں ہوسکتی اسی طرح خیمۂ حضوری تک ملکوت و جبروت کے ہزاروں پردے ہیں جب تک ان کو طے نہ کیا جائے بارگاہ قدس میں حضور نہیں ہوسکتا الخ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ

جو لوگ اُن کھلی نشانیوں کو اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں جو ہم کتاب

وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ

(توریت) میں نازل کرچکے ہیں باوجودیکہ ہم اُن کو لوگوں کے سامنے کتاب (توریت) میں

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝

کھول کر بیان کرچکے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور (تمام عالم کے) لعنت کرنیوالے

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ

بھی لعنت کرتے ہیں البتہ جن لوگوں نے توبہ کرلی اور اپنی حالت درست کرلی اور (چھپائی ہوئی) باتیں صاف صاف بیان

أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

کردیا اُن کی خطاؤں کو میں معاف کردونگا کیونکہ میں بڑا معاف کرنے والا مہربان ہوں

تفسیر

جب براہین و دلائل سے یہود و نصاریٰ کے شکوک کا ازالہ کردیا گیا تو اب اصل مدعا کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور مخالفین کو ترہیب آمیز عبارت میں نصیحت کیجاتی ہے۔

جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ یہود کے متعلق نازل ہوئی۔ لیکن ابو العالیہ کا قول ہے کہ آیت مذکورہ مطلق اہل کتاب کے حق میں اتری ہے اور یہود و نصاریٰ دونوں اسمیں داخل ہیں اگرچہ یہود اس مذمت کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ اُن کی کتاب میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف زیادہ مشرح تھے اور فاران کے پہاڑوں کے فضائل مفصل مذکور تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ آیت کا حکم ہر اُس شخص کے لئے عام ہے جو حق کو چھپاتا ہو کیونکہ عموم لفظ کا اعتبار ہے خصوص سبب کا نہیں۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین شریعت اور ذاتی اوصاف تمام کتب انبیاء میں مذکور ہیں۔ فاران کی پہاڑیوں کے فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارتیں اولاد اسمٰعیل پر فضل و رحمت کا وعدہ کتب سابقہ میں مشرح بیان کردیا گیا ہے مگر اہل کتاب ان تمام ہدایات اور بشارات کو چھپاتے ہیں اور عام جاہلوں کو شکوک و شبہات میں ڈالکر گمراہ کرتے ہیں اور ہماری واضح کردہ آیات و ہدایات پر پردہ ڈالتے ہیں اسلئے جو لوگ اس فعل کے مرتکب ہیں اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اُن پر خدا کی اور تمام عالم کی لعنت ہے فرشتے جنات آدمی چرند پرند بلکہ درند سب کی اُن پر لعنت برستی ہے دنیا میں بھی اُن کو رسوائی ذلت اور بے برکتی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی وہ نجات سے محروم رہینگے۔

لٰعنون سے مراد ابو العالیہ ربیع بن انس اور قتادہ کے نزدیک ملائکہ اور مؤمنین ہیں۔ ابن عطیہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے لیکن ابن عباسؓ کے قول کے موافق جن و انس کے علاوہ اور مخلوق مراد ہے۔

مجاہد فرماتے ہیں کہ جب زمین پر خشک سالی ہوتی ہے تو مویشی کہتے ہیں کہ یہ آدمیوں کے گناہوں کی وجہ سے ہے خدا تعالیٰ نافرمانوں پر لعنت کرے ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض مخلوق کی لعنت بزبان حال ہوتی ہے اور بعض کی بزبان مقال۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا یہ گذشتہ کلام کی استثناء ہے یعنی ہاں جن لوگوں نے شرک کفر بدعت اور کتمان حق وغیرہ سے توبہ کرلی۔ دل سے حق کی طرف رجوع کرلیا اعمال صالحہ سے اپنے نفس کی اصلاح کرلی اور تائید توبہ کے لئے پھر اُن امور کو علی الاعلان بیان بھی کردیا جن کو پہلے مخفی رکھتے تھے اور امانت الٰہی کو ظاہر کردیا تو فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ایسے لوگوں کو خدا بھی معاف فرما دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ معاف کرنیوالا اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے اُن کی گذشتہ بداعمالیوں پر نظر نہیں فرماتا بلکہ اپنے عفو و مغفرت کے پانی سے اُن کی گذشتہ بدکاریاں دھو ڈالتا ہے۔

مقصود بیان :۔ پہلی آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ آیات قدرت کو چھپانے والے فطری گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اسلئے فطرت الٰہی کا ہر ذرہ اُن پر لعنت کرتا ہے ۔ کتمانِ حق حرام ہے ۔ جو شخص فیصلۂ الٰہی اور حکم شرعی کو چھپاتا ہے وہ وعید کا مستحق ہے ۔ توحید الٰہی بعثتِ انبیاء اور دیگر آیاتِ رشد فطری چیزیں ہیں جو بالکل واضح طور پر خدا نے بیان کردی ہیں ۔ ان کا چھپانا قانونِ فطرت کی خلاف ورزی کرنا ہے ۔ وغیرہ ۔

دوسری آیت میں تبلیغ و ہدایت کو ایک لطیف پہلو سے ظاہر کیا گیا ہے اور اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ شرک و بدعت کو چھوڑ کر اعمال کی بھی اصلاح لازم ہے اور جو گذشتہ قصور ہو گئے ہوں اُن کا بالکل استیصال ضروری ہے اور ایسے امور کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہے جن سے توبہ کا عملی مظاہرہ ہو اور شک و شبہہ کی گنجائش نہ رہے ۔

ایک امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب کے مذہبی لیڈر اگر سچے دل سے توبہ کرلیں اور صلاحیت اعمال کے ساتھ ساتھ اپنی گذشتہ غلطیوں کا اعتراف کریں تو اُن کی توبہ مقبول ہے خواہ اس سے قبل اُنکے ہاتھوں مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہونچا ہو ۔ گویا آیت میں درس مساوات اور اخوت اسلامی کی تعلیم دیگئی ہے کہ صاف دل سے مسلمان ہونے کے بعد موروثی مسلمانوں اور ان توبہ شعار نومسلموں میں کوئی امتیاز و فرق باقی نہیں رہتا خداوند تعالیٰ کے نزدیک دونوں کی حیثیت مساویانہ ہے کیونکہ خدا رحیم ہے اُسکی صفت رحم اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ یہ اطاعت شعار نومسلم نسلی مسلمانوں سے درجہ میں کم رہیں ۔ وغیرہ ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

جو لوگ کافر رہے اور کفر ہی پر مرے

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ

اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا

آدمیوں کی پھٹکار وہ ہمیشہ پھٹکار ہی میں رہینگے اُن کے

يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ

عذاب میں بالکل تخفیف نہ کیجائیگی اور نہ اُنہیں مہلت دی جائے گی

تفسیر یہ ازلی اشقیاء کا بیان ہے یعنی وہ فطری کافر جنہوں نے کفر کو اختیار کیا خواہ حق کو چھپا کر یا کسی اور صورت سے یعنی خدا کی وحدانیت اور حضور خاتم النبیین صلعم کی رسالت کا انکار کرکے بہرصورت جنہوں نے شرک و بدعات سے توبہ نہ کی اور دم اخیر تک کافر رہے اور کفر ہی کی حالت میں مرے نہ توبہ کی نہ اعمال کی اصلاح کی تو ان مردودانِ ازلی پر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی اور تمام علوی سفلی مخلوق کی لعنت برستی ہے ہمیشہ یہ رحمتِ خداوندی سے دور رہینگے کبھی نجات نہ ہوگی تمام دنیا کی مخلوق انکے واسطے حالی یا مقالی بد دعا کرتی ہے اور ان کے اعضاء اور انکی حالت ان پر لعنت کرتی ہے لیکن اس فطری لعنت کا ان کو احساس نہیں ہوتا ۔ ہمیشہ یہ لوگ اسی لعنت میں رہینگے کبھی سعادت اخروی انکو حاصل نہ ہوگی اور نہ کبھی فطری لعنت سے بچ سکینگے عذاب الٰہی ان پر سے کبھی کم نہ ہوگا ہمیشہ مصائب و آلام میں مبتلا رہینگے اور نہ اُن کو مہلت دیجائیگی یعنی کبھی اور کسی وقت عذاب الٰہی سے رہائی نہ ملیگی ۔

مقصود بیان :۔ اعمال کا دار و مدار انجام پر ہے اگر مرتے وقت آدمی کافر رہا تو وہ کافر رہا اور تمام عمر کفر کرنے کے بعد آخر وقت علامات موت ظاہر ہونے سے قبل ایمان لے آیا تو احکام اسلام اُسپر جاری ہونگے ۔ کفر و شرک خلاف عقل و فطرت ہے اسلئے کفار پر تمام عالم ہستی یہاں تک کہ کفار کے اعضاء و جوارح بھی حالی لعنت کرتے ہیں ۔ کفار کے عذاب میں کبھی کمی نہ ہوگی اور نہ ان کو عذاب سے کبھی رہائی ملیگی کیونکہ ازلی اشقیاء کا کفر غیر محدود ہے لہذا اُن کا عذاب بھی غیر محدود رہیگا وغیرہ ۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اور تمہارا معبود تو خدائے واحد ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

بڑا مہربان و رحیم ہے

تفسیر تفسیر سراج وغیرہ میں مذکور ہے کہ کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے اوصاف بیان کیجئے اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی ۔

پہلے بیان کیا گیا تھا کہ نافرمان اور کافر مستحق لعنت ہیں خدا کی اور تمام کائنات کی اُن پر لعنت ہوتی ہے تو یہ شیطانی وسوسہ پیدا ہو سکتا تھا کہ خدا تعالیٰ ان کافروں اور عصیان شعاروں کو عذاب نہیں دیسکتا یا نہیں دیگا کیونکہ صرف وہی معبود و الٰہ نہیں ہے بلکہ عیسیٰ عزیر اہرمن اور دیگر لاکھوں معبود عالم میں موجود ہیں یہ اپنی طاقت سے اپنے پرستاروں کو عذاب سے بچا لینگے یا کم از کم سفارش کرکے رہائی دلا دینگے اسی خیال کے ابطال کیلئے آیت مذکورہ نازل ہوئی اور اس شیطانی وسوسہ کا ازالہ کردیا گیا ۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی ذات پاک کا کوئی نظیر نہیں وہ اپنی صفات میں یگانہ ہے اپنے افعال میں واحد ہے کوئی چیز اُسکے مشابہ نہیں کوئی

اُس کا شریک نہیں وہ معبود برحق ہے واحد و یکتا ہے لیکن وحدت و تعدد سے بالاتر۔ کم و کیف ماہیت و صورت مکان و زمان امکان و حدوث سب سے بری ہے۔ وہ ایک ہے لیکن وحدت بھی اُسکی عارض نہیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگرچہ مستحق عبادت وہی اللہ ہے مگر دیگر معبودوں کا وجود بھی عالم میں ہے کیونکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اس کے سوا عالم میں کسی معبود برحق کا وجود ہی نہیں۔ وہی واجب قدیم جامع صفات کمالیہ اور علۃ العلل ہے۔ اُسکے علاوہ تمام عالم ممکن حادث اور ناقص ہے۔ دوسرا کوئی کس طرح لائق پرستش اور مستحق عبادت ہو سکتا ہے۔ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ دنیا و آخرت میں حصول سعادت و فلاح تو اُسی پر موقوف ہے۔ چھوٹی بڑی نعمت۔ تربیت جسمانی و روحانی صحت و دولت۔ علم و ہدایت۔ اسلام و ایمان اور آخرت میں نجات سب اُسی کی دی ہوئی چیزیں ہیں۔ تمام عالم کو اُسی نے پیدا کیا۔ لوازم حیات مہیا کئے۔ لباس وجود عطا کیا۔ جسمانی اور روحانی قویٰ مرحمت فرمائے تو جب وہی ان تمام چیزوں کی مالک اور وہی فاعل حقیقی ہے اور دنیا و دین میں سب اُسی کی رحمت کے محتاج ہیں تو کس کا منہ ہے کہ معبودیت کا دعویٰ کر سکے

مقصود بیان:۔ توحید ذات و صفات کا اعلان۔ اس امر کا تلمیح آمیز بیان کہ معبود حقیقی اور قابل پرستش صرف وہی خدائے یگانہ ہے کسی اور نہ ہی روحانی و جسمانی دنیوی و دینی کل نعمتیں اُسی کی عطا کردہ ہیں نہ خدا مخلوق پر ہمیشہ رحم کرتا ہے۔ دنیا میں تو کافر و مسلم گنہگار اور فرمانبردار سب اُسکے خوان رحمت کے ریزہ چین ہیں اور آخرت میں اُسکی رحمت سے صرف مسلمان بہرہ ور ہونگے۔ عالم کائنات میں سوا اُسکے کوئی معبود موجود نہیں۔ وغیرہ۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے

الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی

لوٹ پھیر میں اور اُن جہازوں (کے چلنے) میں جو لوگوں کے فائدہ

الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کی چیزیں لیکر چلتے ہیں اور بارش کے پانی میں جسکو اللہ اوپر

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

سے اُتارتا اور زمین کے مُردہ ہونے کے بعد پھر اُس پانی سے اُسکو

مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ

زندہ کرتا ہے اور اُس نے زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہواؤں

الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ

کے چلانے میں اور اُس بادل میں جو آسمان و زمین کے درمیان

وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ

گھرا ہوا ہے (غرض ان سب چیزوں میں) سمجھدار لوگوں کیلئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں

تفسیر علامہ سیوطی اور مفسر معالم التنزیل نے بیان کیا ہے کہ جب مشرکوں نے خدا تعالیٰ کے مذکورہ اوصاف مقدس کو سنا کہ وہ واحد فرد یگانہ بے ہمتا لا شریک لہ جامع صفات اور متوحد بالذات ہے۔ کل عالم کا فاعل حقیقی اور موجودات عالم کا علۃ العلل ہے تو تعجب کرتا برہان و دلیل کے طالب ہوئے کیونکہ وحدانیت ذات و توحید صفات عقلی مسائل تھے۔ قوانین فطرت سے ان کا اثبات ضروری تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے اس آیت کو مکمل نازل فرمایا۔ اس آیت میں توحید ذات و صفات وجود باری اور اُسکے علت کل ہونے کی آٹھ دلیلیں بیان کیگئی ہیں جو نور بصیرت رکھنے والے کیلئے آئینۂ ہدایت ہیں۔ (۱) آسمان زمین کی پیدائش (۲) رات و دن کا تعاقب (۳) سمندر میں جہازوں کا چلنا اور دیگر دریائی عجائبات (۴) ابر سے بارش کا برسنا (۵) بارش سے خشک زمین کا سرسبز ہونا (۶) حیوانات کا اس غذا سے پرورش پانا اور توالد و تناسل کے ذریعہ سے بڑھنا (۷) ہوا کا تبادلہ (۸) آسمان و زمین کے درمیان ابر کا معلق ہونا۔ چنانچہ سب سے پہلے آسمان و زمین کی پیدائش کا ذکر ہوتا ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جسکا مطلب یہ ہے کہ کسقدر زبردست اجسام رکھنے والے آسمان اور کیسی گول اور عظیم القدر زمین خدا نے پیدا کی۔ آسمان متعدد بنائے پھر اُن میں لاکھوں روشن ستارے پیدا کئے۔ ستاروں میں کوئی بڑا کوئی چھوٹا کوئی سرخ کوئی سفید کوئی سیارہ کوئی ثابت پیدا کیا ان سب کی طبیعت ایک ہے مادہ ایک ہے پھر یہ اختلاف کیوں ہے۔ یہ اختلاف لون تغایر جسم امتیاز صغر و کبر تفاوت حجم کیا خود بخود ہو گیا۔ آسمان کیا خود بخود بغیر ستون کے قائم ہیں۔ کل زمین کا ایک مادہ اور ایک قوام ہے۔ پھر اختلاف رنگ و خاصیت کیوں ہے۔ پیداوار کی صلاحیت میں کیوں تغایر ہے پانی کے بیچ میں زمین کیوں معلق ہے۔ کونسی کشش اور قوت جذب اسکو بیچ میں رکنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر قدرت جذب سے یہ بیچ میں قائم ہے اور زمین میں بھی مثل دیگر ستاروں کے ہے تو پھر یہ کشش میں توازن اور مساوات

کس نے قائم کی۔ اس سب کے علاوہ یہ تمام اجسام مرکب ہیں اور حادث ہیں۔ کیا باوجود حدوث و افتقار کے یہ فاعل مختار اور قادر مطلق سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ دلیل فطرت ہم کو بتا رہی ہے کہ اس تمام ہستی کی علۃ العلل خدائے یگانہ بے ہمتا ہے وہی قادر مطلق مختار کل ہے یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید لا الٰہ الا اللہ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ یہ دوسری دلیل ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ رات دن کا باہم تعاقب کہ رات جاتی ہے اور دن آتا ہے پھر رات و دن کا مختلف فصلوں میں چھوٹا بڑا ہونا پھر مختلف ممالک میں خط استواء سے دوری اور نزدیکی کے اعتبار سے رات و دن کی مقدار میں تفاوت کیوں ہے۔ کیا آفتاب کی ذاتی رفتار اس تغایر و تفاوت کی علت ہو سکتی ہے۔ کیا آفتاب کی حرکت از خود ہے۔ کیا یہ اس کا ذاتی فعل ہے۔ کیا خدا اس لیل و نہار کا خالق، مبدع اور علت اختلاف نہیں ہے۔ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ۔ یہ تیسری دلیل ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ سمندر کے غیر معدود عجائبات، طرح طرح کی پیداوار اور ایک قسم کے پانی میں مختلف رنگ مختلف شکل مختلف اقسام اور مختلف انواع کے جانوروں کا پیدا ہونا۔ قعر سمندر کے اندر شکم صدف میں در یتیم کا پرورش پانا سطح آب پر بڑے بڑے بھاری جہازوں کا لاکھوں ٹن وزن لیکر جانا اور پانی کا باوجود رقیق اور سیال ہونے کے اُن کے بار کا اٹھانا اور پھر ان جہازوں کے ذریعہ سے ایک ملک کی پیداوار یا مصنوعات کا دوسرے ملک میں پہونچکر وہاں کے لئے اسباب راحت و عیش مہیا کرنا وغیرہ کیا قدرت الٰہی کے آثار نہیں ہیں۔ پانی کا زمین کو محیط ہونا اور سمندر سے اٹھکر مانسون ہوا کا چلنا اور پھر اس سے پانی برسکر بالآخر سمندر میں آکر شامل ہو جانا اور اس سلسلۂ غیر متناہی کا برابر قائم رہنا کیا خداوند تعالیٰ کی علی الاطلاق قدرت اور وحدانیت ذات پر دلالت نہیں کرتا ہے وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ۔ یہ چوتھی دلیل ہے یعنی ابر سے بارش کا نازل ہونا اور ہزاروں من پانی کا وزن لیکر ابر کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور حسب ضرورت کروڑہا کروڑ قطروں کو برسا کر ایک سیلاب عظیم تیار کر دینا خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظاہر اثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ یہ پانچویں دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بارش سے خشک اور تپتی ہوئی مردہ زمین میں از سر نو جان پڑنا اور عریان زمین کا سبز مخملی لباس پہن لینا، پھل پھول اور مختلف قسم کے اناج کا پیدا ہونا جس سے تمام زندہ کائنات کی زندگی وابستہ ہے کیا برہان توحید اور ثبوت وجود باری نہیں ہے کیا یہ تمام امور خود بخود سر انجام پاتے ہیں۔ پانی کی طبیعت ایک۔ مادہ ایک۔ زمین کا مادہ ایک۔ صورت نوعیہ ایک۔ پھر پیداوار میں یہ تین اختلاف کیوں ہے۔ پانی کی شکل میں زمین کو غذا پہونچنا اور پھر اُس سے مختلف رنگ کے پھل پھول اور غلہ پیدا ہونا مختلف اشکال ہیئت اور طرح طرح کے درخت پیدا ہونا کیا خدا کی شان صناعی کو واضح نہیں کر رہا ہے۔ آفتاب ایک ماہتاب ایک اور ایک ہی شعاعی گرمی یا سردی۔ زمین کا مادہ واحد۔ پانی کی خاصیت واحد۔ پھر ایک درخت کا شیریں دوسرے کا تلخ ہونا کسی پھول کا سرخ ہونا کسی کا زرد کسی کا سبز کسی کا سفید ہونا کیا یہ سب نیرنگیاں اسی قادر مطلق کے دست قدرت کی نہیں ہیں جو اس تمام محسوس اور غیر محسوس کائنات کے پس پردہ جلوہ گر ہے وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ۔ یہ چھٹی دلیل ہے حاصل یہ ہے کہ زمین پر ہزاروں قسم کے جانور پھیلے ہوئے ہیں جنکی گنتی انسانی قدرت سے خارج ہے بعض توالد و تناسل کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں تخم ہوتا ہے تخم سے خون۔ خون سے ہڈی گوشت پوست بنتا ہے پھر ایک مکمل جانور حساس متحرک بن جاتا ہے بعض بغیر تخم کے پیدا ہوتے ہیں برساتی پانی سے مٹی میں ہزارہا مینڈک اور طرح طرح کے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں پھر ادنیٰ درجہ کے حیوان مثلاً خراطین یعنی کیچوے سے لیکر اعلیٰ درجہ کے مکمل انسان تک ایک منظم سلسلہ درجہ بدرجہ ارتقائی اور ترتیبی صورت میں مربوط ہے۔ یہ اسرار الٰہی کا مجموعہ اور جمال قدرت کا آئینہ نہیں تو اور کیا ہے۔ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ یہ ساتویں دلیل ہے یعنی پروا پچھوا اور جنوبی و شمالی ہوا کا چلنا اور باہم ہوا کا تبادلہ استعمالی ہوا اور اجزاء دخانیہ کا دور ہونا۔ اجزاء نسیم اور اوکسیجن کا حاصل ہونا۔ صبح اور شام کی ہوا میں مستی اور اعتدال ہونا رات کی ہوا میں خنکی اور دن کی ہوا میں تیزی و گرمی ہونا یہ سب رازہائے قدرت کا خزانہ یا خزانۂ حکمی کی کنجی نہیں تو اور کیا ہے۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ یہ آٹھویں دلیل ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ابر کا آسمان و زمین کے درمیان معلق ہونا نہ اوپر کو اٹھنا نہ نیچے گرنا بلکہ ہوا کے جھونکوں سے ادھر اُدھر پھرنا حالانکہ اگر ان اجزاء بخاری میں پانی کے اجزاء غالب ہوں تو ان کو نیچے گر جانا چاہئے اور ہوائی اجزاء زائد ہوں تو کبھی نہ برسنا چاہئے۔ لیکن اسکے برخلاف ابر فضا میں معلق ہے نہ نیچے گرتا ہے نہ جامد و رآمد ہوکر ایک جگہ جم جاتا ہے۔ یہ سب آثار قدرت اور براہین توحید نہیں تو اور کیا ہے۔

لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ یعنی تمام مصنوعات مذکورہ عقل و بصیرت رکھنے والے طبقہ کے لئے شمع راہ ہیں اور ایک وجود موجود قادر مطلق مختار کل مرید اکمل حکیم و علیم واحد یگانہ صانع کا پتہ دیتے ہیں۔

ماحصل کلام یہ ہے کہ زمین آسمان کی پیدائش، رات دن کا تعاقب و اختلاف، ہزارہا من بوجھ لادکر جہازوں کا سمندر میں چلنا۔ آسمان سے بارش کا برسنا اور خشک زمین کا اُس سے سرسبز ہونا پھر ہر قسم کے حیوانات کا اس غذا سے پرورش پاکر توالد و تناسل اور توالید کے ذریعہ سے بڑھنا اور زمین پر پھیلنا ابر کا بلا سہارے زمین و آسمان کے درمیان معلق رہنا۔ غرض یہ سب امور قدرت کے کرشمے اور پر توحق کے مظاہرات ہیں اور یہ چیزیں سب کی سب ممکنات عالم میں سے ہیں جن کا وجود و عدم یکساں ہے اور کسی ایک شق کا ظاہر ہونا بغیر مرجح کے ناممکن ہے ضرور ایک ایسے مرجح کی ہستی لازمی ہے کہ جب چاہے موجود کرے اور جب چاہے معدوم کر دے اور

وہ ذات واجب الوجود وحدہٗ لاشریک ہے جو یگانہ و فرد ممتنع النظیر و احد بیمثال قادر ذوالجلال مختار علی الاطلاق عالم حقائق حکیم کامل اور صناع بیمثال ہے کیونکہ نعوذ باللہ اگر متعدد خدا ہوں تو باہم اختلاف سے عالم کا نظم ونسق برہم ہوجائے اور متفق ہوں تو دونوں علتوں کا ایک فعل واثر پر اجتماع لازم آئیگا بہرحال تمام افراد ممکنہ اور حوادث وواقعات صناع لم یزل کی وحدانیت ثابت کررہے ہیں اور بزبان حال بول رہے ہیں کہ وحدہٗ لاشریک لہ لاالہ الاھو ھوالرحمٰن الرحیم۔

مقصود بیان:۔ آیات قدرت کے مشاہدہ کی تعلیم مصنوعات سے صانع پر استدلال کرنے کی طرف اشارہ عقل وبصیرت رکھنے والوں کی فضیلت وشرافت کی تصریح۔ توحید ذات وصفات کا وضوح۔ قدرت کاملہ کے محیط کل ہونے کا بیان وغیرہ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے علاوہ اور شریک بنا رکھتے ہیں جن سے

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ

ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے کرنی چاہیے البتہ جو لوگ ایماندار ہیں انکو اللہ

حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ

کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ظالموں کی اسوقت کی حالت دیکھو

الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

جبکہ وہ عذاب کو دیکھینگے تو معلوم ہوگا کہ ہر طرح کی قوۃ اللہ ہی کو ہے اور بیشک اللہ کا

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ؀ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا

عذاب سخت ہے جبکہ کافروں کے پیشوا اپنے مریدوں سے

مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

بیزار ہوں گے اور کافر عذاب کو دیکھینگے اور انکے باہمی تعلقات

بِهِمُ الْاَسْبَابُ ؀ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ

منقطع ہوجائیں گے اور پیروی کرنے والے یہ کہینگے کہ کاش

اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ

ایک بار ہم کو پھر دنیا میں جانا ملجاتے تو ہم بھی انسے ایسے ہی الگ ہوجائیں جیسے یہ

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ

اسی طرح اللہ ان کے اعمال کو ان کے سامنے باعث افسوس بنا کر

عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ؀

لائے گا اور وہ دوزخ سے کبھی نکلنے والے نہ ہوں گے۔

تفسیر گذشتہ آیات سے خدا کی ذات صفات وحدانیت اور خالق کائنات ہونا ثابت ہوگیا لیکن بعض بیوقوف باوجود کھلی ہوئی دلیلوں کے پھر شرک میں مبتلا ہیں اُن کا بیان آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ الخ میں کیا گیا ہے۔ جلال الدین سیوطی رح کے نزدیک انداد سے مراد بت ہیں اور بعض کے قول کے موافق دوسردار اور مذہبی پیشوا مراد ہیں جن کی فرمانبرداری حکم شریعت کے خلاف کفار کیا کرتے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ آیت میں عام معنی مراد ہے یعنی ہر وہ چیز جو ذکر اللہ سے غافل کرے وہی مراد ہے۔

آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ بعض بیوقوف نافہم لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتے ہیں غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں۔ ہوا پرستی، نفس پرستی، دنیا پرستی، جاہ پرستی، حکومت پرستی، بت پرستی، ستارہ پرستی غرض یہ کہ غیر اللہ پرستی کرتے ہیں اور يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ اُن کی ایسی تعظیم تکریم کرتے ہیں جیسی خدا کی کرنی چاہیئے تھی اور ہر وقت غیر اللہ کی طرف ایسا میلان خاطر رکھتے ہیں جو سوائے خدا کے اور کسی کی طرف سزاوار نہ تھا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ لیکن جو لوگ خدا سے ہی نفع ضرر کو وابستہ جانتے ذات وصفات الٰہی میں کسی کو شریک نہیں کرتے ہیں اور سچے دل سے خدا پر ایمان لے آئے ہیں نہ تو احکام الٰہی کی فرمانبرداری میں اپنا جان مال فدا کرنے کو تیار رہتے ہیں اُسی کی عبادت کرتے ہیں اور اُس کے حکم کے مقابل کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ کافر لوگ جو غیر اللہ سے محبت اور پرستش کرتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ انکے معبود مصیبت کے وقت انکے کام آئینگے تو ان کا یہ خیال غلط ہے (اگرچہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ مصیبت کے وقت محبوب محب کے کام آئے) کیونکہ قیامت کے دن جب یہ باطل کوش لوگ عذاب الٰہی کو دیکھینگے اور انکو معلوم ہوجائیگا کہ پوری قدرت اور کامل قدرت وغلبہ خدا ہی کے لئے ہے اور عذاب الٰہی بہت سخت ہے اور خدا ہی کے قبضہ میں عذاب دینا ہے (اور یہ باطل معبود ہمکو عذاب الٰہی سے نہیں بچاسکتے) تو اسوقت انکی خواہش ہوگی کہ کاش دنیا میں ہم شرک ونافرمانی نہ کرتے کیونکہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنا معبود وخدا بنالیا تھا وہ تو بالکل مجبور ہونگی

انکی کسی طرح امداد نہ کرسکیگی۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ یعنی عذاب الٰہی کا وقت ایسا ہونا ہوگا کہ انکے دنیوی پیشوا اور امام بھی اظہار بیزاری کرینگے اور عذاب الٰہی کو دیکھکر ان کا ساتھ نہ دینگے اور انکی خلاصی و نجات کے تمام ذرائع ٹوٹ جائینگے

عطاء نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ اسباب سے مراد مودت و دوستی ہے۔ مجاہد کا بھی یہی قول ہے یعنی دنیوی دوستی و مودت وہاں کام نہ آئیگی اور جسقدر دوستی کے تعلقات تھے قیامت کے دن اجنبیت اور غیریت سے بدلجائینگے کوئی دوست کسی کو فائدہ نہ پہونچا سکیگا۔ ابن عباسؓ کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اسباب سے مراد رشتہ داری اور قرابت ہے۔ بعض کے نزدیک اعمال مراد ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ بیوقوف جن ملائکہ کو دنیا میں پوجتے تھے وہ بھی ان سے قیامت کے دن اظہار بیزاری کرینگے اور کہینگے (تَبَرَّاْنَا اِلَیْكَ مَا كَانُوْا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ) اور یہ بھی کہینگے (سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ) یعنی چونکہ غیر اللہ کی پرستش ایک سخت خوفناک چیز ہے پس ملائکہ باوجود عصمت کے خوف کھائینگے اور اپنی طرف اس نسبت باطل کے منسوب ہونے سے بھی اظہار برات کرینگے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا۔ یعنی وہ وقت نہایت حسرت کا ہوگا جب باطل پرستوں کو رہائی کا کوئی راستہ نہ ملیگا اور نجات سے مایوس ہوجائینگے تو انتہائی حسرت و افسوس کے ساتھ مجبور ہوکر کہینگے کہ کاش ہم کو ایک بار لوٹ کر دنیا میں جانا پھر ملجاتا تو اب کی بار ہم شرک نہ کرتے اور ان باطل پیشواؤں سے بالکل بیزار ہوتے جسطرح آج یہ ہم سے بیزاری کررہے ہیں۔

كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کی یہ آرزو بے سود ہوگی صرف اسوجہ سے لوٹ کر جانے کی اُنکو تمنا ہوگی کہ اُنکے اعمال اُنکے لئے باعث حسرت و ندامت ہونگے اور خدا تعالیٰ یونہی اُنکے اعمال کو اُنکے لئے باعث صد حسرت و افسوس بناکر دکھائیگا۔

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ۔ یہ حال تو دوزخ میں داخل ہونے سے قبل کا ہوگا اور صرف عذاب الٰہی کے دیکھنے سے اُن کی یہ کیفیت ہوگی مگر جب دوزخ میں داخل کردیے جائینگے تو پھر کبھی نہ نکل سکینگے یا مطلب یہ ہے کہ مذکورۂ بالا تمنا اُن کی پوری نہ ہوگی دوزخ میں پڑے پڑے اس طرح کی حسرتناک آرزوئیں کرتے رہینگے اور دوزخ سے کبھی نکلنا میسر نہ ہوگا۔

مقصود بیان:۔ غیر اللہ کی پرستش کی ممانعت خواہ کسی قسم کی پرستش ہو نفس پرستی ہو یا شہوت پرستی یا غضب پرستی یا دماغ پرستی یا ہوا پرستی یا جاہ پرستی یا حکومت پرستی۔ بتوں کی عبادت ہو یا شیطانوں کی یا آفتاب و ماہتاب کی یا دیگر ستاروں کی یا فرشتوں کی یا پیروں کی یا قبروں کی یا انبیاء و اولیاء کی یا موالید ثلٰثہ اور عناصر اربعہ میں سے کسی کی بہرحال غیر اللہ کی پوجا کرنی یا ایسی تعظیم تکریم کرنی جو خداوند تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے حرام ہے۔

محبت الٰہی کی تعلیم اور آسمانی اوامر و نواہی پر کاربند ہونے کیطرف اشارہ۔ مؤمنین کاملین کی پختگی ایمان اور ثبات عقیدہ کی مدح۔ اعمال کفار کے ہیبتناک نظارہ کا بیان۔ خدا تعالیٰ کے غالب قادر قوی اور ذات و صفات میں منفرد ہونے کا اظہار۔ قیامت کے دن ہر قسم کی امداد سے کافروں کے مایوس و محروم ہوجانے کی تصریح۔ کفار پر دائمی عذاب ہونے کی نص۔ وغیرہ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا

لوگو زمین کی پیداوار میں سے حلال طیب کھاؤ

طَیِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ

اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ

کھلا ہوا دشمن ہے وہ تو تم کو بدکاری اور بیحیائی اور بے سمجھے

وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

بوجھے خدا پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گا

تفسیر بیضاوی نے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے اوپر عمدہ کھانا اور پہننا حرام کرلیا تھا ان کے حق میں آیت مذکورہ نازل ہوئی لیکن قرطبی و سیوطی وغیرہ نے اس کو مرجوح قرار دیا ہے اور راجح روایت یہ بیان کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف۔ خزاعہ۔ عامر اور بنی مدلج کے کفار کے حق میں اس آیت کا نزول ہوا تھا جنہوں نے سانڈ وغیرہ جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ آیت کا مورد کچھ ہی ہو بہرحال عموم لفظ کا اعتبار ہے خصوص سبب غیر معتبر ہے اسلئے آیت کے حکم میں وہ شخص بھی داخل ہے جو عمدہ کھانا پہننا چھوڑ دے اور از روئے اعتقاد لذائذ جائزہ کو اپنے اوپر حرام کرلے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو از روئے زمین کی پیداوار میں سے

جو چیزیں شرعاً حلال ہیں اور اُن کی حلت میں کسی قسم کا شبہہ بھی نہیں ہوا انکو کھاؤ اُن کی حلت میں شک نہ کرو۔

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ - خطوات شیطان سے مراد شیطان کے راستے ہیں (زجاج) یا وہ گناہ مراد ہیں جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے (ابوعبیدہ) یا خدا کی مطلق نافرمانی مراد ہے (قتادہ و سدی) یا وہ امور قبیحہ مراد ہیں جنکو شیطان آراستہ و دلکش بنا کر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے (سعید بن جبیر ؒ اختارہ السیوطی)

شعبی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی قربانی کرنیکی نذر مانی حضرت مسروق نے اُسکو فتویٰ دیا کہ مینڈھا ذبح کردے اور فرمایا یہ فعل خطوات شیطان سے ہے۔

ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں کچھ نمک اور چند کھیرے پیش کئے گئے۔ آپ نے کھانا شروع کیا۔ حاضرین بھی کھانے میں مشغول ہو گئے۔ لیکن ایک شخص الگ ہو گیا۔ ابن مسعود نے حکم دیا اس شخص کو بھی دینا چاہیئے۔ اُس شخص نے عرض کیا میرا دل نہیں چاہتا۔ ابن مسعود نے فرمایا کیا تمہارا روزہ ہے؟ اُس نے عرض کیا جی نہیں۔ ابن مسعود نے فرمایا پھر کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ کھیرے کبھی نہ کھاؤنگا۔ ابن مسعود نے فرمایا یہ فعل خطوات شیطان سے ہے تم کو کھانا چاہیئے اور قسم کا کفارہ ادا کردینا چاہیئے۔ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں جو قسم یا نذر غصہ میں ہو وہ خطوات شیطان سے ہو

آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! شیطان کی پیروی نہ کرو کہ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام بنالو یہ شیطانی حرکت ہے اس سے پرہیز رکھو۔

إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ کیونکہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اسکی دشمنی انہی لوگوں کو نظر آتی ہے جو نور بصیرت رکھتے ہیں اور جو کور دماغ لوگ ہیں وہ شیطان کو دوست سمجھتے ہیں اور حقیقت امر سے بے بہرہ ہیں۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ - یہ شیطان کے عدو مبین ہونے کا ثبوت ہے یعنی شیطان بے سود اور بری باتیں تمہارے دلوں میں ڈالتا اور گناہ و بدی کیطرف تم کو مائل کرتا ہے اور عقلی و شرعی منکرات کے ارتکاب کا تم کو مشورہ دیتا ہے۔ سوء سے مراد وہ چیز ہے جو عقلاً قبیح ہو اور فحشاء سے مراد امر منکر ہے جو شرعاً قبیح ہو۔

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور شیطان تم کو اس طرف بھی مائل کرتا ہے کہ غیر یقینی باتوں کو حکم الٰہی کہو اور اپنے دماغی اختراعیات کو حلال یا حرام کہنے لگو۔

مقصود بیان :۔ دنیا کی کل حلال چیزوں کا کھانا پینا پہننا اور استعمال کرنا مباح ہے لیکن ان چیزوں کی حلت میں کوئی شرعی شبہہ نہ ہونا چاہیئے حلت و حرمت کا حکم اپنی عقل سے تراشنا حرام ہے۔ جو چیز شرعاً حلال ہے وہی حلال ہے اور جو چیز شرعاً حرام ہے وہ حرام ہے۔ حلال کو حرام یا حرام کو حلال جاننا گمراہی ہے دماغی توہمات یا قیاسی الجھنوں کا اتباع کرنا حرام ہے بشرطیکہ قیاس کی علت منصوصہ نہ ہو اور ظن مجتہد کا رجوع کسی شرعی قانون کی طرف ہو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام پر چلو تو کہتے ہیں

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

نہیں ہم تو اسی پر چلینگے جس پر ہم نے اپنے دادا کو پایا ہے بھلا اگر اُن کے

اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور گمراہ ہوں

تفسیر گذشتہ آیات میں اُن لوگوں کو زجر و تنبیہ کی گئی تھی جو حلال شرعی کو حرام کر لیتے ہیں اور ظنیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں چونکہ یہودی بھی انہی لوگوں میں داخل تھے کیونکہ یہودی بھی احکام قرآنی کے خلاف حلال کو حرام جانتے اور دماغی تراشیدہ احکام کی پیروی کرتے تھے اسلئے اس آیت میں یہودیوں کی حالت بیان کی گئی۔

ابن کثیر اور بغوی نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ حضور والا نے جب یہودیوں کو ایمان کی ترغیب اور اسلام کی دعوت دی تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف کہنے لگے محمدؐ! ہم تو اُسی طریقہ پر چلینگے جس پر ہمارے باپ دادا چلتے تھے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عقلمند تھے اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان یہودیوں کی حماقت کی بھی عجیب حالت ہے جب ان سے احکام الٰہی پر کاربند رہنے اور عمل پیرا ہونے کو کہا جاتا ہے تو قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کہتے ہیں ہم باپ دادا کے رواج کے مقابلہ میں احکام الٰہی کا اتباع نہیں کر سکتے ہمنے تو اپنے اسلاف کو جن رواجوں اور رسموں پر عمل کرتے پالیا اُنہی کو مانینگے اور اُنہی پر عمل کرینگے۔ خدا تعالیٰ اس قول کی تردید فرماتا ہے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ کیا یہ لوگ اپنے اسلاف کی کورانہ تقلید اور اندھا دھند پیروی کئے جائینگے اگرچہ انکے باپ دادا امور دینی میں عقل نہ رکھتے ہوں مسائل الٰہی سے واقف نہ ہوں اور نہ راہ حق پر ہوں۔ انکی جہالت قابل تعجب ہے۔

مقصود بیان :۔ اگر باپ دادا یا خاندانی بزرگ کسی غلط راستے پر ہوں اور اُن کے افعال احکام الٰہی کے خلاف ہوں تو اُن کی پیروی نہ کیجائے جس شخص میں خود قوت نظر اور ملکۂ اجتہاد ہو اُسکو دوسرے کی تقلید کرنی ناجائز ہے باقی انبیاء یا ائمۂ مجتہدین کے اقوال کو ماننا تو یہ تقلید نہیں بلکہ اتباع ما انزل اللہ ہے۔ گویا ممانعت اس بات کی ہے کہ کسی غیر کا قول احکام دینی کے متعلق بلا دلیل مان لیا جائے اور چونکہ یہ معنی تقلید مجتہدین میں نہیں پائے جاتے اسلئے اُن کی تقلید درحقیقت اتباع ما انزل اللہ ہے۔ ہاں جو لوگ اصحاب نظر ہیں انکے لئے کسی مجتہد کی تقلید بھی ناجائز ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ

اور کافروں کو (نصیحت کرنیوالے کی) مثال ایسی ہے جیسے کوئی جانور کے پیچھے چلا رہا ہو

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو سوا پکار اور چلانے کی آواز کے اور کچھ نہ سنتا ہو یہ لوگ بہرے گونگے

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

اندھے ہیں اسی وجہ سے کچھ نہیں سمجھتے

تفسیر یعنی ان کافروں کو سمجھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جنگلی جانوروں کو بلائے اور وہ سوا ہیچ پکار اور محض آواز کے کچھ بھی نہیں سنتے اور بلا سمجھے بوجھے محض آواز سے ایک طرف کو چل کھڑے ہوتے ہیں ایسا ہی حال اُن کا ہے جو نہ علم و خرد رکھتے ہیں نہ عالم کی بات مانتے ہیں بلکہ باپ دادا کے رسموں کی پابندی بلا سمجھے بوجھے کرتے ہیں۔ آیت کی تفسیر میں چار قول بیان کیے گئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں لیکن صحیح مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جس گمراہی اور جہالت میں کافر پڑے ہیں اُن کی مثال چوپایوں کے اُس چلتے ہوئے ریوڑ کی طرح ہے جسکو راہ پر چلانے کے لئے چرواہا آواز دیتا ہے لیکن وہ مویشی اُس کی بات نہیں سمجھتے صرف آواز سنتے ہیں۔ شیخ ابو العالیہ۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ عطاء۔ حسن بصری۔ قتادہ۔ عطاء خراسانی اور ربیع بن انس نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ کفار باپ دادوں کا اتباع کرتے ہیں اور حقیقت حال سے واقف نہیں کہ یہ گمراہی ہے یا ہدایت۔ اس اتباع میں اُن کی حالت اُن مویشیوں کی طرح ہے جو چرواہے کی صرف آواز سنتے ہیں اور مفہوم نہیں سمجھتے۔

ابو البقاء نے کہا ہے کہ آیت میں کفار کے ہادی کو چرواہے سے تشبیہ دی گئی ہے اور کفار کو بہائم سے۔

قطرب نے اسی طرح تفسیر کی ہے کہ کافر جو اپنے بتوں کو پکارتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جیسے چرواہا اپنے گلہ کو پکارتا ہے حالانکہ اُن جانوروں کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ ہیں کہاں۔ ابن جریر نے اسی مطلب کو پسند کیا ہے۔

عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ کافر جو اپنے پتھر سے بنے ہوئے دیوتاؤں کو پکارتے ہیں اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص رات میں چیخ۔ اُ ہو کہ سوائے آواز بازگشت کے اُسکو کوئی چیز جواب نہیں دیتی اور وہ سنتی ہے اور جو آواز لوٹ کر آتی ہے اُسکی کچھ حقیقت نہیں۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ یعنی یہ لوگ اندھے بہرے اور گونگے ہیں۔ نور بصیرت انکے دماغوں میں نہیں کہ آفتاب حق کو دیکھ سکیں۔ گوش معرفت

انکے گراں ہیں جسکی وجہ سے یہ حق بات نہیں سن سکتے اور نطق صداقت کی ان کو طاقت میسر نہیں کہ اعلان حق یا کلمۂ صداقت زبان پر لاسکیں۔ حاصل یہ کہ عقل نورانی سے محروم ہیں اسلئے دینی سمجھ اور فقاہت حق سے بے نصیب ہیں

مقصود بیان:۔ کفار بالکل جانوروں کی طرح ہیں جو چرواہے کی آواز پر بلا سمجھے بوجھے چل دیتے ہیں۔ کفار نور فطرت اور ضیاء عقل سے محروم ہیں اگرچہ ظاہری حواس اور باطنی دماغی مشاعرات درست ہیں لیکن بصیرت معرفت اور حقانیت سے بالکل خالی ہیں اسی لئے انکو ہدایت کی سمجھ اور حق کی ہدایت حاصل نہیں ہوتی۔ آیت میں اس امر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جن لوگوں کی عقل پر حالی پر جہالت کے پردے پڑے ہوں نور فطرت گمراہی کے قفلوں کے اندر بند ہو اُن کو راہ راست مل ہی نہیں سکتی۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰي سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓي اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ

آیت میں تبلیغ ، ترہیب اور کفر و جہالت سے زجر و توبیخ بھی ہے اور کفار کی فطری پستی کا بھی اظہار ہے وغیرہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

مسلمانو! ہماری دی ہوئی پاک چیزیں کھاؤ

رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

اور اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو اُس کا شکر بھی کرو

تفسیر پہلی آیت کا تو مورد خاص تھا لیکن اس آیت میں اکل حلال کی ترغیب دی جارہی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اے مسلمانو ہم نے تم کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اُس میں سے اُنہی چیزوں کو کام میں لاؤ اور وہی چیز کھاؤ جو شرعًا حلال ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک کھانے سے نفع اٹھانا مراد ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ طیبات سے پاک کمائی مراد ہے، صرف پاک طعام ہی مراد نہیں ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ رزق حلال مراد ہے۔

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اور خدا کا شکر ادا کرو زبان کو بھی اُسکی حمد و شکر میں صرف کرو اور باقی دیگر اعضاء و جوارح کو بھی اُسی کے حکم کی تعمیل اور اُسی کی فرماں برداری میں مشغول رکھو۔ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ اگر تم واقعی اُسی کی پرستش کرتے ہو کہ وہی معبود ہے اور جانتے ہو کہ خدا ہی نے تم کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ بیہقی وغیرہ کی روایت میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرا اور جن و انس کا حال ایک تعجب انگیز ہے پیدا تو میں کرتا ہوں اور پرستش غیروں کی کیجاتی ہے۔ رزق میں دیتا ہوں اور شکر اوروں کا ادا کیا جاتا ہے۔

مقصود بیان:۔ افراط و تفریط دونوں شرعًا ناجائز ہیں۔ تفریط تو یہ ہے کہ جو چیزیں شرعًا حلال ہیں اُن کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیا جائے۔

اسکی تردید و ممانعت آیت سابقہ میں کردی گئی تھی۔ اس آیت میں افراط کی ممانعت ہے۔ حلال کیطرف ترغیب اور حرام سے اجتناب کرنے کی ہدایت ہے اور اس امر کیطرف بھی اشارہ ہے کہ جن پاک چیزوں کو تم عبادت سمجھ کر نہیں کھاتے ہو یہ خیال غلط ہے اُن کا ترک کرنا عبادت نہیں ہے۔ خدا نے تم کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اُن کو اپنے اوپر حرام کر لینا کفرانِ نعمت ہے تم کو کفرانِ نعمت نہ کرنا چاہئے بلکہ شکرِ الٰہی بجا لانا چاہئے اور شکر بھی صرف زبان سے کافی نہیں بلکہ دل زبان اور تمام اعضا و جوارح کو طاعتِ الٰہی اور فرماں پذیری میں صرف کرنا چاہئے صرف زبانی یہ دعوٰی کرنا کہ ہم خدا کی پرستش کرتے ہیں کافی نہیں ہے جب تک اس کا عملی ثبوت نہ ہو۔

ہدایت خاص تمام حلال اور پاکیزہ چیزوں کا کھانا لازم ہی نہیں ہے بلکہ مباح ہے۔ ہاں بعض وقت بعض اشیاء کا کھانا واجب ہوتا ہے مثلاً اگر نہ کھانے سے خوفِ ہلاکت ہو تو بقدر سد رمق کھانا واجب ہے اور کبھی کھانا مستحب ہوتا ہے مثلاً افطاری ولیمہ اور مہمانوں کے ساتھ کھانا وغیرہ

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اُس نے بیشک صرف مُردار کو اور خون کو اور سور کے گوشت

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ

کو اور اُس چیز کو جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے ہاں جو کوئی

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ

ناچار ہو جائے مگر عدول حکمی کرنیوالا اور حد سے بڑھنے والا نہو تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

خدا غفور رحیم ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں حلال چیزوں کے کھانے اور حرام چیزوں سے اجتناب کرنے کی ہدایت تھی اہل عرب نے بہت سی حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال سمجھ رکھا تھا کیونکہ اُنکو حلت و حرمت کا کوئی شرعی علم نہ تھا صرف رواج و رسم کے اعتبار سے جو چیز اُنکے نزدیک حلال تھی اُسکو حلال جانتے تھے اور جو چیز حرام تھی اُسکو حرام جانتے تھے۔ حلال و حرام کا مسئلہ چونکہ تفصیل کا محتاج تھا اسلئے اُسکو بیان کیا جاتا ہے۔

آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے اُنہیں سے صرف مذکورہ ذیل اشیاء حرام ہیں (۱) مُردار خواہ کسی قسم کا ہو خود بخود مر جائے یا شرعی طور پر ذبح نہ کیا گیا ہو یا حلقوم نہ کاٹا گیا ہو یا بغیر اللہ کے نام کے کاٹا گیا ہو یا مشرک نے کاٹا ہو یا دیوار پر سے گر کر مر گیا ہو یا اُسکو کسی درندے نے پھاڑ کر مار ڈالا ہو یا گلا گھونٹنے سے وہ مر گیا ہو یا جھٹکا کرنے سے مرا ہو وغیرہ (ٹڈی اور مچھلی مستثنٰی ہیں)

وَالدَّمَ یہ دوسری قسم ہے یعنی خون روان کا کھانا بھی حرام ہے خواہ اُسکو پکا کر کھایا جائے یا سینک کر یا جما کر یا ویسے ہی پی لیا جائے۔

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ یہ تیسری قسم ہے یعنی سور کا گوشت پوست ہڈی چربی رگ پٹھا کھال وغیرہ سب حرام ہیں۔ آیت میں اگرچہ صرف گوشت کا بیان ہے لیکن گوشت پر ہی حصر نہیں ہے بلکہ گوشت ہی چونکہ سب سے بڑھ کر قابل انتفاع چیز تھی اسلئے اُسکو ہی ذکر کر دیا اور باقی اجزاء حکماً اسمیں داخل ہیں۔

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یہ اخیری قسم ہے یعنی جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو سوائے خدا کے کسی اور کے نام پر اُسکو نامزد کیا گیا ہو یا ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا مثلاً شیخ سدو کا بکرا۔ سید احمد کبیر کی گائے۔ کالی بھوانی کا سانڈ وغیرہ۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے مثلاً مجاہد اور قتادہ وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا مقصود ہے یعنی جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جائے وہ حرام ہے۔ ربیع بن انس اور عطا خراسانی وغیرہ علماء نے غیر اللہ کے نام پر نامزد ہونا مراد لیا ہے یعنی جس چیز کو غیر اللہ کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو تو وہ حرام ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے اسی معنی کو پسند کیا ہے اور ہم نے بھی اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ ہاں جو شخص مذکورہ اشیاء کے کھانے یا استعمال کرنے پر مجبور ہی ہو جائے مثلاً کوئی حلال چیز پاس موجود نہیں اور بھوک کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا کسی سخت مرض میں مبتلا ہو جائے اور ان کے استعمال کے بغیر چارہ نہ ہو یا کوئی ظالم مذکورہ اشیاء کے کھانے پر مجبور کرے اور اسکو یقین ہو جائے کہ اگر میں نہ کھاؤنگا تو یہ ظالم مجھکو مار ڈالے گا یا میرے کسی عزیز و رشتہ دار کو مار ڈالیگا یا ہاتھ پاؤں کو کاٹ ڈالے گا۔

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ تو ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت مذکورہ چیزوں کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس کھانے سے نہ تو لذت مطلوب ہو نہ حد ضرورت سے زائد تجاوز کرے۔ لیکن ایسے وقت میں بھی یہ چیزیں پاک نہیں ہو جاتیں ہیں بدستور نجس ہیں مگر مجبوری کی وجہ سے ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اب اگر کھانے میں کمی بیشی یا بے اعتدالی ہو جائے تو خدا غفور رحیم ہے خود بے اعتدالی نہ کرنی چاہئے۔

غیر باغ ولا عاد کی تفسیر مختلف صورت سے کیگئی ہے ۔ بعض نے تو یہ مطلب بیان کیا ہے کہ رہزن نہ ہو خلیفۃ المسلمین سے باغی نہ ہو اور نہ کسی کار معصیت کے لئے نکلا ہو ۔ لہذا جو شخص رہزنی کرنے ڈاکہ ڈالنے خلیفہ سے بغاوت کرنے یا کسی اور گناہ کرنے کے ارادہ سے سفر کو نکلا ہو اور مذکورہ چیزوں کے استعمال پر مجبور ہو جاتے تو اسکے لئے جائز نہیں ۔ مجاہد سعید بن جبیر اور شافعی و امام احمد کا یہی قول ہے ۔ ابن حبان کہتے ہیں غیر باغ ولا عاد کے یہ معنی ہیں کہ اسکو حلال جاننے والا نہ ہو ۔ سدی کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ خواہش نفسانی پوری نہ کرنی چاہتا ہو ۔ ابن ایاس کہتے ہیں کہ سردار کے بھون کر ایسا نہ بنالے کہ کھانے کی رغبت و خواہش پیدا ہونے لگے اور صرف اسقدر ساتھ لے لے کہ رزق حلال ملجائے ۔ جب رزق حلال ملجائے تو مُردار کو پھینکدے ۔

مقصود بیان :۔ جن اشیاء کو کفار نے حرام سمجھ رکھا تھا انمیں سے واقعی شرعی حرام اشیاء کی تفصیل ۔ توحید ذات و صفات کے اظہار و اعلان کے لئے اُن تمام چیزوں کی ممانعت جو شرک کا شبہہ بھی پیدا کرتی ہوں ۔ مجبور و مضطر شخص کو اکل حرام کی اجازت لیکن بقدر رفع ضرورت اس امر کی طرف اشارہ کہ مقصود نیت کا حسن و اصلاح ہے اگر نیت درست ہے اور عمل میں کمی بیشی یا بے اعتدالی ہوگئی ہے تو خدا تعالیٰ معاف کرنیوالا ہے ۔ آیت سے اس حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جہانتک ممکن ہو انسان کو اپنی زندگی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ اگر خوف ہو جاتے کہ ہلاکت پیدا ہو جائیگی تو اکل حرام بھی جائز ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اصلاح زندگی کا حکم دیتا ہے ۔ انسداد زندگی خلاف منشاء الٰہی ہے ۔ ہلاکتِ نفس حکم شرعی کے خلاف ہے اسی لئے قتل و خودکشی حرام ہے ۔ وغیرہ

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ

جو لوگ اُن آیات کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہیں

وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ

اور اسکے عوض قلیل معاوضہ لے لیتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں (الٹی غذا

فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

نہیں بلکہ) آگ بھرتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ ان سے بات بھی نہ کریگا

الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور نہ ان کو پاک صاف کریگا اور معصیت کے ساتھ انکے لئے دردناک عذاب ہے

تفسیر یہ آیت یہودی علماء کے حق میں نازل ہوئی جنکو عام یہودیوں نے اپنا سردار مقرر کرلیا تھا ۔ عوام کی کھیتی باڑیوں میں یہ حصہ دار رکھے اسکے علاوہ تحفے و ہدیے بھی انکو خوب ملتے تھے ۔ جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے تو ان کو اپنی سیادت و ریاست کے زوال کا خوف پیدا ہوا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حلیہ توریت سے محو کردیا ۔ یا تغیر تبدل کرکے اظہار کرنا شروع کیا ۔ اسکے علاوہ روپیہ پیسہ لیکر یہ عوام کے جذبات کے موافق خلاف حق فیصلے بھی دیا کرتے تھے جسطرح کہ آجکل کے پیشہ ور مفتی کیا کرتے ہیں ۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے نازل کردہ احکام اور آیات الٰہی کو چھپاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حلیہ ظاہر نہیں کرتے تاکہ اُن کی ریاست زائل نہ ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ لکھا کر کہتے ہیں کہ یہ توریت الٰہی ہے اور کتاب الٰہی کو چھپانے کے عوض کچھ دنیوی حقیر مال حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ عوام کی کھیتی باڑی میں حصہ ہدیہ تحفہ اور کچھ روپیہ پیسہ اس کتمان حق کے عوض ان کو ملجاتا ہے تو أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ یہ لوگ درحقیقت کھانا نہیں کھاتے بلکہ دوزخ کی آگ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں کیونکہ یہ حرام کمائی انکے واسطے آتش دوزخ کا سبب ہے وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان سے مہربانی سے کلام نہ کریگا ابن جریر کے قول کے موافق یہ مطلب ہے کہ خدا بالکل اُن سے کلام نہیں کریگا ۔ ابن کثیر کا بھی یہی قول ہے ۔ مفسرین کے نزدیک صحیح معنی وہی ہیں جو ہمنے بیان کردئے وَلَا يُزَكِّيهِمْ اور نہ گناہوں کی آلائش سے کبھی اُن کو پاک کریگا کہ اپنی عصیان شعاری اور معصیت کوشی کی گندگی سے صاف ہوکر وہ عذاب الٰہی سے رہائی پاسکیں وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بلکہ اُن کیلئے سخت تکلیف دہ اور الم رساں عذاب ہوگا اور یہ عذاب انہی کیلئے مخصوص ہوگا ۔

مقصود بیان :۔ کتمان حق حرام ہے ۔ کتمان حق کی اجرت و کمائی بھی حرام ہے ۔ خلاف شرع اجرت لے کر فتویٰ دینا ناجائز ہے ۔ عذاب الٰہی گناہگار مسلمان کے لئے ایسا ہے جیسے سونے کو تپانے سے اسکی کثافت دور ہو جاتی ہے اور سونا خالص نکل آتا ہے یا لوہے کو آگ میں ڈالنے سے زنگ اور میل دور ہو کر صاف ہو جاتا ہے ۔ عذاب الٰہی سے مسلمانوں کے گناہوں کی کثافت بھی دور ہو جائے گی اور وہ پاک صاف ہوکر دوزخ سے نکل آئے گا ۔ لیکن دوامی عذاب صرف کفار کے لئے ہی مخصوص ہے ۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدلے گمراہی اور ثواب کی بجائے عذاب

وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ

مول لیا سو ان کو آگ کی کس قدر

عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

سہار ہے — یہ بات اسلئے ہے کہ اللہ ہی نے کتاب برحق نازل کی ہے

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ

اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ پرلے درجہ کی پھوٹ میں پڑے ہیں

تفسیر چونکہ یہودی علماء کا جرم سخت تھا لہذا آیت مذمت کو مکرر بصورت عتاب بیان کیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ فرقہ بہت ہی سرکش و گمراہ ہے انہوں نے فطری ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کر لیا اور وہ مغفرت الٰہی جسکا یقینی وعدہ نیکوکاروں سے کیا گیا ہے اسکو ترک کر کے عذاب الٰہی کو ترجیح دی اور مول لیا ایسے امور کو اختیار کیا جو ضلالت انگیز اور باعث عذاب تھے اور جو چیزیں ہدایت کی تھیں اور انکی وجہ سے مغفرت یقینی تھی اُن سے پہلوتہی کی۔

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۔ یہ اظہار تعجب کے طور پر کہا گیا ہے یعنی انہوں نے جو اس قدر اسباب دوزخ کو اختیار کیا تو گویا قصداً دوزخ میں جلنے کو پسند کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو آتش جہنم کے برداشت کی بہت کافی طاقت ہے جب تو اسقدر دلیری کے ساتھ انھوں نے اسباب جہنم کو اختیار کیا۔ تعجب ہے کہ ان کو عذاب الٰہی کے برداشت کی کیسی طاقت ہے اور وہ کونسی قوت ہے کہ جس نے ان کو اس آتش دوزخ کے تحمل پر دلیر بنایا (سیوطی۔ ابوالبقا۔ مجاہد۔ حسن بصری) یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ آگ میں کس قدر صابر اور قائم ہیں (زجاج) یا دوزخیوں ایسے عمل کرنے پر کس قدر جمے ہوئے ہیں (کسائی و قطرب) یہی قول ابن عباس سدی۔ عطاء اور ابو عبیدہ کا ہے۔ گویا نار سے اعمال اہل نار مراد ہیں اور صبر کے معنی جم جانے اور قائم رہنے کے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۔ یعنی ان لوگوں کو عذاب الٰہی کے برداشت کی طاقت تو واقع میں نہیں ہے اور نہ ان میں اسقدر دلیری ہے کہ آگ کے تحمل پر صبر کر سکیں لیکن خدا تعالیٰ نے انکو سفیہ واحمق بنا دیا ہے اور انکو اپنی سفاہت و حماقت کا احساس نہیں جو درحقیقت خود ایک عذاب ہے اور یہ عذاب صرف ڈھکوسلے ہی نہیں اور نہ صرف ڈرانے دھمکانے کے لئے ہے بلکہ عذاب واقعی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا نے حقانیت و صداقت کی حامل کتاب نازل کی تھی اور انہوں نے اسکے بعض حصے چھپائے تحریف و تغیر کیا اور باہم اختلاف کرنے لگے۔ کتاب سے قرآن بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی یہود نے قرآن کے وہ احکام تو تسلیم کر لئے جو ان کی توریت کے موافق تھے اور جو احکام مخالف توریت تھے اُن کو نہ مانا۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۔ یعنی خدا نے تو کتاب کو صداقت و حقانیت کا پیامبر بنا کر بھیجا تھا لیکن اختلاف کرنیوالوں نے اُسمیں بیجا تاویلیں کیں بعض کا اقرار اور بعض کا انکار کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حق و ہدایت سے بہت دور جا پڑے۔ راہ مستقیم کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر پگڈنڈیوں پر مارے مارے پھرنے لگے۔

مقصود بیان :- ہر انسان کو فطری ہدایت حاصل ہے لیکن بعض لوگ اس نور فطرت کو بجھا کر کسی گمراہی کی تاریکی میں جا پڑتے ہیں۔ فطرتاً ہر انسان کے لئے مغفرت الٰہی اور سعادت ابدی موجود ہے لیکن برا ہو ہوا وہوس اور شیطانی جذبات کا جو انسان کو عذاب میں ڈالتے ہیں۔ اسباب عذاب کا اختیار کرنا گویا دوزخ کو اختیار کرنا ہے کیونکہ سنکھیا کھا کر مرنا یقینی ہے گناہ و کفر کر کے دوزخ میں داخل ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر خدا اپنی رحمت سے مسلمانوں کو معاف کر دے تو یہ اُسکا احسان ہے۔ کتاب الٰہی میں بیجا تاویلیں دماغی اختراع اور ذہنی تراش خراش کو دخل دینا حرام ہے۔ تفسیر کتاب وہی ہے جسکا مدار نقل پر ہے (وغیرہ)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

نیکی نہیں ہے — مشرق و مغرب کی طرف رُخ کرنے میں ہی

وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

بلکہ نیک تو وہ ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر

الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى

اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور انبیاء پر یقین رکھتا ہو اور باوجود

الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

خواہش مال کے اُس مال کو رشتہ داروں — اور یتیموں — اور

الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ

فقیروں اور مسافروں — اور سائلوں اور بردوں کے آزاد کرانے کے

فِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

صرف میں لاتا ہو — اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ

اور (نیک وہ ہیں جو) وعدہ کرنے کے بعد اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوں اور قابل مدح

فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ

حالت اُن لوگوں کی ہے جو تنگی اور تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کرتے ہیں

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یہی لوگ سچے ہیں — اور یہی پرہیزگار ہیں

تفسیر

گذشتہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ بعض لوگوں نے جو مباح چیزوں کو از خود صرف رواجی پابندی کی وجہ سے حرام قرار دیکر ان سے اجتناب کرنے کو باعث ثواب خیال کر رکھا ہے تم ایسا نہ کرو بلکہ شریعت نے جس چیز کو حلال کر دیا ہے اُس سے فائدہ اٹھاؤ۔ یہاں اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے رسوم کو جو اصول مذہب نہیں ہیں اصولِ حسنات سمجھ رکھا ہے اور انہی کو باعث نجات خیال کرتے ہیں اور در حقیقت جو اصولِ نجات ہیں اور سعادت دارین کے بنیادی پتھر ہیں اُن کی طرف نگاہ غلط انداز سے بھی نہیں دیکھتے۔ رسم و رواج اور ظاہر پرستی پر اپنے نفس کو پابند رکھنا اور اصولِ سعادت و نجات کو ترک کرنا نیکی نہیں ہو کیونکہ نیکی اور سعادت کے اصول دو ہی ہو سکتے ہیں (۱) عقائد و خیالات کی اصلاح (۲) اعمال و افعال اور اقوال کی درستگی۔ مؤخر الذکر شق میں حقوقِ الٰہی کی ادائیگی اقربا، اجانب اور اعدا کی حق شناسی، اخلاق فاضلہ اور ملکات حسنہ کا حصول، دنیا میں عافیت و امن پھیلانے کی کوشش، یتیموں مسکینوں فقیروں اور مسافروں کی غمخواری، غلاموں کی ہمدردی اور اُن کے آزاد کرنے کی سعی وغیرہ تمام امور حسنہ داخل ہیں۔ اسلئے صرف آباؤ اجداد کے رسموں کی پابندی کرنی اور پرانی لکیر کو پیٹنا موجب نجات نہیں ہو سکتا بلکہ مغز حیات اور روح زندگی کا دارومدار صرف اصولِ ہدایت کی پابندی پر ہے۔ جو ان قوانین فطرت پر عمل پیرا ہوگا سعید ہوگا اور جو ان نیچرل قواعد کی خلاف ورزی کریگا شقاوت سے ہم آغوش ہونا پڑیگا۔ سب سے پہلے تصحیح عقائد اور اصلاح معلومات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ زیادہ تر نجات و حیات ابدی کا مدار اسی پر ہے اسلئے سب سے اول اسی بیان کو واضح کیا گیا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرق مغرب کی طرف منہ پھیرنا ہی نیکی کی بات نہیں ہے اور نہ نیکی کا اسپر حصر ہے بلکہ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ نیکی در حقیقت اُس شخص کی نیکی ہے جو خدا پر ایمان لاتا ہے ذات باری کو تمام کائنات کا مبدا سمجھتا ہے کل عالم کی عنان ایجاد و تربیت اُسی کے دست قدرت میں جانتا ہے اُسکی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں خیال کرتا۔ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور معاد پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ یقین رکھتا ہے کہ ایک روز یہ عالم ہستی فنا ہو جائے گا صرف ذات محض باقی رہ جائیگی جسطرح جانب ابتدا میں بھی وہی خدائے واحد تھا وہی تھا اور اس کائنات آسمانی و زمینی کا کوئی فرد نہ تھا اسی طرح جانب انتہا میں بھی وہی وحدہٗ لاشریک رہ جائیگا اور کل دنیا فنا ہو جائیگی اور پھر وہی واحد قہار سب لوگوں کو جزا سزا کیلئے پیدا فرمائیگا جسطرح پہلی بار اُس نے دنیا کو پیدا کیا تھا جزا سزا حساب کتاب جنت دوزخ وغیرہ کا وجود یقینی ہے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتوں پر بھی وہ ایمان رکھتا ہے۔ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کا فرمان پذیر معصوم بندہ خیال کرتا ہے ایک کو دوسرے کا دشمن نہیں جانتا۔ خصوصًا حضرت جبرئیل کو حامل وحی سمجھتا ہے۔ وَالْكِتٰبِ اور چونکہ ہدایت خلق کے لئے کتاب الٰہی کی ضرورت ہے اسلئے ایمان رکھتا ہے کہ خدا کی بھیجی ہوئی کتابیں حق ہیں خدا تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں لوگوں کی ہدایت کیلئے مختلف انبیاء پر صحیفے اور کتابیں نازل کی تھیں اور سب کے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب مبین یعنی قرآن کو نازل فرمایا۔ اور چونکہ پیام الٰہی کے حامل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنکے نفوس قدسی صفات ہوں اور مادی کدورت اُنکے اندر کم ہو آئینہ کی طرح اُنکے دو رُخ ہوں ایک رُخ مادی اور دوسرا نورانی ہو نورانی جہت سے فیض فیاض قبول کرکے عوام تک پہونچا سکیں

وَالنَّبِيّٖنَ اسلئے اُس کا ایمان انبیاء پر بھی ہوتا ہے۔ وہ دل سے تصدیق کرتا ہے کہ خدا کے تمام فرستادے حق پر تھے مخلوق کو گمراہی سے نکالکر روشنی میں لانا چاہتے تھے۔ مخلوق کی ہدایت کے لئے آفتاب ارشاد تھے اور خود گناہوں سے معصوم تھے۔

اس سے آگے اعمال و افعال کی اصلاح و تصحیح کے متعلق ارشاد ہوتا ہے

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى۔ یعنی فقط معلومات و عقائد کی اصلاح ہی نہیں بلکہ اُسکے اخلاق و اعمال بھی درست ہوں اقارب اجانب سے ہمدردی کرتا ہو اگرچہ اُسکو مال کی ضرورت ہو اور دلی رغبت و میلان بھی مال کی طرف ہو لیکن عزیزوں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتا ہو اور اسی جذبۂ ایثار کے ماتحت اقربا کی پرورش اپنے مال سے کرتا ہو۔

وَالْيَتٰمٰى اور صرف اقربا ہی کی غمخواری نہیں بلکہ غیروں کی مؤانست کا بھی کفیل ہو۔ اُن مفلوک الحال ستم زدہ بچوں کی کفالت کا بار اٹھاتا ہو جن کے باپ کا سایہ اُن کے سروں سے اٹھ گیا ہو اور بیچارے شفقت پدری سے محروم ہو گئے ہوں۔ پرورش پدری کی بجائے اُن کو بستر خاک نصیب ہوا اور آغوش مادر کے عوض خدا کے خاکی فرش کی گود۔ وَالْمَسٰكِيْنَ نیز اُن باعزت غریبوں کی بھی پرورش کرتا ہو جو حیا کی وجہ سے نہ تو سوال کر سکتے ہیں نہ خود اُنکے پاس اس قدر مال ہے کہ اپنے عیال کو کھلا کر اُنکی شکم سیری کر سکیں اور نہ عوام کو اُن کی حالت پر اطلاع ہے کہ کوئی اُنکی خبر گیری کر سکے۔ اسکے علاوہ وَابْنَ السَّبِيْلِ اُن خانہ بدوشوں کی بھی ہمدردی کرتا ہو جو اعزا و اسباب سے دور غریب الوطن غیر ممالک میں سرگرداں پریشان پھرتے ہیں نہ کوئی مونس نہ غمخوار نہ ہمدم نہ ہمراز۔

وَالسَّآئِلِيْنَ اور اُن سوال کرنیوالوں کو بھی اپنے مال میں حصہ دیتا ہے جو اپنی ضرورتوں سے مجبور ہو کر دست سوال دراز کرتے ہیں۔

وَفِي الرِّقَابِ اور اخیر میں اُن بندگان خدا کی آزادی کی بھی کوشش

کرتا ہے اور حتی الامکان اُن غلاموں کی رہائی میں صرفِ مال سے دریغ نہیں کرتا جن کی عنانِ اختیار کسی بندہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ غریبوں کو نہ اپنے نفس پر اختیار ہے نہ اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی پر۔ صبح سے شام تک عرق ریزی کرتے ہیں لیکن شام کو حسرت یہی ہے کہ دن بھر کا کمایا ہوا مال اُن کے آقا کی ملک میں داخل ہو جائے بلکہ انتہائی ذلت کے ساتھ رات کو آقا کی پیش خدمتی کرنی پڑتی ہے۔ بیچاروں کی زندگی بہائم سے بھی بدتر ہے۔

یہ تو حقوق مالی کا تذکرہ تھا اور حقوق مالی بھی وہ جو شریعت کے مقرر کردہ فرض یعنی زکوٰۃ سے خارج تھے۔ اس سے آگے فرائض بدنی اور زکوٰۃ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ فرائض بدنی میں نماز جزوِ اعظم تھی اس لئے اُسی کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ یعنی مخلوقِ خدا کی ہمدردی و غمخواری کرنے کے بعد وہ فرائض بدنی بھی ادا کرتا ہو۔ پابندی کے ساتھ پنجگانہ نماز نہایت خشوع خضوع کے ساتھ تعدیل ارکان ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کرتا ہو تاکہ روح کی روشنی، بدن کی صفائی اور تندرستی صبر و استقامت کی توفیق اور اتحادِ ملی و قومی کا مظاہرہ ہو اور ان تمام مدارج کو طے کرنے کے بعد رضاءِ خالق اور قربِ الٰہی حاصل ہو جائے۔

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ۔ گذشتہ حقوق مالی اگرچہ فرائض انسانی میں داخل تھے لیکن چونکہ شرعاً اُن مصارف کی کوئی مقدار نہ تھی اسلئے یہاں زکوٰۃ کا ذکر کیا یعنی گذشتہ حقوق کی ادائیگی کے باوجود وہ زکوٰۃ مقررہ بھی ادا کرتا ہو اور تعمیل حکمِ الٰہی کو اپنا مخصوص مطمح نظر قرار دیتا ہو۔ صرف اسی خیال پر اکتفا نہیں کرتے کہ ہم حقوق مالی ادا کرچکے اب مزید صرف کی کیا ضرورت ہے۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ یعنی مذکورہ خصائل و صفات کے حاملین کے یہ اوصاف بھی ہوں کہ جو وعدہ و عہد کرتے ہوں اُسکو پورا کرتے ہوں کافروں سے ہوں یا مسلمانوں سے دوستوں سے ہوں یا دشمنوں سے عزیزوں سے ہوں یا غیروں سے بہرحال اپنے وعدہ اور معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ تجارتی لین دین اقتصادی اور جنگی معاہدات، کفار سے صلح و جنگ کے معاہدے، صدق امانت دیانت وغیرہ تمام اوصاف حمیدہ اس کلیہ میں داخل ہیں۔ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ اور خصوصیت کے ساتھ صبر و استقامت کا مادہ اُن میں انتہائی درجہ پر ہو۔ فقر و افلاس میں بھی صبر سے کام لیتے ہوں۔ افلاس کو چھپانے، دست سوال دراز نہ کرنے اور شکر خدا ادا کرنے کی طرف ہر وقت دھیان رکھتے ہوں۔

وَالضَّرَّآءِ اور مصیبت کے وقت بھی استقامت و ثبات کو ہاتھ سے نہیں کھوتے۔ جزع فزع نہیں کرتے۔ بڑی بڑی ناگہانی مصائب میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور دشمنوں سے مقابلہ میں بھی دلیری اور پائیداری سے کام لیتے ہیں۔ وطن و قوم کی حفاظت مذہب و ملت کی حمایت اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے دشمن کے سامنے رہتے ہیں۔ تلواروں کی چھاؤں سے پشت نہیں موڑتے۔ اپنی جان دریغ نہیں کرتے۔ اپنے خون کو اسلامی مقاصد کے مقابلہ میں عزیز نہیں سمجھتے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا۔ یہی لوگ صادق الایمان ہیں صدیقوں کا مرتبہ انہی کو حاصل ہے۔ قوت نظریہ انہی کی مکمل اور ہے۔ عقائد و خیالات انہی کے صحیح ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور یہی متقی ہیں۔ اعمال و اقوال انہی کے صحیح ہیں۔ شرک گناہ اور فساد فی الارض سے یہی طبقہ بچنے والا ہے۔ یہی زمین پر امن و عافیت کیلئے کوشاں ہیں۔ انہی کی قوت عملیہ درست ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مذکورہ اوصاف رکھنے والوں کا نفس مزکیٰ نظری و عملی قوتیں صحیح اور عقائد و اعمال درست ہیں۔

مقصود بیان :- ایمان کامل کی تعلیم یعنی اس بات پر ایمان لانے کی ہدایت کہ خدا واحد لاشریک قادر مطلق حکیم علیم موجد رازق اور معبود ہے۔ کل کائنات کی عنانِ ایجاد و تربیت اُسی کے ہاتھ میں ہے اور حیات و ممات کا وہی فاعل ہے۔ پھر دونوں نورانی مخلوق پر بھی ایمان ضروری ہے ایک وہ طبقہ جو نور مجسم اور صفاءِ محض ہے یعنی فرشتے۔ دوسرے وہ لوگ جن کا تعلق اس مادہ اور مادیات سے بھی ہے اور جنہوں نے اپنی مادی قوتوں کو روحانی قوت سے زیر کرلیا ہے یعنی گروہ انبیاء۔ اسکے علاوہ روز قیامت اور اُسکے تمام تفصیلی مسائل پر بھی ایمان ضروری ہے اور قوانینِ الٰہی کی آسمانی کتابوں کی تصدیق بھی لازم ہے۔ اعزا و احباب دوست دشمن اپنا بیگانہ یتیم مسکین مسافر وغیرہ کی پرورش کا حکم بھی دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ دشمن سے بھی عدل کیا جائے۔ غلاموں کے آزاد کرانے قیدیوں کو رہا کرانے اور قرضداروں کا قرض ادا کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ ایفاءِ وعدہ پابندی معاہدہ اور قول کی پاسداری کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اخیر میں صبر و استقلال بلند حوصلگی مصائب و امراض میں ثبات دشمنانِ دین کے مقابلہ میں پائیدار اور قائم رہنے کا بھی ارشاد ہے۔ نماز پر پابند رہنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی بھی صراحت کی گئی ہے۔ گویا حصول سعادت، مساوات قوانین ترقی اور نجات کے قواعد کی مکمل طور پر تعلیم دی گئی ہے اور آباؤ اجداد کے رسوم کی کورانہ تقلید سے منع کیا گیا ہے جن کے اندر سوائے پوست کے مغز کا فقدان ہے۔ وغیرہ۔

ہدایت خاص یہ آیت ہم کو درس مساوات اور اتحادِ ملی و قومی کا سبق دیتی ہے اسکے اندر نجات و ترقی کے بے بہا خزانے مخفی ہیں۔ کاش مسلمان اسکو اپنے لئے چراغِ ہدایت بنائے تو اس طرح اقوام عالم کی نظروں میں ذلت اٹھانی نہ پڑے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ

مسلمانوں تم پر مقتولین کا قصاص لازم کر دیا گیا ہے

فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ

آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور

الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ

عورت کے بدلے عورت اب اگر کسی کو اُسکے (مسلمان) بھائی کیطرف سے معاف

شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ

کر دیا جائے تو دستور کے مطابق (دیت کا) مطالبہ اور خوش معاملگی سے اسکو ادا کرنا چاہیئے

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى

یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی کر دی گئی ہے اور اُسکی رحمت ہے اب اگر اسکے بعد

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ

کوئی زیادتی کریگا تو اُسکے لئے دردناک عذاب (موجود) ہے اے عقلمندو حکم قصاص میں

حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

تمہاری زندگی ہے تاکہ تم (خون ریزی سے) باز آجاؤ

تفسیر

ابن کثیر نے تفسیر میں ذکر کیا ہے اور بغوی نے قتادہ اور مقاتل بن حبان کی روایت نقل کی ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے دو گروہ آباد تھے۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ دورِ اسلام سے قبل ان دونوں گروہوں میں جنگ ہوئی۔ بنو قریظہ مغلوب ہوئے اور اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ چونکہ بنو نضیر بنو قریظہ سے زیادہ شریف مشہور تھے اسلئے اگر کوئی نضیری کسی قریظہ والے کو قتل کر دیتا تو نضیری کو اُسکے عوض قتل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ستّر وسق کھجوریں دیت میں ادا کر دی جاتی تھیں اور اگر کوئی قرظی کسی نضیری کو مار ڈالتا تو اُسکو قصاص میں قتل کر دیا جاتا تھا اور اتفاقاً اگر اُس سے دیت بھی لی جاتی تو دوگنی یعنی دو سو وسق۔ خدا تعالیٰ نے اس تفریق کو مٹانے اور مساوات کا مظاہرہ کرنے کے لئے آیت مذکورہ نازل کی۔

سعید بن جبیر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانۂ اسلام سے کچھ دنوں پہلے عرب کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں سخت لڑائی ہوئی ایک قبیلہ دوسرے پر غالب آیا اور اوس نے دوسرے قبیلہ کے بہت سے غلاموں اور عورتوں کو مار ڈالا جب حضور اقدس صلعم مبعوث ہوئے تو یہ لوگ جوق در جوق حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے لیکن پہلی لڑائی کے عوض لینے کا خیال دلوں میں چلا جاتا تھا اور چونکہ شکست خوردہ قبیلہ عالی خاندان شمار ہوتا تھا اسلئے اُس نے فاتح قبیلہ سے کہا کہ ہم تو اپنے ہر مقتول غلام کے عوض تم میں سے آزاد شخص کو اور عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کرینگے اُسوقت دل کو چین ہوگا اسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی (صحیح قول یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا حکم منسوخ ہے اور آیت مائدہ اسکی ناسخ ہے) آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! مقتولین کے قتل عمد کا قصاص اور قصاص میں مساوات وعدل کا لحاظ تم پر فرض کر دیا گیا ہے۔ قصاص کا حکم فرض ہے خواہ کوئی کسی کو قتل کرے۔ مثلاً اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ اگر کوئی آزاد آدمی کسی دوسرے آزاد شخص کو قتل کر دے تو اسی قاتل کو قصاص میں قتل کرنا لازم ہے۔ قاتل کی شرافت حسب ونسب اور وجاہت و مالداری پر نظر نہ کرنی چاہیئے کیونکہ حریت میں قاتل و مقتول دونوں برابر ہیں اور ایسا بھی نہ کرنا چاہیئے کہ ایک کے عوض سینکڑوں غیر مجرموں کو قتل کرڈالو اور غصہ میں آکر قاتل کے خاندان کو تباہ کردو۔ نہ یہ بات مناسب ہے کہ مقتول کی وجاہت و شرافت کے لحاظ سے قاتل کو اور قاتل کے تمام طرفداروں کو مار ڈالو بلکہ عدل و مساوات کو ملحوظ رکھو۔ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور اگر کسی غلام نے دوسرے غلام کو قتل کر دیا ہو تو عوض میں اُسی غلام کو قتل کرو۔ اس بات کا مطالبہ نہ کرو کہ ہم اسکے آقا کو بھی مارینگے یا اپنے غلام کے عوض آزاد شخص کو قتل کرینگے۔ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى اور اگر عورت کسی عورت کو مار ڈالے تو قاتلہ عورت کو ہی قتل کرو۔ اُسکے شوہر اولاد اور بھائی بندوں کو قتل نہ کرو اور نہ اس بات کی خواہش کرو کہ ہم مقتولہ کے عوض مقابل قوم کے مرد کو قتل کرینگے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ اب اگر مقتول کے تمام وارث اپنے مسلمان بھائی کو یعنی قاتل کو قصاص معاف کر دیں یا بعض وارث معاف کر دیں اور بعض معاف نہ کریں فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ اور دیت ادا کرنی باہم طے ہو جائے تو سہولت اور حسن سلوک کا لحاظ رکھنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ قاتل کے وارث اگرچہ مفلس اور تنگدست ہوں مگر فی الفور ادا کرنے کا تقاضا کیا جائے بلکہ مہلت دی جائے اور ایسا بھی نہ کرنا چاہیئے کہ انتہائی زیادتی سے پیش آئیں یا خلاف شریعت امور کا مطالبہ کریں مثلاً قاتل سے کہیں کہ اپنی جورو بیٹی یا بہن کو ہمارے حوالے کردو یا اپنی اولاد کو ہماری غلامی میں دیدو یا تو خود ہماری غلامی کو اختیار کر لے اسی طرح قاتل کو بھی لازم ہے کہ مقتول کے وارثوں کے احسان کو فراموش نہ کرے۔ جو معاوضہ طے پا گیا ہے اُسکو بلا حیلہ و محبت ادا کر دے اگر مہلت کا بھی مطالبہ کرے تو مدت وعدہ کے اندر ادا کر دے۔

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ یہ حکم دیت تمہارے لئے خدا کی طرف سے سہولت کی وجہ سے ہے اور اُسکی رحمت ہے ورنہ قصاص ہی فرض

رہتا اور دیت کافی نہ ہوتی۔ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ اب جو شخص اس قرارداد کے بعد پھر زیادتی کریگا دیت لینے کے بعد بھی قاتل کو مار ڈالیگا یا اقرار اور اسکے بعد ادا نہ کریگا تو اُسکے واسطے دنیا میں بھی سخت عذاب ہے اور دین میں بھی۔ دنیا میں اُس سے قصاص لیا جائیگا اور آخرت میں جہنم میں جائیگا۔

ہدایت خاص ۱ آیت مذکورہ میں جو آزاد کے مقابل آزاد کو غلام کے مقابل غلام کو اور عورت کے مقابل عورت کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم ہے اس سے یہ دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ عورت کے مقابل مرد کو یا غلام کے مقابل آزاد کو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ اول تو یہ آیت ہی منسوخ ہے جسطرح ہمنے اوپر بیان کردیا۔ دوسرے عورت اور غلام کا تذکرہ بطور تمثیل کے ہے۔ تیسرے یہ کہ اہل عرب آزاد مرد کے مقتول ہونے کا تو قصاص لیتے ہی تھے خواہ اُس کا قاتل کوئی ہو غلام ہو عورت ہو یا آزاد مرد ہو صرف معاوضہ اور قصاص لینے میں زیادتی سے کام لیتے تھے باقی مقتول عورت یا مقتول غلام کا قصاص نہیں لیا جاتا تھا اُسکی تردید آیت میں ہوگئی۔ اسکے علاوہ شان نزول میں بیان کردیا گیا ہے کہ بنو قریظہ یا کسی دوسرے مغلوب قبیلہ نے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اپنے مقتول غلام کے عوض آزاد شخص کو قتل کرینگے اور مقتول عورت کے عوض مرد کو مارینگے چونکہ یہ حکم و قول ظلم آمیز اور خلاف انصاف تھا کہ کوئی پھر کوئی اسلئے آیت میں اس کا رد کردیا گیا۔ مقصود حقیقت مساوات کا درس دینا ہے یہ مدعا نہیں ہے کہ عورت کا قاتل مرد یا غلام کا قاتل حر ہو تو قصاص نہ لیا جاوے۔

ہدایت خاص ۲ گذشتہ امتوں پر قصاص لینا اور مار ڈالنا ہی واجب تھا لیکن مسلمانوں کے لئے یہ سہولت ہوگئی کہ اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کرکے مال پر راضی ہوجائیں تب بھی جائز ہے۔ اسی کی طرف لفظ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ مطلب یہ ہے کہ اے دانشمند انسانو! تمہارے لئے قصاص میں ایک عظیم الشان زندگی مضمر ہے۔ رسم قصاص اور مساوات نہ ہوا در سے ایام جاہلیت کی سفاکی اور خاندانوں کے ہزاروں افراد کا تہ تیغ ہو جانا رہیگا اسکے علاوہ لوگوں کو عبرت ہوگی۔ جب قاتل کو قصاص میں قتل کردیا جائیگا تو قانون عدل کے خوف سے کوئی کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہ کریگا جسکے نتیجہ میں اُس شخص کی جان بھی بچیگی جسکو قتل کرنے کا ارادہ کیا جاتا اور ارادہ کرنیوالے کی جان بھی محفوظ رہیگی۔ خلاصہ یہ کہ قانون قصاص کے اندر سوشل اور معاشرتی اصلاح و حیات مضمر ہے۔

تنبیہ قصاص لینے کا حق حاکم کو ہے ہاں مطالبۂ قصاص کا مقتول کے وارثوں کو ہے۔ قصاص کے واسطے قتل عمد ضروری ہے۔ قتل خطا یا شبہ عمد میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت ہے جسکی تعداد سو اونٹ یا دس ہزار درہم ہے۔

مقصود بیان: عرب کی دیرینہ صدہا سالہ خانہ جنگی کا خاتمہ، سفاکیوں کی خوں ریزیوں کی اور قتال و جدال کی بندش مساوات انسانی کا درس، زمین پر امن و صلاح کا اعلان، معاشرتی اصلاح، کینہ توزیوں کی بیخ کنی، اس بات کی طرف اشارہ کہ قاتل اگرچہ مقتول کو قتل کردیا ہے پھر بھی مقتول کے وارثوں کا وہ مسلمان بھائی ہے اسلئے حتی الامکان اُسکو معاف کردینا چاہئے۔ اس لفظ اخیہ سے ایثار رحم اور عفو کے جذبات کو حرکت دینی مقصود ہے۔ عدل انصاف کی طرف بھی آیت میں ہدایت کی گئی ہے زیادتی اور ظلم کی ممانعت کی گئی ہے۔ زیادتی کرنے والے کو سزا کا خوف دلایا گیا ہے اور بالآخر لفظ یا اولی الالباب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ذرا عقل سے سوچنا چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ قانون قصاص و مساوات عوض کس قدر منافع سے لبریز ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

تمپر لازم کیا جاتا ہے کہ جسوقت تم میں سے کسی کے مرنے کا وقت آجائے اگر

اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ لْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

مال چھوڑے تو ماں باپ اور رشتہ داروں کیلئے مناسب طور پر وصیت کر جائے

بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۝ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ

خدا سے ڈرنے والوں پر یہ حکم لازم ہے۔ پھر اگر سننے کے بعد بھی کوئی اس

مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ

(وصیت) میں تبدیل تغیر کریگا تو تبدیل کا گناہ صرف تبدیل کرنے والے پر ہوگا

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ

بیشک اللہ خوب سنتا اور جانتا ہے لیکن اگر کسی کو وصیت کنندہ کیطرف سے طرفداری

جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ

یا بے انصافی کا اندیشہ ہو اور وہ سب کے آپس میں صلح کرادے تو اُس پر کچھ گناہ

عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

نہیں ہے بیشک اللہ غفور رحیم ہے

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی ضرورت اور مذہبی تبلیغ کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل چکے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں۔ (۳) نماز نبوی کی کتاب اس میں نماز پڑھنے کی تمام ترکیبیں اور دعائیں ہیں (۴) نماز نبوی کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز و مسائل جمعہ اس میں جمعہ کے تمام مسائل در ترتیب نمبر ہیں پانچوں کی قیمت ایک روپیہ محصول ۷/

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اسکے ہزاروں فائدے پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز اچھے انسانوں کی ایجاد کردہ کس حد تک پورا کرتی ہے اسکے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز سے دینی اور دنیاوی فائدے تمامی نصیب ہوتی ہے ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب کا ترجمہ ہے قیمت ۶/ محصول ۶/

تازیانہ شیطان

یعنی تفسیر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت سے اس میں روح ہے شیطان کے نام میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ حرکت شیطان کی مکاریاں اور خونخواریاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶/

تفسیر سبت سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری کی خاص کیفیت نصیب ہوتی ہے بعض لوگ سے زیادہ بیان ہوتے ہیں لیکن ہم میں کہ ہمیں خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا صرف حرکتیں منہ سے ادا ہو گئیں اور معلوم کر دیا نماز ہو گئی عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائیگا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں مزا دیتا ہے جو اس کتاب میں ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہو جائے تو پھر یہ سبت سورہ ضرور منگا لیجئے ۱۴۴ صفحے مجلد ہے قیمت آٹھ آنے محصول ۷/ کل ۱۵/

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی معجز رقم کا شاہکار اور ایسی تفسیر ہے کہ ہر موحد مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا ایسی دلچسپ ہی مقبول ہو جیسے پہلے تھی اس قدر نہاں اب بھی اس کو ڈھونڈتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ختم ہو جاتی ہے اس سال کا چھپا سال سابق سے بہتر ہے اور اتنی سستی پورے قرآن شریف کی تفسیر اردو کوئی نہیں بڑی تقطیع کے ۱۲۰۴ صفحہ کی تفسیر ہے دنیا جانتی ہے کہ مجلد کی قیمت ساڑھے چار روپے سے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب رعایتی مجلد ساڑھے تین روپے محصول ڈاک دو روپے

تفسیر سورہ فاتحہ

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم ہی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورہ یاد ہو لیکن آپنے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو صفحات میں آتے ہیں اولیاء اللہ کی دو دو حکایتیں اور نکات سلسلہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی فقہی عوام کی کتاب ہے اس میں صد ہا اعمال بھی ہیں ۲۰۰ صفحات پہلے اس کی قیمت ۱۲ تھی اب مجلد کے ۱۲/ محصول ۷/

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت و الحاد کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر کہا گیا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایک ایسے عجیب و غریب طریقے پر مذہب کے احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ لا مذہب ملحدین بھی ایمان لے آتے ہیں صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفسیرات کا نچوڑ ہے قیمت آٹھ آنے محصول ۶/

تفسیر سورہ اخلاص

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہی ہے اور شیطان کی سوانحعمری بھی اس میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تفسیر نہایت فصاحت کے ساتھ درج ہے شیطان کے متعلق قرآن شریف کے اندر جس قدر آیات ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ حرکت شیطان کی مکاریاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جن سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں اور آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے قیمت مجلد دس آنے محصول ۶/

وعظ سعید یا گھر کا مولوی

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اور اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص و حسد و کینہ تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع ظلم غصہ بدگوئی زبان درازی وغیرہ کی ترغیب اور تعلیم نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات اخروی اعمال کے متعلق بھی بہت دلچسپ وعظ ہیں اگر آپ کتاب کو منگا کر پڑھیں اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک وعظ بیان کر دیا کریں تو بہت ہی اچھا ذخیرہ ہے قیمت عہ محصول ۸/

بارہ مجالس

دہلی کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) خدا کے پہچاننے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول کریم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق (۱۰) حسن معاشرت (۱۱) اسلامی وحدت (۱۲) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۳) واقعات کربلا اور یہ بہت مقبول کتاب ہے اور تبادلہ خیالات میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے اور پڑھ لیتے ہیں قیمت مجلد ۱۲/

مقالات غوث پاک

سید غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے اور جس قدر قابل تقلید ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی نصیحت کا اثر ہو اس نے حضور غوث پاک کے مواعظ منگا کر ضرور پڑھئے یہ فتوح الغیب کا ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ بیداری ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کا تزکیہ کرنا چاہتا ہے مقالات پڑھ کر اور دیکھے انقلاب و تبدیلی۔ قیمت ۸/ محصول ۷/

مقالات غریب نواز

ابتدا میں ملک المشائخ سلطان الاولیاء خواجہ اجمیری کی سوانح عمری ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملاقات ہے اور خواجہ کاکی کا خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس سننے کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہو کہ خواجہ سنجری کے ملفوظات ہیں اور اس میں عجیب و غریب فلسفہ حقائق ہیں اور عبادات معاملات و تعلقات پر بہت عجیب و غریب تبصرہ ہے کہ پڑھ کر وجد و حال آ جاتا ہے ۱۴۴ صفحات قیمت ۸/ محصول ڈاک ۷/

صابر بیبیاں

مؤلفہ نائب مصور غم حضرت علامہ مولوی احمد سعید صاحب کی مایہ ناز تصنیف ہے مؤلف ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی خانگی زندگی بہت بے چینی سے گزرتی ہے اس میں حضرت آسیہ حضرت مریم اور ام المومنین کے علاوہ چند دیگر خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزاروں مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھا یا سنا دے تو اس کے گھر کی بہت سی خرابیاں دور ہو جائیں ۲۶۰ صفحے قیمت ۱۲؍

بیویاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے انوکھی کتاب ہے اس میں سو سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان خوش نصیبوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی زمانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب اپنے اندر بھی دلچسپی کے علاوہ سوانح اور حالات چند جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں ہیں اور وہ حالات بہت ہی عجیب ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات اعلیٰ رنگینی عبارت کے باوجود قیمت صرف دس آنے۔ محصول ڈاک چھ آنے۔ کل ایک روپیہ۔

بیگمات اودھ

مغلیہ خاندان کی عشرت رانیاں تو کمال پر تھیں لیکن شاہان اودھ نے بھی اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں کی اس میں چند نازنینان لکھنؤ کے حالات ہیں جنہوں نے اپنی حسن صورت کی بدولت محلسرائے شاہی میں بار پایا اور اپنی جادو سی مورت کے کارن شاہان اودھ کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر کیا۔ اس کتاب کے ذریعہ محلات شاہی کی عشرت انگیزیاں عیاں ہوتی ہیں اور لکھنؤ کی قدیم معاشرت کا اندازہ ہوتا ہے بہت دلچسپ کتاب ہے اس کا نام مجبولی ہے۔ قیمت دس آنے محصول۔ کل ایک روپیہ۔

اندلس کی شہزادی

ازبیلا ایک خاتون جنہوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھنوایا اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کی کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے نباہ نہیں کر سکتے تھے اور جب ایکدم سے عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملکہ پر جان نثار کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار دم چرا رہے تھے وہاں ایک خاتون نے ملک اندلس کی جان بچائی تاریخی اسلام کا عجیب لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مرحوم کی بہترین تصنیف ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱۴؍

مبلغ اسلام دو عورتیں

حلیمہ نامی ایک وہ عورت جس نے پچاس آریہ [illegible] مبلغوں سے مقابلہ کر کے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا اور پورے جلسہ میں ان کو زور شور سے شکست دی قیمت ۲؍ ساوتری ایک [illegible] کا قبول اسلام اور اس طریقہ سے اسلام قبول کیا کہ دیو ہم بچ گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی ایسی خدمت کی جو ہزار کے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت رعایتی چھ آنے دونوں ساتھ منگائیں تو قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶؍

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لیے بہترین اخلاقی اور مذہبی کتابیں (۱) اللہ پاک کی صفتیں اور نعمتیں پیغمبروں کے حالات (۲) انبیاء کے حالات نبیوں کی مقدس عادات عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۸۴ صفحے۔ (۳) ایمان اسلام قرآن موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۱۲۰ صفحے۔ (۴) تعلیم طریقہ زندگی لباس زیور جہانداری صحابیات کا طریق زندگی یہ چاروں کتابیں ۲۵۲ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت دس آنے محصول ۷ کل ۱؍

سولہ کہانیاں

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے اور ان کو ابتدائی حصول نیکی اور ضرر رساں بننے کے لیے یہ سولہ دلچسپ کہانیاں چھپوائی گئی ہیں ہر ایک کہانی ۱۲ صفحہ کی ہے گویا یہ ۲۰۵ صفحہ کی مجلد کتاب ہے (۱) وفادار بیٹی (۲) چیدوں کی ہمدردی (۳) شیخ صاحب (۴) شب برات کی رات (۵) جنگل کی کٹیا (۶) جادوگر [illegible] (۷) سہیلی [illegible] (۸) سگھڑ بیٹی (۹) بازیگرنی (۱۰) [illegible] (۱۱) نور (۱۲) بھائی (۱۳) دولت کی پہچان (۱۴) [illegible] (۱۵) فقیر کی جھونپڑی (۱۶) لاڈلی بیٹی۔ مجلد کتاب ہے۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱؍

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ حضرت انبیاء یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں عجیب انداز بیان میں ۹۶ صفحے ۲۔ رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت عجیب دلچسپ ۷۲ صفحے ۳۔ حضرت فاروق کی پرشجاعت زندگی کے حالات عجیب عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق۔ ۴۔ جامع القرآن عورتوں اور بچوں کی ذہن کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمان کے حالات لکھے گئے ۵۔ حضرت علی اور خاتون جنت کے حالات انہی کے تعلقات۔ یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ۴۳۰ صفحات قیمت ۱۲؍ محصول ۸؍

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۳۰۰ صفحے کی ضخامت جس میں ۱۰ قسم کی روٹی ۲۰ قسم کے سالن ۲۱ قسم کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی ۵۰ قسم کی ترکاری قسموں کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً ۲۰ قسم کے انگریزی کھانوں کے علاوہ اکثر ایسے طریقے چٹنیاں نمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے علاوہ ازیں بیماروں کے کھانے ہر مرض کے لحاظ سے۔ قیمت مجلد بارہ آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱؍

منیجر [illegible] پریس دہلی سے منگائیے

استاد درزیان

ایک ماہر فن کاریگر درزی کی تصنیف جس میں ہر قسم کے انگریزی کپڑوں کے ناپ لینے کے آسان طریقے اور ان کی کٹائی کرنے کے صحیح نقشے [illegible] کو ایسے آسان طریقے سے لکھے گئے ہیں کہ جن کو ان پڑھ اور معمولی پڑھا ہوا شخص بھی دیکھ کر ہر قسم کے انگریزی کپڑے ایسے بہترین طریقہ سے تیار کر سکتا ہے جو [illegible] سال کی [illegible] درزی کے لائق تیار کر سکے ہر کپڑے کی کاٹ کا نقشہ اور تیار ہونے کے بعد بنا کر دکھایا گیا ہے تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آسکے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۸ کل دو روپے۔

دلہنوں کی کانفرنس

سہاگ کی ۱۶ راتوں پر عجیب تبصرہ جوانی دیوانی کی بیباکیوں کی تصویریں ہو جس عالم آشنائے یہ مختصر تھے جب اپنی اداکاری کر رہی ہوں تو ان میں کس قدر شوخیاں ہوں گی پھر لطف یہ کہ یہ سب مطالعہ کی عیاشی نہیں بلکہ ہر حکایت کام کی اور تقریر عبرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس سے بلند ہے کہ اس میں عورتوں کی زبان سے ان کے دلی [illegible] کا اظہار ہے اور محفلوں کی انداز تقریر [illegible] ہے اس کتاب میں کل ۱۱۲ صفحات قیمت صرف ۸ محصول ۶

طلوع شباب

عورت جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا اس میں وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کے حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائیں گے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ عورت کے اندرونی جذبات سے آگاہ اس باغ حسن کی خوشہ چینی کرے گا تو پھر لطف لذت دونوں کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنا دے گا یہ ایسی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک متزلزل نہ ہوگی۔ قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک ۶؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم
[illegible] تاریخ ختم ہو چکی ہو آپ کو اگر
اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ
[illegible] سے خط بھیجکر منگا لیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

[illegible] مسلمانان ہند کی مسلم لیگ کی طرح
[illegible] ہے لیکن حیرت یہ ہے کہ اس
[illegible] سمجھنے کے انکار کے ساتھ ایک
[illegible] کہ انھیں لیگ سے یہ امید ہے
[illegible] یا دست دراز سے واپس
[illegible] حقیقت یہ ہے کہ اس [illegible]
[illegible]

جلد ۲۵ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۴

شذرات

ہندو مسلم فسادات

اس سے زیادہ ملک کی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ عین اس وقت جبکہ حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کے راستے پر قدم رکھنے والا تھا سارے ملک میں بمروہی سنہ ۲۳ء کی سی فسادات کی وبا پھیل گئی اور اب جس اخبار کو اٹھا کر دیکھئے اس کے صفحے اسی قسم کی خبروں سے معمور نظر آتے ہیں۔ کوئی تاریخ مشکل ہی سے ایسی گذرتی ہے کہ جس میں نہ کہیں سے کسی نہ کسی قسم کے فساد اور خونریزی کی خبر نہ آجاتی ہو اور اس مرتبہ اس وبا نے یہ رنگ بھی اختیار کیا ہے کہ فسادات غیر مذہب والوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ ہندوؤں ہندوؤں اور مسلمانوں مسلمانوں میں بھی لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔

عام طور پر ان فسادات کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ "مذہبی لڑائیاں" ہیں اور رات دن اس قسم کی باتیں سنتے سنتے عوام کے دلوں میں مذہب کی جانب سے ایک خوف سا غالب ہوتا جاتا ہے اور وہ مذہب سے محبت کرنے اور اسے عزیز رکھنے کے بجائے اس سے ڈرنے اور اس سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا یا مذہب کا نام لیکر لوگ خدا ہی کے بندوں کے حلق پر بلا تکلف ہی نہیں بلکہ شاید کار ثواب سمجھکر چھری پھیرتے ہیں اور اپنی ان مذموم حرکات پر نادم اور شرمندہ ہونے کے بجائے اپنے ہم قوموں کے سامنے ان "کارہائے نمایاں" یا کارہائے پوشیدہ پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ برے اور اچھے انسان کس قوم میں نہیں ہوتے برے لوگ تو یقیناً ان باتوں سے خوش ہوتے ہونگے لیکن اچھے اور نیک معاش لوگ دانتوں میں انگلی داب کر حیرت اور استعجاب کے عالم میں یہ سوچتے رہتے ہیں کہ بار الٰہا کیا مذہب نے ہمیں یہی قتل و غارت سکھائی ہے اور کیا تیرے نام کو جپنے اور تیری صفات کی تسبیح کرنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ہم انسانیت کا تمام شرف اور مجد چھوڑ کر خونخوار درندوں کی خصلتیں اختیار کرلیں اور تیرا نام لیکر خون بہاتے وقت کبھی یہ بھی نہ دیکھیں کہ ہم جس کا خون بہا رہے ہیں وہ قصوروار ہے یا بے قصور بچہ ہے یا بوڑھا اور تندرست ہے یا بیمار اور نا توان [illegible]

لوگوں تک محدود ہے کہ جنہوں نے کوئی قصور کیا ہے بلکہ اکثر و بیشتر وہ بیچارے غریب ان سفاکانہ کارگذاریوں کے شکار بنتے ہیں جو بے خبری میں پردیس سے اس شہر میں پہنچ جائیں کہ جہاں فسادات ہو رہے ہیں یا اسی شہر کے باشندوں میں سے وہ لوگ مارے جاتے ہیں کہ جن بدنصیبوں کو اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے۔

ان فسادات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگرچہ ان کا نام مذہبی جنگ ہے اور بڑھ بڑھ کر جتنے ہاتھ لگائے جاتے ہیں وہ اسلام اکبر کے دلگداز نعرے اور سری کرشن جی کی جے کے فلک بوس جیکاروں کے ساتھ لگائے جاتے ہیں لیکن کبھی کسی نے نہ دیکھا کہ مذہب کے ٹھیکیدار پنڈتوں اور مولویوں میں سے کوئی ایک بھی ایسے موقع پر گھر سے باہر نکلنا اور میدان جنگ میں جانا تو بڑی چیز ہے گھر کی دہلیز پر بھی قدم رکھتا ہو ایک آدھ بڑا سا پوسٹر تھوڑے سے چھوٹے چھوٹے اشتہارات دو چار جگہ مسجد یا مندر کے اندر تقریریں اور اخبارات کے خالی صفحات کو سیاہ کرنے کے لئے دس بیس تحریریں پنڈت جی اور مولوی صاحب کی لیڈری اور برس چھ مہینے کی روٹیوں کا سہارا کردیتی ہیں اتنی محنت شاقہ کے بعد یہ بزرگوار بہ اطمینان تمام گھر کے کواڑ بند کرکے بیٹھ رہتے ہیں تقریریں فضا میں اور تحریریں دست بدست اڑتی اور گھومتی پھرتی ہیں اور بہت ہی تھوڑے سے عرصہ کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ کہیں خون کے فوارے ہوا میں اڑتے نظر آنے لگتے ہیں آلات حرب کے طور پر کہیں تو اس قدر "فراخ حوصلگی" سے کام لیا جاتا ہے کہ تیغ و خنجر کی بجائے بالاٹھیاں استعمال کی جائیں اور کہیں بجائے کہ استطاعت لوگ مندروں کے اندر سے چراغ رکھنے کے ٹرپوٹ اور مسجدوں میں سے وضو کے لوٹے ہی لے لیکر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی روحیں اپنے پیدا کرنے والے کے سپرد کرکے اپنے اپنے مذہبی ٹھیکیداروں کے پیٹ تک ثواب پہنچا دیا کرتے ہیں۔

فسادات کا اصلی سبب

کہنے والے کچھ ہی کہیں اور مختلف خیال اور عقیدے کے لوگ ان فسادات کا سبب خواہ کچھ ہی بتلاتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان تمام لڑائی جھگڑوں کا باعث صرف فاقہ کشی اور بھوک پر عناد ہے اس لئے فسادات کے متعلق تحقیقات کرنے والوں نے اپنے تجربوں اور مشاہدے

استاد عربی

فاقہ کا اثر صرف انسانی جسم کے
ہوا اکثر دماغ میں داخل ... اس کی طبیعت مزاج اخلاق اور
استاذ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے کہ جنھیں پیٹ بھر کر کھانا نہ ملے
اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ ... پرورش کرنے والے اجزا ناکافی
ہو کر آپ اپنے رسول پاک کی ... ہوں وہ مزاج چڑچڑے جلد غصہ لانے والے
اور خدا کے سچے مقدس ... ہو جانے والے زود رنج، خود غرض اور رذالت
پسند ہو جاتے ہیں شرافت بہادری اور مردانگی ان سے رخصت ہو جاتی
ہے ان کا دل پست اور ذلیل جذبات سے بھر جاتا ہے ان میں بھیڑیوں
کی طرح خونخواری آجاتی ہے۔

بدنصیب ہندوستان کے بدقسمت باشندے آجکل انتہائی افلاس میں مبتلا ہیں، مختلف لوگوں نے ہمارے افلاس کے متعلق تحقیقاتیں کی ہیں اور قریب قریب سب اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہندوستان میں پچھتر فی صدی باشندے ایسے ہیں کہ جنھیں پیٹ بھر کر روٹی میسر نہیں آتی ان تحقیقات کرنے والوں نے جن پچیس فی صدی کو پیٹ بھرا خیال کیا ہے وہ بھی درحقیقت پیٹ بھرے نہیں ہیں ان میں سے بھی آدھے ایسے ہیں کہ جنھیں اگرچہ خوراک مقدار کے لحاظ سے کافی مل جاتی ہے لیکن اس خوراک میں غذائیت کا جزو ناکافی ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کہ جب سارا ملک فاقہ کشی اور افلاس میں مبتلا ہو ہم اپنے اہل ملک سے اس کے سوا اور توقع ہی کیا کر سکتے ہیں کہ وہ چڑچڑے اور بدمزاج ہو جائیں۔ ایک کو دوسرے کی بات کی ذرا سی بھی برداشت نہ ہو چھوٹی چھوٹی اور بالکل ناقابل خیال باتوں پر لڑنے مرنے کو آمادہ ہو جائیں اور دو چار وقت کی روٹیوں کے بدلے میں اپنا ایمان ضمیر اور انصاف سب کچھ بیچ دیں کیا ان حقیقتوں سے انکار کیا جا سکتا ہے اور کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ ان خانہ جنگیوں کا سبب بھوک اور فاقہ کے سوا کچھ اور ہے۔

مسلمانوں کی مجلس مشاورت

حال ہی میں الہ آباد میں علمائے اسلام کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تھی جس میں علماء کے علاوہ بعض اور ایسے مسلمانوں کو شرکت کا موقع دیا گیا تھا جو ارباب فکر ہیں اور قومی سیاسیات کے متعلق ایک رائے رکھتے ہیں اس مجلس کے سامنے جو مسئلہ سب سے زیادہ غور طلب تھا وہ یہ تھا کہ اب جبکہ کانگریس نے کافی طاقت اور اہل ملک کے دلوں میں بہت کافی عزت اور وقعت حاصل کر لی ہے کیا مسلمانوں کو اس سے الگ رہنا چاہیئے یا بعض شرائط کے ساتھ اس میں داخل ہونا چاہیئے یا یہ کہ بالکل بغیر کسی شرط کے اس کے ساتھ مل جانا چاہیئے مجلس میں کچھ ایسے لوگ تھے جن کا یہ خیال تھا کہ اس معاملہ میں جو روش مسٹر محمد علی جناح نے اختیار کی ہے وہ صحیح ہے اور مسلمانوں کو صرف اس صورت میں کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہیئے کہ جب وہ مسٹر محمد علی جناح کی پیش کردہ شرطیں منظور کر لے۔ اس روش کی تائید میں جو دلیلیں پیش کی گئیں وہ وہی فرسودہ اور پرانی باتیں تھیں کہ اگر کوئی معاہدہ نہ کیا گیا تو مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے ہمیں خوف ہے کہ طاقت حاصل ہو جانے پر ہندو ہمیں فنا کر دیں گے اور یہ کہ سیاسیات کے اصول کے مطابق ہر اکثریت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اقلیت کو مطمئن کرے۔

بحث و تمحیص نے کافی طول کھینچا اور کافی گرماگرم تقریروں کے بعد بالآخر مجلس علماء نے یہی فیصلہ کیا کہ ہمیں کسی قسم کی شرطوں کی تحفظ کی ضرورت نہیں ہے اور مسلمانوں کو بالکل غیر مشروط طریقے پر کانگریس کے ساتھ شریک ہو کر جہاد آزادی میں حصہ لینا چاہیئے۔ علمائے کرام کی جماعت کے اس فیصلے نے ایسے اصحاب کو بہت کچھ مایوس کر دیا کہ جو ہندو مسلم اتحاد کے راستے میں ہمیشہ روڑے اٹکایا کرتے ہیں اور جن کی لیڈری کا دارومدار محض صرف اسی بنیاد پر قائم ہے کہ ہندو مسلمان آپس میں برسرپیکار رہیں یہ وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اتحاد باہمی اور صلح و آشتی کا سیلاب ان کے قصر رنگین کو ڈھا دیگا، چنانچہ ملک کے تمام ایسے اخبارات نے اس فیصلے کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا اور تحفظ اسلام کی دہائی اور بے ہنگام صدا بلند کر دی۔

خوش قسمتی یا بدقسمتی سے انہیں اس مرتبہ مسٹر محمد علی جناح کی پشت پناہی اور اعانت حاصل تھی کیونکہ مسٹر محمد علی جناح کا بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں صرف اس صورت میں کانگریس کے ساتھ اتحاد کرنا چاہیئے کہ وہ ہماری پیش کردہ شرائط کو منظور کر لے۔

کہا جاتا ہے اور یہی صحیح بھی ہے کہ مسلمانوں کی سیاسیات کو مذہب سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور ان کا مذہب ہی ان کی سیاست ہے۔ اگر مسٹر جناح اور ان کے ہم خیال بزرگوں کے نزدیک یہ بات سچ ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں یہ اختلاف رائے کیوں باقی رہے کون نہیں جانتا کہ ہم اپنے مذہبی مسائل کے متعلق فتویٰ لینے کے لئے کبھی مسٹر جناح کی خدمت میں نہیں جاتے وہ یقیناً ایک بہت ہی لائق اور قابل سیاست داں اور ایک بہت ہی اچھے ماہر قانون ہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب اسلام کے احکام یا کلام مجید کے مطالب و معانی پر بھی اسی قدر عبور رکھتے ہیں؟ مجموعہ تعزیرات ہند ہرگز کلام مجید یا احادیث رسول اللہ کا نام نہیں ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ مسٹر محمد علی جناح عربی تو درکنار اردو بھی نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں یہ کس طرح مناسب ہو سکتا ہے کہ ہم علمائے کرام کی جماعت کو چھوڑ کر جو درحقیقت حضور سرور کائنات کے خلیفہ ہیں اسلامی معاملات میں مسٹر جناح کی رائے کی پیروی اختیار کریں کہ جن کے رگ و ریشہ میں مغربی سیاست بھری ہوئی ہے اور جو کسی طرح بھی اسلامی سیاسیات کے مطابق ہماری رہنمائی کا فرض انجام دینے کے اہل نہیں ہیں۔

مسٹر جناح اور ان کے مقلدین کا گروہ اگر درحقیقت اسلام اور سیاسیات اسلام سے کچھ بھی شغف رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس مقدس جماعت کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے ادب تہ کرتے جو علم دین کی حامل اور اسلامی معاملات کے

متعلق خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ہماری رہنمائی کرنے کی اہل ہے اگر مسٹر جینا ایسا کرتے تو ہم یقیناً ان کی عالی دماغی اور ان کی خداداد قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن اس صورت میں کہ وہ علمائے اسلام کی جماعت سے گریزاں اور اس کے فیصلوں کے مخالف ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم جمعیۃ علماء کو چھوڑ کر اپنی سیاست کے متعلق کہ جو عین مذہب یا مذہب کا ایک جزو ہے مسٹر جینا کی قیادت قبول کر لیں کہ جو احکام اسلام کے متعلق ایک طفل مکتب کی حیثیت بھی نہیں رکھتے مسلمان بڑی خوشی سے مسٹر جینا کی آواز پر لبیک کہتے اگر وہ یہ دیکھتے کہ اس آواز میں ایمان و تکبیر کا کوئی اثر موجود ہے مسٹر جینا تو مسلمان کہلاتے ہیں ہم نے تو اس سے پہلے ایسے غیر مسلموں کی آواز پر بھی لبیک کہا ہے کہ جنہوں نے ہمیں ان کاموں کی طرف بلایا کہ جن کا حکم ہمیں اسلام نے دیا ہے گاندھی جی کی عدم تعاون کی تحریک ابھی اتنی پرانی نہیں ہوئی کہ مسٹر جینا اسے بھول گئے ہوں انھیں یاد ہوگا کہ گاندھی جی کے غیر مسلم ہونے کے باوجود مسلمان اُن کی آواز پر ہر طرف سے دوڑ پڑے تھے اور یہ صرف اسی لئے ہوا تھا کہ جو کچھ گاندھی جی نے کہا تھا وہ تعلیم اسلام یا احکام الٰہی کے بالکل مطابق تھا شاید اس وقت اگر مسٹر جینا اور ان کے ہم خیال اصحاب اسلام کی بیرزی پر اس سے آدھی آمادگی بھی ظاہر کرتے اور پھانسی کے تختوں اور سنگینوں کی نوکوں کا خوف انھیں روک نہ دیتا تو آج حالات اس سے بہت مختلف ہوتے مسلمانوں کو عدم تعاون کی تحریک میں حصہ لینے کا بہت کافی تلخ تجربہ ہوا تھا لیکن ان میں اتنا جوش ایمانی باقی تھا کہ دوسری مرتبہ پھر جب گاندھی جی نے انہیں نمک کے قانون کی خلاف ورزی اور شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے کے لئے بلایا تو یہ دیکھکر یہ دونوں باتیں احکام اسلام کے بالکل مطابق تھیں نہ پھر اسی ذوق اور شوق کے ساتھ دوڑ آئے لیکن مسٹر جینا ضرور اور غور کریں کہ کیا وہ پیروان اسلام کو ایک ایسی راہ عمل کی طرف بھی اسی ذوق و شوق کے ساتھ بلا سکیں گے کہ جو احکام اسلام کے مطابق نہ ہو اور جسے ان کے علماء کی جماعت نے صراط مستقیم نہ بتایا ہو! اور کیا مسٹر جینا اور ان کے مقلدین کے لئے یہ مناسب بلکہ بہتر نہ ہوگا کہ وہ گلے سے الگ ہو کر آوارہ ہونے کے بجائے مسلمانوں کے گلے کے اندر ہی رہیں اور اپنے چرواہوں اور گلہ بانوں کے احکام بجا لانے کی سعادت حاصل کریں یقیناً مسٹر جینا یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتے کہ وہ اسلام کے احکام سے ان علماء کی بہ نسبت زیادہ یا کم سے کم ان کے برابر ہی واقف ہیں جنہوں نے متفقہ طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو بلا کسی شرط کے کانگریس کے ساتھ شریک ہونا چاہئے۔

افق مغرب پر خونیں بادل

ہسپانوی حکومت پچھلے برس گھڑی سے خانہ جنگی میں مبتلا ہوئی تھی گو آج ایک مدت دراز گذر جانے کے باوجود اسے اس مصیبت سے چھٹکارا نہیں ملا ہے یہ ضرور ہے ... ...

مسلمانان ہند کی مسلم لیگ کی طرح

اب جنگ کی رفتار پہلے کی بہ نسبت سست ہے لیکن حیرت یہ ہے کہ اس پیدا ہو چلی ہے کہ اگر اسی قسم کے حالات آئندہ بھی رہے تو انکار کے ساتھ ایک کے دل چھوٹ جائیں گے اور انھیں مانتا پڑے گا کہ انھیں لیگ سے یہ امید ہے سر جھکانا پڑے گا کہ جس کے خلاف اتنی مدت آزادی دست درازے واپس اور تمام یورپ کے امن کو متزلزل کر دیا تھا اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا سے کہ جرمنی جہازوں پر جو گولہ باری کی گئی تھی اس نے پھر ایک دم بھڑکا دیا ہے اور جرمنی میں حکومت ہسپانیہ کے خلاف سخت غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے یہ دیکھ کر کہ یورپ کی دوسری طاقتوں کی دخل اندازی کی وجہ سے ہسپانیہ کی جنگ ترقی کرتی جا رہی ہے دول یورپ نے یہ تجویز کیا تھا کہ ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ باغیوں کو یا حکومت کو باہر سے مدد پہنچنا ناممکن ہو جائے ان پہرہ دینے والے جہازوں میں جرمنی کا ایک جنگی جہاز بھی تھا جس پر حکومت ہسپانیہ کے ہوائی جہازوں نے بم پھینکے تھے اور متعدد ملاحوں کو ہلاک کر دیا تھا ہسپانوی حکومت کا بیان یہ ہے کہ جرمنی کے اس جہاز نے پہلے گولے چلائے تھے اس لئے اس پر بمباری کی گئی۔

اس بمباری کا انتقام لینے کے لئے جرمنی کے ایک جنگی جہاز اور چار تباہ کن جہازوں نے مل کر المیریا پر اچھی طرح گولہ باری کی اور کافی نقصان پہنچایا ان حالات نے بین الاقوامی سیاست میں سخت پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں ایک طرف جرمنی اور اطالیہ خشمگین ہیں اور دوسری طرف برطانیہ اور فرانس سخت پریشان ہیں کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو کیا ہوگا۔ ہسپانیہ کی جنگ کی پوری مدت میں یہ پہلا اتفاق ہوا ہے کہ کسی دوسری سلطنت کے جہازوں نے ہسپانیہ پر باقاعدہ اور کھلم کھلا حملہ کیا ہو حقیقت یہ ہے کہ تمام یورپ آجکل بارودخانہ بنا ہوا ہے اور بہت اندیشہ ہے کہ جرمنی جہازوں کی یہ آتشباری اس بارود کے لئے چنگاری بن جائے۔

سرحد پر امن و سکون کی امید

اس مرتبہ خلاف معمول سرحد پر قبائل کی شورش نے بہت کافی طول کھینچا اور فقیر ایپی کی سرگرمیاں بہت زیادہ کشت و خون کا باعث بن گئیں۔ جو شہر سرحد کے بالکل قریب ہیں ان میں ڈاکے بھی بہت پڑے اور اغوا کی وارداتیں بھی بہت سی عمل میں آئیں روز روز کے ان ڈاکوں سے برٹش گورنمنٹ حکومت نے اب یہ کیا تھا کہ سرحد پر جو گاؤں آباد ہیں ان کے باشندوں کو ہتھیار دے دیئے تھے تاکہ وہ بطور خود اپنی حفاظت کر سکیں اب تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ توری خیل قبیلہ جو اس وقت تک فقیر ایپی کی سرگرمیوں کا حامی تھا اب لڑتے لڑتے تھک گیا ہے کیونکہ لڑائی میں زیادہ تر اسی قبیلے کے آدمی ہلاک ہوئے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس قبیلے نے اب حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور فقیر صاحب نے سمجھوتہ کرا دینے کی پیشکش کی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ صلح اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ فقیر ایپی غیر مشروط طریقہ پر اطاعت قبول کر لے اگر اس قسم کا کوئی سمجھوتہ ہو سکا تو امید کی جا سکتی ہے کہ شمال مغربی سرحد پر ایک مرتبہ پھر امن و سکون ہو جائیگا۔

...لم کی بار[illegible]ش[illegible]

لکھنؤ میں جو
کچھ ہوا اس
...بہت پہلے تمام اخبارات میں شائع
...تب بھی ہمارے لئے یہ بہت ہی
...سل کی خبریں سپرد قلم کرتے ایک خدا
...بیت قرآن کے ماننے والے مسلمان صرف ذرا ذرا
سے اختلافات کی بنا پر جب آپس میں دست و گریبان ہو جائیں اور
ایک دوسرے کے خون کی ندیاں بہائیں تو اپنی اس بدنصیبی پر جتنا بھی
ماتم کیا جائے کم ہے۔

شیعہ ہوں یا سنی بہرحال وہ مسلمان ہیں اور یہ کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا
کہ یہ دونوں فرقے مذہبی تعصبات کی بنا پر اس طرح قتل و غارت میں
مصروف ہوں۔ حضرات شیعہ کو معلوم ہے اور ہمارے خیال میں ان
کے اطمینان کے لئے یہ چیز بالکل کافی بھی ہے کہ سنی مسلمان حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی اسی قدر عزت کرتے ہیں کہ جتنی باقی تینوں خلفائے
رسول کی۔ وہ اگر مدح صحابہ پڑھیں بھی تو جہاں اس میں حضرات ابوبکر
و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف ہوگی ... ...
... ... وہیں لازمی طور پر حضرت علی رضی
اللہ عنہ کی مدح و ثنا بھی کی جائیگی کیا کبھی شیعہ حضرات نے اس امر پر
غور کیا ہے کہ سنیوں کو مدح صحابہ سے روکنے کی کوشش کے یہ معنے
بھی ہونگے کہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
تعریف کرنے سے روک رہے ہیں اگر مدح صحابہ کے متعلق سنیوں کی
مخالفت نہ کی جاتی تو بالکل ممکن تھا کہ چند روز میں مدح و ثنا کا یہ
جذبہ سنیوں کے دل سے فنا ہو جاتا مدح صحابہ سنیوں پر واجب ہے نہ فرض
اس لئے ظاہر ہے کہ جو لوگ نماز اور روزے کو بھول جاتے ہیں وہ
ایک ایسے کام کو کب یاد رکھنے لگے تھے کہ جو صرف جائز اور مستحب ہے
لیکن دشواری یہ ہے کہ مسلمان کو اگر کسی مستحب کام کے کرنے سے روکا جائے
تو پھر اس کا کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے اسی لئے سنیوں کا اس پر اتنا
اصرار ہے۔ جہانتک معلوم ہو سکا ہے گیارہ مسلمانوں کی عزیز اور گراں بہا
جانیں اس تصادم کی نذر ہوئی ہیں اور غالباً ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ
زخمی ہیں نہ کونسا مسلمان ہے کہ جسے اس اتلاف جان پر رنج و افسوس نہ
ہوگا لیکن اگر اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ آیندہ ان
حرکات سے مجتنب رہ سکیں تو یہ سودا اس قیمت پر بھی مہنگا نہیں ہے۔

ترکی اور مصر کا معاہدہ

ترکی حکومت نے ایک طرف دول
یورپ کے ساتھ دوستانہ معاہدے
کرکے یورپ کے امن کے قیام میں مدد پہنچائی ہے اور دوسری طرف
اس نے اسلامی حکومتوں کے ساتھ معاہدے کرکے اس بات کی کوشش
کی ہے کہ تمام ممالک ایک دوسرے کے حلیف بنکر قوی اور مضبوط
ہو جائیں ایران افغانستان اور عراق کے ساتھ ترکی کے معاہدات
پہلے ہی مکمل ہو چکے تھے اب تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مصر کے
ساتھ بھی ایک دوستانہ معاہدے کی تشکیل عمل میں آئی ہے جس پر ترکی
کے وزیر خارجہ ڈاکٹر توفیق رشدی اور مصری سفیر متعینہ ترکی نے
حال ہی میں دستخط کئے ہیں حکومت مصر نے مجلس اقوام کی رکنیت بھی
قبول کرلی ہے اور اسی مجلس اقوام کی اسمبلی کی صدارت کا فخر آجکل ڈاکٹر
توفیق رشدی ہی کو ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی کا "مرد بیمار" اب صحت یاب
ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے اور آہستہ آہستہ دول مغرب کی مجلس میں
وہی حیثیت حاصل کر رہا ہے کہ جو اسے کبھی حاصل تھی اور جو اسے ہمیشہ حاصل
رہنی چاہیے۔

وائسرائے ہند کی مویشیوں سے دلچسپی

ہز ایکسیلنسی لارڈ لنلتھگو
جب سے وائسرائے ہو کر
ہندوستان تشریف لائے ہیں یہاں کے مویشیوں کی قسمت چمک گئی ہے چونکہ
ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے اس لئے آپ نے شروع ہی سے اپنی تمام
تر توجہ بیلوں کی پرورش اور غور و پرداخت پر مبذول کر رکھی ہے اور یہ امر
موجب صد مسرت ہے کہ آپ کی سعی پیہم اپنے اچھے نتیجے دکھا رہی ہے۔ معلوم
ہوا ہے کہ اب تک تیرہ سو سانڈ ایسے مہیا ہو چکے ہیں جو افزائش نسل کا کام
دے سکیں اور ہندوستان کی رعایا کو بھی اس مسئلہ سے اتنی دلچسپی
پیدا ہو گئی ہے کہ اس وقت تک اس کار خیر کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ چندہ کے طور پر وصول ہو چکا ہے۔

وائسرائے ہند کی یہ کوششیں یقیناً قابل ستائش ہیں کیونکہ ایک
زراعتی ملک کے لئے بیلوں کا وجود بہت ہی ضروری چیز ہے لیکن خیال
ہوتا ہے کہ جتنی توجہ ان جانوروں کی حالت پر مبذول کی جا رہی ہے کیا
یہاں کے انسان اتنی یا اس سے آدھی توجہ کے بھی مستحق نہیں ہیں ہم کو
ہندوستان کے وائسرائے کے متعلق یہ بدگمانی تو کسی طرح بھی نہیں کی جا سکتی
کہ وہ ان بےبس کروڑ انسانوں کی حالت سے بےخبر ہوں گے کہ جنہیں دنیا
کی آسائشیں تو بڑی چیز ہیں دو وقت کی روکھی سوکھی روٹی بھی میسر نہیں
آتی اور جو یقینی طور پر یہاں مویشیوں کو رشک کی نگاہوں سے دیکھا کرتے
ہیں کہ جن کے دانے چارے کی فکر ہندوستان کے حکمران دل و جان سے [illegible]
ہے یقیناً اچھے بیل اور سانڈ کاشت کاری کی اولین ضرورتیں ہیں لیکن
سوال یہ ہے کہ اس طرح دانہ اور چارہ کھلا کھلا کر تندرست اور قوی ہو جانے
والے بیلوں کو قابو میں کون لائیگا اور ان کی گردنوں پر جوا کیسے رکھا جائے
گا ہمارے فاقہ نصیب کسانوں کے کمزور اور رعشہ دار ہاتھوں میں تو ہرگز
اتنی قوت نہیں ہے۔

مسز سمپسن عروسی لباس میں

معلوم ہوا ہے کہ مسز سمپسن
جن کے قدموں پر انگلستان
کے چند روزہ بادشاہ ایڈورڈ ہشتم نے کہ جو اب ڈیوک آف ونڈسر ہیں
اپنا تخت و تاج نثار کر دیا تھا ان کا لباس عروسی تیار ہو چکا ہے اور تین
جون کی مبارک تاریخ کو ساڑھے گیارہ بجے اس شاہی عشق و محبت کے
ڈرامے کا آخری منظر یعنی ان دونوں کی شادی دنیا کے پردے پر دکھا دیا
گیا دلہن کے لباس کا رنگ نیلگوں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ رنگ اس

پسند کیا گیا ہو کہ یہ رنگ آسمان کا ہے اور اس سے ظاہر ہو سکیگا کہ عشق و محبت کے چاند سورج آپس میں مل رہے ہیں پانی اور سمندر کا رنگ بھی نیلا ہی ہوتا ہے اس لئے دولہن کے لباس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس جوڑے کی محبت سمندر کی طرح گہری ہے اور یہ جوڑا عشق کے ان تاہ سمندر میں مسرور اور مطمئن مچھلیوں کی طرح تیر رہا ہے مسز سمپسن ایک بہت ہی خوش نصیب عورت ہیں اور سچی مبارکباد کی مستحق کیونکہ انھوں نے ایک ایسے دل پر فتح حاصل کی ہے جن کی نظروں میں اصول کے بالمقابل تاج شاہی کی بھی کوئی وقعت نہیں ہے اور جو اپنی آزادی عمل کی خاطر تخت شاہی کو بلا تکلف ٹھکرا سکتا ہے۔

انگلستان کے اخبار نویس کی خوش فہمی

انگریزی کا ایک اخبار جو ہر ہفتہ نکلتا ہے اور انگلستان کے موثر اور مشہور پرچوں میں شمار ہوتا ہے اپنی ایک قریبی اشاعت میں اس اخبار نے ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کی لڑائی کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر کانگریسی لیڈروں کو مطمئن کرنے کے لئے برطانیہ اپنے سپاہیوں کو ہندوستان سے واپس بلا لے تو تیقرا یلی سارے ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا جنوبی ہند کی آخری حد تک پہنچ جائے گا اسلئے اگر برطانوی حکومت یہ دیکھکر کہ بنیاد دستور اساسی ہندوستان میں ناکام رہا ہے ہندوستان کو آزاد کر دینے کا فیصلہ کر لے تو یہ صورت کانگریس کے حق میں کچھ مفید نہ ہوگی۔

ممکن ہے کہ "ٹروتھ" کا خیال صحیح ہو اور صدیوں کی غلامی اور ہتھیاروں کی محرومی نے ہمیں اسی قدر بزدل اور جنگ سے بے بہرہ بنا دیا ہو لیکن ۱۹۱۴ء کے واقعات ابھی "ٹروتھ" کے کمزور حافظہ سے محو نہ ہوئے ہوں گے جب ان بزدل اور فنون جنگ سے نا آشنا "ہندوستانی فوجوں نے بلجیم کے میدانوں میں جرمنی کی سیلاب کی طرح بڑھتی ہوئی ٹڈی دل فوجوں کو روکا تھا اور فرانس و انگلستان کے ماہرین جنگ کی زبان سے اپنی بہادری اور جگر داری کی داد حاصل کی تھی جس قوم کی فوجیں غیر ملک کی خاطر ایسی جان فروشی کے ساتھ جنگ کر سکتی ہیں اور جرمن جیسی طاقتور اور منظم قوم کی فوجوں کے چھکے چھڑا سکتی ہیں کیا بیس سال کی مدت میں وہ اس قدر ڈرپوک اور ذلیل ہو گئی ہیں کہ تیقرا یلی یا سیٹھ حیان نو کے حملوں کی مدافعت نہیں کر سکتیں جبکہ خود ان کا ملک خطرہ میں ہو؟

اس میں کیا حرج ہے کہ ٹروتھ اپنی قوم کو یا اپنی حکومت کو یہ مشورہ دے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہندوستان کو طالب آزادی سے روکنے کے لئے ایک مرتبہ ایسا کریں کہ اسے آزاد کر کے تیقرا یلی سے نبٹنے کے لئے چھوڑ دیں اور کچھ نہیں تو تجربہ ہی ہو جائے گا۔

معزول شہنشاہ حبش کی امیدیں

معلوم ہوا ہے کہ معزول اور جلاوطن شہنشاہ حبش نے غالباً مایوس ہو کر اپنا نمائندہ مجلس اقوام کے اجلاس میں نہیں بھیجا ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ انہوں نے باچشم تر یہ دیکھ لیا کہ لیگ اقوام مسلمانان ہند کی مسلم لیگ کی طرح ایک بیجان جسم اور ایک بے عمل جماعت ہے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ اس مایوسی کے باوجود انہوں نے اپنے نمائندہ بھیجنے کے انکار کے ساتھ ایک پیغام بھی خداوند لیگ کے نام بھیجا ہے کہ انھیں لیگ سے یہ امید ہے کہ وہ حبش کا مفتوحہ علاقہ اطالیہ کے دست آز یا دست درازی سے واپس لیکر پھر شہنشاہ حبش کو دلانیکی کوشش کریگی حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کی نیرنگیاں بہت ہی عجیب اور دلکش ہیں شہنشاہ حبش ابھی تک اپنی معزولی اور اپنی جلاوطنی کو ایک حقیقت باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور پورے طور پر مایوس ہو جانے کے بعد بھی وہ اسی جمعیۃ اقوام سے اپنی امیدیں وابستہ کر رہے ہیں جس کی باگ ڈور چند ایسی حکومتوں کے ہاتھ میں ہے کہ جو جرمنی اور اطالیہ کے خوف سے کان ہلانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتیں۔ مایوسی میں پر امیدی اسی کا نام ہے۔

سر تیج بہادر سپرو اور بیکاری کا مسئلہ

سر تیج بہادر سپرو نے ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن لندن کے ایک جلسے میں تقریر کے دوران میں فرمایا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کی بیکاری کا مسئلہ بہت نازک ہو گیا ہے اور اس کے اندر سوشلسٹ اور حکومت دونوں کے لئے خطرات پوشیدہ ہیں۔ آپ نے مشورہ دیا ہے کہ گھریلو اور بڑی بڑی صنعتوں کے شعبے کھولے جائیں اور طریق تعلیم میں مناسب تبدیلی کی جائے۔ موجودہ تعلیم کا تعلق آپ کی رائے میں لڑکوں کی عملی زندگی سے بالکل نہیں ہے حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ جن لڑکوں کا رجحان طبع ادب کی طرف نہ ہو انھیں اس کی بجائے دستکاری کی تعلیم دی جائے۔

سر تیج بہادر زمانہ موجودہ کے نہایت قابل مفکروں میں سے ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ موجودہ طرز تعلیم کا جو نقص انہوں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن سر تیج بہادر ہمیں معاف فرمائیں گے اگر ہم یہ کہیں کہ نظام تعلیم میں کوئی موثر اور معقول تبدیلی نہ آپ کے اور نہ انڈیا ایسوسی ایشن کے ہاتھ میں ہے اور نہ ہمارے ہاتھ میں یہ حکومت کا کام ہے اور حکومت کو جلد سے جلد اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے ہم اگر اپنے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے کے خواہشمند ہیں تو اس کا اصلی باعث یہی ہے کہ موجودہ انتظامات اپنی خوبیوں کے باوجود کچھ ایسے ہیں کہ ان سے ہمیں اور ہماری آیندہ نسلوں کو فائدہ پہنچنے کے بجائے اگر کچھ فائدہ پہنچتا ہے تو ہمارے حکمرانوں کو پہنچتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر سر تیج بہادر سپرو اور انہی جیسی قابلیت کے اور بہت سے ہندو مسلمان اس حقیقت کو سمجھکر اپنا وقت عزیز اور اپنی تقریریں محض لفاظی پر صرف یا ضائع کرنے کے بجائے اس جماعت کے ساتھ مل کر آزادی کی جدوجہد پر صرف کرتے کہ جس نے ملک کے انتظامات اپنے ہاتھ میں لینے اور انھیں اپنے ملک اور اپنی قوم کے فوائد کے مطابق چلانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے

یوپی میں مسلم لیگ کی غیر ہر دلعزیزی

صوبوں کی اسمبلیوں کے لئے گزشتہ برس فروری میں جو انتخابات ہوئے تھے ان میں صوبہ متحدہ کے اندر مسلم لیگ کے امیدواروں کو بہت نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اس کا اصلی باعث یہ تھا کہ جمعیۃ علماء نے یہ سمجھ کر کہ مسلم لیگ اب صحیح راستے پر پہنچ گئی ہے اور اس کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدوار اسمبلی میں پہنچ کر کانگریس کے ساتھ مل کر کام کریں گے ان امیدواروں کی حمایت کی تھی جمعیۃ کو اپنی ان توقعات میں افسوس ہے کہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور انھیں محسوس ہو گیا کہ مسلم لیگ تمام تر دعائے آزادی کے باوجود اسی اپنی پرانی بے عملی پر برقرار ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ خود ان ممبروں میں سے بھی بعض اسی بنا پر مسلم لیگ سے بددل ہوتے جارہے ہیں چنانچہ حال ہی میں حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مسلم لیگ کی پارلیمنٹری بورڈ سے نیز اس کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے اور صوبہ متحدہ کی کانگریس پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں آپ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ کوئی سمجھوتا مسلمانوں کو ان کے تحفظ کا یا اس چیز کے تحفظ کا جو ان کو سب سے زیادہ عزیز ہے یقین نہیں دلا سکتا انھیں جنگ آزادی میں برابر کے حصہ دار کی حیثیت سے اپنا وزن اور اپنی طاقت بڑھانی چاہئے کیا اب بھی مسٹر جناح اور مسلم لیگ اپنے اسی پرانے "سمجھوتہ" کے راگ کو دہرائے جائیں گے؟

یوپی اسمبلی کا ایک ضمنی انتخاب

مسٹر تاسلیم احمد خاں صاحب کے انتقال سے یوپی کی اسمبلی میں جو ایک نشست خالی ہوئی ہے اس کے لئے امیدوار کھڑے ہو گئے ہیں ان امیدواروں میں سے ایک صاحب مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے ہیں اور دوسرے کانگریس کے ٹکٹ پر۔ یہ انتخاب جھانسی جالون ہمیر پور حلقہ کے لئے ہیں اس لئے معلوم ہوا ہے کہ اپنے امیدوار کی حمایت کرنے کے لئے مسٹر جناح۔ نواب اسمٰعیل خاں۔ اور مہاراجہ صاحب محمود آباد جھانسی آنے والے ہیں اسی طرح دوسری طرف سے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا احمد سعید۔ سر وزیر حسن۔ ڈاکٹر خان صاحب، ڈاکٹر عالم، ڈاکٹر کچلو، اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مسٹر شیروانی کی تائید و حمایت کے لئے آئیں گے۔ جہاں تک انتخابات کی دلچسپی اور چہل پہل کا تعلق ہے یقیناً یہ مقابلہ ضرور قابل دید ہے اور شاید انتخابات کی تاریخ میں یادگار۔ لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ افسوسناک صورت حالات اور کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کی کسی جماعت کی یہ حالت ہو کہ وہ علمائے کرام کی جماعت کی مخالفت پر آمادہ اور پیشوایان مذہب سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ کیا اس کے بعد بھی مسٹر جناح دنیا کے سامنے یہ کہہ سکیں گے کہ مسلمانوں کی سیاست مذہب کے تابع ہے اور مسلم لیگ کا مقصد اولین اسلام کی حفاظت ہے؟ ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ صوبہ متحدہ کے مسلمان جماعت علماء کی صدا پر لبیک کہہ کر جنہیں فوراً ہے اور بر خود غلط مسلم رہنماؤں کو بتا دیں گے کہ مذہب کا سوال آجانے پر مسلمان علمائے امت کے سوا کسی دوسری شخصیت کی تقلید اور پیروی نہیں کر سکتے خواہ وہ کوئی راجہ یا نواب ہو یا بیرسٹر اور لندن کے طواف سے بہرہ یاب غیر مسلم صورت مسلمان۔ آخر مسٹر جناح اس بات پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کہ مسلمان مذہبی معاملات میں بھی ان کی سیادت قبول کر لیں؟ اگر خود ان کا سر علمائے اسلام کے آگے نہیں جھک سکتا تو انہیں بھی یہ امید نہ رکھنی چاہیے کہ مسلمان عوام کا سر ان کے سامنے جھک جائے گا"

قیدیوں کی بارور گاری

سر سیموئیل ہور نے برطانوی دارالعوام میں اعلان کیا ہے کہ آئندہ ان قیدیوں کو بھی ان کے روزانہ کام کی اجرت ملا کرے گی جو کسی جرم کی پاداش میں جیل کے اندر بند کر دیئے گئے ہیں۔ شروع شروع میں اس کا تجربہ جیسفورڈ نیوپارک ہرسٹ اور ڈارٹ مور کے زندانخانوں میں کیا جائے گا۔

جرائم کے متعلق اب امراض دماغی کے ماہرین کی یہ متفقہ رائے ہے کہ وہ کسی نہ کسی دماغی خرابی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ان کا مطلوبہ یہ ہے کہ مجرموں کو جیلخانوں میں بند کرنے کی بجائے اگر پاگل خانوں میں یا دماغی امراض کے اسپتالوں میں بھیجا جائے تو بہت بہتر نتیجے نکل سکتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ سزا اور تعزیر کی نوعیت منتقمانہ نہیں بلکہ مصلحانہ ہونی چاہیئے اور مجرموں کو اگر دماغی اسپتالوں میں نہ بھی بھیجا جا سکے تو ایسے انتظامات کر دینے چاہئیں کہ قید خانے ہی ان کے لئے دماغی اسپتال بنجائیں۔ ایک وہ قومیں ہیں کہ جو اپنے بیکار ذلیل اور جرائم پیشہ افراد کو کہ جن کی دماغی خرابیوں نے انہیں جرم و خطا کا عادی بنا دیا ہے از سر نو کارآمد اور سوسائٹی کے لئے مفید بنا لینے کی ہر امکانی کوشش کر رہی ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہر کام کرنے کے اہل اور صحیح الدماغ نوجوانوں کو بھی کسی کا کام میسر نہیں آتا اور وہ اس بے روزگاری کی بدولت پاگل ہوتے جارہے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ بیروزگار ہندوستانی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ شملہ میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی کوٹھی کے سامنے دھونی رمائیں گے اور اس وقت تک نہ اٹھیں گے کہ جب تک یا تو روٹی نہ مل جائے یا بھوک کی شدت اور فاقے انہیں ہمیشہ کے لئے روٹیوں سے بے نیاز نہ کر دیں؟ کیا مناسب نہیں ہے کہ یہ سب نوجوان لندن جاکر سر سیموئیل ہور کی کوٹھی کے سامنے دھرنا دیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ پولیس انہیں جیل پہنچا دے گی جہاں کام بھی ملتا ہے اور کام کی اجرت بھی ملتی ہے۔

صحیح بخاری شریف اردو

کتاب الصلوٰۃ

(سلسلہ گذشتہ)

باب (اگر کئی آدمی ایک لحد میں رکھہ دیئے جائیں تو پہلے کون رکھا جائے، ابو عبداللہ کہتا ہے کہ (بغلی قبر کو) لحد اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک جانب میں ہٹی ہوئی ہوتی ہے۔ ملتحدًا کے معنے معدلًا یعنے ہٹنے کی جگہ اور اگر قبر سیدھی ہو تو وہ ضریح ہے۔

۱۲۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد میں سے دو دو مردوں کو ایک کپڑے میں رکھتے تھے پھر پوچھتے تھے کہ ان میں قرآن کا علم کسے زیادہ تھا۔ پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف آپ کو اشارہ کر دیا جاتا تھا تو آپ لحد میں اسے پہلے رکھدیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں (کے مومن ہونے) کا گواہ ہوں۔ اور آپ نے انھیں معہ ان کے خون کے دفنا کر دینے کا حکم دیا اور نہ ان پر آپ نے نماز پڑھی اور نہ انھیں غسل دلوایا۔

عبداللہ بن مبارک (بسند سابق) کہتے ہیں ہم کو اوزاعی نے زہری سے روایت کر کے خبر دی وہ حضرت جابر سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی نسبت پوچھتے تھے کہ ان میں قرآن کا علم کسے زیادہ ہے۔ پس جب آپ کو کسی شخص کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تھا تو آپ اس کو اس کے ساتھی سے پہلے لحد میں رکھتے تھے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ اور میرے چچا کو ہی آپ نے ایک کمبل میں رکھا تھا۔ سلیمان (یعنی) ابن کثیر کہتے ہیں مجھ سے زہری نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جس نے جابر سے سنا ہے۔ (خود جابر سے میں نے نہیں سنا)

باب

۱۲۴۷۔ حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ نے مکہ (میں جدال و قتال) کو حرام کر دیا ہے پس نہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوگا (صرف میرے واسطے ایک گھڑی بھر دن کے لئے حلال کر دیا گیا تھا) یہاں کی تر گھاس نہ اکھاڑی جائے اور نہ یہاں کا درخت کاٹا جائے اور نہ یہاں کا شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جائے مگر معرّف کے لئے (یہاں کی پڑی ہوئی چیز کا اٹھانا جائز ہے)، تو عباس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اذخر کو مستثنیٰ کر دیجئے۔ ہمارے سناروں کے لئے اور ہماری قبروں کے لئے تو آپ نے فرمایا کہ سوا اذخر کے (اور کوئی گھاس نہ اکھاڑی جائے) اور حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی حدیث کی) روایت کرتے ہیں (مگر اس میں یہ فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے کہا تھا کہ اذخر کو) ہماری قبروں اور ہمارے گھروں کے لئے مستثنیٰ کر دیجئے اور ابان بن صالح حسن بن مسلم سے وہ صفیہ بنت شیبہ سے راوی ہیں کہ صفیہ بنت شیبہ نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل سنا ہے۔ اور مجاہد طاؤس سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہیں کہ (حضرت عباس نے یہ کہا تھا کہ اذخر کو) یہاں کے لوہاروں اور یہاں کے گھروں کے لئے مستثنیٰ کر دیجئے۔

باب کسی ضرورت سے میت کا لحد سے یا قبر سے نکالنا (کیسا ہے)

۱۲۴۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کے پاس آئے بعد اس کے کہ وہ اپنی قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ (قبر سے) نکالا گیا۔ پھر اسے آپ نے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا اور اس کے کفن میں آپ نے اپنا لعاب ڈال دیا اور اسے اپنا قمیص پہنا دیا۔ اللہ جانتا ہے (کہ اس کا کیا سبب تھا مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ) اس نے حضرت عباس کو (ایک مرتبہ اپنا) قمیص پہنوایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا معاوضہ کیا۔ اور ابو ہارون کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت) دو قمیص تھے تو آپ سے عبداللہ ابن ابی کے بیٹے نے (جو مسلمان تھے) یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ کو آپ اپنا وہ قمیص پہنا دیجئے جو آپ کے جسم (اطہر) سے ملا ہوا ہے۔ ان کے کہنے سے آپ نے عبداللہ منافق کو اپنا قمیص پہنایا اور سفیان (بن عیینہ) کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنا قمیص اس کے سلوک میں پہنایا تھا جو اس نے (حضرت) عباس کے ساتھ (سلوک) کیا تھا۔

۱۲۴۹۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب جنگ اُحد ہوئی تو میرے باپ نے مجھے رات کے وقت بلایا اور کہا کہ میں اپنی نسبت یہ خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان سب میں پہلے میں مقتول ہوں گا۔ اور میں اپنے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تجھ سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا اور میرے اوپر کچھ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا پس صبح کو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور ان کے ہمراہ ان کی قبر میں ایک دوسرے آدمی اور مدفون کئے گئے تھے تو میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ چھوڑ دوں پس میں نے ان کو چھ مہینے کے بعد نکالا تو ویسے ہی تھے جیسا میں نے ان کو رکھا تھا سوا کچھ اثر کے (جو) ان کے کان میں (آ گیا تھا)

۱۲۵۰۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ کے ساتھ ایک اور شخص دفن کئے گئے تھے تو میرے دل نے گوارا نہ کیا یہاں تک کہ میں نے ان کو

نکالا اور علیحدہ قبر میں ان کو رکھا۔

باب - قبر میں لحد اور شق (دونوں صورتیں درست ہیں)

۱۲۵۱ - حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ساتھ دفن کرتے تھے پھر آپ پوچھتے تھے ان میں قرآن کا علم کسے زیادہ ہے۔ پس جب آپ کو کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تھا تو آپ اسے آپ لحد میں پہلے رکھتے تھے پھر جب آپ سب کو دفن کر چکے تو فرمایا کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں (کے مومن ہونے) کا گواہ ہوں اور آپ نے ان کو معہ ان کے خون کے دفن کئے جانے کا حکم دیا اور انھیں آپ نے غسل نہیں دلوایا۔

باب - جب نابالغ بچہ مسلمان ہو جائے اور وہ مر جائے تو کیا اس پر نماز پڑھی جائے اور کیا (اگر کوئی کافر) بچہ قید ہو کر آئے تو اس) پر اسلام پیش کیا جائے اور حسن بصری اور شریح اور قتادہ کہتے ہیں کہ جب ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو لڑکا مسلمان کے ساتھ ہو گا اور حضرت ابن عباس کمزور لوگوں میں اپنی ماں کے ساتھ تھے اور اپنے باپ کے ساتھ ان کی قوم کے دین میں نہ تھے اور حضرت نے فرمایا کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

۱۲۵۲ - حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ معہ کچھ لوگوں کے ابن صیاد کے پاس گئے۔ یہانتک کہ اسے بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس کچھ لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا اور ابن صیاد (اس وقت) قریب بلوغ کے تھا اسے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا) معلوم نہیں ہوا یہانتک کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے مارا پھر آپ نے ابن صیاد سے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس سے علیحدہ ہو گئے اور فرمایا کہ میں خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتا ہوں پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے ابن صیاد نے کہا کہ میرے پاس ایک سچا آتا ہے اور ایک جھوٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اوپر بات مشتبہ کر دی گئی پھر اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات اپنے دل میں لی ہے (بتا وہ کیا ہے) تو ابن صیاد نے کہا وہ دخ ہے آپ نے فرمایا دور ہو تو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا عمر نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں اس کی گردن مار دوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (یعنی دجال) ہے تو تم ہرگز اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہے سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے سنا وہ کہتے تھے کہ اس کے بعد (پھر ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب اس باغ میں گئے جس میں ابن صیاد تھا اور آنحضرت یہ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے پوشیدہ طور پر قبل اس کے کہ وہ آپ کو دیکھے کچھ سنیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس حالت میں دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا تھا۔ ایک اپنی چادر میں لپٹا ہوا اس لئے اس میں کچھ آواز تھی پس ابن صیاد کی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا حالانکہ آپ چھوہاروں کے درختوں میں چھپے جا رہے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف (اور صاف ابن صیاد کا نام تھا) یہ محمد آ گئے تو ابن صیاد اٹھ بیٹھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ عورت اس کو رہنے دیتی (میرے آنے کی اطلاع نہ دیتی) تو کیفیت معلوم ہو جاتی۔

۱۲۵۳ - حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے پھر اس سے فرمایا کہ تو مسلمان ہو جا تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اس کے باپ نے اس سے کہا کہ ابو القاسم کی اطاعت کر پس وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ (اس وقت) یہ فرما رہے تھے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے لڑکے کو آگ سے بچا لیا

۱۲۵۴ - حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اور میری ماں کمزور مسلمانوں میں تھے۔ میں بچوں میں تھا اور میری ماں عورتوں میں تھیں۔

۱۲۵۵ - ابن شہاب (زہری) نے کہا ہے کہ ہر بچہ پر نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کسی زناکار عورت کا لڑکا ہو۔ اس لئے کہ وہ فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا ہے اس کے ماں باپ اسلام کے مدعی ہوں یا صرف باپ اس کا (مسلمان ہو) اور اگر ماں اس کی مسلمان ہو تو اگر وہ پیدا ہوتے وقت چلا کے روئے (پھر مر جائے)، تو اس پر نماز پڑھی جائے اور جو لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یعنی پیدا ہوتے وقت) نہ روئے اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی اس سبب سے کہ وہ ساقط شدہ حمل سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا لیتے ہیں یا اسے نصرانی بنا لیتے ہیں یا اسے مجوسی بنا لیتے ہیں جیسے کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک کان کٹا ہوا دیکھتے ہو (کوئی نہیں بلکہ بعد پیدا ہونے کے لوگ اس کے کان ناک کاٹ ڈالتے ہیں) اس کے بعد حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فطرة الله التي فطر الناس عليها

۱۲۵۶ - حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا لیتے ہیں۔ یا نصرانی بنا لیتے ہیں یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک کان کٹا ہوا دیکھتے ہو پھر حضرت ابوہریرہ کہتے تھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم

لہ اللہ کی فطرت ہے جس پر وہ لوگوں کو پیدا کرتا ہے وہی مضبوط دین ہے

کتاب الفقہ

(باب الزکوٰۃ)

(سلسلہ گذشتہ)

تیسرے تالیف قلوب ہر مسلمان اللہ کا سپاہی اور مبلغ اسلام ہے اس کا فرض ہے اسلام کی اشاعت و حفاظت اور تبلیغ و توسیع میں اپنی جان و مال سے سائی رہے حق و حریت کی راہ میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کردے یا لوگوں کو بری باتوں سے منع کرے اور نیکی کی طرف بلائے اس لئے تبلیغ اسلام کے لئے کفار کی تالیف قلوب میں زکوٰۃ خرچ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ مگر اسلام کی بالغ نظری ملاحظہ فرمائیے کہ زکوٰۃ کے اس مصرف کو تیسرے درجہ پر رکھا ہے۔ اس کی حکمت کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔

اس مصرف کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا منظور ہو ان کی زکوٰۃ کے مال سے امداد کی جاسکتی ہے تاکہ وہ کفر کی بھٹی سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آجائیں۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے کافروں کو زکوٰۃ کا روپیہ نہ دینا چاہیئے جو محض دنیا اور روپے کے لالچ سے اسلام قبول کریں اور روپیہ کمانے کا یہی وطیرہ اختیار کرلیں بلکہ ایسے کفار کی مدد کرنی چاہیئے جو صرف احسان کے اثر سے مسلمانوں کی طرف مائل ہوں اور اسلام کو دلی خلوص کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔

چوتھے زکوٰۃ کے عامل زکوٰۃ کا چوتھا مصرف زکوٰۃ وصول کرنے والے نوکر ہیں گو یہ مصرف اسلامی حکومت کے ساتھ خاص ہے اس کے معنے یہ نہیں کہ ہم غلامی کی حالت میں کوئی ایسا انتظام قائم نہیں کرسکتے کہ زکوٰۃ کی وصولی کے کام پر نوکر رکھنے پڑیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسلامی حکومت ہوگی تو یقیناً زکوٰۃ کا محکمہ بھی ضرور ہوگا۔ زکوٰۃ کے محکمہ کے عہدیداروں اور نوکروں کی تنخواہ بھی زکوٰۃ کے روپے سے دی جائے۔

آپ معلوم کرچکے ہیں کہ زکوٰۃ کے قومی اور تمدنی فوائد کتنے ہیں اور یہ کس طرح ہماری ترقی کا باعث بن سکتی ہے اب اگر وہ ہماری تمدنی ترقی کا باعث نہیں بنتی تو اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانان ہند کے یہاں زکوٰۃ کا کوئی نظام نہیں اور وصولی زکوٰۃ کا کوئی باقاعدہ محکمہ نہیں اگر مسلمان اپنی زکوٰۃ کی وصولی اور خرچ کو ایک نظام کے ماتحت لے آئیں تو وہ تمام نتائج مرتب ہوسکتے ہیں جو اسلام کا منشا ہے۔ ہندوستان میں اگرچہ وصولی زکوٰۃ کا کوئی باقاعدہ محکمہ نہیں لیکن عاملین زکوٰۃ کے تحت میں وہ سب باتیں آجاتی ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو زکوٰۃ دینے کی ترغیب دلائی جاسکے اور ان کو ادائے زکوٰۃ پر آمادہ کیا جاسکے مثلاً اخبارات و رسائل جو زکوٰۃ کے مسائل کی اشاعت کا انتظام و اہتمام کریں۔

پانچویں قیدیوں کی آزادی اسلام دنیا میں حق و صداقت کا علمبردار، عدل و مساوات کا حامی اور حریت و آزادی کا مبلغ بن کر آیا ہے اس کا مقصد اول اس دنیا میں یہ ہے کہ انسانوں کو انسانوں کی بندگی اور غلامی سے نجات دلاکر صرف اللہ تعالےٰ کی غلامی میں لے آئے اور غلامی کی تمام ذلیل زنجیروں کو کاٹ کر رکھدے یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ کا پانچواں مصرف قیدیوں کی آزادی کو رکھا ہے یعنی قیدیوں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ خرچ ہوسکتا ہے۔

چونکہ ہمارے ملک میں غلام نہیں ہوتے اس لئے اس ضمن میں ہم بیگناہ اور مظلوم قیدیوں کی امداد کرسکتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی بیگناہ مسلمان قید ہوتا ہو تو زکوٰۃ کے روپے سے اس کی رہائی کا انتظام کیا جاسکتا ہے خواہ ادائے ضمانت میں خواہ ادائے جرمانہ میں اور خواہ مصارف مقدمہ میں بہرحال ہر طرح بیگناہ قیدیوں کو زکوٰۃ کے روپے سے چھڑا سکتے ہیں۔

چھٹے مقروض زکوٰۃ کا چھٹا مصرف مقروض ہیں۔ یعنی قرضدار کا قرضہ اتارنے میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرنیکا حکم ہے۔ کسی غریب قرضدار کو قرض کے چنگل سے چھڑانا بہت بڑی ہمدردی اور نیکی ہے بشرطیکہ قرضہ ناجائز نہ ہو مثلاً شادی بیاہ کی فضول رسموں کی پابندی کے لئے قرضہ لیا ہو یا اور کسی ناجائز کام کے لئے قرضہ لیا ہو تو ایسے خلاف شرع قرضہ کی ادائیگی کا حکم نہیں۔

ساتویں جہادی ساتواں مصرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ یعنی دینی لڑائی کے خرچ میں بھی زکوٰۃ دینے کا حکم ہے خواہ یہ دینی لڑائی ہتھیاروں کے ذریعہ ہو خواہ زبان و قلم سے بہرحال جو لوگ خدا کے دین کی حمایت و حفاظت پر کمربستہ ہوں اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوں ان کی امداد زکوٰۃ کے روپے سے کی جاسکتی ہے۔

آٹھویں مسافر مسافروں کو زکوٰۃ کے روپے سے امداد دینے کا بھی حکم ہے اللہ تعالےٰ نے اس بات کی تشریح نہیں فرمائی کہ وہ مسافر جو مدد اور خرچ کے محتاج ہوں، زکوٰۃ کے خرچ کے مستحق نہیں۔ مثلاً اگر کوئی مسافر راستہ میں بے خرچ ہوگیا ہو گھر پہنچنے تک کا کرایہ نہیں تو آپ زکوٰۃ کے روپے سے اس کی مدد کرسکتے ہیں خواہ وہ اپنے گھر میں امیر کیوں نہ ہو۔

زکوٰۃ کا بے محل استعمال

زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصرف ہیں جن کا اوپر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا

زکوٰۃ کا روپیہ ان مصارف کے علاوہ کسی اور موقعہ پر خرچ نہیں ہو سکتا مگر افسوس کہ اول تو مسلمان مالدار زکوٰۃ ہی ادا نہیں کرتے اور جو ادا کرتے ہیں وہ اس کے موقعہ و محل کی تمیز نہیں رکھتے وہ نہیں جانتے کہ جس طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے اسی طرح اس کا موقع و محل دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر احکام بھی دیئے ہیں ان میں بیشمار حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں ان کا تقاضہ یہی ہے کہ دین کے ہر حکم پر سوچ سمجھ کر عمل کیا جائے تاکہ اس کے روحانی و اخلاقی نتائج مترتب ہوں۔

مالدار مسلمان زکوٰۃ تو دیتے ہیں مگر موقع و محل کی تمیز نہیں رکھتے اس لئے یہ فائدہ رساں اصول بجائے فائدہ کے ضرر رساں اور نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ زکوٰۃ کے بے محل استعمال نے ہماری قوم میں بھیکاریوں اور پیشہ ور فقیروں کی بہت بڑی تعداد پیدا کر دی ہے جن کا وجود امن اسلام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

زکوٰۃ و خیرات کے جو حقیقی مستحق ہیں اور جن کی امداد کی واقعی ضرورت ہوتی ہے وہ غریب و محتاج محروم رہ جاتے ہیں اور بھوکے مرتے ہیں مگر ہٹے کٹے مسٹنڈے اور نااہل زکوٰۃ و خیرات کے روپے سے خوب گلچھرے اڑاتے ہیں اور مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں۔

زکوٰۃ کا مال مسجد میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ زکوٰۃ دینے کی شرط یہ ہے کہ جسے دیا جائے اسے مالک بنا دیا جائے اور مسجد میں یہ تملیک نہیں پائی جاتی۔ اسی طرح میت کے کفن میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لگ سکتا۔ نیز اگر پل، سڑک، سقایہ، سرا۔ نہر اور کنواں وغیرہ بنوا کر وقف کر دیئے ہیں بھی زکوٰۃ کا روپیہ خرچ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کاموں میں بھی تملیک کی شرط مفقود ہوتی ہے۔

ذوی القربیٰ

مصارف زکوٰۃ کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے ان کے علاوہ اسلام نے کچھ اور مصارف بھی بیان کئے ہیں چنانچہ قرآن پاک کے اکثر مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے مستحق ذوی القربیٰ کو قرار دیا ہے یعنی زکوٰۃ و خیرات سے رشتہ داروں کی مدد کرنی سب سے مقدم ہے۔

چنانچہ حضرت سلمان بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم روزہ افطار کرنے لگو تو کھجور کے ساتھ کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرو کہ پانی معدہ کو صاف کرتا ہے اور فرمایا کہ مسکین پر صدقہ کرنا محض صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

واقعی رشتہ داروں کی امداد کرنے سے جہاں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ اصلی حقداروں کو پہنچتی ہے وہاں یہ بھی فائدہ ہے کہ صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہوتا ہے گویا ایک پنتھ دو کاج۔ اپنے رشتہ داروں کو تو انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ کون امداد کا مستحق ہے۔

صلہ رحمی کی فضیلت

اگر ہم کسی شریف اور با اخلاق انسان کی تعریف کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ شریف اور با اخلاق انسان وہ ہے جو اپنے قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا دلی ہمدرد و خیر خواہ ہو تمام بنی نوع انسان پر مہربان ہو اور تمام حقوق العباد کی حفاظت و نگہداشت کرے۔ یاد رکھیئے ایک انسان کا جو تعلق دوسرے انسان کے ساتھ ہے اسی کا نام دنیا ہے اس تعلق کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے اور نباہنے کے لئے احکام مذہب بھی ہیں اور فرمان سیاست بھی جو شخص ان احکام کی پوری پوری پابندی کرتا ہے وہی دیندار اور با اخلاق انسان ہے اور اپنے رشتہ داروں کے سلوک و احسان کرنے کا نام اصطلاح شرع میں صلہ رحمی ہے قرآن و حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان من ابر البر صلة الرجل اهل ود ابيه بعد ان يولي۔ (حدیث)	بڑے احسانوں کا احسان انسان کا سلوک کرنا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ ہے باپ کے مرنے کے بعد۔

نیز فرمایا:-

من احب ان يبسط له في رزقه وينسأله في اثره فليصل رحمه	جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی اجل میں تاخیر ہو اس کو

چاہیئے کہ اپنے قرابتیوں سے سلوک کرے۔

یعنی اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرنے کا اجر و ثواب یہ ہے کہ اس سے رزق میں وسعت اور اجل میں تاخیر ہوتی ہے۔ ایک جگہ حضور کا ارشاد ہے:-

خلق الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقوي الرحمن فقال مه قالت هذا مقام العائذ بك من القطيعة قال الا ترضين ان اصل من وصلك و اقطع من قطعك قالت بلى يا رب قال فذالك	اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور جب اس سے فارغ ہوا تو قرابت کھڑی ہوئی اس نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ لیا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا کہتی ہے؟ اس نے عرض کیا یہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو قطع قرابت سے تیری پناہ مانگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو راضی نہیں ہوتی اس بات سے کہ میں اپنی

رحمت سے اس شخص کو جو تجھے ملائے اور میں توڑ دوں اس شخص سے جو تجھ کو توڑے اس نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے رب میں اس سے راضی ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے یہی ہوگا۔

عرب میں دستور تھا اور اب بھی ہے کہ جس کی پناہ چاہتے ہیں اس کا دامن پکڑ کر عرض حال کرتے ہیں مگر یہاں اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑنے سے مراد ہے

تذکرۃ الانبیا

حضرت یونس علیہ السلام

یہود کی نااتفاقی کے خوفناک نتائج

حضرت سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پڑگیا۔ آپ کے بیٹے رحبعم اور اسکے بعد کے فرمانرواؤں کا تمام وقت اندرونی و بیرونی حملوں کی مدافعت میں گذرا۔ اس کے بعد جھگڑے ہی ہوتے رہے اور بنی اسرائیل کی وہ حکومت جس کی سطوت کا سکہ تمام عالم پر پھیلا ہوا تھا۔ کمزور ہوتے ہوتے کمزور گار بن گئی آخر بخت نصر بابل سے اٹھا اور اٹھکر اس نے بیت المقدس جیسے دولتمند اور خوبصورت شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہزارہا بنی اسرائیل کو شربت موت پلایا شہر میں قتل عام کیا۔ ہیکل کو ویران کر دیا تمام سلیمانی عمود توڑ ڈالے مسجد اقصیٰ کھنڈر بنا دی۔ قیش محل اور تمام آثار شاہی منہدم کر دیئے بادشاہ کو گرفتار کرکے اس کی آنکھوں میں تیل کی سلائی پھروادی تمام خزائن شاہی لوٹ لئے مسجد اقصےٰ میں جتنے جواہرات نصب تھے اور جس قدر سونا لگا ہوا تھا سب اکھڑوا لیا۔ امرا اور شاہزادوں نے یہاں سے بھاگ کر مصر میں پناہ لی بخت نصر نے شاہ مصر کو لکھا کہ ہمارے مفرورین کو ہمارے سپرد کر دو۔ اس نے انکار کیا تو دنیا کا یہ برباد شاہ برق و باد کی طرح مصر پر جا پڑا اور وہاں بربادی پھیلا دی وہاں سے مال غنیمت لئے ہوئے پھر بیت المقدس میں آیا اور کوئی ساٹھ ہزار بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے گیا (ابن خلدون)

بنی اسرائیل کے لئے بخت نصر کا حملہ ایک قہر خداوندی سے کم نہ تھا ان کے تمام امرا، اکابر اور علما، و صلحا اس حملے میں قتل و قید ہوگئے سارا اقتدار تباہ ہوگیا۔ نصف صدی تک غلامی کرتے رہے بخت نصر نے توریت کے بھی تمام نسخے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نذر آتش کر دیئے تھے کسی یہودی کا زہرہ نہ تھا کہ اپنے طریق پر عبادت کر سکے۔ ہر قسم کی ذلتیں ان کے لئے وقف ہو کر رہ گئی تھیں۔ یہ اس ناشکری کا نتیجہ تھا جو انہوں نے کی۔ اس نااتفاقی کا ثمرہ تلخ تھا جو ان میں عام طور پر پھیل گئی تھی ایک صدی کے بعد آزاد ہو کر انہوں نے بیت المقدس کے کھنڈر کو پھر آباد کرکے کچھ اقتدار پیدا کیا تو پھر قیصر ٹیٹس نے اٹھکر اسے ویران کر دیا۔

اہل نینوا کا اخلاقی و مذہبی افلاس

اس عہد میں جبکہ عراقیوں کی سطوت کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور ان کا اقتدار عالمگیر اہمیت اختیار کر چکا تھا اللہ تعالےٰ نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت یونسؑ کو مبعوث فرمایا۔ یہاں یہ امر واضح کر دینے کی ضرورت ہے کہ آہستہ اور ذرائع حمل و نقل کی کمیابی کی بنا پر اس زمانہ میں بابلیوں، کلدانیوں، نینوا والوں، کسدانیوں اور اسرائیلیوں کی ہدایت کے لئے مختلف پیغمبر مصروف کار تھے جن کے اسمائے گرامی عوبدیا، اموص، اشعیا، یوئیل اور یونسؑ تھے ان میں یونسؑ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ وان یونس لمن المرسلین بیشک یونس ہمارے مرسلین میں ہیں۔ واقعی آپ مشاہیر پیغمبروں میں ہیں آپ شہر نینوا میں مبعوث ہوئے تھے۔ آج تو نینوا کھنڈر کے ایک انبار کا نام ہے مگر اسے تاریخ میں ایک غیر فانی شہرت حاصل ہے اور یہاں سے دنیا کے ایک بڑے حصے پر حکومت ہوتی تھی دنیا کی دولت یہیں اکٹھی ہوگئی تھی۔ نینوا کا تمدن بہترین تمدن مانا جاتا تھا یہاں کی تہذیب بہترین تہذیب تھی۔ ظاہر ہے کہ اس عہد میں نینوا والوں کے غرور و دولت کا وہی عالم ہوگا جو آج امریکہ والوں کا ہے۔ بلکہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے وہ ان سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہوں گے۔ انھیں نہ خدا کا خوف تھا اور نہ دنیا والوں کا۔ شبانہ روز معاصی میں غرق رہتے تھے۔

حضرت یونسؑ نے ایک مدت تک انہیں ہدایت کی۔ اللہ کے غضب سے ڈرایا۔ راہ نجات دکھائی صراط مستقیم پر ڈالنے کی سعی کی۔ شریعت موسوی پر چلانا چاہا مگر یہ لوگ نشۂ دولت نے سرشار تھے۔ خمار حکومت سے سرمست شراب نخوت میں مغرور اور اپنی ترقی و تہذیب پر نازاں تھے یہ بھلا کہاں سننے والے تھے ان پر آپ کے وعظ و پند کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ ایک نہ سنی۔ بالکل توجہ نہ کی۔ آپ انھیں جتنا سمجھاتے یہ اتنا ہی مذاق اڑاتے انتہا یہ ہے کہ کوئی شخص بھی تو آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ سب کے سب آپ کو جھٹلاتے اور ستاتے رہے قاعدہ ہے کہ ترقی یافتہ لوگ بہت کم خدا کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

نینوا والوں پر نزول عذاب

جب ایمان لانے پر کوئی بھی تیار نہ ہوا اور ستانے سب لگے تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ بارالٰہا! یہ لوگ اپنی ترقی و تہذیب و دولت و حکومت اور عقل و دانائی پر بہت نازاں ہیں اور میری ایک نہیں سنتے جب ڈراتا ہوں تو مذاق اڑاتے ہیں قہقہے لگاتے ہیں میری رسالت کی تکذیب کرتے ہیں اور مجھے ستاتے ہیں اب تو ان پر عذاب نازل کر اپنی شان قہاری انہیں دکھا۔ آپ کو بذریعہ وحی قبولیت دعا کی اطلاع دیدی گئی تو آپ نے قوم سے کہا کہ میں نے تمہیں بہت سمجھایا اور ڈرایا مگر تم نے میری ایک نہ سنی اب تم عذاب الٰہی کا مزا چکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم پر عنقریب عذاب الٰہی نازل ہونے والا ہے یہ بھلا کہاں پروا کرنے والے تھے ایک قہقہہ لگایا اور خاموش ہو گئے

اسی شب کو آپ نے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیا اور خاموشی کے ساتھ ارض بابل سے نکل کھڑے ہوئے شام کے وقت ایک اجتماع کے سامنے آپ نے ایک اور تقریر کی تھی اور صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تین روز کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا۔ آپ تو شہر سے نکل کر کچھ دور ایک پہاڑ میں جا چھپے کسی کو خیال بھی نہ ہوا۔ تیسری صبح جو ہوئی ہے تو افق پر ایک ابر سرخ نمودار ہوا جو دیکھتے ہی دیکھتے تمام آسمان پر محیط ہو گیا۔ چونکہ اس شکل وضع کا ابر کبھی نہ دیکھا تھا اس لئے لوگوں میں کسی قدر گھبراہٹ پیدا ہوئی مگر یہ گھبراہٹ کچھ زیادہ دیر پا نہ تھی تھوڑی دیر کے بعد اس ابر میں بوندوں کے بجائے چنگاریاں نکلنی شروع ہوئیں اور چند لمحوں کے اندر ہی اندر فضا میں بکثرت چنگاریاں اڑنے لگیں جن سے اس قدر گرمی اور حرارت پیدا ہوئی کہ لوگوں کے خون کھولنے لگے۔ سمجھ گئے کہ یہ عذاب الٰہی ہے اور ہم اب واقعی ہلاک ہونے والے ہیں۔

قوم یونسؑ کا استغفار اور رفع عذاب

ادھر ان کے ہوش پراں ہو گئے۔ حضرت یونسؑ کی جستجو کی جب وہ ڈھونڈھنے پر بھی نہ ملے تو بہت پریشان ہوئے۔ آخر فرمانروائے وقت نے کہا کہ یونسؑ ہی چلے گئے خدا تو موجود ہے اور وہی عذاب نازل کر رہا ہے اسی کے سامنے کیوں نہ گڑگڑائیں اور توبہ کریں چنانچہ اس کے مشورے کے مطابق شہر کے لاکھوں باشندے فصیل شہر سے اسی ابر سرخ کے سائے میں باہر نکلے ایک میدان میں جمع ہوئے اور سب نے بارگاہ الٰہی میں خضوع و خشوع فریاد و زاری شروع کر دی۔ روتے تھے اور گڑگڑا کر توبہ کرتے تھے۔ عورتیں بچے۔ بوڑھے جوان سب کے سب گھروں کو چھوڑے میدان میں تھے راعی و رعایا امیر و غریب شاہ و گدا سب توبہ و استغفار میں مصروف تھے تین روز کسی نے نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ جنبش کی اور نہ سر اٹھایا دعائیں ہی مانگتے رہے عبدیت و عجز کا یہ ایک نہایت مؤثر و شاندار نظارہ تھا آپ جانتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ سے زیادہ شفیق بندوں پر کون ہو سکتا ہے جسے تنہا اپنے بندوں کے ساتھ ستر ماؤں کی برابر محبت ہے اپنے سامنے لاکھوں بندوں کو گڑگڑاتا دیکھ کر اس کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ اس نے انھیں اپنے آغوش رحم میں لے لیا۔ تقدیر بدل دی۔ شقی امر ناشدنی ہو گیا۔ عذاب اٹھا لیا، توبہ قبول کر لی، اور وہ چھایا ہوا ابر چھٹ گیا اور شہر والے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے خوش خوش اپنے گھروں کو نہیں چلے آئے اور کفر و شرک کو چھوڑ کر خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت شروع کر دی۔

آپ قوم کا انجام دیکھنے کے لئے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ابلیس بشکل انسان ملا کہا عذاب تو اٹھا لیا آپ اگر تم نے شہر کے اندر قدم رکھا تو لوگ آپ کی سخت تکذیب کریں گے یہ سن کر آپ کو کچھ غصہ آگیا اور حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر چل دیئے دریا پر پہنچے کشتی والے نے کہا بوجھ بہت ہو گیا ہے کچھ لوگ اس میں بیٹھ جاؤ اور کچھ دوسری میں بیٹھ جاؤ آپ نے سب کو پہلی کشتی میں بٹھا دیا اور دو لڑکوں سمیت خود کنارے پر رہ گئے۔ دوسری کشتی میں بیٹھنے والے تھے کہ ایک بیٹا کنارہ سے پھسل کر دریا میں جا گرا ادھر توجہ کی تو دوسرے کو بھیڑیا اٹھا لے گیا حضرت یونس سمجھ گئے کہ بلائے آسمانی ہے صبر کیا اور خاموش ہو گئے۔

حضرت یونسؑ کی واپسی اور اہل نینوا کا اسلام

آپ کشتی میں بیٹھ کر چلے تو کشتی بیچ دریا میں پہنچ کر بھنور میں آگئی ملاحوں نے کہا........ اگر تم میں کوئی اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے کچھ دیر بعد بولے کہ بھاگنے میں ہی اپنے مالک کا مفرور ہوں کسی کو یقین ہی نہ آیا قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کے نام پر نکلا جب قرعہ ڈالتے تھے آپ ہی کے نام پر نکلتا تھا۔ لوگ پھر بھی آپ کے پھینکنے پر راضی نہ تھے کہ آپ خود ہی کود پڑے کشتی روانہ ہو گئی آپ کو مچھلی نے نگل لیا مقربین بارگاہ کی معمولی لغزش پر بھی گرفت ہو جاتی ہے دونوں بچے ہاتھ سے نکل گئے۔ بیوی اور اعزہ سے جدا ہوئے اور خود دریا میں کود پڑنا پھر بھی خداوندگار پروردگار ہے اتنے صدمے جو پیہم پڑے بیکسی پر رحم آگیا کودتے ہی آپ کو مچھلی نے نگل لیا تھا اسے حکم ہوا دیکھو ہم نے انھیں تیرا رزق نہیں بنایا بلکہ تیرے شکم کو ان کا قیدخانہ بنایا ہے خبردار انھیں کوئی نقصان نہ پہنچے تکلیف نہ ہو آپ چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے شکم کو مثل شیشے کے بنا دیا آپ اندر ہی بیٹھے اندرون سطح دریا کا نظارہ کرتے رہتے تھے اور تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے تھے۔ جب آپ گھبرا گئے تو آپ نے دعا مانگی اس پر دریائے رحمت جوش میں آگیا جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ اس مچھلی سے جا کر کہو کہ اس نے یونسؑ کو جس جگہ سے نگلا تھا اسی کے بالمقابل کنارے پر جا کر اگل دے کہ اب اس کا رب اس سے راضی ہو گیا۔ جب مچھلی نے آپ کو کنارے پر اگل دیا تو اسی وقت ایک کدو کی بیل نے پھیل کر آپ پر سایہ کر لیا ہرنی کو حکم ہوا کہ وہ دونوں وقت جا کر آپ کو دودھ پلا آیا کرے آپ بیمار کمزور ہو گئے تھے تاب جنبش نہ رہی تھی زرد پڑ گئے جب توانائی پیدا ہو گئی تو کدو کی بیل خشک ہو گئی آپ کو دھوپ سے تکلیف ہونے لگی تو رونے لگے اسی وقت جبرائیل امین نے پیغام پہنچایا کہ ایک کدو کی بیل کے خشک ہونے کا اتنا غم کرتے ہو اور میری لاکھوں مخلوق کے لئے تباہی کی جو بددعا کی تھی اس وقت کچھ خیال آیا تھا اور جب میں نے انھیں بخش دیا تو الٹا غصہ کیا آپ نے فوراً توبہ کی دعا کی پھر قوم میں جا کر شہر کے قریب آپ نے چرواہے سے دودھ مانگا اس نے کہا جب سے یونسؑ غائب ہوئے برسات ہی نہیں ہوئی آپ نے تین بکریوں پر ہاتھ جو پھیرا تو ان کے تھن دودھ سے بھر گئے بولا اگر یونس زندہ ہیں تو یقیناً وہ تم ہو۔ بولا بادشاہ نے حکم دے رکھا ہے کہ جو یونس کا پتہ دیگا ملک اس کے حوالے کر کے میں ان کی خدمت کیلئے وقف ہو جاؤنگا چرواہے کا کسی نے یقین نہ کیا مگر جب بکریوں نے گواہی دی تو ایک مخلوق ٹوٹ پڑی آپ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے باعزاز تمام شہر میں لائے تمام لوگ آپ پر ایمان لے آئے آپ انہیں تعلیم دیتے رہے تمام قوم صالح بنگئی صرف یہی ایک قوم ہے جس پر آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ

ربانی نصرت کا ظہور حضرت جابرؓ قبیلہ خزرج کے چشم و چراغ تھے رئیس زادہ تھے عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ احد میں عبد اللہ شہید ہوگئے کفار نے مثلہ کیا اسی بنا پر جنازہ چادر اڑھا کر لایا گیا کچھ قرضہ تھا مگر رسول اللہ جو کھجوروں کے انبار پر بیٹھ گئے تو اتنی برکت ہوئی کہ ان سے قرضہ بھی ادا ہو گیا اور اس کے بعد بھی بہت کچھ بچ رہیں۔

گھر میں نو لڑکیاں تھیں اس لئے باپ نے روانہ احد میں شریک ہونے دیا مگر اس کے بعد تمام غزوات میں نہایت گرمجوشی سے شریک ہوئے غزوہ خندق میں کہیں شکم نبوی پر پتھر بندھے دیکھ لئے بیتاب ہو گئے گھر آ کے بکری ذبح کرائی اور دعوت کردی۔ حضورؐ نے منادی عام کرا دی کہ جابر نے سب کی دعوت کی ہے آپ نے انشاء اللہ وتین آدمیوں کا کیا تھا پریشان ہو گئے مگر ادب سے خاموش رہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ اسی قلیل کھانے سے سب شکم سیر ہو گئے پھر بھی بہت کا بچ رہا۔ حضرت ابو عبیدہ کی قیادت میں ساحل کی طرف ایک لشکر روانہ ہوا۔ زاد راہ ختم ہو جانے سے لوگ پتے کھانے لگے اللہ بھی اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے آخر سمندر کی طرف سے ایک عظیم الجثہ مچھلی آئی۔ اتنی بڑی تھی کہ سردار لشکر نے اس کی ایک پسلی کھڑی کرائی سب سے طویل القامت آدمی اس کے نیچے سے صاف نکل گیا حضرت جابرؓ پانچ آدمیوں کے ساتھ اس کی آنکھ میں بیٹھ گئے تو کسی کو پتہ نہ چلا کہ پندرہ روز تک ۳۰۰ آدمی اس پر گذارہ کرتے رہے اس کا نام عنبر تھا یہ محض ایک غیبی امداد تھی جب بندہ ہر طرف سے مجبور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالے ضرور اس کی امداد کرتا ہے۔

بسر و حجاج کے مظالم اور وفات جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ بڑے جوش کے ساتھ لڑے۔ ۴۰ھ میں امیر معاویہؓ کا ظالم سردار بسر بن ارطاۃ فوج لئے ہوئے آیا مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اعلان کر دیا کہ بنو سلمہ کو اس وقت تک امان نہیں جب تک جابر میرے پاس حاضر نہ ہوں۔ آپ کو اضاعت جان کا اندیشہ تھا حضرت ام سلمہؓ سے جا کر مشورہ کیا فرمایا بیعت کرلو۔ بولا یہ تو گمراہی ہے فرمایا مجبوری ہے لیکن میری رائے یہی ہے چنانچہ اٹھے اور جا کر امیر معاویہؓ کی بیعت کرلی۔ ۷۴ھ میں مشہور ظالم حجاج مدینہ منورہ کا امیر مقرر ہوا۔ اس کی گستاخیوں اور فاسقانہ کارروائیوں کی انتہا یہ تھی کہ اس نے صحابہ کرام کی گردنوں پر مہریں لگوائیں چنانچہ حضرت جابرؓ کے ہاتھ پر بھی مہر لگوائی گئی اور اس وقت لگوائی گئی جبکہ آپ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو چکے تھے آنکھوں سے بھی معذور ہو گئے تھے ۹۴ سال کی عمر ہو چکی تھی اس ظلم سے بہت رنج پہنچا اسی سال انتقال ہو گیا وصیت کی کہ حجاج میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے چونکہ بہت بزرگ ہستی تھی حجاج جنازہ کے ساتھ آیا اور ایک روایت کے مطابق اسی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

فضل و کمال سرچشمہ علوم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بہت کچھ حاصل کر لیا تھا مگر اس کے بعد صحابہ کبار سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ حدیث کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک حدیث کے لئے مہینوں کا سفر کرتے تھے چنانچہ شام میں عبد اللہ بن انیس اور مصر میں مسلمہ بن مخلدؓ کے پاس اسی غرض سے گئے تھے اس طرح علوم و فنون کے ایک بحر مواج بن گئے۔

کمالات کے مظہر تفسیر و حدیث و فقہ تھے مسجد نبوی میں مسند درس پر جلوہ افروز تھے۔ دور دور از مقامات سے طلبا آتے اور فیضیاب ہوتے تھے۔ تمام تشنگان کا جولانگاہ صرف حدیث تھی زندگی اشاعت حدیث میں وقف کئے رکھی مرویات کی تعداد ۱۵۴۰ تک پہنچی ہوئی ہے تاہم بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

فضائل اخلاق اظہار حق میں بہت بیباک تھے۔ حجاج نے اوقات نماز میں کچھ رد و بدل کیا تو فوراً جا کر ٹوکا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے تین سال کے لئے اپنے باغات کی بہار فروخت کردی تو سب کے سامنے علانیہ فرمایا کہ رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے پکنے سے پہلے پھلوں کی فروخت جائز نہیں اتباع سنت کا بڑا جوش تھا عاشق رسول تھے حضورؐ کی ذرا سی تکلیف پر بیتاب ہو جاتے تھے کئی مرتبہ آپ کی فاقہ کشی کی اطلاع پا کر دوڑے ہوئے گھر گئے اور ضیافت کا انتظام کیا۔ رسول اللہ کو کبھی قرض کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ ہی سے قرض لیتے تھے۔ رسول اللہ کو خود بھی آپ سے بیحد محبت تھی۔ مسند میں لکھا ہے کہ ایک خاص واقعہ میں آپ کے لئے پچیس بار استغفار کیا ایک دفعہ بیمار ہوئے تو عیادت کو تشریف لے گئے۔ دیکھا بیہوش تھے اسی وقت وضو کر کے اس کا پانی منہ پر چھڑکا کبھی ہوتی تو ساتھ لیجاتے اور کبھی خود اپنے مکان پر لاتے اور کھانا کھلاتے۔ ایک روز گھر پر لائے اندر سے تین ٹکیاں اور سرکہ آیا۔ حضورؐ نے ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی تقسیم کرلی۔ فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے اس روز سے آپ سرکہ کو نہایت محبوب رکھتے تھے۔ آپ کا اونٹ سرکار مدینہ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے فرمایا حضورؐ کی نذر ہے فرمایا بلا قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ حضرت بلالؓ کو قیمت دینے کا حکم دیا اس کے بعد قیمت اور اونٹ دونوں آپ ہی کو بخش دیئے۔

محبت مسلمین کا مظاہرہ آپ کا ایک ہمسایہ تھا وہ کسی کام پر سفر کو گیا تھا جب آپ نے سنا کہ وہ واپس آگیا ہے تو باوجود اس کے کہ بڑی شان و عظمت کے حامل

تھے اور مسلمانوں میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے آپ خود اس سے ملنے گئے دیر تک گفتگو ہوتی رہی اس نے لوگوں کی حالت کا نہایت دردناک نقشہ کھینچکر آپ کے سامنے پیش کیا اور بتایا کہ ان میں اختلاف پھیلا ہوا ہے اور فسق و فجور کی طرف مائل ہوا ہے ہر طرف بدعات رائج ہوتی چلی جا رہی ہیں یہ سنکر بیقرار ہو گئے اور دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے پھر آپ نے فرمایا:-

"رسول اللہ نے صحیح فرمایا تھا کہ جس طرح لوگ گروہ در گروہ دین الٰہی میں داخل ہوتے ہیں اسی طرح خارج بھی ہو جائینگے۔

نماز با جماعت کا اہتمام

آپ کا مکان مدینہ منورہ سے پورے ایک میل کے فصل پر واقع تھا لیکن مذہبی جوش اور حرارت دینی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اتنی دور سے پانچوں وقت آتے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھتے عرب میں سخت گرمی پڑتی ہے دوپہر کے وقت اتنی گرمی ہوتی ہے کہ باہر نکلنا دشوار ہوتا ہے لیکن آپ کو اس کی بھی کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی ظہر کے وقت گرمی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ زمین پر سجدہ نہ ہو سکتا تھا آپ کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک کنکری اٹھا کر اسے ہاتھ میں لیکر ٹھنڈی کرتے اور سجدہ کرتے وقت انھیں بچھا لیتے۔

ایک مرتبہ اتفاق سے مسجد نبوی کے قریب ہی میں کچھ مکانات خالی ہوئے آپکے خاندان بنو سلمہ ۔ ۔ کا اور آپ کا ارادہ ہوا کہ انہی مکانوں میں اٹھ آئیں تا کہ نماز کا تو آرام ہو جائیگا اسی ارادہ سے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست پیش کی فرمایا جابرؓ! تمہیں نماز کے لئے وہاں سے مسجد تک آنے میں ہر قدم پہ کتنا ثواب ملتا ہے۔ سوچو اور اندازہ کرو کہ اب تک اس سلسلہ میں تم کتنا ثواب حاصل کر چکے ہو۔ اس پر سب نے عرض کی کہ ہم نہیں آئیں گے اور وہیں رہیں گے۔ ایک وہ مبارک زمانہ تھا اور ایک یہ منحوس زمانہ ہے کہ قدم قدم پر مساجد ہیں ہر قسم کی سہولتیں مدنظر رکھی جاتی ہیں پھر بھی لوگ مساجد میں نہیں آتے اور اب تو گھروں میں نماز پڑھنے کی ایک وبائے عام شروع ہو گئی ہے۔ جمعہ کی نماز بھی جامع مسجد کے بجائے محلہ ہی کی مساجد میں پڑھ لی جاتی ہیں جسکی وجہ صرف ضعف ایمان ہے۔

سادگی و سادہ مزاجی

واضح کیا جا چکا ہے کہ آپ رئیس زادہ تھے اس کے باوجود سادہ مزاج تھے اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے ایکدفعہ صحابہ کرام کی ایک جماعت آپکے مکان پر آپ سے ملنے کے لئے آئی آپ اندر گئے اور گھر سے صرف روٹی اور سرکہ لئے ہوئے باہر آئے۔

مہمانوں سے کہا کہ بسم اللہ سے نوش فرمائیے کہ سرکہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ انسان کو چاہیئے کہ اس کے پاس جب اس احباب و اعزا میں سے کوئی آئے تو جو حاضر ہو پیش کرنے اور اس میں کوتاہی نہ کرے اسی طرح لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وہ پیش کردہ اشیاء کو خوشی خوشی کھائیں اور انھیں حقیر نہ سمجھیں کیونکہ تکلف میں دونوں کے لئے ہلاکت ہے کہ اس میں زیادہ ریا و نمود کا شائبہ پایا جاتا ہے کھانے پینے اور معاشرت میں بھی پوری سادگی کا رنگ نمایاں تھا اور زندگی تکلفات کے آب و رنگ سے قطعاً بری تھی۔

مآثر نبوی سے محبت

ملنے جلنے کا انداز ہی بہت سادہ تھا جس سے ملتے تھے نہایت بے تکلفی کے ساتھ ملتے تھے۔ رسول کریمؐ کی تمام چیزیں دل و دماغ میں پوری طرح جاگزیں تھیں آخر عمر میں آنکھیں جاتی رہی تھیں جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی اور جسے حضرت فاروق اعظمؓ نے اس لئے کٹوا دیا تھا کہ لوگ اسے متبرک سمجھکر اس کے نیچے نماز پڑھنے لگے تھے لوگ تو دوسرے ہی سال اسے بھول گئے تھے مگر وہ آپ کو یاد تھا فرمایا کرتے تھے کہ آنکھیں ہوتیں تو ابھی ساتھ چل کر اس کے موقعہ کو دکھلا دیتا۔ حدیبیہ کے کنویں کے متعلق بھی یہی فرمایا تھا۔

اہل و عیال

حضرت جابرؓ نے غزوہ احد میں باپ کے شہید ہو جانے کے بعد شادی کا ارادہ کیا تو ایک بیوہ عورت سے عقد کر لیا۔ رسول کریمؐ کو اس کا علم ہوا تو بلا کر فرمایا کہ جابرؓ! آخر تم نے اپنی شادی کے لئے ایک بیوہ عورت کو کیوں منتخب کیا اس سے کیا فائدہ؟ کسی کنواری سے شادی کرتے تو وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔ حضرت جابرؓ نے یہ سنکر عرض کی حضورؐ! میرے خورد سال بہنیں ہیں۔ اسی لئے میں نے ہوشیار عورت کو تلاش کیا۔ جو ان کے بالوں میں کنگھی کرے جوئیں دیکھے اور کپڑے سی کر پہنائے۔

جذبات کی یہ بہت بڑی قربانی تھی اور ایثار کا ایک شاندار مظاہرہ آپ کے یہ الفاظ سنکر رسول کریمؐ خوش ہو گئے اور فرمایا جابرؓ! تم نے ٹھیک کیا۔ دوسری شادی بنو سلمہ میں کی۔ شریعت اسلام میں جائز ہے کہ عورت کو شادی سے قبل دیکھ لے چنانچہ آپ نے پہلے لڑکی کو چھپکر دیکھ لیا اور پھر شادی کی۔ یہ لڑکی دوشیزہ تھی۔ ایک معزز صحابی محمد بن مسلمہؓ کی صاحبزادی تھیں ام حارث نام تھا۔

پہلی بیوی قبیلہ ظفر کی لڑکی تھیں جن کا نام سہیلہ بنت مسعود تھا ان سے عبدالرحمٰن، عقیل، محمد تین لڑکے اور حمیدہ، میمونہ، ام حبیب تین لڑکیاں ہوئیں۔

تذکرۃ الاولیاء

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی

عبادات و مجاہدات

حضرت چراغ دہلی حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ اور سجادہ نشین اور ہندوستان کے مشاہیر اولیاء میں سے تھے صحیح النسب سید تھے آپ کے دادا سید عبداللطیف یزدی وطن ہند سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے یہیں آپ کے والد سید یحییٰ پیدا ہوئے اس کے بعد یہ محترم خاندان اودھ میں منتقل ہو گیا شرافت نسبی کی بنا پر تمام شہر آپ کی عزت کرتا تھا یہیں آپ پیدا ہوئے اور نو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے آپ کی والدہ گرامی نہایت لائق اور تربیت یافتہ سیدزادی تھیں انہی کے دوش پر آپ کی تربیت و تعلیم کا بار پڑا جسے آپ نے بڑی قابلیت کے ساتھ نبھایا اور سچ پوچھو تو ولی بنا دیا حضرت غوث پاک حضرت قطب الاقطاب حضرت بابا صاحب حضرت مخدوم صابر صاحب کی ماؤں کی طرح آپ کی ماں نے بھی آپ کی تعلیم میں کمال کر دیا۔ اور خاص توجہ سے آپ کو پڑھایا۔ آپ نے مولانا عبدالکریم شیروانی اور ان کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ماں کی توجہ سے بچپن ہی میں آپ زہد و عبادت کی طرف راغب ہو گئے تھے اور ترک و تجرید اور نفس کشی میں مشغول رہتے تھے۔

انتہا یہ تھی کہ ہمیشہ صائم رہتے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز با جماعت آپ سے فوت ہوئی ہو۔ پھر روزہ افطار بھی کرتے تو برگ سنبھالو سے۔۔۔ سات ہی برس کی عمر تھی کہ ایک کامل فقیر کے ساتھ نماز با جماعت ادا کی تھی اس دن سے یہی شوق بڑھ گیا تھا۔ ۴۰ برس کی عمر تک آپ اودھ ہی میں رہے اس کے بعد دہلی پہنچکر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت بابرکت میں مرید ہوئے اور اس بارگاہ رفیع سے محمود شیخ شرف خطاب پایا مرشد گرامی کے عاشق تھے۔ شبانہ روز ان کی خدمت میں مشغول رہتے تھے جب مہلت ملتی عبادت میں منہمک ہو جاتے۔ ایک روز کنار دریا پر ایک درویش نہا رہا تھا کہ کوئی اس کے کپڑے اٹھا کر بھاگ گیا آپ نے دوڑ کر اپنے کپڑے دیدیئے تاکہ اس کے شور سے مرشد گرامی کی مشغولیت میں فرق نہ پڑے حضرت سلطان المشائخ کو جو معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی پوشاک خاص عنایت فرمائی۔ ایک روز حضرت امیر خسرو سے کہلوایا کہ اجازت ہو تو جنگل میں رہ کر عبادت کروں آپ نے فرمایا۔ "محمود سے کہو کہ نہیں تجھے مخلوق ہی کے درمیان رہنا چاہئیے یہی نہیں مخلوق کے درمیان رہنا ہی ہوگا اس کے ظلم و ستم اٹھانے ہوں گے جور و جفا سہنا پڑے گی اور مکافات کے بدلے اعطا سے کام لینا ہوگا" پھر آپ کو بلا کر کہا کہ "جنگل میں رہنے سے تمہارا مقصد کیا ہے تمہارے خاندان کیا کام کرتے ہیں یہ غرض کی کچھ نہیں مقصد محض علائے حیات مریدی مجاہدہ اور کفش برداری فقراء ہے والد روئی کی سوداگری کرتے تھے" اس کے بعد آپ کو حضرت نے مجاہدات و ریاضات کا حکم دیا۔ ان مجاہدات کے درمیان آپ دس دس روز تک کچھ بھی نہ کھاتے تھے ایک عرصہ تک مجاہدات کرتے رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

عقل و اتقا

شریعت غرائے اسلامیہ کے بہت پابند تھے اور آپ کا اتقا بڑھا ہوا تھا ایک روز آپ کے پیر بھائی کے یہاں مجلس سماع تھی جس میں آپ بھی مدعو کئے گئے تھے۔ وہاں مزامیر کے ساتھ سماع جو شروع ہوا۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے پیر بھائیوں نے بہت اصرار کیا اور بٹھانا چاہا مگر آپ نے ایک نہ سنی اور فرمایا اب میں اس مجلس میں ہرگز نہ بیٹھوں گا کہ یہ مجلس اور یہ امر خلاف سنت ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ اس سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ سماع سے منکر ہیں اور اپنے پیران طریقت کے مسلک کے خلاف قدم اٹھا رہے ہیں جنہوں نے سماع سنا ہے۔ فرمایا مسلک مرشدین حجت نہیں کتاب و سنت سے دلیل پیش کیجئے۔ آپ کا چلا آنا لوگوں پر گراں گزرا کچھ لوگوں نے حضرت سلطان المشائخ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا "ابھی ان کا اتقا بڑھا ہوا ہے" علی قندہاری اور عمر سمرقندی مشائخین کرام کے دشمن اور سخت معاند تھے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں ان کی ہمتیں اور بڑھ گئی تھیں کیونکہ وہ ان کے بہکانے اور کہنے سننے سے خود بھی مشائخین کا دشمن بن گیا تھا انہوں نے سازش کی کہ کسی طرح آپ کو تکلیف پہنچائی جائے اور سلطان کو بھڑکا کر آپ کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے۔

چنانچہ ان کے بہکانے سے ایک روز سلطان محمد تغلق نے ضیافت کی جس میں آپ بھی مدعو ہوئے طے پایا کہ کھانا سب کا سب طلائی و نقرئی ظروف میں رکھ کر سامنے لایا جائے اگر شیخ کھا لیں تو ان پر شرعی حجت قائم کر کے انہیں پکڑا جائے اور اگر نہ کھائیں تو ان پر توہین سلطان کا الزام عاید کر کے مقدمہ چلایا جائے۔ اپنے نزدیک انہوں نے ایک ایسا جال پھیلایا تھا جس سے بچ کر نکلنا ان کے نزدیک محالات نہیں غیر ممکنات سے تھا ظاہر بیں افراد فقراء کی عظمت و تقدیس کو اپنے پیمانہ عقل سے ناپتے رہے ہیں انہیں کیا خبر تھی کہ ہوا اس عنقا کا آشیانہ بہت بلند ہے اپنے نزدیک تو وہ اس روز آپ کی گرفتاری کا پورا اہتمام کر ہی چکے تھے اور سمجھتے کہ آج ہم ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے یہاں آپ کو نور باطن سے تمام حالات منکشف ہو چکے تھے۔ دوستان خدا پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان امر نہیں۔ ضیافت ہوئی اور آپ بھی اسمیں بلائے ہوئے پہنچے جب کھانا آپ کے سامنے آیا تو آپ نے ان ظروف سے تھوڑا سا کھانا اٹھا کر ہاتھ پر رکھ لیا اور پیز سے کھایا اس طرح آپ نے ان کے پھیلائے ہوئے جال کو ایک جنبش میں تار تار صاف کر دیا۔

تصرفات و کرامات

شیخ برہان الدین غریب کے پاس سے اتفاقاً وہ کلاہ بندی گم ہو گئی جو شیخ کی عطیہ تھی انھیں بہت غم و الم تھا اور بہت فکر تھی۔ آپ کو جو علم ہوا تو فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہاری گم شدہ شئے بھی ملیگی اور اس کے علاوہ آج اس سے بہتر عطیہ عطا ہوگا آپنے جو فرمایا تھا وہی ہوا آپ کو اس روز شیخ نے ایک مصلیٰ عطا کیا اور گٹھری جو کھول کر دیکھی تو اس میں کلاہ بندی بھی رکھی ہوئی تھی۔

سلطان محمد تغلق نے جو ضیافت کی تھی اور جس سے آپ کامیاب ہو کر نکلے تھے اسکے بعد سلطان نے آپ کو زرِ سرخ کے دو توڑے اور کپڑے کے دو قیمتی تھان نذر پیش کئے تھے آپ نے اس نذر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور کوئی التفات بھی نہ کی۔ خواجہ نظام الدین وزیر سلطنت سلطان کا عزیز بھی تھا اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی کے مریدان خاص میں تھا وہ صورت حالات کو بہ نظر غائر دیکھ رہا تھا اٹھا اور اٹھکر وہ دونوں توڑے اور تھان خدا کے سپرد کئے اور عجلت کے ساتھ آپکے جوتے اٹھائے انھیں اپنے رومال سے جھاڑا اور آپکے سامنے رکھدیا نہ صرف یہ کیا دروازہ تک آپ کے ساتھ آیا جب وہ واپس ہو کر دربار میں پہنچا تو سلطان غضبناک بیٹھا ہوا تھا اس نے وزیر کو دیکھتے ہی دست بہ شمشیر انتہائی ناراضگی کیساتھ پوچھا تم نے عطیہ سلطانی کو کیوں ہاتھ لگایا ہمارے سامنے کیوں آپکے جوتے جھاڑے اور انھیں رومال سے صاف کرکے کیوں اُن کے سامنے رکھا خواجہ نظام الدین وزیر نے پوری بیخوفی کے ساتھ جواب دیا کہ حضور سلطان ہیں اختیار ہے جو چاہیں کریں خواجہ کے جوتوں کو اپنے سر کا تاج بنانا میرا فخر ہے کہ میں حضور سلطان المشائخ کا غلام ہوں آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو میری جان تو ان حاضر ہے جسے اُن کے قدموں پر نثار کردوں گا۔ سلطان کو یہ جواب سنکر غصہ تو بہت آیا مگر یہ آپکا تصرف تھا کہ وہ وزیر سلطنت کا کچھ نہ کر سکا۔

سماع اور وجد و حال

آپ سماع سنتے تھے مگر مزامیر کے ساتھ کبھی سماع نہ ہوتا تھا ایک روز آپ کی مجلس میں سماع ہو رہا تھا کہ قوالوں کی اس بیت پر آپ کو حال آگیا ؎

نظر از دیدہ ہا ناقص فتادہ است — وگرنہ یار ما از کس نہاں نیست

اور دیر تک حال رہا۔ جوامع الکلم میں لکھا ہے کہ ایکروز آپ کی خانقاہ میں سماع جو شروع ہوا تو آپ کو اس شعر پر وجد طاری ہو گیا ؎

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی — قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی

مولانا مغیث اس عہد کا ایک شاعر تھا اس نے ایک رسالہ میں اس مجلس کی تمام کیفیت لکھکر تحریر کیا کہ شیخ کو ایک ایسی بیت پر وجد طاری ہوا جس میں اللہ پر جور و جفا کا پہلو نمایاں ہے اس سے صریح کفر لازم آتا ہے اسی قسم کی بہت سی باتیں لکھکر اس رسالہ کو اُس نے مولانا معین الدین کو بھیجدیا مولانا نے اسے آپکے پاس بھیجدیا آپنے مولانا کو بلا کر دوستانہ رنگ سے عطا کی اور وہ رسالہ بجنسہٖ انھیں واپس کر دیا۔ چند روز بعد پھر سماع ہوا۔ مولانا مغیث کو بلایا جب وہ سامنے پہنچے فرمایا مولانا تم اس جگہ کیا بول رہے ہو اسکے بعد جلال میں آکر فرمایا انھیں ابھی یہاں سے نکال دو اس جلال کا یہ اثر تھا کہ چار روز کے اندر ہی مولانا مغیث کا انتقال ہو گیا

تعلیمات و نکات

ایک شخص کے فقرۂ حال کے متعلق استفسار فرمایا کہ حال صحت اعمال کا نتیجہ ہے اور اعمال کی دو قسمیں ہیں اعمال جوارح و اعمال قلب۔ قلب کے عمل ہی کو مراقبہ کہتے ہیں صورت یہ ہے کہ اول عالم علوی سے انوار کا نزول ہوتا ہے اسکے بعد ارواح پر ہوتا ہے پھر ان کا اثر قلب پر پہنچتا ہے چونکہ جوارح قلب کے ماتحت و مطیع ہوتے ہیں اس لئے قلب کے متحرک ہوتے ہی ان میں بھی تحریک شروع ہو جاتی ہے اور اسی تحریک کو حال کہا جاتا ہے اس نے پھر پوچھا کہ عوارف میں صاحب وقت کو متوسط کہا گیا ہے اور لکھا ہے کہ "المبتدی صاحب وقت والمتوسط صاحب حال والمنتہی صاحب الانفاس" اس کا کیا مطلب ہے۔

آپ نے پوچھا تم نے عوارف پڑھی ہی ہے کچھ جواب نہ دیا فرمایا صاحب وقت وہ صوفی ہے جو وقت میسر شدہ کو غنیمت سمجھکر عبادت و نیکی میں مصروف رہے اس خیال سے کہ ممکن ہے زندگی نے وفا نہ کی اور دوسرا وقت ملا یا نہ ملا اس لئے میسر شدہ مہلت میں جو کرنا ہے کر لیا جائے۔ صاحب وقت اسی لئے اپنا وقت نماز روزہ اور عبادت و نیکی میں بسر کرتا ہے جب سالک کو حفظ اوقات کی عادت ہوگئی اوقات معمور رہنے کی استقامت حاصل ہوگئی تو گویا امید ہوئی کہ اب صاحب حال ہو جائیگا حال حضرت وہاب و فضل الٰہی پر موقوف ہے مگر اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کیا کرتا اور مکاسب و محنت کا نتیجہ ضرور مواہب کی صورت میں مترتب ہوتا ہے مواہب عبارت ہے انوار سے جب نزول انوار ہونے لگتا ہے تو صاحب حال ہوتا ہے رہ گیا منتہی اسے جو صاحب انفاس کہا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کی زبان سے جو کچھ نکلے اللہ تعالیٰ اسی وقت اُسے پورا کردے۔ فرمایا غم ایمان کا کھانا چاہیے میں تو حیران ہوں کہ خلقت متاع کے بغیر جیتی کیونکر ہے۔ دنیا والے تو کہتے ہیں کہ اولیا کس طرح جیتے ہوں گے انھیں نہ کوئی آرام ہے اور نہ عیش نہ کھاتے ہیں اور نہ کچھ پہنتے ہیں لیکن اولیا یہ چھوڑ کر کہتے ہیں کہ خدا ہی جانے کہ بندگان خدا اس شام کے بغیر جیتے کیونکر ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ شادیٔ وصال سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں فرمایا عیال اللہ کی خدمت کرو خلق و مروت کو اپنا شعار عمل بنائے رکھو اور دشمنوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اخلاق کریمانہ

اخلاق فاضلہ کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص آپکے بستر چرانے گیا آپ نے کسی سے اس کا ذکر بھی نہ کیا ایک روز بعد ظہر آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت اتفاق سے کوئی موجود نہ تھا کہ تراب قلندر جو مدت سے آپکا شدید دشمن تھا موقع پا کر حجرہ میں گھسا چھری سے پیہم گیارہ وار کئے اور یہ سمجھکر کہ کام تمام ہو گیا ہے بھاگا مگر گرفتار ہو گیا آپنے قسم دی کہ اسے کچھ نہ کہنا بلکہ سامنے بلا کر انعام دیا اور فرمایا تیرا ہاتھ تو نہیں دکھا بہت تکلیف اٹھائی اور بچ گئے اس واقعہ کے تین سال کے بعد شب جمعہ کو بتاریخ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک سے اس وقت تک فیوض و برکات کے چشمے جاری ہیں۔ روضہ مبارک پر جاتے ہی قلب متاثر ہو جاتا ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

افضل الخلق کے محاسن اخلاق

آنحضرت صلعم کی ذات میں تمام اخلاق کا ظہور

آنحضرت سرورِ کائنات صلعم کی زندگی کا سب سے بڑا وصف محبت و عبدیت الٰہی کا ایک لازوال جذبہ تھا آپ شب و روز خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرا جس میں آپ کا دل اور زبان یادِ خدا سے فارغ رہا ہو۔ گویا یوں سمجھیے کہ اگرچہ آپ کا ظاہری جسم تو دنیا کے کاموں میں لگا ہوتا تھا اور روح ہر وقت یادِ الٰہی کے جذبہ اور نشہ سے سرشار رہتی تھی حق کی اطاعت و محبت کا ذوق و ولولہ ہر وقت آپ کو گھیرے رہتا تھا اور ہر وقت آپ واصل بحق رہتے تھے۔

ساری ساری رات بارگاہ نیاز میں کھڑے کھڑے گذار دیتے تھے حتیٰ کہ پاؤں مبارک پر ورم آجایا کرتا تھا۔ آپ اگرچہ دنیا میں تھے مگر دنیا کی دلچسپی سے اپنے دل کو ملوث نہ ہونے دیا اگرچہ آپ کو وحی الٰہی نے خوشخبری سنادی تھی کہ ہم نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے مگر پھر بھی طاعت الٰہی میں ہمیشہ سرگرم رہے۔ ایک دفعہ آپ پیروں کے بل بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا حضور اطمینان سے روٹی کھایا کریں آپ نے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

خدمت خلق اور حب وطن آپ کا جو وقت خدا کی یاد سے بچتا وہ مخلوق کی خدمت میں بسر ہوتا مخلوق خدا کی نفع رسانی کا جذبہ آپ کو کسی وقت آرام سے نہ بیٹھنے دیتا تھا یہ خدمت خلق کا جذبہ ہی تھا کہ آپ نے اپنے جانی دشمنوں سے پتھر کھا کر ان کو دعائیں دیں۔ ان کی بھلائی چاہی اور ان سے دوستوں سے زیادہ سلوک کیا۔ ؎

دست دعا انہی کیلئے عرش تک بلند
ہے جنکی آستیں میں خنجر چھپا ہوا

آپ فرماتے ہیں خیر الناس من ینفع الناس تم میں بہتر انسان وہ ہے جو مخلوق کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔

حب وطن کا جذبہ اس واقعہ سے لگائیے کہ آپ اپنے ملک کی فلاح و بہبود میں تمام عمر سرگرم عمل رہے قبل نبوت بچپن ہی میں آپ نے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی تفصیل ان کے مقام پر گذر چکی۔ شعب ابوطالب میں آپ تین سال محصور رہے اس زمانہ میں مکہ کے اندر سخت قحط سالی پڑ گئی مکہ کے بڑے بڑے سردار حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا محمد تیری قوم بھوکی مری جارہی ہے اپنے خدا سے دعا کر کہ بارش ہو اور تیرے ملک کا بھلا ہو آپ اپنے ملک والوں سے یہ سنکر فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خوب بارش ہوئی اور ملک سے قحط سالی دور ہوگئی۔

عصمت و عفت عرب میں بیحیائی اور بدکاری کی اتنی کثرت تھی کہ خدا کی پناہ، عرب کیا تھا معصیت و سیاہ کاری کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا ایسے ملک اور ایسے قوم میں پوری جوانی کی تکمیل تک کمال عفت و پاکبازی سے اپنی زندگی گذاری، کوئی بدکاری نہیں کی۔ کسی قسم کی بیحیائی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ کوئی گناہ نہیں کیا گناہ تو کیا گناہ کا خیال تک نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ دعویٰ نبوت کے بعد آپ نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو چیلنج کیا کہ میں نے تم میں ہی اپنی ساری عمر بسر کی ہے بتاؤ تم نے میری زندگی میں نقص و عیب کا شائبہ تک دیکھا۔ آپ کی بیوی حضرت عائشہؓ کی آپ کی نسبت گواہی ہے کان املکہم لاربہ یعنی آنحضرت صلعم بہت زیادہ اپنی شہوت پر قابو رکھنے والے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا و لا متفحشا یعنی آنحضرت صلعم ہرگز فحش گو یا فحش اختیار کرنے والے انسان نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلعم کبھی میرے سامنے بے پردہ نہیں ہوئے اور نہ کبھی مجھے بے پردہ کیا۔ صحابہ کی شہادت ہے کہ آپ جوان کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے۔ چنانچہ نو عمری کے عالم میں آپ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ کے چچا عباس نے آپ کو ننگا کر دیا تو آپ فرط حیا سے بیہوش ہوگئے۔ غور کرو بیحیائی اور فحش عیاشی اور بدکاری کا زینہ اور عنوان ہے جب یہی چیز آپ میں نہ تھی تو عیاشی اور بدکاری کا وجود کہاں ہوتا۔ غرض آپ دنیا کے سب سے بڑے عصمت مآب اور پاکباز تھے۔

صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی پاکبازی نے چند سال کے عرصہ میں عرب سے عیاشی اور بدکاری کو کلیۃً نیست و نابود کر دیا اور آپ کی بینظیر پاکباز عفت اور قوت قدسی نے اپنے ساتھیوں کو ایسا پاکباز اور فرشتہ خصلت بنا دیا کہ اُن کے سامنے فرشتے بھی شرمانے لگے۔

شجاعت ایک انسان جتنا زیادہ عفیف و پاکباز ہوتا ہے اتنا ہی شجاع و غیور۔ اس بنا پر آپ حد درجہ شجاع تھے حنین کے موقعہ پر تیر اندازوں کے سخت حملہ کی وجہ سے سب ساتھی علیحدہ ہوگئے مگر آپ اکیلے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہے ایک دفعہ آپ ایک درخت کے نیچے اکیلے سو رہے تھے ایک دشمن بھی آگیا تلوار سونت کر سر پہ کھڑا ہوگیا اور آپ کو جگا کر پوچھا کہ اب بتائیے آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے، شجاعت مجسم نے لیٹے لیٹے ہی جواب دیا کہ اللہ یہ کلمہ کچھ ایسے رعب و دبدبہ کے ساتھ کہا کہ دشمن تھرا گیا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی۔

علی شیر خدا فرماتے ہیں کہ آپ لڑائی میں سب سے زیادہ خطرناک مقام پر ہوا کرتے تھے اور آپ کے اردگرد وہی لوگ کھڑے ہو سکتے تھے جو بڑے بہادر ہوتے تھے اور دشمن کی سخت یورش کے وقت ہم آپ کی پناہ لیا کرتے تھے۔

عفو و رحم شجاع آدمی عموماً ظالم ہوا کرتے ہیں مگر آپ باوجود کمال شجاعت کے حد درجہ رحم دل تھے۔ ۲۱ سال تک دن و رات بے درپے آپ نے مظالم سہے مگر فتح مکہ کے روز آپ نے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔ طائف کے اوباشوں نے تین میل تک آپ پر پتھراؤ کیا حکم الٰہی آیا اگر چاہو تو انہی عذاب نازل کر دوں فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ایک خدا کی عبادت کریں گے۔ احد کے میدان میں آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا چہرہ میں زرہ گھس گئی اور سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے مگر اس وقت بھی دعا کی اے رب! میری قوم کو بخشدے کیونکہ یہ نادانی سے مجھے اذیت پہنچا رہے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ نے ساری عمر اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا۔ پھر دیکھو آپ پر دو قسم کے زمانہ آئے پہلا تیمی، ناداری، مغلوبیت مصیبت، مخالفت اور مفلسی کا اور دوسرا حکومت و امارت، فتوحات، بادشاہی عزت، اقتدار اور دولت کا دونوں زمانوں میں آپ نے کمال اخلاق کا نمونہ دکھلایا۔ پہلے زمانہ میں حیا عفت، صدق، امانت، دیانت، صبر، قناعت، وقار، استقلال اور استقامت، خوش خلقی، تبلیغ ادا، اولوالعزمی وغیرہ اخلاق نمایاں طور پر ظاہر ہوئے اور دوسرے زمانہ میں رحم و کرم، عفو، بخشش، شجاعت اور ثابت قدمی، ایثار، چشم پوشی، درگذر، اطاعت قانون، پابندی عہد، حلم خاکساری، دنیا کی راحت و آرام سے کنارہ کشی اور حسن معاشرت کے اعلیٰ نمونے اور جلوے دکھائے۔

کمال اخلاق کے ظہور کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہے

ایک تو یہ کہ صاحب اخلاق کی زندگی ہر قسم کے اخلاق کا نمونہ رکھتی ہو دوسرے یہ کہ ہر ایک خلق اس کی ذات میں اپنے کمال پر ظاہر ہوا ہو اور یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ صاحب اخلاق ہر قسم کے حالات سے گذرا ہو مثلاً ایک شخص حالت غربت میں انکساری اور فروتنی کے خلق کو ظاہر کرے تو گو اس کو خلیق تو کہیں گے مگر یہ خلق حالت کمال میں اسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے جبکہ وہ عاجزی، بیکسی اور غربت کی حالت سے نکل کر طاقت و اقتدار اور حکومت و بادشاہی کو پہنچے اور انکساری و فروتنی کا اظہار کرے۔

یہ دو باتیں بانیان مذہب میں صرف آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہی پائی جاتی ہے کیونکہ آپ کو ہر قسم کے حالات میں سے گذرنے کا موقعہ ملا اور آپ نے غربت و حکومت دونوں زمانوں میں یکساں عاجزی انکساری احسان و مروت اور عفو و رحم کا ثبوت دیا۔

جود و کرم آپ کے یہاں خدا کے فضل و کرم سے کسی چیز کی کمی نہ تھی اگر آپ چاہتے تو سیم و زر سے اپنا گھر بھر لیتے اور شاہانہ زندگی بسر کرتے لیکن آپ نے دنیا کی دولت اور اس کے عیش و آرام پر لات مار کر ساری زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی اور اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں نثار کر دیا آپ کبھی سائل کو رد نہ فرماتے تھے آپ کا حکم تھا کہ جو مسلمان مقروض مر جائے اس کا قرض میں ادا کروں گا۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا آپ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا ایک نوکری آٹے کی آپنے حضرت عائشہؓ سے وہی نوکری دلوادی اور خود اہل و عیال کے ساتھ رات فاقہ میں بسر کی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گلے میں ایک زنجیر طلائی دیکھی فرمایا، یہ زیبا نہیں کہ محمد کی بیٹی کے گلے میں آگ کا طوق ہو" چنانچہ سعادتمند بیٹی نے زنجیر فروخت کر دی اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔

ایک دفعہ فدک کے غلہ سے آپ کے پاس چار اونٹ آئے مگر وہ غلہ شام تک تقسیم نہ ہو سکا جب حضور کو اطلاع ہوئی تو فرمایا جبتک دنیا کا مال باقی ہے میں گھر میں نہیں جا سکتا" بحرین سے خراج کا مال آیا تو مسجد میں سیم و زر کا انبار ہو گیا صبح کی نماز سے فارغ ہو کر آپ اس ڈھیر کے پاس آ بیٹھے اور تقسیم فرمانے لگے تھوڑی دیر میں دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور شام کو گھر میں فاقہ ہو گیا۔

حسن معاملہ آپ کا معاملہ اپنے عزیز و اقارب دوستوں پڑوسیوں اور ملکیوں سے ایسا عمدہ رہا کہ اسی حسن معاملہ نے دشمنوں کے دلوں کو موہ لیا تھا ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور آپ کی ہیبت کر لرز گیا آپ نے فرمایا کیوں خوف کرتا ہے میں اسی غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی، ایک یہودی ساہوکار نے مقررہ عہد سے تین روز پہلے اپنے قرض کا تقاضا کیا آپ کی چادر چھین لی اور بہت کچھ برا بھلا کہا اس پر حضرت عمر کو غصہ آگیا، آپ نے فرمایا عمر! یہ طرز عمل تجھ کو نہیں تمھیں زیبا تھا کہ مجھے ادائیگی کی اور اس کو حسن تقاضہ کی تلقین کرتے، اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور حضرت عمرؓ کے عتاب کے عوض اصل قرضہ سے ڈیڑھ من غلہ زیادہ دیا جائے تاکہ اس کی کچھ اشک شوئی ہو جائے" اس حلم نیک طینتی اور خوش خلقی کا یہ اثر ہوا کہ وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ میں دس برس تک خدمت نبوی میں کمربستہ رہا مگر اس طویل مدت میں آپنے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور وہ کام کیوں نہ کیا۔ آپ بچوں کو اپنی گود میں بٹھا کر کھلایا کرتے تھے اور ان کی ہر طرح دلجوئی کیا کرتے تھے، جب کسی سے ملتے تو پہلے خود سلام کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی مصافحہ کرتا تو آپ اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچتے جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتا، بیوہ عورتوں کا سودا سلف خود بازار سے لا دیا کرتے تھے۔ بعض وقت ایسا ہوتا اگر سودے کی گٹھری کے لئے ہاتھ میں جگہ نہ ہوتی تو دانتوں سے پکڑ لیتے اور دن رات اسی ٹوہ میں پھرا کرتے تھے کہ کسی کے کام آؤں اور آپ احتراماً اپنے صحابہ کا نام لیا کرتے تھے۔

وعظ بشیر

ایک مسلسل وعظ کی کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی جا رہی ہے

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

صحت ایمان یا عقائد

الحمد لله الذی هدانا الی الایمان واظهر هذا الدین علی سائر الادیان والصلوٰة والسلام علی رسوله وحبیبه سید الانس والجان

اما بعد۔ برادران اسلام ہمارا زبانِ بیان کر داس خدائے قدوس جل مجدہ کی جس نے ایمان کی ہدایت بخشی اور ہمارے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا اور درود وسلام بھیجو نبی برحق شفیع عاصیان سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل و تصدق سے ہم خیرالامم کہلائے۔

صاحبو! ہمارا پیارا و مقدس مذہب اسلام نہ تو محض چند دل خوش کن اور طفلانہ تخیلات اور خلاف عقل و فطرت عقائد کا مجموعہ ہے اور نہ چند رسمی اور بیجان عبادت کا نام اسلام ہے بلکہ وہ ایک ایسا جامع و مانع مذہب ہے جو جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی صفائی اور تربیت کا سامان کرتا ہے اور دونوں کو زندگی بخشتا ہے وہ تکمیل نفس کو لازمی قرار دیتا ہے ایمان کو بغیر عمل صالح کے ناتمام اور منافقت ٹہراتا ہے رسمی عبادت کو فضول اور بے اثر قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو مذاہب عالم پر اس امر میں فوقیت و برتری حاصل ہے جس کے سامنے تمام مذاہب سرنگوں ہیں سچا مذہب وہی ہے جو انسان کو حالت جمود سے نکال کر اس میں قوت عمل پیدا کرے۔ ایک طرف صحیح عقائد سے اس کے دل و دماغ کو روشن کرے اور دوسری طرف قوائے عملیہ کو برانگیختہ کر کے ان کو صحیح رستہ پر لگا دے یہ اسلام اپنے متبعین میں قوت عمل پیدا کرتا ہے۔ نہ محض رسمی عقیدوں اور بلند بانگ دعاؤں اور کھوکھلی آمانیوں کو کوئی وقعت نہیں دیتا اپنا سارا زور ایمان کے مطابق عمل پر دیتا ہے بلکہ زندگی کو "عمل" سے تعبیر کرتا ہے اور بے عملی غفلت وجمود کو موت بتلاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا لیس للانسان الا ما سعیٰ انسان کیلئے وہی کچھ ہو جسکے لئے وہ سعی کرے

ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

یاایها الانسان انك کادح۔ اے انسان! تیرا کام محنت کرنا ہے

ایک تیسری جگہ فرمایا:۔

واعدوا لهم ما استطعتم اور جہانتک تم سے ہو سکے قوت فراہم کرو یعنی سامان حیات کو حتی الامکان فراہم کرو۔ وسائل زندگی کو لازمی قرار دو اپنے نظام حیات کو مضبوط بناؤ یہی اسلام کا پہلا سبق ہے اور وہ بے عملی اور غفلت وجمود کا بہت بڑا دشمن ہے۔

برادران اسلام حقیقی مسلمان بننے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایمان اور عمل صالح مگر افسوس کہ ہم نے انہیں دونوں چیزوں کی حقیقت اور باہمی تعلق سمجھنے میں سخت غلطیاں کھائی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے دنیا میں ذلیل و رسوا اور غلام و محکوم ہیں لہٰذا آپ کو ان دونوں چیزوں کی حقیقت کو اور ان کے باہمی تعلق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئیے۔

عقیدہ اور ایمان کی تعریف

آپ ایمان کے لغوی اور اصطلاحی معنے معلوم کر چکے ہیں یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں بلکہ یہاں عقیدہ اور ایمان کی تعریف کو ایک عام فہم انداز میں پیش کیا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ احکام شرعی کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں جو کیفیت عمل سے متعلق ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ عبادات کے احکام و شرائط اور آداب کیا ہیں ان احکام کو فرعی و عملی کہتے ہیں اور دوسری قسم کے احکام شرعی وہ ہیں جو دل کے یقین و اعتقاد سے متعلق ہیں ان کو اصلی اور اعتقادی کہا جاتا ہے۔ پہلے حصہ کو علم شرائع اور دوسرے علم کو علم التوحید بھی کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں دو قسم کے احکام آئے ہیں یا یوں سمجھو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے اور اس پر وعدہ کیا ہے کہ تم اپنے اندر ان دو چیزوں کو پیدا کر لو اور جنت کے وارث اور دنیا کے مالک بنجاؤ ان میں سے پہلا حکم تو یہ ہے امنوا بالله ورسوله یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ایمان لانے کے معنے صرف یہ نہیں کہ ہم محض رسمی طور پر خدا کو ایک اور اس کے رسول کو سچا نبی مان لیں لیکن دل کو اس اقرار کا علم نہ ہو اس میں یقینی کیفیت نہ ہو بلکہ اس کے معنے اللہ تعالےٰ نے خود ہی بیان کر دیئے ہیں ارشاد ہے

الذین اتینهم الکتاب یتلونه حق تلاوته اولئك یؤمنون به ومن یکفر به فاولئك هم الخاسرون ٥	جن لوگوں کو کتاب دی بشرطیکہ اس کی تلاوت کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جو شخص نہ مانے گا خود ہی ایسے لوگ نقصان میں رہیں گے۔"

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ درحقیقت ایمان والے وہی لوگ ہیں جو قرآن پاک کے علم و عمل کی تکرار کرتے ہیں یعنی قرآنی احکام کا علم بھی حاصل کرتے ہیں اور پھر ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کے احکام اور امر و نواہی پر عمل کیا جائے۔

برادران اسلام! ایک شخص کے ایمان میں جتنی کمی ہوگی اسی قدر نیک اعمال کے صدور میں کمی ہوگی جبھی تو اللہ تعالےٰ نے ایمانداروں کو اسلام

پوری طرح داخل ہونے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا:-

یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین۔
اے ایمان والو! اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو بیشک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان اور ایمان کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے گذارے اور اپنے فرائض حیات سے ایک منٹ بھی غافل نہ رہے اس کا مرنا جینا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا اور تمامی مشاغل حیات شریعت عظمی کے مطابق ہوں جو شخص دین و دنیا کی جن باتوں میں جہاں تک ..... قرآنی احکام کی مطابقت نہ کرے گا اسی حد تک شیطان کا پیرو ہوگا گویا رحمن اور شیطان کی حدود کے ڈانڈے ملے ہوئے ہیں۔ جو مسلمان رحمن کے دائرے سے ذرا بھی باہر ہوا اور وہ شیطان کے دائرہ میں پہنچا۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام میں پوری طرح داخل نہ ہونا ایمان میں کمی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا بھی ہے۔

حضرات! پہلا مطالبہ تو یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پہلا مرحلہ آمنوا ہے اور دوسرا "عملوا الصالحات" گویا ایمان روح ہے اور عمل صالح جسم۔ جب تک ان دونوں کا صحیح اشتراک نہ ہو صحیح مذہبی زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جسم سے پہلے انسان کی روح پر ایمان کے ذریعہ اپنا قبضہ کرتا ہے اور پھر جسم پر اعمال صالح کی حکومت قائم کرتا ہے۔

اس چیز کو ذرا اور زیادہ تفصیل کے ساتھ سمجھو کیونکہ اسی مرحلہ میں مسلمان افراط و تفریط کر کے صراط مستقیم سے بھٹک رہے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ احکام شرعی ایک تو وہ ہیں جو کیفیت عمل سے متعلق ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ عبادات کے احکام اور آداب و شرائط کیا ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ اعمال صحت و درستی کے ساتھ ظہور پذیر ہوں۔ ان احکام کو فرعی اور عملی کہتے ہیں، اور دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو یقین و اعتقاد سے متعلق ہیں، ان کو اصلی اور اعتقادی کہا جاتا ہے۔ مذہبی زندگی کے یہی دو دائرے ہیں اور پورا اسلام ان ہی دونوں میں محدود و محصور ہے۔

ایمان اور عمل کا تعلق

قرآن کریم میں جابجا خدا تعالے کی ذات اور اس کے افعال و صفات کا بیان ہے۔ اور بار بار اس کی ذات پر ایمان لانے کو کہا گیا ہے کیونکہ درحقیقت اللہ پر ایمان لانا ہی سب سے پہلی مذہبی چیز ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ قرآن کریم کے ہر صفحہ پر بکثرت ایسی آیات نظر آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید ذات و صفات اور عظمت و جلال پر دلالت کرتی ہیں اور ان پر غور و فکر کرنے سے اللہ پر ایمان لانا یقینی ہو جاتا ہے اور جب ایک بار اللہ تعالے کی ہستی کو صحیح معنوں میں تسلیم کر لیا جائے

تو پھر فطرت انسانی تقاضہ کرتی ہے کہ اس کا حکم مانا جائے اس کی عبادت کی جائے اور اس سے لازوال محبت کی جائے یہیں سے "عمل صالح" شروع ہوتا ہے اور انسان دین و دنیا کی خیر و برکت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا
اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالے نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا اور خدا تعالے سے زیادہ کس کا کلام سچا ہوگا۔

اس آیت شریفہ میں ایمان و عمل صالح والوں کیلئے جنت کا وعدہ مذکور ہے۔ اب ایمان کی تعریف یقین و اعتبار اور سچ جانے گئے ہیں اور عمل صالح اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ ایمان انھیں چیزوں پر لانا چاہیئے جو بطور عقیدے کے قرآن مجید میں جابجا بیان کی گئی ہیں اور عمل صالح یوں سمجھو کہ ایمان کے بعد شریعت کے اوامر کو بجالانا اور نواہی سے پرہیز کرنا ہے گویا قرآن پاک انہیں دونوں پر ختم ہے اور یہی اسلام ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔
اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

پس حضرات! جس عورت یا مرد کو ایمان اور عمل صالح کی صحیح روح اور توفیق ملی اس کا مقام جنت ہے اور اس کی کوئی نیکی ضایع نہ جائے گی۔ صرف یہی نہیں کہ ایمان و عمل صالح والوں کو جنت ملیگی..... بلکہ وہی لوگ اس دنیا میں بھی ہر طرح کامیاب و بامراد ہوں گے چنانچہ فرمایا:-

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔
تم ہی دنیا میں اعلون بنکر رہوگے اگر مومن بنجاؤ۔

اسلام صرف یہی نہیں سکھاتا کہ دنیا میں درویشوں کی طرح محض تسبیح و تہلیل ہی میں عمر گذار کر جنت کو ترستے رہو اور بھوکے ننگے رہ کر بھوکے مرتے رہو بلکہ وہ تو یہ سکھاتا ہے کہ ایمان و عمل صالح کے دائرہ میں رہکر تحمل اور جدوجہد سے اس زندگی کو بھی کامیاب زندگی بناؤ دنیا کو بھی جنت بناؤ۔ یہ آخرت میں خود بخود نیک اجر ملیگا ارشاد باری ہے۔

بشری فی الحیوۃ الدنیا والاخرۃ۔ ان الارض یرثھا عبادی الصلحون
ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی زمین کے وارث صالح بندے ہوتے ہیں۔

یعنی ایمان و عمل صالح والے زمین کے وارث بھی بنجاتے ہیں اور جنت کے بھی لہذا اگر دین و دنیا میں کامیاب و بامراد ہونا چاہتے ہو تو پہلے اپنے اندر ایمان و عمل صالح کی حقیقی روح پیدا کرو۔ یہ دونوں چیزیں ظاہر طور پر بھی غنی کر دیں گی اور باطنی غنا بھی دیں گی۔ یہ یقینی کہ

اٹھا کر بلندی پر پہنچا دیں گی۔

حضرات! صحت ایمان کے لئے عقیدہ کا صحیح ہونا لازمی ہے اگر ایک مسلمان کے عقیدہ میں کوئی نقص اور کجی ہے تو خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرے مقبول نہیں ہو سکتی اور نہ ہی نجات مل سکتی ہے پس عقیدہ کی درستی مسلمان کا پہلا فرض ہے اور اسلامی عقائد کی جڑ توحید الٰہی کا عقیدہ ہے بقیہ تمام عقائد اسی کے ماتحت ہیں عقیدۂ توحید کو اچھی طرح سمجھ لیجئے تاکہ حقیقی زندگی کے حقیقی اثرات و نتائج مترتب ہوں یاد رکھیے کہ اگر ایک مسلمان کا توحید و رسالت پر خاتمہ ہوا ہے تو اسے ضرور جنت میسر ہوگی اور وہ دنیا کا بھی مالک بنے گا اصل چیز حصول جنت کے لئے خدائے قدوس کی توحید اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا اقرار ہے چنانچہ ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے کلمۂ توحید کا دل سے اقرار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ آپ نے اس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ جنت میں جانے کے لئے فقط لا الٰہ الا اللہ کا زبانی اقرار کر لینا کافی ہے دوسرے اعمال کی پابندی کی چنداں ضرورت نہیں اس غلط خیال کی وجہ سے آپ اعمال صالحہ کی حقیقی روح سے محروم ہیں اور غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جس وقت سے آپ کے دماغوں میں یہ غلط خیال آیا اسی وقت سے آپ بتدریج گرتے گئے نوبت باینجا رسید کہ آپ دنیا میں خیر الامم تھے مگر اب اپنی بداعمالیوں کے سبب ارذل الامم بنکر رہ گئے۔ ہماری بداعمالی اور سیاہ کاری کی یہی وہ بنیادی اینٹ ہے جس سے ٹھوکر کھا کر یہاں و فساق معصیت شعاری کے تاریک کنوئیں میں گرتے ہیں ان سے جب کبھی نیک اعمال کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ جھٹ اسی حدیث کو پڑھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمیں لا الٰہ الا اللہ پڑھنے ہی سے جنت مل جائیگی تو پھر اعمال کی مشقت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کی یہ بیہودہ جرأت و جسارت حد درجہ گمراہ کن ہے جس سے قوائے عملیہ پر موت طاری ہوتی ہے۔ پس اس حدیث کا اصل مفہوم و مفاد اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ توحید کا قائل جنت میں ضرور داخل ہوگا مگر اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ صرف زبانی کلمۂ توحید کا اقرار کافی ہے بالکل غلط ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اس کلمہ کا پڑھنے والا اگر اس کے مطابق نیک عمل بھی کرتا ہے تو وہ ابتدا ہی میں جنت کا وارث ہو جائے گا لیکن اگر کلمہ توحید کے ساتھ فسق و فجور کا بھی مرتکب ہوگا تو اپنے اعمال کی پاداش میں عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھیگا اور بعد جب عمل کے سزا کے ایک عرصہ تک دوزخ میں رہے گا۔ اس سزا کے بھگتنے کے بعد کلمۂ توحید کے اقرار کے باعث جنت میں داخل ہوگا سو جو شخص عذاب الٰہی سے بچکر جنت میں داخل ہونیکا خواہشمند ہے اس کو اعمال کی پابندی نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

حضرات! انسان کی حقیقی فلاح و کامیابی کیا ہے؟ عذاب الٰہی سے بچکر جنت میں چلے جانا اسی کو نجات کہتے ہیں اور مذہب کی غایت بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فمن زحزح عن النار و ادخل الجنۃ فقد فاز	جو شخص دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہو گیا اس نے فلاح و کامیابی حاصل کی

برادران اسلام! پھر سمجھ لیجئے کہ یہ فلاح و کامیابی صرف کلمۂ توحید کے زبانی اقرار پر موقوف نہیں بلکہ اس کا دارومدار نیک اعمال پر ہے ایمان و عمل یا علم و عمل دو لفظ ہیں جن کا مفہوم ایک دوسرے سے مختلف ہے لیکن یہ دونوں ایک دوسرے سے کامل وابستگی رکھتے ہیں علم اگر ناقص ہے تو عمل کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور اگر علم کامل ہے تو یقیناً عمل کا ظہور بھی ہوگا۔ طالب جنت کو لازم ہے کہ پہلے علم سیکھے علم عمل کا مرکز ہے جس پر دونوں جہان کے کاموں کا دارومدار ہے علم کی یہ تاثیر ہے کہ وہ نامناسب باتوں کو دور کر دیتا ہے اور عمل کی روح کو تقویت دیتا ہے۔

برادران ملت! جن علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے فرض و لازم ہے۔ وہ تین علم ہیں۔ اول توحید یعنی خدا کو اس کی ذات و صفات میں ایک جاننا۔ دوئم وہ علم جو تہذیب باطن اور دل کی صفائی سے متعلق ہے اور سوئم علم شریعت آمنا علم جس سے دینی و دنیوی کاموں میں ہر انسان کو سب دروز واسطہ پڑتا ہے۔ یہاں میں صرف علم اول کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا۔

سورۂ اخلاص کی مختصر تفسیر

یوں تو تمام قرآن کریم توحید کی تعلیم سے بھرا ہوا ہے اور صفحہ صفحہ پر اسلامی توحید جلوہ گر نظر آتی ہے مگر سورہ اخلاص میں جس جامعیت اور خوبصورتی کے ساتھ انسانی دل و دماغ میں توحید الٰہی کو اتارا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے اس مختصر سی سورت میں توحید الٰہی کو جس بلند مقام پر دکھایا گیا ہے وہاں تک کسی دوسرے مذہب کے تصور و خیال کی بھی پہنچ نہیں اس لئے اس مقام پر سورہ اخلاص کے مفہوم و مفاد کو پیش کر دینا درس توحید کے لئے کافی ہے اب غور سے متوجہ ہو کر درس توحید کو سنیئے:۔

سورہ اخلاص قرآن پاک کے تیسویں پارہ کی ایک سورہ ہے جو مکی ہے یعنی قبل ہجرت کے مکہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی سورہ اخلاص کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اخلاص کے معنے خالص اور صاف کرنے کے ہیں اور چونکہ یہ سورۃ وہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید بیان فرمائی ہے اور اس سورۃ کے نزول سے انسان کے دل و دماغ کو جھوٹے فرضی وہمی اور خیالی معبودوں اور باطل و غلط اعتقادات سے پاک و صاف کیا گیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورہ اخلاص رکھا گیا ہے۔

برادران اسلام! جب ہمارے آقا و مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین کفر و شرک میں علم توحید بلند کیا اصنام کے پجاریوں کو درس توحید دیا اور لوگوں کو ایک خدا کے ماننے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی تعلیم دی تو مشرکین مکہ نے ازراہ تمسخر حضورؐ سے دریافت کیا کہ

جس رب کی عبادت کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں وہ کون ہے؟ اس کی شکل وصورت کیسی ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا جواب باری تعالےٰ عز اسمہ نے اپنے پیارے حبیب کی زبان سے یہ دیا۔ قل۔ یعنی اے ہمارے حبیب ان بے دماغ مشرکوں سے کہدیجئے کہ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللہ تعالےٰ ایک ہے دو یا تین نہیں جیسا کہ مجوسی پارسی اور عیسائی وغیرہ مانتے ہیں اور ہندو تو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدا تصور کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وہ ایک ہے قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا پس اسے ایک ہی سمجھو اس میں شرک فی الذات کی نفی کی گئی ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے بے احتیاج ہے یعنی تمام مخلوق اس کی محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں اس میں قرآن تعلیم دیتا ہے کہ خدا بے احتیاج ہے اور تم سراپا احتیاج۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت صمدیت نے شرک فی الصفات کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینکدیا اور خدا کی سماعت و بصارت کے مسئلہ کو بھی صاف کر دیا وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ اس میں بیان فرماتے ہیں کہ میں بے احتیاج ہوں۔ نیز قرآن پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی دیکھتا اور سنتا ہے اس قسم کے صفات کو کوئی عقل کج بیں اور گستاخ زبان کہہ سکتی تھی کہ کیا اس کے کان اور آنکھیں بھی ہیں اس اعتراض کا جواب بھی قرآن حکیم نے خود ہی اس چھوٹے سے جملہ میں بیان کر دیا اور اس کے ذریعہ سمجھا دیا کہ وہ دیکھتا ضرور ہے مگر اسے آنکھ اور خارجی روشنی کی ضرورت نہیں وہ سنتا ضرور ہے مگر وہ کان اور ہوا کا محتاج نہیں اسی طرح اس کی دوسری صفات کو سمجھ لیجئے جسمیں وہ انسانوں کی صفات میں لفظی شرکت رکھتا ہے الغرض اس جملہ نے بتلایا کہ اے انسانو! خدا تعالےٰ سراسر بے احتیاج ہے۔ ہاں تم ان کاموں میں خدا کے محتاج اور اس کے سامنے سرافگندہ ہو۔ ساتھ ہی یہ نکتہ بھی [illegible] کسی کا زردہ نہیں وہ کسی کا ایسا عاشق نہیں کہ اپنے خدا [illegible] شریک کرلے نہ اسے کسی کے مشورہ کی ضرورت ہے اور نہ وہ کسی کی مدد کا محتاج ہے صفت صمدیت نے تعزیہ پرستی قبر پرستی اور پیر پرستی وغیرہ سب کی جڑ کاٹ دی اور اس کا خلاصہ و مفاد یہ ہوا کہ خدا ہی کی ذات ہے جو کسی کی محتاج نہیں وہی سب کی حاجتیں پوری کرتا اور مرادیں بر لاتا ہے اور خدا کے سوا کوئی صمد نہیں۔

لَمْ يَلِدْ اُس نے کسی کو نہیں جنا۔ یعنی وہ کسی کا باپ نہیں جیسا کہ عیسائی خدا کو حضرت عیسیٰ کا باپ مانتے ہیں یا یہودی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور کفار عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

وَلَمْ يُوْلَدْ۔ اور نہ اس کو کسی نے جنا۔ یعنی وہ کسی کا بیٹا نہیں ہے جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بھی کہتے ہیں اور خدا کا بیٹا بھی مگر اسلام کہتا ہے .... کہ اس میں توالد و تناسل کا سلسلہ ہی نہیں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اور کوئی اس کی ہمسری کے لائق نہیں۔ یعنی کوئی اس کی ذات و برادری ہی نہیں کوئی چیز اس کے مانند نہیں۔ خداوند تعالےٰ کا نہ کوئی مثیل ہے نہ مشابہ نہ ہم جنس ہے نہ ہم صورت اور نہ اس کا کوئی ہمسر اور صلاح کار و مشیر ہے اس میں بتلا دیا گیا کہ افعال میں بھی کوئی اس کا شریک و ہمسر نہیں اس سے اس مذہب کی جڑ کاٹ گئی جس نے تعلیم دی ہے کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہو کر لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا کرتا ہے الغرض اس چھوٹی سی سورۃ میں توحید کو ہر پہلو سے مکمل کر دیا گیا ہے اور شرک کی ہر طرح جڑ کاٹ دی گئی ہے۔

برادران اسلام! یہ ہے وہ درس توحید جس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا اور یہ ہے وہ خصوصیت جسنے مذہب اسلام کو تمام مذاہب عالم میں ممتاز و مفتخر کر دیا ہے چونکہ توحید کے متعلق بتائی ہوئی تمام باتوں کا لب لباب اس چھوٹی سی سورت میں موجود ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کا ایک تہائی حصہ سورہ اخلاص ہے۔ جو شخص اس سورۃ کو ایک بار پڑھتا ہے وہ پورے قرآن شریف کے پڑھنے کا ثواب پاتا ہے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ پاک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس کو ایک بار پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ جنت میں اس کے لئے ایک مکان تیار کرتا ہے۔

صفت قدوسیت

حضرات! اسلام نے خداشناسی کی نہایت زور و شور کے ساتھ ایسی اعلیٰ و اکمل تعلیم دی ہے، جس سے انسانی قلب و دماغ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور فطرت انسانی پکار اٹھتی ہے کہ یہی میرا مطلب مقصود ہے چنانچہ قرآن مقدس نے اللہ تعالےٰ کو قدوس بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ایسی ہستی ہے کہ اس میں کوئی عیب و نقص نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی خوبی ہے جو اس کی ذات میں موجود نہیں۔ دیگر اہل مذاہب بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کا یہ دعویٰ محض اسلام کی دیکھا دیکھی اور قول تک محدود ہے جس کا ثبوت وہ اپنے مذہب سے نہیں دے سکتے۔ لطف تو یہ ہے کہ ان کا مذہب ہی ان کے اس تقلیدی دعویٰ کو سراسر باطل ثابت کرتا ہے کیونکہ اس دعویٰ کا ثابت ہونا کہ وہ بھی خدا کو قدوس مانتے ہیں توحید پر موقوف ہے اور توحید کی تعلیم آج دنیا کے کسی مذہب میں ہی نہیں۔ سب سے بڑا مذہب ہنود و مذاہب کو بتلایا جاتا ہے اگر اس مذہب میں توحید کا ادنیٰ تصور تک بھی ہوتا تو اس کے ماننے والے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی پوجا نہ کرتے پس ثابت ہوا کہ توحید کی تعلیم صرف اسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اس بنا پر مسلمان ہی خدا کو قدوس مانتے ہیں۔

برادران ملت! اگرچہ سورہ اخلاص میں توحید کامل کی تعلیم دکھائی جا چکی ہے تاہم دل چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں نہایت مختصر طور پر

اور بھی بیان کر دیا جائے تاکہ مسلمان مسئلہ توحید کو اچھی طرح سمجھ لیں اور خدا ہی کو اپنا حاجت روا سمجھیں۔

نفع و ضرر کا مالک صرف خدا ہی

مسلمان اس بات پر بجا فخر کرتے ہیں کہ وہ موحد اور خدا پرست ہیں مگر یہ المناک حقیقت بھی محتاج بیان نہیں کہ وہ باوجود اس دعوی کے بعض جہال دوسری ہستیوں کو نفع و ضرر کا مالک سمجھتے ہیں اور مصیبت کے وقت غیروں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ اور پھر بھی توحید کا دعوی کرتے ہوئے نہیں شرماتے پس اس چیز کو بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے:۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين۔	اور اللہ کو چھوڑ کر ان ہستیوں کو مدد کے لئے نہ پکارو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں گے اور نہ نقصان اگر تم نے ایسا کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم

ظالموں میں سے ہو جاؤ گے"۔

چنانچہ اللہ تعالی نے فرماتے ہیں کہ شرک سے بڑھکر اور ظلم کیا ہوگا۔ اے فرزندان توحید! سنو! یہ جبرئیلی آواز ہے جو آسمان کی بلندیوں سے آرہی ہے! یہ ایک برق تپاں ہے جو شرک کے خرمن کو جلا رہی ہے ایک مشعل نور ہے جو کفر کی تاریکیوں کو معدوم کر رہی ہے اور ایک بانگ جرس ہے جو تمہیں بیدار کر رہی ہے کاش تم اس کو دل کے کانوں سے سنو اور راہ مستقیم کی طرف قدم بڑھاؤ جو صرف اسلامی توحید کی روشنی میں نظر آتی ہے۔

اس آیہ کریمہ میں خدائے قدوس اپنے بندوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو مدد کے لئے نہ پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ وہ نفع یا نقصان پہنچا سکے۔ نفع و ضرر کا فاعل حقیقی خدائے واحد ہے وہ تمہاری رگ جان سے بھی قریب ہے اور اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ پس جو کچھ مانگنا ہو خدا ہی سے مانگو مدد کے لئے خدا ہی کو پکارو۔ اس علم و یقین اور ناصح ہدایت کے باوجود اگر تم دوسروں کی امداد کے طالب ہوگے تو یہ بڑی نادانی کی بات ہوگی اور اس سے تم اپنے آپ کو نقصان میں مبتلا کرو گے۔

جاہل مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ جب نفع و ضرر کا فاعل حقیقی اور مالک خدا ہی ہے۔ خدا کے سوا کسی میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے، تو وہ اسی وہم کی جن زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں وہ درحقیقت کتنی کمزور ہیں اور قبر پرست و پیر پرست کس گمراہی کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ ان کی ضعف الاعتقادی اور خیالی کمزوری ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ان زنجیروں میں مقید کر رکھا ہے اور اصلی حاجت روا و مشکل کشا کو چھوڑ کر من مانے حاجت رواؤں کے پیچھے بھاگے پھر رہے ہیں۔

یہاں فتاوی عزیزی سے ایک نہایت ہی عبرت انگیز حکایت نقل کی جاتی ہے جو اس مقام کے مناسب حال ہے غور سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ لکھا ہے کہ ایک بت پرست اپنے بت سے مدد مانگ رہا تھا، ایک عالم ربانی نے اس ذلیل شرکیہ فعل کو دیکھکر کہا کہ کیوں اپنے آپ کو جہنم کا کندہ بناتا ہے بھلا اس پتھر کے بت میں کیا طاقت و صلاحیت ہے کہ تیری آواز کو سنے اور مدد کرے؟ خدا کو کیوں نہیں پکارتا جو خلق کا حاجت روا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں دنیا کا نفع و نقصان ہے۔ بت پرست نے جواب دیا کہ آپ نے بت پرستی کو سمجھا ہی نہیں۔ میں اس بت کو خدا نہیں سمجھتا اور میں بھی یہ جانتا ہوں کہ یہ جاہلوں ہے اگر میں اس بت کو خدا کا شریک سمجھکر پرستش کروں تو بیشک شرک ہو اور جب میں اسکو مخلوق خیال کرکے اس کی پوجا کرتا ہوں تو پھر کہاں سے شرک ہو گیا عالم نے کہا کہ یہ تو صحیح ہے کہ تو اسے خدا نہیں سمجھتا مگر خدا کی صفت حاجت روائی میں تو اس کا شریک سمجھتا ہے حالانکہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ ہے اور خدا تعالی نے اپنے کلام مقدس میں بار بار اور تاکید کے ساتھ خدا کے غیر سے مدد مانگنے کو شرک ٹھیرایا ہے۔ بت پرست نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر لوگ ایک دوسرے سے مدد کیوں مانگتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد و معاونت کرتے ہیں عالم نے برجستہ جواب دیا کہ وہ تو زندہ ہیں اور زندوں سے مدد مانگنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا شرک میں داخل نہیں اور یہ بت مردہ اور بیجان ہیں ان سے مدد مانگنا کب روا ہے ان کو تو کسی چیز پر بھی قدرت حاصل نہیں۔ اس بت پرست نے کہا کہ یہ بھی سہی مگر یہ تو بتلاؤ کہ تم اہل قبور سے مدد و شفاعت طلب کرتے ہو تو چاہئے کہ تمہارا یہ فعل بھی شرک میں داخل ہو اور تم بھی مشرک کہلاؤ کیونکہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصد ہے وہی ہمارا بتوں سے ہے بظاہر اہل قبور کی قدرت میں بھی کوئی چیز نہیں۔ اب اگر تم یہ کہو کہ ہم اہل قبور سے مدد تھوڑا ہی مانگتے ہیں بلکہ ان کے وسیلے اور توسط سے جناب الہی میں درخواست کرتے ہیں۔ اہل قبور اپنی باطنی قوت سے لوگوں کے آڑے وقت میں کام آتے اور ان کی مشکل کشائی کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں ہم بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے بت بھی اسی طرح اپنی باطنی قوت سے حاجت روائی کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کے وسیلے اور توسط سے خدا ہی کو پکارتے ہیں۔

چند شبہات کا ازالہ

اس حکایت پر چند شبہات وارد ہوتے ہیں اور یہ مسئلہ زیر بحث اچھی طرح عوام الناس کی سمجھ میں نہیں آسکتا لہذا ہم اس مسئلہ کو ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور شبہات کا ازالہ بھی کرتے ہیں سو جاننا چاہئے کہ مدد مانگنا اور چیز ہے اور کسی کی پرستش کرنا دوسری بات جاہل و نا سمجھ مسلمان اسلامی تعلیمات کے خلاف اہل قبور سے مدد مانگتے ہیں نہ کہ ان کی پرستش کرتے ہیں برخلاف بت پرستوں کے وہ بدبخت مشرک اپنے بتوں سے مدد بھی مانگتے ہیں اور ان کی پرستش بھی کرتے ہیں۔

اب یہ بھی سمجھو کہ پرستش کسے کہتے ہیں اور یہ کیا چیز ہے؟ پرستش کے معنے یہ ہیں کہ کسی کے آگے سجدہ میں گر پڑنا یا ہاتھ باندھکر مؤدب

کھڑا ہونا یا رکوع میں جھکنا یا تشہد کی حالت میں بیٹھنا یا اس کے سامنے سجدہ کرنا۔ تقرب کے قصد سے کسی کا نام ہر وقت ورد زبان رکھنا اس کے نام پر جان قربان کرنا اور یا اس کی غلامی کے ساتھ اپنے نام کو شہرت دینا وغیرہ یہ تمام امور شرکیہ ہیں جن سے جاہل سے جاہل مسلمان بھی اجتناب کرتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے اور جیسی تعظیم خدا کی کرنی چاہیئے ویسی ہی تعظیم کسی زندہ یا مردہ پیر کی کرے تو اس کے مشرک ہونے میں کسی کو کلام نہیں وہ یقیناً مشرک ہے۔

یاد رکھیئے مدد مانگنے کے دو طریق ہیں ایک مخلوق کی مخلوق سے طالب امداد ہونا۔ جیسے نوکر اپنی کسی مصیبت و تکلیف میں اپنے آقا سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ عوام الناس اسی طریق پر اولیاء اللہ سے یا نیک لوگوں سے مدد کی درخواست کرتے ہیں کہ اے خدا کے پیارے ہمارے متعلق طلب کے بارے میں خدا سے درخواست کرو مگر شریعت نے اس قسم کی درخواست کرنے سے بھی منع کر دیا ہے اگر کوئی اپنی جہالت سے کرے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو چیزیں مستقل طور پر خداوند عز و جل کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں جیسے نفع و نقصان کا مالک ہونا غیب کا جاننا۔ اولاد کا دینا بارش برسانا۔ بیماریوں کو دور کرنا وغیرہ وغیرہ ان امور میں غیر خدا سے مدد کی درخواست کرنا حرام اور شرک صریح ہے جو اہل قبور کو ان امور میں حاجت روا سمجھے گا وہ یقیناً کافر ہو جائیگا۔

ہماری غلامی و محکومی کا راز

برادران محترم! مسلمانوں کی ناکامانہ زندگی کو فنا کرنے والی اور ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے والی چیز صرف یہ چیز ہے کہ وہ دل سے خدا کو نفع و ضرر کا مالک نہیں سمجھتے بلکہ اوروں سے بھی نفع و نقصان کی امید رکھتے ہیں وہ مخلوق کو بے بس اور صرف خالق کو صاحب اختیار و قدرت یقین نہیں کرتے۔ ہم کہہ دو یہ ہماری کتنی بڑی نادانی کجروی اور گمراہی ہے کہ ہم نفع و ضرر کے مغالطہ میں پھنسے ہوئے ذلیل غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جب ایک محکوم حاکم کے سامنے سر بسجود ہوتا ہے۔ جب ایک حاجتمند ایک مالدار کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے۔ جب ایک پیٹ کا کتا کسی امیر کی خوشامد و چاپلوسی کرتا ہے اور جب نفس کا بندہ حکومت سے ڈر کر یا کسی نفع کی امید رکھ کر ملکی و ملی مفاد پر چھری چلاتا ہے تو اس وقت وہ درحقیقت خدا کو نفع و نقصان کا مالک نہیں سمجھتا وہ بالکل بھول جاتا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو مدد کے لئے نہ پکارنا چاہیئے۔ یاد رکھو دوسروں سے نفع و نقصان کی امید رکھنا شرافت، خودداری حمیت اور عزت نفس کے خلاف ہے حق گوئی سے جان و مال کا خوف ہی باز رکھتا ہے، ملک و ملت سے غداری نفع کی امید یا [illegible] کرانی ہے بڑے بڑے سرو کو [illegible] امید و بیم کی خیالی صورتیں ہی بناتی ہیں اگر ہم تمام مخلوق کو بے بس اور صرف خالق کو صاحب اختیار و قدرت یقین کر لیں تو چند لمحوں میں ہماری موجودہ تمام [illegible] ہو سکتی ہے اور غلامی کی

زنجیریں تار تار ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نفع و ضرر کا مالک یقین کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے دل پر خدا کا تصرف ہو جاتا ہے اور تمام خیالی خداؤں پر موت طاری ہو جاتی ہے دل وسیع اور کشاکشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایسا انسان سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا اس کی روحانی اور عملی قوتیں جاگ اٹھتی ہیں اور ان میں حیات تازہ کی لہر دوڑ جاتی ہے خوف اور یاس کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں اور ایک انسان صحیح معنوں میں اپنے خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں اسلام مسلمانوں کو پہنچانا چاہتا ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی نمونہ زندگی اختیار کرے۔ اس پیام الٰہی کو سنے اور صرف خدا سے ڈرنے کا پرچار بنجائے۔

برادران محترم! کیسا مبارک تھا وہ زمانہ جبکہ افق حجاز سے آفتاب ہدایت طلوع ہوا اور اس کی عالم افروز مقدس شعاعوں نے ظلمت ضلالت کی دنیا کو بقعہ نور بنایا کتنا محترم تھا وہ وقت جبکہ سرزمین عرب میں دنیا کا ہادی اعظم جلوہ افروز ہوا اور اس نے اپنی پاک تعلیمات سے عبد و معبود کے تعلقات کی حقیقت روشن کی۔ اس رہبر اعظم نے بتلایا کہ انسان دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ اپنی عبدیت کا سچے دل سے اقرار کرے اپنے خالق و مالک پر ایمان لا کر اس کی توحید کا اقرار کرے اسی کی عبادت کرے اسی سے محبت کرے اسی سے ڈرے اسی کو معبود حقیقی سمجھے اسی کو کائنات و موجودات کا مالک و مختار یقین کرے اس کے تمام احکام و اوامر پر دلی خلوص کے ساتھ عمل کرے اور اپنے عہد امتحان و ابتلا کو خوش اسلوبی کے ساتھ ختم کر کے ارتقاء کے اعلیٰ مدارج پر سرفراز ہو اسی مسلک حسنہ کا نام اسلام ہے۔

اس پاک و مقدس تعلیم نے تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں فسق و فجور کی آندھیوں کو چشم زدن میں روک دیا خدا فراموش اور اصنام و طاغوت کے پجاری سچے موحد اور خدا پرست بن گئے تمرد و عصیان اور فسق و فجور کی جگہ زہد و اتقا اور راست بازی و پرہیزگاری نے لے لی یہاں تک کہ ۲۳ سال کی مقدس جدوجہد دنیا کے ہر گوشہ میں حکومت الٰہی کا ڈنکا بجنے لگا اور زمین کے ہر حصہ میں عبودیت الٰہی کا دور دورہ ہو گیا۔

جس مقدس جماعت نے توحید الٰہی کا پیغام سنا و عبدیت حقہ پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا وہ قوم مسلم کے نام سے مشہور ہوئی۔ آسمان سے اس پر رحمتوں کی بارش ہونے لگی زمین نے اپنے خزانے اگل کر اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے چاردانگ عالم میں اس کی عظمت و رفعت کے جھنڈے گڑ گئے اور اس کی موحدانہ و پاکبازانہ زندگی حضرت حق جل مجدہ کو اس درجہ پیاری معلوم ہوئی کہ کنتم خیر امۃ کا پروانہ خوشنودی بارگاہ قدس سے عطا فرمایا گیا۔

حضرات! تاریخ و سیر کی کتابیں اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ قرون اولیٰ کے مسلمان خالص خدا پرست تھے ہر لمحہ خدا پر توکل اور بھروسہ رکھتے تھے، توحید الٰہی کا ان کے دل و دماغ پر قبضہ تھا۔ ان کے اخلاق

فاضلہ اور اعمال صالحہ کی روح ایمان باللہ پر قائم تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا وہ خدا کے تھے اور خدا ان کا تھا۔ ان میں اخوت و ہمدردی اور امداد باہمی کا جذبہ موجزن تھا مکر و فریب اور ریا و نمود کا ان کے اعمال میں شائبہ تک نہ تھا وہ نہایت محنتی اور جفاکش تھے روحانی اصلاح اور دینی ترقی کے ساتھ ہی دنیاوی ترقی اور حصول معاش کے لئے بھی کافی جد و جہد کرتے تھے حق کی حمایت اور باطل کی مدافعت میں بےخوف ہوکر سر توڑ سعی کرتے تھے اور جانی و مالی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے یہ ہے ان کے اعمال و اخلاق کا مرقع اور ان کی ترقی و کامیابی کا راز جس کی آجکل مسلمانوں کو پروا ہی نہیں لگی۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اعمال سے آنے والی نسلوں کو سبق دیا کہ توکل، اخلاص، اولوالعزمی، ثابت قدمی، حق پر استواری اور راہ حق میں جان دینا شعار اسلام ہے اور مومن کی پہچان ہے موحد کے جذبۂ خداپرستی پر کسی قسم کا دباؤ، خوف و ڈر، رعب و ہیبت طمع اور لالچ غالب نہیں آسکتا بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں موحد اور خداپرست ہو اور مسلمان وہی ہے جس کی زندگی کا خاص جز شکر و تسلیم اور صبر و رضا ہو۔

فلسفۂ توحید

برادران اسلام! دین اسلام کا پہلا رکن یہ ہے کہ توحید کی صیقل سے انسان کی عقل کو زنگ خرافات سے پاک کیا جائے اور اس میں ایک فولادی قوت پیدا کر دی جائے وہ انسان کو یہ بتلاتا ہے کہ انسان کو نہیں چاہئے کہ نہ کسی دوسرے انسان یا موجودات کو غائبانہ متصرف سمجھ لے یا یقین کرلے کہ وہ اس سے کوئی چیز نہیں چھین سکتا یا عطا کرسکتا ہے۔ یا کسی انسان کے ہاتھ میں شقاوت و ہلاکت اور ذلت و عزت کی قدرت ہے اسلام کا یہ وہ زرین اصول ہے جو اس کو تمام مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔

اسلام نے جو توحید پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور اس کو اپنا پہلا رکن ٹھیرایا ہے اور اپنی بنیاد توحید پر رکھی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بغیر انسانی شرف بحال قائم نہیں رہتا۔ خدا اور بندہ کا تعلق صحیح معنوں میں استوار نہیں ہوتا اور توحید کا ثمرہ و نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے انسان کو اپنا درجہ معلوم ہو جاتا ہے، اپنی قوت و استعداد کا اندازہ ہو جاتا ہے، وہ سمجھ لیتا ہے کہ تمام دنیا میرے لئے ہے اور میں خدا کے لئے ہوں، اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ تمام مخلوق کا سردار ہے ہر چیز پر اس کی حکومت ہے تمام کائنات اسی کی مطیع و مسخر ہے کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے سامنے اسے جھکنا پڑے۔ الغرض توحید ہی سے انسان کو اپنے شرف اور علو جاہ کا پتہ لگتا ہے۔

عزیزان من! توحید سے جہاں انسان کو اپنے مرتبہ کا پتہ لگتا ہے وہاں مالک الملک رب الارباب اور خالق الکل کی عظمت و جبروت کا صحیح نقشہ ذہن میں جم جاتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے ایک قطرہ سے زیادہ ناچیز ایک ذرہ سے زیادہ حقیر اور ایک مچھر سے زیادہ ضعیف و عاجز پاتا ہے۔ اس کے جسم کی ہر حرکت، ہر عضو زندگی کا ہر شعبہ اور سانس کی آمد و شد اس مالک کے قبضہ و اختیار میں آجاتی ہے۔ اس کا دل اپنے پیدا کرنے والے کی عظمت سے بھر جاتا ہے اس کی روح عرفان سے، اس کا ارادے ذوق اطاعت سے اور اس کا دماغ خدا کی عظمت و کبریائی سے لبریز ہو جاتا ہے گویا وہ سچی عبدیت کے دائرہ میں آجاتا ہے۔ جبتک مسلمان ان روحانی و باطنی جوہروں کے مالک بنیں گے اس وقت تک وہ اپنا گذشتہ عروج حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اگر آپ پہلے مسلمانوں کی طرح دینی برکتوں سے متمتع ہونا اور دنیوی رفاہیت سے فائدہ اٹھانے کے متمنی ہیں تو توحید الٰہی پر قائم ہو جائیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اسلام کی توحید سمجھنے کی توفیق دے۔

سیرت حضور غوث پاک رضؓ

(از نوشتہ حضرت مراد وارثی مسعودی)

خاندانی شان و عظمت

حضور غوث پاک خاندان عالیہ سادات کے چشم و چراغ ہیں اور دادہیالی و ناہیالی رشتہ کی دونوں نورانی ندیاں دونوں طرف سے آکر دو چشمہ ہائے ضیاء و ضو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ میں گرتی اور حضرت خاتون جنت نورِ چشم نبوی فاطمہ زہراؓ میں مل جاتی ہیں آل رسولؐ اور اولادِ نبوی کی عظمت و جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ ہر دور تک اس کے مجد و شرف کے شاہد ہیں۔ آپکے والد گرامی سید ابو صالح بھی بہت بڑے بزرگ اور بہت بڑے متقی گذرے ہیں اتنے کہ آج بھی جبکہ ان کے حال پر متعدد صدیوں کے پردے پڑ چکے ہیں ان کے اتقاء کے قصے زبان زد عوام ہیں۔ اتقا اور پھر ایسا اتقا جس کی مثالیں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے بلند طبقے ہی میں مل سکتی ہیں اور دنیا میں بہت کم نظر آتی ہیں اوّل تو عین عالم شباب ہی میں گھربار چھوڑ کر اور ترک علائق کر کے عبادات و ریاضات ہی میں منہمک ہو جانا کچھ کم حیرت انگیز امر نہ تھا اس پر کتنی بڑی بات تھی کہ بھوک اور شدت جوع لئے بیقرار ہو ہو جاتے تھے مگر مطلقاً اضطراب نہ ہوتا تھا اور کسی سے کچھ نہ کہتے تھے۔

ایک روز تین روز کے بھوکے آپ دریا پر مصروف عبادت تھے کہ باقتضائے بشریت آنکھ کھلی تو غش پر غش آنے لگے۔ اسی اثنار میں سامنے دریا کی امواج کی لہرائی میں ایک سیب بہتا ہوا دیکھا۔ بھوک سے بیتاب تو تھے ہی بڑھکر اسے نکالا اور کھا لیا اس کے بعد خیال آیا کہ خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور مجھے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس کا کھانا ہرگز روا اور جائز نہ تھا۔ خوف خدا سے لرزا اٹھے اور اسی وقت سب کچھ بھول کر مالک کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جا رہے تھے کہ ایک عالیشان باغ نظر آیا۔ جس کے درختوں کی شاخہائے پرثمر سے دجلہ کی نہریں کھیل رہی تھیں افق امید چمک اٹھا باغ کے اندر پہنچکر باغ کے مالک کا پتہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت سید عبداللہ صومعی اس باغ کے مالک ہیں جن کا رفیع الشان قصر بھی اسی میں واقع ہے۔

اکل حلال کی اہمیت کا شاندار مظاہرہ

سید ابو صالح کی خدمت میں حاضر ہو کر پوری سرگذشت من و عن سنا دی اور عرض کیا کہ آپکے باغ کا جو سیب میں نے غلطی سے کھا لیا ہے وہ مجھے معاف کر دیا جائے سید عبداللہ رئیس اعظم تھے صاحب ثروت تھے بوڑھے تھے مگر تھے خود بھی بہت بڑے مستجاب الدعوات بزرگ جیلان کے مشائخ عظام میں آپ کا شمار تھا اور آپ کے خوارق عادات دور دور تک شہرت پذیر تھے انہوں نے جو ایک نوجوان اور فاقہ زدہ انسان کا یہ اتقاء دیکھا تو اپنی بزرگی اور جلالت شان کے باوجود گونہ حیرت ہوئی اور سمجھ گئے کہ یہ ذرہ ضرور آفتاب بنکر رہے گا معاف کر دینا اور وہ بھی ایک ولی اللہ کے لئے کوئی بات نہ تھی لیکن ایک شہباز جال میں پھنسا تھا اسے ہاتھ سے نہ دے سکتے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ جو سیب تم نے کھایا وہ میرے ہی باغ کا سیب تھا اور میری اجازت کے بغیر وہ تمہارے لئے حلال نہیں تھا۔

اب تو میں تمھیں اسی شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ بارہ برس کامل میری خدمت میں رہو۔ معمولی شرط نہ تھی آج تو ان باتوں کا تصور بھی مسلمانوں کے ذہن میں نہیں گذرتا اور رزق حلال کی کوئی عظمت قلوب میں باقی نہیں رہی ہے لیکن وہ زمانہ اور زمانہ تھا سید ابو صالح اس کی اہمیت سمجھتے تھے انھیں ایک غیر حلال شئے کے کھا لینے کے گناہ کی معافی کے بدلے میں بارہ سال کی خدمت بھی بے حقیقت نظر آئی اور آپ برضا و رغبت اس پر رضا مند ہو گئے اور جب بارہ سال کی مدت منقضی ہوئی اور مژدۂ عفو سننے کا وقت آیا ہے تو سید عبداللہ نے فرمایا کہ ضرور تم نے شرط پوری کی مگر ایک خدمت اور ہے اس کے انجام دیئے بغیر میں تمھیں معاف نہیں کر دوں گا وہ یہ ہے کہ:۔

"تمھیں ابھی دو برس اور میری خدمت میں رہنا ہوگا اور میری لڑکی سے عقد بھی کرنا پڑے گا یہ بھی سن لو کہ میں جو لڑکی تمہارے حبالۂ عقد میں دے رہا ہوں اس میں چار عیوب ہیں۔ آنکھوں سے اندھی ہے کانوں سے بہری ہے۔ پاؤں سے لنگڑی ہے ہاتھوں سے لنجی ہے۔ دو برس مزید خدمت کی خواہش اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مدت میں اپنے نواسے کی شکل اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، پھر تمہارا جہاں دل چاہے وہاں رہنا"

خداترسی کی فقید النظیر مثال

چشم تصور وا کیجئے کہ معافی کا ایک لفظ زبان سے سننے کے لئے بارہ سال کی پہاڑ سی مدت جوں توں کر کے کاٹی جاتی ہے اس کے بعد اتنے دو برس کی خدمت اور سپرد ہوتی ہے ساتھ ہی نکاح پر بھی مجبور کیا جاتا ہے اور وہ بھی ایسی لڑکی کے ساتھ جو بظاہر بالکل مضغۂ گوشت ہے۔ اصلاً کوئی زور نہیں دباؤ نہیں۔ ایک خدا کا خوف اور اس کی رضا جوئی کا جوش ہے جو ہر سخت سے سخت شرط قبول کرنے اور ہر خدمت پر تیار ہو جانے پر مجبور کرتا چلا جاتا ہے۔

اپنی تکلیف اور دنیا کی بربادی کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے خیال ہے تو صرف یہ ہے کہ خدا خوش ہو جائے اور وارفتگی میں بھی ناشستگی میں جو گناہ سرزد ہو چکا ہے وہ معاف ہو جائے خواہ اس کے لئے کتنی ہی قربانیاں کرنی پڑیں۔ اللہ اکبر وہ کیسے بزرگ تھے اور مادر گیتی کیسے کیسے ملکوتی صفات بزرگ پیدا کرتی چلی جاتی تھی۔

سید ابو صالح نے جوش اتقا میں یہ شرط بھی منظور کر لیں۔ اب حجلہ

عروسی میں جو قدم رکھا تو کیا دیکھا کہ دلہن نہ صرف تندرست ہے بلکہ حسن و جمال میں اپنی نظیر آپ ہے۔ ان کی جگہ اور کوئی ہوتا تو خدا جانے اس وقت کس درجہ مسرور ہوتا مگر ایسے اوقات میں صبر و ضبط بھی انسانی طاقت سے باہر ہوتا ہے لیکن یہاں تو حالت ہی دوسری تھی۔ شدت گرسنگی میں ایک سیب کھا لینے کی پاداش میں تو اتنے پاپڑ بیلے اور کڑیاں جھیلی تھیں اب دوسرا قدم اٹھانے کی ہمت کب ہو سکتی تھی بتائے ہوئے حلیئے کے خلاف پاکر اس خیال سے کہ شاید یہ لڑکی وہ نہ ہو وہ ایک گوشے میں مصروف عبادت ہو گئے۔

صبح کو سید عبداللہؒ نے اپنی قوت باطنی سے حقیقت حال معلوم کر کے فرمایا کہ بیٹا! تمہارا اتقاء و احتیاط قابل قدر ہے۔ وہ لڑکی تمہاری منکوحہ ہے اور میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ ٹھیک تھا اس لئے وہ اندھی یوں ہے کہ اس وقت تک اس کی نگاہیں نامحرم پر نہیں پڑیں۔ وہ بہری اسلئے ہے کہ اسکے کانوں میں کوئی لغو بات نہیں پڑی۔ لنگڑی ہے کیونکہ آجتک اس کا قدم غیر حق کی طرف نہیں اٹھا اور لنجی اس وجہ سے بتایا تھا کہ اس کے ہاتھوں نے کبھی کسی نامحرم کو مس نہیں کیا۔ یہ توجیہ سنکر سید ابو صالح بہت مسرور ہوئے اس لئے کہ ایمان کے بعد دنیوی متاع میں سب سے بڑی نعمت زن صالحہ ہے گویا اللہ تعالےٰ نے انھیں ان کے اتقاء و عفت کا اجر ایک نیک نہاد بیوی کی صورت میں دنیا ہی میں دیدیا۔

آپ کی پھوپھی بھی جن کا نام عائشہ تھا عارفۂ وقت اور صاحب باطن گذری ہیں۔ غرض یہ کہ آپ کا خاندان کا خاندان ایک گہوارہ نور تھا۔

آفتاب غوثیت کا طلوع

آزمائش اور مشکلات کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ آزماتا ہے اب تک جو زندگی کی صبح و شام گذریں وہ مصائب اور فقر و فاقہ کے آلام سے لبریز تھیں لیکن جب یہ بندہ محترم اس آزمائش میں پورا اتر گیا تو اللہ تعالےٰ کی بندہ نوازیاں اور دریا نوازیاں اسے عیش و کامرانی کی زندگی سے ہمکنار کرنے پر مستعد ہو گئیں۔

بہتر سے بہتر رفیقۂ حیات نصیب ہوئی بزرگ خسر ملے باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں اس لئے ان کی تمام دولت و ثروت کے مالک بھی ایک طرح یہی تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انھیں سید عبداللہ کی صحبت میں منازل باطنی کے طے کرنے کا موقعہ مل گیا اور حضور غوث پاک کے پدر محترم بننے کا شرف حاصل ہوا۔ بڑے عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر ہونے لگی۔

آخر آپ کی والدۂ گرامی حاملہ ہو گئیں اور حضور غوث پاک یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ میں بطن مادر سے پردۂ وجود پر رونق افروز ہوئے جسکے ساتھ ہی فضائے بسیط میں نورانی لہریں پھیل گئیں۔ آپ کی پیدائش کی شب ہی میں ولادت سے قبل حضرت فاطمہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے تشریف لائے اور تمام مکان یکلخت ایک بقعۂ نور کی صورت میں منتقل ہو گیا اور فرمایا کہ ابو صالح! اللہ تعالےٰ نے آج تجھے وہ فرزند جلیل عطا کیا ہے جو غوث وقت اور قطب زماں ہوگا۔ وہ اللہ تعالےٰ کا محبوب اور میرا جگر گوشہ ہے۔

اس کے فوراً بعد آنکھ کھل گئی۔ وفور مسرت سے عجیب حال تھا لطیف اور بھینی بھینی خوشبوؤں سے سارا گھر بڑا مہک رہا تھا لکھا ہے کہ اس شب کے اندر جیلان میں جتنے لڑکے پیدا ہوئے وہ سب کے سب آپ کی ولادت کی یمن و برکت سے ولی کامل اور عارف وقت ہوئے۔ پھر ان ولادتوں میں تمام ولادتیں صرف ذکور ہی پر مشتمل تھیں۔

زمانۂ رضاعت

والدین دونوں ولی کامل تھیں عارفۂ وقت ماں کے بطن مبارک میں پاؤں پھیلائے تھے ممکن نہ تھا کہ باپ اور ماں کے اثرات آپ کے وجود پر مترتب نہ ہوتے ہوئے اور بالیقین ہوئے۔

آپ مادر زاد ولی ہوئے۔ بالعموم یہ حالت تھی کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ دن بھر دودھ کو منہ نہ لگاتے۔ اور مغرب کی اذان ہونے پر آپ دودھ پیتے چنانچہ اس واقعہ نے ایک عام شہرت حاصل کر لی اور دور دور سے لوگ آپ کو دیکھنے آنے لگے۔

طفولیت

ابھی ہوش بھی نہ سنبھالنے پائے تھے آنکھ بھی اچھی طرح نہ کھلی تھی کہ آپ کو یتیمی کا داغ نصیب ہوا تاہم آپ کے شفیق نانا ابھی تک زندہ تھے انہوں نے آپ کو اپنی تولیت میں لے لیا اور انہی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگے ظاہر ہے کہ جو خود مادر زاد ولی ہو اور جس کی پرورش پر حضرت فاطمہ جیسی یگانۂ روزگار ماں اور حضرت عبداللہ صومعی جیسے یگانۂ دہر نانا مامور ہوں اس کی عظمت و جلالت قدر کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ بچپن ہی سے آپ کے اطوار شائستہ اور آپ کے وضع و آئین دلربایانہ تھے صاف و شفاف اور مؤدب رہتے تھے اور عام طور سے بچوں کے ساتھ نہ کھیلا کرتے تھے

تعلیم و تربیت

آپ کی والدۂ گرامی حضرت فاطمہؓ بہت عقیل دور اندیش اور حوصلہ مند خاتون تھیں آپکے ساتھ انتہائی محبت و شفقت کے باوجود وہ آپ کی تربیت سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوتیں اور آپ کی تمام حرکات و سکنات پر نظر رکھتیں یوں تو آغوش مادر ہی سے آپکی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہوا تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بچہ جتنا کچھ زندگی کے ابتدائی چند سالوں میں سیکھ لیتا ہے اتنا پوری زندگی میں بھی نہیں سیکھتا۔ جو ابتدائی نقوش اس عہد اولیں میں بچہ کے قلوب پر مرتسم ہو جاتے ہیں وہ آیندہ زندگی میں انتہائی تربیت و تعلیم سے بھی بمشکل مٹتے ہیں

اسلام نے اسی لئے ماں کی مذہبیت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور حکم دیا ہے کہ نکاح کے وقت منکوحہ کی خصوصیات میں اولین اہمیت اس کی دینداری کو دی جائے۔ اس کا منشا یہی ہے کہ ایک دیندار لڑکی

صالحہ عورت اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرسکے گی وہ اوصاف جو آیندہ زندگی میں ایک انسان کی کامیابی و نیکنامی کے ضامن ہوسکتے ہیں وہ بالعموم ماؤں ہی کے پیدا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ نپولین بوناپارٹ نے بھی یہ کہکر ایک حقیقت کا اعادہ کیا تھا کہ مرد کی تعلیم تو عموماً مرد ہی تک رہتی ہے لیکن ایک عورت کی تعلیم ایک نسل کی تعلیم کے مترادف ہے۔ اخلاقی اوصاف مذہب ہی کی زمین پر اُگتے ہیں اور ان پودوں کی آبیاری کرنے والا ہاتھ ماں ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔

آجکل بچوں کی سرکشی و شرارت اور نافرمانی عدم اطاعت کیشی کا جو عام شکوہ اور چرچا ہے اس کی وجہ بھی یہی اور صرف یہی ہے کہ ماؤں میں نہ وہ مذہبیت باقی رہی ہے اور نہ وہ ان کی تربیت کی طرف توجہ مرکوز کرتی ہیں بلکہ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ بچوں کی شرارت کو ان کی فطرت کا تقاضا سمجھکر انھیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور کہدیا جاتا ہے کہ بچے شرارت کیا ہی کرتے ہیں بہ الفاظ مختصر اسلامی گھروں میں نہ تو وہ اسلامیت باقی رہی ہے اور نہ تربیت کا کوئی انتظام ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ سارا زور تعلیم پر ڈال دیا جاتا ہے۔ دل کی پرواہ نہیں کی جاتی دماغ بنایا جاتا ہے۔

جیلان کی تعلیم

حضور غوث پاک کی والدہ گرامی ایک تربیت یافتہ اور دیندار خاتون تھیں خود ان کی زندگی ہی کچھ کم سبق آموز نہ تھی اس پر ان کی سعی و تربیت اور سونے پر سہاگہ بن گئی انھوں نے کوشش کی اور ایسی کوشش کی کہ تربیت و تعلیم اولاد کا ایک حیرت انگیز اور محیر العقول نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا جو کچھ انھوں نے کیا اس کی شاذ ہی مثالیں دنیا میں ڈھونڈھے مل سکتی ہیں۔ پانچویں سال میں قدم رکھتے ہی آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا اور دس برس کی عمر کو پہنچنے پر آپنے پورا دور حاصل کر لیا اور اس چھوٹی سی عمر میں آپ کو کافی شہرت حاصل ہوگئی۔ یہ عمر کوئی بڑی عمر نہیں ہوتی اسی عمر میں کرامات کا اظہار بھی شروع ہوگیا۔ مدرسہ تک آنے جانے کی راہ میں آپ کو پیچھے پیچھے ملائکہ چلتے پھرتے نظر آتے "اللہ کے ولی کے لئے جگہ خالی کردو" کی آوازیں بھی سُنتے۔ سترہ برس کے سن میں آپ فارغ التحصیل ہوگئے اور جیلان میں جتنی تعلیم حاصل کی جاسکتی تھی کر لی۔

سفر بغداد کا عزم

تعلیم کا ذوق پوری طرح پیدا ہوگیا تھا حوصلہ بلند تھا پرتھا وہ ذات گرامی جسے آگے چل کر اسلامی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کرنا تھا وہ جیلان میں حاصل کردہ تعلیم پر قانع نہ رہ سکتی تھی اس لئے آپ کو انتہائی ترقی اور اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ آپنے ماں کی خدمت میں حاضر ہوکر بغداد جانے کی اجازت طلب کی۔

جیلان اور بغداد کے مابین کئی سو میل کا فصل تھا آج کی طرح ذرائع آمدورفت کی سہولتیں پیدا نہ تھیں خلافت اسلامیہ کی گرفت ڈھیلی ہوجانے سے راستے بھی محفوظ نہ تھے اس پر سترہ سال کا سن اور کوئی ماں ہوتی کبھی اجازت نہ دیتی۔ مگر حضرت فاطمہؓ نے اپنی محبت پر بچہ کی ترقی و حوصلہ مندی کو ترجیح دی اور گو دل نہ چاہتا تھا مگر اجازت دے ہی دی۔

صدق بیانی کا حیرت انگیز مظاہرہ

چلتے وقت بزرگوار ماں نے آپ کے پدر محترم کی متروکہ دولت سے نصف رقم چالیس اشرفیاں آپ کے زیر بغل کے استر میں سی کر نصیحت کی کہ بیٹا! جاؤ میں تمھیں خدا کے سپرد کرتی ہوں لیکن میری اس نصیحت کو کبھی نہ بھولنا کہ حالات کیسی ہی نازک صورت اختیار کرلیں مگر جھوٹ نہ بولنا۔ یہ سنکر آپ نے ادب سے سر جھکایا اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ ہمدان سے آگے بڑھے تو ماں کی نصیحت کی تکمیل کا بھی ایک نازک اور صبر آزما موقعہ پیدا ہوگیا۔ ایک طرف سے ڈاکوؤں نے نکل کر قافلہ پر حملہ کیا اور ایک قیامت برپا کر دی۔ آپ کو کمسن اور تہی دست سمجھکر آپ سے کسی نے تعرض نہ کیا۔ آخر یکے بعد دیگرے قریب سے گذرنے والے تین ڈاکوؤں نے سرسری طور پر آپ سے بھی استفسار کیا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ جواب اثبات میں پاکر اور یہ سمجھکر لڑکا ہے مسخری کرتا ہے ورنہ کون قم کی موجودگی کا اقرار کرتا ہے چلے گئے۔ جب سردار کے سامنے لوٹ کا مال لیکر سب ڈاکو پہنچے تو انھوں نے برسبیل تذکرہ اس سے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا سردار نے فوراً بلوا کر پوچھا آپ نے اس کے سامنے بھی اقرار کرلیا۔ پوچھا کتنی رقم ہے؟ فرمایا چالیس دینار۔ پوچھا کہاں ہے؟ فرمایا استر میں سلی ہوئی ہے رقم برآمد ہوگئی تو سردار نے پوچھا کہ تیرے پاس یہ رقم ایسی جگہ محفوظ تھی کہ اگر تو اس کا اقرار نہ کرتا اور پتہ نہ دیتا تو ہمیں ہرگز اس کی علم نہ ہوتا تجھے اتنی بڑی رقم کے ضایع ہونے کا بھی خیال نہ ہوا۔ فرمایا میں اپنی ماں سے چلتے وقت جھوٹ نہ بولنے کا عہد کر آیا ہوں پھر یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ میں ان اشرفیوں کے بچانے کے لئے جھوٹ بولتا اور ماں سے کئے ہوئے عہد کو بھول جاتا۔ خدا جانے ان الفاظ میں کیا جادو تھا کہ سنتے ہی ڈاکوؤں کے سردار کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور تمام ڈاکوؤں کی حالت میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا۔

سب نے آپ کے پاؤں پکڑکر معافی مانگی، توبہ کی اور قافلہ والوں کا تمام لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

خدا جھوٹ کو پسند نہیں کرتا۔ جھوٹے پر لعنت بھیجتا ہے اس لئے کہ جھوٹ تمام معاصی کی جڑ ہے۔ لیکن انسان ہے کہ نہ خدا کا تو خیال نہیں کرتا باز پرس محشر سے لرزہ بر اندام نہیں ہوتا۔ مگر انسانوں کے خیال اور عارضی دنیوی فوائد کے لئے برابر جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے آپ لڑکے تھے کمسن تھے مگر ماں نے اپنی تربیت و نصیحت سے آپ کے قلب مبارک پر یہ نقش مرتسم کر دیا تھا کہ فاعل حقیقی خدا ہی ہے اس کے حکم کے بغیر ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آپ سچے دل سے یہ خیال رکھتے تھے کہ اشرفیاں خدا کی ہیں اور لٹنے والوں کی طرح لوٹنے والے بھی خدا ہی کے بندے ہیں۔ نہ یہ اس کے حکم کے بغیر کچھ کرسکتے ہیں اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہی ہوا آپ کی صدق بیانی سے نہ صرف آپ کا مال بچ گیا بلکہ تمام قافلہ والوں

کا بھی لٹا ہوا مال واپس ہو گیا۔

تبحر و کمال

۴۸۸ھ میں آپ دار العلوم بغداد میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت بغداد عروس البلاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور تہذیب و تمدن علوم و فنون، شکوہ و عظمت دولت و اقبال اور شہرت و ناموس میں لیلائے روزگار تھا۔ انسانی حوصلہ مندی کی یہ کتنی شاندار مثال ہے کہ ایک یتیم اور کمسن لڑکا اس زمانہ میں جبکہ سفر واقعی نمونۂ سقر تھا حصول کمال کے لئے سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے تن تنہا بغداد پہنچتا ہے اور بیوہ ماں بھی اپنے لاڈلے اور مایہ ناز فرزند کو خدا کے حوالے کر کے وہاں جانے اور پہنچنے کی اجازت دیدیتی ہے۔ جہاں سے جلد خیریت ملنے کا بھی امکان نہیں ہے۔

کوئی رہبری کے لئے موجود نہیں کوئی سرپرست نہیں۔ تاہم آپ خود ہی تحصیل علم میں معروف ہوتے ہیں۔ اس شان سے کہ نہ دن کو دن سمجھتے ہیں اور نہ رات کو رات بڑے بڑے مشاہیر علماء و اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں کالجوں میں جاتے ہیں اور سند تکمیل حاصل کرتے ہیں آخر آپ کی مساعی بار آور ہوتی ہیں اور آپ چھ سات سال کے اندر ہی آپ علم انساب، علم قرات، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم تاریخ، علم کلام، علم ادب، علم نحو، علم صرف، علم مناظرہ، اور علم فراست وغیرہ میں منتہی ہو کر ذی الحجہ ۴۹۶ھ میں جملہ علوم کے تبحر کی سند حاصل کر لیتے ہیں اور مبتدی خود منتہی ہو کر افق کمال پر رونق افروز ہوتا ہے۔

طالبانہ عہد کے مصائب

اس ہفت سالہ طالب علمانہ زندگی میں آپ نے جس جاں سوزی و جانفشانی اور محنت و مصیبت سے علم حاصل کیا اور اس سلسلہ میں جیسی ہمت فرسا اور حوصلہ سوز تکالیف برداشت کیں ان کے تصور ہی سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ بڑھا اور اس حیثیت سے بڑھا کر اس پوری مدت میں چند دن بھی تو ایسے نہیں گذرے کہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے سکون حاصل ہوا ہو۔ اور ایک وقت بھی شکم سیر ہو کر روٹی کھائی ہو۔ ماں نے چلتے وقت جو کچھ دیا تھا وہ بہت جلد ختم ہو گیا اس کے بعد دو تین بار جو کچھ بھیجا وہ بھی کافی نہیں ہوا آپ ساتھ ہی بہت فیاض بھی واقع ہوئے تھے۔

جب کچھ پاس ہوتا، گھر سے کوئی رقم موصول ہو جاتی۔ اسے غرباء طلباء میں فقراء میں، محتاجوں میں تقسیم کر دیتے اور چند روز کے بعد فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتے۔ چار پانچ سال تو اس مصیبت و اذیت میں گذرے کہ دنیا میں غالباً اس کی کوئی ایک مثال بھی ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔ کسی سے سوال کرنا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا کسی کا احسان اٹھانا چاہتے ہی نہ تھے انتہا درجہ غیور واقع ہوئے تھے۔ کوئی سہارا نہ تھا۔ کوئی آسرا نہ تھا۔ کہیں ٹھہرنے کی جگہ تھی اور نہ کوئی خورد و نوش کا بند و بست تھا دنوں نہیں مہینوں نہیں سالوں گری پڑی ترکاریوں اور دجلہ کے کنارے کھڑی ہوئی گھاس پر زندگی بسر کی ہے۔

ابتلا و آزمائش کی انتہا یہ تھی کہ خشک سالی و قحط نے اور حالت ابتر کر دی۔ درختوں پر پتے بھی نہ رہے گھاس بھی خشک ہو گئی فاقوں پر فاقے ہونے لگے اکثر یہ حالت ہوتی کہ مسلسل فاقوں سے بیہوش اور بیمار ہو جاتے کبھی کبھی یاس و قنوط کا بھی غلبہ ہو جاتا کہ آخر ان تھا اور اہ شب غم کی سحر ہی ہوتی نظر آتی ہی دن بھر طالبعلمانہ دماغ سوزیاں اور رات بھر فاقے کی اذیتیں کھنڈروں، ویرانوں اور مسجدوں کے فرش پر پڑا رہنا حیرت ہوتی ہے کہ آپ کو کس غضب کا حوصلہ عطا ہوا تھا۔

آخر خدائے قدوس کو آپ کا یہ صبر و استقلال پسند آگیا، اور ایک نانبائی نے متاثر ہو کر روزانہ ڈیڑھ روٹی قرض دینے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ آپ کی مشغول شباب اور عمر کو دیکھتے ہوئے دن بھر میں صرف ڈیڑھ روٹی اور وہ بھی خشک پھر کئی سال تک ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ غرض اس بیچ و انداز سے آپ نے اپنی طالبعلمانہ زندگی کے یہ سات آٹھ سال گذار کر معقولات و منقولات میں وہ تبحر و کمال پیدا کر لیا کہ ہر طرف ایک دھوم مچ گئی اور مشاہیر و افاضل کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھنے لگیں۔

فرزندان توحید کے لئے آپ کی زندگی کا یہ زمانہ کتنے بصیرت افروز اسباق سے لبریز ہے کاش وہ سوچیں اور سمجھیں۔

علوم طریقت کے حصول کی حیرت انگیز مساعی

علوم شریعت کی تکمیل کے بعد وقت آچکا تھا کہ آپ چاہتے تو عیش و کامرانی کی زندگی بسر کرتے لیکن نہیں اس کے فوراً بعد ہی آپ علوم باطنی کے اکتساب کی طرف متوجہ ہو گئے گو آپ ایک ولی نانا کے نواسے ولی والدین کے نور چشم اور خود بھی مادر زاد ولی تھے لیکن چونکہ آپ کو قیادت عامہ کی مسند آراستہ کرنی تھی اور دنیائے اسلام میں ایک انقلاب پیدا کرنا تھا اس لئے راہ کو طے کرنا اور بڑی بڑی منازل سے گذرنا ضروری تھا آپ مجاہدات و ریاضات میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتے۔ نہ کھانے کا ہوش تھا اور نہ پینے کا۔ ہمہ وقت ایک جذب کا عالم طاری رہتا تھا۔ شبانہ روز عبادات و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ گرد و نواح میں آپ دیوانے مشہور ہو گئے تھے دو چار نہیں سات آٹھ نہیں کم و بیش پچیس برس آپ نے وہ مجاہدات کئے اور وہ محنتیں اور تکالیف برداشت کیں کہ انسانی تصور بھی ان کے تصور سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ آج مسلمان ہیں کہ محنت سے جی چراتے اور بغیر سعی شہ نشین کمال پر فائز ہونے کے آرزومند نظر آتے ہیں لیکن وہ غور نہیں کرتے کہ اسلاف نے حصول کمال کی سعی میں کتنے ہمت فرسا مراحل کتنی مدت میں طے کئے ہیں۔

مرتبہ غوثیت پر فائز ہوئے تو اس وقت جبکہ پندرہ برس کامل شب کو آنکھ نہ جھپکائی اور پوری پوری راتیں ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر

نماز میں گذار دیں۔ حقیقت یہ ہے اور اس زندگی مبارک سے یہی سبق ملتا ہے کہ دنیا میں محنت کے بغیر راحت حاصل ہو ہی نہیں سکتی اور کمال و ناموری حاصل کرنے کے لئے مصائب و نوائب اور ابتلاء و آزمائش کے بڑے بڑے زہرہ گداز "ہفتخوان" طے کرنا پڑتے ہیں تمام بڑے بڑے انسانوں کی زندگی میں یہ چیزیں کم و بیش نظر آتی ہیں بالخصوص انبیاء اور اولیاء کی کتاب زندگی کا ہر باب اور ہر صفحہ اسی قسم کے تذکروں سے لبریز ملیگا۔ محنتوں، قربانیوں، تکلیفوں اور آزمائشوں کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ خود خدائے قدوس نے فرمایا ہے:۔
لیس للانسان الا ما سعی۔ و لنبلونکم بشیء من الخوف الخ

دنیوی و دینی عروج وارتقا

ایک مدت کے بعد جب آپ کو سکون ہوا تو بغداد واپس آکر حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخرمی کے ہاتھ پر بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۵۲۱ھ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کو میدان عمل میں اترنے کی ہدایت کی پیر و مرشد نے اپنا ایک چھوٹا سا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا جو بہت جلد ترقی کر کے ۵۲۸ھ میں ارض بغداد کا ایک وسیع اور عظیم الشان دارالعلوم بن گیا جس میں بیک وقت ہزاروں طلبا تعلیم پانے لگے۔

اور وہیں خانقاہ، مجلس خانہ اور مسجد بھی تعمیر ہوگئی۔ دور دور تک عمارتوں کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا اور علماء و فضلاء و صلحاء و اولیاء کا ہجوم رہنے لگا درس و تدریس وعظ و پند اور ارشاد و افتاء کے سہ گانہ مشاغل زور شور کے ساتھ جاری ہوگئے اور آپ کی شہرت رفتہ رفتہ مشرق و مغرب پر حاوی ہوگئی۔ آپ کی تقاریر و مواعظ میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا اس کثرت سے لوگ شریک ہوتے تھے کہ چلتے ہوئے راستے رک جاتے تھے اور تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہتی تھی دور دور سے استفسار آتے یہ عالم ہوگیا کہ ہر کہ و مہ کے نزدیک آپ کی عظمت مسلم ہوگئی۔

علم و فضل اور عرفان و طریقت میں اس عہد میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا نہ کسی کو اتنی شہرت و رفعت حاصل تھی۔ خلفائے عظام اولیائے کرام اور امرائے کرام سب کی گردنیں آپ کے سامنے جھک گئی تھیں اور زمین و آسمان سے قبولیت و احترام کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ہزارہا درہم و دینار کی روزانہ فتوح تھی اور ہزارہا روزانہ تقسیم ہوتے تھے لنگر جاری رہتا تھا اور آفتاب جاہ و اقبال خط استوا پر چمک رہا تھا۔

قدم غوثیت اور اولیا کی گردن پر

ایک روز آپ نے اس وقت جبکہ آپ پر جوش طریق پر وعظ فرما رہے تھے بحکم ربی ارشاد فرمایا:۔
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ — میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے

بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق اس مجلس میں جتنے مشائخ و اولیا موجود تھے سب نے یہ سنتے ہی اپنی گردنیں جھکا دیں اور نہ صرف وہاں ایسا ہوا بلکہ روئے زمین کے جس گوشے اور جس حصہ پر بھی جو شیخ اور جو ولی موجود تھا۔ وہیں اس نے بھی اپنی گردن جھکا دی جس وقت کلمہ زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے اسی وقت تمام اولیائے کرام اور صوفیائے وقت نے چشم باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاج غوثیت آپ کے فرق مقدس پر رکھا گیا علم قطبیت آپ کے سامنے لہرا دیا گیا اور عین اسی وقت رجال الغیب کی ایک جماعت فضا میں پرواز کرتی ہوئی نظر آئی اور اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مودبانہ طریق پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ آپ اسی طرح مسلسل ۳۳ سال تک شریعت و طریقت درس و تدریس اور دین و دنیا کی خدمت انجام دیکر ۵۶۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

بزرگانہ اوصاف و محامد

بذل و ایثار

آپ آخر غوث وقت اور عالم بے بدل تھے اخلاق حمیدہ سے آپ کو کثیر حصہ عطا ہوا تھا۔ بذل و عطا اور ایثار و کرم میں کوئی اس عہد میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ یہ فضائل آپ کے اندر فطری تھے امارت میں فیاضی و ایثار سے کام لینا اتنی بڑی بات نہیں جتنی کہ غربت و عسرت میں ہے۔ اس طالبعلمانہ زمانہ میں بھی جبکہ آپ کو فاقے پر فاقے ہوتے تھے اور دجلہ کے کنارے کی جڑی بوٹیوں اور پتوں پر آپ کا گذارہ تھا۔ جب بھی آپ کو کچھ مل گیا ہے اور ماں کی طرف سے کوئی رقم موصول ہوگئی ہے اسے آپ نے درویشوں اور محتاجوں کو تقسیم کر دیا ہے اور آٹھ آٹھ اشرفیاں بھی کبھی ایک ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں چلی ہیں۔

اس کے بعد دور عروج و اقتدار میں بذیل فتوح ہزارہا اشرفیاں روزانہ آتیں۔ امراء و روسا برابر تھیلیاں نذر میں پیش کرتے رہے لیکن سب کا سب روزکا روز ہی تقسیم کر دیتے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کھانا کھلانے اور حسن خلق سے بہتر و افضل کوئی عمل ہی نہیں دیکھا۔ اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی تو میں یہی کام کرتا کھانا کھلاتا اور کسی کو بھی خالی شکم نہ سونے دیتا۔

شفقت علی الخلق

نہایت غریب پرور اور بیکس نواز تھے ہر کس و ناکس سے بخندہ پیشانی پیش آتے۔ طلباء سے بھی بہت محبت کرتے تھے اور غبی سے غبی لڑکے کو بھی پوری محنت اور توجہ کے ساتھ پڑھاتے تھے مریدوں اور عقیدتمندوں پر باپ سے زیادہ مہربان تھے ان کی تکلیف و تربیت کا خاص خیال ملحوظ رکھتے تھے۔ جب کبھی احباب و مریدین کی تکلیف کا حال سنتے بیقرار ہو جاتے اور عیادت کو ضرور جاتے خواہ وہ کہیں ہوتے پھر انہیں تسلی بھی دیتے اور ان کے لئے دعا بھی کرتے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی دوست مرید اور اہل محلہ کی علالت کی خبر سنی ہو اور آپ اسے دیکھنے نہ گئے ہوں اس کے علاوہ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت آپ کا خاص شیوہ تھا۔

پڑھا کرتے تھے اور اگر کبھی سورۂ اخلاص پڑھی ہے تو سو مرتبہ سے کم نہیں پڑھی ہے۔ جب بڑھاپا آگیا اور ضعف کا غلبہ ہونے لگا تو بھی محنت و ریاضت میں کوئی کمی نہیں ہوئی مراقبے میں راتیں گذر گئیں تمام نمازیں پورے سکون کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں اور خشوع و خضوع کا عالم طاری رہتا تھا۔ مسلک شافعی تھا۔ جو فتاوی صادر فرماتے تھے وہ شافعی و حنبلی مسلکوں کے مطابق دیا کرتے تھے۔

روزوں میں بھی بہی انہماک تھا قریب قریب ہمیشہ صائم رہتے تھے اور ہر مہینہ میں یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ تین روزے مسلسل رکھتے تھے۔ پانی کے ایک گھونٹ اور چھوارے کے ایک ٹکڑے سے روزہ افطار کیا کرتے تھے عجز و انکسار اور رقت و گدازگی کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ ہیبت الٰہی سے جسم مبارک پر لرزہ طاری رہتا تھا۔ ہر کام میں خوشنودی خدا کا خیال مقدم رکھتے تھے۔ حج بھی کئے زکوٰۃ تو کبھی آپ پر واجب ہی نہ ہوئی کہ جو آتا تھا اسی روز خیرات فرما دیتے تھے۔

غذا و خوراک خورد و نوش میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور خاص اہتمام سے کام لیا جاتا تھا ایک خاص دوست جو قریبی گاؤں میں رہتے تھے آپ کے لئے خاص احتیاط سے ایک جدا گانہ قطعہ اراضی کو صاف کر کے آپ کے لئے جو بوتے تھے۔

انھیں کوئی مشتبہ اور غیر مطہر ہاتھ کسی وقت بھی نہ لگتے پاتا تھا خاص اہتمام سے غلہ کٹ کر ایک پاک و صاف جگہ پر رکھ دیا جاتا تھا جہاں کوئی نہ جا سکتا تھا اس ذخیرہ سے آپ کے دوست باوضو جا کر ضرورت کے مطابق غلہ لے آتے۔ باوضو ہو کر اسے پیستے اور ایک پاک شخص کے ذریعے اسے بعد از پکوا دیتے۔ روزانہ شام کے وقت اس آٹے کی چار روٹیاں پک کر آپ کے سامنے لائی جاتیں جب یہ روٹیاں آپ کے سامنے آتیں تو آپ ان کے ٹکڑے کر ڈالتے اور اس وقت جو فقراء آپ کے پاس اور گرد و پیش موجود ہوتے۔ آپ انھیں تقسیم کر دیتے اور صرف ایک روٹی کے ٹکڑے سے آپ خود روزہ افطار کرتے یہی جو کی خشک روٹی آپ کی خوراک تھی زندگی بھر برابر یہی دستور رہا گوشت گھی۔ دودھ وغیرہ کو ہاتھ نہ لگاتے تھے ویسے کھانے کو آپ سب کچھ کھا لیتے تھے نفیس سے نفیس غذائیں بھی آپ نے کھائی ہیں اس لئے خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو آپ حرام نہ کر سکتے تھے۔ مگر عام غذا اور روزمرہ کی خوراک وہی ایک روٹی تھی۔ ضیافتیں بھی قبول کر لیا کرتے تھے۔

لباس اور نظافت پسندی طبیعت میں بیحد نفاست تھی صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتے تھے ذرا بھی میلے کپڑے نہ پہنے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جہاں غذا و خوراک میں انتہائی سادگی تھی وہاں لباس بالعموم نفیس اور شاندار ہوتا تھا۔

صاف و شفاف کپڑے پہنتے تھے۔ وضع لباس عالمانہ تھی نفیس سے نفیس اور قیمتی سے قیمتی لباس پہناتے صبح کے وقت جوڑا بدلتے اور دوسری صبح کو وہ لباس فقراء کو دیدیا جاتا۔ نعلین مبارک ہر جمعہ کو بدل دی جاتی تھیں۔ خوشبویات اور عطریات بھی استعمال کرتے تھے حقیقت میں آپ بہت متغرق بزرگ تھے

ازواج و اولاد منزلی، معاشرتی الجھنوں میں پڑنا نہ چاہتے تھے اور نہ آپ کو اتنی فرصت تھی قریب قریب جدائی کا زمانہ بھی ختم ہو چکا تھا اوقات زیادہ تر مشاہدہ جمال میں گذرتے تھے۔

شادی کا ارادہ ہی نہ تھا مگر ارشاد نبوی سے مجبور ہو کر شادی کرنی پڑی گھر میں بیک وقت چار بیویاں تھیں اور آپ کو چاروں بیویوں سے محبت تھی گھر میں بہت مسرور زندگی بسر کرتے تھے چاروں بیویاں ساہی ہمہ صفت موصوف اور باکمال تھیں ان چاروں بیویوں سے آپ کے یہاں انچاس اولاد پیدا ہوئیں جس میں بیس لڑکے تھے اور انیس لڑکیاں تھیں ان سے بھی آپ کو بہت محبت تھی آپ کے صاحبزادوں نے بہت شہرت اور ناموری حاصل کی اور علم و عرفان میں بھی سرآمد روزگار ہوئے۔

انتقال و وصال بروز دوشنبہ اور ربیع الثانی ۵۶۱ھ بعمر و سال آپ رگذائے عالم بقا ہوئے جنازہ کے ساتھ ساتھ اس قدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی آپ کے بیشمار خلیفہ ہوئے جنہوں نے طول و عرض ہند میں قادری سلسلہ کو پھیلایا اور آج تک دنیا کے ہر حصہ میں اس سلسلہ کے بزرگ موجود ہیں اور دنیا والوں کو ان کی ذات گرامی سے فیض پہنچ رہا ہے

حیرت انگیز خوارق حالات

سیف زبانی ایک ولی کے لئے کرامات کوئی باعث شرف و مجد نہیں کہ اس کا حقیقی مرتبہ اس سے کہیں بلند ہوتا ہے تاہم چونکہ ان سے اس کی قوت روحانی اور بلندی منزلت پر بھی کسی حد تک روشنی پڑتی ہے اس لئے ہم آپ کی صدہزار حیرت بار حیرت انگیز کرامات و خوارق عادات میں سے چند کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آپ کی شان ان سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھی۔

ایک بہت مشہور بزرگ کے متعلق جو آپ نے یہ سنا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت یونس کے مقام سے بھی گذر چکے ہیں تو آپ یک بیک غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ عنقریب اس کا طائر روح قفس عنصری سے خالی ہو جائے گا ان الفاظ کا زبان مبارک سے صادر ہونا تھا کہ ان کا اچانک انتقال ہو گیا۔

چور کو ابدال بنا دیا ایک شخص نے آکر مطلع کیا کہ فلاں ابدال کا انتقال ہو گیا فرمایا صبر کیجئے میں ان کی جگہ ایک جدید تقرر عمل میں لانے والا ہوں اسی شب کو ایک چور نے آپ کے محلے میں داخل ہو کر گھر کی اشیاء چرانے کی کوشش کی

وہ اندھا ہوگیا۔ آپ نے دیکھکر ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا سچ سچ بتادے تو کون ہے؟ اس نے صاف صاف کہدیا کہ میں چور ہوں مگر میں نے عسرت وافلاس سے مجبور ہو کر یہ حرکت کی تھی جس کا انجام یہ ہوا کہ نتیجہ میں نے بھگت لیا۔ آپ ایک پیکر رافت وکرم تھے رحم آگیا۔ لب مبارک لگاتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی اس کے بعد اسے وہیں توبہ کراکر مرید کیا اور کچھ دنوں کی تربیت کے بعد اسے درجہ کمال کو پہنچا کر اس ابدال کی جگہ اسے مامور کردیا۔

فاتح لشکر کا اچانک فرار

ایک مرتبہ بغداد پر عجمیوں نے پرشور حملہ کرکے خلیفہ کو محصور ہونے پر مجبور کردیا خلیفہ نے منت کے ساتھ آپ سے دعا واعانت کی استدعا کی آپ نے اپنے مرید خاص سے ارشاد فرمایا کہ ان سے جاکر کہدو کہ ارض بغداد فوراً خالی کردیں انہوں نے امتثال حکم کے طور پر اپنے خادم کو ہدایت کی کہ لشکر عجمی کے آخر میں جو خیمہ ہے اس میں تمہیں تین اشخاص ملیں گے ان سے جاکر کہدو کہ علی نے کہا ہے کہ آپ واپس چلے جائیں اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہم دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو تم بھی یہی جواب دینا۔ خادم نے یہی کیا۔ آخر ان تینوں اشخاص میں سے ایک نے اٹھ کر خیمہ کی ڈوریاں کھول دیں ساتھ ہی تمام لشکر نے بلا سبب اپنی باگیں موڑ دیں اور سب کے سب اسی وقت محاصرہ چھوڑ کر چلدیئے۔

کعبہ کی زیارت کرادی

شیخ ابو محمد صالح نے بغداد حاضر ہوکر آپ کے حکم سے کوئی بیس روز ہی آپ کے خلوت خانہ کے دروازہ پر قیام کیا ہے کہ آپ نے ان سے قبلہ کی طرف رخ کرنے کو کہا نظر جو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو کعبہ شریف سامنے تھا پھر مشرق کی طرف جو مڑے تو اپنے مرشد کو موجود بیٹھے ہوئے دیکھا اس کے بعد پوچھا کہو اب مرشد کے پاس کس طرح جانا چاہتے ہو ایک قدم میں یا جیسے آئے تھے ویسے ہی چنانچہ جو انہوں نے کہا وہی ہوا۔

تقدیر بدلوادی

ایک مرتبہ ابوالمظفر سوداگر نے حضرت شیخ حماد سے عرض کی کہ میں مال لیکر شام جارہا ہوں فرمایا سفر موقوف کردو ورنہ راستے میں ڈاکو لوٹ لیں گے اور قتل ہوجاؤ گے۔ جانا ضروری تھا ابوالمظفر سنکر بہت پریشان رنجیدہ ہوئے راستے میں حضور غوث اعظم سے ملاقات ہوگئی۔ سبب غم واضطراب پوچھا اور تمام حالات سنکر فرمایا اس کے لئے تمہیں سراسیمہ ہونے کی ضرورت نہیں تم شوق سے جاؤ تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ ابوالمظفر مطمئن ہوکر عازم شام ہوئے بہت نفع ہوا وہاں سے حلب گئے اور ایک جگہ لیٹ کر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ڈاکوؤں نے حملہ کرکے تمام قافلہ کو لوٹ لیا ہے اور یہ خود بھی قتل ہوگئے ہیں گھبرا کر اٹھے وحشت طاری تھی۔ سرعت کے ساتھ قطع مراحل طے کرتے ہوئے بغداد پہنچے اور حضور غوث اعظم کی خدمت میں باریاب ہونے کے لئے چلے سوچ رہے تھے پہلے کس سے ملوں اثنائے راہ میں ہی حضرت شیخ حماد مل گئے اور فرمایا کہ تم شیخ عبدالقادر سے ضرور ملنا انہوں نے تمہارے

لئے ستر دفعہ دعا کی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں منتقل کردیا چنانچہ وہ دربار غوثیت میں حاضر ہوئے اور معتقداً شکریہ ادا کیا۔

ڈاکوؤں سے بچا دیا

ایک دفعہ مجلس جاری تھی یکایک اٹھکر وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی بڑے پرزور نعرے لگائے اور دو نعل ہوا میں پھینکے جو دونوں کے دونوں ہوا میں غائب ہوگئے کسی کی جرأت نہ ہوئی جو آپ سے استفسار حقیقت کرسکتا تین روز کے بعد ایک قافلہ بغداد میں داخل ہوا اور اس کے سردار نے حاضر ہوکر تحائف اور نعلین پیش کیں لوگوں کے متحیرانہ استفسار پر اس نے کہا کہ ہمارا قافلہ قطع مراحل کرتا ہوا چلا آرہا تھا کہ یکایک ڈاکوؤں نے ہم پر ایک خوفناک اور غارتگرانہ حملہ کیا۔

سب کچھ لٹ گیا اور کچھ آدمی بھی قتل ہوگئے ڈاکو باہم مال تقسیم کرنے لگے ہم نے اس وقت منت مانی کہ اگر ہم اس بلائے عظیم سے نجات پائیں تو حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر تحائف پیش کریں گے عین اسی وقت دو فلک شگاف نعروں کی آواز سنائی دی جن سے پوری ایک ہیبت طاری ہوگئی ڈاکوؤں نے گھبرا کر ہمارا تمام مال واپس کردیا ان کے دونوں سردار مارے گئے جن کے پاس یہ نعلین پڑی ہوئی تھیں ہم انہیں اٹھا لائے وہ دونوں سردار انہیں نعلین کی ضرب سے مرے اب ہم نذرانہ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

خیال کیساتھ ملاقات

ایک مرتبہ ایک صاحب کو مجلس میں بیٹھے بیٹھے یکایک خیال آیا کہ شیخ احمد رفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیئے وہ بھی بہت بزرگ تھے اور دور دراز فاصلے پر رہتے تھے حضور نے فوراً مکاشفہ سے دل کا حال معلوم کرکے فرمایا لو تمہاری آرزو پوری ہوگئی شیخ احمد سے ملاقات کرلو گردن پھیر کر جو دیکھا تو ایک بارعب بزرگ برابر ہی بیٹھے نظر آئے فوراً اٹھکر سلام کیا شیخ نے کہا غوث وقت کو دیکھکر میری ملاقات کی آرزو تو کوئی اہمیت نہیں رکھتی میں تو خود انہی کی ماتحتی میں کام کر رہا ہوں اتنا کہکر غائب ہوگئے۔ ایک مدت کے بعد جب حضور کا وصال ہوگیا تو یہ صاحب شیخ سے جاکر ملے۔

انہوں نے اس مجلس کے سوا اور کبھی شیخ کو دیکھا نہ تھا تاہم پہچان لیا شیخ دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کیا پہلی ملاقات کافی نہ تھی جو اب دوسری مرتبہ اتنا سفر کرکے ملنے آئے۔

طے ارض اور تقرر ابدال

ایک مرتبہ یکایک رات کو اٹھکر ایک طرف چلدیئے شیخ ابوالحسن تنہائی کے خیال سے ساتھ ہوگئے دیکھتے کیا ہیں کہ دروازہ بغداد کے باہر ہی سامنے ایک عظیم الشان اور نیا شہر ہے جس شہر میں ہی لمحہ کے اندر پہنچ گئے ایک مکان کے اندر تشریف لے گئے حضور تو اندر چلے گئے مگر شیخ ابوالحسن خوف سے ستون کے پاس ہی رک گئے اور اس کی آڑ سے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہے۔ محسوس ہوا کہ اندر کوئی شخص کراہ رہا ہے

جب بند ہو رہے تھے ایک شخص ایک لاش کو دوش پر اٹھائے ہوئے آیا۔ چند ہی لمحے اور گذرے ہوں گے کہ ایک برہنہ سر اور دراز قامت شخص آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے مونچھیں تراش کر اور لبیں اڑا کر اسی وقت اس کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ یہ شخص مرنے والے کا جانشین ہوگا۔ سب نے ادب سے سر جھکا دیئے۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپ روانہ ہوئے، شیخ پیچھے پیچھے ہو لئے اور ابھی دس بیس قدم ہی چلے ہوں گے کہ دروازہ بغداد سامنے نظر آیا جو قریب پہنچتے ہی فوراً کھل گیا۔ آپ اندر داخل ہو گئے اور مدرسہ میں ہو کر اپنے کاشانہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ صبح کو شیخ نے ادب سے رات کا واقعہ پوچھا۔ فرمایا وہ شہر نہاوند تھا اور جس شخص کو مسلمان کیا گیا وہ قسطنطنیہ کا عیسائی تھا۔ مرنے والا اور اس کے رفقاء سب ابدال تھے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ حکماً کیا۔ اور جو صاحب لاش دوش پر اٹھا کر لائے تھے وہ حضرت خضر تھے۔

جماعت فقہا کی سرنگونی

آپ کی شہرت و ہر دلعزیزی کا آوازہ بلند ہوا تو علماء ظاہر کو عناد پیدا ہوا اور ایک سو مشہور اور مستند فقہا کی ایک جماعت باہم یہ طے کر کے کہ ہر ایک آپ سے ایک ایک مسئلہ دریافت کر کے آپ کی لیاقت علمی کا امتحان لے آپ کی مجلس وعظ میں پہنچی۔ آپ کو خود اعلام ہو گیا۔ آپ نے سر جھکا لیا ساتھ ہی یہ نظر آیا کہ آپ کے سینہ پر انوار سے ایک شعاع نور نکل کر ان کے سینوں میں سے گذرنے لگی جس کے سینے تک پہنچی وہ بیقرار و مضطرب ہو گیا۔

آن کی آن میں یہ حالت ہوئی کہ انہوں نے ناچنا کودنا اور رونا چلانا شروع کر دیا۔ آخر خود ہی کھنچ کر انہوں نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے ایک ایک کو اٹھا کر سینہ سے لگایا اور ساتھ ہی ہر ایک کا سوال خود ہی بتا کر اس کا جواب دینا شروع کر دیا۔ یہی نہیں آپ نے ہر ایک کو اس کا نام لیکر پکارا نیز یہ بھی بتا دیا کہ تم یوں گھر سے یہ ارادہ کر کے چلے تھے۔ تمام شہر میں ایک شور پڑ گیا اور پھر کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔

دجلہ کی لہروں پر نماز

ایک مرتبہ آپ یکایک نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ بہت تلاش کی مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر ایک شخص سے ایک روز معلوم ہوا کہ آپ ابھی ابھی دجلہ کی طرف جاتے دیکھے گئے ہیں۔ لوگ مضطربانہ دوڑے اور یہ دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئے کہ آپ دجلہ کی لہروں پر اس طرح چلے جا رہے ہیں جس طرح عام انسان خشکی پر چلتے ہیں اور مخلوقات تری میں ایک ماہی بے آب مچھلیاں اچھل اچھل کر آپ کے قدم چوم رہی ہیں۔ لب دریا بیشمار مخلوق کھڑی ہوئی تھی کہ یکایک ایک طویل و عریض جانماز فضا میں نمودار ہو کر سطح آب پر خود بخود بچھ گئی اور پھر بلند ہو کر ہوا میں معلق ہو گئی۔ اس کا رنگ سبز تھا اور اس پر ایک طرف بحروف جلی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اور دوسری طرف **سلام علیکم اہل البیت انہ حمید**

جمیل لکھا ہوا تھا۔ یکایک اس پر ایک جماعت قائم ہو گئی اور حضور غوث پاک کے اقتدار میں بخشوع و خضوع نماز ادا کی گئی۔ شہر والوں نے بھی لب دجلہ نماز ادا کی۔ اس نماز میں بقول حضرت سہیل تستری کچھ سرور ہی نرالا تھا۔ یہ جماعت رجال الغیب کی جماعت تھی۔

مادرزاد اندھا تندرست ہوگیا

ایک دفعہ بغداد کے ایک دولتمند تاجر نے حاضر ہو کر آپ کی دعوت کی۔ مراقبہ کیا اور دعوت منظور کر لی۔ دعوت میں شہر کے قریب قریب تمام اکابر و علماء و فقہا شریک تھے۔ آپ بھی انہی میں جا کر بیٹھ گئے۔ ایک مکلف دسترخوان بچھایا گیا اور ہر قسم کی اغذیہ اس پر چن دی گئیں۔ اس کے بعد ایک بڑا اور سر بمہر ٹوکرا لایا گیا اور اسے دسترخوان کے عین وسط میں رکھ دیا گیا۔ حضور غوث پاک محویت و استغراق کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ہیبت طاری تھی۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر ٹوکرا سامنے منگوایا۔

کھولنے پر لوگ حیرت زدہ ہو گئے یہ دیکھ کر کہ اس کے اندر اس سوداگر کا لڑکا بند تھا جو مادرزاد اندھا بھی تھا، مجذوم بھی تھا اور مفلوج بھی۔ آپ نے دیکھتے ہی کہا کہ اے لڑکے تو ابھی اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ یہ الفاظ زبان مبارک سے صادر ہوتے ہی وہ لڑکا تندرست ہو گیا۔

مرغ زندہ ہوگیا

ایک مرتبہ ایک عورت اپنے لڑکے کو تربیت کے لئے آپ کے سپرد کر گئی جو مجاہدات و ریاضات میں مصروف ہو کر بہت زار و نحیف ہو گیا۔ اس نے ایک روز آکر اپنے لڑکے کو خشک روٹی کھاتے دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیرانی اور جوش میں بھری ہوئی حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک طشت میں ایک مرغ مسلم آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے اور آپ اسے تناول فرما رہے ہیں اور اس کی ہڈیاں ایک جدا الگ برتن میں جمع کرتے چلے جا رہے ہیں۔ بڑھیا سے نہ رہا گیا اور کہا کہ میں نے اپنے لخت جگر کو آپ کے سپرد اس لئے کیا تھا کہ آپ اسے اولاد کی طرح پرورش کریں گے لیکن آپ کو اس کی طرف کچھ بھی التفات نہیں۔ میرا بیٹا تو جو کی روٹیاں کھا کر بسر کر رہا ہے اور آپ مرغ مسلم کھاتے ہیں۔ محبت و التفات ہوتا تو یہ صورت پیش نہ آتی۔ یہ سنتے ہی آپ نے اپنا ہاتھ کھائے ہوئے مرغ کی ہڈیوں پر رکھا۔ فوراً وہ ایک زندہ مرغ کی صورت میں منتقل ہو گئیں۔ فرمایا جب تیرے بیٹے میں بھی یہ قوت پیدا ہو جائے گی پھر اسے اختیار ہوگا کہ وہ جو چاہے کھائے۔

سوءِ ظنی کا تلخ نتیجہ

بغداد کے ایک بہت بڑے تاجر پارچہ کی دکان پر حضور غوث اعظمؓ کے ایک خادم نے آکر ایک ایسے کپڑے کی ضرورت بیان کی جس کی قیمت فی گز ایک دینار سے کم نہ ہو۔ چنانچہ بزاز نے کپڑا دیا، اس کی قیمت وصول کر لی اور پھر پوچھا کہ اتنا قیمتی کپڑا کس کے لئے خریدا جا رہا ہے۔ یہ جواب پاکر کہ حضور غوث اعظم کو اس کی ضرورت ہے وہ متحیر ہو گیا اور دل میں کہنے لگا کہ انہوں نے

تو امراء و سلاطین کے لئے کوئی لباس پہننے کو چھوڑا ہی نہیں گراں بہا سے گراں بہا کپڑا خریدتے ہیں اور پہنتے ہیں جب فقراء ہی اتنا قیمتی کپڑا پہننے لگے تو پھر امراء کے لئے اور کونسا امتیازی لباس پہننے کو رہ جائے گا۔ یہ ایک انتہائی گستاخی تھی وہ بھی غوث وقت کے ساتھ۔

اس خیال کے پیدا ہوتے ہی بزاز کے پاؤں میں ایک کیل چبھی اور وہ بھی اس سختی کے ساتھ کہ بیقرار ہو گیا اور شدت اذیت سے تڑپنے لگا لوگوں نے ہرچند اسے پاؤں سے نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ نکلی اور گوشت میں پیوست ہو کر رہ گئی آخر وہ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ بارگاہ غوثیت میں بے ادبی اور سوء ظنی کا نتیجہ ہے اس لئے اپنے آدمیوں سے بولا کہ تم لوگ اور کچھ نہ کرو اور مجھے اٹھا کر دربار غوثیت میں لے چلو مجھے وہیں آرام ہوگا۔ جب بزاز آپکے سامنے پہنچا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا آخر تمہیں اس سوء ظنی سے کیا فائدہ ہوا اور تم نے میری حالت پر کیوں تعریض کی میں تمہیں بقسم بتاتا ہوں کہ مجھے نہ گراں بہا لباس پہننے کا شوق ہے اور نہ میں اسے اپنی مرضی سے پہنتا ہوں میں تو بندۂ حکم ہوں مجھے بارگاہِ احدیت سے جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل کرتا ہوں۔

پھر فرمایا خوب سمجھ لو لباس مردوں کا کفن ہے اور مردوں کے کفن کو خوشنما ہونا ہی چاہیئے جب ہزار مرتبہ مر چکا ہوں تب مجھے یہ کفن نصیب ہوا ہے۔ اعتراض تو اس پر ہونا چاہیئے جو زندہ ہو۔ اور خوشنودی نفس کے لئے لباس پہنے یہاں تو سرے سے نفس کا شائبہ بھی موجود نہیں ہے اس کے بعد آپ نے جو ہاتھ رکھا تو کیل خود بخود نکل پڑی۔

ایک ولی کی کرامت سلب

ایک مرتبہ شیخ علی جو اندر جانے لگے تو آستانہ مبارک پر ایک نوجوان کو چت پڑا ہوا دیکھا جس نے عرض کی کہ حضور غوث پاک سے میری سفارش کر دیجئے۔ حضورؒ نے سفارش سے پیشتر فرمایا کہ میں تمہاری سفارش منظور کرتا ہوں اور اُسے بخشتا ہوں شیخ نے باہر آکر مژدۂ عفو سنایا جسکے سنتے ہی وہ نوجوان اٹھا اور ہوا میں پرواز کرتا ہوا نگاہوں سے غائب ہو گیا شیخ متحیرانہ اندر آئے فرمایا کہ اس نوجوان کے دل میں بالائے بغداد پرواز کرتے ہوئے یہ خیال گذرا تھا کہ اس شہر میں مجھ جیسا کوئی بھی نہیں مجھے یہ امر ناگوار گذرا اور اسی وقت اس کی تمام کرامت سلب کر لی مجھے اس کے غرور پر بہت غصہ تھا صرف تمہاری سفارش پر معاف کر دیا۔

غیب سے سیب نمودار ہوا

ایک مرتبہ خلیفہ عباسی مستنجد باللہ نے حاضر ہو کر محض طمانیت قلب کی خاطر عرض کی کہ میں کوئی کرامت دیکھنی چاہتا ہوں آپ نے اسی وقت اپنا ہاتھ جو اوپر اٹھایا تو اس میں دو تازہ سیب آ گئے حالانکہ اس وقت ان کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک سیب خلیفہ کو دے دیا۔

دونوں سیب اسی وقت تراشے گئے خلیفہ والے سیب میں کیڑے پڑے ہوئے تھے اور آپ کا سیب نہایت معطر اور تر و تازہ تھا۔ خلیفہ نے اس کا سبب متحیر ہو کر پوچھا فرمایا یہ کوئی مشکل اور ناقابل فہم امر نہیں تمہارے ہاتھ میں ایک ظالم کا ہاتھ لگا تھا اور دوسرا سیب ایک ولی کے ہاتھ میں تھا۔

مشاہدۂ انوار ربانی

ایک دفعہ عمر بن حسن آپکی مجلس میں جاکر ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ گئے سر جھکا لیا نظر جو اٹھائی تو دیکھا کہ ایک شعاع نور ہے جو بار بار آپکے دہن مبارک سے نکل نکل کر بلند ہو رہی ہے اور آسمان کی فضاؤں میں روشنی پیدا کر رہی ہے پھر دیکھا کہ آسمان سے بھی ایک موج نور آئی اور وہ آپ کے سر و سینہ سے ہو کر گذر گئی اس کے مشاہدہ سے ان پر خود بخود ایک مدہوشی اور از خود رفتگی کا عالم طاری ہو گیا۔ دل میں ارادہ کر لیا کہ کچھ ہو میں ضرور باہر نکل کر اس کا ذکر لوگوں سے کروں گا۔ آپ نے وہیں سے انہیں ٹوکا کہ خاموش رہو مجلس کی باتیں باہر ذکر کرنے کے لئے نہیں ہوتیں۔

حضور غوث پاک کی زندگی کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالی جائے ایک دریائے ذر نگاہوں کے سامنے لہراتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور آج بھی قارئین کرام آپ کی سیرت سے گرانبہا اسباق حاصل کر سکتے ہیں پہلی اور سب سے نمایاں چیز یہ ہے کہ محنت و سعی ہر انسان کے لئے ضروری لازمی ہے اور کوئی شخص دنیا میں اس کے بغیر کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ دوسری چیز یہ کہ انسانی زندگی میں ماں کی تربیت کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

کاش مسلمان اس سے سبق حاصل کریں اور آپ کی سعی و محنت فضائل اخلاق اور معاشرت و معاملت پر عمیق نظر ڈالیں اور جہاں تک ممکن ہو تقلید کی سعی کریں۔

ایک نیا انقلاب

(از حضرت علامہ ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن)

اس سے پہلے ہم کسی موقع پر اشارۃً کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ ایک نیا انقلاب آرہا ہے جو بلحاظ اپنے اثرات اور اپنے نتائج کے ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے بھی زیادہ شدید ہوگا۔ پھر اس سے بہت زیادہ بڑے پیمانہ پر ایک دوسرے انقلاب کا سامان تمام دنیا میں ہو رہا ہے اور بہت ممکن ہے کہ یہ وسیع تر انقلاب ہندوستان پر اثر انداز ہو کر یہاں کے متوقع انقلاب کا رخ اچانک پھیر دے اور اس کو ہماری توقعات سے بہت زیادہ پر خطر بنا کر چھوڑ دے۔

جو لوگ خس و خاشاک کی طرح ہر رو پر بہنے کے لئے تیار ہیں اور جن کو خدا نے اتنی سمجھ بوجھ ہی نہیں دی ہے کہ اپنے لئے زندگی کا کوئی راستہ معین کر سکیں ان کا ذکر تو قطعاً فضول ہے انہیں غفلت میں پڑا رہنے دیجئے زمانہ کا سیلاب جس رخ پر بھی بہےگا وہ آپ سے آپ اسی رخ بہ جائیں گے اسی طرح ان لوگوں سے بھی قطع نظر کیجئے جو آنے والی انقلابی قوتوں پر سمجھ بوجھ کر ایمان لا چکے ہیں اور بالارادہ اسی رخ پر جانا چاہتے ہیں جس پر زمانہ کا طوفانی دریا جا رہا ہے اب صرف وہ لوگ رہ جاتے ہیں جو مسلمان ہیں اور مسلمان رہنا چاہتے ہیں مسلمان مرنا چاہتے ہیں اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب زندہ رہے اور ہماری آئندہ نسلیں محمد عربی صلعم کی بتائی ہوئی راہ راست پر قائم رہیں ان لوگوں کے لئے یہ وقت رواروی سے گذار دینے کا نہیں بلکہ گہری سوچ اور نہایت درجہ کے غور و فکر کا ہے وہ اگر اس نازک وقت میں غفلت اور بے پروائی سے کام لیں گے تو ایک جرم عظیم کا ارتکاب کریں گے اور اس جرم کی سزا صرف آخرت ہی میں نہ ملےگی بلکہ اسی دنیا کی زندگی میں ان پر چھا جائےگی۔ زمانہ کا بے درد ہاتھ ان کی آنکھوں کے سامنے تہذیب اسلامی کے ایک ایک نشان کو مٹائےگا اور وہ بے بسی کے ساتھ اس کو دیکھا کریں گے۔ زمانہ ان کے قومی وجود کو ملیا میٹ کرےگا، ایک ایک کر کے ان امتیازی حدود کو ڈھا دےگا جن سے اسلام غیر اسلام سے متمیز ہوتا ہے ہر اس خصوصیت کو فنا کر دےگا جس پر مسلمان دنیا میں فخر کرتا رہا ہے وہ یہ سب کچھ دیکھیں اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں خود اپنے گھروں میں اپنی نسلوں کو خدا پرستی سے منحرف اسلامی تہذیب سے بیگانہ اور اسلامی اخلاق سے عاری دیکھیں گی۔ اور یہ آنکھیں اتنا بھی دیکھیں گی کہ ان کی اپنی اولاد اس فوج کا سپاہی بن کر اٹھےگی جسے اسلام اور اس کی تہذیب کے خلاف صف آرا کیا جائےگا۔ وہ اپنے ان جگر گوشوں کے ہاتھ سے تیر کھائیں گے اور جواب میں کوئی تیر نہ چلا سکیں گے۔

یہ انجام یقینی ہے۔ اگر کام کے وقت کو غفلت میں کھو دیا گیا انقلاب کا عمل شروع ہو چکا ہے اس کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں اور اب فکر و عمل کے لئے بہت ہی تھوڑا وقت باقی ہے۔

اسلامی ہند کی تاریخ پر جو لوگ نظر رکھتے ہیں ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس ملک میں اسلامی تہذیب کی بنیاد ابتدا ہی سے کمزور ہے صدر اول میں یا اس سے متصل بعد کی قرنوں میں اسلامی سیلاب کی جو لہریں ہندوستان تک پہنچیں وہ زیادہ تر خس و خاشاک اور کفا پھیر لیکر آئیں اس لئے کہ اس زمانہ میں ہندوستان دارالاسلام کی آخری سرحدوں پر تھا اور وہ سب لوگ جو اسلام کے مرکزی اقتدار یا اصولی عقیدہ و مسلک کے خلاف بغاوت کرتے تھے عموماً بھاگ بھاگ کر اسی طرف آجاتے تھے چنانچہ سندھ اور کاٹھیاواڑ اور گجرات وغیرہ ساحلی علاقوں میں جو گمراہیاں آجتک پائی جاتی ہیں وہ اسی زمانہ کی یادگار ہیں اس کے بعد چھٹی صدی ہجری میں جب اسلام دوبارہ نے ہندوستان کا رخ کیا تو وہ خود عجمی کثافتوں سے بہت کچھ آلودہ ہو چکا تھا امرا میں روح جہاد اور علماء میں روح اجتہاد سرد ہو چکی تھی ہمارے حکمران زیادہ تر وہ لوگ تھے جن کو خراج اور توسیع مملکت کی فکر تھی اور ہمارے مذہبی پیشواؤں میں اکثریت ان حضرات کی تھی جن کی زندگی کا مقصد حکومت کے مناصب حاصل کرنا اور ہر قیمت پر اپنے مذہبی اقتدار کی حفاظت کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ نہ یہاں صحیح معنوں میں کبھی اسلامی حکومت قائم ہوئی اور نہ حکومت نے پوری طرح وہ فرائض انجام دیئے جو شرعاً اس پر عائد ہوتے تھے نہ اسلامی علوم کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم ہوا۔ نہ اشاعت اسلام کی کوئی خاص کوشش کی گئی نہ اسلامی تہذیب کی ترویج اور اس کے حدود کی نگہداشت جیسی ہونی چاہیئے ویسی ہو سکی۔ علماء اور صوفیہ کے مختصر گروہ نے بلاشبہ نہایت رزین خدمات انجام دیں اور انہی کی برکت ہے کہ آج ہندوستان کے مسلمانوں میں کچھ علم دین اور کچھ اتباع شریعت پایا جاتا ہے لیکن ایک قلیل گروہ ایسی حالت میں کیا کر سکتا تھا جبکہ قوم کے عوام جاہل اور ان کے سردار اپنے فرائض سے غافل ہوں۔

اسلام کی عام کشش سے متاثر ہو کر ہندوستان کے کروڑوں آدمی مسلمان ہوئے مگر اسلامی اصول پر ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ملک کی اسلامی آبادی کی سواد اعظم ان تمام مشرکانہ اور جاہلانہ رسوم و عقائد میں گرفتار رہا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے ان میں رائج تھے۔

جو مسلمان باہر سے آئے تھے ان کی حالت بھی ہندوستانی نومسلموں سے کچھ زیادہ بہتر نہ تھی ان پر عجمیت پہلے ہی غالب ہو چکی تھی نفس پرستی اور عیش پسندی کا گہرا رنگ ان پر چڑھ چکا تھا اسلامی تعلیم و تربیت سے وہ خود پوری طرح بہرہ ور نہ تھے زیادہ تر دنیا ان کی مطلوب تھی خالص دینی جذبہ ان میں سے بہت کم بہت ہی کم لوگوں میں تھا وہ یہاں آکر

بہت جلدی عام باشندوں میں گھل مل گئے کچھ ان کو متاثر کیا اور کچھ ان سے متاثر ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے مسلمانوں کا تمدن اور اسلامیت عجمیت اور ہندیت کی ایک معجون مرکب بنکر رہ گیا۔

عام طور پر جو طرز تعلیم یہاں رائج ہوا وہ اسی ڈھنگ کا تھا جسے انگریزوں نے بعد میں اختیار کیا اس کا بنیادی مقصد حکومت کی خدمات کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا قرآن و حدیث کے علوم جن پر اسلامی تہذیب کی بنیاد قائم ہے یہاں کے نظام تعلیم میں بہت کم بار پا سکے۔

طرز حکومت بھی قریب قریب اسی ڈھنگ کا رہا جس کی تقلید بعد میں انگریزوں نے کی بلکہ اپنی قومی تہذیب کی حفاظت اور ترویج اور اس کے حدود کی نگہداشت کا جتنا خیال انگریزوں نے رکھا ہے اتنا بھی مسلمان حکمرانوں نے نہ رکھا خصوصیت کے ساتھ مغل فرمانرواؤں نے اس باب میں جس سہل انگاری سے کام لیا ہے اس کی مثال تو شاید دنیا کی کسی حکمران قوم میں نہ مل سکے گی۔

ظاہر ہے کہ جس قوم کی تعلیم اور سیاست دونوں اپنی قومی تہذیب کی حفاظت سے دستکش ہو جائیں اس کو زوال سے کوئی قوت نہیں بچا سکتی۔

گیارہویں صدی ہجری میں انحطاط اپنی آخری حدود پر پہنچ چکا تھا مگر عالمگیر کی طاقتور شخصیت اس کو روکے ہوئے تھی۔ بارہویں صدی کی ابتدا میں جب قصر اسلامی کا یہ آخری محافظ دنیا سے رخصت ہوا تو وہ تمام کمزوریاں یکایک نمودار ہو گئیں جو اندر ہی اندر صدیوں سے پرورش پا رہی تھیں تعلیم و تربیت کی خرابی اور قومی اخلاق کے انحطاط اور نظام اجتماعی کے اختلال کا پہلا نتیجہ سیاسی زوال کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مسلمانوں کی سیاسی جمعیت کا شیرازہ دفعتہ درہم برہم ہو گیا قومی اور اجتماعی مفاد کا تصور ان کے دماغوں سے نکل گیا۔ انفرادیت اور خود غرضی پوری طرح ان پر مسلط ہو گئی۔ ان میں ہزاروں ہزار خائن اور غدار پیدا ہوئے جن کا ایمان کسی نہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا تھا اور جو اپنے ذاتی فائدے کے لئے بڑے سے بڑے قومی مفاد کو بے تکلف بیچ سکتے تھے ان میں لاکھوں بندۂ شکم پیدا ہوئے جن سے ہر دشمن اسلام تھوڑی سی رشوت یا حقیر سی تنخواہ دیکر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی بدتر سے بدتر خدمت لے سکتا تھا ان کے سواد اعظم سے قومی غیرت اور خودداری اس طرح مٹ گئی کہ دلوں میں اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ وہ دشمنوں کی غلامی پر فخر کرنے لگے غیروں کے بخشے ہوئے خطابات اور مناصب میں ان کو عزت محسوس ہونے لگی دین اور ملت کے نام پر جب کبھی ان سے اپیل کی گئی وہ پتھروں سے ٹکرا کر واپس آئی اور جب کوئی حامی دین و ملت اقتدار قومی کے گرتے ہوئے قصر کو سنبھالنے اٹھا اس کا سر خود اس کی اپنی قوم کے بہادروں نے کاٹ کر دشمنوں کے سامنے پیش کر دیا۔

اس طرح ڈیڑھ صدی کے اندر اسلام کا سیاسی اقتدار ہندوستان

کی سرزمین میں بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا اور سیاسی اقتدار مٹتے ہی یہ قوم افلاس، غلامی، جہالت اور بداخلاقی میں مبتلا ہو گئی۔

۱۸۵۷ء کا ہنگامہ در اصل سیاسی انقلاب کی تکمیل اور ایک دوسرے انقلاب کی تمہید تھا جن کمزوریوں نے مسلمانوں سے سیاسی اقتدار چھینا تھا وہ سب علی حالہٖ قائم تھیں اور ان پر مزید کمزوریوں کا اضافہ ہو رہا تھا ان کے اندر اسلامی تہذیب کی بنیاد پہلے سے کمزور تھی اس کمزوری نے جب حکومت کے منصب سے ان کو ہٹا دیا اور افلاس و غلامی کی دوہری مصیبت میں وہ گرفتار ہوئے تو دوسری اور کمزوریاں رونما ہو گئیں۔

دین اور اخلاق اور تہذیب و تمدن یہ سب چیزیں بلند تر انسانیت سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی قدر و عزت وہی لوگ کر سکتے ہیں جو حیوانیت سے بالاتر ہوں پیٹ اور روٹی کپڑا اور آسائش بدن اور لذات نفس وہ چیزیں ہیں جو انسان کی حیوانی ضروریات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جب انسان مقام حیوانی سے قریب تر ہوتا ہے تو اس کی نگاہ میں یہی چیزیں زیادہ اہم ہوتی ہیں حتی کہ وہ ان کی خاطر بلند تر انسانیت کی ہر متاع گرانمایہ کو نہ صرف قربان کر دیتا ہے بلکہ حیوانی پستی کی آخری حدود پر پہنچ کر اس میں یہ احساس باقی نہیں رہتا کہ میرے لئے کوئی چیز ان چیزوں سے اعلیٰ اور ارفع بھی ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کا مسلمان جب اپنا سیاسی اقتدار کھو رہا تھا اس زمانہ میں اس کی انسانیت پر حیوانیت غالب آ چکی تھی مگر انسانیت بالکل فنا نہیں ہوئی تھی اسلئے وہ پیٹ اور بدن پر انسانیت کی گرانقدر متاعوں کو قربان تو کر رہا تھا مگر اس کو یہ احساس ضرور تھا کہ یہ متاعیں گرانقدر ہیں اور کسی نہ کسی طرح ان کی بھی حفاظت کرنی چاہیئے لیکن جب وہ سیاسی اقتدار کھو چکا تو افلاس نے پیٹ اور بدن کے سوال کو ہزار گنا زیادہ اہم بنا دیا اور غلامی نے غیرت اور خودداری کے تمام احساسات کو مٹانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی انسانیت روز بروز پست ہوتی چلی گئی اور حیوانیت کا اثر بڑھتا اور چڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ابھی ایک صدی بھی پوری نہیں گزری ہے اور حال یہ ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی ہر نسل پہلی نسل سے زیادہ نفس پرست اور بندۂ شکم اور آسائش بدن کی غلام بنکر اٹھ رہی ہے سب سے پہلے وہ مغربی تعلیم کی طرف یہ کہکر گئے تھے کہ ہم صرف اپنی حیوانی ضروریات پوری کرنے کے لئے ادہر جا رہے ہیں اپنے دین و اخلاق اور اپنی قومی تہذیب و تمدن کو ہم چھوڑنا نہیں چاہتے اور واقعہ بھی یہ تھا کہ اس وقت تک یہ چیزیں ان کی نگاہ میں کافی اہمیت رکھتی تھیں لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے بنیادی کمزوریاں جو غلامی و افلاس کی حالت میں فطرۃً پیدا ہوتی ہیں وہ ان کے اندر تیزی سے پیدا ہو رہی تھیں ان دونوں قسم کی کمزوریوں کی بدولت ایک طرف دین و اخلاق کی اہمیت اور قومی تہذیب و تمدن کی قدر و عزت روز بروز ان میں کم ہوتی چلی گئی دوسری طرف خود غرضی اور نفسانیت کے روز افزوں غلبہ نے ان کو ہر اس شخص کی غلامی پر آمادہ کر دیا جو ان کو کچھ مال اور جاہ اور اپنے مجلسوں میں کچھ سربلندی عطا کر سکتا ہو خواہ ان چیزوں کے بدلہ

میں وہ انسانیت کے جس گوہر بیش بہا کو چاہے خرید لے تیسری طرف انفرادیت اور خود پرستی جو ڈھائی سو برس سے ان کی قومیت کو گھن کی طرح لگی ہوئی ہے انتہائی حد کو پہنچ گئی یہاں تک کہ اجتماعی عمل کی کوئی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی اور وہ تمام صفات ان سے نکل گئیں جس کی بدولت ایک قوم کے افراد اپنے قومی مفاد کی حفاظت اور اپنے قومی وجود کی حمایت کے لئے مجتمع ہو سکتے اور مشترک جدوجہد کر سکتے ہیں۔

یہاں اتنا موقع نہیں کہ اس دوسرے انقلاب کے تمام پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا سکے تاہم مختصراً اس کے چند نمایاں پہلوؤں کی طرف ہم اشارہ کریں گے تاکہ ہندوستان میں اسلام کی موجودہ پوزیشن واضح طور پر سامنے آجائے اور یہ اندازہ کیا جا سکے کہ اب جو تیسرا انقلاب سامنے آرہا ہے وہ ان حالات میں مسلمانوں پر کس طرح اثر انداز ہوگا۔

جس روز سے برٹش امپیریلزم نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے اسی روز سے اس کی یہ مستقل پالیسی رہی ہے کہ مسلمانوں کو زیر رکھا جائے اسی غرض کے لئے اسلامی ریاستوں کو مٹایا گیا اور اس نظام علم و قانون کو بدلا گیا جو صدیوں سے یہاں قائم تھا اسی غرض کے لئے انتظام مملکت کے قریب قریب ہر شعبے میں ایسی تدابیر اختیار کی گئیں جن کا مآل یہ تھا کہ مسلمانوں کو معاشی حیثیت سے تباہ و برباد کر دیا جائے اور ان پر رزق کے دروازے بند کر دیئے جائیں چنانچہ گذشتہ ڈیڑھ دو سو سال کے اندر اس پالیسی کے جو نتائج ظاہر ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ جو قوم کبھی اس ملک کے خزانوں کی مالک تھی وہ اب روٹیوں کی محتاج ہو چکی ہے۔ اس کو معیشت کے ذرائع سے ایک ایک کر کے محروم کر دیا گیا اور اب اس کی ۹۰ فیصدی آبادی غیر مسلم سرمایہ دار کی معاشی غلامی میں مبتلا ہے ساہوکار سے برٹش امپیریلزم کا مستقل اتحاد ہے اور برطانوی نظام عدالت اس کے لئے وہی خدمت انجام دے رہا ہے جو سود خوار پٹھان کے لئے .... اس کا ڈنڈا انجام دیتا ہے

سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے بعد مسلمانوں میں جاہ اور عزت کی بھوک پیدا ہوئی اور معاشی وسائل سے محروم ہونے کے بعد روٹی کی بھوک ان دونوں چیزوں کے حصول کا دروازہ صرف ایک ہی رکھا گیا اور وہ مغربی تعلیم کا دروازہ تھا۔ روٹی اور عزت کے بھوکے لاکھوں کی تعداد میں اس پر لپکے وہاں ہاتف غیب نے پکار کر کہا کہ آج روٹی اور عزت مسلمان کے لئے نہیں ہے۔ یہ چیزیں اگر چاہتے ہو تو نامسلمان بن کر آؤ۔ اپنے دل کو اپنے دماغ کو اپنے دین اور اخلاق کو اپنی تہذیب اور آداب کو اپنے اصول حیات اور طرز معاشرت کو اپنی غیرت اور خودی کو قربان کر دو تب روٹی کے چند ٹکڑے اور عزت کے چند کھلونے تم کو دیئے جائیں گے۔ انہوں نے خیال کیا کہ بہت ہی سستے داموں میں بہت سی قیمتی چیزیں مل رہی ہیں۔ بیچا اس پرانے کباڑ خانے کو، یہ چیزیں جو روٹی اور خطاب و منصب جیسی بیش بہا چیزوں کے معاوضے میں مانگی جا رہی ہیں آخر ہیں کس کام کی۔ انہیں تو رہن رکھ کر بنئے سے چار پیسے بھی نہیں مل سکتے۔

مسلمان جب مغربی تعلیم کی طرف گئے تو یہی کچھ سمجھ کر گئے۔ زبانوں نے گو ایسا نہیں کہا مگر جذبات اور تخیلات تو ایسے ہی کچھ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ۹۰ فی صدی لوگوں پر اس تعلیم کے وہی اثرات ہوئے جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں اسلامی تعلیم میں وہ قطعی کورے ہیں ان میں بیشتر ایسے ہیں جو قرآن کو ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اسلامی لٹریچر کی کوئی چیز بھی ان کی نظروں سے نہیں گذرتی وہ کچھ نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں اور اسلام اور غیر اسلام میں کیا چیز مابہ الامتیاز ہے خواہشات نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا لیا ہے اور یہ معبود انہیں اس مغربی تہذیب کی طرف لئے جا رہا ہے جس نے نفس کی ہر خواہش اور لذت نفس کی ہر طلب کو پورا کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے وہ مسلمان ہونے پر نہیں بلکہ ماڈرن ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ وہ اہل فرنگ کی ایک ایک ادا پر جان نثار کرتے ہیں لباس میں معاشرت میں کھانے اور پینے میں میل جول اور بات چیت میں حتیٰ کہ اپنے ناموں تک میں وہ ان کا مو بہو چربہ بنانا چاہتے ہیں انہیں ہر اس طریقے سے نفرت ہے جس کا مذہب ان کو پابند کرے اور ہر اس کام سے رغبت ہے جس کی طرف مغربی تہذیب انہیں بلاتی ہو نماز پڑھنا ان کے یہاں معیوب ہے اتنا معیوب کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اسے ان کی سوسائٹی میں بنایا جاتا ہے اور اگر بنانے کی جرأت نہیں ہوتی تو کم از کم حقارت آمیز نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ آخر یہ کونسی مخلوق ہے جو اب تک خدا کا نام لئے جا رہی ہے بخلاف ازیں سینما جانا ان کے نزدیک نہ صرف مستحسن بلکہ ایک مہذب انسان کے لوازم حیات میں سے ہے اور جو شخص اس سے اجتناب کرتا ہے اس پر حیرت کی جاتی ہے کہ یہ کس قسم کا تاریک خیال ملا ہے جو بیسویں صدی کی اس برکت عظمیٰ سے محروم رہنا چاہتا ہے ان میں اب وہ طبقہ سرعت سے بڑھ رہا ہے جو مذہب اور خدا سے اپنی بیزاری کو چھپانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا اور صاف کہنے لگا ہے کہ ہمیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ چیز اب تک ہمارے مردوں میں تھی مگر اب عورتوں میں بھی پہنچ رہی ہے جو طبقے ہماری سوسائٹی کے پیش رو اور مقتدا ہیں وہ اپنی عورتوں کو کھینچ کر باہر لا رہے ہیں ان کو بھی اسلام اور اس کی تہذیب سے بیگانہ اور مغربی تہذیب اور اس کے طور طریقوں اور اس کے تخیلات سے آراستہ کیا جا رہا ہے عورت میں انفعال اور تاثر کا مادہ فطری طور پر مردوں سے زیادہ ہے جو راستہ مردوں نے ستر برس میں طے کیا ہے عورتیں اس کو ان سے بہت جلدی طے کر لیں گی اور ان کی گودوں میں جو نسلیں پرورش پا کر اٹھیں گی ان میں شاید اسلام کا نام بھی باقی نہ رہے گا۔

خود غرضی انفرادیت اور نفس پرستی کے غلبہ کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں سے قومیت کا احساس مٹتا جا رہا ہے اور ان کی اجتماعی طاقت فنا ہو رہی ہے پندرہ سال سے ان کے اندر سخت انتشار برپا ہے اور ان کی کوئی قومی پالیسی نہیں کوئی اجتماعی ہیئت نہیں کوئی ایک شخص نہیں جو ان کا لیڈر ہو کوئی ایک جماعت نہیں جو ان کی نمائندہ ہو کسی بڑی سے بڑی قومی مصیبت پر بھی وہ جمع نہیں ہو سکتے ایک بے سری فوج ہے جو راس کماری سے پشاور تک پھیلی

ہوئی ہے ایک ریوڑ ہے جس میں کوئی نظم نہیں ایک بھیڑ ہے جس میں کوئی راہنما نہیں ہر فرد آپ ہی اپنا لیڈر اور اپنا پیرو ہے انجمنیں اور جمعیتیں ہزاروں ہیں مگر حال یہ ہے کہ ایک ہی انجمن کے ارکان باہم برسرپیکار ہو جاتے ہیں اور علانیہ ایکدوسرے کے مقابلہ پر آتے ہیں، ولی ایل اُن کو اپنی اس حالت کا گھمنڈ تھا جو کبھی ان میں پائی جاتی تھی مگر ہمسایہ قوموں نے دس سال کے اندر ان کو بتادیا کہ طاقت کس چیز کا نام ہے یہ آپس میں لڑتے رہے اور منظم ہوگئیں انہوں نے خود اپنے سرداروں میں سے ایک ایک کو کھینچ کر زمین پر گرادیا اور انہوں نے ایک سردار کی اطاعت کرکے اسے تمام ملک میں بے تاج کا بادشاہ بنادیا یہ اپنی قوتوں کو . . . . خود اپنی تخریب میں ضایع کرتے رہے اور وہ حکومت سے پیہم مقابلہ کرکے اپنا زور بڑھاتے رہے انہوں نے ملک کے تازہ انتخابات میں شخصی اغراض کو سامنے رکھا اور پارٹیاں بنکر اسمبلیوں میں پہنچے انہوں نے اجتماعی اغراض کو مقدم رکھ کر تمام ملک میں منضبط جدوجہد کی اور ایک مستحکم جمعیت کی شکل میں حکومت کے ایوانوں پر قبضہ کرلیا ان نتائج کو دیکھ کر ہندوستان کے مسلمانوں پر لب وہی اثر ہورہا ہے جو ایک باقاعدہ فوج کو دیکھکر منتشر انبوہ پر ہوا کرتا ہے ایک منظم جماعت کی کامیابیوں سے وہ مرعوب ہوگئے ہیں وہ بکھر رہے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کا اقتدار اب بہت جلدی انگریز کے ہاتھ سے منتقل ہوکر اس نئی جماعت کے ہاتھ میں آنے والا ہے لہٰذا اب وہ سمت قبلہ بدلنے کی تیاریاں کررہے ہیں ان کے سجدوں کا رخ وائسریگل لاج سے ہٹ کر آنند بھون کی طرف پھرنے لگا ہے اور آج نہیں تو کل پھر کرہی رہے گا۔

یہ ہے مسلمانوں کی موجودہ پوزیشن اب دیکھئے کہ جو انقلاب آرہا ہے وہ کس نوعیت کا ہے۔ ابتک ہندوستان کی حکومت ایک ایسی قوم کے ہاتھ میں رہی ہے جو اس ملک کی آبادی میں آٹے میں نمک کی حیثیت رکھتی ہے اس کے اثرات تو دیکھے جو اوپر آپ نے دیکھ لئے اب جو جماعت برسر اقتدار آرہی ہے وہ ملک کی آبادی کا سواد اعظم ہے گذشتہ ڈہائی سو برس میں مسلمانوں نے جو زنانہ خصوصیات اپنے اندر پیدا کی ہیں ان کو پیش نظر رکھکر اندازہ کیجئے کہ اس قوم کو جدید ہندی قومیت میں جذب ہونے میں کتنی دیر لگے گی۔ جدید ہندی قومیت کا لیڈر وہ شخص ہے جو مذہب کا علانیہ مخالف ہے ہر اس قومیت کا دشمن ہے جس کی بنا کسی مذہب پر ہو۔ اس نے اپنی دہریت کو کبھی نہیں چھپایا یہ بھی پوشیدہ نہیں کہ وہ کمیونزم پر ایمان رکھتا ہے۔ اس امر کا بھی وہ خود اعتراف کرچکا ہے کہ وہ دل اور دماغ کے اعتبار سے مکمل فرنگی ہوں یہ شخص ہندوستان کی نوجوان نسل کا رہنما ہے اور اس کے اثر سے وہ جماعت نہ صرف غیر مسلم نوجوانوں میں بلکہ خود مسلمانوں کی نوخیز نسلوں میں بھی روزافزوں تعداد میں پیدا ہورہی ہے جو سیاسی حیثیت سے ہندوستانی وطن پرست اور اقتصادی حیثیت سے کمیونسٹ اور کلچر کی حیثیت سے مکمل فرنگی ہے سوال یہ ہے کہ اس ڈھنگ پر جو قومیت تیار ہورہی ہے اس سے مغلوب اور متاثر ہوکر ہندوستان کے مسلمان کتنی مدت تک اپنی قومی تہذیب باقی اور

آثار کو زندہ رکھ سکیں گے؟ مسلمانوں کے انتشار اور بدنظمی کو دیکھکر اب ان کے مستقل قومی وجود کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا جارہا ہے جن لوگوں کی عمریں عوام کی رہنمائی اور اقوام کی نبض شناسی میں گذری ہیں ان سے یہ راز چھپا نہیں رہ سکتا کہ اس قوم کا شیرازہ قومیت بڑی حد تک بکھر چکا ہے وہ خصوصیات اس سے فنا ہورہی ہیں جو کسی جماعت کو ایک قوم بناتی ہیں اب اس کے افراد کسی دوسری قومیت میں جذب ہونے کیلئے کافی حد تک مستعد ہوچکے ہیں یہی چیز ہے جس کی بنا پر اب یہ اسکیم بنائی جارہی ہے کہ مسلمانوں کی جماعتوں کو خطاب کرنے کے بجائے ان کے افراد کو خطاب کیا جائے اور ان کو جدا جدا اکائیوں کی شکل میں رفتہ رفتہ اپنی طرف کھینچا جائے یہ کس چیز کی تمہید ہے؟ جس شخص کو اللہ نے تھوڑی سی بصیرت بھی عطا کی ہو وہ اس کو سمجھنے میں غلطی نہیں کرسکتا مسلمان انگریزی اقتدار کے زمانہ میں جس کیرکٹر کا اظہار کرتے رہے ہیں اس کو سامنے رکھکر غور کیجئے کیا اسمبلیوں کی تشکیل اور آیندہ معاشی اور سیاسی فائدوں کا لالچ ان کے افراد کو فوج در فوج اس طرف کھینچ کر نہ لیجائیگا جس طرف انہیں کھینچا جارہا ہے؟ اور کیا یہ وہی سب کچھ نہ کرینگے جو انگریزی اقتدار کی غلامی میں کرچکے ہیں۔

مسلمانوں کی اصلی کمزوری کو تاڑ لیا گیا ہے آپ نے سنا کہ انہیں کھینچنے کے لئے جو صدا بلند کی جارہی ہے وہ کونسی صدا ہے وہ یہی پیٹ اور روٹی کی ذلیل صدا جو ہمیشہ خود غرض اور شکم پرست حیوانات کو اپنی طرف کھینچتی رہی ہے آن سے کہا جارہا ہے کہ تہذیب کیا بلا ہے اور تمہاری تہذیب بگڑ جائے اور داڑھی کٹ جائے تو کیا اس میں آخر کونسی اہمیت ہے اصل سوال تو پیٹ کا سوال ہے اسی سوال کو حل کرنے کے لئے ہم اٹھے ہیں اب اگر دہریت اور کمیونزم کا زہر بھی تھوڑا تھوڑا روٹی کیساتھ پیٹ میں اتر جائے تو اس سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو قوم اس سے پہلے الہی لماؤں کے ساتھ الحاد اور فرنگیت کا زہر بھی آتار چکی ہے اس کے حلق میں ویسی ہی چند اور چسکیاں کیوں نہ اترنے لگیں۔ اس نوعیت کا ہے وہ انقلاب جو اب آرہا ہے مسلمانوں میں سے جو لوگ اس انقلاب کے دامن سے وابستہ ہیں ان کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں انکی صورتیں ان کے لباس انکی بات چیت انکی چال ڈھال ان کے آداب و اطوار انکے خیالات سب کچھ ہمارے سامنے اس مسلمان کا نمونہ پیش کررہے ہیں جو اس آنیوالے انقلاب میں پیدا ہوگا ہم ابھی سے دیکھ رہے ہیں کہ اس دور میں سلام کے بجائے بھائیو اور بہنو کے بجائے نیستیاں ہمارے ہاں پیدا ہونگی گڈ مارننگ کی جگہ نمستے لیگا ہیٹ کی جگہ گاندہی کیپ ہوگی پتلونوں پر قشقے اور بندیاں نظر آئینگی دماغ اور دل اور جسم سب اپنا رنگ بدلیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ خاکساری کی لعنت جو ان پر ستر سال پہلے نازل ہوئی تھی ایک دوسری شکل میں ظاہر ہوکر رہیگی۔

دنیا میں انقلاب کی رفتار بہت تیز ہے پہلے جو تغیرات صدیوں میں ہوتے تھے اب وہ برسوں میں ہورہے ہیں پہلے انقلاب بیل گاڑیوں اور ٹٹوؤں پر سفر کیا کرتا تھا اب ریل اور تار اور اخبار اور ریڈیو پر حرکت کررہا ہے آج وہ حالت ہے کہ ؎

یک لحظہ غافل بودہ ام صد سالہ را ہم دور شد

اگر ہندوستان کے باہر کوئی اچانک عالمگیر جنگ پیش آیا تب بھی اس متوقع انقلاب کے رونما ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہ لگیگی اور اگر کوئی عالمگیر جنگ چھڑ

مولوی دہلی ۴۲

فلسطین

(از جناب شبیر احمد صاحب علوی قادری بی اے)

ارض کنعان کا ایک جوان صالح اپنے برگزیدہ باپ کے حکم سے عراق کی طرف راہی ہوا تاکہ اپنے ماموں سے جو شہر حران کا ایک دولتمند باشندہ تھا اس کی بیٹی کی خواستگاری کرے وطن مالوف (بئیر سبع) سے حران تک سو دن کا راستہ تھا۔ بے آب و گیاہ کوہستان اور خطرناک وادیاں سنگ راہ تھیں صحرائی جانوروں سے زیادہ اپنے توام بھائی (عیصر بن اسحق) کا خوف تھا جس سے قدیم دشمنی تھی شفیق باپ نے زاد سفر، تحائف و ہدایا کے لئے زر و جواہر کا انبار ساتھ کیا تھا اور اس کی حفاظت کی فکر ترددات میں اضافہ کا باعث تھی بستی سے کچھ ہی دور نکلا تھا کہ بے رحم بھتیجے (الفاز بن عیصر بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام) نے راستہ روکا اور جس قدر مال و متاع تھا لوٹ لیا۔ ہاتھ میں کوڑی رہی نہ تن پر کپڑا۔ آگے بڑھے تو مال نہیں حال نہیں اور پیچھے پھرے تو والد ماجد کو منہ دکھانے کی مجال نہیں۔ بیکوں کے مددگار سے فریاد کی اور چشم پر نم آسمان کی طرف رخ کیا دیکھا کہ بارہ روشن ستارے فلک اخضر پر درخشاں ہیں۔ دن کے وقت سورج کی تیز روشنی میں ستاروں کا نور دیکھ کر حسرت و استعجاب کے بادل چھا گئے۔ آنکھ نیچی کی تو پہچانا کہ وطن سے بہت دور موریہ کے کوہستان میں استادہ ہے اور دو دن کی مسافت چند لمحوں میں طے ہو گئی ہے اس طے الارض کی کھلی ہوئی کرامت نے حیران و مدہوش کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے آفتاب غروب ہو گیا ہر طرف تاریکی چھا گئی اور اسی کوہستان کے ایک گوشہ میں رات بسر کرنا لازم ہوا۔

پہاڑی سنگریزوں کی افراط تھی درندوں سے حفاظت کے لئے اپنے ارد گرد پھر پارہ پتھر لگائے اور ایک پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ آنکھ بند ہوتے ہی قدرت ایزدی کا تماشا نظر آیا۔

سچے کا خواب

حضرت یعقوب نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان سیڑھی زمین سے فلک ہفتم تک لگی ہے اور عجیب الخلقت فرشتے اس راستہ سے زمین پر اترتے ہیں اور پھر آسمان پر چڑھتے ہیں بعض ملائک نے اس نو وارد مسافر کے نزول اجلال کی ملاء اعلیٰ میں خبر پہنچائی۔

بابل کا بادشاہ آیا اور اس سیڑھی کے ستر ڈنڈے دن تک چڑھ کر اترا۔ توران کا تاجدار آیا اور باون ڈنڈے دن تک چڑھ کر لوٹا۔ یونان کا شہزادہ آیا اور ۱۰۰ از ینے طے کر کے نیچے گرا۔ بعد ازاں ایڈدم کا حاکم آیا اور بڑھتا ہوا زینے پر چڑھنے لگا اس کے بادلوں تک پہنچنے کا ارادہ اور آسمان پر حکومت کرنے کا عزم کیا۔ ناگاہ خداوند کے جلال نے اس تماشائی کو گھیر لیا آسمانوں کے دروازے کھل گئے زمین کے طبقے روشن ہو گئے اور بانگ جرس نے منادی۔ ایڈدم کے حاکم سے یہ مبارک

زمین جس پر تو استراحت کر رہا ہے تیرے فرزندوں کی میراث ہو اور تیری نسل ریت کے ذروں کی طرح بیشمار ہو گی۔"

یکایک فلسطین کی تمام زمین گنبد بنکر اس بخت بیدار سودائی کے ہاتھ میں آ گئی۔ اور مکرر بشارت دی گئی کہ اس کے فرزند اس خطہ ارض پر تصرف کریں گے۔ اب اس سے زیادہ حیرت انگیز جلوے نظر آنے لگے دیکھا کوہ سینا تجلی حق سے معمور ہے اور خدا کا ایک مقبول بندہ استاد ازل سے احکام و قوانین کی تعلیم حاصل کر رہا ہے دفعتہً منظر بدلا۔ ایک عالی مرتبت عبادتگاہ تعمیر ہو رہی ہے اور خدا کی بندگی کا حق ادا کرنے والے دودھ اور شہد کی لہروں میں غسل کر رہے ہیں ایک لمحہ میں یہ تماشا بھی غائب ہوا۔

یروشلم کا خوبصورت شہر جل رہا ہے اور عبادت گاہ کا سارا مال و اسباب لوٹا جا رہا ہے۔ یہ منظر بھی روپوش ہوا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے غلام آزاد ہو کر آئے اور عبادتگاہ کی تعمیر دوبارہ ہونے لگی۔

گھبرا کر آنکھ کھول دی رات ختم ہو چکی تھی اور صبح کا سپیدہ پھیل گیا تھا عنایت و نوازش خداوندی کا شکریہ ادا کیا اور اس مقدس مقام کا نام بیت ایل رکھا۔

یہودی قوم بہت ضدی متعصب اور سخت مزاج ہوتی ہے ایک مرتبہ جو خیال جم گیا اس کا نکلنا مشکل ہوتا ہے خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ آپ یہودی کو کسی طرح قائل نہیں کر سکتے وہ تمام اسباب و علل پر آنکھیں بند کر کے محض اپنے عقائد پر قائم رہتے ہیں۔ خواہ کوئی رسم کیسی ہی لغو کیوں نہ ہو ایک بار اگر کسی یہودی نے لی ہے تو اب وہ ہمیشہ قائم رہے گی کسی خیال اور بحث سے اس کو کوئی بدل نہیں سکتا ولادت حضرت مسیح سے بہت قبل ۵۹۷ء میں ایرانی تاجدار بخت نصر نے کنعان پر حملہ کر دیا۔ یروشلم محصور ہوا فوج کی کمان بخت نصر کے ہاتھ میں تھی۔ یہود کا بدنصیب بادشاہ عاجزی سے صلح کا خواستگار ہوا اور اپنے اعزہ و رفقا کو ساتھ لیکر بغداد کی مستحصر بالعد کی طرح دشمن کے خیمہ میں امان مانگنے چلا گیا جنگ ختم ہوئی بخت نصر نے ہیکل سلیمان اور شاہی محل کے خزانے لوٹ لئے یہودیوں کی نگاہ میں ہیکل سلیمان کی وہ قدر تھی جو مسلمانوں کی نظر میں کعبۃ اللہ کی ہے بنی اسرائیلیوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ایک شخص آنے والا ہے نہ زور دار ہے اور حضرت مسیح تشریف لائے لیکن یہودیوں نے ان کے وعظ کو ہنسی میں اڑا دیا اور آج تک وہ اسی خیال میں مست ہیں کہ نجات دہندہ آئے گا حالانکہ وہ ۲۰۰۰ سال قبل حضرت مسیح کو اپنے خیال میں صلیب پر چڑھا چکے ہیں۔

آپ نے ابتدا میں ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح حضرت یعقوب نے فلسطین کا خواب دیکھا تھا چنانچہ آج تک یہودی اسی خیال پر قائم ہیں اور آج

ہزار ہا برس کے بعد بھی یہودی فلسطین کو بیت یہود بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اصل میں یہودیوں کو سیاسی اصول پر فلسطین سے دلچسپی بالفور یادداشت کے بعد سے شروع ہوئی۔ اس سے قبل وہ لوگ فلسطین کو تاریخی اور مذہبی مرکز تصور کرتے تھے۔ عربوں سے ان کا اتحاد تھا اور یہ تصور کیا کرتے تھے کہ فلسطین یہودیوں کے تمدن اور مذہب کا مرکز ہے اور قانع تھے کہ سال میں ایک بار زیارت سے مشرف ہو جایا کریں لیکن علیحدگی کا خیال کبھی بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ اگر بالفور یادداشت سے یہودیوں کی تحریک صیہونیت شروع ہوئی تو مسلمانوں (عربوں) کو اسی وقت سے فلسطین کی سیاسی رفعت کی مرکزی حیثیت کو قائم کرنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اب عبرانی تعلیم حاصل کی جاتی ہے عبرانی تمدن کی نشر و اشاعت ہوتی ہے اور تحریک صیہونیت کی تبلیغ کی جاتی ہے اور خالص یہودی مسئلہ پر گفت و شنید کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کو خالص سیاسی نقطہ خیال سے سب سے پہلے ۱۸۹۷ء میں ایک المانی صحافی تھیوڈور ہرزل نے یہودیوں کے سامنے پیش کیا۔ اس کا مقصد تھا روس، آسٹریا، جرمنی اور دیگر مقامات سے یہودی ہجرت کر کے فلسطین میں آباد کئے جائیں اس کی ڈائریاں۔ تقاریر۔ خطوط اور نجی تحریروں سے پتہ چلتا ہے نہ اس تحریک سے اس کا کوئی مقصد نہ تھا بلکہ وہ وقتی ہنگامہ پیدا کرنا چاہتا تھا لیکن یہ تحریک آخر بگڑ گئی اور یہودیوں کی تحریک صیہونیت کا قدیم خیال پھر عود کرنا شروع ہوا بلکہ اب اس تحریک نے بیت ملی کا خیال پیدا کر دیا۔

۱۹۱۵ء میں اس قدیم تحریک کے نشوونما کے قدرتی ذرائع پیدا ہو گئے اور مشرق و مغرب میں لگا اس تحریک کی پرچار شروع ہو گئی پہلے یہودی خود تحریک صیہونیت پر اعتماد نہ رکھتے تھے اس لئے ایک جماعت نے جو عبرانی تمدن کی احیاء کی کوشش میں تھی وہ عام یہودیوں سے علیحدہ ہو گئی۔ اور رشید ہام اس گروہ کی نقابت کرتا رہا۔ رشید ہام اس عہد کا بہت بڑا یہودی مصنف ہے اور صیہونی ملی جذبہ کا سب سے بڑا نقاد و ناظر بھی۔ بالفور اعلان کے بعد ۱۹۱۷ء یہ جماعت حکومت کے ساتھ سوالات پر تیار ہوگی۔ اس اعلان کے بعد سے عبرانی تمدن کا احیا ہو گیا ہے اب فلسطین کے مدارس میں عبرانی کی تعلیم دی جاتی ہے عبرانی زبان بولی جاتی ہے۔ عبرانی تھیٹر۔ عبرانی مطابع اور عبرانی اخبارات رائج ہیں۔ بالفور اعلان نے اس تحریک صیہونیت کی پشت پناہی کی اور عبرانی نژاد نسل بہت جلد فلسطین میں تیار ہو رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ وہ دنیا کی طاقتور قوم بن جائے گی۔

یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی نسل کی بقا کے لئے کسی خارجی حکومت کی پشت پناہی کی ان کو ضرورت ہے کیونکہ یہ ملک عربوں سے آباد ہے بعض یہودی یہ تصور کرتے ہیں کہ جس طرح شمالی امریکہ میں ریڈ انڈین کا قلع قمع کر دیا گیا اسی طرح فلسطین میں عربوں کی صحرائی آبادی کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ یہودیوں کی سنگین غلطی ہے عربوں کا تمدن خود یہودیوں سے کسی طرح کمتر نہیں ہے وہ ریڈ انڈین نہیں ہیں ان کو آسانی سے فنا نہیں کیا جا سکتا ہے اور مسجد اقصیٰ کا خیال مسلمان عربوں کے دماغ سے ہی کبھی نکل نہیں سکتا۔ حرم شریف یہودیوں و مسلمانوں دونوں کے نقطہ نظر سے مقدس مقام ہے ....

.... حرم شریف کا بارہا خون سے غسل ہوا ہے اور آج بھی ہزارہا عرب موجود ہیں جو اپنے ناچیز خون کو حرم کی حرمت پر قربان کرنا پسند کریں گے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے کسی طرح عزت میں بیت المقدس کو کم تصور نہیں کرتے ہیں۔ یہودی بھی اپنے دماغ سے یہ خیال نہیں نکال سکتے نہ موریہ کے مقام پر ہیکل سلیمان قائم تھا جو تحریک صیہونیت کا مرکز اصلی کہا جاتا ہے اگر یہ تحریک کامیاب ہو جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اسلام کی ایک بڑی عبادتگاہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو جائے جن کے اسلاف پاس وہ ہزارہا سال قبل تھی۔ حرم شریف کا وجود مسلمانوں اور یہودیوں دونوں کے لئے عزیز ہے لیکن یہودیوں کے نقطہ نظر سے حرم کی یہ شکل نہ ہوگی۔ جو آج ہے بلکہ وہ تو اس کو یوں دیکھنا چاہتے ہیں جو ہزارہا سال قبل موریہ کا پہاڑ ہے۔ حضرت یعقوب نے خواب میں دیکھا تھا جس کی تکمیل کا خیال ہر یہودی کو آج تک موجود ہے۔

یہی وہ مرکز اصلی ہے جس کی بنا پر فلسطین کو بیت ملی بنانے کا خیال پیدا ہوا ہے۔ مسلمان بھی اس کو اسلام کا قبلہ اول تصور کرتے ہیں اسی طرف حضرت شارع اسلام نے عرصہ تک نماز پڑھی تھی اور اسی مقام پر معراج کا واقعہ بھی پیش آیا تھا اور تمام مسلمانان عالم اس حرم شریف کو اسلام کا مرکز اصلی تصور کرتے ہیں اس کے لئے انہوں نے قربانیاں کی ہیں اور جب یہ چیز میسر آئی ہو تو اس کو آسانی سے چھوڑ نہیں سکتے۔ سینا سے کردستان اور سکندریہ سے عدن تک اس تحریک نے مسلمانوں کو بیدار کر دیا اور خصوصیت سے عربوں میں ایک جدید بیداری کی روح پیدا ہو گئی ہے۔ اور جب تک حرم شریف کا وجود باقی رہے گا تحریک صیہونیت کامیاب نہیں ہو سکتی۔

موجودہ حرم شریف ۱۵۰۰۰۰ میٹر یا ۳۴۶ ایکڑ زمین پر تعمیر ہے اور اپنے سنگی چبوترہ پر صناعی کے دو نادر نمونے پیش کرتی ہے اور حیرت ہے کہ خلفائے امویہ نے جس طرح اس حرم شریف کو چھوڑا تھا۔ بالکل اسی طرح آج بھی وہ طرہ موجود ہے گو سلیمان اعظم نے بہت سی آرائش میں اضافہ کیا ہے لیکن مسجد اقصیٰ بالکل اسی حالت میں پائی جاتی ہے۔ حضرت داؤد نے [illegible] ق۔م۔ میں بنی اسرائیل نے یروشلم پر حملہ کیا تھا اور بعدہ حضرت داؤد نے ایک قربانگاہ بھی موریہ پہاڑ پر تعمیر کی تھی اسی پہاڑی پر یہودیوں کی بھی اور اسلامی روایات کی رو سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا تھا اور حضرت اسمٰعیل کی قربانی کی تھی حضرت سلیمان نے اس پہاڑی پر محل شاہی اور بیت المقدس کو تعمیر کیا جو عجائبات عالم میں شمار ہوتا تھا۔ لیکن اس کا تذکرہ اساطیر الاولین میں ہے۔ لیکن اب اس کا وجود بھی نہیں ہے۔

حضرت سلیمان کا سب سے بڑا کارنامہ یہودی عبادتخانہ کی تعمیر ہے جس کی

عظمت و تقدس کے آگے لاکھوں پاک روحیں سینکڑوں سال تک سربسجود رہیں اور جس کا نقش خیالی آج بھی شائستہ اور متمدن دنیا کے ایک معتدبہ حصہ کا قبلہ ہے یہ مقدس عمارت جلوس سلیمانی کے چوتھے برس بننا شروع ہوئی اور سات سال میں پایۂ تکمیل کو پہنچی یہ تاریخی واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس عالیشان عمارت کی تعمیر میں نہ تو مارتول نہ کلہاڑی نہ لوہے کی اور نہ کسی اوزار کی اس گھر میں آواز سنائی دی اور یہ وسیع ودلکشا عبادتگاہ مکمل ہوگئی۔ اس مقدس عمارت کی لمبائی ۶۰ ہاتھ چوڑائی ۲۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ ۲۰ ہاتھ لانبا۔ ایک ہاتھ چوڑا تھا۔ اور اس کے چاروں طرف عباد زہاد اور کاہنوں کے لئے وسیع حجرے تھے۔ عمارت کے وسط میں پاک ترین مقام یعنی الہام گاہ بنایا گیا تھا اس کے ہر حصہ پر خالص سونا منڈھا گیا تھا اور زیتون کی لکڑی کے دو فرشتے دس دس ہاتھ اونچے بنائے گئے تھے جن کا ہر ایک بازو پانچ پانچ ہاتھ کا تھا اور دونوں مورتوں پر سرتاپا سونا منڈھا ہوا تھا۔

ہیکل کے دروازے خالص سونے کے تھے اور دروازوں کے قبضے بھی طلائی ہی تھے بیت مقدس کی تعمیر سے فراغت ہوئی۔ تو ۱۴ دن تک جشن عید منایا گیا اور بادشاہ نے مذبح کے سامنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں بیان تھا کہ یہ گھر خدا کی دائمی سکونت کے لئے بنایا گیا ہے؟ اور اس کے بعد مناجات تھی کہ جو دعا اس عمارت کی طرف رخ کرکے مانگے وہ رحمت ایزدی سے قبول ہو جایا کرے۔

غرض اس امن و برکت کے دور میں یروشلم تمام بلدات دنیا کا مرکز تھا اور عالم کے ایک گوشے کی نعمت کنعان میں لو ملوجود تھی۔

ہیکل سلیمانی کی تکمیل سے تمام قوم خوش تھی اور سارے شہر یروشلم میں چراغاں تھا لیکن قصر شاہی میں اس رات دو عیدیں جمع تھیں فرعون کی بیٹی سے شادی کی خوشی تکمیل عبادت گاہ سے ہی زیادہ تھی خواب گاہ کیلئے ایک عجیب شامیانہ بنایا گیا تھا کہ جس میں بیش بہا موتی ایسی صناعی سے جڑے تھے کہ شب تار میں ستاروں کی طرح جھلکا تے تھے دانشمند حاکم انسان ہی تھے عیش و راحت کے طلسم میں ایک ساعت کے لئے یاد حق سے غفلت ہوگئی حسب معمول نصف شب کے بعد بیدار ہوئے اور معبود حقیقی کے سامنے سرنیاز جھکانے کا ارادہ کیا مگر موتیوں کی جھلکا ہٹ سے دھوکا ہوگیا کہ ابھی رات باقی ہے اور ستارے خوب چمک رہے ہیں اس لئے پھر سو رہے اسی وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور اس نے سمندر میں نرکل کا ایک ٹکڑا قائم کیا شہنشاہ کو خبر نہیں وہ صبح کے دس بجے تک سوتے رہے۔ ہیکل کی کنجیاں حضور کے تکیہ کے نیچے تھیں عبادت خانہ میں صحیح وقت پر نماز اور قربانی کی رسوم ادا نہ ہوسکیں عباد گنا آزردہ ہوئے مگر بادشاہ کو بیدار کرنیکی مجال نہ تھی جب غفلت کا پردہ چاک ہوا اور خوابگاہ سے باہر تشریف لائے تو ادرادو وظائف کے ناغہ ہونے پر سخت صدمہ ہوا۔

ادہر اس فرشتے کے گاڑے ہوئے نرکل کے گرد ریت جمع ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ اس جگہ ایک جزیرہ بن گیا۔ مدتوں کے بعد اس جزیرہ میں ایک جنگل تیار ہوا اور جزیرہ کی اراضی بڑھکر براعظم ہوگئی آخرکار اس جنگل کو کاٹ کر روما کی بنیاد اسی سرزمین پر رکھی گئی اور یہی وہ عظیم الشان سلطنت تھی جو رومتہ الکبریٰ کے نام سے دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گی اور جس سے یروشلم کو شمہ میں ایسا تباہ و برباد کیا کہ اس کے بعد بنی اسرائیل کی عظمت پھر قائم نہ ہوسکی یوں کہئے کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے جس دن فراغت ہوئی اسی دن تباہی بنی اسرائیل کا بیج بویا گیا۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولا برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

وفات حضرت سلیمان کا اعلان زوال سلطنت بنی اسرائیل کی عبرتناک داستان کا عنوان تھا آفات و مصیبت کے بادل عہد زریں کے ساتھ ہی جمع ہونے مگر سب سے پہلے اتحاد کا شیرازہ منتشر ہوا سلطنت مختلف قبائل میں تقسیم ہوگئی۔ بالآخر بخت نصر نے ۵۸۶ ق۔م میں کنعان پر حملہ کر دیا اور یروشلم کا محاصرہ ہوا۔ ۱۸ مہینہ محاصرہ رہا مصیبتوں کے بادل دن بدن گہرے ہی ہوتے گئے۔ شہر میں قحط پڑا شہر پناہ میں رخنہ ہوگیا اور لوگوں نے بھاگ بھاگ کر بیابان کی راہ لی۔ اب بابل کی خون آشام فوج یروشلم کی فصیل توڑ کر شہر میں داخل ہوئی۔ ہیکل سلیمانی میں آگ لگا دی پیتل کے ستون اور حوض جو خداوند کے گھر میں تھے توڑ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کئے شاہی محلات اور تمام عالیشان عمارتیں مسمار کر دیں اور جس قدر زر و جواہر شہر میں دستیاب ہوسکا لوٹ لیا ساری مملکت کی رعایا لونڈی غلام بنالی گئی اور یروشلم کا مقدس شہر بے چراغ ہوا صرف کنگالوں اور زراعت پیشہ لوگوں کو چھوڑ کر کنعان کی تمام شریف آبادی بابل میں غلامی کی مصیبت اٹھانے کے لئے بھیجی گئی۔

کلدانیوں کی سلطنت ختم ہوئی بخت نصر کے تخت گاہ پر خورس کا دامنی سایہ گستر ہوا اور بنی اسرائیل کے ایک مالک کی حکومت سے نکل کر دوسرے آقا کی غلامی میں آگئے۔ ایرانی اصنام پرستی کے مخالف تھے یہودیوں کی شریعت کو بابلیوں کی توہم پرستی سے بہتر سمجھتے تھے۔ ان کو یروشلم کی تباہی بنی اسرائیل کی جلاوطنی کا غم تھا اور کلدانیوں کو ذلیل کرنے کے لئے ان کی مفتوحہ قوموں کو عزت دینا مصلحت ملکی تصور کرتے تھے کیخسرو جب بادشاہ ہوا تو اس نے بنی اسرائیل کی عزت و توقیر میں کمی نہیں کی اور یہ تاریخی اعلان جاری کیا:۔

"خداوند نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشی ہیں اور تاکید کی ہے کہ میں یروشلم میں اس کے لئے ایک مسکن بناؤں پس تمہارے درمیان جو کوئی اس کی ساری قوم میں سے ہے وہ یروشلم کو جائے اور اسرائیل کے خدا کا گھر جو یروشلم میں ہے بنائے اور جو کوئی نہ جا سکتا ہے وہ چاندی سونے مال اور مویشی سے مدد کرے اور خدا کے گھر کے لئے جو یروشلم میں ہے ہدیہ بھیجے" یہ فرمان یہودی قیدیوں کی رہائی کا پہلا شاہی اعلان تھا۔ بنی اسرائیل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آخری اسرائیلی بادشاہ کے جاہ و حشم دیکھنے والے نوجوان سن رسیدہ اور ضعیف ہوچکے تھے بوڑھے مرچکے تھے اور لڑکے بوڑھے تھے۔ یروشلم کی

دولت اور آبادی چند ہی نفوس کر پاتی تھی مگر آبا و اجداد کی راجدھانی
بیت ریم دیکھنے کا شوق اور ہیکل سلیمانی میں عبادت کرنے کی آرزو
باپ دادا سے میراث میں ملی تھی دل کھل گئے اور ساری قوم یکزبان ہوکر
کیخسرو کی عظمت اور عالی ہمتی کے ترانے گانے لگی۔

قدیم متبرک مقام پر عارضی قربانگاہ بنائی گئی اور ۵۳۶؁ ق م میں معبد
خانہ کی تعمیر شروع کی بنیادی پتھر بڑے جوش و خروش سے رکھا گیا
اپنے اعضا نے اس کار خیر میں مخالفت اور مزاحمت کی۔ سامری دشمنی
پر تیار ہوئے تعمیر قانوناً روک دی گئی۔ گشتاسپ نے دوبارہ ہیکل کی
تعمیر کی اجازت دی اور شہنشاہ دارا کے چھٹے سن جلوس میں ۵۱۶؁ ق م
یروشلم پورے ستر سال کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی نمونہ قدیم معبد سلیمانی
کا تھا مگر لکڑی کم قیمت استعمال کیا گیا۔ سن رسیدہ نفوس جنہوں نے قدیم
عالیشان عمارت کی زیارت کی تھی اس جدید گھر کو دیکھ کر رونے لگے اور
نوعمروں نے شادمانی کے ترانے شروع کئے خوشی کا شور اور غم کی
صدائیں ایک ساتھ بلند ہوئیں بوڑھے چند تھے اور جوان بہت اس
لئے اغیار کو یہ امتیاز دشوار تھا کہ اسرائیل تعمیر جدید پر مسرت کے
شادیانے بجا رہے ہیں یا پرانی یادگار کی تباہی پر بین کر رہے ہیں۔

عزرا کاہن پندرہ سو ایرانیوں کا مختصر قافلہ لیکر یروشلم آئے
الہام کی زبان میں خدا کا ہاتھ اس کے ساتھ تھا اس نے راستہ میں
گھات والوں سے بچایا۔ لیکن جب وہ یروشلم میں پہنچے وہاں رنگ دگر
گوں تھا فسق و فجور کا بازار گرم تھا مصحف انبیا کا نشان نہ تھا تابوت
سکینہ نذر آتش ہوا اجنبی بیویاں گھروں میں تھیں عزرا نبی نے لباس
چاک کیا اور نوحے رکھے۔ ہیکل مقدس میں مناجات کی بیت ایل میں
رو رو کر دعا مانگی آہ و زاری رنگ لائی۔ قوم کو بداعمالی کا احساس ہوا
اجنبی بیویوں کو چھوڑا۔ اسوہ ابراہیمی پر عمل پیرا ہونے کا بیڑا اٹھایا
عزرا اسرائیلیوں نے فوق العادت قوت حافظہ سے کام لیکر عہدنامہ عتیق
کے سب پرانے صحیفے لکھوائے اور شریعت موسوی کو زندہ کیا ان کے
جوش خلوص ہمدردی اور قابلیت نے آل داؤد کو ملت و مذہب
کا پرستار بنایا اور وہ قدامت پرست و کٹر قوم پرست کا جو ہزار ہا
سال کے مظالم سہنے کے بعد آج بھی دنیا کے ہر اعظم میں اپنے مخصوص
رسوم و قواعد کے ساتھ زندہ ہے ایشیا کا فلسفہ یورپ کا فیشن امریکہ
کے سائنس ان کے آداب و دستور کو ترمیم کرنے سے عاجز ہے وہ سب
سے ملے ہوئے ہیں ہندوستان میں ان کا ایک نامور فرزند وائسرائے
بھی رہ چکا ہے دنیا کے مدبرین میں ان کا شمار ہے دولت میں اس کا کوئی
ہمسر نہیں ہے لیکن بایں ہمہ سب سے الگ "خلوت در انجمن" اور
"بے ہمہ با ہمہ" کا مصداق ہیں اور موجودہ مذہب عزرا کا شرمندۂ
منت ہے لیکن ابھی تک شہر پناہ کی تعمیر نہ ہوئی تھی۔ نحمیا کی عنایت
سے ۵۲ دن کی مدت میں شہر پناہ تعمیر ہوگئی۔ نحمیا اور عزرا ایران
واپس چلے گئے لیکن ان بلند ہمت بزرگوں کی برکت سے ارض موعود
میں بنی اسرائیل کی سلطنت دوبارہ قائم ہوگئی

اب دنیا کی تاریخ کا ورق دوبارہ پلٹا۔ اکتوبر کی پہلی تاریخ ۳۳۱؁
ق م میں صبح کے وقت سکندر کی فوج نے لڑائی کا بگل بجایا اور چند
گھنٹوں میں جنگ کا فیصلہ ہوگیا مشرق کو مغرب نے کچل دیا ایشیا
کو یورپ نے روند ڈالا۔ ایرانی تین لاکھ مقتول میدان میں بے
گور و کفن چھوڑ کر فرار ہوئے سلطنت کا چراغ گل ہوگیا ؎

نسب نامۂ دولت کیقباد ورق بر ورق ہر طرف برد باد

سکندر ایشیا کا بادشاہ ہوا اور فرزندان اسرائیل اس کے فرمانبردار
لیکن اس حیرتناک انقلاب کے آٹھ سال ہی بعد ۱۱ جون ۳۲۳؁ کو
شام کے وقت خاندان کیقباد کا بے چراغ کرنے والا منزل عدم کا مسافر
ہوا اور اس کی وسیع سلطنت متعدد جنرلوں میں تقسیم ہوگئی۔ شام فلسطین
پر سلوکس کی حکومت ہوئی شام کی سلطنت تقریباً ۲۵۱ برس اس کے
جانشینوں کے تصرف میں آئی لیکن ۳۱۲؁ میں عزرا اس مقام پر ٹالمی
نے ولیعہد شام کو شکست دیکر فلسطین پر قبضہ کر لیا اور سبت کے دن یروشلم
میں داخل ہوا۔ اب مصریوں کا فلسطین میں تسلط ہوگیا جو تقریباً ایک صدی
تک قائم رہا شام کے بادشاہ موقع کے منتظر تھے اور فلسطین کو زیر نگین کرنے
کی گھات میں تھے ۲۰۳؁ ق م میں شاہ انٹیوکس سوم نے فلسطین اور
سواحل پر قبضہ کر کے کنعان کو دوبارہ شام کا صوبہ بنا لیا لیکن ۱۶۷؁
ق م میں یونانی تہذیب۔ یونانی تمدن۔ یونانی مذہب کی نشر و اشاعت
شروع ہوئی۔ یہود قدامت پرست تھے ان کے مذہب کو یونانیوں سے
اصولی اختلاف تھا انہوں نے مذہب اور معاشرت تبدیل کرنے سے
انکار کیا اور حکومت نے ان کو جور و ظلم کا تختہ مشق بنایا مصائب کی کوئی
حد نہ رہی حتی کہ سالس نے ۲۰ ہزار پیادے اور ۵ ہزار سوار لیکر حملہ
کر دیا لیکن مکابی نے سرفروشانہ مقابلہ کیا اور تمام ارض کنعان کا
مالک ہوگیا اور ہیکل سلیمانی جو اب معبد مشتری کے نام سے مشہور تھا دوبارہ
اس کو آلائشوں سے پاک و صاف کیا اور عبادتگاہ سلیمانی بنایا اور تین
سال کے بعد شریعت موسوی کے مطابق خدائے وحدہ لاشریک
کی ستائش شروع یہ واقعہ ۱۶۴؁ ق کی ہے۔ شمعون مکابی یروشلم
کا متولی اعظم ہوا۔ ارض کنعان کو قلعہ بند کیا اور ۱۴۱؁ ق م میں اپنی
خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اسرائیلی سکہ جاری ہوا۔ اور یہودیوں کی
آزاد سلطنت دوبارہ ارض موعود پر قائم ہوگئی۔

ذرہ بھی چمک کے ہو ستارہ قائم جو زمین و آسمان ہے

بخت نصر کی غارت گری، بابل کی غلامی، شامیوں کی سفاکی کے بعد
بنی اسرائیل کی ارض کنعانی میں خود مختار حکومت قوم کی جانبازی اور
سرفروشی اور شوق شہادت کا حیرت انگیز کارنامہ ہے ایک ہزار برس
پہلے طالوت اور داؤد نے اس سرزمین پر سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا
تھا مگر اس وقت اطراف و جوانب میں کوئی زبردست قوت منظم
موجود نہ تھی لیکن اس وقت رومۃ الکبریٰ کی جمہوری حکومت روز افزوں
ترقی کر رہی تھی اور یونان کو مغلوب کر چکی تھی یہود کا ملجا و ماویٰ مقدس
یروشلم دشمنوں کے تصرف میں تھا حتی کہ عبادت گاہ سلیمانی میں بھی

یونانی اصنام کی "خدائی" تھی اس عاجزی بےبسی اور نا امیدی کے ماحول میں آزادی کی کوشش اور کامیاب انقلاب کی سعی مشکور یہودا مقابی کے صدق خلوص کی کرامت تھی اس نے خون جگر سے نخل آزادی سیراب کیا تھا اور جان بیچکر قوم کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی تھی۔ روستہ الکبری کی جمہوری سلطنت کا نامور سپہ سالار پامپی نے ۲۵ سالہ امارت میں بادشاہوں کو زیر کیا اور حیفا اور شام کے علاقوں کو زیر کیا ۶۳ ق۔م میں جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس کو یروشلم کے باہمی نزاع کا حال معلوم ہوا۔ فوراً اس نے شہر پر حملہ کر دیا۔ ۳ ماہ تک شہر کی حفاظت کی گئی فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ضبط وتحمل کی قوت گھٹ گئی فصیل میں رخنے پڑ گئے اور شہر بزور شمشیر فتح ہوا ۱۲۰۰۰ ہزار یہودی تہ تیغ کئے گئے یروشلم کی شہر پناہ مسمار کی گئی۔ پامپی ہیکل سلیمانی میں داخل ہوا اس طرح ایک صدی کے بعد باہمی نفاق کی وجہ سے یہود کی خود مختار سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اور ۶ء میں یروشلم کی حکومت ایک رومی گورنر کے سپرد ہوئی اور سلطنت کنعان روما کا ایک صوبہ بن گئی اور ارض موعود کا خیال گونگے کا خواب بن گیا۔

ہیروڈ کی عہد میں حضرت ذکریا وحضرت مسیح کا ظہور ہوا حضرت مسیح کو صلیب دی گئی۔ بنی اسرائیل ایک دوسرے کو کافر ومرتد تصور کرتے تھے۔ بعینہ ان کی وہی حالت تھی جو آجکل مسلمانوں کی ہے کوئی گورنر یہودیوں کو خوش نہ کر سکا۔ ۶ء سے ۶۶ء تک ۶۰ برس میں ۱۴ گورنر بدلے گئے۔ اتفاق سے جس دن یروشلم میں خود مختاری کا اعلان ہوا۔ اسی روز قیصریہ میں رومی گورنر کے حکم سے ۲۰ ہزار یہودی قتل کئے گئے۔ باغیوں کی حکومت شروع ہوگئی۔

جوزیفس اس حکومت کا سردار مقرر ہوا۔ لیکن اس کی شہرت اس بےنظیر تاریخ یہود سے ہے جو اس نے کئی سال بعد روستہ الکبری میں تالیف کی تھی اس نے آزمودہ فوج سے کھلے میدان میں جنگ خلاف مصلحت سمجھکر جوکابیٹ کے حصہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ یہود میں باہم اتفاق ہوتا تو دار السلطنت کی تسخیر آسان نہ تھی مگر بد قسمتی سے شہر کے اندر مخالف فرقوں میں جنگ شروع ہوگئی اور اس کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ ۷۰ء میں طیطوس نے محاصرہ کر لیا شہر میں قحط پڑ گیا رومی دھاوے کر رہے تھے اور پسپا ہوتے تھے لیکن یروشلم کی طرح اطاعت پر تیار نہ تھا۔ آخرکار رومیوں کے قلعہ شکن آلات نے ایک جگہ دیوار میں رخنہ کر دیا رات کے وقت ۲۴ نفوس شہر میں داخل ہوئے طیطوس نے اشتہار جاری کیا بہتوں نے فائدہ اٹھایا مگر بیشتر جمہور اور ہیکل مقدس میں پناہ گزیں ہوئے۔ ایک دل جلے نے جلتی ہوئی مشعل عمارت ہیکل پر پھینکدی شعلے بھڑک اٹھے یہودیوں نے یہ منظر دیکھکر چیخ ماری اور تلواریں کھینچ کر دشمنوں کو مارنے اور ہیکل پر اپنی جانیں قربان کرنے لگے۔ طیطوس نے شور مچایا آگ بجھانے کا انتظام کیا مگر تلواروں کی جھنکار میں اس کی آواز کون سنتا۔ آج یہودیوں پر غضب خداوندی نازل تھا ہزاروں بےگناہ قربان گاہ کے گرد کٹے ہوئے پڑے تھے ہیکل کی سیڑھیوں سے خون کے پرنالے بہ رہے تھے اور لاشیں بہ بہ کر نیچے گر رہی تھیں قبل اس کے کہ ہیکل مقدس کے مقام تک آگ کے شعلے پہنچیں طیطوس نے اس کو بچانے کی آخر کوشش کی مگر اس کی آنکھوں کے سامنے مغلوب الغضب سپاہیوں نے الہام کے عالیشان دروازے میں آگ لگا دی اور ساری عمارت ایک ساعت میں جل کر خاک کا ڈھیر ہوگئی اسی طرح یروشلم کا خاتمہ ہوا۔ اور جوزیفس کی روایت کے مطابق تخمیناً گیارہ لاکھ یہودی مقدس شہر کی حفاظت میں قتل ہوئے یہود کی تاریخ ختم ہوگئی بنی اسرائیل کا من حیث القوم وجود باقی نہ رہا کنعانی غلام یورپ اور ایشیا کے بازاروں میں علی الاعلان فروخت ہوئے یہودیوں کا ملک ریگستان ہوگیا۔ بھیڑیے اور درندے ان شہروں میں رہنے لگے جہاں اسرائیلیوں نے عیاشی اور بدکرداری کی داد دی تھی ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندیں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

کیا مسلمان قوم کے افراد اور اکابر اس انجام سے سبق حاصل کریں گے۔

یروشلم کو مسلمانوں نے رومیوں سے ۶۳۷ء میں فتح کیا اور خلیفہ اعظم خلیفہ دوم یروشلم میں فاتحانہ داخل ہوئے تو انہوں نے حرم شریف کو غلاظت سے بھرا ہوا پایا آپ نے ایک چبوترہ تعمیر کیا اور پہاڑی پر اس کی تعمیر کی جو ۶۴ سال تک قائم رہی اور اس کے نشانات اب پائے نہیں جاتے اور یہی وہ مقام ہے جو اب بھی مسجد عمرؓ کے نام سے مشہور ہے خلفاء امویہ کے عہد میں حرم شریف کی موجودہ شکل وجود میں آئی وہ جزیرۃ العرب پر قابض نہ تھے اس لئے انہوں نے یروشلم کے تقدس کو سیاسی اصول پر بڑھانے کی جد وجہد کوشش کی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے موجودہ حرم شریف کی تعمیر کی بہت سے انقلابات سے یہ عمارت دوچار ہو چکی ہے لیکن اس کے تقدس اور رعنائی میں مطلقاً کوئی فرق نہیں آیا ہے ۱۰۹۹ء میں اس کو مسیحی مجاہدین نے بولین کی قیادت میں فتح کر لیا۔ لیکن سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۱۱۸۷ء میں اس کو مسیحی اقتدار سے رہا کیا۔ اور ۱۹۱۷ء تک یہ مقدس مقام اسلامی دنیا کا مرکز اصلی بنا رہا ۱۹۱۷ء میں سلاطین عثمانیہ سے لارڈ ایلنبی نے فتح کیا اور اب بیت الیہود بنانے کی قدیم خیال پھر پیدا ہوگیا ہے۔

حضرات آپ نے فلسطین اور اہل فلسطین کی تاریخ داستان عجیب ودرد ملاحظہ کی اب اس کو بالغور اعلان کہئے یا برطانوی اقتدار سلطنت اور یہودیوں دونوں کو اس مرکز اصلی اس قبلہ اول کی رہائی کا خیال پیدا ہو گیا ہے مسلمانوں کو برطانوی مدبرین کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ان کو دوبارہ کسی مرکز خیال پر توجہ قائم کرنے کا موقع مل گیا ہے اور اگر آج مصطفیٰ کمال اتاترک کی عنایت سے قسطنطنیہ کی جانب سے عام مسلمانوں کو اطمینان قلب حاصل ہوگیا ہے تو اب تمام مسلمانان عالم کو اپنے مرکز اصلی کے تحفظ کا خیال بجد پیدا ہوگیا ہے۔ آئندہ انقلابات کے متعلق خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔

ایران میں اقتصادی ارتقا

(از منشی غلام جعفر بی اے صحیفہ نگار لاہور)

تاثرات مغرب ایک مدت سے دنیا پر موثر ہو رہے ہیں۔ امریکہ اور آسٹریلیا کی گرمی حیات یورپ کے ہی نوآبادکاروں کے دم سے ہے وہاں تاثرات مغرب تو بجائے خود مغربیت بلکہ مغرب زدگی کا عمل دخل ایک امر لازم تھا اور ہے بلکہ مغربیت میں امریکہ تو مادر یورپ سے بھی پیش پیش چلے علی ہذا لقیاس افریقہ کے وہ قطعات جہاں سفید فام مغربیوں کا عنصر غالب ہے خواہ بلحاظ کثرت آبادی و فوقیت و آزادی اور خواہ بلحاظ کثرت آبادی و فوقیت ماتنا نہ ہو اور خواہ بلحاظ غصب و تصرف اقتصادی سحر مغرب سے مسحور ہیں اور ہونا بھی چاہیے تھا۔

رہا ایشیا یہاں چین و جاپان اور ہند۔ افغانستان گو نسبتاً پیش و کم مگر سب کچھ نہ کچھ بہرحال زبان حال و قال سے مغربی مناہج اور مغربیت کے مقلد بننے میں جد و جہد کی داد دیتے نظر آتے ہیں کہ سے کم معاشرۃ کے بعض طبقے بالخصوص پڑھے لکھے اور ٹیپے جیسے لوگ تو مغرب زدہ ہوئے جاتے ہیں پھر جاپان سا شاگرد رشید تو استاد سے بھی گوئے سبقت لیجانے میں کوشاں ہے بلکہ بعض صورتوں میں لیجا چکا ہے۔

ان سب سے قطع نظر اس وقت ہمارے خیالات اور تحقیقات کا مرکز شعاعی ایران ہے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں دور مان زار کے روس اور انگلستان ان دو دول یورپ کی رقابتوں اور فوقیتوں کے ہاتھوں ایران کی نکبت انتہا تک پہنچ چکی تھی اور بقول بعضے از مدبرین فرنگ ایران کی گردن کے ساتھ مغربی استعمار کی تسمہ بازی اپنا ہلاکت آفریں کھیل کھیل رہی تھی کراتے میں

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

رضا شاہ پہلوی کی شخصیت حرکت و عمل کی علمبردار بنکر میدان میں نکلی اس لئے جہاں قدیم قاجاری ملوکیت کا تانا بانا بکھیر دیا وہاں اس کے بجائے جمہوریت و آمریت کے نظام اجتماع ضدین سے ایک جدید طرز حکومت قائم کیا پارلیمانی مجلس کا قیام عمل میں آیا مگر شخصی یکجہتی سے اس کا استحکام ہوا۔

اب اس جوہر قابل نے مغربیوں اور مغرب زدگیوں دونوں کیلا منہ آکر دکھایا اور حریف و حلیف سب پہلوی خاندان کی حکمرانی منوائی مگر ساتھ ہی وہ شے بھی قبول کی جسے تاثرات مغرب یا بالفاظ صحیح تر۔ "تاثرات عصر حاضر" کہنا چاہیے۔

آغاز اصلاح

نکتہ چیں اور نکتہ رس نگاہوں سے دیکھنے والے محققین اور ماضی حال و استقبال کا موازنہ کرنے والے مدبرین کے نزدیک ایران نے آخری قاجاریوں کے عہد میں تاثرات مغرب اور مقتضیات عصر حاضر کو بہت کم قبول کیا اور اگر کیا بھی تو اس کی رفتار سست ہی رہی اور کیوں نہ رہتی جبکہ اصل حقیقت میں اغیار برسرکار تھے روس و انگلستان کو اپنے اپنے حلقۂ اثر یعنی شمالی اور جنوبی ایران میں اپنی اپنی ملک دارانہ سیادت و سیاست اور تاجرانہ منفعت سے سروکار تھا اور بس۔ ان مغربیوں کو کیا پڑی تھی کہ اصلاح ایران کا دردسر بیکار مول لیتے۔ ادھر آخری قاجاری سلطان ماشاء اللہ چشم بد دور ایران ان کا یہ حال تھا کہ آئے دن ارض فرنگ کی سیاحت و سیر کا سودا ضرور ان کے سر میں سماتا وہ یورپ کو اپنے قدوم سے مفتخر فرماتے حسن فرنگ کی پرستاری اور تعیش فرنگ کی بالسداری میں خوب خوب انہماک دکھاتے لاکھوں لٹاتے مگر جب واپس آتے تو فرنگستانیوں کے سیاسی اور اقتصادی اور معاشری اطوار شائستہ میں سے کوئی شے ہمراہ نہ لاتے ان کی سیاحت یورپ ایک گراں قیمت اسرافانہ مشغلے اور شخصی تفریح و تفنن کے مشغلے سے بڑھکر ثابت نہ ہوتی اگر وہ عیش کے بندے ایک آدھ کام کی بات بھی سیکھ کر آتے اور آسے اپنے ہاں رائج کرتے تو غیر جانبدار مفکر و مورخ ان کے اسراف کو ایک حد تک حق بجانب قرار دیتے مگر قسام ازل نے تفاخر اصلاح رضا شاہ کی قسمت کیا تھا جس کی آمد تک ایران نہ ثابت تھی کہ تاثرات عصر حاضر سے اثر پذیر ہونے میں باقی سب ایشیائی مملکتوں سے پیچھے ہی رہی تھی۔

غرض رضا شاہ کا دور جدید کا آغاز ہوا۔ پہلوی خاندان کے پہلے حکمران نے فیصلہ کیا کہ تاثرات عہد حاضر تو ضرور کارفرما ہوں مگر غلط کارانہ مغربیت سے گریز اور مغرب زدگی سے قطعاً پرہیز کیا جائے نتیجہ یہ ہوا کہ جب سے اب تک (یعنی ۱۹۲۵ء سے جب رضا شاہ تخت نشین ہوئے آجتک) جدت کے متعلق اس کی اس حکمت عملی پر ایران برابر عمل پیرا ہے اور اس نے عصر حاضر کے تقاضوں اور مطالبوں کے سامنے سر نیاز جھکا رکھا ہے۔

زمانۂ حالیہ میں ایران کی مادی ترقی اور نشو و نمائے وسائل قدرتی کی تفصیل ایک بیان طویل ہے اس لئے صرف چند نسبتاً زیادہ اہم امور کی کیفیت تحریر کی جاتی ہے۔

آجکل قاجاری جمود و خمود کی جگہ عمل و حرکت نے لیلی ہے گذشتہ اور موجودہ کو آئف میں بعد عظیم رونما ہو گیا ہے۔

ترقی کی مختصر کیفیت

ایران کو حریفان فرنگ کا کچھ ایسا تلخ تجربہ ہو چکا ہے کہ آج وہ اغیار کو خوش آمدید کہنے میں تامل روا رکھتا ہے پہلے جب مسافر آتے تو ایرانی ان کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ان میں تجارتی مراعات کے طلبگار فنون لطیفہ کے مشتاق اور اور لوگ ہوتے اور سب کچھ نہ کچھ لے مرتے لیکن

اب پہلے کی سی بات نہیں ایرانی سرحد سے گزرنے کے بعد ہر نو وارد سے پہلا مطالبہ یہ کیا جاتا ہے کہ بندہ پرور ذرا شفاخانے تک چلئے اور صحت کی اسنادات دکھا ئیے اور اگر آپ ان اسلحہ سے مسلح نہیں تو ہم نے متعدی امراض کے ٹیکوں کا بندوبست کر رکھا ہے۔ بازو بڑھائیے اور ٹیکہ لگوائیے اس پر اکثر اہل فرنگ بہت گھبراتے ہیں چنانچہ باخبر تاجر اور سیاح گھر سے ہی ٹیکہ لگوا کر چلتے ہیں اس حقیقت سے یہ ثابت ہوا کہ اب ایران اولین مغربی تاثر کا خوگر ہو گیا ہے اسے بھی یورپ والوں کی طرح یہ منظور نہیں کہ ہر احمق بلا باز پرس سیاہ وارانہ چلا آئے بلکہ پہلے اپنی صلاحیت دکھائے۔

مٹی کا تیل

حفظ صحت کا یہ اصول مالیات ایران پر بھی عائد کر دیا گیا ہے پہلے حوالے سے بازو وجبر سے جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا اور کامل تحقیقات اور معقول شرائط کے تجارتی حقوق اور معدنی پیداواروں کی اجارہ داری اغیار کے حوالے نہیں کی جاتی مٹی کا تیل ایران کا ایک مدفون خزانہ ہے اور وہی آجکل حکومت مرکزیہ کی آمدنی کا سب سے بڑا منبع وماخذ ہے لیکن اس کی بہم رسانی کا انتظام عین مغربی اصولوں کے مطابق کیا گیا ہے گو "اینگلو ایرانین کمپنی" ذا اجارہ دار ہے مگر اس کے اجازت نامے میں حکومت ایران نے اپنے حقوق نہایت عمدگی سے محفوظ کر لئے ہیں۔ اور اس میں ایرانی سرمایہ شامل ہے۔

کسی زمانہ میں کرمان شاہ متعدد تجارتی راستوں کا مرکز تھا جب دور انحطاط آیا تو کرمان شاہ کی تدیمی اہمیت رخصت ہو گئی مگر اب مٹی کے تیل نے اسے رونق تازہ بخشی ہے پچھلے سال اس میں اضافہ ہوا یعنی شمالی اور مغربی ایران کو پیٹرول مہیا کرنے کے لئے یہاں مٹی کا تیل صاف کرنے کی ایک عظیم الشان کارخانہ تعمیر کیا گیا۔ لوہے کے متعدد حوض سطح زمین سے بلند بنائے گئے ہیں ان پر المونیم کا غلاف چڑھایا گیا ہے حوضوں میں چالیس لاکھ گیلن (ایک گیلن قریبا پانچ سیر) تیل سما سکتا ہے جو ایک سو پینتالیس میل کے فاصلے سے تیل کے چشموں میں سے نکال کر یہاں پہنچایا جاتا ہے چشمے نفت شاہ میں واقع ہے لوہے کے نل جو تین انچ موٹی چادر سے بنائے گئے ہیں اور اس لئے ان کا ہر ایک مربع انچ اٹھارہ انیس من دباؤ برداشت کر سکتا ہے جس تیل کو چشموں سے کرمان شاہ کے کارخانے میں لاتے ہیں دنیا بھر میں معدنی تیل کے چشموں اور کارخانوں کا اہتمام والصرام اعلیٰ درجہ کی مہارت اور کثیر سرمایہ کے صرف کا مرہون منت ہے اور اس معاملہ میں ایران کی کامیابی گی اور کارروائی حریفوں سے کسی صورت میں کم نہیں۔ دور رضا شاہی کے آغاز میں حکومت ایران کی مالیات کا حال ناگفتہ بہ تھا اب حالات روبہ اصلاح ہیں بلکہ ایک بڑی حد تک بہتر ہو چکے ہیں اس میں مٹی کے تیل کی پیداوار اور آمدنی کو بہت بڑا دخل ہے چنانچہ انتظام مذکور کو رضا شاہ کے دہ سالہ کارناموں کا ایک شاندار حصہ قرار دینا چاہیئے یہ طویل نل اس راستہ سے لایا گیا ہے جو قدیم زمانہ میں ایران کی ایک بڑی شاہراہ تھی اور بغداد سے چل کر شمال مشرقی ایران میں گزرتی ہوئی سمرقند تک پہنچتی تھی۔

موٹر کار اور لاری کا رواج

پہلے جب اس سڑک پر مسافروں کے کاروان گزرتے تو کہیں کہیں اونٹوں کے پنجر پاتے۔ مگر آجکل موٹر کاروں کے کھنڈر اور لاریوں کے جلے ہوئے ذرات نظر آتے ہیں۔ ایران میں موٹریں اکثر و بیشتر بلکہ قریبا تمام تر امریکہ کی ساخت استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ موٹروں کی کثرت بجائے خود ایرانی دولت میں نسبتا فراوانی کی مظہر ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ وسائل آمدورفت ترقی پر ہیں جو ظاہر ہے کہ تجارتی صنعتی اور زراعتی ترقی کی شرط اولین ہے اس سے عصر حاضر کے دوسرے تاثر کا پتہ چلتا ہے۔

ٹین کے کنستروں کا کارخانہ

تیل کی گرم بازاری سے ایک صنعت بھی قائم ہو گئی ہے یعنی ہر سال پچاس لاکھ ٹین کے کنستروں کی ضرورت لاحق ہونے کے سبب ان کی ساخت کا کارخانہ بھی بنایا گیا ہے یہی کرمان شاہ میں ہے خالی کنستروں سے کئی طرح کے کام لئے جاتے ہیں مثلاً دیہات میں گھروں کی چھتیں اور ایک جگہ تو مسجد کے گنبد کو روپہلی چمک دمک کا آئینہ دار بنانے کے لئے اس پر انہی کنستروں کے ٹین کا غلاف بنا ہے۔

سفر میں آسانیاں اور رہزنی کا سد باب

قدیم ایران میں سفر کی مشکلات بدرجہ اتم موجود تھیں علاوہ ازیں مسافت طے کرنے میں سخت دیر و دقت پیش آتی تھی چنانچہ اونٹوں کا کاروان بغداد سے چل کر پورے پانچ ہفتوں میں طہران پہنچتا تھا اب موٹر کار میں یہ فاصلہ اڑتالیس گھنٹے میں طے کرتی ہیں رضا شاہ سے پہلے بلکہ عین ۱۹۲۵ء میں جبکہ وہ تخت نشین ہوئے یہ امر معمولات سفر میں شامل تھا کہ کارروانوں پر رہزن حملہ کریں چنانچہ یہ لوگ مختلف علاقوں کے سرداروں کو محصول جان بخشی ادا کرتے اور جان و مال سلامت لے جاتے تھے۔ لیکن آج شہنشاہ دولت ایران کا اسی ہزار سپاہیوں کا لشکر نظم و ضبط کا ضامن ہے اور کرد جو خصوصیت سے رہزن واقع ہوئے تھے رعب سلطانی تسلیم کرتے ہیں اور آسے موثر کرنے والی مشین گنوں کا لوہا مانتے ہیں۔

ایران میں ریلوے

کرمان شاہ کے شمال مشرق کی جانب وہ ریلوے لائن زیر تعمیر ہے جس کا مقصد ارض ایران کی شمالی اور جنوبی حدود کو آپس میں ملانا ہے یہ لائن جلد پیچ و خم کھاتی چلی آتی ہے اور تین سال تک تکمیل کو پہنچے گی کم از کم تعمیر کا پلہ گرام یہی ہے کہ موسم گرما ۱۹۳۹ء میں ایک حصہ شمال کی طرف سے آتا ہوا اور دوسرا الجنوب کی سمت سے جاتا ہوا طہران میں آکر مل جائے۔ ساری لائن کا طول نو سو میل ہے یعنی شمالی گیکش

جو بحیرہ کیسپئن کی بندرگاہ "بندر شاہ" پر واقع ہے اس سے لیکر خرّمشہر سیشن تک جو خلیج فارس کے ساحل پر بنایا جا چکا ہے ہر دو حصص میں اس لائن پر ریل گاڑی کی آمد و رفت جاری ہے یعنی ان حصوں میں جہاں تعمیر ہر طرح سے مکمل ہو چکی ہے ایران کی اس ریلوے لائن کو بہت سی قدرتی رکاوٹوں سے سابقہ پڑتا ہے بالخصوص وہ جغرافیائی مشکلات جو ایران کے سلسلۂ کوہستان کے باعث پیدا ہوئی ہیں ان پہاڑوں کا رجحان مشرق سے مغرب کی جانب ہے اور ریلوے لائن کا راستہ شمال سے جنوب کی طرف ہے اس لئے بہت سے مقامات پر پہاڑوں میں سرنگیں بنانی پڑتی ہیں اور اکثر و بیشتر یہ لائن سیدھی نہیں چلتی بلکہ سانپ کی طرح پیچ و خم کھاتی ہے اس ریلوے لائن کو استعمال میں لانے کے لئے خود لائن سلیپرس گاڑیاں انجن وغیرہ کل سامان پر دو سو لاکھ پونڈ یعنی تقریباً تین ہزار لاکھ روپیہ (تیس کروڑ) صرف ہوگا۔

بعض یورپی ماہرین کہتے ہیں کہ اقتصادی نقطۂ نگاہ سے یہ ریلوے ایک منفعت بخش کاروبار ثابت نہ ہوگی مگر حال میں ایران نے روس کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ کیا ہے۔ اس کی رو سے قرار پایا ہے کہ وہ روسی مال جسے شمال سے جنوب کو لانا ہوگا۔ اسی ریلوے کی خدمات سے فائدہ اٹھائیگا یہ ہے ایک صورت اس لائن کو ایک کامیاب کاروبار بنانے کی۔ دوسری صورت اور ماہرین مالیات کی رائے میں نہایت کارگر وسیلۂ کامیابی یہ ہے کہ ریلوے حکومت ایران کی ملکیت ہے اس میں سرمایہ دار تاجروں کی مالی بازی گری کو کام نہیں۔ حکومت حسب ضرورت کرایہ کی تعیین کرے گی اور کرتی ہے ریل کی تعمیر کے لئے سرمایہ تو اس کے لئے حکومت رضا شاہ نے کھانڈ اور چائے کی درآمد پر گرانقدر محصول لگا رکھا ہے اور وہ سب ریلوے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ بایں ہمہ ریلوے کو ابھی سے موٹر کاروں سے

مقابلہ کرنے کی ضرورت پیش آنے لگی ہے کیونکہ بحیرہ کیسپئن سے طہران تک موٹروں کے لئے سڑک موجود ہے مگر عہد حاضر نے جو مسئلہ موٹر اور ریلوے کے غیر اقتصادی مقابلے بلکہ مجادلہ سے پیدا ہونے کے لئے نکالی ہے بہ صلح کی حکومت اس سے پورا کام لیگی یعنی دونوں میں تعاون کی راہ بذریعہ قانون نکالیگی اور مادی ترقی کے ان عظیم الشان وسائل سے مغرب کے نقش قدم پر چل کر مملکت ایران کو بحیثیت مجموعی فائدہ پہنچائے گی۔

افیون مٹی کے تیل سے دوسرے درجے پر حکومت مرکزیہ کا وسیلہ آمدنی

فروخت افیون ہے۔ ایران کے اندر متعدد زرخیز وادیوں میں اور بالخصوص کرمان شاہ کے مضافات میں کوکنار (پوست) کی کاشت کثرت سے کی جاتی ہے اور افیون کی ساخت کا ایک عظیم الشان کارخانہ کرمان شاہ میں ہے شخصی طور پر کسی ایرانی کو افیون بنانے کی اجازت نہیں۔ یہ سارا کام سرکاری اجارہ داری سے کیا جاتا ہے اور ہزاروں من افیون ہر برس چین کو بھیجی جاتی ہے افیون کی بار برداری کے لئے "اینگلو ایرانین کمپنی" کے اپنے جہاز ہیں۔ اور وہ لنگہ کی بندرگاہ آبادان ہے۔ افیون سے حکومت ایران کو گرانبہا مالی منافع حاصل ہوتا ہے اور جیسا کہ ہم نے لکھا ہے تیل کے بعد یہ دوسرا وسیلہ آمدنی ہے۔

خاتمۂ کلام

الغرض رضا شاہ کی بالغ نظری کاردانی اور کارگزاری نے فقط دس برس کی قلیل مدت میں ایران کی کایا پلٹ دی ہے وہ مملکت جو رضا شاہ سے پہلے صحیح معنے میں ایک آزاد دولت کہلانے کا استحقاق کھو بیٹھی تھی روس و انگلستان کی قید و بند میں گویا ہلاکت سے ہم آغوش تھی اب مجلس اقوام عالم میں ایک بلند مرتبہ نشست پر متمکن ہے اور ایشیا کے لئے بالعموم اور ہندو افغانستان اور عالم اسلامیان کیلئے بالخصوص سرمایۂ صد افتخار بنگئی ہے

بقیہ مضمون صفحہ ۲۵۔ کے جلوس پر جو پولیس کے ہاتھوں شہید ہو گیا تھا پتھر برسائے مگر مسلمان اور عیسائی لیڈروں نے مجمع پر قابو پالیا اور کہا کہ ہماری معمولی لغزش حکومت کو ہمارا اپنا بنایا کھیل بگاڑنے اور طاقت کو کچلنے کا موقعہ دیدے گی۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اب مذہبی اختلافات فساد برپا نہیں کرا سکتے انہوں نے اپنے شہروں کے مذہبی لباس اتار پھینکے دوسرے دن جب یہ معلوم ہوا کہ ان فساد پیدا کرنے والے اور جنازہ پر پتھر پھینکنے والوں نے حکومت کے ایجنٹ شیخ محمد تاج کے اشارے اور ترغیب پر یہ سب کام کیا تھا ایک اور قومی گیت بنایا گیا۔

رضا ایک ہے بطریق خدا کے دوست ہیں یہ شیخ تاج غدار اور مردود ہے ایک مسلمان شیخ کا ملعون اور ایک عیسائی پیشوا کا خدا دوست عام لوگوں کی زبان پر بلا تفریق مذہب ہونا آج سے دس سال قبل ناممکن تھا۔ ہاشم ایک پر جوش قومی لیڈر نے اپنی جلا وطنی سے واپسی پر عام مجمع کے سامنے جو اس کے استقبال کے لئے دمشق کے اسٹیشن پر موجود تھا سچ کہا تھا اب جب تمہیں ملک کی آزادی حاصل کرنیکے لئے مل کر کوشش کرنیکا طریقہ معلوم ہو گیا اس جوش کو ٹھنڈا مت ہونے دو۔ اب حکومت خود مجبور ہو چکی ہے وہ اس جذبہ اتحاد و اتفاق کو جو شام میں گزشتہ دس سال کے زمانہ میں ترقی پذیر رہا ہے صحیح سمجھنے کی کوشش کرے یعنی اب شام محض ایک جاہل اور مذہبی دیوانوں اور متعصب لوگوں کی بستی نہیں بلکہ وہ ایک متحد و منظم قوم کا ملک ہے گو ہڑتال کے زمانہ میں فرانس کے کمشنر کونٹ دی مارٹل نے غیر ملکی اخبار کے چند نامہ نگاروں کو اپنا بیان دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا تھا کہ حکومت کا منشا یہ ہے کہ وہ عیسائی اقلیت کے حقوق کی حفاظت کرے۔ شام کی قومی اور کی علم بردار پارٹی اور سینکڑوں فدا کاروں نے جو حکومت کے پاس اس بات کے مطالبہ کے لئے گئے کہ اسے قوم کے اتحاد میں خلل نہ ڈالنا چاہیئے حکومت پر یہ ثابت کر دیا کہ شام میں ایک نئی روح اور ایک نیا جذبہ پیدا ہو چکا ہے دوسرے برس میں شام کے قومی کامیابی سے یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ حکومت اپنی غلطی

شام کی آزادی

(از جناب آفتاب شروانی بمبئی)

نوٹ: جس طرح حکومت برطانیہ ۳۲ء میں عراق کو آزادی دینے پر مجبور ہوئی تھی اسی طرح فرانس بھی شام سے اپنا انتداب اٹھا لینے اور اسے آزاد کر دینے پر مجبور ہو گیا۔ مضمون ذیل سے جو اعلانِ آزادی سے قبل لکھا گیا ہے معلوم ہوگا کہ کس طرح دو قوموں کے اتحاد و اتفاق نے اس مذہبی تعصب کا قلع قمع کر دیا ہے جس سے فائدہ اٹھا کر بیرونی حکومتیں "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کے اصول کے ..... ذریعہ حکومت کرتی ہیں:—

مجھے شام کے ایک قصبہ خیام مرجان میں جس کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی ایک متمول عیسائی خاندان کے ہاں ایک مہمان کی حیثیت سے چند یوم بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ شام کے رواج کے مطابق میرے میزبان نے میرے اعزاز کے طور پر قصبہ کے چند ذی عزت اصحاب کو بھی مدعو کیا۔ ہم سب دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ باتوں باتوں میں میں نے ایک دراز قد بوڑھے عرب سے پوچھا کہ "اس قصبہ کے عیسائیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہیں۔"

معاً مجلس پر ایک خاموشی طاری ہو گئی۔ بوڑھا عرب کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پر جوش آواز میں گویا ہوا۔

"میں ایک عیسائی ہوں مجھے ترکوں کا عہد حکومت یاد ہے اور وہ زمانہ بھی جب فرانس کے عیسائی مبلغین ہمارے بچوں کو وعظ نصیحت کرنے اور فرانسیسی ڈاکٹر ہمارے بیماروں کا مفت علاج کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس وقت اہل فرانس کی قدر و منزلت ہمارے دلوں میں زیادہ ہو گئی۔ جوش محبت سے ہم انھیں اپنا بھائی اور سلطنت فرانس کو مادر شفیق کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ جنگ عظیم کے اختتام پر ہم لوگوں نے شام کا ایک آزاد اور خود مختار ملک ہونا اس لئے پسند نہ کیا کہ مبادا آپس کے اختلافات ایسی خطرناک صورت اختیار نہ کر لیں کہ یہ آزادی اور خود مختاری ہی وبال جان ہو جائے اس لئے ہم نے فرانسیسی انتداب کو اپنی خود مختاری پر ترجیح دی اور فرانسیسیوں کا کھلے ہاتھوں استقبال کیا مگر اس خود غرضی اور بے ایمانی نے مسلمانوں سے ہمارے تعلقات اور کشیدہ کر دیئے۔ ۲۰ء کے انقلاب میں مسلمانوں نے ہمیں پرستاران فرانس کے طعنے دیئے جو صحیح تھے مگر ان کا یہ کہنا کہ ہم اہل فرانس کے جاسوس بھی تھے بہتان تھا بہر حال اس انقلاب میں مسلمانوں نے ہمیں اپنی اور ملک کی آزادی میں سد باب جان کر بہت زبردست انتقام لیا اس قصبہ کے بہت سے عیسائی قتل کئے گئے ان کا مال و اسباب تباہ و برباد کیا گیا۔ ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ عرب کچھ عرصہ کے لئے خاموش ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا وہ واقعات کی یاد تازہ کر رہا تھا:—

"مگر اب" اس نے ایک خاص جوش سے مغلوب ہو کر اپنا ہاتھ فرش پر زور سے مارتے ہوئے کہا۔ "اب اس ملک میں ایک اور جذبہ کارفرما ہے یہ مت پوچھئے کہ یہ کس طرح معرض ظہور میں آیا۔ کیونکہ مجھے خود اس کا علم نہیں۔ مگر دیکھ رہا ہوں کہ اب مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کے دشمن نہیں بلکہ اتحاد و اتفاق کا سبق حاصل کر رہے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ میرے بعد میرے بچوں کو اپنی جان کی حفاظت کے لئے غیر ملکی حکومت اور غیر ملکی محافظین کی مدد کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا۔"

ایک عرب جو مجھ سے کسی قدر فاصلہ پر بیٹھا تھا بولا۔ "ابن عم میں اور میرا بھائی آپس میں لڑتے ہیں مگر ہم کسی غیر ملکی کی دخل اندازی کے مخالف ہیں۔ مگر آپ کا اس تغیر کے متعلق کیا خیال ہے" میں نے دوبارہ سوال کیا۔ اس سوال نے تمام حاضرین پر ایک خاص اثر کیا۔ دسیوں آوازیں بلند ہوئیں ہر شخص اس سوال کا جواب دینے کے لئے بیتاب تھا۔ میرا مخاطب بوڑھا عرب اس شور میں پانچ منٹ تک کچھ نہ کہہ سکا اور اس کے فرو ہونے کے بعد بولا۔ "۲۰ء کے واقعات تو میں عرض کر چکا ہوں۔ اب ۲۵ء (یعنی دروزی انقلاب) کے واقعات سنئے۔ ۲۵ء میں" اس نے کسی قدر آہستگی سے کہا" اس گاؤں کے ان مسلمانوں نے جنھوں نے پانچ سال قبل ۲۰ء میں عیسائیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا اب ان عیسائیوں کو جو قریب کے قصبوں اور گاؤں سے دروزیوں کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے اپنے گھروں میں پناہ دی۔ مزید براں اس قصبہ کے کسی عیسائی کو خراش تک نہیں پہنچی اور نہ کوئی عیسائی گھر لوٹا گیا۔

"اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ" ایک ادھیڑ عمر کا مسلمان عرب کہنے لگا۔ "میں مسلمان ہوں میرے پاس بیٹھا ہوا بھی مسلمان ہے اور وہ تیسرا شخص بھی مسلمان۔ ہم تینوں ایک عیسائی کے ہاں بے تکلف بیٹھے ہوئے ہیں جو آج سے دس سال قبل ناممکن تھا" یہ کہہ کر اس نے میرے میزبان کی طرف اپنا رخ کیا۔ جس نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔

خیام مرجان سے مجھے اپنے ایک مسلمان دوست سے ملنے کے لئے کوکبہ جانا پڑا یہ شمال کی جانب ایک وسیع آبادی ہے۔ ایک دن ہم ایک اپنے چند شناساؤں کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے قہوہ پی رہے تھے کہ پھر وہی عیسائی مسلم تعلقات کا موضوع چھڑ گیا۔ میں چونکہ اس موضوع سے بہت گہری دلچسپی لیتا تھا۔ اس لئے میں نے چند ایک سوالات کا سلسلہ چھیڑ دیا۔ ایک گرامر سکول کے معلم ابراہیم نے جوش میں کہا کہ "کیا واقعی آپ اس موضوع میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اہل فرانس بذات خود ان تمام فسادات اور بلووں کے بانی ہیں۔ پہلے بھی

کی بدولت ان تمام تکالیف اور مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ۱۹۲۵ء
میں دروزوں نے سلطان اطراش کی قیادت میں سویدا کو جو کہ کئی
پانچ ہزار نفوس کی آبادی پر مشتمل ایک اچھا خاصہ قصبہ ہے اپنی انقلابی
حکومت کرلی مگر زید اطراش کو بہت جلد دوسری طرف جانا پڑا اور وہ یہیں
یک درویش کو انقلابی حکومت کا سردار مقرر کر کے چلا گیا۔ ہم عیسائی
دروزوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ہمیں تعصب عداوت کا
وہ ہنگامہ بھولا نہ تھا جہاں ۱۸۶۰ء میں سینکڑوں عیسائی دروزوں کے
ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ حکومت فرانس نے ہمیں یقین دلا کر کہ دروز انقلاب
پسند نہ تھے بلکہ مذہبی دیوانے تھے جن کا مقصد لوٹ مار اور قتل و غارت
کے سوا کچھ نہ تھا ہمیں دروزی انقلاب کے خلاف ابھارنا چاہا۔ تاکہ مذہب
کے نام پر فساد شروع ہو جائے اور حکومت آسانی سے اپنا ہاتھ ڈال کر
اس تمام انقلاب کا خاتمہ کر دے مگر اب چونکہ ہمیں اس بات کا تجربہ ہو چکا
تھا کہ دروز ہمارے دشمن نہ رہے تھے اور انہوں نے اس انقلاب میں ہم کو
کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائی تھی اس لئے ہم حکومت کے اس چکمہ میں نہ آئے
اپنی یہ تدبیر کارگر نہ ہوتی دیکھ کر حکومت نے چند دروزی انقلاب پسند
لیڈروں کو روپیہ پیسہ کا لالچ دیکر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی ان
میں سب سے پہلا شخص یہی درویش تھا۔ درویش نے اپنے آدمیوں کو انقلاب
کے لئے ابھارنا شروع کیا مگر کوئی بھی آمادہ نہ ہوا آخر اس نے چند ایک
لٹیروں اور فسادیوں کی ایک جماعت لوٹ مار کا لالچ دیکر اپنے ساتھ
ملا ہی لی اور حکومت سے سامان جنگ لیکر اس قصبہ پر حملہ کر کے اسے
تہ و بالا کر دیا۔ تیس کے قریب آدمی قتل ہوئے اور باقی بھاگ کر اپنی جان
بچائی گھروں کو آگ لگا دی گئی اور اس گاؤں کا اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر
کے سوا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ حکومت کی چال کارگر ہو چکی تھی کیونکہ اس
حملہ نے انقلاب کو مذہبی جنگ کی صورت میں تبدیل کر دیا اور حکومت کو
اُسے دبانے کا ہر طرح حق حاصل ہو گیا تھا اہل فرانس کو اس قسم کی چالیں
خوب آتی ہیں یہ ہے وہ طریقہ جس کے ذریعہ ہمارے بھائی اہل فرانس
ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ ابراہیم نے اپنی تقریر کا یہ حصہ کسی قدر تلخی
سے ختم کرتے ہوئے کہا۔

"مگر انھیں یہ کس طرح معلوم ہوگیا کہ وہ درویش حکومت کا ایجنٹ تھا۔"
"آہ ہمیں کس طرح معلوم ہوگیا"۔ ابراہیم نے میرے سوال کو دہراتے ہوئے کہا
"یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے ایک بچہ بھی تمھیں اس کا جواب آسانی سے
دیدیگا۔ اگر درویش حکومت کا ایجنٹ نہیں تھا تو اسکے کیا معنے کہ دوسرے
انقلاب پسند لیڈر قید و بند کی سختیاں برداشت کریں جلا وطن کئے
جائیں تختہ دار پر لٹکائے جائیں اور اس درویش پر حکومت کے الطاف
خسروانہ کی یہاں تک بارش ہو کہ اسے سویدا کا گورنر بنا دیا جائے وہ اعزاز جو
اسے ابتک حاصل ہے۔ آخر اس سیم و زر کی بارش کے اصل وجوہ"؟
میں ابراہیم کے اس جواب سے قائل ہو چکا تھا مگر پھر بھی میں نے اس
سے یہ سوال کیا کہ انقلابیوں نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ درویش حکومت
کا ایجنٹ ہے اس سے اپنا انتقام کیوں نہ لیا؟

"ہاں یہ مطالبہ کیا گیا۔ دوسرے انقلابی لیڈروں نے اس بات کا
پرزور مطالبہ کیا کہ اس درویش کو جس نے انقلاب کے پردے میں حکومت
سے فائدہ اٹھایا غداری کی سخت سے سخت سزا دی جائے مگر ان میں
بہت سے اس بات کے مخالف تھے خود سلطان اطراش یہ نہ چاہتا تھا
کہ کسی قسم کی خونریزی ہو۔ دوسرے وہ کس طرح پیش بینی کر سکتے تھے کہ اہل
فرانس اس حادثہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انقلابی جنگ کو خانہ جنگی میں
تبدیل کر دیں گے جب انہوں نے بھی درویش کی غداری اپنی آنکھوں سے
دیکھ لی تھی۔ مزید براں یہی درویش حکومت کی حفاظت میں پہنچ چکا تھا
اور یہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔" میں نے یہ افسانہ شام میں ہر شخص کی زبان
سے سنا اور ہر بار یہی تفصیلات بتائی گئیں قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ لوگ
اس انقلاب کو مسلم عیسائی اتحاد و اتفاق کا پیش خیمہ خیال کر کے اس پر
کامل یقین و اعتماد رکھتے اور آئندہ کے لئے ایک قابل تقلید چیز خیال
کرتے ہیں۔

اس نئے جذبہ کو گذشتہ دس سال میں جو ترقی ہوئی اسکا مقابلہ
اگر پچیس سال قبل کے مذہبی مناقشات و تعصبات سے کیا جاوے تو
حیرانی سی ہوتی ہے گذشتہ ربع صدی میں ایک عیسائی کے لئے اپنے
گھر سے نہتے باہر نکلنا ناممکن تھا حتی کہ بیروت میں بھی اگر عیسائی یا مسلمان
ایک دوسرے کے محلے سے گزرتا تو اس پر پتھر پھینکے جاتے لاٹھیوں اور
مکوں سے زد و کوب کیا جاتا۔ یہ حقارت و نفرت عیسائیوں اور مسلمانوں
ہی تک محدود نہ تھی بلکہ ہر دو مذاہب کے فرقے بھی ایک دوسرے کے دشمن
تھے مسلمانوں میں شیعہ اور سنی ایک دوسرے کے اتنے ہی دشمن تھے جتنے
ایک عیسائی کے۔ ہاں دونوں متحد تھے تو دروز کی مخالفت میں یہی حال
عیسائیوں میں تھا۔ میخائیل نعیمہ اپنی کتاب سوانح جبران میں لکھتا ہے کہ
خلیل جبران کی دنیا کے تمام مذاہب سے بیزاری نتیجہ تھی ان مظالم
اور ستم رانیوں کا جو اس نے اپنے بچپن میں اپنے گھر والوں کے
ہاتھوں دوسرے فرقوں کے پیروؤں پر ہوتی دیکھی تھیں۔ جبران کہتا ہے کہ
اسے وہ وقت یاد ہے جب اس کی ماں نے ایک زیتون کے تیل بیچنے والے
کو محض اسلئے اپنے گھر سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دیا تھا کیونکہ وہ یونانی طریقہ
پر تین انگلیوں سے صلیب کا نشان بنانے کا معتقد تھا اور جبران کی ماں
پانچوں انگلیوں سے اتحاد و اتفاق کے نئے جذبہ نے نوجوان طبقہ پر خاص اثر
کیا ہے وہ پرانے مذہبی تعصبات کے خطرناک نتائج سے بخوبی واقف ہو چکے
ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ آگ و خون کا یہ کھیل پھر کھیلا جائے۔ احساس کا یہ
اور یہ غیرت حمیت نتیجہ ہے۔ شام میں سائنس کی ترقی مغربی تہذیب کے
اثر اور خصوصاً غیر ملکی حکومت کی سخت گیریوں اور خود غرضانہ حکمت عملی
کی۔ نوجوان مذہب کے اتنے گرویدہ اور معتقد نہیں سرفروشانہ جد و جہد
وہ وطن کی ترقی اور وطن کی آزادی کے لئے کر رہے ہیں وہ سب سے پہلے اس
بات پر زور دیتے ہیں کہ وہ ایک متحد و منظم قوم کے افراد بنیں اور اس کے بعد
اپنے مذاہب کے پیرو ہوں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہبی اختلافات وطن کی
آزادی میں زبردست سد باب بنے رہے اور ملک کی ترقی میں انہوں نے

سکا کام کیا مزید براں وہ حکومت فرانس سے بھی شاکی ہیں اور ملک کی تمام خونریزیوں فسادات اور یورشوں کا ذمہ دار حکومت فرانس ہی کو ٹھیراتے ہوئے پرزور الفاظ میں کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے حال پر چھوڑ دیئے جاتے تو ۱۹۲۵ء کا خونیں منظر بلکہ تمام فسادات وقوع پذیر ہی نہ ہوتے۔

بیروت میں جس شخص نے شام کے سیاسی حالات پر وضاحت سے روشنی ڈالی وہ بیروت کی امریکن یونیورسٹی کا ایک نوجوان طالبعلم تھا جو رات کو محنت کرتا اور دن کو مطالعہ میرے استفسار پر اس نے غمگین سا چہرہ بناکر کہا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اہل فرانس نے کس طرح عرب دنیا کو غلط پروپیگنڈہ کرکے غلط راستہ پر لگایا مگر اب ہم بیدار ہوچکے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ حالات کس طرح سرعت سے تغیر پذیر ہو رہے ہیں نوجوانوں کے خیالات میں کس قدر انقلاب پیدا ہوچکا ہے مثال کے طور پر مجھ ہی کو لیجئے کہ میں بیس سال کا ایک تنومند نوجوان ہوں مجھے اپنے گاؤں کو جو دمشق کے قریب ہے چھوڑے ہوئے چار سال کا عرصہ ہوا اس عرصہ میں میرے خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے میں اپنے بچپن میں دیکھا کرتا کہ حاکم ضلع چند ماہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آتا اور گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کرکے بس یہی لیکچر دیتا کہ انھیں ترکوں کا عہد حکومت یاد رکھنا چاہیئے۔ ایک مرتبہ یہ حضرت ہمارے گھر بھی تشریف لائے اس وقت میری عمر ۱۴ سال کے قریب ہوگی آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھاکر ایک لمبی چوڑی داستان چھیڑ دی جس کا ماحصل یہ تھا کہ ہمیں مسلمانوں پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے ہمیں فرانس کے اس عہد حکومت کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے جس نے شدومد سے ہمارے مذہب ہمارے جان و مال کی حفاظت کی۔ یہ لیکچر ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں ہوتا ہے اور حاکمان ضلع کا ایسی تقریریں کرنا فرض سا ہوگیا ہے اب آپ خود سوچئے کہ حکومت کی کس قدر خواہش ہے کہ ہم لوگوں میں وہ پرانی آگ سلگتی رہے۔ سرکاری ملازمتیں کس طرح دی جاتی ہیں کیا کسی خاص قابلیت کے ماتحت نہیں بلکہ ایک اعلیٰ عہدہ سے لیکر کلرک تک کی جگہ اسی مذہبی تقسیم پر ملتی ہے۔ یعنی اتنی عیسائیوں کو اور اتنی مسلمانوں کو۔ اتنی فلاں فرقہ اور اس قدر دوسرے فرقہ کو اس سے حکومت کا منشا صرف یہ ہے کہ سرکاری ملازمتوں کو کچھ اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر مذہب اور فرقہ کے پیرو اپنی حق تلفی اور دوسروں کی طرفداری سمجھ کر آپس میں لڑیں جھگڑیں اور اس طرح حکومت کو ان کی سیاسی طاقت کچلنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آئے تین سال کا عرصہ ہوا کہ لبنان کی پارلیمنٹ شیخ محمد کو جمہوریت کا صدر بنانا چاہتی تھی مگر حکومت ایک مسلمان کا عیسائی آبادی پر حاکم ہونا کس طرح برداشت کرسکتی تھی یہ تو اس کے اس اصول پر ضرب کاری تھا جس سے آپس میں تنفر پیدا کیا جاوے نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے پارلیمنٹ پر قبضہ کرلیا کہ وہ الیکشن سے باز آئے مگر چونکہ پارلیمنٹ اتحاد و اتفاق اور صلح جوئی کی مثال قائم کرنے کے لئے شیخ محمد کو صدر بنانے پر تلی ہوئی تھی حکومت نے پارلیمنٹ کو صدر کے انتخاب سے پانچ روز قبل ہی منتشر کرکے سابقہ صدر چارلس دباس کی مدت ملازمت میں توسیع کردی اور اس کی وفات کے بعد نیا صدر بھی اپنی ہی طرف سے مقرر کیا۔"

اتحاد و اتفاق کے اس نئے جذبہ نے نوجوانوں کے دلوں میں خاص جوش پیدا کردیا ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ سال کی پچاس روزہ ہڑتال مسلمان اکثر کے شہروں یعنی دمشق اور حلب میں ہوئی مگر انقلابی سوسائٹی کے زبردست لیڈر عیسائی ہی تھے جن کے آباؤ اجداد نے اپنی آزادی کو فرانسیسی انتداب پر قربان کیا تھا یہ سوسائٹی حکومت کی حکمت عملی پر ایک ضرب کاری ہے۔ شام کی یہ قومی سوسائٹی جس کا بانی بیروت کی امریکن درسگاہ کا فارغ التحصیل انطونی سعادی نامی ایک شخص ہے حیرت انگیز ترقی کر رہی ہے ایک سال قبل اس کے ممبر تین سو سے زیادہ تھے۔ مگر آج پندرہ ہزار سے زیادہ اشخاص کو اس کے رکن ہونے کا فخر حاصل ہے ہر وہ شخص جس کی عمر چالیس سال سے کم نہ ہو بغیر امتیاز مذہب و ملت، فرقہ اور پیشہ کے اس سوسائٹی کا ممبر ہوسکتا ہے عہدہ داروں میں بھی عیسائی اور مسلم ہیں بلکہ اکثر مسلمانوں کو عیسائی علاقوں پر اس سوسائٹی کی نشر و اشاعت کے لئے بھیجا جاتا ہے ان کا طریقہ تعلیم و تبلیغ بھی عجیب ہے وہ ہر گاؤں اور قصبہ میں مذہبی تعصبات کے خلاف تقریریں کرتے اور آپس میں محبت اور صلح جوئی برتنے کا سبق دیتے پھرتے ہیں مذہبی تعصبات کے خلاف ان کا پرچار یہ ہے کہ ہر سرکاری عہدہ دار کو خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی پوزیشن نہ رہے جس سے وہ ملک کی آزادی اور قوم کی بیداری میں خلل انداز ہوکر اسے نقصان پہنچائے۔ انھیں اتنے قلیل عرصہ میں کافی کامیابی ہوئی ہے۔

کیا یہ نیا جذبہ زندگی ہر پہلو پر حاوی ہے یا محض ایک عارضی جوش ہے جو عربوں کی خاص صفت ہے اس کا ثبوت جدید دمشق سے مل سکتا ہے دمشق میں پچاس دن تک زبردست ہڑتال رہی کوئی دکان ہوٹل اور قہوہ خانہ تماشا گاہ نہیں کھلی حتی کہ اکثر سرکاری ملازمین بھی اپنے کام پر نہیں گئے۔ دمشق میں حکومت کے خلاف احتجاج کی یہ پہلی مثال تھی عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف ابھار کر دکانیں کھولنے پر آمادہ کیا جائے اور انھیں ان کی حفاظت کا ہر طرح یقین دلایا جائے مدد بیہ پیسہ کا لالچ دیا جائے مگر کسی عیسائی نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا یہ تدبیر کارگر نہ ہوتی ہوئی دیکھکر فوجی شہر میں آئے اور عیسائیوں کی دکانیں زبردستی کھلوا کر انہیں کاروبار کرنے پر مجبور کیا مگر ان کی یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی کیونکہ عیسائی تاجروں نے ہڑتال کے زمانہ میں یا تو اپنا مال و اسباب اپنے گھروں میں منتقل کرلیا تھا۔ یا بالکل بے اعتنائی سے اسے دکانوں میں پڑا رہنے دیا اور اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی۔

ہڑتال اس قدر سخت تھی اور ساتھ ہی لوگوں میں اس قدر جوش عمل تھا کہ ہڑتال کے زمانہ میں کچھ لوٹ مار اور کسی قسم کی چوری وغیرہ نہیں ہوئی شام کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایک عیسائی پیشوا کا خط جامع اموی میں تمام مجلس کے سامنے پڑھا گیا۔ حلب میں ہر روز عیسائی اور مسلمانوں کے جلوس قومی اتحاد اور آزادی حریت کے گیت گاتے ہوئے دیکھے جاتے۔ ہاں ایک دفعہ فساد کا خطرہ ضرور پیدا ہوگیا تھا جب چند ایک غنڈوں نے ایک عیسائی لڑکے کے جنازہ (سلسلہ کا مضمون ۹۴ صفحہ پر دیکھئے)

رفتارِ عالم

ترکی فرزندانِ توحید چند صدیوں کی گہری نیند اور ہلاکت بارِ غفلت کے بعد پھر کروٹیں لیکر بیدار ہو رہے ہیں اور تمام ممالکِ اسلامیہ میں زندگی کی ایک نئی اور تابناک روح جلوہ گر ہے۔ یا تو یہ عالم تھا کہ نہ ایران کو ترکی کی خبر تھی اور نہ ترکی مراکش کی پرواہ کرتا تھا یا یہ حالت ہے کہ تمام نسلی قومی جماعتی اعتقادی اور سیاسی اختلافات کو ٹھکرا کر سب ایک سلسلۂ اتحاد میں منسلک ہوتے چلے جا رہے ہیں کسی قوم و ملک کی ترقی و پیشرفت کے لئے اساسی و بنیادی چیز اتحاد ہی ہے اور اتحاد ہی آج جبینِ اسلام کا نور بنا ہوا ہے۔ ترکی ایران افغانستان اور عراق سب میں پختہ معاہدے ہو چکے ہیں ترکی و مصر میں بھی معاہدۂ مودت استوار ہو چکا ہے ان معاہدات میں حجاز و نجد بھی شریک ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اتفاق اور تمام ایشیائی و افریقی اسلامی طاقتوں کی یکجہتی ایک اتنی بڑی طاقت ہے جسے دنیا کی تمام قومیں بھی ٹکرا کر پاش پاش کرنیکی جرأت نہیں کر سکتیں اور یہ فرزندانِ توحید کی تمام تجارتی اقتصادی سیاسی اور عسکری عظمت و جبروت کی ضامن ہے۔ اس ترقی و اعتلا کی دوڑ میں ترکی سب سے پیش پیش ہے ایک طرف تو تمام ممالکِ اسلامیہ سے اس نے معاہداتِ مودت مرتب کر لئے ہیں اور دوسری طرف اس کے بین الاقوامی تعلقات بھی پائیدار بنیادوں پر مستحکم ہو رہے ہیں اور ہر شعبۂ حیات میں ترکی حیرت انگیز مستعدی سے قدم اٹھا رہا ہے۔

ترکی سے جدید معاہدہ پر گفت و شنید کرنے کے لئے جرمنی کا تجارتی وفد انگورہ پہنچ گیا ہے۔ ہالینڈ سے تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو چکے ہیں اور عنقریب ترکی وفد ہالینڈ پہنچکر ترکی مصنوعات کے لئے منڈیاں تلاش کریگا۔ فرانس سے گفت و شنید ہو رہی ہے وہ دن دور نہیں کہ پہلی مرتبہ ہندوستان کے بازاروں میں بھی ترکی مصنوعات پھیلی نظر آئیں گی۔ یوگوسلاویہ سے بھی تعلقات بہت مستحکم ہیں عصمت پاشا اور توفیق رشدی بلغراد کی سیاحت کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ روس و اٹلی سے بھی سیاسی تعلقات قائم ہیں لیکن اسٹیٹسمین کے نامہ نگار نے حال ہی میں یہ اطلاع دی ہے کہ روس سے کچھ کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اول تو یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا اور ہو بھی تو ترکی کافی قوت پیدا کر چکا ہے۔

ترکی نے زراعتی اور صنعتی ترقی کے لئے جو پنجسالہ اسکیم بنائی ہے وہ بہت کامیاب ہوئی لاکھوں ایکڑ اراضی قابلِ کاشت بنائی جا چکی ہے اور ہر قسم کے صنعتی کارخانے طول و عرض ترکی میں کھل چکے ہیں۔ جدید اسکیم کے ماتحت منطقہ قاراٹک میں لوہے کے کارخانوں کا افتتاح عمل میں آیا جنمیں ہر قسم کی آہنی اشیا بنائی جائینگی ترکی میں لوہے کی متعدد کانیں موجود ہیں اس لئے باہر سے لوہا منگانیکی بھی ضرورت نہ ہوگی ان کا افتتاح غازی عصمت پاشا شاندار طریقہ پر کریں گے۔

جدید اطلاعات مظہر ہیں کہ اس سال حکومتِ ترکیہ کے لئے متعدد آبدوز کشتیاں بھی تعمیر کی جائینگی جن میں سے آٹھ تو خود ترکی کے کارخانوں ہی میں تیار ہونگی اور باقی جرمنی تیار کر کے دیگا۔ ایک معتمد فرانسیسی جریدہ نے لکھا ہے کہ یورپ کا مردِ بیمار اب قوی اور بہت قوی ہو گیا ہے جو اکھاڑہ میں کشتی کے لئے اترنے کو اپنی زندگی سمجھتا ہے مشرقی بحیرۂ روم میں ترکوں کی ہیبت و سطوت کا سلسلہ جاری ہے وہ زمانہ گزر گیا جب ترکوں کو "مردِ بیمار" کا خطاب دیا گیا تھا گذشتہ سال ترکوں کو مونٹریو کانفرنس میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے اور حال ہی میں اسکندرونہ کے مسئلہ میں بھی ان کا دعویٰ تسلیم کر لیا گیا ہے اور اس بندرگاہ کے استعمال کا حق ترکوں کو دیدیا گیا ہے۔ انگورہ کی ایک اور اطلاع سے یہ معلوم کر کے مزید مسرت ہوئی کہ بلغراد میں ترکوں کے اربابِ سیاست کا جو اہم اجتماع ہو رہا ہے اس سے توقع ہے کہ بحرِ روم کے مسئلہ پر ترکی یونان اطالیہ اور یوگوسلاویہ کے درمیان ایک معاہدہ مرتب ہو جائیگا۔ ترکی وزیرِ اعظم نے بلغراد پہنچتے ہی اعلان کر دیا ہے کہ حکومتِ ترکیہ امن قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ قیصریہ کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں حکام نے ایک اور عظیم الشان کارخانہ کا افتتاح کیا جسمیں جدید ہوائی جہاز تعمیر ہوں گے اور ٹوٹے پھوٹے جہازوں کی مرمت بھی ہوگی۔ اس وقت جرمنی پر ترکوں کے چار کروڑ پچاس لاکھ پونڈ قرض ہیں برلن کے تجارتی معاہدہ کی رو سے طے ہوا ہے کہ جرمنی اس قرض کے عوض ۹۴ ہوائی جہاز اور دوسرا جنگی سامان بنا کر دیگا۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ وزیرِ خارجہ ترکی بہت جلد عازمِ عراق ہونیوالے ہیں تاکہ وہ وزیرِ خارجہ عراق سے میثاقِ مشرقی کی اہم دفعات پر تبادلۂ خیالات کریں وہاں سے ایران پہنچکر اسی مسئلہ پر ایران و افغانستان کے وزرائے خارجہ سے تبادلۂ خیالات کریں گے غرض ترکی روز بروز اول درجہ کی قوت بن رہا ہے۔

ایران ایران بھی اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی کی قیادت میں شاہراہِ ترقی پر گامزن ہے۔ شیعوں اور سنیوں کے مابین برادرانہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ تبرا قطعاً بند ہو چکا ہے۔ جہالت و تعصب کے خلاف شدید جنگ جاری ہے۔ تعلیمِ عام ہے فرقہ وارانہ اختلافات تقریباً مٹ چکے ہیں۔ پروفیسر ایم اے مولوی نے سیاحتِ ایران سے واپس ہو کر حال ہی میں بیان کیا ہے کہ ایران کی پولیس قابلیت میں برطانوی پولیس کا مقابلہ کرتی ہے نوجوانوں میں ملی زندگی کے احساسات پیدا کرنے پر بیحد زور دیا جاتا ہے محکمۂ تعلیم میں وزیرِ تعلیم سے لیکر چپراسی تک کو ایک ہی قسم کے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ طہران میں بڑے بڑے کالج موجود ہیں رسم و رواج کے دور کرنے کے لئے بھی سرگرم مساعی کی جارہی ہیں گو تعلیمی زبان فارسی ہے مگر فرانسیسی انگریزی اور جرمنی زبانوں کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

اگرچہ ایران و عراق کے سرحدی نزاع کا تصفیہ نہیں ہوا لیکن قرائن ان دونوں حکومتوں کے مستحکم اتحاد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں حکمت سلیمان کی فوجی حکومت ایران کے معاملہ میں کسی قدر زیادہ جرأت کا اظہار

کر رہی ہے حال ہی میں ایران کے ایک داخلی جشن میں عراق کے افسران جنگ نے شرکت کی ہے جس سے دونوں ملکوں میں فوجی روابط کا ایک جدید دور شروع ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔

افغانستان انقلاب افغانستان کے بعد اسلامی حکومت کامیابی سے ہمکنار ہو رہا ہے وزارت تعلیم کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ سقوی عہد میں جو اسکول اور کلج مسمار کر دیے گئے تھے ان کی بنیاد دل پر نئی شاندار عمارتیں تیار کی گئی ہیں رپورٹ سے ظاہر ہے کہ اسکے طلبا میں ساٹھ فیصدی اضافہ ہوا ہے تعلیمی اداروں میں پچاس فیصدی ترقی ہوئی ہے گذشتہ سال کے صرف اس سال پانچ چھ ابتدائی اسکول اور ثانوی اسکول حکومت نے قائم کئے ہیں ڈاکٹار، انجینیرنگ حفظ صحت اور ادب کی تعلیم کے لیے مختصر نصاب جاری کئے گئے ہیں جس کی تعلیم مستقل ادارے دے رہے ہیں صنعتی تعلیم کی رپورٹ بھی حیرت انگیز نتائج کی مظہر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے تعلیمی شعبوں میں صنعت و حرفت کے احیاء کے متعلق زبردست پروگرام پر عمل کیا ہے حال ہی میں گورنر کابل نے انجینیرنگ کے شعبہ کا افتتاح کیا ہے جسکے ماتحت عمرانی تعلیم کے علاوہ جدید ترین مشینوں پر طباعت کا کام سکھایا جائیگا اسی سال ثانوی اسکول کے طلباء کی ایک جماعت ترکی کے دار الفنون میں بغرض تعلیم بھیجی گئی ہے۔ طلبا اقتصادیات و صنعتی تعلیم کے اعلیٰ شعبوں میں سرگرم عمل ہوں گے افغانستان کی معدنی دولت کے ذخائر کے پیش نظر طلبا پیرس برلن اور لندن معدن شناسی کی تعلیم حاصل کرنے کو بھیجے گئے ہیں کابل سے اس طرف جلد لک میں یاقوت کی بہت بڑی کان موجود ہے علاقہ ہرات میں مٹی کا تیل بکثرت موجود ہے قندہار میں سونے کی کان موجود ہے نیز بہت سی کوئلہ کی زبردست کان پائی جاتی ہے۔ افغانستان کے ایک دریا کے ریتیلے ذرات میں سونا موجود ہے اگر ترقی یافتہ ذرائع موجود ہوں تو ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے حکومت ان سے فائدہ حاصل کرنیکی ہر ممکن سعی کر رہی ہے۔

وسط کو بازار چمن حضوری کے شمالی مکانوں میں کابل کے اندر زبردست آگ لگ گئی جس کی وجہ سے بالائی منازل اور دفتر اصلاح جل کر خاکستر ہو گیا اور جن کا مال و اسباب پولیس کی زیر نگرانی محفوظ ہے نچلی منازل بچالی گئیں حکومت نے تحقیقات کے حکم کے ساتھ بلدیہ کابل کو بسرعت ممکنہ تعمیر جدید کے لیے حکم دیدیا ہے۔

مصر میں جو امتیازات خصوصی صدیوں سے غیر ملکی باشندوں کو حاصل تھے جن کی رو سے کسی غیر ملکی مجرم کے مقدمہ کی سماعت مصری عدالت میں نہیں ہوسکتی تھی وہ سب یکقلم منسوخ کر دیے گئے اس طرح اب سرزمین مصر کے ۲ ہزار انگریز ۷۵ ہزار یہودی ۲۰ ہزار فرانسیسی اور ۴۰ ہزار اطالوی باشندے بھی مصری قانون کے ماتحت آگئے اور ان کے مقدمات کی سماعت خالص مصری عدالتوں میں ہوا کرے گی مصر کے داخلی امور میں غلامی و محکومی اور ضعف و نیست کا یہ ایک مظہر تھا جس کے نابود کرنے میں مصطفیٰ نحاس پاشا کو عدیم المثال کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ان کے قومی وقار میں بھی بیحد اضافہ ہوا جاپان کے ساتھ ہی مصر نے ایک تجارتی معاہدہ کرلیا ہے حجاز و عراق سے بھی معاہدے ہو چکے ہیں اسی ماہ میں شاہ فاروق سیاحت برطانیہ تشریف لے گئے جہاں آپ کا شاہانہ خیر مقدم و استقبال کیا گیا۔

فلسطین و شام معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کا شاہی کمیشن فلسطین دو حصوں میں تقسیم کر دینے کی سفارش کریگا یعنی ایک پر عرب حکومت قائم ہوگی اور ساحلی علاقہ پر یہود کی عرب اس تقسیم پر بجا احتجاج کر رہے ہیں اخبار البیان حیفہ نے عرب لیڈر مسٹر مشاد کے قتل کی اطلاع کے ساتھ لکھا ہے کہ مسٹر جلیہ ظہر کی نماز کے بعد موٹر میں ہوکر چلے تو ان پر گولی چلائی گئی جس سے فوراً ہلاک ہو گئے چونکہ انہوں نے دہشت انگیزی کو روکنے میں بڑی جد و جہد کی تھی اس لئے وہاں کی قوم جماعت ان کی سخت دشمن ہو گئی تھی۔ شام میں پٹرول کے جو چشمے برآمد ہوئے برطانوی عراقی آئل کمپنی نے ان کا ٹھیکہ لینے کی سعی کی تھی کہ عراقی محب وطن کھڑے ہو کر ایک وطنی کمپنی ٹھیکہ لینے کیلئے قائم کی مقامی اخبار مطالبہ کر رہے کہ ایک غیر ملکی کمپنی کے مقابلہ میں وطنی کمپنی کو اس کا ٹھیکہ دیا جائے

عراق و حجاز اس ماہ میں دریائے دجلہ کے اندر خوفناک طغیانی ہوئی عراق بھی مراحل ارتقا سرعت کے ساتھ طے کر رہا ہے ایک طرف تو وزیر خارجہ ترکیہ ترتیب میثاق کے لئے تشریف لائے دوسری طرف امیر سعود ولیعہد حجاز حال ہی میں سیاحت عراق پر آئے ہوئے ہیں جسکے اثرات سواحل حجاز سے شرق اردن فلسطین شام اور خلیج فارس تک محسوس کئے جا رہے ہیں ایک مشہور عراقی جریدہ لکھتا ہے کہ سعودی عراقی تعلقات نے عربی قومیت کی روح کو زندہ کر دیا اور یہ زندگی ایک مستقل اتحاد کی دلیل ہے۔ وزارت تعلیم عراق نے تمام علمی ترقیوں کو مزید استحکام عطا کرنے کے لئے ایک جدید مرکزی یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ عراق و حجاز کی حکومتوں کی مقصد عظیم یہ ہے کہ مغربی شہنشاہیت کی دستبرد سے بچایا جائے اور اٹلی کی فسطائی تحریک کا باقاعدہ مقابلہ کیا جائے۔

مراکش جنرل فرانکو نے مراکش کو آزاد کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اب رئیس عبد السلام شیوانی قائد اعظم مراکش نے جو اس وعدہ کی تکمیل میں تعویق ہوتے دیکھی اور انھیں معلوم ہوا کہ ہسپانوی مراکش میں جبر شروع کر دیگئی ہے تو ان سے ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے ایک پرجوش تقریر میں جنرل فرانکو سے مطالبہ آزادی کی تکمیل کا مطالبہ کر دیا اور صاف کہا کہ مسلمان اب غلام بنکر نہیں دوست بنکر ہی رہ سکتے ہیں مسلمان زیادہ دیر تک کسی کے آلۂ کار بنکر نہیں رہ سکتے اگر مسلمانوں سے دغا کی گئی تو صرف یہی نہیں بلکہ اس کے حلفا اٹلی اور جرمنی کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہوگا اس سے سب کان کھڑے ہوگئے ہیں اور مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

ہسپانیہ ابتدا میں جنرل فرانکو کو ہسپانیہ میں پیش از پیش کامیابی ہوتی رہی پھر اس ماہ کے ابتدا میں اس کی حالت تشویشناک ہو چلی ابھی کہ اسے شکستوں پر شکستیں ہونے لگیں اور مسز ٹالیڈ چلا گیا

ایک تقریر میں یہ کہدیا کہ مسولینی بھی سمجھتا ہے کہ اب ہسپانیہ کا کھیل ختم ہوچکا ہر شخص کو بھی اب کوئی توقع باقی نہیں رہی۔ یہی فرانسیسی جنرل فرانکو کی پشت پناہ تھیں لیکن پیہم شکستوں کے باوجود فرانکو کے حوصلہ مندانہ عزائم کا وہی عالم ہے برطانیہ و فرانس حکومت ہسپانیہ کی حامی ہیں برطانیہ نے حفظ اجنبیش کی تو فرانکو نے ایک لمحہ بھی ضایع کئے بغیر اسے دھمکی دیدی کہ اگر برطانیہ کی طرف سے کوئی بھی اقدام ہوا تو ہم برطانوی جہازوں کو بلباؤ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو ہم برطانیہ کی بحری طاقت سے بھی ایک ٹکر لینے کو تیار ہوں گے اس پر برطانیہ خاموش ہوگیا اور اشیاء خوردونوش بھی بھیجنے سے رہ گیا۔ چند ہی روز بعد جنرل فرانکو نے بڑھکر خط باسک کے قدیم اور تاریخی شہر اور پرانے دارالسلطنت گورنیکا پر تین قسم کے جرمن ہوائی طیاروں سے خوفناک اور زبردست بمباری کی جس کی وجہ سے یہ عظیم الشان شہر برباد ہوگیا۔ بیشمار عورتیں مرد اور بچے ہلاک ہوئے اور شہر جل کر خاکستر ہوگیا اس کے خلاف پرزور احتجاج کی جارہی ہے بہرکیف اس کشمکش سے ہسپانیہ کی حالت اتنی تباہ ہوچکی ہے کہ فتحیاب ہونے پر بھی وہ نہیں پنپ سکتا حقیقت میں یہ حکومت اور باغی طاقتوں کی جنگ نہیں بلکہ اشتراکی حکومت اور فسطائی حکومتوں کی ہولناک کشمکش ہے جس میں ایک طرف روس اور دوسری طرف اٹلی اور جرمنی کی طاقتیں مصروف کار ہیں۔

اخبار پولیٹیکا کے اس انکشاف نے سارے یورپ میں سنسنی پھیلادی ہے کہ برطانیہ اور باغی لیڈروں میں خفیہ معاہدہ ہوچکا ہے اور جنرل فرانکو نے بعض برطانی سرمایہ داروں اور کاروباری کمپنیوں کو ہسپانیہ کے عام وسائل سے متمتع ہونیکی دعوت دی ہے اس بیان میں کسی حد تک صداقت نظر آتی ہے اس لئے کہ جب برطانیہ کے حریف جرمنی و اٹلی اپنے لئے ہسپانیہ اور مراکش میں مخصوص فوائد و منافع کا بندوبست کرچکے ہوں تو برطانیہ کیونکر خاموش بیٹھ سکتا ہے جنرل فرانکو ہے کہ وہ اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے کہ خواہ اسے ہسپانیہ کے تمام ذرائع و وسائل نذر فروخت کرنے پڑیں وہ اس قیامت خیز کشمکش میں ہر یورپین حکومت سے امداد حاصل کرکے حکومت کو تباہ کریگا اور اس کا نتیجہ لازماً جنگ عظیم کی صورت میں رونما ہوگا۔

روس روز بروز اقتدار حاصل کرتا چلا جارہا ہے اور خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر امر یہ ہے کہ جرمنی سے دوستانہ تعلقات قائم کرنیکی مستعدانہ سعی و جہد عمل میں لائی جارہی ہے اور جاپان سے ایک زبردست ٹکر لینے کی زبردست تیاریاں ہورہی ہیں۔ زلیوو کیف کو گذشتہ گرما میں پھانسی لگ چکی ہے اب اس کی بہن ذکیس کو بھی سازش کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ ٹراٹسکی سیٹھن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کررہا ہے۔ بڑے بڑے نامور اشتراکین کے ہاتھوں دار پر لٹکائے جاچکے ہیں اور خونریز سلسلہ جاری ہے ٹراٹسکی کی حمایت و مخالفت کے جھگڑے نے مدت سے ایک نازک صورت اختیار کرلی ہے اور اسی بنا پر اگر جرمنیا اور سرخ فوج کی رقابت نے روسی فوج میں افتراق کی صورت اختیار کررکھی ہے اگر کہیں نازک صورت اختیار کرلی تو سخت نقصان پہنچیگا۔

حبشہ کی فتحیابی سے اٹلی کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں محمد علی کے عظیم الشان کارنامہ پر کہ اس نے حبشہ میں کلیۃً بند کردیا اور برطانیہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی اب اس نے حکمران قوم کے امہری قبائل کو جن کی آبادی حبشہ میں پچاس لاکھ ہے مختلف تدابیر اور مختلف قبائل سے قتل کرانا شروع کردیا ہے اور ہزارہا حبشی سمالی لینڈ میں پناہ گزین ہورہے ہیں امرتا بازار پترکا کے بیان کے مطابق بحیرہ روم کے ایک جزیرہ میں اطالویوں نے مینیوں پر بھی گولیاں چلائیں۔ اٹلی کے فرعون مسولینی نے مسلمانوں کو فریب دیکر اپنے جال میں پھنسانے کے لئے خود کو محافظ اسلام ثابت کرنیکی مجاہدانہ سعی کا سلسلہ شروع کردیا ہے دنیائے اسلام کو اپنی محافظت و ہمدردی کا یقین دلانے کے لئے اس نے اریٹیریا سے اس سال دو ہزار حاجی مکہ معظمہ سرکاری خرچ پر بھیجے اور دس ہزار فرانک اپنی جیب خاص سے دیئے لیکن عرب بہت بیدار ہوچکے ہیں اور انہوں نے اس خطرہ کو محسوس کرکے باہم ایک دفاعی معاہدہ کرلیا ہے چنانچہ عراق۔ یمن۔ حجاز۔ شام۔ شرق اردن اور مصر کے مابین ایک معاہدہ پر دستخط ہوچکے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ عرب حکومتوں کو ممالک غیر کے مقابلہ میں ایک متحدہ محاذ قائم کردیا جائے۔

مصر کی طرف سے خاص سرگرمی کا اظہار ہورہا ہے کہ اس پر اٹلی کے حملہ کا امکان ہے مصر میں عنقریب ایک عام بھرتی کا اعلان کردیا جائیگا اور اب کی صدود پر متعین مصری فوجوں کو بھی تقویت پہنچائی جائیگی نہر سوئز کی پولیس فوج میں بھی اضافہ کیا جارہا ہے۔ سوڈان کی مصری افواج کو بھی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ مسولینی کے دورۂ طرابلس کے وقت سے مصر پر اس کے حملہ کا خطرہ زیادہ بڑھ گیا ہے۔ سوڈان مصر اور مشرق قریب کے دیگر علاقوں کے مصری و برطانوی افسر بہت مصروف نظر آرہے ہیں ان سرگرمی سے توقع تو نہیں کہ اٹلی کوئی حملہ کرسکے اور اگر کیا تو یہ بھی جنگ عظیم کا بہانہ ہوگا۔

برطانیہ انگلستان کے بجٹ میں کچھ جدید ٹیکس رکھے گئے تھے جس پر بڑے اضطراب کا اظہار کیا جارہا ہے۔ بحری جنگی سامان کے کارخانوں میں اضافۂ اجرت کے لئے ہڑتال ہوگئی جس سے عام ہڑتال کا شدید خطرہ محسوس کیا جارہا ہے یہ بھی تجویز ہے کہ ریلوے کے کرایہ میں پانچ فیصدی اضافہ کردیا جائے۔ لندن میں امپیریل کانفرنس کے اجلاس سات سال کے بعد منعقد ہونے شروع ہوئے ہیں جس میں سلطنت متحدہ برطانیہ کے سیاست دان جمع ہوکر امور خارجہ اور دفاع کے متعلق بحث کررہے ہیں اس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ یورپ کیا دنیا کی سیاست نے ایک پیچیدہ صورت اختیار کرلی ہے اور جنگ عظیم کے وقوع کے شدید خطرات نے سب کو پریشان کررکھا ہے۔

فرانس نہایت سرگرمی کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہے اور برطانیہ کو ساتھ ملائے ہوئے ہے بورڈو اور مارسیلز کے درمیان ایک ٹرین میں خوفناک بم پھٹا جس سے ایک شخص ہلاک اور پانچ اشخاص مجروح ہوئے جس سے پولیس حیران ہے پیرس کی عدالت میں مسولینی کے متعلق ایک نوجوان عورت نے بیان کیا جو سفیر فرانس کے قتل کے الزام میں گرفتار ہوئی تھی کہ اسے مجھ سے عشق تھا اس سے بڑی سنسنی پھیلی ہے اور بڑے راز کا انکشاف ہوا ہے۔

ہندوستان

ہندوستان کے اندر اس وقت سرحد و کانگریس کے مسائل

سرحد نے بہت شور پیدا کر رکھا ہے۔ سرحدی قضیہ سب سے پہلے تو مسلمانوں کے لئے باعث تشویش بنا ہوا ہے اسلئے کہ مسلمانان ہند اپنے برادران ملت کے مصائب سے قدرتاً مشتعل و متاثر ہیں لیکن ملکی خزانہ عامرہ کے کیسوں کا ضیاع دیگر اقوام ہند کو بھی ناگوار ہے تقریباً تمام قومی جماعتوں کی طرف سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہو چکا ہے اس قضیہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس وقت پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ منطقہ جنگ بنا ہوا ہے اور تیس ہزار ہندوستانی فوج اس میں پھیلی ہوئی ہے۔

حکومت وزیریوں کو مغلوب بنانے کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لے چکی ہے توپیں مشین گنیں اور طیارے سب مصروف عمل ہیں مگر ابھی تک ان کی مغلوبیت متیقن نہیں بارہا سرحدیوں کے ضعف و ہزیمت کی خبریں آئیں لیکن شکست و فتح کا فیصلہ ہنوز معلق ہی رہا سرحدی تحریک فقیر اپی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک باکرامت شیخ ہے جس کی روحانی اور جنگی عاقلانہ تدبیروں اور کوششیں سرحدیوں کے قدم میں تزلزل پیدا نہیں ہونے دیتیں بلاشبہ سرحدیوں کو کثیر نقصان پہنچ چکا ہے لیکن انہوں نے بھی سرکاری افواج کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔ متعدد جنگیں تو بہی ہوئی ہیں اور شام تک گولیاں چلتی رہیں اور ہندوستانیوں کو شدید نقصان پہنچا۔

رسدی و محافظ افواج اور پنجاب رجمنٹ کو بھی اچانک سرحدی حملوں سے بہت نقصان پہنچا۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ بے سرو سامان سرحدی زیادہ عرصہ تک منظم انگلش افواج کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے لیکن اس مرتبہ انہوں نے حیرت انگیز اور معجزانہ جرأت و استقلال کا ثبوت دیا ہے کاش حکومت اس قضیہ کو ٹال جاتی اور اس بہادر قوم سے الجھنے کو مناسب نہ سمجھتی کہ اس میں اس کا بھی نقصان ہے۔ ایک وقار کے قیام کے لئے کثیر جانوں کا ضیاع مناسب نہیں۔

کانگریس کانگریس ایک مقتدر سیاسی جماعت ہے۔ انتخاب میں اسے نمایاں کامیابی نصیب ہوئی اور پنجاب و بنگال اور سندھ کے سوا تقریباً ہر صوبہ میں اسے اکثریت حاصل کر لی۔ غلطی یہ ہوگئی کہ اس نے اپنے ٹکٹ پر بہت سے مسلمان انتخاب میں کھڑے نہ کئے ورنہ یقینی امر تھا کہ اسے اس باب میں بھی پوری کامیابی ہوتی، آخر ایک خالص اسلامی صوبہ سرحد میں ادنیٰ سعی سے آپ نے اچھی پوزیشن پیدا کر ہی لی ہیں یقیناً اس حد تک پنڈت جواہر لال نہرو اور اخبار ریاست سے کلیتاً اختلاف ہے کہ وہ بھی بعض تقاریر میں بجوش اشتراکیت مذہب کے خلاف زبان کشائی کر بیٹھتے ہیں اور ایک تقریر میں تو انہوں نے یہاں تک کہدیا کہ مذہب اور مذہبی جماعتوں کے فسادوں کے دن گئے اور ساتھ ہی مسلمانان ہند سمندر کو روک نہیں سکتے مجلس احرار کے متعلق تائید و حمایت کے باوجود قتل کا فتویٰ صادر کر دیا حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ مسلمان کبھی مذہب سے بے نیاز نہیں ہو سکتے اور مذہب اسلام حریت و استقلال انسانی و ملکی کا بہترین داعی ہے

ویسے بحیثیت مجموعی کانگریس ایک پر جوش و باعمل جماعت ہے اور جو ہوشمند زعماء و علماء برابر اس کے پشت پناہ بنتے چلے آئے ہیں پنڈت نہرو اور مسٹر جناح کے مابین بھی کاغذی جنگ کا افسوسناک سلسلہ تواتر سے جاری ہے قابل ذکر امر یہ ہے کہ اب کانگریس کی طرف سے مسلمانوں کو شریک کرنے کا سلسلہ باضابطہ شروع ہو گیا ہے اور مسلمان اپنی حریت دوستی کی بنا پر اس میں شریک ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کانگریس گورنر کے عدم مداخلت کے مطالبہ پر مصر ہے الٰہ آباد میں ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا اور مختلف اسمبلیوں کے کانگریسی ممبروں نے بھی جداگانہ منعقد کئے اور حکومت کو چیلنج دیا گیا کہ اسمبلیوں کے اجلاس طلب کر کے کی غلطت و ہر دلعزیزی کا امتحان کرے مگر حکومت کے کانوں پر جوں نہ رینگی وزیر ہند اور نائب وزیر ہند بھی اپنے بیانات میں مطالبہ اطمینان دلانے سے اپنی معذوری کا اظہار کر چکے ہیں غیر نمائندہ وزارتیں گورنر کی پشت پناہی پر مصروف کار ہیں لیکن جیسی کہ توقع ہے کہ یہ آئینی تعطل ختم ہو جائیگا اور حکومت کو کانگریس کی قوت تسلیم کرنی پڑیگی اور آزادی ہند کا جو جذبہ دلوں میں پیدا ہو چکا ہے وہ دور ہو کے رہیگا ہزارہ باغ اور اسکول کے قریب مساجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہوئے۔ اسی ماہ میں لاہور امرتسر اور ملتان وغیرہ میں بھی گرفتاریاں ہوئیں جن میں ملتان کی جعلی سکوں کی ٹکسال بہت بڑی ہے کلکتہ کے مزدوروں کی ہڑتال نے بہت نازک صورت اختیار کر لی پر گولیاں بھی چلیں مگر مسٹر فضل حق وزیر اعظم کے ناخن تدبیر نے اسے سلجھا دیا۔ بہار میں مسٹر محمد یونس وزیر اعظم نے فسادات سے پیدا شدہ کو فرو کرنے میں اچھا کام کیا ویسے بھی سرگرمی کا ثبوت دے رہے ہیں ایک جگہ مزدوروں کے ساتھ خود کدال لیکر زمین کھودنے کیلئے آگے تمام جدید قائم ہونے والی وزارتوں میں وزارت پنجاب بہت مضبوط اور آئینی وزارت ہے اور اب تک اس سے جو کارنامے ظہور میں آئے وہ بہت ہیں ژالہ باری سے فصلوں کو جو نقصان پہنچ گیا تھا اس کی تلافی کے ساتھ کی اور کم و بیش ۲۳ لاکھ کی معافی و تقاوی کا اعلان کیا ہے کہ حادثہ کے متعلق بھی وزیر اعظم سرگرم عمل ہیں۔

جدید آئین کتنا ہی برا ہو مگر اس کی اچھی برکت تو مشاہدہ میں آئی کہ تنخواہیں بہت کم ہو گئیں اور ان کے اندر رعایا کی خدمت کا احساس ہو گیا لیکن جب تک یہی تنخواہ کا عمل تمام اعلیٰ حکام کی تنخواہوں پر نہ ہوگا اس وقت تک اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ پہنچیگا۔

طلباء بنگال میں بنگال یونیورسٹی کی فرقہ وارانہ نوعیت اور اس کے خلاف بڑا جوش پیدا ہو رہا ہے شیخ مرتضیٰ حسین کو جس نے دشنام دینے والے گرو ہے کا نام احمد رکھنے پر مشتعل ہو کر قتل کر دیا تھا آخر کار حکم مل گیا۔ برما اور ہندوستان کے مابین فضائی سرحد کا فیصلہ ہو گیا۔ اس ماہ کے اندر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں آتشزدگی کے خوفناک واقعات رونما ہوئے اور کثیر مالی نقصان ہوا غرض یہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ ایک شور برپا ہوا ہے اور ہر جگہ اضطراب

عورتوں سے کہدو ←—— کہ

سفید رطوبت کی بیماری کا علاج ڈاکٹر نہیں کرسکتے

اور

لیڈی ڈاکٹر چند روز میں عورت کو تندرست کردیتا ہے

خصوصاً وہ لیڈی ڈاکٹر جو خاص طور پر نسوانی امراض کی ماہر ہو۔ اور دنیا پر اس نے ثابت کردیا ہو۔ کہ سفید رطوبت کی بیماری یعنی سیلان الرحم کا چند روز میں شرطیہ علاج کردیتی ہے۔

ہندوستان کی مشہور و معروف دوا "روک" سے اس وقت تک ہزارہا بیمار عورتوں کو تندرستی حاصل ہوچکی ہے پس جو عورتیں اس موذی مرض میں مبتلا ہیں یعنی سفید رطوبت ...... سے خارج ہوتی ہو اور اس کے بعد تمام جسم میں خصوصاً کمر میں اور ناف کے نیچے درد رہتا ہو اور ماہواری ایام وقت پر نہ آتے ہوں یا تکلیف سے آتے ہوں اور چہرہ پر ہروقت اداسی چھائی رہتی ہو یا ہروقت لیٹے رہنے کو جی چاہتا ہو تو ایسی عورت کو صرف ایک شیشی دوا "روک" استعمال کرلینی کافی ہے۔ سیلان الرحم کی بیماری کے لئے یہ دوا نہایت موثر علاج ثابت ہوئی ہے۔ لاتعداد عورتیں اس کی شاہد ہیں کہ انہیں صرف ایک ہی شیشی نے تندرست کردیا۔ ہندوستان کے اکثر ڈاکٹر اور طبیب سیلان الرحم کی مریضہ عورتوں کو دوا روک ہی استعمال کرنے کی سفارش کررہے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار دیکھ لیا ہے۔ کہ دوا روک کی صرف ایک شیشی سیلان الرحم کی بیماری کا پوری طرح خاتمہ کردیتی ہے۔ ایک خاص بات اس دوا میں یہ ہے کہ اول روز ہی مریضہ محسوس کرتی ہے کہ اسے آرام ہورہا ہے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر وہ مکمل تندرست ہوجاتی ہے۔ سفید رطوبت کا خارج ہونا بند ہوجاتا ہے۔ اور وہ درد وغیرہ کی تمام شکایتیں غائب ہوجاتی ہیں۔ پس اس بیماری کے علاج میں عورتوں کو زیادہ روپیہ برباد کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ **لیڈی ڈاکٹر صاحبہ زنانہ دواخانہ پی۔بی ۳۴ دہلی** کے پتہ پر ایک کارڈ لکھ کر دوا روک کی ایک شیشی منگاکر استعمال کرلینی چاہئے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے ہے۔ اور اس پر ۸ آنے محصول ڈاک لگتا ہے۔

ماہواری ایام کی خرابی

اگر کسی بہن کو ہر مہینہ ماہواری ایام کے زمانہ میں پیٹ میں یا بدن میں یا اور کسی جگہ درد ہوتا ہو یا تکلیف کے ساتھ آتے ہوں یا رک رک کر آتے ہوں یا مقدار سے کم یا مقدار سے زیادہ آتے ہوں یا مہینہ میں دو دو مرتبہ آجاتے ہوں یا ماہواری ایام کے زمانہ میں دورے پڑتے ہوں اور لوگ آسیب اور جن وغیرہ کا شبہ کرتے ہوں یا کمزوری بے حد بڑھ گئی ہو یا پنڈلیوں وغیرہ میں تکلیف ہوجاتی ہو یا ناف کے نیچے یا کمر میں درد ہوکر آتے ہوں یا کمزوری کے باوجود خون زیادہ جاتا ہو۔ غرض ہر قسم کی خرابی اور بے قاعدگی میں "کورس" کا استعمال اشد ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال کے بعد ہر قسم کی خرابی دور ہوکر ماہواری ایام یعنی (Monthly Course) ہر مہینہ بالکل ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں باقاعدہ آنے لگتے ہیں اور یہی وہ تجربہ ہے جو ہزارہا عورتوں کے استعمال کرانے کے بعد اس دوا کا ثابت ہوا ہے۔ ایک شیشی دو روپے آٹھ آنے کی ہے۔ اور ۸ آنے محصول ڈاک پر خرچ ہوتے ہیں۔ پس آج ہی **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔بی ۳۴ دہلی** کو خط لکھ کر بذریعہ پارسل منگا۔ جو لوگ اشتہاری دواؤں سے بدظن تھے انھوں نے بھی آخری آزمائش کے طور پر اس دوا کو استعمال کرایا اور فائدہ اٹھایا۔

جریان کا مرض دور کرنے کی آسان ترکیب

جسے پچاس سے زیادہ ڈاکٹروں اور حکیموں نے تسلیم کیا ہے

۱۹۲۶ء میں جب کہ ہندوستان میں اشتہاری دواؤں کا زیادہ زور ہوا تو آل انڈیا کامرشیل سوسائٹی نے مختلف دواؤں کا امتحان کیا۔ چنانچہ جریان کے مرض کے لئے سب سے بہتر دوا "جوہر اعظم" کو تسلیم کیا گیا۔ اور آل انڈیا سوسائٹی نے اعلان کر دیا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں جریان کے مرض کی دوا "جوہر اعظم" سب سے بہتر اور جلد کرنے والی ہے۔ بلکہ سوسائٹی مذکورنے کوشش کرکے اس دوا کا محصول ڈاک بھی معاف کرا دیا تھا۔ اگر آپ نے وہ نہیں دیکھا یا آپ کو یاد نہیں رہا تو نوٹ کر لیجئے۔ کہ اس وقت تمام ہندوستان میں جریان سے بہتر اور جلد اثر والی دوائی کا نام **جوہر اعظم** ہے۔ جس کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کو ملتی ہے۔ اور محصول ڈاک اس دوا فائدہ کے خیال سے معاف ہے یعنی صرف تین روپے آٹھ آنے میں یہ دوا مریض کو گھر بیٹھے پہونچادی جاتی۔ البتہ انڈیا سے باہر دوسرے غیر ملکوں میں رہنے والوں سے محصول ڈاک چارج کیا جاتا ہے۔

جریان اس خطرناک بیماری کا نام ہے جو انسان کی جوانی کو پانی کی طرح چند روز میں بہا دیتی ہے۔ پیشاب سے پہلے اور پیشاب کے بعد یا خاص وقت پر قوت مردانگی پانی کی طرح بہنے لگتی ہے۔ ایسی حالت میں **جوہر اعظم** اکسیر کا کام کرتی ہے۔ ایک شیشی ایک مریض کو پوری طرح تندرست اور جوان بنا دینے کے لئے ہے۔ جن لوگوں کو اس دوا کی ضرورت ہو وہ **جنرل منیجر صاحب زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی** کے پتہ ایک خط لکھ کر یہ دوا اپنے نام بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیں۔ صرف تین روپے آٹھ آنے کا وی۔ پی روانہ کرد واضح رہے کہ تقریباً دس ہزار مریض جوہر اعظم دوا کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں۔

بیس سال کی لڑکی تھی مگر چالیس سال کی معلوم ہوتی تھی

اور واقعہ یہ تھا کہ وہ چھوٹی سی عمر میں کئی بچوں کی ماں بن گئی تھی اور ہر سال دودھ پلانے کے باعث اسکے شباب کی ظاہری نشا (یعنی سینہ بوڑھی) عورتوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ حالت اس کے خاوند کو ناپسند تھی مگر جب اسے یہ معلوم ہوا کہ دہلی کے زنانہ کی خاص طور پر تیار کی ہوئی دوا "پرسیٹین" کے استعمال سے پستانیاں پھر اصلی حالت میں آجاتی ہیں تو اس نے فوراً ہی لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی کو خط لکھ کر ایک شیشی پرسیٹین بذریعہ وی۔ پی پارسل منگوائی اور اُسے ہدایت کے مطابق استعمال ہی روز میں اس کا سینہ نوعمر لڑکیوں کی طرح ہو گیا۔ اور وہ از سر نو خوبصورت نظر آنے لگی۔ علاوہ اس کے خاص بات یہ ہے کہ پرسیٹین استعمال سے دودھ پر کوئی اثر نہیں پڑتا گود کا بچہ اطمینان سے دودھ پیتا رہتا ہے اور بغیر کسی نقصان کے یہ دوا عورتوں کا درست کرکے ... کو گول اور سخت کر دیتی ہے۔ اور پھر عرصہ دراز تک اس میں گولائی اور سختی رہتی ہے۔ ایک شیشی کی قیمت چار روپے پندرہ آنے ہے۔ اور چھ آنے محصول ڈاک ترچم ہوتا ہے۔ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی**

تفسیر

زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ میت کے کل مال کا وارث صرف بیٹا ہوتا تھا۔ ماں باپ اور دیگر اعزا و اقارب سب محروم ہوتے تھے اس آیت میں حکم دیا گیا کہ ماں باپ اور دیگر اعزا کو کل ترکہ کی تہائی مال میں وصیت کرنی فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اُس پر تین راتیں گذریں اور اُسکے پاس وصیت نامہ لکھا ہوا نہ ہو (صحیحین) لیکن اس آیت کے بعد جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام وارثوں کے حصے علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیے گئے تو اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا (سیوطی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمادیا کہ ہر حقدار کا حق مقرر کردیا گیا اب کسی وارث کے لئے وصیت نہیں ہے (صحیحین) ہاں جو اہلِ قرابت محروم الارث ہو جائیں یا باشرعًا اُن کا کوئی حق ہی مقرر نہ کیا گیا تو اُن کے حق میں آیت کا حکم باقی ہے لیکن حکم وجوبی نہیں ہے بلکہ تہائی مال میں سے وصیت کرنے کا اختیار ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر علامات موت ظاہر ہو جائیں اور خیال ہو جائے کہ اب انتقال ہو جائیگا خواہ بعد کو انتقال نہ ہو بلکہ تندرستی ہو جائے اور مال کثیر بھی ترکہ میں باقی چھوڑے یعنی ادائے قرض اور تجہیز و تکفین کے بعد مال کثیر رہجانے کا بھی خیال ہو تو ایسی صورت میں (تہائی مال میں) وصیت کرنی فرض ہے۔ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور یہ وصیت کرنی والدین اور دیگر اقارب کے واسطے ہے۔ لیکن دستور کے موافق ہونی چاہئیں یہ نہیں کہ کل مال یا نصف مال وصیت میں دیدے بلکہ تہائی مال میں وصیت کرنی چاہئے اور ایسا بھی نہ کرنا چاہئے کہ کسی دولت مند کی رعایت سے اسکو زیادہ مال دینے کی وصیت کرے۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ یہ حکم وصیت مسلمانوں پر حق لازم کردیا گیا۔ اسکی خلاف ورزی حرام ہے فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ ہاں اب جو شخص مال پر قبضہ کرنے کے بعد یا گواہ اور وصیت یا اطلاع پانے کے بعد اصل وصیت کے مفہوم کو پوشیدہ کر لیگا اور اُس کو بدل کر ظاہر کریگا فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ تو اس تبدیل و تحریف کا گناہ بدلنے والے کی گردن پر ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ خدا تعالیٰ سے کوئی بات مخفی نہیں۔ وصیت کرنے والے کی وصیت کو بھی سنتا اور جانتا ہے اور بدلنے والے کی تبدیل کو بھی فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ ہاں اگر کسی کو یہ خوف پیدا ہوا کہ موصی انصاف کے طور پر وصیت نہ کریگا اور کسی موصی لہ کی طرف زیادہ مائل ہو جائیگا یا موصی نے وصیت خلاف انصاف کی اور اُسکے مرنے کے بعد جھگڑا پیدا ہوگیا اور کسی شخص نے وصیت میں کچھ کمی زیادتی کرکے وارثوں میں باہم صلح کرادی تو اس تبدیل تغیر میں اصلاح کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اسکی نیت اچھی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اگر اس اصلاحی کوشش میں کچھ خلاف وصیت اس سے بات ہو جائے تو اُسکی گرفت نہ ہوگی خدا معاف کرنے والا ہے

تنبیہ کتنے مال کی موجودگی میں وصیت واجب تھی اسکے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ۔ مجاہد۔ عطا۔ سعید بن جبیرؒ ابو العالیہ۔ عطیہ۔ ضحاک۔ سدی۔ ربیع۔ مقاتل۔ قتادہ اور زہری وغیرہ کے نزدیک مال کی کوئی مخصوص مقدار نہ تھی بلکہ ادائے قرض اور ضروری مصارف کے بعد بقیہ مال میں وصیت واجب تھی لیکن اکثر علماء کے نزدیک کثرت مال لازم جسکی تعیین مقدار کے لئے ہزار دینار یا پانچسو دینار یا ساٹھ دینار مقرر کیگئی ہے لیکن اصح یہ ہے کہ اسکی تعیین عرف پر موقوف ہے کوئی مقدار مخصوص نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بھی وصیت کے لئے مال کثیر کا باقی رہنا ضروری تھا۔

مقصود بیان: ۔ صلہ رحمی اور کنبہ پروری کی تعلیم۔ تمام رشتہ داروں سے مساوات اور انصاف کرنے کی ہدایت۔ کسی ایک کی حق تلفی اور دوسرے کیطرف میلان خاطر رکھنے کی ممانعت۔ نیت اصلاح کی اجازت وغیرہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

مسلمانو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کردیے گئے ہیں

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کردیے گئے تھے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

پرہیزگار بن جاؤ (روزوں کی فرضیت) گنتی کے چند دن ہیں ہاں تم میں سے جو شخص

مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گن کر رکھ لے

اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ

اور جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہو تو وہ (ہر روزہ کے) بدلہ میں ایک مسکین کو

مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ

کھانا دیدیں اور جو شخص اپنی خوشی سے نیکی کرلے تو یہ اُسکے لئے اور بھی اچھا ہے

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اگر تم سمجھدار ہو تو (سمجھ لوکہ) روزہ رکھنا (فدیہ دینے سے) اچھا ہے

خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ہمارا پروردگار کیا ہمارے پاس ہی ہے کہ ہم آہستہ دعا مانگیں یا دور ہے کہ پکار پکار کر دعا کریں؟ حضور والا یہ سنکر خاموش ہوگئے اسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن جریر و ابن مردویہ و ابوالشیخ الاصبہانی)

جامع الاصول کی روایت ہے جو حضرت نعمان بن بشیر کے حوالہ سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا نے ایک روز فرمایا دعا کرنی عبادت ہے پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارا رب کیا قریب ہی کہ اُس سے آہستہ سے دعا کریں یا دور ہے کہ پکار کر مانگیں۔ اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی (اخرجہ رزین)

عطا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کس وقت دعا کرنی بہتر ہے؟ اسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

شیخین کی روایت میں ہے کہ کسی جہاد پر حضور اقدس مع صحابہ کے تشریف لیگئے تھے واپسی میں لوگوں نے بلند آواز سے تکبیر تہلیل کرنی شروع کی۔ حضور نے فرمایا لوگو! تمہارا رب نہ بہرا ہے نہ دور ہے اُس وقت آیت مندرجۂ بالا نازل ہوئی اور حضور کے کلام کی تصدیق ہوگئی (صحیحین) بہرحال شان نزول کچھ بھی ہو آیت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بندے اگر آپ سے دریافت کریں کہ ہمارا رب قریب ہے یا دور تو اُن سے کہدو کہ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ میری رحمت قدرت اور علم اُن سے نزدیک ہی ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ دعا کرنیوالے جب اور جسوقت مجھسے (بخلوص قلب) دعا کرتے ہیں تو میں اُنکی دعا قبول کرتا ہوں۔ دعا کے لیئے کوئی خاص وقت ضروری نہیں کہ کسی مقررہ وقت دعا کی جائے تو میں قبول کروں اور اُس مخصوص وقت کے علاوہ کیجائے تو نہ قبول کروں۔ پھر جب میری رحمت اتنی وسیع ہے کہ میں ہر وقت دعا کی شنوائی کرتا ہوں کسی وقت میرا باب رحمت بند نہیں فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ تو میرے بندوں پر بھی لازم ہے کہ میری اطاعت فرماں برداری کریں میرے احکام کی تعمیل کریں اور مجھے واحد لاشریک عالم قادر مجیب اور خلاقِ عالم جانیں۔ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ میرے بابِ رحمت تک، اُن کی رسائی ہو سکے اور اصل مدعا یعنی قرب خدا حاصل ہو جائے۔

مقصود بیان:- ہر وقت صبح ہو یا شام، آدھی رات کا وقت ہو یا دوپہر کا بہرصورت اور بہرحال دعا قبول ہوتی ہے لیکن شرائط دعا کا التزام ضروری ہے یعنی خلوص دلی، شریعت الٰہی کی پابندی اور ایمان صحیح۔ ان شرائط کی موجودگی میں آدمی ہمیشہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے کیونکہ وعدۂ الٰہی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ کبھی کبھی شرائط مذکورہ کی عدم موجودگی میں بھی صرف خلوص دلی کی وجہ سے دعا قبول ہوجاتی ہے عقائد و اعمال کی اصلاح اور شریعت اسلامی کی پابندی ہی معرفت الٰہی کا زینہ ہے۔ جو لوگ اسکی خلاف ورزی کے باوجود عرفان اور خدارسی کے مدعی ہیں وہ جھوٹے ہیں۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی

روزوں کی راتوں میں تمہارے لیئے اپنی بیبیوں سے قربت کرنی حلال

نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ

کردی گئی ہے وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو

لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ

اللہ کو علم ہوا کہ تم چوری سے اپنا نقصان کرتے تھے

اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ

اسلیئے اُس نے عنایت فرمائی اور تمہاری خطا سے درگذر کی لہذا اب

بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

تم اُن سے قربت کرو اور اُس (اولاد) کی طلب کرو جو اللہ نے تمہارے لیئے لکھدی ہے

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ

اور کھاتے پیتے رہو تاوقتیکہ فجر کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری

الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

سے ممتاز نہ ہونے لگے

پھر

اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ

روزے کو رات تک پورا کرو اور جب مسجدوں میں اعتکاف کی

وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ

حالت میں ہو تو عورتوں سے ہم بستری نہ کرو یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں

اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ

ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنے احکام

آیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ۝

لوگوں کیلئے صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنجائیں

تفسیر یہ آیات احکامِ صیام کا تتمہ اور ضمیمہ ہیں۔ علماءِ مفسرین نے لکھا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں روزہ دار کیلئے کھانا پینا اور منافع جنسی سے بہرہ اندوز ہونا عشاء کی نماز پڑھنے اور سونے سے قبل قبل جائز تھا لیکن عشاء کی نماز پڑھنے یا بغیر نماز پڑھے سو جانے سے یہ چیزیں ممنوع قرار پاتی تھیں چنانچہ ابوصرمہ صحابی کا ایک قصہ اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ابوصرمہ دن بھر کام کرنے کے بعد شام کو تھکے ماندے گھر میں آئے روزہ افطار کرنے کے بعد بیوی سے کھانا طلب کیا چونکہ کھانا موجود نہ تھا اسلئے بیوی کہیں سے لینے گئی۔ کھانے کے آنے میں دیر ہوگئی اور یہ سو گئے کچھ دیر کے بعد بیوی نے آکر بیدار کیا لیکن چونکہ خواب کے بعد بیدار ہوکر کھانا ممنوع تھا اسلئے انہوں نے نہ کھایا اور روزہ پر دوسرے دن روزہ رکھ لیا۔ دوسرے روز بہت کمزوری ہوگئی اور حضور والا کو اسکی اطلاع دی گئی اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

اسی طرح دیگر واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے۔ ایک بار حضرت عمر فاروقؓ دیر تک خدمتِ حضور میں حاضر رہنے کے بعد رات گئے گھر میں آئے اور بیوی سے قربت کا ارادہ کیا۔ بیوی نے عذر کیا کہ میں سو گئی تھی لیکن جذبات سے مجبور ہوکر حضرت عمر متمتع اندوز ہوگئے۔ اسی طرح حضرت کعب سے بھی حرکت سرزد ہوگئی۔ صبح کو فاروقِ اعظمؓ روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت خواہ ہوئے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں صبح صادق تک کھانے پینے اور دیگر اقتضائیاتِ نوعی پورا کرنے کی اجازت دیدی ہے خواہ نمازِ عشاء کے بعد یا قبل اسی طرح سو کر اٹھنے کے بعد ہو یا سونے سے پہلے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی شب میں بیوی سے قربت حلال کردی گئی ہے کیونکہ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے طبعی رغبت ہوتی ہے عورتیں مردوں کیلئے پردہ پوش ہوتی ہیں اور مرد عورتوں کے لئے عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ یعنی خدا کو معلوم ہے کہ تم آپس میں مخفی طور سے ملا کرتے تھے اور خود اپنا نقصان کرتے تھے فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ خیر خدا نے بہتر عنایت کی اور تمہاری گذشتہ غلطیوں سے درگذر فرمائی۔ یہانتک تو پہلے قانون کا نسخ تھا اس سے آگے ممنوعاتِ سابقہ کی اجازت دی جاتی ہے فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ لیکن اب تم عورتوں سے قربت کرسکتے ہو وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ لیکن اس قربت میں تم کو اس چیز کی ضرور طلب مدنظر ہونی چاہئے جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کردی اور لکھدی ہے یعنی یہ کہ صرف خواہش نفسانی پورا کرنے اور تمتع جنسی حاصل کرنے کے لئے ہی عورتوں سے قربت نہ کرو بلکہ جماع کا اصل مقصود طلب اولاد ہونی چاہئے۔ ابوہریرہ ابن عباس انس شریح مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر اور بعض دیگر صحابہ و تابعین سے یہی تفسیر مروی ہے بعض لوگوں نے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جو چیز خدا نے تمہارے لئے مباح کردی ہے اسی کا قصد کرو یعنی خلاف محل کی خواہش نہ کرو۔ ابن جریر کے نزدیک عام مفہوم مراد لینا صحیح ہے۔ یہانتک تو حلت جماع کا بیان تھا۔ آگے کھانے پینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اور اُسوقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح صادق کا سپید ڈورا رات کے سیاہ ڈورے سے نمودار نہ ہوجائے یعنی افطار کے بعد سے صبح صادق تک کھاؤ پیو۔ شروع میں اس آیت کے اخیر میں لفظ مِنَ الْفَجْرِ نازل نہ ہوا تھا اسلئے بعض صحابہ کو غلط فہمی ہوئی اور وہ سیاہ و سفید ڈورے سے یہی معمولی سیاہ سفید تاگے سمجھ گئے۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ آیت مذکورہ میں لفظ من الفجر نازل نہ ہوا تھا اور بعض لوگ جب روزہ کا ارادہ کرتے تو دونوں پاؤں کے درمیان سفید و سیاہ تاگے باندھ لیتے اور جب تک سفید و سیاہ تاگوں میں رنگ کا امتیاز نظر نہ آتا برابر کھاتے پیتے رہتے۔ اخیر میں جب لفظ من الفجر نازل ہوا تو لوگ سمجھے کہ سفید و سیاہ تاگوں سے دن اور رات مراد ہیں (بخاری) امام احمد نے حضرت عدی بن حاتم کی ایک روایت نقل کی ہے۔ عدی کہتے ہیں کہ جب آیت حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ نازل ہوئی تو میں نے دو ڈورے ایک سفید دوسرا سیاہ تکیے کے نیچے رکھ لئے پھر میں نے اُن کو دیکھنا شروع کیا۔ جب مجھے اُن کی سیاہی اور سفیدی کا امتیاز ہوگیا تو اُسوقت میں نے کھانا پینا ترک کیا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں پہونچا اور کیفیت واقعہ عرض کی۔ فرمایا کیا تم نے ایسا کرلیا تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے (کہ اتنے بڑے رات و دن تکیے کے نیچے آگئے) اس سے مراد یہ ہے کہ رات کی سیاہی اور تاریکی سے صبح کی روشنی نمودار ہوجائے (تو اُسوقت کھانا پینا چھوڑ دو) (صحیحین)

فائدہ آیت سے سحری کھانے کا استحباب ظاہر ہوتا ہے کیونکہ کھانے پینے کی اجازت سپیدۂ صبح نمودار ہونے تک دی گئی ہے اور سحری کھانے میں بھی بالکل اخیری وقت کھانے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی اجازت و رخصت سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ یہ روزہ کی انتہا کا بیان ہے۔ جب سپیدۂ صبح نمودار ہو تو کھانا پینا ترک کردو اور روزہ رکھ لو پھر روزہ کو شام تک قائم رکھو۔ جونہی شام ہوجائے یعنی آفتاب غروب ہوجائے تو روزہ پورا ہوگیا افطار کرلو۔

فائدہ اس آیت سے نکاح روزہ رکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے انتہاء روزہ کی حد ابتداء شب کو قرار دیا ہے۔ آیت سے افطار میں جلدی کرنے کا بھی استحباب ظاہر ہوتا ہے۔ رخصت الٰہی سے فائدہ مند ہونا مستحب ہے۔

مقصود بیان:۔ قانون صیام میں لوگوں کے واسطے سہولت مہیا کرنی۔ اس بات کی تصریح کہ روزہ سے مقصود کسرت شہوت ہے نہ کہ شہوت کشی۔ روزہ کی راتوں میں جماع جائز ہے۔ روزہ کی مقدار صبح صادق سے لیکر ابتداء شب تک ہے۔ شب کو روزہ جائز نہیں۔ آخری وقت سحری کھانی مستحب ہے۔ افطار میں جلدی کرنی بہتر ہے۔ صوم وصال منع ہے عورتیں مردوں کی پردہ پوش ہیں اور مرد عورتوں کے۔ عورتیں اور مرد صنفی میلان میں برابر ہیں۔ خلاف محل قربت حرام ہے۔ قربت سے مقصود اولاد ہونی چاہیئے جو اختلاط صنفی کا نتیجہ ہے محض شہوت رانی اور نفسانی انتشار کا پورا کرنا مقصود نہ ہونا چاہیئے۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ حضرت ابن عباس، قتادہ، ضحاک اور مجاہد وغیرہ سے مروی ہے کہ لوگ حالت اعتکاف میں مسجد سے نکلکر اپنی بیویوں سے قربت کیا کرتے تھے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی اور بحالت اعتکاف قربت سے ممانعت کر دی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم مسجدوں کے اندر گوشہ نشین ہو گئے ہو تو اس زمانہ میں عورتوں سے جماع نہ کرو

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف کی دو شرطیں ہیں (۱) ایک دن کامل کم از کم بیٹھنا (۲) مسجد میں روزہ کے ساتھ بیٹھنا۔ شافعیؒ کے نزدیک یہ دونوں باتیں شرط نہیں ہیں بلکہ افضل ہیں۔ اعتکاف کے یہ معنی ہیں کہ تقرب الٰہی کی نیت سے مسجد میں چند روز یا چند ساعت یا جس قدر ہو سکے گوشہ نشینی اختیار کر لی جائے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا یہ خدا کی قائم کردہ حدیں اور اسی کے مقرر کردہ قوانین ہیں تم ان کے مرتکب نہ ہو۔ ارتکاب تو کیا معنی ان کے پاس بھی نہ جاؤ (یعنی تم کو ان کے اسرار معلوم نہیں۔ انکی ابتداء تو عبودیت سے ہوتی ہے اور انتہا ربوبیت پر خدا تعالیٰ نے احکام ربوبیت کی مقام عبودیت میں حد بندی کر دی ہے لہذا تم کو بلا چون وچرا اسکی پابندی کرنی چاہیئے) كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ یعنی خدا تعالیٰ نے جسطرح یہ حدود وقوانین مقرر کئے ہیں اسی طرح لوگوں کے فائدہ اور ہدایت کے لئے احکام کی تفصیل اور قوانین کا امتیازی اظہار کرتا ہے تاکہ لوگ متقی بن جائیں شرک ومعاصی سے بچ جائیں۔

مقصود بیان:۔ تمام شیطانی وسوسوں نفسانی اوہام اور دنیوی زق زق کو چھوڑ کر چند روز کے لئے دلی توجہ اور روحانی خلوص سے خدا کی یاد کرنے کے لئے مسجد میں گوشہ نشین ہو جانے کا حکم۔ گوشہ نشینی کے دوران میں مباشرت یعنی اقتضاء صنفی کو پورا نہ کرنے کی ہدایت۔ قوانین اسلام کا حدود الٰہی یا خدا کی قائم کردہ حدود ہونے کا بیان اور ممنوعات سے پرہیز رکھنے کا وجوب۔ قوانین اسلام اور حدود شرعیہ کا اصل مدعا لوگوں کی ہدایت اور ان کو متقی بنانا ہے۔ وغیرہ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ اور

تُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا

اس مال کو اپنے حق میں فیصلہ کرانے کیلئے حاکموں کو نہ دو تاکہ لوگوں کے مال میں سے

مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

جو کچھ ہاتھ لگے دیدہ ودانستہ ناحق اڑا لو

تفسیر احکام صیام کے بیان میں رات کو کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت دیدی تھی لیکن بعض صورتیں ایسی تھیں جن میں ان جائز کردہ چیزوں سے بالکل فائدہ اٹھانا ممنوع تھا مثلاً دوران اعتکاف میں مباشرت ناجائز ہے اسی طرح بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں باوجود روزہ نہ ہونے کے بھی کھانا پینا ناجائز ہے اسکی تفصیل آیت مذکورہ میں بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ تم لوگ آپس میں ناجائز طور پر اور ناحق اپنا مال نہ کھاؤ یعنی اگر اپنا مال ہو تب بھی ناجائز اور ممنوع طور پر نہ کھاؤ۔ فضول خرچی عیاشی اور دیگر لہو ولعب میں اپنا مال برباد نہ کرو۔ اور دوسرے کا مال ہو تب بھی اسکے حصول کے ناجائز ذرائع اختیار نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ غصب نہ کرو۔ سود کا لین دین نہ کرو۔ خیانت دغا فریب حیلہ سازی، دھوکہ دہی اور رشوت وغیرہ سے پرایا مال حاصل نہ کرو۔

وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ اور دیدہ ودانستہ رشوت دیکر مال کو حکام رسی کا ذریعہ بنا کر پرایا مال بھی نہ اڑاؤ۔ گویا مدعا یہ ہے کہ کسی طرح پرایا مال حاصل کرنے کے ناجائز ذرائع اختیار نہ کرو نہ تو خود دھوکہ فریب دغا بازی چوری خیانت وغیرہ سے کمائی کرو نہ حکام کو رشوت دیکر غیر کا حق چھیننا اور جھوٹے مقدمات کی ڈگریاں لینے کی کوشش کرو۔ یہ دنیا وآخرت میں روسیاہی کا سبب ہے۔

مقصود بیان:۔ حصول مال کے تمام ناجائز ذرائع اختیار کرنے کی ممانعت۔ رشوت دیکر حکام تک رسائی پیدا کرنی اور پھر اس رسائی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی حرمت وغیرہ۔

فائدہ ابن عباس اور مجاہد وغیرہ سے مروی ہے کہ آیت کا حکم اُس شخص کے حق میں ہے جس پر کسی کا کچھ مالی حق ہو مگر گواہ نہ ہوں اسلئے یہ شخص منکر ہو اور حکام سے اپیل کرے حالانکہ اسکو خوب علم ہے کہ مجھ پر حق واقعی ہے اور اس طرح میں پرائی حق تلفی کر رہا ہوں۔ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حاکم نے صورت مقدمہ کو دیکھ کر خلاف واقع حکم دیدیا تو اس حکم سے نہ حرام حلال ہوجاتا ہے نہ حلال حرام۔ صرف ظاہر میں اس کا اجرا ہوگا۔ ناجائز ڈگریاں حاصل کرنے والا اور اس طرح سے پرایا مال ہضم کرجانے والا خدا کے ہاں ماخوذ ہے۔ حضرت ام سلمہ رضؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں اور مدعی مدعا علیہ جھگڑا لیکر میرے پاس آتے ہیں اور بعض لوگ اپنی حجت بیان کرنے میں فریق ثانی سے زیادہ طرار اور زبان آور ہوتے ہیں اسلئے میں (ظاہر بیان کو دیکھ کر) اگر اُسکو ڈگری دیدوں تو درحقیقت وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہوگا چاہے اُسکو لے یا چھوڑ دے۔ مطلب یہ کہ لاعلمی میں اگر میں کسی مدعی کو خلاف واقعہ ڈگری دیدوں تو اُسکو اس سے فائدہ نہ اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ ناجائز اور موجب عذاب آخرت ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ

(اے محمد) لوگ تم سے چاند کی بابت پوچھتے ہیں تم کہدو کہ وہ شناخت وقت

لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ

کا ذریعہ ہے آدمیوں کے (کاروبار کا) بھی اور حج کا بھی

تفسیر رمضان۔ شوال حج۔ محرم اور دیگر ایام کا اسلامی حساب چاند سے لگایا جاتا تھا اسلئے ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ چاند پہلی رات میں تو دھاگہ کی طرح باریک ہوتا ہے اور پھر دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ چودھویں تاریخ گول ٹکیہ کی طرح ہوجاتا ہے پھر روز بروز گھٹنا شروع ہوتا ہے اور آخر میں پھر اصلی حالت پر دھاگہ کی طرح باریک رہ جاتا ہے اُسپر یہ آیت نازل ہوئی (بیضاوی۔ کشاف۔ امام راغب۔ سیوطی وغیرہ) چونکہ یہ سوال علم ہیئت کے متعلق تھا جسکے سمجھنے کی اُس زمانہ کے صحرانورد خانہ بدوش بدویوں میں صلاحیت نہ تھی اور نہ اسکی حقیقت و ماہیت بیان کرنے سے معاش و معاد کی کوئی غرض وابستہ تھی اسلئے انتہائی درجہ بلاغت کو مدنظر رکھتے ہوئے اصل جواب کو نظرانداز کرتے ہوئے فائدہ بتادیا اور چاند کی اس کمی بیشی سے جو لوگوں کے کاروبار اور معاملات وابستہ تھے اُس کا اظہار کردیا۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ تم سے چاند کی حقیقت و ماہیت اور کمی بیشی کے اسباب دریافت کرتے ہیں۔ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ تم جواب دیدو کہ چاندوں سے لوگوں کے دنیوی اور دینی کاروبار کا وقت اور زمانہ معلوم ہوتا ہے۔ چاندوں کی روزانہ تاریخوں سے مہینے اور مہینوں سے برس بنتے ہیں یہی چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فائدے ہیں۔

مقصود بیان:۔ تعیین اوقات کا ذریعہ چاند ہے۔ چاند سے ہی اسلامی حساب کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے خواہ دنیوی معاملات ہوں یا دینی سب کا حساب چاند سے ہی لگتا چاہئے۔ آیت میں اس امر کیطرف بھی ایک لطیف ترین نازک اشارہ ہے کہ جن چیزوں کے حقائق واسرار سمجھنے کی آدمی میں قابلیت نہ ہو اُن کے متعلق سوال کرکے اپنا اور جواب دینے والے کا خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کرنا چاہئے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اگر کوئی اپنی ناسمجھی اور بیوقوفی کی وجہ سے اس قسم کا غیر مفید اور خلاف محل سوال کر بیٹھے تو جھڑکنا زجر کرنا اور ترشروئی سے انکار کردینا نہ چاہئے بلکہ ایسا جواب دینا چاہئے جو اُسکے لئے بکارآمد ہو اگرچہ وہ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اس طرح سے سوال نہ کرسکا جسطرح اُسکو کرنا چاہئے تھا۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ

اور یہ نیکی نہیں ہے کہ گھروں کے اندر پشت مکان کی طرف سے

ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا

داخل ہو بلکہ نیک تو وہ ہے جو گناہوں سے بچتا رہے اور گھروں میں

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ مراد کو پہونچو

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ ہم چند اقوال ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے بروایت حاکم اور عوفی نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا کہ سوائے قریش کے عرب کے دیگر قبائل جب گھر سے نکلکر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیتے تھے اور پھر گھر میں کسی کام کے لئے آنے کی ضرورت ہوتی تھی تو دروازے سے داخل ہونا حرام سمجھتے تھے بلکہ پس پشت سے چھت کے اوپر چڑھ کر دیوار پھاند کر آیا کرتے تھے۔ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں دروازہ سے داخل ہوئے اور حضورؐ کے ساتھ تھا رفاعہ بن تابوت یا قطبہ بن عامر انصاری بھی داخل ہوگئے۔ لوگوں نے رفاعہ یا قطبہ سے سبب دریافت کیا اور کہا کہ تم تو تاجر ہو قریش نہیں ہو پھر تم کیوں احرام کے بعد دروازہ سے داخل ہوئے۔ رفاعہ بولے میں

بھی حضور کے دین پر ہوں اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔
بخاری اور ابوداؤد نے بروایت براء بن عازبؓ بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں احرام باندھنے کے بعد لوگ دروازوں سے گھروں میں داخل ہونے کو گناہ جانتے تھے اسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔
حضرت براء کی دوسری روایت میں ہے کہ انصار کا قاعدہ تھا جب سفر حج سے مدینہ کو واپس آتے تو کوئی شخص اپنے گھر میں دروازہ سے داخل نہ ہوتا اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔
حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بعض قوموں کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص بقصد سفر گھر سے نکلجاتا اور پھر کسی مصلحت کی وجہ سے سفر کو جانا نہ چاہتا تو واپسی میں دروازہ سے گھر میں نہ آتا بلکہ پشت کی طرف سے دیوار پھاند کر داخل ہوتا تھا۔ اُسپر یہ آیت نازل ہوئی۔
سراج و معالم میں محمد بن کعب کا قول منقول ہے کہ جب کوئی اعتکاف کرتا تو گھر میں دروازہ سے داخل نہ ہوتا یہی دستور تھا۔ اس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔
عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ اہل مدینہ جب عید سے لوٹتے تھے تو گھروں میں پشت کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ امر موجب نیکی ہے اسکی تردید میں آیت مذکورہ نازل ہوئی۔
بہرحال آیت کا مطلب یہ ہے کہ مکانوں کی پشت کی طرف سے پھاند کر یا نقب لگا کر یا کسی اور صورت سے اندر داخل ہونا کوئی نیکی نہیں ہے نہ اسکو نیکی میں دخل ہے اور نہ حالت احرام میں ایسا کرنا موجب ثواب ہے۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى بلکہ نیکی والا شخص تو وہ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے متقی ہو تمام ممنوعات سے الگ رہتا ہو شریعت الٰہیہ کا پابند ہو شرک اور تمام معاصی کو اُس نے ترک کردیا ہو۔ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا تم گھروں میں آیا کرو تو دروازوں سے آیا کرو خواہ احرام کی حالت ہو یا غیر احرام کی۔ سفر سے واپس آؤ یا کہیں اور سے بہرصورت قاعدہ کی پابندی ضروری ہے ہر کام دستور و قاعدہ کے مطابق ضروری ہے پس پشت سے کود کر یا نقب لگا کر گھروں میں آنا دستور کے خلاف ہے لہذا تم دستور و قانون کی پابندی کرو اور نیکی کے اصول کی محافظت رکھو اُس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تقویٰ اختیار کرو یہی کامیابی اور فلاح کی کنجی ہے۔ اسی سے سعادت و حصول نجات وابستہ ہے۔

مقصود بیان :۔ قانون فطرت کی تعلیم اور خلاف ورزی کرنے کی ممانعت۔ ہر کام کو اُسکے راستے سے کرنے کی ہدایت اور ہر مقصود کے حصول کے لئے اسباب عادی اور مناسب تدابیر پر عمل کرنے کی طرف مخفی اشارہ۔ اس امر کی صراحت کہ گھروں میں پس پشت سے بلکہ دروازوں سے داخل ہونا بھی موجب سعادت و نجات نہیں فلاح و کامیابی کا دار مدار عقائد و اعمال کی اصلاح پر ہے لہذا انہی دونوں قوتوں یعنی قوت عملیہ اور علمیہ کی اصلاح و تکمیل کرنی ضروری ہے تاکہ فلاح و بہبود حاصل ہو۔ وغیرہ

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی راہ خدا میں اُن سے لڑو

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

مگر زیادتی نہ کرو خدا کو زیادتی کرنے والے پسند نہیں ہیں

تفسیر تقویٰ کی ایک شاخ چونکہ اعلان حق اور عدل فطرت کی اشاعت بھی ہے اور گذشتہ آیت میں تقویٰ کا حکم دیا گیا تھا اس لئے یہاں جہاد کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ہجرت سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے لڑنے کی اجازت نہ تھی بلکہ حکم ہوا تھا کہ اگر تم غیر مسلموں کے مظالم سے تنگ آگئے اور ناقابل برداشت ان کی چیرہ دستیاں ہوگئی ہیں تو تم ترک وطن کرو۔ چنانچہ حبش کو کچھ صحابہ نے ہجرت کی پھر دوبارہ ہجرت مدینہ کیطرف ہوئی۔ اس ہجرت میں حضور اقدس اور تمام صحابہ شریک تھے۔ آگے پیچھے سب لوگ مدینہ سے چلے گئے۔ مدینہ پہونچنے کے کچھ زمانہ کے بعد کافروں کی بیجا زیادتیوں کی مدافعت کا حکم ملا اور جنگ بدر، اُحد، خندق وغیرہ واقع ہوئیں پھر سنہ ہجری میں حضور اقدسؐ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ حج کا حکم اُسوقت تک نہ آیا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضور حج کے ہی ارادہ سے چلے تھے بہرحال سرکار عالی مع گروہ صحابہ کے مقام حدیبیہ تک جو مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر تھا پہونچے تو اطلاع ملی کہ قریش لڑنے پر آمادہ ہیں اور مکہ میں داخل نہ ہونے دینگے۔ مجبوراً حضور نے وہیں پڑاؤ ڈالدیا اور دس سال کے لئے اہل مکہ سے ایک معاہدہ ہوا جسمیں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کرلیں تین روز کے واسطے مکہ اُنکے لئے خالی کردیا جائیگا خلاصہ یہ کہ صلح ہوگئی اور حضور مع صحابہ کے واپس تشریف لیگئے پھر دوسرے سال آپنے قضاء عمرہ کا ارادہ کیا تو مسلمانوں کو خیال ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار معاہدہ کی خلاف ورزی کریں اور ہم کو عمرہ نہ کرنے دیں ہم احرام باندھے ہونگے حرم کی سرزمین ہوگی اور مہینہ بھی وہ ہوگا جسمیں قتال حرام ہے۔ ہم اُنکی مدافعت کس طرح کر سکینگے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔
حاصل ارشاد یہ ہے کہ مسلمانوں تم سے جو لوگ لڑیں یا لڑنا چاہیں تم بھی اُن سے لڑو لیکن جوش حمیت، حفظ مال، عصبیت جاہلیت، نام آوری، شہرت اور اظہار شجاعت کے لئے نہیں بلکہ راہ خدا میں لڑو۔ خدا کا بول بالا کرنا اور حمایت حق کرنی مقصود ہو پھر اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو۔ قتال میں پہل اور

ابتدا نہ کرو۔ بچوں عورتوں اور بڈھوں کو نہ مارو۔ سبز درختوں کو نہ کاٹو۔ عہد شکنی نہ کرو کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ کی توضیح میں ایک جماعت سلف نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں سے بچوں سے اور بہت زیادہ بوڑھوں سے اپاہج اور لنجوں سے تارک الدنیا فقیروں سے اندھوں سے اور دیوانوں سے نہ لڑو یعنی جو خود لڑائی کے قابل نہ ہوں اُن سے نہ لڑو۔ زیادتی نہ کرنے میں یہ معنی بھی داخل ہیں کہ کسی مقتول کو مُثلہ نہ کرو۔ ناک کان اور اعضاء مخفی نہ کاٹو۔ فریب دھوکہ نہ کرو۔ کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت بریدہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس نے جہاد میں مذکورہ افعال کرنے کی ممانعت فرما دی تھی۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے جو معنی ہم نے بیان کئے اُن کی تائید حدیثوں سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ بعض لوگ شجاعت سے لڑتے ہیں بعض جوشِ حمیت سے اور بعض نام آوری، شہرت حاصل کرنے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ ان میں فی سبیل اللہ کون ہے؟ فرمایا جو شخص محض اسلئے لڑے کہ خدا کا بول بالا ہو وہ مقاتل فی سبیل اللہ ہے۔

مقصود بیان :۔ اعلان حق اور اشاعت عدل کیلئے لڑنے کی ترغیب۔ غرض نفسانی، ذاتی خصومت، حصول شہرت و نام آوری اور دیگر نفسانی جذبات کے لئے قتال کرنے کی ممانعت یعنی اس بات کیطرف لطیف اشارہ کہ مسلمان کا اصل مطمح نظر، ملک گیری، جاہ طلبی اور حکومت پسندی نہ ہونا چاہئے بلکہ اشاعت کلمۃ اللہ مقصود اصلی ہونا چاہئے۔

نہ لڑنے والے طبقہ کو چھوڑ دینے کا حکم یعنی بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور دیگر کمزور ہستی رکھنے والوں سے لڑنے کی ممانعت گویا غیر مجرموں اور بےقصوروں سے کنارہ کش رہنے کی ہدایت۔ مُثلہ کرنے یا جذبات نفسانیہ کے ماتحت دشمنوں سے کوئی اور ناشائستہ حرکت کرنے کی حرمت۔ اپنی طرف سے ہر طرح زیادتی کرنے کا امتناع اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنیکی بازداشت وغیرہ

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ

اور جہاں پاؤ اُن کو قتل کرو ۔ اور جہاں سے اُنہوں نے تم کو نکالا ہے

مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ

تم بھی وہاں سے ان کو نکال دو ۔ کیونکہ شرک خوں ریزی سے بھی

مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

بڑھ کر ہے ۔ مگر اُن سے مسجد حرام کے پاس نہ لڑو

الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ

تاوقتیکہ وہ تم سے اُس جگہ نہ لڑیں لیکن اگر وہ تم سے (وہاں) لڑیں تو

فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ

تم بھی اُن کو مارو ۔ ان کافروں کی یہی سزا ہے ۔ پھر اگر وہ

انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ

(شرک سے) باز آجائیں تو اللہ غفور رحیم ہے ۔ اور یہاں تک اُن سے لڑو

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ

کہ شرک باقی نہ رہے ۔ اور خالص اللہ ہی کا دین رہ جائے

لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اب اگر وہ (شرک سے) باز آجائیں تو سوا ظالموں کے کسی پر دراز دستی نہ ہونی چاہئے

تفسیر وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۔ حاصل یہ ہے کہ اگر تم میں اور کفار میں کوئی معاہدہ قائم نہ ہو تو اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو حرم کے اندر ہوں یا باہر کعبہ کے پاس ہوں یا کسی اور جگہ۔

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور جسطرح اُنہوں نے تم کو مکہ سے نکال دیا تھا تم بھی اُن کو مکہ سے نکال دو۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ ہم نے قابل احترام مقام میں خوں ریزی کی یا مقدس جگہ میں کفار سے قتال کیا کیونکہ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ کفار وہاں فتنہ و فساد کرتے ہیں۔ کفر و شرک کرتے ہیں جس سے زمین پر فساد پھیلتا ہے اور قتال و خونریزی کی بنیاد پڑتی ہے اور فتنہ درحقیقت خونریزی سے بھی زیادہ سخت چیز ہے اس سے مخلوق خدا تباہ ہوجاتی اور آبادیاں ویران ہوجاتی ہیں لہذا تم کو اُن سے لڑنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہئے۔ ہاں مسجد حرام کا پھر بھی احترام ضرور ہے وہاں قتل و غارت سے حتی الامکان اجتناب رکھنا لازم ہے وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ مسجد حرام کے پاس اُس وقت تک لڑائی نہ کرو جب تک کفار بھی وہاں جنگ نہ کریں تم اپنی طرف سے پیش دستی اور سبقت نہ کرو فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ لیکن اگر کفار مسجد حرام کا احترام نہ کریں اور خانہ کعبہ کی عزت و حرمت کا اُن کو لحاظ نہ ہو اور تم سے مقابلہ ہی کریں تو مجبوراً اُن کو وہیں مار ڈالو كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ کیونکہ ان کافروں کی یہی سزا ہے بغیر اس سزا دہی کے یہ باز نہ آئینگے۔ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہاں اگر کفار باز آجائیں شرک و کفر چھوڑ دیں اور توبہ کرلیں تو خدا معاف کرنے والا ہے تم بھی

کو خالی نہ دو۔ خدا سے ڈرتے رہو خود ابتدا نہ کرو۔ اپنی طرف سے زیادتی بھی نہ کرو قانونِ عدل اور ارتقاءِ نفس کا لحاظ رکھو کیونکہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ تم کو جان لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ والوں کی ہی مدد کرتا ہے۔ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں خدا سے ڈرتے ہیں قانون عدل کا لحاظ رکھتے ہیں انہی کی نصرت خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم تقویٰ کا لحاظ رکھ کر کفار سے مقابلہ کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری بھی مدد فرمائیگا اور دشمنوں پر کامیاب کریگا۔

مقصود بیان:۔ انتقام جائز ہے اور کفار سے قتال بھی جائز ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کے ماتحت نہ ہو۔ زیادتی کسی پر جائز نہیں خواہ ظالم ہو یا عادل۔ کافر ہو یا مسلم۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں حق کی طرفداری اور اعلان صداقت کی حمایت کرتے ہیں اُن کو خدا مقاصد میں کامیاب کرتا ہے اور ہر طرح اُن کی امداد فرماتا ہے۔ حرمتِ الٰہی کا احترام ضروری ہے لیکن اگر قانونِ الٰہی کی شکست ہو رہی ہو تو اُس وقت شریعت خداوندی کی حفاظت لازم ہے خواہ اس میں کسی حرمتِ الٰہیہ کی خلاف ورزی ہو جائے۔ وغیرہ۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو — اور اپنے ہاتھوں

بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ

اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو — اور نیکی کرو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

کیونکہ اللہ نیکوں سے محبت کرتا ہے

تفسیر اس آیت کے شانِ نزول میں چونکہ علماء کا بہت اختلاف ہے اور اس میں متعدد اقوال ہیں اسلئے ہم اول آیت کا سلیس مطلب بیان کرتے ہیں پھر اسباب نزول بیان کرینگے۔

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں راہِ خدا میں خرچ کرو۔ ہر کارِ خیر میں جہاں مال کے صرف کرنے کی ضرورت ہو صرف کرو خصوصاً جہاد کی تیاری میں تو ضرور مال صرف کرو۔ کیونکہ اگر صرف نہ کروگے تو تمہارے دشمن تم پر غالب آجائینگے۔ اس صورت میں تم خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالوگے اور وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ممنوع ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ راہِ خدا میں صرف کرو لیکن اتنا صرف نہ کرو کہ خود بالکل نادار ہو کر دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے تو ہلاکت میں پڑ جاؤگے اور تم کو خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان مہیا نہ کرنا چاہیئے نیز یہ معنی بھی جائز ہیں کہ اگرچہ جہاد کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یونہی بغیر ساز و سامان کے اپنے سے بہت زیادہ قوی دشمن کے مقابلہ کو نکل کھڑے ہو کیونکہ یہ تو خود اپنی ہلاکت اپنے ہاتھوں مول لینی ہے۔

آیت کا مطلب ایک اور بھی ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جان و مال دونوں راہِ خدا میں صرف کرو لیکن اس سے یہ غرض نہیں کہ کتنا ہی قوی اور زبردست دشمن ہو اُسکے مقابلہ کے لئے تنہا تیار ہو جاؤ یا تم کو خود جہاد کے لئے کتنے ہی مال کی ضرورت ہو دوسروں کو اپنا کل سامان دیکر خود محتاج بن جاؤ اور دوسروں سے سوال کرتے پھرو۔ یہ خود اپنے لئے ہلاکت آفرینی کا سامان مہیا کرنا ہے وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ یعنی حکم جہاد کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ہر وقت خونخوار بنے رہو اور برسرپیکار رہو بلکہ جہاد و قتال کا موقع علیحدہ ہے اسلئے نیکی کرنے کی عادت پیدا کرو خدا تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔

اسباب نزول ہم ذیل میں ذرا تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کی شانِ نزول بیان کرتے ہیں اگرچہ تطویل ہو جائیگی لیکن یہ طوالت فائدہ آمیز ہے۔ ذیل کی تمام روایات صحیح ہیں ان میں سے بعض تو سبب نزول ہیں اور بعض سبب نزول میں داخل ہیں۔

امام بخاری نے بروایت حضرت حذیفہ بیان کیا ہے کہ آیت وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ نفقہ کے متعلق نازل ہوئی ہے ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، عطاء، قتادہ، ضحاک، سدی حسن بصری اور مقاتل سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

یزید بن ابی حبیب سے بروایت ابو عمران منقول ہے کہ کسی مہاجر نے قسطنطنیہ میں کفار سے مقابلہ کے وقت دشمن کی صف پر حملہ کیا اور صف کو متفرق کر دیا۔ لوگ کہنے لگے کہ اس مہاجر نے خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا تھا۔ ابو ایوب انصاری بھی موجود تھے۔ فرمانے لگے ہم اس آیت سے بہت زیادہ واقف ہیں ہمارے ہی حق میں یہ آیت اتری ہے ہم نے حضور اقدس کا ساتھ دیا تھا اور معرکوں میں حضور کے ہمرکاب رہے تھے اور حضور کی مدد بھی کی تھی۔ جب اسلام کی اشاعت بہت زیادہ ہو گئی تو ہم انصاریوں نے آپس میں کہا کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ رہنے کی عزت عطا فرمائی ہے اور حضور کی مدد کرنے کا شرف ہم کو مرحمت فرمایا ہے لیکن اب اسلام کی اشاعت بہت ہو گئی اور مسلمان بکثرت ہو گئے اور ہمنے اپنے مال و اولاد اور عزیز اقارب کو چھوڑ کر حضور کے ہمرکاب رہنے کو پسند کیا تھا اپنے تعلقات قرابت اور مال کی کچھ پرواہ نہ کی تھی مگر اب لڑائی ختم ہو گئی کوئی جھگڑا قصہ باقی نہ رہا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم اپنے گھر بار کی طرف رجوع کریں بال بچوں

میں جاکر رہیں اُسوقت ہمارے حق میں آیت وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ نازل ہوئی گویا اہل و مال کو اختیار کرنا اور بال بچوں کے ساتھ جاکر رہنا اور جہاد ترک کرنا ہی موجب ہلاکت تھا اور یہی آیت میں مراد ہے (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، عبد بن حمید۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ۔ حافظ ابویعلی۔ ابن حبان۔ حاکم)

ایک شخص نے حضرت براء بن عازبؓ سے کہا کہ اگر میں تنہا دشمن پر حملہ کروں تو کیا میں خود اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالوں گا۔ فرمایا نہیں آیت لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تو نفقہ کے متعلق نازل ہوئی ہے (رواہ ابن مردویہ والحاکم)

تہلکہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کا ارتکاب کرے اور توبہ نہ کرے اس صورت میں وہ خود اپنی ہلاکت آفرینی کا سبب ہوگا (ترمذی وغیرہ)

ابن عباسؓ کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آیت ولاتلقوا جنگ کے متعلق نہیں ہے بلکہ نفقہ کے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ کو روک لیگا تو خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالیگا۔

ضحاک بن ابی جبیرہ سے مروی ہے کہ انصار صدقہ دیا کرتے تھے اور اپنے مال میں سے کچھ حصہ راہ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اسلئے انصار راہِ خدا میں کچھ خرچ نہ کر سکے اُس پر آیت ولاتلقوا بایدیکم الخ نازل ہوئی۔

حسن بصری فرماتے ہیں القاء الی الہلاک سے مراد بخل ہے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ آدمی کوئی گناہ کرے اور یہ کہے کہ میرا یہ گناہ ہرگز معاف نہیں کیا جائیگا تو ایسے شخص کے حق میں خدا نے نازل فرمایا ہے ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین۔ (ابن مردویہ) مطلب یہ ہے کہ مغفرت سے مایوس ہونا ہلاکت میں پڑنا ہے بلکہ توبہ کرکے نیکی میں اضافہ کرنا چاہئے۔ حسن۔ ابن سیرین، ابو قلابہ اور عبیدۃ السلمانی سے بھی یہی مروی ہے۔

علی بن ابی طلحہ نے بروایت ابن عباس بیان کیا کہ تہلکہ عذاب الٰہی ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن کعب آیت ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کی تفسیر میں کہتے تھے کہ پہلے جب مجاہد راہ خدا میں جہاد کرتے تھے تو لوگ اپنا خورد و نوش وغیرہ کا سامان بھی ہمراہ لیتے تھے جسکے پاس زادراہ زیادہ ہوتا تھا وہ دوسروں کو تقسیم کردیتا تھا اور یہانتک ایثار سے کام لیتا تھا کہ خود اُسکے پاس کچھ نہ رہتا تھا اور وہ دوسروں کا دست نگر بنجاتا تھا اُسوقت خدا تعالیٰ نے آیت وانفقوا فی سبیل اللہ ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ نازل فرمائی۔

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں حکم دیتے وہاں جہاد کرنے کے لئے لوگ جایا کرتے تھے لیکن بہت سے لوگ بغیر توشہ کے جایا کرتے تھے یا تو اُن کے پاس ہوتا ہی نہ تھا یا میسر ہو سکتا تھا لیکن خود نہ لیجاتے تھے اُسوقت خدا تعالیٰ نے حکم دیا وانفقوا فی سبیل اللہ ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ یعنی جو کچھ میسر ہو اُسکو زادراہ کے طور پر ساتھ لے لیا کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ تہلکہ سے یہ مراد ہے کہ آدمی بھوک پیاس یا چلنے کی تکلیف سے مرجائے اور جن لوگوں کے پاس زادراہ زائد ہوتا تھا اُنکو حکم دیا گیا وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

حضرت عمرو بن عاص کے قول سے آیت کا مفہوم عام معلوم ہوتا ہے کیونکہ دمشق کے محاصرہ کے وقت ایک شخص اکیلا دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ لوگوں نے اس کے اس فعل کو خلاف شریعت خیال کیا اور حضرت عمرو بن عاص سے یہ واقعہ کہا۔ آپ نے اُس شخص کو بلایا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ بات یہ تھی کہ عمرو بن عاص کے نزدیک آیت عام معنی پر محمول ہے۔ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سپہ سالار بناکر جہاد پر بھیجا۔ اتفاقاً ایک روز وہاں انکو احتلام ہوگیا سخت سردی پڑ رہی تھی اسلئے انہوں نے غسل نہ کیا اور تیمم کرکے نماز پڑھادی۔ مدینہ میں پہنچے تو حضور سے یہ واقعہ عرض کیا گیا حضور اقدسؐ نے عمرو بن عاص سے سبب دریافت کیا عمرو بن عاص نے یہی آیت پڑھکر سنادی۔ حضورؐ نے مسکراکر فرمایا اے فقیہ عمرو بن عاص۔ اسکے آگے حضور نے کچھ نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمرو عاص کا اجتہاد ٹھیک تھا ورنہ حضور ضرور کچھ فرماتے۔

ابن جریرؓ فرماتے ہیں کہ جو واقعات روایت کئے گئے یہ سب آیت کی تفسیر میں معتبر ہیں دنیوی ہو یا دینی۔ بہرحال جو امر آدمی کے لئے ہلاکت آفرینی کا سبب ہو سکتا ہو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

مقصود بیان: ۔ راہ خدا میں جان و مال سے دریغ نہ کرنا چاہئے بغیر زادراہ کے سفر کرنا خلاف شرع ہے۔ خود اپنی ہلاکت کے اسباب پیدا کرنا ناجائز ہے۔ گناہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ توبہ کا اظہار بھی کرے یعنی گناہ چھوڑ دے اور نیکوکاری کرنی شروع کرے وغیرہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا

اور اللہ کی رضامندی کے لئے حج و عمرہ کو پورا کرو اب اگر تم کو روکدیا جائے تو جو

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ

قربانی میسر ہو وہ کردو　　اور تا وقتیکہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہونچ جائے

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

سر نہ منڈاؤ　　اور اگر تم میں سے کوئی

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ

بیمار ہو یا اُسکے سر میں تکلیف ہو تو اُسپر فدیہ لازم ہے

صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ

روزے ہوں یا صدقہ یا قربانی — پھر جب تم کو اطمینان ہو جائے اور کوئی شخص

تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

عمرہ کو حج سے ملا کر نفع اٹھائے تو جو قربانی میسر آئے (کرنی لازم ہے)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ

اور جسکو قربانی میسر نہ آئے تو حج کے زمانے میں تین روزے

وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

اور واپس آکے سات روزے رکھے یہ پورے دس ہو گئے

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ

مگر یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جس کا گھر بار مسجد حرام کے پاس (یعنی مکہ میں)

الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں احکام صیام وجہاد کا بیان کیا گیا تھا اور حکم جہاد کے دوران میں حج و عمرہ کا بھی تذکرہ آیا تھا اسلئے ان آیات میں حج و عمرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ آیات کی تفسیر کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو شرعی اصطلاحات ان آیات میں استعمال کی گئی ہیں انکی مختصر توضیح کردی جائے تاکہ آیات کا مطلب سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

عمرہ صرف طواف کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا نام ہے یعنی بیرون حرم سے احرام باندھ کر کعبہ کا طواف کرنا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنی پھر سر منڈا کر احرام کھول دینا۔ حج کے واسطے زمانہ مقرر ہے مگر عمرہ کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہیں سال کے کل ایام میں عمرہ جائز ہے۔ ہاں عرفہ کے دن اور ایام تشریق میں اور دسویں ذی الحجہ کو مکروہ ہے۔

افراد میقات یا حل سے صرف حج کی نیت کرکے احرام باندھے مکہ میں پہونچکر پہلے طواف قدوم کرے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھ کر صفا و مروہ کے درمیان دوڑ لگائے پھر ۸ ذی الحجہ کو منا میں رات کو اقامت کرکے ۹ ذی الحجہ کی صبح کو عرفات کو جائے۔ شام تک وہیں رہے۔ غروب کے بعد عرفات سے چلکر مزدلفہ میں جا کر رات کو قیام کرے۔ ۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو منا میں واپس آئے اور مکہ کی سمت والے جمرہ پر سات کنکریاں مار کر قربانی کر کے سر منڈا کر احرام کھول دے عورتیں سر کے بالوں کی ایک لٹ بھی کتر دیں پھر اُسی روز یا دوسرے یا تیسرے روز طواف زیارت کرے اور پھر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے لیکن شروع اُس جمرہ سے کرے جو عرفات کی جانب ہے۔

قِرآن حج و عمرہ دونوں کی یکدم نیت کرکے احرام باندھے مکہ میں پہونچکر اول عمرہ کرے پھر بغیر احرام کھولے ۸ ذی الحجہ کو حج کے افعال شروع کرے۔ نویں تاریخ کو قربانی کرنا بھی اسپر واجب ہے۔ اس قربانی کو دم قران کہتے ہیں۔ اگر قربانی میسر نہ آئے تو دس روزے رکھے تین روزے نویں تاریخ تک اور سات روزے حج سے فارغ ہوکر۔

تمتع اس میں حج و عمرہ دونوں کی نیت علیحدہ علیحدہ کرنی ہوتی ہے پہلے عمرہ کیا جاتا ہے پھر احرام کھول کر آٹھ تاریخ کو حرم کے اندر کسی جگہ سے احرام باندھ کر حج کے افعال کیئے جاتے ہیں۔ تمتع کرنیوالے پر بھی ۹ تاریخ کو قربانی کرنی واجب ہے اور بصورت مجبوری دس روزے رکھنے لازم ہیں (حقانی ومواہب الرحمٰن وابن کثیر)

اب ہم آیت کی تفسیر شروع کرتے ہیں:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔ ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ حج و عمرہ کی تکمیل خدا کے واسطے کرو یعنی نیت میں خلوص رکھو دونوں کے شروط و ارکان میں کمی نہ کرو اور شروع کرکے ناتمام نہ چھوڑو۔

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ یعنی اگر بحالت احرام تم کو راستہ میں رُکجانا پڑے اور حج و عمرہ نہ کرسکو خواہ دشمن کی وجہ سے یا مرض کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے تو اس صورت میں قربانی کا ایک جانور خواہ بکری ہو یا گائے یا اونٹ جو میسر آئے بھیجدو اور جب خیال ہو جائے کہ قربانی کعبہ میں پہونچکر ذبح ہوگئی ہوگی تو احرام کھولدو اور سر منڈا الو اور عذر رفع ہو جائے تو آئندہ بھی حج و عمرہ کی قضا کرلو۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ لیکن جب تک قربانی کا جانور مکہ میں پہونچکر ذبح نہ کردیا جائے اُسوقت تک سر نہ منڈاؤ اور نہ احرام کھولو۔ **وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ** حضرت کعب بن عجرہ احرام باندھے ہوئے ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور احرام باندھے ہوئے چونکہ مدت زائد ہوگئی تھی اسلئے سر سے جوئیں گر رہی تھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھکر ارشاد فرمایا کیا تجھکو سر کے کیڑوں سے اذیت ہو رہی ہے۔ کعب نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اچھا تو سر منڈا دے اور تین روزے رکھ لے یا تین صاع چھواروں کا ایک ٹوکرا چھ مسکینوں کو دیدے ورنہ ایک بکری ذبح کردے اُسوقت آیت

مذکورہ نازل ہوئی۔ (صحاح ستہ)

مطلب یہ کہ جو شخص مریض ہو یعنی احرام کے بعد اسکو کوئی مجبور کن مرض لاحق ہوگیا ہو یا سر میں جوئیں پڑ جائیں کہ ان سے بہت تکلیف ہو یا کوئی اور وجہ ایسی درپیش ہوجائے کہ سر منڈانا پڑ جائے تو سر منڈا دینا چاہئے لیکن اسکے بدلہ میں قربانی کرنی چاہئے یعنی کم از کم ایک بکری ذبح کرنا چاہئے ورنہ چھ مساکین کو تین صاع طعام دیدے اور اگر کچھ میسر نہ آئے تو تین روزے رکھے۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ پھر اگر حالت امن میں جبکہ کوئی روک ٹوک نہ ہو کوئی عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر ترتیب وار ادا کرے خواہ دونوں کے لئے ایک ہی احرام باندھے (قِران) یا دو احرام علیحدہ علیحدہ باندھے (تمتع) تو شکرانہ میں ایک قربانی کرنی چاہئے جو بھی میسر ہو بکری ہو یا گائے یا اونٹ۔

وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ لیکن اگر کسی کو کوئی قربانی میسر نہ آئے تو دس دن کے روزے رکھنے چاہئیں تین تو دوران حج میں دسویں تاریخ تک اور سات واپسی کے بعد اپنے گھر جاکر۔ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر ادا کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو مکہ یا میقات کے اندر کا باشندہ نہ ہو کیونکہ اسی کو اس سہولت کی ضرورت ہے اہل مکہ کو اسکی ضرورت نہیں وہ جب چاہیں عمرہ علیحدہ کرسکتے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ یعنی احکام الٰہی کی پابندی رکھو خلاف ورزی نہ کرو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اگر خلاف ورزی کروگے تو سمجھ لو کہ خدا کا عذاب سخت ہے وہ سخت سزا دیگا۔ آیات کا خلاصہ یہ نکلا کہ اگر کوئی مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے اور کسی دشمن یا مرض یا کسی اور مانع کی وجہ سے حج و عمرہ پورا کرنے سے معذور ہوجائے تو اسپر واجب ہے کہ قربانی کا جانور فدیہ کے طور پر خود یا کسی کے ذریعہ سے حرم میں پہونچا کر ذبح کرادے۔ اسوقت احرام کھولنا اور بال منڈانا جائز ہوجائینگے۔ ہاں اگر سر میں زخم یا جوؤں کی تکلیف ہو تو سر منڈا کر فدیہ دینا لازم ہے تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو تین صاع (تقریباً نو سیر) گیہوں خیرات کرے یا کم از کم ایک بکری ذبح کردے۔ اور جو شخص ایام حج (شوال ذیقعد اور نو دن ذی الحجہ کے) میں احرام باندھ کر حج و عمرہ دونوں ادا کرنا چاہے تو شکرانہ میں ایک قربانی واجب ہے اور میسر نہ ہو تو نویں تاریخ سے قبل چھٹی تاریخ سے یا ساتویں تاریخ سے تین روزے رکھے اور سات روزے حج کے بعد گھر جاکر رکھے مگر یہ تمتع کا جواز اسی شخص کے لئے مخصوص ہے جو مکہ یا اطراف مکہ کا رہنے والا نہ ہو جو شخص مقامی باشندہ ہوگا اسکو اس سہولت سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

مقصود بیان:۔ حج و عمرہ کے احکام کا بیان۔ کفار کی مما نعت مرض کی تکلیف یا کسی اور مانع کی وجہ سے اگر حج و عمرہ نہ ہوسکے تو بشرائط شرعی احرام کھولدینے پھر کبھی قضا کرنے کا حکم۔ احکام حج و عمرہ میں سہولت مدنظر رکھنے کی صراحت۔ تمام اعمال و عبادات خصوصاً حج و عمرہ وغیرہ میں خلوص قلبی رکھنے اور خاص خوشنودی الٰہی ملحوظ رکھنے کی ہدایت۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی اختیار کرنے پر عذاب کا ترتب وغیرہ۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

حج کے چند مہینے مقرر ہیں لہذا جس شخص نے ان مہینوں میں نیت کرلینے کے بعد اپنے اوپر

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى

حج کو لازم کرلیا تو پھر حج میں نہ عورتوں سے قربت (جائز) ہے نہ بد دلی حکمی نہ جھگڑا

الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

اور نیکی کا کوئی کام کرو خدا اسکو جانتا ہے

تفسیر اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ یعنی حج شروع کرنے کے چند مہینے مقرر ہیں۔ باتفاق مفسرین حج کے احرام و تکمیل کے ایام ماہ شوال ذیقعد اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک ذی الحجہ کا دسواں دن بھی داخل ہے اور شافعی کے نزدیک صرف دسویں شب داخل ہے دسواں دن خارج ہے امام مالکؒ کے نزدیک ذی الحجہ کا پورا مہینہ ایام حج میں شمار کیا جاتا ہے۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ اب جو شخص اس زمانہ میں حج کا التزام کرے یعنی احرام باندھ لے تو احرام سے لیکر انتہاء حج تک فَلَا رَفَثَ عورتوں سے قربت، اختلاط اور دیگر اسباب اختیار نہ کرے جو دواعی جماع ہیں۔

وَلَا فُسُوْقَ اور فحش زبانی شہوت انگیز قصے گالی گلوچ اور دیگر گناہ کا ارتکاب نہ کرے وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ اور نہ لڑائی جھگڑا ہاتھا پائی اور دیگر قتال و خونریزی کے دواعی کا ارتکاب کرے۔

ابن عباسؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رَفَث سے مراد جماع اور جماع کی تعریض ہے اور عورتوں کے سامنے اس قسم کا ذکر کرنا بھی رفث کے حکم میں داخل ہے۔ گویا عورتوں کی موجودگی میں شہوت انگیز ذکر ممنوع ہے لیکن ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رفث سے مراد جماع ہے یا فحش یا لغو بکنا مراد ہے اس بنا پر عورتوں کی موجودگی ضروری نہیں اسی تفسیر کو ہمنے اختیار کیا ہے۔ فسوق در اصل حدود شرعیہ سے خارج ہوجانے کو کہتے ہیں اسی لئے ابن عباسؓ کے نزدیک کل معاصی فسوق میں داخل ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں

کہ فسوق کفر اور عصیان کے درمیانی درجہ کا نام ہے۔ ابن عمرؓ کے نزدیک فسوق سے مراد حرم کے اندر ارتکاب معاصی کرنا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ فسوق سے مراد باہمی بدزبانی اور برا بھلا کہنا ہے۔ ابن جریر کا قول ہے کہ آیت میں فسوق سے مراد وہ فعل ہے جسکا ارتکاب حالت احرام میں منع ہے مثلاً ناخن تراشنا شکار کرنا بال کترنا وغیرہ۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ فسوق سے مطلق معاصی مراد لینا ہی صحیح ہے اور یہی بہتر ہے۔

جدال کے معنی ہیں قتال کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا۔ لا جدال فی الحج کے مفسرین نے دو معنی بیان کئے ہیں (۱) یعنی وقت کی تعیین اور اس کے مناسک میں اب کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں رہا اللہ تعالیٰ نے ان تمام امور کی وضاحت کردی۔ مجاہد و سدی نے یہی تفسیر کی ہے اور ثبوت میں اس روایت کو پیش کیا ہے جو حضرت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ اہل عرب موقف حج کے متعلق جھگڑا کیا کرتے تھے اور ہر ایک مدعی تھا کہ ہمارا موقف ہی موقف ابراہیمی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس جھگڑے کو قطع کردیا اور اپنے رسول کو مناسک حج سکھا دیے۔ قاسم بن محمد فرماتے ہیں جدال فی الحج کا یہ معنی ہے کہ بعض لوگ کہیں حج کل ہوگا اور بعض کہیں نہیں آج ہوگا۔ (۲) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جدال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے ساتھی سے جھگڑا نہ کرو کہ اسکو بھی غصہ آجائے۔ ابن مسعود، عطاء، ابو العالیہ، عکرمہ اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے یہی تفسیر مروی ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ عام مفسرین نے یہی معنی لکھے ہیں۔

مقصود بیان:۔ فحش و بدزبانی، جھگڑا خصومت، گالی گلوچ اور دیگر معاصی سے دوران حج میں باز رہنے کی ہدایت، قوت شہوانیہ و غضبیہ کے اقتضائیات پورے کرنے کی ممانعت۔ اس امر کی طرف مخفی تنبیہ کہ عبادت الٰہی بغیر خلوص قلبی اور جذبۂ روحانیت کے بیکار ہے اگر قوت روحانی مادی قوتوں سے مغلوب ہے اور ارکان عبادت یا شرائط عبادت کی ادائیگی نہ ہوسکی تو ایسی عبادت بے سود ہے۔ وغیرہ۔

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط

اور نیکی کا کوئی کام کروگے خدا اس کو جانتا ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں شر اور بدکاری سے بچنے کی ہدایت تھی اس آیت میں حصول خیر کے متعلق ترغیب دی جاتی ہے گویا نیکوکاری حاصل کرنے کی انتہائی تاکید کردی کیونکہ بدی اور شر کی ممانعت سے خیر اور نیکی ویسی ہی لازم آتی ہے پھر نیکی کی ترغیب بھی موجود ہے تو گویا حصول خیر کی تاکید ہوگئی۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نیکی ہو سکے نہایت کوشش کرکے حاصل کرو ہر عمل کی جزا یقینی ملیگی کیونکہ ایام حج حصول قربت الٰہی کا زمانہ ہے باب رحمت کھلا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس زمانہ میں اپنے بندوں کی طرف خاص توجہ ہے بندہ کی کوئی نیکی اسکے دائرۂ علمی سے خارج نہیں۔

مقصود بیان:۔ نیکی کرنے کی ترغیب، جزا کا وعدہ، علم الٰہی کی وسعت۔ کسی جزئی واقعہ کے بھی اسکے علم سے خارج نہ ہونے کی صراحت اور اس امر کی طرف اشارہ کہ آدمی کا مطمح نظر محض خیر ہونی چاہئے وغیرہ۔

وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ

اور زادِ راہ لے لیا کرو اور خرچ لینے میں سب سے بڑا فائدہ (سوال سے) بچنا ہے

اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

اور عقلمندو مجھسے ڈرتے رہو

تفسیر ایک یمنی قافلہ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے آپ کو متوکل کہتے ہوئے بلا زاد راہ ساتھ لئے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے مگر مکہ میں پہونچے تو لوگوں سے سوال کرنے لگے اور حاجیوں کے لئے وبال جان بن گئے۔ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (بخاری ابوداؤد)

حاصل ارشاد یہ ہے کہ تم کو توشہ ہمراہ لیکر حج کو آنا چاہئے اور اتنا سامان خور و نوش ساتھ لے لینا چاہئے جو سفر کے لئے کافی ہو اور لوگوں پر بار نہو۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے بروایت ابن عمر آیت مذکورہ کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ لوگوں کا دستور تھا جب احرام باندھتے اور زاد راہ ہمراہ ہوتا تو پھینکدیتے اور از سر نو زاد راہ مہیا کرتے اسکی ممانعت کے واسطے آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ ابن الزبیر، ابو العالیہ، مجاہد، عکرمہ، شعبی، نخعی، سالم بن عبد اللہ، قتادہ، ربیع اور سعید بن جبیر وغیرہ سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔ فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ مقاتل کہتے ہیں کہ جب آیت تَزَوَّدُوْا نازل ہوئی تو ایک نادار مسلمان نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو راہ کے توشہ کے لئے تو کافی چیز ملتی نہیں پھر کیا کریں؟ فرمایا صرف اتنا زاد راہ فراہم کرلو جس سے لوگوں سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ سفر کے لئے توشہ لینا ضروری ہے اور بہترین توشہ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے بچ جاؤ۔ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ۔ آیات مذکورۂ بالا میں زاد راہ ہمراہ لینا مذکور تھا یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ ظاہری توشہ کافی نہیں ہے جو سفر حج کے لئے لوگ لیا کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقی توشہ کی بھی ضرورت ہے تم عقلمند ہو غور کرو کہ یہ میدان جو دنیا سے آخرت تک لمبا ہے اس کو قطع کرنے کے لئے بھی توشہ کی ضرورت ہے اور جسطرح حج میں اجتماع ہوتا ہے اسی طرح میدان قیامت میں جمع ہونا ہے لہذا احکام الٰہی کی پابندی کرو۔ اوامر و نواہی پر کاربند ہو خلوص قلبی سے عبادات ادا کرو اور اپنے اقوال افعال اور اطوار میں غیر اللہ کا خیال چھوڑ دو صرف خوف خدا اور

پرہیزگاری کو اپنے لئے زاد راہ بناؤ۔

مقصود بیان:۔ ظاہری اور باطنی توشہ ہمراہ لینے کا حکم اور وحدت ہمراہ لیکر ازلیت کے اس لمبے بیابان کو طے کر کے ملک غیب کی سیر کی طرف ایماء نور حق گم کردینے سے ترہیب، حالات مشاہدہ و مراقبہ میں غیر اللہ کی طرف توجہ نہ کرنے کا حکم، اس امر کی وضاحت کہ توشہ لینا ضرورت لازم ہے لیکن اس میدان حیات کو طے کرنے اور منزل قدس تک پہونچنے کے لئے کس توشہ کی ضرورت ہے وہ باطنی توشہ ہے یعنی شروع میں تمام معصیت آمیز امور سے کنارہ کشی کی جائے اور اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے پھر اس سے بڑھکر مستحبات کو بھی ترک کر دیا جائے اور پھر آگے بڑھ کر دنیا کی تمام چیزوں سے دست بردار ہو جانا چاہئے اور انتہا یہ ہو کہ اپنی ہستی کو بھی فراموش کر دیا جائے گویا اب تمام عالم سے اجتناب و تقویٰ محض ذات الٰہی کے لئے ہو گیا۔ حاصل یہ کہ محض رضا جوئی خالق نصب العین ہونا چاہئے۔ اسی زاد راہ سے اتنا لمبا سفر طے ہو گا۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ

تم پر اس بات کا کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل (تجارتی نفع) طلب کرو

تفسیر عکاظ۔ ذی المجنہ اور ذی المجاز مکہ کے اطراف میں تجارتی منڈیاں تھیں۔ عرب لوگ سالانہ ان میں جمع ہو کر لین دین اور دیگر کاروبار کی تکمیل کرتے تھے لیکن موسم حج کے زمانہ میں ہر قسم کی خرید فروخت سے پرہیز کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ یاد الٰہی کے ایام ہیں اس خیال و رواج کے ابطال کے لئے آیت بالا نازل ہوئی (ابوداؤد بروایت ابن عباس) مطلب یہ ہے کہ موسم حج میں اگر تم لوگ تجارتی کاروبار یا کرایہ وغیرہ سے رزق الٰہی اور فضل خداوندی کی تلاش کرو تو کوئی ہرج نہیں ہے یعنی مقصود تو رضاء مولا ہے یہ امور اس میں حارج نہیں پھر کیوں اور کسطرح ممنوع ہو سکتے ہیں

مقصود بیان:۔ تجارت کی ترغیب لیکن اکل حلال جسکو فضل رب سے تعبیر کیا ہے حاصل کرنے کی ہدایت۔ آیت میں اگرچہ بظاہر تجارت کی اجازت ہے لیکن فضائل و محامد حاصل کرنے کی طرف بھی ایک خاص اشارہ ہے جو ایسے ہی مجمع سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ فضل رب کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کی خیر اور نیکی کو شامل ہے مثلاً تبادلہ خیالات۔ اہل اسلام کے اتحاد کا مظاہرہ۔ باہم میل محبت اور تعلقات کی توسیع۔ پان اسلامزم کی ہدایت۔ ایک ملک کے مال کی دوسرے ملک میں فروخت اور پھر اس سے وہاں کے لوگوں کا بہرہ اندوز ہونا۔ مسلمانوں کے جمود کا علاج وغیرہ۔

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس

عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ

اللہ کی یاد کرو اور جسطرح اس نے تم کو بتا دیا ہے ویسے ہی تم اسکی یاد کرو

وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ

اگرچہ اس سے پہلے تم ناواقف تھے

تفسیر درمیان میں کچھ احکام ذیلی بیان کر دیے گئے۔ اب پھر احکام حج کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب تم عرفات سے یعنی عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ میں آکر شب کو رہو اور صبح کو تڑکے سے پہاڑ کے قریب جسکو مشعر الحرام (مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے جسکو قزح بھی کہتے ہیں) کے پاس تکبیر و تہلیل کیا کرو۔ اور اس بات پر خدا کا حمد و شکر ادا کرو کہ تم پہلے گمراہ تھے خدا نے تم کو ہدایت اور آداب حج سکھائے۔ توحید خالص کی تعلیم دی اور جو شرک کی باتیں تم نے عبادت الٰہی میں ملا رکھی تھیں ان سے منع کیا۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں ہم کو لیکچر دیا حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہ حج کا دن ہے آگاہ رہو کہ مشرکوں کا قاعدہ تھا جب آفتاب پہاڑ کی چوٹیوں پر اس طرح نظر آتا تھا جسطرح مردوں کے سروں پر عمامہ ہوتا ہے تو غروب سے قبل ہی مشرک و بت پرست یہاں سے چل دیتے تھے لیکن ہم یہاں سے غروب آفتاب کے بعد چلتے ہیں اسی طرح مشرک لوگ مشعر الحرام سے اسوقت چلتے تھے جب آفتاب پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسا نظر آنے لگتا تھا جیسا مردوں کے سروں پر عمامہ لیکن ہم وہاں سے سورج نکلنے سے قبل ہی چلتے ہیں ہماری راہ مشرکوں کی راہ سے علیحدہ ہے۔ اس حدیث کا تتمہ حضرت جابر سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ عرفات میں جب شام کا وقت ہوا اور سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی تو حضور والا اسامہ کو ردیف بنا کر قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر چلے اونٹنی کی باگ اتنی کھینچے ہوئے تھے کہ اس کا سر کجاوہ کے اگلے حصہ سے لگا جاتا تھا اور دائیں ہاتھ سے لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کا اشارہ کرتے چلے جاتے تھے۔ بالآخر مزدلفہ پہونچے وہاں نماز مغرب و عشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کیا پھر لیٹ رہے۔ جب فجر طلوع ہو گئی تو اذان و اقامت کے بعد نماز فجر ادا کی اور فجر کی نماز پڑھ کر قصواء پر سوار ہو کر چلدیے۔ مشعر الحرام کے پاس پہونچے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگی اور تکبیر و تہلیل و تحمید میں برابر مشغول رہے یہانتک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ اسکے بعد طلوع آفتاب سے قبل ہی روانہ ہو گئے یہ عمل حدیث كَمَا هَدَاكُمْ کی تفسیر ہے۔

مقصود بیان:۔ ذکر و شکر تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کا حکم اور اس امر کی صراحت کہ ہادی برحق خداوند تعالیٰ ہے۔ یہ بھی اسی کی ہدایت ہے کہ آداب عبادت مسلمانوں کو معلوم ہوئے۔ وغیرہ۔

مجلد پارہ سنہری بھی تیار ہیں، ایک جلد ۴ار پانچ جلد چار روپے دس جلد ساڑھے سات روپے
ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خوان بھائی جو بغیر استاد کی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں تو
تلاوت آسان
قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہر
ہر معرے قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی ہی نہ رہے گا، اس لئے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں
الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
یہ ۶۰۷ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۴ صفحہ کا ہے اسی لئے آتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد پانچ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن ۴ار
دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے ۸ر زائد بلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے
آگئے زمین فوٹو بلاک پر بے مثال کا رسائز حمائل مجلد
حیرت سے پڑھئے اور داد دیجے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا
مولوی کا
کارنمایاں۔ کیسے انمول
جواہرات پیش ہوتے
ہیں۔ اس حمائل کو اصلی
صورت میں دیکھیں تو آ
بھی حیرت میں رہ جائیں
ایسی درخشندہ ملائم
ایسا کاغذ اور سنہری جلد
اور یہ صرف آٹھ آنے
لطف یہ کہ
جناب عالی
پورے تیسوں پارے
کامل مجلد پورا قرآن شریف
آٹھ آنے میں ملتا ہے جو
کام امریکہ جیسے ملک کے الا
مشن کرتے ہیں وہ آپکے
رسالہ مولوی نے کر دکھایا
قرآن پاک کی اشاعت
کا کام تو ہم سب پر فرض
ہے میں نے ہدیہ کم رکھا
ہے آپ بہ نسبت اشاعت
فرمائیے۔ ہدیہ
مجلد آٹھ آنے محصول

ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۶
...ی دہلی
...لی کا بہترین اور آپ کے مولوی کا دو ترجمہ والا قرآن مجید
...سرا اڈیشن چھپکر آگیا ایک سال میں ۵ ہزار قرآن شریف مولوی کے خریداروں کے قبول فرمائے
...لوی کے خریداروں کا بڑا امتیاز ہے کہ وہ اپنے مولوی کے ہر شائع شدہ چیز کو جوق در جوق خرید لیتے ہیں، اور بڑے بڑے تاجروں کو حیران کر دیتے ہیں
...ی خدمت تو صرف اس قدر ہے کہ دو ترجمہ والا قرآن شریف جس کا ہدیہ چار روپے تھا **نصف** ہدیہ میں ان تک پہنچا دیا اور لاگت پر دیدیا
...ن کر اب تو اور بھی حیرت ہوگی جب کہ کاغذ کا نرخ ساٹھ فیصدی بڑھ گیا ہے۔ اور چمڑے کے نرخ میں ۵۰ فیصدی کا اضافہ ہے
مجلد چرمی کامل
دو روپے میں
کیا کروں اس گرانی سے دل کی دل میں رہ گئی ورنہ یہ اڈیشن اور بھی سستا ہوتا تجربہ تو کیجیے دو روپے میں ایک ہزار صفحات جیسی ۹ رکی جلد اور ۳ر خرچ کے ۱۲ر تو یہ ہی نکل
...گے ہیں۔ سوا روپے میں ایک ہزار صفحات۔ اب آپ میں جو سب سے بڑا ماہر طباعت ہو وہ حساب کرلے کہ سوا روپے میں ایک ہزار صفحات کسی
...بھی چھپ سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کی قدردانی کا اعجاز ہے، یہ اڈیشن ۶ ہزار چھپا ہے، اس کو بھی جلد خرید کر سب کو مزید حیرت میں ڈال دیجیے
...میں دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ لفظی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے دوسرا ترجمہ با محاورہ مولانا اشرف علی صاحب کا، حاشیہ بھی تو اس کا بہت ممتاز ہے گویا پوری تفسیر ہے، جو میں نے بڑے صرف سے **جمعیتہ علمائے ہند کے دو مقتدر اراکین** سے
...ھوایا ہے، نمونہ زیریں سے اسکی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے **ابتدا میں ۸۰ صفحات کا مقدمہ ہے** جو خود شانی نہیں یقین فرمائیے کہ ایسا
...مقدمہ کسی قرآن مجید میں آپ نے نہ دیکھا ہوگا۔ اس مقدمہ میں سولہ ابواب ہیں (۱) فضائل تلاوت، آداب قرآن اور مختصر قواعد قرات (۲) آیزش
...نیا کے حالات قرآن مجید سے (۳) انبیا علیہم السلام اور انکی امتوں کے حالات قرآن شریف سے (۴) صحف آسمانی اور قرآن مجید کا امتیاز (۵) تاریخ
...ب قبل از اسلام اور قرآن کی انقلاب آفرینی۔ (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین
...مفصل حالات (۹) قرآن شریف کی مقبول دعائیں (۱۰) فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ رکوعات و نمبرات صفحہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال،
(۱۲) خواص آیات قرآنی (۱۳) تعویذات قرآنی (۱۴) فالنامہ قرآن مجید (۱۵) کوتاہیاں دربارہ تلاوت (۱۶) آداب تلاوت مع مسائل ضروریہ
...صحیح متن، مکمل حاشیہ، دو ترجمہ لاثانی۔ ۸۰ صفحات کا مقدمہ، کاغذ ولایتی ہدیہ مجلد چرمی دو روپے محصول ۱۲ر کل تین روپے
قال الملا ۹ — منزل ۲ — ۲۴۱ — الاعراف ۷
رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى
رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہوجاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسیٰ
اور ہمارا رب گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے — اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف
اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ
طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے
واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی
اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ
کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈالدیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا
کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر
يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ
کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی، کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھکو اور
...ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے حکم ہوا تھا چالیس روز تک ٹھہرو، دیانچہ انھوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کرلی تھی، اسکے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کردی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم نے نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور یہ کہکر وہ تختیاں جن میں توریت لکھی تھی اٹھا کر زمین پر پھینکدیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے...
ملنے کا پتہ: بحملہ پریس دفتر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی

مولوی ویپی رجسٹرڈ ایل بی
ہمالیہ جہاں سونے چاندی لوہے وغیرہ کی کانیں ہوتی
ہیں ان کا ست عنایت پروردگار سے سلاجیت ہوتا ہے ہم ایسے دشوار
گزار مقامات میں اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر اڑتالیس سال سے سکو حاصل کرتے اور
ویدک طریقہ پر صاف کرکے آپ تک پہنچاتے ہیں جو ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور جس کے صدہا
ہمارے پاس موجود ہیں
اصلی سلاجیت
ہر سال جو شخص کہ ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولے کھاتا رہیگا۔ اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے گا، تو ہر قسم کی بیماریوں
سے بچ کر موٹا تازہ اور تندرست رہیگا۔ اور عمر بھی زیادہ ہوگی، ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت ملتی ہے۔
قیمت پانچ تولے
سوا دو روپے
دس تولے
سوا چار روپے
بیس تولے
آٹھ روپے
چالیس تولے
پندرہ روپے ۸ آنے
اسی تولے
تیس روپے
محصول ڈاک
ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور
تصدیق

ماہوار جریدہ
مولوی
مدیر مولوی عبدالحمید خاں
دو آنہ
2
ANNAS
ONE
RUPEE
INDIA
1916
تجرید بخاری
حدیث شریف کی سب سے زیادہ مستند کتاب بخاری شریف کا
خلاصہ جس کو جامعہ ازہر نے عربی میں طیار کیا۔ اور آپ کے مولوی نے اردو میں ترجمہ
چھاپنا شروع کر دیا۔ مولوی کا ترجمہ شایع کرنا ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ اب
ہندوستان میں یہی مستند ترجمہ تجرید بخاری ہے۔ اسکی قیمت لاہور کے ہر کتب خانہ
میں پانچ روپے ہے۔ آپ سے پیشگی ایک روپیہ نو آنے مجلد کتاب کے معہ محصولڈاک
لئے جائینگے بشرطیکہ آیندہ رسالہ پہنچنے سے پہلے بھیجدیں ۔ ۵۰۰ صفحات ہیں
مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

نئی روح
نئی طاقت
قائم شدہ سنہ ۱۹۰۳ء
دماغ
جگر
دل
از سر نو جوان بنانیوالی اکسیر
گردے
معدہ
نوجیون
قوت مردانہ
قوت مردانہ
مسیح الملک شہنشاہ طب حکیم اجمل خان صاحب کی بیاض خاص کا نسخہ
مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ کا نسبا عطیہ!
یہ اکسیری دوا منگا کر اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کیجئے اور ایک دفعہ پھر جوان بن کر زندگی کا صحیح لطف اٹھائیے۔
نوجیون تمام اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر کثیر مقدار میں خون صالح اور مادۂ تولید پیدا کرتی ہے۔ قوتِ مردانہ کو غیر معمولی ترقی دیتی ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو بالکل از کار رفتہ سمجھ چکے تھے اُن کو بھی نوجیون نے نوجوانوں کی صف میں لا بٹھایا۔ اُن کی رگوں میں نیا خون دوڑنے لگا اور اُن کے دل میں شباب کے ولولے پیدا ہونے لگے۔ درحقیقت قوت مردانہ کی یہ وہ اکسیری دوا ہے جس کی تلاش میں دنیا سرگرداں ہے۔ جو لوگ زندگی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں اور مردانہ قوتوں کے ساتھ اولاد کے بھی متمنی ہیں انھیں فوراً منگانی چاہئے۔ نوجیون یورپ کی دواؤں کی طرح فوری اثر دکھانے والی اور جلد اثر زائل ہو جانے والی دوا نہیں ہے۔ (اس کے ساتھ اگر طلائے سومیائی بھی استعمال کریں تو طاقت و سختی کے لئے بے نظیر اور بے ضرر چیز ہے۔ ۳ ماشہ طلا کی قیمت دو روپے چار آنے۔)
نوجیون کی ترکیب استعمال:۔ ایک ایک قرص صبح شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔
قیمت چالیس خوراک سات روپے آٹھ آنے۔
نوٹ:۔ نوجیون ہی طاقت کی ایسی دوا ہے جسے آپ بے خطر ہو کر ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں
قرص صدر
پھیپھڑوں کو طاقت دیتے ہیں۔ خشک کھانسی کے لئے مفید ہیں۔
بھوک۔ ہاضمہ اور خون پیدا کرنے کے لئے
بہت فائدہ مند ہیں۔ قیمت شیشی ۱۶ قرص ڈیڑھ روپیہ
ملنے کا پتہ
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
چاند کی تین تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو اگر اتفاق
سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ دفتر
سے خط بھیج کر منگا لیجئے۔

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ لکھا ہوا ہے جہاں لکھا
ہوتا تھا اگر پہلے سے درج نہیں ہے تو اب لکھ لیجئے
اس کے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایت
خصوصاً تبدیل پتہ کی تعمیل ناممکن ہے۔

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۵ | بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۶ھ | نمبر ۵

شذرات

ارض یورپ میں آغاز حرب کا امکان

خدا ہی جانتا ہے کہ جو شعلہ سرزمین ہسپانیہ میں شورش و بغاوت کی صورت میں بھڑکا ہے وہ اپنی لپٹ میں یورپ کی کتنی سلطنتوں کو آتش بداماں بنا رہے گا اور کتنی فرمانرواؤں کے خرمن ہستی اس سے جل کر خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے ایک مدت سے حکومت اور باغیوں میں کشمکش حیات کا سلسلہ جاری ہے لیکن اب تک نہ اس جنگ کا کوئی نتیجہ مترتب ہوا اور نہ ابھی تک اس کے متعلق کسی قطعی اور حتمی رائے کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ظاہر و بدیہی ہے کہ اس پر یورپ کی فرمانرواؤں میں ضرور بعد بحر برابر بڑھتا چلا جائیگا جو مستقبل قریب یا بعید میں یورپ کے اندر ایک ہولناک جنگ کی صورت پذیری پر منتج ہوگا۔ لڑنے والے دو فریق ہوں اور دونوں کے ہاتھ میں تلوار ہو تو جنگ کے زیادہ طوالت پذیر ہونے کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں لیکن ہسپانیہ کی بغاوت اپنی نوعیت میں ایک عجیب اور حیرت انگیز بغاوت ہے جس میں دنیا کی طاقتور اور قوی دست فرمانرواؤں کی پالیسیاں لڑ رہی ہیں۔

یوں تو جنگ عظیم کے امکانات ابتدا ہی سے رونما تھے لیکن ماہ حال میں بلباؤ پر جنرل فرانکو کے قبضہ اور اس کے نتائج نے صورت حالات کو نقشہ نازک سے نازک تر بنا دیا ہے ۶۵ ہزار باغیوں کے لشکر جرار نے بلباؤ پر اپنا پورا تسلط قائم کر کے برخط لقا پر آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سیلاب کس منزل پر جا کر تھمے گا۔ جنگ میں کسی شہر و صوبہ پر قبضہ معمولی بات ہے لیکن صوبہ بلباؤ پر فرانکو کا تسلط بین الاقوامی خطرات کا موجب بن گیا ہے اس لئے کہ یہ صوبہ جہاں اپنے محل وقوع کے اعتبار سے نہایت اہمیت رکھتا ہے وہاں اس اعتبار سے بھی اس کی عظمت و اہمیت مسلم ہے کہ یہاں لوہا بکثرت پیدا ہوتا ہے اور کم و بیش چھ ہزار ٹن نہیں چھ لاکھ ٹن خام لوہا جنوبی ویلز کو بھیجا جاتا تھا اور آجکل اس کی ضرورت بہت وجوہ بہت زیادہ ہے کیونکہ برطانیہ اپنے جدید لائحہ عمل کے ماتحت بکثرت سامان حرب تیار کرنے میں مصروف ہے۔

یہ سلسلہ اب یقیناً مسدود ہو کر رہ جائے گا جس کا اثر برطانیہ پر بہت مضر پڑے گا اور وہ اسے سکون خاطر سے برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا چنانچہ مجلس عدم مداخلت کی سب کمیٹی کے اجلاس میں برطانی نمائندہ لارڈ پلائی موتھ کو یہ کہنا ہی پڑا کہ برطانیہ موجودہ صورت حالات کو قطعی طور پر غیر تسلی بخش سمجھتی ہے اور اس وقت کے مترتبہ نتائج سے بیحد مایوس ہے۔ یہی کیا کہ حکومت برطانیہ کو اس سے بھی شدید مایوسی ہے کہ باہمی معاہدہ اور بہ کثیر تنظیم کے باوجود فریقین کو ہسپانیہ میں سامان جنگ برابر پہنچ رہا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ جرمنی و اٹلی معاہدہ کے خلاف مصروف کار روائی ہیں جس سے برطانیہ کو براہ راست نقصان پہنچ رہا ہے۔ جرمنی سمجھتا تھا کہ یہ مایوس کن صاف گوئی کی حامل ہے اس لئے اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایک طرف تو "دارالحکومت میں ضرورت قیام" کے عذر پر اپنے وزیر خارجہ کی روانگی لندن کا پروگرام منسوخ کر دیا اور دوسری طرف اپنے جنگی جہاز لیپزگ پر حکومت ہسپانیہ کی آبدوز کشتی کے حملہ کی ایک داستان تراش کر بحر سیاست میں ایک خوفناک طوفان پیدا کرنے کی سعی کی اور خود برطانیہ اور اس کے ساتھ فرانس پر بھی زور دیا کہ تم دونوں بھی جرمنی اور اٹلی کے ساتھ اپنے اپنے جنگی بیڑے لیکر ہسپانیہ کے سواحل کے سامنے مظاہرہ کرو۔

ایک طاقتور حکومت کے عائد کردہ الزام کو سرے سے غلط اور بے اصل قرار دینے کی جرأت تو برطانیہ میں نہ تھی تاہم اصل حقیقت کو وہ سمجھتا تھا اس لئے اس نے اس بنا پر اس نے اس مظاہرہ میں شرکت سے انکار کر دیا کہ تاوقتیکہ اس حادثہ کی تحقیقات اسے پایہ ثبوت کو نہ پہنچا دے اس وقت تک صرف اس یک طرفہ بیان کو کسی کارروائی کی بنیاد و اساس بنانے کے لئے تیار نہیں اس جواب سے جہاں مظاہرہ رک گیا وہاں برطانی نمائندہ کا بیان بھی بے اثر ہو کر رہ گیا اور یہی اس کا مقصد تھا کہ فرانسیسی کوئی احتجاج ذکر سکے۔ یورپ کی سیاسیات ایک گہرے فریب کا ایک دلچسپ مرقع ہے۔ حصول مقصد کے لئے ہیر پھیر سے مذموم کارروائی کو حق بجانب قرار دے لیا جاتا ہے۔ یورپ دھمکیاں بھی دے رہے ہیں سب تیاریوں میں بھی مصروف رہیں سب لڑنا بھی چاہتے ہیں اور سب اس سے پہلو بھی بچاتے ہیں تاہم برطانوی انکار کا اتنا اثر ضرور لیا گیا کہ جرمنی و اٹلی سواحل ہسپانیہ کی نگرانی سے قطعاً دستکش ہو گئے تاہم یہ بھی

عدم مفاظلت سے علیحدگی اختیار نہیں کی تاکہ اس کی اندرونی کارروائیوں سے بے خبر نہ رہ سکیں۔

فتح بلباؤ پر جہاں برطانوی اور فرانسیسی حلقوں میں مایوسی پھیلی ہوئی ہے وہاں جرمنی اور اٹلی میں خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ہر ہٹلر اور سائنور موسولینی دونوں نے جنرل فرانکو کو مبارکباد کے شاندار برقی پیامات ارسال کئے ہیں اور کیوں نہ ارسال کرتے کہ یہ خود اس کی عملی حمایت کر رہے ہیں اور اکٹھے چالیس ہزار جرمنی محاذ ہسپانیہ پر مصروف پیکار ہیں یہ طنطنہ و طمطراق ملاحظہ فرمائیے کہ ایک تو بے بنیاد الزام لگایا گیا اور پھر اس پر یہ غصہ کہ ہولاکہ نازیوں کے جلسہ عظیم میں ہر ہٹلر نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ:-

"جرمنی نے لیپزگ پر حملہ کے بعد شرکت سے انکار کر کے ہمارے ایک حق مطالبہ کو ٹھکرا دیا۔ اس سے جرمنی کو جو تلخ تجربہ ہوا ہے وہ اسے کبھی نہ بھول سکے گا۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ آئندہ اس قسم کے واقعات کے وقوع کے ہم اپنی قوم کی عزت و آزادی کو برقرار رکھنے میں آزاد ہوں گے اور اپنی حفاظت خود کریں گے۔ آج ہم میں اتنی طاقت آ گئی ہے کہ ہم اپنی حفاظت آپ کر سکتے ہیں جرمنی اپنی چہار سالہ اسکیم سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔"

ساتھ ہی ہر ہٹلر نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمیں ممالک غیر سے خام لوہا خریدنے کی ضرورت ہے۔ ہماری امید کے مطابق جنرل فرانکو کامیاب ہوگا اور ہم اس وقت اس سے اس کا معاملہ کر سکیں گے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بلباؤ کا جو لوہا پہلے برطانیہ کی جنگی تیاریوں میں صرف ہو رہا تھا وہ اب جرمنی کے صرف میں آئے گی جو قدرتاً برطانیہ کے اشتعال کا باعث ہوگا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے برطانیہ کبھی برداشت نہ کر سکے گی۔ یہ سب ایسے محرکات ہیں جو یقیناً ایک جنگ عظیم کا باعث بن سکتے ہیں جنہوں نے یورپ کو ایک ایسا میگزین بنا دیا ہے جس کے بھڑک اٹھنے کے لئے ایک اور صرف ایک چنگاری کی ضرورت ہے۔ دیکھئے بیسوی صدی کی یہ باہمی معاندتیں کیا رنگ لاتی ہیں۔

ارض کشمیر میں گولیوں کی بوچھار

مسلمان لاکھ گئے گزرے بھولے بھٹکے ہوں، رہین غفلت ہوں لیکن وہ مذہب کے معاملہ میں بالعموم اور حب رسول کے معاملہ میں بالخصوص بہت ذکی الحس واقع ہوتے ہیں ایک وفادار مسلمان بھی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی اس کے مذہب کی توہین کرے اور اس کے آقائے نامدار حضور نبی کریم کی سب و شتم کی جرات کر سکے۔ کشمیر میں اس کے باوجود کہ اب پوری غیر مسلم دنیا مسلم حسیات و جذبات سے آشنا ہو چکی ہے یہ سب کچھ ہوتے ہوئے جموں کی جیل کے فرض ناشناس سپرنٹنڈنٹ نے قرآن پاک اٹھا کر پھینک دیا اور مذہب اسلام اور پیشوائے اسلام کے خلاف مغلظات سے کام لیا۔ مسلم قیدیوں نے جو مجرم سہی مگر مسلمان تو تھے اس پر صدائے احتجاج بلند کی اور اس کا جواب سخت اور ناقابل تغیر پاکر ہڑتال کر دی کام چھوڑ دیا۔ اس پر ان کے ساتھ مزید سختی و توہین روا رکھی گئی جب یہ باہر کی فضا بھی مسموم ہو گئی چاہئے تو یہ تھا کہ حکام صورت حالات کی نزاکت دیکھ کر متنبہ ہو جاتے مگر نہیں ان کے وطن کی سرزمین کو انسانی خون سے لالہ زار بننا تھا ریاست کی قسمت میں غیر روادارانہ سلوک کی رسوائی مرقوم تھی حکام کو اپنے دست و بازو کے امتحان کے بعد فیصلہ کرنا تھا البتہ متنبہ ہوتا تو ایک طرف توہین و تنقیص اور سب و شتم کا سلسلہ معدوم و ننگ ہونے کے بجائے اور بڑھتا گیا غرور اقتدار نے ان کی گردن میں اور اکڑ پیدا کر دی اور انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کی مجروحیت کی جانب سے قطعاً بے پروائی اختیار کر لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صدا ہائے احتجاج کی گونج سے کشمیر کے زمین و آسمان گونج اٹھے غیر ذمہ دار اور غیر مآل اندیش ہندوؤں اور سکھوں نے بھی حکومت کا ساتھ دیا اس کی حمایت کے جوش میں اپنے وطنی بھائیوں کے جذبات کی طرف سے نہ صرف یہ کہ آنکھیں ہی بند کر لیں بلکہ انھیں اشتعال دلانے نقصان پہنچانے اور انھیں فرقہ وارانہ فساد کے جال میں پھنسا کر ان کے مقاصد ملی کو غارت کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ مسلمانوں کے عزم صمیم محبت رسول و ولولہ عمل اور استقلال کار کا امتحان لیا جائے ریاست نے جوش کی فراوانیاں اور افزائیاں دیکھ کر مسلمانوں کے جلسوں کو روکنا شروع کر دیا تھا۔ جلوس پر پابندیاں عائد کر دی تھیں پولیس اور فوج کا پورا انتظام کر لیا تھا اور سرینگر اور پونچھ دونوں جگہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو شخص رات کے آٹھ بجے کے بعد باہر نظر آئیگا گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ چپہ چپہ پر مسلح پولیس اور فوج کے پہرے قائم کر دیئے گئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ریاست کی طرف سے جلسوں اور جلوس کے سیلاب کو روکنے کے لئے ایسے مرعوب کن اہتمام کئے تھے کہ ان کا تصور ہی ہمتوں کو پست کرنے کے لئے کافی تھا لیکن فرزندان توحید شیدائیان رسول اور جوش حمایت مذہب میں ان خوفناک مظاہروں اور ہیبتناک اہتماموں کی پرکاہ برابر بھی اعتنا نہ کی جلسوں کا سلسلہ اسی شان کے ساتھ ہر جگہ قائم رہا جلوس نکلے اور پوری شکوہ کے ساتھ نکلے اور مرد تو مرد عورتیں اور بچے تک بھی گھروں سے والہانہ نکل پڑے یہ بھی چنداں اہم نہ تھا ایسا ہی ہوتا رہا ہے ہنگامہ پسندی یہ جوش پیدا کر ہی دیا کرتی ہے لیکن قابل تعریف حوصلہ مندی تو یہ تھی کہ جلوس پہ لاٹھیاں برستی ہیں بار بار گولیاں چلتی ہیں مسلم لاشیں خاک و خون میں تڑپنے لگتی ہیں مگر مسلم جوش کے سمندر کی طغیانی کم ہونے میں نہیں آتی۔

شہداء کے جلوس نکلتے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ شاندار ہوتے ہیں مہاراج گنج میں غیر مسلم مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں سے سنگباری کرتی ہیں اور وہیں سے پولیس بھی لاٹھیاں برسانی شروع کر دیتی ہے محلہ پانپور میں جلوس کے پہنچتے ہی کشمیری پنڈتوں کے مکانوں سے زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کے بیان کے مطابق تیزاب غلاظت پتھر اور اینٹیں

برسنے لگتی ہیں۔ غرض اس قسم کے بزدلانہ حملوں لاٹھیوں گولیوں سے
بکثرت مسلمان مجروح اور متعدد شہید ہو جاتے ہیں۔ رہنمایان ملت
محمد یوسف میر واعظ گرفتار کرلئے جاتے ہیں یہ سب کچھ ہوتا ہے جسم
مسلم کے ٹکڑے اڑجاتے ہیں۔ ارض کشمیر کے مختلف قطعات اس کے
خون سے لالہ زار بنجاتے ہیں لیکن حوصلہ کی بلندیاں وہی رہتی ہیں
ظاہر ہے کہ اس بے پناہ جوش اور شورانگیز شورش کا مقابلہ حکومت
بیچارہ حکومت کشمیر کیا دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی سلطنت بھی نہیں
کرسکتی ہے مسلمانوں کے عزم و جوش نے آخر ریاست کا سر جھکا
دیا اور اسے اپنے نشۂ غرور و نخوت سے نیچے اتر کر صلح کرنی پڑی
چنانچہ پولیٹکل کانفرنس کے سکرٹری کے تار سے یہ معلوم کرکے مسرت
ہوئی کہ حکومت پونچھ کے ارباب حل و عقد اور رہنمایان ملت کے درمیان
تصفیہ ہوگیا۔ شیخ محمد عبد اللہ نے ایک اجتماع عظیم میں شرائط تصفیہ
کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"حکومت نے مسلمانوں کے تمام مطالبات منظور کرلئے جن میں
ایک شرط ارتفاع شکایات کے لئے کمیشن کا قیام بھی ہے۔ جنگلات
کی حد بندیاں فی الفور کردی جائیں گی غلہ کا محصول درآمد بھی منسوخ
ہوجائے گا۔ جلا وطن واپس ہوں گے محبوسین رہا کردیئے جائیں گے
ڈاکٹر رام سنگھ سپرنٹنڈنٹ پر توہین قرآن کا الزام تو ثابت نہیں ہوا
البتہ خرابی انتظام کی بناء پر اسے میڈیکل اور جیل کے محکموں سے علیحدہ
کردیا جائے گا۔ چنانچہ جتھے توڑ دیئے گئے حالات سکون پذیر ہوگئے
ہر قوم و ملت کے لوگ اس تصفیہ پر مسرور نظر آرہے ہیں اور ایک سب کا
مشترکہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے"

قربانیاں اثر لائے بغیر نہیں رہ سکتیں، مسلمانوں نے اپنے مطالبات
منوانے کے لئے اپنا خون تک بہا دیا اور کامیابی حاصل کی اس سے
صاف واضح ہو رہا ہے کہ اب مسلمانوں میں بہت بیداری پیدا ہوچلی ہے۔

تقسیم فلسطین

شاہی کمیشن فلسطین کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے اور اس کو برطانیہ عظمیٰ نے
سرکاری طور پر منظور کرلیا ہے۔ کمیشن کی سفارشات کی رو سے لارڈ
بالفور کا اعلان ۱۹۱۷ء منسوخ کردیا گیا ہے اور ملک کو تین حصوں
میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

(۱) ملک کا حاصل خیز اور سرسبز حصہ یہودیوں کے لئے خاص کردیا
گیا ہے۔ حیفا کا مستحکم بحری مقام اور بحر روم کا اہم ترین علاقہ ساحلی
حصہ "وطن یہود" ہوگا اور یہاں یہودیوں کی آزاد اور مستقل حکومت
قائم کی جائے گی۔

(۲) بیت المقدس سے یافا کے بندرگاہ تک وہ تمام علاقہ جس کو
بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے انگریزوں کے قبضہ میں رہے گا اور
یہ حصہ فلسطین و شام اور عراق و شرق اردن کے پہلو میں برطانیہ
کے فوجی مقاصد کا مرکز رہے گا۔

(۳) فلسطین کا بڑا حصہ جو سیاسی فوجی اور معاشی اہمیت سے محروم
ہے عرب سلطنت کی صورت اختیار کریگا۔ یہودی عربی زمین کے عوض
اس سلطنت کو خراج ادا کریں گے اور حکومت برطانیہ بھی عرب سلطنت
کی ترقی کے لئے ۲۰ لاکھ پونڈ پیش کرے گی۔

تقسیم کی رو سے فلسطین کے دماغ پر یہود کا قبضہ ہوگا۔ دل پر
انگریزوں کا اور عربوں کو جوتوں میں جگہ دی جائے گی۔

کمیشن کا یہ فیصلہ نہ عرب تسلیم کرسکتے ہیں اور نہ کریں گے۔ فیصلہ ایک
ایسے ہنگامہ کا آغاز ہے جو عربوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ و
جدال کی ایک مستقل خلیج پیدا کردے گا۔ یہ صحیح ہے کہ انتدابی حکومت
کے عذاب کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ لیکن اس سے بڑا عذاب عربوں کی قومیت
کو برباد کرنے کے لئے موجود ہے۔ کرنل ہاٹ کا قول ہے کہ انتداب
کا نظریہ قومی اداک کے لئے ایک نئی شے ہے اس کا مقصد فاتح
اقوام کی جوع الارضی کو پورا کرنا نہیں ہے بلکہ یہ اختیارات کی ایک
امانت ہے جس سے کمزور قوموں کو ترقی دینا مقصود ہے۔

حکومت برطانیہ شروع سے اس وقت تک اس نظریہ کے خلاف
عمل پیرا رہی ہے آج جبکہ بظاہر انتداب ختم ہوتا ہے تو ملک کو تین حصوں
میں تقسیم کرکے غلامی سے بدتر حالت میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اگر وطن یہود
قائم کرنا ضروری تھا تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بیت المقدس پر انگریزی
قبضہ کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ان مواعید کی خلاف ورزی
نہیں ہے جو زمانہ جنگ میں عربوں سے کئے گئے تھے۔

کانگریس اور وزارتیں

واردہا میں کانگریس کے رہنماؤں نے جمع ہوکر
ساڑھے تین دن کے غور و فکر بحث و نظر اور مسلسل و ذہنی محنت
کے بعد عہدہ داروں کو قبول کرنیکا اعلان کردیا ہے۔ اس مرتبہ کانگریسی
عہدہ دار کو آزادی دیدی گئی ہے وہ پارلیمنٹری کمیٹی کی نگرانی میں کام
ضرور کریں گے لیکن اس سے زیادہ خود ان کا ضمیر رائے عامہ کے
سامنے ذمہ دار ہوگا۔

کانگریس کو یوپی۔ سی پی۔ بمبئی۔ مدراس بہار اور اڑیسہ کے
صوبوں کی قانونی مجالس میں اکثریت حاصل ہے۔ انہی صوبوں
میں کانگریس کے پارلیمنٹری لیڈروں کو وزارت قبول کرنے کی
دعوت دی جائے گی اور وہ ہر ایک شرط اور ہر ایک پابندی سے
آشنا ہوکر وزارت قبول کریں گے۔

عام ہندوستانی جن کی ملازمتیں کا روشن چراغ گذشتہ صدی
کے نظام حکومت میں چند سے ٹمٹما کر گل ہوچکا ہے اپنی ٹوٹی ہوئی
امیدوں کا سہارا تلاش کررہے ہیں اور ان کی الٹی ہوئی نظریں
قومی سیاست کے صاف و شفاف آئینے کی طرف دیکھ رہی ہیں
امید کے خلاف امید کرنا اگرچہ بیکار ہے لیکن مجبور عوام صرف
اس توقع پر زندہ ہیں کہ کانگریس کی کوششوں کا بادبانی جہاز
جو ہوا کے رخ پر صحیح سمت جارہا ہے ضرور منزل مقصود پر پہنچیگا
مناریوں کے واردہا کا فیصلہ اس توقع کا ابتدائی باب ہے اور

عوام نے جس شکل میں اس کو قبول کیا ہے وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ باشندگانِ ملک کی تمام مجبوریوں کا واحد علاج اختیار و اقتدار ہے۔ چند ہی روز میں کانگریسی وزراء برسرِ اقتدار آجائیں گے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ سیاست کے اس نازک مرحلے پر انہیں ملک کی فلاح و صلاح کے نام پر عوام کی خدمت کا کام کرنا ہے۔ یکم اپریل ۳۷ء سے دستور نافذ ہے لیکن اس کی حقیقی زندگی کا آغاز اگست ۳۷ء سے ہوگا۔

کانگریسی وزراء کا امتحان

دستور کے متعلق لارڈ زٹلینڈ وزیر ہند مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند اور لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند نے اپنے آخری بیانات میں یہ بات واضح کر دی ہے کہ "صوبائی خود مختاری کا دستور" اس کے تحت جو ذمہ داری دی گئی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملک کے آٹھ کروڑ ووٹر اپنے اپنے صوبہ میں اسمبلی کے ارکان کا انتخاب کریں گے اسمبلی کے ارکان کی اکثریت وزارت کو ترتیب دے گی اور وزراء اپنے تعمیری کام کے حلقہ میں صوبہ کی ترقی کے لئے آزاد ہوں گے اس کے یہ معنے ہیں کہ حکومت پر ان لوگوں کا قبضہ ہوگا جو عوام کے قلوب پر حکومت کرتے ہیں۔

اگر یہ نظریہ عملی سیاست کے میدان میں صحیح ثابت ہوا گورنروں نے کانگریسی وزراء کو آزادی دی اور اپنے وعدوں کا پاس کیا تو ان کو اپنے تعمیری پروگرام کے سلسلہ میں بہت کچھ کام کرنا پڑے گا۔ غریبی کا دور کرنا۔ مزدوروں کے درجے اور معاش کی صورت کو بہتر بنانا۔ کسانوں کے قرضے کا تدارک اور مالیہ کی تخفیف اور بیکاروں کی امداد۔ تعلیمی اصلاح۔ صحتِ عامہ کی غور و پرداخت۔ چھوٹے درجے کے ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ۔ مغرور حکام کی نگرانی۔ رشوت کا انسداد۔ شہری ضرورتوں کی تکمیل۔ حقوق کی آزادی۔ دیہی آبادی کی نگہداشت یہ اور اسی قسم کے تمام امور ایسے ہیں کہ کانگریسی وزراء ان کو ضرور بروئے کار لائیں گے وزراء کا کام یہ ہوگا کہ وہ عوام کی خدمت کریں۔ عوام کا فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ اس خدمت کی قدر کریں اور ایسی رائے عامہ پیدا کریں جس سے کانگریس کو فیصلہ کن تقویت حاصل ہو جائے۔

موجودہ دستور اور کانگریس

کانگریس کی مجلس عاملہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ موجودہ دستور کو توڑنے کے لئے وزارت قبول کر رہی ہے۔ دستور کی شکست و ریخت اور وزارتوں کو قبول کرنا بظاہر دو مختلف صورتیں ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ تجارت کی طرح سیاست میں بھی اعتماد کی ضرورت ہے۔ کانگریس کے فیصلے کو رائے عامہ کا اعتماد حاصل ہے اور زیادہ تر اسی لئے حاصل ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی سیاسی حقیقت کے دو پہلو پیش کرتی ہیں۔ ملک کو راہوں کے پیچ و خم کی ضرورت نہیں اصل شے مقصد ہے اگر مقصد سامنے ہے اور قوم کے عناصر متحد ہیں تو ہر راہ کامیابی کی راہ بن سکتی ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس دستور کے کیوں خلاف ہے اس کے لئے نصف صدی کی سیاست کا جائزہ لینا چاہئے۔ کانگریس ۱۸۸۵ء میں قائم ہوئی۔ وقت کے وائسرائے لارڈ ڈفرن کی تائید سے اس کی بنیاد عمل میں آئی۔ مسٹر ہیوم جو حکومت ہند کے سکرٹری تھے انہوں نے اس کو قائم کیا۔ مقصد ہندوستان کی حمایت تھی یا مخالفت اس سے غرض نہیں، حقیقت اتنی ہے ۱۸۵۷ء میں آزادی کا ہنگامہ ہو چکا تھا۔ اگرچہ ہندوستان کی روح اس ہنگامہ کے بعد افسردہ ہو چکی تھی لیکن کبھی کبھی برطانیہ کے سفید فام نمائندوں کو ہندوستان کے صاف مطلع پر شفق سرخ کا ایک ہلکا سا منظر نظر آنے لگتا تھا۔ انگریز ملک کے خالص مذہبی جذبات کے متعلق بہت محتاط تھے لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہندوستان کی رگوں کا خون کس سمت سے کس سمت بہتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد اعتدال پسند ہندوستانیوں کا ایک "روحانی" طبقہ ایسا بھی پیدا ہو چکا تھا جس کی نظر کے تارے ایک دوسرے ہی آسمان پر چمکتے تھے۔

حکومت نے کانگریس کو قائم کیا اس کا قیام آزادی کے تیز بہاؤ کے لئے ایک بند تھا جس کا مقصد طوفان کے رخ کو بدلنا تھا چنانچہ ہندوستان عرصہ تک خوشامدانہ عرضداشتوں کو حصول آزادی کا ذریعہ سمجھتا رہا مگر ۱۹۱۹ء میں رنگ بدلا۔ اور جلیانوالہ باغ میں سیاسی زندگی کا ایک نیا نقش تیار کر دیا۔

انتخابی سیاست

۱۹۲۶ء میں سی آر داس اور موتی لال نہرو کی رہنمائی نے ملک کو تبدیل کی سرحد پر لا کھڑا کر دیا۔ اب ملک کا مطالبہ یہ تھا کہ ایک آزاد دستور دیا جائے۔ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۶ء تک کا تاریخی زمانہ بہ تمام و کمال انہی مطالبات اور ملکی حقوق کا زمانہ رہا ہے حکومت نے جوابی سیاست سے کام لیا۔ ضرور لیا مگر ملک کی شکستہ امیدیں مطمئن نہ ہوئیں ۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن آیا۔ اس کی رپورٹ پر حکومت نے اپنی یادداشت پیش کی۔ تین بار ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنسوں کا اجلاس طلب کیا۔ پارلیمنٹری کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ ارکان نے تقریریں کیں ہندوستانی نمائندوں نے اپنے متفقہ مطالبات کی یادداشت پیش کی لیکن ان تمام کوششوں نے قانون اور دستور کی صورت اختیار کی تو اس کا حاصل یہ تھا کہ فوج پر ہندوستان کا کوئی اختیار نہیں۔ ہمارا مطالبہ تو یہ کہ فوج ہندوستانی ہو لیکن جواب یہ ہے کہ دستور کے صفحہ پر ایک صفر اور سوالیہ علامت کے سوا کچھ نہیں۔ نہ مالیات پر ہمارا مکمل قبضہ نہ معاملات خارجہ پر۔ خزانہ موجود مگر گورنر کا ہاتھ سانپ کی شکل میں اس پر بیٹھا ہوا ہے۔ اسمبلی پر گورنر کا [illegible] قائم۔ وزراء کی ذمہ داریاں ناقص، گورنر کو قانون کو معطل کرنے اور قانون بنانے کا حق حاصل۔ ذمہ داری کا کچھ حصہ ضرور ہے لیکن گورنر کا اختیار اس سے بالاتر ہے۔ ملک کو اہل ملک کی روزمرہ کی

صرف لوٹ مار اور ہڑتالوں کو روکنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اس سے دستور خالی۔ قدرتاً ایسا دستور ناقص ہے اور اس کو ناکام بنا دینا ہی ملک کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ شروع سے ہمارا خیال آزادی پر قائم ہے اس لئے لازماً یہ کانگریس کا فرض ہے کہ وہ موجودہ دستور کے نشان منزل سے آگے بڑھ کر اس مرحلہ پر پہنچ کر دم لے جہاں آزادی کی روشن مشعل ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

ڈاکٹر انصاری موجودہ دستوری جد و جہد کے بانی تھے۔ ہم آج کیا چاہتے ہیں اس کا فیصلہ کرنے کے لئے عین ان الفاظ سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے جو انہوں نے [illegible] اگست میں سفر انگلستان کے اثناء میں کہے تھے۔

"ہم دستور کو قطعی نامنظور کرتے ہیں اور اس کی جگہ ایک قومی دستور کو دینا چاہتے ہیں ہم ایک ایسا آئینی طریق کار تجویز کرتے ہیں جس پر سلطنت متحدہ برطانیہ، آسٹریلیا، افریقہ اور آئرلینڈ میں عمل ہو رہا ہے۔ ہم تمام ہم وطن اقوام کی نمائندہ اسمبلی کے ذریعہ اپنا دستور خود بنائیں گے یہ آزادی کا دستور ہوگا اور اس کو انگریزوں کو تسلیم کرنا پڑیگا۔"

فرقہ داری کے استیصال کی مساعی

پنجاب کی فضاء دستور جدید کے عین نفاذ کے بعد پانی پت، آگرہ اور امرتسر کے فسادات سے بہت مکدر ہو چکی تھی اور اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ یہاں کی چنگاریاں اڑ اڑ کر دوسرے خرمنوں کو بھی خاکستر بنا کر رکھ دیں گی اور کم از کم مسلم اور سکھ علاقوں کا امن و امان تو شدید خطرات میں مبتلا ہو کر رہ جائیگا۔ مسلمان اچانک حملوں سے شدید نقصان اٹھا کر قدرتاً بہت بپھرے ہوئے تھے اور ہر جگہ ان کے قلوب میں شعلہ ہائے انتقام بھڑک رہے تھے لیکن جس سرعت و حماقت کے ساتھ فسادات وقوع پذیر ہوئے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے اسی مستعدی و عجلت اور دانائی و مآل اندیشی سے ان کے آئندہ وقوع کے امکانات معدوم یا بدرجہا اقل کم کرنے کے لئے قدم اٹھایا۔ ایک فوری اعلان میں وقوع فسادات پر اظہار افسوس کے بعد رہنمایان ملک سے فرقہ وار جھگڑوں کے استیصال کی سعی میں اشتراک عمل کرنے کی اپیل کی۔ ہندو مسلم سوال پیدا کرنے والے جرائد و صحائف کو متنبہ کیا اور فرمایا کہ میں کم از کم فضائے پنجاب کو تو اس زہر سے پاک کر کے ہی رہوں گا اور ایسے حالات پیدا کر دوں گا جس سے آئندہ باہمی تلخی و بدمزگی کے جذبات بڑی حد تک ختم و معدوم ہو جائیں۔

اس کے فوراً بعد آپ منزل تقول سے نکل کر میدان عمل میں گامزن ہوئے اور مسلم ہندو اور سکھ زعماء کو مدعو کر کے شملہ میں ایک اہم کانفرنس منعقد کی جس میں آپ نے جہاں یہ فرما کر مصیبت زدوں اور جماعت پسندوں کی تسکین خاطر کا سامان بہم پہنچایا کہ قانون اپنے ہاتھ میں لیکر ستانے والوں کو خواہ وہ کسی ملت کا ہو کوئی امتیاز روا رکھے بغیر شدید سزائیں دی جائیں گی اور رضاکارانہ شورش ان کے خلاف [illegible] حرکت میں آئیگی وہاں آپ نے فرقہ وار مناقشات پر شریفانہ طریق پر اظہار نفرت کرتے ہوئے حاضرین سے استدعا کی کہ وہ اپنی اپنی جگہ سرگرم سعی ہو کر مختلف اقوام میں صلح و آشتی کی روح پیدا کریں اور اس کے حصول کے لئے بہترین تدابیر پیش کریں۔ چنانچہ ایک کمیٹی بھی اس مقصد کے حصول کے لئے مرتب ہو گئی۔ ہم وزیر اعظم پنجاب کے اس اقدام کو بہترین قدم سمجھتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ محض مجرمین کو سزائیں دیکر جیل میں ٹھونس دینے سے کوئی دیرپا فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ یہ شرارت اور شر انگیزی تو انہی افراد کی ہوتی ہے جو غلط مذہبی جوش میں خود کو ہنگاموں کی نذر کر دیتے ہیں یا ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ضرورت ان لوگوں سے تعرض کی ہے جو قائدانہ منصب لئے ہوئے دور بیٹھ کر آگ بھڑکاتے ہیں اور اپنی جوش انگیز تقاریر سے اشتعال پیدا کرتے ہیں اور اپنے گوشۂ عافیت میں بیٹھے اشاروں کو حرکت دیتے رہتے ہیں۔ اب تک ملک میں بکثرت فساد ہو چکے ہیں اور ہر فساد کے بعد مجرمین کو شدید سے شدید سزائیں بھی مل چکی ہیں لیکن ان سزاؤں سے نہ مجرمین کو عبرت ہوئی اور نہ وقوع فسادات کے امکانات ناپید ہوئے جس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ اصلی مجرمین پر آنچ نہیں آتی اور فساد جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ جب تک جڑ موجود ہے شاخوں کو کاٹنے سے کوئی فائدہ بھی برآمد نہ ہوگا۔ فسادات کی جڑ کیا ہے فرقہ وار لیڈر، اور انجمنیں اور منافرت انگیز روایات و نصاب تعلیم۔ جب فسادات وقوع پذیر ہوتے ہیں تو یہ سب آگ بجھانے کے لئے پانی لیکر دوڑنے کے بجائے تیل کے کپے لیکر دوڑتے ہیں جس سے یہ آگ بجھنے کے بجائے اور شعلے پکڑتی ہے۔ جب تک ان جڑدار چیزوں کا استیصال نہ کیا جائے گا اور ان کی جڑوں کو نہ کاٹا جائے گا ہندوستان کبھی امن و چین سے روشناس نہ ہوگا اور اس کی رات کبھی ہم آغوش سحر نظر نہ آئے گی۔

ہم خود اخبار نویس ہیں آزادی تقریر و تحریر کے حامی ہیں لیکن جو آزادی دوسروں کے لئے باعث آزار و اذیت بن جائے وہ آزادی نہیں ہر جماعت کو اپنا مقصد و معاملہ معقول طریق پر پیش کرنے، اپنے حقوق خصوصی کے لئے مدلل طریق پر لڑنے، اپنی قوم کی وکالت و حمایت میں دلائل و عذرات پیش کرنے اور عاقلانہ و شریفانہ طریقہ اختیار کرنے کے خلاف ہم نہیں لیکن یہ ضرور کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مبالغہ آمیز لغو بے بنیاد اور اشتعال انگیز تقریر و تحریر ہندوستان کے لئے سم قاتل ہیں۔

فسادات بڑے بڑے جید افراد، جید لیڈروں اور جید اخباروں کی ریشہ دوانیوں اشتعال انگیزیوں اور غرض پرستوں کی کارفرمائیوں کے رہین منت ہیں اور بالعموم یہی لوگ بچ جاتے ہیں اس لئے سلسلہ بدستور قائم رہتا ہے۔ شاہان سابق کے متعلق روایات اور بے بنیاد اشارات و کرامات دلوں میں آئندہ فساد کا بیج بوتے ہیں جنہیں

فرقہ دار جماعتیں وعماندنشو ونما دیتے اور پرورش کرتے رہتے ہیں اور دل آزار لٹریچر اُسے قوی اور مضبوط بناتا رہتا ہے۔ اگر وزیر اعظم پنجاب اپنے عہد وزارت میں ایسا نصاب تعلیم مرتب کرا گئے جو دلوں میں تلخی کے بجائے محبت کی جذبہ پیدا کرے۔ اور ایک ایسی کمیٹی مرتب ہو جائے جو اخبارات وجماعتوں کی فرقہ وارانہ سرگرمیوں پر نظر رکھے اور جس اخبار وانجمن کے خلاف کافی ثبوت دیکھے ایک دو دفعہ متنبہ کرنے کے بعد اس کے خلاف کارروائی کی سفارش کرے تو یقیناً پنجاب سے فرقہ داری کا استیصال ہو جائے گا اور اس کی مثال تمام ہندوستان کے نمونہ ہوگی۔

لاوارث جائداد کے متعلق مسودہ قانون

ہندوستان میں حکومت

برطانیہ کے تسلط واقتدار کے قیام کے وقت سے یہ صورت قائم ہے کہ جب کوئی لاوارث جائداد یا روپیہ لاوارث ہوتا ہے تو اس جائداد اور روپیہ کی واحد مالک حکومت بن جاتی ہے اسی طرح جو مسلمان بنکوں سے سود نہیں لیتے ان کی رقوم کے لاکھوں روپے بھی عیسائی مشنریوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مدت سے حکومت کو اس طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ صوبہ متوسط کی ایک ایسی عظیم الشان لاوارث جائداد کے حکومت کے قبضہ میں آجانے پر معاصرین نے اس طرف توجہ دلائی تھی۔ حال ہی میں مولوی محمد مظفر وکیل گوڑگانوہ نے ایک جامع مضمون لکھ کر قوم کی عنان توجہ اس طرف منعطف کرانے کی سعی فرمائی تھی۔ مولوی سر محمد مظفر صاحب تحسین کے مستحق ہیں کہ آپ نے مرکزی اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ آئندہ لاوارث مسلمانوں کی جائدادیں اور امانتیں عیسائی مشنریوں کے تصرف میں جانے کے بجائے کسی مسلم ادارہ کے سپرد کی جایا کریں جو اسے مسلمانوں کے مفاد ہی پر صرف واستعمال کرے۔

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے لاوارث جائدادوں اور امانتوں کی مالک ملت اسلامیہ ہی ہے۔ اس لئے مولوی صاحب ممدوح کی قرارداد کے منظور ہو جانے اور اس کے قانون بن جانے میں کوئی اشکال وابہام پیدا نہیں ہوتا۔ اور ہمارے یقین کے مطابق یہ منظور ہو جائے گی اور مولوی صاحب موصوف کو اس نیک اقدام کا ثواب دارین حاصل ہوگا۔ ہماری خواہش ہے کہ مولوی صاحب محمد یا کوئی اور ممبر صاحب اسی قرارداد میں بنکوں کے سود نہ لینے والے مسلمانوں کی امانتوں کے متعلق بھی الفاظ کا اضافہ یا کوئی جدید قانون پیش کر کے نافذ کرا دیں ظاہر ہے کہ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ ایک بہت بڑی رقم سال میں آجائے گی اور اس کے ذریعہ وہ اپنا ایک عظیم الشان قومی بیت المال بھی قائم کر سکیں گے روپے میں بہت بڑی طاقت ہے اور اس کے بغیر انسان کے دین اور دنیا کے کام سرانجام کو نہیں پہنچ سکتے اس بیت المال سے مسلمان اپنی بیشمار ملی ضرورتوں کی طرف سے مطمئن ہو کر انہیں کسی دشواری کے بغیر پورا کر سکیں گے۔

ہمیں امید ہے کہ اسمبلی کے تمام مسلمان اس مسودہ قانون کی حمایت وتائید کریں گے اور حکومت بھی مسلمانوں کی پسماندگی وضروریات اور ان کے حق کے حصول کی منظوری کی راہ میں کوئی روڑے نہ اٹکائے گی۔

کہ یہ ایک خالص اسلامی معاملہ ہے اور وہ ایک عرصہ دراز تک اس سے متمتع حاصل کرتی رہی ہے۔

قضیہ سرحد اور اغوا کا سیاسی

حکومت سرحد ہندیہ پیشقدمی کی جو پالیسی

ایک عرصہ دراز سے اختیار کئے ہوئے ہے۔ ہم ابتداء اس سے مخالف رہے ہیں اس لئے کہ اس سے ایک آزاد قوم کی آزادی پر غاصبانہ قبضہ کرنا مقصود ہے اور اس لئے بھی کہ ہندوستان کا بیشمار روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا رہا ہے اور بہایا جا رہا ہے۔ جو دوسری طرف اہل ہند کی جسمانی ودماغی اور صنعتی ترقی پر خرچ ہو کر ملک کے لئے باعث فلاح وبہبود ہوتا۔

یہ حقیقت کتنی دلدوز اور جگر شگاف حقیقت ہے کہ غیر مصافی حالات میں جہاں قومی دفاع کی خاطر غیر ممالک صرف ۱۵ فیصدی حصہ سالانہ خرچ کرتے ہیں وہاں بدبخت ہندوستان ۴۲ فیصدی حصہ خرچ کرتا ہے حالانکہ ہندوستان کی سرحد پر کوئی ایسی زبردست اور مقتدر طاقت بھی موجود نہیں ہے اور نہ اسے ایسے خطرات درپیش ہیں جو انگلستان اور فرانس کو درپیش ہیں۔ جب ہندوستان ۴۲ فیصدی حصہ قومی دفاع ہی کی مد پر خرچ کرے تو وہ اپنے تعمیری پروگرام کو کب پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے بالخصوص اس صورت میں کہ اس کے باشندے کم مایہ ہوں ملک میں عام افلاس پھیلا ہو، ہر ملک میں ترقی ہو کیونکہ جو پیر دل کو تو اپنے ہی افکار سے فرصت نہیں رہے اہل ہند تو ان کی کوئی آواز نہیں ہوتی تو وہ اس سے بہت پہلے اس سلسلہ کو روکنے کی طرف متوجہ ہو چکے ہوتے۔ آزاد قبائل کو ہرگز اس سے اتنا نقصان نہیں پہنچ رہا جتنا کہ خود ہندوستان کو پہنچ رہا ہے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کیا یہ ایک اندوہناک امر نہیں کہ سب کچھ جانتے اور دیکھتے ہوئے بھی ہمارے برادران وطن جن میں کانگریسی بھی شامل ہیں آزادی واستقلال کے داعی وعلمبردار حکومت کو برابر یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ واقعات اغوا کے دائمی سدباب کی غرض کے لئے آزاد علاقہ پر مستقل طور سے قبضہ کر لینا چاہئے۔ اس مشورہ کو ہم عناد کے سوا اور کسی امر پر محمول کر لینے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہی وہ جذبہ ہے جس میں حقائق کی طرف سے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں روشنی کا زمانہ ہے ہر چیز کے محرکات واسباب کے معلوم کرنے میں دنیا مصروف ہے لیکن برادران وطن ہیں کہ وہ اغوا کے محرکات واسباب پر قطعاً غور نہیں کرتے ان کے پاس کوئی ذریعہ ایسا نہیں جس سے یہ الزام پایۂ ثبوت کو پہنچ سکے کہ اغوا کرنے والے سرحدی قبائل ہی کے افراد تھے اور اگر ہیں تو وہ محض ستانے تکلیف دینے اور ہوس پوری کرنے کے لئے ازراہ تعصب ایسا کر رہے ہیں۔ پٹھان نہایت شجاع اور غیرت مند قوم ہے وہ ہرگز ایسی ذلیل حرکات کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔ موضع تاتا خیل سے جو ہندو لڑکیاں اغوا کر لی گئی تھیں انہوں نے بیان دیا ہے کہ:۔

"ہمیں پٹھانوں کے گھروں میں ذرہ برابر تکلیف نہیں ہوئی۔ اپنا کھانا

آپ بچانے کے لئے برتن بھی نہیں علیحدہ دیدیئے گئے تھے۔ خیریت اسلام پر مجبور کرنا تو بجا ہمیں اس کی ترغیب بھی نہیں دی گئی ہمیں جس ظفر سے خوار کیا گیا وہ کہا کرتا تھا کہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانا پٹھانوں کے لئے شایان نہیں۔ گھبراؤ نہیں تمہیں جلد تمہارے سرپرستوں کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"

یہ اعلان ہیں پریس کی وساطت سے موصول ہوا ہے۔ برادران وطن غور کریں کہ اس سے پٹھانوں کی شرافت پر روشنی پڑتی ہے یا عناد پر! جب بات یہی ہے تو ایسے حالات عام ہو جاتے ہیں سرحد پر تو جنگلی نقشہ قائم ہے لہذا ادھر ادھر کے غریب پٹھان روپیہ کے حصول کے لئے اغوا کر لیجاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی شاذ و نادر ہوتا ہے پھر اغوا کوئی سرحدیوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں پنجاب میں سینکڑوں وارداتیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ امریکہ جیسا مہذب ملک بھی اس وبا سے محفوظ نہیں پھر محض سرحد والوں ہی کو مورد الزام بنانا اور اس کی بنا پر خود کو عظیم نقصان پہنچا کر بھی آزاد قبائل کی آبادی چھیننے کے مشورہ دینا محض کرشمہ تعصب و نادانی ہے۔

مصر شاہراہ ترقی پر

مانٹرو کانفرنس میں ارض مصر کے جہان اور بہت سے مطالبات پورے ہو کر اس کی آزادی تقریباً مکمل ہو گئی ہے وہاں نہر سویز کمپنی سے بھی معاہدہ ہو گیا ہے اور مکرم عبید وزیر مال کی وہ تمام تجاویز کمپنی نے منظور کر لیں جو انہوں نے پیرس جا کر اس کے سامنے پیش کی تھیں۔ (۱) کمپنی حکومت مصر کو دو لاکھ پونڈ سالانہ کے بجائے تین لاکھ پونڈ سالانہ دیا کرے گی۔ ثانیاً کمپنی تین لاکھ پونڈ کے مصارف سے پورٹ سعید اور دیگر فوجی سڑکیں تیار کر دے گی۔ ثالثاً کمپنی کے ملازموں میں آئندہ مصریوں کا تناسب پچیس فیصدی کے بجائے ۳۳ فیصدی رہے گا۔ ان تجاویز سے یقیناً حکومت مصر نے بہت فائدہ اٹھایا ہم مصریوں کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اس امر پر مسرور ہیں کہ ان کی تمنائیں بار آور ہو رہی ہیں جو قائد اعظم مصطفیٰ نحاس پاشا کی زیر قیادت سرفروشانہ آگے بڑھ کر ان کے عہد وزارت میں ترقی و آزادی کی اتنی منازل طے کر لیں۔ طول و عرض مصر میں اس پر عام طور سے مسرت و انبساط کا دور شروع ہے اب ہر مصری کو یقین ہو گیا ہے کہ وہ کامل طور سے آزاد ہے اور اس آزادی کی تکمیل میں جو تھوڑی بہت کسر باقی رہ گئی ہے وہ آئندہ دس سال میں پوری ہو جائے گی۔

عیسائیت کی تبلیغ

گونڈ اور بھیل ہندوستان کی قدیم حکمران قومیں تھیں اور غالباً اپنے زمانہ میں تہذیب و تمدن کی بھی علمبردار رہ چکی ہیں۔ محکومی و غلامی ہر قوم سے خودداری اور دماغی برتری کے جوہر چھین کر اسے بے احساس اور ذلیل کر دیتی ہے۔ اسی طرح آریائی تہذیب نے ان سے سیاسی تفوق ہی نہیں چھینا بلکہ نہایت ہی ذلت و رسوائی کے ساتھ دائرہ انسانیت سے بھی نکال دیا اور ان پر عرصہ حیات اتنا تنگ کیا کہ وہ مجبوراً پہاڑ کر پہاڑوں غاروں اور جنگلوں میں آباد ہو گئے اور مصائب و آلام کی فراوانی نے ان کی نسل بھی بڑی حد تک معدوم کر دی۔ اور یہ بالکل وحشیوں کی قوم بنکر رہ گئے۔

اب فطرت نے ان ہی بیداری پیدا کی ان کی بھی آنکھیں کھلیں اور ان کے اندر بھی اپنے انسانی و فطری حقوق کے لئے تڑپ پیدا ہوئی انہوں نے آنکھ کھولی تو انہیں نظر آیا کہ ہم فقط نام کے ہندو ہیں اور صرف اضافہ آبادی کے لئے ہندوؤں نے ہمیں ہندو مشہور کر رکھا ہے ورنہ ہمارے حقوق صفر کے برابر ہیں۔ اس لئے انہوں نے عیسائیت کے آغوش میں پناہ لینی شروع کر دی ہے حال ہی میں خبر آئی ہے کہ وسطی ہند کی ریاستوں جابجا اور بانسواڑہ کے بکثرت بھیل عیسائی ہو گئے ہیں اور ہزار ہا ہندو دھرم سے نکل کر مسیحی دنیا میں جانے کے لئے مضطرب بیٹھے ہیں جس پر ہندوؤں میں قدرتاً تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن ان کا یہ اقدام خود ان کی سوسائٹی ہی کے منافرت انگیز قواعد و ضوابط کا رہین منت ہے اور ان کا اضطراب فضول ہے۔ اس روشنی کے زمانہ میں کسی کو تاریکی میں نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ جہاں روشنی نظر آئے گی پروانہ وہیں پہنچ جائے گا۔ مسیحی مبلغوں نے ہندو دھرم پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلامی مبلغین بھی ان علاقوں میں پہنچیں اور ان کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرائیں اسلام میں جو مساوات موجود ہے وہ دنیا کے اور کسی مذہب میں نظر نہیں آسکتی اور حقیقی اخوت و مساوات سے وہ اسلام ہی میں آکر بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں اگر مسلمان ہوشمندی و سرگرمی سے کام لیتے تو اب تک پسماندہ اقوام میں انہیں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہو چکی ہوتی۔

سرحد میں ہندوؤں کے حقوق

صوبہ سرحد کی وزارت حاصل کرنے کے لئے سر عبدالقیوم اور مہاسبھائی ہندوؤں کا جو اقرار نامہ گورنر کی کوٹھی پر ہوا تھا اس کی حسب ذیل دفعات قابل غور ہیں:-

(۱) اردو سکرپٹ منسوخ کر دیا جائیگا۔ (۲) ہندو سکھ پارٹی سے ایک شخص کو وزیر مقرر کیا جائے گا۔ (۳) اس پارٹی سے ایک شخص کو پارلیمنٹری سکرٹری مقرر کیا جائے گا۔ (۴) تعلیمی اداروں کی موجودہ امداد بحال رکھی جائیگی (۵) مدارس کالجوں صنعتی اداروں میں داخلہ وظائف اور امداد کی تقسیم میں ۵۰ فیصدی حصہ ہندو سکھوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا (۶) آئندہ ملازمتوں میں ہندو سکھوں کو ۲۵ فیصدی ملازمتیں دی جائیں گی (۷) کسی قوم کے متعلق کوئی ایسا قانون پیش نہ کیا جائے گا جس پر اس قوم کے ۷۵ فیصدی اشخاص کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو۔

مسلم معاصرین نے اس اقرار نامہ کو مسلم کش قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس اقرار نامہ کے ذریعہ صوبہ سرحد کو ہندوؤں کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا اگرچہ صورت حال یہی ہے مگر ہم اسلامی رواداری کے پیش نظر ہم اس اقرار نامہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ سر عبدالقیوم نے ہندوؤں سے یہ عہد و پیمان کر کے انتہا سے زیادہ فراخدلی کا ثبوت دیا ہے مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ جن جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں ہندو بھی ان کے ساتھ ایسا ہی

ہمت افزائی

مولوی کی روز افزوں اشاعت فی الحقیقت اس کے ناظرین کی سعی کی رہین منت ہے ورنہ جہاں تک حسن انتظام و مضامین کا تعلق ہے اس سے بہتر بہت سے پرچے نظر آتے ہیں، یہ خدا ہی کا فضل ہے کہ اس نے ناظرین مولوی کو یہ جوش عمل مرحمت فرمایا۔ لیکن دو دو سال سے یہ جوش کچھ ٹھنڈا ہو چلا ہے اور مولوی لب بستہ سا ہو رہا ہے۔ اور درحقیقت اب یہ بات روشن تر ہو گئی کہ مولوی مضامین و حسن ادارت کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کی کوششوں سے بڑھ رہا تھا۔ اگر مضامین کا تعلق ہوتا تو ظاہر ہے کہ گذشتہ دو سال کے دور انحطاط میں۔ مولوی نے اپنی ضخامت میں ۴ صفحات کا اضافہ کر لیا۔ لیکن آپ کی نا اتفاقی نے ان صفحات کے پڑھنے کا کوئی خاص لطف نہ آنے دیا۔

حقیقت جانتا ہوں کہ کام کرنے کی ایک حد ہوتی ہے، اور آپ اب اسکی اشاعت کی کوشش کرتے کرتے تھک گئے ہونگے۔ لیکن عام طور سے ہر سال چھ سات ہزار کم ہوتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔ اگر آپ نے توجہ ہٹا دی یا ہٹا دی تو جو کم ہونے والوں کی جگہ پر ہوتی ہے وہ نہ ہوگی، اور مولوی اور دوسرے پرچوں کی صف میں آ کھڑا ہوگا۔

مسلمانوں کا جوش دینی ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا ہے، اگر ان میں خدمت کے نام پر اپیل کی جائے تو وہ اب بھی بہت کچھ کرتے اور کر سکتے ہیں۔ اور پھر مولوی کی خریداری تو ہزار دلچسپیاں اپنے اندر پنہاں رکھتی ہے۔ دقت ان تک مولوی پہنچانے اور دو کلمہ خیر کہنے کی ضرورت ہے

ترغیبی علان کا اعادہ

میں فطرتًا اور کچھ عمر اور مسلسل نقصان کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو گیا ہوں کہ مولوی کے بڑھانے کی راہیں دماغ میں آتی ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ جو علان کر چکا ہوں اسی کو دوہرا دوں۔ میرے ذہن میں تو ابھی تک یہی دو صورتیں ہیں

(۱) جو صاحب پانچ خریداروں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں ان کو ایک سال کے لئے مولوی مفت یا ایک روپیہ کی کوئی کتاب مفت البتہ محصول ڈاک ان کے ذمہ ہوگا

(۲) جو صاحب اپنے شہر کے معزز تجار۔ اور ملازمت پیشہ سو ۱۰۰ حضرات کے پتے روانہ فرما دیں۔ ان کو بھی ایک سال کے لئے پرچہ مفت دیا جائیگا بشرطیکہ پتے کم از کم ایسے ہوں کہ جن کے متعلق کم از کم پچاس فیصدی خریدار بن جانے کا آپ کو یقین ہو۔

اسٹیشن ماسٹر۔ پولس سب انسپکٹر اور ہیڈ کانسٹبل۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے سکول ماسٹر۔ سررشتہ کورٹ کے عملے کے مسلمان بھائیوں کے پتے عام طور سے مفید ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاستوں کی سول لسٹ کی بھی ضرورت ہے اگر تازہ ہو۔ اگر آپ بھیج سکیں تو بڑا کرم ہو۔

تفسیر کے متعلق

ایک ضروری بات آپ سے یہ عرض کرنی ہے کہ تفسیر بیان السبحان کوئی مطبوعہ تفسیر نہیں ہے یہ مولوی کے لئے خاص طور سے لکھوائی جا رہی ہے اور صرف مولوی کے خریدار ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اسی لئے درخت اس تفسیر کی فرمایش نہ کیا کیجئے یہ تفسیر بجز مولوی کی خریداری قبول کرنے کے اور کسی صورت سے نہیں مل سکتی

مولوی کے پرانے پرچے

دفتر میں ایک بھی نہیں ہیں۔ اور نہ کبھی کوئی پرچہ دو ماہ کے بعد مل سکتا ہے۔ تفسیر کی وجہ سے اب ہر بھائی ابتدائے تفسیر سے خریدار ہونا چاہتا ہے۔ انکی عرض ہے کہ وہ صرف رسول نمبر ۱۳۵۶ھ سے خریدار ہو سکتے ہیں۔ اب بہر حال گذشتہ تفسیر تو کسی عنوان نہیں مل سکتی تو پھر آپ آیندہ کے مطالعہ سے کیوں محروم ہوتے ہیں۔ دو ماہ بعد یہاں سے سلسلہ بھی او جھل ہو جائیگا۔ اور یہ صفحات بھی آپ کو نہ مل سکیں گے اس لئے آپ ابتدائے تفسیر کی شروعات کے لئے اور جلد سے جلد خریدار بن جائیں

رسول نمبر ۱۳۵۶ھ

بہت مقبول ہوا۔ کیونکہ مدینہ اخبار کے ایک اشتہار میں ۰۰۰ پرچے لوگوں نے خرید لئے کاش یہ سب خریدار ہو جاتے تو واپس شدہ رسول نمبر کا نصف نقصان پورا ہو جاتا۔ اب چھ سو کے قریب رسول نمبر باقی ہے اگر چھ سو خریدار آپ بنا دیں تو سیرۃ رسول کا یہ مقدس مرقع صحیح ہاتھوں میں پہنچ جائے منگا لیجئے۔ کیونکہ بارہ سال میں مولوی کا

دو پرچے ساتھ

ایک پرچہ بھی ناوقت نہیں ہوا۔ اور نہ آج تک کوئی اشاعت ملتوی ہوئی۔ اس لئے چاند کی بیس تاریخ تک انتظار کر کے آپ ذرا دوبارہ پرچہ منگا لیجئے۔ اگر آپ نے یہ انتظار فرمایا کہ شاید دو پرچے ساتھ آئیں۔ تو اس وقت تک پہلا پرچہ ختم ہو جائے گا۔ اور آپ کو نہ مل سکے گا سوا رسول نمبر کے جو دو پرچوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور کوئی پرچہ آج تک دو ماہ کا اکٹھا شایع نہیں ہوا۔ جو صاحب دو دو یا تین تین ماہ کا پرچہ اکٹھا منگاتا چاہتے ہیں۔ انکی شکایت بالعموم بے جواب رہ جاتی ہے اور پھر وہ اس بے جوابی پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

بالکل یقین کر لیجئے۔ کہ یہاں سے بڑی احتیاط سے ہر خریدار کو ہر ماہ پرچہ روانہ ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کو کوئی پرچہ کبھی نہیں ملتا۔ تو اسکی وجہ یہ ہرگز نہیں ہوتی کہ ہم نے نہیں بھیجا۔ بلکہ حسب ذیل چند صورتوں میں سے کوئی وجہ ہوتی ہے۔

(۱) راستہ میں آپ کا پتہ پھٹ گیا ہو۔ (۲) چیٹ لگاتے وقت بے احتیاطی سے دو پرچے آپس میں چپک گئے ہوں اور ان کے پتے بے کار ہو گئے ہوں (۳) آر۔ ایم۔ ایس کے سورٹر صاحب مطالعہ کے شوقین ہوں۔ (۴) پوسٹمین اور پوسٹل کلرک یا ان کے دوست احباب مفت مطالعہ کے خواہشمند ہوں

اس لئے شکایت کے وقت اس کو ملحوظ فرما لیا کیجئے۔ بعض بھائی تو ایسے مغلوب الغضب ہوتے ہیں۔ کہ وہ غصہ میں اپنا نام و نشان تک نہیں لکھتے اب بتائیے کہ ایسے خطوط کی کیا تعمیل ہو سکتی ہے ادہر انکی اشتعال انگیزی اس بے جوابی سے اور برہم ہو جاتی ہے اور اب جو خط آتا ہے وہ بہ کا گولہ ہوتا ہے اب ان کو کیونکر بتلاؤں کہ بندہ نواز پچھلے خط میں آپ نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا تھا تعمیل کیسے ہوتی۔ اس لئے ہمیں خط لکھتے وقت آپ لللہ پہلے اپنا پتہ پورا لکھئے اس کے بعد خط شروع کیجئے۔ یہ اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ پتہ اپنا آپ عام طور سے کارڈ کی پشت پر لکھتے ہیں۔ اور ڈاکخانہ اکثر اسپر مہر لگا دیتا ہے اور ہمیں پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب - جب مشرک مرتے وقت لا الہ الا اللہ کہدے تو کیا وہ بخشا جائیگا

۱۲۵۷ - سعید بن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب ابوطالب کی وفات قریب ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے پس آپ ان کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ ابن ابی امیہ بن مغیرہ کو پایا۔ حضرت مسیب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا لا الہ الا اللہ کہدو میں تمہارے لئے اللہ کے ہاں اس کی گواہی دونگا ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے طریقے سے پھر جاؤ گے پھر برابر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ شریف ان پر پیش کرتے رہے اور وہ دونوں یہ بات کہتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے سب سے آخر گفتگو جو ان سے کی اس میں یہ کہا کہ وہ ابومطلب کے طریقے پر ہیں اور انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا پھر وہ مرگئے، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کی قسم تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے اس سے ممانعت نہ کی جائے (چنانچہ آپ استغفار کرنے لگے) پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی[1]۔ ما کان للنبی الآیہ

باب شاخ کا قبر پر گاڑنا کیسا ہے، اور حضرت بریدہ اسلمی نے یہ وصیت کی کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھدی جائیں اور حضرت ابن عمر نے عبدالرحمن کی قبر پر ایک خیمہ دیکھا تو کہا کہ اے لڑکے اس خیمہ کو علیحدہ کردے اس لئے کہ ان پر ان کا عمل سایہ کریگا۔

اور خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کو دیکھا اور اس وقت ہم لوگ جوان تھے حضرت عثمان کے زمانہ میں کہ ہم حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا تھا، اور ہم میں زیادہ جست کرنے والا وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو عثمان بن مظعون کی قبر کو پھاند جائے اور عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے ایک قبر پر بٹھا لیا اور مجھے اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کرکے یہ خبر دی کہ وہ کہتے تھے کہ قبر پر بیٹھنا اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو اس پر حدث کرے اور نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

۱۲۵۸ - حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گذرے جن پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی دشوار بات کے لئے ان پر عذاب نہیں ہوتا ایک شخص ان میں سے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کیا کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کرکے ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب تک یہ دونوں خشک نہ ہو جائیں گی ان سے عذاب کی تخفیف کردی جائے گی۔

باب - محدث کا قبر کے پاس بیٹھ کے نصیحت کرنا اس حال میں کہ اس کے گرد شاگرد بیٹھے ہوں (کہا) یخرجون من الاجداث (میں بلاث کے معنی) قبور بعثرت (کے معنی) اثیرت (یعنی ابھاری جائیگی) عرب لوگ بولتے ہیں، بعثرت حوض یعنی میں نے اس کے نیچے کے حصے کو اوپر کردیا الایفاض (کے معنی) دوڑنا اور اعمش کے نے پڑھا ہے الی نصب یوفضون یعنی ایک بلند چیز کی طرف قبروں سے نکلنے کے دن سبقت کریں گے اور النصب واحد ہے اور نصب مصدر ہے یسلون (کے معنی) نکلیں گے۔

۱۲۵۹ - حضرت علی کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ہمراہ بقیع غرقد میں گئے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی پس آپ اسے زمین پر مارنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص یا (یہ فرمایا کہ) ہر جاندار کے لئے اس کا مقام جنت میں یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ شقی ہے یا سعید تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اس نوشتہ پر اعتماد کرکے عمل کو چھوڑ نہ دیں اس لئے کہ ہم میں جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا وہ عمل اہل سعادت کی طرف رجوع کرے گا اور ہم میں جو شخص اہل شقاوت میں سے ہوگا وہ عمل اہل شقاوت کی طرف رجوع کرے گا آپ نے فرمایا ہاں۔ اہل سعادت کو عمل سعادت کی توفیق دی جاتی ہے اور اہل شقاوت کو عمل شقاوت کی توفیق دی جاتی ہے پھر آپ نے پڑھا پھر آپ نے پڑھا فاما من اعطی واتقی الآیہ[2]۔

باب - انسان کے قتل کرنے کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے۔

۱۲۶۰ - حضرت ثابت بن ضحاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی مذہب غیر اسلام کی قسم عمداً جھوٹ کہا (مثلاً یوں کہے کہ فلاں بات جھوٹی ہو تو میں یہودی ہوں)، تو ویسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا ہے اور جو شخص کسی انسان کو کسی ہتھیار سے قتل کرے تو اسی ہتھیار سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ حضرت حسن بصری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت جندب نے اسی مسجد میں بیان کیا ہے ہم اس کو بھولے نہیں اور نہ ہم حضرت جندب کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولیں گے وہ کہتے تھے کہ حضرت نے فرمایا ایک شخص کے کچھ زخم لگ

---

[1] [illegible] نبی اور مسلمانوں کو یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں۔

[2] جو شخص صدقہ دیگا اور پرہیز گار رہیگا اور عمدہ بات (یعنی توحید و رسالت) کی تصدیق کریگا عنقریب ہم اسے آسانی (یعنی عمل سعادت) کی توفیق دیں گے۔

گیا تھا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا پس اللہ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے اپنی جان خود دیدی لہذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

۱۲۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جان کا گلا گھونٹ کر دیتا ہے وہ اپنا گلا دوزخ میں برابر گھونٹا کرے گا اور جو شخص اپنے زخم مار لیتا ہے وہ دوزخ میں برابر اپنے زخم مارا کرے گا۔

باب۔ منافقوں پر نماز پڑھنے کی کراہت اور مشرکوں کے لئے استغفار کرنے کی کراہت ثابت ہے اس کو حضرت ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶۲۔ حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول مرا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز پڑھنے کے لئے بلائے گئے پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور وہاں جم گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا میں آپ کے سامنے اس کی باتیں شمار کرنے لگا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر میرے پاس سے ہٹ جاؤ پھر جب میں نے آپ سے بہت کہا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے (نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا دونوں کا) اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے نماز پڑھنا اختیار کر لیا اگر میں جانتا کہ اگر ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار اس کے لئے کروں گا تو وہ بخشدیا جائے گا تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے استغفار کرتا حضرت عمر کہتے ہیں پھر رسول خدا نے اس کی نماز پڑھی بعد اس کے آپ لوٹ آئے تھوڑی ہی دیر نہ گذر پائی تھی کہ یہ دونوں آیتیں سورہ برأت کی نازل ہوئیں ولا تصل علی احد منہم مات ابدا الی قولہ وہم فاسقون اور ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون حضرت عمر کہتے ہیں کہ پھر مجھے سے میں اپنی جرأت پر جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس دن ہوئی تعجب کرتا رہا اور اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے

باب۔ لوگوں کا میت کی تعریف کرنا کیسا ہے۔

۱۲۶۳۔ عبد العزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ لوگ ایک جنازہ (سامنے سے) لیکے گذرے تو صحابہ نے اس کی تعریف کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وجبت (یعنی اس کے لئے ضروری ہو گئی) پھر لوگ دوسرا جنازہ لے کے گذرے انہوں نے اس کی برائی بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وجبت (یعنی واجب ہو گئی) تم لوگ زمین میں اللہ کی طرف سے گواہ ہو۔

۱۲۶۴۔ ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور وہاں ایک بیماری پیدا ہو گئی تھی پھر میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس جا کر بیٹھا اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گذرا لوگوں نے اس جنازہ والے کی تعریف کی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی کی حضرت عمر نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ ابو الاسود کہتے ہیں میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہو گئی تو انہوں نے کہا میں نے ویسا ہی کیا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کی نیکی پر چار آدمی گواہی دیدیں اللہ اسے جنت میں داخل کر دیگا ہم لوگوں نے عرض کیا اور تین آدمی (جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں) اس کو بھی جنت ملیگی ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اور دو آدمی (جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں) آپ نے فرمایا اور دو آدمی جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں اس کو بھی ملیگی آپ نے فرمایا اور دو آدمی (جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں اس کو بھی جنت ملیگی) پھر ہم نے ایک کی گواہی کے بابت آپ سے نہیں پوچھا۔

باب۔ عذاب قبر کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے اور اللہ تعالے کا قول ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الہون[1] عذاب قبر پر دلالت کرتا ہے اور ہون کے معنے نرمی اور قول اللہ تعالیٰ کا سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم[2] اور قول اللہ تعالیٰ کا وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب[3] عذاب قبر پر صاف دلالت کرتا ہے۔

۱۲۶۵۔ حضرت براء بن عازب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب مومن اپنی قبر میں اٹھا کے بٹھایا جاتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں پھر وہ شہادت دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد خدا کے رسول ہیں پس یہی مطلب ہے اللہ تعالے کے اس قول کا یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (ترجمہ) اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے دنیا کی زندگانی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۱۲۶۶۔ ہم سے محمد بن بشار نے بھی یہی حدیث بیان کی صرف اتنی بات زیادہ روایت کی ہے کہ یثبت اللہ الذین امنوا عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۱۲۶۷۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنوئیں میں جھانکا (جہاں بدر کے مشرکین مقتولین پڑے ہوئے تھے) اور فرمایا کیا تم سے جو تمہارے پروردگار نے سچا وعدہ کیا تھا اسے تم نے پا لیا آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کیا مردوں کو پکارتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو ہاں وہ لوگ جواب نہیں دیتے۔

لہ ترجمہ اے نبی ان مشرکوں میں سے جو کوئی مر جائے تم کبھی اس کی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور بدکاری کی حالت میں مر گئے ۱۲

[1] اے نبی تم اگر ظالموں کو اس وقت دیکھو جب وہ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے کہتے ہوں گے اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ [2] ہم ان کافروں کو دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ [3] اور فرعون والوں پر بڑی مار پڑی ... [illegible]

بابُ الفقہ

(بسلسلۂ گذشتہ)

پھر فرمایا۔ لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلہا (حدیث)

صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں جو بدلہ دے بلکہ وہ ہے کہ جب اس کی قرابت قطع کی جائے تو اس کو ملا دے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرنا یہ نہیں کہ ان کے سلوک کے عیوض سلوک کیا جائے بلکہ واقعی سلوک یہ ہے کہ ایسے رشتہ داروں سے ابتداءً سلوک کیا جائے جو قطع تعلق کرتے ہوں اپنی طرف سے ان کے حقوق کا ہر حال لحاظ رکھنا چاہیے۔

ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں یعنی ان سے بہتر سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں میں ان سے بردباری اور خوش مزاجی برتتا ہوں اور وہ ترش روئی و جہالت سے پیش آتے ہیں۔ یا حق الحلم بلاوجہ غصہ ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر واقعی تو باوجود ان کی بدخوئی کے تو ان سے پھر بھی اچھا سلوک کرتا ہے تو گویا ان کے منہ میں گرم خاک ڈالتا ہے اور تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے برابر ایک فرشتہ ان پر مددگار رہے گا جب تک تو اس خصلت پر رہے گا۔

ان ارشادات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کی امداد کرنا کتنی ضروری چیز اور کتنی بڑی نیکی ہے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ بات کس طرح مناسب نہیں اور ہرگز جائز نہیں کہ تم خود بنگلوں اور کوٹھیوں میں رہو موٹروں میں اڑتے پھرو اور تمہارے گھر سے اژاؤ اور تمہارے اقربا بھوکے ننگے رہیں اور افلاس و تنگی کا شکار رہیں وہ کہتا ہے کہ تم ہر حال میں اپنے اقربا کا خیال رکھو جہاں اپنے عیش و آرام پر اپنی دولت کو بیدریغ صرف کرتے ہو وہاں اپنے رشتہ داروں کی بھی حتی الامکان مالی امداد کرتے رہو اور مصیبت کے وقت بھی کام آؤ۔ خود غرض انسان قوم کی مستقل لعنت اور رسوائی کا نشانہ ہے۔

اگر خدا نے تم کو دولت دی ہے تو تمہیں ہرگز یہ زیبا نہیں کہ اس کو آہنی صندوقوں میں، الماریوں اور سیونگ بنکوں میں محفوظ رکھو یا زمین میں دبا دو بلکہ اس سے اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں، عام غریبوں اور مصیبت زدوں کی مدد کرو اللہ تعالیٰ نے دولت اس لیے دی ہے اپنی ضروریات سے زائد دولت سے اپنے ملک و قوم کی مدد کرو کم از کم زکوٰۃ و صدقات کا روپیہ تو ضرور ہی اپنے بھائی بہنوں کی خبرگیری و اعانت میں صرف کرو تمہاری عزت اور خوشحالی تمہارے رشتہ داروں عزیزوں اور دوستوں سے ہے اگر وہ افلاس کا شکار اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں تو تمہاری عزت و خوشحالی کس کام کی۔

کن کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

ایسے رشتہ دار ان میں سے ان کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے بہو۔ داماد، سوتیلی ماں سوتیلا باپ، زوجہ کی اولاد شوہر کی اولاد، وہ رشتہ دار جن کا نفقہ دینے والے کے ذمہ ہو، غنی کی بیوی۔ غنی کا باپ۔ ان رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز اور بہتر ہے۔

ان رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ماں باپ، دادا دادی نانا نانی۔ بیٹا بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ نواسی، خاوند، بیوی، ام ولد عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو۔

مسئلہ: جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے وہ اگر زکوٰۃ لینے پر رضامند نہ ہوں تو ان کو کسی حیلہ بہانہ سے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ ان لوگوں کو زکوٰۃ و صدقات دینا افضل ہے۔ اپنے بھائی بہنیں، ان کی اولاد کو، چچا، پھوپی۔ ان کی اولاد، ماموں خالہ ان کی اولاد اور دیگر رشتہ داروں کو دینے والے کو اختیار ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو دے یا چند کو دیدے ہر ایک شخص کو بقدر نصاب زکوٰۃ دینا مکروہ ہے اور اگر دیدے تو بھی ادا ہو جائیگی مگر کراہت کے ساتھ جبکہ لینے والا مدیون نہ ہو۔ ورنہ اتنا دینا کہ قرضہ دیکر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں ہے۔

یتامیٰ

فقراء اور مساکین میں سب سے پہلے امداد کے مستحق یتیم ہیں۔ یتیموں کی امداد و دستگیری امراء کا پہلا فرض ہے جو قوم اپنے یتامیٰ کی خبرگیری نہیں کرتی اور ان کی تعلیم و تربیت کا فکر و اہتمام اپنے بچوں کی طرح نہیں کرتی اس کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور یتیم بچے آوارہ ہو کر قوم کے لئے وبال جان اور وجہ ذلت و رسوائی بن جاتے ہیں پس سمجھدار اور عاقبت اندیش قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے یتامیٰ کی امداد و خبرگیری کی طرف سے ایک منٹ بھی غافل نہ رہے۔

یتیم کس کو کہتے ہیں

یتیم اس نابالغ بچہ کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہو اس کے وارثین میں کوئی ایسا عزیز یا رشتہ دار نہ ہو جو اس بچہ کی تعلیم و تربیت کا بار اپنے ذمہ لے سکے اور بچہ ابھی تربیت کی منزل میں ہو اور کسب معاش پر قادر نہ ہو یا سن رشد کو بھی پہنچ گیا ہو مگر اپنا نفع و نقصان سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اگر باپ کا سایہ سن بلوغ سے پہلے سر سے اٹھ جائے تو وہ یتیم کہلائیگا۔ باقی ماں کا زندہ ہونا یتیمی

دونوں برابر ہیں کیونکہ ماں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کما حقہ فرض ادا نہیں کر سکتی اور بچوں پر کوئی اثر و دباؤ باقی نہیں رہتا ایسے یتیم بچے زکوٰۃ و صدقات کے بہت زیادہ مستحق ہیں ان کے ساتھ سلوک کرنا بہت بڑا اخلاقی فرض ہے۔

یتیم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کے باپ اس قدر مال و متاع چھوڑ کر مرے ہوں کہ اس سے ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش کا انتظام ہو سکے۔ دوسرے وہ جن کے باپ نے ان کو مفلسی و محتاجی کی حالت میں چھوڑا ہو۔ بچے نان شبینہ تک کو محتاج اور غیروں کے دست نگر ہوں پہلی قسم کے یتیم مالی امداد سے تو محتاج نہیں ہوتے مگر اور کی حفاظت و نگہداشت کے محتاج ضرور ہوتے ہیں نظر بار کو جو صد ہا تکلیفیں پہنچتی ہیں اور ان میں جو صد ہا عیب موجود ہیں وہ امرا کی حرص اور بیدردی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان پر ایسے یتیم بچوں کی اصلاح کا فرض بدرجہ اتم عائد ہوتا ہے اس کے علاوہ ہمدرد قوم امراء کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ان کا مال ضایع نہ ہو جائے اور یا اپنی دولت کو بیہودہ کاموں اور فضول خرچیوں میں ضایع نہ کر دیں۔ اس قسم کی نگہداشت کے متعلق اللہ تعالے نے جداگانہ حکم دیا ہے اور تاکید و ہدایت کی ہے چنانچہ فرمایا

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوھم فیہا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان آنستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافا وبدارا ان یکبروا	اور مت دو بیوقوفوں کو مال ان کے جس کو تمہارے لئے معیشت ذریعہ بنایا ہے کھلاؤ ان کو اس میں سے اور پہناؤ اور کہو واسطے اس کے بات اچھی اور آزمایا کرو یتیموں کو یہاں تک کہ جب پہنچیں نکاح کو پس اگر پاؤ تم ان میں سے ہوشیار پس حوالے کر دو تم ان کے مال ان کے اور مت کھاؤ ان کو زیادتی اور جلدی سے یہ کہ بڑے ہو جائیں۔

دوسری قسم کے یتیم جن کے باپ نے نان شبینہ کو محتاج چھوڑا ہو یہ مالی امداد کے بھی محتاج ہوتے ہیں اور اخلاقی تربیت کے بھی۔ رحم و انصاف اور غیرت انسانی کا تقاضہ یہ ہے کہ ان یتیموں کی خبرگیری اپنے بچوں سے زیادہ کی جائے اور ان کی ضرورتوں کا خاص خیال رکھا جائے نیز قومی مصلحت اور فلاح و بہبود بھی اسی میں ہے کہ ان کی امداد و دستگیری کی جائے ورنہ یہ بچے یا تو بھوک سے ہلاک ہو جائینگے اور یا کسی دوسرے مذہب والوں کے پلے پڑ جائینگے۔ ظاہر ہے کہ اس سے قوم کی خودداری کو کس قدر ضعف پہنچتا ہے اور قوم کس طرح دوسری اقوام کی نظروں میں ذلیل ہوتی ہے اگر قوم اپنے یتیم بچوں کی خبر نہ لیگی تو وہ تنگدستی اور افلاس کا شکار ہو کر ارتکاب جرائم پر مجبور ہوں گے اور ساری قوم کے لئے ذلت و رسوائی کا باعث بنینگے۔

یہ نہ سمجھئے کہ اگر یتیم بچوں کے اخلاق بگڑیں گے اور وہ آوارہ ہو جائینگے تو ہمیں کیا اگر آپ کا احساس اتنا مردہ ہو چکا ہے اور خود غرضی کی یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے تب تو اس بارے میں کچھ بحث کرنا فضول ہے اور اگر ایسا نہیں تو آپ ذرا غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ درحقیقت قوم کے یتیم بچوں کا بگاڑ خود تمہارے بچوں کا بگاڑ ہے اور ان کی بے عزتی دراصل آپ کے بچوں کی بے عزتی روا رکھنا ہے وہ اس طرح کہ جب آپ ان کی خبرگیری اور امداد نہ کریں گے تو وہ بری صحبتوں میں پھنس جائینگے اخلاق بگڑیں گے اور چور زانی، ڈاکو، جیب کترے، شرابی، بدچلن اور بدمعاش بنیں گے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کوئی ایسا انتظام کر دیں کہ بد اخلاق و بدچلن بچے آپ کے بچوں سے نہ مل سکیں اور ان کے بد نتائج و اثرات کی روک تھام کر سکیں لامحالہ وہ آپ کے بچوں سے ملیں گے۔ اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی ہوگا کہ آپ کے بچے بھی بگڑ جائیں گے۔

بفرض محال اگر آپ اس بات کو بھی نظر انداز کر دیں تو اس میں تو کسی طرح کلام ہی نہیں ہو سکتا کہ یتیم بچوں کی امداد و خبرگیری نہ کرنے سے وہ جرائم کا ارتکاب کرینگے۔ جرائم پیشہ بن جائینگے اور قومی عزت کو بٹہ لگائینگے۔ یہ وہ قومی نقصان ہے کہ اگر آپ اس کا صحیح احساس کر لیں تو چیخ اٹھیں گے کاش ہماری ناعاقبت اندیش قوم امداد یتامی کی ضرورت و اہمیت کا کما حقہ احساس کرے۔

یتیموں کی امداد ایمان کی علامت ہے

چونکہ یتیموں کی امداد و خبرگیری قومی ترقی کا ایک اہم جزو ہے اور توجہ طلب چیز ہے اس لئے اسلام نے قرار دیا ہے چنانچہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنۃ۔	میں اور یتیموں کی پرورش کرنے والا بہشت میں یوں رہیں گے جیسے درمیانی انگلی اور کلمۂ شہادت کی انگلی۔

یتیموں کی کفالت کرنیوالوں کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ ان کو بہشت میں حضور کی معیت نصیب ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجکو سچائی کے ساتھ بھیجا فرمایا قیامت کے روز خدائے قدوس اس شخص پر عذاب نہیں کرے گا جس نے یتیم پر رحم کیا ہو، اس سے نرمی کے ساتھ کلام کیا ہو اور اس کی یتیمی و لاچاری پر ترس کھایا ہو۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی یتیم تھے اور آپ کو یتیموں سے بیحد محبت تھی جس یتیم بچہ کو آپ دیکھتے بہت محبت و سلوک سے پیش آتے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ یتیموں کی امداد و دستگیری حضور کے اخلاق کا ایک نمایاں جوہر تھا جبھی تو ایک شاعر نے کہا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا

پس یتیموں پر رحم کرنے والا حتی الامکان ان کی مالی امداد کرنے والا اور ان کا غم کھانے والا کیوں نہ بہشت میں حضور کے ساتھ ہوگا۔

تاریخ اسلام

(سلسلہ گذشتہ)

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کے مونڈھے پر ایک موٹی چادر تھی ایک بدوی نے آکر چادر کو زور سے جھٹکا دیا جس سے آپ کے شانے اور گردن پر نشان پڑ گئے پھر کہا اے محمد میرے اس مال میں سے جو تیرے پاس ہے میرے دونوں اونٹوں پر بھی کچھ لاد دے کیونکہ اس میں سے جو کچھ تو دیگا وہ کچھ تیرا یا تیرے باپ کا مال نہیں ہے۔ آپ نے یہ درشت کلامی سنکر نہایت بردباری کے ساتھ فرمایا بیشک مال تو اسکا ہے اور میں اسکا بندہ ہوں مگر تو یہ بتا کہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پوچھا کیوں نہیں؟ اس نے کہا اس لئے کہ تو برائی کے عوض برائی نہیں کرتا۔ یہ سنکر آپ مسکرا دیئے اور حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور کھجوریں لاد دو۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھا میرا اونٹ تھک کر پیچھے رہ گیا آپ نے یہ سنکر میرے اونٹ کو ایک کوڑا مارا جب سے وہ تیز چلنے لگا اور ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے آگے نکل گئے راستہ میں آپ نے پوچھا کیا تم یہ اونٹ فروخت کرتے ہو میں نے کہا ہاں چنانچہ وہ اونٹ آپ نے مجھ سے خرید لیا۔ پھر آپ آگے تشریف لے آئے اور میں ذرا پیچھے رہ گیا جس وقت میں پہنچا تو میں نے اونٹ دروازہ پر باندھ دیا مجھے بھی آپ نے دیکھ لیا فرمایا اونٹ کو چھوڑ دو اور مسجد میں آکر دو رکعت نماز ادا کرو جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اونٹ کی قیمت ادا کر دو انہوں نے قیمت ادا کر دی اور میں چل پڑا آپ نے مجھے بلایا میں ڈرا کہ شاید آپ میرا اونٹ واپس کر دیں گے مگر میرے آنے پر آپ نے فرمایا کہ اونٹ بھی لیجاؤ اور اس کی قیمت بھی۔

ایک مرتبہ آپ کسی جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے ایک شخص اور آپ کے ہمراہ تھا آپ نے زمین کھود کر دو مسواکیں نکالیں جنمیں ایک سیدھی تھی اور ایک ٹیڑھی آپ نے ٹیڑھی خود لیلی اور سیدھی مجھے دیدی اس نے عرض کیا سیدھی آپ لے لیں اور ٹیڑھی مجھے دیدیں۔ فرمایا جو شخص کسی کی صحبت میں رہتا ہے خواہ گھڑی بھر ہی کیوں نہ ہو قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ حق صحبت بجا لایا تھا یا نہیں؟

آپ کا حسن معاشرت

آپ نے اپنی خانگی زندگی کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے وہ نہایت شاندار ہے آپ خانگی امور میں اپنی بیویوں کو مدد دیتے تھے اپنی بکریوں کا خود دودھ دوہ لیتے تھے، پھٹے کپڑوں کو خود سی لیتے تھے اپنی جوتی آپ گانٹھ لیتے تھے اور آگ جلا دیا کرتے تھے اور فرماتے جیسے تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں ویسے ہی تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا کی امانت ہیں تم ان سے نیک سلوک کرو۔ حضرت خدیجہ کا ان کی فوتیدگی کے بعد نہایت عزت و احترام کے ساتھ نام لیا کرتے تھے ہر وقت ان کی عورتوں کی عزت کیا کرتے تھے۔ غرض حضور علیہ السلام نے علماً و عملاً عورتوں کی عزت و احترام اور مساوی حقوق کو قائم کیا آپ نے اپنے عملی نمونہ سے عورت کی عظمت اس کے حقوق اور اس کے مرتبہ کو قائم کر کے اہل دنیا کو دکھا دیا کہ وہ پاکیزہ وجود مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں بہر حیثیت محسن اور کامل اور اکمل نمونہ تھا۔

آپ کی سادہ زندگی

آخری عمر میں تمام عرب آپ کا مطیع ہو چکا تھا اور آپ کے ایک اشارہ پر عیش و آرام کے تمام سامان مہیا ہو سکتے تھے مگر آپ نے کبھی بھی دنیاوی لذات کی طرف نظر نہیں کی جو کچھ آیا خدا کی راہ میں لٹا دیا گھر میں ہمیشہ فقر و فاقہ کا ڈیرہ اور خرچ کی تنگی رہی۔ آپ نے ایک دفعہ اپنی بیویوں سے ناراض ہو کر علیحدہ بالاخانہ میں رہائش اختیار کی۔ حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ گھر میں صرف ایک بوریا پڑا ہوا ہے جس کے نشان آپ کے بدن پر بھی نمایاں ہیں۔ شہنشاہ عالم کی یہ حالت دیکھکر حضرت عمرؓ رو پڑے ارشاد ہوا۔ عمر کیوں روتے ہو، عرض کیا قیصر و کسریٰ تو دنیا کے مزے کریں اور آپ کا یہ حال ہو آپ نے فرمایا ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔

ایک دفعہ آپ کی بیویوں نے نان نفقہ کا مطالبہ کیا آپ ان سے ناراض ہو گئے ان کے ہاں جانا تک چھوڑ دیا ایک ماہ کے بعد آپ نے اپنی بیویوں کو یہ حکم الٰہی سنایا ہے اگر تم کو دنیا کی لذتیں اور اس کی زینت درکار ہے تو آؤ میں تم کو مال دیکر رخصت کر دوں اور اگر تم کو خدا کی ذات اس کا رسول اور آخرت کا گھر اور وہاں کا عیش و آرام درکار ہو تو پھر اسی حالت میں رہنا پڑے گا اور اگر تم کوئی کام بھی بے حیائی کا کرو گی تو تمہیں دوگنا عذاب ملیگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلعم کا بستر کس چیز کا تھا انہوں نے فرمایا ادہوڑی کا جسمیں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا جسے ہم دوہرا کر دیا کرتے تھے ایک رات میں نے خیال کیا اس کی چار تہیں کر دوں تاکہ آپ کو زیادہ آرام ملے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب صبح ہوئی تو آپ نے پوچھا رات تم نے میرے لئے کیا بچھایا تھا میں نے کہا وہی ٹاٹ کا ٹکڑا تھا البتہ میں نے اس کی چار تہیں کر دی تھیں تاکہ آپ کو زیادہ آرام ملے آپ نے فرمایا نہیں تم اسے ویسا ہی کر دو جیسے پہلے تھا کیونکہ اس نے مجھے رات نماز شب سے باز رکھا۔

اس سے زیادہ دنیا سے بے تعلقی اور تنگی کیا ہو گی کہ آپ کے گھر میں

چھلنی تک نہ تھی بلکہ پھونک مار کر بھوسی اڑا دی جاتی تھی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ نے مدنی زندگی میں برابر تین دن تک کبھی سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی اکثر پیٹ پر پتھر بندھے رہتے تھے آپ نے کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں کی جو کچھ موجود ہوتا وہی خوشی سے تناول فرما لیتے۔

آپ کا دنیا سے تعلق

اس کے متعلق خود حضور فرماتے ہیں کہ میرا اور دنیا کا بس اتنا تعلق ہے جیسے کوئی شخص اونٹنی پر سوار کسی ضروری کام کو جا رہا ہو گرمی کا موسم ہو اور دوپہر لو کی شدت ہو ایک درخت کے نیچے ذرا سی دیر ستا لے تا کہ گھڑی بھر دم لیکر پھر روانہ ہو۔

آپ اپنے اصحاب میں بالکل ملے جلے رہتے تھے اور مسجد میں جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے تھے آپ نے اپنے آپ کو دنیوی کام کاج میں کبھی دوسروں پر فضیلت نہ دی سب کے ساتھ مل جل کر کام کرتے تھے چنانچہ جنگ احزاب میں خندق کھودنے والوں کے ساتھ آپ بھی شریک تھے۔

آپ کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرما لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی کو ایک اونٹ دینے کا وعدہ کیا جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا میں تجھے اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگا میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا آپ نے فرمایا۔ اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے تو اور کس کے بچے ہوتے ہیں۔

آپ کا لباس ہمیشہ سادہ ہوتا تھا مگر صاف آپ کی طبیعت میں نفاست و پاکیزگی کا مادہ بے انتہا تھا اور صفائی کو بہت پسند فرماتے تھے بدبو دار چیزیں کھاتے تھے۔ ایک صحابی کو دیکھا کہ اس کے کپڑوں سے پسینہ کی بدبو آرہی ہے آپ نے فرمایا اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑوں کو دھو لے۔ مسواک کو آپ سے مرتے دم تک جدا نہ ہوئی۔ اور کبھی آپ کے جسم یا لباس اور یا منہ سے بدبو نہیں آئی۔

آپکی اخلاقی زندگی کا خلاصہ

الغرض خدا کی محبت و طاعت کے نشہ سے ہر وقت سرشار رہنا اس کی عبادت و یاد میں ہر وقت مشغول رہنا ذوی القربیٰ کو ان کے حقوق دینا غربا یتامیٰ مسافروں اور مساکین کی خدمت و دستگیری کرنا پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں اچھا سلوک کرنا شہنشاہی میں زہد و قناعت اختیار کرنا صدق و امانت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنانا۔ اقوال میں حسن اقوال اختیار کرنا اور غیبت اور بہتان سے کلی اجتناب اور پرہیز کرنا اپنے دست و بازو سے مال طیب پیدا کرنا اور اس کی زکوٰۃ خیرات اور صدقات کے رنگ میں خلق خدا کی بہتری کے لئے خرچ کرنا۔ محسن کو اس کے احسان سے بڑھ کر بدلہ دینا گھر میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا سیاسیات میں غدر و بغاوت اور فتنہ و فساد سے منع کرنا عدل و انصاف اور تقویٰ کو جنگ و جدال اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدنظر رکھتے ہوئے ہر قسم کے مظالم اور حق تلفیوں سے باز رہنا۔ رحم و کرم اور عفو و درگذر کا اس کے موقعہ پر ثبوت دینا اور پاکبازی کے ساتھ تمام زندگی بسر کرنا یہ تمام چیزیں خود کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اللہ پاک اپنے حبیب صاحب خلق عظیم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں انک لعلیٰ خلق عظیم بیشک آپ عظیم الشان اخلاق پر قائم ہیں اور اخلاق حاتوں کا سب سے بڑا کمال اور وصف یہ ہے کہ ان کو اعتدال پر رکھا جائے۔ اگر ان میں افراط و تفریط آجائے تو پھر یہ گندگی اور بد اخلاقی ہی رذائل بن جاتے ہیں احسان کا سارا وصف جاتا رہتا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ یعنی آپ اعتدال پر ہی ہیں اور پھر افق اعلیٰ پر بھی گویا آپ اعتدال کو قائم رکھتے ہوئے اخلاق کے انتہائی مقامات پر تھے۔ آپ دنیا میں آئے ہی اس لئے تھے کہ دنیا کو پاکیزگی حیات کا نور دیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کو کمال تک پہنچاؤں۔

آپ کی اخلاقی زندگی بنی نوع انسان کیلئے دائمی نمونہ ہے

کیونکہ کسی اخلاقی زندگی کو دائمی نمونہ بننے کے لئے تین بڑی اور اصلی صفات ضروری ہیں اول خالق و مخلوق کے حقوق کا تعین اور ان کی ادائیگی کی تلقین و تاکید دوسرے بنی نوع انسان کے تمدن کی اصلاح اور ان کی بہبودی و آسائش کے لوازمات کا استقصار اور تیسری نظری تعلیم کے ساتھ عملی نمونہ سے ہمہ دعویٰ کے ساتھ ہتے ہیں یہ تینوں صفات باشان تمام آپ ہی حضور ہی کے ساتھ مخصوص ہیں آپ نے تمدن و اخلاق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا اور بنی نوع انسان پر ہر قسم کی مادی و روحانی ترقیات کے ابواب کھول دیئے اب اگر دنیا کے انسان عموماً اور مسلمان خصوصاً عروج و ارتقار کی منازل طے کرنا اور نجات ابدی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو لازمی طور پر آپ کا اتباع کرنا چاہئے۔

آپ کا ترکہ

وفات سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ میرے ورثاء کو میرے ترکہ میں روپیہ پیسہ وغیرہ نقدی کچھ نہ ملے آپ کے ترکہ میں ہتھیار ایک خچر اور تھوڑی سی مملوکہ زمین چھوڑی تھی اور ان چیزوں کی نسبت بھی ارشاد فرمایا کہ ان کو خیرات کر دیا جائے۔ چنانچہ مرض الموت میں آپ بستر پر لیٹے ہوئے تھے خیال آگیا کہ گھر میں کچھ اشرفیاں پڑی ہیں فرمایا انہیں خیرات کر دو یہ زیبا نہیں کہ محمد اپنے خالق کی بارگاہ میں جائے اور اس کے گھر میں اشرفیاں ...

آپکی اولاد

حضرت ابراہیم کے سوا باقی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے تھے جو چند سال کی عمر میں فوت ہو گئے ان کے بعد حضرت زینب پھر عبداللہ پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر حضرت فاطمہ لڑکے سب چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو گئے تھے لڑکیوں سے سلسلہ نسل چلا لیکن سوائے حضرت فاطمہ کے نسل اور کسی سے نہیں چلی۔

تذکرۃ الانبیاء

حضرت عزیر علیہ السلام

بخت نصر کا خوفناک حملہ بخت نصر فرمانروائے بابل کے ظلم و جبر اور تعدی و جفاکی داستانوں سے اوراق تاریخ خونیں ہوئے پڑے ہیں اس ظالم نے تین لاکھ جرار فوج لیکر بیت المقدس جیسے حسین و خوبصورت اور دولتمند شہر کو کھنڈر بنادیا اتنا قتل عام کیا لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک برابر تلوار ہی انسانوں کے سروں کا فیصلہ کرتی رہی۔ سڑکوں اور گلیوں میں انسانی خون دریا بنکر بہ رہا تھا اور گھوڑوں کے سینوں تک اس خون گرم انسانی کی سطح پہنچی تھی۔ مسجد اقصےٰ کے تمام بیش بہا موتی ہیرے زمرد یاقوت اور جواہر نکال کر اس نے اس میں آگ لگادی اور وہ عمارت جسے تین لاکھ انسانوں کی جماعت سالہا سال بناتی رہی جس کی تعمیر میں تمام انسانی صناعیاں ختم کردی گئی تھیں جس کے لئے اطراف و اکناف عالم سے انجنیر بلائے گئے تھے اور جو اس عہد میں دنیا کی ایک نازک اور بیش بہا عمارت تھی اس خیال کے بغیر کہ یہ ایک جلیل القدر پیغمبر اور فرمانروا کی بنائی ہوئی ہے اور لاکھوں انسان اسے مذہبی معبد سمجھتے ہیں برباد کر کے رکھدی گئی پھر اس پر بھی اکتفا کیا جاتا تو بھی مختصر تھا۔ اس وحشی فرمانروا نے تمام علمائے بنی اسرائیل اور علمائے قوم کو گرفتار کرلیا توراۃ کے نسخے ڈھونڈھ ڈھونڈ کر نکالے اور سب میں شعلے پیدا کردئے ساٹھ ہزار بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے گیا جن سے نہایت ذلیل اور پرمشقت کام لیتا رہا ان میں بنی اسرائیل کے معززین و صالحین ہی کی کثرت تھی فی الحقیقت بخت نصر کا حملہ عذاب الٰہی کی ایک خوفناک صورت تھی۔ صرف اس کے عرصہ بعد ٹیٹس نے جو حملہ کیا ہے وہ بھی انتہائی خوفناک حملہ تھا اور پھر جب صلیبی سورماؤں نے عہد اسلام میں اس پر تسلط حاصل کیا ہے تو انہوں نے بھی اظہار درندگی و بربریت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور بخت نصر کے حملہ کی یاد دروایات تازہ کرنے کے لئے انہوں نے بھی اتنا ہی خون قتل عام کر کے بہایا تھا جو ان کے گھوڑوں کے سینوں تک پہنچ گیا تھا اور ستر ہزار فرزندان توحید تلوار کے گھاٹ اترے تھے۔ لیکن پھر بھی بخت نصر کا حملہ اس اعتبار سے سب سے زیادہ شدید اور بھیانک تھا کہ اس وقت شہر عروج و ارتقا پر پہنچا ہوا تھا اور اس کی عمارات صناعی و خوشنمائی میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھیں نیز اس نے ایک قوم کے مذہب و تمدن کو دنیا سے مٹا کر رکھدینے کی پوری سعی کی تھی۔

قید و گرفتاری سب سے زیادہ اندوہناک امر یہ تھا بخت نصر بیت المقدس کو کھنڈروں کی صورت میں منتقل کر کے پیغمبر وقت حضرت عزیرؑ کو بھی گرفتار کر کے بابل لے گیا تھا جن سے بڑھکر اس عہد میں علوم ربانی اور توراۃ کا اور کوئی عالم نہ تھا آپکو پوری توراۃ حفظ اور از بر تھی اور یہی چاہئے کہ آپ پیغمبر وقت تھے اور بنی اسرائیل کو اسی کی تعلیم دینے برائیوں سے بچانے اور خدا سے ملانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے آپ ایک مدت تک بنی اسرائیل کو سمجھاتے رہے تھے کہ تم دنیا کی برگزیدہ امت ہو پیغمبروں کی اولاد ہو لہٰذا اور شریعت موسوی کے حامل ہو گناہوں سے باز آؤ۔ نا اتفاقیوں کو ختم کردو باہمی جنگ و جدال سے پرہیز کرو ورنہ سب کٹ کراسی کے ہوجاؤ گے مگر بنی اسرائیل نے بالکل پرواہ نہ کی تھی جتنا آپ سمجھاتے تھے اتنا ہی ان کی عداوت و شقاوت ترقی کرتی جاتی چلی جاتی تھی اور باہمی عداوتیں ترقی کرتی چلی جاتی تھیں اور باہمی عداوتیں ترقیاں کرتی جاتی تھیں۔

اگر یہ حضرت عزیرؑ کے سمجھانے پر بیدار ہوجاتے اور باہمی نفاق و عناد کو دور کر کے ایک شیرازہ میں منسلک ہوجاتے تو یہ وہی قوم تو تھی جو ایک دنیا پر حکومت کرچکی تھی بخت نصر کی کیا ہمت پڑسکتی تھی کہ وہ ان پر حملہ کی جرات کرسکتا تھا اور اتنی زبردست اور تاریخی قوم کو اس طرح تباہ کرسکتا تھا۔ یہ حضرت عزیرؑ کی نہ سننے خدا سے نہ ڈرنے اور باہم لڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ یہ عظیم الشان قوم نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت میں اس درجہ کمزور ہوگئی اور اس پر قہر الٰہی بخت نصر کی صورت میں ٹوٹا۔

احیائے موتی کیمتعلق ارتفاع بنی اسرائیل کے ساتھ آپ بھی ستر برس تک بابل میں رہے جب وہاں سے اس قوم کو رہائی ملی ہے تو آپ بھی وطن کی طرف روانہ ہوئے آپ تنہا چلے آرہے تھے کہ ایک ویران گاؤں پر آپکا گذر ہوا یہیں ایک باغ تھا اور آپ اسی میں ٹھیرے اور ایک درخت کے نیچے قیام کیا اس وقت آپ کے پاس کچھ انجیر تھے اور کچھ انگور کا شیرہ آپ اپنے گدھے سے اترے اور اسے مضبوط باندھ دیا پھر کھانا پکر جو لیٹے تو آپ کی نظر گاؤں کے کھنڈروں پر پڑی اسی اثنا میں آپ کو کچھ بوسیدہ ہڈیاں بھی ادھر ادھر پڑی نظر آئیں۔ ہڈیوں کو دیکھتے ہی آپ گہرے خیال میں ڈوب گئے اور سوچنے لگے کہ حق سبحانہ تعالےٰ ان ہڈیوں میں کیونکر جان ڈالیگا اور کس طرح قیامت کے روز یہ ایک انسان کی صورت میں اٹھ سکیں گی دیر تک سوچتے رہے۔ سوچتے ہی سوچتے آپ کو نیند آگئی آنکھ لگ گئی اللہ تعالےٰ نے حضرت عزرائیل کو حکم دیا کہ سوتے ہی میں آپکی روح قبض کرلی جائے اور ان کے جسم کو نظرہائے عام سے غائب کردیا جائے۔

اب یہ صورت ہوئی کہ روح قبض ہو گئی، جسم نظروں سے غائب ہو گیا اور انگور کا جو شیرہ اور انجیر ساتھ تھے وہیں رکھے رہے، آپ کا گدھا ہلاک ہو گیا اسی حالت میں پوری ایک صدی یا صدی گذر گئی، جب سو سال کا زمانہ منقضی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ دوبارہ زندہ کئے گئے۔ جب آپ اٹھے تو اسی وقت ایک فرشتہ آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ یہاں کتنے عرصہ سے ہیں فرمایا ابھی تو پورا ایک روز بھی نہیں گذرا فرشتے نے جواب دیا کہ آپ کس خیال میں ہیں آپ کو اس جگہ پورے سو برس گذر چکے ہیں بلکہ سو برس سے بھی زیادہ مدت منقضی ہو لی ہے اچھا اب آپ اپنے کھانے اور شیرہ انگور کو دیکھئے اور غور کیجئے کہ ایک صدی گذر جانے پر بھی حتیٰ کہ اس کے مزے اور بو میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا ہے۔ اپنے گدھے پر بھی ایک نظر ڈالئے اور اسے بھی غور سے دیکھئے کہ سڑ گل کر اس کی ہڈیاں بھی برابر ہو چکی ہیں اور ہو جانی چاہئے تھیں لیکن اب آپ دیکھئے کہ اللہ کے حکم سے اسے کس طرح زندہ کرتا ہوں بوسیدہ ہڈیاں کس طرح جڑتی ہیں جوڑ کس طرح جوڑ سے ملتے ہیں ان پر گوشت کس طرح آتا ہے اور پھر اس پر کھال کس طرح چڑھتی ہے یہ نظارہ آپ کے لئے خاص طور پر سبق آموز ہوگا آپ نے فرشتے کے کہنے سے اپنے گدھے کی طرف جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ واقعی بوسیدہ ہڈیاں آپ سے آپ باہم جڑتی اور ملتی جا رہی ہیں پھر ان پر خود بخود گوشت چڑھنے لگا گدھے پر پھر کھال اور پوست پہنایا گیا، اب وہ ایک موٹا تازہ گدھا تھا جو آن کی آن میں زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور آپ نے احیائے موتیٰ کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

حضرت عزیر گھر کے دروازے پر

حضرت عزیر اسی وقت سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی بار الٰہا تیری قدرت کامل ہے۔ تو جو چاہتا ہے کر سکتا ہے بادی النظر میں مردوں کا زندہ ہونا کتنا ہی بعید از عقل اور غیر ممکن الوقوع ہو لیکن جہاں ہماری نظر کوتاہ، عقل خام اور دماغ معمولی ہے وہاں تیری قدرت کامل ہے مجھے ضرور حیرت ہوئی تھی اور یہ سوچ رہا تھا کہ پرانی ہڈیاں کیونکر انسانی ڈھانچہ کی صورت اختیار کریں گی اور اتنی مدت مدید کے بعد قیامت کے روز یہ کیونکر انسانی صورت اختیار کر کے زندہ ہو سکیں گی مگر آج تو نے دکھا دیا اور تیرے بندہ نے دیکھ لیا کہ تو بروز حشر کس طرح مردہ بدن زندہ اٹھائیگا
اس کے بعد فرشتہ تو یہ بصیرت افروز ربانی تماشا دکھا کر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور آپ اپنے گدھے پر سوار ہو کر وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ وطن پہنچے تو حالات ہی بدلے ہوئے تھے وضع ہی اور تھی اور وہاں کسی نے بھی آپ کو نہ پہچانا گھر کے دروازے پر گئے تو اس کی صورت ہی بدل چکی تھی اور تہذیب میں بھی پورا انقلاب ہو چکا تھا دیکھا کہ دروازے پر ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا عزیر کا گھر یہی ہے؟ اس نے جواب دیا ٹھیک عزیر کا گھر تو یہی ہے لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ ہیں کون جو ایک عرصہ دراز کے بعد یہاں آ کر میرے سامنے میرے میاں کا نام لے رہے ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ خود کو عزیر ہی بتا رہے ہیں فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ بولی ذرا اچھا دعا کیجئے کہ میری آنکھوں میں روشنی پیدا ہو جائے کیونکہ ایک مدت سے اندھی ہوں۔ اگر آپ عزیر تھا میں تو ضرور آپ کی دعا قبول ہوگی اور میری آنکھوں میں روشنی پیدا ہو جائے گی اور جب روشنی پیدا ہو جائے گی تو میں آپ کی صورت دیکھ کر آپ کو پہچان بھی سکوں گی آپ پیغمبر تو تھے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور دعا کرتے ہی بڑھیا کی آنکھوں میں روشنی آگئی اس نے اسی وقت آپ پر ایک غور کی نگاہ ڈالی اور بولی کہ واقعی آپ عزیر ہیں میں نے آپ کو پہچان لیا۔

حضرت عزیر کے مواعظ

خاص امر یہ ہے کہ آپ کی صورت بالکل نہ بدلی تھی چنانچہ بڑھیا نے یہ بھی کہا کہ آپ کی صورت میں تو سر مو تغیر پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے بیٹے اور پوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے ایک بیٹے کی عمر تو ۱۱۰ سال کی تھی۔ خاندان کا خاندان بھرا تھا۔ وہاں سے اندھیا آپ کی اولاد اور آپ کے خاندان والوں سے جا آپ کے آنے کا حال بیان کیا تو وہ اور بنی اسرائیل کے دوسرے لوگ بھی آئے جھٹلانے اور بیوقوف بنانے لگے اس پر بولی کیا تم اتنا نہیں دیکھتے کہ میں ایک مدت سے اپنی آنکھوں کی روشنی کھو چکی تھی اور آج انہی کی دعا سے میں تم سب کی شکلیں دیکھ رہی ہوں۔ اتنے لوگوں کے بیچ۔ کان کھڑے ہو گئے اور وہ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے بڑے بیٹے نے کہا کہ میرے باپ کے دونوں شانوں کے مابین ایک تل تھا میں پہلے اسے دیکھ لوں دیکھتے ہی تل موجود پایا چنانچہ اس نے بھی تصدیق کر دی اور کہا کہ واقعی یہ میرے باپ ہی ہیں۔

بنی اسرائیل بولے کہ حضرت عزیر کو تورات بڑی اچھی یاد تھی ہم تو اسی وقت یقین کریں گے جب ہمیں یہ تورات سنائیں یہ تو تورات کے حافظ تھے اسی وقت تورات سنانی شروع کر دی۔ بخت نصر نے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں تورات کے تمام نسخے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جلا دیئے تھے اور اس وقت اس کی کوئی نقل باقی نہ رہی تھی آپ نے بنی اسرائیل میں پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لوگوں کو تورات ابتداء سے لکھانی شروع کی جب سب لکھی جا چکی تو انہوں نے تورات کا ایک نسخہ جو نکالا جو اب تک ان کے علماء کے پاس چھپا ہوا بوسیدہ صورت میں موجود تھا مقابلہ کیا تو حرف بحرف صحیح پایا۔ اس کے بعد سب کے سب آپ پر ایمان لے آئے اور ہدایت شروع کر دی۔

لیکن بدقسمتی ملاحظہ کیجئے کہ ان کا یہ اعتقاد ہی ان کے کفر و شرک کا باعث بن گیا اور یہ آپ کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ پچاس برس تک مخلوق خدا کو ہدایت کر کے رہگرائے عالم بقا ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد ان کی گمراہی اور بڑھی اور کفر و شرک نے انہیں گناہوں اور وبالوں میں گرفتار کر دیا۔ اور مدت تک اسی حالت میں رہے قرآن حمید میں اللہ جل جلالہ نے ان کے اس خیال کو جھٹلایا ہے کہ عزیر ابن اللہ تھے بلکہ فرمایا ہے کہ عزیر اور عیسیٰ دونوں اللہ کے رسول اور پیغمبر تھے۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت انس بن مالکؓ

عہد رسالت کے حالات

حضرت انسؓ ہجرت نبوی سے دس سال پیشتر پیدا ہوئے آپ کی والدہ حضرت ام سلیم نے عقد ثانیہ سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا تھا جس پر شوہر ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ یہ اتنا بڑا بادہ نوش تھا کہ حضرت انسؓ کو نو دس برس ہی کی عمر میں ساقی گری کی خدمت پر مامور کیا کرتا تھا اس کے مقابلہ میں بیوی ام سلیم کی سعادتمندی ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے پیغام دیا تو صاف کہلا بھیجا کہ اسلام لاتے ہو تو عقد کر لیتی ہوں اور یہی میرا مہر ہوگا۔ حضرت ثابتؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی عورت کا مہر ام سلیمؓ سے افضل نہیں سنا۔

جب رسول کریم نے مدینہ منورہ میں اقامت کی تو حضرت ابوطلحہ لا کر آپ کو غلامی میں پیش کر گئے اور پھر مسلسل دس برس تک آپ شرف خدمت سے بہرہ مند رہے اور نہایت تندہی اور مستعدی سے خدمت میں مصروف رہے اور رسول کریم کو ہر طرح سے خوش رکھا خلوت و جلوت اور سفر و حضر میں ساتھ رہتے تھے اور بارگاہ نبوت میں قرب اختصاص کا منصب حاصل کر لیا۔ تمام غزوات میں شریک تھے اور لڑے

ظالم حجاج کی گستاخی

حضرت صدیق اکبرؓ نے بحرین کا عامل مامور کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے تعلیم فقہ کے لئے ایک جماعت کے ساتھ بصرہ بھیج دیا۔ پھر یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ایرانی معرکوں میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں جو فتنے پیدا ہوئے ان میں مطلق حصہ نہ لیا آپ خادم خاص اور مقرب بارگاہ رسالت تھے صحابہ کبار میں تھے گوشہ خلوت میں زندگی بسر کرتے تھے بڑی عظمت و تقدیس کے حامل تھے۔ لیکن ظالم حجاج جب ممالک شرقیہ کا گورنر ہو کر بصرہ آیا تو کوئی چیز بھی اسے آپ کی گستاخی سے نہ روک سکی بلکہ نہ صرف یہ کہ شدت کے ساتھ تنبیہ کی بلکہ لوگوں میں ذلیل کرنے کے لئے آپ کی گردن پر مہر لگا دی اور کہا کہ:۔

"انسؓ! یہ چالبازی کبھی مختار کا ساتھ دیتے ہو اور کبھی ابن اشعث کا میں نے تمہارے لئے بڑی سخت سزا تجویز کی ہے۔ حضرت انسؓ نے نہایت تحمل کے ساتھ جواب دیا خاموش ہو گئے اور خلیفہ عبد الملک کو شکایت لکھ بھیجی وہ خط پڑھ کر غصہ سے کانپنے لگا۔ حجاج کو فرمان بھیجا حضرت انسؓ سے جا کر فوراً معافی مانگو ورنہ تمہارے ساتھ سخت سلوک روا رکھا جائیگا۔ حجاج درباریوں سمیت حاضر ہوا معافی مانگی اور عرض کی دربار خلافت کو ایک خوشنودی کا خط لکھ دیجئے آپ نے کشادہ دلی سے معاف بھی کر دیا اور خط بھی بھیجا۔

کثرت مال و اولاد

۹۳ھ میں بعمر ۱۰۳ سال وفات پائی وقت آخر رسول اکرم کا موئے مبارک زبان کے نیچے تھا دوران علالت میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا وفات کی خبر نے پوری دنیائے اسلام میں ایک کہرام برپا کر دیا بصرہ میں تو آپ ایک واحد صحابی زندہ ہی رہ گئے تھے پوری دنیائے اسلام میں بھی ایک حضرت ابوالطفیلؓ کے سوا اور کوئی صحابی باقی نہ رہا تھا مورق نے کہا آج نصف علم جاتا رہا۔ رسول کریم نے آپ کی والدہ کی استدعا پر کثرت مال و اولاد اور مغفرت کی دعا کی تھی۔

غیر ممکن تھا کہ یہ دعا شرف قبولیت حاصل نہ کرتی۔ دولت اتنی ملی کہ تمام انصار کرام میں کوئی بھی آپ کی برابر متمول نہ تھا اولاد کی یہ کثرت کہ اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں وفات کے وقت بیٹوں اور پوتوں کا ایک پورا کنبہ چھوڑا جن کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز تھی سب سے انتہائی محبت تھی سب کو خود ہی تعلیم دی۔ لڑکیوں کو بھی حلقہ درس میں بیٹھنے کی اجازت تھی متعدد صاحبزادے فن حدیث میں امامت کا منصب رکھتے تھے اور تابعین کے حلقہ میں بڑی عظمت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے لڑکوں کو تیراندازی کی تعلیم بھی خود ہی دی کہ بڑے محدث ہونے کے ساتھ بڑے قدر انداز بھی تھے۔

علم و فضل

دس برس خدمت نبوی میں رہے تھے اس لئے علم کے بحر بیکراں بن گئے تھے۔ زیر نگین دنیائے علم کا کل روحانی علاقہ تھا۔ حلقہ درس میں اکناف عالم کے طلبا شامل تھے بکثرت احادیث آپ سے منقول ہیں بڑے بڑے نامورانِ اسلام آپ کے حلقہ سے اٹھے فقہ میں بھی کمال حاصل تھا جودت فہمی دقت نظر طرز اجتہاد اور اصابت رائے میں ممتاز تھے لوگ دور دور سے مسائل پوچھنے آتے تھے اور آپ انہیں ایسا شافی جواب دیتے تھے کہ تمام پہلو عریاں ہو جاتے تھے۔

اخلاق و عبادات

رسول کریم سے عاشقانہ محبت تھی جو زندگی بھر قائم رہی جب یاد آ جاتی تو بیتاب ہو جاتے تھے اس جوش محبت کے ساتھ سیرت پر گفتگو فرماتے اور اس بیتابی کے ساتھ ذکر کرتے کہ تمام مجلس متاثر ہو کر رہ جاتی تھی اسی محبت کے زیر اثر اتباع سنت میں سرگرم رہتے تھے نماز بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ خود حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے حضرت انسؓ سے بڑھ کر کسی کو رسول کریم کی طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ فرائض سے اتر کر واجبات و سنن تک میں رسول کریم کا پورا اتباع کرتے تھے رسول کریم دو ہی جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے خود بھی اسی عمل سے

تذکرۃ الاولیا

حضرت خواجہ امیر خسروؒ

امتیازی خصوصیات

حضرت خواجہ امیر خسرو کی ذات گرامی ارض ہند کی ایک مایۂ ناز اور مشہور آفاق ہستی ہے اور آپ کو بہت سی امتیازی خصوصیات سے متصف ہونے کا شرف حاصل رہا ہے آپ بیک وقت بہت سی سعادتوں سے بہرہ مند تھے ہوا علم و فضل اور حقائق و معارف میں نظیر نہ رکھتے تھے تاہم امور سیاسات اور ملک داری و معاملہ فہمی میں اپنا جواب آپ تھے ارض ہند کے بلبل اور فصیح البیان شاعر تھے۔ نابغہ علم موسیقی اور خوش الحانی میں دور دور تک کوئی آپ کا ثانی نہ تھا خاص کر اہل ہندی خاطر ایرانیوں سے مشاد کام تھے اور اس خصوص میں بھی آپ کو یکتائی حاصل ہے کہ آپ کی پوری زندگی بہ عیش و اقتدار میں گزری اور سلاطین کے عہد میں آپ شہزادت عظمیٰ کے عہدے پر فائز رہے سات بادشاہ بہت طویل عمر پائی اور آخر وقت تک تندرستی اور صحت بہت اچھی رہی سب سے بڑی فائز المرامی یہ تھی کہ آپ قطب وقت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا کے محبوب ترین خلیفہ اور زبردست بزرگ تھے شاذ ہی ایسی خوش نصیب ہستیاں دیکھنے میں آتی ہیں جو دنیوی اور دینی دونوں اعتبارات سے بلند ہوں اور جن کی زندگی کا ہر پہلو روشن رہا ہو۔ پیدائشی امیرزادہ تھے اور آخر وقت تک زندگی امارت و اقتدار اور عمل و ثروت ہی میں گزری اور جاہ و منصب ان کا کھیل کوئی آسان کھیل نہیں بڑے بڑے اس کھیل میں دل چھوڑ بیٹھتے ہیں مگر آپ نے زندگی بھر یہی کھیل کھیلا۔ اور پوری کامیابی کے ساتھ کھیلا۔

ولادت اور دعائے مجذوب

لکھا ہے کہ آپ کے دادا علاؤ الملک بھی اولیائے وقت سے تھے جنھوں نے آپ کے والد امیر سیف الدین کو لائق و سعادتمند دیکھکر اپنی متجمع الصفات صاحبزادی کی شادی آپ کے ساتھ کردی اور انہیں کے بطن سے یہ در بے بہا پیدا ہوا ضلع ایٹہ میں بر لب گنگ ایک قصبہ پٹیالی واقع ہے جو آج تو کوئی شہرت و اہمیت نہیں رکھتا مگر اس زمانہ میں یہ ایک شاداب اور سرسبز مقام تھا جہاں امراء و عرفا کی جاگیریں تھیں علاوہ اس میں خوب رونق تھی اور بڑے بڑے علما و صلحا یہاں آباد تھے اور یہ مومن آباد کے نام سے مشہور تھا اس قصبہ کو آپ کی جائے ولادت ہونے کا اور وطن ہونے کی عزت حاصل ہے۔ آپ کے کاشانۂ عالیہ کے قریب ہی ایک مجذوب کامل پڑے رہتے تھے جن سے آپ کے والد گرامی کو بہت عقیدت تھی چنانچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد وہ آپ کو ان مجذوب صاحب کی خدمت میں لے گئے جنھوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کے ناصیہ جمال سے آثار سعادت نمایاں ہیں یہ آگے چل کر علاوہ وقت ملک الشعرا، طوطی ہند اور یگانہ روزگار شاعر ہوگا اور قیامت تک اس کا نام صفحۂ روزگار پر بحروف زریں ثبت و مرقوم رہیگا۔ اسکے بعد ان مجذوب صاحب نے بچہ کو چمکارا اور ترقی و کمال کی دعا دی۔ امیر سیف الدین کی مسرت و ابتہاج کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا پھولے نہ سماتے تھے خوش خوش گھر میں آئے اور بیوی کو یہ بشارت سنائی وہ عفیفہ بھی بہت مسرور ہوئیں اللہ نے سب کچھ دیا تھا گھر میں کسی چیز کی کمی نہ تھی ناز و نعم کے ساتھ پرورش شروع ہوئی۔

شاعری اور موسیقی کے کمالات علمی

آپ کے نانا کو دربار دہلی میں بڑا رسوخ حاصل تھا انہوں نے اپنے داماد اور لڑکی کو بھی دہلی بلا لیا اور آپ بھی ان کے ساتھ دہلی پہنچ گئے اس وقت آپ کی عمر صرف سات سال کی تھی اور خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ نہایت خلیق و خوبصورت اور ذہین تھے اور اس چھوٹی سی عمر میں یہ حالت تھی کہ ہر بات کو نہایت سہولت کے ساتھ سمجھ جاتے تھے بہت حاضر جواب تھے۔ خوش گلو تھے عالی طبع تھے نیک سیرت تھے جتنی نعمتیں تصور میں آسکتی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کردی تھیں عقل علم دولت، صحت عمر، ذہن، فہم، حسن، اکمل اقتدار عزت اور معرفت و ولایت وہ کونسی نعمت تھی جو آپ کو بارگاہ الٰہی سے عطا نہ ہوئی ہو سات ہی برس کی عمر میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کے مرید ہو گئے اور ابھی پورے نو برس کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے والد امیر سیف الدین کا انتقال ہوگیا جن کی عمر اسی سال کی ہو چکی تھی اور وہ بیٹے کی زندگی و ترقی کی بہار دیکھنے کا ارمان ہی اپنے ساتھ لے گئے۔

اب آپ کی تربیت و تعلیم آپ کے نانا کے سپرد ہوئی جنہوں نے نہایت شفقت و توجہ سے آپ کی پرورش کی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ نسبتاً ایک قلیل و مختصر مدت میں آپ تمام علوم متداولہ کے متبحر ہوگئے آپ کو بچپن ہی سے شاعری کا شوق بھی ہو گیا تھا اور جو کچھ کہتے تھے اپنے بڑے بھائی اعزالدین علی کو دکھا لیتے تھے جو خود بھی ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام کا تمام خاندان علم و فضل میں یگانہ تھا آپ فارسی اور بھاشا دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے اور ان دونوں زبانوں کے سحر طراز شاعر تھے آپ کا ایک مطول دیوان موجود ہے اس کے علاوہ متفرق اشعار اور مثنویات کلام کی کوئی شمار نہیں تقریباً پانچ لاکھ اشعار تو صرف فارسی زبان میں کہے ہیں بھاشا کا کلام بھی بیشمار ہے آپ کا کچھ کلام ایسا بھی ہے جس میں فارسی اور ہندی دونوں زبانوں کے ملے جلے الفاظ موجود ہیں۔ موسیقی میں وہ کمال پیدا کیا کہ بیشمار صنفیں آپ کی

ایجاد کردہ ہیں ہندی اور بھاشا کے مشہور ترین شاعر و موسیقی داں بھی آپ کا لوہا مانتے تھے اور پورے ہندوستان کے اندر اس وقت موسیقی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اساتذہ ہند بھی آپ کو اپنا استاذ تسلیم کرتے تھے کثیر التصانیف ہیں کوئی ننانوے کتب آپ نے تصنیف کی ہیں۔

شیخ کی عارفانہ محبت

جب آپ علوم و فنون میں تبحر حاصل کر گئے اور سند فضیلت حاصل کر لی تو حضرت سلطان المشائخ نے آپ کو مجاہدات و ریاضات کا حکم دیا آپ نے جس تیزی سے علوم ظاہری کی تحصیل کی اسی سرعت کے ساتھ علوم باطنی حاصل کیے آخر حضرت سلطان المشائخ نے آپکو ترک اللہ کے خطاب سے نوازا۔ حضرت سلطان المشائخ کو آپ سے اتنی محبت تھی کہ فرماتے تھے میں اپنے وجود سے ملول و رنجیدہ ہو سکتا ہوں مگر تجھ سے ناراض و رنجیدہ نہیں ہو سکتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور خسرو پر بہت مہربان ہیں چاہتا ہوں آپ جتنی مہربانی و عنایت ان پر کرتے ہیں اتنی ہی مجھ پر بھی کریں فرمایا جاؤ پہلے خسرو جیسی قابلیت تو پیدا کر لے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ محبت و قدردانی کا انحصار لیاقت و قابلیت ہی پر ہے جتنی اہلیت ہوتی ہے اتنا ہی نوازا جاتا ہے۔ جب حضرت سلطان المشائخ سماع سنتے تو دائیں طرف حضرت امیر خسرو اور بائیں طرف خواجہ مبشر بیٹھتے قوال کو بھی حکم تھا وہ سماع میں پہلے آپ ہی کی غزل شروع کرتے حضرت نے اسی خصوصیت و دستور کی بنا پر مفتاح السماع کا خطاب عطا فرمایا تھا یہ بھی قاعدہ تھا کہ آپ ہر روز نماز عشاء کے بعد مرشد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تمام مریدوں کے حالات سے حضرت کو مطلع کرتے چونکہ حضرت کو آپ سے بہت محبت تھی اس لئے آپکی سفارش مان لیتے تھے اور آپ ہی قصور وار مریدوں کے قصور معاف کر دیا کرتے تھے اور جسے جو کچھ کہلانا بھی ہوتا تھا وہ آپ ہی سے کہلواتا تھا۔ ایک روز آپ نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے بروز حشر خسرو کے نام سے نہ پکاریں کہ اس نام میں غرور و تکبر کی روح موجود ہے فرمایا نہیں اس روز فرشتے کاسہ لیس محمد کے نام سے پکاریں گے۔

بزرگی و عظمت

دن بھر تو آپ سلطنت و ملازمت کے امور میں مصروف رہتے تصنیف و تالیف کا کام کرتے اور شب بھر عبادت و ریاضت میں گذارتے تہجد کی نماز میں سات پارے بلاناغہ پڑھا کرتے چالیس برس کامل صائم الدہر رہے دن کو کبھی کچھ نہ کھایا آتش عشق اور گرمی محبت سے سینہ ہمہ وقت جوش میں رہتا تھا اور دل کے قریب جو لباس بھی پہنتے وہ جل جاتا تھا۔ کوئی نیا کپڑا بھی پہنتے تو دل کے قریب سے وہ ضرور ہی جل جاتا یہ چیز بالکل ہی نمایاں تھی اور ہر شخص اسے بیک نظر دیکھ سکتا تھا۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز سے فراغت پاکر آپ اٹھے ہی تھے کہ حضور سلطان المشائخ نے آپ کے پاس خادم بھیجکر بلایا آپ مطیع و منقاد اور شیخ کے عاشق تھے اسی وقت عجلت کیساتھ [illegible] میں حاضر ہوئے جب خدمت عالی میں پہنچے تو فرمایا آج رات میں نے ایک عجیب و نیا خواب دیکھا ہے جمعہ کی شب کا خواب ہے دل چاہتا ہے کہ تجھے بھی سنا دوں پھر اس طرح خواب بیان فرمانا شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے فرزند جلیل شیخ صدرالدین عارف تشریف لائے ہیں اور میں نے انکی تعظیم کی ہے اور انہوں نے بھی میری تواضع حد سے زیادہ فرمائی۔ اسی اثنا میں میں نے دیکھا دور سے تو پیدا اور یہ معلوم ہوا کہ میری طرف کو چلی آرہی ہے آتے آتے بہت قریب آگیا اور معرفت کے نکات حقائق بیان کرنے شروع کر دئیے میں ابھی اسی سوچ ہی رہا تھا کہ اتفاق کی آواز گوشزد ہوئی اتنا کہہ کر [illegible] دیکھا اور غور کرنے کیا دیکھتے ہے۔ آپ نے شیخ کی یہ عنایت دیکھکر اور یہ خواب سنکر عجز و نیاز کے ساتھ عرض کیا کہ میری حیثیت ہی کیا ہے اور میں ناچیز حقیر اس مرتبہ پر فائز ہو کر حد سے زیادہ نوازا گیا ہوں ورنہ میری کیا ہستی تھی جو کچھ دیا ہوا ہے وہ آپ ہی کا دیا ہوا ہے اور جو ملا ہے وہ آپ ہی کی عطا ہے یہ الفاظ سنکر حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی پر ایک رقت طاری ہوئی رونے لگے اور روتے ہی [illegible] وفور جوش میں آپ کی آواز نکل گئی رونا اور پیر و مرشد گرامی کا رونا کون دیکھ سکتا ہے پھر آپ تو حضرت سلطان المشائخ کے عاشق اور جاں نثار عاشق تھے خود بھی رونے لگے اور بہت [illegible] اس کے بعد حضرت نے آپ کی کلاہ خاص طلب فرمائی اور آپکے فرق مقدس پر رکھدی اور اسکے بعد نصیحت کی کہ اے خسرو کلمات مشائخ کا مطالعہ اکثر کیا کر۔ اور زیادہ کیا کر اس کے بعد یہ رباعی پڑھی ؎

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست — ملکیت ملک سخن آن خسرو راست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست — زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست

عاشقانہ عقیدت و وصال

ایک فقیر کے سوال پر سلطان المشائخ نے فرمایا تھا آج کی تمام فتوحات تجھے دیدوں گا جب دو روز تک فتوح میں کچھ نہ آیا تو انہیں نے اسے اپنی کفش عطا فرمادیں راستے میں فقیر کو آپ ملے پوچھا کہاں سے آرہے ہو عرض کی دہلی کو پوچھا شیخ کی بھی کچھ خبر ہے فرمایا اچھی طرح ہیں پھر پوچھا مجھے تیرے پاس سے بوئے شیخ آرہی ہے ان کی کوئی چیز تو تیرے پاس نہیں بولا مجھے حضرت نے اپنی کفش عطا کی ہیں پوچھا فروخت کرتا ہے اثبات میں جواب پاکر آپ نے وہ پانچ لاکھ کے پانچ لاکھ اس فقیر کو دیکر کفش خرید لیں جو آپ کو سلطان سے ایک قصیدے کے صلہ میں ملے تھے اور انہیں لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں پہنچے حضرت سلطان المشائخ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ خسرو خرید لائے ہو ارزاں خریدی عرض کی حضور اگر نقد مال و جان بھی ان کی قیمت میں طلب کرتا تو بھی خرید لیتا یہ تھا عقیدت شیخ کا مظاہرہ۔ ایک مرتبہ آپ نے عرض کی آرزو ہے کہ حضور کے قدموں ہی میں دم نکلے فرمایا ایسا ہی ہوگا اور تم میرے پہلو ہی میں دفن کئے جاؤ گے۔ بنگال میں سلطان کے ہمراہ تھے جس وقت شیخ کے وصال کی خبر پہنچی ماتم کناں بسرعت دہلی روانہ ہوئے اور مزار کے روبرو کھڑے ہوکر فرمایا سبحان اللہ آفتاب زیر زمین اور خسرو زندہ یہ کہا تھا بیتاب ہو کر تڑپے اور بیہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہے مگر برابر بے قرار و شیون اور آہ و زاری میں مصروف رہے آخر اسی صدمہ میں ۱۷ شوال ۷۲۵ھ کو انتقال کیا۔

وعظ نذیر

ایک مسلسل وعظ کی کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی ہے

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ قال اللہ تبارک و تعالےٰ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

برادران اسلام! پچھلے وعظ میں آپ کو گزشتہ قوموں کی تباہی کے اسباب بتلائے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی گمراہی و بربادی کا سبب معصیت شعاری تھا آج کی صحبت میں یہ بتلانا ہے کہ انسان گناہ کیوں کرتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ موت و حیات کی حقیقت اور زندگی کے مقصد سے واقف نہیں ہیں اس لئے وہ آسانی کے ساتھ نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنس جاتے ہیں اس مناسبت سے میرے اس وعظ کا موضوع موت و حیات رہتا ہے اس کے متعلق باری تعالیٰ نہایت ہی جامع و مانع پیرایہ میں فرماتے ہیں کہ موت و حیات اس لئے پیدا کی ہے کہ وہ تم کو اچھے اعمال کے لئے آزمائے اس اصولی نظریے کے متعلق تفصیلات بغور سنئے۔

حضرات! دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں اگر وجود میں آئی ہیں تو ایکدن ان کا فنا ہو جانا بھی لازمی ہے کیونکہ بقا صرف خدا ہی کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے صبح کے طلوع سے شام کے غروب ہو جانے پر سے درس حاصل کرنا کہ وہ اگر اس کی ابتدا ہی تو یہ اس کی انتہا ہے عقلمندی کی علامت اور انسانیت کا پہلا سبق ہے آفتاب و ماہتاب کے عروج و زوال سے دنیا کی ناپائیداری کا کافی احساس ہو سکتا ہے اور ہم بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اس چند روزہ زندگی کا انجام آخر موت ہے بقا و فنا ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اب ذرا غور کیجئے اس حالت میں اگر یہ دنیا کی فانی نقش و نگار اور کائنات کی یہ مصنوعی بوقلمونیاں ہم کو اپنی جانب جذب کرتی ہیں اور یہاں کی تباہ کن دلچسپیاں ہمارے دل کو لبھا کر طاعت و عبادت الٰہی سے غافل کرتی ہیں تو عقل سلیم کا مقتضا دنیا اور دنیا کی فانی چیزوں کی جانب جذب ہو جانا نہیں بلکہ ان سے محفوظ رہنے کی تدابیر اختیار کرنا ہے اور اسی میں انسان کی بھلائی ہے جو دنیا کی محبت سے محفوظ رہا اس نے فلاح پائی اور جس نے دنیا کی محبت میں خدا کو فراموش کر دیا وہ تباہ ہوا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مومن کو دنیا سے اس طرح بچاتے جس طرح کوئی حکیم نامناسب غذا سے بیمار کو پرہیز کراتا ہے۔ حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندے جو اپنی وجہ سے عقلمند ہیں فردوس اعلیٰ میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے اپنی عقلمندی سے عقبیٰ کو دنیا پر مقدم کیا ہے اس لئے صبر کے بدلہ میں انہیں راحت ملی۔

دنیا کی محبت اور اس کا انجام مآل

برادران ملت! دنیا کی مثال زہر کی مانند ہے یعنی جس طرح زہر ہلاکت آفریں بھی ہے اور تریاق بھی اسی طرح دنیا ہلاکت میں ڈالنے والی بھی ہے اور نجات دلانے والی بھی دنیا آخرت کی کھیتی ہے جنت و دوزخ کا بیج یہیں بویا جاتا ہے اور اگر دنیا کو دین پر مقدم کیا تو دنیا دشمن ایمان اور باعث ہلاکت ہے اور اگر دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے تو یہی زہر تریاق بنتا ہے۔

ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں آپ کی صحبت میں رہکر دین کے مسائل سیکھوں اور اپنی عاقبت سنواروں آپ نے فرمایا بڑی خوشی سے۔ اس نے چند روز آپ کے پاس رہکر مسائل اچھی طرح سیکھ لئے اور رخصت ہو گیا اب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جگہ بجگہ جاکر لوگوں میں وعظ کرتا اور اس طرح دین کے پردہ میں دنیا کما کر اپنے علم کی توہین کرتا۔ بالآخر غضب خداوندی اس پر نازل ہوا۔ اور وہ خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ خداوندا اسے دوبارہ انسانی صورت عطا فرما دے جواب ملا کہ اگر تم آدم کی طرح بھی توبہ کرو گے تب بھی یہ دعا قبول نہ ہوگی کیونکہ یہ شخص دین کو بیچکر دنیا کماتا تھا۔

دیکھا آپ نے دین کو بیچکر دنیا کمانا ایسی بری بلا ہے یہی لعنت آج ہمارے واعظین پر بھی مسلط ہے اور وہ جس طرح دین کے پردہ میں دنیا کما رہے ہیں ظاہر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو آخرت کے کاموں سے دنیا حاصل کرےگا وہ مسخ کیا جائےگا۔ اس کا ذکر خیر مٹ جائےگا اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں درج ہوگا۔

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک ایسی بستی میں ہوا جہاں آپ نے یہ حیرت فزا اور دردناک منظر دیکھا وہاں کے تمام باشندے بلاکفن و دفن راستوں میں مرے پڑے ہیں آپ کو یہ دیکھکر بڑا تعجب ہوا اور جناب الٰہی میں رجوع کرکے پوچھا خداوندا یہ کیا ماجرا ہے؟ جواب ملا اس کی وجہ خود انہیں سے پوچھو۔ آپ نے ان مردوں کو پکارا۔ بحکم الٰہی ان میں سے ایک شخص نے کہا لبیک یا روح اللہ! جناب مسیح نے پوچھا بتلاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ اور میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہا کہ ہم رات کو اچھے خاصے سوئے اور صبح کو دوزخ میں جا پڑے اس کا سبب یہ ہے کہ ہم دنیا کو اس قدر چاہتے تھے کہ جس قدر ایک بچہ اپنی ماں کو چاہتا ہے اس کے ملنے سے خوش اور اس کے نہ ملنے سے

غمگین رہا کرتے تھے اس لئے ہم پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے دریافت کیا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ یہ اور مردے کیوں نہیں بولتے مگر تمہارے ہی بکلام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ جواب دیا کہ فرشتوں نے ان کے منہ میں آگ کی لگامیں دے رکھی ہیں اس لئے وہ بول نہیں سکتے میں ان میں سے نہیں ہوں بلکہ ان کے پاس سے گذر رہا تھا کہ میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گیا معلوم نہیں کہ اس عذاب سے کب نجات ملیگی۔ الامان الحفیظ۔

نفحۃ الریاض میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب سلطنت مل گئی تو تمام جانور آپ کو مبارکباد دینے آئے مگر صرف ایک چیونٹی نہیں آئی کسی چیونٹی نے دریافت کیا کہ تو مبارکباد دینے کیوں نہیں گئی جواب دیا کہ خدا اپنے دوستوں کو دنیا نہیں دیا کرتا نہ معلوم سلطنت میں پھنسکر سلیمان علیہ السلام کا کیا انجام ہو سو یہ تعزیت کا موقعہ ہے نہ کہ مبارکباد کا میں اس لئے نہیں گئی۔

ان دونوں حکایتوں سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور عقل سلیم کے تقاضہ کو سمجھنا چاہیئے۔ عقل انسانی کا زبردست تقاضہ ہے کہ دنیا کی محبت کو غالب نہ ہونے دیا جائے بلکہ اس کو دین کے ماتحت رکھا جائے

حضرات! خدا کی قدرت کا منشا یہی ہے کہ وہ موت سے زندگی کو درس دے اور موت کی پرخطر دشواریاں بتلا کر زندگی کی منزلوں کو آسان کرے یہی مطلب ہے خلق الموت والحیات کا۔ انسان دنیا میں بھیجا گیا ہے اس کو ایک وقت مقررہ تک یہیں رہنا ہے اسے کائنات کی لذتیں ودیعت کی گئی ہیں اور فیاض قدرت کے بیشمار انعامات نے اسے مجموعہ نعم کر رکھا ہے اور یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا ہے کہ ایک روز اس کو موت کی تلخی بھی چکھنی ہے تاکہ اس امر کا اندازہ ہو سکے کہ ابتدا و انتہا کا درمیانی زمانہ جو مراد ہے زندگی سے کیونکر بسر ہوا خدا کی نافرمانی میں یا اطاعت میں پس جب زندگی کی ناپائیداریاں یقینی ہیں اور موت لازم تو اسے ہمیں لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے ماتحت اپنی زندگی بسر کریں اور اس کی نافرمانی سے باز رہیں۔ گذشتہ قومیں جو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں ان میں بھی یقین و اعتقاد نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ گناہوں پر دلیر ہو گئیں اور بالآخر ہلاک ہو گئیں۔

زندگی کیا ہے

زندگی کہتے ہیں جان کو اور زندہ وہ ہے جس میں زندگی ہو۔ مسلم کی زندگی کے معنے یہ ہیں کہ اس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا، پینا اور شادی غمی وغیرہ جملہ لوازمہ زندگی احکام الٰہی کے مطابق ہوں جو براہ راست روح و زندگی اور حیات کے اس چشمہ سے حاصل کرے جس نے سب کو زندگی بخشی مسلمان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا کوئی فعل اپنی ذاتی خوشی اور عیش و آرام کی خاطر نہیں بلکہ سب کچھ خدا کی مرضی و خوشنودی کے لئے ہے یہ ہے اسلامی اور مذہبی زندگی اور خدا کے نزدیک وہی زندہ ہے جس میں یہ آثار پائے جائیں اور جس کی زندگی میں یہ آثار نہ ہوں تو وہ اگرچہ بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں مردہ ہے جس نے زندگی کے اس مفہوم کو سمجھ لیا ہے وہ کبھی بھی

ارتکاب معاصی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر نفس و شیطان کی وجہ سے کبھی گناہ کر بھی لے تو فوراً اس کا تدارک ہی کریگا یعنی توبہ و استغفار جس میں اس زندگی کی ادنیٰ سی جھلک بھی نمودار ہوتی ہے اس کی فوراً کایا پلٹ جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ یک لخت ایک عجیب تغیر و انقلاب محسوس کرتے ہیں شیخ شبلی کی اس موقعہ پر ایک عجیب حکایت ہے دل کے کانوں سے سنئے اور معلوم کیجئے کہ اسلامی زندگی کسے کہتے ہیں اور جب انسان موت و حیات کے فلسفہ کو سمجھ لیتا ہے تو کیونکر نیا رنگ و روپ بدلتا ہے۔

خدا کا ایک بانکا محبوب

حضرت شیخ شبلی قدس سرہ العزیز اپنا ایک قصہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کے لئے جا رہا تھا ایک روز بغداد کے راستہ سے گذرا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان سر پر زریں عمامہ باندھے پاؤں میں جواہر کا جوتہ پہنے کتان کے لباس میں ملبوس عشوہ گر نازک مزاج معشوقوں کی طرح بازار میں ٹہل رہا ہے اس کے ہاتھ میں ایک سیب تھا جس کو وہ بار بار سونگھتا تھا ؎

بجائے میان زشت دہر جا کہ می ستاد — میشد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام

گوئی کہ میچکید ز گلبرگ عارضش — بر خاک قطرہ ہائے گلاب از عرق مدام

دوسرے روز ہمارا قافلہ روانہ ہو گیا اور میں بھی چلا آیا مگر طبیعت میں یہ کرید لگی رہی کہ یہ نوجوان تھا کون؟ اتفاقاً دوسرے روز بھی میں نے اس کو قافلہ میں دیکھا مگر آج اس کا پہلے والا لباس تبدیل ہو چکا تھا اس روز بھی وہ ٹہل رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گھر سے تفریح و استراحت دماغ کے لئے کسی چمن میں گلگشت کرنے کے لئے جا رہا ہو میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اس شخص کی معاملہ و حال سے خالی نہیں یا تو یہ واقعی کوئی ناز آفریں معشوق ہے اور یا نیاز آگین عاشق میں اسی سوچ میں تھا کہ وہ نوجوان میرے قریب گذرا میں نے کہا کہ کہئے کہاں کا ارادہ ہے جواب دیا گھر میں نے پوچھا کس کے گھر کہا اس پر اسرار گھر میں جس کے لئے مخلوق آوارہ ہے میں اس گھر میں اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ دیکھوں تو سہی کہ آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے لوگوں کو سرگشتہ کر رکھا ہے کہ اطراف عالم سے پروانہ وار بھاگے بھاگے آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے جس میں تم نے قدم رکھا ہے اور اس راز کو معلوم کرنے اور اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے تمہاری لاابالی، تن آسانی، نعش پروری اور لاپروائی منزل مقصود تک نہ پہنچا سکیگی۔ کہا اے شبلی آپ مجھ سہی کہ مجھے اپنے حال میں معذور سمجھو اگر میں طلب صادق رکھتا ہوں تو اس حال میں ہی منزل مقصود پر جا پہنچوں گا۔ آپ کو معلوم نہیں ؎

بازار عندلیب نخواہد کہ بشکند — ہر گلبن کہ زینت بستاں کند گلی

معشوق گرچہ بست رعشاق بے نیاز — جستش نیاز عاشق خود تیز و تند و

میں نے یہ سنکر خواہش ظاہر کی کہ مجھے تیری باتوں سے انسیت ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہی رہو کہا کہ بھلا آپ کی مرقعہ پوشیاں میری خرقہ پوشیوں کا کیسے ساتھ دے سکیں گی میں اہل خرابات میں سے ہوں اور آپ پیر مناجات مجھ میں اور آپ میں کیسے نباہ ہو سکتا ہے

میں یہ سنکر خاموش ہو گیا اور اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔

آخر ایک روز میں نے مکہ کی گلیوں میں اسے ضعیف و زار اور حیران و پریشان حالت میں دیکھا یہ گرمیوں کا زمانہ تھا گرمی شدت کی پڑ رہی تھی وہ ایک جگہ لیٹا ہوا تھا سر پر عمامہ تھا نہ پاؤں میں جوتے۔ البتہ وہ سیب اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا اور اسی طرح سونگھ جاتا تھا میں نے چاہا کہ یونہی گذر جاؤں مگر اس نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا اے شبلی! تم نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا ہاں میں نے اچھی طرح پہچان لیا ہے اے جوان ذرا اس تبدیلی کا حال بیان کرو یہ کیا حالت اضطراب ہے اور کس کے فراق میں یہ صورت بنائی؟ کہا شبلی! نہ پوچھو یہ تغیر و انقلاب کیسے رونما ہوا۔ تم نے سچ کہا تھا یہ راستہ جس پر میں گامزن ہوں وہ راستہ ہے جس میں محبوب حقیقی معشوق بنا کر عاشق بناتا ہے اور پھر عاشق کو مبتلائے رنج و محن کر دیتے ہیں پہلے تو دل کے پردہ میں کسی نے کہا کہ تو معشوق ہے آ اور کوئی غم کر جب میں آیا تو کہا کہ تو عاشق ہو۔ جب عرفات میں پہنچا تو آواز آئی ابھی کچھ دیر جب واسطہ میں پہنچا تو شناسا ابھی دیکھا ساتھ ہوا اور جب گھر کے اندر جانا چاہا تو حکم ہوا کہ تم اس حرم کے محرم نہیں۔ اے شبلی اس رات سے نار و نزار ہوں مگر اس عبادت سے مسرور ہوں کہ یہاں غیر کا گذر نہیں۔

ہیبت عشق را کہ بینی در ملالت ۔۔۔ در قید حلقہ خویش در آرد عبید را
انگاه بر سر البطراز و تعبل شاں ۔۔۔ چوں حاجیاں بکشتن اضحیہ را

زندگی کیسی ہونی چاہیئے؟

برادران اسلام! آپ نے معلوم کر لیا کہ اگر انسان موت و حیات کی حقیقت سمجھ لے تو اس کی زندگی میں ایک تغیر عظیم رونما ہو جاتا ہے اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہمیں زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے سو جن لوگوں نے موجودات عالم کا بغور مطالعہ کیا ہے جو آفتاب و ماہتاب اور رات دن کو دیکھتے ہیں اور جن کی نظر صبح و شام پر لگی ہوئی ہے ان کے نزدیک یہ راز کہ زندگی کیسے بسر کرنی چاہیئے اس وضع ہو سکتی ہے کہ وہ خدمت جو ان میں سے اللہ تعالٰی نے ایک کے سپرد کر دی ہے یعنی قدرت نے جس وجود فطرت کے لئے جو فرائض حیات مقرر کر دیئے ہیں اور جس کام پر اس کو لگا دیا ہے وہ اس کو پورا کرتا ہے اور اس کے انجام تک پہنچنے کے بعد اپنا اور اپنے وجود کا فائدہ دنیا پر آشکارا کر دیتا ہے مثلاً سورج نکلتا ہے تو اس کی رفتار اس وقت تک برابر قائم رہتی اور اپنے تغیرات کو نمایاں کرتی رہتی ہے تو جب کائنات انسانی کی ان چیزوں کا یہ حال ہے کہ اپنے فرائض ادا کرنے میں ہمہ تن متوجہ اور منہمک ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے جس کے لئے یہ کائنات وجود میں آئی ہے جو دنیا میں قدرت کا مہمان عزیز بن کر آیا ہے اور جس کو عقل و سمجھ دی گئی ہے اپنے فرض کو ادا کرنے سے غافل رہے اپنی زندگی کے مقصد کو نہ سمجھے اپنی منشا سے فطرت کو پامال کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ چند روزہ حیات اسی طرح بے مصرف و بیکار گذار دی جائے اور حیات دائمی کو نظر انداز کر دیا جائے اس حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے

ماھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب و ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان۔ | یعنی یہ دنیا کی زندگی کیا ہے ایک کھیل کود اور آخرت ہی حقیقت میں زندگی ہے

اس میں دنیا کی حقیقت جس عنوان سے ظاہر کی گئی ہے اور آخرت کو جس طریقہ سے سمجھایا گیا ہے اس سے نہایت آسانی کے ساتھ دونوں کا موازنہ ہو سکتا ہے اور صفائی کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ایک دن یقیناً فنا ہو جائیگی اور صرف اعمال باقی رہ جائیں گے پس انسان کو زندگی اس طرح بسر کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو احکام الٰہیہ کے دائرہ میں محدود رکھے اور ہمیشہ اپنی نظر عمل پر رکھے اور رضائے الٰہی و خوشنودی رسول کو اپنی زندگی کا مقصد اعظم سمجھے۔

ایمان باللہ کا زبردست تقاضہ ہے کہ ہم اس سے ہر وقت ڈرتے رہیں آخرت کا دلی یقین رکھیں اور اس یقین کے ساتھ مواخذہ و محاسبہ کا خوف بھی اپنے دل میں رکھیں اس کے بعد ہر وہ بات جو اللہ کی طرف سے ہم پر عائد کی جائے اس کو اپنے لئے ہدایت اور موجب نجات سمجھیں اور نفسانی خواہشوں کے جائز اتباع کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ وہ چیز حاصل کی جائے جو آخرت میں مفید ہو ورنہ انسانی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ مٹی سے پیدا ہوا اور ایک دن پھر مٹی ہو جائے گا۔ پس صحیح اسلامی زندگی یہ ہے کہ ہم احکام کی پابندی کریں اور نواہی سے باز رہیں آخرت کے لئے اعمال کا توشہ مہیا کریں اور اعمال صالحہ کو دین و دنیا میں نجات کا باعث سمجھیں اسلامی نقطہ نظر سے مسلمان کی زندگی کی غایت اتنی ہے کہ وہ خدا کے خوف میں بسر کی جائے اور اس خوف کا اقتضاء اعمال صالحہ کا ضامن ہو ورنہ نرا خوف کوئی چیز نہیں۔

حضرات! چونکہ حیات کے ساتھ موت کی ایک بہت بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس طریقہ سے ہر وقت خدا کا خوف غالب رہتا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

زوروا القبور و اکثروا ذکر ھادم اللذات | یعنی قبروں پر جایا کرو اور لذتوں کو مٹا دینے والی چیز موت کو اکثر یاد کیا کرو

اس کا یہی مطلب یہی ہے کہ جب موت ہمیشہ یاد رہے گی تو نیک اعمال ہی صادر ہوں گے ساتھ ہی اس ارشاد میں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ موت دنیا کی لذتوں کو مٹا دینے والی ہے اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کی لذتیں اس قابل نہیں کہ انہی کے ماتحت ساری زندگی گذار دی جائے کیونکہ ان کا انجام یہ صرف یہی ہے تاکہ ان کو موت بھلا دیتی ہے اور موت کو بھول جانے کے بعد انسان اس کام کو بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ حقیقتاً پیدا ہوا ہے اب یہ خدا کی مہربانی ہے کہ وہ باوجود اس کے انسان کو بھلا دیتا ہے اس لئے کہ اس کے اعمال کی آزمائش کرے

ساتھ ہی اس کے لئے اور بھی بہت سی نعمتیں ودیعت کر دیتا ہے اس کے راحت و آرام کے لئے ایسے ایسے اسباب بھی بہم پہنچا دیتا ہے جو اس کی تفریح کا باعث ہو سکیں، لیکن ان اسباب راحت کا مقصود بھی یہی ہے کہ انسان کی آزمائش کی جائے اور دیکھا جائے کہ وہ ان آسائش کے ان اسباب کے مہیا ہو جانے کے بعد کس حد تک خدا کی محبت و طاعت کا ثبوت دیتا ہے اور وہ ان مادی اسباب میں مبتلا ہو کر مجھے بھول تو نہیں جاتا اس لئے انسان کا فرض یہ ہے کہ دنیا کی ان چیزوں کو لیکر خدا کو نہ بھول جائے بلکہ دل سے ہر وقت اس کی یاد رکھے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

واذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا۔	اپنے رب کا ذکر کرو اور منقطع ہو جاؤ اس کی طرف سب سے علیحدہ ہو کر۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر تم دنیا کے کاموں میں مشغول بھی رہو تو اپنے باطن کو ہر وقت اسی کی جانب متوجہ رکھو دوسری جگہ ارشاد ہے۔

الیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ وما ربک بغافل عما تعملون	جملہ امور اسی کی طرف لوٹ جاتے ہیں بس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر اعتماد رکھو کیونکہ تمہارا پروردگار تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

روح معصیت کو کچلنے والا عقیدہ

عزیزان ملت اب ذرا غور کیجئے کہ جس شخص کا اس آیت مبارکہ پر ایمان ہو اور جسکو اس بات کا یقینی علم ہو کہ ہمارا خدا ہمارے اعمال سے باخبر ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اسے دیکھتا ہے جو کہتے ہیں اسے سنتا ہے ہمارے دلوں کے ارادوں تک کو جانتا ہے اور ہمارے اعمال کا بدلہ ہماری موت کے بعد ہمیں ملیگا کیا ایسا شخص ارتکاب معاصی پر دلیر ہو سکتا ہے اور خدا کی نافرمانی کر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اس عقیدہ سے تو جذبۂ معصیت پر موت طاری ہو جاتی ہے اور نفس و شیطان کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ اگلی امتیں کیوں گمراہ اور تباہ ہوئیں اس لئے کہ وہ موت و حیات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے ان کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ پختگی کے ساتھ نہ جما تھا اس فقدان علم نے ان کو خدا کی نافرمانی پر جرأت دلائی اور بالآخر خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے اور ہم آج کیوں خدا کی نافرمانی پر کمربستہ ہیں اور کیوں اسلامی احکام سے روگرداں اور شریعت سے بغاوت پر آمادہ ہیں؟ اس لئے کہ ہم نے بھی موت و حیات کو نہیں سمجھا اور مذکورہ بالا آیت پر ایمان نہیں رکھتے اور اگر رکھتے ہیں تو وہ صرف زبانوں تک محدود ہے دلوں میں اس کا کچھ اثر نہیں اسی وجہ سے اپنے فرائض حیات کو بھولے ہوئے ہیں اور نفس پرستی کا شکار ہیں کہ ہمارے اعمال میں کس قدر فساد آ چکا ہے اور ہم کتنے خدا کے نافرمان ہو چکے ہیں کہ سر سے پیر تک گناہوں کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہیں زندگی کا وہ گوشہ خالی ہے کہ ہم اسلام کے درس کو نہ بھول چکے ہوں بھلا یہ کونسی ہماری مسلمانی ہے [illegible] اسلام میں بجائے بہار ایمان کے باد خزاں کے

کفر آشنا چال چل رہے ہیں تو ع انسان کی حیات ابدی کے علمبردار اور مادی حیثیت سے ارذل ترین پستی سے ہمکنار ہیں مصداق باطل کی غلامی کے طوق اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ذلتوں اور خواریوں کے [illegible] ہیں خدائے واحد کے آستانہ کبریائی سے سرکشی کر کے اغیار کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں اور سوائے ٹھوکروں اور رسوائیوں کے کچھ نصیب نہیں ڈر ہے کہ ہماری صورتیں کہیں مسخ نہ ہو جائیں اور ہم پر آسمان نہ ٹوٹ پڑے وقت ہے کہ ہم ہوش میں آئیں اور خدا کی نافرمانی سے باز آئیں۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

وعظ و تذکیر اور ہدایت و تنبیہ کا بہترین درس

برادران اسلام! خدارا اپنی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیے۔ اس کے لئے بہترین دلیل سلف صالحین کی زندگی سے حاصل ہو سکتا ہے اور قرآن پاک جو اعتقاد و عمل کی زندگی کا اصل اصول اور فرائض و واجبات کا بہترین مجموعہ ہے وہ ہمارے پاس ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ پھر ذرا غور کرو کہ عرب والوں میں کیا تغیر و انقلاب رونما ہوا اور اس کی کیا وجہ تھی کہ وہ [illegible] کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سے کچھ بن گئے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ انہوں نے موت و حیات کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس نے سراپا حلقہ بگوش اطاعت ہو گئے اور زبردست دیندار بن گئے حتی کہ اللہ تعالے نے ان کی شان میں فرمایا۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ	وہ لوگ ایسے ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت کی چیزیں ان کو خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر زندگی کی حقیقت اس قدر اچھی طرح واضح ہو گئی تھی کہ ان سے اگر بشریت کے تقاضہ سے کبھی خدا کی نافرمانی بھی ہو جاتی تھی تو وہ حتی الامکان یہ کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح اس کے عذاب اور وبال سے آج ہی نجات مل جائے اور جتنی تکلیفیں ہوتی ہیں وہ اسی دنیا میں ہو لیں تاکہ ان کی ابدی زندگی میں جو موت کے بعد حاصل ہوتا ہے کوئی گناہ ایسا باقی نہ رہے جس کی وجہ سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا پڑے

ایک صحابیہ کا احساس گناہ

تاریخ و سیر کی کتابوں میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابیہ سرور کائنات آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بصد حسرت و ندامت عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے اس کی آلائش سے مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ توبہ و استغفار کرو لیکن اس نے پھر یہی کہا کہ مجھے پاک کر دیجئے مگر جب اس نے دوسری مرتبہ بھی توبہ و استغفار کر لیا آخر کار جب اس پر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی تو مجبور و مضطر ہو کر صاف صاف کہہ دیا کہ حضور میں فحش کی مرتکب ہو گئی ہوں اور حاملہ ہوں، آپ نے فرمایا کہ جب تک بچہ نہ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک حد جاری نہیں ہو سکتی بہتر ہے

کوئی شخص اس کی کفالت کرے۔ اس پر ایک صحابہ نے اس مومنہ کی کفالت کرلی۔ جب دن پورے ہوچکے اور بچہ پیدا ہوگیا تو وہ پھر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور پھر حد جاری کرنے کا اصرار کیا حضور نے اس وقت بھی انکار فرمایا کہ اپنے بچہ کی پرورش تیرے ذمہ ہے یہ سنکر ایک صحابی اسی وقت بچہ کے کفیل ہوگئے اور عورت کو سنگسار کردیا گیا۔

حضرات! دیکھا آپ نے یہ ہے اسلامی زندگی جس کا نمونہ عہد نبوت میں اس عورت نے دکھایا کہ اول تو مومن کی یہ شان نہیں کہ اس سے کوئی گناہ اور خدا کی نافرمانی سرزد ہو اور بشریت کے تقاضہ سے کبھی خدا کی نافرمانی ہو بھی جائے تو فوراً ہی اس کا تدارک کرلے اور اس دنیا کی تکلیف گوارا کرکے عذاب دوزخ سے اپنے آپ کو بچالے۔ نیز اس جانبازانہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایمان و خلوص احساس گناہ اور استقامت و عزم مکمل ہوجاتا ہے تو پھر دنیا اپنی ساری رونق کے ساتھ بیکار ہوجاتی ہے دنیا کی دلچسپیوں سے دل سیر ہوجاتا ہے اور یہاں کی ساری لذتیں ایک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں کہ ان سے بالکل قطع تعلق کرلیکر صرف خدا کی یاد کے ساتھ اپنی ساری دلچسپی قائم رکھی جائے۔ بس عزیز! اگر واقعی تمہارے دلوں میں ابھی ایمان کی ادنیٰ روشنی بھی باقی ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا کی نافرمانی و سرکشی سے باز آجاؤ۔

اپنے آبا کی شرافت کا اگر تجھے احساس ہو شانِ ابراہیم پیدا کر امام الناس ہو
جو کبھی ہو جہانگیری محمد کی غلامی کر عرب کا تاج سر پہ رکھ خداوند عجم ہو جا

برادران اسلام! ہماری معصیت و نافرمانی کی حد ہوچکی ہے ہم نے اپنی آنکھوں پر خود غرضی کی پٹیاں باندھلی ہیں حق و صداقت اور حکمت و نصیحت کی آواز نہ سننے کے لئے کانوں کو بند کرلیا ہے اپنی روح کو فریب نفس کے حوالہ کردیا ہے خدا کی غلامی کا طوق گلے سے اتار کر شیطانی قوتوں کی غلامی کے ہیکل ڈال لئے ہیں حق پرستی کے پاک جذبہ کو مٹا دیا ہے اپنی عملی قوتوں کو خدا کی نافرمانی میں ضائع کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں کان ہیں مگر سنتے نہیں ہم مثل چارپایوں کے ہوگئے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ اگر ہم نے اب ذرا بھی تغافل شعاری اور سیاہ کاری سے کام لیا اور ارکان اسلام کے زریں اصولوں پر کاربند ہو کر اپنے اندر وہی اخلاق حسنہ و صفات حمیدہ پیدا کرکے بزرگوں کی روایات کو زندہ نہ کیا تو ہماری تباہی و ہلاکت یقینی ہے پس اپنی زندگی کو خدا کی اطاعت و انقیاد، اسی کی شکر گذاری اور عبودیت کیساتھ بسر کرو جو ہماری بہبودی کی ضامن اور فلاح کی کفیل ہے۔

لذت میں کوئی فرق نہیں محسوس ہوتا۔ اگر فرق ہے تو یہی کہ عالم خواب کی لذت و تکلیف بیداری کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور مادی دنیا کی لذت و تکلیف کسی قدر مدت یعنی احساس و ادراک کے موجود رہنے تک قائم رہتی ہے اور جس طرح بیداری والی لذت و تکلیف خواب میں معدوم ہو جاتی ہے اسی طرح خواب والی لذت و تکلیف بیداری میں رخصت ہو جاتی ہے۔

تمثیلی خواب

خواب کی ایک نادر صورت وہ ہے جب کہ تمثیلی ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادہ کو قربانی کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا درحقیقت فرزند دلبند کو خدمت کعبہ شریف کے لئے وقف کرنے کی طرف اشارہ تھا حضرت یوسف نے اپنے والدین کو سورج اور چاند کی اور گیارہ بھائیوں کو ستاروں کی صورت میں سجدہ کرتے دیکھا تھا اس کی تعبیر یہی تھی کہ یوسف اعلیٰ مرتبہ پر پہنچیں گے اور یہ سجدہ کرنے والے ان کے سامنے سجدہ تعظیمی کرینگے یا جیسا کہ شاہ مصر کے سولی پانے والے مصاحب نے اپنے سولی پانے کو اس رنگ میں دیکھا کہ اس کے سر پر خوان ہے اور پرندے چونچ مار مار کر اس میں سے کھاتے ہیں یا جیسا کہ آنحضرت نے مسیلمہ اور اسود عنسی دو کذابوں کو سونے کے دو کنگنوں کی صورت میں دیکھا تھا۔

اسی طرح اعمال جو جسم و مادہ سے بالکل الگ ہیں خواب میں اپنے مناسب قالب میں مجسم ہو جاتے ہیں مثلاً اگر کسی نے اپنے بھائی کا حق واجب ادا نہیں کیا تو خواب میں اس کو نظر آئے گا کہ وہ اس کا گلا کاٹ رہا ہے اگر کسی کی غیبت کی تو معلوم ہوگا کہ وہ مردار کھا رہا ہے اگر وہ مالدار ہے اور بخیل ہے تو اس کا خزانہ سانپ بنکر اس کی گردن میں لپٹتا اور کاٹتا ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر جسم انسانی میں کسی قسم کا عنصر بڑھ جائے تو خواب میں اس کے مناسب مختلف شکلیں نظر آتی ہیں مثلاً بلغم کی زیادتی ہو تو دریا اور سمندر نظر آئینگے۔ سودا بڑھ جائے تو ہاتھی اور کالی کالی صورتیں دکھائی دینگی وغیرہ۔

عالم برزخ کی جزا و سزا

چونکہ عالم برزخ کی مثال بھی مثل خواب کے ہے اس میں ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق تمثیلی سزا و جزا دی جائیگی اس کو سہل الفہم بنانے کے لئے آنحضرت کے رویائے صادقہ کا اقتباس ہم پیش کرتے ہیں۔

آنحضرت صلعم نے ایک صبح کو فرمایا کہ رات میں میں نے دیکھا کہ دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے جگایا میں ان کے ساتھ ہو لیا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہے اور دوسرا اس کے سر کی طرف ایک بڑا پتھر لئے کھڑا ہے اور وہ پتھر سے اس لیٹے ہوئے کے سر پر اس طرح مارتا ہے کہ اس کا سر چکنا چور ہو جاتا ہے اور پھر وہ پتھر کو اٹھا لیتا ہے اور اتنی دیر میں مجروح کا سر درست ہو جاتا ہے اور پھر مارتا ہے اور پھر وہی صورت پیش آتی ہے پھر ہم آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص اوندھا پڑا ہے اور دوسرا شخص لوہے کا آنکس لئے کھڑا ہے اور وہ اس آنکس سے اس کے جبڑے کو پھر نتھنے کو پھر آنکھوں کو گدی تک چیرتا ہے پھر دوسری طرف اسی طرح چیرتا ہے تب تک پہلے زخم اچھے ہو جاتے ہیں اور پھر یہی تکرار ہوتی ہے پھر آگے بڑھے تو دیکھا کہ تنور کی قسم کی ایک چیز دہک رہی ہے اور کچھ مرد و عورت اس میں ننگے پڑے ہیں اور اس کے شعلے بھڑک بھڑک کر ان لوگوں کو لپٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ چیخنے لگتے ہیں۔ آگے بڑھے تو نظر آیا کہ ایک خون کی سرخ نہر بہہ رہی ہے اور ایک آدمی اس میں تیرتا ہے نہر کے کنارے ایک آدمی کھڑا ہے جس کے پاس بہت سے پتھر رکھے ہیں تیرنے والا جب کنارے والے کے قریب آتا ہے تو یہ ایک پتھر اٹھا کر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پتھر اس کے منہ سے پیٹ میں اتر جاتا ہے اور وہ شخص جہاں کا تہاں ہٹ جاتا ہے اس کے بعد ہم آگے بڑھے تو ایک سرسبز و شاداب چمن نظر آیا باغ کے سامنے ایک دراز قد آدمی کو دیکھا جس کا قد آسمان میں تھا اور اس کے چاروں طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے تھے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا باغ ہے جس سے زیادہ بڑا اور خوبصورت باغ میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد ایک شہر ملا جس کی دیوار میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی لگی تھی ہم نے پھاٹک پر پہنچ کر کھلوایا اور اندر گئے تو کچھ لوگ ملے جن کا آدھا دھڑ نہایت ہی خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت میرے ہمراہیوں نے ان سے ایک نہر کی طرف جس میں نہایت ہی شفاف و صاف پانی بہہ رہی تھی اشارہ کر کے کہا اس میں غوطہ لگاؤ وہ غوطہ لگا کر آئے تو ان کی بدصورتی کا حصہ بھی خوبصورتی سے بدل گیا میرے ہمراہیوں نے مجھے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور وہ آپ کا دولت خانہ ہے میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک محل سپید بادل کی طرح دکھائی دیا پھر میں نے ہمراہیوں سے پوچھا کہ ان عجیب و غریب چیزوں سے جو میں نے آج دیکھیں اطلاع دو تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلا شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ ہے جو قرآن پڑھ کر عمل نہیں کرتا اور صبح کی نماز سے غافل ہو کر سوتا ہے نمبر ۲ وہ ہے جو جھوٹ بول کر تمام دنیا میں پھیلاتا ہے۔ نمبر ۳ بدکار مرد اور عورتیں ہیں۔ نمبر ۴ سود خوار آدمی ہے۔ نمبر ۵ دراز قد آدمی حضرت ابراہیمؑ تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ کمسن اطفال ہیں جو دین فطرت پر مر گئے تھے درمیان واقعہ کسی صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے بچے بھی فرمایا ہاں، پھر فرمایا کہ وہ لوگ کہ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا وہ ہیں جنہوں نے کچھ اچھے کام کئے اور کچھ برے تو خدا نے ان کے گناہ دھو دیئے۔ (صحیح بخاری)

قبر کا سوال و جواب

قبر کے سوال و جواب کے متعلق تو آثار میں تصریح ہے اور قرآن میں کنایہ کے طور پر ذکر ہے احادیث میں جو تذکرہ ہے وہ یہی ہے کہ مرنے کے بعد دو فرشتے آتے ہیں اور توحید و رسالت اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اگر بندہ مومن ہے تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے اور جو منکر و کافر ہے تو وہ کہتا ہے ھاھا لا ادری یعنی افسوس مجھ کو معلوم نہیں قرآن مجید میں حسب ذیل کنایہ ہے:—

یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین۔

اللہ ایمان والوں کو پکی بات پر اس دنیا میں مضبوط رکھیگا اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو گمراہ کردیگا۔

تفاسیر میں قول ثابت سے نکیرین کے سوال وجواب کی طرف اشارہ ہونا بتلایا گیا ہے۔

برزخ میں ارواح کا مسکن

اگر وہ روح مومن ہے اور اس نے نکیرین کا جواب ٹھیک ٹھیک دیدیا تو اس کو حسب ذیل بشارت دی جاتی ہے اور فضائے آسمانی میں نہ سلادی جاتی ہے۔

یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

اے مطمئن روح اپنے پروردگار کے پاس لوٹ آ تیرا پروردگار تجھ سے خوش اور تو اپنے پروردگار سے خوش تو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور بہشت میں داخل ہوجا۔

اگر یہ روح کافر ہے اور اس نے نکیرین کا جواب نہ دیا تو اس کو آسمانی بادشاہت میں داخل ہونیکی اجازت نہ ہوگی اور زمین میں اپنے مرگھٹ کی طرف لوٹا دی جائیگی جہاں کہ وہ مبتلائے تکالیف اور یوم بعث تک آوارہ گرد رہیگی ذیل کی آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔

بیشک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے ماننے سے غرور کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائینگے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تاآنکہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے نکل جائے۔

آخرت کی دوسری اور حقیقی منزل

کیا یہ کائنات سب فنا کے گھاٹ اتریگی

افراد ہوں یا قومیں اس دنیا میں باری باری سے پیدا ہوتی اور پھر دوسرے کے لئے جگہ خالی کرکے مرجاتی ہیں یہ سلسلہ مدت مدید سے چلا آرہا ہے۔ لیکن کائنات جس نظام پر پیدا ہوئی تھی وہ بعینہ قائم ہے لیکن کیا کوئی دن ایسا بھی آئیگا جب یہ ساری بساط ہستی الٹ جائیگی اور آسمان وزمین سب فنا ہوجائینگے۔

اہل مذاہب تو اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں لیکن محققین سائنس بھی اس امکان کو بہرحال محال نہیں جانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ نظام عالم کا انجن بالکل ٹھنڈا ہوجائے گا۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ پورا نظام جذب وکشش کے ستون پر قائم ہے اور فضائے عالم کے یہ تمام سیارے [illegible] اور قریب تر ہوتے آرہے ہیں ایک دن وہ بھی آجائے گا کہ [illegible] بالکل باقی نہ رہے گا اور اس وقت یہ کرے

باہم ٹکرا کر چور چور ہوجائینگے۔

کسی کا خیال ہے کہ اس فضا میں کروڑوں ستارے تیر رہے ہیں جن میں سے بہت کم کا علم ہم کو ہوا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں ہماری یہ زمین کسی نامعلوم سیارہ سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاوے اور اس کی ساری کائنات فنا ہوجائے بہرحال وجہ کچھ ہو اس سارے نظام کا فنا ہونا یقینی ہے اب سوال یہ رہجاتا ہے کہ اس فنا عمومی کے بعد پھر بقا ہوگی یا نہیں۔

پھر جی اٹھنے کا ثبوت

لوگوں کو روز جزا اور قیامت پر یقین کرنے سے جو وہم مانع تھا وہ یہ تھا کہ مرنے کے بعد پھر کوئی جیتا ہی نہیں تو قیامت کے دن کیونکر جلائے جائینگے یہ حقیقت میں استبعادی شبہ ہے یعنی چونکہ مرکر دوبارہ زندگی کا خیال دشوار معلوم ہوتا ہے ورنہ اس کے محال ہونے پر کوئی عقلی دلیل نہیں ہے۔

قرآن مجید نے ان کے اس وہم کو دور کرنے کے لئے حسب ذیل دلائل پیش کئے:-

(۱) مرکر جی اٹھنے کے بعض تاریخی مثالیں پیش کیں جیسا کہ حضرت ابراہیم کے ہاتھوں چار پرندوں کا ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے کے بعد ایک آواز پر زندہ ہوجانا، حضرت عزیر کا سو سال بعد جی اٹھنا اور پھر جینا اس سے یہ استدلال کیا گیا کہ جب چند آدمی اور پرندے مرکر جی سکتے ہیں تو پوری دنیا بھی مرکر جی سکتی ہے۔

(۲) جس طرح زمین گرمیوں میں خشک اور بے حیات ہوجاتی ہے اور پھر بارش کے موسم میں اس میں نئی زندگی پیدا ہوجاتی ہے۔ سبزے نکل آتے ہیں کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں اسی طرح قدرت الٰہی کی ایک بارش انسانی لاشوں کو اگل نہ دیگی بلکہ ہر اس جاندار کو بھی جو کبھی دنیا میں زندگی پاچکا ہو۔

(۳) خدا نے آسمان بنائے زمین بنائی آسمان سے پانی برسایا مردہ زمین سے کھیتیاں اور درخت اگائے انسان کو ایک قطرہ آب سے بنایا تو کیا ایسا خدا ان کی فنا کے بعد دوبارہ ان کے پیدا کرلینے پر قادر نہیں؟

(۴) حیات کا یہ تمام کارخانہ پہلے نیست و معدوم تھا خدا نے اس کو ہست وموجود کیا پھر رفتہ رفتہ اس کو معدوم کردیگا تو جس نے پہلے بغیر کسی سابق مثال کے اس کارخانہ کو پیدا کیا وہ کیا دوبارہ اس کو نہیں پیدا کرسکتا جس نے نقش اول بنادیا کیا نقش ثانی کھینچنے پر اس کو قدرت نہیں۔

(۵) دنیا میں باری باری سے بہت سی قومیں وجود میں آئیں اور قانون الٰہی کے مطابق انہوں نے جسمانی زور وطاقت مالی وسعت اجتماعی [illegible] تمدنی عظمت اور سیاسی قوت حاصل کی بڑی بڑی عمارتیں بنائیں عظیم الشان تمدن کی بنیاد ڈالی کروڑوں قوموں کو اپنا محکوم بناکر حکومت وسلطنت قائم کی پھر جب انہوں نے خود تکبر غلط [illegible] قوانین الٰہی کی مخالفت کی تو وہ فنا کردیگئیں اور ان کا نام ونشان [illegible] سے مٹ گیا اس سلسلہ میں عاد وثمود کی قومیں [illegible]

فرعون و نمرود کی سلطنتیں نظر آ رہی ہیں کہ کس طرح یہ تمام تعمرات فنا میں ڈال دی گئیں۔

پس ایسے خدا میں جس کی قدرت کے نمونے اوپر بتائے گئے ہیں ایسی وسیع قدرت ہے کہ موجودہ کائنات کے نظام کو فنا کرکے دوبارہ انسان کو زندگی دے اور انسان کو جس کی گردن پر اس کی نیابت اور خلافت کا بار رکھا گیا ہے اپنے حضور میں طلب کرکے اس کے اعمال کی پرسش کرے۔

یوم تبدل الارض غیر الارض والسماوات وبرزوا للہ الواحد القہار	جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اس وقت مخلوق کے لئے زبردست خدا کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑی ہوگی۔

جزا و سزا

یوم دین پر ایمان لانے سے اسلام کا حقیقی منشا یہ ہے کہ انسان اس کا یقین کرے کہ اس کے ہر عمل کا بدلہ ہے کچھ تو اس دنیا میں اسی کا نام جزا و سزا ہے دیگر مذاہب بھی کسی نہ کسی صورت سے اس مسئلہ میں اسلام کے ہمنوا ہیں۔

اصول جزا

خدائے تعالیٰ نے موجودہ نظام عالم کو ایک خاص قانون کے تحت بنایا ہے جس کے مطابق اس عالم کا سارا کاروبار انجام پاتا ہے انسان غلطی سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ اصول فطرت صرف مادیات تک محدود ہیں حالانکہ یہ قواعد روحانیات میں یکساں طور پر جاری و ساری ہیں جس طرح یہ قانون فطرت ہے کہ زہر کھانے سے انسان مرجاتا، اصول حفظان صحت کی عدم پیروی سے بیمار ہوجاتا ہے اسی طرح یہ بھی قانون فطرت ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے روح مرجاتی اصول تزکیہ قلب کی عدم پابندی سے وہ مریض ہوجاتا ہے پھر جس طرح دوا کھانے اور اصول حفظان صحت کی پابندی سے وہ جسمانی بیماری سے نجات پاتا ہے ایسا ہی روحانی تدابیر علاج کے اختیار کرلے سے وہ شفایاب ہوتا ہے۔

اعمال کے نتائج

جس طرح دنیا میں ہر چیز کی ایک خاصیت ہے کہ یہ اس چیز سے جدا نہیں ہوسکتی۔ مثلاً آگ میں حرارت اور جلانا شکر میں مٹھاس سنکھیا میں سمیت ہے اسی طرح خاکساری و غرور فیاضی و بخل شجاعت و بزدلی پرہیزگاری و بدکاری ایمان و کفر میں بھی ایک ایک اثر اور خاصیت ہے جو ان سے الگ نہیں ہوسکتی۔ افراد میں نیکوکاری اور بدکاری کے جو اصول ہیں وہی جمع ہوکر اور قوموں کی سعادت اور شقاوت پر بھی حاوی ہیں جس طرح ایک حکیم کا کام مادی کیمیا سازی کے اصول کو جاننا اور بتانا ہے اور اس تعبیر کا نام علاج میں حکمت ہے اسی طرح روحانی اسباب علل اعمال و نتائج کو جاننا اور بتانا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے اور ان کی اس تعبیر کا نام شریعت ہے انبیاء کی اس تعلیم کے مطابق ہم کو اعمال کے روحانی نتائج کے متعلق وہی یقین ہونا چاہیئے جو ایک حکیم کی تعلیم سے ہم کو جسمانی اشیاء کے خواص و آثار کے متعلق ہوتا ہے۔

دوسری مثال ہم اگر گندم بویا جائے تو گندم پیدا ہوگا اور جو بویا جائے تو جو ہی پیدا ہوگا ہم جو بو کر گیہوں کے حاصل کرنے کا کبھی خیال نہیں کرتے اسی طرح گناہ کرنے سے اس کا ثمرہ عقاب اور ایمان لانے و عمل صالح کرنے سے اس کا ثمرہ ثواب ہم کو ملیگا یہ ثمرہ کبھی تو دنیا میں بھی مل جاتا ہے جس طرح زنا اور عیاشی سے بچنے میں صحت و تندرستی قائم رہتی ہے اور اس میں مشغول ہوجانے سے امراض خبیثہ لپٹ پڑتے ہیں اور کچھ عالم برزخ میں اور پورا پورا آخرت میں مل جاتا ہے گویا کہ ثواب و عقاب ہمارا ہی رد عمل ہیں جس طرح ان آیات میں ارشاد ہے

الیوم تجزون بما کنتم تعملون۔	جو تم کرتے ہو وہی بدلہ پاؤ گے۔
لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ (طٰہٰ)	تاکہ ہر جان کو اس کا بدلہ دیا جائے
فاصابہم سیئات ما عملوا وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن۔ (نحل)	جو وہ کرتے تھے تو ان کے برے کام ان ہی پر پڑے اور ان کا ٹھٹھا کرنا ان ہی پر الٹ پڑا۔

عارف رومی نے اسی طرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو ۔۔۔ از مکافات عمل غافل مشو

نجات اخروی حاصل کرنیکا اصول

یہ فطرت کا قانون ہے کہ ہم کسی بڑی تکلیف سے بچنے کے لئے چھوٹی چھوٹی تکالیف کو سہ لیتے ہیں کسی عضو کے سڑ جانے سے آپریشن قبول کرلیتے ہیں موت کے خوف سے کسی عضو کے کاٹے جانے کو گوارا کرلیتے ہیں جیسا کہ کسی نے کہا اور کیا خوب کہا ہے۔

"بمرگش گیر تا بہ تپ راضی شود"

کسی بڑی خوشی کے حصول کے لئے اپنی چھوٹی خوشیوں کو قربان کردیتے ہیں فاتحین آج اپنی جانوں کو جوکھم میں ڈالتے ہیں تاکہ کل سلطنت ان کو ہاتھ لگے تاجر اور سوداگر اپنا سرمایہ بازار کے سپرد کردیتے ہیں تاکہ بعد میں دولت فراواں فائدہ میں حاصل کریں ہر مہذب انسان اپنے بچے کو ایک معقول حصہ عمر تک تعلیم و تربیت اور مشق و امتحان کی مصیبتوں میں بے تامل پھنسا دیتا ہے تاکہ اس کی آیندہ زندگی راحت و مسرت میں بسر ہو غرض اگر انسانوں کی تمام کوششوں پر غائر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ کامیابی کے حصول کا یہی اصول ان کے اندر جاری و ساری ہے کہ تھوڑی سی تکلیف کو اس لئے برداشت کرلیا جائے کہ بڑی تکلیف سے امن ہو اور چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو اس لئے برباد کیا جائے کہ کوئی بڑی خوشی اور عارضی کامیابیوں کو اس غرض سے قربان کیا جائے کہ کوئی پائدار اور دائمی کامیابی نصیب ہو۔

یہی اصول کار کو اگر دنیا کی طرح آخرت کے معاملات میں بھی برتا جائے تو کامیابی میں کوئی شک نہ رہے آیندہ فائدہ کا خیال کرکے موجودہ سے دست بردار ہوجانا یہی کامیابی کی کنجی ہے اور اس اصول کے تحت میں دین و دنیا کی تمام نیکیوں اور کامیابیوں کا سانچہ ہے موجودہ عارضی لذت کو آیندہ کی دائمی لذت پر اور حال کی معمولی راحت کو مستقبل کی دیرپا راحت پر قربان کردینا وہ سچائی ہے جس کے تسلیم کرنے سے کوئی سمجھدار انکار نہیں کرسکتا۔

حضرت عائشہ کے سوال میں آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عتاب ہو تو اس کا بدلہ دنیا میں بندہ کی ہر تکلیف سے پورا ہو جاتا ہے جیسے اس کو بخار آ جائے یا نہ کسی اور مصیبت سے دوچار ہو حتیٰ کہ جیب میں کوئی چیز رکھ کر بھول جائے اور اس سے جو تکلیف اس کو پہنچے وہ تکلیف بھی کفارہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ بندہ گناہوں سے اس طرح صاف ستھرا ہو کر نکلتا ہے جیسے بھٹی سے سونا۔ (ترمذی، ابو داؤد)

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف کانٹا چبھنے سے بڑھ کر اور کم جتنی بھی پہنچے اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری)

عذاب برزخ بھی کفارہ ہے

لیکن اگر کسی انسان کے اندر گناہوں کی ناپاکیاں اتنی زیادہ ہیں کہ اس کو دنیاوی زندگی کے یہ سب کفارے بھی دور نہ کر سکیں تو اس کو مرنے کے بعد بھی برزخ کے عالم میں اپنے اعمال بد کے مناسب سزا بھگتنی پڑے گی تاکہ پاک صاف ہو جائے گا۔ اسی برزخ کا عذاب

و قالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل يوم الحساب	اے ہمارے پروردگار ہمارا حصہ ہم کو روز حساب سے پہلے ہی دیدے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو یوم الحساب سے پہلے ہی تھوڑا عذاب یا کچھ تکلیف دی جائے گی اور انہی لوگوں کو چھوڑ کر دوسرے مجرموں کو بھی بارگاہ الٰہی میں اس درخواست کی جرأت ہوگی کہ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے۔

کنز العمال میں ایک حدیث ابن عمر سے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے میری امت کا ایک قبر میں ... قیامت کو ... گناہوں سے پاک ...

عذاب دوزخ بھی کفارہ ہے

اگر کسی انسان میں اتنی کثرت کے ساتھ گناہوں کی گندگیاں چپٹی ہوئی ہوں کہ اس دنیا کے اور برزخ کے کفارے پاک نہ کر سکیں تو آخر علاج اس کا دوزخ ہے جہاں جا کر اپنے اعمال کے مناسب وہاں مدت گزار کر پاک صاف ہو گا اور جنت میں بھیجا جائے گا۔

(۱) حضرت جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفاعت کے ذریعہ لوگ دوزخ سے چھوٹی ککڑیوں کے مانند نکلیں گے۔ (بخاری)

(۲) حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ دوزخ سے کچھ لوگ اس کی جھلس کھا کر نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔ (بخاری)

(۳) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جب تمام جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو چکیں گے تو خدا فرمائیگا کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ وہ کوئلہ ہو کر نکلیں گے پھر نہر حیات میں ڈال دیے جائیں گے تو وہ اس طرح اگیں گے جس طرح پانی کے بہاؤ میں جنگلی دانہ اگتا ہے۔ (بخاری)

(۴) حضرت انس سے روایت ہے کہ خداوند عالم کا حکم ہو گا کہ جنے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو برابر بھی نیکی ہو اس کو دوزخ سے باہر کرو۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور گیہوں کے دانہ برابر بھی اس کے دل میں نیکی ہو اور جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور جوار کے دانہ برابر اس کے دل میں نیکی ہو اس کو دوزخ سے الگ کرو۔ (ترمذی)

(۵) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے قیامت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"پھر میں سجدہ میں گر پڑوں گا اور پڑا رہوں گا تو آواز آئے گی اے محمد سر اٹھاؤ مانگ دیا جائے گا۔ تو میں سر اٹھاؤں گا اور اس حمد سے جو خدا مجھے سکھائیگا اس کی حمد کروں گا اور سفارش کروں گا تو خدا ایک حد مقرر فرمائیگا تو میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا، پھر لوٹ کر آؤں گا اور سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کچھ لوگوں کو بخشش دیگا اسی طرح تیسری اور پھر چوتھی بار کروں گا یہاں تک کہ دوزخ میں وہی رہ جائے گا جسکو قرآن مجید نے روک رکھا ہے۔"

لا علاج انسان جن کو کوئی کفارہ کام نہ دیگا

لیکن بعض انسانوں میں اس قدر لاانتہا گندگیاں ہوں گی جن کو دوزخ بھی پاک و صاف نہ کر سکے گی تو وہ ابدالآباد دوزخ میں جاگزیں رہیں گے یہ لوگ کون ہوں گے کفار ہوں گے جو خدا کا انکار کرتے اور اس کی قدرت کی نشانیوں رسولوں ملائکہ کتب سماویہ آیات وغیرہ کو جھٹلاتے تھے اور مشرکین ہوں گے جنہوں نے خدا کی ذات ہی اس کے ضد اور ٹھہرائے تھے خدا کے جیسے مستقل اختیارات دوسروں میں ہونا بھی تسلیم کرتے تھے اوپر کی حدیث نمبر ۵ کے آخر میں یہ جو ہے کہ "جسکو قرآن نے روک رکھا ہے" وہ انہیں دونوں گروہوں کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذين كفروا وكذبوا بآياتنا أولئك أصحاب النار هم فيها خالدون	اور جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (بقرہ ع)
ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء	بیشک اللہ تعالیٰ اس امر کو معاف نہ کرے گا کہ اس کے ساتھ دوسروں کو ذات و صفات میں شریک ٹھیرایا جائے

اور اس کے سوا جو گناہ بھی ہیں وہ اس کو معاف کر دے گا جس کے لئے چاہیگا۔

شخصیت پرستی

(از جناب چودہری غلام احمد صاحب)

اسلام کا نصب العین یہ تہا کہ وہ انسان اور خدا کے درمیان براہ راست تعلق پیدا کردے ایسا تعلق کہ عبد و معبود کے درمیان کوئی دوسرا واسطہ نہ رہے ان کے درمیان کوئی دوسری قوت حائل نہ ہو۔ نبی اکرم تشریف لائے اور اپنی عدیم النظیر تعلیم اور فقید المثال عمل سے بتا دیا کہ اس بلند ترین تخیل اس زریں نصب العین کو کس طرح عمل میں لایا جاسکتا ہے چنانچہ حضور کا مشن ان الفاظ میں بتایا گیا

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین۔	کہو کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں۔ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے پس سی کی طرف سیدہی راہ اختیار کرو اس

سے مغفرت مانگو اور مشرکین کے لئے بڑی ہی خرابی ہے۔

اور اسی کی تفسیر تہی جو پیکر اسلام جناب عمرؓ نے وادی ضجنان میں گذرتے وقت فرمایا اللہ اکبر وہ وادی ہے جس میں ابن خطاب اونٹ چرایا کرتا تہا اور سب کی سخت گیری برداشت کیا کرتا تہا اور آج اس رب العزت کا اتنا فضل ہے کہ عمر اور اس کے خدا کے درمیان کوئی طاقت حائل نہیں اس سے مراد محض جسمانی اور روحانی طاقت ہی نہ تہی بلکہ ہر وہ طاقت جو انسان کے قلب و دماغ پر مستولی ہو کر اس کے اور اس کے خدا کے درمیان حاجب و دربان بنجاتی ہے۔

لیکن ہر دقیق نظریہ کی طرح یہ نظریہ تہا بڑا لطیف اور ہر حقیقت عظمیٰ کے مانند یہ حقیقت تہی بڑی غیر محسوس محسوسات کا خوگر انسان کہ جس کے سجدہ ہائے جبین نیاز بسیط سے بسیط حقیقت مجردہ کو بھی لباس مجاز میں دیکھنے کے لئے رقصاں و جنباں رہتے ہیں اس غیر محسوس تعلق سے زیادہ عرصہ تک کیف اندوز نہ ہوسکا اور اس نے وہ تمام پردے ایک ایک کرکے پھر سے گرالیے جو اس کے اور اس کے خدا کے درمیان حائل تھے اور جنھیں نبی عربی نے ایک ایک کرکے اٹھا دیا تہا قرآن کریم نے بڑی شرح و بسط سے ان تمام مقامات کو ایک ایک کرکے گنا دیا تہا جہاں سے یہ پردے قلب و دماغ اور سمع و بصر پر گرا کرتے ہیں لہذا جب تک قرآن آنکھوں کے سامنے رہا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ ان پردوں کو پھر سامنے لا سکے کہ چراغ کا روشن ہونا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ وہاں اندھیرا نہ آسکے لیکن جب قرآن مہجور ہوگیا جب نبی اسرائیل کی طرح اس نور مبین کو پس پشت ڈالدیا گیا تو وہی کچھ ہوا جو ہوتا چلا آیا تہا کہ فطرت کے قوانین اٹل اور اس کا دستور غیر متبدل ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ آئیے ان مختلف پردوں اور ان کے حسین و جمیل نقش و نگار کی سیر کریں جو عقیدت و ارادت کے رنگوں سے مزین اطاعت و متابعت کے ابہرے مرصع ہیں۔

رسول پرستی

خدا کے ہی ماننے والوں کے نزدیک ہمیشہ رسول کی ہستی اشرف ترین مخلوق ہوتی ہے لہذا اگر ان کی نگاہ میں کسی کو خدا کی جگہ دیئے جانے کا احتمال ہوسکتا ہے تو سب سے پہلے وہ رسول ہی کی ہستی ہوسکتی ہے۔ امم سابقہ کی روش اس باب میں جو کچھ رہی ہے اس پر قرآن تفصیلی روشنی ڈالتا ہے وہ فطرت انسانی کے پہلو سے واقف تہا اسے معلوم تہا کس طرح حضرات انبیاء کرام خدا بنائے گئے اس کے بیٹے قرار دیئے گئے الوہیت و ابنیت کی مقدس چادر اڑہا کر انھیں کس طرح مافوق البشر منوایا گیا قرآن کریم اس خطرناک چور دروازہ کو سیسہ پلائی ہوئی دیواروں سے بند کرنا چاہتا تہا آپ کسی سورۃ کو دیکھئے لفظاً معناً، مجملاً، تفصیلاً اس غلط عقیدہ کے ہر گوشہ کی تردید اس میں موجود ہوگی یعنی قرآن کریم میں جس درجہ خدا کی توحید پر مختلف عنوانات سے زور دیا گیا ہے اسی درجہ رسولوں کی بشریت بہی متنوع اعتبارات سے بے نقاب کی گئی ہے انھیں "بشر مثلکم" کہا گیا۔ انھیں خدا کا عبد کہا گیا وہ ہدایت بہی کرتے تھے تو اپنے مالک حقیقی کے ہی حکم سے کرتے تھے۔

وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وکانوا لنا عابدین	اور ہم نے ان کو امام و پیشوا بنایا جو لوگوں کو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیکی کرنے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی اور وہ سب ہماری بندگی کرتے تھے

وہ خدا کے دروازے کے بھکاری ہوتے تھے۔

فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر	اور موسیٰ نے کہا کہ پروردگار! آپ جو کچھ بہی بہتری میرے لئے بھیجیں میں اس کا

محتاج ہوں"

انھیں اپنی ذات تک کے لئے نفع و نقصان کا اختیار نہ ہوتا تہا۔

"تم کہدو کہ میں اپنی ذات کے لئے بہی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکہتا مگر جو اللہ چاہے اگر میں غیب کے امور سے واقف ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا اور کوئی مضرت مجھ پر واقع نہ ہوتی میں تو صرف ایمان لانے والوں کے لئے بشیر و نذیر ہوں۔

جو وحی ان پر نازل ہوتی تہی وہ خود اس پر ایمان لاتے تھے وامرت ان اکون من المسلمین وان اتلو القرآن اور اس کی اتباع کرنے پر اسی طرح مامور تھے جس طرح اور ماننے والے ان اتبع الا ما یوحیٰ الی ہرچند اللہ تعالیٰ نے اپنے حفظ و امن میں لیکر ان کو ایسا بنا دیا تہا کہ ان سے معصیت کا سرزد ہونا ممکن ہی نہ تہا لیکن ان کی بشریت و عبدیت پختہ ترین طریق پر واضح کرنے کے لئے یہانتک بہی فرمادیا کہ بفرض محال یہ بہی شرک و معصیت کریں تو ان پر بہی اسی طرح عذاب ہو جس طرح دوسرے انسانوں پر نہیں بلکہ ان کو عام لوگوں سے دگنا عذاب ہو

"اور اگر (بالفرض محال) ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک پڑتے اور اس صورت میں ہم تمہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دگنا عذاب دیتے اور کوئی ہمارے خلاف تمہارا مددگار نہ ہوتا۔"

کفار اعتراض پر اعتراض کرتے کہ رسول بھی ہمارے ہی جیسے انسان کیوں ہوں لیکن قرآن بار بار اس بات پر زور دیے جاتا ہے کہ ہاں وہ انسان ہی ہیں اور انہیں انسان ہی ہونا چاہیئے تھا وہ عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے "اور کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔"

جواب فرمایا ہے کہ:-

"ہم نے تم سے پہلے بھی جس قدر رسول بھیجے وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے۔"

اور پھر عام انسانوں کی طرح اپنے وقت پر مدت حیات ختم کر کے اس دنیا کو چھوڑ جاتے تھے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون	اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر تم انتقال کر جاؤ گے تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے

البتہ انسانی علم و بصیرت حقائق و معارف کے اس افق اعلیٰ پر ہوتی ہے کہ جہاں عام انسانوں کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی۔ ان کے مزکی و مقدس نفوس کی انسانیت کاملہ کے اس معراج کمال پر ہوتی ہے جہاں عام انسانوں کے شہپر تخیل کے بھی پر جلتے ہیں ان کے قلب و دماغ کی یہ بلندیاں بھی نظر آتی ہیں اس لئے کہ وہ تمام نوع انسانی کے لئے ایک نمونہ بنا کر بھیجے جاتے ہیں بایں ہمہ وہ ہوتے انسان ہی ہیں بشریت کے حدود سے خارج نہیں ہوتے اور جیسا شروع میں کہا گیا ہے آتے اس لئے نہیں کہ انسانوں کو اپنی غلامی اور عبودیت سکھلائیں بلکہ اس لئے کہ اپنی تعلیم و عمل سے انسانوں کو خدا کی ایسی عبودیت اور غلامی سکھائیں کہ جس سے تمام دنیا کے غلامی کے طوق و سلاسل اتر جائیں۔

ما كان لبشر ان يؤتيه الله الكتاب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون	کسی انسان کو یہ بات زیبا نہیں کہ خدا اسے کتاب و حکمت و نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ یہی کہیگا) کہ تم اللہ والے بن جاؤ کہ تم کتاب سکھاتے بھی ہو اور پڑھتے بھی ہو۔

حضور خاتم النبیین ہو کر تشریف لائے اور اس مقصد رسالت کو اس انداز سے پورا کیا کہ آپ کے بعد کسی اور پیغامبر کی ضرورت باقی نہ رہی اور نہ اس پیغام میں کسی نئے سرے سے عمل کر کے دکھانے والے کی کہ یہ پیغام ازلی صورت میں قرآن کی دفتین میں محفوظ و مصئون چلا آتا ہے کہ باطل اس کے پاس تک نہیں پھٹک سکتا اور اس پیغام پر عمل ان نقوش قدم کے ذرے ذرے سے آفتاب کی طرح روشن اور زندہ ہے کہ جو نقوش قدم سے صراط مستقیم کے نشان ادھر سے ادھر تک سیدھے ملتے چلے جاتے ہیں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن ذرا غور کیجئے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول کے ساتھ کیا کیا! کیا وہی نہیں جس سے روکنے کے لئے حضور تشریف لائے تھے۔ یہ احمد بے میم (احد) یہ عرب بلا عین (رب) یہاں تک کہ:-

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

وہ جن کے متعلق خدا کا ارشاد تھا کہ اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں بلکہ خدا کے محتاج ہیں انہیں تمام دنیا کے نفع و نقصان کا مالک و مختار قرار دے دیا۔ انہیں (معاذ اللہ) خدا بنا دیا نہیں تو اور کیا ہے؟ خدا کے عبد کو خدا کہنا عجیب تو ہے جب اعتراض کیا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ صاحب! یہ صہبائے عشق و محبت کی سرمستیاں ہیں۔ انسان سب کچھ اپنے محبوب ہی کو سمجھتا ہے عوام کی عقیدت کو جوش میں لانے کے لئے تو کوئی یہ جواب معقول نظر آتا ہے لیکن سوال صرف اتنا ہے کہ امم سابقہ نے جو اپنے رسولوں کو خدا بنا لیا تھا تو کیا بغض و عناد کی بنا پر بنایا تھا؟ وہاں بھی یہی غلو محبت ہی تو تھا جس نے ان کے محبوب کو وہ کچھ بنا دیا جسے قرآن کریم نے شرک قرار دیا۔ بغض و عناد اور نفرت سے کبھی کسی نے رسولوں کو خدا نہیں بنایا تو کیا یہ دلیل پر لطف نہیں کہ جو کچھ پہلی امتوں نے کیا وہ شرک اور اگر وہی کچھ اور اسی جذبہ کے ماتحت مسلمان کریں تو عین توحید! ایک ہی بیج اور ایک ہی درخت سے دو مختلف پھل لینا فطرت کی منافی ہے۔ حضور کی محبت جزو ایمان ہے ایسی محبت جو ماں باپ اولاد اموال بلکہ خود اپنی جان کی محبت سے بھی بالاتر ہو اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک محبت نہ ہو اتباع کامل نہیں ہو سکتا جس عمل کی محرک آتش عشق ہو اس کا ایک لمحہ سو سال کے ٹھنڈے پانی سے۔ غور کرو سرد نمازوں سے زیادہ نتیجہ خیز ہوتا ہے کہ یہ صرف سر جھکاتا ہے اور وہ سر کٹاتا ہے یہ زندہ رہنا چاہتا ہے کہ موت کے بعد کا کھٹکا مٹ جائے اور وہ مرتا ہے کہ زندگی کسی پردے کے پیچھے سے ہو کر جھانکنے لگے اسے ابھی حشر و نشر حساب کتاب کے جھگڑے درپیش ہوتے ہیں اور اس کی یہ حالت کہ تمیز ہی نہیں کیا جا سکتا کہ تلوار رگ جان سے پہلے چھوئی تھی یا جان باب جنت سے

عشق نے اک جست میں طے کر لیے قصے تمام
اس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں

لیکن صہبائے عشق کی سرمستیوں میں حفظ مراتب بھی قرآن ہی نے سکھایا ہے جو پی کر بہک گیا وہ میخانہ یثرب کا متوالا ہی نہیں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جنت کی شراب میں سب کچھ ہے لیکن سکر نہیں ہے۔ لہٰذا خدا خدا ہے اور رسول رسول اور رسول کا رتبہ ہی یہ ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس سے آگے بڑھنا بھی اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس سے پیچھے ہٹنا۔ کہ مومن ہونے کو جہاں خدا کے لئے لا الہ الا اللہ کی شہادت کی ضرورت ہے وہاں محمدؐ کے لئے عبدہ و رسولہ کی شہادت کی بھی۔ اور یہی ایمان و محبت

کی صحیح تصویر ہے اس تصویر کے صحیح رُخ کے لئے دورِ رسالت اور صحابہ کبار کا طرزِ عمل دیکھیے حضور کی عمر بھر یہی تعلیم و تلقین رہی کہ اپنے آپکو عام انسانوں سے بلند حیثیت نہ دیں اور آپ کے ماننے والوں کے قلب و دماغ پر خدا بنکر نہ چھا جائیں۔ اس کے لئے حضور نے ان میں حریت فکر و نظر کی ایسی روح پھونکی کہ آج اس مزعومہ جمہوریت کے دور میں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی معاملات میں مشاورت صحابہ کا کئی ایک مواقع پر حضور کی رائے سے اختلاف اور اختلاف کی کامل آزادی حضور کی رائے کے متعلق یہ تحقیق کہ آپ نے وہ رائے یا حکم، منصب رسول دیا ہے یا بہ حیثیت محمدؐ یہ سب اس بات کا آئینہ دار ہے کہ حضور ایک عبد مومن میں کس درجہ انسانیت کی آزادی پیدا کرنا چاہتے تھے اور ایک کا غلام بنا کر کس طرح دنیا بھر کی مادی غلامی سے نجات دلانا چاہتے تھے یہی تھا وہ ماحول جس میں عقل انسانی نے صحیح نشو و نما پائی اور جس انسان کو خدا نے اس طرح پیدا کیا تھا کہ وہ حیوان کی طرح سر جھکا کر نہ چلے وہ فی الحقیقت اس قابل ہو گیا کہ دنیا میں سر اٹھا کر چلے اسلام انسان کو یہی سربلندیاں اور سرفرازیاں بخشنے آیا تھا اور یہی اس دین فطرت کی خصوصیت تھی ہم نے جب یہ خصوصیت کھو دی تو پھر وہیں جا گرے جہاں سے ابھرے تھے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین کس قدر صحیح حقیقت ہے۔

ائمہ پرستی رسولوں کے بعد عوام کی عقیدت کے مرکز مذہبی پیشوا اور دین کے ائمہ ہوتے ہیں قرآن کریم نے امم سابقہ کے کوائف و حالات سے ہمیں بتایا ہے کہ رسولوں کے بعد یہی لوگ ہیں جن کو خدا کا درجہ دیا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ	ان لوگوں نے خدا سے ورے ہی اپنے مذہبی علماء پیشوایان دین کو خدا بنا لیا۔

اس کے متعلق جب نبی اکرمؐ سے عرض کیا گیا کہ حضور! یہود و نصاریٰ کبھی اپنے احبار و رہبان کو سجدے تو نہیں کیا کرتے تھے تو حضور نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ اس چیز کو حلال نہیں سمجھتے تھے جسے وہ حلال بتا دیں اور اسے حرام جسے وہ حرام کہدیں؟ یہی اربابا من دون اللہ بنانا ہے یعنی جو منصب یا حیثیت خدا کے لئے ہے وہ ان لوگوں کو دیدیں۔ یہی ان کی پرستش ہے اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ مذہب کی پرستش یہ ہے کہ:۔

(۱) ان کے فیصلوں کو خدا کے فیصلوں کی جگہ دیدی جائے اور

(۲) ان کے ارشادات کو تنقید سے بالاتر سمجھا جائے۔

امم سابقہ نے ایسا کچھ اس لئے کیا تھا کہ ان کی آسمانی کتابوں کے اجارہ دار وہ فقط ان کے مذہبی پیشوا تھے۔ لوگ رشد و ہدایت کے لئے ان کے محتاج تھے چاہیے یہ تھا کہ لوگ ان کے فیصلوں کے لئے کتاب کی سند مانگتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ جو کچھ ان اراکین مذہب نے کہدیا اسے ہی زمرہ الٰہی سمجھ لیا ظاہر ہے کہ عوام ان کے فیصلوں کو اسی لئے خدا کا فیصلہ سمجھتے تھے کہ ان کے نزدیک وہ فیصلے خدا کے احکام کے مطابق ہوتے تھے یعنی وہ ایسا باور کر لیتے تھے رفتہ رفتہ حالت یہ ہو گئی کہ لوگ خدا کے فیصلوں سے بے نیاز ہو گئے اور انہی احبار و رہبان کو خدا کا قائم مقام سمجھ لیا اب ان کا ہر حکم وحی منزل کی طرح واجب التسلیم اور ان کا ہر فیصلہ آیت الٰہی کی طرح بالا از تنقید قرار دیا گیا اسی کو قرآن کریم نے شرک قرار دیا ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا کہ:۔

قل ان الھدیٰ ھدی اللہ۔ ہدایت وہی ہے جو اللہ کی بتائی ہوئی ہو۔ لہذا اتباع واجب قرآن ہی کی ہوئی پھر

(۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن کو واضح مفصل اور آسان بنا دیا کہ اس کے سمجھنے کے لئے کوئی خاص "برہمنوں" کی جماعت ہی مختص نہ ہو جائے۔

(۴) پھر قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ نے لیلی کہ قیامت تک اس میں نہ رد و بدل ہو سکے نہ ترمیم و تنسیخ

ان بدیہات سے ظاہر ہے کہ دین کا تقاضا ہے کہ ہر زمانہ کے مسلمان قرآن کریم کی روشنی کے ماتحت عقل صحیح سے کام لیکر صراط مستقیم پر چلتے جائیں خود بخود منزل مقصود تک پہنچ جائینگے ان کو راستے میں اندھوں کی طرح لاٹھی کی ضرورت ہی نہیں کہ روشنی بھی موجود ہے اور بینائی بھی لیکن غور سے دیکھیے کہ کیا ہم واقعی اسی روش پر چل رہے ہیں؟ عوام کو تو چھوڑ دیجیے کہ اول تو وہ قرآن شریف کا مصرف بیش ازیں کچھ نہیں جانتے کہ قسم اٹھانے کے کام آتا ہے اور اگر ان میں سے بعض قرآن پڑھتے بھی ہیں تو ایسے کہ لا یعلمون الکتاب الا امانی صرف الفاظ کی تلاوت کرتے ہیں۔ خواص کہ جو مذہب کے واحد اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں ان کی یہ حالت کہ کسی معاملہ کے متعلق دینی فیصلہ پوچھیے بتا دیں گے کہ فلاں امام نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے فلاں علامہ کی یہ رائے ہے۔ نسفی میں ایسا لکھا ہے شارح وقایہ کا یہ خیال ہے غرضکہ ان کی سند کسی نہ کسی انسان تک جا کر رہ جائے گی اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گی ذلک مبلغھم من العلم کہیں خدا کا نام نہیں کہیں محمدؐ قرآن کا ذکر نہیں اور اعتراض کیجئے تو جھٹ کہدیں گے کہ میاں! ان حضرات علیہم الرحمۃ سے بھی زیادہ پڑھکر بھی ایسا کچھ ہے ان سے بڑھکر اور کون قرآن کو سمجھ سکیگا غور اس جواب میں اور اس میں جو یہود و نصاریٰ اپنے احبار و رہبان کے متعلق کہتے تھے کیا فرق رہ جاتا ہے۔ کیا انہوں نے ان کو ارباباً من دون اللہ ایسا ہی کچھ سمجھکر نہیں بنایا تھا۔

معاملہ یوں ہوا کہ جب اسلامی سلطنت قائم ہوئی تو سلطنت کا تدوین قانون کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اسلام میں چونکہ دین و دنیا الگ الگ شعبے نہیں اس لئے یہ قانون بھی مذہب ہی کی رو سے مرتب ہونا تھا۔ علماء عظام اور ائمہ کرام علیہم الرحمۃ کہ جن کو اللہ نے قلب و دماغ کا نور عطا فرمایا تھا جمع ہوئے اور وقت کی ضروریات سامنے رکھکر قانون کے ضابطے مرتب کئے یہ ضابطے ہر کہا [illegible] مستند کر کے عدالتوں میں نافذ کر دیئے گئے کہ مقدمات کے فیصلے ان کے مطابق ہوا کریں۔ ظاہر ہے کہ جب کبھی اپنی حکومت کے ضوابط

مرتب ہو کر نافذ العمل ہو جائیں تو پھر سوائے حکومت کے اور کسی کو اجازت نہیں رہتی کہ وہ بھی قانون مرتب کر سکے یا ان میں ترمیم و تنسیخ کر سکے بعینہ جس طرح سرکاری ٹکسال کے بعد کسی کو سکہ رائج الوقت بنانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہی فقہ کی ابتدا اور یوں دوسروں کو ایک ہی فقہ کے مطابق فیصلے کرنے پر مکلف اور اس میں کمی بیشی یا رد و بدل کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن اس سے ظاہر ہے کہ:

(۱) نہ تو حضرات فقہاء قیامت تک کا علم رکھتے تھے کہ ہر زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق ایک ہی وقت میں مکمل قانون وضع کر دیں۔

(۲) نہ وہ نعوذ باللہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتے تھے کہ وہ استنباط مسائل میں اپنے نتائج کو تنقید سے بالاتر قرار دیدیں۔

زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے ان قوانین میں تبدیلی کا ہونا بھی ضروری تھا اور اس قانون پر کسی معیار اعلیٰ (قرآن کریم) کی روشنی میں تنقید بھی کی جا سکتی تھی لیکن سلطنت نے جس بنا پر دوسروں کو قوانین میں رد و بدل کرنے (بالفاظ دیگر فروعی اجتہاد) سے روکا تھا وہ علت تو نظروں سے اوجھل ہو گئی اور بعد میں آنیوالوں نے سمجھ لیا کہ اب تدبر و تفکر کا دروازہ باب نبوت کی طرح بند ہو گیا۔ قرآن جتنا سمجھا جانا تھا سمجھا جا چکا اس سے جو کچھ کیا جا سکتا تھا حاصل کر لیا گیا اب اس کا وجود تبرک کا دنیا میں رہے عملی حیثیت سے امت اس سے بے نیاز ہو چکی اس کے پڑھنے سے ثواب ضرور ملتا ہے لیکن اس کا سمجھنا دین پر اضافہ کرنا ہے نتیجہ اس کا ظاہر ہے کہ رفتہ رفتہ قرآن حکیم جیسی زندہ اور زندگی بخش کتاب منتروں کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے جس سے جھاڑ پھونک گنڈہ تعویذ کا کام لیا جا سکے یا زیادہ سے زیادہ اس کی ادبی اور لسانی لطافتوں پر بحث کر کے اسے الفاظ کا گورکھ دھندا سمجھ لیا جائے کیا یہی تھی وہ غرض جس کے لئے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی تھی۔

ہمہ دین فقہ کا تعلق معاملات دنیا تک ہی تھا اگر باب اجتہاد بند ہوتا تو وہ اسی حصہ تک بند ہوتا لیکن آہستہ آہستہ دین کے قصر مشید کا ہر ایک دروازہ اور کھڑکی بند کر دی گئی۔ حقائق و معارف پر بھی وہی چادر تقلید چھا گئی۔ حتیٰ کہ نوبت بایں جا رسید کہ دین سے قطع نظر دیگر علوم و فنون میں بھی جو کچھ سلف نے کہہ دیا ہے قول فیصل اور حرف آخر سمجھ لیا گیا اب زمانہ کچھ کہے آپ کی بصیرت کا تقاضا کچھ ہو آپ نہ اس کے خلاف نہ اس سے زیادہ کچھ کہہ سکتے ہیں جو سمجھا جا چکا اور نہ کہہ سکتے ہیں جو کہا جا چکا نہ سر میں دماغ اپنا ہو سکتا ہے نہ سینے میں آپ کا دل اپنا نہ آپکی اپنی آنکھیں نہ سننے کے لئے اپنے کان اولئک کالانعام بل هم اضل۔ دنیا کہیں سے کہیں چلی گئی لیکن امت مسلمہ کی سطح فہم اور ادراک جو ہزار سال پہلے تھی وہی آج ہے۔

وہ تو بجلی کی تھی تسلی کہ لہو کے ہو کے اکھڑ گئے؛ یہ مری جبین نیاز ہے کہ جہاں دھری تھی دھری رہی
خود سوچئے کیا یہ سلف کی پرستش نہیں! کیا یہ ان کو احبار و رہبان کی طرح خدا بنا دینا نہیں؟ کیا ان کی نگاہ کو قیامت تک کے آنے والے

کا مبصر اور تمام حالات و کیفیات کا واقف سمجھنا اور ان کے فیصلوں کو تنقید سے بالاتر قرار دینا انہیں خدائی صفات کا حامل سمجھنا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے (ربانیین) بننے کے لئے قرآن کریم کو ہی معیار قرار دیا تھا اس نے تو قرآن کریم کو نازل فرما کر اس کی تکمیل و تفصیل بھی اپنے ذمہ لی تھی کہ لوگ اس باب میں بھی دوسروں کے محتاج ہو کر ان کی عبودیت اختیار نہ کر لیں۔

الر۔ کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر الا تعبدوا الا الله انني لکم منه نذیر و بشیر	ایسی کتاب کہ جس کی آیات محکم بنائی گئی ہیں پھر اس کے ساتھ صاف صاف بھی بیان کی گئی ہیں خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے تاکہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اختیار نہ کرو اور میں تم کو اس کی طرف سے آگاہ کرنے اور بشارت دینے کے لئے آیا ہوں۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی غرض کیا بتلائی ہے جو نبی اکرم کے واسطے سے دنیا تک پہنچا۔ سورۂ جاثیہ کے دوسرے رکوع میں سلسلہ کلام یوں شروع ہوتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو کتاب و حکمت و نبوت عطا فرمائی ان کو تمام عالم پر فضیلت عطا کی اور انہیں دین کی بینات بھی دی تھیں لیکن انہوں نے علم آجانے کے بعد باہمی ضد اور ہٹ سے اختلاف پیدا کر لئے ان کے اختلاف کا تو قیامت میں فیصلہ کر دیا جائے گا لیکن دنیا کو تو ضرورت تھی کہ خدا کا وہ دین جو انسانی اختلافات کی نذر ہو کر مسخ ہو چکا تھا پھر سے دنیا کو مل جائے اس کے لئے۔

ثم جعلناک علی شریعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون	پھر ہم نے تمہیں (اے رسول) دین کی ایک شریعت پر مبعوث کیا پس اسی کا اتباع کرو اور ان لوگوں کے خیالات کا اتباع مت کرو جن کو علم نہیں ہے۔"

یہ دین شریعت کہاں ہے اس کا جواب بھی وہیں ہے کہ

هذا بصائر للناس وهدی ورحمة لقوم یوقنون	یہ قرآن ہے جو تمام نوع انسانی کیلئے بصیرت ہے اور ایمان والوں کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔"

قرآن ہر زمانہ کے انسانوں کے لئے بصائر ہے اس لئے اس میں بار بار غور و فکر، تدبر و تفحص کی تاکید کی گئی ہے۔ جو ایسا نہیں کرتے ان کو کہیں شر الدواب کہا گیا کہیں کالانعام بتایا۔ جنہوں نے اسے بکھیر دیا، ان کے قلوب پر مہریں، ان کی آنکھوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ڈاٹ بتائے گئے۔ کیونکہ جو کتاب اس طرح عقل و بصیرت کو دعوت دیتی اور جس کے لانے والے کا سب سے پہلا دعویٰ یہ ہو کہ ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعني اس کتاب میں کورانہ تقلید کی کہاں گنجائش ہے جمود و تعطل وہ کب روا رکھ سکتی ہے قرآن انسانوں کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانے کے لئے آیا تھا لیکن آنکھیں بند کر کے بیٹھ رہنے والا تو خواہ ظلمت میں ہو خواہ نور میں یکساں ہے۔ علامہ اقبال

آوازیں سنتے ہیں کہ اسلامی کلچر کوئی چیز نہیں ہے تو ہمارا حافظہ ہم کو یاد دلاتا ہے کہ کچھ اسی نوعیت کی آوازیں اس وقت بھی بلند ہونی شروع ہوئی تھیں جب سرکار برطانیہ کی غلامی کا زریں پھندا ہمارے گلوں میں پڑ رہا تھا۔

ہماری قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہو گئی ہے جس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، بکثرت انھی میں تعلیم یافتہ صاحب قلم صاحب زبان صاحب مال و زر صاحب اثر اشخاص ایسے ہیں جو دل سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر یقین نہیں رکھتے مگر نفاق اور قطعی بے ایمانی کی راہ سے مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہیں یہ اسلام سے عقیدۃً اور عملاً نکل چکے ہیں مگر اس سے براءت کا صریح اعلان نہیں کرتے اس لئے مسلمان ان کے ناموں سے دھوکہ کھا کر انھیں اپنی قوم کا آدمی سمجھتے ہیں ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں ان سے معاشرت کے تعلقات رکھتے ہیں اور ان زہریلے جانوروں کو اپنی جماعت میں چل پھر کر اور رس بس کر زہر پھیلانے کا موقع دے رہے ہیں نفاق کا خطرہ ہر زمانے میں مسلمانوں کے لئے سب بڑا خطرہ رہا ہے مگر اس نازک زمانہ میں تو یہ ہمارے لئے پیام موت ہے آنکھیں کھول کر دیکھئے کہ یہ منافقین کیسا مہلک زہر ہماری قوم میں پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس کی اساسی تعلیمات پر حملے کرتے ہیں مسلمانوں کو دہریت اور الحاد کی طرف دعوت دیتے ہیں ان میں بے دینی اور بے حیائی اور قانون اسلامی کی خلاف ورزی کو نہ صرف عملاً پھیلاتے ہیں بلکہ کھلم کھلا زبان و قلم سے اس کی تبلیغ کرتے ہیں ان کی تہذیب کو مٹانے کی ہر کوشش میں آپ دیکھیں گے کہ یہ دشمنوں سے چار قدم آگے ہیں۔ ہر وہ اسکیم جو اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے کہیں سے نکلی ہو اس کو مسلمانوں کی جماعت میں نافذ کرنے کی خدمت یہی ناپاک گروہ اپنے ذمہ لیتا ہے اور اسلامی قومیت کا ایک جزو ہونے کی وجہ سے اس کو اپنا کام کرنے کا ذریعہ بھی مل جاتا ہے۔

یہ حالت ہے اس وقت ہماری قوم کی اور اس حالت میں یہ ایک بڑے انقلاب کے سرے پر کھڑی ہے، انقلاب کی فطرت بحرانی اور طوفانی فطرت ہوتی ہے جب وہ آتا ہے تو آندھی اور سیلاب کی طرح آتا ہے اس کے زور کا مقابلہ اگر کچھ کر سکتی ہیں تو مضبوط جمی ہوئی چٹانیں کر سکتی ہیں، بوسیدہ عمارتیں جو ابھی جڑ چھوڑ کر محض فضا کے سکون و جمود کی بدولت کھڑی ہوں ان کا کسی انقلابی طوفان میں ٹھہرنا غیر ممکن ہے اب جو کوئی صاحب بصیرت انسان اس وقت مسلمانوں کی حالت پر نگاہ ڈالے گا وہ بیک نظر معلوم کر لیگا کہ ان کمزوریوں کے ساتھ یہ قوم ہرگز کسی انقلاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس کے لئے انقلابی دور میں اپنے قومی تشخص اور اپنی قومی تہذیب کے خصائص کو بچائے جانا اور اپنے حقوق کو پامالی سے محفوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے اول تو جہالت کی بنا پر بہت ممکن ہے کہ جو مخفی قوت کو بے جانے بوجھے قبول کر لیگی پھر نئے ہیڈر

اس کو بہت سی ایسی چیزوں سے متاثر کر دیگا جن کو وہ جانتی ہوگی کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف اور اسلامی تہذیب کے منافی ہیں اسی طرح ایک بڑی حد تک بلا مقابلہ شکست کھا جانے کے بعد اگر کچھ حسنات باقی رہ گئے اور کسی شدید حملے پر وہ بیدار بھی ہوئے اور اس نے اپنے حقوق کی حفاظت کرنی بھی چاہی تو درستگی کیونکہ اپنی بد نظمی اور انتشار کی بدولت اس کے لئے کوئی متحدہ جد و جہد کرنا مشکل ہوگا اور خود اسی کے گروہ سے ہزاروں لاکھوں خائن غدار اور منافق اس کے قومی حقوق کو پامال کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

اگر آنیوالا انقلاب محض ایک سیاسی انقلاب ہوتا تب بھی خطرہ کچھ کم نہ تھا لیکن یہاں جو انقلاب آ رہا ہے وہ سیاسی انقلاب سے بڑھکر ایک فکری اور عمرانی انقلاب ہے اس کے آثار و نتائج کو اگر آپ اچھی طرح سمجھنا چاہتے ہیں تو زیادہ گہری نظر سے ان قوتوں کو دیکھئے جو اس انقلاب میں کام کر رہی ہیں۔

ہندوستان کی جدید وطنی حرکت دراصل نتیجہ ہے اس تصادم کا جو انگریزی اقتدار اور ہندوستان کے درمیان گذشتہ ڈیڑھ سو سال سے ہو رہا ہے، تصادم محض سیاسی نہیں ہے بلکہ فکری اور عمرانی بھی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ فکری و عمرانی تصادم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ سیاسی تصادم کے نتیجہ سے بالکل برعکس ہے انگریزی سیاست کے جور و استبداد اور معاشی لوٹ نے تو ہندوستان کے باشندوں کو آزادی کا سبق دیا اور ان میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ بند غلامی کو توڑ کر پھینک دیں لیکن انگریزی تعلیم و تمدن اور انگریزی تہذیب نے ہندوستانیوں کو پوری طرح مغربیت کا غلام بنا لیا اور ان کے دماغ پر اس قدر شدید تسلط پا لیا کہ اب وہ زندگی کا کوئی نقشہ اس نقشہ کے خلاف نہیں سوچ سکتے جو ان کے سامنے اہل مغرب نے پیش کیا ہے وہ جس قسم کی آزادی کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں اس کی غایت صرف یہ ہے کہ ہندوستان سیاسی حیثیت سے آزاد ہو اپنے گھر کا انتظام آپ کرے اور اپنے وسائل معیشت کو خود اپنے مفاد کے لئے استعمال کرے لیکن یہ آزادی حاصل کرنے کے بعد اپنے گھر کے انتظام اور اپنی زندگی کی تعمیر کا جو نقشہ ان کے ذہن میں ہے وہ از سر تا پا فرنگی ہے ان کے پاس جتنے اجتماعی تصورات ہیں جس قدر عمرانی اصول ہیں سب کے سب مغرب سے حاصل کئے ہوئے ہیں ان کی نظر فرنگی نظر ہے ان کے دماغ فرنگی دماغ ہیں ان کی ذہنیت پوری طرح فرنگی ذہنیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے بلکہ انقلابیت کے بحران نے ان کو یہاں تک کر دیا کہ ان کے سب سے زیادہ پرجوش طبقوں کی فرنگیوں کے دنیا سے بھی اس قوم کی تقلید بنا دیا ہے جو انتہا پسندی میں تمام فرنگی اقوام کو پیچھے چھوڑ کر بڑھ گیا ہے وہ پکے مادہ پرست ہیں ان کی نگاہ میں اخلاق و روحانیت کی کوئی قیمت نہیں ان کو خدا پرستی سے نفرت ہے مذہب کو وہ شر و فساد کا ہم معنی سمجھتے ہیں مذہبی اور اخلاقی قدروں کو وہ پرکاہ کے برابر بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ان کو ہر ایسی قومیت اور ہر ایسے قومی امتیاز سے چڑ ہے جس کی بنیاد مذہب پر ہو وہ زیادہ سے زیادہ

رواداری جو مذہب کے ساتھ برت سکتی ہیں وہ صرف یہ ہے کہ اس کو اپنی عبادتگاہوں اور اپنے مراسم میں جینے دیں، باقی رہی اجتماعی زندگی تو اس میں مذہب اور مذہبیت کے ہر اثر کو مٹانا ان کا نصب العین ہے اور ان کے نزدیک اس اثر کو مٹائے بغیر کوئی ترقی ممکن نہیں۔

ہندوستانی قومیت کا جو نقشہ ان کے پیش نظر ہے اس میں مذہبی جماعتوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں وہ تمام امتیازی حدود کو توڑ کر وطنیت کی بنیاد پر ایک ایسی قوم بنانا چاہتے ہیں جس کی اجتماعی زندگی ایک ہی طرز پر تعمیر ہو اور وہ طرز اپنے اصول و فروع میں خالص مغربی ہو۔

چونکہ اس جماعت کے مقاصد میں سیاسی آزادی کا مقصد سب سے مقدم ہے اور وہی اس وقت حالات کے لحاظ سے نمایاں ہو رہا ہے اس لئے مسلمانوں کے آزادی پسند طبقے اس کی طرف کھنچ رہے ہیں۔

انگریزی غلامی ہندوستان کے تمام باشندوں کے لئے ایک مشترک مصیبت ہے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے مشترک جدوجہد کرنا بالکل معقول ہے اور چونکہ وہ اس جدوجہد میں سب سے زیادہ سرگرم ہے اس کی طرف دلوں کا مائل ہونا اور اس کے ساتھ شریک عمل ہو جانا بظاہر ضروری نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے علماء اور سیاسی رہنماؤں میں سے ایک بڑی جماعت اور مخلص جماعت کانگریس کی طرف جا رہی ہے اور عامۂ مسلمین کو بھی ترغیب دے رہی ہے کہ اس میں شریک ہو جائیں لیکن عمل کی طرف قدم بڑھانے سے پہلے آپ کو ایک مرتبہ اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے۔

مسلمانوں کی جو کمزوریاں ہم نے اوپر بیان کی ہیں وہ سب آپ کے سامنے ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر غور کیجئے کہ ان کمزوریوں کے ساتھ جب یہ قوم کانگریس میں شریک ہوگی اور اس کے عوام سے کانگریسی کارکنوں کا رابطہ قائم ہوگا تو آزادیٔ وطن کی تحریک کے ساتھ ساتھ اور کس قسم کی تحریکیں ان کے درمیان پھیلیں گی، کس کس طرح مسلمانوں کے عوام ان اجتماعی نظریات ان ملحدانہ افکار ان غیر اسلامی طریقوں سے متاثر ہوں گے جو اس جماعت میں شائع ہیں۔

کس طرح اسلامی جماعت کے رگ و ریشہ میں اس فکری و عمرانی انقلاب کے عناصر پھیلائے جائیں گے جو سیاسی انقلاب کے ساتھ ہم رشتہ ہیں، کس طرح مسلمانوں کے اندر ایک ایسی رائے عامہ تیار کرنے کی کوشش کی جائے گی جو علی رغم انف علماء و زعماء جدید ترین مغربی و اشتراکی بنیادوں پر اجتماعی زندگی کی تعمیر کے ہر نقشہ کی تائید کرے، کس طرح مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے خود مسلمانوں کی جماعت سے وہ لوگ تیار کئے جائیں گے جو اسلامی کلچر کے خلاف ہر قسم کے طریقے رائج کرنے اور ہر قسم کے قوانین وضع کرنے میں حصہ لیں گے؟ ان حالات میں آپ کے پاس کونسی قوت ہے جس سے آپ اپنی قوم کو قابو میں رکھ سکیں گے؟ آپ نے اپنے عوام کو اسلامی تہذیب کے حدود میں رکھنے کا کیا بندوبست کیا ہے؟ آپ نے ان کو غیر اسلامی اثرات سے بچانے کا کیا انتظام کیا ہے؟ آپ نے اپنے غداروں اور منافقوں کے فتنے کا کیا علاج سوچا ہے؟ آپ کے پاس یہ اطمینان کرنے کا کیا ذریعہ ہے کہ کشمکش

کے موقع پر آپ اسلامی حقوق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو جمع کر سکیں گے اور ان کی متحدہ طاقت آپ کی پشت پر ہوگی؟

انگریزی اقتدار کا خاتمہ کرنا یقیناً ضروری ہے بلکہ فرض ہے کوئی سچا مسلمان غلامی پر ہرگز راضی نہیں ہو سکتا جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہ چاہے گا کہ ہندوستان انگریز کے پنجہ استبداد میں رہے لیکن آزادی کے جوش میں یہ نہ بھول جائے کہ انگریزی اقتدار کی مخالفت میں مسلمان کا نظریہ ایک وطن پرست کے نظریہ سے بالکل مختلف ہے ہم کو انگریز سے اس لئے عداوت نہیں ہے کہ وہ انگریز ہے چھ ہزار میل دور سے آیا ہے ہمارے وطن میں پیدا نہیں ہوا بلکہ ہماری عداوت اس بنا پر ہے کہ وہ غیر صالح ہے ناجائز طریقہ سے حکومت کرتا ہے عدل کے بجائے ظلم پھیلاتا ہے اصلاح کے بجائے فساد برپا کرتا ہے اگر یہی کچھ دوسرے کریں تو ہم محض اس بنا پر ان کی حمایت نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے ہم وطن ہیں مسلمان کی نگاہ میں وطنی اور غیر وطنی کوئی چیز نہیں نہ غیر ملکی ہونا عیب ہے مسلمان گلے لگا سکتا ہے مگر اپنے وطن کے ابوجہل اور ابولہب سے دوستی نہیں کر سکتا پس اگر آپ مسلمان ہیں تو وطنیت کے ڈھنگ پر نہ سوچئے بلکہ حق پرستی کے ڈھنگ پر سوچئے مسلمان ہونے کی حیثیت سے انگریزی کی غلامی کے بند توڑنا ضرور آپ کا فرض ہے مگر کسی ایسی حکومت کے قیام میں مددگار بننا آپ کے لئے ہرگز جائز نہیں جس کی بنیاد انہی اصولوں پر ہو جن پر انگریزی حکومت کی بنیاد ہے اس سے قطع نظر کہ وہ وطنی حکومت ہو یا غیر وطنی آپ کا کام باطل کو مٹا کر حق کو قائم کرنا ہے ایک باطل کو مٹا کر دوسرے باطل اور بدتر باطل کو قائم کرنا نہیں لہٰذا آپ انگریزی حکومت کے خلاف ہر اس گروہ سے تعاون کیجئے جو اس کو مٹانا چاہتا ہو مگر یہ بتائیے کہ اس ظالم حکومت کو مٹا کر ایک عادل حکومت قائم کرنے کے لئے آپ نے کیا انتظام کیا ہے؟ کونسی طاقت آپ نے تیار کی ہے جس سے آپ دوسری حکومت کی تشکیل حق کے اصولوں پر کر سکیں؟ یہ نہیں تو جانے دیجئے یہی بتائیے کہ آپ نے خود اپنی قوم کو باطل کے اثرات سے بچانے کا کیا بندوبست کیا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ ہم اپنی تہذیب اور اپنے قومی حقوق کی حفاظت کیلئے آئینی ضمانتیں لیں گے ہم دستور اساسی میں ایسے تحفظات رکھوائیں گے جن سے ہمارے حقوق پر آنچ نہ آنے پائے بلاشبہ یہ سب کچھ آپ کر سکتے ہیں مگر شاید آپ نے غور نہیں فرمایا کہ آئینی ضمانتیں اور دستور اساسی کے تحفظات اور دوسرے تمام کاغذی ہوائیں صرف اسی قوم کے لئے مفید ہو سکتے ہیں جس میں ایک طاقتور رائے عام موجود ہو جو اپنے حقوق کو سمجھتی ہو اپنی تہذیب کو جانتی ہو اس کی خصوصیات کو پہچانتی ہو اس کی حفاظت کا ناقابل تسخیر ارادہ رکھتی ہو اور منفرداً و مجتمعاً اس کی طرف سے مدافعت کے لئے ہر وقت سینہ سپر ہو یہ صفات اگر آپ کی قوم میں موجود ہوں تو آپ کو کسی آئینی ضمانت اور کسی دستوری تحفظ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر آپ کی قوم ان صفات سے عاری ہے تو یقین رکھئے کہ کوئی ضمانت اور کوئی تحفظ ایسی حالت میں کارآمد نہیں ہو سکتا۔ آپ دستور اساسی کی ضمانتوں کو زیادہ سے زیادہ خارجی حملوں کے مقابلہ میں استعمال

یورپ میں جنگ کے امکانات کیوں ہیں

۱۹۱۹ء میں درسیلز کی صلح کے بعد یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دنیا سے جنگ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا خصوصاً فتحمند مطمئن تھے کہ انہوں نے جنگ پسند جرمنی کو بالکل ہی کچل ڈالا اور آسٹرو ہنگرین سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اب وہ باطمینان اپنے نو مسخر علاقوں پر قابض رہکر فارغ البالی سے اپنا اوقات کریں گے مگر انہیں بہت جلد محسوس ہو گیا کہ "ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال"۔

جن ملکوں کو پامال کیا گیا تھا انہیں ضرور قیامت بنکر اٹھنا تھا علاوہ اس کے جنگ کے مصائب فاتح وغیر فاتح کم و بیش دونوں ملکوں کے عوام کو برداشت کرنے پڑے پس عوام میں شخصی حکومت اور شاہنشاہیت اور سرمایہ داری کے خلاف جذبات بھڑک اٹھے ان ہی سرمایہ داروں کے مفاد پر خواہ مخواہ ان کے رشتہ داروں کی جانیں بھینٹ چڑھا دیں جنگ کے اثرات مابعد بھی اقتصادی حیثیت سے بہت برے ثابت ہوئے غریب کو روٹی کے لالے پڑ گئے پس زمانہ نے کروٹ بدلنی چاہی مظلوم عوام موجودہ تہذیب و نظام سے متنفر ہو گئے شخصی حکومت کا قلع قمع ہو گیا بیشتر حکومت جمہوری کی بنیاد پڑی کہیں اشتراکیت نے پر پرزے نکالے روس میں تو حکومت کے خلاف اس قدر جذبات برانگیختہ ہوئے کہ عوام زار کے خواب دیکھنے لگے۔ چنانچہ مطلق العنان زار کو قتل اور روسا کو پامال کر کے ایک انقلاب عظیم برپا ہوا روسیوں نے اشتمالیت کی طرف قدم بڑھایا چونکہ جرمنی اور اٹلی شخصی حکومت کے عادی تھے اس لئے سیاسی نظام نے ایک نیا روپ بدلا جسے ہم آمریت کہتے ہیں۔

اس وقت سیاسیات یورپ میں تین سیاسی نظریے عمل پیرا ہیں:۔

(۱) روس میں عوام کا نظریہ اشتمالیت ہے۔

(۲) جرمنی اور اطالیہ میں نازیت اور فاسیت رائج ہے

(۳) انگلستان فرانس اور بلجیم میں جمہوریت۔

حامیان جمہوریت کو بقیہ دونوں نظریوں کے علمبرداروں سے بیحد خوف پیدا ہو رہا ہے کیونکہ ہر فریق اپنے استحکام کے لئے یہی چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں اس کے سیاسی نظام کی پیروی ہونے لگے اس لئے مناسب ہوگا کہ ہم پہلے اشتمالیت اور اس کے حریف فاسیت کے فلسفوں کو اجمالاً بیان کر دیں تاکہ ان سیاسی فلسفوں کا فرق بین طور پر ناظرین کے ذہن نشین ہو جائے۔

اشتمالیت کا نقطہ نظر بین الاقوامی اور عالمگیر ہے اس کے حامی سرمایہ داری کا خاتمہ کر کے دنیا میں ایک عالمگیر نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جس میں سرمایہ دار جماعت اور دوسرے امتیازی طبقوں کا وجود باقی نہ رہے گا حکومت مفقود ہوگی لوگ اپنا انتظام اتفاق باہمی سے مجلس قائم کر کے خود ہی کریں گے مذہبی تفریق اور اس کا وجود معدوم ہو جائیگا

ایک سوسائٹی کے تعلقات دوسری سوسائٹی کے ساتھ محض ملکی یا قومی بنا پر نہ ہوں گے بلکہ اخوت انسانی کے رشتہ سے مربوط ہوں گے ایسا عالمگیر نظام قائم ہو جانے پر دنیا میں دولت کی تقسیم بالضرورت و بالحقوق مناسب طور پر ہو سکے گی مزدوروں پر نیز نیابتی جابرانہ طاقت سرمایہ داروں کی قائم ہے باقی نہ رہے گی دنیا سے جنگ و جدل کا نام حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا کیونکہ شہنشاہیت اور سرمایہ داری ہی گذشتہ جنگ عظیم کا باعث تھے ہر ملک میں کثرت پیداوار کے باعث غیر ملکی بازاروں کے لئے جد و جہد اور تنازعات شروع ہوئے اور بین الاقوامی ٹرسٹ پیدا ہو گئے دنیا کا اقتصادی بٹوارہ ہونے لگا بازار میں گرم ہوا اور ۱۹۱۴ء میں سرمایہ داری پر مبنی سیاسی نظام نے عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کر لی بظاہر شہزادہ آسٹریا کا قتل جنگ کا بہانہ ٹھہرایا گیا علمبرداران اشتمالیت اپنے نصب العین میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ کل دنیا میں اپنے نظریے کو مشتہر کریں اور مزدوروں کو متحد کر کے سرمایہ داروں اور دوسرے امتیازی طبقوں کے خلاف جنگ کریں وہ جبر و تشدد اور قتل و خون بھی حصول مدعا کے لئے واجب قرار دیتے ہیں احتیاطاً ہم کو یہ بھی بتا دینا چاہیئے کہ اشتمالیت کا نظریہ بانیان اشتمالیت کا ہے مگر وہ خود بھی اس پر پوری طرح عمل پیرا نہیں سچ تو یہ ہے کہ گو اصطلاحاً اشتمالیت کا نظریہ بین الاقوامی ہے تاہم روس جدید خود حقیقتاً قومیت کی تنگ نظری سے پاک نہ ہو سکا۔ بلکہ اصول کی آڑ لیکر وہ خود ملک گیری کی ہوس پوری کرنا چاہتا ہے۔

اصولاً اشتمالیت کا نقطہ نظر بین الاقوامی اور عالمگیر ہے اس کے برعکس فاسیت اور اس سے مستخرج نازیت کا فلسفہ سخت گیری کے ساتھ قومی ہے فاسیت اور نازیت کا فلسفہ اشتمالیت اور جمہوریت دونوں کا حریف ہے ان کا سیاسی نظام آمریت ہے دونوں نظریے عدم حکومت کے خلاف ہیں اور عنان حکومت سینکڑوں پارلیمنٹری نمایندگان کی بجائے ایک ایسے ذمہ دار شخص کے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں جس پر قوم کی ہر جماعت کو اعتماد کلی ہو اور جس نے اپنے ایثار حب الوطنی دوراندیشی اور تدبر کی بدولت افراد قوم کے دلوں کو مسخر کر لیا ہو اشتمالیت حکومت اور مذہب دونوں کی دشمن ہے مگر فاسیت اور نازیت گو ان کا سیاسی فلسفہ مذہب کے قطعی خلاف ہے مصلحتاً مذہب کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتے بلکہ مذہب کی طاقت کو بغرض سیاسی مفاد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی انہیں یہ بھی گوارا نہیں کہ مذہب کسی طرح بھی آمریت کے خلاف سیاسی معاملات میں دخل اندازی کرے چنانچہ آسٹریا اور اسپین جیسے ممالک جہاں چونکہ مذہب کا حکم مستحکم اثر رہا ہے اشتمالیت اور فاسیت کے خلاف

یہ بات بھی نظر انداز نہ کرنی چاہئے کہ جرمنی اور اطالیہ کے کچھ اغراض و مقاصد متضاد ہیں۔ ہٹلر نے جرمنی کو خالص النسل بنانے کے خیال سے یہودیوں کو بیرحمی کے ساتھ باہر نکال باہر کیا اور جرمنوں کو ایک جھنڈے کے نیچے متحد کر دیا وہ جرمن آسٹریا کو بھی اس جھنڈے کے نیچے لانے کا آرزو مند ہے۔ مگر اطالیہ باوجود اس کے کہ جرمنی کا ہم مشرب ہے [illegible] یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اس کا پڑوسی اتنی زیادہ طاقت بڑھا جائے مگر چونکہ جرمنی کو اطالیہ کی رفاقت درکار ہے لہذا اس نے اطالیہ کو خوش رکھنے کے لئے اس کے ساتھ اس معاملہ میں اطمینان بخش سمجھوتہ کر لیا ہے۔

جرمنی بلقان کی مختصر ریاستوں آسٹریا ہنگری اور پولینڈ کے ساتھ شفقت دکھا کر یگانگت پیدا کر رہا ہے تاکہ روس کے لئے اس کا راستہ صاف رہے۔ بلقان کی ریاستیں غیر منظم ہیں اور ان کی اقتصادی حالت بھی بہت خراب ہے ان پر جرمنی کی شفقت اپنا کام کر جائے گی اطالیہ بھی اس چال میں جرمنی کی تقلید کر رہا ہے کیونکہ وہ بحر قلزم میں بلا شرکت غیرے متصرف رہنا چاہتا ہے۔

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اسپین کی ملکی لڑائی میں روس حکومت اسپین کو جو اشتمالیت کی حامی ہے در پردہ مدد دے رہا ہے۔ جرمنی اور اطالیہ باغیوں کی خفیہ اعانت کر رہے ہیں مگر حقیقتاً یہ فرقہ بندی نظریے کے اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ سیاسی حرص و ہوا پر قائم ہے۔ باغیوں کے پیشوا جنرل فرینکو نے اطالیہ سے خفیہ وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اسے [illegible] بالیرک دیدیگا۔ اس طرح بحر قلزم کی حیثیت اطالوی بحر کی ہو جائے گی۔ جرمنی کو بھی فرینکو نے جہاز رانی کو اور کناری دیدینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اس طرح جرمنی افریقہ یا جنوبی امریکہ میں تسخیر نو آبادیات کے لئے کناریز کو بحری بنیاد بنائے گا۔

برطانیہ یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اطالیہ بحر قلزم کا اجارہ دار بن جائے چنانچہ اطالیہ نے برطانیہ کو چپ بیٹھے دیکھکر اس سے بحر قلزم میں صورت حال بدستور قائم رکھنے کا معاہدہ کر لیا ہے بہرحال جرمنی اسپین اور اطالیہ کی دوستی سے بحر قلزم . . . .

. . . .

. . . میں اپنا اقتدار حاصل کر لیگا۔ جرمنی اپنی محبت کی کمند میں ترکی کو بھی لانا چاہتا ہے جسے برطانیہ نے پہلے ہی کثیر رقم دے رکھی ہے مگر کمال پاشا جمعیت الاسلام کو بلا مطلب کیوں پھنسانے لگے۔ یہ بھی ڈر ہے کہ فلسطین میں عربوں کی بغاوت سے کچھ اسلامی ریاستوں کی ہمدردی انگلستان کے ساتھ باقی نہیں رہی گو انگلستان نے اعلان بالفور پر جو عرب باغیوں کی تندی کم کرنے کے متعلق کیا گیا تھا عمل کرنے سے گریز کیا ہے۔

ہٹلر نے جرمنی کو دوسرے ممالک سے رفاقت پیدا کرنے کے علاوہ یہ بھی احتیاط رکھی کہ ملک میں خانہ جنگی کا احتمال نہ رہے چنانچہ اندرون ملک افراد قوم کو ایک شیرازہ میں باندھ دیا ہے پروپیگنڈا کے ذریعہ نوجوان جرمنوں کے دلوں میں اشتمالیت کے خلاف جذبات مشتعل کرتا رہتا ہے اور روس کو جرمنی کا خونخوار دشمن ظاہر کر کے اس بات کا یقین دلاتا رہتا ہے کہ روس کے دانت جرمنی پر ہیں۔ اس نے ہر فرد قوم کے دل میں حب وطن کے ایسے جذبات پیدا کر دیے ہیں کہ ہر شخص اپنے وطن جرمنی پر شہید ہونے کے لئے تیار ہے جنرل گورنگ کا بیان ہے کہ جرمنی کی موجودہ طاقت اس طاقت سے زیادہ ہے جو اسے گذشتہ جنگ کے آغاز میں حاصل تھی۔

جرمنی ہر طرف سے طاقتور حکومتوں سے گھرا ہوا ہے اس کا حوصلہ [illegible] سے اپنے کو ایک طاقتور بنانے کا رہا ہے اور اس تمام مدت میں اسی مدعا کے حصول کے لئے ہمہ تن مصروف رہا ہے بسمارک کی سعی جمیل نے جرمنی کو قوم بنایا قیصر ولیم دوم کی کوششوں سے جرمنی کو سمندر پار بلاد حاصل ہوئیں پھر جرمنی کو اپنی سرحد سے قریب ہی یورپ میں توسیع مملکت کی فکر دامن گیر ہوئی۔ جرمنی کے سربر آوردہ اور ممتاز باشندے نے جذبہ حب الوطنی کے زیر اثر ہر ممکن خدمت سرانجام دی اور اس ملک نے اپنے اندر وہ طاقت پیدا کر لی جو تمام یورپ بلکہ کل دنیا کو ہلا دینے کے لئے کافی تھی اور جس نے فی الواقع ایسا ہی کیا گو بدقسمتی سے جرمنی کو جنگ عظیم میں شکست ہوئی تاہم اسے اپنی طاقت پر پورا بھروسہ تھا اسے گمان بھی نہ تھا کہ چاہ کن را چاہ در پیش کی مثل اس پر صادق آئے گی صلح ورسیلز کے بعد فاتحوں نے سمجھ لیا تھا کہ جرمنی کی طاقت ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی مگر صورت حال اس کے برعکس ہوئی چنانچہ جرمنی کا نقشہ پھر پوری طاقت کے ساتھ ابھر رہا ہے۔

یورپ کی یہ سازشیں اور بندشیں دیکھکر امریکہ کی جمہوری ریاستوں نے بھی متحد ہو کر معاہدہ کر لیا ہے کہ اگر بین الاقوامی سیاسیات میں کوئی بے عنوانی عمل میں آئی تو وہ بعد مشورہ متفقہ طور پر عمل پیرا ہونگی جاپان بھی بے دھڑک جنگ کے لئے مستعد ہے ملک چین کے ساتھ اس کا ظلم تاریخی واقعہ ہو چکا ہے۔ جاپان جنگ سے ایسا خائف نہیں جیسا کہ وہ فاتح و غیر فاتح ممالک جنھیں جنگ عظیم کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے جنگ عظیم سے پہلے ہر ملک غیر ممالک کے بازاروں پر تصرف پانے کی جدوجہد میں سرگرداں اور نئے مال کے لئے تسخیر نو آبادیات کی فکر میں مبتلا تھا اپنے مفاد اور خود غرضی کے سامنے برا بھلا کچھ نہ سوچتا تھا جنگی طاقت بڑھانے کے خبط میں کثیر رقم اسلحہ جات کے اضافے میں صرف کی جا رہی تھی سراجیوو کا سانحہ جنگ کا بہانہ تھا اب سیاسی دنیا میں پھر نئی نئی رقابتیں نمودار ہو رہی ہیں۔ پھر ویسی ہی بین الاقوامی فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں اس پر طرہ یہ کہ اشتمالیت کے علمبردار جماعتی جنگ کا سبق دے رہے ہیں بین الاقوامی تنازعات کے ساتھ ساتھ جماعتی تنازعہ کی صورت بھی زور پکڑ رہی ہے۔ ایک طرف اشتمالیت کا طوفان دنیا بھر میں چھا جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ دوسری طرف فاشیت کی آندھی چل رہی ہے۔ مغرب میں ہی نہیں بلکہ کل دنیا میں یہ دونوں ایک دوسرے کی حریف و مقابل ہو کر پھیل رہی ہیں چین میں اشتمالیت کے جھونکے چل رہے ہیں تو جاپان میں فاشیت کی لہر غالب ہو رہی ہے

دنیا کی چند امن پسند ہستیاں صلح قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں مگر ان کی صدا اس نقار خانہ میں کون سنتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا جنگ ناگزیر ہے؟ سیاسی مطلع ابر آلود ہے جنگ کے بادل گھنے اور سیاہ ہیں گمان غالب ہے کہ خون کی بارش ہوگی اور موسلا دھار۔ سائنس کی بیچارگی دنیائے جنگ کے لیے نئی نئی ایجادیں کی ہیں۔ زہریلی گیسیں ایجاد ہوئی ہیں جو اپنی کرامات حبش اور اسپانیہ کی جنگ میں دکھا چکی ہیں جنگ میں اب فوجی و شہری آبادی کا امتیاز اور بچے بوڑھے عورت مرد تندرست بیمار کا فرق بھی اٹھ گیا ہے۔ سیاسی رہنما بین الاقوامی اخلاقیات کا قلع قمع کر کے نیا سبق پڑھا رہے ہیں۔ ہٹلر مسولینی اور اسٹالین نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ حصول مدعا کے لیے ہر حربہ اختیار کیا جا سکتا ہے نیک و بد کا سوال بقول ان کے مدعا سے وابستہ ہے نہ کہ ذریعہ سے پس ان کا طریق عمل یہ ہے کہ سیاسی عروج اگر دوسری معصوم قوم کا گلا گھونٹ کر بھی حاصل ہو تو مضائقہ نہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ یورپ کی سب سے بڑی طاقت برطانیہ مجلس اقوام کے ذریعہ جنگ کو روکنا چاہتی ہے۔ مگر ہٹلر اور مسولینی اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ مجلس اقوام اس وقت بنی تھی جب برطانیہ معراج پر پہنچ چکا تھا چنانچہ ہم بھی اپنی سیاسی تکمیل کر لیں پھر مجلس اقوام کے ذریعہ کوشش کریں گے کہ دنیا میں جنگ کی راہ مسدود ہو جائے گویا مجلس اقوام کا مدعا یہ قرار پایا کہ دنیا کی طاقت ور قومیں اقتدار حاصل کر کے کمزور مظلوم و محروم ملکوں کو جبر و قہر ایسی حالت میں رکھیں اور وہ طوعاً و کرہاً اس طرح طاقتور قوموں کا اقتدار ہمیشہ قائم و باقی رہے مجلس اقوام کا یہی رویہ رہا ہے علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا۔

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

یہی وجہ ہے کہ باوجود اس مصمم ارادے کے کہ دنیا میں اب پھر جنگ نہ ہو مجلس اقوام امکانات جنگ کا خاتمہ کرنے سے قاصر رہی۔ محروم و غیر آسودہ ملکوں نے بالآخر زور پکڑ کر اپنے ملکوں کو بھی کامیاب طاقتوں کے دوش بدوش لانے کی کوشش عملی طور پر شروع کر دی ہے اور وہ ہر ممکن ذرائع بے دریغ استعمال میں لانا چاہتے ہیں۔ یورپین کنسرٹ بھی ان ہی وجوہات سے ناکام رہا اور ہولی الائنس بارآور ثابت نہ ہو سکا۔

یورپ سے قطع نظر مشرق بعید میں بھی جنگ کے امکانات روز بروز قوی تر ہوتے جاتے ہیں۔ مسٹر ٹی اسٹین اپنی تصنیف مشرق بعید حالت ہنگامہ کے آخر میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عالمگیر جنگ جس کے مغرب میں چھڑ جانے کے بہت امکانات ہیں ساتھ ہی ساتھ مشرق میں چھڑ سکتی ہے مشرق میں جنگ کے بادل بحر الکاہل کے [illegible] اجارہ دارانہ اولو العزم ملک جاپان ہے جس نے اپنے اندر جرمنی اور اطالیہ کی طرح قومی خود غرضی اور ملک گیری کا امتزاج پیدا کر لیا ہے۔ الغرض امن مشرق کے افق پر منڈلاتے نظر آتے ہیں۔ فاسسٹ نازیت کے ظہور نے دنیا کی طاقتوں کی توجہ یورپ کی طرف مبذول کر کے انھیں جاپان کی طرف سے کسی قدر بے توجہ کر دیا ہے یہ حالات جاپان کے حق میں مفید ثابت ہو رہے ہیں اور وہ زور پکڑ رہا ہے۔ جاپان اور روس کے مابین جو رقابت تھی جرمنی اور جاپان کی دوستی اور خفیہ معاہدہ کے بعد سخت دشمنی کی صورت میں تبدیل ہو گئی ہے انقلاب روس سے قبل حکومت زار کا حوصلہ بحر الکاہل میں مکمل اختیارات حاصل کرنے کا تھا ادھر جاپان کی آرزو ہے کہ مشرق بعید کی سیاسیات کی کلید اس کے ہاتھ میں رہے برطانیہ اور امریکہ کو چونکہ چین کی تجارت میں [illegible] حاصل ہے اس کی بنا پر وہ جاپان کا یہ حوصلہ گوارا نہیں کر سکتے اور اس لئے ان کی متفقہ حکمت عملی یہی ہے کہ وہ چین کو اپنی قوت بڑھا لینے میں مدد دیں اور جاپان کی توسیع کی باڑھ اس ذریعہ سے روک دیں۔ امریکہ کو سنگاپور کے حصار میں اور ہوائی اور منیلا کے جہازی بیڑے کے ذریعہ بحر الکاہل میں آزادی قائم رکھنے کی کسی قدر قدرت حاصل ہے مگر برطانیہ کو مشرق بعید میں اتنا زور حاصل نہیں چنانچہ وہ اس کمی کو اپنی نعم البدل خارجی پالیسی سے پورا کر رہا ہے۔ ادھر امریکہ نے جاپان کی [illegible] بابت نو آبادیات واقع جزیرہ ہوائی و مغربی ساحل مسترد کر دیں اور جاپان مانچوکو اور سوویٹ یونین کے مابین زیر صلح [illegible] قائم شدہ سرحد کو تسلیم کرنے سے منکر ہے۔ روس و جاپان کے تنازع سے قطع نظر چین بھی جاپان کی مزید دست درازی کے مقابلہ کے لئے اپنی طاقت کو منظم اور قوی تر بنا رہا ہے اور اسے داخلی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ مانچوکو گو جاپان کی اہم [illegible] کو پورا کر رہا [illegible] حصوں میں اس کا حریف ثابت ہو رہا ہے جاپان کی مجبوری ہے کہ شمالی چین کو اپنے اقتصادی حلقہ میں شامل کرے کیونکہ شمالی چین کا مخالف رہنا ریاست مانچوکو کو بھی [illegible]

ہسپانیہ کی اسلامی حکومت

(از حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب)

تمہید کسی مرنے والے کی آخری ہچکیاں جن لوگوں نے دیکھی ہیں وہی خوب اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کیسا حسرتناک اور روح فرسا نظارہ ہوتا ہے کسی عظیم الشان ایوان کا زلزلہ سے گرنا کسی شہر کا آتش زدگی سے برباد ہونا کسی گاؤں کا آگ سے جل کر خاک سیاہ ہوجانا ٹائٹینک جیسے جہاز کا بحر ظلمات میں برف کے پہاڑ سے ٹکرا کر غرق ہونا ریل گاڑیوں کا آپس میں ٹکرا کر چور چور ہوجانا ایشیائے کوچک کی آباد و سرسبز مسلمان بستیوں کا یکایک یونانی درندوں کے ہاتھوں ملبے پتھروں اور انسانی لاشوں کے ڈھیر بنجانا جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ کچھ ناقص و ناتمام سا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ۶۵۶ھ میں بغداد کی خلافت عباسیہ وحشی تاتاریوں کے ہاتھوں برباد ہوئی تھی دیکھنے والوں کے دلوں کی کیا حالت تھی لیکن چونکہ قدیم زمانہ کا کوئی ایسا شخص آج موجود نہیں ہے جس نے آریوں کے مقابلہ میں ملیچھ آریوں کی بربادی دیکھی ہو لہذا مسلمانوں کی ہسپانیہ میں بربادی اور وہاں سے جلاوطنی کی وہ کیفیت جو پتھروں کو بھی رلا سکتی تھی پورے طور پر کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

پیشتر اس کے کہ اندلس سے مسلمانوں کی جلاوطنی کا ناقص و مجمل افسانہ سنایا جائے اندلسی مسلمانوں کی نسبت صحیح تصور قائم کرانے کے لئے نہایت ہی مختصر اور مجمل طور پر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ وہ کون تھے کیسے تھے اور کس طرح اندلس میں رہتے تھے۔

اندلس میں مسلمانوں کی حکومت

یورپ کے نقشہ میں جنوب و مغرب کی جانب ایک نمایاں جزیرہ نما ہے جس کے ذریعہ یورپ کا براعظم افریقہ کے براعظم سے ملتا یعنی اسپین کا جنوبی گوشہ مراکو کے شمالی گوشہ سے بغلگیر ہو کر ایک خاکنائے بنانا چاہتا تھا کہ بحر روم یا بحر متوسط نے بحر ظلمات سے مصافحہ کرنے میں سبقت کی اور یورپ و افریقہ کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ رہ گیا بحر متوسط اور خلیج بسکی ایک دوسرے کی طرف بڑھ کر یورپ کے اس جزیرہ نما کو جزیرہ بنانا چاہتے تھے مگر کوہ پیری نیز کے سلسلہ نے ایک سنگین دیوار اٹھا کر اسپین کو فرانس سے جدا تو کر دیا لیکن جزیرہ نہ بننے دیا . . . . یورپ کے اس جنوبی و مغربی جزیرہ نما کو اسپین ہسپانیہ اندلس وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کا رقبہ دو لاکھ میل مربع سے زیادہ اب یورپ کے تمام ملکوں سے بہتر یعنی معتدل زمین زراعت کے لئے زیادہ موزوں اور زرخیز ہے چاندی کی کانیں خاص طور پر مشہور اور قیمتی دھاتیں بھی اس ملک میں پائی جاتی ہیں۔ وادی الکبیر اور ٹیگس دو مشہور بڑے دریا ہیں ان دونوں دریاؤں اور ان کے معاونوں نے تمام ملک کو تختہ گلزار بنانے میں کمی نہیں کی جزیرہ نمائے عرب کے باشندے جب اسلام سے مالا مال ہو کر ربع مسکون کی تاریک سطح کو ظلم و جہالت کے سیاہ غلاف چاک کر کے روشن و منور بنا رہے تھے تو اسی سلسلہ میں ایک طرف نوجوان محمد بن قاسم کے مقابلہ سے سندھ کے راجہ داہر کی فوج بھاگ رہی تھی اسی وقت دوسری طرف اندلس کے بادشاہ لذریق کی تقریباً ایک لاکھ فوج ایک دوسرے مسلمان نوجوان طارق بن زیاد کی سات ہزار فوج کے مقابلہ میں شکست کھا کر راہ فرار اختیار کر رہی تھی ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں چند مسلمان طارق بن زیاد کے زیر سیادت جہازوں پر سوار ہو کر بارہ میل چوڑی آبنائے کو عبور کر کے اندلس میں داخل ہوئے تھے ۸۹۷ھ یعنی آٹھ سو پانچ سال تک اسی ملک پر حکومت کرتے رہے۔

مسلمان جبل الطارق سے شمال کی جانب بڑھتے اور جزیرہ نما کے صوبوں پر قبضہ کرتے ہوئے ایک ہی سال میں کوہ پیری نیز کو عبور کر کے اس سرزمین تک پہنچ گئے تھے جو آج ملک فرانس کی حدود میں داخل ہے۔ ۹۲ھ سے ۱۲۷ھ تک اس جزیرہ نما کے حاکم دارالخلافہ دمشق سے مقرر ہو کر آتے رہے جب بنو امیہ کے قبضہ سے نکل کر خلافت اسلامیہ بنو عباس کے قبضہ میں آئی تو چند روز تک اندلس کے فرمانرواؤں کا انتخاب اندلسی مسلمانوں کے اختیار میں رہا۔ ۱۳۸ھ میں عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک اموی شاہزادہ عباسیوں کی تیغ ستم سے اپنی جان بچاتا عراق و شام و مصر و مراکو وغیرہ ملکوں میں ہوتا ہوا اندلس پہنچا اندلس کے مسلمانوں نے اس کو اپنا فرمانروا بنا لیا۔ اسی دن یعنی ۱۳۸ھ سے اندلس بالکل آزاد اور عباسیوں کی خلافت کے دائرہ اثر سے بے تعلق ہو گیا ۱۳۸ھ سے ۴۲۲ھ تک یعنی قریباً پونے تین سو سال تک عبدالرحمن اموی اور اس کی اولاد نے تمام جزیرہ نمائے اسپین پر حکومت کی۔ اس کے بعد قریباً اسی سال تک طوائف الملوکی رہی اسی عرصہ میں ماتحت عیسائیوں نے جزیرہ نما کے شمالی صوبوں میں خود مختاری حاصل کرنے کی متفقہ جدوجہد شروع کی اور مسلمانوں کی خانہ جنگیوں سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس کے بعد ۴۸۵ھ سے ۵۲۳ھ تک شمالی افریقہ کے خاندان مرابطین کا اسپین پر تسلط رہا۔ مرابطین کے بعد ۵۲۳ھ سے ۵۴۲ھ تک اندلس میں پھر طوائف الملوکی اور خانہ جنگی برپا رہی اس موقع سے عیسائی ریاستوں نے خوب فائدہ اٹھایا اس کے بعد مرابطین کا جانشین خاندان الموحدین ۵۴۲ھ سے ۶۲۰ھ تک اندلس کا حکمران اور سرپرست رہا اس خاندان کی بربادی تک اندلس کا دارالسلطنت شہر قرطبہ جو رہا جو جبل الطارق کے قلعہ سے سو اسی میل شمال کی جانب واقع ہے ۶۲۰ھ کے قریب جبکہ الموحدین کا آفتاب اقبال غروب ہو رہا تھا اندلس میں پھر طوائف الملوکی اور

بدنظمی پیدا ہوئی محمد ابن یوسف نے جو ابن ہود کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ غرناطہ، مالقہ، المیریا، قرطبہ، جیان وغیرہ اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ نما کے ہر حصہ میں اس کا رعب قائم ہو گیا۔ محمد ابن یوسف نے رعایا اور اکابر ملک کی نگاہ میں اپنا اثر اور قبولیت بڑھانے کے لئے ایک درخواست المستنصر باللہ عباسی کی خدمت میں بغداد روانہ کی کہ میں نے اندلس کا تمام ملک امیر المومنین کے نام سے فتح کر لیا ہے آپ اپنی طرف سے مجھکو اندلس کا والی مقرر فرمائیں اس درخواست کے جواب میں خلیفہ بغداد نے ایک فرمان محمد ابن یوسف کے حسب منشا بھیجدیا جو ۶۳۱ھ میں اس کے پاس غرناطہ میں پہنچا اور وہاں کی جامع مسجد میں مسلمانوں کو سنایا گیا۔ پانسو برس کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ عباسیوں کی بہت جلد ختم ہونے والی حکومت کے دربار کو اندلس کے متعلق کوئی فرمان لکھنے کا موقع ملا لیکن ابن یوسف کے لئے یہ فرمان کچھ میمون و مبارک ثابت نہ ہوا۔ ایک شخص نصر ابن عمر یا ابن الاحمر نے ابن یوسف کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور خانہ جنگی کا بازار اس قدر گرم ہوا کہ عیسائیوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا بڑے بڑے صوبوں کے دارالسلطنت یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر عیسائیوں کے قبضہ میں آ رہے تھے لیکن آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے والے مسلمانوں کو اس کی کوئی فکر نہ تھی ہر ایک مسلمان سردار دوسرے مسلمان سردار کو برباد کرنا سب سے زیادہ ضروری کام سمجھتا تھا عیسائیوں نے مسلمانوں کی اس خانہ جنگی کو تا دیر قائم رکھنے کی بہت کوشش کی وہ کبھی ایک کے طرفدار ہو جاتے کبھی دوسرے کے اور اس امداد کے معاوضہ میں کبھی ایک سے کوئی حصہ ملک بذریعہ معاہدہ حاصل کر لیتے کبھی دوسرے سے کوئی علاقہ پا لیتے تھے مسلمانوں میں محمد ابن یوسف اور نصر ابن عمر دو آپس میں لڑنے والے زبردست سرداروں کے سوا اور بھی بہت سے سردار تھے جو جدا جدا صوبوں پر خود مختارانہ قبضہ کر کے ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے مثلاً صوبہ بلنسیہ پر مروان ابن عبد العزیز صوبہ مرسیہ پر ابو عبد اللہ صوبہ المیریہ پر ابن الرمیمی صوبہ اشبیلیہ پر ابو مروان متصرف اور ایک دوسرے کے مخالف تھے اس بدنظمی اور نااتفاقی کے طوفان میں جو مسلمانوں کی بدبختی نے برپا کیا تھا عیسائیوں کے ایک رئیس فرڈیننڈ اول نے سب سے زیادہ نفع حاصل کیا۔ اسپین کے شمالی پہاڑی علاقہ میں پہلے ہی سے اس کی ریاست قائم ہو چکی تھی اب اس نے ابن یوسف اور نصر ابن عمر کی لڑائی کے زمانہ میں ابن عمر سے صوبہ جیان جو جزیرہ نما کے تمام حصوں میں سب سے زیادہ اہم اور قدرتی حدود سے مستحکم شمالی صوبہ تھا اعانت کے معاوضہ میں حاصل کیا۔ ابن یوسف نے فرڈیننڈ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو اس نے تیس قلعے طلب کئے جو فوراً سپرد کر دیئے گئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فرڈیننڈ نے جب یہ دیکھا کہ اب مسلمان اچھی طرح کمزور ہو گئے ہیں تو اس نے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ اول ایک مسلمان کا طرفدار بن کر دوسرے کو تباہ کرا دیتا پھر جس کا طرفدار ہوا تھا اس سے خود لڑائی شروع کر دیتا۔ اس طرح مسلمانوں کو شمال سے جنوب کی طرف ہٹاتا ہوا چلا آیا اور اس وقت تک کہ اسپین کے سوا لاکھ میل مربع رقبہ میں سے صرف ساٹھ ہزار میل مربع رقبہ مسلمانوں کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ مسلمان آپس میں لڑتے اور اپنا ملک خود ہی عیسائی سردار کو جو اسپین کا عیسائی بادشاہ ہو گیا تھا سپرد کرتے رہے ۶۲۷ھ میں شہر مریدہ اور اس کے متعلقات پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا ۶۲۸ھ جزیرہ میورقہ عیسائیوں کے قبضہ میں آیا۔ ماہ صفر ۶۳۶ھ میں صوبہ بلنسیہ اور ماہ شوال میں ۶۳۳ھ میں عروس البلاد قطب ممالک منبع تہذیب مخزن العلوم یعنی دارالخلافہ قرطبہ پر عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ اول کا قبضہ ہوا۔ اور قصر الزہرا عیسائی وحشیوں کا مسکن بنا قرطبہ کا فرڈیننڈ کے قبضہ میں جانا بغداد پر ہلاکو خاں کے تسلط سے کم الم انگیز نہ تھا سقوط بغداد سے بیس سال پہلے اس قرطبہ کے حادثہ نے اندلس کے مسلمانوں پر کوئی اثر نہ کیا ان کو اپنی خانہ جنگیوں اور آپس کی عداوتوں کے جوش و خروش میں قرطبہ کے ضایع کر دینے کا اتنا بھی ملال اور خیال نہ ہوا جتنا جوتی کا ایک تسمہ ٹوٹ جانے یا مٹی کی ایک پیالہ پھوٹ جانے سے ہو سکتا ہے۔ ۶۴۶ھ میں فرڈیننڈ نے اشبیلیہ پر چڑھائی کر کے ایک سال اور پانچ مہینے کے محاصرہ کے بعد اس شہر کو بھی فتح کر لیا اب تمام مسلمان سردار یکے بعد دیگرے مقتول و برباد ہو کر صرف ایک نصر ابن عمر باقی رہ گیا تھا اور اس کے تصرف میں اندلس کا جنوبی حصہ یعنی کہ غرناطہ جس کا رقبہ اس زمانہ میں پچاس ساٹھ ہزار مربع میل کے قریب ہوگا باقی رہ گیا تھا نصر ابن عمر کے مقابلہ پر جب کوئی مسلمان باقی نہ رہا تو اس نے فرڈیننڈ کو اپنا حریف و مقابل پایا۔ اب اس کو اسلام کی بربادی اور عیسائیوں کی بیباکی و چیرہ دستی کا خیال آیا لیکن مافات کی تلافی اس وقت آسان نہ تھی افریقہ کی مسلمان حکومت بھی خانہ جنگیوں ہی کی بدولت حالت نزع میں تھی اور وہاں سے بھی کسی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی تھی لہذا اس نے عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ سے صلح کر لینی مناسب سمجھی عیسائی بادشاہ نے بھی اسپین کی بقیہ وسیع سلطنت کے انتظام و استحکام کے لئے فراغت و اطمینان کے حاصل ہونے کو غنیمت جانا۔ اب اندلس میں بجائے قرطبہ کے غرناطہ اسلامی حکومت کا دارالحکومت قرار پایا اور قریباً ڈھائی سو سال یعنی ۸۹۷ھ تک غرناطہ اسلامی حکومت میں رہا غرناطہ کی اس چھوٹی سی سلطنت کا رقبہ کم ہوتے ہوتے آخر میں صرف پندرہ ہزار میل مربع رہ گیا تھا۔ انھیں سلاطین غرناطہ نے وہ بے نظیر قصر بنایا جس کا نام قصر الحمرا رکھا تھا اور جو ہفت عجائبات عالم میں شمار ہوتا ہے۔

اندلس میں مسلمانوں کی عظمت و شوکت

اندلس کی اس مختصر و مجمل تاریخ کو ذہن نشین کرنے کے بعد اسلامی اندلس کی طاقت و شوکت کا اندازہ کرانے کے لئے بطور نمونہ چند واقعات کا بیان کر دینا ضروری ہے پہلا دور حکومت جس میں دربار خلافت کی اجازت سے گورنر افریقہ

اندلس کے لئے حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا چالیس پچاس سال تک رہا اس زمانہ میں تمام جزیرہ نما مسلمانوں کا محکوم و مغلوب تھا اور فرانس الملک مسلمانوں کے خوف سے مثل بید لرزاں و ترساں نظر آتا تھا۔

۱۱۲ھ میں امیر عنبسی اندلس کا والی مقرر ہو کر آیا اور پانچ سال تک حکمران رہا۔ امیر عنبسی نے فرانس کا بہت سا جنوبی حصہ فتح کر لیا تھا اس زمانہ میں عربوں کے لئے فرانس ہالینڈ انگلینڈ وغیرہ کا فتح کر لینا کچھ مشکل نہ تھا لیکن ان ملکوں کی سرد آب و ہوا نے جو عربوں کے موافق نہیں آتی تھی ان ملکوں کی فتح کا شوق ہی عربوں کے دل میں پیدا نہ ہونے دیا اور اسی آب و ہوا کی سردی کا اثر تھا کہ انہوں نے اندلس کے شمالی صوبوں کا ہمیشہ کم قیمت اور بے حقیقت سمجھ کر معمولی باج و خراج پر عیسائیوں کے سپرد کر دیا حالانکہ سیاسی نقطہ نظر سے وہی سب سے اہم اور ضروری علاقے تھے۔

دوسرا دور حکومت اموی خاندان کی حکومت و خلافت کا زمانہ تھا عبدالرحمٰن بن معاویہ کے خاندان میں ۱۳۸ھ سے لیکر قریباً تین سو سال تک حکومت رہی عبدالرحمٰن بن معاویہ کا جس کو عبدالرحمٰن اول اور عبدالرحمٰن الداخل بھی کہتے ہیں ابھی پورے طور پر اندلس پر تسلط نہ ہو چکا تھا کہ صوبہ پرتگال کے عیسائیوں نے بغاوت اختیار کی جس کی فوراً گوشمالی کی گئی اس کے بعد ہی فرانس کے مشہور بادشاہ شارلمین نے اندلس پر حملہ کیا عبدالرحمٰن نے آگے بڑھ کر خود فرانس ہی میں اس کا استقبال کیا اور پے در پے شکستیں دیکر یہاں تک مجبور کیا کہ شارلمین نے درخواست صلح بھیجی اور سلطان عبدالرحمٰن سے التجا کی کہ میری بیٹی کے ساتھ شادی کر لیجئے سلطان نے صلح کی درخواست تو منظور کر لی لیکن شارلمین کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا عبدالرحمٰن اول کے انتقال کے بعد ۱۷۲ھ میں اس کا بیٹا سلطان ہشام تخت نشین ہوا اس نے ملک فرانس پر حملہ کیا صوبہ جلیقیہ کو فتح کر کے فرانس کے شہر اربونیہ پر قبضہ کر لیا صوبہ جلیقیہ کے ماتحت عیسائی رئیسوں نے نہایت عجز کے ساتھ صلح کی درخواست کی ہشام نے اس درخواست کو اس شرط پر قبول کیا کہ شہر اربونیہ کی فصیل کی دیواروں کے چونے اور مٹی کو خود ڈھو کر دارالسلطنت قرطبہ تک پہنچائیں چنانچہ عیسائی رؤسا نے اربونیہ کے ملبہ کو قرطبہ تک پہنچایا جو اربونیہ سے ایک ہزار پچاس میل کے فاصلہ پر تھا سلطان نے اس چونے اور مٹی سے ایک مسجد باب الجنہ کے سامنے تعمیر کرائی ۱۸۰ھ میں ہشام کے انتقال پر اس کا بیٹا سلطان الحکم تخت نشین ہوا ۲۰۰ھ میں سلطان الحکم نے وزیر عبدالکریم ابن مغیث نے فرانس پر چڑھائی کر کے فرانسیسوں کی افواج کثیر کو شکست فاش دی مگر بارش اور دریاؤں کی طغیانی کے سبب جلد قرطبہ واپس چلا آیا ۲۰۶ھ میں الحکم نے وفات پائی اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ثانی تخت نشین ہوا پرتگالیوں نے بغاوت کی اور ایک سپہ سالار نے پہنچکر ان عیسائی باغیوں کی قرار واقعی سرکوبی کی ۲۲۹ھ میں عبدالرحمٰن ثانی نے اپنے ایک سردار ابن موسیٰ کو فرانسیسوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا فرانسیسیوں نے خوب جنگ مقابلہ کیا مگر انجام کار شکست فاش کھا کر مقتول و مفرور ہوئے۔ ۲۲۵ھ میں قیصر یعنی قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ نے جبکہ اس کے ملک پر بغداد کی فوج حملہ آور ہو رہی تھی اس نے عبدالرحمٰن ثانی کے دربار میں اپنا سفیر مع تحائف بھیجکر عباسیوں کے خلاف عبدالرحمٰن ثانی سے امداد کی درخواست کی مگر بجز اس کے کہ قسطنطنیہ اور قرطبہ کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہوئے کسی قسم کی جنگی امداد قیصر کو نہیں بھیجی گئی عبدالرحمٰن ثانی نے جزیرہ نما کے تمام ساحلی مقامات پر قلعے تعمیر کرا کر بندرگاہوں کو بحری حملہ آوروں کے خطرہ سے محفوظ کیا عبدالرحمٰن ثانی نے ۲۳۸ھ میں وفات پائی اس کے بعد ۳۰۰ھ تک اس کے کئی جانشینوں نے حکومت کی اور کوئی اہم قابل تذکرہ بات اس عرصہ میں ظہور پذیر نہیں ہوئی ۳۰۰ھ میں عبدالرحمٰن ثالث تخت نشین ہوا گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں شمالی صوبوں اور پہاڑی علاقوں میں عیسائیوں نے طاقت حاصل کر کے بغاوت و سرکشی کے علامات ظاہر کرنے شروع کئے سلطان عبدالرحمٰن ثالث نے سب کو بزور شمشیر سیدھا کیا اور مصر کے فاطمی سلاطین سے مقابلہ کر کے مراکو اور بربر کا علاقہ چھین کر شمالی افریقہ کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اس علاقہ پر قبضہ ہونے ہی تمام بحر روم پر عبدالرحمٰن ثالث کا اقتدار قائم ہو گیا اس نے ایک زبردست جنگی بیڑہ مرتب کر کے امیر المومنین کا خطاب اپنے لئے تجویز کیا اندلس کے امیر المومنین کا رعب اس قدر چھایا کہ قسطنطین شہنشاہ قسطنطنیہ نے بیش بہا تحائف کے ساتھ اپنا سفیر قرطبہ میں بھیجا اور رشتہ دوستی قائم کرنے کی استدعا کی شاہ آسٹریا شاہ جرمنی شاہ فرانس شاہ اٹلی شاہ رشنوز اور بہت سے عیسائی بادشاہوں نے اپنے اپنے سفیر بھیجکر اظہار نیاز مندی کیا۔

قرطبہ کی جامع مسجد

امیر المومنین عبدالرحمٰن ثالث نے قرطبہ کی جامع مسجد کو جو سرزمین کی بے نظیر عمارت تھی وسیع کیا۔ اس مسجد میں جو چڑھاوا ممبر رکھا ہوا تھا اس کی قیمت پانچ لاکھ روپے کے قریب تھی اس مسجد کے خوشنما محراب ایک ہزار چار سو سترہ سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم تھے جن پر سنہرا کام کیا ہوا تھا اس مسجد میں دس ہزار جھاڑ فانوس روشن ہوا کرتے تھے جن میں سے چند جھاڑ چاندی کے باقی پیتل کے تھے ہر ایک بڑے جھاڑ میں بارہ سیر تیل جلا کرتا تھا۔ تین سو ملازم اور خدام اس مسجد پر متعین تھے یہ مسجد سلطان الحکم کے زمانہ ہی میں مکمل ہو چکی تھی عبدالرحمٰن ثالث نے جو معمولی سا اضافہ اس کی تعمیر میں کیا اس میں چالیس اور پچاس لاکھ کے درمیان روپیہ صرف ہوا۔

مدینۃ الزہرہ

اس کے علاوہ عبدالرحمٰن ثالث نے قرطبہ سے چار میل کے فاصلہ پر جبل العروس کے پر فضا دامن میں اپنی عیسائی بیوی زہرہ کے لئے ایک رفیع الشان قصر تعمیر کیا یہ اس قدر وسیع عمارت تھی کہ اس کو بجائے قصر الزہرہ کے مدینۃ الزہرہ کہتے تھے اس محل کی وسعت کا اس طرح اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کے احاطہ کی دیواروں میں پندرہ ہزار بلند اور شاندار دروازے تھے

موقع ملے اس کے بعد خلیفہ نے اردون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کر "اے اردون ہم تیرے یہاں آنے سے بہت خوش ہوئے ہمارے الطاف خسروانہ سے تیری خواہشات پوری ہونگی"

اردون نے فرط مسرت سے اٹھکر تخت کے سامنے سجدہ کیا اور نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ اے میرے سردار میں حضور کا ادنیٰ غلام ہوں" الحکم نے کہا ہم تجھ کو اپنے خیرخواہان دولت میں شمار کرتے اور تیری درخواستوں کو منظور کرتے ہیں اگر کوئی خواہش ہو تو بیان کر" یہ سنکر اردون پھر تخت کے سامنے دیر تک سجدے میں پڑا رہا۔

چند روز کے بعد برشلونہ اور ترکونہ وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے بھی اسی طرح الحکم کی رضامندی حاصل کی اور اپنی فرمانبرداری کا یقین دلایا غرسیہ بن شانجہ والئی البشکنس نے بھی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا توس لذریق نے اپنی ماں کو قرطبہ بھیجا اس نے اپنے بیٹے کی طرف سے انقیاد اور فرمانبرداری کا یقین خلیفہ کو دلایا غرضکہ نہ دور نزدیک کا کوئی عیسائی بادشاہ ایسا تھا جس نے خلیفہ اندلس کے ساتھ مراسم دوستی و اتحاد قائم کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ ۳۶۳ھ میں الحکم خلیفہ اندلس کے قبضہ سے افریقہ کا شمالی حصہ نکالنے کے لئے مصر کے بادشاہ معد ابن اسمٰعیل فاطمی نے فوجیں بھیجیں مراکش کے میدانوں میں سخت معرکے ہوئے اور خلیفہ اندلس کی فوجوں نے مصریوں کو بھگا دیا۔ ۳۶۶ھ میں الحکم ثانی نے وفات پائی اور اس کا یازدہ سالہ لڑکا ہشام ثانی تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد امیری خاندان کی حکومت بادشاہ کی کمزوری اور امرائے سلطنت کی ناعاقبت اندیشی کے سبب جلد از جلد زوال پذیر ہونے لگی اموی خاندان کی بربادی کے ساتھ ہی ساتھ عیسائیوں کو اپنی طاقتوں کے بڑھانے کا موقع ملتا رہا۔ مگر جب کبھی مسلمانوں نے عیسائیوں کی طرف توجہ کی مقابلہ میں عیسائی ہمیشہ مغلوب ہوتے رہے۔ مرابطین کے عہد استیلا میں یوسف ابن تاشفین اور علی ابن تاشفین نے جب کبھی اندلس میں داخل ہو کر عیسائی بادشاہوں کا تعاقب کیا تو وہ فرانس کی حدود تک بھاگتے چلے گئے۔ الموحدین کے عہد سیادت میں بھی یہی حالت رہی مسلمانوں نے نہ کبھی مذہب عیسویت کو اندلس سے مٹانا چاہا نہ عیسائیوں کو حکومت سے قطعاً محروم کرنا چاہا اور نہ اپنی ماتحت عیسائی ریاستوں کو برباد کرنا پسند کیا اگر مسلمان اس طرف ذرا بھی توجہ کرتے تو اندلس میں شمع جلا کر کوئی عیسائی نظر آسکتا نہ تمام جزیرہ نمائے اسپین کی سرزمین عیسائیوں کے زیر اثر باقی رہتی۔ خاندان اموی کے بعد پورے دو سو برس تک عیسائیوں کو خود مسلمانوں کے طرز عمل یعنی ان کی خانہ جنگی سے یہ ترغیب ملتی رہی کہ عیسائیوں کو ملک اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵۲) بحری بیڑے کی تیاری میں مدد کرنے کی درخواست کی تاکہ جاپان کی بحری طاقت سے مقابلہ کر سکے۔ برطانیہ نے صاف انکار کر دیا کہ فی الحال اس کے تمام وسائل خود اپنی حکومت کے لئے حربی پروگرام کی تکمیل کو وقف ہیں۔ فضائی طیارے بھی اسی سرگرمی کے ساتھ تیار ہو رہے ہیں اور وہ بھی پوری سرگرمی کے ساتھ جنگی تیاری میں مصروف ہے۔

برطانیہ حبشہ پر قبضہ کرنے کے بعد اٹلی نے برطانوی مبلغین کو بھی خارج کر دیا تھا جس کے متعلق گفت و شنید کا سلسلہ جاری تھا۔ پارلیمنٹ میں وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ حکومت اطالیہ نے صاف جواب دیدیا کہ وہ کسی غیر ملکی مبلغ کو اسکول جاری کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی اب برطانیہ کی آنکھیں کھلی ہیں اور اب وہ بھی اپنے علاقوں میں اٹلی کے خلاف اسی قسم کے اقدام اختیار کرنے پر غور کر رہی ہے اور اس بیان سے برطانیہ میں سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔ اگر برطانیہ محمد علی اسٹیٹ کے معاملہ میں سخت رویہ اختیار کرتی اور اطالوی تاجروں کے خلاف بھی یہی طریق عمل اختیار کرنے پر تیار ہو جاتی تو اسے آج یہ ذلت نہ اٹھانی پڑتی۔

لندن میں روضہ تاج گنج کے نمونہ پر ایک عظیم الشان مسجد ایک لاکھ پونڈ کے خرچ سے تیار ہو رہی ہے زمین بھی بہت اچھی اور با موقع مل گئی ہے حضور نظام نے بھی ساٹھ ہزار روپیہ اس فنڈ میں دیا ہے اور نواب اعظم جاہ کے ہاتھوں ہی اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ برطانیہ اور چین کے مابین ایک معاہدہ مرتب ہونے والا ہے جس کی رو سے برطانیہ چین کو ڈیڑھ کروڑ پونڈ قرض دے گا۔ فولاد کے کارخانوں میں بھی برطانیہ مزید سرمایہ لگائے گا۔ تبت کی کانوں سے استفادہ کے لئے برطانیہ چین اور سنگاپور کی طرف سے ایک کمپنی بنے گی۔ نیز برطانیہ چین کو اسلحہ بھی مہیا کرے گا۔ بادی النظر میں یہ معاہدہ بے ضرر نظر آتا ہے لیکن سیاسیات عالم پر اس کا بڑا اثر پڑے گا۔ جاپان سے تعلقات سخت کشیدہ ہو جائیں گے اور چین کی معدنیات و تجارت پر برطانیہ چھا جائیگا یہ صورت بھلا جاپان کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔

ہمیشہ ایک دوسرے سے ٹکراتے رہیں۔ بات یہ ہے کہ فلسفہ ہر بات کی عقلی ثبوت طلب کرتا ہے فلسفہ کسی مسئلہ کو عقلی طور پر تجربہ و تحلیل کیے بغیر تسلیم نہیں کرتا برخلاف اس کے مذہب کا دارومدار اعتقاد و یقین پر ہے وہاں شک و شبہ اور وہم کی جگہ یقین و معرفت پائی جاتی ہے اسی لئے مذہب و فلسفہ ہمیشہ دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ نتیجہ عرب فلاسفہ کو بھی اپنے خیالات کی اشاعت کے باعث حکومتوں کے احتساب کا شکار رہنا پڑا۔ ابن رشد کو فلسفہ ہی کی بدولت سختیوں اور تکلیفوں کے تلخ جام پینا پڑے بہت سے فلسفیوں کو غربت و افلاس کے صدمے سہنا پڑے اور حکومت نے رعایا کی برہمی اور مذہبی بےچینی کو دور کرنے کے لئے ان لوگوں کو جلا وطن کر دیا۔ یہاں پر اس بات کے چھیڑنے کا محل نہیں ہے کہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے عرب فلسفیوں کی یہ کوششیں کس درجہ مستحسن ہیں مگر فلسفہ کی گردن تو بہرحال ان کے احسانات سے خم ہے اور فلسفہ کی قدر کرنے والی دنیا ان کی عظمت کا ہمیشہ کلمہ پڑھے گی۔

تاریخ اگلے زمانہ میں تاریخ واقعات کی افسانوی نوعیت کا نام تھا یعنی اس زمانہ کے مورخین تاریخی واقعات کو قصوں اور کہانیوں کی طرح قلمبند کر دیا کرتے تھے واقعہ کے اسباب و علل سے بحث نہ کرتے تھے بہت زمانہ تک تاریخ اس جامد صورت میں باقی رہی عربوں نے بھی شروع شروع میں یہی کیا کہ واقعات کو قلمبند کر دیا بعد میں چل کر عربوں نے واقعات کے اسباب و علل سے بحث کی اور اس طرح تاریخ نے فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ المقریزی کی تصانیف میں فن تاریخ کے نقوش نظر آتے ہیں۔ عرب مورخین کی یہی کوششیں اہل یورپ کے لئے دلیل راہ ثابت ہوئیں چنانچہ علم تاریخ کے نئے عصر کی بنیاد عرب مورخین تاریخ [illegible] پر رکھی گئی تھی اور دنیا کا مشہور ترین مسلم مورخ ابن خلدون اس کا امام ہے جس کی تصنیف سے یورپ نے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے بہرحال عرب مورخین کی تصانیف نے اہل یورپ کو فن تاریخ کا راستہ بتایا یہ دوسری بات ہے کہ آج اقبال و دولت کے زعم میں یورپ عربوں کے احسانات سے انکار کر رہا ہے لیکن محض انکار سے سچائی کا وجود تو باطل نہیں ہو سکتا۔

جغرافیہ اہل یونان کو دوسرے علوم کی طرح جغرافیہ کا بھی شوق تھا گزشتہ زمانہ میں وسائل نقل و حمل میں آج کل کی سی سہولتیں نہ تھیں اس لئے یونان کے بعض قدیم جغرافیہ نویسوں نے سیاحوں سے پوچھ پوچھ کر بعض ملکوں کے جغرافیائی حالات قلمبند کئے۔ لوگوں کی مختلف قسم کی تاویلیں ہوتی رہیں۔ اہل یونان کو بعض ایسے سفر کرنے والوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا جو مفلوک الحال اور ردی دماغ تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہروں اور ملکوں کی سمت غلط طور پر درج ہو گئی۔ عرب والوں کو تجارت کا بہت شوق تھا۔ اور ہندوستان تک ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ اسی تجارتی سفر نے ان میں جغرافیہ کا شوق پیدا کیا عرب سیاحوں نے اپنے سفر کے واقعات لکھے یہ واقعات اگرچہ ذاتی حالات سے متعلق ہیں مگر ان کی دوسری نوعیت جغرافیائی ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ ان ہی سفرناموں نے علم جغرافیہ کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا۔ ابن بطوطہ کا سفرنامہ بہت سے شہروں اور ملکوں کا جغرافیہ ہے اور اس کے پڑھنے سے ہم کو متعدد مقامات کی جغرافیائی پوزیشن معلوم ہوتی ہے۔

جب عربوں کے قدم اندلس میں پہنچے تو یہ خطہ مردم خیزی کا سبزہ زار بن گیا اور ادریسی یہیں کا رہنے والا تھا جس کا جغرافیہ [illegible] اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور ایک زمانہ تک اہل یورپ نے ادریسی کے جغرافیہ سے استفادہ کیا ہے۔ ادریسی نے ۵۴۸ھ میں جغرافیہ لکھا۔ ادریسی کا جغرافیہ تقلیدی نہیں تحقیقی تھا اس نے خود تحقیق کی اور اس تحقیق کو جغرافیہ کی صورت میں منتقل کر دیا۔ علاوہ ذاتی تحقیق و اکتشاف کے بہت سے نقشے بھی تفصیل کے ساتھ درج کئے ہیں جس نے ادریسی کے جغرافیہ کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے آج جبکہ ریل ہوائی جہاز تار اور لاسلکی نے بہت سی سہولتیں پیدا کر دی ہیں آپ کو ادریسی کی کوشش کی صحیح قدر نہیں معلوم ہو سکتی مگر اس زمانہ کے لوگوں کے لئے تو ادریسی کا جغرافیہ ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہیئت و ریاضی ہیئت و ریاضی کو عربوں نے ترقی دی اور کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اہل یورپ کی تصانیف عربوں کی کوششوں کی علی وجہ البصیرت شہادت دے رہی ہیں۔ اگرچہ عربوں کے عیسائی جانشینوں نے تعصب کے جوش میں عربی کتب خانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور عربوں کی علمی عزت کو خاک میں ملانے کے لئے ان کی تصنیفات برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر پھر بھی بعض منصف مزاج یورپین مصنفین نے عربوں کی تحقیق و تدقیق کو سراہا ہے اور ان کے استدلال و تحقیق سے بہت کچھ مدد لی ہے۔ بطلیموس ہیئت کا امام تھا عربوں نے اس کی تحقیقات کو غلط ثابت کیا اور جو تحقیق ادھوری تھی اسے تکمیل کا لباس پہنایا۔ عبدالرحمن الزرقانی مشہور عرب مہندس گزرا ہے جس نے اصطرلاب اور گھڑیاں بنائیں عرب مہندسین نے نصاریٰ کی تحقیقات سے پہلے یہ معلوم کر لیا تھا کہ "سیاروں کی حرکت بیضاوی ہے اور زمین سورج کے گرد حرکت کرتی ہے" اس کے سوا طول البلد اور عرض البلد کی صحیح تعیین اور فلکیات کے مسائل کی تشریح و تفصیل پر عرب ہیئت دانوں اور ماہرین ریاضی کے تبصرے آج بھی قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں عربوں کی رصدگاہیں اگر آج موجود ہوتیں تو سائنس کی ترقیوں کا منصف مزاج دنیا خود مقابلہ کر سکتی تھی۔ عربوں نے علم ہیئت و آلات پر بہترین تصانیف دنیا کے سامنے پیش کیں۔

فن طب فن طب کو عربوں نے ترقی دیکر آسمان پر پہنچا دیا بو علی سینا اور ابو بکر رازی فن طب کے امام تھے جن کے کمال نے ان کے نام کو زندہ جاوید کر دیا اور ان کے کام کو

بقائے دوام حاصل ہوئی۔ ان لوگوں نے فن طب پر ایسی فلسفیانہ کتابیں لکھی ہیں کہ آج سینکڑوں برس کے بعد بھی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ابوالقاسم فن جراحت کا امام تھا۔ اس مایۂ ناز سرجن نے بہت سے آلات جراحی ایجاد کئے اور فن جراحت پر ایک مبسوط کتاب تصنیف کی۔ ابن رشد نے بھی اس فن میں استادانہ کمال دکھایا ہے کوئی منصف مزاج انسان اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا کہ یورپ نے فن طب میں عربوں سے بہت کچھ حاصل کیا ہے عام طور پر خیال ہے کہ بیہوشی کی دوا جو عمل جراحی سے قبل دیتے ہیں جدید ایجاد ہے حالانکہ عرب اطبا نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ شدید عمل جراحی سے پہلے کوئی ایسی تسلی دہ دوا دینی چاہیئے جس سے مریض پر نیند کی کیفیت طاری ہو جائے اور مریض کے جسم میں احساس باقی نہ رہے یعنی خدر (سن) ہو جائے۔ آجکل جو زخم کو ریشمی ٹانکوں سے سیا جاتا ہے عربوں کے یہاں بہت پہلے اس کا رواج تھا۔ موتیا بند، پتھری اور دق جیسے امراض کے متعلق کافی تحقیق ہو چکی تھی اور ان امراض کے مریض عرب اطبا کے علاج سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔

علم حیوانات و نباتات

فن طب کے لئے جڑی بوٹیوں کا علم نہایت ضروری ہے عرب اطبا نے علم الغذا پر خاص توجہ کی اس کے بعد بڑے بڑے پودوں اور درختوں کے متعلق تحقیقات کی قرطبہ غرناطہ اشبیلیہ وغیرہ شہروں میں بڑے بڑے باغ لگائے گئے جن میں مختلف قسم کے درختوں کی تحقیق کی جاتی تھی علم حیوانات پر بوعلی سینا اور ابن رشد کی تصنیفات قابل دید ہیں۔

خاتمۂ کلام

یہ مضمون ناظرین کی تفریح طبع کیلئے نہیں لکھا گیا کہ آپ اسے پڑھکر تھوڑی دیر لطف حاصل کریں اور رسالہ بند کرکے رکھ دیں یہ مضمون آپ کو دعوت غور و فکر دیتا ہے اسمیں بصیرت ہے۔ ہدایت ہے بشرطیکہ آپ اس کے لئے تیار ہوں۔ دنیا تیزی کے ساتھ انقلابات کی منزلیں طے کر رہی ہے اگر آپ بھی ترقی کرنا چاہتے ہیں اور ترقی یافتہ رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر کام کرنا ہے زمانہ اس قوم کو پیچھے کر رکھیگا جو دوسروں کا سہارا ٹٹولتی ہے

در جہاں دل ہو پر خویش کشودن آموز ۔۔۔ کہ پریدن نتواں با پر و بال دگراں

(بقیہ سلسلہ مضمون صفحہ ۵۶) دو ریاستہائے بلقان کے امن میں خلل پیدا ہونے کا موجب بن سکیں۔ ترکی نمائندوں نے اپنی تقاریر دوران میں کہا کہ بحیرہ روم میں اطالوی حربی استحکامات اور حبشہ میں اس کے اقدامات بلقانیوں کے لئے بیحد باعث پریشانی بنے رہتے ہیں چنانچہ البانیہ کے خارجی و داخلی معاملات میں اٹلی کی مداخلت اس امر کی مظہر ہے کہ حبشہ کو فتح کرنے کے بعد اس کی حریصانہ نگاہیں ریاستہائے بلقان میں سے کسی ایک کی آزادی ختم کر دینے کے لئے بار بار اٹھ رہی ہیں ان تقریروں کی تائید عام طور پر کی گئی۔

اٹلی کے نمائندہ نے جواب دیا کہ مشرقی بحیرہ روم میں اٹلی کے جنگی استحکامات برطانوی ریشہ دوانیوں کے جواب میں ہیں جن سے دستکش ہونا اٹلی کے لئے محال ہے البتہ وہ ریاستہائے بلقان میں سے کسی پر بھی حملہ کا ارادہ نہیں رکھتا۔ معاہدہ کی اہم دفعات یہ ہیں کہ اطالیہ البانی کوہستانی سرحدوں پر اپنی فوج کی تعداد نصف کر دیگا۔ اطالوی اخبارات میں ترکی یونان اور یوگوسلاویہ وغیرہ کے خلاف معاندانہ مضامین نہیں لکھے جائینگے۔ اٹلی یوگوسلاویہ بلقان اور ترکی کو خام پیداوار مہیا کرے گا جن کی قیمتیں اجناس کی صورت میں ادا کی جائیں گی۔ بحیرہ روم میں اٹلی پر حملہ کی صورت میں ریاستہائے بلقان بالخصوص ترکی و یونان غیر جانبدار رہیں گے ساتھ ہی ترکی و یونان کسی دوسری سلطنت سے ایسا معاہدہ نہیں کریں گی جس سے اٹلی کے مفاد کو بحیرہ روم میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اٹلی مصر اور سوڈان کی آزادی میں خلل انداز نہ ہوگا۔ جنگ کی صورت میں تمام ریاستہائے بلقان ایک دوسرے کی امداد کریں گی۔ جولائی میں اس معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ یہ معاہدہ ممالک اسلام کی ترقی و تقویت کے لئے بھی بہت مفید ہوگا۔

جرمنی

ہرہٹلر کے دست راست جنرل گوئرنگ نے نقصانی پسندیدگی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دن گذر گئے جبکہ جرمنی کو دبایا جا سکتا تھا اب جرمنی کی تو ہین کرکے سزا سے کوئی نہیں بچ سکتا ہم پوری ہمت و تیاری کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں آگے چل کر کہا کہ جرمنی کے خون کی تلافی سونا نہیں کرسکتی دنیا میں ایسی ایسی گیسیں تیار ہوئی ہیں ہم نے ان سب سے جمہور جرمنی کو محفوظ رکھنے کے لئے نقاب ایجاد کر لئے ہیں ایسی کروڑوں نقابیں تیار ہو چکی ہیں۔

ایک اور جرمنی مدبر بیرن فان فرینک نے اپنی تقریر میں ایک اور موقعہ پر کہا کہ دنیا میں صحیح طریق پر امن و امان اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ انتداب کے طریقہ کو کلیتہً مٹا دیا جائے۔ انتداب کے متعلق عام طور پر کہا تو یہی جاتا ہے کہ یہ انتدابی علاقوں کے مفاد کے لئے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح ترکی اور جرمنی علاقے خود غرض فاتح حکومتوں کے سپرد کر دیئے گئے ہیں اس کے بعد آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ انتداب کا طریقہ عراق شام اور فلسطین میں اپنی ناکامی واضح کر چکا ہے دیکھنا یہ ہے کہ آیا اب برطانیہ و فرانس مشرق قریب میں اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے میں کامیاب بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ انتداب کا طریقہ ناکام ہوا اور ناکام ہوگا کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی خود غرضی اور بالکل غلط طریقہ ہے تاہم اس انتداب نے ایک فریب کی صورت اختیار کر رکھی ہے اور اس سے جتنا نقصان ممالک اسلام کو پہنچا ہے اور کسی قوم کو نہیں پہنچا۔ جرمنی برطانیہ سے اپنی مستعمرات چھین کر رہے گا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گی کہ جب تک وہ کامیاب نہ ہو جائے۔

روس

سازش کے الزام میں سرخ فوج کے آٹھ جنرلوں کو روس میں گولی ماردی گئی۔ روس نے امریکہ اور دیگر حکومتوں سے اپنے جاپ [illegible]

رفتار عالم

ہندوستان یہ ماہ ہندوستان کے لئے مختلف اعتبارات سے بہت پرشور اور بہت ہنگامہ پرور رہا۔ کانگریس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ اتنی ترقی حاصل کر چکی ہے کہ حکومت کو اگر تمام و کمال نہیں تو ایک حد تک تو ضرور اس کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ کانگریسی حلقوں میں برابر سرگرمی کا اظہار ہوتا رہا۔ مختلف صوبوں میں کانگریسیوں نے اپنے نمائندہ جلسے منعقد کر کے گورنروں سے اسمبلیوں کے اجلاس بہت جلد از جلد منعقد کرنے کی استدعا کی اور موجودہ وزارتوں کو خلاف آئین قرار دیا۔ گاندھی جی بھی وقتاً فوقتاً کانگریس کے مرتب کردہ فارمولے کی تفسیر پیش کرتے رہے۔ کانگریس کے سابق صدر بابو راجندر پرشاد تو اتنے بڑھے کہ آپ نے صاف صاف کہہ دیا کہ محض کام دیر پیدا کرنے سے آئین کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اصل مقصد یہ ہے کہ موجودہ آئین کی جگہ کسی اور آئین کو نافذ کر دیا جائے جس کے حصول کے دو طریقے ہیں ہمیں مطمئن کرنے والا آئین انہی دو طریقوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اولاً یہ کہ اہل برطانیہ ہمارے ساتھ گفت و شنید کر کے کوئی مناسب مفاہمت کریں ثانیاً یہ کہ فریقین میں متشددانہ یا غیر متشددانہ جنگ چھڑ جائے اور یہ جنگ ہماری کامیابی پر منتج ہو۔ آئین کے ختم کرنے کے لئے گفت و شنید یا جنگ کے دو طریقوں میں سے ہمیں لازماً کوئی ایک طریقہ اختیار کرنا پڑے گا صرف رکاوٹیں پیدا کرنے سے تو ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ مستعفی اور برطرفی کے درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے بابو صاحب نے بتایا کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اختلافات کی ذمہ داری گورنروں پر عاید کی جائے۔ استعفے وزرا کو ہار ماننے پر مجبور کریں گے اور برطرفی گورنروں کے اعتراف شکست کے مترادف ہوگی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ آئین کو تباہ کرنے کے مقصد سے تو وزارتیں بھی قبول کی جا سکتی ہیں اور آئین کو بھی چلایا جا سکتا ہے مگر ہمارے نزدیک یہ نظریہ درست نہیں ہے ستیہ گرہ کا تجربہ کیا جا چکا متشددانہ جنگ کی اہلیت ہندوستان کے اندر ہے نہیں گفت و شنید سے کچھ حاصل ہو نہیں سکتا اس کی واحد صورت تو یہی ہے کہ کانگریس ہندوستان کے مختلف عناصر کو متحد و منظم کر کے ہندوستان کے اندر قوت پیدا کرے کہ تنہا ایک یہ قوت ہی وائٹ ہال کے در و ایوانوں میں زلزلہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہوگی۔

ان کے مقابلہ میں پنڈت نہرو کی پوزیشن قوی ہے انہوں نے مسلمانوں کو بھی ساتھ لینا شروع کر دیا ہے اور وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔ لارڈ زٹلینڈ وزیر ہند کا لب و لہجہ ابھی تک سخت ہے انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر صاف کہہ دیا کہ گورنروں کے لئے کوئی عہد کر لینا غیر ممکن ہے انہیں وزرا کو برطرف کرنیکا اختیار ہر وقت حاصل ہے۔ البتہ لارڈ لوتھین نے یہ ضرور کہا کہ کانگریسیوں کو وزارتوں کے قبول یا انکار کا ایک اور موقع اور دینا چاہیئے تاہم وائسرائے نے حال ہی میں جو تقریر و اعلان کیا ہے معنوی اعتبار سے اس کے معنے کچھ خیال کئے جائیں لیکن اس کا لب و لہجہ ضرور مصالحانہ و دانشمندانہ ہے اعلان کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنروں کا جن تحفظات کا حق پارلیمنٹ دے چکی ہے وہ تو بہرکیف قائم رہیں گے اور ان کے متعلق ازخود وہ کوئی معاہدہ نہیں کر سکتے تاہم ان کی ذمہ داریاں محدود ہیں اور وہ جو اقدام اٹھائینگے اندھا دھند نہیں اٹھائینگے سوچ سمجھ کر اٹھائینگے مباحثہ و مذاکرہ کے بعد اٹھائیں گے بہ دلائل اٹھائیں گے وزرا پر اپنے فعل و عمل کی معقولیت بخوبی واضح کر کے اٹھائینگے۔ جہاں تک ممکن ہوگا وہ وزرا کو راضی کرنے کی سعی کریں گے تغیر ساتھ رکھیں گے ان کی رائے کا احترام کریں گے اور بہ امر مجبوری آخری قدم اٹھائیں گے۔ اس اعلان پر کانگریسی حلقوں میں بھی گونہ طمانیت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ امرتا بازار پتریکا نے صاف طور پر لکھدیا کہ اس اعلان کے بعد کانگریسی بڑی خوشی کے ساتھ وزارتیں قبول کر سکتے ہیں۔ نیشنل کال نے بھی اس اعلان کو حکومت کی طرف سے آئینی تعطل کو دور کرنے میں پہلا قدم بتایا ہے اور لکھا ہے کہ جس خلوص صداقت کا ثبوت وائسرائے نے دیا ہے کانگریس بھی اس کا جواب اسی اسپرٹ میں دیگی اور اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مفاہمت کی کوئی صورت باقی نہیں۔ سندھ آبزرور نے بھی لکھا ہے کہ اب ہماری خواہش یہ ہے کہ کانگریس کا فیصلہ وزارتیں قبول کرنے کے حق میں ہو۔ ہمارے خیالات کا علم دنیا کو ہے وہ ہمارے نزدیک اصولی حیثیت سے کانگریسیوں کا وزارتیں قبول کر لینا ان کی کھلی شکست کے مترادف ہے۔

کانگریس کا مقصد اگر آئین کی تباہی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ وزارتیں قبول کر کے وہ آئین کو کیونکر تباہ کر سکے گی بالخصوص اس صورت میں کہ وہ وائسرائے کے اعلان کی مصالحانہ اسپرٹ سے متاثر ہو کر یہ اقدام کریں یہ تو اس صورت میں مناسب خیال کیا جا سکتا تھا جبکہ کانگریسی کسی دھمکی کی بنا پر وزارتیں چھوڑ بیٹھے ہوتے اور اس کے بعد لب و لہجہ کی نرمی و مصالحانہ اسپرٹ کا اندازہ کر کے آگے بڑھتے۔ یوں ایک دل خوش کن اعلان پر خوش ہو کر وزارتوں کی طرف دوڑنا تو اپنے مقصد کو بھول جانا ہے یا تو کانگریس اعلان کرے کہ اس کا مقصد آئین کو تباہ کرنا نہیں۔ اور وزارتیں قبول کرے۔ یا وہ اسمبلیوں سے کوئی تعلق ہی نہ رکھے کہ یہ اسی آئین کے ماتحت بنی ہیں جن کی تباہی کا وہ داعیہ لیکر چلے ہیں ہمیں خواہ کچھ کہا جائے مگر ہم تو یہی کہیں گے اور اسی پر زور دیں گے کہ کانگریس قبول وزارت کے مسئلہ کو زیر بحث لا کر اپنی پوزیشن اور وقار کو مایۂ تضحیک نہ بنائے وہ اپنی اصولی سعی و جہد میں برابر مصروف رہے۔ آئین جدید کے خلاف پروپیگنڈا جاری رکھے مختلف عناصر ملک کو آئین کے خلاف پرامن جنگ کے لئے تیار کرتی رہے۔ تمام اقوام ملک کو کانگریس کے پلیٹ فارم

پامال کر ڈالا کر دینے میں ساعی رہے اور دنیا پر واضح کر دے کہ وہ اس آئین کو اتنا گندہ سمجھتی ہے کہ اس کے قریب بھی پھٹکنا نہیں چاہتی اور ملک کی [illegible] کا واضح اور یقینی ثبوت پیش کر دینے کے بعد بھی اس کی جمہوریت کی [illegible] سے شانہ نہیں ہٹانا چاہتی۔

کانگریس [illegible] یہ صدا پر غور کانوں سے ٹکرائے اور مآل اندیش دماغوں کو متاثر کرے ورنہ قبول وزارت کا دن اس کی شکست کا پہلا دن ہوگا ابھی تو بیوروکریسی سراسیمہ ہے خوفزدہ ہے پھر وہ مطمئن ہو جائے گی اور کانگریس کی سرگرمیاں ختم ہو جائیں گی۔ اگر پھر مستعفی ہو کر بھی ہٹی کیا تو اس کی حیثیت ایک جراحت خوردہ شکار کی ہوگی۔

فسادات نے بھی اس ماہ میں انتہائی شدت اختیار کی۔ گذشتہ مہینے میں پانی پت کے فسادات فضا مکدر رہی تھی لیکن اس مہینہ میں بمبئی، لکھنؤ، آلہ ضلع گجرات اور امرتسر میں فسادات ہوئے اور پوری شدت اور شاہ کاری کے ساتھ ہوئے بمبئی میں مسجد کے سامنے سے ایک برات باجہ بجاتی ہوئی گذر رہی تھی مسلمانوں نے باجہ روک دینے کی استدعا کی ہندو نہ رکے فساد ہو گیا اور یہ کتنی اندوہناک صورت ہے کہ اتنی سی بات پر ۳۰ مجروح اور چھ ہلاک ہوگئے مسجدیں بھی رہیں گی اور باتیں بھی نکلتی رہیں گی لیکن اگر ہر موقع پر اسی طرح ہندو مسلمان ایک دوسرے کا ٹینٹوا دبا لیا کریں گے تو ملک کی زندگی وبال جان و عذاب ہو کر رہ جائیگی۔ جب تک ہمسایہ قومیں ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا نہ سیکھیں گی ملک میں امن و امان قائم نہ ہو سکے گا جس کی صورت یہی ہو سکتی کہ مسلمان ذبح گاؤ میں پورے اخفا سے کام لے اور ہندو مسجد کے قریب پہنچتے ہی باجا بجانا از خود بند کر دے۔ آبلہ اور امرتسر کے خونناک فسادات ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔ آبلہ مسلم آبادی تھی جہاں ایک نہنگ سکھ کے قتل کی وجہ سے حالات نازک ہو رہے تھے سکھوں نے دیوان منعقد کرنا چاہا حالات کے خطرناک ہو جانے کے اندیشہ کی بنا پر مسلمانوں نے جو اعتراض کیا تو وہ راضی ہوگئے مگر پھر عہد توڑ کر چھپے چھپے اور پولیس کی حمایت سے دیوان بھی منعقد کیا پولیس نے مسلم عوام پر دو مرتبہ گولی چلا کر شدید نقصان پہنچایا۔ اس پر بس نہیں رہا تھا کہ [illegible] کے مجروح سکھ راگی کی لاش کچھ دنوں بعد امرتسر میں بشکل جلوس نکالی گئی اور ان حالات میں نکالی گئی کہ آبلہ کے فسادات نے فضا کو مکدر کر رکھا تھا پولیس نے اجازت دیدی نتیجہ یہ ہوا کہ سکھوں نے مسلم رنگریزوں اور دکان پر بیٹھے ہوئے تاجروں کو مجروح کرنا شروع کر دیا اور مرگھٹ سے واپس ہو کر تو عام ہلہ بول دیا مسلمان بے خبر تھے، شدید و بکثرت مجروح ہوئے ان دونوں فسادات میں سکھ اور حکام دونوں حادثات کے وقوع کے ذمہ دار ہیں جلوس کے ساتھ تمام سکھ لیڈر بھی تھے اور پولیس بھی جلوس کے نکلتے وقت حادثات کے وقوع کے بعد انھیں وہیں جلوس کو منتشر کر دینا چاہیئے تھا اور اگر اس وقت فروگذاشت ہو گئی تھی تو نہایت برق رو ہجوم کو ہجوم کی شکل میں شہر کے اندر سے گذرنے دینا بے دانشی تھی۔ اتنی کہ امرتسر کے تمام کانگریسی کارکنوں نے بھی سکھ لیڈروں اور حکام ہی کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ دونوں فسادات میں قریب تمام نقصان مسلمانوں ہی کا ہوا اور بے وجہ ہوا۔

عجیب حالت ہے اگرچہ کہ اور مسلم وزارت کی موجودگی و اقتدار کے زمانہ میں فسادوں میں مسلمان پیہم اتنا شدید نقصان اٹھا رہے ہیں تو پھر ہندو وزارتوں کا شکوہ عبث ہے پانی پت اور آبلہ میں اسی وزارت کی ماتحت پولس نے دو چار مرتبہ نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں امرتسر میں مشتعل سکھوں نے ذمہ دار سکھ لیڈروں اور پولیس کے حکام کی موجودگی میں مسلم رنگریزوں اور تاجروں کو لوٹا اور مسلمانوں کو مجروح کیا۔ پنجاب میں مسلمان کمزور نہیں بہت طاقتور ہیں لیکن وہ بیخبر ہی تھے خالی الذہن تھے اور امن پسند بھی تھے صرف پنجاب نہیں بلکہ ہندوستان بھر ان فسادات کی صدائے بازگشت کی گونج سے گونج رہا ہے اگر پنجاب سے حکومت نے اس وقت بھی نرمی و غفلت سے کام لیا اور ذمہ دار سکھ لیڈروں کو عبرتناک سزائیں نہ دیں [illegible] سختی کے ساتھ باز پرس نہ کی تو اشرار کے حوصلے بہت بڑھ جائیں گے اور مسلمان سمجھ لیں گے کہ ہندوستان میں کوئی حکومت بھی ان کے درد کا مداوا کرنے اور مسلک ہونے کے لئے تیار نہیں۔

لکھنؤ کا فساد اپنی نوعیت اور مکروہیت کے اعتبار سے ایسا ہے کہ آیا پر مسلمان اگر بیٹھ کر خون کے آنسو بھی بہائیں تو ان کا حق ہے، اس وقت کہ ان کی بقا خطرہ میں پڑی ہوئی ہے باہمی اتحاد و اتفاق اتحاد کی شدید ضرورت ہے ان کا برادر کشی پر اتر پڑنا یقیناً انتہائی شرمناک اور ماتم انگیز فعل ہے شیعہ و سنی باہم غیر نہیں دونوں مسلمان ہیں ایک اللہ کو ماننے والے ایک رسول کی بات ایک قرآن کے حامل ایک کلمہ کے پیرو ہیں مگر اتنی عداوت و خصومت کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور جان کے لاگو۔ محض تنازعات پر جھگڑا نا مذہبی عصبیت نہیں یہ انگلی کٹا کر شہیدوں [illegible] ہے اور دنیا کے سامنے خود ایک مضحکہ بننا ہے ہم تو یہ بھی مناسب نہیں سمجھتے کہ اب فساد کی ذمہ داری کسی ایک فریق پر ڈال دی جائے دونوں بھائی ہیں دونوں ایک ہیں ہمارا سر ندامت و شرم سے جھکا جا رہا ہے کہ ہمارے لکھنؤ کے بھائی دونوں اس ندامت و شرمندگی میں برابر کے شریک ہوں۔ قوموں کی بدبختی کا زمانہ آتا ہے تو وہ اصول کو چھوڑ کر ایسے ہی فروعی معاملوں کو اہم بنا کر باہم جھگڑنے لگتے ہیں کمزور ہو جاتے ہیں جس سے دوسرے فائدہ اٹھا کر ان کے تمام وسائل قوت و معاش پر قابض ہو جاتے ہیں کاش مسلمان سمجھیں۔

ایک مصیبت ہو تو کوئی اسے رو بھی لے ایک طرف تو مسلمان باہمی مناقشات و اختلافات میں منہمک ہیں اور دوسری طرف اغیار ہیں کہ انہیں برابر اشتعال دلاتے اور فسادات میں الجھا کر کمزور بناتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے چلے جاتے ہیں شکارپور میں عجیب صورت پیدا ہوئی ہے کہ اس ماہ کے اندر اندر یہاں چار دفعہ قرآن کریم کو پھاڑے اور جلائے جانے کے واقعات رونما ہو چکے ہیں جس سے قدرتاً مسلمانوں میں اشتعال بڑھ رہا ہے مجرموں کی سراغرسانی کے لئے انتہائی سعی سے کام لیا جا رہا ہے مگر اب تک کوئی پتہ نہیں چلا۔ مسلمانوں کی یہ ہوشمندی اور دانائی ہے کہ وہ خود کو قابو میں رکھے ہوئے ہیں۔

سرینگر کے ایک مقامی ہندو اخبار نے یہ لکھ کر مسلمانوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر دیا ہے کہ ہندو گائے کا اتنا ہی احترام کرتے ہیں جتنا کہ مسلمان اپنا

پیغمبر کا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا ایک احتجاجی جلوس بھی نکلا جس میں ایک سکھ اور مسلمان سے مباحثہ ہو جانے کے نتیجہ کے طور پر ہاتھا پائی اور خشت باری تک نوبت پہنچ گئی۔ اور بے پور کی ایک مسجد میں لچھمن سنگھ انسپکٹر جنرل پولیس اور ملک سنگھ سپرنٹنڈنٹ ٹھوکر سے دروازہ کھول کر جوتوں سمیت گھس گئے۔ بوتچھمنے جیل سپرنٹنڈنٹ نے قرآن کی بے حرمتی کی۔ مہاراجہ صاحب نے مسلم احتجاج سے متاثر ہو سپرنٹنڈنٹ کو معطل کر کے تحقیق کا حکم دیا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا دو ملٹنیں بو تچھ پہنچ گئی ہیں۔ جعفر کے قریب ایک ہندو نے حضور نبی کریم کی توہین کی تھی۔ عبد المنان اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ایک جگہ اسے بیٹھے دیکھ کر اس سے استفسار کیا جس کا جواب اشتعال انگیز ملنے پر اسی کا چاقو چھین کر اسے قتل کر دیا اور پولیس میں جا کر اقبال کر لیا مقدمہ چل رہا ہے فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا مگر جلد رفع کر دیا گیا اس قسم کی اشتعال انگیزیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔

سرحدی حالات کی صورت یہ ہے کہ گو فقیرایپی میدان چھوڑ گیا ہے اور سرحدیوں کی طرف سے ضعف و شکست کے آثار نمایاں ہیں تاہم ان کی طرف سے حملوں اور شبخون کا سلسلہ جاری ہے اور پورا امن قائم ہونے میں ابھی بہت دیر معلوم ہوتی ہے۔ مسٹر جناح نے اعلان کیا ہے کہ آزادی وطن کے لئے مسلم لیگ بھی کسی سیاسی جماعت سے پیچھے نہیں وہ کانگریس و حکومت کسی کی بھی غلامی قبول کرنے کو تیار نہیں ہر سیاسی جماعت کی طرح جنگ کرنیکو بھی تیار ہے البتہ عہدوں کی خواہشمند نہیں۔

جے پور میں آگ جو لگی تو ایک عورت دیوانہ وار گھس کر قرآن کریم نکال لائی مگر اس پر جلتا ہوا چھپر گر پڑا۔ وہ تو جل کر مر گئی مگر قرآن کریم کو آنچ تک نہ پہنچی **پشاور** میں مسجد شہید گنج کی طرح سکھوں نے رگھوناتھ مندر کو بھی جھگڑے کا بنیاد بنا لیا تھا جسے انہوں نے اسی طرح منہدم کر لینے کی سعی کی جس پر ہندوؤں میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اب ہندوستان بھر کے ہندو اور سکھ رہنما تو ایک طرف سرحد و پنجاب کے مسلم کانگریسی قائد بھی مصالحت کے لئے ساعی ہیں لیکن حکومت ہند، اور سکھ لیڈروں کا طریق عمل اس معاملہ میں وہ نہیں جو مسجد شہید گنج کے معاملہ میں تھا حالانکہ حالات بالکل یکساں ہیں پھر بھی مصالحت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

مارشل لا کے تمام قیدی حکومت پنجاب نے رہا کر دیئے اس کی طرف سے اسمبلی کے اجلاس میں بحث بھی پیش ہو گیا ہے غرض ہندوستان کی فضا مکدر ہے بارشوں کی سلسلہ چین ہی سے شروع ہو گیا ہے جس سے توقع ہے کہ شاید اس سال برسات اچھی ہو مسلمانوں کی سیاسیات خصوصیت کے ساتھ پراگندہ ہے کاش مسلمان ہوش سے کام لیں۔

ممالک اسلام

فلسطین کے شاہی کمیشن کا بالاتفاق فیصلہ یہ ہے کہ برطانیہ اس سے دستبردار ہو کر اسے مستعمراتی درجہ عطا کر دے جس پر مقامی مرکزی حکومت کا اقتدار قائم رہے مہاجر یہود کی تعداد معین کر دی جائے اور اس طرح عرب اور یہود کو ایسی حکومت عطا کر دی جائے جو برطانیہ کے زیر محافظت مقامی و ذاتی حکومت کے مشابہ ہو حکومت نے طے کیا ہے کہ برطانوی فوج و پولیس کے جو عرب و یہود افسر و سپاہی لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں ان کے ورثا کو خلاف و معاوضہ دیا جائے جس کے لئے تیرہ ہزار پونڈ کی رقم مخصوص کی گئی ہے ۱۹۳۶ء کی شورش میں حکومت کو دس لاکھ پونڈ کا خرچ نا جائز حیثیت سے برداشت کرنا پڑا ہے۔ بقیہ کی خبر ہے کہ عرب فلسطین نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی ایک انچ زمین بھی کسی کو دینے پر تیار نہیں

شام ابھی تک اسکندرونہ کے متعلق کوئی آخری فیصلہ نہیں ہو سکا عرب انصاف کی سعی کے لئے سرگرم ہیں۔

سلطان ابن سعود نے فرانس اور ترکی ہندوں کو ایک عرضداشت بھیج کر ان کے لئے انصاف کا مطالبہ کیا ہے۔ شام کی نئی جمہوریت اتحاد ممالک عرب میں شمولیت کی خواہشمند ہے حال ہی میں اس نے عراق سے معاہدہ بھی کر لیا ہے۔ مصر کے ہندیا علماء بھی اسے خوش آمدید کہہ رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ مصر بھی جلد ہی عرب حکومتوں سے رشتہ مودت قائم کر لیگا۔ شامی جلاوطنوں کا دمشق میں بڑا شاندار خیر مقدم کیا گیا ان میں عبد الرحمن شہبندر اور ان کے رفقا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جو مصر و فلسطین سے پہنچے ہیں جلوس جمعیت شباب الوطنی نے مرتب کیا تھا جا بجا فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے بلدیہ دفتر کے قریب مجلس استقبالیہ نے جس میں بعض وزراء بھی شامل ہیں ان کا پر جوش استقبال کیا تمام شہر برقی روشنی اور رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ تھا۔ تمام جلاوطنوں کو معافی عام مل گئی ہے سلطان پاشا اطرش اور دروزی مجاہدین بھی عنقریب دمشق پہنچنے والے ہیں فوزی بک قاوقجی کو ہنوز معافی نہیں ملی جس کے لئے حکومت شام مصروف جدوجہد ہے توقع ہے کہ ہفتہ عشرہ میں انہیں بھی معافی مل جائیگی رئیس جمہوریہ شام کی طرف سے ان کی ضیافت کی جائیگی یہیں نہ ہو اپنی حکومت ہے۔

مصر مانٹریو کانفرنس سے وزیر اعظم مصر نے واپس ہو کر فرمایا کہ اس کانفرنس سے ہمیں سب سے اہم چیز جو حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ غیر ملکیوں کے آگے ہم تمام مالی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو گئے ہیں اور آزاد قوم کے آزاد حقوق مل گئے ہیں۔ اب مصر دنیا کی نظروں میں بالکل آزاد اور خود مختار ملک ہے اور اس کانفرنس کے اندر تمام بڑی بڑی قوموں کے نمائندوں نے مصر کی آزادی تسلیم کر لی ہے۔ اس کانفرنس کے بعد ہمیں یہ حق حاصل ہو چکا ہے کہ جس ملک سے چاہیں معاہدہ اور گفت و شنید کر سکتے ہیں اب مستقبل میں ہر ملک کو مصر کے ساتھ مساویانہ اصول پر چلنا ہوگا۔ اس کانفرنس کی یاد میں حکومت مصر نے ڈاک کے خاص قسم کے ٹکٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مصر نے اپنی مالیات کی درستی کی طرف بھی توجہ کی ہے آزادی سے اس کے فوجی و انتظامی مصارف میں بھی اضافہ ہوا ہے اور تعمیری امور کی تکمیل بھی پیش نظر ہے جسکے لئے ساٹھ لاکھ پونڈ کی تو فوری ضرورت ہے اور چالیس لاکھ پونڈ سالانہ کی مزید ضرورت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ فوجی استحکامات عمارتیں اور سڑکیں بنائی جائینگی اسی بنا پر مشہور ماہر مالیات صدقی پاشا نے سختی کے ساتھ کفایت شعاری پر زور دیا ہے اور مصارف میں تخفیف کرنے کی ضرورت بتایا ہے۔ آپنے فرمایا کہ مصر کے مجموعی مصارف کا چالیس فیصدی حصہ تو تنخواہوں میں ہی صرف ہو جاتا ہے ضرورت ہے کہ سرکاری عہدیداروں کی تنخواہوں میں

مولوی دہلی

کمی کرنے کے ساتھ عارضی طور پر تمام ترقیات روکدی جائیں ہندوستان بھی اس مصیبت میں گرفتار ہے یہاں بھی ڈکٹری تنخواہیں پانیوالے بکثرت افسر موجود ہیں مصر تو علاج کر لیگا مگر ہمارا اللہ مالک ہے۔ حکومت مصر اور نہر سویز کی کمپنی کے ساتھ ایک جدید معاہدہ ہوا ہے کمپنی نے حکومت کے تمام مطالبات تسلیم کر لئے ہیں جو پیرس میں وزیر مالی نے کمپنی کے سامنے پیش کئے تھے۔ اس کی تین بڑی اور اہم شرائط ہیں اولاً یہ کہ کمپنی حکومت مصر کو دو لاکھ روپے سالانہ ادا کیا کریگی۔ ثانیاً تین لاکھ پونڈ کے خرچ سے کمپنی مذکور اسماعیلیہ سے لیکر پورٹ سعید تک ایک فوجی سڑک تعمیر کرے گی اور ثالثاً یہ کہ کمپنی آیندہ ۲۵ فیصدی کے بجائے ۳۳ فیصد مصری اپنی ملازمتوں میں رکھیگی۔

ترکی حال ہی میں غازی عصمت پاشا وزیر اعظم ایتھنز پہنچے ارکان حکومت نے آپ کا شاندار اور پرتپاک استقبال کیا اور جلوس کے راستے میں یونانی و ترکی جھنڈوں اور جھنڈیوں سے آراستہ تھے وزیر اعظم یونان سے ان تمام اہم مسائل پر گفتگو ہوئی جو دونوں حکومتوں کے لئے اساسی حیثیت کے حامل ہیں۔ غازی ممدوح نے وقت نکال کر سلونیکا کے اس مکان کی بھی زیارت کی جسے ولادت کے فوراً بعد غازی مصطفٰے کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا تھا یہ مکان غازی ممدوح ہی کو دیدیا گیا ہے ترکی کی بڑھتی ہوئی شکوہ و طاقت کو دیکھکر دنیا کی بڑی بڑی فرمانروائیاں اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہی ہیں۔ فرانسیسی سفیر متعینہ انگورہ پیرس بلایا گیا تھا وہاں سے واپس ہوتے ہی اس نے اتصالی و اتحاد کے قیام کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی ہے اور ترکی فرانس کے مابین سیاسی فوجی اور اقتصادی معاہدہ کی تکمیل کے لئے زبردست جدوجہد شروع کر دی ہے۔ انہوں نے نمایندگان جرائد سے دوران ملاقات میں کہا کہ فرانس کی دلی تمنا ہے کہ ترکوں کے ساتھ اس کا اتحاد ہو جائے۔ ترکی و مصر کے درمیان بھی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ معاہدہ امن دائمی رہے گا دونوں کے سفرا ایک دوسرے کے ملک میں متعین رہیں گے طرفین کے افراد جو ایک دوسرے کے ملک میں قیام پذیر رہیں گے وہ بین الاقوامی قانون کے مطابق تمام حقوق و اعزازات سے متمتع ہوں گے۔ لندن میں ترکی بنک کی بھی ایک شاخ قائم ہو گئی ہے جو مالی و صنعتی اعتبارات سے بہت اہم ہوگی کے علاوہ دونوں ممالک کے تعاون باہمی کی بھی کفیل ہوگی۔ ترکی کے تین ہزار طلبا جہازوں پر سوار ہو کر بحر روم کے سفر پر روانہ ہونے والے ہیں بحریہ کا معائنہ کرنے کے بعد یوگوسلاویہ کے بندرگاہوں اور جنگی قلعوں کی بھی زیارت کرینگے ترکی حکومت کے محکمہ رفاہ عام نے باشندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ریل کے بجائے ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے سفر اختیار کریں کیونکہ اس طرح مصارف سفر میں بڑی حد تک کمی ہو جائے گی۔ زندہ قوموں کی زندگی کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ ہے کہ اس اعلان کے فوراً بعد دس آدمی سب سے پہلے ہوائی سفر پر تیار ہو گئے۔ مسرت انگیز امر یہ ہے کہ ترکی ایران عراق، مصر افغانستان کے درمیان جو معاہدہ اتحاد و مودت

کی گفت و شنید مدت سے جاری تھی وہ آخر مکمل ہو گیا اور ۲۶ جون کو اس پر دستخط ہو گئے جس سے یورپین حلقوں میں ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہے اور غازی مصطفٰے کمال پاشا کے تدبر اور عاقبت اندیشی پر تبصرے ہو رہے ہیں بعض تو اپنی پریشانی کو چھپا ہی نہیں سکے اور صاف کہدیا ہے کہ یہ یورپ کے خلاف ایشیا کی سازش ہے یہ رسمی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک جارحانہ و مدافعانہ میثاق ہے۔

اس کی بڑی بڑی دفعات یہ ہیں کہ سرحدات کی حفاظت کی جائے سرحد پر مشترکہ جنگی قلعے بنائے جائیں فوجی چوکیوں کی تعداد مقرر کی جائے ایک دوسرے پر کسی حالت میں حملہ نہ کیا جائے۔ ممالک اسلام اس حقیقت سے بیخبر نہیں یورپ ایک بہت بڑی جنگ کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے تو جنگ چھڑ جانے کی صورت میں ہر براعظم اس سے متاثر ہوگا اور مسلم ممالک بھی فریقین کے اتحادیوں کی حیثیت سے بٹ جائینگے اس لئے ان کے لئے واحد چارہ کار یہی تھا کہ یہ سب اس خطرے کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں اور جو حکمت عملی بھی اختیار کریں متحدہ حیثیت سے اختیار کریں اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اب ان میں جو اختلافات پیدا ہوں گے وہ صلح و صفائی سے طے ہو جایا کرینگے اور باہم لڑائی جھگڑے ہرگز نہ ہوں گے بہرکیف یہ میثاق مشرق تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے موجب مسرت و امتنان ہے خدا تعالٰی اسے قائم رکھے۔

ممالک غیر حبشہ کا مناقشہ جو ایک عرصہ سے چلا آرہا ہے ایک وقت تھا کہ جنرل فرانکو کی حکومت کو شکست پر شکست دیتا چلا جا رہا تھا اب یہ حالت ہے کہ روز بروز اس کی طاقت زبوں ہوتی جا رہی ہے سرکاری فوجیں باغیوں کو برابر نقصان پر نقصان پہنچا رہی ہیں اور شکست مار رہی ہیں بعض اوقات تو شہریں شامل ہو جاتی ہیں الٹ دیے کرنے والوں کو قتل کر جاتی ہیں۔ شہری تو شہری خود باغیوں کو بھی رات کے وقت اکیلے نکلنے کی جرات نہیں ہوتی یہ اندیشہ رہتا ہے کہ مکانوں کی چھتوں پر سے اور کھڑکیوں میں سے ان پر گولیوں کی بوچھار نہ شروع ہو جائے حالات سے مجبور ہو کر مسولینی کو امداد کے لئے پیغام بھیجا ہے اور فرانکو کی دھمکی یہی ہے کہ بصورت دیگر وہ مستعفی ہو جائے گا بہر کیف ابھی یقین کیساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی اور یورپین سیاست کا توازن اس قدر بگڑا ہوا ہے کہ آن کی آن میں صورت بدل جاتی ہے۔

ریاستہائے بلقان یونان۔ یوگوسلاویہ۔ زیگوسلاویہ البانیہ ترکی بلغاریہ اور رومانیہ کے نمایندوں کی جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی وہ ایک دوستانہ معاہدہ پر اختتام پذیر ہو گئی اٹلی کا نمایندہ بھی اس بلقان کانفرنس میں شریک تھا اس نے بلغاریہ کو بھی اس بلقان کانفرنس میں شامل کرنے کی تحریک کی تھی لیکن یونانی نمایندہ نے کہا کہ اس نے ہمیشہ دشمنوں کی امداد کی ہے اس لئے اسے شریک نہ کیا جائیگا یونانی نمایندہ نے بحر روم میں اٹلی کی جنگی سرگرمیوں کے خلاف احتجاج بلند کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے اقدامات سے احتراز کرے

سترہ سال کی نوجوان لڑکی بوڑھی عورت بن گئی!

وہ سترہ سال کی عمر میں کئی بچوں کی ماں بن گئی تھی۔ اور ہر سال دودھ پلانے کے باعث اس کے شباب کی ظاہری نشانیاں (یعنی سینہ) بڑھی عورتوں کی طرح معلوم ہوتا تھا اور یہ حالت اس کے خاوند کو ناپسند تھی۔ مگر جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی خاص طور پر تیار کی ہوئی دوا "برسیٹن" کے استعمال سے یہ نشانیاں پھر اصلی حالت پر آجاتی ہیں۔ اور یہ ڈھیلاپن دُور ہو کر سختی اور گولائی پیدا ہو جاتی ہے تو اس نے فوراً ہی **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ، پی، بی ۳۴ دہلی** کو خط لکھ کر ایک شیشی "برسیٹن" بذریعہ وی پی پارسل منگوالی۔ ورا سے ہدایت کے مطابق استعمال کیا۔ چند روز میں اسکا سینہ نوعمر لڑکیوں کی طرح ہو گیا۔ اور وہ از سر نو خوبصورت نظر آنے لگی اسکے علاوہ متعدد ہندوستانی خواتین نے برسیٹن کے استعمال سے اپنے سینہ کا بوڑھاپا دُور کر کے نوجوانی حاصل کی ہے۔ بات یہ ہے کہ "برسیٹن" کے استعمال سے دودھ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ گود کا بچہ اطمینان سے دودھ پیتا رہتا ہے۔ اور بغیر کسی نقصان کے یہ دوا عورتوں کا سینہ درست کر کے ...... کو گول اور سخت کر دیتی ہے۔ اور پھر عرصہ دراز تک ان میں گولائی اور سختی رہتی ہے۔ ایک شیشی برسیٹن کی قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف چار روپے پندرہ آنے ہے۔ اور ساڑھے آنے محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۴ دہلی کو خط لکھ کر یہ دوا منگا لیجئے۔

زچہ خانہ کی خرابیاں تمام عمر خون کے آنسو رلاتی ہیں

جاہل دائی ملک الموت کی خالہ ہوتی ہے۔ اور شیخی بگھار کر یہ یقین دلا دیتی ہے کہ وہ اپنے فن میں بہت ہوشیار ہے۔ حالانکہ جب کسی زچہ کی خدمت کرتی ہے تو اُس کا زچہ خانہ خراب کر دیتی ہے اور بیچاری زچہ ہمیشہ کے لئے روگ میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

پیٹ بڑھ جاتا ہے اگر زچہ خانہ کسی جاہل دائی کے ہاتھوں ہو تو عورت بچہ کی ماں بننے کے بعد طرح طرح کی اندرونی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اسکا پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ صفائی پوری طرح نہیں ہوتی۔ اور یہی خطرناک غلطی عورت کو موت کے گھاٹ تک پہنچا دیتی ہے۔ پس عورتوں کو چاہیئے کہ جاہل دائیوں سے بچیں اور اگر کوئی عورت اس تکلیف کا شکار ہو چکی ہو یعنی زچہ خانہ کی یا اور کسی خرابی کے باعث پیٹ بڑھا ہوا معلوم ہو تو اُسے چاہیئے کہ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی، بی ۳۴ دہلی** کو خط لکھ کر ایک شیشی دوا "**ڈی می ٹول**" منگا کر استعمال کرے۔ اس سے اندرونی تمام خرابیاں دُور ہو جائینگی اور پیٹ اصل حالت میں آجائیگا۔ اور عورت پوری طرح (اندرونی طور پر بھی) تندرست ہو جائیگی۔ "ڈی می ٹول" کی ایک شیشی تین روپے نو آنے کو ملتی ہے اور اس پر پارسل محصول کے ساڑھے آنے خرچ ہوتے ہیں۔

ہزاروں عورتوں سے

اس بات کا ثبوت مل سکتا ہے کہ سیلان الرحم (یعنی سفید رطوبت خارج ہونے والی بیماری) کے لئے دنیا بھر میں اگر کوئی دعوے کے ساتھ آرام کرنے والی دوا ہو سکتی ہے تو

وہ صرف ایک ہے

جس نے لاتعداد بے زبان عورتوں کو تندرست کر دیا۔ وہ دوا "**روک**" ہے۔ یاد رکھئے اگر کوئی عورت اس بیماری میں پھنس گئی ہے اور سفید رطوبت خارج ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے اُس کی طبیعت اُداس اور ہر مہینہ خاص دنوں میں درد ہوتا ہو تو آپ ہندوستان کے سینکڑوں حکیموں اور ڈاکٹروں کے مشورہ اور سفارش سے فائدہ اٹھایئے ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ سیلان الرحم کا حقیقی علاج جو صرف ایک ہفتہ میں آرام کر دیگا یہی دوا روک ہے۔ پس ایسی عورت کو ایک شیشی دوا "**روک**" استعمال کرادی جائے۔ سفید پانی خارج ہونا بند ہو جائیگا۔ آج ہی ایک خط **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۴ دہلی** کے پتہ پر لکھ کر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ ایک شیشی کی قیمت تین روپے ہے۔ اور ساڑھے آنے اس دوا پر محصول ڈاک لگتا ہے۔

اولاد سے محروم روتے ہیں

صاحب اولاد خوش ہوتے ہیں

بے اولاد عورتیں حمل کی دوا سے اپنی گود میں بچے دیکھ رہی ہیں

حمل کی دوا ان عورتوں کے لئے جو اولاد کی تمنا میں سینکڑوں روپے برباد کر چکی ہیں اور ہزاروں نے اپنی مرادیں پا لی ہیں یہ ثابت ہو رہی ہے صرف سات روز استعمال کی جاتی ہے اور آٹھویں روز . . . . کے پاس جانے سے یقینی حمل قرار پا جاتا ہے اور پورے نو مہینے کے بعد وہ ایک تندرست بچہ کی ماں بن جاتی ہیں۔

بے اولادوں کیلئے یہ دوا جادو ہے

قیمت پورے سات دن کی دوا تین روپے آٹھ آنے ہیں محصول ڈاک ایک شیشی پر علیحدہ ہے۔

پتہ:۔ لیڈی ڈاکٹر اکسیری دواخانہ کوچہ چیلان دہلی

امریکن پروفیسر کا اعلان

سوزاک کو بیس دن میں جڑ سے کھو دوں گا

اس پروفیسر نے آٹھ سال تک مسلسل سوزاک کو جڑ سے کھو دینے کا تجربہ کرنے کے بعد بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور آج دنیا میں اس حیرت انگیز ایجاد کی دھوم مچی ہوئی ہے جس مریض کو مستقل طور پر لاعلاج کہا جاتا ہے آج بیس روز میں روتے ہوئے مریض ہنس رہے ہیں۔ اور سوزاک جیسی خبیث بیماری سے نجات پا رہے ہیں۔ "**بالمون**" سوزاک کی دوا سے مریض پہلی ہی خوراک میں آرام محسوس کرتا ہے۔ بیس دن میں بالکل تندرست ہو کر اس دوا کو طبی ... دوا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے جن لوگوں کو کسی دوا سے آرام نہ ہوا ہو وہ اس دوا کو منگا کر آزمائیں۔ ایک شیشی کی قیمت ہندوستانی سکہ کے حساب سے دو روپے دس آنے ہے۔ (۲۱۰)

محصول ڈاک سات آنے علاوہ ہے۔

سول ایجنٹ:۔ ایسٹرن فارمیسی کلاں محل دہلی

ڈاکوؤں کی گرفتاری

اگر آپ کو چوروں ڈاکوؤں سے اپنی جان و مال کی حفاظت کرنی ہے تو ان کو گرفتار کرانے کے لئے اپنے پاس ایک ایسا آلہ رکھئے جو ان کو آن کی آن میں پکڑوا دے۔ یہ آلہ جرمنی کا ہے جو اصلی پستول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ اور اس میں ایک خاص قسم کے کارتوس (کریکر) چلتے ہیں جنکی آواز بہت تیز نکلتی ہے۔ کارتوس چلتے ہی دھواں اور شعلہ برآمد ہوتا ہے جس وقت آپکو چور ڈاکو اور جنگلی جانوروں کا خطرہ معلوم ہو تو فوراً اپنی جیب سے اس اصلی جرمنی آلہ پستول کو نکالئے اور کھٹا کھٹ چلانا شروع کر دیجئے لگاتار دس فیر کریگا۔ اور جب ختم ہو جائیں تو پھر دس کارتوس بھر دئے جائیں تو دشمن سر پر پیر رکھکر بھاگتا نظر آئے گا۔

بہت ہی کارآمد چیز ہے۔ اصلی پستول کی مانند شکل و صورت ہم وہی فروخت کرتے ہیں جو اصلی جرمنی کے ہیں قیمت فی پستول معہ ایک سو کریکر کارتوس چار روپے۔ محصول ڈاک آٹھ آنے علاوہ۔ فالتو کریکر ایک روپے کے ایک سو ملتے ہیں۔ یہ اصلی جرمنی پستول صرف ہم سے ملیں گے۔

امپورٹ ایجنٹ

بی کے برادرس اینڈ کمپنی فولاد خاں اسٹریٹ دہلی

آپکے دانت سو برس تک نہیں ہل سکتے

یورپ کی دانتوں کی ڈاکٹری حیران ماہرین طب پریشان ہوگئے

شاہی منجن کا حیرت انگیز کارنامہ جو بہتے دانتوں کو جڑ اور بنیاد سے توڑ دینے کے قابل بنا دیتا ہے دانتوں سے خون پیپ بہنا اور آنے کو روکتا ہے اس سے بہتر کوئی منجن ثابت کرنیوالے کو

ایک سو روپے انعام

اس منجن کو گولڈ میڈلسٹ ڈاکٹر اور لندن کے سند یافتہ اکسپرٹ دندان بھی طلسماتی منجن کہہ رہے ہیں کیونکہ یہ پائیریا کا دشمن اور

دانتوں کے جملہ امراض کو دور کرنے میں بے مثل اکسیر ہے

جن لوگوں کو دعوی ہو کہ دانت کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے وہ اس منجن کی آزمائش کریں اور اپنے دعوی کو باطل کریں۔ دانتوں کے کل امراض اور مضبوطی کیلئے شاہی منجن طلب کیجئے دنیا میں اس سے بہتر کوئی منجن آج تک ایجاد نہیں ہوا۔ قیمت فی شیشی کلاں ... ایک روپیہ محصول ڈاک ... خورد فی شیشی ... محصول ڈاک ... محصول میں کفایت رہتی ہے۔ پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی

جرمنی کا تازہ ترین کمال
یوں تو ہزاروں کارخانوں کی گھڑیاں آپ نے دیکھی ہونگی اور تعریفیں سنی ہوں گی. مگر یہ گھڑی جو ابھی آئی ہے اپنے اندر بیشمار خصوصیات رکھتی ہے. اور حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تمام دنیا میں گھڑیوں کے کارخانوں کو حیرت ہو رہی ہے. کہ اس قدر کم قیمت میں ایسی لاجواب گھڑی کیوں کر سپلائی کی جا رہی ہے.
اس گھڑی کا کیس بیحد چمکدار ہے. اور کبھی رنگ نہیں بدلتا. جو خاص دہات کا بنا ہوا ہے، شیپ نہایت خوبصورت اور اپٹوڈیٹ ہے. سکنڈ کی سوئی بھی لگی ہوئی ہے. لیور ہے مشین کے پرزے اس قسم کے لگائے گئے ہیں. کہ باوجود گر جانے کے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا. اور برابر چلتی رہتی ہے، شیشہ اتنا مضبوط ہے، کہ ایک دو مرتبہ ضرب پہونچنے سے بال برابر نقصان نہیں آتا اس گھڑی کے کاریگر نے پرزے کچھ اس قسم کے سائنٹنگ دھات کے بنائے ہیں، کہ نہ تو کبھی صاف کرانے کی ضرورت پڑتی ہے، اور نہ کبھی بند ہونے کا نام لیتی ہے، اس لئے کمپنی کی طرف سے تمام عمر کی گارنٹی گھڑی پر درج ہے، ٹائم کی بہت پکی جن حضرات کو مذکورہ بالا صفات کی گھڑی کی ضرورت ہو. وہ بالکل بھروسہ کے ساتھ آج ہی آرڈر دیدیں. کیونکہ بطور سیمپل صرف تین سو گھڑیاں دوبارہ آئی ہیں. جو ہاتھوں ہاتھ نکل جانے کے بعد نہ مل سکیں گی، اس لئے ہم یقین دلاتے ہیں. کہ دیر سے آرڈر دیا. تو ہم کسی قیمت پر بھی یہ گھڑی سپلائی نہ کر سکیں گے.
قیمت بھی باوجود بے انتہا خوبیوں کے صرف چھ روپیہ تین آنے ہے. محصول ڈاک ایک گھڑی پر سات آنے لگتا ہے. گھڑی کے ساتھ اسٹریپ اتسمہ مفت اور بکس بھی مفت دیا جاتا ہے دوکانداروں کو جو چھ گھڑیاں یکمشت منگائیں گے. ۲۵ فیصدی کمیشن ملے گا. اس سے زیادہ ہرگز نہیں.
پتہ:- امپورٹ ایجنٹ:- بی کے برادرس اینڈ کمپنی فولاد خاں اسٹریٹ ۹۷ دہلی
بی کے برادرس اینڈ کمپنی کی دوسری ایجنسی
حیرت کی بات
چورس شیپ کی کرومیم پلیٹیڈ رسٹواچ
ہم نے حال ہی میں اس گھڑی کی فیکٹری سے ایجنسی لی ہے اور اسوقت پانچسو گھڑیاں اس نوایجاد شیپ کی آئی ہیں. دوسری کمپنیاں اس کوالٹی اور شیپ کی گھڑی کو ۱۵ روپے فی گھڑی کے حساب سے فروخت کرتی ہیں. مگر ایسے پرزے اور صحیح چال کی گھڑیاں اس قیمت میں بھی نہیں دیتیں ہمارے پاس جسوقت یہ مال آیا ہے تو دوکانداروں نے بڑی سے بڑی قیمت دیکر ہم کو لالچ دیا مگر ہم نے بہت کم نفع لیکر یہ چاہا کہ ہم خود ہی عام مہربانوں کو یہ گھڑی سپلائی کریں.
کرومیم پلیٹیڈ رسٹواچ کی چند خصوصیات یہ ہیں چورس شیپ ہے. کبھی نہ ٹوٹنے والا شیشہ ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا. ڈائل لاجواب. کیس پر کرومیم کلر کا پلیٹ ہے جو کسی موسم میں پسینہ یا پانی لگنے سے خراب نہیں ہوتا. چمک اور شان میں ایسی کہ اس وقت اس شیپ کی گھڑی پینتالیس روپے کو آرہی ہے ٹائم کی ایسی پکی کہ ایک سکنڈ کا فرق نہیں دیتی. لیور ہے. پرزے خوبصورت اور بیحد مضبوط مردانہ کلائی کی شان ہے. اور قیمت کے لحاظ سے کوڑیوں کے داموں قیمت فی عدد معہ خوبصورت بینڈ (اسٹراپ) ساڑھے پانچ روپے.
محصول ڈاک ایک گھڑی سے لیکر تین گھڑیوں تک سات آنے ہے.
ملنے کا پتہ
بی کے برادرس اینڈ کمپنی فولاد خاں اسٹریٹ ۹۷ دہلی
نوایجاد گھڑی
جسکو دیکھکر دنیا کو حیرت ہو رہی ہے
یہ زنانہ رسٹواچ جسکو دنیا عجائبات میں شمار کر رہی ہے عورتوں کی جان ہے. چلن سے ذرا بڑا سائز ہے گولڈن کیس ہے. بہت خوبصورت ڈائل ہے. کلائی پر قیمتی گھڑیوں کا مقابلہ کرتی ہے. بہت مضبوط پرزے لگائے گئے ہیں. چال کی ایسی پکی کہ ایک منٹ کا فرق نہیں دیتی.
دنیا کو تعجب اس بات پر ہو رہا ہے کہ اسقدر شاندار گھڑی اتنی کم قیمت میں کیونکر فروخت کی جا رہی ہے یہ ایک راز ہے ولایت والوں کا کہ اپنی چیز کو شہرت دینے کے لئے اور ریکارڈ قائم کرنے کے لئے لاکھوں روپے کا نقصان اٹھاتے ہیں اسکے بعد کماتے ہیں چنانچہ یہ گھڑیاں بھی لاکھوں روپے کے نقصان کے ساتھ فروخت کی جا رہی ہے کمپنی کی اس شہرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس نوایجاد اور فیشن ایبل کمین رسٹواچ کو خرید کر دل خوش کیجئے. ناپسند ہو تو واپس کی جائے گی بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئی ہیں. چند دن میں ختم ہو جانیکے بعد ایکسو روپیہ کو بھی نہ ملیگی
قیمت فی عدد معہ بہترین اسٹراپ (تسمہ) اور بکس چھ روپے آٹھ آنے محصول ڈاک ایک سے لیکر تین گھڑی تک سات آنے لگتا ہے.
پتہ:- گھڑیوں کے مشہور تاجر:- بی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ ۹۷ دہلی

آج آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لیجیے
(اور پھر)
چالیس دن واحدی صاحب کی دوائے جریان کھانے کے بعد دیکھیے
آج اپنا وزن کرا لیجیے اور پھر چالیس روز کے بعد کرائیے
خواہ آپ ضعیف العمر ہوں خواہ جوان ہوں خواہ نوجوان
یہ دوا معتدل ہے ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے
یہ دوا معتدل ہے ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کی چالیس خوراکیں کھانے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر حقیقی زندگی نہیں تھی زندگی اب آئی ہے۔
واحدی صاحب کی دوائے جریان چالیس روز میں آپ کی کایا پلٹ کر دے گی۔
اس کے کھانے سے سارے جسم کی طاقت بڑی تیز رفتاری سے بڑھتی ہے
اور جریان تو نام کو نہیں رہتا خواہ کیسا ہی پرانا جریان ہو چند خوراکوں میں چلا جاتا ہے
اگر آپ کو ظاہر میں کوئی مرض نظر نہیں آتا اور اس کے باوجود بھی آپ روز بروز مضمحل ہو رہے ہیں تو یاد رکھیے آپ جریان میں مبتلا ہیں اس موذی مرض سے غفلت نہ کیجیے۔ واحدی صاحب کی دوائے جریان اس مرض کی سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح دوا ہے۔ یہ انشاء اللہ ہفتہ بھر میں آپ کو چونچال بنا دے گی۔
آپ طاقت کی ہزاروں دوائیں استعمال کر چکے ہوں تب بھی واحدی صاحب کی
دوائے جریان کو سب پر فائق پائیں گے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کمزوری کی جڑ کھوتی ہے
چالیس خوراکوں کا ڈبہ تین روپے (عہ) میں ملتا ہے۔ اور بیس خوراکوں کا ڈیڑھ روپے (عہ) محصول ڈاک دونوں صورتوں میں سات آنے لگے گا۔
ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان ۱۷ دہلی

جوانی کا بیمہ

موجودہ زمانہ میں نوے فیصدی اشخاص بچپن کی غلط کاریوں یا جوانی کی بے عنوانیوں میں مبتلا ہوکر لطفِ زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں اور عالمِ شباب میں دنیا کی حقیقی مسرتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ ان حضرات کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری کرا کر

سیکسول طلاء

نہایت قیمتی ادویات مثلاً مشک بلاؤ۔ مستی فیل۔ مستی غوک۔ جوہر کچلہ۔ جوہر افیون۔ جوہر خراطین۔ جوہر لوبان۔ سم الفار۔ روغن بیضہ۔ سنگ پشت کچھوا۔ روغن کوہان شتر۔ روغن مار سیاہ۔ روغن سانڈہ۔ روغن عاقر قرحا۔ روغن پستہ دار چینی۔ لونگ جند بیدستر وغیرہ سے جدید سائنس کے اصول پر تیار کیا گیا ہے۔ جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں اور کمزوریوں کو مستقل طور پر دور کر کے تحت قوی دراز اور فربہ کرتا ہے۔ مجامعت جسم کی کوتاہی اور رگوں کی کمزوری کو دور کر کے قدرتی سانچہ میں ڈھال کر اصلی قوت مردمی بخشتا ہے۔ خرابیٔ طوبت کو تحلیل کر کے عضو پوشیدہ کو مضبوط اور مستحکم بنا کر باہ کو برانگیختہ کرتا اور جوانی کی اصلی امنگوں سے مالا مال کرتا ہے۔ سیکسول طلاء کا نسخہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اسکی خوبیوں کا خود ہی اندازہ لگا لیجئے۔ اپنی بے مثل خوبیوں کی وجہ سے اتنی مقبولیت حاصل کر لی ہے کہ عام اشتہاری طلاء والوں کے لئے باعثِ رشک بن گیا ہے۔ آپ بھی ایک شیشی منگا کر زندگی کے عیش سے لطف اندوز ہوجئے۔

سیکسول طلاء بالکل بےضرر ہے۔ نہ آبلہ کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے۔ پان باندھنے کی ضرورت نہیں کی نہ وقت اور موسم کی پابندی۔ نہ عمر کی قید۔ سب کے لئے اعجاز کا کام کرتا ہے۔ ناگوار بو بالکل نہیں۔ ترکیب استعمال نہایت آسان۔ قیمت چھوٹی شیشی عہ بڑی شیشی عہ علاوہ محصول ڈاک۔ محصول ڈاک وغیرہ کی بچت کیلئے اپنے شہر کے ہر بڑے انگریزی دوا فروش سے طلب کریں ورنہ بحالتِ مجبوری ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے۔

سیکسول پلز

دل دماغ۔ جگر معدہ۔ مثانہ غرض جملہ اعضائے رئیسہ کو قوت پہنچا کر انسان کو از سر نو جوان بناتی ہیں۔ غذا بخوبی ہضم کر کے خونِ صالح پیدا کرتی ہیں۔ جریان، نامردی احتلام سرعتِ انزال کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ سیکسول پلز کے چند یوم استعمال سے آپکے پژمردہ دل میں نئی جوانی کی امنگیں پیدا ہو جادینگی۔ ان کے ہمراہ اگر سیکسول طلاء کا استعمال بھی کیا جائے تو کمزور اور بیکار انسان سرا کامل بنجاتا ہے۔ ہر موسم میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ قیمت ۳۰ گولی والی شیشی عہ بتیس گولی والی شیشی ہے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

سیکسول ریٹیو پلز

خلوت سے قبل ایک گولی کھانے سے قوت باہ کو اور اعضائے رئیسہ کو بیحد تقویت پہنچا کر ناقابل بیان امساک پیدا کرتی ہیں۔ مغرور عورت کو بےچین اور سستی میں چور کر کے تمام عمر کے لئے مطیع اور فرمانبردار بنا دیتی ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی قوت میں اتنا اضافہ کر دیں گی کہ آپ کی محبوبہ بےچین ہوکر غلامی کا اقرار کرے گی۔ قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے اور چوبیس گولی والی شیشی تین روپے چار آنہ (۳۴) علاوہ محصول ڈاک۔ تینوں دواؤں کا یکجا محصول ڈاک اتنا ہی ہے جتنا ہر ایک کا علیحدہ۔ پتہ:۔

ویسٹرن میڈیکل اسٹور۔ بازار جامع مسجد دہلی

بیوی کی محبت کا راز

صنفِ نازک کی خوشنودی، وارفتگی اور مسخر کرنے کا راز صرف اسی میں مضمر ہے کہ ازدواجی فریضہ نہایت پرکیف اور نشاط انگیز طریقہ سے ادا کیا جائے جو بقائے نوعِ انسانی کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہے اور خالق اکبر نے اس اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ایک خاص جذبہ اور لذت کے ماتحت رکھا ہے۔ اس لئے یہ انسان کا فرض ہے کہ وہ قدرت کے اس فعل کی تکمیل اس فن کے مدون قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اصول لذت کو سامنے رکھکر سائنس کے ترقی یافتہ نظریات کے ساتھ اس میں اضافات کرتا رہے۔ اس مقصد کیلئے جرمن کے سائنسدانوں اور محققین نے ایک ایسا ربڑ کا نہایت ملائم اور خصیہ آلہ ایجاد کیا ہے کہ جس کے بروقت استعمال سے طرفین بےچین ہوکر انتہائی کیف محسوس کرتے ہیں۔ اور جب تک بیخود لذت اور کثرت نشاط سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں نیز اس کے استعمال سے سنگدل سے سنگدل بیوی کو بھی مسخر و مطیع کیا جاسکتا ہے۔ قیمت عہ قسم اول، عہ قسم دوم علاوہ محصول ڈاک۔ مغربی ممالک میں اس کا عام رواج ہے۔

(ہندوستان میں واحد ایجنٹ)

مینیجر فرنچ ناولٹی امپوریم نشن گنج ۶ دہلی انڈیا

ایک بنگالی کا اعلانِ عام

خفیہ لفافہ

آزمائش بہترین کسوٹی ہے

صاحبان۔ میں اشتہاری نجومی یا رمال نہیں ہوں اور نہ یہ ذریعہ معاش ہے۔ احباب کے اصرار پر بغرض رفاہ عام اپنی بارہ سالہ محنت بصورت اشتہار پیش کرتا ہوں کاش کہ ملک اس کی قدر کرے۔ جعلی اشتہار بازوں سے بچو۔ سونے اور چاندی کا امتیاز کرو۔

آپ اپنی حسب منشاء ۵ سوال خواہ وہ شادی، امتحان، مقدمہ، نوکری، لاٹری، مفرور کی تلاش۔ غرضکہ کسی قسم کے ہوں۔ ہم لوگ بند لفافہ میں بھیجیں ہم ان کا پورا جواب خدا کو حاضر و ناظر جان کر بذریعہ رمل و نجوم صحیح صحیح ہدایات کے ساتھ بند لفافہ میں روانہ کریں گے۔ آپ کی اجرت ایک روپیہ سر دست لی جاویگی اور آپ کے اطمینان ہونے پر دو روپے آپ کو بذریعہ منی آرڈر بعد میں روانہ کرنے ہونگے محصول علاوہ۔ ان سہولتوں کے باوجود بھی اگر کوئی بدقسمت محروم رہے تو اسکا مقدمہ سوالوں کے ساتھ نام معہ ولدیت لکھنا ضروری

المشتہر:۔ نجوم رمل ایکسپرٹ تیلیواڑہ دہلی

M. A. FAROOKI & Co., Delhi ۱۳۴۲ ۔ کر اسٹو رٹائر اکنمٹ

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

پھر تم بھی وہیں سے واپس پھرو جہاں سے اور لوگ واپس ہوتے ہیں

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور اللہ سے طلب مغفرت کرو کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے

تفسیر قریش چونکہ کعبہ کے متولی اور کلید بردار تھے اس لئے انہوں نے اپنے واسطے مراتب میں کچھ امتیازی خصوصیات قائم کر رکھی تھیں اور کسی بات میں دیگر قبائل عرب کو برابر رکھنے کو ننگ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ تمام عرب حج کے موقعہ پر بمقام عرفات جمع ہو کر قیام کرتے تھے اور قریش اپنی نخوت و غرور کے جذبہ کے ماتحت عرفات میں عام لوگوں کے ساتھ ٹھہرنے کو اپنے لئے توہین خیال کرتے تھے اسلئے عرفات سے ورے مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے اور وہیں سے مکہ لوٹ آتے تھے۔ اس آیت میں اسی کی ممانعت کر دی ہے اور عرفات سے چلنے کا حکم دیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح اور لوگ عرفات سے لوٹ کر آیا کرتے ہیں تم بھی وہاں سے لوٹ آیا کرو۔ یہ نہیں کہ صرف حرم کی سرحد تک گئے۔ مزدلفہ میں قیام کیا اور خدا پرستی کے دعوے میں سرمست ہو کر یہیں سے لوٹ آئے۔ باقی اس عبادت میں جو فرو گذاشت ہو جائے تو اسکی معافی کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرو خدا بخشنے والا ہے بخشدیگا مگر دانستہ تو ایسی حرکت نہ کرو کہ شرافت خاندانی یا کعبہ کے کلید بردار ہونے کے گھمنڈ میں اپنے کو دوسروں سے ممتاز سمجھنے لگو یہاں تک کہ طریق عبادت میں بھی تفریق کرنے لگو۔

مقصود بیان:۔ درس مساوات۔ کبر و نخوت کا استیصال اس امر کیطرف لطیف اشارہ کہ انسان سے عبادت میں حسب مرتبہ کوئی نہ کوئی قصور ہو ہی جاتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ عبادت سے فراغت کے وقت استغفار کر لیا کرے تاکہ جو فرو گذاشت ہوگئی ہو وہ معاف ہی ہو جائے وغیرہ۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

پھر جب تم اپنے حج کے ارکان پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو

كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

جیسا کہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ

تفسیر اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ اہل عرب دور جاہلیت میں جب مناسک و فرائض حج سے فارغ ہو جاتے تو بمقام منا مسجد و پہاڑ کے درمیان تین روز تک جمع رہتے اور ہر ایک اپنے باپ دادا کی خوبیاں فضائل قتل و غارت اور کشت و خون کے واقعات فتحمندیوں اور ظفر یابیوں کے اعلان اپنی نام آوری اور شجاعت کا اظہار نہایت زور شور سے کرتے تھے فصیح نظم و نثر اور بلیغ عبارتوں میں اسلاف کے مفاخر اور خاندانی تفوق بر سر عام بیان کرتے تھے لیکن جب نور ایمان سے اُن کے دل منور ہو گئے اور سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس قبیح رسم کی بجائے تسبیح تہلیل تمجید تکبیر اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو اور جس گرما گرمی اور کثرت سے اپنے آبا و اجداد کا تذکرہ کرتے تھے اسی جذب شوق۔ شور محبت اور زور ادب کے ساتھ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد کیا کرو کیونکہ اُس رسم بد کی بنا تو جہالت اور قومی تعصب پر تھی اور اسکی کثرت میں حق کی صراحت اور صداقت کا اعلان ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ الخ یعنی مناسک و فرائض حج سے فارغ ہونے کے بعد جس کثرت اور شور محبت سے اپنے آبا و اجداد کی یاد کیا کرتے تھے ویسے ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ خدا کی یاد کیا کرو۔

ابن جریج نے بروایت عطا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جسطرح بچہ اماں ابا کہتا ہے اور سوائے ماں باپ کی پکار اور یاد کے اُس کا کوئی اور دھیان نہیں رہتا اسی طرح تم بھی ادائے مناسک کے بعد یاد الٰہی کرو اُسکے دھیان سے غافل نہ رہو۔ ضحاک اور ربیع بن انس کا بھی یہی قول ہے اور ایک روایت ابن عباس سے بھی اسی قسم کی آئی ہے۔ یہ مطلب اگرچہ لطیف ہے لیکن شان نزول کے خلاف ہے اسلئے ہم نے پہلے مطلب کو اختیار کیا۔

مقصود بیان:۔ یاد الٰہی کی کثرت۔ جذب عشق کشش عشق اور شور محبت کی ہدایت۔ قومی تعصب۔ بیجا حمیت اور رسوم قبیحہ کو مٹا دینے کیطرف اشارہ۔ مفاخر آبا اور فضائل اسلاف کو اپنے لئے باعث شرف خیال کرنیکی ضمنی ممانعت۔ اکتساب محاسن اور ذاتی خوبیاں حاصل کرنے کا حکم وغیرہ۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا

بعض آدمی تو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب دنیا میں ہم کو دیدے

وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ

اور آخرت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے اور بعض لوگ

مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ

کہتے ہیں اے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور

فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ

اور چند گنتی کے دنوں میں اللہ کی یاد کرو (اب اگر کوئی (منا سے)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

انہی لوگوں کیلئے انکے کئے کا اچھا حصہ ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے

تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ

دو ہی دن میں جلدی چلا گیا تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو

تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ٹھہرا رہا اسپر بھی کچھ گناہ نہیں ہے (یہ) اسکے لئے ہے جو پرہیزگاری کرے اور اللہ سے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ تم کو اسکے پاس اٹھاکر جمع کیا جائے گا

تفسیر ابن کثیر از سعید بن جبیر نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ عرب کے کچھ دیہاتی موقف پر آکر دعا مانگتے اور کہتے الٰہی اس سال بارش خوب برسا، سبزہ اُگا۔ ارزانی عطا کر۔ اولاد کی کثرت کر۔ انکی دعا میں آخرت کے مقاصد میں سے کوئی مقصد شامل نہ ہوتا تھا انہی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ٭ بعض لوگ تو صرف دنیا کے واسطے دُعا مانگتے ہیں ان کوتاہ نظروں کے سامنے آخرت کی کوئی خوبی وبہتری قابل التفات نہیں۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو موقف پر جاکر دنیا ودین کی بہتری کی دُعا مانگتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ دارین کی بہبودی کے خواہاں ہیں اُن کی نظر صرف دنیوی منافع پر ہی مقصور نہیں ہے بلکہ یہ لوگ وسیع النظر ہیں دنیوی منافع کے ساتھ ساتھ دینی فلاح کے بھی خواستگار ہیں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رہنے کی بھی دعا کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٭ یہ مومنین کے اعمال کے نتیجہ کا بیان ہے یعنی ان لوگوں کی کوشش سود مند ہے جو نیک اعمال اور فلاح دارین کی دعا یہ لوگ کرتے ہیں اسکی جزا انکو ضرور ملیگی اور خدا تعالیٰ نیکوں اور بدوں کے اعمال کا حساب بہت جلد کریگا اور عنقریب امتیاز ہو جائیگا کہ کون دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا جویاں تھا اور کس کی ہمت صرف دنیا پر منحصر تھی۔

مقصود بیان:۔ فلاح دارین کی دعا کرنے کی ہدایت اور دونوں جہان کی بہبودی حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی طرف ضمنی اشارہ۔ اس امر کی صراحت کہ صرف دعا سے خیر وفلاح حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عملی طور پر اسکے حصول کی کوشش نہ کیجائے۔ اگر دنیوی فلاح پیش نظر ہے تو اسکے ذرائع و وسائل اختیار کرنے چاہئیں اور دینی مقاصد مرغوب خاطر ہیں تو عقائد و اعمال کی اصلاح لازم ہے۔ یہ درحقیقت اندھے توکل اور رہبانیت کی بیخ کنی ہے۔ خود اعتمادی اور قوت عمل پیدا کرنے کا زریں پیام ہے اور قانون قدرت کا اسلئے مظاہرہ کرنا مقصود ہے کہ ہر جزا عمل سے وابستہ ہے اور ہر نتیجہ کوشش پر موقوف ہے۔ ہاں خود اعتمادی اور کوشش کو موجب نخوت وغرور اور سبب انکار قدرت نہ ہونا چاہئے۔ اگرچہ ہر چیز کا وجود سبب سے وابستہ ہے لیکن مسبب خدا تعالیٰ ہے اسلئے اُس سے دُعا کرنی بھی لازم ہے۔ ع کسب کن پس تکیہ بر جبار کن ٭

تفسیر یہ آیت ایام تشریق کی تکبیرات کے وجوب کو ظاہر کر رہی ہیں۔ حاجی ۱۰ ذی الحجہ کو طواف وغیرہ کے بعد تین دن کے لئے منا میں جاکر ٹھہرتے ہیں۔ اسلئے حکم ہوتا ہے کہ تشریق کے چند دنوں میں یاد الٰہی کیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ایام کھانے پینے اور یاد الٰہی کرنے کے ہیں (الصحیح) فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ عہد جاہلیت میں دو قسم کے آدمی تھے بعض لوگ تو صرف دو روز منا میں قیام کرنے اور رمی جمار کرنے کو واجب خیال کرتے تھے اور تیسرے دن وہاں ٹھہرنے کو گناہ جانتے تھے اور بعض لوگ تین دن ٹھہرنا ضروری سمجھتے تھے اور صرف دو روز ٹھہرنے کو گناہ خیال کرتے تھے۔ ان دونوں فرقوں کی تردید میں آیت نازل ہوئی۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایام تشریق کے صرف دو دن میں رمی جمار کرکے واپس چلا آئے تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اور جو شخص تیسرے روز بھی ٹھیرا رہے اور کنکریاں پھینکے اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ لِمَنِ اتَّقٰى مگر یہ حکم صرف متقی اور مومن کے لئے ہے جو شرک سے احتراز رکھتا ہے اور جو لوگ مشرک ہیں یا حج میں ممنوعات سے اُنہوں نے اجتناب نہیں کیا ہے تو انکو نہ دو روز ٹھیرنا مفید ہے نہ تین روز۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ لہذا تم کو خدا سے خوف کرنا اور شرک سے بچنا چاہئے خوب سمجھ لو کہ خدا کے سامنے جانا ہے وہی تم کو سزا وجزا دیگا اور وہی مختار کل ہوگا۔

مقصود بیان:۔ ایام تشریق میں تکبیروں کا وجوب۔ گیارہویں یا بارہویں تاریخ کو منا سے واپس آجانے کی اجازت۔ اس امر کی صراحت کہ اعتبار درحقیقت تقویٰ کا ہے جو شخص شرک سے پرہیز رکھتا ہے اور عقائد و اعمال کی اصلاح کرتا ہے اُسکے سب اعمال مقبول ہیں اور جو شخص صرف رسم کی پابندی کرنے کیلئے عبادات خصوصاً افعال حج کرتا ہے اُس کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ظاہر

پرستوں کے خیالات کا ابطال ہے اور غلامان رسول کی ذہنیت کی صریح تردید ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ

اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ اُن کی باتیں دنیوی زندگانی میں تم کو بھلی معلوم

الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ

ہوتی ہیں اور وہ اپنی دلی باتوں پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ

اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

سخت جھگڑالو ہیں اور جب لوٹ کر جاتے ہیں تو زمین پر فساد

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَ

پھیلانے اور زراعت و مویشی کو تباہ کرنے کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں حالانکہ

اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ

اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ

تو غرور اُن کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے بس اُنکے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے

تفسیر بقول سدی یہ آیت اخنس بن شریق زہری کے حق میں نازل ہوئی۔ اخنس نہایت دلکش صورت اور خوش نشیں کلام کا مالک تھا باتیں نہایت شیریں کرتا تھا اور بظاہر مسلمان ہو گیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب بڑھانے کے لئے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں حضور پر ایمان لے آیا ہوں اور مسلمانوں کا دلی دوست ہوں مگر دل میں یہ سخت ترین منافق تھا اور مسلمانوں سے بہت زیادہ دشمنی رکھتا تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ حضور اقدس کے پاس سے یہ اٹھکر جا رہا تھا راستہ میں مسلمانوں کی کچھ کھیتیاں اور زمین جوتنے کے گدھے نظر پڑے اس کمبخت نے کھیت جلا دیے اور گدھوں کی کونچیں کاٹ دیں ان سب واقعات کو آیات مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر آیات کا حکم عام ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بعض لوگ ایسے ہیں کہ دنیوی زندگانی میں انکا کلام تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے بڑے شیریں کلام خوش گو نظر آتے ہیں وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ۔ بات بات پر خدا کی قسم کھاتے ہیں اور خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم آپ سے دل سے محبت رکھتے ہیں اور جو زبان سے کہتے ہیں وہی ہمارے دل میں بھی ہے ہمارا ظاہر و باطن موافق ہے

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ حالانکہ حقیقت میں وہ تمہارا اور مسلمانوں کا سخت دشمن ہے تم سے اور مسلمانوں سے بہت زیادہ خصومت رکھتا ہے۔ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا اور جب تمہارے پاس سے اٹھکر جاتا ہے تو ملک میں فساد کرنے کی کوشش کرتا اور دل سے سعی کرتا کہ ملک کو تباہ کر دے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور تمہاری کھیتیاں اور کھیتوں کے جانوروں کی نسل کو فنا کرنا چاہتا ہے یعنی زراعت کو اجاڑنا اور زراعت کے جانوروں کو ہلاک کرنا اُس کے فساد کا ثبوت ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ مگر خدا پسند نہیں فرماتا کہ اسکی زمین پر تباہی اور بربادی پھیلے لوگوں کا امن و چین برباد ہو اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلایا جائے بلکہ اُسکو امن و آشتی اصلاح و امانیت پسند ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا خوف کر اس بدکاری سے باز آ جا ملک میں تباہی نہ پھیلا اور لوگوں کے امن کو تباہی و غارت سے تبدیل نہ کر اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ تو اسکی حمیت کفر اور غیرت جاہلانہ جوش میں آجاتی ہے اور مزید گناہ کرنے پر اُسکو ابھارتی ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ ایسے آدمی کی سزا کے لئے جہنم بہت کافی ہے نہ یہ خیال کرے کہ خدا تعالیٰ مجھکو اسکی سزا نہ دیگا خدا ضرور اسکو جہنم میں داخل کریگا اور جہنم بدترین مقام ہے ایسے ہی منافق اور سرکش لوگ وہاں داخل ہونگے اور رہینگے

مقصود بیان منافقوں کی حالت کا انکشاف۔ دنیا میں تباہی پھیلانے اور ملک میں فساد انگیزی کرنے کی ممانعت، صلح و آشتی اور امن چین کا اعلان عام مفسدان عالم اور اسلام پر نکتہ چینیاں کرنیوالوں کے سر پر ایک چھڑ شکن ضرب، کھیتیاں اجاڑنے اور کھیتی کے جانوروں کو خواہ مخواہ ہلاک کرنے کا قطعی امتناع۔ اس امر کی وضاحت کہ بعض جاہل بدعتی کوشش اپنے آپ کو عالم اور نور معرفت سے آراستہ ظاہر کرتے ہیں اپنی جاذب نظر صورت اور دلکش شیریں مقالی کے ذریعہ مومنین کو حق سے روکتے گمراہی کی طرف کھینچتے اور فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ لمبی داڑھی پاکیزہ شکل عالمانہ یا صوفیانہ لباس پھر اُس پر مسحور کن گفتگو اور دلنشین وجاہت یہ سب اُن کے آلات حرب ہوتے ہیں اور اسی سامان کی بدولت وہ مومنوں کے دلوں کو فتح کر لیتے ہیں اور بھولے بھالے پاک طینت مومنوں کو اپنا معتقد بنا کر اُن کا مال اُڑاتے ہیں یہ نہایت بدطینت لوگ ہیں مسلمانوں کے اور اسلام کے سخت ترین دشمن ہیں بظاہر تو یہ اپنی شب بیداری ورم آلود پاؤں زرد چہرے لمبے چغے اور زیر ناف داڑھی کو اپنی صفائی باطن اور نور ہدایت کا گواہ بناتے ہیں لیکن مسلمانوں کی تباہی اسلام کی بربادی اور خدا کی زمین پر فتنہ و فساد کا بیج بونے میں کمی نہیں کرتے۔ یہ لوگ نفس کے بندے اور ہوا و ہوس کے غلام

ہیں۔ اعاذ اللہ المسلمین منہم۔ یہ ہیں بے عمل شرارت انگیز مولوی جاہل مزار پرست صوفی شیطان کے چیلے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے اپنی جان

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ

دیدیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا ہی شفیق ہے

تفسیر خدا تعالیٰ نے درحقیقت چار فرقوں کا بیان کیا ہے پہلا فرقہ تو وہ تھا جو صرف دنیا کا طالب تھا ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی طلب دنیا پر اسکی نظر مقصور تھی ان کوتاہ نظر لوگوں کا بیان تو فمن الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا ومالہ فی الاٰخرۃ من خلاق میں ہوگیا۔ دوسرا فرقہ وہ تھا جو دنیا کا بھی طالب تھا اور دین کا بھی یعنی دنیوی اسباب اور مال ومتاع کی بھی اُن کو طلب تھی تاکہ آخرت کی تیاری میں کوئی نقصان نہ واقع ہو۔ ان لوگوں کا بیان ومنھم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار میں ہوگیا۔ تیسرا فرقہ وہ تھا جو ظاہر میں آخرت کا طالب تھا اور باطن میں اُس کا مرکز طلب صرف دنیوی نفع تھا یہ لوگ منافق تھے ان کا بیان ومن الناس من یعجبک قولہ الخ میں ہوگیا۔ چوتھا فرقہ وہ تھا جو مخلص وصادق تھا اپنا جان مال خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے صرف کرتا تھا اور پھر بھی شرمسار تھا کہ یہ ہدیہ بارگاہ رب العزت میں پیش کرنے کے قابل نہیں۔ اس فرقہ کا بیان آیات مذکورہ میں کیا گیا ہے۔ اس آیت کا شان نزول بھی اگرچہ خاص ہے لیکن چونکہ خصوصیت سبب سے حکم میں خصوصیت نہیں پیدا ہوتی اسلئے آیت کا حکم عام ہے تمام انصار ومہاجرین بلکہ علمائے امت بھی اس حکم میں شریک ہیں۔

ابن کثیر نے بروایت سعید بن مسیب بیان کیا ہے کہ حضرت صہیبؓ بن سنان مکہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ کو آنے لگے تو مشرکین قریش نے ان کا پیچھا کیا اور راستہ میں آگھیرا حضرت صہیبؓ اپنی سواری سے اتر پڑے اور ترکش سے تیر نکالکر بولے اے جماعت قریش تم جانتے ہو کہ میں مشہور تیرانداز ہوں اگر تم نے مجھ تک آنا چاہا تو پہلے اپنے ترکش کے سارے تیر خرچ کرونگا پھر تلوار سے جہاں تک قوت کام دیگی تم کو قتل کرونگا جب تھک جاؤنگا تو اُس وقت تم مجھکو پکڑ سکو گے لیکن اسمیں تمہاری سیکڑوں لاشیں زمین پر تڑپتی نظر آئینگی اسلئے بہتر یہ ہے کہ واپس چلے جاؤ وہاں اگر مال کی طلب ہے تو مکہ میں جہاں جہاں میرا مال ہے سب بتلائے دیتا ہوں جاکر لیلو۔ کفار اس بات پر راضی ہوگئے۔ حضرت صہیبؓ اُن کو سارا مال بتاکر مدینہ کو چل دیے اُدھر مدینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور نے ارشاد فرمایا کہ صہیب نے بڑی سودمند تجارت کی۔ حضرت صہیبؓ کے پہونچنے سے قبل حضرت عمر فاروقؓ ایک جماعت صحابہ کے ساتھ حرۃ تک اُن کے استقبال کے لئے آئے۔ حضرت صہیبؓ کی جماعت سے ملاقات ہوئی تو سب لوگوں نے کہا آپ کی تجارت بہت سودمند ہوئی۔ صہیبؓ نے جواب دیا خدا کرے آپ کی تجارت بھی نافع ہو اور کبھی خسارہ نہ ہو لیکن حقیقت تو بتائیے کیا بات ہے؟ لوگوں نے نازل شدہ آیت تلاوت کی اور بیان کیا کہ یہ آیت آپ کے متعلق نازل ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ محض خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی فروخت کرڈالتے ہیں اور جان کے عوض رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں سو ان پر خدا بھی مہربانی کرتا ہے کیونکہ اُن بندوں پر خدا رحم کرتا ہے جو ماسوی اللہ کو چھوڑکر صرف خدا کا حق عبودیت ادا کرتے ہیں اور جان و مال کی پرواہ نہیں کرتے۔

مقصود بیان:۔ محبت خدا ورسول اور رغبات اسلامی کی ترغیب، حیات ابدی حاصل کرنے کیلئے بدل وجان کوشش کرنے کیطرف اشارہ، دنیا اور موجودات دنیا یہاں تک کہ اپنی جان کو بھی رضائے مولا میں قربان کردینے کی صراحت، اس امر کی وضاحت کہ جو خدا کا ہوجاتا ہے اور حق عبودیت ادا کرتا ہے خدا بھی اُسپر مہربانی کرتا ہے یعنی رافت و رحمت الٰہی کا سبب جذب طاعت وعبودیت ہے وغیرہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً

مسلمانو اسلام میں پورے پورے آجاؤ

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ

اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

کھلا ہوا دشمن ہے پھر اگر کھلی کھلی نشانیاں آچکنے کے بعد بھی تم نے

جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

لغزش کی تو جانے رہو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ بعض لوگ مرضیات الٰہی کے طالب اور پختہ مؤمن ہیں اور بعض لوگ بظاہر مؤمن اور باطن میں منافق ہیں اس آیت میں مؤمنین اہل کتاب کو

(بروایت ابن عباسؓ) تنبیہ فرمائی اور حکم دیا کہ رسول اطہرؐ کے تمام احکام و شرائع کا اتباع ظاہر و باطن ہر صورت میں کرنا چاہئے تاکہ عمل میں کوئی نفاق کا شبہ بھی باقی نہ رہے۔ حضرت عکرمہ سے ابن کثیرؒ نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن یامین، اسد بن کعب، اسید بن کعب، سعید بن عمر، قیس بن زید وغیرہ کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ لوگ پہلے یہودی تھے جب مسلمان ہوگئے تو ان میں سے بعض کو خیال پیدا ہوا کہ اگر حالت اسلام میں ہم سنیچر کی عظمت چھوڑ دینگے تو خوف ہے کہ کہیں ویسا عذاب نہ نازل ہوجائے جو حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ اسی طرح توریت پر عمل نہ کرنے سے بھی انکو عذاب الٰہی کا خوف ہوا اسلئے حضور والا سے ایک روز عرض کیا یا رسول اللہ ہم پہلے ہفتہ کے دن کی عظمت کیا کرتے تھے اب بھی ہم کو اُسکی تعظیم کرنے کی اجازت دیدیجئے۔ اسکے علاوہ ہمارے لئے یہ بھی مُباح فرمادیجئے کہ ہم رات کی عبادت میں تورات کی تلاوت کیا کریں۔ اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

سِلْم سے مراد ابن عباس، طاؤس، ضحاک، عکرمہ، قتادہ سدی اور بعض دیگر علماء کے نزدیک اسلام ہے لیکن بعض مفسرین نے فرماں برداری اور اطاعت کے معنی بھی لئے ہیں۔

کَافَّۃً کے معنی ابن عباسؓ نے سب لوگ لکھے ہیں اور مجاہد کے نزدیک کَافَّۃً سے مراد تمام اعمال و افعال ہیں۔

بہرحال آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اسلام کے تمام احکام و مسائل کو ماننا لازم ہے۔ اوامر پر عمل اور نواہی سے امتناع ضروری ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ جن احکام کو دل چاہا مانا نہ دل چاہا نہ مانا۔ گذشتہ شریعتوں کے احکام اسلامی احکام کے مقابلہ میں واجب العمل بلکہ جائز بھی نہیں رہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ تم کو ہرگز احکام الٰہی میں تفریق نہ کرنی چاہئے۔ اسلام کے کل سہام یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد امر خیر نہی عن الشر وغیرہ پر نہایت کوشش کے ساتھ کاربند رہنا چاہئے۔ گذشتہ شریعت کے احکام کی طرف اسلامی احکام کے مقابلہ میں میلان نہ چاہئے کیونکہ یہ شیطان کی پیروی ہے اور شیطان مومنوں کا کھلا ہوا دشمن ہے مگر اس کی دشمنی دیکھنے کے لئے ایمان کی آنکھیں اور دماغ کی روشنی چاہئے۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ اب اگر آیات عقلیہ معجزات نبویہ اور آثار فطرت دیکھنے کے بعد بھی تم نے لغزش کی حقانیت اسلام کے ثبوت کے بعد بھی احکام اسلامی سے تم نے عدول کیا تو تم سے انتقام لیا جائیگا اور افعال کی سزا دی جائیگی اور تم کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم دنیا میں موجود ہیں ہم کو کس طرح سزا دی جاسکتی ہے

کیونکہ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ خدا تعالیٰ سزا دینے پر بڑی قدرت رکھتا ہے۔ سب پر غالب ہے کوئی بھاگنے والا اس سے بھاگ نہیں سکتا اور کوئی زبردست طاقت والا اُس پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر عذاب میں دیر ہوجائے تو اس سے دلیر مت ہوجاؤ اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے خدا تعالیٰ حکیم ہے حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

مقصود بیان:- تمام اسلامی احکام پر کاربند رہنے کی ہدایت، کتب سابقہ کے احکام پر اسلامی احکام کے مقابلہ میں عمل پیرا ہونیکی ممانعت، عداوت شیطان کی صراحت، باوجود علم کے عمل نہ کرنے پر سخت وعید، قدرت الٰہی کے غیر متناہی اور لامحدود ہونے کی طرف ایماء، اہل بصیرت کے واسطے کامل نصیحت، رضا بالقضا کی تعلیم، تقدیری امور پر اظہار اطمینان سکون و تسلیم اطاعت و انقیاد اور قدرت الٰہی کے سامنے رشتہ و گرزن ہونے کا حکم، کائنات سے روگردانی، اسباب کی طرف سے بے التفاتی اور تمام رنج و راحت غم و خوشی دُکھ اور سکھ میں ثابت القلب اور مؤمن بالقدر رہنے کا امر وغیرہ۔

شیخ ابو عثمان کا قول ہے کہ آیت فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینات الخ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس نے حق تعالیٰ کو بصفت الوہیت پہچان لیا اور یقین کرلیا کہ وہی الٰہ برحق اور معبود مطلق ہے اُسکے سوا کوئی قابل پرستش نہیں نہ ہی تمام صفات کمال کا جامع ہے لیکن اس جاننے کے باوجود اگر اس شخص نے مدارج قرب کو چھوڑ کر مادی اور نفسانی مراتب کی طرف رجوع کیا تو اس نے شرک کیا اور اس کا یہی عذاب ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو اپنے قرب اور مشاہدہ سے محروم کردے اور اپنے اسرار کا حامل نہ بنائے اگرچہ عبادت میں یہ شخص اپنے آپ کو فنا کردے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ

کیا وہ اسکے منتظر ہیں کہ ابر کے سائبانوں میں اللہ اور فرشتے

الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

اُن کے پاس آجائیں اور کام ہی تمام کردیا جائے اور اللہ ہی کی طرف

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ

تمام امور لوٹائے جائینگے (اے محمدؐ) بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھو کہ ہم نے اُنکو کس قدر

اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

واضح نشانیاں دیں اور جو شخص اللہ کی نعمت مل چکنے کے بعد اسکو بدل ڈالے تو یقیناً اللہ کا عذاب سخت ہے

تفسیر: گذشتہ آیت میں وعید و عذاب کا تذکرہ آگیا تھا اور احکام اسلامی سے انحراف کرنے پر سزا کی وعید تھی۔ اس آیت میں احکام اسلامی سے

سرتابی کرنیوالوں کے لئے دہشت انگیز وعید ہے خصوصیت کے ساتھ وہ سرکش متمرد یہود جنہوں نے اپنی نخوت سے موسیٰؑ کے زمانہ میں ہی قبول توریت اور احکام توحید سے اعراض و انحراف کیا تھا انکی طرف خصوصی اشارہ ہے ارشاد ہوتا ہے کہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ جو لوگ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ لوگ تو صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا تعالیٰ خود اپنے فرشتوں کو لیکر بادلوں میں آجائے اور اسلامی احکام کی خود تبلیغ کرے تب شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔ حالانکہ جو فیصلہ ہونا تھا ہو چکا تھا حقانیت اسلام کے دلائل پیش کئے جا چکے براہین فطری اور معجزات نبوی بھی ظاہر کر دیے گئے اب یہ یقینی امر ہے کہ ماننے والے کو ثواب نہ ماننے والے کو عذاب ہوگا اور سب کے سب خدا کے پاس جائینگے وہی ان کے حساب کتاب اور ثواب عقاب کا مالک ہے۔ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۔ یعنی جو ازلی شقی ہیں وہ ہرگز ایمان نہیں لا سکتے دیکھو ہم نے بنی اسرائیل کے سامنے کس قدر دلائل واضحہ بیان کئے مثلاً دریائے نیل کو اُن کے لئے خشک کیا مصر پر ان کو فتح دی۔ خدا کی آواز سننی چاہی تو اُن کو آواز سنائی۔ من وسلویٰ کو اُن کے لئے نازل کیا لیکن وہ ایمان نہ لائے نعمتوں کے شکر کی بجائے کفران کیا۔ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص خداداد نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے دلائل واضحہ اور ثبوت فطری کے باوجود کفر کرتا ہے تو خدا اُسکو عذاب دیتا ہے اور معمولی عذاب نہیں بلکہ بہت سخت عذاب کیونکہ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ خدا تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔

مقصود بیان:۔ شانِ باری تعالیٰ میں گستاخی کرنے پر سخت وعید اس بات کی طرف اشارہ کہ ثبوت حقانیتِ اسلام کے لئے اس امر کی ضرورت نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ خود آکر بادلوں کے پردہ میں بولے بلکہ کسی چیز کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے عقلی دلائل اور فطری ثبوت کافی ہے عقلی دلائل اور فطری ثبوت کو نہ ماننے والے ازلی شقی ہیں نور عقل و معرفت سے بے بہرہ ہیں اسلئے مستوجب عذاب ہیں۔ اسلامی اصول و احکام کے موافق عقل ہونے کیطرف لطیف ایما کیا گیا ہے اور اس امر کو واضح کر دیا گیا ہے کہ دین الٰہی فطری ہوتا ہے لیکن کو عقل والوں کو نہیں سوجھتا۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ

کافروں کے لئے دنیوی زندگانی (چونکہ) آراستہ کیگئی ہے (اسلئے) یہ مسلمانوں

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ

سے تمسخر کرتے ہیں حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن انکے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اونچے درجہ پر ہونگے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

تفسیر اس آیت کے شانِ نزول میں مختلف روایات ہیں:۔ (۱) بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ مثلاً ابوجہل وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو مال و دولت پر نازاں تھے اور اس متاع فانی پر اترا کر فقراء اہل ایمان مثلاً عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، صہیب بلال اور خباب وغیرہ پر ہنستے تھے۔ سیوطی نے اسی کو اختیار کیا ہے گویا یہ آیت واقعہ بدر سے پہلے نازل ہوئی ہے کیونکہ بدر میں ابوجہل کا انتقال ہو گیا تھا۔ (۲) قتادہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حق میں اس آیت کا نزول ہوا یہ نافق طبقہ دنیوی عیش و عشرت کے نشہ میں سرگرداں ہو کر مفلس صحابہ سے مذاق کرتے تھے اور کہتے تھے دیکھو محمد انہیں کے ساتھ غالب ہونے کا گمان رکھتے ہیں۔ (۳) عطا کا قول ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہود جن کے مالدار علماء کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی جو فقراء مہاجرین سے استہزا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ بغیر لڑائی کے تم کو ان یہودیوں کا مال عطا کیا جائے گا۔ (معالم التنزیل)

بہرحال آیت سے عام کفار مراد ہیں جو دنیوی ثروت وجاہ اور مال و منال میں سرمست ہو کر مفلس مسلمانوں کو ستاتے اور ان پر آوازے کستے ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ توحید الٰہی رسالت محمدی قرآن اور سزا جزا وغیرہ کے منکر ہیں صرف اسی فانی زندگی کے عیش و آرام پر اپنی نظر کو مقصور رکھتے ہیں اپنے مال کو مصارف واجبی میں خرچ نہیں کرتے بلکہ وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مسلمانوں پر آوازے کستے ہیں اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں ایسے لوگوں کی دنیوی زندگی بظاہر آراستہ پیراستہ کر دی گئی ہے لیکن زوال پذیر اور قریب الانقطاع ہے اس لئے اسکو باطنی زینت حاصل نہیں ہے صرف آزمائش و امتحان ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ باطنی آراستگی کے مالک مسلمان ہیں قیامت کے دن مومنوں کے درجات بہت بڑھ چڑھ کر ہونگے اور کفار نہایت ذلت و پستی میں ہونگے۔ مسلمان دنیا میں اتقاء نفس سے گذارا کرتے ہیں لہو و لعب عیش و طرب اُن کے لئے جاذب توجہ اور دلکشی کا سامان مہیا نہیں کر سکتا یہ لوگ دنیوی جائز مال سے اگرچہ پرہیز نہیں کرتے مگر محبت مال سے ضرور سبکدوش ہوتے ہیں۔ ان کی اصلی غرض شرک و کفر سے اجتناب کرنا ہے۔ کفار کو اپنے مال و دولت پر نازاں نہ ہونا چاہئے کیونکہ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ خدا جسکو چاہتا ہے بے حساب نعمت عطا فرماتا ہے۔ دین میں تو مسلمانوں کے لئے لازوال نعمتیں مخصوص ہی ہیں لیکن

ممکن ہے کہ کافروں کا یہ سب مال مؤمنوں کی ملک میں آجائے مال دنیا تو خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

مقصود بیان:۔ دنیا کے فانی اور زائل ہونے کی طرف اشارہ اموال دنیوی اور جاہ و دولت واقعی ظاہری آراستگی اور شیطانی گمراہی کے اسباب ہیں اسکی طرف لطیف تلمیح، مسلمانوں کو تسکین وتشفی، دنیوی کامیابی اور فلاح آخرت کا وعدہ، اس امر کی صراحت کہ تمام اسباب مسبب مطلق کے ہاتھ ہیں جدہر چاہتا ہے اسباب راحت کو پھیر دیتا ہے، کسی کونادار مفلس اور فقیر جان کر مذاق کرنے کی ممانعت، اتقاء نفس کی فضیلت دنیا کی ناپائیداری کی تصویر وغیرہ۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۚ فَبَعَثَ اللّٰهُ

لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے پھر اللہ نے انبیاء

النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ

کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانیوالے بنا کر اور انکے ساتھ

مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا

سچی کتاب بھیجی تاکہ جس بات میں لوگ اختلاف کریں اسمیں خدا تعالیٰ

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ

فیصلہ کر دے اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنے پاس

اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا

کھلے کھلے احکام آنے کے بعد آپس کی ضد سے اس میں اختلاف کرنے

بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا

لگے تو اللہ نے اپنے حکم سے ایمان والوں کو وہ راہ حق دکھا دی جسمیں

فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

ان لوگوں نے اختلاف کر رکھا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے

يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

سیدھا راستہ دکھاتا ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ دنیوی مال ومتاع کو باعث فخر خیال کرنا اور موجب ہدایت جاننا غلطی ہے ہدایت اس مال پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہدایت کے تو اسباب ہی اور ہیں۔ یہاں بیان کیا جاتا ہے کہ دنیوی رزق ودروزی میں کا فرو مؤمن ہونے کو کچھ دخل نہیں دنیا کی افزودگی سے یہ سمجھ لینا کہ ہم خدا کے منظور نظر ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ابتدائے فطرت میں تو سب لوگ فطری طور پر ایک ہی خیال کے آدمی تھے خدا کی وحدانیت کے قائل تھے ہوا وہوس اور دنیوی لذائذ کو ہیچ سمجھتے تھے لیکن نسل انسانی زائد ہوئی تو لوگوں نے باہم تفرقہ شروع کر دیا حقیقی نور کم ہوتا گیا۔ لوگ طبیعت وہوس کے بندے ہو کر شرکے راستوں پر چلنے لگے اوہام پرستی شہوت رانی اور تعصب وجہالت نے ان کی عقل کو کمزور کر دیا کوئی کسی طرف جانے لگا کوئی کسی طرف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ تو خدا نے اپنے اسرار معرفت کے واقف کار لوگ بھیجے جو احکام الٰہی کو لوگوں تک پہونچا سکیں اور لوگوں کی تمام کجراہیوں کو دور کر کے عدالت کا ایک سیدھا راستہ قائم کر دیں۔ سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو خوشنودی خدا اور دائمی نجات کی خوشخبریاں دیدیں اور خلاف ورزی کرنیوالوں کو عذاب سرمدی اور قہر الٰہی سے ڈرائیں وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور خدا نے اپنا قانون عدالت بھی ان کو عطا فرمایا جو بالکل ٹھیک اور صحیح تھا نہ افراط کی جانب مائل تھا نہ تفریط کی طرف۔ بعض انبیاء کو مستقل کتاب دی بعض کو صحیفے دیے اور بعض کو گذشتہ شریعت کی تجدید کا حکم دیا۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ تاکہ ہر نبی لوگوں کے اختلافی مسائل میں کتاب آسمانی کے موافق فیصلہ کر دیا کرے اور تمام لوگ راہ راست پر آجائیں۔ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ لیکن جن پر نفسانیت اور گمراہی غالب تھی وہ کھلی کھلی آیات ودلائل دیکھنے کے باوجود صرف سرکشی اور مادی قوی کے حد اعتدال سے آگے بڑھجانے کی وجہ سے مخالف رہے اور کتاب الٰہی کے احکام وعبارت میں باہم اختلاف کرنا شروع کر دیا عبارتیں بدل ڈالیں معنی میں غلط اور رکیک تاویلیں لیں سیدھے سادے حکم کو توڑ مروڑ کر کے اپنے مطلب کے موافق بنانے کی کوشش کی۔ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ لیکن خدا نے اپنے فضل وعنایت سے اختلافی امور میں ایمانداروں کو سیدھا راستہ بتا دیا اور جو امر حق تھا اس کا انکشاف ان پر کر دیا کیونکہ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ خدا تعالیٰ مختار ہے جسکو چاہتا ہے اعتدال کا راستہ بتاتا ہے افراط وتفریط سے منع کرتا اور روکتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہی اور کجروی میں ہی چھوڑ دیتا ہے کوئی اس سے بازپرس کرنے والا نہیں۔

مقصود بیان:۔ تمام عالم میں شروع میں توحید کامل تھی لیکن

انسانوں نے اپنے ہوا وہوس اور شہوت وغضب کے ماتحت کجراہی اختیار کی۔ انسانی عقل راہ راست اور قانون عدالت تلاش کرنے سے قاصر ہے۔ ہر شخص کی رائے اور عقل جدا ہے۔ خالص عقل کا جذبات نفس سے امتیاز نا ممکن ہے اسلئے کچھ واقف اسرار بندوں کو خدا نے بھیجا جنکے دو رُخ تھے ایک روشن روحانی دوسرا تاریک مادی۔ روحانی روشن رُخ میں چونکہ فیض قدسی کے قبول کرنے کی قابلیت تھی اسلئے انہی سمت سے اُن کو قانونِ عدل ملا۔ انہوں نے اس قانونِ عدل کے موافق تاریک سمت والوں کے اختلاف مٹانے کی کوشش کی۔ اختلاف عموماً اور دینی تفرقہ خصوصاً بُری بلا ہے۔ دنیا میں گمراہی اسی اختلاف دعناد کی وجہ سے پھیلی۔ خدا نے ہر زمانہ میں اس تفرقہ حق و باطل کے دافع کرنے کے لیئے انبیاء وکتب بھیجے۔ ہادی برحق خدا ہے نہ نبی کسی کو موحد بنا سکتا ہے نہ کتاب آسمانی۔ جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت و سعادت تھی وہ تفرقہ سے کنارہ کش ہوکر راہ راست پر آگئے اور جو فطری ہوا پرست اور کج منش تھے وہ بدستور گمراہ رہے۔ وغیرہ۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

مسلمانو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ گذشتہ

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ

لوگوں کی سی حالت تمہیں پیش نہیں آئی | اُنہیں سختی بھی

الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ

پہونچی اور تکلیفیں بھی اور اُن کو جھڑ جھڑا دیا گیا یہاں تک کہ رسول

الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى

اور رسول کے ساتھ والے مومن (گھبرا کر) کہنے لگے کہ اللہ کی مدد

نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

کب ہوگی (ہم نے کہا) سنو اللہ کی مدد قریب ہی ہے

تفسیر اس آیت میں مسلمانوں کو صبر و توکل ثابت قدمی تحمل مصائب جسمانی ومالی کالیف اُٹھانے کی ترغیب اور نیز ناکامی سے بے دل نہ ہونے کی ہدایت، طلب مولا امر حق اور استحقاق آخرت کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے شان نزول دو بیان کیئے گئے ہیں۔ سدی وقتادہ کے نزدیک تو یہ آیت غزوۂ خندق کے متعلق نازل ہوئی جب کہ مسلمانوں کو مشقت وتکلیف دشمنوں کا خوف موسمی سردی تنگدستی اور اسباب معیشت کی تنگی چاروں طرف سے گھیرے ہوئی تھی اور مسلمان ہر قسم کی اذیت میں مبتلا تھے۔

شیخ ابن کثیر اور علامہ سیوطی کا مختار یہ ہے کہ جنگ احد کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ رسول پاک مع صحابہ کے جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو تشریف لائے اور کل مال و اسباب مکہ میں ہی رہ گیا جسپر کافروں نے قبضہ کرلیا تو ان کو بڑی دشواری اور تکلیف کا مقابلہ کرنا پڑا پھر یہاں بھی تنگدستی اور افلاس میں بھی اطمینان نصیب نہ ہوا مدینہ کے یہود مخالف تھے اور ہر وقت نقصان پہونچانے کے کوشاں تھے کچھ منافق تھے بظاہر دوست اور دل میں سخت ترین دشمن۔ پھر مکہ کے کفار کے حملوں کا خوف بھی قبائل عرب الگ برسر پیکار نظر آتے تھے اسوقت مسلمانوں کو تسکین واطمینان دلانے کے لئے آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ طلب حق اور استحقاق آخرت بغیر تکلیف برداشت کیئے نا ممکن ہے تم دیسے ہی ثواب آخرت اور نجات ابدی حاصل کرنی چاہتے ہو صرف ایمان لانا ہی ابدی زندگی حاصل کرنے کے لیئے کافی نہیں ہے بلکہ تم کو ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنی چاہیئے۔ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ابھی تو تم پر وہ مصائب وشدائد نہیں آئے جو گذشتہ انبیاء اور اُن کے پیروؤں پر آچکے ہیں وہ آروں سے چیرے گئے آگ میں جلائے گئے اُن کے گھر بار لوٹ لیئے گئے۔ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ۔ فقر وفاقہ افلاس و ناداری اور اُس پر جسمانی تکالیف میں وہ لوگ مبتلا ہوئے مگر راہ حق پر ثابت قدم رہے۔ وَزُلْزِلُوْا بلکہ اُن پر یہاں تک مصیبت پڑی کہ بُرا حال ہوگیا مصیبتوں نے اُن کے دل کو ہلا دیا۔ بدنی قوتوں میں لرزہ پیدا کیا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اور وہ ایسے بے قرار ہوئے کہ باوجودیکہ انبیاء کو اور اُنکے ہمراہی مسلمانوں کو امداد الٰہی کا یقین تھا لیکن اضطراری حالت میں پکار اُٹھے کہ خدا کی مدد کب آئیگی اور کب ہماری ان تکلیفوں کا خاتمہ ہوگا۔ بالآخر غیب سے اُن کو بشارت ہوئی اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ اور اُن سے کہدیا گیا کہ یقین رکھو اور متنبہ ہوجاؤ کہ مدد الٰہی اور ظفر وکامرانی عنقریب آئیگی اور ان تمام مصائب کا خاتمہ ہوجائیگا۔

مقصود بیان: مسلمانوں کو تسکین وتشفی، جہاد کرنے اور ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کی ہدایت، صبر و تحمل توکل و ثبات کوشش و جان بازی کی ترغیب۔ اس امر کی صراحت کہ بغیر تکالیف برداشت کیئے اور بلا تحمل مصائب کے عیش و راحت مل نہیں سکتی۔ یہ بھی ایک امر واضح ہوتا ہے کہ مدد الٰہی بھی اُسی شخص کے شامل حال ہوتی ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے۔ آیت سے اس بات پر بھی ایک

ضمنی استدلال ہو سکتا ہے کہ دنیا کے کل مصائب جسمانی و مالی تکالیف سب خداوند تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہیں جو مسلمانوں کا استقلال و تحمل آزمانے کے لئے کئے جاتے ہیں وغیرہ۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

(اے محمد) وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تم اُن سے کہدو کہ جو کچھ

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَ

مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کو رشتہ داروں کو یتیموں کو

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ

محتاجوں کو اور مسافروں کو دو اور تم جو کچھ نیکی

خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

کروگے اللہ اُس کو خوب جانتا ہے

تفسیر عمرو بن جموح نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ ہم کیا چیز (کار خیر میں) صرف کریں اور کس کو دیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا سوال کے دو حصے تھے ایک یہ کہ کونسی چیز صرف کریں اونٹ گائے بکری روپیہ پیسہ غلہ کپڑا۔ دوسرا حصہ یہ تھا کہ کس مصرف و محل میں خرچ کریں۔ خدا تعالیٰ نے دونوں سوالوں کا جواب آیت میں دیدیا پہلے حصہ کا ضمنی اور دوسرے کا صریحی۔

مطلب یہ ہے کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا چیز صرف کریں؟ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ تم اُن سے کہدو کہ جو فائدہ کی چیز تم صرف کرو کپڑا ہو یا غلہ یا جانور یا روپیہ پیسہ وغیرہ بہرحال جو مفید چیز ہو اور اسکو تم راہ خدا میں خرچ کرنا چاہو۔ یہ سوال کے پہلے حصہ کا ضمنی جواب ہوگیا۔ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ تو اپنے نفس و اولاد کے ضروری مصارف کے بعد والدین کو قرابتداروں کو اور ان یتیم بچوں کو جو نابالغ ہوں اور سر سے شفقت پدری کا سایہ اٹھ گیا ہو پھر اُن مسکینوں کو دو جو محتاج ہوں یا اُن کو بقدر کفایت نہ ملتا ہو پھر اُن مسافروں کو جو راہ میں خرچ ختم ہوجانے کی وجہ سے مفلس ہوگئے ہوں اگرچہ گھر پر دولتمند ہوں۔ یہ سوال کے دوسرے حصہ کا صریحی جواب ہوا۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ خلاصہ یہ کہ جو کچھ تم نیکی کروگے حلال مال راہِ خدا میں صرف کروگے خدا اُس سے بخوبی واقف ہے تمہارا دیا ہوا ضائع نہ جائیگا جزا یقینی ملیگی۔

ہدایت خاص:- یہ حکم نفل صدقات کا ہے یہاں سے شبہہ نہ کیا جائے کہ زکوٰۃ تو ماں باپ کو دینی جائز نہیں ہے پھر کس طرح والدین کو دیں۔ مطلب یہ ہے کہ خیرات کے یہ مصارف ہیں زکوٰۃ کے مصارف دوسری جگہ بیان کئے گئے ہیں۔

دو امر اور بھی آیت سے معلوم ہوگئے۔ اول یہ کہ صدقات و خیرات میں زیادہ جاذب توجہ چیز قابل مصرف و محل کا لحاظ ہے اگر صرف کی موزونیت کا لحاظ نہ کیا جائے تو خیرات ضائع یا قلیل الاجر ہوجاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ کیا چیز دینی چاہئے۔ اس کا تعین تو انسان کی ہمت وسعت پر موقوف ہے اور اس امر پر اس کا دارومدار ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کتنی ہے انسان میں جتنی وسعت ہو اور جتنی خدا سے محبت ہو اُتنا دینا چاہئے۔ ہاں مذکورہ مصارف میں صرف کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

مقصود بیان:- خیرات و صدقات کی ترغیب مستحقین کے حقوق کی ترتیب۔ مذکورہ مصارف کے علاوہ بھی ہر نفقۂ خیر کی اجازت اور ثواب کی صراحت۔ اس امر کی طرف لطیف اشارہ کہ درحقیقت قابل دریافت یہ بات ہے کہ کہاں صرف کیا جائے۔ خیرات کس کو دی جائے۔ یہ بات قابل سوال نہیں کہ کیا چیز صرف کیجائے کیونکہ یہ بات تو نہایت واضح ہے۔ وغیرہ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى

تم پر جہاد فرض کیا گیا اگرچہ وہ تم پر شاق ہے لیکن ممکن ہے کہ تم کو

اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ

ایک چیز شاق معلوم ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ

تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

کہ ایک چیز کو تم دل سے پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بُری ہو (اسکو) اللہ

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جانتا ہے تم ناواقف ہو

تفسیر گذشتہ آیت میں راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا تھا اس آیت میں جان قربان کرنے کا حکم ہوتا ہے کیونکہ قوم و ملت کا بقاء بغیر جان و مال کی قربانی کے ناممکن ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں تھے تو جنگ مدافعانہ کی بھی اجازت نہ تھی بلکہ صبر و برداشت کا حکم تھا پھر مدینہ میں تشریف لائے تو دشمنوں کی مدافعت کی اجازت ملگئی اور اجازت ہوگئی کہ جو شخص تم سے لڑے تم بھی لڑو جو شخص تم کو مارے تم بھی مارو لیکن یہ جنگ صرف دفاعی تھی اور اسکی اجازت صرف کفار کو دراز دستیاں روکنے کے لئے دی گئی تھی۔

اس حکم دفاعی کے باوجود جب کفار اپنی چیرہ دستیوں اور ظلم تعدیوں سے باز نہ آئے تو اب جہاد کا حکم دیا جاتا ہے اور مدافعت کفار فرض کیجاتی ہے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ تم پر دشمنوں سے لڑنا اور انکی مدافعت کرنا واجب کردیا گیا ہے۔ اگرچہ جہاد کا حکم تم کو ناگوار ہوگا کیونکہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھنا اعداء دین کو قتل کرنا اگرچہ وہ قرابتدار اور رشتہ دار ہوں بہت سخت کام ہے گھر میں بیٹھنا اہل وعیال کے ساتھ معاشرت رکھنی امن چین اور راحت و آرام سے رہنا اگرچہ ہر شخص کو طبعی طور پر مرغوب ہوتا ہے اور اسکے مقابلہ میں جفاکشی تحمل مصائب جان و مال کی قربانی شاق ہوتی ہے لیکن وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ یہ ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے کہ بعض چیزیں انسان کی طبیعت کو شاق گذرتی ہیں اور واقع میں وہ اسکے لیے مفید ہوتی ہیں کون شخص چاہتا ہے کہ اہل وعیال وطن و قوم عزیز و اقربا دولت و مال عیش و آرام کو چھوڑ کر خانہ بدوش ہوکر دھوپ اور ریگستان میں سفر کرے جان کو ہتھیلی پر رکھکر دشمنوں کا مقابلہ کرے۔ آسائش چھوڑ کر جفاکشی اور راحت چھوڑ کر مالی و بدنی مصائب برداشت کرے لیکن اس جفاکشی اور تحمل مصائب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے قوم و ملک کی آزادی شیرازۂ ملت کی بندش توحید الٰہی کا اعلان مال و دولت اور عزت وجاہ کا حصول عزت وحریت کا بقاء دشمنوں پر غلبہ اور خصوصًا ثواب اُخروی اور رضی الٰہی کی تحصیل۔ لہذا چونکہ ایثار وجانبازی کے نتائج عمدہ ہیں اسلئے ان نتائج کا سبب بھی قابل عمل ہے۔ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور یہ بھی ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے کہ بعض چیزیں انسان کو فطرتًا مرغوب ہوتی ہیں ہر شخص کا میلان طبع اُن کی جانب ہوتا ہے لیکن واقع میں وہ ضرررساں اور نقصان دہ ہوتی ہیں۔ ہر شخص فطری طور پر چاہتا ہے کہ بیوی بچوں کے ساتھ نہایت امن چین کے ساتھ رہے نہ سفر کی تکلیف نہ مال کی بربادی نہ فکر خاطر نہ دشمنوں کے مقابلہ میں جان کا خطرہ نہ دھوپ ولو کی برداشت کرنے کی ضرورت لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے قوم وملت کی غلامی شیرازۂ ملک کا انتشار شرک وکفر فتنہ وفساد ظلم وجور کی اشاعت۔ ذلت وغلامی۔ دشمنوں کا غلبہ افلاس ونکبت کا حصول عزت وجاہ کی تباہی اور بالآخر عذاب الٰہی اور غضب خداوندی کا نزول۔ لہذا چونکہ بزدلی جبن اور آرام طلبی کے نتائج برے ہیں اسلئے ان نتائج کے اسباب بھی واجب الترک ہیں لیکن وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؀ یہ تمام مصالح واسباب ومسببات کی ترتیب حکم جہاد کی حکمت اور مدافعت اعداء کا فائدہ خدا ہی جانتا ہے انسان کو اس کا صحیح علم نہیں اسلئے مفید کو مضر اور مضر کو مفید سمجھنے لگتا ہے۔

مقصود بیان: ۔ قومی وطنی اور ملی شیرازہ بندی کا حکم جفاکشی مالی ایثار اور جانی قربانی کی ہدایت۔ اس بات کا پُرزور اعلان کہ فتنہ و فساد اور ظلم وشرک کی بیخ کنی ہر مسلمان کا فرض ہے تاکہ خدا کا بول بالا ہو قوم وملک دشمنوں کے پنجہ سے آزاد رہے مسلمانوں کو عزت اور غلبہ حاصل ہو۔ آیت میں بزدلی آرام طلبی اور کاہلی کی ضمنی ممانعت ہے۔ مصائب کے تحمل اور تکالیف کی برداشت کرنے کی ہدایت ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہوا وہوس اور مادی قوتوں کا اقتضاء پورا کرنے سے بالآخر انفرادی تباہی قومی بربادی ملی و وطنی غلامی اور جمہوری و شخصی ذلت اور افلاس نکبت کا حصول لازمی ہے وغیرہ۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ

(اے محمدؐ) تم سے ماہ حرام میں لڑنے کا حکم دریافت کرتے ہیں

قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ

تم کہدو کہ اسمیں لڑنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ سے روکنا

اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَا

اور اُسکو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور اُسکے رہنے والوں کو

جُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَ

نکالدینا اللہ کے نزدیک اُس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فساد تو قتل سے بھی

رُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى یَرُ

سخت ہے اور وہ تم سے برابر لڑتے رہینگے یہاں تک کہ اگر انکا بس

دُّوْكُمْ عَنْ دِیْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْ

چلے تو تمکو تمہارے دین سے پھیر دیں اور تم میں سے جو شخص اپ

تَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَ

نے دین سے مرتد ہوجائیگا اور کفر کی حالت میں ہی مرجائیگا تو ایسے لوگ

اُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

دنیا و دین میں اعمال اکارت جائیں گے

وَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُ

یہی لوگ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

تفسیر حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک بار حضو

علیہ وسلم نے صحابہ کا کچھ تھوڑا سا فوجی دستہ حضرت عبداللہ بن جحش کی زیر کمانڈ بطن نخلہ کیطرف روانہ کیا۔ راستہ میں قریش کے ایک قافلہ سے جو طائف سے آرہا تھا ان کا مقابلہ ہوگیا۔ لڑائی میں مسلمانوں نے عمر حضرمی کو مار ڈالا لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ ماہ رجب کا چاند دیکھا گیا اور صحابہ اسکو جمادی الثانی کی ۳۰ تاریخ سمجھے تھے۔ غرض اسپر کفار نے طعن شروع کیا کہ دیکھو محمد قابلِ احترام مہینوں میں لڑائی کرنے کی اپنے ساتھیوں کو اجازت دیتے ہیں اور ماہِ حرام کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ مسلمانوں نے حضورِ اقدس ﷺ سے ان چاروں محترم مہینوں میں جہاد کرنے کا حکم دریافت کیا اُسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ لوگ آپ سے ماہہائے حرام میں لڑنے اور جہاد کرنے کا حکم دریافت کرتے ہیں کہ کیا ان مہینوں میں جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ۔ آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ اگرچہ ان مہینوں میں لڑائی کرنی بری بات ہے وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لیکن راہِ خدا سے لوگوں کو روکنا ایسی تدبیریں کرنی کہ لوگ اسلام نہ لائیں اور تبلیغ ایمان نہ کرسکیں وَكُفْرٌ بِهٖ اور دینِ الٰہی کا انکار کرنا خدا اور رسول یا اسلام کے اصولی احکام کو نہ ماننا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور کعبہ کے حج یا عمرہ سے یا اُس میں اور عبادت وغیرہ سے خدا کے پاک بندوں کو روکنا۔ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اور جو لوگ کعبہ کے واقعی مستحق ہیں اور وہاں کے رہنے والے ہیں اُن کو نکال کر شہر بدر کردینا جیسا کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک ماہ حرام میں قتال کرنے سے زیادہ سخت ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اگر بھول کر یا دھوکہ سے ماہ حرام میں قتال کیا تو تم نے طعنے دینے شروع کردیے۔ ماہ حرام میں قتال کرنا بالفرض اگر گناہ بھی ہو تب بھی یہ گناہ اُس سے زیادہ سخت ہے کہ لوگوں کو راہِ خدا سے روکو مسجد الحرام سے روکو حج وعمرہ اور نماز طواف وغیرہ نہ ادا کرنے دو۔ دینِ الٰہی کا انکار کرو اور جو لوگ مسجد الحرام میں عبادت کرنے کے مستحق ہیں اُن کو مکہ سے نکال دو کہ مجبور ہوکر وہ ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں گویا کافروں اور مسلمانوں کے فعل میں دو طرح سے فرق ہے اول تو یہ کہ لشکرِ اسلام کا یہ فعل عمداً نہ تھا صرف اشتباہِ تاریخ کی وجہ سے ایسا ہوگیا تھا اور کفار کے مذکورہ بالا تمام افعال قصداً اور بالارادہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ ماہ حرام میں قتال کرنا بہت خفیف بات ہے اور مذکورہ بالا امور نہایت سخت ہیں لہذا جو شخص شدید معاصی کا مرتکب ہو وہ کیونکر ایسے شخص کو طعن کرسکتا ہے جو نادانستہ کوئی خفیف ترین حرکت کر بیٹھا ہو۔ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ اور شرک کرنا ملک میں فتنہ وفساد مچانا اور مومنوں کو ستانا تو ماہ حرام میں جنگ کرنے سے بہت زیادہ سخت چیز ہے۔ یہ مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جب کفار نے ان مہینوں کا احترام نہ کیا ان مہینوں میں تم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں عمرہ نہ کرنے دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دینِ اسلام سے انحراف کیا تو اگر تم عوض لینے کے لئے اس مہینہ میں قتال کرو بھی تو کیا گناہ ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا تم کو ہرگز یہ شبہ نہ چاہیئے کہ ہم نے ماہ حرام میں کفار سے جنگ کی خدا جانے یہ کتنا بڑا جرم ہے کیونکہ یہ کفار تمہارے دین کے دشمن ہیں جبتک ان کا بس چلیگا تم کو دینِ اسلام سے پھیرنے کے لئے تم سے برابر لڑتے رہینگے لہذا تم بھی ان کو مارو اور اپنے دین پر قائم رہو کافروں کے فریب میں نہ آؤ۔ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص بھی اپنے دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی حالت پر مریگا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کافر ہو جائیگا اور اسی حالت کفر پر اُس کا انتقال ہو جائیگا تو اُس کا گذشتہ کیا کرایا سب نیا میٹ ہو جائیگا۔ دنیا میں بھی اُس کے اعمال کی پاداش یعنی فتح ونصرت وغیرہ اُسکو نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی اُسکی سزا جہنم ہوگی جہاں داخل ہونے کے بعد پھر کبھی چھٹکارا نہ ملیگا۔

مقصودِ بیان: ۔ ماہ حرام میں جنگ دفاعی جائز ہے شرک و کفر فتنہ وفساد فرائض الٰہی یا واجبات شرعی کی ادائیگی سے بندش۔ ماہ حرام میں قتال کرنے سے بہت زیادہ بدتر ہے۔ معابد ومساجد سے کسی مسلمان کو ادائے فریضہ یا عبادتِ الٰہی یا کوئی اور عمل خیر کرنے سے نہ روکنا چاہئے۔ تبلیغ اسلامی میں رکاوٹیں پیدا کرنی یا مسلمانوں کو کفر کی طرف مائل کرنا بد ترین جرم ہے۔ مرتد کے وہ تمام نیک اعمال جو حالتِ ارتداد سے قبل اُس نے کئے برباد جاتے ہیں اُن کی جزا نہ ملیگی۔ مرتد نجاتِ اخروی سے ہمیشہ کے لئے اُسوقت محروم ہوسکتا ہے جبکہ کفر کی حالت پر مرا ہو (اگر مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہوگیا تو ایسے شخص کے قبول اسلام میں علماء کا اختلاف ہے) جہاد درحقیقت جنگ دفاعی یا اعلاءِ کلمۃ اللہ کرنے کے لئے لڑنے کا نام ہے نہ کہ زبردستی لوگوں کو پکڑ کر مسلمان بنانے کا۔ وغیرہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	
جو لوگ ایمان لائے	اور جنہوں نے ہجرت کی

وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ	
اور راہِ خدا میں جہاد کیا	وہی اللہ کی رحمت کے

رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

امیدوار ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے

تفسیر طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب گذشتہ آیات میں عبداللہ بن جحش اور اُنکے ہمراہیوں کے متعلق صراحۃً بیان کر دیا گیا کہ یہ لوگ ملزم نہیں ہیں اور ان حضرات کو گناہگاری کی فکر نہ رہی تو اُس وقت ان کو ثواب کی امید ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اب کیا ہم اس بات کی طمع رکھیں کہ یہ لڑائی ہمارے لئے ایک غزوہ ہوگی اور جہاد کرنے والوں کا ثواب ہم کو ملیگا اسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ عموماً مومنین اور خصوصًا وہ لوگ جنہوں نے راہِ خدا میں ترک وطن کیا تمام گناہوں کو چھوڑا۔ نیز وہ لوگ جنہوں نے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جانی و مالی قربانیاں کیں اور جہاد کیا یہی لوگ واقعی طور پر رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں اور ان کو رحمت کا امیدوار ہونا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے جو غلطی ان سے ہوگئی ہوگی وہ معاف فرمائیگا اور اپنی رحمت سے ان کو جزا عطا فرمائے گا۔

مقصود بیان:۔ مومنوں کو عموماً اور اُن لوگوں کو خصوصًا ثواب کا امیدوار کرنا جنہوں نے رضاءِ مولا کے لئے گھر بار مال متاع اور تمام ناجائز خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کی۔ راہ خدا میں تن من دھن نثار کر دیا اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی ہر امکانی کوشش کی۔ آیت میں نفسانی خواہشات کے ترک کرنے کی جانب ایما ہے۔ اور جہاد مالی بدنی قلمی بلکہ حمایتِ اسلام کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کی طرف ضمنی اشارہ ہے۔ وغیرہ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ

(اے محمد) تم سے شراب اور جوے کا حکم پوچھتے ہیں تم کہدو

فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَ

کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں مگر

اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ

ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے

تفسیر پہلے خدا تعالیٰ نے دو امور بیان کئے تھے جن سے شیرازۂ ملی و قومی منتشر ہو جاتا ہے اب دو امور بیان کئے جاتے ہیں جن کے ارتکاب سے قومی و ملکی بربادی

لازم آتی ہے۔

حضرت عمر فاروق، معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ شراب سے تو عقل جاتی رہتی ہے اور قمار سے مال برباد ہوتا ہے ہم کو ان کے متعلق حکم دیجئے کہ کیا کریں اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

عرب میں شراب نوشی اور قمار بازی کا مدت سے دستور تھا اور اہل عرب ان دونوں چیزوں کے عموماً بہت زیادہ دلدادہ تھے۔ کل جزیرۂ عرب میں چند افراد ہی اس سے محفوظ رہے ہونگے جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما رہے صحابہ بدستور اپنے قدیمی خو بو پر قائم رہے جب سرکار مدینہ تشریف لائے تو بتدریج شراب اور جوے کی ممانعت ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی اور قمار و شراب کی اس آیت میں کچھ مضرت ظاہر کر کے مسلمانوں کی طبیعت کو عادت طبعی سے جو طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی پھیرنے کی کوشش کی لیکن اس آیت سے ان چیزوں کی حرمت کی وضاحت نہ ہوئی۔ صحابہ برابر ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے رہے لیکن پہلے کی بہ نسبت ضرور ان کے استعمال میں کمی آگئی۔ اسکے بعد آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نازل ہوئی اور مسلمانوں کو شراب پی کر نماز کو کھڑے ہونے کی ممانعت کر دی گئی پھر کچھ دنوں بعد آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الخ سے دونوں چیزوں کی حرمت واضح طور پر کر دی گئی اور اس تدریجی ممانعت سے اہل عرب نے مالوفِ طبعی کو ترک کیا۔

حاصلِ ارشاد یہ ہے کہ اہل عرب آپ سے شراب اور جوے کی حلت و حرمت کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ آیا یہ چیزیں جائز ہیں یا ناجائز۔ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ تو آپ ان سے کہدیجئے کہ ان دونوں چیزوں کے ارتکاب میں بڑا گناہ ہے اور منافع بہت تھوڑے ہیں صرف تجارتی یا تعلیقی موہومی فوائد ہیں۔ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ مگر ان کا گناہ اور مضرت نفع کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔ شراب سے عقل اور صحت برباد ہو جاتی ہے نسل انسانی کی افزائش میں کمی آ جاتی ہے حواس میں بلادت دماغ میں تاریکی اور نور روحانی میں سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔ قمار سے مال برباد ہوتا ہے اقتصادیات اور معیشت انسانی پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وبال آخرت گردن پر سوار رہتا ہے۔

مقصود بیان:۔ شراب اور جوے کے تجارتی اور ذوقی منافع کی طرف صراحت نا ایما۔ اور اس بات کا اظہار کہ ان چیزوں میں بھی کچھ نہ کچھ منافع ضرور ہیں مثلاً شراب نوشی سے کچھ دیر کے لئے

سرور و فرحت اور ازالۂ افکار حاصل ہو جاتا ہے۔ جوا کھیلنے سے بھی تفریح طبعی اور کبھی کبھی مال کا بھی حصول ہو جاتا ہے لیکن انکی مضرت اس نفع کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔ بعض لوگ منافع من نفعهما سے استدلال کرتے ہیں کہ نص قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب میں کچھ صحت جسمانی کا فائدہ موجود ہے حالانکہ یہ غلط ہے هما کی ضمیر اس مفہوم پر دلالت نہیں کرتی اہل عربیت اور قواعد داں طبقہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

اور تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تم کہہ دو جو کچھ حاجت سے بچے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

اسی طرح اللہ تم سے صاف صاف حکم بیان کرتا ہے تاکہ

تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

دنیا اور دین کے متعلق تم غور کرو

تفسیر ایک بار حضرت معاذ بن جبل رضؓ اور حضرت ثعلبہ رضؓ نے حضور گرامی کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس غلام بھی ہیں مویشی بھی ہیں نقد مال بھی ہے روپیہ پیسہ وغیرہ سب کچھ موجود ہے اور خدا تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے یہ فرمایئے کہ ہم کیا چیز صرف کریں؟ اُسوقت یہ آیت اتری ارشاد ہوتا ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۔ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ مویشی دیں روپیہ پیسہ دیں باندی غلام دیں کیا دیں اور کتنا دیں؟ قُلِ الْعَفْوَ۔ آپ اُن سے کہدیجے کہ جو چیز بھی تمہاری ضروریات سے زائد ہو تمہارے حوائج اور مصارف اور لوازم زندگی سے بچے اُسکو خیرات کردو۔ اور قدر ضرورت سے زائد نہ رکھو لیکن ایسا بھی نہ کرو کہ اپنی ضرورت کی چیز بھی دے ڈالو اور پھر دوسروں کے دست نگر بن جاؤ۔

تفسیر مدارک وزاہدی وغیرہ میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہر مسلمان اپنی ضرورت سے زائد چیز خیرات کر دیا کرتا تھا۔ کاشتکار صرف اتنا غلہ رکھتا تھا کہ ایک سال کے لئے کافی ہو جائے اور باقی دے ڈالتا تھا اور پیشہ ور لوگ صرف قوت یومیہ رکھ لیتے تھے اور باقی خیرات کر دیا کرتے تھے لیکن جب آیت زکوٰۃ نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا ابن عباس رضؓ سے بھی یہی مروی ہے کہ آیت زکوٰۃ سے یہ حکم منسوخ ہو گیا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ یعنی یہ حکمت آمیز حکم خدا تعالیٰ نے تم کو دیا ہے تاکہ اسلام میں قوت اخوت و مساوات کا مظاہرہ ہو۔ احکام الٰہی کی اشاعت اور دین میں لوگوں کو استقامت حاصل ہو۔ تم کسی کے دست نگر بھی نہ ہو۔ سوال کی ذلت بھی نہ اٹھانی پڑے اور برادران اسلام کی امداد و غمخواری بھی ہو جائے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ فانی اور زوال پذیر مال جو دنیا میں کسی طرح تمہارے پاس ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتا تھا آخرت میں تمہارے لئے جمع ہو جائے) خدا تعالیٰ ایسے ہی پُر مصلحت اور حکمت آمیز احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ دنیا و آخرت پر غور کرنے کا تم کو موقع ملے اور تم غور کر سکو کہ دنیا فانی ہے زوال پذیر ہے اور آخرت باقی ہے دنیا کا کوئی حصہ درخور اعتنا نہیں۔ اسکے کسی مال کی طرف میلان طبع اور دلبستگی نہ ہونی چاہیئے۔ ہاں بقدر ضرورت مال لازم ہے تاکہ اپنے اسلام میں بھی ضعف نہ ہو ذلت سے بھی ہمکنار ہونا نہ پڑے اور مسلمان بھائیوں کی بھی پوری پوری ہمدردی ہو جائے۔

مقصود بیان: اخوت اسلامیہ، اتحاد بین المسلمین، اور مساوات انسانیہ کا کامل ترین مظاہرہ۔ اپنے لازمی ضروریات کی موجودگی میں دوسروں کو دینے کیطرف ایمار بشرطیکہ دینے کے بعد پچھتانا یا ذلت اٹھانی نہ پڑتی ہو۔ احکام اسلامی کے حکمت آمیز اور پُر مصلحت ہونے کی صراحت۔ دنیوی اور دینی احکام میں غور کرنے اور سوچنے کی دعوت۔ وغیرہ۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ

اور تم سے یتیموں کی بابت دریافت کرتے ہیں تم کہدو کہ اُنکی بھلائی

لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ

کا کام کرنا بہتر ہے اور اگر تم (کھانے پینے میں) اُنکو اپنے ساتھ شریک رکھو تو وہ تمہارے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ

بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون بگاڑتا اور کون سنوارتا ہے اور اگر اللہ

اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈالدیتا بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر جب آیت ولا تقربوا مال الیتیم نازل ہوئی اور یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت ہو گئی تو جو لوگ یتیموں کی کفالت اور سرپرستی کیا کرتے تھے اُن کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ خوف کے مارے انہوں نے یتیموں کا مال اُن کی تجارت اور کھانا پینا سب کچھ علٰحدہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان یتیم بچوں نے جو کچھ کھایا

کھایا۔ باقی سڑ گیا یہ بات بھی بڑی تکلیف دہ ثابت ہوئی اُدھر یتیموں کا تجارتی نقصان ہونے لگا تو مجبوراً اصحابہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یتیموں کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ اور علیحدہ کھانا پینا کرنے میں بہت دقت ہے ہم کیا کریں اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں اور یتیموں کے متعلق استفسار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یتیموں کا مال اگر ہماری غذا میں مل جائے اور ہم اُسکو کھالیں تو وہ موجب عذاب ہے اُن کو ساتھ ملا کر کھلانے سے گناہ گار ہوتے ہیں یتیموں کا مال اپنے مال سے جدا کر کے الگ اُنکے واسطے کھانا تیار کراتے ہیں تو دشواری پیش آتی ہے اور یتیموں کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ آپ اُن سے کہدیجے کہ یتیموں کی خیر خواہی مدنظر ہے اُن کی اصلاح بہتر ہے خواہ اصلاح مالی ہو یا تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ہو بہرحال اُنکی بہتری اور فلاح ہو تو اُن کے لئے بھی بہتر ہے اور تمہارے لئے بھی۔ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ لہذا اگر تم اُنکو اپنے ساتھ ملا لو خواہ اس صورت سے کہ اُن کا کھانا پینا اپنے ساتھ کر لو یا اُنکے تجارتی مال کو اپنے تجارتی مال کے ساتھ ملا کر تجارت کرو یا آپس میں ہی نکاح بیاہ کر لو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں واجب الرحم ہیں بھائی کا بھائی پر حق ہوتا ہے لہذا تم پر حق ہے کہ اُن کی خیر طلبی کرو لیکن بدنیتی کو دخل نہ دو اُن کے مال کو غبن نہ کرو نہ اُن کے مال سے خود فائدہ اٹھانے کا لالچ کرو کیونکہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ خدا تعالیٰ بدنیت اور نیک نیت کو خوب جانتا ہے اُسکو علم ہے کہ کون یتیم کا خیر خواہ اور کون بدخواہ ہے اور یہ تو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے آسانی کر دی ورنہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اگر خدا چاہتا تو تم کو دشواری میں بھی چھوڑ سکتا تھا اور وہی سخت حکم جاری رکھتا کہ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ اُس کا کھانا پینا اور تجارتی کاروبار وغیرہ سب علیحدہ رکھو مگر خدا تعالیٰ غالب ہے اُسکے احاطۂ قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں اور اُس کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے اسلئے اُس نے تمہاری سہولت کے لئے یہ حکم دیدیا۔

مقصود بیان: یتیم کی بہبودی اور خیر خواہی کی تعلیم۔ یتیم کے منافع کے لئے اُس کے مال سے جو مصارف کئے جائیں اُن کا جواز۔ اخوت اسلامی کا اظہار۔ اخوت و مساوات کا واسطہ دیکر رحم کرنے کی ہدایت۔ نیک نیتی کے ساتھ یتیم کی تعلیم و تربیت یا زیادتی مال کے واسطے اُس کے مال میں تصرف کرنے کی اجازت۔ اس امر کی صراحت کہ خدا عالم الغیب ہے نیک نیت اور بدنیت سے واقف ہے۔ اس بات کی تصریح کہ خدا تعالیٰ نے احکام اسلامی میں سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا ہے

اس امر کی طرف بھی آیت میں ایما ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سخت ترین احکام بھی نازل فرماتا تب بھی اُسکو ظالم و جابر نہیں کہا جا سکتا۔ وغیرہ۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ مشرک

مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

عورت اگرچہ تم کو اچھی معلوم ہو مگر اُس سے ایک مومن باندی بہرحال بہتر ہے

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ

اور مشرکوں کے ساتھ نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ مشرک مرد

مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ

اگرچہ تم کو اچھا معلوم ہو مگر ایک مومن غلام بہرحال اُس سے بہتر ہے

اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

وہ (مشرک) تم کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی عنایت سے

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ

جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے

اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

کھول کھول کر احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

تفسیر عناق نامی ایک عورت نہایت حسینہ جمیلہ تھی بہت سے لوگ اُس سے نکاح کرنے کے آرزومند تھے مگر اُس نے کسی سے نکاح کا اقرار نہ کیا۔ ایک صحابی ابن ابی مرثد غنوی تھے اُن سے نکاح کرنے پر وہ رضامند ہو گئی۔ چونکہ عناق ایمان نہ لائی تھی اور حالت شرک پر تھی اسلئے ابن ابی مرثد نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت طلب کی تو یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

حاصل مطلب یہ ہے کہ جب تک شرک پرست عورتیں مسلمان نہ ہو جائیں تم اُن سے نکاح نہ کرو ہاں اگر مسلمان ہو جائیں تو خیر۔ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنی مسلمان سیاہ فام باندی کو غصہ کی حالت میں کسی حرکت پر مار دیا۔ جب غصہ فرو ہوا تو اس نازیبا حرکت

پر بہت نادم ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی اسکی تلافی یہ ہو سکتی ہے کہ اسکو آزاد کر کے نکاح میں لے آؤں۔ غرض حضور کے مشورے سے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ لوگوں نے طعنے دینے شروع کئے کہ باندی سے نکاح کر لیا اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ مشرک عورت اگرچہ تمہاری دلکشی کے سامان کی حامل ہو حسین ہو جمیل ہو اسکی صورت وغیرہ تمہارے لئے جاذب نظر اور دل نشین ہو لیکن اس سے حقیر سی مسلمان باندی بہتر ہے پھر باندی سے نکاح پر طعنے دینے اور مشرک عورتوں سے نکاح کرنا یہ کیا حماقت ہے۔ صحیحین میں بروایت حضرت ابو ہریرہ منقول ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ مال۔ جمال۔ شرافت نسبی اور دینداری تم کو دیندار عورت کی جستجو کرنی چاہئے۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔ یہ گذشتہ حکم کا تتمہ ہے پہلے مشرک عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت تھی اس آیت میں مشرک مردوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح ناجائز قرار دیا۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ یعنی مشرک مردوں کا مال جمال وجاہت وحکومت خواہ کتنی ہی جاذب توجہ ہو لیکن ان سے بہتر ایک معمولی مسلمان غلام ہے لہذا مشرکوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح نہ کرو۔

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ۔ یہ سابق حکم کی علت ہے یعنی مسلمان باندی حسین وجمیل دولتمند مشرک عورت سے بہتر ہے اور مسلمان ادنیٰ غلام بڑے دولتمند صاحب وجاہت کافر سے بہتر ہے کیونکہ کافر انسان کو خدا کی نافرمانی سرکشی اور گناہ کی دعوت دیتے ہیں جسکا نتیجہ دوزخ ہے۔ حاصل دلیل یہ ہوا کہ مشرکوں سے رابطہ نکاح نہ پیدا کرو کیونکہ اس قسم کے نکاح سے دین و دنیا دونوں برباد ہو جائیں گے۔ معاش و معاد میں خلل پڑیگا۔ زن و شوہر کا ایک نازک معاملہ ہوتا ہے اگر اختلاف مذہب کی وجہ سے محبت باہم نہ ہوئی تو لطف زندگی ختم ہو گیا اور محبت ہوئی تو کافر کے رسوم کفر اور لوازم شرک سے چشم پوشی کرنی پڑیگی جس سے دین برباد ہو جائیگا کوئی مسلمان اپنے گھر میں غیر اللہ کی پرستش کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ یعنی کفار تم کو دوزخ میں جانے کی دعوت دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے تم کو جنت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم ایسے اعمال و اسباب اختیار کرو جس سے تمہاری مغفرت ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جاؤ اسی لئے اس نے اپنے رسول کے اتباع کا حکم دیا اور قانون عدل نازل فرمایا۔ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ اور لوگوں کے سامنے اپنے احکام اور قوانین کھول کر خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے تاکہ لوگ ان کی حکمت و مصلحت پر غور کر کے نصیحت حاصل کریں اور نعمت ایمان کی قدر کریں اور سب کے سب قانون شریعت کے پابند ہو جائیں۔

مقصود بیان:۔ بت پرستوں اور مسلمانوں کے درمیان سلسلۂ نکاح جاری کرنے کی بندش۔ حسن و جمال مال و منال عزت و حکومت کے مقابلہ میں دینداری اور صلاح اعمال کی ترجیح اور اس بات کی صراحت کہ کافر کیسے ہی دولتمند ہوں یا صرف لوازاور دلکش حسن رکھتے ہوں کیسی ہی ان کو دنیوی عزت حکومت اور وجاہت حاصل ہو لیکن فقیر ترین مومن کے ایمان کے مقابل نہیں ہو سکتے آیت میں ایما آمیز ایک صراحت یہ بھی ہے کہ اگر سلسلۂ نکاح مسلمان کا کافر کے ساتھ قائم ہو گیا تو نظام امن میں فساد لازم آئے گا کسی طرح ایک کو دوسرے سے وابستگی نہیں ہو سکتی جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان کو کافر سے یا تو کنارہ کش ہونا پڑیگا یا اس کے ساتھ جہنم میں جانا پڑے گا۔ احکام شریعت کے حسن و مصلحت پر غور کرنے کی دعوت بھی دی گئی ہے تاکہ بصیرت کوش طبقہ اسرار احکام سے واقف ہو اور غور کرے کہ کوئی شرعی حکم خلاف عقل و فطرت نہیں ہر حکم میں بلاد و عباد کی اصلاح مضمر ہے اور ہر قانون شرع سے فتنہ و فساد کی بیخ کنی مقصود ہے۔ وغیرہ۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى

اور تم سے حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں تم کہدو یہ گندگی ہے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ

لہذا حالت حیض میں عورتوں (کی قربت) سے علیحدہ رہو اور تا وقتیکہ وہ

حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت نہ کرو جب وہ خوب پاک ہو جائیں تو جدھر سے

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اللہ نے تم کو اجازت دی ہے انکے پاس جاؤ بیشک اللہ توبہ کرنیوالوں کو

التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

دوست رکھتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

تفسیر

حائضہ عورتوں کے متعلق اہل کتاب نے بہت افراط و تفریط سے کام لیا تھا۔ اسلام نے جہاں دنیا کے سامنے دیگر قوانین اعتدال پیش کئے وہاں اس معاملہ میں بھی راہ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کی۔ یہود میں اس درجہ افراط تھا کہ اپنی حائضہ عورتوں سے بالکل جدا ہو جاتے تھے نہ اُن کے ساتھ کھاتے پیتے تھے نہ اُن سے بات کرتے تھے نہ پاس بیٹھتے بلکہ اُن کو بالکل علیحدہ مکان میں رکھتے تھے اور کسی قسم کا تعلق اُن سے نہ رکھتے تھے۔ انکے برخلاف عیسائی بہت ہی تفریط کرتے حائضہ عورتوں سے علاوہ اختلاط و اشتراک نشست و برخاست اور قیام و طعام کے کبھی کبھی قربت سے بھی نہ چوکتے تھے۔ جب ان دونوں فرقوں میں مباحثہ ہوا تو حضرت ثابت بن دحداح نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ یہودی اور عیسائی تو ایسا کرتے ہیں ہم حیض کی حالت میں اپنی عورتوں سے کیا معاملہ کریں اسلامی حکم سے ہمکو مطلع فرمائیے اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ نے اعتزال کے ظاہری معنی لئے اور حائضہ عورتوں کو بالکل علیحدہ کر کے اپنی کوٹھری سے باہر کر دیتے تھے لیکن اسمیں بڑی دقت و تکلیف برداشت کرنی پڑی اسلئے چند اعرابیوں نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ سردی بہت سخت ہے اور کپڑے ہمارے پاس کم ہیں اگر ہم حائضہ عورتوں کو کپڑے دیتے ہیں تو باقی گھر والے مرے جاتے ہیں اور گھر والوں کو دیتے ہیں تو حائضہ کی ہلاکت کا اندیشہ ہے کیا کیا جائے؟ ارشاد فرمایا تم کو تو صرف جماع سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ حالت حیض میں عورتوں سے کیا معاملہ کریں اُنکے ساتھ رہیں یا نہ رہیں قربت کریں یا نہ کریں؟ قُلْ هُوَ اَذًى۔ آپ اُن سے کہدیجے کہ حیض ایک گندگی ناپاکی ہے یعنی اس میں قربت کرنی طہارت و پاکیزگی کے خلاف ہے پھر ایذاء دماغی و نفسانی کے علاوہ اسمیں جسمانی ایذا بھی ہے طرح طرح کی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ۔ لہذا حالت حیض میں عورتوں کو علیحدہ کر دو اُن سے قربت نہ کرو یعنی سونا کھانا پینا رہنا سہنا اُن کے ساتھ ممنوع نہیں صرف جماع و قربت سے پرہیز رکھو۔ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں غسل نہ کرلیں یا مدت غسل تک نہ پہونچ جائیں اُس وقت تک اُن سے قربت نہ کرو جماع کرنے سے پرہیز رکھو۔ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔ جب عورتیں بالکل پاک ہو جائیں غسل کرلیں تو حکم الٰہی کے موافق اُن سے برمحل قربت کرو خلاف محل قربت کا ارتکاب نہ کرو۔ اور قربت میں اسی امر کو ملحوظ رکھو جس کا خدا تعالیٰ حکم دے چکا ہے یعنی طلب نسل و اولاد یعنی جماع کو صرف شہوت رانی کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ اصلی مقصود کو پیش نظر رکھو۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی تم کو حالت حیض کے علاوہ طہارت کی صورت میں ہر طرح لطف اندوز ہونے کا اختیار ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شہوت نفسانی میں انہماک تمہارے لئے جائز ہے ایسا نہ کیا کرو کہ لذات کے حصول میں ہر وقت غرق رہو اور پاکی ناپاکی کی بھی پروا نہ کرو بلکہ خدا کی طرف بھی رجوع کرو جماع کو نفسانی اقتضا کا آلہ اور شہوت پرستی کا ذریعہ نہ بناؤ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی لوگ پسندیدہ ہیں جو اُسکی طرف رجوع کرنیوالے اور طہارت نفس میں پاکیزگی جسم اور پاکیزگی روح دونوں کے خوگر ہیں۔

مقصود بیان:۔ راہ اعتدال اختیار کرنے کی ہدایت اور افراط و تفریط سے بازداشت۔ لواطت کی حرمت۔ اس امر کی صراحت کہ جواز جماع سے مقصود طلب اولاد اور افزائش نسل انسان ہے۔ طہارت نفسانی و جسمانی حاصل کرنے کی طرف لطیف ترغیب۔ اس طرف ایک نازک ترین اشارہ کہ قوانین اسلام میں جسطرح صفائی روحانی اور اصلاح باطنی کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح ظاہری اخلاق کی درستگی اور جسمانی صحت پر بھی نظر رکھی گئی ہے کوئی قانون ایسا نہیں پیش کیا گیا جو روحانی اصول و آداب کے خلاف ہو یا جسمانی حفظان صحت کے قواعد کے مخالف ہو۔ اقتضاء مادی کو پورا کرنا اگرچہ جائز رکھا گیا ہے لیکن آیت میں صراحت کر دی گئی کہ اس میں بھی رجوع الی اللہ طہارت نفس اور صفاء روح کا لحاظ رہے اور ان لذائذ میں سرتاپا غرق ہو کر صحت بدن اور نیز روح کو فنا نہ کر دیا جائے۔ وغیرہ۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى

تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طریقہ سے

شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

چاہو جاؤ اور اپنے لئے پیش خیمہ بھیجدو اور اللہ سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جانے رہو کہ تم کو اُس سے ضرور ملنا ہے اور (اے محمد) ایمانداروں کو خوشخبری سنا

تفسیر

یہود کا عقیدہ تھا کہ اگر عورت سے برمحل ہی قربت کی جائے مگر طریقہ معروف کے خلاف کی جائے مثلاً عورت کی پشت مرد کے منہ کی طرف ہو تو اس سے بچہ احول پیدا ہوتا ہے۔ لوگوں نے حضور

دہلی کا بہترین اور آپ کے مولوی کا دو ترجمہ والا قرآن مجید

دوسرا اڈیشن چھپکر آگیا ایک سال میں ۵ ہزار قرآن شریف مولوی کے خریداروں نے قبول فرمائیے

مولوی کے خریداروں کا بڑا امتیاز ہے کہ وہ اپنے مولوی کے ہر شائع شدہ چیز کو جوق در جوق خرید لیتے ہیں اور بڑے بڑے تاجروں کو حیران کر دیتے ہیں میری خدمت تو صرف اس قدر ہے کہ دو ترجمہ والا قرآن شریف جس کا ہدیہ چار روپے تھا **نصف** ہدیہ میں ان تک پہنچا دیا اور لاگت پر دیدیا۔

مجلد چرمی کامل دو روپے میں

یہ سنکر تو آپ کو اور بھی حیرت ہوگی جبکہ کاغذ کا نرخ ساٹھ فیصدی بڑھ گیا ہے اور چمڑے کے نرخ میں ۵۰ فیصدی کا اضافہ ہے کیا کروں اس گرانی سے دل کی دل میں رہ گئی ورنہ یہ اڈیشن اور بھی سستا ہوتا تجزیہ تو کیجئے دو روپے میں ایک ہزار صفحات جس میں نو آنے کی جلد اور ۳۰ آنے حساب کے ۱۲ آنے تو یہ بھی نکل جاتے ہیں ستارہ میں ایک ہزار صفحات اب آپ میں جو سب سے بڑا ماہر طباعت ہو وہ حساب کرے کہ سوا روپے میں ایک ہزار صفحات کسی طرح بھی چھپ سکتے ہیں یہ سب کچھ آپ کی قدردانی کا اعجاز ہے یہ اڈیشن چھ ہزار چھپا ہے اس کو بھی خرید کر سب کو حیرت میں ڈالدیجئے

اسمیں دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ لفظی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے۔ دوسرا ترجمہ با محاورہ مولانا اشرف علی صاحب کا حاشیہ ہی اس کا بہت ممتاز ہے گویا پوری تفسیر ہے جو میں نے بڑے صرف سے **جمعیۃ علمائے ہند کے دو مقتدر** اراکین سے لکھوایا ہے [illegible] سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے **ابتدا میں ۸۰ صفحات کا مقدمہ** جو خود دستیاب نہیں یقین فرمائیے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن مجید میں آپ نے نہ دیکھا ہوگا اس مقدمہ میں ۱۶ ابواب ہیں (۱) فضائل تلاوت آداب قرآن اور مختصر قواعد قرأت (۲) آفرینش دنیا کے حالات قرآن مجید سے (۳) انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے حالات قرآن شریف سے (۴) صحف آسمانی اور قرآن مجید کا امتیاز (۵) تاریخ عرب قبل از اسلام اور قرآن کی انقلاب آفرینی (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین کے مفصل حالات (۹) قرآن شریف کی مقبول دعائیں (۱۰) فہرست مطالب قرآنیہ بحوالہ رکوعات و نمبرات وصفحہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال (۱۲) خواص آیات قرآنی (۱۳) تعویذات قرآنی (۱۴) [illegible] قرآن مجید (۱۵) کوتاہیاں دربارہ تلاوت (۱۶) آداب تلاوت مع مسائل ضروریہ **صحیح متن مکمل حاشیہ دو ترجمہ لاثانی ۸۰ صفحات کا مقدمہ۔**

کاغذ ولایتی ہدیہ مجلد چرمی دو روپے محصول عمر کل تین روپے۔ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھہرو چنانچہ آپ نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کرلی تھی اس سے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کردی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور یہ کہ وہ تختیاں جن میں توریت لکھی تھی اٹھا کر زمین پر پھینکدیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے ٹکڑے ہو گئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ تعالیٰ نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی رہ

قال الملا ۹ | منزل ۲ | ۲۴۱ | الاعراف ۷

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسے

اور ہمارا اسکا گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈالدیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی۔ کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھکو اور

پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی! ان لوگوں نے مجھکو بے حقیقت سمجھا اور

نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے لیکر رسول کریم تک جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح حیات جو بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ بڑے بڑے معارف سے ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کی سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی کشش پیدا ہوتی اتنی ضخیم کتاب اور یہ بہت کم۔

مجلد ۱۲؍ محصول ۶؍ کل عـہ؍

بڑی سوانح رسول مقبول ؐ

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان تاریخی صحت کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب و میلاد رسول سے لیکر وفات تک کی مفصل و مبسوط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں حالات حبیب لکھے ہیں کہ ان کا مطالعہ مزید بصیرت افروز ہے کتابت کتابی ہے یوں تو آپ نے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کردیگا

۲۵۲ صفحات مجلد کتاب قیمت ۱۲؍ محصول ۸؍

آمنہ کا لعل

اردو زبان میں سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم کی وہ لاجواب تصنیف جس کا برسوں ملک کو انتظار رہا اب بڑی لکھی عمدہ چھپی مجالس میلاد میں بھی یہ کتاب پڑھی جاتی ہے اور دماغی غریب سپاہیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب دی جاتی ہے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جاسکے اس لئے تعلیم یافتہ مرد بھی بہت ذوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں نثر کے ساتھ نظمیں بھی ہیں آمنہ کے لال میں واقعات کی انتخاب بہت محنت سے کیا ہے۔ قیمت عـہ؍ محصول ڈاک ۶؍

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے۔ اس کتاب میں تعدد ازواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمنان رسول کریم تعدد ازواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے۔ اس کتاب میں حضرت خدیجہ کی اور حضرت عائشہ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفریں ہے کتنی۔ پڑھنے سے اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے ان گھروں میں یہ کتاب مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے جس سے مسلمان متاثر نہ ہوں قیمت [illegible]

سیرت امام حسین ؑ

اس کا نام سچا شہادت نامہ ہے حضرت امام حسین کی سب سے بڑی سب سے مستند اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اس میں ایک لفظ بھی غلط نہیں ہے شہادت ناموں میں غلو محبت امام میں غلطیاں نظر انداز رہتی ہیں یہ شہادت نامہ غلط روایات سے پاک ہے مگر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ پلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو نام نہ لیں یعنی ہر ہر قدم پہ میر انیس کے مرثیے ساتھ ساتھ لگائے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو میر انیس کے ہیں فصاحت۔ ۳۰۰ صفحات ایسا شہادت نامہ آپکی نظر سے نہ گذرا ہوگا قیمت مجلد عـہ؍ محصول [illegible]

مابعد حسین ؑ

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جو معتبر کتابوں سے ماخوذ ہے آجتک کوئی کتاب اردو زبان میں مفصل حالات شہادت امام سننے کے بعد جو کیفیت اہلبیت رسول کی ہوتی ہے اس کی ہزاروں نے روداد آنکھیں گواہ ہیں اور دل موجود ہیں ملتے ہیں اس کی سوزش کم کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ قاتلان حسین کا انجام پڑھکر کچھ تو حسین کے رونے والوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو اس کتاب کے لکھوانے میں بڑا صرف ہوا ہے اس لئے کہ قاتلان حسین کے حالات بڑی مشکل سے کسی ایک کتاب میں ملتے ہیں ۲۷۴ صفحات مجلد قیمت ایک روپیہ

الفاروق الاعظم

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کی وہ مستند لائف ہے جو ملک کے مایہ ناز مورخ علامہ شبلی نے قلمبند فرمائی یہ کتاب جہاں ایک مقدس سیرت ہے وہاں استناد کے لحاظ سے یکتا ہے اس کے دو حصے ہیں حصہ اول میں آپکا نسب اسلام لانا اور رسول اللہ کی مدد پر جاں نثاری خلافت اور تمام ان فتوحات کا ذکر ہے جو آپکے عہد میں ہوئیں اور دوسرے حصے میں آپ کی ذاتی قابلیت حسن انتظام اور شعبہائے حکومت کا قیام اور آپ کے نجی حالات ہیں ضخامت ۴۰۰ صفحات۔ قیمت ۱۲؍

محصول ۷؍

سیرت معاویہ

بنی امیہ کے مسلم بانی خلیفہ کی پر شکوہ لائف اور تاریخ قرون اولی اسلام کا ایک درخشاں ورق اردو زبان میں آجتک حضرت معاویہ کے حالات اتنے مفصل کبھی شایع نہیں ہوئے یہ بڑے معتمد خلیفہ اسلام کے حالات جو صحابی اور رسول کے نسبتی بھائی ہیں جنکا تعلق ہی ہیں جو دراصل میں جو بنی امیہ کے چشم و چراغ ہیں اور جن کے عہد خلافت میں اسلام دنیا کے پانچویں حصہ پر غالب آگیا ہر مسلمان کے پڑھنے کے لائق ہے ۴۴۳ صفحات۔

مجلد قیمت ایک روپیہ محصول ۷؍

سیرۃ عمرو بن العاص

معزز و مدبر صحابی رسول کی بنی امیہ کے پشت پناہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص کی لائف اور فتح مصر کی پوری تاریخ اس وقت جبکہ اسلام کا دور اول تھا حضرت عمرو بن العاص نے اسلام کی وہ شاندار خدمات انجام دیں جن میں سے ایک مصر کی فتح بھی ہے آپ کی زندگی تاریخ اسلام کا ایک جگمگاتا ورق ہے جس سے ہمیں اپنے اسلاف کی علو ہمتی اور شاندار روایات کا علم ہوتا ہے ان کو پڑھکے ان کی رفعت کو پڑھکر اپنی نکبت و ذلالت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحات۔ قیمت مجلد عـہ؍

حضرت خالد بن ولید

وہ جن کو رسول کریم نے سیف اللہ کا خطاب دیا وہ جن کی تلوار نے ظلمتوں کے چھکے چھڑا دئیے جنہوں نے بیت المقدس تلوار سے فتح کیا اور وہ جن کی جرات و جنگجوئی پر ہمیشہ اسلام نے ناز کیا وہ جن کا دل حاکمی و محکومی ہر حالت میں بلوہ اسلام سے سرشار تھا ابھی کمانڈر تھے ابھی سپاہی بن گئے لیکن فرائض زندگی حالت میں یکساں برتے ایسے جری کے حالات پڑھئے اور یہ بھی تاریخ اسلام کا ایک جگمگاتا مرقع ہے حضرت ملا مرادی کی تالیف ہے زیر طبع ہے رہی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا ایک روپیہ ہوگی۔

ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے نازرسول کریم نے اٹھائے ہیں ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے پہلی اور لاجواب سوانح عمری ہے یہ تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ٹکڑا ہے۔ خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب میں ہیں۔ ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئیے قیمت ۴ آنے۔

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی کی تصنیف ہے امام صاحب کی علمی کارنامے اور ابو حنیفہ کی مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور امام موصوف کی بلند الامتیاز فن بھی پتہ چلتی ہے ضخامت ۱۴۰ صفحات۔ قیمت صرف ۸؍

[illegible] منیجر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خواں بھائی جو بغیر استاد کی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں
تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے
ہر معمولی قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا۔ اس لئے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں
الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
۶۰۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لیے اتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد چھ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن
دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے زائد ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے
۸ آنے میں فوٹو بلاک پر بے مثال کا رسالہ حمائل مجلد
حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا
مولوی کا
جناب عالی
پورے تیسوں پارے کامل مجلد پورا قرآن شریف آٹھ آنے میں لینا ہے جو کام امریکہ جیسے ملک الٹا کرتے ہیں وہ آپکے رسالہ مولوی نے کر دکھایا قرآن پاک کی اشاعت کا کام تو ہم سب پر فرض ہے
کارنمایاں، کیسے انمول جواہرات پیش ہوتے ہیں۔ اس حمائل کو اصلی صورت میں دیکھیں تو آپ بھی حیرت میں رہ جائیں
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ماہوار جریدہ
مولوی
ONE RUPEE INDIA 1916
2 ANNAS
دو آنہ
فی پرچہ
چندہ سالانہ
زیر مسئول عبد الحمید خاں
سوا روپے میں
تجرید بخاری صرف رجب ۵۶ھ کے پرچے تک رعایتی مل سکتی ہے اس کے بعد قیمت میں اور اضافہ ہو جائے گا، اس لئے اب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیے، مولوی کی تجرید بخاری سب سے سستی اور مستند ہے کیونکہ یہ تو ہمارا ہی کام ہے اور احادیث کی مستند تر اشاعت ہمارے ہی ذریعہ ہو سکتی ہے اس لئے قرآن و حدیث کی کتابیں تو خصوصیت کے ساتھ مولوی سے ہی منگایا کیجئے، تجرید بخاری ۵۰۴ صفحے کی مجلد کتاب ہے. ابتدا میں امام بخاری کے مفصل حالات ہیں
قیمت سوا روپیہ محصول ڈاک ۱۰ کل عہ پیشگی روپے اپنا نمبر لکھ کر منگوالیں
مینیجر رسالہ مولوی عبد الحمید خان کوچہ چیلان دہلی

مولوی دہلی رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۶
جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۶
نئی قطار
قائم شدہ سنہ ۱۹۰۳ء
دماغ
جگر
دل
گردے
معدہ
قوت مردانہ
قوت مردانہ
از سر نو جوان بنانیوالی اکسیر
نوجیون
مسیح الملک شہنشاہ طب حکیم اجمل خان صاحب کی بیاض خاص کا نسخہ
مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ کا نیا عطیہ!
یہ اکسیری دوا منگا کر اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کیجئے اور ایک دفعہ پھر جوان بن کر زندگی کا صحیح لطف اٹھائیے۔
نوجیون تمام اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر کثیر مقدار میں خون صالح اور مادۂ تولید پیدا کرتی ہے۔ قوت مردانہ کو غیر معمولی ترقی دیتی ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو بالکل از کار رفتہ سمجھ چکے تھے اُن کو بھی نوجیون نے نوجوانوں کی صف میں لا بٹھایا۔ اُن کی رگوں میں نیا خون دوڑنے لگا اور اُن کے دل میں شباب کے ولولے پیدا ہونے لگے درحقیقت قوت مردانہ کی یہ وہ اکسیری دوا ہے جس کی تلاش میں دنیا سرگردان ہے۔ جو لوگ زندگی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں اور مردانہ قوتوں کے ساتھ اولاد کے بھی متمنی ہیں انھیں فوراً منگانی چاہئے۔ نوجیون یورپ کی دواؤں کی طرح فوری اثر دکھانے والی اور جلد اثر زائل ہوجانے والی دوا نہیں ہے۔ (اس کے ساتھ اگر طلائے مومیائی بھی استعمال کریں تو طاقت و سختی کے لئے بے نظیر اور بے ضرر چیز ہے۔ ۳ ماشہ طلا کی قیمت دو روپے چار آنے۔)
نوجیون کی ترکیب استعمال:۔ ایک ایک قرص صبح شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔
قیمت چالیس خوراک سات روپے آٹھ آنے
نوٹ:۔ نوجیون ہی طاقت کی ایسی دوا
قرص صدر
پھیپھڑوں کو طاقت دیتے ہیں۔ خشک کھانسی کے لئے مفید ہیں۔
اضمہ اور خون پیدا کرنے کے لئے، دق
بہت فائدہ مند ہیں۔ قیمت شیشی ۱۲ قرص ڈیڑھ روپیہ
ملنے کا پتہ
منیجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس ۴۲ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جہاں کہیں تاریخ تک بھی آپ کو اگر الفضل ... ہے کوئی پرچہ نہ ملے تو ... دفتر سے خط بھیجکر منگا لیجئے

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ لکھا ہوا ہے جہاں آپکا پتہ تھا اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہے تو اب لکھ لیجئے اس کے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایت خصوصاً تبدیل پتہ کی تعمیل ناممکن ہے۔

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۵ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ | نمبر ۶

شذرات

اسلام کے قبلہ اول کی تقسیم

آخر جس سے ڈرتے تھے
وہی مدعا شب فرقت

اپنی پوری ہولناکیوں اور ستمگاریوں کے ساتھ سامنے آئی اور ارض فلسطین کے تین ٹکڑے بیک جنبش قلم کر کے رکھ دیئے گئے پھر تقسیم کیسی اور چراغ بکف ہو کر کی گئی۔ کہا گیا اور پوری شوخ چشمی کے ساتھ کہا گیا کہ

"مرض اتنی گہری جڑ پکڑ گیا ہے کہ اب ہمارے نزدیک اس کے سوا علاج کی اور کوئی صورت باقی نہیں ہے کہ فلسطین پر عمل جراحی کیا جائے۔"

لیکن استیصال مرض کے لئے "نشتر" کے علاوہ خدا نے ایسی ایسی موثر ادویہ بھی تو پیدا کی ہیں جو اس سے کہیں زیادہ مفید و پر تاثیر ہیں یہ رائل کمیشن کے ڈاکٹروں کی جا مکاری تھی یا تشخیص غلط کہ انہیں مرض کا علاج اوپریشن کے سوا اور کوئی نظر ہی نہ آیا ورنہ اس کا صاف اور تیر بہدف علاج یہ تھا کہ انتداب ختم کر کے اعراب فلسطین کو کامل آزادی عطا کر دی جاتی اور ان سے عہد لے لیا جاتا کہ جو یہود فلسطین میں توطن اختیار کر چکے ہیں بہ ایں ہمہ نہ ہونے کی صورت میں ان کے حقوق کی پوری نگہداشت کی جائیگی اور آئندہ کے لئے مزید یہود کے توطن کا سلسلہ مسدود کر دیا جائے گا۔ اس سے عرب بھی مطمئن ہو جاتے دنیائے اسلام بھی اطمینان کا سانس لیتی اور یہود کو بھی شکوہ نہ رہتا اس لئے کہ ان کی کافی سے زیادہ تعداد پہلے ہی فلسطین میں پہنچ چکی ہے۔ عدم تکمیل عہد کا شکوہ کرنے کے یہودی حقدار اس وقت ہوتے جب برطانیہ اس سلسلہ میں کوئی قدم ہی نہ اٹھاتی۔

برطانیہ معقولیت کے ساتھ جواب دے سکتی تھی کہ جنگی و حربی امداد میں عرب و یہود برابر کے شریک ہیں بلکہ عرب امداد سے سلطنت کو جو فائدہ پہنچا وہ یہودی امداد سے بدرجہا زیادہ تھا پھر اگر عربوں اور عربوں کے فرمانرواؤں کی طرف سے مخالفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو چند قدم ہو بھی بڑھا دیئے جاتے دور حاضرہ کی سیاست کا اقتضا یہ تو نہیں کہ محض تکمیل عہد کے لئے کوئی سلطنت اپنی ہستی کو خطرے میں ڈالدے اور ایک طاقتور و عظیم قوم کی مخالفت دائمی خرید لے لیکن نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ برطانیہ کو جو خیال یہود کا ہے وہ عربوں کا نہیں برطانیہ کو اس کی بہبود لوازم پالیسی سے ہو رکھا ہے ہر عمل میں وہ یہود ہی کا مفاد پیش

اور اسی کو پیش نظر رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ نہ یہود کو مطمئن کر سکی اور نہ عربوں کو سکون پذیر بنا سکی مدبرین برطانیہ کا تدبر شاید ابھی آثار سیاہ ہوا جتنا اس تقسیم میں چھپایہ بھی کوئی دانشمندانہ عمل تھا کہ مسئلہ کے حل کے لئے ایک ملک کے تین ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ جہاں خلوص نیت کا فقدان رونما ہوتا ہے وہاں ایسی ہی صورتیں پیدا کرتی ہیں اور غیر منصفانہ کارفرمائی ہمیشہ ایسے ہی ثمرات تلخ پر منتج ہوتی رہی ہے یہ یونکر ہو سکتا ہے کہ ملک والے بھی سکون پذیر ہو جائیں یہود بھی خوش رہیں اور اپنے دامن میں بھی کچھ پڑ جائے فلسطین کوئی متعدد ملک تو نہیں کہ نوک خنجر اس کے ساتھ جو عمل چاہے کر لیا جائے ورنہ اس کے باشندے اتنے کمزور و بے حسیت ہیں کہ وہ اپنی تباہی کا تماشا خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہیں فلسطین کی روح نکال کر تو اپنے ہاتھ میں لیلی گئی بیت المقدس بیت اللحم کے اہم و مقدس مقامات پر مشتمل ایک مختصر سا قطعہ اپنے انتداب میں رکھا گیا۔

ساحلی علاقہ یہود کے حوالے کر دیا گیا اور جن کا ملک تھا اور جو صدیوں سے رہتے بستے چلے آئے تھے باقی انھیں دیدیا گیا اور اشک شوئی اور اس قطع برید کی تلافی کے لئے حاکم کی تیر بہلات مدد کر کہہ دیا گیا کہ عرب یہود سے خارج لیا کریں اس کا نام رکھا تدبر اور مرض کا حقیقی علاج۔ اگر تدبر و علاج یہی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ بے تدبیری اور استبداد و حرص اور کس بلا کا نام ہے۔ برطانیہ نے خود ہی تجربہ کر لیا کہ یہ تو بہت بڑی انتہائی غلطی تھی اور مرض گھٹنے کے بجائے اور بڑھ گیا اگر آج کوئی اور قوم کھڑی ہو کر یورپ کے اسی طرح ٹکڑے کر دے اور لندن کو اپنے قبضہ میں رکھکر یہ ارشاد فرمائے کہ ہم تمہارے فلاح و بہبود اور تمہارے ساتھ عدل و انصاف کے مقتضیات سے غافل نہیں ہو سکتے تو سینہ پر ہاتھ رکھکر کہیں کوئی اہل دل بتائے کہ وہ اسے بہ سکون قلب گوارا کریگا۔ فرانس سے صرف دو چھوٹے ٹکڑے السانس اور لورین ہی تو جرمنی نے چھین لئے کیا فرانس اس پر خاموش ہو گیا نہیں اس وقت تک اس نے دم نہ لیا جب تک کہ اسے یہ صوبے واپس نہ مل گئے خیال تو کیجئے اس سے جرمنی کتنا سکوت اور کیسا انجام ہوا۔

لیکن کیا اپنی سکرات اہم ہے نکالنے کے صدمہ کو وہ بھول گیا نہیں اور ہرگز نہیں آج انہیں ... ہی نہیں لیکر رہیگا زندہ اقوام کے

دنیائے احساس کا عالم آب ورنگ ہی رہا کرتا ہے۔ عرب بھی زندہ قوم ہیں اور چونکہ فلسطین مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اس لئے مسلمانان عالم بھی اس کے سپرد بہود اور بقاء اسلام سے یکساں تعلق رکھتے ہیں وہ کبھی اسے گوارا نہ کریں گے۔ کیا برطانیہ نے ابھی تک مسلمانوں کے جذبات کی گہرائی اور عمق کا ابھی تک پورا اندازہ نہیں کیا اس نے غازی مصطفےٰ کمال کی وہ تقریر نہیں سنی یا پڑھی جس میں ببانگ دہل پورے جوش کے ساتھ کہا گیا ہے کہ "ترک ارض مقدس کی اس پامالی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے اور اگر اس کی طرف سے غفلت برتی گئی تو پوری دنیائے اسلام میں ایک آگ سی لگ اٹھیگی۔ یہ آواز بہت طاقتور اندازہ ہے ... کیا برطانیہ سلطان ابن سعود کے اس اعلان سے اب تک گوش ناآشنا ہے کہ "برطانیہ نے تقسیم فلسطین کا اعلان کر کے مسلمانان عالم کو اس امر کی دعوت دی ہے کہ وہ سوچیں اور غور کریں کہ وہ اپنے قبلۂ اول کو برطانوی استعمار اور یہودی استبداد سے بچانے کے لئے وہ کونسی تدابیر ہیں جو عمل میں لائیں۔"

کیا امام یحییٰ والی یمن کا یہ نعرہ حق بھی برانے کا سٹ ہو کر ابھی تک وائٹ ہال کی دیواروں سے لندن میں نہیں ٹکرایا کہ "تقسیم فلسطین ایک بدترین اور مذموم ترین تجویز ہے جسے ناکام بنانا ہر عرب کا فرض اولین ہے۔" اگر یہ آوازیں اس کے کانوں میں جاکر پہنچنے والی ہیں تو علامہ عبدالعزیز قائد اعظم رفیق ٹیونس کی یہ تیز ہی صدا تو اس کے کانوں میں پہنچ چکی ہوگی کہ "فلسطین عربوں کا ہے اور نتائج خواہ کچھ ہوں حالات کتنے ہی خطرناک صورت اختیار کر جائیں یہ عربوں ہی کے پاس رہے گا اور عرب ہی اس پر قابض رہیں گے۔"

برادرانہ کرد فرزندان اسلام کی غم و غصہ سے لبریز آوازیں تو خود ہی تاج برطانیہ سے ٹکرا چکی اور عزیز تر میرے ہندوستان ہی کی فضا میں گونج رہی ہیں وہ تو سن ہی لی ہونگی کیا ان کے اندر کوئی زور کوئی قوت اور کوئی اثر نہیں۔ اگر ہے اور ضرور ہے تو برطانیہ کو اعلان بالفور کی نوعیت اور اپنی پالیسی کی اہمیت پر ایک نظر باز گشت ڈالنی چاہئے۔ عوام کی صدائے احتجاج کو تو کھیوں کی بھنبھناہٹ کہہ لیا جائے مگر فرمانرواؤں کے اقوال کے اندر تو روح ہوتی ہے ان کی دوستیاں اور ان کی ہمدردیاں تو برطانیہ کے لئے بہت قیمتی ہیں وہ فلسطین والوں کے ثبات و استقلال کا امتحان لے چکا اب اس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ارض ہند کی سب سے بڑی اور مقتدر جماعت کانگریس نے بھی فلسطین کے مسئلہ کو اپنا لیا اور رائل کمیشن کی غیر مدبرانہ تقسیم نے شاہان اسلام کو خون بجگر بنا دیا۔ اب بھی اگر کوئی عاقلانہ قدم نہ اٹھایا گیا تو حسب ارشاد غازی اعظم ... ... "پوری دنیائے اسلام میں آگ لگ اٹھیگی۔"

یہ دھمکی ہیں تہدید نہیں بلکہ مدبرین برطانیہ کے سامنے صورت حالات کی صحیح پیشکش اور ان کی رہبری ہے۔ اور ہمارا یہ مقصود ہے کہ برطانیہ کے لئے چند لاکھ یہود کی دوستی سے نصف ارب فرزندان توحید نصف درجن شاہان اسلام اور چالیس کروڑ برادران وطن کی دوستی بہت زیادہ مفید اور بہت زیادہ قیمتی ہے اور اسی میں اس کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔

ہندو مسلم مفاہمت کا امکان

ہندو اور مسلمان ملک کی دو سب سے بڑی قومیں ہیں اور اس اعتبار سے بھی یہ دونوں قومیں بہت اہمیت رکھتی ہیں کہ ملکی سیاست کی کامیابی و عدم کامیابی کا انحصار انہی دونوں قوموں کی یکجہتی و اتحاد پر ہے۔ پست ترین اور خود غرض طبقہ کے نااہل و زمانہ ناشناس افراد کو چھوڑ کر ہر دو اقوام کے قریب قریب تمام حساس و ہوشمند و دانشمند ان کی سودمندی و بہتری کے آرزومند اور دل سے اس کے خواہاں ہیں کہ ان کے مابین کوئی معقول و اطمینان بخش معاہدہ ہو جائے۔ مسٹر جناح سے بھی ہمیں کتنا ہی اختلاف ہو مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے بھی اس سلسلہ میں اپنے اثر و رسوخ سے پورا کام لیا اور مفاہمت و مصالحت کے لئے ساعی رہے۔

گذشتہ دس سالہ مدت میں یہ جذبۂ مصالحت و مفاہمت بہت بڑھ گیا اور اس کے متعلق تقریباً ہر سال نہیں تو ہر دوسرے تیسرے سال سرگرم سعی عمل میں لائی جاتی ہیں لیکن کشتی امید ہر دفعہ ناامیدی کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہی ہوتی رہی۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی وہ گفتگوئے مفاہمت تھی جو ۱۹۳۵ء میں مسٹر جناح صدر مسلم لیگ اور بابو راجندر پرشاد صدر کانگریس کے مابین ہوئی اس گفتگو کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ دونوں قائد ایک متفقہ فارمولے پر متفق و رضامند ہو گئے اور افق پر ایک روشنی نظر آنے لگا لیکن اس وقت ایک معمولی اور بے معنی اختلاف تعمیر امید کے انہدام کا باعث بن گیا۔ مسٹر جناح نے اس پر زور دیا کہ اس فارمولے کو پنڈت مدن موہن مالویہ سے بھی منظور کرا لیا جائے راجن بابو اس پر رضامند نہ ہوئے اور مفاہمت کی صورت ناتمام رہ گئی۔ اب کچھ دنوں سے اس کے متعلق دونوں میں پھر سوال و جواب کا سلسلہ چھڑا اور اس کی ناکامی کا الزام ایک دوسرے پر عائد کرنے لگے۔ ہمارے نزدیک دونوں قائد ملک کے مسلم اور مخلص قائد ہیں اور دونوں کی نیتیں نیک ہیں اور دونوں راہِ راست پر تھے۔

مسٹر جناح اس لئے مالویہ جی سے تصدیق کرانی چاہتے تھے کہ وہ ہندوؤں میں عدیم المثال اثر و رسوخ کے حامل ہیں اور اس وقت ان کے اقتدار کا طوطی بول رہا تھا سمجھتے تھے کہ جب تک مالویہ جی کا مصدقہ دستور نہ ہوگا وہ ہندو قوم میں وقعت حاصل نہ کر سکیگا۔ بابو راجندر پرشاد اس لئے متامل ہوئے کہ اول تو وہ کانگریس سے اس کی تصدیق کافی سمجھتے تھے دوسرے وہ خود جانتے تھے کہ مالوی جی یہاں کا زور نہ چلیگا اور کانگریس کی منظوری و تصدیق کے بعد انہیں بھی اس کے سامنے سر جھکانا پڑیگا۔ بالفاظ دیگر اپنی اپنی جگہ دونوں نیک نیت اور دونوں حق بجانب ہیں اور اس موقعہ پر ہمارا یہ منصب نہیں کہ ہم ان میں سے کسی ایک کو شکست گفتگوئے مفاہمت کے لئے ملعون کریں۔

اب حالات بدل چکے ہیں کانگریس کو اقتدار کے ساتھ چھ صوبوں میں منصب فرمانروائی بھی نصیب ہو چکا ہے اور اب وہ مسلمانوں کی علیحدگی

ناکامی کو بڑی حد تک بجا طور پر محسوس کر رہی ہے دوسری طرف چار پانچ صوبوں میں مسلمان بھی منصب حکومت حاصل کر چکے ہیں ان میں بیداری و زندگی کے آثار بھی نمایاں ہیں اور وہ بھی مفاہمت کی ضرورت کا پورا احساس رکھتے ہیں اس لئے یہ موقعہ اور یہ وقت اس ٹوٹی ہوئی کڑی کو ازسرنو جوڑنے کے لئے بہت موزوں ہے اور اس کی صورت خود راجن بابو نے بھی پیدا کر دی ہے اور تمام واقعات گذشتہ کا اعادہ کر کے آخر میں صاف اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا کہ اگر اس وقت مفاہمت کی ناکامی کے لئے کوئی واقعہ محرک بن بھی گیا تو کوئی بات نہیں آئیے ہم دونوں اسے فراموش کر کے پھر بروئے کار لے آتے ہیں اور اسی متفق علیہ مفاہمت کو اب کانگریس سے منظور و مصدق کرائے دیتا ہوں آپ بھی اسے لیگ اور مسلم زعماء سے منظور کرا دیجئے۔ بہت معقول بات ہے جس کے منظور کرنے میں کسی دانشمند کو ذرہ برابر تامل نہ ہونا چاہئے توقع ہے کہ مسٹر جناح بھی دست مصالحت آگے بڑھائیں گے۔

اگر اس وقت مسٹر جناح نے تامل و تذبذب سے کام لیا تو نہ صرف یہ کہ سارا الزام ان پر عائد ہوگا بلکہ وہ قومی و ملکی نقصان عظیم کے محرک و باعث سمجھے جائیں گے اور ان کی پوزیشن کو بھی اس سے شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائیگا اور اگر ان کی آمادگی کے بعد راجن بابو نے قدم نہ بڑھایا اور اس مفاہمت کو کانگریس سے منظور نہ کرا دیا تو پھر ان کے متعلق بھی یہی کہا جائیگا اور وہ مہاتما جی ان کے روش سے نہ ہٹے گی۔ اس وقت یہ بتانے اور واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ مفاہمت کی بات اور معاہدے کی نوعیت کیا تھی بہرکیف جو فارمولا منظور ہوا وہ مسٹر جناح کے غور ہی کا نتیجہ تھا اور مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ نہ کوئی ایسا فارمولا منظور کر سکتے تھے اور نہ اس سے متفق ہو سکتے تھے جس سے مسلمانوں کا نقصان محتمل ہو اس لئے مسلمانوں کو اس کے متعلق مطمئن رہنا چاہئے اور ان پر تکمیل مفاہمت کے لئے زور ڈالنا چاہئے۔

مسٹر جناح کے لئے صحیح راہ عمل یہی ہے کہ وہ اور بابو راجندر پرشاد دونوں مل کر کوئی انقطاعی فیصلہ کر لیں اور ملک کو کشمکش سے نجات دلائیں۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ دونوں قوموں کے غرض مند اور فرقہ پرست افراد اس سے اختلاف کریں گے لیکن اس کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ اگر ہندو مسلمان باہم کوئی مفاہمت کر چکے ہوتے تو آج ملک کی حالت میں بین انقلاب رونما ہوتا اور ہم آج سے پہلے آزاد ہو چکے ہوتے۔ یاد رکھئے حریت و استقلال بڑی گرانبہا نعمت ہیں وہ نعمت جن کے حصول کے لئے انسان اپنا سب کچھ حتی کہ جان عزیز تک بخوشی و خاطر قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اب کہ مصالحت و مفاہمت کا مسئلہ ایک دفعہ پھر سامنے آیا ہے تو ہندو اور مسلمان دونوں کو اس کی تکمیل پر زور دینا چاہئے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا چاہئے جب تک کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو جائیں کہ بین الاقوامی اتحاد اور ہندو مسلم مفاہمت ہی آزادی کامل کا پیش خیمہ ہے۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو سمجھئے کہ آزادی یقینی ہے اور منزل قریب ہے۔

آزاد قبائل سرحد کی طرف سے دعوت تحقیق

سرحدی صورت حالات کی نزاکت نے ملک بھر کو پریشان کر رکھا ہے کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا کر کثیر جانی نقصان ہو چکا ہے۔ مسلمانوں میں جدا اضطراب ہے۔ جنگ کسی مقصد کے لئے لڑی جائے تو کوئی بات بھی ہے صبر بھی آتا ہے لیکن یہ جنگ عجیب جنگ ہے جس کی نتیجہ ہی بے معنی اور تسلسل بھی ایسا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کاروباری دور میں کیوں کروڑوں روپیہ کے نقصان عظیم کو گوارا کیا جا رہا ہے اور اگر سرحد کے قلیل التعداد مفلس قبائل ہتھیار ڈالنے کے بعد مغلوب بھی ہو گئے اور وزیرستان پر کامل تسلط بھی قائم ہو گیا تو اس سے حکومت کو کونسا فائدہ پہنچ جائیگا بجز اس کے کہ خرچ بڑھے۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہے جو اول تو رام ہی نہ ہوگا اور بفرض محال ہو بھی گیا تو کسی نہج سے فائدہ مند نہ ہوگا۔ ۱۸۴۹ء سے جو سلسلہ قائم ہوا ہے وہ آج تک اربوں روپے کی بربادی کے بعد بھی ختم نہیں ہوا اور ہاد قبائل سوال تو ان مٹھی بھر تنگدست قبائل کو ان کی تعداد سے بھی زیادہ فوجوں کے ذریعہ مغلوب کرنے سے دنیا کی نظر میں عظمت کونسی وقعت بڑھ جائیگی۔ دنیا میں شاید ہی اس سے زیادہ بے نتیجہ جنگ لڑی گئی ہو۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ ہزار بار مغلوب ہو جانے کے باوجود بھی یہ مغلوب نہیں ہو سکتے۔

یہ تو سمجھ میں آنیوالی بات نہیں کہ محض ہندوستانیوں کو سرحدی کی نام نہاد لوٹ اور اغوا کی غارتگریوں سے بچانے اور نجات دلانے کے لئے یہ جنگ لڑی جا رہی ہے۔ اس کی تہ میں کوئی راز ہے تو یہی کہ سرحد کے عسکری افسر اپنی ضرورت و اہمیت جتانے کے لئے مدبرین برطانیہ کو مغالطہ میں ڈالے رہتے ہیں ایک لاکھ روپے روزانہ کے صرف کثیر اور ۳ ہزار سپاہیوں کا نٹے سے لیس، خواہ آٹھ ماہ میں بھی جن اقوام کو مسخر نہ کر سکیں وہ کل کیونکر مسخر ہو سکیں گی۔ کوئی نہیں جو ارباب حل و عقد برطانیہ کو یہ نکتہ سمجھائے۔

حال ہی میں ایک زبردست سرحدی اجتماع میں خود فقیر ایپی اور حاجی ترنگ زئی کے صاحبزادہ بادشاہ گل نے پرزور اور موثر تقریریں کیں یہ تقریریں معمولی نہ تھیں بلکہ اتنی اہم اور اتنی معقول تقریریں تھیں کہ ان پر فوری غور و خوض شروع ہو جانا چاہئے تھا ان میں یہی نہیں کہ واقعات اغوا کو خلاف شریعت بتاتے ہوئے ان کی شدت کے ساتھ مذمت کی گئی تھی بلکہ دعوت دی گئی تھی کہ کوئی کمیشن تحقیقات کے لئے تمام حالات کا مشاہدہ برای العین کرے اس کی میزبانی بھی ہم ہی کریں گے۔

ان ذمہ دارانہ و موثر آوازوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اگر جنگ کا مزعومہ مقصد وہی تھا جو بتایا جا رہا ہے تو اب تک کبھی کمیشن پہنچ چکا ہوتا سرحد کے علاقہ آزاد کے باشندوں کا خلوص اور شریفانہ عمل ملاحظہ کیجئے کہ اس دعوت کو بے اثر دیکھ کر انہوں نے مکرر دعوت کا اہتمام کیا اور بیس ہزار کے اجتماع میں اس دعوت میں اتنا اور اضافہ کیا کہ غیر سرکاری کمیشن کے ساتھ حکومت کے نمایندے بھی خود آئیں۔ صاحبزادہ بادشاہ گل کی تقریر کا ذیل کا اقتباس کتنا موثر اور قابل غور ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کی

حقیقت سے باخبر ہونے اور صحت وعدم صحت کا اندازہ لگانے کا بہتر و مناسب طریقہ یہی ہے ہندوستان کے قائدین و مدبرین کا ایک تحقیقاتی کمیشن حکومت کے نمائندوں کو ساتھ لیکر آئے اور وہ خود اسباب و واقعات کا بغور مطالعہ کر کے بتائے کہ آزاد قبائل کے خلاف عاید کردہ الزامات کی حقیقت کیا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ:-

"میں ایک مرتبہ اور قائدین ہند سے انسانیت کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ مظلوم و فاقہ کش قبائل آزاد کو مظالم ملوکیت سے نجات دلانے میں ہماری اعانت و امداد کریں حکومت کو بھی میں یہی مشورہ دوں گا کہ وہ آزاد قبائل کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور ان کے علاقوں میں اقدام کی پالیسی کو ترک کر دے ایسا کیا گیا تو پھر جنگ و شورش کا فوری خاتمہ ہو جائیگا کوئی جھگڑا باقی نہ رہے گا ہم امن و امان کے آرزو مند ضرور ہیں لیکن کسی کی غلامی ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔"

کیا ایک آزاد و شریف و دلیر قوم کے ان جذبات عالیہ کی قدر کرنے والا اس بھری دنیا میں کوئی نہیں۔ وہ قومیں جو کمزوری کی حمایت کے غم میں تمام دن کڑھتی اور سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوئی جا رہی ہیں جو بلجیم کو جرمنی کے دست تطاول سے بچانے کے لئے سمندروں کا سینہ چیر کر اپنے سہاگ کٹانے کے لئے جوق جوق میدان فرانس میں آئی تھیں اب ان کا وہ جذبہ ضعفا نوازی کس گوشہ عدم میں خوابیدہ ہو چکا جو حبش کی تباہی پر بیدار ہوا اور نہ اب سرحدیوں کی آواز پر جاگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صدی بیسوی صدی ہے جس میں ہر چیز جنس تجارت بن چکی ہے اب اعانت و حمایت بھی اسی کی کی جاتی ہے جس کے بازو میں طاقت ہو جس سے کسی مدد کے ملنے کی توقع ہو الغرض حمایت امداد کوئی چیز ہو ہر ایک فروخت ہوتی ہے۔ ان تقاریر اس عورت اور اس اپیل سے اور اس پر اس خاموشی سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اس جنگ کا وہ مقصد ہرگز نہیں جو بتایا جا رہا ہے۔

وہ الزامات بھی غلط ہیں جو عائد کئے جا رہے ہیں غرض آزاد علاقہ میں اقدام ہے اور بس امن مقصود ہوتا تو سرحدی قائدین اس کی ضمانت دینے کو تیار ہیں واقعات اغوا اور قتل و غارت کا انسداد مطمح نظر ہوتا تو اس کی ذمہ داری بھی لی جا رہی ہے اور کمیشن کو تحقیقات کے لئے بار بار دعوت دی جا رہی ہے خان عبدالغفار خاں سرحدیوں کی فطرت سے آشنا ہیں اسی لئے انہوں نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ اگر حکومت مجھے آزاد علاقہ میں جانے کی اجازت دے تو میں تنہا ہی اس شورش کو روک سکتا ہوں۔

ہمیں سب سے بڑی حیرت تو اس امر پر ہے کہ اب تک قائدین ہند کیوں اس دعوت پر لبیک کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اب بھی وقت ہے کہ پنڈت مالوی، راجن بابو، سردار پٹیل، مولانا آزاد، مسٹر جناح اور مولانا کفایت اللہ وغیرہ پر مشتمل ایک وفد آزاد علاقہ میں تحقیق حال کے لئے جائے اور اگر تحقیقات سے الزامات غلط ثابت ہوں تو ملک کی تمام جماعات متحدہ طریق پر اس اقدام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور حکومت کو اس سے روکیں کہ اس طرح حکومت بھی ایک بے نتیجہ جنگ کے مصارف و بدنامی سے بچ جائیگی فرقہ پرست ہندو بھی مطمئن ہو جائینگے مسلمانوں کا اضطراب بھی دور ہو جائے

گا ملک کروڑوں روپیہ کے ضیاع سے بھی نجات پائیگا اور ایک شریف و بہادر قوم بھی ممنون ہو کر ہمیشہ کے لئے دوست بن جائے گی۔

کانگریسی اقتدار کا نیا دور

فیصلہ واردھا کے بعد چھ صوبوں میں خالص کانگریسی وزارتیں

قائم ہو چکی ہیں اور کانگریسیوں کو یہ موقعہ مل چکا ہے کہ وہ اب اپنے دعاوی کو جامہ عمل پہنا کر دکھائیں اور عامۃ اہل ہند کو کم از کم سوراج کے نقشہ کی ایک جھلک تو دکھا دیں اور واضح کر دیں کہ اپنی حکومت سے عوام کو کیا مفاد حاصل ہو سکتے ہیں اور غیر ملکی حکومت ان کے لئے کن کن شعبہائے حیات میں نقصان رساں بنی رہی ہے۔ اگر یہ وزارتیں ناکام بھی ہو گئیں اور انھیں اقتدار کی دیوی نے زیادہ عرصہ تک برسر اقتدار رہنے نہ دیا تو بھی یہ ملک والوں کے قلوب پر ایک ایسا نقش مرتسم چھوڑ جائیں گی جسے زمانہ کے لیل و نہار اور ترب کے زمانے بھی مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

صوبہ پنجاب میں دیسی وزارت ضرور ہے مگر کانگریسی نہیں مگر اس نے بھی اتنا کام کیا کہ مارشل لا کے قیدی رہا کر دئیے۔ خان عبدالغفار کے داخلہ پنجاب پر سے پابندیاں اٹھالیں تباہ شدہ کسانوں کو ۳۰ لاکھ روپے کی فوری امداد پہنچائی۔ اتحاد کمیٹی قائم کر دی اور اس قسم کی جزوی و کلی اصلاحات کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں قائم رہے گا۔ کانگریسی لوچ پیدا کرنا تو مشکل ہے مگر اس کی آواز کو اتنی قوت حاصل ہو چکی ہے کہ کم از کم دیسی و ملکی حکومت اسے نظر انداز کر کے چند سال بھی قائم نہیں رہ سکتی کانگریسی شاخوں کی پیروی بھی اسے اپنی بقا کے لئے کرنی پڑیگی۔ صوبہ متحدہ کی کانگریسی وزارت اور وزارت بہار نے بھی سیاسی قیدیوں کی آزادی کے حکم صادر کر دئیے بمبئی مدراس اڑیسہ و صوبہ متوسط میں بھی اس شذرہ کی اشاعت کے وقت تک یہ سب کچھ ہو چکا ہوگا۔ اول الذکر وزارت کے وزیر اعظم پنڈت پنت نے دفعات ۱۲۴ الف اور ۱۰۸ ضابطہ فوجداری کے تمام سزایاب اسیروں کی رہائی کے احکام صادر کر دئیے اور ان کے ماتحت جو مقدمات چل رہے تھے انھیں بھی واپس لے لیا۔ پریس کی بھی تمام ضبط شدہ ضمانتوں کے واپس کئے جانے کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔

پہلے وزراء کو چھ چھ ہزار ملتے تھے۔ اب صرف پانچسو روپے ہی مشاہرہ ملتا ہے۔ اس کا اثر ماتحت ملازمین پر بھی پڑے گا اور غالباً پانسو روپے سے زیادہ تنخواہ پانیوالوں کی تنخواہوں میں بھی کافی تخفیف ہو جائیگی۔ کسانوں کا بار کم کرنے اور ان کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے بھی مساعی شروع ہو گئی ہیں جن کا نتیجہ بہت جلد ظہور میں آ جائیگا۔ بیروزگاری کے انسداد کے لئے بھی کمیٹیاں بن رہی ہیں جن کے پیش نظر پھیلے ہوئے جوش کی تخفیف اور تسکین نہ ہوگی ٹالنے کے لئے ان کی تشکیل عمل میں نہیں آئی بلکہ یہ حقیقی کام کریں گی اور اس ذیل میں بھی بڑا فائدہ پہنچ جائیگا یہ ایک حقیقت ہے کہ قبول وزارت کی مساعی میں گاندھی جی کی سعی و رہنمائی کا بڑا دخل حاصل ہے۔ فیصلہ واردھا کے بعد بھی انہوں نے کانگریسی وزراء کی رہنمائی کے لئے بھی مثالاً کچھ تجاویز پیش کی تھیں جن کی روشنی میں وہ قدم اٹھا کر ملک کی بہتری کے لئے موجودہ مشروط حالات میں بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں بشرطیکہ انھوں

تجویز تھی کہ مسکرات کی فروخت کو فوراً رد کر دیا جائے کہ شراب گانجا بھنگ اور دوسری نشہ آور اشیاء سے اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

حکومت کو مسکرات کے محصول سے بڑی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے یہ ایک نہایت معقول تجویز پیش کی تھی کہ تعلیمی مصارف گھٹا کر ان کی بچت سے مسکرات کے محصول کی کمی کو پورا کیا جائے صوبہ متحدہ میں اسکے ایک حصہ پر عمل شروع ہونیوالا ہے امروز فردا میں احکام صادر ہو جائیں گے کمیٹی نے اپنی تجاویز پیش کر دی ہیں کہ وائس چانسلری کے عہدے اعزازی ہوں کسی پروفیسر کی تنخواہ پانسو سے زیادہ نہ ہو اور پروفیسر جہاں تک ممکن ہو آنریری رکھے جائیں جہاں پرائیویٹ اسکول اور کالج ہوں وہاں سرکاری اسکول اور کالج بند کر دیئے جائیں۔ تجاویز بہت معقول ہیں واقعی اس طرح کافی بچت ہو جائے گی اسی طرح گاندھی جی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کھدر کی تجویز پر زیادہ زور دیا جائے اور سرکاری خزانہ سے کھدر کے سوائے اور کوئی کپڑا نہ خریدا جائے تمام کانگریسی ممبر بھی استعمال کریں۔

جیلخانوں کو خانہ انتقام کے بجائے اصلاحی ادارہ اور صنعتی کارخانہ کی صورت دیدی جائے قیدیوں کو ہنرمندانہ محنت کا عادی بنایا جائے شام کو انہیں مناسب اجرت بھی دی جائے اور ان کے ساتھ سلوک بھی اس قسم کا کیا جائے جس سے ان کے اندر خودداری پیدا ہو اور وہ عزت کے ساتھ روزی پیدا کرنا سیکھیں ہمارے نزدیک یہ تمام تجاویز نہایت مناسب ہیں پہلے تعلیم و علاج کے مصارف کو بہت کم کیا برائے نام تھے آج انہوں نے متوسط درجہ کے افراد کی کمر توڑ رکھی ہے۔

مصارف تعلیم کا معیار اتنا بڑھ گیا ہے کہ ملک بہ آسانی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا غیر ملکی حکومت ہمیشہ نمود و نمائش پر مٹی رہی شاندار عمارتیں اعلیٰ فرنیچر قیمتی لیبوریٹری جلد جلد بدلنے والے کتابی نصاب نے قابلیت و اہلیت پیدا کرنے اور ہمارے بچوں کو کسی قابل بنانے کے بجائے فیشن اور نمائش کی زندگی گزارنے کا خوگر بنا دیا ہے ضرورت ہے کہ ہماری وزارتیں بڑی حد تک اس سلسلہ کو موقوف و مسدود کر دیں اور ظاہری آرائش کے بجائے باطنی تزئین و تربیت پر زور دیں نصاب کی نوعیت کو بدلیں قیمتیں گھٹائیں مفید بنائیں اور اس کی تجارتی صورت مٹا دیں۔ ہر اسکول کے ساتھ صنعتی تعلیم لازمی کر دیں اور یہ اہتمام کریں کہ میٹرک پاس کر کے جو تعلیم پیشہ نکلے وہ کم از کم کسی صنعت سے عزت کے ساتھ روزی تو پیدا کر سکے موجودہ تعلیم موجودہ زمانہ میں بالکل بیکار ہے اور اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ بیکار رہ جاتا ہے تعلیمی اصلاح اور اس کے ساتھ صنعتی تعلیم کا لزوم کانگریسی وزارتوں کا اولین فریضہ ہونا چاہیئے کہ وقت کی ضروریات اس قسم کے فوری تغیر کی داعی ہیں صرف کھدر ہی پر زور دینا اصرار مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے کافی نہ ہو گا۔ دیسی کپڑے کو بھی اس کے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے اور احکام صادر ہو جانے ضروری ہیں کہ حلقہ کا کوئی ملازم اور اس کا خاندان ملکی کپڑے کے سوا اور کوئی کپڑا نہ پہنے۔ گاندھی جی نے حضرت فاروق اعظم کی مثال دیکر فرمایا ہے کہ دیکھو وہ دنیا کی دولت ان کی ٹھوکروں سے لگی ہوئی تھی اس کے باوجود ان کی پوری شاہانہ زندگی سادگی اور مشقت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھی اُنہوں نے خود ہی اس سادگی کو اختیار نہ کیا بلکہ تمام گورنروں اور سرکاری ملازموں کو اس کی سخت تاکید کر دی کہ وہ موٹے کپڑے اور بے چھنے آٹے کے سوا کوئی چیز استعمال نہ کریں۔" حضرت اس امر کی نگرانی بھی کرتے تھے اور پابندی نہ کرنے والوں کو سزائیں بھی ملتی تھیں اگر کانگریسی وزیروں نے محبت و ہوشمندی سے کام لیا اور اصلاح عوام کو اپنا نصب العین بنائے رکھا تو دنیا دیکھ لیگی کہ وہ موجودہ پابندیوں کے باوجود ملک میں پانچ سال کے اندر ہی اندر ایک خوشگوار اور مفید انقلاب پیدا کر دیں گے۔ آغاز اچھا ہے جوش بھی ہے اور کام کا شوق بھی ہے انشاء اللہ انجام بھی شاندار ہو گا اور ملک کو اس کی ذات سے بیش از بیش فوائد ہوں گے۔

اقلیتوں کے متعلق گاندھی جی کی ہدایات

کانگریسی وزارتوں سے ہمیں بڑی توقعات ہیں اور تمام ملک کی نگاہیں ان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں جہاں ان کا ایک ہوشمندانہ قدم ملک کو سنوار سکتا ہے وہاں ایک معمولی لغزش انہیں بدنام و ناکام بھی کر سکتی ہے ہر قوم و ملک میں کچھ سفید بھیڑیں بھی ہوتی ہیں دونوں قوموں میں فرقہ پرست خاصی تعداد میں موجود ہیں خود غرض ہستیاں جدا تاک لگائے بیٹھی ہیں غیر ملکی جو ایسی کمزوریوں کی جراحت بڑھانے کے لئے وبال دوش بنا ہوا ہے اس لئے احتیاط اور بڑی احتیاط کی ضرورت ہے بڑوں کی غلطی بھی بڑی ہی ہوتی ہے اور حکمرانوں کی حرکت کا اثر عوام پر پڑتا ہے اس لئے کانگریسی وزارتوں کے لئے بیحد ضروری ہے کہ وہ ملکی اقلیتوں کی نمایندگی و حقوق کا پورا خیال رکھیں کہ مستقبل کی کامیابی کا دارومدار اسی پر ہے۔ گاندھی جی نے وزارتوں کو ہدایت کی ہے کہ:-

"وہ صوبوں کے اندر وزارتیں اپنے طرز عمل سے تمام شکوک و شبہات کا استیصال کر دیں یہ میری بڑی آرزو ہے وزرائے کانگریس کو اپنے مسلم رفقاء پر واضح کر دینا چاہیئے کہ ان کے نزدیک ہندو مسلم سکھ عیسائی اور پارسی ایک ہیں ان میں کوئی امتیاز نہیں اور وہ سب کو یکساں طور پر مادر ہند کا فرزند سمجھتے ہیں":

اگر کانگریسیوں نے اپنے عمل سے بھی اپنے اقوال کی تصدیق کر دی اور اقلیتوں کا اعتماد حاصل کر لیا تو پھر قیامت تک فرقہ داری اور کمیونلزم ملک میں زندہ نہ ہو سکیگا۔ جداگانہ انتخاب جداگانہ نیابت اور جداگانہ حقوق سب اسی بے اعتمادی کا نتیجہ ہیں اور اسی چٹان پر غیر ملکی حکومت کی بنائیں استوار ہیں اقلیتوں کے مسئلہ کو اب بے توجہی کے ساتھ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے زمانہ ترقی کر رہا ہے تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور قلیل التعداد اقوام کو اپنے حقوق و مفاد کی طرف سے قدرتاً اضطراب پیدا ہو رہا ہے جس سے خود غرض لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے یہ مسئلہ اتنی اہمیت اختیار کر چکا ہے کہ اس کی طرف سے ذرہ برابر بے پروائی بھی ہولناک تاریخ کا عنوان بن سکتی ہے بالخصوص اس وقت کہ حکومت کی عنان ان کے ہاتھ میں پہلی دفعہ آئی ہے اور اب اپنے عمل سے انہیں اپنے دعاوی کی صداقت واضح کرنا ہے۔

یہ امر بیحد تشویشناک ہے کہ اس خصوص میں ابتدا ہی میں مشکلات اور پیچیدگیاں رونما ہو رہی ہیں معاملہ کچھ بھی نہ ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ محض ایک ہی قوم کی وزارت کے قیام نے اقلیتوں میں تشویش و اضطراب کی لہر پیدا کر دی ہے اسی وجہ سے مولانا آزاد نے مسٹر پٹیل کو بمبئی میں ایک اور وزیر کے لے لئے جانیکا مشورہ دیا ہے۔ اس وقت اگر کانگریس محض اصول کو لئے بیٹھی رہی اور اس بنا پر اقلیتوں کی نمایندگی کی پرواہ نہ کی تو دنیا اصول کو تو بھول جائے گی اور یہی کہیگی کہ اکثریت ان کے حقوق کی طرف سے سرد مہر ہے۔ گورنر اڑیسہ کے بیان پر مسٹر اسکال نے یا اور کوئی جریدہ کتنا ہی اظہار استحسان کرے مگر ہمارے نزدیک وہ مصلحت کی روح سے خالی نہیں ایک نمایندہ کے نہ لئے جانے سے ایک مثال قائم ہو جائیگی اور اقلیتوں کی تشویش میں اضافہ ہو جائے گا بالخصوص اس صورت میں کہ وہ دیکھ رہی ہیں کہ پنجاب میں سر سکندر حیات خاں نے اقلیتوں سے کوئی شرائط کئے بغیر انہیں پوری پوری نمایندگی عطا کر دی ہے کانگریسی جو اصلاحات کرنے والے ہیں ان سے تو کسی اقلیت کو اختلاف ہو ہی نہیں سکتا پھر کیا ضرور ہے کہ انھیں پابند کیا جائے

کچھ دنوں کی بات ہے تمام اقلیتیں خود ہی مطمئن ہو کر کانگریس میں ضم ہو جائینگی اور یہی جبر اقلیتوں کا اعتماد حاصل کر لینے کی ہے۔ یہ حاصل ہو گیا تو گویا سب کچھ حاصل ہو گیا ہمیں پوری توقع ہے کہ کانگریسی دوست پوری ہوشمندی تدبر اور دور اندیشی سے کام لیں گے اور وہ طرز عمل اختیار کریں گے کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ رہے گا۔

مسودہ قانون اوقاف اسلام

پندرہ سال کا زمانہ ہوا کہ مسلم وقف ایکٹ منظور ہو کر آل انڈیا قانون بنا تھا اس وقت بھی کہ اس پر پندرہ سال کا زمانہ منقضی ہو چکا ہے ضروریات کے اعتبار سے ناکافی سمجھا گیا تھا برابر اس کے متعلق کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہم اسے مسلمانوں کے لئے کچھ زیادہ مفید نہیں سمجھتے آج حکومت اور مسلمان دونوں کو اس کی غیر افادی حیثیت کا تجربہ ہو گیا ہے اور مسلم رائے عامہ اسے قطعی بیکار و بے اثر سمجھ کر ایک جدید قانون کے وضع و نفاذ کی ضرورت شدت کیساتھ محسوس کر رہی ہے۔ کام اتنا اہم اور اتنا ضروری تھا کہ اسے بہت پہلے تکمیل پذیر ہو جانا چاہیے تھا لیکن یہ ابھی تک مسلم غفلت کا شکار ہے ہندو ہاسبھا نے اپنا قانون منظور بھی کرا لیا اور اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے ہنوز روز اول ہے یہ امر بیحد مسرت انگیز ہے کہ آخر ہمارے ایک ہوشمند اور فاضل دوست میر مقبول محمود کو اس کا احساس ہوا اور انہوں نے پنجاب مسلم اوقاف کے نام سے ایک جدید مسودہ قانون پنجاب اسمبلی میں مرتب کر کے پیش کر دیا۔

پنجاب میں اس وقت زندگی کے آثار نمایاں ہیں اس لئے ہمیں توقع ہے کہ یہ قانون منظور ہو کر جلد نفاذ پذیر ہو جائے گا اور مسلمانان پنجاب اس سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔ میر صاحب نے اس مسودہ قانون کی ترتیب میں گوردوارہ کمیٹیوں کے نظام کو پیش نظر رکھا ہے اس کی رو سے ہر ضلع میں ایک ضلع وقف کمیٹی ہوگی اور اس ضلع کے تمام اوقاف اسی کے زیر نگرانی ہوں گے چونکہ اس کے تمام شعبے مسلمانوں سے ہی متعلق ہوں گے غیر مسلم ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہوگا اس لئے تمام ماتحت کمیٹیاں بھی مسلمانوں ہی پر مشتمل ہوں گی اور بوقت ضرورت اس اوقاف کو متولی کو بھی شامل غور و بحث کر لیا کریں گی جسکے حالات پر غور کرنا مقصود ہوگا یہ تمام ضلع کمیٹیاں صوبہ کے اوقاف بورڈ کے ماتحت کام کریں گی اس بورڈ میں کم از کم ۲۶ درگاہوں کے نمایندے جمعیۃ علمائے صوبہ پنجاب کا ایک نمایندہ اور دیگر اہم و وقیع انجمنوں کے نمایندے بھی شامل ہوں گے۔

ایک عدالت کے قیام کی بھی تجویز کی گئی ہے جو گوردوارہ ٹریبونل کے نمونہ پر ہوگی اس میں بھی تمام تر مسلمان ہی مسلمان ہوں گے اس امر کا بھی خصوصیت کے ساتھ خیال رکھا گیا ہے کہ صحیح الخیال اور دیانتدار متولیوں کے مفاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے حسب معمول مخالفت کو اس کی بھی کی جائے گی لیکن زمانہ شناس اور ہوشمند متولیوں کی ذات سے توقع ہے کہ وہ اس کی تائید کریں گے اوقاف ہندوستان کے ہر گوشہ میں واقع ہیں ضرورت ہے کہ دیگر صوبوں کے مسلمان بھی اپنی اولین فرصت میں ایسے ہی مسودہ ہائے قانون مرتب کر کے اپنی اسمبلیوں سے منظور کرا لیں اس طرح کروڑوں روپیہ سالانہ حقیقی ضروریات کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کے ہاتھ میں آ جائیگا اور ان کی مفلس و بیمانندہ قوم کو اس سے کثیر فائدے پہنچیں گے۔

میثاق دول اسلامیہ کی تکمیل

اس جولائی کو وہ میثاق دول اسلامیہ مشرقیہ

تکمیل پذیر ہو چکا ہے جس نے صرف ترکی ایران عراق اور افغانستان کو ایک سلک میں منسلک کر کے عہد حاضرہ کی ایک مقتدر اور نہایت عظیم الشان قوت کی شکل میں منتقل کر دیا ہے۔ اب تنہا عراق افغانستان یا ترکی پر کسی سلطنت کے حملہ و یورش کے معنے یہ ہیں گے کہ وہ حملہ ان تمام سلطنتوں پر ہوا ہے اور یہ تمام سلطنتیں ہی متحد ہو کر اس کی مدافعت کریں گی۔ بالفاظ دیگر کم از کم ہمیں لاکھ جرار لشکر اسلام ہمہ وقت حملہ آوروں کا سر توڑنے کے لئے تیار اور مستعد رہے گا۔ ورانحالیکہ کوئی شرارت بھی نہ کر سکیں گے اس میثاق کی تکمیل نے استعمار خانہ مغرب میں ایک سناٹا پیدا کر دیا ہے اور جرمنی کے ایک مقتدر اور با اثر جریدہ نے بجا طور پر لکھا ہے کہ اس کے ساتھ ہی عالم اسلام کا عہد زریں شروع ہو جائے گا اور انگورہ بغداد طہران اور کابل عنقریب میں اہم دینی مرکز بن جائیں گے۔ جہاں مصطفےٰ کمال پاشا کی انتہائی بلند یا طموحیں آئیں گی اس میثاق کے مجوزہ بانی وہی ہیں۔

اس کے بعد ہی بغداد مشہور قصر مجلس تشریفات میں مندوبین ایشیا کا ایک اور عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مذکورہ حکومتوں کے علاوہ یمن حجاز شام اور روسی نمایندے بھی شامل تھے ان سب نے غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کی اس دانائی و ہوشمندی کو بہت سراہا کہ انہوں نے میثاق کی تجویز پیش کر کے اسے کامیاب بنا لیا اور اسلامی طاقتوں کو متحد کر کے اغیار کے خلاف ایک ٹھوس اور آہنی قوت بنا دیا اور اب وہ جمعیۃ اقوام کے نمونہ پر ایشیا میں "ایک جمعیۃ اقوام

ایشیا" بھی عنقریب قائم کرنے والے ہیں جس کی داغ بیل واساس میثاق دول اسلامیہ بن چکا ہے، وہی نمائندے نے بھی ترکی کے تدبر کو بہت سراہا۔ اس کے بعد اس نے یقین دلایا کہ اس کی حکومت اس مقصد کی تکمیل میں پورا پورا ساتھ دیگی اور وہ خود بھی اس کی رکن بنیگی۔ ایشیا و افریقہ اس وقت استعمار یورپ کے شکار گاہ بنے ہوئے ہیں اور یکے بعد دیگرے اقوام ایشیا مغرب کی غلامی میں چلی جارہی ہیں غازی اعظم مصطفٰے کمال پاشا کی بصیرت و غیرت یہ ذلت گوارا کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی کہ مغرب آقا بنکر آتا دہے اور مشرق اس کا غلام اور لگدکوب بنا رہے اس نے پہلے اپنی لے اسلامی طاقتوں کو منظم و متحد کیا اور اس کے بعد کو نہ قوت پیدا کرکے اور ایک منزل پر پہنچکر انہوں نے دوسری منزل کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ غازی اعظم جلد ایک "میثاق مشرق" کی تکمیل اور "جمعیۃ اقوام ایشیا" کے قیام میں بھی کامیاب ہوجائیں گے اور اس کی تکمیل کا دن ہی ایشیا کے عروج کے آغاز کا دن ہوگا۔

گو عوام اس میثاق کی اہمیت کو نہ سمجھیں مگر خواص سمجھتے ہیں اور یورپ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ میثاق اس کی جوع الارض اور حرص استعمار کے لئے پیام موت ہے اور زود یا بدیر اسے ایشیا سے اپنا بوریہ بدھنا اٹھانا پڑے گا۔ مغرب کے سیاسی دوائر میں اس پر بڑے اضطراب کا اظہار کیا جارہا ہے لیکن مجبور ہیں کہ ایشیا کی قیادت اس وقت غازی اعظم کے ہاتھ میں ہے جسکے بے پناہ تدبر کے سامنے ان کی کوئی پیش نہیں جاسکتی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پوری اسلامی دنیا میں بیداری کے آثار نمایاں ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ تمام دول اسلامیہ طاقت و ترقی کا گہوارہ بن جائینگی۔

چین و جاپان کی آویزش

ایک معمولی سی بات پر چین و جاپان میں جو آویزش کا ایک افسوسناک سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور مشرق بعید کے افق پر تیرہ و تار بادل منڈلانے لگے ہیں۔ دونوں میں عارضی صلح بھی ہوئی لیکن وہ بھی پائدار ثابت ہوئی اور دوسرے ہی دن پھر رزم و پیکار کا سلسلہ شروع ہوگیا اور توپوں کی گولہ باری سے دو طرفہ شدید نقصانات پہنچے۔ ذریعہ جب چین نے شمالی چین میں جاپان کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے خلاف سفیر جاپان سے احتجاج کیا مگر اس کا بھی کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا ایک کانفرنس بھی ہوئی اس میں بھی جاپانی پیشقدمی کا شکوہ ہوا مگر جاپانی کمانڈر نے صاف کہدیا کہ جب تک چینی افواج نہیں ہٹائی جائیں گی جاپانی افواج ہرگز اس علاقہ سے واپس نہیں بلائی جاسکتیں۔

چینی فوجیں ہٹانے کا مطلب خوب سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ علاقہ کے غیر مصافی صورت اختیار کرتے ہی پھر پیشقدمی شروع ہوجائیگی اور یہ محض ایک شاطرانہ چال ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چینی بھی اپنی جانوں پر کھیلنے کے لئے آمادہ ہوچکے ہیں اور شمالی چین میں کثیر فوجیں بھیج رہے ہیں اور ایک خوفناک جنگ کا سلسلہ شروع ہوچلا ہے جس میں جاپان کو کامیابی حاصل ہورہی ہے۔ مہذب دنیا اور کمزوروں کی مزعومہ حامی جمعیۃ اقوام خاموش بیٹھی ہوئی آگ اور خون کے اس کھیل کا تماشہ دیکھ رہی ہے بظاہر یہی نظر آرہا ہے کہ جاپان کو کامیابی نصیب ہوگی اور وہ ایک صوبہ پر ضرور قبضہ کرلیگا لیکن جوش چینیوں میں بھی بلا کا پھیلا ہوا ہے۔

پنجاب ہوڑہ اکسپریس کا حادثہ الیمہ

ہندوستان میں ٹرینوں کی ٹکر اور تباہی کوئی جدید واقعہ نہیں ہے لیکن جو حادثہ حال ہی میں پٹنہ کے قریب رونما ہوا وہ اپنی المناکیوں اور تباہ خیزیوں میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اس کی تفاصیل نے لوگوں کے قلوب کو دہلا کر رکھدیا ہے۔

سرکاری اندازہ کے مطابق مجروحین کی تعداد دو سو سے متجاوز ہوچکی ہے اور اب تک سوا سو بدنصیب افراد کے لقمہ اجل ہونے کی تصدیق ہوچکی ہے مزید لاشیں ملبہ کے اندر سے نکل رہی ہیں مجروحین و مقتولین کی اتنی بڑی فہرست ایک بڑی جنگ کے نتائج پر خشک زنی کرتی نظر آتی ہے اس لئے کہ جنگ میں مقتولین اور مجروحین کی اتنی دلدوز اور ہوشربا حالت ہرگز نہیں ہوتی جاتی اور جیسی حالت اس حادثہ کے متعلق سننے میں آئی ہے۔ پچاس عورتیں بچے اور مرد تو ایسے ہیں کہ ان کے جسموں کا بالکل قیمہ ہوکر رہ گیا ہے اور باقی لاشیں ہیں کہ ان کے سر پیر دھڑ ملغائے ہیں اور اس بری طرح کچلے گئے ہیں کہ ان کی آرزؤں کی طرح ان کی شناخت و تحقیق بھی غیر ممکن ہوچکی ہے۔ لاشوں اور زخمیوں کی منظر اور زخمیوں کے کرب کی نظارہ اتنا جگر سوز اور صبر آزما تھا کہ آنسو بیساختہ نکلے پڑتے تھے اور عبرت کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی تھی۔ عورتوں اور لوگوں کی چیخیں نکل نکل گئیں۔

خدا کی قدرت دیکھئے کہ انجن کے ڈرائیور اور ڈرائیور صاف بچ گئے اور ملبہ کے نیچے سے ایک تین سال کا بچہ بھی سلامت نکلا۔ کیا یہ تباہی مسلمانوں کی عبرت کے لئے کافی نہیں۔

افغانستان شاہراہ ترقی پر

ابھی پورے دس سال بھی نہیں گذرے کہ افغانستان ایک تباہی خیز انقلاب کے جنگل میں گرفتار ہوکر برباد ہوچکا تھا اور دیکھنے والے اس کی حالت کی طرف سے مایوس ہوچکے تھے لیکن اگر کوئی بطل جلیل پوری صداقت و بیجالی کے ساتھ داعیہ اصلاح لیکر کھڑا ہوجائے تو وہ کیا کچھ کرسکتا ہے اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو آج کے افغانستان کو دیکھ لیجئے غازی نادر شاہ اور ان کے محترم و ہوشمند ارکان خاندان نے اپنی مشکلات اور بے سر و سامانیوں کے باوجود صرف آٹھ سال کی قلیل مدت میں اس کی کایا پلٹ کر رکھدی اور یہ حالت کردی کہ ترقی کا کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہیں جس میں افغانستان نہایت سرعت کے ساتھ بسر کررہے ہیں جبکہ ضروریات زندگی گراں بہا ہوچکی ہیں اور ان میں بہت اضافہ بھی ہوگیا ہے اس لئے ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم ملت کی تمام ضروریات کی تکمیل کے لئے متحدہ عمل و طاقت سے کام لیں کہ آج کوئی کام بھی تنہا قوت سے تکمیل پذیر نہیں ہوسکتا۔ واقعی حقیقت بھی یہی ہے۔

اعلیحضرت نے زمانہ کی حالت کا صحیح نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اسی تقریر میں آپنے تعلیم تجارت زراعت اور سڑکوں کی تعمیر کی طرف بھی مزید توجہ مبذول کئے جانے کی ضرورت پر زور دیا اور فوج کی حالت پر بھی دلی اطمینان کا اظہار کیا تھا کہ اسی عہد میں وہی قوم ترقی کر سکتی ہے جو تمدن کے تمام شعبوں پر حاوی ہو۔

غازی مصطفےٰ کمال کا معجزانہ کارنامہ

غازی اعظم

مصطفےٰ کمال پاشا کے تدبر و صلاحیت کا جدید ترین شاہکار تو میثاق دول اسلامیہ ہے لیکن اب دکھانا یہ ہے کہ اس ترکی کی حالت میں جو جنگ عظیم کے بعد بالکل پامال ہو چکی تھی اور جو مغربی قطع برید کے بعد ایک چھوٹے سے علاقہ کی صورت میں منتقل ہو چکی تھی آپ نے کتنا معجزانہ انقلاب پیدا کر کے ایک قلیل دفعہ مدت ہی میں اسے دنیا کی ایک عظیم الشان متمدن اور طاقتور قوم بنا دیا۔

دار السلطنت انگورہ کی موجودہ حالت پر ایک طائرانہ نظر ہمارے مطلب کو واضح کر دیگی یہ شہر اناطولیہ کا ایک بہت معمولی قصبہ تھا جس میں بمشکل تیس ہزار کی آبادی تھی اور زمانہ حاضر کی جدید ترین آسائشوں اور تمدنی جلوہ گریوں کا کہیں وجود بھی نظر نہ آتا تھا۔ مگر آج یہ قصبہ ایک عظیم الشان اور خوبصورت شہر کی صورت اختیار کر چکا ہے آبادی بڑھکر سوا لاکھ تک پہنچ چکی ہے حفظان صحت اور بہم رسانی آب کا انتظام اتنا مکمل اور اتنا اعلیٰ ہے کہ آج یورپ کا کوئی شہر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا عالیشان عمارتیں ہیں وسیع و عریض سڑکیں برقی روشنی سے جگمگا رہی ہیں چند اعلیٰ درجہ کی موٹر بسیں چلتی اور دوڑتی نظر آتی ہیں پر فضا سیرگاہیں بھی بنی ہوئی ہیں کارخانے ملیں اور فیکٹریاں بھی ہیں اور بڑے بڑے کالج اور شفاخانے بھی ہیں صنعت و حرفت میں سرعت رفتار کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک کارخانہ گل روغن اور سیمنٹ کا اور تین بڑے بڑے نمک کے کارخانے تعمیر ہو کر مصروف کار ہو چکے ہیں باقی زیر تعمیر ہیں۔ سال ڈیڑھ سال کے اندر ہی تانبے چاندی اور لوہے کی کانیں بھی مکمل ہو جائیں گی اور کانچ شیشے بوتلوں اور پارچہ بافی کے بھی متعدد اور بڑے بڑے کارخانے تیار ہو جائیں گے ملک کی ضروریات کی تمام چیزیں بھی ملک ہی میں تیار ہونے لگی ہیں ملک میں ریلوں کا جال بچھا ہوا ہے یہ وہی ترکی ہے جسے یورپ "مرد بیمار" کے نام سے پکارا کرتا تھا اور جسے غازی اعظم نے نئی روح پھونک کر مرد میدان بنا دیا ہے۔

یہ بھی کوئی تعریف ہے

مولوی میں مذہبی معلومات کے ساتھ ناظرین کی سیاسی معلومات بڑھانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے اور خدا کے فضل سے مولوی کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ اب سیاسی زندگی میں ایک رائے کا مالک ہو گیا ہے۔ اب مولوی میں ملکی معلومات اور سیاسی ارتقائی کیفیات کے مضامین فی الحال نمایاں ہیں۔ اس کے متعلق لوگوں نے بڑی دلچسپی لی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے مولوی کا کوئی ندرانہ نہیں دیا۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ مولوی ہو یا پیر۔ بغیر بھینٹ کے یہ قدم آگے نہیں بڑھا۔

کاش آپ تعریف کے پل باندھنے کے ساتھ اس پر سے گذرنے والے بھی پیدا کرتے۔ مولوی کی صحیح قدردانی تو اس کی اشاعت ہے۔ کاش آپ کی توجہ اسپر مبذول ہوتی۔ آپ اپنے حلقہ کے دس بیس معقول پڑھے لکھے اور مذہبی مزاج رکھنے والے لوگوں کے نام و پتہ ہی لکھ کر بھیجدیں تو وہ مولوی کے لئے زیادہ اہم ہیں بہ نسبت اس کے کہ مولوی کے ایڈیٹر کی تعریف کی جائے۔

اس کے ساتھ ان مخلصین کا شکر گذار ہوں جنہوں نے مولوی کے جدید خریدار فراہم کئے۔ خدا ان کا ہر کام بنائے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد
جناب شفیع محمد صاحب واجسیکر ضیال	۲	جناب عبدالروف صاحب شملہ	۲
،، مولوی عبدالرشید صاحب وکیل حیدرآباد	۵	،، حیدر علی صاحب چک جھمرہ	۱
منشی عباس علی صاحب پولس پرچنگ	۲	،، محمد ایوب خانصاحب موچھیہ	۱
،، اکرام الدین صاحب نائب ناظر	۴	عبدالرحمن صاحب اجین	۲
،، اشرف کمال صاحب بمبئی	۳	،، شیخ محمد حسین صاحب مڈگیرہ	۱
شاہ امام الدین صاحب عثمان آباد	۴	،، اسد علی صاحب جاگرہ	۱
،، احمد سعید خانصاحب ترول ڈاکخانہ	۳	،، عبدالروف صاحب سوجت	۲
،، شمس الدین صاحب کورٹ انسپکٹر	۲	،، مولوی محمد شعیب سکھر	۲
ظہیر الحسن صاحب گرداور قانونگو	۱	،، مقبول برادرس لائلپور	۲
،، عبدالحمید صاحب نقل نویس محمد نگر	۳	،، عبدالرحمان صاحب دھنباد	۲
،، مصاحب علی صاحب نظامی کانپور	۲	،، محمد عزیز صاحب وزیرآباد	۲
ثاقب محمد خان صاحب بھوپال	۱	،، مولوی قمر احمد صاحب فرخ آباد	۲
سید زبرحراج اینڈ کو لاہور	۲	،، حسین دارا ولی خان جنڈالہ	۱
،، رحیم بخش صاحب محرر بیاٹک	۲	،، فقیر محمد صاحب پونچھ	۲
،، محمد قادر بیگ صاحب نمبردار وضلع	۲	،، عبداللطیف صاحب گیا	۲
،، سید سکندر علی صاحب کانپور	۲	،، قاضی محمد حسن صاحب حیدرآباد	۲
مولوی محمد شعیب صاحب ڈسٹرکٹ	۳	سٹر حسام الدین احمد صاحب گوپال گنج	۲
ابوالقاسم محمد شعیب صاحب جہنگام	۱	انوار حسین مشتاق حسین کانپور	۸
،، مشتاق علی صاحب ٹی ڈاکٹر	۳	عبدالرزاق صاحب شاہ مکی اجمیر	۴
،، محمد انور صاحب سیٹھ دار لاتور	۶	حکیم غلام قادر صاحب گوڑھیوال	۲
،، سید عبدالمجید صاحب خانپور	۳	عبدالکریم صاحب گھوڑیا نوالہ	۱
،، شیخ نظام الدین صاحب بمبئی	۲	خیر محمد صاحب لائلپور	۱
،، سید اقبال حسین بخاری پسرور	۱	،، محمد اسحاق صاحب بمبئی	۱
،، حکیم کتیل حسین صاحب لکھنو	۳	مولوی نبی بخش صاحب سیٹھ ہولی	۱
جناب پیر عبداحد شاہ صاحب باڑی پورہ۔ سری نگر	۲۰	اکبر حسین صاحب کنادرم	۱
		محمد رمضان صاحب ستاکرہ	۱
،، عبدالصمد صاحب روضہ گاؤں	۲	سید ابوالحسن صاحب بمبئی نمبر ۹	۱
،، محمد شفیع صاحب کوٹلی	۱	دنیا پہلوان فتحپور بڑودہ	۲
،، فیض محمد صاحب گورداسپور	۱	حاجی موتی پان والے جانگر	۱
،، محمد اسماعیل صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	۲	،، عبدالعزیز صاحب چاچڑان	۱
انصار احمد صاحب گھاٹم پور	۱	باقی آئندہ	

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۲۶۸ - حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ (بدر کے مقتولین کی نسبت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ وہ اس وقت جان رہے ہیں کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا ٹھیک تھا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انک لا تسمع الموتیٰ (بیشک اے نبی کریم تم مردوں کو نہیں سنا سکتے)۔

۱۲۶۹ - حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا یعنی اس نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے تو حضرت عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر اس کے بعد میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۲۷۰ - حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر کیا جس سے آدمی کی آزمائش کی جائے گی تو (اس کو سن کے) تمام مسلمان چیخ چیخ مار مار کے روئے۔

۱۲۷۱ - حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ والے لوٹنے لگتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے اٹھا کے بٹھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمدؐ کی نسبت کیا کہتا تھا تو مومن یہ کہہ دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پس اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا مقام (جو) دوزخ میں تھا دیکھ لے اللہ نے اس کے عوض میں تجھے جنت میں ایک مقام دیا ہے پس وہ ان دونوں مقاموں کو دیکھ لیتا ہے۔ (قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی قبر اس کے لئے کشادہ کر دی جاتی ہے) پھر انہوں نے حضرت انس کی حدیث کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ) اور لیکن منافق یا کافر کو اس سے جب کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کی نسبت کیا کہتا تھا وہ جواب دیتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا جو کچھ اور لوگ کہتے تھے وہی میں بھی کہہ دیتا تھا پس اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے عقل سے دریافت کیا نہ نقل سے پھر اسے لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے اور وہ چیختا ہے اس کی آواز کو سوا جن و انس کے جتنے لوگ قریب ہیں سب سنتے ہیں۔

باب - عذاب قبر سے پناہ مانگنا (ثابت ہے)

۱۲۷۲ - حضرت ابو ایوب کہتے ہیں کہ (ایک دن) غروب آفتاب کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے (ایک دن) دہشت ناک آواز سنی اور فرمایا کہ یہودیوں پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

۱۲۷۳ - خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا ہے۔

۱۲۷۴ - حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں عذاب قبر سے عذاب دوزخ سے اور زندگی اور موت کی خرابی سے اور مسیح دجال کے فساد سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

باب - عذاب قبر غیبت کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے (بھی ہوتا ہے)

۱۲۷۵ - حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبروں پر ہوا آپ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات کی بابت نہیں عذاب ہو رہا پھر آپ نے فرمایا ہاں ان میں سے ایک چغلخوری کیا کرتا تھا اور ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو حصے کر دیئے پھر ہر قبر میں ایک شاخ اس میں سے گاڑ دی پھر آپ نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے عذاب کم کر دے جب تک شاخیں خشک نہ ہو جائیں۔

۱۲۷۶ - حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص تم میں سے مر جاتا ہے تو ہر صبح و شام اسے اس کا مقام دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں میں سے اور دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ والوں میں سے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا مقام ہے جب تک کہ اللہ قیامت کے دن تجھے اٹھائے۔

باب - مردے کا جنازہ پر بات کرنا (ثابت ہے)

۱۲۷۷ - حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار کر لیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اس وقت اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے لیچلو اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ہائے میری خرابی ہے مجھے کہاں لئے جاتے ہو اس کی آواز سوا انسان کے ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے مر جائے۔

باب - مسلمانوں کے بچوں کی نسبت (جو قبل از بلوغ مر جائیں) کیا کہا گیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس کے تین بچے مر جائیں جو بالغ نہ ہوئے ہوں تو وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جائیں گے۔ یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۱۲۷۸۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں جو بالغ نہ ہوئے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر نہایت مہربانی کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

۱۲۷۹۔ عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت براء بن عازب سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابراہیم (فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ان کے لئے ایک دودھ پلانے والی (مقرر کی گئی) ہے۔

پانچواں پارہ ختم ہوگیا

چھٹا پارہ شروع

باب۔ مشرکوں کے بچوں کی بابت (جو قبل بلوغ کے مر جائیں) کیا کہا گیا ہے۔ (آیا وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں[1])

۱۲۸۰۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کی بابت پوچھا گیا (کہ اگر وہ بلوغ سے پہلے مر جائیں تو جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں) تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جس وقت ان کو پیدا کیا ہے اسی وقت سے وہ خوب جانتا ہے کہ وہ بچے اگر زندہ رہتے تو کیسے عمل کرتے (جنت کے لائق یا دوزخ کے)

۱۲۸۱۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے چھوٹے بچوں کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ خوب واقف ہے کہ وہ کیسے عمل کرتے (جنت کے لائق یا دوزخ کے)

۱۲۸۲۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (یعنی دین اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا لیتے ہیں یا اسے نصرانی بنا لیتے ہیں یا اسے مجوسی بنا لیتے ہیں جیسا جانور بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک یا کان کٹا ہوا دیکھتے ہو (کوئی نہیں بلکہ بعد پیدا ہونے کے اس کے کان یا ناک کاٹ دیتے ہیں۔)

باب۔ اس باب کے متعلق کوئی خاص عنوان نہیں ہے

۱۲۸۳۔ حضرت سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تھے تو ہماری طرف منہ کر لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم میں کسی نے (اگر آج شب کو کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے، سمرہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا آپ اس کی تعبیر بیان فرماتے پس (اسی دستور کے موافق) ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا مگر میں نے آج شب دو مردوں کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے ایک مقدس زمین میں لے گئے تو ناگہاں وہیں میں نے دیکھا (کیا دیکھتا ہوں کہ) ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اس کے ہاتھ میں (امام بخاری کہتے ہیں کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے موسیٰ سے (اس حدیث میں یہ) نقل کیا ہے کہ اس کے ہاتھ میں) لوہے کا ایک کلوب ہے (کلوب لوہے کے شکنجے کو کہتے ہیں) وہ اسے اس (بیٹھے ہوئے آدمی) کے منہ میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس سے ایک طرف کا جبڑا پھاڑ ڈالتا ہے بعد اس کے دوسرے جبڑے کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے اور اس کا وہ جبڑا درست ہو جاتا ہے پھر دوبارہ وہ ایسا ہی کرتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے ان دونوں مردوں نے مجھ سے کہا کہ (آگے) چلئے پس ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے کہ وہ چت لیٹا ہوا تھا اور ایک مرد اس کے سرہانے ایک چھوٹا یا بڑا پتھر لئے ہوئے کھڑا تھا پس وہ اس پتھر سے اس لیٹے ہوئے آدمی کے سر کو توڑتا تھا جب اسے مارتا تھا اور وہ پتھر لڑھک جاتا تھا تو جا کر اسے لے آتا تھا اور جب تک اس لیٹے ہوئے آدمی کے پاس لوٹ کر آئے اس وقت تک اس کا سر اچھا ہو چکتا تھا اور جو حالت اس کی پہلے تھی وہی ہو جاتی تھی پھر وہ دوبارہ اسے مارتا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے ان دونوں مردوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چلئے چنانچہ ہم چلے ایک گڑھے کی طرف (ہمارا گزر ہوا جو) مثل تنور کے تھا منہ اس کا تنگ تھا اور نیچا اس کا چوڑا تھا اس گڑھے میں آگ جل رہی تھی اس میں کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں جب آگ بہت بھڑک اٹھتی تھی تو وہ لوگ اوپر آ جاتے تھے یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے تھے میں نے کہا کہ یہ کیا ہے ان دونوں مردوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چلئے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے اس کے بیچ میں ایک آدمی تھا (یزید بن ہارون اور وہب بن جریر، جریر بن حازم سے نقل کرتے ہیں کہ) اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی تھا اس کے سامنے[2] کچھ پتھر پڑے ہوئے تھے اور وہ اس شخص کے سامنے کھڑا ہوا تھا پس جب وہ اس نہر سے باہر آنا چاہتا تھا تو یہ شخص ایک پتھر اس کے منہ میں کھینچ مارتا تھا اور جہاں وہ تھا وہیں اسے واپس کر دیتا تھا اسی طرح جب کبھی وہ باہر نکلنا چاہتا تھا تو یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ مارتا تھا تو وہ جہاں تھا وہیں لوٹ جاتا تھا میں نے کہا کہ یہ کیا ہے تو ان دونوں مردوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چلئے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ایک (نہایت شاداب اور سرسبز) باغ میں پہنچے اس میں ایک بڑا سا درخت لگا ہوا تھا اس کی جڑ کے پاس ایک بوڑھے آدمی اور کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے اور کیا دیکھتا ہوں کہ درخت کے قریب ایک آدمی ہے اس کے سامنے کچھ آگ ہے اسے روشن کر رہا ہے پھر وہ دونوں مرد مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے اور اس درخت کے اندر ایک گھر (تھا اس) میں مجھے داخل کیا میں نے کبھی اس سے عمدہ اور شاندار مکان نہیں دیکھا اس گھر میں کچھ بوڑھے اور کچھ جوان مرد اور کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے پھر وہ دونوں آدمی اس گھر سے نکال لائے اور درخت (کی دوسری شاخ) پر مجھے چڑھا لے گئے

---

[1] مشرکوں کے بچوں کی بابت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے بعض کہتے ہیں دوزخ میں بعض ان کے متعلق سکوت کرتے ہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں اکثر محققین اسی طرف ہیں حنفیہ کا یہی مسلک ہے ۱۲

(اس میں بھی) ایک گھر (تھا اس) میں مجھے داخل کیا یہ گھر بھی نہایت عمدہ اور شاندار تھا اس میں بھی کچھ بڈھے اور جوان مرد تھے (جب میں یہ سب کچھ دیکھ چکا تو) میں نے ان دونوں مردوں سے کہا کہ تم نے مجھے رات بھر گشت کرایا اب مجھے بتاؤ (کہ) میں نے جو دیکھا ہے (اس کی اصل حقیقت کیا ہے) وہ بولے کہ ہاں (ہم سب کچھ بتاتے ہیں) وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا پھاڑا جارہا ہے وہ جھوٹ بولنے والا ہے (وہ ایسی) جھوٹی باتیں کیا کرتا تھا اور اس سے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں پس اس کے ساتھ روز قیامت تک (ایسا ہی معاملہ) کیا جائے گا اور وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا سر توڑا جارہا ہے یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا مگر وہ رات کو (بھی) اس سے (غافل ہوکر سورہا اور دن میں بھی) اس پر عمل نہیں کیا روز قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جائے گا اور وہ لوگ جنھیں آپ نے گڑھے میں دیکھا وہ زناکار لوگ ہیں اور وہ شخص جسے آپ نے نہر میں دیکھا سود خوار ہے اور وہ بوڑھے مرد جو درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابراہیم (علیہ السلام) تھے اور چھوٹے بچے جو ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگوں کے بچے ہیں (جو قبل از بلوغ مرگئے تھے) اور وہ شخص جو آگ روشن کر رہے تھے مالک تھے جو دوزخ کے داروغہ ہیں اور وہ پہلا مکان جس میں آپ تشریف لے گئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور لیکن یہ گھر تو شہیدوں کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ شخص جو میرے ساتھ ہیں میکائیل ہیں اب آپ اپنا سر اٹھائیے میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر ابر کی مثل کوئی چیز ہے انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے میں نے کہا کہ مجھے اپنے مقام میں داخل ہونے دو تو وہ دونوں بولے کہ ابھی کچھ تھوڑی سی عمر آپ کی باقی ہے جسے آپ نے پورا نہیں کیا اگر آپ اسے پورا کرچکے ہوتے تو اپنے مقام میں جا سکتے۔

باب۔ دوشنبہ کے دن مرنا (بہت مبارک ہے)

۱۲۸۴۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر کے پاس (ان کے مرض موت میں) گئی تو انہوں نے (مجھ سے) کہا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا میں نے کہا کہ تین سپید کپڑوں میں جو سحولی تھے جن میں کرتہ اور عمامہ نہ تھا اور ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہ سے یہ بھی پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی حضرت عائشہ نے کہا دوشنبہ کے دن پھر پوچھا کہ آج کون دن ہے حضرت عائشہ نے کہا دوشنبہ تو بولے کہ میں بھی اب سے رات تک (اپنی موت کی) امید رکھتا ہوں پھر انہوں نے اپنے لباس کی طرف دیکھا جسے وہ حالت مرض میں پہنے ہوئے تھے اس میں کچھ رنگ زعفران کا (لگ گیا) تھا فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھو دو اور دو کپڑے اس کے ساتھ اور ملاکر مجھے ان میں کفنانا (حضرت عائشہ کہتی ہیں) میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے فرمایا کہ نئے کپڑے کا زیادہ

زندہ کو بہ نسبت مردہ کے زیادہ ہے یہ (کفن) تو صرف سڑ جانے کے لئے ہے پس انہوں نے وفات نہیں پائی یہاں تک کہ سہ شنبہ کی شام شروع ہوگئی اور صبح ہونے سے پہلے دفن کردیئے گئے۔

باب۔ یکایک ناگہانی موت (نیک آدمی کے لئے کچھ بری نہیں ہے)

۱۲۸۵۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (دفعۃً) میری ماں کی جان نکل گئی اور میں ان کی نسبت خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ بول سکتیں تو ضرور آپ کی تصدیق کرتیں پس کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو ان کو کچھ ثواب ملیگا آپ نے فرمایا ہاں۔

باب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کے بارہ میں کیا کہا گیا ہے فاقبرہ (جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر اس کی قبر بنادی کیونکہ اقبرت الرجل اقبرہ کا میں اس وقت بولوں گا جبکہ میں اس کے لئے قبر بناؤں اور قبرتہ کے معنے دفن کیا میں نے اس کو) اور قرآن مجید میں کفاتا (جو وارد ہوا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ تم لوگ زمین میں زندہ رہوگے اور مرنے کے بعد اسی میں دفن کئے جاؤگے)۔

۱۲۸۶۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں بار بار عذر کرتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں گا کل کہاں رہوں گا (حضرت عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے) پھر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میرے پہلو اور سینہ کے درمیان میں قبض فرمایا اور میرے ہی گھر میں دفن کئے گئے۔

۱۲۸۷۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں جس سے آپ کو صحت نہیں ہوئی یہ فرمایا کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر ظاہر کردی جاتی صرف آپ کو یہ خوف ہوا یا لوگوں کو خوف ہوا کہ آپ کی قبر مسجد بنالی جائے گی اس وجہ سے آپ کی قبر پوشیدہ رکھی گئی۔

۱۲۸۸۔ سفیان تمار سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دیکھی وہ اونٹ کے کوہان سے مشابہ ہے۔

۱۲۸۹۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں (حجرہ شریفہ کی) دیوار گری اور لوگوں نے اس کی تعمیر شروع کی تو ایک پیر ظاہر ہوا تو لوگ ڈر گئے اور انہیں خیال ہوا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر ہے پھر کوئی شخص ایسا نہ ملا جو اس بات کو جان سکے یہاں تک کہ عروہ نے ان سے کہا کہ نہیں خدا کی قسم یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر نہیں ہے یہ تو حضرت عمر کا پیر ہے اور ہشام سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے عبداللہ بن زبیر کو یہ وصیت کی تھی کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صاحبین کے ہمراہ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے اپنی ساتھ والیوں کے ہمراہ بقیع میں دفن کردو میں کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دفن ہو جانے سے قابل تعریف نہ ہو جاؤں گی۔

سلہ اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مشرکوں کے بچے بھی جنت میں جائیں گے کیونکہ اس حدیث میں بچوں کا حضرت ابراہیم کے ساتھ ہونا بیان کیا گیا ہے اور کچھ تخصیص مومنوں کی نہیں کی گئی ۱۲۔

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

امداد یتامیٰ کے فوائد

امداد یتامیٰ کا سب سے پہلا اور اہم فائدہ تو یہ ہے کہ یتیموں کی کفالت کرنے والے کو بہشت میں رسول اللہ صلعم کی معیت نصیب ہوگی اس فائدہ کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی اس کے بعد دوسرا فائدہ امداد یتامیٰ کا یہ ہے کہ اس سے باہمی محبت و ہمدردی کا جذبہ استوار ہوتا ہے اور غربا و امرا ایک دوسرے کے ممد و معاون بنجاتے ہیں اور قوم بہت سی خرابیوں و گمراہیوں اور کمزوریوں سے بچ جاتی ہے وہ اس طرح کہ جو قومیں اپنے یتیموں کی مدد کرتی اور ان کو اپنی اولاد کی طرح پالتی ہیں وہ بچے آئندہ جوان ہوکر احسان کی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں اور قوم کے سچے ہمدرد اور امرا کے دلی خیرخواہ بنجاتے ہیں کیونکہ جب بچوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم یتیم و نادار تھے ہماری قوم نے ہم پر بڑے بڑے احسان کئے پالا پرورش کیا اور پڑھا لکھا کر روزی کمانے کے قابل بنایا تو اس وقت ان کے دلوں میں وہ محبت قومی جوش زن ہوتی ہے جس سے آج ہماری قوم کے بڑے بڑے ہمدرد و لیڈروں کے سینے خالی ہیں وہ اپنے محسنوں کے انعام یاد کرکے تمام عمر ممنون احسان رہتے ہیں ملک و ملت کی خدمت دل و جان سے کرتے ہیں قوم کے ہر آڑے وقت کام آتے ہیں اور اس طرح قومی ترقی کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس قدر متمدن اور ترقی یافتہ قومیں ہوئیں ان کی توجہ یتیموں پر خاص طور پر مبذول رہی اور آج بھی جو قومیں متمدن ہیں وہ اس راز ترقی سے اچھی طرح واقف ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کا خاطرخواہ انتظام کرتی ہیں مگر افسوس ہماری بدقسمت قوم اس بات کو نہیں سمجھتی ہماری قوم کے یتیم بچے آوارہ پھر رہے ہیں اور اپنی بداخلاقی سے اخلاق و روحانیت کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔

تیسرا فائدہ امداد یتامیٰ کا یہ ہے کہ قوم کا کوئی فرد معطل اور بیکار نہیں رہنے پاتا ساری کی ساری قوم باکار اور ہنرمند ہوجاتی ہے اور جب قوم میں بیکاری نہیں رہتی تو اس میں بداخلاقیوں اور جرائم کی رفتار کم ہوجاتی ہے امرا بھی بااطمینان زندگی بسر کرتے ہیں اور غربا بھی امن و عافیت کے ساتھ رہتے ہیں قوم کے اخلاق بلند ہوتے ہیں اعتماد و خودداری کی شان ظاہر ہوتی ہے وہ بالطبع عزت کی مستحق ہوتی ہے اور دوسری قومیں بھی عزت کرتی ہیں۔ اور یہ وہ چیزیں ہیں جو امداد یتامیٰ کے سوا کسی اور چیز سے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتیں۔

مختصر یہ کہ یتیموں کی تربیت و امداد سے قوم سینکڑوں خرابیوں سے محفوظ رہتی ہے اور اس میں بڑے بڑے بااخلاق اور ہمدرد قوم انسان پیدا ہوتے ہیں۔

مگر یہ باتیں صرف انھیں امرا کی توجہ کو جذب کرسکتی ہیں اور صرف انھیں کے جذبۂ عمل کو ابھار سکتی ہیں جن کے سینوں میں قوم کا کچھ درد و احساس ہو اور جو لوگ قوم کا درد ہی نہیں رکھتے اپنے عیش و آرام میں مگن ہیں اور ملک و ملت کی حقیقی ضروریات کا علم نہیں رکھتے وہ کبھی بھی ان چیزوں سے متاثر نہیں ہوسکتے۔ اس خرابی نے ہماری قوم کو بے دست و پا اور غلام و محکوم بنایا ہے۔

اپنی قوم کے یتیموں کی خبر لو

اے وہ لوگو جن کو خدا نے دولت کی نعمت دی ہے تمہاری دولت اگر قوم و حریت کی راہ میں خرچ نہیں ہوتی اور وہ یتیموں اور بیکسوں کے کام نہیں آتی اور نہ حکام کی خوشنودی اور عیش و طرب کی محفلیں گرم کرنے کے کام آتی ہے تو حسرت ہے تمہاری دولتمندی اور فارغ البالی پر تمہاری دولت تمہیں قیامت کے روز سانپ بن کر ڈسے گی اور اسے گرم کرکے تمہارے جسموں کو داغا جائیگا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ قوم کے یتیم بچے کس بیکسی کے عالم میں آوارہ و پریشان پھر رہے ہیں ان کے اعمال و اخلاق بگڑ چکے ہیں وہ کفر و ارتداد کی بھٹی میں گرتے جاتے ہیں اور ان پر افلاس بری طرح مسلط ہے اگر اس کے بعد بھی تم ٹس سے مس نہیں ہوتے اور ان کی مالی امداد نہیں کرتے تو تم اسلام کا نام ڈبونے والے اور اسے بدنام و رسوا کرنے والے قوم کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے بیرحم اور قسی القلب انسان ہو اور دنیا کی تمام قوموں کی نظروں میں ذلیل و حقیر ہو۔

خدارا ہوش میں آؤ اپنا قومی فرض پہچانو اور بخل و خست سے کام نہ لو یاد رکھو جس قوم کے مالدار اور دولتمند افراد جب قومی کام کا جذبہ نہ رکھتے ہوں اور جن کی دولت یتیموں اور بیکسوں کے کام نہ آتی ہو اس کی دنیا میں کوئی عزت نہیں ہوا کرتی جب تمہاری قوم کے یتیم بچے آوارہ پھر رہے ہوں تو تمہارا عیش و آرام اور تمہاری عزت و آبرو کس کام کی دیکھو تمہاری قوم کے سینکڑوں یتیم بچے تمہاری غفلت شعاری اور لاپروائی سے غیروں کے ہاتھ میں پڑ چکے اور وہ نہ صرف تمہاری قوم سے کھوگئے بلکہ تمہارے دین و مذہب سے بھی کھوگئے مگر افسوس کہ تم آجتک نہ پسیجے اور اپنے یتیموں کی خبر نہ لی برخلاف اس کے اگر تم نے زکوٰۃ بھی دی تو ان سنڈے مسنڈے فقیروں کو جنہوں نے تمہاری دی ہوئی دولت سے عیاشیاں کیں اور اپنے آباؤ اجداد کے نام کو بٹہ لگایا پس زکوٰۃ دیتے وقت اپنی قوم کے یتیم بچوں کا خاص طور پر خیال رکھا کرو۔

سائل اور مسافر وغیرہ

وہ انسان جو کسی کو کچھ دینا نہیں جانتا تھا بلکہ سراپا وہ مرض کے ساتھ بانٹ کر نہیں کھانا چاہتا تھا اور جس کی دولت یتیموں، بیکسوں اور اپاہجوں

کے کام نہیں آتی اس کی مثال اس بے وقوف کسان جیسی ہے جو خشک سالی اور کھیتوں کی تباہی کا ایسا یقین کر بیٹھا تھا کہ اس نے بیج بونے سے بھی انکار کر دیا اور کہتا تھا کہ میں غلہ کو اپنے گھر ہی میں محفوظ رکھوں گا ایسا نہ ہو کہ یہ خشک سالی کی وجہ سے زمین میں ہی گل سڑ جائے اور پھر میرے پاس سردیوں میں کھانے کے لئے کچھ نہ بچے مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال خوب بارشیں ہوئیں اور اس بیوقوف کسان کو بھوکا مرنا پڑا اور اس کے پڑوسیوں نے جنہوں نے محنت کر کے بیج بویا تھا پیداوار سے اپنے کوٹھے بھر لئے۔

ایک ہمدرد نوع انسان کا قول ہے کہ انسان وہی کچھ بچاتا ہے جو وہ اوروں کو دیتا ہے باقی مال سب ضائع اور بیکار جاتا ہے جو کچھ ہم اسکی راہ میں دیتے ہیں وہ ایک عجیب نامعلوم طور پر دو گنا چوگنا ہو کر ہمیں واپس ملتا رہتا ہے دنیا میں سب سے زیادہ نفع بخش یہی کام ہے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی دولت کا حقیقی شکرانہ یہی ہے کہ ہم غریبوں کی مدد کریں چنانچہ اللہ پاک نے اپنے کلام میں بھی جا بجا مساکین کے بعد سائلین کی امداد کا بھی حکم دیا ہے اور ارشاد باری ہے

واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔ (سورہ بقر)	حقیقی نیکوکاری یہ بھی ہے کہ اپنے محبوب مال کو رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں اور غلاموں کو چھڑانے میں صرف کیا جائے

یعنی رشتہ داروں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے بعد اگر کوئی اور شخص بھی تمہارے سامنے دست سوال دراز کرے تو اسے بھی کچھ دیکر محروم نہ جانے دو۔ اپنی طرف سے حتی الامکان دوسروں کی دستگیری کرتے رہو دنیا میں کوئی کسی کو بلا غرض نہیں پوچھتا دنیا میں اس کی پرستش ہے جو کسی لائق ہے یا جس سے کوئی فائدہ پہنچنے کی امید ہے حتی کہ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے بھی اسی حد تک خوش رہتا اور محبت کرتا ہے جس حد تک کہ ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچنے کی امید ہو مگر اسلام اس خود غرضی کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقی نیکی یہ ہے کہ تم اپنے مال سے دوسروں کے کی مدد کرو ہر ایک شخص کو کچھ نہ کچھ قابلیت پیدا کرنے اور کام کا آدمی بننے کی کوشش کرنی چاہئیے اور بجائے دوسروں کی سرد مہری اور بیوفائی کی شکایت کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے کہ دوسروں کو اس سے نفع پہنچے وہ کہتا ہے کہ سوال کرنا بدترین ذلت ہے تاہم اگر کوئی سائل آجائے تو اس کو محروم نہ جانے دو۔ تمہاری یہی ہمدردی یہ ہے کہ واقعی محتاج جس کے پاس ضرورت صحیح کے لئے کچھ نہ ہو اس کی حاجت پوری کر دو۔

یاد رکھو مذکورہ بالا آیت میں سائل سے مراد وہ چنے کٹے توانا پیشہ ور گداگر نہیں ہے جنہوں نے سوال کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے جو سوال کر کے اپنی ضرورت کو پورا نہیں کرتے بلکہ جمع بھی کرتے ہیں اور جن کو کسی حال میں بھی صبر نہیں آتا۔ اگلے زمانے کے سائلین ایسے نہ تھے جیسے آجکل

کے ہیں اور جن کی امداد کا قرآن نے حکم دیا ہے اور وہ اپنی قوت لایموت کے موافق مانگ کر اپنے ٹھکانے بیٹھ رہتے تھے اور انہی کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے

واما السائل فلا تنھر	سائل کو نہ جھڑکو

اس زمانہ کے سائلوں کا یہ حال ہے کہ کمر سے اشرفیاں بندھی ہوتی ہیں مگر ایک ایک پیسہ کے لئے اتنی الحاح وزاری کرتے ہیں کہ دینے والا مجبور ہو جاتا ہے ایسے حریص وطامع سائلوں کو دینا اسلامی تعلیم کے منافی ہے کیونکہ ان کے دینے سے مستحقین کی حق تلفی ہوتی ہے۔

ایسے ضدی اور حریص سائلوں کو کیسے ٹالا جائے کہ ان کا دل بھی نہ دکھے اور یہ بلا بھی ٹل جائے اس کے لئے قرآن حکیم نے یہ کلیہ قاعدہ بتلا دیا ہے۔

وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وقولوا للناس حسنا	اپنے والدین کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیم و مسکین کے ساتھ احسان کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو

یعنی ان سے نرمی وشفقت کیساتھ کلام کرو اگر تم ان کو کچھ دینا مناسب نہیں سمجھتے تو میٹھی میٹھی باتوں سے انہیں ٹال دو یہ نہ ہو کہ تم سخت مزاجی اور درشت کلامی سے کام لو حسن قول سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غیر مستحق اور حریص سائلوں کو محبت و نرمی کے ساتھ گداگری اور سوال کی برائیاں سمجھاؤ اور محنت و مشقت کر کے کمانے کی ترغیب دلاؤ یہی طریقہ خوب معلوم ہوتا ہے بجائے اس کے کہ اس کو ایک ڈانٹ بتلائی جائے یہ بدرجہا بہتر ہے کہ اس کی ذہنی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اگر تمام مسلمان قرآن پاک کی اس پر حکمت تعلیم پر عمل کرنے لگیں تو بہت جلد یہ لعنت سوال اٹھ جائے اور ہماری قوم کا دامن ان بدنما دھبوں سے پاک ہو جائے۔

اسلام نے مسافروں کی امداد کا بھی حکم دیا ہے مثلاً ایک شخص کو ٹکٹ لینا ہے مگر اتفاق سے اس کے پاس چند پیسے کم ہیں اور وہ حیران ہے کہ کس طرح اپنے گھر پہنچے اس کی امداد کرنا برمحل اور ضروری ہے تاکہ وہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے۔

مصارف زکوٰۃ کا بیان پوری تفصیل کے ساتھ ختم ہو چکا ہے کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ تاہم چونکہ ہماری قوم پر عہد یوں اور گداگری کی لعنت بری طرح مسلط ہے اور زکوٰۃ و صدقات کا روپیہ غیر مستحقوں پر ضائع ہو رہا ہے اس لئے ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک نہایت سبق آموز مضمون یہاں پیش کر دیا جائے۔ (سنئے اور غور سے سنئے)

(یہ مضمون اگلے پرچے میں درج ہوگا)

زیادہ سے زیادہ چاند کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے دوسرا پرچہ منگا لین ورنہ عام طور سے ۱۲ تاریخ تک آپ کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ اب اگر دو ماہ بعد کوئی پرچہ طلب فرمائیں گے۔ تو اس وقت وہ باقی نہ رہیگا۔ جیسا کہ دس سال کا تجربہ ہے۔ اس لئے بروقت طلب فرما لیجے

ی رمز و اشارے سے باتیں کرنے لگے واقعی سے
ے تو مجھے دامن صحرا سے جا۔ اس کی عورت تو وہ ہو چکی نہ صرف یہ تھا
بیوی کے آپ جیسے کمزور و ضعیف بزرگ سے حمل رہ گیا اور حمل کے
ادہ تمام علامات بھی نمایاں ہو گئیں جن کی طرف فرشتۂ غیب نے اشارہ
۔ اب کیا تھا بشارت مل ہی چکی تھی۔ حمل قائم ہو گیا تمام علامات
ں ہو گئیں جن کی طرف فرشتۂ غیب نے اشارہ کیا تھا۔ بے حد خوش
ہوئے سجدۂ شکر میں گر پڑے بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کے شکر ادا کیا
ی طرح عبادت میں مصروف ہو گئے نو ماہ گزرنے پر آپ کے گھر میں فرزند
پیدا ہوا اس کا نام آپ نے یحییٰ رکھا حکم ہی تھا اولاد سی نعمت اور وہ
تنہائی نا امیدیوں اور بڑھاپے میں ملنے والا ہو ظاہر ہے کہ اس سے خوشی
انتہائی ہو گی چنانچہ آپ اور آپ کی بیوی کو نہایت خوشی ہوئی بار بار
ہوتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے بنی اسرائیل کو بھی اس عمر
میں آپ کے یہاں اولاد پیدا ہونے پر بڑی حیرت تھی انہوں نے اسے بھی
آپ کی پیغمبرانہ عظمت کا ایک معجزہ ہی سمجھا شہر بھر میں شہرت ہو گئی
کہ حضرت زکریا کے گھر میں بڑھاپے میں اولاد ہوئی ہے لوگ جوق در جوق آتے
اور آپ کو مبارکباد دیتے تھے۔

حضرت یحییٰ ایک پیغمبر کی دعا سے بطور معجزہ پیدا ہوئے تھے اور خود
آپ کی پیدائش کی ندرت ہی آپ کی نبوت کی شاہد بنی ہوئی تھی اس لئے
آپ کو بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت پہنا دیا اور تاج پیغمبری
آپ کے سر پر چمکنے لگا۔ ایک روز آپ گھر سے نکل کر دروازے پر آکر
ہوئے بچہ تو تھے ہی دوسرے بچے جو سڑک پر کھیل رہے تھے انہوں نے
قریب آکر کہا کہ یہاں بیکار کھڑے ہو یار آؤ ہم تم سب کھیلیں فرمایا
نہیں میں تمہارے ساتھ نہ کھیلوں گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے کھیلنے کے لئے
نہیں اس کام کے لئے پیدا کیا ہے انہوں نے ہر چند اصرار کیا مگر یہ انکار
ہی کرتے رہے اور ہرگز ان کے ساتھ کھیلنے کے لئے آگے نہ بڑھے۔

زہد و عبادت

چھوٹی ہی عمر میں آپ نے احبار جیسا لباس پہن لیا اور بیت المقدس میں جانے لگے اور عبادت
میں مصروف رہنے لگے عبادات میں بہت ہی شغف و انہماک تھا اور
نمازوں میں مشغول رہتے تھے خاص بات یہ ہے کہ ان پر خوف خدا بہت
غالب رہتا تھا اور بچپن ہی میں یہ حالت تھی کہ جب دوزخ کا نام سن لیتے
تھے تو بے قرار ہو جاتے تھے اور اکثر بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے جب حضرت
زکریا نے دیکھا کہ فرزند ہمہ وقت روتا رہتا ہے تو آپ کو بہت رنج ہوا اور
انہیں سامنے بلا کر کہا کہ ہم نے تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی خوشی
کے لئے مانگا تھا مگر تمہارے اس طرح رونے سے تو ہمارا سارا عیش تلخ
ہوا جاتا ہے حضرت یحییٰ نے جواب دیا کہ ابا جان آپ ہی نے فرمایا تھا کہ
دوزخ کے اندر آگ کا ایک بہت بڑا صحرا ہے جسے آنکھوں کے پانی کے
سوا اور کوئی پانی نہیں بجھا سکتا اور اب آپ خود ہی منع فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کی پیدائش نادر الوقوع طریق پر کر کے اپنی
قدرت کاملہ دکھانا مقصود تھی۔

ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مریم کو حضرت زکریا ہی نے پرورش کیا تھا
اور وہ آپ ہی کے ساتھ رہتی تھیں جس کا علم ہر کہ و مہ کو تھا
جب انہیں حمل ہوا تو بنی اسرائیل نے حضرت زکریا کو تہمت زنا سے متہم
کرنا چاہا اور علانیہ کہنے لگے کہ یہ حمل انہی کا ہے حضرت زکریا بزرگ تھے
پیغمبر تھے بوڑھے تھے کمزور تھے کبیر العمر تھے۔ لوگ خوب سمجھتے تھے کہ آپ
سے کبھی یہ خوفناک گناہ سرزد نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ وہ آپ کے مواعظ
اور آپ کی ہدایات سے پریشان تھے اور ستانے کی موقعہ تلاش کرتے رہتے
تھے اس لئے انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔

حضرت زکریاؑ کے سر پر آرا

جا بجا چرچے تھے اور علمائے یہود نے خود حسد میں اس
واقعہ کو خوب شہرت دے رکھی تھی جس سے لوگوں کا جوش بڑھتا چلا جاتا جو
صادق الایمان لوگ تھے انہوں نے خفیہ طور پر آپ سے آکر کہا کہ آپ پر خود
مریم کے ساتھ زنا کا الزام لگایا جا رہا ہے جوش پھیلایا جا رہا ہے اور آپ کے قتل
کی سازش مکمل ہو چکی ہے بادشاہ بنی اسرائیل خود بہت غضبناک ہو رہا
ہے اور اس نے بجرم زنا آپ کے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے یہ سنتے ہی آپ ایک
شب کے سناٹے میں شہر سے نکل گئے لیکن آپ کے نکلنے کا حکام کو علم ہو گیا لوگوں
نے تعاقب کیا پولیس پیچھے دوڑی جس سے آپ پریشان ہو گئے عین اسی
اضطراب میں آپ نے ایک درخت کی آواز سنی کہ اے نبی اللہ آئیے
اور آپ میرے اندر پناہ لیجئے کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا اور دشمنوں کو ناکام رہنا
پڑے گا آپ کے قریب جاتے ہی وہ درخت پھٹ گیا آپ اس کے اندر چلے
گئے اس کے بعد درخت پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا چونکہ آپ عجلت کیا تھے
شگاف میں داخل ہوئے تھے آپ کی ایک چادر کا گوشہ باہر لٹکا رہ گیا۔
الیشفع بن [illegible] جیسا شریر و فاسق بادشاہ اس وقت حکمران تھا جس
نے بڑا دبدبہ [illegible] ڈال رکھا تھا کسی کو خیال بھی نہ ہوتا مگر ایک شخص نے آپ کی
چادر پہچان لی بادشاہ نے کہا کہ اس درخت کو آگ لگا دی جائے لیکن وزیر نے
یہ رائے دی کہ یہ طریقہ مناسب نہیں میری رائے یہ ہے کہ اس درخت کو آرے
سے چیر دیا جائے چنانچہ آرا منگا کر درخت چیرنا شروع کر دیا جس وقت آرا
آپ کے سر پر پہنچا ہے آپ نے چیخ کا اظہار کیا اسی وقت حکم نازل ہوا کہ
زکریا تو ہمارا پیارا ہے مگر یاد رکھ کہ اگر تو نے اف بھی کی تو تیرا نام دفتر نبوت سے
کاٹ دیا جائے گا چنانچہ آپ یونہی دو ٹکڑے ہو گئے اف بھی نہ کی اور نہایت خوشی کے
ساتھ سر کٹا لیا۔ ساتھ ہی ان ظالموں میں ایک کہرام مچ گیا ایک شور پڑ گیا۔
حضرت زکریا کا یہ معجزہ دیکھ کر بھی تو بنی اسرائیل کو آپ کی پاکبازی کا یقین
نہ ہوا [illegible] سب کچھ [illegible] آپ بہت بڑے عابد و زاہد و خوش
خلق بزرگ تھے پوری پوری راتیں عبادت میں گزار دیتے تھے ایک عرصہ تک بنی
اسرائیل کو ہدایت کرتے رہے اور اللہ سے ڈراتے رہے مگر ان بدنصیبوں نے
ایک نہ سنی آپ شریعت موسوی کے پابند تھے اور اسی کی پابندی پر بنی اسرائیل
کو [illegible] آپ کے شہید ہوتے ہی آسمانی [illegible] تک آخری سلسلہ
ہو گیا [illegible] برس میں۔ آپ اولاد سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھے
الیشاع بنت عمران بن ماثان سے نکاح ہوا تھا علمائے بیت المقدس کے سواد اعظم

تذکرۃ الصحابہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ

مذہبی و ملکی خدمات کنیت ابو الطفیل تھی قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے بدر سے لیکر طائف تک تمام غزوات میں شریک رہے عہد رسالت سے لیکر عہد عثمان تک اہم ملکی و مذہبی خدمات آپکے سپرد ہوتی رہیں اور آپ نے انھیں بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا رسول کریم نے عامل صدقات مقرر کیا تھا حضرت صدیق اکبر نے قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کے لئے صحابہ کرام کی جو ایک جماعت مامور کی تھی اس کے قائد و صدر آپ ہی تھے آپ قرآنی الفاظ بولتے جاتے تھے اور لوگ لکھتے جاتے تھے چونکہ جماعت ارباب علم پر مشتمل تھی اس لئے باہم مباحثہ و مذاکرہ بھی ہوتا رہتا تھا پھر حضرت فاروق اعظم نے اپنے عہد حکومت میں مہاجرین و انصار کی جو مجلس شوریٰ مقرر کی تھی حضرت ابی بن کعب قبیلہ خزرج کے نمایندہ کی حیثیت سے اس کے ممبر تھے۔

مدینہ منورہ میں درس و تدریس مستقل شغل تھا۔ عہد فاروقی میں حکومت کا کوئی منصب آپ کو نہیں ملا اور اس تمام عہد میں مسند افتاء پر متمکن رہے ایک مرتبہ آپنے خود پوچھا کہ عمر! آپ مجھے کسی جگہ کا عامل کیوں نہیں مقرر فرماتے فرمایا اس لئے کہ میں آپ کے دین کو دنیا میں ملوث نہیں دیکھنا چاہتا۔ عہد عثمانی میں یہ صورت پیدا ہوئی کہ قرآن مجید میں لب و لہجہ کا اختلاف تمام ملک میں عام ہو چکا تھا جس سے حضرت عثمان کو تشویش پیدا ہوئی اصحاب قرات کو بلایا اور خود ہر ایک کی قرات سنی یہ حالت تھی کہ حضرت ابی بن کعب حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل کے لہجہ و تلفظ میں بھی باہم اختلاف نظر آیا۔ اس پر فرمایا کہ میری منشا یہ ہے کہ میں تمام مسلمانوں کو ایک تلفظ کے قرآن پر جمع کر دوں چنانچہ قریش و انصار کے بارہ اشخاص کی ایک مجلس مرتب کی گئی اور اس کے رکن وہی نامزد ہوئے جنھیں قرآن پر پورا عبور حاصل تھا اس مجلس کے رئیس بھی حضرت ابی ہی نامزد ہوئے آپ الفاظ بولتے جاتے تھے اور حضرت زید لکھتے جاتے تھے آج دنیا میں قرآن مجید کے جتنے نسخے ہیں سب کے سب حضرت ابی کی قرات کے مطابق ہیں آخر ۳۰ھ میں یہ آفتاب علم و کمال عمر فہمی کو پہنچکر جمعہ کے روز غروب ہو گیا حضرت عثمان غنی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ازواج و اولاد حضرت ابی کی زوجہ محترمہ کا اسم گرامی ام الطفیل ہے نہ صرف یہ کہ وہ صحابیہ ہیں بلکہ رواۃ حدیث کی فہرست میں بھی ان کا نام داخل ہے اولاد کی صحیح تعداد کا تو پتہ نہیں چلتا پانچ بیٹوں کے نام معلوم ہیں حضرات طفیل محمد عبد اللہ ربیع ام عمر جن میں سے اول الذکر وہ بزرگ عہد رسالت میں پیدا ہوئے تھے حلیہ یہ تھا رنگ گورا مائل بہ سرخی بدن دبلا اور قد میانہ

مزاج کی تیزی مزاج بہت تیز تھا جب غصہ آجاتا تھا کسی کا بھی خیال و پاس نہیں کرتے تھے آپ نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھائی تھی حضرت فاروق اعظم نے پوچھا تو اس نے آپکا نام بتا دیا ساتھ لئے ہوئے آپ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ کے منہ سے اسی طرح سنا ہے جواب اثبات میں پاکر پھر اسی سوال کا اعادہ کیا اور جواب وہی پایا تیسری مرتبہ کے سوال پر غصہ آگیا اور بولے واللہ یہ آیت خدا نے جبرئیل پر نازل کی تھی اور جبرئیل نے قلب محمد پر نازل کی اس میں خطاب اور اس کے بیٹے سے مشورہ نہیں لیا تھا حضرت فاروق اعظم سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور تکبیر کہتے ہوئے آپکے گھر سے نکل گئے۔ اسی طرح شامیوں کی ایک جماعت کو تعلیم قرآن کے لئے حضرت ابو درداء لیکر مدینہ منورہ آئے اس نے حضرت ابی سے قرآن پڑھا تھا ان میں سے ایک شخص نے حضرت فاروق اعظم کے سامنے جو ایک آیت پڑھی تو انہوں نے ٹوک دیا اور اسے ساتھ کرکے ایک شخص کو بھیجا کہ ابی کو بلا لاؤ آپ اس وقت اونٹ کو چارہ کھلا رہے تھے۔

پوچھا کیوں بلایا ہے واقعہ معلوم کرکے دونوں پر بگڑے اور فرمایا تم لوگ باز نہیں آؤ گے پھر اسی طرح غصہ میں بھرے دامن چڑھائے اور ہاتھ میں چارہ لئے حضرت فاروق اعظم کے پاس آئے انہوں نے آپ سے اور حضرت زید بن ثابت سے آیت پڑھوائی قرات میں اختلاف تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت زید کی تائید کی آپ غصہ میں تو بھرے ہوئے تھے ہی اور برہم ہوئے اور کہا خدا کی قسم اے عمر تم خوب جانتے ہو کہ میں رسول اللہ کے پاس اندر رہتا تھا اور تم لوگ باہر کھڑے رہتے تھے اب آج میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا جا رہا ہے واللہ اگر آپ کہیں تو میں گھر میں بیٹھ رہوں نہ کسی کو قرآن کا درس دوں اور نہ کسی سے بولوں یہانتک کہ موت میرا خاتمہ کر دے حضرت فاروق اعظم آپکے تبحر علمی و فضائل کے معترف تھے بولے نہیں جب خدا نے آپکو علم دیا ہے تو آپ شوق سے پڑھائیے۔

علم و فضل حضرت ابی اپنے عہد کے بڑے عالم تھے کہ انصار میں آپ سے بڑا کوئی عالم نہ تھا حفظ و قرات میں آپ کو مہاجرین و انصار دونوں پر فوقیت حاصل تھی یہانتک کہ خود رسول کریم آپ سے قرآن پڑھا کر سنا کرتے تھے عہد رسالت میں آپ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ تحصیل علم کے لئے وقف کر رکھا تھا کتب قدیمہ سے بھی واقفیت تامہ حاصل تھی اسی جلالت علمی کے باعث خود حضرت فاروق اعظم نہ صرف یہ کہ آپکی تعظیم کرتے تھے گھر پر مسائل پوچھنے جاتے تھے بلکہ غصہ بھی سہہ لیتے تھے آپ کا فضل و کمال صرف عہد رسالت کا خوشہ چیں تھا رسول کریم ہی سے آپنے سیکھ لیا تھا کہ اس کے بعد

کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی تھی، تمام صحابہ کرام میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت ابیؓ کے سوا کوئی ایک ہستی بھی نہ تھی جو رسول کریم کے بعد کسب علم سے بے نیاز رہی ہو۔ قرآن تفسیر حدیث فقہ ناسخ و منسوخ اور شان نزول میں آپ کو امامت و اجتہاد کا رتبہ حاصل تھا ان کے علاوہ کتب قدیمہ اور مختلف علوم متداولہ میں بھی دسترس کامل حاصل تھی حضرت عبداللہ بن عباس جیسے فاضل روزگار آپ کی درگاہ میں حاضری کو فخر سمجھتے تھے قرآن کریم پر مجتہدانہ نظر تھی ایک روز رسول کریم نے پوچھا قرآن کریم میں معظم آیت کونسی ہے عرض کی آیت الکرسی بہت خوش ہوئے فرمایا ابی تمہیں یہ علم مسرت کرے۔ ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی خواہش کی فرمایا ”قرآن کو دلیل راہ بناؤ۔ رسول اللہ نے یہی چیز تمہارے لئے چھوڑی ہے اس کے قیام پر راضی رہو کہ یہ اسلام کا مکمل قانون اور مسلمانوں کا بہترین دستور العمل ہے۔ اس کے قصص و حکایات نتیجہ خیز ہیں اور عمل عبرت کے لئے ہیں“ گو گرمی محفل کے لئے آپ کاتب وحی بھی رہے پورا قرآن حفظ تھا۔ مسئلہ رسول کریم سے پوچھتے رعب نبوت بڑے بڑے صحابہ کو سوال کرنے سے مانع ہوتا تھا لیکن آپ بے روک ٹوک پوچھ لیتے سوال کرتے تھے صحابہ میں سب سے بڑے قاری آپ ہی تھے قرأت قرآن آپکے کمال علمی کا مرکزی نقطہ تھا جس کی تعریف خود رسول کریمؐ نے فرمائی تھی حضرت فاروق اعظمؓ بھی سراہتے تھے۔

مشغلہ درس و تدریس

مدینہ منورہ میں آپکا مدرسہ قرأت دنیائے اسلام میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا طلباء و اکابر دونوں دور دراز مقامات سے آکر استفاضہ کرتے تھے آپ کو بھی تلامذہ کی تعلیم سے خاص دلچسپی تھی لیکن مزاج چونکہ تیز تھا اور ضبط و تحمل بہت جلد غیظ و غضب سے بدل جاتا تھا اس لئے طلباء سوال کرتے ہوئے جھجکتے تھے تاہم معقول سوالات سے خوش ہوتے تھے حضرت ابیؓ کے حلقہ درس میں عجب رعب و داب قائم تھا تلامذہ سے ہدیہ و تحائف بھی قبول کر لیتے تھے لیکن بعد میں اجتناب برتنے لگے آپ نے ایک مصحف پاک بھی مرتب کیا تھا جو عہد عثمانی تک موجود تھا۔

آپ کے درس کے اوقات مقرر تھے تاہم فاضل اوقات میں بھی درس و فیض بند نہ ہوتا تھا باوجود اس کے کہ مقرب بارگاہ رسالت تھے اور زندگی کا بیشتر حصہ سرکار مدینہ کے حضور میں صرف کیا تھا لیکن بایں ہمہ روایت حدیث میں یہ شدت تھی کہ روایات کی مجموعی تعداد ۱۶۴ سے متجاوز نہیں ہے۔ رسول کریم کی زندگی ہی میں آپ کو بساط افتاء پر جلوہ فرما ہونے کا شرف حاصل ہو چکا تھا بڑے بڑے صحابہ بھی آپ سے استفتاء کرتے تھے افتائی عالم سے فتاوی آتے تھے سب سے پہلے قرآن کی طرف پھر حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے اس کے بعد قیاس کی طرف جاتے تھے۔

جذبۂ احترام مساجد

حضرت ابی بن کعبؓ قرأت خلف الامام کے قائل تھے مگر صورت یہ تھی کہ ظہر و عصر کی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے استدلال یہ تھا کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو ظاہر ہے کہ قرأت سری میں جو ظہر و عصر میں ہوتی ہے قرآن نہیں سنا جاتا اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ قرأت سری میں مقتدی قرأت کرے اور جہری میں خاموش کھڑا رہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد میں اپنی کسی گم شدہ چیز کے متعلق شور مچا رہا تھا آپ تیز مزاج تو تھے ہی فوراً غصہ آگیا عرض کی میں فحش تو نہیں بک رہا فرمایا یہ تو درست ہے مگر یہ شور احترام مسجد کے منافی ہے یہ سنکر وہ فوراً خاموش ہو گیا۔

حدود الٰہیہ کی تفسیر

سزائے زنا کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کے لوگوں کے متعلق تین سزائیں ہیں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو سنگساری اور سزائے تازیانہ دونوں کے مستحق ہیں کچھ صرف سنگساری کے اور کچھ صرف تازیانہ کے جس بوڑھے شخص کی بیوی ہو اور وہ زنا کرے تو اسے تازیانہ اور سنگساری دونوں کی سزا دی جائے بیاہتا جوان کو سنگسار کر دیا جائے اور اس جوان کو جسکے بیوی نہ ہو صرف کوڑے لگائے جائیں۔

عبادت و استجابت دعا

ذوق و شوق عبادت میں ایکمرتبہ تو یہ عالم ہو گیا کہ سب کچھ چھوڑ کر معتکف ہو گئے۔ راتیں نماز و عبادت میں گذار دیتے اس شان سے کہ زبان پر کلام الٰہی ہوتا اور آنکھوں سے جوئے اشک جاری رہتا۔

ہر شب میں ایک تہائی قرآن ختم کرتے۔ رات کا ایک حصہ صرف درود و سلام کے لئے وقف کر دیا تھا۔ رسول کریم سے کہیں ایک شخص نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ جو بیمار ہوتے ہیں یا اذیت تکلیف اٹھاتے ہیں اس کا کوئی ثواب بھی ملتا ہے فرمایا کیوں نہیں گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابی نے یہ سنکر سوال کیا کہ کیا چھوٹی چھوٹی تکلیف بھی گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایک کانٹا بھی پاؤں میں چبھ جائے تو وہ بھی کفارہ بنجاتا ہے سنتے ہی جوش ایمان اندر سے باہر ہو گیا زبان سے بے اختیار نکلا کاش مجھے ہمیشہ بخار چڑھا رہتا لیکن ضرور ہو تاکہ حج عمرہ جہاد اور نماز باجماعت ادا کرنے کے قابل رہوں لب سے نکلی ہوئی دعا تھی مقام اجابت تک پہنچی اسی وقت رگ و پے میں خفیف سی حرارت دوڑ گئی چنانچہ مدت العمر یہ حالت رہی کہ جب جسم مبارک پر ہاتھ رکھا جاتا حرارت معلوم ہوتی تھی۔

اخلاق و عادات

مزاج میں تکلف تھا بالعموم گدوں پر بیٹھا کرتے تھے دیوار میں ایک آئینہ لگا ہوا تھا کنگھی کرتے وقت اسی آئینہ کی طرف رخ کر لیتے تھے بڑھاپے میں بال سفید ہو گئے تھے تاہم کبھی سر کے بال بنائے نہیں، بعد خوددار اور آزاد مزاج بھی تھے صرف حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے گدا بچھاتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظمؓ سے ایک باغ کے متعلق جھگڑا ہو گیا آبدیدہ ہو کر کہنے لگے آپ کے عہد حکومت میں یہ باتیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا میری یہ نیت نہ تھی آپ جس مسلمان سے چاہیں فیصلہ کرا لیں۔ چنانچہ وہ خود حضرت زید بن ثابت کے اجلاس میں مدعا علیہ حاضر ہوئے۔

تذکرۃ الاولیا

حضرت شیخ قطب الدین منور

بیعت وخلافت حضرت شیخ قطب الدین منور ارض ہند کے بڑے جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں بڑے صاحب تصرف اور مستغرق عارف تھے اور پوری زندگی کمال استغنا اور کمال عبادت میں بسر کر دی آپ حضرت جمال الدین قطب ہانسوی کے پوتے اور شیخ برہان الدین ہانسوی کے بیٹے تھے اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں رہ کر حصول کمال کیا ایک مدت کے بعد بابا صاحب نے اپنے جانشین اور محبوب بزرگ ترین خلیفہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کے سپرد کر دیا چونکہ ان کے سپرد خاص طور پر کئے گئے تھے اس لئے انہوں نے بھی آپ کی تربیت و تعلیم میں خاص توجہ سے کام لیا اور علوم ظاہری و باطنی میں کامل بنا دیا فقہ و حدیث اور تفسیر و قرآن کے فاضل ہو گئے۔ حضرت سلطان المشائخ نے بیعت کر کے فیوض باطنی سے بھی مالامال کر دیا اور اہلیت پا کے خلافت بھی عطا کر دی۔ آپ کا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو چکا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ خلقا دنیا اور دنیاداروں سے بیگانہ اور متوحش تھے تنہائی پسند تھے مجاہدات و ریاضات طاعات و عبادات اور مراقبہ و مشاہدہ کے سوا اور کوئی کام ہی نہ تھا ہمہ وقت ایک جذب و استغراق کا عالم طاری رہتا تھا فقر و تجرید میں وحید عصر تھے خلعت سے بالکل بیگانہ تھے یہ حالت تھی کہ زندگی بھر اپنے حجرے سے قدم نہیں نکالا البتہ ہر سال اپنے شیخ حضور سلطان المشائخ کی قدمبوسی و زیارت کے لئے ہانسی سے دہلی ضرور آیا کرتے تھے کچھ روز قیام بھی کرتے تھے اور ضروری تربیت و تعلیم . . . . . . حاصل کر کے واپس تشریف لیجاتے تھے جدی خاندان کو آپ ہی نے درخشانی عطا کی آپ ہی سے اس کا نام زندہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ قطب جمال کے خاندان کے آفتاب تھے۔

سند معافی دیہات کی واپسی سلطان محمد تغلق اپنی شومی قسمت اور غرضمندوں کے ورغلانے کی بنا پر فقرا و صوفیا کا دشمن ہو رہا تھا اور جوش معاندت میں وہ برابر ان بزرگوں کے درپے آزار تھا آئے دن وہ ایسی حرکتیں کرتا اور تدابیر سوچتا رہتا تھا جن سے دوستان خدا کو تکلیف پہنچے اور اسے بھی ان کے ستانے کا موقع ملے یہ اس کے اسی گناہ کا ثمرہ ہے کہ تاریخ نے اس کے تمام کارناموں پر ایک تاریک پردہ ڈال دیا ہے اور مورخین نے اسے مجنون کا خطاب دے رکھا ہے اسی سلطان نے نیک نیتی اور عقیدتمندی سے نہیں بلکہ محض از راہ شر و فریب قاضی کمال الدین صدر جہاں کو آپ کے پاس ہانسی بھیجا اور انھیں چند مواضع کی سند معافی دیکر کہا کہ اسے شیخ کی خدمت میں پیش کر کے کہو کہ سلطان نے آپ کے لئے یہ نذر پیش کی ہے اس کی مقصد یہ تھا کہ اگر شیخ اس نذرانہ کو قبول کریں تو ان پر دنیا پرستی کا الزام لگا کر انھیں ستائے مگر آپ ایک صاحب باطن بزرگ تھے اس کے اس دام میں آ گئے جب صدر جہاں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ نذرانہ پیش کیا تو آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ میرے پیروں نے سلاطین کے نذرانے کبھی قبول نہیں کئے اور نہ میرے شیخ قبول کرتے تھے مگر ان کے مشرب و مسلک کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا اور اس نذرانہ کو قبول [illegible] سے کہہ کر میں تو محض ایک گوشہ نشین [illegible] کی دو اور تھا [illegible] سلطنت اور ملک میں اس سے بہت مستحق ہیں اور ضرورتمند موجود ہیں یہ انھیں عطا کر دیئے جائیں سلطان سے صدر جہاں نے جا کر جو الفاظ بیان کئے تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور خاموش ہو کر رہ گیا۔

شیخ کی گرفتاری سلطان کو معاندت تو تھی اس تدبیر و فریب میں ناکام ہو کر وہ دوسری تدابیر عقوبت و دارو گیر عمل میں لانے کی فکر کرنے لگا۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اسے ایک سفر درپیش ہوا اور ایک ضرورت خاص سے دہلی سے نکلنا پڑا راستے ہی میں ہانسی پڑتا تھا سلطان نے ہانسی سے پانچ میل کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالدیا اور جہاں اس کے لشکر نے قیام کیا دور دور تک خیمے نصب ہو گئے سلطان تمام علاقوں کا دورہ کرتا ہوا چلا جا رہا تھا یہاں سے اس نے ہانسی کے معائنہ کے لئے مخلص الملک نظام الدین کو مامور کیا یہ حضرت بہت سخت دل و درشت مزاج تھے دورہ کرتے اور سڑکوں اور گلیوں میں گھومتے اور گشت لگاتے چلے آ رہے تھے جب جب حضرت شیخ قطب الدین منور کے مکان کے قریب پہنچے تو کھڑے ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ سامنے والا مکان کس کا ہے؟ لوگوں نے بتادیا کہ حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ شیخ قطب الدین منور کا مکان ہے۔ یہ سنکر فرمانے لگا کہ بہت حیرت ہے کہ سلطان وقت ہانسی کے قریب فروکش ہے اور شیخ ابھی تک اس کے سلام کے لئے حاضر نہیں ہوئے لیکن اس کا کیا جواب دیتے اور نہ وہ اس کا جواب دینے کے اہل تھے خاموش رہے اور انہوں نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا جب معائنہ کر کے بارگاہ سلطان میں حاضر ہوئے تو از راہ خباثت باطنی کہنے لگے کہ ہانسی کے دورے اور معائنہ کے دوران میں میں نے دیکھا کہ وہاں نظام الدین اولیا کا ایک خلیفہ رہتا ہے جس کا نام قطب الدین منور ہے مجھے تو وہ بہت مغرور معلوم ہوتا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے پہلے عطیہ سلطانی

کو واپس کرکے اس کی توہین کی تھی اور اب یہ حالت ہے کہ سلطان قریب ہی خیمہ زن ہے اور وہ دیکھنے اور سلام کرنے کو بھی حاضر نہیں ہوا سلطان تو پہلے ہی مخالفت پر کمربستہ تھا یہ سنتے ہی اور برافروختہ ہوگیا اور اسی وقت ایک افسر پولیس حسن سربرہنہ کو حکم دیا کہ تو ابھی ہانسی جا اور قطب الدین منور کو لاکر میرے سامنے حاضر کر۔ حسن گھوڑے پر سوار ہوکر اور کچھ لوگ ساتھ لیکر فوراً ہانسی آیا آستانہ شیخ پر پہنچا آواز دی آپ کے صاحبزادہ شیخ نور الدین آواز سنکر باہر آئے۔ بولا شیخ سے جاکر کہو کہ سلطان نے طلب کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا حسن سے جاکر پوچھو کہ مجھے بھی کچھ اختیار ہے صاحبزادے نے باہر آکر شیخ کا پیغام دیا بولا کہہ دیجئے کہ کوئی اختیار نہیں صرف یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کو اسی وقت لیجاکر سلطان کے روبرو حاضر کروں۔ اس پر شیخ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں بارگاہ سلطانی میں اپنے اختیار سے نہیں جارہا ساتھ ہو لئے اور گھر والوں کو اللہ کے سپرد کیا۔ حسن نے ہر چند کہا کہ گھوڑا حاضر ہے آپ اس پر سوار ہو لیجئے مگر آپ نے منظور نہ کیا اور مصلے دوش مبارک پر ڈال کر پیادہ پا لشکر سلطانی کی طرف روانہ ہوگئے اس طرح کہ سردار اور افسر آپکے پیچھے پیچھے تھے اور آپ آگے آگے۔

شیخ کا تصرف اور سلطان پر ہیبت

راستے ہی میں آپ کے جد امجد مولانا رازی کے مقبرے تھے ان کے قریب جب پہنچے تو آپ پر وجدانہ کیفیت طاری ہوگئی اور افسر متعینہ سے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے بزرگوں کی زیارت کرلوں آپ اندر گئے اور باہر مزار پر کہا کہ میں اپنی رغبت سے خود نہیں جارہا ہوں اور نہ اس میں میرا کچھ اختیار ہے گھر والوں کے خرچ کیلئے کچھ چھوڑ کر نہیں جاسکا یہ آپ نے با آواز بلند کہا پھر آپ باہر تشریف لے آئے اسی وقت غیب سے ایک شخص نمودار ہوا اور روپیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی پیش کرکے کہا کہ یہ آپکے گھر والوں کے خرچ کے لئے ہے آپ نے فرمایا کہ میں تو گرفتار ہوں اور بے اجازت گھر جانا نہیں چاہتا تم خود ان روپیوں کو میرے گھر پہنچا دو کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے چنانچہ وہ شخص تھیلی لئے ہوئے آپ کے گھر پہنچا اور آپ کے صاحبزادے کو باہر سے آواز دیکر وہ تھیلی ان کے سپرد کردی۔

آپ سواروں کے ساتھ ہو لئے اور لشکر سلطانی میں داخل ہوگئے حسن دربار میں حاضر ہوا اور کہا کہ جہاں پناہ شیخ کو لے آیا باہر حاضر ہیں سلطان نے حسن سے کہا بہتر ہے اور غرور و نخوت سے اس نے شیخ کو اپنے روبرو بھی طلب نہ کیا اور حکم دیا کہ لشکر کے اندر نگرانی رہیں۔ سلطان آگے بڑھ گیا اور دورہ اور معائنہ کرتا رہا کئی ماہ کے بعد دہلی واپس آیا اس تمام مدت میں شیخ لشکر ہی میں رہے ایک دفعہ بھی نہ پوچھا اور نہ سامنے بلایا جب سلطان دہلی پہنچ گیا اور کچھ اطمینان ہوا تو اس نے شیخ کو اپنے روبرو طلب کیا جب اسے اطلاع ہوئی کہ شیخ آرہے ہیں تو اس نے یہ حرکت کی کہ از راہ شرارت و غرور کمان لیکر کھڑا ہوا اور کمان ہاتھ میں لیکر تیر اندازی کرنے لگا۔ اتنے میں شیخ بھی تشریف لے آئے شیخ کا سامنا ہونا تھا کہ سلطان پر دفعتہً ہیبت طاری ہوگئی جسم پر لرزہ سا پڑ گیا بیساختہ اٹھا اور اٹھکر مصافحہ کیا اور بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھلایا۔ اول تو پہلے ہی سے دربار میں مشائخین کے خلاف ایک جماعت موجود تھی جو فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں بری طرح پامال ہوچکی تھی اور زبان نہ کھول سکتی تھی مگر سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں اس کے حوصلے آسمان کو چھو رہے تھے اور اس نے سلطان کو اپنا آلہ کار بنا رکھا تھا شیخ کی اس اذیت و گرفتاری سے بھی وہ بہت خوش تھی وہ سمجھے ہوئے تھی کہ اب سلطان ضرور اور کچھ نہیں تو آپ کو قید تو ضرور ہی کردیگا مگر یہ تعظیم و تکریم دیکھکر وہ آتش حسد سے کباب ہوگئی۔ سلطان نے مصافحہ کو جو چھوڑانا چاہا تو شیخ نے اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا اسی وقت روح اپنی تمام بہیمیت بھول گیا کلیجہ منہ کو آنے لگا تھی مگر کچھ خیال کیا بخشدیا اور چھوڑ دیا اور آپ بیٹھکر باتیں کرنے لگے اس وقت بڑی ہیبت طاری تھی۔

سلطان کا عجز اور آپکی بے نیازی

سلطان محمد تغلق بڑا ظالم اور شدید الاحتساب فرمانروا تھا اس کے ہاتھ سے بہت سے مشائخ پریشان و قتل بھی ہوچکے تھے اور یہ روحانی اور بزرگان کرام کو تہ تیغ کرنے کے بہانے ڈھونڈھتا رہتا تھا شیخ قطب الدین منور بھی نہ کبھی بچتے۔ اگرچہ کئی سال سے آپکے پیچھے پڑا تھا اور چاہتا تھا کہ کوئی موقع ملے تو شدید زخم پہنچائے اس نے ابتدا سے آپ کے ساتھ ایسا ہی تذلیل کن رویہ اختیار کر رکھا تھا یوں کہیے کہ اس وقت یہ آپکا اور آپکے پیر کا تصرف تھا کہ آپ ایسے قہار سلطان کے ہاتھ سے محفوظ و مامون رہے جس وقت آپ چلے گئے تو سلطان نے آپ سے عرض کی کہ میں آپکے وطن گیا لیکن آپ نے نہ میری طرف توجہ کی اور نہ مہربانی فرمائی۔ آپ نے جواب میں فرمایا میں ایک عزلت گزین فقیر ہوں اپنے گھر سے بہت ہی کم باہر قدم رکھتا ہوں۔ سلطان اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے خیر میں مصروف رہتا ہوں سلطان خلاف معمول بہت ہی خوش تھا بار بار کہتا تھا آپ کی جو مقصد ہو بلا تکلف فرمائیے تاکہ میں اسے ابھی پورا کروں اور اگر میرے قابل کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیے میں ابھی اسے بجا لاؤں گا شیخ نے سادگی کے ساتھ فرمایا مقصد صرف یہ ہے کہ میں یہاں سے رخصت ہوکر اپنے عزلت کدے میں پہنچ جاؤں سلطان اس وقت کھڑا ہوگیا اور احترام کے ساتھ رخصت کیا اس کے بعد سلطان نے مورخ ضیاء الدین کو ایک لاکھ روپیہ نذر کے لئے دیکر آپ کے پاس بھیجا فرمایا مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں دوبارہ اصرار ہوا تو نصف لیا اسے بھی واپس کردیا جب سلطان اور سلطنت کے امراء و ملازمین نے بہت اصرار کیا اور منت و سماجت کرنے لگے تو آپ نے بمشکل ایک ہزار روپے لے لئے اور ننانوے ہزار پھیر دئیے اس ایک ہزار کو بھی رکھا نہیں اسی روز حضرت قطب الاقطاب صاحب اور حضرت سلطان المشائخ کے مزارات پر جاکر فقرا اور مساکین کو تقسیم کردیا آپ کے انتقال کے بعد سلطان نے آپکے صاحبزادے شیخ نور الدین کو بھی اپنے سامنے طلب کیا خورد سال تھے دربار میں پہنچتے ہی ان پر ہیبت طاری ہوگئی عین اسی وقت انھیں معلوم ہوا کہ شیخ قطب الدین کھڑے فرما رہے ہیں یا بابا نور الدین العظمۃ للہ الکبریاء للہ اسی وقت چھائی ہوئی ہیبت دور ہوگئی اور انہوں نے سلطان سے دلیرانہ گفتگو کی۔ آپکا انتقال [illegible] میں ہوا۔ مزار ہانسی میں ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

خلافت راشدہ

خلافت فی الارض جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس مادی اور روحانی کائنات کو خلق کیا وہاں اس کی قدرت کا منشا یہ بھی تھا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ ایک آسمانی قانون، قاعدے اور ضابطے کے ماتحت رہے تاکہ فساد فی الارض رونما ہونے پائے اور تمام انسان امن چین کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے منشائے تخلیق کو پورا کریں چنانچہ اسی عام خلافت کے بارے میں قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون	اور جس وقت فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں ضرور بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو فساد کریں گے حالانکہ ہم ہمیشہ حمد کے ساتھ آپ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں ارشاد باری ہوا میں اس بات کو جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے

یہ عام خلافت کا بیان اور ابتدا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خالق کائنات نے بنی آدم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے اور انسان خلیفۃ اللہ ہے یعنی زمین میں نوع انسان کو یہ قدرت و بزرگی حاصل ہے کہ وہ ہر زمینی مخلوق سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرا لیتا ہے واضح رہے کہ یہاں خلافت سے مراد حکومت و سلطنت ہے نہ کہ کچھ اور جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔

خاص مسلمانوں سے وعدۂ خلافت خلافت الٰہیہ کے قیام کے لئے اللہ پاک نے شروع دنیا سے یہ انتظام کیا تھا کہ بنی نوع انسان کی ہدایت و ترقی کے لئے انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور انسانوں کو فساد فی الارض سے روکتے رہے جو انبیاء دنیا میں تشریف لائے ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو صرف بحیثیت معلم آئے ان کا کام صرف اتنا تھا کہ اپنے متبعین کے سامنے علمی و عملی زندگی کا ایک نمونہ پیش کر دیں دوسرے وہ جو بحیثیت بادشاہ تشریف لائے ان کا فرض جہاں اپنی لائی ہوئی شریعت کی نشر و اشاعت تھا وہاں آپ نافذ الفرمان قانون کا مرتبہ بھی دیتا تھا پہلی قسم کے نبیوں کے دنیا سے جانے کے بعد امر نبوت میں کوئی ان کا جانشین نہیں ہوا البتہ بادشاہ نبی کے لئے ضروری ہے اس کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد امر سلطنت میں اس کا جانشین ہو۔ سو چونکہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلعم بادشاہ نبی تھے آپ کی لائی ہوئی شریعت اور قائم کردہ حکومت و سلطنت قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے لئے ایک بہترین نمونہ تھی اور آپ تھا بنے بعد دیانت جہد کی اس کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کی شریعت کی نشر و اشاعت کا انتظام کرتی رہی اور خود اللہ کی بنائی گمراہ انسانوں کو خدا کی حکومت و عبدیت کے دائرہ میں لاتی رہی اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد آپ کے جانشین یا خلیفہ کا ہونا ایک لازمی امر تھا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خاص خاص مسلمانوں بالخصوص صحابہ کرام کی نسبت اللہ پاک نے فرمایا۔

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم	جس طرح زمین میں ہم نے دوسرے لوگوں کو حکمران بنایا تھا اسی طرح تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے ان کو زمین میں

حکمرانی عطا کی جائے گی۔

اسلامی خلافت کی ضرورت و اہمیت ناظرین اس باب کو بغور و توجہ کے ساتھ پڑھیں کیونکہ اسی مسئلہ پر ان کی زندگی اور ترقی کا دار و مدار ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔ کسی مذہب کا حقیقی کمال صداقت یہ نہیں ہے کہ وہ محض اخلاقی اور روحانی اصولوں کو ایک کتابی صورت میں جمع کر کے اپنے متبعین کے حوالہ کرے اور ان اصولوں کی پشت پر کوئی عمل کرانے والی قوت اور نظام حیات پیش نہ کرے بلکہ حقیقی کمال یہ ہے کہ ان اصولوں کے حق میں ایک فضا بھی پیدا کرے اور پیروان مذہب کے اردگرد اطاعت و فرمانبرداری کا ایسا مضبوط قلعہ باندھ دے جو کبھی بھی اس سے خارج نہ ہو سکیں پس اگر کوئی مذہب اپنے اندر عمل کرانے والی طاقت نہ رکھے اور پیروان مذہب پر کوئی خارجی اثر ڈالے وہ مذہب بیکار اور بے جان ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں جو فلاح و نجاح کا راستہ دکھا سکے لہٰذا مذہب کی زندگی کا راز صرف اس بات میں ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اصول دنیا کے سامنے پیش کرے اور ساتھ ہی ان کے لئے ایک ایسی مستقل فضا بھی پیدا کرے کہ اس سانچے کا ہر فرد ان اصولوں کی پیروی کرنے پر طوعاً و کرہاً مجبور ہو جائے ان کے نشو و نما کے لئے فضا اور زمین مہیا کرے بدکرداری کے راستہ میں روک لگا دے اور پرہیزگاری کی راہیں کھول دے۔ سو مذہبی حدود کی حفاظت کرنے والی اور اشخاص کو مذہبی احکام پر قائم رکھنے والی قوتیں اور خارجی موثرات و محرکات تین ہیں۔

(۱) حکومت، قانون اور پولیس۔

(۲) مختلف قسم کی امیدیں اور خوف۔

(۳) زندگی کا عملی نظام یا پبلک رائے۔

اب دیکھئے اسلام نے کس خوبی اور جامعیت کے ساتھ اپنے پیروؤں کے لئے مستقل فضا پیدا کی ہے اور کس طرح محرکات و موثرات کا انتظام فرمایا ہے:-

محرک اول کی نسبت ارشاد ہے:-

ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ	اگر ہم ان کو زمین پر حکمران کر دیں تو وہ اقامت صلوٰۃ کریں۔

اسلام مسلمانوں کی حکومت وخلافت کیوں چاہتا ہے

گویا اسلام اپنی حکومت و خلافت محض سیاسیات کے اظہار کے لئے کمزوروں اور بیکسوں کے حقوق غصب کرنے کے لئے یا کسی کو اپنا غلام و محکوم بنانے کے لئے اور کسی پر ظلم و ستم توڑ کر جبرًا مسلمان بنانے کے لئے نہیں چاہتا اگر بفرض محال ایسا ہو تو ہم کہیں گے اسلام دنیا کے حق میں ایک مستقل فتنہ اور خطرہ ہے۔ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلام دنیا کے امن کا محافظ اور ہمدرد نوع انسان بنکر آیا ہے اس نے وہ اپنی حکومت و خلافت عبدیت و محبت الٰہی کا دور دورہ کرنے کے لئے اور دنیا سے فسق و فجور بت پرستی نابود کرنے کے لئے چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے نظام کی بقا اور حکومت الٰہی کے قیام کے لئے مسلمانوں سے استخلاف فی الارض کا وعدہ کرتا ہے اور ان کی دینی و دنیوی سرفرازی و کامیابی کی حمایت و ضمانت کرتا ہے

اسی طرح اسلام نے محرک دوئم اور سوئم کی نسبت بھی نہایت شد و مد کے ساتھ تعلیم دی ہے اور ان کا اہتمام فرمایا ہے مگر چونکہ وہ ہمارے مقصد سے خارج ہیں اس لئے ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

غرض خلافت اور خلیفہ کیا ہے؟ وہ نظام ضابطہ اور حکمران جو مسلمانوں کے اردگرد اطاعت و فرمانبرداری کا ایک مضبوط قلعہ کھینچتا ہے ان کو فرمانبرداری اور اطاعت کیشی کے قلعہ میں محصور کرتا ہے ان کو روحانی اور ایمانی صحت کا پیالہ پینے پر مجبور کرتا ہے اور فسق و فجور کی تمام ظلمات اور تباہیوں کو دور کر کے ان کی اخلاقی و روحانی ترقی کے لئے حرارت اور روشنی مہیا کرتا ہے پس زمین کی عارضی ملکیت اور منصب خلافت خصوصیت کے ساتھ اس قوم اور اس کے افراد کو حاصل ہونا چاہئیے جو خدا کی مرضیات کو خود بھی پورا کرے اور دوسروں سے بھی پورا کرانے کی صلاحیت رکھے آسمانی قاعدے اور ضابطے کے اندر نوع انسان کو رکھے اور فساد فی الارض رونما ہونے دے۔

سیاسی قوم کا نام مسلمان اور اس کے انتخاب کردہ خاص فرد کا امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے اور آسمانی قاعدے اور ضابطہ کا نام قرآن مقدس ہے اسی قوم اور اسی خلیفہ کو تمکن فی الارض کا حصول بھی ضروری ہے دینی و دنیوی وجاہت و ثروت قوت استیلا اور ان اسباب کا قبضہ و اختیار میں ہونا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو ہدایت پر رکھ سکے اور فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونے دے۔

خلیفہ کی اطاعت

جس سعید قوم کا سردار اور خلیفہ مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہو اور مذکورہ فرائض بطریق احسن سرانجام دے تو پھر اس کی اطاعت اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم	اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول اور اس کی اطاعت کرو جو تم میں سے تمہارا خلیفہ ہو۔

منکم کی قید جو اس میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کافر یا مشرک مسلمانوں کا بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ مومن کی شان یہ نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کی غلامی اور متابعت کرے اور اگر کبھی اس کے برعکس ہوتا نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئیے کہ اس کا جذبہ ایمان سلب ہو چکا ہے۔

جاننا چاہئیے کہ بظاہر مذکورہ بالا آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے تین حاکم ہیں اور وہ تینوں کی حکومت کی متابعت پر مامور ہے مگر یہ نہایت بھیانک غلط فہمی ہے بلکہ درحقیقت مسلمان ایک ہی حاکم کا محکوم ہے یعنی جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور جو خلیفہ کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کے رسول کی صرف ایک اللہ ہی کی حکومت ہے کی اطاعت خدا کا رسول اور اس کا خلیفہ کرتا ہے اور یہی معنے ہیں خلافت کے بلفظ خلیفہ کی ذات خلافت نہیں بلکہ کتاب اللہ ہے اور لوگ خلیفہ کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ اللہ کی اور قرآن کی اطاعت کرتے ہیں خلافت میں حکم خلیفہ کا نہیں بلکہ اس کے ذریعہ خدا کا حکم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ خلیفہ کی ذات کو دیکھنے سے منع کر دیا گیا اور اصل چیز خلیفہ کے حکم کی تعمیل کو بتلایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ ما اقام فیکم کتاب اللہ تعالیٰ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غور سے خلیفہ کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے جس کا سر منقیٰ انگور کی طرح ہو جب تک

وہ کتاب اللہ کے ساتھ تم کو چلائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج عن الطاعۃ وفارق الجماعۃ مات میتۃ جاھلیۃ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امیر شرعی کی اطاعت سے باہر ہوا اور جماعت سے علیحدہ ہو کر اسی حالت میں مر گیا تو وہ زمانہ جاہلیت

کی موت مرا۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل کی حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے جب کوئی پیغمبر وفات پا جاتا تو دوسرا پیغمبر اس کا قائم مقام ہو جاتا لیکن میرے بعد تو کوئی پیغمبر ہی نہیں البتہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بہت کثرت کے ساتھ ہوں گے۔

وعظ البشیر

ایک مسلسل وعظ کی کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھوائی جارہی ہے

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

اسوۂ رسول کی پیروی

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ قال اللہ تبارک و تعالیٰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ و صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔

برادران اسلام! حمد و ثنا کرو اس مالک الملک لاشریک لہ کی جس نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو سنا اور قبول فرما کر حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں سے ایک ذات اقدس سراپا حکمت و ہدایت کو نبی برحق و رسول مصدق بنایا اور اس کو کتاب و حکمت سے سرفراز فرما کر قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت و سعادت کے لئے مبعوث فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو اصاحب قاب قوسین او ادنیٰ اور صاحب مقام محمود محمد رسول اللہ پر جن کے صدقہ میں جلوۂ توحید کا دنیا نے نظارہ کیا اور نجات ابدی کا راستہ پایا۔

بادۂ وحدت کے متوالو! خدائے قدوس کی توحید کے اقرار و اعتراف کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا اقرار لازمۂ ایمان اور کلید جنت ہے جو شخص آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان نہ لائے وہ خدا کی توحید کو بھی نہیں مان سکتا۔ آپ ہی کی ذات گرامی تو ہے جس نے ہمیں خدا کی صحیح معرفت کرائی اور خدا سے ملایا جو آپ کو نہیں مانتا وہ خدا کو بھی نہیں مانتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات حد شمار سے باہر ہیں عقل انسانی کی کیا طاقت ہے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکے، زبان میں کیا طاقت ہے کہ آپ کی تعریف و توصیف بیان کر سکے اور قلم میں اتنی قدرت کہاں ہے کہ کچھ لکھ سکے۔ مختصراً اتنا جان لیجئے کہ حضور تمام انبیاء کے قافلہ سالار، سب رسولوں کے سردار، سب میں افضل اور سب کے خاتم ہیں۔ وہ اس طرح کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات خدا کے عطا کردہ تھے اور وہ خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی خاص صفت کے مظہر تھے۔ گو تمام انبیاء میں قلیل و کثیر تمام ہی صفتیں تھیں مگر اصل منبع فیض کوئی ایک ہی صفت خاص تھی مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام صفت تکلم سے سرفراز تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام احیائے موتیٰ اور شفائے امراض کی صفت خاص سے ممتاز تھے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت علمی سے ممتاز و سرفراز کیا گیا۔ اب یہ ظاہر امر ہے کہ علم وہ صفت اور فضیلت ہے جس کو تمام اوصاف و محاسن انسانی کمالات پر فوقیت و برتری حاصل ہے اس کے اوپر فضیلت و بزرگی کا اور کوئی درجہ نہیں یہاں تمام فضائل و کمالات ختم ہو جاتے ہیں۔ تمام صفات اپنی کارگزاری میں علم کی محتاج ہیں مگر وہ علم کسی صفت کا محتاج نہیں پس جو نبی صفت علم سے مستفید ہو اور علمی بارگاہ تک باریاب ہو وہ تمام مراتب میں سب انبیاء سے زیادہ رتبہ میں اول، سب کا سردار اور سب کا مخدوم و مکرم ہوگا اور باقی سب انبیاء اس کے تابع و محتاج ہوں گے۔

اب یہ بھی ظاہر ہے کہ جس نبی پر تمام کمالات علمی و عملی ختم ہوں گے اور جو سب کا سردار و مخدوم ہوگا وہی خاتم الانبیاء اور آخری نبی بھی ہوگا لہذا ہمارے نبی تمام انبیاء کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں

آفتاب رسالت

آپ کا وجود گرامی آفتاب ہدایت ہے جس طرح آفتاب و ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمتوں کو دور کرتے اور اس کی بقا و ترقی کے لئے حرارت و روشنی مہیا کرتے ہیں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس عالم روحانی کے لئے آفتاب کا حکم رکھتی ہے۔ اس آفتاب کی روشنی و حرارت جس قدر شدت کے ساتھ انسانی قلوب و ارواح پر پڑے گی اسی قدر کثرت کے ساتھ دنیا میں مادی اخلاقی اور روحانی ترقی ہوگی جیسی کہ خدائے قدوس نے اپنے حبیب کو سراجاً و قمراً منیرا فرمایا ہے اور بنی نوع انسان کے لئے عام اعلان کر دیا گیا ہے کہ "اے انسانو! ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے اور آخرت کے ملنے کے آرزو مند ہوں ان کے لئے رسول اللہ کی زندگی میں اچھا نمونہ ہے" یعنی اے انسانو! اگر حقیقی فلاح و کامیابی چاہتے ہو تو اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو آپ کی تعلیم و سیرت ہی انسانی زندگی کی صراط مستقیم ہے۔

برادران ملت! حضورؐ کی تعلیم اور سیرت ہی مسلمانوں کا مرکز حیات ہے جس سے وابستہ ہو کر عظمت و اقبال کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں آپ کی حیات اقدس اور سیرۃ پاک کی پیروی سے مرنہ پیکر میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اخلاق و روحانیت اور تمدن و معاشرت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں اور انسانیت کے لئے غیر متناہی ترقیات کا دروازہ کھلتا ہے

الغرض آپ کے مرتبہ کی حد ایک شاعر نے یہ بتلائی ہے ؎

لایمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی بعد خدا کے صرف آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ آپ پر ایمان لانے کے کیا معنے ہیں؟ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کو خدا کا برگزیدہ اور

سچا رسول یقین کیا جائے آپ کو خاتم النبیین مانا جائے اس طرح کہ اب قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی خدا کی طرف سے نہیں آسکتا اب نبوت قطعاً مسدود ہوگیا۔ ہاں اگر کوئی مسیلمہ کذاب آئیگا تو شیطان کی طرف سے آئیگا باقی خدا کی طرف سے تو جو کچھ بندوں کی ہدایت کے لئے ملنے والا تھا وہ سب مل چکا اب نبوت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی اور آپ کی شریعت کی پوری پوری پابندی کی جائے یہ معنے ہیں آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے۔

جو شخص دین و دنیا کی نجات و سربلندی اور سرفرازی چاہتا ہے توحید الٰہی کو ماننے کے بعد اس کا دوسرا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لے اور دیکھے کہ حیات طیبہ رسول اور اسوۂ حسنہ پیغمبر علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ کہاں تک اس کی زندگی اور زندگی کے اعمال مطابق و موافق ہیں اور کس حد تک عدم مطابقت ہے اگر عدم مطابقت پائے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور پوری پوری مطابقت پیدا کرے۔

حضرات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان و مال سے اور آل و اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہوجاؤں۔ اس حدیث کے مطابق مسلمان کو خدا کے بعد سب سے زیادہ محبت و عقیدت حضور کے ساتھ ہونی چاہئے۔ آپ کی محبت ایمان باللہ کی علامت ہے اور بندہ الٰہی کی پہلی پہچان ہے مگر یہ سمجھ لیجئے کہ حضور کی محبت کا زبانی دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا جب تک کہ اس کے ساتھ عملی ثبوت نہ ہو محبت و عقیدت کا صحیح اور سچا جذبہ ہمیشہ صحیح اور سچی محبت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور سچی محبت کے معنے یہ ہیں کہ جس سے محبت کی جائے اس کے افعال و اقوال اور اعمال کی پوری پوری پیروی کی جائے اگر یہ بات نہ ہو تو حضور کی محبت و عقیدت کا جس قدر بھی جوش و سرگرمی کا مظاہرہ کیا جائے گا وہ محض ظاہرداری ریاکاری اور نمود و نمائش پر مبنی سمجھا جائے گا۔

اللہ کی محبت کا دعویٰ اتباع رسول کا دوسرا نام ہے

مشرکین عرب اگرچہ بت پرست تھے لیکن کہتے تھے کہ ہم یہ کام خدا کی محبت میں کرتے ہیں یعنی بت پرستی سے ہماری نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی رہے گا۔ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہمارے بزرگ پیغمبر ہوئے ہیں اور ہم بزرگوں کی اولاد ہیں لہٰذا ہم سے اللہ تعالیٰ ضرور محبت کرے گا۔ اسی طرح اہل مکہ بھی کہتے تھے کہ ہم لوگ چونکہ بیت اللہ شریف کے خادم و مجاور ہیں اور حاجیوں کی مہمان نوازی و خبرداری کرتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ ہم سے بھی ضرور محبت کریگا۔

ان کھوکھلے اور گمراہ کن خیالات کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ۞	اے پیارے حبیب آپ ایسے خیالات رکھنے والے تمام لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو

میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم کو چاہنے لگیگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مقدسہ کا مفہوم اور مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ سچا اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے اور اس کی رضامندی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی اور فرمانبرداری کرو گے اور اگر تم حضور کی پیروی نہیں کرتے تو تمہارا خیال غلط اور تمہارا دعویٰ باطل ہے۔ زبانی جمع خرچ کی بارگاہ الٰہی میں کوئی وقعت نہیں۔

عزیزان ملت! وائے بر حال ما یہی حال آجکل ہم مسلمانوں کا ہے ہم زبان سے تو اپنے سچے مسلمان ہونے کا بڑے زور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول صلعم ہمیں تن من دھن سب سے پیارے اور عزیز ہیں۔ ہم ان پر قربان اور نثار ہیں۔ مگر عمل کی کیفیت یہ ہے کہ رسول اللہ کی تعلیمات و ہدایات پر چلنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور آپ کی پیروی سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ دماغ سخرے عجب عاشق رسول ہیں کہ یوں تو آپ پر قربان و نثار ہیں مگر آپ کے احکام کو ٹھکرا کر پامال کرنا اپنا فیشنایی فرض سمجھتے ہیں نہ صورت و شکل اسوۂ رسول کے مطابق اور نہ لباس و وضع تمدن و معاشرت اور اخلاق و اعمال میں آپ کی پیروی کی ضرورت دنیا کے جتنے کام کرتے ہیں اپنی مرضی اور باپ دادا کی رسموں کے مطابق گویا ہمارا عملی تعلق رسول اللہ کے ساتھ محض آپ کا کلمہ پڑھنے تک محدود ہے اور دنیاوی امور میں ہم قطعاً آزاد ہوتے ہیں کہ جو جی چاہے سو کریں اور اگر کوئی پابندی شریعت کا درس دے تو طرح طرح کے حیلے اور قسم قسم کے بہانے تراش کر کترا جائیں۔ یہ ہے ہمارے عشق رسول کے دعویٰ کی حقیقت۔ مگر لطف یہ ہے کہ پھر بھی پکے اور سچے مسلمان ہونیکا دعویٰ۔ آیئے اس دعویٰ کو قرآن کی روشنی میں دیکھیں۔

سچا مسلمان کون ہے؟

اور اس بات کو معلوم کریں کہ محبت و اطاعت رسول کا قرآنی معیار کیا ہے سچے مسلمان کا کیا فرض ہے اور اس کو اپنی مرضی پر چلنے کا کہاں تک اختیار ہے سو اللہ پاک اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

ما کان لمومن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ۞	کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو لائق نہیں کہ جب کوئی کام اس کے واسطے اللہ اور اس کا رسول مقرر کردے تو پھر اس کو اپنے دل اور اپنی مرضی کا کچھ بھی اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ

اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلا گمراہ ہوگا۔

یعنی ایک مسلمان کو ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ رسول اللہ کے اقوال و افعال اور اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر دین و دنیا کا کوئی کام اپنی مرضی اور برادری کے مطابق کرے اگر اس کے بعد بھی کوئی مسلمان خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کی گمراہی و بیدینی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ مسلمان کا کیا فرض ہے اس کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے

ما اتکم الرسول فخذوہ	جو کچھ تم کو رسول دے اس کو لے لو

وما نھٰکم عنه فانتھوا | اور جس چیز سے تم کو ہٹائے اس سے ہٹ جاؤ۔"

برادران اسلام! ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ اسوۂ رسول کی پیروی اور پابندی شریعت مسلمان کا پہلا فرض ہے اور سچا مسلمان وہی ہے جو پابند شریعت ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

ليس الايمان بالتمني ولا بالتحلي ولكن هو ما وقر في القلب وصدقه العمل | فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہیں ہے ایمان ساتھ زبانی دعوے اور بناوٹ کے بلکہ ایمان وہ ہے جس نے دل میں جگہ پکڑ لی ہو اور عمل اس کی تصدیق کرتے ہوں۔"

یعنی جب تک ایسے نہ ہوں جیسے ایمان والوں کے ہونے چاہئیں اس وقت تک ایمان کا دعویٰ فضول بیکار اور لغو ہے۔ زبانی دعویٰ تو منافقین بھی کیا کرتے تھے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم سچے مسلمان ہیں مگر عمل خدا اور اس کے رسول کے خلاف کرتے تھے اللہ پاک نے ان کے دعویٰ کو یہ بے نقاب کیا ہے۔

واقسموا بالله جهد ايمانهم لئن امرتهم ليخرجن قل لا تقسموا طاعة معروفة ان الله خبير بما تعملون | اور قسمیں کھاتے ہیں کی اللہ کی کہ اگر کرو آپ نوازش کہ جہاد وغیرہ میں نکلنے کی حکم کرتا تو وہ ضرور نکلیں۔ کہہ دے اے رسول کہ بہت قسمیں نہ کھاؤ بلکہ اصل چیز دستور کے مطابق اطاعت ہے فرما بردار ہے بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔"

پیغمبروں کو اسی لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ انکی اطاعت کیجائے

برادران اسلام! آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ محبت رسول کے معنے بجز اطاعت رسول کے اور کچھ نہیں، چنانچہ باری تعالےٰ عز اسمہٗ فرماتے ہیں۔

وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله | اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر واسطے اس کے کہ فرمانبرداری کیا جاوے ساتھ حکم اللہ کے۔

یعنی ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ بحکم خداوندی یعنی ہمارے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔ اس آیت میں آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما | پس قسم ہے پروردگار تیرے کی نہیں ایمان لائیں گے یہاں تک کہ حکم قرار دیں تجھ کو بیچ اس چیز کے پڑے جھگڑا درمیان ان کے پھر نہ پائیں بیچ دل اپنے کے تنگی اس چیز سے کہ حکم کرے تو اور مان لیں مان لینے کو۔

یعنی اے رسول ہم کو اپنی قسم ہے کہ جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصل نہ کرائیں اور تمہارے اس فیصلہ سے کسی طرح دلگیر نہ ہوں بلکہ دل و زبان سے پورا پورا تسلیم کر لیں تم ہی سے فیصل نہ کرائیں اور تمہارے اس فیصلہ سے کسی طرح دلگیر نہ ہوں بلکہ دل و زبان سے پورا پورا تسلیم کر لیں جب تک یہ نہ کریں اس وقت تک وہ ایماندار نہ ہوں گے۔

حضرات! چونکہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے رسول کریم کی تابعداری و پیروی کو اپنی تابعداری و پیروی قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے من يطع الرسول فقد اطاع الله جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی اس لئے آپ کی تابعداری یعنی آپ کی شریعت پر چلنا فرض ہوا اور فرض بھی ایسا کہ تمام فرائض و واجبات کا قبول ہونا آپ کی اتباع پر منحصر ہے اگر کوئی شخص آپ کی تابعداری و اطاعت سے منکر کسی طرح کی کتنی ہی عبادت و ریاضت کرے جناب الٰہی میں ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں جبھی تو حضورؐ کا یہی ارشاد ہے۔

ومن رغب عن سنتي فليس مني | جو شخص میری پیروی نہ کرے وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔

یعنی جو شخص میرے طریقہ کے خلاف چلے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں یا یوں سمجھو کہ وہ میرا امتی نہیں پس قرب الٰہی کا راستہ رسول کے اسوۂ حسنہ کی پیروی ہے یوں سمجھنا چاہئے کہ آپ کی محبت و اطاعت کلید جنت اور دارین کی سعادت حاصل ہونے کی بہترین سبیل ہے۔

اطاعت رسولؐ کا اجر و ثواب

برادران ملت! رسول اللہ کی محبت یا اطاعت کا اجر و ثواب اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ آپ کی محبت اللہ کی محبت، اطاعت ہے جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی تابعداری کی وہ اللہ کا محبوب بن گیا۔ اللہ کا محبوب بننا کوئی معمولی سی بات نہیں اس کی قدر و قیمت عاشقان الٰہی سے پوچھو یہ اجر و ثواب اتنا بڑا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں۔

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم | جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو ایسے ہی لوگ جنت میں اللہ کے مقبول بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالےٰ نے کامل انعام فرمایا ہے"

محمد بن جریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حق تعالےٰ نے اہل اطاعت کو خوشخبری سنائی ہے کہ تم جو ہر نماز میں اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم کہا کرتے تھے تو ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی اور تمہیں اہل انعام کی رفاقت نصیب کی اور اہل انعام اول انبیاء علیہم السلام ہیں پھر صدیقین یعنی وہ لوگ جو ظاہراً و باطناً مخلص ہوتے ہیں اور احکام خدائے عزوجل اور کلام نبوت کی تصدیق کرنے میں درجہ کمال پر ہوتے ہیں پھر شہدا یعنی وہ لوگ جو راہ خدا میں قتل ہوئے اور پھر صالحین یعنی وہ لوگ جو مقبولان حق ہیں اور ہر وقت رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

برادران محترم! بتلائیے اطاعت رسول کا اجر و ثواب اس سے

بڑھکر دوسرا منبر پرا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اہل اطاعت کو ان مقبولان حق کی رفاقت و معیت نصیب ہوتی ہے۔ ہماری انتہائی بدبختی اور بدنصیبی ہوگی کہ اگر اب بھی ہم اسوۂ رسول اللہ کی پیروی ترک کریں اور رسمی طور پر آپ کے امتی بنے رہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اپنی زندگی کے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کو آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق بنائیں۔

حضرات صحابہ کرام جو خاک سے اٹھکر افلاک پر جا پہنچے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سے کچھ بن گئے تھے اس کی کیا وجہ تھی اور یہ تغیر و انقلاب ان میں کیسے رونما ہو گیا تھا؟ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ کے عاشق اور اسوہ رسول کے پیرو تھے ان کا ہر قدم اتباع شریعت میں اٹھتا تھا ان کی ہر بات کتاب و سنت کے مطابق ہوتی تھی جس وقت صحابہ نے اپنے پیروں سے قیصر و کسریٰ کے تاجوں کو روندا تو عیسائی سخت حیران تھے کہ آخر ان لوگوں میں یہ طاقت کہاں سے پیدا ہو گئی کہ یہ جس طرف رخ کرتے ہیں فتح و کامرانی ان کے استقبال کو آتی ہے اس بات کو معلوم کرنے کے لئے ایک وفد مدینہ منورہ میں آیا صحابہ کے حالات کو بہ امعان نظر دیکھا بالآخر ان کی ترقی کا راز معلوم کر ہی لیا اور وہ محض اتباع رسول تھا۔ وفد نے دیکھا کہ صحابہ کی یہ حالت ہے کہ ارشاد رسول کی دل و جان سے تعمیل کرنے میں ہر وقت مستعد رہتے ہیں اور شمع رسالت پر پروانہ وار نثار رہتے ہیں۔

اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ رسول اللہ کے وضو کے بچے ہوئے پانی اور تھوک کو صحابہ اپنے جسموں پر مل لیا کرتے تھے اور عطر سے زیادہ اس کی قدر کرتے تھے۔

خلفائے اربعہ نے اتباع رسول کے جو شاندار نمونے دنیا والوں کو دکھائے اور رسول اللہ کے عشق و محبت میں جو جانی اور مالی قربانیاں کیں ان کو ساری دنیا جانتی ہے اگر فنا فی الرسول واقعی کوئی مقام ہے تو اس پر صحیح معنوں میں خلفائے اربعہ ہی فائز تھے ... بعد دیگر صحابہ نے اسوۂ رسول کی پیروی کے جو نمونے دنیا کے سامنے چھوڑے وہ کچھ کم شاندار اور بصیرت افروز نہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اگرچہ گورنر تھے مگر آپ زندگی نہایت سادہ بسر کرتے تھے آپ کا لباس نہایت سادہ اور موٹا صوف کا ہوتا تھا جس زمانہ میں آپ گورنر تھے لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ قیصر اور دیگر سلاطین و امراء کے ایلچی آپ کے پاس آتے جاتے ہیں اس لئے آپ ذرا اچھا لباس رکھا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس لباس سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہا کرتا تھا اس لباس کو ہرگز ترک نہ کروں گا۔ چنانچہ ساری عمر آپ اسی عہد پر قائم رہے۔

حضرت ابوذر غفاری پر اتباع رسول کا رنگ اس قدر غالب تھا کہ جو کچھ ایک بار زبان رسالت سے سن لیا اس پر بے چون و چرا عمل شروع کر دیا۔

حضرت زید بن حارثہ طائف کے سفر میں رسول اللہ کے ہمراہ تھے جس وقت طائف والوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں کی بارش شروع کی تو ان کی یہ حالت تھی اپنے آقا کے جسم اطہر کے لئے سپر بنے ہوئے حتی الامکان تمام پتھروں کو اپنے جسم پر لے رہے تھے اور کوئی پتھر رسول اللہ تک نہ پہنچنے دیتے تھے۔ اللہ اللہ یہی لوگ تھے شمع محمدی کے پروانے، رسول اللہ کے سچے عاشق اور اسوۂ رسول کے حقیقی متبع تھے۔ حضرت بایزید بسطامی نے ساری عمر خربوزہ اس لئے نہیں کھایا کہ اس کے متعلق آپ کو رسول اللہ کا اسوہ معلوم نہ تھا لہٰذا امت محمدیہ میں جس قدر اولیا و صوفیا گذرے ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے ہیں وہ سب کے سب اسوۂ رسول کی پیروی ہی سے اس مرتبہ کو پہنچے ہیں۔ جو لوگ موجودہ زمانہ میں تصوف اور طریقت کو شریعت کے اتباع کے نقیض خیال کرتے ہیں یہاں تک کہ فقیر اور ولی کے معنے ہی یہ ہو گئے ہیں کہ بھنگ پیئے خدا پر آوازے کسے الٹی سیدھی جو بات منہ میں آئے بکتا رہے نماز روزہ کی پابندی کو ضروری نہ سمجھے شریعت کی تحقیر کرے یہ تصوف و طریقت نہیں تمام اولیا و صوفیا ظاہر و باطن میں متبع رسول تھے اسوہ رسول پر عمل کرنے کو اپنے مقصد حیات اور عین اسلام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنی زندگی کو اسوہ حسنہ کے سانچے میں ڈھالیں کہ دارین کی فلاح اسی میں ہے۔

نماز اور خطبہ

(از علامہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

چند ضروری مقدمات قبل اس کے کہ اصل بحث پر کچھ عرض کیا جائے چند مقدمات ذہن نشین کر لیجئے کہ ان سے ہمارے آیندہ بیانات کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

(۱) یہ امر مسلم ہے کہ شریعت تفقہ کی بنیاد حکمت اور مصلحت پر قائم ہے شارع حکیم نے کوئی حکم بھی بے معنے اور بے مقصد نہیں دیا ہے نہ کسی حکم کو بجا لانے کا طریقہ مقرر کرنے میں کہیں حکمت و مصلحت کو نظر انداز کیا ہے جب یہ مسلم ہے تو لامحالہ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ شریعت کا صحیح اتباع تفقہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص یہ نہیں جانتا کہ کسی کام کا حکم دینے یا کسی فعل سے منع کرنے میں شارع کے پیش نظر کونسا مقصد اور کونسی مصلحت ہے؟ اور جو شخص یہ نہیں سمجھتا کہ کسی حکم کی بجا آوری کے لئے شارع نے جو عملی صورت مقرر کی ہے اس خاص صورت میں کیا حکمت مدنظر ہے اور اصل مقصد کی تحصیل میں کون کون چیز کس کس طرح مددگار ہوتا ہے اس کے لئے زندگی کے مختلف احوال میں شریعت کا صحیح اتباع کرنا بہت مشکل بلکہ تقریباً محال ہوگا۔ اس کے پاس شریعت کا صرف جسم ہوگا۔ اس کی روح نہ ہوگی وہ محض استخوان کا مالک ہوگا مغز کو نہ پا سکے گا۔ بعض حالات میں نہیں بلکہ اکثر حالات میں وہ اس طرح عمل کرے گا کہ لفظاً تو وہ شارع کے احکام کی پیروی ہوگی مگر درحقیقت شارع کے اصلی مقاصد فوت ہو جائیں گے کیونکہ اس کی نگاہ احکام کی مجرد عملی صورتوں اور ان کے جزئیات پر ہوگی۔ ان احکام میں جو مصالح اور مقاصد پوشیدہ ہیں وہ اس کی نظر سے اوجھل ہی رہیں گے اور کس طرح وہ مقاصد و مصالح کے لحاظ سے جزئیات میں تغیر و تبدل کر سکیگا۔

(۲) یہ حقیقت یقیناً ناقابل انکار ہے کہ شارع نے نہایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لیکر اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں اختیار کی ہیں جو تمام ازمنہ و امکنہ اور تمام احوال میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات کے لحاظ سے تغیر ہونا ضروری ہے جو حالات عہد رسالت اور عہد صحابہ میں عرب اور دنیائے اسلام کے تھے لازم نہیں کہ بعینہ وہی حالات ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہوں۔ لہذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی تھیں ان کو ہر تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح و حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا رد و بدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے جس کو روح اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں ایک موٹی سی مثال لے لیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے سورج کی حرکت کے لحاظ سے اوقات مقرر فرماتے ہیں اس لئے کہ عرب اور ربع مسکون کے بیشتر حصوں کے لئے تعین اوقات کی یہی صورت مناسب ہے لیکن اگر کوئی شخص قطبین کے قریب رہنے والوں کے لئے بھی نمازوں کے اوقات معین کرنے میں سورج کے طلوع و غروب اور سایہ کے اتار چڑھاؤ کا لحاظ کرے تو بظاہر یہ شارع کے منصوص احکام کی حرف بحرف پیروی ہوگی مگر درحقیقت اس سے شارع کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا اور اس کا شمار خلاف ورزی احکام میں ہوگا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ ترک صلوٰۃ اور اسقاط فرض ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں دلالۃ النص اور اشارۃ النص تو درکنار عبارۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر درست نہیں ہوتی اور تفقہ کا اقتضاء یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد و مصالح پر نظر رکھے اور انہی کے لحاظ سے جزئیات میں تغیر احوال کے ساتھ ایسا تغیر کرتا رہے جو شارع کے اصول تشریع پر مبنی اور اس کے طرز عمل سے اقرب ہو۔

(۳) مگر تفقہ کے معنے یہ نہیں ہیں کہ انسان محض اپنی عقل و فہم کی پیروی کرنے لگے اور اس کے پیچھے پیچھے حد پر چلے نکل جائے خواہ وہ سنت و شریعت سے متجاوز ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم کی عقل پرستی وہ چیز نہیں ہے جس کو اسلام کی اصطلاح میں تفقہ کہتے ہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن مجید میں "اتباع ہوا" کہا گیا ہے۔ ہوا پرستی کی لازمی خصوصیت افراط پسندی ہے۔ اسلامی تفقہ کی سب سے بڑی خصوصیت اعتدال اور توازن ہے ہوا پرست ہر معاملہ میں کسی ایک مصلحت یا ایک فائدہ کا ایسا شیدائی بن جاتا ہے کہ اس کی خاطر دوسرے مصالح اور فوائد سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ بخلاف اس کے تفقہ اسلامی تمام مصالح اور فوائد کا مناسب لحاظ کرتا ہے اور کسی مصلحت کو اگر نظر انداز بھی کرتا ہے تو صرف اس صورت میں جبکہ کوئی عظیم تر مصلحت اس چھوٹی مصلحت کی قربانی چاہتی ہو۔ پھر مصلحت اور مضرت کے معیار میں بھی اسلامی تفقہ اور ہوا پرستی کے درمیان اختلاف ہے۔ ہوا پرست اسلام کے معیار پر نہیں بلکہ اپنے رجحان طبع کے معیار پر مصلحت و مضرت کا تعین کرتا ہے اور مصالح میں سے بعض کو اہم اور بعض کو غیر اہم قرار دیتا ہے۔ بخلاف اس کے اسلامی تفقہ کا مقتضا یہ ہے کہ آپ کی نظر اسلام کی نظر ہو آپ اس چیز کو مصلحت سمجھیں جسے اسلام مصلحت سمجھتا ہے اور اس چیز کو مضرت سمجھیں جسے اسلام مضرت سمجھتا ہے اور مختلف مصالح اور مضرات کے درجے مقرر کرنے میں وہی معیار پیش نظر رکھیں جو اسلام کے پیش نظر ہے۔ پس کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ مجرد عقل پرستی کا نام تفقہ ہے اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی عقل کی پیروی میں شریعت کے جس حکم کو جس طرح چاہے بدل دے۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں اسلامی تفقہ یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی نگاہ میں جس چیز کو مصلحت سمجھتے ہیں اس کی خاطر ان بہت سی مصلحتوں کو قربان کر دیں جنہیں شارع نے اپنے احکام میں ملحوظ رکھا ہے یا آپ نے بطور خود جس چیز کو مضرت سمجھ لیا ہے اس سے بچنے کے لئے ایسی ہی بہت سی مضرتوں کو قبول کر لیں

کرلیں جن سے شارع آپ کو بچانا چاہتا ہے بلکہ اسلامی تفقہ یہ ہے کہ آپ شارع کی تمام مصلحتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ان میں سے ایک ایک کو وہی اہمیت دیں جو خود شارع نے دی ہے اور جزئیات میں تغیر و تبدل اس طور پر کریں کہ شارع کے قائم کئے ہوئے توازن میں فرق نہ آنے پائے یاد رکھئے کہ شارع کے تجویز کردہ طرز عمل میں تغیر صرف ایسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جبکہ تغیر احوال کی بنا پر اس کی پیروی سے کوئی ایسی مصلحت فوت ہو جو آپ کے شخصی رجحان کے لحاظ سے نہیں بلکہ خود شارع کے نقطۂ نظر سے اہم ہو پھر ایسی صورت میں بھی صرف اس حد تک جزئی تغیر کیا جا سکتا ہے کہ اس اہم تر شرعی مصلحت کی حفاظت کے ساتھ دوسری شرعی مصلحتوں کو نقصان نہ پہنچے یا اگر پہنچے بھی تو صرف ایسی مصلحتیں ہوں جو شارع کی نگاہ میں نسبتاً زیادہ اہمیت نہ رکھتی ہوں۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تربیت یافتہ بزرگوں کے عمل سے احکام کے استنباط میں ایک قاعدہ کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ "شرعی عمل" اور "طبعی" یا "عادی عمل" میں فرق کیا جائے شرعی عمل سے مراد ایسا عمل ہے جو اس بنا پر اختیار کیا گیا ہو کہ شریعت کا منشا وہی خاص طرز عمل اختیار کرنے سے پورا ہوتا ہے اور طبعی یا عادی عمل سے وہ طرز عمل مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اپنے شخصی و طبعی رجحان یا اپنے خاص زمانہ اور ملک کے اجتماعی حالات کے اقتضاء سے اختیار کیا تھا یہ دوسری قسم کا طرز عمل متعدد حیثیات سے ہمارے لئے سبق آموز اور موجب رشد و ہدایت ہو سکتا ہے مگر اس سے شرعی احکام کا استنباط درست نہیں دلیل شرعی صرف پہلی قسم ہی کا طرز عمل ہے بعض معاملات میں ان دونوں کا فرق بالکل نمایاں ہوتا ہے حتیٰ کہ ہر شخص سرسری نظر ہی میں اس کو سمجھ سکتا ہے مگر بعض امور خصوصاً دینی امور میں یہ دونوں طرز عمل اس درجہ مخلوط ہوتے ہیں کہ ان کے درمیان فرق کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں ایک قسم کے طرز عمل کو دوسری قسم کے طرز عمل کی حیثیت سے لینے اور اس سے غیر مناسب نتائج اخذ کرنے کی غلطی اکثر پیش آتی ہے اور بڑے بڑوں کو پیش آئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں رسول بھی تھے ایک انسان بھی تھے ایک عرب بھی تھے۔ ایک خاص زمانہ اور خاص اجتماعی ماحول کے رہنے والے بھی تھے آپ کے ہر فعل میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی یہ سب حیثیتیں ایک ساتھ موجود تھیں ان مختلف حیثیات کے مخلوط ہونے کی وجہ سے یہ تمیز کرنا بہت مشکل ہے کہ کسی فعل میں کونسا حصہ آپ کی حیثیت رسالت سے تعلق رکھتا ہے تاکہ اسے حجت شرعی بنایا جائے۔ اور کونسا حصہ آپ کی دوسری حیثیات سے متعلق ہے جو حجت شرعی نہیں اس سے زیادہ اختلاط حیثیات صحابہ کرام کے افعال میں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ ان کے عمل میں شرعی رہنمائی صرف اس حیثیت سے ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ تربیت پائی ہے اور آپ سے احکام شریعت کا براہ راست استفادہ کیا ہے اس حیثیت کے علاوہ ان کی دوسری حیثیات جس قدر بھی ہیں وہ خواہ کتنی ہی اہمیت رکھتی ہوں بہرحال کسی شرعی ہدایت کی حامل نہیں اب ان کے افعال میں خصوصاً دینی افعال میں یہ تمیز کرنا اکثر اوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ کونسی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی ہدایت پر مبنی ہے کونسی ان کی رائے اور اجتہاد پر اور کونسی ان کے خاص شخصی اور زمانی و مکانی حالات پر یہاں معیار کا ذریعہ ہمارے پاس صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے وسیع اور غائر مطالعہ سے ہمارے اندر جو اسلامی بصیرت پیدا ہوتی ہے اس سے ہم شرعی عمل اور طبعی و عادی عمل کے باریک فرق کو محسوس کرتے ہیں اور ہمارا ذوق ہم کو بتاتا ہے کہ کونسی چیز طبیعت اسلام سے تعلق رکھتی ہے اور کونسی اس سے غیر متعلق ہے کونسی چیز مصالح شرعیہ کی حامل ہے اور کونسی نہیں کونسی چیز اسلامی سسٹم کا ایک جز ہے اور کونسی نہیں اس باب میں اختلاف کی بہت کافی گنجائش ہے کیونکہ ایک شخص کا ذوق اور اس کی بصیرت لازماً دوسرے شخص کے ذوق اور بصیرت سے بالکل مطابق نہیں ہو سکتی اگرچہ ماخذ دونوں کا ایک ہی ہو لہٰذا کسی شخص کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ صرف وہی چیز شرعی ہے جس کو میری بصیرت شرعی کہہ رہی ہے اور دوسرے شخص کی بصیرت جس کو شرعی کہتی ہے وہ قطعاً و یقیناً غلط ہے۔

ان مقدمات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد نماز اور خطبہ جمعہ کی زبان کے مسائل پر الگ الگ غور کیجئے اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں کی نوعیتیں باہم مختلف ہیں اگرچہ بظاہر ایک نظر آتی ہیں۔

نماز کی زبان

نماز کی زبان کے متعلق آجکل عام طور پر اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے جس کا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے یعنی لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون۔ (نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاوقتیکہ تم یہ نہ جانو کہ کیا کہہ رہے ہو) لیکن درحقیقت اس آیت سے استدلال درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حتیٰ تعلموا فرمایا ہے حتیٰ تفقہوا یا حتیٰ تفہموا نہیں فرمایا۔ علم اور فقہ و فہم میں جو باریک فرق ہے اس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دوران نماز میں ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور ہر لفظ کے معنی کی طرف ملتفت رہنا ضروری ہے اور جب تک یہ فہم اور التفات حاصل نہ ہو نماز صحیح نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ بداہۃً غلط ہے اگر ایک عربی نہ جاننے والے کی نماز محض اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتی کہ وہ نماز میں جو پڑھتا ہے اسے نہیں سمجھتا تو ایک عربی داں کی نماز بھی ایسی حالت میں درست نہ ہونی چاہئے جبکہ وہ سمجھ سمجھ کر نہ پڑھتا ہو۔ اور اول سے لیکر آخر تک پوری نماز میں ایک ایک لفظ کے معنی کی طرف ملتفت نہ ہو ایسی کڑی شرط کے ساتھ تو شاید مشکل ہی سے کوئی شخص روزانہ پانچوں وقت کی نمازیں صحیح ادا کر سکتا ہے اس لئے کہ زندگی میں انسان پر ہر طرح کے حالات گزرتے ہیں کبھی رنجیدہ ہوتا ہے

کبھی متفکر ہوتا ہے کبھی کسی کام میں اس کا ذہن مشغول ہوتا ہے کبھی غیر محسوس طور پر خیالات اور خطرات اس کے ذہن میں داخل ہو جاتے ہیں اور کافی دیر تک اس کو یہ شعور ہی نہیں ہوتا کہ میرا ذہن کدھر بھٹک گیا اگر نماز کے لئے یہ شرط ہو کہ ان سب دماغی و ذہنی کیفیات سے بالکل خالی ہو کر انسان پورے شعور اور التفات کے ساتھ کھڑا ہو تو نماز ادا کرنا ہی مشکل ہو جائے لیکن یہ وہ سختیاں ہیں جو انسان خود اپنی عقل سے اپنے لئے پیدا کرتا ہے شارع نے اس پر ایسی سختی نہیں کی کیونکہ وہ اس کی فطری کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس نے سمجھ اور التفات اور استغراق اور خشوع و خضوع کو نماز کا کمال اور اس کا حسن ضرور قرار دیا ہے اور اس کی خواہش یہی ہے کہ انسان کی نماز ایسی ہی کامل اور حسین ہو لیکن اس نے ان چیزوں کو شرط نماز قرار نہیں دیا کہ بغیر ان کے نماز درست ہی نہ ہو۔

آیت کا صحیح مفہوم

قرآن کی آیت پر غور کیجئے اگر سمجھنا اور معانی کی طرف ملتفت ہونا ہی صحت نماز کے لئے ضروری تھا اور اسی بنا پر حالت سکر میں نماز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا تھا تو پھر سکر ہی میں کونسی خصوصیت تھی؟ یہ بھی کہنا چاہئے تھا کہ جب تم متفکر ہو تو نماز سے دور رہو جب تمہیں رنج یا پریشانی یا کسی اور قسم کی مشغولیت لاحق ہو تو بھی نماز کے پاس نہ آؤ جب تمہیں محسوس ہو کہ دوران نماز میں تمہارے خیالات کسی اور طرف بھٹک گئے ہیں تب بھی نماز توڑ دو اور پھر سے شروع کرو۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس میں سے کوئی قید بھی نہیں لگائی بلکہ صرف حالت سکر میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس حالت میں تم کو علم نہیں ہوتا کہ کیا کہہ رہے ہو اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ سکر میں کسی اور قسم کی بیخبری ہوتی ہے جو عدم فہم اور عدم التفات سے ماسوی ہے اس حالت میں انسان کو یہ بھی شعور نہیں رہتا کہ وہ عبادت کے لئے کھڑا ہوا ہے یا کسی اور کام کے لئے قرآن پڑھ رہا ہے یا کچھ اور قبلہ رخ بھی ہے یا نہیں۔ اس پر کچھ ایسی مدہوشی طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپے میں نہیں ہوتا ہو سکتا ہے کہ قرآن پڑھتے پڑھتے کوئی شعر گانے لگے یا خدا کا ذکر کرتے کرتے کچھ اور اناپ شناپ بکنے لگ جائے۔ یا قبلہ رخ کھڑے کھڑے کسی دوسری طرف ڈھلک پڑے یا نماز پڑھتے پڑھتے بھول جائے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور ادھوری نماز چھوڑ کر کسی سے باتیں کرنے لگے یا مصلے پر سے کہیں چل کھڑا ہو۔ اللہ تعالےٰ کا مقصد حتیٰ تعلموا ما تقولون سے دراصل ایسی ہی بے شعوری کی طرف اشارہ کرنا ہے اور مدعا یہ ہے کہ جب تم اپنی حماقت سے اپنے اوپر ایسی حالت طاری کر لو جس میں تم کو اپنی زبان اور اپنے دل و دماغ پر قابو بھی نہ رہتا ہو تو ہمارے دربار میں حاضر ہونے کی جرات نہ کرو۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آیت مذکورۃ الصدر کا کوئی تعلق نماز کی زبان سے نہیں ہے اور اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ نماز مادری زبان میں پڑھنا ضروری ہے جسے مصلی اچھی طرح سمجھتا ہو۔

ائمہ مجتہدین کا اختلاف

اب سوال یہ رہ گیا کہ آیا نماز کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور کیا غیر عربی میں نماز ناجائز ہے؟ اس سوال کا حل اپنے طریق پر عرض کرنے سے پہلے ہم ان اختلافات کو بیان کئے دیتے ہیں جو اس باب میں ائمہ مجتہدین کے درمیان ہوئے ہیں تاکہ مسئلہ کی صحیح شرعی حیثیت کے سمجھنے میں آسانی ہو

امام اعظم کا مذہب

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ فارسی میں اور فارسی کی کچھ خصوصیت نہیں ہر زبان میں نماز پڑھنا یا خدا کا ذکر کرنا یا اذان دینا درست ہے بشرطیکہ وہ غیر عربی اذان معروف ہو اور اس کو سن کر لوگ جان لیں کہ اذان ہو رہی ہے خواہ ایسا کرنے والا عربی پڑھنے پر قادر ہو یا نہ ہو ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وانہ لفی زبر الاولین یعنی وہ پچھلی کتابوں میں بھی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن اپنے موجودہ لفظ کے ساتھ پچھلی کتابوں میں نہ تھا پس لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ وہ ان کتابوں میں اپنے معنی کے اعتبار سے تھا اور جب وہ معنوی ہونے کے باوجود قرآن ہی تھا تو یہ ماننے میں کیا قباحت ہے کہ قرآن کا فارسی ترجمہ بھی معناً قرآن ہو اور نماز میں اس کا پڑھنا جائز ہو۔ ایک دوسری جگہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ولو جعلناہ قرآنا اعجمیا (اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے) اس سے معلوم ہوا کہ اگر عجمی زبان میں بھی یہ معانی ادا کئے جاتے تب بھی وہ قرآن ہی ہوتا مزید براں روایات میں آیا ہے کہ ایران کے نومسلموں نے سلمان فارسی سے درخواست کی تھی کہ سورہ فاتحہ ہم کو فارسی میں لکھ دیجئے چنانچہ انہوں نے لکھ دی اور وہ اس کو نمازوں میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ جب ان کی زبانیں نرم ہو گئیں اور وہ عربی پڑھنے پر قادر ہو گئے تو انہوں نے عربی میں پڑھنی شروع کر دی۔ ان دلائل کی بنا پر امام صاحب کی رائے یہ ہے کہ اگر غیر عربی میں نماز پڑھی جائے تو ادا ہو جائے گی مگر وہ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے بلکہ ابو بکر رازی نے تو لکھا ہے کہ امام صاحب نے آخر میں اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا تھا اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے قبول کر لی تھی۔

صاحبین کا مذہب

امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عربی پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو تو غیر عربی میں نماز پڑھنا درست نہیں ہاں اگر وہ عربی کا تلفظ کرنے پر قادر ہی نہ ہو تو غیر عربی میں پڑھ سکتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ نماز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور قرآن کے ترجمہ پر قرآن کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا جس نماز میں قرآن کے بجائے اس کا ترجمہ پڑھا جائے وہ نماز ہی نہ ہوگی مگر جو

---

[1] ابو سعید البردعی نے امام صاحب کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ فارسی کے سوا کسی دوسری زبان میں پڑھنا درست نہیں لیکن کرخی نے لکھا ہے کہ امام اعظم کا صحیح مسلک یہ ہے کہ ہر زبان میں پڑھنا جائز ہے صاحب ہدایہ نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں یجوز بای لسان کان سوی الفارسیۃ ہو الصحیح

شخص عربی کے تلفظ پر قادر ہی نہ ہو اس کے لئے مجبوری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے ایسے شخص کی نماز بالکل اسی طرح ہو جائے گی جس طرح اس شخص کی نماز جو رکوع وسجود سے عاجز ہو۔ اور اشارہ سے ادا کرے۔

امام شافعی کا مذہب

امام شافعی کا ایک قول وہی ہے جو صاحبین کا اوپر مذکور ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو شخص عربی تلفظ پر قادر نہ ہو وہ بغیر قرأت کے نماز ادا کرے اگر اس نے فارسی ترجمہ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ کلام اللہ کا ترجمہ کلام اللہ نہیں کلام الناس ہے اللہ کا کلام صرف عربی قرآن ہے بقولہ تعالیٰ انا انزلناہ قرآنا عربیا

مسئلہ کی پوری تحقیق

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ سلف صالح کے پیش نظر سوال کی نوعیت صرف یہ تھی کہ اگر نماز غیر عربی میں پڑھی جائے تو آیا ہو بھی جائے گی یا نہیں کسی نے کہا ہوگی مگر مکروہ ہوگی کسی نے کہا کہ سرے سے ہوگی ہی نہیں کسی نے کہا کہ عاجز کی نماز ہو جائے گی بالکل اسی طرح سے جیسے معذور کی نماز اشارہ سے ہو جاتی ہے لیکن موجودہ زمانہ کے مجتہدین کے سامنے سوال کی نوعیت اس سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لیکن وہ اس سوال پر اس حیثیت سے نگاہ ڈالتے ہیں کہ آیا غیر عربی داں کی نماز عربی میں ادا بھی ہوتی ہے یا نہیں اور آیا غیر عرب کے لئے عربی میں نماز اولیٰ ہے یا اپنی مادری زبان میں اب چونکہ صورت مسئلہ بدل گئی ہے لہذا جواب مسئلہ کی صورت بھی بدل جانی چاہیئے۔

مصالح شرعیہ

نماز کے لئے کونسی زبان انسب اور اولیٰ ہے؟ اس سوال کے صحیح حل کا انحصار ایک دوسرے سوال کے صحیح حل پر ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام میں نماز کی حیثیت کیا ہے اور اس سے کون کونسے شرعی مصالح وابستہ ہیں۔ اس سے پہلے ہم اس حقیقت کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ اسلام کا اصل مقصد محض فرد کی تہذیب نفس اور اس کا تزکیہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ افراد کو فرداً فرداً پاک اور متقی بنا کر در اصل ایک اعلیٰ درجہ کی صالح جماعت بنانا چاہتا ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کے فرائض ادا کرے۔ اسی غرض کے لئے اس نے تمام عبادات اس طریقہ پر فرض کی ہیں کہ افراد میں رجوع الی اللہ کے ذریعہ سے تقویٰ کی روح پھونکنے کے ساتھ ان کو صالحین کی ایک جماعت بھی بناتی چلی جائیں اور ان عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے جو تہذیب نفس بھی کرتی ہے قرآنی ہدایات کی اشاعت بھی کرتی ہے قرآن کی حفاظت بھی کرتی ہے اور مسلمانوں کو ایک جماعت بھی بناتی ہے نماز کی ان مختلف حیثیات اور اسلام کے ان متعدد مقاصد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز محض ایک بندے کی محض اپنے خدا سے مناجات ہی نہیں ہے اور محض ایک ایک فرد میں الگ الگ روح تقویٰ پھونکنے کا ذریعہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا قوام بھی ہے اور انفرادی مصلحت سے عظیم تر مصالح بھی اس سے وابستہ ہیں۔

اب دیکھئے کہ جہاں تک انفرادی مصالح کا تعلق ہے ان کے لحاظ سے ضروری ہے کہ انسان نماز میں جو کچھ پڑھے اس کو سمجھے بھی تاکہ تہذیب نفس اور تزکیہ روح کا مقصد پوری طرح حاصل ہو سکے اس غرض کے لئے نماز کا اس زبان میں ہونا مفید ہوگا جسے مصلی جانتا ہو اور سمجھتا ہو لیکن انفرادی مصالح سے اہم تر جو مصالح شارع کے پیش نظر ہیں ان کو یہ چیز نقصان پہنچاوے گی۔

اولاً قرآن کی حفاظت کا عظیم الشان مقصد اس سے بڑی حد تک فوت ہو جائے گا جب لوگ قرآن کے ترجمہ کو ہی قرآن سمجھنے لگیں گے اور یہ خیال عام ہو جائے گا کہ عبادت اور تلاوت کے مقاصد کے لئے ترجمہ اصل کتاب کا قائم مقام ہے تو اصل کتاب سے استغنا کر ہو جائے گا اس کو یاد کرنے کا ذوق باقی نہ رہے گا۔ اور ترجمہ ہی کو عملاً بطور اصل لے لیا جائیگا ثانیاً اصل کتاب سے بے اعتنائی اور تراجم کی طرف روز افزوں التفات کا نتیجہ دین کی خرابی کے سوا کچھ نہ ہوگا کیونکہ ناقص اور باہم مختلف و متعارض ترجموں کے الگ الگ جماعتوں اور الگ الگ قوموں میں معتبر بن جانے سے اسلام کا انجام بھی وہی ہوگا جو مسیحیت اور یہودیت کا ہوا۔

ثالثاً اس سے امت کی وحدت کا خاتمہ ہو جائے گا اور اسلام میں لسانی قومیتوں کی بنا پڑ جائے گی ہر زبان بولنے والوں کی نمازیں اور جماعتیں الگ الگ ہوں گی ایرانی عرب کے پیچھے نماز نہ پڑھے گا اور ترک ہندیوں کی جماعت میں شریک نہ ہوگا ایک ہی جگہ بنگالیوں اور مدراسیوں اور پنجابیوں کی جماعتیں لسانی قومیت کی بنیاد پر الگ الگ قائم ہوں گی اور نماز کے ٹکڑے ہوتے ہی امت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے!

ان عظیم تر اجتماعی نقصانات سے بچنے کے لئے ناگزیر ہے کہ نماز کے لئے ایک ہی بین الملی زبان ہو اور وہ وہی زبان ہو جس میں قرآن نازل ہوا ہے رہا انفرادی نقصان تو اس کو دور کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں نماز کا بیشتر حصہ وہ ہے جس کے لئے ایک ہی عبارت مقرر ہے تکبیر، تسبیح، تسمیہ، تعوذ، سورہ فاتحہ، تشہد ان سب کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ ایک دو گھنٹہ میں بآسانی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ عام طور پر جو سورتیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں وہ بھی دس بارہ سے زیادہ نہیں ہیں اور بہت چھوٹی چھوٹی ہیں ان کے ترجمے بھی یاد کر لینا کچھ مشکل نہیں اس کے بعد قرآن کی صرف لمبی لمبی سورتیں باقی رہ جاتی ہیں جو کبھی کبھی سورہ فاتحہ کے ساتھ ملائی جاتی ہیں سو اگر بعض یا بیشتر مصلی ان کو نہ سمجھیں تو یہ ایسی کونسی قباحت ہے جس سے بچنے کے لئے تمام اجتماعی مصالح کی قربانی گوارا کر لی جائے۔

دلائل شرعیہ

مصالح اور حکم سے قطع نظر کر کے جب ہم منقولی احکام پر غور کرتے ہیں تو ہمیں امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک سب سے زیادہ صحیح نظر آتا ہے اور قرین قیاس یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخر کار اسی کی طرف رجوع فرمایا ہوگا!

قرآن مجید میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ نماز میں قرآن کی تلاوت کرو یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا۔ ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک۔۔۔ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا۔ اذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

یہ تمام آیات نماز میں تلاوت قرآن کا حکم دیتی ہیں اور ان میں القرآن (الف لام تعریفی کے ساتھ) کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جس کا اطلاق ترجمہ قرآن پر نہ لغوی حیثیت سے ہوتا ہے نہ معنوی حیثیت سے۔

قرآن میں متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ اسم قرآن کا مسمیٰ صرف عربی قرآن ہے اور کلام اللہ ہی ہے جو عربی الفاظ کے ساتھ خدا نے نازل فرمایا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے جو معنے بیان کئے جائینگے خواہ وہ عربی ہی کیوں نہ ہوں وہ نہ صرف یہ کہ قرآن نہ ہوں گے بلکہ اس کے مثل بھی نہ ہوں گے۔ لہذا وہ کبھی قرآن کے قائم مقام ہو ہی نہیں سکتے۔ ولذلک انزلناہ قرآنا عربیا۔ انا انزلناہ قرآنا عربیا۔ قرآنا عربیا غیر ذی عوج۔ تنزیل من الرحمن الرحیم۔ کتب فصلت ایاتہ قرآنا عربیا۔ وانما یسرناہ بلسانک۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ۔

یہ تصریح بھی قرآن ہی میں ہے کہ تحریف سے حفاظت کا وعدہ صرف اس کتاب سے متعلق ہے جو خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہے انسانوں کے کئے ہوئے تراجم سے متعلق نہیں ہے ان میں ہر طرح سے تحریف کا دروازہ کھلا ہوا ہے خواہ وہ ارادی تحریف ہو یا مترجمین کے عجز اور ان کے عدم فہم اور ان کی قلت علم کی بنا پر ہو۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ لہذا نماز میں قرآن کا ترجمہ پڑھنے والا یہ ہی نہیں کہہ سکتا کہ لفظاً نہیں تو معنیً قرآن کی صحیح تلاوت کر رہا ہے۔

رجوع الی اللہ اور انابت و خشیت جو نماز کی اصل جان ہے۔ اس کو پیدا کرنے کی خاصیت جیسی قرآن منزل من اللہ میں ہے ویسی کسی اور کلام میں نہ ہو سکتی ہے نہ پائی جاتی ہے اس پر بھی خود قرآن شاہد ہے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الیٰ ذکر اللہ۔

ایسے صریح اور محکم شرعی دلائل کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا بہت ہی مشکل ہے کہ جو نماز ترجمہ قرآن پڑھکر ادا کی جائے وہ درست ہو جاتی ہے۔ مگر وہ ہو نا کیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ کسی درجہ میں بھی ادائے فرض کے لئے کافی نہیں۔ البتہ جیسا کہ صاحبین نے فرمایا ہے اس شخص کا معاملہ بالکل جداگانہ ہے جو عربی تلفظ پر قادر ہی نہ ہو اس کے حق میں یہ فتوی مناسب ہے کہ جب تک وہ عربی میں نماز پڑھنے کے قابل نہ ہو جائے اس کا فریضہ غیر عربی کیساتھ ادا ہو جائے گا اس لئے کہ وہ قانون اضطرار کے تحت آجاتا ہے۔

خطبہ جمعہ کی زبان

(از علامہ سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی)

خطبہ جمعہ کی زبان اب ہم سوال کے دوسرے حصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جو خطبہ جمعہ کی زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مسئلہ میں یہ عام غلطی ہے کہ خطبہ کی زبان کے سوال کو نماز کی زبان کے سوال سے مربوط کر دیا جاتا ہے اور اس سے بڑا خلط مبحث واقع ہوتا ہے لہذا پہلے ہم اسی امر کی توضیح کریں گے کہ نماز اور خطبہ کی حیثیتوں میں کیا فرق ہے۔

خطبہ جزو صلوٰۃ نہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خطبہ نماز جمعہ کا جزو ہے اس کی دلیل وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ظہر کی چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں خطبہ ہی کے لئے کم کی گئی ہیں جیسا کہ احادیث میں حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے انما قصرت الجمعة لاجل الخطبة اس بنا پر وہ کہتے ہیں کہ خطبہ چونکہ نماز کی دو رکعتوں کا قائم مقام ہے لہذا اس کی حیثیت بھی وہی ہے جو نماز کی ہے اور جب نماز غیر عربی میں پڑھنا درست نہیں۔ تو خطبہ بھی غیر عربی میں پڑھنا درست نہیں لیکن یہ محض ایک سطحی رائے ہے دونوں کے احکام کی تفصیلات پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امور نماز کے لئے شرط ہیں وہ خطبہ کے لئے شرط نہیں ہیں۔ نماز کے لئے طہارت شرط ہے مگر خطبہ کے لئے شرط نہیں حتیٰ کہ اگر سہواً حالت جنابت میں بھی خطبہ پڑھ دیا ہو تو اعادہ کی ضرورت نہیں نماز کے لئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے مگر خطبہ جمعہ کے لئے نہ صرف یہ کہ استقبال قبلہ ضروری نہیں بلکہ قبلہ کی طرف پشت کر کے مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے۔ نماز میں گفتگو کرنے سے فساد واقع ہو جاتا ہے مگر خطبہ میں کلام کیا جا سکتا ہے اور خود نبی صلعم اور صحابہ کرام سے یہ نقل ثابت ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم بیان کریں گے نماز کے لئے وقت بھی مشروط ہے لیکن اگر خطبہ وقت سے پہلے شروع کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ نماز جمعہ میں خطبہ کے نزدیک کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے لیکن خطبہ میں اگر امام کے سوا صرف ایک آدمی ہو تب بھی کافی ہے۔ نماز جمعہ اگر فاسد ہو جائے تو اس کا اعادہ کیا جائے گا لیکن خطبہ کا اعادہ نہیں کیا جائے گا یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خطبہ نماز جمعہ کا جزو نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:-

"ہمارے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ خطبہ چونکہ دو رکعتوں کا قائم مقام ہے اس لئے ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے خطبہ پڑھنا جائز نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ خطبہ کی حیثیت نماز کے ایک حصہ کی نہیں ہے"

اور شرح العنایہ علی الہدایہ میں ہے:-

"خطبہ رکن نماز نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کا رکن تو وہ ہوتا ہے جس سے وہ چیز قائم ہوتی ہے اور نماز جمعہ خطبہ سے قائم نہیں ہوتی بلکہ اپنے ارکان سے ہوتی ہے لہذا خطبہ رکن نہیں بلکہ شرط ہے۔"

نماز اور خطبہ کے مقاصد کا فرق اس میں شک نہیں کہ خطبہ بھی نماز کی طرح ایک عبادت ہے۔ لیکن دونوں کے مقاصد مختلف ہیں نماز سے جو کچھ مقصود ہے وہ بغیر اس کے بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ انسان ان عبارات کو سمجھے جن کو وہ نماز میں پڑھتا ہے اس لئے کہ اس کا خدا کی فرض کی ہوئی عبادت کو فرض سمجھنا اور نماز کا وقت آنے پر ادائے فرض کیلئے اٹھنا اور اس کا اہتمام کرنا پھر پوری شرائط اور تمام ارکان کے ساتھ نماز کو اس طرح ادا کرنا گویا اسے اس امر کا شعور ہے کہ خدا اس کی خفی سے خفی باتوں کو سن رہا ہے اور یہ کہ اگر وہ نماز میں کوئی چیز بھی کم کرے گا تو خدا کو اس کا علم ہو جائے گا پھر اس کا یہ سمجھنا کہ یہ رکوع و سجود اور قیام و قعود جو کچھ بھی میں کر رہا ہوں صرف خدا کے لئے ہے اور خدا کے سوا میں کسی کا عبادت گذار نہیں ہوں یہ سب امور اس مقصد کی تحصیل کے لئے بالکل کافی ہیں جس کے لئے نماز فرض کی گئی ہے لیکن خطبہ جس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ سامعین اس کو سمجھیں اس لئے کہ خطبہ کا مقصد محض خدا کی یاد اور ذات حق کی طرف رجوع اور خشیت اور انابت ہی نہیں بلکہ احکام دین کی تبلیغ و تعلیم اور وعظ و تذکیر بھی ہے اور یہ مقصد حاصل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ ان احکام اور مواعظ کو سمجھیں نہیں جو خطبہ میں بیان کئے جاتے ہیں۔

خطبہ کا مقصد بعض لوگ اس امر سے انکار کرتے ہیں کہ خطبہ کا مقصد تبلیغ احکام اور وعظ و تذکیر ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خطبہ کو ذکر اللہ سے تعبیر کیا ہے فاسعوا الی ذکر اللہ لہذا خطبہ بھی ویسی ہی ایک عبادت ہے جیسی کہ نماز ہے اور اس کے لئے بھی یہ ضروری نہیں کہ لوگ اس کو سمجھیں اس کی تائید میں وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ خطبہ کی شرط پوری کرنے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کافی ہے اور عرف عام میں جس چیز کو خطبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ نماز جمعہ کے لئے شرط نہیں ہے نیز وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ ہوئے اور خطبہ دینے کے لئے اٹھے تو آپ پر مجمع کا رعب طاری ہو گیا اور آپ صرف الحمد للہ کہہ کر بیٹھ گئے اور صحابہ کرام کی جماعت نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے غلط ہے

اولاً یہ یقینی نہیں ہے کہ آیہ فاسعوا الی ذکر اللہ میں ذکر اللہ سے مراد خطبہ جمعہ ہے ذکر سے مراد نماز بھی ہو سکتی ہے بلکہ قرآن میں اکثر اس لفظ سے نماز ہی مراد لی گئی ہے۔ مفسرین اور اہل فقہ میں یہ امر

مختلف فیہ ہے کہ آیا ذکر سے مراد صرف خطبہ ہے یا صرف نماز یا نماز اور خطبہ دونوں مگر آیت کے سیاق پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ذکر کو نماز کے معنے میں لینا زیادہ درست ہے کیونکہ پہلے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فرمایا پھر اس کی جزا یہ بیان کی کہ فاسعوا الی ذکر اللہ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں ذکر سے مراد نماز ہی ہے اور خطبہ محض ضمناً ذکر میں شامل ہو جاتا ہے ورنہ اگر ذکر سے مراد صرف خطبہ ہوتا تو الی ذکر اللہ والصلوٰۃ فرمایا جاتا۔

ثانیاً اگر ذکر اللہ کو نماز کے معنے میں نہ لیا جائے بلکہ یاد خدا کے معنے میں لیا جائے تو کس دلیل سے ثابت ہوا کہ خدا کی یاد صرف عربی زبان ہی میں ہونی چاہئے۔ اللہ کے ذکر کو عربی زبان تک محدود کرنا تو عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے قرآن اور حدیث میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ خدا کو یاد کرنا ہو تو صرف عربی میں کرو چنانچہ اسی بنا پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الذکر المفید للتعظیم یحصل بکل لسان کما یحصل بقولہ اللہ اکبر اور امام محمد ان کی تائید میں کہتے ہیں۔ الذکر یحصل بکل لسان

ثالثاً خطبہ کی شرط پوری کرنے کے لئے اگر حنفیہ نے محض حمد و ثنا کو کافی سمجھا ہے تو اس کے معنے یہ کب ہیں کہ خطبہ کا مقصد ہی بس حمد و ثنا ہی سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے سوا دوسری چیزیں محض زائد ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں حنفیہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کے لئے جماعت کی شرط صرف تین آدمیوں سے پوری ہو جاتی ہے کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ جمعہ کی اقامت سے جو مقصد ہے وہ بس اسی مختصر جماعت سے حاصل ہو جاتا ہے اور جماعت کثیرہ کا فراہم ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

رابعاً خود اکابر حنفیہ ہی نے یہ تصریح کی ہے کہ خطبہ سے مقصود ذکر اور موعظت ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے ویستحب قاعداً او علی غیر طہارۃ جاز لحصول المقصود اور علامہ ابن ہمام مقصود کی شرح کرتے ہیں وھو الذکر والموعظۃ حنفیہ ہی پر کیا موقوف ہے متقدمین سب کے سب خطبہ کا مقصد یہی سمجھتے تھے اور اسی بنا پر ان کی زبان میں اکثر خطبہ کے لئے موعظۃ الامام کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجر فتح الباری میں ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حاضرین کو امام کی طرف رخ کر کے بیٹھنے کی جو ہدایت کی گئی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ وہ اس کے کلام کو سننے کے لئے تیار ہوں اور کلام کی سماعت میں اس کے ساتھ ادب کو ملحوظ رکھیں جب سننے والا اپنا چہرہ اس کی طرف رکھیگا اور اپنے جسم و قلب کے ساتھ اس کی جانب متوجہ ہوگا اور حضور ذہن کے ساتھ سنے گا تو امام کی موعظت اچھی طرح اس کی سمجھ میں آئے گی اور یہ اس مقصد کے لئے مددگار ہوگا جس کے لئے امام کو کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

خامساً یہ امر غور طلب ہے کہ اگر خطبہ کا طریقہ جاری کرنے سے شارع کا مقصد محض اللہ کا ذکر ہی کرنا ہوتا تو کیا اس کے لئے نماز کافی نہ تھی حالانکہ وہ اس مقصد کو بدرجۂ اتم پورا کرتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ نماز جیسی کامل و اکمل عبادت کو مختصر کر کے اس کے وقت کا ایک حصہ خطبہ کو دیا گیا اور اس کو جمعہ کی شرائط میں داخل کیا گیا۔

سادساً نماز جمعہ کے لئے خطبہ کا اشتراک جس چیز سے فقہاء نے نکالا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر عمل ہے چونکہ آں حضرت اور آپ کے خلفاء اور صحابہ کرام نے کبھی جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں پڑھا اس لئے یہ حکم مستنبط کیا گیا ہے کہ جمعہ کے لئے خطبہ شرط ہے۔ بالکل اسی طرح آپ اور صحابہ کرام کے متواتر عمل سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ محض حمد و ثنا ہی پر مشتمل نہ ہوتا تھا بلکہ اس میں شریعت کے احکام بیان ہوتے تھے اخلاق و اعمال کی اصلاح کے لئے نصیحتیں ہوتی تھیں قومی اور شخصی معاملات پر توجہ کی جاتی تھی حتیٰ کہ عین خطبہ ہی کی حالت میں امام کسی خاص شخص کی کوئی غلطی دیکھتا تو اس کی اصلاح کرتا کسی مصیبت زدہ کو دیکھتا تو اس کی مدد کے لئے لوگوں کو توجہ دلاتا۔ عوام میں کسی کو کوئی شکایت ہوتی تو وہ امام کے سامنے اس کو پیش کرتا اور امام اس کی طرف متوجہ ہوتا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے کوئی جمعہ خطبہ کے بغیر نہیں پڑھا اسی طرح آپ اور آپ کے صحابہ نے کوئی خطبہ ایسا بھی نہیں پڑھا جو مذکورہ بالا خصوصیات سے عاری ہو۔

چند خطب ماثورہ اس مطلب کی توضیح کے لئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خطبات یہاں نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ شارع کی نگاہ میں خطبۂ جمعہ کی دراصل کیا حیثیت تھی۔

عبید بن السباق سے مرسلاً مروی ہے کہ حضور نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اس دن کو اللہ نے عید مقرر کیا ہے لہٰذا تم آج کے دن غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو موجود ہو وہ اگر استعمال کرے تو کیا نقصان ہے اور دیکھو مسواک ضرور کرو۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ زمین کی برکات ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ زمین کی برکات سے کیا مراد ہے؟ حضور نے جواب دیا دنیا کی زینت و شوکت اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا برائی سے بھی بھلائی آتی ہے؟ حضور سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ کوئی چیز آپ پر اتر رہی ہے پھر آپ نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا وہ سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا بھلائی صرف بھلائی سے آتی ہے اس دنیا کا مال بہت خوشنما اور شیریں ہے۔ فصل بہار میں جب یہ خوب پھلتی ہے تو اسے پیٹ بھر کھانے والا جانور بدہضمی سے مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب جا لگتا ہے البتہ وہ جانور بچ جاتا ہے جس نے دیکھ کر کھایا کھا کے کوکھیں پھیل گئی ہیں تو کھانا چھوڑ دیا دھوپ میں جا بیٹھا کچھ جگالی کی اور کچھ پیشاب اور پاخانہ کی راہ سے نکالا اور جب پیٹ خالی ہو گیا تب دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا اس مال کو جو شخص حق کی راہ سے لیگا اور حق کی راہ میں نکال دیگا اس کے لئے تو یہ بہترین مددگار ہے اور جو حق کے بغیر لیگا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا چلا جائے اور شکم سیر نہ ہو۔ (بخاری کتاب الرقاق و کتاب الزکوٰۃ)

عمرو بن تغلب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور کے پاس کچھ مال آیا تھا جس کو آپ نے بعض لوگوں میں بانٹ دیا اور بعض کو چھوڑ دیا بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو چھوڑ دیا گیا ہے انھیں رنج ہے اس کے متعلق آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ ایک جماعت کو دیتا ہوں جبکہ ان کے دلوں میں بے تابی اور بے چینی دیکھتا ہوں اور ایک جماعت کو اس بے نیازی اور نیکی کے حوالہ کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ (بخاری)

مشہور حدیث ہے کہ ایک شخص نماز جمعہ میں حاضر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے آپ نے پکار کر اس سے پوچھا اے شخص کیا تو نماز پڑھ چکا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو اٹھ اور نماز پڑھ۔ دراصل یہ شخص پھٹے حالوں تھا آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کی بدحالی کو دیکھ لیں جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی اس حدیث کے اطراف قریب قریب تمام صحاح اور سنن اور مسانید میں آئے ہیں۔ امام احمد نے جو حدیث نقل کی ہے اس میں حضور کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ دریہ شخص جب مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ بہت شکستہ حال ہے اس لئے میں نے اسے حکم دیا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے میں چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کی حالت دیکھ لے اور اس کو کچھ صدقہ دیدے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور خطبہ دے رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص لوگوں کے اوپر سے پھاندتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے آپ نے پکار کر فرمایا بیٹھ جا تم نے لوگوں کو تکلیف دی۔ (ابو داؤد ونسائی)

حضرت انس کی روایت ہے کہ ایک روز حضور خطبہ دے رہے تھے اور قحط سالی کا زمانہ تھا ایک شخص نے فریاد کی یا رسول اللہ جانور مر گئے اور بال بچے فاقہ کر رہے ہیں اللہ سے دعا فرمائیے کہ بارش ہو جائے آپ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی خدا کے فضل سے بارش شروع ہو گئی اور دوسرے جمعہ تک لگاتار جاری رہی پھر دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو وہی شخص پھر کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مکان گر گئے اور مال و اسباب تباہ ہو رہے ہیں خدا سے دعا فرمائیے آپ نے پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے اتنے میں حضرت عثمان تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نداء جمعہ کے بعد نماز کے لئے آنے میں دیر کرتے ہیں پھر حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ کونسا وقت ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں کام میں لگا ہوا تھا اذان کی آواز سنتے ہی گھر جانے کے بجائے وضو کر کے سیدھا یہاں چلا آرہا ہوں حضرت عمرؓ نے یہ سنکر فرمایا خوب! اکیلا وضو ہی تو تھی اب معلوم ہوا کہ آپ صرف وضو ہی کر کے آئے ہیں تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری، موطا، مسلم)

یہ ان کثیر التعداد خطبوں میں سے چند ہیں جو معتبر روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے منقول ہیں اور ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ جن کے عمل متواتر کی بدولت مشروع سمجھا گیا ہے ان کے ہاں خطبہ کے معنے محض ذکر اللہ کے نہ تھے بلکہ وہ اس سے تبلیغ، تعلیم، اصلاح، ہدایت اور بہت سے قومی و شخصی معاملات کی انجام دہی کا کام لیتے تھے دراصل یہ چیز اس لئے مشروع نہیں کی گئی تھی کہ لوگ ہفتہ میں ایک بار نماز سے پہلے رسمی طور پر اسی قسم کی ایک چیز سن لیں جیسی کہ گرجاؤں میں درس (سرمن) کے نام سے سنائی جاتی ہے بلکہ اس کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا ایک متحرک اور کارفرما پرزہ بنایا گیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ لازمی طور پر تمام مسلمانوں کو جمع کر کے اللہ کے احکام سنائے جائیں دین کی تعلیمات ان کے ذہن نشین کی جائیں ان کی جماعت میں یا ان کے افراد میں جو کچھ خرابیاں رونما ہوں ان کی اصلاح کی جائے اور قومی فلاح و بہبود کے کاموں کی طرف انہیں توجہ دلائی جائے۔

نماز اور خطبہ کا ایک اور فرق

نماز اور خطبہ جمعہ کے درمیان ایک فرق اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز میں جتنی چیزیں پڑھی جاتی ہیں وہ سب لفظاً لفظاً معین کر دی گئی ہیں جو شخص عربی نہ جانتا ہو وہ تھوڑا سا وقت صرف کر کے بآسانی ان کا ترجمہ یاد کر سکتا ہے یا ان کے مفہومات ذہن نشین کر سکتا ہے پس نماز کے عربی زبان میں ہونے سے درحقیقت اس امر کا بھی خوف نہیں ہے کہ عربی نہ جاننے والے ان عبارات کے معنوی فوائد سے بالکل محروم رہ جائیں گے جنھیں نماز میں وہ پڑھتے ہیں بخلاف اس کے خطبہ جمعہ کے لئے کوئی عبارت مقرر نہیں ہر جمعہ کو ایک نیا خطبہ ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ پہلے سے یاد کر لینا یا اس کا مفہوم ذہن نشین کر کے آنا لوگوں کے لئے کسی طرح ممکن نہیں پس خطبہ کے لئے عربی زبان کو لازم کر دینے کا نتیجہ قطعاً یہی ہے کہ غیر عربی داں لوگوں کے حق میں وہ محض ایک بے معنی چیز اور ایک بے جان مذہبی رسم بنکر رہ جائے اور شارع کے وہ تمام مقاصد فوت ہو جائیں جس کے لئے اس نے جمعہ کا خطبہ مشروع کیا ہے ایک معمولی عقل کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ترکی بولنے والوں کے سامنے سنسکرت میں تقریر کرنا اور فارسی زبان والوں کو جرمن زبان میں مخاطب کرنا محض ایک مہمل حرکت ہے پھر شارع حکیم کے متعلق یہ کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ احکام دین کی تفہیم اور مکارم اخلاق کی تعلیم کے لئے کسی ایسی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دیگا جس کو سامعین سمجھتے ہی نہ ہوں۔

خلاصۂ مباحث گذشتہ

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے تین باتیں واضح ہو جاتی ہیں

ایک یہ کہ خطبہ نماز کا جز نہیں ہے۔ لہٰذا نماز کے لئے عربیت واجب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خطبہ کے لئے بھی عربیت واجب ہو۔

دوسرے یہ کہ خطبہ کو مشروع کرنے سے شارع کے پیش نظر جس قدر مقاصد ہیں وہ سب کے سب ایسی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں جبکہ خطبہ کسی ایسی زبان میں پڑھا جائے جس کو سامعین نہ سمجھتے ہوں بخلاف اس کے

نماز جن مقاصد کے لئے شارع نے فرض کی ہے ان میں سے کوئی اہم مقصد مصلیوں کے عدم فہم سے فوت نہیں ہوتا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ عدم فہم سے نماز میں تو محض ایک جزئی سا نقصان آتا ہے مگر خطبہ میں اس سے کلی نقصان واقع ہو جاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ نماز میں عدم فہم سے جو ایک جزئی سا نقصان واقع ہوتا ہے وہ بھی باسانی رفع کیا جاسکتا ہے لیکن خطبہ میں اس سے جو کلی نقصان واقع ہوتا ہے اسے رفع کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔

مانعین خطبہ عربیہ کے دلائل

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا خطبہ عجمیہ عربیہ کے جواز میں کوئی امر شرعی تو مانع نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں جب ہم قرآن و سنت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو کہیں صراحتہً کیا معنی کنایتہً بھی کوئی حکم ایسا نہیں ملتا کہ خطبہ کے لئے عربی زبان ضروری ہے جو لوگ عربیت کے لزوم پر زور دیتے ہیں انہوں نے بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی ہے بلکہ ان کا استدلال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور سلف صالح نے ہمیشہ عربی زبان ہی میں خطبہ پڑھا ہے اور کبھی خطبہ کے لئے عربی کے سوا دوسری زبان استعمال نہیں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں کبھی کبھی غیر عرب بھی موجود ہوتے تھے مگر کسی روایت میں نہیں آیا کہ آپ نے ان کی تفہیم کے لئے غیر عربی میں خطبہ دیا ہو یا عجمی زبان جاننے والے صحابہ میں سے کسی کو ان کی تفہیم پر مامور کیا ہو۔ حضور کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھکر تبلیغ دین اور تذکیر و ارشاد کا جذبہ رکھتے تھے اور ان کے عہد میں بکثرت عجمی ممالک بھی فتح ہو چکے تھے جن کے باشندے عربی نہ سمجھتے تھے مگر ان بزرگوں نے بھی عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ جاری نہیں کیا اسی بنا پر متقدمین اور متاخرین میں سے ایک گروہ کثیر نے یہ رائے قائم کی ہے کہ صحت خطبہ اور ادائے سنت کے لئے خطبہ کا عربی میں ہونا شرط ہے۔ صرف ایک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو غیر عربی خطبہ کو مطلقاً جائز رکھتے ہیں۔ ان کے سوا سلف میں اور کوئی نہیں جو اس کے جواز کا قائل ہو۔

استدلال مذکور پر تنقیدی نظر

ہمارے نزدیک اس استدلال میں متعدد اصولی غلطیاں ہیں جو لوگ یہ استدلال پیش کرتے ہیں ان کی اولین غلطی یہ ہے کہ وہ شرعی عمل اور عادی و طبیعی عمل میں فرق نہیں کرتے جس کی طرف ہم نے اپنے چوتھے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی آپ کے مخاطب بھی عرب تھے یا ایسے عجمی تھے جو عربی جانتے تھے اگر آپ ان کے سامنے عربی میں خطبہ نہ دیتے تو اور کس زبان میں دیتے؟ عربی کا اہل عرب کے سامنے عربی میں تقریر کرنا ایک طبیعی فعل ہے اس کو حجت شرعی بنانا کسی طرح درست نہیں۔ اگر آپ نے یہ فرمایا ہوتا کہ خطبہ عربی میں دیا کرو اور کوئی دوسری زبان اس غرض کے لئے استعمال نہ کرو تو بلاشبہ یہ ارشاد حجت شرعی ہوتا لیکن جب آپ نے ایسا نہیں فرمایا تو خطبہ عربیہ کو محض اس بنا پر سنت قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حضور نے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے اس طرح کے طبیعی اور عادی افعال کو شرعی اصطلاح میں سنت قرار دینے کے یہ معنی ہوں گے کہ عربی زبان میں گفتگو کرنے کو بھی مسنون ٹھیرایا جائے کیونکہ حضور نے تمام عمر اسی زبان میں کلام فرمایا ہے اور غیر عربی میں گفتگو کرنا آپ سے ثابت نہیں۔ اس کے جواب میں اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کا عربی میں نماز پڑھنا بھی تو ایک طبیعی فعل تھا پھر ہم اس کو کس بنا پر شرعی فعل قرار دیتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ نماز کے لئے عربیت کا وجوب محض اس بنا پر نہیں ہے کہ حضور نے ہمیشہ عربی میں نماز پڑھی ہے بلکہ اس طبیعی عمل کے ساتھ چونکہ متعدد مصالح شرعیہ بھی موجود ہیں جن کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس لئے عربی زبان میں نماز ادا کرنا واجب قرار پایا ہے بخلاف اس کے عربی نہ جاننے والے لوگوں کے سامنے عربی میں خطبہ دینا کسی مصلحت شرعی کا حامل نہیں بلکہ اس سے شریعت کے مقاصد الٹے فوت ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کو محض اس بنا پر لازم قرار نہیں دیا جاسکتا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی جاننے والے لوگوں کے سامنے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے۔

استدلال مذکور کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں زمانی حالات سے قطع نظر کر لیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جو عجمی الاصل لوگ مجالس نبویہ میں حاضر ہوتے تھے وہ زیادہ تر وہی تھے جو عربی زبان سے واقف تھے اور بالفرض ان میں کوئی اکادکا شخص ایسا ہو بھی جو عربی سے ناواقف ہو تو ظاہر ہے کہ عربی بولنے والوں کے کثیر التعداد گروہ کو چھوڑ کر اس ایک شخص یا دو چار شخصوں کی خاطر خطبہ کی زبان نہیں بدلی جا سکتی تھی پھر عہد نبوی کے بعد جب صحابہ کرام فتح و ظفر کے جھنڈے لیکر عجمی ممالک میں پہنچے تو ان کی حیثیت ایک حاکم کی تھی ان کے پاس سیاسی طاقت تھی وہ غالب تھے مغلوب نہ تھے نہ دوسروں کو سمجھانے کے حاجتمند تھے بلکہ دوسرے خود ان سے سمجھنے کے حاجتمند تھے ان کے اندر اتنا بل بوتا تھا کہ اپنی زبان کو دوسرے ملکوں میں پھیلا دیں اور درحقیقت انہوں نے بخارا سے لیکر اسپین تک اسے پھیلا کر ہی چھوڑا حتی کہ ان کے فتح کردہ اکثر بیشتر ممالک کی اصلی زبانیں عربی زبان کے مقابلہ میں قریب قریب فنا ہو گئیں پھر ان کو کیا ضرورت تھی کہ اپنی زبان کو چھوڑ کر مفتوح قوموں کی زبانوں میں خطبے دیتے لیکن آج وہ حالت نہیں ہے دیکھ رہے ہیں کہ عربیت کا غلبہ ختم ہو چکا ہے دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں اب صدیوں سے عربی زبان کا چرچا نہیں اور سیاسی و علمی ضعف کی بنا پر روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے عربیت کے پاس اب وہ طاقت ہی نہیں ہے جس سے وہ پھیلے اور زبانوں پر چھا جائے اس کمزوری کی حالت میں اس طرز عمل پر اصرار کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام اور ان کے قریب العہد لوگوں نے غلبہ و طاقت کے عہد میں اختیار کیا تھا۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ سلف صالح نے جو رائے حالات کے اثر سے قائم کی تھی اس کو شرعی معنوں میں اجماع کی حیثیت دی جارہی ہے جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں صدر اول کے تمام اکابر فاتح قوم کے لوگ تھے اگرچہ اسلام نے ان کو وطنی اور نسلی اور لسانی عصبیتوں سے پاک ضرور کر دیا تھا مگر پھر بھی

ممکن تھا کہ ان کے اندر وہ کیفیات پیدا نہ ہوتیں جو طبعاً ہر فاتح قوم میں
پیدا ہوتی ہیں ان کا مفتوح قوموں کی زبانوں سے نفرت کرنا اور اپنے
آپ کو ان کی پیرویوں سے بچانا اور ان کے اندر اپنی زبان پھیلانے کی
کوشش کرنا ایک طبعی امر تھا اور غلبہ و طاقت کی نفرت بھی اس کی
مقتضی تھی کہ یہ بات ان میں پیدا ہو اس پر مزید یہ کہ ان کی زبان قرآن
و سنت کی زبان تھی اسلام کا سارا سرمایہ اسی زبان میں تھا اسلام
کی اصلی اسپرٹ کا تحفظ خالص عربیت کے تحفظ ہی پر موقوف تھا اس
چیز نے ان کے اندر زبان کی حد تک عربیت کا تعصب اور بھی زیادہ
پیدا کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ اکابر سلف کسی حال میں بھی عجمی زبان بولنے
کو پسند نہ کرتے تھے حتیٰ کہ عجمی الفاظ کا استعمال بھی ان کو گوارا نہ تھا سیدنا
عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لا تتعلموا رطانة الاعاجم
عجمیوں کی بولی نہ سیکھو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مرتبہ فالوذہ
کا ہدیہ پیش کیا گیا آپ نے دریافت فرمایا کیا ہے عرض کیا گیا آج نو
روز ہے آپ نو روز کا لفظ سن کر چیں بجبیں ہو گئے۔ محمد بن سعد بن ابی
وقاص نے ایک جماعت کو فارسی بولتے سنا تو کہنے لگے ما بال المجوسیة
[illegible] امام احمد سے پوچھا گیا کہ عجمی زبان میں دعا کرنا کیسا ہے فرمانے لگے
لسان سوء بری زبان ہے امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ عجمی زبان
میں دعا مانگو نہ قسم کھاؤ۔ امام شافعی عربی زبان کے سوا ہر دوسری زبان
میں بات چیت کرنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ یہی حال اس زمانہ کے اکثر
فقہاء کا تھا وہ عجمی زبان کے استعمال کو عموماً اور دعا و ذکر میں اس کے استعمال
کو خصوصاً برا سمجھتے تھے۔ ان بزرگوں کے اس طرز عمل پر اگر آپ غور کریں گے
تو آپ کو معلوم ہوگا کہ درحقیقت یہ کسی شرعی بنیاد پر نہ تھا بلکہ ایک بڑی حد تک
اس طرز عمل کی بنا فطری اسباب پر تھی اور حالات کی طاقت نے ان کو ایسا
کرنے پر مجبور کیا تھا ورنہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اسلام کو وطنی اور لسانی عصبیت
سے کوئی علاقہ نہیں وہ کسی خاص قوم کا مذہب نہیں ہے نہ وہ اس لئے آیا
ہے کہ کسی خاص زبان کی حمایت کرے اور ایک ہی زبان بولنے والوں کا
دین بن کر رہ جائے۔

بزرگان سلف نے عجمی زبانوں کی کراہت اور ان سے اجتناب اور
دینی و دنیوی اغراض کے لئے ان کے استعمال کی ممانعت پر جو زور دیا تھا
اس کا ایک سبب اور بھی تھا صدر اول کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں گے تو
آپ کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں عرب کے سوا دوسری قومیں عموماً غیر مسلم
تھیں اور اسلام زیادہ تر عربی قوم ہی میں تھا اس صورت حال نے عربیت
کو اسلام کا اور عجمیت کو کفر کا ہم معنی بنا دیا تھا عجمی قوموں کے جو افراد اسلام
لاتے تھے ان کا رشتہ ملت کفر سے توڑ کر ملت اسلام میں ان کو
جذب کرنے کے لئے ناگزیر تھا کہ ان کو عربیت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش
کی جاتی اور ان کی معاشرت لباس آداب و اطوار بول چال ہر چیز کو بدل
ڈالا جاتا کیونکہ باطنی تغیر کی تکمیل خارجی تغیر کے بغیر نہیں ہو سکتی اگر ان کو
محض مسلمان بنا کر چھوڑ دیا جاتا اور تمدنی لسانی ادبی حیثیت سے وہ بدستور
کافر اقوام کا جزو بنے رہتے تو کفر کے سمندر میں اسلام کے یہ چھوٹے چھوٹے
جزیرے پیدا ہونے کے ساتھ ہی فنا ہونے لگتے یہ حالت ایک طویل مدت
تک رہی اس کے بعد جب دوسرے ممالک کی بڑی بڑی قومیں مسلمان ہو گئیں
تو عربیت کا اور اسلام کا وہ ترادف جو ابتدائی صدیوں میں تھا باقی نہ رہا
اب ترکی، فارسی، اردو اور دوسری مسلمان قوموں کی زبانیں کفار کی زبانیں
نہیں بلکہ مسلمانوں کی زبانیں ہیں اب عربی لباس اور عربی طرز معاشرت
بھی لازمی طور پر شعار اسلام نہیں ہندوستان میں مسلمانوں کا جو عام لباس
ہے وہ بھی اسی طرح شعار اسلام ہے جس طرح عربی لباس ہے علیٰ ہذا القیاس
دوسرے اسلامی ممالک میں بھی جس لباس اور جس طرز معاشرت سے مسلمان
غیر مسلموں کے مقابلہ میں ممیز ہوتے ہیں وہ یقیناً اسلامی شعار ہی ہے پس
اب حالات کے بدل جانے کے باوجود فقہائے اسلام کا عربیت پر اس طرح
زور دینا درست نہیں جس طرح صدر اول کے فقہا بالکل مختلف حالات
میں زور دیتے تھے ہمارے نزدیک متاخرین کی یہ اصولی غلطی ہے کہ
وہ متقدمین کے زمانے اور ان کے حالات کو نہیں دیکھتے اور آنکھیں بند
کر کے ان کے اقوال سے استناد کرنے لگتے ہیں۔

ایک اور دلیل

خطبہ عربیہ کے لزوم پر ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ خدا کا کلام اور اسلام کے تمام احکام
زبان عربی میں ہیں اور ہر مسلمان پر عربی سے واقف ہونا لازم ہے اگر لوگ
عربی کی تحصیل سے غفلت کرتے ہیں اور عربی نہیں سمجھتے تو یہ ان کا قصور
ہے ان کی خاطر خطبہ کی زبان بدلنا کیا ضرور!

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے عربی زبان سے واقف ہونا
نہایت ضروری ہے اس کے بغیر انہیں اپنے دین کو سمجھنے کی قابلیت پیدا
نہیں ہو سکتی اور ان میں گمراہیوں کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہی ہے
کہ علم دین کے اصل ماخذ تک ان کی رسائی نہیں ہم نے بارہا اس ضرورت
کا اظہار کیا ہے اور ہماری قطعی رائے ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں عربی
زبان کو لازمی طور پر شامل ہونا چاہیے لیکن ہے اور چاہیے میں بہت
فرق ہے جو کچھ ہونا چاہیے اس کے لئے ضرور کوشش کیجئے مگر جو کچھ
فی الواقع ہے اس سے آنکھیں بند نہ کیجئے شریعت نے آپ کو یہ تعلیم نہیں
دی ہے کہ بس "ہو چاہیے" کے پیچھے پڑے رہیے اور واقعات کی پرواہ نہ کیجئے
آپ کے حالات تو یہ ہیں کہ آپ مسلمانوں کے لئے عربی زبان تو درکنار دین
کی ابتدائی تعلیم بھی لازمی نہیں کرا سکتے اور اس پر آپ کے تحکم کی یہ کیفیت ہے
کہ مسلمان اگر عربی نہیں سمجھتے تو آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی پرواہ نہیں
ہم تو عربی ہی میں خطبہ سنائیں گے کیا عربی خطبہ پر آپ کے اصرار کا نتیجہ
نکلنے کی کوئی امید ہے کہ مسلمان محض اس کو سمجھنے کے لئے عربی زبان سیکھنے
پر مجبور ہو جائیں۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ نسبتاً زیادہ وزنی ہے یعنی یہ کہ عربی زبان کے سوا دوسری زبانوں
میں خطبہ کے جاری ہونے سے اسلام میں لسانی قومیتوں کی بنا پڑنے کا
خوف ہے جمعہ تو تمام مسلمانوں کو بلا لحاظ نسل و زبان و وطن ایک جگہ جمع کرنا
چاہتا ہے مگر غیر عربی خطبہ ان کو چھانٹ دیگا اور مختلف زبانیں بولنے

والوں کے جمعے الگ الگ کرا کے چھوڑے گا۔

یہ خطرہ یقیناً اہمیت رکھتا ہے مگر اس کی علاج کچھ زیادہ دشوار نہیں ہونا یہ چاہیئے کہ خطبہ کا ایک حصہ تو لازماً عربی زبان میں ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واصحاب پر صلوٰۃ وسلام اور آیات قرآنی کی تلاوت کے لئے مخصوص کر دیا جائے اس کے بعد دوسرا حصہ جس میں احکام ومواعظ ہوں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اسلامی تعلیمات ہوں وہ ایسی زبان میں ہونا چاہیئے جس کو حاضرین یا ان کی اکثر سمجھتی ہو اور اس غرض کے لئے بھی زیادہ تر ان زبانوں کو ترجیح دی جانی چاہیئے جو بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہوں۔ مثلاً ہندوستان میں صوبہ وار زبانوں اور مقامی بولیوں کے بجائے زیادہ تر اردو زبان کا خطبہ ہونا چاہیئے کیونکہ اسے قریب قریب ہر صوبہ کے مسلمان سمجھتے ہیں البتہ دور دراز کے گوشوں میں جہاں اردو سمجھنے والے کم ہیں مقامی زبانوں کو خطبے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جہاں مسلمانوں کی بین الاقوامی اجتماع ہو وہاں عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ نہ ہونا چاہیئے۔

عملی مشکلات

یہاں تک جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے وہ صرف شرعی مسئلہ سے متعلق تھا یعنی قانون کی حد تک ہمارے نزدیک غیر عربی خطبہ میں کوئی حکم شرعی مانع نہیں ہے اور جو لوگ اس کو ناجائز یا مکروہ تحریمی یا خلاف سنت قرار دیتے ہیں وہ ہماری رائے میں غلطی کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ احکام سے نہیں بلکہ ان کے نفاذ کی عملی صورت سے تعلق رکھتا ہے۔

عام فہم زبان میں خطبہ ہونے کی ضرورت جب بیان ظاہر کی جاتی ہے وہ تو یہی ہے کہ لوگ جب اس کو سمجھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے گویا اصل مقصود سمجھنا نہیں بلکہ فائدہ اٹھانا ہے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہونے لگے تو ایسی صورت میں غالباً ہر صاحب عقل یہی کہیگا کہ ایسے سمجھنے سے نہ سمجھنا بہتر ہے۔ اب ذرا اپنی قوم کی حالت کا جائزہ لیجیئے۔

آپ کے ہاں امامت کا معیار حد سے زیادہ پست ہو چکا ہے جو منصب مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں سب سے زیادہ اہم تھا وہ اب سب سے زیادہ غیر اہم ہے جس منصب کے لئے بہتر سے بہتر آدمی انتخاب کرنے کا حکم تھا اب اس کے لئے بدتر سے بدتر آدمی چھانٹا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ذہن میں اب امام کا تصور یہ ہے کہ جو شخص دنیا کے کسی اور کام کا نہ ہو اس کو مسجد کا امام ہونا چاہیئے دس پانچ روپے تنخواہ اور دونوں وقت کی روٹی مقرر کر دی یا کسی نیم خواندہ ملا کو رکھ لیا یہ گویا مسجد کی امامت کا انتظام ہو گیا امامت کو اس درجہ پست کر دینے کا نتیجہ یہ ہے ہماری مسجدیں جنہوں نے کبھی ہماری قوم کے قصر فلک بوس کی تعمیر کی تھی آج ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جو بے علم تنگ نظر پست حوصلہ اور دنی الاخلاق ہیں کیا آپ ان لوگوں سے امید رکھتے ہیں کہ یہ اردو میں خطبے دیکر آپکی دینی ودنیوی رہنمائی کر سکیں گے۔

اس گروہ کو چھوڑ کر آپ نے اگر جمعہ کی امامت کے لئے کسی دوسرے گروہ کا انتخاب کرنا چاہا تو لامحالہ اس کے لئے آپ کو علماء ہی کے طبقے کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور بات تنا رہے اس طبقہ کے سواد اعظم کا جو حال ہے اسے بیان کرنا گویا اپنی ٹانگ کھولنا اور آپ ہی لاجوں مرنا ہے۔ ان حضرات کو اگر آپ نے عام فہم زبان میں من مانے خطبے دینے کا موقع دیا تو یقین جانیئے کہ آئے دن مسجدوں میں سر پھٹول ہوگی اس لئے کہ ان میں کا ہر شخص اپنا ایک الگ مشرب رکھتا ہے اور اپنے مشرب میں وہ اتنا سخت ہے کہ دوسرے مشرب والوں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنا اس کے نزدیک گناہ سے کم نہیں ہر اسے شخص کی زبان میں ایک ڈنک رکھ دیا ہے جس سے دلوں کو زخمی کئے بغیر وہ کوئی بات نہیں کر سکتا وہ جس ماحول سے تعلیم و تربیت پا کر آتا ہے اور جس ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے وہاں دین کی نجات اور قوم کے مصالح کے لئے کوئی جگہ نہیں تمام دلچسپیاں سمٹ کر چند چھوٹی چھوٹی نزاعی باتوں میں جمع ہو گئی ہیں۔ اس لئے لامحالہ وہ جب زبان کھولے گا انہی مسائل پر کھولے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کے گھر میں گالم گلوچ اور جوتی پیزار ہوگی اور آخر کار ہر مشرب کے مسلمان اپنے جمعے الگ الگ قائم کرنے لگیں گے۔ یہ تو مذہبی ذہنیت رکھنے والوں کا حال ہوا رہے نئے تعلیم یافتہ حضرات جو ان مسائل سے دلچسپی نہیں رکھتے تو ان پر ایک دوسری مصیبت نازل ہوگی۔ وہ ہر جمعہ کو رسول اللہ کے منبر پر سے وہ جھوٹی روایتیں اور لاطائل کہانیاں اور احکام اسلامی کی غلط تعبیریں سنیں گے کہ جن کو سنکر غیر مسلموں کا مسلمان ہونا تو درکنار خود مسلمانوں کا مسلمان رہنا بھی مشکل ہے

خطبہ عربیہ کے اجراء سے پہلے آپ کو ان خرابیوں کا کوئی علاج سوچنا چاہیئے۔ میری رائے میں ان کا علاج صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اہل علم کی کوئی معتدل جماعت خطبات جمعہ کی تیاری کا کام اپنے ہاتھ میں لے اور ایسے خطبے لکھے جو نزاعی مسائل سے پاک ہوں اور مسلمانوں میں صحیح دینی روح پھونکنے والے ہوں پھر ہندوستان میں ہر جگہ صحیح الخیال اور با اثر لوگ کوشش کریں کہ اسی مرکزی جماعت کے تیار کئے ہوئے خطبے نماز جمعہ میں پڑھے جائیں۔ اگر ایسی کوئی تنظیم ہو جائے (جس کی امید کم ہی نظر آتی ہے) تو خطبہ غیر عربیہ کے اجراء میں میری تحقیق کی حد تک کوئی امر شرعی مانع نہیں ہے۔ لیکن اگر تنظیم نہ ہو سکے تو مصلحت کا اقتضا یہی ہے کہ عربی کے انہی پرانے خطبوں کو چلنے دیا جائے جن سے کوئی مفید نہیں تو مضر نتیجہ بھی برآمد نہیں ہوتا البتہ اگر کہیں خوش قسمتی سے کوئی موزوں خطیب میسر آجائے اور وہ اس منصب کو با حسن وجوہ انجام دے سکے تو اس سے فائدہ اٹھانے میں دریغ بھی نہ کرنا چاہیئے۔

نمبر خریداری آپ کا آپکے پتہ کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے اس کو ضرور یاد رکھئے بلکہ اپنی نوٹ بک پر لکھ لیجئے جب آپ کوئی خط لکھیں یا کسی قسم کی شکایت ہو تو اس نمبر کا حوالہ ضرور دیا۔ بغیر اس نمبر کے ہم آپ کا پتہ نہیں ...

شخصیت پرستی

(از جناب چودہری غلام احمد صاحب پرویز گورنمنٹ آف انڈیا شملہ)

پیر پرستی عبادات میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے اسے قرآنی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں اگر اخلاص نہ ہو تو پھر عبادت یا تو محض ریاکاری ہو جاتی ہے یا مشینی عمل کہ جس میں حرکت تو ہوتی ہے مگر روح مفقود جب عوام میں کچھ ظاہر داری آنے لگی تو حقیقت بین نگاہوں نے اخلاص پر زور دیا اور عبادات کے اصل مقصد یعنی تزکیہ نفس اور صفائی قلب کی طرف توجہ دلائی۔ یہ تہی تصوف کی ابتدا۔ لیکن جس طرح اور شعبوں میں غلو و تشدد ہوا اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر اس شعبہ میں ہوا رفتہ رفتہ ایک نیا دین قائم ہو گیا جس کا تعلق باطن سے قرار دیا گیا اور جو دین متواتر چلا آتا تھا اُسے شریعت ظاہری کا لقب دیدیا گیا آہستہ آہستہ اس ظاہری شریعت کے بے روح اور باطنی طریقت کے حقیقت دین قرار دئے جانے سے اول الذکر ایک بیمعنی فرسودہ اور بیکار رسائل عمل قصہ ہو نے لگہ اور اصل شریعت یہی باطن پرستی ہوگئی گویا یہ "مغز قرآن" تھا جسے اہل معرفت نے اپنے لئے مخصوص کر لیا اور استخوان کا ڈہیر "پیش سگاں"، ہچنکہ یہ ظاہر ہے کہ جب شریعت ظاہری کو اس درجہ مہمل اور گھناؤنا بنا دیا جائے تو اس پر عمل ہی کیسے رہ سکتا ہے تہوڑے ہی عرصہ میں ہوا یہ کہ وہ تمام عبادات اور شعائر جن کے ذریعہ سے صدر اول کے مسلمانوں نے رضی اللہ عنہم، دین و دنیا کی برکات حاصل کر لی تھیں اساطیر الاولین ہو گئیں اعمال کی جگہ ایسے اعمال و وظائف لے لیں جو یا تو ایران کے آتشکدوں سے آئے تھے یا یونان کے اشراقیوں کے ہاں سے اور جب آگے بڑھے تو ہندوستان کی ویدانت نے اس پر آخری سیندور کا شقہ لگا یا نتیجہ امت کی تباہی اور مسلمانوں کے لئے مٹیلے کا بہانہ بن گئی، مرکز کی بربادی ملت کا انتشار ہو گیا سینوں میں وہ دل نہ دلوں میں وہ حوصلے مجاہدانہ دلوں کا سپاہیانہ ہنگامہ جولان کشی اور زاویہ نشینی میں بدل گئیں اب نہ وہ عقائد تھے نہ اعمال زندہ خدا کا زندہ مذہب جس نے سوتی ہوئی دنیا کو جگا دیا تھا اب دنیا کو سلانے کے کام آنے لگا چونکہ یہ تمام علوم سینہ بسینہ منتقل ہوتے چلے آرہے تھے اس لئے خدا رسول قرآن شریعت سب سمٹ سمٹا کر ایک انسان میں جمع ہو گئے جسے مرشد طریقت کہا گیا انسان پرستی نسل پرستی کی طرف منجر ہوئی اور ارضی خلافت کی طرح اس "روحانی خلافت" کا سلسلہ بھی ورثتاً منتقل ہونے لگا اب اس میں اور برہمنیت میں کچھ زیادہ فرق نہ رہا پیر کا حکم گویا خدا کا حکم ہے اس کے کسی نقطہ اور عمل پر تنقید نہیں ہو سکتی لب کشائی تو ایک طرف دل میں بھی اس کے خلاف گرانی محسوس نہیں ہونی چاہئے کہ پیر دل کی لغزشوں اور آنکھ کی خیانتوں سے حاضر و غائب اسی طرح واقف ہے جس طرح خدا خدا کی ناراضی تو پھر بھی گوارا کی جا سکتی ہے لیکن پیر کی ناراضی بڑی سخت چیز ہے کیونکہ اس سے تو انسان دنیا و عقبیٰ دونوں میں راندہ درگاہ ہو جاتا ہے اس کے بعد کہیں ٹہکانا نہیں کیونکہ نہ خدا اس کی مدد کر سکتا ہے نہ کوئی انسان حتی کہ اگر کسی وقت خدا اور پیر میں سے ایک کو چھوڑنے اور دوسرے کو رکھنے کی مجبوری لاحق ہو جائے تو فیصلہ یہ ہو کہ خدا کو چھوڑ سکتا ہوں پیر کو نہیں چھوڑ سکتا۔[1] اللہ اکبر! اسلام انسانی استبداد کو مٹانے آیا تھا ملوکیت کا استبداد تو انسان کے جسم تک ہی محدود تھا لیکن اس استبداد کو دیکھئے کہ دل و دماغ پر مستولی ہے رگ و ریشہ تک میں اترا ہوا ہے قلب و روح پر چھایا ہوا ہے۔ اگر پیر کی عظمت کے خلاف دل میں بھی کوئی خیال گذرتا ہے تو یہ ڈرتا ہے لرزتا ہے کانپتا ہے حالانکہ مومن کی شان یہ تہی کہ اسے خدا کے سوا دونوں عالم میں کسی کا ڈر نہیں ہو سکتا تہا۔ خوف کا مسکن تو مشرک کا قلب ہو جاتا ہے جو در ماندہ مخلوق کے سامنے جھکتا ہے۔

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ	ہم کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں

اور ان انسانوں سے ڈرتا ہے جو خود اس جیسے ہیں۔

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم	یقیناً جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ خود تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔

کہتے ہیں کہ صاحب ہم مرشد کو سجدہ تو نہیں کرتے پھر یہ شرک کیسے ہوا لیکن انہیں معلوم نہیں کہ شرک ایک سجدہ تک ہی محدود نہیں غیر کو سجدہ تو شرک کی ایک محسوس شکل ہے اس کے علاوہ بڑی بڑی صورتیں ایسی بھی ہیں جو غیر مرئی اور غیر محسوس ہیں۔ وہاں شرک کی وسعت اس حد تک ہے کہ

افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ	کیا تم نے اس کو بھی دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنا لیا

فرمائیے! اتباع خواہشات میں کس کو سجدہ کیا جاتا ہے؟ اس میں شرک یہی ہے کہ اتباع جو صرف خدا کے فرمان کا ہونا چاہئے تھا غیر خدا کی طرف منتقل ہو گیا۔ غیر خدا چاہے وہ انسان کا اپنا نفس ہی کیوں نہ ہو جب مالک و مطاع بنا لیا جائے اور خدا کے فرامین سے بے نیاز ہو کر اس کی پیروی کی جائے تو یقیناً شرک ہے اب دیکھئے کیا پیر کی اطاعت اس طرح نہیں کی جاتی کہ دیکھنے والا سند کتاب و سنت واجب الاتباع سمجھ لیا جائے، کہتے ہیں کہ ہم پیر کی اطاعت اس لئے کرتے ہیں کہ ؏

سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

لیکن کیا یہود و نصاریٰ جس بنا پر اپنے احبار و رہبان کی اطاعت کرتے تھے وہ اس سے کچھ مختلف تہی؟ پھر خدا نے قرآن میں اس کو شرک کیوں قرار دیا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم اطاعت مرشد تقرب الٰہی کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن دیکھئے کہ مشرک کس غرض سے غیر اللہ کی بندگی کرتے تھے:-

[1] خدا کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن پیر کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ایک مشہور مقولہ یا ہندی دوہے کا آخری مصرع ہے۔

والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی

اور جو لوگ خدا کے سوا دوسروں کو کارساز بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں۔"

کہتے ہیں کہ ہم پیر کو وسیلہ بناتے ہیں معرفت الٰہی کے لئے اس کی سند میں یہ آیت پیش کی جاتی ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔

حالانکہ یہی آیت ان کے اس دعویٰ کی تردید کر رہی ہے جو پیر کا حصہ آیت کا آدھا ٹکڑا ہے باقی حصہ اس وسیلہ کی تشریح کر رہا ہے کہ

وجاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحون۔

اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یعنی تقرب الٰہی کا حقیقی وسیلہ جس کے اختیار کرنیکا حکم دیا گیا ہے یہ ہے کہ راہ حق میں باطل کے خلاف جانفشانی اور محنت جد و جہد کی جائے یہ وسیلہ دینی پیر ہے جسے غالب نے "تقریب بہر ملاقات" سے تعبیر کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی انسان کا دامن تھام لو اور علم و عمل سے بے پرواہ ہو کر یہ سمجھ بیٹھو کہ جس کا دامن تھاما ہے وہ خدا سے بیکار ملا دے گا۔ ایسے اندھے توسل کی تو اسلام نے ہرگز تعلیم نہیں دی آنکھیں بند کر کے کسی انسان کی پیروی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر پیشوا گمراہ ہو تو وہ پیروؤں کے ریوڑ کو جس گڑھے میں چاہے لیجا کر پھینک دے توسل کے اسی غلط تصور نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ سندھ کے ایک پیر صاحب نے اپنے گھر کو کعبہ قرار دیا اور ان کے مرید اس کعبہ کا حج کرنے لگے۔

اصل یہ ہے کہ ایک غلط طریقہ کو جائز و برحق ثابت کرنے کے لئے روایات معصوم صورت میں پیش کیا جاتا ہے اور قرآن و حدیث کی آیتیں اس غرض کے لئے توڑ مروڑ کر پیش کی جاتی ہیں کہ اس طریقہ کی چند ظاہری صورتوں کو مشروع ثابت کر دیا جائے حالانکہ اگر اس کی روح کو دیکھا جائے تو وہ قطعًا منافی اسلام ہے پیر کے اندر وہ تمام صفات جمع کر دی جاتی ہیں جو صرف خدا کے لئے مخصوص ہیں اس سے ڈرتے ہیں اس لئے کہ اس کی ناراضگی سے نقصان و ضرر پہنچتا ہے اسے مناتے ہیں اس لئے کہ اس کی خوشنودی سے منافع و مقاصد حاصل ہوتے ہیں حالانکہ نفع و نقصان کا مالک آقائے حقیقی ہے۔

قل فمن یملك لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا

کہئے کہ اگر تمہیں اللہ نفع و نقصان پہنچانا چاہے تو وہ کون ہے جو اس کے سامنے تمہارے لئے کسی بات کا بھی اختیار رکھتا ہو

چونکہ پیر کے متعلق یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اسے محکمۂ قضا و قدر میں دخل حاصل ہوتا ہے اس لئے اس سے دعائیں کرائی جاتی ہیں بلاشبہ ایک مومن کا دوسرے مومن کے لئے دعائیں کرنا نیک عمل ہے اور جس قدر کوئی خلوص کیساتھ دعا کریگا اسی قدر اس کی اجابت کی زیادہ امید ہوگی۔

لیکن اس نیت سے دعائیں کرانا کہ خدا ہماری تو سنتا نہیں ان کی وہ

تک رسائی ہے اس لئے یہ اس سے بات منوالیں گے۔ یقینًا خدا کے متعلق بڑا غلط اندازہ ہے اور تو ہر بندہ مومن سے فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا امن یجیب المضطر اذا دعاہ کون ہے جو بیکس بیقرار کی فریاد رسی کرتا ہے ءالہ مع اللہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی الٰہ ہے؟ واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان

جب میرے بندے میری بات تم سے پوچھیں تو کہدو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب کہ وہ مجھے پکارے۔

یاد رہے کہ ہدایت قرآن میں آچکی۔ ظاہر و باطن شریعت طریقت سب کچھ یہی ہے خدا سے ملنے کا راستہ بھی وہی ہے جسے خدا ہی نے صراط مستقیم کہا اور جسے خود نبی اکرم نے امت کو دکھایا اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کوئی چور دروازہ نہیں جس کے راستے سے کوئی دوسرا خدا تک پہنچائے اور یہ راستہ صرف اسی طرح ملتا ہے کہ تمام انسانوں کی غلامی کا طوق اتار کر صرف ایک خدا کی غلامی اختیار کر لی جائے۔ یہی خود رسول اللہ نے کیا اور اسی کے کرنے کا حکم دیا۔

ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم

میرا اور تمہارا رب وہی اللہ ہے اسی کی غلامی اختیار کرو یہ ہے صراط مستقیم۔

اس کے علاوہ اور کوئی راز نہیں جو حضور خفیہ خفیہ کسی ایک کو بتا گئے ہوں کہ یہ چیز تبلیغ رسالت کے منافی تھی جس کے لئے حضور مامور تھے۔

باقی رہی بزرگوں کی تعظیم تو اس میں بلاشبہ بڑی سعادت ہے انکی مبارک زندگیاں ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہیں اس لئے کہ انہوں نے دنیا کو بتا دیا کہ کس طرح اپنے نفس کے شیطانی رجحانات کو تقویٰ و خشیت الٰہی کی قوتوں سے مغلوب کیا جا سکتا ہے اور کس طرح ایک اللہ کا ہو کر سارے جہان کی غلامی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے تمام دنیا کی مخالفت کے باوجود بڑے بڑے کفر و الحاد کے مرکزوں میں جا کر قرآن و اسوۂ حسنہ کی روشنی راہ گم کردہ انسانوں تک پہنچائی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے اعمال صالحہ آج اس الحاد و مادہ پرستی کے بحر ظلمات میں روشنی کے مینار کی طرح محکم و استوار کھڑے ہیں کہ حوادث زمانہ کی نامساعد موجیں آتی ہیں اور ان سے ٹکرا کر لوٹ جاتی ہیں وکذلك نجزی المحسنین۔

لیکن تعظیم اور تعبد کے باریک فرق کو بھول جانے سے صحیح راستہ گم ہو جاتا ہے لہٰذا اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئیے۔

مردہ پرستی پیر پرستی کی غلامی کا طوق پیر کی زندگی ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کی مملکت ابدی ہے مرنے کے بعد وہ اسی طرح قلب و دماغ پر چھایا رہتا ہے جیسا زندگی میں بلکہ اب اس کی گرفت پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتی ہے کہ اب وہ دربار خداوندی کا حاضر باش تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ عقیدہ "وصول بالحق" کی رو سے تو وہ خدا میں مل کر خود خدا بنجاتا ہے وہ تمام مریدوں کے حالات سے باخبر ہوتا ہے ہر ایک کی دعائیں سنتا ہے۔ ان کی مشکل کشائی کرتا ہے مصیبت میں بعض اوقات بنفس نفیس تشریف لا کر حاجت روائی کرتا ہے غرضکہ

جو کچھ اللہ تعالیٰ کو کرنا چاہیئے تھا اب اس کی جگہ یہ صاحب کرتے ہیں حالانکہ مردوں کے متعلق قرآن کریم کا کھلا کھلا فیصلہ ہے کہ یوم بعثت تک وہ کسی دعا مانگنے والے کی سننے اور جواب دینے پر قادر نہیں ہیں

ان تدعوهم لا يسمعوا دعاءكم ولو سمعوا ما استجابوا لكم ويوم القيمة يكفرون بشرككم | اور اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔ اور اگر سنیں بھی تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ وہ کب قیامت کے لئے اٹھائے جائیں گے:

وہ اور جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں، اور اتنی بھی خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ماضی پرستی

یہ جتنی پرستشیں گنائی ہیں اگر آپ بنظر تعمق دیکھیں تو ان میں ایک چیز بطور قدر مشترک نظر آئے گی اور وہ ماضی پرستی ہے یہی ان تمام غلط عقائد کی اصل ہے۔ اسلام مستقبل کو درخشندہ و تابناک دکھانے والا مذہب تھا۔ لیکن انسانی دماغوں نے جس مذہب کی تشکیل کی وہ تو بہرکیف انسانی مذہب ہی ہو سکتا تھا جس کی رو سے ہمیشہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج بڑا تاریک ہے اور گزشتہ کل بڑا روشن تھا یہ کلجگ ہے اور پہلے ست جگ تھا۔ آپ آج سے پیچھے ہٹتے جائیے ہر ایک ایسے بزرگ کی تصنیف اٹھائیے جس کا عہد آپ کے نزدیک بڑا مقدس اور نورانی تھا۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ بھی یہ گلہ کرتے ہوں گے کہ ہمارا زمانہ بڑا تاریک ہے اور گزشتہ زمانہ بڑا تابندہ تھا۔ ذہن انسانی کی افتاد ہی ایسی ہے اور اسی افتاد کا نتیجہ ہے کہ جو شے گزشتہ زمانہ سے متعلق ہو واجب التعظیم ہو جاتی ہے ائمہ پرستی، اسلاف پرستی، مردہ پرستی سب اسی ماضی پرستی کی مختلف شاخیں ہیں اور جب تک ماضی پرستی کا تخیل درست نہ ہوگا حقائق پرستی کبھی نہیں آئے گی ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ہم ماضی سے بے نیاز ہو جائیں۔ ماضی ہمارے آباء کی وراثت ہے ہم اس سے متمتع کیوں نہ ہوں لیکن ماضی کے متعلق یہ سمجھ لینا کہ ہر ایک فن عہد ماضی میں اپنی تکمیل کو پہنچ گیا اور ایسا مکمل ہو گیا کہ اس میں کوئی نقص، کوئی کمی باقی نہیں رہی نہ اس پر اضافہ ہو سکتا ہے نہ ترمیم نہ اس پر تنقید ہو سکتی ہے نہ تنقیح یہ ہے ماضی پرستی دین یقیناً مکمل ہو چکا اور اس اعتبار سے عہد رسالت مآب اور عہد صحابہ کبار نوع انسانی کی تاریخ میں اسلام کا مکمل ترین عہد ہے کہ اس وقت قرآن ہدایت تھا اور اسوۂ حسنہ اس کے لئے روشنی تھی اور دنیا میں ابھی ذہن انسانی کی کارفرمائیاں نہیں ہوئی تھیں لیکن حقائق قرآنی تو کسی زمانہ کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں قرآن تو کتاب فطرت ہے اور جس طرح فطرت کے راز ہائے سربستہ ذہن انسانی کی نشو و ارتقا کے ساتھ بے نقاب ہوتے چلے جا رہے ہیں اور فطرت کی کوئی شے کسی مقام پر بھی جا کر یہ نہیں کہہ دیتی کہ بس اب مجھ میں مزید تحقیق بیکار ہے میرے سینے میں جس قدر گہر ہائے آبدار موجود تھے وہ سب بر آ چکے ہیں اسی طرح قرآن کریم کے حقائق بھی عقل انسانی کے ساتھ ساتھ جلوہ بار ہوتے جائیں گے اور چونکہ یہ نوع انسانی کی ہدایت کے لئے آخری کتاب ہے اس لئے جب تک دنیا میں انسان باقی ہیں یہ ان کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق سامان ہدایت دیتی چلی جائے گی اسی اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کسی خاص ماحول میں مقید نہیں ہو سکتا لیکن ماضی پرستی ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے دماغ پر سخت بیڑیاں پڑ جاتی ہیں عقلیں معطل ہو جاتی ہیں قوائے عمل مضمحل ہو جاتے ہیں فکر و نظر کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں کبھی قدم اٹھتے بھی ہیں تو ان کا رخ چونکہ پیچھے کی طرف ہوتا ہے اس لئے ہر قدم پر منزل سے اور بعد ہو جاتا ہے۔ قومیں آگے بڑھتی ہیں اور یہ قوموں کے امام پیچھے جاتے ہیں دنیا اوپر کو ابھرتی ہے اور یہ دنیا کے نیچے کو جاتے ہیں۔ ان کے پاؤں میں اتنی بوجھل زنجیریں کہ وہ انہیں اوپر کو اٹھنے ہی نہیں دیتیں جن قوموں میں دین رسم پرستی بن کے رہ گیا اور یہ ماضی پرستی ہی کا دوسرا نام ہے وہ قومیں کبھی ابھر نہیں سکیں انہوں نے ابھرنا بھی چاہا تو چونکہ ان کا اصل دین ان سے گم ہو چکا تھا اس لئے انہیں سہارا دینے کی کوئی چیز نہ مل سکی لیکن افسوس ہے مسلمانوں پر کہ ان کے پاس خدا کی کتاب زندہ، اس کے رسول کا اسوۂ حسنہ زندہ اور یہ تو پھر بھی مردہ کے مردہ ہے۔ سچ ہے زمین شور پر ابر رحمت کیا گہرباری کرے گا۔ وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون

حقائق پرستی

آپ نے غور فرمایا کہ تمام پرستشیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس لئے پیدا ہوئیں کہ مسلمانوں نے بھی دیگر مذاہب کے پیروؤں کی طرح حقائق پرستی کو چھوڑ کر شخصیت پرستی اختیار کر لی حالانکہ ان کے پاس حقائق ازلی کا مکمل دستور اپنی اصلی صورت میں موجود تھا اور انہیں اس کو چھوڑ کر کسی ظن و تخمین کے اتباع کی ضرورت ہی نہ تھی۔ مصیبت یہ ہوتی ہے کہ علوم و فنون کی نشر و اشاعت زیادہ تر عہد عباسیہ میں ہوئی لیکن اس زمانہ میں مرکز اسلام پر عجمیت غالب آ چکی تھی اور مظاہر پرستی عجمیوں کی فطرت میں داخل تھی اس لئے اگر ایک طرف بادشاہ ظل اللہ قرار دیا گیا تو دوسری طرف ائمہ دین و علوم کی پرستش بھی کسی کم درجہ میں نہیں کرائی گئی حالانکہ ظاہر ہے کہ تنقید کی حد سے بالا صرف وہ چیزیں ہو سکتی ہیں جن پر ایمان لانے کے لئے ہم مکلف ہیں نہ کہ ہر انسان۔ خدا، رسول، کتاب، ملائکہ، آخرت۔ اجزائے ایمان ہیں اور اس لئے تنقید سے بلند لیکن کسی اور انسان پر ایمان لانا تو کہیں نہیں لکھا اس لئے ان کو تنقید سے بالا کیوں سمجھا جائے؟ اس میں شبہ نہیں کہ جس قدر بھی غلط عقیدت و ارادت ہمارے دلوں میں بزرگان سلف کی طرف سے پیدا ہو چکی ہے اور جو صدیوں سے متوارث چلی آتی ہے اس کو کسی اور قسم کی عقیدت اور ارادت سے بدل دینا آسان نہیں ذہنی غلامی کے جو طوق و سلاسل مسلمانوں نے اپنی گردنوں میں ڈال رکھے ہیں اور جن کے وہ اب اس

درجہ خوگر ہوچکے ہیں کہ وہ گویا فطرت ثانیہ بن چکے ہیں ان کا اثار پھینکنا اب تقریباً محال معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ جب کسی تیتر یا بٹیر کو ایک عرصہ تک پنجرہ میں بند رکھا جائے تو وہ پھر اس قفس کا اس درجہ عادی ہو جاتا ہے کہ اس کا مالک اسے پنجرہ کے باہر چھوڑ دیتا ہے خود پنجرہ لیکر آگے آگے چلتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور چونچیں مار مار کر اس کا بند دروازہ کھولتا ہے حالانکہ اس کے بازوؤں میں قوت بھی ہوتی ہے اور آزادی کی فضائے بسیط اس کی آنکھوں کے سامنے لیکن اس کے نزدیک جو آرام قفس کے گوشہ میں ہوتا ہے کھلی فضا میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ کھلی فضا کو غیر فطری چیز سمجھنے لگتا ہے بالکل اسی طرح ہمارے دور کی ذہنی تبدیلی وجہ ہم اس درجہ خوگر بند و سلاسل ہو چکے ہیں کہ ان کے آثار پھینکنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک متاع گراں بہا چھنی جارہی ہے دین ہاتھ سے نکلا جارہا ہے عاقبت خراب ہو رہی ہے لیکن یہ سب ہمارے قلوب کے وساوس ہیں ذہن کے چھالاوے ہیں جس چیز کو ہم حقیقت سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت نہیں جو ہمیں ہدایت نظر آتی ہے وہ ہدایت نہیں دھوکہ ہے فریب ہے اور یہ اس لئے کہ

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین وانھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون۔	جو شخص خدا کے ذکر (قرآن) سے اندھا بن جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے وہ (شیاطین) ان کو راہ سے گمراہ کر دیتے ہیں۔

(روکتے رہتے ہیں) اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سیدھے راستے پر ہیں۔

آخر میں میں حضرات علمائے کرام کی خدمت میں باادب درخواست کروں گا کہ وہ تصریحات بالا پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور دیکھیں کہ قرآن کی تعلیم ہمیں کدھر بلا رہی ہے اور ہم کدھر جا رہے ہیں ان حضرات کو شکایت ہے کہ نیا تعلیم یافتہ طبقہ دین سے بیگانہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ لیکن ان حضرات نے کبھی اس پر بھی غور فرمایا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے چونکہ یہ حضرات عملی دنیا سے بالعموم الگ رہتے ہیں اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ الحاد و بے دینی کی اس رو کا سرچشمہ کہاں ہے! یہ دین کی اتنی ہی خدمت اور سان برائیوں کا صرف اسی قدر علاج کافی سمجھتے ہیں کہ اپنے مواعظ و فتاوی میں ان لوگوں کو مردود و ملعون قرار دیدیا جائے لیکن اس سے تو اصلاح نہیں ہو سکتی اس سے مرض اور بڑھ جاتا ہے مجھے نوجوانوں کی ایسی جماعت سے ملنے ملانے کا بہت موقع ملتا ہے درحقیقت میری زندگی ہی ان میں گذری ہے اور گذر رہی ہے اس لئے مجھے ان کی ذہنی افتاد اور رجحانات قلبی کے مطالعہ کا خوب موقع ملتا ہے میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے بہتوں کے ساتھ یہ ہوا کہ ان کی فطرت صحیحہ نے مذہبیات کے اس حصہ سے بغاوت کرنی چاہی جو انسانوں کا وضع کردہ ہے لیکن ان پر جبر کیا گیا کہ وہ اسے بھی دین خداوندی ہی سمجھیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس حصہ سے بھی بغاوت کرنے لگے جو فی الواقع خدا کی طرف سے تھا چنانچہ مجھے کئی ایک ایسے نوجوانوں سے سابقہ پڑا جو اسی طرح حامیان دین کے بگاڑے ہوئے مریض تھے میں نے ان کے سامنے آہستہ آہستہ وہ دین پیش کیا جو فی الحقیقت دین ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ حقیقت کے گرویدہ ہوگئے چنانچہ ان میں سے اب اکثر ایسے ہیں جو اپنی بیشتر مساعی خود دین کی مدافعت میں صرف کرتے ہیں۔ میں نے ایسا کرنے میں قطعاً یہ نہیں کیا کہ جدت پسند طبقہ کی طرح قرآن کریم کی دوراز کار تاویلات کی ہوں اور ان کے ذہنی قلبی رجحانات کی رعایت کر کے حقیقت کو ان سے چھپایا ہو یا دین کو محض ایک آئیڈیل کی حیثیت سے پیش کر کے عبادات و شعائر الٰہی کو بے معنی قرار دیا ہو نعوذ باللہ من ذالک بلکہ کیا صرف یہ کہ قرآن کریم کی تفسیر خود قرآن سے اور اس کی عملی مثال اسوۂ رسول اللہ سے ان کے سامنے رکھدی اور اس کے بعد بتا دیا کہ کوئی نظریہ یا قول خواہ زمانہ جدید سے متعلق ہو یا قدیم سے جو اس کسوٹی پر پورا نہ اترے وہ کبھی حقیقت ثابتہ نہیں ہو سکتا حقیقت صرف یہی ہے اور یہی دین ہے چنانچہ اس کے نتائج بڑے اطمینان بخش ظاہر ہوئے اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے اور ایک ایسے ماحول کا تجربہ ہے جسے یکسر یورپ زدہ ماحول کہنا چاہیئے اور جس کے ہاتھوں مولوی صاحبان اس درجہ نالاں ہیں اور یہی تجربہ ہے جو ان سطور کے لکھنے کا محرک ہوا۔ یہ وہ بصیرت ہے جو مجھے قرآن سے حاصل ہوئی ہے اور اگر میں اپنے فہم قرآن میں غلطی کرتا ہوں تو میں اس کی اصلاح کے لئے بھی ہر وقت تیار ہوں بشرطیکہ وہ غلطی قرآن ہی سے ثابت کی جائے ان الھدی ھدی اللہ وفیھا بصائر للناس وھدی ورحمۃ لقوم یوقنون۔

مسلمانان ہند کا نصب العین

قوموں کی زندگی کسی نصب العین کو پیش نظر رکھے بغیر قائم نہیں رہ سکتی انسان اور حیوان میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ انسان کسی مقصد کی تکمیل چاہتا ہے حیوان کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ حیوان میں صرف جبلت اور فطری خواہشات ہوتی ہیں انسان میں بہ حیثیت ایک حیوان کے یہ چیزیں ضرور ہوتی ہیں لیکن وہ انہیں ایک عقلی نظام کے تحت لاتا ہے کہ متعینہ مقصد حاصل کر سکے جن افراد اور اقوام کے پیش نظر کوئی مقصد نہیں ہوتا وہ چوپاؤں کی طرح زندگی گذارتی ہیں۔

مسلمانان ہند اگر چوپاؤں کی طرح زندگی نہیں گذارنا چاہتے تو انھیں اپنی زندگی کا مقصد متعین کرنا چاہیے۔ انھیں وہ نصب العین واضح کر لینا چاہیے جس کے حصول کے لئے ان کی تمام جد و جہد مخصوص ہے۔

نصب العین کا تعین آسان کام نہیں اس کے متعین کرتے وقت ہمیں بہت سے عناصر پر نظر رکھنی چاہیے سب سے اہم تو وہ عناصر ہیں جو انسانی زندگی میں ازلی اور ابدی ہیں جن پر تمام انسانیت اور تمام کائنات کی بنیادیں قائم ہیں یہ انسانی زندگی کے ایزدی عناصر ہیں دوسرے ہر قوم کی ایک مخصوص تاریخ ہوتی ہے وہ اپنے نفسی خواص کی بنا پر اس تاریخی عہد میں ایک خاص انداز پر نشو و نما پاتی ہے اس تاریخی ماحول سے قوم کو کلیتہً علیحدہ نہیں کیا جا سکتا قومی زندگی کو اگر اس ماحول سے علیحدہ کر دیا جائے تو وہ اسی طرح سے مرجھا جاتی ہے جس طرح ایک پودا دوسری ناساز گار زمین میں لگانے سے مرجھا جاتا ہے

۱ اسلام

کائنات کے ازلی اور ابدی قوانین کو دوسرے الفاظ میں اسلام کہا جاتا ہے اسلام خالق اور کائنات میں رشتے کا نام ہے وہ بندے اور اس کے پیدا کرنے والے کے درمیان مضبوط کڑی ہے وہ اطاعت کلی کا نام ہے۔ اس ہمہ گیر قانون کا جو ذرہ ذرہ عرش آسمان و زمین چاند سورج دن رات غرض فطرت کے ہر منظر اور قدرت کی ہر نیرنگی میں جاری و ساری ہے۔ کوئی فرد اور کوئی قوم جب تک اس فطری قانون کی پیروی نہ کرے دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل نہیں کر سکتی قرآن میں سکھایا جاتا ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

بنیاد کے بغیر انسانی زندگی اور تمدن کی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی جس قدر شدت کے ساتھ اقوام عالم کو اس حقیقت اعلیٰ کا احساس ہوگا اسی قدر اعلیٰ ترقی و سرخروئی حاصل کریں گی جس قدر وہ ازلی روشنی سے دور ہونگی اسی قدر تاریکی کے ہیبت ناک غاروں میں جا گریں گی۔

مسلمانان ہند کو اس کی شدت سے احساس ہونا چاہئے کہ وہ مسلم ہیں خدا کے اطاعت گذار بندے ہیں وہ اس قانون کے پیرو ہیں جس کی تلقین انسانیت کے رہنما ازل سے کرتے آئے ہیں وہ آدم و ابراہیم (کرشن بدھ اور کنفیوشس جیسی دعوی اور محمدؐ کے پیغام کے قائل ہیں وہ اس کے قائل ہیں کہ روحانیت کا ایک عالمگیر نظام اس مادی دنیا میں جاری و ساری ہے وہ ایک ایسی عالمگیر روح یعنی خدا کو تسلیم کرتے ہیں جو اس کائنات میں موجود بھی ہے اور اس سے ماورا بھی۔

۲ اسلامی تمدن

اس روحانی بنیاد پر اسلام کے مرسل آخر آنحضرت محمدؐ نے تمدن کی ایک عمارت قائم کی تھی۔ مقاصد روحانی کی تکمیل کے لئے انسان کو جد و جہد اور عمل کی ضرورت ہے۔ اسلام ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ نجات انسانی کے لئے غاروں اور پہاڑوں میں گوشہ نشینی کی تلقین نہیں کرتا اس کا تصور کائنات تبدیلی ہے وہ زندگی میں یقین رکھتا ہے۔ وہ زندگی کی قوتوں کو بیدار کرنا چاہتا ہے تاکہ کائنات کے ہر ذرہ میں جو مخفی قوتیں ہیں ابھریں اور نشو و نما پائیں وہ اسی لئے عقل و سائنس کا بہت بڑا موید ہے۔ اسلامی تمدن عقلی قوانین پر قائم ہے۔ تجربی سائنس کی بہت بڑی خدمت کرنے والے عرب تھے وہ دوسرے تمدنوں سے متاثر بھی ہوئے لیکن صرف ان ہی عناصر سے جو عقلی تھے فلاطون سے زیادہ ارسطو مسلمانوں میں مرغوب ہوا۔ مابعد الطبیعات سے زیادہ علوم طب کے چرچے مسلمانوں میں رہے جدید مغربی عقلی تمدن عرب تمدنی تحریک کا صرف ایک سلسلہ ہے۔

لیکن مادی اور عقلی ترقی کی اسلام میں کوئی بالذات حیثیت نہیں وہ اسے انسان کا خادم بنا کر رکھنا چاہتا ہے وہ نہ سائنس کا مخالف اور نہ مشینوں کا لیکن وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ انسان کا اخلاقی اجتماعی احساس بھی ترقی کرتا جائے پھر انسان کو بھی وہ صرف انسان نہیں رکھنا چاہتا بلکہ اس کی نشو و نما کے امکانات لامحدود ہیں وہ انسانوں کو صفات الہیہ سے متصف کرنا چاہتا ہے وہ ان میں رحم عدل انصاف اور قوت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر رسول اللہ نے تمدن اسلامیہ کے اصول مرتب کئے۔

سیاسی، معاشی، سماجی، اخلاقی اور مذہبی غرض تمدن کے تمام شعبوں کے لئے اسلامی اصول مرتب کئے گئے ہیں یہ ان اداروں میں بمنزلہ روح کے ہیں ان اصولوں پر جو ڈھانچہ کھڑا کیا گیا ہے وہ شریعت اسلامیہ ہے یہ شریعت بقول شاہ ولی اللہ کسی قوم کے خصائص ذاتی، اس کی تاریخ اس کی روایات اس کی ذہنی سطح کے معیار غرضکہ اس زمانہ کے پورے ماحول کی پابند ہوتی ہے رسول اللہ نے عرب قوم کے ان تمام خصائص کا خیال رکھتے ہوئے ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی تھی تاکہ پھر وہ دوسری اقوام کے لئے مثال کا کام دے سکیں۔

اس زمانہ کے عرب کی اخلاقی زندگی مسلمانوں کے لئے بمنزلہ مثال کے ہے جس کا اتباع ہم سب پر فرض ہے

ان اخلاقی اصولوں پر جو تمدن گذشتہ تیرہ سو برس میں قائم کیا گیا ہے اس میں بعض ایسے بنیادی عناصر ہیں جو اس وقت تک ہمارے لئے مفید ہیں اور ان کو برقرار رکھنا ہمارا فرض ہے۔

اسلام اور اسلامی تمدن کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے ہمارا فرض

ہے کہ ہم دنیا کے مسائل کو ان کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہمارا وجود انسانیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو۔

لیکن انسانیت سے ہمارا واسطہ براہ راست نہیں ہو پہلے ہم ایک ملک یعنی ہندوستان کے باشندے ہیں اور اس ذریعہ سے انسانیت کے ایک رکن ہیں۔

ہندوستانی قومیت

ہندوستانی قومیت کا مسئلہ ہمارے لئے اسی واسطے بہت اہم ہے اس مسئلہ کے متعلق مسلمانان ہند میں جس قدر ذہنی انتشار ہے اس کا بیان بھی نہیں کیا جا سکتا بعض حضرات قومیت کے تصور ہی کو اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں بعض قومیت کے نشے میں اس قدر سرشار ہیں کہ اسلام کو اس کے مقابلے میں ایک غیر ضروری سی چیز سمجھتے ہیں اصل یہ ہے کہ یہ حضرات جن مسائل پر اظہار خیال فرماتے ہیں تو نہ تو اسلام کا صحیح مفہوم ان کے ذہن میں ہوتا ہے اور نہ قومیت کا۔

بیشک وہ تصور قومیت جو بالذات مقصد اعلیٰ سمجھا جائے جو قوم کے مفاد کے لئے انسانیت اخلاق اور مذہب کو برباد کرنا چاہے اسلام کے خلاف ہے قومیت کے ایسے ہی غلط تصور کے باعث دنیا میں کشت و خون ہوتا ہے خونخوار اقوام جامۂ انسانیت کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں دنیا حرص و آز کی جولانگاہ بن جاتی ہے۔ بڑی بڑی طاقتور اقوام غریب اور کمزور قوموں کو خاک و خون میں ملا دیتی ہیں۔ انسانیت شہنشاہیت اور معاشی دست بردگی بلا میں مبتلا ہو جاتی ہے جس سے مفتوح اور فاتح اقوام کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں فاتح مغرور و متکبر ہو جاتے ہیں مفتوح بزدل اور خوشامد پسند۔ اس قسم کی قومیت کے تصور کی تلقین یورپ میں میکاولی نے کی تھی اور اقوام یورپ اب تک اسی پر عامل ہیں۔

لیکن قومیت کا ایک تصور ایسا بھی ہے جو اس کے بالکل خلاف ہے اس تصور کے تحت ملک و قوم صرف ایک ذریعہ ہے انسانی خدمت کا چونکہ تمام انسانوں کی خدمت انسان بیک وقت نہیں کر سکتا اس لئے اسے اپنی جدوجہد اپنی قوم و ملک تک محدود کر دینی چاہیے جس طرح مختلف آزاد قبائل اور خاندان ہیں اسی طرح مختلف اقوام بھی ہیں اور افراد کی طرح اقوام کی حرص و آز کو بھی جائز نہیں قرار دیا جا سکتا قومیت کا ثبوتی اخلاقی تصور اس تمام ظلم و جبر کا مخالف ہے قومیت کے اس اخلاقی تصور اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ اسی قسم کی ایک قومیت کی تشکیل رسول اللہ نے عرب میں کی تھی جس کے ذریعہ انہوں نے تمام قبائل کے اختلافات کو مٹا کر ایک متحدہ عرب قومیت کی تعمیر کی تھی جس کی اساس اسلام تھی وطن کی اس محبت کو اسلام میں مستحسن قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ تو مسلمان کے ایمان کا ایک جزو ہے۔ اس اخلاقی قومیت کے تصور کے علمبردار عہد حاضر میں فرانس میں روسو، جرمنی میں فشٹے، اٹلی میں مزینی، عالم ... ... اسلامی میں جمال الدین افغانی، چین میں سن یت سین، اور ہندوستان میں گاندھی، ٹیگور، اور اسلام اقبال ہیں۔ اسلام اور قومیت کے اس اخلاقی روحانی تصور میں کوئی تضاد نہیں۔ قومیت کے اس تصور کو پیش نظر رکھ کر ہمارا فرض ہے کہ ہم ہندوستان سے محبت کریں، ہم کو ہندوستان اسی طرح عزیز ہونا چاہیے جس طرح رسول اللہ کو عرب تھا۔ ؎

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

اقبال اگر صحیح قومیت کے جذبے سے سرشار ہو کر یہ گل فشانی کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے۔ اس میں جارحانہ مذموم قومیت کا گذر تک نہیں۔

پھر اقبال قومیت کے درجہ سے آگے بڑھ کر بین الاقوامیت کے رنگ میں ڈوب کر کہتا ہے کہ ؎

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

وہ ہندوستان کی صحیح قومیت کے تصور سے انکار نہیں کرتا بلکہ بہ حیثیت انسان اور زیادہ ہمہ گیر ہونا چاہتا ہے انسانیت کی محبت میں اس کے نزدیک ہندوستان کی محبت لازماً شامل ہو۔

اقبال کا تصور قومیت روحانی اور اخلاقی ہے البتہ وہ میکاولی کی جارحانہ مذموم قومیت کا مخالف ہے۔ اسلام اقبال کے لئے کائنات کی روحانی بنیاد ہے جس پر قومیت کو استوار ہونا چاہیے۔ قومیت کے اس اخلاقی روحانی تصور کے لئے ہمیں اپنی جانیں تک قربان کر دینی چاہئیں ہمارا فرض ہے کہ ہندوستان کو جلد از جلد غلامی سے نجات دلائیں۔

ہندوستان کے موجودہ مسلمانوں میں بمشکل ایک چوتھائی ایسے ہوں گے جن کے آباؤ اجداد دوسرے ممالک سے آئے تھے پھر ان میں بھی بیشتر نے یہیں کی عورتوں سے شادیاں کیں۔ باقی بقیہ مسلمان یا تو ہندو تھے یا بدھ مت کے پیرو جنہوں نے اسلام کو قبول کر لیا تھا۔

پچھلے ہزار برس میں ان مسلمانوں نے بھی جو باہر سے آئے تھے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا ہمارا اس ملک پر اسی قدر حق ہے جس قدر کہ آریوں کا جو کہ وسط ایشیا سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے جس قدر ہمارا حق اس ملک پر ہے اسی قدر اس کی محبت بھی ہمیں کرنی چاہیے۔ ہمیں یہ اسی طرح عزیز ہونا چاہیے جس طرح عرب عربوں کو ترکی ترکوں کو یا ایران ایرانیوں کو۔

پچھلے سات سو برس میں مسلمانان ہند نے ایک نئے عظیم الشان ہندی مسلم تمدن کو قائم کیا ہے جس سے ہندوستان کی زندگی بحیثیت مجموعی مالا مال ہو گئی ہے۔ صناعی، تعمیر، موسیقی، علم ادب، سیاست، حیثیت مذہب غرض تمدن کا ہر شعبہ مسلمانوں کے فیضان سے سیراب ہوا ہے۔

بیشک اس تاریخی دور میں ظلم و جور کی بھی داستانیں ملتی ہیں مگر کوئی ایسی قوم ہے جس کے صفحات ان واقعات سے خالی ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان ہندی ہیں اور ہندی بنکر رہے وہ یہاں کی دولت لوٹ لوٹ کر باہر نہیں لے گئے۔ چند فاتحوں نے باہر سے آکر ہندوستان کو ضرور لوٹا مگر اس کا مقابلہ جس طرح ہندوؤں نے کیا مسلمانوں نے بھی کیا ان کے نظام حکومت میں ہندو اور مسلمان کا برابر کا حصہ تھا۔ بیشک طرز حکومت جمہوری نہ تھا لیکن جمہوریت کا باقاعدہ نظام تو صرف دو سو برس سے قائم ہوا ہے ہندوستان میں اس وقت جو شخصی حکومت قائم تھی وہ دنیا کی دوسری حکومتوں سے بدرجہا بہتر تھی۔

نصب العین کے تعین میں ان تاریخی واقعات پر بحث نہیں کی جا سکتی مختصر یہ کہ مسلمانان ہند کو اس ہندی مسلم تمدن پر فخر کرنا چاہیئے جو صرف اسلامی ہی نہ تھا بلکہ اس کی تشکیل میں ہندوؤں کا بھی بہت بڑا حصہ تھا ہندوستانی اخلاقی روحانی قومیت کی تشکیل کا در اصل یہ پہلا دور تھا تمدن کے مشترک عناصر کے علاوہ اس وقت ہندوستان کے ہندو و مسلمان ایک ہی سیاسی اور معاشی لعنت میں مبتلا ہیں غلامی اور غربت نے دونوں کو قلاش کر دیا ہے۔ صرف معاشی اعتبار ہی سے نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بھی خاتمہ ہو اجا رہا ہے معاشی زندگی برباد ہو چکی ہے قومی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اب اخلاق و مذہب بھی جا رہا ہے۔ غیر ممالک کی سطحی مادی تحریکات ہماری قومی زندگی کی مضبوط اخلاقی اور روحانی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا چاہتی ہے۔

بحیثیت مسلمان اور بحیثیت ہندوستانی ہمارا فرض ہے کہ ہم ہندوستانی قومیت کے تمام اجزا کو درست کریں چاہے معاشی ہوں یا سیاسی اخلاقی ہوں یا روحانی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس تحریک میں اپنی قوم کے شایان شان حصہ لیں اس قومیت کی تعمیر کے لئے سب سے اولین شرط آزادی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم حریت کی اس راہ میں اپنی زندگیاں نچھاور کر دیں صرف اسی طرح ہماری قوم میں زندگی اور طاقت پیدا ہو سکتی ہے ایسی طاقت جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی سلطنت بھی نہ کر سکے گی۔

انسانیت اسلام اور اخلاقی روحانی قومیت کے تصور کے تحت میں ہم منفی جارحانہ تصور قومیت کو تسلیم نہیں کر سکتے ہم مسلمانان ہند اور ہندوستان تمام فرقوں کی اسلئے خدمت کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں وہ طاقت پیدا ہو کر وہ غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیں ہم قومیت ہند کی ایک سربفلک عمارت آزاد بنیاد پر کھڑی کرنا چاہتے ہیں اس لئے نہیں کہ ہم دوسروں پر حملہ کریں ان کے حقوق غصب کریں بلکہ اس لئے کہ ہم ان کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دے سکیں ہمارے لئے قومیت بین الاقوامی مفاہمت کے لئے صرف ایک زینہ ہے ہمیں کسی سے نفرت نہیں ہے لیکن یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے نفرت کرے ہم کسی کو حقارت سے نہیں دیکھتے لیکن ہم یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی ہمیں حقیر نظروں سے دیکھے ہندوستان کے مسلمان قومیت اور بین الاقوامیت کے درمیان سے طرار شتہ ہیں ایک طرف بحیثیت ہندوستانی وہ ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں دوسری طرف بحیثیت مسلمان وہ یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ ہندوستان میں شہنشاہیت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ دوسری ہمسایہ اقوام پر نظر رکھے وہ عالم اسلام اور ہندوستان میں رشتہ اتحاد و محبت کا وسیلہ ہیں۔

غرضکہ مسلمانان ہندوستان کے نصب العین کے تین عناصر ہیں (۱) اسلام (۲) قومیت اور (۳) انسانیت۔

مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ اس نصب العین کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ غریب ہندوستان کی دکھ بھری آواز ان سے التجا کر رہی ہے مظلوم انسانیت ظلم و جبر سے تنگ آکر ان سے امداد کی طالب ہے اسلام کی ازلی و ابدی روح ان کو چیخ چیخ کر خواب غفلت سے ہوشیار کرنا چاہتی ہے زندگی کے ساز نغمہ پیدا کرنے کے لئے بیتاب ہیں وہ صرف مرد مومن کے مضراب عمل کے منتظر ہیں

ہسپانیہ کی اسلامی حکومت

از حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب

اندلس میں مسلمانوں کا طرز حکومت اور انکی علمی و اخلاقی ترقیاں

اب اندلسی مسلمانوں کی علمی و اخلاقی حالت پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہیئے خیرالقرون کے عرب حکمرانوں کی طرح اندلس میں بھی عربوں کی حکومت بظاہر شخصی نظر آتی ہے مگر حقیقتاً جمہوری تھی خلیفہ کا حکم اور شریعت کا قانون ہر فرد و بشر پر یکساں عامل تھا ان حکمرانوں میں نہ موروثی جاگیر دار تھے نہ موروثی امراء عبدالرحمٰن ثانی اموی سلطان پر قاضی کی کچہری میں ایک عیسائی دعویٰ دائر کر سکتا اور قاضی کے حکم کی اس عظیم الشان خلیفہ کو اسی طرح تعمیل کرنی پڑتی جس طرح ایک غلام کو تعمیل کرنی پڑتی. خلیفہ قانون شرع کے موافق قاضی کو معزول کر سکتا تھا تو قاضی قانون شرع کے موافق خلیفہ کو سزا دینے کی قدرت رکھتا تھا۔ کوتوالی کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا ہر بازار میں ایک محتسب تھا جو تجارت پیشہ لوگوں کے کاروبار کی نگرانی کرتا تھا ہر شہر و قصبے میں شفاخانے اور دواخانے کھلے ہوئے تھے سڑکیں اور نہریں مسلمانوں نے تمام ملک میں جال کی طرح بچھا دی تھیں خلیفہ ہشام نے دریائے وادی الکبیر کا نہایت شاندار اور خوبصورت پل بنایا اور اسی طرح جا بجا دریاؤں کے پل بن گئے تھے فنون جنگ اور آئین فوج کشی میں مسلمان جیسے شائستہ تھے ساری دنیا واقف ہے۔ اندلس کے مسلمانوں نے قلعہ شکنی کے آلات ایجاد کئے یورپ کے جنگجو جب کبھی فتحمند ہوتے ہر شہروں اور بستیوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے تھے اور عورتوں بچوں اور بوڑھوں تک کو تہ تیغ کر دیتے تھے اپنے طرز عمل سے مسلمانوں نے آٹھ سو برس تک شائستگی کی یہ تعلیم دی کہ فتحیاب ہونے پر بے گناہ رعایا کو کسی قسم کا بھی آزار نہیں پہنچانا چاہیئے زراعت کو مسلمانوں نے اس قدر ترقی دی تھی کہ یہ ایک مکمل فن بن گیا تھا ہر میوہ دار درخت اور زمین کی خاصیت و ماہیت سے واقفیت حاصل کی اندلس کے ہزاروں لاکھوں میل مربع رقبے کو جو قدیم سے بنجر اور ویران پڑے ہوئے تھے مسلمانوں نے میوہ دار درختوں اور سرسبز و شاداب لہلہاتے ہوئے کھیتوں کی شکل میں تبدیل کر دیا چاول نیشکر روئی. زعفران، انار، آڑو، شفتالو وغیرہ جو آجکل اندلس میں بکثرت پیدا ہوتے ہیں مسلمانوں ہی کے طفیل اندلس بلکہ تمام یورپ کو نصیب ہوئے اندلوسیہ اور اشبیلیہ کے صوبوں میں زیتون اور خرما کی کاشت کو بڑی ترقی دی غرناطہ اور مالقہ کے علاقوں میں انگوروں کی بڑی بڑی پیداوار ہوتی تھی زراعت کے ساتھ مسلمانان اندلس نے معدنیات کی تلاش میں بھی کوتاہی نہیں کی. سونا چاندی فولاد لوہا، پارہ، کھریا، تانبا، یاقوت، سنگ وغیرہ کی کانیں دریافت کیں اور یہ چیزیں بکثرت پیدا ہونے لگیں غرناطہ کی سلطنت اندلس میں مسلمانوں کی آخری نشانی تھی لیکن اس چھوٹی سی سلطنت نے بھی فن تعمیر اور [illegible]

علوم کے متعلق بڑی بڑی عظیم الشان یادگاریں چھوڑیں جن مسلمانوں نے ایک عجیب و غریب سمنٹ ایجاد کیا کہ قصر الحمراء جو سلطنت غرناطہ کی نشانی دنیا میں باقی ہے آجتک اپنے مصالحہ کی پختگی سے سیاحوں کو حیران کر دیتا ہو قصر الحمراء کو شاہان غرناطہ نے بطرف ز[illegible] شہر کے قریب ایک نہایت بلند ٹیلے پر جبل شلیر کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں کے سایہ میں تیار کیا تھا اس کی چار دیواری کے اندر ایسے خوشنما سرسبز و شاداب باغات لہراتے شیریں درختہائے میوہ دار تھے کہ چشم فلک نے اس کی نظیر نہ دیکھی تھی غرض کی ہر ایک چیز قابل دید اور اس قدر حیرت انگیز ہے کہ دنیا کے مشہور صناع دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں اس کی بلند دیواروں کی گچ کی صفائی سنگ مرمر سے زیادہ چمکدار اور لوہے سے زیادہ مضبوط ہے جالی دار دیواروں کی طرح طرح کی نازک گلکاریاں اور اس کی نئی وضع کی محرابوں سے ہر ایک ٹپکتی ہوئی فطرت نزاکت ٹپکتی ہے مسلمانوں نے اندلس پر قابض و متصرف ہو کر تمام ملک میں دارالعلوم مدارس رصد خانے عظیم الشان کتب خانے کھول دیئے تھے جہاں علمی تحقیقات کا ہر ایک سامان موجود رہتا تھا بڑے بڑے شہروں میں یونیورسٹیاں یا دارالعلوم اور چھوٹے قصبوں میں ابتدائی اور میانی درجہ کے مدارس تھے قرطبہ، اشبیلیہ مالقہ، سرقسطہ، بلنسیہ، جیان طلیطلہ وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں دارالعلوم قائم تھے. جہاں اطالیہ، فرانس، جرمن، انگلستان وغیرہ ممالک کے طلبہ اور شائقین علوم آتے اور برسوں تعلیم پاتے تھے عربوں نے یونانی لاطینی اور اسپانش زبانوں کو بڑی مشقت اور عرقریزی کے ساتھ سیکھا اور ان زبانوں میں عربی زبان کے متعدد لغات لکھے ۔ خلیفہ الحکم ثانی کے عہد حکومت میں صرف قرطبہ کے کتب خانے میں چھ لاکھ کتابیں مختلف علوم و فنون کی موجود تھیں اور ہر کتاب پر خاص خلیفہ کے ہاتھ کا حاشیہ تحریر تھا مسلمانوں نے تمام فلسفہ یونان کی کتابوں کا اپنی زبان میں ترجمہ کر ڈالا ابن رشد جو ارسطو پر بھی فضیلت رکھتا تھا اندلس ہی کا ایک مسلمان تھا مسلمانوں نے علم ہیئت میں وہ ترقی کی اور ایسے رصد خانے قائم کئے کہ تمام یورپ کو انھیں کے نقش قدم پر چلنا پڑا۔ اسطرلاب جو رصد خانوں کی روح رواں ہے اندلس کے مسلمانوں کی ایجاد ہے طب اور جراحی میں اندلسی مسلمانوں نے ایسی ترقی کی تھی کہ چند روز گذشتہ تک تمام یورپ انھیں کی کتابوں سے فیض اٹھاتا تھا علم حیوانات و نباتات میں اندلسی مسلمانوں کے کارنامے بہت عظیم الشان ہیں قرطبہ اور غرناطہ میں علم حیوانات و نباتات کی تعلیم کے لئے خاص طور پر باغات اور چڑیا خانے موجود تھے۔ سن اور روئی سے کاغذ تیار کرنا اندلسی مسلمانوں نے ایجاد کیا الفونسو یازدہم کی تاریخ میں لکھا ہے کہ:

"شہر کے مسلمان بہت سی گرجنے والی چیزیں اور لوہے کے گولے بہت بڑے بڑے

سبب برابر پھینکتے تھے بگولے اس قدر دور جاتے تھے کہ بعض فوج کے اوپر جاکر اور بعض فوج کے اندر گرتے تھے۔ اس بیان سے ثابت ہے کہ مسلمان جب توپ اور بارود کو استعمال کرتے تھے عیسائی اس سے قطعاً ناواقف تھے۔

سنین الاسلام کا مصنف لکھتا ہے کہ ۲۱۲ھ میں اندلس کے مسلمانوں میں سے بعض نے امریکہ کو دریافت کیا تھا مگر اس کی زیادہ شہرت نہ ہوئی یہ شہرت کولمبس کی تقدیر میں لکھی تھی جو بہت دنوں بعد امریکہ پہنچا تھا۔

مسلمانوں کے علمی ذوق و شوق نے تمام یورپ کے لئے ادب و فلسفہ اور صنعت و حرفت بلکہ تمام علوم و فنون کے دروازے کھول دیئے تھے آٹھ سو برس تک مسلمان ہر چیز میں اہل یورپ کے استاد بنے رہے عیسائی امراء زبان اور ہر چیز میں مسلمانوں کی تقلید کرنا اپنے لئے موجب فخر سمجھتے اور عربی نظم و نثر لکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے انھیں اندلسی مسلمانوں کا اثر ہے کہ فرانسیسی اور اطالوی زبان میں اکثر وہ الفاظ جو جہازرانی اور بحری اصطلاحات سے متعلق ہیں عربی ہیں اور یہ دلیل اس بات کی ہے کہ ان ممالک نے مسلمانوں ہی سے جہازرانی سیکھی ہے سیر و شکار کے متعلق بھی اکثر الفاظ عربی الاصل ہیں علم ہیئت کی اصطلاحیں اور ستاروں کے نام جو یورپ کی زبانوں میں رائج ہیں عربی ہیں۔

غرضکہ اندلس کے تمام مسلمان یورپ کے استاد یورپ کے محسن اور تمام یورپ کو علم و حکمت، و تہذیب و حرکت کے طریقے بتانے والے اتالیق تھے آج یورپ اپنی کوئی بھی ایسی قابل فخر چیز پیش نہیں کر سکتا جس میں بجا طور پر وہ مسلمانوں کی رہین منت نہ ہو۔ ذرا ان احسانوں کو ذہن میں رکھ کر اب سنو اور غور کرو کہ یورپ کے عیسائیوں نے اپنے ان محسنوں کے ساتھ ان کے احسانات عظیمہ کے عوض کس قدر کا سلوک کیا۔

مسلمانوں کی خانہ جنگی اور اُس کے خطرناک نتائج

اب ہمارا اصل مضمون یہاں سے شروع ہوتا ہے اور جو کچھ بیان ہوا وہ حقیقت میں تمہید تھی اس تمہید سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ آٹھ سو برس تک مسلمانوں کی انصاف پروری، رعیت پروری اور رحمدلی و شفقت کا اثر دیکھ لینے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کس قسم کی بدعہدی، بے رحمی اور سنگدلی کا برتاؤ کیا۔ مسلمانوں کو اس بات کی مطلق شکایت نہیں ہونی چاہیئے کہ ان سے اندلس کی حکومت کیوں چھین لی گئی لیکن وہ اس بات پر ضرور حیرت زدہ ہو سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ اندلس میں نہایت وحشیانہ ظالمانہ اور غیر شریفانہ سلوک کیوں کیا گیا۔

سلطنت غرناطہ باوجود اس کے کہ جزیرہ نما کے ایک چھوٹے سے حصہ پر حکمران تھی اور کوئی زمانہ اس پر ایسا نہیں گذرا کہ خانہ جنگی سے امن ملا ہو لیکن پھر بھی اس کا رعب اور طاقت ایسی تھی کہ اسپین کے شمالی پہاڑ البرز تک اس کی ایک نگاہ خشمگین زلزلہ برپا کر سکتی تھی مسلمانوں کی شجاعت نے چونکہ اندلس میں کبھی کسی میدان کے اندر اپنے سے چوگنے عیسائیوں کو بھی مقابلے کے لئے قدم جما کر ٹھہرانے نہ دیا تھا لہذا غرناطہ کا سلطان عیسائی بادشاہوں کو ہمیشہ شیر غرین اور ببر نیستان ہی نظر آتا تھا غرناطہ کی فوجیں عیسائیوں کے قلعے چھکانے یا ان کو سزا دینے کے لئے شمالی صوبوں تک پہنچ جاتی تھیں مسلمان چونکہ ہمیشہ پاس عہد اور ایفائے وعدہ کو لازمی سمجھتے اور کسی حالت میں بھی بدعہدی یا وعدہ خلافی نہیں کر سکتے تھے لہذا عیسائی ریاستوں کو اپنے کمزور ہونے کی حالت میں بھی مسلمانوں کے ساتھ طے کئے ہوئے عہدناموں کی بنا پر اطمینان حاصل رہتا تھا اور مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کو کوئی صدمہ نہ پہنچتا تھا لیکن عیسائیوں نے جب کبھی مسلمانوں کو کمزور اور اپنے آپ کو طاقتور پایا فوراً تمام عہود و مواثیق فراموش کر کے مسلمانوں پر چڑھائی کی اور یہی سبب تھا کہ وہ بتدریج مسلمانوں کو دباتے ہٹاتے اور ان کے مقبوضات کو مختصر بناتے رہے ۸۶۸ھ میں سلطان ابن اسمٰعیل کی وفات پر اس کا بیٹا سلطان ابوالحسن غرناطہ کے تخت پر متمکن ہوا۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ جب مسلمانوں کا دارالسلطنت بنا تھا اس وقت کے عیسائی بادشاہ کا نام فرڈیننڈ تھا جو فرڈیننڈ اول کے نام سے مشہور ہے اس وقت کے عیسائی بادشاہ کا نام بھی فرڈیننڈ ہی تھا۔ اس آخری فرڈیننڈ کی بیوی کا نام ازابلا تھا یہ دونوں خاوند بیوی بہت متعصب اور مسلمانوں کے جانی دشمن تھے ان کا تمام وقت اسی کوشش و فکر میں صرف ہوتا تھا کہ مسلمانوں کا نام و نشان اندلس سے گم کیا جائے۔ فرڈیننڈ کا دارالحکومت شہر قسطلہ یا کیسٹل تھا اس لئے وہ شاہ کیسٹل کے نام سے مشہور ہے شاہ کیسٹل نے سلطان غرناطہ کے مقابلہ کی کافی تیاریاں کر لینے اور تمام عیسائی بادشاہوں کو اپنا شریک و مددگار بنا لینے کے بعد ۸۸۶ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس یہ گستاخانہ پیام بھیجا کہ "ہماری تمہاری مصالحت اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ تم ہم کو بلا عذر خراج دینا منظور کرو"۔

سلطان ابوالحسن نے جواب میں لکھا کہ:-

"غرناطہ کی دارالضرب میں آجکل سونے کے سکوں کے عوض فولادی تلواریں اور نیزے عیسائیوں کے جگر چاک کرنے کی غرض سے تیار ہو رہے ہیں"

سلطان کا یہ جواب غرور و لاف زنی پر مبنی نہ تھا بلکہ اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ یا تو اس ملک میں جہاں ہم کو آٹھ سو برس گذر چکے ہیں آزاد اور باشوکت رہ کر حکومت کریں گے یا میدان جنگ میں قربان ہو جائیں گے اس جوانمردانہ جواب کو سنکر شاہ کیسٹل کی ہمت پست ہوگئی اور وہ متحیر ہو کر رہ گیا۔

۸۸۶ھ میں سلطان ابوالحسن نے شاہ کیسٹل کے قلعہ صخرہ پر حملہ کیا یہ قلعہ نہایت بلند اور مستحکم تھا مگر ابوالحسن نے اس کو ایک ہی رات میں فتح کر لیا۔ اور جنگ کا سلسلہ جاری ہو گیا ۸۸۷ھ میں عیسائیوں نے قلعہ الحمہ کو فوج سے خالی پا کر اس طرف یکایک چڑھائی شروع کر دی اور بآسانی قابض ہو گئے مسلمانوں نے کبھی کسی لڑائی میں عورتوں اور بچوں اور بے گناہ رعایا کو آزار نہیں پہنچایا لیکن الحمہ پر قابض ہو کر عیسائیوں نے ہزارہا مسلمان عورتوں اور ہزارہا ننھے بچوں کو بلا وجہ قتل کر ڈالا۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں سلطان ابوالحسن کو خبر پہنچی کہ شاہ کیسٹل بذات خود اپنی پوری فوج کے ساتھ غرناطہ کی طرف آرہا ہے اس کے بعد ہی خبر پہنچی کہ اس نے شہر لوشہ کا محاصرہ کر لیا ہے سلطان یہ سنتے ہی فوراً لوشہ کی طرف روانہ ہوا اور بتاریخ ۲۷ جمادی الاولیٰ دونوں بادشاہوں کا مقابلہ ہوا۔ شاہ

کیسل شکست فاش کھاکر بھاگا اور اس کے اموال و اسباب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔

ادھر عیسائیوں کے ساتھ جنگ و پیکار کا یہ سلسلہ جاری تھا ادھر مسلمانوں کی بدنصیبی نے ایک خطرناک جنگی سامان تیار کردیا تھا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں اور دونوں سے اولاد تھی، پہلی بیوی سلطان کے چچا عبداللہ کی بیٹی تھی جس کے بطن سے دو بیٹے ابوعبداللہ اور یوسف تھے دوسری بیوی ایک عیسائی عورت تھی سلطان ابوالحسن اپنی اس عیسائی بیوی سے زیادہ محبت کرتا تھا اس نے ابوعبداللہ اور یوسف کو خوف تھا کہ کہیں سلطان ہم کو محروم کرکے عیسائی بیوی کے بیٹوں کو اپنا ولیعہد مقرر نہ کردے امرائے عرب بھی ان دونوں شہزادوں کے ہمخیال اور مؤید تھے سلطان ابوالحسن جس وقت مقام … میں شاہ کیسل کو شکست دے رہا تھا ان دونوں شہزادوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور آش، بسطہ، المیریا، غرناطہ وغیرہ پر مسلط ہوگئے سلطان نے جب یہ حال سنا تو وہ مجبوراً مقام مالقہ میں مقیم ہوا اور اس بغاوت کے رفع کرنے کی تدبیریں کرنے لگا عیسائیوں نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور فوراً مالقہ پر زبردست فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے سخت معرکہ ہوا مگر عیسائیوں کو باوجود ہر قسم کی فوقیت کے شکست فاش حاصل ہوئی ان کے بڑے بڑے تجربہ کار سپہ سالار اور دو ہزار سپاہی زندہ اسیر اور ایک ہزار مقتول ہوئے اب سلطنت غرناطہ دو حصوں میں تقسیم تھی آدھے حصہ پر سلطان ابوالحسن قابض و متصرف اور آدھے ملک پر اس کا بیٹا ابوعبداللہ حکمران تھا ابوعبداللہ نے آدھی سلطنت پر قانع نہ رہ کر مالقہ پر بھی قبضہ کرنا چاہا اور باپ پر چڑھائی کردی لڑائی ہوئی اور ابوعبداللہ باپ سے شکست کھاکر غرناطہ بھاگ گیا اس شکست سے بھی اس کے تجربہ اور بصیرت میں ترقی نہ ہوئی اس نے ماہ ربیع الاول ۸۸۸ھ میں تھوڑی سی فوج لیکر لوشنہ پر حملہ کردیا اور شہر میں بلا مزاحمت داخل ہوکر خوب لوٹ مار کا مال جمع کیا وہاں سے واپسی میں جن دروں سے گذرنا پڑتا تھا ان پر موقع پاکر عیسائیوں نے قبضہ کرکے اپنی فوجیں متعین کردی تھیں چنانچہ ابوعبداللہ جب ان دروں میں پہنچا تو عیسائیوں نے اس کو گرفتار کرکے فوراً فرڈلنڈ شاہ کیسل کے پاس مقام قسطلہ میں بھیجدیا اور اس کی ہمراہی فوج کے اکثر حصہ کو قتل کردیا غرناطہ میں جب اس حادثہ کی خبر پہنچی تو اہل شہر نے سلطان ابوالحسن کو لکھا کہ غرناطہ آجائیں سلطان ابوالحسن نے مالقہ سے غرناطہ آکر سلطنت اپنے بھائی عبداللہ الزغل کو سپرد کی اور خود گوشہ نشین ہوگیا ماہ ربیع الثانی ۸۹۰ھ میں عیسائیوں نے دوبارہ لشکر گراں لیکر صوبہ مالقہ پر چڑھائی کی اور سرحد کے چند قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ سلطان الزغل ۱۹۔ شعبان ۸۹۰ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوا اور ابھی قلعہ منلین کے قریب ہی خیمہ زن تھا کہ عیسائیوں کی ایک زبردست فوج نے کہ ان کے حملہ کا یہاں وہم و گمان بھی نہ تھا، حملہ کیا مسلمانوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس بیجگری سے مقابلہ کیا کہ چند لمحوں میں اکثر کو کاٹ کر رکھدیا باقیوں کو بھگا دیا عیسائیوں کا پورا توپخانہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور انہوں نے ان توپوں کو قلعہ پر … چڑھا دیا فرڈلنڈ شاہ کیسل بھی قریب ہی آگیا تھا وہ معزوروں کو سنبھال کر تازہ جمعیت اور زبردست اہتمام کے ساتھ حملہ آور ہوا، ادھر مسلمانوں نے پہلے سے زیادہ ہمت صرف کی، فرڈلنڈ ایک نہایت ہوشیار اور چالاک شخص تھا اس نے سوچا کہ اس طرح فتح و شکست کا فیصلہ ہونا دشوار ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ مسلمان اگر یکسو ہوکر میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوگئے تو تمام جزیرہ نما کو پھر اپنے زیر حکومت لے آنا ان کے لئے دشوار نہ ہوگا لہذا خنجر و شمشیر کی بجائے چالاکی و تدبیر سے کام لینا مناسب ہے شہزادہ ابوعبداللہ ابن سلطان ابوالحسن جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے اس کی قید میں پڑا ہوا تھا اس کو اپنے سامنے بلاکر خوشامد و تملق کی باتیں کیں اور کہا کہ تخت غرناطہ کا اصل مالک تو ہے الزغل نے تیری غیر موجودگی میں موقع پاکر سلطنت کو غصب کیا ہے میری دلی خواہش یہ ہے کہ تجھ کو تخت غرناطہ پر بٹھا کر خوش ہوسکوں اور اگر تو اس امر کا اعلان کردے کہ تیری رعایا میں سے جو تیرا ساتھ دیگا میں اس کو اپنا دوست اور جو مخالف ہوگا اس کو اپنا دشمن سمجھوں گا۔

ابوعبداللہ اس عیسائی کی حمایت و طرفداری سے بہت خوش ہوا چنانچہ شاہ کیسل نے اس کو رہا کردیا وہ عاقبت نااندیش بیوقوف فرڈلنڈ کا ساتھ دینے کے لئے رضامند ہوگئے سلطان خانہ جنگی میں مصروف ہوگئے ابوعبداللہ اپنے چچا الزغل سے جنگ کرتا تھا فرڈلنڈ اس کی امداد کرتا رہا اس طرح نصف ملک پر جب ابوعبداللہ کا قبضہ ہوگیا اور نصف سلطان کے قبضہ میں رہ گیا تو ابوعبداللہ نے فرڈلنڈ کی تجویز کی ہوئی تدبیر پر عمل کرکے اپنے مقبوضہ ملک پر فرڈلنڈ کا قبضہ کرادیا اس علاقہ کے اکثر مسلمان فرار ہوکر غرناطہ میں آگئے اور ابوعبداللہ کی غداری و مسلم کشی کا حال سنایا سلطان الزغل یہ حالات سن کر غرناطہ سے مالقہ کی جانب روانہ ہوا جہاں شاہ کیسل نے مسلمان رعایا کا قتل عام شروع کررکھا تھا سلطان ابھی مالقہ پہنچکر فرڈلنڈ سے ہم نبرد نہ ہونے پایا تھا کہ غرناطہ میں بغاوت عظیم برپا ہونے کی خبر پہنچی یعنی ابوعبداللہ غرناطہ کو خالی پاکر بعجلت وہاں پہنچا اور دارالسلطنت پر قابض ہوگیا سلطان غرناطہ کی طرف روانہ ہوا لیکن یہ معلوم ہوکر کہ غرناطہ پر ابوعبداللہ کا مستحکم تسلط ہوگیا ہے اور اب غرناطہ کا واپس لینا آسان نہیں رہا نا درآش ٹھہر گیا ادھر شاہ کیسل نے موقع پاکر مالقہ اور اس کے نواحی علاقہ کے ہزارہا مسلمانوں کو بلا دریغ قتل کیا ہزاروں کو پکڑ کر بطور غلام بنا لیا ۸۹۲ھ کے واقعات میں ابوعبداللہ یہ سمجھتا تھا کہ فرڈلنڈ سلطنت غرناطہ کے تمام علاقے جن پر اس کا قبضہ ہے مجھ کو سپرد کردیگا اور یہ سب کچھ میرے نفع کے لئے ہو رہا ہے مگر ۸۹۳ھ میں اس نے دیکھا کہ شاہ کیسل اپنے قبضہ آئے ہوئے علاقوں کو تو کیا واپس کرتا ابوعبداللہ کے قبضہ میں رہے ہوئے علاقوں پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے اب ابوعبداللہ کی آنکھیں کھلیں مگر اب افسوس بیکار تھا۔

۸۹۵ھ میں شاہ کیسل نے ابوعبداللہ پر چڑھائی کی ابوعبداللہ نے فوجیں جمع کرکے مقابلہ کیا اور بالآخر اس شرط پر صلح کی کہ قلعہ بسطہ اور شہر بسطہ عیسائیوں کے سپرد کردیا جائے گا شرط میں یہ تصریح موجود تھی کہ مسلمانوں کو زندہ و سلامت مع مال و اسباب شہر اور قلعہ سے باہر چلے جانے کی اجازت دی جائیگی لیکن عیسائیوں نے قلعہ اور شہر میں داخل ہوکر مسلمانوں کے تمام

لیکن اس پشت سے دعائیں لانا [illegible]

مال واسباب پہ زبردستی قبضہ کرلیا یہ واقعہ یعنی بسطہ پر عیسائیوں کا قبضہ محرم ۸۹۵ھ میں ہوا اس وقت بھی اندلس میں مسلمانوں کی ایسی حالت تھی کہ اگر وہ آپس کی نااتفاقیوں کو بالکل فراموش کردیتے اور متفق ہوکر عزم وہمت سے کام لیکر اپنی شوکت رفتہ کو واپس لانا چاہتے تو ضرور کامیاب ہوسکتے تھے اس وقت اگر اندلس کے اندر عبدالرحمٰن ثالث موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد میں سے کوئی ہوتا تو نہ صرف جزیرہ نمائے ہسپانیہ بلکہ تمام براعظم یورپ کو فتح کرسکتا تھا پہلے بیان ہوچکا ہے کہ الزغل وادی آش میں مقیم ہوگیا تھا وہ اپنے آپ کو اس علاقہ کا بادشاہ سمجھتا تھا شاہ کیسٹل کی حکومت جب صوبہ بسطہ پہ قائم ہوگئی تو اس نے صوبہ المیریا پر بھی قبضہ کرنا چاہا اور اس کام کے لئے الزغل سے سلام وپیام شروع کرکے کہا کہ تم صوبہ المیریا پر میرا قبضہ کرادو تو میں اپنی طرف سے یہ صوبہ تیری حکومت میں دیدوں گا الزغل غدار رضامند ہوگیا اور صوبہ المیریا پر فرڈیننڈ کا قبضہ کرادیا عیسائی اس نعمت غیر مترقبہ کو بلاکشت وخون یہ صوبہ قبضہ میں آگیا بہت خوش ہوئے اس کے بعد شاہ کیسٹل الزغل کو ہمراہ لیکر وادی آش میں آیا اور اس پر بھی قبضہ کرلیا المیریا اور وادی آش پر عیسائیوں کا قبضہ ہونا گویا اندلس سے مسلمانوں کی حکومت کا نام ونشان گم ہونا تھا اب شہر غرناطہ اور اس کے مضافات ہی مسلمانوں کے قبضہ میں رہ گئے تھے فرڈیننڈ نے خود غرناطہ کا محاصرہ شروع کردیا۔ الزغل فرڈیننڈ کے ہمراہ تھا مگر اس نے یہ ترغیب دے رکھا تھا کہ غرناطہ کے فتح ہوتے ہی تجھ کو اس تمام ملک کا بادشاہ بنادوں گا جب تمام سامان جنگ مہیا ہوگیا تو فرڈیننڈ نے سلطان ابوعبداللہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جس طرح الزغل نے اپنی رضامندی سے المیریا اور وادی آش کو ہمارے سپرد کردیا ہے اسی طرح تم بھی قلعہ الحمراء ہم کو دیدو اس کے صلہ میں جس قدر دولت چاہو گے اور اندلس میں جس حصہ کی حکومت منظور ہوگی وہ سپرد کردیں گے۔ سلطان ابوعبداللہ نے فرڈیننڈ کو جواب دیا کہ مجھے تو بطور خود تیرے ساتھ صلح کرلینا منظور ہے مگر مجبور ہوں کہ میری رعایا تیری شرائط کو کسی طرح قبول نہیں کرتی اور رعایا بہت پرجوش ہے چنانچہ ابوعبداللہ نے اگلے ہی روز حملہ کرکے بعض قلعوں پر قبضہ کیا مگر فلاف امید عیسائی غرناطہ پر حملہ آور ہوئے غرناطہ کی دیواروں کے سامنے سخت لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دیکر بھگا دیا فرڈیننڈ نے دیکھا کہ غرناطہ کا فتح کرنا آسان نہیں ہے وہ کسی دوسری فرصت اور رسد وسامان کیلئے وہاں سے ہٹ گیا اور محاصرہ اٹھا لیا عیسائیوں کے واپس جاتے ہی ابوعبداللہ نے جس قدر فوج موجود تھی اس کو لیکر البشرۃ پر حملہ کیا۔ غرناطہ کی اس متصلہ پہاڑی مقام پر عیسائی جو فوج چھوڑ گئے تھے اس کو قتل کرکے تمام علاقہ البشرۃ پر قابض ہوگیا قارئین کرام کو سخت حیرت ہوگی کہ اس سکرات موت کی ساعات میں بھی اندلسی مسلمانوں کی خانہ جنگی اور حسد وخود غرضی موجود تھی ابوعبداللہ نے جب البشرۃ پر قبضہ کیا تو الزغل بھی فرڈیننڈ کے واپس چلے جانے پر اسی علاقہ کے قریب چند ہمراہیوں کے ساتھ مقیم اور سلطنت غرناطہ کے خواب دیکھ رہا تھا اس نے البشرۃ پر ابوعبداللہ کے قبضہ کو اپنے حصول مقصد کے منافی تصور کیا وہ علاقہ البشرۃ میں پہنچکر اور قلعہ اندرش پہ قابض ہوکر بدامنی اور ہنگامہ برپا کرنے لگا یہ فرصت کے چند ایام جو مسلمان اپنی حالت کے درست کرنے اور سنبھالنے میں صرف کرسکتے تھے

ابوعبداللہ اور الزغل کی زورآزمائی اور خانہ جنگی میں ضایع ہوتے رہے یہ دونوں ابھی معروف پیکار ہی تھے کہ یکایک شاہ کیسٹل نے البشرۃ وغیرہ کو پھر فتح کرلیا اور بعض قلعوں کو مسمار کردیا مسلمان رعایا کو ان کے اموال ضبط کرنے کے بعد یا تو قتل کیا یا جلاوطن کردیا الزغل کو بھی بلاکر صاف صاف حکم سنا دیا کہ اب تمہاری دغا کی ضرورت باقی نہیں رہی تمہارے اوپر ہم اس قدر احسان کرسکتے ہیں کہ اگر تم اس ملک سے باہر جانا چاہو تو تم کو زندہ جانے دیں گے الزغل سیدھا افریقہ چلا آیا اور مقام تلمسان میں بحالت عزلت نشینی اپنی زندگی کے ایام بسر کئے اس مرتبہ فرڈیننڈ نے اپنے تمام مقبوضہ علاقوں کا خوب مستحکم بندوبست کیا مگر غرناطہ کو مطلق نہ چھیڑا اور اپنے دارالسلطنت کو واپس چلا آیا۔

دمِ واپسیں عرب

فرڈیننڈ کے جاتے ہی ابوعبداللہ نے قلعہ برشلونہ کو بعد محاصرہ فتح کرلیا اس فتح نے مسلمانوں کی ہمت کو بڑھایا مگر کوئی معقول نتیجہ نہیں نکلنے پایا تھا کہ ۱۲ جمادی الثانی ۸۹۶ھ میں فرڈیننڈ مع اپنی کامل قوت اور قلعہ شکن توپخانہ کے مضافات غرناطہ میں داخل ہوکر سرسبز وشاداب بستیوں کو تاراج وخاک سیاہ بناتا ہوا مسلمان باشندوں کے خون کی ندیاں بہاتا ہوا غرناطہ کے سامنے نمودار ہوا شہر کے قریب اس نے ایک دوسرے مختصر شہر کی بنیاد ڈالی جہاں سے وہ سات آٹھ مہینے تک غرناطہ پر حملے کرتا رہا مگر اس کی تمام محنت ضایع ہوئی اور ہزارہا عیسائی کام آئے غرناطہ کی پشت پر چونکہ جبل البشرات واقع تھا لہٰذا فرڈیننڈ شہر کا پورا محاصرہ نہیں کرسکتا تھا جبل شلیر سے تمام ضروری سامان شہر میں آرہا تھا اور اہل شہر کو اطمینان حاصل تھا جب موسم سرما آیا اور برف باری نے پہاڑی راستوں کو بند کردیا تو محصورین پر بڑی سختی ہونے لگی۔ ماہ صفر ۸۹۷ھ میں اہل شہر نے سلطان سے درخواست کی کہ جب تک ہمارے جسم میں جان باقی ہے دشمن کا مقابلہ کریں گے اب بھوکے مرنے کے عوض ہم میدان جنگ میں تیر وتفنگ کھاکر جان دینا پسند کرتے ہیں ہم کو امیر طارق ابن زیاد کا معرکہ یاد ہے کہ اس فاتح اندلس نے مٹھی بھر جمعیت سے ایک لاکھ عیسائیوں کی فوج کو وادی لکہ میں شکست فاش دی تھی ہماری تعداد جو محصور ہیں اس وقت بیس ہزار سے کچھ کم ہے لیکن چونکہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہم کو عیسائیوں کی اسی ہزار باسامان فوج سے ہراساں ہونے کی مطلق ضرورت نہیں۔ سلطان ابوعبداللہ نے دیکھا کہ اہل شہر کا اضطراب دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگر جلد صلح یا جنگ کا تصفیہ نہ ہوا تو لوگ باغی ہوکر کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جس سے بڑا نقصان عظیم پہنچے اس نے وزراء اور امراء سلطنت کو طلب کرکے مجلس مشورت منعقد کی قصر الحمراء میں یہ مجلس منعقد ہوئی جس میں شیوخ وعمائد شہر بھی شریک تھے۔ ابوعبداللہ نے کہا کہ:-

"اب عیسائی لوگ جب تک شہر پر قبضہ نہ کرلیں گے محاصرہ سے باز نہ آئیں گے اب تم لوگ بتلاؤ کہ اس وقت میں کیا تدبیر کی جائے" شاہ ابوعبداللہ کا حوصلہ اس قدر پست ہوگیا تھا کہ اس چند الفاظ کے سوا اس کی زبان سے اور کوئی جملہ نہ نکل سکا۔ اس کے جواب میں حاضرین نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ صلح کرلیجائے مگر بہادر سپہ سالار موسیٰ ابن ابی غسان کی جوش میں آکر کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا کہ:-

"ابھی تک کامیابی کی امید باقی ہے ہم کو ہرگز ہمت نہ ہارنی چاہئے ہم کو آخر تک مقابلہ کرنا چاہئے مجکو امید ہے کہ ہم عیسائیوں کو ضرور بھگادیں گے اور ان کا محاصرہ اپنے شہر سے اٹھادیں گے۔"

مگر اس کی تمہارائے کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکی یہی قرار پایا کہ اگر ہم جنگ میں کامیاب نہ ہوئے تو عیسائی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے لہذا ایسے شرائط پر صلح کر لی جائے جس سے مسلمانوں کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچے چونکہ فوج اور رعایا جنگ پر آمادہ تھی اسلئے ابو عبداللہ نے اپنے وزیر ابوالقاسم عبدالملک کو خفیہ طور پر فرڈیننڈ کے پاس بھیجا عیسائی قلعہ کی حالت سے ناواقف تھے اس وقت تک وہ مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے تھے نہایت بد دل اور افسردہ ہو رہے تھے ابوالقاسم وزیر کے آنے اور پیغام صلح سننے سے بہت ہی خوش ہوئے شاہ کیسٹل نے اس درخواست کو فوراً منظور کر لیا۔ اس راز کو رعایا سے پوشیدہ رکھنے کی غرض سے ابوالقاسم راتوں کو قلعہ سے باہر جا کر عیسائیوں سے ملاقات کرتا اور صلحنامہ کے شرائط طے کیا کرتا تھا بڑی ردوکد کے بعد شرائط طے ہوئے اور صلحنامہ پر ابو عبداللہ اور فرڈیننڈ شاہ کیسٹل کے دستخط ہوگئے اس صلحنامہ کی بعض اہم شرائط یہ تھیں:-

(۱) مسلمانوں کو اختیار ہوگا کہ شہر کے اندر یا باہر چلے جائیں کسی مسلمان کی جان و مال کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائیگا۔ (۲) مسلمانوں کے مذہبی امور میں عیسائی کوئی دخل نہ دیں گے۔ (۳) کوئی عیسائی مسجد میں نہ گھسنے پائیگا (۴) مساجد اور اوقاف بدستور قائم رہیں گے۔ (۵) مسلمانوں کے معاملات شرع اسلام کے موافق مسلمان قاضی طے کریں گے۔ (۶) طرفین کے قیدی رہا کر دیئے جائینگے۔ (۷) اگر کوئی مسلمان اندلس سے افریقہ جانا چاہے تو سرکاری جہاز میں وہ افریقہ پہنچا دیا جائیگا۔ (۸) جو عیسائی مسلمان ہوگئے ہیں وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور نہ کئے جائینگے۔ (۹) اس جنگ میں جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا ہے وہ بدستور ان کے پاس رہے گا۔ (۱۰) موجودہ ٹیکس کے علاوہ کوئی نیا ٹیکس مسلمانوں پر نہ لگایا جائیگا۔ (۱۱) تین سال تک مسلمانوں سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائیگا جو ٹیکس وہ اب ادا کر رہے ہیں وہ بھی تین سال تک معاف رہیگا۔ (۱۲) سلطان ابوعبداللہ کے سپرد البشرات کی حکومت کر دی جائیگی۔ (۱۳) آج سے ساٹھ روز کے اندر اس معاہدہ کی شرائط کی تکمیل پورے طور پر کر دی جاویگی (۱۴) ساٹھ روز کے اندر شہر غرناطہ اور قلعہ الحمرا اور توپخانہ اور دیگر تمام سامان جنگ جو اس وقت قلعہ میں موجود ہے اس پر عیسائیوں کا قبضہ کرا دیا جائیگا۔

اس عہدنامہ پر یکم ربیع الاول ۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء کو دستخط ہوئے تھے اس کی خبر اہل شہر اور فوج سے پوشیدہ نہ رہ سکی عام طور پر بددلی پھیل گئی اور آوازیں بلند ہونے لگیں کہ سلطان نے مفت سلطنت کو ضائع کر دیا سلطان بہت پریشان ہوا اور اس خیال سے کہ فتنہ پرداز لوگ بغاوت نہ کھڑی کر دیں ساٹھ روز پورے ہونے سے پہلے ہی یعنی ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ کو شہر عیسائیوں کے سپرد کر دیا فرڈیننڈ شاہ کیسٹل نے اندلس کے سب سے بڑے پادری منڈوزہ کو حکم دیا کہ وہ مع فوج پہلے شہر میں داخل ہو اور قلعہ الحمرا کے سب سے بلند برج پر سے اسلامی نشان کو گرا کر صلیب نصب کر دے تاکہ اس نیک شگون کو دیکھتے ہی بادشاہ مع اپنی ملکہ ازابلا کے شہر میں داخل ہو جب سلطان ابو عبداللہ نے منڈوزہ کو قلعہ میں آتے دیکھا مع پچاس امرا کے گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ سے باہر نکل آیا اس وقت کی کیفیت کا تصور ہر شخص کر سکتا ہے کہ شہر پر کیسی اداسی چھائی ہوئی ہوگی مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذر رہی ہوگی عیسائیوں کی خوشی کا حال بھی تحریر میں نہیں آسکتا عیسائی بادشاہ اور ملکہ ازابلا شاہی لباس پہن اپنے لشکر کے ساتھ صلیب بلند ہونیکا انتظار کر رہے تھے سب کی نگاہیں قصر الحمراء کے سب سے بلند برج کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ سامنے سے ابو عبداللہ نے فرڈیننڈ شاہ کیسٹل کے قریب آکر قلعہ کی کنجیاں حوالے کیں اور کہا: "اے طاقتور بادشاہ اب ہم تیری رعایا ہیں یہ شہر اور تمام ملک ہم تیرے سپرد کرتے ہیں کیونکہ خدا کی یہی مرضی تھی ہم کو یقین ہے کہ تو رعایا کے ساتھ ہمیشہ شریفانہ اور فیاضانہ برتاؤ روا رکھیگا"

فرڈیننڈ چاہتا تھا کہ کچھ تشفی آمیز الفاظ کہے لیکن ابو عبداللہ بلا توقف آگے بڑھ گیا اور ملکہ ازابلا سے ملتا ہوا البشرات کی طرف جہاں اس کا اسباب اور رشتہ دار پہلے ہی جا چکے تھے روانہ ہو گیا اتنے میں چاندی کی صلیب قصر الحمراء کے برج پر بلند ہو کر آفتاب کی شعاعوں میں چمکنے لگی اور عیسائی بادشاہ فاتحانہ شہر میں داخل ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب ابو عبداللہ البشرات کے پہاڑ کی ایک چوٹی پر پہنچا تو بے ساختہ اس نے مڑ کر غرناطہ کی طرف دیکھا اور اپنے خاندان کی گذشتہ عظمت و شان پر آخری نظر ڈال کر زار و قطار رونے لگا سلطان کی ماں نے جو اس وقت ہمراہ تھی کہا کہ "جب تو باوجود ایک مرد سپاہی پیشہ ہونے کے اپنے ملک کو نہ بچا سکا تو اب مثل عورتوں کے ایک گم شدہ چیز پر رونے سے کیا فائدہ"

پہاڑ کی یہ چوٹی اس وقت تک "دم واپسیں عرب" کے نام سے مشہور ہے۔

خاتمہ

آج کی داستان ختم ہو چکی ہے مگر خاتمہ میں اتنی بات اور عرض کر دینی ضروری ہے کہ عیسائیوں نے تمام معاہدوں کو فراموش کر دیا تھا انہوں نے معاہدہ کی کسی ایک شرط کو بھی پورا نہیں کیا فرڈیننڈ نے ابو عبداللہ کو البشرات میں بھی نہیں رہنے دیا تھوڑے سے روپے دیکر البشرات کو بھی ابو عبداللہ سے خرید لیا اور ابو عبداللہ اندلس سے افریقہ جا کر بادشاہ مراکش کا نوکر ہو گیا تھا وہیں ۹۴۰ھ میں فوت ہوا۔

عیسائیوں نے تمام ملک میں اپنی مذہبی عدالتیں قائم کیں جہاں ہزاروں مسلمان اس جرم میں کہ ان کا دین اسلام تھا آگ میں جلا دیئے گئے ۱۵۰۲ء میں ایک عام حکم مسلمانوں کو دیا گیا کہ یا تو دین مسیحی اختیار کرو یا مرنا قبول کرو چنانچہ چن چن کر مسلمانوں کو قتل کیا گیا بعض کو افریقہ جانے کی اجازت بھی دیدی گئی۔ انہوں نے جہاز کرایہ پر لیا اپنی بیوی بچوں کے ساتھ جو سب سے زیادہ قیمتی سامان ان کا تھا وہ نایاب اور قیمتی کتابوں کے ذخائر تھے مگر ان تمام جہازوں کو ساحل افریقہ تک پہنچنے سے پہلے سمندر کے اندر غرق کر دیا گیا اور اس طرح عیسائیوں نے نہ صرف ذی علم مسلمانوں بلکہ نایاب کتب خانوں کو بھی سمندر کی تہ میں پہنچا کر اپنی خدا ترسی، تہذیب اور علم دوستی کا ثبوت دیا۔

عبرت

اس زمانہ کے مسلمان اگر چاہیں تو اندلس کی یہ جگر خراش داستان پڑھ کر آپس کی نا اتفاقی اور خانہ جنگی کے ہیبت ناک نتائج پر غور کر سکتے ہیں اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔

باہمارت مزدوروں منتظموں اور سرمایہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اختلاف رائے ان دوسرے عاملین کی رسد کے بارے میں پیدا ہوتا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ ملک کے موجودہ حالات جلد بدلنے والے نہیں ہیں چند ناقابل تسخیر مشکلات ترقی کی راہ میں حائل ہیں مثلاً لوگوں کی مذہب پرستی جو انھیں دنیا سے زیادہ عاقبت کی فکر میں مبتلا رکھتی ہے معاشرتی رواج ملکیت کے قوانین وراثت کے قوانین اور شادی بیاہ کے طریقے جن سے آبادی میں اضافہ، تندرستی میں کمی اور تنظیم میں دشواری واقع ہوتی ہے لوگوں کے آپس کے اختلافات اور کمزوریاں جن کی وجہ سے جھگڑوں کے چکانے اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے ایک غیر ملکی حکومت کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ سرمایہ، تنظیم اور باہمارت مزدوروں کی کمی جس کی وجہ سے صنعت و زراعت اپنی موجودہ سطح پر قائم ہیں یہ حالات محض حکم دینے سے نہیں بدلے جا سکتے بلکہ انہیں رفتہ رفتہ نہایت محنت اور انتظار کے بعد بدلا جا سکے گا۔ اگر ہندوستان باہر کے ملکوں سے مصنوعات منگا رہا ہے اور خود انھیں اشیاء خام بھیجتا ہے تو اس کا فائدہ دراصل اسی پالیسی کے اختیار کرنے میں ہے۔ موجودہ حالات میں ہر چیز کو جیسا ہونا چاہیے ویسی ہے۔ اس سے بہتر محض لوگوں کے شور مچانے سے نہیں ہو سکتی۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہیں یہ سب چیزیں بہت جلد بدلی اور بہتر بنائی جا سکتی ہیں اگر حکومت قوم پرستوں کے ہاتھ میں آجائے ان کے نزدیک برطانوی حکومت خود غرضی کی بنا پر ہندوستان میں صنعتی ترقی نہیں ہونے دیتی قومی حکومت قائم ہوتے ہی ملک میں صنعتیں قائم ہوں گی روزگار ترقی پائے گا اور ملک کی ساری مشکلات رفع ہو جائیں گی تیسرا فریق صرف برطانوی حکومت کو الزام نہیں دیتا بلکہ شہنشاہیت اور سرمایہ داری کے نظام کو تمام مصائب کا سرچشمہ قرار دیتا ہے اس کا خیال ہے کہ برطانوی سامراجی نظام عذاب و لعنت کی شکل میں ہندوستان پر مسلط ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی اسے امید ہے کہ ہندوستان کی ساری مشکلوں کا حل ہو جائے گا۔ غرضکہ یہ لوگ وسائل دولت کی خراب تنظیم اور خراب تقسیم کی شکایت کرتے ہیں اور اپنی تمام امیدیں اصلاح اور انقلاب کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے مفہوم کی وضاحت کیلئے قصداً انتہا پسندوں کی مثال کو سامنے رکھا ہے ان میں اعتدال پسند لوگ بھی ہیں جو درمیانی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں تفصیل کے ساتھ ان گروہوں کے خیالات کی وضاحت اور ان پر تنقید کروں یہاں میں صرف اپنے ذاتی نتائج کو بیان کر سکتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کی تبدیلی سے ملک میں روزگار کو بہت خاصی وسعت دی جا سکتی ہے۔ بلاشبہ برطانوی شہنشاہیت کی طرف سے ہندوستان کی صنعتوں کی ترقی کے لئے اتنی کوشش نہیں کی جا رہی ہے جتنی ایک ملکی حکومت یقیناً کرتی بلکہ زمانہ کر رہی ملکی حکومت نسبتاً زیادہ ترقی دے سکے گی ملکی حکومت کے قائم ہونے سے ملک والوں کے لئے ہزاروں روزگار بھی نکلیں گے اور نئی نئی راہیں پیدا ہوں گی غیر مساوی تقسیم دولت رفع کرنے سے بھی ملک میں آبادی کی پرورش کرنے کا زیادہ موقع نکل سکیگا۔ ان تمام امکانات کی صحت کا مجھے پورا اعتراف ہے لیکن پھر بھی میں اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوں کہ ملک میں بھوکوں اور ننگوں کی اتنی کثرت ہے کہ اگر آبادی کو کم نہیں کیا گیا تو وسائل دولت کی یہ متوقع فراوانی بھی آبادی کے معیار زندگی کو امریکہ اور یورپ کے مہذب ملکوں کے معیار تک پہنچانے میں ناکامیاب ثابت ہوگی۔

ہندوستان میں ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان یعنی دس سال میں جو آبادی کا اضافہ ہوا ہے محض اس کا مقابلہ اگر دوسرے ملکوں کی آبادی سے کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اضافہ فرانس یا اٹلی کی مجموعی آبادی کے برابر ہے اور اسپین یا پولینڈ جیسے بڑے بڑے ملکوں کی آبادیوں سے زیادہ ہے ہندوستان دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ آباد ملک ہے اس کی آبادی اب چین سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دنیا کی تقریباً ⅕ آبادی ہندوستان میں بسی ہوئی ہے ہندوستان کا رقبہ ریاستہائے متحدہ امریکہ سے نصف ہے لیکن اس کی آبادی امریکہ سے تین گنی ہے یعنی ہندوستان امریکہ سے ۶ گنا زیادہ آباد ہے۔ انگلستان اور ہندوستان کا مقابلہ کیا جائے تو اس میں شک نہیں انگلستان کی آبادی فی مربع میل ہندوستان سے تین گنا زیادہ نظر آئے گی لیکن انگلستان ایک صنعتی ملک ہے اور تمام سلطنت برطانیہ کے وسائل دولت اس کے تصرف میں ہیں بلجیم اور ہالینڈ میں بھی آبادی فی مربع میل ہندوستان سے تیز [illegible] ہے۔ لیکن ان ملکوں میں زراعت اور تجارت انتہائی عروج و کمال کو پہنچی ہوئی ہے [illegible] ان ملکوں کا مقابلہ ہندوستان کے تمام صوبوں اور ریاستوں کے اوسط سے کیا ہے جس میں زرخیز اور غیر زرخیز آباد اور غیر آباد سب طرح کے علاقے شامل ہیں اگر ان کا مقابلہ ملک کے محض ان علاقوں سے کیا جائے جن کے قدرتی حالات بلجیم اور نیدرلینڈس سے ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً بنگال، مشرقی یوپی جنوبی ہندوستان کے مشرقی ساحل کا زیریں علاقہ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے ان علاقوں کی آبادی فی مربع میل بلجیم اور ہالینڈ سے کم نہیں ہے ماہرین زراعت نے تخمینہ کیا ہے کہ زراعت کے پیشہ سے موافق ترین حالات میں ایک معقول معیار زندگی کے ساتھ صرف ۲۵۰ آدمی فی مربع میل گذر اوقات کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی تین چوتھائی آبادی کا پیشہ زراعت ہے کسانوں کی جوت میں آج جو رقبے ہیں وہ بہت مختصر ہیں ۱۹۱۱ء میں بنگال میں کھیتی کے کام کرنے والے لوگوں کی جوت میں اوسطاً ۲.۲ ایکڑ کا رقبہ تھا ہندوستان کے دوسرے بڑے بڑے صوبوں میں یہ رقبہ اوسطاً تین ایکڑ ہوتا تھا۔ بمبئی سرحدی صوبہ اور پنجاب میں البتہ یہ رقبہ اوسطاً ۱۰ ایکڑ تھا۔ ۱۹۳۱ء میں تمام ہندوستان کے لئے مزروعہ زمین فی کس [illegible] ایکڑ تخمینہ کی گئی تھی اور اس میں الیارقبہ جس پر اضافی خوردنی بوئی جاتی ہیں فی کس [illegible] ایکڑ تخمینہ کیا گیا تھا۔ زمینوں کی کاشت نفع بخش طریقے پر اس وقت تک نہیں کی جا سکتی جب تک کاشتکاروں کی جوت میں رقبہ نہ بڑھایا جائے اگر ہندوستان میں صنعتیں ترقی پا جائیں

تو آبادی کا جو دباؤ زمین پر ہے مزید کم ہوگا۔ لیکن زراعت کو ہندوستان کے پیشوں میں ایک امتیازی اہمیت حاصل رہے گی اور اس کی پیداوار کی ترقی کے محدود ہونے کی وجہ سے ملک کی مجموعی پیداوار کی رفتار ترقی بھی سست رہے گی۔ صنعتوں کی ترقی کے امکانات کے بارے میں جن توقعات کو قائم کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں ان میں بہت سی ضرور پوری ہونگی آبادی کے لئے ان سے روزگار میں ضرور اضافہ ہوگا تجارت اور دوسرے دستکاروں کی ترقی سے بھی حالت بہتر ہوگی۔ لیکن اگر آبادی میں فرانس کی مجموعی آبادی کے برابر محض اضافہ ہوتا رہا تو نئے روزگار کہاں تک فراہم کئے جا سکیں گے اور ملک کی فی کس سالانہ آمدنی کو دوسرے ملکوں کی سالانہ فی کس آمدنی کی سطح تک کیسے بلند کیا جا سکیگا۔

ہندوستان کی سالانہ پیداوار فی کس ۷۰ روپے تخمینہ کی گئی ہے اس کے مقابلے میں انگلستان کی سالانہ پیداوار فی کس ۵۱۳ روپے۔ کناڈا کی ۸۰۰ روپے اور امریکہ کی ایک ہزار روپے بیان کی گئی ہے۔ جب تک ہندوستان کی پیداوار فی کس ان ترقی یافتہ ملکوں کے برابر نہیں ہو گی یعنی یہاں کی مجموعی پیداوار میں آٹھ گنا بارہ گنا اور سولہ گنا اضافہ نہیں ہوگا ہندوستان کبھی بھی انگلستان کناڈا اور امریکہ کے معیار راحت تک نہیں پہنچ سکے گا۔ کیا ہندوستان کی پیداوار کو بارہ گنا اور سولہ گنا بڑھایا جا سکتا ہے۔

زراعتی پیداوار کے بڑھانے کا جہاں تک تعلق ہے اس سے بہت زیادہ توقعات قائم نہیں کی جا سکتیں زمین پر آبادی کا بوجھ اس وقت بہت زیادہ ہے صنعت و تجارت اور دوسرے پیشوں کی ترقی سے ایک عرصہ تک تو اس بوجھ کے کم ہونے کا ہی کام لیا جائے گا اور لوگوں کی خوشحالی میں اضافہ آہستہ آہستہ ہی ہوگا۔ اگر اس دوران میں آبادی میں اضافہ کا سلسلہ جاری رہا تو زمین سے زراعت و صنعت کی ترقی کے ذریعے آبادی کا بوجھ جتنا گھٹنا چاہیے اتنا کم نہ ہو سکیگا اور پیداوار کے اضافہ کا ایک اچھا خاصا بڑا حصہ نئی آبادی کے پالنے اور پرورش کرنے میں صرف ہوتا رہے گا اس لئے زندگی کی راحتیں اور آسائشیں نہ بڑھ سکیں گی یا بڑھیں گی تو بہت کم بڑھیں گی۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ اگر آئندہ دس سال میں ہم اپنی زراعت کی پیداوار کو ڈیڑھ گنا اور صنعت و تجارت وغیرہ کی پیداوار کو چار پانچ گنا ترقی دینے میں کامیاب ہوئے جو میرے خیال میں ترقی کی خاصی اچھی رفتار ہوگی تو ہماری مجموعی پیداوار آج کے مقابلہ میں شاید دگنی ہو جائے گی یہ بہت بڑا زبردست کارنامہ ہوگا۔ اور اگر غیر معمولی کوششوں سے ہم پیداوار کو کہیں تین گنا یا چار گنا بڑھا سکے تو سمجھئے کہ ہم ایک معجزہ کر دکھائیں گے لیکن اس تمام ترقی کے باوصف نتیجہ کیا ہوگا؟ ہم اپنے معیار کو صرف جاپان کے پست معیار کی سطح تک بلند کر پائیں گے لیکن اگر اس اثناء میں آبادی کے سیلاب نے پچھلے دس سالوں کی طرح اٹلی یا فرانس کی مجموعی آبادی کے برابر ہمارے یہاں آبادی کا محض اضافہ جاری رکھا تو ہماری بہت سی اضافہ شدہ پیداوار تو اس نئی آبادی کے ہی نذر ہو جائے گی اور حصہ رسدی فی کس اسی نسبت سے کم ہو جائے گا۔ ان واقعات کی روشنی میں جب ہم آبادی کے مسئلہ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے یہ ضروری اور لازمی ہو جاتا ہے کہ ہم آبادی کی تعداد کو محدود کریں اور اسے ایک معقول حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیں۔

آبادی کے محدود رکھنے کی صورت میں جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا جا چکا ہے ایک تو یہ ہو سکتی ہے کہ دوسرے ملکوں کو ہجرت کی جائے اور دوسری یہ کہ نئی پیدائش کو روکا یا کم کیا جائے۔ ہندوستان کو دوسرے ملکوں میں اپنی آبادی کے منتقل کرنے کی سہولتیں بہت کم حاصل ہیں۔ ایک دو کو چھوڑ کر باقی تقریباً تمام نوآبادیوں نے یہاں آبادی کے پھیلنے کی گنجائش ہے۔ ہندوستان کے مہاجروں کا داخلہ بند کر رکھا ہے۔ ہندوستان کے تقریباً ۲۳ لاکھ آدمی سلطنت برطانیہ کی مختلف نوآبادیوں میں بسے ہوئے ہیں۔ سلطنت برطانیہ سے باہر جو ہندوستانی رہتے ہیں ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ موجودہ حکومت کی کوششوں سے یا ہندوستان کے خود مختار اور آزاد ہونے کے بعد ممکن ہے ہندوستانیوں کو غیر ملکوں میں نسبتاً بہتر سہولتیں مل سکیں۔ لیکن اس ذریعہ سے ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ کچھ زیادہ کم نہ ہو سکے گا۔

اس لئے آخر میں آبادی کو محدود کرنے کا ذریعہ صرف پیدائش اولاد کو کم کرنا رہ جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پیدائش اولاد کو کس طرح کم کیا جائے۔ ہندوستان کے لوگوں کے جذبات اور خواہشات کا جہاں تک تعلق ہے نہ اس قسم کی کوششوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن دونوں میں سے کسی ایک طریقے کے اختیار کئے بغیر معیار زندگی میں نمایاں ترقی کی توقع نہیں کی جا سکتی یا تو ضبط نفس اور برہم اچاریہ کا طریقہ اختیار کیا جائے یا مانع اولاد طریقوں کو عام رواج دیا جائے۔ پہلا طریقہ بلاشبہ بہت پسندیدہ اور اخلاقی حیثیت سے بلند اور ارفع ہے اور اس کے اختیار کرنے کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں شادی کو ملتوی کیا جائے۔ شادی کے بعد جنسی خواہشات کو حد اعتدال میں رکھا جائے ورزش اور جسمانی تربیت کا شوق پیدا کیا جائے علمی تحقیقات اور خدمت خلق سے دلچسپی پیدا کی جائے وغیرہ۔

دوسرا طریقہ یعنی مانع اولاد طریقہ کمزور قوت ارادی اور طاقتور جنسی خواہشات رکھنے والے لوگوں کے لئے ہے۔ بعض لوگ اس کے حامی ہیں لیکن اس کے خلاف سخت اخلاقی اور مذہبی اعتراضات کئے جاتے ہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ ضبط نفس کا طریقہ اختیار کیا جائے بہر حال طریقہ جو بھی اختیار کیا جائے آبادی کو ہندوستان کے موجودہ حالات میں محدود رکھنا نہایت ضروری ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے موجودہ پست معیار زندگی میں ترقی ہو۔ ہم دنیا میں کیڑوں کی طرح رینگنے کے بجائے سر اٹھا کر انسانوں کی طرح چل پھر سکیں ہمارا وجود ہمارے ملک اور قوم کے لئے موجب افتخار اور وجہ نازش ہو۔

برمنگھم میں سینکڑوں اشخاص بستروں سے اٹھکر اپنے شب خوابی کے لباس ہی میں بازاروں میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ ڈی ویلیرا دوبارہ پریزیڈنٹ منتخب ہوگیا۔

یونان یونان میں بھی ڈیوک آف ونڈسر سابق شہنشاہ برطانیہ کا ایک مرید پیدا ہوگیا۔ شاہ یونان کا بھائی شاہزادہ پال ولیعہد سلطنت ہے وہ ایک معمولی خاندان کی عورت پر عاشق ہوگیا ہے۔ . . . . اور یہ طے کرلیا ہے کہ اگر اسے اس سے شادی کی اجازت نہ دی گئی تو وہ تاج و تخت سے دست بردار ہوجائے گا۔ چنانچہ اس نے شاہ کو لکھا ہے کہ میری محبوبہ آداب شاہی کی نازک خواتین سے بدرجہا بہتر ہے۔ محبوبہ چوبیس سال کی ایک حسین اور خوش مزاج دوشیزہ ہے اور ایک دولتمند زمیندار کی بیٹی ہے جس کا شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کچھ عرصہ سے شاہزادہ روپوش ہے اور بادشاہ کو لکھا ہے کہ جب تک مجھے میری محبوبہ سے شادی کی اجازت نہ ملیگی یونان میں قدم نہ رکھوں گا۔ ترکی سے اتحاد بڑھ رہا ہے۔ غازی عصمت پاشا کا دورہ بلیت کامیاب رہا ہے۔

اسپین ہسپانیہ میں باغیوں کا زور بڑھ رہا ہے جس روز صدر جمہوریہ ہسپانیہ نے یہ تقریر کی ہے کہ حکومت کی فوجی طاقت بہتر ہے اور حکومت کے پاس پانچ لاکھ سنگینیں خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے بیتاب ہیں اسی روز باغیوں نے میڈرڈ کی طرف بڑھکر خوفناک جنگ شروع کردی چھتیس بمباز طیاروں نے سرکاری مورچوں پر تیاری کے ساتھ بمباری کی ان کی پیادہ فوج بھی بلارکاوٹ بڑھتی چلی گئی۔ سرکاری فوجیں اس بمباری کی تاب نہ لاسکیں۔ بکڑیہ کراس اور سان سباتین سے فوجیوں سے بھری ہوئی گاڑیاں سینٹ لوکھرا بنہ سرے محاذوں پر روانہ کردی گئی ہیں۔ یکم جولائی سے بیکر ۱۱ جولائی تک میڈرڈ کے محاذ پر ۱۷ سرکاری ہوائی جہازوں کو گولہ باری کے ذریعہ نیچے گرادیا گیا اور ایک درجن جہازوں پر قبضہ کرلیا گیا۔ ۲۱ سرکاری ٹینک تباہ کردیئے گئے اور ۹ پر قبضہ کرلیا گیا۔ ۲۲ جولائی کو پھر دارالحکومت میڈرڈ پر بمباری کی گئی جس سے بہت سے مجروح و ہلاک ہوئے۔ بم زیادہ تر زمین دوز ریلوے کے دروازہ پر جاکر گرے پناہ گزینوں پر مشین گنوں سے فائر کئے گئے۔ باغیوں کے ہوائی جہاز نے شہر ڈلوڈیق پر چارسو بم برسائے ۳۲۱ افراد مجروح ہوئے۔ ہسوگیلنی نے لکھا ہے کہ برطانیہ و فرانس ہسپانیہ کے اشتراکیوں کی کھلی امداد کررہے ہیں۔ اٹلی ہسپانیہ کی ہمدردی اور امداد کررہی ہے اور اسے جنرل فرانکو کی کامیابی سے خالص دلچسپی اور تعلق ہے۔ باغیوں کی کامیابی پیکامیابی ہوتی چلی جارہی ہے۔

بلجیم پریس کی اطلاع مظہر ہے کہ اہم ولادیلانی وزیر انصاف کے مستعفی ہوجانے پر وزیر اعظم نے بھی استعفا دیدیا ہے چونکہ صورت حالات نازک ہوچکی ہے۔ ہسپانیہ کی جنگ اور جرمنی و فرانس کی حربی تیاریوں نے فضا کو مکدر کر رکھا ہے اس لئے شاہ بلجیم نے استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کردیا ہے۔

پرتگال وزیر اعظم پرتگال ڈاکٹر سالزار حقیقی معنوں میں پرتگال کے ڈکٹیٹر ہیں انہی کی سیاسی کے ساتھ انتظام کررہے ہیں لیکن مرتبہ کی تجارت نے جو آمدنی اٹھائی ہے اس کے جھونکے اس قریبی ملک تک بھی پہنچ رہے ہیں اس لئے یہ بھی محفوظ نہیں ہے اور ان کے خلاف بھی سازشوں کا ایک طوفان برپا ہے اور حال ہی میں ایک خوفناک سازش کا انکشاف ہوا ہے آپ اپنے ایک دوست کے مکان میں داخل ہورہے تھے کہ یکایک ایک بم پھٹا ڈاکٹر صاحب اس حادثہ سے بال بال بچ گئے البتہ فرش کئی جگہ سے اڑگیا عام خیال یہی ہے کہ اس سازش کے تار جبل ہسپانیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں یہ حادثہ پیش آیا ہے۔

فرانس شاہ حبش ہیلی سلاسی اپنے عہد حکومت میں ایک فرانسیسی کمپنی کو ریلوے بنانے اور اس کی حفاظت کرنے کے لئے ایک رقم کثیر دی تھی اسی دوران میں انقلاب سلطنت ہوگیا۔ اب شاہ حبش نے اس رقم کی واپسی کے لئے چوالیس لاکھ روپے پر مشتمل ہے پیرس کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا ہے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ حکومت فرانس نے ابھی تک شاہ اٹلی کو شہنشاہ تسلیم نہیں کیا ہے اس لئے اس کے نزدیک ابھی تک ہیلی سلاسی شاہ حبش ہے اس مقدمہ سے دنیا بھر میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا جارہا ہے اور پیرس میں بھی لوگ اس سے بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ فرانس نے بڑی دولت جمع کرلی ہے۔ اس کی جنگی سرگرمیاں بھی انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جرمنی کی سرگرمیاں اور تیاریاں اسے مشوش بنائے ہوئے ہیں ہر وقت حملہ کا اندیشہ ہے اسی بنا پر اس کی تمام تر توجہ فوری مدافعانہ تحفظ پر مبذول ہے اور وہ خاموشی کے ساتھ اپنی طاقت بڑھا رہا ہے۔

امریکہ فلپائن پر ۱۸۹۸ء سے امریکہ کا قبضہ ہے اور ایک مدت سے ملکی باشندے آزادی کے لئے ساعی ہیں جس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ مجبور ہوکر امریکہ نے اعلان کردیا ہے کہ فلپائن کو ۱۹۴۶ء میں کامل آزادی عطا کردی جائے گی۔ مگر وہاں کی اصلاح یافتہ اسمبلی نے اس اعلان کے جواب میں لکھا ہے کہ اس میعاد کو گھٹا کر ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۷ء تک میں آزادی کا اعلان کردینا چاہیئے تاکہ فلپائن میں باشندگان ملک بھی اسے سمجھتے ہیں نتیجہ خواہ کچھ ہو مگر ان میں غضب کی بیداری پیدا ہوچکی ہے اب نانے سے کام نہ چلیگا اور فلپائن والے جس طرح بھی ہوگا امریکہ سے خود کو آزاد کراکر رہیں گے۔ امسال امریکہ میں گرمی بہت شدت کی پڑ رہی ہے۔

ہندوستان

اس ماہ میں بہار کے اندر پٹنہ کے قریب پنجاب میل ہوڑہ ایکسپریس پٹری سے اتر گئی یہ حادثہ ایک نہایت خیز حادثہ ہے اور اپنی نوعیت میں انتہا ہوتا اور دلخراش ہے جس کی کوئی مثال ہندوستان میں نہیں مل سکتی۔ ہلاک شدگان کی تعداد ۱۲۲ اور مجروحوں کی تعداد ۲۰۰ تک پہنچ گئی ہے جن میں

پچاس فیصدی مسلمان بتائے جاتے ہیں ہندوؤں میں اکثریت پنجابیوں کی ہے چھ عورتیں اور دو بچے بھی اس حادثہ میں ہلاک ہوئے۔ متعدد بوگیاں بالکل چکنا چور ہو گئیں۔ بہت سی لاشوں کی حالت ایسی بگڑ گئی تھی کہ ان کی شناخت بھی نہ ہو سکی۔ بہت سی عورتیں اور بچے خون میں ڈوبے ہوئے تھے لاشوں کے لوتھڑے اور گوشت وغیرہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے ایک ٹکٹ کلکٹر اپنی بیوی بچوں سمیت ہلاک ہو گیا۔ مرنے والوں میں زیادہ تعداد غرباء ہی کی ہے کیونکہ تمام تر نقصان تھرڈ کلاس کی بوگیوں ہی کو پہنچا۔ منظر اتنا دردناک تھا کہ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑتے تھے دیکھنے والی عورتیں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔ گورنر اور دو افسران تک موقع پر پہنچے اور حالات کا مشاہدہ بچشم العین کیا۔

سرحدی حالات بدستور ہیں۔ ۴۵ ہزار فوج سرگرم عمل ہے اور ایک لاکھ روپیہ روزانہ وزیرستان پر صرف ہو رہا ہے۔ آج حالات سکون پذیر ہو جاتے ہیں کل بصورت حالات بگڑ جاتی ہے۔ یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ **مصالحت** ہو رہی ہے مگر اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ حملوں اور جنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ فقیر ایپی کے متعلق اعلان ہوا تھا کہ وہ غائب ہو گیا ہے مگر حال ہی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ پھر نمودار ہو گیا ہے اور بڑے اثر سے کام لے رہا ہے مگر حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے؟

مسٹر غنی بیرسٹر پر ایک نوجوان مسلمان نے قاتلانہ حملہ کر کے شدید زخم پہنچائے وہ گرفتار ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان پر حملہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے کتاب شاتم رسول پر دیباچہ لکھا تھا اور اس سے اسے اشتعال ہوا تھا۔ اس وقت تو حالت اندیشہ سے خالی نہ تھی لیکن اب رو بصحت ہیں۔

سیٹھ جمنا لال بجاج کی ذات ہندو قوم کے لئے باعث فخر ہے کہ انہوں نے پانچ سال تک پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہندی زبان کی اشاعت و مقبولیت کے پروپیگنڈا کرنے کو عطا فرمائے ہیں اور ہدایت کی ہے کہ اس رقم سے ان صوبوں میں ہندی رائج کرنے کی سعی کی جائے جہاں یہ رائج نہیں ہے۔

جھانسی جالون اور ہمیر پور کے حلقہ انتخاب میں کانگریس اور لیگ کے امیدواروں میں شدید مقابلہ تھا۔ ہر طرف شدت و شکوہ کے ساتھ مساعی عمل میں لائی گئیں اور موافق و مخالف خیال کے زعماء و علماء کی طرف سے پر زور تقریریں اور کوششیں کی گئیں مگر اتفاق تھا کہ ۔۔۔ ساٹھ ووٹوں سے مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر رفیع احمد قدوائی منتخب ہو گئے اور کانگریس کو بوجوہ ناکامی ہوئی بس پر آئے تو ندامت نہیں مگر لیگ والے بڑی خوشی منا رہے ہیں۔

مسٹر برجیندر ناتھ گپتا مشہور ادیب کو جو بنگالی نامور اخبار ایڈوانس کے ایڈیٹر تھے اس بنا پر کہ انہوں نے تاجپوشی اور ہندوستان کے عنوان سے ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا زیر دفعہ ۱۲۴ الف چھ ماہ قید سخت اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ جرمانہ ادا نہ ہوا تو تین ماہ کی مزید سزا بھگتنی پڑے گی۔

مسٹر آصف علی مرکزی اسمبلی کے مسودہ قانون شریعت میں جو اس وقت مجلس منتخبہ کے سامنے پیش ہے یہ ترمیم پیش کرنے والے ہیں کہ مقامی حکومتیں قانوناً صیغہ وقفا ہی زکوٰۃ کی مجاز ہوں اور شریعت ہی کے موافق اسے صرف کر سکیں آپ کا خیال ہے کہ اس طرح زکوٰۃ کی تنظیم ہو گی اور یہ ترمیم منظور کر لی گئی تو اس طرح مسلمانوں کو کم از کم تین چار کروڑ روپیہ سالانہ اپنی اصلاح اور غرباء و مساکین کی امداد کے لئے مل جائیں گے یقینی مشورہ بہت اہم ہے۔

کلکتہ اور **دہلی** کی میونسپلٹیوں کے سامنے یہ تجویز زیر غور ہے کہ تفریح گاہ اور پارکوں میں ریڈیو نصب کر دیئے جائیں تفریحی تجویز ہے غالباً اس کی کوئی بھی مخالفت نہ کریگا۔

ہندوستان میں تعلیم یافتہ طبقہ کی بیروزگاری خوفناک صورت اختیار کر چکی ہے یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ لاہور میں گیارہ کانسٹبلوں کی بھرتی کا اعلان ہوا۔ تاریخ معینہ پر سات ہزار امیدوار پولیس لائن میں پہنچ گئے جن میں بہت سے گریجویٹ بھی تھے۔

کانگریس ملک کی سب سے اہم اور مقتدر جماعت ہے صرف مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ اس سے علیحدہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کانگریس نے انہیں کانگریس میں داخل کرنے کی طرف کوئی خاص کوشش نہ کی تھی اب کہ کانگریس نے اس مقصد کے لئے ایک خاص شعبہ قائم کر دیا ہے تو اسے مسلمانوں میں نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ بہار میں کانگریس کے تین چار لاکھ ممبر بن چکے ہیں جن میں مسلمانوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ اہم امر یہ ہے کہ ۲۳ جولائی کو مسلم لیگ کے چار ممبر اس سے الگ ہو گئے ہیں اور انہوں نے کانگریس کے عہد نامہ پر دستخط کر دیئے جس سے صوبہ متحدہ میں کانگریس کے ممبروں کی تعداد ۱۳۹ ہو گئی۔ توقع ہے کہ چند اور ممبر بھی مسلم لیگ سے ٹوٹ کر کانگریس میں شامل ہو جائیں گے۔

سندھ کے وزیر اعظم سر غلام حسین ہدایت اللہ نے بھی ایک خوشگوار کروٹ بدلی ہے انہوں نے ایک جلسہ میں خصوصیت کے ساتھ انتخاب جداگانہ کی مخالفت کی ہے اور سندھ کے مخصوص حالات کے پیش نظر مخلوط انتخاب کو مفید بتایا ہے۔ خیال ہے کہ وہ سندھ کونسل میں انتخاب کے متعلق مسودہ قانون پیش کر کے مخلوط انتخاب کو قانونی صورت دیدیں گے اس پر ان مسلمانوں میں جو کانگریس کے خلاف ہیں بڑا شور مچا ہوا ہے۔

کانگریسی مقاصد کی ترویج و اشاعت کے لئے مسلم عوام سے رابطہ پیدا کرنے اور کانگریسی پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے لکھنؤ سے عنقریب ایک جدید روزنامہ اشاعت پذیر ہونے والا ہے جس کا نام ہندوستان ہوگا اور جس کے ایڈیٹر ڈاکٹر علیم ہوں گے جو لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبہ شرقیہ میں کام کر رہے ہیں۔

آغاز جولائی میں بمقام وردھا کانگریس کی مجلس عاملہ کا بڑا اہم اور تاریخی اجلاس منعقد ہوا تھا اس میں تین روز کی سرگرم بحث و تمحیص اور غور و خوض کے بعد عہدوں اور وزارتوں کی قبولیت کے متعلق ایک متفقہ فیصلہ ہو گیا اور بلا شرط وزارتیں قبول کرنے کے متعلق فیصلہ ہو گیا اور ہمانہ وار قبول کر لینے کی قرارداد منظور ہو گئی کوئی ایک رائے بھی مخالف نہ تھی گو

ہر مہینہ عورت کو ماہواری کی تکلیف ہوتی ہے

(ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر کا مخلصانہ مشورہ)

اگر خدانخواستہ عورت کو ہر مہینہ خاص دنوں میں تکلیف ہوتی ہے اور ماہواری ایام تکلیف کے ساتھ اور درد کے ساتھ ہوتے ہیں یا رُک رُک کر ہوتے ہیں یا زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں یا ان دنوں میں طبیعت پر پریشانی اور ناف نلوں میں بے چینی کا درد ہوتا ہے یا کئی کئی مہینے تک نہیں ہوتے۔ کسی کو دورے پڑتے ہیں اور لوگ آسیب اور ادپری خلل کا شبہ کرتے ہیں تو صرف چند منٹوں میں اس کا علاج ہو سکتا ہے اب سے کئی سال پہلے تک تو البتہ اس علاج میں بڑی مشکلات پیش آتی تھیں مگر اب دہلی کے زنانہ دواخانہ کی ان تھک کوششوں نے یہ مشکل حل کر دی۔ اس مقصد کے لئے اس دواخانہ کی مشہور ترین دوا **"کورس"** بیحد مؤثر اور کارگر دوا ہے۔ اگر کوئی عورت ماہواری ایام کی تکلیفوں میں مبتلا ہو اور ہر مہینہ اوپر لکھی ہوئی تکلیفوں میں پھنس جاتی ہو اور درد وغیرہ کی ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو تو اس عورت کے کان میں کہہ دو کہ اس علاج پر زیادہ رقم خرچ کرنے اور بھاگ دوڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بہت آسان علاج یہ ہے کہ خط لکھکر **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ، پی، بی ۳۴ دہلی** کے پتہ سے ایک شیشی دوا "کورس" بذریعہ وی، پی پارسل منگالی جائے۔ ایک شیشی کورس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔ اور اس پر نو آنے محصولڈاک کے خرچ ہونگے۔ اس دوا کے استعمال کے بعد عورت کو ہر مہینہ بغیر تکلیف کے ماہواری ایام ہو جایا کریں گے اور کسی قسم کا درد وغیرہ کچھ نہ ہوا کرے گا۔ بہت سے حکیم ڈاکٹر اس دوا کا تجربہ کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ آپ بھی منگا کر تجربہ کریں۔ ماہواری ایام کی ہر تکلیف میں دوا "کورس" اپنا پورا اثر دکھاتی ہے۔

عورت کی جوانی کیلئے سیلان الرحم کی بیماری زہر قاتل ہے

سفید رطوبت کا مسلسل جاری رہنا اور پرواہ نہ کرنا موت کا انتظار کرنے کے برابر ہے

سفید بیماری یعنی سیلان الرحم کیلئے روک

عقلمند عورتیں اس خوفناک بیماری کا بہت جلد علاج کرالیتی ہیں۔ ڈاکٹروں کا آزاد تجربہ ہے کہ عورت کی سفید بیماری یعنی سیلان الرحم کے لئے دوا "روک" بہترین علاج ہے۔ اس دوا کے استعمال سے سفید رطوبت کا اخراج بند ہو جاتا ہے۔ اور ماہواری ایام کے وقت جو تکلیف اور درد کی مصیبت ہر مہینہ پیش آجاتی ہے اس سے غریب عورت کو نجات مل جاتی ہے۔ بے شمار ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ عورت کا سیلان الرحم دوا "روک" کی ایک شیشی سے جاتا رہتا ہے۔ اور عورت تندرست ہو جاتی ہے۔ دوا "روک" کی ایک شیشی تین روپے کو ملتی ہے۔ اور اس پر پارسل محصول نو آنے خرچ ہوتے ہیں۔ منگانے والے اس پتہ سے یہ دوا بذریعہ دی۔ پی پارسل منگا لیتے ہیں:۔

پتہ یہ ہے:۔ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ۔ پی۔ بی ۳۴ دہلی

(ہندوستان کے ایک بہت بڑے طبیب کا زندہ کارنامہ)

جریان کی دوا چھ سال کی تلاش کے بعد ملی

اور اب سینکڑوں مریض تندرست ہونے لگے

۱۹۲۵ء میں جبکہ ہندوستان میں اشتہاری دواؤں کا زیادہ زور رہا تو آل انڈیا کامرشیل سوسائٹی نے مختلف دواؤں کا امتحان کیا۔ چنانچہ جریان کے مرض کیلئے سب سے بہتر دوا "جوہر اعظم" کو تسلیم کیا گیا۔ اور آل انڈیا کامرشیل سوسائٹی نے اعلان کر دیا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں جریان کے مرض کی دوا "جوہر اعظم" سب سے بہتر اور جلد اثر کرنے والی ہے۔ بلکہ سوسائٹی مذکور نے کوشش کر کے اس دوا کا محصولڈاک بھی معاف کرا دیا تھا۔ اگر آپ نے وہ اعلان نہیں دیکھا یا آپ کو یاد نہیں رہا تو نوٹ کر لیجئے کہ اس وقت تمام ہندوستان میں جریان کی بہتر اور جلد اثر کرنے والی دوائی کا نام "جوہر اعظم" ہے جس کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کو ملتی ہے! اور محصول ڈاک اس دوا پر عام فائدہ کے خیال سے معاف ہے۔ یعنی صرف تین روپے آٹھ آنے میں یہ دوا مریض کو گھر بیٹھے پہنچا دی جاتی ہے! البتہ ہندوستان سے باہر دوسرے غیر ملکوں میں رہنے والوں سے محصول ڈاک چارج کیا جاتا ہے۔

جریان اس خطرناک بیماری کا نام ہے جو انسان کی جوانی کو پانی کی طرح چند روز میں بہا دیتی ہے۔ پیشاب سے پہلے اور پیشاب کے بعد یا خاص وقت پر قوت مردانگی پانی کی طرح بہنے لگتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ دوا "جوہر اعظم" اکسیر کا کام کرتی ہے! ایک شیشی ایک مریض کو پوری طرح تندرست اور جوان بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ جن لوگوں کو اس دوا کی ضرورت ہو تو وہ **جنرل منیجر صاحب زنانہ دواخانہ، پی۔ بی ۳۴ دہلی** کے پتہ پر ایک خط لکھکر یہ دوا اپنے نام بذریعہ وی پی پارسل منگالیں صرف تین روپے آٹھ آنے کا وی۔ پی روانہ کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ تقریباً دس ہزار مریض جوہر اعظم دوا کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں۔ جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہوں اور شادی کے بعد۔۔۔ ناقابل ہوں انھیں یہ دوا بہت جلد استعمال کرنی چاہیئے۔

دمہ کا بیمار۔ زندگی سے بیزار

یہ بالکل سچ ہے کہ دمہ کا بیمار زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ لیکن اب اس بیزاری کی ضرورت ہی نہیں۔ ہندوستان کے ایک مشہور و معروف یونانی طبیب نے اس مشکل کو حل کر دیا۔ اور اب چالیس ہزار مریض دمہ کے مرض سے بچا لئے گئے۔

اگر دمہ کا مریض دوا "اسانسول" استعمال کرے تو چند روز میں اس تکلیف دہ مرض سے نجات مل جاتی ہے۔ اور اب تک تقریباً چالیس ہزار دمہ کے مریضوں کو آرام ہو چکا ہے! اگر سردی کے موسم میں یا اور کسی موسم میں آپ کو دمہ کی تکلیف ہو جاتی ہو تو آپ آج کل ایکدفعہ دوا "اسانسول" استعمال کر لیجئے پھر آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ آنے والی سردیوں میں آپ کو یہ تکلیف ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جنرل منیجر زنانہ دواخانہ، پی۔ بی ۳۴ دہلی کو خط لکھکر دوا "اسانسول" منگا لیجئے۔ ایک شیشی کی قیمت ایک روپیہ چھ آنہ ہے۔ محصولڈاک سات آنے۔

زچہ خانہ کی خرابی

بہت دل پریشان کرتی ہے جس عورت کا زچہ خانہ خراب ہو جاتا ہے وہ بیچاری بہت ہی سخت مصیبت میں پھنس جاتی ہے۔ پیٹ بھی بڑھ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر دوا "ری می ٹول" استعمال کر لی جائے تو زچہ خانہ کی تمام خرابیاں دور ہو جائیں گی۔ اور پیٹ اصلی حالت میں آجائے گا۔ "ری می ٹول" بہت مشہور اور بہت مؤثر دوا ہے۔ متعدد عورتوں نے استعمال کیا اور فائدہ اٹھایا پیٹ کی حالت ٹھیک ہو گئی۔ اور تندرستی اصل حالت میں آگئی۔ ایک شیشی "ری می ٹول" قیمت تین روپے نو آنے محصولڈاک سات آنے کل چار روپے میں یہ دوا آپ کو گھر بیٹھے پہونچ جائے گی!

پتہ: لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی بی ۳۴ دہلی

دو روپے چار آنے میں اصلی فوٹو کیمرہ

آپ کو حیرت ہوگی کہ دو روپے چار آنے میں اصلی فوٹو کیمرہ جس سے نہایت صفائی اور آسانی کے ساتھ فوٹو اتارا جا سکتا ہے کس طرح مل سکتا ہے لیکن یورپ اور امریکہ کو جاپان نے ہر ایجاد میں نیچا دکھا دیا ہے۔ حال ہی میں یہ فوٹو کیمرہ جاپان سے تیار ہو کر آیا ہے۔ لطف یہ کہ اس کے بکس میں تصویر کشی کے پلیٹ کارڈ پلیٹ دھونے کا مصالحہ وغیرہ سامان ساتھ ملتا ہے۔ اور کہیں سے اس قیمت میں کیمرہ دستیاب ہونا مشکل ہے۔ آج ہی بذریعہ ڈاک منگا لیجئے۔ ایسا نہ ہو یہ ختم ہو جائے اور پھر آپ کو شاید کسی قیمت پر بھی فوٹو کیمرہ یہاں نہ مل سکے۔ قیمت صرف دو روپے چار آنے محصول ڈاک آٹھ آنے تصویر کھینچنے کی ترکیب چھپی ہوئی مفت رسال کی جاتی ہے جلد منگائیے۔

پتہ یہ ہے۔

مینیجر کامیاب بک ڈپو۔ بکس ۱۳۴ دہلی

کیا آپ کو کم نظر آتا ہے؟

اگر آپ کی نگاہ کم زور ہے اور پڑھنے لکھنے میں دقت ہوتی ہے تو آپ کو ہندوستان کے بیشمار بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں کے تجربہ کئے ہوئے سرمہ کا استعمال چند روز میں ٹھیک کر سکتا ہے۔ اس سرمہ کا نام بصری سرمہ ہے۔ اور یہ تقریباً تین مہینے کی لگاتار محنت کے بعد تیار ہوتا ہے آنکھ میں ایک سلائی لگانے کے تقریباً چھ گھنٹے بعد ہی محسوس کیا جا سکتا ہے کہ بصری سرمہ چند روز میں قوت نگاہ بہت تیز کر دیگا۔ نظر خواہ کسی باعث کمزور ہوئی ہو بصری سرمہ پھر اسے روشن کر دیتا ہے۔ سینکڑوں لوگوں نے استعمال کر کے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے (لگدڑی میں لعل ایسی چیز کو کہتے ہیں) ایک شیشی بصری سرمہ کی قیمت صرف دو روپے بارہ آنے ہے اور اس پر چھ آنے محصول ڈاک لگے گا۔ منگانے کا پتہ:-

جنرل مینیجر زنانہ دواخانہ، پی، بی ۱۳۴ دہلی

جادو کا چھلہ

یہ نایاب تحفہ ہم کسی بزرگ نے اس شرط پر مفت عطا فرمایا ہے کہ فقط ایک ہزار مفت فائدہ عام کیلئے تقسیم کیا جائے عمل محبت کے شائقین جو ہر طرف سے مایوس ہو چکے ہوں منگائیں جس کسی کا آپ نام لینگے وہ کیسا ہی سخت طبیعت پتھر دل کیوں نہ ہو جہاں بھی ہوگا آپ سے ملنے کیلئے بیقرار ہو جاویگا۔ حاکم و مالک کو اپنا بنانا۔ اولاد و دست پیدا کرنا بگڑا ہوا مقدر بنانا۔ غرضیکہ ہر کام میں فتح چاہتے ہو تو فقط خرچ اشتہار ۵ محصولڈاک ۵ کل دس آنے کے ٹکٹ لفافے میں بند کر کے یا منی آرڈر بھیجکر فوراً منگالیں ایک ہزار ختم ہونے کے بعد [illegible]

مینیجر پنجاب بک سٹور لودیانہ (پنجاب)

ایک عجیب تحفہ
بٹن کے برابر زنانہ رسٹ واچ
زنانہ گھڑیاں ویسے تو ہزاروں قسم کی ہندوستان میں موجود ہیں مگر یہ گھڑی کسی
دوسری جگہ دیکھنے کو بھی نہ ملے گی کیونکہ یہ تحفہ صرف ہم نے اپنی بہنوں کے لئے منگایا ہے
حقیقت یہ ہے کہ اس عجیب و غریب گھڑی میں دریا کو بند کیا گیا ہے۔ ننھے ننھے پرزے
مگر بہت مضبوط چھوٹا شیشہ مگر دیدہ زیب کیس سنہری گویا اصلی سونے کے رنگ کا
چال کی ایسی پیاری کہ دو ہزار روپے کی ہیرے اور یاقوت والی گھڑی بھی مقابلہ نہیں کر سکتی
پیاری بہنوں ایسی خوبصورت اور فیشن ایبل گھڑی جو بالکل بٹن کے
برابر ہے اپنے لئے ضرور منگا لو۔ تمہاری دوسری ہزاروں بہنوں نے منگائی ہیں
تھوڑی تعداد میں باقی ہیں ختم ہو جانے پر یہ گھڑی پچاس روپے میں نہیں ملیگی
اور پھر آپ نے طلب کی تو ہم فرمائش کی تعمیل نہ کر سکیں گے۔
قیمت فی عدد چھ روپے آٹھ آنے محصول ڈاک سات آنے
منگانے کا پتہ:- ہندوستان کے مشہور گھڑیوں کے تاجر
بی۔ کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ دہلی
خوش وقتی (رجسٹرڈ)
امساک کی ایسی لاجواب دوا جو
سولہ سال سے مشہور ہے لاکھوں انسان
ان گولیوں سے امساک کا لطف اٹھا رہے
ہیں۔ دیر تک خوش کرنے کے لئے لاجواب
ایجاد کی گئی ہے جسکو راجہ اور نواب بڑی
خوشی سے استعمال کرتے ہیں اور لطف اٹھاتے ہیں۔ ایک گولی ایک دفعہ کیلئے
کافی ہوتی ہے جب تک تیں کا استعمال کیا جائے فراغت نہیں ہوتی قیمت
فی درجن دو روپے۔ محصول ڈاک سات آنے علاوہ۔
پتہ:- سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی
دو منٹ میں طاقت
حاصل کرنے کے لئے امریکن ڈاکٹر ایلبن کی ایجاد جو ٹیسٹنگ آئل استعمال کیجئے بس
دوا کا کمال یہ ہے کہ صرف ایک قطرہ لگایا جاتا ہے۔ اور دو منٹ کے بعد انتہائی
قوت کا دورہ شروع ہو جاتا ہے ضبط نا ممکن ہے۔ کپڑا لپیٹنے اور پان باندھنے کی
بالکل ضرورت نہیں رہتی۔ فوری اثر کرنے کے لئے دنیا کی بہترین ایجاد ہے قیمت
فی شیشی دو روپے سات آنے محصول ڈاک۔
ملنے کا پتہ:- سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی
جاپان بھی مقابلہ نہیں کر سکتا
ہمارے کارخانہ کا تیار کردہ ریشمی کپڑا سفید
و رنگدار جس نے دنیا میں دھوم مچا دی ہے
جو کہ نہایت ہی عمدہ اور بے نظیر ریشمی کپڑا ہے
بچوں، جنٹلمین، لیڈیز نے تمام نے پسند
کر لیا ہے۔ ایک قسم کا تھان ۲۰ گز لمبا تیار کیا گیا ہے۔ نمونے کے تھان ۹-۹ گز عرض ۲۷ گرہ کے تیار کرائے گئے ہیں قیمت
تھان نمونہ ۹ گز ۳ محصول ڈاک دو تھان نمونے کیلئے محصول ڈاک معاف۔ ایکصد روپیہ انعام سوت کا ایک تار ثابت کرنے
پر دیا جائیگا (نوٹ) دو تھان سے زیادہ کسی صاحب کو ارسال نہ ہوگا۔ نمونے کے تھان صرف اس غرض سے تھوڑے سے تیار کئے
ہیں کہ دیکھا جائے ۲۰ گز والے تھان منگوائیں ۲۰ گز کی قیمت معہ محصول ڈاک
ہر بھائی کو ۹ گز والے پارسل کے ساتھ تمام نمونے ارسال کئے جائیں گے۔
مینیجر کارخانہ ریشمی ململ لودیانہ (پنجاب)
آتشک کی گولیاں
یہ کئی پشت تک پیچھا نہیں چھوڑتا
اور صد ہا قسم کی بیماریاں پیدا کرتی
ہیں۔ لیکن ان مجرب گولیوں کے
استعمال سے آتشک بلا نے درست
ہو جاتی ہے
محصول ڈاک
دوائے سوزاک
اسمیں اس قدر تکلیف ہوتی ہے
کہ مریض کی جان لبوں پر رہتی ہے۔
پیشاب کرنا گویا موت کا سامنا کرنا ہے۔ اسقدر
جلن میں چنک ہوتی ہے
اس دوا کے استعمال سے یہ سب تکلیفیں
دور ہو کر سوزاک نیا ہو یا پرانا جڑ سے جاتا رہتا
ہے۔
خضاب
ہیری میں رنگ لاتا ہے
اس کے لگانے سے بڈھا
جوان بن جاتا ہے۔ ایک دفعہ
کے لگانے سے بال ایک ماہ تک سفید نہیں
ہوتے قیمت فی شیشی تین اونس دو روپیہ
محصول ڈاک
مینیجر لال قطب لدھیانہ (پنجاب)
دل کی پیاس
اگر آپ اپنے دل کی پیاس کو بجھانا چاہتے ہیں۔
تو آج ہی اس ریشمی کپڑے کا آرڈر دیں۔ جس کا نام
دل کی پیاس ہے۔ چلنے میں مضبوط دیکھنے میں لاجواب تحفہ
ہے۔ عرض ۲۷ انچ قیمت ۹ گز چار روپے محصول ڈاک
۱۸ گز قیمت آٹھ روپے محصول ڈاک معاف۔ ایجنٹوں کی ضرورت
سنگل سن اینڈ برادرس لدھیانہ پنجاب

آج آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لیجیے
اور پھر
چالیس دن واحدی صاحب کی دوائے جریان کھانے کے بعد دیکھیے
آج اپنا وزن کرالیجیے اور پھر چالیس روز کے بعد کرائیے
خواہ آپ ضعیف العمر ہوں، خواہ جوان ہوں، خواہ نوجوان
یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے
یہ دوا معتدل ہے ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کی چالیس خوراکیں کھانے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر حقیقی زندگی نہیں تھی زندگی اب آئی ہے
واحدی صاحب کی دوائے جریان چالیس روز میں آپ کی کایا پلٹ کر دے گی
اس کے کھانے سے سارے جسم کی طاقت بڑی تیز رفتاری سے بڑھتی ہے
اور جریان تو نام کو نہیں رہتا خواہ کیسا ہی پرانا جریان ہو چند خوراکوں میں چلا جاتا ہے
اگر آپ کو ظاہر میں کوئی مرض نظر نہیں آتا اور اس کے باوجود بھی آپ روز بروز مضمحل ہو رہے ہیں تو یاد رکھیے آپ جریان میں مبتلا ہیں اس موذی مرض سے غفلت نہ کیجیے۔ واحدی صاحب کی دوائے جریان اس مرض کی سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح دوا ہے۔ یہ انشاء اللہ ہفتہ بھر میں آپ کو جونچال بنا دے گی!
آپ طاقت کی ہزاروں دوائیں استعمال کر چکے ہوں تب بھی واحدی صاحب کی
"دوائے جریان" کو سب سے فائق پائیں گے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کمزوری کی جڑ کھوتی ہے
چالیس خوراکوں کا ڈبہ تین روپے (۳) میں ملتا ہے اور بیس خوراکوں کا ڈیڑھ روپے (۱۸) محصول ڈاک دونوں صورت میں ذمہ آنے لگے گا۔
ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ نظام المشائخ۔ کوچہ چیلان ۱۳۱ دہلی

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق استفسار کیا تو تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ عورتیں تمہارے لئے کھیت کی زمین کی طرح ہیں اور مرد کاشتکار ہے اور نطفہ تخم ہے تم اپنے کھیتوں میں ہر طرح سے داخل ہوسکتے ہو لیکن محل کاشت کا لحاظ ضروری ہے محل کاشت کے علاوہ خلاف محل جائز نہیں اور اصل مدعا کا لحاظ بھی لازمی ہے کہ طلب اولاد اصل مدعا ہونا چاہیئے۔ ورنہ جب کھیت سے پیداوار نہ حاصل ہوئی یا پیداوار کے لئے تخم ریزی نہ کی گئی تو کاشت فضول ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اولاد صالح آدمی کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہے جو مرنے کے بعد قائم رہتا ہے۔ خلاصۂ بیان یہ ہے کہ جماع سے اصل غرض نسل انسانی کی افزائش ہونی چاہیئے اور فتنۂ نفس سے محفوظ رہنا مقصود ہونا چاہیئے صرف اشتہار نفس کا رفع اصلی مدعا نہ ہونا چاہیئے بلکہ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ اس کاشتکاری میں اپنے لئے پہلے سے نیک نیت کرو اور نسل انسانی کی افزائش کو مطمح نظر بناؤ۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ اور خوف خدا اپنے ارادوں میں اور اعمال میں قائم رکھو اصلی مقصود صرف خوشنودئ خدا کو بناؤ۔ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ اور خوب سمجھ رکھو کہ ضرور تم کو ایک روز خدا سے ملنا ہے اسکے سامنے جانا ہے وہ تمہارے ارادے اور نیت سے واقف ہے اسوقت تمہارے تمام مخفی ارادوں کا اظہار ہو جائے گا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور وہ مسلمان خالص بیشک قابل بشارت ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ہر حکم کو سچا مفید واجب العمل سمجھا ہے اور اسپر عمل پیرا ہونے کو ضروری خیال کیا۔

مقصود بیان:۔ لطیف پیرایہ میں سلسلۂ ازدواج و نکاح کی غرض کا بیان۔ آداب مباشرت کی تعلیم یعنی اس امر کا اظہار کہ شہوت نفس کی حالت میں بھی کسی کام کو بغیر صدق نیت کے شروع نہ کریں کسی حالت میں اتقاء نفس کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ جماع میں بھی صدق نیت کے ساتھ تحصیل عفت، نسل انسانی کی افزائش اور صدقۂ جاریہ کو پیش نظر رکھیں۔ آیت سے ضمنی طور پر اواطت کی حرمت محض شہوت رانی کے لئے جماع کی ممانعت اور عورتوں کو عیاشی کا آلہ سمجھنے سے باز رہنے اور امتناع کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ قانون فطرت کی تعلیم اور اخلاق فاضلہ کے اختیار کرنے کی ہدایت بھی آیات سے مترشح ہوتی ہے وغیرہ۔

فائدہ:۔ ابن جریر نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ آیت قدموا لانفسکم کے یہ معنی ہیں کہ شروع صحبت سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرو۔ صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص قربت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا تو اگر اس صحبت میں اُن کے لئے کوئی بچہ مقدر میں ہوگا تو شیطان اُسکو ضرر نہ پہونچا سکیگا۔ غالباً اسی حدیث کی بنا پر بعض مفسرین نے قَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس جماع سے اولاد صالح کی خواہش کرو۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن

اور اللہ کو اپنی قسموں کی آڑ نہ بناؤ کہ (بخدا)

تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ

ہم سلوک نہ کرینگے اور پرہیزگار نہ بنینگے اور لوگوں میں ملاپ نہیں کرائینگے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

اور اللہ سنتا اور جانتا ہے

تفسیر اس آیت کے شان نزول میں دو روایتیں ہیں۔ ایک تو صاحب بیضاوی نے نقل کی ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی بہن کو طلاق رجعی دیدی لیکن چند روز کے بعد صلح کا ارادہ کیا اور رجوع کی خواہش کی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے قسم کھالی کہ نعمان سے کلام نہ کرونگا اور میاں بیوی میں صلح نہ ہونے دونگا۔ دوسری روایت ابن جریر نے بروایت ابن جریج بیان کی کہ مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکر صدیق رض کا خالہ زاد بھائی تھا جب حضرت عائشہ رض کی پاکدامنی اور طہارت کے متعلق قرآن میں صراحت آگئی تو حضرت ابوبکر رض نے قسم کھائی کہ مسطح کو جو میں مصارف دیا کرتا تھا اب نہ دونگا اس نے عائشہ پر تہمت لگائی اور منافقوں کے ساتھ شریک ہوگیا اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی اور حضرت ابوبکر رض نے قسم توڑکر کفارہ ادا کیا۔

صحیح یہ ہے کہ آیت کا شان نزول کوئی خاص نہیں بلکہ اس قسم کے بہت سے واقعات ہوتے تھے لوگوں کا دستور تھا کہ خدا کی قسمیں کھا بیٹھتے تھے کہ میں اپنے ماں باپ سے نہ ملونگا یا فلاں شخص سے صلح نہ کرونگا یا بیوی سے میل نہ کرونگا یا فلاں شخص کے مصارف کی خبرگیری نہ کرونگا۔ اس کے علاوہ بعض لوگ بات بات پر خدا کی قسم کھایا کرتے تھے اور خدا کی قسم کو تکیہ کلام بناکر نام الٰہی کی بے توقیری کرتے تھے ان سب کے متعلق آیت کا نزول ہوا۔

حاصل ہدایت یہ ہے کہ تم جو خدا تعالیٰ کے نام کو اپنی اچھی بری قسموں کی آڑ بناتے ہو اور خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ ہم لوگوں کے ساتھ اب سلوک و احسان نہ کرینگے نیکی نہ کرینگے باہم صلح نہ کرائینگے ایسا نہ کرو۔

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم نیکی کرنے پر جو بار بار خدا کی قسمیں کھاتے ہو اور واللہ باللہ کہتے رہتے ہو اسمیں خدا کے نام کی بد تہذیبی اور بے ادبی ہے تم خدا کے نام کو اپنی نیکی کا بھی نشانہ نہ بنالو اور قسم کو تکیہ کلام نہ کرلو۔ اس سے گناہ و معاصی پر قسم کھانے کی ممانعت بدرجہ اولی معلوم ہوگئی کیونکہ جب امور خیر پر قسم کھانے کی اور بار بار قسم کو تکیہ کلام بنانے کی ممانعت کردی گئی تو امور شر پر تو بدرجۂ اولی قسم کھانے کی ممانعت ہوگئی حاصل یہ کہ آیت میں کم قسم کھانے کی ترغیب ہے یا امور ممنوعہ پر قسم کھانے کی ممانعت ہے۔ موخر الذکر تفسیر کو سیوطی نے پسند کیا ہے اور مقدم الذکر تفسیر بیضاوی اور شیخ ابو حیان نے ذکر کی ہے۔ میری رائے میں پہلے معنی بہتر ہیں اگر شان نزول کو خاص تسلیم کیا جائے اور مقدم الذکر معنی اُسوقت صحیح ہیں جب شان نزول میں عموم اختیار کیا جائے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ یعنی خدا تعالی خوب سنتا اور جانتا ہے اگر قسم کھاؤ گے تو ضرور وہ اُسکو سنے گا اور اسکے نام کی عزت ترک کرو گے تو یہ بھی اس کے احاطۂ علمی سے خارج نہیں۔ اس میں ممانعت قسم کی تاکید ہے اور خلاف ورزی کرنے والے کے لئے وعید ہے۔

مقصود بیان:۔ کار خیر سے باز رہنے کی قسم کھانے کی ممانعت قسم کو تکیہ کلام بنانے اور نام خدا کی بے توقیری کرنے سے باز داشت نیکی خدا ترسی اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور لوگوں میں صلح کرانے کی ترغیب۔ ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ نیکی کرنا یا مسلمانوں میں صلح کرانا یا کسی کے ساتھ سلوک و احسان کرنا تو خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے ہونا چاہئے۔ اس میں جذبات نفسانیہ کو دخل دینا بیجا ہے۔ گویا للہیت ایثار اور خلوص کی مبارک تعلیم دیگئی ہے اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی رغبت دلائی گئی ہے وغیرہ۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَ

اللہ تمہاری اُن قسموں کا مؤاخذہ نہیں کریگا جو بیہودہ طور پر زبان سے نکل جاتی

لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَ

ہیں) بلکہ اُن قسموں کی پکڑ کریگا جن کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو اور

اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اللہ بخشنے والا بردبار ہے

تفسیر چونکہ قسم کا ذکر گذشتہ آیت میں کیا گیا تھا اسلئے قسم کے احکام یہاں بیان کئے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی جھوٹی بات پر بلا ارادہ تمہاری زبان سے قسم نکل گئی یا ارادہ کرکے قسم کھائی اور وہ جھوٹی تھی لیکن قسم کھانے والا اسکو صحیح سمجھتا تھا تو ایسی قسم ساقط الاعتبار ہے خدا تعالی اس کا تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں کریگا۔ ہاں اگر کسی آیندہ کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قصداً قسم کھائی اور پھر قسم کی خلاف ورزی کی تو خدا تعالی مواخذہ کریگا۔ اگر اس کا کفارہ دیدوگے تو خدا تعالی معاف فرمادیگا کیونکہ خدا غفور رحیم ہے۔

مقصود بیان:۔ بلا ارادہ قسم کھانے پر کوئی مواخذہ نہیں قصداً بالارادہ قسم کھاکر اُس کی خلاف ورزی کرنا قابل گرفت ہے لیکن کفارہ سے گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ گویا خدا تعالی نے آیت میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ خدا نادانستہ اور بلا ارادہ فعل کی گرفت نہیں کرتا ہاں اگر ارادہ و قصد کے ساتھ کسی معصیت اور خلاف شریعت حرکت کا ارتکاب کیا جائے تو اُس کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔

اب ہم ذیل میں قسم کے اقسام اور علماء کے مختلف اقوال نقل کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ عظیم الشان مسئلہ خوب واضح طور پر سمجھ میں آجائے۔

اقسام قسم:۔ اہل حنفیت کے نزدیک قسم کے تین اقسام ہیں

(۱) یمین لغو یعنی اگر کسی گذری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا ارادہ نکل گئی یا نکلی تو ارادہ سے مگر قسم کھانے والا اپنے گمان میں اُس کو راست سمجھتا تھا یہ شرعاً ساقط الاعتبار ہے اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ

(۲) یمین منعقدہ جو کسی آئندہ کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کھائی جائے۔ اگر اس قسم کی خلاف ورزی کریگا تو کفارہ واجب ہوگا یعنی ایک باندی یا غلام آزاد کرنا پڑیگا اور اسکی وسعت نہ ہوگی تو دس محتاجوں کو پیٹ بھر کر کھانا اور متوسط لباس دینا پڑیگا اور بالکل توفیق نہ ہوگی تو متواتر تین روزے رکھنے پڑینگے

(۳) یمین غموس۔ جو قصداً کسی گذشتہ معاملہ کے جھوٹی قسم کھائی جائے اس کا گناہ اتنا زیادہ ہے کہ کفارہ سے بھی نہیں جاتا توبہ و استغفار لازم ہے۔

اختلاف علماء ذیل میں یمین لغو کے متعلق علماء کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لغو صرف مذاق اور ہزل میں ہوتا ہے۔ مثلاً آدمی کہتا ہے لا واللہ یا بلی واللہ۔ ابن عمر، شعبی، عروہ بن زبیر، ابو صالح، ابو قلابہ اور زہری کا یہی قول ہے۔

لیکن دوسری روایت حضرت عائشہؓ سے یہ بھی ہے کہ لغو اُس شی کو کہتے ہیں کہ سچ جانکر آدمی اُس پر قسم کھاتا ہے اور واقع کے خلاف ہو۔ یہی قول ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، سلیمان بن یسار، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، حسن، زرارہ، ابو مالک، عطاء خراسانی،

سدی، مکحول، مقاتل، طاؤس، قتادہ اور اکثر دیگر تابعین وعلما کا ہے۔
امام مالک امام احمد اور امام ابوحنیفہ نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ ہم نے تفسیر میں ایسے معنی بیان کئے ہیں جو دونوں روایتوں کو جامع ہے۔
ابراہیم کہتے ہیں لغو قسم یہ ہے کہ آدمی کسی چیز پر قسم کھائے اور پھر اسکو بھول جائے۔
زید بن اسلم کہتے ہیں لغو قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کہے میری آنکھیں پھوٹ جائیں یا میرا کل مال تباہ ہو جائے اگر میں یہ فعل نہ کردوں یا یہ فعل کردوں۔
طاؤس نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ تم غصہ کی حالت میں کسی بات کے متعلق قسم کھا لو۔
لیکن سعید بن جبیر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس فرماتے تھے لغو قسم یہ ہے کہ تم حلال کو اپنے اوپر حرام کر لو۔

تنبیہ امام شافعیؒ کے نزدیک یمین غموس میں کفارہ لازم ہے لیکن امام مالک امام احمد اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک غموس میں کفارہ نہیں۔ ابن جریر نے اسی کو پسند کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی کی روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ

جو لوگ اپنی بیبیوں سے علیحدہ رہنے کی قسم کھا بیٹھیں اُن پر چار مہینے علیحدہ

اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

رہنا لازم ہے پھر (اس مدت میں) اگر وہ رجوع کرلیں تو خدا غفور رحیم ہے

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

تفسیر لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ یعنی جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے قربت نہ کرینگے اُن کو چار ماہ تک رکنا لازم ہے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اب اگر اس مدت کے اندر انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا اور عورتوں سے قربت کرلی تو جو ضرر عورتوں کو انہوں نے پہونچایا ہے اُس کو خدا معاف کرنے والا ہے۔ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اور اگر انہوں نے رجوع نہ کیا اور مدت گذر گئی اور عورتوں کو چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کرلیا تو طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ خدا تعالیٰ اُن کے قول کو سننے والا اور اُن کے ارادہ کو جاننے والا ہے۔
ان آیات میں ایلاء کا حکم بیان کردیا گیا۔ عرب میں دستور تھا کہ بیوی سے خفا ہو کر قسم کھا بیٹھتے تھے کہ اب تیرے پاس نہ آؤنگا اس قسم کے مارے نہ تو وہ عورت کے پاس آتے تھے نہ اسکو طلاق دیتے تھے اسکی وجہ سے عورت کو بڑی پریشانی ہوتی تھی خدا تعالیٰ نے اس طرح کی قسم کھانے کے احکام بیان کردیے کیونکہ یہ بھی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

وضاحت:۔ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کرونگا اسکی چار صورتیں ہیں (۱) کوئی مدت معین نہ کرے غیر معین مدت تک کے واسطے قسم کھالے (۲) مدت کی تعیین کردے اور صرف چار ماہ کے واسطے ترک صحبت کی قسم کھائے۔ (۳) چار ماہ سے زائد کی قید لگائے مثلاً چھ مہینے سات مہینے صحبت نہ کرونگا (۴) چار ماہ سے کم کی قید لگائے مثلاً تین ماہ دو ماہ ایک ماہ وغیرہ کے واسطے عہد کرکے ترک قربت کی قسم کھالے۔
مقدم الذکر تینوں صورتیں شرعاً ایلاء کہلاتی ہیں اور ان تینوں کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ دیگا اور بیوی سے قربت کرلیگا تو کفارہ دینا پڑیگا اور نکاح باقی رہیگا اور اگر چار مہینے یوں ہی گذر گئے رجوع نہ کیا تو عورت پر طلاق پڑ جائیگی لیکن جدید نکاح سے پھر بیوی حلال ہو سکتی ہے۔ اور چوتھی صورت کا حکم یہ ہے کہ قسم اگر توڑ دیگا تو کفارہ لازم آئیگا اور قسم پوری کرلیگا تب بھی نکاح باقی رہیگا اور کفارہ بھی لازم آئیگا۔ هٰذا الملخص ما فی التفاسیر۔

مقصود بیان:۔ احکام معاشرت میں خصوصی سہولت۔ صلح آشتی اور ابقاء نکاح کی ضمنی ہدایت۔ مدت ایلاء گذرنے کے بعد طلاق کا وقوع اور مزید طلاق دینے کی عدم ضرورت۔ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا سبق اور اس امر کی طرف لطیف اشارہ کہ عورتوں کو سزا اور رنج نہ پہونچایا جائے اور اگر غصہ کی حالت میں اُنکو پہونچ جائے تو استمالت اور نرمی سے اُسکی تلافی کرنی چاہیئے۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ گذشتہ قصور معاف فرما دیگا۔ وغیرہ۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ

اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو (نکاح ثانی سے)

قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا

روکے رہیں اور اگر اُن کا ایمان اللہ اور روز قیامت پر ہے تو

خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

اُنکے لئے جائز نہیں کہ جو چیز اللہ نے اُنکے رحم کے اندر پیدا کی ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

اُسکو چھپالیں اس مدت میں اُن کے شوہروں کو

بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ

رجوع کر لینے کا زیادہ استحقاق ہے بشرطیکہ اُنکو اصلاح حال مقصود ہو

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠

اور عورتوں کا حق بھی مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا مردوں کا حق عورتوں پر

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

دستور کے مطابق ہے مگر مردوں کو عورتوں پر کچھ فوقیت ضرور ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں ایلاء کا بیان کیا گیا تھا جو طلاق کا پیش خیمہ ہے یا بذات خود طلاق ہے ان آیات میں مطلقہ عورتوں کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ ایام جاہلیت میں طلاق کی عدت کے بارہ میں لوگ بڑا جھگڑا رگڑا کرتے تھے عورتوں کو طلاق دیکر سال سال بھر الگ رہتے تھے اور پھر اُس پر دعوی کرتے تھے اس لیے بیچاری عورت اس دوران میں نہ تو کہیں اور نکاح کر سکتی تھی نہ شوہر اُسکے ضروری مصارف کی خبر گیری کرتا تھا اس طرح عورتوں پر بڑا ظلم ہوتا تھا اسماء بنت یزید انصاریہ کو ان کے شوہر نے طلاق دی تھی۔ عدت کے لئے کوئی مدت مقرر نہ کی تھی۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے آیات مذکورہ میں مطلقہ عورت کی عدت بیان کردی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۭ جن عورتوں کو طلاق مکمل دیدی گئی ہو یعنی رسم زفاف کے بعد اُن کو طلاق دی گئی ہو تو اُن کو تین حیض یا تین حیض کی مدت یعنی تین مہینے تک اپنے آپ کو جدید نکاح سے روکنا چاہئے وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اور جو چیز خدا نے اُن کے رحم کے اندر پیدا کی ہو اُسکو پوشیدہ نہ کریں حیض کو ٹھیک ٹھیک حساب کے ساتھ ظاہر کریں دوسرے شوہر کے ساتھ جلد نکاح کر لینے کی غرض سے حساب حیض کو چھپانا جائز نہیں اسی طرح اگر پہلے شوہر کا بچہ رحم میں ہو تو اُسکو بھی مخفی نہ کریں اور اس بات کا خوف نہ کریں کہ نو ماہ تک وضع حمل کا کون انتظار کریگا اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر اُن کو خدا اور روز قیامت پر ایمان ہے اور وہ یقین رکھتی ہیں کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے جانا ہے اور ہر ظاہر و مخفی بات کا حساب کتاب دینا ہے تو ایسی ناجائز حرکت کا ارتکاب نہ کرنا چاہئے۔ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اگر عورت کا زمانہ عدت ختم نہ ہوا ہو (اور طلاق کی پوری تعداد بھی نہ ہوئی ہو) تو مردوں کو اختیار ہے کہ عورتوں سے رجوع کرلیں یعنی زمانہ عدت کے اندر اگر مرد طلاق سے رجوع کرنا چاہیں تو ان کو مستقلاً اختیار ہے عورت کی رضامندی کو دخل نہیں ہے اگر عدت کے بعد رجوع کرنا چاہا تو عورت کی رضامندی لازم ہے۔ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا یعنی شوہروں کو اُسی کا اختیار تو ہے اور عورتوں کی رضامندی بھی ضروری نہیں ہے لیکن اس واپسی سے غرض اصلاح اور آپس کی بہبودی ہونی چاہئے عورت کو دکھ یا نقصان پہونچانے کی غرض نہو باہمی حقوق کی نگہداشت مقصود ہو اگر یہ شرط متحقق نہ ہوگی تو مردوں کو رجوع کا اختیار نہوگا۔ کیونکہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جسطرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اُسی طرح حسن سلوک احسان اور خوبی معاشرت کے حقوق عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ عورتوں کے حقوق سلب کرلئے جائیں حقوق میں دونوں برابر ہیں تفاوت صرف کیفیت حقوق میں ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگر عورتوں اور مردوں کے حقوق مساویانہ ایک دوسرے پر ہیں تو عورتیں مطلق العنان خود مختار اور شتر بے مہار ہو جائیں اور ہر وقت شوہر سے خلاف رائے اور لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار رہیں آزادی کامل یا مظاہرہ بیحیائی کا مطالبہ کریں کیونکہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ مردوں کو پھر بھی ایک مخصوص فوقیت حاصل ہے اُن کے اعضاء قوی ہیں ہر قسم کی محنت برداشت کر سکتے ہیں عقل میں نقصان نہیں۔ تدبر آل اندیشی اور جفاکشی میں ان کو امتیاز حاصل ہے۔ عورتیں عموماً کوتاہ بین نازک اندام کم قوت اور ناقص الفہم ہوتی ہیں مراد یہ ہے کہ عموماً مرد عموماً عورتوں سے امور مذکورہ کے اعتبار سے افضل ہیں۔ اب اگر کوئی خاص عورت امور مذکورہ میں مردوں سے افضل یا اُن کے مساوی ہو جاتے تو کلیہ نہیں ٹوٹتا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ خدا تعالیٰ غالب ہے اور حکمت والا ہے اُس نے اپنی حکمت سے مردوں اور عورتوں میں یہ تفاوت جسمی و عقلی اور اختلاف فرائض صنفی پیدا کیا۔ مردوں کے فرائض علیحدہ بنائے اور اُن کے اعضاء بھی ویسے ہی بنائے۔ عورتوں کے فرائض جدا مقرر کیے اور ویسے ہی خلقت اعضاء اُن کو عنایت کی۔ مردوں اور عورتوں کو مساویانہ حقوق دے پھر اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور نظم عالم قائم رکھنے کے لیے مرد کو بعض امور میں عورت پر فضیلت عطا کی اور درجہ بڑھایا۔

مقصود بیان: مطلقہ عورت کی مدت کا بیان۔ جدید شوہر کرنے کی جلدی میں حیض کے حساب میں غلطی کرنے یا پہلے شوہر کے حمل کو چھپانے کی ممانعت۔ مردوں کو رجوع کا مستقل حق حاصل ہونا۔

عورتوں کو دُکھ دینے اور ضرر پہونچانے کی غرض سے رجوع کرنیکی ممانعت انسان کے ہر دو صنف کے مساویانہ حقوق کا اعلان۔ ہر ایک کے فرائض زندگی اور واجبات حیات کی علیحدگی۔ مساوات و اتحاد قائم رکھنے کے لئے مردوں کے واسطے بعض امتیازی خصوصیات۔ اس تفاوت تخلیقی اور اختلاف فرائض اور مردوں کی امتیازی خصوصیت کے پُر حکمت ہونے کی طرف اشارہ۔ وغیرہ۔

چند مسائل

جو عورتیں جوان ہوں اور رسم زفاف کی ادائیگی کے بعد ان کو طلاق دی گئی ہو تو اُن کی عدت کی میعاد تین حیض ہیں۔ جو عورتیں بہت بوڑھی ہوگئی ہوں کہ ان کو حیض نہ ہوتا ہو یا بہت کم سن ہوں کہ استقرار حمل کے قابل نہ ہوں اُن کی عدت تین ماہ ہے۔ حاملہ کو اگر طلاق دی تو وضع حمل تک اُسکی عدت ہے جب بچہ پیدا ہو جائے خواہ دو برس میں یا طلاق کے دوسرے روز بہر صورت اسکی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ طلاق میں نیت ضروری نہیں اور نہ طلاق کی اطلاع عورت کو ضروری ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ

طلاق دو بار (تک) ہے اسکے بعد یا تو حسن سلوک کے ساتھ روک رکھنا چاہئے

اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

یا حسن خلق کے ساتھ آزاد کر دینا

تفسیر

گذشتہ آیت میں جب مردوں کو مستقل طور پر طلاق کے بعد رجوع کر لینے کا حق دیدیا گیا تو بعض لوگ اپنی عورتوں کو بے تعداد طلاق دیدیتے تھے پھر عورتوں کو ایذا پہونچانے کی غرض سے جب اُن کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوتی تو فوراً اُن سے رجعت کر لیتے تھے۔ وہ بیچاریاں بین بین حالت میں رہتی تھیں نہ تو بیویوں کا سا برتاؤ اُنکے ساتھ ہوتا تھا اور نہ بالکل تعلق ہی منقطع ہوتا تھا کہ اس شوہر سے جدا ہو کر دوسرا شوہر کر لیں۔ چنانچہ ایک بار کسی انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کہ واللہ میں تجھے ایسا کر کے چھوڑونگا کہ تو نہ شوہر والی ہوگی نہ بے شوہر والی۔ یہ کہکر انصاری نے اُسکو طلاق دیدی اور جب عدت گذرنے کا وقت قریب آیا تو رجعت کر لی پھر اُسکو طلاق دیدی اسی طرح اُس نے کئی بار کیا۔ عورت نے حضرت عائشہ سے جاکر شکایت کی حضرت عائشہ رضی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

یعنی صرف دو طلاق تک رجوع کرنے کا حق ہے اور دونو طلاقیں بھی الگ الگ باری باری سے دینی چاہئیں یہ نہیں کہ سیکڑوں طلاقیں

یکدم دے ڈالے۔ اب دو طلاقوں کے بعد یا تو حسن معاشرت اور صلح صلاح سے عورت مرد مل کر رہیں عورت پر کسی قسم کی زیادتی ہو ورنہ اچھی طرح اور حسن سلوک سے چھوڑ دے پھر رجوع نہ کرے عدت گذر جانے کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کر لے یا دیسے نہ چھوڑے تو تیسری طلاق دیکر چھوڑ دے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو خوش معاملگی اور حسن معاشرت کے ساتھ ہو عورت کو دق نہ کرے اور نہ اُس کے عیوب دنیا کے سامنے بیان کرتا پھرے نہ اُس کو گالی کوسنا دے نہ جسمانی تکلیف پہونچائے۔

مقصود بیان: ۔ مردوں کی زیادتی اور تعدی کی بندش۔ حسن معاشرت اور خوش معاملگی کی تعلیم۔ عورت رکھنے اور چھوڑنے میں فرض شناسی اور خوش اسلوبی کی ہدایت۔ عورتوں پر ظلم و جور کرنے اور اُن کو معلق رکھنے سے بازداشت۔ خلاصہ یہ کہ حقوق صنفی کا اظہار۔ نظام عالم کو درست رکھنے کی تلقین اور اتحاد و محبت کے ساتھ باہم برتاؤ کرنے کا حکم اور امن عامہ کے اسباب کا اعلان۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اور جو چیز تم عورتوں کو دیچکے ہو اُسمیں سے کچھ واپس لینا تمہارے لئے

شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ

جائز نہیں البتہ اگر زوجین کو اندیشہ ہو کہ احکام الٰہی پر قائم نہ رہ سکینگے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا

لہذا اگر تم کو اندیشہ ہو کہ زوجین احکام خدا پر قائم نہ رہ سکینگے تو اُس

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ

مال کو دے لینے میں) کوئی ہرج نہیں جو عورت (اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے مرد کو دے

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ

یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو جو لوگ اللہ کی

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

حدوں سے آگے بڑھتے ہیں وہی ناحق کوش ہیں

تفسیر

یہ آیت حضرت ثابت بن قیس اور اُن کی بی بی جمیلہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ جمیلہ کو ثابت نے ایک باغ مہر میں دیا تھا جمیلہ نے وہ باغ واپس کرکے خلع کرنا چاہا اور شوہر سے

علیحدہ ہو جانے کی درخواست کی، اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ یہ آیت پہلی آیت کا تکملہ ہے پہلی آیت میں عورتوں سے حسن سیرت اور خوش معاملگی سے پیش آنے کا حکم تھا اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے عورتوں کو دیدیا ہے خواہ مہر ہو یا بطور بخشش کے زیور کپڑا جوڑا اور دیگر سامان دیا ہو اس میں سے کچھ زبردستی اور عورت کی ناراضگی سے واپس نہ لو۔ اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ہاں اگر مرد نے دو طلاقیں دیدی ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو خیال ہو کہ اب ہماری قانون شریعت کے موافق حسن سلوک کے ساتھ نہ گذریگی اور آیندہ نبھاؤ اچھا نہ ہوگا تو آئندہ کی توتو میں میں سے یہی بہتر ہے کہ اگر عورت اپنی خوشی کچھ مال دیکر اپنے نفس کو آزاد کرانا چاہے تو اس سے مال لیکر آزاد کر دیا جائے۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔ یہ زوجین کے اولیاء و سرپرستوں کو خطاب ہے یعنی اب اگر تم کو قرائن اور کیفیت احوال سے یہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں گذارا نہیں ہو سکتا۔ قوانین اسلام کے موافق یہ آپس میں مل کر نہیں رہ سکتے اور عورت کچھ مرد کو دیکر گلو خلاصی کرانی چاہے تو تم مت روکو۔ مرد کو چاہیئے کہ مال قبول کرے اور اسکو چھوڑ دے۔ علماء نے بیان کیا ہے کہ اگر عورت سرکش ہے تو دیئے ہوئے مہر سے زائد بھی لینا جائز ہے اور اگر مرد کی طرف سے زیادتی ہے تو دیئے ہوئے مہر سے زائد لینا ہرگز جائز نہیں۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا یعنی مذکورہ بالا احکام خدائی قوانین ہیں جو سب لوگوں کو ایک حد مخصوص کے اندر لاکر کاربند اور عمل پیرا بنانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان قوانین میں غریب امیر شریف رذیل عالم جاہل اور بادشاہ و فقیر کی کوئی تفریق نہیں۔ تم کو ان سے سرمو تجاوز و سرتابی نہ کرنی چاہیئے۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ کیونکہ جو لوگ قوانین الٰہی سے سرتابی کرتے ہیں اور اُن کے دائرہ سے آگے بڑھتے ہیں وہ بیجا بات کرتے ہیں اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں وبال آخرت مول لیتے ہیں۔

مقصود بیان:۔ نظام عالم کی درستگی اور بقاء کیلئے قانون خلع کا اجراء۔ فساد و تباہی سے دنیا کو بچانے کے لئے خلع کی شرط پر کاربند ہونے کی ہدایت۔ حتی الامکان زوجین میں صلح کرانے اور میل جول پیدا کرنے کی کوشش کرنے کا ضمنی امر اور بصورت مایوسی یا بوقت مجبوری خلع کرنے سے نہ روکنے کا حکم۔ قوانین الٰہی میں مساوات عامہ کا اظہار اور امتیاز نسلی قومی وجاہت ذاتی شرف حاکمانہ تفوق اور علم و دولت کی برتری و فضیلت کی بناء پر کسی کو عام قانون سے مستثنٰی کرنے کی نفی۔ قوانین الٰہی پر پابند رہنے اور احکام شریعت

کے سامنے رشتہ در گردن اور حلقہ بگوش رہنے کی نصیحت۔ بصورت خلاف ورزی عذاب کی وعید۔ وغیرہ۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

پھر اگر مرد عورت کو طلاق دیدے تو اسکے بعد وہ عورت اسکے لئے حلال نہیں

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

تاوقتیکہ وہ کوئی دوسرا شوہر نہ کرلے اب اگر دوسرے شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو پہلے

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

شوہر اور اس عورت پر کوئی گناہ نہیں اگر پھر نکاح کرکے مل جائیں بشرطیکہ یہ خیال ہو

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

کہ وہ حکم خدا کو قائم رکھ سکیںگے اور یہ اللہ کے احکام ہیں جنکو ان لوگوں کیلئے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

خدا ان کو صاف صاف بیان کرتا ہے

تفسیر یہ آیت عائشہ بنت عبدالرحمن کے بارہ میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے شوہر رفاعہ سے طلاق پانے اور ایام عدت گذارنے کے بعد عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن انہوں نے قبل جماع طلاق دیدی تو عائشہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شوہر یعنی رفاعہ کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا نہیں جب تک جماع کے بعد طلاق نہ ہو حلالہ درست نہیں اور پہلے شوہر کے نکاح میں آنا جائز نہیں۔

آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے دو طلاقیں دینے کے بعد تیسری طلاق بھی دیدی تو اب اس شوہر کو رجوع کرنے کا حق نہیں رہا اور عورت اس کے لئے حرام ہوگئی دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا ہاں اگر یہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرلے اور دوسرے شوہر سے قربت صحیح بھی ہو جائے اور پھر وہ طلاق بھی دیدے تو زمانۂ عدت گذرنے کے بعد پہلے شوہر سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ پہلے دو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا تھا پھر ذیلی حکم خلع کا دیا گیا۔ اسکے بعد حلالہ کا جواز ظاہر کیا گیا۔ یہ آیت حلالہ والی آیت کا تتمہ ہے۔ گویا حاصل ارشاد یہ ہے کہ جب عورت زوج ثانی سے نکاح کرلے اور پھر یہ شوہر بھی منافع صنفی سے بہرہ اندوز

ہونے کے بعد اُسکو طلاق دیدے اور طلاق کے بعد زمانۂ عدت بھی گذر جائے تو اب کوئی ہرج نہیں ہے کہ عورت اور زوج اول باہم میل کرلیں اور جدید نکاح کرلیں بشرطیکہ یہ خیال ہو کہ ہم قانونِ الٰہی کے موافق نہایت اتحاد و ملاپ کے ساتھ گذارا کرسکینگے اور ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کریں گے لیکن زوج ثانی سے یہ شرط نہ کرلی جائے کہ تجھے نکاح کے بعد طلاق ضرور دینی ہوگی عورت کا تیرے ساتھ نکاح صرف اس وجہ سے کیا جارہا ہے کہ پہلے شوہر سے عورت کے نکاح کا جواز ہوجائے۔ حدیث میں ایسے لوگوں پر لعنت کا حکم آیا ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔یعنی مذکورۂ بالا خلع اور حلالہ کے احکام خدا کے قائم کردہ قوانین ہیں خدا نے سمجھدار اور ذی فہم لوگوں کے منافع کے لیے ان کو بیان کیا ہے تاکہ ہوشیار اور زیرک دماغ رکھنے والا طبقہ اسکے فوائد پر غور کرے اور سمجھے کہ ان احکام کے تحت میں کیا اسرار و مصالح ہیں خلع سے کس قدر حقوق نسوانی کی تکمیل، مساوات صنفی کا اظہار، نظام معاشرت کی درستگی اور قانونِ تمدن کی اصلاح ہوتی ہے اور حلالہ میں کیسے کیسے راز پوشیدہ ہیں۔ شوہر اول اپنے فعل مکروہ یعنی طلاق کی پوری سزا برداشت کرلیتا ہے اور دوبارہ نکاح کرنے کے بعد پھر اُسکو طلاق دینے کی جرأت نہیں ہوتی۔ لوگوں کو جب اس قانون کا علم ہوتا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اسوقت جوش غضب میں آکر طلاق دیدی اور پھر رجوع نہ کیا تو بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ عورت کے رازدار اور لوگ ہوجائینگے اگر ہم دوبارہ نکاح کرنا چاہینگے تو جبتک کوئی دوسرا شوہر منافع جنسی اُس سے حاصل نہ کرلے ہم نکاح نہ کرسکینگے اس ہمیت انگیز خیال کی وجہ سے اکثر لوگ طلاق جیسے مکروہ فعل کیطرف اقدام نہ کرینگے اور مغلوب الغضب نہ بنینگے۔

مقصود بیان:۔ حلالہ کا جواز۔ شوہر اول کو اُسکے فعل مکروہ کی کافی سزا برداشت کرنے کا رجوبی امر۔ طلاق کی کراہت کا ضمنی اظہار۔ مدنیت عامہ اور اصلاح معاشرت کیلئے عدیم المثال قانون کا اجرا۔ حقوق صنفی کی ادائگی کیطرف لطیف اشارہ۔ نظام معاشرت کی اصلاح۔ اختلاط نطفہ اور اشتراک فی النسب سے محفوظ رکھنے کیلئے عدت کا لزوم۔ قانون الٰہی کی پابندی کا بغیر کسی تفریق و امتیاز کے وجوبی حکم وغیرہ۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دیچکو اور وہ اپنی عدت پوری کرنے کو ہوں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

تو یا تو حسن معاشرت کے ساتھ اُن کو روک رکھو یا حسن سلوک سے اُن کو

بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا

آزاد کردو اور تکلیف دینے کے لئے اُن کو نہ روک رکھو کہ پھر ان پر زیادتی کرنے لگو

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

اور جو شخص ایسا کرے گا وہ کچھ اپنا ہی کھوئے گا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۘ وَّاذْكُرُوْا

اور اللہ کے احکام کا مذاق نہ اُڑاؤ اور اللہ نے جو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ

احسان تم پر کیے ہیں اُن کو یاد کرو اور جو کتاب و شریعت اُس نے تم پر

الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

نازل کی ہے اُس سے تمہیں نصیحت دیتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور جانے رہو کہ خدا سب کچھ جانتا ہے

تفسیر ثابت بن یسار نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور جب عدت گذرنے کے تین دن باقی رہے تو رجعت کرلی پھر اسکے بعد دوسری مرتبہ طلاق دیدی اور پھر عدت کے ختم ہونے سے تین روز قبل رجعت کرلی اور پھر طلاق دیدی اسی طرح تین مرتبہ کیا اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اور اس فعل کی ممانعت کردی گئی۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب عورت کو طلاق دیدی جائے اور عدت کا زمانہ ختم ہونے کے قریب ہو تو یا تو رجعت کرلینی چاہیے لیکن عورت کو ضرر و تکلیف پہونچانے کے لئے نہیں بلکہ دستور کے مطابق اصلاح معاشرت اور اتحاد و الفت کے لیے یا اُسکو آزاد کردینا چاہیے لیکن آزادی میں بھی اُسکو ضرر پہونچانے کا خیال نہ کیا جائے تنگ نہ کیا جائے زدوکوب لعن طعن اور دراز دستی نہ کی جائے بلکہ حسن سلوک اور شرافتِ انسانی کو مدنظر رکھکر آزاد کردیا جائے۔ اگر اُسکو روکا جائے اور رجعت کرنے کا خیال ہو تب بھی اُس کو دُکھ پہونچانے اور اُس پر زیادتی کرنے کے ارادہ کو دور رکھا جائے۔ دستور کے موافق خوش معاملگی اور حسن سیرت کے ساتھ اُسکو روکا جائے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۔ اگر کوئی شخص عورت

پر زیادتی کرنی چاہیگا اور اُسکو ضرر و تکلیف پہونچائیگا خواہ رجعت کی صورت میں یا آزادی کی صورت میں تو وہ خود اپنا نقصان کریگا اپنے فعل کا وبال اُسکو برداشت کرنا ہوگا۔ عورت کی حق تلفی کا عذاب اُسکی گردن پر ہوگا۔

وَلَا تَتَّخِذُوٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ بعض لوگ ایسا کرتے تھے کہ طلاق دیدی اور کہدیا کہ ہم نے تو یونہی دل لگی میں کہدیا تھا۔ اسی طرح غلام آزاد کردیا اور کہدیا کہ ویسے ہی مذاق سے ہم نے آزاد کیا تھا۔ اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ احکام الٰہی محل مذاق نہیں ہیں انکو لہو و لعب کی طرح بے وقعت نہ سمجھو بلکہ احکام شریعت کی پابندی کرو جو لفظ شریعت کے مطابق زبان سے نکالو اُسپر عمل بھی کرو۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور جو جو نعمتیں خدا تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو یاد کرو اور شکریہ ادا کرو تم پہلے گمراہ تھے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرماکر نور ایمان سے تمہارے دلوں کو روشن کیا ذلت کے بعد عزت اور ضعف کے بعد قوت عنایت کی بد اقبالی اور زیاں کاری کی بجائے اخلاق فاضلہ سے تم کو آراستہ کیا۔ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں ان کا شکر واجب ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ قرآن پاک اور حکمت روحی خفی یعنی احادیث رسول (صلعم) سے تم کو سرفراز کیا اور ان پر عامل ہونے کی تم کو ہدایت کی لہذا تم کو نہایت کوشش سے حکم الٰہی پر کاربند ہونا چاہیئے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اتقاء نفس اور تعمیل حکم الٰہی کا التزام کرنا چاہیئے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور سمجھ رکھنا چاہیئے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے زبان سے جو لفظ طلاق یا غلام کو آزاد کرنے کے متعلق تم نکالتے ہو اور جو نیت رکھتے ہو اُس سے بھی واقف ہے اور یہ بھی اُسکو علم ہے کہ تم اُسکے احکام کا مذاق اُڑاتے ہو یا نہیں۔

مقصود بیان:۔ نہایت بلند آہنگی سے حقوق نسوانی کے تحفظ کا اعلان۔ عورت کو چھوڑنے اور رکھنے کی دونوں صورتوں میں شرافت انسانی اور قانونِ عدل پر کاربند رہنے کا درس۔ عورتوں کی حق تلفی کرنے والوں اور اُن پر زیادتی کرنے والوں کے لئے سخت وعید۔ حالت صلح و جنگ دونوں میں قانون عدالت کی پابندی کی مسلمانوں کو ہدایت۔ خداداد نعمتوں کی یاددہانی اور اُن کا شکریہ ادا کرنے کا وجوبی حکم۔ اس امر کی ضمنی صراحت کہ احادیث رسول صلعم اور قرآن پاک نعمت عظمیٰ ہے اور تمام جسمانی و روحانی نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے یعنی پیدائش اور تربیت بھی نعمتیں ہیں مال و دولت عزت و جاہ سب نعمتیں ہیں لیکن سب سے بڑھ کر نعمت قرآن اور سنتِ رسول ہے کیونکہ یہی حیات حقیقیہ کے حصول کا سرچشمہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے احاطۂ علمی کا بیان اور اس بات کی تشریح کہ کوئی چیز اُس کے دائرہ علمی سے خارج نہیں۔ وغیرہ۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو اور وہ اپنی پوری عدت کو پہنچ جائیں

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

تو پھر اُن کو اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ

بشرطیکہ دستور کے مطابق وہ باہم رضامند ہو جائیں

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

نصیحت اُسکو کیجاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور روز آخرت پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ

ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لئے بڑی مفید اور پاکیزہ بات ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور اللہ واقف ہے تم ناواقف ہو

تفسیر معقل بن یسار مزنی نے اپنی بہن کا نکاح حضرت عبداللہ بن عاصم سے کیا تھا۔ عبداللہ نے کسی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور عدت پوری ہو گئی۔ اسکے بعد پھر اُنہوں نے اسی مطلقہ بیوی کو نکاح کا پیام بھجوایا اور وہ بھی رضامند ہوگئی لیکن حضرت معقل نے کہا کہ عبداللہ میں نے اپنی بہن کو تیرے نکاح میں دیکر تیری عزت افزائی کی تھی لیکن تو نے قدردانی نہ کی اور اُسکو طلاق دیدی اب تو پھر نکاح کرنا چاہتا ہے پس اب نکاح ہونا ناممکن ہے میں ہرگز اب تیرے ساتھ نکاح نہ ہونے دونگا اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حضرت معقل نے آیت کو سُن کر عبداللہ بن عاصم کو خود بلاکر اپنی بہن کا دوبارہ اُن کے ساتھ نکاح کردیا۔

آیت کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ جب تم عورتوں کو ایک یا دو طلاقیں دے چکو اور اُن کی عدت کا زمانہ ختم ہو جائے تو اب اگر اُن کے شوہر اور وہ باہم نکاح جدید کرنے پر بخوشی رضامند ہوں تو اُن کو عورت کے

سرپرست نہیں روک سکتے لیکن شرط یہ ہے کہ دستور کے موافق نکاح کریں ایسا نہو کہ چھپے چوری کر لیں یا پہلے سے یارانہ گانٹھ کر بعد کو نکاح کریں بلکہ نہایت شرافت و پاکیزگی کے ساتھ باعزت طریقہ پر نکاح کرنا چاہیں تو پہلے شوہروں سے بھی کر سکتی ہیں کسی کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی یہ نصیحت مسلمانوں کے لئے ہے وہی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اُن کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ تعمیل احکام کی ہم کو جزا دیگا۔

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ۔ یہ فعل یعنی تراضی زوجین کی صورت میں اُن کو نکاح سے نہ روکنا عورت اور مرد کے اولیاء کے نہایت پاکیزگی اور صفائی کا کام ہے کیونکہ دو طلاق دینے کے بعد ضرور میاں بیوی کو ایک دوسرے سے تعلق خاطر رہتا ہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ عورت کو تیسری طلاق نہیں دیتا اور جب تعلق خاطر باقی رہا اور نکاح جدید سے اُن کو روکا گیا تو زنا کا خوف ہے ممکن ہے کہ وہ خفیہ تعلقات پیدا کر لیں جس سے بدنامی عزت کی بربادی اور وبال دنیوی و اخروی دونوں کے گردن پر رہیگا لہذا مناسب یہی ہے کہ اُن کا باہم نکاح ہونے دیا جائے اس میں زنا کا احتمال نہیں بدنامی اور خاندانی عزت کی بربادی کا شبہ نہیں۔ اب رہی یہ بات کہ کیا واقعی پھر اُن کو ایک دوسرے سے لگاؤ بھی ہے اور اس نکاح کا نتیجہ اچھا ہوگا اور نکاح نہ کرنے کا ثمرہ برا نکلیگا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اسکو خدا ہی جانتا ہے لوگوں کو اس کا علم نہیں نہ کوئی اس اجازت نکاح کے فوائد سے واقف ہے کہ ان دونوں میاں بیوی کے نکاح کرنے سے کیا فوائد برآمد ہونگے اور نکاح نہ کرنے دینے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہونگی۔

مقصود بیان:۔ اگر مرد نے عورت کو دو طلاقیں دیدیں اور عدت کا زمانہ ختم ہوگیا تو دوبارہ بغیر حلالہ کے زوجین نکاح کر سکتے ہیں کسی کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

آیت میں چند امور کی طرف لطیف اشارات کئے گئے ہیں۔ محبت زوجین کے جذبات کی رعایت۔ نکاح جدید کو عار و ننگ خیال کرنے کی ممانعت۔ مرد و عورت کے خفیہ معاہدات کی بازداشت۔ شرافت انسانی اور عزت خاندانی کو باقی رکھنے کی کوشش۔ نکاح سے قبل یارانہ کرنے یا خفیہ طور پر نکاح کر لینے سے امتناع۔ زنا اور دواعی زنا سے اجتناب کی لازمی ہدایت۔ طہارت نفسانی پاکیزگی اخلاق اور محاسن تمدن حاصل کرنے کا حکم۔ حمیت جاہلیت اور مضرت انگیز قومی یا خاندانی رسوم کی بیخ کنی۔ مدنیت اور اجتماع انسانی کو تباہ کرنے والے رسم و رواج کے ترک کر دینے کا امر۔ وغیرہ۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

پلائیں یہ حکم اس کا ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہتا ہو

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور جس کا وہ بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور کپڑا

بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا

حسب دستور لازم ہے کسی کو برداشت سے زائد تکلیف نہ دی جاتے

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

نہ تو ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہونچایا جائے نہ باپ کو اُسکے بچہ

بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ

کی وجہ سے اور وارث پر بھی ایسا ہی لازم ہے پھر اگر

اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

ماں باپ باہمی رضامندی اور مشورہ سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر تم اپنے بچوں کو کسی سے دودھ پلوانا چاہو

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ

تو کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ جو اُن کو دینا ٹھہرایا ہے وہ حسن سلوک کے

اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

ساتھ دیدو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جانے رہو

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

کہ اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے

تفسیر ان آیات میں دودھ پلانے کا حکم ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ حکم اُن عورتوں کے لئے مخصوص ہے جن کو طلاق دی گئی ہے

اکثر مفسرین نے یہی بیان کیا ہے ابن حجر کا بھی یہی مختار ہے۔ لیکن بعض لوگ عموم حکم کے قائل ہیں۔

طلاق کے بعد مرد و عورت میں ایک دشمنی و بغض پیدا ہو جاتا ہے اگر مطلقہ عورت کا کوئی شیر خوار بچہ رہ جائے تو اُس کے دودھ پلانے کے متعلق جھگڑا ہوتا ہے۔ عورت خواہ مخواہ یا کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کی وجہ سے اس بچہ کی طرف سے بے التفاتی کرتی ہے اور اُسکو دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے اور شوہر کو اُسکی پرورش میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف بغض و عناد کی وجہ سے مرد مطلقہ عورت سے بچہ کو چھیننا چاہتا ہے تاکہ عورت کو بچہ کی جدائی کی تکلیف ہو۔ اسلئے آیات مذکورہ میں ان تمام امور کا فیصلہ کر دیا گیا۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ یعنی مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں۔ استحقاق اجرت ان کو دو سال دودھ پلانے کا ہے اور یہ حکم اُس شخص کو دیا جاتا ہے جو مدت رضاعت کی تکمیل کرانی چاہے یعنی دو سال سے زائد دودھ پلانے پر عورت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا اور اگر اپنی خوشی سے زائد مدت تک پلائے تو استحقاق اجرت کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور بچوں کے باپ پر لازم ہے کہ رضاعت کی اُجرت میں بچوں کی ماں کو دستور کے موافق روٹی کپڑا یا نقد تنخواہ دے یعنی نہ عورتوں کو تکلیف دی جائے کہ اُن سے بچہ چھین لیا جائے یا اُجرت بہت ہی کم دی جائے اور نہ مرد پر زیادتی کیجائے کہ اُسکے حوصلہ سے زائد اُس پر عورت کے مصارف کا بار ڈالا جائے بلکہ حیثیت کے موافق نان و نفقہ کی خبر گیری کی جائے۔ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا۔ خلاصہ یہ کہ کسی شخص کو فریقین میں ناقابل برداشت یا تکلیف دہ کام پر مجبور نہ کیا جائے۔ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا یعنی نہ تو بچہ کی ماں کو تکلیف دی جائے کہ اُسکی اولاد چھین لی جائے یا دو برس سے زائد زبردستی دودھ پلوایا جائے یا اجرت رضاعت نہ دی جائے یا نان و نفقہ اسکو کم دیا جائے۔ وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اور نہ باپ کو ضرر پہونچایا جائے کہ شیر خوار بچہ کی پرورش اُسکے سر ڈالدی جائے یا نان و نفقہ کا اتنا گراں بار اُسکے سر پر ڈالدیا جائے کہ اُس میں برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو۔ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور اگر باپ نہ ہو تو اُسکے وارثوں پر بھی اُسی طرح کا نان نفقہ واجب ہے جسطرح باپ پر واجب تھا فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ اب اگر والدین باہمی مشورہ اور رضامندی کے بعد بچہ کا دودھ (دو سال سے کم میں) چھڑانا چاہیں اور مدت رضاعت کی تکمیل نہ کرنی چاہیں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا تو کوئی ہرج نہیں ہے اُن کو اختیار ہے کیونکہ والدین کو جتنی شفقت و محبت اپنی اولاد سے ہو سکتی ہے اُتنی دوسرے کو نہیں ہو سکتی اور والدین جسقدر اپنی اولاد کے مصلحت بین ہوتے ہیں اتنا غیر آدمی نہیں ہو سکتا۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ یہ خطاب والد اور والدہ دونوں کو ہے یعنی اگر ماں باپ کو یہ منظور ہو کہ بچہ کو کسی دائی کا دودھ پلائیں اور اس میں والدہ کی یا والد کی کوئی مصلحت ہو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ تو اس میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے بشرطیکہ مقررہ اُجرت بخوبی کامل طور پر بسہولت ادا کر دی جائے کچھ رگڑا جھگڑا یا کمی بیشی نہ کی جائے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ خدا سے ڈرتے رہو نیت اچھی رکھو اور شرع الٰہی کے مطابق اعمال پر کاربند رہو یہ نہ خیال کرو کہ ہمارے اس فعل کی کس کو خبر ہو گی۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ تمہارے ہر فعل کو دیکھتا اور ہر نیت کو جانتا ہے۔

مقصود بیان: اس آیت میں عورت کو دودھ پلانے کی اور بچہ پر شفقت کرنے کی طرف ایک لطافت آمیز ترغیب ہے یعنی یہ کہا گیا کہ عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں مقصد یہ ہے کہ چونکہ وہ تمہاری ہی اولاد ہے اور تمہارا جز ہے وہ تمہاری شفقت و محبت کی مستحق ہے اسلئے تم کو دودھ پلانا چاہئے اور باپ کے سر نہ مار دینا چاہئے۔ اسی طرح باپ کو رحم دلانے کی طرف بھی ایک لطیف اشارہ کیا گیا ہے کہ چونکہ اُس بچہ کے تم باپ ہو اسلئے اُسکی سرپرستی نگہداشت تربیت اور اُسکی حفاظت جان کے اسباب مہیا کرنا تمہارا فرض ہے تم پر لازم ہے کہ اُسکو ماں کے سر پر خواہ مخواہ نہ ڈالدو بلکہ رضاعت کی اُجرت مقدرت کے موافق ادا کرو۔ آیت میں مساوات صنفی، تحفظ حقوق، اولاد پر رحم و شفقت اور اصول تمدن کا زرین ذخیرہ موجود ہے۔ ناقابل برداشت یا تکلیف دہ امور پر مجبور کرنے کی ممانعت ہے۔ دایہ سے دودھ پلوانے کی اجازت کی بھی صراحت ہے۔ دو سال سے کم میں بشرط رضامندی والدین دودھ چھڑانے کی بھی اباحت ہے اور اخیر میں نیک اعمالی اور ادائیگی حقوق اور حسن نیت کیطرف ترہیب نما ترغیب ہے۔

چند مسائل

دو برس کامل دودھ پلانا ضروری نہیں بلکہ والدین باہم مشورہ کرکے اگر دو سال سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیں تو جائز ہے لیکن اگر صرف عورت یا صرف مر

بغیر دوسرے کی رضا مندی کے دودھ چھڑانا چاہے تو جائز نہیں۔

آیت کا حکم اگرچہ مطلقہ عورت کے متعلق ہے لیکن اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حکم عام ہے بیوی کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں بیوی کا نان نفقہ بحق زوجیت ہے۔

دودھ پلانے کی مدت زائد سے زائد دو سال ہے اس سے زائد جائز نہیں۔

ماں اگر معذور نہ ہو تو اسپر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے اور اگر منکوحہ ہو یا عدت میں ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں اُسکو نان نفقہ بحق زوجیت اور دوسری صورت میں بحق عدت ملیگا اجرت کی ضرورت نہیں۔

اگر عدت ختم ہوگئی تو بلا اجرت دودھ پلانا واجب نہیں۔

اگر عدت ختم ہو جائے اور عورت دودھ پلانے سے انکار کرے تو اُس سے جبریہ دودھ نہ پلوایا جائیگا یعنی اُجرت دینے کے باوجود پھر بھی جبر نہ کیا جائیگا ہاں اگر بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ پئے تب جبر کیا جائے گا۔

اگر ماں دودھ پلانا چاہے تو باپ کے لئے جائز نہیں کہ اُس سے چھڑا کر دوسری انا کا دودھ پلائے۔ ہاں اگر ماں کا دودھ بچہ کو نقصان دیتا ہو تو دوسری کا دودھ پلانا جائز ہے۔

باپ موجود ہو تو بچہ کی پرورش کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور جب باپ مر جائے اور بچہ کا مال (بطور ترکہ) موجود ہو تو بچہ کے مال میں سے اُسکی پرورش کا صرف دیا جائیگا۔ اگر بچہ مفلس ہو باپ نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو باپ کے جو قریبی عزیز اور محرم ہیں اور شرعاً مستحق میراث ہیں اُنکے ذمہ بچہ کی تربیت کے مصارف ہونگے۔

انا کا دودھ پلوانا جائز ہے لیکن جو اجرت طے ہو جائے اُسکی ادائیگی بلا کم و کاست اور بغیر رگڑے جھگڑے کے ضروری ہے۔ وہ اُسکو دینی لازم ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیبیاں

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

چھوڑ جائیں تو عورتوں کو چار ماہ دس روز اپنے آپ کو

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

روک رکھنا چاہئے پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

تو شریعت کے مطابق جو کچھ وہ اپنے حق میں کریں تم پر اُس کا

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

کچھ گناہ نہیں اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے

تفسیر عدت تین طرح کی ہوتی ہے (۱) عدت طلاق اس کے حکم اور مقدار کا گذشتہ آیات میں ذکر ہو گیا (۲) عدت وفات اس کا بیان اس آیت میں کیا گیا (۳) عدت اُس حاملہ کی جس کا شوہر مر گیا ہو اس کا حکم آیت واولات الاحمال میں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ:-

جن عورتوں کے شوہر مر جائیں اور وہ حاملہ بھی نہ ہوں تو اُنپر لازم ہے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا کہ چار ماہ دس شب نکاح جدید اور مناسبات نکاح سے پرہیز رکھیں زیب و زینت سرمہ خوشبو وغیرہ سے الگ رہیں اور بغیر ضرورت خاص اُس گھر سے باہر نہ نکلیں جس گھر میں شوہر نے وفات پائی ہے تاکہ نکاح سابق کی عزت حرمت کا بقاء ہو فانی کے اسباب و مناسبات سے اجتناب اور شوہر سے محبت کے جذبات کا مظاہرہ ہو سکے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ شوہر کا بچہ شکم میں ہے یا نہیں۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ ہاں جب عدت مقررہ ختم ہو جائے اور چار ماہ دس روز گذر جائیں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تو اب کسی مسلمان کو حق نہیں کہ اُن کو اُن کے شخصی تصرف اور ذاتی استحقاق نکاح سے روکے وہ آزاد ہیں زیب و زینت کر سکتی ہیں سرمہ اور خوشبو لگا سکتی ہیں نکاح کر سکتی ہیں لیکن یہ تمام امور شرع عزت خاندان اور حرمت اسلام کے موافق ہونی چاہئیں کوئی فعل ختم عدت کے بعد بھی ایسا نہ ہونا چاہئے جس سے بدوضعی کا شبہہ ہو سکے اب اگر کوئی روکیگا اور عورت کو اُس کے جائز حق سے محروم کریگا تو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ چونکہ خدا تعالیٰ کو بندوں کے تمام اعمال کی خبر ہے اسلئے وہ اس حق تلفی کی سزا دیگا۔

مقصود بیان:- جس عورت کا شوہر مر جائے اُس کے لئے چار ماہ دس روز عدت کرنے اور سوگ کرنے کا وجوب شوہر سابق کے عزت و حرمت کی پاسداری۔ محبت زوجیت کا مظاہرہ خلوص نطفہ کی ضرورت کی طرف لطیف اشارہ اور حسن فروشی کی ایک ناقابل زوال حکمت آمیز ضمنی ممانعت۔ عورتوں سے حقوق

کے تحفظ کی صراحت اور اُن کو اپنے نکاح کا مستقل اختیار لیکن قانون شرع اور خاندانی و قومی عزت کی پاسداری اُن کے لئے ضروری ہے اگر ملی قومی یا شرعی نقطۂ نگاہ سے اُن کا نکاح ناجائز ہو یا بد وضعی کا شبہہ تو ہر مسلمان مرد ہر مسلمان عورت کو روک سکتا ہے عَلَیْکُمْ میں خطاب تمام مسلمانوں کو ہے۔ حمیت جاہلیت یا رسم قومی کی بنا پر عورتوں کو اُن کے جائز حقوق سے محروم کر دینے پر وعید۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ

اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ عورتوں سے نکاح کا

خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ

پردہ پردہ میں پیام دو یا دل میں چھپائے رکھو

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا

اللہ کو معلوم ہے کہ تمہیں اُن عورتوں کا خیال ضرور پیدا ہوگا لیکن

تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا

اُن سے نکاح کا وعدہ خفیہ نہ کرو ہاں رواج کے مطابق

مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ

بات کرو تو کوئی ہرج نہیں اور جبتک مقررہ میعاد پوری نہ ہو جائے

يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

عقد نکاح کا قصد نہ کرو اور جانے رہو کہ اللہ تمہارے دلوں

مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

کی بات جانتا ہے لہذا اُس سے ڈرتے رہو اور جان لو

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ○

کہ اللہ بخشنے والا بردبار ہے

تفسیر وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ یعنی جس عورت کا شوہر مرگیا ہو اس کے ساتھ نکاح کرنا یا کھلم کھلا نکاح کا پیام بھیجنا تو ناجائز ہے لیکن اگر پردہ پردہ میں پیام بھیجو جس سے نکاح کی خواہش ٹپکتی ہو مگر صراحت نہ ہو۔ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ یا اُن سے نکاح کرنے کا ارادہ اپنے دل میں چھپائے رکھو بالکل اظہار نہ کرو تو کوئی ہرج نہیں ہے کیونکہ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ خدا کو معلوم ہے کہ تم صبر نہ کر سکو گے بیوہ عورت سے ضرور نکاح کرو گے اور اسکو نکاح کا پیام بھیجو گے اسلئے خدا نے تمہارے لئے پردہ پردہ میں نکاح کی خواہش کے اظہار کی اجازت دیدی۔ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا۔ لیکن تم کو تعریضی پیام بھیجنے کی اجازت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ خلوت وتنہائی میں پوشیدہ طور پر تم عورتوں سے نکاح کا وعدہ لے لو۔ یہ تو صریحی پیام سے بھی بدتر ہے۔ إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا۔ ہاں دستور کے موافق کوئی بات کہو تعریضی نکاح کا پیام بھیجو وہ الفاظ جو کہ بدنیتی سے پاک ہیں استعمال کرو۔ تمہارے لئے مباح ہے پھر اگر پردہ پردہ پیام بھیجنے میں عورت کی رضامندی کا صاف آمیز اظہار ہو جائے تو وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ جب تک عدت مقررہ پوری نہ ہو جائے اسوقت تک عقد نکاح کا ارادہ نہ کرو اور اظہار رضامندی کے باوجود ان عدت میں نکاح نہ کرو۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ اور یقین رکھو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اس سے واقف ہے لہذا تم کو اُس سے خوف کرنا چاہئے عورتوں کے متعلق کوئی بدنیتی نہ کرو اور نہ تنہائی میں اُن سے عہد وپیمان لو یہ خیال نہ کرو کہ سوا ہمارے اسکو کون جانتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ انسان کے دلی ارادوں سے بھی واقف ہے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ اگر سزا میں تاخیر ہو تو دلیر نہ ہونا چاہئے کیونکہ خدا غفور ہے اور بڑا حلم رکھتا ہے اپنے حلم کی وجہ سے وہ فوراً عذاب نہیں دیتا ہے

مقصود بیان :۔ طہارت نفس، پاکیزگی اخلاق، صفائی ظاہر و باطن اور شرافت انسانی کی تعلیم، عزت وحرمت کے باقی رکھنے کا حکم، ممنوع شی کے ارتکاب کی طرف جو چیزیں مائل کرنے والی ہیں یا جن امور سے امر ممنوع کے ارتکاب کا اندیشہ ہے اُن کی بھی ممانعت مرد وعورت کے خفیہ عہد وپیمان اور میثاق نکاح سے بازداشت تہذیب اخلاق، رونق تمدن اور اصلاح معاشرت کی تکمیل کیطرف اشارہ اُس بیوقوف کور بصیرت شخص کے سر پر ایک کاری ضرب جو خدا کے تحمل و بردباری سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا اس فعل کا خدا کو علم نہیں اور اپنی اس جہالت کی وجہ سے اور زیادہ گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے۔ وغیرہ

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ

جب تک تم نے عورتوں سے قربت نہ کی ہو اور نہ مہر معین کیا ہو اگر

لَمْ تَمَسُّوهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ

(ایسی صورت میں) تم عورتوں کو طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے

وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

اور مطلقہ عورتوں سے سلوک کرو فارغ البال شخص پر اسکی حیثیت کے مطابق اور نادار

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ

پر اسکی حیثیت کے مطابق حسب دستور سلوک کرنا ضرور ہے یہ بات نیکوں پر لازم ہے

تفسیر طلاق کی ایک قسم اوپر بیان کر دی گئی یعنی جس عورت کا مہر معین کر دیا گیا ہوا اور اسکو قربت کے بعد طلاق دی ہو تو اسکا پورا مہر ادا کرنا واجب ہے یہاں دوسری قسم کا ذکر ہے جو اس پہلی قسم کی ضد ہے یعنی اس عورت کو طلاق دی جائے نہ تو مہر معین کیا گیا تھا نہ اس سے قربت کی گئی ہے تو اگر ایسی صورت پیش آ جائے مَتِّعُوْهُنَّ تو ایسی عورتوں کو کم از کم کچھ خرچ دیدینا چاہئے جس کی مقدار باعتبار سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم تین کپڑے یعنی ایک جوڑا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر مثل ہے۔

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ لیکن یہ حکم سب کے لئے یکساں نہیں ہے بلکہ وسعت و تنگدستی کے اعتبار سے فرق ہے۔ جو لوگ دولتمند اور فراخ دست ہیں اُن کو اپنی حیثیت کے مطابق دینا چاہئے۔ حضرت امام حسن نے دس ہزار درہم دیئے تھے اور جو تنگدست مفلس ہیں اُن کو اپنے مقدور کے موافق دینا چاہئے یعنی کم از کم ایک جوڑا۔ مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ عورت کو یہ سامان دستور کے موافق دینا چاہئے اسکی حق تلفی نہ کرنی چاہئے لیکن یہ حق وجوبی نہیں ہے بلکہ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ اُن لوگوں پر حق ہے جو نیکی کرنی چاہتے ہیں

مقصود بیان: ۔ اپنے قول کی پاسداری کی تعلیم اور اس امر کا اظہار کہ صرف زبانی نکاح سے بھی عورت کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں خواہ اُس کا مہر مقرر نہ کیا ہوا ور نہ اُس سے منافع صنفی حاصل کئے ہوں ناقابل برداشت حکم کی بندش اور عامۃ الناس کیلئے سہولت کا لحاظ۔ وغیرہ

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

اور اگر قربت سے پہلے تم نے اُن کو طلاق دی ہو

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا

اور اُن کا مہر بھی مقرر کر چکے ہو تو مقرر کردہ مہر کا نصف حصہ

فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ

دینا لازم ہے ہاں اگر عورتیں معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جسکے

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا

اختیار میں عقد نکاح ہے (اگر کچھ نہ دینا بھی جائز ہے) اور معاف کر دینا

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ

پرہیزگاری کے بہت ہی قریب ہے اور آپس کے احسان کو نہ بھولو

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

تفسیر اوپر طلاق کی دونوں قسمیں یا اُنکے احکام اور عدت و مہر کا بیان کر دیا گیا یہاں طلاق کی تیسری صورت بیان کی جاتی ہے یعنی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً اگر نکاح کے وقت عورت کا مہر مقرر کر دیا مگر قربت سے قبل اُسکو طلاق دیدی تو ایسی عورت کے لئے مہر ضروری ہے لیکن فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ مقرر کردہ مہر کا نصف کیونکہ منافع صنفی حاصل نہیں کئے ہیں اور مہر مقرر ہو چکا ہے لہذا دونوں پہلوؤں کا لحاظ ضروری ہے تاکہ نہ عورت کی حق تلفی ہو نہ مرد پر زیادتی ہو۔

اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ ہاں اگر عورت خود معاف کر دے اور مہر بالکل نہ لے اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یا شوہر اپنی طرف سے درگذر کرے اور پورا مہر دیدے تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے (الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے حضرت علی اور اکثر صحابہ کے نزدیک شوہر ہی مراد ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے اور اسی کے مطابق ہم نے تفسیر لکھی ہے لیکن حسن مجاہد اور شافعی وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد عورت کے سرپرست ہیں مطلب یہ ہے کہ عورت خود معاف کر دے اور اگر عورت نابالغ ہو تو اُس کے ولی معاف کر دیں تو کوئی حرج نہیں ہے) وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی صورت مذکورہ میں نصف مہر ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر عورت معاف کر دے بالکل نہ لے یا مرد درگذر کرے پورا مہر دیدے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے اتقاء نفس کے زیادہ قریب ہے۔ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ مرد کے واسطے یہی موزوں ہے کہ کل مہر دیدے کیونکہ مرد کو خدا تعالیٰ نے فضیلت عطا کی ہے ہر جگہ سے کما سکتا ہے۔ عورت ضعیف الخلقت اور نازک اندام ہے لہذا فضیلت صنفی کو فراموش نہ کرنا چاہئے اور

قوی الخلقت کو نازک اندام رکھنے والی صنف کے ساتھ مراعات کرنی چاہیئے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور خدا سے اسکے اجر کا طلبگار ہونا چاہیئے وہ سب کے اعمال کا نگراں ہے کسی کی نیکی ضائع نہ کریگا۔

مقصود بیان: - جس عورت سے قربت نہ کی ہو اور مہر مقرر کر دیا ہو اُسکو طلاق کے بعد نصف مہر دینے کا جواز لیکن کل مہر دینے کی فضیلت - مروت۔ تسامح، چشم پوشی، بلند حوصلگی اور اتقاءِ نفس کی تلقین - اس امر کی طرف لطیف اشارہ ہے عورتوں کے حقوق میں جہاں تک ہو سکے احتیاط سے کام لینا چاہیئے ایک روپیہ کی بجائے دو روپے دینے چاہئیں۔ گویا تحفظ حقوق نسوانی کی طرف ایک وعدہ آمیز ترغیب ہے اور عمومی مساوات و ہمدردی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

ہدایت خاص ابن مردویہ نے بروایت حضرت علی رضؓ بیان کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مسلمان اپنے ہاتھ کی چیز کو دانت سے پکڑ کر رکھیگا اور احسان و تفضل کرنا بھول جائیگا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ بدکار لوگ ہونگے جو مجبور و مضطر لوگوں کے ہاتھ فروخت کرینگے

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس ضرورت سے زائد مال ہو تو اپنے مسلمان بھائی کی طرف بھی بڑھا دو اور اسکو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے اُس کو غمگین نہیں کرتا اور نہ اُس کو محروم رکھتا ہے۔ جب کسی کے پاس سوال کرنے والا آئے اور اُسکے پاس کچھ نہ ہو تو سائل کے لیئے دعا ہی کر دے۔ (رواہ ابن ابی حاتم)

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ

نمازوں کی پابندی رکھو خصوصاً بیچ کی نماز

الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۝

کی اور اللہ کے آگے مؤدب کھڑے رہا کرو

تفسیر کلام ربانی کا دستور ہے کہ انسانی معاملات اور عبادات کی ملی جلی تعلیم دیتا ہے اگرچہ مسائل حقوق انسانی کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں تو پھر دو چار آیات میں فرائض الٰہی کا بھی تذکرہ کر دیا جاتا ہے تاکہ کسی کو یہ شبہ کرنے کا موقع نہ ملے کہ قرآن صرف ایک شق کو اختیار کرتا ہے انسانی حقوق کے ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے حقوق الٰہی سے تعرض نہیں کرتا یا فرائض خداوندی ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اصول تمدن، اصلاح اخلاق اور نظام عالم کی درستگی سے اسکو کوئی سروکار نہیں۔ گذشتہ آیات میں طلاق عدت مہر اور بعض دیگر امور کا بیان تھا جن کا تعلق حقوق انسانی سے تھا اور انتظام عالم کی اصلاح اُن کے ساتھ وابستہ تھی۔ اب ان آیات میں فریضۂ الٰہی کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے۔ آیت مذکورہ کے شان نزول میں مفسرین نے ایک روایت لکھی ہے کہ لوگ عصر کی نماز پڑھنے میں تاخیر کر دیتے تھے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب ہو جاتا تھا۔ اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دیگر اہل کتاب کی طرح مسلمان بھی نماز میں اشارہ یا بات کر لیا کرتے تھے اُس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے نماز میں بولنا اور اشارہ کرنا ترک کر دیا۔

صلوٰۃ وسطیٰ کو خدا تعالیٰ نے مبہم ہی رکھا ہے تاکہ اسکی فضیلت حاصل کرنے کے شوق میں لوگ کل نمازوں کی پابندی رکھیں۔ اسی وجہ سے اسکی مراد میں صحابہ میں بڑا اختلاف ہوا ہے کیونکہ پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز دو دو نمازوں کے درمیان ہے اس اعتبار سے ہر نماز صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) ہو سکتی ہے۔ کسی نے اس سے فجر کی نماز کسی نے ظہر کی نماز کسی نے عشاء کی نماز اور کسی نے عصر کی نماز مراد لی ہے۔ ہر شخص نے اپنی سمجھ کے موافق بیان بیان کیا تاہم راجح قول یہی ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ عصر کی نماز ٹھیک وسط میں ہے اس سے قبل دن کی دو نمازیں یعنی فجر و ظہر ہیں اور اسکے بعد رات کی دو نمازیں یعنی مغرب و عشاء واقع ہیں۔ گویا اس کا وسط ہونا دو حیثیت سے ہے ایک تو یہ کہ یہ دو دو نمازوں کے درمیان ہے یعنی دن کی دو نمازیں اس سے مقدم ہیں اور رات کی دو نمازیں اس سے مؤخر ہیں۔ اس کے علاوہ رات کی نماز شروع ہونے سے قبل اور دن کی نمازیں ختم ہونے کے بعد اس کا وقت ہے اسلیئے اسی کو درمیانی نماز کہا جا سکتا ہے۔ صحیحین کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ ہے کہ: - مسلمانو! جہاں تم حقوق کی نگہداشت کرتے ہو وہاں فرائض الٰہی کی ادائیگی میں بھی کوشش کرو۔ نماز روزانہ کا فرض ہے اس کا بھی لحاظ رکھو اور کل نمازوں کی پابندی کرو۔ خصوصیت کے ساتھ عصر کی نماز کا تو بہت ہی لحاظ رکھو یعنی یہی وقت بازاری کاروبار کا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کاروبار میں مشغول رہکر اس نماز کی طرف سے غافل ہو جاؤ۔ تم کو تمام کام چھوڑ کر عصر کی نماز ادا کرنی چاہیئے اور نمازوں کی ادائیگی میں عجلت نہ کیا کرو۔ نہ اس دوران میں کوئی اشارہ یا کلام کیا کرو بلکہ خدا کے سامنے ادب سے خاموش رہا

کرو اور نہایت خشوع و خضوع سے کھڑے ہوا کرو۔ یہ فرض ناقابل نسخ ہے کسی حالت میں اسکی معافی نہیں۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ

اب اگر تم کو (دشمن کا) خوف ہو تو پیادہ یا سوار (پڑھ لیا کرو) پھر جب اطمینان

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو جیسا تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے

تفسیر یہانتک کہ اگر تم دشمن کے مقابلہ پر ہو اور خوف ہو کہ کہیں دشمن حملہ نہ کرے اُسوقت بھی یہ فریضہ معاف نہیں ہاں اسکے بعض احکام و شرائط میں تخفیف ضرور ہے اگر دشمن کا خوف ہو تو تم میں سے جو سوار ہو وہ سواری کی حالت میں اور جو پیادہ ہو پیادہ ہونے کی حالت میں نماز پڑھو نہ رکوع سجود کا لحاظ ضروری ہے نہ قبلہ رو ہونے کا۔ مقصود مطلق ادا اور پابندی ہے۔ نماز ترک نہ کرو۔ جب خوف کی حالت نہ ہو امن چین ہو جائے تو پھر اُنہی ارکان و شرائط کے ساتھ نماز ادا کرو جو تعلیم کر دیے گئے ہیں۔ قبلہ کی طرف رخ کرو رکوع اور سجدہ قعود و قیام کا التزام کرو۔

مقصود بیان:۔ فریضہ بدنی یعنی نماز ادا کرنے کی انتہائی تاکید۔ صلوٰۃ خوف بوقت قتال کی ترکیب۔ لڑائی کے وقت ارکان و شرائط نماز کا سقوط۔ اس امر کی طرف اشارہ کہ اختیاری اطمینان کی حالت میں فرض الٰہی کے ظاہری ارکان بھی ساقط نہیں ہوتے۔ ہاں اضطرار یا خوف کی حالت میں ظاہری شرائط و ارکان کی پابندی لازم نہیں مگر نفس فریضہ ادا کرنا ضروری ہے۔ وغیرہ۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں

اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

تو لازم ہے کہ اپنی بیبیوں کے لیے سال بھر تک کے خرچ اور

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ

گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر جائیں پھر اگر وہ عورتیں خود نکل جائیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

اور شریعت کے مطابق کچھ اپنے حق میں کرلیں تو اُس کا تم پر کچھ گناہ

مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

نہیں ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

تفسیر درمیان میں نماز کا تاکیدی حکم دیا گیا تھا تاکہ حقوق ناس کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ فریضۂ الٰہی اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی اہمیت بھی ملحوظ رہے۔ اب پھر اُنہی انسانی معاملات کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

معالم میں محی السنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حکیم بن حارث طائف سے مدینہ کو ہجرت کرکے آئے انکے ہمراہ والدین اولاد اور بیوی وغیرہ ورثاء موجود تھے۔ مدینہ میں ان کا انتقال ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور اولاد کو ان کا ترکہ تقسیم کر دیا بیوی کو کچھ نہیں دیا بلکہ وارثوں کو حکم دیدیا کہ اس عورت کو اس کے شوہر کے ترکہ میں سے ایک سال کا نفقہ دیدیں اور سکونت کے لئے جگہ بھی اُس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

زمانۂ جاہلیت میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور میت وصیت کر جاتا تھا کہ عدت کے اندر ہی اسکو نکال باہر کر دینا۔ وارث بیچاری عورت کو میت کی وصیت کے موافق دوران عدت میں ہی نکال کر باہر کر دیتے تھے اور نان نفقہ کچھ نہ دیتے تھے وہ بیچاری اس زمانہ میں نہ تو جدید نکاح کر سکتی تھی نہ اُسکی معاش کا کوئی ذریعہ ہوتا تھا۔ اسلام میں بجائے ایک سال کے عدت کی مدت چار ماہ دس روز رکھی گئی اور چونکہ اس وقت تک آیت میراث نازل نہ ہوئی تھی اور عورت کا کوئی شرعی حصہ ترکہ میں مقرر نہ کیا گیا تھا اسلئے یہ رعایت رکھی گئی کہ اگر بیوہ اپنے متوفی شوہر کے ترکہ میں ایک سال تک رہنا چاہے تو رہ سکتی ہے۔ سال بھر تک ترکہ میں ہی سے اسکو نان نفقہ اور سکونت کا مکان ملیگا کوئی اُسکو ان حقوق سے محروم نہیں کر سکتا اور اگر چار ماہ دس روز عدت کرنے کے بعد بقیہ ایام میں نہ رہنا چاہے تو اُسکو اختیار ہے عدت کے بعد جہاں چاہے چلی جائے اور جس سے چاہے نکاح کرلے۔ جب آیت میراث نازل ہو گئی اور شوہر کے ترکہ میں سے عورت کے لئے چوتھایا آٹھواں حصہ مقرر کر دیا تو سال بھر کے نفقہ اور سکونت کا حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ جمہور اسلام کے نزدیک یہ آیت منسوخ الحکم ہے اور عدت والی آیت یا میراث والی آیت اسکی ناسخ ہے لیکن ابن جریر وغیرہ نزدیک اس آیت کا حکم بدستور باقی ہے۔ چار ماہ دس روز کا نفقہ تو عدت کی وجہ سے ملیگا اور سات ماہ بیس ایام کا نفقہ حسب وصیت ملنا

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے۔ اعلیٰ کاغذ پر چھپی ہوئی بارہ سو صفحات کی مجلد کتاب ہے اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک ایڈیشن فروخت ہو جاتا ہے اور سند یہ ہے کہ سرحد کے عالم دین اور بادشاہ چترال نے باوجود اردو زبان ہونے کے پسند فرمایا اور متعدد جلدیں اپنے کتب خانے کے لئے منگوائیں اور صوبہ سرحد میں تقسیم کیں۔ قیمت مجلد چار روپے۔ محصول ۱۴؍

بہشتی زیور مجلد

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں۔ حصہ اول اب ت سے شروع۔ حصہ دوم طہارت اور نماز کے مسائل۔ حصہ سوم زکوٰۃ حج قربانی۔ حصہ چہارم طلاق و نکاح۔ حصہ پنجم روزہ۔ حصہ ششم معاملات حقوق معاشرت۔ حصہ ہفتم اصلاح باطن تہذیب اخلاق۔ حصہ ہشتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی۔ حصہ نہم نیک بیبیاں اور حکایتیں۔ حصہ دہم ضروری اور مفید علاج۔ حصہ یازدہم دنیاوی ہدایتیں۔ حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل۔ یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں۔ ضخامت ۹۶۰ صفحے۔ قیمت مجلد چرمی دو روپے۔ ۔؍

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف یہ کتاب ہے۔ اس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جو درج نہ ہو۔ حال اس کتاب میں نہو غور نکو نماز پڑھنی ہو تو یہ کتاب ہی منگائیے۔ ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ یہ ایڈیشن مصنف سے درست کرا کر تمام اغلاط سے پاک کر کے چھپوایا ہے۔ نماز کے لئے اس سے بہتر کتاب نہیں۔ ۲۵۶ صفحات۔ قیمت دس آنے

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں۔ (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب کتاب ہے۔ (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازوں کی سزائیں و جزائیں ہیں۔ (۳) نماز نکی کتاب اس میں نماز پڑھنے کی تمام ترکیب اردو میں ہیں۔ (۴) نماز پڑھنے والوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے۔ (۵) نماز و مسائل جمعہ اس میں جمعہ کے تمام مسائل و ترتیب وغیرہ ہیں۔ پانچوں کی قیمت ایک روپیہ۔ محصول ۶؍

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں۔ اس میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ ... صفحات میں آئے ہیں اور بیان ... حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے۔ حضرت مولانا احمد سعید کی لکھی ہوئی جنفی حقانی کتاب ہے اس میں ... اعمال بھی ہیں۔ ... صفحات پہلے اس کی قیمت عہ تھی اب مجلد ہو کے ۱۲؍ محصول ۷؍

تفسیر سبت سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کے حضور میں پانچ وقت نصیب ہوتی ہے۔ ... نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم میں کہ ہمیں خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا۔ فوراً حرکتیں کیں منہ پر ہاتھ پھیرے اور مصلیٰ تہ کر دیا۔ نماز عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ ان کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آجائیگا کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے۔ تاثیر یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہو جائے تو یہ سبت سورہ ضرور منگائیے۔ ۱۴۴ صفحے مجلد ہے۔ قیمت چھ آنے۔ محصول ۷؍ کل ۱۵؍

اوراد و وظائف

جب ہر طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک ہی طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی تکان کا آخری زینہ ہے جس سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان ... زمان سب یکساں ہیں فقرائی کرامات انہی میں مضمر ہے ان میں بالخصوص مخدوم چہلیاں جہانگشت کے وظائف کو یہ ... ہی نایاب ہے اور مخدوم نے پورے جہاں ... کر کے لکھے ہیں۔ قیمت دس آنے۔ محصول چھ آنے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس کی تڑپ کا بہ جانے پر کوئی دل ہو کسی کا محبوب ہو کسی کا ہمدرد کا ہو ... کا ہو ... ہو کسی کا ہمدوست کا ہو آشنا ہو ... ہر ضد کا ... کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو پا سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کے عامل ہو جائیں اور ... نہ ... کا عمل کرنا آسان ہے قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے لئے ایک معمولی بات ہے۔ یہ ایک نہایت ہی موثر کتاب ہے۔ قیمت ۶؍ محصول ۷؍ کل ۱۲؍

مناجات مقبول

۱۹۳ صفحے کی مجلد کتاب ہے مولوی اشرف علی صاحب کی مرتبہ ہے دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی مجربہ دعائیں جن کو مولوی اشرف علی صاحب نے درج کیا ہے پھر استخارہ منزل پھر دعا بعد استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل ہیں۔ قیمت ۹؍ محصول ۷؍ کل ۱۴؍

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس کو امراض روحانی کو شفا بتایا ہے قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دنیوی و دینی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غواصی کر کے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجت کے لئے اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن شروع کر کے جمعہ کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں ہفتہ کے لئے استغفار۔ اتوار کو تسبیحات۔ پیر کو آیات توکل۔ منگل کے لئے تسلیمات بدھ کے لئے تجلیات جمعرات کے لئے دعوات۔ مجلد کتاب ہے ضخامت ۶۷ صفحات مترجم حنانہ۔ قیمت ۶؍

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اگر مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپ کتاب توبہ منگا کر پڑھ لیجئے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر توبہ کی ضرورت توبہ کا عملی ثبوت توبہ کے بعد کی حالت توبہ کیوں کی جائے توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ الٰہی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی مرنا بہرحال ضرور پڑے گا اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کر کے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے۔ قیمت دس آنے۔ محصول ڈاک ۶؍ کل ایک روپیہ

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس کتاب میں اس سلسلہ میں ... زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ نافہ روزخ فلسفہ روح تناسخ حقیقت موت طہارت سکرات موت تلقین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات ایمان و کفر نیکی و ... علیین ابرار متقین مرتد خاتمہ بری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب منکر نکیر عالم برزخ عذاب و ثواب قبر ... تجہیز و تکفین نماز جنازہ وغیرہ ... محصول ...

گھر کا مولوی یعنی وعظ سعید

یہ وعظ کی بینظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اور اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص و حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل و طمع ظلم غصہ نماز روزہ زکوۃ سخاوت غرضکہ ہر ترتیب وار تمام روحانی بیماریوں کے متعلق مواعظ اور نذرات ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ربانی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت عجیب وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگاکر ہر جمعہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جاوے تو بہت ہی اچھا اثر ہوگا قیمت مع محصول

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب جس میں اول بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پہلے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق (۱۰) حسن معاشرت (۱۱) اسلامی وحدت (۱۲) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۳) تعلقات کربلا اور یہ بہت مقبول کتاب ہے اور آسان لفظوں میں ہے بہترین کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے اردو پڑھ لیتے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲؍

گیارہ مجالس

گیارہ مجالس یہ حضرت غوث الاعظم کی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث الاعظم کے پوتے ہیں اس میں حسب ذیل مجالس ہیں (۱) افضلیت و قطبیت (۲) پیدائش (۳) کنیت اور غوثیت (۴) حلیہ مبارک و لباس و اخلاق (۵) آپ کا تحصیل علم سیاحت و عبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۹) آپ کی عبادات (۱۰) آپ کی ازواج و اولاد قیمت صرف چھ آنے محصول ۶؍ کل ۱۲؍

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے اور جس قدر قابل تقلید ہے اس کا تقاضا ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اثر ہو اس لئے حضور غوث پاک کے مواعظ منگاکر ضرور پڑھئے یہ فتوح الغیب کا ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مجلیٰ کرنا چاہتا ہے یہ مقالات پڑھے اور ذہنی انقلاب دیکھے۔ قیمت ۸؍ محصول ۶؍

تصوف کے تین شاعر

سعدی مصنف گلستاں بوستاں حضرت شیخ سعدی کے حالات اور ان کی شاعری کی خصوصیات پر تبصرہ از شبلی نعمانی قیمت ۳؍
حافظ حافظ شیرازی کے حالات زندگی لسان الغیب ہونے کے واقعات مع خصوصیات شاعری از شبلی قیمت ۳؍
خسرو اردو زبان کے جد امجد اور خلیفہ سلطان الاولیاء حضرت امیر خسرو کے حالات زندگی مع ان کی شاعری از شبلی قیمت ۳؍
تینوں کتابیں ساتھ منگائیں تو صرف آٹھ آنے میں مل جائیں۔

تصوف کے دو کامل

امام محمد غزالی امام الصوفیہ کی سوانح حیات علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں سوانح کے علاوہ ان کے مقالات و اقوال اور تعلیمات بھی ہیں قیمت چھ آنے
مولانائے روم مثنوی شریف کے مصنف مولانا روم کی سوانح حیات مع اقتباس مثنوی مصنفہ علامہ شبلی نعمانی بہت مستند کتاب ہے اور پیر علامہ کا تاریخی تبصرہ بھی ہے اور ساتھ ہی مثنوی کے بہت موثر اقتباسات ہیں قیمت چھ آنے دونوں کتابیں ساتھ منگائیں تو صرف دس آنے

بڑی سوانح غوث اعظم

بگیارہ مجالس حضرت غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق صاحب مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) کنیت غوثیت (۴) حلیہ مبارک ولباس و خلق (۵) آپ کا تحصیل علم سیاحت و عبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج و اولاد۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ۶؍

سیرۃ نظامی

یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی ابتدا تا انتہا مکمل سوانح عمری ہے آپ کے والدین آپ کی پیدائش تعلیم ارادت مجاہدہ فتوحات سخاوت ایثار اور بندگان خدا پر شفقت و عنایت ارشاد و تلقین اسرار و برکات اوراد و عبادات وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابر خلفاء اور تمام بزرگان چشت اور آپ کے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل ہیں اور عمارت آستانہ شریف کی مکمل حالات ۳۱۲ صفحات مجلد قیمت صرف ۱۲؍

سچا شہادت نامہ

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک لفظ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں فلو محبت اہلبیت میں غلطیاں نظر انداز ہو رہی ہیں شہادت نامہ غلط روایات سے پاک ہے موثر اس قدر ہے کہ ایک بھی واقعہ شہادت بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس لے لیجئے ہر ہر موقعہ پر مرثیہ ساتھ لکھ دیئے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو مراثیہ کے ہیں قریباً ۵۰۰ صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نظر سے نہ گزرا ہوگا۔ قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنہ محصول آٹھ آنے۔

سیرۃ معاویہ

بنی امیہ کے سب سے پہلے بادشاہ خلیفہ کی برگزیدہ لائف اور تاریخ قرن اول اسلام کا ایک درخشاں ورق اردو زبان میں آج تک حضرت معاویہ کے حالات اتنے مفصل کہیں شائع نہیں ہوئے یہ بڑے معتقد خلیفہ اسلام کے جو صحابی اور رسول کے نسبتی بھائی ہیں جو کاتب وحی ہیں جو حضرت علی کے حریف ہیں جو بنی امیہ کے چشم و چراغ ہیں جن کے عہد خلافت میں اسلام دنیا کے پانچویں حصہ پر غالب آگیا ہر مسلمان کے پڑھنے کے لائق ہے ۴۴۴ صفحات مجلد کی قیمت ایک روپیہ ہے اور محصول سات آنے۔

حالات خالد بن ولید

وہ جن کو رسول کریم نے سیف اللہ کا خطاب دیا وہ جن کی تلوار نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے وہ جنہوں نے بیت المقدس تلوار سے فتح کیا اور وہ جن کی جرات و بہادری پر ہمیشہ اسلام نے ناز کیا وہ جن کا دل جالی، دلیری ہر حالت میں بادہ اسلام سے سرشار تھا ایسی کیا تھے ایسا ہی بن گئے لیکن فرائض و نوں حالت میں یکساں بڑھئے ایسے جری کے حالات پڑھئے اور یہ بھی تاریخ اسلام کی ایک جگمگاتا مرقع ہے حضرت ملا مراد کی تالیف ہے، مجلد کتاب ہے اور جو چھپنے سے پہلے دو سو فروخت ہوگئی ایک روپیہ

عمرو بن العاص

معزز و برگزیدہ صحابی رسول بنی امیہ کے بہترین بیٹا فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص کی لائف اور فتح مصر کی پوری تاریخ اس وقت جبکہ اسلام کا دور اول تھا حضرت عمرو بن العاص نے اسلام کی وہ شاندار خدمات انجام دیں جن میں سے ایک مصر کی فتح بھی ہے آپ کی زندگی تاریخ اسلام کا ایک جگمگاتا ستارہ ہے جس سے ہمیں اپنے اسلاف کی علمی اور شاندار روایات کا علم ہوتا ہے ان کے دیکھنے سے ان کی رفعت کو بڑھکر اپنی نکبت و فلاکت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲؍

مجلد بارچہ سنہری مشین کی بنی ہوئی جلدیں بھی طیار ہیں ایک جلد خانشدہ سوا روپیہ بلا حنا ایک روپیہ دو آنے
مولینا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید
اس سے بہتر خوشنما اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ الاصاف دوسرا ایک بھی قرآن نہیں ہے
آپ نے ہزارہا اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا
ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے
یہ معاونین مولوی کا چھپایا ہوا قرآن مجید ہے
یہ آپکے پاس تو ضروری ہونا چاہئے
مزید رعایت
بلا تلاوت
کے بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دے دیجئے جبتک وہ پڑھا جائیگا آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔
مرنے والے
اعزا کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں یہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک
حمیدیہ پریس دہلی
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العلمین الرحمن
الرحیم ملک یوم الدین ایاک
نعبد وایاک نستعین اھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین

دہلی کا بہترین اور آپ کے مولوی کا دفتر ترجمہ والا متوسط قرآن مجید

دوسرا اڈیشن چھپکر آگیا ایک سال میں ۵ ہزار قرآن شریف دفتر مولوی کے خریداروں نے قبول فرمائے

یہ مولوی کے خریداروں کا اتنا بڑا امتیاز ہے کہ وہ اپنے مولوی کے ہر شائع شدہ پیز کو جوق درجوق خرید لیتے ہیں۔ اور بڑے بڑے تاجروں کو حیران کر دیتے ہیں دیسری خدمت تو صرف اس قدر ہے کہ، دو ترجمہ والا قرآن شریف جس کا ہدیہ چار روپیہ تھا **نصف** ہدیہ میں ان تک پہنچا دیا اور لاگت پر دید یا ہے۔ اب تو اور بھی حیرت ہوگی جب کہ کاغذ کا نرخ ساٹھ فیصدی بڑھ گیا ہے اور چمڑے کے نرخ میں ۵۰ فیصدی کا اضافہ ہے۔ کیا کریں اس گرانی سے دل کی دل میں رہ گئی ورنہ یہ اڈیشن اور بھی سستا ہوتا۔ تجربہ تو کیجئے دو روپے میں ایک ہزار صفحات جس پر کی جلد ۳ خلکے ۱۲ تو یہ نکل گئے اب سوا روپے میں ایک ہزار صفحات، اب آپ میں جو سب سے بڑا ماہر طباعت ہو وہ حساب کرلے کہ سوا روپے میں ایک ہزار صفحات کسی طرح بھی چھپ سکتے ہیں یہ سب کچھ آپ کی قدر دانی کا کرشمہ ہے یہ اڈیشن چھ ہزار چھپا ہے اسکو بھی جلد خرید کر سب کو مزید حیرت میں ڈال دیجئے۔

دو روپے میں مجلد چرمی

اس میں دو ترجمے ہیں پہلا ترجمہ لفظی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے۔ دوسرا ترجمہ بامحاورہ مولوی اشرف علی صاحب کا حاشیہ ہی تو اس کا ممتاز ہے گویا پوری تفسیر ہے جس میں نئے ہے صرف **جمعیۃ علمائے ہند کے دو ممتاز اراکین** سے لکھوایا ہے، نمونہ زیرین سے اسکی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے **ابتدا میں ۸۰ صفحات کا مقدمہ ہے** جو خود ثانی نہیں یقین فرمایئے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن مجید میں آپ نے نہ دیکھا ہوگا اس مقدمہ میں ۱۶ ابواب ہیں۔ (۱) فضائل تلاوت، آداب قرآن اور مختصر قواعد قرات (۲) آفرینش دنیا کے حالات قرآن شریف سے (۳) انبیا علیہم السلام اور انکی امتوں کے حالات قرآن شریف سے (۴) صحف سماوی اور قرآن مجید کا امتیاز (۵) عرب قبل از اسلام اور قرآن کی انقلاب آفرینی (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین کے مفصل حالات (۹) قرآن شریف کی مقبول دعائیں (۱۰) فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ رکوعات و نشانات و صفحہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال (۱۲) خواص آیات قرآنی (۱۳) تعویذات قرآنی (۱۴) فالنامہ قرآن مجید (۱۵) کوتاہیاں دربارہ تلاوت (۱۶) آداب تلاوت معہ مسائل ضروریہ

صحیح متن۔ مکمل حاشیہ، دو ترجمہ بے نظیر ۸۰ صفحات کا مقدمہ کاغذ ولایتی ہدیہ مجلد چرمی دو روپے محصول علاوہ کل ۲/۱۳

قال الملأ ۹ — منزل ۲ — ۲۴۱ — الاعراف ۷

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسیٰ
اور ہمارا رب گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے
واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا
کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی۔ کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے کمزور سمجھا مجھکو اور
پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھکو بے حقیقت سمجھا

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھیرو چنانچہ انھوں نے پنے چالیس روز پورے کئے کہ درمیان میں مسواک کرلی تھی اس سے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کردی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا اس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور یہ کہکر وہ تختیاں جن میں توریت لکھی ہوئی تھی اٹھا کر زمین پر پھینکدیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے ٹکڑے ہوگئے تھے پانچ حصے اللہ نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمنان رسول کریم تعدد ازواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا مسکت جواب ہے اس کتاب میں حضرت خدیجہ کی اور حضرت عائشہ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفریں ہے کتاب پڑھنے سے اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے اگر گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازواجی زندگی ایسی ہے جس سے مسلمان متاثر ہوں۔ قیمت ۱۲ آنہ محصول ۶

صابر بیبیاں

مولف آثار سعید حضرت مولانا مولوی اسد حمید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل عورتیں بہت بےصبر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی خانگی زندگی بہت بےچین گذرتی ہے اس میں حضرت مریم امہات المومنین کے علاوہ صد ہا دیگر خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزار ہا مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی عورت کو یہ کتاب پڑھائے یا سنائے تو اس کے گھر کی خامیاں دور ہو جائیں گی ۲۶۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ محصول ۶

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۲۰۰ صفحے کی ہے جس میں ۱۵ وضع کی روٹی ۲۰ وضع کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی ۱۵ وضع کی ترکاریاں بیسیوں وضع کے اچار مربے اور چٹنیاں اور تقریباً ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسی اطریفل نمک سلیمانی اور شربت دوا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے علاوہ ازیں بیماروں کے کھانے مذہب کے لحاظ سے۔

قیمت مجلد ۱۲ محصول ڈاک ۹

کل [illegible]

استاد درزیان

ایک ماہر فن کاریگر درزی کی تصنیف جس میں ہر فیشن اور ہر قسم کے انگریزی کپڑے آپ پہننے کے آسان طریقے اور ان کی کٹائی کرنے کے لئے صحیح نقشے انچوں سے نشان دیکر ایسے آسان طریقہ سے لکھے گئے ہیں کہ جن کو ان پڑھ اور معمولی پڑھا ہوا شخص بھی دیکھکر ہر قسم کے انگریزی کپڑے ایسے بہترین طریقے سے تیار کر سکتا ہے کہ جیسا ماہر فن کئی سال کی شاگردی کے بعد بھی تیار نہ کر سکے ہر کپڑے کی کاٹ کا نقشہ اور تیار ہونے کے بعد پہنا کر دکھایا گیا ہے تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آ جائے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۸ کل دو روپے

استاد فارسی

بلا استاد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے ایک فاضل نے سالہا سال کی محنت کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے با معنی کیا ہے مدون کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے اور عرضیاں جن میں تیمارداری اور مبارکبادی و تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کر کے مندرج کئے ہیں۔ قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۶

کل ایک روپیہ دو آنے ۲ا

استاد عربی

ابتدائی مدارس میں داخل نصاب ہے اور مستند علماء نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو یہ شوق ہو کہ آپ اپنے رسول پاک کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے مقدس فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگوا کر دیکھئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آ جائیگی اور آپ محنت کریں تو صرف ۳ ماہ میں خاصی اچھی عربی جان جائیں گے۔

قیمت صرف ۱۲ محصول ۶

کل ۱۸

استاد انگریزی

مصنفہ جناب پروفیسر سید محمد زیدی ایم اے بی ٹی ایم ایس سی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں باب ۲ صرف و نحو یعنی لفظ کیونکر بنتے ہیں باب ۳ زمانہ کے متعلق فعل کی مشق کی گردانیں ہیں باب ۴ لغت باب ۵ فقرے بنانا اور جملے کے اصول باب ۶ روزمرہ کی بول چال۔ باب ۷ مثلیں اور مقولے باب ۸ ترجمہ باب ۹ اردو انگریزی بنانا۔ باب خط و کتابت اس سے ایک ماہ میں انگریزی اچھی پڑھنی آ جاتی ہے۔

۲۰۸ صفحے۔ قیمت صرف ۱۲

سلسلہ تعلیم الاسلام

جدید سستا ایڈیشن کامل مجلد

جس کو مسلمان بچیوں کی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا ہے اس کا پہلا حصہ ان کا قاعدہ ہے اس کے دوسرے حصہ میں عقائد کی ابتدائی باتیں ہیں اور ملّا کے دوسرے حصہ میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرے حصہ میں کچھ اور عقائد اور عبادات وغیرہ ہیں ان رسالوں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ شائع ہو چکی ہے شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ نہ ہوں پانچوں حصے ایک مجلد میں قیمت مجلد ۱۴ مگر یہ رعایتی قیمت مجلد ۸ محصول ۷

مبلغ اسلام دو عورتیں

حلیمہ خانم ایک عورت جس نے بچاس آریہ اپدیشکوں سے مناظرہ کر کے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا ہے اور پورے جلسہ میں بڑے زور شور سے شکست دی رعایتی قیمت ۶

ساوتری ایک ہندو خاتون کی قبول اسلام اور اس دھڑلے سے اسلام قبول کیا کہ دھوم مچ گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو جنم کے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت رعایتی چھ آنے

دونوں ساتھ منگائیں تو قیمت دس آنے محصول ڈاک ۷

استاد تحریر

مدارس کے طلباء اور اساتذہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں بہترین کتاب ہے اس قدر جلد مقبول ہو گئی کہ اب اس کے کارآمد ہونے کے متعلق شبہ نہیں رہا اس میں تحریر کے تمام اسلوبوں کو نمایاں کر کے مشاہیر اہل قلم کی تحریروں سے مقابلہ کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری ہدایتوں کو قلم بند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ شگفتگیاں پیدا ہو جائیں گی جو مشاہیر اہل قلم میں ہوتی ہیں۔

قیمت صرف ۶ محصول ۶

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس نے حکومتیں بدل دیں لڑائیوں کے رخ پھیر دئے ٹھنڈے مجمع کو مشتعل اور بھڑکے ہوئے لشکر کو برف کر ڈالا جادو بیانی کوئی نعمت نہیں جو نہ مل سکے آپ کے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں اور ہر ایک مرد فن میں گذر سکتا ہے کتاب جادو بیانی سکھاتی ہے اس کو پڑھئے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے ماہر خطیبوں کا انداز بیان کیا تھا تھوڑے دن تکلف دوستوں میں مشق کیجئے پھر میدان میں ماہر نکلئے یہ کتاب واقعی جادو ہے۔ قیمت ۶

محصول صرف ۶ کل ۱۲

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جن نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے مسلمان غیر مسلموں کے ہاتھوں مجبور ہیں اور کروڑوں روپیہ غیر مسلموں کے پاس چلا جاتا ہے ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے ایک دلچسپ افسانہ لکھا ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود مسلم اتحاد کی حقیقت وراثت کی تعریف تابعین علیہم کے مراسم کی تحکیم وغیرہ کی تفصیل موجود ہے قیمت دس آنے محصول ۶ کل ایک روپیہ

(سب کتابیں ملنے کا پتہ دفتر مولوی [illegible] دہلی)

دس روپیے میں پانچ ہزار روپیہ

زندگی ہی میں دلانے والا بینک کا بونڈ (سند) خرید فرمایئے جو گورنمنٹ سے حسب قانون سات ۱۳ ۱۹ء منظور ہو چکا ہے سابقہ تقسیم منافع تک ایک ہزار ایک سو اسی روپیہ تقسیم ہو چکا ہے۔ تیسرا شاندار تقسیم منافع اکتوبر ۳۷ ۱۹ء میں ہونے والا ہے اور بہت بڑی رقم تقسیم ہونگی امید ہے جس کے لئے داخلہ کھلا ہے قواعد جلد طلب فرماویں کیونکہ مصیبت اور تنگدستی سے نجات کا یہ واحد ذریعہ ہے۔ المشتہر:

دی سٹی بینک آف ایسٹرن انڈیا لمیٹڈ علیگڈھ (یوپی) بارسوخ۔ دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے طلبا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام تجربہ کرکے درج کئے ہیں اس میں صابون سازی کے طریقے ہر قسم کے اچار مربے وغیرہ کے بنانے، دانتوں کا صاف کرنا اور مصنوعی اشیا عطر عرق شیشہ کا کام پلیٹ پالش رنگ سازی فوٹو گرافی گھڑی صاف کرنا سیاہیاں بنانا شعبدات جادو کے کام آتشبازی بنانا وغیرہ طریقہ کی صنعتیں اس میں درج ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہو اور محنت کرے تو تو بے روزگار نہیں رہ سکتا قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۶ر

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز حاصل ہے وہ جذبات کی سچی ترجمانی ہے یہ چیز مطالعہ کیلئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل نام ایک پروگرام کے ماتحت ہے جس میں انسان ہو واقع ہوا کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میرا ایسا ہی انشاء ہے جوانی کی پر کیف زندگی اور اس کو ادا کرنے کے لیے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے روایات حفظ ما تقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مرد دل پر آئینہ کر دیا ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر کل عہ ۱ر

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تصنیف کیا گیا تھا اس کتاب میں رجوع نے لذت شباب کے چشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک اعلیٰ ذہن یا عورتوں میں ہوتی ہیں بتا دیں اس کے بانکپن بھی ہوں اور باہمی عشق۔ عورت کے اندر ونی لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اس طرح مرد کی قوت نفسانی کو مزید طاقتور کرنے کے لئے نسخے ایسے ہزاروں گر بتلائے ہیں اس علاج کے سلسلہ میں جو کامیاب وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ صرف معجونوں لاکھوں مقویات ترجیح دیکر بیان کی ہیں قیمت کامل عہ محصول ۶ر

طلوع شباب

جوانی جب بہار پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اس میں وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کے حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائینگے ایک نوجوان مرد جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو پہلے ہی طلوع لذات دونوں کو ایک دوسرے کا دلدادہ بنا دیگی اور ایسی محبت ہوگی جو دانت کاٹنے اور مرکر جلنے تک ختم نہ ہوگی بہت سی تصویریں ہیں قیمت بارہ آنے محصول ۶ر

دلہنوں کی کانفرنس

سہاگ کی ۱۱ راتوں پر دلچسپ تبصرہ جوانی دیوانی کی سب کیفوں کی تصویریں اور حسن عالم آشوب کے تحریک تھے جب ہی اداکاری کر رہی ہیں تو ان میں کس قدر رنگینیاں ہونگی پر لطف یہ کہ یہ سب مطالعہ کی عیاشی نہیں بلکہ ہر حکایت کام کی اور تقریر عبرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ اس میں عورتوں کی زبان سے ان کے دلی دعا کا اظہار ہے اور عورتوں کی انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں مکمل ہے ۱۲ صفحات قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۶ر

استاد صابون سازی

صابون سازی کی سب سے آخری اور مکمل کتاب جو بہترین معلومات سے پر ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں صابون سازی کا درجہ تجارت میں صابون کا مصالحہ، صابون کے تیل، خوشبوئیں صابون سازی کا سامان معہ فوٹو تصاویر، صابون بنانے کے طریقے، صابون کے اقسام، دواؤں کی مقدار، صابون بنانے کی مشین، صابون کے رنگ، متفرق نسخہ جات، سامان حاصل کرنے کے ہندوستانی اور ولایتی پتے بھی لکھے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس سے بہتر کتاب آج تک نہیں چھپی، مجلد قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ر

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

۷۸۶

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں ہندوستان میں بڑھیا انگریزوں کی بھی جتنی دوائیں بکتی ہیں ہندوستان میں گذشتہ کئی برسوں سے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان فائدہ دیتا ہے مسوڑھوں کا پھولنا مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھیرتا مسوڑھوں سے خون آتا ہو پیپ نکلتی ہو جسے پائریا کہتے ہیں اسکی یہ بہترین دوا ہے وہ دانتوں کے جڑ میں چھوٹی چھوٹی پتھری سی جم جاتی ہیں غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجئے پھر اسکے سوا کوئی منجن آپکو اچھا نہ معلوم ہوگا بلکہ جن منجنوں کو اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ آپ کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے رنگت بو ان سب کو آپ پسند کریں گے اور اسے حتی المقدور سجا ہی سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے۔ ایک شیشی کی قیمت ۸ر محصول ڈاک ایک شیشی پر ۵ر لگتا ہے دو یا تین شیشیاں ایک ساتھ منگائی جائیں تو ۶ر کے ٹکٹ کافی ہوتے ہیں

ملنے کا پتہ: احمد مجتبیٰ نمبر ۱۷ کوچہ چیلاں۔ دہلی

مجلد پارہ بقیرہ کار بھی طیار ہیں، ایک جلد ۱۴ر پانچ جلد چار روپے، دس جلد ساڑھے سات روپے علاوہ محصول
ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خوان بھائی جو بغیر استادی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں تو
تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے
ہر معمولی قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا۔ اس لیے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطر لیا
الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھول بیٹھی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
یہ ۶۰۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لیے آسان اور کھلا ہوا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد پانچ روپے دس جلد دس روپے مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن ۴ر
دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا ریل کے لیے مقررہ قیمتوں سے ۸ر زائد ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے
آئینہ میں فوٹو بلاک پر بے مثال کارساز حمائل مجلد
حیرت سے پڑھیے اور داد دیجیے ایک پارہ نہیں تینوں پارے مجلد سنہری آئینہ میں دیکھیا
مولوی کا
کار نمایاں۔ کیسا نزل
جواہرات پیش ہوتے
ہیں۔ اس حائل کو اصلی
صورت میں دیکھیں تو آپ
بھی حیرت میں رہ جائیں
ایسی درخشندہ طباعت
ایسا کاغذ اور سنہری مجلد
جناب عالی
پھر بے تیسوں پارے
کامل مجلد
آئینے میں

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا
ماہوار جریدہ
مولوی
مدیر مسئول عبدالحمید خان
فی پرچہ
دو آنہ
2
ONE RUPEE INDIA 1916
حدیث
اس کتاب کو کہتے ہیں جو حضور رسول کریمؐ نے احکام خداوندی کی
تشریح اپنی زبان سے فرمائی۔ اور اس کا مجموعہ چند مقدس لوگوں نے اپنے ناموں سے
مرتب کیا۔ ایسی مستند ترین چھ کتابیں ہیں، ان چھ میں سب سے بڑی اور مستند تر
کتاب بخاری ہے اس کتاب کے خلاصہ کا ترجمہ آپ کے مولوی نے حال میں
شائع کیا ہے جس کا نام تجرید بخاری ہے پانسو صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس میں ۲۱۰۰
حدیثیں ہیں قیمت سوا روپیہ محصول ۸ آنہ علاوہ منگا کر حدیث کو سمجھ لیجئے
مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

مولوی دہلی
شعبان
عازمانِ حج کو مژدہ
اس سال حج کے لیے ہندوستانی مشہور کمپنی کے نئے جہاز
"المدینہ"
میں سفر کیجیے
(۱) جس کی رفتار بہ نسبت دوسرے حاجیوں کے جہازوں کے بہت زیادہ تیز ہے
(۲) جس میں ہر درجے کے مسافروں کے آرام و آسایش کا بیحد خیال رکھا گیا ہے
(۳) جسمیں پانی ہمیشہ اور بافراط ملتا رہے گا۔
(۴) جسمیں ہوا اور روشنی کا اعلیٰ انتظام ہے۔
(۵) جسمیں تیسرے درجہ کے مسافروں کے لیے ہر ڈگ میں بجلی کے پنکھے رکھے گئے ہیں جو ایک نئی ایجاد ہے
(۶) جسمیں غذا کا انتظام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور ہر صوبہ کی پسند کی لذیذ غذا ملتی رہے گی۔
(۷) جسمیں اوپر کے درجہ کے مسافروں کے لیے ہواخوری بیٹھنے کا کمرہ اور تفریح گاہ الگ ہے
(۸) جسمیں زنانہ مسافروں کے لیے الگ جگہ مخصوص کی گئی ہے اور جہاں ایک کتبخانہ مذہبی کتابوں کا مخصوص ہے
حجاج کی سب سے بڑی خدمت جو اس کمپنی نے اپنے ذمہ لی ہے وہ یہ ہے کہ ہر سفر میں ایک معتبر اور
ذی عزت مسلمان جہاز میں سفر کرے گا جس کا صرف یہی کام ہوگا کہ وہ حجاج کو ہر طرح سے آرام پہنچائے
اور انکی تکلیف میں مدد کرے۔ مزید حالات کے لیے ذیل کے پتوں پر لکھیے۔
کراچی کا پتہ
سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ
نیپیر روڈ کراچی
بمبئی کا پتہ:-
سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ
ویٹ روڈ بلارڈ اسٹیٹ بمبئی نمبر ۱
تار کا پتہ:- "جالا ناتھ" کراچی
تار کا پتہ "جالا ناتھ" بمبئی

مولوی دہلی
۵
شعبان سنہ ۱۳۵۶
قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین مولوی کیلئے بڑی آسانی ہوگئی، اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن شریف لے سکتے ہیں جو بڑے تاجروں کی لاگت سے کم ہو، لیکن یہ رعایت صرف ناظرین مولوی کے لیے ہے، اور یہ ان کے احسان کا ادنے ترین کرشمہ ہے، جو وہ مولوی کی ہر اپیل کو گوش مشتاق سے سنتے اور مولوی کی بروقت مدد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل
آپ کی امداد اور میری محنت سے اب تیسرا قرآن شریف مترجم چھپ کر طیار ہو گیا ہے، اور اس مرتبہ میں نے بشکرانہ فضل ایزدی اور بامتنان ناظرین و معاونین مولوی یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں، تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین مولوی کو دیدوں جو خالص میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہار کا خرچ اور اپنی محنت اور دوڑ دھوپ کا بھی کوئی خرچ نہ لوں۔ مگر یہ سب کچھ مولوی کے خریداروں کے ساتھ ہوگا جس کے لئے انکا نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ غریبوں کے لیے
آسان ترجمہ والا قرآن
مجید ہے، ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے، بڑی تقطیع ہے، ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں فضائل قرآن، آداب تلاوت، رموز اوقاف، نزول وحی، منسوخات قرآن، جمع و ترتیب، رسم الخط، اختلاف قرات، قرآنی اعجاز، فضائل تلاوت، احادیث فضائل، اور کوتاہیاں دربارۂ قرات اور دیگر مسائل ضروریہ اس میں شامل ہیں۔ صحت و طباعت میں میں نے اپنے حد امکان و طاقت سے زیادہ محنت و توجہ کی ہے، اب اتمام اللہ کے ہاتھ ہے، اور آپ بھی جب قبول فرمائیں تب بات ہے ہدیہ مجلد بلا حاشیہ صرف دس آنے حاشیہ دار مجلد بارہ آنے۔ یہ صرف مولوی کے خریداروں سے ہدیہ لیا جائے گا جو نمبر خریداری کے ساتھ فرمائش کریں گے، غیر خریداروں کے لئے دو آنہ زائد۔ تاجرانہ کوئی رعایت نہیں اور نہ زائد تعداد پر کوئی رعایت ہے محصولڈاک ایک جلد ۱۲؍ دو جلد ایک روپیہ پانچ جلد پر دو روپے اس سے زائد ریل کے ذریعہ منگائیے
نمونہ
الجزو الاول
بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان
الم ذلك الكتب لا ريب فيه هدى
للمتقين الذين يؤمنون بالغيب و
يقيمون الصلوة ومما رزقنهم ينفقون
والذين يؤمنون بما انزل اليك و
ما انزل من قبلك

بسم اللہ الرحمن الرحیم
چاند کی جس تاریخ کو رسالہ نکلتا ہے آپ کو اگر اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ دفتر سے خط بھیجکر منگا لیجئے۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ لکھا ہے جہاں آپکا پتہ۔ اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہے تو اب لکھ لیجئے اس کے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایات خصوصاً تبدیل پتہ کی تعمیل ناممکن ہے۔

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی سے شایع ہوتا ہے

جلد ۲۶ بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۶ ہجری نمبر ۲

شذرات

شب برات کی تقدیس

شب برات آرہی ہے جو ایک نہایت متبرک ومقدس رات ہے اور عبادات وطاعات کے لئے مخصوص ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور صحابہ کرام یہ رات بالعموم عبادت میں گذارتے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے میں ساعی رہتے تھے لیکن بعد کو مسلمانوں نے اس مبارک رات کو بھی اسراف وبیہودگی کا ایک مرقع بنا کر اپنے ضعف ایمانی کا ایک المناک مظاہرہ کیا بجائے اس کے کہ مسلمان دن ڈھلتے ہی عبادات ونوافل کی تیاری میں مصروف ہوں وہ آتشبازی خریدنے اور رنگ برنگ کے حلوے بنانے میں مصروف ہوجاتے ہیں اور ثواب وعبادت کے یہ مغتنم اوقات آتش اور حلوے کے نذر ہوجاتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ اس ایک رات میں مسلمان فضول اڑادیتے ہیں اور ثواب کے بجائے الٹا عذاب حاصل کرتے ہیں۔

جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں تو اسے جو کچھ سوجھتی ہے بری ہی سوجھتی ہے مسلمان ہیں کہ اب ان کا جو قدم اٹھتا ہے برائی ہی کی طرف اٹھتا ہے اور نیک وبد کی تمیز ان سے اٹھتی چلی جارہی ہے مذہب سے زیادہ رسمیات میں مبتلا ہوکر رہ گئے ہیں۔ شب برات آتی ہے تو کسی کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ عبادت کی رات ہے اور اس میں نوافل پڑھنی ضروری ہیں حلوے اور آتشبازی کی طرف سب کی اور سارے گھر کی توجہات مبذول رہتی ہیں شام ہوئی اور کڑاہیاں چڑھ گئیں اور حلوے بننے اور آتشبازیاں چھوٹنی شروع ہوگئیں نوافل تو ایک طرف رہے ان مشاغل میں نمازیوں کے فرائض قضا ہوجاتے ہیں عبادت سے ہزار درجہ زیادہ ان لغویات کا خیال ہوتا ہے۔ پھر اگر اتنا روپیہ خیرات ومبرات میں خرچ ہوتا تو بھی ایک بات تھی مصیبت یہ ہے کہ ہر گھر میں یہ سب کچھ ہوتا ہے اور کوئی اسے برا نہیں سمجھتا ہم یہ نہیں کہتے کہ مرنے والوں کی روح کو ثواب نہ پہنچایا جائے لیکن اس کے لئے اتنے اہتمام اور اتنی پریشانی اور اسراف کی کیا ضرورت ہے۔

ظاہر ہے سب کو معلوم ہے کہ ریا کا عنصر تو اگر عبادت میں بھی شامل ہو تو وہ بھی منہ پہ ماردی جاتی ہے اس حلوے سازی میں ریا ونمود ورسم پرستی کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے جو اس سے ظاہر ہے کہ ہر گھر میں کتنی ہی مجبوری ہو قرض وام لیا جائے مگر حلوا ضرور بنتا ہے اور وہ اعزا واحباب ہی میں تقسیم ہوتا ہے ثواب تو اس کا ہے کہ کھانا بھوکوں اور غریبوں کو کھلایا جائے اور اس سے جو ثواب حاصل ہو وہ مرنے والوں کو ہبہ کردیا جائے اس کا کیا ثواب کہ رسما حلوا بنایا اور اس ڈر سے بنایا کہ نہ بنائیں گے تو گھر میں بے رونقی رہے گی لوگ انگلیاں اٹھائیں گے اور اسے جن گھروں سے حلوا آتا ہے انہیں بھی۔ ریا بلا مبالغہ کم ومبیش ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہندوستان میں اس حلوے اور آتشبازی پر مسلمان برباد کردیتے ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہوشمندی سے کام لیں لغویات اور خرافات کو ترک کرکے یہ شب عبادت ونوافل میں گذاریں اور خدا کی خوشنودی حاصل کریں کہ سب سے بڑی چیز یہی ہے۔

فریضہ زکوٰۃ اور مسلمان

ہر صاحب استطاعت مسلمان پہ زکوٰۃ فرض ہے اور سال میں ایک دفعہ نکالی جاتی ہے۔ مسلمان بالعموم تو رمضان ہی میں زکوٰۃ نکالتے اور تقسیم کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جو رجب اور شعبان میں بھی اسے تقسیم کرتے ہیں بہرکیف وہ کسی ماہ میں تقسیم کی جائے اچھی ہے ضروری ہے اور فرض ہے فرزندان توحید کو یہ بتانا اور ان پر واضح کرنا کہ زکوٰۃ ایک نہایت ضروری اور اہم فریضہ ملی ہے تحصیل حاصل ہے اسلئے کہ تمام مسلمان اسکی اہمیت سے واقف ہیں اللہ تعالیٰ فرما ہی چکا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فبشرھم بعذاب الیم قرآن شریف میں بیشمار مقامات پر زکوٰۃ کا حکم موجود ہے اور نماز کے بعد سے اہم انتہائی اہم فریضہ یہی ہے جس کی ادائگی پر مال بھی پاک ہوجاتا ہے ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ اور اللہ کے بندوں کے نزدیک عزت بھی بڑھتی ہے۔ حقیقت میں مال امسکا ہے اور ہمیں عارضی طور پر ملا ہوا ہے جو زندگی میں خرچ کرلیا وہ بھی گیا اپنا تو وہ وہی ہے جو زکوٰۃ وصدقات کے طور پر ہم زندگی میں صرف کرجاتے ہیں۔ بشارت اور پھر کتنی روح پرور اور بندہ نواز بشارت ہے کہ خود رب السموات والارض اس روپیہ کو اپنے اوپر قرض بتاتا ہے اور بندوں کو مژدہ سناتا ہے کہ جو زندگی میں فی سبیل اللہ خرچ کرجاؤ گے وہ چونکہ ہم پر قرض ہے اسلئے ہم تمہیں آخرت میں اس کو سات سو گنا کرکے ادا کریں گے۔ اللہ اکبر نفع اور اتنا بڑا نفع اور وہ بھی معبود حقیقی کے ہاتھوں ملنے والا ہے۔ بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

دنیا میں ہمارا قیام عارضی ہے۔ مستقر آئی جین، زندگی فانی ہے ہم فانی

ہیں دولت فانی ہے، ہر چیز فانی ہے چند سال زندہ رہے تو کیا اور سو سال زندہ رہے تو کیا آخر مرنا ہے اور ہر ایک کو خواہ وہ شاہ ہو یا گدا خالی ہاتھ جانا اور خالی ہاتھ اٹھنا ہے اور وہاں ابدی زندگی بسر کرنا اور ہمیشہ رہنا ہے اس لئے دانائی کا اقتضا یہی ہے کہ ابھی سے اس چند روزہ زندگی میں وہاں کے لئے اندوختہ جمع کرلیں سال بھر میں ڈھائی فیصدی اور وہ بھی اس پس انداز رقم پر جو سال کے آخر میں کہاں بچ رہے زکوٰۃ نکالنا غور سے دیکھا اور عقل سے سمجھا جائے تو بہت معمولی بات ہے یہاں کے دیئے ہوئے ڈھائی روپے ہیں وہاں ڈھائی لاکھ کا کام دیں گے۔

مبارک اور عالی بخت ہیں وہ مسلمان جو زکوٰۃ نکالتے اللہ کے ضرورتمند بندوں کی امداد کرتے اور معبود حقیقی کا حکم مانتے ہیں لیکن یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ اس زکوٰۃ میں ریا و نمود اور احسان و معاوضہ کے خیال کا شائبہ ہی نہ ہونا چاہئیے اور نہ اس وقت قلب میں فخر و غرور کے جذبات پیدا ہونے پائیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت شکر و عاجزی کے احساسات سے کام لیا جائے اس سے خدا بھی خوش ہوگا اور زکوٰۃ بھی قبول ہو جائیگی۔

اعزا کی امداد کی اہمیت

زکوٰۃ کی ادائیگی میں اللہ کے احکام اور اس کی خود بتائی ہوئی ترتیب پیش نظر اور ملحوظ رکھنی چاہئیے مستحقین زکوٰۃ میں اولین مستحق اعزا و اقارب ہیں اور ان کے بعد دوسروں کو حق پہنچتا ہے لیکن آجکل بالعموم یہ حقیقی مستحقین ہی محروم رہجاتے ہیں اور غیر مستحقین حصہ پاتے ہیں اس حکم میں بڑے بڑے اسرار و مفاد مضمر ہیں انسان کا وقار اس کے خاندان سے ہی وابستہ ہے۔

خاندانی افراد فارغ البال ہوتے ہیں تو انسان کی وقعت بھی ہوتی ہے بھاری بھرکم بھی رہتا ہے اور لوگ اس سے دبکتے بھی ہیں اور حوصلہ رہتا ہے کوئی اس کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا بخلاف ازیں جو خاندان نفاق و شقاق میں مبتلا ہوتے ہیں اول تو وہ پنپتے ہی نہیں اور جلد تباہ ہو جاتے ہیں دوسرے قائم بھی رہتے ہیں تو ان کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی کمزور ہو جاتے ہیں اور ہر کوئی ان کے افراد کو دبا لیتا ہے اگر آپ کے خاندان کے افراد میں باہم محبت و اتفاق ہے اور وہ کسی کے دست نگر نہیں تو لازماً آپ کی اور آپ کے اہل خاندان کی آبرو قائم رہے گی اور اگر وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہیں باہمی اتفاق قائم نہیں تو اس کا اثر آپ پر بھی پڑے گا اور لوگ کہیں گے کہ فلاں کے خاندان کے آدمی ہیں اور یہ حالت ہے اسی لئے اللہ تعالٰے نے وہ صورت پیدا کی کہ باہم اتفاق بھی رہے اور ایک خاندان کے آدمی کو دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ پڑے اگر خاندان کے امرا خاندان کے غربا اور مستحقین کو دیتے رہیں گے تو اول تو وہ دوسروں کے دست نگر نہ ہونے پائیں گے۔ دوسرے وہ ممنون ہو کر ان کی امداد میں لڑنے اور ان کے لئے جان تک قربان کرنے کو تیار رہیں گے اور مالی امداد کریں گے اور وہ ہاتھ پاؤں سے تیار رہیں گے اور چھپا بنا رہے گا احسان رکھنے اور منت ولعن سے ان کا دل نہ دکھانے کا حکم بھی اسی لئے ہے کہ غریب اعزا کا دل نہ ٹوٹے

اُن کے احساسات خودداری کو ٹھیس نہ لگے اور ان کے قلوب میں کینہ پیدا نہ ہو اور دینے والوں کو بھی ثواب ملے فی سبیل اللہ دینے کا حکم اسی لئے ہے کہ ان سے زکوٰۃ کا معاوضہ طلب نہ کیا جائے اور ان کی کوئی بات نہ ماننے پر یہ خیال پیدا نہ ہو کہ ہم انہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور انہوں نے اتنی بات نہ مانی۔

آج مسلمانوں کے خاندانوں میں سخت نفاق ہے اور ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور تعلقات منقطع ہوتے رہتے ہیں حالانکہ رسول کریم نے صاف فرمایا کہ عزیزوں سے قطع تعلق کرنے والا دوزخی ہے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ عزیز کو دینے کا ثواب دس گنا ہوتا ہے حضور نبی کریم خود بھی اپنے اعزا کو نوازتے رہتے اور مسلمانوں کو بھی تاکید کرتے اور بتاتے رہتے کہ ان کی خدمت و امداد سے دولت و عمر بھی بڑھتی ہے اور برکات بھی نازل ہوتی ہیں۔

بندرگاہ عقبہ کی واپسی

برطانیہ کی نگاہ میں ایک عرصہ سے عقبہ پر پڑ رہی تھیں سلطان عبد الحمید مرحوم سے اس نے اس کا اجارہ حاصل کرنے کی ایک پر جوش سعی بھی کی تھی مگر ان کی آہنی ہمت کے سامنے انگریزی چال سرسبز نہ ہو سکی حقیقت میں ایک غیر معروف تھا اور بہت معمولی بندرگاہ ہے لیکن اگر یہ کسی طاقتور سلطنت کے ہاتھ میں ہوتی تو اسے بھی کسی اول درجہ کی بندرگاہ کی شہرت حاصل ہو جاتی اس لئے کہ یہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے دنیا کی نہایت مفید اور عظیم الشان بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ ہے یہ بحر قلزم کی خلیج عقبہ کی کلید ہے اور یہاں سے بیک وقت حجاز فلسطین شرق اردن اور مصر پر اثر ڈالا اور قائم رکھا جا سکتا ہے اور ہندوستان اور یورپ دونوں کے راستوں پر قابو رکھا جا سکتا ہے۔

شریف حسین کو اسی کی سزا بھگتنی پڑی تھی کہ وہ عقبہ کو برطانیہ کی بحری ہمالی مستقر بننے دینے کے شدید مخالف تھے سلطان ابن سعود کی امداد بھی اسی لئے کی گئی کہ وہ اندرون علاقہ کے فرمانروا ہیں اس کی اہمیت نہ سمجھتے ہوں گے اور سمجھتے بھی ہوں تو اس امداد کے معاوضہ میں ان سے بہ آسانی یہ علاقہ حاصل کیا جا سکیگا۔ سلطان کے حجاز پر قابض ہوتے ہی عقبہ کو شرق اردن سے ملحق تو کر لیا گیا مگر اس کے مرکزی حیثیت حاصل کرنے کا معاملہ معلق رہا کیونکہ سلطان اسے باضابطہ حوالہ کرنے پر تیار نہ تھے اور برطانیہ بھی سلطان سے بگاڑ پیدا کرنا نہ چاہتی تھی۔

آخر تدبیر یہ سوچی گئی کہ فلسطین کے کمیشن سے سفارش کرائی گئی کہ عقبہ ایک آزاد تجارتی مرکز مستقر قرار دیا جائے جسے برطانوی و یہودی دونوں علاقوں کے باشندے استعمال کرنے کا حق یکساں رکھیں۔ نیز سے ریلوے لائن کے ذریعہ سے غازہ اور بحرہ روم سے ملحق کر دیا جائے اس پر سلطان کی آنکھیں کھلیں انھیں بہت قلق بھی ہوا اور تشویش بھی اس لئے کہ عقبہ کے آزاد تجارتی مرکز قرار دیئے جانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی سرحد پر دولتمند شر انگیز اور چالاک یہودیوں کی ایک مستقل آبادی بھی قائم ہو جائے گی اور غیر ملکی نفوذ و اقتدار کے بڑھنے کا بھی خطرہ سامنے آ جائے گا اس کے علاوہ ارض پاک حجاز کی ایک اہم بندرگاہ کے غیر مسلموں کے تسلط و اقتدار میں جانے سے حرمین شریفین

کی حرمت کے لئے بھی خطرات تھے اس لئے سلطان نے بہت غور کے بعد برطانیہ کو اس خطرہ سے آگاہ کر کے اس کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔

برطانیہ کسی خطہ پر قبضہ کر کے اسے کبھی بہ آسانی چھوڑنے کا خوگر نہیں اور اس پر قبضہ فی الحقیقت قلب اسلام کے لئے خطرہ ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جلد بیدار ہوں اور اس خطرہ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں اگر مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا تو حرمین شریفین کے قرب کے باعث وہ بھی مصلحتاً اسے چھوڑ دینے پر تیار ہو جائے گا۔ ورنہ پھر نہ صرف حجاز و عرب کی آزادیاں خطرہ میں پڑ جائیں گی بلکہ ترکی و ایرانی دول کے لئے بھی ایک تشویش کا سامان پیدا ہو جائے گا۔

ایران کی عسکری و عمرانی ترقیات

الحمدللہ کہ ممالک اسلام میں ہر طرف ترقی کے آثار نمایاں ہیں اور بیداری کی ایک لہر ہے جو مراکش سے لیکر افغانستان اور چین تک دوڑ رہی ہے۔ ترکی آسمان ترقی پر فائز ہو ہی چکا ہے اور ایران سرعت رفتار کے ساتھ بلندی کی طرف مائل بر پرواز ہے۔

مغرب والوں کو بھی اسلامی ممالک کی ترقیات کا حال سنکر ان کی سیاست کار و زار میں تشویش پیدا ہو رہا ہے چنانچہ حال ہی میں ایک لائق امریکن سیاح نے ایران کی سیاحت سے واپس ہو کر شکاگو ٹریبون میں اپنے مشاہدات درج کرائے ہیں جو اہم معلومات سے لبریز ہیں لکھتا ہے کہ ایران کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے اور رضا شاہ نے اقتدار حاصل کر کے اس کی کایا پلٹ کر رکھدی ہے۔ شاہ ممدوح نے ملک میں مفت و جبریہ تعلیم جاری کر کے عام بیداری پیدا کر دی اور عورتوں اور لڑکیوں تک میں سرفروشی کا ایسا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا کہ وہ بھی اپنے وطن مالوف کی عزت و حرمت کی خاطر ہر ممکن قربانی کے لئے پیش پیش تیار نظر آتی ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ وہ عام طور پر حربی کارخانوں میں کام کرتی فوجوں میں شامل ہوتی اور جنگی تعلیم شوق سے حاصل کرتی ہیں۔

اس وقت ایران کے پاس پانچ لاکھ جرار فوج ہے جو جدید ترین آلات حرب سے آراستہ ہے جو لوگ فوجی خدمات انجام نہیں دے سکتے وہ اقتصادی شعبوں میں مصروف کار ہیں۔ صنعتی کارخانے بھی بڑی نمایاں کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں زراعت بھی ترقی پر ہے اور ملک ایک لہلہاتے چمن کی صورت میں منتقل ہو گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں پہلے ایرانی بجٹ دس کروڑ روپیہ کا ہوتا تھا وہاں اب ایک سو بیس کروڑ روپیہ کا ہوتا ہے تمدنی اور معاشرتی حالت میں ایک حیرت انگیز انقلاب نظر آتا ہے عیش پسند امراء و رؤسا بھی اب سرگرمی کے ساتھ ملکی خدمات میں حصہ لیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس ملک کو لائق اور ایثار پیشہ قائد ملجاتے ہیں اس کی ترقی میں پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ رہنما بیوقوف اور خود غرض ہوں تو آزادی و اقتدار بھی کچھ کام نہیں آتے۔ آخر ترکی و ایران پہلے بھی آزاد تھے مگر صدیوں سے زوال ہی کی طرف رواں چلے آتے تھے جب کمال اور رضا شاہ منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے تو گویا ملک کی تقدیر بدل گئی۔ مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو ہندو سکھ اور پارسی آباد ہیں مگر جہاں یہ تینوں قومیں روز افزوں ترقی کر رہی ہیں مسلمان زوال پذیر ہیں اور اقتصادی طور پر تباہ ہوتے چلے جاتے ہیں اسی طرح جس طرح ایران و ترکیا ترقی پسند یورپ کے قریب ہوتے ہوئے بھی برباد ہی ہوتے چلے جاتے تھے اس لئے کہ ان کے رہنماؤں میں نہ جوش ہے اور نہ ایثار جس قوم کے امرا برے ہوتے ہیں وہ بگڑتی چلی جاتی ہے اور جس کے اکابر و مشاہیر اچھے ہوتے ہیں وہ سنور جاتی ہے۔

مسلم لیگ کی سیادت

مسٹر جناح نے مسلمین کانفرنس کلکتہ میں یہ پیغام بھیجا ہے کہ مسلمانان بنگال مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی متفقہ حمایت کریں جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلکہ ملک کے مجموعی مفاد کے لئے سب سے بہتر ہے۔ ہمیں مسٹر موصوف کی ذہنی اور دماغی قابلیتوں کا اعتراف ہے۔ ہم ان کی نیت پر شبہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں پاتے ان کی سرگرمی اور ان کے جوش کو بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے جو راہ بنا رہے ہیں نہ منزل پر پہنچانے والی نہیں اور گمان کا مقصد ملک کا مفاد بھی ہو اور انہوں نے اسمیں مسلمانوں کی بہتری ہی سمجھی ہو مگر ہمارے نزدیک اس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچیگا اور نہ نادانستہ طور پر ملکی مقاصد کو نقصان پہنچانے کے داعی بنجائیں گے اس لئے کہ حقیقت میں مسلم لیگ کی نہ کوئی پالیسی ہے اور نہ پروگرام اور نہ وہ مسلمانوں کو کسی ایک مقصد پر متحد کر سکتے ہیں۔ اب تک تو ہم یہی دیکھتے رہے ہیں کہ جنھیں کانگریس سے مخالفت یا کد پیدا ہوتی ہے یا وہ کسی وجہ سے کانگریس میں شریک نہیں ہو سکتے وہ لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں اس میں ایسے مختلف مقاصد کے افراد موجود ہیں جو باہم کبھی یکجہت اور متفق ہو ہی نہیں سکتے صرف کانگریسی استیلا کے خوف نے وقتی اعتبار سے انہیں لیگ میں شامل کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ممبروں کی تعداد بڑھنے کے بجائے برابر گھٹتی چلی جاتی ہے۔

اس وقت پانچ صوبوں میں اسلامی وزارتیں قائم ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی تخلیق میں لیگ کی رہین منت نہیں آسام کی اسلامی وزارت نے ضرور اب مصلحتاً اس کی قیادت و سیادت منظور کر لی ہے ورنہ پنجاب بنگال سندھ اور سرحد میں کہیں بھی لیگ کو حکومت و وزارت سے کوئی تعلق نہیں، اسی لئے نہیں کہ اس کا کوئی معین لائحہ عمل موجود نہیں اور نہ اس میں وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے ملک کے لئے قربانیاں کی ہوں مسٹر جناح ایک عرصہ سے لیگ کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے ہیں اگر وہ کانگریس میں شامل ہو جاتے تو اس کی عشر عشیر جدوجہد بھی انھیں ملک کی آنکھ کا تارا بنا دیتی اور وہ فی الحقیقت ملک کے لئے کام کر جاتے اب بھی وقت ہے کہ وہ کانگریس میں شریک ہو جائیں اور اس کے اندر رہکر مسلم حقوق کے لئے لڑیں اس طرح ان کی کوششیں بھی بار آور ہونگی اور وہ ملک و ملت کے لئے گرانقدر کام بھی کر جائیں گے۔

کانگریسی وزارتیں

کانگریس کو برسراقتدار آئے ابھی چند مہینے ہی گذرے ہیں کہ اس نے فضائے ہند میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا ہے اور ہر طرف اصلاحات اور

خدمات عامہ کا ایک جوش اور ایک ہنگامہ رونما ہے ایک مدت کی مجبورانہ زندگی اور بیکسانہ حالت کے بعد ہندوستان کو یہ دن تو دیکھنا نصیب ہوا کہ اس کی روزمرہ کی شکایات کی تلافی کی صورت نظر آئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان کے مطابق ابھی تک وزارتوں اور حکومتوں کے ہاتھ بڑی حد تک بندھے ہوئے ہیں اور وہ کوئی بڑی اور نمایاں خدمت انجام نہیں دے سکتے۔ تصور کیجئے کہ جو حقیقی نمایندگان قوم اس مجبوری کی حالت میں اتنا کچھ کر سکتے ہیں اگر انھیں صحیح طریق پر آزادی حاصل ہو جائے تو وہ ملک میں کتنا خوشگوار انقلاب پیدا کر دیں جوش پیدا ہوتا ہے مگر مجبور ہیں۔

اس لئے کہ روپیہ اور اختیارات کافی طور پر ان کے ہاتھ میں نہیں کہنے کو صوبے آزاد ہیں ورنہ مالیات کا کثیر حصہ مرکزی حکومت کے خزانہ میں چلا جاتا ہے تاہم جتنا کچھ بھی ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے اس سے وہ ملک کو بیش از بیش فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ شراب کی بندش مفت و جبریہ تعلیم کا اجرا ملکی صنعتوں کا فروغ جیلخانوں کی اصلاح دیہاتی زندگی میں انقلاب وہ اسکیمیں ہیں جن کے لئے کثیر رقوم کی ضرورت ہے ہاتھ میں روپیہ نہیں مگر کام شروع کر دیا گیا ہے رشوت ستانی کے انسداد خالص گھی اور دودھ کی فراہمی مویشی کے لئے چارے اور کھیتوں کے لئے عمدہ بیج کی بہم رسانی پنچایتوں کے قیام کارخانوں کے اجرا کھدر کی ترقی۔ ابتدائی تعلیم کی توسیع وغیرہ کے لئے ہر ایک کانگریسی صوبے میں تھوڑی تھوڑی رقوم وقف کر دی گئی ہیں مجسٹریٹوں کے کام میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی طرف سے جو مداخلتیں کی جاتی تھیں ان کا انسداد کر دیا گیا ہے ناقابل آنریری مجسٹریٹوں کو سبکدوش کیا جا رہا ہے، پولیس کے مظالم روکے جا رہے ہیں لگان، مالگذاری اور ٹیکس میں توازن قائم ہو رہے ہیں۔

شاہانہ تنخواہوں میں تخفیف عمل میں لائی جا رہی ہے غیر ضروری تفریحات پر ٹیکس لگ رہے ہیں، بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے کی تدابیر سوچی جا رہی ہیں۔ غرض ہر ناانصافی کا خاتمہ کرنے اور باشندگان ملک کو ہر ممکن امداد پہنچانے کی کوششیں عمل میں آ رہی ہیں کون ہے جو ان کاموں کی اہمیت سے منکر ہو اگر آپ کے نزدیک یہ کام اور یہ کانگریسی سرگرمیاں آپ کے اور آپکے ملک کے لئے مفید ہیں تو آپ کانگریس کی ہر ممکن امداد کیجئے اس کی قوت بڑھائیے اس کے ہاتھوں کو مضبوط کیجئے اس میں جوق در جوق شریک ہو جیئے اور ملک کے دشمنوں اور رجعت پسند لوگوں کے بھرے میں نہ آئیے اور اس امر کو ذہن نشین کر لیجئے کہ ملک کی بہتری کا راز کانگریس کی تقویت ہی میں مضمر ہے۔

مرکزی اسمبلی کے اسلامی مسودات قانون

اس مرتبہ مرکزی اسمبلی میں دو نہایت اہم اسلامی مسودات قانون پیش ہوئے پہلا مسودہ قانون مولوی عبداللہ نے شریعت بل کے نام سے پیش کیا جو منظور ہو گیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ عورتوں کو بھی شریعت کے مطابق ان کے والدین اور شوہروں کی جائداد و ترکے سے حصہ ملے کیونکہ مسلمانوں میں غیر مسلم صحبت کے اثر سے بڑی حد تک عورتوں کو حصہ ملنے کا طریقہ مسدود ہو چکا ہے۔ گو اس میں مسٹر جناح کی چند ترمیمات سے روح باقی نہیں رہی تاہم کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے دوسرا مسودہ قانون مولوی سر محمد یعقوب نے بدیں مفہوم پیش کیا تھا کہ جو مسلمان وصیت کئے بغیر مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کی جائداد بحق سرکار ضبط نہ ہو بلکہ وہ اس کی قوم کی ملکیت قرار دی جائے مسلم نمایندوں نے تو اسکی تائید میں پرزور تقریریں کیں۔

لیکن مہاسبھائی نمایندوں مسٹر اینے وغیرہ نے بدیں وجہ اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی کہ اس طرح ہندوستان میں عام قانون ہند کے مقابلہ میں شریعت کا قانون نافذ ہو جائے گا۔ سر این این سرکار لاممبر نے بھی اسے صوبجاتی مسئلہ قرار دیکر اسے ٹالنے کی کوشش کی کانگریسی نمایندے غیر جانبدار رہے آخر نو آرا کے مقابلہ میں ۲۶ آرا سے یہ مسودہ قانون مجلس منتخبہ کے سپرد ہو گیا اور اس کی پہلی منزل طے ہو گئی توقع ہے کہ آیندہ اجلاس میں یہ قانون بھی منظور ہو کر نافذ ہو جائے گا ان قوانین کے لئے ہم مولوی عبداللہ اور سر محمد یعقوب کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ہمارے نمایندے آیندہ اسی جذبہ اصلاح سے کام لیتے رہینگے۔

فرقہ پرستوں کے ساتھ رعایت

پنڈت جواہر لال نہرو نے کانگریس کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہندو مہاسبھا کی مجلس استقبالیہ میں شریک نہوں ان سے کوئی تعلق نہ رکھیں مگر ان کے کام میں بھی کسی اعتبار سے مداخلت نہ کریں۔

ہمیں آپ کی نصیحت کے آخری فقرے سے اختلاف ہے فرقہ پرست اور شر انگیز عنصر کسی قوم سے بھی تعلق رکھتا ہو وہ ہرگز کسی رعایت کا مستحق نہیں اور اگر ان کے کام میں کسی اعتبار سے بھی مداخلت نہ کرنے کی پالیسی قائم رہی تو یقیناً انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کا موقعہ مل جائے گا اور اس سے کانگریسی مقاصد کو بھی نقصان پہنچے گا بہت سے لوگ کانگریسی آڑ میں بھی فرقہ پرستی پھیلا رہے ہیں مثلاً ٹریبیون کے ایڈیٹر صاحب جنہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے صدر کانگریس منتخب کئے جانے کی مخالفت شدت کے ساتھ کی تھی ان کے مقابلہ میں مسٹر سبھاس چندر بوس کا نام پیش کیا ہمارے دل میں مسٹر بوس کے لئے بھی عزت کا جذبہ موجود ہے لیکن اس وقت کانگریس میں مختلف اعتبارات سے جو درجہ مولانا کا ہے وہ انہیں نصیب نہیں ٹریبیون نے اس وقت یہ نام پیش کر کے اپنی مہاسبھائی ذہنیت کا ثبوت دیا اور اس لئے پیش کیا کہ ان کا رویہ اکثر مسلمانوں کے خلاف رہا ہے اسی طرح ماسٹر تارا سنگھ اور ڈاکٹر ستیہ پال ہیں جو ہندو مسلم اتحاد میں برابر روڑے اٹکاتے ہیں ہمارے نزدیک اس عہد تغیر و تبدل میں کسی ہندو مسلم اور سکھ فرقہ پرست کو آگے بڑھنے اور شر انگیزی کا موقعہ دینے میں شدید خطرات ہیں اس وقت کانگریس کی قوت بڑھی ہوئی ہے اور اسے اپنی اس حاصل شدہ قوت سے فتنہ کو فوری دبانے کی سعی کرنی چاہیئے۔

گئو رکھشا کے متعلق مجنونانہ جوش و خروش

دنیا کو معلوم ہے کہ مولوی نہ وطن پرست ہے اور نہ قوم پرست نہ اسے فرقہ پرستی سے کوئی تعلق ہے اور نہ اوہام پرستی سے کوئی تعلق ہے اور نہ اوہام پرستی سے لگاؤ وہ خدا پرستی کا قائل ہے

اندریں حالات وہ کانگریس کی حمایت اسے مشترکہ وطنی انجمن اور آزادی وطن کی داعی و ساعی سمجھ کر رہا ہے اور جب تک اس کے اندر یہ داعیہ عمل موجود ہے وہ اس کی حمایت برابر کرتا رہے گا۔ لیکن اس حمایت سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اسلامی شعار اور اسلامی اعمال وا نامرمیں ضعیف بن گیا ہے اور کانگریس کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کر جاتا ہے ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں اور اس کے بعد کانگریسی۔ اس لئے ہر اسلامی شعار کی پاسداری ہمارا فرض اولین ہے جس طرح ہم اپنے ہم مذہب عمائد کو ان کی غلطیوں پر ٹوکتے رہتے ہیں اسی طرح ہم کانگریسیوں کو بھی ان کی فروگذاشتوں پر متنبہ کرنا اپنا حق اور فرض سمجھتے ہیں۔ مسلم قیدیوں ندجر اور عمائد کا تو ابتدا سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے فرقہ پرور زعماء کے اعمال پر ہمیشہ سختی کے ساتھ تنقید کرتے رہے ہیں اور ان کی رواداری کا جذبہ بعض اوقات بڑھکر کمزوری اور ساحت کی حد تک پہنچ جاتا ہے لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندو قوم پرور قائد و رہنما اپنے فرقہ پرست جرائد و عمائد کے ساتھ برابر اور متواتر رعایات برتتے چلے آئے ہیں اور یہ اسی کا ثمرہ تلخ ہے کہ ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اور ان کی شرانگیزیوں سے ملک میں آئے دن خونریزیاں ہوتی رہی ہیں ذبیحہ گاؤ کی مخالفت عبادتگاہوں کے سامنے باجہ نوازی علانیہ جھٹکہ پر اصرار ہر مسلم مطالبہ کو فرقہ پرستی پر محمول کرنا وغیرہ جیسے فتنے اسی رعایت کا نتیجہ ہیں۔ اسی رعایت ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندو سبھا لقدیت پاکر ۲۶-۱۹۲۵ء میں علانیہ کانگریس کے مقابلہ پر آکھڑی ہوئی اور انتخابات میں اس نے کانگریس کو مغلوب کر لیا اور آج بھائی پرمانند کو اپنے اخبار ہندو میں یہ لکھنے کی جرأت ہوئی کہ گائے کی حفاظت آزادی اور سچائی سے بھی زیادہ ضروری ہے ان افراد کی طرف سے دوسروں کو تو آئے دن یہ تلقین کی جاتی ہے کہ مذہب کو سیاست کے میدان میں نہ لاؤ اور اسے اپنی ذات تک محدود رکھو اور اسی بنا پر مسجد شہید گنج کی بھی مخالفت کی گئی تھی لیکن خود ان کی کیا حالت ہے کہ مذبح خانہ لاہور کے خلاف کشمیر میں تخفیف سزا کے خلاف جھٹکہ کے علانیہ ہونے کی حمایت میں اور تحفظ مندر کے لئے تحریکیں شروع کرتے ہیں گئو رکھشا کا پروپیگنڈا نئے نئے طریقے سے ہوتا رہتا ہے اور ہندی کا سوال اٹھا کر ایک ہیجان پیدا کیا جاتا ہے اور اپنے لئے سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے۔

کس قدر ہی کی بات ہے کہ لاہور اور کشمیر میں گئو رکھشا کے نام پر کتنا وسیع ایجی ٹیشن ہوا اور اس خالص فرقہ وارانہ اور مذہبی ایجی ٹیشن کو کسی نے بھی فرقہ وارانہ بتایا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ مذہب کو میدان سیاست میں نہ لانا چاہیئے سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ تھا کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی جی نے بھی اس کی حمایت کی اور پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی نے اسے اپنا لیا اور حکومت نے اپنے مصالح کی بنا پر لاہور کے مذبح خانہ کی تعمیر کو بند کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہندو دنیا اس پر خوش ہے اور ہم حیران ہیں اسلئے کہ ہمارے نزدیک مذبح خانے کے خلاف شورش قطعاً بے سود [illegible] معقول اور غیر منصفانہ تھی ہندو گائے کا احترام کرتے رہیں لیکن انھیں یہ حق کہاں سے پیدا ہو گیا کہ وہ دنیا بھر کو اس کے احترام پر مجبور کریں اور اس امر کے آرزو مند رہیں کہ وہ بھی گئو رکھشا کو آزادی اور سچائی پر

مقدم رکھیں ہندوؤں میں گاؤ پرستی کا جذبہ حد انتہا کو پہنچکر جنون کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کے لئے وہ انسانیت اور وطن کے شرف کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

دنیا کے تمام ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی گائیں ذبح ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی جو انھیں کھاتے ہیں وہ کھائیں گے بھی۔ ان کا صرف اتنا حق ہے کہ یہ اس طرح ذبح ہوں کہ اس سے ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور انگریزوں اور مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ بلا روک ٹوک اسے استعمال میں لائیں یہ آبادی کے شہری حقوق ہیں جو ان پر حملہ کرتا ہے یا ان میں مداخلت کرتا ہے وہ مجرم ہے۔ مذبح خانہ کی تو بنیاد ہی ہندو جذبات پر رکھی گئی ہے دنیا میں اور خود ہندوستان میں بہت سی اقوام آباد ہیں اور ہر ایک کے رسم و رواج جداگانہ ہیں اگر ایک دوسرے کو اپنے نزدیک مبغوض عمل کے روکنے کی سعی شروع کر دے تو دنیا میں ایک لمحہ کے لئے بھی امن قائم نہ رہ سکے مسلمان بھی زور دینے لگیں کہ ناقوس اور موسیقی بند ہو جائے انہیں نفرت ہے اسے بند کر دو تو اسے کون درست کہیگا اسی طرح کشمیر کے پانچ فیصدی ہنود کو کیا حق ہے کہ وہ ۹۵ فیصدی مسلم آبادی کو قربانی گاؤ سے روکیں۔

اول تو ذبیحہ گاؤ کو جرم ہی قرار دینا انتہا درجہ کی ناانصافی و ناروا داری ہے پھر محض تخفیف سزا پر ایجی ٹیشن شروع کر دینا تو نہایت مضحکہ انگیز حرکت تھی جموں میں جس مسلمان نے گائے ذبح کی تھی وہ اپنی تھی اور اپنے مکان کے اندر ذبح کی تھی اس پر ایک سال کی سزا اور پھر اس کے خلاف بھی شورش اور عام ہنود کی طرف سے خاموشی قرون مظلمہ کی باتیں نہیں تو اور کیا ہے اسی طرح مذبح کے خلاف بھی شورش بے بنیاد تھی وہاں گائیں ذبح ہوتیں تو عام نگاہوں سے اوجھل ذبح ہوتیں۔ ہندو گروں کے حق گوشت خوری اور حق شہریت میں کس منصفانہ اصول کی بنا پر معترض ہو سکتے تھے دنیا والے اس شورش کے متعلق کبھی اچھی رائے قائم نہیں کر سکتے دنیا میں کوئی ملک ہمیشہ کسی خاص قوم کی جاگیر نہیں رہا۔

ہر ملک کی زمین پر اس کے تمام باشندوں کے حقوق ہیں ہندوستان میں بھی مسلمان انگریز ہندو اور سکھ سب حق رکھتے ہیں اس لئے یہاں کی ایک قوم دوسری قوموں کو اس کی غذا کے استعمال سے انصافاً نہیں روک سکتی پھر اس شورش سے کوئی فائدہ بھی نہ پہنچا اور نہ ذبیحہ گاؤ بند ہوا یہ مذبح بنجاتا تو ۲۹ مذبح بند ہو جاتے۔ ہزار گیارہ سو گائیں ہر سال کم ذبح ہوتیں ہندوؤں نے اس مجاہرہ سے پچاس لاکھ روپے کا نقصان تو ملک کو پہنچایا اور گاؤ کشی بھی بند نہ ہوئی کیا اس پر بھی اسے کوئی معقول تحریک کہا جا سکتا ہے۔

اقلیتوں کا مسئلہ اور کانگریس

شملہ میں مسٹر جناح نے جو فاضلانہ تقریر

ارشاد فرمائی وہ بہت سے اعتبار سے درس بصیرت ہے۔ جلسہ میں ہندو مسلم اور سکھ مشاہیر موجود تھے۔ آپ کے ارشادات اتنے معقول تھے کہ ہر طرف سے انھیں خراج تحسین ادا کیا گیا اگر اسی قسم کی تقاریر مختلف فرقوں

کی طرف سے کی جاتی رہیں تو ملکی اقوام کے مابین حائل شدہ حجابات دور ہوجائیں اور تمام غلط فہمیوں کا خاتمہ ہوجائے۔

آپ نے سب سے پہلے یہ واضح کیا کہ مسلم لیگ اور کانگریس کے سیاسی نصب العین میں سر مو فرق نہیں دونوں کا مطمح نظر مکمل آزادی ہے کوئی بھی خود دار انسان اپنے ملک کو غیر ملکی جوئے کے نیچے کراہتا نہیں دیکھ سکتا اس کے بعد آپ نے سوال کیا کہ اس نصب العین کے حصول کی کیا صورت ہے؟ خود ہی جواب دیا ہی کہ باہمی بے اعتمادیاں دور کرکے ملک کی تمام اقوام متفق ہوجائیں جس کی واحد صورت یہ ہے کہ اقلیتوں کے سیاسی حقوق تسلیم کرکے انہیں مطمئن بنایا جائے اور پھر سب مل کر ایک متحدہ محاذ پیدا کریں
آپ نے فرمایا کہ میں موجودہ اختلافات کو شدید نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور کہا کہ اس اظہار نفرت کے ساتھ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ حقائق کو کسی صورت بھی نظر انداز نہ کیا جائے مسئلہ کے حل کی یہ صورت بالکل غلط ہے جیسا کہ لوگ بالعموم کہتے ہیں اور بار بار اعادہ کرتے رہتے ہیں کہ پہلے ایک چیز حاصل کرلی جائے اور پھر اس کی تقسیم کا سوال اٹھایا جائے اس صورت میں برسوں کی ملی مدتوں کی صحیح یا غلط طریق پر پیدا شدہ غلط فہمیاں تو بہر کیف قائم ہی رہیں گی۔

آپ کا منشا ہے کہ پہلے اقلیتیں مطمئن ہوجائیں اور پھر سب مل کر متحدہ قدم اٹھائیں چونکہ کانگریسی حلقوں میں طلب حقوق کو فرقہ پرستی بتا کر اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جاتا رہا ہے اور اسے اپنی نوعیت میں ایک جدید اور انوکھا مطالبہ سمجھ کر اسے ہمیشہ مسترد کیا جاتا رہا ہے اس لئے آپ نے اپنے دعوی کو قوی بنانے کے لئے فرمایا کہ یہ مسئلہ کچھ ہندوستان ہی کا مسئلہ نہیں ہے دنیا بھر میں اور خود یورپ و امریکہ میں یہ مسئلہ اپنی پوری شدتوں اور خلشوں کے ساتھ موجود رہا ہے اور اسے طے کرنا پڑا ہے۔ انگلستان میں بھی پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک اور کناڈا میں فرانسیسی اور برطانوی مختلف فرقے موجود تھے اور دونوں جگہ یہ مسئلے حل ہوئے آپ نے بجا طور پر کہا کہ

"ہم بھی انگلستان اور کناڈا کی طرح اس مسئلہ کو حل کرسکتے ہیں اور اسی بنا پر میں ہر ہندوستانی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ محض اس مقصد کے لئے باہم دست بگریباں نہ ہوں جنگ و جدال نہ کریں کہ سیاسی حیثیت سے تمام ملک میں نہ کوئی ہندو ہندو رہے اور نہ مسلمان مسلمان بلکہ سب کے سب ہندوستانی ہوجائیں بلکہ سب مل کر کشادہ دلی سے اقلیتوں کے مسئلہ کو حل کرنے اور موجودہ بے اعتمادی کی فضا کو مٹانے کے لئے مصروف سعی ہوجائیں۔"

مسلمانوں کے نزدیک وطنیت قومیت نسل اور رنگ کی رعایات بے حقیقت ہیں وہ دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں اور جہاں بھی ہیں مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے بعد وہ اور کچھ نہیں رہ سکتے ہیں اس سے پہلے وہ کچھ نہیں ہو سکتے جیسا کہ زعیم ہند مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند حال ہی میں فرما چکے ہیں کہ مسلمان اپنی مذہبی اور شرعی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی ہر وقت بہانے کے لئے تیار رہیں گے ہندوؤں کے نزدیک مذہب کا تصور بہت مبہم ہے ان کے یہاں ہر وہ شخص ہندو کہلا سکتا ہے جو خود کو ہندو کہے اور

سوسائٹی کا ایک جزو بن جائے خواہ وہ وید کو مانے یا نہ مانے مورتی پوجا کا قائل ہو یا نہ ہو انتہا یہ ہے کہ ان کے یہاں خدا کو نہ ماننے والے دیو سماجی اور مذہب کی انہی باتوں کو تسلیم کرنے والے برہمو سماج اور وحوش و بہائم اور اعضاء انسانی کے سامنے سر جھکانے والے بھی ہندو ہیں۔ اسلام میں یہ نہیں ہو سکتا قرآن و احادیث اور توحید و رسالت میں سے کسی ایک چیز کا نہ ماننے والا بھی مسلمان نہیں اصول میں تمام مسلمان متفق ہیں۔

سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی قوم کو منظم اور قوی بنانے کی سعی کروں اس طرح کہ میرا طریق کار نہ ملکی آزادی کا سنگ راہ بنے اور نہ کسی فرقہ پر کوئی اثر ڈالے اور نہ قومی مفاد کے مضر ہو تو یہ کوئی جرم نہیں میرے لئے اور نہ میرے دوست بھولا بھائی ڈیسائی کیلئے اگر وہ بھی ایسا ہی کریں میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر میں اپنی قوم کو مضبوط اور طاقتور بنانے میں کامیاب ہوگیا تو سمجھوں گا کہ میرا مقصد حیات حاصل ہوگیا اور میری زندگی رائیگاں نہ گذری" آگے چل کر آپ نے فرمایا کہ۔

"انتخاب مشترکہ ہوں یا جداگانہ ہم دونوں ساتھ ملکی آزادی ہی کے لئے ہیں گے لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ملکی آزادی سے یہ مراد نہیں کہ صرف اکثریت ہی کے لئے آزادی ہو اور جو حکومت قائم ہو وہ اکثریت ہی کی حکومت ہو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خالص اور غیر فرقہ وار اکثریت بھی بہت بڑی ظالم ہوتی ہے پھر ایک ایسی اکثریت جو رسم و رواج دین و مذہب اور تمدن و معاشرت ہر چیز میں اقلیتوں سے مختلف ہو اس کے لئے یاد رکھو اگر اپنا نصب العین مد نظر نہ ہو تو کچھ بھی بن جائے انہیں زیکوسلاویہ میں حکومت اکثریت کی ہے ایک کروڑ چالیس لاکھ آبادی میں بیس لاکھ جرمنی ہیں انہیں اکثریت سے خوف پیدا ہوا جدوجہد کی بالآخر جمعیۃ اقوام نے اکثریت کو مجبور کر دیا کہ وہ اقلیت کے تمدن و زبان کی حفاظت کرے" پھر فرمایا آپ نے سوال کیا کہ کیا یہ فرقہ پرستی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں مسٹر جناح کے ان ارشادات کی روشنی میں مسلمانوں پر فرقہ پرستی کا الزام ہٹ جاتا ہے جب بھی مسلمانوں کی طرف سے طلب حقوق کا سوال اٹھا ہندوؤں نے اسے فرقہ وارانہ مطالبہ کہہ کر ٹھکرا دیا ہے حالانکہ مسٹر جناح نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ فرقہ پرستی نہیں بلکہ اقلیتوں کا مسئلہ ہے جو ہمیشہ دنیا میں بھی موجود رہا ہے یہ مثال دے کر اور یہ فرما کر کہ زیکوسلاویہ کے جرمن نہ صرف ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے تھے بلکہ ان کی معاشرت بھی یکساں تھی اور ان میں باہم شادی بیاہ بھی ہوتا تھا آپ نے دعوی کیا کہ جب اس یکسانیت مذہب و معاشرت کے باوجود جرمنوں کو اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے اور اکثریت کو اسے رفع کرنا پڑتا تو پھر ہم پر اس کا کیا الزام ہے ہم بھی تو مذہب تمدن اور زبان کا سیاسی تحفظ ہی چاہتے ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ۔

"ہمارا یہ مطالبہ مذہب یا فرقہ پرستی سے متعلق نہیں بلکہ یہ ایک نہایت صاف سیدھا اقلیت کا مسئلہ ہے جو دیگر ممالک میں بھی مدتوں کے زیر بحث آکر حل ہو چکا ہے اگر آپ کے اندر وطن کی آزادی کا سچا جذبہ ہے تو آپ کو جلد از جلد اس مسئلہ اقلیت کو حل فراخدلی کے ساتھ صحیح طور پر سوچنا چاہیئے۔"

ہمیں امید ہے کہ عمائد وطن اب اقلیتوں کے مسئلہ کو فرقہ پرستی یا غداری کہکر رد کرنے کی سعی نہ کریں گے بلکہ ان کے حقوق کی طرف مستعدانہ قدم اٹھائیں گے اور اگر اب بھی اس طرف سے غفلت برتی گئی تو ملک کے بہترین مقاصد کو اس سے نقصان پہنچے گا۔ اس لئے کہ اب ملک کی تمام اقلیتیں بیدار ہو چکی ہیں۔

صحیح بخاری شریف اردو

بسلسلہ گذشتہ

۱۳۰۵۔ احنف بن قیس کہتے ہیں کہ میں قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے اور ساری ہیئت بہت پراگندہ تھی یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے انہیں سلام کیا پھر کہا کہ مال کے جمع کرنے والوں کو بشارت دیدو کہ قیامت کے دن ایک پتھر کا ٹکڑا دوزخ کی آگ میں گرم کر کے ان کے پستان کے اوپر رکھا جائے گا اور وہ شانہ کی طرف سے نکال لیا جائے گا۔ یہ کہکر وہ شخص پیچھے ہٹ گیا اور ایک ستون سے لگ کے بیٹھ گیا میں بھی اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا گیا اور اسی کے پاس بیٹھ گیا اور میں نہ جانتا تھا کہ یہ شخص کون ہے پس میں نے اس سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے تمہاری بات کو برا سمجھا تو وہ شخص بولا کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں مجھ سے میرے خلیل نے ایک روز فرمایا میں نے کہا کہ اپنے خلیل سے تم کسے مراد لیتے ہو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (کہ اے ابوذر تم احد دیکھا کرو، دیکھتے ہو) میں آفتاب کی طرف دیکھنے لگا کہ دن کس قدر باقی ہے میں یہ سمجھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام کے لئے مجھے بھیجنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں (دیکھ رہا) ہوں آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ (اگر) میرے پاس احد کے برابر سونا ہو اور میں اس سے کچھ خرچ نہ کروں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں) سب خرچ کر ڈالوں (پھر ابوذر نے کہا کہ) اور یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے یہ لوگ صرف دنیا کو جمع کرتے ہیں حالانکہ میں خدا کی قسم نہ ان سے کچھ قرض مانگتا ہوں اور نہ ان سے کوئی دینی مسئلہ پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤں۔

باب مال کا اس کے حق میں صرف کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

۱۳۰۶ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حسد (یعنی غبطہ مراد ہے) نہیں مگر دو شخصوں پر ایک تو وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور اس مال پر اس نے لوگوں کو تا (تعیش) کرنے (?) جو ڈر (راہ) حق میں اسے صرف کریں دوسرا شخص جسے اللہ نے علم دیا ہو اور وہ اس پر عمل کرتا ہو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔

باب صدقہ میں ریا کی وجہ سے ثواب نہیں ملتا، بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے یا ایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر الی قولہ واللہ لا یہدی القوم الکافرین۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ صلدا جو اس آیت میں ہے اس کے معنے وہ پتھر جس پر کچھ (مٹی وغیرہ) نہ ہو اور عکرمہ کہتے ہیں کہ وابل کے معنے (زور کا مینہ) اور طل کے معنے (شبنم)

باب خیانت (کے مال) سے اللہ صدقہ قبول نہیں کرتا اور وہ نہیں قبول

[1] (ترجمہ) اے مسلمانوں اپنے صدقوں کو احسان رکھکر اور تکلیف دیکر باطل نہ کرو اس شخص کے مثل جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۱۲۔

فرماتا مگر پاک کمائی سے بدلیل قول اللہ تعالیٰ کے قول[1] معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعہا اذی واللہ غنی حلیم۔

باب صدقہ پاک کمائی سے دینا چاہیئے بوجہ قول اللہ تعالیٰ کے یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم ان الذین امنوا وعملوا الصالحات واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

۱۳۰۷۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاک کمائی سے ایک چھوہارے کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے اور اللہ پاک ہی چیز کو قبول کرتا ہے تو اللہ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر اس کو اس صدقہ دینے والے کے لئے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ (چھوہارے کے برابر والا صدقہ) پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔

باب صدقہ دینے میں عجلت کرنا چاہیئے پہلے اس سے کہ وہ زمانہ آجائے کہ لوگوں کو صدقہ دیا جانے لگے اور وہ) رد کردیں اور اس کے لینے سے انکار کردیں)

۱۳۰۸۔ حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے کہ اے لوگوں صدقہ دو اس لئے کہ تمہارے اوپر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ آدمی اپنا صدقہ لئے پھریگا مگر کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا جو اسے قبول کرے (جس شخص سے وہ کہیگا کہ اسے لے لے وہ) کہیگا کہ کاش تو کل لایا ہوتا تو میں لے لیتا آج تو مجھے ضرورت نہیں۔

۱۳۰۹۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ مال کی تم میں کثرت ہو جائیگی اور وہ بہا بہا پھریگا یہاں تک کہ صاحب مال اس شخص کو تلاش کرے گا جو اس کا صدقہ لیلے اور اسے جب کسی کے سامنے پیش کریگا تو وہ شخص جس کے سامنے پیش کریگا کہیگا کہ آج مجھے ضرورت نہیں ہے۔

۱۳۱۰۔ حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے ایک تو (اپنے) فقر (تنگی معیشت) کی شکایت کرتا تھا اور دوسرا چوری (ڈاکہ زنی) کی شکایت کرتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈاکہ زنی کی تو یہ کیفیت ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ کے بعد ایسا امن ہو جائے گا کہ (قافلہ (مدینہ سے) مکہ تک بغیر کسی محافظ اور ضامن کے چلا جائیگا اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کرسکیگا) اور فقر تو اس کی بھی یہ کیفیت ہے کہ) قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ لوگوں کے پاس مال کی ایسی کثرت ہو جائیگی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا صدقہ لیکر پھریگا مگر کسی کو نہ پائے گا جو اسے لیلے پھر یہ یاد رکھو کہ بیشک ہر شخص تم میں سے (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اس کے اور اللہ کے درمیان میں نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان جو اس کی گفتگو

[1] (ترجمہ) عمدہ بات کہنا اور بخشش کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف دی جائے اور اللہ بے نیاز اور بردبار ہے ۱۲

نقل کرے پھر اللہ اس سے فرمائیگا کہ کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا وہ عرض کریگا کہ ہاں دیا تھا پھر اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا جو تجھے زکوٰۃ کی نصیحت سے آگاہ کرتا وہ عرض کریگا کہ ہاں بھیجا تھا پس وہ اپنی داہنی جانب نظر کریگا تو سوا آگ کے کچھ نہ دیکھیگا اور اپنے بائیں جانب دیکھیگا تو سوا آگ کے کچھ نہ دیکھیگا اے لوگو تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ آگ سے بچے اگرچہ ایک کھجور کے صدقہ دینے سے ہی پھر اگر چھوارے کا ٹکڑا بھی میسر نہ ہو تو عمدہ بات کہہ کر

۱۳۱۱- حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس میں آدمی صدقہ کا سونا لیکر گشت لگائیگا اور کسی کو نہ پائیگا جو اسے لے اور مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کے سبب سے ایک مرد کے پیچھے چالیس عورتیں دیکھی جائینگی جو اس کی پناہ میں رہیں گی۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آگ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا دیکر ہی اور بہت کم صدقہ دیکر بھی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتا من انفسہم کمثل جنۃ بربوۃ الی قولہ کل الثمرات

۱۳۱۲- حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی تو ہم بوجھ لادتے تھے اور محنت مزدوری کرکے جو کماتے تھے اس کو صدقہ میں دیتے تھے، پس جو کوئی بہت مال صدقہ میں لاتا تو اسے لوگ کہتے ریاکار ہے اور جو کوئی شخص ایک صاع (مال) صدقہ میں لاتا تو اسے کہتے اللہ اس کے صاع سے بے پرواہ ہے پس یہ آیت نازل ہوئی الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جہدہم الآیۃ

۱۳۱۳ حضرت ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تھے تو کوئی شخص ہم میں سے بازار کی طرف جاتا اور بوجھ لادتا پھر اسے مزدوری میں ایک مد غلہ وغیرہ ملجاتا اسی کو صدقہ میں دیدیتا اس وقت ایسی عسرت کی حالت تھی اور آج بعض لوگوں کے پاس ایک لاکھ درہم موجود ہیں۔

۱۳۱۴- حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آگ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دیکر ہی۔

۱۳۱۵- حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت مانگتی ہوئی آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں تو اس نے میرے پاس ایک چھوارے کے سوا کچھ نہ پایا پس میں نے وہی چھوارا اسے دیدیا اس نے اس چھوارے کو اپنی دونوں لڑکیوں کے درمیان میں تقسیم کردیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس کی خبر دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ مبتلا کردیا جائے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو لڑکیاں دے) تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جاتی ہیں۔

باب بخیل کی بحالت صحت صدقہ دینے کی بزرگی ثابت ہو، بدلیل قول اللہ

١ جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اپنے دلی خلوص سے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی مثل ہے جو بلند مقام پر ہو۔ ۱۲

تعالیٰ کے وانفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت الی آخرہ اور قول اللہ تعالیٰ کے یا ایہا الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا شفاعۃ الآیہ

۱۳۱۶- حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کونسا صدقہ ثواب میں زیادہ ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو صدقہ دے اس حال میں کہ تو صحیح ہو اور بخیل ہو فقیری سے ڈرتا ہو اور مالداری کی آرزو رکھتا ہو حالانکہ (پہلے زائدہ) مہلت نہ دی جائے گی یہاں تک کہ جب جان حلق میں پہنچ جائے گی تو کہیگا کہ اتنا مال فلاں شخص کو (دیدینا) اور اتنا فلاں شخص کو حالانکہ (اب) وہ مال فلاں شخص (یعنی وارث) کا ہو چکا۔

۱۳۱۷- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیبیوں نے آپ سے عرض کیا کہ بعد آپ کی وفات کے ہم لوگوں میں سے سب سے پہلے آپ سے کون ملیگا فرمایا کہ جس کا ہاتھ تم سب میں بڑا ہوگا تو انہوں نے ایک بانس کا ٹکڑا لیکر ہاتھ ناپنے شروع کئے تو سودہ کا ہاتھ سب میں بڑا نکلا مگر جب سب سے پہلے زینب بنت جحش کی وفات ہوئی تو ہم لوگوں نے جان لیا کہ ان کا ہاتھ صدقہ نے بڑا کر دیا اور ہاتھ کے بڑے ہونے سے مراد حضرت کی کثرت صدقہ تھی چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سب سے پہلے ملیں اور وہ صدقہ دینے کو دوست رکھتی تھیں۔

باب- علانیہ صدقہ دینا بھی ثواب سے خالی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا قول الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

باب چھپا کے صدقہ دینا بہت فضیلت رکھتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ قیامت میں عرش کے سایہ کے نیچے (اور وہ شخص ہوگا) جو صدقہ دے اور اس کو ایسا چھپائے کہ اس کے داہنے ہاتھ کو نہ معلوم ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ان تبدوا الصدقات فنعما ہی وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر چھپا کے صدقہ دینے کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

باب جب کوئی شخص کسی مالدار کو نادانستگی میں صدقہ دیدے (تو اس کو ثواب ملیگا یا نہیں)

١ اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے۔ ٢ اے مسلمانو! اس چیز میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں دی ہے قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ سفارش کسی کے کام آئے گی۔ ٣ جو لوگ دن رات کھلے چھپے اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انہیں ان کے پروردگار کے ہاں ثواب ملیگا اور نہ ان کو خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ۱۲۔ ٤ اگر تم صدقہ ظاہر کرکے دو تو بھی اچھا ہے اور اگر تم اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے مفید ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹا دیگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ۱۲۔

کتاب الفقہ

سلسلہ گذشتہ

لیکن جس طرح نماز پنجگانہ میں بہت سے مصالح دین و دنیا شامل ہیں اسی طرح زکوٰۃ میں بھی بیشمار مصالح دین و دنیا داخل ہیں مگر افسوس کہ ہم نے جس طرح نماز و روزہ کی حقیقت نظر انداز کردی ہے اور محض ٹکریں لگا کر مہلکوں پر قناعت کر بیٹھے ہیں اسی طرح زکوٰۃ کی حقیقت کو نظر انداز کردیا ہے اور بطور خود ادائے زکوٰۃ کی تقسیم کی وجہ سے یہ تمدنی طریق اصول بے جان بنکر رہ گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال میں جمع ہونے کے لئے بجبر وصول کیا جاتا تھا خلفائے راشدین کے وقت میں یہی دستور رہا بلکہ اس دستور میں اتنا اضافہ اور ہوا کہ جس طرح مسلمانوں سے زکوٰۃ کا روپیہ وصول کیا جاتا تھا اسی طرح ایک غیر مسلم سے ایک رقم جزیہ کے نام سے وصول کی جاتی تھی جو ذمیوں کے جان و مال کی حفاظت کے اخراجات ادا کرنے کے لئے ضروری تھی۔ زکوٰۃ اور جزیہ میں صرف اتنا فرق تھا کہ مسلمانوں سے زکوٰۃ کی رقم رفاہ عام کا گویا چندہ تھی جو مسلمانوں کے حسن معاشرت اور سیرت ہی کا نشان تھی اور جزیہ کی رقم ٹیکس کی گھر داری کی حیثیت رکھتی تھی۔ اگرچہ وہ گھروں سے وصول نہ کی جاتی تھی بلکہ افراد اشخاص سے لی جاتی تھی۔

مدعا یہ ہے کہ عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور رفاہ عام کے کاموں میں خرچ ہوتا تھا ان مبارک زمانوں کے بعد سلاطین مابعد نے جہاں کتاب و سنت کی اور بہت سی باتوں کو بھلایا وہاں اس طریقہ کو بھی خیرباد کہدیا اور پھر رفتہ رفتہ ادائے زکوٰۃ اور تقسیم زکوٰۃ کی صورت مسخ ہوگئی تا نوبت بدینجا رسید کہ اب اسے اسلامی طریقہ سے دور کا بھی تعلق نہیں رہا۔ الغرض مصارف زکوٰۃ کے لئے فقہ کی کتابوں میں جس قدر نفرت رفاہ عام کے معنے لگائے گئے ہیں وہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ بلا دستِ حکومت کے مصارف پورے نہیں ہوتے۔

زکوٰۃ کا انفرادی طریقہ کب جاری ہوا

جب تک مسلمان حکمران اور صاحب اقتدار تھے اس وقت تک ان کی زکوٰۃ کی روح قائم رہی ان کی زکوٰۃ میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت تھی عمال حکومت کا کام تھا کہ وہ اہل نصاب لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں اس بات کی جانچ پڑتال رکھیں کہ کوئی مالدار ادائے زکوٰۃ میں غفلت و تساہل تو نہیں کرتا چنانچہ بنو امیہ اور بنو عباس دونوں نے اپنے اپنے وقت میں زکوٰۃ کا نظم والتزام قائم و برقرار رکھا اور ہو نظام زکوٰۃ کی پابندی کی سخت تاکید کرتے رہے۔

جب فتنہ تاتار اپنی پوری قہرمانی طاقتوں کے ساتھ نمودار ہوا اور حکومت اسلامی کو تہ و بالا کیا، ہر طرف انتشار اور پراگندگی پھیل گئی اور اسلامی بلاد پر ظلم و سفاکی نے اپنا قبضہ کرلیا تو ایسے پرآشوب دور میں فقہ کی تدوین شروع ہوئی نئے نئے مسائل اور نئے نئے قوانین بنائے گئے اور مجبوراً انفرادی طریق اور ادائے زکوٰۃ کو جائز کردیا گیا حالانکہ اس کے جواز کی اس درجہ ضرورت نہ تھی کہ اس کے بغیر کام ہی نہ چل سکتا تھا اگر حکومت جاتی رہی تھی تو اس کے قائم مقام جماعت تو تھی۔ افسوس کہ اس طرف نظر نہ گئی یہ چیز قابل ماتم اس لئے ہے کہ اس جواز کے غلط استعمال نے مسلمانوں پر گداگری کی لعنت کو مستقل طور پر مسلط کردیا ہے جس سے چھٹکارا محال نظر آتا ہے ہاں اگر علمائے اسلام متفق ہوکر نظام زکوٰۃ قائم کرلیں تو جہاں ان کی تمدنی زندگی میں چار چاند لگ جائیں وہاں گداگری بھی دور ہو کر رہ جائے گی۔ حضرت مولانا ابوالکلام اپنے ایک مضمون کے آخر میں فرماتے ہیں:-

"نظام زکوٰۃ کی درستی و استواری کے لئے امارت کی ضرورت ہے اور آج جبکہ ہزاروں فرقے بن چکے ہیں ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر بتلا رہا ہے حتیٰ کہ خود اہل سنت کے افراد ایک دوسرے کی تکفیر کررہے ہیں تمام مسلمان کسی ایک امر پر متفق نہیں ہوسکتے اس الجھن کے لئے بہانے ڈھونڈتے مولانا موصوف فرماتے ہیں۔

کیا ہندوستان میں ایک آدمی بھی تمہاری نظر میں ایسا باقی نہیں رہا جس کی امارت پر تم اتفاق کرلو نہیں، نہ سہی، دس نہ سہی ہر صوبہ میں دس سہی یہ بھی نہ سہی تو جس طرح تم اپنی علیحدہ علیحدہ ٹولیاں اور انجمنیں اپنی اغراض کے لئے بنایا کرتے ہو ٹھیک اسی طرح انجمن بنا کر سہی اور اگر جتھہ بندی اور گروہ بندی تمہاری گھٹیوں میں پڑی ہے اور تم اس پر مطمئن ہو تو یہی سہی ہر ہر شہر ہر ہر قصبہ ہر ہر محلہ ہر ہر برادری اور ذات کی انجمن سہی مگر اجتماعی شکل قائم کرکے زکوٰۃ دو۔ آخر تم کو اسلام سے اتنی ضد کیوں ہوگئی ہے کہ صاف صریح حکم کی موجودگی کے باوجود تم غیر اسلامی طریقہ پر چلے جارہے ہو یاد رکھو کہ موجودہ اسلام میں اسی انفرادیت ہی کی بدولت گھن لگ گیا ہے میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوا اس اسٹیج پر سے اعلان کرتا ہوں کہ اگر اس انفرادیت کو جو آج مسلمانوں کے ہر عمل و اعتقاد میں سرایت کرگئی ہے جلد تبدیل کرکے جمعیت کی شکل میں نہ بدل دیا گیا تو امکان واثق اور قرینہ غالب ہے کہ مسلمان اپنے خصائص اسلامی سے یکسر محروم ہوجائیں گے۔

سن لو کہ یورپ اور امریکہ کی سوسائٹیوں کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہوچکی ہیں۔ عنقریب یہ دیواریں الٹ کر گر پڑنے والی ہیں اور بلا استثناء اعدے سب کے سب اس نظام سے تنگ آگئے ہیں اور آفتاب زمین کے گرد گردش ہی کرنے پائیگا کہ وہ سب کے سب اسلامی نظام والتزام پر عامل نظر آئیں گے جس میں یہی اجتماعیت، سچا نظام سچا التزام تسکین بخش اور اطمینان دہ مسرت کے خزائن پوشیدہ ہیں۔

اس لئے اگر تم یہی چاہتے ہو کہ آنے والی ہلاکتوں سے بچ جاؤ تو اپنے ہر کام اور عمل میں دینی ہو خواہ دنیاوی انفرادیت کو چھوڑ کر اجتماعیت اختیار کرو۔"

سادات کو زکوٰۃ لینا حرام ہے

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذریت طیبہ کو صلوٰۃ متعلق خدا وند کریم کی جہاں اور

اندیشہ تھی کہ حضور نے اپنی اولاد کے لئے حرام کر دیا جسمیں بیشمار مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں سب سے بڑی حکمت تو یہ ہے کہ سادات کرام کو بلحاظ علم و عمل اور باعتبار زہد و تقویٰ اسلام کا کامل نمونہ ہونا چاہیے اور زکوٰۃ سے بیلی نہ کسی حد تک بطالت و کسالت پیدا ہوتی ہے اس لئے آپ نے یہ حکم صادر فرمایا ہے۔

ان ھذہ الصدقات انما ھی | یہ صدقات لوگوں کے میل ہوتے ہیں
من اوساخ الناس وانھا لا | اسلئے یہ محمد کے لئے حلال ہیں اور نہ آل
تحل لمحمد ولا لآل محمد الحدیث | محمد کے لئے حلال ہیں۔

چونکہ زکوٰۃ و صدقات لوگوں کا میل ہے اس لئے حضور نے اپنی اولاد کو اس سے محفوظ کر لیا ہے ایک دوسرے مقام پر حضور نے اسی بات کی یوں تصریح کر دی ہے نحن اہل البیت لا تحل لنا الصدقۃ ہم اہل بیت ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں۔

اہلبیت سے مراد کون ہیں

یہ تو آپ کو واضح طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ اہل بیت کو زکوٰۃ و صدقہ لینا حلال نہیں اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں، علمائے اسلام کے نزدیک اہل بیت سے مراد بنو ہاشم اولاد علی، عباس و جعفر و عقیل اور حارث بن عبد المطلب ہیں دنیا اسلام کی بالغ نظری تو دیکھئے بعض خدا نے اپنے متبعین کے معزز افراد کو شرافت نفس اور خاندانی عزت ناحق اور کی بنا پر ان کو صدقات و خیرات کا مستحق قرار دیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بطالت و کسالت نے برہمیت کی صورت اختیار کر لی مقدس پیشواؤں اور مقتداؤں نے خود کما کر کھانے کو اپنے تقدس و اعزاز کے خلاف سمجھ لیا اور لگے دوسروں کی کمائی پر ہاتھ صاف کرنے اور اسلام دنیا میں اسی بطالت و کسالت بھری بن اور گداگری کی بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے آیا ہے بس اس خرابی سے بچانے کے لئے حضور نے اپنی اولاد کے لئے زکوٰۃ کو ناجائز کر دیا اور اپنے معزز خاندان کو دیگر مذاہب کے پیشواؤں سے ممتاز و نمایاں کر دیا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اس باب میں کیا خوب لکھا ہے۔

"اس حکم میں ایک یہ بھی راز ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس صدقہ لیتے اور اپنے عزیزوں اور ان لوگوں کے لئے جن کا نفع اپنا ہی نفع ہے صدقہ لینا جائز فرما دیتے تو اس بات کا قوی احتمال تھا کہ لوگ آپ سے بدگمان ہوتے اور آپ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل بیجا ہوتیں اسلئے آپ نے اس دروازہ کو بالکل بند کر دیا اور اس بات کو ظاہر فرمایا کہ صدقات کے منافع انہیں لینے دینے والوں کی طرف عائد ہوتے ہیں اور انہیں کے اغنیاء سے لیکر انہی کے فقراء کو دئیے جاتے ہیں یہ ان کے حق میں بڑی رحمت مہربانی اور بھلائی کا پہنچانا اور برائی سے بچانا ہے۔

بدنام کنندگان سادات

اسلام نے دنیا میں آتے ہی جب نسب کا طلسم باطل ہو تو کر اپنے نزدیک مکرم ہونے کا ذریعہ تبلا کر فراعنہ دماغ منتبوں کو ہمیشہ کے لئے مسکوت بنا دیا ہے مگر وائے بر سادات کہ انہوں نے اپنے اصلی جوہر کھو کر اچھی اعمال سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری اولاد چھ خصلتوں سے پہچانی جائے گی اول ساتھ علم کے دوسرے ساتھ حوصلہ کے تیسرے ساتھ سخاوت کے، چوتھے ساتھ پرہیزگاری کے پانچویں ساتھ بہادری کے اور چھٹے ساتھ فقیری کے اس ارشاد علی کے مطابق اہلبیت کہلانے کا وہی مستحق ہو سکتا ہے جو ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہو اور سنیا کی پہچان حضرت شیر خدا نے اس قول مبارک میں بیان فرما دی ہے نیز حضور کا بھی فرمان ہے کہ سید وہ ہے جس کے اعمال و افعال میری سنت کے مطابق ہوں اور جو میرا نا جدار ہو۔

مگر شامت اعمال کا نتیجہ اور بعض سادات کی خلاف ورزی احکام دیکھئے کہ باوجودیکہ حضور نے سختی کے ساتھ اپنے خاندان کو صدقات کھانے سے منع فرما دیا تھا ہمارا نے ذلیل گداگری پیری مریدی اور نذر و نیاز کو ذریعہ معاش بنا لیا بدنام کنندگان سادات مفروانہ و متکبرانہ لن ترانیاں ہانکتے ہیں اور بھوٹ بھالے مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے ڈھونگ رچاتے ہیں اور صدقات و خیرات پر تکیہ کر کے تحصیل کی لذت میں سب پڑ گئے ہیں حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان یہ ہے ؎

لا تطلبن معیشۃ بمذلۃ	وارفع بنفسک عن دنی المطلب
واذا افتقرت فداو فقرک بالغنیٰ	عن کل ذی دنس کجلد الاجرب
فلیرجعن الیک رزقک کلہ	لو کان ابعد من محل الکواکب

ترجمہ ذلت کے ساتھ روزی کی تلاش نہ کر اور اپنے نفس کو کمینے مطلب سے بچا (۲) اور جب تو محتاج ہو تو علاج کر اپنی محتاجی کا بے پرواہی کے ساتھ ہر ایک پلید سے جو پست کوڑھی کی طرح ہو (۳) پس جلد پھر آئیگا تیری طرف رزق تیرا سارا اگرچہ وہ دور ہو ستاروں کے مقام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اذا سئلت فسئل اللہ واذا	جب تو کچھ مانگے تو خدا ہی سے مانگ جب
ستعنت فاستعن باللہ	تجھے مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ"

کاش سادات کرام ان احکام شرعیہ کی پابندی کریں اپنی قدر و منزلت کو باقی رکھیں اور اپنے مخدوم اعزاز کو زکوٰۃ و صدقات کی وجہ سے ذلیل کر کے بٹہ نہ لگائیں۔

صدقہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں متقیوں کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ حق پرستی کی راہ میں اللہ کی رضامندی و خوشنودی کے لئے اپنا جان و مال سب کچھ قربان کرتے ہیں نیز جا بجا رشتہ داروں ہمسایوں اور غریبوں کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کو مالی امداد دینے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

ان المصدقین والمصدقات	صدقہ دینے والے مردوں عورتوں اور
واقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضاعف	خدا کو قرض حسنہ دینے والوں کے لئے
لھم ولھم اجر کریم ۵	دو چند ثواب اور بڑا اجر ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن جب تک لوگوں کا حساب و کتاب ہو صدقہ دینے والے کا صدقہ آفتاب محشر سے بچانے کے لئے اس کے سر پر سائبان بنجائیگا۔ نیز فرمایا صدقہ قبر کی ٹھنڈک اور قیامت کا سایہ ہے۔ (بیہقی طبرانی)

تذکرۃ الانبیا

حضرت عیسیٰؑ روح اللہ

والدہ محترمہ کی عبادات و ریاضات

بنی ماثان حضرت داؤدؑ کی اولاد سے تھے اور بیت المقدس کی مجاورت انہی کے سپرد تھی بادشاہ ہیرودس کے عہد میں حضرت عیسےؑ کے نانا عمران بن ماثان کاہن اعظم تھے اور بیت المقدس کے تمام علماء کی سرداری کا شرف انہی کو حاصل تھا ان کی شادی اس عہد کی ایک عابدہ وزاہدہ خاتون حنہ بنت ناقود بن قبیل سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ انہی حنہ کی بہن ایشاعؑ حضرت زکریاؑ کے عقد میں تھیں جن سے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے گویا حضرت یحییٰ اور حضرت مریمؑ دونوں باہم خالہ زاد بھائی بہن تھے حضرت مریم تیس برس کے بعد حنہ کے بطن سے پیدا ہوئیں اس مدت میں ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی حنہ کی دعا پر یہ پیدا ہوئیں ماثان کے دو بیٹے یعقوب اور عمران تھے عمران کی تو حضرت مریمؑ ہوئیں اور یعقوبؑ کے یوسف پیدا ہوا جو مریم کا خطیب (نسبتی شوہر) اور چچا زاد بھائی تھا یہ نجاری کیا کرتا تھا حنہ نے نذر مانی تھی کہ بیٹا ہوگا تو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیں گی بیٹی ہوئی تو علماء نے کہا کہ عورت مجاور نہیں ہوسکتی مگر حضرت زکریاؑ حضرت مریم کے خالو نے سب کو سمجھا کر انہیں اپنی کفالت میں لے لیا جس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ ہوا تھا مریمؑ حضرت زکریاؑ کے پاس مسجد ہی کے اندر ایک گوشے کے حجرے میں رہنے لگیں جہاں اندر کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا حضرت زکریاؑ نے جوان ہونے پر حضرت مریم کو باطنی مراحل طے کراکر معرفت وعرفان میں کامل کردیا۔

اولیاء کی عبادت مشہور ہے باطن کی آنکھ کھلتے ہی عبادت میں انہماک خلوت پسندی کا جوش اور شب بیداریاں اور مجاہدے شروع ہوجاتے ہیں چنانچہ حضرت مریمؑ ہر وقت مجاہدے اور عبادت میں مصروف رہنے لگیں اور اتنی عبادت کی کہ بنی اسرائیل میں شہرت ہوگئی اور کرامات کا ظہور ہونے لگا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

ولادت عیسوی کی بشارت

بعض علماء نے حضرت مریمؑ کو انبیا کے سلسلہ میں شمار کیا ہے مگر نبوت مردوں کے ساتھ مخصوص ہے کما قال ابو الحسن اشعری۔ ایک شب کو جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے ملائکہ نے حضرت مریم کو ولادت پسر اور اس کی نبوت کی بشارت دی ان کے استعجاب پر ملائکہ نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں ان اللہ علی کل شیء قدیر خاموش ہوگئیں

ان کی والدہ حنہ تو ان کے آٹھ برس کی ہونے سے پیشتر ہی انتقال فرما چکی تھیں بنی اسرائیل کی اس رسم مذہبی کے مطابق کہ اگر کوئی عورت تعلق ازدواج کو پسند نہ کرے تو اس پر ہیکل کی مجاورت فرض ہوجاتی ہے انہیں بھی مجاورت کرنا تھی مگر مطابق وحی ازواہ ہارون جمع ہوئے اور اعلان کیا گیا کہ جس کے عصا سے کوئی علامت کرامت ظہور میں آئیگی حضرت مریمؑ اسی کے سپرد کی جائینگی اور بعض نامنہاد زوجہ کی حیثیت میں اس کے ساتھ رہیں گی تعلقات زناشوئی قائم کرنے کا اختیار شوہر کو نہ ہوگا۔ اسی مجمع میں حضرت مریم کا چچا زاد بھائی یوسف نجار بھی تھا دفعتہ اس کی عصا سے ایک سفید کبوتر نکل کر اڑا اور اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ حضرت زکریا نے فرمایا وحی کے مطابق یہ تیری نسبتی برائے نام بیوی ہوگئی یوسف نے بامر مجبوری اسے منظور کرلیا اور انھیں ساتھ لیکر ناصرہ کی طرف چلا گیا۔ (ابن خلدون)

ابھی ان کی عمر تیرہ چودہ ہی برس کی تھی مگر بالغ ہوچکی تھیں ساتھ ہی رہتی تھیں یہی وہ زمانہ ہے کہ ملائکہ نے ان کو ولادت پسر کی بشارت دی اور یہ اللہ کی قدرت سے بلا تعلق بشری حاملہ ہوگئیں اس کے بعد یہ اپنے خالو حضرت زکریاؑ کے پاس بیت المقدس جانے کے لئے روانہ ہوئیں لیکن ان کا وصال ہوچکا تھا مجبوراً ناصرہ واپس ہوئیں یوسف کو جو علم ہوا تو بدحواس ہوگیا کہ علمائے یہود تو مجھ سے عہد لے چکے تھے وہ ضرور مجھ کو شبہ کریں گے اس نے اپنا سر پیٹ لیا مگر جب خواب میں اسے واقعہ کا علم ہوگیا تو اس نے حضرت مریم کی بہت تعظیم کی۔

سن شیرخواری میں گفتگو

انجیل متی میں یہ کہا ہے کہ یوسف نجار نے اپنی سپردگی لیتے ہی وقت ہی حاملہ پایا تھا۔ یوسف نجار خود بہت نیک نفس اور شریف انسان تھا اور عبادت میں زندگی بسر کرتا تھا اطبری اجبل صیہون کی مسجد میں یوسف نجار مصروف عبادت رہتا تھا۔ وہب ابن منبہؒ سے روایت ہے کہ جبریلؑ کی پھونک سے مریمؑ حاملہ ہوئی تھیں۔

یوسف حیران اس وجہ سے تھا کہ مریمؑ کسی وقت اس کی نظر سے اوجھل نہ ہوتی تھیں۔ اس حمل کی اطلاع ان کی خالہ ایشاعؑ کو ہوئی ان کے پیٹ میں حضرت یحییٰ تھے فرمایا میں دیکھتی ہوں کہ جو میرے حمل میں ہے وہ آپ کے سجدہ کرتا ہے۔ وضع حمل کا وقت قریب ہوا تو یوسف انہیں لیکر مصر کی طرف روانہ ہوا راستے ہی میں دردزہ شروع ہوگیا اور ایک گاؤں بیت اللحم کے باہر حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے جس درخت سے آپ پشت لگاکر بیٹھی تھیں وہ سرسبز ہوگیا اور اس پر کھجوریں آگئیں۔ اس وقت بچے کو دیکھکر آپ پر ایک نسوانی غیرت وحیا طاری ہوگئی اور بولیں کاش میں اس وقت زندہ نہ ہوتی اس واقعہ سے پہلے مرکر بھولی بسری ہوچکی ہوتی۔ بیت اللحم جنوب کی طرف بیت المقدس سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

عیسائی مورخ ابن حمید نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےؑ ولادت حضرت یحییٰ سے تین ماہ بعد پیدا ہوئے جبکہ ہیرودس کی فرمانروائی کو اکتیسواں برس تھا اور روما میں اگسٹس قیصر بیالیس سال فرمانروائی کرچکا تھا۔ ابن خلدون لکھتا

ہے کہ اس عہد کے کاہنوں اور نجومیوں نے بتا دیا تھا کہ عنقریب ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو سلطنت سے ٹکرائیگا اور بہت بزرگ اور پیغمبر ہوگا۔ اسی لئے جب آگسٹس قیصر کو علم ہوا تو اس نے ہیرودس کو لکھا ہیرودس نے فاتعمیل تصدیق کی اور اسکے حکم سے بیت اللحم کے تمام بچوں کو قتل کرانا شروع کرا دیا مگر یوسف نجار بحکم الٰہی پہلے ہی آپکو لیکر مصر چلے گئے تھے پھر یہ کیفیت جس وقت بنی اسرائیل کو علم ہوا اور آئے تو دیکھا پوچھا یہ کیا ہے مریم پر خود ندامت و شرم کا غلبہ تھا اشارہ سے کہدیا کہ اس بچہ سے ہی پوچھ لو اس جواب سے وہ بہت متحیر ہی تھے کہ آپ نے کہا آپ لوگ غضبناک نہوں میری والدہ کو متہم نہ کریں میں بندۂ خدا ہوں اسی کے حکم سے بن باپ کے پیدا ہوا ہوں اور اللہ کا نبی ہوں بولے کہ نبی ہو لے تو لو چپ لیا تھا اتنی شریف اور عیلو نگزار خاتون اور یہ بدکرداری مگر اب اطمینان ہوگیا۔

ولادت و نبوت

انہی لوگوں سے ہیرودس کو اطلاع ہوئی تھی مگر نہ اس وقت تک کسی مصروفیت کے باعث نہ بولا جب تک قیصر روم کا حکم نہ آگیا اور اس درمیانی مدت میں آپ مصر پہنچگئے جہاں پورے بارہ برس رہے اور ہیرودس کے انتقال کے بعد الطینس کے عہد میں واپس آئے یعقوب بن یوسف نجار نے لکھا ہے کہ قریہ بیت اللحم کے قریب ایک غار میں آپ پیدا ہوئے اور یوسف نجار نے آپ کا نام [illegible] رکھا اور دو برس کے بعد کاہنوں اور نجومیوں نے آکر دریافت کیا کہ بادشاہوں کا بادشاہ کہاں ہے ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں اس کے کچھ بعد ہی ہیرودس نے بیت اللحم میں آپ کے خوف سے بچے قتل کرانے شروع کر دیئے اور آپ [illegible] چلے گئے اور صرف دو برس مصر رہے اور ہیرودس کے مرنے کے بعد واپس آئے اور ناصرہ میں قیام کیا۔

جب آپ کی عمر تیس برس کی ہوگئی تو اردن کے کنارہ پر حضرت یحییٰ آپ سے ملے آپ کو اصطباغ دیا اور خود عبادت میں مصروف ہوگئے۔ چند ہی روز بعد ہیرودس صغیر نے حضرت یحییٰ کو قتل کر ڈالا۔ جو نابلس میں دفن ہوئے۔

اس کے بعد ان کی جگہ آپ نے روزہ و نماز اور قربانیوں کی تعلیم دینی شروع کردی اور بعض چیزوں کو بحکم الٰہی حرام کیا اور بعض کو حلال بنی اسرائیل آگ کنارے کی گمراہیوں میں ڈوبے ہوئے تھے کوئی آپ پر ایمان نہ لایا ستانے اور آپ کے قتل کا مشورہ کرنے لگے علانیہ کہتے تھے کہ ہم تو ایک دو طفل بے پدر کے کہنے پر ہرگز شریعت موسوی کو ترک نہ کریں گے۔ جب کوئی بھی ایمان نہ لایا تو آپ شہر سے نکل آئے باہر نکل کر دیکھا کہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں فرمایا کپڑے ہی کو صاف کرتے ہو دل کو بھی تو صاف کرو پوچھا کس طرح فرمایا لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ کہو اور مجھپر ایمان لے آؤ وہ لے آئے اور ساتھ ہولئے کچھ دن بعد دریا کے کنارے مچھیروں کو دعوت دی وہ بھی ایمان لے آئے اس کے بعد آپکے معجزات کا شہرہ ہوگیا کہ مردے زندہ کر دیتے ہیں مادرزاد اندھے اور جذامیوں کو صحت ہوجاتی ہے اور مٹی کا پرند بنا کر اس میں سانس پھونکتے ہیں تو وہ زندہ ہوکر اڑجاتا ہے۔ بنی اسرائیل نے جو معجزہ طلب کیا آپ نے دکھایا مگر نہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور ہٹ کا فر ہی رہے اور اپنی بدبختی کا سامان خود پیدا کرلیا۔

بادشاہ نصیبین کو دعوت اسلام

آپ اپنے حواریوں کے ساتھ چلتے چلاتے شہر نصیبین کے قریب پہنچے یہ اس وقت ایک عظیم الشان شہر تھا اور یہاں کا بادشاہ بہت مغرور اور ظالم و جابر تھا آپنے یعقوب و توبان کو شمعون کی نگرانی حالات کے لئے باہر رہ گیا شہر کی فضا آپ کے بالکل مخالف تھی مخالفوں کے پروپیگنڈے نے حالات کو خراب کر رکھا تھا انہوں نے جو منادی کی تو لوگ خشمناک ہوکر جمع ہوگئے یعقوب تو لاعلمی ظاہر کرکے بچ گیا تو بان کو پکڑ لے گئے بادشاہ نے اسے ایمان چھوڑنے کو کہا اور نہ ماننے پر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اندھا کرواکر باہر ڈلوا دیا شمعون یہ سنکر اندر آیا۔ لائق آدمی تھا مصاحبوں میں داخل ہوگیا ایک روز بادشاہ سے کہا اجازت ہو تو توبان سے کچھ پوچھوں فوراً اسے اٹھا لایا گیا پوچھا اس کی کیا صداقت ہے کہ عیسیٰ پیغمبر ہیں فرمایا لاعلاجوں کو صحت ہوگئی ہے بولا یہ تو طبیب بھی کرسکتے ہیں فرمایا غیب کی باتیں بتلاتے ہیں بولا یہ کاہنوں کا کام ہے۔ فرمایا مٹی کا مرغ بناکر اڑا دیتے ہیں بولا یہ جادو ہے۔

فرمایا مردے زندہ کر دیتے ہیں بولا بادشاہ سلامت اس کا تجربہ کرنا چاہیئے کہ یہ اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اگر جھوٹ ہو تو اور زیادہ عذاب دیجئے ورنہ ایمان لائیے حضرت عیسےٰ بلائے گئے اور کہا گیا کہ اگر اس وقت امتحان میں پورے نہ اترے تو دوستوں سمیت ہلاک کر دیئے جاؤگے پہلے توبان ہی کو اچھا کر لے کو کہا گیا اچھا ہوگیا غیب کی باتیں بھی بتائیں تمام معجزے دربار میں دکھائے آخر میں سام بن نوح کی قبر پر سب گئے حضرت عیسےٰ نے دو رکعت نماز پڑھکر دعا مانگی سام کو پکارا تو فوراً قبر پھٹی اور سام نکل آئے اور انہوں نے بادشاہ اور تمام درباریوں کے سامنے آپکی باتیں کیں یہ معجزہ دیکھکر نصیبین کے لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔

آسمانی نزول خوان اور یہود کی شیطنت

ساتھ والوں نے آپ سے یعنی حواریوں نے کہا کہ حضرت ہمارے لئے خوان آسمان سے نازل ہونیکی دعا کیجئے حواری خود اسے ناممکن سمجھتے تھے مگر ان کے اصرار پر عرض کی فرمایا مومن ہو شک نہ کرو دعا پر وحی آئی کہ اچھا اگر پھر کوئی کفران نعمت کر گیا تو اسے شدید عذاب دیا جائے گا چنانچہ ایک روز سرخ رنگ کا ایک معطر خوان اترا اس میں مچھلی سب ترکاریاں سرکہ روغن زیتون چھوارے روٹیاں اور سب کچھ تھا جس نے کھایا آفت مرض سے صحت ہوگئی خاص امر یہ کہ کھانے سے کم نہ ہوتا تھا پہلے دن آئی تو اسے غرباء و مساکین ہی کھائیں دولتمندوں کو ناگوار ہوا اور وہ تنگ کرنے لگے کوئی کہتا تھا کہ یہ آسمانی نہیں اور کوئی کچھ کفران نعمت شروع ہوگیا چنانچہ ان پر عذاب نازل ہوا اور ۳۰۰ آدمی ایسے تھے کہ صبح کو جو اٹھے تو ان کے چہرے خنزیر جیسے تھے گلیوں میں پھرتے تھے ہمارا کھانے تھے آنسو بہاتے تھے آپ کے آگے سر جھکاتے تھے تین روز اس عذاب میں مبتلا ہوکر مر گئے۔ بہرکیف اس کے بعد تو یہ حالت ہوئی کہ ہر طرف آپکی نبوت معجزات کا شہرہ ہوگیا چونکہ آپ دین موسوی چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرنے کی تعلیم دے رہے تھے اور وعظ پر وعظ کہتے رہتے تھے اور علانیہ فرماتے تھے

کہ دین موسوی منسوخ ہوا مجھ پر انجیل نازل ہوئی ہے اب میری پیروی کرو اللہ سے ڈرو اور گناہوں سے بچو اس لئے یہود آپ کی جان کے دشمن ہو گئے بہت ستایا انسان کے امرا نے آپ کے قتل کی سازش شروع کر دی اور سب نے مل کر طے کر لیا کہ اب آپ کو قتل کر ڈالنا چاہیئے۔

آپ نے حواریوں کو بلا کر کہا کہ "تم لوگوں میں اس وقت ایسے لوگ موجود ہیں جو میری نبوت کا انکار کریں گے اس وقت سے پیشتر کہ مرغ تین آوازیں دے اور ایک تو ایسا ہے کہ جو مجھے فروخت کر کے قیمت اپنے صرف میں لائیگا اس کے بعد تم سب مجھ سے جدا ہو جاؤ گے اس کے بعد آپ روپوش ہو گئے یہودیوں کی گرفتار کرنے والی جماعت نے شمعون کو گرفتار کر لیا بولا میں نے تو ان کی پیروی ترک کر دی ہے یہودی انھیں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہودا نے ان سے تیس درہم لیکر انہیں آپ کے مکان کا پتہ بتا دیا یہودیوں نے پہنچکر فوراً گرفتار کر لیا اس وقت سپہ سالار قیصر روم پلاطش نبطی وہیں موجود تھا شاہ یہود اور علمائے یہود نے اس سے کہا کہ اس شخص نے ہمارا دین برباد کر رکھا ہے ہمارے اسلاف کو اور مذہب کو برا کہتا ہے اور سلطنت کا مدعی ہے خاموش دیکھ کر نہ سکے یہود نے شور مچایا کہ اگر آپ ایشوع کو قتل نہ کریں گے تو ہم دربار قیصر میں پہنچکر شکایت کریں گے کیونکہ وہاں سے بہت پہلے اسی قسم کے احکام صادر ہو چکے ہیں چنانچہ صبح کو سولی دینے کے لئے ایک مکان میں بند کر دیا شب ہی کو جبرائیل آپ کو آسمان پر لے گئے صبح جب یہودی آپ کو سولی پر چڑھانے کے لئے لینے گیا تو اس نے باہر آکر کہا کہ وہاں تو کوئی بھی نہیں سپاہیوں نے اسے گرفتار کر کے کہا تو اب کوئی اور جانتا آخری وقت میں بچنا چاہتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اسے حضرت عیسیٰ کے ہمشبیہ بنا دیا تھا چنانچہ اسے اس کے چیخنے کے باوجود سولی پر چڑھا دیا گیا اور سات روز تک برابر چڑھا رکھا حضرت مریم اس وقت زندہ تھیں انہیں کشف سے حقیقت معلوم ہو گئی۔

حواریوں کی سرگرمیاں

آپ کی ماقبل ہدایت کے مطابق آپ کے حواری اطراف عالم میں پھیل گئے اور تبلیغ شروع کر دی پطرس رومہ روانہ ہوئے تاب پولس ساتھ تھے ارض حبش و سوڈان میں متی گئے اندراوس ارض بابل میں توما ممالک مشرقیہ میں، فیلیس افریقہ میں یوحنا یروشلم میں برتولوماوس عرب و حجاز میں اور شمعون برقہ و بربر میں گئے یہودیوں نے حواریوں کو بھی ستایا مگر قیصر کے انتہائی حکم سے کچھ ٹھنڈے ہو گئے حواریوں کی تبلیغ سے بعض افراد عیسائی ہو گئیں روما میں یعقوب بن زبدی قتل اور شمعون قید ہوئے مگر کچھ عرصہ کے بعد کچھ رومی اور بیگمات ایمان لے آئیں اور یہ قدس شریف اور صلیب بھی نکال لے گئے پطرس اور پولس روما ہی میں عیسائیت کی تعلیم دیتے رہے اور رومی زبان ہی میں انجیل لکھا اسے اپنے شاگرد مرقس کے نام سے موسوم کیا بیت المقدس میں متی نے اپنی انجیل لکھی یہ انجیل عبرانی زبان میں تھی لوقا نے بھی رومی ہی زبان میں انجیل لکھ کر اکابر روم کو بھیجی۔ (ابن خلدون)

پطرس وہی بزرگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور سب سے ہی پہلے انہوں نے مسیح سے انکار کیا انہی سے بیت المقدس جاتے ہوئے حضرت مسیح نے فرمایا اے شیطان دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہیں اور سولی کی باتوں کی فکر کرتا ہے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے ہمشبیہ کے سولی پر چڑھنے کے وقت جان کے خوف سے تین مرتبہ آپ کی شاگردی سے انکار کیا بعد کو یہ کہنے لگے کہ مجھے مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس نے ہدایت کی ہے اسی بنا پر انہوں نے نامختونوں کو عیسائی کیا اسی روز غیر اقوام بھی عیسائی ہونے لگیں حالانکہ انجیل میں اس کی اجازت نہ تھی اس کے بانی پطرس ہی ہیں ان کے اس عمل پر اور حواریوں کو بھی اعتراض ہوا۔

متی کی انجیل کا ترجمہ بعد کو یونانی میں ہوا۔ فاسٹس تو اسے متی کی انجیل ہی نہیں تسلیم کرتا چوتھی صدی عیسوی میں اس نے یہ کہا تھا۔

توما کا یہ حال ہے کہ یہ پولس کے شاگرد تھے جو آخر تک حضرت عیسیٰ سے دشمنی کرتے اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکاتے رہے مگر بعد کو بیہودہ اپنے اوپر نزول روح القدس کا دعویٰ کر کے حواریوں میں شامل ہو گئے۔ یہ اسرائیلی بھی نہ تھے۔ یہی حضرت یوحنا تو اسٹاؤلن خود لکھتے ہیں کہ یہ انجیل ان کی تصنیف نہیں انہی کی انجیل میں مسئلہ تثلیث شامل ہے اور حضرت موسیٰ کے عیانتاً بالسجود ڈاک تک کہا ہے مسیح کے حواریوں میں کوئی اس کا قائل نہ تھا قیصر نیرو نے سرپرآرائے حکومت ہوتے ہی حواریوں کے سردار پطرس اور پولس دونوں کو قتل کر دیا اس کے بعد پطرس کے انجیلی شاگرد مرقس کو جو اسکندریہ میں سات برس دین مسیحی کی دعوت دے رہا تھا اسے بھی اسی نے قتل کرا دیا۔ (ابن اسحاق)

عیسائیوں کی تثلیث پرستی اور گمراہی

اس کے بعد یہ حالت رہی کہ رومیوں نے صد ہزار مظالم روا رکھے کے بعد عیسائیت پھیلنے لگی ظلم کا سیلاب بھی گھٹتا گیا تھا مگر یہی وقتاً فوقتاً ایمان لاتے رہے تا آنکہ قسطنطین بن قسطنطین بانی قسطنطنیہ کی والدہ ہیلانا نے عیسوی مذہب قبول کیا اور صلیب کو جو کوڑے کرکٹ کے نیچے دفن تھی نکلوا کر اندر وہاں ایک کلیسا بنوا کر حکم دیا کہ مسجد بنی اسرائیل مسمار کی جائے اور صخرا میں جس پر قبہ ہے اور جو یہود کا قبلہ ہے شہر کی تمام غلاظت پھینکی جائے جسے حضرت عمر فاروق نے دور کرا کر پاک و صاف کیا۔

قدما عیسائی تثلیث کے قائل نہ تھے وہ موحد تھے تثلیث کا مسئلہ تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پذیر ہوا اتنا ضرور ہے کہ اختلاف کی بنیاد پہلی صدی کے آخر ہی سے پڑ گئی تھی آپ کی خلقت کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ لوگوں کو اختلاف و شک پیدا ہوتا چلا جا رہا تھا، صورت دیکھکر تو بالکل یہی معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہیں ابن مریم ہیں رسول اللہ ہیں، لیکن جو کوئی آپ کی خلقت کی نوعیت اور آپ کے مردہ زندہ کرنے کے معجزے پر غور کرتا تھا وہ اپنی کوتاہ فہمی سے آپ کو نعوذ باللہ خدا اور ابن اللہ کہہ اٹھتا تھا۔ بہرکیف تیسری صدی کے آخر تک عیسائیوں میں توحید پرست اچھی تعداد میں موجود تھے اور پہلی صدی میں تو ننانوے فیصدی موحد ہی تھے عیسائیت کی جو ترقی بعد کو ہوئی وہ عیسائیت کی نہیں بلکہ درحقیقت شرک کی ترقی تھی، اور اب بھی جو عیسائیوں کا سیلاب ہر طرف اڑا ہوا ہے یہ سب ہی شرک کی آلائش میں غرق ہیں اور حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے انہیں بعد کا بھی تعلق نہیں حضرت عیسیٰ بڑے جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں ان سے بکثرت اور حیرت انگیز بڑے بڑے معجزے ظہور میں آئے صاحب کتاب تھے مثلاً مردے

تذکرۃ الصحابہ

حضرت ابوہریرہ رضؓ

ابتدائی حالات اور اسلام

نام عمیر تھا اور کنیت ابوہریرہ قبیلہ ازد کے چشم وچراغ تھے ایک بلی سے بہت محبت تھی اس لئے لوگ ابوہریرہ کہنے لگے بچپن میں یتیم ہوجانے کے باعث مبتلائے فقر وفاقہ ہوگئے اور ایک عورت بسرہ بنت غزوان کے یہاں محض روٹی کپڑے پر ملازمت کرلی ایسی کہ جب وہ سوار ہوتی تو پیادہ پا ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے اس کی سواری کے ساتھ چلتے۔ اتفاق کی بات ہے کہ بعد میں یہی عورت آپ کے نکاح میں آگئی اور جو کام یہ آپ سے لیتی تھی وہی آپ لینے لگے اپنے ہم قبیلہ طفیل بن عمرو دوسی کی تبلیغ سے یمن میں مسلمان ہوکر قبیلہ ۸۰ خانوادوں کے ساتھ مدینہ منورہ چلے آئے۔

ماں سے عاشقانہ محبت

متعدد غزوات میں شریک ہوئے بڑی تمنا تھی کہ ماں بھی مشرف بہ اسلام ہوجائیں مگر وہ مانتی ہی نہ تھیں ایک روز تو انہوں نے آنحضرت کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کردیئے روتے ہوئے بارگاہ رسالت میں گئے اور ماں کے لئے دعا چاہی گھر جو آئے تو ماں نہا دھو کر اسلام لانے کے لئے تیار بیٹھی تھیں دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑھ لیا خوشی ومسرت میں دوڑ کر رسول اللہ کو مطلع کیا۔ عہد نبوی تک ملکی معاملات میں کوئی حصہ نہ لیا صرف تحصیل علوم اور اشاعت حدیث میں مشغول رہے ہمہ وقت بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے۔

بحرین کی گورنری

اب تک بڑا زمانہ فقر وافلاس میں گذرا تھا عہد فاروقی میں عامل بحرین ہونے کے ساتھ فقر وافلاس ختم ہوگیا واپسی پر دس ہزار نقد موجود تھا حضرت فاروق اعظم کے سخت گیر احتساب نے بازپرس کی عرض کی گھوڑیوں کے بچوں اور غلاموں کے ٹیکس سے یہ رقم حاصل ہوا۔ تحقیقات پر واقعہ صحیح نکلا حضرت فاروق اعظم نے پھر واپس کرنا چاہا انکار فرمایا۔ تمہیں قبول امارت میں کیوں عذر ہے اس کی خواہش تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کی تھی جو تم سے افضل تھے عرض کی وہ نبی اور نبی زادہ تھے میں بیچارہ ابوہریرہ امیمہ کا بیٹا ہوں اور فرد گذاشتوں سے ڈرتا ہوں عہد عثمانی میں بالکل خاموش رہے البتہ محاصرہ کی حالت میں حضرت عثمان غنی کے گھر میں موجود تھے اس کے بعد فتنہ وفساد کا تسلسل شروع ہوا تو آبادی چھوڑ کر بادیہ نشینی اختیار کرلی۔ روپوش ہوگئے۔ البتہ امیر معاویہ کے عہد میں قیام امن کے بعد مروان کے قائم مقام مقرر ہوئے۔

علالت وانتقال

[illegible]ھ میں صاحب فراش ہوگئے تمام اکابر واعیان عیادت کو آتے تھے مروان بھی آتا رہا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے دعائے صحت کی بولے خدایا اب مجھے دنیا میں نہ لوٹا ابوسلمہ! وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جب انسان موت کو سونے کے ذخیرہ سے زیادہ پسند کریگا اور اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے اور خود دیکھو گے کہ جب کوئی شخص کسی قبر پر گذرے گا تو آرزو کرے گا کہ کاش وہ خود اس قبر میں محو خواب ہوتا، لوگوں نے بہت رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا دنیا کی دلفریبیوں کے چھوٹنے کا ملال نہیں سفر کی طوالت اور زاد راہ کی قلت پر رو رہا ہوں اس وقت جنت ودوزخ کے نشیب وفراز کے درمیان ہوں خدا جانے ان میں کس راستہ پر جانا ہوگا ولید گورنر مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی ۷۸ سال کی عمر تھی

فضل وعلم

اگرچہ حضرت عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک بھی حفاظ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے لیکن آپ کثرت روایات میں ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، اساطین علم حدیث میں شمار ہوتے تھے صحابہ کرام میں سب سے بڑے حافظ احادیث تھے رسول کریم نے آپ کو علم کا ظرف بتایا تھا۔ حضرت ابن عمر سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ آنحضرت سے بکثرت روایات کرتے ہیں فرمایا پناہ بخدا ان کی روایات میں شک وشبہ نہ کرنا کہ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ آنحضرت سے پوچھنے میں بہت جری تھے وہ بھی آپ سے برابر سوالات کرتے رہتے تھے عمدہ حافظہ اور ترتیب کے حامل تھے تلاش وجستجو نے حدیث کا بحر بیکراں بنادیا تھا۔

کمال کی آخری حد یہ ہے کہ آپ کو خود اپنی ہمہ دانی کا یقین واثق تھا چنانچہ ایک مرتبہ خود رسول کریم سے عرض کی تھی کہ صحابہ میں سے کسی شخص کو نہیں جانتا جو مجھ سے زیادہ احادیث جانتا ہو۔ حضرات عبداللہ بن عمر، علامہ ذہبی حافظ ابن حجر عسقلانی امام شافعی سب کو اعتراف ہے کہ ابوہریرہ اپنے ہمعصروں میں سب سے بڑے حافظ تھے اور تمام صحابہ میں کسی نے حدیث کا اتنا ذخیرہ فراہم نہیں کیا۔ کثرت روایات کا باعث یہ ہے کہ ابوہریرہ مسکین تھے مال ومتاع کی زحمتوں اور اہل وعیال کی ذمہ داریوں سے سبکدوش تھے ہمہ وقت بارگاہ رسالت ہی میں حاضر رہتے تھے۔

مرویات کی کثرت

بعض اشخاص کے قلوب میں شبہات پیدا ہوئے تو مروان نے پردہ کے پیچھے کاتب کو بٹھا دیا اور احادیث پڑھنا شروع کیں دوسرے سال پھر یہی کیا۔ اور دونوں تحریروں کو ملایا تو ان کی ترتیب ونوعیت میں ایک شوشہ کا بھی فرق نہ تھا اشاعت حدیث میں بھی اسی درجہ سرگرم تھے۔ خواتین تک آپ کے خرمن علم سے برابر فیضیاب ہوتی تھیں مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے جن میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں اور ۷۵ بخاری میں اور ۹۳ مسلم میں منفرد ہیں آپ کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے بھی متجاوز ہے۔

فقہ میں کوئی امتیازی پایہ نہ رکھتے تھے تاہم مدینہ منورہ میں جو جماعت منصب افتاء پر متمکن ہوئی تھی اس کے ایک رکن آپ بھی تھے توراۃ کے مسائل سے بھی کافی واقفیت تھی فارسی خوب بولتے تھے لکھنا بھی اچھا جانتے تھے غرض صحابہ کی جماعت میں آپ بہت نمایاں تھے۔

خشیت الٰہی اور حدیث

تعلیمات اسلامی کا مکمل نمونہ تھے خشیت الٰہی کی یہ حالت تھی کہ ہمہ وقت لرزہ براندام رہتے تھے اور بعض اوقات تو احوال قیامت اور خوف خدا کا ذکر سنتے تو چیخ مار کر بیہوش ہوجاتے۔ شفیا اصبحی مدینہ منورہ آئے اور حدیث سننے کی تمنا کا اظہار کیا فرمایا ایسی حدیث سناؤں گا جو میرے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور جو گھر میں سنائی تھی تین مرتبہ یہی کہا اور تینوں مرتبہ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے پھر بولے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب خدا بندوں کے فیصلے کے لئے اترے گا تو سب سے پہلے تین آدمی طلب کئے جائیں گے۔ عالم قرآن راہ خدا میں مقتول اور دولتمند۔ عالم سے پوچھے گا میں نے تجھے قرآن سکھایا تو نے اس پر عمل کیا عرض کرے گا رات دن اس کی تلاوت کرتا تھا فرمائے گا جھوٹا ہے تو اسلئے تلاوت کرتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کا خطاب دیں یہ خطاب تجھے مل گیا۔ پھر دولتمند سے سوال ہوگا کہ میں نے تجھے دولت عطا کر کے لوگوں کی دست نگری سے بے نیاز کر دیا تھا تو نے کیا کیا۔ کہے گا صلہ رحمی کی صدقے دیئے فرمائے گا تو جھوٹا ہے تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تجھے فیاض و سخی کہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر شہید بلا کر پوچھا جائے گا تو کیوں قتل ہوا عرض کرے گا تو نے جہاد کا حکم دیا تیری راہ میں لڑا اور مارا گیا۔ فرمائے گا نہیں تیرا مقصد یہ تھا کہ تو شجاع اور دنیا میں بہادر مشہور ہو تو ہوا۔"

اس کے بعد رسول کریم نے اپنے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ ابوہریرہ! سب سے پہلے انہی تینوں سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائیگی۔

عبادت و شیفتگی رسول

آپ کا کنبہ صرف تین نفوس پر مشتمل تھا ایک آپ دوسری بیوی اور تیسرا خادم۔ تینوں ذوق عبادت سے سرشار تھے اور تہائی تہائی شب باری باری مصروف عبادت رہتے تھے ایک اپنی باری ختم کر کے دوسرے کو اٹھا دیتا تھا ہر مہینے میں تین روزے بالالتزام رکھتے تھے۔ حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ ابوہریرہ روزانہ بارہ ہزار تسبیحیں پڑھتے اور کہتے تھے کہ بقدر گناہ تسبیح کرتا ہوں۔ ہمیشہ تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے تھے ایک تھیلی میں کنکریاں اور گٹھلیاں بھری رہتی تھیں جن پر تسبیح پڑھتے جب تھیلی ختم ہو جاتی تو لونڈی کو حکم دیتے وہ پھر بھر لاتی۔ محبت رسول شیفتگی کی حد سے بڑھی ہوئی تھی تمام مہاجرین اور انصار اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے تھے اور آپ کا سرمایہ راحت مشاہدہ جمال تھا۔ لطیف غذا سے اسی لئے پرہیز کرتے کہ حضور کو کبھی جو کی روٹی بھی آسودہ ہوکر نہ ملی تھی جب حضرت حسن کو دیکھتے تھے آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں کیونکہ آپ نے آنحضرت کو ان سے بے حد محبت کرتے دیکھا تھا۔

حق گوئی و جوش ایمان

مروان کتنا بڑا جابر گورنر تھا مگر جب اسے غلطی پر دیکھا ٹوکا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کے گھر میں آپ نے تصاویر اور تمثال دیکھیں تو فوراً ٹوک دیا۔ اس کے عہد امارت میں مدینہ منورہ کے اندر چک رہنماری کا رواج ہو چلا تھا آپ نے سنتے ہی مروان سے جا کر کہا کہ آپ نے ربا حلال کر دیا اس نے برأت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تم نے چکوں کو بیع کیا حالانکہ رسول کریم نے اشیاء خوردنی کی بیع اس وقت تک ممانعت کی تھی جب تک پہلا بائع اسے ناپ نہ لے مروان نے اسی وقت یہ طریقہ منسوخ کر دیا کوئی چیز بھی آپ کو حق گوئی سے نہ روک سکتی تھی۔

فقر و غنا

ابتدا میں فقر و فاقہ کی یہ حالت تھی کہ مسلسل فاقوں سے غش آ جاتا غش آنے کے بعد رحمۃ للعالمین کے سوا کوئی پوچھنے والا نہ تھا لیکن زبان کبھی سوال سے آلودہ نہ ہوئی انتہا گذر جاتی تو حسن طلب سے کام لیتے لکڑیاں جنگل سے کاٹ کاٹ کر لاتے اور فروخت کرتے۔ معمولی کپڑے پر گذر کی لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں آپ کو فارغ البال کر دیا۔ ایک مرتبہ کتان کے دو رنگے ہوئے کپڑے پہنے ایک سے ناک صاف کر کے کہا واہ واہ ابوہریرہ تم کتان سے ناک صاف کرتے ہو حالانکہ کل منبر نبوی اور حضرت عائشہ کے حجرہ کے درمیان بھوک سے غش کھا کر گرتے تھے اور لوگ تمہاری گردن پر پاؤں رکھتے تھے کہ ابوہریرہ کو جنون ہو گیا ہے کبھی اپنی غریبی کو نہ بھولے گو امارت میں بھی پوری سادگی کا عالم ہوتا شہر سے نکلتے تو سواری میں گدھا ہوتا۔ کبھی مکی رسی کی لگام ہوتی کسی کو علیحدہ ہوتا۔ کوئی سواری کے سامنے آجاتا تو مذاق سے خود کہتے کہ راستہ چھوڑو امیر کی سواری آتی ہے۔ فقر و غنا دونوں حالتوں میں بلند حوصلہ اور فیاض رہے کھلانے پلانے میں بڑے سیر چشم تھے۔ حالت افلاس میں لکڑیاں کاٹ کر لاتے فروخت کرتے جو ملتا اس کا نصف خیرات کر دیتے۔ امارت میں سب سے بڑے مہمان نواز بھی آپ ہی تھے۔

محض اس لئے لطیف غذا نہ کھاتے تھے شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تھے کہ رسول کریم کا فقر پیش نظر تھا ایک مرتبہ لوگوں نے بھنی ہوئی بکری کی دعوت کی اس لئے قبول نہ کی کہ رسول کریم نے دنیا سے اس حال میں رحلت فرمائی کہ کبھی جو کی روٹی شکم سیر ہو کر نہ ملی تھی۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ ترکہ میں کتنا چھوڑا البتہ اتنا معلوم ہے کہ وفات کی اطلاع پا کر امیر معاویہؓ نے ولید حاکم مدینہ کو حکم بھیجا کہ آپ کے ورثہ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور انہیں خزانہ شاہی سے دس ہزار درہم دیئے۔

ماں کی خدمت و احترام

باپ تو بچپن ہی میں مر گئے تھے ماں موجود تھیں زندگی بھر ان کی خدمت کرتے رہے سب سے پہلی خدمت یہ تھی کہ ان کے اسلام نہ لانے کی سخت صدمہ تھی برابر کوشاں رہتے تھے ایک مرتبہ شان نبوت میں ایسی گستاخی کر بیٹھیں کہ رو دیئے اور رسول کریم سے عرض کیا جن کی دعا سے مسلمان ہوئیں یہ سب سے پہلی اور سب سے بڑی خدمت تھی۔ حق العباد میں سب سے مقدم فرض سب سے بڑے محسنوں ماں باپ کی خدمت ہے پھر ماں کی خدمت میں سرگرمی کے ساتھ مصروف رہے اور اسے باعث فخر سمجھتے رہے انتہا یہ ہے کہ کبھی اُف نہ کی اور ان کی تنہائی کے خیال سے ان کی زندگی میں حج بھی نہیں کیا۔

تذکرۃ الاولیا

حضرت سید اشرف جہانگیری

ترکِ سلطنت اور نانی کی دعا

حضرت میر سید اشرف جہانگیری سمنانی ارضِ ہند کے مشائخ میں ہیں جنہوں نے دنیوی سلطنت ترک کر کے دارین کی دارائی حاصل کی اور بلند مرتبہ پر فائز ہوئے آپ کے والد گرامی سمنان کے سلطان و فرمانروا تھے اور سلطان ابراہیم کے نام سے مشہور تھے ان کے انتقال کے بعد آپ سریر آرائے حکومت ہوئے اور دس برس تک فرمانروائی کرتے رہے ایک روز دربار میں تخت سلطنت پر متمکن تھے کہ حضرت خضر نے تشریف لا کر فرمایا بیٹے دیدہ امور سلطنت سے فرصت میں اتنا تو کر کچھ دیر کے لئے گوشہ میں بیٹھ کر دل سے اسماء و صفات کا ذکر کیا کر چنانچہ ایسا ہی کرتے رہے کچھ عرصہ کے بعد حضرت اویس قرنی کو خواب میں دیکھا جنہوں نے اویسیہ طور پر تعلیم کی سات برس تک اسی تعلیم کے مطابق عمل کرتے رہے، اب پھر ایک روز کہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی اور آپ تنہا ذکر میں مصروف تھے کہ حضرت خضر نمودار ہوئے اور فرمایا اب ترقی کا وقت آگیا ہے اب اس سلطنت اور کاروبار سلطنت کو ترک کر اور ہندوستان کے صوبہ بنگال میں جا کر شیخ علاء الدین علاء الحق کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہی تجھے مرتبہ کمال پر پہنچا سکتے ہیں اور تیرا حصہ انہی کے پاس ہے اور وہ تیرے منتظر ہیں۔

یہ سنتے ہی آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی والدہ گرامی حضرت خدیجہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے ترک سلطنت اور سفر بنگال کی اجازت مرحمت فرمائی جائے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فرزند سعادت مند! تم آج اپنی اس خواہش کا اظہار کر رہے ہو اور غالباً یہ سمجھ رہے ہو کہ میں بالکل لاعلم ہوں لیکن تمہارے پیدا ہونے سے پیشتر ہی مجھے خواب میں حضرت خواجہ احمد یسوی بشارت دے چکے تھے کہ تیرے بطن سے ایک فرزند جلیل پیدا ہوگا جس کا نور ولایت تمام جہان کو روشن کر دیگا حق سبحانہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ وقت آن پہنچا۔ میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں اپنے حقوق بخشتی ہوں اور اللہ کے سپرد کرتی ہوں جاؤ اور کمال حاصل کرو۔

علم و ذہانت اور مشائخ کی صحبت

لکھا ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور آپ کی والدہ گرامی نے آپ کو ہندوستان کی طرف رخصت کرتے ہوئے جو الفاظ فرمائے تھے ان سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔ سات ہی سال کی عمر میں نہ صرف کہ قرآن مجید ختم کر لیا بلکہ حافظ ہی ہو گئے اور قرات بھی سیکھ لی اور ابھی پورے چودہ برس کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ تفسیر و حدیث فقہ و اصول ریاضی و ہندسہ اور منطق و ادب میں سلطنت فضیلت حاصل کر لی آپ کے والد سلطان ابراہیم آپ کی اس ذہانت و قابلیت سے بہت مسرور تھے انہوں نے ساتھ ہی ساتھ آپ کو فن جنگ کی تعلیم بھی دینی شروع کر دی تھی مگر خدیجہ بیگم کی نوتما تھیں تو بہات آپ کی تربیت ہی کی طرف مرکوز تھیں پورے پندرہ سال کے نہ ہونے پائے تھے کہ سلطان ابراہیم کا انتقال کیا آپ تخت حکومت پر متمکن نہ ہونا چاہتے تھے اور نہ آپ کی توجہ اس طرف تھی نہ تو امرا و وزرا نے مجبور کر کے آپ کو سریر فرمانروائی پر متمکن کر دیا کیونکہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ گو عمر چھوٹی ہے مگر آپ تمام فنون جنگ اور علوم ظاہری کے ماہر ہیں صحت و توانائی بھی ہے اور عقل و تدبر بھی حال یہ ہے کہ آپ نے زمام سلطنت ہاتھ میں لیکر فرمانروائی بھی بڑی قابلیت و شکوہ کے ساتھ کی۔

آپ کا رعب بھی بہت تھا اور سلطنت کا انتظام بھی خوب کیا لیکن اس عالم اور اس مصروفیت میں بھی آپ عبادت الٰہی سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہ ہوئے اور فرمانروائے وقت ہونے کے باوجود مشائخ سے آزادانہ ملتے رہے جب دربار سے فرصت ملتی آپ بزرگوں کی خدمت میں باریاب ہوتے شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی خدمت میں تو اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے اس کے علاوہ دوسرے اولیائے کرام کی صحبت میں بھی بیٹھتے اور فیض حاصل کرتے اسی عنوان سے زندگی بسر ہوتی تھی کہ ایک روز سلطنت ترک کر دی

شیخ علاؤالدین بنگالی کی خدمت و بخشش

سلطنت ترک کر کے سمنان سے بلاد و امصار کی سیر کرتے ہوئے ہندوستان آئے پہلے اوچ میں قیام کیا یہ ملتان آئے اور وہاں سے اوچ آ کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خانقاہ میں متمکن ہو گئے کئی ماہ یہاں قیام پذیر رہے اور حضرت سے بہت فیض حاصل کیا اوچ سے روانہ ہو کر سیدھے دہلی پہنچے دہلی میں خواجگان چشت اور دیگر بزرگان کرام کی زیارت سے مشرف ہو کر عازم بنگال ہوئے حضرت علاء الدین کو آپ کے آنے کا حال جب معلوم ہوا تو اپنے مریدوں کو اور دوستوں کو لے کر تا دروازہ خانقاہ استقبال کے لئے آئے دولت مسافرت سے آپ کا لباس بھی دریدہ و تار تار ہو رہا تھا حضرت علاء الدین نے اسی وقت آپ کے غسل کا انتظام فرمایا اور عمدہ لباس پہنا کر مرید کیا اور تربیت باطنی شروع کر دی آپ نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے خرقہ خلافت بھی مل گیا اسی آستانہ سے "جہانگیری" کا خطاب پایا۔

اس کے بعد حکم ہوا کہ اب تم جون پور چلے جاؤ عرض کی کہ جونپور میں تو اس وقت ایک شیر رہتا ہے اس سے کیونکر مقابلہ کر سکوں گا۔ شیر سے مراد آپ کی شیخ الاسلام حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم ابوالفتح کے نبیرہ شیخ حاجی چراغ ہند سے تھی تو آپ نے فرمایا تو اس کی پروا نہ کر وہ شیر ہے تو شیر ہی سے اس کا مقابلہ بھی پڑے گا پہلا فتح نہیں فتح آباد میں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری ایسی شہرت و عظمت قائم کر دیگا کہ پھر تمہیں کسی امر کی ضرورت نہ رہے گی۔

علمائے مباحثہ اور گستاخی کا نتیجہ

مرشد گرامی کے حکم پر آپ بنگال سے علازم جونپور ہوئے قصبہ محمد پور میں پہنچنے پر وہاں کے تمام علماء و فضلاء آپ سے ملے آپ سے گفتگو کے دوران میں خلفائے راشدین کا ذکر آگیا چاروں یاران کبار کی تعریف ہوتی رہی۔ آپ نے بھی اپنا لکھا ہوا ایک رسالہ دکھایا انہوں نے غور سے پڑھا تو اس میں حضرت شاہ علی مرتضیٰ کے متعلق تینوں اصحاب کی بہ نسبت چند الفاظ زیادہ پائے اس پر بحث کا سلسلہ شروع ہوگیا اور انہیں گمان ہوا کہ آپ شیعہ ہیں۔ آپ نے اپنے دعاوی کی تائید میں زبردست دلائل پیش کئے مگر کسی نے نہ مانا۔ دوسرے روز علماء اور اہل قصبہ نے آپ کی سزا کے لئے ایک محضر تیار کیا اور اسے لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس کا جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ مولوی سید خاں نے جو اس قصبہ کے مفتی اور سر حلقہ علما تھے تمام علماء سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ لوگوں نے محض اس بنا پر یہ جھگڑا اٹھایا ہے کہ سید صاحب نے حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی زیادہ تعریف کی ہے لیکن میرے نزدیک یہ کوئی ایسی بات نہیں آپ قابل الزام تو جب ہوتے کہ آپ سید نہ ہوتے اس لئے اپنے آباء و اجداد کی تعریف و ستائش کوئی عیب نہیں اسی وقت سید خاں نے ایک معتبر کتاب "جامع علوم" کی یہ عبارت پڑھی جس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ تو ابنائے دنیا ہیں اگر ان میں کوئی شخص اپنے آباء و اجداد کی تعریف کرتا ہے تو اس پر تعریض نہ کرو یہ سنتے ہی سب شرمندہ ہو کر اٹھ گئے۔ سید صاحب نے سید خاں کو بشارت دی کہ تیرے چار بیٹے ہوں گے اور یہ سب علم و فضل میں یگانہ ہوئے جائیں گے۔ دیگر علما رسب کے سب بلاؤں میں مبتلا ہوئے۔ سید خاں بھی پہلے مخالفین میں تھا لیکن عین وقت پر بہ توفیق ایزدی اس کے قلب میں جذبہ اخلاص پیدا ہوا اور اس کے خیالات بدل گئے اسی شب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مد سید اشرف میرا فرزند ہے جگر گوشہ ہے تو نے بہتر کیا جو اس کی حمایت کی۔ یہ لوگ بھی توبہ کریں ورنہ اس سے ہرگز مقابلہ نہ کر سکیں گے چنانچہ سید خاں صبح ہی حاضر ہوا اور اس نے توبہ کر لی جنہوں نے توبہ کر لی وہ محفوظ رہے باقی سب کیفر کردار کو پہنچے۔

تصرفات و کرامات

ظفر آباد میں حاسدوں نے ایک زندہ شخص کا جنازہ بنا کر نماز پڑھنے کے لئے اس خیال سے پیش کیا کہ اس کا مذاق اڑایا جائے اور جس وقت آپ تکبیر کہیں بنا ہوا مردہ اٹھ کر سلام کرے اور کہے کہ آپ بڑے صاحب کرامات ہیں کہ آپ نے مجھے زندہ کر دیا اس طرح آپ کی خوب ذلت ہوگی پہلے تو آپ نے منع کیا آخر سخت اصرار پر آپ اپنے یاروں سمیت نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے نماز ختم ہوگئی اور بنا ہوا مردہ نہ اٹھا تو پاس جاکر دیکھا وہ واقعی مر چکا تھا اب تو ہوش پران ہوگئے پاس آئے منت سماجت کی روئے پیٹے جب کہیں جاکر آپ نے قصور معاف کئے اس پر آپ کی بہت شہرت ہوگئی۔ (معارج الولایت)

ایک مرتبہ پانچسو قلندر علی قلندر کی زیر قیادت کفنی پہنے ہوئے گھس آئے اور گستاخانہ بولے "جہانگیری" کہاں سے پائی فرمایا اپنے پیر سے بولے اس کا ثبوت؟ یہ سنتے ہی جلال آگیا اور فرمایا کہ میں جہانگیری تمہیں جانتے ہے

بھی موں یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلتے ہی تلی اسی وقت گرا اور مر گیا اس کے تمام ہمراہی خوفزدہ ہوگئے نہ صرف پاؤں پر گر کر معافی چاہی بلکہ سب کے سب مرید بھی ہوگئے۔

کچھ فقرائے ہنود آپ کے پاس آئے اور ایک تبخانہ کے متعلق بحث کرنے لگے آپ نے اسی وقت ایک بت کو طلب کیا جو فوراً حاضر خدمت ہوگیا اور اپنی سنگی زبان سے آپ کی تعریف کی۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر وہ سب کے سب اسی وقت مسلمان و مرید ہوگئے۔

کچھوچھہ شریف میں آئے تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک جوگی ہے جو ہوا پر پرواز کرتا ہے اس نے آپ سے مقابلہ کیا بہت سے جادو کے کھیل کھیلے مگر ایک بھی پیش نہ گئی اس کے بڑے بڑے خوفناک کھیل بالکل بے اثر ثابت ہوئے آخر مسلمان ہوگیا اور مرید ہو کر تربیت باطنی حاصل کی۔ (تذکرہ چشتیہ)

شیخ کبیر سرپوری بہت بڑے متقی و رئیس تھے عالم تھے انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بزرگ نے انہیں مرید کیا ہے اس وقت جونپور کے شاہ ولایت شیخ حاجی چراغ تھے انہیں شاہ ولایت سمجھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ ان کی شکل خواب میں دیکھی ہوئی شکل سے مشابہ نہ تھی اس لئے خدمت میں تو رہے مگر مرید نہ ہوئے اتنے میں آپ تشریف لے آئے دیکھتے ہی مرید ہو گئے اس کی خبر شیخ حاجی کو ہوئی تو جلال میں آ کر کہا کہ شیخ کبیر جوان مر گیا آپ نے جو سنا تو فرمایا نہیں کبیر تو بوڑھا ہو کر مرے گا اور تجھ سے پیشتر حضرت شیخ حاجی وصال فرمائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا شیخ کبیر نے ۱۲۰ برس کی عمر میں بوڑھے ہو کر مرے۔

سماع میں انتقال

آپ نے علاقہ جونپور میں مقام کچھوچھہ شریف میں قیام کیا اور جس جوگی نے آپ کا مقابلہ کیا تھا اسی کی مڑھی پر خانقاہ اور روح آباد کے نام سے ایک پر فضا باغ تعمیر کرایا اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ آپ نے وصال سے پیشتر حاجی عبدالرزاق کو خلافت دیکر سجادہ نشین کیا۔ اس کے بعد نماز ظہر پڑھ کر سماع کرایا حضرت سعدی کی غزل کے اس شعر پر وجد ہوا ؎

گر بدست تو آمدہ است اجلم　　قدرے غنیما بما جرائے قلمہ

پھر قوالوں نے یہ اشعار پڑھے ؎

خوب ترزیں دگر چہ باشد کار　　یار خندان رود بجانب یار
سر نہند جمال جاناں را　　جاں سپارد نگار خنداں را

سنتے ہی آتش عشق بھڑک اٹھی تڑپنے لگے اور تڑپتے ہی تڑپتے جان بحق ہوئے ایک سو بیس برس کی عمر تھی ۲۷ محرم ۸۰۸ھ میں وصال ہوا کچھوچھہ میں مزار شریف مرجع خلائق ہے اور تصرفات کا سرچشمہ پوری روانی کے ساتھ جاری ہے۔ حاجتمندوں اور مریضوں کا ہجوم رہتا ہے آسیب زدہ بہت پہنچتے ہیں ساری دنیا کی سیر کی حرمین بیت المقدس کربلائے معلی نجف اشرف بغداد شریف مشہد مقدس حضرت ترکستان ہر جگہ گئے حضور غوث پاک امام احمد حنبل امام ابو حنیفہ کے مزارات کی زیارت کی۔ مشہد مقدس میں امیر تیمور عقیدتمند ہو کر حاضر ہوا شیخ بہاء الدین نقشبند، خواجہ سید محمد گیسو دراز سے ملے ہیں انہیں سے تیس برس سیاحی عالم میں بسر کئے۔ ارشاد المریدین اور مکتوبات آپ کی تالیفات ہیں چودہ خانوادوں سے فیض حاصل کیا اور خرقہ خلافہ

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

ترتیب خلافت جو وفات نبوی کے بعد ظہور میں آئی عند اللہ کس طرح تھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مانند ستاروں کے تھے جو آفتاب کے چاند کے گرد ہالہ کئے ہوئے تھے انہوں نے بقدر استعداد آفتاب نبوت سے اکتساب نور کیا اور وہ اسلام کے لئے بمنزلہ اعضاء و جوارح کے تھے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی قوت قدسی سے پاک و طاہر ہو چکے تھے مگر آخر تو وہ انسان تھے گناہوں اور کمزوریوں سے معصوم نہ تھے اگر بشریت کے فطری تقاضہ سے ان سے کوئی لغزش یا کمزوری اور بے احتیاطی صادر ہوئی ہو تو کسی مسلمان کو انگشت نمائی کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے نزدیک یہ یقینی اور قطعی ذریعہ نہیں ہے جس سے ہم کسی صحابی کو قصوروار ٹھہرا کر مورد الزام ٹھہرائیں باقی رہیں روایات ان کے متعلق علامہ اقبال کی زبان سے اتنا سن لینا کافی ہے ؎

حقیقت روایات میں کھو گئی — یہ امت خرافات میں کھو گئی

ترتیب خلافت جو وفات نبوی کے بعد وقوع میں آئی وہ اس طرح ہے پہلے حضرت ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذی النورین اور پھر مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یہی ترتیب عند اللہ درست اور حق ہے۔

خلافت کس کو ملنی چاہئے تھی

قرآن کریم پکار پکار کر کہہ رہا ہے واللہ یؤتی ملکہ من یشاء اللہ پاک جس کو چاہتا ہے حکومت و سلطنت عطا کر دیتا ہے وتعز من تشاء وتذل من تشاء جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت۔ زمین پر حکومت و سلطنت یا خلافت عطا کرنا اور کسی سے چھین لینا خاص خدا تعالیٰ کا کام ہے اسی کا قبضہ و اختیار ہے جس کو وہ خلافت و امارت دینا چاہتا ہے اس کے حصول کے اسباب پیدا کر دیتا ہے اور جس کو محروم کرنا چاہتا ہے اس کی کامیابی کے اسباب پیدا نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے خلیفہ کے تعین و تقرر کی نسبت کوئی صاف و صریح حکم نہیں دیا اور نہ ہی قرآن مجید میں اس کی صاف طور پر ہدایت موجود ہے البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ ضرور معلوم کر لیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے میرے بعد کس کو خلیفہ بنانے والا ہے اور پھر اس کے بعد کون ہوگا اسی علم کے مطابق آپ نے ترتیب خلافت کے اشارے کنائے کر دیئے تھے۔ اگر کہا جائے کہ قرآن مجید میں صاف احکام موجود تھے یا آنحضرت صلعم نے ہی اس بارہ میں صاف صاف احکام صادر فرمائے تھے مگر ان کو مسلمانوں نے نہیں مانا مدبر عقلی دعوت بیاید گریست "اگر یہ ہوتا اور اس پر خدا و رسول کے ارادہ کے برخلاف گروہ انسانی ارادوں نے شکست پیدا کی اور نہ خدا کے رسول کا جانشین ہوا بلکہ انسان کا جانشین ہوا تو نعوذ باللہ ایسے مذہب کو جو خدا اور خدا کے رسول کو اپنی کمزوری پر پشیمان کر دے کہاں پہنچ سکتا تھا۔ رہی سہی ساکھ اسلام میں پھر تو حباب ؎

نہ دین باقی نہ اسلام باقی — اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اب خلافت کے جھگڑوں کو یہیں چھوڑ کر بس صحیح بات یہ ہے کہ جسے خدا خلیفہ بنانا چاہتا تھا بنا دیا اور جو ترتیب اس کے علم و حکمت میں بہتر تھی وہی عمل میں آئی اب اگر کوئی خدا کے علم و حکمت اور اس کے فیصلہ پر اعتراض کرتا ہے تو کرے کسی کا اعتراض حق و صداقت کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ حقیقت بہرحال حقیقت ہی رہتی ہے۔ یوں اعتراض کرنے کو تو ملحد اور دہریے خدا پر اعتراض کرتے ہیں۔ الغرض کسی کو خلافت و امارت دینا اور کسی سے چھین لینا یہ کام خدا کا ہے اور جو ترتیب خلافت اس کے علم و حکمت میں بہتر تھی وہی عمل میں آئی۔ اب اس معاملہ میں لڑنا جھگڑنا اور پرانے مردے اکھیڑنا اور فضول اعتراض کرنا اسلام کی حقانیت اور خدا کی قدرت و حکمت کو شبہ میں ڈالنا ہے اور اپنی عاقبت کی خرابی کا مول لینا ہے۔ اس معاملہ میں دم مارنے کی جگہ نہیں ہے اب جبکہ نہ خلافت رہی اور نہ خلافت کے دعویدار اس مسئلہ پر گفتگو اور جھگڑا کرنا اپنی جہالت و حماقت کا ثبوت دینا ہے اور نفاق و انتشار کی آگ بھڑکانا ہے۔

عقلی طور سے ترتیب خلافت کا ثبوت

عقلی طور سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح ترتیب خلافت ظہور میں آئی وہی درست ہے کیونکہ خلافت و امارت کے لئے وہی شخص زیادہ مستحق اور اہل ہوتا ہے جو رعایا کے کام میں اور انتظام و انصرام میں خبردار ہو مدبر ہو اور رعیت پرور ہو اور رعیت پر اس کا رعب غالب ہو سو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مبارک عہد میں رعایا پر ان کا رعب غالب رہا رعایا میں امن رہا اور اشاعت دین کا کام بطریق احسن سرانجام پایا خلیفہ ثانی حضرت عمر کے عہد میں بھی اسلام کو ترقی اور کامیابی نصیب ہوئی رعایا میں امن رہا اور ملک مفتوح ہوتے گئے جب حضرت عثمان خلیفہ ثالث ہوئے تب بھی انتظام اچھا رہا اور ملک فتح ہوئے مگر آخر میں کچھ خرابی اور بلوہ ہو گیا اور حضرت عثمان شہید ہو گئے اور جب ان کے بعد حضرت علی خلیفہ ہوئے تو انتظام ملکی میں خلل آ گیا فتنے فساد پیدا ہوئے اور خونریز لڑائیاں ہوئیں اگر حضرت علی یا حضرت عثمان پہلے خلیفہ ہوتے تو جو اختلاف اور جھگڑے ان کے عہد میں ہوئے وہ شروع اسلام میں ہی پیدا ہو جاتے اور پھر اسلام کا جو حال ہوتا اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا لیجئے پس عقلاً بھی یہی ترتیب صحیح ثابت ہوتی ہے۔

صحابہ کے دنیوی اختلافات کو دینی رنگ دے کر مسلمانوں کی بدبختی اور

تعصب ہے۔ ہر گز دیکھو نہ خلافت رہی نہ خلافت کے دعویدار نہ وہ رطائق

کے اسباب رہے اور نہ وہ لڑنے والے اور خلافت کے واقعات گزر چکے مگر اس کے مسموم اثرات دماغوں میں اب تک موجود ہیں جن کی سمیت اندر ہی اندر حق پرستی اور عقل و تدبر کے جذبات کو فنا کر رہی ہے۔ اس خانہ جنگی اور تفریق و انتشار کی آگ تو بجھے ہوئے سینکڑوں سال گزر گئے مگر سنی شیعہ اس کے الاؤ سے عبرت و نصیحت کی جگہ بغض و نفاق کے انگارے اپنی اپنی جھولیوں میں بھر لائے اور اپنے اپنے آتشدانوں کی گرمی کا باعث بنا لیا جب صحبت اور مجلس میں عبرت پذیری کا خیال آتا ہے اور مصلحت و رواداری کا جذبہ ابھرنے لگتا ہے تو یہ نفاق پرست اور آتش عناد کے پجاری ایک چنگاری چھوڑ کر اپنی آتش فشانی کا فرض سرانجام دیدیتے ہیں اور الگ ہو جاتے ہیں

خدا کی شان ہے کہ یہ مسلمان کہ نہ جن کی صورتوں سے اسلام ظاہر ہے نہ جن کے اعمال و افعال سے اسلام کی بو آتی ہے اور جن کی پست حالت اسلام کو منہ چڑا رہی ہے وہ یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ وفات نبوی کے بعد خلافت کا مستحق کون تھا۔ یہ ذلیل حقیر ان بادشاہوں کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں جن کے تقدس و احترام کی حد تک ان کے شہباز علم و عقل کے فرشتوں کی بھی پہنچ نہیں اس اندھیر پر اندھیر یہ کہ یہ فیصلہ کس بنا پر کرنا چاہتے ہیں چند اوہام و قیاسات اور بے تکے الزامات کی بنا پر صحابہ کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والوں کو پہلے اپنے اپنے اسلام کا جائزہ لینا چاہیئے جس پر کفر ہنس رہا ہے وہ اور فیصلہ کریں صحابہؓ کے اسلام و نفاق کا سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال اڑنگ اور شیشہ آفتاب جہانتاب کے منہ آنا چاہتے ہیں۔

ضد اور تعصب کے متوالو! قیامت کے دن اللہ پاک تم سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ تم نے صحابہ کے جھگڑوں کا فیصلہ کیوں نہیں کیا؟ حق خلافت کس کا تھا بلکہ وہ تو یہ پوچھیں گے تم کو دنیا سے کون سے اعمال لائے بس پہلے اپنے اعمال کی فکر کرو کیا تم وہاں یہ کہکر چھوٹ جاؤ گے کہ ہم نے اپنے عقائد کو کتاب و سنت کے مطابق کیا تھا نہ نماز روزہ کے قریب پھٹکے تھے نہ حج و زکوٰۃ کی ادائیگی کا فکر مول لیا تھا اور نہ کبھی تیرے دین کی خدمت و اشاعت پر کمربستہ ہوئے تھے مگر ہاں ہم نے یہ ضرور کیا کہ غلامی اور محکومی اور ذلت و رسوائی کی ٹوکرا سر پر لئے ہوئے خلافت کی کوٹ میں ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہے ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے آپس میں خوب جوتم پیزار اور لٹھم لٹھا کرتے رہے، صحابہ کے جھگڑوں اور ان کے نفاق و اسلام کا جھگڑا کرتے رہے۔ کسی کو ظالم کسی کو غاصب اور کسی کو منافق بتلاتے رہے بتلاؤ کیا تم یہ کہکر اس کر کے خدا کی گرفت اور پکڑ سے بچ جاؤ گے۔ پس خاک ڈالو خلافت کے گذرے ہوئے جھگڑوں پر مسلمانوں کو خلافت کے تمام واقعات کو محض تاریخی حیثیت سے مطالعہ کرنا چاہیئے صحابہ کے دنیوی اختلافات و نزاعات کو دینی رنگ نہیں دینا چاہیئے ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور ان جھگڑوں اور تنازعوں میں حکم نہیں بننا چاہیئے کہ وہ اس کے اہل اور مکلف نہیں جس طرح مسئلہ تقدیر میں کسی مسلمان کو گفتگو کرنا جائز نہیں اسی طرح ان تنازعات میں مسلمانوں کو سکوت کرنا چاہیئے۔

اور حضرت عمر فاروق اکابر صحابہ میں سے تھے اور اسلام کا دل و دماغ تھے انہوں نے کسی کا حق غصب کیا اور نہ کسی پر ظلم کیا اکابر صحابہ نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں دل و جان سے حضور کی اطاعت کی جس کو خدا کے رسول نے امیر بنا دیا اس پر کسی نے عذر کیا اور نہ اپنے استحقاق جتلائے اور جن لوگوں نے ایسا کیا ان کو روک دیا گیا حضرت علی شیر خدا کی شان تو سب سے برتر اور اعلیٰ تھی کہ باوجود حضرت عباسؓ کے اصرار کے طالب خلافت وامارت سے انکار کرتے رہا اور فسادات کے سرچشمہ کو اپنے ہاتھ سے بند کر دیا۔

صحابہ میں جو جھگڑے اور فساد ہوئے انکا فیصلہ خود اللہ پاک نے فرماکر سب کے سینوں سے غل و غش نکال دیا اور سب کو آپس میں ایک دوسرے کا ہمدرد اور بھائی بنا دیا چنانچہ ارشاد باری ہے۔

ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین	و غیض و غضب صحابہ کے سینوں میں ایک دوسرے کے حق میں پیدا ہو گیا تھا ہم نے ان کے سینوں سے نکال دیا اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور آمنے سامنے تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہیں۔

یہ آیت مبارکہ صحابہ کی اخروی زندگی کے متعلق پیشین گوئی ہے، اور مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ صحابہ کے اختلافات و نزاعات کا نام اپنی زبانوں پر لاکر اسلام کو بدنام کریں۔ اب میں خلافت کے ضروری مباحث سے فارغ ہونے کے بعد اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام و نسب آپ کا نام نامی و اسم گرامی عبداللہ ہے اور سلسلہ نسب اس طرح ہے عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی تیمی آپ نسب کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرہ بن کعب تک جا کر مل جاتے ہیں آپکا نام بعضوں نے عتیق بھی بتلایا ہے مگر صحیح اور مشہور عبداللہ ہی ہے اور عتیق آپ کا لقب تھا کیونکہ ترمذی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ آتش دوزخ سے عتیق یعنی آزاد ہو گئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے کیونکہ عتیق کے معنے حسن و جمال کے ہیں۔

ابونعیم کہتے ہیں یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ آپ نیک کام میں سب سے پیش پیش رہتے تھے بعض اس کی وجہ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ آپ کے نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گزرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ ابو طلحہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب عتیق کیوں ہوا انہوں نے جواب دیا ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد جو نکہ زندہ نہیں رہتی تھی اس لئے جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لیکر خانہ کعبہ میں گئیں اور عرض کیا الٰہی! یہ تنہا بچہ موت سے عتیق مجھے عطا کر دے۔

مصعب بن زبیر فرماتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق تھا کیونکہ آپ بےخوف اور نڈر ہو کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔ یہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے معراج کی تصدیق کرنے میں کافروں کے جواب میں تقدمی دکھلائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی اس وجہ

وعظ بشیر

(ایک مسلسل وعظ کی کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھوائی جارہی ہے)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

اپنی امت پر رسول اللہؐ کی رحمت و شفقت

الحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدنا ونبینا ومولانا محمد صاحب الحوض المورود والمقام المحمود وصحابہ اجمعین۔ اما بعد

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبی رحمت کی امت میں بنایا اور خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا اللہ تعالیٰ اسی احسان عظیم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

حقیقت میں اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں ان کی جنس سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرتا ہے اور قرآن و حکمت کی ان کو تعلیم دیتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول عربیؐ کے آنے سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ اس آیت مقدسہ سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔	یہ اللہ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ تم ان کو نرم دل میسر آئے ہو اور اگر تم سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

حضرات! اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی اور حسن اخلاق کو بیان فرمایا ہے اور پہلی آیت زیر عنوان میں رسول کے بھیجنے کا احسان جتلایا ہے واقعہ بھی یہی ہے کہ رسول کریمؐ کا مبعوث ہونا ہم لوگوں کے حق میں ایک نعمت الٰہی ہے اور ان پر اللہ کا احسان عظیم ہے اگر رسول نہ آتے تو خدا کے بندوں کی حالت بہائم سے بدتر ہو جاتی وہ اپنی عقل سے نہ خدا کو پہچان سکتے تھے اور نہ نیک و بد میں تمیز کر سکتے تھے کیونکہ عقل انسانی آنکھ کی مانند ہے اور نور نبوت سورج کی مانند۔ ظاہر ہے کہ جب تک سورج نہ ہو آنکھ کی روشنی کچھ کام نہیں دیتی۔ اسی طرح عقل انسانی نور نبوت کے بغیر ٹھوکریں کھا رہی تھی اور اسے صراط مستقیم کا پتہ تک نہ تھا بالآخر نبی رحمت دنیا میں آئے اور اس کو راہ ہدایت پر لگا دیا پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے رحمۃ للعالمین کو مبعوث کیا اور ہمیں خیر الامم کا لقب ملا۔

اس احسان پر احسان یہ کہ ہمارے نبی نہایت نرم دل اور اپنی امت پر حد سے زیادہ مہربان و شفیق ملے اور ہم اب تک عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں۔ بندگو! تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں بعض ایسے انبیا بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی نبوت تسلیم نہ کرنے والوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا اور اس کی سزا ملتی رہی۔ عقل کے نزدیک بھی یہ بات جائز ہے کہ مخالف دشمن اور منکر کے ساتھ سختی کا سلوک روا رکھا جائے چنانچہ دنیا میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا ہے۔

(۱) حضرت نوحؑ نے اپنے منکرین و مخالفین کے ساتھ جو سلوک کیا اس کو قرآن پاک ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے میرے پروردگار زمین پر کسی کافر کا گھر نہ چھوڑ ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دے۔

(۲) قوم عاد حضرت ہودؑ علیہ السلام کی نافرمانی کے باعث ریگستان ربع خالی کی بربادکن آندھی سے تباہ کرائی گئی۔

(۳) قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کے انکار و ایذا رسانی کے سبب زلزلہ سے ہلاک ہوئی۔

(۴) بنی اسرائیل کے نجات دہندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے لشکر کو کیوں غرق کرایا؟ اس لئے کہ وہ ان کی تکذیب و اذیت کے درپے تھے۔

(۵) ناصرہ کا واعظ جلیل داعی الی اللہ مقدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گلیل کی گلیوں سے تنگ آکر دو زخیوں سے متاسفانہ و منتقمانہ صدائیں بلند کیں اور یہودیہ کی آبادی کو اپنی تکذیب و تکلیف کے بربادکن نتائج سے ڈرایا۔

الغرض تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی قوم نے اپنے داعی الی اللہ مصلح، ہادی اور پیغمبر کی تکذیب کی اس کی تعلیم کا مذاق اڑایا اس کی تعلیم سے منہ موڑا اور اس کو ستایا وہ قوم عذاب الٰہی سے محفوظ نہ رہ سکی خدائی غضب نے نبیوں کے نافرمانوں کو کچل کر رکھ دیا اور قوت الٰہی نے سرکش و مغرور انسانوں کی گردنیں مروڑ دیں۔

برادران محترم! اب ذرا تاریخ کو علیحدہ کرکے ہمارے نبی رحمت کی بارگاہ نبوت میں آیئے اور آپ کی رحمدلی و حسن اخلاق کو ملاحظہ کیجئے کہ یہاں ایک نئی تاریخ اور نیا نمونہ دنیا کے سامنے آتا ہے یہاں دشمن خود عذاب مانگتے ہیں اور خود اپنے لئے سزائیں طلب کرتے ہیں خود کو مجرم و لائق تعزیر بتا کر سزا کے لئے پیش کرتے ہیں مگر عفو و درگذر ہی سے نہیں بلکہ ہنستے ہونٹوں کی دعاؤں کرم آمیز صداؤں اور جان بخشی کی کریمانہ اداؤں سے جواب و معاوضہ دیا جاتا ہے!

اللہ اللہ کیا رؤف رحیم نبی ہیں ملاکہ اگلے پیغمبر تو خدا سے عذاب مانگ کر نافرمان قوم کو ہلاک کراتے ہیں مگر یہاں خود اللہ تعالیٰ عذاب کے فرشتے بھیج کر فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب آپ جو عذاب چاہیں اسے بھیج کر آپ کے دشمنوں اور مخالفوں کو ہلاک کر دوں! جواب دیا جاتا ہے اور یہ طلب دعا عرض کی جاتی ہے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں۔

(۱) مکی زندگی میں چند صحابہ کفار کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر حضور اکرم سے شکایت کرتے ہیں اور ان کے لئے بددعا کرنے کے خواستگار ہوتے ہیں اس کے جواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما بعثت لعانا بل بعثت رحمۃ یعنی میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۲) شعب ابوطالب میں حضور محبوس ہیں اور کفار کی کوشش ہے کہ ایک دانہ غلہ تک آپ کے پاس پہنچنے نہ پائے جب یہ سنگدل کفار مبتلائے قہر الٰہی ہوتے ہیں اور قحط سالی ان کو یہاں تک مجبور کرتی ہے کہ مردار اور ہڈی تک کھانے لگتے ہیں تو ابوسفیان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ محمد تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ آپ اپنے ملک والوں کی اس تکلیف کو سنکر بیقرار ہو جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوندا میری قوم کو اس مصیبت سے نجات دے۔ چنانچہ خدا نے ان کو نجات دی۔

(۳) اہل طائف جنہوں نے دعوت اسلام سنکر استہزاء و تمسخر کیا جن ظالموں نے نبی رحمت پر پتھر برسا کر تن اقدس کو لہولہان کیا۔ ایسے موقعہ پر فرشتہ غیب آکر پوچھتا ہے کہ اگر حکم ہو تو ان لوگوں پر پہاڑ الٹ دیا جائے لیکن عفو و کرم جواب دیتے ہیں کہ نہیں میں یہ نہیں چاہتا شاید ان کی نسل سے کوئی خدائے واحد کا پرستار پیدا ہو جائے۔

حضرات! یہ تھی نبی رحمت کی رحمدلی اور حسن اخلاق جس کی وجہ سے آخری دنیا آپ کا کلمہ پڑھنے پر مجبور ہوئی دشمن دوست بن گئے اور جان نثار جان نثار ثابت ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص جو حالت کفر میں نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بن کر گئے تھے کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیں اور ان سے انتقام لیں مگر چند سال کے بعد انہی کا سر حضور کے قدموں پر جھکتا ہے اور عمان کے بادشاہ کے پاس داعی اسلام بنکر جاتے ہیں اور ہزاروں آدمیوں کے مسلمان ہو جانے کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے ہیں حضرت عمر فاروق حضور کا سر لینے کے لئے آتے ہیں مگر رحمۃ للعالمین سے آنکھیں چار ہوتے ہی اپنا دل نثار کر بیٹھتے ہیں اور اپنا ہی سر دے بیٹھتے ہیں حضرت خالد بن ولید جو جنگ احد میں مشرکین کے رسالہ کی کمان کرتے ہوئے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتے تھے کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوتے ہیں اور حضور کے قدموں پر اپنا سر رکھدیتے ہیں یہی وہ ہے جو لات و عزیٰ کے مندروں کو اپنے ہاتھ سے گراتے ہیں کفر کی طاقتوں کو نیست کرتے ہیں اور اسلامی فتوحات میں سرفروش و سرگرم جوش جنرل کا درجہ پاتے ہیں۔ عروہ بن مسعودؓ جو حدیبیہ میں آنحضرت صلعم کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بنکر آئے تھے خود بخود مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوتے ہیں اور اپنی قوم میں دعوت اسلام کی اجازت حاصل کر کے اسی خدمت میں اپنی جان عزیز قربان کر دیتے ہیں۔

برادران اسلام وہی وحشی جس نے امیر حمزہؓ کو مارا کلیجہ نکالا [illegible] کان اور جنازہ کی بیحرمتی کیا تھا کچھ دنوں کے بعد اسلام قبول کر لینے میں عشق نبوی میں تڑپتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بالآخر مسیلمہ کذاب جیسے اکفر کو قتل کر کے اپنی سابقہ حرکت کی تلافی کرتے ہیں۔ وہی ابوسفیان بن عبدالمطلب جو حقیقی چچا کا بیٹا ہوکر بھی رسول اللہ کی ہجو میں متواتر اشعار کہا کرتے تھے حضور کی ایذا رسانی میں پیش پیش رہتے تھے اور اکثر جنگوں کے۔ جذبۂ توفیق سے مجبور ہو کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر حلقۂ اسلام کا حلقہ بگوش بن جاتے ہیں اور جنگ حنین کے میدان میں وہی اکیلے رکاب نبوی تھامے نظر آتے ہیں اور تحریکات اسلامی کی خاطر فدا کار بن جاتے ہیں یہ سب کچھ تھے اسلام کی پاک تعلیم اور حضور کی رحمدلی و اخلاق کے کرشمے جو آہستہ آہستہ دلوں کو فتح کرتا جاتا تھا دیگر انبیائے اسلام نے معجزے دکھائے لاٹھی سانپ پتھر دریا اور آگ کی قلب ماہیت کی لیکن ہمارے نبی کریم روحی فداہ وامی کا عظیم الشان معجزہ یہ تھا کہ آپ نے اپنی رحمدلی و نرم مزاجی سے دلوں کو بدل دیا ان کو تسخیر کر لیا اور جس نے بھی اسلام قبول کیا وہ شمع نبوی کا پروانہ بن گیا۔

حضور کی آخری وصیت

برادران ملت! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تا عمر اپنی امت ہی کا غم کھاتے رہے اور اسی فکر میں رہے کہ کس طرح میری امت عذاب الٰہی سے بچکر نجات حاصل کرے۔ حتیٰ کہ مرتے دم تک یہی فکر دامنگیر رہا۔ مرض الموت میں آپ ممبر پر رونق افروز ہوئے اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ قرآن مجید کو مضبوط پکڑو۔ میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرو۔ نماز کو اچھی طرح پڑھو اور جماعت کے ساتھ پڑھو۔ خدا تعالیٰ کے فرمانوں کی بڑی تعظیم کرو اور زیر دستوں پر شفقت کرو۔ اولاد کو امانت سمجھو۔ عورتوں پر رحمت و نرمی کرو ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی مسلمان کے لئے پسند کرو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "میں تم میں کیسا پیغمبر تھا؟" اس پر صحابہ رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ! ہم میں آپ ایسے تھے کہ کوئی نبی اپنی امت پر ایسا نہیں رہا جو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو آپ ہمارے اور ہمارے ماں باپوں کے شفیق، یتیموں اور بیوہ عورتوں کی دیکھ بھال کرنے اور تسلی دینے والے، اور پرورش کرنے والے تھے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں تم بھی مجھ سے خوش ہو! سب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سب آپ سے خوش ہیں اور آپ بھی ہم سے خوش ہیں اور ہم سب آپ کے الطاف و اشفاق سے شرمندہ ہیں۔ وفات سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر حکم ہو تو آپ کو یاقوت کے تابوت میں رکھ کر عرش کے کنارے پر رکھا جائے آپ نے فرمایا کہ نہیں میں یہیں زمین پر رہنا پسند کرتا ہوں تاکہ میری امت کو کسی طرح کا عذاب نہ ہو کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم "خدا کی یہ شان نہیں کہ عذاب کرے اور تو ان میں ہو" پس جب میں حالت حیات میں اپنی امت میں تھا تو حالت ممات میں بھی انہیں میں رہوں گا تاکہ میری امت پر کوئی عذاب نہ آئے اللہ اکبر حضور کو اپنی امت سے کتنی محبت و شفقت تھی عرش کے سایہ کو چھوڑ کر ہم میں ہے۔

حضرات حقیقت یہی ہے کہ اگر ہمارا انتساب حضور سے نہ ہوتا اور آپ ہم میں نہ ہوتے تو اپنی معصیت شعاریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے کبھی کے صفحۂ ہستی سے نابود ہو جاتے۔ ہم آپ کی رحمت سے ہی بچے ہوئے ہیں اور زمین کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالے آپ پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے حبیب تم اس قدر غمناک کیوں ہو؟ آپ نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے غمگین و ملول ہوں اور یہ فکر دامنگیر ہے کہ کہیں نہ ان پر کوئی عذاب نازل ہو یا ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں جیسے پہلی امتوں کی صورتیں مسخ ہو گئی تھیں۔ ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب! آپ اطمینان رکھیں ان پر عذاب نہ ہوگا اور نہ ان کی صورتیں مسخ کی جائیں گی۔ البتہ دو عذاب ان پر ضرور نازل ہوں گے۔ ایک وبا اور دوسرے قحط۔ آپ یہ سنکر رونے لگے۔ اتنی تکلیف بھی رحمت عالم کو کہاں گوارا تھی اور پروردگار عالم کو بھی کہاں گوارا تھا کہ پیکر رحمت ملول ہوں۔ فرمان الٰہی صادر ہوا کہ اے میرے حبیب آپ غم نہ فرمائیں میں آپ کی امت کو شہادت کے درجے عطا کرونگا اور حالت قحط میں جب کو ایک دن بھوکا رکھونگا اس کی ہر ساعت ایک حج و عمرہ کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھواؤں گا۔ ذرا ملاحظہ تو فرمائیے پروردگار عالم اور نبی اکرم صلعم ہم پر کتنے مہربان اور کس درجہ شفیق ہیں! کہ شدت آہ و زاری چونکہ اٹل تھی اس لئے فرمان الٰہی بحال رہا مگر رحمت الٰہی نے اسی عذاب میں ثواب کا ایک پہلو نکال کر اپنے حبیب کی تسلی کر دی مگر اب بھی حضور کو اطمینان نہ ہوا۔

پیکر رحمت آخری وقت میں بھی اپنی امت کو نہیں بھولے

عرض کیا خداوندا! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چند روز کے لئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی امت پر خلیفہ کر دیا تھا ان کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل گوسالہ پرستی کرنے لگے مگر میں تو ہمیشہ کے لئے اپنی امت کو چھوڑ کر اعلیٰ علیین کو جاتا ہوں میں ان پر کس کو خلیفہ بناؤں؟ فرمان باری ہوا آپ کی امت کا خلیفہ میں ہوں پس آپ کو اپنی امت کا غم نہ کرنا چاہئیے۔ آپ خوشی خوشی ان شاء اللہ کریں اور ہماری درگاہ میں آجائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ یہ سنکر اٹھ بیٹھے، پانی مانگا اور وضو کر کے مسواک مجھکو دی پھر بیٹھکر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنی امت کی شفاعت کرنی شروع کی حضرت جبرئیل بار بار آتے جاتے تھے اور ہر بار گنہگاران امت کو عذاب دوزخ سے آزاد ہونیکا مژدہ سناتے تھے لیکن آپ کی تسلی نہ ہوتی تھی۔ آخر ساتویں بار فرمان باری لائے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ اور قریب ہے کہ ہم تجھکو ایسی شفاعت عطا فرمائیں گے کہ تو خوش ہو جائے گا۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قدر شاد و مطمئن ہوئے۔

جس وقت حضرت عزرائیل سرور کائنات کی روح اطہر کو قبض کرنے لگے تو فرمایا اے اخی! میری امت پر جس قدر جان کنی کی تکلیف ہونیوالی ہے وہ آج مجھپر ہی ختم کر دے تاکہ میری امت کو تکلیف نہ ہو۔ حضرت عزرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے، خدا سے حضور اس سے دعا کیجئے۔ امت کے شفیق نبی رحمت نے فوراً دعا کے لئے دست مبارک بلند کر دئیے دریائے رحمت جوش میں آگیا حکم ہوا اے احمد! اگرچہ یہ تیری امت ہے مگر میرے بھی تو بندے ہیں اور میں رحیم و کریم ہوں میں بھی ان پر رحمت کروں گا۔ چنانچہ جو کوئی سات قدم چلکر کسی عالم ربانی کی زیارت کر جائے گا اس پر جان کنی کی تخفیف آسان ہوگی اور جو فرضوں کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے گا اس کو بھی جان کنی کی تکلیف نہ ہوگی۔

برادران اسلام! ذرا غور کرو کہ تمام اصحاب رحمت علم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابنی امت پر کس درجہ شفیق و مہربان تھے اور اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا افضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں آپ کی امت میں پیدا کیا جس کی رحمت و شفقت کے جو ہم پر ہیں ہم کلمہ پڑھیں اور ہم سچ تو یہ ہے کہ ہم قیامت تک بھی اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ پس کیا ہمارا بھی یہ فرض نہیں کہ ہم ایسے شفیق نبی کی شریعت پر چلیں اور آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیاں گذاریں مگر آہ یہ ساری کتنی بڑی غداری ہے اور کتنی بڑی ناشکری اور ذلت ہے کہ ہم ایسے نبی کی شریعت کو پامال کر رہے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے ہم کلمہ پڑھ پڑھ کر اپنے نبی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور پھر ستم ظریفی یہ کہ امید شفاعت بھی رکھتے ہیں۔ مگر یہ منہ اور مسور کی دال۔ ہمارا حضور سے کیا تعلق ہے جو ہم آپ سے شفاعت کی امید رکھیں؟ ایک شاعر نے اس چیز کو ایسے عمدہ پیرایہ میں نظم کیا ہے ؎

ایک شب اللہ سے میں التجا کرتے ہوئے	سو گیا یاد محمد مصطفیٰ کرتے ہوئے
خواب میں تشریف لائے حضرت خیر البشر	امت عاصی کا شکوہ اور گلہ کرتے ہوئے
آنکھ سے آنسو رواں تھے لب آہ سرد تھی	رنج و اندوہ نہاں خندہ نما کرتے ہوئے
دست شفقت میرے سر پر رکھکے فرمانے لگے	شرم آتی ہے تجھے عرض دعا کرتے ہوئے
میری امت ہوکے ہو میری شریعت سے الگ	بے وفائی ہو رہی ہے تم سے وفا کرتے ہوئے
ہائے کس منہ سے خدا کے سامنے جاؤنگا میں	تھک گیا ہے منہ محبت سے تیری عذر کرتے ہوئے

پس محمد عربی کا کلمہ پڑھنے والو اگر واقعی تم دین و دنیا میں ترقی کا میابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مضبوطی کے ساتھ رسول اللہ کا دامن تھام لو شریعت محمدی کی دل و جان سے پیروی کرو اور آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو بناؤ کہ تمہاری صلاح و فلاح کا یہی ایک راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور ہم سچے معنوں میں متبع رسول بنجاویں۔ آمین

رحمت و مغفرت کی رات اور مسلمان

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب)

مذہب کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ایک انسان کو بہتر سے بہتر انسان بناکر اس کو اس کے مقصد حیات اور فلاح دارین میں زیادہ سے زیادہ کامیاب کرے۔ خصوصاً مقدس مذہب اسلام تو آیا ہی اس لئے ہے کہ اپنے متبعین کے قدموں میں تسخیر کائنات کی کنجیاں ڈالدے۔ اسی بنا پر اس نے اپنے نظام علم و عمل میں چھانٹ چھانٹ کر ایسے ایسے روح پرور و عالم افروز اصول و قوانین رکھے ہیں جو اس مقصد عظمیٰ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں مگر مصیبت تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے مذہب کے اصلی اصول و قوانین کو تو طاق میں اٹھاکر دہر دیا ہے اور فضولیات و لغویات کو داخل مذہب سمجھ لیا ہے۔ اگر آج ہم کامیاب و سرفراز نہیں ہیں تو اس کا باعث صرف یہی ہے کہ ہمارا عمل مذہب کی اصلی ہدایتوں پر نہیں ہے۔ ہم زبان سے اپنے آپکو مذہب کا پابند کہتے ہیں اور کسی نہ کسی حد تک اپنی دینداری کا ثبوت بھی دیتے ہیں کہ ہمارے اعمال اکثر غلط ذہنیت اور غلط جذبات و احساسات کی پیداوار اور مذہبی احکام کے خلاف ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کے موجودہ زوال و انحطاط کے متعلق مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ اس کا باعث ان کے غلط اعتقادات خیالات احساسات اور غلط ذہنیت کا تشکیل ہے ان کی ناکامیوں میں ان کی مذہبی غلط فہمیاں دخل ہو رہی ہیں انہیں کی بدولت مسلمان مذہب اسلام سے برگشتہ اور اس کی برکات سے بے بہرہ ہوگئے ہیں مذہب کی پابندی کے دہوکہ میں باطل توہمات اور لغو اعمال میں مبتلا ہوکر اپنی دنیا اور عاقبت کو خراب و برباد کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے مقدس مذہب اسلام کو فضولیات و لغویات سے پاک کرکے سچے دل سے صرف ان احکام کی پابندی کریں جو خدا کی طرف سے ہمیں ملے ہیں تو ہماری کامیابی و سرفرازی میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

صحیح خیالات و احساسات کی نشوونما

کاش مسلمان اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ خیالات و احساسات کی قوت ہی وہ قوت ہے جو قوموں کی قسمتوں کو سنوارتی ہی ہے اور بگاڑتی بھی ہے صحیح خیالات و احساسات کی نشوونما قوموں کو ترقی کی طرف بجاتی ہے اور غلط احساسات و خیالات پستی و تنزل کے غار میں گراتے ہیں۔ آج جتنی قومیں بھی دنیا میں ترقی کے میدان میں گامزن ہیں اُن کی ترقی کی بنا صحیح خیالات اور صحیح احساسات پر ہی ہے کیونکہ خیال عمل کی بنیاد کی پہلی اینٹ ہے اگر وہ صحیح ہے تو عمل کی عمارت سیدھی اور مضبوط تعمیر ہوتی ہے اور اگر غلط ہے تو عمل کبھی درست نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام مسلمانوں کی ترقی کا راز صحیح خیالات و عقائد ہی کے اندر مضمر بتلاتا ہے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ غلط، فاسد اور متوہمانہ تخیلات کے شجر باطل کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدینا چاہتا ہے۔

قرآن پاک ایک حکمت و دانائی کی کتاب ہے وہ کہتا ہے کہ تمہاری کامیابی دو چیزوں پر موقوف ہے ایمان و عمل صالح ان دونوں چیزوں کو حاصل کرلو اور جنت و فلاح کے مالک بنجاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ عمل صالح وہی ہے جو صحیح خیالات و عقائد پر مبنی ہو اور سچے دل سے احکام کی پابندی کے ساتھ کیا جائے۔ قرآن کے مطالعہ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے اس امر میں مسلمانوں کو غور و فکر سے کام لینے کی سب سے زیادہ ہدایت کی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے جو عمل بھی ہو صدق طلب اور جوش طبیعت کے ساتھ ہو پھر ناممکن ہے کہ اس کے لازمی نتائج و برکات ظاہر نہ ہوں۔ مگر آہ ہمارے خیالات و اعمال اس علم و آگاہی اور روشنی سے محروم ہیں ؎

اودھر فقدانِ استقلال و ہمت کی تباہی
مجھے گھیرے ہوئے ہے ہر طرف سے میری گمراہی
مسلماں ہوں مگر اسلام کے زریں اصولوں سے
نہ مجھکو کچھ تعلق ہے نہ ہے علم اور آگاہی
میں عقل و ہوش سے محروم علم و فن سے بیگانہ
سناؤں کس طرح اپنی ناکامی کا افسانہ
مجھے بزم عمل میں آرزوئیں لیکے جاتی ہیں
بہت محدود ہے لیکن مری ہمت کا پیمانہ

اس وقت اسلام کی ٹھوس خدمت کیا ہے

یہ کہ مسلمانوں کو عقل و ہوش کی روشنی میں اسلام کے زریں اصولوں سے واقف و آگاہ کیا جائے ان میں صدق طلب اور جوش عمل کی روح پھونکی جائے تمام ظاہری و باطنی تہذیب و شائستگی کے ساتھ بزم عمل میں آنے کی دعوت دی جائے اور صحیح خیالات و احساسات کی نشوونما کے لئے مذہبی لٹریچر شائع کیا جائے۔ اسی نقطۂ خدمت کے ماتحت آپ کا محبوب و مرغوب رسالہ "مولوی" بابرکات ماہ عظیم شہور و ایام کی تجلیات و برکات پیش کیا کرتا ہے تاکہ آپ ان کی سعادتوں سے اپنے دامنوں کو بھرنے کے قابل ہوسکیں اور شہور و ایام سے متعلقہ اعمال و اشغال میں بقدر ہمت و استعداد مشغول ہوجائیں چنانچہ آپ عرصہ سے مولوی کے محترم صفحات پر اس روشن حقیقت کا مشاہدہ کررہے ہیں۔

چونکہ آپ ہمیشہ فضائل شعبان معلوم کرتے رہتے اور اکثر مضامین آپ کی نظر سے گذرتے رہتے ہیں اس لئے آپ کی مرتبہ میں نے تمہید ہی تمہید میں اس مضمون کا نصف حصہ اس لئے لیا ہے کہ آپ صحیح طور پر صدق طلب اور جوش عمل کے ساتھ سابقہ اور آئندہ مضامین سے کما حقہ استفادہ کرسکیں پس شعبان المعظم کا ترانۂ بیداری اور نغمۂ زندگی سنو دل کے کانوں سے سنو اور بزم عمل میں پروانہ وار آجاؤ ؎

عرصۂ رزم ہے سب کہتے ہیں دنیا جسکو
زندگی ہم فقط اس جنگ میں دور قیام
مرد میدان ہو ہمت کرو بڑھو آگے بڑھو
لطف ہی کیا ہو جھکائے گئے منزل دوام
تو سنِ عمر رواں کام کا انبار گراں
دارِ فانی نہیں اے غافل جائے آرام

کوس رحلت کی صدا ہے یہ دھڑکتا دل کا — چل کے دنیا سے بس اب قبر میں کرنا ہے قیام
ہاں تو پھر آؤ اٹھیں اور ہوں مشغول کا — خواہ تقدیر سے پھر کچھ بھی ہو اس کا انجام

شعبان المعظم کا پیغام عمل

برادران محترم! انسان کی حالت یہ اس قسم کی ہے کہ وہ نیکی کی طرف کم جھکتا ہے اور بدی کے کاموں میں ہمیشہ سرگرم و منہمک رہتا ہے زیادہ تعداد ایسے انسانوں کی ہے جو نفس و شیطان کے بندے اور خواہشوں کے غلام ہیں وہ اپنی عمر گرانمایہ کا اکثر حصہ عصیاں شعاریوں اور غفلتوں میں بسر کرتے ہیں جوش عمل طلب صادق حصول آخرت عبرت پذیری اور نصیحت اندوزی کی نعمت سے ان کے دل و دماغ محروم ہوتے ہیں اور وہ انابت الی اللہ کا بہت کم مادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالے کا کس قدر لطف و کرم ہے کہ اس نے ایسے عصیان شعار و بدکار لوگوں کو ہدایت و اصلاح اور حصول سعادت کے لئے ایام و لیالی اور شہور و سنین میں بیشمار فضیلتیں برکتیں اور عظمتیں رکھدی ہیں کہ وہ اگر ان سنہری مواقع کی دل سے قدر کریں اور ان ایام و لیالی کی مخصوص عبادتیں اور اعمال مسنونہ بجالائیں تو اپنی سابقہ غفلتوں اور عصیان شعاریوں کی تلافی کر سکتے ہیں۔

شعبان المعظم کا مقدس و متبرک مہینہ یہی پیغام لیکر آیا ہے کہ گناہگار آخرت کی نعمتیں سعادتیں لذتیں اور راحتیں حاصل کرنے دنیوی آفتیں اور کلفتیں دور ہونے اور دلی مرادات بر آنے کا سنہری موقعہ آگیا اگر ایمان اور ربانی دعاؤں کی تاثیر پر ایمان رکھتے ہو تو کامل تقویٰ و طہارت کامل یقین و توجہ اور کامل محبت و تضرع کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کر و اپنے روٹھے ہوئے خدا کو منا لو اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو استوار کر لو اپنی روحوں کو مجلا اور دلوں کو صاف کر لو اور اپنے نامہ ہائے اعمال کو توبہ و استغفار کے پانی سے دھو لو ہدایت و سعادت کے طلبگار ہو! اگر ایمان و عمل صالح کی دولتوں سے مالامال ہونا دل و دماغ کی کیفی و تاریکی کو دور کرنا اعمال و افکار کے صحیح راستہ پر گامزن ہونا اور حق سے اپنی روحوں کو سیراب کرنا اور فسق و فجور کی لعنتوں سے نجات پانا چاہتے ہو تو آگے بڑھو میدان عمل میں اتر و طاعت و عبادت اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو کر رحمت و مغفرت الٰہی کے موتیوں سے اپنے دامنوں کو بھر لو۔

اپنے اعمال کا احتساب کرو سابقہ غفلتوں اور عصیان شعاریوں سے توبہ کرکے آیندہ کے لئے مضبوط عزم کرو کہ خدا کی نافرمانیوں اور تمرد و سرکشیوں سے بکلی مجتنب رہوگے گناہوں سے اپنے دل و دماغ کو ناپاک کروگے۔

شب برات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ہماری انتہائی بدبختی اور محرومی یہ ہے کہ اعمال و افکار کی اصلی روح کھو دی ہم کتاب و سنت سے تمسک کرنا اور اپنے اعمال و افکار کو اسوۂ رسول کے مطابق بنانا بھول گئے نہ ہم کو فکر و اہتمام اور نہ طلب و طلبیت ہمارے دل کی گہرائیوں سے اعمال صالحہ کی تڑپ بھی جاتی رہی ہے ہماری قوت عمل اور نشاط بیکار ہوگئی ہے اور ہم نے اپنی بد دینی اور ہر اچھی چیز کو خرافات پسندی کیجروی اور بدعت نوازی کا تختہ مشق بنالیا ہے کیا یہ قیامت نہیں کہ اس مقدس مہینہ اور اس کی متبرک رات کے متعلق جو ہدایات ہمیں ہمارے آقا و مولا نے دی تھیں ہم نے ان کو یکسر فراموش کر دیا اور اسوۂ رسول کو پس پشت ڈال کر خود ساختہ شیطانی اعمال کو سرمایہ رشد و ہدایت سمجھ لیا ہے چنانچہ ہمارے یہاں شب برات کے لئے بجز ایک فعل کے باقی رہ گیا ہے کہ دن کو حلوا خوری سے اپنے کام و دہان کی تواضع کرکے رات کو آتشبازی سے اپنی دولت کو آگ لگا کر انار پٹاخوں کی شوں شوں پر مرمٹیں شب برات اور شعبان کی کل کائنات یہ ہے۔ خدا کی پناہ مسلمان اور یہ فعل اور اس پر اسلام کی دعوی سے

اگر حقیقت ایماں در جہاں اینست — ہزار خندہ کفر است بر مسلمانی

پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت اور تدبیر و دانش کے ساتھ جاہل مسلمانوں کو ان غیر مذہبی اور شیطانی افعال سے روک کر ان کے سامنے صحیح اعمال رکھیں اس مہینہ اور مقدس رات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کے متعلق جو اعمال مسنونہ کیا ہیں سنئے حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اس سے شعبان المعظم کی فضیلت و بزرگی جو کچھ ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے اس متبرک مہینے میں روزہ رکھنے کے فضائل بکثرت آئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں خصوصاً پندرھویں شعبان کے روزہ کا تو بہت ہی بڑا ثواب ہے یہ بابرکت رات ہے جس میں حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت آسمانی دنیا پر نازل ہوتی ہے اور پروردگار عالم اپنی مخلوق کو رزق فرزند تندرستی اور دولت وغیرہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس مقدس و متبرک رات میں مولیٰ کریم نے گنہگار بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں مگر ماں باپ کے ستانے والوں زنا کرنے والوں شراب پینے والوں صدقہ دیکر احسان جتلانے والوں اور بیہودہ بات پر دل میں کدورت رکھنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی ان کی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ ان کا حساب و کتاب آیندہ سال کے لئے ملتوی رکھا جائے تاکہ یہ ان گناہوں سے باز آجائیں اور تمرد و سرکشی کو چھوڑ دیں پس پندرھویں شعبان کی رات کو عبادت کرنی چاہیئے جس کا بہت بڑا ثواب ہے اور دن کو روزہ رکھنا چاہیئے مگر مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہے کہ یہ متبرک رات جسے توبہ و استغفار اور نوافل و عبادت وغیرہ میں گذارنا چاہیئے ہماری ناسمجھی کجروی بدعت پرستی اور شامت اعمال سے انار پٹاخوں پھلجڑیوں اور حلوہ خوریوں میں ضایع ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سال بھر کے گناہوں کی معافی کا ایک اہم و قیمتی موقعہ ہاتھ آتا ہے اس میں گناہوں کی فہرست اور زیادہ طویل ہو جاتی ہے اس سے جو جسمانی اذیتیں روحانی تکلیفیں اور تمدنی و معاشرتی نقصانات ہوتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں کاش مسلمان خوف خدا کو اپنے دلمیں جگہ دیں اور عاقبت اندیش بنکر ان لغویات سے اپنا دامن عمل بچا کر اپنی عاقبت سنواریں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

رمضان المبارک کے ضروری مسائل

(از جناب مولوی نذر الحق صاحب)

بارہ بیٹوں میں تھے یعقوبؑ کے جیسے یوسفؑ
یونہی کل بارہ مہینوں میں سے پیارا رمضان!

رمضان المبارک کے فضائل و مسائل بیان کرنے کے لئے ایک مبسوط مضمون کی ضرورت ہے اور میرے مد نظر اختصار ہے اس لئے میں ضروری ہدایتوں فائدوں اور مسائل پر اکتفا کروں گا۔ اعمال صالحہ کی تڑپ رکھنے والوں کے لئے یہ مختصر مضمون بھی حصول سعادت و تقویٰ کے لئے کافی ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے لہذا بطور تمہید کے یہ چند ابتدائی اور ضروری باتیں ذہن نشین کر لیجئے۔

(۱) رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا جو انسان کے لئے سراپا ہدایت ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب وصل جنت ہے۔ اس کے اول عشرہ میں رحمت بیچ میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے آزادی ہے۔ رمضان کی پہلی شب کو آسمانی اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے روزہ دار کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا اور کھانا پینا چیز عبادت میں لکھا جاتا ہے اور یہ مہینہ گناہوں کے اثرات کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو علاوہ اس متبرک مہینہ کے احادیث میں بکثرت فضائل آئے ہیں جن کا خلاصہ یوں سمجھو کہ رمضان المبارک شادابی روح تنویر قلب اور پختگی ایمان کا موسم بہار ہے۔

(۲) انسان کے اندر تین قسم کی قوتیں اور حالتیں پائی جاتی ہیں اول طبعی دوسری اخلاقی اور تیسری روحانی مقدس مذہب اسلام کا مقصد انہی حالتوں کی اصلاح و تربیت ہے۔ صرف اسلام ہی وہ پاکیزہ مذہب ہے جس نے ان اصلاحات ثلاثہ کی اصلاح و تربیت کی بطریق احسن اور بدرجہ اتم تعلیم دی ہے اور یہی چیز اسے تمام ادیان عالم پر فوقیت و برتری دیتی ہے جس کے سامنے دنیا بھر کے مذاہب خس بدکمان ہیں۔

(۳) اسلام کی تعلیم کی رو سے انسان کے سامنے اس کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی پاکیزگی اور دل کی طمانیت و سکینت حاصل کرے اپنی خواہشات پر ضبط رکھے نفس سرکش کو قابو کر کے شیطانی اثر و نفوذ کو باطل اور گمراہی کے راستے کو مسدود کر دے خیر و شر اور عقل و نفس کی کشاکش سے نجات پائے اور با اخلاق و پاکیزہ زندگی بسر کرے یہی فلاح و نجات اور کامرانی و فائز المرامی کا راستہ اور طریقہ عبدیت ہے۔

فرضیت صوم اور اس کی علت

گو یاد رکھئے جہاں تزکیہ نفس اور روحانی قوی کا ارتقاء انسانی پیدائش کا مقصد اعلیٰ ہے وہاں اس کا حصول بھی [illegible] نہیں کیونکہ اس راستے میں نفس و شیطان دو بڑے بڑے قوی الاثر اور ذی اقتدار دشمن سد راہ ہوتے ہیں اور کفر و ضلالت کے عمیق غار میں اپنی پوری قوت و اقتدار کے ساتھ ذلیل کر انسان کو جہنم کا کندہ بنانا چاہتے ہیں مگر خداوند بے نیاز کی بندہ نوازی اور مراحم و الطاف ملاحظہ ہوں کہ اپنے بندوں کی اس بیچارگی بے بسی اور مجبوری کو دیکھتے ہوئے تزکیہ نفس اور تنویر قلب کا ایک سہل الحصول اور کثیر المنفعت طریقہ تعلیم فرما دیا ہے یعنی روزہ فرض کر دیا اور ساتھ ہی اس کی غرض بھی بتلا دی لعلکم تتقون۔ پس عبادت صوم کی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان متقی و پرہیزگار بن جائے اگر روزہ رکھنے کے بعد یہ غرض حاصل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ روزہ صحیح طور پر رکھا گیا۔

(۴) حضرت امام غزالی اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ روزے کے تین درجے ہیں ایک تو عوام کا روزہ ہے اور وہ پیٹ اور فرج کو شہوات سے روکنے سے عبارت ہے دوسرے خواص کا روزہ ہے اور وہ تمام اعضاء و جوارح کو معاصی سے باز رکھنا ہے اور تیسرے اخص الخواص کا روزہ ہے اور وہ خدا کے سوا ہر چیز سے کنارہ کرنا ہے الغرض روزہ تمام اعمال صالحہ کا خزانہ محاسن تعلیم کا سرچشمہ اور تربیت روحانی کا اعلیٰ ذریعہ ہے اس سے روح میں روشنی دل میں اوامر الٰہی کی پابندی کی استعداد اور اعضاء میں منہیات شرعی سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

(۵) یہ زمانہ مذہب سے بغاوت اور احکام شرع سے انحراف و عدول کا ہے چنانچہ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے نئے تعلیم یافتہ پیدا ہو گئے ہیں جو روزے رکھنا غیر ضروری اور مضر صحت سمجھتے ہیں ان بدنصیبوں اور عقلاء نے روزہ کی حقیقت ہی کو نہیں سمجھا اس لئے ان کی ہر بات اس قابل ہے کہ اس کو ٹھکرا دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کو مذہبی حقائق سے ذرا بھی واقفیت نہیں وہ کچھ مذہبی احکام کی نسبت کہتے ہیں وہ ان کی نفس کی حیلہ جوئیاں اور خود فریبیوں کا روشن ثبوت ہوتا ہے۔

(۶) کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو روزہ رکھنے کی ضرورت اور اس فرضیت کے معترف ہیں مگر اپنی غفلت و نفس پرستی اور شامت اعمال کی وجہ سے نہیں رکھتے اور خدا کے خوف سے نہیں ڈرتے ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا اسلام مخدوش ہے اور وہ گناہگار اور مرتد ہونے کے علاوہ اپنی اولاد و اعزہ کے سامنے خدا کی نافرمانی اور احکام مذہبی سے لاپروائی کی ایک بدترین مثال قائم کر کے اسلام کو کمزور کر رہے ہیں کاش یہ لوگ راہ ہدایت پر آئیں۔

(۷) جو لوگ روزہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور پابندی کے ساتھ رکھتے بھی ہیں مگر افسوس کہ وہ روزہ کے فوائد سے متمتع نہیں ہوتے۔ یعنی روزہ کے ذریعہ پاکیزگی اخلاق اور روحانیت حاصل نہیں کرتے کیونکہ وہ آداب و شرائط صیام کی پرواہ نہیں کرتے خصوصاً ان آداب و شرائط کی جن کا تعلق باطنی امور اخلاق و معاملات سے ہے وہ صرف جبراً قہراً اور رسماً و عادتاً اور رسماً عادتاً

فاقے کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے پورے ایک ماہ کے روزے رکھکر جنت خرید لی کاش ان کو معلوم ہو کہ عبادت کی غرض محض حصول جنت نہیں بلکہ حصول رضا الٰہی ہی ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ جبکہ مذہبی احکام و عبادت سے اخلاق و معاملات متاثر ہوں ان لوگوں کو روزہ کی یہ حقیقت مدنظر رکھنی چاہیئے کہ دل آنکھ کان ناک ہاتھ پیر اور زبان سب کا روزہ ہونا چاہیئے یعنی تمام اعضاء و جوارح کو خدا کی نافرمانی سے روک لینا چاہیئے روزہ میں معاصی اور لہو و لعب سے بچنا اور حلال کی کمائی کھانا نہایت ضروری ہے۔

روزہ کے آداب و مسائل

نیت روزہ میں نیت شرط ہے اور نیت کے معنے ہیں دل سے ارادہ کرنا اگر رمضان کے روزہ کی نیت رات سے کرلی تو مسنون اور افضل ہے، اگر رات سے نیت نہ کی اور صبح ہو گئی اور صبح کو روزہ کا ارادہ کرلیا تب بھی روزہ صحیح ہوگا۔ اگر رات سے روزہ کا ارادہ نہ تھا، دن چڑھے ارادہ ہوا کہ روزہ رکھ لینا چاہیئے اور دن چڑھے روزہ کی نیت کرلی تب بھی کچھ حرج نہیں روزہ ہو جائے گا بشرطیکہ دوپہر سے ایک گھنٹہ قبل نیت کرلی ہو۔ دوپہر کے بعد کی نیت صحیح نہیں۔

(۲) رمضان شریف کے روزہ میں بس اتنی نیت کرلینی کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہوگا۔ صرف اسی قدر نیت کرلے سے روزہ ہو جائے گا زبان سے کہنا ضروری نہیں ہاں اگر زبان سے بھی مسنون و مشہور نیت کرلے تو افضل ہے۔

(۳) اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھنا فرض ہے اگر آسمان پر گرد و غبار ہو اور چاند کا نکلنا یا نہ نکلنا یقینا معلوم نہ ہو تو احتیاطاً روزہ نہ رکھنا چاہیئے حدیث شریف میں ایسے احتیاطی روزہ کی ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ اس روز نفل روزہ بھی نہ رکھے البتہ احتیاط کا حکم یہ ہے کہ اگر ۲۹ شعبان کو گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ شعبان کو دوپہر سے ایک گھنٹہ تک کچھ کھانا پینا نہ چاہیئے۔ اگر کہیں سے چاند کے ہونے کی معتبر خبر آجائے تو روزہ کی نیت کرلینی چاہیئے ورنہ کھانا پینا شروع کر دینا چاہیئے دوپہر کے بعد چاند کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۴) قضا روزہ کی رات سے نیت کرنی ضروری ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہ ہوگی یہ روزہ نفل ہو جائے گا اور قضا کا روزہ علیحدہ دوبارہ دینا پڑے گا کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرے۔

(۵) اگر روزہ کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہ ہوگا روزہ کی نیت یہ ہے بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ہدایات روزہ رکھنا اسلام کا ایک اٹل حکم ہے بلا شرعی عذر کے ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی معاف نہیں ہو سکتا لہٰذا بلا ضرورت روزہ نہ رکھنے کے لئے سفر کرنا یا بیمار بن جانا یا اور کوئی اور عذر لنگ کر دینا شریعت کی نافرمانی اور فاکو دھوکہ دینا ہے جو ایک مسلمان کی شان سے بعید ہے ایسا وہی کر سکتا ہے جس کی زبان مسلمان اور دل کافر ہو۔

(۲) بعض لوگ اپنی استقامت اور دینداری کے اظہار کے لئے اگر سفر یا بیماری میں جان پر بھی بن جائے تو روزہ افطار کر کے شریعت کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس کی ممانعت ہے کیونکہ اس میں ناجائز اور بے محل عزم و تمکنت پائی جاتی ہے۔

(۳) اگر دودھ پلانے والی یا حاملہ عورت کو روزہ رکھنے سے اسکے بچہ کو نقصان پہنچنے کا قوی امکان ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔

(۴) شیخ فانی کے لئے اجازت ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے اور شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جس میں روزہ رکھنے کی بالکل ہی سکت نہ ہو اور قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہو۔ اگر اچھا خاصہ تندرست آدمی روزہ کے بدلے فدیہ دیدے تو روزہ سے بری نہ ہوگا۔ اسی طرح بیمار بھی جسکے اچھے ہونے کی امید ہو فدیہ پر کفایت نہیں کر سکتا قضا دینی واجب ہوگی۔

فدیہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم دیدے یا صبح و شام ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے اگر فدیہ کے گیہوں چند مسکینوں کو تھوڑے تھوڑے کر کے دیدے تب بھی درست ہے۔

۵۔ جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائے تو اس کو روزہ رکھانا چاہیئے۔ جب دس برس کے ہو جائیں تو تنبیہ کر کے روزے رکھوائیں۔ اگر نابالغ بچہ روزہ رکھکر توڑ دے تو قضا لازم نہیں آتی۔

۶۔ اگر کسی عذر سے کچھ روزے قضا ہو گئے ہوں تو عذر جاتے رہنے کے بعد فی الفور روزے رکھ لینے چاہئیں کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ یہ روزے اس کے ذمہ رہ جائیں، ہاں اگر روزے ادا نہ کئے اور مر گیا تو وارث ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گندم دیدے۔

(۷) محض خوشی منانے اور اپنا حوصلہ نکالنے کے لئے نابالغ بچوں سے روزہ رکھوانا ممنوع ہے کیونکہ یہ ریاکاری ہے۔ ہاں اگر رکھائے تو اس نیت سے کہ بچہ کو روزہ رکھنے کی عادت پڑے۔

(۸) اگر تم غفلت اور سستی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تو یہ گناہ اس کا وبال تمہاری جان پر ہے۔ مگر روزہ داروں کا مذاق اڑانا اور روزہ کی نسبت تمسخر آمیز کلمات کہنا کفر ہے۔

(۹) اگر کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا یا جاتا رہے تو حرمت رمضان کی وجہ سے دن بھر روزہ کی طرح رہنا واجب ہے ہاں حیض و نفاس والی عورت کھا پی سکتی ہے۔ لیکن اگر روزہ کی حالت میں حیض و نفاس آجائے تو دن بھی سامنے نہ کھائے نہ پیئے۔

سحری سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانے کی خواہش نہ بھی ہو تو کم از کم تھوڑا سا ہی کھالے یا ایک آدھ نوالہ کوئی اور چیز ہی کھالے یا پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے تو اس سنت پر عمل کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحری کھانے میں برکت ہے یعنی دن کو بلا مشقت ہمت اور توانائی رہتی ہے اور قوت عبادت ملتی ہے جہاں تک سکے سحری کھانے میں دیر کرنی چاہیئے اگر سحری جلدی کھالی اور پھر پان کھاتا یا حقہ پیتا رہا پھر صبح ہونے سے پہلے کلی کرلی تو تاخیر سحری کا ثواب مل جائے گا۔

(۱) اگر سحری میں اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تو اب کچھ کھانا پینا مکروہ ہے۔ اگر ایسے وقت میں کچھ کھا پی لیا تو گو جائز تو ہے لیکن مکروہ ضرور ہے

اس کے بعد اگر معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی تو قضا واجب ہے کفارہ دینا لازم نہ ہوگا اگر کچھ نہ معلوم ہو اور شبہ ہی شبہ رہجائے تو قضا بھی نہیں۔

(۳) اگر رات کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی تو بے سحری کھائے روزہ رکھنا لازم ہے سحری چھوٹ جانے سے روزہ نہ چھوڑنا چاہیئے یہ بڑی کمزوری اور نفس پروری کی بات ہے کہ سحری نہ کھانے کا عذر بنا کر روزہ ہی چھوڑ دے

افطار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ بندوں میں زیادہ محبوب بندہ میرے نزدیک وہ ہے جو افطار میں جلدی کرے لہذا روزہ افطار کرنے میں اتنی جلدی کرنی چاہئیے کہ تارے نہ نکل آئیں یعنی جب یقیناً معلوم ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے تو پھر بلا عذر شرعی محض وہم کی بنا پر تاخیر نہ کرے فوراً روزہ کھول لے۔

(۱) مسنون یہ ہے کہ چھوارے سے روزہ افطار کرے اگر چھوارہ نہ مل سکے تو پانی ہی سے کھول لے، میٹھی چیز سے افطار کرنا بھی جائز ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ افطار کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے افطار کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئیے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یعنی اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا تجھ ہی پر میرا یقین و ایمان ہے اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے میں نے روزہ کھولا۔

افطار اور سحری کا وقت سحری کا وقت صبح صادق تک ہے اور صبح صادق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو مشرق کی جانب پہلی سفیدی کے بعد ظاہر ہوا اور افطار کا وقت سورج کا غروب ہو جانا ہے یعنی جب سورج کا غروب ہو جانا یقیناً معلوم ہو جائے تو پھر جلدی افطار کر لینا چاہیئے۔ ابر کے دن افطار میں جلدی کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ جب تک غروب کا گمان غالب نہ ہو جائے افطار نہ کرنا چاہیئے اگر ابر کے دن روزہ افطار کر لیا پھر معلوم ہوا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو قضا رکھنی ہوگی کفارہ واجب نہیں اسی طرح اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس خیال سے سحری کھالی بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی تو روزہ نہ ہوگا صرف قضا دینی پڑے گی اوقات روزہ و نماز میں غلط جنتریوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں خود وقت پہچاننا چاہیئے۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کا بہت زیادہ ثواب ہے اگر کچھ نہ ہو سکے تو پانی ہی سے روزہ کھلوا دے اور پر لطف یہ کہ اس سے نہ افطار کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہوتی ہے اور نہ افطار کرانے والے کے ثواب میں دونوں کے روزوں کا ثواب زیادہ تو ہو جاتا ہے مگر کسی صورت میں کم نہیں ہوتا۔

ہدایت افطاری کے سامان میں فضول خرچی و تکلف سے کام لینا اور موسم کی بے اعتدالی کے بغیر اناپ شناپ پیٹ میں بھر لینا ناجائز اور گناہ ہے بعض متوسط الحال اور امرا افطاری میں اس قدر اہتمام و تکلف کرتے ہیں کہ ان کے سامنے قسم قسم کے میوے اور پھل مٹھائیاں شربت اور مفرحات وغیرہ لذائذ ہوتے ہیں اور ہر طرح اپنے نفس کو راضی کرنے کا حتی الامکان انتظام کرتے ہیں جو لوگ حقہ کے عادی ہوتے ہیں وہ عصر کے وقت سے ہی حقہ کی صفائی اور چلم کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اس قسم کے چٹورے

اور بندۂ شکم روزہ داروں نے درحقیقت روزہ کا مقصود ہی نہیں سمجھا شاید وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ دن بھر کھانے پینے سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ روزہ کا غرض تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس ہے روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم اپنی خواہشات پر قابو رکھیں اور نفس کشی کی عادت ڈالیں اگر اس کے برعکس ہم دن غروب ہوتے ہی دنیا بھر کے لذائذ سے اپنے کام و دہان کی تواضع کرتے رہیں تو گیا خاک روزہ ہے پس یاد رکھو روزہ نفس کشی کے لئے ہے نہ کہ نفس پرستی کے لئے جو کچھ بھی میسر ہو بغیر کسی تکلف و اہتمام کے اسی سے روزہ افطار کر لیا کرو خواہ وہ پلاؤ اور زردہ ہی کیوں نہ ہو لہذا دوبارہ روزہ کی حقیقت سمجھو۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا تعالےٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنے کھانے پینے کو ترک کر دے۔

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا بیان

روزہ نہ ٹوٹنے کی صورتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) بھول کر کھا پی لیا یا جماع کر لیا۔ (۲) دن میں سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو گئی (۳) مرد و عورت دونوں نے ساتھ لیٹ کر بوس و کنار کیا بشرطیکہ نفس پر قابو ہو اور انزال ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۴) حلق کے اندر خود بخود دھواں یا گرد غبار یا مکھی چلی گئی۔ (۵) گوشت کا ریشہ یا غذا کا کوئی ذرہ دانت میں اٹکا رہ گیا اور اس کو خلال سے کرید کر کھالیا یا خود بخود حلق میں چلا گیا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اگر چنے کی مقدار سے زیادہ ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا) اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھایا ہو اگر منہ سے باہر نکال کر کھایا تو خواہ چنے سے کم ہو یا زیادہ بہر حال ناقص ہو جائے (۶) تھوک یا رال نکل گیا (۷) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی دن کو غسل کیا یا دن بھر غسل نہ کیا (۸) خود بخود قے ہو گئی خواہ وہ کم ہو یا زیادہ (۹) زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی (۱۰) سرمہ لگایا یا کوئی خوشبو سونگھی یا تیل ملا یا کنگھا کیا یا کان کی میل صاف کیا اور یا مسواک کرلی تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹے گا البتہ ان میں سے بعض صورتوں میں کراہت ضرور ہوگی۔ حسب ذیل حالتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) کوئی منہ میں پان وغیرہ دبا کر سو گیا اور صبح کو آنکھ کھلی تو اس کا روزہ نہ ہوگا اس روزہ کی قضا کرے کفارہ لازم نہیں (۲) اگر کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ بھی یاد تھا تو روزہ بھی ٹوٹ جائے گا قضا اور کفارہ واجب ہوگی۔ (۳) اگر اپنے قصد و ارادہ سے قے کی اور منہ بھر کر آئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ منہ بھر کر نہ ہو تو نہ ٹوٹے گا (۴) جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ ناقص ہو یا کامل اور انزال ہو یا نہ ہو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ لواطت سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور فاعل و مفعول دونوں پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے (۵) اگر کسی نے روزہ کی حالت میں ناس لی یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا یا عورت نے روزہ کی حالت میں پیشاب کے مقام میں کوئی دوا رکھ لی یا مقام پیشاب میں تیل وغیرہ ڈالا تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا قضا واجب ہوگی مگر کفارہ لازم نہ آئے گا البتہ اگر مرد پیشاب کے مقام میں کوئی دوا یا تیل ڈالے تو روزہ نہ ٹوٹے گا (۶) خود دھواں لینے سے روزہ

ٹوٹ جاتا ہے مگر آپ ہی آپ ناک یا منہ میں دھواں پہنچ گیا تو نہیں ٹوٹیگا چنانچہ حقہ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (۷) اگر منہ سے خون نکلا اور تھوک کے ساتھ اس کو نگل گیا جس کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (۸) اگر کسی کو روزہ میں قے ہوئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور قصداً کچھ کھا پی لیا تو قضا واجب ہے کفارہ لازم نہیں۔ اور اگر سرمہ لگایا یا فصد کھلوائی یا سر میں تیل ڈالا اور یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا کچھ کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ اگر روزہ قصداً توڑا ہو یا کوئی ایسا فعل کیا ہو جس سے روزہ کا قصداً توڑنا معلوم ہوتا ہو تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اس کے علاوہ جتنی بھی صورتیں ہیں ان میں صرف قضا واجب ہوگی روزہ کے توڑنے سے کفارہ اسی وقت واجب ہوتا ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑا ہو رمضان کے علاوہ خواہ کسی قسم کا رکھا ہوا روزہ توڑ ڈالے توڑنے کی صورت میں کفارہ نہیں ہے رمضان شریف کا ایک روزہ بلا عذر قصداً توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے اگر بیچ میں ایک یا دو روزے ناغہ ہو جائیں گے تو از سر نو رکھنے پڑیں گے ہاں اگر حیض کی وجہ سے کچھ روزے ناغہ ہو جائیں تو ان کا کچھ حرج نہیں نفاس کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جائیں تو ان میں بھی یہی حکم ہے کہ از سر نو رکھے اسی طرح اگر بیماری کی وجہ سے بھی روزے رہ جائیں تب بھی کفارہ صحیح نہ ہوا اور از سر نو رکھنے چاہئیں۔ (۲) اگر کسی کو کفارہ کے متواتر ساٹھ روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام خوب پیٹ بھر کر (اپنی) توفیق کے موافق کھانا کھلاوے کفارہ ادا ہو جائیگا مگر مسکین بڑے آدمی ہوں۔

روزہ نہ رکھنے کے عذر

رمضان شریف کے روزے مجنون اور نابالغ کے سوا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں۔

بلا عذر روزہ نہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ تین حدیثیں ملاحظہ ہوں:—

(۱) جس نے بلا عذر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھا پھر اگر تمام سال یا عمر بھر بھی روزے رکھتا رہے تب بھی اس کے ایک روزے کے ثواب و درجہ کو نہ پہنچیگا۔

(۲) جو شخص مسلمان ہو کر رمضان کے روزوں کی فرضیت کا منکر ہو وہ سخت گنہگار ہے در مختار میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ جو شخص علانیہ قصداً کھاتا ہے اسے قتل کیا جائے مگر یہ سزا حاکم مجاز اور شرعی حاکم ہی دے سکتے ہیں اس سے اندازہ لگائیے کہ بلا عذر روزہ نہ رکھنا کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ شرعی عذر جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے یہ ہیں اگر مرض پیدا ہونے یا اس کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو یا حاملہ عورت ہو اور روزہ سے نقصان کا خوف ہو یا مسافر ہو یا عورت کو حیض و نفاس آتا ہو یا اس قدر کمزوری ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا جہاد میں ہو یا شدت بھوک پیاس سے جان جانے کا خوف ہو تو ان تمام حالتوں میں روزہ نہ رکھے جب عذر زائل ہو جائے تو قضا دے سوائے حیض و نفاس کے باقی عذروں کے ہوتے ہوئے روزہ رکھ لے تو اپنی ہمت و استطاعت پر موقوف ہے رکھ لے روزہ ہو جائیگا۔

روزہ کے مستحبات و مکروہات

یہ تو تم معلوم ہی کر چکے ہو کہ روزہ کا مقصود خواہشات نفسانی کو اپنے قابو میں لانا اور معاصی و تقصیرات کا ترک کرنا ہے اس اعتبار سے روزہ دار کو فرض ہے کہ وہ تمام گناہوں کو چھوڑ دے اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو خدا کی نافرمانی سے روکے اسی بنا پر روزہ کے مستحبات یہ ہیں۔ لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا کثرت سے عبادت کرنا شب بیداری کرنا اور عشرہ آخیرہ کا اعتکاف کرنا۔

روزہ میں یہ چیزیں مکروہ ہیں۔ جھوٹ بولنا غیبت کرنا چغلی کھانا کسی کو برا کہنا گالی دینا بلا ضرورت کسی چیز کا چبانا تھوک نگلنا بلا ضرورت ناپاک بننا اور منہ میں قصداً تھوک جمع کر کے نگل جانا ان میں سے کسی بات کے کرنے سے روزہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے

نماز تراویح

رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھنا ہر مرد و عورت پر سنت مؤکدہ ہے یہ نماز روزے کے تابع نہیں ہے یعنی جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں تو ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ لازم آئیگا مسافر اور مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائے تو تراویح پڑھنی سنت ہے تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر صبح کی نماز تک رہتا ہے اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں تمام کلام مجید ختم کر دینا چاہیے قرآن مجید کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف صحیح طور پر ادا نہ ہو سکیں یا حروف کٹ جائیں گناہ ہے۔ ختم قرآن شریف کے بعد شیرینی تقسیم کرنا مسجد میں آرائش و روشنی کا سامان کرنا منع ہے۔

اعتکاف

رمضان شریف کے آخر عشرہ میں مسجد کے اندر اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے اور عورتوں کو اپنے گھروں میں ایک علیحدہ جگہ مخصوص کر کے کرنا چاہیے۔ معتکف کو نفلیں پڑھیں اور تلاوت قرآن شریف ذکر و عبادات و وظائف میں مشغول رہنا چاہیے اعتکاف کیلئے آخر عشرہ کی تخصیص کی وجہ شاید یہ ہے کہ لیلۃ القدر اسی عشرہ میں ہوتی ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات کو توبہ و استغفار اور طاعت و عبادت میں بسر کرنا چاہیے اعتکاف کی حالت میں خاموش نہیں رہنا چاہیے اکثر اوقات ذکر الٰہی میں بسر کرے۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر ہر مسلمان مالدار پر جو صاحب نصاب ہو واجب ہے اپنی طرف سے اپنے باپ اور نابالغ اولاد کی طرف سے بھی واجب ہے ہاں اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تو باپ پر واجب نہیں بلکہ وہ خود اپنے مال میں سے دے میاں پر بیوی کی طرف سے اور بیوی پر میاں کی طرف سے دینا بھی واجب نہیں اگر دیدیں تو مستحب جائز ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار اگر گیہوں یا اس کا آٹا دیا جائے تو پونے دو سیر دینا چاہیے اور اگر جو یا اس کا آٹا دے تو اس کا دوگنا۔ اگر اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے مگر یہ صدقہ جہانتک ہوسکے نماز عید سے پہلے دیدے ورنہ بعد میں دیدے۔

نماز عید الفطر

نماز عید الفطر مسلمانوں کا بہترین تہوار ہے جو پورے مہینے کے فریضہ صوم کی پوری طرح ادا کرنے کے صلہ میں بارگاہ خداوندی سے عطا ہوا ہے سنن عید الفطر یہ ہیں غسل کرنا صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیدل جانا اور آہستہ تکبیر کہتے جانا۔ نماز کی نیت یہ ہے نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پیچھے اس امام کے پھر اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کہکر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے تیسری بار باندھ لے دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہے اور ہر بار ہاتھ چھوڑ دے چوتھی بار تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور نماز کے بعد خطبہ خاموشی سے سنے۔

مرنے کے بعد

صورِ قیامت

قرآن میں صور پھونکنے کا بار بار ذکر آیا ہے صور کے لفظی معنے نرسنگھا کے ہیں جو قدیم زمانہ میں بادشاہی جلال و جلوس اور اعلانِ جنگ کے موقعوں پر پھونکا جاتا تھا اور آجکل بھی دیہات میں پٹیل کے حکومتی گھر میں پھونکا جاتا ہے۔

قرآن سے ثابت ہے کہ دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ جب پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان شل روئی کے گالیں کے اڑتے رہیں گے اور کائنات سب فنا ہو جائے گی جس کو دوسرے محاورہ میں نظامِ عالم کی تباہی کہا جاتا ہے سوائے خدا کی ذات ذوالجلال کے اس وقت کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ ذیل کی آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى	ہر وہ چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ	اور صرف اللہ تعالےٰ ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی۔

پھر اللہ تعالےٰ غایت جلال میں فرمائے گا۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ	آج کس کی بادشاہی ہے؟

پھر خود ہی جواب دے گا۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ	کسی کی نہیں اسی ایک ذات کی جو سب پر غالب ہے

پھر کچھ مدت کے فصل سے جس کا خدا ہی کو علم ہے دوسرا صور پھونکا جائیگا اس وقت آسمان و زمین اور ساری موجودات از سرِ نو جنم لیں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ	صور پھونکا جائیگا تو آسمان و زمین میں
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	جو بھی ہیں وہ سب غش کھا جائینگے مگر وہ محفوظ
اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ	رہیں گے جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ پھونکا
فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ	جائے گا وہ سب کھڑے ہو کر
قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ	دیکھتے رہیں گے۔

نیز یہ بھی ارشاد ہے:-

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ	جس دن یہ زمین دوسری زمین سے
الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا	بدل دی جائے گی اور آسمان بھی
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراہیم)	اس وقت مخلوق اکیلے زبردست

خدا کے سامنے جوابدہی کیلئے نکل کھڑی ہوگی۔

آجکل بھی فوج کے جمع و برخاست کے لئے اور شاہنشاہی جلال کے لئے بگل بجایا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی حضوری اور دربار کا ذریعہ بھی قیامت میں صور ہوگا اور اسی اشارہ سے سب لوگ بارگاہِ رب العزت میں جوابدہی کے لئے حاضر ہوں گے اس صور کی حقیقت اسی موقع پر ہم کو معلوم ہو سکے گی۔

میزانِ عمل

دنیا میں کسی چیز کے وزن اور اندازہ معلوم کرنے کے لئے ترازو استعمال کی جاتی ہے اسی طرح سے قیامت میں اعمال کو جانچنے کے لئے کہ نیک عمل زیادہ وزنی ہیں یا بد ترازو کا استعمال کیا جائے گا جس کی حقیقت کا خدا ہی کو علم ہے یا ہم وہاں جا کر سمجھیں گے ارشاد ہے:-

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ	"اور رکھیں گے ہم ترازو ئے عدل کو
الْقِيٰمَةِ	قیامت کے دن" اور یہ بھی ارشاد ہے۔
وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ	اور اللہ پاک نے میزان (ترازو) رکھدی ہے۔

اور یہ بھی ارشاد ہے:-

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ	تو جس کے تول بھاری ہوئے تو وہ خوش
فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ	عیش میں ہوگا۔
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ	اور جس کے تول ہلکے ہوئے تو اس کی
فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (قارعہ)	ماں دوزخ ہے۔

نامۂ عمل

موجودہ سائنس نے ہم کو بتایا ہے کہ فضا میں ہر آواز اور ہر صدا جو بلند ہو وہ کبھی فنا نہیں ہوتی تو اس کو بھی ماننا پڑے گا کہ انسان جو قول و فعل کرتا ہے وہ بھی دنیا کے ریکارڈ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رہتا ہو۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ انسان کی زبان سے جو بھی لفظ نکلتا ہے خدائی شاہد اس کو محفوظ کر لیتے ہیں۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ	جب دو لینے والے داہنے بائیں بیٹھے
وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ	ہوئے لیتے جاتے ہیں کوئی بات وہ
مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ	(انسان) نہیں بولتا مگر ایک سخت نگران اس کے پاس حاضر رہتا ہے"۔

اور یہ بھی خدا نے بتایا ہے کہ انسان جو حرکت بھی کرتا ہے اس کو ہمارے کاتب لکھ دیتے ہیں۔

اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ	"بیشک ہمارے فرستادہ تمہاری چالوں کو لکھتے رہتے ہیں"

یہ رجسٹر کس قسم کے ہوں گے اس کو خدا ہی جانتا ہے یا ہم کو آئندہ وقت موعود میں علم ہوگا۔

حساب

کسی شئ کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ حساب کرنے کا بھی ہے قیامت میں سب کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ چنانچہ دنیا میں بھی کروڑی کھاتے رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے قیامت میں بھی اعمال کا حساب دیکھا جائے گا۔

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ	اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ عمل ہوگا
خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا	تو ہم لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں
حٰسِبِيْنَ (انبیاء)	حساب کرنے والے۔

اعضا کی شہادت

انسان کا ہر عمل اس کے کرنے والے کے اندر اچھا یا برا اثر ضرور کرتا ہے اگر کوئی چوری کرے یا خون کرے تو اس کے چہرے اور اعضا میں خاص خاص علامات پیدا ہو جاتے ہیں کوئی اچھا کام کرے تو اس کا چہرہ کشادہ ہو جاتا ہے اسی طرح قیامت میں انسانی چہرے اور اعضا خاص خاص کیفیات سے رونما ہوں گے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ	گناہگار اپنی نشانی سے پہچان لئے جائینگے
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ	آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے

لهم من قرة اعين جزاءً بما كانوا يعملون	ان کے اچھے اعمال کے بدلہ میں آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے۔

حدیث قدسی میں ہے:۔

خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ وہ مہیا کیا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا۔ (بخاری)

حضرت سفیان ثوری اعمش سے اور وہ ابوظبیان سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں جو کچھ ہے وہ دنیاوی چیزوں کے ناموں کے سوا اور کسی بات میں مشابہ نہیں۔

وہاں کی جسمانی زندگی

آپ کو پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ قیامت میں جسم اور روح دونوں نمایاں ہوں گے اور یہاں جو معاملہ ہوگا اس میں جسم و روح دونوں برابر کے حصہ دار رہیں گے تو معلوم ہوا کہ بہشت کی زندگی جسم کے ساتھ ہوگی لیکن اس جسم کی خصوصیات ایسی نہ ہوں گی جیسی کہ دنیا میں ہیں یہاں ہر کھانے اور پینے کے ساتھ بول و براز پسینہ اور سوء ہضم کی علت ہے مگر وہاں یہ کچھ نہ ہوگا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے لیکن وہ نہ تھوکیں گے اور نہ وہاں بول و براز کی حاجت ہوگی نہ دماغ کی رطوبت نکلے گی نہ بلغم اور کھنکھار جیسی گندی چیزیں ہوں گی کھانا ایک ڈکار میں ہضم ہوگا۔ ہاں پسینہ میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ جنت میں داخل ہو اس کو وہ نعمت ملے گی کہ پھر تکلیف نہ ہوگی نہ ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ان کی جوانی زائل ہوگی وہاں منادی غیب۔ پکار کر کہدے گا کہ یہاں تندرستی ہے کہ بیمار نہ پڑو گے نہ زندگی ہے کہ پھر موت نہ آئیگی وہ جوانی ہے کہ پھر بوڑھے نہ ہوگے اور نہ آرام ہے کہ پھر تکلیف نہ ہوگی لوگوں کے چہرے اپنے اپنے اعمال کے مطابق چمکیں گے کوئی ستارے کی طرح کوئی چودھویں کے چاند کی طرح۔ جس شخص کو اس زندگی پر جس کا نقشہ اوپر کھینچا گیا ہے تعجب نہ ہونا چاہئیے اس لئے کہ ہر عالم کے لئے الگ الگ لوازمات ہیں۔ دیکھو انسان شکم مادر میں ایک بچہ کی صورت میں زندہ تھا مگر وہاں اس کی زندگی اس کی غذا اس کے فضلۂ غذا اس کی سانس اور دوسرے لوازم حیات بیرون شکم کے دنیاوی اصول حیات و قوانین زندگی سے بالکل مختلف تھے اور جس طرح شکم مادر میں بچہ کا اس بیرونی زندگی کے حکایات کو تعجب کے ساتھ سنکر آمادۂ انکار ہونا دانشمندی نہ ہوگی ایسے ہی اس مادی دنیا کے خوگر اور اس عالم آب و گل کے باشندے اس دوسری زندگی کے اصول حیات طرز غذا اور دیگر لوازم حیات کو سنکر آمادۂ انکار رہیں تو ان کا بھی یہ فعل دانشمندی کے خلاف ہوگا۔

جنت ارتقائے روحانی کی آخری منزل ہے

مادی اور جسمانی خلقت کی لاکھوں برس کی تاریخ کے مطالعہ کے تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مادہ نے لاکھوں برس کے تغیرات کے بعد اس انسانی جسمانیت تک ترقی کی ہے وہ پہلے جماد بنا پھر نبات کی شکل میں آیا پھر جسم انسانی کی صورت میں نمودار ہوا اور یہ مادیت کی معراج ترقی ہے، جمادیت مٹکر نباتیت پیدا ہوئی نباتیت فنا ہوکر حیوانیت نمودار ہوئی پھر حیوانیت معدوم ہوکر انسانیت ظہور پذیر ہوئی اور ارتقائے انسانی کا جسمانی پہلو تکمیل کو پہنچ گیا اور یہیں سے مادیت کے حکمائے ٹھوکر کھائی ہے وہ کہتے ہیں کہ اب آئندہ کچھ نہیں بس فنا ہی فنا ہے لیکن انسانیت کا دوسرا رخ جو روحانیت سے عبارت ہے وہ ان کی آنکھ سے اوجھل ہو جاتا ہے چونکہ ان میں روحانیت کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں اس لئے فنا مان لیتے ہیں۔

معلوم ہوا چاہیے کہ جہاں جسمانی ارتقا مکمل ہوتا ہے وہیں سے روحانیت کی طفولیت کا آغاز ہے جہاں مادہ پرست صرف بام ارتقا تک چڑھ کر ٹھہر جاتا ہے وہیں سے مذہب آگے بڑھتا ہے اور وہ الٰہی کر آسمان تک پہنچتا ہے اور ملکوتیت کی سرحد کی ترقی شروع کرتا ہے قرآن پاک کی ان آیتوں پر تدبر کرنے سے اس نظریہ کے اشارات نکلتے ہیں۔

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين ثم جعلناه نطفةً في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فكسونا العظام لحما ثم انشأناه خلقا اخر فتبارك الله احسن الخالقين.	اور ہم (خدا) نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے بنایا پھر اس کو (درجہ کے) ایک ٹھیراؤ کی جگہ میں ایک بوند بنایا پھر اس بوند کو بندھا ہوا خون بنایا پھر اس خون کو لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اس کو ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا تو برکت والا ہے اللہ تعالےٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

یہ ارتقائے جسمانی کی کیفیت تھی، آگے ابھی ارتقائے روحانی باقی ہے جس کا بیان اس آیت مابعد میں ہے۔

ثم انكم بعد ذالك ميتون ثم انكم يوم القيمة تبعثون	پھر بیشک تم اس کے بعد مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے

جس طرح انسانیت سے پہلے لاکھوں برس میں ایک نوع کی کیفیت مٹکر دوسری نوع کی کیفیت پیدا ہوتی رہی اور انسانیت تک درجہ بلند ہوا اسی طرح موت کے معنے یہ ہیں کہ اب نوع انسانی کی تمام کیفیتیں مٹ کر ایک بلند تر نوع کی کیفیتوں کی تیاری شروع ہوئی اور قیامت سے دوسری نوع ملکوتی کا ظہور ہوگا۔ بہشت کے مختلف مدارج ان کی ملکوتی استعداد کے مقامات ہیں جو اپنی پہلی زندگی میں اس ترقی کی استعداد پیدا کر چکے تھے لیکن یہاں پہنچکر بھی ان کی روحانی ترقی کا دروازہ بند نہ ہوگا بلکہ وہ بقدر استعداد تکمیل کے درجے طے کرتے چلے جائیں گے ان آیتوں سے اسی کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔

فلهم اجر غير ممنون	ان (بہشتیوں) کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے
واما الذين سعدوا ففي الجنة خالدين فيها مادامت السموٰت والارض الا ماشاء ربك عطاءً غير مجذوذ (ہود)	اور لیکن جو لوگ خوش قسمت ہوئے تو وہ جنت میں رہا کریں گے جب تک آسمان و زمین ہیں لیکن جو تیرا رب چاہے اس کی یہ بخشش منقطع نہ ہوگی۔

اوپر تم اللہ تعالیٰ کی بہشت میں دی ہوئی نعمتوں کا حال پڑھ چکے ہو لیکن ان کے علاوہ جنت میں چند ایسی نعمتیں ملیں گی جن کے مقابل یہ نعمتیں ہیچ ہیں اور وہ جنتیوں کی انتہائی فوز و کامرانی ہے۔

رضائے الٰہی ان میں سے ایک رضا و خوشنودی الٰہی ہے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کسی کی نسبت اظہار خوشنودی کرتا ہے تو وہ شخص خوش نصیب سمجھا جاتا ہے جنت میں مومنین کے لئے اظہار خوشنودی ہی ہوگا جس کو رضوان اکبر اور فوز عظیم فرمایا گیا۔

وعد اللہ المومنین والمومنت جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ومسکن طیبۃ فی جنت عدن ورضوان من اللہ اکبر ذلک الفوز العظیم	اللہ نے ایمان والے مردوں اور عورتوں سے ان باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ سدا رہیں گے اور رہنے کے ستھرے گھر اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔

قرب الٰہی دوسری نعمت قرب الٰہی ہے ظاہر ہے کہ دنیا کی بادشاہ کی مصاحبت و قرب میں جو شخص رہتا ہے وہ شخص دور رہنے والوں سے زیادہ چہیتا اور مزاج شناس ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی متقی اور پرہیزگار بندوں کو مقام قرب میں جگہ دیگا۔

ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (قمر ۳)	بیشک پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں سچائی کی نشست گاہ میں اس بادشاہ کے حضور میں رہیں گے جس کا سب پر قبضہ ہے۔

دیدار الٰہی جنت کی سب سے آخری اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی تجلی کا نظارہ ہے دنیا میں بھی وہ لوگ سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھے جاتے ہیں جن کو بادشاہ کا دیدار اور شرف تکلم رات دن حاصل ہو ان دنیا کی آنکھوں میں کہاں تاب کہ دیدار الٰہی کی تاب لا سکیں چنانچہ ایک اولوالعزم رسول کو ارشاد ہوا تھا کہ لن ترانی تاہم اس میں شک نہیں کہ وہاں کی آنکھیں کچھ اور ہونگی یا نور مطلق کسی خاص شان میں نمایاں ہوگا کہ آنکھیں تاب لا سکیں جبھی تو ارشاد ہوتا ہے

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (قیامت)	کتنے چہرے اس دن تروتازہ اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت جریر بن عبداللہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو بالمشاہدہ دیکھو گے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسے تم چاند کو دیکھ رہے ہو اس دیدار اور رویت میں کوئی ایک دوسرے کا مزاحم نہ ہوگا یعنی ہر شخص دیکھیگا۔

دوزخ پچھلے صفحات میں معلوم کر چکے ہو کہ نیک عمل کرنے والے کی جزا جنت ہے جس کی تفصیل بھی نظر سے گذر چکی اب دوزخ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا کہ برے کرتوت کی سزائیں جو دوزخ ملے گی اس کی حقیقت کیا ہے۔

جسمانی سزائیں جنت کے برخلاف دوزخ سرتاسر تکلیف و رنج کی جگہ ہے جنت میں ہر خواہش کی چیز ملے گی بدوزخ میں انسان کی کوئی خواہش پوری نہ ہوگی پینے کو ٹھنڈا پانی مانگے گا تو کھولتا ہوا گرم پانی جس سے اس کی آنتیں جل جائیں دیا جائیگا یا پیپ اور خون پلایا جائے گا کھانے کو مانگیگا تو سینڈھ جو حلق میں پھنس کر رہ جاوے گی دی جائیگی آگ کی پوشاک پہنائی جائیگی جس سے اس کا چمڑا جھلس جائیگا جنتیوں کو تخت و فرش پر بٹھلا کر عزت دی جائیگی جنت میں سایہ اور پیش ہوگی حسب ذیل آیات کا اقتباس مذکورہ بیان کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے:

فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم انہم کانوا قبل ذلک مترفین	وہ لو اور کھولتے ہوئے پانی میں ہونگے اور دھوئیں کے سایہ میں نہ ٹھنڈا نہ باعزت بیشک وہ پہلے ناز و نعمت میں تھے۔
تلفح وجوھھم النار وھم فیہا کالحون	ان کے چہروں کو دوزخ کی آگ جھلس دیگی اور ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی۔
کلا انہا لظی نزاعۃ للشوی	ہرگز نہیں وہ شعلہ ناک آگ ہے منہ کی کھال ادھیڑنے والی
وسقوا ماء حمیما فقطع امعاءھم	اور وہ گرم پانی پلائے جائیں گے تو وہ پانی ان کی آنتوں کو ٹکڑے کردیگا۔
ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم	سینڈھ کا درخت گنا ہگار کی غذا ہے جیسے پگھلا تانبہ پیٹوں میں کھولتا ہے جیسے کھولتا پانی۔
ولا طعام الا من غسلین وطعاما ذا غصۃ	اور نہ کوئی کھانا مگر زخموں کا دھوون اور گلے میں اٹکنے والا کھانا۔
فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار	کافروں کے لئے آگ کے کپڑے قطع ہوں گے۔
اذ الاغلل فی اعناقھم والسلاسل یسحبون	جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہونگی وہ کھینچے جائیں گے۔

روحانی سزائیں تفصیل تھی جسمانی سزاؤں کی اب روحانی سزا کی کیفیت بھی پڑھ لیجئے۔

واسروا الندامۃ لما راوا العذاب	اور جب عذاب کو دیکھیں گے تو اپنی پشیمانی کو چھپائیں گے۔
یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ	اے حسرت اس پر جو میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں ... کوشش میں کمی کی
فالیوم تجزون عذاب الھون	تو آج ذلت کے عذاب کا بدلہ دیئے جاؤ گے۔
کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون	ہرگز نہیں وہ اس دن اپنے رب سے پردہ میں ہوں گے۔
اخسئوا فیہا ولا تکلمون	ذلیل ہو کر دوزخ میں اور مجھ سے بات نہ کرو

جنت صحت گاہ اور دوزخ ہسپتال انسان ایک مقصد عظیم کو لئے کتم عدم یا عالم خاک سے منزلیں طے کرتا چلا آرہا ہے عالم خاک سے بشکل

انلاج ونشو ونما نمودار ہوتا ہے اور معدہ میں بشکل غذا جاتا ہے اس کے بعد اور کئی منزلیں طے کرکے خون کے عالم میں پیدا ہوتا پھر بلباس منی تبدیل ہوکر عورت کے رحم میں داخل ہوتا ہے اور پھر علقہ اور مضغہ بنتا ہوا روح کی شراکت کے ساتھ بہ ہیئت انسان دنیا میں جلوہ گر ہوتا اور بالآخر اسی جسمی کثافت کو اس کے ہی معدن یعنی خاک سپرد کرکے بشکل روح عالم علوی کی طرف صعود کرجاتا ہے جو اس کی آخری منزل یا عالم جاودانی ہے۔ بحیثیت فطرت اس کو ہر منزل میں آیندہ منزل کے لئے تیار کرتی اور آیندہ منزل کے حالات کے مطابق اس کی تکمیل کرتی ہے غذا بہتر اور موافق طبع کھائی جائے تو بغیر کسی قسم کی تکلیف کے معدہ میں جاکر خون صالح بنتی اس خون سے منی کا بہترین قوام تیار ہوکر رحم میں داخل ہوتا رحم میں جنین کی خلقت بدرجہ اتم ہوکر ایک صحیح اور تندرست بچہ پیدا ہوتا جسکے بعد پھلتا اور دنیا کو نہایت عمدہ حالت میں گذارتا ہے جس طرح نومولود کا ماقبل عالم جنین اور جنین کا ماقبل عالم منی اور منی کا ماقبل عالم خون اور خون کا ماقبل عالم غذا ہے اور ہر عالم اپنے آیندہ عالم کی صلاحیت پیدا کرلیتا ہے ٹھیک اسی طرح آیندہ عالم بالا یا آخرت میں نشو ونما پانے کے لئے انسان کو دنیا ہی تکمیل استعداد کرلینا لازم ہے جو آخرت کا ماقبل عالم ہے۔ اگر ایسی غذا استعمال کی جائے جسمیں معدہ میں جذب ہونے کی صلاحیت نہ ہو اور معدہ میں جاکر خون فاسد بننے لگے جس سے منی کا قوام رقیق ہو اور یہی کمزور منی رحم مادر میں جائے اور جنین کی خلقت ناتوان پڑجائے تو اس کا علاج یہ تو نہیں ہوسکتا کہ جنین بعالم منی یا منی بعالم خون یا خون بعالم غذا لغرض تکمیل صلاحیت واپس کردیا جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اول ہضم سے فاسد غذا کو مستفرغات سے فاسد خون کو مغلظات سے منی کی رقت کو مقویات رحم سے کمزوری جنین کو دور کیا جاتا ہے اسی طرح جب بچہ کمزور اور نیز بیمار یا ناقص الخلقت پیدا ہوتا ہے تو یہ تو نہیں ہوتا کہ بغرض اصلاح اس کو عالم جنین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے بلکہ منضجات مسہلات مقویات یا جراحی کے ذریعہ اس کے نقص کو دور کیا جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان اسباب سے نقائص کو دور کرکے اس نومولود کو اس عالم دنیا میں جینے اور رہنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے گو ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی انسان کی نقص تا عمر بھی دفع نہیں ہوتا۔

پس عالم آخرت کی تندرست زندگی کے لئے ضروری ہے کہ مرنے سے پہلے اس کی استعداد بہم پہنچائی جائے یعنی دنیا میں گناہوں کی گندگیوں اور جرائم کی آلائش سے روح کو بچایا جائے اور عبادت الٰہی کی غذائے صالح پہنچائی جائے تو ایسی روح صحیح اور تندرست حالت میں عالم بالا کی طرف کوچ کرجاتی ہے جہاں کہ وہ نہایت اطمینان کی صحت ورانہ زندگی بسر کرتی رہے گی اور وہاں کھانے پینے پہننے کا وہ کچھ بلا مشقت ملیگا جو وہاں کی پیداوار ہے اسی عیش و جاودانی کا نام جنت یا صحت گاہ ہے۔

اس کے برخلاف اگر کسی انسان نے اپنی روح کو گناہوں کی آلائش سے نہ بچایا اور اس عالم آخرت کے لئے یہیں اپنے کو تیار نہ کیا تو اس کی مثال یہ سمجھ لو کہ ایک ناقص الخلقت بچہ ہے جس نے عالم فطرت میں فطرت کے مدارج بدرجۂ ناقص طے کئے یعنی غیر مناسب غذا سے خون فاسد بنا اس سے بلا قوام یعنی رقیق منی تیار ہوئی اس سے کمزور جنین ہوا اس سے ناقص الخلقت بچہ ہوا جو پیدا ہوتے ہی ہسپتال پہنچایا گیا جہاں کہ اس کو کڑوی کسیلی دوائیں پلائی جارہی ہیں، جلاب بھی دیئے جارہے ہیں۔ اپریشن بھی ہورہا ہے۔ اگر یہ علاج کامیاب ہوگیا تو تندرست ہوکر دنیا میں سانس لینے کے قابل ہوجاتا ہے ورنہ مدت العمر ناقص الخلقت یا بیمار رہتا ہے جس کی زندگی وبال جس کا جینا مورد ہزار آفات ہوجاتا ہے۔

ٹھیک یہی حال ناقص الخلقت یا گنہگار روح کا ہے جس نے کہ اپنے کو اس عالم کے لئے تیار نہیں کیا اور کمال حقیقی تک نہیں پہنچایا ایسی کمزور روح کو دنیا سے روانہ ہوتے ہی ایک ہسپتال یا شفاخانہ میں پہنچادیا جاتا ہے جہاں کہ اس کو گناہوں سے پاک کیا جائے گا۔ اس کو سینہ گداز زقوم جیسی دست آور شی کا جلاب دیا جائے گا۔

ان شجرة الزقوم طعام الاثیم کالمهل یغلی فی البطون کغلی الحمیم

زقوم کا درخت گنہگاروں کی غذا ہے جو پیٹ میں جاکر پگھلے ہوئے تانبے اور کھولتے پانی کی طرح کھولے گا۔

جہاں کہ روح گیلے عضو کو آگ سے داغا جائے گا اور آتشیں گرز سے اس کے اعضا کی کجی کو درست کیا جائے گا، اور کھولتے ہوئے پانی سے غسل اور استفراغ کرایا جائے گا۔

قطعت لهم ثیاب من نار یصب من فوق رؤسهم الحمیم یصهر به ما فی بطونهم والجلود ولهم مقامع من حدید

ان کے لئے آگ کے کپڑے تیار کرکے ان کو پہنائے جائیں گے ان کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس پانی کے ساتھ ہی ان کے پیٹ کے مواد پگھل جائیں گے اور اگلی کھال اتر جائے گی اور ان کے لئے لوہے کی موگریاں ہیں۔

جہاں کہ جراحی کے ذریعہ اس کے گندے زخم درست کئے جائیں گے اور انگور پھر آنے تک ان کے جسم کی کئی نئی جلدیں بدلی جائیں گی۔

کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها

جس وقت ان کی کھالیں پک جائیں گی تو ہم پھر ان کو نیا پوست پہنائیں گے۔ (یعنی ہر بار نئی کھال پیدا کی جائے گی)

غرض اسی طرح عالم بالا کے شفاخانہ میں اس کا علاج کرکے درست کرلیا اور اس عالم فضا میں رہنے کے قابل بنا لیا جائے گا جس میں درست ہونے کی قدر قلیل بھی صلاحیت ہو وہ بالآخر درست ہوکر شفاخانہ سے صحت گاہ کی طرف روانہ ہوجائے گا اور جس میں یہ صلاحیت مفقود ہے وہ اسی حالت میں گرفتار پڑا رہے گا بس اسی ہسپتال یا شفاخانہ کا نام دوزخ ہے۔ خداوند تعالیٰ اس سے ہم کو اور کل مسلمانوں کو مامون ومحفوظ رکھے اور اس سے جب ہی ہم محفوظ رہ سکتے ہیں جب اپنے رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں اور اوامر الٰہی کو کمال توجہ اور مستعدی سے بجالائیں اور اوامر مناہی سے جو ہم کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لیجانے والے ہیں مجتنب رہیں۔

والحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین

[illegible]

ملکی سیاست مذہبی نقطۂ نظر سے

(از علامہ حضرت مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی دہلوی)

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔	پیروی کرو اس ہدایت کی جو تمہاری طرف خدا کے پاس سے نازل کی گئی ہے۔ خدا کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرنے لگو۔
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم	اے نبی کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم کو دوست بنالے گا اور تمہیں بخش دیگا۔
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا۔	تمہارے لئے یقیناً اللہ کے رسول میں عمل کا اچھا نمونہ موجود ہے جو کوئی اللہ کی رحمت کا امیدوار ہو اور روز آخرت کے آنے کی توقع رکھتا ہو اس کے لئے پیروی کا صحیح نمونہ وہی ہے۔

جو لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں یا جنہوں نے کبھی قرآن پڑھا ہے ان کی نظر سے اس کتاب پاک میں یہ آیات ضرور گذری ہونگی بہت سوں کو ان کے معانی سے بھی واقفیت ہوگی خصوصاً آخری آیت سے تو کوئی واعظ اور کوئی اصلاحی خطبہ خالی نہیں ہوتا مگر آج ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ ایک بار پھر یہ آیات نظروں کے سامنے لائی جائیں کیونکہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ شاید ساری مسلمان قوم ان آیات کو بھول گئی ہے۔

مجملاً ہر مسلمان اس بات کو جانتا اور مانتا ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم کو قرآن اور اسوۂ رسول کا ہی اتباع کرنا چاہیئے اور ہمارے لئے ہدایت انہی دونوں چیزوں میں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ ہدایت جس کے اتباع کا حکم اس قطعیت کے ساتھ تم کو دیا گیا ہے آیا اس کا دائرہ صرف طہارت اور استنجا اور عبادات اور باصطلاح زمانہ حال ”مذہبی معاملات“ ہی تک محدود ہے یا تمہاری زندگی کے چھوٹے اور بڑے دینی اور دنیوی قومی اور ملکی تمام معاملات پر حاوی ہے؟ نیز یہ ہدایت صرف اس زمانہ اور اس ملک کے لئے تھی جس میں قرآن نازل ہوا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ یا درحقیقت یہ زمانی و مکانی قیود سے مبرا ہے اور اس میں ہر زمانے اور ہر ملک کے مسلمانوں کے لئے ویسی ہی سچی اور صحیح رہنمائی موجود ہے جیسی ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے عربوں کے لئے تھی؟ اگر پہلی بات ہے تب تو نعوذ باللہ قرآن کا یہ مطالبہ ہی غلط ہے کہ سب رہنماؤں کو چھوڑ کر صرف اسی کی پیروی کی جائے اور تمام دنیا کے طریقوں کو ترک کر کے صرف اس ایک شخص کے اسوہ کا اتباع کیا جائے جو ہمارے پاس قرآن لایا تھا اس صورت میں تو اتباع کرنے کے بجائے تم کو اپنے ایمان ہی پر نظر ثانی کرنی پڑے گی لیکن اگر بات دوسری ہے تو کیا وجہ ہے کہ تم وضو اور غسل کے مسائل میں نکاح اور طلاق کے معاملات میں ترکہ اور وراثت کے مقدمات میں تو اس سرچشمۂ ہدایت کی طرف رجوع کرتے ہو مگر جن مسائل کے حل پر تمہاری قومی زندگی و موت کا مدار ہے ان میں نہیں دیکھتے کہ قرآن تمہیں کونسا راستہ دکھاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس طرف تمہاری رہنمائی کرتی ہے۔

ہندوستان میں ہر طرف ایک ہیجانی انتشار پھیلا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ مسلمان قوم پر ایک پریشانی چھائی ہوئی ہے۔ مستقبل کا سوال ایک بپھرے ہوئے دریا کی طرح مسلمانوں کے سامنے آن کھڑا ہوا ہے اور تقاضا کر رہا ہے کہ یا تو میرا معاملہ صاف کرو یا دیوالہ نکالو۔ لیکن اس قوم کا حال کیا ہے؟ جس کا جدھر منہ اٹھ رہا ہے چلا جا رہا ہے اور جس کے ذہن میں جو بات آرہی ہے کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے کوئی مارکس اور لینن کے اسوے کو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہے کوئی ہٹلر اور مسولینی کی سنت پر عمل کر رہا ہے کوئی گاندھی اور جواہر لال کے پیچھے چلا جا رہا ہے کوئی فرائض کی پرانی فہرست میں ایک نئے فرض کا اضافہ کر رہا ہے کسی پر نشستوں اور ملازمتوں کے فی صدی تناسب کا بھوت سوار ہے کوئی حرکت اور عمل کا بھیدی بنا ہوا ہے اور ہانکے پکارے کہہ رہا ہے کہ اگر تیار کی گاڑی نہیں چلتی تو اس کنارے ہی کی طرف جانے والی گاڑی پر سوار ہو جاؤ اس لئے کہ منزل مقصود کوئی نہیں حرکت ہی فی نفسہ مقصود ہے غرض ہر شخص جو کچھ بول سکتا ہے ایک نئی تجویز قوم کو سنا دیتا ہے اور ہر شخص جو کچھ لکھ سکتا ہے ایک ہراز ومبصرانہ مقالہ لکھ کر شائع کر دیتا ہے۔ مگر اس تمام شور و شغب اور اس پورے ہنگامے میں کسی کو بھی یہ یاد نہیں آتا کہ ہمارے پاس قرآن نامی بھی کوئی کتاب ہے جس نے زندگی کے ہر مسئلہ میں ہماری رہنمائی کا ذمہ لے رکھا ہے اور ہم سے کبھی یہ بھی کہا گیا تھا کہ زندگی کے ہر معاملہ میں تمہارے لئے ایک عملی نمونہ موجود ہے۔

مسلمانوں کو مختلف راستوں کی طرف بلایا جا رہا ہے ہر راستہ کی طرف بلانے والوں میں بڑے بڑے مقدس علماء ہیں۔ بڑے بڑے لیڈر ہیں بڑے بڑے زبان آور خطیب اور ماہر فن انشاء پرداز ہیں ہر ایک کے سرے پر ایسے لوگ کھڑے ہیں جن کی آزمودہ کاری مسلم۔ قومی خدمات ناقابل انکار اور سیاسی تدبر و بصیرت معروف و مشہور ہے۔ ہر رہنما بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے اپنے راستے کے نشیب و فراز دکھا رہا ہے اور دوسرے راستوں کے خدشات بیان کر رہا ہے یہ سب کچھ بہت قابل قدر ہے مگر مسلمان کی فطرت کہتی ہے کہ ایتونی بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ حتی اقول میرے سامنے شخصیتوں کو نہ لاؤ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو عالم و فاضل ہو مفسر قرآن ہو محدث ہو ماہر سیاست ہو عمل اور قربانی کا نمونہ ہو اس کی حرمت میرے سر آنکھوں پر مگر جو ہدایت وہ دے رہا ہے اگر وہ اس کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے تو میرے لئے لائق اتباع نہیں۔ ہاں اگر وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کوئی دلیل اپنے پاس رکھتا ہے تو شخصی آمیزش سے الگ کر کے اس کو اور صرف اس کو سامنے لاؤ اس لئے کہ وہی لائق اتباع ہے

اسی میں بھی ہدایت ہے اور اسی کی پیروی میں صلاح و نجات ہے اس کے بتائے ہوئے راستے میں خواہ کتنے ہی خدشات ہوں کتنی ہی دشواریاں اور کتنے ہی نقصانات ہوں اور عسری اور دیرپا اور یقینی کامیابی اسی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

آئیے آج اسی نقطۂ نظر سے قرآن اور سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کریں کہ ہمارے اس وقت کے قومی مسائل میں اس کے اندر کیا ہدایت ہے۔ کچھ پرواہ نہیں اگر کوئی اس کو دقیانوسیت اور رجعت پسندی کا لیبل لگا کر ہنسی اڑائے۔ حالات جدید بھی، مسائل وقتی بھی، جغرافی احوال مختلف بھی، مگر جس ہدایت کی طرف ہم رجوع کر رہے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہر زمانے میں جدید ہے، ہر دور میں وقتی ہے اور ہر جغرافی ماحول میں مقامی ہے۔

ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ کے وطن کی سیاسی حالت کیا تھی اور اس حالت میں آپ نے کیا طرز عمل اختیار کیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت عرب ہر طرف امپیریلسٹ طاقتوں سے گھرا ہوا تھا اور خود ملک کے اندر بھی ان قوموں کا امپیریلزم نفوذ کر چکا تھا۔ آپ کی پیدائش سے چند ہی روز پہلے حبشی فوجیں یلغار کرتی ہوئی خاص اس شہر تک پہنچ گئی تھیں جس میں آپ پیدا ہوئے۔ عرب کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ یمن پہلے حبشیوں کے اور پھر ایرانیوں کے تسلط میں جا چکا تھا۔ عرب کے جنوبی اور مشرقی سواحل ایرانیوں کے زیر اثر تھے۔ عراق عرب کا علاقہ نجد کے حدود تک ایرانیوں کے اثر میں تھا۔ شمال میں عقبہ و معان تک بلکہ تبوک تک سلطنت روم کے اثرات پہنچ گئے تھے۔ دونوں ہمسایہ سلطنتیں عرب کے قبائل کو اپنی اغراض کے لئے ایک دوسرے سے لڑاتی رہتی تھیں اور اندرون عرب میں اپنے اثرات پھیلاتی رہتی تھیں، حتیٰ کہ قسطنطنیہ کا قیصر مکہ کی چھوٹی سی ریاست کے معاملات میں مداخلت کر چکا تھا۔ عربی قوم کو ہر ملک گیر طاقت اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی کیونکہ اس قوم کا ملک بنجر تھا مگر قوم مجبور نہ تھی جہانگیری کے لئے بہترین سپاہی اس سے فراہم ہو سکتے تھے۔

ان حالات میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے کیا کیا؟ اگرچہ آپ کو اپنے وطن اور اپنی قوم سے فطری محبت تھی اور آپ سے بڑھ کر حریت پسند کوئی نہ تھا مگر آپ نے ایک قوم پرست یا وطن پرست کی حیثیت اختیار نہ کی۔ آپ کی نگاہ میں مقدم کام یہ نہ تھا کہ اپنے اہل وطن کی قوت کو مجتمع کرکے اجنبی استیلا کی جڑیں خاک وطن سے اکھاڑ پھینکیں بلکہ ہر دوسرے کام سے مقدم یہ تھا کہ حق پرستوں کا ایک جتھا بنائیں اور اس کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا کر دیں کہ وہ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ خود روم و ایران میں بھی ظلم و عدوان کے استیلا کا خاتمہ کر دے۔ آنحضرت کے اہل وطن آپ کے بہترین اوصاف سے واقف تھے انہوں نے عرب کی بادشاہی کا تاج آپ کے سامنے پیش کیا تھا اس شرط پر کہ آپ اپنے اس جتھے کی توسیع و تنظیم سے باز آجائیں۔ اگر آپ وطن پرست ہوتے تو خدمت وطن کا اس سے بہتر موقع اور کونسا ہو سکتا تھا مگر آپ نے اس تاج کو ٹھکرا دیا اور اسی کام میں لگے رہے جس کے بارآور ہونے کی کم از کم اس وقت کوئی شخص امید نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ کی جمعیت دس بارہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھی تمام ملک میں کوئی قبیلہ اور کوئی گروہ آپ کا ساتھی نہ تھا بلکہ سب مخالف اور سخت مخالف تھے۔ ظاہری اسباب کے لحاظ سے کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اسکیم کب کامیاب ہوگی جس کو آپ لیکر اٹھے تھے۔ اس بات کا ہر وقت امکان تھا کہ واقعہ فیل کی طرح کوئی دوسرا واقعہ پیش آجائے اور حجاز بھی یمن اور ارض عمان کی طرح اجنبی حکومت کا غلام بن جائے مگر آپ نے بہر حال میں یہی ضروری سمجھا کہ پہلے حق پرستوں کی جمعیت کو بڑھائیں اور مضبوط کر لیں پھر جیسی صورت حال ہو اس کے مطابق ملکیوں اور غیر ملکیوں کے ساتھ کوئی معاملہ کریں۔

اس کی کیا وجہ تھی؟ کیا آپ کمیونسٹ تھے؟ کیا آپ نعوذ باللہ اپنے وطن کے غدار تھے؟ کیا خاکم بدہن آپ غیر ملکی امپیریلزم کے ایجنٹ تھے؟ ہرگز نہیں، تاریخ کے ناقابل انکار حقائق گواہ ہیں کہ کسی فرزند وطن نے اپنے وطن کو اتنی سربلندی عطا نہیں کی جتنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت عرب کو نصیب ہوئی اور تاریخ ہی اس بات پر گواہ ہے کہ کسی داعی دین نے غیر مذہب والوں کے ساتھ اتنے تحمل، اتنی فیاضی، اتنی رواداری اور اتنی فراخ حوصلگی کا برتاؤ نہیں کیا۔ پھر یہ بھی دنیا کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول نے کبھی روٹیوں کی تقسیم اور منافع کے بٹوارے کا سوال ہی نہیں اٹھایا۔ آپ نے نہ کبھی مکی زندگی میں اس بنیاد پر مصالحت کی کہ ریاست قریش کے دار الندوہ اور جنگی و سیاسی عہدوں میں مسلمانوں کی اتنی نمائندگی ہو، اور نہ مدنی زندگی میں اس مسئلہ کو مابہ الصلح قرار دیا کہ یہود کے معاشی وسائل میں مسلمانوں کا اتنا حصہ ہو۔

اب غور کیجئے کہ جب وہاں نہ کمیونزم تھا نہ وطن دشمنی تھی نہ اعدائے وطن سے سازباز تھا تو پھر کونسی چیز تھی جس کی بنا پر آپ نے عرب کی سیاسی نجات اور تمدنی و معاشی ترقی پر اپنی بہترین قوتوں اور قابلیتوں کو صرف کرنے سے انکار کیا اور ہر کام سے پہلے خدا کا نام لینے والوں کی ایک طاقتور جمعیت بنانا اور زمین میں اس کا دبدبہ قائم کرنا ضروری سمجھا! اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین وطن پرست کے نصب العین سے بالکل مختلف تھا۔ اس نصب العین کی راہ میں باہر کے قیصر و کسریٰ اور گھر کے ابوجہل اور ابولہب دونوں یکساں سد راہ تھے۔ اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے ناگزیر تھا کہ واقعات کی رفتار اور ملک کے مستقبل اور آئندہ کے امکانی خدشات سب کی طرف سے بے پرواہ ہو کر ایک ایسی جماعت کو منظم کیا جائے جو باطل کے غلبہ کو کسی صورت میں قائم نہ رہنے دے اور اپنی طاقت سے زمین میں ایسے حالات قائم کر دے جس میں خدا پرستانہ تہذیب امن کے ساتھ پھل پھول سکے حتیٰ لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله۔

یہی نصب العین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان قوم کو دے گئے ہیں۔ مسلمان قوم ایک قوم ہی اس بنیاد پر بنی ہے کہ یہ نصب العین اس کے تمام افراد کا مشترک اور واحد نصب العین ہے۔ اس نصب العین کو سلب کر لیجئے پھر مسلمان قوم کسی قوم کا نام نہیں ہے۔ یہاں عرب و عجم کی کوئی خصوصیت نہیں، زمان و مکان کا کوئی سوال نہیں۔ مسلمان اگر مسلمان ہے تو ہر حال میں یہی اس کا نصب العین ہے۔

اب ایک دوسری نظر اسی کتاب ہدایت اور اسی سیرت پاک پر ڈالئے۔

یہ جتھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا اس کی بنیاد کسی مادر وطن کی فرزندی کسی نسل کے انتساب کسی سیاسی و معاشی مفاد کے اشتراک پر نہ تھی بلکہ ایک مخصوص عقیدے اور ایک مخصوص طرز عمل پر تھی۔ اس کو جوڑنے والی طاقت خدا کی محبت اور بندگی تھی نہ کہ اغراض کی محبت اور مادی مقاصد کی بندگی۔ اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا نعرہ اذان کا نعرہ تھا نہ کہ وطنیت کا نعرہ۔ اس کے اجزاء کو سمیٹ کر ایک بنیان مرصوص بنانے والی چیز ایک ان دیکھے خدا کی عبادت تھی نہ کہ کوئی محسوس مرئی علامت۔ اس کو حرکت میں لانے والی چیز رضائے الٰہی کی طلب تھی نہ کہ منافع مادی کی طلب۔ اس میں عمل کی گرمی پھونکنے والی قوت اعلائے کلمۃ اللہ کی خواہش تھی نہ کہ نسل و وطن کو سربلند کرنے کی تمنا۔ اس قوم کے نفسیات دنیا سے نرالے ہیں جو چیزیں دوسروں کو جمع کرنے والی ہیں وہ اس قوم کو منتشر کر دینے والی ہیں جو صدائیں اپنے اندر دوسروں کے لئے غیر معمولی کشش رکھتی ہیں وہ اس قوم کے دل میں الٹی نفرت پیدا کر دیتی ہیں جن مرئی علامتوں پر دوسرے گرویدہ ہوتے ہیں یہ ان کے لئے کوئی جذبۂ عقیدت اپنے اندر نہیں پاتے جن چیزوں میں دوسروں کو گرما دینے کی طاقت ہے وہ ان کے دلوں میں الٹی سردی پیدا کر دینے کا اثر رکھتی ہیں۔ جو چیزیں دوسروں کو عمل پر ابھارنے والی ہیں وہی ان کو میدان عمل سے دور بھگانے والی ہیں سارے قرآن کو اٹھا کر دیکھ جاؤ۔ پوری سیرت نبوی پر نظر ڈال لو۔ خلافت راشدہ کے دور سے اس زمانہ تک کی اسلامی تاریخ پڑھ لو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کی فطرت کیا ہے اور مسلمان قوم کا مزاج کس قسم کا ہے۔ جو قوم اس سوال پر صدیوں سے جھگڑ رہی ہے کہ نبی پر سلام بھیجتے وقت ہی کھڑا ہونا چاہیئے یا نہیں، کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ "بندے ماترم" کا گیت سننے کے لئے تعظیماً کھڑی ہو گی؟ جس قوم کے دل میں مرئیات سے عقیدت کے بجائے سخت نفرت بٹھائی گئی ہے کیا تمہیں امید ہے کہ وہ کسی جھنڈے کو سر جھکا کر سلامی دے گی؟ جو قوم تیرہ سو برس تک خدا کے نام پر بلائی جاتی رہی ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ اب وہ بھارت ماتا کے نام پر دوڑی چلی آئے گی؟ جس قوم کے دل میں عمل کی گرمی پیدا کرنے والا داعیہ اب تک محض اعلائے کلمۃ اللہ کا داعیہ رہا ہے کیا تمہارا گمان ہے کہ پیٹ اور بدن کے مطالبات اس میں حرارت پھونک سکیں گے، یا کونسلوں کی نشستوں اور ملازمتوں کے تناسب کا سوال اس کے قلب و روح کو گرما دیگا؟ جس قوم کو عقیدے اور عمل کی وحدت پر جمع کیا گیا تھا کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ سیاسی اور معاشی پارٹیوں میں تقسیم ہو کر کوئی طاقتور عملی قوم بن جائے گی؟ تخیل کی بنیادوں پر نظریات کی عمارتیں اٹھانے والے چاہیں کہیں مگر جس کسی نے قرآن و سنت سے اسلام کے مزاج کو سمجھا ہے وہ بلا تامل یہ رائے قائم کر سکتا ہے کہ مسلمان قوم کی فطرت جب تک بالکل مسخ نہ ہو جائے وہ نہ تو ان محرکات سے حرکت میں آسکتی ہے اور نہ ان جامعات کے ذریعہ سے جمع ہو سکتی ہے۔ غیر مسلم بلاشبہ ان ذرائع سے جمع ہو سکیں گے اور ان میں حرکت بھی ان محرکات سے پیدا ہو جائے گی کیونکہ ان کو جمع کرنے اور حرکت میں لانے والی کوئی اور چیز نہیں ہے۔ ان کا مذہب انہیں منتشر کرتا ہے اور صرف وطن کی خاک ہی ان کو جمع کرتی ہے ان کے معتقدات ان کے دلوں کو سرد کر دینے والے ہیں ان میں حرارت صرف مادے ہی کی گرمی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر مسلمان جس کو خدا کے نام پر جمع کیا گیا تھا اور جس میں ایمان کی گرمی پھونکی گئی تھی آج تم اس کو ذلیل مادی چیزوں کے نام پر جمع نہیں کر سکتے اور نہ ادنیٰ درجہ کی خواہشات سے اس میں حرارت پیدا کر سکتے ہو۔ اس طریقہ میں اگر تم کو کامیابی نصیب ہو سکتی ہے تو صرف اس وقت جبکہ تم مسلمان کو فطرت اسلام سے ہٹا دو اور اسے بلندیوں سے گرا کر پستیوں میں لے آؤ۔

اس کے معنے یہ نہ سمجھو کہ مسلمان وطن کا دشمن ہے۔ ہرگز نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وطن کی اصلاح و ترقی کے لئے کیا کچھ نہیں کیا؛ خلفائے راشدین نے وطن اور ابنائے وطن کی کیا کچھ کم خدمت کی؟ بعد کے مسلمان جس جس ملک میں گئے کیا انہوں نے اس کو جنت بنا کر نہیں چھوڑا؟ غیر مسلم قوموں کے ساتھ فیاضانہ معاملہ کرنے میں کیا کبھی کوئی کوتاہی کی گئی؟ پس اوپر ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے ملک یا اپنی قوم کے معاشی اور تمدنی مسائل سے بالکل بے پرواہ ہے بلکہ ہم یہ ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان کی اصلی قوت محرکہ یہ چیزیں نہیں ہیں اس کی جمعیت ان بنیادوں پر قائم نہیں ہوتی ہے اس میں زندگی کی حرارت پیدا کرنے والی چیز یہ نہیں ہے۔ وہ طاقتور اور منظم ہونے کے بعد ان سب مسائل کو حل کرنے میں حصہ لے سکتا ہے اور دوسروں سے بڑھکر حصہ لے سکتا ہے مگر اس کو طاقتور اور منظم بنانے کے ذرائع یہ نہیں ہیں بلکہ اور ہیں۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیئے۔ یہ دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نئی قوم کن طریقوں سے بنائی تھی اور اس میں کن ذرائع سے حرارت اور قوت عمل پیدا کی تھی۔

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت لیکر اٹھے تھے تو ساری دنیا میں تنہا آپ ہی ایک مسلم تھے۔ کوئی آپ کا ساتھی اور مددگار نہ تھا دنیوی طاقتوں میں سے کوئی طاقت آپ کو حاصل نہ تھی گرد و پیش جو لوگ تھے ان میں خودسری اور انفرادیت انتہا درجہ پر پہنچی ہوئی تھی ان میں سے کوئی کسی کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ وہ نسل اور قبیلہ کی عصبیت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے ان کے ذہن ان خیالات اور مقاصد سے کوئی لگاؤ ہی نہ رکھتے تھے جن کی تبلیغ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تھے۔ اس ماحول میں اور ان حالات میں کونسی طاقت تھی جس سے ایک تنہا انسان بے یار و مددگار اور بے وسیلہ انسان نے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا؟ کیا آنحضرت نے لوگوں کو یہ لالچ دیا تھا کہ میں تم کو زمین کی حکومت دلواؤں گا؛ رزق کے خزانے دلواؤں گا؛ دشمنوں پر فتح اور غلبہ بخشوں گا؛ بیرونی غاصبوں کو

نکال باہر کروں گا اور عرب کو ایک متحد سلطنت بنا دوں گا؟ تمہاری تجارت اور صنعت وحرفت کو ترقی دوں گا۔ تمہارے وسائل معیشت بڑھا دوں گا اور تمہیں ایک ترقی یافتہ اور غالب قوم بنا کر چھوڑ دوں گا؟ ظاہر ہے کہ ایسا کوئی لالچ آپ نے نہیں دلایا تھا۔ پھر کیا آپ نے امیروں کے مقابلہ میں غریبوں کی اور سرمایہ داروں اور زمینداروں کے مقابلہ میں مزدوروں اور کاشتکاروں کی حمایت کا بیڑا اٹھایا تھا؟ سیرت نبوی گواہ ہے کہ یہ چیز بھی نہ تھی۔ پھر کیا آپ نے کوئی سیاسی یا تعلیمی یا تمدنی یا معاشی یا قومی تحریک اٹھائی تھی اور اس کی طرف لوگوں کو کھینچنے کے لئے نفسیاتی حربوں سے کام لیا تھا؟ واقعات شاہد ہیں کہ ان میں سے بھی کوئی چیز نہ تھی۔ پھر غور کیجئے کہ آخر وہ کس چیز کی کشش تھی جس نے عربی اور عجمی، امیر وغریب، آقا اور غلام سب کو آپ کی طرف کھینچا؟

دنیا جانتی ہے کہ وہ صرف دو چیزیں تھیں ایک قرآن کی تعلیم دوسرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت۔ لوگوں کے سامنے یہ پیغام پیش کیا گیا تھا کہ لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔ ان کو اس بات پر جمع کیا گیا تھا کہ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ ان کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ ان کے سامنے یہ نصب العین رکھا گیا تھا کہ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ پھر جس شخص نے ان کو یہ دعوت دی تھی اس کا حال یہ تھا کہ کان خلقہ القراٰن۔ وہ جو کچھ کہتا تھا سب سے پہلے اور سب سے بڑھکر خود اس پر عمل کرکے دکھاتا تھا۔ وہ فضیلت اخلاق اور عمل صالح کا مجسمہ تھا اور اس کی زندگی میں راست بازی وراست روی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

یہی دو چیزیں تھیں جنہوں نے ہر طرف سے لوگوں کو کھینچا اور ایک قوم بنا دی جس کا نام مسلمان ہے۔ نوع انسانی کے مختلف طبقوں اور گروہوں میں سے جن جن لوگوں کے لئے ان دو چیزوں میں کوئی کشش تھی وہ اس مرکز کی طرف کھنچتے چلے گئے اور انہی سے مسلمان قوم وجود میں آئی۔ دوسرے الفاظ میں اس حقیقت کو یوں سمجھئے کہ اسلامی جمعیت نام ہی اس جمعیت کا ہے جو قرآن اور سیرت محمدی کی کشش سے وجود میں آئی ہے۔ جہاں زندگی کے وہ اصول اور مقاصد ہوں گے جو قرآن نے پیش کئے ہیں اور جہاں طرز عمل وہ ہوگا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہاں مسلمان جمع ہو جائیں گے اور جہاں یہ دونوں چیزیں نہ ہونگی وہاں ان لوگوں کے لئے قطعاً کوئی کشش نہ ہوگی جو مسلمان ہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہماری تحریکات میں بنیادی نقص کونسا ہے جس کی وجہ سے مسلمان کسی تحریک کی طرف بھی فوج در فوج نہیں کھنچتے اور ہر داعی کی آواز بہرے کانوں سے سنتے ہیں۔ ان کی فطرت وہ آواز سننا چاہتی ہے اور وہ طرز عمل دیکھنا چاہتی ہے جس کی کشش نے ان کو ساری دنیا سے الگ ایک قوم بنایا تھا مگر افسوس کہ وہ آواز کسی طرف سے آتی ہے

اور نہ وہ طرز عمل کہیں نظر آتا ہے۔ بلانے والے ان کو ایسے مقاصد کی طرف بلاتے ہیں جو ان کی زندگی کے اصلی مقاصد نہیں ہیں اور رہنمائی کے لئے اٹھتے ہیں تو وہ جن کی سیرت میں محمد رسول اللہ کی سیرت کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی۔ جمہور مسلمین بڑی بڑی امیدیں لیکر ہر نئی تحریک کی طرف دوڑتے ہیں مگر مقاصد کی پستیاں اور عمل کی خرابیاں دیکھکر ان کے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔

خیر یہ ایک دوسری داستان ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تنظیم پر غور کیجئے کہ مسلمان قوم کی تنظیم اگر ہو سکتی ہے تو اسی طریق پر ہو سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی جمعیت اس ڈھنگ پر بنائی تھی کہ پہلے تو آپ نے انسانی گروہ میں سے صرف ان لوگوں کو چھانٹ لیا جن کی فطرت میں ایک خالص صداقت اور ایک پاک زندگی کی طرف کھنچنے کی صلاحیت تھی۔ پھر تعلیم وتربیت کے بہترین ذرائع سے کام لیکر ان میں سے ایک ایک فرد کی اصلاح فرمائی۔ اس کے دل میں زندگی کا ایک بلند مقصد بٹھا دیا اور اس کے کیرکٹر میں اتنی مضبوطی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کے لئے جم کر جدوجہد کرے اور کسی فائدہ کا لالچ یا کسی نقصان کا خوف اسے اس مقصد کی راہ سے نہ ہٹا سکے۔ اس کے بعد ان افراد کو ملاکر ایک جماعت بنا دیا تاکہ افراد میں جو کچھ کمزوریاں باقی رہ جائیں جماعت کی طاقت ان کو دور کرے۔ اجتماعی ماحول ایسا بن جائے جس میں نیکیاں پرورش پائیں۔ افراد اپنے مقصد حیات کی تکمیل میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں اور اجتماعی طاقت سے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس تعمیر کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ماہر فن انجنیر اینٹوں کے ڈھیر میں سے چھانٹ کر بہترین اینٹیں لے پھر ان کو اس طرح پکائے کہ ایک ایک اینٹ بجائے خود پختہ ہو جائے پھر ان سب کو نہایت عمدہ سیمنٹ سے جوڑ کر ایک مستحکم عمارت بنا دے۔

اس تنظیم کے بڑے بڑے اصول یہ تھے:۔

جماعت کے تمام افراد کم از کم دین کے جوہر سے واقف ہوں تاکہ وہ کفر و اسلام میں تمیز کرکے اسلام کے طریقہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔

اجتماعی عبادات کے ذریعہ سے افراد میں اخوت مساوات اور تعاون کی اسپرٹ پیدا کی جائے۔

جماعت کے تمدن ومعاشرت میں ایسے امتیازی خصائص اور حدود مقرر کئے جائیں جن سے وہ دوسری قوموں میں خلط ملط نہ ہو سکیں اور باطنی وظاہری دونوں حیثیتوں سے ایک الگ قوم بنے رہیں۔ اسی لئے تشبہ بالاجانب کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی۔

تمام اجتماعی ماحول پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھایا رہے تاکہ جماعت کے دائرہ میں کوئی انحراف اور کوئی بغاوت راہ نہ پا سکے۔

پوری مسلمان قوم ایک انجمن ہو اور ہر مسلمان مرد اور عورت کو مجرد اسلامی حق کی بنا پر اس کی رکنیت کا مساویانہ مرتبہ حاصل ہو۔ ایسے تمام انتسابات اور امتیازات کو مٹا دیا جائے جو مسلم اور مسلم میں تفریق کرنے والے

جماعت کے تمام افراد ایک نصب العین پر متحد ہوں اور اس کے لئے جد و جہد اور قربانی کرنے کا جذبہ ان میں موجود ہو ایک گروہ صرف اسی نصب العین کی خدمت کے لئے وقف رہے اور بقیہ افراد جماعت اپنی معاش کے لئے جد و جہد کرنے کے ساتھ ساتھ پہلے گروہ کی ہر ممکن طریقہ سے مدد کرتے رہیں۔ غرض ہر فرد جماعت کے دل میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہو کہ اس کی زندگی محض اس کی اپنی ذات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس ایک قومی نصب العین کے لئے ہے۔

تنظیم کے یہی اصول تھے جن سے وہ زبردست جماعت پیدا ہوئی جو دیکھتے دیکھتے آدھی دنیا پر چھا گئی اس طریق تنظیم کی رفتار ابتدا میں بہت سست تھی حتیٰ کہ پندرہ برس تک وہ چند سینکڑوں سے زیادہ افراد کو اپنے دائرہ میں نہ لا سکی مگر اس میں یہ قاعدہ مدنظر رکھا گیا تھا کہ توسیع کے ساتھ ساتھ استحکام بھی ہوتا رہے اس لئے یہ نظام جماعت جتنا پھیلتا گیا اتنا ہی مضبوط ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ جب ایک معتدبہ جماعت اس طریقہ پر منظم ہو گئی تو وہ اتنی طاقت کے ساتھ اٹھی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے سیل رواں کو نہ روک سکی قرآن مجید میں اس کی چھوٹی سی ابتدا پھر تدریجی ترقی پھر غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ اس کے ظہور کو کیسے بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار۔

مسلمان قوم کے مزاج کے ساتھ یہی طریق تنظیم مناسبت رکھتا ہے یہ قوم تو پہلے ہی سے ایک جمعیت ہے اس جمعیت کے اندر کوئی الگ جمعیت الگ نام سے بنانا اور مسلمان اور مسلمان کے درمیان کسی وردی یا کسی ظاہری علامت یا کسی خاص نام یا کسی خاص مسلک سے فرق و امتیاز پیدا کرنا اور مسلمانوں کو مختلف پارٹیوں میں تقسیم کر کے ان کے اندر جماعتوں اور فرقوں کی عصبیتیں پیدا کرنا [illegible] دراصل مسلمانوں کو مضبوط کرنا نہیں ہے بلکہ ان کو [illegible] تفرقہ پردازی اور گروہ بندی ہے لوگوں نے انہیں ہندو کے سیاست سازی کے طریقے اہل مغرب سے لئے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں ہے کہ جو چیزیں دوسری قوموں کے مزاج کے موافق آتی ہیں وہ مسلمان قوم کے مزاج کے موافق نہیں آتیں اس قوم کو اگر کوئی چیز ہلا سکتی ہے تو وہ ایک ایسی جمہوری تحریک ہے جو پوری قوم کو [illegible] شروع کی جائے اور جس میں توسیع و استحکام کے اسی تناسب کو ملحوظ رکھا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملحوظ رکھا تھا اگر آپ کچے اور کمزور مسالے کو لیکر ریت کی سطح پر ایک بڑی عمارت کھڑی کریں گے اور اس سے قلعے کا کام لینا چاہیں گے تو لامحالہ وہ سیل

مسلمان اور کانگریس

(پچھلے مضمون کا جواب)

پچھلے پرچہ میں "ایک قوم پرست مسلمان" نے کانگریس کے مسلمان حامیوں کا نقطۂ نظر نہایت خوبی اور وضاحت سے پیش کیا ہے ہمیں اس حقیقت کے ماننے سے انکار نہیں کہ مسلمانوں کا سیاسی انتشار حد سے گذر چکا ہے سر سید کی حکمت عملی کبھی کی پرانی ہو گئی، لیگ نوابوں اور سروں کی سرپرستی میں آہستہ آہستہ دم توڑ رہی ہے مسٹر جناح اور مولانا شوکت علی کے خلوص کے ہم بلا لحاظ معترف ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ نوجوان مسلمانوں کی پریشانیوں اور متوسط اور عام طبقوں کے خیالات کو یہ بزرگ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ان کے مطالبات کے ترجمان ہو سکتے ہیں۔ ہر اہلِ سیاست جزیرۂ عرب اور خلافت کے ہنگاموں کی یاد بھی اب باقی نہیں رہی نئے زمانے کی سیاسی اور معاشی ضرورتوں نے مسلمانوں کو من حیث القوم ایک ایسی بھنور میں ڈالدیا ہے جس سے باہر نکلنے کی تدبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ بزرگوں کے بتائے ہوئے رستے بند ہو چکے تھے ضرورت تھی کہ نئے حالات کے پیش نظر زندگی کی ایک نئی شاہراہ سوچی جاتی لیکن جنگ عظیم سے پہلے کے اور بعد کے ہنگاموں نے قوم کو اتنا تھکا دیا ہے کہ وہ اس اضمحلال تہ بلکہ نئی قوتوں سے کام لینے کے قابل نہیں رہی۔ مسلمان کبھی شخصیت پرست تھے اور نہ انہوں نے نوابوں اور سروں کو کبھی اپنا رہنما بنایا ان کی اپنی دنیا ۱۸۵۷ء سے نہیں بلکہ اس سے بہت پہلے تاریک ہو چکی تھی سر سید نے صرف مسلمانوں کے اعلیٰ متوسط طبقوں کی ٹمٹماتی ہوئی شمع کو بجھنے سے بچانے کی کوشش کی تھی علی گڑھ تحریک کو عام جمہور اسلام کی خوشنودی کبھی حاصل نہیں ہوئی درحقیقت خلافت کے ہنگاموں نے زندگی میں پہلی بار مسلمان عوام کو اپنا ہمنوا بنایا اس تحریک کے اثرات کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو خود اس میں شریک ہونے کا موقعہ ملا گذشتہ مضمون نگار صاحب کا طنزیہ انداز میں اس تحریک پر رائے زنی کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اگر ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں جزیرۂ عرب اور خلافت کے نام پر مسلمان اٹھے تو کیا گاندھی جی کے رام راج نے ہندوؤں کو اپنی طرف نہ کھینچا تھا۔ سچ یہ ہے کہ سیاسی اور معاشی مقاصد اس وقت نہ ہندوؤں کے سامنے تھے اور نہ مسلمانوں کے دونوں قوموں کو وقتی جذبے میدان میں لائے عقل کی عنان گیری جذبات کو روک سکی اگر بقول قوم پرست مسلمان ہندو سوراج کا طالب تھا تو کیا مسلمان حالات میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے بے چین نہ تھا آزادی کی تڑپ اس کے دل میں موجود تھی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ آزادی کی جنگ میں وہ برابر کا شریک تھا لیکن جنگ کی تباہی کے بعد جب جذبات کی جگہ عقل نے لی تو جامع مسجد دہلی میں آزادی ہند کی دعوت دینے والے ہندو رہنماؤں کو اس نے شدھی کی جنگ میں مصروف پایا جذباتی مسلمان سیاست کی بھول بھلیاں نہ سمجھ سکا اور دل برداشتہ ہو کر بس نیند سے وہ برسوں کے بعد جاگا تھا پھر اس میں ساغرق ہو گیا ہندو کی آزادی "رام راج" کے ہم معنی تھی اس لئے وہ سیاست کے اتار چڑھاؤ سے متاثر نہ ہوا اور برابر آگے بڑھتا چلا گیا لیکن مسلمان اللہ اکبر اور اسلام زندہ باد کہکر ہندوستانی قومیت میں رچ نہ سکتا تھا اسی لئے وہ تلونی اور رجعت پسند کہلایا۔

افسوس تو یہ ہے کہ جس طرح مسٹر جناح اور مولانا شوکت علی جمہور اسلام کے جذبات سمجھنے سے قاصر ہیں اسی طرح ہمارے کانگریسی مسلمان رہنما بھی عوام سے رابطہ پیدا کرنے کے اعلان کو کافی سمجھ لیتے ہیں نہ اول الذکر ہماری مشکلات کو جانتے ہیں اور نہ آخر الذکر کو ہمارے احساسات کا خیال ہے ایک نے انگریز حرب اور بقول مضمون نگار آسمان کی چیزوں کے لئے ہمیں اکسایا تو دوسری جماعت موہوم آزادی کے دل پذیر تخیل کی دیوی کے نام پر ہماری قربانی مانگتی ہے قوم پرست مسلمان کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ

ان کانگریسیوں کا کہنا ہے کہ سیاسی اور معاشی معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بالکل غیر حقیقی اور مصنوعی ہے اس بنیاد پر کسی قسم کی جماعت بندی نہیں کی جا سکتی اور اگر کی جاتی ہے تو وہ محض چند خود غرض اور جاہ پسند لوگوں کے فائدہ کے لئے کی جاتی ہے جو مذہب کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھا کر عوام کو دھوکا اور فریب دیتے ہیں اس فریب کو حتی الامکان بہت جلد ختم کر دینا چاہئے اور عوام کے سامنے معاملات کو صحیح روشنی میں پیش کرنا چاہئے عوام بھوکے اور ننگے ہیں ان میں بیروزگاری پھیلی ہوئی ہے ان کے لئے یہی مسائل سب سے زیادہ اہم ہیں"

ہم خود چاہتے ہیں کہ سیاسی اور معاشی معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہ ہو اور بھوکے ننگے عوام کی مدد سب سے اہم مسئلہ بنایا جائے لیکن رونا تو یہ ہے کہ نظری حیثیت سے گذر کر جب ہم عملی دنیا میں آتے ہیں تو بھوکے اور ننگے عوام کی حالت زار پر آنسو بہانے والے عوام کی ہمدردی کو فرقہ وارانہ رنگ دیتے ہیں ممکن ہے یوپی میں مسلمانوں کے ساتھ ملکی کانگریس کا رویہ منصفانہ ہو لیکن ہندوستانی مسلمانوں کے سب سے بڑے مرکز بنگال پنجاب اور سندھ صوبہ سرحد میں بنگال کا مسلمان آسمان کی چیزوں کو آج چھوڑنے کے لئے تیار ہے اگر آپ اسے دنیاوی چیزیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ پنجاب کا لوئر طبقہ غریب کسانوں کا وہاں کی کانگریس سے زیادہ ہمدرد ہے۔ صوبہ سرحد کا ہندو اس وقت تک کانگریس کے ساتھ ہے جب تک کانگریس ہندی گورنمنٹ سرکلر منسوخ کرنے کو تیار ہے اور اگر سر عبد القیوم اس سرکلر کو منسوخ کرنے کا ذمہ لے لیں تو ہندو اسی کو آزادی کا پرستار سمجھکر اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں بنگال کے مسلمان فرقہ پرستی سے بیزار ہیں لیکن اگر وہ اس امر کا مطالبہ کرتے ہیں کہ صوبے کی کثیر آبادی کو ننگے اور بھوکے رہنے دینا قومیت کے بلند آہنگ دعاوی کے منافی ہے تو ان کو رجعت پسند اور فرقہ پرست کہکر چپ کرا دیا جاتا ہے۔

ہمیں پنڈت جواہرلال کے تمام معاشی اور سیاسی اصولوں سے کلی اتفاق ہے

ہم ننگے بھوکے عوام کی مدد کو سیاست نہیں بلکہ مذہب کا سب سے اہم فرض سمجھتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ جواہر لال جی کی یہ تمام نظریہ سازیاں صرف زیب قرطاس یا رونق محفل سے آگے نہیں بڑھتی کانگرس کی عنان اختیار حقیقت میں اس جماعت کے ہاتھ میں ہے جو معاشی انقلاب سے اتنی ہی لرزاں ہے جتنے ہمارے لیگ کے ارباب اقتدار۔

ان حالات میں ہم کس منہ سے مسلمان عوام سے کہیں کہ آؤ کانگریس میں شریک ہو جاؤ۔ کانگریس عوام ہندوستانیوں کی جماعت ہے اور وہ تباہ حال لوگوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتی ہے۔

اگر محترم مضمون نگار صاحب ننگے بھوکے مسلمان عوام کو کانگرس کی حسن نیت کا یقین دلانے کی کوشش کریں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان عوام کے لئے کانگریسی رہنماؤں کی تقریریں یا زبان مسٹر جناح کے دعووں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں مسلمانوں کے پبلک جلسوں میں شریک ہو کر دیکھئے ایک طرف خوش بیان مقرر کی تعریف ہو رہی ہے لیکن سامعین کی ایک بڑی جماعت کو آپ یہ سرگوشیاں کرتے سنیں گے کہ میاں ان لیڈروں کا کیا بھروسہ عوام کا اعتماد نہ مسٹر جناح اور مولانا شوکت علی کو حاصل ہے اور نہ ہمارے کانگریسی رہنماؤں کو ان کے نزدیک نہ لیگ کا نظام دلکش ہے اور نہ کانگریس کا عوام سے ربط پیدا کرنے کا اعلان اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں نظام ان کی زندگی کے حقائق سے بیگانہ ہیں ایک کو سروں اور نوابوں کی سرپرستی کا فخر ہے تو دوسرے کو نئی قسم کے سرمایہ داروں کی اعانت کا شرف۔

بالفرض اس وقت اگر جنگ آزادی کا ہنگامہ کارزار گرم ہوتا اور کانگریس پردیسی دشمن کے خلاف معرکہ آرا ہوتی تو ہم کہہ سکتے تھے کہ اس وقت مسلمانوں کو عقل کی دوراندیشیوں سے بے نیاز ہو کر بے دھڑک جنگ کی آگ میں کود پڑنا چاہیے لیکن معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے کانگرس کی انقلابی عنصر دستوری جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہار مان چکا ہے کانگرس کی تحریک کا تمام زور صرف اصلاحی کوششوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اس وقت مسلمان سے محض جذبات کے نام سے اپیل کرنا دانشمندی کے بعید ہے آزادی کی دیوی واقعی دلکش ہے لیکن خدا را اسے یہ تو بتائیے کہ اس پرستش کا اسے کیا صلہ ملیگا ہندو تو ممکن ہے ملک اس کا ملک کی جو تمدن ہو جس تمدن کو وہ زندہ کرنا چاہتا ہے وہ اس کا وہ مذہب کو خیرباد کہکر بھی ہندو رہے گا لیکن مسلمان کے لئے آزادی کے اس تخیل میں اپنے آپ کو کھپانا مشکل ہے۔

ہماری رائے میں کانگرس کی تحریک خالص قومی تحریک نہیں ہے اس کی ہزاروں سالہ روایات بالکل مذہبانہ ہیں جن کے اثرات آج بھی کانگرس کی ہر سرگرمی میں خاص طور پر نمایاں نظر آتے ہیں مثال کے طور پر بندے ماترم کے قومی گیت کو لیجئے اس گیت سے بنگالی مسلمانوں کو چڑ ہے کیونکہ یہ گیت ایک بنگالی کی سیاسی زندگی کے اس دور کو یاد دلاتا ہے جس کا ذکر ہی مسلمان کے لئے سوہان روح ہے دوسری مثال مہاتما جی کی ہے ان کی عظیم الشان شخصیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن مہاتما جی کی سرگرمیاں بہت حد تک مذ

قوم سے تعلق رکھتی ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی متحدہ قومیت کی بنیاد صرف سیاسی اور معاشی اصولوں پر رکھی جا سکتی ہو یعنی یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ متحدہ قومیت کی ترجمان جماعت کس حد تک مذہبی اثرات سے بالا تر ہو چکی ہے کانگریس کا وجود مضمون مرتب بنکر رہ گیا ہے نام کو تو سیاسی جماعت ہے لیکن اس کا رنگ ڈھنگ بالکل مذہبی ہے اور جب تک اس کا یہ چلن رہے گا مسلمان من حیث القوم کبھی اس میں شریک نہیں ہو سکتے ممکن ہے بعض لوگوں کے نزدیک کانگرس کی سالخوردگی خاص اہمیت رکھتی ہو لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ جن ملک جہاں بدیسی حاکموں کے خلاف آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں اور وہاں کی اقلیتیں اپنے مخصوص تمدن کا قومی شعور رکھتی تھیں ان ملکوں کے قومی رہنما کیا وطن پرست تھے انہوں نے مختلف فرقوں کو یکجا کرنے کے لئے قومی جماعت بنانے اصولوں پر رکھی مصر میں جنگ عظیم سے پہلے حزب الوطن کا زور تھا گو کہ یہ آزادی خواہ جماعت تھی لیکن اس کا رنگ ڈھنگ بہت حد تک اسلامی روایات سے متاثر تھا چنانچہ سعد زاغلول نے قومی تحریک شروع کی تو اپنی نئی جماعت بنائی جس کی روایات اول تو تھیں ہی نہیں اور اگر تھیں تو خالص قومی ترکی میں مصطفے کمال نے بھی کیا عراق اور شام میں اسلامی اثر رکھنے والے اقلیتوں کو اسی طریقے سے اپنا ہم نوا بنایا لیکن ہندوستان کی دنیا ہی نرالی ہے مہاتما جی کی تقریروں تحریروں اور اسکیموں کو لیجئے ان کا ہر لفظ دو ہزار سال پہلے کی زندگی کا آئینہ دار ہے ان کی تحریک کو سمجھنے کے لئے بدھ مت جینی روایات اور بھگوت گیتا کا مطالعہ ضروری ہو گیا ہے اگر ہمارے قوم پرست مسلمان اپنے ہم مذہب بھائیوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ مسلمان سیاسی اور معاشی اغراض کے لئے جداگانہ جماعت بندی نہ کریں تو سب سے پہلے ان کا فرض ہے کہ وہ کانگرس کو صحیح معنی میں ایک سیاسی ادارہ بنائیں درحقیقت کانگرس خالص ہندو قومی تحریک کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے اگر آپ حضرات کو امپیریلزم کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کی خواہش ہو تو کوئی ایسی جماعت بنایئے جو ہندو تمدن کی حفاظت کی بجائے ہندوستانیوں کے حقوق کی محافظ ہو۔

فطری مذہب اور خیالی تمدن کی حمایت کے زعم میں ہم سیاسی اور معاشی آزادی کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے لیکن جماعتوں کے سامنے کوئی نصب العین رکھتے وقت یہ سوچ لینا چاہیئے کہ یہ نصب العین کہاں تک جمہور کی حیات اور خیالات کی مظہر ہو سکتا ہے بیشک معیشت زندگی کا ایک مسئلہ ہے لیکن ہر سمجھدار آدمی جانتا ہے کہ محض معیشت انسانی زندگی کا قبلہ مقصود نہیں ہو سکتا اگر ہندو دھرم کی طرح اسلام کا دائرہ اثر محض فکری دنیا تک محدود ہوتا تو مسلمان کو ہندو تمدن میں گھل مل جانے میں دقت نہ ہوتی لیکن اسلام محض ایک نظری عقیدہ نہیں خوش قسمتی کہئے یا بدقسمتی تیرہ سو سال کی زندگی میں اسلام نے تمدن معاشرت اور سیاست کے متعلق زندگی کا ایک خاص زاویہ نگاہ بنا لیا ہے اور ہندوستانی مسلمان اس زاویہ نگاہ کا نہایت گہرا شعور بھی رکھتا ہے نیز آپ سیاست اور مذہب کی تفریق کے ہزار اعلان کیجئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر سیاست اجتماعی زندگی کا ایک شعبہ ہے تو مذہب اسلام آپ مذہب اور سیاست سے الگ نہیں کر سکتے مذہب کے نام سے وہ

عوام کو اپنا آلۂ کار بنانا اور اس کو ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرنا اور چیز ہے اور زندگی کے متعلق ایک خاص نقطۂ نظر رکھنا دوسری چیز ہے مسلمان کو جب آپ یہ کہیں گے کہ سیاست سے مذہب اور تمدن کو جدا کر دو تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ آپ اسے مذہب اور تمدن کو چھوڑ دینے کو کہہ رہے ہیں ایک مسلمان کے سامنے جب ذات گرامی رسول اللہ صلعم صحابہ کرام اور خلافت راشدہ کا نام لیا جاتا ہے تو اس کی چشم تصور کے سامنے فوراً تمدن اور سیاست کی ایک ملی جلی شکل آجاتی ہے۔ مذہبی اور تمدنی اداروں کی آزادی اور سیاسی جماعت بندی کی مخالفت کی دعوت دینا اسلامی تعلیمات سے بے خبری کا اعلان کرنا ہے اگر آپ اسلام کو بحیثیت مذہب اور مسلمانوں کو بلحاظ ایک جداگانہ تمدن رکھنے والی جماعت کے زندہ دیکھنے کے متمنی ہیں تو انھیں سیاسی جماعت بندیوں سے نہ روکئے بیشک جمہور اسلام کافی عرصہ غلط مذہب خود غرض قیادت اور جاہ پسند امارت کا تختۂ مشق بن چکا ہے زمانہ کی ہی روشنی نے اب اسے بے چین کر دیا ہے بڑے بڑے خطاب یافتہ اشخاص سے عوام مسلمانوں کا اندازہ نہ کیجئے بھوک برہنگی سامراج کی دستبرد اور ہمسایہ قوم کی زبوں حالی نے ان کو نئے انقلاب کے لئے تیار کر دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ننگے بھوکے عوام کو غلط مذہبیت خود غرض قیادت اور جاہ پسند امیروں سے نجات دلائی جائے زندگی کی کوئی کلی بغیر نہیں رہ سکتی بنگال پنجاب سندھ اور صوبہ سرحد کا فلاکت زدہ مسلمان نہ ہندو کی برتری سے خوش رہ سکتا ہے اور نہ سرکار پرست مسلمان وزیر اس کی افلاس کو روک سکتے ہیں شمالی ہند کے مسلمان آپ کو دل آمادہ نہیں کہہ سکتے اس کے نوابی زندگی اب تک تمدن کے سرطان سے محفوظ رہے ہیں۔ اب اس کو زندہ ہونے اور پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا نوابوں اور سرمل کا زمانہ اب گیا انقلاب کا دوبارا عکس ہم کو بلند و بالا کر کے رہے گا۔

ہم چاہتے ہیں کہ عوام کی بیداری کی عمارت کانگرسی معماروں کے ہاتھ سے نہ بنے ہم مذہب اسلام اور اسلامی تمدن کو دنیا کا مفید ترین عنصر سمجھتے ہیں اور انسانیت نو کی تخلیق میں اس عنصر کا وجود ضروری جانتے ہیں اس وقت کانگریسی نصب العین کو قبول کرنے اور اپنی سیاسی وحدت کو ختم کرنے کے معنے اپنے مذہب اور تمدن سے ہاتھ دھو لینے کے ہیں اس لئے ہم اپنی ملی زندگی کی نصب العین کا تاثر قائم رکھنا چاہتے ہمارا خیال ہے کہ مسلمان عوام کی بیداری ان کی خالص قومی زندگی کے معیار پر ہونی چاہیے ان کو "مہاتما جی کی جے" اور "بندے ماترم" کے نعروں کی بجائے رسول اللہ صلعم صحابہ کرام اور سلف صالحین کا اسوۂ حسنہ پیش نظر رکھنا چاہیے وہ ضرور بغاوت کریں دولت کی غیر مساوی تقسیم پر بڑی زندگی کی سوتوں کو بہنے سے روکنے والی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہوں غلط مذہبیت اور خود غرض قیادت کے بتوں کو بے دریغ توڑیں لیکن ان کی نشو و نما میں ہم انھیں ہندو اثرات سے مامون رکھنا چاہتے ہیں جب وہ جمہوریت پرستی اور عقلی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزاد فضا میں رہنے کے قابل ہو جائیں تو پھر وقت آئیگا کہ مسلمان اپنی سیاسی جماعت بندی کو چھوڑ کر بھی اپنے تمدن اور مذہب کو محفوظ رکھ سکے گا۔

سادہ لوح اور انجان، چالاک اشخاص کی جماعت میں رہ کر ان کا ذلیل ہی بنتا ہے۔ لہذا مسلمان کو روٹی کے نام سے گمراہ نہ کیجئے ممکن ہے کانگرس میں شامل ہو کر وہ بھوک اور برہنگی کو کچھ کم کر سکے اگرچہ ہمارے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں، لیکن بحیثیت ایک انسان کے نہ اس کا ذاتی وقار رہے گی۔ اور نہ اس میں عزت نفس کا جذبہ باقی رہ سکے گا

(سلسلہ مضمون صفحہ ۵۳) اور جس طرح آج بھی قمامہ کا کلید بردار مسلمان ہے فلسطین کا واقعی محافظ بھی مسلمان ہی ہو سکتا ہے لیکن مسلمان کا اثر وہاں گوارا کیسے ہو جبکہ وہ (فلسطین) سلطنت برطانیہ میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کا اہم نقطہ ہے اور اس کے نقطۂ نظر سے یہ دیکھتے رہنا ضروری ہے کہ وہاں کسی ایسی قوم کو آباد ہونے اور اپنی قومیت کو عظیم الشان ترقی دینے کی اجازت نہ دی جائے جو بالآخر ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو۔
(کرنل کلفٹن براؤن ممبر پارلیمنٹ)

اسی لئے یہود جیسی غیر سیاسی قوم کو دنیا سے لا لا کر اس ساحل پر لا بسایا گیا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں یہ کبھی بھی کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر بیٹھے عرب اور یہودیوں کے درمیان میں خود بدولت اپنا ٹھکانا بنائے ہوئے ہیں یہودی اور عرب آپس میں برابر چلتے رہے اور بیت المقدس کے مذہبی محافظ کی حیثیت سے دونوں کے سرپرست ہوں فلسطین کا ساحل دنیا کی اس سب سے بڑی حکومت کے عوض ان کے اثر میں رہے اور دنیا کے مذہبی احساسات کی خاطر تکلیفیں جھیلنے والی سلطنت کے جہازوں کو آسانی سے تیل ملتا رہے غریب یہودی بھی اب ایک بہانہ ہیں ان کے سردار ڈاکٹر وائیزمان نے ایک دوسرے سلسلہ میں سچ کہا تھا کہ "یہودی ہمیشہ ہی بہت اچھا بہانہ ثابت ہوئے ہیں"!

مصر کی حفاظت کے متعلق گفتگو ہوئی گزشتہ تین ماہ کے اندر تین ہزار مصری سپاہ بھرتی ہو چکی ہے حکمران پارٹی میں چند سیاسی امور کے متعلق کچھ اختلافات بھی رونما ہوگئے ہیں۔

عراق، یمن، مراکش دول اربعہ اسلامیہ کا جو میثاق سعد آباد میں مکمل ہوا تھا ظاہر تھا کہ اسے استعمار مغرب اچھی نگاہ سے نہ دیکھ سکتا تھا ترکی، ایران اور افغانستان تو پھر آزاد اور بہت قوی زبائیں تھیں صرف ایک عراق کمزور تھا اور ہنوز اس کی مکمل آزادی کا تکملہ بھی ہوا تھا اس لئے اس پر ریشہ دوانیاں چل گئیں چنانچہ ارض عراق کا بطل جلیل جنرل بکر صدقی وزیر جنگ محض اس جرم میں کہ وہ استعمار مغرب کا شدید مخالف تقسیم فلسطین کا دشمن اتحاد اسلام کا زبردست حامی تھا یکایک شہید کر دیا گیا۔

پھر ایک عجیب طریق پر اس حادثہ کے فوراً بعد ہی سید حکمت سلیمان کی حکومت مستعفی ہوگئی جس نے شبہات میں اور اضافہ کر دیا بہرکیف اس کی جگہ جو دوسری حکومت برسر اقتدار آئی تھی وہ بھی شکست ہو کر اب جدید انتخابات کا اعلان ہوا ہے۔ تاہم اس حادثہ و انقلاب سے دنیائے اسلام میں ایک عام اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ تازہ ترین اطلاع ہے کہ سید جمیل مدفعی نے جدید کابینہ مرتب کر لیا ہے۔ کچھ ہو عراقی بھی اب بہت بیدار ہو چلے ہیں اور وہ بہ آسانی آلہ کار نہیں بنائے جا سکتے۔

امام یمن نے ایک جدید دستہ فوج مرتب کرنے کا حکم دیا ہے جو مستقل طور پر پایہ تخت ہی میں رہے گا اور جدید ترین اسلحہ سے مسلح ہوگا۔

حکومت یمن کثیر مقدار میں فوجی سامان خرید رہی ہے اور ایک توپخانہ بھی قائم کیا جانے والا ہے امام ممدوح نے بھی تقسیم فلسطین کی شدید مخالفت کی ہے۔

مراکش بھی سرفروش عربوں کی بستیوں سے معمور ہے جو غازی عبدالکریم کی زیر سیادت ایک عرصہ تک بہ ہزار مردانگی کا اظہار کرچکے ہیں آزادی کی روح ان کے اندر بھی موجود ہے فرانس ہر طرح انھیں دبا تا رہتا ہے مگر وہ نہیں دبتے آخر فرانسیسی فوج و پولیس سے قوم پرور جماعت کے ایک گروہ سے تصادم ہوگیا گولیاں چلیں دو طرفہ کافی نقصان ہوا حالات کی رو بتا رہی ہے کہ اب دنیائے اسلام میں پھر بہار آ رہی ہے اور چشم فلک کو پھر اس کی تجلیاں دیکھنی ہیں۔

افغانستان ایک لائق و فاضل بزرگ ایم۔ ڈی صوفی ایم اے نے افغانستان کی طویل و پر غور سیاحت سے واپس آکر اہم معلومات بہم پہنچائی ہیں فرماتے ہیں کہ کابل میں تین درسگاہیں ہیں۔ جن میں نصاب تعلیم لندن کے میٹرکیولیشن کے نصاب کے مساوی ہے ذریعہ تعلیم فارسی ہے مگر ہر طالبعلم کو انگریزی فرانسیسی یا جرمنی زبانوں میں سے کوئی ایک زبان ضرور لینی پڑتی ہے۔ دیہات میں ذریعہ تعلیم پشتو ہے۔ قندھار کے متعلق لکھتے ہیں کہ شہر کی جدید تعمیر ہو رہی ہے۔ مکانات [illegible] سڑکیں چوڑی دکانیں وسیع اور منظر دلفریب ہے تجارت بھی روز بروز بڑھ رہی ہے سلطان احمد شاہ ابدالی کا مقبرہ بھی یہیں ہے۔ ہرات میں مولانا جامی کا مقبرہ ہے اور امام فخر الدین رازی کا بھی اس کی بھی جدید تعمیر ہو رہی ہے اور یہ بھی تجارتی مرکز ہے طول و عرض ملک میں بہت سے نہایت آراستہ گیسٹ ہاؤس بنے ہوئے ہیں کرایہ بہت ارزاں ہے۔ عورتیں بالعموم پردہ کرتی ہیں پرائمری درجہ تک لڑکیوں کی تعلیم ہے۔ مقبرہ بابر بہت اچھی حالت میں ہے۔ سلطان محمود غزنوی کی بھی زیارت کی آپ نے یہاں کی ترقیات کا بھی ذکر کیا ہے۔

چین و جاپان چین و جاپان کی جنگ نے اس ماہ میں نہایت شدت اختیار کر لی۔ گو جاپان کو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں اور وہ متعدد علاقے فتح بھی کر چکا ہے مگر چینی بھی ہر جگہ شدت کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں تمام جنگوں میں شنگھائی کی جنگ بہت خوفناک اور نتیجہ خیز جنگ تھی تمام چین میں برطانیہ کا کم و بیش ڈیڑھ ارب روپیہ لگا ہوا ہے اس میں سے صرف ایک شنگھائی میں دو تہائی سرمایہ لگا ہوا ہے جاپان نے اس پر ہولناک طریق پر گولہ باری کی گولے بازاروں اور مکانوں پر پھٹے اور اس آباد اور خوبصورت شہر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا اور کروڑوں روپے کا نقصان کر دیا جس سے ارض مغرب میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ طیاروں کی بمباری میں برطانوی سفیر بھی مجروح ہوگیا جس پر اس نے معذرت کر دی۔

جدید صورت یہ پیدا ہوئی ہے کہ اسی دوران میں روس نے چین سے معاہدہ کر لیا ہے جس کی رو سے اس نے بکثرت سامان حرب چین کو مہیا کرنا شروع کر دیا ہے اور حالات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے جنگ زوروں پر ہے جاپان بھی پہاڑ کی طرح بڑھ رہا ہے اور نتیجہ کے متعلق صحیح طور پر ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

ہسپانیہ وزیر اعظم برطانیہ نے لیگ پر یہ امر تسلیم کرنے پر زور دیا کہ ہسپانیہ اس وقت اطالوی و جرمنی ظلم و تعدی کا شکار بنا ہوا ہے باغیوں کے ساتھ اٹلی اور جرمنی کی دوستی کے معنے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اس پر مسلط ہو جانے کے خواہشمند ہیں معلوم ہوا ہے کہ اٹلی ہسپانیہ میں اپنی فوج دگنی کرنے والا ہے اس پر وزیر خارجہ فرانس نے تابندی تقریر کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر دنیا کی بعض قومیں زیادہ سے زیادہ سامان اٹھا کر لی اور مسلح ہوتی رہیں اور ان پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی تو دنیا آقاؤں اور غلاموں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جو کیا جائے گی ہو چکی ہے۔ طاقت سے ٹکرانے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ایک مدت ہو چکی کہ غریب ہسپانیہ جولانگاہ ستم بنا ہوا ہے جمعیۃ اقوام قائم ہے مگر کسی کی ہمت نہیں پڑتی جو آگے بڑھے اور اسے بچائے۔

ہندوستان

جمعیۃ علمائے ہند مولانا احمد سعید صاحب نے جمعیۃ کی تنظیم اور ہندوستان کے مسلمانوں میں نظام شریعت کے اجراء کے متعلق ایک معرکہ آرا تقریر فرمائی تھی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا جابجا جمعیۃ کی شاخیں بھی قائم ہونے لگیں علماء میں بیداری کی بھی پیدا ہوئی

جنوری ۱۹۳۲ء کی بات!-

جب میں باپ نہیں تھا

(ایک ناسمجھ کی سبق آموز آپ بیتی)

میری شادی کو گیارہ سال ہو چکے ہیں لیکن بہت عرصہ تک...... میں یہ احساس نہیں کر سکا کہ شادی شدہ لوگ کیونکر خوش رہ سکتے ہیں شادی کیوں ہوتی ہے۔ اور پھر ------ کیا ہوتا ہے۔ میرے دوست جب اپنے راز کے قصے مجھے سنایا کرتے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے میرے دل کو مسل کر سینے سے باہر نکال دیا ہے۔ اور اس کی جگہ انگیٹھی میں آگ بھر کر رکھدی ہے۔ بہت دن کے بعد میرے ایک خاص دوست کو میری خفیہ بیماری کا پتہ چل گیا اس نے پوچھا:-

کیا تمہیں جریان کی بیماری ہے۔ میں نے کہا نہیں لیکن پھر اس نے کہا۔ کیا پیشاب سے پہلے اور اس کے بعد کوئی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے خاص بات پوچھی۔ میں نے کہا۔ میں یہ بات جانتا تو ضرور ہوں کہ ایسا ہوتا ہے۔ لیکن آج تک.....

میرا یہ جواب سنکر وہ چونک اٹھا۔ اور تعجب سے کہا کہ تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی۔ اگر اسی زمانے میں بتادیتے تم۔ جب تمہاری شادی ہوئی تھی، کہ تم جریان کے مریض ہو، تو میں تمہیں صرف چند دن میں تندرست کردیتا۔ چنانچہ میرے دوست نے اسی وقت جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔بی ۱۲۲ دہلی کو خط لکھکر "جوہر اعظم" دوا کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کو منگائی اور مجھے استعمال کرائی۔

میں نے ترکیب کے مطابق اس دوا کا استعمال شروع کردیا میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے دیکھا کہ دوا شروع کرنے کے ساتویں یا شاید آٹھویں دن وہ رطوبت خارج ہونی بند ہوگئی۔ اور مجھے اپنے اندر ایک خاص بات محسوس ہوئی۔ دوا ابھی پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک روز...... بیوی

جنوری ۱۹۳۶ء کی بات

اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اب میں اس جوانی کی ہری بھری دنیا میں ایک ایسے خوش و خرم نوجوان کی طرح ہوں جیسے کہ مجھ جیسی عمر کے انسان کو ہونا چاہیئے۔ میری بیوی ایک بچہ کی ماں ہے اور وہ جب اپنے بچے کو کھلاتی ہے۔ اور بچہ ٹمک ٹمک کر ماں کی طرف دوڑتا ہے اور ماں کے سر کے بال نوچتا ہے تو مجھے یہ بات یاد آتی ہے کہ اس بچے کے باپ کا نام "جوہر اعظم" ہے۔ کیونکہ جوہر اعظم دوا سے ہی میری جریان کی بیماری دور ہوئی۔ اور میری خفیہ طاقت پھر مجھے مل گئی۔ کاش جریان کے تمام مریضوں کو معلوم ہوجائے کہ اس دنیا میں جریان کی اگر کوئی بھرپور دوا ہوسکتی ہے تو وہ "جوہر اعظم" ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ہے (۳۸)۔ اس دوا پر عام فائدہ کے خیال سے محصول ڈاک معاف ہے۔

پس ناظرین میں سے جو لوگ میری طرح جریان کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ اور پیشاب سے پہلے یا بعد میں قوت مردی پانی کی طرح بہہ جاتی ہو یا بیوی سے شرمندگی ہوتی ہو تو انہیں چاہیئے کہ فوراً ہی ایک خط **جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔بی ۱۲۲ دہلی** کے پتہ پر لکھکر جوہر اعظم دوا کی شیشی بذریعہ وی۔پی پارسل منگالیں۔ صرف ایک ہی شیشی تندرست بنادے گی۔

جوہر اعظم وہی مشہور دوا ہے جسے ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا کامرس سوسائٹی نے کافی تجربہ کرکے عام اعلان کے ذریعہ پبلک کو مطلع کیا تھا کہ یہ جوہر اعظم دوا جریان کے مریض کو یقیناً تندرست کرتی ہے اور تمام ملک سے پرزور اپیل کی تھی کہ جریان کے مریضوں کو اس دوا سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ آل انڈیا کامرس سوسائٹی نے جوہر اعظم کا بہت کافی تجربہ کرایا ہے۔ اور ہر جگہ ہر مریض کو اس دوا نے تندرست کردیا۔ چنانچہ ۲۰ ستمبر سے آج تک انجمن مذکور کی ہدایت کے مطابق اس دوا پر محصول ڈاک معاف ہے اور کسی خریدار سے محصول پارسل نہیں لیا جاتا۔ صرف دوا کی قیمت لی جاتی ہے۔

نوٹ:- اگر ہندوستان سے باہر دوسرے کسی ملک میں رہنے والے یہ دوا منگائیں گے تو ان سے محصول ڈاک ضرور لیا جائے گا۔ محصول ڈاک معاف کی رعایت صرف ہندوستان میں رہنے والے باشندوں کے واسطے ہے۔

عورتیں گوری ہوگئیں

آجتک اتنی حیرت انگیز دوا دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی جو چہرہ کے رنگ کو مستقل طور پر گلاب کے پھول کی مانند خوشرنگ اور گورا کردے۔ ایسی کریم اور پاوڈر تو ضرور آتے تھے جن کے لگانے سے تھوڑی سی دیر کے لئے چہرہ پر رونق آجاتی تھی۔ مگر ایسی عجیب ایجاد آجتک نہیں سنی تھی۔ جسکے استعمال سے چہرہ کا رنگ ہمیشہ کیلئے نکھر جائے۔ یہ بات آپکو حسن پرور دوا میں ملے گی جس سے بیشمار سیاہ رنگ کی عورتوں کے چہرے نہایت خوبصورت خوشرنگ اور ملیح بن گئے۔ دو شیشی حسن پرور کی قیمت ایک روپیہ چھ آنے ہے۔ بذریعہ وی۔ پارسل منگانے پر ساڑھے نو آنے محصول خرچ ہوگا۔ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔بی ۱۲۴ دہلی**

ایک عجیب تحفہ
زنانہ گھڑیاں ویسے تو ہزاروں قسم کی ہندوستان میں موجود ہیں مگر یہ گھڑی آپ کو دوسری جگہ ڈھونڈنے کو بھی نہ ملے گی کیونکہ
یہ تحفہ ہم نے اپنی بہنوں کے لئے منگایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس عجیب و غریب کو دنیا میں پیدا کیا گیا ہے
نفیس بڑے سڈول مضبوط قلعی کیس کے اندر ہیں اور اصلی سونے کی طرح چمکدار
کرو ہزار روپے کی ہیرے اور یاقوت والی گھڑی بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔
بٹن کے برابر زنانہ رسٹ واچ
ہماری بہنوں اپنی خوبصورت اور فیشن ایبل گھڑی جو بالکل بٹن کے برابر ہے اپنے لئے ضرور منگاؤ تمہاری دوسری
ہزاروں بہنوں نے منگائی ہے تھوڑی تعداد میں باقی ہیں جو پھر بازار میں بھی نہیں ملے گی اور
پھر آپ نے طلب کی تو ہم فرمائش کی تعمیل نہ کر سکیں گے قیمت فی عدد چھ روپے آٹھ آنے محصول سات آنے
علاوہ ہندوستان کے مشہور گھڑیوں کے تاجر
بی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ نمبر ۹۶ دہلی
خوش وقتی
رسالک کی لاجواب دوا جو سولہ سال سے مشہور ہے لاکھوں انسان ان گولیوں کے استعمال کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ دیر تک خوش
کرنے کے لئے یہ لاجواب دوا ایجاد کی گئی ہے جسکو راجہ اور نواب بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں اور لطف اٹھاتے ہیں ایک
گولی ایک دفعہ کے لئے کافی ہوتی ہے جب تک ترشی کا استعمال نہ کیا جائے فراغت نہیں ہوتی قیمت فی درجن دو روپے
محصول ڈاک سات آنے علاوہ۔ پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی
دو منٹ میں قوت
حاصل کرنے کے لئے امریکن ڈاکٹر رانسن کی ایجاد ٹانک آئیل استعمال کیجئے۔ اس دوا کا کمال یہ ہے کہ
صرف ایک قطرہ لگایا جاتا ہے اور دو منٹ کے بعد انتہائی قوت کا دورہ شروع ہو جاتا ہے ضبط
ناممکن ہے کپڑا لپیٹنے اور پان باندھنے کی بالکل ضرورت نہیں رہتی۔ فوری اثر کرنے کے لئے دنیا کی
بہترین ایجاد ہے قیمت فی شیشی دو روپے سات آنے محصول ڈاک علاوہ پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل دہلی
مسلمانوں ہوشیار ہو جاؤ
رمضان المبارک کیلئے شاندار سستی ٹائم پیس آ گئے
جرمنی نے اپنے کمالات کی وجہ سے جو غیر فانی شہرت حاصل کر رکھی ہے وہ محتاج بیان نہیں اب ایک اور کمال کی چیز جرمنی نے بنا کر بھیجی ہے یہ بڑی آواز کا الارم
ٹائم پیس ہے خدا جانے کس غضب کے پرزے لگائے ہیں کہ بار بار میز سے گرانے کے باوجود نہیں ٹوٹتے۔ خوبصورتی بے مثال دور سے قیمتی چیز معلوم دیتی ہے ڈائل
بہت خوبصورت نکل پختہ اور چمکدار ہینڈل بیضاوی اور مضبوط الارم کا اسٹاپ ہینڈل کے پاس لگا ہوا ہے جب آواز بند کرنی ہو تو اس کو دبا دیا جاتا ہے۔ نکل کے
علاوہ رنگدار بھی آئے ہیں جو بہت ہی دیدہ زیب کلر کے ہیں مکان کی زینت۔ میز کی آرائش۔ وقت کی سچائی اور مضبوطی میں بے نظیر اور اتنا سستا کہ دیکھنے والوں کو
حیرت ہو جائے اور برتنے پر اتنی قیمت قربان کر دینے کو جی نہ چاہے تو ہمارا ذمہ۔
آپ جانتے ہیں کہ جرمن اور ہندوستان کے درمیان ہزارہا میل کا فاصلہ ہے۔ جب بھی آرڈر دیا جائے چھ ماہ سے کم میں تعمیل ہونی مشکل ہے اس لئے اب
جو مال آیا ہے وہ اتنا ہے کہ صرف ایک ہزار قدردانوں کو دیدیا جائے۔ لہذا اس عام اطلاع کو پڑھتے ہی جو صاحب بھی منگائیں گے وہ نفع میں رہیں گے۔ بعد کو
اس کی قیمت دوگنی ہو جانے کا امکان ہے کیونکہ ڈیوٹی بڑھ جانے اور مال کی گرانی کے باعث قیمت زیادہ ہو جائے گی۔ اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھائیے
اور آج ہی کم از ایک ٹائم پیس اپنے لئے ضرور منگا لیجئے۔ قیمت جو چیز کے مقابلہ میں بالکل مفت کے برابر ہے چار روپے بارہ آنے ہے محصول ڈاک کا خرچہ بارہ آنے علاوہ ہے۔
اندھیرے میں لکھنے والی پنسل
جاپان ہی نئی نئی ایجادات میں بہت سی حکومتوں کا باپ بن گیا ہے اب یہ ایک ایسی پنسل بنا کر بھیجی ہے جس سے بالکل اندھیرے میں بغیر کسی روشنی کے تحریری کام کیا
جا سکتا ہے۔ اس پنسل میں یہ کمال کاریگری سے اس کے منہ کے پاس بجلی کا بلب لگایا ہے جس وقت کوئی کام کرنا ہو ذرا سا کھٹکا دبایا اور روشنی ہو گئی پس لکھنا شروع کر دیا
تمام عبارت کی تحریر صاف دکھائی دیتی ہے نہایت خوبصورت ہے جیب میں سمائی آ جاتی ہے بائسکوپ دیکھنے والوں کیلئے یہ کام کی چیز ہے عجیب غزلوں و مکالموں اور فلم کی اچھائی برائی کو فوراً
نوٹ کر سکتے ہیں۔ یہ پنسل ہندوستان میں بہت مقبول ہوتی ہے
قیمت فی عدد دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک سات آنے علاوہ
منگانے کا پتہ
بی کے برادرس اینڈ کو فولاد خاں اسٹریٹ ۹۶ دہلی

کا کرشمہ ہم نے تمہاری نظر کے سامنے پیش کیا تاکہ تم صنعتِ الٰہی کا مشاہدہ کرو اور اپنی آنکھوں سے قدرت الٰہی کا معائنہ کرلو اور یہ وجہ بھی ہے کہ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ کہ ہم تم کو حشر جسمانی کے ثبوت کے لئے لوگوں کے واسطے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں یعنی لوگ تمہاری کیفیت اور واقعہ کو دیکھ کر سمجھ لینگے اور یقین کرینگے کہ خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے انسان کو دوبارہ پھر ویسے ہی زندہ کرسکتا ہے جسطرح وہ پہلے تھا اور تمام اعمال کا حساب کتاب بھی لے سکتا ہے اور انسان کو دوبارہ زندہ ہونے کے بعد یہ گذشتہ اعمال بھی یاد ہو سکتے ہیں۔ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا اور گدھے کی ہڈیاں دیکھو ہم کس طرح اُن کو اکٹھا کر کے زندہ کرتے ہیں ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا۔ پھر ہم اُن مجتمع ہڈیوں کو گوشت پوست اور رگ پٹھوں کے لباس سے آراستہ کر کے اُن میں جان ڈالتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ نے حکم کی تعمیل کی اور خدا تعالیٰ نے ہڈیوں کو گوشت پوست پہنا کر جان ڈالکر زندہ گدھا پیش نظر کر دیا۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ جب حضرت عزیرؑ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور مشاہدہ سے تمام کیفیت اُن پر ظاہر ہو گئی تو کہنے لگے میں یقین رکھتا ہوں اور علم الیقین سے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ پر پہونچ گیا اور آنکھوں سے معائنہ کرنے کے بعد خود اپنے اوپر اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آزمالیا کہ خدا تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔ بوسیدہ ہڈیوں کو پھر از سر نو زندہ کر کے اُن کا حساب کتاب کرسکتا ہے اور حشر اجسام روز قیامت میں ضرور ہوگا۔ خدا کے نزدیک یہ کچھ دشوار نہیں ہے

مقصود بیان:- مجاہدہ سے ایمان کی طرف ایمان بالغیب سے معائنہ کی طرف اور معائنہ سے مشاہدہ اور وجدان کی طرف ترقی ہوسکتی ہے۔

پہلے انسان کو علم الیقین ہوتا ہے اسکے بعد ترقی کر کے عین الیقین کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اس کے حاصل ہو جانے کے بعد آخری درجہ حق الیقین کا ہے جس سے انسان مشاہدہ اور وجدان کی طرف ترقی کرسکتا ہے۔

مثلاً کسی صادق القول اور معتبر آدمی نے کہا کہ چھت کے نیچے حوض ہے تم جاکر وہاں پانی پی سکتے ہو اور پیاس بجھا سکتے ہو اور چونکہ یہ شخص قابل اعتماد تھا اسلئے اُسکے کہنے سے حوض کا یقینی علم ہوگیا یہ تو علم الیقین اور ایمان بالغیب کا مرتبہ ہے ہر مؤمن کو یہ حاصل ہے اس سے آگے بڑھ کر اگر کسی نے خود جاکر حوض کو دیکھ لیا اور آنکھوں سے معائنہ کرلیا کہ حوض موجود ہے تو اسکو عین الیقین کا درجہ حاصل ہوگیا۔ گویا ایمان بالغیب سے ترقی کر کے معائنہ کے مرتبہ پر آدمی پہونچ گیا پھر قصہ حضرت عزیرؑ کا ہوا اُن کو ایمان بالغیب تھا وہ یقین رکھتے تھے کہ حشر جسمانی ضرور ہوگا اور اس مردہ بستی کو خدا ضرور زندہ کرسکتا ہے مگر معائنہ کے طالب ہوئے تو گدھے کو مار کر پھر اُن کے سامنے زندہ کر کے دکھا یا گیا۔ پھر اگر آدمی جاکر خود اُس حوض سے پانی پی لے اور پیاس بجھا لے تو اب اسکو حق الیقین حاصل ہو جائیگا اور خود مشاہدہ کرلیگا اور بذاتِ خاص اُسکو پانی کا وجدان ہوگیا اور سیرابی کی لذت سے وہ خود آشنا ہو جائیگا۔ حضرت عزیرؑ پر علم اور عین کے دونوں درجات تو گذر گئے تھے اب تیسرا مرتبہ اُن کو مشاہدہ اور وجدان کا عطا کیا کہ پہلے اُنکی آنکھوں میں قوت حیات عطا کی گئی تاکہ وہ خود اپنی جسمانی ساخت کی تبدیلی اور اعضاء کی تازہ حیات مشاہدہ کرلیں۔ بالآخر جب سب مراتب اُن کو حاصل ہو گئے تو اُنہوں نے اقرار کرلیا۔ اب مجھے مشاہدہ سے معلوم ہوگیا کہ خدا سب کچھ کرسکتا ہے۔ اگرچہ اُن کو پہلے سے بھی یقین تھا لیکن اس یقین اور اس یقین میں بڑا فرق ہے۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کو یقین کے تمام مراتب یکدم نہیں عطا کر دیے جاتے ہیں بلکہ ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف رفتہ رفتہ ترقی دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں امور ذیل کی طرف لطیف اشارات فرمائے ہیں۔ حشر جسمانی اور حساب کتاب حق ہے۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے جو چیزیں بہت جلد تغیر پذیر ہیں اُنکو تغیر سے روک سکتا ہے اور جو چیز کم تغیر کو قبول کرتی ہے اُسکو بہت جلد فنا کرسکتا ہے یعنی موجودات عالم سب اُسی کے قدرت و اختیار کے زیر نگین ہیں يَتَصَرَّفُ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔ انسان کو لازم ہے کہ مجاہدۂ عقل کے ساتھ ایمان بالغیب حاصل کر کے اور پھر مصنوعات پر غور و فکر کر کے ایمانی مراتب میں ترقی کرتا جائے اور بالآخر قائل ہو جائے کہ ما عرفناک لا بنور معرفتک وما عرفناک حق معرفتک ایمان بالغیب رکھنے والا مقام تحیر اور تعجب میں ہو سکتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی صنعت کو دیکھ کر تعجب اور تحیر کرنا ایمان کے مخالف نہیں ہے

ایک امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان کی روشنی میں اضافہ ہوتا جائے گا اور قرب الٰہی بڑھتا جائے گا اُتنا ہی ادب حاصل ہوتا جائے گا۔ وغیرہ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ

اور جب ابراہیمؑ نے کہا پروردگار مجھے دکھا دے تو مردوں کو کسطرح

تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى

زندہ کریگا اللہ نے فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں ہے ابراہیمؑ نے کہا یقین کیوں نہیں

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۚ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

میں دل کی تسکین چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا تو چار پرند

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ

لو اور اپنی طرف اُن کو ہلالو پھر (کاٹ کر) ہر پہاڑ پر

عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

اُن کا ایک ٹکڑا رکھدو اس کے بعد اُن کو آواز دو

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئینگے اور یقین رکھو کہ اللہ زبردست دانا ہے

تفسیر یہ آیات بھی سابق آیات کے مضمون کی تاکید کر رہی ہیں ان میں بھی شان ربوبیت اور قدرت اقدس کے کرشمے دکھا کر مصنوعات سے صانع کی طرف انتقال کرنے کا ایمار کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ :- اے نبی اس قصہ کو بھی یاد کرو کہ جب ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کیا تھا الٰہی تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے ؟ حضرت ابراہیمؑ کے اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز حضرت ابراہیمؑ کا ایک مُردار جانور کیطرف سے گذر ہوا جو دریا کے کنارے پڑا تھا سمندر کی مچھلیاں بھی اُسکو کھاتی تھیں اور صحرائی جانور بھی اُس سے فائدہ اٹھاتے تھے اور شکاری پرندے بھی اُس کا گوشت نوچتے تھے - یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے تعجب کیا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی یہ تو مجھے یقین ہے کہ تو اس کے تمام اجزاء کو جمع کرکے پھر اسکو زندہ فرمائیگا - اسکے ذرات ہر جگہ سے اکٹھے کرلیگا خواہ ہوا میں ہوں یا قعر سمندر میں یا روئے زمین پر بہرحال تیری قدرت سے خارج نہیں ہو سکتے لیکن مجھے دکھا دے کہ تو اُسکو کس طرح زندہ کرتا ہے - قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ - خدا تعالیٰ نے فرمایا کیا تو میری قدرت پر ایمان نہیں لایا کیا تجھکو حشر اور بعث جسمانی میں کچھ شک ہے کیا تجھکو یقین نہیں کہ اسکے اجزاء جمع کرنا اور پھر اُس میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکنا میری قدرت سے خارج نہیں ہے - قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ - حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا میرا ایمان تو ضرور ہے میں تیری قدرت کاملہ پر یقین رکھتا ہوں اور حشر جسمانی کی تصدیق کرتا ہوں لیکن میری یہ درخواست صرف اطمینان قلبی یعنی ایمان بالمشاہدہ حاصل کرنے کے لئے ہے میں اپنی آنکھوں سے کیفیت احیاء کو دیکھنا چاہتا ہوں - قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ خدا تعالیٰ نے فرمایا تو اگر اطمینان قلبی مقصود ہے اور مشاہدۂ قدرت کرنا چاہتے ہو تو چار پرندے پکڑ لو اور اُن کو اپنے اوپر ہلالو - پھر اُن کا سر تو کاٹ کر اپنے ہاتھ میں رہنے دو اور باقی جسم کو خوب کوٹ کر قیمہ کر لو - ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر سب کو ملا کر تھوڑا تھوڑا حصہ اپنے مقام کی مختلف پہاڑیوں پر رکھ آؤ - ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر اُن کو علیحدہ آوازیں دو اور بلاؤ سب پرندے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائینگے یعنی پروں کے اجزاء باہم ملکر پر بن جائینگے گوشت کے اجزاء سے مکمل گوشت ہو جائیگا - اسی طرح ہڈی کھال پٹھا رگ وغیرہ درست ہو جائیگا اور ہر پرندہ علیحدہ تمہاری آواز پر لبیک کہتا ہوا بغیر سر کے پاؤں سے دوڑتا ہوا تمہارے پاس آجائیگا اور اپنے سر سے آکر مل جائیگا - وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ اور جان لو کہ خدا تعالیٰ تمام عالم پر غالب ہے اُس کے تسلط و غلبہ سے کوئی چیز سرتابی نہیں کرسکتی وہ حکیم بھی ہے اُسکی صنعت حکمت سے خالی نہیں ہے - اُسکے نزدیک حشر جسمانی دشوار نہیں ہے حضرت ابراہیمؑ نے حکم الٰہی کے بموجب چار پرندے یعنی مور، مرغ کبوتر اور کوا لیکر سب کو ریزہ ریزہ کرکے مختلف پہاڑیوں پر رکھدیا اور پھر صنعت الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے فعل احیاء کا معاینہ کیا اور اطمینان قلبی جو دیکھنے سے متعلق تھا اُسکو حاصل کرلیا -

مقصود بیان :- بروایت بیضاوی احتمال ہے کہ آیت میں مور سے مراد دنیوی عیش و عشرت زیب و زینت اور آرائش و آسائش ہو اور مرغ سے مراد نفس کا جوش انتقام تہور اور صولت ہو اور کوے سے مراد نفس کی پلیدی خست امید اور چالاکی ہو اور کبوتر سے اشارہ علو مرتبہ کی طلب اور خواہش نفسانی میں جلد پھنس جانے کی طرف ہو - حاصل مراد یہ کہ جو شخص دائمی بقاء اور لازوال زندگی چاہتا ہے اُسکو چاہیئے کہ دنیوی خواہشات لذائذ لہو و لعب اور تمام مزخرفات کو چھوڑ دے اور اس طاؤس نظر فریب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے - جوش انتقام غرور اور صولت کو بھی زائل کر دے اور اس آزار رساں مرغ کو ذبح کر ڈالے - نفس کی اُمید، مکاری اور خباثت کو بھی دفع کر دے اور اس نجس مکار امید شعار کو حلال کر ڈالے - اسکے علاوہ درجۂ نفسانی کے عادی کی طلب کو بالکل چھوڑ دے اور خواہشات کے پھندے میں نہ پھنسے اور اس کبوتر کا بھی قیمہ قیمہ کر دے - نتیجہ یہ ہوگا کہ دوامی زندگی اور حقیقی بقاء حاصل

ہو جائیگی۔ آیت میں امور ذیل کی طرف بھی لطیف اشارات ہیں۔ ازدیاد ایمان کی خواہش مشاہدہ و معائنہ کے ذریعہ سے ایمان استدلالی کی پختگی مصنوعات پر تحقیقی نظر ڈالکر وجود قدرت صانع پر استدلال حشر جسمانی کا ثبوت۔ قدرت کاملہ کا تمام کائنات کو محیط ہونا ضمنی ترہیب و ترغیب۔ خداوند تعالیٰ کا مالک حقیقی اور متصرف ہونا وغیرہ۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ چار پرندوں سے یہی چار عناصر مراد ہیں جن سے انسان بنا ہے ان میں سے ہر ایک کی طبیعت جدا جدا ہے اور ہر ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ کر اپنے مرکز کی طرف بھاگنا چاہتا ہے لیکن بحکم خدا یہ سب مجتمع ہیں لیکن ایک وقت ضرور ایسا آئیگا کہ یہ سب جدا جدا ہو کر اپنے مرکزی پہاڑ پر چلے جائینگے اور انسان مر جائیگا۔ لیکن جسطرح حضرت ابراہیمؑ نے چاروں پرندوں کو آواز دیکر بلا لیا تھا اسی طرح پھر خدا تعالیٰ ان کو قیامت کے دن جمع کرکے دوبارہ پیدا فرما دیگا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ

جو لوگ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُن کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

اُس دانہ کی سی مثال ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں

سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ

اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور

اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

جسکو چاہتا ہے اللہ اس سے بھی دوگنا دیتا ہے اور اللہ وسیع فضل والا دانا ہے

تفسیر جب گذشتہ آیات میں ذات و صفات اور قیامت کا ثبوت کافی طور پر ہو چکا تو اب روز قیامت کے لئے تیاری کرنے اور ذخیرہ جمع کرنے کا ضمنی حکم دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو جزائے آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

جو لوگ خدا تعالیٰ کی طاعت و فرماں برداری میں اپنا مال صرف کرتے ہیں یعنی محض خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے کار خیر میں مال دیتے ہیں كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔ اُن کو ایک روپیہ کے سات سو روپئے ملینگے جسطرح ایک دانہ بونے کے بعد درخت پیدا ہوتا ہے اور درخت میں [illegible] بالیاں آتی ہیں اور ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں تو گویا ایک دانہ کے سات سو دانے بن جاتے ہیں اسی طرح خداوند تعالیٰ کی راہ میں دیا ہوا مال

بھی ضائع نہیں جا سکتا۔ ہر نیکی کا سات سو گونہ اجر ملیگا بلکہ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ جسکے لئے چاہیگا خدا اس سے بھی زائد بڑھا دیگا اور اس کا بھی دوگونہ سہ گونہ کر دیگا کیونکہ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ خداوند تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اُس کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ اور جو زیادتی کا مستحق ہے اُس کو بھی جانتا ہے۔ لہذا جس شخص کو زیادتی کا مستحق سمجھیگا اُسکو اس سے بھی دوگنا چوگنا عطا فرمائیگا۔

مقصود بیان:۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کی طرف ترغیب۔ اس امر کی صراحت کہ خدا کی فرمانبرداری میں صرف کیا ہوا مال ضائع نہیں جا سکتا۔ بلکہ جمع رہتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے۔ ایک دانہ سے سیکڑوں ہزاروں کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے۔ اس بات کیطرف بھی اشارہ ہے کہ خدا کی دین اسی تعداد پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ مثال کے طور پر ہے خدا جسکو چاہیگا اس سے بھی زائد دیگا۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ

جو لوگ راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے

اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ

ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں نہ

اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ

ستاتے ہیں اُنہیں اُن کے کئے کا ثواب اُنکے رب کے ہاں ملیگا اور نہ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اُنہیں خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے

تفسیر یہ گذشتہ آیات کے مضمون کی تاکید ہے۔ بروایت کلبی یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے حق میں نازل ہوئی۔ غزوۂ تبوک کی تیاری کے لئے حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار سواریاں راہِ خدا میں دی تھیں جنمیں سے ۹۵۰ عربی گھوڑے اور ۵۰ اونٹ تھے اور حضرت عبدالرحمٰن نے چار ہزار دینار خدمت اقدس میں پیش کئے تھے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ:۔

جو لوگ راہِ خدا میں (محض خدا کی خوشنودی کیلئے) اپنا مال دیتے ہیں خواہ کسی قسم کا مال ہو اونٹ ہوں گھوڑے ہوں نقد روپیہ ہو یا اور سامان ہو ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى پھر دینے کے بعد اُس شخص پر احسان نہیں جتاتے کہ شکستہ حال تھا میں نے اسکو دیا ہے اور نہ ایذا دیتے ہیں یعنی جسکو دیتے ہیں اُس کا

رازفاش نہیں کرتے وغیرہ بلکہ دینے سے صرف طاعتِ الٰہی اور امداد مسلمان مقصود ہوتی ہے۔ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ تو اُن کے دیے ہوئے مال کا معاوضہ خدا کے پاس جمع رہتا ہے اُن کا صرف ضائع نہیں جاسکتا۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اور اُن پر قیامت کے دن نہ عذاب کا خوف ہوگا نہ گذشتہ دیے ہوئے مال کا غم و افسوس۔ اب بعض لوگوں کے پاس مال نہیں ہوتا اور سائل اڑ کرتے ہیں کہ ہم کو دو۔ اس کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

نرمی سے جواب دینا اور درگذر کرنا اُس صدقہ سے بہتر ہے

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ

جسکے بعد ایذا پہونچے اور اللہ بے پرواہ اور بردبار ہے

تفسیر یعنی اگر مال موجود نہو تو بھلی بات کہدینی سائل کو دعا دیدینی اور اُسکی الحاح سے درگذر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے جسکے بعد لینے والے کو دینے والے کی طرف سے ایذا پہونچے اور تکلیف اٹھانی پڑے لہٰذا تم کو دینے کے بعد ایذا نہ دینی چاہیئے اور نہ احسان جتانا چاہیئے۔ اگر دینے کے بعد احسان جتاؤ گے یا شروع سے ہی نہ دو گے تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ ہوگا تمہارا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تمہارے دینے نہ دینے دونوں سے بے پرواہ ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا ہے بڑا حلیم ہے۔

مقصود بیان:۔ دینے کے بعد سائل پر احسان جتایا جائے اور نہ کوئی ایسا فعل کیا جائے کہ اسکو اذیت پہونچے۔ اخلاص کے ساتھ جو چیز دیجائے اُس کا اجر ضرور ملیگا اگر دینے کیلئے کوئی چیز موجود نہو تو سائل کو کوئی نرمی سے جواب دیدیا جائے یا اُسکے واسطے دُعا ہی کردیجائے۔ اگر سائل اڑ کرے تو اُس سے چشم پوشی کیجائے زجر نہ کیجائے۔ دینے کے بعد اذیت پہونچانے اور احسان جتانے سے تو انکار بہتر ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ

مسلمانو احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو اُس شخص

بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ

رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

کرتا ہے اور اللہ و روز قیامت پر یقین نہیں

الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ

رکھتا تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی پڑی ہو

فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا

پس پر زور کا مینہ برس جائے اور اُس کو صاف کر کے چھوڑ دے انکو

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ

اپنے کیے کا کوئی ثواب ہاتھ نہ لگے گا اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

کافروں کی قوم کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتا

تفسیر یہ بھی گذشتہ حکم کے ساتھ متصل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے مسلمانو دی ہوئی خیرات کو احسان جتا کر اور سائل کو اذیت پہونچا کر برباد نہ کرو ایسی خیرات و صدقہ کا ثواب نہیں ملتا جسکو دینے کے بعد احسان رکھا جائے یا سائل کو دُکھ دیا جائے سخت سُست کہکر دبایا جائے یا دینے کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جائے جس سے اُس غریب کو ایذا پہونچے۔ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ یعنی جیسے کافر اور منافق مال خرچ کرتے ہیں لیکن اُن کی نیت ثواب کی نہیں ہوتی بلکہ نام آوری، شہرت اور دکھاوٹ مقصود ہوتی ہے۔ اُن کو دینا نہ دینا دونوں برابر ہیں اُن کو دینے کا ثواب کوئی نہ ملیگا تم اپنی خیرات کو اس طرح اکارت نہ کرو۔ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ ان کافروں اور منافقوں کے خیرات کرنے کی اور رائگاں جانے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پتھر کی چٹان پر کچھ مٹی اور دانے پڑے ہوں لوگوں کو دیکھ کر خیال ہو کہ اسمیں سبزی جم جائیگی اور کھیتی ہو جائیگی اور غلہ پیدا ہو جائیگا لیکن فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا۔ جب اُس پر ایک موسلا دھار پانی پڑا تو مٹی اور دانے بہ گئے صاف چٹان نکل آئی نہ دانہ رہا نہ کھیتی کی امید۔ یہی حالت ان منافقوں کی ہوگی ظاہری خیرات کو دیکھ کر لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کو بڑا ثواب ملیگا لیکن چونکہ ان کے پاس ایمان اور اخلاص نہیں صرف دکھانے اور نام آوری کے لئے ان کی سخاوت ہوتی ہے اس لئے جب قیامت کا دن ہوگا تو انکے پاس کوئی عمل خیر نہ ہوگا۔ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا اور جو کچھ انہوں نے کیا کرایا تھا اُس کا اجر ان کو رتی برابر نہ ملیگا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔ خدا تعالیٰ کافروں کو راہِ راست

نہیں دکھاتا۔ دینے کے بعد احسان جتانا اذیت پہونچانی اور ریاکاری یہ سب کافروں کی خصلتیں ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے لاپرواہ ہے جو شخص ایسا فعل کریگا خدا تعالیٰ اُس کو اس فعل کے ساتھ چھوڑ دیگا اور کبھی ہدایت نہیں کریگا۔

مقصود بیان:۔ دینے کے بعد احسان جتانے یا اذیت پہونچانے سے خیرات کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ شہرت و نام آوری کے لئے دینا بے سود ہے۔ صدقہ کے ثواب کے لئے اخلاص شرط ہے۔ کافر و منافق کی خیرات کا کچھ ثواب نہ ملیگا۔ کافروں اور منافقوں کے دل ایمان نہ ہونے کی وجہ سے پتھر کی چٹان کی طرح ہیں جسپر نہ بارش کا پانی رُک سکتا ہے نہ دانہ اُگ سکتا ہے دو نوبہ جاتے ہیں اور اُن کے اعمال خیر مثل اُس مٹی اور دانے کے ہیں جو پتھر کی چٹان پر ہو اور قیامت کا دن موسلا دھار بارش کی مثال ہے جسطرح موسلا دھار بارش سے پتھر دُھلکر صاف ہو جاتا ہے اور مٹی دانہ سب بہ جاتا ہے اسی طرح قیامت کے دن کافروں اور منافقوں کے تمام اعمالِ خیر اکارت جائینگے۔ دینے کے بعد احسان جتانا یا سائل کو ایذا پہونچانی یا نام آوری و شہرت کے لئے دینا کافروں کی خصلتیں ہیں ان سے پرہیز لازم ہے۔ جو شخص ان خصائل کو اختیار کریگا خدا تعالیٰ اُس کو کبھی اجر نہ دیگا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ

اور جو لوگ خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے . ور

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ

اپنے دلی اعتقاد سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں

اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا

اُن کی مثال اُس باغ کی سی ہے جو بلندی پر واقع ہو اُسپر زور سے

وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ

مینھ پڑا تو اُس میں دو چند پھل آئے اور اسپر اگر

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

زور کا مینھ نہ پڑا تو شبنم ہی کافی ہے اور خدا تمہارے [illegible] کو

بَصِيْرٌ ۝

دیکھ رہا ہے

تفسیر خدا تعالیٰ کا دستور ہے کہ اچھوں کے مقابلہ میں بدوں کا اور بدوں کے مقابلہ میں نیکوں کا ذکر فرماتا ہے اور ہر ایک فرقہ کا نتیجہ اُس کے ساتھ ساتھ بیان فرماتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے خوف ہو۔ پہلی آیت میں کافروں منافقوں اور اُن کے دینے کا بیان کیا گیا تھا جسکی بناء ریاکاری پر تھی اور پھر اُسکا نتیجہ بھی ذکر کر دیا تھا کہ ایسے دینے سے کوئی حاصل نہیں اب یہاں اخلاص مند مومن طبقہ کی خیرات کا ذکر کرتا ہے اور ہزارگونہ ثواب کی امید دلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے دلجمعی اخلاص اور ایمان کے ساتھ اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں اُنکے دینے کی مثال ایسی ہے جیسے كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ٹیلہ پر کوئی باغ ہو وادی میں نہو اور اُسپر موسلا دھار پانی برسے تو اُسکی پیداوار دوگنی ہو جاتی ہے میوہ دو چند پیدا ہوتا ہے فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ اور اگر موسلا دھار پانی اُسپر نہ پڑا تو خفیف بارش بھی اُسکے لئے کافی ہے پھل ضرور آتا ہے یہی حالت اخلاص مند مومن طبقہ کے دینے کی ہے کہ تھوڑا دے یا بہت بہرحال ثمر ضرور ملیگا اور باغ خشک نہ ہوگا۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اور خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور غرض کو بھی جانتا ہے اگر اخلاص و ایمان کے ساتھ دوگے تو تم کو جزا و ثواب دیگا اور اگر احسان جتا کر یا ریاکاری کرنے کے واسطے دوگے تو خیرات برباد جائیگی اور تمہاری خیرات کے باغ میں پھل نہ آئے گا۔ خلاصہ بیان یہ نکلا کہ مال خرچ کرنے کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ایمان کی شرط کے علاوہ اخلاص کی بھی شرط ہے کہ محض حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے اُسکی راہ میں صرف کیا جائے جسطرح نماز بغیر وضو کے درست نہیں اسی طرح خیرات بلا اخلاص معتبر نہیں اسکے بعد سائل کو ستانا یا احسان جتلانا اس اجر کو برباد کرنے والا فعل ہے۔ لہٰذا ابقاءِ ثواب کے لئے ترک احسان اور قطع ایذا شرط ہے گویا علاج کے لئے ایک تو دوا کا استعمال ضروری ہے دوسرے مضر اشیاء سے پرہیز بھی لازمی ہے۔ معلوم ہوا کہ مرض بخل کا علاج اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اخلاص پیدا کیا جائے اور احسان جتلانے اور ستانے سے پرہیز کیا جائے اور جب شرط صحت و بقاء دونوں پائی جائینگی تو تھوڑی سی خیرات بھی حق تعالیٰ قدردانی کے ساتھ قبول فرما کر اُسکو پوری ترقی عنایت فرمائیگا اور ایسا بڑھائیگا جیسے عمدہ زمین میں ایک دانہ جم کر سیکڑوں دانے بن جاتا ہے اور وہ دانے جم کر سلسلہ بسلسلہ چند سالوں میں ہزارہا من کے خرمن اور

غلہ کے ڈھیر بن جاتے ہیں۔

مقصود بیان:۔ اخلاص مندی کے ساتھ خیرات کرنے کی ترغیب۔ دل جمعی اور اخلاص قلبی کی خیرات کی روز افزوں ترقی۔ مسکینوں اور غریبوں کی غمخواری اور ہمدردی کی ضمنی تعلیم۔ مساوات اسلامیہ کا مظاہرہ۔ بغیر احسان جتلائے اور بغیر ایذا پہونچائے اخلاص کے ساتھ تھوڑی سی خیرات کرنے پر بھی قدر اور اجر کا یقینی وعدہ وغیرہ۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ

بھلا تم میں سے کوئی اسکی خواہش کریگا کہ کھجوروں اور

نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

انگوروں کا اُسکے پاس ایک باغ ہو جسکے اندر نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ

ہوں　ہر قسم کے پھل اُس میں اُسکے لئے ہوں　اور

اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ

اُسکو بڑھاپا آگیا ہو　اور اُس کے ناتوان بچے ہوں

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ

یکدم اُس باغ پر بگولا چل گیا جسکے اندر آگ تھی تو وہ باغ جل گیا

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ

اسی طرح تمہارے سامنے اللہ احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو

تفسیر گزشتہ آیات میں اخلاص مند طبقہ کا ذکر تھا اور اخلاص کی خیرات کو باغ سے تشبیہ دی گئی تھی۔ ان آیات میں خیرات کو باغ سے ضرور تشبیہ دی ہے لیکن ریاکاروں احسان جتانیوالوں اور سائلوں کو ایذا پہونچانیوالوں کو سخت وعید و تنبیہ کی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

کیا تم میں سے کوئی شخص اس امر کو پسند کریگا کہ اُس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو جسکو نہایت جانفشانی سے تمام عمر میں پرورش کیا ہو تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور درختوں کے نیچے نہریں بھی جاری ہوں جنکی وجہ سے درخت ہرے بھرے اور شاداب رہتے ہوں۔ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ہر قسم کے پھلوں کی پیداوار اُسکے باغ میں ہو طرح طرح کے پھل درختوں میں لگے ہوئے ہوں اور اُسکو امید قوی ہو بلکہ یقین ہو کہ یہ میرے کام آئینگے وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ اور اُس غریب پر زمانۂ پیری بھی آگیا ہو اور بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو آئندہ کو باغ کے پرورش کرنے یا کسی قسم کی اور کمائی کرنے کی ہمت و طاقت بھی نہو۔ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ اور اُسکے چھوٹے چھوٹے بہت سے بچے بھی ہوں جو کمزور ہوں اس کا ہاتھ نہ بٹا سکتے ہوں اُن کی کمائی کی بھی امید نہو بلکہ خود اُن کی روزی کی فکر ہو فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ اسی دوران میں ایک باد سموم آتش بار آئے اور تمام باغ جل جائے یکدم سب پر جھلسا پھر جائے اور اسکی امیدیں خاک میں ملجائیں سوائے حسرت و افسوس کے کوئی چارہ باقی نہ رہے نہ آئندہ کمائی کا کوئی موقعہ باقی رہا نہ اولاد سے کمائی کی کوئی امید بلکہ اُن کا بار بھی اسی کی گردن پر رہا۔ دونوں آیتوں کو ملا کر خلاصہ یہ نکلا کہ رضاء حق اور برکت اجر حاصل ہونے کے لئے اخلاص کافی ہے گو ادنیٰ درجہ کا ہو البتہ برکت و ترقی خود متفاوت ہے جسقدر اخلاص زیادہ اور ترک احسان و قطع ایذا بیش ہوگا اُسی قدر اجر میں زیادتی اور برکت میں افزونی ہوگی اور اگر دینے کے بعد احسان جتلایا یا سائل کو ستایا تو تمام دیا دلایا خاک میں ملجائیگا گویا لگا لگایا لہلہاتا ہوا باغ آگ کے بگولے سے جھلسکر راکھ بن جائیگا اور دینے کے سارے انوار و برکات سلب ہو جائینگے۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ خدا تعالیٰ نے جسطرح گزشتہ مثالیں بیان کر کے احکام صحیحہ ثابت کئے اسی طرح خدا تعالیٰ اپنی آیات نصیحت تمہارے لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم اُن میں غور کرو اور عبرت حاصل کرو اور سوچو کیسی بہترین اخلاقی تعلیم خدا تعالیٰ نے ہمکو عطا کی ہے جس سے ہم کو دنیوی اور دینی منافع کا بیش بہا ذخیرہ ہاتھ آسکتا ہے۔

مقصود بیان:۔ جو شخص ایسے کام کرتا ہے جو بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں اور پھر اُن کے ساتھ بدکام بھی ملا دیتا ہے مثلاً سخاوت کے ساتھ احسان بھی ملا دیتا ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ سوا حسرت و افسوس کے کچھ نہیں آئیگا ابتدائی اور ظاہری عیش و طرب اور دولت و جاہ پر مغرور نہ ہونا چاہئے اور نہ اس فانی عیش کے نشہ میں سرمست ہو کر نتیجہ کی طرف سے غافل ہونا چاہئے کیونکہ اعتبار انجام کا ہے۔ اگر لذت اخروی اور سعادت حقیقی حاصل نہیں تو یہ چیزیں بالکل فضول ہیں ایک آفت ارضی یا سماوی ان کو فنا کرنے کیلئے کافی ہے۔ آیت میں آیات الٰہی احکام شرعی اور ہدایات قرآنی پر غور کرنے اور اُن سے عبرت اندوز ہونے کی دعوت دی گئی ہے اور ایک بصیرت افروز مثال بیان کر کے حقیقی ہمدردی اور غمخواری کی اجمالی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسلمان کا کوئی دینی دنیوی کام اخلاص سے خالی نہ ہونا چاہئے۔ آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جاہ طلبی نام و نمود کی خواہش

اور شہرت کی خواستگاری مسلمان کا شعار نہ ہونا چاہئے بلکہ ہر کام میں مرضی مالک کی جستجو پیش نظر رہنی چاہئے وغیرہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

مسلمانو اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو اور اُس

مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

چیز میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی (خرچ کرو)

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ

اور ناپاک مال پر نیت نہ رکھو کہ اُس میں سے (خدا کی راہ میں) تو خرچ کرنے

بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا

لگو حالانکہ تم خود اُس کو لینا پسند نہ کرو گے ہاں اگر آنکھیں بند کر لو (تو لیلوگے)

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

اور جانے رہو کہ اللہ بے پرواخوبیوں والا ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں راہِ خدا میں صرف کرنے کا بیان تھا اور مختلف مثالیں دیکر اس بیان کی وضاحت کی گئی تھی۔ اب یہاں زکوٰۃ دینے کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ زکوٰۃ فرض اسلامی ہے۔ پہلے مطلق خیرات کرنے کا حکم تھا جب خیرات کرنے پر لوگوں کی طبیعت کو آمادہ کر دیا تو اصلی مقصود کی طرف میلان کیا۔ اسکے علاوہ پہلی آیات میں صرف کرنے کا تو حکم دیدیا گیا تھا لیکن کیفیت و مقدار نہ بتائی گئی تھی یعنی یہ ظاہر نہ کیا گیا تھا کہ کس قسم کا مال صرف کیا جائے حلال یا حرام اچھا یا برا اور کتنا صرف کیا جائے کل یا بعض بہت یا تھوڑا۔ ان آیات میں اس تمام مضمون کو بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

اسے مسلمانو! تم نے تجارت صنعت وحرفت یا کسی اور ذریعہ سے جو کچھ کمائی کی ہو اُس کا کچھ حصہ راہ خدا میں خرچ کرو مگر یہ حصہ عمدہ اور کھرا ہونا چاہئے یعنی اپنی کمائی میں سے کچھ عمدہ حصہ خیرات کرو یا زکوٰۃ میں ادا کرو خراب اور ردی چیز نہ دو۔ **وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ** - اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا اور تمہاری کمائی کو اس میں دخل نہیں ہے مثلاً میوہ غلہ وغیرہ اُسمیں سے بھی کچھ اچھا اور کھرا حصہ غریبوں کو دو یعنی کل نہ دو کچھ حصہ دو اور برا نہ دو اچھا دو۔ **وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ** - اس آیت کے شان نزول میں مختلف روایات ہیں ہم وہ روایت لکھتے ہیں جو ہماری تنقیح وتحقیق کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ابن جریر نے بروایت حضرت براء بن عازب بیان کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی۔ انصار کا دستور تھا کہ جب کھجوریں توڑنے کے دن آتے تو اپنے باغوں میں گدر نیم پختہ کھجوریں لاکر مسجد اقدس کے دو ستونوں کے درمیان رسی سے لٹکا دیتے تھے اور فقراءِ مہاجرین اُن کو کھایا کرتے تھے لیکن بعض انصاری اچھی کھجوروں کے ساتھ کچھ ناقص اور ناکارہ کھجوریں بھی لاکر لٹکا دیتے تھے اور اسکو جائز سمجھتے تھے اُسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی (رواہ ابن مردویہ الحاکم وصححہ علی شرط الشیخین) حاصل ارشاد یہ ہے کہ ناکارہ اور ردی مال راہ خدا میں دینے کا ارادہ نہ کرو یہ کونسا انصاف ہے کہ تم خود تو ایسے ناکارہ مال کو لینے پر بغیر سہل انگاری اور تسامح کے راضی نہیں ہوتے ہو اور اپنے لئے اُسکو پسند نہیں کرتے اور راہِ خدا میں ایسا ردی مال دیتے ہو (آخر فقراء مہاجرین بلکہ عام محتاج مسلمان تمہارے بھائی ہیں تو قرین انصاف یہی بات ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہ کرو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرو) اور یہ تمام ہدایت تمہارے ہی نفع کے لئے ہے جیسا دو گے ویسا اجر پاؤ گے۔ **وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ** کیونکہ خدا کو تو تمہارے ان صدقات اور زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے وہ لاپرواہ ہے اور بہرحال محمود ہے۔

مقصود بیان :- اگر سب مال اچھا ہو یا کچھ اچھا اور کچھ ناقص ہو تو ایسی صورت میں عمدہ مال راہ خدا میں صرف کرنے کا حکم اس امر کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ جو بات انسان اپنے لئے پسند نہ کرے اور جو چیز اپنے حق میں لینا نہ چاہے وہ خداتعالیٰ کے حق کی ادائیگی میں دینا گوارا نہ کرے یعنی جو کام اپنے لئے پسند نہ کرے اور جس چیز کے لینے پر خود راضی نہو وہ اپنے محتاج مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ آیت میں مساوات اور اخوت اسلامیہ کا ایک زرین درس ہے اور آخیر میں اس بات کی صراحت ہے کہ خداتعالیٰ اچھے برے مال سے بے نیاز ہے اُسکو نہ عمدہ مال کی ضرورت ہے نہ ردی مال۔ جو کچھ انسان دیتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے جسطرح کہ بینک میں روپیہ جمع کر دیا جاتا ہے اچھا جمع کیا جائیگا اچھا ملیگا برا جمع کیا جائیگا برا ملیگا۔ وغیرہ۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ

شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری بات کا حکم

بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش وبرکت کا وعدہ

وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ

کرتا ہے ، اور اللہ وسیع رحمت والا واقفکار ہے جسکو چاہتاہے کہ عطا

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ

کرتا ہے — اور جسکو سمجھ مل گئی — اُسکو بڑی خوبی

خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

مل گئی — اور سمجھدار ہی نصیحت مانتے ہیں

تفسیر انسان اپنے نفسانی جذبات اور شیطانی حسیات کے ماتحت یہ خیال کرتا ہے کہ اگر خیرخیرات کرونگا تو مفلس ہو جاؤنگا اور میرا مال تباہ ہو جائیگا اس خیال کو رفع کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے شیطان تم کو افلاس و ناداری سے ڈراتا ہے اور یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ اگر تم صدقات و خیرات کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے لہذا نہ دینا بہتر ہے وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ اور تم کو بخل کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے پر آمادہ کرتا ہے اور دل میں ڈالتا ہے کہ بخل کرنا اور زکوٰۃ نہ دینا بہتر ہے وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا اور خدا تعالےٰ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر بخل نہ کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے تو میں تمہاری مغفرت کرونگا اور دنیا میں بھی تمہارے مال میں برکت اور زیادتی عطا کرونگا یعنی بجائے افلاس کے تمہارے مال میں اور زیادتی ہو گی۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اور خدا کے پاس کوئی کمی نہیں ہے تم یہ خیال نہ کرو کہ اگر ہم اپنا یہ مال دیدینگے تو اور کہاں سے ملیگا خدا کا فضل وسیع ہے اُسکے انعام میں تنگی نہیں اور وہ خرچ کرنیوالے کی حالت کو بھی خوب جانتا ہے اور اُسکی آمدنی کے ذرائع سے بھی بخوبی واقف ہے (یعنی اُس کا فضل وسیع اور علم کامل ہے وہ آمدنی بھی زیادہ کرسکتا ہے اور تحصیل کے ذرائع بڑھا سکتا ہے) يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اپنے احکام کی حقیقت اور وہ علم جو مقارن بالعمل ہے عنایت فرماتا ہے اگرچہ ظاہری حواس رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ دینے سے مال کم ہو جائیگا لیکن زکوٰۃ کی حکمت اور حقیقت اُسی شخص کو معلوم ہو سکتی ہے جسکے پاس عقل کی آنکھیں ہوں کو بصیرت نہ ہو احکام دین کی سمجھ جس شخص کو خدا نے عطا فرمائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ زکوٰۃ و خیرات کو کس قدر نظام معاشرت، نسق تمدن، اخوت اسلامیہ، اتحاد اہل اسلام، قوت ملت اور افزونی مال میں دخل ہے اس سے کس قدر مال میں برکت اور زیادتی ہے۔ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور جس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نور بصیرت اور فقاہت دینی عطا ہو جائے اُسکو واقع میں ایک بہترین راہ معرفت اور سعادت ابدیہ حاصل ہو گئی۔ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ اس کلام کی حقیقت و حکمت اور اس سے نصیحت و عبرت صرف اہل دانش ہی حاصل کرسکتے ہیں مادی حواس والوں کی سمجھ میں آنے کی یہ باتیں نہیں ہیں۔

مقصود بیان:- فوائد زکوٰۃ کی طرف لطیف اشارات۔ اس امر کی صراحت کہ زکوٰۃ دینے سے مال میں فزونی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کی وضاحت کہ احکام شرعیہ خلاف عقل نہیں ہے لیکن بصیرت صحیحہ اور عقل روشن کی ضرورت ہے جب تک ان کثیف حواس کا پردہ نہ اٹھا دیا جائے اُسوقت تک احکام شرعیہ کے منافع سے کوئی بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ

اور جو کچھ تم خیرات میں صرف کرو — یا منت مانو

نَذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ

تو اللہ اُس سے واقف ہے اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں

تفسیر یہ آیت بھی گذشتہ کلام کی تاکید و تائید ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جو کچھ تم فی سبیل اللہ صرف کرو گے یا جو کچھ تم راہ خدا میں دینے کی نذر مانو گے اور پھر اُس نذر کو پورا کرو گے تو یہ ضائع نہ جائیگا سب خدا کے ہاں جمع رہیگا اور خدا اس کا اجر عطا فرمائیگا فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ خدا تعالیٰ اُس سے واقف ہے اُس کی جزا تم کو ضرور دیگا وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ۔ باقی جو لوگ زکوٰۃ صدقات خیرات اور ایفاء نذر سے منع کرتے ہیں وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں یا جو لوگ بلا محل صرف کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اُنکے واسطے عذاب الٰہی سے کوئی بچانے والا اور مدد کرنے والا قیامت کے دن نہ ہوگا اُن کو عذاب ضرور دیا جائیگا۔

مقصود بیان:- ایفاء نذر وغیرہ کی ترغیب در ثواب کا وعدہ نہ دینے والوں یا منع کرنیوالوں یا بلا محل صرف کرنیوالوں کیلئے وعید وغیرہ۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَ

اگر تم ظاہر میں خیرات کرو تب بھی اچھی بات ہے — اور اگر

تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ

اُسکو چھپاؤ اور اُسکو محتاجوں کو دو تو وہ تمہارے حق میں

لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ

بہتر ہے اور تمہارے کچھ گناہوں کو دور کر دیگا اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

تمہارے اعمال سے باخبر ہے

تفسیر ابن ابی حاتم نے بروایت شعبی بیان کیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے حق میں ہوا تھا۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنا نصف مال لاکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اطہرؐ نے استفسا فرمایا کہ اپنے متعلقین کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا نصف مال میں نے اُن کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ اپنا کل مال نہایت مخفی طور پر لائے اور چھپا کر حضور والا کو دیدیا رسول پاکؐ نے دریافت فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کا وعدہ حضرت عمرؓ یہ جواب سن کر رونے لگے اور کہنے لگے ابو بکر! آپ پر میرے والدین نثار۔ ہم نے جس امر خیر میں آگے بڑھنا چاہا ہم کو سبقت نصیب نہ ہوئی۔ آپ ہم سے آگے بڑھ گئے۔ اُسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ ماحصل مطلب یہ ہے اگر تم کھلم کھلا خیرات کرو اور بغیر چھپائے ادا کرو تو اچھا ہے۔ اسمیں کوئی ہرج نہیں ہے۔ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور اگر چھپا کر فقیروں اور حاجتمندوں کو دو تو اور بہتر ہے یعنی خیرات اگرچہ ظاہری اور کھلے طور پر بھی بہتر ہے اور اسمیں فقیر و غنی کی تحقیق ضروری نہیں مگر خصوصیت کے ساتھ فقیروں کو چھپا کر دینا بہت ہی بہتر ہے کھلم کھلا دینے سے افضل ہے۔ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ اور اسکے ذریعہ سے تمہارے بعض گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا خدا تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کی خوب اطلاع رکھتا ہے۔ ظاہر و پوشیدہ دینا اور فقراء و مساکین کو بخشش کرنی یہ سب حق تعالیٰ کو معلوم ہے۔ باطنی اور ظاہری حالت کو جانتا ہے جسطرح کھلا دیے ہوئے صدقہ کو جانتا ہے اسی طرح پوشیدہ خیرات سے بھی واقف ہے دونوں کی جزا دیگا۔

مقصود بیان: خیرات و صدقات چھپا کر دینا افضل ہے بغیر چھپائے دینا بھی موجب ثواب ہے اور تلاش و تحقیق کرکے مستحقوں کو دینا بہتر ہے اگرچہ بغیر تحقیق حال کے دینا بھی جائز ہے خیرات سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اس اخیری فقرہ سے قوت اسلامیہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور فقراء کی امداد و غمخواری کیطرف خصوصی ترغیب دی گئی ہے کہ شخصی گناہوں کی معافی کو توبہ کے علاوہ قوم و ملت کے احتیاج مند طبقہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر وابستہ کیا گویا پان اسلامزم کے ضابطہ کے ماتحت ایک زرین تعلیم دی۔ وغیرہ۔

لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي

انکو راہ راست پر لانا تمہارا ذمہ نہیں ہے بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے راہ

مَن يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ

راست پر لاتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو سو اپنے لئے

وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا

تاوقتیکہ تم اللہ کی رضامندی کے لئے خرچ نہ کرو اور جو کچھ مال

تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ

تم خیرات کروگے وہ تم کو پورا پہونچا دیا جائیگا اور تمہاری حق تلفی نہ کیجائیگی

تفسیر محی السنۃ نے بروایت سعید بن جبیرؓ مرسلاً میں بیان کیا ہے کہ مشروع میں تمام ذمی فقیروں کو صدقہ کا مال دیا کرتے تھے لیکن جب مسلمان غریب بہت ہو گئے اور مسلمانوں میں احتیاج مند طبقہ کی کثرت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو صدقہ کا مال دینے کی ممانعت فرمادی تاکہ یہ لوگ اپنی محتاجی سے تنگ آکر اسلام میں داخل ہو جائیں اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ :-

تم اگرچہ ہدایت بیانی پر مکلف ہو اور لوگوں کو راہ راست بتانا تمہارا فرض ہے مگر ہدایت توفیقی تمہارا کام نہیں ہے کسی کو منزل مقصود پر پہونچا دینا تم پر لازم نہیں ہے صرف نصیحت کرنا تمہارا فعل ہے پھر اس قسم کی تدبیریں کرنے سے کیا حاصل وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ بلکہ ہدایت توفیقی تو خدا کا کام ہے۔ منزل مقصود پر پہونچانا اسی کے اختیار میں ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا اور اُسکے دل میں اسلام کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے لہذا تم کو صدقہ کی بندش نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ جو کچھ تم راہ خدا میں دوگے جو صدقہ خیرات کروگے وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے اُسکا ثواب تم ہی کو ملیگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر قسم کا دینا مفید ہے بلکہ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ تم کو صرف حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا

چاہئے۔ اب رہا یہ کہ واقع میں لینے والا کون ہے اسکی تحقیق لازم نہیں آیا کافر ذمی ہو یا مسلمان کوئی بھی واقع میں ہو تم کو اخلاص نیت رکھنا لازم ہے۔
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ اور جو مال راہ خدا میں دو گے (مسلمان کو یا کافر ذمی کو) بہرحال اُس کا اجر تم کو پورا پورا ملیگا۔ اس لحاظ سے کہ تم نے ذمی کو دیا ہے مسلمان کو نہیں دیا۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ تمہاری حق تلفی نہیں کیجائیگی اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی جتنا تمہارا حق ہے اتنا ضرور ملے گا۔

تحقیق حق

مفسرین اور علماء کا اختلاف ہے کہ کافر یا مالدار وغیرہ کو زکوٰۃ وصدقہ کا مال دینا جائز ہے یا نہیں یہ اختلاف چونکہ طویل ہے اسلئے ہم آخری فیصلہ مجمل لکھے دیتے ہیں حق یہ ہے کہ مخلوق الٰہی رزق دیے جانے میں مساوی ہے لہٰذا اگر کوئی کافر یا فاجر بھوکوں مرتا ہو تو اُسکو صدقہ دینا موجب ثواب ہے اور اگر ایسی حالت نہ ہو تو صدقہ کے واسطے مراتب ہیں مثلاً کوئی شخص ایک آدمی کا کھانا دینا چاہتا ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنے کسی محتاج رشتہ دار کو دے اور محتاج رشتہ داروں میں اگر ایک متقی اور دوسرا فاسق ہو تو متقی کو ترجیح دے اس میں زیادہ فضیلت ہے لیکن اگر فاسق کو دیدیا تو ثواب ضرور ملیگا ضائع نہیں جائیگا علیٰ ہذا القیاس جو محلہ دار مسلمان اور متقی ہو وہ اُس محلہ دار سے صدقہ پانے کا زیادہ مستحق ہے جو کافر ہو یا فاسق مسلمان ہو۔ یہ تفصیل تو اس صدقہ کی ہے جو نفل ہو یعنی خیرات دینے کا یہ حکم ہے۔ رہا صدقہ واجبہ یا زکوٰۃ وغیرہ تو زکوٰۃ کے متعلق تمام علماء نے بالاتفاق کہا ہے کہ اسکے مستحق مسلمان فقیر ہیں کیونکہ مسلمان تونگروں سے زکوٰۃ کا مال لیا جاتا ہے لہٰذا مسلمان فقیروں کو دینا چاہئے اور جس شہر یا جس بستی سے لیا ہے وہیں کے محتاج مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے۔ دوسری جگہ لیجانا مکروہ ہے۔ رہا صدقہ نظر تو عام علماء تو اسکو زکوٰۃ کے حکم میں داخل کرتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ذمی فقیروں کو بھی دیدیا جائے تو جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ مسلمان اہل احتیاج کو دے۔

مقصود بیان:۔ مخلوق الٰہی کی عمومی پرورش کرنے اور سب کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم۔ اسلامی رواداری کا ایک بہترین مظاہرہ خلاف شرع ایسی تدبیر کرنا جس سے مجبور ہو کر لوگ بکراہت خاطر مسلمان ہو جائیں اس فعل کی ممانعت۔ اس امر کی صراحت کہ کوئی عالم کوئی ولی اور کوئی نبی یہانتک کہ حضور خاتم الانبیاءؐ بھی کسی کافر کی حقیقت نہیں پلٹ سکتے کسی کے اختیار میں ہدایت کی توفیق عطا کرنا اور قلبی حالت کو پلٹ دینا نہیں ہے یہ فعل صرف خدا تعالیٰ کا ہے نبی یا کسی دوسرے مبلغ کا فرض صرف بیانی ہدایت کرنی ہے اور بس۔ آیت سے ایک کاری ضرب اُن جاہل صوفیوں پر پڑتی ہے جو اہل تصوف کو بدنام کرنیوالے ہیں اور مدعی ہیں کہ ہم اپنے مریدوں کی قلبی حالت بدل دیتے ہیں اور تمام شیطانی وسوسوں کو اُن کے دماغ سے اپنی توجہ کے ذریعہ سے نکالکر اُن کو خدا سے ملا دیتے ہیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
(خیرات) اُن محتاجوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے

اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ
ہوں ملک میں چل پھر نہ سکتے ہوں

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ
سوال نہ کرنے کی وجہ سے انجان اُن کو دولتمند جانتا ہو

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ
تم انکی صورت سے انکو پہچان جاؤ لپٹ جھپٹ کر وہ لوگوں سے نہ

اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ
ہوں اور جو کام کی چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اسکو جانتا۔

تفسیر

تقریباً چار سو آدمی ترک وطن کر کے اور تمام گھر بار و مال سے روکش ہو کر مدینہ کو چلے آئے تھے اور اقدسؐ میں حاضر رہتے تھے مسجد پاک کے پاس ایک چبوترہ تھا سب اُس پر پڑے رہتے تھے۔ آٹھ پہر عبادت تلاوت قرآن اور تعلیم میں مشغول رہا کرتے تھے کھانے کی پرواہ تھی نہ دیگر ضروریات کی۔ کسی نے کھانے کو لادیا کھا لیا ورنہ بھوکے سو گئے۔ ہاں اگر کہیں پر کوئی فوجی دستہ بھیجا جاتا تو اُس میں بھرتی ہو کر یہ بھی جاتے یا تبلیغ کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہوتی تو اس خدمت کو بھی دیتے تھے گویا یہ لوگ صرف دینی خدمات پر مامور تھے دنیا و دنیا سے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے۔ مدینہ میں ان کا نہ گھر تھا نہ مدینہ سے باہر یہ کہیں کمائی کرنے جا سکتے تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت بلال۔ حضرت اللہ عنہم وغیرہ تھے۔ ان لوگوں کو اصحاب صُفّہ کہا جاتا تھا کے حق میں آیت مذکورہ کا نزول ہوا تھا۔ آیت کا حاصل یہ ہے کہ صدقات وخیرات تقسیم کرنی اگرچہ سب کو جائز ہے ضرورتمند لوگوں کو دینا زیادہ مناسب ہے جنہوں نے خدا کے لئے اپنے نفسوں کو محصور کر رکھا ہے سوا عبادات

علم و تعلیم جہاد اور تبلیغ کے دنیا کا کوئی کام نہیں کرتے۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ جہاد تبلیغ اور عبادت و تلاوت میں مشغول رہنے کی وجہ سے تجارت اور معاش کے حصول کے لئے ملک میں سفر نہیں کر سکتے اور پھر نہیں سکتے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ چونکہ وہ کسی سے سوال نہیں کرتے اور دستِ آز دراز کرنے سے بچتے ہیں اسلئے ناواقف لوگ اُن کو دولتمند اور غنی خیال کرتے ہیں حالانکہ واقع میں وہ دولتمند نہیں ہیں بلکہ سخت ضرورت مند ہیں۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ہر سمجھدار آدمی اُن کی صورت دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ یہ عبادت گذار اور فاقہ رسیدہ ہیں اُن کے چہرہ سے تواضع اور انکسار کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا لپٹنا اور اڑنا تو بجائے خود رہا وہ کسی سے سوال ہی نہیں کرتے لہٰذا تم پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو ضرور دو اور صدقات و خیرات کا مال ان کو کھلاؤ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ اور (انکے علاوہ بھی) جو مال راہِ خدا میں تم صرف کروگے اور فقیر پروری کی نیت رکھو گے یا کارِ خیر میں خرچ کروگے خدا اس سے بخوبی واقف ہے اُس کی جزا ضرور تم کو عطا فرمائیگا۔

مقصودِ بیان:- سوال سے پرہیز کرنے خصوصًا اڑ نہ کرنے کے متعلق ضمنی ہدایت۔ اصحابِ صفہ کی مدح اور جن لوگوں نے مشاغلِ دینیہ میں انہماک رکھنے کی وجہ سے ترکِ دنیا کردیا ہو اُن کو امورِ دین کی تکمیل سے اتنا موقع ہی نہ ملتا ہو یا ایسے اسباب ہی فراہم نہ ہو سکتے ہوں کہ کسبِ معاش کرسکیں ایسے لوگوں کو دینے کی فضیلت جہاد تبلیغ عبادت اور تلاوت قرآن کی طرف مخفی ترغیب وغیرہ۔ آیت کے حکم میں پڑھانیوالے علما، پڑھنے والے طلبا، مراقبہ اور جہادِ نفسانی کرنے والے صوفی اور مجاہدین فی سبیل اللہ داخل ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ

جو لوگ رات دن اور ظاہر باطن اپنا مال راہ خدا میں

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

خرچ کرتے ہیں تو اُن کا ثواب اُن کے رب کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ہاں ہے نہ اُن کو ڈر ہوگا نہ وہ غم کھائیں گے

تفسیر اس آیت کی شانِ نزول میں مختلف روایات ہیں۔ ابن عباس کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چار درم تھے آپ نے ایک درم شب کو خیرات کیا ایک درم دن میں ایک درم چھپاکر اور ایک درم کھلم کھلا۔ اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی (ابن مردویہ)

ضحاک نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ جب آیت لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا الخ نازل ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بہت دینار اصحابِ صفہ کو بھیجے اور حضرت علیؓ نے بھی آدھی رات کے وقت ایک وسق چھوارے اُن کو بھیجے تو خدا تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چار ہزار درہم خیرات کئے تھے ایک ہزار رات کو ایک ہزار دن کو ایک ہزار چھپاکر اور ایک ہزار علانیہ۔ اُس وقت اس آیت کا نزول ہوا۔

بعض مفسرین نے اسکو جنگ تبوک کی تیاری کا واقعہ لکھا ہے یعنی جب جیش عسرت کی تیاری کا حکم ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کو جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے فوج مجاہدین کی کافی امداد کی سواریاں دیں زادِ راہ درست کیا ہتھیار خرید کردیے اُس وقت انہی حضرات کے متعلق آیت کا نزول ہوا۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں رات کو یا دن کو پوشیدہ یا علانیہ اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں اُن کی بخشش کا ثواب اور اجر خدا کے ہاں موجود رہیگا جو قیامت کے دن اُن کو ملیگا۔ قیامت کے دن اُن کو کسی طرح کا خوف نہ ہوگا نہ کمی اجر کا نہ عذاب الٰہی کا نہ عدم مغفرت کا اور نہ گذشتہ دیے ہوئے مال اور گذشتہ کیے ہوئے اعمال کا اُن کو غم و افسوس ہوگا۔

مقصودِ بیان:- مطلق خیرات کرنے کی طرف ترغیب کھلم کھلا ہو یا چھپا کر دن میں ہو یا رات میں بہر صورت ہر طرح خیرات کرنی موجب ثواب ہے (لیکن اخلاص نیت اور ایمان شرط ہے) عند ربہم کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگر روپیہ یا مال اُن کے پاس یا کسی اور کے پاس جمع ہوتا تو تلف ہونے کا اندیشہ ہو سکتا لیکن چونکہ اسکا اجر پروردگار کے پاس جمع رہتا ہے اسلئے کسی طرح ضائع نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُس میں نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ جب خدا نے اُن کی نیک اعمالی اور تعمیل احکام کے بغیر خود بخود اُن کو پرورش فرمایا اور وہ اُن کا پروردگار ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اب جبکہ وہ حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں اور ہدایت شرعی پر عمل کرتے ہیں اُن کے اجر میں کسی قسم کی کمی ہو۔ خدا تعالیٰ نے لیل و نہار اور سرّ و علانیہ کے الفاظ سے چار امور کی طرف لطیف اشارات کئے ہیں رات میں دینے سے یہ مراد ہے کہ لینے والے کو شرمندگی نہ ہو اور دن میں دینے سے یہ غرض ہے کہ لینے والا اپنے کو لینے والا اور دینے والا اپنے کو دینے والا نہ سمجھے ہر ایک

دوسرے سے حیارکے چھپکر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ دینے والے کے دل میں صفا و اخلاص پیدا ہو اور علانیہ دینے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اسکو دیتے ہوئے دیکھ کر اور لوگ بھی اس راہ خیر کو اختیار کریں۔ وغیرہ۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) کھڑے نہو سکینگے مگر

کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ

اُس شخص کی طرح جسکو شیطان نے لپٹ کر خبط الحواس

مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا

کردیا ہو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ

الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ

تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ

سود کو حرام کیا ہے پس جس شخص کے پاس اُسکے رب کی طرف سے نصیحت

مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ

پہونچ چکی اور وہ (سود خواری سے) باز آگیا تو اسی کا ہے جو وہ پہلے لےچکا اور اُسکا

اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جن لوگوں نے پھر سود لیا وہ دوزخی

النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۝

ہیں جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے

تفسیر مال کے زیادہ ہونے کی دو صورتیں ہیں دنیوی اور دینی یعنی مال کی افزونی اور راس المال پر زیادتی یا تو دنیا میں ہوسکتی ہے یا دین میں۔ گذشتہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ آخرت میں مال کا دوگنا چوگنا بلکہ صدہا گنہ اجر ملنے کی صرف یہ صورت ہے کہ راہ خدا میں اُسکو صرف کیا جائے۔ اب رہی دنیوی زیادتی تو اسکی بھی دو ہی صورتیں ہیں سود یا تجارت۔ اصل مال میں زیادتی یا سود پر قرض دینے سے ہوتی ہے یا تجارت کرنے سے اسکی تفصیل کے لئے ان آیات کا نزول ہوا۔ اسکے علاوہ صدقہ وخیرات کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد سود کی

برائیاں بیان کرنا اور اسکو حرام کردینا گویا صدقہ وخیرات کے بیان کی تکمیل ہے کیونکہ جس طرح صدقہ وخیرات سے انسان کی رحمدلی اور مسکینوں کی دستگیری کا مظاہرہ ہوتا ہے اسی طرح سود سے سنگدلی اور غریبوں پر سخت گیری کا اظہار ہوتا ہے گویا سود صدقہ کی پوری ضد ہے۔ صدقہ میں منفعت بلا معاوضہ دینا ہوتا ہے اور سود میں منفعت بلا معاوضہ اصل مال سے زیادہ لینا ہوتا ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ چونکہ سود خوار آدمی محتاجوں اور غریبوں کے ساتھ سخت گیری سے پیش آتا تھا اور اسکی سخت گیری سے اُن مسکینوں کو دہشت اور حیرانی ہوتی تھی اسلئے اُنکا یہ فعل عالم آخرت میں آسیب بنکر اُن کے سر پر سوار ہوگا اور قیامت کے دن جب یہ لوگ قبروں سے اٹھینگے تو اس فعل بد کی سزا میں عذاب الٰہی سے ایسے بدحواس ہونگے جیسے کوئی آسیب زدہ یا جن رسیدہ شخص بدحواس ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔ یہ سزا ان سود خواروں کو اسلئے ملے گی کہ انہوں نے سود و بیع میں کوئی فرق نہیں کیا تھا اور کہنے لگے تھے کہ سود اور بیع میں فرق ہی کیا ہے جسطرح دس روپیہ کی چیز کو پندرہ روپیہ میں بیچنا درست ہے اسی طرح دس روپیہ دیکر پندرہ روپیہ لینا بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی روپیہ کا نفع ہے اور یہ بھی روپیہ کا۔ اگر ہم دس روپیہ قرض نہ دیتے تو اتنی مدت میں دس روپیہ کی تجارت سے پندرہ کر لیتے لہذا بیع اور سود دونوں ایک ہی طرح ہیں بلکہ ربٰوا میں تو کوئی شبہہ ہی نہیں ہوسکتا اگر جواز میں شبہہ ہوسکتا ہے تو بیع کے لیکن چونکہ بیع سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اسلئے بیع بھی حلت وجواز میں سود کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ سود خواروں کی قیاس آرائی کی تردید فرماتا ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا کہ تمہارا یہ قیاس غلط ہے خدا نے بیع کو حلال قرار دیا اور سود کو حرام اور خدا کی تحلیل و تحریم بغیر مصلحت کے نہیں ہوتی۔ گذشتہ بیان سے شبہ ہوسکتا تھا کہ جب سود حرام ہے تو حرمت سود سے قبل جو سودی کاروبار کئے گئے وہ سب حرام ہوتے پھر ان کا کیا حکم ہے اس شبہہ کے دفع کرنے کے لئے ارشاد ہوتا ہے فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ۔ یعنی اس ممانعت کے آنے سے قبل جو کچھ کسی نے لیا وہ اُس کا ہوگیا دنیا میں اُس کا کوئی مطالبہ نہیں آخرت میں اُس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے چاہے معاف کرے چاہے حساب کرے لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ ممانعت کے بعد وہ سودی کاروبار سے باز رہے اور سود خواری چھوڑ دے اور سود کو بیع کی طرح نہ سمجھے وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ممانعت کے بعد جو لوگ دوبارہ ایسی حرکت کرینگے اور سود کو حلال سمجھینگے اور خدا

کے حکم کی تحقیر کرینگے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے قطعی اور دوامی جہنمی ہونگے

مقصود بیان:- سود کی حرمت - بیع شرعی کی حلت - سودی کاروبار کرنے والے کے عذاب کی صراحت - اس امر کی طرف اشارہ کہ دنیا میں جس قسم کے گناہ انسان کریگا مثلاً کسی پر ظلم کریگا اور اسکو اس ظلم سے ایک خاص قسم کی اذیت پہونچیگی تو اُس کے گناہ کی یہی نوعیت قیامت کے دن صورت مجسم بن کر اُسکے سامنے آئیگی اور گناہ کی صورت کو عذاب کی صورت میں یا عذاب کی صورت کو گناہ کی صورت میں ظاہر کیا جائیگا - آیت سے یہ امر بھی معلوم ہوتا ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال سمجھنے والا یعنی شرعی حرمت و حلت کے برعکس عقیدہ رکھنے والا کافر ہے - اور اگر عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہے صرف حرام فعل کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً سود کھاتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ

اللہ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھی

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

اور زکوٰۃ ادا کی انہیں اُن کا ثواب اُن کے پروردگار کے ہاں ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

اور نہ انہیں کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے

تفسیر یعنی سود خواروں کو اپنی کثرت مال پر نازاں نہ ہونا چاہیے اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم نفع حاصل کررہے ہیں درحقیقت وہ خود اپنا نقصان کررہے ہیں - خدا تعالیٰ کے نزدیک سود کا روپیہ کوئی قیمت نہیں رکھتا عالم آخرت میں اس سے کچھ نفع نہ ہوگا اگرچہ دنیا میں افزونی معلوم ہوتی ہے مگر واقع میں یہ بربادی ہے ہاں صدقہ و خیرات سے اگرچہ ظاہراً بہرحال کم ہوتا ہے لیکن عالم آخرت میں بڑھتا ہے جب کوئی شخص اخلاص کے ساتھ راہ خدا میں تھوڑی سی چیز بھی دیتا ہے تو آخرت میں خدا تعالیٰ اُس میں بہت افزونی کرتا ہے یہانتک کہ مرنے کے بعد اس کا اجر پہاڑ کی برابر معلوم ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ سود میں گرچہ مال کی کثرت دکھتی ہے اور صدقہ و خیرات سے مال گھٹتا معلوم ہوتا ہے لیکن دنیا میں ہی خدا تعالیٰ سود کی برکت کھو دیتا ہے اور سودی مال سود خوار کے کام نہیں آتا جو چھوڑ کے مرجاتا ہے اور جمع کردہ مال تباہ ہوجاتا ہے باقی جس مال کی زکوٰۃ ادا کردی گئی ہو اُس میں برکت ہوتی ہے صاحب مال کو اُس مال سے نفع اٹھانے کا موقعہ ملتا ہے اپنی زندگی میں وہ خود بھی اس سے بہرہ اندوز ہوتا ہے اور اسکے بعد اسکی اولاد کے کام آتا ہے تلف نہیں ہوتا - حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوجائے لیکن انجام اُسکا قلت کی طرف ہوتا ہے - یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے - آگے ارشاد ہوتا ہے اور سود خواروں کے دونوں فرقوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ یعنی خدا تعالیٰ دونو قسم کے لوگوں کو عذاب دیگا - جن لوگوں نے سود کھایا اور سود کو حلال جانا اور یہ عقیدہ رکھا کہ سود بھی بیع کی طرح حلال ہے یہ لوگ کافر ہیں انکو خدا تعالیٰ عذاب دیگا آخرت میں بھی ان پر عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی انکے مال کی برکت زائل ہوجائیگی مال سے یہ فائدہ نہ اٹھا سکینگے خواہ مخواہ جمع کردہ روپیہ تلف ہوجائیگا اور بالآخر عذاب دنیوی اُن پر غالب ہوگا - سود خوار آخر میں مفلس یا جذامی ہوتا جائیگا اور جو لوگ سود کو حرام جانتے ہوئے کھاتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سود واقع میں حرام ہے لیکن اسکے باوجود سودی کاروبار کرتے ہیں وہ گناہگار ہیں ان کو بھی خدا تعالیٰ دینی اور دنیوی عذاب دیگا بہرحال یہ دونو فرقے نہ کولینہ نہیں سود کا کاروبار ہی خدا کے نزدیک واجب الترک ہے - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - گذشتہ آیت میں کافر اور ظالم سود خواروں کا ذکر کیا گیا تھا اور اُن نافرمانوں کا تذکرہ کیا گیا تھا جو شرعی حلت و حرمت کے موافق عقیدہ ہی نہیں رکھتے یا عقیدہ رکھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے - نیز اُن لوگوں کا بیان بھی ہوا تھا جو زکوٰۃ صدقہ دینے سے بچتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس سے مال کم ہوجاتا ہے اس آیت میں مذکورہ بالا اشخاص کی ضد کا بیان ہے یعنی کافروں کے مقابل مؤمن بدکاروں کے مقابل نیکوکار اور سود خواروں کے مقابل زکوٰۃ و صدقات دینے والے اس آیت میں مذکور ہیں کیونکہ نیرنگی بیان قرآن کے امتیازی اوصاف میں سے ہے ہر ضد کے بعد اُسکی ضد کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ ترغیب کے بعد ترہیب یا انذار کے بعد بشارت بدرجۂ کامل حاصل ہوجائے

حاصل ارشاد یہ ہے کہ جو لوگ مؤمن ہیں کافر نہیں ہیں اور مؤمن بھی فاسق نہیں بلکہ نیکوکار ہیں نیکیاں کرتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور فرائض الٰہی کے پابند ہیں نمازیں باقاعدہ کل ارکان و واجبات کے ساتھ بپابندی وقت ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اپنے مال میں سے غرباء کا شرعی حصہ نکال کر اپنے مال میں افزونی و برکت پیدا کرتے ہیں لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ایسے لوگوں کو خدا ضرور اجر دیگا اُن کا

کوئی عمل ضائع نہ جائیگا پروردگار کے پاس ہر نیک عمل کا ثواب جمع رہیگا۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور قیامت کے دن ان کو نہ تو اپنے اعمال و اجر کے فوت کا خوف ہوگا اور نہ گذشتہ کیئے ہوئے اعمال پر افسوس و غم ہوگا بلکہ وہ تمام اعمال اُن کے کام آئینگے۔

مقصود بیان :۔ سودی مال میں برکت نہیں ہوتی۔ سودی مال سودخوار کے کام نہیں آتا عموماً سودخوار اپنے مال کے منافع سے محروم ہوتا ہے اور بری طرح زندگی بسر کر کے مرجاتا ہے اور آخر کو وہ مال برباد ہوجاتا ہے۔ زکوٰۃ خیرات سے مال میں بجائے کمی کے افزونی اور برکت ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دینے والا مالی منافع سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ آیت میں اس امر کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ سودی کاروبار کو حلال سمجھنے والا کافر ہے اور صرف سودخوار جو سود کو حلال نہیں سمجھتا گنہگار ہے اور بڑا گنہگار ہے۔ کسی نیکی کا اجر ضائع نہ جائیگا۔ آخرت میں سب کا ثواب ملیگا۔ آیت سے مقصود امور ذیل کا اظہار کرنا بھی ہے۔ سودخواری سے بازداشت۔ سودخواری کو ازدیاد مال کا سبب جاننے کی مخالفت ایمان اسلام نماز زکوٰۃ اور کل اعمال خیر کی طرف نازک ترغیب اور ہر عمل صالح کے ثواب کی بشارت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اگر اہل ایمان میں سے ہو

مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

تو جو کچھ سود رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

اور اگر ایسا نہ کرو تو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کے لئے

وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ

تیار رہو اور اگر تم توبہ کرتے رہو تو اصل رقمیں تمہاری

اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ

ہیں نہ کسی قسم کا تم نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے

تفسیر زمانۂ جاہلیت میں بنی عمر ثقفی اور بنی مغیرہ مخزومی سود پر باہم لین دین کیا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ کے بعد یہ لوگ مسلمان ہوگئے اور حضور والا نے سود کی حرمت کا اعلان کیا تو قبیلہ بنی عمر نے کہا ہم اس حکم کو اس شرط پر ماننے کے لئے تیار ہیں کہ ہمارا پچھلا سود جو دوسرے لوگوں پر ہے وہ بدستور واجب الادا رہے اور دوسروں کا سود جو ہمارے اوپر ہے وہ ساقط ہوجائے۔ اسکے بعد قبیلۂ مذکور نے قبیلۂ بنی مغیرہ مخزومی سے پچھلے سود کا سخت تقاضا شروع کیا۔ قبیلۂ بنی مغیرہ نے گھبرا کر حضرت عتاب بن اسید سے جو اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم تھے استغاثہ کیا اور کہا بڑے ظلم کی بات ہے کہ تمام اہل مکہ قرض و سود سے سبکدوش ہوجائیں اور ہم ایک بدستور اُسی لعنت میں گرفتار رہیں۔ حضرت عتاب نے من و عن واقعہ لکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ کو بھیجدیا۔ اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اور بنی عمر نے پچھلا سود لینے سے توبہ کی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ :۔

مسلمانو اگر تم سچے ایمان۔ کہتے ہوا در مخلص مومن ہو تو خدا سے ڈرو اسکے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو اور پچھلا سود جو تمہارا کسی پر رہگیا ہو اُسکو چھوڑ دو ہرگز اُسکے لینے کا قصد نہ کرو یعنی احکام الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرو اور پچھلا سود جو تمہارا کسی پر رہ گیا ہو اُسکو چھوڑ دو اُسکے لینے کا قصد نہ کرو یعنی احکام الٰہی کی خلاف ورزی خواہ عقیدہ کی حیثیت سے نہ ہو صرف عملی اعتبار سے ہو بہر حال خلوص ایمان کے مخالف ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور اگر تم اس حکم کی خلاف ورزی کروگے تو پھر خدا و رسول کی طرف سے تم کو جنگ کا اعلان ہے کیونکہ سخت تاکید اور شدید وعید کے باوجود سود لینا اور غریبوں کا زر کھانا گویا خدا و رسول سے جنگ کرنا ہے لہذا خدا کی طرف سے بھی تم کو جنگ کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ہاں اگر اس فعل سے تم توبہ کرلوگے اور سود لینے سے باز آجاؤ گے تو جو تمہارا اصلی مال اور واقعی قرض ہے وہ واجب الادا ہے تم کو ملیگا نہ تم پر زیادتی کیجائیگی نہ تم کو غریبوں پر زیادتی کرنے کا حق ہے نہ تم کسی کی حق تلفی کرو کہ اصل مال کے علاوہ سود بھی لو اور نہ تمہاری حق تلفی ہوگی کہ اصل مال بھی نہ دلوایا جائے اس اعلان جنگ کے بعد بنی عمر نے توبہ کی اور کہنے لگے ہم کو خدا سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

مقصود بیان :۔ زمانۂ کفر کا سود حالت اسلام میں لینے کی ممانعت۔ بصورت انکار کفر کا لزوم اور مسلمان حاکم کو ایسے منکر فرقہ سے جہاد کرنے کا حکم اور اس امر کی طرف لطیف اشارہ کہ جو شخص سود کا تقاضا کرے اُسکو اصل حق یعنی نفس قرض سے بھی محروم رکھا جائے اس کا اصلی مال بھی نہ دلایا جائے۔ اگر سود لینے سے توبہ کرے تو اصلی مال جو واقع میں واجب الادا ہے تمام اسکو دیدیا جائے۔ مساوات عامہ کا قانونی حیثیت سے اعلان۔ وغیرہ۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ

اور اگر کوئی تنگدست ہے تو فراخی تک مہلت دینی چاہیئے

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اگر تم سمجھدار ہو تو معاف کر دینا تمہارے حق میں بہتر ہے

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ

اور اُس دن سے ڈرو جس میں خدا کی طرف تم کو لوٹایا جائیگا

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

پھر ہر شخص کو اسکے کرتوت کا پورا بدلا دیا جائیگا اور اُن کی حق تلفی نہ کی جائیگی

تفسیر

جب سود کے وصول باقی کی ممانعت ہوگئی تو بنی عمرو نے اصل قرض کا سخت تقاضا شروع کیا بنی مغیرہ مہلت چاہتے تھے اور بنی عمرو ایک دن کی مہلت نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم نے سود چھوڑا تو اصل قرض کے ادا کرنے میں کیوں مہلت دیں اور کیوں اپنی واجبی رقم کا سختی کے ساتھ مطالبہ نہ کریں۔ ہمارا تمام قرض جس طرح بن پڑے ابھی ادا کرو۔ اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اور واقعی بات یہی ہے کہ جب وہ سود جو قرضدار پر چڑھا ہوا ہے قرضخواہ کو وصول کرنے کی ممانعت کردی گئی اور آیندہ سود سے منع کردیا گیا تو قرضخواہ کا قرضدار کو تنگ کر کے اصل مال وصول کرنا طبعی بات ہے کیونکہ ظاہری نفع کی جو امید تھی جسکی وجہ سے مہلت دے رہا تھا وہ تو منقطع ہو گئی۔ مگر جو قرضدار تنگدست اور مفلوک الحال ہیں اُن کے واسطے اسمیں بڑی دقت ہے وہ کہاں سے لاکر قرض ادا کریں خود نان شبینہ کو محتاج پھر اُن سے فوراً قرض کس طرح ادا ہونا ممکن ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے قرضخواہوں کو مذکورہ بالا رحم مہربانی اور فطری غمخواری کی ہدایت فرمائی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ:۔

اگر کوئی قرضدار تنگ دست ہو اصل مال بھی فوراً ادا نہ کرسکتا ہو تو اُسکو اُس مدت تک کے واسطے مہلت دینی چاہئے کہ اُسکو مال میسر آجائے اور وہ فراخدست ہوجائے۔ یہ تو وجوبی حکم تھا۔ آگے قرضخواہوں کو استحبابی حکم دیا جاتا ہے وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اگر بالکل قرض ہی معاف کردو غریبوں اور تنگدستوں کو اصل مال سے ہی سبکدوش کردو تو یہ اور بھی اچھا ہے تمہارے لئے بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ کاش تم کو علم ہوجائے کہ کسی تنگدست قرضدار کو قرض کے مطالبہ سے سبکدوش کرنا کس قدر بہتر اور کیسے اجر جزیل کا موجب ہے۔ ایسے شخص کو قیامت کے دن خدا اپنے سایہ میں لے لیگا۔ (مسلم) وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ۔ یہ وعدہ نما وعید ہے ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کے ہول اور عذاب سے ڈرو تم سب کو اُس روز خدا تعالیٰ کے سامنے لوٹ کر جانا ہے اور جزئی جزئی حساب دینا ہے وہ انصاف کا دن ہے۔ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ہر شخص کو اُس روز اُسکے اعمال کی سزا جزا پوری پوری دی جائیگی ذرہ برابر کمی بیشی نہ ہوگی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور کسی پر قطعاً ظلم نہ ہوگا حق تلفی نہ ہوگی بدیوں میں اضافہ یا نیکیوں میں کمی نہ ہوگی۔ لہذا احکام الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرو قرضداروں پر زیادتی نہ کرو۔

مقصود بیان:۔ غریبوں مسکینوں اور مجبور الحال لوگوں کے ساتھ رحم کرم غمخواری اور ہمدردی کرنے کی ترغیب۔ نادار قرضدار کو اتنی مہلت دینے کا وجوبی حکم کہ اُسکو ادائے قرض کے لائق مل جائے حساب کتاب سزا جزا کے لازمی ہونے کی صراحت۔ اس امر کیطرف تلمیح کہ سب لوگ خدا کے پاس سے ہی آئے ہیں تمام ارواح و اجسام کو اُسی نے پیدا کیا ہے اور یہ قطرات سب اُسی سمندر کے ہیں اور اُسی آفتاب کے سب مظاہر ہیں لہذا عقلاً یہ بات بھی ضروری ہے کہ قطرے سمندر میں جاکر شامل ہوجائیں اور تمام شعاعیں اُسی آفتاب قدس کی طرف رجوع کریں۔ لَا يُظْلَمُوْنَ کہنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر تم مفلس قرضدار کو قرض سے سبکدوش کردوگے تو امید یقینی رکھو کہ خدا تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے میں جو تم سے تساہل ہوگیا ہے یا تم ادا نہ کرسکے ہو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اُسکو معاف فرمادیگا کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔ تم اپنے حقوق واجبہ سے اگر دستبردار ہوجاؤگے تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حقوق تم کو معاف فرمادیگا ورنہ تم کو کیا حق ہے کہ مخلوق خدا سے اپنے حقوق وصول کرو اور خدا کے حقوق ادا نہ کرو۔

ہدایت خاص

صحیح روایات سے ثابت ہے کہ پورے قرآن پاک میں سب سے اخیری آیت جو نازل ہوئی وہ یہی وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد نو رات حضور اقدس صلعم اس دار فانی میں رہے۔

سود کے چند مسائل

سود دو قسم کا ہوتا ہے (۱) سود قرضی (۲) سود بیشی۔ اول الذکر کی یہ صورت ہوتی ہے کہ کوئی کسی شخص کو قرض دیتا ہے اور ادا کرنے کی ایک خاص میعاد مقرر ہوتی ہے اور اُس پر ماہواری قسط مقرر کرلی جاتی ہو

اورماہواری سود وصول کیا جاتا ہے اگر میعاد کے اندر قرضدار سے روپیہ ادا نہیں ہوسکتا تو سود کو اصل رقم میں داخل کرکے پھر اس پر مزید سود قائم کیا جاتا ہے اور قرضدار کو مزید مہلت دیدی جاتی ہے اور یہ سود در سود کا سلسلہ اصل رقم سے چہار چند بلکہ صد چند وصول ہونے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اسکو نسیہ بھی کہتے ہیں۔ مؤخر الذکر سود کی یہ صورت ہے کہ گیہوں جو یا اور جنس سوا بر نقد کے وزن کرکے دی جائے یا ناپ کر دی جائے اور پھر اس سے زائد وصول کی جائے۔ شرعاً سود کی یہ دونو قسمیں حرام ہیں۔ مقدم الذکر صورت کی حرمت تو اسی آیت سے واضح ہوتی ہے۔ شروع میں ابن عباسؓ اس کی حلت کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ سود قرض یعنی نسیہ جائز ہے مگر تحقیق کے بعد انہوں نے اس رائے سے رجوع کرلیا۔ دوسری قسم کو سود تفضل بھی کہتے ہیں یہ بھی شرعاً حرام ہے لیکن اسکی تفصیل قرآن پاک میں مذکور نہیں ہے البتہ حدیث کی صحیح کتابوں میں آتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيدٍ والفضل ربوا۔ یعنی سونے کے مقابل سونا۔ چاندی کے عوض چاندی گیہوں کے عوض گیہوں جو کے عوض جو کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے عوض نمک فروخت کرو لیکن ان کا تبادلہ مساویانہ اور دست بدست ہونا چاہئے کمی بیشی نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ سود ہوجائیگا اور یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ ایک من گیہوں آج لے لئے اور ایک ماہ کے بعد مثلاً ایک من گیہوں دیدیئے یہ بھی جائز نہیں۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ایک من ردی گیہوں ۳۰ سیر عمدہ گیہوں کے عوض دیدیئے جائیں تو جائز ہوجائیگا تو یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جَيِّدُهَا وَرَدِيُّهَا سَوَاءٌ یعنی اچھے برے کھرے کھوٹے اس حرمت میں سب برابر ہیں۔ اچھوں کے عوض اچھے ہوں یا برے بہرصورت مساویانہ تبادلہ ہونا چاہئے۔

حدیث مذکورہ میں مذکورہ بالا چھ چیزوں میں تبادلہ کے وقت کمی بیشی حرام قرار دیگئی ہے باقی دنیا کی دیگر اشیاء کا حکم اسی سے استخراج کیا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عرب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زیادہ رواج انہی چیزوں کے تبادلہ کا تھا اور معاش کا زیادہ دار مدار بھی انہی پر تھا اسلئے حضورؐ نے انہی اشیاء میں سود کی حرمت کا اظہار کردیا باقی اشیاء کو مفصل ذکر کرنا ناممکن تھا اس لئے ان کا ذکر چھوڑ دیا۔ البتہ علماء امت اسلامیہ جنکو خدا تعالیٰ نے اجتہاد کی روشنی عطا کی ہے وہ ضرور اس سے تمام اشیاء کے تبادلہ کا حکم نکالتے ہیں ہم ذیل میں صرف امام ابوحنیفہ صاحبؒ کے مسلک کی تحقیق کرتے ہیں۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں دو شرطیں لگائی ہیں مثلاً بمثل اور یداً بید۔ یعنی مقدار میں برابری ہو یعنی اگر ایک چیز وزن ہوکر بکتی ہو تو جس چیز سے اس کا تبادلہ کیا جارہا ہے اس کا بھی وزن سے بکنا ضروری ہے اگر پہلی چیز ناپ کر فروخت کی جاتی ہو تو دوسری چیز کا بھی ناپ کر فروخت کیا جانا ضروری ہے۔ پھر دونوں میں جنسی اتحاد بھی ضروری ہے۔ اگر گیہوں فروخت کیے جائیں تو عوض میں گیہوں ہی ہونے ضروری ہیں اور جو فروخت کئے تو عوض میں جو کا ہونا ہی لازم ہے۔ دوسری شرط حضورؐ نے دست بدست بیع ہونے کی لگائی ہے۔ ان دونوں شرطوں کا لحاظ کرتے ہوئے امور ذیل پر روشنی پڑتی ہے:

اگر سونا سونے کے عوض یا چاندی چاندی کے عوض بہرحال دو ہمجنس چیزوں کا باہم تبادلہ کیا تو دونوں مقدار میں برابر ہونے چاہئیں اور دست بدست فوراً فروخت ہونی چاہئے۔

اگر دو چیزوں کا تبادلہ کیا گیا جو مختلف الجنس ہیں ایک سونا ہے اور ایک چاندی اور مقدار میں دونوں ایک سی ہیں یعنی دونوں تول کر یا دونوں ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں تو کمی بیشی جائز ہے مگر ادھار بیچنا جائز نہیں مثلاً سونے کے عوض چاندی خریدی تو یہ جائز ہے کہ سونا تولہ بھر اور چاندی چالیس تولہ ہو لیکن دست بدست قبضہ ہونا چاہئے

اگر دونوں چیزیں ایک ہی جنس کی ہوں مگر قدر میں اشتراک نہ ہو ایک وزن سے فروخت ہوتی ہو اور دوسری ناپ کر مثلاً ایک پشاوری لنگی وزن سے فروخت ہوتی ہو اور دوسری پشاوری لنگی ناپ کر بکتی ہو تو تبادلہ میں تفاوت جائز ہے یہ جائز ہو کہ ایک پشاوری لنگی کے عوض دس لنگیاں لیلی جائیں مگر یہاں بھی دست بدست قبضہ ضروری ہو ادھار پر تبادلہ جائز نہیں

اگر ایک چیز ایک جنس کی جو وزن ہوکر بکتی ہو ایسی چیز کے عوض فروخت کی جو اور جنس کی بھی ہو اور وزن ہوکر فروخت نہیں کیجاتی ہو مثلاً تعدد روپیہ سے کپڑا خرید لیا تو ادھار پر خرید و فروخت بھی جائز ہے اور کمی بیشی بھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ

مسلمانو جب ایک میعاد مقررہ تک کے لئے تم

بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَ

آپس میں قرض کا لین دین کیا کرو تو اسکو لکھ لیا کرو اور

لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَ

تم میں سے لکھنے والے کو چاہئے کہ انصاف سے لکھے اور

دہلی شعبان المعظم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب وقت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں شعبان ۱۳۵۶ھ
حق مضمون اشتہار ہذا محفوظ ہے۔ کوئی صاحب اسے نقل کرکے فائدہ کی جگہ نقصان نہ اٹھائیں
فائدہ اٹھانیکا شاندار موقعہ
قائم شدہ ۱۹۰۳ء
رعایت کا مبارک مہینہ
جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھایئے
گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہمنے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردی گئی ہے۔ اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجیئے ورنہ یہ زرین موقع پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر
ولٹن واچ کمپنی کی فل جوئل ریڈیم رسٹواچ
۹۶۱
گارنٹی ۱۵ سال
مشہور لیورہ ۱۵ جوئل والی مضبوط اور خوشنما گھڑی ہے جو دوڑ بھاگ میں خراب نہیں ہوتی وقت صحیح بتاتی ہے نیز شب بین ہے یعنی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتی ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی اور بکس تیرہ روپے آٹھ آنے۔
گھنٹہ اور الارم بجانیوالا ٹائم پیس
۹۶۳
یہ ٹائم پیس پرزوں کا مضبوط وقت صحیح بتانیوالا اور دیکھنے میں خوشنما بنا ہوا ہے گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ نیز الارم بھی لگا ہوا ہے آپ شب کو جس وقت بیدار ہونا چاہیں اس کے الارم کی سوئی کو اس ٹائم پر لگا کر الارم میں چابی بھر دیں یہ ٹھیک اسی ٹائم پر بلند آواز سے الارم بجا کر آپ کو بیدار کردیگا۔ رعایتی قیمت نو روپے آٹھ آنے۔
۹۶۴ یہ ٹائم پیس گھنٹہ آدھا گھنٹہ تو نہیں بجاتا صرف الارم بجاتا ہے مگر الارم میں خوبی یہ ہے کہ یکدم اور ٹھہر ٹھہر کر (جس طرح چاہیں) دونوں طرح تیز آواز سے الارم بجا کر غفلت کی نیند سے بیدار کردیتا ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے محصول ڈاک پیکنگ بکس و منی آرڈر فیس ۱۲/ بذمہ خریدار۔
۹۶۵ اوپر کی گھنٹی والا خوشنما اور بلند آواز سے الارم بجاتا ہے گارنٹی اس کی ۳ سال کی ہے رعایتی قیمت دو روپے بارہ آنہ محصول ڈاک پیکنگ اور منی آرڈر فیس اس ٹائم پیس کا صرف ایک روپیہ بذمہ خریدار ہوگا۔
کم خرچ بالانشین لیور رسٹ واچ
۹۶۶
گارنٹی ۴ سال
لیور مشین کی یہ رسٹواچ اگرچہ کم قیمت ہے مگر پرزے بہت پائدار ہیں، دیکھنے میں خوبصورت، نکل سلور کیس کی ہے اور وقت صحیح بتاتی ہے اسی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوچکی ہیں۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی اور بکس چار روپے دو آنے۔
مشہور لیور ولٹن پاکٹ واچ
۹۶۷
گارنٹی ۱۰ سال
نکل کیس۔ لیور چال۔ مضبوط و پالش دار پرزے مشین میں دس جوئل یاقوت آویزاں ہیں جن کی وجہ سے دوڑ بھاگ وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی گلاس بھی ڈبل لگا ہوا ہے جو ضرب سے نہیں ٹوٹتا وقت نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت مع بکس گیارہ روپے آٹھ آنہ
ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ
۹۶۳
گارنٹی ۵ سال
شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو یہ گھڑیاں اپنی مضبوطی اور درستی ٹائم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوچکی ہیں۔
رعایتی قیمت مع بکس صرف دو روپے چودہ آنے۔
تمام گھڑیاں۔ ٹائم پیس اور کلاک ملنے کا پتہ :- ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۹ شہر دہلی
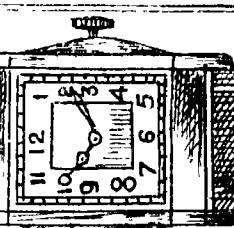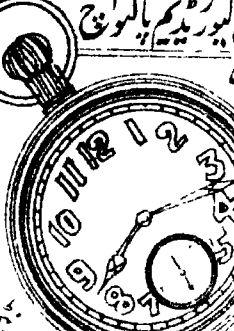
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی کلائی اور جیب کی گھڑیاں، ٹائم پیس ذیل کے پتے سے منگائیے
فیشن ایبل
رکٹنگلر رسٹ واچ
گارنٹی ۴ سال
۹۶۸
یہ کلائی کی گھڑی بالکل نئے فیشن کی خوشنما اور پائدار کرومیم کیس کی بنی ہوئی ہے۔ وقت
صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس چار روپیہ بارہ آنہ
پائیدار رسٹ واچ
شب چراغ لیور
گارنٹی ۴ سال
۹۶۹
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے مشین لیور
مضبوط ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی اور بکس پانچ روپے
ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ
۹۷۰
یہ گھڑیاں ایسی ہر دلعزیز ہوئی ہیں کہ ہر شخص ان کے نام
سے واقف ہے۔ اگرچہ کم قیمت ہیں مگر مدتوں چلتی ہیں
مشین لیور، پرزے مضبوط، انجن مارک، دیکھنے میں خوشنما
ہے۔ وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع بکس صرف
دو روپے سات آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار
الارم و ٹائم پیس
بیدار کرنیوالا
AMJARD
SUPERIOR QUALITY
GUARANTEED 5 YEARS
۹۷۲
یہ ٹائم پیس پرزوں کے مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا اور خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اس میں الارم کی گھنٹی تیز آواز کی لگی ہوئی ہے
جس ٹائم پر آپ چاہیں یہ الارم بجا کر بیدار کردیگا رعایتی قیمت
۹۷۳ اس ٹائم پیس میں گھنٹی اوپر لگی ہوئی ہے۔ یہ بھی تیز آواز سے الارم
بجاتا ہے اور اس کی گارنٹی ۴ سال کی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے بارہ آنے
۹۷۴ اس میں بجائے ایک گھنٹی کے اوپر دو گھنٹیاں لگی ہوئی ہیں اس کے
الارم کی آواز بہت ہی تیز ہے گارنٹی ۴ سال رعایتی قیمت صرف تین روپے
نوٹ۔ ہر ٹائم پیس کا محصولڈاک پیکنگ بکس، منی آرڈر فیس ایک روپیہ بذمہ خریدار ہوگا
ولٹن لیور ریڈیم پاکٹ واچ
۹۷۶
مشہور ولٹن واچ کمپنی کی لیور دس جو ملدار شب چراغ
گھڑی ہے جو دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں
مثل دن کے وقت بتاتی ہے مشین پختہ پرزے مضبوط
موزوں سائز اور خوشنما بنی ہوئی ہے وقت نہایت صحیح بتاتی
ہے۔ رعایتی قیمت مع بکس بارہ روپے آٹھ آنہ
بیحد خوشنما آٹھ پہل رسٹ واچ
۹۷۱
بائیس کیرٹ گولڈن کیس مختلف ڈیزائن خوشنما شیپ
اور چھوٹے سائز کی بنی ہوئی ہے۔ دیکھنے میں نہایت
خوبصورت ہے پرزے اسکے پختہ اور پالشدار ہیں وقت
صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس
صرف چھ روپے محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا
خوشنما سیپ کے کیس کی رسٹ واچ
۹۷۷
اس رسٹ واچ کا کیس سیپ کا بنا ہوا ہے جو پسینہ وغیرہ سے
خراب نہیں ہوتا ہمیشہ یکساں رہتا ہے مشین اس کی
جنیوا سوئس میڈ پرزے پختہ و پالشدار ہیں۔ ٹائم صحیح
ہے۔ دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ
اسٹراپ کلائی اور بکس پانچ روپے بارہ آنہ
نیو پیٹنٹ پائیدار رسٹ واچ
۹۷۵
یہ سوئس میڈ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی
دیکھنے میں خوبصورت، پرزے مضبوط
رفتار کی پکی اور موزوں سائز کی بنی ہوئی
ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ
اسٹراپ کلائی چار روپے بارہ آنے

مندرجہ ذیل رسٹ پاکٹ واچ اور ٹائم پیسوں کی قیمت میں خاص رعایت کر دی گئی ہے لہذا خریداری کا اچھا موقعہ ہے
نمبر ۹۰۹
خوشنما گون اپنی سائز کی رسٹ واچ
یہ رسٹ واچ ۵ اسائز نکل سلور کیس کی خوشنما اور پائدار بنی ہوئی ہے۔ اس پر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے۔ جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ پرزے نہایت پختہ مضبوط و پالشدار ہیں۔ وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ خوشنما اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے
گارنٹی ۵ سال
نمبر ۹۷۸
نہایت خوبصورت گولڈن رسٹ واچ
یہ رسٹ واچ ۲۲ کیرٹ گولڈن کی مختلف ڈیزائن میں ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ پھر خوشنما ہی نہیں پرزے بھی پائدار ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس چھ روپے (آنے) محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ بذمہ خریدار ہوگا۔
گارنٹی ۳ سال
خوشنما پائدار لیور کیلس پاکٹ واچ
نمبر ۹۸۵
گارنٹی ۳ سال
باوجود کم قیمت ہونے کے بھی وقت صحیح بتانے میں پچاس ساٹھ روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے مشین اس گھڑی کی لیور ہے، پرزہ اس کے مضبوط اور پالشدار ہیں۔ دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ رعایتی قیمت صرف دو روپے دو آنہ
اور
اندھیرے میں وقت بتانے والا الارم بجانے والا ٹائم پیس
گارنٹی ۲ سال
خوشنما آٹھ روزہ چابی کی جیبی گھڑی
نمبر ۹۸۰
گارنٹی ۲ سال
اس گھڑی میں خوبی یہ ہے کہ چابی بجائے روزانہ کے آٹھ دن میں ایک بار دیجاتی ہے مشین لیور جو بلدار مضبوط پرزوں کی ہے۔ ڈائل پر بلیس پھرتا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہے کیس نکل سلور کا ہے۔ وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنے
۱۸ کیرٹ گولڈن خوشنما چوپہل رسٹ واچ
نمبر ۹۸۶
گارنٹی ۲ سال
یہ رسٹ واچ ۲۲ کیرٹ گولڈن کیس مختلف ڈیزائن کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے علاوہ خوشنمائی کے پائدار بھی ہے پرزے پختہ پالشدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس صرف چھ روپے محصولڈاک وغیرہ ۱۱ آنہ بذمہ خریدار جو گھڑی طلب فرمائیں اس کا نمبر اور قیمت ضرور لکھیں۔
نمبر ۹۸۲ یہ ٹائم پیس دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اس کا الارم بڑی گھنٹی کا پشت پر لگا ہوا ہے جو ٹھہر ٹھہر کر اور یکدم دونوں طرح بہت بلند آواز سے الارم بجاتا ہے اس کی آواز سے غافل نیند والا شخص بھی جاگ اٹھتا ہے۔ پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے تین آنہ نمبر ۹۸۳ یہ ٹائم پیس اندھیرے میں تو وقت نہیں بتائیگا۔ مگر الارم دونوں طرح بجاتا ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے تین آنہ
نوٹ محصولڈاک پیکنگ بکس وغیرہ آرڈر فیس ایک روپیہ چار آنہ بذمہ خریدار
سونے کے ملمع کی رسٹ واچ
نمبر ۹۸۴
یہ رسٹ واچ سنہری کیس کی خوشنما اور پائدار بنی ہوئی ہے مشین اس کی سوئس میڈ پرزے مضبوط و پالشدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس صرف پانچ روپے
گارنٹی ۳ سال
گولڈن کیس کی شب چراغ رسٹ واچ
نمبر ۹۸۱
گارنٹی ۳ سال
اس کلائی کی گھڑی کا ڈائل اور سوئیاں کیس والی ہیں جن کی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہو جاتا ہے۔ وقت صحیح بتاتی ہے۔ پرزے پائدار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس کے چھ روپے چار آنہ محصولڈاک ارید بذمہ خریدار ہوگا
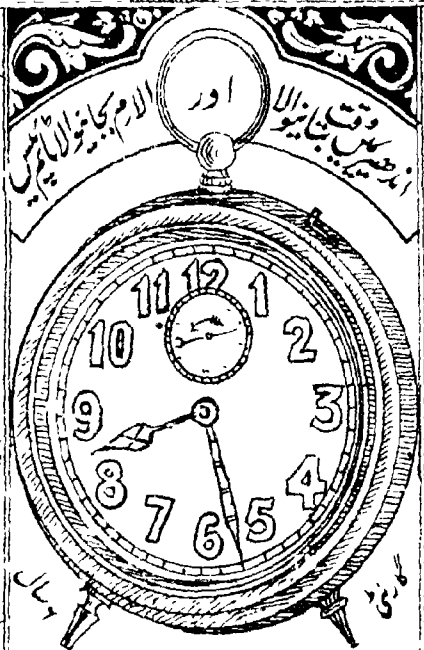
تمام گھڑیاں۔ ٹائم پیس اور کلاک ملنے کا پتہ:۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۹ شہر دہلی

امسال مندرجہ ذیل گھڑیوں اور ٹائم پیسوں کی قیمت میں خاص رعایت کی گئی ہے حسب پسند گھڑی جلد طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے
۹۹۶
نئی طرز کی گولڈن خوشنما رسٹ واچ
یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف ڈیزائن نئی نئی شکل گولڈن کیس کی بنی ہوئی ہے اس کے پرزے مضبوط اور پائدار ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس پانچ روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ ۱۱ بذمہ خریدار ہوگا۔
(گارنٹی ۴ سال)
۹۹۷
دس جوئل والی لیور رسٹ واچ
اس رسٹ واچ کی خوبی اور پائداری اس کے نام سے ظاہر ہے مشین اسکی لیور دس جوئلدار مضبوط اور پائدار ہے۔ گلاس اس پر ڈبل فٹ کیا ہوا ہے جو ضرب سے نہیں ٹوٹتا وقت نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس دس روپے چھ آنہ
(گارنٹی ۵ سال)
ریلوے ریگولیٹر لیور کیلس واچ
۹۹۸
اس مشہور و معروف کم خرچ بالانشین ریلوے ریگولیٹر گھڑی کے نام سے ہر شخص واقف ہے مشین اس کی لیور پرزے پختہ اور پائدار ہیں۔ وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ بکس دو روپے نو آنے۔
نوٹ محصولڈاک گیارہ آنہ بذمہ خریدار ہوگا۔
خوشنما اور پائدار گرجدار ٹائم پیس
۱۰۰۰
یہ ٹائم پیس سلور کیس کا خوشنما پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانیکا پابند ہے جس وقت آپ جس ٹائم پر جاگنا چاہیں اسی ٹائم پر دوہری گھنٹی کے ذریعہ بلند آواز سے الارم بجا کر آپ کو خواب سے بیدار کر دیگا۔ یہ ٹائم پیس ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت صرف تین روپے۔
۱۰۰۱ یہ ایک گھنٹی والا خوشنما اور پائدار ٹائم پیس ہے۔ یہ بھی وقت صحیح بتاتا ہے اور الارم کی آواز بھی تیز ہے رعایتی قیمت دو روپے بارہ آنہ
نوٹ محصولڈاک وغیرہ ایک روپیہ آپ کو ادا کرنا ہوگا۔
خوبصورت اوپن فیس مڈ پاکٹ واچ
۱۰۰۳
یہ سوئس مڈ پاکٹ واچ نکل سلور کیس کی خوشنما اور درمیانہ سائز کی بنی ہوئی ہے۔ پرزے اس کے پختہ اور پائدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ بکس چھ روپے چار آنہ
نوٹ محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ بذمہ خریدار
نئے فیشن کی خوش وضع اسکوائر رسٹ واچ
۹۹۹
یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما ۲۲ کیرٹ گولڈن کیس کی مختلف شکل و ڈیزائن کی بنی ہوئی ہے علاوہ خوشنمائی کے پرزے بھی اس کے پختہ اور پائدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس پانچ روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ ۱۱ بذمہ خریدار ہوگا
خوش وضع ۲۲ کیرٹ گولڈن فینسی رسٹ واچ
۱۰۰۲
اس رسٹ واچ کی پوری خوبصورتی تو اس کے دیکھنے ہی سے ظاہر ہوگی ایسی خوشنما ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے علاوہ خوشنمائی کے پائدار بھی ہے۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع خوشنما اسٹراپ کلائی اور بکس چھ روپے پانچ آنہ
کم خرچ بالانشین کیس والی رسٹ واچ
۱۰۰۴
اس رسٹ واچ میں خوبی یہ ہے کہ دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے۔ اس کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جو رات کو اندھیرے میں مثل بجلی کے چمکتی ہیں۔ مشین لیور اور پرزے مضبوط ہیں وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے چار آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ ۱۱ ر
تمام گھڑیاں۔ ٹائم پیس اور کلاک ملنے کا پتہ:- ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۹ شہر دہلی

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی گھڑیوں کی مرمت ہمارے ہاں باقاعدہ اور کفایت کے ساتھ خاص نگرانی میں کرائی جاتی ہے۔

خوشوضع چھوٹے سائز کی رکٹنگر واچ

نمبر ۱۰۰۵

بالکل نئے فیشن کی لانبی رسٹواچ بہت خوبصورت مثل کیس کی بنی ہوئی ہے آج کل عام طور سے پسند کی جاتی ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے موزوں ہے پرزے اسکے مضبوط اور پختہ ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس آٹھ روپے تین آنہ محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ بذمہ خریدار

پائیدار گیس والی رسٹواچ

نمبر ۱۰۰۶

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی کوئن اینی سائز کی مضبوط بنی ہوئی ہے۔ گلاس بھی اس پر موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے نہیں ٹوٹتا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جن کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوجاتا ہے قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس سات روپے بارہ آنہ

مشہور جرمن لیور پاکٹ واچ

نمبر ۱۰۰۷

جرمن کی بنی ہوئی مشہور و معروف گھڑی ہے اسکی تعریف جس قدر کیجائے کم ہے۔ لیور مشین ہے جو مدتوں کام دیتی ہے۔ گرجانے پر بھی بند ہو نا نہیں جانتی وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع بکس تین روپے تیرہ آنے محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ

خوش وضع اور پائدار ریگولیٹر آفس کلاک

نمبر ۱۰۰۹

یہ گھنٹے والے شیپ کا مطابق نقشہ بنا ہوا ہے۔ اس کا خوشنما لنگر حرکت کرتا ہوا ہر وقت نظر آتا ہے، گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے تمام پرزے مضبوط پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتا ہے کیس اعلیٰ قسم عمدہ لکڑی کا پائیدار بنا ہوا ہے اس میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے جیس پچیس برس تک بخوبی کام دیتا ہے اس کا سائز لمبائی قریب ۲۳ انچ۔ چوڑائی ۱۳ انچ ہے گارنٹی ۱۰ سال رعایتی قیمت صرف آٹھ روپے نمبر ۱۰۱۰ اس کا سائز لمبائی قریب ۲۷ انچ۔ چوڑائی قریب ۱۵ انچ۔ گارنٹی بارہ سال قیمت صرف دس روپے نمبر ۱۰۱۱ اس کا سائز لمبائی قریب ۳۲ انچ چوڑائی قریب ۱۸ انچ ہے گارنٹی بیس سال۔ رعایتی قیمت سولہ روپے آٹھ آنے۔

شب تاب گیس والی لیور پاکٹ واچ

نمبر ۱۰۱۲

مشہور و معروف ولٹن واچ کمپنی کی لیور فل جوئل گھڑی ہے۔ بیحد مضبوط۔ خوشنما اور ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے۔ ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں جن کی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوجاتا ہے رعایتی قیمت معہ بکس تیرہ روپے آٹھ آنہ

کارآمد گولڈن شب چراغ رسٹ واچ

نمبر ۱۰۰۸

اس رسٹواچ میں خوبی یہ ہے کہ دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے۔ اس کی سوئیاں اور ڈائل بجلی والا ہے۔ ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے پرزے بھی مضبوط ہیں کیس اس کا سنہری چمکدار ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس چھ روپے چار آنہ

نہایت مضبوط لیور جوئلدار رسٹ واچ

نمبر ۱۰۱۳

یہ مشہور لیور فل جوئل (۱۵ جوئل مشین میں آویزاں ہیں) رسٹ واچ ہے اسکی خوبی اس کے نام ہی سے ظاہر ہے، پرزے بیحد پختہ اور پائیدار ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے، دوڑ بھاگ میں خراب نہیں ہوتی۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی اور بکس بارہ روپے دس آنہ۔

تمام گھڑیاں۔ ٹائم پیس اور کلاک ملنے کا پتہ :- ایس - ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۹ شہر دہلی

تمام گھڑیاں۔ ٹائم پیس اور کلاک ملنے کا پتہ :- ایس - ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۹ شہر دہلی

شعبان ۱۳۵۸ھ
جو گھڑی - ٹائم پیس یا کلاک طلب فرمائیں ۸۸ اس کا نام - نمبر اور قیمت ضرور لکھیں
مولوی دہلی
مندرجہ ذیل اشیائی قیمتوں میں خاص رعایت کی گئی ہے جلد طلب فرما کر فائدہ اٹھائیے
زمانہ حال کا نئے فیشن ایبل خوشنما کلاک
(گارنٹی چار سال) نئے فیشن کی خوشنما گولڈن کیس کی رسٹ واچ
۱۰۲۶
یہ فیشن ایبل رسٹ واچ آجکل عام طور پر پسند کی جاتی ہے بے حد خوشنما، پرزوں کی مضبوطی اور ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ کیس گولڈن نہایت چمکدار ہے رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی اور بکس
۱۰۲۵
آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے والا گرو کس گلاس کا چشمہ
خوش وضع
۱۰۲۷
سفید کیس رعایتی قیمت مع اسٹراپ و بکس صرف پانچ روپے تیرہ آنے۔
۱۰۲۸
یہ کلاک بالکل نئے فیشن اور نئی طرز کا نہایت خوشنما بنا ہوا ہے کیس عمدہ لکڑی کا فینسی پالشدار ہے اور اس میں گلاس مختلف شکل کے خوبصورت فٹ کئے ہوئے ہیں چابی آٹھ روز بعد دیجاتی ہے۔ گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز دیتا ہے۔ پرزے پختہ پالشدار اور وقت صحیح بتاتا ہے اس کا سائز لمبائی قریب ۱۹ انچ چوڑائی ۱۰ انچ ہے رعایتی قیمت دس روپے - گارنٹی ۱۰ سال
سونے کے ملمع شدہ چاندی کے نقشین خوشنما قمیص کے بٹن ۱۰۲۹
ان بٹنوں کو کاریگر نے نہایت کاریگری سے نصف کو پیلین چمکدار رکھا ہے اور نصف پر نقشین کام کیا ہے جو دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں رعایتی قیمت فی سٹ دو روپے چار آنہ محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ بذمہ خریدار
۱۰۳۰ سونے کے ملمع کئے ہوئے چاندی کے نہایت خوش وضع قمیص و کرتہ کے بٹن۔
ان بٹنوں پر ڈائمنڈ کٹ کا کام نہایت نفیس اور چمکدار بنا ہوا ہے اور ان بٹنوں کی لاٹھیں باریک خوشنما زنجیر پڑی ہوئی ہے قمیص اور کرتہ دونوں میں لگائے جاتے ہیں یہ بٹن عام طور پر پسند کئے جاتے ہیں رعایتی قیمت فی سٹ دو روپے سات آنہ محصولڈاک وغیرہ گیارہ آنہ بذمہ خریدار ہوگا۔
۱۰۳۱ خوشنما ۱۴ کیرٹ گولڈ نب کا سیلف فلنگ فاؤنٹین پن
گارنٹی دس سال
نہایت خوبصورت اور مضبوط ایسا کہ ایک ہزار فٹ کی بلندی پر سے گرنے پر بھی نہیں ٹوٹتا ہر قسم کے کاغذ پر رواں اور خوشخط لکھتا ہے اس میں سیاہی نہ پھیلتی ہے اس میں ۱۴ کیرٹ کا نب لگا ہوا ہے جس کی گارنٹی دس سال ہے۔ ہر لکھے پڑھے شخص کے لئے نہایت کارآمد چیز
۱۰۳۲ قسم دوم اس میں گولڈن نب لگا ہوا ہے رعایتی قیمت صرف دو روپے - (عام)
محصولڈاک گیارہ آنہ بذمہ خریدار ہوگا۔
مندرجہ بالا تمام اشیاء ملنے کا پتہ:- ایس - ایم - عثمان اینڈ کمپنی واچ کلاک مرچنٹس بازار چاندنی چوک نمبر ۱۹ شہر دھلی
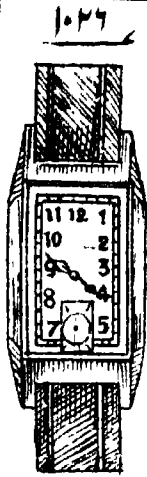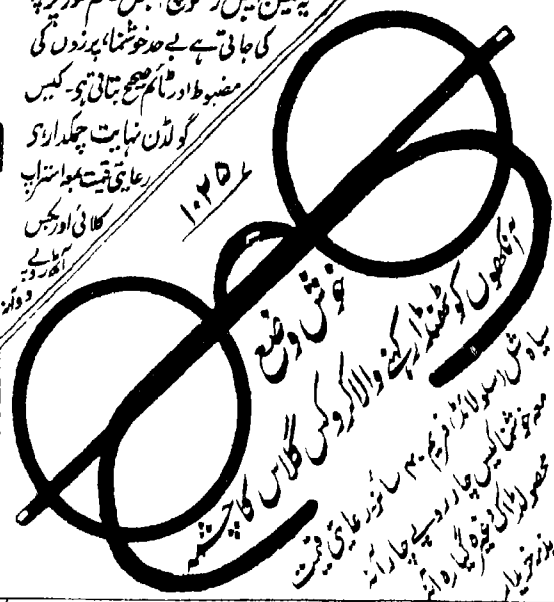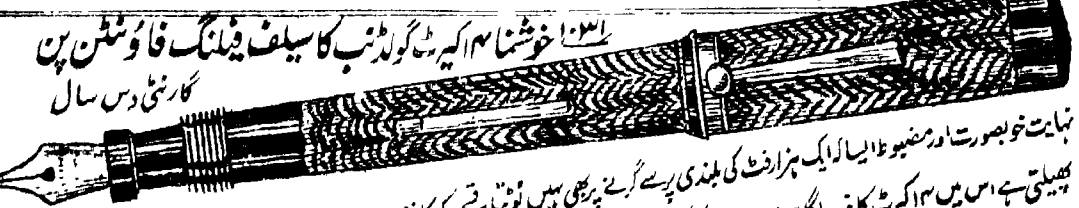
ماہوار جریدہ
مولوی
مدیر مسئول عبدالحمید خاں
دو آنہ
2
ANNAS
ONE
RUPEE
INDIA
1916
رعایات رمضان
مولوی نے اتنی سستی کتابیں شائع کی ہیں کہ رعایت کا سوال ہی باقی نہ رہا تھا لیکن ناظرین
کو عادت ہے کہ وہ رمضان میں ضرور رعایت چاہتے ہیں مجبوراً رعایت تو کی ہے لیکن
کتابی صورت میں یعنی ہر قرآن شریف کے ساتھ ایک کتاب مفت یا زیادہ قرآن ہی
تو اسی نسبت سے حسب پسند کتابیں مفت مل سکتی ہیں ۔ قرآن شریف رعایت
میں نہیں ملے گا۔ صرف کتابیں ہی ملیں گی اس کا عمل محرم سے ۳۰ رمضان تک ہوگا
میری عیدی
جو کتاب الاسلام کی خرید ہے رمضان شریف میں اسکی فروخت
میرا ذاتی خرچ ہے اسی لئے مرنقد کی رعایت یعنی مجلد ہی ہے
مینیجر رسالہ "مولوی" عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسےٰ

اور ہمارا یہ گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا بُرا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈالدیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلدی کرلی اور ڈالدیں تختیاں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے کمزور سمجھا مجھ کو اور

پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھ کو حقیقت میں بے حقیقت سمجھا

كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۡ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ

نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھ کو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں کو اور مت کر مجھ کو

قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا

ساتھ قوم ظالموں کے کہا اے پروردگار میرے بخش مجھ کو اور بھائی میرے کو اور داخل کر ہم کو

ذیل میں مت شمار کرو موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہم دونوں کو

فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا

بیچ رحمت اپنی کے اور تو بہت رحمت کرنے والا ہے رحم کرنے والوں سے تحقیق جن لوگوں نے پکڑا

اپنی رحمت میں داخل فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ

بچھڑا البتہ پہونچے گا ان کو غصہ پروردگار ان کے سے اور ذلت بیچ زندگانی

ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اسی دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی

الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا

دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جن لوگوں نے عمل کئے

اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے

السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

بُرے پھر توبہ کی پیچھے ان کے اور ایمان لائے تحقیق تیرا پروردگار

پھر وہ ان کے بعد توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد

بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ

پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب چپ ہوا موسیٰ سے غصہ

گناہ کا معاف کر دینے والا اور رحمت کر دینے والا ہے اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر توریت لینے کے لئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھہرو چنانچہ انھوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کرلی تھی اس سے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کردی جب واپس آئے تو آپ کو پہلے اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور رنگ کر وہ تختیاں جن میں توریت لکھی تھی ڈالدیں یا پھینک دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ تعالیٰ نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی رہ گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ توریت ... ان میں احکام تھے وہ باقی رہ گئے اس کے بعد حضرت موسیٰ نے ... بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا شروع کیا ...

ف۲ حضرت ہارون نے عذر ظاہر کیا کہ بھائی اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے ان لوگوں کو نصیحت کی لیکن انھوں نے مجھے کمزور سمجھا میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور قریب تھا کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالتے اور میرے ساتھ آپ ایسا سلوک نہ کیجئے جس کی وجہ سے دشمن لوگ مجھے دیکھ کر خوش ہوں اور آپ مجھے ان لوگوں میں ہرگز شمار نہ کریں میں ان سے بالکل علیحدہ رہا اور بھائی کی یہ رقت آمیز تقریر سن کر موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اپنے لئے اور بھائی کے لئے دعا کی حضرت ہارون کے متعلق دو قول ہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے اور ان کی والدہ ان کو اپنے ساتھ لائی تھیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ام کا لفظ صرف اس وجہ سے استعمال کیا گیا ہے کہ انکی محبت جوش میں آجائے کیونکہ ماں کے نام سے محبت زیادہ جوش میں آتی

دائیں طرف دیکھیے نمونہ ہے اس قرآن مجید کے ایک صفحہ کا جو آپ کا اپنا قرآن شریف ہے

اور رمضان شریف کی بہترین یادگار ہے۔ یہ دلی کا بہترین اور آپ کے مولوی رسالہ کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن مجید ہے۔ یہ بالکل جدید

متوسط دو ترجمہ والا قرآن

جیسے جس کا پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اور دوسرا بامحاورہ ترجمہ حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب کا ہے۔ تقطیع مولوی کے برابر اور ضخامت ۹۲۸ صفحے ہیں، کاغذ ولایتی سویڈن کا ہے اور عمدہ پورے چمڑے کی ہے۔ یہ مولوی کے خریداروں کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ اپنے مجربہ پرچے کی ہر شائع شدہ چیز کو جوق در جوق خرید لیتے ہیں اور بڑے بڑے تاجروں کو حیران کر دیتے ہیں۔ گذشتہ ایک سال میں ۵ ہزار قرآن شریف صرف مولوی کے خریداروں نے قبول کیا۔ میری خدمت تو صرف اس قدر ہے کہ دو ترجمہ والا قرآن شریف جس کا ہدیہ چار روپیہ تھا **نصف ہدیہ** میں آپ تک پہنچا دیا۔

دو روپے میں مجلد چرمی کامل نقرئی سُنکر آپ تو اور بھی حیرت ہوگی

جب کہ کاغذ کا نرخ ۰ فیصدی بڑھ گیا اس گرانی سے دل کی دل میں رہ گئی ورنہ یہ اڈیشن اور بھی سستا ہوتا۔ تجزیہ تو کیجیے دو روپے میں ایک ہزار صفحات جس میں ۹ کی جلد تین آنے کی جا ۲ ارتو یہ نکل گئے۔ اب سوا روپے میں ایک ہزار صفحات اور وہ بھی قرآن شریف کے کسی طرح بھی چھپ سکتے ہیں یہ سب کچھ آپ کی قدر دانی کا اعجاز ہے۔ یہ دوسرا اڈیشن بھی ۹ ہزار چھپا ہے۔ اس رمضان میں یہ سب منگا لیجیے

اس قرآن مجید کا امتیاز

(۱) اس کا حاشیہ حاضر الوقت قرآن مجید میں سب سے ممتاز ہے، پڑھ کے دیکھ لیجیے کیسا آسان سلیس اور دلنشین ہے جمعیۃ علمائے ہند کے دو معتمد اراکین کا لکھا ہوا ہے جو صدہا کتب تفاسیر کا ماحصل ہے (۲) ابتدا میں ۸۰ صفحات کا ایک مقدمہ ہے جو خود ستائی نہیں یقین فرمائیے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن مجید میں آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔ کہنے کو تو یہ بات ہی کہی جا سکتی ہے کہ اس کا مقدمہ ہی دو روپے سے کم نہیں اس مقدمہ میں ۱۶ ابواب ہیں۔ **باب ۱** فضائل تلاوت قرآن۔ آداب تلاوت، مختصر قواعد تجوید، چہل احادیث در فضائل و سور قرآن اور متفرق مسائل قرآن **باب ۲** آغاز دنیا، کائنات عالم کی تخلیق، جنت دوزخ کی حقیقت، حضرت آدم کی ولادت، شیطان کی سوانح، جنت سے آدم و حوا کا اخراج **باب ۳** انبیاء کی حیات مقدس کا جمالی خاکہ اور حالات حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت اسحاق، حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت الیاس، حضرت ذوالکفل، حضرت شموئیل، حضرت سلیمان، حضرت داود، حضرت یونس، حضرت عزیر، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام **باب ۴** صحف آسمانی کی حالت و حقیقت، بائبل کی حالت، توراۃ کی حقانیت، زبور کی تاریخ معدومیت اور انجیل کی حقیقت **باب ۵** تاریخ عرب ماقبل رسول کریم، قدیم عراقی فرمانروایان، قدیم شامی و کنعانی حکومتیں، یمنی و سبائی سلاطین، مکہ پر گورنر حبش کا حملہ، یمن کا عہد اقبال، عرب کی حمیر و نعمانی سلطنت، تہذیب عرب، عربوں کی منزلی حیات، اقتصادی و مالی حالت، قطعات ارض عالم کا زنگ **باب ۶** بعثت نبوی، مقدس نبی کی مقدس جوانی، قاعدانہ جوش اور کاروبار، آغاز تبلیغ اسلام، پیروانہائے اسلام پر قیامت خیز مظالم، رحمت عالم کا ظلم کی انتہا، غزوات نبوی، اصلاحات و احکام، ازدواجی زندگی **باب ۷** نزول قرآن اور مسلمانوں کی پذیرائی عمل، اتباع قرآن، بطیعانہ پابندی آیات قرآنی کے اثرات قبول و اعتراف کا ہمہ گیر نظارہ **باب ۸** اذکار خلفائے راشدین یعنی سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات **باب ۹** قرآن شریف کی مشہور اور موثر ترین دعائیں **باب ۱۰** فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ پارہ و رکوع و ہندسہ صفحات **باب ۱۱** اعمال قرآنی میں مجرب المجرب، متفرق ضرورتوں کے قرآنی اعمال ہیں **باب ۱۲** خواص قرآنی جس میں متفرق سالہا آیات قرآنی کے محیر العقول خواص ہیں **باب ۱۳** التعویذات قرآنی اس میں پورے قرآن شریف کی ہر سورۃ کا نقش ہے **باب ۱۴** فالنامہ قرآنی۔ اس میں جو قرآن مجید کا خاص فالنامہ ہے وہ کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ **باب ۱۵** اکتا بیان درباره قرآن شریف **باب ۱۶** آداب تلاوت معہ مسائل ضروریہ متعلق قرآن شریف یہ اس قرآن شریف کا ایک ہلکا سا خاکہ ہے۔ ذرا غور کر کے فرمائیے کسی قرآن شریف میں ایسا مقدمہ آپ نے دیکھا ہے۔

صحیح متن۔ مکمل حاشیہ۔ دو ترجمے، ۸۰ صفحات کا مقدمہ، کاغذ ولایتی۔ مجلد چرمی کامل

ہدیہ صرف دو روپے، محصول ڈاک ایک روپیہ کل تین روپے، ریل کے ذریعہ منگانے والے روپیہ پیشگی روانہ کریں۔

رعایت رمضان

دو ترجمہ والے قرآن شریف کے ساتھ آٹھ آنے کی کوئی کتاب مفت ملے گی اور زیادہ تعداد میں ۸ فی جلد کے حساب سے حسب پسند کتابیں منگالیں۔ قرآن شریف رعایت میں نہ ملے گا۔ اور کتا

۴ رعایت رمضان شریف میں اس قرآن شریف کے ساتھ چھوٹی کتاب مفت ملے گی ایک سے زائد قرآن پر او ر لوی
ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خوان بھائی جو بغیر استاد کی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر تلاوت یاد کرنا چاہیں تو
تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کرلی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہم
ہر معمولی قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی ہی نہ رہے گا۔ اس لئے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں
الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
یہ ۲۰ سطر کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۴ صفحہ کا ہے اسی لئے اتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد چھ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کال نقرئی ہالدار محصول ڈاک ایک قرآن ۱۴ار
دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے ۸ زائد ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے
۸ آنے میں فوٹو بلاک پر بے مثال کار نامہ حمائل مجلد
مولوی کا حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا
جناب عالی
پورے تیسوں پارے
کال مجلد پورا قرآن شریف
۸ آنے میں ملتا ہے
کام امریکہ جیسے ملک کے ادارے
فخر کرتے ہیں ۸۰ آنے
رسالہ مولوی نے کر دکھایا
قرآن پاک کی اشاعت
کا کام تو ہم سب پر فرض
ہے ہدیہ کر دکھایا
ہے آپ نے کتنا اتنا عشق
فرمائیے۔ ہدیہ
مجلد آٹھ آنے بھول
بھی آٹھ آنے ہے
کار نمایاں کیسے انمول
جواہرات پیش ہوتے
ہیں، اس حمائل کو اصلی
صورت میں دیکھئے تو آپ
بھی حیرت میں رہ جائیں
ایسی درخشندہ طباعت
ایسا کاغذ اور ایسی مجلد
اور یہ صرف آٹھ آنے
میں۔ کم بہت آدمی
کو اس کا یقین ہی نہیں
آتا اور وہ پوچھتے ہیں کہ
صرف پارہ ہدیہ ہے یا پورا
قرآن شریف کا

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والا حیرت نما قرآن مجید

٦ سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا بھی اندازہ ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں ۱۳ سطریں ہیں

اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو ساٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہے بیس صفحہ میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے. کاغذ قسم اعلیٰ ولایتی فردزی ہے

مجھے بجا طور پر فخر و ناز ہے

کہ آپ کی امداد سے یہ قرآن شریف ایسا تیار ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں اس کی تفسیر حضرت مولانا داؤد جلالی نے لکھی ہے یہ وہی مفسر ہیں جنکی تفسیر مولوی محب الزمان السبحان کے نام سے آپ کے زیر مطالعہ ہے. ترجمہ اس لئے عام فہم حنفی شامل کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جا سکے. اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھ جائیے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی

یہ مولوی کا اپنا چھپوایا ہوا چوتھا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری ذاتی خدمات کا ماحصل ہے، خدا کرے کہ آپ بھی اس کو اتنا ہی پسند فرمالیں جیسا میں اس کا دلدادہ ہوں

خدا کی کارسازی دیکھئے کہ چھپائی اسکی ایسی اچھی ہو رہی ہے کہ بس جب آپکے سامنے ہوگا. تب ہی صحیح اندازہ فرماسکیں گے

۱۵ رمضان تک طیار ہو نیکا تقیرز ہے

اس لئے آپ اسکی فرمایش اور قرآنوں یا کتابوں سے بالکل علیحدہ بھیجیں. کہ شاید اور دیر ہو جائے تو دوسری چیزیں آپ کو بروقت مل جائیں یہ ضرور ہے کہ آپ کے پاس خواہ کتنے ہی قرآن ہوں لیکن اگر یہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے ۲/۴
محصول ڈاک ایک روپیہ کل سوا تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رمضان شریف کا ایک معرکۃ الآرا رعایتی اعلان حدیث شریف کی

دو قابل قدر کتابیں لاگت پر بلکہ اس سے بھی کم پر صرف اس لیے کہ احادیث رسول

جو صرف علمائے کرام کا ورثہ کھتیں ہر امتی تک پہنچ جائیں

قرآن پاک کے بعد جن کا رمضان شریف میں پڑھنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ یہ اردو ترجمہ ایسا صاف
اور آسان ہے کہ چاہے جتنی دیر پڑھیے کبھی جی نہ اکتائے گا۔ اور معلومات اسلامی میں جو اضافہ ہوگا۔ اس کی تو کوئی قیمت ہی نہیں

(۱) انتخاب صحاح عشرہ یعنی حدیث شریف کی دس صحیح اور مستند ترین

کتابوں کا لاجواب انتخاب دو جلدوں میں جنمیں ۵ ہزار نو سو پچانوے احادیث صحیحہ اور ایک ہزار راویوں کے حالات ہیں اور تقریباً بارہ سو صفحات کی ضخامت ہے۔ اور دونوں جلدیں علیحدہ علیحدہ مجلد ہیں۔ اتنی بڑی ضخامت اور دونوں جلدوں کا ہدیہ صرف تین روپے

اس کا نام **مشکوٰۃ شریف** ہے یہ بخاری (۱) مسلم (۲) ترمذی (۳) ابوداود (۴) ابن ماجہ (۵) نسائی (۶) مسند امام مالک (۷) مسند امام شافعی (۸) مسند امام حنبل (۹) مسند بیہقی (۱۰) حدیث کی ان سب سے مستند اور صحیح حدیثوں کا انتخاب ہے جن پر ہر فرقہ کے علما بلا خلاف متفق ہیں۔ اسمیں دینی و دنیاوی ضروریات کے ہر شعبہ کی احادیث مجتمع ہیں جن کی تعداد ۵۹۹۵ ہے صاحب مشکوٰۃ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں انہوں نے کوئی حدیث ایسی نہیں لی جو موضوع تو درکنار ضعیف بھی ہو۔ ایسا پرکھا ہوا انتخاب اور ردوقبول کا اتنا لحاظ ہے کہ مشام جان معطر ہو جاتی ہے صاحب مشکوٰۃ بڑے جید محدث ہیں ان کا انتخاب آجکل کے علماء کا انتخاب نہیں یہ سلف صالحین میں سے تھے انکی سوجھ بوجھ اور انکا اتقا آج کل کہاں اسی وجہ سے منتخب احادیث کی کتابوں میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے

مشکوٰۃ شریف کے ترجمے بہت سے کتب خانوں نے شائع کئے لیکن مولوی کا ترجمہ سب سے زیادہ مقبول ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ کام تو صرف ہمارا ہی ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن ایک ہزار چھپا تھا اور چھ ماہ میں ختم ہو گیا۔ اب دوسرا اڈیشن بھی نصف سے زائد بک گیا ہے ہو گیا

ہماری کتاب کا امتیاز یہ ہے جو کسی بھی اردو ترجمے میں نہیں ہے اسمیں ایک ہزار راویوں کے حالات ہیں جن سے احادیث مشکوٰۃ روایت ہوئیں۔ یہی امتیاز ہے جس سے یہ ترجمہ مستند بھی ہے اور مقبول عام بھی۔

رعایت یکم رمضان سے ۳۰ رمضان تک یہ بجائے تین روپے کے سوا دو روپے محصول ڈاک ۴ علاوہ

(۲) انتخاب صحیح بخاری جامع ازہر مصر کے مستند عالم نے حدیث کی سب سے بڑی اور صحیح

کتاب بخاری شریف کا خلاصہ عربی زبان میں کیا جس کا نام تجرید بخاری ہے اور آپ کے رسالہ مولوی نے اس کا ترجمہ شائع کیا۔ جو اردو زبان میں تنہا ترجمہ ہے،

تجرید بخاری عربیہ مصری کی قیمت چھ روپے اور غریب مولوی نے ترجمہ کی قیمت باوجود مجلد کتاب کے صرف ڈیڑھ روپیہ رکھی ہے یہ چار سو اسی صفحے کی مجلد کتاب ہے اسمیں دو ہزار ایک سو بارہ حدیثیں ہیں۔ ابتدا میں امام بخاری کے حالات ہیں پھر اسی ترتیب سے انتخاب ہے جیسا بڑی بخاری میں ہے، بڑی بخاری اور اسمیں فرق صرف اس قدر ہے کہ اسمیں ہر شعبہ و صنف کی جس قدر حدیثیں مستند راویوں سے ملیں سب کو درج کیا ہے، تجرید بخاری میں اس موضوع کی صرف ایک حدیث لی ہے جو اس عالم ازہری کے نزدیک مقدس تر راوی کی تھی۔ اسی لیے اس کتاب میں دس ہزار کی بجائے صرف ۲۲ سو حدیثیں ہیں۔

ضخامت ۴۸۰ صفحات، کاغذ چکنا سفید، مجلد خوبصورت برعایت رمضان بجائے ڈیڑھ روپے کے ایک روپیہ دو آنے محصول ڈاک دس آنے کل ایک روپیہ بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

رعایت در رعایت دونوں کتابیں ساتھ منگائیں تو دونوں کی قیمت تین روپے محصول ایک روپیہ کل چار روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
چاند کی بیس تاریخ تک بھی اگر آپ کو اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ خط بھیجکر منگا لیجئے۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ اسی جگہ لکھا ہوا ہے جہاں آپ کا پتہ ہے اگر پہلے سے نوٹ نہیں کیا ہے تو نوٹ کر لیجئے اسکے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی شکایت خصوصاً تبدیل پتہ کی تعمیل ناممکن ہے۔

جلد ۲۶ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ | نمبر ۳

شذرات

محشرستان فلسطین

فلسطین میں رائل کمیشن کا تقرر اسلئے کیا گیا تھا کہ وہ غور و تحقیق کے بعد مستقل امن و امان اور باشندگان ملک کے لئے قیام امن کی تدابیر کریں اس لئے مامور نہ کیا گیا تھا کہ یہ اپنی تجاویز کو منظر عام پر لاکر نہ صرف یہ کہ پورے دنیائے اسلام کے چالیس کروڑ فرزندان توحید کے دل کی دنیا میں آگ لگا دے بلکہ خود حکومت برطانیہ کے لئے بھی مشکلات و بدنامی کا باعث بنے خدا ہی جانتا ہے کہ زمانہ مستقبل کا مورخ جب اس دور کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا تو وہ ان عالی دماغ ارکان کمیشن اور ان کی تجاویز کی تائید کرنے والوں کے تدبر کو کن الفاظ میں خراج تحسین ادا کریگا۔ ہر طرف امن و امان تھا مجلس کبیر کی زیر ہدایات لوگ پورے سکون و خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتہً ایک کڑک پیدا ہوئی اور رائل کمیشن کی سفارشات برق خاطف بنکر گری اور ان کے خرمن امن و امان کو اپنی ایک تڑپ میں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا گئی۔

یک بیک بھڑک اٹھنے والی آگ کے شعلوں کی چنگاریاں آناً فاناً طول و عرض عالم میں پھیل گئیں، ہر جگہ اضطراب پھیل گیا انتہا یہ ہے کہ سلاطین عالم کے قلوب پر بھی ایک چوٹ پڑی اور انہوں نے بھی اس کے خلاف شدت سے آواز بلند کی تاہم دور بینی اور قائدین فلسطین کی دانائی و لیاقت کا یہ کتنا شاندار اور عدیم المثال کارنامہ تھا کہ انہوں نے جوش انگیز اور اضطراب پیدا کن حالات میں عناصر ملک کو پوری طرح قابو میں رکھا اور کوئی ایک ناگوار و ناخوشگوار واقعہ بھی ملک میں رونما نہ ہونے پایا۔

کچھ ہی روز بعد ہمیں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر جو اپنے تشدد و سخت گیرانہ فعل و عمل سے ایک مدت سے عربوں کے جذبات کے ساتھ کھیلتا چلا آرہا تھا گولی کا نشانہ بنا دیا گیا قاتل نہ گرفتار ہوا اور نہ ابتک پتہ چل سکا کہ واقعی وہ کون تھا اس کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے تھا بھی یا نہیں اور آیا اس نے سیاسی محرکات ہی کی بنا پر قتل کیا یا اس کے وجوہ کچھ اور تھے تاہم برطانوی تدبر کا دیوالہ فوراً نکل گیا۔ حکام اپنا توازن دماغی کھو بیٹھے اور انہوں نے انتہائی انتقامی کارروائی کا تہیہ کرکے فلسطین کے اندر سیاسی تحریکات کا گلا گھونٹ کر رکھدینے کا اعلان کردیا اور بزعم خود یہ سمجھ بیٹھے کہ اس قتل کے انتقام کی آڑ میں وہ جو کچھ بھی کر گذریں گے وہ غیر مسعود نہ سمجھا جائے گا اور سیاسی ادارات کی مدت اور سیاسی قائدین کی اجتماعی گرفتاریوں سے انہیں فلسطین میں من مانی کارروائیاں کرنے کا بھی موقع مل جائے گا چنانچہ جبر و استبداد کی مشنری فوراً حرکت میں آگئی اور بارہ گھنٹہ کے اندر اندر کم و بیش دو سو گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں مجلس کبیر اور تمام سیاسی و قومی ادارات خلاف قانون قرار دیئے جاکر بند کردیئے گئے۔

بیت المقدس کی کارپوریشن کے صدر مجلس کبیر کے رکن رکین مسٹر حسین خالدی اس کے ناظم اعلیٰ فواد صبا عرب بنک کے منیجر ڈاکٹر حسین فخری اور دیگر اکابر جمال آفندی اور احمد حلمی پاشا وغیرہ جیسے فضلاء و قائدین کو پابجولاں کرکے اور جہاز میں بٹھا کر بحر ہند کے ایک دور دست جزیرہ سیکلیز میں بھیجدیا جہاں یہ ہمارے یہاں کے ان لوگوں کی طرح جنہیں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملتی ہے قید رہیں گے۔ رہ گئے الحاج امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین تو ان پر بھی عتاب کی بجلی گری مسلم سپریم کونسل کی صدارت سے حکماً علیحدہ کردیا گیا اور حکم دیا گیا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس عہدے کے لئے انتخاب میں نہ کھڑے ہوں سپریم کونسل کا تصور بھی ہندوستان میں ابھی نہیں کیا جاسکتا یہ ایک وسیع نظام ہے جس کے ماتحت کم و بیش ڈھائی کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کے اوقاف ہیں اسے مذہبی تعلیم سے تعلق ہونے کی وجہ سے اس کے صدر کا ملک میں عدیم المثال اثر و نفوذ ہوتا ہے۔

مفتی اعظم ارض فلسطین کے سب سے بڑے اور مایہ ناز اور فاضل رہنما تھے آپ ہی کے زیر اثر قومی تحریکات جاری تھیں آپ ہی کی قیادت میں عربوں کے قومی مطالبات پیش کئے گئے تھے اور آپ ہی نے تیز گام اور تشدد پسند عناصر کو آگے بڑھنے سے روک رکھا تھا۔ رائل کمیشن نے آپ کے خلاف بہت زہر اگلا تھا اور آپ کی مرکزی اہمیت حکومت کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی مگر آپ کے خلاف نہ اس کا قابو چلتا تھا اور نہ آپ کے اعتدال و اثر کے علی الرغم اس کی ہمت پڑتی تھی۔

آپ کی مجلس کبیر بھی توڑ دی گئی۔ غرض مسلمانان فلسطین کی شیرازہ بندی کو توڑنے اور ان کی حیات قومی کے اوراق پراگندہ کرنے کے لئے ایک متشدد حکومت جو کچھ اپنے ہیجان غضب میں کرسکتی تھی وہ سب کچھ کیا اور اس حالت میں کیا کہ ان رہنمایان ملت کے خلاف شبہ کی بھی کوئی وجہ نہ تھی ان پر بس نہیں کی گئی بلکہ لوگوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے ملک میں مارشل لا نافذ کرکے صرف ایک فوجی افسر کے سپرد تمام اختیارات کردیئے۔ فوجی حکومت قائم ہوگئی تمام ناکوں اور راستوں

آباد کر چکے ہیں جو جدید ترین سامانوں آرائشوں اور ترقیوں سے مرصع بنا دیا ہے ورنہ محض ایک وعدہ بالفور ایسی چیز نہ تھا جس کی آج تنسیخ کی جاتی کہ وعدہ کرنے کو تو عربوں سے بھی کیا ہی گیا تھا عربوں کو وہ اپنے لئے اتنا مفید نہیں سمجھتی ترکی کی بڑھتی ہوئی روز افزوں قوت سلاطین اسلام کی اتحاد اور ہندوستان کے تحفظ کا خیال بھی اسی کا مقتضی ہے کہ وہ بحر روم و بحر احمر کے ساحل پر اپنی بحری قوت کا ایک مرکز عظیم قائم رکھے اور اس طرح ہندوستان تو کسی حالت میں بھی اس کے ہاتھ سے نہ نکل سکے اور سلاطین عالم کا اتحاد بھی اس کے لئے تنہا یا دوسری یورپین قوتوں سے مل کر اس کے لئے کبھی قوت بھی خطرناک ثابت نہ ہو سکے۔ دنیا یہودیوں کی مہاجنی دستبرد سے نالاں ہے ہر ملک انھیں نکال رہا ہے مگر برطانیہ ان کے لئے آغوش وا ہے۔ ہٹلر نے انھیں جرمنی سے نکالنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ انھیں کرایہ پر مکان نہیں ملتا اور نہ نوکری بازاروں میں ان کی تجارتی علیحدہ کر دی گئی ہے یعنی ان کی تجارتیں محدود کر دی گئی ہیں تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ فرانس میں بھی ان کا داخلہ بند ہو گیا ہے سرحدی طریقوں کی تلاشیاں سختی کے ساتھ لی جا رہی ہیں اور یہودیوں کو واپس جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے لیکن برطانیہ ان کے لئے فلسطین کا تخت تیار کر رہی ہے جس کی تزئین و آرائش عربوں کے خون سے کی جا رہی ہے۔ ہم مسلمانان عالم سے استدعا کریں گے کہ وہ مسلسل لندن پر زبردست ایجی ٹیشن مظاہرات اور احتجاجات سے برطانیہ کو فلسطین چھوڑ دینے پر مجبور کر دیں اور اس پر واضح کر دیں کہ دنیا کے ۴۰ لاکھ یہودیوں سے کہیں زیادہ چالیس کروڑ فرزندان توحید کی ہمدردیاں اس کے لئے مفید ہیں اور اس کا اقتدار ان کے قلوب میں اگر لگا رہے گا نہیں بڑھ سکتا اس کے سوا اور کوئی صورت نجات نہیں۔

اسلامی رواداری کے شاندار مظاہر

جو ہماری مرہم آج
یہ رہے پر گذر رہے

وہ کبھی ایشیا پر بھی گذر چکا ہے جبکہ اس کے چپہ چپہ پر اسلامی پھریرے لہرا رہے تھے اور بحر روم سے بحر اوقیانوس تک نہیں بلکہ بحر اوقیانوس سے ایک ساحل سے لیکر دوسرے ساحل تک مراکش تا چین ان کا اقتدار پھیلا ہوا تھا دنیا میں اگر کوئی تہذیب تھی تو اسلام کی تہذیب تھی کوئی تمدن تھا تو اسلام کا تمدن تھا اور کسی قوم کے سامنے دنیا کی ساری اقوام کے سر نگوں تھے تو وہ قوم اسلامی قوم تھی اگر وہ اس وقت چاہتی تو ہندوستان یورپ و بیت روما کے قیصر کی طرح ۷ سو سال میں نہیں سات ہی سال میں شرک و تثلیث کا بیج نہ صرف ایشیا بلکہ دنیا سے مٹا کر رکھ سکتی تھی۔ اسپین کی ملکہ ازابلا اور فرڈی نینڈ کی طرح عیسائیوں کو جبراً مسلمان بنا سکتی تھی ہندوؤں نے جس طرح بدھوں کی پانصد سالہ حکومت کا تختہ ہندوستان سے سوخت کرکے انہیں برما سیلون اور چین کی طرف راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تمام ہی مذہبوں کو آسانی ہندوستان سے اخراج کر سکتی تھی کہ اس وقت یورپ کی طرح تمام طاقتوں، دولتوں، ایجادوں، ترقیوں اور علم و فضل کے خاص مالک دنیا میں مسلمان اور صرف مسلمان ہی تھے اور ان کے سامنے کسی کو یارائے دم زدن نہ تھا سب کچھ تھا مگر وہ مادہ پرست نہ تھے خدا پرست تھے تعلیم قرآنی پر عامل و کاربند تھے ہر قوم کو خدا ہی کی مخلوق سمجھتے تھے اور اس کی راحت رسانی کو خوشنودی رب قدیر کا ذریعہ سمجھتے تھے وہ زمانہ حال کے ہندیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں، جینیوں اور سکھوں کی طرح یہ نہ سمجھتے تھے کہ مذہب و خدا کوئی چیز نہیں تلبیس و فریب کے کام انہوں نے تدبر و پالیسی نہیں کہا تھا حصول مقصد کے لئے انہوں نے جائز و ناجائز کی تمیز نہیں اٹھا دی انہیں باز پرس محشر کا خیال لرزہ براندام رکھتا تھا وہ لا حکم شرع محکم شناس کے مطابق معاند قوم کے ساتھ بھی عدل و انصاف میں سرگرم رہتے تھے۔ اور مخلوق پروری ان کا شیوہ تھا وہ جارنلسٹ تحریک کی طرح اجتماعیات و قومیات ہی کو قابل توجہ نہ سمجھتے تھے۔

جیسا کہ تقریباً ایک سال پیشتر اوم استھم نے کہا تھا انفرادیت ان کے نزدیک قابل قدر چیز تھی اور ان کی سعی یہی رہتی تھی کہ ان کی حکومت میں کوئی ایک متنفس بھی بھوکا نہ سونے پائے سزا بغوت ضرور کہہ جائیں مگر ایک مستحق خالی پیٹ نہ رہنے پائے انہیں جرمنوں فرانسیسیوں اور اطالویوں کی طرح کسی قوم کو کسی وقت اور کسی حالت میں بھی حقوق دینے سے انکار نہ تھا انہوں نے اپنے عین عروج اقتدار میں غیر مسلموں کو اپنی عدالتیں قائم کرنے اور اپنے قانون کے مطابق اپنے نزاعات کا فیصلہ کرنے کا بھی حق دے دیا تھا جو امتیازات خصوصی کے نام سے صدیوں ترکی میں باقی رہا اور مصر میں ابھی تک اس کا آخری نشان باقی ہے ان کی حکمرانی بھی بڑی حد تک محکوم قوموں کے لئے عہد حاضر کے سیلف رول کے مشابہ تھی اضلاع کے صرف صدر مقام میں ایک مسلم حاکم تھوڑی فوج کے ساتھ موجود رہتا تھا اور آج کی تمام تحصیلیں اور پرگنے چھوٹے ہندو راجوں کے ماتحت تھے جو داخلی امور میں خود مختار تھے ہر قریہ اور ہر گاؤں میں خود مختار جمہوری پنچایتیں قائم تھیں گویا اس عہد میں ہر تحصیل ہر ضلع کیا ہر گاؤں سوراج کے لطف اٹھا رہا تھا مطالبہ انصاف کے لئے ایک معمولی دیہاتی اٹھکر حاکم ضلع حاکم صوبہ کیا بادشاہ وقت تک کی زنجیر ہلا سکتا تھا انصاف فروخت نہ ہوتا تھا مفت ملتا تھا دیہاتوں میں بھی سیم و زر کی فراوانی تھی ان پر کوئی مہاجن کوئی ساہوکار کوئی پٹواری کوئی امین مسلط نہ تھا جسے رشوت دینی پڑے نہ مقدمات کی بھرمار تھی اور نہ سود خواروں کی یورش [illegible] ان سے بسر ہوتی تھی وہاں ایک فلسطینی ڈپٹی کمشنر اور سرحدی پولیس کے قتل پر سلطنت کی پوری مشنری حرکت میں آ جاتی تھی مگر ان کا ایک معمولی غلام کسی عام مسلمان کو نہیں دنیائے اسلام کے فرمانروائے اعظم حضرت فاروق کو دار الخلافہ میں قتل کرتا ہے ان کے صاحبزادے جوش میں آکر اسے ٹھکانے لگا دیتے ہیں تو الٹا ان پر مقدمہ قائم ہوتا ہے اور قصاص میں غیر مسلم کا خون بہا شہزادہ کی طرف سے دیئے جا کر بمشکل پیچھا چھوٹتا ہے۔ نہ ہرمزان کے بارے باز پرس ہوتی ہے اور نہ اس کی قوم سے۔ حضرت علی ایک خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوتے ہیں تو قاتل کی قوم اور اس کے اقارب سے بھی تعرض نہیں ہوتا صرف وہی قتل کیا جاتا ہے۔

آج مادہ پرستوں میں کوئی جانور بھی کسی کے ہاتھ سے مار دیا جائے تو قوم کی قوم پر مصیبت آ جاتی ہے اور آتی رہتی ہے سلطان شہاب الدین غوری ایک خونریز جنگ کے بعد ہندوستان فتح کرتا ہے تو پھر بھی راج کا تخت کسی مسلمان کو

نہیں اس کے ایک نہایت رشتہ دار ہی کو خراج کی شرط پر بخشدیا جاتا ہے سلطان محمود غزنوی جےپال کو بار بار شکست دیکر پھر معاف کر دیتا ہے، راجہ جےچند کو بھی تخت بخشدیا جاتا ہے۔ ان کی حکومت میں دنیا کی ہر قوم بہ امن وامان بستی رہتی ہے کسی قوم کو ملک سے نہیں نکالا جاتا اور نہ اس پر ذلیل پابندیاں عائد کی جاتی ہیں کہ ملک سے استفادہ حکمران قوم ہی کے لئے مخصوص ہو جائے لیکن کل ہی کی بات ہے کہ جنوبی افریقہ میں جنرل اسمٹس نے ہندوستانیوں کے لئے سکونت کے قطعات اراضی علیحدہ کر دئیے تھے۔ مخصوص تجارتیں اور پیشے انگریزوں کے لئے مخصوص کر دئیے تھے۔

مسولینی بھی یہی کر چکا ہے اور اب جرمنی و فرانس میں یہی کھیل کھیلے جا رہے ہیں ہٹلر نے یہود کے خلاف جہاد بول رکھا ہے پارکوں کی ہر سو بنچ میں صرف آٹھ بنچیں ان کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں نہ یہ کسی جرمنی دفتر میں خود ملازم ہو سکتے ہیں نہ کسی جرمنی کو ملازم رکھ سکتے ہیں کسی کلب میں نہیں جا سکتے۔ حال میں جرمنی عدالت نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ اگر کوئی جرمنی کسی یہودی سے قرض کچھ مال خریدے تو اس کی ادائیگی ضروری نہیں۔ فرانس بھی یہی کھیل کھیل رہا ہے اور وہ بھی انہیں ملک سے نکال رہا ہے اور علانیہ کہہ رہا ہے کہ یہ ملک آرین نسل کے لئے مخصوص ہے۔ بھائی پرمانند بھی مسلمانوں کو پردیسی ہی بتاتے رہتے ہیں۔ امریکہ میں اگر امریکن ہاتھ سے دس حبشی بھی مارے جائیں تو یہ معمولی جرم ہے لیکن اگر حبشی کے ہاتھ سے کوئی امریکن قتل ہو جائے تو قیامت برپا ہو جائے بالعموم جیلخانہ توڑ کر اسے نکال لیا جاتا ہے اور اسے الٹا لٹکا کر آگ پر بھونا جاتا ہے۔ ان رنگ و نسل اور مذہبی اختلافات و تعصبات کے باوجود بھی مغرب مہذب ہے متمدن ہے اور اسلامی زمانہ جابر تھے، ظالم تھے اور وحشی تھے اگر تہذیب اسی کا نام ہے تو یہ جتنی جلد تباہ ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

کاشتکاروں کی بہبود کا صحیح طریق کار

ہم اپنے کالم میں یو پی کی کانگریسی حکومت کو ایک سے زیادہ بار متنبہ کر چکے ہیں کہ وہ کسانوں کی ہمدردی کے جوش میں زمینداروں کو پامال نہ کرے، اس لئے کہ کسانوں کے مصائب زمینداروں کی دراز دستی کا نتیجہ نہیں بلکہ براہ راست سود خوار مہاجنوں اور قانون لگان کی پرپیچ اور منازعات پرور نوعیت کے رہین منت ہیں اگر آج انہیں سود اور مقدمات دو بلاؤں سے نجات مل جائے تو چند سال ہی میں ان پر خوشحالی کی حالت طاری ہو سکتی ہے انگریزی عہد کے قانون نے انہیں اس درجہ فلاکت کی حالت کو پہنچا دیا ہے کہ نہ کھانے کو ٹکڑا اور نہ پہننے کو چیتھڑا ہے ہمارا خود مشاہدہ ہے کہ غریب کاشتکار دن بھر جھلستی ہوئی دھوپ میں کام کرنے کے بعد بھی اتنا پیدا نہیں کر سکتے جو دونوں وقت شکم سیر ہو کر کھانا کھا سکیں سال کے چھ ماہ وہ بالعموم ابلی ہوئی شکر قندیوں جوار اور چنے کے ساگ یا سوکھے اناج پر بسر کرتے ہیں نیم برہنہ رہتے ہیں اور سردی کی طویل و صبر آزما راتیں دس دس پانچ پانچ کی صورت میں وہ گھاس پھونس کے الاؤ کے ارد گرد بیٹھکر بسر کرتے ہیں بڑے سے بڑے گاؤں میں چلے جائیے آپ کو بمشکل ایک دو لحاف ملیں گے۔ یقیناً جیل کے قیدیوں کی حالت ان سے بدرجہا بہتر ہے انھیں اتنی مشقت بھی نہیں کرنی پڑتی اور دونوں وقت پیٹ بھر کر روٹی اور جب کبھی تول جاتے ہیں انھیں یہ بھی نصیب نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ غریبوں کے پاس پیسہ تو رہتا نہیں وہ بیج کے لئے ڈیوڑھے کے وعدے پر غلہ قرض لیتے ہیں غضب یہ ہے کہ آٹھ سیر کا بارہ سیر غلہ انہیں نہیں دینا پڑتا بلکہ فصل پر اگر بھاؤ بارہ سیر کا ہے تو ان سے اٹھارہ سیر غلہ آٹھ سیر غلہ کے عوض میں وصول کرتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ادھر فصل تیار ہوئی اور ادھر مہاجن جا دھمکا یا نوٹس پہنچ گیا اگر کہیں نالش ہو گئی تو اٹھارہ سیر پر سود بھی لگ گیا اور عدالتی زیر باریوں سمیت اس پر آٹھ سیر کا کم از کم ایک من تو ضرور ہی پڑ گیا گیہوں کا بھاؤ گیارہ چھٹانک ہو تو مہاجن نے ضرور لکھ دیا اگر دس پانچ سیر پیشگی دیئے اور سیر بھر کا گیہوں لیا خیر سے پر گذر کی اس کے بعد زمیندار کا لگان ہے وہ تو مجبور ہے اسے سرکار کو مالگذاری دینی ہے دیر ہوتی ہے تو وہ حوالات میں بند ہوتا ہے۔

اس نے لگا منگا لیا مہاجن کے لئے بچا ہی کتنا کچھ تاکل ہوا لگان کی نالش ہو گئی مصیبت آئی مصیبت آگئی عدالت میں دوڑ رہے ہیں وکیل کر رہے ہیں درخواستوں پر ٹکٹ لگ رہے ہیں درخواست کی لکھائی دی جا رہی ہے مسکار اہل مد چپراسی سب اس پر مسلط ہیں پانچ لگان تھا اس کے پندرہ ہو گئے بتائیے کسان کیا کرے کیا کھائے کیا دے اور کس طرح کھیتوں کو ترقی دے اور کس طرح زراعت ترقی کرے یہ وہ محتاج کا محتاج ہے اور پھر ساہوکار کے درانتی پر کہ اسے وہ انگوٹھا لگوا کر جو چاہتا ہے لکھوا لیتا ہے۔

جو کاشتکار ایک دفعہ مہاجن کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے پھر نہ نکلا حکومت نے تباہی کے اصل سبب پر تو غور نہ کیا لگان کی نالشیں روک دیں اور اس کے کم کرنے کی تجاویز بھی زیر غور آگئیں مگر جو لوگ نہ لیا لگان اگر نصف بھی ہو جائے تو سال میں کیا بچیگا دوسری طرف حکومت کو اس تناسب سے مالگذاری بھی کم کرنی پڑے گی لیکن مہاجنوں اور ساہوکاروں کی دستبرد روک دینے سے فائدہ ہی فائدہ ہے اتنی بات ضرور ہے کہ اول اول ایک دو سال حکومت کو فصل پر کاشتکاروں کے لئے بیج کا انتظام کرنا ہوگا پھر وہ بھی سنبھل جائیں گے اگر یہ دست حکومت سود بند کرکے بیج کی فراہمی عامہ کا اہتمام کرے اور قانون لگان کو نہ بھی چھیڑے تو چند ہی سال میں ان کی حالت کے اندر انقلاب عظیم رونما ہو جائے یہ ضرور ہے کہ اس کے لئے حکومت کو لاکھوں روپے کی ضرورت ہے ایک عملے کی بھی ضرورت ہوگی لیکن اگر ہمدردی کا سچا جوش ہے تو یہ سب کچھ کرنا ہی پڑے گا حکومت چاہے تو پانچ سال کے بعد وہ کاشتکاروں سے اپنا یہ قرض وصول بھی کر سکتی ہے۔

اس طرح وہ ساہوکاروں کے چنگل سے نکل کر خوشحالی کے دروازے پر جا کھڑے ہوں گے لیکن شرط یہ ہے کہ نگرانی سخت کی جائے اور بیج کے غلہ میں ناانصافی رعایت اور رشوت کو بار پانے کا موقعہ نہ دیا جائے جیسا کہ تقسیم تقاوی کے مواقع پر اکثر ہوتا رہا ہے ہمیں معاف کیا جائے اگر ہم یہ حقیقت صوبہ متحدہ کے آنریبل منسٹر وزیر اعظم کے سامنے پیش کریں اور عرض کریں کہ آپ بقایا لگان کی نالشیں اور چند لاکھ روپیہ کی رقوم فراہمی غلہ وغیرہ کے لئے منظور کرکے یہ سمجھ بیٹھے کہ کاشتکاروں کے لئے بڑا کام کر دیا اور وہ کانگریس راج سے مطمئن ہو گئے لیکن آپ دیہات میں دورہ کرکے ملاحظہ فرمائیں کہ آج

اس حکومت سے کاشتکار زمیندار وکلا محرر تاجر عرائض نویس اور اسٹامپ فروش سب کے سب بگڑے ہوئے ہیں۔

سب پر مصیبت و افلاس مسلط ہوگیا ہے اور سب اسے بھگت رہے ہیں سب کی آمدنی و معاش بند ہوگئی بات وہی ہے اور اس مصیبت کا ذمہ دار بھی مہاجن ہے۔ فصل ربیع کی تخم ریزی کا زمانہ ہے کاشتکار گھبرایا ہوا ہے زمیندار کے پاس کچھ ہے نہیں۔ مہاجن کے پاس جاتا ہے کہتا ہے کہ سرکار نے نالشیں ڈگریاں بند کردیں آئندہ سرکار جو ہمیں سود دینے کا وعدہ کرے تو دیتا ہوں۔ جاہل کاشتکار مجبور ہے گاؤں جاکر وہ کانگریس کو کوستا ہے کہ اس راج سے تو پہلا ہی زمانہ اچھا تھا کہ ڈیوڑھے پر تو مل جاتا تھا۔ جب تک حکومت دیہات میں سودخواری و مہاجنی کا انسداد اور اس کے ساتھ چند سال تک بیج کی فراہمی کا انتظام نہ کرے گی اس وقت تک وہ کاشتکاروں کو ذرہ برابر فائدہ نہ پہنچا سکے گی بلکہ اس کے خلاف ہر طبقہ میں بے چینی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

پروپیگنڈا اور چیز ہے اور حکومت اور چیز ہے۔ محض پروپیگنڈا سے نہ کوئی راج کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ اس سے عام ہر دلعزیزی حاصل ہوسکتی ہے۔

بجنور کا معرکہ انتخاب

حلقہ بجنور نجیب آباد و کرتپور وغیرہ کا ہنگامہ خیز انتخاب اپنی تمام ہنگامہ خیزیوں کے ساتھ نومبر کی آخری تاریخوں میں کانگریسی امیدوار حافظ محمد ابراہیم صاحب کی عظیم الشان فتح کے بعد ختم ہوگیا۔ حافظ صاحب کے مقابلہ میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر خان بہادر عبدالسمیع کھڑے کئے گئے تھے اور ان کی کامیابی کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کردیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ خود مسٹر جناح لیگ کے قائد اعظم نے بھی اور سرکردہ زعمائے مسلم لیگ کیا حلقہ میں آکر دورہ کیا تقریریں کیں اور یہ بتلانے کی کوشش کی کہ کانگریس ہندوؤں کی جماعت ہے کانگریسی امیدوار کو ووٹ دینا اسلام سے غداری ہوگی۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس کے امیدوار کو ووٹ دو اور اس کے جھنڈے کے نیچے مسلمانوں کی کانگریس پسندی کا مزار بنالو۔ لیکن حیرت ہے کہ ان شریف ارزانیوں اور دریں دلفریبیوں کا مسلمانوں پر بالکل ہی الٹا اثر کیوں ہوا؟ بڑے بڑے زعمائے مسلم لیگ انتخاب کے دن پولنگ پر اپنی تمام لیگ نوازی اور کانگریس شکنی اسلامی خصوصیات کے ساتھ فروکش رہے۔ لیگ کو عرش پر چڑھاتے، کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کو گالیاں سناتے، مسلم لیگی مسلمانوں کو مسلمان اور کانگریسی مسلمانوں کو ملحد و کافر بناتے ہوئے برابر پولنگ پر بیٹھے رہے مگر تعجب ہے کہ ان کی تمام مساعی ناکام رہیں اور مسلم لیگ کا نمائندہ کامیاب نہ ہوسکا کیا اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ حلقہ بجنور و نجیب آباد کے مسلمان اسلامیت سے نابلد، جاہل بے حمیت، مردہ احساس، نافہم اور کفر نواز واقع ہوئے ہیں۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ واقف کار شخص اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس علاقہ کے مسلمان اس قدر حساس، پابند شرع، محب اسلام و وطن، مخلص اور فہم و فراست کے مالک ہیں جس کا صحیح اندازہ تصور سے زیادہ ملاقات سے ہوسکتا ہے۔ اس اہم ترین انتخاب کے سلسلہ میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے زعمائے ملت اور قومی کارکنان نے حلقہ انتخاب میں جانے وہاں ٹھہرنے اور وہاں کے مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے بھی پابندی کے پورے احساس کے ساتھ وہاں کے ضعیف العمر مسلمانوں تک میں اسلامی اور سیاسی فہم و فراست اور اخبار بینی کا ذوق پایا گیا۔ نوجوان اور بچوں میں اسلامیت کا ثبات اور آزادی وطن کا جذبہ کارفرما نظر آیا۔ یہ وہ خطہ ہے جہاں ملت اسلامیہ کے مایہ ناز علماء و صلحاء کے علم و ہدایت کی براہ راست روشنی اور مجاہدانہ اسپرٹ پھیلی ہوئی ہے کیا ان مقدس مسلمانوں کے اجتماع عظیم نے کانگریسی امیدوار حافظ محمد ابراہیم کے حق میں رائے دیکر زبردست غلطی اور نعوذ باللہ اسلام سے غداری کی ہے؟ کیا مسلم لیگ کے زعمائے محترم اپنی دانستہ یا نادانستہ بے راہ روی کے جواز میں ان مسلمانوں کی صداقت و اخلاص کو کوئی گناہ کا خطاب دیں گے؟ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ ہم زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین صداقت کو فریب اور فریب کو صداقت حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھکر یا بناکر خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اس انتخابی معرکہ کے سلسلے میں عزیزان مسلم لیگ کی طرف سے کانگریسی مسلمانوں پر ملحد سازی اور تکفیر کی مشین گن سے جس قدر گولیاں برسائی گئیں ان کو اسلام کا غدار اور ملحد و کافر بنایا گیا۔ کیا اسی نوع کی خدمت اسلام پر خدائے قدوس کی خوشنودی اور اسلام کی بول بالا ہونے کی توقع ہے؟ ہر دو امیدوار مسلمان۔ تمام رائے دہندگان مسلمان۔ یہ اسلام اور کفر کا مقابلہ کیسے بن گیا تھا؟ کیا ہم یہ توقع رکھیں کہ ہندوؤں سے سیاسی اشتراک و تعاون کفر ہے؟ اگر یہ کفر ہے تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔ کوئی ان تمام کانگریسی مسلمانوں کو جن میں بڑے بڑے علمائے کرام مجاہدین ملت اور عمر بھر کے خادم اسلام و وطن شامل ہیں اندھے اور بے بصیرت سمجھنے والوں سے پوچھے کہ اگر تمام ہندوستان کے اچھے اور سچے مسلمان گمراہ ہوگئے ہیں تو راہ راست پر کون ہے اور وہ راہ راست کیا ہے۔ ذرا ہم بھی اس کا عملی نمونہ دیکھیں؟ سیاسی اور اجتہادی اختلاف اگر وہ نیک نیتی پر مبنی ہو اس قدر اعتدال سے متجاوز اور تلخ کردینا عقل سلیم کی توہین ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس انتخابی معرکہ میں زعماء و اراکین مسلم لیگ کی طرف سے اسی کا مظاہرہ کیا گیا اور ان کی ناکامی کے اسباب میں یہ چیز بھی شامل ہے۔ دراصل مسلم لیگی مسلمانوں اور کانگریسی مسلمانوں کا اختلاف بنیادی اور اصولی ہے۔ کانگریسی مسلمان اسلام اور وطن کی نجات ہندوستان کی آزادی میں سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ ملک کا مشترکہ مسئلہ ہے اسے مشترکہ جدوجہد ہی سے حل ہونا چاہئے وہ ہندو قوم سے لرزاں اور ترساں نہیں ہیں اس لئے وہ کانگریس میں رہکر اپنے ہاتھوں میں اسلامی حقوق کو محفوظ سمجھتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی خطرہ کبھی پیش آئے گا تو وہ اسے اپنے ہی ہاتھوں سے دور کریں گے کیونکہ ان میں انقلاب و عمل کی تیز و تند اسپرٹ موجود ہے مسلم لیگ کے نیک نیت شرکاء نے ابھی اس راز کو نہیں سمجھا جس دن سمجھ لیں گے اس بحر و خار میں کود پڑیں گے بس اس قدر فرق ہے جو ہر موقع پر آڑے آتا ہے نہ کہ اسلام اور کفر کا فرق۔ ہمیں حافظ محمد ابراہیم کی شاندار کامیابی پر دلی مسرت ہے اس لئے کہ وہ سچے مسلمان مخلص اور صحیح اصولوں کے علمبردار ہیں ہم حافظ

صاحب کانگریسی علما و زعما و کارکنان اور کانگریس کو اس عظیم الشان کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دوسرے ضمنی انتخابات میں بھی انہیں اسی طرح کامیابیاں حاصل ہوں گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس کلکتہ میں

کانگریس ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس جن کا یہ خیر و خوبی تک کے بعد بخیر و خوبی ختم ہوئے ملک کے نئے تبدیل شدہ حالات کا ایک آئینہ تھے نومبر کی آخری تاریخوں میں ان اجلاسوں کے ساتھ کلکتہ میں کانگریس کا ہفتہ بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ تین دن کی مسلسل سرگرم بحث و تمحیص کے بعد کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اپنی مرتب کردہ قراردادیں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو سپرد کردیں جو اس کے کھلے اجلاس میں کافی بحث و مباحثہ کے بعد منظور کی گئیں۔ کانگریس کو موجودہ حالات کے ماتحت جن اہم مسائل سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں نرم و گرم بحث کی شکل میں سامنے آئے پچھلے دنوں قبول وزارت کے مسئلے پر کانگریس کے دو طبقوں کے مابین شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اس مشکل کا نوٹس دہلی میں حل کیا گیا تھا اور حل انقطاعی فیصلہ یا تصدیق کا حق آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو تھا لیکن وقت کے اہم مقتضیات کی وجہ سے وہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے سپرد کردیا گیا تھا اور بالآخر ورکنگ کمیٹی نے قبول وزارت کا دانشمندانہ فیصلہ دیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں سب سے پہلے اس کی تصدیق ہونی ضروری تھی کمیٹی مذکور کے اجلاسوں میں کانگریس کے بنیادی اصول اور ضروریات، تقاضائے وقت کے ماتحت جو اہم تجاویز منظور ہوئیں ان کی تلخیص حسب ذیل ہے:-

(۱) فیصلہ قبول وزارت کی تصدیق۔

(۲) فیڈریشن کی مخالفت کے متعلق انقطاعی پالیسی کا اظہار اور طریق مخالفت کے سلسلہ میں آنے والے حالات کے مطابق راہ عمل کے تعین کا حق۔

(۳) اقلیت کے حقوق کے متعلق سابقہ رزولیوشنوں کے اعادہ کیساتھ تحفظات کی مزید توضیح کہ کانگریس نہ صرف اقلیت کی تہذیب تمدن زبان مذہب اور بنیادی شہری حقوق میں عدم مداخلت کا اعلان کرتی ہے بلکہ وہ ان کی حفاظت اور قیام و بقا کی بھی ضامن رہے گی۔

(۴) کانگریسی صوبوں میں یکساں اصلاحی اور تعمیری طریق کار کا تعین۔

(۵) کانگریسی حکومتوں کی طرف سے یہ اعلان کہ ان کے یہاں سے سرکاری خطابات حاصل کرنے کے لئے کوئی فہرست نہ روانہ کی جایا کرے گی۔

(۶) دوسرے وقتی ضروری مسائل کے متعلق مناسب فیصلے۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں فیڈریشن اور تصدیق قبول وزارت کے مسئلوں پر اس سے زیادہ گرماگرم بحث و تمحیص ہوئی جس قدر کہ ورکنگ کمیٹی میں داہنے اور بائیں بازو کے مابین ہو چکی تھی کانگریس میں بایاں بازو انتہا پسند اور سوشلسٹ گروپ کو کہا جاتا ہے جو قبول وزارت کے بھی خلاف تھا اور فیڈریشن کی مخالفت کے متعلق براہ راست مدافعانہ پالیسی اختیار کرنے پر مصر رہا متعدد انتہا پسندوں اور سوشلسٹوں کی طرف سے کانگریسی وزارتوں پر شدید نکتہ چینیاں بھی کی گئیں خصوصاً بعض سوشلسٹوں کی گرفتاری کا مسئلہ نہ صرف نکتہ چینی کی آماجگاہ بنا رہا بلکہ اس پر سخت احتجاج کیا گیا اس کے جواب میں کانگریسی وزرائے اعظم کی طرف سے جو جوابات پیش کئے گئے ان کی معقولیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ان کا کہنا تھا کہ تعزیری کارروائی صرف تشدد کی کھلی تلقین کرنے کے الزام میں کی گئی ہے جس کے لئے ہم مجبور ہیں اور کانگریس کا اصول ہی تشدد کی اجازت نہیں دیتا۔

بہرحال انتہا پسندوں کا احتجاج ایک حد تک بجا اور قدرتی چیز تھی لیکن کانگریسی حکومتوں کی نازک پوزیشن بھی اس معاملہ میں مجبور کن ہے فی الحقیقت اس قسم کے نازک مرحلے کانگریس کے لئے دوگونہ مشکلات کا باعث ضرور ہیں لیکن سیاسی ترقی اور ذمہ داریوں کا اہم ترین تقاضا ہے ان دشواریوں سے گذرنا کہ لئے اسے دانشمندی اور تدبر کی راہ پر گامزن ہونا پڑے گا۔ فیڈریشن کے سلسلہ میں انتہا پسندوں کا مطالبہ بالکل بجا تھا لیکن اس وقت کانگریس ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ راہ عمل کا تعین کرسکے بہت ممکن ہے فیڈرل اسکیم کی مخالفت کا براہ راست طریق مع ریاستی مقابلہ کے باعث آئندہ نہ کارگر ہو سکے اس صورت میں کانگریس کو کوئی نیا طریق کار اختیار کرنا پڑے۔ جہاں تک اقلیت کے حقوق کے مسئلہ کا تعلق ہے ہم اس امر پر مسرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے رزولیوشن میں اسے سابق سے زیادہ واضح کر دیا گیا ہے جس حد تک آئینی حیثیت اور نوعیت کا سوال ہے کانگریس اس سے زیادہ اور کیا کر سکتی ہے کہ اقلیت کے مذہب تمدن زبان رسم الخط اور شہری حقوق کے تحفظ و بقا کا یقین دلاوے ہم مسلمانان ہند کو اس سنجیدگی کے ساتھ دعوت فکر دیتے ہیں کانگریس کے نظم و ضبط اور اس کے اراکین کی طرف سے اپنے فیصلہ کے احترام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تمام اختلافات کے باوجود انقطاعی فیصلوں سے انحراف کا کوئی کانگریسی تصور بھی نہیں لاسکتا کانگریس اکثریت جمہوریت کی بنا پر ایک جماعت ہے تو کانگریسی فیصلہ پر دستخط کرنے والے ہر خواہ وہ ان کی انفرادی رائے سے کسی حد تک خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ دراصل یہ ہے وہ جذبات میں جمہوریت پسندی کی تنظیمی ... کا دور ہے۔

آئندہ ضمنی انتخابات

معرکۂ بجنور کے بعد مسلمانوں کے سامنے تین ضمنی انتخابات کے مرحلے درپیش ہیں ایک حلقہ مرادآباد کا انتخاب، دوسرا حلقہ سہارنپور کا اور تیسرا الہ آباد شہر کا حلقہ ہے ان حلقوں سے کانگریس اپنے مسلمان امیدوار کھڑے کر رہی ہے اور ان کے مقابل مسلم لیگ کے امیدوار بھی کھڑے کئے جارہے ہیں یہ انتخابات دسمبر میں ہوں گے اور توقع کی جاتی ہے کہ مقابلہ سخت رہے گا۔ کانگریس کی طرف سے پورے زور شور سے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں اور روز بروز سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں دوسری طرف مسلم لیگ نے بھی اپنی امکانی قوت سے مقابلہ کا تہیہ کر لیا ہے اور اس کی طرف سے بھی کام جاری کر دیا گیا ہے جن کانگریسی امیدواروں کے نام اس وقت لئے جارہے ہیں اسلامی قومی اور وطنی خدمات کے سلسلہ میں ان کا پچھلا کارنامہ شاندار اور حرکت و عمل سے لبریز معلوم ہوتا ہے مسلم لیگ کے امیدواروں کے متعلق اطلاعات ابھی نہیں مل سکا

ہیں قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن مسلمانوں کے سامنے سوال اصولوں کا ہونا چاہیئے نہ کہ شخصیتوں کا یہ جمہوریت پسندی اور اجتماعیت کے بڑھتے ہوئے احساس کی دلیل ہے کہ اب انفرادی طریق انتخاب بتدریج ختم ہوتا جا رہا ہے افراد ذاتی طور پر کبھی موثر کام بہت کرتے ہیں جماعت اپنی طرف سے امیدوار کھڑے کرتی ہے اور نمایندوں سے زیادہ جماعت ہی ووٹروں کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ اس جماعتی طریق انتخاب میں ووٹروں پر بہت غور و فکر اور صحیح فیصلہ پر پہنچنے کی ذمہ داریاں کم نہیں ہو جاتیں بلکہ ان میں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ جداگانہ انتخاب رائج ہے ہر وہ جماعت جس کا نام جداگانہ نقطہ نگاہ سے دلکش معلوم ہو اور ووٹروں کی مذہبی قومیت سے ملتا جلتا ہو ان کی صحیح نمایندہ اور ان کے امراض کا علاج نہیں ہو سکتی بلکہ اس معاملہ میں زیادہ وسعت نظر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

یہ ایک بہت بڑا فریب ہے کہ چونکہ مسلم لیگ کے ساتھ لفظ مسلم لگا ہوا ہے اور کانگریس کے ساتھ یہ لفظ نہیں ہے اس لئے مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی نمایندہ جماعت ہے۔ اور کانگریس ۳۵ کروڑ ہندوستانیوں کی نمایندہ نہیں ہے جن میں آٹھ کروڑ مسلمان بھی شامل ہیں۔ دراصل ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے اقتصادی اور سیاسی مسائل ہم وطن ہونے کی حیثیت سے مساوی ہیں مجالس آئین ساز اقتصادی اور سیاسی خدمت کے ادارے ہیں کانگریس اگر اپنی طرف سے جو ملک کی مشترکہ اور طاقتور سیاسی جماعت ہے مسلمانوں کو مجالس آئین ساز میں کھڑا کرتی ہے تو کیا گناہ کرتی ہے مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں سے اقتصادی اور سیاسی اشتراک عمل حالانکہ ناگزیر ہے مسلم لیگ یا کسی مسلم نام کی جماعت کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والا بھی لازمی طور پر مجالس آئین ساز میں اشتراک عمل کرتا ہے کانگریسی ہندوؤں سے نہیں کرتا تو مہاسبھائی اور سرکاری ہندوؤں سے کرتا ہے ایسی صورت میں اس سے بہتر کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے سچے نمایندے کانگریس سے اشتراک عمل کریں اور کانگریس کے ٹکٹ پر اسمبلیوں میں منتخب ہو جائیں تاکہ اشتراک و تعاون کا خوشگوار نتیجہ مسلمانوں کو ان شدید نقصانات سے محفوظ رکھے جو تصادم اور ضد کی صورت میں لازمی طور پر پیدا ہو جایا کرتے ہیں جب تک جداگانہ انتخاب موجود ہے ہو سکتا تھا کہ کسی مسلم جماعت کی طرف سے مسلمانوں کے الگ امیدوار کھڑے کرنے کو کسی نہ کسی حیثیت میں گوارا کر لیا جاتا اگر مسلمانوں کی کوئی نمایندہ جماعت ہوتی۔ لیکن کیا ہم تنہا مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمایندہ جماعت کہہ سکتے ہیں؟ اس کا جواب کوئی باخبر اثبات میں نہیں دے سکتا ہمارے سامنے جمعیۃ علمائے ہند اور مجلس احرار بھی ہیں جن کی ایثار و قربانی کا رکارڈ یقیناً مسلم لیگ سے زیادہ شاندار ہے اور ان میں بڑے بڑے علماء و زعماء شریک ہیں۔ زعمائے احرار و جمعیۃ علمائے ہند کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کے حامی ہیں خود کانگریس کے ممبر ہیں اور ہوش و حواس ایمان و اخلاص کی سلامتی میں کانگریسی امیدواروں کی حمایت کرتے ہیں کانگریس کے اندر مسلمان ممبروں کی مجموعی تعداد مسلم لیگ کے ممبروں سے کہیں زیادہ ہے وہ مسلمانوں کے حقوق کے محافظ اور اندر وطن کے علمبردار ہیں ذرا غور کا مقام ہے کہ ہم مسلم لیگ کے محدود متعلقین کو تمام مسلمانوں کی موت و حیات کا ٹھیکہ دینے پر آمادہ ہیں؟ ہم رہنمایان ملت علماء و زعماء مجاہدین اور اسلام اور وطن کے سپاہیوں کو کس آسانی سے نظر انداز کر سکتے ہیں یہی وہ مخلصانہ نقطہ نگاہ ہے جس نے حلقہ بجنور و نجیب آباد و کیرت پور کے مسلمانوں کو اپنے صحیح فرض کی تکمیل پر مجبور کیا اور کچھ اسی واضح اور صاف نقطہ نگاہ کے ماتحت ہم حلقہ مراد آباد، سہارن پور اور بلند شہر کے مسلمانوں کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی صراط مستقیم پر چلیں گے جس پر حلقہ بجنور وغیرہ کے مسلمان چل کر ذمہ داری اور سیاسی اولوالعزمی کا ثبوت دے چکے ہیں۔

اسلامیانِ ہند اور مسئلہ فلسطین

مسئلہ فلسطین نے تمام عالم اسلامی میں اضطراب و ہیجان کی جو آگ بھڑکا دی ہے آج دنیا کا کونسا مسلمان ہے جو اپنے دل کی گہرائیوں میں اسے شدید محسوس کر رہا ہے جس طرح دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں برطانیہ کی نامعقول اور غیر منصفانہ تجویز تقسیم فلسطین نے ایک عام بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اسی طرح یہ بے چینی ہندوستان میں بھی موجود ہے آج ہم دنیا میں فرزندان توحید کی ۸ کروڑ آبادی کو اس تجویز کی مخالفت پر ہم آہنگ پاتے ہیں جو اعراب فلسطین کو محرومیت کے گڑھے میں دھکیل کر ان کی حیات اجتماعی پر دائمی پستی اور غلامی کی مہر ثبت کرنے والی ہے۔ اعراب فلسطین اپنے وطن کو برطانیہ کے پنجۂ استعمار سے آزاد کرانا چاہتے ہیں اور سب کو ان کے اس مطالبہ اور عزم سے دلی ہمدردی ہے اس سیاسی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ارض فلسطین کا استخلاص ہندوستان کی آزادی سے وابستہ ہے اور ہندوستان میں جہد آزادی کی کامیابی ہی اعراب فلسطین کے بند غلامی کو شکست کر سکتی ہے۔ اس کھلی ہوئی شاہراہ کی موجودگی میں یہ نظارہ کس قدر اندوہناک ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں جہد آزادی کے بجائے صرف فلسطین سے معمولی ہمدردی اور اعانت کے مسئلہ کو بھی دو محاذ پر تقسیم کر دینے کی افسوسناک کوشش کی گئی ہے پچھلے دنوں جبکہ مسلم رہنماؤں نے مستقل قائم شدہ مجلس عمل فلسطین سے رشتہ توڑ کر کلکتہ میں آل فلسطین کانفرنس منعقد کی اور سیر لندن کے لئے ایک وفد روانہ کرنے کی تجویز پاس کر کے گویا تمام فرائض و ذمہ داریوں سے گویا سبکدوش ہو گئے۔ اس کے بعد یہ امر ایک گونہ باعث اطمینان ہوا کہ مجلس عمل فلسطین نے پچھلے ہفتوں میں میرٹھ کے اندر اپنا اجلاس منعقد کیا اور ایک ہنگامہ کانفرنس ہوئی ہندوستان کے مشاہیر علماء و زعماء نے اس میں شرکت کی اور مقاطعات تلافی کو کامیاب بنانے کے لئے ۲۱۰ افراد پر مشتمل مجلس تحفظ فلسطین بنا دی گئی جو عنقریب کوئی مناسب راہ عمل تجویز کرنے والی ہے اس مجلس میں زعمائے احرار و جمعیۃ علمائے ہند اور دوسرے سرگرم قومی کارکن شریک ہیں مجلس مذکور کے فیصلہ کے بعد اسلامیان ہند سے جس حد تک ممکن ہو سکیگا فلسطین کی اعانت و ہمدردی کے لئے کام کریں گے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ کام کسی وفد کے سیر لندن سے زیادہ مفید ہوگا۔ بایں ہمہ فلسطین کا نازک مسئلہ حقیقی طور پر ہندوستان کی آزادی ہی سے حل ہو سکتا ہے اس لئے ہم اپنے وطن کے ساتھ فلسطین کو حقیقی نفع اسی وقت نفع پہنچا سکتے ہیں جبکہ مشترکہ جد و جہد آزادی میں شریک

ہو کر جس قدر جلد ممکن ہو ہندوستان کو آزاد کرائیں اور غیر ملکی استعماریت کے پنجے کو ڈھیلا کردیں بیت المقدس فلسطین میں مسلمانوں کی جدوجہد کو [illegible] پر تقسیم کردینے کے یہ معنے ہیں کہ فلسطین کی اعانت و ہمدردی کے بجائے ہم ہندوستان اور فلسطین کا جشن غلامی منا رہے ہیں کاش [illegible] سے گریز پائی اختیار کرنے والے اس تلخ ترین حقیقت کا احساس کریں۔

ماہ صیام کا احترام و تقدس

رمضان المبارک کا محترم و مقدس مہینہ اپنے دامن میں خیر و برکت کی گرانقدر متاع لیے ہوئے گذر رہا ہے اس ماہ مبارک کی برکات بے شمار ہیں جن سے اللہ کے نیک بندے مستفید ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائی اور بہتری حاصل کرتے ہیں اس ماہ مقدس کی بڑائی و عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس میں قرآن حکیم نازل ہوا جو حیات مومنین کا مکمل دستور العمل اور دنیا کے لئے درس نجات ہے [illegible] شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وہ قرآن جو فرزندان توحید کی روح کے لئے پیام تسکین ہے وہ قرآن عظیم جو اگر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی پہاڑ پر نازل ہو جاتا تو پہاڑ کی چٹانیں اس کی عظمت کے بے پناہ احساس سے لرز کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتیں۔ ہاں وہی قرآن جس کو بغلوں میں دبا کر مجاہد اور غازی میدان جہاد کو جایا کرتے تھے اسی قرآن میں ہم پر ماہ صیام میں تیس دن کے روزے فرض کئے اور ہمیں [illegible] و تقویٰ کی ہدایت کی گئی ہمیں اس حکم خداوندی کی تعمیل اسی طرح کرنی چاہئے جیسا کہ تعمیل کا حق ہے۔ روزے کے اندر جس قدر حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا کوئی پورا احاطہ نہیں کر سکتا۔ روزے سے نفس کو بھوک کی جو تکلیف پہنچتی ہے وہ روزہ دار کے دل میں فاقہ کشی کی مصیبت کا احساس پیدا کرتی ہے۔ کاش روزہ رکھنے والے اپنے اس احساس کو وسعت دیکر دل میں ان کروڑوں فاقہ کش انسانوں کی مصیبت کا تصور بھی کر لیا کریں جو حکومت کے جور میں انہیں ہندوستان کے اندر برداشت کرنی پڑ رہی ہے اور کاش وہ طرح طرح کی نعمتوں سے افطار صوم کے وقت ہندوستان کے اس روزہ دار مسلمان مزدور کی بیکسی کا تصور بھی کر لیا کریں جس کو سارے دن خاک چھاننے کے بعد بھی کہیں مزدوری نہیں ملی اس کی جیب خالی اور اس کے پیٹ کا جہنم بھڑک رہا ہے۔ اگر ہم اس احساس سے اپنے دلوں کے پردے کھول دیں تو ہمارا وطن ننگا بھوکا اور غلام نہیں رہ سکتا اس کے ساتھ ہی اگر ہم اس ماہ مقدس کی عظمت و تقدیس کا پورا خیال کریں تو ہم معاصی کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں اور اخلاق حسنہ پر عامل ہو کر اپنے لئے اور سب کے لئے رحمت بن سکتے ہیں۔ ماہ صیام میں تلاوت قرآن کریم باعث خیر و برکت ہے لیکن تلاوت قرآن صرف ایسی ہی نہ ہونی چاہئے کہ اسے طوطے کی طرح پڑھیں اور طاق پر رکھ دیں یا تراویح میں کلام پاک سنیں اور ختم نماز پر دامن جھاڑ کر چل دیں بلکہ ہمیں قرآن حکیم کا ترجمہ بھی پڑھنا چاہئے اور اس کے معانی و مطالب کی روشنی سے اپنی حیات انفرادی و اجتماعی کی ظلمتوں کو منور بنانا چاہئے۔ ماہ صیام کا پورا احترام و تقدس روزہ تراویح اور تلاوت قرآن کو علم اور عمل کے سانچے میں ڈھالنے اور روح کو بیدار کرنے سے ہے دعا ہے کہ خدائے قدوس ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور ہماری مردہ روحوں کو بیدار کر دے اھدنا الصراط المستقیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

دہلی کا مقتدر اسلامی سیاسی سہ روزہ

اخبار انصاری دہلی کا ایثار

اخبار انصاری دہلی جو مرحوم ڈاکٹر انصاری کی یادگار میں جاری ہوا تھا۔ ایک سال سے مسلمانوں کی صحیح سیاسی رہنمائی کر رہا ہے اور اس زمانہ میں جبکہ مسلم لیگ اور کانگریس میں رسہ کشی ہو رہی ہے بڑی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو صحیح راہ عمل بتلانے کے لئے اخبار پیدا ہوں۔ باوجود [illegible] ہیں وہ اپنا چندہ آسان ترین بنا دیں تا کہ مسلمان جیسی نادار قوم میں اخبار بینی کا شوق پیدا ہو اور وہ میدان سیاست میں بھٹکتے نہ پھریں۔

ناظرین مولوی یہ سن کر ضرور مسرور ہونگے کہ دہلی کے سہ روزہ اخبار انصاری نے رمضان شریف کی آخر تاریخ تک اخبار انصاری کا سالانہ چندہ پانچ روپے کی بجائے تین روپے کر دیا ہے جو صاحب اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں ان کو جلد تین روپیہ کا منی آرڈر بھیج کر اخبار جاری کرا لینا چاہئے۔

پتہ یہ ہے: دفتر اخبار انصاری بلیماران دہلی

مولوی اور ماہ رمضان

رمضان ہی ایسا مہینہ ہے جس میں قلب مومن میں صحیح گداز کی پیدا ہوتی ہے اور مسلمانوں کے اس حسن اخلاق سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد ان دل گداز مسلمانوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جو مانگنے والوں کی فراوانی دیکھ کر خواہ مخواہ سخت دل ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر صحیح ضرورتمند محروم رہ جاتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ غریب مولوی کی بھی کچھ تھوڑی بہت پرسش اسی مہینے میں ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر اس سلسلہ میں آپنے کاغذی کو بھی نواز دیں۔ تو کچھ عجب نہیں۔ میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے بہتر خیرات ایک مسلمان کو مسلمان بنانا ہے۔ اور اگر آپ چند مسلمانوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی سب سے بڑی خیرات یہی ہو گی۔ اور کوئی بھی عبادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

یہ کہنے کی تو اب ضرورت نہیں ہے کہ آپ کا رسالہ مولوی ہی ایسا پرچہ ہے جو ایک مسلمان کو صحیح اور پکا مسلمان بنا رہا ہے اسکی خدمات بڑی شاندار ہیں۔ اس لئے اگر آپ اس رمضان میں سب سے بڑا اور نیک کام کرنا چاہتے ہیں تو حسب توفیق ایک دو چار مسلمانوں کے نام کم سے کم ایک سال کے لئے رسالہ مولوی جاری کرا دیں یہ وہ کار خیر ہے جس کا خرچ بہت کم۔ اور اثر بے پایاں۔

یہ ضرور ملحوظ رہے کہ جن کے نام مولوی جاری کرائیں ان کو منتخب بھی خود ہی کریں۔ میں اپنی پسند و انتخاب کو ہرگز دخل نہیں دونگا۔

دیکھنا ہے کتنے بھائی اس صحیح اور مفید کار خیر کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ یہ اس کا مستحق ہے

سب سے بڑی تفسیر عام فہم ترجمہ والا قرآن مجید

آپ کے حسن [illegible] اور مولوی کی غیر معمولی خدمت کے صدقہ میں تیار ہو رہا ہے انشاء اللہ پندرہ رمضان تک تیار ہو جائے گا۔ اس کی تفسیر اور ترجمہ انہی مولوی صاحب کا ہے جو اس رسالہ کی تفسیر بیان السبحان لکھ رہے ہیں۔ اور ایسا اچھا یہ قرآن شریف چھپا ہے کہ اس قرآن شریف پر میں خود نازاں ہوں۔ آپ فرمائش ابھی سے شروع کر دیجئے تیار ہوتے ہی روانہ شروع ہو جائیگا یہ ضروری ہے کہ اس قرآن شریف کے ساتھ کوئی اور کتاب وغیرہ نہ منگوائیں ممکن ہے کہ اور دیر ہو جائے اور آپ اس کے ساتھ دوسری کتابوں سے بھی دیر میں مستفید ہوں۔ کمال انتما

بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۳۱۸ - حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ (قیامت میں عرش کے سایہ کے نیچے) اور وہ شخص ہوگا جو صدقہ دے اور اس کو ایسا چھپائے کہ اس کے داہنے ہاتھ کو نہ معلوم ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور قول اللہ تعالے کا ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر (چھپا کے صدقہ دینے کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے)۔

باب جب کوئی شخص کسی مالدار کو نادانستگی میں صدقہ دیدے (تو اس کو ثواب ملیگا یا نہیں)۔

۱۳۱۸ - حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اگلے زمانہ میں) ایک شخص نے (اپنے دل میں) کہا کہ آج شب کو میں کچھ صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لیکر نکلا اور اسے نادانستگی میں ایک چور کے ہاتھ میں رکھدیا تو صبح کو لوگوں نے چرچا کیا کہ (دیکھو آج رات کو) ایک چور کو خیرات دی گئی ہے تو اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے میں (آج رات کو پھر) صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کے نکلا اور اس کو اس نے نادانستگی میں ایک زانیہ کے ہاتھ میں رکھدیا تو صبح لوگوں نے چرچا کیا کہ (دیکھو آج کی شب) ایک زانیہ کو خیرات دیگئی ہے اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری خیرات زانیہ پر خرچ کرادی پھر (میں پھر) کچھ صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لیکے نکلا اور نادانستگی میں اس نے وہ صدقہ ایک غنی کے ہاتھ میں رکھدیا تو لوگوں نے صبح کو چرچہ کیا کہ (دیکھو آج کی شب) مالدار کو خیرات دی گئی اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری خیرات، چور اور زانیہ اور مالدار پر خرچ کرادی، تو اس کے پاس (خدا کی طرف سے) کوئی آیا اور اس سے کہا گیا کہ تو رنجیدہ مت ہو تجھے تیری نیت کا ثواب ملیگا اور جن لوگوں کو تو نے دیا ہے انھیں بھی فائدہ ہوگا) لیکن چور کو تیرا خیرات دینا اس کے حق میں یہ فائدہ دیگا کہ شاید وہ چوری سے باز رہے اور لیکن زانیہ تو شاید اپنی زنا سے رک جائے اور لیکن مالدار تو شاید وہ عبرت حاصل کرے اور کچھ اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے اس میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرے۔

باب - جب کوئی شخص نادانستگی میں اپنے بیٹے کو صدقہ دیدے تو اس کا ثواب اس کو ملیگا یا نہیں۔

۱۳۱۹ - حضرت معن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ نے اور میرے دادا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اور حضرت ہی نے میری منگنی کی اور میرا نکاح کیا اور (ایک دن) میں آپ کے پاس ایک مقدمہ لے گیا اور مقدمہ یہ تھا کہ (میرے باپ یزید نے کچھ اشرفیاں صدقہ میں نکالی تھیں اور وہ مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھدی تھیں کہ تم جسے چاہنا دینا) چنانچہ میں گیا اور میں نے وہ اشرفیاں لے لیں اور ان کو لے آیا تو میرے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تیرے دینے کا ارادہ نہیں کیا تو میں مقدمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپ نے فرمایا کہ اے یزید جو کچھ تم نے نیت کی ہے اس کا ثواب تمہیں ملیگا اور اے معن جو کچھ تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔

باب - صدقہ داہنے ہاتھ سے دینا (مسنون ہے)

۱۳۲۰ - حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالے اپنے سایہ میں رکھیگا جس دن کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (وہ سات آدمی یہ ہیں) حاکم عادل اور وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پائی اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں سے متعلق رہتا ہو۔ اور وہ شخص جنھوں نے اللہ کیلئے باہم دوستی کی ہو اسی پر جمع ہوئے ہوں اور اسی پر جدا ہوئے ہوں اور وہ شخص جس کو کوئی عورت صاحب عزت وجمال (زنا کیلئے) بلائے اور یہ اس کے پاس نہ جائے اور کہدے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص جو صدقہ دے اور اس کو ایسا چھپائے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو نہ معلوم کہ اس کا داہنا ہاتھ کیا خرچ کر رہا ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔

۱۳۲۱ - حضرت حارثہ بن وہب خزاعی کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (اے لوگو) صدقہ دو اس لئے کہ عنقریب تم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ آدمی اپنا صدقہ لئے لئے گشت کریگا مگر کوئی ایسا نہ ملیگا جو اس کا صدقہ لیلے اور جس سے وہ کہیگا وہ شخص یہ کہیگا کہ اگر تو اسے کل لایا ہوتا تو میں لے لیتا لیکن آج تو مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

باب جو شخص اپنے خادم کو صدقہ دینے کا حکم دے اور خود نہ دے (تو اس کو بھی ثواب ملیگا) اور حضرت ابوموسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ بھی (دو صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے)۔

۱۳۲۲ - حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے صدقہ دے بشرطیکہ اس کی نیت گھر بگاڑ دینے کی نہ ہو تو اس عورت کو جو کچھ صدقہ دے گی اس کا ثواب ملیگا اور اس کے شوہر کو بھی بسبب کمانے کے ثواب ملیگا اور خزانچی کو بھی اسی قدر ثواب ملیگا اور ان میں سے ایک دوسرے کے ثواب کو کم نہ کرے گا۔

لہ اگر تم صدقہ ظاہر کرکے دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے مفید ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ۱۲۔

اسلام نے اس بارے میں جو احکام نافذ کئے ہیں وہ اس قدر ضروریات پر حاوی سنجیدہ اور معقول ہیں کہ دنیا بھر کے عقلا اور مقنن مل کر بھی ان میں کسی قسم کا نقص نہیں نکال سکتے ہاں اگر کوئی اسلامی قانون ازدواج کی تدوین کے اصول ہی نہیں جانتا اور اس جہالت اور نادانی کی وجہ سے کوئی بیہودہ اعتراض کرتا ہے تو اس کا علاج نہیں۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ اس قانون کے مقاصد سمجھنے کے لئے یہ بھی معلوم کر لیں کہ اسلامی قانون ازدواج کی تدوین کن اصولوں پر ہوئی ہے تاکہ جزئی مسائل کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

اسلامی قانون ازدواج کے اصول

ہم تمہید میں ان اصول و قوانین کو یوں پیش کر دینا چاہتے ہیں اس لئے کہ اس وقت ہمارے ملک میں عورتوں کے قانونی حقوق معین کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں ہر طرف حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا غلغلہ ہے بالخصوص مغربی ممالک میں تو نسوانی مسئلہ نے ایک پیچیدہ اور انقلاب انگیز صورت اختیار کر لی ہے بدقسمتی اور ناسمجھی سے مسلمان بھی مختلف تاثرات کے ماتحت اپنے مرکز سے ہٹ کر افراط و تفریط میں مبتلا ہیں حالانکہ اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اس مسئلہ کا مکمل ترین حل دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا اور عورتوں کے حقوق کا صحیح تعین کر کے ایسی حدیں مقرر کر دی تھیں جن کو ملحوظ رکھنے کے بعد کسی ضرورت اور پیچیدگی کا پیدا ہونا ناممکن ہے پس اس بات کی ضرورت لاحق ہوئی کہ ہم قرآنی تعلیمات کے ماتحت ایک بار پھر حالات کا جائزہ لیں اور اسلامی قانون ازدواج پر پوری طرح سے قائم ہو جائیں۔

اگر ہم تفصیل کے ساتھ ان اصولی چیزوں پر روشنی ڈالیں تو یہ تمہید ایک مستقل کتاب کی صورت اختیار کر لیگی۔ اس لئے ہم صرف اجمالی اشارات اور حوالوں پر اکتفا کریں گے اور فقہ حنفی کی تدوین اور تفسیر و تشریح میں یہ چیز ایک نئے باب کا اضافہ کرنے والی ہوگی۔

اصل اوّل اسلام کا سخت سے سخت دشمن اور مخالف بھی اس روشن حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے جس نے عورت و مرد کی علیحدہ علیحدہ حیثیتیں اور حقوق کا تعین کیا عالمگیر بدسلوکی کے مقابلہ میں عورت کو راحت و سکون کی منزل میں پہنچایا اور صدیوں کی بیڑیاں کاٹ کر پھینک دیں اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا مژدہ جو اس نے جنس لطیف کو سنایا یہ ہے

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف	اور مردوں کی طرح عورتوں کے بھی پسندیدہ حقوق ہیں۔
للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن	مردوں کو ان کے اعمال کے موافق حصہ ہے اور عورتوں کو ان کے اعمال کے موافق حصہ ہے

یعنی مسلمانو! تم میں سے عورت و مرد کو باہمی طور پر جو فضیلت دی ہے اس فضیلت کو اپنے طور پر حاصل کرنے کی ہوس اور کوشش نہ کرو اپنی اپنی حدوں پر قائم رہو نہ مرد عورت بننے کی کوشش کریں اور نہ عورتیں مرد بننے کی تمنا کریں ورنہ نظام معاشرت قائم نہ رہ سکیگا۔ آج عورتوں کے قانونی حقوق کے تعین کا مسئلہ کیوں پیچیدہ شکل اختیار کئے ہوئے ہے؟ اس لئے کہ اس حکم خداوندی کی خلاف ورزی ہو رہی ہے عورتیں مردوں کے حقوق میں دست اندازی کر رہی ہیں اور مرد عورتوں کے لباس میں جلوہ آرا ہونا چاہتے ہیں اس کشاکش نے خانگی زندگی کو جہنمی زندگی بنا رکھا ہے ان دونوں اصولوں کو پیش کرنے کے بعد اسلام نے اصل اول حقوق الزوجین کے سلسلہ میں یہ بتلائی ہے۔

وللرجال علیهن درجة	مردوں کو عورتوں سے ایک درجہ زائد دیا گیا ہے۔

(ازدواج شرعی)

اس درجہ کی تشریح کرتے ہوئے مردوں کو یہ زائد درجہ عطا کرنے کی حکمت بھی ساتھ ہی بتلا دی۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم	مرد عورتوں پر قوام ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ وہ اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔

اب آپ شاید یہ کہدیں کہ جب اسلام نے مرد کو عورتوں پر ایک درجہ زائد عطا کیا ہے تو عورتیں کہاں آزاد ہوئیں وہی غلام کی غلام رہیں۔ اگر آپ ایسا کہیں یا سمجھیں تو یہ آپ کی غلط فہمی اور کج اندیشی ہوگی۔ پھر آپ شاید یہ بھی کہدیں کہ خالق کائنات نے سرے سے عورت مرد کی تقسیم ہی کیوں رکھی سب کو ایک ہی قسم کی مخلوق ہونا چاہیئے تھا اگر کوئی سلیم العقل انسان تو ایسا کہہ نہیں سکتا یہ تو الزامی جواب تھا اب اس کا تحقیقی جواب بھی مختصراً ذہن نشین کر لیجئے اور سمجھ لیجئے کہ خانگی زندگی کے نظم کو برقرار رکھنے کے لئے بہرحال زوجین میں سے ایک کا صاحب امر ہونا لازمی ہے اگر دونوں مساوی حقوق اور مساوی درجہ رکھتے ہوں اور دونوں کے اختیارات بھی مساوی ہوں تو بدنظمی اور انتشار و اختلال کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے اس بنا پر خالق فطرت نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں میں سے ایک کو قوام اور صاحب امر اور دوسرے کو مطیع و ماتحت بنایا ہے۔ اور مرد پر قوام ہونے کی حیثیت سے حسب ذیل فرائض عائد کئے ہیں۔

وہ عورت کا مہر ادا کرے کیونکہ اس کو عورت پر جو حقوق حاصل ہوئے ہیں وہ اسی کا معاوضہ ہیں۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ عورتوں کو مہر خوشدلی کے ساتھ ادا کرو یہ نہ سمجھئے کہ مہر سے بیوی کا درجہ باندی کے برابر ہو جاتا ہے یہ سراسر کج فہمی ہے حقیقت میں مہر تو ایک ذریعہ ہے عورت کی آزادی کا کہ اگر مرد مہر ادا کرنے سے انکار کرے تو عورت کو حق ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس سے روک لے وہ محض شوہر کی دست نگر نہ رہے اور خود اس کے پاس بھی کسی قدر سرمایہ ہو جائے۔

شوہر کا دوسرا فرض صاحب اختیار ہونے کی حیثیت سے یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے اخراجات کا کفیل ہو عورت کا کام یہ ہے کہ وہ گھر میں بیٹھ کر خانگی زندگی کے فرائض سر انجام دے اور مرد کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے ضروریات زندگی فراہم کرے۔

تذکرۃ الانبیا

حضرت اسحاق علیہ السلام

والدہ حضرت اسحاق

حضرت اسحاق علیہ السلام بڑے جلیل القدر انبیا میں شمار کئے جاتے ہیں اور آپ کو یہ شرف و عظمت حاصل ہے کہ آپ کی نسل انبیاء سے لبریز ہے آپ کے بعد جتنا انبیاء پیدا ہوئے جن میں بہت بڑی اکثریت آپ ہی کی نسل سے ہے تھے بہت بزرگ اور آپ کی پیدائش کی بشارت خاص طور پر حضرت سیدنا ابراہیم کو دیگئی تھی۔ حضرت سارہ نہایت بزرگ اور نہایت حسین خاتون تھیں اور آپکے خاندان ہی کی ایک رکن تھیں چونکہ یہ بہت متقی و نیک نہاد اور مہ لقا تھیں اور سرد و گرم زمانہ میں اپنے شوہر حضرت سیدنا ابراہیم کیساتھ رہی تھیں اس لئے حضرت کو ان کے ساتھ بیحد محبت تھی اور انھوں نے بھی حضرت کی رفاقت و خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا حتی کہ انہیں اس کا بھی رنج تھا کہ اتنی عمر ہوگئی اور حضرت کے کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت کی آرزو بھی محسوس کرکے انہوں نے حضرت بی بی ہاجرہ کے ساتھ حضرت کو عقد کی اجازت دیدی تھی اور خود ہی فرمایا تھا کہ گو مجھے ان پر پورا اقتدار حاصل ہے۔ شاہ مصر نے انھیں مجھے عطا کیا ہے مگر میں آپ کے حوالہ کرتی ہوں اور اجازت عقد دیتی ہوں اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ آپ کو انہی کے بطن سے کوئی فرزند عطا کردے کہ یہ نوجوان ہیں اور میں پیر بوڑھی ہوں۔ ان کی یہی ایثار پسندی و محبت اسلامی اللہ تعالے کو بہت پسند آگئی تھی جب ہی تو اس وقت جبکہ حضرت سارہؓ نے حضرت ہاجرہ اور اکلوتے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے متعلق جنگل میں چھوڑ نیکو کہا تھا اور حضرت متامل تھے وحی نازل ہوئی تھی کہ اس معاملہ میں حضرت سارہ جو کہتی ہیں وہ کرو اور ان ماں بیٹوں کو ساتھ لیجاکر دوسری جگہ پہنچا آؤ کچھ ہو یہ زندگی بھر حضرت کی مطیع و فرمانبردار رہیں اور حضرت ان کا کہنا مانتے رہے جس کی انتہا یہی کہ حضرت اسمٰعیل کے پاس قیام کی اجازت انہی سے لیکر آتے اور جتنے روز کی اجازت یہ دیتیں اتنے روز سے ایک لحظہ زیادہ قیام نہ کرتے خواہ حضرت اسمٰعیل سے ملاقات ہوتی یا نہ ہوتی واقعی حضرت اسمٰعیل کے پیدا ہونے پر حضرت سارہ کو رشک پیدا ہوا اور ہونا چاہیے تھا کوئی بشریت سے خالی نہیں۔

بشارت ولادت حضرت اسحاق

حضرت سارہ عقیمہ ہی تھیں اور بوڑھی بھی لیکن آرزو میں پیدا ہونا تو ایک فطری امر ہے اگر قسمت پر کسی کا قابو نہیں تو دل پر بھی تو بس نہیں چلتا۔ تم اختیار کے ہو نہ دل اختیار کا۔ بہرحال انسان بالکل مجبور ہے۔ جو آگ آرزو دل میں لگاتی ہے وہ بجھائے نہیں بجھتی اور بیقرار بنا دیتی ہے گو انسان بے قابو ہوتا ہے اور آرزو پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا لیکن اگر آرزو کی انہی بیقراریوں اور تپش انگیزیوں میں "دینے والے" سے دعا مانگی جائے اور سچے دل اور سچی تڑپ کے ساتھ مانگی جائے تو وہ دینے والا مانگنے والے کو کبھی محروم نہیں کرتا۔ بندہ نواز اور آرزو پرور ہے اور اتنا آرزو پسند کہ "مومن و مشرک" کی تمیز بھی نہیں کرتا کہ بندے تو سب اسی کے ہیں سب کی سن لیتا ہے سب کی صدا پر لبیک کہتا ہے اور سب کو دیتا ہے پھر حضرت سارہ تو اس کی عزیز بندی تھیں اس کے جلیل القدر پیغمبر کی رفیقہ حیات تھیں ان کی کیونکر نہ سنتا من کان اللہ کان اللہ لہ جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ بھی اس کا ہوجاتا ہے دینے پر آیا تو نہ عقم دیکھا اور نہ بڑھاپا کہ اس کی راہ میں کوئی مانع نہیں دعا مانگی قبول ہوئی اور ملائکہ بشارت لیکر پہنچ گئے حضرت ابراہیم حضرت بی بی ہاجرہ کو مکہ معظمہ پہنچا کر براہ شام بیت المقدس میں مقیم ہوگئے وہاں سے حضرت جبرئیل اور چند اور ملائکہ مسافروں کی صورت میں گذر رہے تھے حضرت ابراہیم بڑے مہمان نواز تھے کہ مہمان کے بغیر کھانا ہی نہ کھاتے تھے اور تلاش میں رہتے تھے انھیں آپنے مسافر سمجھا۔ بلالیا بہت مدارات کی ان کے لئے خصوصیت کیساتھ گئو سالہ بھونکر لائے۔ انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ حضرت ابراہیم کو کچھ اس سے گونہ افسردگی پیدا ہوئی۔ اس زمانہ میں عام دستور تھا کہ جب کوئی کسی کو کوئی ایذا پہنچانا چاہتا تو وہ اس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا، دشمن دسترخوان پر ہوتا تو کبھی ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھاتا تھا۔ عہد موجودہ جیسا فریب کا عہد تو کوئی ہوا ہی نہیں کہ دل میں خبث اور زبان پر تعریف ہر زمانہ صاف رہا ہے۔ مہمانوں نے کہا آپ پرواہ نہ کریں ہم دشمن نہیں فرشتے ہیں اور اہل موتفکہ (قوم لوط) کو تباہ کرنے جارہے ہیں اور آپ کے لئے اللہ کی طرف سے فرزند کی بشارت لائے ہیں سارہ نے جو دعا کی تھی وہ منظور ہوگئی اس فرزند کا نام اسحاق ہوگا اور اسے نبوت عطا ہوگی۔ (ابن خلدون)

ملائکہ اور والدہ اسحاق کی بات چیت

حضرت سارہ برابر ہی کھڑی تھیں اب بشریت کی رنگ آرائیاں دیکھئے ایک طرف تو غیر ممکن ہوتے ہوئے دعائے فرزند کی متواتر مانگی جارہی ہے اور دوسری طرف جب بشارت سنتی ہیں تو فرماتی ہیں کہ میں عقیمہ ہوں بوڑھی ہوں میرے اولاد کیونکر ہوسکتی ہے جواب ملتا ہے "ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر" اسی روز ایام جاری ہوتے ہیں سات روز کے بعد حمل قرار پاجاتا ہے نو ماہ کی مدت منقضی ہونے پر حضرت اسحاق بتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہیں حضرت سارہ کا کہنا۔ پوچھیے خوشی اور وہ بھی بیٹے کی خوشی! فرزند اور وہ بھی بڑھاپے کی نومیدیوں میں گر پڑیں بخشنے والے کی بخشش و عطا کا شکریہ صمیم قلب سے عطا کیا حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی راہ میں ایک کھویا تھا۔ کھویا ایک ہی نہ گیا اور مل گئے دو دو تو آقا جب نوازتا ہے اسی طرح نوازتا ہے جو اس کی راہ میں کھوتا ہے وہ کھوتا نہیں پاتا ہے۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

سریہ حرقات کی امارت

محبوب رسول لقب ابو محمد کنیت، اور اسامہ نام تھا۔ سنہ ۷ نبوی میں بمقام مکہ میں پیدا ہوئے آپ کے باپ حضرت زید بن حارثہ رسول کریم کے محبوب غلام تھے بلکہ منہ بولے بیٹے بھی تھے اور ماں برکہ حضور کی کھلائی تھیں۔ آنکھ کھلی تو خود کو اسلام کی آغوش میں پایا اور کم سنی کے باعث ابتدائی غزوات و سرایا میں شریک نہ ہو سکتے تھے جب آپ پندرہ سال کے ہوئے تو رسول کریم نے آپ کی فطری صلاحیت کا اندازہ کرکے سریہ حرقات کی سرداری عطا فرمائی یہ ناآزمودہ کار تھے مگر جب مقابلہ ہوا اور دشمن شکست کھا کے بھاگے تو تعاقب کیا آگے آپ تھے اور ایک انصاری تھے ایک شخص زد میں آتے ہی کلمہ شہادت پڑھنے لگا انصاری نے تو ہاتھ روک لیا مگر آپ نے نیزہ مار کے اسے موت کے آغوش میں سلا دیا رسول کریم کو علم ہوا تو فرمایا کہ تم نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جو کلمہ شہادت پڑھ چکا تھا عرض کیا کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کیا تھا مگر حضور نے اس کی عذر قبول نہ کیا جس پر آپ کو شدید ندامت ہوئی۔

عہد رسالت میں امارت کا عہدہ

فتح مکہ میں تو یہ شرف حاصل تھا اور بیت اللہ شریف میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آنحضرت کے ساتھ سواری پر سوار تھے یوں تو آپ نے مختلف سرایا کی امارت کا شرف حاصل کیا لیکن ان میں سب سے اہم سریہ موتہ تھا جس پر آپ اس شان سے گئے کہ اعاظم صحابہ آپ کی زیر کمان تھے۔ حضور نبی کریم کے ایک سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدی شاہ بصرہ کے دربار میں فرائض سفارت ادا کرکے واپس آرہے تھے موتہ پہنچے تو ایک سردار شرحبیل بن عمرو غسانی نے انہیں شہید کر دیا اس کا انتقام لینا ضروری تھا اس لئے حضرت زید کی زیر امارت ایک سریہ روانہ کیا گیا اس میں حضرت زید جوانمردی کے ساتھ لڑے اور لڑکر شہید ہوگئے اور نہ صرف یہ شہید ہوئے بلکہ ان کے ساتھ حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوگئے۔ بڑی اہم بات تھی اس طرف سے اگر بے پروائی برتی جاتی ہے تو غسانیوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں دوسرے اتنے ممتاز صحابہ کی شہادت انتقام کے بغیر رہی جاتی ہے حضور نبی کریم کو اس کا صدمہ بھی بہت تھا چنانچہ آپ نے ان شہداء کے انتقام کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور صفر سنہ ۱۱ھ میں سریہ کی تیاری کا حکم دیدیا اس کے سپہ سالار لشکر حضرت اسامہ مامور ہوئے اس میں مصلحت یہ تھی کہ آپ کی دلدہی بھی ہوگی اور آپ پورے انتقامی جوش کے ساتھ لڑیں گے کیونکہ آپ کے والد گرامی شہید ہو چکے تھے اور جو کام آپ کرسکتے تھے وہ دوسرے سے ممکن نہ تھا حضور نے اسامہ کو بلا کر ہدایات بھی دیدیں۔

لیکن ابھی یہ سریہ روانہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ حضور علیل ہوگئے چونکہ شہداء کے قتل کا آپ کو صدمہ تھا شدید اس لئے آپ نے اس کی روانگی ملتوی نہ کی اور سریہ مقام جرف میں جا اترا حضرت ابوبکرؓ عمرؓ ابوعبیدہ بن الجراحؓ سعد بن ابی وقاصؓ سعید بن زیدؓ اور قتادہ بن نعمانؓ جیسے صحابہ کبار جب آپ کی ماتحتی میں تھے عربوں میں تمام نسبی عظمت کا بہت بڑا خیال تھا اور بعض صحابہ کے دماغ میں ابھی تک یہ رنگ باقی رہ گیا تھا انہیں یہ قیادت ناگوار گذری اور باہم کہنے لگے کہ ایک نوعمر شخص کو مہاجرین اولین پر امارت دیگئی ہے یہ سننا تھا کہ آپ سر پر پٹی باندھے ہوئے بیماری کی حالت میں باہر تشریف لائے اور مختصر تقریر میں فرمایا کہ:-

"لوگو! میں نے تمہارے اعتراض سنے جن سے مجھے بہت رنج ہوا اس سے پیشتر تم اسامہ کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو خدا کی قسم وہ بھی امارت کا سزاوار تھا اور یہ بھی اس کا اہل ہے وہ بھی مجھے محبوب ہے اس لئے تم اس کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آتے رہو وہ تمہارے بہترین لوگوں میں ہے"

اس تنبیہ پر تمام زبانیں خاموش ہوگئیں پہلی منزل سے لوگ برابر دیکھتے آتے رہتے تھے ایک روز جو آئے تو آپ پر غفلت طاری تھی تاہم آنکھیں کھولیں اور دعا دی دوسرے روز آئے تو افاقہ تھا روانگی کا حکم دیدیا ابھی لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ اطلاع پہنچی حضور کا وقت آخر ہے چنانچہ آپ اور حضرت ابوعبیدہ فوراً مدینہ کو چل کھڑے ہوئے وفات کی خبر سنکر پورا لشکر مدینہ منورہ آگیا۔ مگر آپ کو عہد صدیقی میں امارت کا شرف حاصل ہوا۔

عہد صدیقی میں اسامہ کی فتح

حضرت صدیق اکبرؓ نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی پہلا حکم جو دیا وہ اسی مہم کی روانگی کا حکم تھا لیکن اسی دوران میں ارتداد کا فتنہ اپنی فتنوں اور شیطان کاریوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا لوگوں کو تشویش پیدا ہوئی اور عرض کی کہ حالات نازک ہیں ایسی صورت میں اتنی بڑی فوج کا مدینہ سے باہر چلا جانا مناسب نہیں حضرت صدیق اکبر نے سنا تو یہ تاریخی جواب دیا۔ "خدا کی قسم مجھے درندے نوچ کر کھا جائیں اور حالات کتنے ہی نازک ہو جائیں مگر میں رسول اللہ کا حکم پورا کئے بغیر نہیں رہ سکتا"

پہلی مرتبہ تو رسول کریم کی تنبیہ پر لوگوں نے حضرت اسامہؓ کی امارت قبول کرلی تھی لیکن دل سے کوئی پسند نہ کرتا تھا اب جو دوبارہ حضرت صدیق اکبر نے بھی حضرت اسامہؓ ہی کو روانگی کا حکم دیا تو انصار نے حضرت فاروق اعظم سے کہلوایا کہ امارت کا عہدہ اسامہ کے بجائے کسی معمر اور تجربہ کار شخص کو دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ یہ سنکر برافروختہ ہوئے اور فرمایا ابن خطاب جسے رسول اللہ نے امیر بنایا ہے تم مجھ سے اس کی معزولی کی خواہش کرتے ہو۔ حضرت نے اس ترتیب کے ساتھ لشکر روانہ کیا اور کچھ دور تک خود رکاب پکڑے ہوئے

ساتھ گئے حضرت اسامہؓ نے عرض کی کہ آپ بھی سوار ہو کر چلیں ورنہ پھر میں گھوڑے سے اتر پڑوں گا کہ مجھے یہ سواری گوارا نہ ہوئی۔ فرمایا:-

نہیں میرے پیر دل کو خدا کی راہ میں غبار آلود ہونے دو۔ بہر کیف حضرت اسامہؓ اس لشکر کو لیکر گئے قاتل کو واصل جہنم کیا دشمنوں سے خوب انتقام لیا اور پوری فتح حاصل کی۔ حضرت صدیق اکبرؓ مژدۂ فتح سنکر اس درجہ خوش ہوئے کہ خود مہاجرین و انصار کو ساتھ لیکر نکلے اور لشکر والوں کا استقبال کیا۔ حضرت اسامہ نہایت شان و طمطراق سے مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے گھر گئے۔

فتنوں سے علیحدگی

حضرت فاروق اعظمؓ بھی محبوب رسول اللہ کی بہت عزت کرتے رہے چنانچہ صحابہؓ کے وظائف مقرر ہونے کے سلسلہ میں جہاں ابن عمرؓ کا وظیفہ ڈھائی ہزار مقرر ہوا وہاں آپ کے تین ہزار مقرر فرمائے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں تمام غزوات میں ساتھ کے دوش بدوش رہا اور آپ ان کے والد سے پیچھے نہ رہے پھر وظیفہ میں یہ نمایاں تفریق کیوں روا رکھی گئی۔ فرمایا درست ہے لیکن رسول اللہ اسامہؓ کو تم سے اور زید کو تمہارے باپ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ عہد عثمانی میں جب ہر طرف سے فتنوں نے سر اٹھایا اور فضا شر انگیز فقروں سے لبریز ہو گئی تو آپ انسداد فساد کے لئے برابر جاتے اور امیر المومنین سے خفیہ گفتگو کرتے رہے۔ جب لوگوں نے آپ سے کہا . . . . کہ آپ درمیان میں پڑیے تو فرمایا کہ میں برابر خفیہ گفتگو میں کر رہا ہوں تاکہ علانیہ گفتگو سے کوئی نیا فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو اور اس کی تمام ذمہ داری مجھی پر عائد نہ ہو جائے۔ خونریزی مسلمین سے بہت گھبراتے تھے اس لئے حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی لڑائیوں میں بالکل علیحدہ رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آپ نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ شیر کی داڑھ میں گھستے تو میں بھی ساتھ گھس جاتا لیکن اس معاملہ میں حصہ لینا پسند نہیں کرتا۔

گو آپ خونریزیوں اور فتنوں سے مطلقاً علیحدہ رہے تاہم آپ حضرت علیؓ کو حق پر جانتے تھے اور آخر دم تک اس غیر جانبداری پر کف افسوس ملتے رہے۔ ابراہیمؒ کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی امداد نہ کرنے پر اسامہ اس درجہ نادم و شرمسار تھے کہ آخر میں توبہ کی۔

ازواج و وفات

۵۴ھ میں انتقال ہوا متعدد شادیاں کیں اور ان سے بکثرت اولاد ہوئی آپ کو دربار خلافت سے تین ہزار کا وظیفہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ وادی القری میں کچھ جاگیر بھی تھی۔

رسول اللہ کی محبوبیت

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ رسول کریم کو اپنے متعلقین میں سب سے زیادہ محبت حضرات حسنین سے تھی مگر ان کے بعد جو حصہ بچتا تھا وہ آپ کے حصہ میں آیا تھا۔ یہ حالت تھی کہ ایک زانو پر اسامہ کو بٹھاتے اور دوسرے پر حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر فرماتے خدایا میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں اس لئے تو بھی ان پر رحم فرما۔ بارہا فرمایا کہ اسامہ مجھے تمام لوگوں میں محبوب تر ہے۔ ایک مرتبہ چوکھٹ پر گرنے سے پیشانی پر زخم آگیا تو خود اٹھ کر صاف کیا اور لعاب دہن لگایا۔ ایک دفعہ فرط محبت میں فرمانے لگے کہ اگر یہ بیٹی ہوتی تو میں خوب زیور پہناتا، بناؤ سنگھار کرتا تاکہ چرچا ہوتا اور ہر جگہ سے پیام آتے۔ یہ فرماتے جاتے تھے اور مسکراتے جاتے تھے۔

بارگاہِ رسالت سے تقرب

بارگاہ نبوت میں ایسی سفارشیں جن کے کرنے سے حضرت عائشہ بھی جھجھکتیں وہ آپ ہی کے ذریعہ کی جاتیں۔ بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ چوری کے جرم میں ماخوذ ہوئی کسی کو سفارش کی ہمت نہ ہوئی آپ ہی نے کی چونکہ معاملہ حدود اللہ کا تھا اس لئے آپ نے اس سفارش کو سختی کے ساتھ رد کر دیا۔ نازک سے نازک امور خانگی میں آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ معاملہ افک میں بھی آپ سے مشورہ کیا گیا۔ آپ کی حیثیت بالکل اہل بیت کی تھی۔ حضورؐ کے پاس جو چیز بھی بیش قیمت اور اچھی ہوتی آپ اسے آپکو دیدیتے۔ دحیہ کلبی نے حضورؐ کو ایک کتان کا کپڑا بھیجا آپ نے حضرت اسامہ کو پہنا دیا۔ آپ نے اپنی بیوی کو دیدیا۔ حضورؐ کو علم ہوا تو فرمایا کہ اچھا اس سے کہدینا کہ اس کے نیچے سینہ بند پہنے ورنہ جسم دکھائی دیگا۔

علم و فضل

وفات نبوی کے وقت گو صرف بیس سال کی تھی تاہم اس عمر میں بھی اتنا حاصل کر لیا تھا کہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے آپ سے پوچھا کہ مجھے طاعون کے متعلق کوئی حکم معلوم ہو تو بتائیے کہا فرماتے تھے کہ طاعون ایک قسم کا عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک خاص طبقہ پر بھیجا گیا تھا اس لئے جہاں وبا سنو وہاں نہ جاؤ اور اگر خود تمہارے ہاں وبا پھیلے تو بھاگنے کی نیت سے وہاں سے نہ نکلو۔ آپ کے ذریعہ سے حدیث کی بھی کافی اشاعت ہوئی۔ مرویات کی تعداد ۱۲۸ ہے جن میں ۱۵ احادیث تو متفق علیہ ہیں۔

سنت کی پابندی

وضو وغیرہ کے وقت پانی ڈالنے کی خدمت آپ کے سپرد تھی کاشانہ نبوت میں کثرت سے آتے جاتے تھے۔ سنت کی پابندی شدت کے ساتھ کرتے تھے آخر عمر میں بھی کہ قوی جواب دے چکے تھے مسنون روزے بکثرت رکھتے تھے۔

ماں کی والہانہ اطاعت

والدین کی اطاعت میں بہت سرگرم تھے ان کی خوشنودی کا بہت خیال رکھتے تھے اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے تھے عہد خلافت عثمانی میں کھجور کے درختوں کی قیمت ایک ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک درخت کی پیڑی کھوکھلی کرا کر اور کھوکھلی کر کے مغز نکالا۔ لوگ ادھر سے گذرتے تھے انہوں نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں آجکل تو درختوں کی قیمت بہت چڑھی ہوئی ہے ایسے وقت میں اتنے قیمتی درخت کو ضائع کرنا تو کسی طرح مناسب نہیں فرمایا بھائی اصلیت یہ ہے کہ میری والدہ نے اس کی فرمائش کی تھی اور وہ جس چیز کی بھی فرمائش کرتی ہیں میں اس کی بہم رسانی کی ہر ممکن سعی کرتا ہوں۔ کیوں نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا

قرآن مجید

قرآن اور حریت

ایک کی طاعت ایک کا خوف

حریت واستقلال کی جتنی اور جیسی شاندار تعلیم اسلام نے دی ہے اس کی کوئی مثال اور نظیر دنیا میں نہیں اور کبھی نہیں مل سکتی اسلام میں سب سے برتر اور سب سے بالا حکم اللہ کا حکم ہے۔ اس کا اقتدار و تسلط سب احکام پر حاوی ہے اور سب سے زیادہ اہمیت و عظمت اسی کے امر و حکم کی رکھی گئی ہے ان الحکم الا للہ یقیناً اور حقیقتاً سب سے برتر و بالا حکم اللہ ہی کا ہے۔ حکم و اقتدار اس کے سوا اور کسی کا کارفرما نہیں۔

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ دارین کی شہنشاہی اسی کے لئے ہے ارض و سما شمس و قمر اور جن و انس سب پر اسی کی حکمرانی ہے اور حقیقی حکم اسی کا حکم ہے حقیقی طاقت اسی کی طاقت ہے حقیقی تسلط اسی کا تسلط ہے ایمان والوں کے لئے سب سے مقدم اسی کا حکم ہے اور جو حکم اس کے حکم سے معارض ہو اس کا ماننا مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں، جائز نہیں۔

والصبر لحکم ربک ولا تطع منھم اثما او کفورا ۔ اللہ نے جو حکم صادر کر دیئے ہیں ان پر صبر و استقلال کے ساتھ قائم رہو اس کے مقابلہ میں کسی کی نہ سنو جو حکم اللہ کے حکم کے مغائر و مخالف دیا جائے اسے ہرگز نہ مانو اور کسی معصیت کار و کافر کی اطاعت نہ کرو۔

ایماندار حاکم تو کوئی ایسا حکم صادر ہی نہیں کر سکتا جو اللہ کے حکم کے متعارض ہو۔ ایسا حکم یا تو وہ شخص دے سکتا ہے جو مشرک و کافر ہو اور خدا کی عظمت و کبریائی تسلیم ہی نہ کرتا ہو یا پھر وہ مسلمان حاکم دے سکتا ہے جو وحدانیت کا معترف تو ہو مگر اس کے احکام کی تعمیل میں مستعد نہ ہو فسق و فجور میں مبتلا ہو شریعت کی پرواہ نہ کرتا ہو یہ شخص مسلمان تو ہوگا مگر گناہگار مسلمان کہلائے گا۔ حاکم تین ہی قسم کے ہو سکتے ہیں ایک مومن جو خود کو ہر امر میں اوامر الٰہیہ کا پابند بنالے دوسرا کافر جو قانون الٰہیہ کو نہ تسلیم کرے اور نہ اسے درخور اعتنا سمجھے۔ تیسرا گناہگار جو توحید و رسالت کا قائل تو ہو مگر غرور و نفسانیت میں آشنا ہوا ہو کہ وہ امر ربانی سے بے پرواہ رہے اور ان پر کاربند ہونے کی کوئی اعتنا نہ کرے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صاف حکم صادر کر دیا ہے کہ کافر اور گناہگاروں کی اطاعت نہ کرو۔

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہیئے کہ حکم بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک حکم تو وہ حکم ہے جو شریعت اسلامیہ کے مغائر اور مقاصد ملیہ کے منافی ہو مثلاً ایک غیر مسلم حاکم حکم دیتا ہے کہ چوری نہ کی جائے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرو شہری ضوابط کے پابند رہو تو ان احکام کے ماننے میں اور ان کی تعمیل کرنے میں کوئی حرج نہیں دوسرے احکام وہ ہیں جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوں احکام ربانی سے ٹکراتے ہوں مثلاً اذان نہ دی جائے مساجد میں نماز نہ پڑھی جائے ذبیحہ نہ کیا جائے بیگاری لی جائے طلاق و خلع بیع و شریٰ ترکہ و وراثت اور اسلامی قوانین کے احکام کے علی الرغم غیر اسلامی احکام کی پابندی کی جائے یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا ماننا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں اصول یہ ہے کہ جو حکم بھی خدا کے حکم کے خلاف ہو خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے دیا جائے یا حاکم و فرمانروا کی طرف سے اسے ہرگز نہ مانا جائے۔

فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مومنین ۔ اگر تم سچے مسلمان ہو تو کافروں اور گناہگاروں سے ہرگز نہ ڈرو صرف مجھ سے ڈرو۔

خوف و حریت اور دہشت و آزادی میں بعد المشرقین ہے زمین و آسمان کا فرق ہے ایک بزدل اور خوف زدہ انسان کبھی علمبردار حریت نہیں بن سکتا۔ ایک قاعدہ مستمرہ ہے کہ انسان جیسی عادات ڈالتا ہے ویسی ہی پڑ جاتی ہے عادت انسان کے مزاج میں تغیر و انقلاب پیدا کرنے میں نہایت موثر ہے اس سے ایک بزدل بہادر اور بہادر بزدل بنجاتا ہے نیک بد اور بد نیک ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو شجاعت و بسالت کا نہ بھولنے والا سبق سکھایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈریں اگر اس حکم پر مسلمان سختی و استواری کے ساتھ عمل کرتے رہیں اور وہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنا اپنا شعار عمل بنالیں تو ان کے اندر بے پناہ جذبہ حریت پیدا ہو جائے اور ان کی گردن کبھی باطل کے سامنے خم نہ ہو۔ آج تو ضعف ایمانی کے باعث قرآنی احکام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور آیات قرآنی کو انہوں نے عمل کے لئے نہیں بلکہ محض برکت اور استدلال کے لئے پڑھنا شروع کر دیا ہے لیکن جب مسلمانوں کے قلوب مضبوط و محکم تھے اس وقت دشمنان حق کی شیطانی طاقتیں انہیں سر مو مرعوب نہیں کر سکتی تھیں۔ فرمانروا ان کے نزدیک محض نائب الٰہی اور خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھتے تھے جن کا کام فرزندان توحید کو اوامر و نواہی الٰہیہ پر عمل کرانا تھا اور بس۔

حقیقی بادشاہ اور حقیقی قانون

اسلامی آزادی کا مظاہرہ اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے

کہ اس کے نزدیک ربانی قوانین کے سوا اور کوئی قانون اہم اور قابل تعمیل نہیں اور ہر وہ قانون جو ان کے مغائر و منافی ہو یا ان سے متصادم ہوتا ہو وہ باطل ہے سچا مسلمان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اس پر امیر کی اطاعت فرض ہے مگر اسی امیر کی جو متقی ہو اور خدا کے احکام پر چلائے اگر امیر کوئی ایسا حکم دیتا ہے جو خلاف شریعت ہے تو اس کی تعمیل اس کے لئے جائز نہیں۔ دنیا کے ہر مذہب و قوم کی تاریخ کے اوراق کھول کر دیکھ لیجئے کہیں آپ کو یہ آزادی یہ حریت اور یہ روح استقلال نظر نہ آئیگی مسلمان بندوں سے ڈرنے کے لئے نہیں اللہ سے ڈرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اس کے نزدیک حقیقی بادشاہ اور حقیقی فرمانروا وہی ہے اور صرف اسی کا قانون قابل عمل ہے نہ ہی اس قابل ہے کہ اس سے خوف کیا جائے۔

ذٰلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم

مسلمانوں یا مومنوں اور مسلمانوں کا حامی و یاور خدا ہے کافروں کا کوئی حامی نہیں

بالفاظ دیگر مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ یہ واضح کر رہا ہے کہ تم کسی سے نہ ڈرو اور نہ کسی کا خوف کرو اس لئے کہ مالک ارض و سما خدائے وحدہ لاشریک لہ تمہارا مولیٰ ہے تمہارا حامی و مددگار ہے اور جب وہی تمہارا مولیٰ و حامی ہے تو پھر تمہیں کافروں اور ظالموں سے ڈرنے اور مرعوب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کا تو کوئی مولیٰ اور حامی ہے ہی نہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان اس تعلیم کو بھول کر تخت سے تختہ پر آرہے ذلیل و رسوا بن گئے اور جو آزادی کیلئے پیدا ہوئے تھے وہ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے قومیں احساس ہی سے زندہ رہتی ہیں اب مسلمانوں سے یہ احساس ہی مٹ گیا ہے کہ ان کی پشت پناہی کے لئے خدائے قادر موجود ہے وہ مغربیوں انگریزوں فرانسیسیوں اطالویوں حتیٰ کہ ہندوؤں کے غلبہ و استیلا سے بھی مرعوب ہوتے چلے جاتے ہیں اور لرزتے ہیں کہ ان کی اکثریت ان کی طاقت اور ان کی قوت انھیں پیس کر رکھ دے گی اور یہ پامال ہو کر رہ جائیں گے۔

ڈرتے ہیں اور اسی لئے ڈرتے ہیں کہ انھیں اپنی عظمت اور پشت پناہی کا احساس ہی باقی نہیں رہا ہے اور یہ بھول گئے ہیں کہ خدا نے اس وقت جبکہ وہ کمزور تھے ضعیف تھے دشمنوں کے نرغہ میں گرفتار تھے قلیل التعداد تھے یہود و مشرکین اور منافقین تینوں مسلح اور ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ قومیں ان کے وجود کے لئے ایک خطرہ عظیمہ بنی ہوئی تھیں یہ بتا دیا تھا سمجھا دیا تھا واضح کر دیا تھا کہ ان سے ڈرنے اور مرعوب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بظاہر وہ کتنے ہی قوی نظر آئیں مگر ان کی پشت پر کوئی نہیں اور تم دیکھنے میں کتنے ہی ضعیف ہو مگر تمہاری پشت پر خدا ہے جس کی شان علی کل شئی قدیر ہے ان سے نہ ڈرو صرف مجھ سے اور صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

اس وقت مسلمان چونکہ سچے مسلمان تھے وہ اسی اعتقاد اور احساس پر قائم رہے اور انہوں نے نہ صرف اس عہد کے یہود و مشرکین کی قوتیں شکست کر کے رکھ دیں بلکہ کچھ ہی مدت بعد انہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت بھی الٹ کر دیئے اور سلجوقیوں اور کیانیوں کی زبردست اور عظیم الشان سلطنتوں کی قبائے ہستی کو پارہ پارہ کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ فی الواقع سچے مسلمانوں کا پشت پناہ و حامی خدائے قدوس ہے اور کفار کا مولیٰ کوئی نہیں۔

سچے مسلمان اور اعانت الٰہی

اللہ تعالےٰ نے جہاں یہ بتایا تھا کہ میں تمہاری پشت پناہی کو موجود ہوں وہاں یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ مجھے سمجھو گے تو سب کچھ تمہارا ہی ہو

وقالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا والاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون

جو لوگ صمیم قلب سے یہ اقرار کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب اور پروردگار ہے اور پھر اس اعتقاد و قول پر قولاً اور عملاً پورے استقلال و مضبوطی کیساتھ قائم رہتے ہیں ان کی امداد و نصرت کیلئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انھیں بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم و اندوہ ہے اور جس جنت و مغفرت کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ تمہیں ضرور ملیگی ہم دنیا میں بھی ان کے حامی و پشت و پناہ ہیں اور آخرت میں بھی یہ ہماری زیر حمایت و عنایت رہیں گے جو نعمتیں یہ چاہیں گے وہ انھیں ملیں گی اور جو مانگیں گے وہ انھیں عطا کیا جائیگا۔

ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین

عزت و عظمت صرف اللہ اس کے رسول اور مومنوں ہی کے لئے ہے۔

اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے اور غیر کے سامنے سر جھکانے کی ضرورت ہی کیا ہے اس صورت میں کہ بتا دیا گیا ہے کہ کافروں اور دشمنوں کا کوئی مولا نہیں اور مسلمانوں کا مولا و حامی خدا ہے جو تمام قدرتوں اور طاقتوں کا حامل ہو سب کچھ کر سکتا ہے جو کہہ چکا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں مسلمانوں کا حامی و پشت پناہ اور حقیقی عزت و عظمت صرف خدا اس کے رسول اور اس کے ایماندار بندوں ہی کے لئے ہے اس سے بھی بڑھکر یہ کہ۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز

اللہ یہ طے کر چکا ہے اور فیصلہ کر چکا ہے کہ غلبہ اسے اور اسکے پیغمبروں ہی کو حاصل رہیگا

اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون

ایماندار سب اللہ کی گروہ ہیں اور دنیا میں غلبہ خدا کے سپاہی کو حاصل رہے گا۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد

ہم اپنے رسولوں اور مسلمانوں کی امداد دنیا میں بھی کیا کرتے ہیں اور قیامت کے روز بھی کرینگے۔

وان جندنا لھم الغالبون۔ یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ خواہ دشمنوں اور کافروں کی قوت کتنی ہی زیادہ ہو غلبہ اللہ کے لشکر اور مسلمانوں ہی کو ہوگا۔

صاف صاف بتایا جا رہا ہے کہ یہ امر طے شدہ ہے کہ ایمانداروں اور سچے مسلمانوں کی امداد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے برابر ہوتی ہے دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی ہوگی اور اتنی اور اس حد تک ہوگی کہ تمام دنیا والوں پر انہی کو غلبہ رہیگا اور انہی کی حکومت قائم ہوگی اور یہ وہ چیز ہے جسے خود اللہ اپنے اوپر فرض بتا رہا ہے۔

وکان حقا علینا نصر المومنین

ایمانداروں اور مومنوں کی امداد کرنا ہم پر لازم ہے اور یہ ان کا حق ہے جو ہمیں ضرور ہی پورا کرنا ہے۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ

کوئی بھی جو اللہ کے احکام پر چلے گا اس کے قانون کا اتباع کریگا اللہ تعالےٰ اس کی امداد ضرور ہی کریگا

یہاں تک محض وعدوں کا سوال ہے گو یہ وعدے خدائے کریم کے وعدے ہیں جو ازل سے نہ کبھی تشنہ تکمیل رہے اور نہ رہیں گے مگر فطرت انسانی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہر امر کو جلد قبول کرنے میں ہمیشہ متامل رہی ہے۔ بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے بعثت و تبلیغ کے زمانہ میں تو بالعموم یہی ہوا ہے اس لئے وہ مثالیں بھی پیش کرتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جنگ بدر میں کفار کے سامنے تمہاری کوئی حقیقت ہی نہ تھی تم بے حد کمزور و ناچار تھے لیکن خدا نے تمہاری امداد کی اور یہ اسی امداد ہی کا کرشمہ تھا کہ کفار اپنی بے پناہ قوت و شوکت کے باوجود تباہ ہو گئے۔" اسی طرح غزوۂ خندق اور غزوۂ حنین میں بھی اسلامی لشکر کی امداد کی طرف آیات قرآنی میں اشارہ کیا گیا ہے۔

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فآوٰکم و ایدکم بنصرہٖ و رزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔

دیکھو تمہیں وہ وقت ہی یاد ہے بھولے تو نہ ہوگے جب تمہاری تعداد بہت قلیل تھی اور تم دنیا میں بہت کمزور سمجھے جاتے تھے اور خوف زدہ رہتے تھے کہ لوگ تمہیں پکڑ نہ لیجائیں اٹھا نہ لے جائیں لیکن خدا نے تمہیں پناہ دی تمہاری امداد کی اور تمہیں فراغت اور خوشحالی عطا کر کے کھانے پینے کے لئے اچھی اچھی نعمتیں دیں اور اسی لئے دیں کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو، احسان مانو۔"

ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جن میں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے ہمت بڑھائی گئی ہے اور انھیں آزاد اور بےخوف رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین و ان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔

اگر تم میں مستقل مزاج اور ثابت قدم رہنے والے سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے اور ہزار ہوں گے تو وہ دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ تعالیٰ صبر و ثبات سے کام لینے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

مسلمانو اگر تم خدا کی مدد کرو گے اس کا کہنا مانوگے اس کے احکام پر عمل کرو گے تو خدا بھی تمہاری امداد کریگا اور تمہیں صبر و ثبات اور ہمت و جرأت عطا ہوگی۔"

آخر میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حریت و استقلال اور آزادی کے معنی بے عقلی و بے لگامی اور سرکشی و بیباکی نہیں اور نہ بےخوفی کے یہ معنی ہیں کہ انسان بے موقع اکڑتا پھرے اور بزرگوں اور بڑوں کا ادب اور امیروں اور حاکموں کا احترام ملحوظ نہ رکھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ انسان خدا کے بنائے ہوئے قانون پر چلے قرآن کے اوامر و نواہی پر وفادارانہ اور مخلصانہ عمل کرتا رہے جن کی اطاعت کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت کرے جنہیں نہ ستانے کا حکم دیا ہے انہیں نہ ستائے جن امور سے روکا ہے ان سے رکا رہے اور جن کے کرنیکا حکم دیا کرے۔ آزادی وہی آزادی ہے جس سے دوسرے کی آزادی میں خلل نہ پڑے اور انھیں تکلیف نہ پہنچے عہد جدید کی آزادی تو یہ ہے کہ کمزور کو کچل ڈالو اپنی غرض پوری کرنے کے لئے ہر شخص کی کمزوری سے فائدہ اٹھاؤ نہ بڑوں کا ادب باقی ہے اور نہ چھوٹوں پر شفقت کی جاتی ہے کانگریس بھی آزادی کی علمبردار ہے اور اس کا جذبہ آزادی قابل قدر ہے لیکن ہمیں معاف کیا جائے اگر ہم یہ کہیں کہ اس نے ابنائے وطن میں جو روح آزادی پیدا کی ہے وہ ملکی و سیاسی اعتبار سے ایک حد تک ضرور مفید ہے مگر اخلاقی اعتبار سے وہ مضرات سے خالی نہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس تحریک سے جمہور عوام میں ایک عام سرکشی اور بیباکی پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے لڑکیاں والدین کی اطاعت سے گریزاں ہیں لڑکوں پر والدین اور اساتذہ کا کوئی زور نہیں مخالف رائے رکھنے والوں کو برا کہنا مذاق اڑانا پروپیگنڈے کے ذریعہ بہانا جھوٹ بولنا واقعات کو مسخ صورت میں پیش کرنا وغیرہ تمام مغربی ذمائم لیڈروں نے اپنے اندر جذب کر لئے ہیں اور انتہا یہ ہے کہ جوش آزادی میں انہوں نے خود کو مذہبی قیود سے بھی نہ صرف آزاد کر لیا ہے بلکہ اس کا نام آجانا بھی گوارا نہیں خود جناب پنڈت جواہر لال نہرو نے جھانسی کے انتخاب کے زمانہ میں فرمایا تھا کہ انتخاب میں خدا و مذہب کا نام لینا بھی فرقہ پرستی ہے یہ کتنا ہولناک تصور ہے مذہب فرقہ پرستی کے مترادف بنتا چلا جا رہا ہے اور کانگریسی حلقوں میں اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جا رہا یہ سب نتائج ہیں الحاد اور مذہب کی طرف سے بے پروائی کے ورنہ اوّل و بعد ہندوستانی و مسلمان" کا سوال کبھی پیدا نہ ہوتا اور نہ عام بے راہ روی اور سرکشی کا جذبہ رونما ہوتا۔

فلا تہنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

نہ ہمت ہارو اور نہ افسردہ خاطر ہو تمہارا ہی بول بالا ہو گا دنیا میں سب سے اعلیٰ تمہیں رہوگے بشرطیکہ سچے مسلمان ہو۔" بہ الفاظ دیگر مسلمانوں کے لئے سب سے پہلے پختہ کار مسلمان ہونا ضروری ہے اس لئے کہ مسلمان اور پختہ کار مسلمان ہو جانے سے پشت پر تمام ربانی قوتیں آجاتی ہیں اور توفیق الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کو سب کچھ کرنا چاہیئے جد و جہد آزادی میں بڑھکر حصہ لینا چاہیئے کانگریس میں شامل ہونا چاہیئے مگر ہر جگہ اور ہر میدان میں مسلمان اور پختہ کار مسلمان بنکر اترنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی سرفرازی اور اعلیٰ پایگی کو ان کی صداقتِ اسلام کے ساتھ مشروط کر دیا ہے اور اسلام بے راہ روی اور سرکشی کا شدید و سخت دشمن ہے۔

حریت پروری و مذہب

مسلمانوں کے نزدیک آزادی و ترقی بہت بڑی چیز ہے مگر کمیونزم فیسزم بالحقیقت بے حقیقت چیزیں ہیں اسلام خدا ترسی اور تقارکو سب سے مقدم قرار دیتا ہے وہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے اور کسی کی اطاعت کرنے اور کسی کے سامنے سر جھکانے کا روادار نہیں لیکن موجودہ عہد میں خدا پرستی اور خدا ترسی ثانوی چیزیں بنکر رہ گئی ہیں اس سے بھی زیادہ یہ کہ انھیں توہم سمجھا جانے لگا ہے۔ حریت خیالوں اور آزادی پسندوں میں دشمنانِ مذہب اور ملحدوں کا عنصر ہر جگہ اور ہر ملک میں غلبہ پاتا چلا جا رہا ہے مسلمانوں کو اس زہر سے بچنے کی ضرورت ہے کہ خدا فرماتا ہے۔

ولو ان اھل القری اٰمنوا و اتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون

اگر ان ملکوں آبادیوں اور شہروں کے باشندے ہمارے عذاب و عقاب کی گرفت میں آکر تباہ و برباد اور نیست و نابود ہونے ایمان لے آتے اور ہم سے ڈرتے رہتے تو ہم ان پر زمین و آسمان سے برکات کے دروازے کھولدیتے لیکن انہوں نے

ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اس لئے ہم نے ان کی بداعمالیوں کی پاداش میں دھر لیا۔

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنٰھم فی الارض ما لم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا و جعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکنٰھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اٰخرین

کیا کبھی اس امر پر بھی غور کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا؟ درآنحالیکہ وہ اتنی مستحکم و مضبوط حالت کے حامل تھے کہ ابھی تمہیں بھی نہ ٹھکانا حاصل نہیں ہوا سیرابی کے لئے پانی کی وہ افراط تھی کہ ہم آسمان سے تو مینہ برساتے تھے اور زمین سے ان کیلئے چشمے اور دریا جاری کر رکھے تھے لیکن پھر ایک وقت آیا کہ ہمیں نے انکی سرکشی بے خوفی اور گناہوں کی پاداش میں انھیں پکڑ کر ہلاک و تباہ کر دیا اور ان کی جگہ دوسری قومیں اور دوسرے لوگ وہاں آباد کر دیئے۔

اتقاء و خداپرستی کے انعام اور بے خوفی و سرکشی کی سزا کے متعلق دیکھیے کہ خدائے قدوس کتنے صاف و صریح الفاظ میں روشنی ڈال رہا ہے اور مسلمانوں کو مثالیں دے دیکر بتا رہا ہے کہ اگر تم صراط مستقیم پر قائم رہے اور خدا سے ڈرتے رہے تو اگلی قوموں کی طرح تم بھی مورد الطاف و اکرام ہوگے اور عیش و راحت کی زندگی تمھیں نصیب ہوگی اور اگر تم نے سرکشی کی مذہب و مذہبیت سے تغافل برتا بے خوفی و بیباکی و بے عنانی کو اپنا وطیرۂ عمل بنا لیا تو گذشتہ اقوام کا حشر سامنے ہے۔ امت مسلمہ پر یہ تو کرم ہے کہ وہ نیست و نابود نہیں کی جائے گی مگر دو قسم کی سزائیں اُسے ضرور دی جائیں گی

یایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ

ایمان والو! اگر تم دین و مذہب سے اعراض کروگے تو اس کی سزا تمھیں یہ ملیگی کہ اللہ تعالےٰ تمہارے سروں پر مسلط کرنے کے لئے ایک اور قوم لے آئیگا اور پھر تم غلامی کے بندھن میں جکڑے جاؤگے اور آزادی کی نعمت تم سے چھین لی جائے گی۔"

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ

جس نے ہماری یاد سے اعراض کیا دین و مذہب سے غفلت اختیار کی سرکشی اور گناہوں میں مبتلا ہوگیا دنیا میں اس کی زندگی تکلیف و تنگدستی میں گذرے گی اور حشر کے دن ہم اسے اندھا اٹھائینگے

حقیقت ہے کہ مسلمان بہت بڑی حد تک دینیات و مذہبیات سے غافل ہو گئے اور ان کی روزمرہ کی زندگی سے تو مذہبی عنصر خارج ہی ہو کر رہ گیا ہے جس کی پاداش میں وہ دونوں سزائیں بھگت رہے ہیں جن کا اعلان آج سے تیرہ سو برس پیشتر کر دیا گیا تھا اور جن کی طرف آیات بالا میں اشارہ کیا گیا ہے سولھویں صدی عیسوی تک وہ پوری دنیا کے مالک تھے اور معلومہ دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر ان کی اور صرف انہی کی حکومت تھی۔

یہ سلسلہ چلا آرہا تھا کہ جب ایک اسلامی خاندان و قوم میں غفلت پیدا ہوجاتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا کوئی اسلامی و حساس خاندان اس کی جگہ برسرکار و حکومت آجاتا تھا لیکن جب مسلمانوں میں غفلت عام ہوگئی اور ان میں عاجلانہ انقلابات سے بھی تنبہ حاصل نہ ہوا تو ان کی جگہ غیر اسلامی حکومتیں مسلط کر کے ان کی آزادی غلامی سے مبدل کر دی گئی دوسری طرف ان پر قومی و انفرادی افلاس بھی مستولی کر دیا گیا آج ہر شخص اپنے گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال کر مشاہدہ کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی بالعموم ضیق و تکلیف کی زندگی ہے اور بہت کم افراد ایسے ہیں جنھیں حقیقی سکون و راحت نصیب ہو۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

زمانہ کی قسم ان لوگوں کے سوا جو ایمان لائے عمل صالح کئے اور توصیہ حق اور توصیہ صبر کو اپنا شعار بنایا انسان خسارے اور نقصان ہی میں رہے گا اور اُسے کبھی فائز المرامی حاصل نہ ہوگی۔"

جب اللہ نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا کہ اسلامی زندگی نہیں انسانی ترقی و کامیابی کا انحصار ایمان و عمل اور توصیہ حق اور توصیہ صبر ہی پر ہے تو پھر ہرگز کوئی قوم اس کے بغیر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی اور نہ مسلمان ترقی کر سکتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ آخر مغرب کی ملحد اور خدا فراموش اقوام پھر کیوں مطلع اقبال پر مصروف درخشانی ہیں اور ہندو اور پارسی اور یہودی کون سے ملائک صفت ہیں جو عروج اقبال کی بلندیوں پر فائز ہیں اول تو یہ کہ وہ کچھ بھی دانستہ یا نادانستہ اسلامی تعلیم پر کاربند ہیں مسلمانوں کو قرآن نے "رحماء بینھم" احتراز اسراف و تبذیر اور باہمی اخوت اور اتفاق کی جو تعلیم دی ہے اس پر عامل ہیں اور اس وجہ سے وہ ترقی کر رہی ہیں کیونکہ اللہ نے یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ جو قوم کفایت اور محنت سے کام لیگی متحد و متفق رہے گی اور اپنی حالت بدلنے کی طرف متوجہ ہوگی وہ ضرور اپنی حالت بدل لیگی اور ترقی کر لیگی۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم دوسری طرف ان پر غفلت عن اللہ کا وبال پڑ رہا ہے ظاہری حالت کتنی ہی اطمینان بخش نظر آئے مگر باطنا وہ خون بجگران کی معاشرت کی دنیا تباہ ہو چکی ہے انکار حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور جس کا نام سکون قلب ہے اس کی دولت ان سے لٹ چکی ہے۔

واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

اللہ سے ڈرتے رہو کہ اگر ایسا کروگے تو تمہیں فلاح و کامرانی نصیب ہوگی۔" اب اگر ہم نے مذہب و خدا ترسی سے اعراض کیا تو ہم قیامت تک بھی ترقی نہ کر سکیں گے اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان میدان آزادی میں اتریں تو مسلمان بنکر اتریں اور کانگریس میں شامل ہوں تو اول و آخر مسلمان ہی بنکر شامل ہوں۔ کتنا عبرتناک منظر ہے کہ مسجد شہید گنج کی تحریک میں ہمارے قوم پرور مسلمان برائے نام ہی شریک تھے اور چونکہ ہندوؤں کی طرف سے اسے فرقہ وار تحریک بنا لیا گیا تھا اور کانگریس نے اسے نہیں اپنایا تھا اس لئے وہ اس سے علیحدہ رہے تھے۔ لیکن جب ابھی لاہور میں بوچڑخانے کے خلاف ہندوؤں میں جوش پیدا ہوا تو مہاسبھا تو درکنار کانگریس بھی میدان میں آگئی۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو درگاہ مذہبی جیسے بھی اس کی حمایت میں بیان دیئے اور بہت سے مسلمان بھی ان کی ہمنوائی کرنے لگے حالانکہ یہ تحریک بھی ایک فرقہ ہی کی تحریک تھی اور اسے ہرگز وہ تقدس حاصل نہ تھا جو مسجد شہید گنج کو حاصل تھا۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جہاں دوسری قوموں میں مذہبی عصبیت موجود ہے وہاں مسلمان اس سے بڑی حد تک غافل ہو گئے۔

حریت اور قومی عصبیت

ہمارے قوم پرور ہندوؤں نے یہ سب کچھ کیا اور محض اسلئے کیا کہ کہیں کانگریسی اُن سے ناراض نہ ہو جائیں ان پر فرقہ پرستی کا الزام عاید نہ ہو جائے اور انھیں جو وقار اپنے کانگریسی احباب اور حلقوں میں حاصل ہے اسے نقصان نہ پہنچ جائے سو اس کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے سنیئے۔

قل ان کان اباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفاسقین

اگر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ تمھیں دنیا اور دنیا کی چیزیں پیاری ہیں باپ بھائی اولاد بیویاں اور خاندانی رشتے تمہیں راہ حق سے روک رہے ہیں مال و متاع کی محبت میں مبتلا ہو کر روزگار و تجارت کے سرد پڑ جانے کا ڈر ہے اور مکانوں اور معاشری زندگی میں ہی دل اٹکا ہوا ہے اور ان زنجیروں میں تمہارے پاؤں اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ خدا کی پکار اور آواز بھی انھیں نہیں ہلا سکتی تو یقین رکھو کہ خدا بھی اپنے کاموں میں تمہارا محتاج نہیں۔ ایمان و سچائی کی راہ چھوڑتے ہو تو چھوڑ دو اور نتیجہ کا انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کو جو کرنا ہے کر دکھائے اللہ نافرمانوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

دیکھا آپ نے اللہ تعالے کیا فرما رہے ہے اور تمھیں کیا بتایا جا رہا ہے یہ کہ ہر رشتے اور ہر لگاؤ سے رشتہ عبدیت کو فائق و برتر سمجھو محبت ہو تو اس کی محبت کو مقدم رکھو اور حق کے مقابلہ میں کسی نقصان اور کسی خسارہ کی پرواہ نہ کرو اور اگر کروگے تو اس کا خمیازہ کھینچنا پڑے گا مسلمانوں میں ضعف ایمانی سے یہ بات ہوگئی ہے کہ انھیں محض اتنا اندیشہ ہی حق گوئی اور حق روی سے روک دیتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو فلاں دوست کو گراں گزریگا کانگریسیوں کی نظر میں سبک ہو جائیں گے، مسٹر فلاں کے سامنے کیونکر آنکھیں ملائیں گے فلاں کے روبار کو نقصان پہنچے گا حالانکہ ہندو انگریز اور پارسی اس کی قطعی پرواہ نہیں کرتے۔

مسلمانوں کو اپنی قوم کی جائز پاسداری وحمایت کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے جھجکتے ہیں سوسو بار تامل ہوتا ہے ڈرتے ہیں کہ ہندو حضرات انھیں کمیونلسٹ اور فرقہ پرست نہ کہدیں۔ وطن پرست طبقہ میں ان کے آبگینہ وقار کو ٹھیس لگے اسی لئے خواہ وہ تحریک تنظیم ہو خواہ تحریک تبلیغ مسجد شہید گنج کا قصہ ہو یا اور کوئی مذہبی مجاہدہ خال خال ہی حصہ لیتے ہیں لیکن غیر مسلم اپنی قومی حمایت کرتے ہیں اور دھڑلے سے کرتے ہیں بوحرا خان کے خلاف شورش انیس کے قضیہ افرودی سزا سرحدی مندر کے معاملے مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے حق قبائل ماورائے سرحد کے خلاف افراد اغوا۔ راج شاہی کالج اور ڈی جے سندھ کالج کے قضیہ میں تمام ہندو شریک ہوتے ہیں اور علانیہ ہوتے ہیں۔ ذبیحہ گاؤ کی بندش کے معاملہ میں کوئی ایک ہندو بھی مخالف آواز بلند کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا

پنجاب کونسل میں ساہوکارہ بل پیش ہوتا ہے اور اس سے مہاجنوں کو نقصان پہنچتا نظر آتا ہے تو کونسل میں نہ شامل ہونے کا عہد کئے ہوئے ہندو بھی دوڑ کر مخالفت کے لئے آتے ہیں اور خود پنڈت موتی لال نہرو آنجہانی کی اجازت لیکر آتے ہیں۔ بنگال میں اچھوتوں کو کچھ نشستیں زیادہ مل جاتی ہیں تو ساری ہندو دنیا چیخ پڑتی ہے غرض کسی نہج سے بھی ملک کے کسی دور و دراز گوشے میں بھی ہندوؤں کو ذرہ برابر نقصان پہنچتا نظر آتا ہے ان کے فرقہ کا کوئی مذہبی و معاشرتی معاملہ ہوتا ہے کہیں ہندو مسلم تصادم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بمبئی میں ایک پارسی مسٹر نریمان اور پٹیل کے مابین ہی جھگڑا ہوتا ہے تو بھی ہندو بیک آواز اپنی قوم کی حمایت کرتے ہیں۔

بنگال میں تمام زمینداره ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے مسٹر فضل الحق ایک ترمیمی بل پیش کرتے ہیں تو تمام کانگریسی اور غیر کانگریسی ہندو اس کی شدت کیساتھ مخالفت کرتے ہیں اور اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے ان کے ہم قوموں کو نقصان پہنچنا محتمل ہے علاوہ ازیں بھائی پرمانند پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے کے فرقہ دارانہ رویہ کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا اور وہ قطعاً اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ دنیا انھیں کیا کہیگی اور جو حمایت و جانبداری ان کی طرف سے کی جارہی ہے وہ جائز اور غیر فرقہ وارانہ بھی ہے یا نہیں۔

سکھوں کی عصبیت قومی کا بھی یہی عالم ہے۔ کوٹ فتح خاں کا قضیہ ہو امرت سر جنڈیالہ شیر خاں کے فسادات ہوں یا جوڑی یا گائے اور جھٹکہ کا معاملہ ہو یا نشستوں کی کمی و بیشی کا سوال سکھ تمام حقائق سے بے نیاز ہوکر اپنے فرقہ کی اندھا دھند حمایت کرتے ہیں۔

پارسیوں انگریزوں فرانسیسیوں جرمنوں اور امریکنوں اور جاپانیوں کا بھی یہی طرز عمل ہے لیکن مسلمان ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سے قومی عصبیت کی تڑپ قطعاً مفقود ہو کر رہ گئی۔ ورحماء بینھم کبھی مسلمانوں کی امتیازی خصوصیت تھی لیکن اب مسلمان اس صفت سے قطعی بیگانہ ہیں مذہبی امور میں بھی ان کی مساہلت کا یہی عالم ہے یہی بے حسی ہے حالانکہ مسلمانوں ہی کو اس خصوص میں سب سے زیادہ سرگرم ہونا چاہیے تھا۔ یہ اسی کی پاداش ہے جو مسلمان ذلیل و رسوا بنے ہوئے ہیں اور اسی کا وبال ان پر پڑ رہا ہے اور تشتت وافتراق کی بلا ان پر مسلط ہو کر رہ گئی ہے اور واعتصموا بحبل الله اور انما المومنون اخوة کا سبق انھیں اول ہی روز از بر کرا دیا گیا تھا۔

حریت انبیا علیہم السلام

اسلام ہمیشہ سے دنیا میں برسر کار رہا اور قیامت تک رہے گا۔ اور تمام انبیا و عمائد دعوام آزادی و حریت کے زبردست علمبردار رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی نمرود سے ٹکر ہوئی اتنے قوی دست اور جابر و جبروت فرمانروا کے دربار میں آپ نے دو ٹوک درس آزادی دیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ کسی اللہ کے بندے کی گردن کسی مغرور سے مغرور فرمانروا کے سامنے خم نہیں ہو سکتی اور نہ سچا مسلمان خدا کے سوا اور کسی فانی انسان کی ہیبت سے مرعوب ہو سکتا ہے اور نہ اس کی زبان حق سے رک سکتی ہے۔ نمرود نے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے کیا کچھ جتن کئے انتہا یہ تھی کہ آپ کو آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں زندہ ڈلوا دیا گیا لیکن چونکہ آپ نے راہ حق میں قدم اٹھایا تھا خدائی قوتیں آپ کی پشت پر تھیں آپ کو پوری کامیابی ہوئی اور آگ کے انگارے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم کے ربانی حکم سے پھول بن گئے۔

حضرت موسیٰ بھی تو قوم بنی اسرائیل کی ذلتوں اور رسوائیوں کا سلسلہ مسدود کرنے اور انھیں قید و غلامی کے بندھنوں سے نجات دلانے کے لئے مامور

ہوئے تھے بڑی بڑی کوششیں ہوئیں۔ آخر حضرت موسیٰ اور آپکے حریت پرور رفقا سے فرعون نے کہا کہ:۔

فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین	دیکھو اگر تم لوگ باز نہ آئے تو میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تمہیں لنجا بنا دوں گا اور

اس کے بعد اسی حالت میں سولی پر چڑھا دوں گا اور بڑے عذاب سے ماروں گا"

دہمکی ایک معمولی حاکم اور کوتوال کی بھی ڈرا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے پھر یہ دہمکی تو اس عہد کے ایک مطلق العنان باجبروت اور مغلوب الغضب فرمانروا کی دہمکی تھی جس کی ایک گردش چشم ان کی جانوں مالوں اور تمام آسائشوں کا خاتمہ ایک آن واحد میں کر سکتی تھی لیکن حضرت موسیٰ بہت جلیل القدر پیغمبر تھے اور بہت بڑے زعیم قوم تھے ان پر اور اُن کے رفقا پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوا اور بیخوف وخطر جواب دیا۔

فاقض ما انت قاض	جو کرنے والا ہے کر گزر۔

نتیجہ یہی ہوا کہ فرعون کی ہیبت حضرت موسیٰ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اسی طرح جب حضور نبی کریم پر پوری قوم قریش کی طرف سے زور ڈالا گیا ہے اور ایک معتمد وفد نے حضور کے چچا ابو طالب سے آکر کہا ہے کہ یا تو آپ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں یا خود راہ سے ہٹ جائیں انہوں نے حضور سے کہا کہ حالات نے انتہائی نازک صورت اختیار کر لی ہے میں تنہا پوری قوم سے کس طرح مقابلہ کر سکتا ہوں وہ ہر بڑی سے بڑی نعمت و دولت دینے کے لئے تیار ہیں مناسب یہی ہے کہ تم اب اس کام سے باز آؤ اور مجھ پر میری طاقت سے زیادہ زور نہ ڈالو حضور کریم نے جواب میں فرمایا:۔

"چچا جان! یہ لوگ تو اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی رکھدیں گے جب بھی میں اپنے کام سے دست بردار نہ ہوں گا"

ان الفاظ میں استقلال و بیخوفی کی کتنی زبردست روح کارفرما ہے حالانکہ یہ ایسے موقع پر کہے گئے تھے جو بڑے بڑے انسانوں کا پتہ پانی کر دینے کو کافی تھے۔ قریش کی قوت کسی نمرود و شداد کی قوت سے کم نہ تھی۔ انہوں نے حضور نبی کریم کو ہر وہ اذیت دی اور دینے کی سعی کرتے رہے جو ایک جابر سے جابر حکمران دے اور کر سکتا ہے۔ قید کیا اور قید بھی ایسی قید جس کی ہولناکیوں کی نظیر پوری دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پھر برسوں گلا گھونٹا دنیا کی تمام آسائشیں آپ پر بند کر دیں مکہ میں رہنا اور گھر سے باہر قدم رکھنا غیر ممکن بنا دیا قتل کی سازشیں اور تیاریاں کیں بچہ بچہ اور قبیلہ قبیلہ کو آپ کا دشمن اور خون کا پیاسا بنا دیا مگر آپ کا جواب قرآنی الفاظ میں یہی تھا۔

افرأیتم ما تدعون من دون الله ان ارادنی الله بضر هل هن کاشفات ضره او ارادنی برحمة هل هن ممسکات رحمته قل حسبی الله علیه یتوکل المتوکلون	اگر خدا مجھے کوئی نقصان وتکلیف پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے معبود جنھیں تم پکارتے ہو اسے دور کر سکتے ہیں اور اگر خدا مجھ پر رحمت نازل کرنی چاہے تو تم اُسے روک سکتے ہو کہدو کہ میرا بھروسہ اسی پر ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں"

اس کے بعد مدینہ منورہ میں یہود و منافقین نے خوفناک دشمن کی صورت اختیار کر لی، غزوۂ خندق ہوئے کا پورا رعب اس وقت وصولت کیساتھ آپکے خلاف اُٹرا ہوا کہ زمین دہل اٹھی۔ آخر طاغوتی طاقتیں سب فنا ہو گئیں اور حریت انسانی کے پیغمبر جلیل کامیاب ہوئے۔

حریت اور حضور نبی کریم

حریت و آزادی کے سب سے بڑے داعی ومبلغ علمبردار حضور نبی کریم ہی ہوئے ہیں حضور نے اپنی تعلیم اور بے پناہ سعی وجہد سے نہ صرف عرب بلکہ بڑی حد تک پوری دنیا کو انسانی اخلاقی تمدنی اور معاشرتی ملکی نسلی اور ہر قسم کی غلامیوں اور زنجیروں سے آزاد کیا عرب کا ہر امیر اپنے وقت کا فرعون بنا ہوا بیٹھا تھا ان امرار کے سامنے کسی کی آواز بلند نہ ہو سکتی تھی۔

آپ نے ان قوتوں کو توڑا۔ غلامی کو مٹایا۔ غلاموں کو آزاد کرایا عورتوں کو مردوں کے پنجہ استبداد سے نجات دلائی قتل اولاد کی رسم کو فنا کیا اخلاقی عیوب ومثالب کی زنجیروں کو بھی توڑا۔ کمزوروں کو طاقتور بنایا انسانیت کا رتبہ ابھار دیا حریت ومساوات کا سبق پڑھایا اور بادشاہ کو حقیقی معنوں میں خادم قوم بنا دیا یہ انقلاب اتنا بڑا انقلاب تھا جس کی مثال پوری دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے گویا زمین کو آسمان اور خادم کو مخدوم بنا دیا۔

یا تو دنیا "خلاف رائے سلطان رائے جستن" کا مطلب اپنی جان سے ہاتھ دھونا تھا بادشاہ وحاکم کی رائے کے خلاف نرمی سے بھی زبان کھولنا اپنی موت کو آپ دعوت دینے کے مترادف تھا اور یا انقلاب رونما ہوا کہ ایک ایک مرد اور ایک ایک بڑھیا کھڑی ہو کر خلیفہ کو ٹوکنے لگی لیکن ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اسلام نے حریت سکھائی بے عنانی و سرکشی نہیں سکھائی۔

ایک طرف تو حریت پروری کا یہ عالم تھا کہ حضرت فاروق اعظم جیسے پرجلال و پرہیبت فرمانروا کو ایک بدو عین خطبہ دیتے وقت روکدیتا تھا اور دوسری طرف رعب وسطوت کی یہ حالت تھی کہ بڑے بڑے کو زمرے ہی نہیں قیصر و کسریٰ آپکا نام سُنکر اپنے ایوانوں میں لرز اُٹھتے تھے اور مجال نہ تھی جو آپ کے حکم سے کسی کو مجال اعراض دا ابا ہو۔ گویا معقولیت وشرافت کی حکومت تھی شاہ وگدا دونوں اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کو سمجھتے تھے غلطی پکڑے اور بھولنے کی پکڑ کا خیال کبھی جاتی تھی اور تحریر و تقریر کی آزادی سب کو حاصل تھی۔

حضرت امیر معاویہ نے یزید کو ولیعہد بنانا چاہا تو اس بدعت کی مخالفت جلیل القدر صحابہ کرام نے شدت کے ساتھ کی۔ یزید خلیفہ ہوا تو چونکہ اس کی اخلاقی حالت سو نہ تھی حضرت امام حسین نے اس کے خلاف سختی کے ساتھ آواز بلند کی گھروالوں سمیت قربان ہوگئے مگر ایک فاسق خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور ناحق کو حق بنایا اور سیاہ کو سفید نہ کہا۔

حریت اور حضرات مالک و ابن حنبل

مسلمانوں کو پہلے دن خدا نے برتر و توانا نے حکم دیدیا تھا اور بتا دیا تھا کہ:۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله	تم بہترین امت کی حیثیت سے صفحۂ عالم پر لائے گئے ہو تمہارا کام یہ ہے کہ تم اچھے کام کی ہدایت کرتے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہو اور اللہ پر ایمان لاؤ۔
تامرون بالمعروف وتنهون	تم اچھے اور نیک کاموں کی ہدایت اور بُرے

عن المنکر ولیسلطن اللہ اشرارکم فلیسومونکم سوء العذاب | کاموں کی مخالفت ضرور کرتے رہنا ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے بڑے لوگوں کو مسلط کردیگا اور پھر وہ تمہیں سخت تکلیف دیں گے۔"

دیکھا آپ نے یہ ارشادات ربانی ہیں جن میں مسلمانوں پر صاف الفاظ میں واضح کیا گیا ہے کہ تم پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکیوں پر آمادہ کرتے رہو اور برائیوں اور بداخلاقیوں سے روکتے رہو اور اللہ پر پورا ایمان رکھو اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تمہیں یہ عذاب دیا جائے گا کہ نیک حاکموں کے بجائے تم پر برے فرمانروا مسلط کردیئے جائیں جو تمہیں سخت اذیتیں پہنچائینگے۔

ان احکام و ہدایات کی صداقت بہت جلد مسلمانوں پر عملی اعتبار سے واضح ہوگئی۔ اس طرح کہ جب تک وہ اس فریضہ پر عامل رہے ان پر خلفائے راشدین جیسے ملائک صفت فرمانروا حکمران رہے اور جب انہوں نے اس فریضہ پر عمل ترک کردیا تو ان پر یزید مروان و حجاج جیسے حکمران مسلط کردیئے گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے آخری عہد میں سبائی فتنہ شروع ہوا شر و فساد نے سر اٹھایا۔ اللہ نے مسلمانوں کو سنبھلنے کا موقعہ دیا مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسنؓ کے عہد میں اور پھر امیر معاویہؓ کے زمانہ میں بھی نہ سنبھلے تو ان پر انہی میں کے اشرار یزید مروان اور حجاج جیسے ظالم مامور کردیئے گئے۔ اس کے بعد اور حالت خراب ہوئی تو کبھی رومی ان پر مسلط کئے گئے اور کبھی تاتاری اور کبھی سکھ اور آخر وہ دن بھی آگیا کہ اس فریضہ سے غفلت کی بنا پر تمام دنیائے اسلام نصاریٰ کی غلامی میں آگئی جنھوں نے انھیں انتہائی اذیتیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اب ہمارے اعمال کی بنا پر نہیں کچھ اس کے فضل و رحم اور کچھ ہماری محض بیداری کی بنا پر پھر حالت بدل رہی ہے اور اسلامی فرمانروائیاں طاقت حاصل کررہی ہیں حضور نبی کریم نے مذکورہ آیات کی تفسیر کے طور پر ہمیں گو نہ وضاحت و صفائی کے ساتھ یہ بھی بتادیا تھا کہ:۔

"کہیں برائی کو وقوع پذیر ہوتے دیکھو تو اسے ہاتھ سے بجبر روکدو اس کی طاقت اپنے اندر نہ پاؤ تو زبان سے نصیحت و تفہیم کرکے روکو یہ بھی نہ کرسکو تو کم از کم اسے دل سے برا تو ضرور سمجھو مگر یہ درجہ سب سے آخری ہے اور ضعف ایمانی کا مظہر ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ جابر و ظالم فرمانروا کے سامنے اظہار حق بہترین جہاد کے مترادف ہے اس لئے ظاہر ہے کہ مقتدر و مطلق العنان فرمانروا کے منشاء کے خلاف زبان کھولنا آسان امر نہیں۔ ان کی فطرت ہوتی ہے کہ یہ اپنی رائے اور مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے اور اگر کوئی زبان کشا ہوتا ہے تو فوری مشتعل و غضبناک ہوجاتے ہیں۔ منصور نے حضرت امام مالکؒ کو اعلان حق پر مشتمل ایک حدیث اس کے سامنے بیان کرنے پر ذلت کے ساتھ دربار سے نکلوادیا تھا۔ مامون نے حضرت امام احمد بن حنبل کے اعلان حق ہی کے "جرم" پر پوری شدت کے ساتھ کوڑے لگوائے۔

دل میں برائی کو برائی نہ سمجھنے کا بھی وہی نتیجہ ہے غلامی اور ظالم و سرد مہر حکمرانوں کا تسلط اور عذاب خداوندی کا نزول پھر اس کے بعد یہ وعید بھی کہ یہ عذاب مسلط ہوگا اور اس طرح مسلط ہوگا کہ دعاؤں سے بھی نہ ٹلیگا مجھے اس وقت آیت یاد نہیں مگر اس کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"سچے مسلمان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اعلان حق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور نہ دنیا کا کوئی لالچ ان پر غالب آسکتا ہے نہ وہ کسی سے کچھ طمع و خوف کرتے ہیں نہ ڈرتے ہیں تو صرف خدا ہی سے ڈرتے ہیں پھر جو خدا سے ڈرتا ہے اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اسے رزق بھی غیب سے پہنچتا ہے۔

احرار اسلام اور دربار تاتار

پندرہویں صدی عیسوی میں فتنہ تاتار اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ مسلمانوں پر مسلط ہوا۔ یہ فتنہ درحقیقت ایک عذاب الٰہی تھا جس نے ایشیا میں اسلامی تمدن و تہذیب کی بنیادیں ہلاکر رکھدیں شہروں کے شہر اور آبادیاں کی آبادیاں تباہ و برباد کرکے مسلمانوں کو اپنا غلام بنالیا۔ یہ تاتاری انسانیت ناآشنا درندے تھے۔ اسلامی حکومت و آزادی کا خاتمہ کرکے اور خون مسلم کے دریا بہاکے انہوں نے حکومت قائم کی تو سب پر دہشت طاری تھی کسی کا زہرہ نہ تھا جو اُف بھی کرسکے۔

سارے مسلمانوں پر ایک عام لرزہ طاری تھا۔ لیکن اباقاآن ہلاکو اور منکوخاں جیسے سفاک ظالم اور خونخوار شہنشاہوں کے عہد میں بھی سچے اور حق گو مسلمان موجود رہے اور انہوں نے ان کی سطوتوں اور غضبناکیوں سے بے نیاز ہوکر اعلان حق کیا اور برسر دربار کیا۔

"گلستاں کے مشہور آفاق مصنف حضرت شیخ سعدی سہروردی نے ہلاکو کو ظالم کہا اور اس کے منہ پر کہا علامہ ابن تیمیہ نے سلطان اباقاآن پر اس کے دربار ہی میں لعنت بھیجی مولانا شمس الدین نیاری نے سلطان منکوخاں کے دربار میں کھڑے ہوکر پوری بیباکی کے ساتھ اس کی ہلاکت اور بربادی کی دعا مانگی اور پوری جرأت و جلادت کا مظاہرہ کیا۔"

حقیقت یہ ہے کہ دنیا ایسے ہی نفوس قدسیہ کے دم سے قائم ہے۔ ہر عہد اور ہر زمانہ میں ایسی پاک اور بلند منزلت ہستیاں موجود رہی ہیں کل ہی کا واقعہ ہے کہ ہمارے مولانا محمد علی مرحوم نے برطانیہ کے دربار میں اس وقت نعرۂ حق بلند کیا تھا اور آزادی کی صدا اٹھائی تھی جبکہ تمام نمایندگان ہند پر ایک رعب طاری تھا۔ اللہ نے آخری زمانہ میں بھی یہ شرف ایک مسلمان ہی کو عطا کیا۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس اعلان حق سے انہیں کیا نقصان پہنچا کچھ نہیں جو خدا سے ڈرتا اور اس کے حکم کی تعمیل میں زبان کشا ہوتا ہے دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور بگاڑ بھی لے تو کیا ہے اسلام نے تو اسے پہلے ہی چھلو بتایا ہے بچ گئے تو غازی اور مارے گئے تو شہید ہم بھی اس کے۔ جان بھی اس کی ایک روز مرنا ہے ہی پھر ڈرنا ہی کیا ہے۔ آج مرگئے تو کیا اور دس برس اور زندہ رہ لئے تو کیا۔

تابعین کرام کی حریت پروری

حجاج ممالک شرقیہ کا نہایت ظالم اور جابر وائسرائے تھا جسے ولید نے سیاہ و سفید کے پورے اختیارات تفویض کر رکھے تھے اس نے بڑے بڑے علمبرداران حریت تو ایک طرف سینکڑوں اولیا اور صحابہ کرام تک کو شہید کرکے اپنی گور کے لئے آگ اور انگاروں کا وسیع ذخیرہ دنیا ہی میں فراہم کرلیا تھا جب مولانا حطیط گرفتار ہوکر اس کے سامنے لائے گئے ہیں اور اس نے ان سے پوچھا ہے کہئے آپ میرے متعلق کیا

حق اس کا فرض مفوضہ تھا۔ وہ جہاں کہیں رہا ہر برائی ہر ظلم اور ہر جائز و باؤ کے خلاف آواز اٹھاتا رہا اور ہر نیکی اور اچھائی کا حامی رہا۔ مگر افسوس کہ خدا کی ہیبت دل سے نکل جانے پر اس کے اندر جو خلا پیدا ہوا تو اس میں مختلف مخلوق کی ہیبتیں سماگئیں۔

اب مسلمان ہیں معمولی نقصان تھوڑی سی تکلیف اور جزوی اقتدار والے حکام کی عظمت سے بھی لرزتے اور گھبراتے ہیں ان پر خوف کے دلیا اور اندیشوں کے شیطان مسلط ہیں میدان حریت میں نکلتے اور قدم رکھتے ہوئے جھجکتے اور ڈرتے ہیں اور اس لئے ڈرتے ہیں کہ خدا کا خوف دل میں باقی نہیں رہا۔ جو نہ صرف خود آزاد رہنے بلکہ دنیا کو آزاد کرانے کے لئے دنیا میں آیا تھا وہ اپنی غلط اندیشی و غلط روی سے خود غلام بنا ہوا ہے اور پھر اس پر قانع بھی ہے۔ مسلمانو! سنبھلو سوچو اور دیکھو تم کیا تھے اور کیا ہوگئے دیکھو قرآن نے تمہارے سامنے تمہاری راہیں کھول دی ہیں انہیں پر چلو اور کامیاب ہو۔

رواداری اور قرآن

اختلاف مذاہب اور قرآنی فیصلہ

رواداری کی جو شاندار تعلیم قرآن نے پیش کی ہے

اور امن و سلامت کے جو سبق اسلام نے پڑھائے ہیں پوری دنیا اس کی نظیر پیدا نہیں کرسکتی۔ صرف ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے امور مذہبی میں کسی قسم کا جبر و زور روا نہیں کیا اور ہر قوم و مذہب کے لئے پوری آزادی رکھی اور یہی صاف حکم ہے کہ لا اکراہ فی الدین دین و مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر و زور جائز نہیں۔

کم لوگوں کو یہ علم ہوگا اور اس عہد میں کم از کم ہندوستان کے اندر تو آکر مسلمان یہ بھول ہی گئے کہ تبلیغ کتنے بڑے ثواب کا کام ہے اتنے بڑے ثواب کا کام ہے کہ جس نے ایک مشرک و غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرلیا اور وہ اسلام لے آیا تو گویا اس نے دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کرلیں اتنے بڑے اور عظیم ثواب کے جوش میں ممکن کیا یقینی امر تھا کہ کم علم مسلمان غیر مسلموں کو ترغیب کی بجائے ترہیب سے اسلام میں لانے کی سعی کرتے بالخصوص اس صورت میں کہ انھیں پورا سیاسی اقتدار بھی حاصل ہوگیا تھا اور دیگر مذاہب والے یہ کرتے بھی رہے اور بعد کو بھی ان کا یہی عمل تھا اس لئے خدا و قرآن کریم نے یہ دروازہ ہی حکماً بند کردیا اور رسول کریم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ:۔

ولو شاء ربک لآمن فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین

اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو صفحہ عالم پر جتنی بھی انسانی آبادیاں ہیں وہ سب کی سب مشرف با اسلام ہوجاتیں پھر کیا تم لوگوں کو مجبور کرسکتے ہو کہ وہ سب کے سب ایمان لے آئیں۔

بہ الفاظ دیگر خدا کی مرضی کے خلاف تمہاری کوئی سعی بھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اگر تم کسی کو اسلام پر مجبور بھی کروگے تو اسکے گنہگار ہوگے حکمت اختلاف ہی میں ہے۔

لو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذٰلک خلقھم

اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت و مذہب میں بنا دیتا۔ لیکن لوگ باہم ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے البتہ وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہوں گے جن پر تمہارا خدا رحم کرے۔

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء

اے پیغمبر آپ اپنی منشاء کے موافق جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے البتہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

گویا اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر واضح کردیا ہے کہ تم تو محض سعی و جہد کرسکتے ہو کامیابی تمہارے اختیار کی بات نہیں تمہیں اس پر نہ کڑھنے کی ضرورت ہے کہ اتنی دنیا کفر و شرک کی آلائشوں میں کیوں مبتلا ہے اور نہ اپنی خواہش کے مطابق جسے چاہو ہدایت دے سکتے ہو تمھیں کسی کو مجبور نہیں کرنا چاہیے اور نہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ تمام دنیا والے اپنے اپنے اختلافات ترک کرکے مسلمان ہوجائیں تمہارا کام تو صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اس کی کوشش ضرور کرو مگر جبر و اکراہ سے ہرگز کام نہ لو۔ ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان فرمانروا و حاکم ان ارشادات کی روشنی میں کسی غیر مسلم پر اسلام لانے کے لئے جبر کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

اس زمانہ میں جبکہ تمام مذاہب کے پیشوا اور فرمانروا و روسا اپنے اپنے پیروؤں کو حکم دے رہے تھے کہ وہ دوسرے مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی ہر جائز و ناجائز کوشش سے کام لیں جتنا جبر کیا جاسکے مجبور کریں خواہ اس کوشش میں خونریزیوں سے بھی دوچار ہونا پڑے عین اسی زمانہ میں اللہ تعالےٰ فرزندان توحید کو حکم دے رہا تھا:۔

قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

کہہ دیجئے کہ قرآن کریم تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے پس جس کا دل چاہے اسے مانے اور جو چاہے نہ مانے۔

قد تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

رشد و کفر کی دونوں راہیں کھول دی گئی ہیں حق و باطل کا جادہ سامنے ہے اب ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ ایمان لائے یا اپنے کفر پر قائم رہے۔

جبر و زور تو ایک طرف دعوت و تبلیغ کے متعلق بھی حکم دیا گیا ہے تو یہ کہ اس میں جھگڑے اور سختی کا رنگ نہ پیدا ہونے پائے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربک ھو اعلم بالمھتدین۔

لوگوں کو عقل و ہوشمندی اور نصیحت نرمی سے اللہ کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ بحث کا اتفاق بھی ہو تو اس طرح کرو جو لوگوں کے نزدیک پسندیدہ ہے اللہ تعالےٰ بھٹکے ہوؤں اور راہ راست پر چلنے والوں دونوں کے حال سے واقف ہے۔

ان آیات و ارشادات ربانی سے فرزندان توحید کے قلوب میں وہ اصول راسخ و مستحکم ہوگئے جنھوں نے ان کے قلوب کو ہر قسم کے مذہبی تعصبات اور کینوں سے پاک و صاف کردیا اور آیہ کہ دنیا کے لوگوں میں مذہب و اعتقادات اور اخلاق و عادات کے متعلق ہمیشہ اختلاف رہے گا اس لئے جو شخص بھی اس ربانی اور آسمانی فیصلہ کے خلاف مصروف سعی ہوتا ہے وہ خدا کے قانون کی

مخالفت کرتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ دین الٰہی سے لوگوں کے ابا و انکار کی وجہ یہ ہے کہ انسانی عقل و فہم کے درجات مختلف ہیں اور اسلام کی اشاعت انہی لوگوں میں ممکن ہے جو اس کے سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں اور اسی بنا پر انہیں یہ حکم ملا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کی سعی میں حکمت و دانائی اور نرمی و لینت سے کام لیں ان ہر دو امور نے مسلمانوں پر یہ بھی واضح کر دیا کہ مذاہب اور اہل مذاہب کے اختلافات خدا کی مرضی و حکمت پر مبنی ہیں اور اس جہان کی رونق اسی اختلاف سے قائم ہے اگر بری چیز موجود نہ ہو تو پھر اچھی اور عمدہ چیز کی قدر و اہمیت ظاہر ہونے کی کونسی صورت ہے۔

دنیا کا کوئی مسلک و مذہب ایسا نہیں جس کے اندر ہر زمانہ اور ہر عہد میں بڑے بڑے عقلا و حکما موجود نہ رہے ہوں لیکن اس کے باوجود وہ کبھی ایک بات اور ایک اصول اور ایک مذہب پر کبھی متفق نہیں ہوئے اور اس سے نہیں ہوئے کہ تقدیر الٰہی یہی ہے کہ برے اور اچھے دونوں موجود رہیں دوسروں نے ان اصولوں کو نہیں سمجھا لیکن اسلامیوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کا حکم و منشا یہی ہے کہ دین و شریعت سے اعراض کرنے والوں کے ساتھ بھی کوئی تعطب اور سختی روا نہ رکھی جائے اور حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان دوسرے مذہب والوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو خدا ان کے ساتھ کرتا ہے جب خدائے قدوس پوری قدرت رکھنے کے باوجود اپنے باغیوں اور کافروں کے ساتھ دنیا میں حسب معمول سلوک کرتا ہے اور ان میں جو صاحب استعداد ہیں انھیں ممتاز بھی کر دیتا ہے پھر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کے ساتھ برائی سے پیش آئے۔

غیر مسلموں کے ساتھ سلوک و انصاف کا حکم

منکرین و حریفان اللہ اور دشمنان اسلام کو یہ حکم ہے پھر جب ہمیں اسلام حکم دے رہا ہے کہ "وہ لوگ جو ہم سے باعتبار مذہب مختلف ہیں اور دین کے معاملہ میں اختلاف رکھتے ان کے معاملہ میں ان کے مذہبی معتقدات پر ہم بردہ ڈالیں اور ان سے ہم نہایت نرمی و اخلاق کے ساتھ پیش آئیں اللہ نے صاف اور واضح الفاظ میں حکم دیا ہے

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین	جو لوگ تم سے دین و مذہب میں مقاتلہ نہیں کرتے اور جنھوں نے تمھیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا جلاوطن نہیں کیا اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے ساتھ انصاف و نیکی کرنے سے نہیں روکتا کیونکہ وہ انصاف

کرنے والوں سے محبت کیا کرتا ہے۔"

اسلام کے سوا دنیا میں کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جس نے مخالف مذہب والوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کو روا رکھا ہو۔ حضور نبی کریم نے بھی صاف طور پر فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ذمی کو تکلیف دے گا میں اس کا دشمن ہوں نیز جو کسی ذمی پر اتہام لگائے گا قیامت کے روز اس کے جسم پر آگ کے کوڑے لگائے جائیں گے۔ ذمی وہ غیر مسلم ہیں جو اسلامی سلطنت میں رہتے ہوں یا جن سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہو چکا ہو رواداری کی اس سے زیادہ شاندار تعلیم

اور کیا تصور میں آسکتی ہے کہ "غیر مسلم کو تکلیف دینا" گویا اپنے دو جہان کی دشمنی مول لینا ہے اور اس پر تہمت لگانا خود کو حشر کے دن عذاب الیم میں مبتلا کرنا ہے یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ مسلمان جہاں رہا غیر متعصب رہا۔

قرآن اور مساوات عامہ

اس تعلیم کے پیش نظر ہوتے ہوئے کسی مسلمان کی جرأت کب پڑ سکتی ہے کہ وہ ہندوؤں عیسائیوں، سکھوں پارسیوں اور یہودیوں وغیرہ سے تعصب کا اظہار کرے متعصب تو وہی ہو سکتے ہیں جن کے یہاں دوسرے مذہب کے لوگوں کو ستانا ثواب ہے مسلمانوں کے یہاں تو یہ گناہ اور گناہ بھی سخت گناہ ہے دوسری نمایاں چیز یہ ہے کہ اسلام نے مسلم اور غیر مسلم کا درجہ قانوناً مساوی کر دیا ہے اور حق تلفی کے متعلق شدید وعید فرمائی ہے دنیا میں یہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس میں غیر مسلم کے قاتل مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا ہے یہ قانون محض زیب اوراق ہی نہیں رہا اس پر ہر زمانہ میں عمل ہوتا رہا اور اس زمانہ میں بھی مسلمان اس پر عمل پیرا رہے جبکہ ان کا آفتاب اقبال خط استوا سے گذر رہا تھا۔ ایک معمولی یہودی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف دربار فاروقی میں دعویٰ کیا۔ حکم دیا مدعی کے سامنے آکر بیٹھو۔

حضرت علیؓ کے چہرہ مبارک پر کدورت کے آثار پاکر پوچھا گیا آپ کو اس یہودی کے سامنے بیٹھنا ناگوار گذرا۔ ارشاد ہوا ہرگز نہیں البتہ اس کا ضرور ملول ہے کہ آپ نے اس معاملہ میں پوری مساوات نہیں برتی مجھے میری کنیت کے ساتھ مخاطب کیا جس سے گونہ تعظیم کا پہلو نکلتا ہے۔ بتائیے کہ نوع انسان کی تاریخ میں اس مساوات اس عدل اور اس رواداری کی کوئی ایک نظیر بھی اور کہیں مل سکتی ہے کہ قوم کے محترم سردار و پیشوا اور ایک عام اور بازاری یہودی کے ساتھ یکساں طریق پر قانونی برتاؤ اور سلوک کیا گیا ہو۔

مسٹر سیولا روس نے خود لکھا ہے کہ "روما میں ایک ہی قسم کے جرائم میں مجرم کی حالت و حیثیت کے مطابق مختلف سزائیں دی جاتی تھیں اس زمانہ ہی پر کیا منحصر ہے آج بھی مہذب فرمانرواؤں میں یہی نظر آرہا ہے اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز آج بھی بڑی شدت کے ساتھ نمایاں ہے۔"

غیر مسلموں سے حامل قرآن کا سلوک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے شعار عمل پر غور فرمائیے۔ حضور غیر مذہب والوں کی مجلسوں اور دعوتوں میں عام طور پر تشریف لے جاتے تھے ان کے جنازوں کی مشایعت کرتے تھے۔ ان کے مصائب میں ان کے ساتھ اظہار ہمدردی فرماتے تھے ان کی غمی میں ان کے یہاں جا کر رسم تعزیت ادا کرتے تھے غرض تمام تمدنی امور میں دیگر مذاہب والوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے لین دین کے تعلقات بھی تھے اور آپ چیزیں رہن رکھ کر یہودیوں سے قرض لیتے تھے۔ اس سے یہ نہ سمجھیے کہ صحابہ کرام پر اس وقت عام افلاس مسلط تھا نہیں اور ہرگز نہیں۔"

اس وقت بھی مہاجرین و انصار میں بڑے بڑے دولتمند موجود تھے جو آپ کے ایک ادنیٰ اشارہ پر اپنا سب کچھ آپ پر نثار کر دینے کو تیار رہتے تھے لیکن آپ کو نو مسلمانوں کے سامنے ایک نمونہ پیش کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ اسلام

مرتبہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو دیگر مذاہب والوں سے صرف اس بنا پر قطع تعلق یا بیگانگی برتنے کا حکم دے کہ وہ اعتقادیات میں ان سے جدا ہیں۔"

ہندوستان میں ہندوؤں میں چھوت چھات موجود ہے۔ کسی غیر سے نہ وہ شادی کر سکتے ہیں اور نہ اس کے ہاتھ کا کھا سکتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں انگریز ہندوستانیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے ہیں۔ آج جرمنی میں یہود کے ساتھ یہی بیگانگی برتی جا رہی ہے۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ عیسائیوں، یہودیوں، زردشتیوں اور ہندوؤں کی تاریخ کے اوراق غیر مذاہب والوں پر ظلم و ستم کے واقعات الیمہ سے لبریز نظر آتے ہیں۔ یہودیوں نے صرف ستائیس برس کی قلیل مدت میں اپنی وسیع سلطنت روما سے بت پرستی کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا۔ ہر قوم اپنے مخالف مذہب کے استیصال کی سعی میں سرگرم رہی اور اسے ثواب سمجھتی رہی۔

غیر مسلم اور قرآنی فیاضیاں

لیکن اسلام نے کبھی اس بے رحمی و قساوت کو روا نہ رکھا مسلمانوں نے مذہبی بلکہ تمدنی امور میں کبھی کسی قوم پر کوئی جبر نہیں کیا نہ جہاں پہنچے انہوں نے مفتوحوں کے مذاہب و اعتقادیات میں کبھی کوئی دخل نہیں دیا ان کی مذہبی آزادی بدستور قائم رکھی۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انہوں نے نہ صرف ان کے معابد کی حفاظت کی بلکہ دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی پوری مدافعت کی۔

ان تبروھم و تقسطوا الیھم کے اقوال پڑھ چکے اب لا تعتدوا کا نغمہ بھی سن لیجئے جو پوری دنیا کو سرشار کر دینے کے لئے کافی ہے۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

جو لوگ تم سے لڑیں اور جنگ کریں تم بھی ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالے زیادتی کرنے والوں سے کبھی محبت نہیں کرتا اور نہ انہیں پسند کرتا ہے۔

حملہ اور پھر غیر مذہب والوں کا حملہ اور وہ بھی محض اپنے اختلاف اور تعصب کی بنا پر ایک ایسی چیز ہے جو قلوب کے اندر ہمیشہ کے لئے ایک نہ بجھنے والی آگ بھڑکا دیتا ہے اور دلوں کی گہرائیوں میں بیٹھا ہوا کینہ کبھی نہیں نکلتا اللہ تعالے اس فطرت انسانی سے بخوبی واقف تھا اس کی بیشمار نظیر موجود تھیں اور ہیں۔ کینہ و تعصب سے نہایت مذموم شئے جسے اسلام ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کرتا اس لئے مقابلہ کا حکم بھی دیا گیا تو انتقاماً نہیں بلکہ فی سبیل اللہ دیا گیا کہ مسلمان محض خدا کے لئے لڑیں گے تو خدا کے احکام و اوامر بھی پیش نظر رہیں گے اور وہ جوش میں لڑنے والوں اور حملہ کرنے والوں پر زیادتی نہ کر سکیں گے۔

فی سبیل اللہ، لا تعتدوا اور لا یحب المعتدین کے الفاظ ایک ہی مختصر آیت میں رکھکر بندوں کے آقا نے بندوں پر انتہائی کرم کیا ہے کہ ان پر کہیں زیادہ نقصان نہ پہنچ جائے کافر ہی، ناشکرے سہی، اس کے باغی سہی پھر بھی ہیں تو اسی کے ضعیف بندے اور وہ رؤف بالعباد ہے اپنے بندوں کی ویرانی و پامالی دیکھکر بے چین ہو جاتا ہے کتنی محبت ہے کتنی بندہ نوازی

۔۔۔ پرویز ایرانی رومیوں پر حملہ آور ہوا ہے تو کیا کچھ نہیں کیا ہیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ بیت المقدس میں قتل عام کر کے آگ لگا دی اور صلیب اکھاڑ کر لے گیا۔

ہرقل نے بھی کیا۔ پھر جب قیصر ہرقل کی باری آئی تو اس نے بھی یہی کیا اور یہی کھیل ہر جگہ کھیلے ہوئے زردشت قریہ امیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہزارہا انسان قتل کرتا ہوا بڑھا چلا گیا جنوبی ہند کے ایک راجہ نے آٹھ ہزار جینیوں کی کھالیں کھنچوا لیں یمن میں ایک یہودی فرمانروا نے چار ہزار عیسائیوں کو زندہ آگ میں جھونک دیا یہ سب کچھ محض اختلاف مذہب کی بنا پر جوش انتقام میں دنیا کے اندر ہوتا رہتا تھا۔ اس لئے ہوتا رہتا تھا کہ اہل مذہب کے لوگ دوسرے مذہب والوں کو ستانا ثواب سمجھتے تھے اسلام نے اس ظلم و تعدی اور مذہبی معاندت کا خاتمہ کر دیا اور یہ امر ذہن نشین کر دیا کہ کان الناس امۃ واحدۃ تمام انسان ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور سب خدا کے بندے ہیں اسے سب کا درد ہے اور ان پر زیادتی کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اس لئے صرف اتنے ہی بدلہ کو روا رکھا جتنا کہ نقصان پہنچا ہو اور زیادتی کی ممانعت کر دی۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ

جنگ کرو لڑو اسی حد تک کہ فتنہ فرو ہو جائے امن قائم ہو جائے اس سے آگے بڑھانے کی نہیں اجازت نہیں۔

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی

جتنی زیادتیاں تم پر کی گئی ہیں تم بھی اتنی ہی اس سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھو۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ

اگر دشمن مصالحت کرنا چاہیں تو خواہ یہ صلح ان کا کمزور پہلو ہی دیکھکر کی گئی ہو ان کی ساری معاندتوں اور دشمنیوں کو بھول کر ان سے صلح کر لو اس کا تصور بھی نہ کرو کہ وہ پھر طاقت حاصل کر کے حملہ آور ہوں گے اس کے لئے اللہ پر بھروسہ کرو۔"

دیکھا آپ نے کہ اسلام کے نزدیک جنگ انتقام کے لئے، ملک گیری کے لئے تبلیغ و اشاعت کے لئے جائز نہیں صرف لڑنے والوں سے لڑنے اور جنگ کرنے کا حکم ہے اور اس میں بھی زیادتی کرنے اور حد سے ایک قدم بھی بڑھانے کی بھی اجازت نہیں مقصد جنگ محض فتنہ کا استیصال اور قیام امن ہے پھر دشمنوں کے جھکتے اور صلح پر آمادہ ہوتے ہی صلح کر لینے اور پھر ان کی طرف سے دل میں کوئی کینہ نہ رکھنے کا بھی حکم ہے۔ کیا دنیا کا کوئی اور مذہب یہ شاندار تعلیم پیش کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

غیر مذاہب کی رواداری کے نمونے

اسلام کے ان رواداری کے احکام کے مقابلہ میں غیر مذاہب کے احکام و اعمال کا بھی ایک اجمالی مرقع زیر نظر لائیے۔

"حضرت موسیٰ نے مدیان پر فوج بھیجی تمام مردوں کو قتل کیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا گیا قلعوں کو آگ لگا دی گئی پھر بھی لشکر کی نارضی پر موسیٰ ناراض ہوئے کہ تم نے ان کی عورتوں کو کیوں زندہ رکھا لڑکوں اور عورتوں کو بھی قتل کرو صرف کنواریوں کو اپنے لئے رکھ لو۔" (گنتی ۳۱ / ۶ تا ۱۸)

"یشوع نے خوب قتل کیا ستر ہزار مرد اور عورتوں کو قتل کر چکے تو بھالا ہاتھ سے چھوڑا اور ملک عی کو جلا کر خاک کر دیا۔" (یشوع ۸ / ۲۴ تا ۲۸)

سیحون کے بادشاہ نے مقابلہ کیا۔ اس کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا گیا اور عورتوں اور بچوں کسی کو بھی نہ چھوڑا۔ (استثنا ۳/۳۲-۳۳)

یہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی احکام ہیں اور ان میں بتایا گیا ہے کہ ان کے پیشواؤں نے اپنے اپنے عہد میں کتنی اور کس حد تک خونریزیاں کی ہیں اب ہندوؤں کے احکام سنئے:۔

"اے آگ کی مانند دشمن کو جلا دینے والے سیہ سالار جو ہمارا اور آپ کا دشمن ہے خواہ وہ دور رہے یا نزدیک اسے بہت جلد گرفتار کر کے سزا دیں تاکہ وہ ہمیں کسی قسم کی سزا نہ دے سکے میدان کارزار میں دشمن کا ستیاناس کرو۔" یجروید ۲۰/۲۴ ، ۲۶/۲۸

"اے ارجن جیسے میں برے جیوں کے گلے کاٹتا ہوں ایسے ہی تو بھی کاٹ اور اسی طرح مجھ سے نفرت کرنے والوں کو دور کر اور جو میرے صریح خلاف ہوں انھیں علیحدہ کر کے ہلاک کر۔" (یجر ۶/۸ ا)

دشمن کے مددگار کو الٹا لٹکا کر سوکھی لکڑی کی طرح جلا دو۔ (یجروید ۱۲/۱۳)

ان احکام کی موجودگی میں غیر اقوام سے کوئی بہتر توقع ہی رکھنا فضول ہے پھر یہ تو اجمالی اشارات ہیں اس قسم کی تعلیمات سے بائبل اور وید کے صفحے کے صفحے بھرے پڑے ہیں جو ان کے پیروؤں کے قلوب میں عناد و کینہ کی مستقل آگ روشن رکھتے ہیں اور جنگ میں ان کی طرف سے ہمیشہ تمدن کو تباہ و برباد کیا جاتا رہا آگیں لگائی گئیں کلہاڑیوں سے چیرا گیا زندہ آگ میں جھکوایا گیا لیکن اسلام نے ان مظالم سے روکا بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی جنگیں دنیا والوں کے لئے مہذب بڑی حد تک منحصر رہیں۔

یہاں تو انسان تو انسان باغوں کے کاٹنے کا بھی حکم نہیں اور قومیں تو مخالفوں کو دشمن سمجھ کر تباہ کرتی رہیں اور اسے ثواب سمجھتی رہیں لیکن مسلمانوں کے نزدیک تو یہ سب کچھ ناجائز رہا اس لئے کہ انھیں تو تعلیم ہی یہ دی گئی تھی کہ وہ زیادتی نہ کریں اپنے لئے نہیں انتقام کے لئے نہیں کینہ کیلئے نہیں اللہ کے لئے لڑیں۔ دشمن کی تباہی نہیں قیام امن مقصود ہے۔

اللہ جانتا تھا کہ بشریت کے خیال سے مسلمانوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر دشمن کا استیصال نہ کر دیا گیا جو آج اپنا پہلو کمزور پا کر مصلحتاً صلح کر رہا ہے وہ کل پھر موقع پا کر کھڑا ہو کہ سرکش اور معاند قومیں ہمیشہ ایسا ہی کرتی رہی ہیں اس لئے انھیں رب السموات والارض نے یقین دلا دیا کہ تم ہم پر بھروسہ کرو ہم تمہارے مددگار ہیں۔

يا ايها الذين آمنوا اذا لقيتم فئة فاثبتوا واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون۔

"مسلمانو جب تم کسی سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو جم کر مقابلہ کرو دلیری اور جرأت کے ساتھ لڑو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو کہ ایسا کرو گے تو تمھیں فلاح و کامرانی نصیب ہوگی۔"

وان يكن منكم عشرون يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفا من الذين كفروا

"گھبراؤ نہیں اگر تم میں دس صبر و استقلال کے ساتھ لڑنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو لڑنے والے ہوں گے تو ہزار پر غالب ہوں گے۔"

اسلام نے اس طرح جنگ کو ایک مقدس اور مذہبی چیز بنا دیا۔ یا تم سر و تن کا فیصلہ کرنے میں مصروف ہیں اور زبانیں اور دل اللہ کی یاد میں مصروف ہیں پورا اعتقاد ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے جو ہمیں کبھی فتح پر کامیابی اور فتحیابی کا یقین دلا رہا ہے ظاہر ہے کہ جو لڑنے والے اس طرح لڑیں گے اور اس اعتقاد کے ساتھ لڑیں گے۔ ایک طرف تو ان کی ہمتیں بلند ہوں گی بے خوفی کے ساتھ لڑیں گے یہ سمجھ کر لڑیں گے کہ فتح ہوئی تو غازی ہیں اور قتل ہو گئے تو شہید ہیں۔

پھر جنگ میں موت ارزاں ہوتی ہے سر و تن کی بازی لگی ہوتی ہے موت سامنے کھڑی ہوتی ہے جنت کی آرزو ہے اللہ کی خوشنودی کا خیال ہے اس خیال و آرزو میں کون اپنی امید کے آفتاب کو سیاہ کرے۔ کون سوال و جواب کے خطرے میں پڑے اور کیوں نہ جنت کی سیدھی راہ اختیار کرے سمجھتا ہے اگر میں نے اللہ کے حکم "فلا تولوهم الادبار" کے مطابق میدان جنگ سے پیٹھ نہ دکھائی "فاثبتوا" کے امر کے مطابق پوری جرأت و ثبات کے ساتھ لڑتا رہا اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا رہا کسی جذبہ انتقام و کینہ کو دل میں جگہ نہ دی فی سبیل اللہ دشمنوں کے استیصال و بربادی کے لئے نہیں بلکہ اطفائے آتش فتنہ اور قیام امن کے لیے لڑتا رہا۔ دشمن پر کوئی زیادتی نہ کی تو یقیناً غیبی امداد میرے ساتھ ہوگی ہر ایک دس ہزار کو فتح کروں گا اور غازی بننے کے علاوہ ثواب بھی حاصل کروں گا۔ اور اگر اجل آن آئی تو سیدھا جنت کو جاؤں گا اس وجہ سے وہ دشمن بنکر نہیں فرشتہ بن کر لڑتا ہے۔

اللہ اللہ کیا تعلیم ہے اور کتنی پاک اور مبارک و مقدس تعلیم ہے جنگیں وحشت و درندگی کا ایک ہولناک مرقع ہوتی ہیں جن میں رحم و نرمی کے بدلے غضب وحشت و سنگدلی و خونریزی سے چیرنے پھاڑنے کاٹنے مارنے، مٹانے اور برباد کر دینے کے سوا اور کچھ ہوتا ہی نہیں اسلام نے منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر اسے بھی ایک رحمت اور عبادت بنا دیا جن کے نزدیک جنگ جنگ ہو وہ جو بھی کریں وہ تھوڑا ہے جنھیں خدا یاد نہ ہو جن کے سامنے کوئی واضح تعلیم نہ ہو جن کے یہاں دشمنوں کو ستانا غارت کرنا اور بربادی پھیلانا ثواب ہو وہ دنیا کے بیت المقدس میں ہزار مرتبہ بھی اگر خون کے دھار دریا بہائیں تو بجا ہے لیکن جن کے یہاں جنگ "جہاد" ہے اور امر ربی کی تعلیم ہے عبادت ہے فتنہ کے ارتفاع اور امن کے قیام کا ذریعہ ہے۔

اور جن کے یہاں اسے فی سبیل اللہ لڑنے اور اس میں کسی پر زیادتی نہ کرنے کا حکم ہے وہ تو تمام مخلوق کو اللہ کے بندے سمجھ کر ان پر کوئی زیادتی نہ کریں گے اور وہ دنیا کے بیت المقدس کو دو دفعہ فتح کریں گے تو اسی طرح کریں گے کہ انسانی مخلوق اور اس کے بندوں کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہنے پائے تاکہ خدا ان سے بہت خوش ہو وہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی بنکر جب بھی حملہ کریں گے تو انتہائی اشتعال اور برہمی پیدا کریں گے۔ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے اللہ اللہ کرتے اور اللہ کے بندوں کو نوازتے اور زیادتی سے پرہیز کرتے ہوئے آئیں گے اور جب اس طرح آئیں گے تو کسی "ہندوستان" و "ہند" کی اجتماعی قوت بھی ان کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے گی ہزار ہزار سے بیس بیس ہزار کو فتح کرتے بھگاتے اور مغلوب کرتے آئیں گے۔

اسلامی جنگ و جہاد اور ان کا تقدس

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اور جنگ کا ایک اور مقصد بیان فرمایا ہے اور نہایت دلنواز بات بتائی ہے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله

اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے نہ ہٹاتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ راہبوں کے خلوت خانے نصاریٰ کے گرجا یہود کے معابد اور مسلمانوں کی مساجد جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ضرور گرادی جاتیں۔

مطلب یہ ہے کہ مشرکین کو اللہ کے ذکر سے نفرت ہے مخالفین دوسری اقوام کے عبادتخانوں کا کوئی احترام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور جب جس قوم کا غلبہ ہوا ہے اس نے ساتھ ہی دوسری قوم کے عبادتخانے بھی غارت و منہدم کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ مسلمانوں کو جہاد کے حکم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ تمہاری اقوام کے عبادتخانے محفوظ رہیں۔ پہلی قومیں انہیں منہدم کرنے کی سعی کرتی رہیں یہانتک سختیاں کیں کہ ایک مذہب والوں نے دوسری قوم کے لوگوں کے لیے مذہب کا نام لینا اور اللہ کا ذکر کرنا غیر ممکن بنا دیا۔

بخت نصر نے اور اس کے بعد مشرکین روما نے یہود پر غلبہ پایا ہے تو یہی کیا ہے۔ یہی بدھ، ہندو، جینی، یہودی اور نصرانی کرتے رہے کہ انہوں نے مفتوحوں کے عبادتخانے منہدم کئے اور ان کے لئے عبادت کرنا غیر ممکن بنا دیا آخر خدا ہی نے کسی دوسری قوم سے یا بطاقت دیگر اسی قوم سے ان ظالم فاتحوں کو دور کرایا اور کراتا رہا لیکن عموماً ایسا ہی ہوتا رہا کہ مفتوح نے غلبہ پایا تو اس نے بھی یہی کھیل پہلے فاتح کی قوم کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا جیسا کہ خسرو پرویز اور ہرقل کی جنگ میں ہوا مگر مسلمانوں کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ کسی قوم کے عبادتخانوں کو ہاتھ نہ لگائیں چنانچہ مسلم فاتحوں نے یہی کیا۔ غازی محمد بن قاسم نے ہندوستان میں یہی کیا اور جن مسلم فاتحوں نے کسی جگہ کسی مندر اور عبادتخانہ پر ہاتھ صاف بھی کیا تو اس کی حیثیت محض سیاسی تھی اور انہوں نے اشرار کے مامن اور ایک سیاسی اشتعال کدہ کی صورت اختیار کر لی تھی اور تاوقتیکہ انھیں منہدم نہ کیا جاتا امن قائم نہ ہو سکتا تھا۔

غیر مذاہب کی صداقت کا اعتراف قرآنی

پیشتر یہ حالت تھی کہ مذہب کی صداقت کا ثبوت ہی یہ تھا کہ دوسرے مذہب کی تنقیص و مذمت کی جائے جیسا کہ آج سے ایک قلیل ہی مدت پیشتر سوامی دیانند جی نے بھی کیا اپنی کتاب کے ابواب کے ابواب مختلف مذاہب کے "کھنڈن" کے لئے وقف کر دیئے۔ اپنے نزدیک آریہ سماج کی صداقت کے ظاہر کرنے کا بہتر طریق انھیں یہی نظر آیا پہلے بھی یہی ہوتا رہا تھا یہود نے عیسائیوں کی انجیل کو آسمانی کتاب سمجھنے سے انکار کر دیا اور یہود اور عیسائی دونوں نے قرآن کو الہامی نہ مانا۔ یہی صورت مذہبی پیشواؤں کے متعلق تھی لیکن قرآن سب کی صداقت مانتا ہوا نازل ہوا۔

آمنوا باللہ ورسوله والكتاب الذي نزل على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل

اللہ پر اللہ کے رسول پر قرآن پر اور ان تمام کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل ہوئی رہیں ایمان لاؤ اور انہیں سچا تسلیم کرو۔

گویا اسلام نے نہ صرف قرآن بلکہ تمام مذاہب کی مقدس کتابوں پر ایمان لانے کو نہ صرف ضروری سمجھا بلکہ اس کا حکم دیا چونکہ یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لئے ہادی مبعوث فرمائے ہیں اس لئے کوئی حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کا کوئی مذہب الہامی کتب سے خالی رہا ہو اور نہ رہنا چاہیئے اس لئے وید اور اوستا بھی اسی ذیل میں آجاتی ہیں اور مسلمان مذہباً ان کی برائی نہیں کر سکتے۔

ساتھ ہی یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ نازل شدہ کتب میں ان کے علماء نے تحریف ضرور کر دی اور آج یہ کتابیں اصل حالت میں دنیا کے اندر موجود نہیں۔ تاریخ بھی اس الہام کی شاہد ہے۔ عہد جدید کے محققین اور فضلائے مغرب نے بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ تحریف کا معاملہ صحیح اور بالکل صحیح ہے یہودیوں اور عیسائیوں پر وقتاً فوقتاً جو پیہم یورشیں اور حملے ہوتے رہے ان میں بہت بڑی حد تک اول تو یہ کتابیں برباد ہو گئیں اور بعد کو بعض حافظوں کی امداد سے مرتب کی گئیں۔ اس ترتیب میں بھی غلطیاں ہوئیں اور پھر غرض مند علماء نے بھی ان میں حسب منشا تغیر و تبدل کیا۔ کوئی کتاب بھی اپنی اصلی زبان میں قرآن کے سوا دنیا میں موجود نہیں اور نہ ان میں سے کسی ایک کا کوئی حافظ نظر آتا ہے۔

بہرکیف ان کے نزول کی صداقت کا اسلام معترف ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے اسی طرح تمام اقوام کے پیشواؤں کی صداقت کی بھی شہادت دے رہی ہے۔

وان من امة الا خلا فيها نذير۔

دنیا کی کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانیوالا اللہ نے مبعوث نہ کیا ہو۔

ولكل قوم هاد۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں اس کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہادی بھیجے۔

ولقد بعثنا كل امة رسولا

ہم نے ہر قوم میں اپنے پیغمبر و رسول تلقین و اصلاح کے لئے نازل کئے۔

لا نفرق بين احد من رسله

پھر ان نازل ہونے والے رسولوں میں باہم کوئی فرق نہیں۔

یہ بھی بتا دیا کہ ہم نے تم سے پہلے جو کتابیں نازل کیں ان پر ایمان لاؤ اور یہ بھی واضح کر دیا کہ دنیا کی ہر قوم کی ہدایت و اصلاح کے لئے ہم نے کوئی نہ کوئی ہادی بھی بھیجا اور ضرور بھیجا اس بشارت کے ساتھ کہ دنیا کی کوئی ایک قوم بھی نبی و رسول سے خالی نہیں رسول کی حیثیت سے ان میں کوئی فرق نہیں سب سچے اور پاکباز تھے۔ غور کیجئے کہ اس تعلیم کی موجودگی میں کوئی مسلمان سچا مسلمان ہوتے ہوئے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تو ایک طرف مہاتما بدھ، سری کرشن جی، سری رام چندر جی کو بھی جھوٹا کہہ کر اپنا ایمان سلامت رکھ سکتا ہے۔

ضرور نام نہیں لیا گیا اور نہ بکثرت اقوام کے ہادیوں کے نام گنائے جا سکتے

تھے. تاہم یہ شائع کر دیا کہ بھا ہر قوم میں ہے یہود ہو پارسی وغیرہ اس خیالی کلیہ سے خالی نہیں رہ سکتے تھے غالب قیاس یہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہی مرسلہ ہادی ہوں گے اور اس بنا پر ہر مسلمان کے نزدیک انکا احترام ضروری ہوا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں آجتک کوئی ورا جپال و پیدا نہیں ہوا اور ہو بھی تو وہ مسلمانوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں پا سکتا اسی اصول کا ہی کی بنا پر مسلمان ہمیشہ رواداررہے اور کبھی انہوں نے تعصب سے کام نہ لیا اور اگر کسی نے کام لیا اور تعصب کیا بھی تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہے اور وہ اللہ اور مسلمانوں کے نزدیک گناہگار اور معصیت کار ہے اور یقیناً ہے۔

دوسرے اقوام نے مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ تعصب کیا اور اب تک کر رہے ہیں جس کے لئے وہ مجبور ہیں اس لئے ان کی اصلی کتابوں میں یقیناً اسے برا بتایا گیا ہوگا مگر ان کے غرضمند علماء نے اچھے احکام کے بجائے مصلحتاً معاونت خیز اور تعصب انگیز احکام کا اضافہ کر دیا پھر مسلمانوں کو یہی بتایا گیا

کان الناس امۃ واحدۃ	تمام انسان اور بنی نوع خلق ایک ہی کنبہ کے
خلق لکم من نفس واحدۃ	ارکان ہیں۔ تم سب کو ہم نے ایک ہی انسان

سے پیدا کیا اور بڑھایا ہے اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔

وکونوا قوامین للہ شھداء	دیکھو مسلمانو تم ہمارے ہو اور تم حق گوئی
بالقسط ولا یجرمنکم شنآن	اور حق کی حمایت کے لئے پیدا کئے گئے
قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا	ہو تمہیں جو کرنا ہے انصاف سے کرنا ہے
ھو اقرب للتقویٰ	انصاف کرو کہ یہ تقویٰ و پرہیزگاری سے

قریب ترین امر ہے کسی قوم کی دشمنی ہی ہو جب بھی اس کے ساتھ انصاف ہی کرو۔"

وتعاونوا علی البر والتقویٰ و	ہمیشہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون
لا تعاونوا علی الاثم والعدوان	باہمی سے کام لیتے رہو لیکن گناہ اور

ظلم کے کام میں کبھی مشارکت نہ کرو. حق کی حمایت کرو اور باطل سے کوئی تعلق نہ رکھو۔"

کیا اس تعلیم سے بڑھکر رواداری کی اور کوئی تعلیم تصور میں بھی آسکتی ہو اور کہیں ڈھونڈے سے بھی مل سکتی ہے سب انسان باہم ایک رشتہ میں منسلک ہیں ایک باپ کی اولاد ہیں. کوئی تمہارا کتنا ہی دشمن ہو مگر اس کے ساتھ بھی انصاف ہی کرو اور اس لئے کرو کہ تم ہمارے ہو اور تمہارا مقصد تخلیق ہی یہ ہے حق کرو حق کہو باطل کے شریک نہ بنو، ہر نیک میں تعاون کرو اور ہر برے کام سے دور رہو۔

اعزاء و اقارب سے سلوک

اقربا اور محرومین کی خدمت کا فلسفہ

مغربی الحاد کی آندھیوں نے ہمارے اعتقادات و اصول کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ہمیں بڑی حد تک خودغرض شہرت پسند اور ریاکار بنا دیا حالانکہ اسلام ان تمام باتوں کا شدید دشمن ہے اسلام نے صدقہ و خیرات کی تعلیم دی تو اس میں سب سے مقدم حق اعزا و اقارب کا رکھا اور مسلمان ہمیشہ اس پر کاربند بھی رہے مگر اب وہ یہ سمجھنے لگے کہ اپنوں کے علاوہ غیروں کا دینا بہتر ہے کیوں؟ اس لئے کہ اپنوں کو دینے میں کوئی شہرت نہیں ہوتی نمود و نمائش کے جذبہ کی تسکین نہیں ہوتی دنیا کو علم نہیں ہوتا نام نہیں ہوتا معاملہ تو ہمکا چھپا رہتا ہے اور ظاہر بھی ہو جائے تو اسے دنیا کوئی اہمیت نہیں دیتی اور کہتی ہے اپنوں کو دیا تو کونسا بڑا کام کیا کٹھنے ہمیشہ پیٹ ہی کو مڑتے ہیں۔

بخلاف ازیں غیروں اور بیگانوں کو دینے میں شہرت ہوتی ہے نام ہوتا ہے عزت ہوتی ہے. غیروں میں قومی انجمنیں ملکی سوسائٹیاں اور مختلف ادارے بھی شامل ہیں انفرادی طور پر کسی کو کچھ دیا جاتا ہے تو جابجا اس کا ذکر ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں بڑی بات کی اور انجمنوں کو دینے میں تو بڑی شہرت ہے بڑی واہ واہ ہوتی ہے ہم نے اپنے علیگڈھ کے مختصر قیام کے دوران میں دیکھا کہ اس نواح میں جو بڑے بڑے رؤسا ہیں ان کے غریب اعزاء اور ایک حد تک غریب مسلمان تو محروم ہی رہتے ہیں لیکن بیگانوں کی انجمنوں کو اور اسکولوں کو نذر دیا جاتا ہے حکام کی موجودگی میں یہی دل کھول کر رقوم کا اعلان کیا جاتا ہے۔

ویسے نادار اور غریب بالعموم محروم ہی ناامید ہوتے ہیں. کچھ علیگڈھ ہی پر منحصر نہیں ہر جگہ یہی حالت ہے کراچی کے ایک بہت بڑے مخیر نے ایک دفعہ لکھا اور صاف لکھا کہ میں انفرادی امداد کہاں تک کروں میں اسے مناسب ہی نہیں سمجھتا ٹھیک ہے سمجھنا ہی نہ چاہئے اس میں خبر ہی کسے ہوتی نام کب ہوتا ہے اداروں کو دینے میں بڑی شہرت ہے اور ناموری بھی۔ آجکل عام طور پر اعزا و افراد سخت ضرورتمند ہونے کے باوجود محروم رہتے ہیں اور بیگانے اور غیرمستحق لیجاتے ہیں کہ نام و عزت ہے شہرت ہوتی ہے مغرب میں کسی رشتے کی اہمیت ہے تو وہ والدین کے رشتہ کو ہے اور اس کے بعد چاہے دوسرے رشتہ دار بالکل غیر اور قریب قریب محروم ہیں اس رشتہ ربوبیت میں بھی قابل ذکر شے یہ ہے کہ والدین پر تو ہر قسم کی ذمہ داری ہے وہ بیٹوں کے معاملوں میں کوتاہی کریں تو انھیں قانون مجبور کرتا مگر اولاد پر کوئی ذمہ داری نہیں رکھی گئی. وہ اپنے غریب والدین کو دیں تو اس کی عنایت ہے نہ دے تو معیوب نہیں جو دیتے ہیں وہ بھی اسے فرض سمجھکر نہیں بلکہ بطور خیرات دیتے ہیں. یہاں ذوی القربیٰ کی امداد ایک بے معنی شے ہے۔

انہی کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی یہ مرض عام ہو گیا ہے. اپنوں سے بیگانگی عام ہے لیکن اسلام نے اسے انتہائی اہمیت دی ہے۔

اقربا کیساتھ حسن سلوک کی اہمیت

قرآن کریم میں ایک نہیں بیشمار جگہ ان کی امداد و اعانت کا حکم ہے اور وہ بھی اس طمطراق کے ساتھ کہ اسے یتامیٰ مساکین اور تمام حاجتمندوں پر مقدم رکھا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

لیس البر ان تولوا وجوھکم	نیکی یہی نہیں کہ تم نماز میں اپنا منہ مشرق
قبل المشرق والمغرب ولکن	یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ اصلی نیکی یہ
البر من اٰمن باللہ والیوم	کہ اللہ روز آخرت فرشتوں، آسمانی

الاٰخر والملئکۃ والکتب والنبیین واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعہدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون

اور پیغمبروں پر ایمان لایا جائے اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں یتیموں محتاجوں مسافروں سوال کرنے والوں اور قیدی آزاد کرانے پر صرف کیا جائے اور انھیں دیا جائے نماز پڑھی جائے زکوٰۃ دی جائے جب کسی سے وعدہ کیا جائے پورا کیا جائے سختی میں تکلیف میں اور خوف و تنگی کے وقت صبر و ثبات اور استقلال کے ساتھ کام لیا جائے جو ایسا کرتے ہیں وہی سچے ہیں اور وہی متقی ہیں۔"

اسلام میں متقیوں کا بہت بڑا رتبہ ہے اور اتقا کی ایک علامت اللہ نے یہ بھی بتائی ہے کہ ایمان بالغیب کے بعد اعزا و اقارب کی امداد کی جائے اور اس کی محبت میں روپیہ دیا جائے اور اس میں سب سے مقدم اپنے رشتہ داروں کو رکھا جائے۔ یہ آیت بہت جامع ہے ہر مسلمان کو اسے ازبر رکھنا چاہیئے کہ اس میں پوری بلاغت و جامعیت کے ساتھ سب کچھ بتا دیا گیا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکافرین عذابا مھینا والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس ولا یومنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ومن یکن الشیطان لہ قرینا فساء قرینا

اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ سمجھو ماں باپ، اقربا، یتیموں، محتاجوں، قرابت والے پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، پاس بیٹھنے والوں، مسافروں اور اپنے غلاموں کے ساتھ احسان کرو اللہ انہیں دوست نہیں رکھتا جو شیخی مارتے اور اتراتے ہیں بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کی صلاح دیتے ہیں جو کچھ انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ان لوگوں کے لئے بھی ذلت کا عذاب ہے جو اپنے روپے کو نمود و نمائش کیلئے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ روز آخرت پر ان کا ساتھی شیطان ہے اور وہ ساتھی بہت برا ساتھی ہے۔

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون۔

ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ وہ خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں والدین، اقارب، یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ سلوک کرتے رہیں لوگوں سے اچھی طرح بات کریں نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد تم میں سے کچھ ہی افراد اس پر قائم رہے باقی سب منحرف ہو گئے یعنی تم بے راہ ہو جانے والے ہو۔"

واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔

جس خدا کا واسطہ دیکر تم اپنے کتنے ہی کام نکال لیتے ہو اس کا اور اپنے رشتہ داروں کا پاس ملحوظ رکھو کہ خدا تمہارے ہر کام کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔"

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین

خدا کی راہ میں خرچ تو ضرور کرو مگر خود کو ہلاکت میں بھی اپنے ہاتھوں نہ ڈالو احسان کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

واٰت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا واما تعرضن عنھم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لھم قولا میسورا ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا

اعزا و اقارب، محتاجوں اور مسافروں کو ان کے حقوق دیتے رہو اور اپنے مال کو بیجا نہ اڑاؤ کہ دولت کو بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان وہ ہے جس نے اپنے رب کی ناشکر گذاری کی اگر تم انھیں اپنے پروردگار کے فضل کے انتظار میں جس کی تمہیں توقع ہو مجبوری اور انھیں کچھ نہ دے سکو تو انہیں نرمی سے سمجھا دو۔ نہ تو اپنا ہاتھ اتنا سکیڑو کہ گردن ہی میں بندھ جائے اور نہ اتنا پھیلا ہی دو کہ تم خود تہی دست ہو کر بیٹھ جاؤ اور ہدف مطاعن بنو اللہ جس کی رزق چاہتا ہے فراخ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے اس کی محدود کر دیتا ہے وہ اپنے حالات و کوائف سے باخبر رہتا ہے۔"

یہ احکام الٰہی ہیں اور ان سے رشتہ کی اہمیت پوری طرح واضح ہوتی ہے اعزہ کے ساتھ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر ایمان نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ کرکے اس کی ضرورت و عظمت کو واضح کیا ہے پھر جہاں ان لوگوں کی فہرست دی ہے جنہیں زکوٰۃ و صدقات دینی چاہیئے ان میں سب سے مقدم اعزہ و اقارب کو ہی رکھا ہے اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہدیا ہے کہ پہلے اور اپنے رشتہ داروں کا پاس ملحوظ رکھو۔

نہ یتامیٰ کا ذکر ہے اور نہ محتاجوں اور مسافروں کا صرف اپنا اور رشتہ داروں کا نام لیکر اس رشتہ کی انتہائی اہمیت واضح کی ہے ساتھ ہی یہ بھی بتا یا گیا۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاٰتکم واللہ بما تعملون خبیر

اگر ظاہر میں دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر خفیہ طور پر فقرا کو دو تو اس میں بھی تمہاری بہتری ہے یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔ اللہ کو جو تم کرتے ہو اس کی سب خبر ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ کالذی ینفق مالہ رئاء الناس

مسلمانوں اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا دیکر اس شخص کی طرح ضایع نہ کرو جو اپنے مال کو دنیا کی واہ واہ اور دنیا کی نمائش

ولا یؤمنون باللہ۔ (سورہ بقر) | کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتا ہے۔"

خیرات کا علانیہ اور خفیہ دونوں طریق پر دینا جائز ہے اگر تمہارے نفس میں اتنی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے کہ علانیہ دینے میں نہ غرور پیدا ہوگا اور نمائش کا جذبہ بیدار ہوگا تو ایسا ہی کرو کہ تمہارے دینے اور تمہیں دیتا دیکھ کر دوسروں کو بھی ترغیب ہوگی اور تمہیں اس کا ثواب حاصل ہوگا۔ اگر خفیہ دو گے تو بھی اچھا ہو کہ اللہ تو دیکھنے والا ہے مگر دیکر کسی پر احسان نہ رکھو اور نہ اس کو طعنہ دیکر کسی کا دل دکھاؤ کہ اس سے تمہارے اس دینے کا کوئی ثواب ہی نہ ہوگا۔

جس طرح نمود و نمائش پر خرچ کرنے والوں اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کا خیرات کے طور پر دیا ہوا مال ضایع ہو جاتا ہے اسی طرح تمہارا بھی مال ضایع ہوگا۔

خاندانی ومعاشرتی بے تکلفی کی تلقین

دینے کا جو حکم ہے وہ بے غرضانہ دینے کا حکم ہے کیونکہ وانفقوا کے آگے فی سبیل اللہ کے الفاظ ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ اعزا کو دیتے وقت تمہارے سامنے خدا کی خوشنودی اور تعمیل حکم ربانی کے سوا اور کوئی مقصد نہ ہو یہ خیال نہ آئے کہ فلاں ہمارا مخالف ہے فلاں نے ہمیں فلاں کام کے لئے منع کر دیا تھا فلاں میں یہ عیب ہے اس لئے وہ اس قابل نہیں کہ اسے کچھ دیا جائے یا اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو دیا جائے۔

صرف دینے احسان کرنے اور اعزا کا پاس ملحوظ رکھنے ہی کا حکم نہیں بلکہ پوری بے تکلفی اور ان کے گھر کو بالکل اپنا گھر سمجھنے کا بھی ارشاد ہے کہ قرآن میں کہا جا رہا ہے۔

لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت آبائکم او بیوت امہاتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عماتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خالاتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ کذلک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تعقلون۔ (سورہ نور رکوع ۸)

اندھے، لنگڑے، بیمار اور خود تمہارے لئے کوئی حرج اور برائی کی بات نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے اپنے بھائی بہنوں کے گھروں سے اپنے چچاؤں اور پھپھیوں کے گھروں سے اپنے ماموؤں اور خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے پاس ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کچھ کھاؤ۔ اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ اور جب تم باہر کہیں سے آؤ اور گھروں میں داخل ہو تو پہلے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو کیونکہ سلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت اچھی اور برکت والی چیز ہے۔ یہ اللہ کے احکام ہیں جو وہ تمہارے سامنے اس لئے کھول کھول کر واضح طریق پر بیان کر رہا ہے کہ تم انہیں سمجھو اور ذہن نشین کر لو۔"

دنیا کی کوئی قوم اور کوئی مذہب ایسی محبت بخش محبت پرور اتحاد و اتفاق آمیز اور میل جول بڑھانے اور قائم رکھنے والی آیت و حکم پیش کر سکتا ہے جسے پڑھکر اور جس کے معانی و مفاہیم پر غور کرنے سے روح پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور جس کے متعلق ہم خود اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ننانوے فی صدی مسلمان اس سے بالکل لاعلم ہیں اور انہوں نے کبھی نہ اس کے معانی سمجھے اور نہ اس پر غور و عمل کیا۔

اس آیت میں جس خوشگوار اور بے تکلفانہ معاشرت کی تعلیم دی ہے صدگونہ محبت و اخلاص کی ضامن ہے۔ اگر مسلمان اس کے مطابق کاربند رہتے تو ان میں کبھی افتراق و تشتت پیدا نہ ہوتا اور محبت باہم بڑھتی۔ اسلام جن رشتوں کو ایسی محبت کے رشتے بتا رہا ہے کہ ان کے یہاں کچھ کھانے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں بتاتا اور جن سے وابستگی پر نہ آیت کے آخری الفاظ میں خاص زور دے رہا ہے ان کی قدر و اہمیت نہ سمجھنا بدنصیبی ہے۔

باہمی محبت میں افزونی کا سب سے بڑا ذریعہ ایک دوسرے کے یہاں کھانا ہے۔ مہذب دنیا میں تو پارٹیوں اور ڈنروں کو اس درجہ اہمیت ہے کہ انہیں رسوخ و محبت کا خاص ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں حکام کو جو پارٹیاں اور دعوتیں دی جاتی ہیں ان کا یقینی اثر ہوتا ہے اور ان کے دینے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ حکام ان کا خیال کریں اور اب تو نوبت بڑے بڑے مہذب لوگوں کے مخصوص حلقوں میں یہ چیز بطور مسلمات کے تسلیم کی جانے لگی ہے کہ انگریز ضیافتوں ہی سے قابو میں لائے جاتے ہیں کچھ انگریزوں ہی پر منحصر نہیں قوم اس سے متاثر ہوتی ہے اور ہر شخص پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

اسی اثر کو پیدا کرنے کے لئے اسلام نے مذکورہ حکم دیا ہے اور اس حکم دیا ہے کہ خاندان اور ارکان خاندان میں باہمی محبت ترقی پذیر ہو۔ ہر شخص کو تجربہ ہوگا کہ جب کوئی عزیز یا دوست بے تکلفانہ آکر کھانے پینے میں سے یا خود کوئی چیز کھانے کی اٹھا لیتا ہے اور کھانے لگتا ہے تو اس کی بے تکلفی سے دل کو بڑی ہی مسرت حاصل ہوتی ہے اور تعلقات میں بہت زیادہ خوشگواری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں اس کے گھر سے کوئی ایسی ہی تھوڑی سی چیز لیکر چلی جاتی ہے اور اپنی ضرورت پوری کر لی جاتی ہے تو صاحب خانہ جب واپس آکر اور یہ سنکر بہت خوش ہوتا ہے۔ خدا نے اسلامی اخوت کو ترقی دینے اور باہمی محبت بڑھانے کی ایک تدبیر بتائی ہے مسلمان اس پر عمل کرتے تو موجودہ حالت کو نہ پہنچتے ان میں اتنا بعد باہمی ہرگز پیدا نہ ہوتا۔

مسلمانوں نے صدیوں اس حکم اور اس تعلیم پر عمل کر کے فائز المرامی حاصل کی مگر اس زمانہ میں تو اگلی مجلسیں اور خاندانی وابستگیاں بالکل معدوم ہوتی اور مٹتی چلی جاتی ہیں جو حالت ہم نے اپنے بچپن میں دیکھی وہ اب نہیں ہے اور جو آج ہے وہ کل نہیں رہے گی۔ پنجاب میں ہر جگہ کو یہ کہتے سنا کہ غیر کا احسان اٹھا لیں گے مگر شریکے (عزیز) کا بار نہ اٹھائیں گے ہندوستان میں شاید ہی کوئی دو چار ایسے خوش نصیب ہوں گے جن میں باہم پوری یگانگت اور محبت و بے تکلفی ہو اور وہ بے تکلفانہ ملتے جلتے ہوں۔

باہم تعلقات استوار رکھتے ہوں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہوں ورنہ بالعموم تو یہی ہے کہ قریب قریب ہر خاندان میں عداوتیں پڑی ہوئی ہیں

پھر عداوتیں بھی ایسی کہ بہت سی جگہ تو بھائی کے خون کا بھائی پیاسا بنا ہوا ہے۔ ڈھونڈے سے بمشکل ایسے اسلامی خاندان ملتے ہیں جن میں باہم مقدمہ بازیاں نہ ہوں لڑائیاں جھگڑے نہ ہوں۔ باہم دل پھٹے نہ ہوں غنیمت خاندان اور ان خاندانوں میں بھی جو زمانہ کے اعتبار سے یگانگت میں مشہور ہیں دلوں میں وہ بھی کدورتیں رکھتے ہیں۔ میل جول اور آمد و رفت ہے مگر دل صاف نہیں۔

خاندانی نزاعات کے اسباب

اس صورت حالات کے وقوع کا سب سے بڑا اور بنیادی و اساسی سبب تو یہی ہے کہ مسلمانوں پر مذہبی گرفت تو ڈھیلی ہو گئی ہے۔ خدا کا ڈر نہیں رہا ہے۔ مذہبی تعلیم بڑی حد تک معدوم ہو چلی ہے مردوں میں تو عرصہ سے مذہب کی طرف سے بیگانگی پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی اور جدید خدا ناشناس تعلیم کے زیر اثر وہ اس سے دور ہوتے چلے جا رہے تھے پھر بھی پرانی اور بڑی بوڑھی خواتین کے زیر اثر زندگی بسر کرنے والی بہوؤں اور بیٹیوں کے اثر سے گھروں میں مذہبیت کا بہت کچھ چرچا تھا اور ان کی وجہ سے اگلی محبتیں اور عزیزوں کا خیال بھی کیا جاتا تھا کنبہ کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔ لیکن خواتین کی نئی نسل مذہب سے بالکل بیگانہ ہوتی جا رہی ہے جدید تعلیم نسواں نے جو مذہبی و اخلاقی عناصر سے بالکل خالی ہے اور رنگ چڑھا دیا کہ خود غرضی بڑھا دی ہے۔ مزاجوں میں کامل دبدبہ کا نام کو باقی نہیں جوش بہت بڑھ گیا ہے طبائع میں اشتعال کی کوئی حد نہیں جس کی انتہا یہ ہے کہ اور تو اور ماں باپ کی بات بھی برداشت نہیں کی جاتی۔ آج سے پچیس تیس سال قبل یہ حالت تھی کہ ایک گھر کا بچہ محلہ بھر کی بچہ سمجھا جاتا تھا اور بچے محلہ کے سب بزرگوں سے ڈرتے تھے اور بزرگ بھی انھیں شرارت اور لغزش کرتے جہاں دیکھتے وہیں تنبیہ کرتے تھے اب ایسی تنبیہ بھی معاندت پر مبنی سمجھی جاتی ہے۔ غیر تو غیر اپنے قریبی اعزا کی یہ مجال نہیں کہ کسی کے بچہ کو چشم نمائی کر سکیں بات بات پر جھگڑے پیدا ہوتے اور فتنے اللہ کو ٹھے ہوتے ہیں اس سے رہا سہا بھی رعب ختم ہو گیا جب نہ خدا کا ڈر ہو نہ بزرگوں کا خوف تو جو کچھ بھی ہو وہ کم ہے۔ عام صورت یہ دیکھنے میں آ رہی ہے کہ مردوں کو بیوی بچوں کے سوا کسی سے محبت نہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے وہ دنیا بھر سے بگاڑ پیدا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ اس کا ثمر تلخ یہ ہے کہ بیویوں کو شوہروں سے کچھ بہت زیادہ محبت نہیں رہی خدمت کی جگہ فرمانبرداری رہ گئی ہے۔ یہی بیویاں جھگڑے پیدا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں کچھ ہو بات وہی ہے کہ مذہبی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔

اس سے خود غرضی اور نمود و نمائش کا شوق بڑھ گیا اور باہم خاندانی نزاعات بھی شدت کے ساتھ بڑھ گئے اور فی الحقیقت یہ مثل اس زمانہ پر صادق آ گئی کہ اقارب کا لعقارب ہیں اور وہ بلا وجہ ڈنک زنی کرتے رہتے ہیں غرض آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے بالکل علی رغم الانف ہو رہا ہے اسلام اعزا سے احسان و محبت اور قیام تعلقات کا حکم دیتا ہے اور ہم ہیں کہ انھیں ستاتے ہیں امیروں سے حسد رکھتے ہیں غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں محبت کے بجائے عداوت کرتے ہیں اور ان سے تعلقات تک رکھنا پسند نہیں کرتے۔

مذکورہ قرآنی آیات کی تفسیر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک و احسان پر بہت زور دیا ہے اور فرمایا ہے۔ "رشتہ قرابت کو توڑنے والا جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا اور اس کی مغفرت نہ کی جائے گی۔"

"بدلہ اور انتقام لینے والا ملنے والا نہیں ہے اور ملنے والا وہ ہے جس کے رشتہ دار اسے چھوڑ دیں اور وہ ان کے ساتھ برابر سلوک و احسان کئے جائے۔"

کتنی بدنصیبی ہے کہ حضور نبی کریم تو حکم دیں کہ اگر قرابت والے تم سے نہ بھی ملیں تو بھی تم ان سے ملو اور نہ صرف ملو بلکہ ان کے ساتھ برابر سلوک و احسان کرتے رہو اور ہم اس کی خلاف ورزی کر کے خدا اور اس کے رسول کو ناراض کریں اور محروم بنیں۔ عزیز کتنی ہی بے توجہی و بے تعلقی برتیں مگر ایک سچے مسلمان کا کام یہی ہے کہ وہ حدیث کے مطابق ان سے برابر احسان و سلوک کرتے رہیں اس لئے کرتے رہیں کہ خدا کا حکم یہی ہے ایک شخص نے دربار نبوت میں آ کر عرض کی کہ "میرے قرابت مند ایسے ہیں کہ میں ان سے ملتا ہوں اور وہ مجھے چھوڑتے ہیں میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں درگزر کرتا ہوں اور وہ خواہ مخواہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔

"اگر یہ صحیح ہے اور جیسا کہ تو کہتا ہے وہ ایسے ہی ہیں تو گویا ان پر خاک ڈالتا ہے اور جب تک تو اس پر قائم ہے اللہ تیرا نگہبان ہے۔"

فرمایا کہ "جسے منظور ہو کہ اس کی روزی میں بارکت ہو اور عمر دراز ہو اسے چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتے۔"

"رحم رحمٰن سے مشتق ہے اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اسے رحم جو تجھے ملائیگا یعنی اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کریگا۔ میں بھی اسے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور جو تجھے چھوڑیگا میں بھی اسے چھوڑ دوں گا۔"

"جب خدا کسی کو مال عطا کرے تو وہ پہلے اسے اپنے اور اپنے گھر والوں کے کام اور ضروریات پر صرف کرے۔"

دیکھا آپ نے کہ قرابت داروں سے قطع تعلق گویا خدا سے قطع تعلق ہے اور جو انھیں چھوڑتا ہے خدا بھی اسے چھوڑتا ہے پھر جسے خدا چھوڑ دے دنیا میں وہ کب فائز المرام ہو سکتا ہے اور آخرت میں وہ کیا منہ لیکر خدا کے سامنے جائے گا۔ ایک طرف تو قرابت داروں اور عزیزوں سے تعلقات منقطع کرنا اتنا بڑا عذاب ہے کہ نہ وہ بہشت میں داخل کیا جائے۔ نہ اس کی مغفرت ہوگی اور خدا بھی اسے چھوڑ دے گا اور دوسری طرف ان کے ساتھ ہر حالت میں ملتے رہنے اور اپنی طرف سے تعلقات قائم رکھنے کا بدلہ یہ ملیگا کہ روزی فراخ ہوگی عمر میں درازی ہوگی اور خدا اس سے خوش رہے گا۔

مالیات اور خدمت عامہ

لوگ اپنوں کو چھوڑ کر ناموری کے خیال سے غیروں کو دیتے ہیں اور سخی ہونے پر فخر کرتے ہیں مگر دیکھئے ارشاد نبوی کیا ہے۔

"بہترین صدقہ وہ ہے جو آسودگی کے ساتھ ہو اور سب سے پہلے اسے دیا

جائے جس کا نفقہ اس پر واجب ہو۔"

"اگر تو خدا کی راہ میں دے قیدی کو آزاد کرانے پر خرچ کرے محتاج کو دے اور اپنے گھر والوں کو بھی دے تو ان تمام مصارف میں اس کے مال کے صرف کا ثواب سب سے زیادہ ہوگا جسے تو نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ہوگا۔"

انصار کرام میں حضرت ابوطلحہؓ سب سے زیادہ دولتمند تھے جن کے پاس ایک نہایت وسیع و خوبصورت باغ تھا اور وہ اسے بہت محبوب رکھتے تھے مسجد نبوی کے قریب ہی واقع تھا جب آیت لن تنالوا البر نازل ہوئی تو انھوں نے اس باغ کو اللہ کی راہ میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا حضور نبی کریم نے فرمایا اور بہت خوش ہوکر فرمایا۔ ابوطلحہؓ باغ تو بہت اچھا ہے اور تمھاری نیت بھی بہت اچھی ہے میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے اقربا اور بنی عام میں تقسیم کر دو۔" چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ مسلمانوں پر افلاس و غربت کا غلبہ تھا غربا اور مساکین کی ایک کثیر اور بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ تھی

مہاجرین کرام بھی فاقہ کشی میں مبتلا تھے اور ان سب کے خور و نوش کی فکر بھی حضور ہی کو تھی اور حضور ہی پر بار تھا یہ باغ اتنا بڑا تھا کہ تنہا ایک اس کی پیداوار سے سب کی شکم پری کا بندوبست ہو سکتا تھا اور ایک بڑی فکر سے آزادی بھی مل سکتی تھی اور حقیقت میں سب سے زیادہ ضرورتمند اس وقت مہاجرین کرام اور اصحاب صفہ ہی تھے جنھیں فاقوں پر فاقہ ہوتے چلے جاتے تھے لیکن یہ باتیں ضرورت اور مصلحت نہ تھی اللہ کے احکام تھے حضرت ابوطلحہؓ محض حصول ثواب کی خاطر اتنی قیمتی چیز کو اللہ کی راہ میں دینے کو تیار ہوئے تھے اور سب سے زیادہ ثواب اسی میں تھا کہ قرابت داروں اور عزیزوں کو دیا جائے مقدم حق انہی کا تھا اس لئے انہی کو دیا گیا۔

عہد رسالت کے اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرابت داروں کو دینے کا سب سے بڑا ثواب ہے اور حضور نبی کریم نے یہی کیا۔ اب اگر کوئی خدا کے حکم اور ارشاد و اسوۂ نبوی کے خلاف عمل کرتا ہے اپنے قرابتداروں کو چھوڑ کر دوسروں کو دیتا ہے وہ ثواب کا بھی مستحق نہیں ہوتا اور اس کا مال بھی ضائع جاتا ہے اور عتاب الٰہی کا بھی مستحق بنتا ہے اور آخرت میں بھی اس سے شدت کے ساتھ باز پرس کی جائیگی۔ ایک مرتبہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے حضور نبی کریم سے پوچھا کہ میں ابوسلمہ کے لڑکوں کو جو میرے عزیز ہیں دوں تو مجھے اس کا ثواب ملیگا فرمایا کہ قرابتدار کو دینے کا دوہرا ثواب ہے ایک ثواب قرابت اور دوسرا ثواب صدقہ اس لئے دوہرا ثواب ملیگا۔

بعض کو نہیں اکثر لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے خاندان میں لوگ غریب موجود ہوتے ہیں وہ مبتلائے فقر و فاقہ ہوتے ہیں بھوکے مرتے ہیں اور یہ ان کی طرف سے بالکل بے پرواہ رہتے ہیں اور باہر خرچ کرتے اور دوسروں کو دینے کے باعث بڑی سخی سمجھے جاتے ہیں روز بروز ان کا نفس موٹا ہوتا چلا جاتا ہے لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں اخباروں میں تعریفیں چھپتی ہیں جب سے وہ اور زیادہ خوش ہوکر مختلف انجمنوں کو اداروں کو سوسائٹیوں کو اور غیروں کو دل کھول کر دیتے ہیں اپنے قرابتداروں کا خیال کبھی بھول کر بھی نہیں کرتے اور گنہگار رہتے ہیں۔ اب تو کچھ عام حالت یہی ہے قرابتداروں سے دلوں میں کدورت ہوتی ہے نفرت ہوتی ہے۔ ان کی بات ہی نہیں پوچھی جاتی کاش مسلمان غور کریں۔

اقتصادیات اور قرآن

مالیات اور مذاہب غیر

انسان کے لئے دنیا میں دولت جتنا اہم ضروری اور لازمی چیز ہے اتنی ہی اس کی برائی مختلف مذاہب اور ان کے پیشواؤں کی طرف سے ہوتی رہتی اور اب تک اس کا سلسلہ علمائے مذہب کی طرف سے کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے مذمت میں اور دولت کی تنقیص موجود ہے اس حد تک کہ پیشوایان مذہب نے کوئی آگری اور وسائل بننے کی اجازت نہ دے اور اجازت کیا ہے ان کی عظمت کا اعتراف اسی صورت میں ہوتا ہے عیسائیت میں صاف حکم ہے کہ اہل دولت آسمان کی بادشاہت میں شریک نہیں ہوسکتے۔

ہندو دھرم اور جین دھرم میں بھی ترک دنیا اور ترک علائق اور سنیاس معیار عظمت ہے اور حکم ہے کہ ہر انسان کو آخری عمر میں تو ضرور ہی سنیاس اختیار کر لینا چاہیے ویسے جب کوئی کرے باعث اجر و ثواب تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہودیت میں ضرور دولت کی بہت قدر کی گئی ہے مگر رہبانیت کی عظمت اس میں بھی بہت زیادہ ہے اور ان کے دولتمندوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی دولت کی امداد صرف اپنی قوم ہی تک محدود رکھیں اسلام اور صرف اسلام ایک ایسا فطری مذہب ہے جس نے مادی اور روحانی تعلقات میں ایک توازن روا رکھا ہے درمیانی راہ اعتدال کی راہ اختیار کی ہے نہ یہاں دولت کو یہ بات حاصل ہے کہ دولتمند کے مقابلہ میں غربا کی کوئی وقعت ہی نہ ہو اور نہ یہ قدر ہے کہ اس کی سودمندی سے انکار کر دیا جائے۔ ہاں تو اسلام کی سودمندی اور ضرورت کے اعتبار سے ایک نعمت بتایا گیا ہے۔

ترک علائق اور ترک دنیا اسلام میں دونوں حرام ہیں دولت کمانے اور دولت کرنے دولت بچانے اور اسے بجا طور پر خرچ کرنے کے تمام ڈھنگ اور آئین واضح کر دیئے گئے اور اسے فضل ربی نعمت خداوندی ستون معاشرت اور زینت حیات دنیوی کے اسماء سے معنون کیا گیا ہے

مالیات کی اہمیت

چونکہ تمام مذاہب عالم میں دولت و مال کی تنقیص کی جا رہی تھی اور اس کے خلاف مذہبی دنیا میں ایک عام نفرت کا اظہار کیا جا رہا تھا جو علمی حیثیت سے ایک بالکل بے حقیقت بات تھی اس لئے اسلام نے سب سے پہلے فرزندان توحید پر اس کی اہمیت و سودمندی واضح کی اسے معیشت انسانی کی تقویم و تقویت کا عامل اور زندگی کی آسائش سے تشبیہ دی پھر اس کے پیدا کرنے پر انہیں ابھارا۔

ولا تنس نصیبک من الدنیا | اللہ نے دنیا میں جو تمہارا حصہ مقرر کیا اُسے نہ بھولو اس کی طرف سے غفلت اختیار نہ کرو۔

وجعلنا لکم معایش قلیلا ما تشکرون | ہم نے تمہاری زندگی اور راحت کے تمام سامان زمین میں پیدا کر دیئے ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی | "اگر انسان کو ملتا اتنا ہی ہے جتنی وہ اس کے لئے سعی و جہد کرے۔"

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ | نماز سے فارغ ہونے کے بعد منتشر ہو جاؤ اور کسب معاش اور تجارت میں مشغول ہو جاؤ

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم | کسب معاش و دولت کوئی گناہ نہیں یہ تو اللہ کا فضل اور ایک نعمت ہے

تم اپنا مال تجارت لیکر شوق سے بازاروں اور منڈیوں میں جاؤ اور نفع حاصل کرو۔

وجعلنا النہار معاشا | ہم نے تو دن بنایا ہی اس لئے ہے کہ تم محنت و کام سے روپیہ پیدا کرو اور اس کے ذریعہ سے آرام پاؤ۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ | پروردگار تو ہمیں دنیا میں بھی دولت و آسائش دے اور آخرت میں بھی۔

اس طرح دولت کو فضل رحمت اور حسنہ بتا کر اور جا بجا اس کی ترغیب دیکر اسے حاصل کرو محنت کی تحریص کے لئے بتا دیا کہ جتنی محنت کرو گے اتنا ہی اس کا ثمرہ ملیگا نمازوں سے فراغت پا کر اسی کام میں مصروف ہو جاؤ۔ دیکھو ہم نے اسی زمین میں تمہاری راحت کے تمام سامان پیدا کر دیئے ہیں دن محنت کسب معیشت ہی کے لئے بنایا ہے غفلت نہ کرو زمین اور دنیا کی دولت میں خدا نے تمام بندوں کے حصے مقرر کئے ہیں تم بھی اٹھو محنت اور جد و جہد سے کام لو اسے حاصل کرو اور اس سے عیش و آرام کرو۔ ہم سے دعا مانگو کہ تمہیں دنیا اور اس کے بعد آخرت میں آسائش و دولت نصیب ہو دولت کی اہمیت بھی بتائی جا رہی ہے اس کی فلسفہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور اس کے حاصل کرنے کا حکم بھی ہے کون مسلمان اور اللہ کا سچا بندہ ایسا ہو سکتا ہے جو ان ربانی ترغیبات اور ان احکام کے خلاف ورزی کی جرأت کرے مسلمان ہمہ تن تیار ہو گئے۔ خدا کا حکم پا کر اور دولت کو اس کا فضل سمجھکر اس کے حصول کی کوشش شروع کر دی اور کچھ ہی عرصہ میں وہ خزائن عالم کے مالک بن گئے

مال اور مصارف

دولت کے حصول اور کسب معیشت کے بعد فوراً اس کے صرف کا سوال پیدا ہوتا ہے اسے کمانے سے زیادہ خرچ کرنے اور موقع سے خرچ کرنے میں عقل کی ضرورت ہے کہ اس کے استعمال پر اس کی بہتری کا مدار تھا یہاں بھی رہنمائی کی اور بتایا کہ ہم۔

کلوا من طیبات ما رزقنا کم و اعملوا صالحا | ہم نے جو اچھی اور لذیذ چیزیں اور نعمتیں پیدا کی ہیں انھیں بخرید کر شوق سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ | اللہ نے اپنے بندوں کے لئے تزئین و آرائش کی جو چیزیں پیدا کی ہیں وہ حرام نہیں پہنو اور استعمال میں لاؤ۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا | جو روپیہ محنت سے پیدا کیا ہے اس سے کھاؤ پیو مگر حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرو۔

کھانے پینے اور حسب منشا پہنے اور روپیہ کے ذریعہ سے نعائم حاصل کرکے انھیں استعمال کرنے اور ان سے ذاتی طور پر فائدہ اٹھانے کے بعد بیماری بیکاری معذوری اور اتفاقی حادثات کے لئے کچھ رکھنے اور قومی دولت بڑھانے کے لئے اسے پس انداز کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ پس انداز کرنے اور اسے بچانے کے بھی بہترین طریقے بتائے اور بندوں کی پوری رہنمائی اس باب میں کرتے ہوئے فرمایا:۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین | دیکھو کھاؤ اور پیو مگر اپنی حیثیت سے اور ضرورت سے زیادہ ایک پائی بھی خرچ نہ کرو اسراف نہ کرو اڑاؤ اس لئے کہ اس سے تمھیں تکلیف ہوگی اور خدا ایسے اشخاص سے محبت ہی نہیں کیا کرتا۔

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین | بیجا اور بے ضرورت ایک پائی بھی خرچ نہ کرو ایسے لوگ تو شیطان کے بھائی ہیں اور سزا کے مستحق ہیں۔

ولا تبسطہا کل البسط الخ | دیکھو خرچ میں یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنی تنگی اور بخل کرو کہ نہ خود کھاؤ اور نہ کسی کو دو اور تمہارا ہاتھ بالکل تمہاری گردن ہی سے بندھ کر رہ جائے خرچ کرنے اور دینے کو اٹھے ہی نہیں اور نہ اتنا اسے پھیلا ہی دو کہ جو کماؤ وہ سب کا سب اڑتا چلا جائے اور پھر مجبور ہونے پر تم افسردہ اور محزون ہوکر بیٹھ جاؤ۔ اس سے تمہیں تکلیف ہی ہوگی تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی اور پھر تم پوری محنت بھی نہ کرسکو گے۔

کتنا شاندار اور عاقلانہ اصول ہے کہ دونوں انتہاؤں سے بچایا گیا ہے بخل ہوگا تو روپیہ بیکار ہے کہ نہ خود کو اس سے فائدہ پہنچا اور نہ دوسروں کو اسراف و تبذیر ہوگی تو جو کمایا ہے سب اڑتا چلا جائیگا اور اتفاقات و حادثات کے مواقع پر مجبور ہوکر بیٹھ جائیں گے اور تکلیف و ذلت سے بسر ہوگی ظاہر ہے کہ جب نہ بیجا خرچ ہوگا اور نہ حیثیت و ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے گا تو ضرور کچھ نہ کچھ پس انداز ہوتا رہیگا اور آخر میں دولتمند ہو جائے گا۔

مالیات اور خدائی ٹیکس

دولت جمع ہو گئی اور اس سے فائدہ نہ پہنچا تو اس میں اور پتھر میں کوئی فرق نہیں۔ انسان مدنی الطبع ہے دنیا والوں سے اس کے انسانی مذہبی تمدنی معاشرتی قومی ملکی اور اخلاقی تعلقات ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو فقدان ہمت عزم یا اتفاقی حادثات کی وجہ کی بنا پر جہد للحیات اور تنازع للبقا کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں اور کما نہیں سکتے اور زیادہ ہے ایسے بھی ہیں جن کے بدن سے سایہ پدری اٹھ گیا ہے اور امداد کے محتاج ہیں ایسے بھی ہیں جو دنیا میں پیدا ہونے کی بنا پر اپنی مقدار میں برابر کے اور ضرورت کے مطابق حصہ لینے کے مستحق ہیں مگر اندھے ہو گئے مفلوج ہو گئے معذور ہو گئے خود نہیں کما سکتے پھر قومی و ملکی ضروریات بھی ہیں ان سب کے لئے روپیہ اور امداد کی ضرورت ہے۔ حکومت ملکی انتظام و ضروریات کے لئے تاوان و محصول وصول کریگی مگر غریب، رشتہ دار، یتیم، محتاج کیسے بسر ہو اخلاقاً ان کی امداد ضروری ہے اس لئے ہی نے راہ بتائی اور ایسی راہ بتائی جو بہترین راہ ہے اور کسی کے لئے بھی گراں گزرنے والی نہیں اس نے پس انداز مال پر زکوٰۃ قائم کی اور اس سلسلے میں امداد کے دو طریقے بتائے

دکان کھول لی جائے ایک جگہ کا مال لیجا کر دوسری جگہ فروخت کیا جائے دوسرے ملک سے مال خرید اپنے ملک میں نفع کے ساتھ فروخت کیا جائے صنعتی و حرفتی کارخانے کھول لئے جائیں بری و بحری تجارت کی جائے جانماز خریدی جائے ارشاد ہوتا ہے۔

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔
زمین پر پھیل جاؤ اور کاروبار تجارت میں مشغول ہو۔

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم
تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنا مال تجارت لیکر لفار کی منڈیوں میں بھی جاؤ خرید و فروخت کرو اور اس تجارت سے روپیہ کماؤ۔

لا تاکلوا اموالکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم
باہم ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ بلکہ تجارت کرکے نفع اٹھاؤ

سخر البحر ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون۔
تمہارے لئے دریاؤں اور سمندروں کو مسخر کر دیا اب بحری تجارت کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔

تجارت اور اولوالعزمانہ تجارت کے متعلق اور بھی آیات ہیں جو قلت گنجائش کے باعث یہاں درج نہیں کی جا سکتیں۔ زکوٰۃ کے حکم میں بھی ایک بڑی مصلحت یہ ہے کہ مسلمان تجارت کرنے اور روپیہ بڑھانے پر مجبور ہوں کیونکہ اگر ایک شخص نے ایک مدت بعد جمع کرکے دس ہزار روپیہ جمع کر لیا اب اگر وہ ہر سال اس پر ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ نکالتا رہے تو ظاہر ہے کہ یہ گھٹتا چلا جائیگا۔ نہ بیت میں خسارہ کوئی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے مجبوراً اسے اس رقم کے بڑھانے اور اسے کسی نفع آور کام میں لگانے کی تدابیر اختیار کرنا ہی پڑیں گی ماہیات کا مسلمہ مقولہ ہے کہ کمانے کے لئے ایک درجہ عقل کی ضرورت رہنے کے لئے دو درجہ پس انداز کرنے کے لئے تین درجہ اور پھر اسے بڑھانے کے لئے چار درجہ عقل کی ضرورت ہے اور کامل انسان وہی ہے جو ان چاروں باتوں پر پورا اترے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی پوری رہنمائی کر دی۔

دولت اور اسکے مہالک

اب مہالک دولت پر نظر ڈالئے ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون
دیکھیں تمہارے مال اور اولاد تمہیں خدا کے ذکر و احکام سے غافل نہ کر دیں کیونکہ اس سے نقصان میں آجاؤ گے۔

ان من ازواجکم واولادکم عدواً لکم فاحذروھم
تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہیں ان سے احتراز کرو۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ
تمہارے مال اور اولاد بڑی آزمائش اور فتنہ کی چیزیں ہیں۔

والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس ومن یکن الشیطان لہ قریناً
جو لوگ نمود و نمائش کے لئے مال خرچ کرتے ہیں ان کا ساتھی شیطان ہو جاتا ہے۔

فویل للذین ھم یراءون ویمنعون الماعون
تباہی ہو ان لوگوں کے لئے جو نمائش و شہرت پر خرچ کرتے ہیں اور برتنے کی چیز کو انکار کر دیتے ہیں۔

ولا تدلوا بھا الی الحکام
اپنے جھگڑے اور نالشیں فضول مال کھانے کے لئے حکام کے پاس بیجا یا کرو۔

لا تقربوا الفواحش
فواحش اور بےحیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ

ولا تتبعوا خطوات الشیطان
تمہارے قلوب میں شیطان جو وسوسے پیدا کرے اور راہ دکھائے اس پر نہ چلو۔

ظاہر ہے کہ بری طرح روپیہ عیاشی نمود و نمائش اور مقدمات و نزاعات میں صرف کیا اڑایا جاتا ہے اور ان میں جو خرچ ہوتا ہے وہ ناجائز ہے۔ دولت کی فراوانی اکثر یہ سب باتیں پیدا کر دیتی ہے بیویاں اور اولاد اپنی کم عقلی سے برے مشورے دیتی ہیں اور رسم و رواج کی پابندی اور نمود و نمائش کی طرف ڈالتی ہیں انسان ان کی محبت سے مجبور ہو جاتا ہے اسی لئے انہیں دشمن اور فتنہ بتا کر احتراز کا حکم دیا گیا۔ رسم و رواج و نمود و نمائش سب خطوات الشیطان ہیں ملاقات سے بھی روکا گیا فواحش کے قریب پھٹکنے سے بھی روکا گیا تاکہ عیاشی کی علت نہ پڑے۔ آخر صاف کہہ دیا گیا بتا دیا گیا۔

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ
اگر تم نے ہماری یاد و احکام سے اعراض کیا۔ زندگی تکلیف و اذیت و تنگی میں گذرے گی اور آخرت میں ہم تمہیں اندھا اٹھائیں گے دنیا میں چین ہوگا اور نہ مرکر راحت نصیب ہوگی۔

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون
جب وہ ہماری ہدایتوں کو برابر بھولے رہے بداعمالیوں میں ڈوبے رہے متنبہ ہی نہ ہوئے تو ہم نے ہر نعمت کے دروازے ان پر کھول دیئے جب وہ اس پر اترانے لگے۔

معاً دوراً بالکل مدہوش ہوگئے تو ہم نے انہیں دفعتاً ایسا پکڑا کہ مبہوت اور ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

یعنی بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ خدائے قدوس بدکاروں کو ڈھیل ہی دیتا ہے وہ جتنی بداعمالیاں اور بےایمانیاں اور ظلم کرتے ہیں اللہ انہیں اور زیادہ دیتا چلا جاتا ہے نعمت کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں جب اترانے اور مغرور ہونے لگتے ہیں تو دفعتہً دھر لئے جاتے ہیں۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ
اور جو ہمارے احکام پر چلتے اور نیک اور شریفانہ کام کرتے ہیں ان کی زندگی ہمارے کرم سے نہایت خوشگوار گذرتی ہے اور دنیا اور آخرت دونوں میں انہیں راحت نصیب ہوتی۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال
البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے خوف اور بھوک اور تنگدستی سے

جس طرح عموماً بداعمالوں اور اللہ کا شکر نہ ماننے والوں پر اللہ کی پھٹکار ہوتی ہے اور زندگی تنگدستی و مصیبت میں گذرتی ہے اور بعض حالتوں میں یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ جتنی معصیت کرتے ہیں اتنی ہی خوشحالی بڑھتی جاتی ہے۔ ہر قسم کی نعمت کے ابواب ان پر وا ہو جاتے ہیں پھر یکایک غضب ربانی میں گرفتار ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں اسی طرح عموماً تو صالح و شریف انسانوں کی زندگی خوشگوار ہی گذرتی ہے بےفکری و عیش میں بسر ہوتی ہے۔ لیکن بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جتنی نیکی کرتے ہیں اتنی ہی ان کی مصیبت و تکلیف میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے نقصان پر نقصان اور ناکامیوں پر ناکامیاں ہوتی ہیں یہ آزمائش ہوتی ہے۔ یکایک

در رحمت وا ہوتا ہے اور سب کلفتیں دور ہو جاتی ہیں اور آخرت میں انہیں اس تمام تکالیف کا بڑا اجر ملتا ہے۔

اقتصادیات اور اقوال نبوی

مضمون بہت وسعت و گنجائش کا طالب ہے تدبر فی القرآن سے کام لینے والوں کے لئے ایک دنیا کے بعد دوسری دنیا سامنے آتی چلی جاتی ہے اس لئے اب ہم حدیث کی طرف رغبت ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مالیات کے متعلق ارشاد نبوی بھی پیش کر دیں فرمایا:-

من طلب الدنیا حلالا تعففا عن المسئلة وسعیا علی عیاله وتعطفا علی جاره لقی الله ووجهه کالقمر لیلة البدر

جو شخص دنیا کو حلال و جائز طریق پر پرہیزگاری کے ساتھ اپنے بچوں کی پرورش پڑوسیوں کی امداد و سلوک کی نیت سے حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملیگا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

التاجر الصدوق تحشر یوم القیامة مع الصدیقین والشهداء

راستباز اور سچا اور نیک نیت تاجر قیامت کے روز صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور بڑی عزت کا مستحق ہوگا۔

لا خیر من لا یحب جمع المال من حلال فیکف له وجهه ویقضی به دینه ویصل به رحمه۔

جو شخص حلال و جائز ذرایع سے پیدا کرکے روپیہ جمع نہ کرے جس سے وہ اپنی آبرو قائم رکھ سکے اپنا قرض ادا کر سکے اپنے اقربا کے حقوق ادا کر سکے اس میں کوئی خوبی نہیں۔

قرآن شریف میں تو مال و دولت کی یہ قدر و قیمت ہے کہ اس کے متعلق لا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل الله لکم قیاما فرمایا جا رہا ہے یعنی اپنا مال بیوقوفوں کے ہاتھ میں نہ دیا کرو کہ وہ اسے ضایع کر دیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہاری تقویم و تقویت کا باعث بنایا ہے زندگی کی زینت و رونق و راحت اسی کے دم سے ہے المال والبنون زینة الحیوٰة الدنیا اور مسلمان ہیں کہ اس کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی وہ بھی مال و دولت اور دنیا داری کو اچھا نہیں سمجھتے اس کے متعلق تفصیلی بحث ہماری زیر ترتیب تکمیل کتاب "دنیا اور اسلام" میں ملاحظہ کیجئے، ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص بھی اسلامی تعلیمات پر کاربند ہو کر مالدار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا جب ایک شخص پوری محنت و جہد سے کمائے گا اور یہ سمجھکر اپنی معاش کے حصول کے لئے محنت کریگا کہ یہ حضور نبی کریم کی حدیث کے مطابق افضل الجہاد اور افضل العبادات اور محنت معاش کا ثواب عبادت و جہاد سے بڑھکر ہے تو ضرور اس کے پاس زیادہ سے زیادہ رقم آسکے گی قرآن احکام کے مطابق وہ اسے حیثیت و ضرورت سے زیادہ اور بیجا خرچ کرنے سے احتراز کریگا تو لازماً اس کے پاس دولت جمع ہوتی چلی جائے گی پھر اس پس انداز رقم کو اللہ کے امر کے مطابق تجارت اور نفع آور کاموں میں لگانے سے اس میں بیشمار اضافہ ہوگا اور وہ دولتمند بن جائے گا۔ اس میں سے وہ زکوٰۃ نکالیگا تو یہ تمام دولت پاک و مطہر ہو جائے گی اور بمصداق فی اموالهم حق للسائل والمحروم سائلوں اور محتاجوں اور محروموں کو دینے سے اور برکت ہوگی اور اللہ خوش ہوگا کیا ایسی منضبط و منظم سہل اور بہترین اقتصادی دولت کی تعلیم دنیا کا اور کوئی مذہب پیش کر سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔

خوبی و کمال یہ ہے کہ اسلامی دولت و اقتصاد کے جہاں تمام شعبے منظم بہترین طریق پر منظر ہیں وہاں اس کی منفعت انگیزی محدود نہیں ہے اور اس سے ملت کا ہر طبقہ علی قدر و مراتب مستفید ہوتا ہے اور کسی کو نہ محرومی کی شکایت رہتی ہے اور نہ مستحق لوٹے میں رہتے ہیں آج دنیا میں فسطائیت و اشتراکیت کے تصادم نے ایک شور محشر برپا کر رکھا ہے علمائے فسطائیت سرمایہ داری کے داعی ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام مزدور اور غریب طبقہ سرمایہ کا غلام بنا رہے اور وہ چند ٹکوں میں ان کے دست و بازو خرید لیں ان کے نزدیک غریب انتہائی محنت کے عوض میں بھی نان جویں سے زیادہ کے ہرگز مستحق نہیں ہیں دیگر مزدور اس کے سوا اور کسی آسائش کے حقدار نہیں کہ وہ اجرت کے طور پر اتنا پائیں جس سے انہیں دو سوکھی روٹیاں دونوں وقت مل سکیں اور بس علمائے اشتراکیت چاہتے ہیں کہ امارت و غربت کے امتیازات دنیا سے بالکل مٹا دئے جائیں اور دولت میں سب کا مساوی درجہ ہو۔

دونوں کی راہیں غلط ہیں سرمایہ داری کی دولت سے اس کی ذات کے سوا کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچا تو ایک طرف وہ چھوٹے چھوٹے روپیہ والوں کا کارخانہ دار اور مزدوروں کا خون چوسنے میں مصروف رہتا ہے اور اس نے دنیا میں فساد پھیلانے میں خوفناک کارروائی کی ہے اور اپنی دولتمندی کی قوت سے چھوٹے لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے اشتراکیت مستقبل قریب میں سب کو ایک سطح پر لانے میں ساعی ہے جس کے سرگرم انسانوں کے حوصلے بھی پست ہو نے میں خلاف اس کے اسلام دونوں کو مکروہ سمجھتا ہے اور اسلامی سرمایہ داری میں دولت حکومت و الدین اقربا یتامیٰ محتاج سب شریک ہیں اس لئے حکم الٰہی ہے والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم جو لوگ سونے اور چاندی کے انبار جمع کرتے چلے جاتے ہیں اور اس میں سے اللہ کی راہ پر خرچ نہیں کرتے وہ یقیناً سخت عذاب میں مبتلا کئے جائینگے وفی اموالهم حق للسائل والمحروم اسلام نے ہر دولتمند و سرمایہ دار کے مال میں سائلوں اور محتاجوں کا حق قائم کیا ہے وہ اپنے غریب اعزاء قوم یتامیٰ ملک کے محتاجوں کی امداد پر مجبور رہے۔ دینا پڑتا ہے اور ہر سال لازمی طور پر دینا پڑتا ہے جو فرض ہے اس کے علاوہ بھی حکم ہے کہ وہ سائلوں اور غریبوں کا برابر خیال رکھے اور وقتاً فوقتاً ان کی امداد کرتا رہے اس طرح نہ اسلام میں غربا تکلیف میں رہ سکتے ہیں اور نہ ان پر کوئی سختی روا رکھی جا سکتی ہے ہر امیر اور سرمایہ دار جب سالانہ ہزاروں اور لاکھوں روپیہ زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے گا اور ویسے بھی حصول ثواب کے جوش میں صدقات کے طور پر وقتاً فوقتاً خرچ کرتا اور دیتا رہے گا تو ظاہر ہے کہ ملک سے افلاس و غربت دور ہو جائے گی یہاں جیسا کہ گبن نے لکھا ہے خیرات کا بہترین انتظام ہے اور تمدن تمام پر چشمے ابل رہے ہیں جن سے ہر وقت آب شیریں بہتا اور اچھلتا رہتا ہے اور جن سے ہر شخص سیراب ہو سکتا ہے ایسی صورت میں امارت و افلاس کا تصادم ہی غیر ممکن ہے۔

اسلام نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر شخص اپنی محنت اور حوصلہ مندی سے پورا پورا فائدہ بھی اٹھا سکے اور ملک و قوم سے افلاس کی لعنت بھی دور ہو جائے

کوئی وجہ نہیں کہ ایک لائق اور محنتی شخص کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم کر دینے اور کسی کی دولت کسی کے حوالے کرنے کی سعی کی جائے کہ یہ بھی ناانصافی ہے۔ دولتمندوں کو ان کی دولت سے محروم کر دینے کے بجائے اسلام نے غربا اور کم استطاعت طبقہ کی امداد کے لئے ایک رقم تو مخصوص کرائی اور مزید امداد کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا لیکن اس کے ثواب و اجرات مقرر فرمائے کہ امراء اور دولتمندوں میں خیرات و مبرات کا ایک بے پناہ جوش پیدا ہو گیا اس سے وہ بعد جو ہمیشہ امراء و غرباء اور سرمایہ دار و مزدور کے مابین قائم رہا اور آج بھی اقوام میں قائم ہے یکسر مفقود ہو کر تصادم باہمی کے امکانات یکسر معدوم ہو گئے۔

آج بھی دیکھئے کہ جہاں مہذب مغربی ممالک سرمایہ و مزدوری کی خوفناک کشمکش اور یورپ دستطائیت و اشتراکیت کی بے پناہ جنگ کی مصیبت میں گرفتار ہے اور بیکاری اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے وہاں ممالک اسلام ترکی، ایران، اور افغانستان میں یہ چیز بالکل ناپید ہے ہر شخص اطمینان اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور بیکاری و بیروزگاری کے نام سے بھی کوئی واقف نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کو آسائش اور چین نصیب ہو سکتا ہے تو وہ آغوش اسلام ہی میں نصیب ہو سکتا ہے اور اس کی موجودہ مصیبت کا علاج صرف اسلام ہی میں ہے۔

اتفاق اور قرآن

دنیا میں قومیں جتنی بھی ہیں اور بگڑ رہی ہیں جتنی بھی باقی ہیں اور ورطہ زوال میں بھی پھنسی ہیں لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پوری صداقتوں کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ ان کے عروج و ترقی میں ان کا اتفاق اور ان کی پستی میں ذلیل کارفرما ان کا نفاق تھا اسی بنا پر خدائے قدوس نے پہلے ہی مسلمانوں پر اس کی اہمیت واضح کر دی تھی اور وہ بھی اس اسلوب و انداز سے جس سے بہتر تصور میں نہیں آسکتا تھا ارشاد خداوندی ہے۔

ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم — دیکھو باہم جھگڑا پیدا نہ کرو لڑائی بھڑائی سے بچتے رہو اگر ایسا کرتے ہو تو تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی تمہارا بھرم نکل جائے گا، اور بد اختری ہوگی جس کے بعد تم کمزور و ضعیف ہو کر رہ جاؤ گے۔"

ایک فقرہ میں "اتفاق و نااتفاقی" کا پورے کا پورا فلسفہ بھر دینا اور گویا دریا کو کوزہ میں بند کر کے سامنے پیش کر دینا یہ قرآن اور صرف قرآن ہی کا اعجاز ہے قرآن کی یہ ایک مابہ الامتیاز خصوصیت ہے کہ ہر حکم کے ساتھ اس کی علت و فلسفہ کو بھی پوری بلاغت کے ساتھ پیش کرتا چلا جاتا ہے جب تک مسلمان اس حکم پر کاربند رہے ان کا ستارہ اقبال روشن رہا اور جب اس پر عمل کرنا چھوڑا ذلیل و خوار ہو گئے اتفاق کے لئے حکم ہے:-

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة فانقذكم منها — تم مل کر اللہ کی رسی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور باہم پھوٹ پیدا نہ کرو اللہ کا یہ احسان یاد کرو کہ تم باہم شدید دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں محبت ثابت پیدا کر دی اور یہ اس کی بڑی نعمت ہے کہ تم بھائی بھائی ہو گئے ورنہ تم بالکل آگ کے کنارے ہی کھڑے تھے اللہ نے تمہیں بچا لیا۔

مثال دیکر بتایا ہے کہ بعثت نبوی کے وقت قبائل کی باہمی معاندت سے یہ حالت تھی کہ ان کی تباہی میں صرف ایک جنگ کی کسر باقی رہ گئی تھی اور وہ گویا آگ کے ایک بے پناہ الاؤ کے کنارے ہی کھڑے ہوئے تھے اللہ نے رحم کیا حضور نبی کریم کو مبعوث فرما کر ان کی باہمی معاندتیں دور کرائیں اور پھر جو اخوت و اتفاق ان کے مابین پیدا ہوا اسے اپنا احسان بتا کر فرمایا کہ دیکھو اب اتفاق پر قائم رہنا اللہ کی رسی مضبوط تھامے رہنا باہم افتراق پیدا نہ کرنا۔ افسوس کہ مسلمان اس تعلیم کو بھول گئے اور خود تباہ ہوئے۔

کاش مسلمان پھر اس تعلیم کی طرف متوجہ ہوں اور جب ان کے مابین کوئی فساد بپا ہو تو خدائی حکم کے مطابق خدا ہی کے حکم کی طرف متوجہ ہوں اور اسی کی روشنی میں اپنا طریق عمل معین کریں اور خوب سمجھ لیں کہ باہمی اتفاق کے بغیر کوئی قوم نہ ترقی کر سکتی ہے اور نہ سربلند ہو سکتی ہے۔

صلح اور قرآن

نفاق و شقاق کو روکنے اور امن و اتفاق کو رکھنے کے لئے اللہ نے بہت سی تدابیر بتائیں اور فرمایا کہ:-

انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم تفلحون — مسلمان باہم بھائی ہیں لفظاً نہیں اصلاً اس لئے جب ان میں باہم کوئی صورت مناقشت بھی پیدا ہو تو صلح کرا دیا کرو اور اس بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم پر رحم کرے۔"

بحکم دیکر بتایا کہ انسانی فلاح و بہبود کا راز صلح ہی میں ہے کیونکہ یہ ایک سراسر برکت ہی خیر ہے۔ الصلح خیر۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک فریق مصالحت پر آمادہ ہوتا ہے مگر دوسرا نہیں مانتا نہیں سنتا اس لئے حکم دیا۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لها — اگر لوگ صلح و مصالحت پر آمادہ ہوں تو تمہیں حکم دیا جاتا ہے تم بھی صلح پر تیار ہو جایا کرو۔"

انسان مناقشہ و مخاصمت کی عادت و خو گھر ہی سے سیکھتا ہے، جو خاندان سے نکل کر قوم و ملک تک پھیل جاتی ہے اس لئے حکم دیا۔

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى وآت ذي القربى حقه والمسكين وابن السبيل ذلك خير للذين يريدون وجه الله واولئك هم المفلحون — اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ والدین اقرباء کے ساتھ سلوک و احسان کے ساتھ پیش آتے رہو اقارب اور محتاجوں کے جو حقوق تم پر ہیں انہیں ادا کرتے رہو جو لوگ اللہ کی رضامندی کے جویا ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے۔

ظاہر ہے کہ جب باپ ماں کی اطاعت کی جائیگی اور اقرباء اور خاندان والوں کے ساتھ احسان و سلوک سے کام لیا جائے گا اور ان کے جو حقوق ہیں وہ بھی ادا کئے جاتے رہیں گے اور ان امور کو اپنے ہی لئے بہتر و مفید سمجھ کر انجام دیا جائے گا تو پھر لازماً گھر اور خاندان میں امن و اتفاق رہے گا۔

جھگڑے عموماً اسی پر پیدا ہوتے ہیں کہ چھوٹے بڑوں کا کہنا نہیں مانتے باہم حقوق ادا نہیں کئے جاتے ہم ہمیشہ کہا کرتے ہیں فیصلہ یہی ہوتا ہے کہ باپ بیٹے کے جھگڑے میں بیٹا قصوروار اور میاں بیوی کے جھگڑے میں بیوی خطاوار اس لئے کہ بیٹے پر باپ کے اور بیوی پر شوہر کے حقوق ہیں اور اطاعت فرض ہے اگر وہ اطاعت کرتے رہتے تو کبھی جھگڑے کی نوبت نہ پہنچتی جھگڑا جب ہی ہوگا جب چھوٹا خدا کے فرض سے بے نیاز ہوکر مقابلہ کو کھڑا ہو جائے گا یہی تمام خاندانی معاملات میں ہوتا ہے۔ احسان و سلوک اور حقوق کی ادائیگی جذبات میں سکون پیدا کرنا تو ایک طرف ہر ایک کو مطمئن بنا دیتی ہے۔

خاندانوں اور اعزا میں تو اتنا اور اس درجہ افتراق ہے کہ "الاقارب کالعقارب" کی مثل زبان زد عام ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی آبرو کا دشمن بنا رہتا ہے اس مصیبت کی تلافی کی صورت یہی تھی کہ خاندانی حقوق قائم کئے جائیں اور ان کی ادائیگی پر زور دیا جائے خدا ارشاد فرماتا ہے

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما — اسکے نیک اور شریف بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور غرور نہیں کرتے جب جاہل ان سے جاہلانہ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کرکے چل دیتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتے۔

ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا — بہت سے شبہات سے بھی پرہیز کرو کہ بعض شبہات گناہ ہیں تجسس بھی نہ کرو کسی کی غیبت بھی نہ کرو اور پیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔

اسی طرح طعن و تشنیع اور برے القاب سے پکارنے کی بھی ممانعت کی اور اسلئے ممانعت کی کہ ان باتوں سے جھگڑے پیدا ہونے دل پھٹنے اور نا اتفاقی بڑھنے کے امکانات ہیں غرض قرآن نے لڑائی جھگڑے کے تمام دروازے بند کئے اور صلح و امن کی ہر ممکن صورت پیش کی۔

نیکی اور بھلائی کی قرآنی تعلیم

یہ حقیقت ہے کہ نیکی اور بھلائی کی تعلیم ہر مذہب نے دی ہے اور تمام مقدس کتابوں میں یہ عنصر موجود ہے مگر جیسی تعلیم کہ قرآن نے دی ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔

احسن کما احسن اللہ الیک۔ — تم نیکی اور بھلائی کرو ایسی جیسی کہ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی۔

وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون — نیکی اور بھلائی کرو کہ اسی میں تمہاری کامیابی و شرافت کا راز مضمر ہے۔

لا تستوی الحسنة ولا السیئة — نیکی اور بدی برابر اور مساوی نہیں ہو سکتی

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوة کانہ ولی حمیم — برائی کے عوض میں بھلائی کرو۔ اگر تم ایسا کروگے تو دیکھوگے کہ جو تمہارا دشمن ہے وہ بھی تمہارا دوست ہو جائے گا۔

اس تعلیم کے تیور ملاحظہ فرمایئے نیکی کرو اور نیکی بھی ایسی کہ جیسی خود رب قدیر تمہارے ساتھ کرتا ہے۔ تم غلطیاں اور گناہ کرتے ہو برائی کرتے ہو وہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا نہ تمہارا رزق بند کرتا ہے اور نہ کہیں اس کی کوئی نوکری

سزا دیتا ہے جو کرتا ہے بے غرضانہ کرتا ہے اور تم سے بھلائی کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا اور برابر نوازتا چلا جاتا ہے "کما احسن اللہ" کا لفظ کتنا جامع ہے اور اس مختصر عبارت میں کتنی ندرت اور کتنا حسن پیدا ہو گیا ہے۔ ایسی اچھوتی اور نادر مثالیں قرآن کے سوا کہیں نہیں مل سکتیں سنتے ہی قلب پر اثر پڑتا ہے۔

یہ بھی بتایا کہ بھلائی کروگے تو اس میں خدا کا یا غیر کا کوئی فائدہ نہیں سب سے بڑا فائدہ تمہیں ہی حاصل ہوگا اور تمہی اس سے مستفید ہوگے پھر کتنی بلیغ اور نادر بات کہی اور ساتھ ہی فطرت انسانی کی موزوں رگ کو پکڑ کر ایک نفسیاتی پہلو پیش کیا کہ نیکی و بدی برابر نہیں برائی کے وقت برائی کروگے تو ایسا کرنے کا نتیجہ بالعموم یہی ہوتا ہے کہ دل میں ایک پھانس رہ جاتی ہے اور کدورت نہیں نکلتی لیکن برائی کے بدلے میں نیکی کروگے بھلائی کے ساتھ پیش آؤگے تو اس کا بڑا اثر پڑے گا۔ برائی کرنے والے کو خود ندامت ہوگی اور وہ واقعی نادم و زیر بار منت ہوکر درست ہو جائے گا جو کچھ دیا وہ بات کہی ہے جو نصیحت فرمائی ہے عجیب رنگ پر دل اثر انداز اور دلکش اسلوب میں فرمائی ہے۔ یہی وجہ تو تھی کہ وحشی عرب جن کے قلوب میں غضب و تکبر کی صد ہزار تاریکیاں سمائی ہوئی تھیں یک بیک متاثر ہو جاتے تھے اور دین اسلام لے آتے تھے

آج مذہبیات میں غور و فکر کا مادہ مفقود ہو گیا ہے اگر اب بھی غور کی نظر ڈالی جائے تو انسان مبہوت ہو کر رہ جائے۔ کاش مسلمان غور کریں۔

عفو و درگذر کی تعلیم اور قرآن

عفو و درگذر کہنے کو معمولی الفاظ ہیں مگر عمل کے اعتبار سے یہ بہت مشکل اور بہت دشوار چیز ہے اور ہر شخص کیا ہزاروں میں چند ہی افراد ایسے نکل سکتے ہیں جو اس سے کام لیں غلطیاں معمولی بھی ہوتی ہیں اور شدید بھی اپنوں سے بھی ہوتی ہیں اور غیروں سے بھی نقصان بیگانوں سے بھی پہنچتا ہے اور یگانوں سے بھی اول تو صاحب اقتدار ہیں کوئی معمولی غلطیوں اور لغزشوں کو بھی معاف نہیں کرتا چہ جائیکہ غلطیاں ہوں اور نہایت شدید اور ان کا صدور بھی ہو دشمنوں کی طرف سے جس طرح غلطیوں کے مدارج ہیں اسی طرح عفو و درگذر کے بھی درجات ہیں جتنی بڑی غلطی اور خطا معاف کی جاتی ہے اتنا ہی بڑا ثواب ملتا ہے۔ اپنوں کو کوئی چھوڑ بھی دے دشمنوں کو معاف کرنے والا ہزار میں ایک ہوگا۔ اقتدار والوں نے دنیا میں کبھی دشمنوں کو نہیں بخشا۔ دیگر مذاہب میں دشمنوں کو معاف کرنے کی کوئی ہدایت و تعلیم ہے تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ دشمنوں پر غلبہ پاکر وہ ہولناک مظالم روا رکھے ہیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اسلام نے اقتضائے فطرت انسانی اور عدل دونوں کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے حکم دیا۔

وجزاء سیئة سیئة مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین — برائی کا بدلہ ہے کہ جیسی برائی اس کے ساتھ کی گئی ہے ویسی ہی برائی جواب میں کرے اور جتنا نقصان اسے پہنچایا گیا اتنا ہی نقصان وہ پہنچائے لیکن اگر کوئی معاف کر دے صلح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔

ولمن انتصر بعد ظلمہ — اگر کسی پر ظلم ہوا ہے اور وہ اس کا بدلہ

فاولئک ما علیہم من سبیل انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لہم عذاب الیم

تو یہ لوگ معذور ہیں اور ان پر کوئی الزام نہیں الزام ان پر ہے جو لوگوں پر ناحق ظلم کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے

نقصان کی برابر نقصان پہنچانے کی اجازت دیکر اور ظلم و زیادتی کی ممانعت کرکے ارشاد ہوتا ہے کہ یوں تو تمہیں اختیار ہے لیکن اگر تم بدلہ لینے کے بجائے معاف کردوگے یا صلح کرلوگے تو اس سے ہم بہت خوش ہوں گے اور اس اقدام پر تمہارے رتبے بلند کریں گے کیا دلکش انداز بیان ہے اور کس قدر محبت و کرم میں ڈوبے ہوئے الفاظ ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے۔

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین

تم کچھ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف عاجلانہ قدم اٹھاؤ جس کا پھیلاؤ اور جس کی وسعت آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہے اور جو خصوصیت کے ساتھ ان خوش نصیب اور بلند بخت بندوں کے لئے بنائی گئی ہے جو فراخی و تنگی اور خوشحالی و عسرت دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں اپنا روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور محروموں اور محتاجوں کی امداد میں حتی المقدور مستعد و سرگرم رہتے ہیں غصہ جب آتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں کوئی قصور و خطا ہو جاتی ہے تو وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اللہ تعالے نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

قرآن متقیوں کی عظمت اور تائید المراتیوں کے بیان سے لبریز ہے۔ متقیوں کی تعریف یہی ہے کہ وہ سرد و گرم زمانہ میں برابر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہیں۔ غصہ کو دبائیں اور عفو و درگذر سے کام لیں۔ اس سے زیادہ ترغیب کرنے کی صورت اور کیا متصور ہو سکتی ہے۔ معاف کر دینا خود کو محبت کا مستحق بنا لینا ہے ذیل کے احکام ہیں۔

فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین۔

انہیں معاف کرو، درگذر سے کام لو کہ یہ بڑی نیکی ہے اللہ نیکی کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے۔

واذا ما غضبوا ھم یغفرون

نیکوں اور متقیوں کی یہ خصوصیت ہے کہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو ضبط سے کام لیتے اور معاف کر دیتے ہیں

وان تعفوا اقرب للتقوی

اگر تم عفو و درگذر سے کام لو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ یہ امر تقوی سے اقرب ہے۔

اس بلند اور اخلاقی تعلیم نے مسلمانوں کو فرشتہ صفت اور نہایت رحمدل بنا دیا۔ وہ جوش حصول ثواب میں لوگوں کے ساتھ انتہائی خلوص و محبت سے پیش آنے لگے۔

عدل و انصاف اور قرآن

نزول قرآن سے پیشتر دنیا میں کوئی نظام عدل موجود نہ تھا نوشیروانی عدل بہت مشہور ہے لیکن یہی وہ نوشیرواں تھا جس نے ایک شبانہ روز میں ایک لاکھ مزدکیوں کو بیدردی کے ساتھ قتل کرا دیا۔ ہندومت میں شودروں کیلئے اور قانون تھا۔ برہمنوں اور عام ہندوؤں کے لئے اور۔ ایک ہی جرم میں مختلف اقوام کے افراد کو مختلف سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً کوئی نیچے خاندان کا مرد اعلیٰ ذات کی لڑکی سے زنا کرے تو واجب القتل ہے لیکن اونچی ذات زنا کرنے والے کیلئے یہ سزا ہے کہ اس لڑکی کے والدین کو کچھ معاوضہ ادا کردے۔ (منو ۳۶۶) عیسائیت کا نمونہ انصاف دیکھنے کے لئے صرف اس کے مسئلہ کفارہ ہی پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے یہی حالت دیگر مذاہب کے عدل و انصاف کی ہے لیکن قرآن کی میزان عدل اعلیٰ و ادنیٰ اور مسلم و غیر مسلم کے پلڑے برابر رکھتی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا

ایمان والو عدل و انصاف کی چٹان پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو خدا لگتی بات کہو اگرچہ بات تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ پڑے اگر ان میں کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو تمہیں کسی لحاظ و خیال کی ضرورت نہیں کہ اللہ سب سے بڑھکر ان کی پرداخت و پرورش کرنیوالا ہے تم ان کی خاطر اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق ہی سے انحراف کرنے لگو تم ہر حالت میں انصاف ہی کرو اگر دبی زبان سے گواہی دوگے یا اس سے پہلو تہی کروگے تو لکھ رکھو کہ اللہ سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

حق پرستی اور حق دوستی کی دنیا میں اس ایک آیت ہی کا مثیل نہ کبھی مل سکا اور نہ مل سکیگا۔ جتنا کچھ اس میں کہدیا گیا ہے اور جو کچھ بتا دیا گیا اس سے زیادہ رسائی تصور سے بھی بعید ہے ایک مختصر آیت میں اتنا کچھ کہدیا گیا جو ایک پوری کتاب میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ والدین اور اقربا تو بہت بڑی چیز ہیں معمولی تعلقات والوں کے خلاف انسان بات کہنے اور سچی گواہی دینے سے جھجکتا ہے اپنی جماعت اور اپنی صحبت ہی کے خلاف لوگ زبان نہیں کھولتے اور موجودہ تہذیب کا تو اصول ہی یہ ہے کہ اپنی جماعت اور اپنے لوگوں کی جا و بیجا ہر طرح حمایت کرو اور اس زمانہ ہی پر کیا منحصر ہے ہر زمانہ میں یہی لوگوں کا شعار عمل رہا ہے قرآن نے نازل ہوکر نئی دنیا پیدا کردی اور حکم دیا کہ ہر حالت میں انصاف کرو حق کہو خواہ اس سے تمہارے بزرگوں اور عزیزوں ہی کو نقصان کیوں نہ پہنچے۔ اگر اس سے تمہارے کسی مالدار عزیز یا بزرگ کو پہنچتا ہو تو اس کی ناراضمندی کا اندیشہ نہ کرو اور اگر کسی غریب عزیز کو نقصان عظیم پہنچتا ہو تو بھی تمہیں اس کی مطلق پرواہ نہ کرنی چاہیئے اس لئے کہ مالک تو ہم ہیں ہمارا علم ہوگا تو تمہیں اور کسی کو نقصان نہ پہنچنے دیں گے۔ پھر یہ بھی نہیں کہ پہلو تہی کر جاؤ یا زبان دبا کر کہو برملا و علانیہ کہو یہ ہے اسلام اور یہ ہے اس کی شاندار تعلیم۔ ارشاد ہے:-

لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ ناانصافی پر آمادہ نہ کرے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ

دنیا والوں کے درمیان جب تم فیصلہ کرنے بیٹھو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی فاصلحوا بینہما بالعدل

ہر حالت میں انصاف کرو خواہ وہ تمہارے عزیز کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

یہ اسی شاندار تعلیم ہی کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے دنیا میں ہمیشہ پورے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی اور یہی وجہ تھی کہ محکوم قومیں ان کی حکومت میں اپنے ہمدردوں کو بھول گئیں۔ دشمنوں اور دوستوں سے جس قوم نے ہمیشہ انصاف کیا وہ مسلمان ہی اور صرف مسلمان ہی تھے۔

گائے اور باجہ

(از مولانا نورالدین صاحب بہاری نائب ناظم جمعیۃ علمائے ہند)

یہ ہندوستان کی بدنصیبی ہے کہ جب ملک کے لئے بہتری کی کوئی صورت سامنے آتی ہے تو فوراً کسی نہ کسی طرح فرقہ وارانہ قصہ سامنے کھڑا کر دیا جاتا ہے زیادہ افسوس اس کا ہے کہ اس میں ملک سنجیدہ اور اثیار پیشہ طبقہ بھی کسی نہ کسی طرح مبتلا ہو جاتا ہے رواداری کا مسئلہ کچھ ایسی صورت سے پیش کیا جاتا ہے جو کسی طرح بھی عملی دنیا میں قابل عمل نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے فرقہ وارانہ قصے کو یا تو مدبرین ملک نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی یا جان بوجھکر عوام سے مرعوب ہو کر ان کے ہمنوا ہو جاتے ہیں جس کے تلخ نتائج ہمیشہ ملک کی ترقی کی راہ میں سنگ راہ ہو کر رہ جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک اور زیادہ پستی کی طرف چلا جاتا ہے اس نازک مسئلہ کا حل دریافت کرنا ہر محب وطن کا پہلا فرض ہے اس مسئلہ میں جب تک سنجیدگی سے ملک کے سامنے ایک صاف و صریح راہ دیانتداری سے پیش نہ کی جائے گی ملک ہرگز ساحل مقصد پر نہیں پہنچ سکتا اور استعماری طاقت ہمیشہ گمراہ کرتی رہے گی۔

اگرچہ ملک کے سامنے یہ نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے میں یقین کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ ہم پر در طبقہ اس پر زبان کھولتے اور قلم اٹھاتے گھبراتا ہے میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ملک کی یہ حقیقی خدمت ہے کہ دیانتداری سے بغیر کسی فرقہ کی پاسداری کے مسئلہ کو بے نقاب کر دینا چاہیئے تاکہ اصل مسئلہ اپنے اصلی روپ میں آجائے۔

میں دیانتداری سے اس پر جرأت کر رہا ہوں اور یہ سمجھکر کہ ہندو مسلم دونوں طبقے مجھے نشانہ ملامت بنائینگے لیکن ساتھ ہی مجھے یقین ہے کہ جب ایمانداری اور سنجیدگی سے اس پر غور کریں گے تو جلد ایک نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ میری خصوصیت سے پنڈت جواہر لال نہرو صدر انڈین نیشنل کانگریس، گاندھی جی اور مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس پر غور کریں میری ملک کے عام پریس سے بھی درخواست ہے کہ وہ سنجیدگی ایمانداری سے اس مسئلہ پر اظہار خیال کرے۔

بنیادی اختلاف

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہندو مسلمانوں کا اختلاف بنیادی ہے فروعی یا جزوی اختلاف نہیں ہے کہ معمولی تحویب تجاب سے ختم ہو جائے۔ ان دونوں مذہبوں کے اختلاف کی مثال ایسی ہے کہ جیسے آگ پانی روشنی اور تاریکی۔ اسلام کفر و شرک کا دشمن ہے اور کفر و شرک اسلام کا۔ اسلام اپنے عقیدہ کی پہلی اینٹ کفر و شرک کی بیخ کنی سے شروع کرتا ہے اسلام اس کو کسی طرح گوارا نہیں کرتا کہ خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش میں کسی کو شریک کیا جائے۔ اسلام اس کو برداشت نہیں کرتا کہ کسی کی عظمت و کبریائی خدائی عظمت سے ٹکرائے۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ خدا کی مخلوقات میں سب سے اشرف و اعلیٰ انسان ہے ساری مخلوق اسی انسان کی خدمت گزاری کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ انسان کو اس کا مکمل حق ہے کہ خدا کی منشاء کے مطابق تمام مخلوق خداوندی سے جہاں تک اس کی دسترس ہو خدمت لے۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق میں کوئی تقدس اور کبریائی نہیں بلکہ ساری کبریائی اور تقدس صرف اسی ہستی اور ذات کے لئے ہے جو سارے عالم کا پیدا کرنے والا ہے اور چلانے والا ہے جس کو اللہ یا خدا یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں اس کی کوئی تصویر ہے اور نہ کوئی مثال اور نہ کوئی شبیہ۔ اسلام انسان کے ذہن پر منقش کرنا چاہتا ہے کہ تیری جبین نیاز تیری معزز پیشانی صرف اسی ہستی کے سامنے جھکنی چاہیئے جس کی کوئی شبیہ اور مثال نہیں ہے۔

اسلام انسانی شرف کے لئے اس کو ایک لعنت اور بدنصیبی سمجھتا ہے کہ انسان کی معزز پیشانی یا اس کا دل کسی مخلوق عالم میں کسی ذی روح غیر ذی روح کے تقدس کا نہ قائل اور نہ اس کا روادار کہ کوئی انسان کسی مخلوق کے تقدس کا قائل ہو گویا اسلام اس کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ انسانی شرف کے گلے میں کسی مخلوق کی عظمت کی غلامی کے طوق کا ایک دھاگہ بھی ہو حتیٰ کہ اسلام رسولوں اور پیغمبروں کے نفوس قدسیہ کی تصدیق صرف اس لئے کراتا ہے کہ انہی رسول کی معرفت خدا کے احکام بندوں تک پہنچے ہیں۔ اگر کسی انسان کے دماغ میں کسی رسول کے لئے بھی ادنیٰ عظمت خدا کی عظمت سے ٹکراتی ہو تو اس کو شرک سے تعبیر کرتا ہے سارا قرآن پڑھ جایئے ان تمام رسولوں کا تذکرہ جو قرآن میں مذکور ہے عبد یعنی بندہ اور غلام سے تعبیر کیا حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جن کے ذریعہ قرآن آیا اپنے کلمہ میں یہ اقرار کراتا ہے اشهد ان محمدا عبده ورسوله یعنی میں گواہی دیتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اسلام سب سے پہلے اس عقیدہ کو انسان کے دماغ میں منقش کر کے اس کے بعد عقائد اور اعمال کی رہنمائی کرتا ہے اگر کسی کو اس عقیدہ میں پختگی نہ ہو تو پھر کوئی عمل قابل توجہ نہیں۔ ایک طرف ہندوستان کی ایک قوم کا یہ عقیدہ اور اسی عقیدے کے ماتحت اس کی نظری و عملی تربیت۔

دوسری طرف ہندوستان کی ایک بڑی قوم جس کی ملک میں ۲/۳ کے قریب آبادی ہے اس میں کچھ تو وہ ہیں جو سرے سے خدا کے قائل ہی نہیں ہیں کچھ ہیں جو زیادہ سے زیادہ خدا کی عظمت کے قائل ہیں مگر عملاً ہر بیبت مخلوق کے پرستار اور اس کے تقدس کے سامنے سر جھکانے والے گنگا جمنا، بڑ، پیپل، گائے اور اسی قسم کے دوسرے عملی مظاہرے سامنے ہیں۔

میں اپنی اس بحث میں کسی پر حملہ یا کسی سے بحث کرنا نہیں چاہتا میں تو دو متضاد قوموں کی عملی اور ذہنی کشمکش سامنے رکھکر کہہ رہا ہوں۔

دلآزاری اور رواداری

میں اس کو یقین کے ساتھ جانتا ہوں جب ایک قوم یا فرد کسی کے تقدس یا عظمت کا قائل ہوگا تو پھر اس جگہ اس کے دل پر ٹھیس لگے گی۔ میں اپنے ہندو دوستوں کو اس میں معذور سمجھتا ہوں کہ ذبح گاؤ سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے پیپل یا کی ٹہنی کاٹنے سے ان کو دکھ ہوتا ہے۔ ان کو دکھ ہونا ہی چاہیئے اس لئے کہ ان کی عظمت اور تقدس کے قائل ہیں ان کی ذہنی اور عملی تربیت ایسی ہی ہوئی ہے۔

ٹھیک اسی طرح ایک مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ انسان کی معزز پیشانی خدا کی ایک ادنیٰ مخلوق جو انسان کی خادم ہے کے سامنے جھک رہی ہے وہ اپنے میں اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنا کہ ایک ہندو اپنی قابل پرستش گائے کو ذبح ہوتا دیکھ کر دل میں دکھی ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح ایک مسلمان مخلوقات الٰہی کی پوجا ہوتے دیکھ کر محسوس کرتا ہے کہ شرف انسانی ذبح ہو رہا ہے اور اس سے وہ بھی دکھی ہوتا ہے۔

یہاں ایک سوال ہو سکتا ہے کہ مسلمان اپنی تحریروں میں کبھی اس کا تذکرہ نہیں کرتے ہیں تو ہمارے ہندو دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کی خاص وجہ صرف رواداری ہے اور یہ بھی کہ اسلام اپنے اصولوں کو پیش کر کے صرف دعوت دیتا ہے جبر کرنا نہیں سکھاتا جو مجبور کر کے کسی حلق میں اسلام اتارا جائے۔ اسلام اعلان کرتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی دین و مذہب کے بارہ میں جبر و اکراہ نہیں ہدایت اور گمراہی دونوں کھول کر بتا دی گئی ہے۔

اسلام نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ من شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر جس کا جی چاہے ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے اور جس کا جی چاہے انکار کرے۔

چونکہ اسلام کو اول ہی دن سے اس کفر اور شرک کے جھرمٹ میں پرورش پانا پڑا ہے جس کی وجہ سے اس کی رواداری اس کی عادت ثانیہ ہو گئی ہے نہ یہ کہ اس کو اس سے تکلیف نہیں ہوتی۔ ہاں تکلیف ہوتی ہے ناقابل برداشت مگر اسلام ہی کے دباؤ سے دل مسوس کر رہ جاتا ہے اس لئے کہ اس کو بیزار کرنے کی اجازت نہیں۔

ایسے متضاد حالات میں مدبرین ملک کا پہلا فریضہ ہے کہ ان دو بڑی قوموں کے جن کا چولی دامن کا ساتھ ہے جن کا خون کا رشتہ بھی ہے جن کو اسی ہندوستان کی سرزمین میں رہنا سہنا ہے مناسب ہے مختلف فیہ مسائل کا حل نکالیں۔

میری ناقص رائے میں اس عرصہ کے مطالبہ کے لئے اس جامع النزاع مسئلہ کا تجزیہ کرنا چاہیئے جس کی وجہ سے آئے دن اس ملک کی دو بڑی قوموں کے درمیان خونریزی ہوتی رہتی ہے اور کیا کرایا کام بگڑ جاتا ہے اور ملک آگے بڑھنے نہیں پاتا۔

تقدس اور احترام

میرے خیال میں اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ مابہ النزاع مسئلہ گائے اور باجہ کا ہے اور یہی دو مسئلہ فساد کی بنا قرار دیئے جاتے ہیں۔

میں سب سے پہلے گائے کے مسئلہ کو لیتا ہوں اس خاص مسئلہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے نظریوں میں بنیادی اختلاف ہے ہندو احباب اپنی مذہبی حیثیت سے گائے کو مقدس قابل پرستش سمجھتے ہیں اور ان کو اپنے مذہبی نظریہ کے اعتبار سے اس کا حق ہے۔ ٹھیک اس کے خلاف مسلمان گائے میں کسی تقدس کے قائل نہیں نہ مذہبی حیثیت سے اور نہ منطقی نظریہ کے اعتبار سے مسلمان اپنے بنیادی نظریہ اسلام کی وجہ سے جس کو اجمالاً میں نے تمہید میں عرض کیا ہے سمجھتا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے ہماری ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے اپنی اور نعمتوں کی طرح گائے بیل بھی ایک نعمت بخشی ہے اور اس کے مصرف میں لانے کا طریقہ بھی بتا دیا ہے اب وہ اپنے نظریہ کے اعتبار سے آزاد ہے کہ اس کو اپنی ضرورت اور حاجت کے مطابق کام میں لائے اگر اس کا جی چاہے اس سے صرف دودھ حاصل کرے کام لے یا اگر چاہے اس کا گوشت ہی استعمال کرے۔ . . . . . . اس کی کھال کے جوتے بنائے اس کی ہڈی سے بٹن یا جس مصرف کی ضرورت پیش آئے فائدہ اٹھائے

اگرچہ ہمارے ہندو صاحبان بھی باوجود تقدس کے قائل ہونے کے اس مقدس جانور کو بھی مصرف میں لاتے ہیں مگر فرق صرف گوشت کے استعمال کا ہے ورنہ وہ تمام مصارف جو مسلمان اس جانور سے لیتے ہیں ہندو احباب بھی سب میں برابر کے شریک ہیں بلکہ ہندوؤں کا ایک خاص طبقہ جس کو اچھوت یا نیچ ذات کہا جاتا ہے اس کے گوشت کو بھی باوجود مقدس ہونے کے مصرف میں لاتے ہیں فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح نہیں کرتے بلکہ جانور کو اپنی موت مر جانے کے بعد یا مسلمانوں کے ذبح کرنے کے بعد

میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ یہ نظریہ منطقی حیثیت سے صحیح ہے میں تو صرف دونوں قوموں کے بنیادی نظریہ کو واضح کر کے ایک ایسی راہ جس سے اختلاف کا حل نکل سکے اور ملک امن و امان کی زندگی حاصل کرتے آگے بڑھے۔

گائے اور باجہ

یہ ایک بالکل کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کوئی شخص کسی کے تقدس کا قائل ہے تو بیشک وہ اپنے عمل و کردار میں کوئی فعل ایسا نہ آنے دے جو اس کی ذات سے اس تقدس میں فرق ڈالے نہ یہ کہ ہر شخص سے کہے بھی اس کے قائل ہو مثلاً ہر شخص اپنے باپ و ماں کو مقدس مانتا ہے باپ کے سامنے آنکھ اٹھانا بھی ناخلفی اور نالائقی کی علامت ہے لیکن کیا دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے کہ وہ ہر شخص سے اس کا مطالبہ کرے۔ بیٹا اپنے باپ سے مذاق نہیں کر سکتا اس لئے کہ باپ کا تقدس مانع ہے مگر باپ کے دوست فحش سے فحش مذاق کر سکتے ہیں بیٹے کے دل پر کوئی ملال نہیں ہوتا بلکہ وہ اس مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا ہے۔

ایک بیٹا اپنی ماں تو اپنی ماں بلکہ سوتیلی ماں کی طرف بھی آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ باپ کے رشتہ کی وجہ سے وہ بیٹے کے لئے مقدس ہے لیکن کیا بیٹا باپ سے یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ بھی مقدس سمجھے اس لئے کہ میں ان کو مقدس سمجھتا ہوں۔ ہمیں آپ کو ایک گھر میں رہنا ہے۔ اگر کوئی فعل آپ کی طرف سے خلاف تقدس ہوگا تو میرا دل دکھیگا۔

یہاں سے شاید کسی کو کسی فرقے کے بزرگوں کی توہین کا خیال پیدا ہو تو یہ اس سے بالکل علیحدہ چیز ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کے تقدس کا قائل نہیں تو اس کو بلاوجہ جبکہ وہ دنیا میں نہیں ہے توہین کرنے کی اجازت نہیں پہنچتی اس لئے کہ اس سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ نہیں ہے اسلام نے کم سے کم اس سختی سے رد کیا کہ کسی بزرگ کو برا نہ کہو کیونکہ مرنے والے کی بدگوئی نہ کرو اس لئے کہ اس کا معاملہ دنیا سے ختم ہو چکا۔

میں بغیر کسی پس و پیش کے اس کا یقین کرتا ہوں کہ ہندو احباب ایمانداری سے گائے کو اپنے مذہبی نظریہ کے ماتحت مقدس سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کس طرح اور کس منطقی نظریہ کے ماتحت اس پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جبکہ مسلمانوں کے سامنے خصوصیت سے موجودہ بدحالی کے زمانہ میں گائے کے مسئلہ میں اقتصادی سوال بھی ہے اور اب تو یہ مسئلہ کانگریس کے لئے سب سے زیادہ غور کرنے کا ہے جبکہ کانگریس کا بنیادی سوال اقوام ہند کی اقتصادی بدحالی کو دور کرنا ہے

اقتصادی مسئلہ

یہ تمام دنیا جانتی ہے کہ مسلمان گوشت خور ہیں بغیر گوشت کے اس کی زندگی موت سے بدتر ہے جن شہروں میں جمعہ کے روز کیا نہیں ہوتا تو جمعہ کے روز سب سے پہلا سوال ہر گھر میں یہ ہوتا ہے کہ آج کیا پکیگا ؟ حالانکہ بازار میں ہزاروں سبزیاں ہوتی ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی خوراک میں جو جانور عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ گائے۔ بکری۔ بھینس اور بھیڑ۔ ان تمام جانوروں میں بکری سب سے بہتر اور لطیف ہے۔ اس کے بعد بھیڑ ہے۔ مگر قیمت کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔ اور گراں جن کو غریب نہیں خرید سکتے گائے کا درجہ گوشت کے اعتبار سے بھیڑ اور بکری کے بعد ہے اور قیمت میں بکری اور بھیڑ کے گوشت سے بہت کم ہر غریب خرید سکتا ہے۔ بھینس کا گوشت نامرغوب ہے اور نقصان دہ اس لئے اس کے گوشت کی قیمت گائے کے گوشت سے بھی کچھ کم ہوتا ہے۔ مگر لوگ مجبوراً اپنی اقتصادی کمزوری کی وجہ سے جبراً و قہراً کھاتے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کلکتہ کے علاوہ عموماً اضلاع بنگال میں لوگ بھینس مطلق نہیں کھاتے۔

بس ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم کی خوراک کا مسئلہ ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ کروڑوں انسانوں کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنی خوراک کا ایک ضرور حصہ ختم کر دیں روزمرہ کے ذبیحہ گاؤ کے بارے میں ہندو احباب کو ایمانداری سے یقین کرنا چاہیئے کہ مسلمان ہندوؤں کو چھیڑنے یا دل دکھانے کیلئے نہیں بلکہ اپنی غذا کے لئے مجبور ہے۔ ہاں اگر ملک کی ایسی حالت ہو جائے کہ قیمت کے اعتبار سے بکری کا گوشت گائے کے برابر ہو جائے تو پھر بلا کسی فہمائش کے گائے خود بخود ترک ہو جائے گی بڑے شہروں یا قصبات میں بلکہ جو لوگ خوش حال ہیں وہ گویا گوشت گائے کا کم کھاتے ہی نہیں یہ تو روزمرہ کی زندگی میں گائے کی خاص اقتصادی حالت یہ ہے۔

اب مذہبی حیثیت کو بھی ملاحظہ کیجئے اسلام کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس بقرعید کی صبح کو ہر چیز سے محفوظ بہت کم سے کم چالیس روپیہ یا اتنی مالیت کا زیور موجود ہے تو اس پر قربانی فرض ہو سکتی ہے اور ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے۔ اب اقتصادی حالت پر غور کیجئے ایک غریب آدمی ہے مگر اس کے پاس اندوختہ چالیس روپے کا زیور ہے مذہب حکم کرتا ہے کہ تم پر قربانی فرض ہے اب اگر وہ بکری خریدتا ہے تو معمولی سے معمولی بکری پانچ روپے سے کم کو نہیں ملتی مگر اس کے مقابلہ میں ایک معمولی گائے دس روپے کو مل جاتی ہے جس میں سات آدمی مل کر قربانی کر سکتے ہیں اور ایک آدمی کے حصہ میں اس کی قیمت عمر پڑتی ہے لیکن اگر اس کو مجبور کیا جائے کہ بکری ہی کی قربانی کرے تو وہ اقتصادی مجبوری کی وجہ سے مجبور ہو کر سوائے اس کے اور کیا کر سکتا ہے کہ قربانی ہی نہ کرے اور ایک فرض کو ترک کر کے خدا کا مجرم بنے

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی اقتصادی مجبوری کی وجہ سے روزمرہ کی خوراک کے لئے اور فرض کے ادا کرنے کے لئے گائے ذبح کرنے پر مجبور ہے میرا یقین ہے کہ اگر مسلمانوں کے سارے رہنما کرہی اس کا فیصلہ کر لیں کہ گائے ذبح نہ کی جائے تو عام مسلمانوں کے لئے اقتصادی حیثیت سے قابل عمل ہو گا اور غریب مسلمان اس فیصلے کا عذر کر جائے گا اس لئے کہ سب سے پہلے جو چیز

تصویر کا ایک رُخ

مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ہندو احباب مسئلہ کے ایک رخ کو سامنے رکھتے ہیں اور اس کی تہ تک جانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس مسئلہ کا ایک پہلو از بس غور طلب ہے کہ مسلمان اپنے نظریہ اعتقاد یا اپنی اقتصادی مجبوری سے اپنے فریضہ کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے کی ملکیت کو ذبح نہیں کرتا کسی دوسرے کی زمین میں نہیں کرتا گائے اس کی اپنی ملک ہوتی ہے اور یہ دنیا کا عام بین الاقوامی قانون ہے کہ ہر شخص اپنی مملوکہ چیز کے استعمال میں آزاد ہے۔ ہاں اگر ایسا ہوتا کہ مسلمان ہندوؤں کی گائے پکڑ کر یا ان کی مملوکہ زمین میں ذبح کریں تو بیشک مجرم ہیں قابل ملامت ہیں اسلام تو اس کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ کسی غیر مالک کی ادنیٰ سی چیز بھی بغیر اس کی اجازت کے یا مرضی کے لے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مسجد بنائے لیکن دوسرے کی زمین پر بلا مرضی مالک زمین کے بنائی جائے مالک مسلمان ہو یا ہندو یا اور کوئی تو اسلام حکم دیتا ہے کہ اس مسجد میں نماز درست نہیں ہے۔

جب یہ حقیقت واضح ہے کہ دونوں قوموں کے بنیادی عقائد اور نظریہ میں اختلاف ہے تو ہر ایک کا فعل ایک دوسرے کے لئے باعث تکلیف اور رنج ہے کیا آج اس کی ہزاروں مثالیں نہیں ہیں کہ اذان دینے سے ہی ہندوؤں کو تکلیف ہوتی ہے مسجد سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اذان میں اس کے سوا اور کیا ہے کہ خدا کی بڑائی کا اعلان اس کی یکتائی کا اعلان محمد صاحب کی پیغمبری اور رسالت کا اعلان نماز کے لئے مسجد میں لوگوں کے حاضر ہونے کا بلاوا اور بس اس میں کسی کے دل دکھنے کی کیا بات ہے۔ مگر آئے دن آج اذان پر ہی فساد ہو جاتا ہے۔

ٹھیک اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو بت پرستی سے تکلیف گائے بیل کی پرستش سے تکلیف گنگا جمنا کی پرستش سے تکلیف اب ایسی حالت اور صورت میں وہ کونسی راہ نکل سکتی ہے کہ جس سے دونوں قوموں کی زندگی پر امن طور سے بسر ہو اپنے اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرتے ہوئے بسر ہو۔ اگر ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تو کم از کم ایک دوسرے کے اعمال میں مزاحم نہ ہوں یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ الگ الگ ضلع اور صوبہ بنا کر دونوں قوموں کو بسایا جائے جیسا کہ ایک لایعنی تحریک پاکستان سر اقبال کے شاعرانہ مزاج نے ایجاد کیا اور ایسی کسی تحریک پر نہ ہندو آمادہ ہیں اور نہ مسلمان اب سوا اس کے اور کیا ہے کہ دونوں جس طرح آباد و شاد رہ کر زندگی گزار رہے ہیں گزاریں اور عقل سے کام لیں۔

مسجد اور باجہ

اسی طرح باجہ اور مسجد کا حال ہے مسجد مسلمانوں کے نزدیک مقدس ہے اس کی توقیر کے لئے اسلام میں قوانین ہیں لیکن یہ قانونی فریضہ مسلمانوں کے لئے ہے کہ مسجد کی توقیر کو اپنے عمل کردار سے باقی رکھیں مثلاً مسلمان مسجد میں ناپاکی کی حالت میں نہ جائیں مسجد میں شور و غل نہ کریں سوائے عبادت الٰہی یا نصیحت خیر کے دنیاوی خرافات نہ بکیں لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا کہ محلہ یا شہر کے ہندوؤں غیر مسلموں کو مجبور کریں کہ تم بھی ایسا ہی کرو ہندوؤں کو مسلمانوں کی مسجد سے کیا واسطہ اس کو مسجد تو جانے کی کیا ضرورت لیکن اگر کسی موقع پر مثلاً کسی بڑے عالم کی لیکچر ہو یا مسجد کی تعمیری صنعت و حرفت کاریگری کے دیکھنے کے شوق میں کوئی ہندو

یا غیر مسلم جانا چاہے تو یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بھی اسی طرح جائے جس طرح مسلمان کے لئے حکم ہے اس لئے کہ ایک ہندو یا غیر مسلم کے نزدیک ایک مسجد کی حیثیت ایک شائستہ مکان سے زیادہ نہیں اور اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں تو صرف اس قدر کہ وہ اپنے سب کے وقت اس سے وہی برتاؤ کرے جو ایسے شائستہ اور مقدس مکان کے ساتھ کر سکتے ہیں اس سے زیادہ مطالبہ مسلمان کے لئے درست نہیں لیکن اگر یقین ہو جائے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہونا چاہتا ہے اتنا بھی نہ کریگا تو ہر مسلمان اتنا کر سکتا ہے کہ اس کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

باجہ مسلمانوں کے اسلامی قانون میں حرام و ناجائز ہے کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں خود باجہ بجائے یا کسی ایسی مجلس میں شریک ہو جہاں باجہ بج رہا ہو مسلمان کے ذمہ صرف اتنا فرض ہے کہ وہ مجلس سے علیحدہ رہے جہاں باجہ بج رہا ہے وہ صرف اتنے کا مکلف ہے اس کے ذمہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ دوسروں کو جو اس کو جائز سمجھکر بجا رہے ہیں جبراً روکے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک باجہ جزو عبادت، مسلمانوں کو اس پر کیا حق اعتراض ہو۔

پبلک گذرگاہ عام میں ہر قوم اور ہر شخص مجاز ہے کہ وہ گذرے چاہے وہ کسی کے دروازہ کا سامنا ہو یا مسجد کا دروازہ ہو کسی کو بھی گذرگاہ عام سے روکنے کا حق نہیں۔ باجہ ہندوؤں کی ملک یا اس کے کرایہ میں ہے وہ مجاز ہے کہ گذرے وہ اپنے فعل کا ذمہ دار ہے نہ اگر مسجد کی تقدیس یا نماز کی حالت میں مسلمانوں کی نماز کی پرواہ نہیں کرتا تو اس کو اختیار ہے یہ حق مطالبہ ہمارے ہر ہندو دوست کا ہے جس میں کوکا نگریسی غیر کانگریسی سب ہندو شامل ہیں میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے مطالبہ حق بجانب ہے کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں۔

لیکن ساتھ ہی یہ پہلو بھی حق کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ سامنے رکھنا پڑے گا کہ گئے مسلمان کی ملکیت ہے مسلمان کی اپنی زمین ہے اس کو حق ہے کہ اپنی ملک کو اپنی زمین میں جہاں چاہے ذبح کرے کسی کو کوئی حق روکنے اور منع کرنے کا نہیں ہے۔ میں نے تمہید میں عرض کیا ہے کہ گائے کی حقیقت مسلمان کے نزدیک تیتر کبوتر مرغی بھیڑ بکری سے زیادہ نہیں گائے مسلمان کے نزدیک اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ انسان کی ضرورت کی چیز ہے وہ جس طرح چاہے اپنے مصرف میں لاوے۔

حق کا سوال

آج جبکہ ہندوستان میں گورنمنٹ برطانیہ سے صرف حصول حق کے لئے کانگریس برسر پیکار ہے کہ ملک ہمارا ہے زمین ہماری ہے پیسہ ہمارا ہے تو اس کے خرچ کرنے اور انتظام کرنے کا حق ہم کو حاصل ہونا چاہئے آج حصول حق ہی کی تو جنگ ہے ورنہ اور کیا ہے تو یقیناً ہندوؤں کو اس کا حق ہے کہ اپنے ملک کی جس چیز کو چاہیں بطور عبادت کریں اپنے گھر گھر میں مندر بنا کر ان ٹکروں کی پوجا کریں پبلک گذرگاہوں پر باجہ بجائیں جلوس نکالیں ان کو حق ہے مسلمانوں کو کوئی حق نہیں اس میں مداخلت کرنے کا۔ اگر کوئی مسلمان اس حق میں مداخلت کرتا ہے تو یقیناً مجرم ہے۔

لیکن دوسری طرف آپ کو یہ حق بھی سامنے رکھنا ہوگا کہ مسلمان اپنی گائے اپنی زمین میں آزادی کے ساتھ جہاں چاہے ذبح کرے کسی کو مداخلت کرنیکا حق نہیں جس طرح مسلمان ایسے مسلمان پر جو مداخلت کرے ملامت کریں آپ بلکہ بغیر خاطر ملامت کریں۔ رواداری کے ساتھ حق کا معاملہ یہ ہے کہ اگر سخت دل ہیں ہمارا ہو جائے تو ان کی ہونا چاہئے لیکن ہم رواداری کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ دونوں ایسے ہیں جن میں ایک دوسرے کا لحاظ کرنا ہوگا۔

بیچ کی راہ

اس لئے نہ ہندوؤں کے قلب میں اتنی گنجائش اور نہ مسلمانوں کے دلوں میں اب ان کو بیچ کی راہ نکالنی ہوگی کہ دونوں اپنی اپنی جگہ ضروریات زندگی اپنی خوراک اپنی مذہبی فرائض کی ادائیگی میں آزاد رہیں ایک دوسرے کا لحاظ کریں باجہ کے مسئلہ میں مسلمانوں کا یہ مطالبہ تو نہیں ہے کہ سرے سے ہندو باجہ نہ بجائیں بلکہ صرف اتنا مطالبہ ہے کہ مسجد کے سامنے جماعت کے وقت جو زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ ہے کہ جائیں یا بند کرکے نکل جاویں مگر ہندو احباب کا مطالبہ ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہمارے حق میں مداخلت ہے مسلمانوں کی تکلیف کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ زمین کی گڑگڑاہٹ موٹر کی پوں پوں ہوتی رہتی ہے اور مسلمانوں کی نماز میں خلل واقع نہیں ہوتا مگر یہ عرض کیا جائے گا کہ سنجیدگی سے تجربہ کیجئے موٹر نے ایک دفعہ ہارن دیا اور چلدیا ٹرین نے گڑگڑاہٹ کی اور جلدی گیا بینڈ کا طوفان اور موٹر کی پوں پوں برابر ہے آپ کے مینار دل سے رات دن موٹریں پوں پوں کرکے نکل جاتی ہیں اور آپ کو احساس بھی نہیں ہوتا مگر معمولی سے معمولی بینڈ تو ایسا نہیں ہوتا میں مثال کے لئے ایک واقعہ کہتا ہوں دہلی میں ایک ہفتہ کے لئے کانگریس گولڈن جوبلی کے موقع پر نمائش کی گئی تھی آخری تاریخ میں مشاعرہ تھا مشاعرہ کے ہال کے ساتھ ایک میجک تماشہ کا ہال تھا مشاعرہ صرف واہ واہ کی چیز ہے جس میں کسی سکون قلب کی ضرورت نہیں مگر ٹھیک جس وقت مشاعرہ شروع ہونے کو تھا میجک ہال میں تماشہ کا بینڈ بجنا شروع ہو گیا ہر شخص پریشان ہو گیا آخر جبراً بند کرا کے مشاعرہ شروع کیا گیا حالانکہ ہال سے باہر نمائش گاہ میں انسانوں کا ٹڈی دل تھا۔ شور بھی تھا مگر مشاعرہ میں کوئی خلل واقع نہ ہوا لیکن بینڈ نے مجبور کر دیا اور آخر بند کرانا پڑا۔ نماز کی حالت تو مشاعرہ سے گری ہوئی نہیں ہے۔

ہندو احباب کا مطالبہ ہے کہ چونکہ گائے ہمارے نزدیک مقدس ہے اس کو بند کر دو لیکن مسلمان اپنی اقتصادی مجبوری اپنی خوراک اپنے مذہبی فریضہ قربانی کے ادائیگی کے لئے مجبور ہے کہ ایسا نہیں کر سکتا یہ یقیناً ہندوؤں کا ایسا مطالبہ مسلمانوں کے حقوق شہریت میں مداخلت ہے ہاں اگر ہندو یہ مطالبہ کرتے کہ چونکہ ہندو گائے کو مقدس مانتے ہیں اس کو ذبح ہوتے دیکھکر تکلیف ہوتی ہے ہماری آنکھوں سے اوٹ میں کر لو تو بیشک ایک سنجیدہ مطالبہ ہوتا حالانکہ مسلمان خود اس رواداری کو بغیر ہندوؤں کے مطالبہ کے کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں کہیں کھلے بندوں مسلمان گائے ذبح نہیں کرتا۔ ہر شخص بلند دل سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کی رواداری ہے اور اپنی ہمسایہ قوم کی دلجوئی ہے احسان ہے ورنہ اصولی منطقی حیثیت سے مسلمان ایسا مجبور نہیں ہے جبکہ نہ آج مسلمانوں کی چھ سو سالہ حکومت کی تاریخ میں قوموں کا وجدان کے رسم و رواج کا وجود دنیا کے چپہ چپہ پر اس کا شاہد ہے آج بھی ہندوستان کے سب سے زیادہ بدنام کئے ہوئے مسلمان بادشاہ اورنگ زیب کی رواداری

کی یادگار بودھ گیا کے مندر کے لئے لاکھوں روپیہ کی جاگیر۔ قلعہ گولکنڈہ میں ٹھیک مسجد کے نیچے اور اس کے بازو پر مندر اور بت خانہ کی تعمیر ایک جیتی جاگتی شہادت ہے۔

اگر کبھی کسی زمانہ میں کسی مسلمان بادشاہ نے کسی قوم پر جبر کیا ہے اس کے مذہبی مراسم میں مداخلت کی ہے تو اس کا ذمہ دار اسلام نہیں بلکہ وہ بادشاہ خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے نہ صرف دنیا میں بلکہ خدا کے نزدیک بھی اسلام اس کے فعل سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔ کانگریس ہندوستان میں ایک نئے باب کا افتتاح کر رہی ہے اس کے لیڈروں اور اس کے اراکین کے سر بڑی ذمہ داری ہے اور ایسی حالت میں جبکہ ہندوؤں کی یہاں اکثریت ہے مختلف قومیں مختلف رسم و رواج کی پابند یہاں آباد ہیں ہر قوم کے رسم کی حفاظت کانگریس پر فرض ہے ان قوموں کی خوراک مذہبی مراسم کی کانگریس کو حفاظت کرنی ہوگی اور یہ رواداری ہندو قوم سے عموماً اور کانگریس سے خصوصاً کوئی انوکھا مطالبہ نہیں بلکہ مسلمانوں نے اس کو کیا ہے شراب مسلمانوں میں حرام ہے مسلمان پینے والے کی سزا اسی کوڑے مقرر ہے مگر ہر اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کو اس کی اجازت آسانی سے دی گئی ہے کہ ان کی دوکانیں ہیں اور ان کی خرید و فروخت ہے تاریخ میں آپ کو شہادت ملیگی کہ اگر کسی مسلمان نے حماقت سے کسی غیر مسلم کی شراب کا نقصان کر دیا تو اسلامی قانون نے مسلمان سے تاوان دلوایا۔ یہی حال سود کا ہے۔ سود اسلام میں حرام قطعی ہے مگر مسلمانوں کے لئے غیر مسلم قوموں کو یہ لینے دینے کی برابر اجازت دی گئی بت پرستی مخلوق پرستی اسلام میں سب سے بڑا جرم ہے مگر اسلامی حکومتوں نے برابر غیر مسلموں کو نہ صرف اجازت دی بلکہ ان کے مندروں گرجوں کی حفاظت کی میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر کسی مسلمان بادشاہ کے زمانہ میں اس کے خلاف ہوا تو وہ بادشاہ اسلامی نظریہ میں قابل ملامت ٹھہرایا گیا اور مورخ اسلام نے بھی اس کو نہیں بخشا

خلاصہ بحث

بات بڑھتی جا رہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ ان حالات میں جس کا تذکرہ میں نے اوپر کیا ہے۔ میرے خیال میں یا ایک ہی راہ ہو سکتی ہے کہ ہر قوم اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں آزاد ہو [illegible] میں آزاد ہو [illegible] .... لیکن ایک کو دوسرے کے ساتھ رواداری برتنا چاہئے کہ کوئی اپنے حقوق شہریت سے دست بردار نہ ہو اور نہ مجبور کیا جائے بلکہ اس طرح اپنے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے کا لحاظ کرے مثلاً مسلمان اپنی خوراک اپنی قربانی کے لئے گائے ذبح کرے مگر اس طرح بچا کر کہ ہندو کی نگاہ نہ پڑے اس لئے کہ ہندو کو تکلیف ہوتی ہے ہندو اپنے مذہبی رسوم اپنی شادیوں میں جلوسوں میں باجہ بجائے اور شوق سے بجائے مگر مسلمانوں کی نماز باجماعت کا اگر مسجد آ جائے تو لحاظ کرے نہ اس بنا پر کہ حق ہے بلکہ صرف ہمسایہ رواداری سے نہ گائے کے ذبیحہ میں مسلمانوں کی طرف سے اشتعال ہو اور نہ ہندوؤں کی طرف سے مسجد کے سامنے باجہ بجانے میں اشتعال ہو میرے خیال میں اگر اس طرح دونوں قوموں میں وسعت قلب کا ثبوت ہو مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے فرقہ وارانہ جنگ کی جڑ کٹ جائیگی اور حکومت کی تمام فتنہ و فساد کی پالیسی بیکار ہو جائیگی اس کے لئے کوئی ضرورت نہیں کسی معاہدہ اور بونڈ کی بس صرف سنجیدہ با اثر ہندو اپنے عوام کی ذہنیت بدل دیں .... لیکن اگر فتنہ و فساد کے حامی خود غرض ہندو یا مسلمان اس پر آمادہ ہوں تو کم از کم تمام کانگریسی اور نیشنلسٹ مسلمان اس کا [illegible] مجھے یقین ہے کہ صرف کانگریسی ہندو مسلمان سب کو فنا کر دیں گے اور فتنہ فساد سے مامون ہو جائیں گے اور موقعہ ملیگا کہ آزادی سے ملک کو ترقی کی راہ پر لگائیں ورنہ فتنہ و فساد بڑھتا جائیگا اور بہت زیادہ اس کے شعلے بلند ہوں گے اس لئے کہ پیچھے سے ایک دہکنے والی طاقت اپنے کام پر لگی ہوئی ہے مجھے آزادی پسند ہندوؤں اور مسلمانوں سے [illegible] اور وسعت کے ساتھ کانگریسی ہندو مسلمانوں سے توقع ہے کہ ہمارے اس معروضہ پر سنجیدگی سے غور کریں گے نیز ہندو قوم پرور اخبارات سے توقع ہے کہ ان معروضات کو اپنے کالموں

رفتار عالم

ممالک اسلام

فلسطین رائل کمیشن کی تجویز تقسیم کے خلاف جہاں طول و عرض ملک میں اضطراب عام کی لہریں دوڑ رہی تھیں وہاں خود فلسطین میں بھی ایک ہیجان عظیم برپا تھا۔ اوائل اکتوبر میں پولس نے ایک یہودی کلب سے بکثرت سامان حرب برآمد کیا تھا جو چالیس رائفلیں، بیس خود بخود چلنے والے پستولوں بارہ کارآمد بموں اور کم و بیش دو ہزار کارتوسوں پر مشتمل تھا، تل ابیب کے یہودی رہنماؤں کے گھر کی تلاشی پر پولیس کو یہ سراغ بھی چلا تھا کہ یہ سامان امریکہ و فرانس سے شامی سرحدات کے راستے سے منگایا گیا تھا دوسری طرف یہود کی طرف سے فلسطین میں بکثرت اراضی خریدنے کی تحریک بڑے زور شور کے ساتھ شروع ہو چکی تھی۔ لندن میں یہودی رہنما ڈاکٹر ویزمین نے یہ تقریر براڈکاسٹ کی تھی کہ کانفرنس میں اس مقصد کے لئے چار لاکھ پونڈ جمع کئے جانے کی تجویز بالاتفاق منظور ہو چکی ہے بالائے خلیل میں امریکن خطے کے نام سے اراضی خریدی جائیگی جہاں جدید آبادی کے لئے جدید عمارتیں تعمیر کی جائیں کیونکہ ہمارے پاس جتنی زیادہ اراضی ہوگی یہودی ریاست کے قیام کیلئے ہمیں اتنی ہی زیادہ امداد ملیگی اور ہمارا پہلو مضبوط ہوگا۔

چونکہ علی الاعلان یہ اپیل کی گئی تھی اس سے عربوں میں برابر ہیجان پیدا ہو رہا تھا اور برطانیہ کی طرف سے تشدد کی پالیسی بھی شروع ہو چکی تھی جس پر مفتی اعظم نے جمعیتہ اقوام کو تار دیا تھا کہ فلسطین میں جس جبر و تشدد کا آغاز ہو چکا ہے اسے کوئی مہذب ملک صحیح حق بجانب قرار نہیں دے سکتی عرب رہنماؤں کی گرفتاریاں جلا وطنیاں اور تلاشیاں جمہور عوام کے لئے اضطراب مزید کا باعث بن رہی ہیں لہذا برطانیہ پر اس کے ترک کیلئے زور دیا جائے اس پر ہائی کمشنر نے اخبارات کو متنبہ کیا کہ وہ فلسطین کی حالت پر کوئی تبصرہ کریں اور نہ مفتی اعظم کے بیانات و اعلانات کو شایع کریں ورنہ پریس ضبط کر لیا جائیگا اس برطانوی تشدد نے اور جوش پیدا کیا ایک ٹرین کو بارود سے اڑانیکی سعی کی گئی جس کا انجن الٹ گیا مسلح عرب ٹرین پر چڑھ گئے اور پولیس پر فائر کئے تیل کے نلوں میں دو جگہ سوراخ کر دیئے گئے اور آگ لگا دی گئی برطانی کانسٹبلوں سے بھی عربوں کی جنگ ہوئی جن میں دو کانسٹبل ہلاک ہوئے کہا جاتا ہے کہ عرب ایک تھانہ پر بھی حملہ کرنا چاہتے تھے پولیس پہنچ گئی جس پر فائر ہوئے۔

اب حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں کرفیو آرڈر کا نفاذ کر دیا گیا ہے وسط ماہ میں بارہ گھنٹہ کے اندر اندر لگ بھگ سو دو سو لیڈروں کی گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں مفتی اعظم بھی گرفتار کر لئے گئے انھیں تمام مذہبی عہدوں سے علیحدگی پر مجبور کیا گیا اور مسجد عمر میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جہاں سے وہ خفیہ طور پر نکل کر فرانسیسی حدود لبنان میں پہنچ گئے وہاں تلاشی لی گئی اور اس کے بعد وہ دمشق کی طرف ہجرت کا حکم دیدیا گیا تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ فلسطین میں شدید تشدد سے کام لیا جا رہا ہے لیکن عربوں کا جوش اس سختگیر پالیسی سے برابر بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے ملک کے گوشہ گوشہ میں خونچکاں حملوں کا سلسلہ جاری ہے مسٹر انام مین انسپکٹر مدارس گولی کا نشانہ بنا دیئے گئے۔ بم بھی پھٹ رہے ہیں رات کے وقت تو سفر خصوصیت کے ساتھ غیر ممکن ہو گیا ہے غروب آفتاب کے بعد ہی تمام بازاروں میں سناٹا چھیل جاتا ہے اور راہ میں اور فوج کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ حملہ آور حملہ کرنے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ ریل کی پٹریاں اکھاڑی جا رہی ہیں گولیاں چل رہی ہیں ایک عرب کے مکان کو سرکاری ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا ہے تمام دنیائے اسلام میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے پنڈت نہرو نے بھی اظہار ہمدردی کیا ہے۔

مراقش مراکش میں بھی گولیاں چلنی شروع ہو گئی ہیں اور فرانسیسی حکام نے سختگیر پالیسی اختیار کر رکھی ہے ریذیڈنٹ جنرل نوگوئیس کے دور پر شدید مظاہرے کئے گئے۔ ہزار سرفروش عرب جلوس کے راستے میں لیٹ گئے اور پتھر پھینکے گرفتاریاں بھی ہوئیں قوم پرور جماعت روز بروز طاقت پکڑتی چلی جا رہی ہے۔ مراقش کے ساتھ ٹیونس اور الجزائر میں بھی عام بدلی پھیلی ہوئی ہے۔ اقتصادی بدحالی نے سیاسی تحریک کو اور نشو و نما دی ہے مگر مرکزی حیثیت مراقش ہی کو حاصل ہے۔ عربوں میں ضرب المثل ہے کہ ٹیونس عورت ہے الجزائر مرد ہے مگر مراقش شیر ببر ہے اس لئے مراقش کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

حال ہی کے ہنگامہ میں دس ہزار مراکش کے ساتھ پولیس کی گولی چلی نہایت سخت مقابلہ ہوا۔ بعد کا مظاہرہ مسلح کاروں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے منتشر کیا گیا اضافہ محصولات کی پالیسی سے عربوں میں بجد جوش پیدا ہو گیا ہے فلسطین کی حالت کا بھی اثر پڑ رہا ہے اور جنرل فرانکو نے بھی کوئی معاہدہ کر لیا ہے

ترکی بارہ سال عہدہ وزارت پر متمکن رہنے کے بعد غازی عصمت پاشا نے وزارت سے استعفےٰ دیدیا اور جلال بایار نے جدید وزارت مرتب کر لی اول الذکر اب پارلیمنٹ کے صدر ہیں فتحی اکیار وزیر خارجہ اور فوزی پاشا وزیر حرب مقرر ہوئے ہیں۔

انتہائی مسرت انگیز امر یہ ہے کہ ترکی سرعت کے ساتھ مراحل ترقی طے کر رہا ہے اور ہر قسم کے عسکری تمدنی اور معاشرتی ترقیاں کرتا چلا جا رہا ہے اعلان عام کیا گیا ہے کہ بازاروں اور سڑکوں پر نہ تھوکو اور نہ کوڑا کرکٹ پھینکو سگرٹ سلگانے کے لئے کسی کو نہ کھڑا کرو۔ رکاوٹ پیدا نہ کرو۔ شور و غل نہ کرو ترکی درسگاہوں میں اسلامی تاریخ کو بطور اساسی درس کے داخل کر لیا گیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد کی تاریخ تفصیل کے ساتھ پڑھائی جائے گی۔ تمام اسکولوں اور کالجوں میں لڑکوں کے لئے تعلیم بالکل مفت ہے ایک ترکی خاتون فاطمہ خانم نے اقتصادیات کی ڈگری حاصل کی ہے عمر ۲۸ سال ہے اسے وزیر اقتصادیات بنانے کی تجویز ہے عورتوں کے لئے بھی فوجی تعلیم جدید قانون کے ذریعہ لازمی کر دی گئی ہے۔ غازی اعظم کی متبنیٰ لڑکی کو محکمہ ہوا کا قائد مقرر کیا گیا ہے زنانہ

امریکہ مسٹر روزویلٹ نے اپنی تقریر براڈ کاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ:- امریکہ لڑائی سے سخت نفرت کرتا ہے اور امن کی زبردست حامی ہے بحالی امن کے لئے تو حکومتوں کے مابین معاہدہ ہوچکا ہے اور مزید کوشش جاری ہے لیکن فوجی تیاریاں جاری ہیں۔ امریکہ میں ہر ہٹلر کی اس تقریر کو بہت اہمیت دی جارہی ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ میں گوشت مکھن اور انڈوں کا استعمال کم کرنے کی ہدایت پہلے کرچکا ہوں اور اب تنبہ کرتا ہوں کہ جرمنی روٹی کی بہ نسبت آلوؤں کو زیادہ استعمال کرنا سیکھیں لہجہ میں تلخی پیدا کرتے ہوئے اور غالباً مسٹر ایڈن کی تقریر جنیوا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر ہٹلر نے کہا کہ ہمارے حل کرنے کے لئے بہت سے مسائل ہیں انھیں ہمیں خود ہی حل کرنا ہوگا کیونکہ لوگوں کی بتائی ہوئی تدابیر بے جان ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جگہ کم ہے اور مستعمرات کی ضرورت ہے تو ایک عقلمند صاحب کس شان سے فرماتے ہیں تمھیں ان کی ضرورت ہی کیا ہے جس چیز کی ضرورت ہو خرید سکتے ہو اگر انہوں نے پندرہ سال تک ہماری کھال نہ کھینچی ہوتی تو ہم ضرور خرید سکتے تھے۔" اسے بڑی اہمیت کی چیز سمجھا جارہا ہے کہ برلن کانفرنس میں مستعمرات کی واپسی اور اس مقصد کے لئے زبردست اور ہمہ گیر پروپیگنڈے کی تجویز منظور ہوگئی ہے آئندہ بحر روم کے متعلق فرانس اٹلی اور برطانیہ کے مابین جو گفت و شنید ہوگی اس میں اٹلی جرمنی کی حمایت میں آواز بلند کریگا۔

برطانیہ و فرانس لارڈ سنٹن نے نفسانی جنگی طاقتوں کے استحکام اور تنظیم پر موثر الفاظ میں زور دیا اور کہا کہ:- ہماری ہوائی طاقت کا پروگرام چند امور پر مشتمل ہے سب سے اہم امر یہ ہے کہ سلطنت کے لئے نفسانی بیڑوں کی تعداد کو دو گنا کر دیا جائے اور یہ ترقی سلطنت متحدہ برطانیہ کے قبضہ میں ہونی چاہیے ہمارے تمام اجزائے سلطنت اس کے لئے آمادہ ہیں ہماری خارجی پالیسی دوش بدوش ایک ہی مقصد کے لئے آگے بڑھے گی اور وہ مقصد امن عالم صلح سلامتی کا مقصد ہے۔ حال اسپین پر طیارہ کے دو بمبار گر نتار ہوگئے۔ یہودیوں پر سرزمین تنگ ہورہی ہے اور فلسطین کی نمازد ستیوں کا بدلہ قدرت ان سے یورپ میں لے رہی ہے فرانسیسیوں نے بھی ان کا فیصلہ منظور کرلیا ہے جرمنی سے فرانس میں جو ٹرین آتی ہے اس کی تلاشی لی جاتی ہے اور یہودیوں کو نکال کر واپس بھیجدیا جاتا ہے اور اصرار و فصر پر پاسپورٹ چھین لیا جاتا ہے کیمبرگ کی سرحد پر بھی اسی قسم کے قواعد کا نفاذ عمل میں آیا ہے پولیس اس معاملہ میں خاص سرگرمی کا اظہار کررہی ہے۔

ہندوستان

کانگریس صوبہ سرحد میں آنریری مجسٹریٹی کا عہدہ اڑا دیا گیا ہے اور پانچ ہزار مجسٹریٹ علیحدہ ہوگئے ہیں سرحد اسمبلی میں لائسنس کے بغیر بندوقیں رکھنے کی قرارداد منظور ہوگئی گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری باقی رہ گئی حکومت کی طرف سے قرارداد پیش ہوئی تھی کہ ان پرائمری اسکولوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو پشتو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے ہندو اور سکھوں کی طرف سے اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی گئی خان عبدالغفار خاں کی امداد کا پورا ثبوت ہے۔

رہے ہیں۔ حکومت کی منسٹری میں انہوں نے ہندو اور سکھ عناصر کو ستر فیصدی سے زیادہ بار دیا ہے۔ حکومت بمبئی کو بھی مجبوراً تشدد اختیار ہی کرنا پڑا اور جس طرح یوپی حکومت کو کانپور کے مزدوروں پر گولی چلانا پڑی تھی حکومت بمبئی کو بھی مزدوروں کو گولیوں کے ذریعہ سے منتشر کرنا پڑا بمبئی میونسپل کارپوریشن نے پرائمری اسکول کے بچوں کے دودھ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ منظور کرلیا ہے۔ حکومت بمبئی نے پولیس کو کسی قسم کے تحفے اور تحائف دینے کی مخالفت کردی ہے۔

حکومت صوبہ متوسط کے وزراء نے گاندھی کھدر کا ایک سوٹ سلوا کر پیش کیا جو انہوں نے بخوشی پہن لیا جبل پور کے فرقہ وارانہ فساد کو روکنے کے لئے بھی اس نے قابل قدر کوشش کی حکومت مدراس نے مسٹر باٹلی والا کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کرلیا ہے اور راجگوپال اچاریہ نے اعلان کیا ہے کہ اب انگریزوں کے خلاف نکتہ چینی کی ضرورت نہیں کہ حکومت ہمارے ہاتھ میں آچکی ہے اور اب جو تشدد کریگا میں اس کے ہاتھ سے پستول چھین کر اسی پر حملہ کروں گا۔ یوپی اسمبلی میں ہر قسم کی آمدنیات پر ٹیکس لگانے کا قانون منظور ہوگیا کسانوں کا اصلاحی ریمی بل بھی منظور ہوا اور کاشتکاروں کے خلاف قرضوں اور ڈگریوں کی عارضی روک کا بل چیدہ کمیٹی کے سپرد ہوگیا۔ یوپی حکومت دس ہزار قیدیوں کو چھوڑنے کے مسئلہ پر غور کررہی ہے ابھی میں خالص ہندی کو قرآن اور انٹر میڈیٹ اور ڈگری کالجوں میں ملٹری ڈرل کی قرارداد بھی منظور ہوئیں کانگریسی حکومت اور ایڈیٹ جنرل کے درمیان اختلاف نازک صورت اختیار کررہا ہے حتیٰ کہ شاید گورنر کو مداخلت کرنا پڑے مسٹر رفیع احمد قدوائی وزیر بلدیات یوپی نے اعلان کیا ہے کہ تیسرے درجہ گاڑی پر بیٹھکر سفر کریں گے نیز ان کے طعام و قیام کے لئے کوئی اہتمام نہیں نہ کیا جائے گاندھی جی نے ایک مضمون کے ذریعہ جمہور عوام کو آگاہ کیا ہے کہ وہ دعوتوں اور سپاسناموں اور ملاقاتوں سے وزراء کا وقت ضائع نہ کریں اور ان سے زیادہ توقعات وابستہ نہ کریں۔

پنڈت جواہر لال نہرو سرحد و پنجاب کے دورہ کے بعد جہاں ان کا شاندار استقبال ہوا بجنور تشریف لے گئے وہاں انتخابی تقریریں کرکے عازم کلکتہ ہوئے وہ ملک کے دورہ میں مصروف ہیں بمبئی میں انہوں نے فرمایا کہ جو لوگ جنگ آزادی میں کانگریس کا ساتھ نہ دیں گے وہ سخت نقصان اٹھائیں گے اور سوراج ملنے پر اس میں انھیں حصہ نہ دیا جائے گا۔ لاہور کے جلسہ میں فرمایا کہ جو لوگ گاندھی جی اور کانگریس کی مذمت میں سرگرم ہوں انھیں جہاں وہ مار کر نکالدو۔ طول و عرض ملک میں کانگریس کے ممبر کثرت سے بن رہے ہیں اور مسلمانوں میں بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ مسٹر قدوائی اور حافظ محمد ابراہیم وزرائے یوپی اس وقت بجنور میں مصروف کار ہیں جہاں حافظ صاحب کا انتخابی معرکہ رجعت پسندی و آزادی کی شکل اختیار کرگیا ہے ایک طرف کانگریسی احراری اور جمعیتی رہنما ہیں اور دوسری طرف مسلم لیگ کے تمام عمائد و قائدین ڈیرا ڈالے پڑے ہیں۔ بڑا پرشکوہ معرکہ ہے مسلم لیگ اپنے نمائندے کی کامیابی کے لئے بڑا زور لگا رہی ہے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی مولانا ظفر علی خاں مولانا حسرت راجہ صاحب محمود آباد مسٹر فضل حق مولانا شوکت علی مسٹر جناح وغیرہ لیگ کی طرف سے وہاں گئے اور خواجہ عبدالمجید، مسٹر آصف علی شیخ الہند دیوبند مولانا احمد سعید مولانا حبیب الرحمن پنڈت جواہر لال نہرو وغیرہ کانگریس کی طرف سے سرگرم کار رہے مقابلہ بڑا کانٹے کا ہے

مولوی دہلی
۵۹
رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ
عازمانِ حج کو مژدہ
اس سال حج کے لیئے ہندوستانی مشہور کمپنی کے نئے جہاز
"المدینہ"
میں سفر کیجئے
(۱) جس کی رفتار بہ نسبت دوسرے حاجیوں کے جہازوں کے بہت زیادہ تیز ہے
(۲) جسمیں ہر درجہ کے مسافروں کے آرام و آسایش کا بے حد خیال رکھا گیا ہے۔
(۳) جسمیں پانی ہمیشہ اور بافراط ملتا رہے گا۔
(۴) جسمیں ہوا اور روشنی کا اعلیٰ انتظام ہے۔
(۵) جسمیں تیسرے درجہ کے مسافروں کے لیئے ہر ڈگ میں بجلی کے پنکھے رکھے گئے ہیں جو ایک نئی ایجاد ہے
(۶) جسمیں غذا کا انتظام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور ہر صوبہ کی پسند کی نئی غذا ملتی رہے گی
(۷) جسمیں اوپر کے درجہ کے مسافروں کے لیئے ہوا خوری بیٹھنے کا کمرہ اور تفریح گاہ الگ ہے۔
(۸) جسمیں زنانہ مسافروں کے لیئے الگ جگہ مخصوص کی گئی ہے اور جہاں ایک کتب خانہ مذہبی کتابوں کا مخصوص ہے
حجاج کی سب سے بڑی خدمت جو اس کمپنی نے اپنے ذمہ لی ہے وہ یہ ہے کہ ہر سفر میں ایک معتبر اور ذی عزت مسلمان جہاز میں سفر کرے گا جس کا صرف یہی کام ہوگا۔ کہ وہ حجاج کو ہر طرح سے آرام پہنچائے اور انکی تکلیف میں مدد کرے، مزید حالات کے لیئے ذیل کے پتوں پر لکھیئے۔
کراچی کا پتہ
سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ
نیپیر روڈ کراچی
تار کا پتہ
"جالاناتھ" کراچی
بمبئی کا پتہ
سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ
وٹییٹ روڈ بلارڈ ایسٹیٹ بمبئی نمبرا
تار کا پتہ
"جالاناتھ" بمبئی

(اس حقیقت افروز مضمون کو پڑھنے سے آپ کا بہت بڑا فائدہ ہوگا)

عورت مرد کے اختلاط کی کہانیاں سنی جا ہو تو ان مایوس انسانوں سے سنو جو خاص لطف سے محروم ہو چکے ہوں اور وہ یہ کہتے ہوں کہ ہم تو اب زندگی سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو جوانی میں اپنا ستیاناس خود کر چکے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عیاشی میں اپنا جوہر حیات لٹا چکے ہیں اور اب پچھتاتے ہیں۔

ایسے مایوس نشاط اور حسرت نصیب انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہماری حسب ذیل دواؤں کو آزمائیں یہ وہ دوائیں ہیں جن کی حیرت انگیز تاثیر کی شہرت سنکر موجودہ سائنس سر پھوڑ رہی ہے ڈاکٹری آلات جو بندر کے غدود داخل کرنے میں کام کیا کرتے تھے اس جدید طبی ایجاد کے آگے جھک رہے ہیں جنہوں نے بندر کے غدود داخل کرائے تو کچھ ہی دن کے بعد پھر بیکار ہو گئے۔ ڈاکٹری یا یونانی دوائیں استعمال کیں مگر ناکارہ ثابت ہوئیں ان دو دواؤں میں جن کو استعمال کرنے والے راز حیات کہتے ہیں ایک ایسی کلی تاثیر قوت بھر دی گئی ہے جس کا بیان تحریر میں نہیں کیا جا سکتا۔ اسی فی صدی نامردوں نے بتایا ہے کہ ان دواؤں نے ہم میں جوانی کو دوبارہ بھر دیا اور عیش کی گھڑیاں دوچند ہو گئیں۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہندوستان میں اس سے قبل ان دو دواؤں سے بہتر کوئی علاج نہیں ثابت ہو سکا۔

دنیا میں نامردی کیلئے ہنگامہ خیز حسب ذیل دو دوائیں

(۱) "اکسیر البدن" یہ دوا انسانی جسم کو جو بالکل پھوکا یا ہڈیوں کا پنجر بن گیا ہو۔ طاقت و توانائی اور بڑھنے پھیلنے اور مضبوط کرنے کی قوت دیتی ہے اس میں وہ دوائیں ہیں جن کو آج سے سات سو برس پہلے کے طبیبوں نے تجربہ کرکے یہ لکھ دیا ہے کہ "انسان کی طاقت شیر کی طرح ہو ہیل کی مانند نظر ہو مور کی طرح آواز ہو" اس مرکب دوا اکسیر البدن کو ان تمام عوارض پر غور کرکے جو انسان اپنے ہاتھوں پیدا کرتا ہے قیمتی مشوروں اور بیش قیمت دواؤں سے مرکب کیا گیا ہے۔ یہ دوا دس اونس وزن روزانہ بڑھاتی ہے اور سوکھی ہڈیوں میں جان ڈال دیتی ہے۔ ناسد خون کو صاف کرتی ہے روز نئے خون کو پیدا کرتی ہے پہلے ہفتہ میں ہی انسان کی کایا پلٹ دیتی ہے اور چالیس دن میں اس قدر تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں ایمان کوئی چیز ہے اور آپ اس کی قدر کرتے ہیں تو ہمارے کہنے سے چالیس روز ورنہ بیس روز ضرور استعمال کرکے دیکھئے۔ قیمت چالیس خوراک اکسیر البدن کی سات روپے محصولڈاک آٹھ آنے بیس خوراک چار روپے محصول ۸؍

(۲) طلاء فاسفورس (اصلی) بیرونی طاقت کے لئے یہ بھی بالکل نئی ایجاد ہے اور اپنا ثانی نہیں رکھتا ذرہ برابر مقدار سوئی ہوئی رگوں میں بیداری پیدا کرتی ہے پٹھوں میں طاقت و تیزی پیدا کرتا ہے۔ مجلوقوں کے لئے اکسیر اور عیاشی کے فرنگین کے لئے نوجوانی کا پیغام ہے۔ ایک ہفتہ استعمال کے بعد طول و عرض میں فرق پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جو اس کے شاکی ہیں وہ بھی خوش ہو جاتے ہیں ناطاقتی کا رونا اور خود بخود شرمندگی اٹھانا چھپنا تو پہلے ہی دن جاتا رہتا ہے آزمائیے اور تجربہ کر کے پھر عیش سے زندگی بسر کرو گے۔ قیمت فی شیشی ایک مریض کے لئے چار روپے۔ نصف شیشی دو روپے محصولڈاک سات آنے علاوہ دونوں دواؤں کا پورا کورس آٹھ روپے میں ملے گا۔ محصولڈاک بھی نہیں لیا جائے گا کم مقدار میں منگانے والوں کو رعایت بالکل نہیں دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۵۱ دہلی

مدت کے بعد امساک کی دوا مل گئی

امساک کی دوا تلاش کرنے والوں کو خوش ہونا چاہئے کہ اب امساک کی ایک دوا ایجاد ہوئی ہے جسکو دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر اور طبیب جادو کی دوا کہہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے امساک کی کوئی ایسی دوا ایجاد ہی نہیں ہوئی تھی اس کی ایک گولی میں یہ کمال ہے کہ کھانے کے بعد اس وقت تک امساک قائم رکھتی ہے جب تک ترشی یا نمک کا استعمال کیا جائے خاص خوبی یہ ہے کہ کوئی مضر دوا یا نشہ کی چیز اس میں ذرہ برابر نہیں ہے صرف جڑی بوٹیوں سے ان گولیوں کو بنایا گیا ہے۔ استعمال کرنے والے کہتے ہیں کہ اگر ان گولیوں کی قیمت ایک سو رکھی ہوتی تو کم ہے یہ سرعت انزال کی دشمن اور رقت کی قاطع ہیں۔ قیمت فی درجن عہ؍ دو روپے محصولڈاک علاوہ۔ (نوٹ) ایک درجن سے کم روانہ نہیں ہوں گی۔

پتہ:۔ سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۵۱ دہلی

اولاد سے بالکل ناامید عورت کے ہاں بچہ ہو گیا

بے اولاد ماں باپ اولاد کیلئے مدت سے بے چین تھے پورے نو سال اسی آس میں گذر گئے۔ علاج بھی کئے۔ دعائیں بھی کیں مرادیں اور منتیں بھی مانیں مگر سب بیکار رہیں۔ تخم حمل کی دوا "کا حیرت انگیز کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ سات روز تک دوا استعمال کرنے کے بعد آٹھویں روز...... نطفہ قرار پا گیا اور ٹھیک نو مہینہ کے بعد ایک تندرست بچہ پیدا ہو گیا۔ جو ماں باپ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ حمل کی دوا وہ طلسماتی کارنامہ ہے جس نے دنیا کی بے اولاد عورتوں کو مسرور کر رکھا ہے۔ اور یہ دوا سچ جادو کی دوا کہا کرتی ہیں۔ جن عورتوں کے ہاں اولاد مدت سے نہ ہوئی ہو وہ اس دوا کو ضرور استعمال کریں اولاد کی نعمت سے خوش ہو جائیں گی۔ قیمت پورے سات دن کی دوا کی ساڑھے تین روپے محصولڈاک سات آنے علاوہ

پتہ:۔ لیڈی ڈاکٹر اکسیری دواخانہ کوچہ چیلان دہلی

بہشتی زیور مجلد

یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ اول الف بے ت اور کچھ عقاید حصہ دوم نماز اور نماز کے مسائل حصہ سوم زکوۃ حج قربانی حصہ چہارم طلاق نکاح مہر دلی، عدت وغیرہ حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین، حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ہفتم اصلاح رسوم و مروجہ شادی غمی حصہ ہشتم نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ نہم ضروری اور مفید علاج حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں حصہ یازدہم مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب یکجا مجلد ہیں ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت اصلی ہے رعایتی مجلد صرف دو روپے محصول ۱۲

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحہ کی مجلد کتاب فقہ اسلامی کی ایک بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب امام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اسمیں طہارت نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت بیع وشراء، لباس دیوانی و فوجداری قوانین زراعت تجارت حکومت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو قیمت بارہ آنے

ضروریات دینی

اسلامی معلومات کا دریا کوزہ میں دیکھنا ہو تو یہ کتاب منگائیے اسمیں تمام احکام اسلام اور ارکان کو بالاختصار جمع کیا گیا ہے جو لوگ فقہ و عقائد کی بڑی کتابیں نہ پڑھ سکتے ہوں ان کو یہ کتاب تو ضرور پڑھ لینی چاہیئے تاکہ اسلامی معلومات ان کے کچھ تو ذہن نشین ہوجائیں، اسمیں عقائد، عبادات معاملات سب کا بیان ہے مصروف کار رہنماؤں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ زبان اتنی آسان ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں سمجھی جاسکتی ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۲

اسلامی معاشرت

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے عبادت ہے. نماز روزہ حج زکوٰۃ سب ارکان اسلام ہیں جنکی ادائیگی پابندی بیحد ضروری ہے لیکن دنیا کا رہنا سہنا یا معاشرت اسلامی طریق پر نہ ہو تو یہ طاعت و عبادت ادھوری رہ جاتی ہے عام طور پر لوگ روزہ نماز کو ہی اسلام اور ایمان سمجھتے ہیں معاملات و معاشرت پر توجہ نہیں کی جاتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ غیر اقوام اسلام سے متاثر نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے پیش نظر اسلام نہیں بلکہ مسلمان ہوتے ہیں۔ قیمت رعایتی دس آنے

تفسیر سورہ فاتحہ

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے۔ کوئی مسلمان ایسا بھی بد نصیب ہوگا جس کو یہ صورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اسمیں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات کہ پورے دو سو صفحات میں کئے ہیں اولیاء اللہ کی وہ حکایات اور نکات لطیفہ ہیں، کہ آپ وجد میں آجائیں گے۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور خفی عقائد کی تفسیر و اعمال ہیں۔ مجلد دو سو صفحات پہلے قیمت عہ تھی۔ اب بارہ آنے محصول ۲

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو لغات و تحقیقات کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر ہر بحث کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت مناسب ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن کو مستند اور ایک ایسے عجیب و غریب طریقے پر مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر قلم حیرت میں آجاتے ہیں، صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک آیت بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا یہ بہت سی تفسیرات کا خلاصہ ہے۔ قیمت، ہر آنے محصول

تفسیر آیۃ الکرسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا۔ اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کا عامل دنیا مسخر کرسکتا ہے، اسم اعظم آیۃ الکرسی میں ہے اس کتاب میں اسی کی تفسیر ہے۔ اور تفسیر کے ساتھ ساتھ آیۃ الکرسی کے خواص مجرب اعمال بھی ہیں۔ اگر آیۃ الکرسی کے عمل پر عبور ہوجائے تو ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے اور دردی بھی نہ صرف اپنی بلکہ جسکی چاہیں اسکی۔ بڑی مجرب اور مفصل کتاب ہے اس کا نام صحیفہ قدسی ہے قیمت آٹھ آنے محصول ۲

تفسیر ست سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری پانچ وقت ہوتی ہے، مولانا صاحب نمازی ہوتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا، اور اتنی کیا مقررہ حرکتیں کیں مشق پر ہاتھ پیر اور مصلی تہ کردیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا بھی لطف آجائے گا۔ کیونکہ جب ترجمہ کے معانی اور معارف ذہن نشین ہونگے تو پھر نماز کا ہر رکن بامعنی ہوجائے گا۔ یہ پارہ عم کی آخری بیس سورتوں کی تفسیر ہے ۲۴۲ صفحہ قیمت چھ آنے محصول بھی ۲

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے۔ شرح تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جسقدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر اور مفصل بیان شیطان کی سرکشی آدم کی تخلیق شیطانی دشمنانہ قوت شیطانی مکاریاں اور فرشتوں سے ان کا تخلیق آدم تا اندم جابجا معرقہ حکایات ہیں جس سے مطالب فہم ہوگئے ہیں، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیف ہوگیا ہے، قیمت دس آنے مجلد

تفسیر سورہ اخلاص

مولانا احمد سعید صاحب مصنف وعظ سعید وغیرہ کی لکھی ہوئی ہے اور سورۂ اخلاص کے متعلق بڑے بڑے حقائق و معارف اس کتاب میں ہیں اس کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ سورۂ اخلاص میں کیا خصوصیات ہیں۔ یہ بھی گویا وعظ کی ایک کتاب ہے۔ اور مقدس بزرگوں کے حکایات نے اس کو بہت ہی دلچسپ بنادیا ہے اس کے ساتھ سورۂ اخلاص کے مجرب اعمال بھی اس کتاب میں مضمون ہیں گذشتہ دو ماہ میں سب سے زیادہ یہ کتاب فروخت ہوئی قیمت ۵ محصول ۲

بہشتا مذار پنجسورہ

جدید اڈیشن مع ہفت احزاب یہ نیا اڈیشن حال ہی میں طیار ہوا ہے پہلا پنجسورہ ۸۰ صفحہ کا تھا۔ اور یہ ۲۴۲ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ وظائف خاندان چشت کے علاوہ اور بھی بہت سی مجرب دعائیں ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کا ہے اور خواص و فضائل و اعمال سورتوں کے لئے قرآن منحضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے نصف بہت اعلیٰ کاغذ و چھپائی عمدہ ذیل سورتیں ہیں یاسین، فتح، رحمان، واقعہ ملک وغیرہ۔ لکھنا عمدہ نہایت سہل سنہری کاغذ مالک انگریزی، قیمت مجلد دس آنے

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی و دنیوی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علماء و صالحین اس بحر ذخار میں غوطے لگا کے جواہر القرآن نکالا اور حل مشکلات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ جمعہ کے دن سے شروع کرے جمعہ کے دن کے لئے تحمیدات قرآنی ہیں۔ ہفتہ کے لئے استغفار اتوار کو تسبیحات پیر کو آیات توکل منگل کیلئے تہلیلات بدھ کے لئے تحلیلات جمعرات کے لئے دعوات الٰہیہ بلفظ قرآن شریف سے ہی، قیمت مجلد ۶

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اور جس میں ۱۴ ابواب ہیں جنکے ماتحت سوا دو سو مضامین ہیں جو میاں بیوی کی زندگی سے متعلق ہیں، عورت کی حیثیت، عورت کی مختلف مذاہب عالم اور عورت، حیات ازدواجی کی تعریف، مختلف ملک کی رسوم مناکحت شادی بیاہ کی مختلف انواع، عقد و امد کی تاریخ۔ کثرت الازدواجی۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت طریقۂ نکاح و شادی، عورت کی اہمیت، زوجین کی ناتفاقی۔ قیمت بارہ آنے محصول ۴ر

میاں بیوی کے حقوق

مسلمان بیوی میاں کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر اچھے ہو سکتے ہیں آپ کو کتاب میاں بیوی کے حقوق میں یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی اور ساتھ اس پر عمل کرکے ہر گھر جنت بن جائیگا۔ ایک اچھی بیوی اور اچھے خاوند جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے، اسلامی جوڑا ایک ایسا عمدہ جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین بنینگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اسمیں دونوں کے خاص شرعی فرائض بتائے گئے ہیں۔
قیمت آٹھ آنے محصول ۲ر

صابر بیبیاں

مؤلف آثار سعید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے، آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے اسمیں حضرت مریم، امہات المومنین کے علاوہ مسلمان خواتین کے صبر کے حالات ہیں اسے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزارہا مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں، ہر مرد اپنی عورت کو یہ کتاب پڑھائے یا سنائے تو اس سے گھر کی خامیاں دور ہو جائیں گی قیمت مجلد بارہ آنے محصول ۴ر

اُمت کی مائیں

مولوی نذیر احمد صاحب کی بدنام کتاب امہات الامۃ کے جواب میں علامہ راشد الخیری نے یہ کتاب لکھی جو عورتوں اور مردوں دونوں میں بیحد مقبول ہے واقعات کے ساتھ ساتھ مولانا کا طرز تحریر ایسا دل آویز ہے کہ پوری کتاب مجبوراً ختم کرنی پڑتی ہے، اس کے ابتدا میں تعدد ازدواج پر نہایت دلکش بحث ہے، کہ عورتیں بھی قائل ہو جاتی ہیں۔ اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی مشغولیات کو دیکھ کر ہر شخص اپنے گھر کو ویسا ہی بنانے پر راغب ہوتا ہے۔
قیمت صرف بارہ آنے محصول ۴ر

ہفتاد اولیا

دنیائے اسلام کے ستر اکابر اولیا کے حالات ہیں، یہ کوئی پرانی وضع کی کتاب نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ مراد منیض کی جدید انشا پرداز کتاب تالیف کی ہے اسمیں غیر مستند حکایات اور روایات نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی ان ستر عظیم الشان ہستیوں کے حالات ہیں، جنہوں نے روحانیت کے منازل طے کرکے اسلام اور اسلام کی خدمت کی اور اسلام کو پیش کیا اور دنیائے اسلام اور اسلامیکی روز افزوں تعداد انہی اکابر اسلام کی کوششوں کا صدقہ ہے پڑھیے اور روحانی کیف اٹھائیے ۲۵۶ صفحات قیمت سوا روپیہ

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے، اور مرنے کے وقت کسی کو خبر نہیں ہوتی اس لئے فوراً یہ کتاب منگا کر پڑھ لیجئے اب سے آپ کو توبہ کی ضرورت، توبہ کا ثبوت توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کیوں کی جائے توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب کتابیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی، مرنا بہر حال ضرور ہوگا اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کرکے مرو تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے
قیمت دس آنے محصول ۵ر

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ کا سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہے مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فلسفہ روح، فلسفہ دوزخ و جنت، تناسخ، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کی پرواز، حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں، علیین، ابرار، مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب، تجہیز و تکفین، نماز وغیرہ وغیرہ و دیگر مضمون، رویائے صادقہ اولیا، قیمت بارہ آنے محصول ۴ر

مقالات غریب نواز

ابتدا میں ملک الشائخ سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح عمری ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی (۱۱) خواجہ کاکی کے خواجہ اجمیری سے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ جسمیں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہیں یا یوں سمجھئے کہ خواجہ اجمیری کے مقالات ہیں اور آپکی عجیب و غریب عارفانہ حقائق ہیں اور عبادات، معاملات، تعلقات، پر بہت عجیب و غریب تبصرہ ہے کہ پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے ۱۰۳ صفحات، قیمت چھ آنے محصول ایک ۶ر

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھنے کا وہ مقبول اور بہت عام قاعدہ جو ہر سال تین چار لاکھ طبع ہوتا ہے اور جو لوگ اسکی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں، بہت ہی آسان قاعدہ ہے اسمیں سب سے بڑی کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطہ، زبر، زیر، پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد بچہ استاد سے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ ماہ میں بغیر استاد کی مدد کے بچہ قرآن مجید پڑھ سکتا ہے، قیمت ایک جلد تین آنے، ایک روپیہ کے آٹھ۔

قاعدہ ختم القواعد

یہ عربی کا اعجاز نما قاعدہ ہے جسمیں ابت پڑھ لینے کے بعد، مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور پھر بچہ خود پڑھنے لگتا ہے مؤلف نے کچھ ایسے پڑھانے اور سمجھانے کی کلیں اسمیں رکھی ہیں اور کچھ ایسے گر بتلائے ہیں کہ استاد کو تکان نہیں ہوتا گو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا نہیں کرتا یہ قاعدہ اب مقبول عام ہو گیا ہے اسکے بیس ہزار چھپ چکے ہیں، ایک روپیہ کے سولہ اور پانچ روپیہ کے سو۔ سولہ جلدوں پر محصول ڈاک ۱۱ر لگتا ہے۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

جدید سستا ایڈیشن مجلدہ ر

جس کو مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اسکے چار حصے ہیں۔ حصہ اول، عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت کا بیان حصہ دوم عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان، حصہ سوم عقائد کا اونچا بیان اور نماز و روزہ حصہ چہارم، زکوٰۃ، حج اور حقوق العباد۔ آجکل ان رسائل کی تعداد ۲۴ لاکھ سے اوپر چھپ چکی ہے۔ اور اسلامی مکتب میں داخل نصاب ہر چہار حصے یکجا جلد قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۴ر

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی ترکیب پر کتاب دو سو صفحات کی ضخامت ہیں، پندرہ وضع کی روٹی بیس وضع کے سالن۔ ۱۲۰ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی، پندرہ وضع کی ترکاریاں، بیسیوں رنگ کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً بیس وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ادویہ امرتیں چٹنیاں نمک سلیمانی اور لبستارا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ بیماروں کے کھانے ہر مرض دولت کے لحاظ سے ایک دہلی کی خاتون کی لکھی ہوئی قیمت بارہ آنے محصول ۴ر

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

لَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح اللہ نے اُسکو سکھایا ہے

فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ

لکھدے اور جسپر قرض ہے وہ لکھواتا جائے

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۭ

اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور اسمیں سے کچھ کانٹ چھانٹ نہ کرے

فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ

پس اگر قرضدار بے عقل یا کمزور ہو یا

ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

خود لکھوا نہ سکتا ہو تو مناسب ہے کہ اس کا کارکن

وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ

انصاف سے لکھوائے اور اپنے آدمیوں میں سے دو مردوں کو

مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

گواہ کر لیا کرو اور دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد

وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ

اور دو عورتیں ہوں جن گواہوں میں سے تم پسند کرتے ہو

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا

تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اُس کو یاد

الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ

دلا دے اور جسوقت گواہوں کو (شہادت کیلئے) بلایا جائے تو انکار نہ کریں

وَلَا تَسْــَٔـــمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا

اور میعاد مقررہ تک لکھنے میں کاہلی نہ کرو چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا

اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ

اللہ کے نزدیک یہ بہت انصاف کی بات ہے اور

لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ

گواہی کے لئے بہت درست ہے اور کم تر ہے کہ (آئندہ) تم کو شبہ نہ پڑے ہاں اگر

تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

سودا دست بدست ہو جس کا لین دین تم آپس میں

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا

کرتے ہو تو نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ

تَكْتُبُوْهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ

نہیں ہے اور خرید فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ

لیکن نہ کاتب کو تکلیف دی جائے نہ گواہ کو اور اگر

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

ایسا کروگے تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے اور اللہ سے ڈرو

وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اور اللہ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

تفسیر

بیع سلم اور سود میں چونکہ بہت قریبی مشابہت تھی صرف نتیجہ کا فرق تھا ایک کے نتیجہ میں تباہی اور بربادی حاصل ہوتی تھی اور دوسرے کے نتیجہ میں فارغ البالی اور خوشحالی۔ اسلئے سود کی حرمت سے اس طرف گمان جاسکتا تھا کہ شاید بیع سلم اور مدت معینہ کے لئے قرض دینا بھی حرام ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں اس امر کی وضاحت فرمادی ہے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ مسلمانو جب تم بیع سلم یعنی بدنی کیا کرو اور قیمت نقد دے کر مبیع کی وصولی کے لئے کوئی مدت معین کر لیا کرو یا مبیع فوراً وصول کر کے قیمت ادا کرنے کی کوئی میعاد مقرر کر لیا کرو بہرحال تم کو مناسب ہے کہ پیمانہ وزن اور میعاد وغیرہ لکھ لیا کرو تاکہ آئندہ رگڑا جھگڑا نہ ہو۔

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ اور کاتب کے لئے بھی مناسب ہے کہ لکھدے لیکن انصاف کے ساتھ لکھنا لازم ہے کاتب پر واجب ہے کہ مال وقت قیمت وغیرہ کے لکھنے میں کمی بیشی نہ کرے ٹھیک ٹھیک لکھے بائع مشتری میں سے کسی کی جنبہ داری نہ کرے مگر کاتب پر لکھنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ

فَلْيَكْتُبْ - کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے کیونکہ جسطرح خدا تعالیٰ نے اُسپر احسان کیا ہے کہ اُسکو لکھنا سکھایا اسی طرح وہ بھی لوگوں کی تحریر لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ لکھدے - وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور جس شخص پر ادا لازم ہے اُسپر بھی واجب ہے کہ ٹھیک ٹھیک مطالبہ کے موافق مضمون لکھوائے کانٹ چھانٹ نہ کرے اور خدا کا خوف رکھے - فَاِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ - اب اگر مطالبہ دار بیوقوف ہو یا بہت کمزور ہو یعنی نابالغ بچہ یا بہت زیادہ پیر فرتوت ہو یا لکھوانا جانتا نہ ہو یا کوئی اور وجہ ہو کہ لکھوا نہ سکتا ہو فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ تو اُس کا سرپرست باپ دادا وصی یا شرعی حاکم انصاف کے ساتھ دستاویز لکھوا دے کمی بیشی نہ کرے اور دستاویز لکھنے کے بعد معاملہ کی پختگی کے لئے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ دو مرد گواہ مسلمانوں میں سے لیلو اور اُن کو گواہ بنالو کافر کو گواہ نہ بناؤ - فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہی کافی ہیں یعنی ایک مرد ضروری ہے اور دوسرے مرد کے قائم مقام دو عورتیں ہیں - مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ - اور یہ گواہ دینی اعتبار سے قابل پسند ہوں حُر ہوں بالغ ہوں عاقل ہوں دیوانہ نہوں فاسق نہ ہوں - جس معاملہ کی گواہی دیں اُس سے خوب واقف ہوں - گواہی سے اُن کا کوئی خاص نفع نہ ہو اور کوئی مضرت دفع بھی نہیں ہوتی ہو - حافظہ بھی اُن کا صحیح ہو نسیان یا غلط گوئی میں مشہور نہ ہوں بیمروت اور لالچی نہ ہوں - مدعا علیہ سے ان کو ذاتی عداوت بھی نہ ہو - ایسے گواہوں کو گواہ بناؤ - رہی یہ بات کہ ایک مرد کی بجائے دو عورتوں کی کیوں ضرورت ہے؟ اسلئے کہ عورتوں کی قوت واہمہ قوی ہوتی ہے اور حافظہ بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتا ہے - اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى - ممکن ہے ایک بھولجاتے تو دوسری اُسکو یاد دلا دیگی - لہذا دو عورتیں ہونی ضروری ہیں - وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا - اور جب گواہوں کو ادائے شہادت کے لئے یا کسی واقعہ کا گواہ بننے کے لئے بلایا جائے تو انکار نہ کریں گواہوں پر واجب ہے کہ جب حاکم ادائے شہادت کے لئے بلائے تو حاضر عدالت ہوں یا کسی معاملہ کے وقت اگر کسی کو گواہ بننے کے لئے بلایا جائے تو اُسپر لازم ہے کہ گواہ بنجائے - وَلَا تَسْئَمُوْا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰى اَجَلِهٖ اور اس حکم کا کافی لحاظ رکھو معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا بہرحال جب کوئی میعادی معاملہ ہو تو اُسکے لوازم لکھنے میں کاہلی نہ کرو - یہ خیال نہ کرو کہ ایسے معاملات دن رات ہوتے رہتے ہیں لکھ کر کیا ہوگا زبانی لین دین ہی کافی ہے - ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ - کیونکہ لکھنے میں تین فوائد ہیں - اول تو یہ کہ حق العبد کی حفاظت رہیگی ایک کا حق دوسرے کے پاس نہ جائیگا نہ رہیگا - مصدقہ کارروائی قائم رہیگی - وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ - دوسرے یہ کہ گواہوں کو ادائے شہادت میں آسانی ہوگی - لکھا ہوا دیکھ کر گواہ کو اپنی گواہی یاد آجائیگی اور پھر سہولت کے ساتھ گواہی دے سکیگا - وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا - تیسرے یہ کہ اہل معاملہ کا دل صاف رہیگا ایک کو دوسرے کی طرف بدگمانی کا موقع نہ ملیگا اور انکار کی جرأت نہ ہوگی -

کل آیت کا خلاصہ یہ نکلا کہ بیع سلم جائز ہے خواہ قیمت نقد اور مبیع اُدھار ہو یا مبیع نقد اور قیمت اُدھار لیکن میعاد مقرر ہونی ضروری ہے مثلاً یہ کہ محرم تک قیمت ادا کردونگا یا سو روپیہ جو اسوقت لئے ہیں اس کا غلہ فلاں تاریخ کو دیدونگا - اس معاملہ کا لکھا لینا مناسب ہے تاکہ باہمی نزاع اور اختلاف کا احتمال نہ رہے - اور کاتب کے لئے مستحب ہے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور مطالبہ دار اگر بیوقوف آدمی ہو یا بچہ ہو یا بہت زیادہ بوڑھا اور بدحواس ہو تو ان کا ہر معاملہ ان کا ولی یعنی باپ دادا یا وصی یا شرعی حاکم کرے اور لکھوانے کے بعد معاملہ کی پختگی کے لئے دو مسلمان بالغ عاقل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنالینی چاہئیں کیونکہ اصل دعوٰی کے ثبوت کا مدار انہی گواہوں پر ہے - گواہی کے لئے واقعہ کا خود مشاہدہ کرنا یا دستاویز کو سُن لینا کافی ہے گواہوں کے دستخط لازم نہیں ہیں لیکن اگر کرادیے جائیں تو بہتر ہے تاکہ گواہ کو دستاویز پر اپنے دستخط دیکھ کر یاد آجائے - دستاویز لکھنے کے تین فوائد ہیں دونوں اہل معاملہ کے حقوق کا تحفظ رہیگا - دلوں میں صفائی رہیگی - شک کرنیکا موقع نہ ملیگا اور گواہوں کو گواہی دینے میں سہولت ہوگی -

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ - گذشتہ حکم بیع سلم یا قرض کا تھا جس میں لکھنے کی تاکید کیگئی تھی یہ حکم دست بدست لین دین کا ہے یعنی اگر باہم فوری لین دین ہو مشتری قیمت فوراً دیدے اور مبیع پر قبضہ کرلے اور بائع مبیع اُسی وقت دیدے اور قیمت پر قبضہ کرلے تو فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا - نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نزاع کا احتمال ہی نہیں ہے نہ مشتری کو بدگمانی کرنے کا موقع مل سکتا ہے نہ بائع کو اسی طرح کوئی دوسرے سے رگڑا جھگڑا بھی نہیں کرسکتا - وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ لیکن دست بدست لین دین میں بھی بہتر یہ ہے کہ گواہ تو کرہی لیا کرو کیونکہ دست بدست معاملہ میں بھی کبھی تنازعہ ہو ہی جاتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی سے کوئی چیز خریدی اور اُسپر قبضہ کرلیا اور بائع سے کہا چلو مکان پر پہونچکر قیمت دونگا - بائع مشتری کے ساتھ ہولیا - اتفاقاً راستہ میں اُسکی قیمت زیادہ لگی اور بائع نے مشتری اول سے انکار کردیا کہ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت نہیں کی ہے تو خواہ مخواہ جھگڑا ہوگا - اس قسم کی ہم ذیل میں ایک حدیث لکھتے ہیں جو حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی سے مروی ہے کہ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا شتکار دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا اور اُسکو اپنے پیچھے پیچھے بلالیا کہ مکان پر پہونچکر قیمت دیدونگا اعرابی ساتھ ہولیا

لیکن حضور والا تیز جا رہے تھے اور اعرابی آہستہ آہستہ جا رہا تھا اسلئے پیچھے رہ گیا۔ لوگوں نے اعرابی کے پاس گھوڑا دیکھ کر اسکی قیمت لگانی شروع کی کیونکہ اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو خرید چکے ہیں۔ بالآخر کسی شخص نے رسول اللہؐ کی قیمت سے زائد قیمت لگائی اعرابی کے دل میں بے ایمانی آئی اور حضورؐ کو آواز دیکر بولا اگر اس قیمت پر آپ گھوڑے کو خریدتے ہیں تو خرید لیجئے ورنہ میں اس شخص کے ہاتھ گھوڑا فروخت کئے دیتا ہوں۔ حضور پاک صلعم اعرابی کی آواز سن کر ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا میں تو تجھسے یہ گھوڑا خرید چکا ہوں۔ اعرابی بولا واللہ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں میرے تیرے درمیان ایجاب قبول پورا ہو چکا ہے۔ اسی میں نزاع بڑھ گیا اور لوگ جمع ہونے لگے مسلمان حضور اقدسؐ کی تصدیق کرتے تھے اور جو کافر ہوتا تھا وہ اعرابی کو حق بجانب کہتا تھا۔ بالآخر اعرابی نے کہنا شروع کیا کہ اچھا گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور میرے آپ کے درمیان ایجاب قبول ہو گیا ہے گواہ کوئی موجود نہ تھا تھوڑی دیر میں حضرت خزیمہ بن ثابت پہونچ گئے اور اعرابی کا یہ کلام سُن کر کہنے لگے ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا ہے الخ۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دست بدست معاملہ میں اگرچہ تحریر لکھوانے کی ضرورت نہیں تاہم گواہ بنا لینے بہتر ہیں تاکہ نزاع کا کوئی احتمال ہی نہ رہے۔

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ۔ سابق آیت میں حکم دیا گیا تھا کہ کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے صحیح صحیح لکھدے اور گواہ گواہ بننے یا گواہی دینے سے انکار نہ کرے ٹھیک ٹھیک واقعی گواہی دیدے۔ اس حکم سے فریقین معاملہ کو موقع مل سکتا تھا کہ کاتب سے جو چاہیں جھوٹ سچ لکھوالیں اور پھر اجرت بھی نہ دیں اُس غریب کے ضروری کام کاج میں بھی نقصان پیدا کر دیں اگر وہ بیمار ہو تو پکڑ کر بلوالیں اگر کہیں سلسلۂ معاش پر لگا ہوا ہو تو اسکی روزی کا سلسلہ بند کرا کے اپنی دستاویز لکھوالیں گویا فن کتابت وتحریر اُسکے لئے وبال ہو جائے اور دنیا میں لکھنے والوں کی زندگی دوبھر بن جائے۔ اسی طرح اہل معاملہ ہر شخص کو جو گواہی دینے کی شرعی قابلیت رکھتا ہو پکڑ کر گواہ بنا سکتے تھے۔ کوئی اپنے ضروری کام میں مشغول ہو مگر اسکو مجبور کر کے بلوا کر گواہ بنا سکتے تھے اور پھر زبردستی اُس سے گواہی بھی دلوا سکتے تھے اسکے علاوہ اگر گواہ کسی غیر مقام میں ہوا اور وہاں سے عدالت تک جانے میں کچھ صرف ہوتا ہو تو اُس صرف کا بار گواہ کی گردن پر ڈال سکتے تھے اور اُس سے کہہ سکتے تھے کہ ہم صرف ورف کو نہیں جانتے گواہی تم کو بہرحال دینی ہو گی۔ ان تمام نقصانات کی بندش کے لئے خداوند تعالیٰ نے صرف دو لفظ فرما دیے کہ نہ کاتب کو نقصان ومضرت پہونچائی جائے نہ گواہ کو۔ اس مختصر کلام سے فریقین معاملہ کی ہر قسم کی زیادتی کا استیصال ہو گیا۔ اور قطعی ممانعت ہو گئی کہ جس بات سے کاتب وگواہ کو دینی یا دنیوی ضرر پہونچتا ہو وہ فعل نہ کیا جائے۔ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ۔ یہ گذشتہ وجوبی احکام کی خلاف ورزی کرنے پر وعید ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم گذشتہ ممانعتوں کا ارتکاب کرو گے تو یہ خدا کی نافرمانی ہے جسکا وبال مرتکب پر عائد ہو گا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ لہذا تم کو خدا سے ڈرنا چاہئے اُسکے اوامر ونواہی پر کاربند رہنا چاہئے۔ جو کام کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے اُسکو کرنا چاہئے اور جس فعل کے کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اُسکو نہ کرنا چاہئے چون وچرا قطعًا نہ کرنا چاہئے اور احکام الٰہی کی تنقید نہ کرنا چاہئے کیونکہ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ خداتعالیٰ خود تم کو ایسے احکام کی تعلیم دیتا ہے جن پر تمہاری فلاح دارین اور سعادت موقوف ہے لہذا اُسکے احکام کی خلاف ورزی نہ کرنی چاہئے۔

مقصود بیان:۔ بیع سلم اور ربٰوا کے فرق کی طرف اشارہ۔ بیع سلم کی اجازت۔ بیع سلم میں واجب الاداء چیز کی میعاد ادا لکھنے کی ضرورت۔ ناپ تول قیمت اور دیگر امور ضروری لکھنے کی ہدایت۔ کاتب کو لکھنے کا استحبابی امر۔ اور انصاف کے ساتھ لکھنے کی ہدایت۔ کمی بیشی اور تراش خراش کرنے یا کسی فریق کی جنبہ داری کرنے کی ممانعت۔ اگر کاتب کو لکھنے کے لئے بلایا جائے تو انکار نہ کرنے کا استحبابی حکم اور اس امر کی صراحت کہ جس شخص کو خدا نے اپنی نعمت عطا کی ہے اُسکو چاہئے کہ مخلوق خدا کے فائدہ میں اُسکو صرف کرے۔ کتابت وتحریر بھی خدا کی ایک نعمت ہے اسلئے کاتب کو لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہئے۔ مطالبہ دار کو ہدایت کہ خلاف واقعہ کوئی بات نہ لکھوائے۔ اگر مطالبہ دار کسی وجہ سے مجبور ہو اور لکھوا نہ سکتا ہو تو اُسکے ورثا صحیح صحیح لکھوا سکتے ہیں دستاویز پر مطالبہ دار ہی کے دستخط ضروری نہیں ہیں۔ ہر معاملہ میں دو مسلمان عاقل بالغ آزاد متقی مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری اور کافی ہے (مگر زنا اس حکم سے مستثنیٰ ہے قرآن میں دوسری جگہ اس کا حکم علیحدہ بیان کر دیا گیا ہے کہ چار گواہ ہونے لازم ہیں) معاملات میں دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام ہیں۔ عورتوں کا حافظہ کمزور ہوتا ہے اور واہمہ قوی ہوتا ہے ہر گواہ کو واقعہ یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ایک کو یاد ہو تو وہ دوسرے کو یاد دلا سکتا ہے۔ گواہ کے واسطے مشاہدہ بھی ضروری نہیں ہے بلکہ اگر معاملہ ختم ہونے کے بعد بھی اُن کو گواہ بنایا جائے تو انکی گواہی مقبول ہے۔ گواہوں کو اگر طلب کیا جائے تو گواہ بننے یا گواہی دینے سے انکار کی ممانعت۔ دستاویز سے حقوق العباد کا تحفظ، عدل وانصاف اداء شہادت میں شاہدوں کو سہولت اور اہل معاملہ میں باہم صفائی رہتی ہے، کوئی کسی کی طرف سے بدگمان نہیں ہو سکتا، کوئی کسی کا حق نہیں مار سکتا۔ دست بدست تجارت میں دستاویز ضروری نہیں مگر گواہ بنا لینے مستحب ہیں خواہ ایک ہی آدمی ہو۔ جس بات سے کاتب یا گواہ کو کوئی دینی

یا دنیوی ضرر پہونچتا ہو اُس بات کو اختیار کرنے کی ممانعت۔ خلاصہ یہ کہ امن عامہ، رفاہِ خلق، امور تمدن کی تکمیل، باہمی صلح، میل ملت، مال حلال کا تحفظ، دیانت، سچائی اور مصالح عباد کا ایک بے بہا خزانہ ان آیات کے اندر مضمر ہے جو دنیا کا کوئی قانون آج تک نہ پیش کر سکا نہ پیش کر سکتا ہے متمدن حکومتوں کے قوانین اس قانون کے مقابلہ میں تحفظ حقوق کے اعتبار سے بہت پست درجہ پر ہیں۔ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب ایسا اصلاحی لائحہ عمل آج تک نہ پیش کر سکی۔ گواہوں کی شہادت مقبول یا مردود ہونے کا معیار، کاتب اور گواہ کو نقصان و ضرر نہ پہونچانے کی ہدایت، حق تلفی اور تغلب کی بیخ کنی کا ضابطہ اس سے بہتر نا ممکن ہے۔ وغیرہ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ ملے

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ

تو کوئی چیز رہن با قبضہ ہونا چاہئے اور اگر تم میں سے ایک دوسرے کا

بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ

اعتبار کرے تو جسکا اعتبار کیا گیا ہے اُسکو دوسرے کی امانت ادا کر دینی چاہئے اور

لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

اپنے رب سے ڈرنا چاہئے اور گواہی کو نہ چھپاؤ

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

جو شخص اسکو چھپائیگا اُسکا دل گنہگار ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا،

تفسیر گذشتہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ اگر ادھار پر خرید و فروخت کی جائے تو دستاویز لکھوائی جائے تاکہ ہر فریق معاملہ کو اطمینان ہو جائے۔ اس آیت میں اطمینان کی ایک دوسری صورت کا اظہار کیا گیا ہے یعنی کسی چیز کو رہن رکھدینا۔ رہن رکھدینا جمہور کے نزدیک سفر و حضر دونوں میں جائز ہے اگر کوئی عذر ہو تو رہن رکھدینا مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں لازم ہے لیکن اسکی ضرورت سفر میں عموماً زیادہ ہوتی ہے جہاں نہ کاتب ملتا ہے نہ گواہ تو اطمینان کے لئے کوئی چیز رہن رکھدی جاتی ہے۔ مجمل ارشاد یہ ہے کہ اگر تم سفر کی حالت میں ہو یعنی کسی معذوری کی حالت میں ہو جسطرح کہ سفر میں معذوری ہوتی ہے وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ اور لکھنے والا نہ ملے یا دوات: ملے یا قلم نہ ہو یا کاغذ نہ ہو یا کوئی گواہ نہ مل سکے یا کوئی اور عذر ہو تو کوئی چیز رہن رکھدینی چاہئے لیکن شئی مرہونہ پر مرتہن کا قبضہ لازم ہے ورنہ رہن نہ سمجھا جائیگا صرف زبانی جمع خرچ سے کوئی چیز رہن نہیں ہو جاتی ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ لیکن اگر دائن کا مدیون پر اعتبار ہو اور بغیر دستاویز لکھائے اور بغیر رہن رکھے وہ ادھار کا معاملہ کرے اور صرف اُسکی ذات پر اعتماد رکھے فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ تو مدیون پر بھی لازم ہے کہ دائن کا حق امانت سمجھکر ادا کرے اور پورا پورا ٹھیک میعاد پر اُس کو پہونچا دے دینے میں حیلہ حجت نہ کرے۔ آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں اپنا مال کسی کے پاس رہن رکھدے تو مرتہن پر لازم ہے کہ راہن کے مال کو امانت سمجھے اُس میں کوئی تصرف نہ کرے اور نہ اُس سے مالی نفع اٹھائے بلکہ جب اُس معاملہ کی تکمیل ہو جائے اور کاروبار صاف ہو جائے تو مال مرہونہ راہن کو پورا پورا بغیر حیلہ حجت کے دیدے۔ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور قرض کے ادا کرنے میں خدا سے ڈرتا رہے دائن کا قرض مثل امانت کے ہے اور امانت کی ادائیگی لازم ہے اس میں خیانت نہ کرے اور کسی طرح یہ خیال نہ کرے کہ اگر میں یہ امانت ادا کر دونگا اور قرض کا مال دیدونگا تو نادار ہو جاؤنگا اور فاقہ مر جاؤنگا کیونکہ خدا تعالی رب ہے پرورش کا کفیل ہے۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ یعنی شہادت کو نہ چھپاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی حقدار کا حق بغیر کسی کی گواہی کے ضائع ہوتا ہو اور وہ اسکو طلب کرلے تو گواہ کو ادائے شہادت سے انکار کرنا یا اُس پر اجرت لینا حرام ہے یا حقدار کو علم نہو کہ میرا معاملہ فلاں شخص کو معلوم ہے مگر گواہ جانتا ہے کہ میری گواہی نہ دینے سے اُس کا حق تلف ہو جائیگا تب بھی ادائے شہادت واجب ہے۔ اور اصل واقعہ بیان نہ کرنا یا غلط بیان کرنا بھی کتمانِ شہادت میں داخل ہے جس میں محض زبان ہی گناہگار نہیں ہوتی بلکہ عزم معصیت کی وجہ سے دل بھی گناہگار ہوگا۔ کتمانِ شہادت سے دل بھی بگڑ جاتا ہے بلکہ اس کا سرچشمہ ہی دل ہے۔

حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دینی تو کبیرہ گناہوں میں بدتر گناہ ہے مگر اخفاءِ شہادت بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

مقصود بیان:- بحالت مجبوری رہن رکھنا جائز ہے۔ رہن کی تکمیل بغیر قبضہ کے نہیں ہوتی یعنی جب تک شئی مرہونہ پر قبضہ نہ کرلیا جائے رہن معتبر نہیں۔ کسی کا قرض امانت ہے جسطرح امانت میں خیانت کرنا جرم ہے اسی طرح قرض ادا نہ کرنا بھی حرام ہے۔ امانت میں بدنیتی جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قرض کو بدنیتی سے روک لینا یا ادا کرنے میں حیلہ حجت کرنا بھی ناجائز ہے۔ اخفاءِ شہادت کبیرہ گناہ ہے اور ادائے شہادت لازم ہے وغیرہ۔ مذکورۂ بالا تمام ہدایات بھی کائنات انسانی کے حقوق کا تحفظ، لوازم تمدن کی تکمیل، اخلاق فاضلہ کی تعلیم اور کسی غریب کی حق تلفی نہ ہونے دینے کی تلقین مقصود ہے تاکہ عالم میں فتنہ فساد، جنگ و جدال، بے ایمانی اور

بد دیانتی پیدا نہو اور تمام غریب امیر شاہ و فقیر مساویانہ حیثیت سے اپنے اپنے حقوق کے ساتھ رہیں کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۭ وَإِنْ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے ۔ جو کچھ

تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ

تمہارے دلوں میں ہے اسکو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس کا حساب تم سے

بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

لے گا پھر جسکو چاہیگا بخشدیگا اور جسکو چاہیگا عذاب

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

دے گا اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں اخفاءِ شہادت اور نیتِ خیانت کی ممانعت کی گئی تھی اُسی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے اور وعید آمیز ممانعت کیجاتی ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :- آسمان زمین کے درمیان اور ان میں جو کچھ ہے یعنی کل کائنات عالم سب خدا ہی کی بنائی ہوئی پیدا کی ہوئی ہے اُسی کے قبضہ میں ہے اُسی کی تابع فرمان ہے اس لئے وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے یعنی جو خیانت کی نیت اخفاءِ شہادت کا ارادہ اور گناہ کا مصمم عزم تمہارے دلوں میں ہے اُسکو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ بہرحال قیامت کے دن اُس کا حساب خدا تعالیٰ تم سے کریگا ۔ حساب کے بعد فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جس شخص سے چاہیگا درگذر فرمائیگا اور اُسکے دلی ارادوں کو ظاہر نہ فرمائیگا اور جسکو عذاب دینا چاہیگا اُسکو عذاب دیگا معاف نہ کریگا ۔ اُسکو مغفرت کرنے یا عذاب دینے سے کوئی روک نہیں سکتا ۔ خدا تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے عذاب دے ۔

مقصود بیان :- اگر گناہ کا مصمم ارادہ کرلیا جائے لیکن کسی ناگہانی اور غیر اختیاری وجہ سے گناہ کا ظہور نہو سکے تو چونکہ خدا تعالیٰ دلی ارادوں سے واقف ہے اسلئے ایسے ارادے بھی قابلِ مواخذہ ہیں لیکن خدا تعالیٰ بہ رحمتِ کاملہ ہے اس قسم کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے ۔ وغیرہ ۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

رسول نے اور ایمان والوں نے اُن احکام کو مان لیا جو پروردگار کیطرف سے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ

رسول پر اُتارے گئے سب کے سب اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ

اُسکی کتابوں پر اور اُسکے پیغمبروں پر ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ ہم اُسکے

رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ

رسولوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں سمجھتے اور بولے ہم نے سُنا اور مان لیا

رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش کے خواستگار ہیں اور تیرے ہی طرف لوٹنا ہے

تفسیر حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ وغیرہ صحابہ نے جب آیت وَإِنْ تُبْدُوْا الخ سے یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ اعضاءِ ظاہری اور وساوسِ قلبی دونوں کا حساب لیگا تو انکے دل کانپ گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دوزانو بیٹھ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ دل تو ہمارے قبضہ میں نہیں ہیں بہت سے وسوسے دل کے اندر آتے ہیں اگر ان پر مواخذہ ہوا تو پھر ہمارا کہاں ٹھکانا لگیگا ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری عرضداشت سُن کر ارشاد فرمایا جو کچھ حق تعالیٰ کا حکم ہے تم اُسکو بغیر چون و چرا کے مان لو ۔ یہود و نصاریٰ کی طرح حجتیں نہ کرو آقا کے حکم میں حجتیں کرنی بندہ کا کام نہیں ہے ۔ وہ خود تمہاری طاقت اور اپنے حکم سے واقف ہے ۔ تم پر لازم ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح سمعنا و عصینا نہ کہو بلکہ یوں کہو سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر الخ ۔ گویا اس آیت میں صحابۂ کرام کی فضیلت ایمانی اور علو مرتبہ کو ظاہر کیا گیا ہے اور گذشتہ آیت کے حکم کو منسوخ کیا گیا ہے (رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد فی ناسخہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم) بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوری دعا صحابہ کو تعلیم فرمائی تھی :- ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۔ (احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، بیہقی)

شان نزول کے بیان کے بعد اب ہم آیات کی تفسیر کرتے ہیں ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :- خدا کی طرف سے جو احکام (سخت یا آسان) رسول پر نازل کیے گئے ہیں اُن پر رسول اور تمام مؤمن بندے ایمان رکھتے ہیں اُنکی تعمیل میں کوئی چون و چرا نہیں کرتے ۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

وَرُسُلِہٖ ۔ ہر شخص خواہ رسول ہو یا عام مؤمن خدا کی ذات وصفات، وحدت قدرت، علم، ارادہ، مشیت، خلق وغیرہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسکے تمام فرشتوں پر ایمان رکھتا ہے جبرئیل ہو میکائیل ہو یا کوئی اور فرشتہ ہو کسی کا انکار نہیں کرتا۔ خدا کی تمام کتابوں پر بھی ایمان رکھتا ہے۔ تمام صحیفے توریت، انجیل زبور اور قرآن کو خدا کی کتابیں جانتا ہے ان میں سے کسی کا انکار نہیں کرتا۔ اور خدا کے تمام پیغمبروں پر بھی ایمان رکھتا ہے کسی کی تکذیب نہیں کرتا اور ہر ایک پیغمبر کو خدا کا بندہ اور فرستادہ جانتا ہے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں جانتا اور جو احکام ان پیغمبروں نے اپنے زمانہ میں دیے ہیں اُن کو حق جانتا ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۔ تمام ایماندار لوگ قائل ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں باہم تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں جسطرح کہ یہود و نصاریٰ کرتے ہیں ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے پیغمبر کی تکذیب کرتا ہے وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنی خدا کے خالص مؤمن بندے کہتے ہیں کہ الٰہی ہم نے تیرا فرمان سنا اُسکو قبول کیا جس چیز کے تونے کرنے کا حکم دیا ہے اُسکو دل وجان کرینگے اور جس کام کی ممانعت کی ہے اُس سے پرہیز رکھینگے ہر طرح تیرے حکم کی اطاعت کرینگے۔ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا۔ الٰہی ہم تیری طرف سے معافی اور درگذر کے طالب ہیں تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ بالآخر تیرے ہی پاس لوٹ کر جانا ہے قیامت کے دن تو سب کو قبروں سے اٹھائیگا حساب کتاب لیگا اور عذاب ثواب دیگا لہذا تو ہم کو معاف فرمادے۔

مقصود بیان :- احکام الٰہی کی تصدیق اور تعمیل کرنی چاہیے تمام انبیاء کل آسمانی کتابوں اور خدا کے سب فرشتوں پر ایمان لانا لازم ہے تفریق بین الانبیاء کفر ہے۔ خدا سے مغفرت کی دعا مانگنی چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ حشر جسمانی جنت دوزخ عذاب ثواب حساب کتاب وغیرہ اخروی کیفیات سب حق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مؤمن تھے یعنی حضور اقدس کا باطن تمام نفسانی کدورتوں اور شیطانی وسوسوں سے پاک صاف تھا۔ جو کچھ عالم جبروت کے صفات قلب گرامی پر منکشف کئے گئے سب کو رسول پاک نے صدق اخلاص سے قبول کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر مؤمن خواہ عارف ہوں یا صدیق مشاہدہ کے درجہ پر فائز ہوں یا مرتبۂ قرب میں ہوں مخلصین کے طبقہ میں ہوں یا مؤمنین کے گروہ میں۔ رضا وتسلیم کے رتبہ والے ہوں یا توکل کے بہرحال حضور کے علاوہ ہر مؤمن کامل کا مشاہدہ یقینی ہوتا ہے اور ہر ایک کو کمال ایمان حاصل ہوتا ہے۔ صفات جبروت ان پر بھی منکشف ہوتے ہیں لیکن تجلی کا مشاہدہ کسی لباس میں ہوتا ہے خالص اور صرف مشاہدہ نہیں ہوتا نفسانی وسوسوں سے ان کو خلاصی نہیں ہوتی وغیرہ۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا
اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتا اُسکے کمائے ہوئے کا

كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا
نفع بھی اُسی کے لیے ہے اور اسکے کئے ہوئے کا ضرر بھی اسی کیواسطے ہے (تم کہو)

لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو اُسکا مواخذہ ہم سے نہ کرنا

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
اے ہمارے پروردگار ہم پر پہلے لوگوں پر جیسا بارگراں تونے ڈالا تھا ہم پر ویسا

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
بھاری بوجھ نہ ڈالنا اے ہمارے پروردگار ہم سے ایسا بوجھ اٹھوانا

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ
جسکے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخش

لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا
دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا حامی ہے کافروں کے

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ع
مقابلہ میں ہماری مدد کر

تفسیر اسکے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم دلی وسوسوں سے بچ نہیں سکتے اور نہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ان سے کنارہ کش رہیں کیونکہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اُسکی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتا اور کسی پر ناقابل برداشت بار نہیں ڈالتا۔ بلکہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۔ ہر شخص جو معمولی سی خواہ بلا ارادہ ہی ہو نیکی کرتا ہو اُسکے لئے نیکی کا فائدہ مخصوص ہے اور جو قصداً گناہ کرتا ہے اُسکا عذاب اُسی کی گردن پر لدا ہوا ہے یعنی اعمال جوارح اور اعضاء کے افعال پر عذاب ثواب ہوگا اگرچہ حساب اُن ارادوں کا بھی ہوگا جنکے کرنے کا پختہ اور مصمم عزم کرلیا گیا ہو اور پھر کسی وجہ سے نہیں کیا ہو مگر عذاب اُن پر نہ ہوگا۔ اس سے

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنی چاہیئے: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی الٰہی اگر ہم بھول چوک کر کوئی گناہ کر بیٹھیں تو ہم سے اُس کا مواخذہ نہ کرنا جسطرح تو بنی اسرائیل سے کرتا تھا۔ بنی اسرائیل جب بھول چوک کر بھی کوئی گناہ کر بیٹھتے تو فوراً کوئی سزا مل جاتی اور کھانے پینے کی کوئی حلال چیز حرام کر دی جاتی اور اگر قصداً گناہ کرتے تھے تو ایسے گناہ کی توبہ تو سوا اپنی جان دیدینے کے کوئی اور نہ تھی۔ قصداً گناہ کی سزا صرف قتل تھی مگر یہ فضل الٰہی ہے کہ بطفیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مرحومہ پر بھول چوک معاف ہے اور قصداً گناہ کی معافی کا دروازہ توبہ خالص سے کھل جاتا ہے۔ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ الٰہی ہم پر ایسا بار نہ ڈال جیسا تو نے گذشتہ لوگوں پر ڈالا تھا۔ گذشتہ لوگوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ بنی اسرائیل کیلئے احکام بہت سخت تھے۔ قصداً گناہ کی سزا قتل تھی۔ زکوٰۃ میں چہارم مال دینے کا حکم تھا۔ اگر کپڑے پر کہیں نجاست لگجاتی تو دھونے سے پاک نہیں ہوتی تھی بلکہ اُتنی جگہ کو کاٹ دینے کا حکم تھا۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ الٰہی ہم پر وہ تکالیف اور مصائب نہ ڈال جنکے برداشت کرنیکی ہم میں طاقت نہ ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ خدا تعالیٰ میری امت پر ایسی قوم کو مسلط نہیں فرمائیگا جو ان کو قتل کرنا اور نیست و نابود کرنا مباح سمجھے اور نہ ان کو قحط عام کی سزا میں مبتلا کریگا نہ غرقابی کا عذاب انکو دیا جائیگا۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا۔ ہمارے تمام گناہوں کو معاف کر دے جو قصور ہم نے کئے ہوں سب کو مٹا دے اور پھر ہمکو اپنی مغفرت میں چھپالے وَارْحَمْنَا اور مغفرت سے بڑھ کر ہم پر رحمت نازل فرما درجات قرب عطا کر دوزخ سے بچانے کے بعد جنت میں داخل فرما اور پھر جنت میں بھی مراتب مرحمت فرما۔ اَنْتَ مَوْلٰىنَا تو ہی ہمارا آقا، مالک اور ہمارے کل کاموں کا ذمہ دار ہے۔ تو ہی ہمارے کام بنانے والا ہے اور چونکہ تو ہی ہمارا مولا ہے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ لہذا دنیا میں بھی تو ہماری مدد فرما کافروں پر غلبہ عطا کر۔ دلائل و ثبوت میں بھی ہم کو غالب کر اور حکومت و جنگ میں بھی۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو بھی قبول فرما لیا۔

مقصود بیان:۔ مذکورۂ ذیل امور کے متعلق دعا کرنے کی ہدایت دنیوی شان و شوکت، جاہ و جلال، دولت، حشمت، عزت و حکومت، اعلانِ اسلام، اشاعت امن، ازالۂ فساد، کفار پر غلبہ، برہان و دلیل کی قوت اور اخروی سعادت یعنی عذاب سے نجات، جنت میں داخلہ گناہوں کی معافی، رحمت کا نزول اور منازل قرب کا حصول وغیرہ۔

آیت میں اس طرف لطیف اشارہ ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ خدا ہی کو اپنا مولا اور مددگار و کفیل سمجھے۔ چھوٹی سی چھوٹی بھی اُسی سے طلب کرے دنیا پرست اور مخموران حکومت سے التجا کرنی بے سود ہے نہ ان کے پاس کچھ ہے نہ دے سکتے ہیں۔ ذات باری ہی ہر چیز کی کفیل ہے وہی دینے والا وہی دلوانے والا ہے۔

آیت سے ایک امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کو دین و دنیا دونوں کی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہئے کیونکہ دنیا سے دین وابستہ ہے۔ غلبۂ دینی دنیوی طاقت کے حصول پر موقوف ہے۔ لہذا دونوں سعادتوں کے حصول کی استدعا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں دوسو آیات اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

الم۔ اللہ ہی مستحق عبادت ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غیر فانی اور سب کو

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

تھامنے والا ہے (اے محمد) اُس نے تم پر کتاب برحق نازل کی جو پہلی کتابوں کی

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ

تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے اسی نے توریت و

الْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ

انجیل لوگوں کی ہدایت کے لئے اُتاری اور اُسی نے

اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

معجزات کو اُتارا جن لوگوں نے اللہ کی آیات کو نہ مانا

اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اُن کے لئے خصوصیت کے ساتھ عذاب ہے اور اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے

تفسیر

اس سورت میں دوسو آیات اور بیس رکوع ہیں چونکہ اسمیں آل عمران کا قصہ بیان کیا گیا ہے اسلئے آل عمران نام رکھدیا گیا۔

الٓمّٓ سنہ ۹ھ میں تقریباً ساٹھ عیسائی نجرانی (علاقۂ یمن) رسول اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے لئے مدینہ میں عصر کے وقت آئے۔ ان لوگوں کے

سردار چودہ آدمی تھے جن میں تین امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ اوّل عاقب یعنے عبدالمسیح۔ دوّم عاقب کا مشیر خاص پادریوں کا سرگروہ ایہم۔ سوّیم ابوحارثہ بن علقمہ بکری۔ سب سے زیادہ ابوحارثہ وجاہت و اعزاز رکھتا تھا۔ کلیسا عرب کا بھی سردار تھا۔ شاہان روم کی طرف سے اسکو جاگیریں عطا کی گئی تھیں اور بادشاہ روم کے دربار میں اسکی عزت و توقیر بھی بہت تھی اور واقع میں بھی یہ علم و فضل میں امتیازی پایہ رکھتا تھا جو کسی دوسرے عالم کو حاصل نہ تھا۔ یہ شخص دل سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ جس نبی اعظم کی بشارتیں توریت و انجیل میں دی گئی ہیں وہ یہی ذات گرامی ہے لیکن حُب مال و عزت و دولت کی پاسداری۔ حکومت و جاہ کی کشش اسکو مسلمان نہ ہونے دیتی تھی۔ اُس کا خیال تھا کہ اگر میں مسلمان ہوگیا تو شاہی معتوب ہوکر منصب جاگیر سے محروم کر دیا جاؤنگا۔ قومی اعزاز و وجاہت بھی خاک میں مل جائیگی۔ ان شیطانی وسوسوں نے اسے مسلمان نہ ہونے دیا۔ الغرض ساٹھ عیسائیوں کا قافلہ مدینہ میں پہونچا۔ حارث بن کعب ان کے پیچھے آرہے تھے اول مسجد میں پہونچکر انہوں نے نماز ادا کی حضور اقدس صلعم نے انکی مزاحمت نہ کی اور ارشاد فرمایا ان کو مشرق کی طرف رُخ کرکے ہی نماز پڑھنے دو۔ نماز کے بعد عبدالمسیح اور ایہم نے سلسلۂ کلام شروع کیا۔ ہم ذیل میں مکالمہ نقل کرتے ہیں:۔

حضور والا ۔ تم ایمان لے آؤ۔ **عیسائی** ۔ ہم آپ سے پہلے لا چکے۔

حضور والا ۔ تم غلط کہتے ہو تین وجہ سے تم مسلمان نہیں ہوسکتے تم خدا کا بیٹا ہونے کے قائل ہو۔ صلیب کی پرستش کرتے ہو اور سئور کھاتے ہو۔

عیسائی ۔ اگر یسوع خدا کا بیٹا نہیں تو اُس کا باپ کون شخص تھا؟

حضور والا ۔ کیا تم جانتے ہو کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟

عیسائی ۔ جی ہاں۔

حضور والا ۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ ہمارا رب حی لایموت ہے کبھی اسکو فنا نہیں اور عیسیٰ فانی ہیں اُن کو موت آسکتی ہے۔ **عیسائی** ۔ جی ہاں۔

حضور والا ۔ تم جانتے ہو کہ ہمارا رب قیوم ہے ہر شے کی حفاظت فرماتا اور اسکو رزق دیتا ہے۔ **عیسائی** ۔ جی ہاں

حضور والا ۔ تو کیا عیسےٰ بھی ان امور میں سے کوئی کام کرسکتے ہیں؟

عیسائی ۔ نہیں۔

حضور والا ۔ کیا تم قائل ہو کہ خدا تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں؟ **عیسائی** ۔ جی ہاں۔

حضور والا ۔ کیا عیسیٰ بھی سوا اُس علم کے جو خدا تعالیٰ نے اُن کو عطا کیا تھا اور کسی چیز سے واقف تھے؟ **عیسائی** ۔ نہیں۔

حضور والا ۔ تو ہمارے پروردگار نے ماں کے پیٹ میں جسطرح چاہا بنادیا ہمارا پروردگار نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ **عیسائی** ۔ ہاں ایسا ہی ہے۔

حضور والا ۔ کیا تم کو علم ہے اور تم قائل ہو کہ عیسیٰ کو اُنکی والدہ نے اپنے شکم میں اسی طرح رکھا جسطرح دوسری عورتیں حمل کو رکھا کرتی ہیں پھر عیسیٰ اسی طرح پیدا ہوئے جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں پھر عیسیٰ کو ویسے ہی غذا ملتی رہی جیسے آدمی کے بچوں کو ملا کرتی ہے پھر وہ خود کھاتے پیتے اور پاخانہ پیشاب کو جاتے رہے؟ **عیسائی** ۔ جی ہاں ایسا ہی ہوا۔

حضور والا ۔ تو جس شخص کی یہ حالت ہو وہ اس درجہ پر کس طرح پہونچ سکتا ہے جو تم گمان کر رہے ہو (یعنی خدا کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے)

عیسائی علماء یہ مسکت جواب سن کر خاموش ہوگئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اب بھی تم کو میرے دعوی میں کچھ شبہ باقی ہے تو آؤ ہم تم اپنی اولاد کو لیکر باہر میدان میں نکلیں اور خدا سے دعا کریں کہ جھوٹے پر خدا کی مار ہو۔ عیسائی دعوت مباہلہ سُن کر پس و پیش کرنے لگے ہم اس کا جواب مشورہ کرنے کے بعد دینگے۔ چنانچہ باہمی مشورہ کے بعد اس چیلنج پر راضی نہ ہوئے اور نجران کو واپس چلے گئے۔ اسی دوران میں سورۂ آل عمران ابتدا سے تراسّی آیات تک نازل ہوئی (ربیع بن انس) شان نزول بیان کرنے کے بعد ہم تفسیر شروع کرتے ہیں۔

الٓمٓ کی صحیح تفسیر تو یہی ہے کہ اس کی مراد معلوم نہیں۔ خدا ہی اپنی مراد سے بخوبی واقف ہے لیکن مفسرین نے قیاس آرائی کرکے کچھ تاویلی معنی بھی اسکے لکھے ہیں جنمیں سے بہتر معنی یہ معلوم ہوتے ہیں کہ الف سے اللہ اور لام سے جبرئیل اور میم سے محمدؐ مراد ہیں یعنی یہ سورت یا یہ قرآن اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے محمد رسول اللہؐ پر نازل کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ اس جگہ سے عیسائیوں کے عقیدہ کا مدلل رد کیا گیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ عالم میں موجود ہے اور تمام صفات کمال کا جامع ہے کوئی صفت نقصان اُس میں پیدا نہیں ہوسکتی چونکہ خدا تعالیٰ واحد محض ہے کسی قسم کی اُس میں ترکیب نہیں اسلئے حضرت عیسےٰ روح القدس اور خدا کے مجموعہ کو اللہ کہنا جائز نہیں اور چونکہ اللہ تمام صفات نقصان سے پاک اور اوصاف کمال کو جامع ہے اسلئے اسکو بیٹے کی ضرورت نہیں کہ اُسکی جانشینی کرے یا اُس کا ہاتھ بٹلائے اور نہ یہ جائز ہے کہ عیسیٰ کی شکل میں خدا نے ظہور کیا ہو۔ حاصل یہ ہے کہ وہ واحد حقیقی سب کا معبود کل ہے۔ جامع کمالات ہے اُس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں نہ عیسیٰ نہ صلیب نہ کوئی اور۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ یہ گذشتہ قول کا ثبوت ہے یعنی خدا واحد لاشریک اور مستحق عبادت کیوں ہے؟ اسلئے کہ وہ حی ہے واجب الوجود ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج نہیں پھر کل عالم کا موجد بھی ہے مربی اور رازق بھی ہے تمام دنیا کی ہستی اور کل عالم کا بقاء اُسی کی ذات سے وابستہ ہے لہذا وہی معبود کل اور مستحق پرستش عالم ہے کوئی اُس کا شریک و سہیم نہیں وہی جامع کمالات ہے نقصان و عیب سے پاک ہے۔ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۔ اُسی

واحد قدیر نے دو بار قرآن برحق نازل فرمایا یعنی اول لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر پھر دوبارہ تھوڑا تھوڑا کرکے آسمان دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک ایک تو خود ہی حقانیت کو حاوی ہے جو مضامین اس میں بیان کئے گئے اُن کی بنا شاعرانہ تراش خراش اور دماغی بلند پروازی پر نہیں ہے بلکہ تمام مضامین حقائق سے لبریز ہیں۔ دوسرے یہ کہ اصول کے مخالف نہیں سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اُن کتابوں میں جو فطری اصول ہدایت بیان کئے گئے ہیں وہ اس میں بھی بیان کئے گئے ہیں تو چونکہ قانون فطری اور سنت الٰہیہ کے خلاف اس میں کوئی بات نہیں ہے لامحالہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ مِن قَبْلُ یعنی جس خدا نے قرآن کو دوبارہ نازل فرمایا اُسی نے توریت و انجیل کو اس سے پہلے ایک ایک بار نازل فرمایا تھا تو اُن کے منزل من اللہ ہونے اور صادق ہونے کا کیا ثبوت تھا۔ بس یہی تھا هُدًى لِّلنَّاسِ کہ یہ کتابیں طلبگاران ہدایت کے لئے باعث ہدایت تھیں اور لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتی تھیں تو جو نکتہ بھی وصف قرآن کا ہے اسلئے یہ بھی خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ یعنی خدا تعالیٰ نے صرف توریت و انجیل ہی نازل نہیں فرمائی بلکہ ان کے علاوہ وہ صحیفے اور کتابیں بھی اُتاریں جو حق و باطل کفر و اسلام ظلم و انصاف۔ حق و ناحق اور فساد و امن کے درمیان فارق تھیں اُن کی ہدایت سے نور و تاریکی میں امتیاز ہو جاتا تھا اور راہ حق صاف نظر آجاتی تھی۔ لہٰذا اس زمانہ میں خدا نے قرآن مجید اُتارا تا کہ حق و باطل اور گمراہی و ہدایت میں امتیاز ہو جائے۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ اب اسقدر دلائل حقانیت اور ثبوت رسالت کے بعد بھی جو لوگ قرآن کے منکر ہونگے اور رسول اللہ صلعم کی رسالت کو نہ مانینگے محض تمرد و سرکشی سے تکذیب کرینگے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ تو ایسے لوگوں کے لئے ہی خدا کا عظیم الشان عذاب تیار ہے کبھی اس عذاب سے اُن کو رہائی نہ ہوگی یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ خدا کس طرح عذاب دے سکتا ہے جزا سزا کیونکر ہوگی ہم تو مر کر فنا ہو جائینگے۔ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ کیونکہ خدا تو غالب و توانا ہے زبردست و قوی ہے۔ اُس پر کوئی غالب نہیں بلکہ وہ سب پر قوی ہے اپنے وعدہ و وعید کو پورا کرسکتا ہے کوئی شخص اُسکو روک نہیں سکتا اور جو لوگ اُسکے پیام کے حاملین کو اور اُسکی نازل کردہ کتابوں کو نہیں مانتے اور اُسکے احکام سے سرتابی کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب دینے والا ہے لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کی حقانیت کا انکار کرنے والوں کو ضرور عذاب دیگا۔

مقصود بیان:۔ کل آسمانی کتابوں کا مطمح نظر اور نقطہ خیال ایک ہی ہے یعنی لوگوں کو ہدایت کرنی اور راہ راست دکھانی۔ قرآن پاک گذشتہ کتابوں کے اصول کی تصدیق و تائید کرتا ہے اگرچہ فروعی اختلاف بھی رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے ایسے روشن دلائل قائم کردیئے ہیں جن سے بصیرت اندوز دماغ دیکھ کر اور اُن پر غور کرکے ہدایت و صلاح کا مواد مہیا کرسکتے ہیں اور حق و باطل میں کھلا ہوا امتیاز کرسکتے ہیں۔ جو لوگ دلائل قدرت اور آیات الٰہی کو نہیں مانتے مصنوعات کو دیکھ کر وجود صانع کا یقین نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کے نازل کردہ احکام عدل کا انکار کرتے ہیں وہی حقیقی گمراہ ہیں اور عذاب کے مستحق ہیں کیونکہ اگر خود اُنہوں نے اپنی فطرت سلیمہ سے جستجوئے حق نہ کی تو آیات الٰہی کو دیکھ کر اعتراف صداقت کرنا چاہئے تھا اور راہ راست پر آجانا لازم تھا اور چونکہ اُنہوں نے آیات الٰہی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ اُلٹا حق کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کی لہٰذا یہی عذاب شدید کے سزاوار ہیں۔ آیت میں امور ذیل کی طرف بھی لطیف اشارات ہیں:۔

خدا تعالیٰ واجب الوجود اور موجد عالم ہے۔ عالم اپنی ایجاد اور بقائے وجود دونوں میں اُس کا محتاج ہے۔ انسان کی فطرت قانون عدل بنانے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے ایک ضابطہ اصلاح نازل ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کا قانون عدل فطری ضابطہ ہے جنمیں سے ہر پچھلے قانون سے سابق قانون کی تائید ہوتی ہے اور تردید بھی ہوتی ہے تو صرف فرعی تغیر ہوتا ہے اصولی ترمیم نہیں ہوتی وغیرہ۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی ہستی میں خدا کے محتاج تھے بقائے وجود میں بھی اُسی کے دست نگر تھے۔ لہٰذا خدا نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰؑ کی ذات سے بقائے عالم وابستہ نہیں۔ لہٰذا خدا نہیں ہوسکتے۔ جو تمام صفات کمال کو جامع اور نقائص و عیوب سے پاک ہو وہی معبود برحق ہونیکا مستحق ہے اور اُسی کو خدائی زیبا ہے حضرت عیسیٰ میں یہ حیثیت کمال نہ تھا آلا بشر عیب سے پاک نہ تھے اپنی حیات میں مستقل نہ تھے لہٰذا خدا نہیں ہوسکتے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے | نہ زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ

نہ آسمان میں | وہی رحم کے اندر جیسی چاہتا ہے

فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

تمہاری صورت بناتا ہے | اس کے سوا کوئی معبود نہیں

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

وہی زبردست حکمت والا ہے

تفسیر اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰؑ کے اللہ اور ابن اللہ ہونے کی تردید کرنی مقصود ہے اور الوہیت باری تعالیٰ کا اثبات مطلوب ہے۔ پہلی آیات میں حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے کی دو دلیلیں بیان کی گئی تھیں۔ اول یہ کہ خدا کو حی لایموت ازلی ابدی اور واجب الوجود ہونا چاہیئے اور حضرت عیسیٰ ایسے نہ تھے لہذا خدا نہیں ہو سکتے اور چونکہ بیٹا باپ کے مشابہ ہونا چاہیئے اور حضرت عیسیٰؑ میں صفت مذکورہ نہ تھی لہذا ابن اللہ بھی نہیں ہو سکتے۔ دوسرے یہ کہ خدا موجد رازق مربی اور ہستی کائنات کے بقاء کا سرچشمہ ہونا چاہیئے اور حضرت عیسیٰ نہ موجد تھے نہ رازق نہ مربی نہ عالم کے بقاء وجود کی علت لہذا خدا نہیں ہو سکتے اور چونکہ یہ صفات اُن میں نہ تھیں اگر ابن اللہ ہوتے تو ان صفات میں مشابہت ضرور ہوتی لہذا خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ اس آیت میں تیسری دلیل بیان کیجاتی ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خدا کو عالم کل ہونا چاہیئے عالم کا کوئی ذرہ اُس سے پوشیدہ نہ ہونا چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے آسمان و زمین یعنی عالم کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے لہذا وہی خدا واحد قدوس ہے اور حضرت عیسیٰؑ میں یہ صفت نہ تھی اگر انکو کچھ علم بھی تھا تو خدا داد اور عطیۂ الٰہی لہذا نہ خدا ہو سکتے ہیں نہ خدا کے بیٹے هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ۔ اس آیت سے نجرانی عیسائیوں کے سوال کا جواب اور تردید آمیز اثبات الوہیت ظاہر ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے کہا تھا کہ اگر خدا عیسیٰ کا باپ نہیں تو اور کون ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ صرف عیسیٰ میں تم لوگ جھگڑا کر رہے ہو اور اُس کے باپ کا نام دریافت کر رہے ہو حالانکہ باپ کا وجود اور اُسکے وجود سے بیٹے کی ہستی کا وابستہ ہونا صرف ظاہر بین نظر رکھنے والوں کے لئے ہے درحقیقت پیدا کرنا باپ کا فعل نہیں اور نہ شکم مادر میں کسی بچہ کو ہیئت خاص اور شکل معین کا لباس پہنانا کسی باپ کے قبضہ میں ہے بلکہ خدائے قدوس ہی رحم مادر کی قوت مصورہ کے ذریعہ سے بچہ کو ایک صورت مخصوص عطا فرماتا ہے۔ وہ جو شکل عطا کرنی چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ کل عالم کا وہی خلاق ہے لہذا شکم مریم میں عیسیٰ کو بھی اُسی نے پیدا کیا اور جو صورت چاہی مرحمت فرمادی اور تم کو یہ تسلیم ہے کہ آدمی کے بچوں کی طرح عیسیٰ شکم مادر میں رہے اور آدمیوں کی طرح پیدا ہوئے لہذا خدا نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ اور بہت سے دیگر صحابہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ چالیس روز میں نطفہ رحم کے اندر بستہ خون کی شکل قبول کرتا ہے پھر چالیس روز میں مضغۂ گوشت بنتا ہے پھر چالیس روز کے بعد شکل و ہیئت رنگ و طبیعت کی تکمیل ہوتی ہے پھر ایک فرشتہ کچھ مٹی لاکر اس قوام میں ملاتا ہے اور حکم الٰہی کے بموجب زیادہ شقی یا سعید ہونا اور رزق کی مقدار و عمر کا اندازہ اور تمام آنے والے دکھ سکھ لکھتا ہے (پھر جب انسان پیدا ہوتا ہے تو سابق تحریر کے خلاف نہیں کرسکتا) لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اس آیت میں کل دلائل الوہیت و وحدانیت کا خلاصہ بیان کر دیا گیا یعنی معبود برحق اُسکے سوا کوئی نہیں نہ کوئی سزاوار پرستش ہے وہ قادر مطلق ہے اپنی بادشاہت میں غالب ہے سب سے زیادہ قوی اور زبردست ہے پھر عالم کل حکیم علی الاطلاق بھی ہے کائنات کا کوئی ذرہ اُس سے مخفی نہیں اسکی کوئی صنعت حکمت سے خالی نہیں لہذا وہی واحد قدوس ہے موجود مطلق اِلٰہ برحق وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

مقصود بیان:۔ لوازم الوہیت کا بیان اور اس امر کا اظہار کہ خدا عالم کل ہے کسی شے سے ناواقف نہیں۔ دنیا میں جو فعل اچھا ہوتا ہے یا برا بڑا یا چھوٹا کلی یا جزئی خدا تعالیٰ کو بلاواسطہ سب کا علم ہے۔ خدا صاحب ارادہ ہے اور اپنے ارادہ سے جسطرح چاہتا ہے عالم کو پیدا کرتا ہے یعنی مضطر و مجبور نہیں اس کا کوئی فعل اضطراری نہیں۔ رنگ قوام ترکیب اعضاء شکل، ہیئت بدنی، قوت و ضعف اور کل انسانی ساخت اُسی کے دست قدرت میں مرہون ہے۔ خدا قادر مطلق اور حکیم کامل ہے جسطرح اقتضاء حکمت ہوتا ہے ویسے ہی ہر شخص کی صورت اور کیفیت جسمانی بناتا ہے۔ وغیرہ۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ

(اے محمد) اسی نے تم پر کتاب نازل کی جسکی کچھ آیتیں تو

مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

پکی ہیں جو کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ دوسری دوزخی ہیں

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فساد پھیلانے اور اپنی خواہش کے مطابق

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ

مرادی معنی کی تلاش کے لئے دوزخی آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے

تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ

ہیں حالانکہ اُس کا اصل مطلب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور

الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ

جو علم میں ثابت قدم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اسپر ایمان لائے

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت پذیر ہوتے ہیں

تفسیر جب عیسائیوں کو اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے کوئی عقلی ثبوت نہ ملا اور ہر طرح عاجز ہوگئے تو جاہلانہ انداز میں کہنے لگے عیسیٰ کو

آسمانی کتابوں میں خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور آپ کے قرآن میں بھی اُن کو روح اللہ و کلمۃ اللہ کہا گیا ہے تو ہم اس بات کو اپنی عقل کے احاطہ سے خارج سمجھ کر صرف کلامِ الٰہی کا اتباع کر کے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ نے ان چند آیات میں دیا ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی قرآن پاک نازل فرمایا ہے جسکے اندر ہر قسم کا کلام ہے اور ہر کلام کا مقصود جدا ہے۔ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ اس میں کچھ کلام تو بالکل صریح اور واضح ہے جسکا مطلب بالکل صاف ہے تاویل اور احتمال کی گنجائش ہی نہیں یہی کلام قرآن شریف کا سنگ بنیاد ہے اسی پر احکام شریعت، اصلاح اور سعادتِ آخرت کا مدار ہے۔ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور کچھ کلام اُس قسم کا ایسا بھی ہے کہ کسی مصلحت اور رمز کی وجہ سے اُسکے الفاظ ایسے لائے گئے ہیں جنکے کئی معنی اور پیچیدہ مطلب ہوتا ہے اور ہر پہلو دوسرے پہلو کا ہمسر ہوتا ہے (مثلاً لفظ ابن سے حقیقی بیٹا مراد ہوتا ہے کبھی بھتیجا مراد ہوتا ہے جیسے ابراہیم بن آذر حالانکہ ابراہیم بن تارخ تھے اور تارخ آذر کے بھائی کا نام تھا اور کبھی پیار میں نواسا اور بندہ کو بھی بیٹا کہدیا جاتا ہے۔ اسی طرح باپ کے لفظ سے حقیقی باپ مراد ہوتا ہے اور کبھی مجازی باپ یعنی بادشاہ ذی مرتبہ لوگ بھی مراد ہوتے ہیں اور کبھی پروردگار عالم بھی مراد ہوتا ہے) فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ اب جن لوگوں کے دماغ کج رو ہیں وہ ان مبہم الفاظ کے پیچھے پڑجاتے ہیں (حالانکہ ان پر اصل مقصد یعنی اصلاح باطن کا مدار نہیں ہوتا) یہ بات کیوں کرتے ہیں ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ صرف اسلئے کہ اپنی خواہش کے موافق اُن الفاظ کے معانی گھڑ لیں اور فتنہ و فساد کی طلب میں سرگرم ہوں یعنی اپنے اغراض نفسانی کی تکمیل کے لئے کج باطن لوگ متشابہات کے پیچھے پڑجاتے ہیں اور اپنے باطل عقائد کو ان متشابہ مبہم الفاظ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ حالانکہ ان مبہم الفاظ کے اصل معانی اور واقعی مراد کا علم سوائے خدا کے کسی کو بھی نہیں اور ان کو کتاب الٰہی میں صرف آزمائش کے لئے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ ہر فرقہ کا اُس کی قابلیت کے لحاظ سے امتحان ہوتا ہے جاہل طبقہ کا امتحان تو اس طرح ہوتا ہے کہ اُسکو غور و فکر کرنے اور علم حاصل کرنے کی کوشش کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور ذی علم طبقہ کی آزمائش کی یہ صورت ہوتی ہے کہ بعض امور میں اُن کو دماغی جولانی سے روکا جاتا ہے اور چونکہ کتاب الٰہی ہر دو فرقوں کیلئے ہدایت ہے اسلئے آزمائش کے دونوں طریقے پیش نظر رکھے گئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون احکام الٰہی کی تعمیل میں اپنی دماغی قربانی کرتا ہے اور کون گریز کرتا ہے) وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ باقی جو لوگ اہل علم اور خدا پرست ہیں وہ ان ظاہر الفساد معانی کو ترک کر کے اُس کلام کی اصلی مراد کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں کہ ان مبہم الفاظ کی اصلی غرض کا اسی کو علم ہے ہماری سعادت کا اسکے جان لینے پر مدار نہیں ہے۔ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور سمجھانے سے وہی لوگ سمجھتے ہیں جو سمجھدار ہیں جن کے دماغ تندرست ہیں۔ عقلمند ہی جانتے ہیں کہ قرآن میں متشابہات کو ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے اور ہم کو ان پر غور و خوض کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔

خلاصۂ مدعا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے واسطے خدا تعالیٰ نے روح اللہ اور کلمۃ اللہ وغیرہ نہایت مہربانی محبت اور خصوصیت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی محبت میں اللہ کو باپ کہدیا کرتے تھے کیونکہ حقیقی رب اور خالق برحق وہی ہے لیکن عیسائیوں کو اُن کی غلط فہمی اور کوروماغی نے کافر بنادیا۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کو واقعی خدا کا بیٹا سمجھ بیٹھے۔ عیسائیوں کی تردید میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری بعض باتیں ایسی مبہم اور مشتبہ المراد ہیں جن کا اصل مطلب بس ہم ہی جانتے ہیں (یا قرآن و حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتادیتے ہیں) گمراہ لوگ اپنی طرف سے اُن کے معانی ایجاد کرنے لگتے ہیں یہ اُن کی غلطی ہے۔

مقصود بیان: قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں۔ اول تو وہ آیات جن کے معانی واضح ہیں۔ دوسرے وہ آیات جو مبہم اور مشتبہ المعنی ہیں۔ آیات محکمات پر دین کی بنیاد قائم ہے۔ آیات متشابہات کا نزول صرف علماء اور ذی عقل طبقہ کی آزمائش کے لئے ہوا ہے۔ متشابہات کے حقیقی معنی اور اصل تاویل سے سوائے خدا کے کوئی واقف نہیں۔ راسخ فی العلم وہی لوگ ہیں جو بلا چون و چرا کل قرآن کو خدا کی طرف سے نازل شدہ جانتے ہیں وغیرہ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ

اے ہمارے رب راہ راست پر لانے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا کر

هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

ہم کو اپنی سرکار سے نعمت عطا فرما بے شک تو

الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ

بڑا دینے والا ہے اے ہمارے رب تو بیشک اُس روز لوگوں کو جمع کریگا جسکے

لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ ع

وجود میں کوئی شک نہیں ہے بلا شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے

تفسیر یہ راسخین فی العلم کا قول ہے یعنی جب کامل مومن دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص مبہم آیات کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو کہتے ہیں الٰہی جسطرح تو نے ان لوگوں کے دل حق سے پھیر دیئے کہ یہ متشابہات پر غور و خوض

کرنے لگے اس طرح تو ہمارے دلوں کو حق سے نہ پھیر دینا کیونکہ تو ہمکو ہدایت کر چکا ہے اور متشابہات پر غور و خوض نہ کرنے کی نصیحت کر دی ہے اور داعیۂ خیر ہمارے دلوں میں تو نے پیدا کر دیا ہے لہذا اب داعیۂ شر ہمارے دلوں میں پیدا نہ کر دینا۔ حدیث میں وارد ہے کہ بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جسطرف چاہتا ہے اُن کو پھیر دیتا ہے۔

وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ۔ یعنی اگرچہ ہم کو کوئی استحقاق نہیں نہ ہم کسی معاوضہ کے حقدار ہیں۔ نہ ہم نے ایسی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے کہ ہم کو اجر دینا تجھپر واجب ہو جائے پھر بھی تو ہم کو اپنی طرف سے ہمارے ذاتی استحقاق کے بغیر ہر طرح کی رحمت عطا فرما۔ رزق، معاش، تندرستی، قوت جسمانی، دولت و عزت، جاہ و حکومت، امن و عافیت، اولاد وغیرہ عطا کر۔ خصوصًا نور ایمان اور روشنی توحید سے ہمارے دلوں کو منور کر جسکے انوار ہمارے ظاہری اعضاء پر بھی نمودار ہوں پھر مرنے کے وقت سکرات سے محفوظ رکھ۔ قبر اور حشر کے عذاب سے بچا اور بالآخر اپنا دیدار نصیب فرما کیونکہ تو بلا استحقاق بخشنے والا ہے۔ لہذا تجھی سے رحمت کی امید ہے۔ ہم نے یہ دینی سعادت کی خصوصیت اس وجہ سے کی ہے کہ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ تو لامحالہ بلاشک و شبہ ایک دن سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع فرمائیگا اور اُن کو حساب کتاب کے بعد عذاب ثواب دیگا اور وعدہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ یہ وعدہ خدا کا ہے اور خدا تمام عیوب سے پاک ہے اس لئے وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا کیونکہ وعدہ خلافی بھی عیب ہے۔ لہذا تو ہم کو ہدایت پر قائم رکھ اور اخروی سعادت سے فیض یاب فرما۔

مقصود بیان:۔ گمراہ کرنا اور ہدایت پر لانا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ ہی انسان کے دل میں شر و خیر کا داعیہ پیدا کرتا ہے۔ ہدایت کے بعد گمراہی زبردست ضلالت ہے۔ اس سے محفوظ رہنے کی درخواست کرنی لازم ہے۔ قیامت اور حشر جسمانی ضرور ہوگا۔ خدا تعالیٰ پر لازم نہیں کہ کسی بندہ کو ثواب عطا فرما دے یا کوئی نعمت بھی دے۔ وہ خود بلا استحقاق اور بلا معاوضہ بندوں کو دنیوی نعمتوں سے بھی سرفراز کرتا ہے اور آخرت میں بھی مؤمنوں کو سعادت عطا فرمائیگا۔ خدا تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اسکی ذات سے وعدہ کی خلاف ورزی محال ہے۔ آیت میں لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ دنیا و دین کی ہر چیز خدا ہی سے طلب کیجئے۔ خصوصًا نجات اخروی کے لئے تو دعا کرنی بہت زیادہ لازم ہے۔ وغیرہ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ
جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے مال اور اُنکی اولاد خدا کے سامنے بالکل کام

وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ
نہ آئے گی اور یہی لوگ

هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ
دوزخ کا ایندھن ہیں (ان کی حالت بھی فرعون والوں

وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
اور اُن سے پہلے والوں کی سی ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ
تو اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے انکی گرفت کی اور اللہ کا عذاب سخت ہے

تفسیر سابق آیت میں اہل ایمان کی حالت کا بیان تھا اس آیت میں مؤمنوں کی ضد یعنی کافروں کی حالت کا تذکرہ ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں کی دولت اور خاندانی قوت جو دنیا میں ان کو حاصل تھی خدا کے عذاب کا کوئی دفع نہ کر سکیگی۔ خدا کے مقابلہ میں مال و اولاد کے کام آنے کی دو صورتیں خیال میں آسکتی ہیں یا دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ خدا کے فضل و رحمت کی ضرورت ہی نہ رہے اسکی بجائے مال و اولاد ہی کافی ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد خدا کے مقابل ہو کر اُسکے عذاب سے بچالے۔ آیت میں دونوں کی نفی کر دی گئی۔ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کا نفع ہونا یا ولد صالح کا صدقۂ جاریہ بننا اور اولاد کی نیکو کاری سے باپ کو نفع پہنچنا اور بات ہے۔ اسکو مقابلہ میں کام آنا نہیں کہا جاتا۔ خاص کلام یہ ہے کہ سختی کے وقت آدمی اپنے مال و اولاد پر بھروسہ کرکے سختی کو مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن قیامت کی حالت دنیا کی حالت سے خلاف ہے وہاں کوئی چیز عذاب الٰہی کے مقابلہ پر سود مند نہ ہو گی یہاں تک کہ دنیوی مال و منال اور کثرت اولاد بھی عذاب خدا کو دفع نہ کر سکیگی بلکہ أُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ یہ کافر طبقہ دوزخ کا ایندھن ہوگا جسطرح ایندھن میں آگ جلد لگجاتی ہے اسی طرح ان میں آگ کی تاثیر ہوگی۔ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا۔ یعنی ان کافروں کا طریقہ تکذیب رسول اور انکار حق ایسا ہی ہے جیسے فرعون کے طرفداروں کا حضرت موسیٰ اور شریعت موسیٰ کے ساتھ تھا یا اُن سے بھی قبل عاد و ثمود و طسم و جدیس وغیرہ اقوام کا تھا جنہوں نے آیات الٰہی کی تکذیب کی تھی اور پھر فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ اُن کی سرتابیوں کی اور خطاکاریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُن کی گرفت

کی تھی اور عذاب میں مبتلا کیا تھا کیونکہ خدا کا عذاب سخت ہے جسطرح گزشتہ سرکش اقوام کو انکا رحق کرنے کے بعد اُن کی دولت و قوت خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی اسی طرح اس گنا ہگار کفر شعار طبقہ کو بھی کوئی طاقت خدائی گرفت سے نہ بچا سکے گی۔

مقصود بیان :۔ الکفر کلہ ملۃ واحدۃ کی طرف اشارہ یعنی کفر کسی قسم کا ہو کفر ہے۔ فرعون کے ساتھی کیا اس سے بھی پہلے کے کافر، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافر خواہ نجران کے عیسائی ہوں یا مدینہ کے یہود یا عرب کے مشرک بلکہ آئندہ آنے والے کافر بھی سب ایک حکم میں مندرج ہیں۔ کسی قسم کا کفر ہو اور کسی زمانہ کا ہو اور کسی زمانہ میں ہو سبب غضب الٰہی کا موجب ہے۔ آیت میں لطافت آمیز طریقہ پر دنیوی قوت و دولت کی بے ثباتی بے وقعتی اور بے سود ہونے کیطرف اشارہ کیا گیا ہے اور نتیجہ کی حالت کا نقشہ کھینچکر ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت غضب الٰہی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایک یہ امر بھی آیت سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ بےقصور کسی کو سزا نہیں دیتا بلکہ انسان کی خطا کاریاں خود سبب عذاب بنتی ہیں۔ وغیرہ۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ

(اے محمدؐ) کافروں سے کہدو کہ عنقریب تم مغلوب ہوگے اور دوزخ کی طرف

اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

ہانک کر لیجائے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے

تفسیر حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ بدر سے کفار کو شکست دینے کے بعد واپس آئے تو بازار بنی قینقاع میں یہودیوں کو جمع کرکے فرمایا اے جماعت یہود مسلمان ہوجاؤ ورنہ قریش کی طرح تم کو بھی ذلت اٹھانی پڑیگی۔ یہودی بولے محمد! قریش تو بالکل ناتجربہ کار اور جنگ سے ناواقف تھے اُن کو شکست دیکر تم کو مغرور نہ ہونا چاہئے۔ جب ہم سے لڑوگے تو معلوم ہوگا کہ ہم کس قدر بہادر تجربہ آزما اور ثابت قدم ہیں۔ سو یہ آیت مذکورہ لاولی الابصار تک نازل ہوئی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ ان کافر یہودیوں سے آپ کہدیجئے کہ گھبراؤ نہیں عنقریب تم مغلوب ہوگے اور تم کو ذلت اٹھانی پڑیگی۔ یہ پیشینگوئی قرآن کا ایک نہایت واضح اور کھلا ہوا اعجاز ہے قبل از وقت بطور دعویٰ کے یہودیوں کے مغلوب ہونے کی صراحت کی گئی اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ جنگ میں تم کو شکست ہوگی بلکہ جنگ میں شکست ہو یا جلاوطنی کی ذلت ہو یا کسی قسم کی اور مغلوبیت ہو سب کا عمومی اعلان کر دیا گیا اور یہ اعلان حرف بحرف پورا ہوا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ دیا۔ بنو قریظہ قتل کئے گئے اور بنو نضیر کو مدینہ چھوڑ کر ملک شام کو جلاوطن ہونا پڑا۔ اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ فقط دنیوی ذلت و مغلوبیت ہی تم کو نصیب نہ ہوگی بلکہ تم کو ذلت یہاں آخر تک نصیب ہوگی اور قیامت کے دن جہنم میں جانا پڑے گا۔ یہ بھی ایک پیشینگوئی ہے کہ یہودی ایمان نہیں لائینگے بلکہ آخر وقت تک کافر ہی رہینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہودی ایمان نہ لائے۔

مقصود بیان :۔ دشمنان اسلام کی ذلت کی صراحت اور اس امر کی طرف لطیف اشارہ کہ اعدائے دین کے پاس دولت ہو یا قوت جرأت و ہمت ہو یا وجاہت بہرحال اُن کی کوئی طاقت حق پر غالب نہیں آسکتی اور بالآخر حقانیت کے سامنے باطل کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ آیت میں آئندہ واقعات کے متعلق صراحت کے ساتھ اعلان بھی ہے اور اعجازی پیشینگوئی بھی ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ

ابھی تمہارے لئے اُن دو فوجوں (کی لڑائی) میں نمونہ قدرت ہو چکا ہے

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

جو ایک دوسرے سے گتھ گئی تھیں ایک تو خدا میں لڑ رہی تھی اور دوسرا کافر

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْیَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ

تھی جو مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے اپنی دوچند دیکھ رہی تھی اور اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی

بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

مدد سے قوت دیتا ہے آنکھوں والوں کے لئے اسمیں بلاشبہ عبرت ہے

تفسیر پہلی آیت میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ یہودیوں کو باوجود قوت عزت اور شان و شوکت کے مسلمانوں کے مقابلہ میں ذلت اٹھانی اور زک کھانی پڑیگی۔ اس دعوی سے کافر و مسلمان ہر شخص کے دل میں یہ بات پیدا ہو سکتی تھی کہ کفار کے پاس دولت طاقت اور عزت ہے۔ مسلمان غریب مفلس ہیں نہ انکے پاس طاقت ہے نہ دولت نہ سامان جنگ نہ فنون حرب سے واقفیت۔ پھر یہ ضعیف جماعت کس طرح اس قدر کثیر اور عظیم الشان گروہ پر غالب آسکتی ہے۔ اس خیال کو دفع کرنے کے لئے بطور مثال کے جنگ بدر کا واقعہ ذکر کیا ہے جسمیں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی بالکل بے سروسامان تھے اور کفار کی جماعت کثیر تھی قوت و سامان بھی انکے پاس بہت زیادہ تھا لیکن اسکے باوجود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتحیاب فرمایا اور سرداران کفر مارے گئے۔ جنگ بدر کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے تب بھی کفار کی ستم شعاریاں اور مسلم آزاریاں ختم نہ ہوئیں طرح طرح سے مسلمانوں کو تنگ کرنے

کی کوشش کی جاتی تھی کبھی مدینہ کے یہودیوں کو اغوا کر کے مسلمانوں کے خلاف ابھارا جاتا تھا کبھی مسلمانوں کی بیرونی تبلیغ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کی جاتی تھیں جو لوگ مسلمان ہو کر مدینہ آنا چاہتے تھے اُن کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ جب مسلمان بہت تنگ ہو گئے تو اُنہوں نے بھی کفر کا زور توڑنا چاہا اور ایسی تدبیریں کرنی چاہیں کہ اسلام کو قوت اور کفر کو شکست ہو ماہ رمضان میں ۳۱۳ مسلمان جمع ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ہمراہ لیکر مدینہ سے چل دیئے تاکہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ جو ملک شام سے آرہا تھا اسکو راستہ میں روک دیں۔ ابوسفیان کو بھی اسکی اطلاع ہو گئی اور وہ کسی دوسرے راستہ سے بچکر نکل گیا۔ اُدھر مکہ کے قریش کو جب اطلاع ہوئی کہ مسلمان قریش کے قافلہ کو لوٹنا چاہتے ہیں تو اُن کا بھی ایک انبوہ کثیر عتبہ بن ربیع کی زیر قیادت چل دیا اور چاہ بدر (اس کنوئیں کو بدر اسلئے کہتے ہیں کہ یہ بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کا بنایا ہوا تھا۔ اصل بانی کے نام پر کنوئیں کا نام رکھدیا گیا) کے قریب مسلمانوں اور کافروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمان کل ۳۱۳ تھے جنمیں مقداد بن عمرو اور مرثد بن ابی مرثد صرف دو شخص گھوڑے کے سوار تھے یعنی صرف دو گھوڑے تھے اور ستر اونٹ تھے۔ ستر تلواریں اور چھ زرہیں تھیں باقی لوگوں کے پاس لٹھ پتھر تیر وغیرہ تھے۔ اس جماعت مسلمہ میں ۷۷ مہاجرین اور ۲۳۶ انصار تھے۔ مہاجرین کے علم بردار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انصار کے صاحب نشان سعد بن عبادہ تھے۔ کفار کے لشکر کی تعداد ۹۵۰ تھی۔ عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل وغیرہ اُن کی فوج کے سردار تھے اور سو گھوڑے اُن کے پاس تھے۔ شروع میں مسلمان کافروں کی تعداد کو اپنی آنکھوں سے بہت زیادہ دیکھتے تھے لیکن جنگ شروع ہو جانے اور غیبی فرشتوں کی کمک آنے کے بعد ہر دو فریق ایک دوسرے کو قلیل جانتے تھے۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ ابوجہل، عتبہ اور دیگر سرداران قریش مارے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چاہ بدر میں پھنکوا دیا اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ تم کو جنگ بدر کے واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ جب میدان میں مسلم و کافر ہر دو فریق ایک دوسرے کے مقابلہ پر صف آرا ہوئے۔ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک فرقہ تو محض خوشنودی خدا حاصل کرنے اور اسکا بول بالا کرنے کے لئے لڑ رہا تھا وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسرا فرقہ کافر تھا محض عناد و تعصب اور باطل کوستی کے لئے لڑ رہا تھا يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ مسلمان کافر گروہ کو شروع میں اپنے سے دوچند سے بہت زیادہ دیکھ رہے تھے اور اپنی آنکھوں سے کفار کی کثرت معائنہ کر رہے تھے لیکن وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کامیابی اور ظفر فوج کی قوت و ضعف پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ فتح کا دارومدار خدا کی مدد پر ہے اور خدا اپنی مدد سے جسکو چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ظفریاب کرتا ہے۔ لہٰذا اسی نے مسلمانوں کو کامیاب و کفار کو مغلوب کیا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔ اس واقعہ میں صاحبان بصیرت کے لئے ایک ذخیرۂ عبرت ہے کہ خدا تعالیٰ نے حق کوش قلیل جماعت کو باطل پرست کثیر جماعت پر ظفریاب فرمایا لہٰذا تم کو اس سے عبرت حاصل کر کے ایمان لے آنا چاہیئے اور مادی طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔

مقصود بیان:۔ حق باطل پر غالب آتا ہے اگرچہ بظاہر باطل کا غلبہ نظر آئے۔ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ کامیابی کا دارومدار مادی طاقت اور افرادی کثرت پر نہیں ہے بلکہ ظفر و فتح خدا کی امداد کے ساتھ وابستہ ہے۔ آیت میں لطیف ترین پیرایہ میں صداقت و حقانیت کی طرفداری کرنے اور ایمان و اسلام کی طرف مائل ہونے اور غیبی قوت پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ وغیرہ۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ

لوگوں کے لئے آراستہ کر دی گئی ہے خواہشات کی محبت یعنی عورتیں

وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ

بیٹے سونے اور چاندی کے ڈھیر

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ

لگے ہوئے اور شائستہ گھوڑے

وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

اور مویشی اور کھیتیاں مگر یہ دنیوی زندگی کا سروسامان

الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

ہے اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں نہایت لطافت و بلاغت کے ساتھ دعوتِ اسلام دی گئی تھی۔ اسلام سے روکنے والے اور ایمان سے منع کرنے والے کچھ اسباب بھی ہیں جن کو حیات دنیا کا سروسامان کہا جاتا ہے لہٰذا تکمیل دعوت کے لئے لازم سمجھا گیا کہ اس اسباب تعیش کی بے ثباتی اور فنا کا نقشہ کھینچکر لوگوں کے سامنے رکھدیا جائے تاکہ ان جاذب توجہ اسباب سے اُن کی طبیعت برداشتہ ہو کر حق کی طرف راغب ہو جائے ارشاد ہوتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ دنیا کے رہنے والے افراد انسانی کے لئے خواہشات نفس کے حصول کی محبت فطری طور پر باعث دلکشی بنا دی گئی ہے انسان کو اپنی نفسانی خواہش

کے پورا ہونے کی بہت زیادہ رغبت ہوتی ہے لیکن اسکی دلکشی کے اسباب جدا جدا ہیں مثلاً عورتیں اور لڑکے۔ عورتوں سے مردوں کو جسقدر دلبستگی اور اُنس ہوتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوتا۔ انہی کی محبت انسان کو دونوں عالم سے غافل بلکہ خود فراموش کردیتی ہے پھر عموماً لوگ یہی خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے لڑکے ہوں لڑکیاں نہوں تاکہ وقت پر ہمارے لئے مددگار و معین بھی ہوسکیں اور ہمارے جانشین بھی بن سکیں لیکن اس نظام تمدن اور بقاء حیات کے لئے مال کی بھی ضرورت ہے۔ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ لہذا انسان کو سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیروں سے بھی دلی شغف اور اُنس خاطر ہوتا ہے پھر اسکے بعد آرام و آسائش اور عیش و طرب کے مظاہرہ کی ضرورت پڑتی ہے تو اسکے لئے عمدہ گھوڑوں کی اور مختلف چوپایوں کی خواہش ہوتی ہے لیکن ان سب کا باعث بقا اور سبب قوام چونکہ غذا ہے خواہ غلہ ہو یا میوہ یا کچھ اور بہرحال ان سب کے قیام کے لئے کھیتی اور کاشت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ سب دنیوی زندگی کی ضروریات یا عیش و طرب کا سامان ہے جسکی طرف سطحی نظر والے انسان کوشش ہوتی ہے۔ عموماً انسان اپنی نظری اقتضاء کی وجہ سے ان محسوس و نیم محسوس فانی چیزوں پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ عمدہ ٹھکانا تو خدا ہی کے پاس ہے جو وسیع اور لازوال نعمتیں اور روحانی و جسمانی لذتیں خدا کے پاس ہیں اُنکے مقابلہ میں یہ فانی عیش و طرب کے سامان بے مقدار ہیں لہذا عاقل انسان کو اس ملمع نقش و نگار اور بے حقیقت سامان تعیش پر غش نہونا چاہئے۔ ان چیزوں کو بقدر ضرورت صرف اس خیال سے استعمال کرنا چاہئے کہ حقیقی غیر فانی زندگی اور اُسکی لازوال نعمتیں حاصل ہوں۔

مقصود بیان:- انسان کے نظری شہوانی اقتضاء کا بیان۔ اس امر کی طرف لطیف اشارہ کہ انسان لذت صنفی حاصل کرنے اور اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے سب سے اول عورتوں کی طرف مائل ہوتا ہے پھر اس ازدواجی تعلق سے جو نتیجہ اور پھل حاصل ہوتا ہے اُس میں سے عمدہ اور بہترین ثمرہ کا یعنی لڑکے کا طالب ہوتا ہے لڑکی کو پسند نہیں کرتا۔ پھر چونکہ قوام حیات اور تدبیر خانگی کے لئے مال و دولت کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے سونے چاندی کے ڈھیروں کا طلبگار رہتا ہے پھر اسکو نام و نمود اور ضرورت سے زائد آسائش کی خواہش ہوتی ہے اور اپنی شان و شکوہ کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے تو مویشیوں اور سواریوں کی طرف رغبت کرتا ہے اور اخیر میں چونکہ یہ فانی زندگی بغیر غذا کے قائم نہیں رہ سکتی اسلئے کھیتی کی ضرورت پڑتی ہے۔ آیت میں اس بات کی طرف بھی خاص تلمیح ہے کہ یہ تمام چیزیں فانی ہیں انسان کو لازم ہے کہ اُن کو اپنا منتہائے نظر نہ بنائے بلکہ اُن روحانی و جسمانی لذتوں کی طرف مائل ہو اور اُنہی کو اپنا مرکز خیال بنائے جو خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہیں اور لازوال ہیں۔ وغیرہ۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ

(اے محمد) تم کہدو کیا ان سب سے بہتر چیزیں میں تم کو بتاؤں پرہیزگاروں

اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کے لئے اُن کے رب کے ہاں گھنے باغات ہیں جن کے اندر

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

نہریں جاری ہیں جنمیں وہ ہمیشہ رہینگے اور صاف ستھری بیبیاں ہیں

وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ

اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے

تفسیر گذشتہ آیات میں دنیا کی ناپائیداری دکھاکر اسکی طرف سے بے اعتنائی اور بے التفاتی کی جانب توجہ دلائی گئی تھی اس آیت میں آخرت کی نعمتوں کی طرف رغبت دلائی جارہی ہے اور چونکہ ان نعمتوں سے سرفراز ہونے والے صرف وہی لوگ ہیں جو دنیا اور آسائش دنیا کو اپنا مرکز خیال نہیں بناتے ہیں بلکہ ان تمام کدورتوں اور آلائشوں سے دامن بچاکر نکل جاتے ہیں اسلئے آگے ارشاد ہوتا ہے لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا یعنی اے رسول کہدیجئے کہ کیا اس فنا پذیر دنیوی سامان سے بہتر چیز جو عاقل کے لئے مرکز توجہ ہونی چاہئے میں تم کو بتادوں وہ کیا چیزیں ہیں جو انسان کا اصلی مطمح نظر ہونے کے قابل ہیں۔ وہ اس فانی دنیا کی طرف سے بے التفاتی کرنے والوں کے لئے خدا کے پاس جسمانی اور روحانی لذتیں ہیں۔ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جسمانی لذائذ میں سے تو وہ جنتیں ہیں جنکے اندر نہریں بہتی ہونگی (جنمیں رنگا رنگ کے پھول خوش الحان پرندے اور بہترین نفیس مکانات ہونگے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جنتی لوگ ان میں ہمیشہ رہینگے نکالے جانے کا اندیشہ نہ ہوگا۔ وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور وہاں خوبصورت خوش سیرت ہر کثافت و نجاست سے پاک حیض و نفاس اور تمام آلائشوں سے منزہ بیویاں ہونگی یعنی مادی نظر رکھنے والے انسان کے دماغ میں جو لذتیں آسکتی ہیں وہ سب وہاں ہونگی مگر ہونگی سب لازوال بلاخوف و خطر کدورت و آلائش سے پاک۔ باقی جو لوگ اونچی نظر رکھتے ہیں اور جلوۂ محبوب کے طالب ہیں اُن کے لئے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ جسمانی جنت اور سامان جنت کے علاوہ ایک روحانی جنت بھی ہوگی جسکی پُرکیف سرمستی سے وہ ہروقت مخمور رہینگے وہ لطف آمیز مدہوشی تھوڑی

سی بھی بہت بڑی ہوگی یعنی رضاءِ الٰہی کا حصول اور یہ رضوان کی نعمت باقی مذکورہ بالا تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہوگی۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ یہ آیاتِ بالا کے کل مضمون کے متعلق ایک اجمالی حکم ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال اقوال اور نیت کو خوب دیکھ رہا ہے اسکو معلوم ہے کہ کس کا فعل کس ارادہ سے ہے لہذا ویسی ہی اسکو جزا دیگا لیکن کم از کم شرک سے بچنے کے بعد جنت کا استحقاق ہوجاتا ہے۔ اب رہے مدارج جنت تو وہ افعال و اعمال کے تفاوت کے لحاظ سے متفاوت ہیں جیسے جیسے اعمال ہونگے ویسے ہی اسکے ثمرے ہونگے کسی کو جنت الیقین ملیگی کسی کو جنت مکاشفہ کسی کو جنت مشاہدہ۔ یہانتک کہ جن کے اعمال کا دار و مدار صرف مرضیٔ الٰہی کے حصول پر ہے وہ رضوانِ الٰہی کے درجہ پر فائز ہونگے

مقصود بیان:۔ خدا تعالیٰ نے اہل تقویٰ کے لئے جسمانی و روحانی لذائذ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ چونکہ تقویٰ کے مراتب مختلف ہیں اسلئے ان لذائذ کے درجات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جو لوگ صرف شرک سے بچتے ہیں اعمال کی اصلاح نہیں کرتے وہ جسمانی لذت یعنی جنت پانے کے مستحق ہوجاتے ہیں اور جو لوگ اعمال اقوال اور اطوار کی بھی اصلاح کرتے ہیں اور دنیا و مافیہا کی رضاءِ الٰہی کے حصول کے مقابلہ میں پرواہ نہیں کرتے وہ رضوانِ الٰہی کے مستحق ہیں۔ آیت سے امور ذیل کی بھی وضاحت ہوئی ہے:۔ جنت ہمیشہ رہیگی اور اہل جنت وہاں ہمیشہ رہینگے۔ جنت کی معمولی نعمت دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے لیکن جنت کی تمام نعمتوں سے تھوڑی سی رضوانِ الٰہی بڑھ کر ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کی حالت سے ناواقف نہیں ہے جس شخص کے جیسی نیت ہے اور جتنے اعمال ہونگے ویسی ہی اسکو جزا ملیگی۔

نتیجۂ آیت کیا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا دوام۔ دنیوی عیش و طرب کی بے مقداری اور آخرت کی رفعتِ شان۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ

یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم تحقیق ایمان لائے پس ہماری

لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ

خطائیں معاف کردے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ

صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور اطاعت کرنیوالے اور راہ خدا میں خرچ کرنیوالے

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

اور اخیر شب میں استغفار کرنے والے ہیں

تفسیر یہ بندوں کی حالت کا بیان ہے یعنی وہ خدا کے بندے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے رب ہم ایمان لے آئے تیری ذات و صفات کو لاشریک جانتے ہیں۔ تیرے رسول کی بھی ہم نے تصدیق کی، اور حشر نشر، جنت دوزخ، ملائکہ، انبیاء وغیرہ کو بھی مانتے ہیں لیکن گناہگار ہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ خالص ہے ہم مشرک نہیں ہیں مستحق نجات ہو گئے ہیں مگر ہمارے اعمال درست نہیں ہیں ہم خطا کار بندے ہیں۔ تو اپنے وعدہ کے بموجب فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہم کو جنت تو ضرور عطا فرمائیگا لیکن ہماری درخواست ہے کہ ہمارے گناہوں سے درگذر فرما ہماری خطاکاریوں کا کوئی مواخذہ نہ کر اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بالکل ہی نجات دیدے اور شروع سے ہم کو مرحمت فرما دے۔ اس سے آگے [illegible] ایمان کے ساتھ ساتھ [illegible] اَلصّٰبِرِيْنَ یعنی خصوصیت کے ساتھ [illegible] بندے وہ ہیں جو طاعت الٰہی پر اپنے نفوس کو قائم رکھتے ہیں اور [illegible] خواہشات نفسانی سے کنارہ کش رہتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہش [illegible] جو معصیت کے موجب ہوتے ہیں۔ وَالصّٰدِقِيْنَ دوسرے وہ لوگ ہیں جو زبان کے ہاتھ کے پاؤں کے اور ہر عمل کے سچے ہیں۔ زبان سے توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں تو اعمال بھی ویسے ہی کرتے ہیں شریعت کے حکم کو سچا جانتے ہیں وَالْقٰنِتِيْنَ تیسرے وہ لوگ جو عبادت الٰہی [illegible] ہر وقت خدا سے ڈرتے ہیں اور عاجزی سے اسکے سامنے [illegible] ہیں۔ وَالْمُنْفِقِيْنَ چوتھے وہ لوگ ہیں جو راہِ خدا میں اپنا مال خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ اسلام و مسلمانوں کی تقویت کے لئے خیرات بھی کرتے ہیں۔ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ پانچویں وہ لوگ ہیں جو پچھلی رات خواب غفلت اور راحت و آرام کو چھوڑ کر اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کے خاص بندے ہیں جن کے واسطے جنت میں عالی درجات ہیں۔

مقصود بیان:۔ شرک کرنے ہی سے جنت کا استحقاق ہوجاتا ہے لیکن اعمال کی سزا اٹھانے کے بعد جنت میں داخلہ ہوگا یا خدا شروع سے معاف فرمادیگا اور بغیر سزا دیئے جنت عطا کردیگا۔

آیت میں چند ضروری امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے نفسانی خواہشات میں اعتدال پیدا کرنا چاہئے اور افراط و تفریط کی کثافت سے نفس کو پاک صاف کرلینا چاہئے۔ ایمان کے ساتھ ساتھ قول و فعل کی بھی درستگی کرنی چاہئے۔ فرائض الٰہی یعنی بدنی عبادت بھی کامل طور پر خلوص کے ساتھ ادا کرنی چاہئے مسلمانوں کی غمخواری کرنی چاہئے اور صرف زبانی ہمدردی ہی

جب عورت اُداس ہو اور اُسکا چہرہ زرد پڑ گیا ہو،
یا اس کی کمر میں درد ہو اور ماہواری کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہو
جب سفید رطوبت کثرت سے جاتی ہو
تو سمجھ لیجئے
وہ سیلان الرحم کی مریض ہے

اور یہ موذی مرض اندر ہی اندر عورت کی زندگی پر دیمک کی طرح کام کرے گا۔ پھول سے چہرہ کو کملا کر رکھ دیگا۔ اولاد کا پیدا ہونا بند ہو جائے گا۔ اور خاوند کی اندرونی زندگی تباہ ہو کر رہ جائے گی۔

مگر اس کا علاج؟

آپ چاہیں تو صرف تین روپے میں ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لاتعداد قابل طبیب اور ڈاکٹر ایسی مریضہ کو دوا "اروک" استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے تجربے میں یہ دوا سیلان الرحم کی مریض عورت کے لئے بہترین علاج ہے۔ ایک ہی شیشی استعمال کرنے کے بعد سفید رطوبت کا خارج ہونا بند ہو جاتا ہے۔ چہرہ کی تازگی واپس آجاتی ہے۔ اور ماہواری ایام بغیر تکلیف دیے ہونے لگتے ہیں۔ یعنی یہ کہ

عورت جوان نظر آتی ہے،

اب آپ کا جی چاہے تو تین روپے کا لالچ کیجئے اور غریب بے زبان مریضہ کو تکلیف اٹھانے دیجئے یا اگر آپ کو اپنی عزیز بیوی سے اور اپنی خانگی زندگی سے کچھ محبت ہے تو اس کو سیلان الرحم کی بیماری سے جلد بچا لیجئے۔ ایک شیشی دوا "اروک" اس کی صحت کے لئے کافی ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے ہے۔ اور محصول ڈاک ۸ آنے لگتا ہے۔ **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۴ دہلی** کو لکھکر بذریعہ وی۔ پی پارسل یہ دوا منگا لیجئے۔

واضح رہے کہ یہ دوا اروک وہی دوا ہے جو ہزارہا ہندوستانی خواتین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے اور انکی صحت و تندرستی ٹھیک کر چکی ہے! اور جسکی تعریف میں لاتعداد سرٹیفکٹ دواخانہ کے ریکارڈ میں موجود ہیں
رمضان المبارک کے مہینہ میں یہ دوا سحری اور افطار کے بعد استعمال ہوتی ہے۔

آج آئینہ میں اپنی صورت دیکھیے

(اور پھر)

یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے،

چالیس دن واحدی صاحب کی دوائے جریان کھانے کے بعد دیکھیے

آج اپنا وزن کرائیے اور پھر چالیس روز کے بعد کرائیے!

خواہ آپ ضعیف العمر ہوں خواہ جوان ہوں، خواہ نوجوان ہوں!

یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے،

واحدی صاحب کی دوائے جریان کی چالیس خوراکیں کھانے کے بعد آپ محسوس کریں گے آپ کے اندر حقیقی زندگی نہیں تھی زندگی اب آئی ہے۔

واحدی صاحب کی دوائے جریان چالیس روز میں آپ کی کایا پلٹ کر دے گی،

اس کے کھانے سے سارے جسم کی طاقت بڑی تیز رفتاری سے بڑھتی ہے،

اور جریان تو نام کو نہیں رہتا خواہ کیسا ہی پرانا جریان ہو چند خوراکوں میں چلا جاتا ہے

اگر آپ کو ظاہر میں کوئی مرض نظر نہیں آتا۔ اور اس کے باوجود بھی آپ روز بروز مضمحل ہو رہے ہیں۔ تو یاد رکھیے آپ جریان میں مبتلا ہیں۔ اس موذی مرض سے غفلت نہ کیجیے۔ واحدی صاحب کی دوائے جریان اس مرض کی سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح دوا ہے۔ یہ انشاء اللہ ہفتہ بھر میں آپ کو چونچال بنا دے گی،

آپ طاقت کی ہزاروں دوائیں استعمال کر چکے ہوں تب بھی واحدی صاحب کی

دوائے جریان کو سب پر فائق پائیں گے،

واحدی صاحب کی دوائے جریان کمزوری کی جڑ کھوتی ہے

چالیس خوراکوں کا ڈبہ تین روپے میں ملتا ہے اور بیس خوراکوں کا ڈیڑھ روپے میں۔ محصول ڈاک دونوں صورتوں میں ذمہ آپ کے لگے گا،

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ نظام المشائخ۔ کوچہ چیلان ۱۷ دہلی

ہمالیہ جہاں کی چاندی اور تانبے کی کانیں ہیں ان کے قدرتی
ست سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ان دشوار گذار مقامات سے جان پر کھیل کر یہ اکسیر اعظم
حاصل کرتے ہیں اور چھیالیس سال سے طب و ویدک کے طریقے سے صاف کر کے آپ کو پہنچاتے ہیں جو ہر موسم میں استعمال
ہو سکتا ہے جس کے ہزارہا سارٹیفکیٹ موجود ہیں
قوت کا بے تحاشا ضائع کرنے والی تمام اقسام کے جریانوں سلسل بول کو دور کرنے والی اور حکما و علما و ویدوں کی
اصلی سلاجیت
حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر اور تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کے برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کرنے والی اور
اور کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے ان سے سستی کمزوری یکایک غائب
ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات، جریان اور کمزوری خواب میں احتلام ہونا، نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب کا بار بار
آنا مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی ہر قسم کے درد تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں، سر کا درد چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جاتے ہیں اور منی
و پتلی دھات کو طاقتور بنانے کے لیے تو اکسیر ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت، آنکھوں میں روشنی اور بدن میں پھرتی
اور چستی چہرے پر رونق آ جاتی ہے ایک ہی خوراک میں بڑا … کھجلی، ارگ پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک
کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے، ہر قسم کے ریاحی درد یادیں، کمر پسلی کا درد جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم، نزلہ کھانسی اور
کف ومہ دق بدن پتلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی طاقت اور اثر اس سلاجیت میں موجود ہے ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری
سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے گا اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے گا، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ جائے گا۔ اور خوب مضبوط موٹا اور تندرست
رہے گا، ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہے جو بلا قیمت ساتھ بھیجی جاتی ہے۔
پانچ تولے — سوا دو روپے
دس تولے — سوا چار روپے
بیس تولے — آٹھ روپے
چالیس تولے — ساڑھے پندرہ روپے
ایک سیر — تیس روپے

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
ماہوار جریدہ
مولوی
مدیر مسئول عبد الحمید خان
ایک کامیاب روزگار
مولوی کی مقبولیت کا اندازہ تو آپ کو ہوگا۔ اس کے خریدار بنانے بہت سہل ہیں تھوڑی
سی ترغیب سے ہر شخص کو آمادہ خریداری کر سکتے ہیں۔ اگر آپ روزگار چاہتے ہیں، تو اپنے
شہر میں چل پھر کر روزانہ پانچ خریدار بنا لیجیے۔ چار روپے ہمیں بھیج دیجیے اور ایک روپیہ
آپ نے لیجیے نمونے کے لیئے دو چار پرچے بھی مفت منگا لیجیے۔ اگر آپ دل سے
یہ کام کریں تو ایک روپیہ روز کما لینا کوئی بات نہیں ہے اور اس کوشش
میں دین و دنیا دونوں کا فائدہ ہے ۴ روپے آنے پر پانچ کے نام پرچہ جاری ہو جائیگا
مینیجر رسالہ مولوی عبد الحمید خان کوچہ چیلان دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
چاند کی بیس تاریخ تک بھی اگر آپ کو اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا پرچہ خط بھیجکر منگا لیجیے۔

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ لکھا ہوا ہے جہاں آپ کا پتہ ہے اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہے تو اب لکھ لیجیے اس کے حوالہ کے بغیر آپکی کوئی شکایت خصوصاً تبدیلی پتہ کی ناممکن ہے

جلد ۲۶ | بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۶ ہجری | نمبر ۴

شذرات

ملک میں وبائے افتراق

خدا ہی جانتا ہے کہ اس بدنصیب و بدبخت ملک ہندوستان کا ستارہ نحوست کب برج عقرب سے نکلے گا اور اس کے فرزند کب تک افلاس نکبت اور تشویش و اضطراب کی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہیں گے سالہا سال کی سعی و جہد کے بعد ملک کو کچھ اصلاحات یا بالفاظ دیگر آزادی ہند کی پہلی کچھ یا دوسری قسط برعکس نہند نام زنگی کافور بکر نصیب ہوئی تھی بہتر تو یہی تھا جیسا کہ کانگریس سوشلسٹ پارٹی اور پنڈت جواہر لال کہہ رہے تھے کہ اسے ہاتھ بھی نہ لگایا جاتا اور عطائے تو بلقائے تو کہکر واپس کر دیا جاتا لیکن ہم افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مہاتما جی کی مہاتمائی نیکی نے ملک کو ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ مبتلائے آفات کیا۔ بردولی میں قوم کے اٹھتے ہوئے جوشیلے قدم انہی کی کارفرمائی سے رُکے اور اب بھی یہ ناقص آئین انہی کی مصلحت پسندی کے صدقے میں ملک کے سر منڈھا گیا حالانکہ سوشلسٹ اس کے خلاف اور سخت خلاف تھے۔

کانگریس ملک کی نہایت مقتدر اور عالمگیر شہرت کی مشترکہ انجمن تھی اگر وہ اس آئین کو منظور نہ کرتی تو برطانیہ انتہائی ناکامیاب رہتی اور اسے مجبور ہوکر باشندگان ہند کے سامنے سر جھکانا پڑتا۔ اب کہ آئین منظور ہوگیا ہے اور ہندوستان میں اس پر عمل شروع ہوگیا ہے برطانیہ کا سر غرور دنیا کی نگاہوں میں اونچا ہے اور یورپ و امریکہ میں عام پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ برطانیہ نے انتہائی فیاضی و دریا دلی سے کام لیا صوبوں کو آزاد کر دیا سب سے بڑی ملکی انجمن دستور کو چلانے اور حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہوگئی مسٹر جناح کتنے ہی رجعت پسند ہوں مگر بقول مسٹر ایم این رائے ان کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ ہاتھ میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ لیکر زبان سے آزادی کی باتیں کرنے میں کوئی مطابقت نہیں۔ نہ یہ دستور قبول کیا جاتا اور نہ ہمیں اغیار کے مطاعن سننے پڑتے ابھی چند ہی ماہ گذرے ہیں کہ خود کانگریس کو اس کا احساس ہوگیا ہے کہ وزراء بالکل بے اختیار ہیں اور وہ ملک کے مفاد کا کوئی بڑا کام انجام نہیں دے سکتے اس کا سب سے زیادہ خوفناک نتیجہ تو یہ ہوا کہ ملک میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک تمام شرانگیز اور رجعت پسند طاقتیں برسرکار آگئیں اور ملک پر ایک بلائے افتراق مسلط ہوکر رہ گئی۔

ایک طرف کانگریس کے خلاف مزدوروں اور زمینداروں سوشلسٹوں اور اچھوتوں کی جماعتیں کھڑی ہوگئیں دوسری طرف مسلم لیگ اپنی رجعت پسند قوتوں کے ساتھ سامنے آکھڑی ہوئی اور تیسری طرف خود مسلمانوں کے اندر تشتت و افتراق کی آگ کے وہ شعلے بلند ہوئے جو فرد ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور اس وقت تمام ملک تشویش و اضطراب میں مبتلا ہے اور انگریز دور بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں اس سے زیادہ امپیریل حکومت کی اور کیا کامیابی کا مظاہرہ ہوسکتا ہے اور اس صورت میں قیامت تک بھی ملک آزاد ہوسکتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ تشویشناک امر یہ ہے کہ یہ سیلاب برابر بڑھتا جاتا ہے شرانگیز عناصر برابر تقویت پاتے چلے جاتے ہیں مگر اب تک کسی کو اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں ہوئی ہم کانگریسی حامیٔ ملک کی خدمت میں مخلصانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اس صورت حالات سے عہدہ برآ ہونے کی سعی موثر کریں کہ ان کا اقتدار پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جمہور ان کی بات کو بنظر وقعت و احترام دیکھتے ہیں۔

مسلمانان ہند سے ہماری گذارش ہو کہ وہ ارض ہند کی سب سے زیادہ مفلس و پسماندہ قوم ہیں ان کے اندر نہ قوت ہے اور نہ تنظیم نہ سرمایہ ہے اور نہ عاقبت بینی اگر چندے یہی حالت رہی تو یہ ملت اپنی پراگندگیوں کی نذر ہوجائے گی اور فرقہ وار کشیدگی کا بڑھتا ہوا طوفان باہمی فسادات اور عام خونریزی پر منتج ہوگا اور اگر اس وقت مسلمان بھی کانگریس سے علیحدہ ہوگئے و دور جا پڑے تو بھی ایک طرف کانگریس کی قوت کم ہو جائے گی اور دوسری طرف امپیریل مقاصد کو تقویت پہنچے گی۔

کتنے شرم و غیرت کی بات ہے کہ وہ ہستی جو ملک میں شیخ الہند مولانا حسین احمد مدنی کے نام سے معروف ہے جو ملک و ملت کے لئے بیش از بیش قربانیاں کر چکی ہے وہ شیخ الہنود کے نام سے معنون کی جائے وہی مولانا احمد سعید جو کل تک مسلمانوں کی آنکھ کا تارا اور ان کے ملی مقاصد کے پشت پناہ سمجھے جاتے تھے اور جنہوں نے اپنی بیش بہا زندگی کے قیمتی سال ملک و ملت کی بہی خواہی و دلسوزی کے جرم میں جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں گذارے حوصلہ فرسا مصائب برداشت کئے اور پشاور سے رنگون تک بارہا دورے کئے انھیں سوامی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جمعیۃ علماء کا رنگین مزاج اور شیوا بیان مقرر بتایا جاتا ہے مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی کو مولوی لدھیان الرحمن بیانو کہا جاتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسری طرف سے تیسرے درجے کے لوگ کھڑے ہوگئے ہیں اور مسٹر جناح کو بمبئی کا مداری، مولانا شوکت علی کو رام پوری بھانڈ اور سر سکندر حیات خاں اور نواب احمد یار خاں دولتانہ کو پنجاب کے مراثی کے نفرت انگیز ناموں سے موسوم کرنے لگے ہیں۔ اب فرمائیے پھر ہندوستان میں کونسا ایسا مسلم رہنما رہ گیا قوم جس کی عزت کر سکے دوسرے ملک والے ان سوقیانہ خطابات کو پڑھ کر

تو غور کیجئے کہ وہ مسلمانان ہند کے متعلق کیا خیالات قائم کریں گے پھر یہ بھی سوچئے کہ قوم کے اخلاق پر اس کا کیا تباہ کن اثر پڑے گا اور جب مدعیان قیادت کو وہ اس کیچڑ اچھالنے میں مصروف و منہمک دیکھیں گے تو خود ان کی کیا حالت ہوگی۔

ضرورت ہے کہ اس وقت مولانا کفایت اللہ مصالحت کا علم لیکر کھڑے ہوں کہ وہ مسلمانوں میں بہت فہیم، نیک نفس اور صلح کل بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور اس باہمی چپقلش کا خاتمہ کرنے کی سعی عمل میں لائیں ایک طرف تو وہ زعمائے مسلم لیگ سے کہیں کہ خدا کے لئے آپ ملک کی حالت پر رحم کریں اور مسلمانوں کو تباہی کے غار کی طرف نہ دھکیلیں اور دوسری طرف کانگریس کو مصالحت پر آمادہ کریں ورنہ اگر اس صورت حالات کو قائم رہنے دیا گیا تو ملک عام فسادات و مناقشات کا مسکن بن جائے گا اور ملت کو سخت نقصان پہنچے گا۔

وقت کی اہم ضرورت

اس وقت ملک میں مسلمانوں کی تین سیاسی جماعتیں علمائے ہند کی جمعیتہ، مجلس احرار اور مسلم لیگ مصروف کارفرمائی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک جماعت بھی نئی نہیں ہے اور بڑی حد تک ان میں اتحاد عمل رہا ہے۔ یہ انہی کے ارکان کانگریس میں بھی ایک مدت تک ہندوؤں کے دوش بدوش کام کرتے رہے ہیں آخر اب کونسی قیامت آگئی، کونسی دنیا بدل گئی جو معاندت و حرب خیالات کا ایک محشر ہر طرف برپا نظر آتا ہے۔

مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خاں، مولانا حسرت موہانی، چودھری خلیق الزماں لیگ میں بھی رہے اور کانگریس میں بھی برسوں کام کرتے رہے مسٹر جناح کے متعلق بھی کہا جا رہا ہے کہ وہ کامل بیس برس تک کانگریس کو ایک ہزار روپیہ ماہانہ کا چیک کاٹتے رہے اور انہوں نے بمبئی ہائیکورٹ کی ججی اور وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کی ممبری کو بھی قبول نہیں کیا ان کے نکات چہار دہگانہ پر ہر طبقہ و خیال کے مسلمانوں نے اتفاق کیا اگر ہماری یادداشت غلطی نہیں کرتی تو اول الذکر دونوں بزرگ جمعیتہ علماء کے بھی رکن مدت تک رہے اور مین اسی زمانہ میں مسلم لیگ کی قیادت بھی کرتے رہے۔ اسی طرح رہنمایان جمعیتہ لیگ اور کانگریس دونوں میں نمایاں حیثیت سے کام کرتے رہے۔ کانگریس سے اختلاف ہوا اور جب مسلم اس پر مسلط ہونے لگی تو انہی زعمائے جمعیتہ مولانا کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا حسین احمد نے اس سے سخت سے سخت اختلاف کیا۔ رہی مجلس احرار یہ بھی کانگریس اور لیگ اور ہماری یاد کے مطابق اس کے تین مشہور رہنما مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا عطاء اللہ بخاری اور مولانا داؤد غزنوی جمعیتہ علماء کے بھی رکن رہے اور ایک وقت پر یہ بھی کانگریس سے علیحدہ ہو کر جداگانہ انتخاب کی حمایت کرنے لگے اسے کسی مسلم جماعت نے برا ہی نہ سمجھا۔

سیاسی دنیا میں اس قسم کے انقلابات و اختلافات ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پالیسیاں اور خیالات بدلتے رہے ہیں۔ آج کانگریس کی حمایت و عدم حمایت کوئی نئی بات نہیں کوئی نئی داستان نہیں بلکہ اب تو لیگ کا نصب العین بھی مل گیا ہے اور تینوں جماعتوں کے مطمح نظر میں کوئی بعد و تفرق بھی نظر نہیں آتا سب سے بڑھکر یہ کہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ خدا ایک حکم ایک قرآن ایک کوئی وجہ تصادم نہیں۔

ڈاکٹر انصاری مستقلاً کانگریس میں شامل رہے۔ مولانا کفایت اللہ اور مولانا محمد علی کانگریس سے علیحدہ ہوئے سخت اختلاف پیدا ہوا لیکن اس سے باہمی تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑا اور ایک کی عزت دوسرے کے دل میں برابر قائم رہی۔ اختلاف کوئی بری چیز اور اسلام میں تو اسے رحمت کا درجہ دیا گیا ہے اس وقت بھی زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ پالیسی میں باہم اختلاف ہے اور بس۔ اختلاف بھی نیا نہیں کانگریس میں شرکت بھی نئی نہیں۔

پھر مسلم لیگ والوں کو ہمارے نزدیک کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان رہنماؤں کو جو کانگریس میں شامل ہیں نہ صرف برا کہیں بلکہ مطعون کریں۔ درانحالیکہ وہ خود ایک زمانہ میں اس کے دست و بازو رہ چکے ہوں انھیں کسی کی نیت پر حملہ کرنے کا کیا اختیار حاصل ہے اگر یہ بزرگ بدنیت ہیں، ہندوؤں کے غلام ہیں تو ان کے پاس نیک نیتی کا آخر کونسا خدائی پروانہ ہے اس کا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے۔ نیک نیتی کسی کی وراثت جاگیر تو نہیں ہے ہم کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتے اور تسلیم کئے لیتے ہیں کہ لیگ والے نیک نیتی کے ساتھ کانگریس سے علیحدہ ہیں۔ عین اسی طرح احرار اور جمعیتہ والے بھی نیک نیتی کے ساتھ کانگریس میں شریک ہیں اور ان کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا فائدہ اسی میں ہے کہ مسلمان کثیر تعداد میں کانگریس کے اندر شامل ہوں۔ کسی کو کسی کی نیت پر حملہ کرنے کا کوئی استحقاق کسی حیثیت سے بھی نہیں پہنچتا۔
کہنے کو تو جمعیتہ والے بھی کہہ سکتے ہیں کہ لیگ والے امپیریل مقاصد کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہندوستان انگریز کا دائمی غلام رہے۔ جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں باہمی اختلاف صرف کانگریس کی شرکت اور عدم شرکت تک محدود ہے رہا حصول حقوق کا معاملہ تو اس کے لئے جمعیتہ و احرار کے قلب میں بھی اتنا ہی جوش ہے جتنا کہ لیگ والوں کے دل میں ہے۔ فرق اتنا ہے کہ وہ آزادی کو مقدم سمجھتے ہیں اور یہ مؤخر یہ بھی کوئی بری چیز اور بڑا اختلاف نہیں جس پر جنگ و جدال کے لئے صفیں آراستہ کرنی شروع کر دی جائیں تمام مسلمانان متفقہ طور پر ایک اجتماع میں اس کا فیصلہ بھی بآسانی کر سکتے ہیں اور حقوق کے متعلق ما دل و لعد کا فیصلہ" کثرت رائے سے کیا جا سکتا ہے حصول حقوق کا قضیہ طے ہو جانے پر پھر لیگ کو بھی کوئی شکوہ باقی نہیں رہ سکتا اس لئے کہ اس کے بعد لیگ والوں کو بھی کانگریس کی شرکت پر کوئی وجہ اعتراض باقی نہیں رہ سکتا۔

لیکن یہ طریق تو غلط اور بالکل غلط ہے کہ ایک جماعت خواہ وہ کتنی ہی قلیت میں ہو اپنے ایک نظریہ کو لیکر کھڑی ہو جائے اور ساری دنیا کے خلاف اعلان جنگ کر دے اور اس امر کی مدعی بن بیٹھے کہ وہ جو کچھ سوچتی ہے اور سمجھتی ہے وہی صحیح اور درست ہے اور باقی پوری ملت غلطی پر ہے یہ تو دنیا جہان سے نرالی بات ہوگی جمہوریت اسلام کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے اور پوری دنیا کا یہی طریقہ عمل ہے کہ اکثریت جو فیصلہ کر دیتی ہے وہ پوری قوم اور پوری جماعت کا فیصلہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی جماعت کے تمام افراد نہ کبھی کسی ایک فیصلہ پر متفق ہوئے اور نہ ہوں گے۔ ہمارے نزدیک بہترین راہ عمل یہی ہے کہ مذکورہ تینوں جماعتوں کے ارباب کا ایک معین تاریخ پر معین مقام پر جمع ہوں اور خلوص قلب کے ساتھ کسی متفقہ فیصلہ پر پہنچنے کی سعی کریں ہر شخص اور ہر جماعت مخلصانہ طور پر اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کرے اور

دوسری جماعت کو ہمخیال بنانے کی پوری سعی و جہد سے کام لے اس کے
بعد اکثریت جو فیصلہ کرے اس پر سب متحدہ طریق پر عمل کریں۔

یہ جماعت ملی مفاد کی حمایت کی مدعی ہے اور اس باہمی سب و شتم کو دل
سے ناپسند کرتی ہے اس لئے اگر جوش و اخلاص عمل سے کام لیا گیا تو ملت
کا ایک فیصلہ پر پہنچ جانا کوئی دشوار امر نہیں ہے ایسے اجلاس کو طلب کرنے
کے بہتر [illegible] مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں حالات بہت زیادہ نازک
صورت اختیار کر چکے ہیں اب مزید بے نیازی [illegible] بر نتیجہ [illegible]
ضرورت ہے کہ اس طرف فوری توجہ کی جائے۔ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس
دہلی یا لکھنؤ جیسے مرکزی مقام پر کیا جائے اور باہمی مصالحت کے لئے کوئی دقیقہ
اٹھا نہ رکھا جائے اس کا نتیجہ اور کچھ بھی نہ ہوا تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ جمہور مسلمین
اس کا صحیح اندازہ کر سکیں گے کہ ان کا سچا ہمدرد کون ہے اور کس کے دعاوی
مفاد ملت پر مبنی ہیں۔ لاعلاج رجعت پسندوں کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔
غرض مند حضرات تو کبھی راہ پر نہ ہوں گے لیکن دنیا پر حقیقت و اصلیت تو واضح
ہو جائیگی اور موجودہ غلط [illegible] کا تو خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر ہماری یہ نحیف آواز رہنمایان
ملت کے کانوں تک پہنچ سکتی ہے تو انہیں اولین فرصت میں اس طرف توجہ
مرکوز و مبذول کرنی چاہیئے۔ مفتی صاحب کو جلد از جلد اس کا اعلان کر دینا
چاہیئے کہ مفاد ملی کا اقتضا یہی ہے اور موجودہ تشویشناک صورت حالات کا
مقابلہ اسی طرح کیا جا سکتا ہے۔

بنگالی نظربندوں کی رہائی

بنگالی نظربندوں کی رہائی کا مسئلہ ملک کے لئے

[illegible] سے انتہائی وجہ اضطراب بنا ہوا تھا۔ ان کی رہائی کے لئے مسلسل جد و جہد
کی جا رہی تھی ملک بھر میں ایک شور برپا تھا لیکن یہ مسئلہ تھا ہی اتنا نازک
کہ ملک کے احتجاج کے باوجود کہ حکومت ہند اور حکومت بنگال اس کی طرف
سے برابر سرد مہری اختیار کرتی چلی جا رہی تھی اور ہندوستان کے سیاسی
حلقے نہیں برطانوی دوائر میں بھی ان کی رہائی پسندیدہ نظر سے نہ دیکھی جاتی
تھی یہی وجہ تھی کہ مسٹر فضل حق ان کی رہائی سے اپنی معذوری کا اظہار کر چکے تھے
بنگال کانگریس نے بھی تہدید آمیز صورت اختیار کر لی تھی اس لئے یہ معاملہ
اور زیادہ نازک ہو گیا تھا۔ آخر گاندھی جی خود بنگال پہنچے مسٹر فضل حق
سے بہت سی ملاقاتیں ہوئیں تمام وزرائے بنگال سے ایک مشورہ ہوئے
گورنر بنگال سے بھی ملاقات ہوئی۔ گاندھی جی کی مصالحانہ پالیسی مشہور ہے
تشدد کو وہ خود ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں معقولیت پسند اور نرم آدمی
ہیں انہوں نے وزیر اعظم کو یقین دلا دیا کہ رہائی کے بعد نظربندوں کی طرف سے
کسی تشدد کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔

نظربندوں سے فرداً فرداً مل کر بھی اس کا اطمینان کر لیا گیا کہ وہ رہائی
کے بعد قولاً و فعلاً اس کا اظہار نہ کریں گے گاندھی جی نے ان کی وکالت و
ضمانت کی جس کا یہ خوشگوار نتیجہ برآمد ہوا کہ گیارہ سو نظربندوں کی رہائی کے
فوری احکام صادر ہو گئے اور یہ بھی قرار پایا کہ [illegible] وہ نظربند جو
مختلف جیلوں میں نظربند ہیں وہ بھی بتدریج رہا کر دیئے جائیں گے۔ مسٹر فضل حق
کا یہ اتنا بڑا شاندار کارنامہ تھا کہ خود گاندھی جی نے اس پر اظہار استحسان کیا
اور لکھا کہ گو مسٹر فضل حق اور ان کی حکومت کانگریسی اصول و مواعید کی پابند
نہیں تھی تاہم اس نے وہی کیا اور نظربندوں کی ایک کثیر تعداد کو رہا کر دیا
جس پر وہ ملک کی طرف سے تعریف کے مستحق ہیں۔ اس کے چند روز بعد ہی
مسٹر نلینی رنجن سرکار وزیر مالیات بنگال کی طرف سے ایک بیان شائع
ہوا جس میں آپ نے واضح کیا کہ اگر کانگریس حکومت کو مشوش کرنے کے بجائے
اس سے تعاون کی حکمت عملی پر کاربند ہوتی اور نظربندوں کی رہائی کے
متعلق وسائل و ذرائع سوچنے میں حکومت کی ممد و معاون ہوتی تو یہ جولائی
گذشتہ ہی میں رہا ہو چکے ہوتے اگر وہ نظربندوں کے سچے ہی خواہ ہوتے
تو وہ بھی گاندھی جی کی طرح حکومت سے اشتراک عمل کرتے۔ بہر کیف جو کچھ
ہوا وہ بہت بہتر ہوا۔ جہاں گاندھی جی کی یہ مساعی قابل استحسان ہیں وہاں
مسٹر فضل حق کی حکومت بھی ملک کے شکریہ کی مستحق ہے اور ہم اسے قابل
مبارکباد سمجھتے ہیں اس لئے کہ بنگالی نظربندوں کا معاملہ عام قیدیوں اور
دوسرے صوبوں کے اسیروں جیسا نہ تھا۔ یہ لوگ صحیح یا غلط طور پر دہشت
انگیزی کے الزام میں ماخوذ تھے جسے حکومت نہایت خطرناک جرم سمجھتی ہے
یہی وجہ ہے کہ ان کے رہا ہوتے ہی پارلیمنٹ میں اس کے متعلق بہت سوالات
کئے گئے

جاپانی فتوحات کا سیلاب

جمعیۃ اقوام کمزور قوموں کی حفاظت اور قیام امن

و عدل کے لئے بڑی شان و طمطراق کے ساتھ معرض وجود میں آئی تھی لیکن
تجربہ نے ثابت کر دیا کہ مطلوبہ مقاصد کے تحفظ میں یہ بالکل ناکام رہی البتہ
طاقتور اقوام نے اس کی آڑ میں من مانی کارروائیاں کرنے کی ایک صورت
ضرور پیدا کر لی حبشہ آنکھوں دیکھتے دیکھتے تباہ ہو گیا یہ مجلسی کمیٹیاں اور سب
کمیٹیاں ہی بناتی رہی یہی صورت چین کے معاملہ میں سامنے آئی یہ قدیم
ملک اپنی کمزوری کے جرم میں برابر تباہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور جمعیت کو گویا سانپ
سونگھ گیا ہے برسلز کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے کانفرنس کا جو ڈھونگ
کھڑا کیا تھا وہ بھی کھڑا کا کھڑا ہی رہ گیا اور جاپان بڑھتے بڑھتے پایہ تخت کے
قریب پہنچ گیا اب صورت حالات یہ ہے کہ آغاز جنگ سے لیکر اب تک آٹھ
لاکھ چینی سپاہی قربان ہو چکے ہیں اور اسے ہر محاذ پر شکست ہو رہی ہے
یہ حقیقت ہے کہ چینی افواج نے اپنی بساط کے مطابق بڑی بے جگری و شجاعت
کا مظاہرہ کیا۔

لیکن چین و جاپان کی جنگ بہر شیر و بکری کا مقابلہ ہے۔ چین کی آبادی
کتنی ہی ہو اور اس کی طرف سے کتنی ہی شجاعت کا اظہار کیا جائے مگر جاپان
کی جدید ترین اسلحہ سے آراستہ فوج اور فضائی قوت کا مقابلہ چین کے قابو
کی بات نہیں۔ جاپان کے حوصلے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وہ اب اپنے جوش اقدام
میں کسی احتجاج کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ شنگھائی کا علاقہ بین الاقوامی علاقہ
ہے اور یہاں اعلیٰ درجہ کی مغربی طاقتوں کے مفاد کا مسکن ہے لیکن جاپان
نے اس کی بھی پرواہ نہ کی اور وہ برابر اس علاقہ میں گھستا اور شہر پر شہر فتح کرتا چلا
آتا ہے اور اتنے قریب پہنچ گیا ہے کہ پایہ تخت چین نانکن خطرہ میں پڑ گیا ہے
جس کی آبادی پہلے دس لاکھ تھی اور اب بمشکل ایک لاکھ آدمی رہ گئے ہیں اور [illegible]

بھی روز بروز شہر چھوڑ کے چلے جا رہے ہیں دفاتر حکومت دوسرے شہر میں منتقل ہو چکے ہیں۔

چینی جاپانی محاذ جنگ کی طوالت نشر میل تک پہنچ چکی ہے جنرل چیانگ کائی شک نے وزارت عظمے کے منصب سے استعفا دیکر اپنی تمام تر توجہات محاذ جنگ پر مرکوز کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ نتیجہ ہو جاپانی فضائی قوت چین کے لئے بے پناہ ثابت ہو رہی ہے اور اب نانکن کی فتح ہو جانا یقینی امر ہو چکا ہے جاپان کے اس اقدام کو اچھا کوئی نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ بھی کسی میں ہمت نہیں جو جاپان کو روکے۔ عنقریب چین کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اور مہذب دنیا دیکھتی کی دیکھتی رہ جائے گی۔

طلبائے ازہر میں باہمی تصادم

مصر سے ایک انتہائی افسوسناک اطلاع

موصول ہوئی ہے کہ جامع ازہر کے طلباء میں ایک خوفناک فساد ہو گیا جس کی نوعیت سیاسی اعتبار سے بھی بہت المناک ہے اس فساد کی ہولناکی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ دونوں متصادم جماعتوں نے ریوالور خنجر اور بم تک استعمال کئے ظاہر ہے کہ اس جنگ میں کافی خونریزی ہوئی ہوگی اور طلباء کی کافی تعداد مقتول و مجروحوں کی فہرست میں آگئی ہوگی۔

نحاس پاشا مصر کے مشہور قائد اور محب وطن ہیں جو جدید اصلاحات کے سلسلہ میں وزارت عظمے کے منصب پر فائز ہو چکے ہیں اور ایک مدت سے کامیابی کے ساتھ حکمرانی کر رہے ہیں لیکن چند وجوہ کی بنا پر ملک میں ان کے خلاف ایک تحریک پیدا ہوئی جو روز بروز ترقی پذیر ہوتی گئی اس نے شاہ پرستی کی صورت اختیار کرلی جس وفد پارٹی کے قائد نحاس پاشا ہیں اصلاً یہ اختلافات اسی پارٹی کی طرف سے شروع ہوئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر اعظم کے خلاف شدید نکتہ چینیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا مصر کے مشہور اخبار اخبار البلاغ نے اس میں سب سے بڑا حصہ لیا۔ ازہر کے طلباء ہندوستان کے طلباء جیسے بے احساس نہیں ہیں وہ تمام ملکی تحریکات میں حصہ لیتے ہیں پورے جوش کے ساتھ حصہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے ملکی سیاسیات میں انہیں نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ مصر کو جو آزادی حاصل ہوئی ہے اس میں طلباء کی قربانیوں اور سرگرمیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

ممکن نہ تھا کہ نحاس پاشا کے خلاف ایک سیاسی تحریک پیدا ہوتی اور اس سے ایسی سرگرم اور حساس جماعت بے تعلق رہتی نتیجہ وہی ہوا جو ایسے حالات میں بالعموم ہوا کرتا ہے۔ طلباء دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ایک جماعت نحاس پاشا اور ان کی پارٹی کے خلاف ہو گئی اور اس نے مخالفانہ مظاہرہ کا پورا پورا اہتمام کیا۔ دوسری جماعت حمایت میں کھڑی ہو گئی اس پر دونوں میں تصادم ہوا اور تصادم بھی وہ جو نہایت خوفناک قسم کا تھا اور اس پر کوئی مسلمان بھی اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حصول مقصد کے لئے جوش و عقل دونوں ضروری چیزیں ہیں لیکن ہر ایک کے استعمال کا محل اور موقع ہوتا ہے جہاں تک ملکی آزادی اور غیر ملکی استیلا سے نجات حاصل کرنے کا تعلق تھا وہاں تک تو طلباء کی شرکت اور میدان عمل میں گامزنی ضروری چیز تھی اور جوش ہی سے کام لینے کی ضرورت تھی کہ جنگ میں اس کے بغیر چارہ نہیں لیکن اب معاملہ وزارتی و انتخابی ہے اس میں جوش کی نہیں عقل کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ طلباء کتنے ہی حساس اور پرجوش ہوں مگر ان میں عقل و تجربہ کا عنصر بہرکم ہوتا ہے اور رہنا چاہیئے۔

اگر وہ اس معاملہ میں دخل نہ دیتے اور اس کے کہنہ مشق اور تجربہ کار مدبرین کے حل کے لئے چھوڑ دیتے تو یہ مصیبت کبھی پیش نہ آتی۔ ہمیں توقع ہے کہ اس خونریز تصادم کی یاد جلد بھلا دی جائے گی اور طلباء آئندہ داخلی معاملات میں اتنا پرجوش حصہ لینے سے احتراز کریں گے۔

جدید ترکی کا دور ارتقا

مسرت انگیز امر یہ ہے کہ ترکی اپنے جدید دور ترقی میں مراحل ارتقا

بسرعت طے کر رہا ہے اور ہر شعبہ حیات میں اس قدر سرعت کے ساتھ اٹھ رہے ہیں۔ زمانہ کے حالات بالکل تبدیل ہو چکے ہیں سیاست کا میدان اب بڑے آزمودہ کار عقلاء کے لئے رہ گیا ہے بڑا چوکنا ہو کر رہنا پڑتا ہے اگر کسی ایک شعبہ کی طرف سے بھی غفلت برتی جاتی ہے تو اس کا اثر پورے نظام حکومت پر پڑتا ہے۔

غازی امان اللہ خاں دانشمند فرمانروا تھے افغانستان کو انہوں نے گلزار بنا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا تجارت و تعلیم اور صنعت میں انہوں نے افغانستان کا پایہ بہت بلند کر دیا صرف ایک عسکری شعبہ ایسا تھا جس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک غیر معروف شخص بچہ سقہ بڑا ہو گیا اور اس نے ساری ملکی ترقیات کے قصر کو منہدم کر کے رکھدیا ترکی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ تمام ملکی شعبوں پر برابر کی توجہ مبذول کر رہا ہے تجارت میں اس نے پوری ترقی کرلی ہے اور اس کی مال برآمد کی مقدار برابر بڑھ رہی ہے صنعت و حرفت میں اس کی رفتار بہت وسیع ہو گئی ہے ہر قسم کی مصنوعات ملک ہی میں تیار ہونے لگی ہیں حال ہی میں سمرنا کے قریب ایک قصبہ میں پارچہ بافی کا ایک عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی دس ہزار مشینیں نصب کی گئی ہیں اور اندازہ ہے کہ اس سے بیس ہزار گز سالانہ کپڑا ملکی ضروریات کے لئے تیار ہوا کرے گا۔ معدنیات کا کام امریکن انجینیروں کی زیر نگرانی ہو رہا ہے تعلیم بالکل مفت اور علم ملک بھر میں رائج ہے۔

مساجد گلزار بنی ہوئی ہیں کوئی ایک مسجد بھی ایسی نہیں جو اعلیٰ درجہ کے مؤذنین نائبوں اور نمازیوں کی کمی کی شکوہ گذار ہو۔ فوج کے لئے نماز لازمی ہے کسی سپاہی کی مجال نہیں جو سجدہ ریز عبودیت ہونے سے محترز رہ سکے۔ غیر ملکیوں پر ٹیکس لگا دیئے گئے ہیں حال ہی میں یہودیوں کے اخراج کے احکام بھی صادر ہوئے ہیں۔ صفائی اور تعمیرات عامہ کا کام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

سیاسی دانائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وزارت اس خاموشی کے ساتھ تبدیل ہوئی کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے پائی۔ ورنہ مہذب یورپ میں وزارت کا تغیر بڑے سیاسی انقلابات کا باعث بنتا ہے یہ تغیر ایسا تغیر ہوا کہ صرف عہدے بدل دیئے گئے نہ مستعفی ہونے والے وزیر اعظم نے کسی تکدر یا اختلاف کا اظہار کیا اور نہ نئے وزیر اعظم نے پالیسی میں کوئی بڑا انقلاب کیا۔ حال ہی میں پارلیمان کے اجلاس میں جدید وزیر اعظم جلال بایر نے سابق وزیر اعظم غازی عصمت پاشا کو جائے پارلیمان کے صدر کے عہدہ جلیلہ پر

نازہیں ان کی قیمہ پر درانہ خدمات کے لئے شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کرنے کے ساتھ ہی اعلان کیا ہے کہ ان کی دفاعی و حربی پالیسی میں کوئی تغیر نہیں کیا جائیگا۔ فوجی استحکامات پر بھی ترکی بیش از بیش توجہات مبذول کر رہا ہے اور جدید وزارت نے بائیس کروڑ روپیہ حربی مقاصد کے لئے صرف کرنا کا اعلان کیا ہے جس سے فوجی کارخانے قائم کئے جائیں گے اور فضائی طاقت کو ترقی دی جائے گی۔ ترکی کی آبادی ہمارے صوبہ پنجاب کی برابر بھی نہیں صرف ڈیڑھ کروڑ افراد کا ملک ہے لیکن آزادی کی یہ برکات ہیں کہ ایک ایک دفعہ میں بڑا نہایت بائیس بائیس کروڑ صرف حربی اور فوجی انتظامات پر خرچ کردیا جاتا ہے۔

سیاسیات خارجہ کی یہ حالت ہے کہ ایک طرف تو تمام بڑی بڑی مہذب سلطنتوں سے دوستانہ و عزیزانہ تعلقات قائم ہوچکے ہیں اور دوسری طرف اسلامی سلطنتوں کو ایک سلک اتحاد میں منسلک کرنے کی سعی موثر کی جارہی ہے۔ میثاق سعدآباد کی رو سے ترکی ایران افغانستان اور عراق معاہد تو تینوں پہلے ہی تھیں حال ہی میں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ مصر بھی اس میں شریک ہو رہا ہے اس طرح درہ خیبر سے لیکر طرابلس تک کے تمام مسلمان شیرازہ بند ہوجائیں گے اور یہ قوت اتنی قوی اور اتنی مستحکم ہوجائے گی کہ کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھاکر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کرسکے گا۔

کانگریسی وزراء اور اقلیتوں کے حقوق

منزلت گر بند | لبھہ نیتھہ

وزیراعظم صوبہ متحدہ مسلم لیگ کے اجلاس کے بعد ہی وزیراعظم بنگال کی پیشتبلی تقریر کے بعد جواب میں پر زور تقریر فرما چکے تھے کہ اگر تمام اسلامی صوبوں میں بھی ہندو حقوق خطرے میں ڈالدیئے جائیں تو بھی میں اس سے متاثر نہیں ہونگا اس کا انتقام لینے کی سعی ہرگز نہ کروں گا بلکہ اس کے خلاف میں اپنے صوبوں کی اقلیتوں کے حقوق کا پشت پناہ رہوں گا۔ اب انہوں نے کانپور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پھر انہی شریفانہ خیالات کا اعادہ کیا اور نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ صوبہ متحدہ کے وزیراعظم ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کو بکلی مٹادوں۔ ساتھ ہی آپ نے ہندوؤں کو نصیحت کی کہ وہ اکثریت میں ہیں اس لئے انھیں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ پوری فراخدلی سے پیش آنا چاہئے اور یہ خیال ہی اپنے دل میں نہ لانا چاہئے کہ مسلمان کانگریس کے خلاف ہیں۔ اسی طرح مسٹر مری کرشن سنہا وزیراعظم بہار نے حال ہی میں ایک جلسہ عام کے اندر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "اگر کسی ہندو کو میں نے دیکھا یا سنا کہ اس نے کسی مسجد کی ایک اینٹ کو بھی چھوا اور ہاتھ لگایا تو میں حکومت کی پوری طاقت اس کے تحفظ و صیانت پر صرف کردوں گا"۔

کتنے بہتر اور شریفانہ خیالات ہیں اعتراض کردینا اور یہ کہدینا اور بات ہے کہ یہ محض قول ہی قول ہے اور یہ لوگ کردار کے نہیں گفتار کے غازی ہیں۔ لیکن اس سے انکار کسی کو بھی جرأت نہیں ہوسکتی کہ جمہور عوام کی نگاہیں سطح تک نہیں پہنچا کرتیں وہ سیاسیات کی گہرائیوں میں نہیں اتر سکتے ان کے سامنے دل نہیں زبان اور اعمال نہیں اقوال ہوتے ہیں اور وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جب صوبہ کے حکام اعلی علانیہ منظر عام پر کہدیں کہ مساجد کے تحفظ اور ان کے خلاف اقدام کرنے والوں کی سزا کا اعلان کررہے ہوں یہ کہہ رہے ہوں کہ ہندو مسلم اختلافات کو مٹانا ہمارا فرض ہے اور کسی حالت میں بھی اقلیتوں کے حقوق پر دست برد جائز نہیں پھر کس کی ہمت پڑسکتی ہے جو مسلمانوں کے خلاف ایک انگلی بھی اٹھاسکے ذمہ دار زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ ذمہ دارانہ اور وزن دار ہوتے ہیں اور یہ قلوب انسان کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتے۔ سر سکندر حیات خاں وزیراعظم پنجاب کو اس امر میں شرف تقدم حاصل ہے کہ انھوں نے ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں عملی قدم اٹھایا پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ستیہ پال اور ماسٹر تارا سنگھ کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی اور شدت کیساتھ کی گئی۔ لیکن جب یہ معاملہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس کلکتہ میں پہنچا تو گو مسلم لیگ کی غیر مدبرانہ کارروائیوں کا نقشہ اور سکندر جناح پیکٹ اس کے سامنے تھا تاہم کمیٹی نے "من قال" کو چھوڑکر "ما قال" کو سامنے رکھا اور پنجاب کانگریس کمیٹی کو سر سکندر کی مدعو کردہ اتحاد کانفرنس میں شرکت کی اجازت دیدی اس سے صاف واضح ہورہا ہے کہ کانگریس ہندو مسلم اتحاد کی دل سے خواہشمند ہے آنریبل مسٹر فضل حق وزیراعظم بنگال نے بھی نظربندوں کو رہا کرکے ہندو بنگال کو ممنون بنالیا ہے اور گاندھی جی ہی نہیں ملک کے تمام دانشمند طبقہ کی طرف سے خراج تحسین حاصل کیا ہے یہ حالت بہت امید افزا اور خوش آیند ہیں اگر مختلف صوبوں کے ذمہ دار عہدیدار اپنے اقوال و اعمال سے اسی طرح جمہور عوام کی توجہات ہندو مسلم اتحاد کی طرف مبذول کراتے رہے تو ملکی فضا پر اس کا بہت خوشگوار اثر پڑیگا ہماری تجویز یہ ہے کہ پنجاب کی اتحاد کانفرنس کے نمونہ پر تمام صوبوں میں ایسی ہی کانفرنسیں قائم کی جائیں اور محرکات اختلافات کو مٹانے کی جلد از جلد کوشش کی جائے کہ ملک کی بہتری کا راز اسی میں مضمر ہے۔

آئین جدید کے ماتحت وزراء کی مجبوریاں

آئین جدید کی بیچیدگیاں اور خامیاں روز

بر روز عمائدین ملک پر کھلتی اور واضح ہوتی جاتی ہیں کہنے کو صوبجات آزاد ہوگئے اور قانون کی رو سے ان کی ذمہ داریاں ملک کے سپرد کردی گئیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینے والے نے اپنے نزدیک بہت کچھ دیا مگر لینے والے کے ہاتھ کچھ بھی نہ پڑا یہی وجہ ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر راجگوپال اچاریہ وزیراعظم مدراس اپنی تقریروں میں بہم یہ اعلان کرتے رہے ہیں کہ ضرا صبر سے کام لیجئے کانگریس کو بے مطاعن واعتراضات نہ بنائیے تخریبی اور تباہ کن نکتہ چینی سے احتراز فرمائیے کانگریس کو کارکردگی کا موقعہ دیجئے کہ ان کے پاس وزارتیں آئی ہیں کوئی جادو کی چھڑی نہیں آئی ہے جس سے یہ ملک میں کوئی فوری انقلاب برپا کرکے سب کو مطمئن کردیں ان کے اختیارات محدود اور بہت محدود ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں سرمایہ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ اور وہ افضل ذاتی کے تمام اہم شعبے حکومت ہند نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں امور خارجہ اور فوج تو خیر اس کے ہاتھ میں تھے ہی لیکن خزانہ کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں پہنچی ہوئی ہیں انکم ٹیکس ریلوے اسٹامپ پوسٹ آفس وغیرہ سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں کسالانہ خراج کے طور پر بھی رقم دینی پڑتی ہیں اس کے بعد صوبوں کے پاس امور رفاہ عامہ کے لئے رہ کیا جاتا ہے جو وہ کوئی بڑا کام کرسکیں۔ آنریبل مسٹر سری کرشن سنہا وزیراعظم بہار نے حاجی پور کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کس قدر

وضاحت سے کام لیا اور فرمایا کہ " وزارت کے کام پر نکتہ چینی وہ ذمہ دارانہ اور ہمدردانہ ہو اگر مجھے کامل اختیارات حاصل ہوتے تو چند گنڈر سوکل کو جس کی جرأت و دلیری میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور جو اپنی رائے عدم تشدد کے حق میں تبدیل کر چکا ہے ایک لمحہ کے لیے بھی جیلخانہ میں سڑنے دیتا۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ میں علاقہ کو کسی کو سالانہ تباہکن سیلابات سے محفوظ رکھنے کی تدابیر عمل میں نہ لاتا اگر دریا کو قابو میں رکھنے کے لیے صوبہ کے خزانہ میں تین کروڑ روپیہ ہوتا۔ اگر خزانہ ایک کروڑ روپیہ وقف کر سکتا تو کیا میں چھوٹا ناگپور میں بجلی کا سلسلہ قائم کرنے یا دریائے گنگا کے زائد پانی یا سیلاب کے پانی کو چار ماہ کے اندر اندر خارج کرنے میں جانباہ کی تاخیر کرتا مجھے نکتہ چینی سے چڑ نہیں مگر جو نکتہ چینی کی جائے وہ ہمدردانہ اور دانشمندانہ ہو آپ کو ہم سے یہ توقع تو ہرگز نہ رکھنی چاہیے کہ ہم سب کام پورے کر کے رکھدیں گے اور اس میں آپ کو کوئی حصہ نہ لینا پڑے گا جب تک آپ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں گے آپ کو مطلوبہ امداد دینی بہت دشوار امر ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ لوگ خود اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے تھے اور آپ نے یہ خیال کر لیا تھا کہ گاندھی جی آپ کے لیے سب کچھ کر دیں گے اب سنہ ۱۹۳۷ء میں بھی غالباً آپ کا یہی خیال ہے کہ میں آپ کی تمام مشکلات دور کر دوں گا اور آپ کو اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کرنی پڑے گی میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ مغالطہ جتنی بھی جلد دور ہو جائے بہتر ہے "

ہم یہ کہتے ہیں کہ موجودہ صورت حالات میں کرنے کا کام کوئی بھی عوام کی امداد سے بھی نہ ہو سکیگا۔ بہتر فیصلہ وہی تھا جو دستور جدید کے متعلق کانگریس نے کیا تھا اور وہی اب کرنا چاہیے مناسب تو یہی ہے کہ اس آئین کو جو عطا ہوئے تو لفافہ تو ہمکو واپس کر دینا چاہیے اور کانگریس کی سوشلسٹ جماعت کے دعاوی کے مطابق قدم اٹھانا چاہیے ضرور کانگریس کے وزرا کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں مگر کوئی انقلاب انگیز قدم اٹھانا ان کے قابو کی بات نہیں جب تک ملک کو پوری آزادی نصیب نہ ہوگی اس وقت تک کچھ نہ کیا جا سکیگا۔

محشر فلسطین

فلسطین سے جو اطلاع بھی موصول ہوتی ہے وہ قلب مسلمین کے لیے تیر و نشتر سے کم نہیں ہوتی ملک بھر میں ایک قیامت برپا ہے اور مجاہدین آزادی کو ہر طرح مبتلائے مصائب و آلام بنایا اور مٹایا جا رہا ہے۔ جنوبی اضلاع کے افسر بیت اللحم کے گرد و نواح کے دیہات میں زبردست فوجی جمعیت لیے ہوئے مردانہ جنگ میں مصروف ہیں محض اس اطلاع پر کہ ٹیلیفون کے تار کاٹنے والوں میں یہ لوگ بھی شریک تھے فوج نے مسلسل ۲۸ گھنٹہ تلاشیاں لیں اور ایک گاؤں کے چودہ مکانات ڈائنامیٹ سے اڑا دیئے گئے پانچسو مکانات کے مالکوں سے کثیر رقوم جرمانہ کے طور پر جبر وصول کر لی گئیں تین سو عربوں کو گرفتار کر کے مختلف المیعاد سزائیں فوری دیدی گئیں ایک گاؤں کے ۲ مکانوں میں آگ لگا دی گئی اشتعال پیدا ہونا قدرتی امر تھا واپسی میں فوج کے ساتھ عربوں کا تصادم ہو گیا جس پر طیاروں نے اوپر سے بمباری شروع کر دی چالیس عرب شہید اور بیشمار مجروح ہوئے

گورہ فوج نے دو مشہور عرب قائدین جمال یوسف الحسینی اور عبد اللہ الحسینی کے مکانوں کو جلا کر خاکستر کر دیا جو اس وقت عراق میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ڈیڑھ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ عبد اللہ الحسینی عراق میں برطانیہ کے خلاف وعدہ کر کے عربوں میں جوش پیدا کر رہے ہیں۔ کمانڈر انچیف نے احکام صادر کر دیئے ہیں کہ یہ حدود فلسطین میں جہاں بھی نظر پڑ جائیں گولی مار دی جائے فلسطین کے محبوب پرجوش اور اولوالعزم قائد شیخ فرحان بھی گرفتار کر لئے گئے اور انھیں فوراً ہی عدالت حربی میں پیش کر کے تختہ دار پر لٹکائے جانے کا حکم دیدیا گیا یہ ضرور ہے کہ شیخ فرحان مسلسل دو سال سے اپنی تلوار میان سے باہر کئے ہوئے تھے اور وہ گرفتار بھی مسلح حالت میں ہوئے اس لئے انھیں حکم کے بعد پھانسی دے ہی دی گئی ہوگی۔ سب کچھ تھا تلوار بھی میان سے باہر نکال رکھی تھی لڑتے بھی تھے لڑاتے بھی تھے تشدد بھی کرتے تھے مگر کیا ان کا مقصد جارحانہ تھا کیا انہوں نے کسی کو غلام بنانے اور لوٹنے کے لئے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھا تھا ان کا مقصد یہ اور صرف یہ تھا کہ اپنے ملک کو استیلائے یہود سے نجات دلائیں اگر حصول آزادی کی سعی جرم ہے اگر جذبہ حریت ذموم ہے اگر خواہش آزادی کی سزا پھانسی کا پھندا ہے تو ہم مسٹر بالڈون مسٹر چرچل اور مسٹر پیک ہی سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان کے قلوب اس مقدس جذبہ سے خالی ہیں اور اگر آج اسی طرح انھیں کوئی غلام بنانے کے لئے ان کے ملک پر چڑھ آئے تو کیا آپ سے بہ سکون خاطر برداشت کریں گے کیا آپ اس سے محض عرض معروض سے کام نکالیں گے اور کیا آپ بھی وہی سب کچھ کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں گے جو آج عبد اللہ الحسینی کر رہے ہیں یا شیخ فرحان کرتے رہے ہیں۔

حریت دوست تو اور حریت پسندوں اور بہادروں کی قدر کیا کرتے ہیں یہ سلوک مدبرین برطانیہ کے لئے کسی نہج سے بھی قابل فخر قرار نہیں دیا جا سکتا آئرلینڈ اور مصر کی مثالیں دنیا کے سامنے موجود ہیں کیا تشدد سے انہیں قابو میں لایا جا سکے گا عرب بہت بہادر اور غیور قوم ہے ان بارہ لاکھ میں سے جب تک ایک بچہ بھی موجود رہے گا اس غلامی پر کبھی راضی نہ ہوگا اور مسلمانان عالم کے قلوب بھی برابر خون ہوتے چلے جائیں گے۔

مراد آباد اور سہارن پور کے معرکہ ہائے انتخاب

مراد آباد اور سہارن پور کے ضمنی انتخابات نے مخلصین قوم اور جمعیت بلند ان ملت کے مابین بہر صورت معرکہ و تصادم پیدا کر دی ہے اور پھر دونوں قومیں نور و ظلمت بن کر میدان عمل میں اتر آئی ہیں اتنی بات ضرور ہے کہ مسلم لیگ پر اس دفعہ کچھ اوس سی پڑی معلوم ہوتی ہے وہ جوش ناپید ہے جو بجنور کے معرکہ انتخاب میں رونما تھا نہ کہیں مسٹر جناح مصروف کار نظر آتے ہیں نہ مولانا ظفر علی خاں کی زلزلہ پیرائی سنی جاتی ہے اور نہ مولانا شوکت علی کے وہ طوفان بار اور طوفان خیز نعرے ہیں مولانا حسرت موہانی کا ولولہ عمل بھی خوابیدہ نظر آ رہا ہے یہ ہم ان کی تنقیص و بے احترامی کے لیے نہیں کہہ رہے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے قلب میں ان کی عزت کے لیے کوئی گوشہ موجود نہیں ہے وہ بھی دولت اسلامیہ ہی کے گرامی قدر فرزند ہیں ظاہر و واضح کرنا یہ ہے کہ جذبہ باطل کے اندر قیام و بقا کا مادہ ہی سرے سے موجود نہیں رہتا اس وقت جو کچھ کیا جا رہا ہے اس میں بہتری و بہبود ملت کا کوئی شائبہ ہی نہیں ایک ضد ہے ایک ہٹ ہے کانگریس دشمن ہے وطنیت سے چڑ ہے جو انہیں آتش زیر پا بنائے ہوئے ہے اور قدم اٹھانے سے پہلے انھیں ناکامی کا احساس ہو جاتا ہے۔

بجنور کے معرکہ انتخاب میں جس نامرادی و خسران مبین سے انھیں دوچار ہونا پڑا وہ ان کی اگر بینا نہیں تو خمار آلودہ آنکھیں کھولدینے کے لئے بہت کافی تھا اور انھیں اس کی تہ میں ناکامی کے جراثیم رزاں و دواں نظر آسکتے تھے اس سے عبرت و تنبیہ حاصل کرسکتے تھے لیکن غلط اندیش قدم ہیں کہ ذلیل ہونے اور اٹھائے نہ اٹھنے کے باوجود برابر اٹھائے جاتے ہیں اور کیوں نہ اٹھیں جبکہ پہلے ہی عزم و فیصلہ کرلیا گیا ہو کہ ایک دو نہیں بجنور جیسی چھ سو ناکامیاں بھی جبین غیرت پر قطرات ندامت فراہم نہ کرسکیں گی نہ سہی لیجئے مقابلہ کیجئے گر گر اٹھیے شکست کھا کر مقابلہ پر آئیے اور منہ کی کھائیے مگر یہ بھی تو سوچئے کہ اس سے آپ کی شہرت و وقعت میں کوئی اضافہ ہوگا یا انحطاط اور یہ ہزیمتیں پھر آپ کو کسی میدان میں آنے کے قابل رکھیں گی یا نہیں رہا ملت کی خواری اور اس کے ضیاع وقت و زر کا سوال تو جہاں معقولیت و اخلاص عمل کا جذبہ ہی سرے سے مفقود ہو وہاں اس کی پرواہ کب کی جاتی ہے۔ یہ بھی نہ سہی آنا تو سوچ ہی لینا چاہئے کہ اب جمہور عوام میں پوری بیداری پیدا ہوچکی ہے وہ نیک و بد میں اگر کلاً نہیں تو بڑی حد تک تو امتیاز کرنے کے قابل ہو ہی چکے ہیں اور جانتے ہیں کہ کانگرس اور لیگ میں خط امتیازی کیا ہے۔

علاوہ ازیں حریفان مقابل کی صلاحیتیں اور قابلیت عمل وکار بھی رائے دہندہ کے پیش نظر ہوتی ہیں اور وہ آنکھ اور عقل دونوں سے کام لیکر اس کا صحیح اندازہ کرلینے کی اہلیت کے حامل ہوچکے ہیں ہمیں پوری توقع ہے کہ بجنور کی طرح ان دونوں معرکہ ہائے انتخاب میں بھی رائے دہندگان پورے ہوش و احساس سے کام لیں گے کانگریسی امیدواروں کو کامیاب بنائیں گے اور مسلم لیگ کو میدان میں اترنے کے قابل نہ رہنے دیں گے۔

کانگریس اور ملکی طب

معزز معاصر الضاری میں حکیم مختار احمد صاحب سبزواری جلالپوری کا ایک فاضلانہ مضمون ہماری نظر سے گذرا جس میں انہوں نے کانگریس کی توجہات دیسی اور ملکی طب کے فروغ و تقویت کی طرف مبذول کرائی ہیں اور لکھا ہے کہ دیسی علاج ملک کی فضا حالات اور مزاج طبعی کے بالکل عین مطابق ہے۔ ہندوستان ہی ہمارا وطن ہے جس کا ایک کثیر طبقہ اپنی ہولناک عسرت و افلاس کے باعث ڈاکٹری طریقہ علاج سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا جس ملک کی کم و بیش نوے فیصدی آبادی جھونپڑوں میں زندگی بسر کررہی ہو جہاں کہ بیشتر کروڑ نفوس انسانی کو دو وقت شکم سیر ہوکر کھانا بھی میسر نہ آتا ہو اور انبوہ کے انبوہ کے نیم عریاں حالت میں زندگی بسر کررہے ہوں وہ بھلا گراں قیمت ڈاکٹری معالجات سے فائدہ اٹھانے کی کہاں طاقت رکھتا ہے۔"

حقیقت یہی ہے کہ اگر کانگریسی آزادی کی اس صبح اول میں بھی اگر ملکی طب کی قسمت نہ جاگی تو اسے بدقسمتی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کروڑوں روپیے کی ادویہ ہر سال غیر ملک سے یہاں آکر فروخت ہوتی ہیں اور اہل ہند کے گاڑھے پسینے کی کمائی فضول ضائع جاتی ہے۔ ہندوستان پر کتنا ہی انحطاط طاری کیوں نہ ہو پھر بھی یہاں کا یونانی اور ویدک طریق علاج اتنا بہتر اور اعلیٰ ہے کہ دنیا کی کوئی طب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھیر سکتی اگر اس کی سرپرستی کی جائے اور اسے منظم صورت عطا کی جائے تو گھر یلو دوائیں غیر ملکی دوائیوں کی دواؤں سے موثر ثابت ہوسکتی ہیں۔

ضرور اس کے لئے وقت درکار ہے مگر اتنا تو باسانی ہوسکتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ میں مسلم قابلیت کے حکیم مسلمہ افسر اور طبیب کی حیثیت سے مامور ہونے لگیں آخر غیر ملکی طب کے پاس اس کی موثریت و حاکمیت کا کوئی خدائی پروانہ تو موجود ہے نہیں جواب ہی آسے ہی فوقیت دی جائے بس اتنی ہی بات تو ہے کہ اسے حکومت وقت کی سرپرستی حاصل ہے اور یکس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے ہمارے نزدیک غیر ملکی طب کی موجودہ آمریت اور فوقیت بھی ہماری غلامی کا ایک گھناؤنا اور مکروہ نشانہ ہے ہمارا یہ مقصد نہیں کہ غیر ملکی طب کو معدوم ہی کردیا جائے مدعا یہ ہے کہ ملکی طب کو بحیثیت بیکس اور بیکسی کی حالت سے نکال کر درجہ و حقوق میں مساوات کی حیثیت میں تو ضرور لے آیا جائے ہمیں توقع ہے کہ کانگریسی حکومت ہماری اس آواز کو سنکر اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت محسوس کریگی۔

ملازمتوں میں معیار قابلیت

اس وقت سے جبکہ بہار و اڑیسہ ایک متحدہ صوبے کی حیثیت میں نقشہ ہند پر موجود تھے مسلمانوں کے لئے ۲۵ فیصدی ملازمتیں تھیں اگر امتحان مقابلہ میں بیس فیصدی مسلمان کامیاب ہوتے تھے تو پانچ فیصدی نامزدگی سے پوری کردی جاتی تھیں کانگریسی حکومت نے یہ طریقہ منسوخ کرکے قابلیت کو معیار مقرر کردیا حکومت اڑیسہ نے بھی اپنے یہاں تناسب کا طریقہ اڑاکر قابلیت ہی کو معیار بنایا صوبہ سرحد میں سر عبدالقیوم کی وزارت نے ۷۵ فیصدی مسلمانوں کے لئے ۷ فیصدی مخصوص کرکے بقیہ ملازمتیں اقلیتوں کے لئے وقف کردی تھیں لیکن جدید کانگریسی وزارت نے اسلامی وزارت ہوتے ہوئے کرشاد ہی کی جو بہار و اڑیسہ کی ہندو وزارتوں نے کیا تھا اس پر رجعت پسند طبقوں میں ایک شور محشر برپا کرکے مسلمانوں میں ہندوؤں کے خلاف جوش نفرت کے جذبات پیدا کئے جارہے ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخران مسلمانوں کو قابلیت کے نام سے اتنی چڑ کیوں ہوگئی ہے وہ قوم جس نے اپنی دماغی قابلیتوں کا لوہا صدیوں ایک دنیا سے منوایا اس کا قابلیت کے معیار سے اس درجہ پریشان ہونا اگر شرمناک امر نہیں تو اور کیا ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ پورے ہندوستان میں یہی طریقہ نافذ ہوجائے تاکہ مسلمانوں کو قابلیت پیدا کرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونیکی ترغیب ہو۔

مخلوط انتخابات کے متعلق کانگریسی مساعی

کانگریسی صوبوں میں یہ کوششیں شدومد کیساتھ شروع ہوگئی ہیں کہ نمایندہ اداروں میں جداگانہ انتخاب کے بجائے مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج کیا جائے ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں میں اس کے رواج کے متعلق غور و خوض شروع ہوگیا ہے اور صوبہ متحدہ میں عنقریب یہ طریقہ نافذ ہونے والا ہے صوبہ سرحد میں بھی اس کے انتظامات مکمل ہوچکے ہیں اور سندھ جیسے اسلامی صوبے میں بھی عام رجحان اسی طرف ہے وزیر اعظم سندھ کئی ماہ پیشتر اپنی ایک تقریر میں مخلوط انتخاب کو علانیہ سراہ چکے ہیں مقامی اور اضلاعی اداروں میں تو یہ طریقہ عنقریب رائج ہوجائے گا رہ گئیں اسمبلیاں ان کے متعلق یہ کوششیں ہورہی ہیں کہ باضابطہ تجاویز پیش کرکے حکومت ہند سے استدعا کی جائے کہ وہ ان میں مخلوط انتخاب کے رائج کئے جانے کو منظور کرے یہ بہت مبارک مساعی ہیں۔ ملک کا مفاد اسی میں مضمر ہے کہ مخلوط انتخاب جتنی جلد ممکن ہو رائج کردیا جائے کیونکہ جداگانہ انتخاب نے ملک بھر میں ایک خلفشار پیدا کردیا ہے اور ہندو مسلمانوں کے درمیان بعد دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔

صحیح بخاری شریف

(بسلسلہ گذشتہ)

(کتاب الزکوٰۃ)

۱۳۳۲- حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ (ایک روز ہم لوگوں سے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث فتنہ کے بارے میں کس کو یاد ہے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے کہا مجھے یاد ہے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک تم اس پر جرات کر سکتے ہو اچھا بتاؤ کہ حضرت نے کیا فرمایا تھا (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کے مال اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہے اسے نماز اور صدقہ اور اچھی بات اسے مٹا دیتی ہے۔ (سلیمان کہتے ہیں کہ ابو وائل کبھی یوں کہتے ہیں کہ نماز اور صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) حضرت عمر نے فرمایا کہ میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا بلکہ میں ان فتنوں کو پوچھنا چاہتا ہوں جو دریا کی لہر کی طرح موج ماریں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ اے امیر المومنین ان فتنوں کا آپ کو کچھ خوف نہیں آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان میں ایک بند دروازہ ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائیگا حضرت عمر نے کہا پھر جس وقت وہ توڑ ڈالا جائیگا کبھی نہ بند ہوگا حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہاں پھر ہم لوگ اس بات سے ڈرے کہ ان سے پوچھیں کہ دروازہ کون تھا تو ہم لوگوں نے مسروق سے کہا کہ تم پوچھو ابو وائل کہتے ہیں کہ مسروق نے حضرت حذیفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ عمر تھے پھر ہم لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر جانتے تھے کہ وہ دروازہ کیسے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ تو ایسا جانتے تھے کہ جیسے تم میں سے ہر شخص یہ جانتا ہے کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ اس لئے کہ میں نے ان سے ایک ایسی حدیث بیان کی تھی جو غلط نہ تھی۔

۱۳۳۴- حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ مسلمان خزانچی جو امانتدار ہو حکم نافذ کرے اور کبھی آپ فرماتے تھے کہ جس قدر اسے حکم دیا جائے پورا دے اس لئے اس کا دل خوش ہو اور جس شخص کو دلایا گیا ہو اسے دیدے تو وہ بھی دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔

باب - عورت کا ثواب بھی بہت ہے جب وہ اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے یا کھانا کھلائے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو۔

۱۳۳۵- حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خیرات دے یا کھانا کھلائے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو اسے اس کا ثواب ملیگا اور اس کے شوہر کو بھی اسی قدر ملیگا اور خزانچی کو بھی اسی قدر شوہر کو کمانے کے سبب اور عورت کو خرچ کرنے کے سبب۔

باب - حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کرے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو اسے اس کا ثواب ملیگا اور شوہر کو کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی قدر ملیگا۔

باب - اللہ عزوجل کا فرمانا فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی الآیہ اور فرشتے کا یہ کہنا اللہم اعط منفق مال خلفا (صدقہ دینے کی فضیلت کرتا ہے)۔

۱۳۳۶- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک ان میں سے یہ کہتا ہے کہ اللہم اعط منفقا خلفا اے اللہ ہر خرچ کرنے والے کو اس کے خرچ کرنے کا بدل عنایت فرما، اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ اللہم اعط ممسکا تلفا (ترجمہ اے اللہ ہر بخیل کو بربادی نصیب کر۔

باب - صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال (کا بیان)

۱۳۳۷- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو مردوں کے مثل ہے جن کے جسم پر دو جبہ لوہے کے ہوں سینہ سے لیکر ان کی گردن تک تو سخی جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو وہ جبہ کشادہ ہو جاتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے جسم پر ڈھیلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو چھپا لیتا ہے اور بڑھ جاتا ہے اور بخیل جو کچھ خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کا جبہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا۔

باب - (پاک کمائی) اور تجارت سے صدقہ دینا (چاہیئے) بدلیل قول اللہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض الی قولہ غنی حمید۔

باب - ہر مسلمان پر صدقہ (دینا) واجب ہے پھر اگر کسی کو مقدور نہ ہو تو وہ اچھی بات پر عمل کرے (یعنی لوگوں سے بہ خلق پیش آئے) اور کسی کی ضرر رسانی میں کوشش نہ کرے۔

۱۳۳۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ (دینا ضروری) ہے تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اگر کسی کو مقدور نہ ہو آپ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے اور اپنی جان کو آرام دے اور صدقہ دے لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا بھی اگر مقدور نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ صاحب حاجت مظلوم کی فریاد رسی کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو آپ نے فرمایا وہ اچھی بات پر عمل کرے اور برائی سے

۵ جو شخص صدقہ دے اور پرہیزگاری کرے اور اچھی بات (یعنی توحید و رسالت) کو مانے عنقریب ہم اسے نیک کام کی توفیق دیں گے اور جو کوئی بخل کرے گا اور (ہماری نبی کی اطاعت) سے بے پروائی کریگا عنقریب ہم اسے برے اعمال کی توفیق دیں گے ۱۲ ہ ترجمہ اے ایمان والو ان پاک کمائیوں سے جو تم نے حاصل کی ہوں اور اس چیز سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں (ہماری راہ میں) خرچ کرو ۱۲

بازرہے یہی اس کے لئے صدقہ دینے کے برابر ہے۔

باب (ایک فقیر کو) زکوٰۃ یا صدقہ میں کس قدر دینا چاہئیے اور بعض لوگوں نے (ایک فقیر کو پوری) ایک بکری دیدی ہے۔

۱۳۳۹۔ حضرت ام عطیہ (یعنی نسیبہ) کہتی ہیں کہ نسیبہ انصاریہ (یعنی میرے پاس) ایک بکری (صدقہ کی) بھیجی گئی تو میں نے اس میں سے حضرت عائشہ کے پاس بھی بھیدیا پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (گھر میں) تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ کچھ نہیں سوا اس کے جو صدقہ کی بکری میں سے نسیبہ نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا اس کو لاؤ کیونکہ وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا۔ (اب ہمارے لئے وہ صدقہ نہیں ہے)۔

باب ۔چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

۱۳۴۰۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں اور نہ پانچ اوقیہ[1] سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ فرض ہے اور نہ پانچ وسق سے کم (غلہ وغیرہ) میں زکوٰۃ فرض ہے۔

۱۳۴۱۔ حضرت ابوسعید (خدری) سے دوسری سند سے (مروی) ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔

باب زکوٰۃ میں (بجائے نقد کے) اسباب کا دینا بھی جائز ہے، اور طاؤس کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے یمن والوں سے یہ کہا تھا کہ تم بجائے جو اور جوار[2] کے اسباب کے کپڑے لے آؤ یا چادر لے آؤ یا اور کوئی لباس یہ تمہیں آسان ہوگا اور مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو مفید ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد نے تو اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیار خدا کی راہ میں روک رکھے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا تھا کہ تم (اپنے مال) کا صدقہ دو اگرچہ زیوروں سے ہی پس آپ نے اسباب کے صدقہ کو غیر اسباب سے علیحدہ نہیں کیا لہذا کوئی عورت اپنی بجلی ڈالنے لگی اور کوئی اپنا ہار اور حضرت نے سونے چاندی کو اسباب سے مستثنیٰ نہیں فرمایا۔

۱۳۴۲۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے لئے یہ لکھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے کہ جس کسی پر صدقہ میں بنت مخاض دینا واجب ہوئی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہ اس سے قبول کرلی جائے گی اور صدقہ تحصیل کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں اُسے واپس دیدے گا اور اگر اس کے پاس اس قسم کی بنت مخاض (بھی) نہ ہو اور بنت لبون بھی نہ ہو بلکہ اس کے پاس ابن لبون ہو تو وہ اس سے قبول کرلیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ اسے کچھ نہ دیا جائے گا۔

۱۳۴۳۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے (عید کی) نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی پھر آپ کو یہ معلوم ہوا کہ عورتوں نے بوجہ دور ہونے کے آپ کا خطبہ نہیں سنا پس آپ عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ہمراہ بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے پس آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور انہیں صدقہ دینے کا حکم دیا پس کوئی عورت زیور ڈالنے لگی اور (ایوب (راوی) نے اپنے کان اور گردن کی طرف اشارہ کیا کہ ان مقامات کے زیور وہ اتار کر دینے لگیں ہ)

باب ۔متفرق (مال) یکجا نہ کیا جائے اور یکجائی (مال) متفرق نہ کیا جائے اور سالم حضرت ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳۴۴۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ان کے لئے ابوبکر صدیق نے جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے زکوٰۃ کے متعلق فرض کیا ہے وہ لکھا۔ (اس میں یہ بھی مضمون تھا) اور صدقہ کے خوف سے متفرق (مال) یکجا نہ کیا جائے اور یکجائی مال متفرق نہ کیا جائے۔

باب ۔جو مال یکجائی دو شریکوں کا ہو (اس کی زکوٰۃ دیکر) وہ دونوں اسمیں باہم برابر سمجھ لیں اور طاؤس اور عطا کہتے ہیں کہ جب دونوں شریک اپنے مال علیحدہ علیحدہ صدقہ تحصیل کرنے والوں کو بتادیں تو پھر ان کا مال یکجا نہ کیا جائے اور سفیان کہتے ہیں کہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک کہ اس شریک کے پاس چالیس بکریاں پوری نہ ہوجائیں اور اُس شریک کے پاس چالیس بکریاں پوری نہ ہوجائیں۔

۱۳۴۵۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے اُن کے لئے وہ باتیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے متعلق فرض کی تھیں (اسمیں یہ مضمون بھی تھا) اور جو مال دو شریکوں کا ہو تو وہ دونوں (زکوٰۃ دینے کے بعد) آپس میں برابر برابر سمجھ لیں۔

باب ۔ اونٹوں کی زکوٰۃ دینا فرض ہے) اس کو حضرت ابوبکر صدیق اور ابوذر اور ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۳۴۶۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوٰۃ دے اُس نے عرض کیا کہ ہاں پس آپ نے فرمایا کہ (جا تجھے ہجرت کی کچھ ضرورت نہیں) تو دریاؤں کے اس پار عبادت کر تو بھی کچھ حرج نہیں) اس لئے کہ اللہ تیری عبادت میں کچھ ضائع نہ کریگا۔

باب جس شخص کے پاس بنت مخاض کا صدقہ (واجب ہوا) ہو اور بنت مخاض اُس کے پاس نہ ہو۔

۱۳۴۷۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے ان کے لئے صدقہ کے فرائض جن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا لکھ دیئے تھے (اس میں یہ مضمون بھی تھا) اور جس شخص کے پاس اونٹوں کی زکوٰۃ میں جذعہ واجب ہوا ہو اور جذعہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس حقہ ہو تو حقہ اس سے لیا جائے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں اگر اُسے مل جائیں یا بیس درہم اس سے لئے جائیں گے اور جس شخص کے پاس زکوٰۃ میں حقہ واجب ہوا ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس جذعہ ہو تو وہ اس سے لے لیا جائے گا اور صدقہ تحصیل کرنے والا اُسے بیس درہم یا دو بکریاں دیدیگا۔ اور جس شخص کے پاس زکوٰۃ میں حقہ واجب ہوا ہو اور اس کے پاس صرف ابن لبون ہو تو اس سے ابن لبون لے لیا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم اور دے۔

---

[1] اوقیہ چالیس درہم کی برابر ہوتا ہے اور ایک درہم ایک ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے ۱۲ [2] ایک قسم کا غلہ ہوتا ہے جو چھوٹی جوار سے مشابہ فارسی میں اس کو ارزن بروزن گردن کہتے ہیں ۱۲

کتاب الفقہ

(بسلسلۂ گزشتہ)

اور اپنی عورت کی نگہبانی اور خبر گیری کرنیوالا ہو۔ اگر شوہر اسی ذمہ داری کو ادا نہ کرے تو اسلامی شریعت عورت کو اختیار دیتی ہے کہ بصورت انکار یا بصورت عدم استطاعت حاکم مجاز اس کا نکاح فسخ کرا دے ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی کہ مالدار مرد پر اس کی استطاعت کے موافق نفقہ ہے اور مفلوک پر اس کی استطاعت کے مطابق۔

مرد کا تیسرا فرض یہ ہے کہ اس کو عورت پر جو ترجیحی حقوق و اختیارات دیئے گئے ہیں ان کا غلط اور ظالمانہ استعمال نہ کرے۔ مثلاً اگر عورت سے رغبت نہ ہو، صورت نباہ نظر نہ آتی ہو اور اسکو رکھنا نہ چاہے تو ایسا نہ کرے کہ نہ نفقہ دے اور نہ طلاق

محض ستانے اور دکھ دینے کی نیت سے معلق رکھ چھوڑے یا متعدد بیویاں ہونے کی حالت میں عدل نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔

تو چونکہ اسلام نے مرد کو قوام بنایا ہے اور اس پر عورت کے مہر نفقہ اور خبر گیری و نگرانی کی ذمہ داری عاید کی ہے اس لئے اسے عورت سے زائد حقوق و اختیارات عطا کئے ہیں تاکہ خانگی زندگی کا نظم برقرار رہے اس اصل کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے

دوسری طرف عورت پر مرد کا پہلا حق قرآن حکیم نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی ہر چیز کی حفاظت و نگرانی کرے۔ اس میں نسب کی حفاظت عزت کی حفاظت، نطفہ کی حفاظت مال کی حفاظت اور رازوں کی حفاظت ہر ایک قسم کی حفاظتیں آ گئیں۔ اگر عورت ان حقوق میں سے کسی حق کو ادا نہ کرے تو مرد کو نصیحت تادیب اور تعزیر کے خصوصی اختیارات استعمال کرنے کا حق ہوگا اور عورت کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی رضامندی و خوشنودی کو ہمیشہ مدنظر رکھے وغیرہ وغیرہ۔

اصل دوئم

اسلامی قانون ازدواج کی دوسری اصل یہ ہے کہ زوجین مناکحت کے تعلق کو حتی الامکان نباہنے اور مستحکم رکھنے میں ایثار و خلوص اور تحمل و بردباری سے کام لیں۔ اس رشتہ کو باقی رکھنے کی خدا کو حاضر و ناظر جانکر انتہائی کوشش کریں جب محبت و موافقت کی کوئی امکانی صورت باقی ہی نہ رہے اور رشتہ مناکحت کے باقی رکھنے سے قانون کے اصل منشا اور اصل مقاصد کے فوت ہو جانے ہی کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو پھر طلاق یا خلع وغیرہ کے ذریعہ ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لیں۔

اسلامی شریعت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے اس لئے کہ وہ اپنا مال خرچ کرکے حقوق زوجیت حاصل کرتا ہے اس لئے ان حقوق سے دست بردار ہونے کا اختیار بھی مرد ہی کو دیا گیا ہے۔

مگر یاد رہے اس لفظی اختیار کے ساتھ طلاق کے معاملہ میں شریعت نے مرد و عورت دونوں کا پلہ قریب قریب برابر رکھا ہے۔ آج مغربی قانون میں طلاق اور علیحدگی جو چیزیں رائج ہیں جن کا نقص و فساد اظہر من الشمس ہے

اس قانون کی رو سے طلاق کے لئے عورت کی بدچلنی کا ثبوت پیش کرنا ضروری ہے اس کے علاوہ اختلاف مزاج کے اور کسی عذر اور مخالفت کی وجہ کو مغربی قانون تسلیم نہیں کرتا اس قانون کی رو سے باہمی اختلاف کی صورت میں عموماً علیحدگی حاصل کی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی الگ الگ رہیں ان میں سے کوئی دوسری شادی نہ کر سکے اور اصل مقاصد مناکحت معرض خطر میں پڑے رہیں اب اسلامی طلاق کو بھی دیکھئے۔

طلاق اس کی وجہ تم نے معلوم ہی کر لی ہے کہ شریعت نے مرد کو کیوں طلاق کا حق دیا ہے یہاں اتنا اور معلوم کر لیجئے کہ اگر عورت بھی طلاق پر مختار ہوتی تو مرد کے حقوق ضایع کرنے پر دلیر ہو جاتی اور بہ نسبت مرد کے اس اختیار کا وہ غلط استعمال کرتی کیونکہ وہ نسبتاً مغلوب الغضب اور جذبات کی رو میں بہنے والی ہے۔ گویا شریعت نے مرد کو طلاق کا حق دیکر طلاق کی کثرت اور غلط استعمال کو ایک حد تک روک دیا ہے۔ سے یاد رکھئے طلاق سے مراد شرعاً وہ علیحدگی ہے جس کا اختیار مرد کو دیا گیا ہے وہ جب چاہے اپنے اس حق کو آزادانہ استعمال کر سکتا ہے جس نے اس کو مہر کے عوض حاصل کیا تھا مگر ساتھ ہی اس آزادانہ اختیار پر چند شرائط و پابندیاں بھی عاید کر دی گئی ہے اور تاکید بھی کی گئی ہے کہ مرد اس اختیار کو آخری چارۂ کار کے طور پر استعمال کرے چنانچہ قرآن مجید کی ہدایت یہ ہے:۔

وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ۃ (سورہ بقرہ)

ان کے ساتھ عمدہ سلوک سے رہو اگر وہ تم کو ناپسند بھی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اسی میں بہت بھلائی رکھدے۔

اسلامی طلاق کی حقیقت سے ناواقف اور کج فہم معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام جس بے تکلفی اور آزادی سے نکاح کی گرہ لگاتا ہے ویسی ہی لاپرواہی اور آسانی سے اسے کھول بھی دیتا ہے۔ بیشک بادی النظر میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں یہ ظاہر ہے کہ زوجیت کا رشتہ ایک گہرا اور مضبوط تعلق ہے جو لاپرواہی اور آسانی سے نہیں توڑا جا سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس کا تمام تر دار و مدار صرف دلی الفت و محبت پر رکھا ہے اور اس کی ترغیب و تحریص کے لئے خدا کی خوشنودی کو اس کا صلہ ٹھیرایا ہے۔ اس کے علاوہ جوش حمیت اور جذبۂ رقابت بھی اس رشتہ کا بہت بڑا محافظ ہے۔ مگر اسلام کا فطرت شناس بانی یہ بھی تو جانتا ہے کہ اگر کہیں خدانخواستہ ایسی صورتیں پیدا ہو جائیں کہ میاں بیوی کا ساتھ رہنا مشکل ہو جائے اور کوئی صورت نباہ ہی نہ رہے۔ چنانچہ ایسی صورتیں ممکن الوقوع ہی نہیں بلکہ کثیر الوقوع ہیں اور آئے دن پیش آتی رہتی ہیں بتلایئے عیسائیت اور ہندویت نے اس کا کیا علاج بتلایا ہے؟ اگر یہ طلاقی رشتہ پھانسی کا پھندا بن جائے تو پھر اس سے گلو خلاصی کی کیا تدبیر بتلائی ہے؟ اور اس میں کہاں تک مرد و عورت کی آزادی کو برقرار رکھا ہے؟ اس کا جواب عیسائیت اور ہندویت کے پاس کیا ہے

نہیں اب اگر اسلام اس بارے میں ایک معقول علاج بتلاتا ہے تو اس پر اعتراض کیسا ہے؟ اور دیگر مذاہب اس قانون کے سامنے خس بدنداں کیوں ہیں ہے

طلاق کے عذر
اسلام کی تمدن نوازی، معقولیت پسندی اور فطرت شناسی ملاحظہ ہو کہ اس نے طلاق کی اجازت کو صرف عورت کی بدچلنی تک محدود نہیں رکھا۔ اس کے علاوہ اسلام نے اختلاف مزاج کے عذر کو بھی طلاق کے لئے جائز تسلیم کیا ہے اور مرد و عورت دونوں کو برابر کا حق دیا ہے کہ جب آپس کی مخالفت ناقابل برداشت حد تک پہنچ جائے تو وہ طلاق کے ذریعہ اس مخالفت و جنجال کو ختم کر سکتے ہیں اس کے ثبوت میں عہد نبوت کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ثابت ابن قیس کی بیوی جمیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا میں اپنے شوہر سے نجات چاہتی ہوں حضور نے دریافت فرمایا کہ آخر کیوں؟ کہا میری ان کی نبھتی نہیں ہے اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا حیل و حجت طلاق کی کارروائی کرا دی۔ اس حدیث جمیلہ کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ما اعیب علیہ فی خلق ولا دین یعنی میں نہ اس کے اخلاق پر عیب لگاتی ہوں نہ اس کے دین پر۔

ایک اور معقول اصلاحی تدبیر۔ حفظ ماتقدم کے طور پر طلاق تک نوبت پہنچنے سے پہلے اسلام نے ہدایت کی ہے کہ اگر مخالفت ذرا بھی قابل اصلاح ہے اور نباہ کی امکانی صورت نکل سکتی ہے تو ایک پنچایت کے ذریعہ مخالفت کو رفع کر دیا جائے پنچایت مقرر کرنے میں حکم دیا گیا کہ اس میں ایک پنچ مرد کی جانب سے ہو اور ایک عورت کی جانب سے تاکہ دونوں کی مساوی حیثیت میں فرق یا امتیاز نہ رہے چنانچہ فرمایا:-

وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا۔

اے مسلمانو! اگر تمہیں میاں بیوی کی نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ شوہر کے کنبہ میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبہ میں سے یہ دونوں پنچ اگر صلح کرانا چاہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں موافقت پیدا کر دیں گے بیشک اللہ تعالیٰ دانا اور خبیر ہیں۔

عورت کے سمجھانے کی پہلی صورت پند و نصیحت ہے جو اس سے پہلے آیت میں ذکر کی گئی ہے۔ صلح کی اعلیٰ ترکیب اس آیت میں بیان کی گئی ہے یعنی میاں بیوی دونوں کے قرابتیوں سے دو پنچ مقرر کئے جائیں جو نیک نیتی سے ان دونوں میں صلح کرائیں اور اس میں شک نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پنچ اگر نیک نیت ہوئے دونوں پنچوں کے میاں بیوی میں ضرور اصلاح و موافقت پیدا ہو جائیگی۔

پھر دیکھئے بدچلنی کی سزا میں مرد و عورت دونوں کو یکساں رکھا ہے اور جنسی کی حالت میں یہ لازمی نہیں کہ مرد ضرور ہی اپنی بیوی کو طلاق دیدے بلکہ دیگر ہمہ جہت اور بھی رکھی ہے جو اس آیت مقدسہ میں بیان کی گئی ہے۔

والتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشھدوا

اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا ارتکاب کریں تو اپنے میں سے چار گواہ ان

علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا۔

پر بلاؤ سو اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ ان کو موت لیجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ نکال دے۔

راہ نکالنے کا مفہوم مفسرین نے یہ بتلایا ہے کہ ان کا جائز طور پر عقد ہو جائے یا توبہ کریں۔

عورت کیساتھ حسن سلوک کی تاکید
مذکورہ بالا احکام و ہدایات سے آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے طلاق کو کن حالات میں جائز رکھا ہے؟ اور مخالفت کی اصلاح کی کیا کیا معقول اور عمدہ تدبیریں بتلائی ہیں اس کے بعد بھی اگر مسلمان اس کا غلط استعمال کریں تو اس کا وبال خود ان کی گردن پر ہے اور اس سنجیدہ معقول قانون پر اعتراض کی مطلق گنجائش نہیں۔ فی الحقیقت اسلام عورت کو مرد کی رفیقہ حیات قرار دیتا ہے اور اس سے حسن سلوک کی انتہائی تاکید و ہدایت کرتا ہے چنانچہ اس کے ثبوت میں متعدد آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کی جاسکتی ہیں جن کے پیش کرنے کا یہ موقع نہیں۔ ہاں میں یہاں ایک روایت ضرور پیش کرونگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشہور خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔ اے لوگو! تم عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو اور بہت احتیاط برتا کرو۔ اس لئے کہ وہ خدا کی امانتیں ہیں۔ الغرض اسلام ہی ایک ایسا کامل و مکمل مذہب ہے جس نے مرد و عورت کے تعلقات کو مستحکم کیا ہے اور پھر اس کے اندر واجبات اور حقوق کا تعین کیا ہے۔

ایک اعتراض یہ ضرور کیا جا سکتا ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت سے عورت کی تنقیص اور حق تلفی کا پہلو نکلتا ہے لیکن جب اس اجازت کی نوعیت و قیود پر غور کیا جائے۔ ساتھ ہی اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ عورت پر نکاح و طلاق میں کوئی جبر نہیں ہے تو یہ اعتراض جہالت کا غبار بنکر اڑ جاتا ہے یعنی جو عورت شادی شدہ مرد کے ساتھ عقد کرنا چاہے تو وہ اپنے فعل کی مختار ہے اس پر کسی کا جبر نہیں۔ رہی یہ بات کہ اجازت کیوں دی گئی سو اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ عورت کی بعض قدرتی ذمہ داریاں مثلاً حاملہ ہونا وغیرہ ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی وجہ سے اخلاقی قیود کا اقتضا یہ ہے کہ تعدد ازدواج کی تدبیر جائز رکھی جائے۔

یہ تھے وہ ضروری اور تمہیدی امور جن پر روشنی ڈالنا کتاب النکاح والطلاق کی ابتدا میں ضروری تھا اور جن کو میں نے اپنے فہم و استعداد کے مطابق بیان کر دیا ہے تاکہ مسلمان نسوانی مسئلہ کو فقہ حنفی کی اصلی روشنی میں حاصل کر سکیں مرد و عورت کے حقوق کا صحیح تعین کرنے میں اسلامی حدود و قیود کو مدنظر رکھیں اور کسی قسم کی معاشرتی پیچیدگی پیدا نہ ہو۔

افسوس کے ساتھ ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہماری لاعلمی اسلام کے اصول و مبادی سے اس قدر بڑھ گئی ہے۔ اور ہماری سرشت میں دوسرے مذاہب کے تمدن کا اتنا گہرا اثر ہو گیا ہے کہ ہم جب کبھی نکاح و طلاق وغیرہ قانون ازدواج پر تنقید کرتے ہیں تو نسوانی سوال اپنے مرکز سے ہٹ جاتا ہے اور افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں لہٰذا یہ بہترین مضمون عہد حاضرہ کی ایک بہت بڑی ضرورت کا تکملہ پورا کر دیگا۔ وباللہ التوفیق۔

تذکرۃ الانبیا

حضرت یعقوب علیہ السلام

خاندان و ولادت

حضرت یعقوب علیہ السلام بڑے جلیل القدر پیغمبر ہوئے ہیں اور حضرت یوسف کے قصے کے سلسلہ میں آپکو عالمگیر شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ انجیل آج یہودی عیسائی اور اسلامی دنیا کا بچہ بچہ آپ کے اسم گرامی سے واقف ہے گو آپ کے تمام حالات زندگی کا علم خاص خاص افراد ہی کو ہے مگر اتنا سب جانتے ہیں کہ آپ حضرت یوسفؑ کے باپ تھے پیغمبر تھے یوسفؑ کے عاشق تھے ان کی جدائی میں اتنا روئے کہ آنکھیں جاتی رہیں اور عیش حیات تلخ ہو گیا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے ان کی آرزو پوری کی عربی اور فارسی ادب و شعر میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ اور مستقل تصانیف میں بھی آپ کے حالات نظر آتے ہیں مشہور فارسی شاعر غنی کشمیری نے لکھا ہے اور کس موثر درد انداز میں لکھا ہے ؎

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

مصنف گلزار ابراہیم کا ایک شعر ہے ؎

یوسف مصری کو بعد از فرقت باپ سے آخر دیا تو نے ملا
اس طرح میرے بھی دل کو شاد کر خانۂ ویراں مرا آباد کر

اس قسم کے بہت سے اشعار ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں حضرت نظامی نے نظم میں پوری کتاب لکھدی ہو جس کا انداز بیان نہایت مؤثر ہے آپ حضرت ابراہیمؑ کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے تھے اور عیصو کے ساتھ توام پیدا ہوئے۔ آپ کی بزرگی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ ملائکہ نے حضرت سارہؑ کو ایک بچے ہی کی نہیں دو بچوں کی ولادت کی بشارت دی اور اسی سلسلہ میں حضرت اسحاقؑ کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا تھا اور اسی لئے لیا تھا کہ آپ نبی ہونے والے تھے اور آپ کے نام سے ایک پوری اسرائیلی نسل چلنے والی تھی اور چلی اور آپ تمام بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ قرار پائے۔

حران کو ہجرت اور شادی

عیصو آپ کے بھائی کو آپ سے اس بنا پر عداوت ہو گئی تھی کہ آپ اپنی والدہ رفقا بنت بتویل کو آپ سے بہت محبت تھی اور جب حضرت اسحاقؑ نے عیصو سے ایک روز کہا تھا کہ آج میرا دل کباب کھانے کو چاہتا ہے شکار کر کے لا تا کہ میں تجھے وہی دعا دوں جو حضرت ابراہیمؑ نے مجھے دی تھی تو رفقا نے دور محبت میں آپ سے کہدیا تھا کہ تو جلد بکری ذبح کر کے کباب بنا اور باپ کو کھلا کے دعائے برکت لیلے چنانچہ حضرت اسحاقؑ نے کباب بڑے شوق سے کھائے تھے اور آپ کو دعا دی تھی کہ "اللہ تعالیٰ تیری نسل میں انبیا و ملوک پیدا کرے۔" گو عیصو کے آنے اور شکار کے کباب کھلانے پر یہ فرما کے کہ یعقوبؑ دعا میں تجھ سے سبقت لے گیا تاہم میں تجھے دعا دیتا ہوں کہ تیری نسل ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہو گی۔

عیصو نے برافروختہ ہو کر آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا تو ماں نے خفیہ طور پر آپ کو اس سے مطلع کر کے مشورہ دیا کہ تم ماموں کے پاس حران چلے جاؤ۔ ورنہ عیصو ضرور قتل کر دیگا۔ چنانچہ ماں کے کہنے پر آپ عازم حران ہوئے اور رات کے سناٹے میں گھر سے نکل گئے۔ رات ہی کو سفر کرتے تھے اور دن کو ٹھیر جاتے تھے اسی طرح منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے کئی دنوں میں اپنے ماموں لابان بن بتویل کے پاس حران پہنچ گئے ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ لابان نے اپنی بڑی لڑکی لیاہ سے آپ کی شادی کر کے آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا اور زلفہ خدمت کے لئے دی۔ لیاہ کے بعد لابان نے اپنی چھوٹی لڑکی راحیل آپ کے عقد میں دیدی اور جہیز میں بلہاہ دیا۔ اس وقت کی شریعت میں دو بہنیں ایک شخص کے عقد میں رہ سکتی تھیں اور یہ کوئی معیوب امر نہ تھا۔ لیاہ کے بطن سے یکے بعد دیگرے روبیل شمعون۔ لاوی اور یہودا پیدا ہوئے۔ راحیل نے دیکھا کہ میرے کوئی اولاد ہوتی ہی نہیں تو انہوں نے اپنی خادمہ بلہاہ آپ کو ہبہ کر دی جس کے بطن سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے۔

لیاہ نے بھی یہ دیکھ کر اپنی خادمہ زلفہ آپ کو دیدی جس کے بطن سے جاد اور آشر پیدا ہوئے۔ جب حضرت یعقوبؑ کے دس لڑکے پیدا ہو چکے تو راحیل کو بڑا خیال پیدا ہوا۔ اور بیقرار ہو کر دعا کی کہ "الٰہ العالمین! کیا تیری یہ بندی اولاد سے محروم ہی رہے گی تجھ میں تو سب قدرت ہے مجھے بھی اپنے فضل سے اولاد دے اور میری گود بھی بھر دے۔ قبول کرنے والے نے راحیل کی دعا قبول کر لی اور اس دعا کا ثمرہ حضرت یوسفؑ تھے۔

ارض کنعان کو مراجعت

انبیا میں یہ کچھ عمومیت کیسا تھ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی نے اولاد کے لئے بیقرار ہو کر دعا مانگی ہے تو اللہ تعالےٰ نے بھی نہیں کیا کہ دعا قبول کر کے اولاد دی اور دی بھی وہ جو عظمت و تقدیس میں ممتاز تھی اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو اس سے مانگتا ہے تو وہ پھر مانگنے والے کی حیثیت کے مطابق نہیں اپنی کبریائی کے مطابق دیتا ہے اور مانگنے والے کو شاد کر دیتا ہے۔

حضرت مریم۔ حضرت یحییٰؑ حضرت اسحاقؑ بھی والدین کی دعاؤں کا ثمرہ تھے اور یوسفؑ بھی دعاؤں ہی کا نتیجہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور بندہ پروری اور محبت و کرم پر کتنی گہری روشنی پڑتی ہے کاش مسلمان سمجھیں اور دینے والے ہی سے مانگیں اور مانگنے کی طرح مانگیں۔ آپ کامل بیس سال تک حران میں رہے جو اس عہد کا مشہور اور پر رونق شہر تھا۔ یہیں آپ کو نبوت عطا ہوئی اور وحی نازل ہونے لگی مگر آپ نے اپنے والد گرامی کی حیات تک تبلیغ و دعوت کا کام شروع نہیں کیا۔ آخر آپ کو وحی نازل ہوئی کہ اب حران سے کنعان جاؤ۔ اگرچہ آپ کے ماموں اور خسر نہ چاہتے تھے کہ آپ کنعان جائیں اور نہ اسی مقصد سے وہ منزل تک آپ کے ساتھ بھی گئے مگر حکم الٰہی نازل ہو چکا تھا آپ سمجھانے پر بھی واپس نہ ہوئے۔ جب لابان نے دیکھا کہ آپ نہیں

ماننے اور واپس نہیں ہوں گے تو انہوں نے بکریوں کا ایک گلہ آپ
کے حوالہ کیا اور واپس آگئے۔ آپ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے اس شہر
میں پہنچے جہاں عیصو رہتا تھا جو سرزمین کرک اور شوبک کے مابین جبل بصین
میں واقع تھا۔ عیصو نے بکریوں کا بڑا ریوڑ دیکھکر چرواہوں سے پوچھا کہ یہ
بکریاں کس کی ہیں۔ وہ پہلے ہی سکھائے گئے تھے بولے عیصو کے چرواہے
یعقوب کی ہیں۔" عیصو یہ سنکر خاموش چلا گیا۔ اس کے بعد آپ نے
کچھ بکریاں اور بھیڑیں عیصو کو تحفہ کے طور پر بھیجیں اس کی وجہ سے عیصو
کے دل میں جو کدورت تھی وہ دور ہوگئی

محبوب بیٹے کی اندوہناک مفارقت

اسی زمانہ میں وحی نازل ہوئی کہ آج سے تمہارا نام اسرائیل رکھا۔ یہاں سے آپ براہ راست بیت المقدس گئے
اور وہاں اسے اپنے لئے ایک قطعہ اراضی خرید کے رہنا شروع کر دیا
بیوی راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور یہیں ان کے بطن سے حضرت یوسف کے
بھائی یامین پیدا ہوئے۔ اور راحیل نے زچگی ہی کے زمانہ میں انتقال کیا
اور بیت اللحم میں مدفون ہوئیں۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ قریہ حبرون میں
اپنے باپ حضرت اسحاق کے پاس چلے آئے اور ان کے انتقال تک وہیں
رہے۔ آپ اپنے باپ کے جانشین مقرر ہوئے یہیں آپ اور آپ کے تمام اہل و
عیال رہتے تھے یہیں حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے مجھے
سجدہ کر رہے ہیں یہیں سے آپ کو آپ کے بھائی بہانہ سے لے گئے۔ یوسف کو
کنوئیں میں ڈالا پھر عرب سوداگر کے ہاتھ بیس مثقال کو فروخت کیا عزیز مصر نے
خریدا اس وقت مصر میں ریان بن ولید فرعون حکمران تھا اور اطفیر عزیز مصر
تھا (ابن اسحاق)

ادھر تو آپ کا فراق پسر میں برا حال تھا۔ ادھر یوسف نے عزیز مصر کے یہاں پرورش
پاکر زلیخا کے جوش عشق کے شکار بنکر قید خانے کی کڑیاں جھیلکر خزائن زراعت
کے منتظم اور پھر اطفیر کے مرنے کے بعد عزیز مصر ہوئے اور زلیخا سے عقد کر کے اطفیر
عزیز مصر کی تمام دولت و ثروت کے مالک بن گئے اور ارض کنعان کا قحط باپ
بیٹوں کی ملاقات کا باعث بن گیا۔ چونکہ آپ کو یوسف سے والہانہ محبت تھی یہ
حسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے بھائیوں کو اس پر حسد پیدا ہو رہا تھا اور
جب یوسف علیہ السلام نے باپ سے تنہائی میں خواب بیان کیا جسے ان کی خالہ اور
سوتیلی ماں لیا نے سنکر بیٹوں سے لگا دی انھیں اور حسد پیدا ہوا اور بکریاں
چرانے کے بہانے یوسف کو لیجا کر خوب مارا اور کنوئیں میں پھینک دیا جب بیٹوں نے
آکر کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا تو آپ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے ہوش آیا تو آپ بار بار
خون آلود قمیص کو سونگھتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے روتے روتے ایک عرصہ
گذر گیا اور نابینا ہو گئے۔ غلہ لینے کے لئے لڑکے مصر گئے تو چند واقعات کے
بعد یامین بھی مصر میں روک لئے گئے۔ یوسف کے بعد کچھ یامین ہی تسکین کا
باعث تھا یہ بھی جاتا رہا تو حالت غیر ہو گئی زبان مبارک سے نکلا عسی اللہ ان
یاتینی بھم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالے پھر یوسف
و یامین کو مجھ سے ملائے کیونکہ حقیقت میں وہ بڑا دانا اور صاحب حکمت ہے شاید
اس فراق میں بھی کوئی حکمت و اسرار ہو۔

باپ بیٹوں کی ملاقات

لڑکوں کی یہ حالت کہ باپ کو بجائے تسلی اور تسکین دینے کے یہی کہتے رہتے
تو تم یوسف کا ذکر ترک کرو ورنہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلی آنکھوں اور چلتے سانس
گے نہیں اور اسی لایعنی فراق میں مر رہو گے۔ آپ فرماتے کہ میں اللہ کے سوا اپنا غم
کسی سے نہیں کہتا اور اللہ تعالے نے جس حقیقت کا علم مجھے دیا ہے تم اسے
نہیں سمجھ سکتے واقعی حسد بہت بری بلا ہے حدیث میں ٹھیک لکھا ہے
کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ نہ انھیں بھائی
کا درد ہوا نہ باپ سے ہمدردی رہی۔ دوبارہ جب بیٹے غلہ لینے مصر گئے تو یامین
کی رہائی کے لئے آپ نے عزیز مصر کو ایک دلدوز و جگر پاش خط لکھا اور آخر میں
یہ بھی ثبت کر دیا کہ میرا دل پہلے ہی دکھا ہوا ہے اور اب اور نہ دکھا ورنہ یاد رکھ
میں بد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤں گا جس کے بعد پھر کہیں تجھے پناہ نہ ملے گی یہ خط پڑھکر
یوسف کی چیخ نکل گئی اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی اس کے بعد آپ نے خود کو
ظاہر کر دیا اپنی قمیص دی کہ اسے لیجا کر ابا جان کی آنکھوں پر ڈال دو کہ وہ روشن
ہو جائیں اور ملا لاؤ۔ محبت و عشق کی تاثیر دیکھئے کہ محبوب فرزند کی قمیص
کا آنکھوں پر پڑنا تھا کہ نورانی ہوگئیں۔ یہ تو یہ کہ بارہ سو کوس کا فصل طے کر کے
پیراہن یوسف کنعان میں پہنچی فرمایا انی لاجد ریح یوسف لولا ان
تفندون مجھے تو آج یوسف کی خوشبو آرہی ہے گو تم مجھے اس پر خرد باختہ ہی
سمجھو گے جو لڑکے موجود تھے بولے چالیس برس کا زمانہ گذر چکا مگر ابھی تک جنون
محبت دماغ سے نہ نکلا جب یہودا پیراہن یوسف لیکر پہنچا تو فرمایا الم اقل لکم
انی اعلم ما لا تعلمون کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ جو علم مجھے ہے تم اسے نہیں
جانتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یوسف کے تمام حالات کا علم منجانب اللہ
ہو چکا تھا مگر مفارقت نشتر زن قلب زن بنی ہوئی تھی

پیغمبرانہ شان ملاحظہ کیجئے اتنی محبت ہے اس پر پوچھتے ہیں یہودا پہلے یہ بتاؤ
یوسف کو کس حال میں چھوڑا بولے بادشاہی کرتے ہیں جھنجھلا کر بولے مجھے شاہی کو
کیا غرض یہ بتا کہ مذہب کیا ہے بولے علی الاسلام شکر کیا اور فرمایا الآن تمت النعمۃ
اب نعمت الٰہی پوری ہوئی۔ چنانچہ مصر گئے یوسف نے شاہانہ استقبال کیا اس وقت
سب یوسف کے سامنے جھکے اور گیارہ ستاروں والی خواب کی عملی تعبیر سامنے آئی حضرت
یعقوب نے گذشتہ حالات پوچھنے چاہے بولے کہ اب یہ نہ پوچھئے کہ بھائیوں نے کیا
ساتھ کیا۔ یہ پوچھئے خدا نے مجھے کیا نوازا۔ جس وقت یہ دونوں باپ بیٹے
پہلی مرتبہ گلے ملے ہیں وہ وقت اور وہ سماں دیکھنے کے قابل تھا جلوس شاہی
کے تمام تماشائیوں کی آنکھیں نم تھیں اور آسمانوں پر شور پڑا ہوا تھا چالیس سال
بعد یہ ملاقات ہوئی۔ یوسف نے بلبیس کے وسیع قطعہ میں آپکے لئے مکان
ستر اسّی افراد جو ساتھ آئے تھے یہیں عیش و خرمی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ سترہ
برس کے بعد ۱۴۷ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرزمین شام میں دفن
کئے گئے۔ واقفین اسرار کا بیان ہے کہ آپ نے چلتے وقت یوسف کو لوگوں
بیٹوں کے سپرد کیا تھا اور نگرانی کو کہا تھا اسی لئے آپکو اتنی تکلیف جھیلنی پڑی
اگر آپ خدا کے سپرد کرتے تو یہ صورت نہ ہوتی آپ بھی بہت بڑے عبادت گذار تھے
کنعان میں مبعوث ہوئے تھے اور وہیں تبلیغ کرتے اور لوگوں کو اللہ سے ڈراتے
رہے ہیں۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

تلاش حق وقبول اسلام

مسیح الاسلام لقب جندب نام اور ابوذر کنیت تھی جنادہ بن جنادہ قبیلہ بنو غفار کے فرزند تھے۔ جاہلیت میں مشہور اور نہایت مشہور ڈاکو تھے تن تنہا قبائل کے قبائل کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ انسان کا قلب اللہ کی دو انگلیوں میں ہے جب جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ اسلام سے پیشتر ہی یکلخت زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور اس وقت کی پوری دنیا ضلالت و گمراہی میں مبتلا تھی، آپ رہزنی ترک کر کے پرستش معبود حقیقی میں مصروف ہو گئے لطف یہ ہے کہ اس وقت نماز کی کوئی صورت پیش نظر نہ تھی مگر جس طرح ہوتا تھا نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ لوگوں نے ایک دفعہ پوچھا کس کی نماز پڑھتے تھے فرمایا خدا کی۔ پھر پوچھا کس طرف رخ کرتے تھے جواب دیا جدھر خدا پھیر دیتا تھا۔ اس وقت اسلام لائے جب چار آدمیوں کے سوا ساری دنیا کی زبانیں اعلان حق سے خاموش تھیں۔ سب سے پہلے ایک شخص نے ان الفاظ مطلع کیا کہ:—

"ابوذر مکہ میں تمہاری طرح ایک شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے"

تحقیق کے لئے بھائی کو بھیجا جنھوں نے واپس آ کر کہا خدا کی قسم یہ شخص نیکیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے پوری تشفی نہ ہوئی۔ خود چل کھڑے ہوئے اور کعبہ شریف میں آ کر ٹھیر گئے کسی سے پوچھنا مصلحت نہ تھا کئی روز کے بعد حضرت علیؓ ملے جرأت کر کے اور اخفائے راز کا وعدہ لیکر پوچھا یہاں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس سے ملنے آیا ہوں۔ وہ لے گئے اور ملاقات کرتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ فرمایا ابھی گھر جاؤ اور اسلام کو پوشیدہ رکھو عرض کی میں اسے ہرگز ہرگز نہیں چھپا سکتا۔ چنانچہ قریش کے ایک مجمع میں کھڑے ہو کر توحید و رسالت کا اعلان کیا چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر حضرت عباسؓ آپ کے اوپر گر پڑے اور کہا جانتے ہو یہ غفاری ہے اور اس کا قبیلہ تمہاری تجارت کی گذرگاہ ہے۔ قریش ہٹ گئے لیکن نشہ اسلام وہ نشہ نہ تھا جو غیظ و غضب قریش کی ترشی سے اتر جاتا دوسرے دن پھر زبان ابوذر پر وہی نعرہ تھا اور وہی قریش کا ظلم۔

تبلیغ و زہد

اس کے بعد رسول کریمؐ نے یہ فرما کر آپ کو روانہ کیا کہ اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرو اللہ تعالیٰ اجر دیگا میں بھی عنقریب ہجرت کر کے تم سے ملوں گا۔ آپ نے قبیلہ میں پہنچتے ہی تبلیغ کی اور نصف قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ غزوہ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور تمام وقت خدمت نبوی میں گذارنے لگے۔ غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ فتح مکہ میں سب سے پہلے آپ ہی کے قبیلہ کا پرچم تھا۔

مسیح الاسلام خطاب ملنے کی وجہ ہی یہ تھی کہ فقر منش، عزلت پسند زہد

پیشہ اور تارک الدنیا واقع ہوئے تھے وفات نبوی سے اور دل شکستہ ہوئے عہد صدیقی میں کسی کام میں حصہ نہ لیا حضرت صدیق اکبر بہت خیال کرتے تھے ان کے وصال نے اور دل برداشتہ کر دیا اور شام کی غربت اختیار کر لی شیخین کے عہد تک تو سادگی اسلام قائم رہی لیکن اس کے بعد فتوحات کی کثرت اور مال و دولت کی فراوانی نے سادگی عرب کو تکلفات تمدن کی نقش آرائیوں میں تبدیل کر دیا اور امراء میں شاہانہ شکوہ و شوکت پیدا ہوئی تو عوام بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہے اور عیش و تنعم کے تکلفات ہر جگہ نظر آنے لگے زرق برق پوشاکیں عام ہو گئیں معمولی مکانات قصر و ایوان کی صورت اختیار کر گئے۔ ابوذر عہد رسالت کی سادگی و تنگ دامانی کے متلاشی و جویاں تھے۔

دولتمند امراء سے صورت تنازعہ

آپ کے مسلک کا نہ کیش و آئین میں آئندہ کل کے لئے اٹھا رکھنا جائز نہ تھا نہ یہ دیکھ سکتے تھے کہ دس آدمی تو ننگے اور بھوکے ہوں اور ایک کے پاس دولت کا خزانہ ہو بخلاف ازیں امرائے اسلام سمجھتے تھے کہ زکوٰۃ نکالتے رہنے کے ساتھ مسلمانوں کو جمع دولت کا پورا اختیار ہے۔

آپ دولتمند امراء پر پوری بیباکی کے ساتھ اعتراض کرتے تھے اور ان کی دولت و حشمت اور ان کا طمطراق نہ صرف یہ کہ آپ کی نکتہ چینیوں کا ہدف بنا رہتا تھا بلکہ آپ ایسے لوگوں کو آیۂ پاک والذین یکنزون الذھب والفضہ کا مصداق ٹھیراتے تھے۔ امرائے اسلام اسے یہود و نصاریٰ کے متعلق بتاتے تھے پھر یہی نہیں آپ خدا کی راہ میں نہ دینے کا مطلب کل مال خدا کی راہ میں نہ دینا سمجھتے تھے۔ امرائے اسلام کہتے تھے کہ یہ صرف زکوٰۃ سے متعلق ہے حقیقت میں یہ جھگڑا خواص و عوام اور اہل باطن اور اہل ظاہر کا جھگڑا تھا دونوں ہی اپنی جگہ حق بجانب تھے۔ ضرور یہ کہا جائے گا کہ حضرت ابوذرؓ ان پر ان کی طاقت سے زیادہ زور ڈالنا چاہتے تھے اور آیت ذکور کا وہ مفہوم نہ تھا جو آپ سمجھے ہوئے تھے۔ مگر مدار اعمال تو نیت ہے اور آپ کے سامنے عہد نبوت و شیخین کی سادگیاں تھیں اور مقصود ملت کی بہبودی ہی تھی اس لئے آپ بھی قابل اعتراض نہ ٹھیرتے تھے۔ امیر معاویہؓ گورنر شام نے یہ سمجھ کر کہ آپ کی یہ تلقین کہیں شام میں کسی فتنہ کی تولید کا باعث نہ بن جائے رپورٹ کر دی جس پر حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کو مدینہ منورہ بلا لیا اور فرمایا کہ آپ میرے پاس رہیں۔

لیکن آپ یہ کہکر واپس چلے آئے کہ مجھے آپ کی دنیا کی مطلق ضرورت نہیں۔ مدینہ وہ پہلا جیسا مدینہ نہ رہا تھا لوگ جب آپ کی تلقین کا حال سنتے تو آنے لگتے اور استعجاب کی نظروں سے آپ کو دیکھتے۔ اس سے آپ کو تکلیف ہوتی چنانچہ آپ اجازت لیکر ربذہ میں چلے گئے جو ایک چھوٹا قریہ تھا اور مکہ معظمہ کے قریب واقع تھا۔

اہلیہ کی تیمارداری اور انتقال

کچھ ہو بہر آپ رسول کریم کے محبوب اور بہت بزرگ ہستی تھے۔ ربذہ والوں نے آپ کے احترام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ خود بنو ثعلبہ کے شیخ اور اس کی بیوی نے آپ کو اپنے ہاتھوں نہلایا۔ فتنہ پرداز عراقیوں نے آکر کہا کہ اگر آپ عثمانؓ کے خلاف علم بلند کریں تو ہم حمایت کو تیار ہیں۔ آپ سچے اور نیک نیت مسلمان تھے فرمایا وہ تمہارے معاملہ میں دخل نہ دو اپنے امیر کو ذلیل نہ کرو کہ جو ایسا کرتا ہے اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ خود مجھے وہ سولی پر بھی چڑھا دیتے تو عذر نہ ہوتا۔ آپ کی اہلیہ آپ کے ساتھ رہتی تھیں، وفات کا وقت قریب آیا رونے لگیں پوچھا کیوں روتی ہو بولیں آپ ایسے ویرانہ میں مر رہے ہیں جہاں کفن کے لئے کپڑا بھی نہ ملیگا۔ فرمایا:- رونا چھوڑ دو میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس مسلمان کے دو یا تین لڑکے مر چکے ہوں وہ اسے آگ سے بچانے کے لئے کافی ہوں گے۔ چند آدمیوں کے سامنے جن میں ایک میں بھی تھا فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک صحرا میں مریگا اور موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائیگی سب مر چکے ایک میں ہی باقی ہوں تم جا کر دیکھو۔ آپ کی اہلیہ دوڑ کر ٹیلہ پر چڑھ گئیں دوڑ کر کبھی ادھر کبھی ادھر جاتی تھیں تھوڑی دیر میں غیبی امداد آئی سوار دکھائی دیئے۔ قریب آکر حضرت کا پتہ پوچھا۔ پاس گئے۔ حضرت نے وصیت کی کہ میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کوئی حکومت کا عہدہ دار ہو تو میت کو ہاتھ نہ لگائے اور میری بیوی یا میرے پاس کفن بھر کا کپڑا نکلے تو اسی میں دفنائے۔

ایک کے سوا سب ایسے نکلے جو عہدہ دار حکومت رہ چکے تھے اس نے کہا چچا میرے پاس ایک چادر کے سوا دو کپڑے اور ہیں جو میری والدہ کے ہاتھ کے کتے ہوئے ہیں فرمایا تو تم ہی تکفین کرنا۔ یہ لوگ یمنی تھے کوفہ سے آرہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بھی ساتھ تھے جنہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تین گدھے چند بکریاں اور ایک سواری گھر سے نکلیں یہی کل کائنات تھی۔

علم و فضل اور زہد و تقویٰ

علم و فضل میں دستگاہ کامل رکھتے تھے حضرت فاروق اعظمؓ علم میں آپ کو حضرت عبد اللہ بن مسعود کے برابر سمجھتے تھے۔ حدیث میں مرویات کی تعداد ۲۸۱ ہے جن میں ۱۲ متفق علیہ ہیں۔ حضرات انس بن مالکؓ اور ابن عباسؓ نے آپ سے استفادہ کیا تھا۔ مدینہ کی جماعت علماء و افتا کے رکن تھے اور بے رو رعایت فتویٰ دیتے تھے مقرب بارگاہ رسالت تھے خلق نبوی کا پرتو گہرا پڑا تھا۔ صحابہ کرام دو قسم کے بزرگ تھے جنہوں نے دین و دنیا کو بکمال، حاصل کیا دوسرے وہ جنہوں نے دنیا کو ٹھکرا دیا اور محض نعمائے آخرت پر قناعت کی آپ اسی موخر الذکر جماعت میں تھے نقد و جواہر کے انبار آپ کی نگاہ میں خزف ریزوں سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ جس عہد میں قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ میں لدے چلے آرہے تھے اور ہر جگہ قصر و ایوان بن رہے تھے آپ فقر میں مگن تھے۔ زہد و ورع اور تقویٰ و توکل میں ممتاز تھے۔

انفاق فی سبیل اللہ اور مذہبی تشدد

دربار خلافت سے چار ہزار درہم وظیفہ ملتا تھا ایک سال کا اندازہ لگا کر اسی روز ضرورت کی تمام اشیاء خرید لیتے اور جو رقم فاضل بچتی تقسیم کر دیتے اور فرماتے جو سونا چاندی جمع کرتا ہے وہ گویا انگار رکھتا ہے خود اسی پر عامل ہوتے تو کوئی بات نہ تھی دوسروں کو بھی اسی رنگ میں رنگ دینا چاہتے تھے۔ پھر اس عقیدہ میں اتنے متشدد تھے کہ دولتمند اور بڑے لوگوں سے ملنا گوارا نہ کرتے تھے۔

ذرا یہ نظارہ ملاحظہ ہو کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری جو بڑے مرتبہ کے صحابی تھے اور رتبہ میں آپ سے کم نہ تھے گورنری عراق کے بعد قدیم تعلقات کی بنا پر ملنے آئے ہٹ گئے وہ بار بار معانقہ کو لپکتے بھائی بھائی کہتے مگر آپ برابر دور دور رہ کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے کہ اس عہدہ کے بعد تم میرے بھائی نہیں رہے دوبارہ ملے تو پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ اس بڑے عہدہ پر فائز ہو کر تم نے بڑی عمارت تو نہیں بنائی، زراعت تو نہیں کی، گلے تو نہیں رکھے نفی میں جواب پاکر فرمایا اب تم بھائی ہو۔

سادگی و قناعت

خالص ضروریات زندگی کے سوا کوئی چیز رکھنا جائز نہ سمجھتے تھے۔ فقیرانہ گزران سے گذر کرتے تھے۔ ایک ذی روح کے زندہ رہنے کے لئے جو چیزیں ناگزیر ہیں بس انہی پر اکتفا کرتے تھے، زندگی کی ضروریات کے ماسوا دنیوی ساز و سامان نہ رکھا۔ ایک مرتبہ ابی مروان نے دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور پشمینہ کی چادر بندھی ہوئی ہے۔ نماز کے بعد پوچھا ابوذرؓ آپ کے پاس اس پشمینہ کی چادر کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں فرمایا تمہارا سوال ہی عجیب ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اگر اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کپڑا ہوتا تو تم اسے میرے پاس اور میرے جسم پر دیکھتے۔ ابی مروان نے کہا کہ ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں کہ میں نے خود آپ کے پاس دو کپڑے دیکھے تھے۔

فرمایا بیشک تھے مگر جب مجھے اپنے سے زیادہ ایک حاجتمند نظر آگیا تو اسے دیدیئے۔ ابی مروان نے پھر کہا کیا خدا آپ کو ان کی حاجت نہ تھی ضرورت تو ہر شخص کو ہوتی ہے اور کپڑا ضرورت ہی کی چیز ہے۔ فرمایا:-

وہ خدا تمہیں معاف کرے تم دنیا کو بڑھانا چاہتے ہو۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے نظر نہیں آتا کہ ایک چادر میں باندھے ہوئے ہوں اور دوسری مسجد کے لئے ہے تیسری کی ضرورت کیا تھی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:-

"میرے پاس کچھ بکریاں ہیں جن کا دودھ پیتا ہوں ایک خادم ہے جو کھانا پکا کر کھلا دیتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نعمتیں ہیں جن کی مجھے ضرورت ہے اب جو کچھ ہوگا وہ ضرورت سے زائد ہوگا"

اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک مطمئن اور بےفکر زندگی کے لئے آپ کا نظریہ بالکل درست ہے۔ آپ یہ نہیں کہتے اور نہ کبھی کہا کہ کماؤ نہیں فاقے کرو کماؤ نہیں شادی نہ کرو، جنگلوں میں رہو دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالو پھٹے پرانے پہننے اور ابلا ہوا کھانے پر کبھی زور نہیں دیا۔ چاہتے صرف یہ تھے کہ خالص ضروریات سے زیادہ اپنے لئے نہ رکھو۔ خوب کماؤ مگر اپنی ضروریات سے زیادہ جو بچے اسے اپنے سے زیادہ حاجتمند کو دیدو۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے، تو جمع کیا ہوا مال ساتھ تو جاتا نہیں کتنا ہی بڑا انسان ہو کتنے ہی بڑے محلوں میں رہے، کتنا ہی کمائے اس کی خالص

ضروریات تو ہر حالت میں اتنی ہی رہیں گی، اتنا ہی کھائیگا اور اتنی زمین میں رہے گا۔

یہ اور بات ہے کہ اب کوئی بکری کے گوشت کے بجائے پرندوں کا گوشت کھانے لگے۔ ایک ہانڈی کے بجائے چار پکوالے اور سادہ کپڑے کے بجائے قیمتی کپڑا پہننے لگے۔ آپ کے نزدیک اہم یہی ہے کہ سادہ زندگی ہو اور ضروریات سے زیادہ جو بچے اسے اپنے سے زیادہ مستحق کو دیدے۔ اس عہد میں روزگار و معاش کی اتنی کشمکش بھی نہ تھی۔ اسی بنا پر ہمیں آپ کا پہلو ہرگز کمزور نظر نہیں آتا کہ آپ ضروریات کے نہیں فضولیات کے مخالف تھے۔

فقر و زہد

آپکی زندگی کے اس عنوان ہی کو دیکھکر رسول کریمؐ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے ابوذر میں عیسیٰ بن مریم جیسا زہد ہے۔ حضورؐ نے جہاں لوگوں کو صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے سے روکا وہاں آپ کو بھی ممانعت نہ کی کہ آپ کی زندگی رہبانیت اور ترک علائق سے بالکل جدا چیز تھی۔ شروع سے آخر تک آپ کا ایک ہی رنگ رہا۔ عہد رسالت کے بعد جب آپ نے دنیا کی طرف لوگوں کے رجحان کو بڑھتے دیکھا تو ایک حد تک عزت نشینی اختیار کرلی۔ ایک مرتبہ آپ عمران بن حطان نے مسجد میں تنہا بیٹھے دیکھکر پوچھا کہ ابوذر فرمائیے تو آپ نے یہ تنہائی کیوں اختیار کرلی۔ فرمایا اس لئے کہ میں نے رسول کریم سے سنا ہے کہ:۔

"تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے۔"

ابن اسماء رحبی ربذہ میں گئے آپ کی بیوی کو بہت خستہ حال پایا قرائن سے سمجھ گئے اور فرمایا کہ:۔ "یہ عورت مجھسے کہتی ہے کہ عراق جاؤ۔ میں گیا تو وہ میرے سامنے دنیا پیش کریں گے اور مجھ سے آنحضرت فرما چکے ہیں کہ "یہ جہنم کے پل پر پاؤں پھسلانے والا راستہ ہے اور تم لوگوں کو اس پر سے گذرنا ہے اس لئے بوجھ کی گرانباری سے ہلکا ہی رہنا بہتر ہے"

محبت رسول

بات بات پر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے۔ میں نے انہیں یہ فرماتے سنا ہے خود فرماتے ہیں جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امارت کی خواہش کا اظہار کیا تھا جس پر رسول کریم نے فرمایا کہ:۔

"ابوذر! تم کمزور و ناتوان ہو۔ اور امارت ایک ایسا بار ہے کہ اگر اس کے حقوق کی پوری نگہداشت نہ کی گئی تو کل بروز قیامت امیر کے لئے رسوائی و ذلت کے سوا اور کچھ نہیں ہوگی" اس کے بعد کبھی امارت کی خواہش نہیں کی۔ ایک مرتبہ رسول کریم نے فرمایا۔ "ابوذر! جب تم پر ایسے امراء حکمران ہوں گے جو اپنا حصہ زیادہ لیں گے اس وقت تم کیا کروگے؟" عرض کی تلوار سے کام لونگا فرمایا میں اس سے بہتر مشورہ دیتا ہوں۔ اس وقت تم صبر کا دامن لئے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جاؤ۔ زندگی بھر اسی پر عمل کرتے رہے اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اسی طرح رسول کریمؐ نے نصیحت کی تھی کہ جب تمھیں نکالا جائے تو نکلو اور ہرگز نہ نکالا جائے اور جہاں بھیجا جائے چلے جانا۔ اس پر بھی پورا عمل کیا چنانچہ جب ربذہ میں رہنے کا حکم ملا بے عذر چلے گئے۔

رسول کریم سے بے پناہ اور بے غائت محبت تھی یہ عالم تھا کہ نام لیتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا امنڈ آتا تھا رسول اللہ کو بھی ایسی ہی محبت تھی مجلس میں سب سے پہلے آپ ہی کو مخاطب کرتے نہ ہوتے تو تلاش کراتے اور ملاقات ہوتی تو آنحضرت مصافحہ کرتے۔ اسرار تک ان سے نہ چھپاتے آخری وقت میں بھی حضورؐ نے آپ کو بلوا بھیجا۔ آئے تو ہاتھ بڑھا کر چمٹا لیا واقف اسرار نہاں سمجھے جاتے تھے۔

اطاعت امیر اور ایثار

خلیفۂ وقت کی اتنی اطاعت کرتے تھے کہ آپ کے نزدیک خواہ اس کا عمل غلط ہی کیوں نہ ہو مخالفت نہ کرتے بلکہ خود بھی وہی کرتے۔ منیٰ میں حضرت عثمانؓ نے سنت کے خلاف چار رکعت پڑھیں آپ کو بہت ناگوار ہوا درشت الفاظ بھی استعمال فرمائے مگر امامت کی تو خود بھی چار ہی رکعت پڑھائیں لوگوں نے کہا کہ آپ نے تو امیر المومنین پر اعتراض کیا تھا فرمایا اختلاف بری چیز ہے۔ "رسول اللہ نے فرمایا تھا جس نے امیر کی تذلیل کا ارادہ کیا گویا اس نے توبہ کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیا" اس پر بھی عمل رہا مگر کوئی بیجا بات دیکھتے تو ٹوک ضرور دیتے تھے۔ غذا کا مدار زیادہ تر بکریوں پر تھا لیکن ان کا دودھ بھی مہمانوں اور پڑوسیوں کو پلا دیا کرتے تھے کئی بار ایسا ہوا کہ سب دودھ مہمانوں اور پڑوسیوں کو پلا دیا اور خود بھوکے پڑ رہے۔

خوش اخلاقی و نیک مزاجی

اس مزاج و طبیعت کے انسان کو خشک و متعبس ہونا چاہئے تھا مگر آپ نہایت بااخلاق تھے۔ صحرا کے بدویوں تک کو آپ کا اخلاق مسحور کرلیتا تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ رسول کریم نے مجھے وصیت کی تھی کہ:۔

"مسکین سے محبت کرنا اس سے ملتے جلتے رہنا۔ اپنے سے کمتر کو دیکھنا، بلند کو نہ دیکھنا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ حق بولنا خواہ تلخ ہی کیوں نہ ہو، خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرنا لاحول کا ورد کثرت سے رکھنا!"

آپنے اس وصیت پر پوری طرح عمل کیا۔

تذکرۃ الاولیاء

حضرت شیخ حسین لاہوری

خاندانی حالات

حضرت شیخ حسین کا طریقہ تو ملامتیہ تھا مگر یہ مسلم امر ہے کہ آپ ارض ہند کے مشاہیر اولیاء میں سے ہیں اور آپ سے تصرفات و کرامات اس کثرت و تواتر کے ساتھ سرزد ہوئے اور وہ اتنے نمایاں رہے کہ عوام تو عوام سلاطین وقت تک کو آپ کی عظمت ذاتی کا اعتراف کرنا پڑا۔ سلسلہ یہی نہ تھے قطب وقت حضرت شیخ بہلول دریائی سے باضابطہ طور پر تعلیم پا کر خلافت حاصل کی تھی بہت مستغرق اور صاحب وجد بزرگ تھے

آپ ایک نو مسلم اور مالی حیثیت سے کمزور اور پیشہ کے اعتبار سے ایک معمولی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام کلس رائے تھا جو قوم کے کائستھ اور لاہور کے رہنے والے تھے۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد میں کلس رائے مسلمان ہو گئے شیخ عثمان نام رکھا گیا یہ کپڑا بنکر فروخت کرتے اور جو ملتا اسی پر ان کی زندگی بسر ہوتی۔ ان کے تمام متعلقین و عثمان ڈھڈا کہلاتے اور سب کے سب کپڑا بننے کا کام کرتے۔ انہی کے صلب سے حضرت شیخ حسین [illegible] میں پیدا ہوئے غریب گھرانا تھا جلد تعلیم کا انتظام نہ ہو سکا۔ سات برس کی عمر میں آپ کو شیخ حافظ ابوبکر لاہوری کے مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ تین برس میں آپ حافظ قرآن ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ بہلول دریائی لاہور آکر حافظ ابوبکر ہی کی مسجد میں آکر مقیم ہوئے۔ وہیں انہوں نے شیخ حسین سے وضو کے لئے پانی مانگا شیخ حسین دوڑ کر گئے اور پانی لے آئے شیخ بہلول نے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھی اور دعا کی کہ بار الٰہا تو اس بچہ کو عارف بنا اور اپنا عاشق کر لے اس دعا کے وقت آپ کی عمر صرف دس سال کی تھی۔ اسی کمسنی میں آپ شیخ بہلول کے مرید ہوئے۔

عبادات و مجاہدات

چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا تراویح میں شیخ بہلول نے آپ کو امام بنا کر قرآن سننا شروع کیا۔ آپ کی قرأت و قرآن طولانی اور خوش الحانی سے شیخ بہت خوش ہوئے اور آپ کی تعلیم شروع کر دی۔ کچھ دعائے شیخ کا اثر اور کچھ توجہ شیخ چند ہی سال کے اندر کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ اب حالت یہ تھی کہ دن بھر پڑھتے اور رات رات بھر بیدار رہتے علوم ظاہری میں سند فضیلت تو ضرور حاصل نہیں کی تھی البتہ کمال و تبحر ضرور پیدا کر لیا تھا۔ بعد کو یہ حالت ہو گئی کہ دن کو دریائے راوی کے کنارے جنگل میں جا کر مشغول رہتے اور رات کو حضرت مخدوم علی ہجویری گنج بخش کے مزار پر مراقب رہتے۔ ایک شب کو تنہائی میں حضرت مخدوم ظاہر ہوئے سینے سے لگایا اسی وقت تمام مقامات کھل گئے کامل چھتیس برس تک آپ اسی شان و رنگ کے ساتھ مجاہدات کرتے رہے یہ پورا زمانہ مختلف نمازوں اور ریاضتوں میں گزار دیا۔ لکھا ہے کہ آپ ایک روز شیخ سعد اللہ لاہوری سے تفسیر مدارک پڑھ رہے تھے کہ آپ نے ان سے

وما الحیوۃ الدنیا کے معانی دریافت کئے استاد کو کیا خبر تھی انہوں نے نہایت مشرح طور پر بطریق احسن اس کی تفسیر بیان کی پہلے تو چپکے سنتے رہے اس کے بعد فرمانے لگے مجھے تال سے کیا مطلب سمجھے تو حال چاہئے یہ کہا اور وجد کرنے اور گانے لگے۔ اور جو کتاب پڑھ رہے تھے آپ نے اسے اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا۔

آپ کے ساتھیوں اور دوسرے درویشوں نے جو اعتراض کیا تو آپ سیدھے کنوئیں پر آئے اور فرمایا لوگ مجھے برا کہہ رہے ہیں لا تو میری کتاب مجھے دیدے اسی وقت پانی جوش مار کر اوپر آگیا کتاب تیر رہی تھی آپ نے اٹھا کر وہ ان صاحب کو دیدی۔ انہوں نے دیکھا تو کتاب بالکل خشک تھی بھیگی تک بھی نہ تھی وہ یہ دیکھ کر بہت متحیر ہوئے

دربار اکبری سے گرفتاری کا فرمان

اب آپ مست الست بنے تھے اور طریقہ ملامتیہ بنا لیا تھا۔ ایسا جسے دیکھ کر کوئی بھی آپ کو اچھی نظر سے نہ دیکھتا تھا۔ ریش و بروت صاف جام و مینا ہاتھ میں برہنہ پا و عریاں سر کبھی میخانے میں وہ دندنا رہے ہیں کبھی مسجد میں کھڑے ہنس رہے ہیں کبھی کود رہے ہیں اور کبھی دوڑ رہے ہیں کبھی رو رہے ہیں کبھی ہنس رہے ہیں سرخ لباس پہنے ہوئے ہیں۔ ایک خوبصورت لڑکا ساتھ ہے جہاں جاتے ہیں اسے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ ڈھولک بجاتے ہیں اور اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے ہیں۔ نہ زمانہ آج جیسا زمانہ نہ تھا کہ ہر شخص اپنے فعل و عمل میں آزاد رہے اور جہاں چاہے جا سکے اور جو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اس عہد میں محکمہ احتساب قائم تھا۔ سوسائٹی کی بھی بڑی قوت تھی کسی کا زہرہ نہ تھا کہ وہ بر سر عام آ سکے کوئی علانیہ شراب پی سکے یا حرام کر سکے لوگ یہ حرکات دیکھ کر چیں بہ جبیں ہونے لگے۔

حکام لاہور تو کچھ آپ کی عظمت کے احساس کچھ نقد نذرانہ اور کچھ اپنی غفلت کے باعث خاموش رہے مگر مرکزی حکومت نے پرچہ نویس کی اطلاع پر فوراً نوٹس لیا اور شہنشاہ اکبر نے فرمان صادر کیا ہے حسین نامی فقیر کو جو علانیہ غیر شرعی حرکات و افعال کا مرتکب ہو رہا ہے اور جس نے اپنی وضع و ہیئت بھی بالکل غیر شرعی بنا رکھی ہے گرفتار کر کے دربار میں حاضر کر دو۔ ملک علی کوتوال گرفتاری پر مامور ہوا۔ اور آپ شہر ہی میں تھے چاروں طرف پولیس پھیلی ہوئی تھی مگر آپ اس کے ہاتھ نہ آتے تھے کبھی ادھر ہوتے کبھی ادھر کبھی اس گوشے میں پتہ لگتا اور معلوم ہوتا فلاں محلہ میں ہیں ہزار جدوجہد کی مگر آپ کو کوتوال صاحب اور ان کے رفقا گرفتار نہ کر سکے۔

کوتوال شہر کو بددعا

عبداللہ ڈاکو کا منظر قتل دیکھنے کے لئے جو ہجوم ہوا اس میں آپ بھی جا کھڑے ہوئے۔ کوتوال نے

بڑھکر فوراً گرفتار کرلیا۔ اور بیڑیاں پہناکر جیلخانے بھیجنے لگا۔ بیڑیاں فوراً ٹوٹ گئیں چاہئیے تو یہ تھا کہ کوتوال یہ کرامت دیکھکر آپکی عظمت محسوس کرتا مگر وہ گستاخانہ کہنے لگا حسین! جانتا ہوں کہ تونے بزور سحر بیڑیاں توڑدیں میں چاہوں تو ابھی تیری مشکیں باندھکر اور بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑکر تجھے بادشاہ کے پاس بھیجدوں۔ آپ کو بھی جلال آگیا اور فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ تیرے جسم میں آہنی میخیں ٹھوکیں اور تو اسی صدمے سے مرجائے۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ضرور معرض عمل میں آنے تھے اور آئے۔

اسکی سبیل یہ ہوئی کہ عبدالصمد اکبر کی موت کے فرمان میں یہ صراحت بھی تھی کہ گردن زدنی کے وقت عبداللہ جو کچھ وصیت لکھکر ہمارے پاس بھیجدیا جائے عبداللہ نے کچھ بھی نہ کہا تھا البتہ دل کھول کر گالیاں دی تھیں۔ ان حضرت نے وہی لکھکر اکبر کو بھیجدیں چونکہ گالیاں اکبر ہی کو دی گئی تھیں اس لئے وہ کوتوال کی یہ تحریر دیکھکر آگ بگولا ہوگیا۔ اور ناظم لاہور کے نام اسی وقت فرمان صادر ہوا کہ اس گستاخ اور بےعقل کوتوال کو اس کے اعضا پر لوہے کی آہنی میخیں ٹھونک کر قتل کیا جائے۔ مال و اسباب قرق ہو اور اس کے اہل و عیال قید کرکے یہاں بھیجدیے جائیں چنانچہ حکم کی پابندی ہوئی کوتوال صاحب فرمان شاہی کے مطابق بڑی اذیت سے قتل کئے گئے۔ غرور و نخوت اور اقتدار حکومت بھی ایک نشہ ہے جس کی ترنگ میں انسان نشیب و فراز نہیں سوچ سکتا اور دیوانہ ہوجاتا ہے۔ کوتوال سمجھتا تھا کہ آپ کامل ہیں کرامت دیکھ چکا تھا پھر بھی گستاخی سے باز نہ آیا اور جو کیا اس کی پوری سزا پائی۔

دربار اکبری میں جام ومینا کا صوفیانہ رقص

اسی اثنا میں اکبر اعظم کو یہ بھی علم ہوگیا کہ ملک علی کوتوال لاہور بلاشبہ بہت کارکردہ اور لائق افسر تھا اسلئے جو کچھ سزا بھگتنی پڑی وہ اس گستاخی کی پاداش تھی جو اس نے حضرت شیخ حسین کے ساتھ روا رکھی تھی اور اپنی بددعا میں جس عقوبت کے ساتھ مرنے کی بددعا شیخ حسین نے اسے دی تھی اسی عقوبت سے قتل کرنے کا فرمان میں تھا۔ اس سے اکبر پر بھی دہشت طاری ہوئی۔ اس نے دوسرا فرمان ناظم لاہور کے نام لکھا کہ شیخ حسین کو جیلخانے سے فوراً رہا کیا جائے اور انہیں ادب و احترام کے ساتھ اکبرآباد بھیجدیا جائے۔ آپ دربار اکبری میں پہنچے تو عجیب و غریب ہی عجیب ہیئت تھی سرخ لباس زیب بر ایک ہاتھ میں مینا اور دوسرے میں جام۔ اکبر چونکہ پہلے ہی نقشبند تھا حضرت سلیم چشتی سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور یہی فقرا و صوفیا کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا دیکھتے ہی بولا۔ حسین بہت اچھی بات ہے کہ تو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو اور پھر اس وضع و ہیئت میں رہتے ہو۔ آپنے کوئی جواب نہ دیا بلکہ صراحی سے ایک جام بھر کر اکبر کے سامنے پیش کیا اکبر نے جام ہاتھ میں لیکر دیکھا تو محض برف آب تھا۔ پھر دوسرا جام دیا تو شربت نکلا۔ تیسرا جام دودھ سے بھرا تھا۔ اکبر کو کچھ شک ہوا تو اس نے اسی وقت دوسری صراحی شراب منگوا کر آپ کے ہاتھ میں دیدی آپ نے حسب معمول اس میں سے بھی جام بھر کر اکبر کو دیا تو پہلے کی طرح وہ برف آب تھا دوسرا جام شربت اور تیسرا جام تبسم پر دودھ۔ اکبر بڑا حیرت زدہ اس وقت دربار میں تنہا اکبر ہی نہ تھا بلکہ تمام عمائد و امرا موجود تھے سب نے دیکھا اور بلور دیکھا اور جب یہ کرامت دیکھکر انگشت بدندان رہ گئے۔

حسین بادشاہ بیگم کے پاس

اکبر تو معترف کمال ہو چکا تھا مگر اس نے اسرار و رموز پر مزید اہمیت ثابت کرنے اور خود اپنے قلب کو بھی مزید تسکین دینے کے لئے بنظر امتحان حکم دیا کہ آج کی شب آپ کو جیلخانہ میں رکھا جائے۔ تاکید کردی کہ آپکی کوٹھری میں آرام و راحت کا تمام سامان تو تیار رہے مگر نگرانی کسی وقت اور کسی لمحہ کو نہ اٹھائی جائے۔ مقصد یہ تھا کہ اگر یہ فقیر کامل ہے تو قید اس کی راہ میں مانع نہ ہوگی۔ چنانچہ اکبر نے آپ کو تو جیلخانے بھیجدیا اور خود محل میں آرام کے لئے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد خاص کمرے میں جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حسین اور کہیں نہیں بادشاہ بیگم کے پاس تنہا کھڑے ہیں۔ دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے باہر آئے جیلخانہ سے فوراً دریافت کیا کہ حسین کی وہاں کیا حالت ہے۔ پیک صبا رفتار نے آکر جواب دیا کہ جہاں پناہ! گو نگرانی کا پورا اہتمام تھا قفل بدستور لگے ہوئے ہیں مگر وہاں ان کا پتہ نہیں سب حیران ہیں کہ اتنی نگرانیوں سے وہ کیونکر غائب ہوگئے۔ پھر واپس آیا تو آپ کو بدستور بادشاہ بیگم کے پاس کھڑا پایا۔ اس کے بعد کچھ بات کئے بغیر پھر غائب ہوگئے اور لطف یہ ہے کہ صبح کو جیلخانے کے اندر اپنی کوٹھری میں اسی طرح بند ملے۔

اب تو اکبر کے جسم پر بھی گونہ لرزہ طاری ہوگیا کہ انہوں نے بھی شک و وسوسہ سے کام لیا تھا اور ایک رات قید رکھا تھا بہرکیف توبہ کی اور خود جاکر جیلخانہ سے انہیں آداب و احترام کے ساتھ واپس لائے۔ بعض ارباب سیر نے تو وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ اکبر نے جو طرز بھی بعد ازاں اختیار کیا تھا وہ آپ کی صحبت کا ہی اثر تھا کہ ظاہری صورت قابل اعتراض بنالی اور باطنی ترقی کرلی۔ واللہ اعلم

روضۂ نبوی پر اعتکاف

اس کے بعد آپ لاہور چلے آئے مخدوم الملک قاضی لاہور نے آپ کو ڈھول بجاتے دیکھا بہم ہوا آپکے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا قاضی جی ارکان اسلام پانچ ہیں۔ اقرار توحید در کلمہ میں تو ہم تم دونوں شریک ہیں نماز روزہ میں نے ترک کیا اور حج زکوٰۃ تم نے ترک کی تعزیر لگے تو دونوں کو تنہا میں ہی تو قصوروار نہیں مخدوم الملک دم بخود رہ گیا ہنسا اور چلا گیا۔ آپ بہت بڑی جنہیں حاجی یعقوب مدنی نے آپ کو ننگے سر روضۂ نبوی پر معتکف دیکھا تھا بلکہ دوستانہ تعلقات بھی قائم کئے تھے لاہور آئے تو بازار کے چوک میں مست و متوالا ناچتے دیکھا لوگوں سے تصدیق کرکے پاس گئے پوچھا کیا تم وہی ہو جو مدینہ میں میرے دوست تھے۔ آخر یہ کیا حال ہے فرمایا آنکھیں بند کرلو آنکھیں جو بند کیں تو آپ کو اسی لباس میں مدینہ کے اندر معتکف پایا یہ کرامت دیکھکر اسی وقت مرید ہوگئے۔ ایک روز پھرتے ہوئے راوی کے کنارے پہنچ گئے وہاں قریب کے موضع کے سردار بہادر خاں نے آپکے یاروں کو پکڑکر پا بجولاں کردیا اور کہا کہ جب تک مینہ برسے گا نہ چھوڑوں گا آپنے آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہی گھٹا اٹھی اور بکثرت بارش ہوئی۔ سماع سنتے حال بھی آتا جبکہ عبادت الٰہی کرتے اور جب مشغول ہوتے انوار الٰہیہ آپ پر پرتوفگن رہتے آپکے مرید ہزاروں تھے سولہ خلفاء تھے جن میں حضرت مادھو محبوب ترین خلیفہ تھے شاہدرہ میں قائم بانی مزار مرجع خلائق ہے اور ماہنامہ اس سے تصنیفات کا سلسلہ جاری ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

آپ (حضرت ابوبکر صدیق) آنحضرت صلعم سے دو سال اور دو مہینے چھوٹے تھے مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی جس وقت آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی سوائے ضرورت تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں گئے اور آپ اپنی قوم میں بڑے مالدار تھے۔

عہد جاہلیت میں آپ بہت بڑے متقی تھے

ایام جاہلیت میں آپ قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے قریش کی خلافت و حکومت دس خاندانوں میں منقسم تھی۔ از انجملہ بنو تمیم کے متعلق خونبہا اور تاوان کا فیصلہ تھا۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق بنو تمیم سے تھے اسلئے آپ خونبہا اور تاوان کا فیصلہ کیا کرتے تھے قریش پر آپ کا اثر و اقتدار اتنا تھا کہ کسی کو آپ کے فیصلہ سے انحراف کی مجال نہ تھی کیونکہ رؤسائے قریش آپ کو اعلیٰ درجہ کا صائب الرائے سمجھتے تھے۔ غرض آپ بڑے متمول اور صاحب اثر تھے اور اپنی قوم میں ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے۔

آپ کی طبیعت میں مروت و احسان کا مادہ بہت زیادہ تھا آپ صلہ رحمی کرتے تھے مصائب کے وقت صبر و استقامت سے کام لیتے تھے اور مہمانوں کی خوب تواضع کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایام جاہلیت میں کبھی شعر نہیں کہا۔ آپ نے جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ صحابہ میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی شراب پی ہے؟ فرمایا نعوذ باللہ کبھی نہیں۔ اس نے پوچھا کیوں؟ فرمایا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے بدن سے بو آئے اور مروت زائل ہو جائے۔ شراب پینے سے بدبو آیا کرتی ہے اور مروت جاتی رہتی ہے۔ غرض آپ ایام جاہلیت میں بھی بڑے متقی پرہیزگار اور صاحب مروت تھے اور اسلام میں آنے کے بعد تو سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

آپ کا حلیہ

آپ کا رنگ گورا چٹا تھا بدن چھریرا تھا۔ رخسار ذرا پچکے ہوئے تھے پیشانی بلند تھی۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ آپ مہندی یا کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ پیشانی پر اکثر پسینہ آیا رہتا تھا آنکھیں نیچی رکھتے تھے اور آپ کا پائجامہ نیچے کو ڈھلک جاتا تھا۔

آپ کا قبول اسلام

حضرت ابوبکر صدیق نہایت سلیم الطبع حق پسند اور حق پرور تھے اور حق شناسی کا مادہ ایسا پایا تھا کہ جب آنحضرت صلعم نے آپ کو دعوت اسلام دی تو بلا چون و چرا اور بلا پس و پیش فوراً اسلام قبول کر لیا اور آپ کی نصرت و امداد کا وعدہ فرمایا۔ محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میں نے کسی کو دعوت اسلام کی تو سب کے دل میں تردد اور شک آیا مگر ابوبکر صدیق پر جب میں نے اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر فکر و تردد کے اسلام قبول کر لیا۔ بیہقی اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ آپ دلائل اور آثار قبل دعوت اسلام معلوم کر چکے اور سن چکے تھے لہٰذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک کہی اور مسلمان ہو گئے۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر۔ میمون بن مہران سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابوبکر آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں ایسے وقت تک زندہ رہوں گا جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنے کا وقت آئے دونوں اسلام کے لئے بمنزلہ سر کے تھے۔ غرض مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے۔

آپ کا شرف حضوری

جس وقت سے آپ اسلام لائے اس وقت سے لیکر وفات تک آپ کو رسول کریم صلعم سے شرف صحبت اور حضوری حاصل رہا سفر و حضر میں کبھی بھی اپنے محبوب آقا سے جدا نہیں ہوئے۔ اگر کبھی علیحدگی اور دوری کا اتفاق بھی ہوا تو حج اور غزوہ کے لئے اور آپ کی اجازت سے اور حضور کی خوشنودی کے لئے آپ نے اپنے آقا کی دل و جان سے خدمت بجا لانا اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ دنیا جانتی ہے کہ ہجرت کے وقت آپ اپنے اہل و عیال اور جائداد و املاک کو چھوڑ کر غار حرا میں حضور کے ساتھ رہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه	اللہ نے اپنے پیغمبر کی مدد اس وقت کی جبکہ اس کو کافروں نے نکالا تھا اس وقت کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ تو رنج مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اتاری اپنی تسکین اس پر۔

رسول کے ساتھیوں اور مہاجرین کی جو فضیلت و بزرگی ہے اس کے مراتب صحابہؓ کے متفاوت ہیں مگر سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہے جس پر حضرت ابوبکرؓ فائز تھے۔ جس وثوق اور یقین کے ساتھ ابوبکر کی فضیلت و بزرگی ثابت ہے کسی اور کے لئے نہیں کیونکہ صدیق کے پیغمبر کا ساتھی ہونا قرآن سے ثابت ہوا ہے کسی اور کی نسبت قرآن سے ثابت نہیں البتہ غیر قرآن سے ثابت ہے کیا یہ بات قطعی اور یقینی نہیں کہ صدیق کی جاں نثاری، وفاداری، رفاقت اور محبت رسول قرآن سے ثابت ہے اور رفیق غار صدیق ہی تھے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ معنا فرمایا اس وقت غار میں ایک رسول خدا تھے اور دوسرے ابوبکر۔ لفظ معنا سے یہی دونوں مراد ہیں پس اللہ کی معیت ابوبکرؓ کے لئے یقیناً قرآن سے ثابت ہوئی۔ بعد رسول

کے ابوبکر کے سوا اور کوئی صحابی ایسا نہیں جس کی ذات معین کے لئے اسکی معیت ثابت ہو۔ البتہ عام لفظوں میں مومنین اور متقین کیلئے اسکی معیت ضرور ثابت ہے۔

جنگ احد میں حضرت ابوبکر ہی آپ کے ساتھ تھے

حضرت ابوبکر صدیق اکثر غزوات و سرایا میں آپ کے ساتھ رہے۔ سخت سے سخت مصائب و مشکلات میں آپ کی مدد کی خصوصاً جنگ احد میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ ایسے نازک موقعہ پر حضرت ابوبکر ہی آپ کے ساتھ رہے۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا دیکھئے حضرت ابوبکر سائبان کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں۔

شجاعت

آپ جہاں اور اوصاف سے متصف تھے وہاں آپ شجاع بھی تھے ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشرکین حضور صلعم کو گھسیٹنے لگے اور کہنے لگے تو ہی ہے جو خدا کو ایک بتاتا ہے یہ حالت دیکھکر کسی کو کفار کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی مگر حضرت ابوبکر صدیق آگے بڑھے اور کفار کو ملامار کر ہٹاتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ہائے افسوس کہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے۔ سب نے عرض کیا آپ۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں یہ کوئی شجاعت نہیں۔ شجاع ترین حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلعم کے لئے ایک سائبان بنایا تھا ہم نے پوچھا آنحضرت صلعم کے پاس کون رہے گا؟ کہ مشرکین کے حملہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ قسم خدا کی ہم میں سے کسی کی ہمت نہ پڑی۔ مگر ابوبکر ننگی تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور کسی شخص کو پاس نہ پھٹکنے دیا اگر کسی نے حملہ کیا تو آپ نے اس پر حملہ کر کے اسے بھگا دیا لہذا آپ سب سے بہادر تھے۔

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ جب اسلام میں انتیس آدمی داخل ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق نے حضور صلعم سے بلجاجت عرض کیا کہ آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ! ہماری جمعیت ابھی تھوڑی ہے لیکن حضرت ابوبکر رضہ برابر اصرار ہی کرتے رہے۔

آپکی سخاوت

آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جس روز آپ مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ نے وہ تمام رسول اللہ صلعم پر خرچ کر ڈالے آپ کے مال نے اسلام کی مدد اور غلاموں کی رہائی میں بہت بڑا کام کیا ہے چنانچہ خود حضور فرماتے ہیں جتنا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر رضہ نے عرض کیا۔ حضور! میں اور میرا مال حضور ہی کا ہے ایک حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ آنحضرت ابوبکر رضہ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا سب کا اتار دیا مگر ابوبکر صدیق کا البتہ احسان میرے ذمہ باقی ہے۔۔۔ ان کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اسکی عوض قیامت کے روز اللہ ہی دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ چنانچہ علماء کا اتفاق ہے کہ وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

آپکا علم و فضل

حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ذکی اور عالم و فاضل تھے ابن کثیر کہتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضور نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے۔ آپ کے اسی علم و فضل کا نتیجہ تھا کہ تمام صحابہ آپ کی بیعت پر رضامند ہو گئے تھے۔ کتاب و سنت کا علم ہی تھا جس نے ابوبکر کو خلیفہ اول بنایا اور آپ کتاب و سنت کے سب صحابہ سے زیادہ عالم اس لئے تھے کہ آپ کو آنحضرت صلعم کا فیض صحبت ابتدائے بعثت سے وفات تک حاصل رہا۔

صحابہ کرام مسائل سنت میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ جب کوئی مسئلہ آپکے سامنے پیش ہوتا تو پہلے آپ اس کو کتاب اللہ میں تلاش کرتے اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو پھر سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کرتے اور اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملتا تو پھر دوسرے لوگوں سے دریافت فرماتے کہ کیا تم نے اس معاملہ کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ اگر لوگوں سے بھی کوئی حدیث نہ ملتی تو پھر آپ تمام صحابہ کو جمع کرتے اور ان کے سامنے وہ مسئلہ پیش کرتے اور کثرت رائے پر فیصلہ کرتے گویا اسلام میں اصول فقہ کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیق نے رکھی تھی۔

آپ حیران ہوں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ کسی صحابی کو رسول اللہ کے ساتھ خلوت و جلوت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور جس قدر رسول اللہ صلعم کے اقوال و افعال سے آپ واقف تھے اور کوئی نہ تھا مگر باوجود اس علم و فضل کے جس قدر صحیح حدیثیں آپ سے مروی ہیں ان کی کل تعداد ستره ہے اس کی وجہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں یہ لکھی ہے کہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عمر نے بہت کم وفا کی۔ اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی کہ جس میں حضرت ابوبکر صدیق کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کو حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کرنے کی اس لئے بھی ضرورت پیش نہیں آئی کہ وہ حضرات بھی اکثر حضور کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے پس جس کو وہ خود حضور سے روایت کرتے ہوں حضرت ابوبکر صدیق سے کیوں روایت کریں گے ہاں وہی کر سکتے ہیں جو خود انہوں نے نہ سنی ہو سو آپ سے ایسی ہی حدیثیں مروی ہیں۔

علاوہ ازیں آپ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور آپ سب سے زیادہ فصیح و مقرر تھے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت علی رضہ تھے۔

وعظ بشیر

ایک مسلسل وعظ کی کتاب جو خاص مولوی کے لئے بڑی جد و جہد سے لکھوائی جارہی ہے

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب میرٹھی)

اپنی امت سے رسول کا الوداعی خطاب اور مسلمانوں کا ضابطہ حیات

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین - اما بعد۔

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو خدائے قدوس کی اور درود و سلام بھیجو نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمارے سامنے عقائد و اعمال کا ایک کامل ضابطۂ حیات رکھکر ہماری فلاح و کامیابی کا پورا پورا سامان کر دیا ہے

طلوع صبح صادق لے کے پیغام بہار آئی کھلے غنچے، مہ ہستی نسیم مشکبار آئی
خزاں افتادہ گلشن کا ہر اک ذرہ چمک اٹھا جب اس ملک تو آئی ہر طرف مہک اٹھا
تعالی اللہ جھائی ہے گھٹا ابر رحمت کی ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہیں فرش گیتی پہ
ترنم ریز ہے باد بہاری آج گلشن کی حفاظت کر رہا ہے دست قدرت خود نشیمن کی

سبحان اللہ رب العزت کا کتنا بھاری احسان ہے کہ اس نے ہمیں وہ ہادی اور پیشوا دیا جس کے علم و حکمت نے ہمیں گمراہی کی گھاٹیوں سے نکال کر آج اوج ہدایت پر پہنچا دیا جس نے تعلیم ایسی دی کہ جس سے ہمنے اخلاقی و روحانی زندگی پائی حکمت و دانائی وہ بتلائی کہ آج تک سارا زمانہ ششدر ہے اور عقل انسانی شریعت عظمیٰ کے سامنے سرنگوں ہے اور جس کی رحمت و شفقت ایسی کہ جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں مل سکتی۔ الحمد للہ کیا نوری نبی ہماری ہدایت کے لئے لیا۔ جس نے رحمت للعالمین بنکر عالم کو بقعہ نور بنا دیا بار خدایا! تیرے اس احسان عظیم کے قربان اور تیری اس بے بہا نعمت کے صدقے

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

آنحضرت کا آخری حج اور امت سے کلمات تودیع

برادران ملت!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے غالباً تین ماہ پیشتر سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی تھی اس سورۃ کے نزول کے بعد سے کلمات وداعیت آپ کی زبان مبارک پر کثرت سے آنے لگے تھے ان ہی دنوں میں رسول اللہ نے حج کا ارادہ کیا اور اطراف واکناف میں اس کی اطلاع کرادی گئی چنانچہ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی ایک ازدحام کثیر مدینہ منورہ میں جمع ہو گیا اور حضور ایک انبوہ کثیر کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔

نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں تشریف لائے تمام میدان شمع رسالت کے پروانوں سے پٹا پڑا تھا یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع احکام الٰہی کو سننے اور آخری کلمات طیبات کو قلب میں جگہ دینے کے لئے حاضر تھا

حضور ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور اس خطبہ کا آغاز فرمایا بغور دل کے کانوں سے سنئے اور ان احکام و ہدایات کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیے۔ ارشاد فرمایا

”لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ آئندہ میں اور تم کبھی اس جگہ اکٹھے نہ ہونگے یاد رکھو خدا کو ایک دن منہ دکھانا ہے۔ وہ تم سے تمہارے کاموں کا محاسبہ کریگا کہیں گمراہ نہ ہو جانا ایسا نہ ہو کہ تم میں پھوٹ پڑ جائے میں جاہلیت کی ہر ایک بات کو پامال کرتا ہوں اور نیز اس زمانہ کے تمام قتلوں پر بھی پانی پھیرتا ہوں سب سے پہلے میں خود ربیعہ بن الحارث کا خون بہا لینے سے ہاتھ اٹھاتا ہوں جو میرے قبیلہ کا شخص تھا اور قریش کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کو بھی مٹاتا ہوں اور عباس بن عبد المطلب کا سب سود چھوڑتا ہوں جو میرا عزیز تھا۔ تم پر عورتوں کا بھی حق ہے اور وہ یہ ہے کہ تم ان کو کھلاؤ اور پہناؤ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھو عزیزو میں تمہارے پاس وہ چیز چھوڑتا ہوں جس پر عمل کرنے سے تم کبھی برباد نہ ہوگے وہ چیز کتاب اللہ ہے یہ بھی سن رکھو کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی امت۔ خدا کی عبادت کرو پنجگانہ نمازیں پڑھو روزے رکھو زکوٰۃ دو فریضہ حج کو بجا لاؤ اور اپنے حکام کی اطاعت کرو اس کے صلہ میں جاضر ہو اور بتاؤ تو سہی کہ قیامت کے دن جب تم سے میری نسبت پوچھا جائیگا تو کیا جواب دوگے سب نے کہا یا رسول اللہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپنے احکام الٰہی ہم تک پہنچائے اور حق رسالت ادا کیا۔

برادران محترم! اس خطبہ عالیہ میں دو چیز خاص طور پر توجہ طلب ہیں جن کی ضرورت ورزش نے ہمیں یہ روز بد دکھایا ہے کہ ہم اوندھے منہ قعر ذلت میں گرے ہیں اور نفسی نفسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں کہ حضور نے ہمیں باہمی پھوٹ اور خانہ جنگی سے ڈرایا تھا دوسرے کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لینے کی ہدایت کی تھی مگر افسوس کہ آپ کی امت نے ان دونوں باتوں پر عمل نہیں کیا جس کے نتیجہ میں آج ہم ہر طرح تباہ و برباد اور ذلیل و خوار ہیں نہ ہمارے اندر اتحاد ہے اور نہ ہمارے اعمال کی بنیاد کتاب اللہ پر ہے اتحاد کی جگہ نا اتفاقی نے لے رکھی ہے اور کتاب اللہ کی جگہ دوسری کتابوں نے لیلی ہے اگر تباہی سے بچنا اور ذلیل زندگی سے نکلنا چاہتے ہو تو ان پر عمل کرو۔

مدینہ منورہ میں دوسرا خطبہ

اوائل صفر ۱۱ھ میں مراجعت فرمائے مدینہ ہوکر سفر آخرت کی تیاری شروع کردی دل امت کے غم سے بیقرار تھا آپ جانتے تھے کہ میری امت میری آنکھ بند ہوتے ہی نا اتفاقی کی آگ میں کود پڑے گی آہستہ آہستہ جوں جوں زمانہ نبوت اور عہد خلافت سے بعد ہوتا جائے گا وہ احکام الٰہی کو پس پشت ڈالتی جائے گی اور دنیا میں اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہو جائیگی جو محض رسمی طور پر مسلمان ہوں گے اور کتاب و سنت کو بالکل ہی بھول جائیں گے اس لئے

آپ چاہتے تھے کہ میں اپنی امت کو اچھی طرح احکام و ہدایات دے دوں چنانچہ آپ نے جملہ مہاجرین و انصار کو جمع فرما کر خطبہ ذیل سنایا:-

لوگو! مرحبا۔ خدا تمہارا حافظ و نگہبان۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ تمہیں نیک توفیق عطا فرمائے۔ مارزح اعلیٰ پر پہنچے اور تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ تم کو خدا پرستی کی نصیحت کرتا ہوں اور غضب الٰہی سے ڈراتا ہوں ایسا نہ ہو کہ تم الٰہی اپنے جانشینوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہو گے موقع ہے کہ تم سرکشی تکبر و غرور کر کے بندگان خدا اور ملک خدا میں نہ پھیلنے دو گے۔ آخرت میں وہی سرخرو ہوں گے جو دنیا میں عجز و انکساری سے بسر کریں گے۔ مجھے اس کا تو خیال نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے البتہ ڈر ہے تو یہ کہ کہیں تم میں تفرقہ نہ پڑ جائے۔ اسی فتنہ نے تم سے پہلی امتوں کو برباد کیا تھا۔

حضرات! حضورؐ نے اپنی امت کو اس خطبہ میں بھی ہمیں نااتفاقی و خانہ جنگی کے ہولناک انجام سے ڈرایا ہے اور گویا باہم متحد و متفق رہنے کی پرزور تلقین فرمائی ہے۔ مگر افسوس کہ جتنی زیادہ مضبوطی کے ساتھ رسول اللہ نے ہمیں اخوت اسلامی کے رشتہ میں باندھنا چاہا تھا ہم نے اتنا ہی زیادہ اپنا شیرازہ منتشر کر لیا اور اب ہم آوارہ و سرگرداں دشت غربت میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے رہے ہیں۔

غزوۂ تبوک میں آنحضورؐ کا خطبہ

یہ غزوہ حضورؐ کا آخری غزوہ ہے اس کے چند ماہ بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ خطبہ کیا ہے ایک سچے خدا پرست مسلمان کی زندگی کا مکمل پروگرام اور ضابطۂ حیات ہے۔ اصل خطبہ بیان کرنے سے پہلے مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کی ضروری تفصیلات سے آپ کو آگاہ کر دیا جائے۔ یہ غزوہ رجب ۹ھ میں ہوا۔ اس غزوہ کی خصوصیت یہ ہے کہ فرزندان توحید اور فدا کاران رسول اللہ صلعم نے اس میں ایسی جانکاہ تکالیف برداشت کیں جن کی مثال کسی دوسرے غزوہ میں نہیں ملتی۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ فتح مکہ کے بعد تمام عرب پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی ان کا اثر و اقتدار بڑھتا جا رہا تھا۔ سرداران قریش کی تمام طاقتیں پامال ہو چکی تھیں ان کے سلسلہ ہائے اور منصوبے خاک میں مل گئے تھے اور کفار عرب میں اتنی سکت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں۔

مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر قیصر روم بہت گھبرایا اسے خیال دامنگیر ہوا کہ اب مسلمان یقیناً شام کا رخ کریں گے مجھے اپنے ملک کی فکر چاہیے۔ ملک شام میں مشہور مسیحی قبیلہ غسانیوں کی حکومت تھی ان کے فرمانروا کا نام شرجیل تھا جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدی کو قتل کرا دیا تھا یہ دعوت اسلام کا خط لیکر شرجیل کے پاس گئے تھے۔ اس ظلم و عداوت کے خلاف جنگ موتہ ہوئی۔ اس جنگ میں فرزندان توحید نے مسیحی قبائل کی طاقتوں کو خوب ہی دل کھول کر پامال کیا اور دل پر اپنی وحدت و یگانگت کی طاقت کا سکہ جمایا اور عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی۔ برادران اسلام! اس شکست کے بعد قیصر روم ہرقل کے جوش انتقام میں اور بھی آگ لگ گئی اور اس نے ٹھان لی کہ میں خود دو لاکھ جرار فوج لیکر مدینہ منورہ پر حملہ کر کے مسلمانوں سے بدلہ لوں گا۔ جب رسالت پناہ صلعم کو اس حملہ کی خبر ملی تو آپ بھی مدافعت پر کمربستہ ہو گئے اور تہیہ کر لیا کہ مسیحیوں کو آگے بڑھ کر خود ان کی حدود کے اندر روک دیا جائے اور ان کو حدود مدینہ میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ ملے۔ اسی مقصد کے ماتحت حضور صلعم نے سفر تبوک کا اعلان فرمایا اور ایک روایت کے مطابق تیس ہزار فرزندان توحید کو لیکر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول اور دیگر منافقین نے جس وقت یہ خبر سنی کہ قیصر روم دو لاکھ کا لشکر لیکر تیار بیٹھا ہے کہ مسلمانوں سے جنگ موتہ کا انتقام لے تو وہ دل ہی دل میں بڑے مسرور ہوئے کہ اب مسلمانوں کا ضرور خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ ان کی نگاہ ظاہری اسباب اور مادی ذرائع پر تھی وہ دیکھتے تھے کہ عیسائیوں کے پاس دو لاکھ جانباز سپاہی ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ ہیں اور بوقت ضرورت اور لاکھوں سپاہی آ سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے پاس جتنے سپاہی ہیں ان کی بے سروسامانی کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس سواریاں تک نہیں۔ حد ہے کہ اٹھارہ اٹھارہ اشخاص کے حصہ میں صرف ایک ایک اونٹ آیا تھا۔ پھر دو لاکھ کے مقابلہ میں ان کی تعداد بھی قلیل تھی یعنی تیس ہزار۔ یوں سمجھئے گویا شیر سے بکری کا مقابلہ تھا۔ مگر ان نادانوں کو کیا معلوم تھا کہ ان اللہ والوں کو کونسی چیز دنیا کی طاقتوں پر فتح دلاتی چلی جا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فتح ہمیشہ طاقت کی نہیں بلکہ صداقت کی ہوتی ہے مسلمانوں کے پاس یہی طاقت تھی جس کے بل بوتے پر انہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کیا اور ان کی فتوحات کا سیلاب تمام ممالک کو بہا لے گیا۔ وہ قلت و کثرت اور بے سروسامانی کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے ان کی قلت نے کثرت کو ہمیشہ ناک کے چنے چبوائے ہیں۔ غرض کہ ان کو صرف اپنی قوت صداقت پر بھروسہ اور اللہ پر توکل تھا ورنہ اس غزوہ میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کا تو یہ عالم تھا کہ ایک چھوارا ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آیا تھا۔ اور بعد میں وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

غزوۂ تبوک کی جانکاہ تکالیف

برادران اسلام! آپ نے مسلمانوں کی بے سروسامانی کا عالم دیکھ لیا اب دیگر تکالیف کو بھی سامنے رکھ لیجئے اور اندازہ لگائیے کہ عہد اول کے مسلمانوں نے اسلام کا نام بلند کرنے کے لئے کیسی کیسی صبر آزما تکالیف برداشت کیں۔ یہ سفر دور دراز کا تھا سواریوں کا انتظام نہ تھا اس لئے پیدل چلتے چلتے ان اللہ والوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے اور چھالے پھوٹ پھوٹ کر تلووں میں زخم ہو گئے تھے۔ بعض کے پاؤں سے خون رواں تھا مگر کیا مجال کہ قدم آگے بڑھنے سے رک جائے۔ بعض صحابہ کے پاؤں میں جب تکلیف ناقابل برداشت حد کو پہنچ گئی تو کسی نے اپنی چادر اور کسی نے قمیص وغیرہ کا ٹکڑا پھاڑ کر زخموں کو باندھا مگر سفر ملتوی نہیں کیا۔ اس قسم کی جانگسل تکالیف کے سبب ہی اس غزوہ کا نام غزوۃ العسرۃ یعنی تنگدستی کا غزوہ ہو گیا ہے۔ مختصر یہ کہ جناب رسالت پناہ صلعم بالآخر سرحد شام کے ایک مقام تبوک میں اس غربت و تنگدستی اور بے سروسامانی کے ساتھ پہنچ گئے اور ایک ماہ وہاں قیام فرمایا۔ رسول اللہ کی اس دلیرانہ پیشقدمی کا اثر ہرقل پر یہ ہوا کہ عرب پر حملہ آور ہونے کا خیال اور ارادہ ملتوی کر دیا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ قرار پایا کہ

جناب رسالت پناہ صلعم کی وفات کے بعد حلہ کیا جائے۔
اب وہ متبرک خطبہ شروع کیا جاتا ہے جو حضور نے اس مقام پر دیا اور قیامت تک کے مسلمانوں کو ایک مکمل ضابطۂ حیات دے دیا۔ میں خطبہ کے فقروں کو الگ الگ ترجمہ و تفصیل کے ساتھ پیش کروں گا تاکہ مطلب سمجھنے میں آسانی ہو۔ پس تمام عاشقان نبی صلعم اور فدا کاران ملت کا فرض ہے کہ وہ اس آخری خطبہ کو غور سے پڑھیں اور اس وعدہ اعالی میں اس پر عمل پیرا ہو کر فلاح دین و دنیا حاصل کریں، آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:—

فان اصدق الحدیث کتاب اللہ۔ | ہر ایک کلام سے صدق میں بڑھکر اللہ کی کتاب ہے۔

بیشک اللہ کے کلام سے بڑھکر سچا کلام اور کس کا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید خدا کا آخری اور آسمانی پیغام ہے جو دین و دنیا کی ہر ضرورت کا مرجع و ماٰب ہے اور جو علوم اولین و آخرین کی منبع ہے۔ صدق و صفا کے تمام چشمے اس سے پھوٹے ہیں یہ مسلمانوں کا امام مبین ہے یقینی اور قطعی النبوت ہے مسلمانوں کا رہبر ہے اس ارشاد رسول کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک سب سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ اس کے نازل ہونے کی غرض یہ ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ قرآن مجید الشان بنا۔ ذات کتاب ہے بغیر اس کے جانے اور بغیر اس پر عمل کئے کوئی پکا مسلمان نہیں بن سکتا۔ مسلمانوں کے لئے خصوصاً علم و عمل کے واسطے ہے، اس کا حکم اس لئے ہے کہ اس کو مانا جائے اس کے قوانین اس لئے ہیں کہ وہ نفاذ پذیر رہیں اس کے حرام کئے ہوئے امور کو حرام سمجھا جائے اس کی حلال کی ہوئی باتوں کو حلال مانا جائے اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے پرہیز کیا جائے۔

واوثق العری کلمۃ التقوی | سب سے بڑھکر بھروسہ کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے

برادران اسلام! حضور کا یہ ارشاد گرامی مسلمانوں کے لئے نہایت ہی اہم اور توجہ طلب ہے۔ سنئے تقویٰ و پرہیزگاری دین کی روح ہے جس نے اس روح کو حاصل کر لیا وہ دین و دنیا میں بامراد و شادکام ہو گیا؛ اسلام نے تقویٰ کو اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کسب سعادت کے لئے لازمی ہے کہ نفس سرکش کے منہ میں تقویٰ و پرہیزگاری کی لگام دیدی جائے تاکہ وہ بدی کی راہوں پر جا ہی نہ سکے اور انسان کے قوائے عملیہ اسلامی احکام کے مطابق قابو میں رہیں۔ تقویٰ کے معنے ہیں خدا سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا یا یوں سمجھو کہ ضبط نفس و تادیب نفس کو تقویٰ کہتے ہیں اس مقصد کے لئے اسلام نے روزوں کا حکم دیا ہے سو واقعی تقویٰ سے بڑھکر بھروسے کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؛ ارشاد رسول کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا چاہیئے۔

وخیر الملل ملۃ ابراھیم | سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کیا ہے؟ خالص طور پر خدا کے لئے ہو جانا۔ سب سے کٹ کر خدا سے جڑ جانا اور تمام محبتوں کو اپنے دل سے نکال کر خدا کی محبت کو اپنے دل میں جاگزیں کر لینا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام اعمال و افعال تعلیم الٰہیہ کے ماتحت خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی نیت سے ہونے چاہئیں۔

وخیر السنن سنۃ محمد | سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

عزیزان ملت! سچا کامل اور ابدی مذہب وہی ہے جو کتابی تعلیم کے ساتھ عملی نمونہ بھی رکھتا ہو اس لئے رسولخدا صلعم بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی انسانی نجات و فلاح کا واحد راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنے مقصد حیات میں کامیاب ہو سکتا ہے یہ وجہ ہے کہ آپ کا طریقہ سب طریقوں سے بہتر ہے۔

واشرف الحدیث ذکر اللہ | سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے۔

سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو کیوں شرف حاصل ہے؟ اس لئے کہ اللہ کے ذکر سے دل کو اطمینان میسر آتا ہے اور اطمینان قلب ہی سب سے بڑا شرف کمال ہے ذکر الٰہی انسان کو اخلاق و روحانیت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے دلوں کو صاف اور روحوں کو منور کرتا ہے۔ شادابی روح اور پختگی ایمان کا واحد ذریعہ ذکر الٰہی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر مسرت و شادمانی کی اطمینان زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو ذکر الٰہی کرتے رہو۔

واحسن القصص ھذا القرآن | سب قصوں سے اچھے قصے قرآن کے ہیں۔

کیونکہ قرآنی قصص سے عبرت پذیری کا مادہ پیدا ہوتا ہے نفس و شیطان پر ہوشیاری ملتی ہے اور اطاعت خداوندی کی روح بیدار ہوتی ہے یعنی قرآنی قصص سے عبرت حاصل کرو۔

وخیر الامور عوازمھا | بہتر کام اولوالعزمی کے کام ہیں۔

یعنی ہر مسلمان کو اپنی ہمت بلند رکھنی چاہیئے اور کامیابی کی بلند ترین منزل پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کامیابی کا راز اسلامی احکام کے مطابق اپنی قوتوں کو کام میں لانے اور اپنی کوتاہیوں کو سمجھنے میں ہے کامیابی ناکامی ہی سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا انسان کو ناکامی سے ہمت نہ ہارنی چاہیئے اور سعی و کوشش میں برابر لگا رہنا چاہیئے۔

وشر الامور محدثاتھا | امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہو۔

یعنی دنیا کے جتنے بدترین امر ہیں ان میں سے بدترین امر یہ ہے کہ اسلام میں کوئی نئی بات نکالی جائے اس کو دینی رنگ دیا جائے اور پھر اس پر عمل کر کے ثواب کی نیت رکھی جائے۔ اللہ ہر مسلمان کو بدعت سے محفوظ رکھے۔

واحسن الھدی ھدی الانبیاء | انبیاء کی روش سب روشوں سے بہتر ہے

یعنی انبیاء علیہم السلام کا طریقہ سب طریقوں سے بہتر ہے۔ تمام انبیاء کی روش کیا تھی؛ وہ خدا کی مخلوق کو نیکی کی طرف بلاتے تھے اور برے راستوں سے ہٹاتے تھے رسول اللہ کا منشا یہ ہے کہ تم کو بھی اسی روش پر چلنا چاہیئے خود نیک بنو اور دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرو۔

واشرف الموت قتل الشھداء | شہیدوں کی موت، موت کی سب قسموں سے بزرگ تر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی خاطر اپنی ہر ایک چیز کو قربان کر دیتے ہیں اور اس کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو وہ تو اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور وہ بہت بڑی کامیابی والے ہیں جسے شہادت کی موت نصیب ہو اس کی قسمت کے کیا کہنے ہیں۔ خدا یہ موت ہم سب مسلمانوں کو نصیب کرے ۔

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

واعمی العمی الضلالۃ بعد الھدیٰ | سب سے بڑا اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے۔

یعنی وہ سب سے بڑا گمراہ ہے کہ جو ہدایت کی بات معلوم کر لینے کے باوجود پھر گمراہی اختیار کرے۔ انسان کا اندھا پن کیا ہے؟ یہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کرے۔

وخیر الاعمال ما نفع | عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع آور ہو۔

یعنی اعمال میں سب سے اچھا عمل وہ ہے جو نفع دینے والا ہو آخرت میں اور جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی حاصل ہو۔

وخیر الھدیٰ ما اتبع | بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں

مطلب یہ ہے کہ زندگی کی بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ آسانی کے ساتھ چل سکیں یعنی اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرو اور چادر سے زیادہ پیر نہ پھیلاؤ۔

وشر العمی عمی القلب | بدترین کوری دل کی کوری ہے

حضور کا یہ ارشاد گرامی نہایت ہی توجہ طلب ہے۔ قلب یعنی دل فہم و ادراک کا نشیمن ہے۔ اور اسی کے ذریعے سب تعقل ہوتا ہے۔ قلب کی کوری سے مراد ہے اس کا جہل و اوہام کے حجابات سے مستور ہو جانا۔ پچھلی امتوں اور قوموں کے تنزل و تسفل اور بالآخر تباہی و بربادی کا پیش خیمہ یہی چیز ثابت ہوئی کہ ان کے دل اندھے ہو گئے تھے۔ دل کی کوری سے اخلاق و روحانیت تباہ ہوتی ہے اور روحانیت کی تباہی سے بالآخر جسموں کی تباہی آتی ہے۔ قلب پر جہل و اوہام کا پردہ پڑ جانا بہت عذاب الٰہی ہے جب کسی قوم کی تباہی و بربادی کا وقت آتا ہے تو اس کے افراد کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ عقل و فہم سے کام نہیں لیتے دینی اور دنیوی امور میں محض ظن و گمان کا اتباع کرتے ہیں اور غور و فکر کا مادہ جاتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور | کیا ان لوگوں نے ملک کی سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل ہوتے جن کے ذریعہ سمجھتے اور ان کے کان ہوتے جن سے عقل و حکمت کی باتیں سنتے بات یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کے دل اندھے ہیں۔

پس دل کا اندھا ہونا بہت بڑا عذاب الٰہی ہے اور تباہی کا پیش خیمہ ہے حضور نے اپنی امت کو اس بے دلی کی کوری سے بچنے اور بصیرت یعنی دل کی روشنی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے کیا ہم اس ہدایت نبوت کے باوجود دل کے اندھے نہیں ہو گئے ہیں ہمارے دلوں کی آنکھیں پھوٹ گئی ہیں اور ہم گمراہی کی اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

والید العلیا خیر من الید السفلیٰ | بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

جو لوگ صرف مانگ کر گذارہ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں دوسروں کی کمائی پر بسر کر کے خود [illegible] بن جاتے ہیں ان میں سے خودداری نفس، تقویٰ، عفت، شجاعت وغیرہ اخلاق فاضلہ اور خصائل حمیدہ نکل جاتے ہیں ان کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں کسب و محنت سے جان چراتے ہیں تحصیل کمالات سے رہ جاتے ہیں آرام طلبی اور عیش و آسائش ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتے ہیں اور بالکل وہ عیاش اور ملک و ملت کے لئے ایک مستقل لعنت بن جاتے ہیں جن کے گندے جراثیم دوسرے انسانوں کو بھی تباہ کرتے ہیں ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کو خوف دامنگیر ہوا کہ مبادا عام مسلمان اور میری اولاد لوگوں کی خیرات و صدقات پر تکیہ کر کے تحصیل کمالات سے رہ جائیں آپ نے فرمایا بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے۔

وما قل وکفیٰ خیر مما کثر والھیٰ | تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہے جو غفلت میں ڈال دے۔

مال و دولت کی مثال زہر جیسی ہے اگر زہر کو خاص ترکیب کے ساتھ مقررہ مقدار میں اور خاص طریقہ سے کھایا جائے تو یہی زہر تریاق و اکسیر بن جاتا ہے اور اگر یونہی اناڑی پن کے ساتھ استعمال شروع کر دیا جائے تو پہلے ہی فوراً ملک عدم کو پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح مال و دولت اگر خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق ملک و ملت کے کام آئے تو قوام زندگی اور خدا کا سب سے بڑا فضل ہے اور اگر وہ خدا کی نافرمانی اور عیاشی میں خرچ ہو تو سب سے بڑی لعنت یہی ہے پس تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہے جو انسان کو غفلت میں ڈال کر فرعون بے سامان بنا دے۔

شر المعذرۃ حین یحضر الموت | بدترین معذرت وہ ہے جو جان کندنی کے وقت کی جائے۔

معذرت کا وقت موت سے پہلے ہے یعنی توبہ کی قبولیت کی ایک شرط یہ ہے کہ موت سے پہلے پہلے کی جائے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ اے میری امت والو! اللہ تعالیٰ کے حضور موت کے دن سے پہلے پہلے گناہوں کی معافی چاہو سچے دل سے عہد کرو کہ ہم آئندہ گناہوں سے پرہیز کریں گے نیک اعمال بجا لائیں گے اور خدا تعالیٰ نے جو سچی تعلیم بھیجی ہے اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

وشر الندامۃ یوم القیامۃ | بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کو ہوگی۔

ندامت و شرمساری تو اس دنیا میں کام آتی ہے تاکہ انسان پرہیزگارانہ زندگی بسر کرے قیامت کے روز ندامت کیا خاک فائدہ دے گی پس قیامت سے پہلے اپنے گناہوں پر ندامت کرو اور جناب الٰہی میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔

ومن الناس من لا یاتی الجمعۃ الا دبرا | بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں مگر دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کی اذان سنو تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور تجارت کو چھوڑ دو تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ رسول کریم کا ارشاد ہے کہ نماز جمعہ دلجمعی اور حضور قلب کے ساتھ ادا کرنی چاہیے یہ عبادت نہیں کہ جسم نماز میں ہو اور دل پیچھے لگا رہے۔

ومنھم من لا یذکر اللہ الا ھجرا | ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر

کبھی کبھی کیا کرتے ہیں۔"

حالانکہ اللہ تعالے نے اپنے ایماندار بندوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ:-

"بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے تغیر و تبدل میں عقل والوں کے لئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں، ان عقلمندوں کے لئے جو اللہ کو کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں یاد کرتے ہیں۔" پس تم کو ان لوگوں میں سے ہونا چاہئے جو اللہ کو ہر حالت میں یاد کرتے ہیں۔

ومن اعظم الخطاء اللسان الکذوب | سب گناہوں سے عظیم ترجھوٹی زبان ہے۔

جھوٹ اکثر گناہوں کی جڑ ہے اگر انسان زبان کو اپنے قبضہ میں کرلے تو ان گناہوں سے بچ جاتا ہے جھوٹی زبان بہت بری زبان ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جھوٹ سے بچو۔

برادران اسلام! چونکہ خطبہ حد سے زیادہ طویل ہوتا جاتا ہے اور آپ بھی اکتا گئے ہوں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مبارک اور اہم خطبہ کا بقیہ حصہ اختصار کے ساتھ پیش کردوں۔ وھو ہذا۔

وخیر الغنی غنی النفس وخیر الزاد التقوی وراس الحکمة مخافة اللہ عز وجل وخیر ماوقر فی القلوب الیقین والارتیاب من الکفر والنیاحة من عمل الجاھلیة والغلول من حر جھنم والسکر من النار والشعر من ابلیس والخمر جماع الاثم وشر الماکل ماکل مال الیتیم والسعید من وعظ بغیرہ والشقی من شقی فی بطن امه وملاك العمل وشر الرؤیا رؤیا الکذب وکل ماھوات قریب وسباب المؤمن فسوق وقتاله کفر واکل لحمه من معصیة اللہ وحرمة ماله کحرمة دمه ومن یتالی علی اللہ یکذبه ومن یغفر یغفر له ومن یعف یعف اللہ عنه ومن یکظم الغیظ یاجرہ اللہ ومن یصبر علی الرزیة یعوضه اللہ ومن تتبع السمعة یسمع اللہ ومن یصبر یضعف اللہ له ومن یعص اللہ یعذبه اللہ ثم استغفر ثلثا

سب سے بڑی تونگری دل کی تونگری ہے سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے دانائی کا سر یہ ہے کہ خدا کا خوف دل میں ہو دلنشین ہونے کے لئے بہترین چیز یقین ہے۔ شک پیدا کرنا کفر کی شاخ ہے۔ بین سے رونا جاہلیت کا کام ہے خیانت کرنا عذاب جہنم کا کام ہے بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے۔ شعر ابلیس کا حصہ ہے شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے بدترین روزی یتیم کا مال کھا جانا ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑتا ہے اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت ہو عمل کا سرمایہ اس کا بہترین انجام ہے۔ بدترین خواب وہ ہے جو جھوٹا ہو۔ جو بات ہونے والی ہے وہ قریب ہے مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے مومن کا گوشت کھانا یعنی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے مومن کا مال دوسرے پر ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اس کا خون۔ جو خدا سے بے نیاز ہوتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے جو کسی کا عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیب چھپاتا ہے جو معافی دیتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے جو غصہ کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے۔ جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اسے بخشتا ہے۔ جو چغلی کو پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے پھر تین دفعہ استغفار پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کو ختم فرمایا۔

حضرات! یہ ہے وہ عقائد و اعمال کا ایک کامل ضابطہ اور منظم پروگرام جو رسول اللہ نے خلق خدا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس سے انسانی زندگی معراج کمال تک پہنچ سکتی ہے۔ اس خطبہ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ کے حکم اور رسول خدا کے نمونہ کے مطابق پاک زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی جائے مبارک ہیں وہ زندگیاں جو ان احکام و فرامین کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں یہ ہیں وہ اصول زندگی جن کا قیام دنیا کیلئے خیر و برکت کا موجب ہے جس کا ایک ایک لفظ گوہر آبدار کی طرح چمک رہا ہے۔ اگر تم واقعی دل سے محمد عربی کا کلمہ پڑھتے ہو اور صحیح معنی میں امتی بننا چاہتے ہو تو ان احکام پر عمل کرو۔ ان آبدار موتیوں کو اپنے پلے باندھ لو ان کی قدر و قیمت ہفت اقلیم کی بادشاہی سے بھی بڑھکر کرنی چاہئے اور ان کو اصول زندگی جان کر مدت حیات گذارو۔ اللہ تعالے ہم تمام مسلمانوں کو اس ضابطہ حیات پر چلنے کی توفیق دے۔

مذہب اسلام کا صحیح تصور

(از حضرت علامہ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا میں مذہب کا عام تصور یہ تھا کہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں سے یہ بھی ایک شعبہ ہے یا دوسرے الفاظ میں انسان کی دنیوی زندگی کے ساتھ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ بعد کی زندگی میں نجات کے لئے ایک سرٹیفکٹ کے طور پر کام آئے اس کا تعلق کلیۃً صرف اس رشتہ سے ہے جو انسان اور اس کے معبود کے درمیان ہے۔ جس شخص کو نجات کے بلند مرتبے حاصل کرنے ہوں اس کے لئے تو ضروری ہے کہ دنیوی زندگی کے تمام دوسرے شعبوں سے بے تعلق ہو کر صرف اسی ایک شعبہ کا ہو جائے مگر جس کو اتنے بڑے مراتب مطلوب نہ ہوں بلکہ محض نجات مطلوب ہو اور اس کے ساتھ یہ خواہش بھی ہو کہ معبود ان پر نظر رکھے اور ان کو دنیوی معاملات میں برکت عطا کرتا رہے اس کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ اپنی دنیوی زندگی کے ساتھ اس ضمیمہ کو بھی لگائے رکھے۔ دنیا کے سارے کام اپنے ڈھنگ پر چلتے رہیں اور ان کے ساتھ ساتھ چند مذہبی رسموں کو ادا کر کے معبود کو بھی خوش کیا جاتا رہے۔ انسان کا تعلق خود اپنے نفس سے اپنے ابنائے نوع سے اپنے گرد و پیش کی ساری دنیا سے ایک الگ چیز ہے اور اس کا تعلق اپنے معبود سے ایک دوسری چیز ہے ان دونوں کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔

یہ جاہلیت کا تصور تھا اور اس کی بنیاد پر کسی انسانی تہذیب و تمدن کی عمارت قائم نہ ہو سکتی تھی۔ تہذیب و تمدن کے معنے انسان کی پوری زندگی کے ہیں۔ اور جو چیز انسان کی زندگی کا محض ایک ضمیمہ ہو اس پر پوری زندگی کی عمارت ظاہر ہے کہ کسی طرح قائم نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ مذہب اور تمدن و تہذیب ہمیشہ ایک دوسرے سے الگ رہے ان دونوں نے ایک دوسرے پر تھوڑا یا بہت اثر ضرور ڈالا مگر یہ اثر اس قسم کا تھا جو مختلف اور متضاد چیزوں کے یکجا ہونے سے مترتب ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ اثر کہیں بھی مفید نظر نہیں آتا۔ مذہب نے تہذیب و تمدن پر جب اثر ڈالا تو اس میں رہبانیت مادی علائق سے نفرت، لذات دنیوی سے کراہت عالم اسباب سے بے تعلقی انسانی تعلقات میں انفرادیت تنافر اور تعصب کے عناصر داخل کر دیئے یہ اثر کسی معنی میں بھی ترقی پرور نہ تھا بلکہ دنیوی ترقی کی راہ میں انسان کے لئے ایک سنگ گراں تھا۔ دوسری طرف تہذیب و تمدن نے جس کی بنیاد سراسر مادیت اور خواہشات نفس کے اتباع پر قائم تھی۔ مذہب پر جب کبھی اثر ڈالا اس کو گندہ کر دیا۔ اس نے مذہب میں نفس پرستی کی ساری نجاستیں داخل کر دیں اور اس سے ہمیشہ یہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی کہ ہر اس گندی سے گندی اور بدتر سے بدتر چیز کو جسے نفس حاصل کرنا چاہے مذہبی تقدس کا جامہ پہنا دیا جائے تاکہ نہ خود اپنا ضمیر ملامت کرے نہ کوئی دوسرا اس کے خلاف کچھ کہہ سکے۔ اسی چیز کا اثر ہے کہ بعض مذاہب کی عبادتوں تک میں ہم کو شہوت پرستی اور بے حیائی کے ایسے طریقے ملتے ہیں جن کو مذہبی دائرے کے باہر خود ان مذاہب کے پیرو بھی بداخلاقی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مذہب اور تہذیب کے اس تعامل سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو یہ حقیقت بالکل نمایاں نظر آتی ہے کہ دنیا میں ہر جگہ تہذیب و تمدن کی عمارت غیر مذہبی اور غیر اخلاقی بنیادوں پر قائم ہوئی ہے۔

سچے مذہبی لوگ اپنی نجات کی فکر میں دنیا سے الگ رہے اور دنیا کے معاملات کو دنیا والوں نے اپنی خواہشات نفس اور اپنے ناقص تجربات کی بنا پر جن کو ہر زمانہ میں کامل سمجھا گیا اور ہر زمانہ مابعد میں ناقص ہی ثابت ہوئے جس طرح چاہا چلایا اور اس کے ساتھ اگر ضرورت سمجھی تو اپنے معبود کو خوش کرنے کے لئے کچھ مذہبی رسمیں بھی ادا کر لیں۔ مذہب چونکہ ان کے لئے محض زندگی کا ایک ضمیمہ تھا اس لئے اگر وہ ساتھ رہا بھی تو محض ایک ضمیمہ ہی کی حیثیت سے رہا۔ ہر قسم کے سیاسی ظلم و ستم ہر قسم کی معاشی بے انصافیوں ہر قسم کی معاشرتی بے اعتدالیوں اور ہر قسم کی تمدنی کج راہیوں کے ساتھ یہ ضمیمہ منسلک ہو سکتا تھا۔ اس نے ٹھگی اور قزاقی کا بھی ساتھ دیا جہاں سوزی اور غارت گری کا بھی سود خواری اور تاجرانہ لوٹ کا بھی فحش کاری اور قحبہ گری کا بھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس غرض کے لئے بھیجے گئے وہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ مذہب کے اس جاہلی تصور کو مٹا کر ایک عقلی اور فطری تصور پیش کریں اور صرف پیش ہی نہ کریں بلکہ اسی کی اساس پر تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے اور کامیابی کے ساتھ چلا کر دکھا دیں۔ آپ نے بتایا کہ مذہب قطعاً بے معنے ہے اگر وہ انسان کی زندگی کا محض ایک شعبہ یا ضمیمہ ہے ایسی چیز کو دین و مذہب کے نام سے موسوم کرنا ہی غلط ہے حقیقت میں دین وہ ہے جو زندگی کا ایک جز نہیں بلکہ تمام زندگی ہو۔ زندگی کی روح اور اس کی قوت محرکہ ہو۔ فہم و شعور اور فکر و نظر ہو، صحیح و غلط میں امتیاز کرنے والی کسوٹی ہو۔ زندگی کے ہر میدان میں ہر ہر قدم پر راہ راست اور راہ کج کے درمیان فرق کر کے دکھائے، راہ کج سے بچائے راہ راست پر استقامت اور مستقدمی کی طاقت بخشے اور زندگی کے اس لامتناہی سفر میں جو دنیا سے لیکر آخرت تک مسلسل چلا جا رہا ہے انسان کو ہر مرحلے سے کامیابی و سعادت کے ساتھ گذار دے۔

اسی مذہب کا نام اسلام ہے۔ یہ زندگی کا ضمیمہ بننے کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اس کے آنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اگر اس کو بھی پرانے جاہلی تصور کے تحت ایک ضمیمہ زندگی قرار دیا جائے یہ جس قدر خدا اور انسان کے تعلق سے بحث کرتا ہے اسی قدر انسان اور انسان کے تعلق سے بھی کرتا ہے اور اسی قدر انسان اور ساری کائنات کے تعلق سے بھی۔ اس کی تعلیم کا اصل مقصد انسان کو اسی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ تعلقات کے یہ شعبے الگ اور ایک دوسرے سے مختلف و بیگانہ نہیں ہیں، بلکہ ایک مجموعہ کے مربوط اور مرتب اجزا ہیں اور ان کی صحیح ترکیب ہی پر انسان کی فلاح

کا مار ہے انسان اور کائنات کا تعلق درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان اور خدا کا تعلق درست نہ ہو اسی طرح انسان اور خدا کا تعلق بھی درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان اور کائنات کا تعلق درست نہ ہو پس یہ دونوں تعلق ایک دوسرے کی تکمیل و تصحیح کرتے ہیں دونوں مل کر ایک کامیاب زندگی بناتے ہیں اور مذہب کا اصل کام اسی کامیاب زندگی کے لئے انسان کو ذہنی و عملی حیثیت سے تیار کرنا ہے جو مذہب یہ کام نہیں کرتا وہ مذہب ہی نہیں اور جو اس کام کو انجام دیتا ہے وہی اسلام ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام، مراللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

اسلام ایک خاص طریق فکر اور پوری زندگی کے متعلق ایک خاص نقطہ ہے پھر وہ ایک خاص طرز عمل ہے جس کا راستہ اسی طریق فکر اور اسی نظریۂ زندگی سے متعین ہوتا ہے۔ اس طریق فکر اور طرز عمل سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے وہی مذہب اسلام ہے اور وہی تہذیب اسلامی ہے۔ یہاں مذہب اور تہذیب و تمدن الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ سب مل کر ایک مجموعہ بناتے ہیں وہی ایک طریق فکر اور نظریۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر مسئلہ کا تصفیہ کرتا ہے۔ انسان پر خدا کے کیا حقوق ہیں؛ خود اس کے اپنے نفس کے کیا حقوق ہیں؛ ماں باپ، بیوی بچوں کے، عزیزوں اور قرابتداروں کے پڑوسیوں اور معاملہ داروں کے، قوم و ملت کے، ملک و وطن کے، ہم مذہبوں اور غیر مذہب والوں کے، دشمنوں اور دوستوں کے، ساری نوع انسانی کے حتی کہ کائنات کی ہر چیز اور ہر قوت کے کیا حقوق ہیں۔ پھر یہی طریق فکر اور نظریۂ حیات انسان کی زندگی کا ایک بلند اخلاقی نصب العین اور ایک پاکیزہ روحانی منتہائے مقصود متعین کرتا ہے اور زندگی کی تمام سعی و جہد کو خواہ وہ کسی میدان میں ہو ایسے راستوں پر ڈالتا جاتا ہے جو ہر طرف سے اسی ایک مرکز کی طرف راجع ہوں۔ یہ مقصد ایک فیصلہ کن چیز ہے اسی کے لحاظ سے ہر شے کی قدر متعین کی جاتی ہے اسی معیار پر ہر شے کو پرکھا جاتا ہے جو شے مقصد کے حصول میں مددگار ہوتی ہے اسے اختیار کر لیا جاتا ہے اور جو شے سدراہ ہوتی ہے اسے رد کر دیا جاتا ہے۔

فردی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملات سے لیکر جماعت کی زندگی کے بڑے سے بڑے معاملات تک یہ معیار یکساں کارفرما ہے وہ اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ ایک شخص کو اکل و شرب میں، لباس میں، طہارت میں، صنفی تعلقات میں، لین دین میں، بات چیت میں غرض زندگی کے ہر معاملہ میں کن حدود کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ وہ مرکز مقصود کی طرف جانے والی پگڈنڈی ملا ہوسکا نہ رہے اور ٹیڑھے راستوں پر نہ پڑ جائے اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اجتماعی زندگی میں افراد کے باہمی روابط کن اصولوں پر مرتب کئے جائیں جن سے معاشرت، معیشت، سیاست غرض ہر شعبہ زندگی کا ارتقاء ایسے راستوں پر ہو جو اصل منزل مقصود کی طرف جانے والے ہوں اور وہ راہیں نہ اختیار کی جائیں جو اس سے دور ہٹا لے جانے والی ہوں اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان کی جن قوتوں پر انسان کو دست . . . حاصل ہو اور جو چیزیں اس کے لئے مسخر کی جائیں ان کو وہ کن طریقوں سے استعمال کرے تاکہ وہ اس کے مقصد کے خادم بن جائیں اور کن طریقوں سے اجتناب کرے تاکہ وہ اس کی کامیابی میں مانع نہ ہوں۔ اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اسلامی جماعت کے لوگوں کو غیر اسلامی جماعتوں کے ساتھ دوستی میں اور دشمنی میں، جنگ میں اور صلح میں، اشتراک اغراض میں اور اختلاف مقاصد میں، غلبہ کی حالت میں اور مغلوبی کے دور میں، علوم و فنون کے اکتساب میں اور تہذیب و تمدن کے لین دین میں کن اصولوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ خارجی تعلقات کے ان مختلف پہلوؤں میں وہ اپنے مقصد کی راہ سے ہٹنے نہ پائیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو بنی نوع انسان کے ان نادان اور گمراہ افراد سے بھی طوعاً یا کرہاً شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اس مقصد کی خدمت لے لیں جو اصل فطرت کے اعتبار سے ان کا بھی ویسا ہی مقصد ہے جیسا کہ پیروان اسلام کا ہے۔

غرض وہ ایک ہی نقطہ نظر ہے جو مسجد سے لیکر بارک اور میدان کارزار تک طریق عبادت سے لیکر ریڈیو اور ہوائی جہاز کے طریق استعمال تک غسل و وضو اور طہارت و استنجا کے جزوی مسائل سے لیکر اجتماعیات، معاشیات، سیاسیات اور بین الاقوامی تعلقات کے بڑے سے بڑے مسائل تک، کتب کی ابتدائی تعلیم سے لیکر آثار فطرت کے انتہائی مشاہدات اور قوانین طبیعی کی بلند ترین تحقیقات تک زندگی کی تمام مساعی اور فکر و عمل کے تمام شعبوں کو ایک وحدت بناتا ہے جس کے اجزا میں ایک مقصدی ترتیب اور ایک ارادی ربط ہے اور ان سب کو ایک مشین کے پرزوں کی طرح اس لئے جوڑا گیا ہے کہ ان کی حرکت اور تعامل سے ایک ہی نتیجہ برآمد ہو۔

مذہب کی دنیا میں یہ ایک انقلابی تصور تھا اور جاہلیت کے قدیم سے بنے ہوئے دماغوں کی گرفت میں یہ تصور کبھی پوری طرح نہ آسکا آج دنیا علم و عقل کے اعتبار سے چھٹی صدی عیسوی کے مقابلہ میں کس قدر آگے بڑھ چکی ہے۔ مگر آج بھی یہی قدامت پرستی اور تاریک خیالی موجود ہے کہ یورپ کی شہرہ آفاق یونیورسٹیوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم پائے ہوئے لوگ بھی اس انقلاب انگیز تصور کے ادراک سے اسی طرح عاجز ہیں جس طرح قدیم جاہلیت کے ان پڑھ اور کوڑھ مغز لوگ ہزاروں برس سے مذہب کا جو غلط تصور وراثتاً منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اس کی گرفت دماغوں پر اب تک مضبوط جمی ہوئی ہے۔ عقلی تنقید اور علمی تحقیق کی بہترین تربیت سے بھی اس کے بند نہیں کھلتے۔ خانقاہوں اور معابد کے تاریک حجروں میں رہنے والے اگر رہبانیت کے معنے گوشہ عزلت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کے سمجھیں اور دینداری کو عبادات کے دائرے میں محدود خیال کریں تو جائے تعجب نہیں کہ وہ تو ہیں ہی تاریک خیال۔ جاہل عوام اگر مذہب کو بابے اور تعزیئے اور نگائے کے سوالات میں محدود سمجھیں تو یہ بھی مقام حیرت نہیں کہ وہ تو ہیں ہی جاہل۔ مگر یہ ہمارے پروردگان نور علم کو کیا ہوا کہ ان کے دماغوں سے بھی قدامت پرستی کی ظلمت دور نہیں ہوتی! وہ بھی مذہب اسلام کو انہی معنوں میں ایک مذہب سمجھتے ہیں جن میں ایک غیر مسلم اپنے قدیم جاہلی تصور کے تحت سمجھتا ہے۔

نتیجہ واضح ہے کہ اس تصور کی وجہ سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کا ایک گروہ نہ صرف خود غلط روش پر چل رہا ہے بلکہ دنیا کے سامنے اسلام اور اس کی تہذیب و تمدن کی نہایت غلط نمائندگی کر رہا ہے مسلم جماعت کے اصلی

مسائل جن کے حل پر اس کی حیات و ممات کا دار و مدار ہے سرے سے ان لوگوں کی سمجھ ہی میں نہیں آتے اور یہ ضمنی غیر متعلق مسائل کو اصل مسائل سمجھ کر عجیب عجیب طریقوں سے ان کو حل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

یہ مذہب کا یہ نامحدود تصور ہی ہے جو مختلف شکلوں میں ظہور کر رہا ہے۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ میں پہلے ہندوستانی ہوں پھر مسلمان اور یہ کہتے وقت ان کے ذہن میں مذہب کا یہ تصور ہوتا ہے کہ اسلام جغرافی تقسیم قبول کر سکتا ہے، ترکی اسلام، ایرانی اسلام، مصری اسلام، ہندوستانی اسلام اور پھر پنجابی، بنگالی، یوکپی اور مدراسی اسلام الگ الگ ہو سکتے ہیں ہر جگہ مسلمان اپنے اپنے مقامی حالات کے لحاظ سے ایک الگ طریق فکر اختیار کر سکتا ہے زندگی کا ایک جداگانہ نقطۂ نظر اور نصب العین قبول کر سکتا ہے ان تمام سیاسی معاشی اور اجتماعی نظاموں میں جذب ہو سکتا ہے جو مختلف قوموں نے مختلف اصولوں پر قائم کئے ہیں اور پھر بھی وہ مسلمان رہ سکتا ہے اس لئے کہ اسلام ایک مذہبی ضمیمہ ہے جو دنیوی زندگی کے ہر ڈھنگ اور ہر طریقہ کے ساتھ چسپاں ہو سکتا ہے۔

ایک دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو دین اور دنیا کے معاملات میں واضح امتیاز کرنا چاہئے۔ دین کا تعلق ان معاملات سے ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ہیں یعنی اعتقادات اور عبادات ان کی حد تک مسلمان اپنی الگ راہ پر چل سکتے ہیں اور کوئی ان کو اس راہ سے نہ ہٹانا چاہتا ہے نہ ہٹا سکتا ہے رہے دنیوی معاملات تو ان میں دین کو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں جس طرح دنیا کے دوسرے لوگ ان کو انجام دیتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی انجام دینا چاہئے۔

ایک تیسرے صاحب کا ارشاد ہے کہ اپنے مذہبی تمدنی اور لسانی حقوق کے لئے مسلمانوں کو بلاشبہ ایک مشترک نظام کی ضرورت ہے مگر سیاسی اور معاشی اغراض کے لئے ان کو الگ جماعت بندی کی ضرورت نہیں ان معاملات میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بالکل غیر حقیقی اور مصنوعی ہے۔ یہاں مسلمانوں کے مختلف طبقوں کو اپنے اپنے مفاد اور اپنی اپنی اغراض کے لحاظ سے ان مختلف جماعتوں میں شامل ہو جانا چاہئے جو غیر مذہبی اصولوں پر سیاسی و معاشی مسائل کو حل کرنے کی جد و جہد کر رہی ہیں۔

ایک اور صاحب جو مسلم قوم کے تن مردہ میں جان ڈالنے کے لئے اٹھے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ اصل چیز ایمان باللہ اور اعتقاد یوم آخر اور اتباع کتاب و سنت نہیں ہے بلکہ عناصر کی تسخیر اور قوانین طبیعی کی دریافت اور نظم و ضبط کی طاقت سے ان عناصر مسخرہ و قوانین معلومہ کو استعمال کرنا ہے تاکہ نتیجہ میں علو اور تمکن فی الارض حاصل ہو۔ یہ صاحب مادی ترقی کو مقصود بالذات قرار دیتے ہیں اس لئے جو وسائل اس ترقی میں مددگار ہوں وہی ان کے نزدیک اصلی اہمیت رکھتے ہیں۔ باقی رہا وہ ذہن جو عملدرعمل کی تہ میں کام کرتا ہے اور جو اپنے طریق فکر و زاویۂ نظر کے لحاظ سے وسائل ترقی کے استعمال کا مقصد اور تہذیب و تمدن کے ارتقا کا راستہ اور تمکن فی الارض کا مدعا متعین کرتا ہے سو وہ ان کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا وہ ذہن چاہے جاہلی ذہن ہو یا جرمنی، یا اطالوی یا فاروقی یا خالدی۔ ان کو اس سے کوئی بحث نہیں ان کے نزدیک یہ سب یکساں "اسلامی ذہن" ہیں کیونکہ ان سب کے عمل کا نتیجہ ان کو ایک ہی نظر آتا ہے یعنی علو اور تمکن فی الارض جن کو زمین کی وراثت حاصل ہے نہ صالح ہے اگرچہ نہ ابراہیم کے مقابلہ میں نمرود ہی کیوں نہ ہو۔ جو غالب اور بالادست ہے وہی مومن ہے اگرچہ وہ مسیح کے مقابلہ میں بت پرست رومی فرمانروا ہی کیوں نہ ہو۔

ایک بڑا گروہ جو مسلمانوں کے قومی حقوق کی حفاظت کے لئے اٹھا ہے اس کے نزدیک اسلام اور اس کی تہذیب کی حفاظت صرف اس چیز کا نام ہے کہ ان کے مذہب اور پرسنل لا کی حفاظت کا اطمینان دلا دیا جائے، ان کی زبان کو اپنے رسم الخط سمیت ایک سرکاری زبان تسلیم کر لیا جائے اور جن لوگوں کی شخصیت پر اسلام کا لیبل لگا ہوا ہو صرف انہی کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق حاصل ہو انتخابی اداروں اور سرکاری ملازمتوں میں متناسب نمائندگی ان کے نزدیک سب سے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اگر یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ خالص اسلامی مسائل میں کوئی تصفیہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک خود مسلمان نمائندوں کی غالب اکثریت اس کو قبول نہ کرے تو ان کے نزدیک گویا اسلامی حقوق کا پورا پورا تحفظ ہو گیا۔

دیکھا آپ نے! شکلیں کس قدر مختلف ہیں مگر حقیقت ان سب میں ایک ہے یہ سب مختلف مظاہر ہیں اسی جاہلی تصور مذہب کے جو اسلامی تصور مذہب کے خلاف ہر زمانہ میں نت نئی شکلوں کے ساتھ بغاوت کرتا رہا ہے۔

اگر یہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ مسلم کسے کہتے ہیں اور حقیقی معنی میں اسلامی جماعت کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے تو ان کی تمام غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں قانونی حیثیت سے ہر وہ شخص مسلم ہے جو کلمۂ طیبہ کا زبانی اقرار کرے اور ضروریات دین کا منکر نہ ہو۔ لیکن اس معنی میں جو شخص مسلم ہے اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہے ہم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے نہ وہ حقوق دینے سے انکار کر سکتے ہیں جو مجرد اقرار اسلام سے اس کو سوسائٹی میں حاصل ہوتے ہیں یہ اصل اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام کی سرحد میں داخل ہونے کا پروانہ ہے۔ اصل اسلام یہ ہے کہ تمہارا ذہن اسلام کے سانچے میں ڈھل جائے تمہارا طریق فکر وہی ہو جو قرآن کا ہے زندگی اور اس کے تمام معاملات پر تمہاری نظر وہی ہو جو قرآن کی نظر ہے تم اشیاء کی قدریں اسی معیار کے مطابق معین کرو جو قرآن نے اختیار کیا ہے تمہارا انفرادی و اجتماعی نصب العین وہی ہو جو قرآن نے پیش کیا ہے اور تم اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں مختلف طریقوں کو چھوڑ کر ایک طریقہ اسی معیار انتخاب کی بنا پر انتخاب کرو جو قرآن اور طریق محمدی کی ہدایت سے تم کو ملا ہے۔ اگر تمہارے ذہن کو یہ چیز اپیل نہیں کرتی اور تمہاری نفسیات قرآنی نفسیات کے سانچے میں ڈھلنا قبول نہیں کرتے تو کوئی تم کو دائرہ اسلام میں آنے یا رہنے پر مجبور نہیں کرتا عقل اور راست بازی کا اقتضا یہ ہے کہ تم کو اس دائرے کے باہر اپنے لئے مناسب جگہ تلاش کرنی چاہئے لیکن اگر تمہارا ذہن اس چیز کو قبول کرتا ہے اور تم اپنے نفسیات کو قرآنی نفسیات کے ساتھ متحد کر لیتے ہو تو پھر زندگی کے کسی معاملہ میں بھی تمہارا راستہ اس راستے سے الگ نہیں ہو سکتا جسے قرآن سبیل المومنین کہتا ہے اسلامی ذہن یا قرآنی ذہنیت کہ حقیقت میں ایک ہی چیز ہیں جس نظریۂ زندگی کے تحت چند اعتقادات پر ایمان لاتا ہے چند عبادات تجویز کرتا ہے چند شعائر (جو عام اصطلاح میں

میں "مذہبی شعائر" کہے جاتے ہیں، اختیار کرتا ہے، ٹھیک اسی نظریہ کے تحت وہ کھانے کی چیزوں میں پہننے کے سامان میں، لباس کی وضع قطع میں معاشرت کے طریقوں میں، تجارتی لین دین میں معاشی بند و بست میں سیاست کے اصولوں میں تمدن و تہذیب کے مختلف مظاہر میں مادی وسائل اور قوانین طبیعی کے علم کو استعمال کرنے کے مختلف طریقوں میں بعض کو رد کرتا ہے اور بعضوں کو اختیار کرتا ہے یہاں چونکہ نقطۂ نظر ایک ہی طریق فکر ایک ہی، نصب العین ایک ہے ترک و اختیار کا معیار ایک ہے اس لئے زندگی بسر کرنے کے طریقے سعی و جہد کے راستے معاملات دنیا کی انجام دہی کے اصول الگ نہیں ہو سکتے۔ جزئیات میں عمل کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ احکام کی تعبیروں اور فروعات پر اصولوں کے انطباق میں تھوڑا بہت اختلاف ہو سکتا ہے ایک ہی ذہن کئی رنگ کے مختلف مظاہر اختیار کر سکتی ہے، لیکن یہ اختلاف عوارض کا اختلاف ہے جوہری اختلاف ہرگز نہیں ہے۔ جس بنیاد پر اسلام میں زندگی کی پوری اسکیم مرتب کی گئی ہے اور اس کے تمام شعبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے وہ کسی قسم کا اختلاف قبول نہیں کرتی۔ آپ خواہ ہندوستانی ہوں یا ترکی یا مصری اگر آپ مسلمان ہیں تو یہی اسکیم اپنی اسی اسپرٹ کے ساتھ آپ کو اختیار کرنی پڑے گی اور ہر اس اسکیم کو رد کر دینا پڑے گا جو اپنی اسپرٹ اور اپنے اصولوں کے لحاظ سے اس کے خلاف ہو یہاں آپ مذہبی اور دنیوی شعبوں کو ایک دوسرے سے الگ کر ہی نہیں سکتے اسلام کی نگاہ میں دنیا اور آخرت دونوں ایک ہی مسلسل زندگی کے دو مرحلے ہیں، پہلا مرحلہ سعی و عمل کا ہے اور دوسرا مرحلہ نتائج کا آپ زندگی کے پہلے مرحلہ میں دنیا کو جس طرح برتیں گے دوسرے مرحلہ میں ویسے ہی نتائج ظاہر ہوں گے اسلام کا مقصد آپ کے ذہن اور آپ کے عمل کو اس طرح تیار کرنا ہے کہ زندگی کے اس ابتدائی مرحلہ میں آپ دنیا کو صحیح طریقہ سے برتیں جس سے دوسرے مرحلہ میں صحیح نتائج حاصل ہوں۔ پس یہاں پوری دنیوی زندگی مذہبی زندگی ہے اور اس میں اعتقادات و عبادات سے لیکر تمدن معاشرت اور سیاست و معیشت کے اصول و فروع تک ہر چیز ایک اور مقصدی ربط کے ساتھ مربوط ہے اگر آپ اپنے سیاسی و معاشی معاملات کو اس اسکیم کے مطابق منظم کرنا چاہتے ہیں جو اسلام نے تجویز کی ہے تو آپ کو الگ پارٹیوں میں منقسم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک ہی پارٹی۔ حزب اللہ۔ ان سب کاموں کے لئے کافی ہے کیونکہ یہاں سرمایہ دار اور مزدور، زمیندار اور کاشتکار، راعی اور رعیت کے مفاد میں تنازع نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان موافقت اور اشتراک عمل پیدا کرنے والے اصول موجود ہیں۔ کیوں نہ آپ ان اصولوں کے مطابق اپنی قوم کے مختلف طبقات کی آگ میں کودتے ہیں

تو آپ کیوں ان کے پیچھے جائیں؟

اسی طرح آپ مادی ترقی چاہتے ہیں علو اور تمکن فی الارض چاہتے ہیں تو اسلام خود اس باب میں آپ کی مدد کرتا ہے مگر وہ چاہتا ہے کہ آپ فرعونی و نمرودی علو اور ابراہیمی و موسوی علو میں امتیاز کریں۔ ایک تمکن وہ ہے جو جاپان اور انگلستان کو حاصل ہوا اور ایک وہ تھا جو صحابہ کرام اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے حاصل کیا تھا۔ تمکن دونوں ہیں اور دونوں تسخیر عناصر استعمال اسباب اور قوانین طبیعی کے علم اور اس سے استفادہ کرنے ہی کے نتائج ہیں مگر زمین و آسمان کا فرق ہے دونوں گروہوں کے مقاصد اور نقطۂ نظر میں آپ نتائج کے ظاہری اور نہایت سطحی تماثل کو دیکھتے ہیں۔ مگر ان کے درمیان جو روحی و اخلاقی بعد۔ بعد المشرقین ہے اس کو نہیں دیکھتے دنیا پرستوں کی ترقی اور ان کا تمکن اس تسخیر عناصر اور استعمال اسباب کا نتیجہ ہے جس کی تہ میں ننگی کا حیوانی نصب العین کام کر رہا ہے، بخلاف اس کے قرآن جس علو اور تمکن فی الارض کا وعدہ کرتا ہے وہ بھی اگرچہ تسخیر عناصر اور استعمال اسباب ہی سے حاصل ہو سکتا ہے مگر اس کی تہ میں زندگی کا بلند ترین اخلاقی و روحانی نصب العین ہونا چاہئے جس کا تحقق ہو نہیں سکتا جب تک کہ ایمان باللہ اور اعتقاد یوم آخر پوری طرح مستحکم نہ ہو اور جب تک کہ زندگی کی ساری جد و جہد اس آہنی فریم کے اندر کسی ہوئی نہ ہو جس کی گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ کو آپ پر فرض کیا گیا ہے یہی ارکان اسلام جن کو آپ مولوی کے غلط مذہب کی ایجاد قرار دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے قومی حقوق کو سمجھنے اور ان کے تحفظ کے صحیح طریقے معلوم کرنے میں جو غلطی کی جا رہی ہے اس کی تہ میں بھی وہی جہل کار فرما ہے جس کے مظاہر آپ اوپر دیکھ چکے ہیں، اجتماعی زندگی کی پوری اسکیم اگر غیر اسلامی بنیادوں پر مرتب ہو گا تو جس چیز کو آپ مذہب کہتے ہیں اور جسے پرسنل لا قرار دیتے ہیں اس کا اپنی اصل پر باقی رہ جانا اور آپ کی زبان کا اپنے رسم الخط کے ساتھ محفوظ رہنا کچھ بھی مفید نہ ہوگا اس لئے کہ اس غیر اسلامی مجموعہ میں یہ بے جوڑ اسلامی اجزا کسی طرح بھی کھپ نہ سکیں گے اور رفتہ رفتہ اپنی جگہ چھوڑتے چلے جائیں گے پھر ان اجزا کی حفاظت جن نمائندوں کے ہاتھ میں آپ دینا چاہتے ہیں وہ اگر محض اصطلاحی و قانونی مسلمان ہوں تو وہ ان کی حفاظت میں اتنی ہی کر سکیں گے جتنی غیر مسلم کر سکتے ہیں۔ ایسے مسلمان اگر اسلامی اصول کے خلاف پیدا نہیں بلکہ اکثریت سے ہی کوئی فیصلہ کریں تو وہ اسلامی جماعت کے لئے اتنا ہی نقصان دہ ہوگا جتنا غیر مسلموں کا کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔

دراصل ہمارے قومی مسائل وہ ہیں ہی نہیں جن کو حل کرنے کی آج کوششیں کی جا رہی ہیں اصل مسئلہ کچھ اور ہے جسے سمجھانے کے لئے ہم کئی مہینے سے دماغ سوزی کر رہے ہیں مگر افسوس کہ اس ہنگامۂ قیل و قال میں کسی کو اتنی فرصت نہیں کہ اسے سمجھنے کی

مسلمان اور موجودہ سیاسی جنگ

از جناب طالبان بہادر نواب محمود کار اسعد خانصاحب۔ ایم۔ اے

جناب مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مدیر ترجمان القرآن نے اسلامی ہند کے مستقبل اور مسلمانوں کے آجکل کے سیاسی کشمکش میں شرکت کے متعلق ایک نہایت اہم مضمون سپرد قلم کیا ہے جو ترجمان القرآن کی گذشتہ چند اشاعتوں میں قسط وار شایع ہوا ہے۔

فاضل مدیر نے اپنے اس مضمون میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ اس قدر خلوص اور سچے جذبہ اسلامی سے متاثر ہو کر لکھا ہے کہ اس مضمون سے کلاً یا جزواً اختلاف کرتے ہوئے دل دکھتا ہے لیکن اگر کسی شخص کو مولانا کی رائے سے مسئلہ ہذا کی بحث کے کسی جزو سے اختلاف ہو جیسا کہ راقم الحروف کو مولانا کے اکثر تسلیم کردہ تقضایا اور ان کے نتائج سے ہے مگر وہ مولانا کے صحیح جذبہ کا لحاظ کرکے بجائے اپنی اصلی رائے کا اظہار کرے تو وہ نہ صرف اظہار حق ہی میں قاصر رہے گا بلکہ مولانا ممدوح کے اس مقصد کے فوت کرنے کا باعث بھی ہوگا جو اس بحث کے چھیڑنے سے ہے، یعنے اہل الرائے مسلمانوں کا آزادانہ طور پر تبادلۂ خیالات کرنا اور اس کے ذریعہ سے اپنے لئے کوئی متفقہ لائحہ عمل تجویز کرنا۔

مگر نفس مضمون پر بحث شروع کرنے سے پہلے میں مولانا کو اس امر کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بیش قیمت رسالہ میں اس بحث کو چھیڑ کر علمائے کرام کی توجہ ان سیاسی مسائل کی طرف دلائی، چنانچہ جریدہ الفرقان (بریلی) نے بھی مولانا کے اس مضمون کے بڑے حصہ کو ماہ جمادی الثانی کی اشاعت میں ایک موثر نوٹ کیساتھ نقل کیا ہے امید ہے کہ مولانا کے مضمون نکلنے کے بعد دیگرے ان ہر دو رسالوں میں شایع ہو جانا ضرور علمائے کرام کی توجہ کا باعث ہوگا اور علمائے کرام ضروری بحث و تمحیص کے بعد کوئی سیدھا سیدھا الطریق کار تجویز فرما دیں گے اور وہ بھی جلداز جلد کیونکہ اب ایک منٹ بلکہ ایک لمحہ کے ضایع کرنے کی بھی مہلت نہیں ہے۔

مضمون مذکور کی نسبت سب سے پہلے جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مضمون اس قدر بلند پایہ اور فاضلانہ ہے کہ اس کو خواص ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں عوام کے فہم و ادراک سے وہ بالاتر ہے حالانکہ کسی ایسے مسئلہ کی بابت جو سیاسیات کے متعلق ہو اور جس کی نسبت اس امر کی ضرورت ہے کہ ہر خاص و عام اپنی رائے قائم کرنے کے لئے غور و فکر کرے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے اس بات کی ضرورت تھی کہ بحث عام فہم ہوتی تاکہ عوام اس سے فائدہ اٹھا سکتے۔

اب اصل بحث کی طرف رجوع کرتے ہوئے مجھکو یہ عرض کرنا ہے کہ لائق مضمون نگار نے ایک نہایت فاضلانہ تمہید میں سیاسی کام کرنے کے اکثر ان طریقوں کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جن پر مسلمانوں کے مختلف گروہ آجکل عمل پیرا ہیں لیکن نہایت طول طویل مباحث کے بعد خود جو طریقہ کار مسلمانوں کے لئے تجویز کیا ہے اگر اس کے سمجھنے میں میری غلطی پر نہیں ہوں تو وہ طریقہ بالکل ہی ناقابل العمل اور غیر ممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فاضل مضمون نگار تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مذکورہ بالا حقائق کو پیش نظر رکھ کر جب آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے لئے اب صرف ایک ہی راستہ باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ہندوستان کی آزادی کے لئے جنگ میں شریک ہونے سے پہلے اپنی کمزوریوں کو دور کریں اور اپنے اندر وہ طاقت پیدا کریں جس سے ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ہی ساتھ مسلمان کی آزادی کا حصول ممکن ہو اس غرض کے لئے ہم کو اپنی توجہ جن کاموں پر صرف کرنا چاہئیں وہ حسب ذیل ہیں:۔"

اس کے بعد مولانا موصوف نے ان کاموں کو گنایا ہے جن پر جنگ آزادی میں شرکت کرنے سے پہلے ہم کو اپنی توتیں صرف کرنا چاہئیں اور وہ بالفاظ مولانا مختصراً یہ ہیں:

(۱) مسلمانوں میں ایک وسیع پیمانہ پر اصول اسلام و قوانین شریعت کا علم پھیلایا جائے۔

(۲) علم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو عملاً بھی احکام اسلام کا متبع بنانے کی کوشش کی جائے۔

(۳) مسلمانوں کی رائے عامہ کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ وہ غیر اسلامی طریقوں کے رواج کو رد کرنے پر مستعد ہو جاویں۔

(۴) ہمیں اپنی اجتماعی قوت کو اتنا مضبوط کر لینا چاہیئے کہ ہم اپنی جماعت کے غداروں اور منافقوں کا استیصال کر سکیں۔

(۵) ہمیں اس امر کی کوشش کرنی چاہیئے کہ مسلمانوں کی قیادت کا منصب ایک ایسی جماعت کے قبضہ میں آجاوے جو ہندوستان کی کامل آزادی کے لئے دوسری ہمسایہ قوموں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے پر تو آمادہ ہو مگر اسلامی مفاد کو کسی حال میں قربان کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

(۶) مسلمانوں میں ایسا اتحاد عمل پیدا کر دیا جائے کہ وہ سب تن واحد کی طرح ہو جاویں اور ایک مرکزی طاقت کے اشاروں پر حرکت کر سکیں۔

یہ مقاصد بہت اعلیٰ و ارفع ہیں اور ہر مسلمان کو ان کے حصول کی کوشش کرنا چاہیئے۔ مگر فاضل مضمون نگار نے یہ نہیں بتلایا کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے اندازاً کس قدر مدت درکار ہوگی؟ اور اگر یہ مقاصد ایسے ہیں کہ ان کے حصول کے لئے صدیاں بھی کم ہیں (!) تو کیا ہندوستان کی سیاسی جنگ اس وقت تک کے لئے ملتوی رہے گی جب تک مسلمان ان مقاصد کے حصول میں کامیاب نہ ہو جاویں۔ نیز اس نتیجہ پر پہنچنے میں مولانا سے یہ بات بھی نظر انداز ہو گئی ہے کہ سیاسی یا آزادی کی جنگ کا شروع کرنا یا نہ کرنا مسلمانوں کی مرضی پر منحصر نہیں ہے کہ ہم جب چاہیں تب ہی جنگ شروع ہو اور جب تک ہم نہ چاہیں وہ شروع نہ ہو۔ سیاسی یا آزادی کی جنگ تو بہت عرصہ ہوا کہ شروع ہو چکی اور برادران وطن بہت سے معرکے سر بھی

کر چکے اور نئے معرکوں کے فتح کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں پس ایسی صورت میں ہم مسلمان یہ کیسے کہہ سکتے ہیں اور کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ۔

"بھائیو! ذرا ٹھیرو، ہمیں بھی تیار ہو جانے دو تب جنگ شروع کرنا۔"

ہماری ایسی آواز کو کون سن سکتا ہے؟ اور اس پر ایک لمحہ کے لئے بھی کان دھر سکتا ہے؟

سیاسی جنگ تو اصل میں ۱۸۸۵ء یا ۱۸۸۶ء میں شروع ہوئی تھی جبکہ کانگریس پہلے پہل عالم وجود میں آئی سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگریس سے الگ رہنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ لائحہ عمل تجویز کیا جس پر مسلمان ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء تک عامل رہے اس کے بعد مسلم لیگ وجود میں آئی مگر سیاسی جنگ برابر جاری رہی یہاں تک کہ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہو گئی اور جنگ کے دوران میں مسٹر مانٹیگ حکومت برطانیہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہندوستان آئے اور انہوں نے حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا کہ آئندہ ہندوستانیوں کو حکومت ہند میں مزید اختیارات دیئے جائینگے، چنانچہ جنگ ختم ہوتے ہی مانٹیگ چیمسفورڈ نامی اصلاحات وجود میں آئیں مگر ہندوستانی ان اصلاحات سے مطمئن نہ ہو سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ عدم تعاون کی تحریک شروع ہوئی جو ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں بہت زور پر رہی۔ اس تحریک میں مسلمانوں نے بھی بڑے پیمانہ پر حصہ لیا کیونکہ مسئلہ خلافت کے متعلق یورپ نے جو فیصلہ کیا تھا اس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیل گئی تھی اس لئے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کانگریس کی شریک کار بن گئی اور عدم تعاون کی تحریک کو دبانے میں گورنمنٹ کی طرف سے جو تعزیری کارروائیاں عمل میں آئیں ان کو ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں نے بھی برابر کے درجہ میں برداشت کیا چنانچہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۲ء تک جو مسلمان عدم تعاون کی تحریک کے سلسلہ میں جیل گئے ان کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں آبادی کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی طرح کم نہ ہوگی۔

۱۹۲۲ء کے بعد بعض ان وجوہ سے جن کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے ہندو مسلمانوں کی راہیں پھر الگ ہونا شروع ہو گئیں اور مسلمان رفتہ رفتہ کانگریس سے علیحدہ ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء میں عدم تعاون کی تحریک نے جب دوبارہ زور پکڑا تو اس تحریک میں مسلمانوں کا حصہ نسبتاً کم تھا۔ ۱۹۳۲ء کے آخر تک لارڈ ولنگڈن کی گورنمنٹ عدم تعاون کی تحریک کو دبانے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئی لیکن کانگریس نے اگرچہ تحریک کو ختم کر دیا تھا مگر اس نے اپنا پروپیگنڈا عوام میں کاشتکاروں اور مزدوروں میں برابر جاری رکھا اور چونکہ یہ پروپیگنڈا امن عامہ کے منافی نہیں تھا اس لئے گورنمنٹ نے بھی اس سے کچھ تعرض نہیں کیا نتیجہ یہ ہوا کہ کانگریس کا اثر عام باشندگان پر بڑھتا گیا اور ادھر گورنمنٹ برطانیہ نے تینوں گول میز کانفرنس کی تجاویز کے مطابق گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ آف ۱۹۳۵ء پاس کرا دیا جس کی رو سے صوبجات میں کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں کو بہت کچھ اختیارات دیدیئے گئے ہیں چونکہ کانگریس نے ۱۹۲۳ء سے مسلسل کاشتکاروں دستکاروں اور مزدوروں میں اپنا پروپیگنڈا جاری رکھا تھا اور اس کے علاوہ کوئی سیاسی پارٹی ایسے منظم طریقہ اور ایسی جدوجہد سے عوام میں کام

نہیں کر رہی تھی اس لئے گذشتہ انتخابات میں کانگریس کو بہت بڑے پیمانہ پر کامیابی حاصل ہوئی یعنی ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے پانچ بڑے صوبوں یعنی بہار، ممالک متحدہ آگرہ و اودھ، ممالک متوسط، مدراس اور بمبئی میں اکثریت ہی کو کامیابی حاصل ہوئی اور اس وقت ان سب صوبوں میں کانگریس ہی کی وزارت کام کر رہی ہے

پس جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا تھا کہ کانگریس پارٹی آدھا معرکہ آج سے پہلے ہی سر کر چکی ہے اب اس کو صرف گورنمنٹ ہند میں اکثریت حاصل کرنے یا نہ کرنے کا معرکہ باقی رہ گیا ہے اس لئے مسلمانوں کا یا مسلمانوں کے کسی خاص گروہ کا یہ کہنا کہ ہم ابھی جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں کوئی معنے نہیں رکھتا ہم جیسے کچھ بھی ہیں اسی حالت میں ہم کو جنگ کرنا ہوگا اگر ہمارے پاس اس جنگ کے لئے آلات نہیں ہیں تو ہم کو نہتے ہی لڑنا پڑے گا، اگر ہمارے ہتھیار پرانے دقیانوسی اور زنگ آلود ہیں تو انہیں دقیانوسی ہتھیاروں کو استعمال کرنا ہوگا یہ ایک اور بات ہے کہ دوران جنگ ہی میں ہم اپنے ہتھیاروں کو صیقل اور ان کا زنگ دور کرتے جاویں یا اور نئے ہتھیار تیار کرتے جاویں اور در اصل ہم کو یہ ضرور ہی کرنا پڑے گا کیونکہ اس کے سوا ہمارے لئے کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

اس وقت اس کا بھی موقع نہیں ہے کہ ہم اپنے میں سے کسی خاص گروہ کو اس سیاسی جنگ سے خارج کرنے کی کوشش کریں اور نہ اس کا موقع ہے کہ پرانے تعلیم یافتہ لوگ نئے تعلیم یافتہ طبقہ کو اس سیاسی جنگ سے یہ کہہ کر خارج کر دیں کہ تم اس کے اہل نہیں ہو اور اس لئے ان کو پرچم آزادی کے تلے کھڑے ہونے کی اجازت نہ دی جائے، اور نہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کو اس امر کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ وہ پرانے تعلیم یافتہ بزرگوں کو اس مدافعانہ جنگ سے خارج کرنے کی کوشش کریں بلکہ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اس وقت سب مسلمان متفق متحد اور یکدل اور یکزبان ہو کر اس مدافعانہ جنگ میں حصہ لیں اور کانھم بنیان مرصوص کا صحیح مصداق بنکر دنیا پر ثابت کر دیں کہ مسلمان ابھی زندہ ہیں اور وہ زندہ رہیں گے اور نیز یہ کہ دنیا کی کوئی طاقت کوئی قوت اور کوئی تدبیر اس نور الٰہی کو بجھا نہیں سکتی جس کے مسلمان حامل ہیں۔

مضمون کے اصل موضوع سے بحث کا جس قدر تعلق تھا وہ یہاں ختم ہو جاتا ہے لیکن فاضل مضمون نگار نے دوران تحریر میں بہت سی وہ ضمنی بحثیں بھی چھیڑ دی ہیں جو مضمون کے اصل موضوع سے کچھ زیادہ متعلق نہ تھیں اور چونکہ انہیں ضمنی بحثوں کو بہت زیادہ اہمیت بھی دی ہے اور میرے خیال میں یہی ضمنی بحثیں اصل موضوع سے زیادہ حضرات علماء کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کریں گی اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان ضمنی بحثوں کی بابت بھی تھوڑا بہت اظہار خیال کیا جاوے گو ان ضمنی بحثوں میں ہر ایک بحث کے متعلق تنقید کرنا خالی از طوالت نہ ہوگا تاہم ان میں سے بعض کی بابت کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ ناظرین کرام کے سامنے تصویر کے ہر دو رخ آجاویں۔

ان ضمنی بحثوں میں سے جو ضروری ہیں وہ مولانا موصوف کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں:-

"سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے بعد جاہ اور عزت کی بھوک پیدا ہوئی اور معاشی وسائل سے محروم ہونے کے بعد روٹی کی بھوک ان دونوں چیزوں

کے حصول کا دروازہ صرف ایک ہی رکھا گیا تھا اور وہ مغربی تعلیم کا دروازہ تھا۔ روٹی اور عزت کے بھوکے لاکھوں کی تعداد میں ادھر لپکے۔ وہاں ہاتف غیب نے پکار کر کہا کہ آج روٹی اور عزت مسلمان کے لئے نہیں ہے یہ چیزیں اگر چاہتے ہو تو نامسلمان بنکر آؤ۔ مسلمان جب مغربی تعلیم کی طرف گئے تو یہی کچھ سوچ کر گئے۔ زبانوں نے گو ایسا نہیں کہا مگر جذبات و تخیلات تو کچھ ایسے ہی تھے یہی وجہ ہے کہ کم و بیش نوے فی صدی لوگوں پر اس تعلیم کے نہایت مہلک اثرات مرتب ہوئے وہ کچھ نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے؟ اور مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ اور اسلام اور غیر اسلام میں کیا چیز مابہ الامتیاز ہے اور خواہشات نفس کو انھوں نے اپنا معبود بنالیا ہے اور یہ معبود انہیں اس مغربی تہذیب کی طرف لئے جا رہا ہے جس نے نفس کی ہر خواہش اور لذت نفس کی ہر طلب کو پورا کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے وہ اہل فرنگ کی ایک ایک ادا پر جان نثار کرتے ہیں۔ نماز پڑھنا ان کے یہاں معیوب ہے۔ اتنا معیوب کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اسے ان کی سوسائٹی میں ہنسایا جاتا ہے۔ [illegible] سمجھا جاتا ان کے نزدیک نہ صرف مستحسن بلکہ ایک مہذب انسان کے لئے لوازم حیات میں سے ہے ان میں اب یہ طبقہ سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے جو نہ اور خدا سے اپنی بیزاری کو چھپانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا اور صاف کہتا ہے کہ ہمیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ چیز ابتک ہمارے مردوں میں تھی مگر اب عورتوں میں بھی پہنچ رہی ہے ان کو بھی اسلام اور اس کی تہذیب سے بیگانہ اور مغربی تہذیب اور اس کے طور وطریق سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

المختصر مولانا کے خیال کے مطابق گذشتہ ستر سالہ مغربی تعلیم کے اثر سے مسلمان مسلمان نہیں رہے۔ اور نیز یہ کہ گذشتہ ڈیڑھ صد سالہ غلامی کی وجہ سے مسلمانوں میں جو قومی ملی اور اخلاقی کمزوریاں اس دور کی ابتدا میں تھیں ان میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا اور ان کے علاوہ بھی دوسری اور نئی کمزوریاں ان میں پیدا ہو گئیں خود غرضی انفرادیت اور نفس پرستی کی وجہ سے قومیت کا احساس مسلمانوں سے مٹتا جا رہا ہے اور ان کی اجتماعی طاقت فنا ہو رہی ہے۔

متذکرہ بالا اقتباسات میں مولانا نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کی بابت عموماً اور مغربی تعلیم یافتہ گروہ کی بابت خصوصاً جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ اگرچہ بہت زیادہ مایوس کن ہیں مگر چونکہ خیالات بالکل نیک نیتی پر مبنی ہیں اس لئے کسی کو مولانا سے کسی شکایت کا موقع نہیں ہے اور معمولاً راقم الحروف اس بحث میں پڑنا پسند نہیں کرتا کہ مولانا کے یہ خیالات کہاں تک صحیح ہیں مگر چونکہ علماء کے گروہ کو مغربی تعلیم سے ابتک اجتناب اور مغربی تعلیم یافتہ گروہ کی طرف سے ہمیشہ سوءظن ہی رہا ہے اور اب بھی ہے اس لئے خطرہ تھا کہ فاضل مضمون نگار کے یہ خیالات جن کو نہایت ہی قوی اور موثر طریقہ سے ظاہر کیا گیا ہے اور جن کا مختصر سا نمونہ میں نے اوپر کے اقتباسات میں ہدیہ ناظرین کیا ہے علماء کے مغربی تعلیم کی طرف سے اجتناب اور مغربی تعلیم یافتہ گروہ کی طرف سے بدظنی کو کہیں اور زیادہ نہ بڑھا دیں جن کی وجہ سے علماء کا گروہ نئے تعلیم یافتہ گروہ کے ساتھ موجودہ سیاسی جنگ میں بھی اشتراک عمل پسند نہ کرے۔ حالانکہ ضرورت اس وقت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کا ہر گروہ متحد و متفق ایک رائے اور ایک دل ہو کر موجودہ سیاسی جنگ میں حصہ لے اس بارہ میں میں جو کچھ آئندہ عرض کرنے والا ہوں وہ صرف اسی مقصد کو مدنظر رکھکر عرض کروں گا۔

یہ تسلیم ہے کہ ہم میں خود غرضی و انفرادیت ہے ہماری اجتماعی طاقت بہت کمزور ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ الفاظ اضافی ہیں۔ ہم کو اپنی کمزوری بمقابلہ دیگر معاصر اقوام کے تسلیم ہے مگر یہ تسلیم نہیں ہے کہ ہماری موجودہ حالت اب سے ڈیڑھ صدی پہلے کی حالت سے زبوں تر اور زیادہ خراب ہے اور مذکورہ بالا اخلاقی خرابیاں اور سیاسی کمزوریاں پہلے سے زبوں تر اور زیادہ ہو گئی ہیں اگر کسی قوم کا سیاسی زوال اور محکومیت اس میں اخلاقی خرابیاں پیدا کرنے کو مستلزم ہوتا تو ہندوؤں کو تو محکومی کی حالت میں اب سے تقریباً ایک ہزار برس گذر گئے مگر ظاہر ہے کہ ان کی موجودہ اخلاقی تعلیمی اور اقتصادی حالت بمقابلہ آج سے ایک ہزار برس پہلے کے بہت اچھی اور بہتر ہے۔ مسلمانوں ہی کی حکومت کے زمانہ میں انہوں نے بہت سی علمی اور ذہنی ترقیاں کیں عام بت پرستی سے ان میں کے بہت سے گروہوں نے توحید کی طرف رجوع کیا اور ان کی موجودہ ہر قسم کی ترقیاں تو کسی تشریح اور توضیح کی محتاج نہیں ہیں۔

یہ مسلمانوں کی بابت یہ کہنا کہ وہ گذشتہ ڈیڑھ صد سالہ عرصہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں زوال اور انحطاط ہی کی طرف گئے ہیں راقم الحروف کے نزدیک صحیح نہیں مسلمانوں نے بھی اس ڈیڑھ صدی میں کچھ نہ کچھ ترقی کی مگر ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم چنانچہ سلطنت مغلیہ کے انتزاع کے وقت یعنی اٹھارہویں صدی کے وسط میں مسلمانوں کی حالت ہر حیثیت سے اس قدر پست اور خراب ہو چکی تھی کہ اس سے زیادہ پست حالت کا نقشہ ذہن میں آنا مشکل ہے۔ ۱۷۶۱ء میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت نے بالکل فنا ہونے سے پہلے ایک آخری سنبھالا لیا تھا جبکہ شمالی ہند میں روہیلوں نے بسر کردگی نواب نجیب الدولہ و بامداد احمد شاہ ابدالی مرہٹوں کی متفقہ قوت کو پانی پت کے میدان میں ایک بڑی شکست دی تھی۔ اس کے بعد شمالی ہند میں مسلمانوں کی سیاسی قوت بجائے صفر کے رہ گئی۔ اس زمانہ میں سات سمندر پار سے ایک قوم ہندوستان میں تجارت کی غرض سے آتی ہے۔ اس کی بہت ہی محدود قوت مغلوں کی اسلامی سلطنت سے ٹکراتی ہے اور آن کی آن میں یہ اسلامی سلطنت پاش پاش ہو جاتی ہے۔ اس دور انتزاع میں مسلمانوں کا کوئی گروہ خواہ وہ گروہ علماء کا ہو یا امراء کا خواص کا ہو یا عوام کا غرض کوئی گروہ بھی ایسا کھڑا نہیں ہوتا جو اسلامی سلطنت کو اس انتزاع سے بچاسکے یا بچانے کی کوشش ہی کرے۔ البتہ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب نے ضرور اخیر وقت میں علم جہاد بلند کیا۔ مگر وہ بھی سکھوں کے خلاف انگریزوں کے خلاف نہیں۔

اس وقت کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس وقت کے مسلمانوں میں اپنے دین یا اپنی قوم کی حفاظت کا کوئی جذبہ باقی تھا بلکہ بجائے اس کے مسلمان متفق ہو کر اپنے ملک اپنی قوم اور اپنے مذہب کی حفاظت کرتے وہ ایک دوسرے کے ساتھ غداری کرتے نظر آتے ہیں بنگال میں میر قاسم اور میر جعفر اور سراج الدولہ ایک دوسرے کے ساتھ

غداری کرتے ہیں تو وسط ہند میں شجاع الدولہ انگریزوں کی مدد سے روہیلوں کا استیصال کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ خود شجاع الدولہ اور اسکے جانشینوں کے واسطے یہ نکلتا ہے کہ اس برائے نام فتح کے بعد شاہان اودھ کی حیثیت شاہ شطرنج سے زیادہ نہیں رہتی۔

اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری موجودہ اقتصادی اور تعلیمی حالت آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کی حالت سے ابتر ہے طوائف الملوکی اور آئے دن کی خانہ جنگیوں میں کسی قوم کی اقتصادی حالت کیا خاک درست رہ سکتی ہے۔

علیٰ ہذا یہی کیفیت تعلیمی حالت کی تھی عمومی تعلیم تو بالکل ہی مفقود تھی دینی تعلیم ضرور بعض بزرگوں کے طفیل (یعنی علمائے فرنگی محل لکھنؤ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے خاندان سے جاری رہی اور حقیقت یہ ہے ہم سب مسلمانوں کو ان بزرگوں کا مشکور ہونا چاہیئے۔ مگر انہیں کے پایہ کی آج موجودہ ہند میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر اسلامی درسگاہیں موجود ہیں۔

بس جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ہماری موجودہ حالت آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے کی حالت سے بدتر نہیں ہے البتہ اس درمیان میں ہم نے اس سرعت رفتار سے ترقی نہیں کی جس کے ساتھ دوسری ہمسایہ اقوام نے ترقی کی ہے اور کسی قوم کا اپنی ہمسایہ اور ہمعصر اقوام کی رفتار پر ترقی نہ کرنا ہی اس کے تنزل کا مترادف ہے۔

دیگر اقوام ہند کی ترقی کی رفتار کے مطابق ہمارے ترقی نہ کرنے کے مختلف اسباب ہیں اول تو ہم جدید تعلیم کی طرف بمقابلہ دیگر اقوام کے دیر سے پہنچے دوسرے یہ کہ جو سیاسی پالیسی سر سید احمد خاں مرحوم نے مسلمانوں کے واسطے تجویز کی تھی اور جس پر کم و بیش ۱۹۰۸ء تک مسلمان عامل رہے وہ پالیسی ایسی تھی جس نے مسلمانوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا نہیں سکھایا۔ اس لیے ہم سیاسیات ہند میں دیگر اقوام ہند سے پیچھے رہ گئے۔ اور اب اس کی ضرورت ہے کہ ہم اوروں سے تیز چل کر تلافی مافات کی کوشش کریں۔

علیٰ ہذا یہ تسلیم ہے کہ مغربی تعلیم جس سے علوم اور انکشافات جدیدہ کی تعلیم مراد ہے وہ اپنے متعلمین میں نئے خیالات اور نئے احساسات پیدا کرتی ہے مگر یہ تسلیم نہیں کہ علوم جدیدہ کی تعلیم میں فی نفسہ کوئی ایسی بات ہے کہ وہ ایک مسلمان کو عقائد اسلام سے پھیر سکتا وہ علوم جدیدہ کیا ہیں! یہی نا کہ حقائق عالم کی بابت نئے نئے انکشافات۔ بس یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کو ان نئے انکشافات کا علم ان کے معتقدات سے کیوں برگشتہ کردیگا؟

کہا جائے گا کہ جس ماحول میں ان نئے انکشافات کی تعلیم دی جاتی ہے وہ ایسا ہے کہ مسلمان طالبعلموں کے دینی عقائد کو ایک حد تک متزلزل کر دیتا ہے۔ یہ بات ایک حد تک قابل تسلیم ہے مگر اس کا علاج یہ تو نہیں کہ ہم ان علوم جدیدہ کی تعلیم کو ممنوع قرار دیدیں اور اپنے گردا گرد ایک حصار کھینچ لیں کہ نئے انکشافات کی روشنی ہم تک پہنچ ہی نہ سکے بلکہ اگر ہم مسلمان اپنے گردا گرد ایک حصن حصین کھینچ لیں تب بھی ہم اپنے آپ کو ان نئے خیالات کے اثر سے باز نہیں رکھ سکتے۔

فاضل مضمون نگار کو خود تسلیم ہے کہ علاوہ دیگر مغربی خیالات کے ایک نیا مغربی تخیل جو اشتراکیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ہندوستان میں پھیلتا جا رہا ہے۔ فاضل مضمون نگار کی رائے سے مجھے اتفاق ہے مگر عام ناظرین کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ یہ وہ تخیل ہے کہ جس کے خلاف یورپ کی تمام سرمایہ دار اقوام گذشتہ پندرہ بیس سال سے علم جہاد بلند کئے ہوئے ہیں اور جس کے تخیل کی ہندوستان میں اشاعت کے خلاف گورنمنٹ آف انڈیا ابتدا ہی سے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے مگر تاہم ہندوستان میں اس کے تخیل کی اشاعت کو روکا نہ جاسکا۔

لہٰذا علماء اگر مسلمانوں کو نئے علوم اور نئے خیالات کے اثرات سے اگر کچھ ہوں محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا علاج اگر ہے تو صرف یہی کہ علماء خود ان اداروں میں ان علوم جدیدہ کو جاری کریں جو ان کے زیر اثر یا زیر اہتمام کام کر رہے ہیں، تاکہ ان علوم جدیدہ کی تعلیم ایسے ماحول میں دی جاسکے جس میں متعلمین کے مذہبی عقائد پر کوئی برا اثر نہ پڑ سکے۔

یہاں پہنچکر یہ کہا جائے گا کہ عربی مدارس کے ذرائع آمدنی ایسے نہیں ہیں کہ وہ اپنے یہاں علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام کرسکیں اور یہ بالکل صحیح ہے لیکن اگر علماء مجھکو معاف فرمادیں تو میں عرض کروں گا کہ اس موجودہ مالی حالت کے سقم کے ذمہ دار ایک حد تک خود علماء ہی کا گروہ ہے۔ اس لئے کہ تعلیم دین جو عربی مدارس میں دی جاتی ہے وہ تو لازمی چیز تھی کیونکہ وہی مقصود بالذات ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس کی کیا ضرورت تھی کہ طلبہ کا بہت سا وقت منطق اور فلسفہ قدیم کی تعلیم میں صرف کرایا جاوے! اور ان کے مقابلہ میں کارآمد علوم جیسے ریاضی، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ کی تعلیم سے ان کو محروم رکھا جائے پس اگر ہمارے عربی مدارس دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مفید دنیوی تعلیم بھی اپنے نصاب میں شامل کر لیتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمان پبلک عربی مدارس کی مالی امداد کما حقہ نہ کرتی اس لئے اگر عربی مدارس کے موجودہ سقم مالی کی بابت یہ عرض کیا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا ؏

نقص در تنگدستی است کہ او دشمن ماست   آں محبت بچہ آرزد کہ سرایت مکند

عربی مدارس کی مالی حالت گو عموماً گری ہوئی ہے تاہم کچھ عربی مدارس ایسے ضرور ہیں کہ وہ اپنی مالی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے علوم جدیدہ کی تعلیم کی کم از کم ابتدا ضرور کرسکتے ہیں مثلاً دارالعلوم دیوبند یا دارالعلوم ندوہ میری رائے میں ایسے ہیں بشرطیکہ ان کے ارباب حل وعقد اس طرف توجہ کریں۔

لیکن عربی مدارس جبتک اپنے یہاں علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام نہیں کرسکتے اس وقت تک کے لئے میں ایک دوسری تجویز علمائے کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کی ایک معین تعداد نئی تعلیم کے مسلم اداروں میں (مثلاً مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یا اسلامیہ کالج لاہور) جدید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجے جاویں اور یہ کچھ مشکل امر نہیں ہے کہ نئی تعلیم کے ان مسلم اداروں کے منتظمین سے یہ بات طے کرلی جائے کہ وہ عربی مدارس کے ان فارغ التحصیل طلبہ کے لئے ایک خاص کلاس کھولدیں جس میں ان کو کم سے کم وقت میں زائد سے زائد

علوم جدیدہ کی معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے ایسے طلبہ کے لئے وظائف کا انتظام بھی ممکن ہے مگر ابتداءً وظائف ان کو اس شرط پر دیئے جاویں کہ وہ بعد فراغت کے عربی مدارس میں درس و تدریس کا کام اپنے ذمہ لیں گے۔ نیز یہ کہ مسلم اداروں کی دینی تعلیم بھی آئندہ انہیں لوگوں کے سپرد کی جائے گی۔

میرے نزدیک یہ تجویز کوئی ناقابل عمل تجویز نہیں ہے۔ اگر فریقین کے ارباب حل و عقد ایک جگہ بیٹھ کر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانا چاہیں تو بہت آسانی کے ساتھ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ مگر غالباً یہ سوال ہو گا کہ اس کی ابتدا کون فریق کرے؟ پس اگر علماء نئی تعلیم کے ان مسلم اداروں کو اس قابل سمجھتے ہوں کہ ان کے یہاں کے فارغ التحصیل طلباء ان اداروں میں جا کر نئی تعلیم حاصل کریں تو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی تحریک نئے تعلیم یافتہ گروہ کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔

مغربی تعلیم کے ساتھ نئے تعلیم یافتہ گروہ کا جو نقشہ مولانا نے کھینچا ہے اور جس کا کچھ نمونہ اقتباسات مذکورہ بالا میں پیش کیا ہے اس کے متعلق صرف یہ عرض ہے کہ ہم میں نقائص بھی ہیں ہم میں خامیاں بھی ہیں ہم میں سے بعض کے دلوں میں عقائد مذہبی کی طرف سے شکوک اور شبہات بھی ہیں ہم سے ارکان اور احکام مذہبی کی پابندی بھی کما حقہ نہیں ہوتی ہے جس کی بابت ہم سخت ملامت کے مستوجب ہیں مگر نئے تعلیم یافتہ گروہ کی جو تصویر مولانا نے کھینچی ہے وہ بہت ہی زیادہ بُری اور سیاہ ہے۔ ہم لوگ بُرے ہیں مگر غالباً اس قدر بُرے نہیں جس قدر کہ ظاہر کئے جاتے ہیں اگر بُرے بھی ہیں تب بھی سگ تو اسی کے ہو کے کہلاتے ہیں۔ جن خامیوں اور برائیوں کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ نئے تعلیم یافتہ گروہ میں سب کی سب موجود تھی مگر ان کے ساتھ ہی غالباً کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو ایک حد تک ان برائیوں کی تلافی کرتی ہیں مثلاً یہ کہ وہ ابھی تک قبر پرستی، پیر پرستی اور شخصیت پرستی کے امراض سے پاک ہیں اسی طرح وہ ابھی تک مختلف مذہبی گروہوں میں منقسم نہیں ہیں جو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے بھی روادار نہ ہوں۔ اور جن میں ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک عمل قریب قریب ناممکن ہو جیسا کہ علماء نے اپنے آپ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ان میں بدعتی اور وہابی کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ نہ ان میں کا کوئی گروہ کسی دوسرے گروہ کی تکفیر کرتا ہے۔

مغربی تہذیب میں برائیاں بھی ہیں اور بھلائیاں بھی یہ ہماری اہلیت ہے کہ خذ ما صفا ودع ما کدر کے زرین اصول پر عمل کر کے ہم بھلائیاں اختیار کریں اور برائیوں سے پرہیز کریں۔

نئی تعلیم کے بارہ میں ہمارے اور علماء کے نقطۂ نظر میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ نئی تعلیم اور جدید سائنٹفک انکشافات ہم کو جو کچھ بھی سکھاتے ہیں ان کا علم حاصل کرنے کے باوجود ہم کو مسلمان رہنا چاہیئے اور علماء مگر وہ انکشافات جدیدہ اور جدید سائنس سے مسلمانوں کو ناواقف اور جاہل رکھ کر ان کو مسلمان رکھنا چاہتا ہے۔

ہم پر اہل مغرب کے تتبع کا الزام لگایا جاتا ہے مگر فی الحقیقت ہم اہل مغرب کا تتبع نہیں کرتے ہیں بلکہ جو تو ضرور آزادی رائے تفقہ فی الدین، شخصیت پرستی سے اجتناب، محنت اور عمل کی قدر کا آج سے صدیوں پہلے ہم نے اہل مغرب کو دیا تھا اور جس کی مدد سے اہل مغرب نے کلیسائے روم اور پاپائے اعظم اور نااہل پیشوایان دین کے ظلم و استبداد سے نجات پائی تھی وہ قرضہ مع سود کے اہل مغرب سے ہم وصول کرنا چاہتے ہیں۔ غرض جو سبق آزادی رائے اور تفقہ فی الدین کا ہم نے اہل مغرب کو سکھایا تھا وہی سبق اب ہم ان سے سیکھنا چاہتے ہیں اور علوم و فنون کی جو امانت ہم نے ان کے سپرد کی تھی اس کو اب ہم ان سے واپس لینا چاہتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہماری کھری اور قیمتی امانت کے ساتھ اہل مغرب ہم کو بہت سے تباہ کن اور مضرت رساں مزخرفات مثلاً شراب خواری، قمار بازی وغیرہ بھی واپس کرنا چاہتے ہیں اور ہم میں سے بعض ناسمجھ بجائے اپنی اصلی امانت واپس لینے کے ان مزخرفات کو ان سے لیکر خود اپنے آپ کو اور اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں پس ہماری کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ ہم اپنی اصلی امانت واپس لیں اور ان خرافات سے پرہیز کریں۔

ہم پر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم اہل مغرب کی ایک ایک ادا پر جان دیتے ہیں اس کی بابت صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اگرچہ بعض ظاہری باتوں میں ہم اہل مغرب کا تشبہ ضرور کرتے ہیں۔ مگر نئے تعلیم یافتہ گروہ کے دل میں اہل فرنگ سے جو منافرت اور مغائرت ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو پرانے تعلیم یافتہ گروہ کے بزرگوں کو ہے کیونکہ نئے تعلیم یافتہ گروہ کو اس بات کا علم ہے کہ اہل فرنگ نے ایشیا والوں کے ساتھ عموماً اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً وقتاً فوقتاً کیا کیا زیادتیاں کی ہیں، زیادہ تفصیلی طور پر پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے۔ چنانچہ جب کبھی اہل فرنگ نے مصر، طرابلس یا ٹرکی میں مسلمانوں پر مظالم کئے تو نئے تعلیم یافتہ گروہ ہی نے ان پر اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور بعض بعض صورتوں میں ٹرکی اور قسطنطنیہ کو روپیہ بھیجکر عملی امداد بھی کی اگرچہ یہ امداد بہت ہی تھوڑی ہو۔ اسی طرح ہندوستان میں جو جنگ آزادی چھڑی اس میں نئے تعلیم یافتہ گروہ ہی نے غالباً زیادہ حصہ لیا۔ پس ان واقعات کے باوجود بھی اس الزام پر اصرار کیا جاوے کہ نیا تعلیم یافتہ گروہ اہل مغرب کی ہر ادا پر جان دیتا ہے تو اس کے جواب میں بجز اس کے اور کیا عرض کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے پرانے تعلیم یافتہ بزرگ اپنے قیاس کو ہمارے بیان پر ترجیح دیتے ہیں جو حصول علم کا یقیناً صحیح طریقہ نہیں۔

بہرحال اس بحث کے متعلق میں کچھ اور عرض کرنا نہیں چاہتا اگر بغور دیکھا جائے تو نئے تعلیم یافتہ اور پرانے تعلیم یافتہ اصحاب کی مجموعی تعداد بھی مسلمانوں کی کل آبادی کے مقابلہ میں بمنزلہ آٹے میں نمک کے ہے۔ مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا دارومدار زیادہ تر کاشتکار، دستکار اور مزدوروں کے اُس بے زبان طبقہ کے ہاتھ میں ہے جس نے نہ تو پرانی تعلیم حاصل کی ہے اور نہ نئی اور جو مسلمانوں کی کل آبادی کا $\frac{9}{10}$ حصہ سے زاید ہے اس لئے ہمارا فرض ہے خواہ ہم نئے تعلیم یافتہ جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا پرانی تعلیم کے حامی ہوں کہ ہم اس طبقہ کی اصلاح کریں اس طبقہ میں اپنے حقوق سمجھنے کا مادہ پیدا کریں اور ان میں اس قسم کی استعداد پیدا

کریں کہ وہ اپنے حق رائے دہندگی کو مسلمانوں کے مفاد کے لئے استعمال کریں اگر ایسا کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے تو سمجھ لیجئے کہ ہم نے بڑی حد تک سیاسی جنگ جیت لی۔

مولانا ممدوح فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ہم اپنی تہذیب اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے آئینی ضمانتیں لیں گے ہم دستور اساسی میں ایسے تحفظات رکھوائیں گے جن سے ہمارے حقوق پر آنچ نہ آنے پائے لیکن مولانا کے خیال کے مطابق چونکہ ان کی آئینی ضمانتوں کے پیچھے کوئی ایسی قوت موجود نہ ہوگی جو اکثریت کو ان ضمانتوں پر قائم رہنے کے لئے مجبور کرے اس لئے یہ ضمانتیں بیکار ہوں گی۔ مولانا کا یہ خیال بالکل صحیح ہے مگر آئینی ضمانتوں کے بجائے مولانا کی جو اپنی تجویز ہے اس پر بھی بعینہٖ یہی اعتراض ہوتا ہے۔ مولانا کی تجویز ہے کہ:۔

"مسلمانوں کی حیات قومی برقرار رکھنے کے لئے وہ چیز بالکل ناگزیر ہے جس کو آجکل کی سیاسی اصطلاح میں سلطنت کے اندر سلطنت کہا جاتا ہے ان کی سوسائٹی جن بنیادوں پر قائم ہے نہ استوار ہی نہیں رہ سکتیں جب تک کہ خود ان کی جماعت میں کوئی قوت ضابطہ اور ہیئت حاکمہ موجود نہ ہو"

فرض کیجئے کہ اکثریت پارٹی مسلمانوں کو "سلطنت در سلطنت" دینے پر رضامند بھی ہو گئی اور مسلمانوں کی سلطنت در سلطنت باہمی میثاق کی رو سے قائم بھی ہو گئی اور ان کو اپنی سلطنت در سلطنت میں حدود شرعیہ کے جاری کرنے کا حق حاصل بھی ہو گیا۔ لیکن باایں ہمہ مسلمانوں کے پاس کونسی وہ قوت ہوگی جو مسلمانوں کی اس سلطنت در سلطنت کے احکام کا اکثریت پارٹی کی رائے کے خلاف نفاذ کرا سکے۔ مثلاً اکثریت پارٹی فرض کیجئے کہ یہ قانون پاس کرنا چاہتی ہے کہ ہندوستان میں گائے کی قربانی ایکدم بند کر دی جاوے تو مسلمانوں کی یہ سلطنت در سلطنت اکثریت پارٹی کے نفاذ کو کیسے روک سکتی ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کی یہ مفروضہ "سلطنت در سلطنت" اپنے ہاں حدود شرعی جاری کرنا چاہتی ہے۔ پس فرض کرو کہ کوئی مسلمان معاذ اللہ مرتد ہو جائے اور حد شرعی کے مطابق اس کو قتل کر دیا جائے تو اکثریت پارٹی اس کی کیسے اجازت دے سکتی ہے؟ خصوصاً جبکہ مسلمان اپنے اس ناجائز حق کے قائم رکھنے پر بجا طور پر اصرار کریں گے کہ وہ غیر مسلموں کو مسلمان بنا دیں۔ اسی طرح مسلمان اگر اپنی سلطنت در سلطنت میں زنا کی حد سنگساری کو جاری کرنا چاہیں اور کوئی مسلمان کسی غیر مسلمان عورت سے زنا کا مرتکب ہو۔ یا کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت سے زنا کا مرتکب ہو تو مسلمانوں کی یہ سلطنت در سلطنت مسلمان عورت اور مسلمان مرد پر تو زنا کی حد جاری کرے گی لیکن کیا اس غیر مسلم مرد اور غیر مسلم عورت کو بلا کسی باز پرس اور سزا کے چھوڑ دے گی۔

مولینا نے ایک لفظ "شبہ دار الاسلام" کا بہت ہی اچھا ایجاد کیا ہے۔ مولانا کی خواہش ہے کہ اگر ہم مسلمان دار الاسلام قائم نہیں کر سکتے تو کم از کم شبہ دار الاسلام قائم کرنے کی ضرور کوشش کریں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جو نظام حکومت اس وقت قائم ہے۔ یا آئندہ "سلطنت در سلطنت" یا آئینی ضمانتوں کے ماتحت ہو وہ بھی بلاشبہ دار الاسلام ضرور ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ موجودہ نظام حکومت دار الاسلام نہیں ہے اور دار الحرب بھی نہیں ہے کیونکہ ہمارے علماء دار الحرب کے احکام موجودہ نظام حکومت سے متعلق نہیں کرتے اس لئے جبکہ یہ نظام حکومت نہ دار الاسلام ہے اور نہ دار الحرب۔ تو ان دونوں کے بین بین کوئی چیز ہوئی اور اسے "شبہ دار الاسلام" ہی سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر کی چند مثالوں سے واضح کیا ہے کہ ہم اس شبہ دار الاسلام میں مسلم اور غیر مسلم کے مقدمات اور معاملات کے لئے تفقہ فی الدین کر کے کچھ خاص احکام نافذ کر سکیں تاکہ مسلمانوں کو اغیار کی اس اقتصادی غلامی سے نجات ملے جس میں کہ وہ آجکل مبتلا ہیں۔

بہرحال یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا مگر جیسا کہ میں نے اوپر واضح کرنے کی کوشش کی ہے مسلمانوں کے حقوق کو بحیثیت ایک اقلیت کے ان کی "سلطنت در سلطنت" اس سے زیادہ محفوظ نہیں کر سکتی جتنا کہ آئینی ضمانتیں اور اکثریت پارٹی کا آئینی ضمانتوں کو منظور کرنے پر رضامند ہو جانا بہ نسبت "سلطنت در سلطنت" کی تجویز کے زیادہ آسان ہے۔

نیز مولانا ممدوح کی "سلطنت در سلطنت" والی تجویز کے سلسلہ میں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر یہ سلطنت در سلطنت والی تجویز غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے لئے منظور کرلے۔ اور اسی کے ساتھ ہندو اکثریت عیسائی اور سکھ اقلیتوں کے واسطے بھی اس کو ضروری خیال کرے تو ہندوستان میں ایک نہیں بلکہ کم از کم چار "سلطنت در سلطنتیں" ہوں گی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت کے لئے کونسا نظام بہتر اور قابل عمل ہے یعنی۔

(۱) وہ نظام حکومت جس میں ایک سے زیادہ سلطنت در سلطنتیں موجود ہوں۔

(۲) یا وہ نظام جس میں حکومت کو اپنے افراد کے مذہب سے کوئی سروکار نہ ہو اور اس حکومت کے افراد کا ہر فرقہ اور ہر گروہ اپنی زبان اور پرسنل لا کے متعلق آزاد ہو۔

پہلے طریقہ حکومت میں ہر گروہ کی طرف سے جو لوگ برسر اقتدار ہوں گے سو غالباً وہ ہوں گے جن میں رواداری کم ہوگی اور ایک دوسرے گروہ سے منافرت اور تصادم پیدا کرنے کا جذبہ زیادہ ہوگا۔

دوسرے طریقہ حکومت کو اگر ہر فریق نیک نیتی سے چلانے کی کوشش کریگا تو وہ زیادہ سہولت سے چل سکیگا۔ بہرحال ہم مسلمانوں کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم ان میں سے کونسا طریقہ اختیار کریں؟ مگر جو کچھ بھی کرنا ہو فوراً کرنا چاہیئے۔ اب ایک لمحہ کے انتظار کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ دوسرا طریقہ کار اکثریت پارٹی کی صرف آئینی ضمانتوں اور میثاقوں پر ہی مبنی ہوگا۔ رہا آئینی ضمانتوں اور میثاقوں کا اکثریت پارٹی کی طرف سے ایفا سو یہ مسلمانوں کی رائے عامہ ان کی یکجہتی اور اتفاق اور ان کے اپنے واجبی حقوق کی خاطر جان دینے کے لئے تیار رہنے کے جذبہ پر منحصر ہے۔

مسلمان چار صوبوں یعنی پنجاب، سرحد، سندھ، اور بنگال میں اس وقت اکثریت کی حالت میں ہیں اور چونکہ مسلمانوں کی آبادی غیر مسلم اقوام کی نسبت زیادہ بڑھ رہی ہے اور اس لئے اس کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ ان چار صوبوں سے

مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جاوے گی بلکہ ان کی اکثریت غالباً آئندہ اور زیادہ ہو جاوے گی۔ پس اگر ان چار صوبوں میں مسلمان اپنی اکثریت کی بنا پر اپنے حقوق کی حفاظت کریں گے اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کو ناجائز طور پر پامال کرنے کی کوشش نہ کریں گے تو اغلب یہ ہے کہ ان ہندو اکثریتیں بھی جن میں مسلمان اقلیت کی حالت میں ہیں مسلمانوں کے حقوق کو بیجا طور پر پامال کرنے کی کوشش نہ کریں گی۔ اگر رواداری کی بنا پر نہیں تو کم از کم مصلحت ہی کی بنا پر سہی۔

ایک سوال البتہ رہ جاتا ہے کہ اگرچہ مسلمان چار صوبوں میں اکثریت کی حالت میں ہیں مگر مرکزی حکومت میں اب بھی اقلیت کی حالت میں ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ پس اگر مرکزی حکومت ایسے قوانین جاری اور نافذ کرنا چاہے جن سے مسلمانوں کے جائز حقوق پامال ہوتے ہوں تو مسلمانوں کے پاس اس کے دفاع کا کوئی ذریعہ نہیں ہے بجز اس کے کہ وہ ایسی کارروائی کے خلاف اپنی متفقہ آواز بلند کریں اور اگر مسلمانوں کی سات کروڑ آبادی اپنے واجبی حقوق کے لئے اپنی متفقہ آواز بلند کرے تو کوئی مرکزی حکومت اگرچہ وہ کیسی ہی متعصب ہو مشکل سے مسلمانوں کے ایسے متفقہ احتجاج کو نظر انداز کر سکیگی لیکن اگر مسلمانوں کے ایسے متفقہ احتجاج کے باوجود کوئی ناعاقبت اندیش مرکزی گورنمنٹ مسلمانوں کے واجبی حقوق کے پامال کرنے پر آمادہ ہی ہو جائے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ وہ بین الملکی جنگ کے لئے تیار رہیں۔

لیکن یہ سب آئینی ضمانتیں اور تو ایسی ہی وقت ہمارے کام آ سکتے ہیں جبکہ مسلمانوں کی سات کروڑ آبادی اپنے حقوق کو سمجھے اور ان کی حفاظت کے لئے تن من اور دھن سے آمادہ ہو جائے۔

(۱۲) اب یہ کام تعلیم یافتہ طبقہ کا ہے خواہ وہ پرانی تعلیم کے حامی ہوں یا نئی تعلیم کے مولوی یا دونوں سے کہ وہ عوام میں جائیں ان کی حالت کے سدھارنے کی کوشش کریں۔ غرض ہر طرح اسے ان کے کام آویں ان میں عمومی تعلیم جاری کریں ان کو ان کے حقوق سے آگاہ کریں اپنی بجا عزت کو نکال پھینکیں اور اسلام کے زرین اصول کل مومن اخوۃ پر کاربند ہوں۔

پس اگر ہم اپنے کاشتکار، دستکار، پیشہ ور اور مزدور بھائیوں میں جا کر ان کی خدمت اور ان کی تنظیم کر سکیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ جو متحدہ عزم اور ارادہ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو جیسے لوگوں نے ہندو قوم میں پیدا کر دیا ہے وہ ہم مسلمان اپنے سات کروڑ مسلمان بھائیوں میں پیدا نہ کر سکیں۔ (۱۳) اگر یہ جب ہی ہو سکیگا کہ جب ہم میں سے ہر با اثر فرد خواہ وہ مسٹر جناح ہوں یا نواب چھتاری ہوں، مولانا حسین ہوں یا مفتی کفایت اللہ صاحب ہوں جا کر کاشتکاروں کی ٹوٹی ہوئی چارپائیوں پر بیٹھیں ان کو یہ محسوس کرا دیں کہ یہ بڑے بڑے لوگ ان کے بھائی ہیں اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں ان کی بھلائی اور بہتری کے واسطے ہی کر رہے ہیں بس صرف یہی ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے موجودہ سیاسی جنگ میں مسلمان اپنے وجود کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ اسلام اور شعائر اسلام کو ہندوستان میں تباہ ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ آخر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس موجودہ جنگ میں ہم مسلمانوں کو غیر مسلم اقوام سے خواہ مخواہ اور معاندانہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر ان میں کا کوئی طبقہ رواداری پر آمادہ ہو تو ہم کو بھی پورے طور پر رواداری کے لئے تیار رہنا چاہئے تاکہ مسلم اور غیر مسلم اقوام مذہبی امور کے علاوہ باقی جملہ سیاسی امور میں متحد اور متفق ہو کر ملک اور اہل

مسلمانوں کی سیاست

(مولانا حامد الانصاری ۔ غازی)

ماضی — حال — مستقبل

ہندوستان کے بلند نظر مسلمان سیاست دانوں کا ایک طبقہ بجا طور پر یہ خیال کرتا ہے کہ ۱۹۲۳ء سے اس وقت تک مسلمانوں کی اکثریت کا کانگریس سے علیحدہ رہنا ایک عظیم سیاسی غلطی تھی کیونکہ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۳ء کے دور میں جبکہ مسلمان کانگریس میں جوش خروش کے ساتھ داخل رہے۔ کانگریس کے رہنما بھی کانگریس کے کارکن بھی اور کانگریس کے ممبر بھی تھے اور کانگریس کے عام نظام کی قوت بھی کیونکہ کانگریس کے دور جدید کو مسلمانوں نے اپنی زندگی سے زندگی اپنے عمل سے عمل کی صلاحیت اور اپنی قربانیوں سے قربانیوں کی استعداد عطا کی تھی اس لئے کانگریس کے تمام نظام پر مسلمانوں کا غلبہ تھا کانگریس وہ کرتی تھی جو مسلمان چاہتے تھے اور وہ چلتی تھی جس کی مسلمانوں کا رجحان ہوتا تھا۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ مسلمانوں کی عظیم سیاسی کامیابی تھی چونکہ کانگریس کی رہنمائی کی زمام مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی اس لئے ان کو سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ ایک طرف تو انھیں تمام ہندوستان کی سیاست پر غلبہ حاصل ہوگیا اور دوسری طرف کانگریس کے پلیٹ فارم پر اسلامی تہذیب اسلامی روایات اور اسلامی تمدن کے مؤثر نقوش نظر آنے لگے ہندو جو مدتوں سے جہالت کی وجہ سے اسلامی حقائق سے بے خبر تھے ان کو پہلی مرتبہ علمائے اسلام کے مواعظ اور اسلامی سیاست و تاریخ کے مباحث سننے کا موقع ملا یہ صحیح ہے کہ کانگریس کا پلیٹ فارم مسلمانوں کا تبلیغی فارم نہ تھا تاہم انگریزی حکومت اور انگریزی مورخین نے ایک صدی سے ہندوؤں کے قلوب میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو نفرت کی دیوار کھڑی کر رکھی تھی وہ علمائے اسلام اور حضرت شیخ الہند کے نیک نہاد شاگردوں کی مساعی سے دور ہوگئی اور برادران وطن کو پہلی بار اسلام کے روشن چہرے کے حقیقی نقوش دیکھنے کا موقع ملا۔

تمام ملک میں ہندو مسلم اتحاد کی لہر دوڑ گئی اور اس اتحاد سے آزادی کے عظیم مقصد کو تقویت حاصل ہوئی مگر ملک کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ پنڈت مالویہ ڈاکٹر مونجے اور ان کے مشہور سیاسی رفیقوں کو موہوم خطرات نے حصار میں لے لیا۔ انہوں نے سمجھا کہ ہندو مسلم اتحاد سے وہ نفرت کی دیوار اٹھ جائیگی جس پر موجودہ ہندو دھرم قائم ہے ہندو اسلام کے محاسن کو براہ راست محسوس کرینگے اور ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی سیاست کو تفوق حاصل ہو جائیگا اگرچہ ملک کے دو مذاہب کے پیروؤں کے درمیان تہذیبی تعلقات کا پیدا ہو جانا نتائج کے اعتبار سے خوش آیند تھا لیکن ہندوؤں کا متعصب گروہ مالویہ جی کی رہنمائی میں برہم ہوگیا اس نے تنگ دلی کا ثبوت دیا اور ہندو جرائد میں مسلمانوں کے خلاف تلخ نوائی شروع کردی یہ فی الحقیقت ایک سیاسی حربہ تھا اور کامیاب ثابت ہوا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ظاہری شکایات اور ہندوؤں کے طرز عمل سے متاثر ہوں اور کانگریس کے نظام سے علیحدہ ہو جائیں۔

ایک طرف ان کے سیاسی غلبہ اور تفوق کا خاتمہ ہو اور دوسری طرف ہندو اور مسلمان پھر علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تاکہ ہندو عوام براہ راست اسلامی تاریخ کے حقائق و حِکَم کو نہ سن سکیں اور اس طرح اسلام کے محاسن سے کوئی اثر نہ لیں فی الحقیقت یہ وقت مسلمانوں کے لیے کافی دانائی کا تھا اور انھیں کسی طرح کانگریس کے پلیٹ فارم کو نہ چھوڑنا چاہیے تھا۔ مگر ہمارے رہنماؤں کے سطحی حالات سے متاثر ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض مشہور اکابر کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور انہوں نے پھر کانگریس کو ہندو کانگریس بنا دیا متعصب ہندوؤں نے جو کچھ کیا انہیں وہی کرنا چاہئے تھا لیکن سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا روش اختیار کرنی چاہیے تھی اور انہوں نے کیا اختیار کی۔

انہوں نے کانگریس کو ترک کیا اور ترک کرکے ہندوؤں کے ہاتھ میں دیدیا مسلمانوں نے زمین سے ایک زنگ آلود تلوار اٹھائی اس کو آب دی جلا عطا کی اور فولاد کے پانی میں بجھا کر نئی قوت کا مظہر بنا دیا مگر جب اس سے استفادہ کا وقت آیا تو انہوں نے حریف ہندوؤں کی معمولی چال سے متاثر ہو کر اس تلوار کو ان کے سپرد کر دیا اور ہندوؤں سے کہنے لگے کہ ہم سے وعدہ کرو کہ یہ تلوار ہم پر استعمال نہ کی جائیگی۔

پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے مسٹر اینے اور اسی قسم کے ہندو مسلمانوں کو کانگریس میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے انہیں گاندھی کی اسلامی سیاست سے اختلاف تھا اور پنڈت جواہر لال نہرو کی انقلابی سیاست سے اب تک اختلاف ہے مگر انہوں نے آجتک کانگریس کو نہیں چھوڑا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اب بھی موقع بموقع اپنی ہی کوششیں جاری رکھتے ہیں۔

حسن اتفاق سے پنڈت جواہر لال نہرو وسیع النظر ہیں اور پھر مسلمانوں کو کانگریس کی طرف بلا رہے ہیں اور مسلمانوں کے لئے آج پھر ایک سیاسی وقت آچکا ہے جب ان کی قوت فیصلہ امتحان گاہ میں کھڑی ہے لیکن انہیں یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہندو بالعموم ان کے داخلہ کانگریس کے حامی ہیں کانگریس میں ہر قسم کے ہندو موجود ہیں ان میں وہ بھی ہیں جو اس قومی نظام میں اسلامی قوت کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ بعض ہندو علی الاعلان پنڈت جواہر لال کے پروگرام کے مخالف ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت سے مسلمانوں کی سیاسی قوت کو پھر تفوق حاصل ہو جائے گا جو ناقابل برداشت ہے۔

چنانچہ جب سے مسلمان زیادہ قوت کے ساتھ کانگریس میں شریک ہوئے ہیں کانگریس کے پلیٹ فارم پر شرعی صورتیں اسلامی نعرے نعرۂ تکبیر تکبیر کے نشانات امتیاز اور اسلامی روایات کے معیاری نمونے نظر آنے لگے ہیں جہاں جہاں مسلمان کانگریس میں شریک ہیں وہاں تناسبًا ان کا غلبہ ہے اور یہ غلبہ برابر بڑھ رہا ہے ظاہر ہے کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت تعدادی ہندو کے

عظیم مقصد اور اپنے عزیز محبوب وطن کے مفاد کے لئے ہے لیکن بعض متعصب ہندو اس سے گھبرا رہے ہیں اور پریشان نظر آتے ہیں ان کا خیال ہے کہ مسلمان جس محاذ پر پہنچتے ہیں موثر ہوتے ہیں متاثر نہیں ہوتے یہی خیال ہے جس سے ڈاکٹر مونجے بدحواس ہیں انھیں پنڈت جواہر لال سے اس بات میں شدید اختلاف ہو سکتا تھا کہ وہ ہندوؤں کو مشورہ دیتے کہ چونکہ کانگریس کے مرکزی دفتر پر اسلامی اثر و رسوخ کا تدریجی تسلط قائم ہو رہا ہے اس لئے ہندو کانگریس سے علیحدہ ہو جائیں لیکن ہندوؤں کے اصل دانا رہبر نے ایسا نہیں کیا بلکہ انھیں عام خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کا خطرہ قوی ہوتا جا رہا ہے اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہندو مہاسبھا کے ارکان کانگریس میں داخل ہو جائیں اس کے نظام میں حصہ لیں اور اس خطرہ کے انسداد کے لئے کانگریس کے پلیٹ فارم پر چھا جائیں اگرچہ بھائی پرمانند نے اس پر اختلاف کیا ہے لیکن پنجاب اور سندھ کے ہندو عام طور پر ڈاکٹر مونجے کے خیالات سے متاثر ہیں اور اسی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ سندھ کے سب سے بڑے ہندو لیڈر اور ہندو مہاسبھا کے صدر ڈاکٹر چوئتھ رام گدوانی مہاسبھا سے علیحدہ ہو کر کانگریس میں شریک ہو گئے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے بجنور میں فرمایا تھا کہ ہم نے ہندو مہاسبھا کو ختم کر دیا ہے یہ جماعت جو ایک طبقہ کے تعصب کی ترجمان تھی ہر جگہ دفن ہو چکی ہے صرف بھائی پرمانند اس کے نقش کی نگرانی کر رہے ہیں۔

یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا اب تمام ہوشمند مہاسبھائی اپنی جماعت سے مایوس ہو چکے ہیں اور کانگریس کے اثر و قوت کو تسلیم کر رہے ہیں

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کونسی راہ اختیار کرنی چاہئیے مان لیجئے کہ وہ عام خیالات جن کا اظہار ترقی پسند مسلمان کرتے ہیں غلط ہیں یہ بھی صحیح ہے تمام ہندو متعصب ہیں یہ بھی درست ہے کہ کانگریس پر رہنماؤں میں تعمیری کام کرنے غریبوں سے مل کر ان کی ترقی میں امداد دینے اور عوام کے حلقہ میں عام رہنماؤں کی طرح سرگرم کار ہونیکا خبط کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

(جب تک مسلمانوں کی خدمت کو اصل مقصد کا درجہ نہیں دیا جائے گا اس وقت تک مسلمانوں کی تنظیم محال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ سولہ سال میں جتنا مسلمانوں کی تنظیم کا کلمہ بلند ہوا اس کا مقصد یا تو انگریز کی حمایت تھی یا ہندو کی مخالفت۔ منفی تحریکیں ہمیشہ ناکام رہتی ہیں اس لئے اس قسم کی نفرت انگیز تحریکیں جب کبھی شروع ہوئیں خود اپنی موت مر گئیں۔

اگر کوئی جماعت واقعی مسلمانوں کی خدمت کرنا چاہتی ہے۔ اگر مسٹر جناح واقعی مسلمانوں کے ہمدرد ہیں اگر راجہ صاحب محمود آباد اپنی دولت مسلمانوں کے لئے لٹانا چاہتے ہیں اگر مسلم لیگ کے دردمند مسلمان حقیقتاً مسلمانوں کے لئے کوئی جذبہ رکھتے ہیں تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ آگے بڑھکر اس کا استقبال کریں گے لیکن اس کا طریقہ یقیناً موجودہ طریقہ سے مختلف ہوگا مسلمانوں کی خدمت کے لئے جو مسلمان جماعت بھی میدان میں آئے گی اس کا پہلا فرض ہوگا کہ دوسری جماعتوں کی مخالفت کے نظریہ سے دستبردار ہو جائے کیونکہ اس طرح قوم کی اصلی قوت تعمیری امور کی بجائے مخالفت کی نذر ہو جاتی ہے اس شکل میں ہمارے لیڈروں کو ذاتی عزت عظمت کے نمائشی احساس سے

بلند ہونا پڑے گا۔ دنیا انکو اچھا بھی کہیگی اور برا بھی لیکن وہ سرمو اصل مقصد سے علیحدہ ہو کر جذبات سفلے اور اپنی ذات کیلئے ایک جارحانہ معاندانہ سیاست قائم کرنے میں آزاد نہ ہونگے مسلمان فی الواقع خدمت کے محتاج ہیں لیکن اس باب میں اس سے پہلے نصب العین متعین ہونا چاہئیے اور اس کے بعد ایک تعمیری پروگرام پر روئے کار آنا چاہئیے ہم تو اسے جو ترقی پسند مسلمان کہلاتے ہیں عمل کی متاع رکھتے ہیں اور اس کو نذر کی طرح آئندہ بھی شروع کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن مسٹر جناح۔ راجہ محمود آباد۔ نواب اسمٰعیل خاں سر سکندر حیات سر ہدایت اللہ نواب ڈھاکہ اور مسلم لیگ کے وہ تمام امراء جو عمل کے دعادی کے آسمان منعم پر نظر آتے ہیں ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی دولت کو کانگریس کی مخالفت شخصی عناد رہنمائی کے ہنگاموں اور بزدلوں سے متمتع ہو کر ضائع کرنے کے بجائے تعمیری پروگرام پر صرف کریں۔ (۱) قرض اور سود کا مسئلہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے کانگریس اور نیشنلسٹ جو اسلامی ذہن اس مسئلہ سے متفق ہیں کیا اس کو خالص تعمیری رنگ میں محض مسلمانوں کی فلاح کیلئے آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔

مسلمانوں کیلئے ایک اعلیٰ صنعتی یونیورسٹی کی ضرورت ہے جو قدیم اسلامی صنعتوں کو جدید صنعتوں کے پہلو بہ پہلو زندہ رکھ سکے۔ ہندو سیٹھیوں کی تجارت پر قابض ہو چکے ہیں کیا مسٹر جناح کے لاکھوں روپیہ کا خزانہ مہاراجہ محمود آباد کی دولت نواب ڈھاکہ کی امارت سر سکندر حیات خاں کا رسوخ اس میدان میں ہندو سیٹھوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ رشک کی ملیں کپڑے کے چند کارخانے اور چمڑے کی مصنوعات کے بڑے ادارے قائم کئے جائیں اور ان کا نظم مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو بحری تجارت کا ابتدائی کام سرمایہ کا محتاج ہے جہاز کیلئے اسلامی جہاز ران کمپنی کی ضرورت ہے اور یہ کام جس قدر مبارک ہے اسی قدر نفع بخش بھی ہے۔ اگر پنجاب کے زمینداروں کے تعلقدار کلکتہ بمبئی رنگون اور دہلی کے مسلمان تاجر ایک تنظیم کے ماتحت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ تاریخ ہندوستان اسلامی کا نامہ ہوگا۔ غریب صناع اور بیکار مسلمانوں کے لئے ایک دیال سنگھ کی ضرورت ہے اس کے لئے کسی بڑے سرمایہ کی بھی ضرورت نہیں مگر یہ ہزار کا مسئلہ نتائج کا اس لئے ہے کہ مسلمان سرمایہ لائیں تو بہتر ہے۔ مسلمانوں کی تعلیم کا مسئلہ کس قدر توجہ کا محتاج ہے ایک نوجوان کی فوری ضرورت ہے جس قدر مسلّم ہے دیوبند ندوہ علیگڑھ ندوہ جامعہ ملیہ کی درسگاہیں اپنی ترقی کی آنکھوں کیلئے اٹھ رہی ہیں۔ جناح محمود آباد سکندر حیات کی دنیا میں کی دعوت ہیں مگر ان کی متاع جو انتخابات کے میدان میں ایک معمولی وزارت کے لئے لٹتی ہے وہ ایسے کاموں کیلئے غائب ہو جاتی ہے۔

تنظیم ایک قوت ہوتی ہے لیکن کوئی تنظیم بغیر پروگرام کے کامیاب نہیں ہو سکتی ہم جب دیکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کا کوئی پروگرام نہیں اور اس کے رہنما محض پنڈت جواہر لال نہرو کے مقابلہ میں مسٹر جناح کی بساط رہنمائی کے مہرے بنے ہوئے ہیں تو ہم مایوس ہو جاتے ہیں جمعیۃ علمائے ہند نے ہر زمانہ میں ہر تحریک میں اور ہر موقع پر مسلمانوں کی خدمت کی اس کے پاس دولت و سرمایہ نہیں اور یہی اس کی کمزوری ہے تاہم جب تک وہ زندہ ہے ایک حق جماعت کی حیثیت سے زندہ رہے گی جتنا اس کے سامنے کام ہے وہ ہر ایک کام کو اپنے سوادِ بیت کے مطابق مسلمانوں کی بہتری کے لئے کرے گی مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اس جماعت کو جو ان کی جداگانہ ہستی اور ان کی اعلیٰ روایات کا مظہر ہے زندہ رکھیں اور اس کی سیاسی اور مالی حالت کو اتنا بلند و مستحکم کریں کہ وہ تعمیری زندگی کے عزم بلند سے ان کی خدمت کر سکے اگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوئے تو بہرحال یہ ان کا نقل ہوگا اور اس کے نہ ہونے و نمود و مصنار ہوں گے۔

بحر روم کی سیاست

(از عشرت علی صدیقی صاحب)

جنگ عظیم سے قبل جرمن اپنے دشمنوں کو کمزور خیال کر کے امن و چین کے نشہ میں مست تھے لیکن جنگ میں ذلت اور تباہی سہنے کے بعد ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ بالکل یہی واقعہ حال میں برطانیہ کے ساتھ پیش آیا وہ طاقت کے زعم میں انگڑائیاں لے رہی تھی اور اس کے مدبرین واشنگٹن و لندن میں اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ ساتوں سمندروں میں جاپان کو دبا کر امریکہ کی ہمسری کر سکیں کہ مسولینی کو فتح کا خبط سوار ہوا اور اس نے برطانوی بیڑہ کو بحیرہ روم سے باہر نکال دیا۔

جاپان کی مخالفت کی وجہ سے بحری تخفیف اسلحہ کانفرنس بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے ختم ہو گئی اور برطانوی سامراج نئی نئی چالیں سوچنے لگی اس کو خبر نہ تھی کہ مسولینی کی قیادت میں اٹلی بڑھ کر اس کے لئے مار آستین ہو جائیگا اسی سلسلہ میں ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ فتح حبشہ کے زمانہ میں بحر روم میں برطانوی بیڑے کے سر اعلیٰ ایڈمرل فشر تھے۔ اٹلی نے اپنے جنگی سامان کے کارخانے دکھانے کے لئے مدعو کیا اور وہ اس کی طاقت سے اتنے مرعوب ہوئے کہ حکومت کے ذرا سے اشارہ پر برطانوی بیڑے کو بحر روم سے ہٹا لینے پر راضی ہو گئے۔ غرضکہ اب اٹلی اتنا طاقتور ہو گیا ہے کہ اس کی ذات سے بحر روم میں برطانوی سامراج کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اس حقیقت نے یورپ کی سیاست میں ایک نیا ورق پلٹ دیا ہے۔

بحر روم کی تاریخ بہت پرانی ہے اسی کی وجہ سے یورپ کے شمالی حصہ میں ہیپاور بری اور تجارت کو فروغ ہوا اور ایسی تہذیب کی بنیاد پڑی جو سارے یورپ سے اعلیٰ و ارفع تھی۔ پچھتر برس بعد سمندری ڈاکوؤں نے تجارت کو غیر محفوظ بنا دیا یہیں دوسری طرف مشرقی ممالک سے برطانیہ کی تجارت بڑھ رہی تھی اور تجارت کی حفاظت کے لئے اس نے ڈاکوؤں کو مار بھگایا اور رفتہ رفتہ ضروری بندرگاہوں پر بھی قبضہ جما لیا۔

۱۶۶۲ء میں پرتگال سے عہد نامہ کر کے اس نے اپنے بیڑے کے لئے لزبن کے بندرگاہ میں حقوق حاصل کر لئے اس لئے بحر روم کی تجارت پہلے تمام مدد میں اس کا اثر قائم ہو چکا تھا۔ ۱۷۰۴ء میں فرانس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کے بعد اس نے نوا اسکاٹ پائی تاڈاڈرٹینگراڈ دوسرے بندرگاہوں کے ساتھ جبرالٹر کو بھی حاصل کر لیا۔ ۱۸۵۶ء میں جنگ کریمیا کے بعد تصفیہ پیرس کی رو سے اس نے بحر اسود میں روس کا داخلہ بند کر دیا حالانکہ روس راضی نہ تھا مگر اس میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس کے بعد برطانیہ نے عربوں سے عدن اور مصریوں سے پورٹ سعید اور سکندریہ حاصل کر لیا گو اگرچہ دونوں بندرگاہ ظاہر آزاد کر دیئے گئے ہیں لیکن جنگ کے وقت وہ برطانوی بیڑوں کیلئے مستقر کا کام دیں گے۔ فلسطین میں اس نے حیفہ اپنے قبضہ میں کر لیا ان اہم مقامات کے علاوہ مالٹا اور سائپرس کے جزیرے اور نہر سویز پر پورا پورا قبضہ کر کے جنگ عظیم کے بعد برطانیہ بحر روم کی مطلق العنان مالکہ بن گئی۔

یورپ کی تاریخ میں ۵ مئی ۱۹۳۶ء کا دن سرخ حرفوں سے لکھا جائیگا اٹلی کے سپہ سالار مارشل بیڈوگلیو نے اسی دن ادیس ابابا میں داخل ہو کر لیگ اقوام کی کمزوری کو عالم آشکارا کر دیا اور برطانیہ کو بھی بتا دیا کہ اس کی گیدڑ بھپکیوں میں آنے والا نہیں ہے اس ضرب سے بحر روم اور افریقہ میں برطانوی سامراج کو زبردست دھکا پہنچا۔ اٹلی ایک ایسے بر اعظم میں پہنچ گیا جس کا دو تہائی برطانیہ کے زیر سایہ ہے۔ اب تک صرف برطانیہ کو نہر سویز کی ضرورت تھی لیکن اب وہ اٹلی کے لئے بھی ضروری ہو گئی اور فلڈ ہو گیا کہ حبشہ کی قیمتی دولت، تجارت اور کاشتکاری سے اٹلی کی تجارت بھی اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی۔ بحر احمر میں اٹلی کا بندرگاہ میا دا مشرقی افریقہ کا دوسرا مالٹا ہو گا اس سمندر میں برطانوی بیڑوں کے لئے تشویشناک ہو رہا ہے اور اس کو بحر ہند میں بھی اٹلی کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مالٹا کے لئے اٹلی اور برطانیہ بہت دنوں تک جھگڑتے رہے لیکن سسلی کے جنوب میں اٹلی کا ہوائی مستقر قائم ہو جانے سے اس کی اہمیت بہت کچھ کم ہو گئی ہے اٹلی کی ہوائی طاقت کو یورپ میں اس درجہ اہمیت دی جا رہی ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ کچھ عرصہ میں برطانوی سامراج کے رسل و رسائل قطعاً منقطع ہو جائیں گے۔ اطالوی طیارے چند گھنٹوں میں نہر سویز پہنچ کر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ گذشتہ سال سیموئیل ہور نے بحر روم کا معائنہ کرنے کے بعد برطانوی پارلیمنٹ میں برطانوی مقبوضات کی حفاظت کے لئے بحر روم اور دوسرے مقامات میں برطانوی اقتدار کی ضرورت کو بیان کیا اس کو سنکر اطالوی مدبر نے جواب دیا کہ اٹلی کے طیارے ہر وقت مقامات کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

۱۹۳۶ء تک برطانیہ کی بحری طاقت ۹۰۹ ۱۲،۲۶،۲ ٹن اور اٹلی کی ۹،۳ ٹن تھی لیکن اٹلی کے پاس ۷۵ آبدوز جہاز تھے اور برطانیہ کے پاس صرف ۴۷ تھے۔ اس کے علاوہ برطانیہ کی ذمہ داری بھی اٹلی سے زیادہ تھی اس کو اپنی سمندری تجارت اور رسل و رسائل کی حفاظت کے علاوہ آسٹریلیا اور ہندوستان کو جاپان سے اور جنوبی افریقہ کو جرمنی سے بچانا ہے اور بحر ہند میں اپنے مقبوضات کو اٹلی کی دست درازی سے محفوظ رکھنا ہے اس کے برخلاف اٹلی کی ذمہ داری بحر روم ہی تک محدود ہے۔ اس کے بیڑے کا کام صرف اس پر ختم ہو جاتا ہے کہ برطانیہ کے جہاز نہر سویز اور درہ دانیال سے آزادانہ گذر نہ سکیں۔

برطانیہ کے لئے اپنی کل طاقت بحر روم میں اکٹھا کرنا امر محال ہے اس لئے دوسرے ساحلی ممالک سے تعلقات قائم کرنا شروع کئے ہیں یوگوسلاویہ سے دوستی کا مطلب صرف یہ تھا کہ ڈالمیشیا میں اٹلی کا سوال اٹھا کر اٹلی اور یوگوسلاویہ کو لڑا دیا جائے۔ یونانیوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی جنگ میں دلچسپی لینے میں بھی یہی چال ہے۔ ترکی کو مسلح دیکھنے کے لئے برطانیہ اس لئے بے چین ہے کیونکہ خواہش یہ ہے کہ اٹلی کو چاروں طرف دشمنوں سے گھیر لیا جائے اٹلی کے نزدیک حیفہ سے عدن تک ریلوے بنانیکی تجویز ہے برطانیہ

چاہتی ہے کہ اپنے لئے نہر سویز کے بجائے دوسرا راستہ بنائے اور لڑائی کے وقت نہر سویز کو بند کر کے اٹلی اور اس کے مقبوضات کے درمیان آ کر رسد روک دے۔ مصر کو آزادی دینے کا خاص سبب یہی ہے کہ برطانیہ نہر سویز کے علاقہ میں اپنی فوج رکھنا چاہتی ہے۔

برطانیہ کی ان چالبازیوں نے اٹلی میں بہت سے شکوک پیدا ہو گئے چنانچہ مسولینی نے یکم نومبر ۳۶ء کو اپنی تاریخی تقریر میں برطانیہ سے استدعا کی کہ وہ بحر روم کے متعلق اٹلی سے کوئی سمجھوتہ کرلے۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے دھمکی بھی دی کہ ضرورت پڑنے پر اپنے حقوق کے بچاؤ کے لئے اٹلی کو جنگ کرنے میں کوئی پس و پیش نہ ہوگا۔ اس نے کہا "دوسروں کے لئے بحر روم شاہراہ ہے لیکن ہم اطالویوں کی یہ جان ہے"۔

اس دھمکی نے جادو کا اثر کیا۔ جنوری ۳۷ء میں بحری طاقت کے متعلق کوئی قول و قرار کئے بغیر برطانیہ نے بحر روم کے معاہدے پر دستخط کر دیئے اس سے گویا اس نے تسلیم کر لیا کہ بحر روم میں اس کے اور اٹلی کے مفاد باہم ٹکراتے ہیں اور دو ستر یہ کہ کشمکش جنگ سے دور نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے عہد ناموں کا مقصد جنگ کے امکانات کو ختم کر دینا نہیں بلکہ اس کو کچھ عرصہ کے لئے روک دینا ہوتا ہے برطانیہ نے عہد نامہ پر دستخط کئے اس لئے نہیں کہ اسے اٹلی کے نظریہ سے اتفاق تھا۔ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ صورت حال بد سے بدتر نہ ہونے پائے۔

اگر نوبت یہیں تک رہتی تو ممکن تھا کہ کچھ عرصہ تک مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہوتیں لیکن اسپین کی خانہ جنگیوں نے اٹلی اور برطانیہ کے درمیان پھر بے لطفی پیدا کر دی برطانیہ سے صلح کے بعد اٹلی نے یوگوسلاویہ سے راضی نامہ کر کے ڈالمیشیا میں اقلیتوں کے قضیہ کو ختم کر دیا تھا۔ ادھر میلان میں ترکی وزیر کے کا ذٹ کیا نو سے ملاقات کی اور اٹلی صلح پر رضا مند ہو گیا تھا۔ اس طرح بحر روم کے مشرقی ممالک کی کشمکش کم ہو چکی تھی اسپین میں فسطائی حکومت قائم کرنے کی امید پر مسولینی نے باغی لیڈر فرانکو کو مدد دینا شروع کر دیا۔ اس سے اس کو بحر روم کے مشرقی حصوں میں فائدہ کی امید ہے اور ممکن کیا یقین ہے کہ باغیوں کی فتح سے جبرالٹر برطانیہ کے لئے بالکل بیکار ہو جائے گا۔ جرمنی الگ اسپینی مراکش میں جال پھیلا رہا تھا اور اس سے بھی اٹلی کو نفع کی توقع تھی۔

ان واقعات نے جنوری ۳۶ء کے عہد نامے کے خوشگوار تعلقات ختم کر دیئے۔ برطانیہ حسب دستور پھر ایک کمیٹی عدم مداخلت کمیٹی کے نام سے بنائی جس کا مقصد یہ تھا کہ ملکی باشندوں کو موقع دیا جائے کہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کر سکیں لیکن ہم کو معلوم ہے کہ یہ ترکیب و نیز پہرہ دینے کی اسکیم کیونکر ناکام رہیں اس اثنا میں اٹلی کے اخباروں نے برطانیہ کے اور برطانیہ والوں نے اٹلی کے خلاف خوب زہر اگلا اظہار نفرت کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہمی کشمکش نے پھر نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی۔

اسی زمانہ میں بحر روم میں ایک نئی صورت پیدا ہو گئی چند نامعلوم قزاق آبدوزوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ مسٹر ایڈن نے اپنی گذشتہ ناکامیوں پر پانی ڈالنے کی غرض سے نیون کانفرنس منعقد کی جس کا مقصد تھا کہ اس لوٹ مار کو روکا جائے۔ ان ڈاکوؤں کا عرصہ تک پتہ نہیں چلا لیکن آخر کار پول کھل گیا اور روس و اسپین کے نمائندوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس کی ذمہ داری صرف اٹلی پر تھی دراصل اس کا مقصد دوسرے کے جہازوں کو تباہ کرنا نہیں بلکہ وہ بھی دیگر دوسرے ممالک اور خصوصاً برطانیہ سے مراعات حاصل کرنا تھا۔ کانفرنس نے سمندر میں پہرہ دینے کے لئے مختلف طاقتوں کو علیحدہ علیحدہ علاقے دے دیئے ہیں۔ اٹلی اور جرمنی اس گفت و شنید سے الگ رہے لیکن ایک بالکل غیر متعلق طاقت یعنی روس کو شامل کر لیا گیا گو اب اٹلی بھی راضی ہو گیا ہے اور امید ہے کہ بحر روم میں اب قزاقی ختم ہو جائے گی۔

اس سمجھوتہ کے باوجود بھی برطانیہ اور اٹلی کی کشمکش ابھی ختم نہیں ہوئی ہے حال میں مسٹر چیمبرلین اور مسولینی کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے اس میں بحر روم کے معاملہ کا خاص طور پر ذکر تھا۔ برطانیہ اور اٹلی دونوں کو اس سمندر کی یکساں ضرورت ہے۔ اگر برطانیہ کو اپنے مقبوضات پر قبضہ قائم رکھنا ہے تو اسے اٹلی سے اول یا آخر صلح کرنی پڑے گی۔ اور اگر اٹلی کو حبشہ پر حکومت کرنا ہے تو اس کو بھی برطانیہ سے صلح کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس طرح ان دونوں طاقتوں کے درمیان مفاہمت کے کافی امکانات ہیں اور موجودہ کشمکش کی وجہ صرف یہ ہے کہ برطانیہ اپنے مقبوضات میں سے ایک حبہ بھی کسی کو دینا نہیں چاہتا اور نہ اپنی تجارت میں کسی کو شریک کرنا چاہتا ہے۔

اور مسولینی قدیم سلطنت روما کا خواب دیکھ رہا ہے اور اسی غرض سے وہ دنیا تمام طاقتوں کو جنگ کی دھمکی دے رہا ہے لیکن ممکن ہے کہ جلد ہی یہ دونوں طاقتیں اپنی موجودہ مقبوضات پر حکومت کرنے کی غرض سے آپس میں کوئی نہ کوئی سمجھوتہ کر لیں کیونکہ جنگ سے دونوں کا نقصان ہے۔

جاپانی مال کا بائیکاٹ

جاپانی مال کے بائیکاٹ کی تحریک اس وقت بہت ملکوں سے اٹھ رہی ہے خاص کر ہندوستان، امریکہ، انگلستان، نیوزیلینڈ اور آسٹریلیا نے اس کی زور و شور سے تائید کی مزدوروں کی بین الاقوامی انجمن نے یہ تحریک اٹھائی امریکہ، کناڈا، نیوزیلینڈ، آسٹریلیا، ہندوستان، میکسیکو، بالینڈ، فرانس، سوئزرلینڈ، اسکنڈی نیویا، زیکوسلاویا، آسٹریا، اور آئرلینڈ کے مزدوروں نے اس کی تائید کی۔ بنگال کی پرائے کے ساحلی مزدوروں سے اپیل کی ہے کہ وہ لوگ نہ تو جاپان جانے والے جہازوں پر لڑائی کا دوسرا لڑائی کا سامان لادیں اور نہ وہاں سے آنے والے جہازوں کا سامان اتاریں لیکن لوگوں کو ایسی تحریکوں پر بھروسہ نہیں رہا۔ دیکھتے آئے ہیں کہ ظالم قوم کمزور قوم کو کچلتی رہی ہے اور اس کی زمین اور دولت پر قبضہ کرتی رہی ہے جاپان نے منچوریہ پر حملہ کیا ساری دنیا چیختی رہی لیکن اس نے قبضہ کر لیا۔ اٹلی نے حبش پر حملہ کیا لیگ اقوام نے خوب جلسے کئے اٹلی کی مذمت کی اور اس کا اقتصادی بائیکاٹ کیا لیکن ہوا کیا؟ اسی طرح فرانکو جرمنی اور اٹلی کی مدد سے اسپین کو نگل رہا ہے وہاں کی غیر فوجی رعایا پر گولے برسا رہا ہے اخبار ان ظالموں پر چلا رہے ہیں۔ با اختیار حکومتیں کچھ رہی ہیں کسی کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ ان ڈراموں کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ چین کا بھی شاید وہی حشر ہو جو منچوریا کا ہو چکا ہے۔ کیا جاپانی مال کے بائیکاٹ کا اثر کچھ نہ ہوگا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جاپان اب وہ جاپان نہیں رہا جس نے منچوریہ پر حملہ کیا تھا منچوریا کی لڑائی میں اور اس کے بعد تین کروڑ پونڈ خرچ کرنے پڑے ہیں کرنے کی تدبیروں میں فوجی نقل و حرکت کے لئے سڑکیں اور ریلیں بنانے میں اندرونی سرحد کے مقابل قلعے تعمیر کرنے میں کروڑوں روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ جاپان کی آمدنی کے ذرائع بہت محدود ہیں اس نے ایسی لڑائیوں کے لئے جو کچھ جمع کیا تھا اس سے زیادہ منچوریہ کو اپنانے میں خرچ کر دیا۔ دوسری طرف چین بھی اب وہ چین نہیں رہا اور چند مہینوں کی لڑائی سے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ملائم لقمہ نہیں ہے۔ اس کو فتح کرنے کے لئے بہت زیادہ سامان، خون اور وقت کی ضرورت ہے ایسی صورت میں اگر جاپان کی طاقت میں رکاوٹ ڈالی جائے تو پھر جاپان کا چین کو فتح کرنا مشکل ہو جائے گا۔

اٹلی کے خلاف اقتصادی بائیکاٹ کامیاب نہیں ہوا اس کی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ اٹلی بیس سال سے لڑنے کی تیاری کر رہا تھا اور اس درمیان میں کوئی ایسا اہم موقع نہیں اٹھا جو اس کی پس انداز طاقتوں کو چوس لیتا اس کے علاوہ اٹلی کے کارخانے لڑائی میں زیادہ کام دے سکتے ہیں۔ اٹلی موٹر تیار کر سکتا ہے مشین بنا سکتا ہے۔ لیکن جاپان ان چیزوں میں دوسروں کا محتاج ہے۔ ہوائی جہازوں کے انجن جیسی ضروری چیزیں بھی اس کو امریکہ سے لینا پڑتی ہے۔ اٹلی کو جن مصنوعات کی کمی پڑی وہ جرمن مہیا کر رہا

تھا لیکن اگر ممالک متحدہ امریکہ اور انگلستان مل کر کوشش کریں جاپان یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ جاپان کے پاس قیمت ادا کرنے نقد نہیں ہے۔ اس سال اور پچھلے چھ مہینوں میں اس کی حالت اس خراب رہی ہے کہ زلزلہ آنے والے سال میں بھی نہیں رہی۔ چین پر حملے کے وقت تک جاپان کے اندر آنے والا سامان اگر کلین تھا تو باہر جانے والا دوسری وقت یہ ہے کہ جاپان کا ملک کے باہر لگا ہوا سرمایہ بہت کم اس سے قیمت ادا ہو سکتی۔

تجارت کی اس ابتری کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ جاپان کو جنگی سامان خریدنا پڑا روپیہ کے دام چڑھ جانے کی وجہ سے بہت مہنگا پڑا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اس کی بڑھی ہوئی تجارت کا راستہ مزدور اور کچا مال تھا۔ اب اون، روئی کے دام چڑھ گئے ہیں۔ مگر اس کے مقابلے مصنوعات کے دام نہیں چڑھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پار سال سے جاپانی اونی سوتی کپڑے کی درآمد کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور جو سامان آ رہا ہے وہ بھی سستا کا ہوتا ہے۔

جاپان کے بجٹ کی حالت اس سے خراب ہے اس سال اخراجات تخمینہ تین ارب تاسی کروڑ ین یعنی تقریباً ڈیڑھ سو ارب ہیں جس میں سے ڈیڑھ ارب فوج کو لے اور آدھا ارب قرضہ کی ادائی اور سود کے لئے رکھا گیا ہے آمدنی تو ٹیکس وغیرہ سے صرف ایک ارب اٹھائیس کروڑ وصول ہوا تھا اور اس لئے چھیانوے کروڑ ین کا قرضہ ملا لیا گیا۔ اور لڑائی کے بجٹ کا یہ تخمینہ ہے ساڑھے چار ارب لیکن ساری آمدنی اس کی تہائی ہے جاپان پر قرضہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور برابر بڑھتا جاتا ہے۔

ان حالات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر جاپانی مال کا بائیکاٹ کیا گیا تو جاپان کا سارا زور چند ہی روز میں ٹوٹ جائیگا۔ لیکن یہ بائیکاٹ کون ملک کریں جو فائدہ حاصل ہو۔

پچاس فیصدی جاپانی مال برطانیہ اور امریکہ میں کپتا ہے اور اس کے عوض میں جاپان اپنی باسٹھ فیصدی ضرورت کی چیزیں یہاں سے لیجاتا ہے ملایا اور آسٹریلیا سے لوہا جاتا ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ، ہندوستان اور آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ سے اون اور روئی جاتی ہے۔ تیل امریکہ سے آتا ہے جاپانی بیوپار میں اونی سوتی کپڑا ساٹھ فیصدی ہوتا ہے اس میں سے ۱۲-۱۵ فیصدی کے قریب ہندوستان میں کپتا ہے باقی ممالک متحدہ میں صرف ہوتا ہے۔ اگر ان چیزوں کی درآمد بند کر دی جائے تو جاپان کو سخت چوٹ پہنچے گی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا برطانیہ اور ممالک متحدہ جاپان کو سزا دینے کے لئے تیار ہیں؟

انگلستان میں جب بائیکاٹ کی تحریک اٹھی تو وہاں کے اخبار والوں نے یہ رائے زنی کی۔

ٹائمس۔ جو حکومتیں اقتصادی بائیکاٹ کے لئے تیار ہو رہی ہیں انکو سمجھ لینا چاہئیے۔ یہ جاپان کو لڑائی کا چیلنج ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ جاپان اس طرح لڑائی ختم کرنے کیلئے چین کو فتح کرنے کی زیادہ جان توڑ کوشش کرے۔

ڈیلی ٹیلیگراف۔ لڑائی چھڑ جانے کا ڈر ہے فائدہ ہونا غیر یقینی ہو مگر فساد ہو جانا یقینی ہے۔

مانچسٹر گارڈین۔ اگر بائیکاٹ کیا جاتا ہے تو لڑائی کا خطرہ ضرور ہے اور مشرق اقصیٰ میں لڑائی کے خطرے کے یہ معنے ہیں کہ یورپ میں خطرہ اور زیادہ ہے اگر اس تحریک میں اخلاقی اپیل نہ ہوتی تو پیش کرنے کے قابل ہی نہ تھی۔

امریکہ کے صدر روزویلٹ نے ایک تقریر کی جس سے کسی طرح نتیجہ نکالنا مشکل ہے لیکن یہ ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ ممالک متحدہ جاپان کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

غالباً انگلستان کے پاس ایک اور ترکیب ہے جس سے اپنے چینی سرمایہ کی حفاظت کر سکتا ہے۔ وہ یہ کہ چین کو مجبور کرے کہ وہ لڑائی ختم کر دے اور شمالی چین جاپان کے قبضہ میں دے دیا جائے اس کوشش میں چینی مہاجن اور سرمایہ دار شریک ہو جائیں گے کیونکہ ان کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ حکومت کس کی ہے صرف اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔

ایک موقع پر برطانیہ نے اپنی پالیسی کا اظہار بھی کر دیا وہ یوں کہ امریکہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ جاپان کی دست اندازی پر تو چشم پوشی کی جائے مگر شنگھائی کی بین الاقوامی آبادی کو لڑائی سے محفوظ رکھا جائے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسی آبادی میں جاپان کی فوجیں جا سکتی ہیں مگر چین کی نہیں جاپان کو یہ امداد بہت قیمتی ملی ہے۔

انگلستان کی اس چشم پوشی کا راز یہ ہے کہ وہ صاف صاف اپنے کو جاپان جرمنی اور اٹلی کا دشمن انہیں کہہ سکتا ابھی تک عالمگیر لڑائی ٹلتی آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطانیہ نے کسی طرح ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ فسطائی پارٹی کی طرف ہوگا یا غیر فسطائی پارٹی کی طرف۔ رہا امریکہ تو چین کے فتح ہو جانے سے اس کا فی الحال اتنا بڑا نقصان نہیں ہو رہا ہے جس سے بچنے کے لئے وہ لڑائی چھیڑ کر اربوں روپیہ بہا دے۔ دوسری طرف جب سے برطانیہ نے ۱۹۲۲ء میں جاپان کا ساتھ دیکر معاہدہ فسخ کرا دیا امریکہ کو اس رویہ پر بالکل بھروسہ نہیں رہا۔ موجودہ حالات دیکھکر اور بھی بھروسا نہیں ہے۔ اگر حالات رخ نہیں بدلتے تو بہت کم امید ہے کہ یہ خاص حکومتیں جاپان کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھائیں۔ اب اگر جاپانی مال کا بائیکاٹ ہو سکتا ہے تو عوام کی اپنی کوشش اور مستعدی سے جب یہ تحریک اٹھی ہے جاپان کی تجارت کو خاصہ دھکا پہنچ گیا ہے۔ اگر تحریک یونہی چلتی رہی تو کچھ نہ کچھ چین کو مقابلہ کرنے میں آسانیاں ہو جائیں گی۔

ہندوستان میں جاپان کا بہت بڑا تجارتی حریف انگلستان ہے اور ممالک متحدہ ہیں یہ طے ہے کہ ہر کسی حالت میں برطانیہ کو تقویت نہ پہنچانا چاہئیے انقلابی لڑائی سامنے ہے دشمن کو ہر طرح کمزور کر دینا ہے تاکہ مقابلہ میں زیادہ زحمت نہ ہو بعض جاپانی مال ایسا ہے کہ اگر اس کی خریداری بالکل بند کر دی جائے تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جیسے کھلونے اور آرائشگی کی چیزیں۔ ان کے علاوہ کچھ سامان ہے جس کا مقابلہ ہندوستانی مصنوعات سے رہتا ہے جیسے کپڑا اس صورت میں ہندوستانی سامان خریدنا چاہئیے اس کے علاوہ جو سامان ہے اس کا مقابلہ غیر ملکی مصنوعات سے رہتا ہے اس صورت میں انگلستانی مصنوعات نہ خریدنا چاہئے اور جاہے جہاں کی بنی ہوئی چیزیں خریدیں۔

اگر کسی طرح جاپانی حکومت اس لڑائی میں ہار گئی تو جاپان میں قطعی انقلاب ہو جائیگا اور وہاں کی محروم اور مظلوم رعایا یعنی مزدوروں اور کسانوں کو ظالموں کے پنجے سے رہائی مل جائیگی گویا کہ جاپانی مال کے بائیکاٹ سے ہم چین اور جاپان دونوں جگہ کے مظلوموں کی ہمدردی کریں گے۔ ہم کو اس کا بدلہ یوں ملیگا کہ انقلاب کے موقع پر دنیا کی ساری مظلوم قومیں ہمارے ساتھ ہمدردی کریں گی۔

ہندوستان میں انقلاب

(از جناب علی سردار صاحب جعفری)

انقلاب کے اسباب آہستہ آہستہ جمع ہوتے ہیں لیکن وہ خود بڑی تیزی کے ساتھ آتا ہے جب تک انقلاب رونما نہیں ہوتا اس کے امکانات اور اس کے تخریبی پہلوؤں پر بحث ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو دنیا کی بڑی سے بڑی قوت اس کے سامنے جھک جاتی ہے۔

آج ہندوستان بھی ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جو بہت جلد انقلابی شکل اختیار کرنے والا ہے۔ حالات ملک کو ایک ایسی منزل کی طرف گھسیٹے لئے جا رہے ہیں جہاں پہنچ کر تاریخیں بدل جاتی ہیں۔ دنیا کے موجودہ واقعات ہمارے نئے حالات کی تشکیل کر رہے ہیں۔ یورپ میں جنگ کا خطرہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ برطانیہ اپنے مقبوضات اور نوآبادیوں کی حفاظت آسانی کے ساتھ نہیں کرسکتا۔ اس لئے اس کا امکان ہے کہ ہندوستان کو دوسرے مقبوضات اور نوآبادیوں کی طرح بہت جلد خود مختارانہ حکومت مل جائے لیکن یہ چیز ہندوستان کو انقلاب سے نہیں بچا سکتی کیونکہ جنگ عظیم کے بعد سے واقعات نے نئی صورت اختیار کرلی جس میں نہ محض ہمارا مقصد اور منزل بلکہ قومیت کا تخیل بھی بدل گیا ہے اس واسطے ضرورت ہے کہ اس کا تجزیہ کیا جائے کہ خود ہندوستان کے اندر کس طرح انقلاب کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

یوں تو جد و جہد ایک عرصہ سے ہو رہی ہے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی خود اس پر شاہد ہے۔ لیکن ابھی سوال انگریز اور ہندوستانی کا تھا جس کے معنے سوائے حکومت کی تبدیلی کے اور کچھ نہ تھے۔ اس جنگ کا تعلق عوام سے نہ تھا بالائی اور درمیانی طبقہ کے چند آدمی اس میں حصہ لے رہے تھے اس لئے مسلمانوں کا درمیانی طبقہ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب تھا کہ برطانوی سامراجی حکومت کے بعد ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو جائے گا۔ اس کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوا کہ مسلمانوں نے کانگریس کے خلاف ایک محاذ بنانے کی کوشش کی جو آج تک جاری ہے۔ کانگریس مسلمانوں کی اس بدگمانی کو دور نہ کرسکی اس کے تقریباً سارے لیڈر اسی درمیانی طبقہ کی ذہنیت رکھتے تھے جس میں مذہب تہذیب۔ تمدن اور اس قسم کی دوسری چیزیں کام کرتی رہتی ہیں۔

اس کا جواب اشتراکیت کی طرف سے پیش کیا گیا جواب کانگریس کا مایا نہ بنی ہوئی ہے کہ جنگ انگریز اور ہندوستانی کی نہیں کالی اور گوری حکومت کی نہیں بلکہ غریب اور امیر کی ہے۔ مزدوری اور سرمایہ داری کی ہے اس میں ہندو اور مسلمان دونوں برابر ہیں۔ ہندو سرمایہ دار ہندو مزدور کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتا۔ مسلمان زمیندار مسلمان کاشتکار کا لگان معاف نہیں کردیتا گوری حکومت کے بعد ہندوستان میں ایسی کالی حکومت کی ضرورت نہیں۔ جس میں قومی اور نسلی امتیازات باقی

رہیں اور اکثریت اور اقلیت کی کشمکش مسلمانوں کو ہندوؤں سے حقوق مانگنے پر مجبور کرے۔ غالباً اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کرپلانی کا[…]
سکرٹری نے محمد علی جناح کو یہ جواب دیا تھا کہ وہ اپنے مطالبات ہندو[…]
کے سامنے پیش کریں۔ اشتراکیت کا یہ پیش کیا ہوا پروگرام خالص اقت[…]
قسم کا تھا اس نے عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی اور درمیانی طبقہ[…]
کو ایک ایسی کاری ضرب پہنچائی کہ ہندو اور مسلمان دونوں چیخ ا[…]

اب چاروں طرف سے یہ آوازیں آتی ہیں کہ اشتراکیت مذہب[…]
لئے خطرہ ہے اشتراکیت یہاں کامیاب نہیں ہوسکتی اس نے مذہبی ا[…]
میں لامذہبی کی جنگ کا اضافہ کر دیا ہے یہ تمام اعتراضات مہمل اور[…]
میں صرف ایک الزام ہے جو بڑی حد تک صحیح ہے یعنی اشتراکیت نے [...]
جنگ کے ساتھ طبقہ وار جنگ کی بنیاد ڈال دی ہے۔ چنانچہ برنج نرا[…]
بھی اپنی کتاب ہندوستانی اشتراکیت میں اس کے خلاف صدا[…]
بلند کی ہے۔ لیکن اس کے لئے اشتراکیت قابل مبارکباد ہے اس ط[…]
اس نے ملک کے سامنے آزادی اور اس کی جنگ کا صحیح و صالح تصور[…]
کر دیا ہے۔

مسلمان کانگریس سے کیوں خائف تھے؟ اس لئے کہ اس کے ا[…]
ذہنیت کام کر رہی تھی مسلمان اپنے حقوق کا تحفظ یوں چاہتے ہیں
کہ انہیں ہندو راج قائم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس ہندو مسلم سو[…]
حل اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ فرقہ وارانہ جنگ کو طبقہ وار جنگ
تبدیل کر دیا جائے تاکہ سوال ہندو اور مسلمان کا باقی نہ رہے بلکہ ظا[…]
مظلوم کا رہ جائے۔

جب مزدوروں کا گروہ انکر فیکٹریوں کے مالک سے اپنے ح[…]
گا تو مسٹر جناح مالوی جی اور بھائی پرمانند کیا فیصلہ کریں گے۔ جب
زمینداروں سے لگان کی کمی کا مطالبہ کریں گے تو راجہ صاحب مح[…]
راجہ صاحب سوا کیا جواب دیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہندو کسان اور م[…]
کسان ایک ہوں ہندو زمیندار اور مسلمان زمیندار ایک ہوں گے ا[…]
پرستی سسک سسک کر دم توڑے گی۔

اگر کانگریس کی جنگ صرف اس لئے ہے کہ برطانوی شہنشاہیت
شہنشاہیت میں تبدیل ہو جائے تو ملک کی قربانیاں بیکار ہیں۔ لیکن
کی جنگ اس لئے ہے کہ شہنشاہیت کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے کر دیا
اور ہندوستان میں انسانیت کا راج قائم ہو تو اس میں ہندو[…]
سوال پیدا ہی نہیں ہوتا پھر ہر چیز کی بنیاد اقتصادی ہو جاتی ہے
لئے محض حکومت کا نظام ہی نہیں بلکہ سارے سماجی نظام کو بدل د[…]
ہے۔ اشتراکیت کی اس طبقہ وار جنگ کے تخیل نے ہمیں منزل[…]
زیادہ قریب کر دیا ہے۔ کانگریس کی پچاس سال کی کوششیں اس

ناکام صرف اس لئے رہیں کہ اس کے نشتر حکومت کی شہ رگ تک نہیں پہنچے تھے ہندوستان میں فرنہ وارانہ نفاق کے علاوہ حکومت کو تقویت پہنچانے والے یہاں کے بڑے بڑے زمیندار اور کارخانہ دار بھی ہیں جن کی پیشانیوں پر غداری کے ٹیکے لگے ہوئے ہیں ابھی تک عوام کو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ تمہارے دشمن انگریز ہیں اور بڑے بڑے پونجی پتی لیڈر بنے ہوئے بیٹھے تھے کیا انگریزوں سے زیادہ ہندوستانی ہمارے دشمن نہیں ہیں جو ہمارے گردن پر سفید حکومت کا جوا رکھنے کے ذمہ دار رہیں اور جب ہم اس کے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں تو مذہب، تہذیب اور اخلاق کے دیوتاؤں کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں۔ چنانچہ درخت کی شاخیں کٹتی رہیں اور بڑھتی رہیں اور پچاس سال کی کوشش کے بعد ہی وزارت کے سوا کچھ نہ ملا جو اس آئینہ کی طرح ہے جس کے اندر ہر صورت خواہ کتنی ہی حسین کیوں نہ ہو مضحکہ خیز دکھائی دیتی ہے اب نشترکیت نے درخت کی جڑ پر حملہ کر دیا ہے وہ پوری عمارت کو ڈھانے کے بجائے صرف سنگ بنیاد کو نکال لینا چاہتی ہے اس لئے طبقہ وار جنگ بجائے اس کے کہ ہماری آزادی کی جد و جہد کو نقصان پہنچائے ہمیں بڑی تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف کھینچے لئے جا رہی ہے۔ سرمایہ داری ایک عرصہ تک جمہوریت کی نقاب چہرہ پر ڈالے رہی۔ اور ہم قومی اور ہم وطنی کے نام پر فریب دیتی رہی لیکن اب وہ وقت ختم ہو چکا جس دن وہ زمینداریاں باقی نہیں رہیں گی جہاں سے برطانیہ کو توجیں اور اس کی مشینوں کو خام مال ملتا ہے۔ اور وہ فیکٹریاں بند ہو جائیں گی جو ہندوستانی یا دیانتی سرمایہ انگریزی مشینوں اور سستی مزدوری کی بدولت چل رہی ہیں اس وقت صحیح معنوں میں ہندوستان آزادی کی لڑائی لڑ رہا ہوگا۔ مانا کہ ان کے ساتھ حکومت کی پشت پناہی اور دوسری مادی قوتیں ہیں لیکن ہمارے ساتھ ہی عمل کا جوش اور مقصد کی بلندی ہے وہ اس دامان آگ میں جھونک دینے کے قابل ہے۔ جو انسان کو انسان کا خون پینا سکھائے۔ وہ مذہب اور تمدن ٹھکرا دینے کے قابل ہو جو سرمایہ داری کو فروغ دے اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرے۔

ہماری جنگ نہ انگریز سے ہے۔ نہ سرمایہ دار سے ہماری جنگ سامراج سرمایہ دارانہ نظام اور ذہنیت سے ہے۔ ہندوستان کی حکومت چاہے بدل جائے لیکن ہماری جنگ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ سماج کا یہ انتظام نہ بدل جائیگا اس طرح انقلاب کا سہرا حقیقتاً جس کے سر پر بندھے گا وہ کانگریس کا بایاں بازو ہے جو سامراجی نظام اور اس کو تقویت پہنچانے والی ذہنیت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

۱۹۱۹ء میں جلیان والہ باغ کا واقعہ ہوا اس کے پیچھے کوئی مستقل اقتصادی قوت نہیں تھی۔ پھر خلافت کی تحریک شروع ہوئی خوش قسمتی سے ہندوؤں اور مسلمانوں کا دشمن ایک تھا اس لئے ان میں وقتی اتحاد ہو گیا۔ جو دودھ کے ابال کی طرح جلدی ختم بھی ہو گیا۔ ہندوستان کو اتحاد کی یہ برکت دوبارہ نصیب نہ ہوئی لیکن اب اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ عوام اپنی ضروریات کو سمجھنے لگے ہیں۔ جنتا خود اپنے مسائل کی نزاکت جانتی ہے لہذا مزدور اور کسان سبھائیں بن رہی ہیں۔ انھیں نہ محمد علی جناح کی ضرورت ہے نہ ڈاکٹر مونجے کی۔ انہیں ان لیڈروں کی بھی ضرورت نہیں ہے جو بھوکے کے دستر خوان پر بیٹھ کر بریانی چھوڑتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہیں جو ان کے سامنے اقتصادی لائحہ عمل پیش کرتے ہیں کہ ان کی ضروریات پوری ہو سکیں چنانچہ اب روز ہڑتالیں ہو رہی ہیں اور بڑے بڑے پیمانوں پر ہو رہی ہیں دشمن پہچان لیا گیا ہے اب اس کی خیر نہیں جان پل کی تلوار تو یہی ہے اگر یہ ٹوٹ گئی تو بس مصیبت کٹ گئی۔

یہ ہڑتالیں خواہ اپنے فوری مقاصد میں ناکامیاب رہیں ان پر چاہے گولیاں برسیں چاہے آسمانی بلائیں نازل ہوں لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان کی بدولت عوام نہ محض اپنی حقیقی قوت سے آگاہ ہو گئے ہیں بلکہ وہ یہ بھی سمجھ گئے ہیں کہ آزادی کتنی قربانیوں کے بعد ملتی ہے اور اس کی جنگ کے لئے کتنی پامردی کی ضرورت ہے۔

خدا نہ کرے کہ کسی کو اپنی قوت کا احساس ہو جائے یا احساس جب پیدا ہو جاتا ہے تو ختم نہیں ہوتا یہاں تک کہ کاروان امید منزل مقصود پر آ کر دم لیتا ہے۔

رفتار عالم

ممالک اسلام

فلسطین فلسطین کی صورت حالات روز بروز نازک ہوتی چلی جارہی ہے اور استبدادی قوتیں ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر میدان میں آگئی ہیں تمام زعماء وطن قید و جلا وطنی کی زندگی بسر کرتے ہیں حضرت مفتی اعظم برطانیہ کے اشارہ پر شام کے ایک گاؤں میں نظر بند کر دیئے گئے ہیں۔ [illegible] لاقانونیت، بد امنی کا وہی عالم ہے۔ وسط ماہ میں بیت المقدس کے یہودی علاقے میں دو یہودی گولیوں کا نشانہ بنا دیئے گئے۔ دو عربوں پر بھی گولیاں چلیں جن میں سے ایک ہلاک ہو گیا اور دوسرا سخت مجروح ہوا۔ اس کے بعد سنگباری کا سلسلہ شروع ہوا جس میں چار یہودی اور دو عرب مجروح ہوئے۔ ایک یہودی مر گیا صبح کے وقت ایک عرب لاری یہودی علاقہ سے گذر رہی تھی کہ اس پر گولیاں چلائی گئیں جن سے ایک مرد اور دو عورتیں سخت مجروح ہوئیں قریب ہی دو یہودی لڑکیوں کے بھی معمولی زخم آئے۔ یہودیوں اور عربوں کے جذبات میں بہت تلخی پیدا ہو گئی ہے ملک کے گوشہ گوشہ میں مسلح پولیس ہر وقت گشت کرتی رہتی ہے۔

مشین گنوں سے آراستہ مسلح موٹریں بھی گشت کرتی رہتی ہیں جتنی سرکاری عمارات ہیں سب پر پہرے قائم ہیں۔ ۱۷ نومبر کی شب سے شہر بیت المقدس میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کے قریب عربوں اور فوج میں تصادم ہوا جس میں تین عرب قتل ہوئے اور ایک فوجی افسر مجروح ہوا عربوں کی ایک جماعت پہاڑ میں چھپی ہوئی ہے جو برابر حملے کرتی رہتی ہے اس کی تلاش سرگرمی سے جاری ہے۔ تین برطانوی کمپنیاں سراغ رسانی پر مامور ہیں جن کی پشت پناہی ہوائی جہاز اور پولیس کر رہے ہیں اس لئے کہ ان پر عرب حملہ کا سخت اندیشہ ہے۔ جرمنی بھی اس معاملہ میں دلچسپی لے رہا ہے اور برطانیہ کو طعنے دے رہا ہے۔ عراق و مصر و نجد کی حکومتوں نے برطانیہ کے پاس فلسطین کے متعلق احتجاج کی غرض سے [illegible] بھیجی تھیں جن کا نہایت مغرورانہ جواب دیا گیا اور صاف کہہ دیا گیا کہ برطانیہ اپنے معاملات میں جمعیۃ اقوام کے سوا اور کسی کے سامنے ذمہ دار نہیں۔ [illegible] نے مفتی اعظم سے بیروت میں ملاقات کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک قضیہ فلسطین کا واحد حل یہی ہے کہ وہاں آزاد حکومت قائم کر دی جائے جس میں یہودیوں کو تیس فیصدی نیابت حاصل ہو [illegible] کمیشن کے سامنے پیش کی گئی تھی ہم اپنی بات منوانے کے لئے آخری دم تک لڑیں گے۔

ترکی جدید وزارت قائم ہو گئی ہے جس میں [illegible] وزراء نئے ہیں۔ اطمینان بخش امر یہ ہے کہ اس سے ترکی کی سیاست میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوگا صنعتی اور اقتصادی پروگرام اسی طرح جاری رہیں گے۔ برطانوی حلقوں میں یہ توقع کی جا رہی ہے کہ جلال بایار صنعتی و اقتصادی امور میں برطانیہ سے خوشگوار تعلقات قائم کریں گے۔ ابھی تک یہودیوں کے متعلق ترکی کا رویہ نہایت صاف اور مصالحانہ تھا اور اسی حسن معاملت کی وجہ تھی کہ ترکی نے کہ جرمنی سے یہودی پروفیسروں اور ماہرین علوم و فنون کو جو جرمنی سے خارج البلد کر دیئے گئے تھے اپنے یہاں مختلف [illegible] میں جگہ دے دی تھی لیکن اب [illegible] کے پیش نظر [illegible] یہودیوں کا رویہ جو قومیت پرستی کے بل پر فلسطین میں معاندانہ اور ظالمانہ صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور انہوں نے ملک کے ٹکڑے کر کے عربوں کی حق تلفی کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ترکی اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہو گئی ہے چنانچہ ترکی پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے جس کی وجہ سے چند عالمگیر شہرت رکھنے والے ماہرین کے سوا باقی تمام یہودیوں کا اخراج ترکی میں شروع ہو جائے گا۔ روس اور ترکی میں ایک جدید تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔

غازی اتاترک نے قصبہ نازلی میں دس لاکھ پونڈ کی مالیت سے ایک عظیم الشان کارخانہ تیار کیا ہے جس میں تیس ہزار گز کپڑا سالانہ تیار ہوا کرے گا یہ قصبہ سمرنا کے قریب ہے افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم جلال بایار نے تمام ارکان سلطنت کے سامنے ایک زبردست تقریر کی جس میں روس کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اس نے اس کارخانہ کے لئے بہت سی عمدہ مشینیں اور سامان بہم پہنچایا ہے۔ جدید ترکی بجٹ میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کی رقم [illegible] بجٹ کا [illegible] حصہ ہے فوجی استحکام کے لئے مخصوص ہے جس سے ہوائی جہاز اور سامان جنگ تیار کئے جائیں گے۔ [illegible] کارخانے قائم کئے جائیں گے کل بجٹ [illegible] لاکھ کا ہے جس میں [illegible] ایک کروڑ کی [illegible] ایک سال کے اندر [illegible] ہوا ہے ۴۴ لاکھ پونڈ ہوائی جہازوں کی تعمیر کے لئے مخصوص ہیں اور ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ فوجی کارخانوں کے لئے ہیں۔ توپیں بنانے کے ایک کارخانہ کا ٹھیکہ ایک جرمن کمپنی کو دیا گیا ہے جس پر دس لاکھ پونڈ خرچ کا اندازہ ہے ہوائی جہاز بنانے والے کارخانوں کا ٹھیکہ کسی برطانوی کمپنی کو دیا جائے گا۔

ترکی میں غیر ملکیوں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ دو سال کے قیام کے لئے ۵ شلنگ اور ایک سال کے لئے ۱۰ شلنگ فی کس ٹیکس منظور ہوا ہے اس سے پندرہ ہزار سالانہ آمدنی کی توقع ہے کیونکہ ترکی میں اسی ہزار غیر ملکی آباد ہیں۔ افتتاح پارلیمنٹ کے موقع پر غازی اعظم نے ایک زبردست تقریر کی جس میں فرمایا کہ ترکی سیاست خارجہ کا پہلا مطمح نظر یہ ہے کہ اس کے تعلقات ہمسایہ اقوام سے امن پسندانہ رہیں۔ ترکی عسکر پر بھی اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ترکی افواج حربیہ اور فضائی طاقت کے اعتبار سے بھی قوی ہو چکی ہیں۔ اس ماہ میں جشن استقلال ترکی بھی طول و عرض ملک میں شاندار طور پر منایا گیا۔

مصر قاہرہ اور اسمعیلیہ جانے والی فوجی سڑکوں کی تعمیر کا کام زور شور سے چل رہا ہے۔ حکومت مصر نے بعض اہم ممالک میں اپنی سفارتیں

اور قونصل خانے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے بمبئی، جاپان اور یوگوسلاویہ میں اس کا انتظام جلد ہونے والا ہے۔ حدیدہ کی بندرگاہ میں بھی وہ ایک قونصل خانے قائم کرنے کا ارادہ کر رہی تھی لیکن اٹلی کے تنازعہ کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو گئی۔ اٹلی اور مصر کا تصفیہ زور و شور سے جاری ہے۔ اٹلی کی فوجیں سرحد پر جمع ہو رہی ہیں مصر نے بھی تیاریاں شروع کر دی ہیں برطانیہ نے بھی اپنی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔

تازہ اور اہم واقعہ یہ ہے کہ وزیر اعظم مصر محمد پاشا پر ایک مصری نوجوان نے قاتلانہ حملہ کیا جبکہ وہ موٹر میں تھے مگر اللہ نے بال بال بچا لیا۔ حکومت برطانیہ بذریعہ تار وزیر اعظم مصر مصطفیٰ نحاس پاشا کو قاتلانہ حملے سے ان کی جان بچنے پر مبارکباد دی ہے۔ وزیر اعظم برطانیہ مسٹر نیوائل چیمبرلین نے بھی ذاتی طور پر مصطفیٰ نحاس پاشا کو مبارکباد کا پیغام ارسال کیا ہے۔

مراکش مراکش میں جہاد حریت کا سلسلہ جاری ہے۔ جنرل نوگوس فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل مراکو تیونس گئے ہوئے تھے جہاں حال میں شورش برپا ہو گئی تھی۔ واپسی پر انہوں نے بیان کیا کہ مجھے اس امر کا پورا ثبوت مل گیا ہے کہ عربوں نے ایک ماہ کے بعد ایک زبردست بغاوت کی تجویز پختہ کر لی ہے اور تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ اس کے فوراً بعد تمام ملک میں شورش برپا کر دی جائے۔ ہم بھی اس کے لئے تیار ہیں اور جہاں ضرورت ہوگی ہم بھی تشدد سے کام لیں گے۔

ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ شمالی افریقہ میں ایک شہر مدینہ ہے جسے مسلمانوں کے نزدیک خاص تقدس حاصل ہے پولیس کو اسے خالی کر دینا پڑا تھا جس کی وجہ سے شورش پسندوں کو من مانی کارروائیاں کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ ریذیڈنٹ جنرل کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا۔ اسی شہر سے اشتعال انگیز اعلانات شائع ہوتے تھے جن کی تعمیل سارے مراکش میں کی جاتی تھی۔ افواج نے شہر کا محاصرہ کر لیا چونکہ مساجد بغاوت کا مرکز بنی ہوئی تھیں اس لئے وزیر اعظم نے وہاں بھی اشتعال انگیز تقریریں کرنے کی ممانعت کر دی جمعہ کے روز خاص اہتمام کیا گیا نماز جمعہ کے ۷۰۰ نیشنلسٹ فرانس کے خلاف جہاد کا اعلان سننے کے لئے مسجد کے اندر ہی موجود رہے نتیجہ ایک ہی تازہ کے خلاف مساجد کے تمام دروازوں کو فوج نے گھیر لیا گیا اور پیروں پر بے تحاشا لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔ اور ۲۰۰ مجاہدین کو گرفتار کر لیا۔

اس شورش میں کسی غیر ملکی کا ہاتھ صاف نظر آتا ہے ریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا ہے کہ جو دکانیں بند کرے گا اس پر سو فرانک روزانہ جرمانہ کیا جائے گا۔ فرانس کے خلاف پچاس ہزار عربوں نے سڑکوں اور بازاروں میں مظاہرے کئے اور جب تین عرب رہنما گرفتار کر لئے گئے تو عربوں نے ریوالور اور تلواروں سے فوج کا مقابلہ کیا۔ چھ پولیس والے ہلاک [illegible] اور ساٹھ عربوں کے زخم آئے بہت سے رہنما گرفتار کر لئے گئے جنہیں فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا جائیگا۔

سنڈے اسٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے تحقیق سے لکھا ہے کہ شمالی افریقہ میں فرانسیسی مستعمرات آجکل ایک وسیع عرب سازش کا مرکز بنی ہوئی ہیں جس کا مقصد غیر ملکی حکومت کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اور شمالی افریقہ کے ساحل پر ایک عظیم الشان عربی حکومت کا قیام ہے۔ پیرس اور مراکو کے عرب قوم پرستوں کے ہیڈ کوارٹر پر پولیس کے چھاپہ مارنے کے بعد ظاہر ہوا جو دستاویزات قبضہ میں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پیرس اس تحریک کی بنیاد ہے بعض غیر ملکی ایجنٹ ہیں یقین ہے کہ یہ تحریک کامیاب نہ ہوتا اگر فرانسیسی مراکو میں قحط سالی کی وجہ سے فرانسیسی افسران پر یہ الزامات عائد نہ ہو جاتے کہ انہوں نے غفلت سے کام لیا۔ اس تحریک جدید کا مقصد یہ ہے کہ قدیم زمانہ کی عظیم الشان عرب حکومت کا دوبارہ اعادہ کیا جائے جو کہ سلطنت کے مرکز سے شروع ہو کر شمالی افریقہ کے ساحل پر مصر ہوتی بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی اس عظیم الشان سلطنت کے ماتحت مراکو کا دلیرانہ ایک عرب لیڈر کو جسے گرفتار کر لیا گیا اور جن کا نام الفصیح تجویز کیا گیا تھا معلوم ہوا ہے کہ حصول مقصد کے لئے جرمنی اور اٹلی نے اس کی امداد کا وعدہ کیا تھا اس جدید تحریک کے مراکز لیبیا اور ٹیونس میں بھی قائم ہیں اور بحیرہ روم کے شرقی علاقوں میں بھی جہاں عنقریب ہنگاموں کی ابتدا ہو جائے تو تعجب نہیں۔

بعض سیاسیین کا خیال ہے کہ اطالوی افواج کی لیبیا میں آمد بھی اس تحریک کا نتیجہ ہے اور ٹیونس کے نمائندے کا اطالوی رضاکاروں کے داخلہ کا واقعہ بنا کر اسی طرح سرگرمیاں شروع کر دی جائیں جس طرح اسپین میں کی گئیں۔ حکام فرانس شدید احتیاطی تدابیر عمل میں لا رہے ہیں اور مراکو کے بڑے بڑے شہروں اور مقامات میں زبردست افواج بھیجی جا رہی ہیں لیکن عرب میں جو آزادی کی تڑپ پیدا ہو چکی ہے اس کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی جوں جوں سختی کی جائیگی بیداری میں اور زیادہ ترقی ہوگی۔

ممالک غیر

ٹیونس ٹیونس مراکش کا ہمسایہ ملک ہے وہاں بھی جہاد حریت کا اعلان ہو گیا ہے اور فرانس سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ٹیونس کو فی الفور آزاد کر دیا جائے۔ فرانسیسی ہائی کمشنر نے چار سر کردہ اخبارات کو حکماً بند کر دیا ہے اور ان کے ایڈیٹر گرفتار ہو کر جلا وطن کر دیئے گئے ہیں ان اخباروں نے جوش پھیلانے میں سب سے بڑا حصہ لیا تھا۔ اس تحریک میں بھی فرانسیسی اٹلی کا ہاتھ بتاتے ہیں۔ صورت حالات نازک ہے اور فرانسیسی حکام اس پر سخت تشویش و اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں۔

برطانیہ کتاب کا رونیغن کنسٹری میں ڈیوک آف ونڈسر کے خلاف کچھ مخالفانہ تنقید کی گئی تھی جس پر انہوں نے توہین کا مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ مصنف نے معافی مانگ لی اور باہم ہرجانہ کی رقم طے ہو جانے پر مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ برطانوی نمائندہ لارڈ ہالیفکس ہر ہٹلر سے ملاقات کرنے گئے ہوئے ہیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ دونوں حکومتوں کے مابین اطمینان بخش مفاہمت کا امکان ہے۔ مگر اخبارات لکھ رہے ہیں کہ اس ملاقات سے کسی ٹھوس نتیجے کے مرتب ہونے کی امید نہیں۔

بنگالی نظر بندوں کو اس وقت تک سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے

پارلیمنٹ کے اجلاس میں ان کے متعلق سوالات کی بھرمار ہوگئی جن کے جواب میں کہا گیا کہ جنوری اور یکم نومبر کے درمیان بنگال کے ۱۶۷ نظربندوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ مفاد امن عامہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں تدریجاً رہا کیا جا رہا ہے۔ امن و قانون کی ذمہ داری صوبجاتی حکومتوں کو سپرد کر دی گئی ہے۔

بصورت احساس اندام خلل امن گورنر اس میں مداخلت کرسکتے ہیں اگر بعض صوبوں میں قیدیوں کو رہا کیا گیا ہے تو گورنروں نے مداخلت کی ضرورت نہ سمجھی ہوگی۔ حکومت بنگال نے اب ۱۱۰۰ نظربندوں پر سے تمام پابندیاں دور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جو اس وقت دیہات اور اپنے اپنے گھروں میں نظربند ہیں۔

امریکہ اور برطانیہ کے مابین ایک تجارتی معاملہ کی گفت و شنید شروع ہوگئی ہے حکومت ہند سے گفتگو کے بعد برطانیہ نے ہندی فوج کو جدید اسلحہ سے مکمل کرنے کے لئے ۳۰ لاکھ پونڈ کی منظوری دی ہے۔

مجلس عوام میں لیبر ممبر مسٹر ڈیوڈ ایڈمس نے یہ سوال کیا تھا کہ آیا فیڈریشن کے نفاذ سے قبل صوبجاتی حکومتوں نیز والیان ریاست سے مشورہ کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں لارڈ اسٹانلے نائب وزیر ہند نے جو کچھ کہا وہ خصوصی توجہ کے قابل ہے۔ لارڈ اسٹانلے نے اپنے جواب میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا کہ قانون حکومت ہند کے ماتحت فیڈریشن بس اسی وقت معرض وجود میں آجائے گی جبکہ ریاستوں کی کم سے کم مقررہ تعداد اس میں شریک ہو جائے گی۔"

اس کے یہ معنے ہوئے کہ فیڈریشن کے قیام میں نہ تو برطانوی ہندستان کے جمہور کی رضامندی یا نارضامندی کو کوئی دخل ہوگا نہ ریاستی رعایا کی رضامندی یا نارضامندی کا لحاظ کیا جائے گا بلکہ اگر چند والیان ریاست اور حکومت برطانیہ کوئی ایسا سودا ہوگیا جس کے بعد ان والیان ریاست نے فیڈریشن میں شریک ہونے پر رضامندی کا اعلان کر دیا تو برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوان ملک معظم سے درخواست کریں گے کہ فیڈریشن کے قیام کا اعلان فرما دیا جائے اور اس اعلان کے ہوتے ہی فیڈریشن از روئے قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء قائم ہو جائے گی۔ پھر اپنے سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے لارڈ اسٹانلے نے کہا "جب تک قانون کی ترمیم مقصود نہ ہو اس وقت تک صوبوں کے ساتھ مجوزہ مشورہ سے کوئی مقصد پیدا ہوتا نظر نہیں آتا۔"

ہم صاف طور سے برطانیہ کو یہی اتنی بات بتا دینی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر اس انداز میں اس نے کوئی فیڈریشن قائم کی تو وہ محض کاغذی ہوگی اور زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے گی۔

فرانس تیس نومبر کو برطانیہ اور فرانس کے وزیروں کے درمیان جو گفتگوئیں ہوئیں ان کے اختتام پر وزیر اعظم فرانس ایم شوتاں نے کہا کہ ہم صرف اس وقت نکل کر باہر آئے جبکہ اتفاق رائے ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دن کی کانفرنس بالکل کامیاب رہی ہے۔ ابھی یہ گفتگوئیں ختم نہیں ہوئی ہیں ملاقات کا سلسلہ جاری ہے۔

پہلے دن کی گفتگوؤں کے متعلق جو کچھ اب تک شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے کہ لارڈ ہالی فاکس کا سفر جرمنی پرائیویٹ اور غیر سرکاری تھا اس سے فوری طور پر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے غلط فہمیوں کے ازالہ کے سلسلے میں بڑی مدد ملی ہے۔

پھر لکھا ہے کہ گفتگوؤں کے دوران میں بہ حیثیت مجموعی کل یورپ کے مسائل زیر بحث آئے۔ نوآبادیاتی مسئلہ سے متعلق ابتدائی تفتیش ہوئی اس سلسلہ میں یہ چیز محسوس کی گئی کہ اس مسئلہ پر علیحدگی میں غور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس مضمون کے لئے وسیع مطالعہ درکار ہے۔ ہسپانیہ کے متعلق یہ طے پایا کہ اس کو جاری رکھا جائے پھر فرانس اور برطانیہ کے وزیروں نے بعید مشرق کے حال پر امتحانی نظر ڈالی جائے۔ اس کی اہمیت پورے طور پر محسوس کی گئی پھر یہ طے پایا کہ بعید مشرق سے متعلق بین الاقوامی معاہدات کی بنا پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے نیز اپنے حقوق و فوائد کی حفاظت کی خاطر ان کے ساتھ تعاون کیا جائے جن کا حال بعید مشرق کے مسئلہ کے سلسلہ میں برطانیہ اور فرانس جیسا ہے

پھر دونوں وزیروں نے اس خواہش کا ایک بار پھر اظہار کیا کہ آزادانہ اور پرامن گفتگوؤں کے ذریعہ بین الاقوامی تجارت کو ترقی دینے کے مشترک کام میں تمام ممالک کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔

فرانس کے میزانیہ میں آمدنی کا تخمینہ چون ارب پچیس کروڑ دس لاکھ ہے اور اخراجات کا تخمینہ باون ارب انتیس کروڑ دس لاکھ فرانک بتایا گیا ہے اور خسارہ کی رقم ایک ارب ستر کروڑ پونڈ ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس نے اپنے سفیر مقیم ٹوکیو کو ہدایت کی ہے کہ وہ حکومت جاپان کو اس کی اطلاع دیدے کہ چین کے نظام کروڑگیری کے متعلق حکومت فرانس کا وہی مطالبہ ہے جو حکومت برطانیہ نے کیا ہے یعنی یہ کہ چین کے نظام کروڑگیری سے متعلق جو بھی انتظام کیا جائے اس کے متعلق ہم سے بھی مشورہ کیا جائے۔

جرمنی ہاؤس ایجنسی کے نامہ نگار کو تین روز کے اندر جرمنی سے خارج ہو جانے کا حکم دیدیا ہے کیونکہ یہ چند روز سے اس قسم کی اطلاعات بھیج رہا تھا جس سے فرانس اور جرمنی کے تعلقات ناخوشگوار ہو جائیں۔ جرمنی کے شاہی خاندان کے چھ افراد ایک طیارہ کے ٹکرا جانے سے ہلاک ہو گئے مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ کی اچانک موت پر جو حال ہی میں واقع ہوئی جرمنی میں بھی اظہار افسوس کیا گیا۔ آگسبرگ کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے ہر ہٹلر نے اعلان کیا کہ ہم اپنی نوآبادیات کی واپسی کا مطالبہ برابر جاری رکھیں گے اور اس میں اس وقت تک برابر سختی پیدا کرتے چلے جائیں گے جب تک دنیا اس سے انکار کرنے کے قابل نہ رہے۔ چہار سالہ اسکیم کے متعلق فرمایا کہ اس کا یہ مقصد نہیں کہ جرمنی اقتصادی آزادی حاصل کر رہا ہے کیونکہ ابھی اسے اپنی نوآبادیات کی واپسی کی امید نہیں خود کو طاقتور بنانا جرمنی کا سب سے اہم و ضروری فریضہ ہے اور نہ اسی وقت اپنی نوآبادیات کا کامیاب مطالبہ کرسکتا ہے۔ آج تو یہ حالت ہے کہ غیر ممالک نوآبادیات کا ذکر بھی نہیں سننا چاہتے۔

لیکن ایک سال کے اندر وہ اس کا ذکر سننے کے عادی ہو جائینگے اور تین سال کے اندر انھیں محسوس ہو جائے گا کہ اس سلسلہ میں انھیں کچھ کرنا چاہیئے اور چھ سال میں وہ عملی اقدامات کرنے کے قابل ہو جائیں گے اصل حقیقت یہ ہے کہ اب جرمنی کے پاس ایک طاقتور فوج ہے اور وہ پستی کی ذلت سے نکل چکی ہے۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مقیم برلن تار دیتا ہے کہ جرمنی میں فوجی طاقت کو بڑھانے کے لئے سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ تازہ ترین اعلان شایع کیا گیا ہے کہ ۱۹۰۳ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان جو افراد پیدا ہوئے ہوں انہیں طبی معائنے کے لئے اپنے آپ کو ریزرو فوج میں حصہ لینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمنی فوجی حکام کی تجویز ہے کہ موجودہ ۳۹ ڈویژنوں کے ساتھ ایک ایک ریزرو ڈویژن کا بھی اضافہ کر دیا جائے تاکہ اس طرح وقت پر فوراً ہی ۲۵ لاکھ فوج جمع ہو سکے۔ یہ تعداد مسلح ٹینکوں اور مشینوں کے علاوہ ہوگی۔

اٹلی حبشہ پر اٹلی کا تسلط اب تمام یورپی استعمار پرستوں کے لئے سراسیمگی کا باعث بنا ہوا ہے۔ اٹلی کے متعلق مستند ذریعہ سے جو تازہ معلومات حاصل ہوئے ہیں ان کی سرسری کیفیت یہ ہے۔ اٹلی میں ایک وزارت نشر و اشاعت قائم ہو چکی ہے جس کے مرتب کردہ رسائل، افریقہ کی اکتالیس زبانوں میں ترجمہ ہو کر شایع ہوں گے۔ حبشہ کے مشہور شہر ہرار میں ایک عظیم الشان اور نہایت پر شکوہ اسلامی یونیورسٹی قائم کی جائے گی جس کے ساتھ ایک ریڈیو اسٹیشن بھی ہوگا۔ تونس کی افریقی مقبوضات کے جو طلبا طرابلس اور اٹلی میں تعلیم پا رہے ہیں انھیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ اگر وہ فرانس سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہو جائینگے تو مسولینی ان کی پوری امداد کریگا۔

سوڈان اور افریقہ کے دوسرے برطانوی مقبوضات کے لوگوں سے بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ اطالیہ ان کے جہاد حریت میں ان کی پوری امداد کرے گا۔ حبشہ میں اس وقت پچاس سینما کھلے ہوئے ہیں جن سے غیر محسوس طریقہ پر اطالوی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ تیس لاکھ افریقہ والوں کو فوجی تربیت دینے کی تجویز ہے جن میں سے تین لاکھ تو مستقلاً برسرکار رہیں گے اور باقی ستائیس لاکھ پر اطالوی نگرانی رہے گی اور ہفتہ میں ایک روز کے لئے انہیں پریڈ میں ضرور آنا پڑے گا۔ معدنیات سے استفادہ کے لئے ایک کمپنی دس کروڑ لیرا کے سرمایہ سے قائم کی جائے گی جس میں اکیاون فی صدی سرمایہ اطالوی ہوگا اور انچاس فی صدی جرمنی ہوگا۔ صوبہ ہرار میں لوہے اور کوئلے کی کانیں برآمد ہو جانے سے فولادی کارخانے قائم کرنے کی تجویز پیش نظر ہے تین برس کے اندر اندر ان کارخانوں میں ریلیں بننے لگیں گی چار برس کے اندر توپیں پانچ برس کے اندر رائفلیں اور چھ برس کے اندر موٹر کاریں تیار ہونے لگیں گی ایک نیشنل بنک قائم کرنے کی بھی تجویز ہے اس وقت اطالیہ حبشہ میں ایک کروڑ پانچ لاکھ پونڈ ماہانہ خرچ کر رہی ہے جس وقت دیگر سلطنتوں نے اسے اطالیہ کا جزو تسلیم کر لیا [illegible] وقت باہر سے بھی بکثرت سرمایہ حاصل ہو سکیگا۔ اس طرح حبشہ اٹلی کے لئے بہت بڑی طاقت و دولت کا سرچشمہ بن جائے گا اور وہ یہاں سے تمام اسلامی حکومتوں کی ہمدردی بھی حاصل کر سکیگا اور برطانیہ اور فرانس کو بھی پریشان کر سکیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اب یورپ پریشان ہے۔

فوجی تیاریاں بھی برابر جاری ہیں۔ فرمان شاہی کے ذریعہ سے تمام رنگروٹوں کو خاص فوجی تربیت کے لئے طلب کیا گیا۔ اس فرمان شاہی کے ذریعہ کتنے رنگروٹ فوجی بارکوں میں پہنچ جائیں گے یہ تو واضح نہیں ہوتا البتہ اندازہ ہے کہ ۲،۷۰،۰۰۰ رنگروٹ ہوں گے فعلی افواج میں ۱۹۱۰ء کے بھرتی شدہ نوجوانوں کو بھی جن کی خدمات ختم ہو رہی تھیں روک لیا گیا ہے یہ لوگ تا اطلاع ثانی باضابطہ ملازمت میں رہیں گے۔ خیال ہے کہ یہ فرمان شاہی اس واسطے جاری کیا گیا ہے کہ شمالی افریقہ میں اطالوی افواج بھیجنے کے بعد جو کمی واقع ہوئی ہے اسے پورا کیا جائے اگر یہ صحیح ہے تو اس طرح ۱۴-۱۵ ہزار کے درمیان جدید افراد کو فوجی خدمات کے لئے مہیا کیا جائے گا۔

چین و جاپان جاپان چین کے اندر متوازی حکومت قائم کرانے کی کوشش میں منہمک ہے۔ چنانچہ صوبہ سوئیان میں مرکزی حکومت چین سے علیحدہ ایک خود مختار حکومت قائم ہو گئی ہے ایک جاپانی اطلاع مظہر ہے کہ اس خود مختار حکومت کے قیام کی تقریب میں صوبہ کے مختلف شہروں کے پانچ ہزار ڈیلی گیٹ شریک تھے۔

اس اثنا میں جاپان کے وزیر اعظم نے اخباری نمائندوں سے کہا ہے کہ امکان یہ ہے کہ چین کے مختلف علاقوں میں مقامی حکومتیں قائم ہوں گی چین کے ساتھ جاپان تعاون کر سکتا ہے پھر کہا ہے کہ اگر کوئی مقامی حکومت نصف چین پر اپنا اثر وسیع کرنے میں کامیاب ہو جائے گی تو اس کو چین کی مرکزی حکومت سمجھا جائیگا جس طرح ہسپانیہ میں جنرل فرانکو کی حکومت سمجھی گئی ہے اس کے ساتھ وزیر اعظم نے اس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شمالی چین کے اندر جنوبیا کے ایک جدید حکومت کی تشکیل کا امکان ہے۔

شنگھائی کے جاپانی حکام نے برطانوی جہازوں کو متنبہ کیا ہے کہ چنکیانگ کی بندرگاہ کو جس کے متعلق دول عالم کے درمیان معاہدہ ہے اس کو خطرہ کا علاقہ سمجھا جائے۔ اس تنبیہ کو شہر چنکیانگ پر جاپان کی شدید بمباری کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ چنکیانگ نانکن کے مضبوط دفاع کا مرکز ہے۔ چنانچہ ۲ نومبر کو جاپانی حکام نے بندرگاہ چنکیانگ کو نشانہ بنایا اور ایک سو چالیس بم برسائے بہت سے چینیوں کی ہلاکت بتلائی جاتی ہے۔ سوچین میں جو دو ہو کے جنوب مشرق میں بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے جاپانیوں نے بمباری کر کے چینیوں کی ایک سپاہ بردار ٹرین کو تباہ کر دیا اور اس سلسلہ میں ایک سو آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

چینی جرنیل نے جو نانکن کی گیریزن کے کمانڈر ہیں انہوں نے ایک بیان شایع کیا ہے جس میں غیر ملکیوں کو مشورہ دیا ہے کہ جو نانکن سے روانہ ہو سکتے ہیں وہ ہو جائیں کیونکہ ممکن ہے ہماری فوجوں کو پسپا ہونا پڑے اس وقت ان کا داخلی امن قائم نہ ہوگا اور ممکن ہے وہ گڑبڑ کریں۔

۳۰ نومبر کو جاپانیوں نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ شانگچو پر ان کا قبضہ ہو گیا اور کیانگین کے قلعوں کا حشر بپا ہونے والا ہے جہاں دریائے ینگسی کے پار چینیوں نے بند باندھ رکھا تھا تاکہ جاپان کے جنگی جہاز دریائے ینگسی میں

مولوی دہلی

اوپر نہ جاسکیں۔ چونکہ جاپانی بڑی تیزی کے ساتھ نانکن کی طرف بڑھ رہے
ہیں اس لئے نانکن کے ۶۶ برطانوی باشندوں کی اکثریت اپنی قوم کے جہازوں
پر چلی گئی ہے۔ امریکن جہاز پینے ہانک سے نانکن کو جا رہا ہے تاکہ وہاں سے
امریکنوں کو نکالے لیکن امریکن اخبار نویس اور مسیحی مبلغین نانکن چھوڑنے سے
انکاری ہیں۔ ہر ایک جاپانی کمیونک سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپانیوں نے کیانگین
کے قلعوں پر قبضہ کرلیا ہے اور اب وہ بخط مستقیم نانکن کی طرف اقدام کر رہے
ہیں چین کے خط دفاع پر خشکی تری اور فضا سے بے جگرانہ آتش باری ہو رہی ہے
اب دریائے ینگسی کے ڈیلٹا میں جاپانی تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار مربع میل پر
قابض ہوگئے ہیں۔

حکومت امریکہ کی طرف سے جدید اور پر زور احتجاج حکومت جاپان کے
سامنے اٹھایا جا رہا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ جاپان کے فوجی حکام شنگھائی
کے اور چین کے نظام کروڑگیری میں کوئی خلل اندازی نہ کریں۔ امریکہ کے وزیر
خارجہ نے بتایا ہے کہ ہم جو خیالات اس سے قبل ظاہر کر چکے تھے انہیں کو ہمارا سفیر
بصورت تحریر رسمی طور پر جاپان کے دفتر خارجہ کے سامنے پیش کرے گا اور
کیا جاتا ہے کہ امریکن سفیر نے ہفتے کے دن جو کچھ زبانی کہا تھا وہی اب بصورت
تحریر کیا جائے گا۔

جاپان نے فرانکو کی حکومت کو ہسپانیہ کی جائز حکومت تسلیم کرلیا۔ حکام چین
دارالحکومت نانکن سے ان تمام چیزوں کو ملک کے کسی نامعلوم گوشہ کو منتقل
کر رہے ہیں جو فن کے بہترین نمونے ہیں اور جن کی قیمت کا کوئی اندازہ ہی
نہیں ہوسکتا۔ جو گذشتہ سال لندن کی نمائش میں رکھی گئی تھیں۔

ہسپانیہ بارسلونا کی ۸ نومبر کی سرکاری اطلاع کے مطابق سرکاری طیاروں
نے البید وار پر حملہ کیا جس کو باغیوں کا اہم مستقر بنایا جاتا ہے
اور جہاں بہت سی عرب افواج مجتمع تھیں۔ سرکاری طیاروں کا دعویٰ ہے کہ
ہم نے بارکوں اور دوسرے فوجی مرکزوں پر بمباری کی اور شدید نقصانات پہنچائے
جنرل فرانکو کے بحری اسٹاف مقیم سلامنکا نے گذشتہ شب ایک نشر شدہ
اعلان میں کہا ہے کہ جو علاقے حکومت کے قبضہ میں ہیں ان کے بندرگاہوں
اور جزیرہ مینارکا کے ساتھ کوئی تجارت نہ کی جائے پھر کہا ہے کہ ولنشیا اور
بارسلونا کے سمندر میں جو غیر جانبدار علاقے قائم ہیں ان کو منسوخ کر دیا جائے
اور آئندہ جو جہاز وہاں لنگر انداز ہوں گے ان پر حملہ کیا جائے گا۔

روس روس کے وزیر خارجہ ایم لٹوینوف نے ایک انتخابی جلسہ میں
جہاں وہ سپریم کونسل کی رکنیت کے امیدوار کی حیثیت سے
تقریر کر رہے تھے کہا کہ اگرچہ سوویٹ روس مجلس اقوام کے مطمح نظر اور نظام تحفظ
اجتماعی کے ساتھ وفادار ہے لیکن وہ خود اپنی طاقت پر بھروسہ کرتا ہے
اور ہر دشمن کو شکست دینے کے لئے تیار ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ دستوری
ملکوں کی جنگی قومیں کمیونسٹ انٹرنیشنل پر بمباری کے لئے تیار ہو گئی ہیں لیکن
تیاری جنگ کے اخراجات سے دست دراز ممالک اقتصادی اعتبار سے اس
قدر بیدم ہوگئے ہیں کہ نہ ایک طویل جنگ کا تحمل نہیں کرسکتے اور اس لئے
وہ ایسا راستہ ڈھونڈتے ہیں جہاں ان کا کم سے کم مقابلہ کیا جائے پھر کہا
کہ یہ بھی جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے کہ ہمارا راستہ ہماری سرحدوں تک نہیں
پہنچ سکتا۔ سوویٹ روس کی دفاعی استعداد بین الاقوامی معاہدوں پر موقوف نہیں
بلکہ سرخ فوج کی قوت کی روز افزوں اور مسلسل ترقی پر موقوف ہے۔

ہندوستان

کانگریس ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیا کی زیر صدارت ٹراونکور کانگریس نے ایک
مینی فسٹو منظور کیا ہے جس میں ٹراونکور میں کانگریس کے پروگرام
کو پیش کیا گیا ہے اس میں ایک ایسی ذمہ دار حکومت کے قیام کے لئے سرگرمیاں
جاری رکھنے کا فیصلہ درج ہے جو منتخب شدہ اسمبلی پر موقوف ہو ایک دوسری
تجویز میں میسور، پٹیالہ، رام پور اور سونمد کی ریاستوں میں کانگریسی کارکنان
کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا ہے اور ان ریاستوں کی حکومت کی پالیسی کی
مذمت کی گئی ہے کانفرنس نے اس رائے کا بھی اظہار کیا ہے کہ کلکتہ اور لکھنؤ کی
تجاویز کی روشنی میں جن کی رو سے باشندگان ریاست ہائے ہند کو حصول حقوق
سیاسی کے لئے جائز جدوجہد میں ہر ممکن امداد کا وعدہ کیا گیا ہے کہ کانگریس
کو ہر ممکن امداد دینی چاہیئے۔

اچاریہ جے کرپلانی جنرل سکرٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ
کانگریس کے آئندہ اجلاس کی تاریخوں میں تبدیلی کر دی گئی ہے کیونکہ انہی ایام میں
عیدالضحیٰ آتی ہے اس لئے ڈیلیگیٹوں اور پریسیڈنٹ کے انتخاب کی تاریخیں
بھی بدل دی گئی ہیں کانگریس کا کھلا اجلاس ۱۹۔ ۲۰ اور ۲۱ فروری کو ہوگا آل انڈیا
کانگریس سبجکٹس کمیٹی کے اجلاس ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ فروری کو ہونگے

مسلمانان بنگال کو کانگریس میں شامل کرنے کے لئے ایک اور قدم اٹھانے کی
تجویز پر غور کیا جا رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک ہندو مسلم اجلاس نواب شکور
کے مکان پر منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ نواب مرشد آباد کی صدارت میں ایک
کمیٹی کی تشکیل کی جائے جو مسلمانوں کو کانگریس میں شامل کرنے میں کوشاں رہے
اور ان پر کانگریس کے اغراض و مقاصد واضح کرے۔

کانگریسی حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
شولاپور کو اس کی اجازت دیدی کہ وہ زیر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند جدید
حکم نافذ کر کے شولاپور میں جلسے وجلوس نکالنے کی ممانعت کر دے کیونکہ
مشہور ہے کہ یہ کارروائی اس لئے کی جا رہی ہے کہ شولاپور میں سرخ جھنڈے
والی یونین کی طرف سے جرائم پیشہ قبائل اور ان کی رہائش کے لئے رقبہ
متعینہ سے وہ پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا ہے جو قانون انسداد جرائم
پیشہ کی رو سے ان پر عائد ہیں اور یہ مطالبہ کیا گیا ہے جو قانون انسداد جرائم
پیشہ کی رو سے ان پر عائد ہیں اور یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ اس قانون کو منسوخ
کر دیا جائے۔ اگرچہ حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے کہ وہ جرائم پیشہ
افراد کے سلسلہ میں تمام حالات کی تحقیقات کرے مگر لال جھنڈے والی یونین
کی طرف سے مظاہروں کا سلسلہ ابھی منقطع نہ ہوا لہذا حکومت قیام امن کے لئے
تمام ضروری تدابیر عمل میں لانے کے لئے مجبور ہے۔

لاہور ہائیکورٹ میں مسجد شہید گنج کے متعلق کا مقدمہ پیش ہو رہا ہے جس میں ڈاکٹر محمد عالم
اور ملک برکت علی نے بڑی قابلیت سے بحث کی یہاں تک کہ چیف جسٹس نے ملک
برکت علی کی تحسین کی۔

بہشتی زیور مجلد

یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ الف بے ت اور کچھ عقائد حصہ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ۴ طلاق نکاح مہر ولی سنت وغیرہ حصہ۵ معاملات حقوق معاشرت ندہبین حصہ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی حصہ۸ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ۹ ضروری اور مفید علاج حصہ۱۰ دیاوی ہدایتیں حصہ۱۱ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب یکجا مجلد ہیں ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت اصلی ۴ روپے رعایتی مجلد چرمی دو روپے محصول چھ دہ آنے

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب جو امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع وشری لباس دیوانی و فوجداری قوانین زراعت تجارت اور حکومت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی نہ کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو۔ قیمت بارہ آنے

ضروریات دینی

اسلامی معلومات کا دریا کوزہ میں دیکھنا ہو تو یہ کتاب منگائیے اس میں تمام احکام اسلام اور ارکان کو بالاختصار جمع کیا گیا ہے جو لوگ فقہ و عقائد کی بڑی بڑی کتابیں نہ پڑھ سکیں ان کو یہ کتاب ضرور پڑھ لینی چاہئے تاکہ اسلامی معلومات ان کے کچھ تو ذہن نشین ہو جائے اس میں عقائد عبادات معاملات سب کا بیان ہے مصروف کاروباریوں کے مطالعہ کے قابل ہے زبان اتنی آسان ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں سمجھی جاسکتی ہے۔
قیمت صرف آٹھ آنے محصول چھ آنے

اسلامی معاشرت

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے عبادت ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ سب ارکان اسلام ہیں جن کی ادائیگی دینی بہت ضروری ہے لیکن دنیا کا رہنا سہنا یا معاشرت اسلامی الگ چیز ہو تو یہ طاعت بھلائے ہوئے رہ جاتی ہے عام طور سے لوگ روزہ و نماز کو ہی اسلام اور ایمان سمجھ رہتے ہیں معاملات و معاشرت پر توجہ نہیں کی جاتی اور یہی وجہ ہے کہ غیر اقوام اسلام سے متاثر نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے پیش نظر اسلام نہیں بلکہ مسلمان ہوتے ہیں۔ قیمت رعایتی دس آنے ۱۰

تفسیر سورہ فاتحہ

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں کہ پورے دو سو صفحات میں آئے ہیں اور اولیاء اللہ کی وہ مزید حکایات اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور حنفی عقائد کی تفسیر و اعمال ہیں۔ مجلد دو سو صفحات قیمت ایک روپیہ نہیں اب بارہ آنے ہے اور محصول ۶ / ہے۔

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ بہت سی باتوں کو معقول طریقہ پر طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایک ایسے عجیب و غریب طریقہ پر مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتے ہیں صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا یہ بہت سی تفسیرات کا عطر ہے قیمت آٹھ آنے محصول چھ آنے

تفسیر آیۃ الکرسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کا عامل دنیا کو مسخر کر سکتا ہے اسم اعظم آیت الکرسی میں ہے اس کتاب میں اسی کی تفسیر ہے اور تفسیر کے ساتھ ساتھ آیت الکرسی کے خواص مجرب اعمال بھی ہیں اگر آیۃ الکرسی کے اعمال پر عبور ہو جائے تو ہر ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے اور یہ بھی نہ صرف اپنی بلکہ سب کی حاجتیں اس کی بڑی مجرب اور مفصل کتاب ہے اس کا نام صحیفہ قدسی ہے
قیمت آٹھ آنے محصول چھ آنے

تفسیر بست سورہ

نماز پڑھتے ہیں خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ خبر نہیں کہ ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا مقررہ حرکتیں ہیں منہ پر ہاتھ پھیرے اور مصلیٰ تہ کر دیا نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ ان کی تفسیر ہے یہ تفسیر پڑھ کر نماز کا بھی لطف آجائیگا کیونکہ جب سورتوں کے معانی اور معارف ذہن نشین ہوں گے تو پھر نماز کا ہر رکن بامعنی ہو جائے گا یہ پہلے عمہ کی آخری بیس سورتوں کی تفسیر ہے ۲۴۴ صفحے قیمت چھ آنے محصول ۶ /

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے شرح تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت سے اس میں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانح عمری آدم کی تخلیق شیطان کی دشمنی فتنے شیطان کی مکاریاں تخلیق آدم سے تا ایندم ۲۶ ایسے جا بجا حسب موقع حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیف ہوگیا ہے قیمت دس آنے مجلد

تفسیر سورہ اخلاص

مولانا احمد سعید صاحب مصنف دوزخ کا کھٹکا وغیرہ کی لکھی ہوئی ہے اور سورہ اخلاص کے متعلق بڑے بڑے حقائق و معارف اس کتاب میں ہیں اس کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ سورہ اخلاص میں کیا خصوصیات ہیں۔ یہ ہی گویا دلچسپ ایک کتاب ہے اور مقدس بزرگوں کے حکایات نے اس کو بہت ہی دلچسپ بنا دیا ہے اس کے ساتھ سورہ اخلاص کے مجرب اعمال بھی اس کتاب میں مخصوص ہیں گذشتہ ماہ میں سب سے زیادہ یہ کتاب فروخت ہوئی ہے
قیمت آٹھ آنے محصول سات آنے

معجز نما شاندار مجموعہ

جدید ایڈیشن مع سعت اخراب یہ نیا ایڈیشن حال ہی میں طبع ہوا ہے پہلا مجموعہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا اور یہ ۲۴۴ صفحہ کا ہے اس میں منت روزہ مناجات مقبول حزب جنت کے علاوہ اور بھی بہت سی مجرب دعائیں ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کا ہے اور خواص فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع بڑی سے نصف بیت علی کاغذ و چھپائی حسب ذیل سورتیں ہیں یاسین، فتح رحمان واقعہ ملک مزمل منصف خلق ناس ہفت ہیکل پنجسورہ قفل دعائے گنج العرش قیمت مجلد دس آنے۱۰

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی و دنیوی کے حصول کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں علماء و مشائخ نے اپنے وظائف میں خواہی کرکے جواہر القرآن نکالا اور حل مشکلات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن شروع کرے جمعہ کے دن مکمل قرآن پڑھے ہفتہ کے لئے استغفار اور تسبیحات پیر کو آیات توکل منگل کے لئے تہلیلات بدھ کے لئے تحمیدات جمعرات کے لئے دعوات ان کا ہر ہفتہ قرآن ختم ہوتا ہے قیمت مجلد چھ آنے ۶/

احکام القرآن

بڑی ہی مفید کتاب ابھی حال میں شایع ہوئی اور اردو زبان میں اپنی نوع کی پہلی کتاب ہے اس میں ۱۴۰ احکام قرآنی مختلف عنوانوں کے تحت لکھے گئے ہیں گویا قرآن شریف میں جس قدر احکام خدا نے اپنے بندوں کو دیئے ہیں وہ سب اس کتاب میں آگئے ہیں ہر حکم کے ساتھ حوالہ آیات و رکوع موجود ہے یہ ایسی کتاب ہے جس کو پڑھ لینے والے پر قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے کی ترغیب ہو جاتی ہے ضخامت ۲۲۴ صفحات کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول چھ آنے

تاریخ القرآن

یہ قرآنی معلومات کا ایک نایاب ذخیرہ ہے اور اس سلسلہ کی سب سے بہتر کتاب ہے جو چھپ رہی ہیں ابھی حال ہی میں شایع ہوئی ہے اس کتاب کے مولف ہیں مولانا نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام جو بہت اعلیٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہے یہ دعوے ہے کہ قرآنی معلومات کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر آج تک کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کا پڑھنا بھی ناگزیر ہے پوری کتاب پڑھنے ہی سے اس کتاب کا اندازہ ہو سکتا ہے قیمت دس آنے ۱۰/

قرآن بہشت و حدیث کی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے نا واقف ہیں اگر آپ واقف ہو جائیں تو بفضل خدا آپ کی ہر دعا مقبول ہو اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مفلس ہوں گے تو زردار ہوں گے بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے اگر پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضکہ آپ کے ہر مراد کی کنجی قرآن پاک کی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریقہ دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۶/

رسول پاک کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مجربات اور آزمودہ وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہ ہوا ہو گا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو حضور نے کرام کو تلقین فرمائی خدا کا اپنے رسولوں کی تعلیم ہوئی دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں کم ہیں یہ بڑی مقبول کتاب ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۶/

مناجات مقبول

۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہی ترجمہ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کا مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور کیا مفاد کی ترتیب دعا میں نکالتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی ادعیہ مجرب دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرفعلی نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل پھر دعا بعد ستعاذہ نماز نظم ترجمہ درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرفعلی صاحب بڑے موثر نماز میں بیان کی ہیں جو کہ مسلمانوں کے زیر عمل ہیں اور جو سر در دیکھو عالمی حال ہوا ہو وہ اور یہیں نہیں قیمت چھ آنے ۶/

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب ہر طرف سے مایوس ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی شکست دہ مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں منقود ہو جائیں یہ اسلامی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے انسانی نگاہ کا آخری زینہ ہے یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں۔ فقرا کی کرامات اور درود وظائف میں مضمر ہیں ان میں بہ خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کہ جنہوں نے ایک عالم کو گرویدہ بنا لیا جمع کئے۔ قیمت دس آنے محصول سات آنے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہو جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی ہو دلکا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کی ہو جس کا ہو دوست کا ہو آشنا ہو چاہے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر دیکھیں اس میں لکھا ہے اس کے عامل ہی جا ہیں جا کا تسخیر کرنا دم کا تسخیر کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب عامل کیلئے ایک معمولی بات ہے۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ۶/

دو ائیں دعائیں

یہ دو کتابیں ہیں اور دونوں دو صاحب باطن فقرا و صلحائے مجرب المجرب ادعیات و ادویہ کا خلاصہ اور ذخیرہ ہے بالکل اتفاق سے یہ ایک مولوی کی ملی خدمت کا اثر کہ دونوں حضرات اپنا یہ بیش بہا گنجینہ مجھے دینے پر رضامند ہوگئے اور میں تو ہر بہتر سے بہتر چیز مولوی کے ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں چنانچہ یہ دونوں کتابیں بھی حرز جان تصور فرمائیے یہ غیبی امداد سمجھ کر لیجئے خدا چاہا تو اس کا کوئی وظیفہ اور کوئی نسخہ ناکارہ ثابت نہ ہوگا۔ دونوں کی قیمت آٹھ آنے محصول ۶/

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین نو ترمیم مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز روزہ کی ذرا ذرا کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں درج نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنے ہو تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال اس کا ہزاروں چھپتی ہے نماز کے لئے اس سے بہتر کتاب شاید ہی کوئی دوسری ہو۔ قیمت صرف دس آنے مجلد ہے

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں نہایت مفید ہیں محبت اور مذہبی یگانگت کو نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوا کہ سال بھر میں ایک ایڈیشن نکل جاتا ہے (۱) نماز کی حقیقت اور فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) نماز کی کتاب اس میں نمازوں کے پڑھنے کی ترتیب (۳) ترغیب نماز اس میں نماز پڑھنے نہ پڑھنے کی جزا و سزا کے ذکر میں ہے جس سے نماز کی پابندی ہوتی ہے (۴) نماز اور مسائل جمعہ اس میں جمعہ کی نماز کی پوری معلومات اور سارے مسائل ہیں (۵) نماز کے عملی فوائد مضمون نام سے ظاہر ہے۔ پانچوں کی قیمت ایک روپیہ محصول سات آنے۔

مقالات غوث پاک

سیدنا حضرت غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لیے جس قدر اہمیت اور جس قدر قابل تقلید ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات وارشادات کو ہر مسلمان تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو اس لئے حضور غوث پاک کے مواعظ منگوا کر ضرور پڑھیے یہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے معتقدین غوث الاعظم کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مجلی اور مصفا کرنا چاہتا ہے یہ مقالات پڑھے اور فوری انقلاب دیکھے قیمت آٹھ آنے ۸/

تجرید بخاری

کتب احادیث میں سب سے مستند کتاب بخاری ہے تجرید بخاری اسی کا خلاصہ ہے یہ پانچ سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے کاغذ گلیزڈ ولایتی ہے اس میں دو ہزار ایک سو احادیث ہیں یہ انتخاب بھی علماء از ہر کی منتخبہ جماعت کا ہے اس لئے ہر حدیث مستند اور پکی ہے اس کتاب کے شایع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کو پڑھ کر احادیث کی اہمیت سے واقف ہو جائیں اور ذوق حدیث پیدا ہونے کے بعد پوری احادیث کی کتابیں منگا لیں قیمت سوا روپیہ محصول دس آنے۔ کل ایک روپیہ چودہ آنے ۱۴/ء

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو سولہ صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اور حسب ذیل ۳۶ ابواب ہیں جن کے ماتحت سوا دو سو مضامین درج ہیں میاں بیوی کی زندگی سے متعلق ہیں عورت کی حیثیت عورت کی ملکیت نا بالغ عاقلہ اور عورت حیات ازدواجی کی تعریف مختلف ملک کی رسوم مناکحت شادی بیاہ کی مختلف انواع عقد واحد کی تاریخ کثیر الازدواجی ایک مرد کے لئے ایک عورت اسلام میں طلاق پردہ اور عورت طریقہ انتخاب نکاح و شادی عورت کی اہمیت زوجین کی نا اتفاقی۔ قیمت بارہ آنے محصول آٹھ آنے

میاں بیوی کے حقوق

مسلمان بیوی میاں کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر اچھے ہو سکتے ہیں آپ کو کتاب میاں بیوی کے حقوق میں یہ سب باتیں معلوم ہو جائیں گی اور ساتھ اس پر عمل کر کے ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائیگا ایک اچھی بیوی اور اچھے خاوند جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلے اسلامی جوڑا ایک ایسا جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین بنیں گی دنیا میں اسلام کی بولی بالا ہوگا اسمیں دونوں کے خالص شرعی فرائض بتلائے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

صابر بیبیاں

مولف آثار سعید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے اس میں حضرت مریم امہات المومنین کے علاوہ صدہا خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزارہا مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی عورت کو یہ کتاب لا کر سنائے تو اس سے گھر کی خامیاں دور ہو جائیں گی۔ قیمت مجلد بارہ آنے محصول ۶ر

امت کی مائیں

مولوی نذیر احمد صاحب کی بدنام کتاب امہات الامہ کے جواب میں علامہ راشد الخیری نے یہ کتاب لکھی ہے عورتوں اور مردوں دونوں میں بیحد مقبول ہو واقعات کے ساتھ ساتھ مولانا کا طرز نگارش ایسا دلچسپ ہے کہ پوری کتاب بغیر ختم کئے ہاتھ سے رکھنا مشکل ہے اسکے انداز میں نہ وہ ازدواج پر بحث ہے کہ عورتیں سن کر خوش ہو جاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی دیکھ کر ہر شخص اپنے گھر کو ویسا ہی بنانے پر راغب ہو جاتا ہے۔ قیمت صرف بارہ آنے محصول ۶ر

ہفت اولیا

دنیائے اسلام کے سات اکابر اولیاء کے حالات ہیں یہ کوئی پرانی وضع کی کتاب نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ مراد مرغینہ کی صد سالہ یادگار میں یہ کتاب تالیف کی ہے اس میں غیر مستند حکایات اور روایات نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی ان سات عظیم الشان ہستیوں کے حالات ہیں جنہوں نے روحانیت کے منازل طے کر کے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی اور لوائے اسلام کو بلند کیا اور دنیائے اسلام اور مسلمانوں کی روز افزوں تعداد انہی اکابرین اسلام کی کوششوں کا اثر ہے پڑھئے اور روحانی کیف اٹھائیے ۲۵۶ صفحات قیمت سوا روپیہ

مرنے سے پہلے

جب سے بڑا گناہ کرتا ہے دو گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کسی کو خبر نہیں ہوتی اس لئے فوراً یہ کتاب منگا کر پڑھ لیجئے اس سے آپکو توبہ کی ضرورت توبہ کا کامل ثبوت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر توبہ کیوں کی جائے توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب کتابیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی مرنا بہرحال ضرور ہوگا اس کتاب کو پڑھکر اور اس پر عمل کر کے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے
قیمت دس آنے، محصول پانچ آنے ۵ر

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر ایک انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح فلسفہ دوزخ و جنت تناسخ حقیقت موت علامات سکرات موت قبض جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین عاقبہ بُری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب قبر تجہیز و تکفین نماز وغیرہ دوسرے حصہ میں رویائے صادقہ اولیا قیمت بارہ آنے محصول ۶ر

مقالات غریب نواز

ابتدا میں ملک المشائخ سلطان الاولیاء خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح عمری ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لا نفٹ ہے اور خواجہ کاکی کے خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہئے کہ خواجہ غریب نواز کے مقالات ہیں اور اسمیں کہیں خط بخط خانہ خدا ہیں اور جلوات معاملات تعلقات پر ست عجیب و غریب تبصرہ ہے کہ پڑھکر روح وجد میں آجاتی ہے ۱۰۴ صفحات۔ قیمت چھ آنے محصول ۶ر

قاعدہ لیسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھنے کا نہ مقبول اور بہترین قاعدہ جو ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طبع ہوتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھکر کتابت کی خوبی ہے یعنی زبر زیر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر استاد سے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چند دن میں بغیر استاد کی مدد کے بچہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ایک جلد ۳ر ایک روپے کے آٹھ۔

قاعدہ ختم القواعد

یہ عربی کا اعجاز نما قاعدہ ہے جس میں ا ب ت پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور پھر بچہ خود پڑھنے لگتا ہے [illegible] کے بچوں کے پڑھانے اور سمجھانے کی اس میں کچھ ایسی ترکیب لیکر بتائی ہے کہ استاد کو تکان نہ ہو گا اب شاید ہی کوئی بچہ ایک قاعدہ پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا کرے یہ قاعدہ اب مقبول عام ہو گیا ہے اب تک ہزار چھپ گئے ایک روپے کے سو اور پانچ روپے کے سو جلدوں پر محصول ڈاک گیارہ آنے لگتا ہے۔

سلسلہ تعلیم الاسلام
جدید ستا اڈیشن مجلد ۸ر

جس کو مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے چار حصے ہیں حصہ اول عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت کا بیان حصہ دوم عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان حصہ سوم عقائد کا اونچا بیان اور نماز روزہ۔ حصہ چہارم زکوٰۃ حج اور حقوق العباد اخلاق ان مسائل کی تعداد ۹۴۰ لاکھ سے اوپر چھپ چکی ہے اور ہر اسلامی مدرسہ میں داخل نصاب ہے ہر چہار حصہ یکجا مجلد۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول سات آنے ۷ر

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب دو سو صفحات کی جس میں ہندوستانی وضع کی، دلی میں وضع کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی ہندوستانی وضع کی ترکاریاں بیسیوں وضع کے اچار مربے چٹنیاں نمک سلیمانی اور شربت وغیرہ جنکی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے علاوہ تقریباً بیس وضع کے انگریزی کھانے ہیں اس کے علاوہ بیماروں کے کھانے ہر مذہب و ملت کے لحاظ سے ایک دلی کی خاتون کی لکھی ہوئی۔ قیمت بارہ آنے محصول ۶ر

استاد تحریر

مدارس کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں بہترین کتاب ہے اور اس قدر جلد مقبول ہوگئی کہ اب اس کے کامیاب ہونے کے متعلق ذرا بھی شبہ نہیں رہا اس کتاب میں تحریر کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے مشاہیر اور مستند اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری باتوں کو قلمبند کیا ہے اور یقین ہو کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد انشاء پر حاوی آجائے گی قیمت چھ آنے ۶/

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس نے کوستیں بیلاریں لڑائیوں کے رخ پھیر دیئے ہنسنے سے مجمع کو شعلہ بار اور بکھرے ہوئے تندلشکر کو برف کر ڈالا جادو بیانی کوئی نبوت نہیں ہے جو نہ مل سکے آپکے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں اور ایک ایک حرف سامع کے دل میں گھر کر سکتا ہے کتاب جادو بیانی منگا کر اس کو پڑھیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کی انداز تقریر کیا تھا تھوڑے دن بے تکلف دوستوں میں مشق کیجئے اور پھر جادو بیان بن جائیے

قیمت چھ آنے

استاد عربی

اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور متعدد اساتذہ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے سب سے مقدس فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر دیکھیے اور تھوڑا تھوڑا پڑھئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائے گی اور اگر آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں خاصی عربی سے واقف ہو جائیں

قیمت بارہ آنے محصول پانچ آنے۔

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند ہفتہ میں فارسی سکھانے والی کتاب فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے مصنف نے سالہا سال کی محنت سے ترتیب دیا ہے فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو گرامر کے قاعدے اور معنے کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھکر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں اور چٹھیاں تیمارداری اور سپاسنامہ کی تحریریں وغیرہ کے نمونے فارسی میں درج ہیں۔

قیمت بارہ آنے محصول سات آنے

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح تجربہ کر کے درج کئے ہیں اس میں صابون سازی ہر قسم کے ریشے ہر قسم کے اچار مربے دوائیں کے نسخے ہاتھ کا صاف کرنا اور مصنوعی اشیاء عطر وغیرہ ہر قسم کے بیل بوٹوں کا کام پیتل پالش رنگ بنانا فوٹو گرافی کپڑے صاف کرنا سیاہیاں بنانا فوٹو گرافی گھڑی صاف کرنا شعبدات جادو کے کام آتشبازی بنانا اور صدہا طریقے کی صنعتیں اس میں درج ہیں جس کے پاس یہ کتاب ہو اور محنت کرے تو بیروزگار نہیں رہ سکتا قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصول

مکمل صابون سازی

صابون سازی کی سب سے بڑی اور مکمل کتاب جو تمام ضروری معلومات سے پر ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں صابون سازی کا درجہ تجارت میں صابون کا مصالحہ صابون کے تیل خوشبوئیں صابون سازی کا سامان اور اقسام دیگر صابون بنانے کے طریقے صابون کے تمام وہ اوزار جو اور صابون بنانے کی مشینیں صابون کے رنگ متفرق نسخہ جات سامان حاصل کرنے کے مقام بہ آسانی اور ارزانی بتلائے گئے ہیں اس سلسلہ میں اس سے بہتر کتاب آج تک نہیں چھپی اور مجلد ہے قیمت صرف ایک روپیہ محصول پانچ آنے۔

نیو انگلش ٹیچر

انگریزی سیکھنے کی بڑی سستی اور نایاب کتاب اسمیں حسب ذیل سبق ہیں (۱) رومن کیپٹل اور چھوٹے حروف (۲) انگریزی گنتی (۳) الفاظ اور معانی (۴) صرف ونحو کے آسان قاعدے (۵) گرامر اور فعل (۶) روزمرہ کے کام آنے والے نام (۷) حروف عطف کی مثالیں (۸) حروف عطف کی مثالیں (۹) واحد جمع کا طریقہ (۱۰) فقروں کی ترکیب (۱۱) ایسے الفاظ جن کی روزمرہ ضرورت پڑتی ہے (۱۲) زمانوں کی تقسیم (۱۳) پرندوں پیشوں اور دھاتوں کے نام۔

قیمت آٹھ آنے۔

پریکٹیکل انگلش ٹیچر

مصنفہ راقم الحروف جناب پروفیسر سید احمد رضوی ایم اے پی ایچ ڈی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں۔ باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں۔ باب ۲ صرف ونحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب ۳ زمانیں اور فعل کے متعلق مشق کرائی گئی ہے باب ۴ لغت بڑھانا باب ۵ فقرے بنانا اور لکھنے کے اصول باب ۶ روزمرہ کی بول چال باب ۷ انگریزی سے اردو بنانا باب ۸ خط وکتابت صرف اس ایک کتاب سے ایک ماہ میں باقاعدہ انگریزی لکھنے اور پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے یہ عملی کتاب ہے خیالی نہیں ہے ۸۰ صفحے قیمت صرف ۱۲/

بہار شباب

کتنی کتابیں ہیں جن کا اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی سچائی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس میں انسان جوانی و دوانی کو قابو میں رکھکر چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم رہے بہار شباب میں ایسا ہی انکشاف ہے جو انسانی کثیف زندگی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزارہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مرد ملاحظہ آئینہ کر دیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ محصول ایک روپیہ کل چھ

شاہی کوک شاستر

جو بلونشاہوں کے لئے مخصوص تھی اب عام ہے اس کتاب کے مصنف نے لذت شباب کے ہر حصہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتوں میں ہوتی ہیں شاید وہ اس کے مانگے ہی نہ ہوں ارباب منتش نے عورت کے رد عمل روئیں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور جس طرح مرد کی قوت نہایت ... منور کرنے کے لئے نسخے لکھے اور نوادر گر نسبت ہیں اس علاج کے سلسلہ میں حکایات دلی جو بیان ہوئی ہیں وہ صد ہا نوجوانوں لاکھوں مقویات تدابیر کی کیمیا زیادہ مقوی ہیں قیمت کامل ایک روپیہ آٹھ آنے محصول

طلوع شباب

جوانی جب بہار پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اس میں وہ وہ عجیب عجیب باتیں ہیں کہ آپ حیرت سے عش عش کرنے لگیں گے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو پھر یہ اجتماع لذات دونوں کو ایک دوسرے کا شیدا بنا دیگی اور یہ ایسی محبت ہوگی جو ٹوٹنے اور کم ہونے والی نہ ہوگی بہت سی تصویریں ہیں قیمت بارہ آنے محصول چھ آنے

دلہنوں کی کانفرنس

سہاگ کی ۱۲ راتوں پر دلچسپ تبصرہ جو نئی نویلی دلہنوں کی تصویریں اور حسن عالم آشوب کے تحرک مرقع جب اپنی اداکاری کر رہی ہیں تو ان میں کس قدر شوخیاں ہونگی پھر لطف یہ کہ یہ سب باتیں عیاشی نہیں بلکہ ہر حکایت کا ملکی اور تعلیم خیز ہے صنفی کتابیں بیں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ اس میں عورتوں کی زبان سے ان کے دلی مدعا کا اظہار ہے اور دلہنوں کی انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں مکمل ہے ۱۱۲ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصول ایک چھ آنے۔

انتخاب احادیث کی دو نادر کتابیں لاگت کی قیمت پر

ایک ماہ کے لئے اور رعایتی اعلان اور آپ کی حب نبوی کا امتحان۔ اس کی فروخت سے

صحاح ستہ کی پانچویں کتاب ابن ماجہ کا ترجمہ چھپے گا، جو پریس میں جا چکی ہے۔ اس لئے اگر آپ ذیل کی کتابیں لینا چاہیں تو اسی وقت منگالیں کیونکہ یہ خالص لاگت پر دی جا رہی ہیں۔ دونوں کتابیں مجلد ہیں۔ ترجمہ آسان اور عام فہم اردو میں ہے۔ دو یہ ہیں۔

انتخاب صحاح عشرہ یعنی حدیث شریف کی دس صحیح اور مستند ترین کتابوں کا انتخاب

انتخاب دو جلدوں میں جن میں پانچ ہزار نو سو بچانوے احادیث صحیحہ اور ایک ہزار راویوں کے حالات ہیں اور تقریباً بارہ سو صفحات کی ضخامت ہے اور دونوں جلدیں علیحدہ علیحدہ مجلد ہیں، اتنی بڑی ضخامت اور دونوں جلدوں کا ہدیہ صرف تین روپے اس کا نام

مشکوٰۃ شریف ہے

یہ بخاری (۲) مسلم (۳) ترمذی (۴) ابو داود (۵) ابن ماجہ (۶) نسائی (۷) مسند امام مالک (۸) مسند امام شافعی (۹) مسند امام حنبل (۱۰) ابن ماجہ۔ حدیث کی ان سب سے مستند اور صحیح حدیثوں کا انتخاب ہے جنہیں ہر فرقہ کے علمائے احناف متفق ہیں انہیں کوئی دو نیادی خا کے ہر شعبہ کی احادیث مجتمع ہیں جن کی تعداد ۵۹۹۵ ہے۔ صاحب مشکوٰۃ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کوئی حدیث ایسی نہیں لی جو موضوع تو در کنار ضعیف بھی ہو، ایسا پرکھا ہوا انتخاب ہے کہ کہیں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ صاحب مشکوٰۃ بڑے جید محدث ہیں ان کا انتخاب آج کل کے علما کا انتخاب نہیں ہے۔ یہ سلف صالحین میں سے تھے۔ انکی سوجھ بوجھ اور ان کا انتخاب آج کل کہاں اسی وجہ سے منتخب احادیث کی کتابوں میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے ترجمے بہت سے کتب خانوں نے شائع کئے۔ لیکن مولوی کا ترجمہ سب سے زیادہ مقبول ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ یہ کار تو صرف ہمارا ہی ہے اس کا پہلا اڈیشن ایک ہزار چھپا تھا۔ او چھ ماہ میں ختم ہو گیا۔ اب دوسرا اڈیشن بھی نصف سے زائد ہدیہ ہو گیا۔

ہماری کتاب کا امتیاز

یہ ہے جو کسی بھی اردو ترجمہ میں نہیں ہے انہیں ایک ہزار راویوں کے حالات ہیں جن سے احادیث مشکوٰۃ روایت ہوئیں یہی امتیاز ہے جس سے یہ ترجمہ مستند بھی ہے اور مقبول عام بھی

ہدیہ رعایتی تا ۱۲۔ ذی قعدہ سنہ ۵٦ھ۔ بجائے تین روپے کے سوا دو روپے محصول ڈاک ۱۴؍ کل تین روپے دو آنے

انتخاب صحیح بخاری

جو مصر کے ایک بڑے عالم نے حدیث کی سب سے بڑی اور صحیح کتاب بخاری شریف کا خلاصہ عربی زبان میں کیا جس کا نام تجرید بخاری ہے اور آپ کے رسالہ مولوی نے اس کا ترجمہ شائع کیا جو اردو زبان میں سب سے آسان ترجمہ ہے

تجرید بخاری عربیہ مصری کی قیمت چھ روپے ہے اور غریب مولوی نے ترجمہ کی قیمت باوجود مجلد کتاب کے صرف ڈیڑھ روپیہ رکھی ہے

یہ چار سو اسی صفحہ کی مجلد کتاب ہے انہیں دو ہزار ایک سو بارہ حدیثیں ہیں ابتدا میں امام بخاری کے حالات ہیں، پھر اسی ترتیب سے انتخاب ہے جیسا بڑی بخاری میں ہے۔ بڑی بخاری اور انہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ انہیں ہر شعبہ و صنف کی جس قدر حدیثیں مستند راویوں سے ملیں سب کو درج کیا ہے۔ تجرید بخاری میں اس موضوع کی صرف ایک حدیث لی ہے جو اس مصری عالم کے نزدیک مقدس تر راوی کی تھی اس کتاب میں دس ہزار کی بجائے۔ صرف ۲۲۱۲ حدیثیں ہیں۔

ضخامت ۴۸۰ صفحات۔ کاغذ چکنا سفید، مجلد خوبصورت۔ رعایتی ہدیہ بجائے ۱؎ کے صرف ایک روپیہ دو آنے، محصول ڈاک دس آنے کل ۱۲؍

رعایت در رعایت

دونوں کتابیں ساتھ منگائیں تو دونوں کی قیمت تین روپے محصول ڈاک ۱۲؍ کل ۳؎ بڑی امید کے ساتھ ایک مہینہ کے لیے اور رعایتی اعلان کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ ابن ماجہ چھپوانی ہے اور میرے پاس روپیہ نہیں ہے، اگر آپ یہ کتابیں خرید کر ابن ماجہ چھپوا دیں تو بس پھر آخری کتاب نسائی رہ جاتی ہے

یہ سب کتابیں ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

نہیں بلکہ ضرورتمندوں کی مالی امداد بھی کرنی چاہئے یعنی حقوق الٰہی ادا کرنے کے بعد حقوق عباد کی ادائیگی بھی لازم ہے۔ پھر یہ تمام حقوق ادا کرنے کے بعد بھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اب ہم پاک صاف ہو گئے بلکہ اپنی لغزشوں اور خطاکاریوں کا اعتراف کرکے خدا تعالیٰ سے خاص قبولیت کے وقت معافی کی دعا کرنی چاہئے۔ گویا آیت میں درستگی عقائد، حقوق اللہ کی ادائیگی، اصلاح نفس، تہذیب اخلاق، انتظام خانگی، امداد قومی، اعانت ملی و ملکی کا ایک بے بہا گنجینہ پوشیدہ ہے اور سب سے اخیر میں اعجاز نما ہدایت ہے کہ انسان اپنے فرائض کی تکمیل سے باوجود انتہائی کوشش کرنے کے بھی قاصر رہتا ہے۔ اسلئے اسکو اپنی کمزوری کا اعتراف اور اُس کی معافی کی درخواست کرنی لازم ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اللہ اور فرشتے اور علم والے شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی

وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

معبود نہیں اور قائم ہے ساتھ انصاف کے نہیں کوئی معبود مگر وہ

هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ

وہی زبردست حکمت والا ہے بیشک (حق) دین خدا کے

اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ

نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اُن کے پاس علم آنے کے بعد ہی آپس میں سرکشی کرکے

الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ

اختلاف کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار

اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

کریگا تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے

تفسیر کلبی سے مروی ہے کہ ملک شام کے دو عیسائی عالم مدینہ میں آئے اور شہر کو دیکھ کر کہنے لگے یہ شہر تو اُس شہر کی طرح معلوم ہوتا ہے جسمیں پیغمبر آخرالزماں ہونگے۔ اسکے بعد خدمت مبارک میں حاضر ہوتے اور حلیۂ مبارک دیکھ کر عرض کیا کیا آپ محمدؐ ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ بولے کیا آپ احمد ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں میرا نام محمدؐ بھی ہے اور احمد بھی۔ عرض کیا ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ صحیح جواب دینگے تو ہم آپ پر ایمان لے آئینگے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا۔ کہنے لگے اچھا بتائیے کہ کتاب الٰہی میں سب سے بڑھ کر کون سی گواہی ہے؟ اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اور دونوں دانشمند مسلمان ہو گئے۔

آیت میں تین قسم کی شہادت کا بیان ہے۔ خدا کی گواہی، فرشتوں کی گواہی اور علماء کی گواہی۔ علماء سے مراد علماء حق ہیں انکی گواہی یہ ہے کہ زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں اور دل سے اُس کا عقیدہ رکھتے ہیں یا یہ مراد ہے کہ ازل میں سب لوگوں نے اقرار ربوبیت کرتے ہوئے شَهِدْنَا کہا تھا۔ فرشتوں کی گواہی صرف اقراری اور شہودی ہے کیونکہ فرشتوں کو کسی قدر تجلیات الٰہی کا مشاہدہ حاصل ہے۔ باقی رہا خدا تعالیٰ کا خود اپنی توحید کی شہادت دینے کا بیان تو اُسکے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ہم ذیل میں مختصر طور پر لکھتے ہیں:۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے چار ہزار سال پہلے پیدا کیا اور ارواح کو پیدا کرنے سے چار ہزار برس پہلے ہر شخص کا رزق معین فرمایا تو جس زمانہ میں آسمان تھا نہ زمین تری تھی نہ خشکی اُس وقت خدا تعالیٰ نے خود اپنی ذات کے واسطے شہادت دی اور فرمایا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

زجاج کا قول ہے کہ شاہد اُسی کو کہتے ہیں جو کسی کو جاننے کے بعد اُسکی حالت بیان کرے۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی اپنی وحدانیت کا ہم پر انکشاف کر دیا۔ پس یہی شہادت الٰہی ہے۔

بیضاوی کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت اسقدر ظاہر ہے کہ جیسے گواہ اپنی آنکھوں دیکھی چیز پر یقینی گواہی دیتا ہے۔

ابن کثیر اور طبری وغیرہ نے شہادت اللہ کے معنی اظہار و تبیین بیان کئے ہیں یعنی خدا تعالیٰ نے عالم کائنات میں ایسے دلائل اور آیات قائم کر دیے ہیں جن کو دیکھنے کے بعد توحید آلٰہی بالکل واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے۔ آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ:۔ خدا تعالیٰ نے مصنوعات کے اندر ایسے دلائل اور بینات قائم کر دیے ہیں جن سے ہر سمجھدار شخص اُس کی اُلوہیت و توحید پر استدلال کر سکتا ہے۔ اسکے علاوہ مخلوقات میں سے وہ نورانی طبقہ جسکو کسی قدر معائنہ بھی حاصل ہے وہ بھی اسکی قدوسیت و توحید کا اقرار کرتا ہے اور انبیاء اولیاء علماء وغیرہ بھی خدا کو واحد جانتے ہیں اور زبان سے اُسکی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں اور ان میں سے ہر شخص خدا کو ذات کے اعتبار سے ہی واحد نہیں جانتا بلکہ صفات میں بھی اُسکو یکتا و بے مثال سمجھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ صفت عدل میں متفرد ہے۔ عالم کو اُس نے عدل کے ساتھ پیدا کیا اور عدل کے ساتھ

باقی رکھا۔ لہذا سب کے نزدیک مسلم ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ خداوند قدوس اپنی ذات و صفات میں یکتا و بے مثال ہے۔ تمام مخلوق اُسکے زیر نگین ہے اور کل مصنوعات کو اُس نے اپنی حکمت سے پیدا کیا اور حکمت سے ہی قائم رکھا اور دنیا والوں کی اصلاح کے لئے اُس نے اپنی حکمت بالغہ اور قوت غالبہ سے قانون عدل بنایا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ یعنی جب عقائد مذکورہ ہر ذی ہوش اور لعبیات کوش نازع رہنے والے کے نزدیک واجب التسلیم ہیں اور عقل سلیم رکھنے والا اسکا مقر ہے تو جو مذہب ان عقائد کا اعلان کریگا وہ ضرور حقانی اور مقبول ہوگا اور اسلام ان عقائد کا اعلان کرتا ہے لہذا یہی مقبول مذہب ہے اور اسکے خلاف ہر مذہب مردود ہے۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ یعنی گذشتہ انبیاء و صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ہر ایک توحید و اسلام کا علمبردار تھا اور اسی کی اشاعت انہوں نے کی تھی لیکن اُن کے بعد یہ یہودی و عیسائی باہم لڑنے جھگڑنے لگے کوئی توحید پر قائم رہا کسی نے دین حق سے روگردانی کی یہ تفرقہ اسوجہ سے نہیں پیدا ہوا کہ مخالفین توحید کو تعلیم الٰہی کا علم نہ تھا۔ علم تو ضرور تھا انبیاء اسکی تبلیغ کر چکے تھے مگر صرف بغض و حسد اور شیطانی جذبات نے اُن کو تعلیم الٰہی سے روگردانی پر آمادہ کیا جسکی وجہ سے اُنہوں نے دین اسلام کا انکار کر دیا۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یعنی جو شخص آیات قدرت اور خدا تعالیٰ کے تمام کردہ دلائل سے انکار کریگا خدا اُس کا حساب لے لیگا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ کروڑ ہا کروڑ انسانوں کا ایک دن میں کس طرح حساب لیا جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ بہت جلد محاسبہ کرنے والا ہے اُس کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں ہے۔

مقصود بیان: ۔ حقانیت اسلام کے بدیہی ہونے کی صراحت۔ توحید وجودی اور شہودی کی طرف اشارہ اور اس امر کی جانب ایما۔ کہ دلائل و براہین مشاہدہ و معائنہ نیز نص و تصریح سے توحید اچھی طرح ثابت ہے۔ تمام انبیاء توحید و اسلام کے علمبردار تھے۔ رسول گرامی فداہ امی و ابی اسلام کے موجد نہ تھے۔ اسلام کے سوا خدا کے ہاں کوئی مذہب مقبول نہیں اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ دلائل سے ثابت ہے کہ اسلام اُن فطری قواعد کا حامل تھا جسکی اشاعت تمام انبیاء کرتے چلے آئے ہیں لہذا اسکے سوا خدا رسی کے لئے کوئی مذہب ایجاد کرنا خلاف فطرت اور واجب الرد ہے۔ اسلام و توحید کے خلاف جن لوگوں نے مذاہب ایجاد کئے یا تعلیم انبیاء کی مخالفت کی وہ صرف عناد اور نفسانیت سے کی حق سمجھتے ہوئے اس فعل کا ارتکاب انہوں نے نہیں کیا۔ آیت سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ آدمی محض نفسانی جذبات سے مغلوب ہو کر حق پوشی اور باطل کوشی کرنے لگتا ہے ورنہ دل سے وہ بھی حق کو حق ہی جانتا ہے: وغیرہ۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

اب اے محمدؐ اگر یہ تم سے جھگڑا کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرا اتباع کرنیوالوں

وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

نے تو اللہ کے آگے سر جھکا دیا اور اہل کتاب اور اَن پڑھ لوگوں (مشرکین عرب

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ

سے) کہدو کہ تم بھی کیا سر جھکاتے ہو اگر وہ بھی مسلمان ہو جائیں تو

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

سیدھے راستہ پر آ جائینگے اور اگر اسلام سے منہ پھیر لیں تو تمہارا کام تو صرف

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ ع

پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے

تفسیر

گذشتہ آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ اسلام فطری مذہب ہے اور تمام انبیاء اسی مذہب پر تھے اور یہی دین حق ہے۔ اتمام حجت کے طور پر ارشاد ہوتا ہے کہ سابق بیان کے باوجود بھی اگر یہود و نصاریٰ اور مشرکین خوامخواہ آپ سے جھگڑا کریں اور ہر شخص اپنے مذہب کی حقانیت و صداقت کا مدعی ہو تو آپ اُن سے کہدیجئے کہ ایک بات ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کن ہے وہ یہ کہ فطری دین وہی ہو سکتا ہے جو توحید و اسلام اور رضاء مولا کے حصول کی تعلیم دے میں اور میرے پیرو اپنے اعمال اقوال اطوار رفتار بلکہ ذات و نفس کو بھی خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں ہمارے سب کام خدا وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے ہیں ہم اپنی زندگیاں اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دی ہیں ہم اُسکو وحدہٗ لاشریک جانتے ہیں۔ وہ کل عمدہ صفات سے متصف اور عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ تمام انبیاء بلاتفریق برحق تھے۔ قیامت حشر نشر ثواب عذاب وغیرہ بھی برحق ہے۔ خلاصہ یہ کہ اُسکے تمام فرامین برحق ہیں اور ہم اُسکے احکام کی اشاعت کیلئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار ہیں۔ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ تو کیا تم لوگ بھی (خواہ یہودی ہو یا عیسائی یا مشرک) اس کے لئے تیار ہو کیا تم بھی احکام الٰہی کی اشاعت اور اُسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ اب اگر وہ اسکو مان لیں اور شریعت محمدی کے تمام احکام کو تسلیم کر لیں تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہو جائینگے اور منزل مقصود پر پہنچ جائینگے

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ اور اگر نہ مانیں تو آپ کا کوئی ہرج نہیں ہے زبردستی اسلام میں داخل کرنا یا کسی کے قلب کو پھیر دینا تو آپ کا کام ہی نہیں ہے بلکہ صرف احکام الٰہی کو پہونچا دینا آپ پر لازم ہے ماننا نہ ماننا اُن کا فعل ہے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ خدا اپنے بندوں کی حالت خود خوب دیکھتا ہے دنیا و دین میں ان کے اعمال کی ان کو سزا جزا دیگا

محی السنۃ نے تفسیر معالم میں ذکر کیا ہے کہ آیت فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا پڑھ کر حضور والا نے اہل کتاب کو سُنائی تو بولے ہم تو مسلم ہیں خدا کے احکام کو بدل و جان مانتے ہیں حضور صلعم نے ارشاد فرمایا یہود! کیا تم گواہی دیتے ہو کہ عزیر خدا کے بندے اور اُسکے رسول تھے؟ بولے معاذ اللہ وہ بندہ نہ تھے۔ اُسوقت خدا تعالیٰ نے آیت فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ نازل فرمائی۔

مقصود بیان:- آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کی نشست برخاست، خورد و خواب، نیند و بیداری یہانتک کہ زندگی و موت کا اصل مقصد رضاء الٰہی کا حصول ہونا چاہئے اور حقیقی معنی میں احکام الٰہی کا حلقہ بگوش اور رشتہ در گردن ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسکی تعلیم سوا اسلام کے کوئی مذہب نہیں دیتا۔ نبی یا جانشین نبی کا فرض ہے کہ وہ احکام شریعت کی تبلیغ کر دے اور لوگوں تک پیام الٰہی پہونچا دے۔ ماننا نہ ماننا اُن کا فعل ہے سمجھا دینا مبلغ کا کام ہے۔ ہدایت دینا خدا کے اختیار میں ہے اور اُسی کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی نہ مانیگا تو واعظ سے اُس کی بازپرس نہ ہوگی۔ وغیرہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ

جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو

النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ

ناحق قتل کرتے ہیں اور انصاف کرنے کا مشورہ دینے والوں

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

کا خون کرتے ہیں اُن کو تکلیف دہ عذاب کی خوشخبری

اَلِيْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

سنا دو یہی وہ لوگ ہیں جن کا کیا کرایا دنیا و دین

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

میں اکارت ہے اور اُن کا کوئی مددگار نہیں

تفسیر

گذشتہ آیت میں بیان کیا گیا تھا اور حکم دیا گیا تھا کہ ہر مسلمان پر احکام الٰہی کی تعمیل اور رضاء مولا کی جستجو فرض ہے اس بیان کو سن کر ہر جھگڑالو مدعی دعویٰ کر سکتا تھا اور ہر اہل کتاب کہہ سکتا تھا کہ ہمارا مذہب انہی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور ہم نے اسی تعلیم کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ پھر ہم تمہارے دین میں کیوں داخل ہوں اور کیوں اسلام قبول کریں۔ اس خیال کا رد اس مکمل آیت میں کیا گیا ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ جو لوگ احکام الٰہی کو نہیں مانتے اور اوامر و نواہی کی پابندی نہیں کرتے اور پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ پیام الٰہی کے حاملوں کو قتل کرتے ہیں اور وہ انبیاء جو اوامر و نواہی پر پابند رہنے کی انکو ہدایت کرتے ہیں اُنہی کو یہ لوگ مار ڈالتے ہیں وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور اس سے بڑھ کر سرکشی و طغیان کی انتہائی حد کو پہونچتے ہیں کہ عام لوگوں میں سے جو شخص ظلم نہ کرنے انصاف کو قائم رکھنے انبیاء کو قتل نہ کرنے اور اوامر و نواہی پر پابند رہنے کی انکو ہدایت کرتا ہے اُسکو بھی یہ جفاکار قتل کر ڈالتے ہیں فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ایسے ظلم شعاروں کو آپ اطلاع دیدیجئے بلکہ خوشخبری سنا دیجئے کہ تمہارے لئے تکلیف دہ عذاب الٰہی تیار ہے۔ قیامت کے دن تم بہت زبردست الم رساں عذاب میں مبتلا ہوگے اور عذاب الیم کی اطلاع ہی تمہارے لئے بشارت ہے کیونکہ تمہارا گناہ بہت ہی بڑا ہے۔

محی السنۃ نے معالم میں بروایت ابن جریج بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کو تو کتابیں ملی تھیں باقی ان میں سے اور کسی نبی پر کتاب نازل نہیں ہوئی بلکہ وحی آتی تھی۔ ہر فرقہ کے واسطے ایک ہی زمانہ میں بہت سے انبیاء ہوا کرتے تھے۔ ہر شہر میں پچاس پچاس سو سو کی تعداد میں ہوتے تھے اور ہر نبی اپنے آدمیوں کو نصیحت کرتا تھا لیکن قوم میں سے کچھ شقی ناصح کو ہی قتل کر دیتے تھے۔ لیکن قوم والوں میں سے کچھ لوگ نصیحت ماننے والے بھی ہوتے تھے نبی کے قتل کے بعد یہ ہدایت یافتہ لوگ بدکرداروں کو نصیحت کرتے تھے لیکن یہ گمراہ فرقہ اُن کو بھی قتل کر ڈالتا تھا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بروایت حضرت ابو عبیدہ بن جراح بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کس شخص کو ہوگا؟ ارشاد فرمایا اُس شخص کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اُس شخص کو قتل کیا ہو جو اوامر و نواہی پر پابند رہنے کی نصیحت کرتا ہو۔ پھر حضور نے آیت ان الذین یکفرون بآیٰت اللّٰہ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ الخ تلاوت فرمائی۔ اسکے بعد فرمایا ابو عبیدہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں سورج چڑھتے چڑھتے ۴۳ انبیاء کو یکدم

قتل کر ڈالا تھا پھر بنی اسرائیل میں سے ۱۷۰ مومنوں نے ان قاتلوں کو نصیحت کی نیکی کرنے اور بدی سے باز رہنے کا حکم دیا تو اسی روز سورج غروب ہونے سے پہلے ان قاتلوں نے اُن کو بھی قتل کر ڈالا۔ خدا تعالیٰ نے انہی قاتلوں کا آیت کریمہ میں تذکرہ کیا ہے۔ شیخ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بروایت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے دن چڑھتے تین سو انبیاء کو قتل کر ڈالا تھا اور پچھلے دن میں اُن کی کھیتیاں فروخت کرنے کا بازار لگایا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی تفصیلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰؑ کو قتل کیا تھا جن کو حضرت عیسیٰؑ نے تبلیغ احکام کے لئے بھیجا تھا۔ پھر ان کے خون کے عوض خدا تعالیٰ نے بخت نصر کو مسلط فرمایا جس نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو ایک دن میں فنا کر دیا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ یعنی ان لوگوں کے اعمال اور نیکیاں دنیا و دین میں اکارت ہو گئیں نہ دنیا میں ان کو گزشتہ نیکیوں کا ثمرہ ملا نہ دین میں ملیگا۔ مطلب یہ کہ چونکہ بغیر اسلام و ایمان کے ان کی نیکیاں تھیں اسلئے رائگاں گئیں۔ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ عذاب الٰہی سے اُن کو کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ دنیا میں خدا کے مؤاخذہ سے کوئی اُن کو بچا سکا۔ بخت نصر نے ان میں سے ستر ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوا۔

آیت میں خطاب ان بنی اسرائیل کو کیا گیا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور اُن کو الزام دینے کے لئے اُن افعال کا تذکرہ کیا گیا ہے جنکے مرتکب اُن کے اسلاف تھے وہ خود نہ تھے تو بظاہر اس سے لازم آتا ہے کہ گناہگاروں کا جرم ناکردہ گناہوں کے سر تھوپا گیا۔ لیکن اس کی دو وجہیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب اپنے اسلاف کے اعمال کو نظر استحسان سے دیکھتے تھے اور انکی ثنا خوانی کرتے تھے اُن کے اسلاف کے کارنامے ذکر کر کے اُن کو اُن کے خیال سے روکا گیا۔ دوسرے یہ کہ جو خیالات اُن کے باپ دادا کے تھے وہی اُنکے بھی تھے جسطرح اُنکے اسلاف نے انبیاء و مؤمنین کو قتل کیا تھا یہ بھی حضور اقدسؐ اور صحابہ کے خون کے پیاسے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو انکی مکاریوں سے محفوظ رکھا

مقصود بیان :- قتل انبیاء کفر ہے۔ مومن کے قتل کی سزا جہنم ہے۔ احکام الٰہی کی تبلیغ فرض ہے۔ ظالم حاکم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کرنی لازم ہے اور موجب ثواب ہے۔ کفر کرنے سے گزشتہ اعمال برباد ہو جاتے ہیں اُن کا ثواب نہیں ملیگا۔ حالت کفر میں کوئی نیک عمل مقبول نہیں۔ گناہ پر رضامندی اور اسکو نظر استحسان سے دیکھنا بھی گناہ ہے۔ بدکردار نافرمانوں کا دنیا و دین میں کوئی مددگار نہیں۔ اور عذاب الٰہی سے اُن کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ انصاف و عدل کرنا اور نصیحت کرنی واجب ہے۔ ظلم سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے بنی اسرائیل نے بہت سے انبیاء کو قتل کیا تھا۔ وغیرہ۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ

(اے محمد) کیا تم نے اُن لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جن کو (علم) کتاب کا حصہ

الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ

دیا گیا تھا اب وہ کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ کتاب اللہ ان

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ

فیصلہ کر دے مگر ان میں سے ایک گروہ رخ پھیر کر مڑ جاتا

مُعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا

ہے یہ روگردانی اسلئے ہے کہ اُن کا قول ہے کہ دوزخ کی آگ

النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ

ہم کو صرف گنتی کے چند روز لگے گی ۔۔۔ اُن کی

فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا

افترا پردازیوں نے اُن کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے سو ان کا کیا حال

جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ

جب ہم اُن کو اس روز جمع کرینگے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص

نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اُسکے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور اُن کی حق تلفی نہیں کی جائیگی

تفسیر ان آیات کی شان نزول کے متعلق دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں دونوں کا حاصل یہ ہے کہ یہودیوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ سعید بن جبیر اور عکرمہ نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے مدرسہ میں تشریف لیگئے۔ وہاں چند یہودی جمع تھے حضورؐ نے اُن کو توحید کی دعوت دی۔ یہودیوں میں سے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید بولے کہ آپ کس دین پر ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا دین ابراہیمی پر۔ کہنے لگے وہ تو یہودی تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اچھا توریت لاؤ یہی ہمارے تمہارے درمیان

فیصلہ کن ہے لیکن یہود اس پر راضی نہ ہوئے اور منہ موڑ گئے (معالم)
دوسری روایت کلبی نے بیان کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں سے کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا توریت میں ایسے اشخاص کیلئے رجم کا حکم ثابت تھا لیکن یہودیوں نے اپنی طرف سے اسمیں ترمیم کی تھی جو رذیل شخص ہوتا اسکو تو رجم کی سزا دیتے تھے اور جو شریف اور دولتمند ہوتا تھا اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرتے اور کوڑے لگاتے تھے۔ چونکہ یہ مرد و عورت شریف تھے اسلئے انہوں نے ان کو رجم کی سزا دینی مناسب نہ سمجھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے کہ آپ فیصلہ کر دیجئے۔ ان کو خیال تھا کہ قرآن کے بموجب انکی سزا ہلکی ہوگی۔ حضور اقدس نے دونوں کو سنگسار کر دینے کا حکم دیا۔ یہ سن کر نعمان بن اوفی اور عدی بن عمرو کہنے لگے محمد! آپ نے ہم پر ظلم کیا ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا میرے اور تمہارے درمیان توریت فیصلہ کن ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ انصاف کی بات ہے حضور نے فرمایا تم میں سے کون شخص توریت کا بڑا عالم ہے بولے عبداللہ بن صوریا۔ چنانچہ ابن صوریا کو فدک سے بلایا گیا۔ حضور نے توریت کا وہ پارہ جسمیں رجم کی آیت تھی منگوایا اور ابن صوریا سے فرمایا پڑھو۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔ جب آیت رجم پر پہونچا تو اس پر ہتھیلی رکھ لی اور آگے بڑھ گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فوراً عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس نے آیت رجم کو چھوڑ دیا اور پھر خود اٹھکر اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت رجم پڑھ دی جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں اور گواہ موجود ہوں تو دونوں کو سنگسار کیا جائے۔ اور اگر عورت حاملہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کیا جائے۔ بالآخر حضور والا نے دونوں مجرموں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم ان کو پتھروں سے قتل کر دیا گیا اور یہودی غصہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ دیکھو یہ اہل کتاب حق پرستی کے مدعی ہیں حالانکہ انہوں نے مذہب انبیاء میں تحریف کر کے اپنی طرف سے ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں اور قانون شریعت میں ترمیم کر کے اپنی طرف سے جدت طرازی کی ہے۔ ان کو توریت عطا کی گئی تھی تاکہ اس پر عمل کریں لیکن جب توریت کے احکام ہی کی پابندی کی دعوت ان کو دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسی کے فیصلہ کو مان لو تو اسکو بھی نہیں مانتے۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور غصہ سے منہ پھیر کر کچھ لوگ پشت موڑ کے چلے جاتے ہیں۔ تو جب اپنی مذہبی کتاب کے متعلق ان کا یہ حال ہے تو قرآن و اسلام کے متعلق ان کے خیالات کا کیا ٹھکانا ہے۔

آیت میں کتاب اللہ سے مراد توریت ہے اور قرآن بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور لِيَحْكُمَ کا فاعل رسول اللہ ہیں اور احتمال ہے کہ کتاب اللہ ہی فاعل ہو۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ یعنی درحقیقت انکی بیدینی اور گمراہی کا سبب یہ ہے کہ ان کے علماء و اسلاف نے دین الٰہی میں تراش خراش کر کے اپنی طرف سے چند ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں (۱) مثلاً انکا قول ہے کہ صرف چند روز کے واسطے ہم دوزخ میں جائینگے یعنی ۴۰ دن۔ یا ۷ دن صرف ہم دوزخ میں رہینگے کیونکہ ہم حضرت ابراہیم کی نسل میں ہیں۔ اسکے علاوہ حضرت یعقوب سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ تیری اولاد کو دوزخ میں نہیں ڈالونگا مگر صرف قسم پوری کرنے کو۔ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ لیکن جب قیامت کا یقینی دن ہوگا اور ہم ان سب کو اس روز جمع کرینگے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ہر شخص کو اسکے اچھے برے اعمال کی پوری پوری سزا جزا ملیگی نہ نیکی میں کمی کی جائیگی نہ بدی میں اضافہ کیا جائیگا تو اس روز ان کو اپنے تراشیدہ اقوال اور دین الٰہی میں ترمیم کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

مقصود بیان: قرآن کے بعض قوانین سابق کتب الٰہیہ کے قوانین کے مطابق ہیں۔ غیر مسلموں کا باہمی فیصلہ انکی مذہبی کتاب کے موافق ہونا چاہئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی طرف سے کچھ تراشیدہ قوانین بنا رکھے تھے جنکو وہ مذہبی قوانین سمجھتے تھے۔ قانون الٰہی شریف رذیل شاہ فقیر سب کے واسطے برابر ہے اسمیں کسی وجاہت دولت عزت اور حکومت کو دخل نہیں۔ دین میں بدعت اور رسوم کو دخیل بنانا حرام ہے۔ آیت میں ترہیب آمیز ترغیب اور بشارت آمیز وعید بھی ہے تاکہ دعوت اسلام نہایت لطیف پیرایہ میں مکمل ہو جائے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ
(اے محمد!) تم دعا مانگو کہ اللہ تمام ملک کے مالک تو جسکو چاہے سلطنت عطا

تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ
کرے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسکو چاہے

مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ
عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
بلاشبہ تو سب کچھ کر سکتا ہے

تفسیر معالم میں بروایت انسؓ و ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ جب رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو اپنی امت کو

ملک فارس و روم کی فتح کی بشارت دی۔ یہودی اور منافق اس خبر کو سن کر بولے یہ تو بہت دور کی باتیں ہیں محمد کہاں اور فارس و روم کی سلطنت کہاں۔ انکی قوت اور عظمت شان کے مقابلہ میں انکی کیا ہستی ہے۔ کیا محمد کو مکہ مدینہ کافی نہوا کہ سلطنت روم و فارس کی طمع کرنے لگے۔ اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

بیہقی سے روایت ہے کہ جب جنگ احزاب کی تیاری کے لئے مدینہ کے آس پاس خندق کھودنے کا حضور ؐ نے حکم دیا اور فی کس دو گز زمین کی تعیین کر دی اور لوگوں نے کھودنا شروع کر دیا تو کھودتے کھودتے ایک بڑا پتھر آ گیا جسمیں کدال کام نہیں کرتی تھی۔ صحابہ نے حضرت سلمان کو حضور کی خدمت میں بھیجا آپ تھک کر مسجد میں جا کر سو گئے تھے حضرت سلمان نے جا کر واقعہ کی اطلاع دی۔ حضور تشریف لائے اور وضو کر کے کدال ہاتھ میں لیکر پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اسمیں سے ایک ایسی چمک نکلی کہ مدینہ کے دونوں کنارے روشن ہو گئے حضور ؐ نے اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور ؐ نے فرمایا اس چمک سے مجھے حیرہ کے مکان دکھ گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ کُتّے کے دانت ہیں پھر حضور ؐ نے دوسری چوٹ ماری اور اسمیں سے بھی ایسی ہی بجلی کوندی اور حضور ؐ نے ارشاد فرمایا اس روشنی سے مجھے روم کے سرخ مکانات دکھنے لگے پھر تیسری ضرب لگائی اور ایسی ہی بجلی کوندی اور حضور ؐ نے فرمایا اس چمک میں مجھے صنعاء کے مکانات نمودار ہو گئے اور مجھے جبرئیل ؑ نے خبر دی ہو کہ میری امت ان سب ممالک پر غالب ہو گی۔ منافق یہ سن کر مسلمانوں سے کہنے لگے کیا تم اپنے نبی کے قول سے تعجب نہیں کرتے کہ تم کو جھوٹے وعدے اور خوشخبریاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے یثرب سے حیرہ کے مکانات دیکھ لئے اور اسکو تم فتح کر دگے۔ حالانکہ تم لوگ خوف سے خندق کھود رہے ہو۔ اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ تم خدا سے دعا کرو اے اللہ تو آسمان و زمین کا جسمانی اور روحانی سلطنتوں کا (یعنی بادشاہت اور نبوت کا) اور قوت و غلبہ کا مالک ہے جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے تو جسکو چاہتا ہے حکومت و سلطنت عطا کرتا ہے اور جسکے قبضہ سے نکالنا چاہتا ہے نکال لیتا ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اور جس قوم کو چاہتا ہے سلطنت و حکومت دیکر عزت عطا فرماتا ہے اور جس قوم کو ذلت دینی چاہتا ہے اس سے حکومت چھین کر ذلیل کرتا ہے۔ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ تیرے ہی دست قدرت میں اچھائی برائی نیکی بدی۔ عزت و ذلت اور سلطنت و زوال سلطنت۔ خزائن دولت دنیا و آخرت۔ سامان دنیا و نعماء عقبیٰ سب کچھ موجود ہے (تو ہمکو حکومت و دولت اور خیر دنیا و آخرت عطا فرما اور نعماء عقبیٰ سے سرفراز فرما) کیونکہ تو سب کچھ کر سکتا ہے تیری قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ یہانتک کہ

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

رات کو (گھٹا کر) دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ

اور جاندار کو بیجان سے پیدا کرتا ہے اور بے جان کو

مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

جاندار سے اور جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے

تفسیر تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے جتنا حصہ دن کا بڑھتا ہے اتنا ہی حصہ رات کا گھٹا دیتا ہے اور جتنا حصہ رات کا بڑھاتا ہے اتنا ہی حصہ دن کا گھٹا دیتا ہے اور ایک کو کم کر کے دوسرے میں داخل کر دیتا ہے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ظلم کے بعد انصاف اور انصاف کے بعد ظلم یا عزت کے بعد ذلت اور ذلت کے بعد عزت پیدا کرتا ہے۔ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور زندہ کو مردہ سے پیدا کرتا ہے اور مردہ کو زندہ سے یعنی کھیتی کو دانہ سے اور دانہ کو کھیتی سے۔ بیج کو درخت سے اور درخت کو بیج سے مرغی کو انڈے سے اور انڈے کو مرغی سے انسان کو بیجان نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے۔ مُردہ دلوں (کافروں اور فاسقوں) کو زندہ دلوں (مؤمنوں) سے اور زندہ دلوں کو مُردہ دلوں سے۔ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور فقط خلق عالم اور ایجاد ہی تیرے دست قدرت میں نہیں ہے بلکہ تربیت و پرورش بھی تیرے ہی قبضہ میں ہے جسکو چاہتا ہے بے انتہا رزق دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگدست بناتا ہے۔ لہذا تو ہم کو سلطنت عزت انصاف رزق کامل نور شریعت اور حیات حقیقی مرحمت کر اور محکومیت، ذلت، ظلم، تنگئ رزق، گمراہی، بیدینی اور مُردہ دلی سے بچا۔

مقصود بیان:۔ اس امر کی صراحت کہ عالم کا خالق اور فاعل حقیقی خدا تعالیٰ ہے۔ ظلمت و نور، عزت و ذلت، حاکمیت و محکومیت فراخی و تنگی اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہی اپنی صناعی و خلاقی سے بیجان سے جاندار کو اور جاندار سے بیجان کو پیدا کرتا ہے۔ کافروں سے مؤمن اور صالح اولاد پیدا کرتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی اولاد کو کافر کر دیتا ہے۔ گویا تمام عالم میں روحانی و جسمانی تصرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی شہنشاہ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے بادشاہوں کے قلوب اسی کے ہاتھ میں ہیں جسطرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے خواہ ظلم کی طرف یا عدل کی طرف۔ لہذا ہر قسم کی التجا اسی سے کرنی چاہئے اور

حکومت وسلطنت، دنیا نان جینہ سب کی دُعا اسی سے کی جاتی ۔ وغیرہ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

مؤمن مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اللہ کے

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا

ذمہ میں بالکل نہیں ہے ہاں اس وقت (یہ فعل جائز ہے کہ) اُن کے شر سے

مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ

کسی طرح بچنا چاہو اور خدا تم کو اپنے (قہر) سے ڈراتا ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ

اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کے جانا ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں بیان تھا کہ ذلت عزت حکومت قوت سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ اس آیت میں حکم ہوتا ہے کہ کافروں کا جاہ وحشم دولت وقوت دیکھ کر مسلمانوں کو اُنکی موالاۃ نہ کرنی چاہیئے ۔ معالم میں بروایت ابن عباسؓ مروی ہے کہ حجاج بن عمرو یہودی اور ابن الحقیق انصاری نیز قیس بن زید انصاری کے درمیان دوستی تھی ۔ ان انصار سے رفاعہ بن منذر، عبداللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ وغیرہ نے کہا کہ تم ان یہودیوں سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تم کو کچھ دین کی طرف سے اغوا کریں مگر ان لوگوں نے نہ مانا اسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی ۔

مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے اہل ومال کے تحفظ کے خیال سے مشرکین مکہ کو بذریعۂ خط کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ارادہ سے مطلع کیا تھا اور راست گوئی کی وجہ سے اُن کا قصور معاف ہوا کیونکہ واقع میں حاطب مسلمان تھے اور مسلمانوں کے دلی دوست تھے ۔

کلبی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ کا نزول عبداللہ ابن ابی اور اُسکے ساتھیوں کے حق میں ہوا تھا جو یہود ومشرکین سے محبت رکھتے تھے اور اُن کو مسلمانوں کی خبریں پہونچاتے تھے ۔ بہرحال حاصل ارشاد یہ ہے کہ : مؤمنوں کو چھوڑ کر مسلمان کافروں کو اپنا دلی دوست اور رازدار نہ بنائیں اور ہرگز کافروں کے اندرونی دوست نہ بنیں ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ ۔ جو شخص ایسا کریگا وہ مسلمان نہ شمار ہوگا ۔ المرء مع من احب ۔ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ ہاں اگر کافروں کی طرف سے مال وجان کے متعلق اندیشہ ہو اور کفار کی حکومت یا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں ظاہری دوستی میں کوئی ہرج نہیں ہے مگر دل میں پھر بھی نفرت و بے باکی لازم ہے ۔ کیونکہ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ در حقیقت خوف تو خدا سے کرنا چاہئے اور اُسی سے ڈرنا چاہئے ۔ کافروں کی شان وشوکت اور نام ونمود سے ڈرنا اور مرعوب ہونا مناسب نہیں ہے ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۔ سب کو خدا کی طرف جانا ہے اور وہی مرجع کل ہے ۔ اگر کافروں سے دلی دوستی کروگے تو خدا سزا دیگا ۔ [1]

مقصود بیان :- یہودی ہوں یا عیسائی، ہندو ہوں یا مجوسی، جینی ہوں یا سکھ بہرحال ہر غیر مسلم سے دینی ترک موالات کرنی ہر مسلم کا فرض اولین ہے ۔ اگر جان یا مال کا اندیشہ ہو تو ظاہری موالات کا اظہار جائز ہے ۔ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے مقابلہ میں مدد دینی قطعًا حرام ہے آیت کے سیاق سے مذکورۂ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے : مسلمانوں کی ہمدردی، ظاہری اور باطنی بہی خواہی، اسلام اور مسلمانوں کو قوت پہونچانی مسلمان پر واجب ہے ۔ اسلام یا مسلمانوں کو ضرر پہونچانا یا دنیوی لالچ کی وجہ کفار کی خوشامد کرنی ناجائز ہے ۔ دنیوی لالچ یا جان ومال کے خطرہ کے وقت بھی خدا کا خوف لازم ہے ۔ کوئی فعل ایسا نہ کرنا چاہئے جو حکم شریعت کے خلاف ہو ۔

آیت ہم کو اسلام کی ہمدردی، کفر سے بیزاری اور مسلمانوں کی عمومی خیرخواہی کی تعلیم دیتی ہے ۔ وغیرہ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ

(اے محمدؐ) کہدو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اسکو چھپاؤ یا ظاہر کرو

---

[1] کافروں سے مسلمانوں کی محبت چار طرح کی ہو سکتی ہے (۱) کافروں کی ملت ومذہب کو اچھا جانکر اُن سے محبت کی جائے اور دلی میلان اُن کی طرف کیا جائے ۔ یہ قطعًا حرام ہے ۔ ایسے فعل کا مرتکب کافر ہے ۔

(۲) کافروں کے مذہب کو تو بُرا سمجھتا ہو مگر دنیوی معاملات میں خوش خلقی اور حسن سلوک سے کافروں کے ساتھ پیش آتا ہو ۔ یہ اسلامی رواداری ہے اور جائز ہے ۔

(۳) کافروں کے مذہب کو بُرا جانتا ہو مگر کسی دنیوی لالچ کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اُنکی مدد کرتا ہو اور مسلمانوں کے راز اُن کو بتاتا ہو یہ کبیرہ گناہ ہے مگر کفر نہیں ہے لیکن اگر اس فعل پر قائم رہیگا تو بالآخر کفر میں پڑ جائیگا ۔

(۴) کافروں کی طرف دلی میلان تو نہو اور نہ اُن کے مذہب کو اچھا جانتا ہو لیکن کفار کی حکومت ہو یا اس شخص کو کفار کی طرف سے جانی ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ظاہری موالات اس حد تک جائز ہے کہ احکام اسلامی میں رخنہ نہ پیدا ہو ۔

يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اللہ اُسکو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اُسکو

الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ

بھی جانتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (اُس دن کو یاد کرو کہ جس دن

تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ښ

ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکی اور بدی کو اپنے سامنے پائے گا

وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ڔ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا

اور دل سے چاہیگا کہ کاش اُس بدی کے اور اُس کے

وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

درمیان بڑا فاصلہ ہوتا اور خدا تم کو اپنے (قہر سے) ڈراتا

نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ۧ

ہے اور خدا بندوں پر بڑا مہربان ہے

تفسیر جب گزشتہ آیت میں مومنوں کو کفار سے موالات کرنے کی ممانعت کر دی گئی اور وقت ضرورت صرف ظاہر داری کی اجازت دیدی گئی تو چونکہ دل کی حالت کوئی شخص نہیں جانتا ہے اسلئے کافروں سے دوستی کرنے والے لوگ دل سے کافروں کی طرف میلان کرسکتے تھے اور یہ خیال کرسکتے تھے کہ ہماری اندرونی حالت کو لوگ جانتے ہیں ضمیر کی کیفیت سے کون واقف ہے۔ ان منافقوں کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تم اگر اندرونی دوستی دل میں چھپاؤ یا قول و عمل سے ظاہر کرو بہرحال خدا تعالیٰ کو اُس کا علم ہے اور علم ہو جائیگا کیونکہ ظاہر باطن کی کیفیت جانتا ہے، وہ نہ صرف تمہاری ہی حالت سے واقف نہیں ہے بلکہ زمین آسمان کی کل کائنات کا اُسکو علم ہے کوئی ذرہ اُس سے مخفی نہیں ہے لہذا کافروں سے موالات نہ کرو ورنہ خدا تعالیٰ تم کو اس کی سزا دیگا۔ کیونکہ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ کافروں سے موالات کرنے والوں کو بہرحال عذاب بھی دیسکتا ہے۔ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا اور اُس روز کی حالت پر غور کرو جبکہ اپنے نیک اعمال کو سامنے حاضر پائیگا اور اس سے اُسکو مسرت ہوگی۔ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ اور اپنے بد اعمال کو بھی سامنے موجود پائیگا اور اس سے اُس کو اس قدر غم و قلق ہوگا کہ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا۔ اُسکی دلی آرزو ہوگی کہ کاش یہ بد اعمالیاں مجھسے بہت زیادہ دور ہو جائیں اور میرے سامنے نہ آئیں وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور خدا تعالیٰ اپنی ذات کا تم کو خوف دلاتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ تم مجھسے ڈرو میرے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ سزا برداشت کرنی ہوگی۔ اور یہ خوف دلانا صرف اس وجہ سے ہے کہ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ خدا تعالیٰ بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اپنے احکام پر پابند رہنے کی ہدایت کرتا ہے اور بصورت خلاف ورزی وعید و تہدید کرتا ہے اور تمام اعمال کے انجام سے بندوں کو پہلے سے خبردار کرتا ہے تاکہ آئندہ پچھتانا نہ پڑے۔

مقصود بیان: کافروں سے خفیہ طور پر موالات کرنی بھی حرام ہے۔ قیامت کے دن بدکردار شخص اپنی بد اعمالیاں دیکھ کر ندامت و افسوس کریگا۔ کل اعمال کی سزا جزا پہلے سے بیان کر دینا اور عواقب امور کا اظہار کر دینا بھی خدا کی مہربانی ہے ورنہ خدا پر لازم نہیں ہے۔ لوگوں کو دنیا میں اُن کے اعمال کے نتیجہ سے خبردار کرنے کو تعبیر ترہیب و ترغیب و عدہ وعید۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ

(اے محمدؐ) تم کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت

اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

کرنے لگیگا اور تمہارے گناہ تم کو بخشدیگا اور اللہ غفور

رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ

رحیم ہے (اے محمدؐ) کہدو کہ اللہ اور رسول کے کہنے پر چلو

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اب اگر وہ نہ مانیں تو اللہ بھی نہ ماننے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کعبہ کے اندر کچھ قریشی اشخاص بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ مورتیوں کو خوب بنایا سجایا تھا اُن پر شتر مرغ کے انڈے لٹکائے تھے۔ اتنے میں حضور والا بھی اندر داخل ہوئے کیفیت حاضرہ ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا قریش واللہ تم نے اپنے آباؤ اجداد یعنی حضرت اسمٰعیل و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے طریقہ سے روگردانی کرلی۔ کفار بولے ہم تو ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے پوجتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے ہمارا قرب بڑھ جائے اُس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

آیت کا حکم عام ہے اور محبت الٰہی کے مدعیوں کو آزمانے کے لئے

معیار صداقت و کذب ہے اگر وہ طریقۂ محمدی پر نہیں ہیں تو جھوٹے ہیں انکو خدا تعالیٰ سے محبت نہیں۔ محبت الٰہی کے دعویٰ میں آدمی سچا اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ تمام اقوال افعال اور اطوار میں شرع محمدی کا اتباع کرے اور سرمو اُس سے تجاوز نہ کرے۔ حدیث صحیح میں آتا ہے کہ جس شخص نے ہمارے حکم کے خلاف کوئی کام کیا وہ کام غیر مقبول ہے۔

آیت میں دو قسم کی محبتوں کا ذکر ہے (۱) بندہ کی محبت خدا سے (۲) خدا کی محبت بندہ سے۔ اول الذکر محبت کے یہ معنی ہیں کہ سوا خدا کے کسی کی طرف میلان خاطر نہ رکھے ہر وقت اُسکے احکام کی تعمیل میں سرگرم رہے اور جن چیزوں کے ارتکاب کو اُس نے منع کر دیا ہے اُن سے باز رہے۔ گویا محبت اگرچہ دلی فعل ہے لیکن اُسکے ثبوت کے لئے عملی ظہور لازم ہے جبتک اطاعت الٰہی نہوگی محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ اور موخر الذکر محبت کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ بندہ سے راضی ہو اور اُسکو ثواب عطا فرمائے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ ان مشرکوں سے کہدیجئے اگر تم کو محبت الٰہی کا دعویٰ ہے اور تقرب خداوندی کے خواستگار ہو تو اُس کے احکام کی تعمیل کرو اور چونکہ احکام الٰہی بغیر واسطہ کے بندوں تک نہیں پہنچ سکتے لہذا میری پیروی کرو اور میرے احکام کو مانو۔ میری اطاعت سے تم کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہوجائیگا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیگا اور اجر جزیل عطا فرمائیگا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - جو پہلے گناہ کر چکے ہو اُنکو ناقابل معافی نہ خیال کرو کیونکہ خدا غفور رحیم ہے۔ اگر میرے احکام کی اطاعت کروگے تو خدا تعالیٰ معاف فرما دیگا۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ یعنی اگر یہ لوگ خیال کریں کہ احکام الٰہی کی اطاعت تو ضرور ی ہے غیر خدا کے احکام کو کیوں مانیں تو آپ ان سے کہدیجئے کہ خدا اور رسول دونوں کی فرمانبرداری لازم ہے۔ رسول کی فرمان پذیری بعینہٖ خدا کی اطاعت ہے۔ اگر یہ اس بات کو مان لینگے اور اطاعت رسول کرنے لگینگے تو محبت الٰہی کے دعویٰ میں سچے سمجھے جائینگے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ اور نہ مانینگے تو دعویٰ محبت میں جھوٹے ہیں ایسے کافروں سے خدا محبت نہیں کرتا نہ اُن کو رضاء الٰہی حاصل ہوسکتی ہے۔

مقصود بیان: ۔ محبت اگرچہ قلبی فعل ہے لیکن اُسکے ثبوت کے لئے عملی مظاہرہ ضروری ہے۔ محبوب کے اوامر و نواہی پر پابند ہونے کے بغیر دعوٰے محبت غلط ہے۔ اتباع رسول سے خدا بھی راضی ہوجاتا ہے اور بندوں سے محبت کرتا ہے۔ خدا اور رسول کی اطاعت ایک ہی چیز ہے اور ایک کی نافرمانی سے دوسرے کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ جو شخص سنت رسول اللہ کا پیرو نہیں وہ محبت الٰہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ ایسے شخص سے خدا بھی محبت نہیں کرتا۔ اسلام سے تمام سابق گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی خلاف ورزی کفر ہے۔

ہدایت خاص: ۔ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ بندہ بذریعہ نوافل کے ذریعہ سے مجھسے قرب کا طالب ہوتا ہے یہانتک کہ میں اُسکے کان ناک اور ہاتھ ہوجاتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ محبت الٰہی جب بندہ کے دل میں متمکن ہوتی ہے تو جتنے اسکے اعضاء ظاہری و باطنی ہیں سب خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق کام کرتے ہیں اور اس شخص کے اختیار میں نہیں رہتے بلکہ یہ خود ہی اپنے ارادے اور خواہشوں سے خالی ہوجاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شروع میں محبت و ایمان کا نور قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر قلب سے تمام بدن کے رگ و ریشہ میں پھیلجاتا ہے یہانتک کہ آدمی باطن کی آنکھ سے نور ہی نور دیکھتا ہے اور جب اسپر قائم رہتا ہے تو پھر سوا اُن خیالات کے جو قضا و قدر کے موافق ہیں اور کچھ خیال ہی نہیں آتا اور سب اعضاء اسی کے موافق کام کرتے ہیں اور دل ان پر حکم چلاتا ہے اور دل پر خدا تعالیٰ کی حکومت ہوتی ہے اب جو بات یہ شخص زبان سے نکالتا ہے وہی ہوجاتی ہے کیونکہ یہ بات اسکے ذاتی ارادہ سے نہیں ہوتی بلکہ وہی ہوتی ہے جو تقدیر الٰہی میں ہوتی ہے۔ اسوقت اسکا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا بیماری صحت سب کام باعث ثواب ہوتے ہیں اور کمال محبت اسکو حاصل ہوجاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

اللہ نے سارے عالم میں سے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا

اور خاندان عمران کو انتخاب کرلیا ہے ان میں سے ایک دوسرے

مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

کی اولاد ہیں اور اللہ سنتا اور جانتا ہے

تفسیر گذشتہ آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ محبت الٰہی کے مدعی کے لئے اتباع رسول لازم ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی اطاعت کرانی چاہتے ہیں حالانکہ آدمی آدمی سب برابر ہیں ہم کیوں انکی اطاعت کریں یہ بھی ہمارے ہی خاندان میں سے ایک آدمی ہیں۔ اس شبہہ کا جواب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو ان کے زمانہ کے تمام لوگوں پر فضیلت عطا کر رکھی تھی ہمیشہ سے یہی دستور چلا آیا ہے کہ ہر زمانہ میں خدا کا برگزیدہ بندہ جسکو خداوند تعالیٰ خود منتخب کرلیتا ہے دیگر لوگوں سے افضل و بزرگ ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ جنکو آدم ثانی کہا جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ جو آدم ثالث تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد یعنی حضرت اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ وغیرہ پھر عمران کے دونوں صاحبزادے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ

یہ سب لوگ ایک دوسرے کی نسل میں تھے اور انسان تھے فرشتے نہ تھے۔ لہذا یہ خیال غلط ہے کہ ہم اپنے ہی قوم والے کی کیوں اطاعت کریں کیونکہ خدا تعالیٰ ہر شخص کے گفتار کو سنتا اور رفتار کو جانتا ہے جیسا مناسب سمجھتا ہے ولیا کرتا ہے (یعنی خدا تعالیٰ نے عمران کی بیوی کے قول کو بھی سنا تھا اور اُسکی نیت کا بھی خدا کو علم تھا۔ ان دونوں باتوں کا بیان آئندہ آیت میں آتا ہے)

حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں بہت حضرت عیسٰیؑ کے زمانہ تک رہی اور حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سوا حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے اور کوئی نبی نہیں ہوا۔

عمران دو تھے ایک تو حضرت موسٰیؑ و ہارونؑ کے والد تھے یہ عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب تھے۔ دوسرے عمران حضرت مریم کے والد حضرت زکریا کے ہم زلف حضرت یحیٰیؑ کے خالہ زاد بھائی اور حضرت عیسٰی کے نانا تھے یہ عمران بن یاشم یا عمران بن ماثان یہودا کی نسل میں سے تھے اور دونوں خدا کے محترم نبی تھے۔ دونوں کے درمیان بروایت محمد بن اسحٰق ۱۸۰۰ برس کا فصل تھا

مقصود بیان: نبی اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے۔ انبیاء کا مرتبہ اولیا سے بڑھ کر ہے۔ حضرت آدمؑ صرف خلیفہ ہی نہ تھے بلکہ نبی بھی تھے۔ نبی کی اطاعت لازم ہے وغیرہ۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ

جبکہ عمران کی بیوی نے کہا اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے

لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ

میں اُسکو (دنیوی کاروبار سے) آزاد کرکے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے قبول فرما بیشک

اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

تو سنتا اور جانتا ہے غرض جب عمران کی بیوی کو وضع حمل ہوا تو اُس نے کہا

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

پروردگار میرے تو لڑکی پیدا ہوئی ہے حالانکہ جو کچھ اُسکے پیدا ہوا تھا خدا اُس سے

وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ

خوب واقف تھا اور لڑکا اُس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا تھا اور میں نے

سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا

اس کا نام مریم رکھا اور میں اُسکو اور اُسکی اولاد کو شیطان ملعون سے بچا کر

مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ

تیری پناہ میں دیتی ہوں بالآخر خدا نے اُسکو خوشی سے قبول کیا

حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ

اور اُس کی اچھی طرح پرورش و نشو و نما کی اور زکریا کو اُس کا کفیل بنا دیا

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ

جب زکریا اُسکے پاس حجرہ میں جاتے تھے تو اُس کے پاس کھانا (یعنی میوہ)

عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا ؕ

رکھا ہوا پاتے (ایک دن) بولے مریم تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ

مریم نے کہا یہ خدا کے پاس سے آیا ہے خدا جسکو چاہتا ہے بلا شبہ

مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○

بے حساب روزی دیتا ہے

تفسیر حضرت زکریاؑ کے ہم زلف یعنی عمران بن یاشم کی بیوی حنہ بنت فاقوذ حاملہ ہی تھیں کہ عمران کا انتقال ہو گیا۔ حنہ نے یہ سمجھ کر کہ شاید میرے لڑکا پیدا ہوگا یہ نذر مانی تھی کہ الٰہی میں اسکو تمام دنیا کے کاروبار سے آزاد کر کے تیرے گھر یعنی بیت المقدس کی خدمت کے واسطے چھوڑ دونگی اُس زمانہ میں ایسی نذر ماننی صحیح بلکہ موجب ثواب تھی اور حضرت زکریاؑ کے خاندان میں تو بیت المقدس کی تولیت آ بھی رہی تھی اور حضرت زکریاؑ کے کوئی اولاد بھی اسوقت تک نہ تھی اس لئے جانشین کی بھی ضرورت تھی۔ ان خیالات کو پیش نظر رکھکر حنہ نے مذکورہ بالا نذر مانی لیکن جب خیال کے خلاف لڑکی یعنی حضرت مریم پیدا ہوئیں تو چونکہ نرینہ اولاد کو ہی بیت المقدس کی خدمت کے واسطے مقرر کر دینے کا دستور تھا اسلئے حنہ کو تردد ہوا کہ دنیا ہو یا دین ہر صورت لڑکی لڑکے کی برابر نہیں ہو سکتی پھر نذر کیونکر پوری ہوگی اسلئے نہایت حسرت و افسوس سے کہنے لگیں کہ الٰہی اب کیا ہو سکتا ہے لڑکی پیدا ہوئی ہے میں نذر کس طرح پوری کروں اور خدا تعالیٰ کو اُس لڑکی کے پیٹ سے ایک جلیل القدر پیغمبر یعنی حضرت عیسٰیؑ کو بطور معجزہ کے پیدا کرنا مقصود تھا اور وہ بجائے لڑکے کے لڑکی کے پیدا ہونے کی مصلحت سے خوب واقف تھا اور خدا کے نزدیک ایسی لڑکی لڑکوں سے بدرجہا افضل تھی اسلئے اُس نے بخوشی حنہ کی نذر قبول فرمائی۔ غرض حنہ حضرت مریم کو لیکر بیت المقدس میں گئیں اور وہاں کے خدام اور مجاوروں سے کہا کہ لو یہ نذرانہ اس مقدس گھر

کی خدمت کے لیئے ہے اسکی سرپرستی اور غور پرداخت کرو۔ مجاوروں نے سُنا تو ہر ایک نے حضرت مریم کی کفالت کی رغبت ظاہر کی کیونکہ وہ اُن کے سردار عمران مرحوم کی صاحبزادی تھیں اور عمران بیت المقدس کے امام تھے۔ اُس وقت حضرت زکریا نے کہا کہ میں مریم کی کفالت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میں اس لڑکی کا خالو ہوں اور اسکی خالہ ماں کی طرح ہی غور و پرداخت کریگی۔ بالآخر جب جھگڑا بڑھا تو قرعہ ڈالنے پر فیصلہ ہوا۔ انیس آدمیوں نے جو کفالت چاہتے تھے نہر اُردن میں توریت لکھنے کے قلم ڈالے کہ جس کا قلم پانی میں بیٹھ جائیگا وہی کفیل ہوگا۔ یہ دولت اللہ پاک نے حضرت زکریا کے نصیب میں لکھی تھی اسلئے اُن کا قلم پانی میں ٹھیر گیا اَوروں کے قلم بہ گئے۔ حضرت زکریا نے مریم کی پرورش شروع کردی اور ایک مستقل حجرہ سب سے الگ اُن کے لیے بنا دیا جس میں سوا حضرت زکریا کے کوئی غیر نہیں جا سکتا تھا۔ حضرت زکریا جب حجرہ کے اندر مریم کے پاس جاتے تو سردی کے زمانہ میں گرمی کے اور گرمی کے زمانہ میں سردی کے میوے موجود پاکر تعجب کرتے تھے۔ ایک روز دریافت کرنے لگے کہ مریم تمہارے پاس یہ میوے کہاں سے آتے ہیں؟ حضرت مریم نے جواب دیا خدا کے پاس سے آتے ہیں خدا جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ:۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا عمران کی بیوی (حنہ بنت فاقوذ) نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی میں تیرے خانۂ پاک کی خدمت اور تیری عبادت کے لیئے اُس حمل کو نذر کرتی ہوں جو میرے شکم کے اندر ہے اُسکو دنیا کے کسی کاروبار میں مشغول نہ کرونگی۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ تو میرا یہ نذرانہ قبول فرما تو ہی میری دعا کو سننے والا اور نیت کو جاننے والا ہے۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا لیکن جب لڑکی پیدا ہوئی اور امید کے خلاف بات ظاہر ہوئی کیونکہ لڑکیوں کو خدمت بیت المقدس کے واسطے مامور کرنے کا دستور نہ تھا تو حنہ کو تردد ہوا اور حسرت کے ساتھ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى کہنے لگیں پروردگار یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اب میں کیا کروں نذر کیسے پوری کروں۔ حالانکہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ۔ حنہ کے شکم سے جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اسکی حکمت و مصلحت سے خدا ہی خوب واقف تھا کہ آئندہ اس لڑکی کے بطن سے ایک عظیم الشان نبی بطور معجزہ کے پیدا ہوگا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کا سبب ہوگا اور اُنکی گم شدہ بھیڑوں کو پھر راہ پر لے آئیگا۔ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى اور ہر لڑکا ہر لڑکی کی طرح نہیں ہوسکتا یا جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اسکی طرح وہ لڑکا نہیں ہوسکتا تھا جسکی حنہ نے آرزو کی تھی۔ مطلب یہ کہ بعض لڑکیاں لڑکوں سے اتقاء میں افضل ہوتی ہیں وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ یہ حنہ کا قول ہے یعنی الٰہی میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور میں شیطان مردود کے اغوا سے اسکی اور اسکی اولاد کی حفاظت چاہتی ہوں اور اسکو اور اسکی نسل کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے پیدا ہونے کے بعد شیطان اُسکو چھوتا ہے جسکی وجہ سے وہ چلانے لگتا ہے سوا مریم اور اُن کے فرزند کے (رواہ البخاری والمسلم) کہ ان دونوں کو شیطان نے مس نہیں کیا یعنی انبیاء تو مس شیطان سے محفوظ ہوتے ہیں لیکن انبیاء کے علاوہ صرف حضرت مریم کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ شیطان نے اُن کو مس نہیں کیا تھا۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ۔ جب حنہ نے اخلاص کے ساتھ نذر پیش کی تو خدا تعالیٰ نے اچھی طرح لڑکی کا نذرانہ ہی قبول کرلیا (اگرچہ اُس زمانہ کے دستور کے خلاف تھا) یعنی بیت المقدس کی خدمت کے لیئے خدا تعالیٰ نے مریم کو قبول کرلیا اور درجات آخرت کے اعتبار سے بھی مریم کو پسند فرمالیا۔ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور مریم کو اچھی اٹھان اٹھایا اور اچھی طرح بڑھایا۔ عفت و عصمت اور حسن اعضاء مریم کو عطا کیا اور جنت کے میوے دنیا میں اُن کو مرحمت فرمائے جن کا بیان اگلی آیت میں آتا ہے وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا۔ اور حضرت مریم کے اعمال تعلیم، تربیت اور غور و پرداخت کا خدا تعالیٰ نے زکریا کو ذمہ دار بنایا۔ یعنی حضرت زکریا کی زیر سرپرستی مریم کو دیدیا گیا۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ جب حضرت زکریا اُس بالاخانہ پر جس میں مریم کو سب سے علیحدہ رکھا جاتا تھا جاتے تھے تو وہاں عجب عجب پھل اور میوے رکھے ہوئے ملتے تھے۔ گرمی کے زمانہ میں جاڑے کے اور جاڑے کے زمانہ میں گرمی کے میوہ جات نظر آتے تھے۔ ایک روز تعجب سے قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا۔ حضرت زکریا نے دریافت کیا مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ مریم اُس وقت بچی ہی تھیں قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہنے لگیں خدا کے پاس سے آتے ہیں۔ جنت سے خدا تعالیٰ میرے لیئے بھیجتا ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے بغیر مشقت و تکلیف کے بے انتہا عطا فرماتا ہے۔ خدا کی بخشش کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ محنت و مشقت ہی کی جائے۔

مقصود بیان: ۔ حضرت مریم پیدائشی طور پر نفس کے اتباع، شیطان کے اغوا اور توجہ الی غیر اللہ سے آزاد تھیں۔ طاعت الٰہی میں مشغول اور مشاہدہ تجلیات میں سرگرم تھیں۔ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کرامت اولیاء حق ہے۔ خرق عادت ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی فرماں برداری کا ثمرہ دنیا میں بھی عنایت کرتا ہے۔ اولیاء و اصفیاء پر خدا تعالیٰ کی خصوصی نظر عنایت ہوتی ہے۔ بعض اولیاء کا تعلق خدا سے ایسا ہوتا ہے کہ انبیاء کو بھی اُس کا علم نہیں ہوتا مگر اس سے فضیلت انبیاء میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ کسی نذر کی کمیت کیفیت اور حالت کو نہیں دیکھتا بلکہ اخلاص قلبی پر نظر فرماتا ہے۔ نذر تھوڑی ہو یا بہت صفائی نیت کے ساتھ مقبول ہونے کے قابل

ہوتی ہے۔ انبیاء اولیاء اور صلحاء کا کسی کے صلب یا بطن سے پیدا ہونا بھی والدین پر خدا کا فضل و انعام ہے۔ فضل الٰہی بغیر محنت و مشقت کے بھی حاصل ہو جاتا ہے خدا کی دین میں کسی سابق محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکے انعامات و احسانات کا بندوں کے افعال و اعمال پر دارومدار نہیں ہے اگرچہ نیک کام خدا تعالیٰ کی رضامندی اور بدکام خدا کی ناراضگی کے اسباب ہیں جسکی کفالت میں کوئی چیز ہو یا کسی کی تربیت کسی کی زیر سرپرستی ہو تو سرپرست و کفیل پر لازم ہے کہ ہر طرح سے اسکی نگرانی اور غور و پرداخت کرے۔ اگر خلاف اصول اور خارج از عادت کوئی بات پیدا ہو تو سبب دریافت کرے وغیرہ۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ

اُس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا مانگی بولے اے پروردگار مجھے اپنی

لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ

سرکار سے اولاد صالح مرحمت فرما تو بے شک دعا کو

الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ

سنتا ہے ابھی تک زکریا مسجد میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے

يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ

کہ فرشتوں نے اُن کو آواز دی کہ خدا تعالیٰ تم کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا

جو کلمۃ اللہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور عورتوں سے بے رغبت

وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ

اور نبی اور پاکبازوں میں سے ہوگا زکریا نے کہا پروردگار اب مجھے

لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ

بڑھاپا آگیا اور میری بی بی بانجھ ہے میرے لڑکا کیسے ہوگا

قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ

فرشتے نے کہا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے زکریا نے کہا

رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ

پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے اللہ نے فرمایا تمہاری نشانی یہ کہ تین

النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ

روز تک تم سوا اشارہ کرنے کے لوگوں سے کلام نہ کر سکوگے اور اپنے رب

كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝

کثرت سے یاد کرو اور صبح شام پاکی بیان کرو

تفسیر بیت المقدس کی خدمت حضرت زکریا کے خاندان میں لیکن اُن کے کوئی اولاد نہ تھی اور ننانوے سال کی عمر ہوچکی تھی۔ ان کی بیوی ایشاع یا اشیع یا الیسارع بنت فاقوز بھی بانجھ تھیں اور ان کی عمر بھی اٹھانوے برس کی ہوچکی تھی۔ حضرت مریم اگرچہ بیت المقدس کی خادمہ بنا دی گئی تھیں لیکن پھر بھی وہ عورت ذات تھیں۔ جب حضرت زکریا نے مریم کے پاس خلاف موسم اور خلاف عادت قدرت خدا کا کرشمہ دیکھا تو اولاد کی خواہش نے جوش مارا اور خیال کیا کہ کچھ تعجب نہیں کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی باوجود بوڑھے ہونے کے کوئی بچہ عنایت فرمائے جو خلاف موسم میوہ عطا فرماتا ہے کیا عجب ہے کہ بوڑھے بانجھ والوں کو بھی اولاد نصیب کر دے بس وہیں خدا تعالیٰ سے دعا کی اور دعا قبول ہونے کی بشارت پر بمقتضائے بشریت اپنی بیوی کے بانجھ ہونے پر ازراہ تعجب کے طور پر بول اٹھے کہ الٰہی اگر میری دعا تو نے قبول فرمالی تو کوئی علامت مقرر فرمادے۔ ارشاد ہوا بس یہی علامت ہے کہ تم تین دن بات نہ کر سکوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت زکریا تین روز کسی سے بات نہ کر سکے اور دن رات صبح شام ذکر الٰہی میں مشغول رہے یہی قصہ آئندہ آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ جب حضرت زکریا نے مریم کے خلاف موسم پھل رکھے دیکھے اور قدرت الٰہی کا مشاہدہ کیا تو اولاد کی خواہش دل میں موجزن ہوئی فوراً خدا سے دعا کی اور آدھی رات کو کہا الٰہی اگرچہ مجھ میں اور میری بیوی میں اولاد کی قابلیت نہیں رہی لیکن خلاف وقت بھی عنایت فرما سکتا ہے مجھے اپنی طرف سے ایک نیک لڑکا عنایت فرما تو ہی دعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ حضرت زکریا کی دعا قبول ہوئی مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت جبرئیل نے آواز دی اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ خدا تعالیٰ یحییٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے یعنی آپ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام یحییٰ ہوگا اور وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کریگا۔ حضرت عیسیٰ کے رسول ہونے کا قائل ہوگا اور لوگوں کو روح اللہ کی بشارت دیگا۔ وَسَيِّدًا

وَّحَصُوْرًا اور لوگوں کا سردار ہوگا لوگ اُس کا اتباع کرینگے اور اپنا پیشوا بنا لینگے اور متقی میں بھی وہ اسی قابل ہوگا کیونکہ اُسکو نفسانی خواہشات اور معاصی کی طرف از خود رغبت نہ ہوگی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فطری طور پر اُسکی تمام گناہوں کی بندش ہوگی وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور وہ نبی بھی ہوگا اور طبعًا نیک ہوگا گناہوں سے معصوم ہوگا نہ گناہ کا ارتکاب کریگا نہ خدا کی نافرمانی کا کبھی ارادہ کریگا۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ حضرت زکریاؑ نے تعجب سے کہا الٰہی میرے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے اور کہاں سے ہوسکتا ہے۔ قانون فطرت ہے کہ بوڑھے باپ اور بانجھ ماں کے اولاد نہیں ہوتی ہے وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ اور میں تو بہت بوڑھا ہوگیا ہوں ننانوے سال یا ایکسو بیس برس کی میری عمر ہوگئی ہے وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ اور میری بیوی بھی بانجھ ہے پھر کس طرح اولاد ہونی ممکن ہے۔ قَالَ كَذٰلِكَ حضرت جبرئیلؑ نے کہا خدا کا حکم ایسے ہی ہے اُسکو کسی واسطہ اور ذریعہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بغیر ذریعہ اور سبب ظاہری کے بھی اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی چیز اُسکو تکمیل فعل سے نہیں روک سکتی یعنی کسی شی کے پیدا ہونے کو حق تعالیٰ کی صرف مشیت کافی ہے واسطے یا سبب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ واسطے اور سبب کو بھی تو بالآخر اُس نے اپنی خالص مشیت سے بنایا ہے اُسکے لئے تو اور سبب نہیں ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً یعنی جب حضرت زکریا کے دل میں بہت شوق پیدا ہوا اور انسانی جذبہ نے مجبور کیا کہ جسکی بشارت دیگئی ہے وہ جلد ہوجائے تو عرض کیا یہ ورد گار میری بیوی کے حاملہ ہونے کی کوئی نشانی مقرر فرما دے تاکہ مجھکو علم ہوجائے کہ اب استقرار حمل ہوگیا۔ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ارشاد ہوا استقرار حمل کی علامت یہ ہے کہ تین شبانہ روز تم لوگوں سے زبان سے بات نہ کرسکو گے یعنی زبان میں تلفظ کی طاقت نہوگی ذکر الٰہی تو کرسکو گے مگر لوگوں سے بات نہ کرسکو گے۔ اس آیت قدرت الٰہی کے کمال کیطرف بھی اشارہ ہے کہ جسطرح خدا تعالیٰ بغیر اسباب کے کسی چیز کو پیدا کردیتا ہے اسی طرح اسباب کی طاقت بھی سلب کرسکتا ہے اسباب کی موجودگی کے باوجود مسبب کا وجود نہیں ہوتا جسطرح کہ زبان میں گویائی کی طاقت بھی ہے کوئی مرض بھی نہیں ہے ذکر الٰہی پر بھی زبان چلتی ہے مگر لوگوں سے گفتگو کرنا ناممکن ہوگئی۔ اِلَّا رَمْزًا اور اس ضرورت کے وقت اشارے کنائے اور ہاتھ پاؤں سر وغیرہ کے ایماء سے تم اظہار مدعا کرسکو گے لیکن تم پر بھی لازم ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا کہ خدا تعالیٰ کی یاد کی کثرت کرو اور اپنی نیت کو تمام خطرات سے خالی کرکے مناجات میں دل کو ہر تشویش و فکر سے پاک رکھو وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اور صبح شام خدا کی پاکی بیان کرتے رہاکرو یعنی صبح کے دن میں اور شام کے دن میں نماز میں مشغول رہو اور خدا تعالیٰ کو تمام عیوب و نقائص سے پاک سمجھو اور زبان سے تسبیح الٰہی کا اقرار کرو۔

مقصود بیان:۔ دوسرے کی نعمت دیکھ کر فطرتًا دنیا پرست انسان کے دل میں رشک و حسد پیدا ہوتا ہے لیکن خدا کے روحانی بندے کسی سے رشک و حسد نہیں کرتے اگرچہ اُن کو بھی نعمتِ الٰہی کے حصول کی خواہش ہوتی ہے مگر وہ خواہش میں برکتِ الٰہی کے جویاں ہوتے ہیں۔ اولاد کی پیدائش اگرچہ فطرتًا والدین کی قابلیت کے ساتھ وابستہ ہے لیکن کبھی خداوند تعالیٰ اسکے خلاف بھی کردیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز ناممکن نہیں وہ ہر قسم کی دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن خلوص نیت اور نیک اعمال شرط ہے۔ نبی کی تقدیم کرنی لوگوں کا پیشوا اور مقتدا ہونا اور خواہشات نفسانی کی طرف سے طبعی نفرت ہونا بھی انعام الٰہی ہے۔ انسان بدکار ہو یا نیکوکار جلیل القدر ہو یا شیطان مجسم بہرحال اقتضاء بشری سے خالی نہیں اور خداوند تعالیٰ کی ظاہری قدرت کو دیکھ کر شروع میں تعجب کرتا ہے۔ چند روز کے واسطے دنیا سے الگ تھلگ رہ کر صفاء نفس اور ذکر الٰہی کی کوشش کرنی ناجائز ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے معانی غیب میں سے کسی بات کا طالب ہو اُسپر لازم ہے کہ زبان کو فضول بکواس سے بند کرے اور دل کو شیطانی خیالات سے خالی کرکے ظاہر و باطن میں مشغول بحق ہو۔

اب ہم ذیل میں حضرت مریمؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰ کے کچھ مختصر واقعات ذکر کرتے ہیں تاکہ گذشتہ اور آئندہ آیات کا مطلب آسانی سے سمجھ میں آسکے:۔

جب بیت المقدس کے اندر رہتے رہتے حضرت مریم کو ایک عرصہ ہوگیا اور جوان ہوگئیں تو اب خدا تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہوا اور ایک جلیل القدر عظیم الشان نبی کی پیدائش ایک پاکدامن عصمت مآب کے بطن سے منظور ہوئی۔ ایک روز حضرت مریم غسل حیض سے فارغ ہوکر اپنے حجرہ میں بیٹھی تھیں کہ آدمی کی شکل میں حضرت جبرئیل نظر آئے۔ حضرت مریمؑ نے غیر مرد کو سامنے آتے دیکھ کر خدا سے پناہ چاہی اور فرمایا اگر پاکدامن شخص ہے تو یہاں کیوں آیا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا میں فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ تجھکو ایک سعادتمند فرزند کی بشارت دیتا ہے۔ مریمؑ نے کہا میں کسی مرد کے پاس نہیں اور نہ میں بدکار ہوں پھر لڑکا کیونکر ہوسکتا ہے۔ حضرت جبرئیل بولے خدا کا یونہی حکم ہے خدا ایسے ہی کردیتا ہے۔ پھر جبرئیلؑ نے قریب آکر حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک دیا جس سے وہ حاملہ ہوگئیں اور جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو حضرت مریم بیت المقدس کے ایک گوشہ میں کھجور کے ایک خشک درخت کے نیچے جاکر پڑ گئیں اور حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور آپ کی برکت سے اُس خشک درخت میں فورًا ترو تازہ اور پختہ کھجوریں آگئیں۔ یہودیوں کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو گروہ کے گروہ حضرت مریم کو لعنت ملامت کرنے کے لئے آنے لگے کہنے لگے تیرے ماں باپ تو نہایت پاکدامن اور عفت شعار تھے۔ تو نے

کیا کیا؟ چونکہ فرشتوں نے حضرت مریمؑ کو بتا دیا تھا کہ تیرے لڑکے کا نام عیسیٰ مسیح بن مریم ہوگا وہ شیرخوارگی کی حالت میں ہی کلام کریگا اسکو خدا تعالیٰ کتاب حکمت اور توریت و انجیل کا علم عطا فرمائیگا۔ وہ لوگوں سے کہیگا کہ میں خدا کی طرف سے معجزات لیکر آیا ہوں توریت کی تکمیل اور تائید کرنے آیا ہوں نہ کہ تردید و تکذیب۔ میں تم پر سے سخت احکام کا بار ہلکا کرنے آیا ہوں۔ جو چیزیں تم پر تمہاری سرکشی و طغیانی کی وجہ سے حرام کردی گئی ہیں میں ان میں سے بعض اشیا تمہارے لئے مباح کردونگا وغیرہ اسلئے حضرت مریمؑ نے جواب دیا اسی لڑکے سے پوچھو۔ یہی تمہارے سوال کا جواب دیگا۔ یہودی کہنے لگے شیرخوار بچہ کیا کہہ سکتا ہے ہم اس سے کیا جواب طلب کریں۔ یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے میں خدا کا برگزیدہ بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب و حکمت عطا فرمائی ہے۔ میری ماں پاکدامن ہے۔ اسکے بعد اور معجزات بھی حضرت عیسیٰؑ سے ظہور پذیر ہوتے جس سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ بالآخر حضرت عیسیٰؑ نے تبلیغ شروع کردی اور یہودیوں نے سخت تکلیفیں دینی شروع کیں۔ حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ کے جان کے خطرہ سے اپنے چچازاد بھائی یوسف نجار کے ہمراہ حضرت عیسیٰ کو ملک مصر میں لیگئیں اور وہیں حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اور ملک شام میں آگئے۔ یہودیوں نے اس سے پہلے حضرت زکریا کو شہید کردیا تھا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ حضرت زکریا ہی عیسیٰؑ کے باپ ہیں پھر ان کے جوان صاحبزادے حضرت یحییٰ کو بھی (جو حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے اور لوگوں کو توحید کی تعلیم دیتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کرتے تھے) بادشاہ وقت نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد حضرت عیسیٰ ملک شام سے آکر جلیل اور یروشلم وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں وعظ فرماتے رہے لیکن یہودیوں کی ہر روز ان سے عداوت بڑھتی گئی۔ باوجودیکہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کی تصدیق کی اور شریعت موسوی میں حسب ضرورت و تحت بحکم الٰہی ترمیم کی اور بعض حرام چیزوں کو حلال کردیا۔ روز شنبہ کے احکام میں بھی سہولت کردی اور تمام قیدیں اٹھادیں اور معجزات بھی دکھائے مگر یہود کور باطن ہوچکے تھے انکی اندرونی احساسی طاقت مفقود ہوچکی تھی کوئی بات مفید نہوئی۔ جب آپ نے یہود کی سرکشی حد اعتدال سے بڑھکر دیکھی تو ایک روز تنگ ہوکر فرمان نافذ فرمایا۔ یہ فرمان سنکر بارہ مرید جنکو حواری کہا جاتا ہے یعنی شمعونؑ عرف پطرس۔ اندریاسؑ یعقوبؑ بن زبدی۔ یلفاییؑ عرف تہدی۔ شمعونؑ کنعانی یعقوبؑ بن ہلفایی۔ یوحنا۔ برتھولما۔ فلیبوسؑ تھوما۔ متی۔ یہودا اسکریوتی۔ حضرت کے مرید اور شاگرد خاص ہوگئے اور چونکہ ملک شام میں اسوقت یہودیوں کی سلطنت نہ تھی بلکہ رومیوں کی تھی اور قیصر کی طرف سے وہاں ایک گورنر ہیروڈیس رہتا تھا اسلئے حضرت عیسیٰ اپنے مددگاروں کو لیکر وہاں چلے گئے اور اطراف ملک میں وعظ فرماتے رہنے۔ ہر شہر میں سیکڑوں مرد و عورت آپکے مواعظ سے فائدہ اٹھانے

لگے اور جوق جوق آپکے مذہب میں داخل ہونے لگے۔ اس پر یہود کی اور آتش حسد بھڑک اٹھی اور اس حد تک انکی دشمنی بڑھی کہ وہ مسیح کے قتل کا موقع تلاش کرنے لگے اور جو پاک انسان بنی اسرائیل کی گمی ہوئی بھیڑ کو راہ پہ لانا چاہتا تھا اسی کی جان کے پیچھے پڑگئے۔ حضرت عیسیٰؑ ملک خدا سے گھومتے گھومتے پھر یروشلم کی طرف آنکلے تھے اور آپ کا دستور تھا کہ دن کو شہر یروشلم میں آکر بیت المقدس میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور شام کو زیتون کی پہاڑی پر کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر عبادت الٰہی بجالاتے۔ اس عرصہ میں عید فسخ (عید الفطر) کے موقعہ پر یہودیوں کے تمام سردار کاہن اور علما جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو قتل کردیں۔ یہ اسی فکر میں تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں میں سے ایک شخص یہودا نامی نے ان سے کچھ روپیہ لیکر حضرت عیسیٰؑ کے کل واقعات کی ان کو اطلاع دیدی اور یہ بھی کہدیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے صرف دو تلواریں ہیں وہ مقابلہ کے وقت بھاگ جائینگے تم ہر طرح سے اپنا کام کرسکتے ہو۔ یہ سن کر یہودیوں کی ایک جماعت ہتیار لیکر زیتون کے پہاڑ پر جا پہونچی۔ جناب مسیح کو بھی یہ حالت معلوم ہوگئی تھی کہ میرے ساتھیوں سے مقابلہ نہوسکیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہودیوں کی جماعت کو دیکھ کر حواری بھاگ گئے اور یہود حضرت مسیح کو گرفتار کرکے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور مذاق اڑاتے ہوئے شہر میں لائے صبح کو تمام یہودی جمع ہوئے اور حضرت سے پوچھا اگر تو ہی مسیح ہے تو ہم سے کہدے۔ حضرت نے فرمایا اگر میں کہوں بھی تو تم کو یقین نہ آئیگا۔ آخر سب لوگ آپ کو پلیطس کے پاس لیگئے۔ یہ یہودیوں کا حاکم تھا اور قیصر سے باغی ہوگیا تھا۔ پلیطس نے کہا میرے نزدیک ان کا کوئی جرم مستوجب قتل نہیں یہودیوں نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو پلیطس نے حضرت عیسیٰ کو اسی حالت میں ہیروڈیس حاکم شام کے پاس بھیجدیا لیکن ہیروڈیس نے بھی حضرت عیسیٰؑ کے قتل سے انکار کیا اور پھر واپس پلیطس کے بھیجدیا۔ پلیطس نے آپکو چھوڑدینا چاہا مگر یہودیوں نے غل مچادیا کہ ایسا نہ کرنا۔ مجبوراً پلیطس نے کہا اچھا میں تمہارے کہنے سے اسکو سولی دیتا ہوں لیکن اس کا وبال تم پر اور تمہاری اولاد پر رہیگا۔ یہودیوں نے اس بات کو منظور کرلیا۔ حضرت عیسیٰ کی عجیب حالت تھی اور ایک بیخودی کی کیفیت آپ پر طاری تھی۔ آخرکار پلیطس نے سولی دینے کا حکم دیا۔ جس مکان میں حضرت عیسیٰ بند تھے اُسکے اندر ایک شخص شمعون افرانیثی کو بھیجا گیا تاکہ اندر سے حضرت عیسیٰؑ کو لے آئے۔ ادھر شمعون اندر پہونچا اُدھر خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ عیسیٰ کو اٹھالو اور شمعون کی صورت عیسیٰ کی طرح کردو۔ حکم الٰہی کے بموجب شمعون کی صورت بدلکر حضرت عیسیٰؑ کی طرح ہوگئی اور آپ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ شمعون کو جب اندر حضرت عیسیٰ نملے تو وہ باہر نکلکر آیا۔ لوگوں نے

فوراً اُسی کو عیسیٰ سمجھکر پکڑ لیا - وہ ہر چند کہتا تھا کہ میں شمعون ہوں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن اپنی آنکھوں کی تکذیب کون کرسکتا تھا - بالآخر اُسکو سولی دیدی گئی -

اس واقعہ کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ سال کی تھی صرف ڈھائی تین برس نبوت کو ہوئے تھے -

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ

اور جب فرشتوں نے کہا مریم تم کو خدا تعالیٰ نے برگزیدگی عطا کی

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور صاف ستھرا کیا اور سارے جہان کی عورتوں میں تمہارا انتخاب کیا-

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ

مریم اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہا کرو اور سجدہ کیا کرو اور نماز پڑھنے والوں

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

کے ساتھ نماز پڑھا کرو (اے محمد) یہ غیب کی خبریں ہم وحی کے ذریعہ سے

نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

تم کو پہنچاتے ہیں - حالانکہ اسوقت تم اُن کے پاس موجود نہ تھے جبکہ

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَ

وہ اپنے قلموں کو (بطور قرعہ کے) ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کریگا اور

مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○

نہ تم اُنکے پاس اُس وقت تھے جبکہ وہ آپسمیں جھگڑ رہے تھے

تفسیر حضرت زکریا اور یحییٰ کا قصہ الحاقی طور پر ذکر کیا گیا تھا اصل مقصود حضرت مریم و عیسیٰ کا تذکرہ تھا - چنانچہ اس آیت میں پھر اصل مدعا کی طرف رجوع کیا جاتا ہے - ارشاد ہوتا ہے کہ جبرئیلؑ نے جب مریمؑ سے کہا کہ خدا نے تجھکو بزرگی عطا فرمائی ہے تیرا مرتبہ نہایت بلند اور عالی بنایا ہے واقع میں تو خدا کی مقبول بندی ہے - وَطَهَّرَكِ اور تجھے خدا نے مردوں کی قربت اور تمام بشری آلائشوں سے پاک کردیا ہے - تیری مادی قوتوں کو مغلوب کردیا ہے وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ اور تیرا مرتبہ اتنا اونچا کردیا ہے کہ تیرے زمانہ کی جتنی عورتیں ہیں سب پر تجھکو فضیلت عطا فرمائی ہے -

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ - لہذا مریم تجھے بھی تہ دل سے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے پروردگار کی اطاعت کرنی چاہئے اور شکریہ کے طور پر اُسکی عبادت میں سرگرم رہنا چاہئے لیکن تیری نماز (ان عام یہودیوں کی طرح نہ ہونی چاہئے کہ نماز میں رکوع نہیں کرتے بلکہ تیری نماز) میں رکوع ضرور ہونا چاہئے جسطرح خالص ایماندار یہودی رکوع کرتے ہیں - مطلب یہ کہ اولیاء اور اُن اہل محبت کے ساتھ شامل ہوکر جو نرم دل ہوکر خدا کی طرف جھک پڑے ہیں تجھکو بھی بارگاہِ الٰہی میں جھکنا چاہئے تاکہ تجھکو اہل جماعت کی برکت نصیب ہو اور اولیاء کی صحبت سے بندگی میں استحکام ہو اور صفائی قلب حاصل ہو -

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ - یہ زکریاؑ اور مریمؑ کے واقعات اور یحییٰؑ و عیسیٰؑ کی پیدائش کے قصے اور مریمؑ کی کفالت و سرپرستی کے تنازعات غیب کی خبریں ہیں تم کو ان کا علم نہ تھا کیونکہ تم نے انجیل و توریت نہیں پڑھی اور نہ اہل کتاب کی صحبت میں رہے - بلکہ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ہم وحی کے ذریعہ سے تم کو ان واقعات کی اطلاع دے رہے ہیں ورنہ تمہارے پاس کوئی علم کا ذریعہ نہ تھا اور وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ نہ تم اُسوقت موجود تھے جبکہ (مریم کی والدہ بنی الکاہن کے پاس مریم کو لائی تھیں) مریم کا کفیل بننے کے لئے لوگ نہر اردن میں اپنے اپنے (توریت لکھنے کے) قلم بطور قرعہ کے ڈال رہے تھے اور سب نے فیصلہ کرلیا تھا کہ جسکا قلم پانی میں ٹھہر جائے وہی مریم کی غور پرداخت اور کفالت کرے - وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ اور نہ تم اُسوقت موجود تھے جبکہ لوگ باہم مریم کی کفالت کے متعلق جھگڑ رہے تھے بلکہ یہ غیر معلوم واقعات ہم وحی کے ذریعہ تم کو بتا رہے ہیں -

مقصود بیان : - حضرت مریمؑ خدا کی برگزیدہ بندی تھیں نبی نہ تھیں نہ خدا کی بیوی تھیں - حضرت مریمؑ نے کبھی کسی مرد سے قربت نہیں کی نہ حرام نہ حلال - ان کے نفسانی قویٰ مغلوب ہوگئے تھے - آیت میں اس طرف لطیف اشارہ ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ اپنے انعام سے سرفراز فرمائے اُس پر لازم ہے کہ خدا تعالیٰ کی اور زیادہ اطاعت کرے - ایک امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ مل کر عبادت کرنے سے خواہ عبادت فرضی ہو یا نفلی - برکت حاصل ہوتی ہے اور عبادت قابل قبولیت ہوجاتی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا علم صرف وحی سے ہوا - ورنہ وحی سے قبل حضور اقدسؐ ان باتوں سے لاعلم تھے قرعہ ڈالنا صرف دل خوش کرنے کے لئے جائز ہے - جو چیز انسان کے دماغ اور ذہن سے غائب ہو یعنی جس چیز کا انسان کو علم نہ ہو وہ غیب کے حکم میں داخل ہے لیکن یہ غیب لغوی ہے - آیت میں معجزنما تبلیغ کا بھی مظاہرہ کیا گیا ہے اور لطافت آمیز دعوت اسلام بھی دی گئی ہے کہ ایسے واقعات جن کو اہل کتاب بھی بہت کم جانتے ہیں ان کے متعلق ایسا محقق فیصلہ ایک بے پڑھے لکھے آدمی کی زبان سے ہونا اگر وحی الٰہی پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے - وغیرہ +

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ

جبوقت کہ فرشتوں نے کہا تھا مریم خدا تعالیٰ تم کو اپنے کلمہ کی بشارت

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

دیتاہے جس کا نام مسیح عیسے بن مریم ہوگا

وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ

اور دنیا دین میں وہ با عزت اور مقرب بندوں میں سے ہوگا

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا

اور گہوارہ میں ہونے کے زمانہ میں اور نیز ادھیڑ عمر میں وہ (یکساں)

وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

لوگوں سے بات چیت کریگا اور نیک بندوں میں سے ہوگا

تفسیر یہ بھی حضرت جبریئل کا قول ہے یعنی اے مریم تجھکو خدا تعالیٰ ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دیتاہے جو بغیر باپ کے صرف حکم الٰہی سے پیدا ہوگا اور فقط لفظ کُنْ اُس کی پیدائش کا سبب ہوگا۔ حضرت عیسیٰ کو اسی وجہ سے کلمۃ اللہ کہا گیا۔ اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ چونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوگا اس لئے کسی مرد کی طرف اسکا سلسلۂ نسب منسوب نہ ہوگا بلکہ اُس کا نام تیرے نام پر ہوگا یعنی مسیح عیسیٰ بن مریم وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا دین میں خدا کے نزدیک وہ با وجاہت اور ذی رتبہ ہوگا۔ دنیا میں جاہِ نبوت سے سرفراز ہوگا اور آخرت میں مراتب عالیہ اُس کو حاصل ہونگے وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اور وہ خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا یعنی نبی مقرب ہوگا وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا اور اُسکو یہ خصوصیت حاصل ہوگی کہ معمولی انسان بڑے ہوکر باتیں کرتے ہیں مگر وہ شیرخوارگی کی حالت میں بھی لوگوں سے بات چیت کریگا اور میانہ عمر میں پہونچکر تو لوگوں کو ہدایت کرے گا ہی۔ وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور خلاصہ یہ کہ وہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہوگا۔ عقائد، افعال، اقوال اور اُسکی کل رفتار حیات صلاح و نیکی پر مبنی ہوگی اور وہ انبیاء کے درجۂ صلاح پر فائز ہوگا۔

مقصود بیان: معمولی انسان جس طرح شیرخوارگی کی حالت میں اپنے نفس پر کوئی اختیار نہیں رکھتا بلکہ قدرت و مشیت کے تابع ہوتا ہے مشیت جب چاہتی ہے اُسکی زبان کھولتی ہے، جب چاہتی ہے اُسکے پاؤں میں رفتار کی طاقت پیدا کرتی ہے اسی طرح خدا کے کامل بندے بڑے ہوکر بھی اپنے ارادہ کو ارادہ الٰہی میں فنا کردیتے ہیں۔ اُن کا ذاتی ارادہ سے خالی ہوتا ہے بلکہ ذات الٰہی کا تصرف اُن کے ظاہر ہوجاتا ہے۔ یکلم الناس فی المھد وکھلا میں اس کی طرف لطیف تنبیہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب انسان کو پوری قوت دے تو اسکے واسطے زیبا نہیں کہ اس قوت کو حکم الٰہی کے خلاف استعمال کرے بلکہ اپنے ارادہ کو ارادہ الٰہی کے تابع بنادے اور قضا و قدر سے لڑنے کے درپے نہو۔ اس امر کی طرف بھی ایک مخفی اشارہ ہے کہ انسان شروع میں مجبور محض ہوتا ہے اور عبودیت خالصہ کے درجہ میں ہوتا ہے اب جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ بڑھ کر بھی اسی درجہ پر رہتے ہیں اور بدکردار متمرد شعار طبقہ ہے اُس میں انانیت اور رعونت آجاتی ہے اپنی قوتوں کا اپنے آپ کو حاکم مطلق خیال کرنے لگتا ہے اور عبودیت سے روگرداں ہوکر خناس شیطانی سے مغلوب ہوکر دعوی کرنے لگتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کمالات پیدا کئے۔ میں نے اتنا مال کمایا۔ اپنی قوت بازو اور زور شمشیر سے حکومت حاصل کی لیکن اولیاء اللہ ان تمام رعونتوں اور تمکنت شعاریوں کے مظاہرہ سے خالی ہوتے ہیں وہ اپنے ہر فعل کا فاعل حقیقی اور ہر تصرف کا متصرف اصلی خدا کو سمجھتے ہیں اور اپنے کل افعال کو اُسی کے افعال کا پرتو سمجھتا ہے۔ اس میں ضیاء ربوبیت جلوہ افگن ہوتی ہے اور آفتاب الوہیت کی اسپر پرتو اندازی ہوتی ہے جو کچھ زبان سے نکالتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ اسی درجہ پر فائز تھے۔ بچپن میں تو خدا نے اُن سے کلام کروا یا ہی تھا لیکن جوانی میں بھی اُن کے اندر خدا اور بول رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ جذامی اور مبروص اور مادر زاد نابینا کو صرف چھوکر اچھا کرسکتے تھے۔ لیکن باذن اللہ۔ پرندے میں روح پھونکتے اور مردہ کو زندہ کردیتے تھے مگر یہ بھی باذن اللہ۔ خدا کے ہر کامل کی یہی حالت ہوتی ہے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ

مریم نے کہا پروردگار میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ

يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ

نہیں لگایا فرشتہ نے کہا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

جب کسی کام کو وہ کرنا چاہتا ہے تو اُس سے صرف یہ کہدیتا ہو کہ ہو

اصلی فوٹو کیمرہ — قیمت دو روپے چار آنے

ابھی حال میں جاپان کی ایک کمپنی نے فوٹو کیمرہ تیار کرکے بھیجا ہے اس فوٹو کیمرہ سے آپ نہایت آسانی کے ساتھ ہر چیز کا فوٹو لے سکتے ہیں اپنے گھر میں بیٹھ کر خود ہی اپنے بچوں کے اور عورتوں مردوں کے فوٹو تیار کرلیجئے۔ فوٹوگرافر کو نہ بلائیے۔ کیونکہ اب آپ کو زیادہ رقم کا فوٹو خریدنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے ہاں جاپان سے ابھی حال میں فوٹو کیمرہ آیا ہے۔ وہ ایسا ہی کام کرتا ہے۔ جیسے زیادہ قیمت کا کیمرہ ہے۔ فوٹو کھینچنے کی بہت آسان ترکیب ہے۔ ہر شخص بہت آسانی سے اس کیمرہ کے ذریعہ فوٹو لے سکتا ہے۔ اس کے ساتھ فوٹو دھو مسالہ اور فلم۔ اور تصویر کارڈ بھی ہم مفت دیتے ہیں۔ اور چھپی ہوئی ترکیب استعمال بھی ساتھ بھیجی جاتی ہے۔ تاکہ ہر شخص یہ فوٹو کیمرہ اور گھر بیٹھے ہر قسم کے فوٹو لے سکے۔ اتنی کم قیمت میں آج تک فوٹو کیمرہ بازار میں نہیں ملا تھا۔ مگر اب جاپان کے حیرت انگیز تاجروں نے بڑے کام کی چیز کوڑیوں کے مول بھیجی ہے۔ جن حضرات کو فوٹو لینے کا شوق ہو انہیں چاہیئے کہ وہ **منیجر کامیاب بکڈپو۔ بکسر دہلی** کے پتہ پر خط لکھکر یہ فوٹو کیمرہ بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیں۔ کام کی چیز ہے۔ اپنے بچوں کا فوٹو اور گھر کی جس کا جی چاہے فوٹو اپنے کمروں کو سجائیے۔ ایک فوٹو کیمرہ کی قیمت دو روپے چار آنے ہے۔ اور اس پر نو آنے محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے۔ گویا گیارہ آنے کا وی۔ پی پارسل ہوگا۔ اور اگر دو کیمرے ایک ساتھ منگائے جائیں تو محصول ڈاک معاف۔ ہر فوٹو کیمرہ کے ساتھ تمام سامان مفت

بواسیر کا علاج چار روپے میں

دعوے اور علی الاعلان دعوے ہے کہ بواسیر کا علاج صرف چار روپے میں ہو سکتا ہے۔ جو شخص بواسیر کے مرض سے آ گیا ہو۔ یا سینکڑوں ہزاروں روپے اس علاج میں تباہ کرچکا ہو اس سے کہدیجئے۔ اور نہایت آزادی کے ساتھ کہ صرف چار روپے خرچ کرکے اس موذی مرض سے نجات حاصل کرے۔ کیمیاوی اصول پر تیار کردہ دوا **"انکول"** جلدی تندرست کردے گی۔ یہ آپ کو چند ہی روز میں معلوم ہوجائے گا۔ ہر قسم کی بواسیر کے لئے دوا "انکول" مکمل علاج ہے۔ یہ ہے کہ یہ دوا ہر مریض پر اثر کرتی ہے۔ یعنی سو فی صدی کامیاب دوا ہے۔ بڑے بڑے پرانے بواسیر کے مریضو اس دوا سے تندرستی ملی۔ اور اب وہ اس دوا کا زندہ ثبوت موجود ہیں۔ انکول کی شیشی کے ساتھ ایک شیشی **"پائیلین" مفت دی جاتی** ہے۔ انکول کھانے کی دوا ہے۔ اور "پائیلین" بیرونی استعمال کی ہے۔ جب ان دونوں کا ایک ساتھ عمل شروع ہوتا ہے تو بواسیر اس طرح غائب ہوجاتی ہے گویا کبھی یہ مرض تھا ہی نہیں — ایک شیشی کی قیمت چار روپے ہے۔ اس کے ساتھ پائیلین کی ایک شیشی مفت ملے گی۔ اور لطف یہ ہے کہ ان دوا پر عام فائدہ کے خیال سے محصول ڈاک بھی معاف ہے۔ **جنرل منیجر زنانہ دواخانہ۔ بی ۱۴۳ دہلی** کو خط لکھکر بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیجئے۔ صرف چار روپے کا وی۔ پی کیا جائے گا۔ کیونکہ محصول ڈاک بھی معاف ہے!

بواسیر حد سے زیادہ تکلیف دہ اور خون ریز بیماری ہے۔ خون بڑی مشکل سے پیدا ہوتا ہے اور جب کہ وہ روزانہ چھٹانک چھٹانک بھر اور آدھ آدھ پاؤ مسوں کے راستے نکلتا ہے تو غریب مریض میں باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ اور گھلے ہوئے گوشت کے چند چھیچھڑے ـــــ بواسیر کا علاج بہت مشکل ہے۔ ہونے کو تو ہزاروں دوائیں ہیں لیکن ایسی دوا جو بیماری کو رفع کر دے مشکل ہی سے ملتی ہے۔
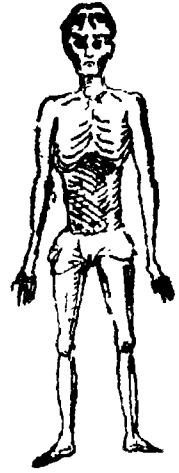
ایک ایسی دوا ہے کہ جس پر پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اسمیں بعض ایسی دوائیں شامل ہیں جو ایک طرف تو جگر کی پوری پوری اصلاح کر دیتی ہیں اور دوسری طرف آنتوں کی حرکت میں باقاعدگی پیدا کرتی ہیں تاکہ روزانہ بآسانی اجابت ہوتی رہے۔

کنفولین خونی اور بادی دونوں قسم کی بواسیر کا قریب قریب شرطیہ علاج ہے اور ہمیں اس بات کے اعلان میں فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہماری اس دوا نے بہت سے ایسے بیماروں کو شفا بخشی ہے جو اس سے پہلے صدہا دوائیں کھا اور لگا چکے تھے۔ اکثر و بیشتر صرف پندرہ روز کا استعمال کافی ہوتا ہے۔

قیمت فی بوتل صرف ایک روپیہ بارہ آنے (عہ) تین بوتلوں کی قیمت پانچ روپے (ﮧ) محصول یک پرستا آنہ

ملنے کا پتہ۔ **گولڈن کیمیکل ورکس نئی سڑک دہلی**

آج آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لیجئے
(اور پھر)
چالیس دن واحدی صاحب کی دوائے جریان کھانے کے بعد دیکھئے
آج اپنا وزن کرا لیجئے۔ اور پھر چالیس روز کے بعد کرائیے
خواہ آپ ضعیف العمر ہوں۔ خواہ جوان ہوں، خواہ نوجوان ہوں
یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے!
یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے!
واحدی صاحب کی دوائے جریان کی چالیس خوراکیں کھانے کے بعد آپ محسوس کرینگے آپکے اندر حقیقی زندگی نہیں تھی۔ زندگی اب آئی ہے۔
واحدی صاحب کی دوائے جریان چالیس روز میں آپ کی کایا پلٹ کردے گی!
اس کے کھانے سے سارے جسم کی طاقت بڑی تیز رفتاری سے بڑھتی ہے!
اور جریان تو نام کو نہیں رہتا خواہ کیسا ہی پرانا جریان ہو چند خوراکوں میں چلا جاتا ہے
اگر آپ کو ظاہر میں کوئی مرض نظر نہیں آتا اور اسکے باوجود بھی آپ روز بروز مضمحل ہو رہے ہیں۔ تو یاد رکھئے آپ جریان میں مبتلا ہیں۔ اس موذی مرض سے غفلت نہ کیجئے۔ واحدی صاحب کی دوائے جریان اس مرض کی سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح دوا ہے۔ یہ انشاء اللہ ہفتہ بھر میں آپ کو چونچال بنا دے گی۔
آپ طاقت کی ہزاروں دوائیں استعمال کر چکے ہوں تب بھی واحدی صاحب کی
"دوائے جریان" کو سب پر فائق پائیں گے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کمزوری کی جڑ کھوتی ہے
چالیس خوراکوں کا ڈبہ تین روپے ۳ میں ملتا ہے اور بیس خوراکوں کا ڈیڑھ ۱٫۸ روپے میں۔ محصول ڈاک دونوں صورتوں میں الگ آنے لگے گا۔
ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ نظام المشائخ۔ کوچہ چیلان دہلی

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بازاری دوا فروشوں نے اخبارات میں عجیب عجیب عنوانات کے ماتحت لمبے لمبے جھوٹے اشتہارات دیکر اشتہارات کو بدنام کر رہی ہیں اور حقیقت میں پبلک کی خدمت کرکے ایمانداری سے روزی کما سکتے ہیں وہ بھی پسے میں گھن کی طرح پس رہے ہیں لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں۔ اگر آپ آزمائش کرتے بیزار ہو گئے ہیں اور ضرورتمند ہونیکے باوجود اشتہاری ادویات نہ خریدنے کا عہد کر لیا ہے تو خدارا بھروسہ کرکے آخری مرتبہ ذیل کی ادویات طلب کیجئے ان میں سے اکسیری اور تیر بہدف ہونے کا دعویٰ ہے (انشاء اللہ) یہ وہ دوائیں ہیں جو سلاطین کے خزانوں میں جواہرات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں ہر دوا کی اور اعجاز نمائی ہے مبالغہ اور اشتہاری لفاظی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزارہا تجربہ اور مشاہدہ میں آچکا ہے منگایئے اور دائمی فائدہ اٹھایئے خط و کتابت کے اپنا نام پتہ صاف صاف تحریر کریں۔ ایک دوا کا بھی محصولڈاک سات آنے ہوگا اور تمام ادویات کا بھی سات آنے ہی ہوگا۔

جن لوگوں نے جوانی میں اپنے ہاتھوں سے یا خلاف نظرت فعل یا عیاشی یا کثرت جماع اپنی جوانی برباد کر لی ہے۔ جس سے سستی۔ نامردی، کمزوری، کجی اور لاغری کی شکایت ہو گئی ہے۔ دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ محض بیکار اور زندگی سے لاچار انسان ہیں کے لئے سیکسول طلاء سے بہتر طلاء دنیا کے پردے پر نہیں ملے گا۔ اس کے ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور امر غضب کی سختی اور ناقابل تیزی پیدا ہوتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے نہ ایذا کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ پتی کی نہ موسم کی پابندی نہ عمر کی سب کے لئے اعجاز کا کام کرتا ہے۔ قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)، دو ڈرام والی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

سیکسول ٹانک پلز

اگر آپ کے قویٰ مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہو رہی ہے ہر قسم غذا ہضم نہیں ہوتی پیرانہ سالی یا متواتر بیماری یا عیاشی کی وجہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے جو چہرہ کو سرخ و سفید عضلات اور پٹھوں کو مضبوط دل و دماغ اور مثانہ کو قوی کرکے مردہ جسم انسانی میں جوانی کی لہر اور نئی زندگی پیدا کر دیتی ہیں ساٹھ سال والے تیس سالہ جوان اور جوان تو بالکل نوجوان بن جاتے ہیں۔ قیمت سولہ گولی والی شیشی عہ بتیس گولی والی شیشی ... علاوہ محصول ڈاک

سیکسول مرٹیو پلز

یہ گولیاں امساک کے لئے نایاب ہیں پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوتی ... اپنے احساسات کو چھپا نہیں سکتی اور بے خودی میں چور ہو کر ... ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن جاتی ہے اس سے امساک کی گولی دستیاب نہیں ہو سکتی۔

قیمت بارہ گولی والی شیشی ... چوبیس گولی والی شیشی تین روپیہ چار آنہ ... علاوہ محصول ڈاک۔

سیکسول پوڈر

اگر امراض مخصوصہ عورت کا علاج نہ کیا جائے ... وقت ضرورت سے پہلے سیکسول پوڈر استعمال کرنے سے سن رسیدہ اور کثیر الاولاد عورتوں کی جسمانی کیفیت سخت ہو جاتی ہے ... اور سیلان الرحم کی وجہ سے عورت کے جسم سے گندہ پانی خارج ہوتا رہتا ہے جس سے عورت کمزور ہو جاتی ہے اور مباشرت میں بالکل لطف نہیں آتا۔ سیکسول پوڈر کے استعمال سے قطعی پانی نہیں آتا اور جانبین کو ہمیشہ خواہش کے وقت پہلی شب کا لطف آتا ہے۔ سونے سے تولنے کے قابل ہے۔ منگایئے اور زندگی کا لطف اٹھایئے بالکل بے ضرر ہے ایک شیشی کئی مہینے کے لئے کافی ہے قیمت ... علاوہ محصول

اصلی فاسفورس آئیل

انسان کی صحت کا دارومدار ... یعنی ہڈیوں کے جوہر پر ہوتا ہے بے عنوانی یا ضعیفی کی وجہ سے کمی آجاتی ہے تو تمام کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کی کو پورا کرنے کے لئے اصلی فاسفورس آئیل کا استعمال ضروری ہے جو ... کے ذریعہ داخل ہو کر جسم میں چستی پیدا کرتا اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہر قسم کے درد جسمانی کمزوری کا بے مثل علاج ہے ... زمانہ استعمال کرتے ... کی شکایات ... ایک مرتبہ ... کی گئیں ... پیدا ہوتی ہے قیمت ... علاوہ محصول ڈاک

ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار جامع مسجد دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
ماہوار جریدہ
مولوی
مدیر مسئول عبدالحمید خان
دو آنہ
2 ANNAS
سالانہ چندہ
فی پرچہ
ONE RUPEE INDIA 1916
دو انتخاب
(۱) انتخاب صحاح عشرہ ، حدیث کی دس صحیح کتابوں ، بخاری ، مسلم ، ترمذی ، ابوداود ، نسائی
ابن ماجہ ، مسند امام مالک ، امام احمد بن حنبل امام شافعی ، مسند بیہقی کا انتخاب ۵۹۹۵
حدیثیں اور ایک ہزار راویوں کے حالات ۱۲ سو صفحات دو جلدوں میں مجلد قیمت تین روپے رعایتی عہ
(۲) انتخاب بخاری ، حدیث شریف کی سب سے بڑی کتاب بخاری کا انتخاب ۲۲ سو حدیثیں
مع حالات امام بخاری دو جلدوں میں یکجا مجلد کاغذ چکنا سفید قیمت ڈیڑھ روپیہ رعایتی عہ
دونوں ساتھ منگائیں ، تو صرف تین روپے محصول عہ کل تین روپے تین آنے
مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

بڑی سوانح غوث الاعظم

یہ پیران شاہ جیلان حضرت پیر دستگیر کی ایسی سوانح عمری ہے جو کسی زبان میں آجتک شائع نہیں ہوئی، یہ حضرت مولانا [illegible] صاحب مراد آبادی کی بڑی مایہ الامتیاز تصنیف ہے جو مولانا نے سالہا سال کے مطالعہ کے بعد لکھی ہے اور واقعہ اس قابل ہے کہ ہر قادری کو اسے حرز جان بنانا چاہیے حمیدیہ پریس نے یہ خصوصیت اس کتاب میں رکھی ہے کہ اس کو تقریباً لاگت پر فروخت کر رہا ہے، آپ اسکی [illegible] اشاعت کر دیجئے چار سو صفحہ کی مجلد کتاب اور قیمت سوا روپیہ محصول ۹

کفرستان کے تین ولی

(۱) حضرت خواجہ معین الدین اجمیری آپکی پیدائش ہندوستان میں آپ کی آمد تبلیغی سرگرمیاں آپ کا جادوگروں سے مقابلہ اور [illegible] (۲) سیرت بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت چلہ [illegible] کرامات کا ظہور اور حیرت زدہ حالات (۳) سیرت صابر کلیری آپکے ابتدائی حالات اور مجاہدات، مرشد کا تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت، [illegible] تشریف لیجانا اور جلالی کرامات کا ظہور تفصیل بیان، قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۶/

شاہ جیلان

یا گیارہ مجالس یہ حضرت غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو مولوی سید نذیر الحق مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) افضلیت قطب (۲) پیدائش (۳) کیفیت غوثیت (۴) حلیہ مبارک، لباس اور خلق (۵) آپکا تحصیل علم سیاحت و عبادت (۶) آپکا طریقہ (۷) آپکی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپکی عادات (۱۱) آپ کی ازواج و اولاد قیمت صرف چھ آنے محصول ۶

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز رسول کریم نے اٹھائے ہیں ۹۲ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے یہ تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے جتنے اہم واقعات ہیں اس کتاب میں ہیں، ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے قیمت چھ آنے محصول بھی چھ آنے

عرب کا چاند

اسلام اور بانی اسلام کی حقانیت و صداقت کا اعتراف ایک غیر مسلم کے قلم سے اس کو پڑھ کر حضور صلعم کی مکی و مدنی زندگی کے مقدس حالات آنکھوں کے سامنے اپنی پوری تقدس آمیز [illegible] کے ساتھ منتقل ہو جاتے ہیں یہ کتاب اس لحاظ سے اور زیادہ قابل قدر ہے کہ ایک ہندو کے قلم سے ایسے عقیدت کیشانہ رنگ میں لکھی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انوار اسلام سے اس کا دماغ منور ہو چکا ہے، نہایت عمدہ چھپی ہوئی کتاب ہے، سرورق بہت خوبصورت ہے قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ۶/

سیرت سیدنا عمر

مصنفہ علامہ شبلی نعمانی جس میں اسلام کے تاریخی و سیاسی جملہ حالات مذکور ہیں۔ حضرت عمر کا بچپن سے اسلام لانے تک کے جملہ واقعات کی تشریح جو حضرت عمر سے متعلق ہیں اسی ضمن میں رسول کریم اور جلیل اصحاب اور رفقائے اسلام، ہجرت کی تفصیلات رسول خدا کی وفات، حضرت ابوبکر کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا، اتفاق عالم پر مسلمانوں کی یلغار اور فتوحات حضور کا ایران کا ممالک اسلام میں داخلہ، اور فتح بیت المقدس بہت جوش انگیز ہیں۔ قیمت بارہ آنے محصول ۶

سیرت امام حسین

سیادت پناہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے شہادت ناموں میں [illegible] غلطیاں نظر انداز رہتی ہیں یہ شہادت نامہ غلط روایات سے پاک ہے موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا [illegible] پڑھ لیں تو [illegible] ہر قدم پر میرانیس کے مرثیے ساتھ لگا دئیے ہیں اور بیچ بیچ میں انیس کے [illegible] صفحات [illegible] صفحات ایسا شہادت نامہ آپکی نظر سے نہ گذرا ہوگا رنگین جلد ہے

سیرت امیر معاویہ

بنی امیہ کے مشہور بانی خلیفہ کی پرشکوہ لائف اور تاریخ قرن اول اسلام کا ایک درخشاں ورق اردو زبان میں آجتک امیر معاویہ کے حالات مفصل کبھی شائع نہیں ہوئے یہ بڑے مقتدر خلیفہ اسلام کے حالات ہیں، جو صحابی ہیں اور رسول کریم کے نسبتی بھائی ہیں، جو کاتب وحی ہیں اور جو بنی امیہ کے ذی حشم پالیٹیشن ہیں اور جن کے عہد میں اسلامی سلطنت کو بڑی ترقی اور بڑا امن نصیب ہوا۔ اور خشکی سطوت نے قرب و جوار کی غیر مسلم حکومت کو مسخر کر لیا تھا ۲۴۴ صفحات قیمت مجلد سوا روپیہ

سیرت امام ابوحنیفہ

امام اعظم کے حالات پڑھنے ہندوستان کے لئے فخر ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی [illegible] سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تالیف ہے امام صاحب کے علمی کارنامے، مناظروں اور دقیق مسائل معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے علمی بیان لکھے ہیں کہ جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ پایہ الامتیاز فن ہی ہے، مجلد کتاب ہے ۴۰۰ صفحات قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۶

حضرت مولانا روم

مثنوی مولوی معنوی کے مصنف حضرت مولانا روم کی سوانح عمری علامہ شبلی مرحوم کی لکھی ہوئی اردو زبان میں بہت مقبول کتاب ہے۔ اس کتاب میں مولانا کے مفصل حالات کے ساتھ ساتھ انکی شاعری پر بھی تبصرہ ہے اور اس کے بعد انکی مثنوی کے بھی کافی اقتباسات ہیں جن [illegible] مولانا کی جلالت شان پر کافی روشنی پڑتی ہے عام کتب خانوں میں اسکی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے لیکن جب سے حمیدیہ پریس دہلی نے چھپائی ہے اسکی قیمت چھ آنے ہو گئی ہے

سیرت امام غزالی

تصوف کے سب سے بڑے حامی حضرت امام غزالی کے حالات اور ان کے مقالات اردو زبان میں بہت کمیاب ہیں۔ اور اگر ہیں بھی تو وہ مستند نہیں۔ یہ علامہ شبلی مرحوم کی تالیف ہے اس لئے اس کا تاریخی استناد تو ضرور مکمل ہے، اسمیں امام موصوف کے حالات بالوضاحت ہیں۔ اور اس کے ساتھ انکی حکیمانہ، تصوفانہ اور فلسفیانہ تعلیمات بھی وجد طاری کر دیتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ الغزالی دوسرے بڑے کتب خانوں میں [illegible] کی ہے اور ۱۲ آنے [illegible] صرف ۶ کی

خواجہ غریب نواز

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیا خواجہ اجمیری کی سوانح حیات ہے اسکے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جسمیں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہئے کہ خواجہ سنجری کے عارفانہ مقالات ہیں اسمیں عجیب غریب حقائق ہیں خصوصاً عبادات کے متعلق تو وہ وہ نکات ہیں کہ پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بڑی موثر کتاب ہے اسکی خوبیوں کا اندازہ پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے، قیمت چھ آنے

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسیٰ

اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۚ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

کیا جلدی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈالدیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی۔ کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھکو اور

پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھکو بے حقیقت سمجھا اور

كَادُوا يَقْتُلُونَنِي ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي

نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھکو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھکو

قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیں۔ تو تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھکو ان ظالم لوگوں کے

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھہرو چنانچہ انہوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کر لی تھی اس سے دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ وہیں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالے نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوئے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے بعد آنے تک اعتقاد کی خرابی کیا تو یہ کہکر تختیاں جن میں کہ توریت لکھی ہوئی تھی ایک طرف زمین پر پھینک دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے ٹکڑے ہو گئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ تعالے نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی رہ گیا تھا۔ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ توریت میں جو کچھ ہدایت وغیرہ سے تعلق تھا وہ حصہ اٹھا لیا گیا اور جتنے حصے میں احکام کے مسائل

مولوی دہلی
ذیقعدہ ۱۳۵۶
ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خوان بھائی جو بغیر استاد کی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں
تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کرلی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہر ہر
ہر معرئے قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا۔ اس لئے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں
الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمایئے، آپ ہی بتلایئے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
یہ ۶۲۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۴ صفحہ کا ہے اسی لیے اتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر معرا قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد چھ پانچ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد جرمی کال نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن ۴ امر
دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگایئے، قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے ۸ زائد ہوئے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے
آگئے نئی فوٹو بلاک پرنٹ بے مثال کا رسائز حمائل مجلد
حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیس پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا
مولوی کا
جناب عالی
کارنمایاں۔ کیسا نزل
کامل مجلد پورا قرآن شریف
آٹھ آنے میں
قرآن پاک کی اشاعت
فرمایئے۔ ہدیہ
جلد آٹھ آنے محصول
بھی آٹھ آنے ہے
قرآن شریف کا۔

استاد انگریزی

مصنفہ لیفٹیننٹ ڈاکٹر ماسٹر ازفتاب پر نسپل سید احمد ترمذی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایس۔ اس کتاب میں باب اول علم الصرف یعنی انگریزی حروف لینے کرائے جاتے ہیں، باب ۲ صرف ونحو یعنی فقرے لینے کرائے جاتے ہیں باب ۳ زمانہ کے متعلق فعل کی مشق کرائی جاتی ہے باب ۴ لغت بنانا۔ باب ۵ فقرے بنانا اور سمجھنے کے اصول باب ۶ روزمرہ کی بول چال باب ۷ مثلیں اور مقولے باب ۸ ترجمہ باب ۹ اردو سے انگریزی بنانا۔ خود کتاب اس سے ایک ماہ میں انگریزی پڑھنی آجاتی ہے ۲۰۰ صفحات۔ قیمت صرف بارہ آنے۔ محصول ۵ر

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سیکھنا ہو تو آپ یہ فارسی بول چال پڑھئے جناب پروفیسر صاحب کے جو فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں ان حضرات نے سالہا سال کی محنت کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو کیجا کر کے ان کے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے درخواستیں اور چٹھیاں، تیمارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں قیمت بارہ آنے محصول ۔

استاد تحریر

مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لئے اور ان لوگوں کیلئے جو اپنی تحریروں میں زور پیدا کرنا چاہیں یہ کتاب بے نظیر ہے۔ اس قدر مفید و دلچسپ کہ اس سے کامیاب ہونے کے متعلق شبہ نہیں رہا اس میں تحریر کے تمام پہلوؤں کو مائل کر کے مشاہیر اور مستند اہل قلم کی تحریروں سے مثالیں دی گئی ہیں اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری ہدایتیں کو قلمبند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ سب دلکشیاں ہو جائیں گی جو مشاہیر میں ہوتی ہیں۔ قیمت چھ آنے

استاد تقریر

جادو بیانی ہی وہ ہنر ہے جس نے ملکوں کو فتح کیا۔ انقلابات کے رخ پھیر دئے منتشر مجمع کو متحد بنا اور رعب سے دشمن کو زیر کر ڈالا جادو بیانی کوئی قوت نہیں ہے جو نہ مل سکے آپ الفاظ سے بھی جادو بن سکتے ہیں اور ایک ایک حرف سامع کے دل میں گھر کر سکتا ہے کتاب جادو بیانی منگائیے اس کو پڑھ کر اسکی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز تقریر کیا تھا۔ تھوڑے دن بے تکلف دوستوں میں مشق کیجئے پھر مرد میدان بن کر باہر نکلئے کتاب واقعی جادو ہے۔ قیمت چھ آنے

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا مرغوب اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں۔ یہ چند نشاط آور الفاظ کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کا حال اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں، لٹریچر کا پر لطف گلدستوں کے ساتھ ساتھ بارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز ہوں۔ قیمت ایک روپیہ

بہار شباب

صنفی کتابوں میں عام طور سے حسن اسلوب بیان کو ہی امتیاز رہا ہے اور وہ صرف جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس سے انسان جوانی دیوانی کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے کہ یہ لذات قائم ہو جائے بہار شباب میں یہی انتظام ہے۔ جوانی کی کیفیت نمکی اور اس کو دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات، حفظ ما تقدم کی ہزارہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کا تذکرہ ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۔

طلوع شباب

عورت جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا۔ جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہے اسمیں وہ عجیب و غریب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کر کے ششدر رہ جائیں گے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ سے بیاہ اگر وہ دلہن کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشبو سے سینچ کر تو پھر یا طلوع لذت دونو کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنادے گی اور ایسی دلبستگی ہوگی جو داد لینے اور کرنے کی منزل نہ ہوگی قیمت ۱۲ر

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کیلئے بنا دہ اب علم ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت کے سرچشموں عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں جو رنگین رکھتی ہیں شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہیں ہیں ارباب نشاط نے عورت کے رویں رویں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اسی طرح مرد کی قوت باہ کو مزید طاقتور بنانے کے لئے صدہا مجرب نسخے لکھے ہیں اور بیشتر ٹوٹکے اور گر بتلائے ہیں اور ایسی علاج کے سلسلہ میں جو حکایات دلچسپ بیان ہوئی ہیں ۔ ایک علاج ہی قیمت ۸ر

دلہنوں کی کانفرنس

دلہنوں کی سہاگ کی ۱۲ راتوں پر دلچسپ تبصرہ جوانی دیوانی کی بے باکیوں کی تصویریں اور حسن عالم آشوب سمجھو کہ جب اپنی اپنی اداکاری کرتی ہوں تو ان میں کسقدر شوخیاں ہونگی پھر لطف یہ کہ یہ سب مطالعہ کی عیاشی نہیں بلکہ شرکا کی کام کی اور ہر تقریر حیرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ اس میں عورتوں کی زبان سے انکی دلی مدعا کا اظہار ہے۔ اور عورتوں کی انداز تقریر میں جو مٹھاس ہوتی ہے وہ بدرجہ اتم اس کتاب میں موجود ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اسپین کی ملکوں کو ان سے چھڑا دیا۔ اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اسپر حملہ کیا تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار ۔۔۔ لیتے تھے وہاں ایک چرواہے نے ملکہ اندلس کی جان بچائی۔ یہ تاریخی افسانہ ہے۔ دلچسپ لٹریچر اور علامہ راشد الخیری کی نہایت دردخیز تصنیف ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۶ر

بیویاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے اسمیں بہت زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی خاندانوں میں پیش ہوئیں۔ یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے بند بلکہ حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں بھی اسمیں نمایاں ہیں اور وہ حالات بہت ہی دلچسپ ہیں ضخامت ۔۔ صفحات اپنی رنگینی عبارت کے باوجود قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۔ر کل ۱۲ر

بیگمات اودھ

مغلیہ خاندان کی عشرت زادیاں تو کمال پر تھیں لیکن شاہان اودھ نے بھی اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں رکھی اس کتاب میں چند نازنینان لکھنؤ کے حالات ہیں جنہوں نے اپنی حسن صورت اور باکمالی کی بدولت محلسرائے شاہی میں باریابی پائی اور اپنی چاندی صورت کے بچاری شاہان اودھ کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر کیا اس کتاب کے ذریعہ محلات شاہی کی عشرت انگیزی عیاں ہوتی ہے اور لکھنؤ کی قدیم معاشرت کا اندازہ بھی اس سے ہو سکتا ہے۔

قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

اور تربیت یافتہ ہو سکتا ہے اور یہ جرم کی عادت قید میں اس کے ساتھ جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جیلخانہ میں اس کے ساتھ نہایت تحقیر کا سلوک روا رکھا جاتا ہے اتنا کہ حیا اور خودداری کا عنصر اس کی طبیعت سے فنا ہو جاتا ہے نہ اپنی اور نہ دوسروں کی نگاہ میں ذلیل ہوتا ہے قید ہو لے کے بعد کسب معاش کے تمام دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ کوئی اسے کام دینا تو ایک طرف پاس بٹھانے کا روادار نہیں ہوتا اور اس کے لئے چوری ڈکیتی اور فریب کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں رہتا خود جیلخانے کے اندر جو تربیت ملتی ہے وہ بھی زہر ہلاہل سے کم نہیں ہوتی اس لئے کہ یہاں تو سزا کا مقصد اصلاح نہیں انتقام ہے حیوانوں جیسے سلوک سے وہ حیوان ہی بن کے نکلتے ہیں کہ قید ہی میں جیسے انسان بن کے جنھیں ضرورت اتفاق یا بری صحبت نے ارتکاب جرم پر آمادہ کر دیا اس سے سزا کے بجائے ان کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ حقیقت میں تو اب اس مقصد اصلاح میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں اس حد تک کہ دنیا اس سے اعتراف پر مجبور ہے لیکن یہ زندہ اور حساس قوم کی باتیں ہیں ہم غلام اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بین الملی مصالحت کی ضرورت

صوبہ متوسط میں مسٹر محمد حسن کی جگہ خالی ہوئی ہے جس کا انتخاب آئندہ فروری کو ہونے کا اعلان ہوا ہے اور یہاں لیگ اور کانگریس میں یہ تصادم کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ ہم اس تصادم اور انجام بازی کو ملک و ملت کے مقاصد کے لئے سخت افسوسناک اور مضر سمجھتے ہیں ہندو عقلمند ہیں دانا ہیں وہ اپنے انتخاب بھی انفرادی طور پر خاموشی اور تامل کے ساتھ لڑ لیتے ہیں لیکن ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ آخر انہوں نے یہ تماشا کیوں شروع کر رکھا ہے اور اس ضیاع وقت و عمل سے انہیں کیا حاصل ہونے والا ہے اور وہ امیدوار دونوں میں سے کسی ایک کے انتخاب سے انھیں یا ان کی قوم کو کون سا فائدہ پہنچتا ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمیں یہ اپنی بے عملی اور کمزوری کی پردہ پوشی کے لئے تو سب کچھ نہیں ہو رہا ہے کانگریس تو منظم جماعت ہے جہاں اس کے لئے سوا دو کام ہیں وہاں ایک یہ بھی ہی۔ آخر لیگ اتنی بے عملی کے سوا اور کیا کر رہی ہے کیا اسے انتخابوں کے ذریعہ سے آزادی کامل حاصل کرنا اور مسلمانوں کے لئے حقوق حاصل کرنا ہے ہندوؤں کی تمام جماعتیں ایک ایک کر کے کانگریس میں مدغم ہو گئیں۔ ہندو مہاسبھا بھی عنقریب یہ قدم اٹھانے والی ہے کہ وہ جانتی ہے کہ اس وقت کانگریس اقتدار کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہے اور جو جماعت اس پہاڑ سے ٹکرائے گی خود فنا ہو کر رہ جائیگی۔

لیکن لیگ مسلمانوں کے روایتی داعیہ آزادی کے لئے سرمایہ تضحیک بھی ہو رہی ہے اور اپنے ساتھ مسلمانوں کے دامن کو بھی داغدار کر رہی ہے زبانی دعوائے نمائندگی جمہور سے کوئی معقول نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا جس جماعت سے مولانا ابوالکلام، مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا حسین احمد، ڈاکٹر کچلو اور مسٹر آصف علی وغیرہ جیسے پختہ کار اور کہنہ عقل نفوس محترم علیحدہ اور الگ ہوں اسے دنیا تا بہ یوم نشور بھی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت سمجھنے کے لئے تیار نہ ہوگی لیگ کی سرگرمیوں سے سب سے بڑا نقصان جو ملت

بیضائے اسلامیہ کو پہنچ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کے اندر خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھی ہے دوسری طرف وہ کمزور اور ساری دنیا میں بدنام ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ باہم آویزش میں مبتلا ہیں اور دوسری قومیں کھڑی ہنس رہی ہیں یاد رکھیے کہ اگر اس نازک موقعہ پر بھی مسلمان نہ سنبھلے اور ان کے اندر تشتت و افتراق کا یہی ہنگامہ دار و گیر قائم رہا تو وہ فی الحقیقت فتفشلوا وتذهب ريحكم کے مصداق بنکر تباہ ہو جائیں گے اور یقیناً آپ دوسری قومیں نگل جائیں گی کہ اس دنیا میں کمزوری سے بڑھکر اور کوئی بڑی معصیت نہیں۔

کاش اس وقت مولانا احمد سعید اور مفتی کفایت اللہ پرچم مصالحت لیکر کھڑے ہوں اور اولین فرصت میں ایک مصالحت کانفرنس منعقد کر کے ان برخود غلط مسلم بھائیوں کو دعوت بحث و نظر دیکر باہمی یکجہتی کی کوئی صورت کامیاب نہ ایک کی ہیٹا پنی سے ساری قوم کے دامن کو منزلت پر پانی پھر جائیگا۔ اس وقت ملت اسلامیہ ہند کے لئے سخت ضروری اور اہم کام خانہ جنگی کی خرابی ہے کہ یہ آگ روز بروز پھیلتی اور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

سر عبدالقیوم کا انتقال پر ملال

سر عبدالقیوم اگرچہ سرکاری آدمی سمجھے جاتے تھے اور ملک کے مخلصین میں آپ کا شمار نہ تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پیرمرد کی تمام زندگی کا بہت بڑا حصہ ملت کی سود و بہبود سوچنے اور انھیں عملی صورت دینے ہی میں گذرا وہ جہاں بھی رہے جس حیثیت میں بھی رہے انہوں نے اپنی قوم اور اپنے صوبہ کی بہتری و فلاح کو پیش نظر رکھا بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ صوبہ سرحد کو جتنا فائدہ ان کی ذات گرامی سے پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچ سکا وہ اپنے صوبہ کو ساری باعزت حیثیت میں لانے کے لئے ہمیشہ سرگرم رہے اور مرکزی اسمبلی میں بھی ان کی سعی و جہد کا مرکزی نقطہ یہی رہا۔

اگر اس پیرمرد کی جوانمردانہ مساعی و فائقت نظر میں تو سرحد کو موجودہ پایہ حاصل کرنے میں بڑی دشواریاں پیش ہوتیں وہ مرکزی اسمبلی میں اپنے صوبہ کی نمائندگی کے فرائض بہترین طریق پر انجام دیتے رہے وہ اپنے صوبہ کے پہلے وزیر اعظم تھے اگر ان کے سامنے محض ذاتی اقتدار کا قیام ہوتا تو وہ ایک جوشیلی وزارت قائم کر کے بآسانی برسراقتدار پارٹی کو اپنے ساتھ ملا سکتے تھے لیکن آپ نے اس خود غرضی کو گوارا نہ کیا اور جب ان کی وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور ہوئی تو انہوں نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر کانگریسیوں کے لئے فوراً جگہ خالی کر دی اور فرمایا کہ میں ہمیشہ قلب کی ساتھ ترقی پسند اور پرجوش نوجوانوں کے لئے جگہ خالی کرتا ہوں۔ اس کے بعد بھی انہوں نے کوئی مخالفانہ قدم نہ اٹھایا اور پوری رواداری کے ساتھ کام کرتے رہے حقیقت یہ ہے کہ اس پیرمرد قوم کی رحلت قوم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

سیاست مغرب کی شعلہ خیزی

اس وقت دول عالم کی بین الاقوامی سیاست جتنی نازک اور پرخطر بنی ہوئی ہے اسی قدر دلچسپ بھی ہے۔ ہر سلطنت اور ہر ملک ایک دوسرے پر حاوی ہو رہا ہے ہر حکومت جنگ

کے لئے تیار ہے ایک دوسرے کو اشتعال دینے اور تہدید کا سلسلہ بھی جاری ہے باہم چشمکیاں بھی جاری ہیں ایسے حالات پیدا ہیں کہ اگر آج سے چند سال پیشتر پیدا ہو گئے ہوتے تو یورپ میں کبھی کی جنگ شروع ہو گئی ہوتی ملک لڑنا بھی چاہتا ہے اور لڑتا نہیں ہر ملک دوسرے کے اشتعال پر غصہ بھی آتا ہے مگر کوئی قدم اٹھانے سے جھجکتا ہے۔ باہم دوستیاں بھی قائم ہو رہی ہیں مگر کسی کو کسی پر اعتماد نہیں ہے ہر حکومت اس سے ڈرتی ہے کہ اگر تازہ جنگ اشتعال پذیر ہوا تو خدا جانے کون کدھر جائے اور کہیں وہ خود ہی تباہ ہو کر نہ رہ جائے تمام ممالک کروڑوں اور اربوں روپیہ کے مصارف سے اپنی طاقت روز بروز بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔ ہر جمہوریت ہر حکومت اور ہر مدبر اپنی جگہ پریشان ہے باوجود کیجئے کہ یہ حالت ہے کہ غلام پاؤں پھیلائے اطمینان کی نیند سو رہا ہے اور آقا بیداری کی کروٹوں میں اپنی راتیں ختم کرتا ہے یورپ کی نبرد میت کے دماغ میں تہذیب کا ایسا چکر گھسا ہوا ہے کہ اس نے اس کا سارا عیش و آرام تلخ کر رکھا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ اس مرتبہ جو محاربہ شروع ہوا اور اس کے شعلے بھڑکے تو وہ پھر فاتح اور مفتوح دونوں کو ناز و غرور اور ہنسنے اور اپنی قربانیوں کا لطف اٹھانے کے لئے زندہ نہ رہنے دیگا یہ طاقت و اقتدار کے ہاتھی باہم ٹکرا کر خود ہی تباہ ہو جائینگے اور دنیا کا نقشہ یکسر مبدل ہو کر رہ جائیگا اس راز کو یورپ نے بھی خوب سمجھے ہیں اور لرزتے ہیں یہ نتیجہ ہے باہمی رقابتوں اور خدا کو بھول جانے کا۔ جو قومیں خدا کو بھول جاتی ہیں خدا بھی انھیں بھول جاتا ہے اور پھر ان کا عیش ان کی دولت اور ان کی ترقی ہی ان کی دشمن بنجاتی ہے۔

غازی کمال آتاترک کے مدبرانہ اقدامات

مراکش اسکا بھی سمجھتے ہیں کہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا دور یورپ پر گزر رہا ہے جانتے ہیں کہ مغرب میں آگ کے جو شعلے بھڑکیں گے ان کی لپیٹ سے ان کے ملک کا دامن بھی محفوظ نہ رہے گا اور اگر وہ اس آنے والے وقت سے پہلے تیار نہ ہو گئے تو پھر مغرب کے آٹے کے ساتھ مشرق کا گھن بھی پس کر رہجائے گا۔ جنگ ہزار ٹالنے پر بھی آج نہیں تو کل ضرور شروع ہوگی اسلئے ہوشمندی و فرزانگی کے اقتضا سے یہ بھی مدافعتی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

میثاق سعد آباد اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا اور اب جو انگورہ اور کابل میں اجتماعات ہونے والے ہیں وہ بھی اسی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔ غازی کمال آتاترک کو خدا نے بے مثل دماغ عطا فرمایا ہے یہ انفرادی نبرد آزمائی کا زمانہ نہیں اس لئے انہوں نے پہلے خود کو طاقتور اور منظم بنا کر ہمسایہ اسلامی ممالک کی تنظیم داشت رکھنے کی سعی کی اور فضا کو سازگار بنا کے جاپانی اقتدار و تسلط کے پیش نظر کابل میں ممالک اسلامیہ کے نمائندین اور سپہ سالاروں کے اجتماع کا اعلان کر دیا۔ ایران میں اجتماع منعقد ہو کر اس کی بیداری و ہشیاری کا کفیل بن چکا اب ہمارے شیر دل افغانوں کی آنکھیں کھولنی ضروری تھیں وہ کابل کے اجتماع میں ہو جائے گا اس کے بعد اتحاد اسلام کی وہ اسکیم جسے پان اسلامزم کا نام دیکر یورپ ہمیشہ روکتا رہا ہے تکمیل پذیر ہو جائے گی اور ترکی مصر عراق ایران افغانستان کی مشترکہ طاقت اتنی بڑی اتنی خوفناک اور اتنی زبردست طاقت ہوگی کہ کوئی پھر اس طرف نگاہ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہ کر سکیگا۔

ترکی کے دوسری طرف بلقانی حکومتیں ہیں جو سیاسیات یورپ سے بری طرح متاثر ہو رہی ہیں انہیں بھی اپنی حفاظت کی بازی ضرورت ہے۔ اور ترکی کی سرپرستی ہی ان کی قبائلی حکومت کو اس سے محفوظ رکھ سکتی ہے ان کے نمائندوں کا بھی ایک اجتماع عنقریب ہی انگورہ میں ہونے والا ہے جسکے بعد سعدآباد سے لیکر حدود ہندوستان تک طاقت و اقتدار کی ایک ایسی فولادی دیوار قائم ہو جائے گی جس سے جو بھی ٹکرانے کی سعی کرے گا وہ انشاء اللہ خود تباہ ہو جائے گا۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۳۴۵۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگوں سے حضرت عمر نے فرمایا کہ تم لوگوں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث فتنہ کے بارے میں کس کو یاد ہے حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھے یاد ہے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ بیشک تم اس پر جرأت کر سکتے ہو اچھا بتاؤ کہ حضرت نے کیا فرمایا تھا (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کے مال اس کی اولاد میں اور اس کے پڑوسی میں آ سے نماز اور صدقہ اور اچھی بات اُسے مٹا دیتی ہے (سلیمان کہتے ہیں کہ ابو وائل کبھی یوں کہتے ہیں کہ نماز اور صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) حضرت عمر نے فرمایا کہ میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا بلکہ میں ان فتنوں کو (پوچھنا) چاہتا ہوں جو دریا کی لہر کی طرح موج ماریں گے حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ اے امیر المومنین ان فتنوں کا آپ کو کچھ خوف نہیں آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا کبھی نہ بند ہوگا حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ہاں پھر ہم لوگ اس بات سے ڈرے کہ ان سے پوچھیں کہ دروازہ کون تھا تو ہم لوگوں نے مسروق سے کہا کہ تم پوچھو ابو وائل کہتے ہیں کہ مسروق نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ عمر تھے پھر ہم لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر جانتے تھے کہ تم دروازہ کسے کہتے ہو انہوں نے کہا ہاں (وہ) تو ایسا جانتے تھے کہ (جیسے) تم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ اسلئے کہ میں نے ان سے ایک ایسی حدیث بیان کی تھی جو غلط نہ تھی۔

۱۳۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ مسلمان خزانچی جو امانت دار ہو حکم نافذ کرے اور کبھی آپ نے یہ فرمایا کہ جس قدر اسے حکم دیا جائے پورا دے اس سے اس کا دل خوش ہو اور جس شخص کو دلایا گیا ہو اسے دیدے تو وہ بھی دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔

باب عورت کا ثواب (بھی بہت ہے) جب وہ اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے یا کھانا کھلائے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو۔

۱۳۴۷۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خیرات دے یا کھانا کھلائے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو اسے اس کا ثواب ملیگا اور اسکے شوہر کو بھی (۱۲) اتنا ہی ملیگا اور خزانچی کو بھی اسی قدر شوہر کو کمانے کے سبب اور عورت کو خرچ کرنے کے سبب سے۔

باب حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کرے اور اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو اُسے اس کا ثواب ملیگا اور شوہر کو کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی قدر ملیگا۔

باب بکریوں کی زکوٰۃ دینا بھی فرض ہے۔

۱۳۴۸۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جب انہیں (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) بحرین کی طرف بھیجا تو انہیں یہ تحریر لکھدی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ صدقہ یعنی زکوٰۃ کے فرائض ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کئے ہیں اور جس کی بابت خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے پس مسلمانوں میں جس شخص سے اس تحریر کے موافق زکوٰۃ مانگی جائے وہ اُسے دیدے اور جس شخص سے اس سے زیادہ زکوٰۃ مانگی جائے وہ نہ دے چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکری دینا واجب ہے ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری پھر جب ۲۵ اونٹ ہو جائیں تو ۳۵ تک ان میں ایک مادہ بنت مخاض[۱] پھر جب ۳۶ سے ۴۵ تک اونٹ ہو جائیں تو اُن میں ایک بنت لبون[۲] پھر جب ۴۶ سے ساٹھ تک ہو جائیں تو ان میں ایک حقہ[۳] جو نر کی جفتی کے قابل ہو پھر جب ۶۱ سے ۷۵ تک ہو جائیں تو اُن میں ایک جذعہ[۴] پھر جب ۷۶ سے نوے تک ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون پھر جب اکانوے سے ایک سو بیس تک ہو جائیں تو ان میں دو حقہ جو نر کے جفتی کے لائق ہوں پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر ان کا مالک چاہے تو دیدے پھر جب پانچ اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک بکری۔

اور بکریوں کی زکوٰۃ میں یعنی سائمہ بکریوں کے زکوٰۃ میں جب وہ چالیس سے ایک سو بیس تک ہوں ایک بکری فرض ہے پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں دو سو تک تو دو بکریاں پھر جب دو سو سے زیادہ ہو جائیں تین سو تک تو ان میں تین بکریاں پھر جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو میں ایک بکری اور اگر کسی کی سائمہ بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ایک بکری بھی مگر اس میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہاں اگر ان کا مالک دینا چاہے تو دیدے اور چاندی میں چالیسواں حصہ (زکوٰۃ میں) دیدینا فرض ہے (بشرطیکہ بقدر دو سو درہم کے ہو) اور اگر ایک سو نوے درہم میں

---

[۱] بنت مخاض اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی عمر پوری ایک سال کی ہو اور دوسرا برس اس کو شروع ہو چکا ہو ۱۲

[۲] بنت لبون اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی عمر پورے دو برس کی ہو اور تیسرا برس اس کو شروع ہو چکا ہو ۱۲

[۳] حقہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو چار برس کی پوری ہو کر پانچویں برس میں ہو ۱۲

[۴] جذعہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پانچ برس کی ہو ۱۲

تو اس میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہاں اگر مالک اس کا دینا چاہے تو دیدے۔

باب ۔ زکوٰۃ میں نہ بوڑھی بکری لی جائے اور نہ عیب دار اور نہ بکرا ہاں اگر مالک اس کا دینا چاہے تو دیدے

۱۳۴۹ ۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو صدیق نے ان کو ایک تحریر لکھ دی تھی (اس میں زکوٰۃ کے وہ مسائل تھے) جس کا اللہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے (اس میں یہ مضمون بھی تھا) اور زکوٰۃ کو بڑھیا بکری نہ نکالی جائے اور نہ عیب دار اور نہ بکرا ہاں اگر صدقہ تحصیل کرنے والا چاہے (تو پھر کچھ حرج نہیں)

باب ۔ زکوٰۃ میں چار مہینہ کا بکری کا بچہ (لینا درست ہے

۱۳۵۰ ۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے (مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے وقت) فرمایا کہ خدا کی قسم اگر وہ بکری کا چار مہینے کا بچہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں اس کے نہ دینے کی بابت ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر نے کہا کہ یہ کوئی بات نہ تھی سوا اس کے کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے جنگ کے لئے ابوبکر کا سینہ کھول دیا تھا پس میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے (جو ابوبکر کہتے ہیں

باب زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ مال نہ لئے جائیں۔

۱۳۵۱ ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ تم کتاب والی قوم (یعنی یہود و نصاریٰ) کے پاس جاتے ہو پس چاہیئے کہ سب سے پہلے جس بات کی طرف تم انہیں بلانا وہ خدا کی پرستش ہو پھر جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو تم انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ مرتبہ نمازیں فرض کی ہیں پھر نماز پڑھنے لگیں تو پھر انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں سے لی جائیگی اور ان کے فقیروں پر واپس کر دی جائے گی پھر جس وقت اس کو مان لیں تو تم ان سے زکوٰۃ لینا اور لوگوں کے عمدہ عمدہ مالوں سے پرہیز کرنا۔

باب پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۳۵۲ ۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق چھوہارے سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ فرض ہے اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ فرض ہے

باب گائے کی زکوٰۃ دینا بھی فرض ہے، اور ابو حمید نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دیکھو قیامت کے دن) میں ایسے شخص کو نہ پاؤں جو اللہ کے پاس گائے لیکر آئے کہ وہ بولتی ہو اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ دخوار نہیں ہے، جوار ہے یجأرون کے معنے (اپنی آوازیں بلند کریں گے جس طرح گائے بولتی ہے۔

۱۳۵۳ ۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں یا یہ فرمایا کہ) اس کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں (یا اور کسی قسم کی قسم کھائی) جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو وہ اونٹ قیامت کے دن اسی حالت میں لائے جائیں گے کہ بہت بڑے اور فربہ ہوئے وہ اس شخص کو اپنے پیروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب ان اونٹ وغیرہ میں سے اخیر والا اسے روند چکے گا تو پہلا ان میں کا پھر اس پر آجائے گا (یہی معاملہ ہوتا رہے گا) یہاں تک کہ آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائیگا اس حدیث کو بکیر نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

باب زکوٰۃ کا دا ینے قرابت داروں پر صرف کرنا زیادہ ثواب کی بات ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملیگا ایک قرابت (کے ادائے حق) کا دوسرا صدقہ دینے کا۔

۱۳۵۴ ۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ ابو طلحہ کے پاس مال تھا از قسم باغات اور سب سے زیادہ پسند ان کو بیرحاء نامی باغ تھا اور وہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیجاتے تھے اور اس میں جو خوشگوار پانی تھا اس کو پیتے تھے حضرت انس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تو ابو طلحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور بیشک مجھے اپنے سب مالوں میں زیادہ محبوب بیرحاء ہے اور وہ اب خدا کے لئے صدقہ ہے میں اس کے ثواب کی اللہ کے ہاں امید رکھتا ہوں تو یا رسول اللہ آپ اس کو جہاں مناسب سمجھئے صرف کیجئے حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ اور میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت داروں میں صرف کر دو ابو طلحہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں (ایسا ہی) کروں گا چنانچہ ابو طلحہ نے اس کو اپنے قرابت داروں میں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

۱۳۵۵ ۔ حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الضحیٰ یا عید فطر میں عیدگاہ تشریف لے گئے پھر نماز ختم کر کے لوگوں کو نصیحت کی اور انہیں حکم دیا کہ صدقہ دو پھر آپ عورتوں کی طرف گذرے تو فرمایا کہ اے عورتوں صدقہ دو اس لئے کہ مجھے دوزخ والوں میں تمہاری زیادہ تعداد دکھایا گیا ہے عورتوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیوں آپ نے فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو میں نے کہا کہ اے عورتو تم سے زیادہ ناقص العقل والدین ہو کر ہوشیار مرد کی عقل کو زائل کر دینے والا کسی کو نہیں دیکھا پھر جب آپ لوٹ کر اپنے مکان تشریف لے گئے تو زینب ابن مسعود کی بی بی آئیں اور آپ کے پاس جانے کی اجازت مانگنے لگیں تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ زینب آئی ہیں آپ نے پوچھا کون زینب تو عرض کیا گیا کہ حضرت ابن مسعود کی بی بی آپ نے فرمایا اچھا ان کو اجازت دیدو پس انہیں اجازت دیدی گئی جب وہ آئیں تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے آج (ہم) لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا اور میرے پاس کچھ زیور ہے

۵؎ تم لوگ ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے یہاں تک کہ جس چیز کو تم دوست رکھتے ہو اس میں سے خرچ کرو ۱۲ ؎ شاباش یہ تو ایک مفید مال یہ تو ایک مفید مال ہے ۱۲

کتاب الفقہ

باب النکاح

نکاح کی تعریف لغت میں نکاح کے تین معنے ہیں۔ اول ملانا دوسرے عورت سے جماع کرنا۔ سوم گرہ لگانا یا پیچ دغیرہ کو مضبوط کرنا اور شرعاً نکاح مرد و عورت کے باہمی عقد یعنی ایسے تعلق کو کہتے ہیں جس سے ہمیشہ کے لئے مرد عورت پر خاص اقتدار و اختیار پانا مقصود ہو نیز نکاح درحقیقت اس عقد کا نام ہے جس کی وجہ سے مرد کو عورت سے منافع جنسی حاصل کرنیکا شرعاً استحقاق حاصل ہوجاتا ہے۔ نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کے درمیان خاص حقوق پیدا ہوتے اور حرمت مصاہرة کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔ نکاح کے مقاصد میں تین باتیں داخل ہیں خواہشات نفسانیہ کی جائز تسکین، توالد و تناسل اور خانگی زندگی کی تکمیل وہ عبادت اور معاملہ سے مرکب ہے یعنی نکاح ایک وجہ سے عبادت ہے اور ایک وجہ سے معاملہ عبادت تو اس وجہ سے کہ نکاح کے ذریعہ انسان تقویٰ و پرہیزگاری حاصل کرسکتا ہے اور عبادت الٰہی بجالانے کی تقویت و سکون حاصل کرتا ہے اور معاملہ اس اعتبار سے ہے کہ مرد و عورت دونوں طرف سے حقوق کی ادائگی کا عہد ہوتا ہے۔

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے۔ بعض فقہا واجب عین و واجب کفایہ اور فرض کفایہ بھی بتلاتے ہیں لیکن محققین نے ان صورتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ جب انسان موجب نکاح سے عاجز ہو تو مباح ہے اور اعتدال کی حالت میں مستحب اور غلبۂ شہوت و مقاربت کی حالت میں واجب ہے اور خوف جور کی حالت میں مکروہ ہے۔ (جامع الرموز)

جاننا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتوں میں سے ہے جیسے کھانا پینا، لباس اور رہنے کا مکان وغیرہ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری امت میں سے اور میرے طریق پر نہیں۔ ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا بہرحال مستحب مطلق ہے۔ اور نکاح کرنا مجرد رہنے سے افضل ہے۔

متعہ اور نکاح موقت جس میں ایک وقت تک عورت سے منافع جنسی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، شرعی نکاح نہیں بلکہ ناجائز اور حرام ہے مذکورہ بالا تفاصیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ عام طور پر نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے

نکاح کا حکم مذکورہ بالا تفاصیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ عام طور پر نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر مرد نان و نفقہ اور مہر وغیرہ دیگر ضروریات و اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور جوش نفسانی کو روک بھی نہ سکے تو اس صورت میں نکاح کرنا واجب و لازم ہے تاکہ زنا میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے ایک سے زائد چار عورتوں کیساتھ نکاح کرنا جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان چاروں میں انصاف و معدلت قائم رکھ سکے عدل و انصاف قائم رکھنے کے معنے یہ ہیں کہ چاروں کی ضروریات کو مساوی طور پر انجام دے یہ ضروری نہیں کہ چاروں سے محبت بھی یکساں کرے اگر ایک مسلمان عدالت اور انصاف قائم کرنے پر تو قادر ہے مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ شاید اس سے افراط و تفریط ہوجائے اور انصاف نہ کرسکے تو ایسی حالت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر اسے ظلم و تعدی کرنے کا یقین ہو تو پھر حرام مطلق ہے

ارکان نکاح نکاح ایجاب و قبول سے منعقد ہوجاتا ہے جب تک ایجاب و قبول نہ ہو نکاح جائز نہ ہوگا پہلے قول کو ایجاب کہتے ہیں خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی جانب سے اور دوسرے قول کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً عورت مرد سے کہے کہ میں نے تمہارے ساتھ نکاح کیا یا میں نے اپنا نفس تمہارے ملک کردیا یا بخش دیا اور یا اپنے نفس کا نکاح تیرے ساتھ کردیا اور مرد نے کہا کہ میں نے قبول کرلیا تو بس نکاح ہوگیا تمام ایجاب و قبول میں شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول ایسے الفاظ سے ہوں جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہوں خواہ دونوں زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہوں یا ایک مثلاً مرد کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ میں نے قبول کیا یہاں ایجاب و قبول دونوں ماضی ہیں یا عورت کہے کہ مجھ سے بیاہ کرلے اور مرد کہے کہ میں نے تجھ سے بیاہ کرلیا تو اس صورت میں بھی نکاح ہوگیا اس میں ایجاب بصیغہ امر ہے اور قبول ماضی ہے۔ بہر حال ایجاب و قبول میں سے ایک لفظ بصیغہ ماضی ضرور ہونا چاہئے اور ایجاب و قبول ہی نکاح کے رکن ہیں نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نکاح، لفظ نکاح، تزویج اور ان لفظوں سے درست ہوتا ہے جو کسی وقت چیز کے مالک کردینے کے لئے بنائے گئے ہیں مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہوجائے گا لیکن اجارہ کے لفظ سے درست نہ ہوگا اس لئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کے واسطے نہیں بنا بلکہ نفع کے مالک کردینے کے لئے بنا ہے نیز اسی طرح لفظ وصیت سے بھی درست نہیں۔

شرائط نکاح انعقاد نکاح کی شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کے سامنے ہو اور وہ دونوں عاقل و بالغ اور مسلمان ہوں اگرچہ گناہگار اور فاسق و بدکار ہی کیوں نہ ہوں ان کے ہوش و حواس قائم ہوں اور ایک دوسرے کے الفاظ ایجاب و قبول کو سنیں بشرطیکہ مرد کا کوئی وکیل یا ولی نہ ہوں اور اگر عورت اور مرد دونوں کی طرف سے ولی یا وکیل ہوں تو پھر الفاظ ایجاب و قبول سننے کی ضرورت نہیں کیونکہ ولی یا وکیل ان کے قائم مقام ہوسکتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مجلس نکاح میں کم از کم دو گواہ ضرور موجود ہونے چاہئیں جو آزاد و عاقل بالغ اور مسلمان ہوں، غلام اور دیوانہ نابالغ اور کافر نہ ہوں اور دونوں گواہ حسب تفصیل مذکور ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول کے الفاظ متحد نہ ہوں یعنی مختلف وقتوں میں ایجاب و قبول کے الفاظ سنیں اگر مجلس سماع میں الفاظ متحد نہ ہوں۔ یعنی مختلف وقتوں میں ایجاب و قبول کے الفاظ

تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نیز اگر مرد و عورت دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ یا دیوانہ ہو تو ان کا نکاح بغیر ولی کے جائز نہ ہوگا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری نابالغ لڑکی کا نکاح کر دے اور اس نے ایک مرد کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہو جائیگا اور اگر باپ موجود نہ ہوگا تو نکاح درست نہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑھنے والا مانا جائیگا اور دو مرد اجنبی گواہ ٹھیریں گے اور اگر باپ موجود نہ ہوگا تو صرف ایک اجنبی شخص گواہ رہے گا اور شہادت کا نصاب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے نکاح درست نہ ہوگا۔

وہ الفاظ جنکے کہنے سے نکاح صحیح ہوجاتا ہی

اگر ہندہ نے وکیل سے کہا کہ تو میرا نکاح زید سے کر دے اس پر وکیل نے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید سے کر دیا۔ عمر نے ہندہ سے کہا کہ تم زید کی بیوی بننا قبول کرتی ہو؟ ہندہ نے جواب دیا میں نے قبول کیا یا ہندہ نے زید کو مخاطب کرکے کہا کہ میں نے تجکو اپنے نفس کے اختیار کا مالک کر دیا اور زید نے کہا کہ میں نے قبول کر لیا یا ہندہ نے زید سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کر دیا۔ یا میں نے اپنا نفس تیرے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یا میں نے اپنے نفس کا تجھے اختیار دیدیا یا میں نے اپنا نفس تجھے صدقہ میں دیدیا اور زید نے ان الفاظ کے جواب میں کہا کہ میں نے قبول کر لیا تو ان ساتوں صورتوں میں مذکورہ بالا الفاظ سے نکاح ہو جائیگا۔

لیکن اگر عورت اور مرد دونوں کہیں کہ ہم میاں بیوی ہیں تو ان الفاظ سے نکاح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت نے یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے اپنا نفس ٹھیکہ پر یا کرایہ پر یا اجرت پر اور یا فیس پر دیا۔ یا میں نے اپنے آپ کو تجھے بطور عاریت کے سپرد کرتی ہوں۔ یا ایک ماہ یا دو ماہ کے لئے میں تجھے اپنے نفس کا اختیار دیتی ہوں تو ان سب صورتوں میں نکاح نہ ہوگا۔

اگر کسی عورت کے پہلے شوہر سے یا کسی مرد کی پہلی بیوی سے دو جوان بیٹے ہوں تو وہ دونوں اپنے ماں یا باپ کے نکاح ثانی کے گواہ بن سکتے ہیں

اگر کوئی بالغہ عورت اپنے والد اور قاضی کی موجودگی میں نکاح کرے تب ہی اس کا نکاح ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں باپ اور قاضی دو گواہ ہو جائینگے البتہ اگر عورت موجود نہ ہوگی تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

طریق نکاح خوانی

نکاح خواں و وکلاء کو بقدر ضرورت مسائل نکاح کا جاننا ضروری ہے مگر بالعموم دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ نکاح خواں اور وکلاء مسائل ضروریہ سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں شہروں میں تو واقف علماء و نکاح خواں باآسانی مل جاتے ہیں اور انعقاد نکاح کے وقت کسی نقص و فساد کا احتمال نہیں ہوتا مگر دیہات میں نکاح خواں کی بڑی ہٹی پلید ہوتی ہے وہاں عموماً جمعراتی عل اعوذیئے ملاں ہوجاتے ہیں جو نکاح پڑھاتے ہیں وہ نکاح کے ارکان و شرائط سے کماحقہ واقف نہیں ہوتے ہاں اپنا نذرانہ لینا خوب جانتے ہیں انہیں اپنے سوا روپے کے لالچ میں اس بات کا مطلق خیال نہیں ہوتا کہ نکاح شرعی طور پر اور صحیح طریقہ سے انعقاد پذیر ہوا ہے

سیدھے کلمے پڑھا کر اور انٹ سنٹ ایجاب و قبول کرا کر اور اپنا سیدھا لیکر چلتے بنتے ہیں اور بعض اوقات بعد میں بڑے بڑے نقص و فساد نکلتے ہیں جیسے مرد و عورت کے وارث سر پکڑ کر روتے ہیں اس لئے اولیاء اور وکلاء کو چاہیئے کہ وہ مسائل سے واقف نکاح خواں کو فراہم کریں۔

جب مجلس نکاح منعقد ہو تو نکاح خواں کو پہلے ان امور کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ عورت بالغہ ہے یا نابالغہ کنواری ہے یا بیوہ، عورت کا پہلے کسی جگہ نکاح تو نہیں ہوا اس کی عدت گذر چکی ہے یا نہیں اس کو حمل حرام تو نہیں ہے یہ عورت فی الحقیقت وہی عورت ہے جس کا نکاح مطلوب ہے یا کوئی اور فرضی عورت ہے۔ ورثاء کسی قسم کا دھوکہ فریب تو نہیں کر رہے ہیں اور عورت کے جائز اور قریبی وارث کون کون موجود ہیں

الغرض ان امور کی ہر طرح تنقیح کرکے اطمینان کر لینا چاہیئے کہ نکاح جائز ہے اور اس کے انعقاد میں کسی طرح کی شرعی اور قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔

پھر دیکھنا چاہیئے کہ عورت و مرد دونوں بالغ ہیں؟ اگر بالغ ہیں تو افضل طریق یہ ہے کہ وہ بالمشافہ خود اپنی آواز سے جس کو مجلس کے تمام لوگ یا چند لوگ سن سکیں، ایجاب و قبول کریں مثلاً عورت کہے کہ میں نے فلاں شخص کے ساتھ نکاح کیا بعوض اس مہر کے جو برضامندی مقرر ہو چکا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ عورت پردہ دار نہ ہو اور اگر پردہ دار ہو تو پھر مناسب یہ ہے کہ ایک سمجھدار اجنبی شخص یا عورت کا ولی عورت کے پاس جائے بطور وکیل کے اور اس کے ساتھ صفات مذکورہ سے متصف دو گواہ بھی ہوں جو وکالت کی شہادت دیں۔ وکیل عورت کے پاس جاکر کہے کہ کیا آپ کی طرف سے مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کا نکاح فلاں سے اس قدر مہر پر کر دوں۔ اگر وکیل اجنبی ہو یعنی ولی نہ ہو تو عورت کو صریح الفاظ میں اجازت دینی چاہیئے کہ میں اجازت دیتی ہوں۔ اشارہ و کنایہ کافی نہ ہوگا۔ لیکن اگر وکیل خود ولی ہو یعنی عورت کا باپ یا بھائی ہو تو پھر عورت کا سکوت کرنا۔ یا بلا آواز رو دینا، یا مسکرانا اور یا سر ہلانا وغیرہ بشرطیکہ ان اشاروں اور کنایوں کی دلالت اجازت پر ہوتی اجازت سمجھی جائے گی۔ اگر رونا بقرائن حالات ناراضگی کا معلوم ہوتا ہو تو ایسا رونا اجازت نہ سمجھا جائیگا۔

الغرض اجازت لینے میں پوری احتیاط اور تجربہ سے کام لینا چاہیئے تاکہ نکاح عورت کی آزادی و رضامندی کی حالت میں ہو اور وکالت و ولدیت کا کوئی ناجائز دباؤ عورت کے آزادانہ اختیار پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

جب بہ تفصیل بالا اجازت حاصل ہو جائے تو پھر وکیل مع گواہان مجلس نکاح میں آکر بیان کرے کہ اجازت ہو چکی ہے اب نکاح خواں یا قاضی خطبہ مسنونہ پڑھے۔

واضح رہے کہ ہم نے جو کچھ تفصیلات و شرائط نکاح خواں کے لئے اور جو شرائط ایجاب و قبول عورت مرد کی تحقیق کے متعلق بیان کی ہیں جب تک ان کی پوری پابندی اور لحاظ نہ کیا جائے گا نکاح ہرگز درست نہ ہوگا اور اس کا گناہ سب پر ہوگا۔

تذکرۃ الانبیاء

حضرت ایوب علیہ السلام

فراوانی دولت و ثروت

حضرت ایوب علیہ السلام مشاہیر انبیاء میں سے ہوئے ہیں آپ کا صبر و ضبط شہرۂ آفاق ہے۔ آپ حضرت لوط علیہ السلام کے نواسے تھے آپ کی والدہ گرامی انہی کی دختر تھیں جب جوان ہوئے تو حضرت یوسف کی پوتی اور افراہیم بن یوسف کی دختر بی بی رحمت سے آپ کا عقد ہو گیا۔

حضرت ایوب بہت بڑے دولتمند اور صاحب اقتدار و ثروت پیغمبر تھے اور اس عہد کی چوٹی کے امراء و متمولین میں آپ کا شمار تھا اللہ تعالیٰ نے دارین کی نعمتیں آپ کو عطا کر رکھی تھیں۔ دنیا بھی ملی ہوئی تھی اور دینی عاقبت بھی حاصل تھی دولتمند بھی تھے اور پیغمبر بھی پورے عیش و خرمی میں زندگی بسر ہوتی تھی صحت بھی اچھی تھی بیوی بھی خوش جمال لائق اور فرمانبردار تھی اولاد بھی تھی سات بچے تھے اور سب کے سب خوبصورت سلیقہ مند ہونہار دولت کی بھی فراوانی تھی علوم و فنون متداولہ کے بھی متبحر تھے عزت و اقتدار بھی حاصل تھا نبوت بھی عطا تھی غرض کوئی نعمت ایسی باقی نہ تھی جو حاصل نہ ہو اور آزاد اور بےفکری و فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

تین ہزار اونٹوں کی قطاریں جب جنگل میں چرنے کے لئے جاتی تھیں تو لوگوں پر رعب پڑ جاتا تھا اور وہ رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے ایک جنگل کا جنگل آپ کے اونٹوں سے بھرا رہتا تھا تین ہزار بہت زیادہ ہوتے ہیں انہیں خریدنا تو خریدنا پرورش کرنا اور کھلانا بھی امراء ہی کا کام ہو سکتا ہے پھر ان کی نسلیں ان کی تعداد میں برابر اضافہ کرتی چلی جاتی تھیں اور دولت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا کئی ہزار بکریاں بھی تھیں ان کی نسلیں بھی بڑھ رہی تھیں پانسو ہل چلتے تھے جن کے چلانے کے لئے ایک ہزار اعلیٰ درجہ کے بیل آپ کے پاس موجود تھے۔ وسیع قطعات اراضی میں کاشت ہوتی تھی اللہ نے برکت دے رکھی تھی بکثرت غلہ پیدا ہوتا تھا باغ بھی بہت تھے جن میں ہر قسم کا میوہ فراوانی کے ساتھ پیدا ہوتا تھا پانچسو غلام تھے جو سب کے سب شادی شدہ اور صاحب اولاد تھے۔ اب اندازہ کر لیجئے کہ اتنے غلاموں مویشیوں اور غلوں کے رہنے اور رکھنے کے لئے کتنی زمین اور کتنے مکانات کی ضرورت ہوگی میلوں تک آپ ہی کے مکانات کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ اس فراوانی دولت نے آپ کو غافل و مدہوش نہیں بنایا تھا بلکہ اللہ کے شکر گذار تھے اس کی عطایا و نعماء کی شکریہ ہمہ وقت عطا کرتے رہتے تھے۔

شکر و سپاس و عبادت

اس عہد تک حدیث کے اقوال کے مطابق شیطان کو اتنی اجازت تھی کہ وہ آسمانوں کی بلندیوں میں پہنچکر ملائکہ سے گفتگو کر سکے اور ان کی سن لے اور اپنی کہدے بلکہ وہ ہی سے اسے بارگاہ الٰہی میں بھی عرض و معروض کی اجازت مل جاتی تھی اس نے جو ملائکہ کی زبانوں پر بھی حضرت ایوب کے شکر و سپاس کا ذکر سنا، دنیا میں تو چرچے سنتا ہی رہتا تھا تو جل بھن کر کباب ہو گیا اس نے ہر چند آپ کو ورغلانے کی سعی کی مگر کوئی پیش نہ گئی اور خائب و خاسر ہی رہا شعلہ ہائے حسد اس کے سینے میں پوری شدتوں اور سوزشوں کے ساتھ بھڑکتے رہتے تھے اور کوئی بس نہ چلتا تھا ایک روز سوختہ اور برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ الہ العالمین میرا قابو ضرور تیرے بندہ اور نبی ایوب پر نہ چل سکا اور مجھے اعتراف ہے کہ فراوانی دولت آپ کو راہ حق سے اعراض و انحراف پر تیار نہ کر سکی لیکن کیا ہوا دولت گمراہی و انحراف کی باعث نہیں تو نہ سہی شکر گذاری کی باعث تو بن ہی گئی جانتے ہیں کہ ہر نعمت ملی ہوئی ہے گھر اور باہر ہر طرح کی چین ہے دنیا اور آخرت کی طرف سے بھی پورا اطمینان ہے۔ اولاد کی طرف سے سکھ بیوی کی طرف سے کلیجہ ٹھنڈا، شکر کیوں نہ کریں بات تو جب ہے کہ یہ دولت اور یہ نعماء ایک ایک کر کے چھین لی جائیں اور پھر ایوب اسی عنوان پر شکر ادا کرتے رہیں۔ شیطان ہی کے نہیں بعض انسانی ابلیسوں کے بھی یہی خیالات قائم ہو گئے تھے۔

جناب باری سے حکم ہوا ابلیس مردود! تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ایوب حامل نعماء ہونے کے باعث شکر و عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ میرا نہایت مخلص اور نیک نہاد بندہ ہے اور مخلصانہ ہی شکر ادا کرتا ہے اور ہر حالت میں ادا کرتا رہے گا میرے خاص بندوں کا شکر کچھ راحت و آسائش ہی پر منحصر نہیں وہ ہر حالت میں شکر ادا کرتے رہتے ہیں شیطان نے عرض کی کچھ ہو یہ سب شکر و سپاس موجودگی دولت و عیش ہی تک محدود ہے اگر تو مجھے اس کے مال و اولاد پر تسلط بخشے تو دکھلا دوں گا کہ وہ بھول کر بھی تیرے سامنے کبھی سر نہ جھکائیگا اور شکر و سپاس سے اپنی زبان روک لیگا۔ حکم ہوا اچھا یہی سہی تو امتحان کرلے اور آزمالے میں نے تجھے ایوب کے ہر سامان پر تجھے تسلط دیا۔

بندگان محترم کی آزمائش

چونکہ ابلیس ایوب سے بہت پریشان ہو چکا تھا کوئی قابو نہ پا سکا تھا اور حسد کا شعلہ اس کے قلب میں بھڑک رہا تھا خوش ہو گیا اسی وقت اس نے اپنے چیلہ توالجین آلہائے کار اور ذریات کو ایک جگہ جمع کر کے یہ مژدہ سنایا اور حکم دیا کہ آج ہی ایوب کے تمام مواشی جس طرح ہو غرق آب کر دو وہاں کیا دیر تھی سب کچھ ہو گیا اس کے بعد ابلیس لعین ایک گوالے کی صورت بنکر آپ کے پاس پہنچا اور رنجیدگی کے ساتھ غمگین لہجہ میں عرض کی کہ آج ایک خوفناک حادثہ وقوع پذیر ہوا اور آپ کے تمام مواشی پانی کے سیلاب کی رو میں بہ گئے اور ہلاک ہو گئے آپ یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا۔

"اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے یہ مواشی مجھے عطا کئے تھے اور اب عدل و انصاف کی بناء پر لے لئے"

ابلیس بہت افسردہ ہوا اور اپنا سا منہ لیکر چلا گیا اور پھر اپنے ماتحتوں اور زیر فرمان شیطانوں سے کہا کہ ایوب کی کھیتیوں غلہ کے خرمنوں اور باغوں میں آج ہی آگ لگا دو چنانچہ لاکھوں روپے کے خرمن آن کی آن میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے پھر ایک دہقانی کی صورت میں ہڑبڑا کر اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع دی فرمایا کہ:-

"اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے یہ غلہ اور کھیتیاں مجھے عطا کی تھیں اور اب عدل و انصاف کی بنا پر مجھ سے لے لیں"

شیطان تو پھر اپنی دم نیچی لٹکاتے ہوئے چلدیا اور آپ عبادت میں مصروف ہو گئے پروا بھی نہ کی۔ اسی طرح وہ آپ کی ایک ایک چیز اور ایک ایک مال کو تباہ کرتا اور مختلف صورتوں میں آ آکر یہ دل دوز خبریں سناتا اور ہر بار پہلا سا جواب پاتا آخر اس نے مکان گرا دیا جس کے نیچے آپ کے ساتوں بچے دبکر تمام ہو گئے سمجھتا تھا کہ اولاد سعادتمند ہے اور آپ کو ان سے محبت بھی درجہ غایت ہے ان کی اموات کی خبر سنکر جگر میں ناسور پڑ جائیگا گھبرائے ہوئے انسان کی صورت میں آکے خبر دی فرمایا:-

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے فضل و کرم سے یہ سعادتمند اولاد بطور امانت دی تھی اور عدل کیساتھ اب لیلی"

ظلم ہفت افلاک

تمام اونٹوں بکریوں اور ہیلوں کی غرقابی ہی کچھ کم دل توڑنے والی نہ تھی اس پر تمام خرمنوں اور کھیتیوں کا جل کر خاکستر ہو جانا جگر کو پاش پاش کر دینے کے لئے کافی تھا نہ کہ اس کے فوراً بعد ہی ایک نہ دو اکٹھے سات بچوں کی مظلومانہ تباہی کی خبر ملتی ہے دیوانہ بنا دینے اور گریبان چاک کر کے نکل کھڑے ہونے کے لئے یہ حادثات و سوانح بہت کافی تھے لیکن آفریں ہے کہ ذرہ برابر بھی اعتنا نہیں ہوتی نہ لب شکوہ سے آلودہ ہوتے ہیں تین دن کے اندر سب کچھ غارت ہو گیا شاہ سے گدا بن گئے جگر کے ٹکڑے آنکھوں کے سامنے اینٹ پتھروں میں دفن ہو گئے اللہ ہی جانتا ہے کہ ایوب کس دل و جگر کے انسان تھے کہ ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوتے تھے اور شکر و عبادت سے ایک لمحہ کے لئے بھی زبان نہ رکتی تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ابلیس تھک گیا اور اس نے جناب باری میں عرض کی کہ ایوب جانتے ہیں کہ اس صبر و شکر کے باعث اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چند عطا کر دیگا اس لئے ان کی قلب مطمئن ہے اب تو مجھے ان کے جسم پر تسلط دیا جاوے پھر دیکھوں گا کہ کس طرح شکر ادا کرتے ہیں حکم ہوا اور دیکھ لے میں اس کے دل زبان اور کانوں کے سوا ہر چیز پر تسلط دیتا ہوں اس کے بعد ہی ابلیس نے اپنے دم آتشیں سے آپ کے جسم میں ایسی حرارت پہنچائی کہ خون کھولنے لگا۔

پہلے کھجلی نمودار ہوئی پھر جسم پھٹنے لگا زخم ہو گئے کیڑے پڑ گئے کہ لوگ غائب ہوں یا بدبو آنے لگی کسی علاج کی کامیاب نہ ہوا۔ خاندان والوں نے شہر سے باہر کے لئے ایک جھونپڑی بنا دی اس مصیبت و بیکسی میں سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اس طرف کی راہ بھی ترک کر دی۔ ایک حضرت لوط کی بیوی تھیں ان کے خلاف قوم سے ملی رہتی تھیں اور ایک بی بی رحمت تھیں جنہوں نے ایک لمحہ کے لئے چھوڑنا تو کجا کبھی دل پر میل بھی نہ آنے دیا اور اس شان کے ساتھ خدمت کی کہ دنیا عش عش کر اٹھی اور ابلیس بھی متحیر ہو گیا مثل مشہور ہے کہ عورت عیش کی ساتھی ہے۔ عورت پر کیا منحصر ہے دنیا ہی کا یہ حال ہے لیکن بی بی رحمت فرشتہ خصلت خاتون تھیں گھر کا تمام سامان املاک اور زیور سب کچھ فروخت کر کے علاج میں لگا دیا اور جب سب ختم ہو گیا تو اس امیرزادی نے جنہے بڑے ناز و نعم میں زندگی بسر کی تھی اور جو حسن و جمال اور شرافت و اخلاق میں بھی نظیر نہ رکھتی تھیں عزیز مصر کی پوتی تھیں مزدوری کرنی شروع کر دی نصف مزدوری تو شوہر کی صحت کے لئے صدقہ میں دیتیں اور نصف سے اپنا اور شوہر کا خرچ چلاتیں۔

فرشتہ سیرت بیوی کی خدمت و وفا

اس فلک نسوانیت کے روشن ستارے کو مزدوری کرتے سب کا دل کڑھتا سب کہتے اور شیطان مختلف اوضاع میں روزانہ دونوں وقت راہ میں ملتا اور کہتا کہ تمہیں ہو کیا گیا ہے شریف ہو جوان ہو کیوں ایک مجذوم کے لئے اتنے بے حیثیت دکھ اٹھا رہی ہو یہ تو غضب الٰہی میں گرفتار ہے کیوں اپنی گرانبہا زندگی برباد کر رہی ہو اگر مرضی ہو تو مصر کے فلاں دولتمند سردار سے تمہارا عقد کرا دوں عیش کرو گی اسی مفہوم کی باتیں ہر روز کرتا آپ شب کو بت شوہر سے کہدیتیں فرماتے وہ شیطان ہے اس کے فریب میں نہ آنا۔

ایک روز ابلیس لعین ایک طبیب حاذق کی وضع میں سامنے آیا اور کہا کہ اس مجذوم کا علاج شراب و لحم خنزیر ہے انہیں خنزیر کا گوشت کھلا دے یہ خاتون موصوفہ اس خیال سے کہ کیا تعجب ہے میرے شوہر تندرست ہو جائیں دونوں چیزیں جوں توں کر کے خرید لائیں آپ پیغمبر تھے پہچان گئے اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ میں نے تجھے سمجھایا نہ تھا کہ راہ میں شیطان ملتا ہے اس کے کہنے میں نہ آنا اور پیغمبروں پر یہ چیزیں حرام ہیں قسم کھائی کہ میں اچھا ہو گیا تو اس جرم کی سزا میں سو قمچیاں ماروں گا۔ یہ اس شریف و نیک خاتون کا بھی امتحان تھا ایک کس مپرس اور مجذوم شوہر اپنی ناصح خدمتگذار پر یہ عتاب کر رہا ہے اور یہ معافی مانگ رہی ہیں دل میں ندامت ہے یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کر چکی ہوں اور ان کی کتنی خدمت کر رہی ہوں جس کے صلے میں یہ عتاب ہے۔

آفتاب امید و کرم کا طلوع

آخر آفتاب امید افق کامرانی پر طلوع ہوا نہ صرف صحت ہوئی بلکہ نافعی پہلے سے دو چند مل گیا ہم ہزار بار کہہ چکے ہیں کہ بلائیں اور آفتیں بندوں کا کچھ نہیں بگاڑتیں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ڈوبے لیکن جو صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور شکر گذار رہتے ہیں کچھ روز کے بعد ان کی دنیا بدل جاتی ہے۔ ایک روز جبرئیل امین آئے اور آپ کو مژدہ صحت سنایا وہیں آپ کے قدم مارنے سے ایک چشمہ پیدا ہوا جبرئیل کے کہنے سے غسل کیا تمام امراض دور ہو گئے بی بی رحمت مزدوری کو گئی ہوئی تھیں پہلی نظر میں پہچان بھی نہ سکیں پھر سجدہ میں گر پڑیں پہلے سے کہیں زیادہ ثروت عطا ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپکو اہل روم کی ہدایت پر متعین کیا اور وہیں انتقال ہوا۔

اس حصہ میں مسلم عورتوں اور مردوں کے لئے خدمت و فرض شناسی صبر و شکر طاعت و استقلال کے بہت سے گرانبہا درس موجود ہیں۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ

ابتدائی حالات ابو عمرو کنیت اور عقبہ نام تھا قبیلہ جہنی کے بہادر اور نامور چشم و چراغ تھے۔ جب کوکبہ نبوی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ منتقل ہوا ہے تو آپ جنگل میں کھڑے اپنی بکریاں چرا رہے تھے آپ نے جو خبر سنی کہ رسول کریم علیہ السلام مدینہ تشریف لے آئے ہیں تو یکایک ایک جوش اٹھا ہدایت ربانی رہنما بنی سیدھے بارگاہ قدس پیمبر میں حاضر ہوئے اور اس استدعا کی کہ میں اس غرض سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کروں اسلئے آپ مجھ سے بیعت لیجئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ کیسی بیعت کرنی چاہتے ہو بیعت عربیہ یا بیعت ہجرت عرض کی کہ بیعت ہجرت ہی کرنا چاہتا ہوں چنانچہ بیعت کرلی اور مدینہ ہی میں متوطن ہو گئے۔ صحیح طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے کس غزوہ میں شرکت کی۔

البتہ اصابہ میں مرقوم ہے کہ عہد فاروقی میں آپ نمایاں ہوئے میدان جہاد میں آئے شام کی فتوحات میں دلیرانہ شرکت کی بڑے تہور و شجاعت کے ساتھ جہاد کئے بہت سے معرکوں میں شامل رہے وہ آپ ہی بزرگ ہیں جو دمشق کی فتح کا مژدہ لیکر دربار فاروقی میں حاضر ہوئے تھے اس کے بعد کے حالات پردہ خفا میں ہیں اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کن مشاغل میں مصروف رہے۔ کندی نے لکھا ہے کہ جنگ صفین میں خوب جوش و خروش کے ساتھ لڑے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہو کر نہیں، امیر معاویہؓ کی حمایت میں لڑے۔

جزیرہ روڈس پر حملہ ۴۷ھ میں امیر معاویہؓ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ جزیرہ روڈس پر بڑھیں اور اس پر حملہ آور ہوں آپ نے حکم کی تعمیل کی لیکن کسی وجہ سے حملہ کے عین دوران میں معزول کر دیئے گئے اور آپ کی جگہ مسلمہ کا تقرر عمل آیا آپ کو جو اپنی معزولی کی اطلاع ہوئی تو یہ فرما کر علیحدہ ہو گئے کہ میں معزولی حالت میں جنگ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں ۵۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

علم و فضل حضرت عقبہؓ کا پایہ علم و فضل میں بہت بلند تھا قرآن و حدیث فقہ فرائض اور شاعری کوئی علمی صنعت ایسی نہ تھی جس میں آپ کو امتیازی حیثیت حاصل نہ ہو قرأت میں بھی کمال حاصل تھا قرآن کریم کو نہایت خوش الحانی اور قرأت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے سننے والے بہت متاثر ہوتے تھے علم فرائض میں بھی دستگاہ کامل حاصل تھی تقریر کرنے کھڑے ہوتے تھے تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے چلے جاتے تھے یہی حالت شاعرانہ کمالات کی تھی شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے۔ علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ حضرت عقبہ کتاب اللہ کے قاری فرائض کے ماہر فقیہ فصیح اللسان شاعر بڑے مرتبہ شخص تھے۔ خصوصاً تلاوت قرآن کے ساتھ مخصوص شغف و ذوق تھا ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے چمٹ گئے اور عرض کی کہ حضور مجھے سورہ یوسف اور سورہ ہود پڑھا دیجئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ سورتیں آپ کو پڑھائیں۔ اسی طرح قرآن کی بعض بعض سورتیں تو آپ کو خود نبی کریم نے پڑھائی سکھائی تھیں۔

غرض قرآن کی تعلیم بڑے ذوق و ولولہ کے ساتھ حاصل کی تھی اور اسی شغف و شوق نے آپ کو قرآن کریم کا قاری بنا دیا تھا۔ اسی شغف نے آپ کے ہاتھوں ایک قرآن بھی مرتب کرا دیا جس کی ترتیب میں خاص محنت اور ذوق سے کام لیا تھا مگر اس قرآن کی ترتیب مصحف عثمانی سے مختلف تھی یہ نسخہ مدت تک محفوظ رہا اور نویں صدی ہجری تک مصر میں موجود پایا گیا اس کے آخر میں خود آپکے دست قلم سے یہ تحریر لکھی ہوئی تھی یہ قرآن عقبہ بن عامر نے اپنے ہاتھوں لکھا۔

مذہبی و مروجہ علوم میں دستگاہ حضرت عقبہؓ خدمت نبوی میں برابر حاضر رہتے تھے خدمات کے بہت مواقع حاصل تھے سفر میں بھی ساتھ جاتے رہتے تھے احادیث سننے کے کافی مواقع حاصل تھے جن سے آپ نے پورا استفادہ کیا اور بہت سی احادیث حافظہ میں مرکوز و محفوظ کرلیں آپ کی مرویات کی تعداد ۵۵ ہے جن میں سات متفق علیہ ہیں اور ایک میں بخاری اور سات میں مسلم منفرد ہیں۔ بادی النظر میں یہ تعداد بہت کم معلوم ہوتی ہے لیکن استناد کے اعتبار سے ان کا پایہ بہت بلند ہے اور اکابر صحابہ انہیں معتبر بتاتے رہے ہیں چونکہ انہیں درجہ استناد حاصل تھا اس لئے لوگ دور دور سے آتے اور آپ سے استفادہ کرتے۔ حضرت ابوایوب انصاری آپکے پاس صرف ایک حدیث ہی سننے کے لئے حجاز سے چل کر مصر پہنچے تھے اور سن کر فوراً واپس آگئے تھے آپکے علمی مرتبہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس جیسے فضلاء آپ سے خوشہ چینی کرتے تھے۔

آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کی تعداد بھی کافی تھی جن میں حضرت ابوامامہ قیس بن ابی حازم، جبیر بن نفیر، بعجہ بن عبداللہ جہنی و خنین بن عامر ربیع بن خراش عبدالرحمن بن شماسہ اور علی بن رباح قابل ذکر ہیں یہ تو تھی حدیث کی حالت فقہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مذہبی علوم کے علاوہ کہ ان میں تو آپ کو درجہ تبحر حاصل تھا۔ عربی و دیگر علوم مروجہ میں بھی دستگاہ کامل حاصل تھی شاعری میں اس عہد کے بڑے بڑے شعراء آپکے کمالات کے معترف تھے نہایت خوشگو شاعر تھے فصاحت و بلاغت میں بھی پورا دخل تھا۔

لیاقت و احتیاط چونکہ بہت لائق فاضل اور بلند پایہ صحابی تھے لیکن مذہبی ذمہ داری اپنے سر لینے سے بہت گھبراتے تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا اس سے بچتے

اور اسناد ازبر محفوظ رکھتے تھے آپ مصر میں جس عہدۂ جلیل پر فائز تھے اسکے لئے امامت شرط نماز پڑھانی امامت کرنی پڑتی تھی مگر دینے کوئی نماز پڑھانے کے لئے کہتا تھا تو اس میں تامل ہوتا تھا اور عام طور سے نماز پڑھانے میں بہت محتاط تھے۔

ابو علی ہمدانی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لئے جارہے تھے اثنائے سفر میں لوگوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ کا رتبہ بہت بلند ہے آپ رسول کریم کے صحابی ہیں آپ ہی نماز پڑھا دیجئے فرمایا نہیں میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ جس نے امامت کی اور صحیح وقت پر پورے شرائط کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھائی تو امام اور مقتدی دونوں کے لئے باعث اجر ہے اور اگر اس میں کوئی فروگذاشت ہوئی تو امام ماخوذ ہوگا اور مقتدی بری الذمہ ہوں گے اس لئے میں اتنی ذمہ داری اپنے سر لینے کے لئے تیار نہیں مجھے بازپرس قیامت سے خوف و اندیشہ معلوم ہوتا ہے

احترام سرکار رسالت

آقائے عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بڑی عقیدت وجاں نثاری کے ساتھ انجام دیتے تھے اور یہ آپ کا خاص مشغلہ تھا آپ کے سپرد یہ خدمت تھی کہ جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سفر میں ہوتے تھے تو آپ سواری کھینچتے تھے یہ رفاقت آپ کے لئے باعث صد برکات وحسنات تھی خود ہی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت میں تھا اور سواری اقدس کھینچ رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ یکایک آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "عقبہ! میں تمہیں دو بہترین ورد پڑھنے کے لئے اس وقت بتاتا ہوں جو پڑھنے کے قابل ہیں میں نے عرض کی زہے قسمت ارشاد فرمایئے اس پر حضور نبی کریم نے فرمایا وہ دونوں سورتیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔

اس رفاقت نے گونہ عمومیت کی شکل اختیار کرلی تھی لیکن اس کے باوجود آپ ہمہ وقت مؤدب رہتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے جذبہ احترام میں کوئی فرق آنے دیا ہو۔ حالت یہ تھی کہ آپ سواری تک پر بھی بیٹھنا سوء ادب اور منافی احترام سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سفر میں تھے آپ ساتھ تھے اور اپنے مفوضہ فرض کی انجام دہی میں مصروف تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک جگہ رکے سواری کو بٹھایا اور خود اتر کر فرمایا کہ عقبہ اب تم تھک گئے ہو اب تم سوار ہو لو۔ عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضور پیادہ پا ہوں اور میں سوار ہوں میں اتنی گستاخانہ جرات کیونکر کرسکتا ہوں کہ آپ کی سواری پر قدم رکھ سکوں" حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات گرامی ہی بعثت رحمۃ اللعالمین کی حامل تھی۔ غلاموں پر حد درجہ مہربان تھے بندہ نوازی میں بے مثل تھے بندگان بارگاہ کی ذرہ برابر تکلیف کے بھی روادار نہ تھے پھر اصرار کیا کہ نہیں تم سوار ہو دل نہ چاہتا تھا اسے بے احترامی سمجھتے تھے طبیعت نہ مانتی تھی گوارا نہ تھا مگر بخوائے "الامر فوق الادب" سوار ہوگئے اور اصرار و حکم نبوی کے حریف نہ بن سکے۔ اب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سواری کھینچنے کی خدمت انجام دینے لگے۔

اللہ اللہ! کیا پیکر رحم و رافت ذات گرامی تھی چشم فلک تحیر و استعجاب کے ساتھ یہ نظارہ دیکھ رہی تھی کہ آقا بندے کی سواری کھینچ رہا ہے آج دنیا والے جو اس ذات بے ہمتا کے خاک پا کے ذروں کے ہمسر بھی نہیں کتنے غرور و نخوت کے پتلے بنے رہتے ہیں اور ملازم تو پھر ملازم ہی ہوتے ہیں انہیں کون پوچھتا ہے اپنے سے معمولی کم رتبہ انسانوں پر بھی حقارت کی نظر ڈالتے ہیں اور برابر بٹھانا بھی پسند نہیں کرتے لیکن وہ ذات گرامی جو محبوبیت خاص کا درجہ رکھتی تھی آبگینہ مساوات کو ٹھیس لگنے کی روادار نہ تھی۔

لیاقت و شوق اسلحہ

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ آغوش رسالت سے تربیت پاکر مطلع انور بن گئے تھے یا تو وہ حالت تھی کہ جنگل میں چرواہے بنے ہوئے بکریاں چراتے تھے اور شرک و ضلالت کی انتہائی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے یا صحبت نبوی سے ایسے کندن بنے کہ جملہ لیاقتیں اور صلاحیتیں پیدا ہوگئیں۔ سپہ سالاری بھی ملی منصب علم پر بھی فائز ہوئے اور مصر جیسے وسیع و مشہور ملک کے بااختیار اور ذمہ دار گورنر بھی بنے۔ سپاہیانہ فنون میں بھی نہیں کہ بڑا ملکہ حاصل تھا بلکہ ان میں پورا انہماک بھی رکھتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے مذہب کی روشنی میں کرتے تھے۔

اس زمانہ کا سب سے بڑا فن تیر اندازی تھا اس سے خاص دلچسپی تھی خود بھی اس میں کمال رکھتے تھے اور اس کی ترویج و تعلیم میں بھی سرگرمی کے ساتھ ساعی رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے مشہور سپہ سالار اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلایا انھیں کسی وجہ سے تشریف لانے میں تامل تھا فرمایا میں تمھیں حدیث سناؤں گا۔

حدیث کا نام سنتے ہی حضرت خالد بن ولید کے دل میں ایک جوش عقیدت پیدا ہوا فوراً چلے آئے فرمایا۔

"میں نے رسول کریم سے سنا ہے کہ ایک تیر کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تین افراد کو داخل جنت کرتا ہے اولاً اس کا بنانے والا ثانیاً اس کا چلانے والا اور ثالثاً راہ خدا میں اس کا لیجانے والا" یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "تمام کھیلوں میں صرف تین ہی کھیل مرد کے لئے جائز ہیں۔ تیر اندازی۔ گھوڑے کی تادیب اور اپنی بیوی سے ہنسی دل لگی جس نے تیر اندازی سیکھ کر بھلادی اس نے بڑی نعمت ہاتھ سے کھودی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اسلحہ سے بڑی دلچسپی تھی وفات کے وقت ستر کمانیں اور دیگر اسلحہ موجود تھے جو سب کے سب راہ خدا میں وقف کردیئے آج مسلمانوں کی ذلت کا باعث یہی ہے کہ انہوں نے اسلحہ کی مذہبی اہمیت بھلادی اور اس طرف سے بالکل بے توجہی اختیار کرلی۔

عیب پوشی و فیاضی

عیب پوشی خاص شعار عمل تھا دوسروں کے اعمال کی اعلان کرنا بہت برا سمجھتے تھے ایک مرتبہ غلام نے جو آکر کہا کہ ہمارے ہمسائے شراب پیتے ہیں فرمایا جانے دو کسی پر ظاہر کرنا عرض کی میں تو محتسب کو اطلاع کردونگا فرمایا یہ بہت افسوس کا مقام ہے جانے بھی دو کیونکہ میں نے رسول کریم سے سنا ہے جسنے کسی کی عیب پوشی کی گویا اس نے مردے کو زندہ کیا راہ خدا میں بھی نہایت فیاضی و کشادہ دلی کے ساتھ خرچ کرتے تھے۔

تذکرۃ الاولیا

حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری

خاندانی حالات حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری حضرت شیخ حسین لاہوریؒ کے محبوب ترین اور سرمایہ روزگار خلیفہ تھے اس عہد میں آپکے بہت سی کرامات سرزد ہوئیں۔ جماعت بہلول شاہی میں آپکو بہت نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ بہت بڑے عارف اور بہت بڑے بزرگ مشیخ وقت گذرے ہیں۔ آپ بھی نومسلم ہیں آپ کے مرشد گرامی شیخ حسین کے ماں باپ مسلمان ہوئے تھے اور آپ کو خود یہ سعادت نصیب ہوئی گو آپ ایک غیر مسلم ہندو خاندان کے چشم وچراغ ہیں لیکن وہ خاندان بھی بہت شریف خاندان تھا آپ کے والد برہمن تھے لاہور کے قریب شاہدرہ کے رہنے والے آپ کا خاندان حسن وشرافت اور دولت وثروت میں بھی ممتاز تھا اور ہر رکن عیش وعزت کی زندگی بسر کر رہا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کی تعلیم میں بھی خاص سعی کی گئی مگر آپ کو جو تعلیم دی گئی وہ ہندوانہ تعلیم ہی تھی البتہ جب صدوت فارسی سے پڑھ چکے تھے اور لکھنے بولنے کے قابل ہو گئے تھے یہ مکتبی تعلیم کا نتیجہ تھا جو اس عہد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے تھے اور جن میں ہندو مسلمان یکساں شوق کے ساتھ دوش بدوش پڑھتے تھے سلطان سکندر لودھی کے زمانے سے ہندوؤں نے فارسی کی طرف خاص توجہ مبذول کر دی تھی دراصل شاہی دسرکاری زبان سمجھ کر سیکھتے اور پڑھتے تھے اور حضرت شیخ مادھو نے بھی پڑھی۔

شیخ حسین کی نظر محبت آپ چونکہ ایک روز افق تصوف پر ماہ درخشاں بنکر چمکنے والے تھے اسلئے سیرت وصورت میں نظری بنکر چمکنے والے تھے سیرت وخصلت میں فطری نیکو کاری کے جوہر موجود تھے صورت بہی حسین تھی اور صحت بھی بہتر نوعمری کا زمانہ تھا ایک روز شیخ مادھو کپڑے پہنے سوار کہیں چلے جارہے تھے اور چند اور ہم عمر دوست بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اس طرف سے آپ کا گذر ہوا جہاں شیخ حسین تشریف فرماتے عام زبان میں تو یہی کہا جائیگا کہ شیخ حسین آپ کو دیکھتے ہی آپ پر ہزار جان سے فریفتہ ہوگئے لیکن حقیقت کی زبان میں یہ عشق عشق نہ تھا اس لئے کہ راہ طریقت و دنیا کی متحمل نہیں ہوسکتی حضرت ابراہیم اور ہم نے بیٹے کی طرف صرف محبت کی نظر سے دیکھ لیا تھا کہ فوری ندا سنی ہماری محبت کا مدعی ہو کر دوسری طرف نظر اٹھاتا ہے دوسرے کو چاہتا ہے غیرت ہے کیا عشق ربانی دنیوی محبوب بھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ان کے محب کسی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکیں کوئی بھیا یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے باپ کو اس سے زیادہ کسی دوسرے سے محبت ہو یا کوئی باپ یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کا فرزند اس کا تو ادب واحترام نہ کرے اور دوسروں کے آگے سر جھکاتا اور ان کی خدمت کرتا پھرے محبت رقابت کی متحمل ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر غیر ممکن تھا کہ عاشق ربانی حضرت حسین شیخ مادھو کو عشق مجازی کی نظر سے دیکھتے البتہ یہ ضرور ہے کہ انہیں آپ سے محبت پیدا ہوئی اور ہونی چاہئیے تھی آپ کچھ طمطراق سے گذر رہے تھے کہ نظریں اٹھا کر آپ کی طرف انہیں اور جب انہیں تو لوح محفوظ تک پہنچکر انہوں نے دیکھ لیا کہ یہی برہمن زادہ آگے چل کر شیخ وقت ہوگا۔

فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت باباصاحبؒ نے کس عاشقانہ انداز تامین کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کو دیکھکر فرمایا تھا " اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ" وہ جوش متانت وسکون تھا اور یہاں اس پر ملامت کا رنگ چڑھا ہوا تھا اسلئے یہ صورتیں اور وہ طریقے اختیار کئے جو دنیا کی نظروں میں معیوب ہوں اور جنھیں دیکھکر دنیا والے آپ کو نہ متنفر سمجھیں نظر پڑتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ

عشق کی جنون خیزیاں لاہور سے اٹھکر شاہدرہ میں جا رہے۔ دیوانہ وار حرکات کا آغاز کر دیا رات رات بھر آپکے گھر کا طواف کرتے رہتے کبھی زیر دیوار کھڑے ہوکر آواز سننے کی سعی کرتے اور کبھی دروازہ پر آکر بیٹھ جاتے کبھی دوڑتے کبھی گاتے رات رات بھر یہی عنوان رہتا دن کو یہ صورت ہوتی کہ جہاں کہیں آپ انھیں بیٹھے مل گئے دوڑ کر ان کے سامنے بیٹھ گئے آپ بالکل متوجہ نہ ہوتے اور آپ کیا آپکے خاندان والے بھی انھیں دیوانہ سمجھتے کوئی شہری اور ہوشیار یہ عمل کرتا تو اس پر کوئی کارروائی بھی کی جاتی مگر ایک فقیر کو کوئی کیا کہے مارے تو کیا چھوڑے تو کیا۔

جب آپ نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی اور لوگوں میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہوئیں تو آپ نے اور زیادہ جوش عشق کا اظہار شروع کر دیا اب ایک نئی بات پیدا ہوئی شیخ مادھو کے گھر میں رات کو جو گفتگو ئیں ہوئیں جو باتیں کی جائیں ....، جو حالات رونما ہوتے وہ آپ صبح سب من وعن بیان کر دیتے اس سے لوگوں پر آپ کے فقر وکرامات کا سکہ قائم ہوگیا تاہم سب اس جنون عشق کو برا سمجھتے تھے اور کوئی ایک ہستی اسے سراہنے والی نہ تھی۔ دن ہفتے اور مہینے گذرتے چلے گئے اور کئی برس کا عرصہ منقضی ہوگیا اس دوران میں حضرت شیخ حسینؒ کے عشق چرچا گھر گھر پھیل چکا تھا ہر کہ ومہ کی زبان پر یہی ذکر تھا۔ شہرت کی وجہ یہ بھی تھی کہ عاشق ایک مسلمان اور معشوق ایک ہندو تھا پھر عاشق کی غربت و بے مائیگی اور معشوق کی امارت وثروتمندی یہ ایسی چیزیں تھیں جنھوں نے بہت جلد اسے شہرت عطا کر دی یہانتک کہ حکام اور ارکان حکومت تک بھی یہ قصے پہنچ گئے اور ان کی توجہات بھی ادھر مبذول ہونے لگیں۔

مجاز میں حقیقت کے جلوے مرشد زمانہ کے ساتھ مادھو کی حالت میں بھی انقلاب شروع ہوا اور آپ کبھی کبھی شیخ حسین کی خدمت میں آنے جانے لگے اور ابھی زیادہ مدت منقضی نہ ہوئی تھی کہ یہ حالت ہوگئی کہ مادھو شبانہ روز شیخ ہی کی خدمت میں رہنے لگے ابھی

تکمیل شیخ نے بعض کوشش کی تھی کوئی تعلیم نہ کی تھی ابتک تو مادھو کے باپ دل ہی دل میں کڑھ رہے تھے مگر یہ حالت دیکھکر انہیں سخت صدمہ و رنج ہوا انہوں نے آپ کو روکا مگر یہ نہ مانے مگر زمانہ کے آج جیسا زمانہ نہ تھا پہرہ تھے مجبور ہوگئے اور ان کے اصرار پر مادھو نے شیخ حسین سے کہا کہ میں بالکل مجبور ہوگیا ہوں باپ کے اصرار کو کہانتک ٹالوں وہ مجھے گنگا کے نہان میں ہردوار لئے جاتے ہیں مجھے جانا تو ضرور ہی پڑے گا بہتر ہے کہ آپ بھی ساتھ چلیں، شیخ حسین نے مادھو سے کہا پرواہ نہیں تو اپنے والد سے جاکر کہدے کہ آپ جائیں میں عین وقت پر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ مادھو نے باپ کو جاکر کہدیا کہ آپ تشریف لیجائیں مجھے شیخ نے عین وقت پر وہاں پہنچنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ اس سے آپ کو ان کی فقیری کے امتحان کا بھی موقعہ ملیگا یہ سنکر مادھو کے والد اور گھروالے ہردوار چلے گئے اور آپ کے والد نے بھی سوچا کہ بڑی بات کہی ہے امتحان بھی ہوجائے گا اور اگر ایسا ہوگیا تو شیخ حسین کی یہ کرامت ہونیوالی اور پھیلی ہوئی رسوائی کی بھی پردہ پوش بن جائیگی مادھو بدستور شیخ کی خدمت میں رہے اور اب آپ نے باطنی تعلیم کا بھی سلسلہ شروع کردیا اور وہ بھی اس سرعت کے ساتھ کہ ایک ایک ماہ کے سبق ایک ایک دن میں پڑھانے شروع کردیئے۔ نہان کے روز مادھو نے شیخ سے کہا کہ آج نہان کا روز ہے آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے شیخ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور مادھو کو لئے ہوئے شہر کے باہر آئے اور فرمایا کہ اپنے پاؤں میرے پاؤں کے اوپر رکھکر آنکھیں بند کرلے مادھو نے آنکھیں بند کرکے جو کھولیں تو خود کو گنگا کے کنارے کھڑا پایا۔ مادھو کے والدین وہاں موجود تھے وہ یہ کرامت دیکھکر بہت خوش ہوئے شیخ کی عظمت کے معترف ہوگئے۔ مادھو نے اپنے والدین کے ساتھ اشنان کیا اور جس طرح گئے تھے اسی طرح واپس آگئے اب آپ علانیہ مسلمان ہوگئے۔

راجہ مان سنگھ کی فوج میں ملازمت

جب ہولی آئی تو شیخ حسین نے فرمایا مادھو ہولی آگئی گو تو مسلمان ہوگیا ہے مگر مجھے یہ گوارا نہیں کہ تیرے اعزہ و اقربا ہولی کھیلیں اور تو دیکھے۔ تو ہمارا دوست ہے تیری خاطر ہم بھی ہولی منائیںگے ایکطرف تو عین ہولی کے روز تمام ہندو رنگ رلیوں میں مشغول تھے دوسری طرف شیخ حسین نے ایک شاندار مجلس سماع منعقد کی جس میں خوب گانا بجانا ہوا خوب ناچ رنگ رہے خوب رنگ چھینکا گیا ہولی کھیلی گئی اسی مجلس سماع میں شیخ حسین نے مادھو کو علانیہ مرید کیا اور مرید کرنے کے بعد جو نظر ڈالی تو سالک مطلق [illegible] ہوگئے۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ شیخ مادھو نہان سے واپس ہوکر پہلی مرتبہ مسلمان ہوئے اور ہولی کے دن بیعت کی اور اسی روز پہلی نظر میں شیخ مادھو کو کامل بنادیا اس سے پہلے آپ کو کوئی تعلیم نہ کی تھی البتہ اثر ضرور ڈالدیا تھا۔

غرض یہ کہ شیخ حسین نے شیخ مادھو کو مرتبہ ولایت پر فائز کردیا اور جب ان کی تکمیل باطنی ہوچکی تو فرمایا کہ

"مادھو! بہت سے کھیل کھیلے جاچکے یہاں تو کوئی کام ہو نہیں سکتا میں موجود بھی ہوں اب تم لاہور چھوڑ دو اکبرآباد پہنچکر راجہ مان سنگھ کی فوج میں ملازمت کرو اور انہیں کے ساتھ مہم پر دکن جاؤ کہ وہاں تمہاری بہت ضرورت ہے۔

شیخ مادھو اپنے مرشد گرامی کے عاشق تھے۔ اور آپ کے قدموں میں بڑی برکات اور شادمانیاں محسوس کررہے تھے اور بڑی سرگرمی اور والہانہ جوش سے ان کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے جو شیخ کا یہ حکم سنا تو بہت اندوہگیں ہوئے۔ آپ کو یہ مفارقت گوارا نہ تھی مگر مجبور ہوگئے۔

فتح مہم دکن اور آپ کی دعا

آپ کچھ مدت تک لشکر میں ملازم رہے کسی کو یہ علم بھی نہ ہوسکا کہ آپ ایک زبردست عارف اور شیخ وقت ہیں فوج ہی کے ساتھ دکن پہنچ گئے راجہ مان سنگھ مہاراجے پور کے راجہ اور اس مہم کے سرعسکر اور فوج کے سپہ سالار تھے دشمنوں سے شدید مقابلہ کیا بہادری کے ساتھ لڑے اور اپنی افواج کو لڑایا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی انتہا یہ تھی کہ فوج میں بھی بددلی پھیل گئی۔

کسی طرح مان سنگھ کو یہ علم ہوگیا کہ حضرت شیخ مادھو عارف وقت ہیں۔ اکبر اعظم کی امیر الامرائی اور صحبت نے اسے بھی فقرا کا معتقد بنادیا تھا چنانچہ وہ تنہا تنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سپہ سالار اعظم کو آتا دیکھکر تعظیم کے لئے سروقد کھڑے ہوگئے راجہ مان سنگھ نے عرض کی کہ تعظیم کے مستحق آپ ہیں نہ کہ میں، میں آپ سے یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ فوج بددل ہوگئی ہے اور ناکام واپس جانے میں میری بڑی ذلت ہے اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس مہم میں فتح و کامیابی حاصل ہو آپ نے بہت ٹالا اپنی حالت کو پوشیدہ رکھنا چاہا مگر راجہ نہ مانا مجبور ہوکر اسی وقت آپ نے شیخ کی طرف توجہ کی شیخ حسین اپنے مرید و خلیفہ کے یاد کرتے ہی بزور کرامت آن کی آن میں لاہور سے دکن جاپہنچے اور فرمایا اچھا مادھو! تو جا اور راجہ سے کہدے کہ اسی وقت فوج کو لیکر دشمن پر حملہ کرے انشاء اللہ تعالے فتح ہوگی چنانچہ راجہ مان سنگھ نے اسی وقت فوج کو لیکر حملہ کردیا۔

راجہ مان سنگھ نے میدان جنگ میں خود برای العین دیکھا کہ آسمان سے دلق پوشوں کی بیشمار فوجیں اترتی چلی آرہی ہیں اور وہ دشمنوں سے لڑ رہی ہیں چنانچہ اسی روز فتح ہوگئی فتح کے بعد راجہ مان سنگھ جو نذر لیکر آیا تو آپ غائب تھے کیونکہ شیخ حسین نے شیخ مادھو سے کہدیا تھا کہ کام ہوچکا اور راز کھل گیا اب یہاں رہنا مناسب نہیں چنانچہ دونوں بذریعہ قوت طے ارضی لاہور پہنچ گئے۔ شیخ مادھو نے سنہ ۹۰۳ھ میں پیدا ہوکر سنہ ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی اور اپنے شیخ کے بعد ۴۵ سال تک سجادہ نشین رہے بارہ سال کامل راجہ مان سنگھ کی فوج میں ملازم رہے وصال سے پہلے لاہور کے قریب ہی ایک باغ بناکر وصیت کردی کہ سال بھر تک میری نعش یہیں دفن رہے گی اس کے بعد اسے بابوپورہ میں دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ کے بھی متعدد خلفاء تھے اور سب مرتبہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے بسنت کے روز حضرت کے مزار پر بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اب تک اس سے تصرفات نمایاں ہیں۔ آپ سے بکثرت کرامات سرزد ہوئیں۔ جو زبان سے کہدیتے فوراً ظہور میں آجاتا۔ اس عہد میں آپ کی بڑی شہرت تھی مزار مبارک اب بھی مرجع خلائق ہے۔

تاریخ اسلام

سلسلہ گزشتہ

آیات جو آپ کی شان میں نازل ہوئیں

محمد بن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون افضل ہے؟ فرمایا ابوبکر صدیق۔ میں نے کہا ان کے بعد فرمایا عمرؓ ان کے بعد میں حضرت عثمان کا نام لیتا ہوا ڈرا اور عرض کیا پھر آپ افضل ہیں؟ فرمایا میری کیا ہستی ہے میں تو ایک معمولی انسان ہوں۔

یہی انکسار اور کسر نفسی ہی تو ہے جو آپ کو دیگر صحابہ پر ایک جزوی فضیلت دیتی ہے اور جسے نا اہلوں اور فتنہ پردازوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر خانہ جنگی اور فساد کی آگ مشتعل کی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی اپنے استغنا اور توکل علی اللہ میں بے مثل شان رکھتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے ایک روز آپ کے والد نے فرمایا اے صدیق! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کرتے ہو اگر ان کے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو وہ آڑے وقت میں تمہارے کام آئیں۔ آپ نے فرمایا: ابا جان! میرا مقصد محض خوشنودی اور رضائے مولا ہے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی فاما من اعطی واتقی ابن عباس فرماتے ہیں کہ آیت وشاورھم فی الامر حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ اس طرح قسم کھائی تھی قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد کو سچا اور ابوبکرؓ سے اس کی تصدیق کرائی کہ اس پر یہ آیت اتری والذی جاء بالصدق وصدق بہ واولٰئک ھم المتقون ابن حاتم ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان بھی حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی کوئی نیک بات آپ کے لئے نازل نہیں ہوئی کہ جس میں خداوند تعالےٰ نے ہم کو شامل نہ کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو شامل نہیں کیا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ اسی طرح اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جو حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئیں مگر ہم بخوف طوالت ان کو نظر انداز کرتے ہیں اور صرف انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ کی سادہ معاشرت

ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر حیرت ہوتی ہے اور تعصب و ہٹ دھرمی پر رونا آتا ہے جو اصحاب ثلٰثہ کو خائن غاصب منافق اور ظالم بتلاتے اور اس طرح وہ سارے اسلام پر پانی پھیر دیتے ہیں حالانکہ واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ خلفائے راشدین آسمان ہدایت کے روشن تارے تھے اور بادشاہی میں فقیری کا چلن رکھتے تھے۔ انسان کسی کا حق اس واسطے غصب کرتا ہے کہ اپنی دنیا بنائے اور نہ کسی پر ظلم اس لئے کرتا ہے کہ اپنے عیش و آرام کا راستہ صاف کرے۔ مگر سنو جن لوگوں نے اپنے املاک و جائداد خویش و اقارب اور وطن کو محض اپنی حق پرستی کی وجہ سے گھروں سے نکالے گئے اور جلا وطن کئے گئے ہر طرح کی ابتلا و آزمائش پر انبیاء و ابرار کی طرح صبر کیا باوجود قوت و شوکت اسلام اور خلافت و امارت کے اپنے گھروں میں سیم و زر جمع نہ کیا نہ اپنے بیٹے بیٹیوں اور دیگر رشتہ داروں کو سونے چاندی اور ریاست کا وارث بنایا امراء و روسا کی طرح عیش و عشرت کی طرف مائل نہیں ہوئے بلکہ جو اموال حاصل ہوئے ان کو بیت المال میں جمع کیا اور خود ساری عمر فقر و فاقہ میں گزاری کیا ایسے مقدس انسانوں کی نسبت گمان ہو سکتا ہے کہ وہ لوگوں کے مال و حقوق کے غاصب تھے اور انہوں نے اپنے فائدہ کے لئے کسی پر ظلم کیا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسے پاکبازوں کی نسبت ایسا گمان کرنا بدترین کفر اور سخت ظلم و ناانصافی اور تعصب و ہٹ دھرمی ہے۔

ذرا خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کی سادہ معاشرت کو دیکھئے اور مذکورہ بالا حقیقت کا اندازہ لگائیے۔ عطا بن صائب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی بیعت خلافت کے دوسرے دن مجھے بازار میں ملے آپ دو چادریں لئے ہوئے کہیں جا رہے تھے حضرت عمرؓ بھی اتفاق سے آ گئے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بازار۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب آپ یہ گھر کے کام دھندے چھوڑ دیں اب آپ خلیفۃ المسلمین ہو گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ اگر میں گھر کے کام دھندے اور ذریعہ معاش چھوڑ دوں تو میرے متعلقین کہاں سے کھائیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا یہ کام اب ابو عبیدہؓ کے سپرد کر دیجئے یہ بات حضرت ابوبکرؓ کی سمجھ میں آ گئی اور دونوں حضرت ابو عبیدہ کے پاس پہنچے اور ان سے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میرا اور میرے اہل و عیال کا نان نفقہ آپ مہاجرین سے وصول کر دیا کریں۔ مگر ہر چیز معمولی حیثیت کی ہو گرمی اور جاڑے کے کپڑوں کی بھی ضرورت ہوگی جب پھٹ جایا کریں گے تو ہم واپس کر دیا کریں گے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی وہ ہر روز آپ کے یہاں آدھی بکری کا گوشت بھیجا کرتے تھے۔

ابوبکر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات سے چند دن پہلے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مسلمانوں کے کام کرنے کی اجرت میں میں نے ایک کوڑی کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ موٹا جھوٹا کھا پہن لیا اس وقت مسلمانوں کا تھوڑا یا بہت کوئی مال سوائے اس حبشی غلام اونٹنی اور پرانی چادر کے میرے پاس اور کچھ نہیں جب میں مر جاؤں تو ان سب کو عمرؓ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا۔

انیسہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال

اور بعد از خلافت ایک سال ٹھہرے اس عرصہ میں جس وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپ ان کا دودھ دوہ دیتے۔

میرے باپ کے ممبر پر سے اترو

آپ نہایت ہی حلیم و بردبار تھے چنانچہ ایک روز آپ ممبر پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں حضرت امام حسن بن علی بھی آگئے اس وقت آپ بچہ تھے حضرت ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ میرے باپ کے ممبر پر سے اتریئے آپ ہنس پڑے اور فرمایا تو نے سچ کہا واقعی یہ ممبر تیرے باپ کا ہے یہ کہکر آپ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور رو پڑے۔ حضرت علی نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فرمایا واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا حضرت ابوبکر نے فرمایا تم نے سچ کہا میں تم سے بدگمان نہیں اور میں تمہیں متہم نہیں کرتا۔

خلافت صدیقی کے اہم واقعات

بیعت خلافت

وفات نبوی کے بعد اسلام پر سخت نازک وقت تھا جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں تفریق قومی کے ابتلاء کا موقعہ تھا اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر اس وقت مہاجرین و انصار استحقاق خلافت کی بحث میں لگ جاتے تو اس کا نتیجہ نہ معلوم کتنا بربادکن ہوتا حالات نہایت ہی پیچیدہ اور وقت نہایت ہی نازک تھا ذرہ مدینہ کی حالت پر غور کر لو اور پھر خود اپنی جگہ اندازہ لگاؤ۔

مدینہ کے مسلمان دو حصوں میں منقسم تھے مہاجرین اور انصار۔ مہاجرین کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور وہ بے سر و سامان تھے انصار کی تعداد زیادہ تھی اور وہ دو حصوں میں منقسم تھے اوس اور خزرج جو ایک دوسرے کے رقیب اور حریف تھے۔ اگرچہ اسلام کی کایہ پلٹ تعلیم نے قبیلوں یا خاندانوں اور ملکوں کے امتیازات کو مٹا کر تمام مہاجرین و انصار کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اور نور ایمان کی روشنی نے ان کے قلوب و ارواح سے بغض و عناد اور تفریق و نفاق کی تاریکی کو دور کر دیا تھا لیکن پھر بھی سخت اندیشہ تھا کہ کہیں استحقاق خلافت کے باہمی جھگڑوں سے جمعیت اسلامی پارہ پارہ نہ ہو جائے۔

قبیلہ خزرج کے رئیس حضرت سعد بن عبادہ تھے ان کے مکان سے متصل ایک نشستگاہ تھی یعنی ایک چبوترہ تھا جس پر سائبان پڑا ہوا تھا اسی کو سقیفہ بنی ساعدہ کہتے ہیں وفات نبوی کی خبر سنکر مہاجرین تو مسجد نبوی میں ہی جمع ہو گئے تھے کیونکہ مہاجرین کے مکانات نزدیک تھے اور انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے اس خیال سے کہ اب دین کا نظام اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ ہم آپ کا ایک جانشین منتخب کرلیں چنانچہ یہاں انتخاب خلیفہ کی گفتگو ہونے لگی اور اوس خزرج دونوں قبیلوں نے حضرت سعد بن عبادہ کو جانشین بنا لینا چاہا۔ اگرچہ اس مجمع میں چند مہاجرین بھی تھے مگر ان کی انصار کے سامنے کچھ پیش نہ چلی اور قریب تھا کہ لوگ سعد بن عبادہ سے بیعت کرلیں یہ خطرناک حالت دیکھکر حضرت مغیرہ بن شعبہ وہاں سے چلے اور مسجد نبوی میں آکر سقیفہ بنی ساعدہ کی ساری روداد سنادی اس وحشتناک خبر کو سنکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق دونوں سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہو گئے اب اس قصہ کو خود حضرت عمر فاروق کی زبان سے سن لیجیے جس کو علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق حج سے تشریف لائے تو آپ نے خطبہ میں فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے جب عمر مر جائیگا تو میں فلاں شخص سے بیعت کر لوں گا۔ سو کوئی شخص یہ افتراپردازی نہ کرے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں نے بلا سوچے سمجھے کرلی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ لوگوں کو خداوند تعالےٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے بچا لیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کو حضرت ابوبکر صدیق کی طرح لوگ اپنا حاکم بنا لیں حضرت ابوبکر صدیق بعد رسول اکرم کے بعد ہم سب میں بہتر ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت علی حضرت زبیر اور ان کے ساتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار ہم سے جدا ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہوئے مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے میں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار کے پاس چلیں آپ ہمارے ساتھ ہو لئے راستہ میں دو مرد صالح ہم کو ملے انہوں نے ہم سے کہا آپ انصار کے پاس جائیں اور خود مہاجرین ہی آپس میں طے کرلیں میں نے کہا واللہ ہم ضرور جائینگے جب ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے میں نے کہا یہ کون ہے اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہ ہیں اور ان کے درد ہے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو انصار کا ایک خطیب کھڑا ہوا اور حمد و ثنا کے بعد کہا۔ "ہم انصار خدا کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم چند آدمی ہو۔ باوجود اس کے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو ہمیں نکال باہر کرو اور ہمارا خلافت سے کچھ واسطہ ہی نہ رہے"۔ جب وہ تقریر ختم کر چکا تو میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کے جواب میں کچھ کہوں کیونکہ میں پہلے ہی سے ایک عمدہ مضمون سوچ رکھا تھا مگر حضرت ابوبکر نے مجھے تقریر کرنے سے روک دیا چونکہ وہ مجھ سے زیادہ حلیم اور مدبر تھے اور مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے اس لئے میں چپ ہو گیا اور حضرت ابوبکر نے تقریر کرنی شروع کی واللہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا آپ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر۔ آپ نے فرمایا "جو کچھ تم نے اپنی اچھائی اور برائی کے متعلق کہا سو واقعی تم ایسے ہی ہو میں تمام عرب سے زیادہ جانتا ہوں اور اس بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ قریش نسب میں اوسط العرب اور سکونت کے لحاظ سے وسط عرب کے باشندے ہیں لہٰذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہو سکتا ہے"۔ پھر میرا اور ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہے بیعت کر لو۔ حضرت ابوبکر نے جو کچھ کہا میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لئے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے برا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن ماردی جاتی تو مجھے یہ ناگوار نہ معلوم ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میں اس قوم پر حکمران ہوتا کہ جس میں ابوبکر ہوں۔ حضرت ابوبکر کی تقریر سنکر انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بہادر اور جری لوگ ہیں بہتر ہے کہ ایک شخص ہم میں سے امیر مقرر ہو اور ایک شخص تم میں سے اس پر بہت شور و غوغا مچا حتیٰ کہ مجھے سخت فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا میں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے سب سے پہلے بیعت کرلی پھر مہاجرین اور انصار نے بھی بیعت کرلی۔

اللہ اللہ کیا نازک وقت تھا کہ اس کام کیلئے حضرت ابوبکرؓ سے کوئی بھی بہتر نہ تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کر لیتے تو پھر ہمیں بھی اسی شخص سے جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت یا اصرار کرتے تو فساد بڑھتا۔

ان واقعات کو اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو صحابہ کے لقدس و پاک مطہر زندگی حق پژوہی اور امن پسندی کی داد دینی پڑتی ہے اور صاف ان پر نظر آجاتا ہے کہ صحابہ میں مطلب پرستی اور نفسانیت کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ ان سب میں ایک ہی روح حکمت کارفرما تھی کہ عام مسلمین میں یہ مادہ ہمیشہ باقی رہے کہ وہ اپنے سردار کا انتخاب آپ کریں اور یہی ایک چیز ہے جو مساوات کے سرچشمہ کو بند کرتی ہے اور اسلامی جمہوریت و مساوات کو عملی رنگ میں قائم رکھتی ہے۔

حضرت زبیرؓ کہاں ہیں؟

بیعت کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے اور تمام حاضرین پر ایک نگاہ غائر ڈالکر فرمایا کہ مجھے اس مجمع میں زبیرؓ نظر نہیں آتے وہ کہاں ہیں؟ ان کو بلاؤ حضرت زبیر کو بلایا گیا جب وہ تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا۔

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی کے بیٹے ہو کر اور خود رسول اللہ صلعم کے حواری بنکر مسلمانوں کی لکڑی کو توڑنا چاہتے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ فکر نہ کریں۔ پھر آپ اٹھے ہوئے اور بیعت کرلی اس کے بعد پھر آپ نے مجمع پر نظر ڈالی اور فرمایا حضرت علی کو بھی نہیں دیکھتا ہوں ان کو بھی بلاؤ جس وقت حضرت علی تشریف لائے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا علی تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہو اور داماد بھی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہو۔ حضرت علی نے بھی فرمایا آپ کچھ فکر نہ کریں اور بیعت کر لی

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے اس وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت نہیں کی بلکہ چالیس روز تک محض اس شکایت کی بنا پر بیعت نہیں کی کہ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت میں ہمیں شریک مشورہ کیوں نہیں کیا گیا اور یہی روایت صحیح ہے

ابوسفیان کی شر انگیزی اور حضرت علی کی امن پسندی

اس چہل روزہ وقفہ کے اندر ایک روز ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے ابوبکر کیسے مستحق خلافت ہو سکتے ہیں لاؤ اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اگر تمہیں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو میں تمہاری امداد کے لئے سواروں اور پیادوں سے مدینہ کا میدان بھر دونگا اور ابوبکرؓ پر عرصہ زندگی تنگ کر دیا جائیگا۔ حضرت علی کی محبت کا دم بھرنے والے اور آپ کی محبت و عقیدت کے پردہ میں اسلام کو بدنام و رسوا کرنے والے حضرت علی کے جواب کو ذرا غور سے پڑھیں حضرت علی نے اپنے کیا کی بات سنکر ابوسفیان کو کیا جواب دیا آپنے ابوسفیان کو سختی سے جواب دیا۔ میں خوب جانتا ہوں تو فتنہ و فساد برپا کرانا چاہتا ہے جا مجھے تیری نصیحت اور محبت و ہمدردی کی ضرورت نہیں ابوسفیان اپنا سا منہ لیکر چلا گیا اور حضرت علی یہاں سے الٹے سیدھے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا میں آپ کی فضیلت و استحقاق خلافت کا منکر نہیں ہوں لیکن شکایت یہ ہے کہ ہم رسول صلعم کے قریبی رشتہ دار ہیں آپنے سقیفہ بنی سعدہ میں ہم سے صلاح کئے بغیر کیوں لوگوں سے بیعت لی اگر آپ ہم کو وہاں بلوا لیتے تو ہم بھی سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبوب ہے لیکن میں سقیفہ بنی سعدہ میں اپنی بیعت لینے نہیں گیا تھا بلکہ مہاجرین و انصار کا نزاع رفع کرنا مقصود تھا دونوں فریق لڑنے مرنے پر تیار تھے میں نے خود اپنی بیعت کی خواہش نہیں کی بلکہ حاضرین نے خود بالاتفاق میرے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اگر میں اس وقت بیعت لینے کو ملتوی کرتا تو سخت خونریزی ہوتی پھر جبکہ تم تجہیز و تکفین کے کام میں مشغول تھے تو ایسے موقع پر میں تم کو عجلت میں کیسے بلوا سکتا تھا حضرت علیؓ نے یہ ناقابل تردید باتیں سنکر اگلے روز مسجد نبوی میں مجمع عام کے سامنے بیعت کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق کی بحیثیت خلیفہ کے پہلی تقریر

بیعت سقیفہ سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رض اگلے روز تجہیز و تکفین نبوی میں شامل ہوئے جب اس کام سے بھی فراغت ملی تو مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھکر بیعت عامہ لی بعد ازاں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد حمد و نعت کے فرمایا:-

"میں تمہارا سردار بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیک کام کروں تو تمہارا فرض ہے کہ میری مدد کرو اور اگر میں کوئی غلط راہ اختیار کروں تو تمہارا فرض ہے کہ مجھے سیدھے راستہ پر قائم کرو راستی و راست گفتاری امانت ہے اور دروغگوئی خیانت تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک میں اس سے حق نہ لیلوں تم لوگ جہاد کو ترک نہ کرنا جب کوئی قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے تو وہ ذلیل ہو جاتی ہے۔ جب تک کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر دوں تو میرا ساتھ چھوڑ دو کیونکہ تم پر پھر میری اطاعت فرض نہیں ہے"

یہ ہے اسلام کی فرمانروائی کی اصلی تصویر مساوات کی حقیقی تعلیم اور اسلامی فرمانروا کی حیثیت۔ روس و یورپ کی جمہوریت و مساوات کا گیت گانیوالو! حضرت ابوبکر صدیق کی تقریر کے الفاظ کو غور سے پڑھو اور بتلاؤ کہ کیا اس سے واضح تر اس سے روشن تر اور اس سے صحیح تر اور موثر الفاظ میں جمہوریت و مساوات کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے؟ کیا حکومت عام کی ایسی نوعیت ہو سکتی ہے؟ کیا مساوات قومی اور عدم تفوق و ترجیح افراد کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ آج دنیا جہان میں کہیں بھی جمہوریت و مساوات کا فریب آمیز کھوکھلا اور حقیقت سے کوسوں دور جھوٹا دعوی اور ورد دورہ ہے وہ اسلامی جمہوریت و مساوات ہی کی صدائے بازگشت ہے۔ اے خلفائے ثلاثہ کو غاصب بتلانیوالو جنہوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو پیش کیا وہ اسلامی فرمانروائی کو اپنے کثافت اغراض و نفس سے ملوث کر سکتے تھے! نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان کی مقدس پیشوائی کی نسبت تم نے اپنے شیطانی خبث و غرور سے بے بنیاد الزامات گھڑ لئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق کی وہ تقریر بار بار پڑھو اور عرق انفعال میں ڈوبو

وعظ بشیر

ایک وعظ کی سلسل کتاب جو خاص مولوی کیلئے لکھوائی گئی۔ از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی

طاعت و عبادت الٰہی کے ثمرات و فوائد

الحمد للہ الذی تجلب النعم بطاعتہ والنقم بمعصیتہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد نبیہ الذی جعل العز لمن والاہ والذل والھوان علی من عاداہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد۔

برادران اسلام! اس وقت ہم مسلمانوں کی جو نہایت زبوں حالت ہے وہ ظاہر ہے محتاج بیان نہیں، ہاں مختصراً اتنا بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ہم طاعت و عبادت میں کاہل و سست اور غفلت و جمود اور ارتکاب معاصی میں انہماک و جرأت اور بیخوفی و بیباکی ہے۔ بری صحبتوں نے ہمارے ضمیر دل کو فنا کر دیا ہے۔ گناہ کے مشاغل اتنی فرصت بھی نہیں دیتے کہ اپنی حالت پر غور کریں ہمہ تن معصیت میں غرق ہیں گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکتے چلے جا رہے ہیں یہانتک کہ نیکی کا فرشتہ ہم سے مایوس ہو گیا ہے اور ہم نفس و شیطان کے جنگل میں بری طرح پھنس گئے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا سبب ہے؟ جہاں تک غور کیا گیا اس کے اہم اور اصولی دو سبب معلوم ہوتے ہیں، اول تو یہ کہ ہمیں قیامت اور احتساب اعمال کا پورا دلی یقین نہیں صرف اعتقادی اعتراف ہے۔ دوسرا یہ کہ ہم اعمال حسنہ و سیئہ کی جزا و سزا کو صرف آخرت میں سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ دنیا میں بھی اچھے برے اعمال کا نتیجہ کچھ نہ کچھ ضرور مرتب ہوتا ہے اور غلبۂ نفس کے سبب دنیا کی خرابی پر نظر نہیں سو جو اعمال سیئہ پر جو خراب نتائج دنیا میں ملتے ہیں ان کا بیان تو وعظ نذیر میں ہے یہاں میں طاعت و عبادت الٰہی کے ثمرات آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ بغور سنئے۔

طاعت سے رزق بڑھتا ہے

طاعت گذار بندہ خدا کا محبوب ہوتا ہے اور اس کی قوت عمل اس کو صحیح رستہ پر لگا دیتی ہے، نہ وہ دین کے کاموں میں ہی مستعد رہتا ہے اور دنیا کے کاموں میں بھی سرگرم رہتا ہے جدوجہد اور کسب معیشت کو فرض سمجھتا ہے اور اپنے فرائض حیات کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے اس کا لازمی نتیجہ رزق میں فراخی اور خوشحالی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

ولو انھم اقاموا التورٰۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم	اگر یہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے تو البتہ کھاتے یہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔

مراد یہ ہے کہ اگر یہ لوگ توراۃ و انجیل اور قرآن پر عمل کرتے یعنی توراۃ و انجیل پر ایمان لاتے اور احکام الٰہی پر عمل کرتے تو اوپر سے بارش ہوتی اور نیچے سے غلہ اگتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

نیک اعمال بجا لانے سے طرح طرح کی برکتیں ہوتی ہیں

قرآن کریم میں بشمار آیات میں اللہ تعالےٰ نے اعمال حسنہ کی دنیوی برکتیں بتائی ہیں اور نیک بندوں سے طرح طرح کے وعدے کئے گئے ہیں اگر ہم خدا کے ان وعدوں پر کامل یقین رکھیں اور یہاں اعمال کو بجالائیں تو یہ دنیا ہی جنت کا نمونہ بنجائے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

ولو ان اھل القرٰی اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون	اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انہوں نے جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے انکو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے ہیں۔

برادران اسلام! یہ آیت مبارکہ مضمون زیر بحث میں بالکل واضح الدلالت اور پکار پکار کر ہمارے دلوں کو بتلا رہی ہے کہ اگر وہ اپنے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کی روح پیدا کر لیں تو آسمان سے ان پر رحمتوں کی بارش ہو اور زمین اپنے خزانے ان کے قدموں میں اگلدے۔

خدا کا یہ وعدہ جس طرح زمین عرب میں پورا ہوا اس کو ساری دنیا جانتی ہے جب عرب کے ناچیز ذروں نے ایمان و تقویٰ کی روح حاصل کی تو ایک دم آسمان ہدایت و ترقی کے روشن ستارے بن گئے خاک سے اٹھکر افلاک پر جا پہنچے اور دین و دنیا کی بادشاہتوں کے مالک بن گئے بات کیا تھی! صرف یہی کہ وہ نیک اعمال بجا لانے پر ہر وقت کمربستہ رہتے تھے فرائض و واجبات کے علاوہ عبادات نافلہ بھی کثرت کے ساتھ ادا کرتے تھے اس لئے وہ خدا کے محبوب بن گئے اور خدا نے ان کے لئے زمین و آسمان کے خزانے کھولدیئے۔

اعمال حسنہ سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے

تکلیف و پریشانی کا سبب کیا ہوتا ہے خدا کی نافرمانی اور راحت و آرام نتیجہ ہوتا ہے اعمال حسنہ کا یعنی اگر ایک انسان احکام الٰہی اور قوانین خداوندی کے مطابق عمل کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں راحت و آرام کا مالک بنجائے پھر نیک طینت اور عبادت گزار شخص ہر حالت میں راضی برضا رہتا ہے تقدیر الٰہی پر شاکر رہتا ہے اور رنج و راحت میں اپنے آپ کو مطمئن پاتا ہے اسلئے اسکے دل میں تکلیف و پریشانی کا گذر ہی نہیں ہو سکتا یہ وجہ ہے کہ اعمال حسنہ سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے باری تعالےٰ عزاسمہ فرماتے ہیں:۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ	جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالےٰ سے کر دیتے ہیں اللہ تعالےٰ اسکے لئے نکلنے کی راہ اور جو بھروسہ کرے اللہ تعالےٰ پر وہ اس کو کافی ہوجاتے ہیں۔"

یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کو ہر قسم کی دشواری و تنگی سے نجات ملتی ہے تقویٰ کی برکت سے تکالیف و پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور اللہ تعالےٰ ایسی جگہ سے اس کو رزق پہنچاتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا۔

مقاصد میں آسانی ہوتی ہے

برادران عزیز! چوتھا فائدہ طاعت الٰہی میں یہ ہے کہ اس سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا	یعنی جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے ہم اسکے کاموں میں آسانی کر دیتے ہیں"

یہ آیت صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ طاعت الٰہی سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے اور اکثر دیکھا بھی گیا ہے کہ خدائے نیک و اطاعت شعار بندہ کی کوئی مشکل اڑی نہیں رہتی۔

پانچویں خوبی اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کی یہ بتلائی ہے کہ یہ دنیوی زندگی پر لطف اور کامیاب بنجاتی ہے ارشاد ہے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ	یعنی جو شخص نیک عمل کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو ستھری یعنی بالطف و لذت"

بیشک یاد الٰہی کرنے والوں کو جو لطف و راحت میسر ہے وہ بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکتا۔ درحقیقت لطف زندگی اللہ کے نیک بندوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہی صحیح معنوں میں دین و دنیا کے مالک ہوتے ہیں یہ حیوۃ طیبہ کا لطف ہی تو تھا کہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے بلخ کی بادشاہی پر لات مار کر صحرا نوردی اختیار کر لی تھی۔ اللہ تعالےٰ لے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں رب العزت۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب	ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور جمعیت حاصل ہوتی ہے"

یعنی اطاعت کرنے سے قلب میں ایک قسم کا راحت و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی گرد ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تو وہ بڑے عیش میں ہیں یعنی جو لطف اس دنیوی زندگی میں ہمیں طاعت الٰہی کے ذریعہ حاصل ہے وہی لطف اگر جنت میں بھی ہے تو وہ بڑے عیش میں ہیں۔

دوسرے بزرگ کا قول ہے کہ افسوس یہ غریب دنیا دار دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انہوں نے دنیا کا عیش دیکھا اور نہ مزہ۔ یعنی جو لوگ طاعت الٰہی سے محروم رہے انہوں نے دنیا کا عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت اور لطف زندگی سے واقف ہو جائیں تو مارے رشک کے ہم پر لشکر کشی کرنے لگیں۔ ارشاد باری ہی تو ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ الذین امنوا وکانوا یتقون۔ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ	آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے تھے ان کے لئے اس دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی"

علاوہ ازیں قرآن پاک کی ایک آیت سے یہ بھی ثابت ہو کہ نیک زندگی بسر کرنے سے اولاد کو بھی نفع پہنچتا ہے نیکی کی برکت سے اولاد آفتہ بلاؤں اور برائیوں سے محفوظ رہتی ہے۔ نیز طاعات میں ایک اثر یہ بھی ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے۔ چنانچہ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر سچ بولیں بائع و مشتری اور ظاہر کر دیں اپنے اپنے مال کی حالت تو برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے۔

الغرض نیک زندگی بسر کرنے اور عبادت الٰہی سے بیشمار دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں جن کا ایک اجمالی نقشہ آپکے سامنے ہے اگر آپ پر لطف اور کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کریں اور احکام الٰہیہ کی تعمیل میں ہر وقت آمادہ و کمربستہ رہیں۔

ذاکر کو اللہ تعالیٰ پیار کی نظروں سے دیکھتے ہیں

برادران اسلام! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اکثر اوقات خدا کے ذکر میں رہتا ہے تو خدا تعالےٰ اسے پیار کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ نیز حضور فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو عرش الٰہی کے نیچے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کیا یہ کوئی خدا کا مقرب فرشتہ ہے جواب دیا گیا کہ نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اچھا یہ کوئی معزز اور اولوالعزم پیغمبر ہے؟ کہا گیا کہ نہیں! میں نے کہا کہ آخر یہ ہے کون؟ جواب ملا کہ یہ وہ مبارک شخص ہے جو دنیا میں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مستغرق رہا کرتا تھا اس کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی اور اس کی دل مسجد میں لگا رہتا تھا۔

ایک عارف کی لڑکی

ایک مشہور حکایت ہے کہ ہندوستان کے کسی ملک میں ایک بزرگ نے ایک شکاری کو دیکھا کہ اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی ہے اور یہ دونوں باپ اور بیٹی مچھلیوں کے شکار میں مشغول ہیں۔ شکاری جو مچھلی پکڑتا وہ اپنی کمسن لڑکی کے حوالہ کر دیتا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاتا۔ مگر لڑکی کی کیفیت یہ تھی کہ ادھر وہ اپنے باپ کے ہاتھ سے مچھلی لیتی اور ادھر پانی میں چھوڑ دیتی۔ شکاری کو اس کی مطلق خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب وہ شکار سے فارغ ہوا اور دیکھا کہ جال میں ایک مچھلی بھی نہیں ہے تو سخت حیران و پریشان ہوا کہ میری محنت اکارت گئی لڑکی سے پوچھا کہ میں نے اتنی مچھلیاں پکڑ پکڑ کر تجھے دی ہیں وہ کہاں گئیں؟ اس عارفہ باللہ اور نیک نہاد لڑکی نے جواب دیا کہ اباجان میں نے کئی بار آپ کی زبان سے سنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مچھلی جال میں اسی وقت پھنستی ہے جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتی ہے اس بنا پر میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ ہم ایک ایسی چیز کو کھائیں جو یاد الٰہی سے غافل ہو۔

محترم بھائیو! ذرا اندازہ لگاؤ یہ پاک طینت لڑکی کتنی بلند خیال اور نیک نہاد واقع ہوئی تھی جسکے عرفان کو دیکھکر تمام ظلمانی و نفسانی حجابات اور علائق ماسوی اللہ کے پردے اٹھ جاتے ہیں اور دل بے اختیار یاد

الٰہی کی طرف کھینچنے لگتا ہے

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار پاک اور حلال روزی کی طلب میں نکلا اور ایک جال دریا میں ڈال کر مچھلیوں سے قوت لایموت حاصل کروں۔ جال کے ڈالتے ہی ایک مچھلی پھنس گئی۔ دوسری دفعہ ڈالا تو دوسری اور تیسری دفعہ ڈالا تو تیسری غرضیکہ پھنس گئی۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے کہیں ہی اپنی معاش نہ پائی مگر ان مچھلیوں میں جو ہمارے ذکر میں مصروف رہتی ہیں۔ میں نے یہ آواز سنتے ہی جال توڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر کبھی مچھلی کے شکار کا نام نہ لیا

حضرت جنید بغدادیؒ کی حکایت

برادران ملت! صاحب خیر المجالس نے اس سلسلہ میں حضرت جنید بغدادی کی ایک عجیب عبرت انگیز اور غفلت پاش حکایت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جنیدؒ کے پاس کسی شخص نے تحفۃً ایک پرندہ بھیجا آپ نے اُسے قبول کر لیا اور ایک مدت تک اسے اپنے پاس رکھکر ایک دن چھوڑ دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے اُسے مدت تک اپنے پاس رکھا اس کی کیا وجہ؟ اور پھر چھوڑ دیا اس کی کیا وجہ؟ فرمایا اس پرندہ نے مجھ سے کہا اے جنید! افسوس تو تو اپنے احباب کی صحبت میں لطف زندگی اٹھائے اور میں یوں بے مونس اس پنجرہ میں محبوس رہوں میں نے اس پرندہ کی یہ دردبھری آواز سنکر اُسے پنجرے سے آزاد کر دیا۔ مگر اڑتے وقت وہ ایک عجیب بات کہہ گیا ہے اس نے کہا کہ پرند جانور جب تک یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں جال میں نہیں پھنستے اور جہاں انہوں نے یاد الٰہی سے غفلت کی اور جال میں پھنسے۔ میں یاد الٰہی سے صرف ایک ہی مرتبہ غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے اتنے دنوں آپ کے پنجرہ کی قید بھگتنی پڑی۔

ہائے ان انسانوں کا کیا حال ہوگا جو یاد الٰہی سے اکثر اوقات غافل رہتے ہیں۔ جنیدؒ میں آپ کے ساتھ مستحکم عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہوں گا یہ باتیں کر کے وہ پرندہ اڑ گیا اس کے بعد وہ کبھی کبھی حضرت جنیدؒ کی زیارت کو آیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھایا کرتا تھا جب حضرت جنیدؒ کا انتقال ہو گیا تو وہ پرندہ بھی تڑپ تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور آن کی آن میں جان دیدی۔

حضرات! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا کی سعادت کیا ہے! اور ہمیں کیوں نیک زندگی بسر کرنی چاہیئے سو دنیاوی سعادت کی انتہائی منزل عزت و حرمت بلند اقبالی وقار عنایات قدرت و اختیار غم و آلام سے سلامت رہنا اور ہمیشہ راحت و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور یہ تمام باتیں اعمال صالحہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں اعمال صالحہ انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں وہ پہنچنا چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الیہ یصعد الکلم الطیب	کلمات طیب اسی کی طرف صعود کرتے ہیں
والعمل الصالح یرفعہ	اور عمل صالح ان کو بلند کرتا ہے۔

یاد رکھئے سعادت کا راز عبادت میں مضمر ہے اور روح انسانی اسی کی تشنہ ہے عبادت الٰہی کا منشاء یہ ہے کہ رجحانات نفسانی کو صحیح راستہ پر لگایا جائے اور انسان کو دینی و دنیوی ترقی و فلاح نصیب ہو جب انسان شہوت کی زنجیریں کو توڑ کر اطاعت الٰہی کی غلامی و پابندی اختیار کر لیتا ہے تو یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسان اپنے کمال خاص کی منزل مقصود کو پا لیتا ہے دنیا میں وہ نیک بخت و سعادت اندوز ہو جاتا ہے کیونکہ سعادت کے معنے ہی یہ ہیں کہ انسان کی روح اس کمال کو پائے جو اس کے لئے ممکن ہو۔

وہ انسان جو اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کو احکام الٰہی کی پابندی کے لئے وقف کر دیتا ہے وہ جنت کو اس دنیا میں دیکھ لیتا ہے فردوس اعلیٰ اس کے گوشہ دل میں اس کے ہمراہ رہتی ہے بشرطیکہ وہ اس مقام کو حاصل کر سکے جس پر عبادات پہنچانا چاہتی ہیں وہ مقام روح و نفس کی طہارت و پاکیزگی ہے اسی کو سعادت کہتے ہیں اسلام نے جتنی بھی عبادات بتلائی ہیں وہ اسی مقصد میں محدود و معاون ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس مقام رفیع تک پہنچنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین الٰہی رب العالمین۔

شکر

(از جناب مولوی داؤد اکبر صاحب اصلاحی)

شکر سرشت فطرت میں ودیعت ہے کوئی متنفس اس جذبہ سے خالی نہیں نیز دل کی یہ صدا ہے اس لئے اس کی صداؤں سے اعراض کرنا درحقیقت اپنی فطرت سے جنگ کرنا ہے ہمارے باطن کی سارکائنات اسی چراغ سے روشن ہے اور یہ اسی کا پرتو ہے جو ہماری مادی زندگی کی ظلمتوں کو دور کرتا ہے اگر انسان کے اندر یہ جذبہ نہ ہو تو وہ بھی ایک حقیر جانور ہے اسی سے انسان کی وہ اصلی تصویر ظہور میں آتی ہیں جن کی بدولت وہ دنیا و آخرت کی تمام سرفرازیاں حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسانی خصائل اخلاق اور تمام صحیح اعمال و عقائد کا سرچشمہ یہی ہے یہ باب آخرت بھی ہے اور کلید دنیا بھی روح اخلاق بھی ہے اور روح سیاست بھی۔ خلاصہ قرآن بھی ہے اور مقصود سنت نبوی بھی پس جو شخص اس جذبہ سے محروم ہے وہ گویا ہر چیز سے محروم ہے یہ ایک چیز کھو کر اس نے ہر چیز کھو دی۔ اس تمہید کے بعد ہم اجمالاً اس لفظ کی اصل حقیقت کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔

شکر کا مفہوم شکر نام ہے اس جذبہ محبت کا جو خدا کی صفات ربوبیت و رحمت میں غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شکر نام ہے اس کیفیت کا جو مظاہر قدرت ربانی کے مشاہدہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے اس کیفیت کا پہلا ثمرہ ایمان ہے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو دل کا تمام عالم یکسر ظلمات ہے اور قرآن مجید نے اس حالت کی تعبیر کفر کے لفظ سے کی ہے!

شکر مبادی دین کا سرچشمہ ہے شکر تمام مبادی دین کا سرچشمہ ہے اسی سے توحید و معاد کے اعتقاد کی راہ کھلتی ہے اور اسی سے آدمی کو ایمان بالرسالت کے لئے دلیل ہاتھ آتی ہے ذیل میں ہم اس دعوے کی بعض دلیلیں اجمالاً بیان کرنا چاہتے ہیں سورہ نساء میں ہے:۔

(۱) ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم وکان اللہ شاکرا علیما۔ — اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تو بہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے اللہ قدردان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں فرمایا ان شکرتم و امنتم اگر تم نے شکر کیا اور ایمان لائے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی اصل شکر ہے۔ آدمی میں جب یہ جذبہ زندہ ہوتا ہے تب ہی اس پر ایمان کی راہ کھلتی ہے۔

(۲) قرآن پاک کی موجودہ ترتیب سے بھی ہمارے دعوے کے لئے ایک دلیل آتی ہے۔ قرآن مجید میں سورہ فاتحہ تمام سورتوں سے پہلے ہے اور اس کے متعلق یہ بالاتفاق تسلیم ہے کہ وہ سورہ شکر ہے اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ دین کی تمام تعلیمات کا سنگ بنیاد شکر ہے اسی سے اس کے تمام مبادی پیدا ہوتے ہیں شاید اسی وجہ سے فاتحہ کا نام ام القرآن بھی ہوا۔

تفصیل بالا سے شکر کی مرکزیت ثابت ہو گئی ہوگی، اب دیکھنا ہے کہ دینی و دنیاوی ترقیوں میں اس کا کہاں تک دخل ہے۔

شکر دینی و دنیاوی ترقیوں کی اساس ہے قرآن پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر اسلامی زندگی کے لئے سراسر باعث حیات ہے اور اس کا فقدان اس کے لئے ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ صدر اول کے مسلمانوں نے اسی حقیقت کو پا کر ایسی درخشاں ترقی کی کہ اس قسم کا عروج چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا لیکن جس وقت سے مسلمانوں نے اس عطیات اہل کو چھوڑا ان کی رفعتوں کا قصر آناً فاناً میں ڈھ گیا نہ ان کے پاس تخت و تاج ہی رہا اور نہ اخلاقی طاقت ہی کے وہ مالک رہ گئے۔ اسی پر معاملہ ختم نہیں ہوا بلکہ اقوام عالم کی فہرست میں ان کا نام پست ترین قوموں کے سلسلہ میں آنے لگا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا محض ایک سبب ہے وہ اسی حقیقت کا جسے شکر سے تعبیر کرتے ہیں فقدان ہے یہ شاعری نہیں ہے بلکہ حقیقت ثابتہ ہے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید — اور جب اعلان کر دیا تمہارے پروردگار نے کہ اگر شکر کرو گے تو زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب بہت سخت ہے

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ یہ سنت الٰہی ہے کہ ہر وہ جماعت جس میں شکر کا جذبہ ہوگا وہی انعامات الٰہی سے متمتع ہوگی اور جو اس دولت سے محروم ہوں گے ان کے لئے دنیا میں بھی محرومی ہے اور آخرت میں بھی خدا کا یہ اٹل قانون ہے اس میں تخلف ناممکن ہے، امت مسلمہ پر بھی خدا کی یہ سنت جاری ہوئی و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

ایک دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم ولا تزر وازرۃ وزر اخری ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون انہ علیم بذات الصدور۔ — اگر تم ناشکری کرو گے تو خدا تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم اس کی شکرگزاری کرو گے تو اسے وہ تمہارے لئے پسند کرتا ہے کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائیگا اس کے بعد اپنے رب کی طرف تمہیں پلٹنا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا اس لئے وہ سینوں کے اسرار سے (بھی) واقف ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ ہویدا ہے کہ رضوان الٰہی کے حصول کا ذریعہ محض شکر ہے اس کے بغیر نہ تو کسی کی آیندہ زندگی ہی کی تعمیر ممکن ہے اور نہ دنیا ہی میں کوئی نمایاں درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس لئے کہ ہر قسم کے امتیازوں کی کلید خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہی جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے [illegible]

اسی لئے انعامات سے صرف وہی لوگ لطف اندوز ہوں گے جو شکر کی بدولت سے مالا مال ہوں گے۔ مذکورہ بالا آیت اس بارہ میں محتاج تشریح ہے اوپر کی تشریح سے یہ حقیقت ذہن نشین ہو گئی ہو گی کہ دینی و دنیادی ترقی کا حصول یکسر شکر پر مبنی ہے۔ اس کے بعد اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ انسان ہی کے لئے شکر کی صفت مخصوص نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد و تسبیح میں مشغول ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ان کی نغمہ ریزی مذکور ہے۔ سورہ حدید میں ہے:۔

سبح لله ما في السموات وما في الارض له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی تسبیح کر رہی ہیں اسی کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:۔

يسبح لله ما في السموات وما في الارض الملك القدوس العزيز الحكيم.

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب اس خدا کی تسبیح کر رہی ہیں جو بادشاہ پاک غالب حکمت والا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے:۔

وله من في السموات والارض كل له قانتون

اور اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں سب اسی کے سامنے سرنگوں ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ خدا کی حمد و ثنا انسان ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی بے پناہ قدرت و جلال کا کلمہ پڑھ رہا ہے کسی کو اس کی عبدیت سے انکار کی تاب نہیں ہے سب کے سب اس کی حمد میں نغمہ ریز ہیں اور غافل انسان کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ بھی اپنا ساز چھیڑے تاکہ دونوں کے نغموں سے آسمان و زمین گونج اٹھیں۔ ہو رہی ہے

الم تر ان الله يسبح له من في السموات والارض والطير صافات كل قد علم صلاته وتسبيحه والله عليم بما يفعلون

کیا دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی چیزیں ہیں سب خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور اڑتے ہوئے جانور پر کھولے ہوئے ہر ایک کو اس کی تسبیح معلوم ہے اللہ تعالے جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے خوب واقف ہے“

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے:۔

ولله يسجد من في السموات ومن في الارض طوعا وكرها وظلالهم بالغدو والاصال

اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں صبح و شام برضا و رغبت یا مجبوراً سجدہ کر رہی ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکر ایسا فریضہ ہے جس سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی مستثنیٰ نہیں ہے ہر ایک طوعاً و کرہاً اس کی عظمت و جلال کے سامنے جبین نیاز جھکانے پر مجبور ہے۔ سورۂ رحمٰن میں ہے۔

والشمس والقمر بحسبان

سورج اور چاند ایک خاص اندازے میں

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ شمس و قمر کا ایک خاص مقدار سے اپنے اپنے مدود میں چکر لگانا ہی ان کی نماز ہے۔ ایک اور مقام پر اسی حقیقت کو ان الفاظ میں فرمایا ہے:

سبحانه وتعالى عما يقولون

خدا پاک ہے ان کی افترا پردازیوں سے

علوا كبيرا تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا

آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک خدا حلیم اور بخشنے والا ہے“

الغرض قرآن پاک میں بیشمار ایسی آیات مذکور ہیں جن سے شکر کی ہمہ گیری اور فطرت کائنات ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ آخر یہ جذبہ کیسے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے اس سوال کا متعدد جگہ جواب دیا ہے۔

شکر کے محرکات

قرآن پاک کے استقصار سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشمار مقامات پر خداوند تعالے نے اپنی نعمتوں سے شکر کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ سورہ نحل میں ہے:۔

والله اخرجكم من بطون امهاتكم لا تعلمون شيئا وجعل لكم السمع والابصار والافئدة لعلكم تشكرون. الم يروا الى الطير مسخرات في جو السماء ما يمسكهن الا الله ان في ذلك لآيات لقوم يؤمنون. والله جعل لكم من بيوتكم سكنا وجعل لكم من جلود الانعام بيوتا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم اقامتكم ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الى حين. والله جعل لكم مما خلق ظلالا وجعل لكم من الجبال اكنانا وجعل لكم سرابيل تقيكم الحر وسرابيل تقيكم باسكم كذلك يتم نعمته عليكم لعلكم تسلمون. فان تولوا فانما عليك البلاغ المبين. يعرفون نعمة الله ثم ينكرونها واكثرهم الكافرون.

اور اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹ سے تمہیں نکالا ہے اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ دیکھتے نہیں پرندوں کو کیسے فضا میں بندھے ہوئے ہیں انھیں کوئی نہیں سنبھالتا بجز خدا کے۔ ضرور اس میں ایمان والوں کے لئے بڑے بڑے دلائل ہیں اور خدا ہی نے تمہارے لئے رہنے کے لئے گھر بنا دیئے ہیں اور اسی نے چوپایوں کی کھال سے تمہارے سفر و حضر کے لئے ہلکے ڈیرے بنا دیئے ہیں اور ان کے اون اور بالوں سے سامان بنا دیا ایک مدت تک کیلئے اور تمہارے لئے اپنی مخلوقات سے سایہ کا سامان کیا اور پہاڑ میں چھپنے کی جگہیں بنا دیں اور بنا دیے تمہارے لئے ایسے کرتے جو بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور ایسے کرتے جو بچاتے ہیں لڑائیوں سے اس طرح وہ اپنی نعمت کا تمہارے لئے اتمام کرتا ہے شاید کہ تم اس کی اطاعت قبول کرو پس اگر وہ روگردانی کریں تو تجھے پروا نہیں، تجھ پر تو محض تبلیغ ہے یہ خدا کی نعمت پہچان کر اسکا انکار کرتے ہیں اور اکثر ان میں ناشکرے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے وجوب شکر کے متعدد پہلو نکلتے ہیں۔

(۱) انسان اپنے وجود میں خدا کا محتاج ہے اس لحاظ سے بھی اگر غور کیا جائے تو اس میں وجوب شکر کی بہت بڑی دلیل ہے۔ (۲) خداوند تعالے ہی نے انسان کو قوائے مدرکہ سے آراستہ کیا ہے اس لئے ان قوتوں کا ایسا استعمال ہونا چاہیئے جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ اس میں بھی شکر کے وجوب کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۳) دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں ان میں سے ہر ایک کی پیدائش میں کوئی نہ کوئی غرض

ہے کوئی پانی برسانے پر مامور ہے تو کسی کے ذمہ موسم کا خوشگوار بنانا ہے۔ کسی میں جرأت کا مادہ ہے تو کسی میں مروت کا۔ تو ضرور ہے کہ انسان جو خلاصہ کائنات ہے اس کی پیدائش کا بھی کوئی اہم مقصد ہو۔ قرآن نے ان کی زندگی کا نصب العین شکر قرار دیا ہے اور یہی انسان کی فطرت بھی ہے اس لئے کہ ہر انسان جس میں فطرت شکر کا مادہ ہے جب وہ اپنے آپ کا اور نظام عالم کا مطالعہ کرے گا تو بے اختیار ہو کر خلاق عالم کے سامنے اپنی جبین نیاز ڈال دے گا۔

ایک اور مقام پر انعامات الٰہی سے شکر پر یوں استدلال کیا گیا ہے۔

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون

خدا ہی نے تمہارے لئے مسخر دیا ہے سمندر کو تاکہ اس پر کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم اس کا فضل چاہو اور شاید کہ تم شکر ادا کرو۔ ایک اور جگہ نہایت تفصیل سے خدا نے اپنی نعمتیں یاد دلا کر شکر پر ابھارا ہے ملاحظہ ہو۔

ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیۃ لقوم یتفکرون وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون وما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ ان فی ذلک لآیۃ لقوم یذکرون وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون۔

خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا ہے جسے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جن سے تم چراتے ہو تمہارے لئے اگاتا ہے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اس میں یقینا ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں نشانی ہے اور اسی نے تمہارے لئے مسخر کر دیا رات اور دن اور سورج اور چاند اور تاروں کو سب اس کے حکم کے ماتحت ہیں بیشک اس میں عقلمند لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور جو بکھیرا ہے تمہارے لئے زمین میں جس کے رنگ مختلف قسم کے ہیں اس میں سبق حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے اور اسی نے دریا کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جسے تم استعمال میں لاتے ہو اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں جو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم خدا کے فضل کی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیات میں جو چیزیں مذکور ہیں کیا ان میں سے کسی ایک پر بھی انسان کا تصرف ہے کیا انسان کے حکم سے پانی برس سکتا ہے اور کیا زمین اس کی خواہش پر اس کے لئے اپنے خزانے اگل سکتی ہے؟ اور کیا درخت میں اس کے اشارے سے پھل آ سکتا ہے اور کیا اختلاف لیل و نہار میں اسے ذرا بھی دخل حاصل ہے؟ غالبا ہر شخص بلا تردد ان سوالات کا جواب ان الفاظ میں دیگا کہ "یہ ضرور ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری ہی فائدہ رسانی کے لئے ہے اس لحاظ سے یہ پورا کارخانہ ہمارا خادم ہونے کی حیثیت رکھتا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس پورے کارخانہ کی باگ کسی اور ہی طاقت کے ہاتھ میں ہے جس کے حکم کے بغیر آسمان و زمین میں کوئی انقلاب نہیں ہو سکتا" پس انسان کی بے بسی کا جب یہ عالم ہے تو پھر اسی کا شکر ہی ہونا چاہیئے جس نے یہ سب کچھ عطا کیا ہے اس لئے نہیں کہ وہ شکر کا بھوکا ہے بلکہ اس لئے کہ ہم اس کی نوازشیں کے زیادہ سے زیادہ مستحق ہو سکیں مذکورہ بالا آیات میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے تفصیل بالا سے یہ حقیقت محتاج بیان نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مہربانی مقتضی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اس کا شکر ادا کرے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شکر گذاروں کے لئے خدا کی طرف سے دنیا میں بھی تائید ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔ دونوں جگہ وہی اس کے الطاف کے مستحق ہوں گے جو اس کا شکر بجا لائے

شاکروں کے ساتھ خدا کی تائید دنیا و آخرت میں

قرآن پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی تائید دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی وہی عذاب الٰہی سے محفوظ ہوں گے۔ سورہ قمر میں مذکور ہے

کذبت قوم لوط بالنذر انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط نجیناھم بسحر نعمۃ من عندنا کذلک نجزی من شکر

لوط کی قوم نے تنبیہوں کو جھٹلایا ہم نے ان پر پتھراؤ کیا بجز آل لوط کے کہ ہم نے انہیں سحر کے وقت نجات دی ایسا لطف و احسان کے اپنی طرف سے ہم نے کیا اور ہم اس طرح شکر گذاروں کو جزا دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم ناشکری کے جرم میں ہلاک کر دی گئی اور لوط اور ان کے اتباع پر محض ان کی شکر گزاری کی برکت سے نہ صرف یہ کہ بچ نکلے بلکہ یہ انہیں کی طرف سے خدا نے پرستاران باطل سے انتقام لیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ جو جماعت جذبۂ شکر سے معمور نہ ہوگی اس کے دشمنوں کا خدا بھی دشمن ہوگا اور اس کے دوستوں کا خدا بھی دوست ہوتا ہے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کی تباہی بھی اسی لئے عمل میں آئی کہ وہ کفران نعمت کے جرم کی مرتکب ہوئی۔

جس طرح دنیا میں شاکروں کے ساتھ خدا کی عنایت شامل حال ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کے لئے سرخروئی حاصل ہوگی۔ سورہ آل عمران میں ہے

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ومن یرد ثواب الآخرۃ نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین

اور کسی پر موت نہیں طاری ہو سکتی۔ الا یہ کہ خدا کا حکم ہو جائے جس کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا ہے جو دنیا کا ثواب چاہتا ہے ہم دنیا ہی کا ثواب دیں گے اور جو کوئی آخرت کے ثواب پر نظر رکھتا ہے اسے آخرت کا ثواب دیں گے اور ہم شکر گذاروں کو ان کی نیک عملی کی جزا ضرور دیں گے۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیت میں تصریح ہے کہ شاکر بندوں کے لئے خدا کے حضور میں بڑے بڑے انعامات ہیں ذیل کی آیات اس بارہ میں حجۃ قاطعہ ہیں ملاحظہ ہوں۔

ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکرا لانعمہ اجتباہ وھداہ الی صراط مستقیم وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

بلا اشتباہ ابراہیم ایک پوری امت تھا اللہ کے آگے جھکا ہوا تھا ہرگز مشرکین میں سے نہ تھا وہ اسکی نعمتوں کا شکر بجا لانے والا تھا اس نے اسے برزرگی کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی ہدایت دی اور آخرت میں بھی اور بلا شبہ آخرت میں اس کی جگہ صالح انسانوں میں ہوگی۔" مذکورہ بالا آیت میں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو اسی شکر ہی کی بدولت دنیا و آخرت دونوں میں سربلندی و سرخروئی حاصل ہوئی۔

اعمال صالحہ کی فائز المرامی

(از حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

دوسری صدی ہجری کی ابتدا کا واقعہ ہے کہ سجستان ورخج کے فرمانروا نے جس کا خاندانی لقب رتبیل تھا بنی امیہ کے عمال کو خراج دینا بند کر دیا۔ پیہم چڑھائیاں کی گئیں مگر وہ مطیع نہ ہوا۔ یزید بن عبدالملک کے عہد میں جب اس کے پاس طلب خراج کے لئے سفارت بھیجی گئی تو اس نے مسلمانوں کے سفراء سے دریافت کیا کہ:۔

"وہ لوگ کہاں گئے جو پہلے آیا کرتے تھے؟ ان کے پیٹ فاقہ زدوں کی طرح پچکے ہوئے ہوتے تھے پیشانیوں پر سیاہ گٹے پڑے رہتے تھے اور کھجور کی چھال کی چپلیں پہنا کرتے تھے۔"

کہا گیا کہ وہ لوگ تو گذر گئے۔ رتبیل نے کہا۔

"اگرچہ تمہاری صورتیں ان سے زیادہ شاندار ہیں مگر وہ تم سے زیادہ عہد کے پابند تھے اور تم سے زیادہ طاقت رکھتے تھے۔"

مورخ لکھتا ہے کہ یہ کہکر رتبیل نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اور تقریباً نصف صدی تک وہ اسلامی حکومت سے آزاد رہا۔

یہ اس عہد کا واقعہ ہے جب تابعین و تبع تابعین کثرت سے موجود تھے ائمہ مجتہدین کا زمانہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کو ایک صدی گزری تھی مسلمان ایک زندہ اور طاقتور قوم کی حیثیت سے دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ ایران روم مصر افریقہ اسپین وغیرہ ممالک کے وارث ہو چکے تھے اور ساز و سامان شان و شوکت اور دولت و ثروت کے اعتبار سے اس وقت دنیا کی کوئی قوم انکی ہم پلہ نہ تھی یہ سب کچھ تھا دلوں میں ایمان بھی تھا احکام شریعت کی پابندی اب سے بہت زیادہ تھی سمع و طاعت کا نظام قائم تھا پوری قوم میں ایک زبردست ڈسپلن پایا جاتا تھا مگر پھر بھی جو لوگ عہد صحابہ کے فاقہ کش اور بدحال صحرا نشینوں سے زور آزمائی کر چکے تھے انہوں نے ان سروسامان والوں اور ان بے سروسامانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق محسوس کیا۔ یہ کس چیز کا فرق تھا؟ سطحی نظر والے اس کو محض بداوت اور حضریت کے فرق پر محمول کریں گے وہ کہیں گے کہ پرانے بادیہ نشین زیادہ جفاکش تھے اور بعد کے لوگوں کو دولت اور تمدن نے عیش پسند بنا دیا تھا مگر ہم کہیں گے کہ یہ فرق در اصل ایمان خلوص نیت اخلاق اور اطاعت خدا و رسول کا فرق تھا مسلمانوں کی اصلی قوت یہی چیزیں تھیں ان کی قوت نہ کثرت تعداد پر مبنی تھی نہ اسباب و آلات کی افراط پر نہ مال و دولت کی فراوانی پر نہ علوم و صناعات کی مہارت پر نہ تمدن و حضارت کے لوازم پر وہ صرف ایمان و عمل صالح کے بل پر ابھرے تھے اسی چیز نے ان کو دنیا میں سربلند کیا تھا اسی نے قوموں کے دلوں میں ان کی دھاک اور ساکھ بٹھائی تھی جب قوت و عزت کا یہ سرمایہ تھا تو وہ قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود طاقتور اور معزز تھے اور سرمایہ ان کے پاس کم ہوتا گیا تو وہ کثرت تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود کمزور اور بے وقعت ہوتے چلے گئے۔

رتبیل نے ایک دشمن کی حیثیت سے جو کچھ کہا وہ دوستوں اور ناصحوں کے ہزار وعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے اس نے دراصل یہ حقیقت بیان کی تھی کہ کسی قوم کی اصلی طاقت اس کی آراستہ فوجیں اس کے آلات جنگ اس کے خوش خوراک و خوش پوش سپاہی اس کے وسیع ذرائع و وسائل نہیں ہیں بلکہ اس کے پاکیزہ اخلاق اس کی مضبوط سیرت اس کے صحیح معاملات اور اس کے بلند تخیلات ہیں یہ طاقت وہ روحانی طاقت ہے جو مادی وسائل کے بغیر دنیا میں اپنا سکہ چلا دیتی ہے۔ خاک نشینوں کو تخت نشینوں پر غالب کر دیتی ہے صرف زمینوں کا وارث ہی نہیں بناتی بلکہ دلوں کا مالک بھی بنا دیتی ہے اس طاقت کے ساتھ کھجور کی چپلیاں پہننے والے سوکھی ہڈیوں والے بے رونق چہروں والے چیتھڑوں والے چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی تلواریں رکھنے والے دنیا پر وہ رعب وہ سطوت و جبروت وہ قدر و منزلت وہ اعتبار و اقتدار جما دیتے ہیں جو اس طاقت کے بغیر شاندار لباس پہننے والے بڑے بڑے ڈیل ڈول والے بارونق چہروں والے اونچی بارگاہوں والے بڑی بڑی منجنیقیں اور ہولناک ہتھیار رکھنے والے نہیں جما سکتے اس روحانی طاقت کی فراوانی مادی وسائل کی فراوانی اس طاقت کے فقدان کی تلافی کبھی نہیں کر سکتی اس طاقت کے بغیر مادی وسائل کے ساتھ اگر غلبہ نصیب ہو بھی گیا تو ناقص اور عارضی ہوگا کیونکہ اور پائیدار نہ ہوگا دل کبھی مسخر نہ ہوں گے صرف گردنیں جھک جائیں گی اور وہ بھی اکڑانے کے پہلے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے مستعد رہیں گی۔

کسی عمارت کا استحکام اس کے رنگ و روغن نقش و نگار زینت و آرائش حسن و جمال اور ظاہری خوش نمائی سے نہیں ہوتا نہ مکینوں کی کثرت ساز و سامان کی افراط اور اسباب و آلات کی فراوانی اس کو مضبوط بناتی ہے۔ اگر اس کی بنیادیں کمزور ہوں دیواریں کھوکھلی ہوں، ستونوں کو گھن لگ جائے کڑیاں اور تختے بوسیدہ ہو جائیں تو اس کو گرنے سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی خواہ وہ مکینوں سے خوب معمور ہو اور اس میں گرانبہا روپے کا مال و اسباب بھرا پڑا ہو اور اس کی سجاوٹ نظروں کو لبھاتی اور دلوں کو موہ لیتی ہو۔ تم صرف ظاہر کو دیکھتے ہو تمہاری نظریں ظاہر پر اٹک کر رہ جاتی ہیں مگر حوادث زمانہ کا معاملہ نمائشی مظاہر سے نہیں بلکہ اندرونی حقائق سے پیش آتا ہے وہ عمارت کی بنیادوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ دیواروں کی پختگی کا امتحان لیتے ہیں ستونوں کی استواری کو جانچتے ہیں اگر یہ چیزیں مضبوط اور مستحکم ہوں تو زمانے کے حوادث ایسی عمارت سے ٹکرا کر پلٹ جائیں گے اور وہ ان پر غالب آ جائیگی خواہ وہ زینت و آرائش سے یکسر محروم ہو ورنہ حوادث کی ٹکریں آخر کار اس کو پاش پاش کر کے رہیں گی اور وہ اپنے ساتھ مکینوں اور اس کے تمام وسائل اور اپنے اسباب زینت کو بھی لے بیٹھے گی۔

ٹھیک یہی حال حیات قومی کا بھی ہے۔ ایک قوم کو جو چیز زندہ طاقتور اور سربلند بناتی ہے وہ اس کے مکان اس کے لباس اس کی سواریاں اس

کے اسباب عیش اس کے فنون لطیفہ اس کے کارخانے اس کے کالج اور اس کے آلات نہیں ہیں بلکہ وہ اصول ہیں جن پر اس کی تہذیب قائم ہوتی ہے اور پھران اصولوں کا دلوں میں راسخ ہونا اور اعمال پر حکمران بنجانا ہے یہ تین چیزیں یعنی اصول کی صحت ان پر پختہ ایمان اور عملی زندگی پر ان کی کامل فرمانروائی حیات قومی میں وہی حیثیت رکھتی ہیں جو ایک عمارت میں اس کی مستحکم بنیادوں اس کی پختہ دیواروں اور اس کے مضبوط ستونوں کی ہے جس قوم میں یہ تینوں چیزیں بدرجہ اتم موجود ہوں وہ دنیا پر غالب ہو کر رہے گی اس کا کلمہ بلند ہوگا، خدا کی زمین میں اس کا سکہ چلے گا دلوں میں اس کی دھاک بیٹھے گی گردنیں اس کے حکم کے آگے جھک جائینگی اور عزت اس کی عزت ہوگی خواہ وہ جھونپڑیوں میں رہتی ہو پھٹے پرانے کپڑے پہنتی ہو فاقوں سے اس کے پیٹ بندھے ہوئے ہوں اس کے ہاں ایک بھی کالج نہ ہو اس کی بستیوں میں ایک ہی دہواں اڑانے والی چمنی نظر آئے اور علوم و صناعات میں وہ بالکل صفر ہو۔ تم جن چیزوں کو سامان ترقی سمجھ رہے ہو وہ محض عمارت کے نقش و نگار ہیں اس کے قوائم و ارکان نہیں ہیں کہ کھلی دیواروں پر اگر تم سونے کے پترے بھی چڑھا دوگے تو وہ ان کو گرنے سے نہ بچا سکیں گے۔

یہی بات ہے جس کو قرآن مجید بار بار بیان کرتا ہے۔

وہ اسلام کے اصولوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ اس اٹل اور غیر متغیر فطرت کے مطابق ہیں جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اس لئے جو دین ان اصولوں پر قائم کیا گیا ہے وہ دین قیم ہے یعنی ایسا دین جو معاش و معاد کے معاملات کو ٹھیک ٹھیک طریقوں پر قائم کرنے والا ہے فاقم وجهك للدين حنيفا فطرت الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔

پھر وہ کہتا ہے کہ اس دین قیم پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ اس پر ایمان لاؤ اور اس کے مطابق عمل کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں تم ہی سربلند ہو گے تم ہی کو زمین کا وارث بنایا جائیگا تم ہی خلعت خلافت سے سرفراز ہو گے۔ ان الارض يرثها عبادي الصالحون۔ وانتم الاعلون ان كنتم مومنين۔ وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض۔ ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغلبون۔

بخلاف اس کے جو لوگ بظاہر دین کے دائرے میں داخل ہیں مگر دین نہ تو ان کے دلوں میں بیٹھا ہے اور نہ ان کی زندگی کا قانون بنا ہے ان کے ظاہر تو بہت شاندار ہیں واذا رايتهم تعجبك اجسامهم اور ان کی باتیں بھی بہت مزے دار ہیں وان يقولوا تسمع لقولهم مگر وہ حقیقت میں لکڑی کے کندے ہیں جن میں جان نہیں كانهم خشب مسندة وہ خدا سے زیادہ انسانوں سے ڈرتے ہیں يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية ان کے اعمال سراب کی طرح ہیں کہ دیکھنے میں پانی نظر آئیں گے مگر حقیقت میں کچھ نہیں اعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ایسے لوگوں کو اجتماعی قوت کبھی نصیب ہو سکتی کیونکہ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ خلوص نیت کے ساتھ کسی کام میں اشتراک عمل نہیں کر سکتے بأسهم بينهم شديد تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى ان کو وہ قوت ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جو صرف مومنین صالحین کا حصہ ہے لا يقاتلونكم جميعا الا في قرى محصنة او من وراء جدر یہ ظالم ہیں جن کو دنیا کی امامت کا منصب کبھی نہ ملیگا قال لا ينال عهدي الظالمين ان کے لئے بجز اس کے اور کوئی انجام نہیں کہ دنیا میں بھی ذلت و خواری اور آخرت میں بھی عذاب و عقاب لهم في الدنيا خزي ولهم في الاخرة عذاب عظيم۔

آپ تعجب کریں گے کہ قرآن نے مسلمانوں کی ترقی اور ان کے ایک حکمران قوم بننے اور سب پر غالب آجانے کا ذریعہ صرف ایمان و عمل صالح کو قرار دیا اور کہیں یہ نہیں کہا کہ تم یونیورسٹیاں بناؤ کالج کھولو کارخانے قائم کرو جہاز بناؤ کمپنیاں قائم کرو بینک کھولو سائنس کے آلات ایجاد کرو اور لباس معاشرت انداز و اطوار میں ترقی یافتہ قوموں کی نقل کرو۔ نیز اس نے تنزل و انحطاط اور دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کا واحد سبب نفاق کو ٹھیرایا نہ کہ ان اسباب کے فقدان کو جنھیں آجکل دنیا اسباب ترقی سمجھتی ہے۔

لیکن اگر آپ قرآن کی اسپرٹ کو سمجھ لیں تو آپ کا یہ تعجب خود رفع ہو جائیگا سب سے پہلی بات جس کا سمجھنا ضروری ہے یہ ہے کہ مسلمان جس شئے کا نام ہے اس کا قوام بجز اسلام کے اور کوئی چیز نہیں ہے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کی حقیقت صرف اسلام سے متحقق ہوتی ہے۔ اگر وہ اس پیغام پر ایمان رکھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور ان قوانین کا اتباع کرے جن کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے تو اس کا اسلام متحقق ہو جائے گا خواہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے ساتھ شامل نہ ہو جو اسلام کے ماسوا ہیں بخلاف اس کے اگر وہ ان تمام زیوروں سے آراستہ ہو جو از قبیلِ حیات دنیا کے قبیل سے ہیں مگر ایمان اس کے دل میں نہ ہو اور قوانین اسلامی کے اتباع سے اس کی زندگی خالی ہو تو وہ گریجویٹ ہو سکتا ہے ڈاکٹر ہو سکتا ہے کارخانہ دار ہو سکتا ہے بینکر ہو سکتا ہے جنرل یا امیر البحر ہو سکتا ہے غرض سب کچھ ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں ہو سکتا پس کوئی ترقی کسی مسلمان شخص یا قوم کی ترقی نہ ہوگی جب تک کہ سب چیزوں سے پہلے اس شخص یا قوم میں حقیقت اسلامی متحقق نہ ہو جائے اس کے بغیر وہ ترقی خواہ وہ کیسی ہی ترقی ہو مسلمان کی ترقی نہ ہوگی اور ایسی ترقی ظاہر ہے کہ اسلام کا نصب العین نہیں ہو سکتی۔

پھر ایک بات تو یہ ہے کہ کوئی قوم سرے سے مسلمان نہ ہو اور اس کے افکار و اخلاق اور نظام اجتماعی کی اساس اسلام کے سوا کسی اور چیز پر ہو ایسی قوم کے لئے تو بلاشبہ یہ ممکن ہے کہ وہ ان اخلاقی سیاسی معاشی اور عمرانی اصولوں پر کھڑی ہو سکے جو اسلام سے مختلف ہیں اور اس ترقی کے منتہا کو پہنچ جائے جس کو وہ اپنے نقطۂ نظر سے ترقی سمجھتی ہے لیکن یہ بات بالکل ایک امر دیگر ہے کہ کسی قوم کے افکار اخلاق، تمدن، معاشرت، معیشت اور سیاست کی بنیاد اسلام پر ہو اور اسلام ہی میں وہ عقیدے اور عمل دونوں کے لحاظ سے ضعیف ہو۔ ایسی قوم مادی ترقی کے وسائل خواہ کتنی ہی کثرت اور فراوانی

کے ساتھ مہیا کرلے اس کا ایک مضبوط اور طاقتور قوم کی حیثیت سے تنہا اور دنیا میں سربلند ہونا قطعاً غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی قومیت اور اس کے اخلاق اور تہذیب کی اساس جس چیز پر ہے وہی کمزور ہے اور اساس کی کمزوری ایسی کمزوری ہے جس کی تلافی محض اوپری زینت کے سامان کبھی نہیں کر سکتے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ علوم و فنون اور مادی ترقی کے وسائل کی جائز اہمیت سے انکار ہے مطلب صرف یہ ہے کہ مسلمان قوم کے لئے یہ تمام چیزیں ثانوی درجہ میں ہیں اساس کا استحکام ان سب پر مقدم ہے وہ جب مستحکم ہو جائے تو مادی ترقی کے وہ تمام وسائل اختیار کئے جا سکتے ہیں جو اس بنیاد کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں لیکن اگر وہ مضمحل ہو، دل میں اس کی جڑیں کمزور ہوں اور زندگی پر اس کی گرفت ڈھیلی ہو جائے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے قوم کے اخلاق کا فاسد ہونا سیرت کا بگڑ جانا معاملات کا خراب ہو جانا نظام اجتماعی کی بندشوں کا سست ہو جانا اور قوتوں کا پراگندہ ہو جانا ناگزیر ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قوم کی طاقت کمزور ہو جائے اور بین الملی قوتوں کے ترازو میں اس کا پلڑا روز بروز ہلکا ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ دوسری قومیں اس پر غالب آ جائیں۔

ان سب سے بڑھکر ایک اور بات یہی ہے قرآن حکیم نہایت وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مومن ہو، اور اللہ کی پارٹی والے ہی غالب ہوں، اور جو لوگ ایمان و عمل صالح سے آراستہ ہوں گے ان کو زمین کی خلافت ضرور ملیگی۔ اس وثوق کی بنیاد کیا ہے؟ کس بنا پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ دوسری قومیں خواہ کیسے ہی مادی وسائل کی مالک ہوں ان پر مسلمان صرف ایمان اور عمل صالح کے اسلحہ سے غالب آ جائینگے۔

اس عقدے کو قرآن حل کرتا ہے:-

یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا الله حق قدره ان الله لقوی عزیز

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اس کو غور سے سنو! خدا کو چھوڑ کر تم جن چیزوں کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں اگرچہ وہ سب اس کام کے لئے مل کر زور لگائیں اور اگر ایک مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو ان میں اس سے وہ چیز چھڑا لینے کی قدرت ہی نہیں مطلوب ضعیف اور اس کا طالب بھی ضعیف ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی حالانکہ درحقیقت اللہ ہی قدرت اور عزت والا ہے۔

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوهن البیوت لبیت العنکبوت

جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے لوگوں کو کارساز ٹھیرایا ان کی مثال ایسی ہے جیسے مکڑی کہ وہ گھر بناتی ہے حالانکہ سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مادی طاقتوں پر اعتماد کرتے ہیں ان کا اعتماد دراصل ایسی چیزوں پر ہے جو بذات خود کسی قسم کی بھی قوت و قدرت نہیں رکھتیں ایسے بے زوروں پر اعتماد کرنے کا قدرتی نتیجہ ہے کہ وہ خود بھی بے زور ہو جاتے ہیں وہ اپنے نزدیک مستحکم قلعے بناتے ہیں وہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں ان میں کبھی یہ طاقت ہو ہی نہیں سکتی کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں سر اٹھا سکیں جن کا اعتماد حقیقی قدرت و عزت رکھنے والے خدا پر ہے۔

ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها

جو طاغوت کو چھوڑ کر اللہ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط رسی تھام لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

قرآن دعوے کے ساتھ کہتا ہے کہ جب کبھی اہل ایمان اور اہل کفر کا مقابلہ ہوگا تو غلبہ ایمان ہی کو حاصل ہوگا۔

ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا

اور اگر وہ جنہوں نے کفر کیا ہے تم سے جنگ کریں گے تو ضرور پیٹھ پھیر جائیں گے پھر کوئی یار و مددگار نہ پائیں گے یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم کبھی اللہ کی سنت میں تغیر نہ پاؤ گے۔

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا

ہم کافروں کے دل میں رعب ڈال دیں گے کیونکہ انہوں نے خدا کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کر لیا ہے جن کو خدا نے کوئی تمکن نہیں بخشا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے لڑتا ہے اس کے ساتھ خدائی طاقت ہوتی ہے اور جس کے ساتھ خدائی طاقت ہو اس کے مقابلے میں کسی کا زور چل نہیں سکتا۔

ذلك بان الله مولى الذین امنوا وان الكفرین لا مولى لهم

یہ اس لئے کہ ایمانداروں کا مددگار تو اللہ ہے اور کافروں کا مددگار کوئی نہیں۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی۔

جب تو نے پھینکا تو وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا۔

یہ تو مومن اور صالح کی سطوت کا حال ہے دوسری طرف یہ بھی خدا کا قانون ہے کہ جو شخص ایماندار ہوتا ہے جس کی سیرت پاکیزہ ہوتی ہے جس کے اعمال نفسانیت کی آلودگیوں سے پاک ہوتے ہیں اور جو ہوائے نفس اور الزامات انسانی کے بجائے خدا کے مقرر کئے ہوئے قانون کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرتا ہے اس کی محبت اور عزت دلوں میں بیٹھ جاتی ہے دل آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں نگاہیں اس کی طرف آرام سے اٹھتی ہیں معاملات میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے دوست تو دوست دشمن تک اس کو امین و صادق سمجھتے ہیں اور اس کے عدل اس کی عفت اور اس کی وفا شعاری پر بھروسہ کرتے ہیں۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا

جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے یقیناً اللہ

تعالےٰ دونوں میں محبت ڈال دیگا۔"

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الاخرة	ایمان لانے والوں کو اللہ قول ثابت کے ساتھ جما دیتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔
من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون	جو کوئی نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کے ساتھ وہ مومن بھی ہو تو ہم ضرور اس کو بہترین زندگی بسر کرائیں گے اور ان بہترین اعمال کا اجر دیں گے جو وہ کرتے رہے ہیں

مگر یہ سب کس چیز کے نتائج ہیں؟ محض زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے کے نہیں مسلمانوں کے سے نام رکھ لینے اور معاشرت کے چند مخصوص اطوار اختیار کرنے اور چند گنی چنی رسمیات ادا کر لینے کے نہیں۔ قرآن حکیم ان نتائج کے ظہور کے لیے ایمان اور عمل صالح کی شرط لگاتا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت تمہارے قلب و روح میں اس قدر جاگزیں ہو جائے کہ تمہارے تخیلات و افکار اور اخلاق و معاملات سب پر اسی کا غلبہ ہو تمہاری ساری زندگی اسی کلمہ طیبہ کے معنوی قالب میں ڈھل جائے تمہارے ذہن میں کوئی ایسا خیال راہ نہ پا سکے جو اس کلمہ کے معنے سے مختلف ہو اور تم سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جو اس کلمہ کے مقتضی کے خلاف ہو لا الہ الا اللہ کو زبان سے ادا کرنے اور قلب سے اس کی تصدیق کرنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تمہاری زندگی میں اس کے ساتھ ہی ایک انقلاب برپا ہو جائے تمہاری رگ رگ میں تقوٰی کی روح سرایت کر جائے یہ اللہ کے سوا تمہاری گردن کسی طاقت کے آگے نہ جھکے اللہ کے سوا تمہارا ہاتھ کسی کے آگے نہ پھیلے اللہ کے سوا کسی کا خوف تمہارے دل میں نہ رہے اللہ کے سوا کسی کو راضی کرنے کی خواہش تمہارے قلب میں باقی نہ رہے تمہاری محبت اور تمہارا بغض اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہ ہو اللہ کے قانون کے سوا تمہاری زندگی پر کسی اور کا قانون نافذ نہ ہو، تم اپنے نفس اور اس کی ساری خواہشوں اور اس کے تمام مرغوبات و محبوبات کو اللہ کی خوشنودی پر قربان کر دینے کے لئے ہر وقت طیار رہو، اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مقابلہ میں تمہارے پاس سمعنا و اطعنا کے سوا کوئی اور قول اور فعل نہ ہو۔ جب ایسا ہو گا تو تمہاری قوت صرف تمہارے اپنے نفس اور جسم کی قوت نہ ہوگی بلکہ اس احکم الحاکمین کی قوت ہو گی جس کے آگے زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سربسجود ہے اور تمہاری ذات اس نور السموات والارض کے جلووں سے منور ہو جائیگی جو تمام عالم کا حقیقی محبوب و معشوق ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہی چیز مسلمانوں کو حاصل تھی پھر اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں اس زمانہ میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کی کایا پلٹ ہوگئی بس خاک سے یکایک وہ کندن بن گیا۔ اس کی ذات میں وہ کشش پیدا ہوئی کہ دل اس کی طرف کھنچنے لگے۔ اس پر جس کی نظر پڑتی وہ محسوس کرتا کہ گویا تقوٰی اور پاکیزگی اور صداقت کو مجسم دیکھ رہا ہے وہ ان پڑھ مفلس فاقہ کش پشمینہ پوش اور بوریہ نشین ہوتا مگر پھر بھی اس کی ہیبت دلوں میں ایسی بیٹھتی کہ بڑے بڑے نشان و شوکت والے فرمانرواؤں کو نصیب نہ تھی ایک ایک مسلمان کا وجود گویا ایک چراغ تھا کہ جدھر وہ جاتا اس کی روشنی اطراف و اکناف میں پھیل جاتی اور اس چراغ سے سینکڑوں ہزاروں چراغ جل جاتے پھر جو اس کی روشنی قبول نہ کرتا اور اس سے ٹکرانے کی جرأت کرتا تو اس کو جلانے اور فنا کر دینے کی قوت بھی اس میں موجود تھی۔

ایسی ہی قوت ایمانی اور طاقت اور سیرت رکھنے والے مسلمان تھے کہ جب وہ ساڑھے تین سو سے زیادہ نہ تھے تو انہوں نے تمام عرب کو مقابلہ کا چیلنج دیدیا اور جب وہ چند لاکھ کی تعداد کو پہنچے تو ساری دنیا کو مسخر کر لینے کے عزم سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جو قوت ان کے مقابلہ پر آئی پاش پاش ہو گئی۔

جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ مسلمان کی اصل طاقت یہی ایمان اور سیرت صالحہ کی طاقت ہے جو صرف ایک لا الہ الا اللہ کی حقیقت دل میں بیٹھ جانے سے حاصل ہوتی ہے، لیکن اگر یہ حقیقت دل میں جاگزیں نہ ہو محض زبان پر یہ الفاظ جاری ہوں تا ذہنیت اور عملی زندگی میں کوئی انقلاب برپا نہ ہو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی انسان ویسا کا ویسا رہے جو اس سے پہلے تھا اور اس میں اور لا الہ الا اللہ کا انکار کرنے والوں میں کوئی فرق نہ ہو وہ بھی انہی کی طرح غیر اللہ کے آگے گردن جھکائے اور ہاتھ پھیلائے انہی کی طرح غیر خدا سے ڈرے اور غیر خدا کی رضا چاہے اور غیر خدا کی محبت میں گرفتار ہو انہیں کی طرح ہوائے نفس کا بندہ ہو اور قانون آلٰہی کو چھوڑ کر انسانی قوانین یا اپنے نفس کی خواہشات کا اتباع کرے اس کے خیالات اور ارادوں اور نیتوں میں بھی وہی گندگی ہو جو ایک غیر مومن کے خیالات ارادات اور نیات میں ہو سکتی ہے اور اس کے اقوال و افعال و معاملات بھی ویسے ہی ہوں جیسے ایک غیر مومن کے ہو سکتے ہیں تو پھر مسلمان کو نامسلمان پر فوقیت کس بنا پر ہو؟ روح ایمان اور روح تقوٰی نہ ہونے کی صورت میں ایک مسلمان ویسا ہی ایک بشر ہے جیسا ایک نامسلمان ہے۔ اس کے بعد مسلم اور غیر مسلم کا مقابلہ صرف جسمانی طاقت اور مادی وسائل ہی کے اعتبار سے ہو گا اور اس مقابلہ میں جو طاقتور ہو گا وہ کمزور پر غالب آ جائیگا۔

ان دونوں حالتوں کا فرق تاریخ کے صفحات میں اتنا نمایاں ہے کہ ایک نظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یا تو مٹھی بھر مسلمانوں نے بڑی بڑی حکومتوں کے تختے الٹ دیئے تھے اور اٹک کے کنارے سے لیکر اٹلانٹک کے ساحل تک اسلام پھیلا دیا تھا۔ یا اب کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور غیر مسلم طاقتوں سے دبے ہوئے ہیں اور جن آبادیوں میں کروڑ مسلمان بستے ہیں اور ان کو بسے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں وہاں اب بھی کفر و شرک موجود ہے۔

حج

(از جناب مولوی صبغۃ اللہ صاحب حسینی)

حج کے معنے لغت میں ارادہ کرنے کے آتے ہیں اور عمرہ کے معنی زیارت کرنے اور آباد کرنے کے ہیں اسلامی شریعت کی اصطلاح میں "حج و عمرہ" ان خاص مراسم و عبادات کی ادائیگی کے لئے سفر کرنے کو کہتے ہیں جو بیت اللہ الحرام سے مخصوص ہیں اور جن کے باعث کعبہ کی آبادی ہوتی ہے۔

اسلام کی ان چار بنیادوں میں سے جس پر قصر اسلامی کی عمارت کھڑی ہو ایک حج ہی ہے یہی وہ خاص عبادت ہو جو سوائے بیت اللہ الحرام کے اور کسی مقام پر ادا نہیں کی جاسکتی بخلاف نماز، زکوٰۃ اور روزہ کہ ہر مقام پر اپنے اوقات و شروط کے ساتھ ادا ہو سکتے ہیں۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تمام عبادتیں تو امکانی خصوصیت سے علیحدہ ہیں اور صرف یہی عبادت کیوں ایک مکان مخصوص کیساتھ مختص کر دی گئی ہو حالانکہ تمام روئے زمین خدائے تعالیٰ ہی نے بنائی ہو۔ بیشک تمام زمین خدا ہی کی ہے اور امت محمدی کے لئے کل روئے زمین کو مسجد بنادیا گیا ہے لیکن ہر خطۂ زمین میں وہ خصوصیات نہیں ہیں جو اس بقعہ نور سے تعلق رکھتی ہیں یہی وہ مقام مبارک ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی اور تمام لوگوں میں اس بات کی منادی کر دی کہ پیادہ یا سواریوں پر ہر طرف سے چلے آئیں۔

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق	اور تم لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر سوار بھی چلے آئیں گے جو دور دراز

راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

تمام انبیاء کرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چند خصوصیات حاصل ہیں، اول یہ کہ آپ ہی تمام قوموں کے مسلّم النبوت پیغمبر ہیں اور آپ ہی کو تمام دنیا والوں کے لئے امام بنایا گیا ہو اور یہ امامت کبریٰ کا جلیل القدر منصب بھی بہت سی آزمائشوں سے کامیاب گذرنے اور بہت سی قربانیاں دینے کے بعد عطا کیا گیا ہے پھر حضرت ابراہیم ہی کا وہ خاندان ہے جس میں صدیوں تک نبوت رہی حتیٰ کہ آپ ہی کے خاندان سے خدا کا آخری پیغمبر پیدا ہوا جس کے ہاتھوں دین کی تکمیل ہوئی اور جس اسلام کی حقیقت کو ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا وہ تمام مدارج ارتقا طے کرتا ہوا دور محمدی میں آکر اپنے شباب پر پہنچ گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی پر غور کرنے سے "توحید" اور "اسلام" کی حقیقتیں پوری طرح آشکارا ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو قرآن عزیز نے "اسوۂ حسنہ" قرار دیا ہے اسی طرح حضرت ابراہیم کی عملی زندگی کو بھی امت اسلامیہ کے لئے نمونۂ عمل بنایا ہے۔

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ	تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک نمونہ تھا۔

غرض مکہ مکرمہ کو حضرت ابراہیم کی ذات سے اور حضرت ابراہیم کو حقائق اسلامی سے گہرا تعلق ہے جس کی بنا پر اس عبادت کو خانہ کعبہ ہی کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد بھی حج فرض نہیں ہوا بلکہ مکہ معظمہ کے فتح ہو جانے کے بعد سنہ ۹ھ میں حج و عمرہ کا حکم دیا گیا اور سب سے پہلا حج سنہ ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کیا گیا پھر اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۰ھ میں اعلان فرمایا کہ میں حج کو چلنے والا ہوں تو ہزاروں نے تیاری شروع کی اور مکہ معظمہ کے اردگرد جمع ہو گئے اور یہی آپ کا پہلا اور آخری حج تھا جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں جس میں آپ نے زبردست خطبہ دیا تھا اور اسی وقت تکمیل دین کی بشارت دی گئی تھی۔

بہرحال حج ایک زبردست اسلامی فریضہ ہے جس کے ادا کرنے کے لئے شوال سے ذی الحجہ تک کا زمانہ مقرر کیا ہے۔

الحج اشھر معلومات (حج کے چند مہینے مقرر ہیں (شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ) اور حج انہیں لوگوں پر فرض ہے جو استطاعت رکھتے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔	اور ان لوگوں کے ذمہ اللہ کے واسطے بیت اللہ الحرام کا حج کرنا ہے اس شخص پر جو راستے کی طاقت رکھتا ہو (یعنی زاد راحلہ پر قادر ہو) اور جو منکر

ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سب عالم والوں سے بے نیاز ہے۔"

اس آیت کریمہ میں استطاعت کے ہوتے ہوئے حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے جو نہایت شدید وعید ہے آجکل عام طور پر یہ خیال ہو گیا ہے کہ حج کو جانے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ دنیا کے کاموں سے فارغ ہو جائیں خاندانی معاملات طے ہو جائیں خاندان میں ہونے والی شادیاں ہو چکیں غرض جب دنیا میں کوئی کرنے کا کام باقی نہ رہے تب خدا کے گھر کا رخ حالانکہ اگر دل میں کچھ بھی خدا کی محبت ہو اور حساب و کتاب کا کچھ بھی خیال ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ جس وقت اس میں سفر کی استطاعت پیدا ہو جائے وہ سب کاموں سے پہلے کعبہ کا رخ کرے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں جو استطاعت رکھکر بھی حج کو نہیں جاتا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صحیح سالم ہو اور حج کرنے پر قادر ہو پھر ادا نہ کرے اور مر جائے تو چاہے یہودی ہو کر مر جائے یا عیسائی ہو وہ اسلام کی موت تو نہیں مرتا۔

جس طرح اسلام نے ہر عبادت کے اندر فوائد و اسرار رکھے ہیں اسی طرح حج میں بھی بیشمار فائدے اور ان گنت دینی و دنیوی منافع اور مصالح ہیں بلکہ اسلامی عبادتوں میں جس ہیئت اجتماعی کی تشکیل مدنظر ہے اس کی تکمیل

یہیں آکر ہوتی ہے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ وحدت امت کا تخیل بغیر اس کے جامۂ عمل نہیں پہن سکتا کہ اس امت کے لئے کوئی مرکز مقرر کیا جائے جہاں اطراف عالم کے مسلمان لازمی طور پر جمع ہوں ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوں مل کر ایک خدا کی عبادت کریں۔ ایک مرکز کے گرد گھومیں اور دل میں شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر یہ نقش تازہ کر کے جائیں کہ ہم ایک خدا کے پرستار ایک قوم میں ملطا ہر ہے کہ ایسا قومی اجتماع کسی ایک مقام پر ہرگز نہیں ہو سکتا جہاں اگرچہ مادی تمدن کے لوازم اور اس کے طمطراق کی چیزیں تو سب کچھ موجود ہوں مگر کوئی روحانی دلکشی نہ ہو اسی لئے اس مبارک مقصد کے لئے وادی غیر ذی زرع کو منتخب کیا گیا تاکہ اس اجتماع کا مقام ایک ایسا مقام ہو جس سے اسلام کی بہترین روایات وابستہ ہوں جس کا ذرہ ذرہ خدا کے نام پر مرنے والوں کی زندگی کا شاہد ہو جہاں آیات الٰہی ہر طرف چھائی ہوئی ہوں اور کفر و شرک کا نام و نشان تک نہ ہو جہاں امت مسلمہ کو پوری آزادی حاصل ہو اور کوئی خارجی اثر مسلم اور مسلم کے درمیان حائل نہ ہو ایسی فضا میں جب مسلمان جمع ہوں گے تو وہ اپنے دامن نہ صرف روحانی برکتوں سے بھر کر واپس ہوں گے بلکہ ہر قسم کی دنیوی اور مادی منفعتیں بھی ان کو حاصل ہوں گی اسی کی طرف اشارہ ہے قرآن کی اس آیت میں کہ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام نے "خلافت" کے بعد اگر کسی چیز کو نشانہ بنایا ہے تو وہ یہی عبادت حج ہے۔ آئے دن مختلف غیر اسلامی حکومتوں کی طرف سے اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ غلام مسلمان آزاد مسلمانوں سے اس وادی بطحا میں ملیں اس لئے کہ جب وہ واپس اپنے اپنے ملک کو لوٹ کر جائیں گے تو ظاہر ہے کہ ان میں آزادی کی تڑپ پیدا ہو گی اور وہ کسی غیر اسلامی حکومت کی جوا اپنی گردن میں ڈالے رہنے کو ہرگز پسند نہ کریں گے اور خود آزاد مسلمان قوموں میں بھی ان کے لئے ہمدردی و اعانت کے جذبات پیدا ہوں گے اور ان کی عزت وعظمت و وقار میں اضافہ ہوگا۔

ہفتاد اولیا

دنیائے اسلام کے ستر اکابر اولیائے عظام کے پر عرفان سوانح حیات

فہرست اسمائے گرامی ہفتاد اولیاء

اسلام اور موجودہ مدنی مسائل

(از جناب مولانا حکیم محمد عبدالرؤف صاحب دانا پوری)

نظام حکومت جب سے انسان نے اجتماعی زندگی شروع کی اسی وقت سے کسی نہ کسی پیمانہ پر نظام حکومت اور قانون سازی کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ہر زمانہ میں بہترین انسانی عقول اور انسانی قومیں نظم حکومت اور قانون کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے میں مصروف ہوتی رہی ہیں حکومت کے ہزارہا نظام اور قوانین کے صدہا اصول بنائے گئے لیکن مقصود اصلی کے لئے کوئی مکمل نظام مرتب نہ ہو سکا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ اجتماعی زندگی میں انسان کی اجتماعی طاقت انسان کی ترقی میں صرف ہو سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے دو باتیں نہایت ضروری تھیں امن اور حقوق کی صحیح تقسیم انہی دو باتوں کے لئے بظاہر قانون سازی کی ابتدا ہوئی۔

مقصد اصلی تو یہ تھا۔ مگر ہوا کیا؟ یہ کہ ایام قبل تاریخ و بعد تاریخ (زمانہ جاہلیت) میں انسان کی اجتماعی طاقت بہت سے چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ گئی اور انسانی نسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وطن اور خاندان اور نسل کی بنا پر بہت سی جدا جدا قومیں بن گئیں اور ساری قومیں اپنے اپنے تفوق اور برتری کا دعویٰ کرنے لگیں حقوق کو صحیح طور پر سمجھنے کے بجائے قومیت کے معیار پر استحقاق کو دیکھا جانے لگا عصبیت قومی سب سے زیادہ قابل تعریف سمجھی جانے لگی حق و باطل کا امتیاز قومی تعصبات کے اندر فنا ہو کر رہ گیا۔

زمانہ وسطیٰ میں نظام حکومت اور قانون سازی کے بیشمار طریقوں کی تجربہ ہوا شخصی سلطنتیں قائم ہوئیں مخلوط حکومتیں بنیں جمہوری نظام قائم ہوا طرح طرح کے قوانین بنائے گئے بیحد و حساب اصلاحات ہوتی رہیں لیکن زمانہ جاہلیت کی قائم شدہ قومی تفریق نے سب کو مٹا دیا اور ہمیشہ اس تفریق نے دنیا کو فتنہ و فساد میں مبتلا رکھا قوموں کی قومیں ملک کے ملک انسانی نسل کی اسی قومی تفریق کی وجہ سے فنا ہو گئے۔

اس وقت جس دور کو انسانی ترقی کا بہت روشن دور سمجھا جاتا ہے جس میں علوم و صنائع کمال تک پہنچے ہوئے ہیں اس میں بھی اسی جاہلیت کی قومی تفریق نے سب سے زیادہ آفت مچا رکھی ہے یورپ اس وقت ترقی یافتہ اور سمجھدار خطہ ہے وہاں ہر طرف جمہوری حکومتیں قائم ہیں لیکن جمہوریت کی بنیاد بھی اسی قومی تفریق پر رکھی گئی ہے اس وقت قومیت کے معنے وطنیت کے ہیں یعنی ایک وطن اور ایک ملک کے باشندے اپنی فلاح و بہبود کے لئے اپنی قومی و ملکی برتری کے لئے جس طرح چاہیں قانون بنائیں کوئی قوت ان کو اس سے نہیں روک سکتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کی ساری قومیں ایک دوسرے کی دشمن ہو رہی ہیں علوم و فنون فلسفہ و سائنس، صنعت و حرفت جو انسان کی ترقی کے ذرائع ہیں وہاں بڑے سے بڑے پیمانہ پر ان سے انسان کو تباہ و برباد کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ شخصی حکومتوں کے زمانہ میں اشخاص ایک دوسرے کو ستاتے تھے قوی ضعیف پر ظلم کرتا تھا۔ دولتمند غریب پر مصیبتیں نازل کرتا تھا اب جمہوریت کے زمانہ میں ایک قوم دوسری قوم سے لڑائی ہے طاقتور قوم ضعیف قوم کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ دولتمند قوم غریب قوم کو لوٹتی بلکہ فنا کر دیتی ہے۔ بہرصورت علت مشترکہ جس سے یہ مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہی قومی تفریق، وہی جاہلیت کا قومی تعصب وہی آبائی رسم کی قومیت ہے جمہوریت اور اعلیٰ قانون سازی کے دعووں نے اس کو مٹایا نہیں، اور بڑھا دیا اس ناجائز قومیت کے ساتھ جب تک شخصیت تھی دنیا کے لئے وہ عام خطرہ نہ تھا جو آج جمہوریت و قومیت کے جمع ہو جانے سے نظر آ رہا ہے۔

یورپ کے عقلاء اور سیاسین اس وطنیت کے بڑھتے ہوئے فتنوں سے ناواقف نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے لئے یہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے اور یہی چیز اس کو تباہ کرتی رہے گی۔ یورپ نے اس کا ایک علاج سوچا تھا یعنی انٹرنیشنل کانگرس۔ لیکن انٹرنیشنل قانون کی تجویزیں ٹھہر چکیں وہ بے دست و پا ہو کر رہ گیا۔ جہاں کا ہر شخص نیشنلزم میں فنا ہو وہاں انٹرنیشنل قانون کی مخلص حامی کہاں سے آئے؟ نیشنل قانون کی حمایت میں ساری قومیں علیحدہ علیحدہ بٹ چکیں، انٹرنیشنل قوم کہاں سے پیدا کی جائے!

انسان اور انسانی نسل کو وطن یا خاص خاص نسلوں کی بنا پر بیشمار قوموں میں تقسیم کر دینا دنیا میں سب سے بڑی لعنت ہے جو جڑ پکڑ چکی ہے۔ ابتدا میں جب انسان نے اجتماعی زندگی شروع کی تھی اس وقت حفاظت کے لئے اس کی ضرورت ہوگی۔ مگر آج قومیت کے اس ابتدائی جاہلیت کے معیار کو قائم رکھنا انسانی زندگی کے لئے مصیبت عظمیٰ ہے یہ تقسیم ہمیشہ عالم انسانی کے امن و امان کو تباہ و برباد کرتی رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ اگر قومیت کا معیار قائم رہا تو حکومت کے قاعدے میں جس قسم کی تبدیلی بھی کی جائے اس سے دنیا کا امن بحال نہیں ہو سکتا حکومت خواہ شخصی ہو یا جمہوری نازی ہو یا فاسسٹ اور نیشنلسٹ ہو یا کمیونسٹ جب تک اس کے ساتھ قومیت اور عصبیت باقی ہے گندمی قوموں کے لئے یہ آفت ہی رہے گی۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ قومیت کے وطنی معیار کو مٹا دیا جائے اور اس تفریق کے مٹانے کا مطلب یہی ہے کہ تمام دنیا کے انسان ایک اخوت کی بندش میں شامل ہو جائیں۔

اس عصبیت کا علاج صرف اسلامی تعلیم کے اتباع سے ہو سکتا ہے اس کے سوا اور کوئی ممکن العمل صورت موجود نہیں ہے اسلام نے بڑی سختی سے عصبیت قومی اور نخوت جاہلیت کو رد کیا۔ حضور صلعم نے فتح مکہ کے روز اس قومی تفریق اور نسبی تفاخر کو اپنے پیروں سے روند کر مٹا دیا عرب و عجم کو ایک اخوت کے رشتہ میں منسلک کر دیا فرمایا کونوا عباد اللہ اخوانا اور فرمایا المومن کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تعلیم سے ایک ایسی قوم پیدا ہوئی جس میں ہزارہا قومیں مدغم ہو کر ایک بڑی قوم بن گئی جس کا نام "مسلم قوم" ہے اس کے اجزا ترکیبی کو دیکھئے تو اس میں صدہا بلکہ ہزارہا ایسی قومیں ملیں گی جن کو ایک دوسرے سے مطلقاً کوئی نسبت نہ تھی، ترکی تاتاری، شامی، عربی، مصری عراقی ایرانی

افغانی، حبشی، مغربی، مغل، ہندی، سندی، چینی اور اقطاع عالم کی بیشمار قومیں ایک رنگ میں رنگ گئیں عقائد و عبادات ہی میں نہیں معاشرت اور معاملات کے مسائل میں بھی سب ایک ہو گئے کھانا، پینا، حلت و حرمت کا امتیاز، ذبیحہ کا طریقہ شادی بیاہ، موت وغم ساری باتوں میں ایک رنگی پیدا ہو گئی۔

اسلام نے متحدہ قومیت کو اصول قرار دیکر نظام حکومت کے بہت سے ارکان لازمی قرار دیئے تھے ان میں سے ایک اہم چیز یہ تھی کہ ایک وقت میں مسلمانوں کی دو مستقل حکومتیں نہیں ہو سکتیں مسلمان کسی ملک کسی قوم و نسل اور کسی مرتبے کے ہوں ان پر فرض ہے کہ سب مل کر ایک کو خلیفہ بنائیں اور اس کی بیعت کریں۔ دوسرا کوئی خلافت کا دعویٰ کرے تو اس کی گردن ماردیں ابوداؤد کی روایت ہے من مات و لیس فی عنقہ بیعۃ فمات میتۃ الجاھلیۃ اور صحیح مسلم کی روایت ہے اذا بویع للخلیفتین فاضربوا عنق الاٰخر۔

اسلام نے اس طرح عصبیت قومی کا خاتمہ کرکے فتنہ و فساد کی جڑ کاٹ دی تھی مسلمان اگر اسلام کی اس تعلیم پر مستحکم رہتے تو مسلمانوں کی اندرونی تاریخ آج بالکل دوسری ہوتی، لیکن افسوس ہے کہ اسلام کی اس اہم اور صریح تعلیم کے موجود رہتے ہوئے بھی قومیت کے جاہلانہ تفاخر کو پوری طرح مسلمان ترک نہ کر سکے مسلمانوں کی اندرونی خونریزیوں کی تاریخ ایک ایک کرکے پڑھ جاؤ معلوم ہو جائے گا کہ ان سب کی اصل وجہ یہی قومی عصبیت اور جاہلانہ قومی تفاخر ہے۔

جمہوریت قانون سازی کا اختیار ہر قوم کو علیحدہ علیحدہ دیتی ہے اور ہر قوم صرف اپنے فوائد کو پیش نظر رکھکر قانون بناتی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک جمہوریت دوسری سے ٹکرا جاتی ہے اسلام نے یہ تو نہیں کیا کسی قوم کو قانون سازی کا اختیار نہیں دیا بلکہ بلالحاظ قومیت و وطنیت تمام عالم اور مشترک کے لئے قانون یا اصول قانون خود مرتب کر دیا۔ البتہ ملکی خصوصیات اور وقتی ضروریات کے لحاظ سے ضمنی قوانین یا جزوی مسائل کے استنباط کا حق ہر ملک کے مجتہدین اور اہل حل و عقد کو عطا کیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے پیمانہ پر حکمرانی کرکے ایک نظیر سامنے رکھدی اس لئے اسلامی دائرے میں رہ کر قومی تصادم کا راستہ مسدود ہو گیا۔

خلفائے راشدین کے بعد مسلمانوں میں بھی اکثر جہالت کا پرانا قومی جذبہ بھڑک اٹھتا تھا اور اسی وجہ سے مسلمانوں کی اندرونی تاریخ بھی آپس کی لڑائیوں سے خالی نہیں تاہم جن قوموں نے اسلام قبول کیا ان میں وہ مغایرت باقی نہیں رہی جو اسلام سے پہلے تھی یا جو اب بھی ان لوگوں میں موجود ہے جو اسی قوم کے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں۔

مسلمانوں میں بھی مذہبی اختلافات ہیں مگر ان اختلافات سے مغایرت پیدا نہیں ہوتی دنیا میں کوئی قوم ایسی موجود نہیں ہے جس میں اس قسم کے اختلافات موجود نہ ہوں ایسے اختلافات مٹ نہیں سکتے، یہ اختلافات علم، فہم، ادراک اور ذکاوت کے فرق کی وجہ سے ہیں جس طرح دو آدمی شکل و صورت میں یکساں نہیں ہیں لہذا فرق مراتب کی وجہ سے ایک چیز کا مطلب سمجھنے میں اختلاف کرتے ہیں ایسا اختلاف ایک نسل ایک ملک، ایک خاندان ایک گھر کے افراد میں بھی ہوتا ہے اس سے مغائرت پیدا نہ ہونی چاہیئے ایسا اختلاف اگر ضد اور جہالت کی وجہ سے ہو تو برا ہے اور علمی وجوہ کی بناپر ہو تو باعث رحمت ہو۔

اقتصادیات

دنیا کا دوسرا اہم ترین مسئلہ اقتصادیات کا انتظام ہے ہر ملک کی انسانی آبادی کا ایک حصہ ایسا ہوتا ہے جو اپنی ضروریات زندگی بہم نہیں پہنچا سکتا، جیسے یتیم، نابینا، معذور، مجبور، فقرا، مساکین وغیرہ سے کوئی ملک خالی نہیں ہے حکومت اور سلطنت کو ایسے لوگوں کی کفالت کا ذمہ دار ہونا چاہیئے۔ ہر ملک میں مستقل انتظام ہونا چاہیئے کہ اس قسم کا کوئی انسان بھوکا نہ رہ جائے

مگر جہانتک دنیا کی تاریخ اور حکومتوں کے قوانین کا حال معلوم ہے کسی سلطنت نے کبھی اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا۔ قوانین ملک میں کبھی ایسے لوگوں کو کوئی مستقل جگہ نہ دی گئی آج ساری جمہوری اور شخصی سلطنتوں کو دیکھتے جاؤ۔ جدید تمدن کے سارے مدعیوں کا جائزہ لو۔ ایسے لوگوں کے لئے کوئی مستقل انتظام کسی ملک میں موجود نہیں ایسے لوگوں کی زندگی محض اہل خیر کے رحم و کرم پر موقوف رہی ہے سلاطین یا حکومتوں نے پہلے یا موجودہ زمانہ میں جب کبھی ایسے لوگوں کے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے تو استحساناً کبھی وہ اس کے لئے قانوناً مجبور تھے نہ ہیں اور نہ انہوں نے اس ذمہ داری کو قبول کیا ہے۔

اسلام اور صرف اسلام ہے جس نے اس کو حکومت کا سب سے زیادہ ضروری کام قرار دیا ہے اسلام کا اقتصادی قانون اس بنیاد پر قائم ہے کہ ہر مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح نماز روزہ اور حج فرض ہے۔ کوئی مسلمان زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار نہیں کر سکتا اور جو انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا اسلامی حکومت کا اولین فرض یہ ہے کہ بیت المال قائم کرے اور زکوٰۃ کے سوال کو ایسے مجبور لوگوں پر خرچ کرنے کا انتظام کرے اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ اسلامی حکومت جبراً وصول کریگی۔ اموال باطنہ جن کا حال حکومت کو معلوم نہ ہو سکے ان کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور بغیر اس فرض کو ادا کئے نجات نہیں ہو سکتی۔ البتہ ان اموال کا اختیار مالک نصاب کو ہے۔ خود مستحقین کو دیدے یا وہ بھی بیت المال میں داخل کردے۔

اسلامی تعلیم کی رو سے ملک کے کل اموال نامیہ کا چالیسواں حصہ اور کل پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ اور کل جانوروں کا ایک مقررہ حصہ ہر سال ایسے لوگوں پر صرف کرنے کے لئے مخصوص ہے اور اسلامی حکومت ذمہ دار ہے کہ یہ سب مال صحیح طور پر ایسے لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔ کیا ابتدائے آفرینش سے ابتک دنیا کے عقلاء نے کسی قوم یا کسی حکومت نے کبھی کوئی قانون یا کوئی قاعدہ ایسا بنایا ہے جو ایسے مجبور انسان کے لئے اس سے بڑھکر یا اس کے مثل مفید ہو اور قابل قبول بھی ہو؟ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے۔

سرمایہ داری اور غربت

ہمیشہ ہر ملک اور ہر قوم کی یہ حالت رہی ہے کہ ملک کا مختصر طبقہ دولتمند اور سرمایہ دار ہوتا ہے اور اس ملک کا بڑا حصہ غریب اور مفلس ہوتا ہے سرمایہ دار دولت کی طاقت سے غریبوں کو ستاتے ہیں مجبور رکھتے ہیں ان سے جفاکشی اور محنت کا کام لیتے ہیں لیکن ان کی امداد ان کے اہل و عیال کی ضروریات کے قابل ہی معاوضہ

نہیں دیتے انہیں غریبوں اور محنت کرنے والوں کی محنت سے بہت کچھ نفع حاصل کرتے ہیں اور ناجائز عیش و عشرت میں صرف کرتے ہیں لیکن مزدور کا حق المحنت کبھی بالکل نہیں دیتے کبھی بمشکل بہت کم دیتے ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرمایہ دار سب ایک طرح کے ہوتے ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ سرمایہ داری فی نفسہ بری چیز ہے، تمدن و معاشرت کی ترقی کا ایک ضروری جزء سرمایہ ہے علمی اور صنعتی ترقیوں میں زبردست حصہ سرمایہ داروں کا ہے اسلام نے مال کو حیات دنیا کی زینت کہا ہے سرمایہ داری کو خدا کا فضل بتایا ہے دولتمندی خدا کی نعمت ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن واقعہ یہی ہے کہ سرمایہ داری کے ساتھ کبر و غرور اور ظلم بھی عموماً ساتھ ہی ساتھ آتا ہے جو دنیا کی بدترین لعنت ہے۔

ہمیشہ اور ہر زمانہ میں سرمایہ داری اور دولتمندی کے ان تلخ نتائج کو روکنے کی عقلاء نے کوشش کی مگر قطعاً کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا حتیٰ کہ بڑے بڑے غور و فکر کرنے والے یہ کہنے لگے کہ دنیا غریبوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے یعنی ان مظالم کا سدباب ناممکن ہے اور مفکرین کی ایک جماعت اس نتیجہ پر پہنچی کہ اصلاح کا طریقہ صرف یہ ہے کہ سرمایہ داری ختم کر دی جائے اور اقتصادی مساوات قائم کر دی جائے۔

اقتصادی مساوات کی تحریک بھی غیر معلوم مدت سے دنیا میں جاری ہے ایک وقت یونانیوں میں اس کا بڑا زور ہوا تھا دوسری دفعہ ایران کے مزدکیوں نے تقریباً ڈیڑھ سو برس تک پورے ایران میں پوری قوت سے اس کو جاری رکھا مگر کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا بلکہ سارا ملک تباہی میں مبتلا ہو گیا۔ یہی تحریک کچھ اصلاح کے ساتھ اب سوشلزم کے نام سے تقریباً یورپ کے کل ملکوں میں زور پکڑ رہی ہے اور یہی تحریک کچھ عملی تبدیلی کے ساتھ کمیونزم کے نام سے روس کے نظام حکومت کی بنیاد بنی ہوئی ہے۔

میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کروں گا کہ مساوات حقیقی یا اقتصادی مساوات کی تحریک جس قسم کی بھی ہو غیر فطری غیر مستقل اور سخت مضر ہے اسلام ایسی تحریکوں کو پسند نہیں کرتا اسلام نے جس قسم کی مساوات کا حکم دیا ہے وہ اور چیز ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو جائے گا۔

مساوات حقیقی یا اقتصادی مساوات

اقتصادی مساوات کو اصول قرار دینے کی ابتک دو صورتیں معلوم ہو سکی ہیں ایک یہ کہ ملک کے تمیع اموال قابل انتفاع میں اباحت مطلقہ ہو یعنی جس شخص کو جس چیز کی حاجت ہو اس سے کوئی اس کو روک نہ سکے جیسا کہ مزدکیوں کا اصول تھا اس صورت کا تجربہ ہو چکا کہ اباحت مطلقہ کے ساتھ نظم ملک ناممکن ہے اور نظم نہ ہو تو تباہی بھی لازم ہے دوسری صورت یہ ہے کہ ملک کی کوئی قابل انتفاع چیز کسی کی ملک خاص نہ ہو بلکہ سب چیزیں اہل ملک کی مشترک ملک ہوں جیسا کہ سوشلزم اور بالشوزم کا مشترک اصول ہے اس صورت میں نظم حکومت ممکن ہے لیکن استقلال ناممکن ہے اس لئے کہ ملک کی پوری قوت اور ساری دولت عملاً حکومت اور فوج کے اقتدار میں ہو جائے گی تو اسے قانونی الفاظ میں کتنا ہی محدود کیا جائے اور رعایا کی ساری قوت مسلوب ہو جائے گی اتنی بیچارہ ہے کی جتنی سرمایہ داروں کے نظام جمہوریت میں رہتی ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت کی باگ جب تک ایسے لوگوں کے

ہاتھ میں رہے گی جو ایثار پیشہ ہوں اور قانون کا اتباع کریں نظم قائم رہے گا لیکن اگر ارباب حکومت اور فوج قانون توڑنا چاہیں تو رعایا بالکل مسلوب الاختیار ہوگی اور حکومت کے غیر قانونی افعال کی اتنی بھی مدافعت نہ کر سکے گی جتنی سرمایہ دار ممالک کی رعایا کر لیتی ہے۔

سوشلزم اور بالشوزم کی تحریک کا نتیجہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوری طور پر غربا اور مزدور پیشہ لوگوں کی حالت سنبھل جائے گی اور ان کو بہت سے مصائب سے نجات حاصل ہو جائے گی یہی چیز ہے جس سے یہ تحریک آبادیوں کے کثیر حصہ کی دلچسپی کی باعث بنی ہوئی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ نتیجہ کے اعتبار سے یہ تحریک ملک کی سخت تباہی اور بربادی کی سبب بنے گی۔ ملک کی تمام مادی و اقتصادی قوت کو ایک جگہ جمع کر دینا اور افراد ملک کو بالکل مفلوج بنا دینا سخت خطرناک طریقہ ہے یہ کہنا کہ ملک کی جمع شدہ قوت و دولت قانوناً ملک کے افراد ہی کے قبضہ میں رہے گی بڑا دھوکا ہے قانونی قبضہ اور عملی قبضہ میں بڑا فرق ہے، روس کی تحریک ابھی ابتدائی منزل میں ہے اور ابتک انہی لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ہے جو مخلص تھے اور اپنے اصول کی خاطر ہر طرح کے ایثار و قربانی کے لئے طیار تھے لیکن ان کے ایثار و قربانی سے تحریک کے خطرناک پہلو کا سدباب نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ اگر اس خطرہ کا سدباب بھی ہو جائے اور دنیا میں اقتصادی مساوات قائم بھی ہو جائے تو یہ چیز دنیا کے لئے مفید نہیں ہو سکتی بلکہ مضر ہوگی فطرت اور منشا الٰہی کے خلاف ہوگی دنیا کا تمام کام اختلاف مراتب کی وجہ سے چل رہا ہے اقتصادی فرق ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انسان بڑے سے بڑا مشکل اور خطرناک کام انجام دے سکتا ہے اسی فرق کی وجہ سے انسان سخت سے سخت دماغی اور جسمانی جد و جہد پر مجبور ہوتا ہے اور یہی جد و جہد اور مسابقت ہر طرح کی علمی و صنعتی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ فرق مراتب اور مالی امتیازات مٹا دیئے جائیں تو علمی و عملی کاموں کی تکمیل بالکل ناممکن ہو جائیگی۔

اسلام نے نہ حقیقی مساوات کی تعلیم دی ہے نہ اس کو قبول کیا اور نہ جائز رکھا ہے حضرت عائشہ کی روایت ہے حضور نے فرمایا انزلوا الناس منازلھم امیر کی اطاعت ہر مسلمان کے لئے لازمی قرار دی ہے۔ ہر جماعت اور ہر خاندان کے لئے امیر و مامور کا سلسلہ قائم کر دیا حتیٰ کہ حکم دیا اذا کنتم علی سفر فلیؤموا احدکم یعنی تین آدمی سفر میں ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امام بنا لیں امیر و مامور کے علیحدہ علیحدہ حقوق بتا دیئے۔ افراد و اشخاص کی ملکیت کو جائز تسلیم کیا جائداد منقولہ میں بھی اور غیر منقولہ میں بھی۔ اسی بنا پر کسی پر زکوٰۃ فرض ہوئی کسی پر نہیں کسی کو زکوٰۃ لینے کی اجازت دی کسی کے لئے حرام کر دیا کسی پر حج فرض کر دیا کسی پر نہیں۔ ملکیت ہی کے جواز پر فرائض کا قانون لازمی قرار دیا کسی شخص کا مال بغیر اجازت جبراً لینا ناجائز کیا حلال مال کے لئے حصول و طلب کی رغبت دلائی تجارت ملازمت، حکومت صنعت و حرفت اور مال جمع کرنے کے سارے حلال وسائل کی ترغیب دی۔

یہ ساری باتیں اس پر دال ہیں کہ اسلام نے انسان کے فرق مراتب کو جائز رکھا ہے اور اس کے ملحوظ رکھنے کی تاکید کی ہے سرمایہ داری کو جائز رکھا ہے اور خاص اسلامی احکام میں بھی اس فرق کو ملحوظ رکھا ہے۔ باوجود اس کے سرمایہ داری کے مسموم اثرات کو روکنے کا ایسا مکمل انتظام کیا ہے جو نہ سوشلزم سے ہو سکتا ہے نہ

کمیونزم سے۔

سرمایہ داروں کے مذموم طریقے

جس طرح سائنس فی نفسہ مذموم چیز نہیں ہے بلکہ انسان، انسانی قوت انسانی تمدن اور معاشرت کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن جب اس چیز کو انسان کی ہلاکت و تباہی اور ملک کی بربادی کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ دنیا کے لئے مصیبت بنجاتی ہے یہی حال سرمایہ داری کا ہے۔ سرمایہ دار اگر اموال دنیا کو اچھے مصرف میں صرف کریں تو دنیا کو خوشحالی اور رشتی سے معمور کر سکتے ہیں اور جن کو اللہ تعالے توفیق عطا فرماتا ہے وہ یہی کرتے ہیں لیکن زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ سرمایہ دار سرمایہ کی قوت سے غریب اور مفلس لوگوں کی جائدادیں اور مختصر زندگی کا سامان بھی چھین لیتے ہیں اور انہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں سرمایہ دار کرتے یہ ہیں کہ غریبوں کو لالچ دیکر اپنی طرف کھینچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کا خون چوس لیتے ہیں دولتمندوں نے دولت کے ذریعہ سے ملک کی دولت جمع کرنے کے بہت سے طریقے ایجاد کئے اور برابر ایجاد کرتے رہتے ہیں ان ترکیبوں میں سب سے زیادہ اہم اور عام چیز ربوا (سود) کا کاروبار ہے۔ ربوا کا اصول یہ ہے کہ مال بغیر کسی محنت کے خود نفع پیدا کرے اور صاحب مال کسی نقصان کا ذمہ دار نہ ہو۔ تاجر کتنی ہی ہوشیاری اور محنت سے کام کرے کاریگر کتنی ہی جفاکشی و ذہانت سے چیزیں بنائے نقصان سے بے خطر نہیں ہو سکتا اور سود خوار کتناہی کم سود لے مگر اس کا نفع مستقل اور پائدار ہوگا۔ اس کو کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے، نہ اس کو جفاکشی اور محنت کرنی پڑتی ہے۔

بیع کی بیشمار قسمیں سرمایہ داروں نے ایسی بنائی ہیں جو صرف کشش زر کا ذریعہ ہیں۔ مثلاً سٹہ یا بغیر مال کے فرضی بیع اور بیع در بیع۔ یہ بیع نہیں ہے نہ بیع کے لئے کوئی چیز موجود ہوتی ہے محض سرمایہ جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔ انشورنس سرمایہ داروں کی نئی ایجاد ہے اور بڑی کامیاب ایجاد۔ زندگی کا بیمہ کرتے ہیں، چیزوں کا بیمہ کرتے ہیں، مکان کا بیمہ کرتے ہیں اور گویا اموال اور زندگی کے تحفظ کا ایک حد تک ذمہ لیتے ہیں اور اسی ذمہ داری کے بدلے بےحساب دولت سمیٹ لیتے ہیں۔ غور کرو کہ یہ بیمہ کمپنیاں تھوڑے دنوں میں کس طرح یہ دولت سمیٹتی ہیں؟ یہ دولت کہاں سے آتی ہے؟ مزدور اپنا پیٹ کاٹکر، کاریگر اپنا خرچ گھٹاکر، تاجر اپنے نفع نقصان سے بے پروا ہوکر بخوشی اپنا مال ان کمپنیوں کے حوالہ کرتے ہیں۔

موجودہ دور کی عجیب حالت ہے یہ لوگ سرمایہ داروں کے مظالم سے تنگ آ گئے ہیں۔ مختلف ملکوں کا بڑا حصہ سرمایہ داری کو بالکل مٹادینے کا حامی ہے باوجود اس کے دولتمندوں کے ان تمام ہتھکنڈوں کی تائید کی جارہی ہے جن پر سرمایہ داری کی بنیاد پر قائم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس نمائشی مخالفت کے باوجود سرمایہ داری کو جو طاقت حاصل ہے وہ کبھی نہ تھی۔

اسلام نے نفس سرمایہ داری کو جائز رکھا ہے مگر اس سرمایہ داری کو جو حلال صحیح اور غیر مشتبہ طریقہ سے حاصل ہو۔ سرمایہ داروں کے تمام مکر و فریب کے طریقوں کی اس نے سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے اور سب کو ناجائز اور حرام کہا ہے۔ سود، جوا، سٹہ بازی، بیمہ یعنی قسمت کی بازی بیع کی ساری مجہول اور فرضی قسمیں سب ناجائز اور حرام ہیں اور جو سرمایہ ان طریقوں سے جمع ہو وہ بدترین سرمایہ ہے۔

ربوا یعنی سود خواری

اسلام نے سود خواری کی بڑی سختی سے مخالفت کی ہے سود خواری کو خدا کے ساتھ جنگ کہا گیا ہے۔ حضور صلعم نے سود خواروں کے ساتھ کبھی مصالحت نہ کی نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مصالحت کرتے وقت جو صلح نامہ لکھا گیا اس میں صاف طور سے حضور نے ظاہر کر دیا کہ تم میں سے جو صاحب دجاہت سود کھائیگا اس کا ذمہ میں نہیں لیتا۔ اطراف مدینہ میں یہود کے قبائل آباد تھے اور بڑے سود خوار تھے۔ یہود مشہور سود خوار قوم رہی ہے ان کا مدینہ کے اطراف میں رہنا آپ نے کسی شرط پر منظور نہ کیا قرآن پاک نے سود خواری کی سزا خلیۃ فی النار بتائی ہے جو کفر و عناد کی انتہائی سزا ہے۔ یہ سختیاں اسی لئے ہیں کہ سود خواری کے ساتھ دنیا کی اقتصادی حالت کبھی درست نہیں ہو سکتی۔

سود کی حالت یہ ہے کہ مال مقررہ نفع پر غریبوں میں تجارت کرنیوالوں میں کاریگروں میں مزدوروں میں کاشتکاروں میں پھیل جاتا ہے اور ان سب کی محنت و مزدوری کی کمائی کا ایک مستقل حصہ سرمایہ دار کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے ہر کام میں خسارہ اور نقصان بھی ہوتا ہے۔ وہ سارا نقصان محنت کرنے والے کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سرمایہ دار اس نقصان میں شریک نہیں ہوتا بلکہ نقصان کی حالت میں بھی وہ اپنا نفع غریب سے وصول کرتا ہے۔

سود خوار سب سے پہلے اپنے دوستوں کو اپنے قبیلہ اور اپنی قوم کو پھر ان سب کو جو اس کے ساتھ معاملہ کریں تباہ کر دیتا ہے اور دوستی و ہمدردی کے ساتھ ان کا سب کچھ لوٹ لیتا ہے۔ ہمیشہ سے یہود دنیا کی مشہور سود خوار قوم ہے اسی لئے یہودیوں کی یہ حالت ہے کہ جو ان میں دولتمند ہیں ان کی دولت کی انتہا نہیں ہے مگر یہ دولت کہاں سے آئی؟ کیونکر آئی؟ اپنی ہی قوم کی غریب جماعت کو ان مہاجنوں نے تباہ کر دیا ان کی کوڑی کوڑی چھین لی اور شودر بنادیا تب یہ دولت جمع ہوئی ہے اور اب بھی اسی سود خواری کی لوٹ سے تباہ ہوکر بہت سے کاشتکار اور مزدور پیشہ شودر بنتے جارہے ہیں جن کا کوئی پوچھنے والا تک نہیں۔

یہود سود خواروں نے بالخصوص اور سرمایہ داروں نے علی العموم اس وقت دنیا میں بنکنگ کا جال پھیلا دیا ہے اور اس ذریعہ سے دنیا کی تجارت صنعت محنت اور دنیا کی پیداوار، دماغ سوزی اور محنت سے منتفع نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان سرمایہ داروں کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیدے۔ اس کا علاج کیا ہے؟ کیا یہ کہ ان کے روپے چھین کر غریبوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اور ان کو پھر ویسا ہی جال پھیلانے کی اجازت دیدی جائے؟ یا یہ کہ اس جال کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے، یعنی سودی معاملات کو روک دیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان مظالم کا قطعی سد باب ہو جائے۔

بعض اصحاب جو اقتصادیات سے قطعاً نابلد ہیں کہا کرتے ہیں کہ ایسی سود خواری

جس میں سود زیادہ لیا جائے اور حاجتمندوں یا مفلسوں سے لیا جائے بینک بری ہے مگر تاجروں کو جو روپیہ سود پر دیا جائے کہ وہ تجارت کریں یا جو روپیہ بینکوں سے سود کا لیا جائے اس کی برائی کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ تجارت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ ایسے لوگوں کو شاید معلوم نہیں ہے کہ بینک کا کام کیا ہے اور جو روپیہ بینک سے سود کا ملتا ہے وہ دولتمندوں کا ہوتا ہے یا غریبوں کا۔ بینک کو مدد دینا اپنی قوم اپنے ملک اور ملک کے غریب طبقے اور چھوٹے تاجروں کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنے کا ہم معنی ہے بینک میں روپیہ جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ظالمانہ کام کو وسیع پیمانہ پر جاری کر سکے غریب تاجر غریب کاشتکار غریب کاریگر سے بڑی رقمیں سود کی جمع کرے اور ان میں سے ایک حصہ ان لالچی جمع کرنے والوں کو بھی دیتا ہے سود کا روپیہ دولتمندوں کے سرمایہ سے نہیں ملتا بلکہ غریبوں ہی کی جیب سے نکل کر آتا ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض کمزور مسلمان سرمایہ داری کے خلاف بھی ہیں اور ظالم سود خواروں کو دولتمند دیکھ کر سود خواری کے جواز کے خواہشمند بھی ہیں۔ اسلامی تعلیم میں اصلاح کے طالب ہیں۔ علماء کے اس پرانے خیال پر روتے ہیں کہ انہوں نے سود سے روک کر ہمیں غریب بنا دیا بعض مولویوں کو ملا کر کم از کم بینک کے سود کے جواز کا فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کے خلوص اور نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہتا مگر اس مسئلہ پر مزید غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر مسلمانوں میں مہاجنوں کی طرح روپیہ کی سود خور جماعت پیدا نہیں ہوئی تو یہ رونے کی چیز نہیں ہے۔ رونے کی چیز یہ ہوگی کہ غریبوں کو ہم خود لوٹنے لگیں یا خود نہ لوٹیں مگر لوٹنے والوں کی مدد کریں اور لوٹ کے مال میں حصہ بانٹنے لگیں۔ اگر ہم اس بات کے خواہشمند ہیں کہ ہم میں کروڑپتی مہاجن پیدا ہوں تو ہمیں یہ بھی پسند کرنا پڑے گا کہ ہم میں تباہ حال شودر بھی پیدا ہوں کیونکہ کروڑپتی زیادہ اپنی ہی قوم کو لوٹ کر کروڑپتی بنتے ہیں۔

الغرض دولت اور سرمایہ دنیا کے تمام کاموں کا ایک ضروری جزو ہے تجارت صنعت و حرفت علمی ترقی فن کی تحصیل سب کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے اسلام نے محنت اور جفاکشی کی طرح سرمایہ کو بھی حصول انتفاع کا ذریعہ تسلیم کیا ہے لیکن جفاکشی اور محنت کرنے والا جس طرح نفع کا مستحق ہوتا ہے اسی طرح نقصان کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح سرمایہ دار کو بھی نفع اور نقصان دونوں کا ذمہ دار ہونا چاہیے اگر تبادلہ میں کوئی حصہ بغیر معاوضہ و بدل کے لیا جائے یا سرمایہ کے عوض صرف مقررہ نفع لیا جائے اور نقصان کا سرمایہ دار ذمہ دار نہ ہو تو ایسا معاملہ ناجائز اور حرام ہوگا۔ نہ کوئی مسلمان خود ایسا کر سکتا ہے نہ ایسی قوم کے ساتھ ہمدردی کر سکتا ہے جو اس طرح کا معاملہ کرے۔

مسلمانوں پر منجملہ اور فرائض کے ایک فرض یہ بھی ہے کہ دنیا سے ایسے ظالمانہ کاروبار کو مٹائیں کیونکہ یہ چیز دنیا کے گروہ متقی کی تباہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کا مفہوم

(از جناب مولوی خلیل الرب صاحب مئوی)

جب سے کانگریس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ عوام سے براہِ راست تعلق پیدا کرے گی اور ان کو اپنا پروگرام سمجھائیگی، فرقہ پرور لیڈروں میں بدحواسی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی بدحواسی اور سراسیمگی کی وجہ بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے یہ عوام کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اگر کانگریس کو ان سے سودا کرنا ہے تو ہمارے ذریعہ سے کرے مگر کانگریس نے فیصلہ کردیا ہے کہ نہ تو ہمیں سودا کرنا ہے اور نہ دلالوں کی ضرورت ہے۔ کانگریس کے اس فیصلہ میں ان کی موت ہے اور اسی لئے یہ اس قدر برہم اور بدحواس ہیں، عوام کانگریس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہورہے ہیں غریب اور مظلوم مسلمان بھی سمجھتے ہیں اور سمجھتے جارہے ہیں کہ وہ کانگریس میں شامل ہوکر ہی اپنی غریبی اور بے روزگاری دور کرسکتے ہیں اس لئے کہ ہندوستان میں صرف کانگریس ہی ایک ایسی جماعت ہے جو سامراج کی دشمن ہے اور مکمل آزادی کے ساتھ ساتھ اقتصادی انقلاب بھی برپا کرنا چاہتی ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج جو مسلمان کانگریس میں آرہے ہیں وہ کسی وقتی جذبہ کے ماتحت نہیں آرہے ہیں انہوں نے اپنی شرکت کے لئے کانگریس سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا وہ خوب سوچ سمجھکر ملکی حالات اور اقتصادی رجحانات کا جائزہ لیکر کانگریس میں شامل ہوئے ہیں، یہ چیز بڑی امید افزا ہے، اب کانگریس میں ان کی شرکت مستحکم اور مستقل ہوگی، نہ وہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ آئے ہیں نہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ جائینگے۔

مسلمانوں کی رجعت پسند اور فرقہ پرور جماعتیں بوکھلائی ہوئی ہیں اور کانگریس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کو برا بھلا کہتی ہیں ان کے خیال کے مطابق کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کا مفہوم اپنے کو ہندوؤں کے قدموں پر ڈال دینے اور انندبھون کو سجدہ کرنے کے مترادف ہے۔

جب کوئی جماعت بےعمل اور نکمّی ہوتی ہے اور اس میں سیاسی شعور کا افلاس ہوتا ہے تو اس کے افراد کو اسی طرح کی لچر اور لایعنی باتیں سوجھا کرتی ہیں ان کے پاس کوئی عملی پروگرام نہیں ہوتا ان کے کام کا سب سے بڑا جزیہ ہوتا ہے کہ کام کرنے والی جماعتوں کو کوسا جائے، یہی حال اس وقت مسلم لیگ والوں کا ہے۔ دراصل ان کی مخالفت کانگریس سے اتنی نہیں ہے جتنی کہ اس کے فیصلہ سے ان کا پارہ چڑھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ کانگریس نے ان کی ضرورت اور اہمیت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔

کام کرنے والوں کو ان سطحی اعتراضات اور نامعقول باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تاہم اس سلسلہ میں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کا مفہوم کیا ہے، اس مسئلہ کا طے ہوجانا اس لئے ضروری ہے کہ ہم سیاسی جماعتوں اور دوسری تحریکوں میں خاص مقصد لیکر شامل ہوتے ہیں ہم اس جماعت میں ہرگز نہیں شامل ہوتے ہیں جس سے ہمیں خاص اجتماعی فائدہ نہ پہنچتا ہو۔ کانگریسی مسلمانوں کے سامنے کانگریس میں ان کی شرکت کا مفہوم بہت واضح ہے وہ کسی لالچ سے یا کانگریس کی طاقت اور ساکھ سے مرعوب ہوکر اس میں شامل نہیں ہوئے ان کی ذہنیت پست اور شکست خوردہ نہیں ہے جیسا کہ مسلم لیگ اور اسی قسم کی دوسری جماعتیں کہا کرتی ہیں حقیقت میں یہ جماعتیں خود ہندو اکثریت سے خوفزدہ ہیں اور محض اقلیتوں کے تحفظ کا رونا رویا کرتی ہیں، ان کے بلند آہنگ دعووں میں پستی اور شکست خوردہ ذہنیت کی جھلک نظر آتی ہے یہ حال ہے ان جماعتوں کی بہادری اور خوداعتمادی کا جو اپنے کو خود دار کہتی ہیں اور دوسروں کی چوکھٹ پر گردن جھکانا گناہ خیال کرتی ہیں۔

برعکس اس کے کانگریسی مسلمانوں کو اپنے اوپر پورا اعتماد اور اپنی قوت اور طاقت پر پورا بھروسہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک بڑی قوم کے افراد اور بلند روایات کے حامل ہیں اور اس لئے کوئی طاقت ان کے حقوق کو پامال نہیں کرسکتی اگر وہ بدقسمتی سے ایسا کرنے کی کوشش کرے گی تو وہ اس کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ ان کو احساس ہے کہ ان کی قوم نے بازارِ سیاست میں دوسری اقوام کی قسمتیں خریدی ہیں اور اس لئے وہ یہ گوارا نہیں کرسکتے کہ آج ان کی قیمت لگائی جائے، وہ اپنی جانبازی بہادری اور ایثار و قربانی کی قیمت مانگنا شعار قومی کے منافی خیال کرتے ہیں وہ ملک کی آزادی کی جنگ میں برابر کے شریک ہوکر آزاد اور باعزت زندگی میں برابر کے حصہ دار بننا چاہتے ہیں وہ اپنے حقوق ہندو اکثریت سے مانگیں گے نہیں بلکہ منوائیں گے۔ ہماری فرقہ پرور جماعتیں بھی کتنی مضحکہ خیز ہوتی ہیں یہ اپنی ایک جنبشِ لب سے بلند ہمت کو بزدل اور زرخرید غلام اور بزدل کو بلند ہمت اور خوددار بنا دیا کرتی ہیں۔

غیر کانگریسی مسلمان لیڈروں کو کانگریس میں ہر جگہ ہندو ذہنیت چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان کو اپنی انفرادیت مذہبی اور تمدنی روایات اور زبان حتی کہ اسلام تک خطرہ میں نظر آتا ہے، حالانکہ سوا ان کے اور کوئی چیز خطرہ میں نہیں ہے اس سلسلہ میں سب سے بڑی دلچسپ چیز یہ ہے کہ چاہے آپ کو اسلامی تمدن سے واقعی کوئی تعلق نہ ہو، اسلامی روایات سے کوئی دلچسپی نہ ہو قومی لباس سے پرہیز کرتے ہوں اور زبان سے صرف آشنا لگاؤ ہو کہ اس جماعت میں انگریزی میں تقریر کردیتے ہوں اور کبھی کبھی بیانات دیدیتے ہوں۔ آپ سچے مسلمان معاشرت زبان اور مذہب کے حامی اور مسلمانوں کے حقوق کے محافظ سمجھے جائینگے بشرطیکہ آپ دوسروں کو گالیاں دے لیتے ہوں۔ کانگریسی مسلمان چاہے اسلامی روایات کے حامل قومی وضع اور شعار کے پابند اور زبان کے عملی خدمت گزار کیوں نہ ہوں مگر ان بےعمل انسانوں کے نزدیک اسلام کو مٹانے والے ہیں۔

کانگریس نے بنیادی حقوق کے سلسلہ میں اپنے کراچی والے اجلاس میں اس بات کا صاف طور پر اعلان کردیا ہے کہ اقلیتوں کے مذہب معاشرت تہذیب اور زبان کا احترام کیا جائے گا اور قومی حکومت ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوگی پچھلے مہینے میں کانگریس کی مجلس عاملہ نے کلکتہ میں پھر کراچی کی پاس شدہ

تجویز کا مفصل طور پر اعادہ کیا ہے اس اعلان کے بعد نظری طور پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا عملاً یہ ہوسکتا ہے کہ اس میں ہندو ذہنیت چھائی ہوئی نظر آتی ہو اور وہ اپنے اعلان کی پوری پوری پابندی نہ کرسکے مگر اس کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ اس زمانہ میں مسلمان بحیثیت جماعت کے کانگرس سے الگ رہے پچھلی سول نافرمانی کی تحریک سے ان کی علیحدگی نے خصوصا ان کو کانگرس سے علیحدہ اور دور کردیا اور اس لئے کانگریسی تحریک میں ہندو زیادہ تر گئے۔ یہ ہندو اثر اس جگہ بہت زیادہ نمایاں ہوگیا جہاں ان کی اکثریت تھی دوسرے ہم اس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور اس لئے ہر قومی تحریک میں بسا اوقات ہم محض کثرت کو ہم ہندوئیت سے تعبیر کرتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے کہ ہم صوبہ سرحد کے ہندوؤں کو کانگرس مسلم جماعت معلوم ہوتی ہے صوبہ پنجاب اور بنگال کے مسلمان اگر کانگرس پر چھا جائیں تو وہاں کی ہندو اقلیت کانگرس کو اسی طرح شبہ اور خوف کی نگاہوں سے دیکھے گی جس طرح بہار کے مسلمان دیکھتے ہیں دراصل یہ باتیں بہت چھوٹی ہیں آپ کو کون مجبور کرتا ہے کہ آپ ہندو ذہنیت سے اثر ضرور قبول کیجئے آپ ہر مذہبی معاملہ پر لڑ سکتے ہیں تجے اور بندے کے بجائے زندہ باد اور اللہ اکبر کے نعرے لگا سکتے ہیں یہ باتیں اتنی معمولی ہیں کہ ان پر اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا انتہائی درجہ کی حماقت ہے بنیادی مسائل سے غفلت برتنا ہے۔

فرقہ پرور لیڈر زندگی کی تلخ حقیقتوں کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمیشہ ایسے سوالات اٹھایا کرتے ہیں جو ہیجان پیدا ہوتے ہیں اور جن کو حقیقی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ ۳۵ کروڑ انسانوں کی مفلسی اور بیروزگاری کے سامنے کلچر معاشرت اور زبان کی بحث چھیڑ دیتے ہیں حالانکہ متوسط طبقہ کے علاوہ عوام تو ان الفاظ کا مفہوم بھی نہیں سمجھتے اور بالفرض انہیں سوالات کو اگر بنیادی مسائل قرار دیدیا تو بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان چیزوں کا واقعی دشمن کون ہے۔ میں تو نہیں کہہ سکتا کہ ایک غلام کی تہذیب معاشرت اور زبان دوسری قوم کے مذہبی اور تمدنی روایات اور زبان کو کس طرح مٹا سکتی ہے اس کی ہر چیز خود ہی خطرہ میں پڑی ہے وہ کسی اور کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے جبکہ مذہب تمدن اور زبان کو نہ تو ہندو مٹا رہے ہیں اور نہ مٹا سکتے ہیں دراصل ان کو تباہ کرنے والی قوتیں دوسری ہیں غیر ملکی حکومت اور ان کا سامراجی نظام ان کو مٹا رہا ہے ہماری سماجی زندگی کی بنیادوں کو غلامی اور برطانوی ملوکیت نے کھوکھلا کردیا ہے ہم نے ہندو معاشرت نہیں لی ہم سر دلی پہ چوٹی نہیں رکھتے اور ہندی نہیں پڑھتے لیکن انگریزی وضع اور انگریزی زبان کے دلدادہ ہیں جو انگریزی نہیں پڑھے ہیں ان میں بھی وہ صاحبیت“ اس درجہ آگئی ہے کہ اسلامی وضع کی خوبو بھی باقی نہیں رہی ہے غدر کے زمانہ تک ملک میں لاکھوں عربی مدارس تھے لیکن انگریزی حکومت نے رفتہ رفتہ ان کو مٹا دیا اور جو عربی مدارس قائم رہ گئے ہیں ان کی مالی حالت انتہائی سقیم ہے اور اب وہ جاں بلب ہو رہے ہیں۔ ان مدارس کے نکلے ہوئے طلبا کی کہیں اہمیت نہیں یہ فلسفہ منطق تاریخ و ادب میں کتنے ہی قابل کیوں نہ ہوں مگر ان کی کہیں پوچھ گچھ نہیں عربی مدارس کے فارغ التحصیل

طلبا کی ناقدری کی انتہا ہے کہ سرکاری اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی فارسی اور اردو پڑھانے کے لئے بھی ان کے بجائے بی۔ اے اور ایم کو رکھا جاتا ہے یونیورسٹیوں میں عربی پروفیسر جامعہ ازہر کے منتہی نہیں ہوسکتے ان کے پاس انگلستان کی ڈگری ہونی چاہیئے یہ ایک معمولی سی مثال ہے اگر ہماری غلامانہ ذہنیت ہمیں ایک لمحہ کے لئے آزاد طریقہ سے سوچنے کا موقعہ دے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر سامراجی قوتیں اپنا اثر ڈال رہی ہیں ہمارے مذہب تمدن اور زبان کی سب سے بڑی دشمن برطانوی حکومت اور اس کا سامراجی نظام ہے۔

برطانوی ملوکیت نے صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو برباد نہیں کیا بلکہ تمام اسلامی حکومتیں اس کی گرفت میں ہیں ہر جگہ ان کا اقتدار ہے فلسطین کے مسلمانوں پر آج جو ظلم ڈھایا جارہا ہے وہ اسی برطانوی شہنشاہیت کا ایک چھوٹا سا کرشمہ ہے ایسی حالت میں ضروری ہے کہ ہم حکومت اور اس کے استعمار کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کریں اور ان تمام جماعتوں سے پوری طرح اشتراک عمل کریں جو اس سے جنگ کررہی ہیں۔

کانگرس میں مسلمانوں کی شرکت کا مفہوم مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ وہ حکومت برطانیہ سے سیاسی اور اقتصادی جنگ کرنے کے لئے اس میں شامل ہیں اور جہاں تک ان مذہبی معاملات اور معاشرتی میلانات کا تعلق ہے وہ قطعاً آزاد ہیں اور ان کو پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ پرامن طریقوں سے ان کی ترویج اور اشاعت کریں۔ کانگرس میں شرکت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان اپنی مخصوص تہذیب اور اپنے تمدنی میلانات سے قطع تعلق کرلیں۔

کانگرس کے مخالفین اکثر کہا کرتے ہیں کہ جب کانگرس غیر متعصب قومی جماعت ہونے کا دعوی کرتی ہے تو اس کی ذمہ دار ہستیاں ہندی پرچار اور اچھوت ادھار اور اس قسم کے دوسرے کاموں میں کیوں حصہ لیتی ہیں اس کا جواب آسان ہے خالص سیاسی کاموں سے دلچسپی رکھنے والے ان کاموں کو ضروری اور بنیادی خیال نہیں کرتے لیکن چونکہ ان کاموں کا ان کی تحریک سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے اس لئے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے مسلمان آزاد ہیں کہ وہ کانگرس کے ممبر ہونے کے باوجود اپنی معاشرتی اصلاح اور زبان کی ترقی کے لئے جدوجہد کریں ان کو کوئی روک نہیں سکتا اور اس وقت بھی اردو کے سچے خدمتگزار مثلاً مولانا سلیمان ندوی، مولانا مسعود علی ندوی، مولانا ظفر الملک علوی، ڈاکٹر حسین، ڈاکٹر عابد حسین اور پروفیسر محمد مجیب کے کانگرسی ہیں ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اپنی قوم کی علمی اور ادبی خدمت کرنے میں گزرتا ہے کانگرس ان کی راہ میں حائل نہیں ہوئی۔

کانگرس ایک سامراج دشمن جماعت ہے اس کی جنگ اقتصادی اور سیاسی ہے اور اسی لئے اس کا محاذ بہت وسیع ہے اس میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگ ہی شامل نہیں ہوسکتے بلکہ لا مذہبوں کے لئے بھی اس میں جگہ ہے وہ تمام کسانوں غریبوں مظلوموں اور بے روزگاروں کو بلا امتیاز مذہب و ملت اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ مل کر سامراجی نظام حکومت کے خلاف ایک مضبوط محاذ قائم کرسکیں۔

آج سے دس پانچ سال پہلے کامل آزادی کے متعلق کانگرس کا مفہوم واضح تھا

وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ ہندوستان سے حکومت برطانیہ کا خاتمہ ہو جائے بالفاظ دیگر ہندوستان کی حکومت ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو مگر دنیا میں کچھ ایسے سیاسی حالات رونما ہوئے جن کی وجہ سے کانگریس اس اہم نتیجہ پر پہنچی کہ محض "گورے افسروں" کے بجائے "کالے افسروں" کے ہو جانے سے عوام کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہم دیکھتے ہیں کہ آزاد اور حکمران ممالک میں بھی آئے دن مزدوروں اور سرمایہ داروں غریبوں اور امیروں میں جنگ ہوا کرتی ہے اس لئے بمبئی کے اجلاس ۱۹۳۱ء میں کانگریس نے یہ اہم اعلان کیا کہ عوام کی حالت سدھارنے کے لئے محض آزادی کی نہیں بلکہ سماجی اور اقتصادی انقلاب کی ضرورت ہے۔

کانگریس کے اس اہم فیصلہ کے بعد کسی فرقہ وارانہ معاہدہ یا مفاہمہ کی ضرورت نہیں رہتی ہم آج اپنی جدوجہد کو فرقہ وارانہ نہیں بلکہ طبقاتی جنگ میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں ملک کی سیاسی فضا اس وقت یہی بتا رہی ہے کہ جنگ آزادی میں امیر و غریب ایک نہیں بلکہ دو جماعتیں ہیں ہم نے پچھلے الکشن میں دیکھا ہے کہ تمام سرمایہ دار مہاجن، ساہوکار بڑے زمیندار تعلقدار مل کر بلا کسی مذہبی اور قومی امتیاز کے ترقی پسند جماعتوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ پنجاب میں اتحاد پارٹی اور ہمارے صوبہ میں نیشنل زرعی پارٹی بنی سرسکندر حیات کا سرچھوٹو رام اور سندر سنگھ مجیٹھیا جیسے متعصب ہندوؤں سے میل جول ہوا۔ ادھر نواب صاحب چھتاری اور نواب یوسف صاحب نے بدترین ذہنیت کے ہندوؤں سے اشتراک عمل کیا اور وزارت میں بھی راجہ صاحب نرولا اور راجکمار دز یا نگرم کو اپنی وزارت میں لیا جو کہ پکے مہاسبھائی اور شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں میں پیش پیش رہے ہیں اس وقت نہ اسلام خطرہ میں تھا نہ مسلمان۔

دوسری طرف غریب مظلوم اور فاقہ کش مخلوق ہے اس میں ہندو مسلمان اور سکھ عیسائی کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ مزدوروں اور کسانوں میں بے پناہ یکجہتی نظر آ رہی ہے اور ان میں اپنے دشمن کے خلاف مل کر لڑنے کا جذبہ بیدار ہو چکا ہے کانپور کی مثال ہمارے سامنے ہے: وہاں مزدوروں کو منظم اور متحد کرنے اور مزدور تحریک کو آگے بڑھانے کا سہرا مسلمان مزدوروں کے سر ہے انہوں نے مل مالکوں کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کر رکھا ہے۔ لیکن کیا اس میل سے "اسلام" خطرہ میں ہے۔

آج دنیا میں جو سیاسی ہنگامے ہو رہے ہیں وہ امیری اور غریبی ملوکیت پسندی اور آزادی کی جنگ کی مختلف صورتیں ہیں۔ ہر ملک میں کھلا کھلا دو محاذ بن رہے ہیں ایک غریبوں کا اور دوسرا سرمایہ داروں کا۔ اب جو بڑی جنگ ہوگی وہ اقتصادی ہوگی۔ ہندوستان اس عالمگیر جنگ سے الگ نہیں رہے گا وہ مظلوموں فاقہ کشوں اور مصیبت زدوں کی فوج میں ہوگا۔ کانگریس اسی وجہ سے صرف برطانیہ کی نہیں بلکہ ہر ملوکیت پسند اقوام کی مخالف ہے۔ اس نے صرف فلسطین عربوں کیساتھ ہمدردی نہیں کی بلکہ وہ ابی سینیا چین اور اسپینی جمہوریت کے حامیوں کی دل سے حمایت کرتی ہے وہ دنیا کی تمام ہوسناکیوں، جنگوں اور خونریزیوں کو ایک عالمگیر سامراجی نظام کی کڑیاں سمجھتی ہے اور اس لئے ان کو توڑنے کے لئے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتی ہے۔

جب آج ملکی سیاست کا یہ رنگ ہے تو ہمیں علیحدہ پلیٹ فارم کی کوئی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی مسلم لیگ یا اور کوئی فرقہ وارانہ جماعت لاکھ کوشش کرے وہ عوام کو اپنے ساتھ نہیں لے سکتی۔ مسلمان مزدور اور کسان سرمایہ داروں مہاجنوں اور زمینداروں کے ہاتھوں اسی طرح پس رہے ہیں جس طرح وہ ہندو مزدور اور کاشتکار ان کی زندگی ایک سی ہے ان کی مصیبتیں یکساں ہیں تعلیم کا انتظام نہ ہندو جنتا کے لئے ہے نہ مسلم عوام کے لئے صفائی کے انتظامات اور شفاخانے نہ ان کے لئے ہیں نہ ان کے لئے مفلسی، فاقہ، قرضہ بے روزگاری نے دونوں کی زندگی کو بہت بھیانک اور دردناک بنا رکھا ہے اور اس لئے یہ اپنی مشترکہ دشمنی کے خلاف الگ نہیں بلکہ مل کر لڑیں گے اور ظاہر ہے وہ میل کانگریس کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت اعتراف شکست نہیں ہے یہ موجودہ صورت حالات کا سیاسی اور اقتصادی تقاضا ہے ہمیں ہندوؤں کے تعصب سے نہ توڑنا چاہئے اور نہ ان کی تنگ نظری کا شکوہ کرنا چاہئے۔ ہم محض برطانوی شہنشاہیت سے جنگ کرنے کے لئے کانگریس کے ساتھ ہیں مگر اپنے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں بالکل آزاد۔ اگر ہندو کانگریس کے ممبر رہ کر اپنی انفرادی حیثیت میں ہندی پرچار اور دوسرے اصلاحی کاموں میں حصہ لیتے ہیں تو ہمیں ان سے شکایت نہ ہونی چاہئے ہم بھی کانگریس کو اپنا سیاسی پلیٹ فارم مانتے ہوئے اپنے تمدن کی اصلاح اور اپنی معاشرت اور زبان کی اصلاح اور ترقی کے لئے کوشاں رہ سکتے ہیں۔

رہا اقلیتوں کے حقوق کا سوال اس کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ اس سوال کا اٹھانا مہمل اور اپنی بیچارگی اور بے بسی کا اعتراف ہے حقوق کی دستاویز کسی قوم کی بقا کی ضامن نہیں ہوا کرتی۔ جب آئے دن سینکڑوں بین الاقوامی معاہدے ٹوٹا کرتے ہیں تو پھر ہندو اکثریت سے معاہدہ کرنا اور اس پر اعتماد کرنا سیاسی بھول نہیں تو اور کیا ہے۔ ہمیں غیر مشروط طور پر بغیر اپنے کو کسی طرح پابند کئے ہوئے جنگ آزادی میں کانگریس کا ساتھ دینا چاہئے بعد میں اگر کانگریس کی ہندو اکثریت ہم سے بدنفسی کرے گی تو ہم اس سے بھی نپٹ لیں گے۔ لیکن زمانے کے آثار بتا رہے ہیں کہ ہماری جنگ طبقاتی یعنی امیر و غریب کی ہوگی فرقہ وارانہ نہیں۔

جرمنی کی دلالی

(جناب مولانا حیات اللہ صاحب لکھنوی)

رنگون میں جاپانی مال کے بائیکاٹ کا پروپگنڈا کرنے کے لئے تصویریں اور اشتہارات لگائے جاتے تھے، سوانگ نکالے جاتے تھے۔ مگر ۴ دسمبر کی خبر ہے کہ وہاں کے پولیس کمشنر نے ایسی تمام باتوں کی ممانعت کر دی۔ اس سے وہاں کے چینیوں کو بہت بڑی حیرت ہوئی کیونکہ پہلے خود حکومت اس تحریک کی در پردہ شریک تھی۔ جو یہ چھوٹا سا واقعہ ہے جو بہت بڑا بھید کھول دیتا ہے وہ یہ کہ لارڈ ہیلی فاکس ہٹلر سے ملنے کیوں گئے اور دونوں میں کیا سمجھوتہ ہوا۔

جاپان نے اپنے کو ارجنٹ پورٹ سے بچانے کے لئے حملہ کر دیا۔ چینی پورٹ یہ بھی کرنا کن کی حکومت چینی رعایا کی قسمت کو جاپان کے حوالہ کر دینے پر راضی نہیں ہوئی۔ جاپان نے بچاؤ کے لئے کئی محاذ سے حملے کئے ہوائی جہازوں سے غیر سپاہیوں پر بمباری کی اور لاکھوں کی دولت مٹا ڈالی۔ جاپان کی ایک فوج شمال کی طرف سے میدان پر میدان جیتتی زرد دریا تک اور صوبہ شانسی سے گذر منگولی حکومت کی سرحد تک پہنچ گئی، دوسری فوج نے شنگھائی فتح کیا اور اب نانکن بھی چھینا جا چکا۔

چین کی آزادی میں و خیر ہاں چین کی تجارت میں برطانیہ اور ممالک متحدہ کو خاص دلچسپی ہے اسی لئے برسلز میں نو طاقتوں کی کانفرنس کی گئی سب طاقتوں کو جاپان کا حملہ اتنا معصوم نظر آیا کہ کسی کو بھی یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کو چڑھائی کہتے صرف روسی سفیر اتنا گستاخ تھا جس نے چڑھائی کہکر پکارا ان سب طاقتوں نے بہت ملائم الفاظ میں ایک سخت قرارداد جاپان کے خلاف پاس کر دی اور اس کے بعد کارروائی ختم کر دی گئی اور بس۔

مسٹر ایڈن نے بحیرہ روم کے معاملہ میں کہا تھا کہ برطانیہ اس جگہ نہیں رہ سکتی جہاں اس کی تجارت خطرہ میں ہو اس بات میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کون ایسا ہے جو اپنی جان بچانے کے لئے نہ لڑے اس لئے ہم کو امید تھی کہ چین و جاپان کی لڑائی میں برطانیہ ضرور بیچ میں پڑے گی جس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک ظالم کی طرفداری اور ایک مظلوم کی حمایت۔ پہلی صورت سہل ہے فائدہ مند ہے اور برطانیہ کے رسم و رواج کے مطابق ہے۔ دوسری صورت میں بہت خطرے ہیں نقصان ہیں اور انوکھی بات ہے اس لئے قیاس ہے کہ برطانیہ جاپان ہی کی طرفداری کرے گی۔ اور ہسپانیہ کی لڑائی میں برطانیہ نے اس فن میں ایک خاص ایجاد بھی کر لی ہے وہ یہ کہ بغیر جانبداری کے ذریعہ جانبداری کرنا اس کے استعمال کا خطرہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہو گیا ہی یہی۔

جاپان اور چین کی لڑائی اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ عالمگیر لڑائی چھڑ جانے کا ڈر ہے۔ شنگھائی کی فتح کی خوشی میں جاپانیوں نے جلوس نکالا۔ ایک دل جلے چینی نے اس پر بم پھینکا جاپان مجبور ہے اس قسم کے حملوں کو دبانے کے لئے کیونکہ یہ بتاتے ہیں کہ چین کو فتح کر لینا تو آسان ہے مگر اس پر قبضہ جمانا مشکل ہے۔ اس کو دبانے کے لئے جاپانی سپہ سالار کے نمائندے کرنل کوسوگو نے شنگھائی کی بین الاقوامی آبادی کے انگریزی پولیس کمشنر کو ایک نوٹس دیا ہے جن میں چار احکام ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ شنگھائی کی موجودہ پولیس کو جاپان دشمن تحریکوں کو پوری طرح دبا دینا چاہیئے۔ اگر ناکامیاب رہی یا جاپانی فوج کو اس کی ترکیبوں پر بھروسہ نہ ہوا تو سارا انتظام جاپانی پولیس اپنے ہاتھوں میں لے لیگی اور ایسی تحریکوں کو دبانے کے لئے جو مناسب سمجھے گی کارروائی کرے گی۔ بین الاقوامی آبادی میں فرانس ممالک متحدہ اور برطانیہ کا بہت روپیہ لگا ہوا ہے اب تک یہ طاقتیں معمولی معمولی نقصان اٹھاتی رہیں۔ اس سے بھی ان کی ساکھ کو بہت نقصان پہنچا ہے اگر اس موقع پر بھی خاموش رہیں تو ساکھ بالکل گر جائیگی اور پھر ڈر ہے کہ چھوٹی چھوٹی طاقتیں ہنگامے کر کے ان سب سامراجوں کو کھٹنے نہ لگیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ چینیوں کو بے بس کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جنگی اور ٹیکس کو جاپان اپنے قبضہ میں کرے مگر یہ جنگی اور ٹیکس اس قرضہ کے عوض میں جو چین کے سر تھوپا گیا تھا فرانس، برطانیہ اور امریکہ کے پاس رہن ہیں جاپان کے اس ارادے کو ان ملکوں کے مہاجن کبھی پورا نہیں ہونے دینگے اس موقع پر ان تین طاقتوں نے بہادری سے جاپان کو دھمکایا ہے۔

دوسری طرف چین کا اس طرح مٹ جانا روس کے لئے بہت مضر ہے بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر کھلم کھلا چین کا شریک ہو جائے اگر روس نے یوں جاپان سے لڑائی چھیڑ دی تو جرمنی ہی موقع سے پورا فائدہ اٹھائے گا اور فوراً مشرقی یورپ پر حملہ کر دیگا یہ حملہ فرانس کو لڑائی میں کھینچ لائیگا کیونکہ فرانس یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ جرمنی بہت زیادہ طاقتور ہو جائے اور مشرقی ریاستوں میں زور کو سلا دیا اور پولینڈ میں فرانس کا روپیہ لگا ہوا ہے جو آسانی سے دوسرے کے حوالہ نہیں کیا جا سکتا یورپ میں اس طرح لڑائی چھڑ جانے کا نتیجہ وہی ہو گا جو ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ کون جانے کس کی فتح ہو اور کس کی تباہی۔ ایسی لڑائی کے لئے اس وقت کوئی حکومت تیار نہیں فرانس برطانیہ کی تیاری کا تو سوال ہی نہیں۔ جاپان، جرمنی اور اٹلی یوں نہیں تیار ہیں کہ اب ان کو امید ہے کہ جس طرح حبشہ، اسپین اور چین ملا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ دنیا فتح کر لیں گے۔

اس خطرے سے بچنے میں جاپان سب کا شریک ہے اس خطرے سے بچا کیسے جائے؟ اب لڑائی بند کر دی جائے۔ جتنا جاپان نے فتح کیا ہے اسی پر بس کرے۔ غالباً برطانیہ نے برسلز کانفرنس میں جاپان کو اسی لئے بلایا تھا لیکن فسطائی طاقتوں کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اب بھی بلا وجہ برطانیہ کو دنیا کا چودھری تسلیم کیا جائے اسی لئے جاپان اور جرمنی شریک نہیں ہوتے اٹلی شریک ہوا بھی تو بہت بے رخی دکھائی اور صاف صاف جاپان کی وکالت

کی امریکہ نے اپنا عندیہ صاف ہی نہیں کیا۔ اس کو یقین تھا کہ برطانیہ اپنے منافع بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی۔ اس کے بھاگوں امریکہ کے منافع بچ ہی جائینگے۔ اس کے بیچ میں پڑنے سے اپنی ساکھ پر آنچ آنے کا ڈر تھا۔

برسل کانفرنس اس بے نتیجہ ختم ہوئی اور ادھر برطانوی مہاجنوں کے اخباروں نے اور نراپندوں نے غل مچانا شروع کیا کہ برطانوی تجارت خطرے میں ہے برطانیہ نے بار بار بیان دیا کہ سب محفوظ ہے مگر غل و شور میں کمی نہ ہوئی مجبوراً برطانیہ کو جرمنی کے سامنے جھکنا پڑا اور یہ درخواست رکھی کہ برطانیہ جرمنی کو مشرقی یورپ کی ریاستوں پر دخل در اندازی کرنے کا موقعہ دیدیگی اگر وہ جاپان اور چین میں صلح کرا دے۔

جرمنی نوآبادیات کی مطالبہ کر رہا تھا مگر اس کا مطلب یہی تھا کہ اسے مشرقی یورپ میں لوٹ مچانے کی اجازت دیدی جائے۔ اب اجازت کا کیا سوال عرضداشت پیش کی کہ "نر لوٹ لو" اور اس طاقت نے پیش کی جو دنیا کی چودھری برسوں تک رہ چکی ہے۔ یہ ذلیل کام تھا جس کے لئے لارڈ ہیلی فاکس ہٹلر کے در پہ گئے تھے۔ برطانیہ نے اپنی اس حالت کو اخباروں سے چھپانے کے لئے خوب خوب پردے ڈالے کہ اس گفت و شنید کا مطلب صلح و امن ہے دونوں کی جرمنی راضی ہو گیا ہے کہ چھ سال تک نوآبادیات کا مطالبہ نہ کرے گا۔ مگر جرمنی اور فرانس کے اخباروں نے لفظوں کی قلعی کھول دی انہوں نے بتا دیا کہ یہ درخواست ہٹلر کی طرف سے نہیں بلکہ برطانیہ کی طرف سے ہوئی ہے۔

جرمنی بیچ میں پڑنے کے لئے بڑھا اٹلی نے فوراً سر ہلایا۔ وہاں کے خاص اخبار میں ایک مضمون نکلا جس کے متعلق خیال ہے کہ وہ مسولینی کا لکھا ہوا ہے اس میں اس دلالی کی تائید کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جاپان کو صلح کر لینا چاہیے۔ غالباً جاپان تیار ہے۔ جاپان کے ایک خاص اخبار نے لکھا ہے کہ اگر دوست صلح کی باتیں چھیڑے اور شرائط بہ رضا ہوں تو جاپان سننے کے لئے تیار ہے اس تیاری کی کئی وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ اب معاملہ حد سے گذر گیا ہے اور ڈر ہے کہ بجائے نفع کے نقصان ہوگا۔ فتح کرنے کو تو چین کا سارا علاقہ فتح کیا جا سکتا ہے مگر سب پر قبضہ جمانا بہت مشکل کام ہے صرف انجو کو پر قبضہ جمانے میں کروڑوں روپیہ خرچ ہو گیا اور ابھی تک آمدنی کے آثار نہیں ہیں۔ دوسرے تشدد پسندی روز روز کی بغاوت کا سلسلہ سالہا سال تک مقابلہ کرنا ہوگا جو جاپان کو اسی طرح الجھا لیگا جیسے اب برطانیہ اپنے غلام ملکوں کی بغاوتوں میں الجھی ہوئی ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر جاپان کو مجبوراً سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اس لئے ابھی تو یہی مناسب ہے کہ پانچ شمالی صوبوں پر بس کیا جائے۔ ان صوبوں پر جاپان کا اقتصادی قبضہ پہلے ہی سے ہے یہاں کی آبادی میں بھی ایسی خاص تعداد ہے جو جاپان دوست ہے اور ان صوبوں کا کچا مال اور بلکہ جاپان کی موجودہ ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔

کیا چین تیار ہو جائے گا؟

نانکن کی تباہی کے بعد یہ سوال ہی بیکار ہے اگر تیار نہ ہوگا تو کریگا کیا چین کے جنوبی حصہ میں کومنٹانگ کی کچھ طاقت ہے مگر اتنی نہیں کہ جاپان کے سائنسی جنگی آلات کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے علاوہ چین روپیہ اور جنگی آلات میں جرمنی امریکہ اور برطانیہ کا محتاج ہے۔ اسی لئے ان کا دباؤ بھی اس کو صلح کرنے پر مجبور کر سکتا ہے

اگر یہ صلح ہو گئی تو بھی دنیا کی چودھرائی فسطائی طاقتوں کے ہاتھ میں آجائے گی جس سے ان کا اثر، اقتدار اور تجارت بہت چمک جائے گی اور برطانیہ دن بدن ماند ہوتی جائے گی لیکن برطانوی مہاجن اتنی دور کیوں دیکھنے لگے وہ تو اس امید پر مطمئن ہوں گے کہ جاپان کو شمالی چین میں لگانے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوگی اور چین کو بلکہ مار جانے کا تاوان ضرور دینا ہوگا روپیہ کس سے لیا جائیگا کیوں

رفتار عالم

ممالک اسلام

ترکی اس ماہ میں ترکی کی قومی کانگریس کا ایک نہایت شاندار اجلاس زیر صدارت غازی اعظم کمال اتاترک انگورہ میں منعقد ہوا غازی ممدوح کے علاوہ وزراء نے بھی تقریریں کیں جن کے بعد اس غرض سے بری و بحری افواج کا معائنہ کیا گیا کہ وہ ترکوں کی مدافعتی قوت کی ترقی کی وسعت کے متعلق اس موقع پر کوئی صحیح اعلان کرنے کے قابل ہو جائیں۔ دیوانی و فوجداری عدالتوں کی تنظیم اس خوبی کے ساتھ کی گئی کہ بسا اوقات دائرہ کے روز ہی مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے کارروائی نہایت سرعت کے ساتھ ہوتی ہے حالانکہ پہلے اس کے لئے ایک مدت درکار ہوتی تھی صنعتی اسکیم بھی عجلت سے مراحل ارتقا طے کر رہی ہیں جا بجا ہر قسم کے کارخانے بکثرت کھل چکے ہیں کپڑا بننے کے کارخانوں پر دو ملین پونڈ اسٹرلنگ خرچ ہو رہا ہے ان میں بارہ ہزار کپڑے کی مشینیں کام میں آتی ہیں اور بیس ملین گز کپڑا تیار ہوتا ہے صرف ایک ہی کارخانہ میں دو ہزار پانچسو مزدور کام کر رہے ہیں۔ رہی ملک کی حفاظت تو اس کے لئے ایک لاکھ بہتر ہزار نوجوان باقاعدہ بھرتی ہیں جن میں بیس ہزار نوجوان تربیت یافتہ ہیں، ۵۷ ستر ہوائی جہاز موجود ہیں جن میں دو سو تربیت یافتہ نوجوان موجود ہیں۔ دو کروڑ ستر لاکھ پونڈ مالگذاری میں وصول ہوتے ہیں ملک بھر میں سڑکوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جن پر موٹریں اور لاریاں دوڑتی رہتی ہیں ایک سڑک فرانس تک چلی گئی ہے۔

رومانیہ سے معاہدہ کے لئے ایک ترکی وفد روانہ ہوا ہے۔ فولاد اور لوہے کا ایک عظیم الشان کارخانہ قائم ہوا ہے۔ ترکی کے جیلخانے بھی دنیا کے بہترین جیلخانے ہیں ان میں قیدیوں سے ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے گویا وہ آزاد ہیں جیل کے اندر ان کی اپنی دکانیں اپنے کارخانے اور اپنی لائبریریاں ہیں یہ اصلاحات خود غازی اعظم کی مجوزہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ قیدی جیلخانوں سے نیک چلن اور ہنرمند بنکر نکلیں۔ سولہ ہزار روسیوں نے ترکی میں آباد ہونے اور ترکی باشندہ بنکر رہنے کی درخواست کی ہے۔

فلسطین قاہرہ کی شام اور فلسطین کی مجلس عاملہ نے فلسطین کی صورت حالات کے متعلق ایک بیان شایع کیا ہے جس سے وہاں کے تمام حالات پر تیز روشنی پڑتی ہے لکھا ہے کہ برطانی حکومت تشدد پر اتر آئی ہے خالص قومی معاملات میں مداخلت کی جا رہی ہے۔ زعماء کو جیلوں میں ٹھونسا جا رہا ہے جس سے مجاہدین بےحد مشتعل ہیں قیام امن کے بہانہ عربوں کا گلا گھونٹا جا رہا ہے ۸۰۰ سے زیادہ عرب قید ہو چکے ہیں ان میں بڑی بڑی مقتدر ہستیاں ہیں حتی کہ مفتی، امام حج اور مبلغ بھی ہیں اس بہانہ پر کہ وہاں بعض باشندوں کی طرف سے تشدد کیا گیا تھا بعض اہم دیہات کے شریف زادوں کے مکانات ڈائنامیٹ سے اڑا دیے گئے ہیں جس سے لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا۔ بعض گاؤں کے تمام کے تمام گھروں کی تلاشیاں لی گئیں شیخ فرحان سعدی کی پھانسی سے طول و عرض شام میں بھی غم و غصہ کے جذبات مشتعل ہیں دمشق کی تمام مساجد میں شہید کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھی گئی شامی یونیورسٹی کے طلباء نے بھی سخت احتجاج کی۔ ۱۵ دسمبر کو ایک عرب عورت دس سال کے لئے قید کر دی گئی۔

۱۶ دسمبر کو ایک یہودی کے قتل کے جرم میں نو عرب پھانسی پر لٹکائے گئے اس تشدد کے باوجود عربوں کا جوش اسی حالت پر قائم ہے۔ ایک ٹرین کو بم سے اڑانے کی سعی کی گئی۔ وادی عرق اردن میں پٹرول کی لائن میں سوراخ کر دیا گیا۔ جرمنی کے جنرل گورنگ کی طرف سے بھی فلسطین میں برطانی پالیسی کے خلاف زبردست آواز بلند کی گئی ہے اور لکھا گیا ہے کہ کیا عیسائی دنیا اسے گوارا کر لیگی کہ یہودی اس مقدس مقام کو مضمر کر جائیں اور برطانیہ فلسطین میں انہیں ہر قسم کی آزادی دیدے۔

شرق اردن انہی مظالم کا اثر ہے کہ ہمسایہ ملک شرق اردن میں یکایک انقلاب ہوا عربوں کی ایک جماعت نے سرکاری دفاتر پر حملہ کر کے پر بھینکے بیس سرکاری ملازم ہلاک ہوئے فوج پر گولیاں چلائی گئیں دس گھنٹہ کامل مقابلہ رہا۔ مقتولین و مجروحین کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔ ساتھ ہی تمام ملک میں غدر ہو گیا فوجی صدر مقام اور آٹھ پولیس چوکیوں پر قبضہ کر کے انقلابی علم لہرا دیا گیا۔ امیر عبداللہ والی شرق اردن بمشکل اپنی جان بچا سکے۔

شام حالات فلسطین نے بچہ بچہ کو برطانیہ کے خلاف بیکر غضب واشتعال بنا رکھا ہے۔ مسرت انگیز اطلاع یہ ہے کہ شام و فرانس کے مابین معاہدہ کی تمام دفعات پر اتفاق ہو گیا ہے جس کی رو سے ۱۹۳۹ء میں شام کو کامل آزادی عطا ہو جائے گی۔ عنقریب دونوں حکومتیں اس کی تصدیق کر دیں گی اس وقت اس کی حالت مصر جیسی ہوگی۔

ایران ایک جدید قانون کے مطابق اعلان کیا گیا ہے کہ جمہور تمام خط و کتابت اور خط و کتابت صرف فارسی زبان میں کریں مارچ ۱۹۳۷ء تک ہر چیز فارسی میں منتقل ہو جائے گی تجارتی نشانوں کمپنیوں اور دکانوں کے ناموں کے متعلق حکم صادر ہوا ہے کہ وہ فارسی زبان ہی میں ہوں۔ وزیر معارف نے ایک ایسا ادارہ جاری کیا ہے جہاں سرکاری ملازم ہونے سے پیشتر لوگ اپنے عہدہ کی مناسبت سے تعلیم حاصل کریں گے۔ مدت تعلیم صرف آٹھ ماہ رکھی ہے آٹھ گھنٹہ روزانہ تعلیم ہوگی ہر طالبعلم کو حکومت کی جانب سے ڈھائی سو ڈالر بطور امداد ملیں گے کامیابی پر حسب لیاقت انہیں ملازمتیں دی جائینگی ایک اور جدید قانون کی رو سے ہر ایرانی کے لئے لازمی کر دیا گیا ہے کہ وہ ملکی زبان میں لکھنا پڑھنا سیکھے اور سرکاری دفاتر میں غیر ملکی زبانوں کا استعمال ترک کر دیا جائے ایک ہزار سے زیادہ مدارس اس مقصد کے لئے کھولے گئے ہیں جن میں سے اکثر مدارس میں تعلیم مفت دی جائیگی۔ ترکی کی مثال سے ایران بہت زیادہ متاثر ہو رہا ہے۔

مراقش مراقش میں اضطراب و جوش اور حکومت کے تشدد کا وہی عالم ہے عرب قائدین کی ایک کثیر تعداد جیلخانوں میں بند ہے مظاہرہ کرنے والے اعلانات کے بورڈ لئے گھومتے رہتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ:- بھوکے پیاسے انصاف کے طالب ہیں ان کی بڑی تعداد بوڑھوں اور بچوں کی ہے جو سخت پریشان حال ہیں انہیں فوری امداد کی ضرورت ہے مساجد میں بھی ہر قسم کے جلسوں کے انعقاد کے متعلق امتناعی احکام صادر ہو چکے ہیں فرانس پورا تشدد کر رہا ہے مگر عرب مجاہدین مقابلہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

مصر لیبیا میں بغاوت پھوٹ پڑنے کے امکانات قوی تر ہو چکے ہیں جس سے اٹلی پریشان ہے اور فوجیں بھیج رہا ہے۔ مصر نے بھی اپنی سرحد پر فوجیں بھیج رہا ہے۔ مصر نے بھی اپنی سرحدوں پر فوجیں اور توپخانے اور بمبار طیارے بھیجے ہیں اٹلی کا ارادہ ہے کہ وہ طرابلس میں ایک لاکھ فوج رکھے۔ ترکی سے دوستانہ تعلقات استوار ہو رہے ہیں عید کے موقعہ پر دونوں کے مابین پیامات تہنیت کا تبادلہ ہوا۔ نحاس پاشا پر ابتدا ہی میں حملہ ہو چکا تھا اس کے بعد ایک اور وزیر پر حملہ کیا گیا، شاہ پسند جماعت قوت حاصل کر رہی ہے وزارت کے اختلافات بدستور ہیں مگر خیال ہے کہ جدید انتخابات کی ضرورت پیش نہ آئیگی۔ اگر مصالحت نہ ہوئی تو اسی جماعت سے ایک وزیر کو وزارت مرتب کرنے کو کہا جائے گا۔

ممالک خارجہ

برطانیہ لندن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایک اسٹیشن پر دو ٹرینوں کی ہولناک تصادم ہوا ۳ ہلاک اور ۹۲ مجروح ہوئے تصادم رات کے وقت ہوا جس سے ایک کھلبلی مچ گئی کہا جاتا ہے کہ ملک معظمہ کی جان بھی خطرہ میں ہے۔ اس ماہ میں ایک دفعہ حملہ کی سعی کی گئی مگر وہ شخص گرفتار ہو گیا۔ انجینیرنگ کا یہ کمال ہے کہ ایک شکستہ پل کو چوبیس گھنٹہ کے اندر تعمیر کر لیا گیا۔ پارلیمنٹ میں اس دفعہ اہم سوالات کئے گئے مثلاً یو پی اور بنگال کے قیدیوں اور نظر بندوں کی رہائی کے متعلق ایک سوال کیا گیا ایک اور سوال کے جواب میں کہا گیا کہ فیڈریشن کا نفاذ اس وقت عمل میں آئے گا جب تک والیان ریاست کی کم از کم مطلوبہ تعداد اسے تسلیم کر لے۔ مسٹر ایچ ڈی کے سوال پر بتایا گیا کہ سرحدی قبائل کے ساتھ مفاہمت کے امکانات زیادہ نمایاں ہیں۔ وزیرستان سے بہت سی فوج بلائی گئی ہے تاکہ حالات معمول پر آجائیں ۳۰ اکتوبر تک وزیرستان کی مہموں پر بارہ لاکھ پونڈ صرف ہوئے مویشیوں کی وبا بہت پھیل رہی ہے ۱۸۳۰ مویشی نومبر کے آخر تک پاؤں اور منہ کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے ذبح کئے جا چکے ہیں۔

قومی ہنگامی ضرورت کے وقت اشیائے خورد و نوش کی بہم رسانی کا انتظام کرنے کے لئے برطانیہ کی کابینہ نے خفیہ تجاویز مرتب کی [illegible] کے ماتحت برطانیہ کو ۱۸ حصوں میں تقسیم کیا گیا جس میں ایک ایک افسر اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مامور کیا جائیگا ہر شہر اور ہر قصبہ میں فوڈ کنٹرول کمپنیاں قائم کی جائیں گی پانچ کروڑ ایسے راشن کارڈ طبع کئے گئے ہیں جو گذشتہ جنگ کے ایام میں جاری کئے گئے تھے انہیں مختلف حصوں میں محفوظ رکھا جائیگا اور ضرورت کے وقت ملک کے ہر مرد عورت اور بچے کے نام جاری کئے جائیں گے لارڈ لوتھین فیڈریشن اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے لندن سے ہندوستان پہنچ گئے ہیں اور دورہ کر رہے ہیں۔

فرانس لندن اور پیرس کے مابین کامل یگانگت اور خطرہ کے وقت اتحاد عمل کا معاہدہ ہو گیا ہے دوسری طرف پولینڈ سے اختلافات رفع ہو کر پورا اتحاد ہو گیا فرانس کی جملہ سیاسی پارٹیاں ملی دفاع کے مسئلہ میں متحد ہیں ملکی سرحدوں پر قلعہ بندی کا سلسلہ زور و شور کے ساتھ جاری ہے، ۳۸ء کے فوجی بجٹ میں ایک ارب ستر کروڑ نوے لاکھ فرانک کا اضافہ اور ہوائی بیڑے کے بجٹ میں اکیاسی کروڑ کا اضافہ ہو جائے گا لیکن بحری بجٹ ۹ کروڑ فرانک کی کمی ہوگی۔

جرمنی ۱۹۳۸ء تک فرانس کے چھ فیصدی برطانیہ ۳۳ فیصدی اضافہ کے مقابلہ میں جرمنی اضافہ ۸۵ فیصدی ہوگا۔ حکومت فرانس کے سابق وزیر اعظم گرانٹ نے ایک تقریر میں واضح کیا کہ ہر ہٹلر اور سائنور مسولینی کے عزائم بہت خوفناک ہیں وہ یورپ اور دنیا کے مستقبل کے متعلق ایک قطعی فیصلہ کر چکے ہیں اور اسی کے مطابق وہ قدم اٹھا رہے ہیں ان کی یہی خواہش ہے کہ بحیرہ روم پر قابض ہو کر برطانیہ اور فرانس کو اپنا دست نگر بنا لیں۔

اب صرف چند ہفتوں کا معاملہ ہے پھر اگر وزیر اعظم برطانیہ بھی جبل الطارق کے راستے سے ہندوستان جانا چاہیں تو نہ جا سکیں گے۔ حکومت کے حکم کے مطابق بکہ جنوری سے جرمنی میں قیمصیں وغیرہ چھوٹی رکھی جایا کریں گی مقصد یہ ہے کہ خام پیداوار کے سلسلہ میں کفایت سے کام لیا جائے ایک جرمنی انجینیر نے پیشینگوئی کی ہے کہ عنقریب چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار والے طیارے تیار ہوں گے اور اس کے بعد یہ رفتار ساڑھے سات سو میل فی گھنٹہ تک پہنچ جائیگی لیکن پھر ان کی صورت بھی تبدیل کرنی ہوگی

امریکہ امریکہ میں ایک زبردست بحری بیڑہ بنانے کی تجویز منظور ہوئی ہے جس کے متعلق امریکن کارخانوں نے ۵ کروڑ ڈالر کے ٹنڈر داخل کئے ہیں اس میں ایک تجارتی جہاز بھی شامل ہیں جس میں ہر ایک کا وزن نو ہزار ٹن ہوگا، ہوائی بحری بری حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے امریکہ شدید دفاعی تدابیر اختیار کر رہا ہے اس سلسلہ میں بحری بندرگاہ کے لئے دو کروڑ ڈالر خرچ کئے جائینگے۔ بکسن کے ہوائی مستقر پر ایک کروڑ ستر لاکھ ڈالر کے مصارف اس کے علاوہ ہیں جو دنیا بھر میں سب سے بڑا ہوائی مستقر ہوگا موسم سرما شروع ہونے کے ساتھ ہی نوے لاکھ عورتیں اور مرد بیکار ہو گئے ہیں در بدر پھر رہے ہیں ان میں سے اکثر بالکل قلاش ہیں جن کا گزارہ صرف حکومت کی امداد پر ہے۔

اٹلی اٹلی جمعیتہ اقوام سے قطعی طور پر علیحدہ ہو گیا ہے اس کے دفتر سے تمام اطالوی ملازم بھی علیحدہ ہو گئے، اسلحہ پر خرچ کرنے کے لئے اٹلی نے چھ کروڑ روپیہ منظور کیا ہے۔

روس روس میں نو بڑے پادریوں کو جاسوسی اور بغاوت کے الزام میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ روس میں عام انتخابات کے سلسلہ میں بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا گیا ایک لاکھ پولنگ اسٹیشنوں پر کثرت رائے سے ہوئی۔ چینیوں کی امداد کے سلسلہ میں بھی روس قدم اٹھا رہا ہے۔ اسٹالن نے بہت پر زور تقریر ارشاد فرمائی ہے۔

اسپین حکومت اور باغیوں میں جنگ کا سلسلہ جاری ہے ماہرین کا خیال ہے کہ میڈرڈ فوجی نقطۂ نگاہ سے اتنا قوی ہے کہ جنرل فرانکو اپنی ایک تہائی فوج کو قربان کئے بغیر اسے فتح نہیں کرسکتا۔ البتہ فرانکو کے بمبار طیاروں نے دو گھنٹہ تک میڈرڈ پر شدید بمباری کی حکومت نے متعدد برطانی کمپنیوں کا مال ضبط کرلیا ہے ایک ٹرین بھی متصادم ہوئی ہے۔

چین و جاپان آخر جاپان نے حکومت چین کا خاتمہ کر کے اپنی شہنشاہی کا اعلان کردیا۔ جاپانیوں نے بیشمار انسان قتل کئے اور بیشمار دوکانوں اور مکانوں کو لوٹ لیا۔ قیدیوں کو بھی گولیوں سے اڑا دیا ہسپتال میں بیچارے بیماروں کو سنگینوں سے مجروح کیا نرسوں کو لوٹ لیا کسی شخص کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ گلی کوچوں تک میں قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا شہر کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہ رہا ہر طرف لاشوں کے انبار نظر آتے تھے۔ سڑکوں پر ستونوں کے پشتے لگے ہوئے تھے جنھیں لاریاں کاٹتی ہوئی گذر رہی تھیں نانکن میں ۰ ہزار چینی مارے گئے۔ ڈاکٹر سن یاٹسن کے مقبرہ تک کو گرا دیا گیا وہ شہر جس کی آبادی دس ہزار لاکھ تھی کھنڈروں کا ڈھیر بن گیا۔ اعلیٰ ترین عمارتیں توپوں سے اڑا دی گئیں۔ اب تک چار ماہ کے اندر تین لاکھ چینی قتل اور بیشمار مجروح ہوئے۔ امریکہ و برطانیہ نے اپنے نقصان پر جو احتجاج کی تھی جاپان نے اس کی معافی مانگ لی۔ جاپان کا ارادہ جنوبی چین کو بھی فتح کرلینے کا ہے لیکن فوجوں کی تھکن دور کرنے کے لئے چار ماہ کو جنگ عارضی طور پر ملتوی کردی گئی ہے۔ جنرل چیانگ کائی شک ہوائی جہاز میں نامعلوم مقام کو چلے گئے ہیں۔

ہندوستان

کانگریس ملک میں کانگریسی سرگرمیاں اور اصلاحی اقدام اسی جوش کیساتھ جاری ہیں ہر مہرہ اپنی مدبرانہ چال میں مصروف و منہمک ہے۔

صوبہ متحدہ میں طلباء کو فوجی تعلیم دینے کی تجویز زیر غور ہے کسانوں اور زمینداروں کی شورش ترقی پذیر ہے متعدد جگہ سخت جھگڑے ہو چکے ہیں اعلان ہوا ہے کہ کسان اپنا لگان ادا کردیں ورنہ دو ہی صورتیں ہیں کہ متشددانہ اقدام اختیار کئے جائیں یا حکومت مستعفی ہوجائے۔ بنارس میں سودیشی نمائش کا افتتاح وزیر اعظم نے کیا۔ کانپور میں مزدوروں کی شورش اور زیادہ نازک صورت اختیار کرکے وجہ تکلیف بن گئی ہے۔ مزدور لیڈر محمد یوسف اور ایک ہندو اخبار نویس گرفتار کرلئے گئے ہیں ملازمتوں میں توسیع نہ دیئے جانے کے متعلق غور ہو رہا ہے تاکہ بیکاری کا انسداد ہوسکے۔ حکم ہوگیا ہے کہ سرکاری ملازم ملکی مدویاں آئندہ کھدر کی بنیں ہری پور کانگریس کے لئے مندوبین کے انتخاب کے وقت صوبہ کانگریس کے ارکان میں خوب لپاڈگی ہوئی۔ مرادآباد، سہارنپور، بلندشہر میں مسلم لیگ سے اور دہرہ دون میں سوشلسٹ امیدوار سے کانگریسی امیدواروں کا مقابلہ ہوا چار جگہ کانگریسی امیدواروں کو شکست ہوئی۔ اٹاوہ، مین پوری، علیگڈھ، بجنور اور بلندشہر میں تجربتاً امتناع شراب کا قانون نافذ کیا جانے والا ہے وسط فروری ۱۹۳۸ء سے تمام موجودہ آنریری مجسٹریٹ علیحدہ ہوکر جدید انتخاب کیا جائے گا دیہاتیوں کو قرض سے نجات دلانے کے لئے ایک کمیٹی تدابیر پہ غور کر رہی ہے وزیر

وکل سیلف گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ ڈیڈیوں پر روپیہ خرچ کرنے کے بجائے خیرات میں دیا جائے۔ قحط کے اثرات کو روکنے کے لئے حکومت نے دیہاتیوں کو پہلے سے مطلع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ تحریک اصلاح دیہات میں ارگنائزروں کا انتخاب شروع ہوگیا ہے خطابات کی سفارشات کا سلسلہ بھی بند کردیا گیا ہے وزیر اعظم نے بلندشہر میں فرمایا کہ میں ہندو نمائندے کی حیثیت سے وزارت میں شریک نہیں ہوں بلکہ سب قوموں کا نمائندہ ہوں۔

بمبئی کے وزیر اعظم نے مزدوروں سے مصالحت کرانے کی سعی کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوئی پسماندہ اقوام کی تعلیم کے لئے سال رواں کے بجٹ میں چالیس ہزار روپیہ کی رقم وقف کی جائیگی۔ علاقہ خاندیش کی حکومت گورنر کے زیر انتظام رہیگی جہاں بلوچ اور پٹیل کے لئے حسب سابق شراب فروخت ہوگی وزارت نے اس پر احتجاج کی ہے حکومت نے پانچ مساجد مسلمانوں کو واگذار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہری پور کانگریس کی تیاریاں زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ ہوم منسٹر نے ایک تقریر میں فرمایا کہ شہری آزادی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی پابندی ہی نہ ہو ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنے حقوق کا استعمال کرے بشرطیکہ اس سے دوسروں کے حقوق پر ضرب نہ لگے اگر ایسا نہ کیا گیا تو مجبور حکومت عہدہ برآ نہ ہوسکے گی حکومت بمبئی نے اوسطاً ایک کروڑ دس لاکھ آمدنی ہوتی ہے جو صوبہ کی کل آمدنی کا منشیات سے حاصل ہوتی ہے معتد حصہ ہے اس میں سے ۸۰ لاکھ روپیہ دیسی شراب اور ستر لاکھ تک آمدنی ہوتی ہے حکومت نے ترک منشیات کی اسکیم بمبئی میں شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں حکومت نے ۴۴ لائسنس دینے سے انکار کردیا ہے۔

بہار۔ سید عبدالعزیز کے استعفے سے جو جگہ خالی ہوئی وہاں کانگریس و مسلم لیگ کا مقابلہ ہوگا یکم اپریل سے زرعی آمدنی پر ٹیکس لگا دیا جائیگا جس سے پچاس لاکھ کی آمدنی کی توقع ہے انہی پر ٹیکس عائد ہوگا جن کی آمدنی پانچ ہزار سے زیادہ ہوگی تیس ہزار سے زیادہ کی آمدنی کی صورت میں ٹیکس کی شرح اور بڑھ جائیگی چیف سکریٹری اور وزارت میں تصادم پیدا ہوگیا ہے۔ زیر غور ہے کہ یوپی حکومت کی طرح سفر خرچ اور تنخواہوں میں تخفیف کی جائیگی سا ہو کارہ بل قریب التکمیل ہے اس سے کسانوں کا بوجھ ہلکا کیا جائے گا۔ میٹریکولیشن تک دیسی زبان میں تعلیم دینے کا فیصلہ زیر غور ہے کسانوں کے مطالبات نے خوفناک صورت اختیار کرلی ہے۔ اسی وجہ سے کانگریسیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسان سبھاؤں سے قطعاً کوئی تعلق نہ رکھیں حکومت ان سے پریشان ہوگئی ہے۔

صوبہ متوسط میں بھی امتناع شراب کی اسکیم پر عملدرآمد کا فیصلہ ہو چکا ہے ایک اور قرارداد کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا کہ آٹھ لاکھ روپے سے کاشتکاروں کی امداد کی جائے اور ان کے قرضہ کا بار ہلکا کرنے کے لئے تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ کاشتکاروں نے بعد وا اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کرکے مالیہ میں پچاس فیصدی تخفیف اور قرضہ کے بار کو ہلکا کرنے کا مطالبہ کیا۔ وزیر اعظم نے باہر آکر انہیں اطمینان دلایا جبل پور کے فساد کے سلسلہ میں بھی حکومت نے تحقیقات شروع کردی ہے اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے ساعی ہے۔

مدراس۔ لگان کا جھگڑا یہاں بھی موجود ہے جنھوں نے لگان بند کر رکھا ہے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ عدم ادائیگی لگان کی تحریک سے کانگریس کو کوئی ہمدردی نہیں ان خطرانگیز تحریکوں میں کانگریسی نہ صرف یہ کہ شریک نہ ہوں بلکہ اس کی مخالفت کریں حکومت نے ایک قرضہ بل بھی منظور کیا ہے۔ مسٹر ستیہ مورتی نے ایک تقریر

میں فیڈریشن کی مخالفت کی وزیر اعظم نے گورنمنٹ سے بگانگت کا تعلق بتایا۔

صوبہ سرحد کی کانگریسی وزارت خطرہ میں ہے اسے شکست دینے کے لئے چند پارٹیاں متحد ہوگئی ہیں۔ بلدیات اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط انتخابات کے نفاذ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ملازمتوں میں فرقہ وارانہ تناسب کو اڑا کر صرف قابلیت کو معیار قرار دیا ہے۔ نائب تحصیلداری کی جگہ آسامیوں کا مقابلہ بھی آزادانہ ہوگا۔ پنڈت جواہر لال نہرو ملک کا دورہ پوری سرگرمی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ آسام تک پہنچکر تقریریں کیں۔ مراد آباد، سہارن پور اور بلند شہر میں بھی بڑی معرکۃ الآرا تقریریں ہیں۔

مسلم لیگ

مسٹر جناح بھی صحت یاب ہو کر اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے ہیں بمبئی میں انہوں نے تقریر کی کہ اگر کانگریسی مسلم حقوق سے بے پروائی کئے رہے تو ہمیں گورنمنٹ سے امداد لینی ہوگی۔ مسلم طلباء کی کانفرنس میں بھی پر جوش تقریر کی۔ آپ برملا کانگریس کو چیلنج کر رہے ہیں۔

پنجاب میں ایک نہایت مفید بل زیر غور ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ کسانوں کو آڑھتیوں کی دستبرد سے بچایا جائے جو کرایہ سود وادارہ بہت کی صورت میں کسانوں کا کم و بیش ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہضم کر لیتے ہیں اس کا تمام تر فائدہ کاشتکاروں کو ہوگا جو سب بڑا فائدہ ہے ساہوکاروں کے لائسنس کا بل بھی جنوری میں منظور ہو جائے گا۔ زمیندار اور کمرہ دیر کی تین ہزار اور دو ہزار کی ضمانتیں حکومت نے واپس کر دیں۔ سر چھوٹو رام نے تجویز پیش فرمایا کہ صرف اتحاد پارٹی ہی کاشتکاروں کے مفاد کی بہترین ضامن ہے۔ بہار کے وزیر اعظم نے لاہور پہنچکر سر سکندر حیات خاں کی کوٹھی میں دعوت تناول کی۔ اعلان ہوا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ۱۰ر جنوری سے اپریل تک رہے گا۔

بنگال

حکومت بنگال گیارہ سو نظر بندوں کو رہا کر چکی ہے جنھیں چھ روپیہ ماہوار الاؤنس دیا جاتا تھا جب سے زیادہ مصروفیت کے باعث مسٹر فضل الحق وزیر اعظم کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ مسٹر سہروردی وزیر لیبر اور مسٹر شرف حسین اکبر تشریف لے گئے جہاں پچاس ہزار کے مجمع نے استقبال کیا مسٹر سہروردی نے مسلم لیگ کے اصولوں کی وضاحت کی اور کہا کہ بحالت موجودہ مسلمان کانگریس میں شریک نہیں ہو سکتے مسلم عوام سے ربط پیدا کرنے کے لئے کانگریس کی کوششوں کو آپ نے ایک ڈھونگ قرار دیا۔

جلسہ میں اللہ اکبر اور فضل حق زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے کسانوں کے لئے ترمیمی بل منظور ہو چکا ہے اسی طرح ایک اور نہایت مفید تعلیمی بل بھی پیش ہونے والا ہے وزیر اعظم کاشتکاروں کے لئے جوٹ کی قیمت میں اضافہ کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ کلکتہ کارپوریشن میں فیصلہ ہو گیا کہ تین سال تک ۲۵ فیصدی ملازمتیں بنگالی مسلمانوں، پانچ فی صدی پست اقوام اور ۲۱ فیصدی دیگر اقلیتوں کو دی جائیں مسلم ارکان کی طرف سے اس پر اظہار استحسان کیا گیا مسٹر فضل حق وزیر اعظم بنگال نے کسانوں کے ایک اجتماع میں فرمایا کہ ہم اس کوشش میں مصروف ہیں کہ صوبہ کا افلاس دور ہو۔ بیروزگاروں کو روزگار ملے۔ اعلان کیا گیا کہ جلد پرائمری تک تعلیم مفت کر دی جائے گی۔

آسام

میں پنڈت جواہر لال نہرو نے وسیع دورہ کیا۔ نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم اور گورنر میں کمشنر کی آسامی اڑانے کے متعلق اختلاف ہو گیا ہے۔

پریزیڈنٹ آگرہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ نے یو۔ پی اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ دادری کے میلہ میں نہتے مسلم یوپاریوں کو شدید ہندو حملہ سے بچانے اور ان کی جان و مال کی حفاظت میں چونکہ حکومت ناکام رہی ہے اس لئے کونسل کو اس پر اعتماد نہیں ہے اور وہ گورنر سے درخواست کرتی ہے کہ وزراء سے فی الفور استعفے لے لئے جائیں۔ سر عبدالقیوم وزیر اعظم سرحد کے انتقال پر تمام صوبہ سرحد میں اور پنجاب میں غم و رنج کا اظہار کیا گیا۔ اسی طرح مشہور افغان مجاہد حاجی ترنگ زئی کے انتقال پر مسلمانوں نے نہایت غم و اندوہ کے ساتھ سنا۔ سرحدی قبائل ہزاروں کی تعداد میں زیارت کے لئے آئے۔ مسٹر یعقوب حسن وزیر مدراس کا استقبال ٹنکاسی میں سیاہ جھنڈیوں سے کیا گیا اور نعرے لگائے گئے "اسلام کے غدار واپس جاؤ" بجنور میں کانگریس نے لیگ کو ضمنی انتخاب میں سخت شکست دی تھی۔

لیکن اس کے بعد مراد آباد میں مولوی اختر حسین نے ۳۸۷ سہارن پور میں مولوی منفعت علی نے ۶۷۷ اور بلند شہر میں مسٹر شوکت اسد خاں نے ۱۸۲۲ ووٹوں سے کانگریسی امیدواروں کو شکست دی۔ اب بہار اور صوبہ متوسط میں کانٹے کے مقابلے ہوں گے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی بھتیجی مس شیاما کماری نہرو ایڈووکیٹ نے مسٹر جمیل خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ رائے بریلی سے شادی کر لی پنڈت جواہر لال۔ پنڈت مالویہ اور مسٹر پٹیل نے اسے روکنے کی بہت سعی کی مگر شادی ہو کر ہی رہی۔ حیدرآباد میں مسٹر جناح ایک مقدمہ کی پیروی کیلئے گئے تھے وہاں آپ کا بڑا شاندار استقبال ہوا اور ایک اجتماع عظیم میں آپ نے زبردست تقریر کی۔ نہایت مسرت انگیز خبر ہے کہ ہمارے نوجوان اور لائق و سرگرم بھائی مسٹر خالد لطیف گابا پر تشویشناک مقدمہ سے عزت کے ساتھ بری کر دیئے گئے۔

ہندو مہاسبھا

جھجھر میں ہندو جلوس ایک مسجد کے سامنے سے باجا بجاتا ہوا نکلا مسلمانوں کی منت پر انہوں نے سخت جواب دیا اور زور زور سے بجایا جس سے ہندو اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا جس میں عورتیں بھی مجروح ہوئیں۔ میرٹھ میں ایک مسجد کے ساتھ ملحق ایک مندر بنا لیا گیا اور حسب قانون کم از کم بارہ فٹ کا فاصلہ بھی نہیں چھوڑا اس کے بعد سبھائیوں نے شرارتیں بھی شروع کر دیں جھنڈا میں بھی قبضہ کر لیا آخر مسلم لیگ والوں کی مداخلت و سعی سے مندر کی ہڑکی بند ہوئی اور تصادم کے امکانات معدوم ہو گئے۔ قصبہ ہنڈیا میں ایک مسلم خاتون کا جنازہ قبرستان پہنچا تو ایک ہندو زمیندار نے آکر دفن ہونے سے روک دیا کہ یہاں کسی دیوی جی کا ظہور ہوا ہے مسلمان اب یہاں دفن نہ ہونے دیئے جائیں گے۔ پولیس نے بھی اس کی درخواست پر آکر محاصرہ کر لیا تین روز تک جنازہ وہیں رکھا رہا حالانکہ یہ قبرستان الہ آباد ہائیکورٹ مسلمانوں کو بروئے حکم دلوا چکی ہے لیکن اس کے باوجود شرارت شروع کی گئی۔ ڈاکٹر مونجے نے پونا میں کہا کہ ہندوستان میں ہندوؤں کو سیوا جی جیسے راج قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس میں کسی سے کوئی امداد نہ لینی چاہیئے یعنی ویسی ہی حکومت جیسی سیوا جی قائم کرنا چاہتا تھا کہ کوئی مسلمان ہندوستان میں نہ ٹھہرنے پائے اور کہیں گائے ذبح نہ ہو۔

دادری ضلع بلیا میں بوپاریوں پر ہندوؤں نے اس وقت حملہ کیا جبکہ وہ

پچاس ہزار روپیہ کے مویشی میلہ سے خرید چکے تھے روپیہ بھی لیا مویشی بھی لوٹ لئے اور انہیں بری طرح مجروح بھی کیا حالانکہ اس میلہ میں ہمیشہ سے مویشی بوچڑوں ہی کے ہاتھ فروخت کئے جاتے ہیں اور خود ہندو بھی فروخت کرتے ہیں اس حملہ کی تیاریاں پہلے ہی سے کی گئی تھیں اور پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے تھے اس سے مسلمانوں میں بڑا غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سکرٹری الجمعیتہ تبلیغ گورکھپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ موضع گوجائی کول میں مسلمانوں کے صرف دو گھر تھے جن میں ایک بڑا زمیندار اور دولتمند تھا، دوسرے گھر ہندوؤں کے ہیں ایک شب کو یہ زمیندار گھر ہی پر ہندوؤں کے ہاتھوں قتل ہو گیا، ملزم ضمانت پر رہا ہو گئے جنہیں پنڈت ماہل دوبے پریزیڈنٹ کانگریس بھی تھا۔ اب گھر میں ایک اکلوتا بیٹا ایک بیوہ ایک بیٹی اور ایک ہفت سالہ پوتی باقی رہ گئی تھی۔ بیٹا شادی شدہ تھا جو مردانہ حصہ میں سو رہا تھا، نصف شب کو زنانہ سے چیخوں کی آواز سنکر دوڑا۔ دروازہ اندر سے بندپایا دروازہ کی دراڑوں سے دیکھا کہ ہندو عورتوں کو تلوار اور گنڈاسوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں پھر مجلس قال کر آگ لگا دی اس نے جس کا نام جبن تھا شور مچایا مگر کوئی امداد کو نہ آیا اس طرح سات بے گناہ قتل ہوئے اور صرف جبن اور اس کا چار سالہ لڑکا رہ گیا پولیس تفتیش کر رہی ہے اس سے اردگرد کے مسلمانوں میں بھی جوش و اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ بہار اسمبلی کے ممبر مولوی عبدالغنی نے اخبار اسٹار آف انڈیا میں مہاسبھائی مظالم کی یہ المناک داستان شائع کرائی ہے کہ بیوان کے موضع خیرتیا میں صرف کھیت سے گنے توڑنے سے رنج پر ہندو غضبناک ہو گئے۔ بتعداد کثیر جمع ہو کر جو شایما سی انظار میں تھے کیونکہ صرف بھی تنہا مسلمانوں کی بستی ہے چاروں طرف ہندو گاؤں ہیں نہ صرف زدوکوب کیا بلکہ ان کے گھروں کو لوٹ کر ان میں آگ لگا دی۔

مسلمان مسجد میں چھپ گئے تھے وہاں گھس کر ان پر لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے حملہ کیا پھر بائیکاٹ بھی کر دیا۔ انہوں نے اپنی دوکان کھول لی۔ مہاسبھائیوں نے اسے بھی لوٹ کر اور بہت سے مکانوں کو آگ لگا دی۔ وزیر صاحب نے خود پہنچکر تحقیقات کی ہے سب کے نام لکھے ہیں یہ سب کچھ رمضان میں جو عورتیں رات بھر خوف سے کھیتوں میں چھپی رہیں اب تک پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

گورنمنٹ ہائی اسکول کے ہندو سبھائی ہیڈماسٹر نے مسلم طلباء کے سرپرستوں کو یہ خطوط لکھے ہیں کہ اگر ۳۰ دسمبر کے بعد اسکول کے احاطہ میں کسی نے نماز ادا کی تو اس کا نام کاٹ دیا جائے گا جس سے مسلمانوں میں جوش پھیل گیا اور ان کے ایک وفد نے وزیر تعلیم سے ملاقات کی۔ وزیر تعلیم نے تحقیقات کا وعدہ کر لیا ہے۔

سندھ کالج کراچی کا قضیہ پھر تازہ ہو گیا جس وقت مسٹر تاپور اپنی کلاس میں داخل ہوا طلباء ہنود نے ہڑتال کر کے کھڑکیوں کے شیشے توڑ دیئے اور ایک طالبعلم کو مجروح بھی کیا اس پر مسلم طلباء کو بھی غصہ آیا اور وہ بھی کھڑے ہو گئے دونوں میں جنگ بھی ہوئی کالج بند پڑا ہے جذبات بہت کشیدہ ہو رہے ہیں بھائی پرمانند نے ہندوؤں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کی مشنری پر قبضہ کر لیں ورنہ اس کے وزیر اعظم مسٹر جناح منتخب ہو جائیں گے۔ لکھا ہے کہ فیڈرل اسمبلی میں برطانوی ہند کے ہندوؤں کو جن کی ٧٥ فیصدی آبادی ہو گی باوجود ۴۲ فیصدی حصہ دیا گیا ہے اور حکومت مسلمانوں کو فیڈریشن کا حامی بنانے کے لئے ریاستوں کے لئے بھی فرقہ وار حصہ مقرر کرنے پر تیار ہو گئی ہے۔ تحصیل قصور کے قصبہ راجہ جنگ میں اگرچہ مسلمانوں کی آبادی ساڑھے تین ہزار ہے اور ہندو اور سکھ اور عیسائی صرف دو ہزار ہیں لیکن سکھوں نے زمیندار اور مالکان اراضی کی حیثیت سے مسلمانوں کو اذان سے روک رکھا ہے آٹھ مسجدوں میں کوئی مسلمان اذان نہیں دے سکتا کوئی اذان دیتا بھی ہے تو سکھ اس پر تشدد کرتے اور ڈراتے مارتے ہیں وزیر اعظم کو تار دیا گیا ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند

مولانا سراج احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت دہلی تشریف لا کر دفتر الجمعیۃ میں مقیم ہوئے۔

جامع مسجد دہلی کے ایک عظیم الشان جلسہ میں ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے معرکہ آرا تقریر کی اور اللّٰہ وحدت کے ذریعہ کی زیست کی گئی اور مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ جب تک یہ اخبار علماء کی توہین کا سلسلہ ترک نہ کریں ان کا بائیکاٹ کیا جائے حاضرین کے جذبات مولانا مظہر الدین صاحب کے خلاف بہت برانگیختہ تھے۔

بیارم پیٹ سرپہ مدراس میں زیر اہتمام جمعیۃ علماء کا ایک افتتاحی جلسہ منعقد ہوا جس میں جمعیۃ کی شاخ قائم کی گئی اور حقائق و معارف سے لبریز تقریریں کی گئیں۔ مولانا ... صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ کانگریس ملک کی مشترکہ جماعت ہے جس میں ملک کے ہر مذہب و فرقہ کے لوگ شریک ہو سکتے ہیں اور یہ شرکت کسی مذہب اور عقیدے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتی۔ مسلمان مسلمان رہکر کانگریس میں شرکت کر سکتا ہے اور کانگریس کے اندر اپنے مذہب کی حفاظت اور اس کا احترام قائم رکھنے کے لئے جنگ کر سکتا ہے پس کسی نیک شخص کو رائے دینا چاہیئے خواہ وہ کانگریس ہی کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہو۔ اور کسی ناقابل اور بے اعتماد شخص کو رائے دینا مضر اور ناجائز ہے خواہ وہ برائے نام کسی جماعت کے ٹکٹ پر کھڑا ہو۔ اور اجرت لیکر رائے دینا قطعاً ناجائز ہے۔

نادری تلیا کے دردناک واقعات سے متاثر ہو کر مولانا احمد سعید صاحب نے وزیر اعظم یوپی کو ایک زبردست احتجاجی تار روانہ کیا ہے اور زور دیا ہے کہ اس کی تحقیقات کر کے ملزموں کو عبرتناک سزائیں دلائی جائیں اور اس حملہ میں مسلمانوں کے جان و مال کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی ہر ممکن تلافی کی سعی کی جائے۔

مسجد شہید گنج کے فیصلہ کی تاریخ ۱۷ دسمبر تھی لیکن چند اہم نکات پر بحث کے لئے دس جنوری مقرر ہوئی ہے، لیکن مجلس احرار نے انتظار فضول سمجھکر مسجد کے حصول کے لئے از سر نو عملی جدوجہد کا آغاز شروع کر دیا چنانچہ ۱۷ دسمبر کو مولانا مظہر علی اظہر ممبر پنجاب اسمبلی دس رضاکاروں کو ساتھ لیکر مسجد شہید گنج میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلے جنہیں کوتوالی کے قریب گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا مظہر علی نے اعلان کیا کہ آئندہ جمعہ کو دس رضاکاروں کا ایک اور دستہ روانہ ہو گا۔ بیس ہزار افراد اس اعلان کے وقت موجود تھے یہ سلسلہ جاری ہے۔ مسلم لیگ اور اتحاد ملت کے حلقوں میں اس تحریک کے قبل از فیصلہ آغاز کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جا رہا۔ مسلم اور ہندو جرائد و عمائد پنجاب اس کے خلاف رائے زنی کر رہے ہیں مگر کام شروع ہو چکا ہے مسٹر جناح مسجد شہید گنج کے مقدمہ میں بحث کرنے کے لئے دس جنوری کو لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

آج آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لیجیے
(اور پھر)
چالیس دن واحدی صاحب کی دوائے جریان کھانے کے بعد دیکھیے
آج اپنا وزن کرا لیجیے۔ اور پھر چالیس روز کے بعد کرائیے۔
یہ دوا معتدل ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوتی ہے
خواہ آپ ضعیف العمر ہوں۔ خواہ جوان ہوں۔ خواہ نوجوان ہوں
واحدی صاحب کی دوائے جریان کی چالیس خوراکیں کھانے کے بعد آپ محسوس کریں گے آپکے اندر حقیقی زندگی نہیں تھی۔ زندگی اب آئی ہے
واحدی صاحب کی دوائے جریان چالیس روز میں آپ کی کایا پلٹ کر دے گی!!
اس کے کھانے سے سارے جسم کی طاقت بڑی تیز رفتاری سے بڑھتی ہے!
اور جریان تو نام کو نہیں رہتا خواہ کیسا ہی پرانا جریان ہو چند خوراکوں میں چلا جاتا ہے
اگر آپ کو ظاہر میں کوئی مرض نظر نہیں آتا۔ اور اس کے باوجود بھی آپ روز بروز مضمحل ہو رہے ہیں۔ تو یاد رکھیے آپ جریان میں مبتلا ہیں۔ اس موذی مرض سے غفلت نہ کیجیے۔ واحدی صاحب کی دوائے جریان اس مرض کی سب سے اچھی اور سب سے زیادہ صحیح دوا ہے۔ یہ انشاء اللہ ہفتہ بھر میں آپ کو چونچال بنا دے گی۔
آپ طاقت کی ہزاروں دوائیں استعمال کر چکے ہوں تب بھی واحدی صاحب کی "دوائے جریان" کو سب پر فائق پائیں گے
واحدی صاحب کی دوائے جریان کمزوری کی جڑ کو کھوتی ہے
چالیس خوراکوں کا ڈبہ تین روپے (۳) میں ملتا ہے اور بیس خوراکوں کا ڈیڑھ روپیہ (۱۸) میں محصولڈاک دونوں صورتوں میں معاف۔
ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان ۱۷۱ دہلی

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَ

اور (یہ بھی بشارت دی کہ) وہ لکھنا اور دانائی کی باتیں اور توریت و

الْاِنْجِيْلَ ۝ۚ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

انجیل سکھائیگا اور بنی اسرائیل کے پاس پیغمبر ہوکر جائیگا (اور کہیگا)

اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ

کہ میں تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی تمہارے پاس لایا ہوں میں

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ

پرندکی صورت مٹی کی بناتا ہوں

فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

اور اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ بحکم خدا پرند ہوجاتا ہے

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ

اور میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردیتا ہوں اور بحکم خدا

الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

مُردوں کو زندہ کردیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو یا گھروں میں

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

رکھ آتے ہو اُس کو بتادیتا ہوں اگر تم

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ایماندار ہو تو اس میں تمہارے لئے (میری صداقت کی) نشانی ہے

تفسیر قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ یعنی جبرئیل کے جواب میں تعجب وحیرت سے حضرت مریم نے کہا کہ میرے کیسے اولاد پیدا ہوسکتی ہے عادت الٰہی تو یہ ہے کہ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا نہ جائز نہ ناجائز۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۔ جبرئیل نے کہا خدا کا حکم یہ ہی ہے کہ بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اسکو کسی واسطے اور ذریعہ کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا ۔ جب کسی کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو باپ ہو یا نہو اسباب موجود ہوں یا نہوں بہرصورت فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اُس چیز کے پیدا ہونے کا صرف حکم دیتا ہے بس فوراً وہ چیز پیدا ہوجاتی ہے یعنی اسکی قدرت بہت بڑی ہے کسی چیز کے پیدا کرنے میں وہ اسباب کا محتاج نہیں۔ اگرچہ عموماً مسبب کا وجود ظاہری اسباب کے مہیا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر وہ اسکے خلاف بھی کرسکتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور خدا تعالیٰ اس لڑکے کو بغیر پڑھے لکھے اور بغیر کسی مدرسہ میں حاضری دیے فن تحریر سکھائیگا، حکمت کی باتیں بتائیگا یعنی تہذیب اخلاق اور علم باطن عطا کریگا اور توریت وانجیل کے احکام کی تعلیم دیگا وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور فقط یہی نہیں بلکہ ایک معزز پیغمبر بناکر بنی اسرائیل کی ہدایت پر مامور کریگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بہترین خوشنویس تھے ایک زبردست فلاسفر اور حکیم تھے۔ توریت وانجیل کے احکام کے ماہر تھے جو امور توریت میں قابل ترمیم تھے اُن کو آپ نے بدلڈالا تھا اور باقی بدستور قائم رکھے تھے۔ اور نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ میں خدا کا فرستادہ ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں تم کو میرے احکام کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنی حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میں تمہارے پاس خدا کا رسول بناکر بھیجا گیا ہوں اور اپنی رسالت کی صداقت اور ثبوت کے کچھ معجزات بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مثلاً اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ تمہارے سامنے مٹی کی بشکل پرندہ ایک مورت گھڑتا ہوں اور پھر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ فوراً بحکم الٰہی زندہ پرندہ بن جائیگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے چمگادڑ کے شکل کے متعدد پرندے بنائے تھے اور اُن پر خدا کا نام لیکر پھونک ماری تھی تو وہ بحکم الٰہی زندہ پرندے بنکر اُڑ گئے تھے لیکن اتنا فرق تھا جسکو وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ جب تک وہ نظر کے سامنے رہتے تھے اُڑا کرتے تھے اور نظر سے غائب ہوجاتے تو گر کر مرجاتے تھے انکی زندگی پائدار نہوتی تھی وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ یعنی دوسری بات یہ کہ میں بہت سی لاعلاج بیماریوں کو صرف چھوکر یا دم کرکے اچھا کردیتا ہوں مثلاً مادرزاد نابینا کی آنکھیں روشن کردیتا ہوں اور پیدائشی برص والے کو تندرست کردیتا ہوں (حالانکہ یہ بیماریاں تمام اطباء کے نزدیک لاعلاج ہیں حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں چونکہ طب کا بہت زور تھا جالینوس وغیرہ اطباء موجود تھے اسلئے حضرت عیسیٰؑ نے اُن بیماریوں کے اچھا کرنے کا دعویٰ کیا جو باتفاق اطباء لاعلاج تھیں) وَاُحْيِ الْمَوْتٰى یعنی تیسری بات یہ کہ میں مردوں کو زندہ کردیتا ہوں جنکی جان نکل چکی ہو اُن میں جان ڈالدیتا ہوں لیکن بِاِذْنِ اللّٰهِ یہ تمام کام خدا کے حکم اور اذن سے میں کرتا ہوں ورنہ مجھ میں اپنی طرف سے

کوئی طاقت نہیں اور نہ ذاتی طور پر میں ایسا کر سکتا ہوں - جلال الدین سیوطی اور محی السنہ نے اپنی تفسیروں میں بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا تھا - ایک تو حضرت عیسیٰ کا ایک دوست عازر نام تھا - جب اسکے مرنے کا وقت قریب آیا تو اسکی بہن نے حضرت عیسیٰ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ کا دوست عازر مر رہا ہے ذرا تشریف لائیے چونکہ حضرت عیسیٰ کی جائے سکونت اور عازر کی رہائش گاہ میں تین روز کی مسافت تھی اسلئے حضرت عیسیٰ جب اپنے ہمراہیوں کو لیکر پہنچے تو عازر کو مرے تیسرا روز تھا - مسیح نے میت کی بہن سے فرمایا میرے ساتھ اسکی قبر پر چلو - حسب الحکم وہ ساتھ ہولی اور جا کر حضرت کو عازر کی قبر پر کھڑا کر دیا - آپ نے باسم اللہ الٰہی میں دعا کی - عازر فوراً زندہ ہو کر قبر سے نکل آیا اور مدتوں جیتا رہا یہاں تک کہ اسکی اولاد ہوئی - دوئم ایک بڑھیا کا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا لوگ اسکی نعش تابوت پر رکھے لئے جا رہے تھے اور بڑھیا پیچھے پیچھے روتی چلاتی جا رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کی طرف سے گذر ہوا - آپ نے بڑھیا پر ترس کھا کر دعا فرمائی اور مردہ زندہ ہو کر تابوت کے اندر ہی اٹھ بیٹھا اور بہت زمانہ تک زندہ رہا - سوئم ایک شخص [illegible] تھا اسکی بیٹی مر گئی تھی دوسرے روز مسیح کی دعا سے زندہ ہوئی اور ایک زمانہ تک جیتی رہی اسکی اولاد بھی ہوئی - چہارم ایک بار جناب مسیح سام بن نوح کی قبر پر تشریف لے گئے اور ان کو باذن الٰہی زندہ کیا وہ زندہ ہو کر قبر سے نکل آئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد ہی آپ نے ارشاد فرمایا سام مجھ کو [illegible] ہو گیا اب تم قبر میں چلے جاؤ اور مر جاؤ - سام نے عرض کیا لیکن یہ شرط ہے کہ خداتعالیٰ مجھکو سکرات کی تلخی سے محفوظ رکھے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سام فوراً مردہ ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے - وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ - چوتھی بات یہ کہ گھروں کے اندر جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ کھانے کے لئے تم جمع رکھتے ہو اسکی اطلاع میں تم کو دے سکتا ہوں - چنانچہ آپ بتایا کرتے تھے کہ تم نے آج فلاں چیز کھائی اور فلاں چیز کھانے کے لئے رکھ چھوڑی ہے - حضرت عمار بن یاسرؓ اور قتادہ سے اسکے متعلق روایات آئی ہیں - اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ یعنی ان مذکورہ معجزات میں تمہارے لئے میری صداقت و رسالت کا نشان ہے بشرطیکہ تم میں ایمان کی روشنی ہو اور ایمان لانا چاہو ورنہ عناد کی حالت میں تو ہزاروں معجزات بھی بیکار ہیں - جب آنکھوں میں نور نہ ہو تو آفتاب سے کیا فائدہ -

مقصود بیان: حضرت مریم ہمیشہ دوشیزہ رہیں کبھی کسی مرد سے قربت نہیں کی - حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے صرف حکم الٰہی سے پیدا ہوئے - خداتعالیٰ کے ارادہ میں اور اس چیز کے پیدا ہونے میں جسکا ارادہ کیا گیا ہو فصل نہیں ہوتا ہے ادھر ارادہ ہوا ادھر وہ چیز فوراً پیدا ہو گئی - گویا کسی شے کا وجود ہی ارادہ الٰہی ہے - حضرت عیسیٰ بہترین خوشنویس تھے تہذیب اخلاق کے ماہر تھے - عالم باعمل تھے اور توریت و انجیل کے احکام سے خوب واقف تھے - حضرت عیسیٰ کی دعوت رسالت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اور کسی قوم کے واسطے نہ تھی اور نہ اسرائیلیوں کے علاوہ کسی اور پر حضرت عیسیٰؑ کے دین کی پیروی اور احکام انجیل کی تعمیل ضروری تھی - حضرت عیسیٰ کے معجزات بہت تھے لیکن عظیم الشان معجزات یہ تھے کہ آپ بشکل پرندہ ایک مٹی کی مورتی بنا کر اسپر پھونک مار کر اسکو زندہ کر دیا کرتے تھے - لاعلاج مریضوں کو صرف ہاتھ سے چھو کر اچھا کر دیا کرتے تھے - مردوں کو زندہ کر دیتے تھے - لیکن یہ تمام امور حضرت عیسیٰؑ کی ذاتی طاقت پر مبنی نہ تھے - اسی لئے وہ خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے بلکہ ان سب میں [illegible] طاقت خداوندی مضمر تھی اور حضرت عیسیٰ ان افعال کی تکمیل میں اذن الٰہی کے محتاج تھے کہ الوہیت حضرت عیسیٰ میں حلول نہیں کر گئی تھی - حضرت عیسیٰ کھائی ہوئی چیزیں اور [illegible] ذخیرہ بتا دیا کرتے تھے - یہ سب حضرت عیسیٰ کے کھلے معجزات تھے جن سے انکی رسالت کی تصدیق ہوتی تھی - آیت میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ [illegible] دماغ رکھنے والوں کو کوئی ہدایت اور کوئی معجزہ مفید نہیں ہو سکتا - رسالت و ضیاء ہدایت دیکھنے کے لئے بصیرت حق و دماغ اور روحانی حس کی ضرورت ہے - یہ غلط ہے کہ انبیاء خود بخود بطاقت خود معجزات کا اظہار کر سکتے ہیں - بلکہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معجزہ پیدا کرتا اور نبی کی مشیت و مرضی ہے جسکو ظاہر کرانا چاہتا ہے کرا دیتا ہے - گویا اعجاز کی صفت و حقیقت خداتعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے - انبیاء تو [illegible] سرفراز [illegible] صورت میں ان کا ظہور ہوتا ہے ورنہ انبیاء میں ایسی ذاتی طاقت نہیں ہوتی کہ جب چاہیں معجزہ کا اظہار کر دیں -

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

اور مجھ سے پہلے جو توریت نازل ہوئی اسکی تصدیق کرتا ہوں اور

لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ

میری نبوت کی یہ غرض ہے کہ جو بعض چیزیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں انکو تمہارے لئے حلال

بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ

کر دوں اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں لہٰذا تم خدا سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

بلاشبہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے لہٰذا اسکی عبادت کرو یہ سیدھا

مُّسْتَقِيمٌ ○ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

راستہ ہے بالآخر جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار دیکھا تو

قَالَ مَنْ أَنصَارِيٓ إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ

بولے کوئی ہے جو خدا کے واسطے میرا مددگار ہو حواری بولے

نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا

ہم اللہ کے رسول کے حامی ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم

مُسْلِمُونَ ○ رَبَّنَآ آمَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا

فرمانبردار ہیں اے ہمارے رب جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس کا یقین کرتے ہیں اور ہم تیرے

الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ وَمَكَرُوا

رسول کے پیرو ہیں تو ہم کو (توحید و رسالت کی) شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور

وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ○ ع ۱۴

(یہودیوں نے) مکر کیا اور اللہ نے اسکا عوض دیا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے

تفسیر

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ حضرت عیسیٰ نے یہ بھی کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس رسول ہو کر اس شان سے آیا ہوں کہ توریت کے جو احکام و مسائل مجھ سے پہلے موجود ہیں میں انکی تصدیق کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ وہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں اور اپنے زمانہ میں واجب العمل تھے لیکن وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ - اس کا یہ مطلب نہیں کہ توریت کے کل احکام اب بھی واجب العمل ہیں بلکہ میرے رسول بنا کر بھیجے کی غرض یہ ہے کہ جو چیزیں توریت میں تم پر حرام کر دی گئی تھیں ان میں سے بعض اشیاء کو میں تمہارے لئے حلال کر دوں۔ یعنی غرض یہ ہے کہ توریت کے بعض احکام تو برقرار رکھوں اور بعض کو منسوخ کر دوں۔ بنی اسرائیل پر جو چیزیں حرام کر دی گئی تھیں وہ دو طرح پر تھیں۔ ایک تو ان کی اصلاح حال و مآل کے لئے بطور ارشاد و ہدایت کے حرام کر دی گئی تھیں۔ مثلاً زنا چوری جھوٹ بہتان سور کا گوشت وغیرہ۔ یہ احکام تو حضرت عیسیٰ نے بدستور سابق برقرار رکھے اور ان میں سے کسی حکم میں ترمیم بھی نہیں کی۔ دوسرے وہ چیزیں تھیں جن کو بنی اسرائیل کی سرکشی اور نافرمانی پر جیسے وقتاً فوقتاً حرام کر دیا گیا تھا ان چیزوں کو حضرت عیسیٰ نے بحکم الٰہی حلال کر دیا مثلاً چربی مچھلی ایسٹ کی چربی پنجوں والے اور رخار رکھنے والے پرندے سنیچر کے دن شکار کی حرمت وغیرہ۔ یہ تمام احکام شریعت عیسوی میں منسوخ کر دیے گئے۔ ابن کثیر اور دیگر محققین کا یہی قول ہے کہ دین عیسوی سے دین موسوی کا کچھ حصہ منسوخ ہو گیا اور کچھ بدستور باقی رہا۔ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ یعنی میرا دعویٰ رسالت بے ثبوت نہیں ہے بلکہ میں پروردگار کے عطا کردہ کچھ معجزات بھی لایا ہوں جن سے میری رسالت کا نشان ظاہر ہوتا ہے لہذا تم خدا سے ڈرو اور جو کچھ توحید الٰہی اور تعلیم شریعت کے متعلق میں تم کو احکام دوں ان کو مانو۔ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ یہ آیت سابقہ کی اصل غرض ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے سامنے معجزات پیش کئے اور تم نے اسکو سحر پر محمول کیا ایسا نہ کرو کیونکہ کوئی جادوگر عقائد و اعمال کی اصلاح کی دعوت نہیں دیتا اور میں تم کو قوت نظریہ و عملیہ کے استکمال کی طرف بلاتا ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے عقائد کی اصلاح کر لو۔ خداوند قدوس میرا اور تمہارا سب کا موجد، خالق، رازق اور مربی ہے اسکی وحدانیت کا عقیدہ رکھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اس سے تمہاری نظری قوت درست ہو جائیگی فَاعْبُدُوهُ اور اس کی اطاعت کرو اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کے اوامر و نواہی پر پابند رہو اس سے تمہاری قوت عملیہ درست ہو جائے گی۔ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ یہی خدا رسی اور سعادت ابدی کا سیدھا راستہ ہے اسی سے قوت حقیقی حاصل ہو سکتی ہے۔ عقائد و اعمال کی اصلاح پر ہی حیات حقیقی اور نجات اخروی موقوف ہے۔ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ جب حضرت عیسیٰ نے دیکھا کہ بنی اسرائیل میری نبوت نہیں مانتے اور میرے معجزات کا بھی انکار کرتے ہیں اور اچھی طرح سمجھ گئے کہ یہ کفر پر جمے رہینگے تو قَالَ مَنْ أَنصَارِيٓ إِلَى اللَّهِ فرمایا لوگو! دین الٰہی کی پیروی اور احکام حق کی اشاعت میں میرے مددگار کون ہیں؟ اسکا جواب بنی اسرائیل نے سوائے کفر و سرکشی کے اور کچھ نہ دیا۔ لیکن قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ چند حواری یا شکاری جن کے عقیدے شستہ اور صاف تھے اور سعادت ازلی کی سپیدی انکے دلوں میں چمک رہی تھی بول اٹھے کہ ہم دین حق کی پیروی کرینگے اور ہم شریعت الٰہی کے واسطے ہر طرح سے مددگار ہیں۔ آمَنَّا بِاللَّهِ ہم خدا پر ایمان لے آئے اور آپ کو رسول برحق یقین کر لیا۔ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ لیکن دلی ایمان اور قلبی یقین کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔ کم از کم اس بات کے گواہ رہیں کہ ہم آپ کے احکام کی تعمیل کرنیوالے ہیں اور آپکی فرمان پذیری کرنے والے ہیں۔ اسکے بعد حواریوں نے خدا سے دعا کی رَبَّنَآ آمَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ - الٰہی جو انجیل تو نے نازل فرمائی ہم اسکو سچا جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ تیری طرف سے نازل شدہ کتاب ہے۔ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی اور فرمانبرداری بھی قبول کر لی۔ گویا ہم نے اپنے عقائد و اعمال دونوں کی اصلاح کر لی اور جو ہدایت کا اصلی مقصود تھا وہ ہم کو حاصل ہو گیا۔ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ لہذا ہم کو ان لوگوں کی فہرست میں شامل کر لے جو تیری

وحدانیت کا اقرار کرنیوالے اور تیرے رسول کے احکام کی تعمیل کرنے والے ہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد امت اسلامیہ ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ کی ایک روایت اسی کی تائید میں پیش کی ہے جو تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے اور صحیح الاسناد ہے۔

شیخ دہلوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دھوبیوں سے فرمایا تم کپڑے دھویا کرتے ہو آؤ میں تم کو دلوں کو دھونا سکھلاؤں۔ دھوبیوں میں سے دو آدمی ہدایت پاکر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہولئے اور یہی اصلی حواری تھے پھر باقی لوگوں میں سے جو تابع ہوتے گئے وہ بھی تبرکاً اسی خطاب سے مشرف ہوتے۔ وَمَكَرُوْا یعنی جو لوگ ازلی شقی اور کو مغز تھے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ضرر پہنچانے کیلئے مکر کیا مطلب یہ کہ بنی اسرائیل نے حضرتؑ کو شہید کرنے کی خفیہ تدبیریں کیں۔ محی السنۃ نے معالم میں بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کو ساتھ لیکر آئے اور علی الاعلان بنی اسرائیل کو وعظ کرنا شروع کیا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو ساحر اور زناکار کہنا شروع کیا اور حضرت مریمؑ کو بھی گالیاں دیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے انکے واسطے بددعا کی اور خدا تعالیٰ نے گالیاں دینے والوں کو سور کی شکل پر مسخ کردیا۔ یہ دیکھ کر یہود کے دل میں خوف پیدا ہوا اور انہوں نے خفیہ ایک آدمی کو مقرر کردیا کہ ظاہر میں حضرت عیسیٰؑ سے مل جائے اور موقعہ پاکر اُن کو قتل کردے۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ یہودی اپنی خفیہ ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ لوگوں کو ایمان لانے سے انہوں نے روکا حضرت عیسیٰؑ کے ایک حواری کو بھی لالچ دیکر ملالیا اور پوشیدہ طریقہ سے حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار بھی کرلانے اور لاکر ایک مکان میں بند کردیا۔ لیکن وَمَكَرَ اللّٰهُ خدا نے بھی خفیہ تدبیر کی کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکانے کے لئے ایک آدمی کو مکان کے اندر بھیجا تو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو تو اٹھالیا اور اس شخص کی صورت حضرت عیسیٰؑ کی حالت کردی۔ لوگوں نے اسی کو حضرت عیسیٰؑ کے دھوکہ میں سولی دیدی اور اُن کو آخر تک بلکہ اس زمانہ تک یہی یقین رہا کہ ہم نے عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکا دیا۔ حالانکہ جس شخص کو سولی دی وہ اور شخص تھا اور عیسیٰ اٹھالئے گئے۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ اور خدا تعالیٰ خفیہ تدبیر کرنے کا اُن سے زیادہ تُوانا ہے اُس نے ایسی تدبیر کی کہ انکی تدبیر الٹی پڑی۔

مقصود بیان:- حضرت عیسیٰؑ نے ان چیزوں کو تو حلال ہی رکھا جو توریت میں حلال کردی گئی تھیں لیکن جو چیزیں دین موسوی میں حرام تھیں اُن میں سے بعض اشیاء کو حلال کردیا۔ انجیل تورات کی ناسخ تھی۔ ہر نبی کی بعثت کا اصلی مدعا لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے نہایت بلند آہنگی سے توحید کا اعلان کیا تھا۔ اصلاح عقائد و اعمال ہی سعادت ابدیہ اور نجات اُخرویہ کے حصول کا راستہ ہے۔ غیر موحد نجات سے قطعاً محروم ہیں۔ بنی اسرائیل نہایت سرکش اور باغی قوم تھی معجزات و بینات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کے پیرو بھی کچھ آدمی ہوگئے تھے۔ جنکو حواری کا خطاب ملا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو ضرر پہنچانے کی بہت سی خفیہ تدبیریں یہودیوں نے کی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی حضرت عیسیٰؑ کو بچانے اور یہودیوں کی تدبیروں کو غیر مؤثر بنانے کے لئے ایسی تدبیر کی جسکا یہودیوں کو پتہ بھی نہ چلا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی تدبیر ضرر رساں نہیں بلکہ مخلوق کے فائدہ کے لئے ہوتی ہے۔

آیات مذکورہ ہم کو ذیل کا درس دے رہی ہیں۔ ہر شریعت دوسری شریعت کے جزوی احکام کی ناسخ ہوتی ہے لیکن اصولی اعتبار سے اُسکی مؤید ہوتی ہے۔ لوگوں کی علمی اور عملی قوتوں کی درستی اور تکمیل ہی تمام حاملان وحی کا اصلی مدعا تھا۔ سچا مسلمان وہی ہے جسکے عقائد بھی صحیح ہوں اور اعمال بھی شرع کے موافق ہوں۔ جو شخص تعلیم نبوی کے خلاف کوئی اصلاحی اسکیم پیش کرتا ہے وہ شریعت اور اسلام دونوں سے بے بہرہ ہے۔ معجزہ اور سحر استدراج و کرامت کا معیار امتیاز یہی ہے کہ ایک اعمال و اخلاق اور عقائد و خیالات کی اصلاح کا علمبردار ہے اور دوسرا ہوا و ہوس شیطانی توہمات اور نفسانی جذبات کی طرف مائل کرتا ہے۔ ایک کی بناء طہارت باطن پر ہے اور دوسرے کا دارومدار خباثت نفس پر۔ اگرچہ دونوں کی صورتیں بظاہر ایک سی معلوم ہوتی ہیں۔ صرف خرق عادت یا نیرنگی تصرفات ہی حقانیت کی دلیل نہیں ہوسکتی یہ بات تو جادوگروں سے بھی ہوجاتی ہے۔ وغیرہ

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ

جب عیسیٰ سے اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تمہاری مدت پوری کرونگا اور

رَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ

تم کو اپنی طرف اٹھا لونگا اور ان کافروں کی نجاست سے تم کو پاک صاف

كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

کرونگا اور تمہاری پیروی کرنیوالوں کو کافروں پر قیامت تک

كَفَرُوْٓا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

غالب رکھوں گا اسکے بعد تم سب کو میرے پاس لوٹ آنا ہے

فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

میں تمہارے باہمی اختلافات کا فیصلہ کروں گا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا

پھر جن لوگوں نے انکار کیا ہے اُن کو دنیا و دین میں

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○

سخت عذاب دونگا اور اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ

اور جو لوگ مومن اور نیکوکار ہیں اللہ انکے کیے کا اُن کو پورا پورا

اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ ذٰلِكَ

ثواب دیگا اور اللہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا یہ جو

نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ○

ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اللہ کی آیات اور پُر از حکمت تذکرے ہیں

تفسیر اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ - یہ تفسیر ہو چکا ہے - جب یہودیوں نے حضرت عیسٰی کو ایک مکان کے اندر بند کر دیا اور باہم فیصلہ کیا کہ انکو سولی دیدی جائے تو شدت غم سے حضرت عیسٰی پر ایک بیخودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور خداوند عالم سے اور متعلق سے مدد کی التجا کی حکم ہوا عیسٰی گھبراؤ نہیں یہ تم کو صلیب نہیں دے سکتے - میں تمہاری عمر پوری کرونگا (کشاف) یا یہ معنی کہ میں تم کو اپنے قبضہ میں کر لونگا یعنی ان یہودیوں کا دسترس تم پر نہیں ہونے دونگا (بیضاوی) یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جسمانی کثافت تمہاری ہلکی کر دونگا (تفسیر کبیر) اور پھر دَرَافِعُكَ اِلَیَّ تم کو دنیا سے بغیر موت کے اٹھاؤنگا وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور ان کافر یہودیوں کے جوار سے تم کو علیحدہ کر دونگا یعنی یہ تم کو نہ مار سکینگے میں زندگی ہی میں تم کو ان سے بچا لونگا - حضرت موسیٰؑ کی وفات سے ۱۷۷۵ سال بعد حضرت عیسٰی پیدا ہوئے سکندر یونانی کے حملۂ بابل کو اُسوقت ۷۵ سال گذر چکے تھے - اکثر مفسرین کا قول ہے کہ جسوقت حضرت عیسٰی کو قید خانہ سے آسمان پر اٹھا لیا گیا اُسوقت آپکی عمر ۳۳ سال کی تھی گویا دیگر انبیاء کے قاعدہ کے خلاف آپ کو نبوت چالیس برس کی عمر سے پہلے مل گئی تھی - پھر جب قرب قیامت میں آپ کا نزول ہوگا تو سات برس اور زندہ رہینگے اور چالیس سال عمر دنیوی کا پوری کرنے کے بعد آپ کی وفات ہوگی - یہی معنی آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کے ہیں یعنی میں تم کو تمہاری پوری عمر کو پہنچا دونگا - بخاری و مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسٰیؑ نازل ہونگے اور شریعت محمدیہ کے موافق عملدرآمد کرینگے - دجال کو قتل کرینگے سوروں کو مارینگے یعنی عام طور پر جو لوگ عیسائی سور کو کھاتے ہیں یہ حکم منسوخ ہو جائیگا - صلیب کو توڑ ڈالینگے یعنی عیسائی صلیب کی پرستش کرتے ہیں حضرت عیسٰی اسکی اہانت کرینگے اور صلیب کو توڑ کر پھینکدینگے اور جزیہ کا حکم موقوف کر دینگے یعنی اُسوقت سوا ایمان کے اور کچھ مقبول نہ ہوگا یہ نہ ہو سکیگا کہ غیر مسلم لوگ ذمی بنکر رہیں - نزول کے بعد سات برس تک زندہ رہنا مسلم کی حدیث سے ثابت ہے اور ابو داؤد کی روایت میں چالیس سال زندہ رہنا بیان کیا گیا ہے - دونوں روایتوں کی مطابقت اس طرح ممکن ہے کہ ۳۳ سال کی عمر حضرت عیسٰی کی اُسوقت تھی جب انکو اٹھایا گیا اور سات سال بعد نزول رہینگے کل چالیس برس ہو گئے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری تصدیق کی اور تم کو سچا جانا قیامت تک اُن لوگوں پر غالب رکھونگا جنہوں نے تمہاری تکذیب کی یا تکذیب کرینگے - مراد یہ کہ مسلمان ہوں یا عیسائی ہر صورت تمہارے ماننے والوں کو یہودیوں پر قیامت تک غالب رکھونگا چنانچہ ایسا ہوا - حضرت عیسٰے کے چالیس برس کے بعد شاہ طیطوس رومی ملک شام کو تاراج کرتا ہوا یروشلم پر چڑھ آیا شہر کو تباہ کر کے بیت المقدس کو مسمار کر ڈالا - لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا - ہزاروں کو اسیر کر کے باندی غلام بنایا اور اُسوقت سے اب تک دنیا میں کوئی یہودی حکومت قائم نہ ہو سکی اور پھر وہ کبھی بھی مسلمانوں اور عیسائیوں پر غالب نہ آ سکے - ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ یعنی مذکورہ بالا سزا تو یہودیوں کو دنیا میں ملیگی پھر قیامت کے دن سب کو خدا تعالیٰ کے پاس جانا ہوگا اور دینی اختلافات کا وہی فیصلہ کریگا - ابن کثیر کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسٰی کو خداوند تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تو جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے اُن کے چند گروہ ہو گئے - بعض تو اپنے ایمان پر قائم رہے خدا کو واحد لاشریک اور حضرت مسیحؑ کو خدا کا بندہ اور رسول برحق یقین کرتے رہے - یہ فرقہ تو حقیقی طور پر حضرت عیسٰیؑ کا متبع اور پیرو تھا - بعض نے غلو کیا اور حضرت عیسٰیؑ کو بجائے عبداللہ اور رسول اللہ کے ابن اللہ کہنے لگے اور بعض تثلیث کے قائل ہو گئے - ان سب فرقوں کا قرآن پاک نے رد کر دیا - تین سو برس تک ان لوگوں میں یونہی اختلافات رہے - بالآخر جب فلاسفر قسطنطین شاہ یونان نے مذہب عیسائی اختیار کیا تو اس نے دین مسیح کو بالکل ہی بدل ڈالا انجیل میں تحریف کی کچھ بڑھایا کچھ گھٹایا اور ایک مجموعۂ قوانین بنا کر اس کا نام امانت کبریٰ رکھا - اس خیانت کبریٰ میں قسطنطین نے سور کو حلال کر دیا عیسائیوں کے لئے مشرق کو قبلہ نماز مقرر کیا - روزوں میں دس روزوں ....

.... کا اضافہ کیا یہانتک کہ مذہب مسیحائی بالکل بدل گیا قسطنطین اعظم نے اپنے نام پر ایک شہر قسطنطنیہ بھی آباد کیا اور تقریبًا بارہ ہزار گرجا بھی تعمیر کرائے اسکے بعد اسکے جانشین بادشاہ بھی ایسے ہی ہوتے آئے اور ہمیشہ یہ لوگ یہود پر غالب اور حاکم رہے اور انکو ذلیل و خوار کرتے رہے - جب خدا تعالیٰ نے

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ

اللہ کے نزدیک عیسیٰ (کی پیدائش) کی مثال ایسی ہے جیسے آدم کی، پتلے کو

مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○ الْحَقُّ

خدا نے مٹی سے بنایا پھر اُس سے کہا (زندہ) ہو جا وہ فوراً (زندہ) ہو گیا

مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ○

یہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے تم کہیں شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ

اب جبکہ تم کو یقینی علم ہو چکا ہے اگر کوئی تم سے عیسیٰ کے متعلق حجت

الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ

کرے تو اُس سے کہدو کہ آؤ ہم مل کر اپنے اور تمہارے

أَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا

بیٹوں کو اور اپنی اور تمہاری بیبیوں کو بلائیں اور ہم تم خود بھی

وَأَنفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ

شامل ہوں پھر گڑگڑا کر (دعا کریں) اور جھوٹوں پر اللہ کی

عَلَى الْكَاذِبِينَ ○ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ

لعنت کریں بلا شبہہ یہ سچا بیان تو

الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ

یہی ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ ہی بلاشبہہ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ

زبردست حکمت والا ہے اب بھی اگر وہ رُخ پھیر لیں تو اللہ

عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ○ ع ۱۴

مفسدوں سے خوب واقف ہے

تفسیر إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ حضرت عیسیٰ کا قصہ جو قرآن میں مذکور ہے اُسکو سن کر نجران کے عیسائی علماء خدمت گرامی میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے محمد آپ یسوع کو گالی دیتے ہیں اور بندۂ خدا بتاتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا معاذ اللہ میں کہیں اللہ کے پیغمبر کو گالی دے سکتا ہوں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے بیٹے نہ تھے بلکہ مقبول بندے اور پیغمبر تھے۔ کہنے لگے یہی تو گالی ہے۔ اچھا آپ عیسیٰ کے سوا کوئی آدمی ایسا بتا سکتے ہیں جو بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ہو؟ اسی وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی جس میں حضرت عیسیٰ کو ندرت حال اور بلا باپ کے پیدا ہونے میں حضرت آدم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ ندرت حال اور بلا باپ کے پیدا ہونے میں عیسیٰ کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت آدم بلا باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ عیسیٰ کے تو صرف باپ نہ تھے ماں سے پیدا ہوئے تھے اور آدم کے تو ماں باپ دونوں نہ تھے۔ بلکہ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ خدا تعالیٰ نے مٹی کا پتلا بنا کر ہو جانے کا حکم دیا بس آدم ہو گئے۔ یہی حال حضرت عیسیٰ کا ہوا خدا تعالیٰ نے فرمایا (بغیر باپ کے بن) ہو جا حضرت عیسیٰ پیدا ہو گئے۔ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ یعنی عیسیٰ کے متعلق حق بات خدا کی جانب سے یہی ہے فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ کسی کو اس معاملہ کے متعلق ان تصریحات کے باوجود اب کوئی شک نہ کرنا چاہئے بلکہ شک کرنے والے گروہ میں شامل بھی نہ ہونا چاہئے۔ شاہ قسطنطین نے اپنے عقائد کفریہ کی تبلیغ زبردستی کی تھی۔ جن علماء انجیل نے اُسکے عقائد سے انکار کیا اُن کو قتل کرا دیا اور جو لوگ بچ گئے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں روپوش ہو گئے۔ باقی جتنے بچ گئے سب سے اُس نے زبردستی اُس محضر پر دستخط لے لئے جس میں حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا لکھا تھا۔ جب عوام میں یہ غلغلہ پھیل گیا تو دوسری ملت والوں نے نصرانیوں کے کسی قول پر اعتماد نہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق بالکل ہی شک کرنے لگے کہ جانے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے بھی یا نہیں چنانچہ عیسائیوں کی ایک جماعت خود یہودیوں کے ساتھ ہو کر حضرت مریم پر بہتان تراشیاں کرنے لگی کہ مریم کا یوسف نجار سے ناجائز یا ناجائز تعلق تھا اور عیسیٰ یوسف ہی کے بیٹے تھے۔ جب حضور اقدس مبعوث ہوئے تو عیسائی اسی قسم کی شش و پنج اور تردد میں تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی امر حق سے مطلع فرمایا اور اعلان عام کرایا کہ اب کوئی شک کرنے والوں میں بھی نہ ہو۔ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ۔ جب وفد نجران نے حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا تو حضورؐ نے اُن کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا۔ عیسائیوں نے شرحبیل، عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن قیص کو خدمت گرامی میں بھیجا اور اتنی مہلت کے طالب ہوئے کہ غور کر کے کوئی رائے قائم کر سکیں۔ حضور والا نے مہلت دیدی۔ شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم خوب جانتے ہو کہ جس قوم نے کسی نبی سے مباہلہ

کیا وہ قوم ضرور تباہ ہو گئی لہٰذا اس پیغمبر سے صلح کرلو اور اپنے گھر لوٹ چلو سب نے جب اس رائے سے اتفاق کر لیا تو حضور اقدس صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چل دیئے۔ حضور انور حسنؓ حسینؓ حضرت علیؓ اور جناب سیدہؓ کو ہمراہ لئے مباہلہ کرنے کے ارادہ سے باہر تشریف لائے اور اہل بیت سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا لیکن وفد نجران نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا (دلائل النبوۃ) ابوداؤد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وفد نجران نے اس شرط پر صلح کر لی کہ سال میں دو ہزار حلے ادا کیا کرینگے ایک ہزار ماہ صفر میں اور ایک ہزار رجب میں۔ اسکے علاوہ تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور تیس تیس ہر قسم کے ہتھیار بھی دیدیا کرینگے۔ امام احمد نے مسند میں بروایت ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ اگر وہ مباہلہ کرنے کے ارادہ سے باہر نکلتے تو فوراً وہیں ہلاک ہو جاتے اور لوٹ کر گھر جانا نصیب نہوتا۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اس یقینی اطلاع اور قطعی خبر کے بعد بھی جو شخص آپ سے خواہ مخواہ جھگڑا کرنا چاہے اور مجادلہ کے لئے تیار رہے تو فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ تو ان سے کہدیجئے کہ آؤ ہم اپنے بچوں کو بلالیں تم اپنے بچوں کو بلالو۔ ابناء سے مراد حسنؓ و حسینؓ ہیں وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ ہم اپنی عورتوں کو یعنی اپنی نسل یا اہل والی عورتوں کو بلالیں تم اپنی عورتوں کو بلالو۔ نساءنا سے مراد حضرت فاطمہؓ وغیرہا ہیں۔ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ اور ہم تم اپنے اپنے ذاتی قرابت والوں کو بھی بلالیں اور سب کو جمع کرنے کے بعد ثُمَّ نَبْتَهِلْ گڑگڑا کر دعا کریں فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور کہیں کہ الٰہی ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو تو اس پر اپنی لعنت کر۔ خلاصہ یہ ہے جب دلائل کو تم نہیں مانتے شواہد کو تم نہیں مانتے عقل و نقل اور درایت و روایت کو تم تسلیم نہیں کرتے تو آخری فیصلہ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا سے ہم تم دعا کریں اور گڑگڑا کر کہیں کہ الٰہی ہم میں سے جو جھوٹا ہو اُس پر تیری پھٹکار پڑے۔ بس یہی اظہار صداقت کی ایک سبیل ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ یعنی حضرت عیسیٰ کے متعلق یہی مذکورہ بیان حق ہے جسمیں کوئی شک نہیں ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کیونکہ سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی معبود برحق عالم کائنات میں نہیں اور نہ ہونا ممکن ہے۔ لہٰذا عیسیٰ نہ تو خدا تھے نہ خدا کے بیٹے نہ الوہیت کے اجزاء ثلثہ میں سے ایک جزء بلکہ خدا کے پاک بندے اور جلیل القدر رسول تھے خدا نے بغیر باپ کے صرف اپنے حکم سے ان کو پیدا کیا تھا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور خدا تعالیٰ ہی تمام کائنات پر غالب ہے کوئی ذرہ خلق اُسکے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا وہ جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے۔ اُسی نے عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور وہ اپنے کل افعال میں حکیم بھی ہے اُسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا بھی حکمت سے خالی نہیں وہ اس فعل سے اپنا نشان قدرت ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ اب ان کھلے کھلے دلائل اور صحیح صحیح بیان کے باوجود بھی اگر یہ عیسائی اعراض کریں اور اس بیان صداقت کو نہ مانیں تو یہ مفسد ہیں اور خدا تعالیٰ مفسدوں کی حالت سے بخوبی واقف ہے ان کو جستجوئے حق مقصود نہیں بلکہ فتنہ و فساد مطلوب ہے۔ یہ بلا دلیل کفر و شرک کرتے ہیں نامناسب باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی بہکاتے ہیں۔ لہٰذا عقوبت اور سزا کے مستوجب ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو سزا دیگا۔

مقصود بیان :- حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور اس ندرت پیدائش میں دونوں شریک تھے۔ وضاحت حق اور علم صداقت کے بعد انسان کو شک و تردد میں نہ رہنا چاہئے بلکہ شکی گروہ میں داخل بھی نہ ہونا چاہئے۔ اگر اسلام و کفر کا مقابلہ ہو اور ہر طرح کے روشن براہین سننے کے بعد بھی مقابل نہ مانے تو آخری فیصلہ مباہلہ کی صورت میں ہو سکتا ہے تاکہ اظہار صداقت ہو جائے۔ نواسے بھی بیٹے ہوتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ و امام حسینؓ کو مباہلہ کے وقت ہمراہ لیا تھا۔ قریب ترین خاندان والے مثل ایک ذات کے ہوتے ہیں۔ انسان کو اپنی اولاد اور قریب ترین رشتہ داروں سے بنسبت دیگر اشخاص کے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے یعنی گاڑی کمائی محبت دوستی کل برابر خون کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ اظہار صداقت اور اعلان حق میں انسان کو اپنی عزیز ترین قربانی کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا چاہئے یہانتک کہ اپنے اہل عیال، بھائی برادر، قریب ترین رشتہ دار اور نفس کو بھی قربانی کے لئے پیش کر دینا چاہئے۔ اگر انسان کو اپنے عقیدہ کا خود راسخ یقین نہیں ہوتا تو وہ خطرہ آمیز اور مخدوش قربانی کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ صداقت اور دروغ کو جانچنے کا معیار اولاد اور بھائی برادروں کی جان کی بازی لگا دینی اور اپنے نفس کو قربانی کے لئے پیش کر دینا ہے۔ جو شخص حق کا طالب نہ ہو صرف جھگڑا کرنا اور دینی وجاہت کو برقرار رکھنا اُس کو مقصود ہو تو وہ مفسد ہے خود بھی گمراہ ہے اور دنیا کو بھی دھوکہ میں رکھتا ہے۔ طلب حق اور جستجوئے صداقت ہر شخص پر فرض ہے۔ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ پیدائش عیسیٰ میں بھی اُسکو اپنی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود تھا۔ وغیرہ۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ

(اے محمد) تم کہدو کہ اے اہل کتاب تم ایک بات پر آجاؤ جو ہمارے تمہارے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ
درمیان برابر (مسلم) ہے وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہ کریں اور کسی چیز

بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ
کو اس کا شریک نہ بنائیں اور خدا کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب

دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا
نہ بنائے پھر اب بھی اگر وہ رخ پھیریں تو (مسلمانو) تم کہہ دو کہ گواہ ہو

مُسْلِمُوْنَ ○
ہم بلاشبہ ہم فرمانبردار ہیں

تفسیر سابق آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق مخالفین کے تمام شبہات زائل کر دیے اور آخر ان کو مباہلہ کیلئے بلایا اور اعلام عام کر دیا کہ اگر سچے ہو تو مع قرابتیوں کے آؤ مباہلہ کرو جو جھوٹا ہوگا وہ غارت ہو جائیگا۔ یہ تمام دلائل اصول موضوعہ پر مبنی تھے اور برہانی و ایقانی دونوں قسم کے تھے اب کلام کا رنگ بدل کر ایسے دلائل بیان کئے جاتے ہیں جو علوم متعارفہ اور مقدمات مسلمہ پر مبنی ہیں یعنی ایسے رنگ سے اثبات مدعا اور دعوت اسلام دی جا رہی ہے جسکو مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں اور چونکہ اس مدعا کا ثبوت انہی کے تسلیم کردہ مقدمات پر مبنی ہے لامحالہ ان کو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑیگی یا تو اپنے مسلمات سے بھی انکار کر دینگے یا پھر مدعا کو مان لیں گے۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے یہودیو اور عیسائیو آؤ ایک بات کو مان لو جو ہمارے تمہارے دونوں کے لئے برابر ہے اور دونوں فریق اسکو مانتے ہیں کوئی فریق اس سے انکار نہیں کر سکتا وہ یہ کہ ہم کو اور تم کو دونوں کو تسلیم ہے کہ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ کہ عبادت و پرستش صرف خدا کے لئے مخصوص ہے لہذا ہم کو اور تم کو اسی خدائے واحد کی عبادت کرنی چاہیے، کوئی ایسا فعل نہ کرنا چاہیئے جس سے پرستش غیر اللہ کا شبہ ہو۔ خدائے واحد لاشریک کی عبادت کرنا ہمارا اور تمہارا دونوں کا مسلمہ ہے لہذا تم کو صلیب کی پرستش نہ کرنا چاہیئے اور نہ عیسیٰ کو اپنا معبود قرار دینا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ ہم اور تم دونوں اس عقیدہ میں متفق ہیں کہ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا خدا واحد لاشریک لہ ہے، ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں لہذا تم پر لازم ہے کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ عیسیٰ کو اسکا بیٹا کہو نہ عزیر کو خدائی کا حصہ دار قرار دو نہ کسی کو صفت الوہیت سے متصف مانو۔ تیسرے یہ کہ ہم اور تم دونوں متفق الخیال ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا مشورہ دے یا اطاعت غیر اللہ کا حکم دے اُس کا حکم نہ ماننا چاہیئے لہذا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ تم پر لازم ہے کہ خدا کو چھوڑ کر کوئی کسی کو رب نہ بنائے۔ علماء دین اور ائمہ مذہب کو خدائی کا درجہ نہ دے۔ اگر ائمہ ملت اطاعت الٰہی کے خلاف کوئی حکم دیں تو ان کے حکم کو نہ مانے لہذا تمہارے اسلاف اور سابق علماء نے جو عیسیٰ اور عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دیا یا مریم کو تثلیث کا جزو بنایا یا سؤر کو حلال قرار دیا یا توریت و انجیل میں ترمیم و تحریف کر دی انہیں سے کسی بات کو تسلیم نہ کرو بلکہ جس بات کو خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسکو حرام جانو اور جس چیز کو حلال کیا ہے اسکو حلال سمجھو فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ اب اگر تم ان باتوں کو مانتے ہو تو مانو اور اسکے موافق عمل کرو ورنہ ہم تم کو گواہ کر کے کہے دیتے ہیں کہ ہم تو ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں ہمارا یہی عقیدہ ہے اور اسی کے موافق عمل کرتے ہیں اور خالص مسلمان ہیں۔

ہدایت خاص غور کرنے کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر لطیف پیرایہ میں کل دلائل بیان کئے اور ایسا اتمام حجت کیا کہ مخالفت کو کوئی سبیل انکار و اعراض کی باقی نہ رہی۔ شروع میں حضرت عیسیٰ کا حال بیان کیا اور جو مختلف تغیرات ان پر واقع ہوئے اُن کو تفصیل وار بیان کر کے ثابت کر دیا کہ ان تغیرات و احوال کی موجودگی میں عیسیٰ میں صفت الوہیت نہیں ہو سکتی پھر جب باوجود ان واضح دلائل کے مخالفین کا عناد اور بیجا تعصب دور نہ ہوا تو انتہائی اعجاز کے ساتھ ان کو مباہلہ کی دعوت دی اور چیلنج کر دیا کہ اگر تم میں صداقت کا کوئی ذرہ موجود ہے تو آؤ جان اور عزیزوں کو بازی لگا دو جو جھوٹا ہوگا وہ تباہ و برباد ہو جائیگا لیکن جب مخالفین نے اس بات کو بھی نہ مانا اور انکے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ نبی سچا ہو۔ اگر سچا ہوا تو مباہلہ کر کے ہم غارت ہو جائینگے۔ اس خیال کے ماتحت انہوں نے دعوت مباہلہ قبول نہ کی بلکہ جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اسکے بعد ایسے امور مسلمہ کو پیش کر کے مدعا کا اثبات کیا جن کو سارے انبیاء اور کل اقوام عالم تسلیم کرتی ہیں لیکن اخیر میں جب تمام دلائل اور مواعظ بے سود ثابت ہوئے اور پتھر نہ پسیجے اور محروم ان ازلی نے کسی نصیحت سے فائدہ نہ اٹھایا تو بالآخر کہہ دیا کہ تم ان کو گواہ کر کے کہہ دو کہ ہم تو مسلمان ہیں ان تمام امور کو تسلیم کرنے والے اور انہی ہدایات پر عمل کرنے والے ہیں تم مانو یا نہ مانو۔

مقصود بیان :- آیات میں امور ذیل کی طرف لطیف اشارات ہیں۔ ہر بصیرت کوش دماغ رکھنے والا خدا کو ذات و صفات میں واحد جانتا

ہے اُسی کو قابل پرستش اور مستحق الوہیت سمجھتا ہے اور اُسکے حکم کے خلاف دنیا کے بڑے سے بڑے شخص کے مشورہ کو بھی نہیں مانتا۔ مسلمان پر لازم ہے کہ خداکو واحد سمجھے صفات الوہیت میں کسی کو اس کا شریک نہ کرے نیز علماؤں اماموں اور پیروں کا قول یا فعل یا عقیدہ اگر حکم الٰہی کے خلاف ہو تو ہرگز اُن کی پیروی نہ کرے۔ حکومت پرستی، شہرت پرستی، عزت پرستی، جاہ پرستی، دولت پرستی، پیر پرستی، امام پرستی، قبر پرستی، گنبد پرستی غرضکہ سوا عبادت الٰہی کے ہر قسم کی پرستش سے بیزار رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صفت خدائی میں شریک نہ کرے اور نہ اُنکی عبادت کرے اور نہ ایسا عقیدہ رکھے جس سے اُنکی پرستش کا شبہ ہوا اور نہ ایسا عمل ظاہر کرے جس سے پرستش کا دھوکہ ہو سوا خدا کے کسی کو احکام کی حلت و حرمت کا مالک نہ سمجھے شریعت کے خلاف جو شخص علمبردار ہدایت ہو اسکی پیروی نہ کرے خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو عقائد دین کی تبلیغ فرض ہے اگر کوئی گمراہ ہو تو اسکی اصلاح کی کوشش کرنی ضروری ہے۔ اپنے اسلام کو چھپا کر نہ رکھے۔ کورانہ تقلید شخصی حرام ہے۔

يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ

اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں حجت کرتے ہو حالانکہ

مَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْ

توراۃ و انجیل تو اُنکے بعد اُتاری گئی ہیں

بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

کیا تم کو اتنی بھی سمجھ نہیں سُنتے ہو تم

حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ

اُن باتوں میں تم جھگڑ چکے ہو جن کا تم کو کچھ علم تھا پھر اب اُن باتوں میں

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

کیوں حجت کرتے ہو جنکی تم کو کچھ خبر نہیں اور خدا واقف ہے

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

تم ناواقف ہو ابراہیم نہ یہودی تھے

وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ

نہ عیسائی بلکہ حق پرست فرمانبردار تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ

اور مشرکوں میں سے نہ تھے ابراہیم سے سب سے زیادہ

بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَ

قریبی تعلق رکھنے والے وہی لوگ ہیں جو اُنکی راہ پر چلیں اور یہ نبی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(اُنکے ساتھی) مسلمان اور مسلمانوں کا اللہ کارساز ہے

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ

اہل کتاب میں سے ایک گروہ دل سے خواستگار ہے کہ کاش تم کو گمراہ کر دے

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں

تفسیر

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ ابن جریر اور محمد بن اسحٰق وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور مدینہ کے یہودی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوگئے اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ یہودیوں نے کہا کہ ابراہیمؑ یہودی تھے اور دین ابراہیمی پر ہم ہیں اور عیسائی کہنے لگے نہیں بلکہ ابراہیمؑ عیسائی تھے اور ہم اُنکے مذہب پر ہیں۔ اُسوقت خدا تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ توریت و انجیل جن پر تمہارے مذہبوں کا دارمدار ہے وہ تو حضرت ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئی ہیں پھر ابراہیم یہودی یا نصرانی کیسے ہو سکتے ہیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے ہو کیونکہ تم میں سے ہر فریق اس بات کا مدعی ہے کہ ابراہیم ہمارے ہی دین پر تھے وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ ؕ جس توراۃ و انجیل پر تمہارے مذہب کا دارمدار ہے وہ ابراہیم کے بعد نازل کی گئی تھیں پھر ابراہیم کس طرح یہودی یا عیسائی ہو سکتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ حضرت ابراہیمؑ سے تقریباً ایک ہزار سال بعد کو پیدا ہوئے تو توراۃ بھی حضرت ابراہیمؑ سے اتنی ہی مدت بعد نازل ہوئی اور یہودی مذہب بھی اتنی ہی مدت بعد کو ہوا۔ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ سے ۱۹۷۵ سال بعد کو پیدا ہوئے اور پھر انجیل نازل ہوئی اور انجیل کے نزول کے بعد عیسائی مذہب پھیلا تو ایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے کہ ابراہیم عیسائی یا موسائی ہوں۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ کیا تم کو اتنی بھی سمجھ نہیں جس شخص کو ہزاروں برس گذر گئے

اس کو بعد میں آنیوالے پیغمبروں کا امتی قرار دیتے ہو۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ اے جھگڑالو اگر وہ جو تم نے موسیٰ اور عیسیٰؑ کے متعلق جھگڑا کیا تو خیر تم کو اُن کے متعلق کچھ علم تھا بھی۔ لیکن فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ایسے معاملہ میں کیوں جھگڑا کرتے ہو جسکا تم کو قطعی علم نہیں یعنی وحی کے ذریعہ سے کوئی یقینی خبر تم کو معلوم نہیں۔ مطلب یہ کہ جس چیز کا تم کو قدرے علم تھا اس میں تم جھگڑے اور لڑ پڑے پھر ایسے امر میں کیوں دخل انداز ہوتے ہو جسکا تم کو بالکل علم نہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہی حضرت ابراہیمؑ کے حال کو جانتا ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تم کو اس کا مطلق علم نہیں حق بات یہ ہے کہ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ عیسائی نہ موسیٰؑ کی امت میں داخل تھے نہ عیسیٰ کی۔ وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا بلکہ یکطرفہ فرمانبردار اور تمام باطل مذاہب کو چھوڑ کر دین حق کی طرف مائل ہونیوالے تھے اور مسلم تھے یعنی موحد تھے۔ احکام الٰہی کے تابعدار، کعبہ کیطرف نماز پڑھنے والے اور تمام احکام میں ملتِ اسلامیہ کے موافق تھے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور مشرکین میں سے نہ تھے نہ تو یہودی تھے کہ عزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگتے۔ نہ عیسائی تھے کہ مسیح کو ابن اللہ کہتے نہ اور کسی قسم کا شرک کرتے تھے۔ لہذا تم سب کا دعویٰ غلط اور خلاف عقل و نقل ہے۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ یعنی ابراہیمؑ سے واسطہ اور تعلق نسل کے اعتبار سے نہیں ہو بلکہ تعلق کی خصوصیت اور محبت اُنکے اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔ سب سے زیادہ خصوصیت اور قربت ابراہیمؑ سے اُنہی لوگوں کو ہو سکتی ہے جو اُنکے زمانہ میں یا بعد کو اُنکے پیرو اور متبع تھے اور اُنکے طریقہ پر چلتے تھے۔ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ابراہیمؑ سے خصوصی قربت محمدؐ کو اور ان لوگوں کو ہے جو حضورؐ پر ایمان لائے کیونکہ محمدؐ کی شریعت اکثر امور میں شریعت ابراہیمی کے موافق ہے اور آپؐ کا طریقہ وہی ہے جو ابراہیم کا تھا۔ تم لوگوں کو ابراہیمؑ سے خصوصی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تمہارا طریقہ اُنکے طریقہ سے غیر ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فقط یہی نہیں ہو کہ مؤمنوں کو ابراہیم سے خصوصی تعلق اور قرب ہے بلکہ خدا مؤمنوں کا حامی ہے۔ اسی کے زیر حمایت تمام مؤمن ہیں۔ اعتبار صرف ایمان کا ہے خواہ کسی قوم اور کسی خاندان کا ہو۔ چونکہ رسول عربیؐ کے پیرو مؤمن ہیں اسلئے خدا کے نزدیک معزز اور مقرب ہیں۔ خدا اُن کا حامی ہے خواہ نسل ابراہیمی میں ہوں یا نہ ہوں۔

مقصود بیان: جھگڑا کرنا بہرحال بُرا ہے خواہ ایسی چیز کے متعلق ہو جسکا علم ہو یا مجہول چیز کے متعلق ہو۔ اگر نامعلوم مباحث میں محض عناد کی وجہ سے جھگڑا کیا جائے تو بدترین ہے۔ ابراہیمؑ کی شریعت اکثر امور میں شریعت اسلامیہ کے مطابق تھی۔ تمام انبیاء ایک غرض یعنی دعوت توحید لیکر آئے تھے۔ لہذا سب سے زیادہ قرب انبیاء سے مؤمنوں کو ہوتا ہے۔ عجمی ہو یا عربی، اسرائیلی ہو یا اسماعیلی کسی نسل اور کسی خاندان اور کسی ملک کا ہو اگر مؤمن ہو تو اسی کو ابراہیمؑ بلکہ تمام انبیاء سے خصوصی تعلق ہے۔ اعتبار عقائد و اعمال کا ہے۔ نسلی قرابت ساقط الاعتبار ہے یہودی اور عیسائی اگرچہ اہل کتاب کہلاتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر مشرک ہیں آیات مذکورۂ بالا ہم کو حسن عمل، صلاح عقیدہ، اختیار اخلاق فاضلہ اور اجتناب افعال قبیحہ کا درس دے رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ نسبی امتیاز ہیچ ہے۔ اعتبار اعمال کا ہے ورنہ اسلاف کے کارناموں پر فخر کرکے اُن سے اپنا رشتہ جوڑنا اور مُردہ ہڈیوں کو چچوڑنا بے سود ہے۔ مسلمان کو ایسے اعمال و افعال اختیار کرنے چاہئیں کہ آئندہ نسلیں اُن سے رشتہ جوڑنے کو فخر سمجھیں نہ یہ کہ خود دوسروں کی فضیلت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ۔ قبائل بنی نضیر، بنی قریظہ اور بنی قینقاع کے یہودیوں نے حضرت عمار بن یاسر حضرت حذیفہ اور حضرت معاذ کو بہکا کر اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی اُسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ تم کو بہکانا چاہتا ہے اور ورغلا کر اسلام سے پھیرنا چاہتا ہے۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ حالانکہ اس اغواء کا نقصان خود اُنہی پر عائد ہوتا ہے۔ مسلمان اُنکے بہکانے سے گمراہ نہیں ہو سکتے اور گمراہ کرنے کا وبال خود اُن کی گردن پر رہیگا لیکن وَمَا يَشْعُرُوْنَ ان کے حواس اور مشاعر ہی خراب ہو گئے ہیں ان کو ایسی کھلی ہوئی بات کا بھی احساس نہیں کہ اس اغواء کا نقصان کس کو پہنچیگا۔

مقصود بیان: مسلمانوں کے عدم ارتداد کی صراحت اور اس امر کا بیان کہ گمراہ کرنیوالے پر وبال گمراہی عائد ہوتا ہے۔ وغیرہ

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ

حالانکہ تم خود قائل ہو — اے اہل کتاب تم کیوں حق کو

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

باطل کے ساتھ ملائے دیتے ہو اور حق کو دانستہ چھپاتے ہو

تفسیر

ابن کثیر نے آیت يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اے اہل کتاب تم قرآن کا کیوں انکار کرتے ہو یعنی قرآن کے اندر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیاتِ الٰہی موجود ہیں اُس سے کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ یہ حق ہے۔ دیگر مفسرین نے یہ مطلب بیان کیا کہ اے اہل کتاب تم توریت و انجیل کو خدا کی کتاب مانتے ہو اور اُن کو سچا جانتے ہو پھر خدا تعالیٰ کی جو آیات محمدؐ کے متعلق اُن میں موجود ہیں اُن کا کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ تم کو علم ہے کہ یہ آیات محمدؐ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اے اہل کتاب کیوں حق کو باطل کے ساتھ آمیختہ کرتے ہو کیوں حق کی تحریف و تبدیل کرتے ہو کیوں حق کی بجائے باطل کو اپنی طرف سے قائم کرتے ہو کیوں سچ میں جھوٹ ملاتے ہو۔ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ کیوں محمدؐ کے اوصاف کو چھپاتے ہو حالانکہ دل میں تم جانتے ہو کہ وہ حق ہیں اور توریت و انجیل میں لکھے ہوئے ہیں۔

مقصود بیان:۔ رسول اللہؐ کے احوال و اوصاف اور امتیازی علامات توریت و انجیل میں مذکور تھے۔ سچ میں جھوٹ کو اور حق میں باطل کو ملانا گناہ ہے۔ حقانیت و صداقت کو چھپانا سخت گناہ ہے۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا

اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل

بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ

کی گئی ہے اُس پر دن کے اول حصہ میں تو ایمان ظاہر کرو

وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَ

اور دن کے اخیری حصہ میں انکار کر جاؤ شاید وہ (مسلمان بھی) مرتد ہو جائیں

لَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ

اور سوا ان لوگوں کے جو تمہارے دین پر چلیں اور کا یقین نہ کرو (اے محمدؐ) تم کہدو

الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِثْلَ

کہ ہدایت تو درحقیقت اللہ ہی کی ہدایت ہے (اہل کتاب یہ بھی کہتے تھے کہ ہرگز تم یقین

مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ

نہ کرنا کہ جیسا دین تمکو دیا گیا ویسا اور کسی کو بھی دیا جا سکتا ہو یا تمہارے رب کے سامنے یہ تم کو

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

کہ اللہ کا فضل تو اُسکے قبضہ میں ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے

وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ

اور اللہ وسیع رحمت والا جاننے والا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت سے

يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

تفسیر

عبداللہ بن صیف، عدی بن زید اور حارث بن عوف نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب اس طرح دین اسلام کے زور کو توڑنا چاہیے کہ صبح کو تو محمدؐ پر ایمان لے آؤ اور شام کو مرتد ہو جاؤ اور کہدو کہ ہم نے توریت میں خوب دیکھا بھالا اور اپنے علماء سے بھی پوچھ لیا وہ نشانیاں جو توریت میں ہیں محمدؐ میں نہیں ملتیں شاید اس دہوکہ سے مسلمان مذبذب اور متردد ہو کر اپنے دین سے پھر جائیں اُسوقت یہ آیت وَقَالَتْ طَائِفَةٌ سے وَاسِعٌ عَلِيمٌ تک نازل ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہودیوں کے مکر سے آگاہ کر دیا۔

حاصل ارشاد یہ ہو کہ عبداللہ بن صیف، عدی بن زید اور حارث بن عوف نے باہم مشورہ کیا آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ کہ جس قرآن کو مومن مانتے ہیں اور جو اسلام ان کی ہدایت کے واسطے نازل ہوا ہے اُسکی تصدیق شروع دن میں تو کر لو اور صبح کی نماز مسلمانوں کے ساتھ پڑھ لو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لیکن دن سے تصدیق نہ کرو بلکہ بہکانے کے لئے ایسا کرو اور پھر پچھلے دن میں قرآن و اسلام کا انکار کر دو عصر کی نماز مسلمانوں کے ساتھ نہ پڑھو لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ شاید یہ مسلمان خصوصًا مومن اہل کتاب بھی اسلام سے پھر جائیں۔ بات یہ تھی کہ اسلام سے قبل اہل عرب یہودیوں کو ذی علم جانتے تھے اور علمی معاملات میں ان پر اعتماد کرتے تھے اسلئے یہودیوں نے عام لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ جب ہم اسلام میں داخل ہو کر پھر برگشتہ ہو جائینگے تو عمومًا عرب چونکہ ہم کو اہل علم جانتے ہیں اسلئے خیال کرینگے کہ ایسے عالم مسلمان ہونے کے بعد جو مرتد ہو گئے تو واقعی اسلام حق مذہب نہیں ہے۔ اس حیلہ سے ممکن ہے کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں اور مسلمانوں کا زور ٹوٹ جائے۔ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ اور یہودیوں نے یہ بھی آپس میں مشورہ کیا کہ جو شخص تمہارے دین کے خلاف ہو اس کی تصدیق نہ کرو اسکو سچا نہ جانو کیونکہ صرف تمہارا ہی مذہب حق اور مبنی بر

ہدایت ہے قُلْ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ اے محمدؐ آپ ان سے کہدیجئے کہ ہدایت وحقانیت تو وہی ہے جسکو خدا ہدایت کہے یعنی اسلام ہی حق اور مبنی برہدایت ہے۔ اسکے سوا دیگر مذاہب کو اختیار کرنا گمراہی ہے اس لئے تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ جو شخص یہودیت کی موافقت نہ کرے تم اسکو سچا نہ جانو۔ اَنْ یُّؤْتٰی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ یعنی یہودی کہتے ہیں کہ جو شخص تمہارے مذہب کے موافق نہ ہو اسکی تصدیق نہ کرو کیونکہ اگر اس کو سچا جانو گے اور اس کی آور وہ کتاب کو نازل من اللہ مان لوگے تو خرابیاں پیدا ہونگی اول تو یہ کہ یہ فضیلت حکمت اور کتاب الٰہی تم کو عطا کی گئی ہے وہ دنیا میں کسی کو نہیں دی گئی۔ اب اگر اپنے مذہب کے مخالف کو بھی سچا جانوگے تو وہ بھی اس فضیلت میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائیگا۔ اور نبوت وکتاب الٰہی کی خصوصیت تمہارے ہی ساتھ نہ رہیگی۔

اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ۔ دوسری بات یہ کہ مقابلہ کے وقت مسلمان تم پر غالب آجائینگے اور استدلال کرینگے کہ تم قرآن کو خدا کی کتاب مانتے ہو تو یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤ کیونکہ قرآن اسی کا حکم دیتا ہے۔ اسکے ردمیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اے نبی ان یہودیوں سے کہدیجئے کہ فضل ورحمت تو خدا کے قبضہ میں ہے جس قوم کو چاہتا ہے فضیلت نبوت اور کتاب عطا کرتا ہے فضل خدا میں تمہارا ٹھیکہ نہیں ہے نہ وہ تمہارے خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے دوسروں کو سرفراز کرے۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور خدا کا فضل بہت وسیع ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کون شخص اسکے فضل کا اہل ہے جو مستحق ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنا فضل وانعام اسکو عطا کرتا ہے۔ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وہی اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے سرفراز کرتا ہے۔ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اس کا فضل بڑا ہے اسکی رحمت میں کوئی تنگی نہیں کسی شخص کو اسکے فضل کے روکنے کا استحقاق نہیں۔

خلاصہ آیات کا یہ نکلا کہ یہود کی مذکورہ مکاریوں کے دو سبب ہیں اول تو اُن کو اس بات کا حسد ہے کہ جیسا دین اور جیسی کتاب اور شریعت ہم کو دی گئی ویسی مسلمانوں کو بھی دی گئی ایسا کیوں کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ اگر ہم اُنکی بات کی تصدیق کرینگے تو وہ ہمارے مسلمات سے ہم کو قائل کرینگے اسلئے یہی ضروری ہے کہ جو تمہارے دین پر نہ چلے اسکی بات ہی کو نہ مانو کیونکہ اگر ان کی بات سچ مانوگے تو وہ بھی صاحب شریعت وکتاب ماننے پڑینگے اور پھر وہ تم پر الزام قائم کرینگے۔ یہودیوں نے اپنے خیال میں خدا تعالیٰ کے فضل ورحمت کو اپنے خاندان میں ہی منحصر سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ خدا کی رحمت عام ہے اُس نے کسی خاندان کے لئے پٹہ نہیں لکھدیا ہے وہ سب کا خدا ہے اس غرور میں کہ ہمیشہ کیلئے فضیلت ہمارے ہی خاندان کو حاصل ہے نیک کاموں کی طرف سے اعراض کرنا بری بات

کو اختیار کرنا اور فضل خدا کو اپنے لئے مخصوص سمجھنا خام خیالی ہے۔ خدا کے ہاں نسب کا اعتبار نہیں بلکہ تقویٰ اور اوامر ونواہی کی پابندی پر حقیقت کا دارومدار ہے۔

مقصود بیان:۔ نبوت ورسالت کسی ریاضت، عبادت، تقویٰ ومحنت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ فضل الٰہی ہے خدا جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ نفاق فی الدین اور اغوار مسلمین حرام ہے۔ مسلمانوں کو دین سے ورغلانے کی نیت کرنی بھی کفر ہے۔ ہدایت وگمراہی کا فیصلہ آسمانی کتاب کر سکتی ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنی حقانیت کا مدعی ہوتا ہے۔ امتیاز نسب، شرافت خاندان، وجاہت دنیوی اور دولت وجاہ پر خدا کا فیضان موقوف نہیں ہے۔ نہ خدا نے کسی قوم کے لئے پٹہ لکھدیا ہے کہ انہی پر میری رحمت ہوگی اور دیگر اقوام میرے فضل سے محروم رہینگی۔ بداعمالی اور ترک محاسن کے باوجود فضیلت کا دعویٰ کرنا لغو ہے۔ خدا تعالیٰ کا کام کسی علت وسبب کے تابع نہیں ہے وغیرہ۔

وَمِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِقِنْطَارٍ

اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں کہ اگر تم اُنکے پاس ایک خزانہ امانت رکھو

یُّؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِدِیْنَارٍ

تو وہ تم کو (عند الطلب) ادا کریں اور بعض ایسے ہیں کہ اگر تم اُنکے پاس ایک دینار

لَّا یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْہِ قَآئِمًا ؕ

امانت رکھو تو نہ دیں تاوقتیکہ تم اُن کے سر پر برابر کھڑے نہ رہو

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ

اسکی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا قول ہے کہ ان پڑھ لوگوں کے مال مارنے کا ہم پر

سَبِیْلٌ ۚ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُمْ

کوئی جرم نہیں ہے اور وہ دانستہ اللہ پر جھوٹ

یَعْلَمُوْنَ ○

جوڑتے ہیں

تفسیر اہل کتاب میں دو قسم کے آدمی تھے اول وہ لوگ جو دنیوی معاملات اور لین دین میں امانتدار اور سچے تھے۔ دوسرے وہ لوگ جو دنیوی امور میں خیانت کرتے تھے اور چونکہ عموماً انبیا

ہوتا ہے کہ جو لوگ دنیوی معاملات میں امین ہوتے ہیں وہ دینی معاملہ میں بھی امین ہوتے ہیں اور جو آپس کے لین دین وغیرہ میں ایمان فروش ہوتے ہیں وہ اپنے مذہبی معاملہ میں بھی خائن ہوتے ہیں اور اپنے مذہبی احکام کے پابند نہیں ہوتے ۔ اسلئے دونوں فرقوں کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون دیندار اور مذہب کا پابند ہے اور کون خائن گمراہ ہے ۔

حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ کے پاس ایک قریشی شخص نے دو ہزار اشرفیاں امانت رکھی تھیں کچھ دنوں کے بعد اُس نے واپسی کا مطالبہ کیا ۔ ابن سلام نے فوراً بے چون وچرا ادا کردیں اور فنحاص بن عازوراء یہودی یا کعب بن اشرف یہودی کے پاس ایک قریشی نے ایک اشرفی امانت رکھی اور قریشی کے طلب کرتے وقت انکار کر بیٹھا ۔ ان دونوں کی حالت کا آیت میں بیان ہے ۔ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض لوگ مثلاً عبد اللہ بن سلام وغیرہ ایسے امین ہیں کہ اگر تم انکے پاس ڈھیروں دینار امانت رکھو تو مطالبہ کے وقت وہ (بلا چون وچرا) ادا کر دیتے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اور بعض اہل کتاب ایسے خائن اور بے ایمان ہیں کہ اگر ایک دینار بھی تم اُن کے پاس امانت رکھو تو ادا نہیں کرتے بلکہ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا جب تک اُس کے پاس کھڑے رہو اور اپنے مال کو نظر میں رکھو اُسوقت تک وہ اقراری رہتا ہے اور جب وہاں سے علیحدہ ہو جاؤ تو انکار کر دیتا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۔ یہ خیانت وانکار اُن کا محض اس بنا پر ہے کہ جو اُن کے دین کا مخالف ہو اُسپر ہر ظلم کرنے کو حلال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِن اَن پڑھ عربوں کا مال لینا ہمارے لئے جائز ہے ۔ ان کا مال غبن کرنے میں ہمپر کوئی گناہ نہیں ہے ۔ خدا تعالیٰ نے اسکو ہمارے لئے حلال کر دیا ہے ۔ حضرت قتادہ اور سدی سے مروی ہے کہ یہودی کہتے تھے جو مال ہم نے عرب سے لے لیا اُسکی واپسی کا ان کو ہم سے استحقاق نہیں ہے اور اُن کا مال واپس نہ دینے میں ہمارے لئے کوئی گناہ نہیں ہے خدا نے ہم کو یہی حکم دیدیا ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ کچھ یہودیوں نے قریش سے کچھ مال خریدا اور قیمت قرض رہی ۔ بیچنے والے قریش مسلمان ہو گئے اور اُنہوں نے قیمت کا تقاضا کیا ۔ یہودی کہنے لگے تمہارا ہمپر کچھ حق نہیں ہے تم نے اپنا دین ترک کر دیا ہے اُسوقت کے دین پر نہیں ہو اور تبدیل مذہب کے بعد کوئی حق ہم پر باقی نہیں رہتا ہماری کتاب میں یہی حکم ہے ۔ اسکی تردید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ یہ لوگ دیدہ و دانستہ خدا پر افترا بندی کرتے ہیں جان بوجھکر ایسے احکام خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو واقع میں اس کے احکام نہیں ہیں ۔

ابو صعصعہ کی روایت میں ہے کہ ابن عباس ؓ سے کسی نے کہا جہاد میں ہم کو مرغی بکری اور دیگر قسم کا مال ملتا ہے اور یہ مال اُن کافروں کا ہوتا ہے جو جزیہ دیکر ہمارے زیر تحفظ آچکے ہیں ۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا پھر تمہاری اس مال کے متعلق کیا رائے ہے ؟ اُس شخص نے کہا ہماری رائے میں اس مال میں ہمارے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا یہ بات تو ایسی ہی ہے جیسے اہل کتاب کہتے تھے کہ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ الخ ۔

حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جب اہل کتاب نے لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ کہا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دشمنان خدا جھوٹے ہیں ۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے پامال ہے سوا امانت کے ۔ اگر زمانہ جاہلیت میں کسی نے کسی کے پاس کوئی امانت رکھی ہے تو وہ ادا کرنی ہوگی خواہ نیکوکار کی ہو یا فاجر کی (رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی) ● تفسیر سراج میں ہے کہ آیت میں امانت کا لفظ قرض کو بھی شامل ہے ۔

مقصود بیان :- امانت میں خیانت کرنی حرام ہے ۔ امانت کسی کی ہو کافر کی ہو یا مسلم کی دوست کی یا دشمن کی بہرحال اُسکی ادائیگی واجب ہے ۔ خدا پر افترا بندی کرنی اور جو حکم شریعت میں نہیں ہے اُسکو حکم شریعت کہنا سخت جرم ہے وغیرہ ۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ

بیشک جس شخص نے اپنا اقرار پورا کیا اور (گناہ سے) بچتا رہا تو یقینی

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بات ہے کہ اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے

تفسیر یہ آیت سابق کا تردید آمیز تتمہ ہے ۔ یعنی یہ خیال کرنا کہ اَن پڑھ عربوں کا ہمپر کوئی حق نہیں ہے اور ہمارے واسطے تبدیل مذہب کرنے والوں کی ہر قسم کی حق تلفی روا ہے بالکل غلط ہے بلکہ جو شخص اپنا عہد پورا کرتا ہے اور جو وعدہ خدا سے اس نے لیا ہے اُسکو وفا کرتا ہے اور بداعمالیاں ترک کرکے افعال حسنہ کو اختیار کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص پسندیدہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اہل تقویٰ کو پسند فرماتا ہے ۔

مقصود بیان :- ادائے امانت اور ایفائے وعدہ کا حکم ، متقیوں کی مدح وغیرہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ

جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض حقیر معاوضہ

ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

لے لیتے ہیں — انہی کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور نہ اُن سے اللہ بات کریگا اور نہ قیامت کے دن انکی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیگا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

اور نہ انکو پاک صاف کریگا اور انکے لئے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دہ عذاب ہوگا

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ

بلاشک انہیں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی زبان کو کتاب (توریت) پڑھنے کے وقت

لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَ

مروڑ تا ہے تاکہ تم (اُنکی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو) کتاب کا جز و خیال کرو حالانکہ وہ کتاب

يَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ

کہتے ہیں — کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے

عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

نازل شدہ نہیں ہے — اور وہ اللہ پر — وہ دانستہ — جھوٹ

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

بولتے ہیں

تفسیر إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ یہودی علماء کے حق میں اس کا نزول ہوا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے توریت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محامد صرف اپنی قومی وجاہت اور ذرائع معاش کو برقرار رکھنے کے لئے اڑا دیے تھے اُنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بازار میں اپنا اسباب فروخت کرنے کے لئے رکھا اور خریداروں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ واللہ مجھے اس مال کی اتنی قیمت ملتی تھی۔ حالانکہ اُس کا یہ قول واقع کے خلاف تھا وہ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا تھا تو اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی (بخاری) حضرت اشعث بن قیس کہتے ہیں کہ میرا ایک یہودی سے زمین کے متعلق جھگڑا تھا زمین یہودی کے قبضہ میں تھی مگر ملک میری تھی اور یہودی ملکیت سے منکر تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُسکو کھینچ کر لایا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو پھر یہودی سے قسم لیلے۔ میں نے عرض کیا حضور یہ تو قسم کھا جائیگا اور میرا مال لے اُڑیگا۔ اُسوقت آیت إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الخ نازل ہوئی۔

صحیح یہ ہے کہ آیت کا سبب نزول کچھ بھی ہو مگر حکم عام ہے ماحصل ارشاد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اُس میثاق و عہد کے عوض جو خدا سے اُنہوں نے کیا تھا کہ تیرے رسول پر ایمان لائینگے اور اُسکی مدد کرینگے اور اپنی قسموں کے عوض دنیوی حقیر مال حاصل کرتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے امانت الٰہی کو ادا نہیں کرتے اور خدا کو گواہ کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر دنیوی حقیر بمقدار مال لینا چاہتے ہیں أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں انکو قیامت کے دن عافیت و نجات نصیب نہ ہوگی۔ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ اور قیامت کے دن خدا اُن سے کلام نہ کریگا۔ یعنی سخت ناراض ہوگا اور ایسا کلام اُن سے نہیں فرمائیگا جس سے اُن کو مسرت حاصل ہو وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور نہ اُس کی طرف نظر عنایت کریگا وہ رحمت الٰہی سے قیامت کے دن محروم ہونگے وَلَا يُزَكِّيهِمْ اور نہ گناہوں سے اُن کو پاک کر کے جنت میں داخل فرمائیگا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بلکہ اُن کے واسطے خصوصیت کے ساتھ دُکھ کا عذاب ہوگا اور تکلیف دہ سزا ہوگی وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ۔ یہ آیت بھی علماءِ یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی جو توریت و انجیل کے الفاظ بدلکر اپنی طرف سے کچھ عبارتیں اُن میں شامل کر دیتے تھے اور ٹیڑی زبان پھیر پھیر کر اُسکو پڑھتے تھے اور لوگوں پر ظاہر کرتے تھے کہ یہ عبارت بھی کتاب الٰہی کی ہے حالانکہ وہ عبارتیں اُن کی طبعزاد اور تراشیدہ ہوتی تھیں۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی کتاب کو لوٹ پلٹ کر کے پڑھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور بعض دیگر احکام مثلاً آیت رجم وغیرہ کو اڑا کر اُسکی بجائے اپنی طرف سے عبارتیں ملا دیتا ہے لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ تاکہ تم لوگ اُس تحریف شدہ عبارت کو خدا کی نازل کردہ کتاب کا جزء سمجھو حالانکہ وہ کتاب الٰہی کا جزء نہیں ہوتا ہے بلکہ اُن کا طبعزاد ہوتا ہے وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ اور تحریف کرنے کے بعد اپنی ترمیم کو وہ خدا کا نازل کردہ کلام کہتے ہیں اور دعوی

کرتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نازل کردہ کلام نہیں ہوتا ہے بلکہ محض اُن کا وضعی اختراع کردہ ہوتا ہے وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ اور دانستہ یہ لوگ خدا پر افترا بندی کرتے ہیں جو کلام الٰہی نہیں ہے اُسکو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور یہ خدا پر صریح بہتان اور دروغ بافی ہے۔

مقصود بیان :- جھوٹی قسمیں کھانے کی ممانعت، جھوٹی قسم کھا کر اور خدا کو گواہ کر کے جھوٹ بولے اور اس طرح دنیوی دولت پیدا کرنے پر سخت وعید۔ اس امر کی طرف ضمنی اشارہ کہ جو لوگ خدا کے پاکباز بندے ہیں اُسکے اوامر نواہی کے پابند ہیں اُسکے رسول کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُن سے راضی ہوگا اُنکے حال پر نظر رحمت فرمائیگا اور خوش ہو کر اُن سے کلام کریگا۔ کتاب الٰہی میں تحریف کرنی اور اپنی طرف سے گھٹانا بڑھانا اور تبدیل تغیر کرنا کفر ہے اور پھر کلام الٰہی کی بجائے اپنا تراشیدہ کلام لکھکر اُسکو کلام الٰہی قرار دینا تو اس سے زیادہ سخت جرم ہے۔ کلام پاک میں الفاظ کو تبدیل تغیر کرنا زبان بگاڑ کر اُن کو پڑھنا یا اُن کے معنی غلط بیان کرنا اور اپنی رائے سے تغیر کرنا حرام ہے۔ آیت میں افترا، کذب و بہتان کی ضمنی ممانعت بھی ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ

کسی آدمی کو زیبا نہیں کہ اللہ تو اُسکو کتاب اور

الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا

سمجھ اور نبوت عطا کرے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو

عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ بلکہ اُسکو یہ کہنا زیبا ہے کہ تم اللہ والے

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا

بن جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھاتے رہتے ہو اور

كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

خود بھی پڑھتے ہو اور نہ (یہ زیبا ہے کہ) وہ تم کو حکم دے کہ تم

الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ط اَيَاْمُرُكُمْ

فرشتوں کو اور انبیاء کو رب بنا لو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے

بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ع ۹

کہ تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد وہ تم کو کفر کرنے کا حکم دے

تفسیر جب عیسائیوں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے عقائد فاسد ہیں الوہیت مسیح تثلیث اور روح القدس کا شریک الوہیت ہونا خلاف درایت ہے تو وہ مجبوراً کہنے لگتے ہیں کہ اگرچہ یہ احکام عقل و درایت سے ثابت نہیں ہیں لیکن نقل سے ثابت ہیں حضرت عیسیٰ نے اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے پھر بعض الفاظ ایسے انہوں نے فرمائے ہیں جن سے روح القدس کا شریک الوہیت ہونا ثابت ہوتا ہے ہم اُن کے کلام کو سچا جانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان آیات میں اس خیال کی تردید کرتا ہے۔

محمد بن اسحاق سے بروایت ابن عباسؓ منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ کے یہود اور نجران کے نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ جب یہودی علماء اور نجرانی عیسائی حضورؐ کی خدمت میں جمع ہوئے اور نبی برحق نے اُن کو اسلام کی دعوت دی تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا محمد! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح نصاریٰ مسیح کی پرستش کرتے ہیں ہم آپ کی عبادت کریں۔ رئیس نصاریٰ نے جب ابو رافع کا یہ قول سنا تو وہ بھی کہنے لگا ہاں محمد کیا آپ ہم سے اسی کے خواستگار ہیں اور اسی کی ہم کو دعوت دیتے ہیں۔ حضور اقدسؐ نے جواب دیا معاذ اللہ ہم سوا خدا کے کسی کی پرستش کرنی نہیں چاہتے نہ ہم غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں نہ ہم کو خدا نے اسواسطے بھیجا ہے نہ اس کا حکم دیا ہے۔ اُسوقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

مقاتل و ضحاک کا قول ہے کہ یہ آیت نجرانی عیسائیوں کے رد میں نازل ہوئی کیونکہ اُن کا قول تھا کہ مسیح نے ہم کو اپنی پرستش کا حکم دیا ہے۔ معالم میں ایک روایت صحیح یہ بھی ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور کو اُسی طرح سلام کرتے ہیں جسطرح آپس میں ہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں کیا حضور کو ہم سجدہ نہ کیا کریں؟ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ! ہرگز جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی کو سجدہ کرے بلکہ تم کو اپنے نبی کی تعظیم تکریم کرنی چاہئے اور قدرشناسی کرنی چاہئے اُس وقت مذکورۂ بالا آیت اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک نازل ہوئی۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے خلعت بشری اور جامۂ کمال انسانی سے سرفراز فرمایا اور پھر کتاب الٰہی کا علم بھی عطا فرمایا اور فقط علم ہی نہیں بلکہ فہم شریعت کی قوت بھی اُسکو مرحمت کی اور اپنی طرف سے ایک نور روحانی اُسکو عنایت فرمایا جسکی وجہ سے علم شریعت کی سمجھ اُسکو حاصل ہو گئی اور فقط یہی نہیں بلکہ اُسکو اُسکے زمانہ کے انسانوں سے امتیاز بھی عطا کیا اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا ایسے شخص کو کسی طرح سزاوار

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا
ماہوار جریدہ
مولوی
سالانہ چندہ
فی پرچہ
مدیر مسئول عبد الحمید خاں
دو آنہ
2
ONE RUPEE INDIA 1916
شہادت سیدنا امام حسینؑ
اگر آپ کے دل میں کوئی عظمت ہے۔ اور حسینؑ کے اس بقائے اسلام کی کوئی قیمت ہے تو اٹھیے اور حسینؑ
کی اس عظیم الشان قربانی کے واقعات کی اشاعت تو کر دیجیے۔ تاکہ حسینؑ کی پیروی کی امنگیں زندہ رہیں
مولوی کا شہید نمبر جو آئندہ ماہ میں شائع ہوگا۔ واقعات کربلا کی سب سے سستی کتاب ہوگی، اس کو
ہر مسلمان یا کم سے کم اپنے ہر واقف تک پہنچا دیجیے زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ مولوی
کا انکو خریدار بنا دیجیے، ورنہ ایک روپے کے بارہ پرچے خرید کر انہیں مفت تقسیم کر دیجیے
یا ہم کو روپیہ اور ۱۲ نام بھیج دیجیے ہم یہاں سے ہر شخص کو روانہ کر دیں گے، روپیہ محرم سے پہلے آ جانے
منیجر رسالہ مولوی عبد الحمید خاں کوچہ چیلان دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
چاند کی بیس تاریخ تک بھی اگر آپ
کو اتفاق سے کوئی پرچہ نہ ملے تو دوسرا
پرچہ خط بھیجکر منگالیں۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

نمبر خریداری آپ کا اسی جگہ درج ہے
جہاں آپ کا پتہ ہے اگر پہلے سے نوٹ نہیں ہے
تو اب لکھ لیجئے اسکے حوالہ کے بغیر آپ کی کوئی
شکایت خصوصاً تبدیل پتہ کی ناممکن ہے

جلد ۲۶ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۶ھ | نمبر ۶

شذرات

ارت پنجاب کا جذبہ خدمت عوام

ہمیں صد گونہ اختلافات کے با وجود بھی
لیم کرنا پڑتا ہے کہ ملک میں اس وقت وزارت پنجاب خدمت جمہور
تعلق حقیقی جوش کا اظہار کر رہی ہے اور اس کا جو عملی قدم اٹھتا ہے وہ
ل کام اور وقت کی اہم ترین ضرورت کی تکمیل کی طرف اٹھتا ہے حقیقت
کہ عہد جدید میں پنجاب کے اندر جو اصلاحات معرض نفاذ میں آچکی ہیں
مستقبل قریب میں نافذ ہونے والی ہیں اس پر پورا ملک اپنا سر
بلند کر سکتا ہے گو وزارت کانگریسی نہیں تاہم اس کی خدمات ان وزارتوں
کا بھی نمونۂ عمل بن سکتی ہیں کام ہو رہا ہے اور بہر پوری خاموشی
کہ ہو رہا ہے۔

ں میں عام بیروزگاری پھیلی ہوئی ہے اب تک ملک کی کوئی حکومت
کے باوجود اس کا کوئی اہتمام کرنا تو ایک طرف اس کے متعلق مفید
ہی پیش نہیں کر سکی لیکن حکومت پنجاب نے اس کے متعلق تجاویز
مل بھی مرتب کر لیا اور عنقریب عملی قدم بھی اٹھنے والا ہے۔ تجاویز بھی
و مفید ہیں کہ ان کی سودمندی کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں
لہ میں پہلی تجویز یہ ہے کہ جن سرکاری ملازموں کی میعاد ملازمت پچیس
لی ہے انہیں سبکدوش کر کے تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے
الی جائیں اور ان جگہوں پر ان اقوام کے افراد کا تقرر عمل میں لایا
نہیں ملازمتوں میں اپنی قوم کے ملازموں کی کمی کی شکایت ہے اس
سال کے اندر اندر مختلف اقوام کا تناسب ملازمتوں میں پورا کر دیئے
ر کی جائیگی۔

ظر میں یہ تجویز اتنی اہم معلوم نہیں ہوتی لیکن نظر غائر سے دیکھا
ہے جہاں ایک طرف تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے روزگار کی
رت پیدا ہوگی وہاں مختلف اقوام کے باہمی تناسب کے پورے
ے باہمی کشمکش کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے بعد پنجاب میں
ں ایک قابل رشک فضا پیدا ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ عوام
ہوتے ہیں بے چینی کا سر چشمہ بھی تعلیم یافتہ لوگ ہوتے ہیں جو
ہ منفعت اندوز ہوتے ہوئے دیکھکر نئے نئے شاخسانے پیدا
ں ایک فرقہ اپنے حق پر مصر ہوتا ہے اور دوسرا اس کے ابطال

کی سعی کرتا ہے اور ایک دوسرے کو بدنام و مطعون کرنے کا لا متناہی سلسلہ
شروع ہو جاتا ہے جب تمام فرقے اس طرح اپنے تناسب کے مطابق حصہ
پالیں گے تو کشمکش و تصادم کا ایک سب سے بڑا سرچشمہ بند ہو جائے گا
اس کے بعد جھٹکہ اور ذبیحہ آرتی اور اذان گاؤکشی اور عبادتگاہوں کے سامنے
باجہ بجانے کے مسائل ہیں۔ ان کے حل کے لئے وزیر اعظم پنجاب ابتدا ہی میں
ایک اتحاد کانفرنس کی بنا میں استوار کر چکے ہیں۔

اور اس وقت اس کام کو شروع کیا ہے جس وقت دوسرے صوبوں کی
نظر بھی اس طرف نہ اٹھی تھی ان مساعی کا اعتراف کانگریس کی طرف سے
بھی ہو چکا ہے گویا وزارت پنجاب تہیہ کر چکی ہے کہ صوبہ کے مختلف فرقوں میں
کشمکش و تصادم کے لئے کوئی میدان ہی نہ رہنے دیا جائے۔ دیہاتی تعلیم یافتہ
بیروزگاروں کے لئے یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ وہ ایک مدت معینہ کے اندر اپنے
اپنے حلقہ میں ایک مقررہ تعداد کو نوشت و خواند کے قابل بنادیں اور اس
کا معاوضہ پائیں۔ اس طرح جہاں بیروزگاری میں بہت بڑی حد تک تخفیف
ہو جائیگی وہاں صوبہ سے جہالت و لاعلمی کی تاریکی و ظلمت کو بھی بسہولت
نسبتاً ایک قلیل و قفہ مدت میں اور نہایت قلیل صرفہ سے دور کیا جا سکیگا دوسری
تجویز یہ ہے کہ صوبہ کے پانچوں ڈویژنوں میں بیس بیس لاکھ کے سرمایہ سے
صنعتی کارخانے قائم کر دیئے جائیں جن کا منافع حکومت اور کارکنوں کے
درمیان تقسیم ہوا کرے۔ ملک کی دولتمندی کا انحصار صنعت و حرفت کی ترقی
پر ہے جرمنی و فرانس کے رقبہ ہائے حکومت ہمارے بنگال اور یوپی سے بڑے
نہیں لیکن اپنے صنعتی و تجارتی فروغ ہی کے باعث یہ ممالک دولت و ثروت
کے گہوارے بنے ہوئے ہیں اور دنیا کے طاقتور ممالک میں ان کا شمار ہے۔ کبھی
ہندوستان کی بلند پایگی کا بھی یہی عالم تھا لیکن آج صنعتی افلاس نے اسے
پستی کی انتہائی گہرائیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔

سرکار کی طرف سے صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کی یہ پہلی مثال ہے جو
پنجاب میں قائم ہو رہی ہے۔ بلاشبہ ان کارخانوں کے قیام سے جہاں ہزارہا
انسانوں کے لئے کمانے کی راہ نکل آئیگی وہاں صوبہ کو صنعتی اعتبار سے بھی بہت فروغ
حاصل ہوگا اور پھر دوسرے صوبے بھی اس کے اتباع کی سعی کر کے ملک کے ویرانہ
کو گلزار بنادیں گے۔ تنہا ایک یہی تجویز اتنی نتیجہ خیز اور منفعت انگیز ہے کہ اس
سے ملک کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے اس کے علاوہ منڈیوں کا بھی ایک قانون
زیر تجویز ہے جس سے بیک قلم کاشتکاران پنجاب کو کم از کم کروڑ سوا کروڑ سالانہ
کا فائدہ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ سکرات کی بندش سرکاری ملازموں

کی نگرانی اور رشوت کے انسداد وغیرہ کی تجاویز بھی زیر غور ہیں۔ یہ وہ اصلاحات ہیں جن کی اہمیت محتاج تصریح نہیں اور جنکی تکمیل پنجاب میں ایک انقلاب عظیم کا باعث ثابت ہو سکتی ہے۔ ہم اس کے لئے وزارت پنجاب اور اہل پنجاب ہر دو کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں۔

شریمتی سروپ رانی کا انتقال

شریمتی سروپ رانی کے انتقال پر ملک کے طول و عرض میں انتہائی رنج و ملال اور حزن و الم کا اظہار کیا جا رہا ہے اس لئے کہ آپ کے انتقال سے ملک و قوم ایک جوہر گرانمایہ اور بلند پایہ ہستی سے محروم ہو گیا۔ آپ کی عدیم النظیر ہمت و حوصلہ مندی اور فقید المثال تحمل و قربانی تاریخ ہند میں بحروف زرین مرقوم رہے گی یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عورت ایک کمزور مخلوق ہونے کے باوجود مرد کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ پر ہمہ وقت اپنا مقناطیسی اثر ڈالتی اور خاموشانہ طریق پر اس کے ہر حصہ حیات کو متاثر کرتی رہتی ہے پھر اس کا ڈالا اور قائم کیا ہوا اثر مستقل اور دیرپا اثر ہوتا ہے ایک ہوشمند خاتون طاقتور سے طاقتور مرد کا رخ جدھر چاہے پھیر سکتی ہے وہ بڑے سے بڑے کام میں زبردست سد راہ بھی بن سکتی ہے اور نہایت قوی دست اور محکم معاون دست و بازو بھی بن سکتی ہے اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ نہرو خاندان کے محترم افراد نے میدان عمل میں اتر کر جو عدیم المثال قربانیاں کیں اور شہزادوں کی زندگی چھوڑ کر فقیرانہ زندگی اختیار کی اس کا مرکز سروپ رانی ہی کی ذات گرامی تھی۔

یہ آپ ہی کا فیضان وطن پرستی اور جذبہ قومیت نوازی تھا کہ اس خاندان کا ہر فرزند پیکر حریت بنکر منظر عام پر آیا اور اس چمن کے ہر پھول نے اپنی نکہت بیزیوں اور رنگ آرائیوں سے ملک کے مشام جان کو معنبر بنائے رکھا۔ اور کانگریس کے نصب العین کی تکمیل و حمایت کے لئے اس خاندان نے جتنی قربانیاں کیں اور اس کے لئے جس طرح اپنے عیش و حیات کو چھوڑ کر خارزار عمل میں قدم رکھا اس کی شاذ ہی مثالیں کوئی خاندان پیش کر سکتا ہے یہ وہی محترم خاتون تھی جس نے اپنی عمر کا بہترین حصہ مہارانیوں کی طرح بسر کیا پھولوں کی سیج پر سوتی رہی محلوں کی فردوسی زندگی بسر کرتی رہی مگر جب ملک کی طرف سے قربانی کا مطالبہ پیش ہوا تو سب سے پہلے ہی دیوانہ وار آگے بڑھی اپنے محبوب شوہر کو اپنے اکلوتے نور نظر کو اپنی لڑکیوں کو قید کرا دیا اپنا عالیشان محل کانگریس کی نذر کر دیا اپنی لاکھوں روپے کی آمدنی چھوڑ دی اور ایک پیکر حریت کی زندگی بسر کرتی ہوئی دنیا سے چل بسی۔ حریر و کمخواب کی ساریوں میں پلی بڑھی اور کھدر کے دو ٹکڑوں میں رحلت کی ایک اولوالعزم شوہر کی رفیقہ حیات اور ایک اولوالعزم فرزند کی ماں سروپ رانی اپنے جیسے صدہزار انسانوں کی طرح فنا ہو گئی مگر قربانی و ایثار کا ایک ایسا نمونہ پیش کر گئی جس سے دختران ملک ہی نہیں فرزندان وطن بھی بیش بہا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس حادثہ جانکاہ پر نیاز مند محترم پنڈت جواہر لال نہرو سے دلی ہمدردی ہے جنہیں کملا نہرو کے انتقال کے بعد یہ دوسرا کاری زخم دل پر کھانا پڑا پنڈت جی سے لوگوں کو اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن ان کی اور ان کے خاندان کی قربانیوں سے کوئی بھی جرأت انکار نہیں کر سکتا محترمہ

بی اماں کی طرح وہ قوم کی ماں تھیں اور ہم اس کنبہ کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ صدمہ تنہا انہی تک محدود نہیں بلکہ اس میں ملک کا ہر فرزند برابر کا شریک ہے۔

مسلم لیگ اور پنچایتی نظام

مسٹر جناح نے حال ہی میں جبل پور کلکتہ گیا اور الہ آباد میں جو تقریریں کیں جہاں ان میں اپنی مصالحانہ اسپرٹ کا اظہار کیا وہاں مسلمانوں کی تنظیمی وحدت پر بھی قابل قدر اور گرانمایہ خیالات کا اظہار فرمایا اسی سے متاثر ہو کر پنڈت نہرو نے بھی مفاہمت کی ضرورت تسلیم کی اور مولانا احمد سعید نے تار دیا کہ گفتگوئے مصالحت سے پیشتر ایک مسلم کنونشن قائم کیجئے جسے مسٹر جناح نے قبل از وقت قرار دیا۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ لیگ کے اخبار مسلم کنونشن کی مخالفت شدت کے ساتھ کر رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ جب وہ پہلے ہی غیر مشروط طریق پر کانگریس کے ساتھ ہو چکے ہیں تو مفاہمت حقوق کے معاملہ میں ان سے استصواب عبث اور بے سود ہے۔ ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ اب زیادہ دیر تک لیگ اور کانگریس کے تعصبات وہ جھگڑوں میں الجھے رہیں اور موافقت اور مخالفت کا پہلو اختیار کر کے گھر ہی کے اندر خانہ جنگی کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ہوا دیں۔

اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور ہمیشہ رہا ہے۔ نیت کا حال خدا کو معلوم ہے فریقین میں سے جن کی نیات درست ہیں اللہ تعالے انہیں اس کا اجر دیگا۔ بہ غور مطالعہ سے ہمیں فریقین میں ایک چیز مشترک نظر آئی وہ یہ کہ نوعیت انتخاب اور تقسیم حقوق کے اول و بعد حصول پر کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر ملت کے مفاد پر فرزندان اسلام بالکل متفق ہیں اور ان کی تقویت و تنظیم کے متعلق دونوں میں ذرہ برابر اختلاف نہیں۔ بہر صورت مصالحت کی گفتگو تو کامیابی کے مراحل طے کرتی نظر نہیں آتی اگر لیگ تنظیم مسلمین کے لائحہ عمل کو لیکر کھڑی ہو جائے تو اس سے ملت اسلامیہ کو گوناگوں فائدے مترتب ہوں گے۔ کسی کو اس سے اختلاف کی گنجائش نہ ہوگی اور اس کے آغاز کے ساتھ ہی کانگریسی اور احراری مسلمان اور علمائے جمعیتہ نہ صرف مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے اس کے دست و بازو بن جائیں گے بلکہ اس کے اس پروگرام کو اپنی حمایت و امداد سے بہت جلد کامیاب بنا دیں گے۔ جہانتک ہم نے غور کیا ہے مسلمانوں کی کوئی ایک جماعت بھی ایسی نہیں جسے مسلمانوں کی اقتصادی و مالی ترقی و تقویت کا جوش نہ ہو کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ ملیگا جو اس امر کا آرزومند نہ ہو کہ مسلمان صنعت و حرفت میں ترقی نہ کریں اور کاروبار تجارت کی طرف ان کا قدم نہ اٹھے۔

مسلم لیگ کا آئندہ ابتدائی قدم یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اپنی شاخوں اور اپنے کارکنوں کے ذریعہ مسلم برادریوں کی مضبوط تنظیم عمل میں لائے اور ان کے داخلی نظام کو اپنی کارروائی اور امداد سے اتنا مضبوط کر دے کہ ان کے تمام جھگڑے انہی کی پنچایتوں میں طے ہوتے رہیں اور ان کا کوئی مقدمہ عدالت کے اندر نہ جائے یہ کام جس قدر آسان ہے مشکل بھی نہیں صرف ادنیٰ توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ ڈاکٹر کچلو نے اپنے تنظیمی پروگرام کے سلسلہ میں امرتسر کے اندر جب یہ کام شروع کیا تھا تو انہیں حیرت انگیز کامیابی ہوئی تھی انہوں نے گاڑی والوں ٹھیلہ والوں تانگہ والوں پلہ داروں رنگسازوں وغیرہ کو بلا کر ان کے

حلقوں میں پہنچکر کام کیا اور انہیں راہ عمل بتائی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ منظم بنکر ایک طاقت بھی بن گئے اور سب ڈاکٹر صاحب کے گرد پیش بھی جمع ہو گئے مسلم لیگ بھی اگر یہ قدم اٹھائے تو تمام حرفت پیشہ مسلم طبقے منظم ہو کر ایک طاقت بھی بن جائیں گے اور یہ سب اس کے علم کے گرد پیش اکٹھے ہو کر اس کی تقویت و تحکیم کا باعث بھی ہوں گے قوم محلوں میں بٹی ہے برادریاں بھی بستی ہے اور اصلاح و تنظیم کا کام مصلحین کی طرف سے جب شروع ہوتا ہے تو ادنیٰ طبقوں ہی کی طرف سے ابتدا ہوتی ہے تو انہی سے عبادت ہوتی ہے اور انہی سے تقویت پاتی ہے آسانی یہ ہے کہ اس وقت پنچایتی نظام اگر موجود ہے تو انہی ادنیٰ اقوام میں موجود ہے۔

ندافوں۔ ملاحوں۔ کنجڑوں قصابوں۔ مچھیروں وغیرہ میں پہلے ہی سے پنچایتیں موجود ہیں لیکن زمانہ ان کے شیرازہ کو پراگندہ کر رہا ہے ضرورت ہے کہ اسے پراگندگی سے بچا کر تقویت پہنچائی جائے اور اس نظام کو وسعت دینے کی پوری سعی عمل میں لائی جائے یہ اتنی مفید اور مہتم بالشان چیز ہے کہ اس کے پھیلانے کے لئے زیادہ سعی کی ضرورت بھی نہ ہوگی صرف چند رہنماؤں اور لیڈروں کا وقتاً فوقتاً پہنچ جانا اور رہبری کرتے رہنا کافی ہوگا جس وقت ان برادریوں اور قوموں کی تنظیم ہوگی اور ان میں پنچایتی نظام نے تقویت و استحکام حاصل کر لیا تو پھر ان کے یہاں کا کوئی مقدمہ اور کوئی جھگڑا بھی عدالت میں نہ پہنچنے پائے گا اور اس طرح مجموعی طور پر قوم کا کروڑوں روپیہ ضیاع سے بچ جائیگا۔ اس کے بعد انہی پنچایتوں کے ذریعہ انہیں رسم و رواج نمود و نمائش اور شادی و غمی پر روپیہ صرف کرنے سے روکا جا سکیگا اور اس کے بعد اسراف و تبذیر کے تمام سرچشموں کو بند کرنے میں بھی کامیابی حاصل ہو جائیگی خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے ان پنچایتوں کے کارناموں اور ضروریات کے پیش نظر رکھنے کا اگر وسیع انتظام ہو گیا تو اس سے سب کو تقویت و ترغیب حاصل ہوگی سب ایک شیرازہ میں منسلک ہو جائینگے سب میں سیاسی کام بھی بآسانی کیا جا سکیگا۔

تنہا ایک پنچایتوں کا کام اور برادریوں کی تنظیم ہی اتنا بڑا کام ہے جو قوم کی صدہزار خرابیوں کی اصلاح کا ضامن بن سکتا ہے مقدمات اور عدالتوں کے مصارف اس سے مسدود ہو سکتے ہیں رسم و رواج کی تباہی خیز مصارف اس کے ذریعہ رُک سکتے ہیں ہر قسم کی اصلاحات کے نفاذ کے قابل عمل مواقع اس سے پیدا ہو سکتے ہیں مسلمانوں کو شرعی پابندی کا سبق ان کے ذریعہ دیا جا سکتا ہے ان کی اقتصادی و معاشری اصلاح ان کے ذریعہ ہو سکتی ہے جہالت و ناخواندگی کی تلافی ان کے ذریعہ کی جا سکتی ہے اگر مسٹر جناح اور مولانا شوکت علی اس کام کا رشتہ سنبھال لیں تو کانگریس کا کوئی آصف و کچلو احرار کا کوئی اظہر اور بخاری اور جمعیۃ العلماء کا کوئی مفتی اور سحبان الہند ہرگز اس کی مخالفت نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنی تمام مخالفتوں کو ترک کرکے ان کے دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور باہم اختلافات کی جتنی گتھیاں پڑ چکی ہیں وہ بھی بآسانی کھل سکتی ہیں اسی ہندوستان میں اور قومیں بھی ہیں جو سیاسی جوش کے ساتھ اپنی داخلی اصلاح کی تگ و دو میں بھی مصروف ہیں لیکن مسلمانوں میں جسے دیکھئے وہ سیاسی اور صرف سیاسی لیڈر ہے اور سیاست کے سوا ہر طرف سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور یہی مسلمانوں کی یہی کا راز ہے۔

مسجد شہید گنج کی اپیل کا فیصلہ

مسجد شہید گنج کا اپیل نامنظور ہر مسلم قلوب کے لئے تیر و نشتر بن گیا اور ارض ہند کے ہر مسلمان نے اس رنج اور دکھ کے پیغام کو بڑی گہری فکر کے ساتھ سنا۔ سکھ اسے مسجد ہی کہنے پر تیار نہ تھے۔ عدالت ججی نے گو مقدمہ ہرا دیا تھا مگر مسجد کی ہستی تسلیم کر لی تھی جسے عدالت عالیہ نے بھی قائم رکھا عدالت عالیہ کی فل بنچ جسٹس ینگ مسٹر جسٹس بھڈے اور مسٹر جسٹس دین محمد پر مشتمل تھی اول الذکر دو ججوں نے اپیل کو مسترد کیا اور لکھا کہ مسلمانوں کے پرسنل لا کے اعتبار سے مسجد ضرور مسجد ہی رہتی ہے مگر اس میں پنجاب سٹیٹ ایکٹ اور قانون میعاد کے ذریعہ ترمیم ہو گئی ہے اور اب قانون میعاد بلا امتیاز ہر جائداد پر نافذ العمل ہو خواہ وہ مقدس جائداد ہی کیوں نہ ہو بارہ سال تک مسجد پر سکھوں کا قبضہ رہنے سے اس پر سے مسلمانوں کے تمام حقوق زائل ہو گئے۔" اس کے خلاف مسٹر جسٹس دین محمد نے اپنے رفقاء سے اختلاف کرتے ہوئے ایک سو چالیس صفحات پر علیحدہ ایک فیصلہ سپرد قلم فرمایا ہے جس میں صاف صاف لکھا ہے کہ "مسجد صرف عبادت کے لئے وقف کی جاتی ہے اور اس کی یہ حیثیت ابدالآباد تک قائم رہنے والی ہوتی ہے مسجد کے تعمیر ہوتے ہی اس پر سے ہر شخص کے تمام مالکانہ حقوق ختم ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ ایک نجی جائداد جیسا سلوک کبھی نہیں کیا جا سکتا ایک مسجد کے متعلق رائے قائم کرتے ہوئے ہندوستان کی برطانوی عدالتیں محمڈن لا کو بالکل نظر انداز نہیں کر سکتیں مسجد کا مالک کوئی انسان قطعی نہیں بن سکتا اس لئے مسجد قانون میعاد کی شرارت آمیزیوں سے بالکل آزاد ہے اور جب تک وہ اپنی ابتدائی شکل و صورت پر قائم رہتی ہے اس کا تقدس کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔" جسٹس دین محمد کا استدلال نہایت صاف و قوی ہے۔

عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ سے مسلمان بڑی تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں یہ فیصلہ ان کے پرسنل لا کو بالکل بے وقعت بنا رہا ہے آئندہ مسلمانوں کی غفلت و جہالت و ناداری سے فائدہ اٹھاکر جبر و دھوکہ سے جس مسجد پر بھی کوئی قبضہ کر لیگا مسلمانوں کے حقوق اس پر سے خود بخود زائل ہو جائیں گے اب تک تو کچھ خوف بھی تھا اور سکھ مسجد کو مسجد بتانے پر تیار نہ تھے لیکن آئندہ متعصب اور شر انگیز افراد کسی محلہ مسجد پر قبضہ کر لیں گے اور اسے مسجد ہی کی صورت میں رکھکر اس کی علانیہ بے حرمتی کرتے رہیں گے تو مسلمان کچھ نہ کر سکیں گے۔ غیر مسلم اکثریت کے شہروں اور علاقوں میں دوازدہ سالہ قبضہ کا ویسے بھی ثبوت فراہم کر دینا چنداں مشکل نہ ہوگا۔ یہ سخت تشویشناک امر ہے اس طرح بکثرت مساجد کی حیثیات خطرہ میں پڑ گئی ہیں اور ملکہ وکٹوریہ کا اعلان آزادی مذہبی بھی بے اثر ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایک طرف تو اپیل کرکے اس فیصلہ کو مسترد کرانے کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لینا چاہیئے اور دوسری طرف تمام مسلم جماعتوں کو متفق ہو کر حکومت پر زور ڈالنا چاہیئے اور اپنے پرسنل لا کے لئے قانون بنوانا چاہیئے کہ اس کی شدید ضرورت ہے۔

آخر میں ہمیں سکھوں اور ہندوؤں سے بھی یہ گذارش کرنے کی اجازت ملنی چاہیئے کہ اس صورت میں جبکہ صوبہ کی سب سے بڑی عدالت مسجد کو مسجد ہی قرار دے چکی ہے اُسے قبضہ میں رکھنا مسلمانوں کی کھلی ہوئی دل آزاری اور ایک ایسا فعل ہے جو

مسلمانوں کے زخم کو ناسور بنا دیگا اس ملک میں جہاں مختلف المذاہب اقوام آباد ہیں کسی ایک قوم کی عبادتگاہ پر بجبر قبضہ کرنا اور پھر اس پر مصر رہنا غصب اتحاد و عقل کے صریح منافی ہے۔

مسجد شہید گنج اور مسلم لیگ کا اجلاس دہلی

مقدمہ مسجد شہید گنج کے تشویش انگیز فیصلہ کی وجہ سے خصوصاً مسلمانان پنجاب اور عموماً ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں جو اضطراب و ہیجان بڑھ رہا ہے وہ ایسا نہیں کہ زعمائے ملک و ملت اس پر خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے ہیں مسلمانوں کا اضطراب بالکل قدرتی ہے عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے سے قبل وہ آگ دبی ہوئی تھی جو نومبر ۱۹۳۵ء کے اشتعال انگیز حادثہ نے ان کے دلوں میں بھڑکائی تھی وہ اپنے رہنماؤں کی تلقین صبر و سکون کی وجہ سے خاموشی کے ساتھ حالات کا انتظار کرتے رہے لیکن عدالت کے مایوس کن فیصلہ کے بعد اب کوئی صورت ایسی باقی نہیں رہی جو اس بےچینی کی آگ کو شعلوں میں تبدیل ہونے سے روک سکے یہ صحیح ہے کہ ابھی پریوی کونسل میں مقدمہ لیجانے کی ایک آئینی منزل اور باقی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی مایوسی اور تشویش اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ انہیں اب انتظار و توقف کی منزلوں سے گذرنا کوئی آسان کام نہیں۔

لاہور میں جن مسلم جماعتوں نے انسانی قوانین توڑ توڑ کر خدائے قدیر کی ازلی و ابدی قانون کو سربلند کرنے کی براہ راست تحریک جاری کر رکھی ہے وہ اپنا کام کر رہی ہیں۔ لیکن ان دنوں مسلم لیگ کی بلند آہنگ اور پرشور سرگرمیوں نے مسلمانوں کے دل میں امید پیدا کر دی کہ شاید یہ جماعت ہمارے درد و بےچینی کا کوئی فوری علاج تجویز کر دے دہلی میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقد ہونے کی اطلاعات کانوں میں پڑیں بتلایا گیا کہ اس اجلاس میں مقدمہ مسجد شہید گنج کے فیصلہ کے بعد پیدا ہونے والی صورت حالات پر غور کیا جائے گا اور کسی موثر اقدام کا فیصلہ کیا جائے گا۔

دہلی میں زعمائے مسلم لیگ کا بہت شاندار استقبال کیا گیا جلوس نکالا گیا ان کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے وہ پھولوں کے انبار میں دب گئے زندہ باد کے نعرے لگے اور اتنے لگے کہ نعرے لگانے والوں کے گلے پڑ گئے۔

"پرچم اسلامی" لہرایا اور اس قدر اونچا لہرایا گیا کہ گویا دہلی میں تخت خلافت بچھ گیا ہے جلسہ ہوا اور اس قدر بڑا اور شاندار ہوا کہ گویا امراض ملت کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے۔ مولانا ظفر علی خاں نے جن کے دل میں فی الحقیقت اسلامی جوش ہے مسجد شہید گنج کے متعلق اپنے اضطراب و درد کا موثر طریق پر اظہار کیا۔ مولانا نے مسلمانوں کے اجتماع عظیم سے دریافت کیا مسجد لینی چاہتے ہو سب نے اثبات میں جواب دیا۔ پوچھا قربانی دینے کے لئے تیار ہو مسلمانوں سے زیادہ قربانی دینے والا کون ہوگا سب نے کہا ہم آج اور ابھی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا نے سول نافرمانی کرنے والوں کی ایک تعداد بھی متعین کر دی اور مجمع کا ہاتھ اٹھوا کر خدائے واحد القہار کی اونچی بارگاہ میں عہد کرا دیا کہ ہم سب مسجد شہید گنج کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ آخر میں مولانا نے بھی مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ ہم مسلم لیگ کونسل کے کل کے اجلاس میں اقدام کی تجویز پاس کرنے کی کوشش کریں گے اور دعا کی کہ خدا کرے کل ایسا ہی فیصلہ ہو۔

مولانا ظفر علی خاں صاحب نے اپنے وعدہ کے مطابق لیگ کونسل کے اجلاس میں پورے اسلامی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور اس پر زور دیا کہ مسجد شہید گنج کی اپیل خارج ہونے کے بعد ہی سول نافرمانی شروع کر دینی چاہئے۔

مسلمان سراپا انتظار تھے اور اقدام و عمل کے لئے مضطرب و بےچین تھے مسلمانوں کی سب سے زیادہ بلند آہنگ اور مجاہد جماعت کیا فیصلہ کرتی ہے سارے مسائل پیش ہوئے بڑی بحث و تمحیص ہوئی خوب خوب تقریریں ہوئیں اور فیصلہ کیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا یہ اجلاس اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کو مسجد شہید گنج حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور اس نازک صورت حال پر عمیق غور و فکر کے بعد جو لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ سے پیدا ہو گئی ہے اپنی اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اسپیشل اجلاس طلب کیا جائے تاکہ مسجد شہید گنج کے متعلق کوئی آخری اور قطعی فیصلہ کیا جائے۔

اس فیصلہ کو سنکر بیساختہ جینوا والی لیگ کونسل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جس کی اجلاس اور کمیٹی بازیوں کا تسلسل آجتک کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکا۔ مسلمان اس وقت اضطراب و انتشار کے لمحات گذر رہے ہیں ان کا ہر ہر لمحہ بےچینی اور انتظار کی ناقابل برداشت تکلیف میں محصور ہے انہیں آج اسی وقت اسی لمحہ صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مگر وہاں ابھی آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اسپیشل اجلاس بلائے جانے کی تجویز ہو رہی ہے گویا مسلم لیگ کے اہم ترین اور سرگردہ دل و دماغ اپنے اندر کوئی عملی فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے تھے؟ جس اجلاس میں مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم مسلم لیگ، مولانا شوکت علی صاحب، مولانا ظفر علی خاں صاحب، نواب اسمٰعیل خاں صاحب، راجہ محمود آباد صاحب، چوہدری خلیق الزماں صاحب جیسے لیگ کے دل و دماغ موجود ہوں اس سے زیادہ اہم اس سے زیادہ اسپیشل اجلاس اور کون ہو سکتا ہے مسجد شہید گنج کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ مسلم لیگ اور کانگریس کی مفاہمت کے مسئلہ پر کچھ نہ طے ہو سکا تو پھر ہوا کیا خاک؟ دہلی ہندوستان اور پنجاب کے فرزندان توحید بتلائیں کہ ہم اس مجاہد جماعت اور اس کے اس مجاہدانہ اجلاس و اجتماع کے متعلق کیا رائے قائم کریں؟

پئے مشورہ مجلس آراستند نشستند و گفتند و برخاستند

مسجد شہید گنج کے متعلق ایک سکھ کی حق گوئی

سردار دیوان سنگھ

ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی رقمطراز ہیں:-

مسجد شہید گنج کے مقدمہ کا ہائیکورٹ لاہور سے فیصلہ ہو گیا دو ججان سر کولس ینگ اور جسٹس بھڈے نے تو فیصلہ کیا کہ چونکہ مسجد پر سکھوں کا قبضہ ہوئے بارہ سال ہو چکے ہیں اس لئے قبضہ مخالفانہ کے باعث مسلمانوں کا مسجد پر کوئی حق نہیں تیسرے جج جسٹس دین محمد نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا اور لکھا کہ کسی مذہبی معابد پر قبضہ مخالفانہ کے قانون کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مسجد مسلمانوں کو ملنی چاہئے۔ چنانچہ ججوں کی کثرت رائے سکھوں کے حق میں تھی اس لئے فیصلہ مسلمانوں کے خلاف ہوا۔ گویا کہ قانون کے اعتبار سے اب مسجد پر قبضہ یا ملکیت سکھوں کی ہوگی۔

مسلمانوں میں اس فیصلہ کے باعث بےچینی و اضطراب کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے

اور یہ خلاف توقع نہیں کہ مسلمانوں نے اس ایجی ٹیشن کو زیادہ مضبوط اور زیادہ پراثر بنانے کے لئے اب زیادہ زور کے ساتھ جلسوں ہڑتالوں اور جلوسوں کا انتظام کیا ہے اور یہ خوف پیدا ہو سکتا ہے کہ اس مسجد کا قضیہ عنقریب ہی سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان پہلے سے زیادہ ایک دوامی اور مستقل عداوت و دشمنی کے جذبات پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

ہم چونکہ ہائیکورٹ کے فیصلہ پر آزادی کے ساتھ تنقید نہیں کر سکتے کیونکہ ایسی صورت میں قانون توہین عدالت موجود ہے اور اس قانون توہین عدالت کے استعمال کا پنجاب کی پبلک کو کافی تجربہ ہے۔ مگر قانون قبضہ مخالفانہ کی لغویت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی رو سے مذہبی معابد بھی محفوظ نہیں اور اگر آج سکھوں کا کوئی گوردوارہ سکھوں کی غفلت کے باعث کسی غیر سکھ کے قبضہ میں بارہ سال تک رہے تو سکھ بھی اس گوردوارے سے محروم کئے جا سکتے ہیں یا اگر کسی گرجا میں عیسائی بارہ سال تک نماز نہ پڑھیں اور یہ گرجا کسی غیر عیسائی کے قبضہ میں رہے۔ یہ غیر عیسائی بغیر تنخواہ بطور عزت و احترام کے گرجا کی صفائی کر کے گرجا کی چابی اپنے پاس رکھتا ہو تو اس کا بھی قبضہ مخالفانہ ہو سکتا ہے اور قانون کی اس لغو پوزیشن کی موجودگی میں قطب مینار، مقبرہ ہمایوں، تاج محل، دہلی کے پرانے قلعہ کے اندر دیوی کا مندر، مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ یا گوردوارے اور مندر جو آثار قدیمہ کے تحت میں صرف محفوظ رکھنے کے لئے لارڈ کرزن کے زمانہ سے گورنمنٹ ہند کے اثر و حفاظت میں ہیں اس قانون قبضہ مخالفانہ کے تحت میں گورنمنٹ کی ملکیت میں آ سکتے ہیں۔

ہائیکورٹ لاہور کے اس فیصلہ کے باعث مسلمانوں میں اضطراب کا پیدا ہونا اور سکھوں کا بغلیں بجانا ایک قدرتی امر ہے مگر سکھ اگر حق و انصاف سے کام لیں اور گورو صاحب کی تعلیم اور سنت کی تقلید کریں تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس صورت میں یہ مسجد قبضہ مخالفانہ سے پہلے مسجد تھی اور ان کے وکیل نے عدالت میں بحث کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ مسجد تھی تو سکھوں کا اس مسجد پر قبضہ رکھنا اور اسے مسلمانوں کی امانت کے طور پر واپس نہ کرنا سکھ تعلیم کے منافی ہے اور ہم صرف سکھوں سے ایک سوال پوچھتے ہیں کہ اگر آج شجاع۔ بہادر عابد اور فیاض گورو گوبند سنگھ موجود ہوتے تو کیا وہ بھی دوسرے مذاہب کے معابد پر قبضہ کرتے اور کیا سکھ تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ موجود ہے کہ سکھ گورو صاحبان کبھی کسی غیر مذہب کے معابد پر قبضہ کیا ہو۔ یا دوسرے مذہب کے لوگوں کے احساس کی پرواہ نہ کی ہو۔

کس قدر عجیب حقیقت ہے کہ گرنتھ صاحب میں تو بابا فرید جیسے مسلمان مشائخ کا کلام بطور تبرک شامل کیا گیا اور سکھ لوگ گوردواروں میں ہر روز علی الصباح چار بجے ذیل کے کلام کو سازوں کے ساتھ گاتے اور پڑھتے ہوئے وجد حاصل کرتے ہیں:-

فریدا بے نمازا کتیا ایہہ نہ بھلی ریت ۔ کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت (دکھت مسجد)
(بابا فرید گورو گرنتھ صاحب میں)

ترجمہ:- اے فرید بغیر نماز کے تمہاری حالت اس کتے کی طرح ہے جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں کبھی پانچ وقت نہ آیا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا یہ رویہ اچھا نہیں"

گورو گرنتھ صاحب کے ان ایسے شبدوں کی موجودگی میں بھی سکھوں کی حالت یہ ہے کہ وہ مسجد کے اس چند گز زمین کے ٹکڑے پر قبضہ مخالفانہ کئے بیٹھے ہیں ہائیکورٹ کے فیصلہ پر بغلیں بجا رہے ہیں اور مسجد کی اس چند گز زمین کے لئے اگر تمام ملک میں بھی کشت و خون جاری ہو تو سکھوں کو انکار نہ ہوگا کیونکہ مسجد کا مسلمانوں کو واپس ہونا ان کی حق تلفی ہے۔

ہماری اس صاف بیانی سے سکھ ناراض ہوں گے مگر انسان کی ضمیر کی ناراضی سے بہت زیادہ بہتی ہے چنانچہ ہم ایمانداری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی مسجد پر صرف قبضہ مخالفانہ کے زعم میں قبضہ سکھوں کا رہنا نہ صرف حق و انصاف کے اعتبار سے ایک ڈاکہ قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ سکھ تعلیم اور سکھ اسپرٹ کے لحاظ سے بھی سکھوں کا اس مسئلہ میں مسلمانوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ نہ کرنا گورو صاحبان کے اخلاق اور احکام کی خلاف ورزی ہے اور سکھ غم و غصہ کو چھوڑ کر سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کریں تو وہ محسوس کریں گے کہ ملک آزادی اور سکھ ازم کی بہترین خدمت یہ ہے کہ سکھ اس مسجد کو محبت و اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے حوالہ کر دیں اور یہ ادنیٰ سی قربانی کر کے سات آٹھ کروڑ مسلمانوں کے دل خرید لیں۔ (ریاست دہلی ۳۱ جنوری)

حادثہ بلیا اور ہندو زعماء

واندی ضلع بلیا کے حادثہ الیمہ کے واقعات تحریر یو پی کے کانگرسی ارگن

ہندوستان کو بھی تسلیم ہیں اس نے اپنی ۲۶ دسمبر کی اشاعت میں میلہ سے پہلے گئو رکھشا کے پرچار پمفلٹوں کی تقسیم۔ سازش کی موجودگی، ایک روز پیشتر قصابوں کی طرف سے حاکم ضلع کو اطلاع دے دی۔ کانگرسی عنصر کی شرکت گاندھی جی کے جے کارے کانگرس اور سیوا سمتی کے کارکنوں کی طرف سے کسی امداد کا نہ ہونا ہر چیز تسلیم ہے جس کے بعد صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ:-

"یہ ابھی جبکہ تسلیم ہے کہ جانوروں کی جانیں بچانے کے لئے انسانوں کی جانیں لی جائیں کوئی تعجب نہیں کہ اس میں کانگرسی شریک تھے۔ کھدر پہن لینے اور جے پکارنے سے کوئی اپنی ذاتی غرضوں کو بھول نہیں جاتا مختلف تحقیقاتی بیان اور مولانا احمد سعید کے بیان ہی اسی حقیقت کے مظہر ہیں جس سے واقعہ کی ہولناکی انتہائی حد تک بڑھ جاتی ہے اور بیکس قصابوں کی مظلومیت کی دردناک تصویر نگاہوں کے سامنے ہو جاتی ہے۔

مسلم اقلیت کے ایک صوبہ میں ایک ہندو میلہ کے اندر ہندوؤں ہی کی طرف سے نہتے اور بے قصور مسلمانوں کے ساتھ یہ بہیمانہ و بیدردانہ سلوک اور وہ بھی عین کانگرسی وزارت کے صبح اول کے طلوع پر اور اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ہندو استیلا سے خائف ہو کر اپنے مستقبل کی طرف سے تشویش کا اظہار کر رہا ہے اور کانگرس سے دور ہٹتا چلا جا رہا ہے انتہا درجہ مظلوم مسلمانوں پر مذموم اور اشتعال انگیز چیز تھا اور ضرورت تھی کہ ہندو عمائد و جرائد کی طرف سے شدت و تواتر کے ساتھ اس کی آتشی مذمت کی جاتی اور ملزموں کی گرفتاری و سزا میں اتنے جوش اور سرگرمی کا اظہار کیا جاتا کہ ایک طرف تو مسلمان مطمئن ہو جاتے اور دوسری طرف ہندوؤں کو پھر اس قسم کی پیش دستی کی جرات نہ ہوتی لیکن نہایت افسوسناک اور رنجیدہ امر ہے کہ نہ پنڈت جواہر لال نہرو کو چند گھنٹہ کے لئے وادی

جانے کی نوبت ملا اور نہ پنڈت گوبند بلبھ پنت یا ان کے رفقاء میں سے کوئی صاحب آج تک موقعہ پر پہنچے اور نہ مجلس عاملہ کانگریس میں اس معاملہ پر کوئی اظہار افسوس کیا گیا یقیناً یہ واقعہ مسٹر بلطے والے کے خلاف مقدمہ نا ترک کرنے سے کہیں زیادہ سخت تھا جس پر بزرگ اعظم مدراس سے کانگریس نے جواب طلب کر لیا تھا لیکن پنڈت پنت سے کانگریس اگر جواب طلب کرتا تو ایک طرف ایک لفظ کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

اگر اس سے مسلمان یہ سمجھ لیں کہ ہندو اکثریت مسلمانوں کی پامالی سے ہی اندازہ سمجھتی چلی جاتی ہے تو انہیں مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر پنت ضمنی انتخابات کے موقع پر گاؤں گاؤں پھرے دیسے ہی جا بجا دورے کرتے پھرے لیکن انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی نازری جانے کی ضرورت محسوس نہ کی حالانکہ یہ چیز سیاسی اعتبارات سے بھی زیادہ مفید تر ہوتی اس سے بھی زیادہ شدید تر امر یہ ہے کہ اتنے ہولناک اس زہر جگر خراش اور اس قدر حزن انگیز واقعہ پر اب تک پوری دنیا میں کچھ اس رنگ سے سکوت طاری رہا ہے کہ گویا لٹنے والے اس ملک کے باشندے ہی نہیں تھے اور ان کا خون خون ہی نہ تھا ہندو زعماء کو اس کا احساس ہونا چاہئے کہ نازری کے علاوہ ایسے نے ہر طبقہ خیال کے مسلمانوں کو مشتعل بنا رکھا ہے اور مسلم لیگ کے صفوں میں اس سے آگ لگی ہوئی ہے اور رجعت پسند طبقہ کو اس سے بڑی تقویت پہنچ رہی ہے شر انگیزی اور شیطنت کی انتہا یہ ہے کہ وقوع حادثہ کے کچھ عرصہ بعد مسلم زخمی بزرگ پاشی کے لئے جیل میں ہندوؤں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں طے کیا جاتا ہے کہ :-

ہم چند بدمعاش اس معاملہ کو طول دے رہے ہیں یہ محض ایک ہیجانانہ جھگڑا اور اتفاقی حادثہ تھا جس کا تعلق چند غنڈوں اور بدمعاشوں سے تھا جسے خود غرض انتخابی لیڈروں کے شوق میں فرقہ وارانہ رنگ دے رہے ہیں ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ ایک ڈیفنس کمیٹی بنا کر مقدمات کی پیروی فوراً شروع کر دیں اور حکومت سے استدعا کی جائے کہ وہ پولیس کی زیادتیوں کو روکنے اور گرفتاریاں بند کرنے پر فوراً آمادہ ہو۔ شقاوت و سنگدلی کی اس سے بدتر صورت اور کیا اختیار کی جا سکتی ہے۔

اگر ہندو زعماء اور کانگریسی اکابر فوراً موقعہ پر پہنچتے تکبیمن جرم کی شدید مذمت کرتے مظلوم مصابوں کو اطمینان دلاتے ان کا لوٹا ہوا مال انہیں واپس دلاتے اور ان کانگریسی کارکنوں کو علیحدہ کر دیتے جنہوں نے اس حادثہ میں شرکت کی تو یہ صورت پیش نہ آتی ان کی خاموشی سے ہندو شر انگیز عنصر کو یہ خیال کرنے کا موقعہ ملا کہ وہ ان کی پشت پناہ ہے اور مسلمانوں کا یہ خیال قائم ہوا کہ ہندو زعماء ہندو بلوائیوں کے خلاف زبان کشا ہوتے ہوئے ڈرتے ہیں اس واقعہ کی تحقیقات کرنے والوں کو مجرم قرار دینا کتنی خوفناک جسارت ہے حالانکہ ان میں مولانا احمد سعید اور مولانا آزاد سبحانی جیسے زبردست و یگانہ علماء بھی شامل ہیں کیا اس واقعہ کو اتفاقی واقعہ قرار دیا جا سکتا ہے جس کے لئے پہلے سے پمفلٹ شائع کئے گئے تیاریاں کی گئیں اور اشتعال انگیز تقریروں کا سلسلہ جاری رہا اس سے بھی زیادہ المناک صورت یہ ہے کہ یوپی اسمبلی میں اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر اس معاملہ پر بحث کے لئے تحریک التوا پیش کی گئی تو اس کی اجازت نہیں دی گئی ہم پہلے ہی گذارش کر چکے ہیں اور پھر متنبہ کرتے ہیں کہ اگر یوپی کی حکومت نے اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کی طرف توجہ نہ کی اور ہندو زعماء کی طرف سے اسی قسم کی افسوسناک خاموشی طاری رہی تو مسلمانوں میں اپنے مستقبل کے متعلق تشویش بڑھ جائیگی حکومت کے دامن عدل و رواداری پر نہ مٹنے والا داغ پڑ جائے گا اس کی غیر جانبداری مشتبہ ہو جائیگی اور محض اس ایک ہی واقعہ کی بنا پر ان پر سے مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے گا۔

اتحاد بین المسلمین کی اہمیت

مصالحت و مفاہمت ہر حیثیت سے ضروری اور لابدی ہے کانگریس سے مفاہمت بھی بہت ضروری ہے لیکن مختلف مسلم طبقات کا تو ایک نکتہ پر جمع ہو کر متفق و متحد ہو جانا انتہائی اہم اور مذہبی حیثیت سے بھی ثواب ہو مگر مولانا احمد سعید صاحب کو مسٹر جناح سے شدید اختلاف ہے لیکن جب کانگریس اور ان کے مابین مفاہمت کی گفتگو کی سلسلہ جنبانی ہوئی انہوں نے فوراً مسٹر جناح کو تار دیا کہ پہلے ایک مسلم کنونشن مدعو کر کے سب کو ایک اصول پر جمع کرو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی یکجہتی دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ اگر بفرض محال لیگ اور کانگریس میں بالا بالا مفاہمت ہو بھی جائے اور جمعیۃ علماء اور مجلس احرار اس سے علیحدہ رہے تو مسلمانوں کو اس سے کوئی معتد بہ فائدہ نہیں پہنچ سکتا کوئی سلیم الفکر و صحیح الخیال انسان ایک لمحہ کے لئے بھی اس اجتماع کو نمایندہ اجتماع تصور کر سکتا ہے جس میں مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا کفایت اللہ مولوی حسین احمد مدنی اور مولانا احمد سعید مولانا عطاء اللہ بخاری، مسٹر آصف علی ڈاکٹر کچلو سیٹھ یعقوب حسن، ڈاکٹر محمود ڈاکٹر خالد جیسے اکابر ملت شریک نہ ہوں ضرور یہ اصحاب غیر مشروط پر کانگریس میں شریک ہیں لیکن ان کی اس شرکت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ وہ دستور ہند میں مسلم حقوق سے بیگانہ ہیں نہایت مغالطہ انگیز امر ہے۔ جب بھی ملک میں بین الاقوامی معاہدوں کی تحریک شروع ہوئی ہے ان حریت پسندان ملت نے کشادہ دلی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔

اب بھی ان کی طرف سے اس کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ مسٹر جناح کا کسی ایسے متحدہ اجلاس کو غیر ضروری قرار دینا نامناسب ہے اور اسے کسی طرح بھی قرین ثواب قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہی وجہ ہے کہ کانگریس سے مفاہمت کی گفتگو کے متعلق آفتاب امید سیاہ ہوتا نظر آ رہا ہے لیکن کانگریس کی طرف سے جو پیشکش ہو چکی ہے وہ اپنی جگہ قائم ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی جانب مجلس احرار اور جمعیۃ علماء کی طرف سے مسٹر جناح پر زور دیا جائے اور اگر وہ رضامند نہ ہوں تو جمعیۃ علماء کے ارباب حل و عقد خود اس معاملہ میں اقدام کریں اور مسلم لیگ کو بھی دعوت دیں اس دعوت نامہ کا لب لہجہ بالکل مصالحانہ اور معقول ہو اور پیش نظر ذاتی نمود کے بجائے اتحاد ہو صرف اتحاد ہو اگر اس قسم کی کوئی مصالحانہ سعی کی گئی اور کنونشن میں ہر خیال کے افراد کو آزادانہ بحث و نظر کا موقعہ دیا گیا تو یہ ضرور نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔

ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جمعیۃ علماء اور مجلس احرار اور مسلم زعماء اپنی اولین صحبت میں پنڈت جواہر لال نہرو کے استفسار کے جواب میں اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے مسلم حقوق و مطالبات کی ایک فہرست شائع کر دیں اس سے لیگ بھی مجبور ہو جائے گی کہ وہ بھی اپنی طرف سے اس قسم کی فہرست شائع کرے اس سے ایک طرف تو مسلمانوں کو یہ اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا کہ صرف مسلم لیگ ہی نہیں

تمام مسلم جماعتیں ان کے حقوق کے معاملہ میں سرگرم عمل ہیں اور تنہا مسلم لیگ ہی اس کی اجارہ دار نہیں دوسری طرف انہی ذہنیت سے حقوق کی بنیاد پر مختلف جماعتوں میں اتحاد کی گفتگو کا موقعہ پیدا ہو جائے گا۔ بہرکیف سب سے مقدم ضرورت اتحاد بین المسلمین کی ہے جس کی تکمیل کی توقع اس وقت جمعیۃ علماء ہی سے کی جا سکتی ہے ورنہ اگر یہی صورت قائم رہی تو مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔ وقت کی نزاکت کے پیش نظر ضرورت ہے کہ کوئی جماعت دوسری جماعت کے متعلق تلخ نوائی سے کام نہ لے اور باہمی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ہر امکانی سعی و جہد سے کام لیا جائے کہ مسلمانوں کی بہتری کا راز اسی میں مضمر ہے۔

غازی کمال آتاترک کی خدا ترسی

جریدہ حاکمیت انگورہ کے حوالہ سے اخبار السلام

بغداد نے غازی اعظم کمال آتاترک کے متعلق ایک عجیب واقعہ سپرد قلم کیا ہے۔

غازی ممدوح کے دورہ کے موقعہ پر شہر اڈنہ کوٹھی میں جہاں شاہانہ جلوس دیکھنے کے لئے انسانوں کا ایک سمندر امنڈ آیا وہاں سابق سپہ سالار غازی محمد پاشا کی صاحبزادی بھی پہنچ گئیں جنہیں حال ہی میں صیغہ پنشن میں ملازمت ملی ہے لیکن جب آپ کی رسائی غازی موصوف تک نہ ہو سکی تو آپ مایوس ہو کر گھر کو واپس جانے لگیں جو بہت دور شہر کے آخری حصہ میں ہے تکان کے باعث آہستہ چل جا رہی تھیں راستے میں ایک ترک سپاہی ملا جس نے کہا کہ آپ بہت تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہیں میرے ہاتھ کا سہارا لیجئے لیکن قدامت خیال کے باعث صفیہ خانم نے کسی ان کا نام بتا اسے پسند نہ کیا البتہ وہ باتیں کرتی ہوئی چلنے لگیں۔

سپاہی نے صفیہ خانم کے حالات سنکر کہا کہ میں خود کسی نہ کسی طرح غازی اعظم تک رسائی حاصل کر کے انہیں غیرت دلاؤں گا کہ اتنے بلند پایہ اور نامور سپہ سالار کی بیٹی کو کیوں کوئی بڑا عہدہ نہ دیا۔ دروازہ پر پہنچکر دستک دی تو صفیہ خانم کی نوجوان بیٹی باہر نکلی اور یہ دیکھکر متحیر رہ گئی کہ اس کی ماں اس وقت بطل حریت غازی کمال آتاترک کے برابر کھڑی ہوئی ہے جسے وہ خوب پہچانتی تھی اور جو رعایا کی خبر گیری کے لئے سپاہیانہ بھیس میں نکلا تھا اس نے جھک کر ادب سے سلام کیا صفیہ خانم کو جو علم ہوا تو وہ سہم گئیں اس لئے کہ دوران گفتگو میں نادانستہ طور پر انہوں نے غازی موصوف کی برائیاں بھی کی تھیں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اس سے غازی موصوف بہت متاثر ہوئے اور فرمانے لگے :۔

” بانوی محترم ! مجھے آتاترک نہ کہو میں تو خدا کا ایک نافرمان غلام ہوں جسے اُسنے قوم کی نگہبانی پر مقرر کیا ہے لیکن میں اسے بھی اپنے حوصلہ کے مطابق ادا نہیں کر سکتا۔ “

خاتون موصوف نے دعائیں دیکر بیساختہ کہا کہ لوگ کیسے اندھے ہیں کہ وہ ایسے خدا ترس فرمانروا کو بے دین کہتے ہیں۔ اس پر غازی ممدوح نے کہا :۔

” بانو ! لوگوں کو برا نہ کہو حقیقت یہ ہے کہ مجھے مسلمان کہلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سچا مسلمان تو وہ ہے جو خدائے قدوس کا فرمانبردار ہے۔ میں نفس کا بندہ بنا ہوا ہوں میرے لئے یہ دعا کرو کہ جو فرض خدا نے مجھ پر عاید کیا ہے اس کو میں ایمانداری کے ساتھ بجا لاؤں اور خدا تعالے میری خدمت قبول کرلے۔ “

قوم وہی ترقی کر سکتی ہے جس کے امراء میں جذبہ ایثار و للہیت اور بے نفسی و جوش خدمت جمہور پیدا ہو جاتا ہے۔ ترکی ترقی و تعالی اور اس سرفروش قوم کی عظمت و علو کا حقیقی سبب یہی ہے کہ اس کی عنان اہتمام و انتظام غازی اعظم جیسے خدا ترس اور اولوالعزم فرمانروا کے ہاتھ میں ہے انسان کو ذرہ برابر بھی اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے اندر کتنی فرعونیت اور اکڑ پیدا ہو جاتی ہے۔ آج ہم مسلمانوں کے زوال و انحطاط کا باعث عظیم یہی ہے کہ ان کے اخلاق کی دنیا اجڑ چکی ہے اور وہ اللہ کو بھول گئے ہیں اور خدا کا خوف انہیں باقی نہیں رہا اور ترک اسی لئے ترقی کر رہے ہیں کہ ان کے قائد جلیل کا دل خوف خدا اور جذبۂ خدمت جمہور سے لبریز ہے ظاہر ہے کہ جب راعی کے خیالات اتنے بلند ہوں گے تو رعیت کے قلوب بھی برابر مجلی ہوتے چلے جائیں گے اس عہد مادیت میں ایسے فرمانرواؤں اور امیروں کا تصور بھی محال ہو چکا تھا لیکن اللہ تعالے نے غازی ممدوح کی صورت میں ایک ایسا عدیم المثال فرمانروا عطا کر دیا ہے جسنے زمانہ قدیم کے مسلم فرمانرواؤں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

فلسطین کا جدید کمیشن

وزیر مستعمرات برطانیہ نے تقسیم فلسطین کی تجویز کے تفصیلی تجارتی نسلی اور جغرافیائی وغیرہ پہلوؤں پر غور کر کے رائے دینے کے لئے ایک اور کمیشن کے تقرر کا اعلان کر کے مسلمانان عالم پر تازہ احسان فرمایا ہے کمیشن خصوصیت کے ساتھ یہ بتائیگا کہ فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ مسلمانوں کی تسکین کی سعی کے سلسلہ میں یہ بھی فرما دیا گیا کہ شاہی کمیشن کی تجویز فیل کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ حکومت برطانیہ نے تقسیم کی سفارش پر آخری مہر تصدیق ثبت کر دی ہے بلکہ اس میں ترمیم و اصلاح کی گنجائش باقی ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ یروشلم پر برطانیہ کا قبضہ مستقل ہی رہے کمیشن سفارش کریگی کہ قبضہ عارضی ہو یا مستقل۔

بہرکیف اس جدید اعلان میں مسلمانوں پر روغن قاز ملنے کی کوشش کی گئی ہے اور عصبیت کے ازالہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی ہم پہلے کمیشن کے تقرر کا نتیجہ تو دیکھ چکے دیکھ لیا خدا جانے اب یہ دوسرا کمیشن کونسی قیامت کو دعوت دیگا حقیقت یہ ہے کہ مدبرین برطانیہ کی عقل و خرد کا دیوالہ نکل چکا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان ان کمیشنوں کے دام فریب میں پھنسکر انگریزوں اور یہودیوں کی دوہری غلامی منظور کرلیں گے بار بار بتایا جا چکا ہے اور ایک دفعہ پھر اس کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ جب تک انتداب کی تنسیخ اور یہودیوں کے داخلہ کی ممانعت کا اعلان نہ ہوگا فلسطین میں کبھی امن قائم نہ ہو سکیگا اور مسلمانان عالم کا اشتعال برابر بڑھتا رہیگا۔

ہندوستان میں سود کی تباہکاریاں

ہندوستان کی قانون سود نصف صدی سے زیادہ زمانہ سے ملک میں اپنی بربادیاں پھیلا رہا ہے اور اب ہر شہر اور قصبہ میں جدید پابندیوں کے باوجود ننگا ناچ ہو رہا ہے اور مہاجن اگنی اور راہو بھی روپیہ پر اشیار رہن کر رہے ہیں مسلمانوں کی تو کم و بیش تمام دولت و ثروت یہی قانون نگل چکا۔ کاشتکار اسی کی بدولت اپنا سب کچھ تباہ کر کے فاقوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس تباہی و بربادی کا کہیں کوئی ٹھکانا نہیں ہے کہ تنہا ایک صوبہ پنجاب کے اندر جہاں حکومت کو مختلف ملکی ضروریات اور مفید کاموں پر صرف کرنے کے لئے مالیہ کے سلسلہ میں کاشتکاروں سے صرف چار کروڑ سالانہ ملتا ہے وہاں مہاجن تیس کروڑ سالانہ ہتھیا لیتے ہیں جس سے ان کے ذاتی خزانے لبریز ہوتے

رہنے کے سوا ملک و قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

برطانی حکومت کے ظہور سے پیشتر ہندوستان میں دام دوپٹ کا قاعدہ موجود و رائج تھا اور کوئی مہاجن و ساہوکار ہزار روپیہ کے دو ہزار سے زیادہ وصول نہ کر سکتا تھا رہن کا کوئی طریقہ نہ تھا برطانوی قانون سود نے مہاجنوں کو رہن دبیع کے اختیار عطا کر کے اور شرح سود کو آزاد کر کے عام لوٹ کی اجازت دیدی اور ملک کی خوشحالی کو بربادی و تباہی سے بدل دیا۔ یہ آئینی لوٹ اب کانگریسی دور میں جاری نہ رہنی چاہیئے۔ کانگریس کاشتکاروں اور ملک کے مختلف طبقوں کے فائدہ کے لئے ہزار قانون بنائے جب تک سود کا قانون موجود ہے اور اس آئینی ڈکیتی کے انسداد کی کوئی مستعدانہ سعی نہیں کیجاتی اس وقت تک کوئی بھی ٹھوس فائدہ مترتب نہ ہوگا۔ حیرت ہے کہ اب تک کسی کانگریسی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول نہیں ہوئی اور کہیں اس میں ترمیم کی سعی نہیں کی گئی۔

ضرورت ہے کہ ملک کے نمائندے فوراً اس طرف متوجہ ہوں اور دافعہ سود کا قانون منظور کرا کر یہ فیصلہ کرا دیں کہ آئندہ اصل سے زیادہ سود کی ڈگری کوئی عدالت کسی حالت میں نہ دے سکے۔ دوسری طرف علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو تواتر و تسلسل کے ساتھ بتائیں کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود کا دینا بھی حرام ہے کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں پر نہ بے تکلف اگلی رقمیں پڑ جاتے ہیں اور اپنی اشیاء مہاجنوں کے یہاں رکھ آتے ہیں جو سود میں ختم ہو جاتی ہیں۔

البرٹ ہال کلکتہ کی بے ہنگام شہنائی

جب سے کانگریس اور لیگ میں مفاہمت کے متعلق ابتدائی باتیں شروع ہوئی ہیں مہاسبھائی حلقوں میں ایک شور نشور برپا ہو گیا ہے اور تو اور کلکتہ کے البرٹ ہال کے عظیم الشان جلسہ میں جناح اور راجندر فارمولا پر بھی شدت کے ساتھ احتجاج کی گئی اور علانیہ کہا گیا کہ اس سے بنگال کے ہندو اقلیت کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے جنھیں پہلے ہی تناسب آبادی سے کم نشستیں دی گئی ہیں اور مسلمانوں کو خاص مراعات دیکر ہندو ممبروں کی تعداد کم کر دی گئی ہے ساتھ ہی ان کے قلوب میں پنجاب اور ہندوؤں کے درد کی بھی چبک محسوس ہوئی ہے اور واضح کیا ہے کہ اس میں ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ آخر میں صدر کانگریس کی توجہ بھی اس کی تنسیخ کی طرف بزور متوجہ کرائی گئی ہے۔

یہ بنگال وہ بنگال ہے جہاں مسلم اکثریت کو سامراجی مصالح کی بنا پر ایک قلم اقلیت میں لے آیا گیا ہے اور پنجاب میں ۵۶ فیصدی مسلمانوں کو بالکل مساوات میں رکھدیا گیا ہے جناح و راجندر فارمولا اول تو ابھی تک فریقین کا مقبول فارمولا نہیں بنا اور بنا بھی اور پورے انصاف سے کام بھی لیا گیا تو بنگال کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چھپن اور پنجاب کے مسلمانوں کو ۵۷ فیصدی نشستیں مل جائیں گی۔

ان کے مقابلہ میں مدراس بہار بمبئی یوپی۔ اور سی پی میں ہندوؤں کو ۸۶ سے لیکر ۹۶ فیصدی تک اکثریت حاصل ہوگی اور وہ پچ یا پانچ کے بعد بھی انہیں کم از کم ستر فیصدی نشستیں تو ضرور ہی حاصل رہیں گی اس لئے مستقبل کے متعلق اگر کوئی تشویش ہونی ہی چاہیئے تو مسلمانوں کو ہونی چاہیئے نہ کہ ہندوؤں کو جنہیں صرف ایک چھوٹے سے صوبے کے علاوہ جہاں اقلیت بھی حاصل ہے نہ بھی بہت موثر ہے اور جہاں اکثریت ہے وہ بے پناہ ہے چالیس یا اس سے اوپر اقلیت ایسی اقلیت نہیں جسے اپنے متعلق کوئی تشویش حاصل ہو اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مہاسبھائیوں نے البرٹ ہال کی زرق برق کرسیوں پر بیٹھکر جو ناقوس پھونکا ہے اسے بے وقت کی شہنائی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اور اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ ملک آزاد ہو اور یہاں کی قومیں متحد ہو کر آگے قدم بڑھا سکیں

تجارت کے متعلق راجہ صاحب محمود آباد کی اپیل

راجہ صاحب محمود آباد نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ تجارت کی طرف راغب ہوں اس کی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ مسلمان دکانیں اور کارخانے قائم ہوں اور مسلمان اپنی ضروریات کی چیزیں مسلمان دوکانداروں ہی سے خریدیں۔ یہی راجہ صاحب نے فرمایا ہے۔

اس پر ہندوؤں میں شدید اختلاف و احتجاج کا اظہار کیا جا رہا ہے اور اسے فرقہ پرستی کا مظاہرہ بتایا جا رہا ہے حالانکہ یہ غلط ہے ہندوؤں کو چھوت چھات کے رواج نے ہر چیز ہندو دوکانداروں سے خریدنے کا خوگر بنا دیا ہے اور وہ برابر اُن تجارتوں کو بھی خاموشی کے ساتھ اپنی تجارتیں بناتے چلے جا رہے ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص تھیں لیکن جب مسلمان اپنی قوم کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ایک شور احتجاج بلند کر دیا جاتا ہے وقت آگیا ہے کہ اب مسلمانوں کو ہر مخالفت سے بے پرواہ ہو کر اپنی تجارت کو فروغ دینے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور اپنی ضروریات کی تمام اشیاء مسلمانوں ہی سے خریدنے کا عہد نہیں حلف اٹھا لینا چاہیئے۔

ہندوؤں کی ترقی اور مسلمانوں کی پستی کا راز تجارت ہی میں مضمر ہے تاجر کی نگاہ ایک ایک پیسہ پر رہتی ہے اور تاجر اسراف و تبذیر سے قدرتاً اور عادتاً بچے رہتے ہیں اگر مسلمان بھی تجارت میں پڑے ہوتے تو وہ اپنی حکومت نکلنے کے بعد نصف صدی کے اندر اندر ہندوستان کی پسماندہ ترین قوم نہ بنجاتے اور اسراف و تبذیر ان کی طبیعت ثانی نہ بن گئے ہوتے اب بھی اگر وہ تجارت کی طرف مائل نہ ہوئے تو ان کا مستقبل بالکل تاریک ہو جائے گا نوبت یہ پہنچ چکی ہے کہ بزازہ غلے۔ مہاجنی سنار بیلے صرافے وغیرہ ہر شعبہ تجارت ہندوؤں کے قابض میں صرف ایک چمڑے اور گوشت کی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہ گئی ہے تو اول الذکر پر بھی ہندو رفتہ رفتہ قبضہ جمانے چلے جاتے ہیں گوشت اور سبزی کی تجارتیں مالدار تجارتیں بنانے والی تجارتیں نہیں صرف گذارہ کے لئے ہیں مگر موخر الذکر پر ہندوؤں کا قبضہ ہونے لگا ہے پھل اور میوے کی تجارت بھی ان سے چھن رہی ہے۔ کارخانوں اور فیکٹریوں میں ان کا درجہ صفر کی برابر ہے۔

ملازمتیں اور کاشتوں کا دائرہ بہت محدود ہے زمینداریاں اور جائدادیں اُن کے ہاتھوں نکل چکیں اب بھی اگر ان کی آنکھیں نہ کھلیں اور وہ اس پیشہ کی طرف راغب نہ ہوئے جو ان کے پیغمبر کی سنت ہے تو ان کا زمین پر کہیں ٹھکانا نہ رہے گا۔

بخاری شریف اردو

(کتاب الزکوٰۃ)

(سلسلہ گذشتہ)

باب مسلمان پر اس کے گھوڑے کی بابت زکوٰۃ فرض نہیں۔

۱۳۵۶ حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان پر اسکے (خدمت کے) غلام اور اس کی سواری کے گھوڑے کی بابت زکوٰۃ فرض نہیں۔

باب یتیموں کو خیرات دینا بہت ثواب کا کام ہے۔

۱۳۵۷ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے پس آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد جن باتوں کا خوف تم پر کرتا ہوں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تازگی اور اس کی آرائش کھول دی جائیگی۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مال کی زیادتی سے کیا خرابی ہوگی مال تو اچھی چیز ہے، کیا اچھی چیز بھی برائی پیدا کریگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوگئے تو اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے حالانکہ آپ تجھ سے گفتگو نہیں فرماتے پھر ہم کو یہ خیال ہوا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے (اس لئے آپ نے سکوت فرمایا ہے چنانچہ جب وحی اتر چکی تو) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ سائل کہاں ہے گویا کہ آپ نے اس (کے سوال) کو پسند فرمایا پس آپ نے فرمایا (ہاں یہ صحیح ہے کہ) اچھی چیز برائی پیدا نہیں کرتی تا (کیا تجھے معلوم نہیں کہ) فصل ربیع ایسی گھاس بھی پیدا کرتی ہے جو اپنے چرنیوالے جانور کو مار ڈالتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے مگر اس سبزی کے چرنے والے کو جو چرے یہاں تک کہ اس کے کوکھے بھر جائیں تو وہ آفتاب کے سامنے ہو جائے پھر لید کرے اور پیشاب کرے اور (بعد اس کے پھر چرے (کیونکہ بے انتہا نہ چرتی چلی جائے) اور بیشک یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے پس کیا اچھا مال ہے مسلمان کا کہ وہ اسمیں سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے (یا اسی قسم کی کوئی اور بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی) اور بیشک جو شخص اس مال کو ناحق لیگا وہ اس شخص کے مثل ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور وہ مال اس پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔

باب زکوٰۃ کا مال شوہر کو ان یتیم بچوں کو جو اپنی تربیت میں ہوں دینا جائز ہے (اس کو حضرت ابوسعید خدری) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۳۵۸ حضرت زینب عبداللہ بن مسعود کی بیوی کہتی ہیں کہ میں عیدگاہ میں تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے (عورتوں سے) فرمایا کہ تم لوگ صدقہ دو اور زینب (اپنا مال اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود پر اور ان یتیم بچوں پر جو ان کی تربیت میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں تو انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے کہا کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ کیا میرے لئے کافی ہے کہ میں (اپنا مال) تم پر اور اپنی زیر تربیت یتیموں پر خرچ کروں تو انہوں نے کہا کہ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو چنانچہ میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے دروازہ پر ایک انصاری عورت کو پایا کہ وہ بھی میری جیسی ضرورت سے آئی تھیں پس بلال ہماری طرف سے گذرے تو ہم نے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں (اپنا مال) اپنے شوہر پر اور ان یتیموں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کروں اور ہم نے (بلال سے) یہ کہدیا کہ تم ہماری اطلاع نہ کرنا، مگر جب بلال نے آپ سے جاکر پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں عورتیں کون ہیں بلال نے کہا زینب آپ نے پوچھا کہ کون زینب بلال نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی بی بی آپ نے فرمایا ہاں (کافی ہے بلکہ) اسے دوسرا ثواب ملیگا قرابت (کا حق ادا کرنے) کا ثواب اور خیرات دینے کا ثواب

۱۳۵۹ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ کیا مجھے کچھ ثواب ہوگا اگر میں ابوسلمہ کے بچوں پر (اپنا مال) خرچ کروں وہ تو میرے ہی لڑکے ہیں آپ نے فرمایا تم ان پر خرچ کرو جو کچھ تم ان پر خرچ کروگی اس کا ثواب تمہیں ملیگا۔

باب اللہ عزوجل کا فرمانا **وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ** (کیا مطلب رکھتا ہے) اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اپنے مال کی زکوٰۃ سے (غلام مول لیکر) آزاد کردے اور حج کرانے میں صرف کرے اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اگر اپنے باپ کو زکوٰۃ کے مال سے خریدے تو درست ہے اور جہاد کرنے والوں کو دے اور جس نے حج نہ کیا ہو اس کو دے پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی انما الصدقات للفقراء الآیہ اور کہا کہ ان مصارف مذکورہ میں سے جس مصرف میں زکوٰۃ دیدی جائے کافی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خالد نے اپنی زرہیں خدا کی راہ میں روک رکھی ہیں اور حضرت ابولاس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے لئے زکوٰۃ کے اونٹ پر سوار کر دیا تھا۔

۱۳۶۰ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک شخص) صدقہ تحصیل کرنیکا حکم دیا اور تو وہ شخص گیا اور صدقہ تحصیل کر لایا، پھر عرض کیا گیا کہ ابن جمیل نے اور خالد بن ولید نے اور عباس بن عبدالمطلب نے نہیں دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے مالدار کر دیا (بیشک اس کا نہ دینا ناشکری پر دلالت کرتا ہے) مگر خالد تو تم لوگ خالد پر ظلم کرتے ہو تم نے ان سے زکوٰۃ مانگی، انہوں نے اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیار خدا کی راہ میں روک رکھے ہیں رہ گئے عباس ابن عبدالمطلب تو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان پر البتہ زکوٰۃ ضروری ہے اور اسی کے برابر اس کے ساتھ اور بھی۔

باب سوال سے بچنا بڑے ثواب اور فائدہ کی بات ہے۔

۱۳۶۱ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے انصار میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے انہیں دیدیا پھر انہوں نے آپ سے سوال کیا آپ نے پھر انہیں دیدیا یہانتک کہ جس قدر مال آپ کے پاس تھا

وہ سب ختم ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جب مال ہوگا تو میں اُسے تم لوگوں سے بچاکر نہ رکھوں گا مگر یہ یاد رکھو کہ جو شخص سوال سے بچیگا اللہ اُسے (فقر اور حاجت سے) بچائیگا اور جو شخص بے پروائی ظاہر کریگا اللہ اسے غنی کر دیگا اور جو شخص صبر کریگا اللہ اسے صابر بنا دیگا اور دیکھو کسی شخص کو کوئی نعمت صبر سے زیادہ عمدہ اور وسیع نہیں دیگئی (پس صبر کو ہاتھ سے نہ دو)

۱۳۶۲ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ بات کہ کوئی شخص تم میں سے رسی لیکر لکڑی توڑے اور اس کو اپنی پیٹھ پر لادکر بیچے اس کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس جائے اور اس سے سوال کرے (اور یہ بھی معلوم نہیں کہ) وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۳۶۳۔ حضرت زبیر بن عوام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ کوئی شخص تم میں سے اپنی رسی لیلے اور لکڑی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لادکر لے آئے اور اس کو بیچے اور اللہ اس ذریعے سے اس کی آبرو قائم رکھے اس کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ (اور یہ بھی معلوم نہیں کہ) وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔

۱۳۶۴۔ حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا بعد اس کے فرمایا کہ اے حکیم یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے جو شخص اس کو بے طمعی کے ساتھ لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو طمع کیساتھ لیتا ہے اسے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ شخص مثل اس شخص کے ہوتا ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حضرت حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا یہانتک کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں پس (جب) حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو وہ حضرت حکیم کے وظیفہ کے لئے (جو تمام اصحاب کے لئے مقرر ہوتا تھا) بلاتے رہے مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر حضرت عمر نے (اپنی خلافت میں) انہیں بلایا کہ انہیں دیں مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اے مسلمانوں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں حکیم کے سامنے ان کا حق پیش کرتا ہوں مگر وہ اس مال غنیمت میں سے اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں۔ القصہ حضرت حکیم نے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سے کچھ نہیں لیا یہانتک کہ وفات پائی۔

باب۔ جس شخص کو اللہ تعالے بغیر سوال کے اور بغیر طمع کے کچھ دیدے تو اس کو چاہیے کہ لیلے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وفی اموالہم حق للسائل والمحروم

۱۳۶۵۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا کہ یہ اس شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجتمند ہو آپ نے فرمایا کہ تم اسے لیلو جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس آئے اور تم کو لالچ نہ ہو اور نہ تم نے سوال کیا ہو تو تم اسے لیلو ورنہ تم اس کے پیچھے اپنا جی نہ لگاؤ۔

باب جو شخص لوگوں سے مال بڑھانے کے لئے سوال کرے (قیامت میں اس کا کیا حال ہوگا۔

۱۳۶۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں سے برابر سوال کیا کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ اس کے منہ میں گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہوگی اور آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن آفتاب قریب ہو جائے گا یہانتک کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا پس سب لوگ اس حالت میں ہوں گے کہ یکایک وہ آدم سے فریاد کریں گے پھر موسے سے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (اور عبداللہ نے اتنی بات اور زیادہ کی ہے کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا کہ) پھر محمد شفاعت کریں گے کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے پس وہ جائینگے اور (جنت کے) دروازہ کا حلقہ پکڑ لیں گے پس اس دن اللہ انہیں مقام محمود میں اٹھائیگا تمام اہل محشر اللہ کی تعریف بیان کرینگے۔

باب اللہ تعالے کا فرمانا لا یسئلون الناس الحافا (سوال نکرنے کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے) اور غناکس قدر مال سے حاصل ہوتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کا یجد غنی یغنیہ بتا رہا ہے کہ جب غنی حاصل ہوجائے تو سوال کرنا نہ چاہیے اور اللہ تعالے فرماتا ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف الی قولہ فان اللہ بہ علیم۔

۱۳۶۷۔ حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ شخص مسکین نہیں ہے جس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ واپس کر دیں (یعنی ایک ایک دو دو لقمہ لوگوں سے مانگ کر اپنی گزر کرے) بلکہ مسکین وہ شخص ہے جسے غنا حاصل نہ ہو اور وہ شرم کرتا ہو اور لوگوں سے چمٹ کر سوال نہ کرتا ہو۔

۱۳۶۸۔ شعبی کہتے ہیں مجھ سے حضرت مغیرہ کے منشی بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ تم نے جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو مجھے لکھ بھیجو چنانچہ مغیرہ نے انہیں لکھ بھیجا تھا (اس میں یہ بھی تھا کہ) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نے تین چیزیں تمہارے لئے ناپسند فرمائی ہیں قیل وقال (یعنی بیہودہ گفتگو) اور مال کا ضایع کرنا اور سوال کی کثرت کرنا۔

۱۳۶۹ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس (سوال کرتا) پھرے اسے ایک لقمہ یا دو لقمہ ایک چھوہارہ یا دو چھوہارے واپس کر دیں بلکہ مسکین وہ شخص ہے جس کو اس قدر غنا حاصل نہ ہو جو اسے بے احتیاج کر دے اور اس کا حال لوگوں کو نہ معلوم ہو کہ اسے صدقہ دیا جائے اور نہ وہ خود کھڑے ہوکر لوگوں سے سوال کرے۔

۱۳۷۰۔ حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا بیشک یہ بات کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لیلے پھر صبح کو جائے (میرا خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا) پہاڑ کی طرف اور لکڑی توڑ کے بیچ لے اور خود بھی کھائے اور صدقہ دے یہ اس کے لئے اس بات سے زیادہ مفید ہے کہ لوگوں سے سوال کرے

ل لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے ۱۲ ؎ اس کو اس قدر مال نہیں ملتا جو اسے بے پروا کردے ۱۲ ؎ صدقہ ان فقیروں کے لئے ہے جو خدا کی راہ میں روکے گئے ہیں زمین میں سفر نہیں کرسکتے ناواقف لوگ بوجہ سوال نکرنے کے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔

کتاب الفقہ

باب النکاح

خطبۃ النکاح نکاح کا خطبہ مسنونہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نستعینہ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد. یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ہ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ہ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ہ

(ترجمہ) تمام تعریف خدا تعالیٰ کے شایان ہے ہم اس کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہیں اور اسی سے امداد چاہتے ہیں. اسی سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں. اس کی توحید پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں ہم اپنے نفس امارہ کی شرارتوں اور اپنے برے کرداروں سے اس کی بارگاہ میں پناہ لیتے ہیں جس کو وہ ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو وہ گمراہ کرتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نیز ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا مولا اور آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے خاص اور پیغمبر برحق ہیں۔

اس حمد و نعت کے بعد کہتا ہوں

اے لوگو! جس نے آدم علیہ السلام کی پشت سے تم کو اور اس کی پسلی سے اس کی عورت (حوا علیہا السلام) کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے کثرت کیساتھ گوشہ دنیا میں مرد و عورت پھیلا دیے. اس سے ڈرو اور اس اقرار سے ڈرو جو قیامت کے دن اپنی توحید کے اقرار اور تمہارے آپس میں حقوق اور صلہ رحم کی نسبت تم سے باز پرس کریگا. اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ خدا تمہارے تمام اعمال و اقوال کو دیکھتا اور سنتا ہے. اے مومنو! خدا تعالےٰ سے جیسا کہ چاہیے ڈرو اور ایسا ڈرو کہ اسلام پر تمہارا خاتمہ ہو. اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو بات کہو سچی کہو تاکہ خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے تمہارے گناہوں کو بخشدے جو خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی پر فائز ہوتا ہے"

اس خطبہ کے علاوہ اور بھی کئی مسنون خطبے ہیں مگر یہ خطبہ نہایت جامع و نافع اور بابرکت و عظمت ہے. خطبہ نکاح اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ نکاح چونکہ تمام عمر کا طرفین سے معاہدہ ہے اور دو جسم باہم مل کر ایک نئی خانگی زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں جس کی راحت و سکون میاں بیوی کے اخلاص و مودت پر موقوف ہے اس لئے اللہ تعالےٰ اس خطبہ کی برکت سے دونوں میں اخلاص و مودت ڈالدیں اور وہ اپنے اپنے حقوق کی ادائیگی کا فکر و اہتمام کریں اور خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہیں۔

ہدایت اجازت لینے کا جو طریقہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہی طریقہ بہتر و افضل ہے اور ایک مسلمان کے لئے صحیح طریقہ نکاح مگر مسلمانوں کی ذہنیت کچھ اسدرجہ مسخ ہو چکی ہے. لاعلمی اس قدر بڑھ گئی ہے اور ان کی سرشت میں دوسرے مذاہب کے تمدن اور تصنع و بناوٹ کا اتنا گہرا اثر ہو گیا ہے کہ بعض اونچے گھرانوں کے شرفا مسنون طریقوں پر عمل کرنے کو باعث شرم و عار خیال کرتے ہیں یعنی مذکورہ بالا طریقہ سے اجازت لینے کو حاددرجہ معیوب سمجھتے ہیں. انا للہ وانا الیہ راجعون اس ذہنیت پر اسلام کا دعویٰ بھی کرنا مسخرہ پن نہیں تو اور کیا ہے. اگر ایسے باغیرت شریف شریعت محمدی پر چلنے میں شرم محسوس کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا اسلام ہی مخدوش اور خطرہ میں ہے اب چاہے وہ اپنے اسلام کو بچائیں اور بناوٹی و ساختہ بناوٹی شرم و حیا کو محفوظ رکھیں. یاد رکھو احکام شرع پر چلنے میں کوئی بے غیرتی اور بے شرمی کی بات نہیں جو شرم و حیا احکام شرع کی پابندی میں رکاوٹ ڈالے اس ملعون کو اپنے دل و دماغ سے باہر نکال پھینکو ورنہ اسلام کا دعویٰ کرنا اور محمد عربی کی امت میں ہونیکا دم بھرنا چھوڑ دینا چاہیے. آمدم برسر مطلب

جب نکاح خواں مذکورہ بالا مسنون خطبہ پڑھ چکے تو دولہا کو کلمہ طیب، کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھائے اور وکیل سے کہے کہ وہ دولہا سے مخاطب ہو کر یہ کہے کہ میں نے فلاں عورت کا نکاح اس قدر مہر پر اس وکالت کی رو سے جو مجھکو حاصل ہے تم سے کر دیا ہے؟ دولہا جواب میں کہے کہ میں نے قبول کیا. اور اگر وکیل قاضی ہی کو ایجاب و قبول کرانیکا اختیار دیدے تو قاضی دولہا سے کہے کہ "میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح بعوض اتنے مہر کے تمہارے ساتھ کیا تم نے قبول کیا؟ دولہا جواب میں کہے "میں نے قبول کیا" بس ان الفاظ کے کہنے سے باقاعدہ اور صحیح طور پر نکاح ہو جائے گا. اس کے بعد فاتحہ پڑھیں تاکہ زوجین میں اتفاق اور برکت حاصل ہو. نکاح ایسی جگہ ہونا چاہیے جہاں سب کو معلوم ہو جائے کیونکہ نکاح کا اعلان ضروری چیز ہے۔

مبارکباد کا مسنون طریق اور چند ضروری امور نکاح کے بعد مسنون طریق یہ ہے کہ لوگ اور دوست و احباب ان الفاظ سے مبارکباد دیں بارك اللہ علیك وجمع بینکما فی خیر یعنی خدا تم کو مبارک کرے اور تم دونوں کو نیکی میں شریک کرے۔

اگر مرد و عورت دونوں نابالغ ہیں یا دیوانے ہیں تو ہر ایک کی طرف سے ان کے

ولیوں کو آپس میں ایجاب و قبول کرنا چاہیئے اور اگر ان میں سے ایک دیوانہ یا نابالغ ہے تو اس کی طرف سے ولی ہونا چاہیئے اور جو بالغ و عاقل ہے وہ خود ایجاب و قبول کرے۔ اس صورت میں نابالغوں سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں یہ بھی مناسب ہے کہ عورت کی طرف سے ایک وکیل ہو اور اسی طرح مرد کی طرف سے بھی الگ ایک وکیل ہو اور وہ دونوں وکیل آپس میں ایجاب و قبول کریں۔

دلہن کو گھر لانے اور ولیمہ کا بیان

جب دلہن رخصت ہو کر گھر میں آئے تو دولہا کے پاؤں دھو کر وہ پانی چار دن گوشے میں ڈالا جائے تاکہ رحمت و برکت نازل ہو اور دلہن دیوانگی و مرض جذام سے محفوظ رہے اس کے بعد پردے کے گوشہ پر دولہا دو رکعت نماز پڑھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے:۔

اللھم انی اسئالک خیرھا و خیر ما جبلت علیھا و اعوذ بک شرھا و شر ما جبلت علیھا۔ اس کے بعد مسنون یہ ہے کہ نکاح کے بعد پہلے ہی روز دعوت ولیمہ کی جائے۔ دوسرے روز کرنے تب بھی درست ہے البتہ تیسرے روز میں کلام ہے نکاح سے قبل ہی دعوت ولیمہ نہیں ہو سکتی اس کے لئے نکاح کے بعد پہلا یا دوسرا روز مقرر و مخصوص ہے شریعت نے مسلمان پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالا ہے جس سے کسی مسلمان کو مالی مشکلات کا سامنا ہو اور قرض لینے کی ضرورت پڑے لہذا اپنی استطاعت سے زیادہ کچھ نہیں کرنا چاہیئے۔

دعوت ولیمہ میں اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ دولتمندوں اور امراء کو تو بلایا جائے مگر غرباء اور فقراء کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اکثر شادیوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء و یترک الفقراء و من ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ و رسولہ یعنی برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے کہ اس کے لئے اغنیا بلائے جائیں اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور جو شخص اس دعوت کو قبول نہ کرے پس تحقیق اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی" نیز حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص دعوت ولیمہ پر بلایا جائے اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ (متفق علیہ)

حضور فرماتے ہیں بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔ اس سنت کو ادا کرنے کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس دن ایک بکری کاٹ لے۔ افسوس کہ مسلمان شادیوں میں ہزاروں روپے سود پر قرض لیکر واہیات رسمیں کرتے ہیں مگر اپنے نبی کی اس سنت پر عمل نہیں کرتے۔ ضرورت ہے کہ ہر مسلمان اس سنت پر عمل کرے۔

محرمات

وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے

سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ ولا تنکحوا ما نکح اباءکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃ و مقتا و ساء سبیلا۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نانا نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی۔ بیشک یہ بڑی حیائی اور نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے انصار کا یہ شان و ستور بیان کیا ہے کہ اسلام سے پہلے جب کوئی ایسا شخص مر جاتا تھا جس کی منکوحہ عورت ہو اور اس کا سوتیلا بیٹا اس سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا کرتا تھا چنانچہ اسلام کے بعد ایک شخص نے وفات پائی اور اس کے بیٹے قیس نے اپنی ماں سے نکاح کرنا چاہا۔ اس عورت نے انکار کیا اور کہا میں تجھکو اپنا بیٹا شمار کرتی ہوں اور اس عورت نے اس قصہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیا آپ نے فرمایا تو اپنے گھر جا کر بیٹھ تھا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نازل فرمائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ یہ بات عقلا بھی بڑی حیائی اور نفرت کی بات ہے اور نیز عادی بہت برا طریقہ ہے۔ تمہیں یہ خیال بھی اپنے دل میں نہیں لانا چاہیئے جن عورتوں سے نکاح حرام ہے جن کا بیان آئندہ آیت میں آرہا ہے ان کے سلسلہ سے علیحدہ بھی ماں کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ اس کی ممانعت و قباحت کی تاکید زیادہ مقصود تھی اسی لئے ہم نے بھی اس کو علیحدہ ہی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

حرمت علیکم امھاتکم و بنتکم و اخواتکم و عمتکم و خلتکم و بنت الاخ و بنت الاخت و امھتکم التی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعۃ و امھت نسائکم و ربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم یعنی حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں کے ساتھ صحبت نہ کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں اجمالی طور پر اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے نکاح حرام ہے لہذا اس آیت کے اصل مفہوم و مفاد کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے جس خاندان میں انسان کی پیدائش ہو اسی خاندان میں سے سات عورتیں اس پر حرام ہیں وہ عورتیں یہ ہیں:۔ ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی ان کو محرمات نسبی کہتے ہیں یعنی وہ عورتیں جن سے بہ سبب خاندان کے رشتہ حرام ہے انہی محرمات کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کیا ہے علاوہ ازیں دودھ پلانے سے بھی جو عورتیں اس رشتہ کی ہوں ان سے نکاح حرام ہے مگر اس آیت میں فقط دودھ پلانے والی ماں اور دودھ شریکی بہن کا ذکر ہے باقی عورتوں کو نسب کے قیاس پر اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ دودھ کا رشتہ بھی پیدائش کے رشتہ کی ایک شاخ ہے خاندان و نسب میں خون آدمی کے بدن کا جزو ہوتا ہے اور دودھ میں خون بنکر بھی وہی بات پیدا ہو جاتی ہے پس جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی ساتوں رشتے دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔ اور یہ نسب و دودھ کے رشتہ کی عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں بیاہ شادی کے سبب سے ساس اور سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے کا ذکر بھی اس آیت میں ہے سوتیلی ماں کا ذکر اس سے پہلی آیت میں گذرا نیز سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے کا ذکر بھی اسی آیت میں کیا گیا ہے مگر اس میں یہ شرط بھی بیان کر دی گئی ہے کہ اس

تذکرۃ الانبیا

حضرت شعیب علیہ السلام

لیاقت و خطابت

حضرت شعیب علیہ السلام بڑے قدیم اور مشہور پیغمبر گذرے ہیں۔ عرب بائدہ بنی ارفخشد قیطن بن عامر بن فالغ بن ارفخشد سے نسبًا تعلق رکھتے تھے۔ بنی ارفخشد میں جرہم حضورا، حضر موت اور سلف نامور قبائل تھے انہی کی ہدایت کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت شعیبؑ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کا نام تیروں تھا۔ آپ ضیعون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم کے فرزند تھے۔ بعض مورخین نے آپ کے باپ کا نام میکیل بتایا ہے۔

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ شعیبؑ کی والدہ حضرت لوطؑ کی دختر تھیں۔

علامہ ابن خلدون نے آپ کے متعلق "وہو ابن نویل بن رعویل بن عیا بن مدین بن ابراہیم" لکھا ہے۔

بہرکیف یہ بالکل یقینی امر ہے کہ آپ حضرت ابراہیمؑ کی نسل و اولاد سے ہیں اور بہت جلیل القدر پیغمبر گذرے ہیں۔ فصاحت و بلاغت میں نظیر نہ رکھتے تھے تقریر میں بلا کا زور اور غضب روانی تھی۔ بولتے اور بے تکان بولتے چلے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ بذلہ سنج، مردہ گو، حاضر جواب، لطیف سنج اور بہت بڑے حق گو اور منہ پر کہدینے اور بے جھجک کہدینے والے تھے۔ آپ کے اندر یہ تمام صفات فطری تھیں انہی صفات و اوصاف کی وجہ سے آپ "خطیب الانبیا" کے لقب سے مشہور ہیں۔ کوئی پھر مانتا یا نہ مانتا مگر حالت یہ تھی کہ جس مجمع میں کھڑے ہو کر ایک دفعہ تقریر کر دیتے تھے وہ مسحور رہ جاتا تھا اور جب تک بولتے رہتے تھے ہر طرف ایک سناٹا چھایا رہتا تھا اور لوگوں پر سکتہ کا عالم طاری رہتا تھا۔

اقوام شام کی ضلالت و گمراہی

قرآن کریم میں آپ کی قوم کا یہ فقرہ وانا لنراک ضعیفا ہم بیشک اپنے اندر تجھے ضعیف یعنی بے بصر دیکھتے ہیں حکایتًا بیان کیا ہوا موجود ہے۔ آپ آنکھوں سے معذور تھے۔ نابینا تھے دیکھ نہ سکتے تھے اس لئے آپ کی قوم اشرار بطور طعن یہ فرمایا تھا۔ ایک آپ ہی ایسے پیغمبر ہیں جنھیں آپ کے نابینا ہونے کے باوجود نبوت عطا ہوئی اور جنھوں نے اس معذوری کے باوجود فرائض رسالت نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے متعلق "خطیب الانبیا" فرمایا کرتے تھے۔

مورخین نے صراحت کی ہے کہ آپ اصحاب ایکہ، اہل مدین، اور اہل الرس کی ہدایت کے لئے مامور و مبعوث ہوئے تھے۔ ما دل الذکر ہر دو اقوام کا ذکر تو کلام الٰہی میں موجود ہے اور کو نہ صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ مگر اہل الرس کے ذکر سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ان کی ہدایت کے لئے بھی مبعوث ہوئے تھے۔ قرآن شریف سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی ہدایت پر مامور تھے۔ البتہ مورخین نے تینوں قوموں کی طرف آپ کے مبعوث ہونے کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن خلدون نے توضیحا اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھا ہے وبعث الیہم نبی منہم اسمہ شعیب یعنی اہل الرس کی ہدایت کے لئے انہی میں سے ایک نبی مبعوث کئے گئے جن کا نام شعیب علیہ السلام تھا۔

اہل مدین اور اصحاب ایکہ میں بت پرستی و شرک کے علاوہ ایک یہ لعنت بھی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ناپ تول اور اوزان میں انتہائی بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک ہی صورت کے دو دو باٹ تھے جنھیں ظاہر ہونے پر تو وہ ہم وزن بتاتے تھے لیکن حقیقت میں کم و بیش ہوتے تھے۔ لینے کے باٹ اور تھے اور دینے کے اور۔ لیتے زیادہ وزن والے باٹ سے تھے اور دیتے کم وزن والے باٹ سے تھے۔ اسی طرح ناپ کے پیمانے بھی مختلف تھے پوری قوم پر یہ لعنت مسلط تھی۔ قریب قریب سب کے سب بد دیانتی کی طرف جھکے ہوئے تھے اور مضاف کے رہنے والوں، دیہاتیوں اور غیر ملکیوں کو خرید و فروخت میں بری طرح لوٹتے اور دھوکہ دیتے تھے۔ کبھی کوئی کچھ کہنے یا اگنا شبہ بھی ظاہر کرتا تو اس سے جھگڑنے لگتے تھے۔ ہر دکان اور ہر گھر میں وہ دو ترازو دو دو پیمانے اور دو دو باٹ موجود تھے اور ایک مدت کے عمل اور بے ایمانی و بد دیانتی اور کثرت و تواتر نے ان کے قلوب سے اس برائی و گناہ کی تباہ کاری کا احساس بھی مٹا دیا تھا۔

تبلیغ و دعوت

حضرت شعیب انھیں سمجھاتے تھے اس برائی اور گناہ سے روکتے تھے اور اللہ کے غضب سے ڈراتے تھے مگر یہ ایک بھی نہ سنتے تھے۔ جب آپ کو نبوت عطا ہوئی ہے تو تھے تو آخر اسی قوم سے انھوں نے آپ کی نصیحت کا مذاق اڑایا۔ پھر تیز ہونے اور دھمکی دینے لگے کہ تو ہمارے کام میں جو ہماری مخالفت کرتا ہے اور ہم سے دشمنی مول لیتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ تیرے پاس قوت ہی کیا ہے۔ تیری آنکھیں تک تو ہیں نہیں ایک بچہ تک جہاں چاہے دھکیل سکتا ہے اور جتنا چاہے نقصان پہنچا سکتا ہے اور اس پر یہ طنطنہ اور یہ غرہ ہے۔ اگر نہ مانا اور نہ باز آیا تو ہماری بستیوں میں رہنا دوبھر ہو جائے گا اور شدید نقصان و اذیت سے دوچار ہوگا۔

چونکہ آپ کی تقریریں بہت پُرشور بہت موثر اور بہت زوردار تھیں۔ اس لئے یہ اشد گھبراتے تھے۔ بت پرستی اور شرک کے خلاف آپ کے مواعظ بے پناہ ہوتے تھے اور ہر وعظ میں زیادہ نہیں تو کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہوتے تھے جو ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے۔

جب قوم نے دیکھا کہ یہ تو باز ہی نہیں آتے اور ہمارے بتوں اور گناہوں کے خلاف انہوں نے ایک بے پناہ وعظ شروع کر رکھا ہے تو انہوں نے آپ کو ستانا بھی شروع کر دیا ہے آپ کی مجلس کی راہ پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روکتے تھے، آپ فصاحت وبلاغت اور شیریں زبانی میں تو بے مثل تھے ہی اسی لئے لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی جلسوں میں پہنچ ہی جاتے تھے۔ باہر کے لوگ بھی شریک ہوتے تھے اور یہ سرراہ بیٹھ کر لوگوں کو روکتے تھے تقریر کرتے کرتے آپ کو جوش آ جاتا تو جیسا کہ نامور مقررین اور خطیبوں کی تقاریر میں عموماً دیکھا جاتا ہے۔ آپ کے منہ سے چنگاریاں جھڑنے لگتی تھیں چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ :۔

"دیکھو! پھر کہتا ہوں سمجھاتا ہوں بتاتا ہوں اپنی ان حرکتوں اور بت پرستیوں سے باز آؤ لوگوں کو حق بات سننے سے نہ روکو کم ناپنا اور کم تولنا ترک کرو شرارتوں سے باز آؤ گناہوں سے توبہ کر کے ایمان لاؤ۔ ورنہ یاد رکھو عذاب الٰہی کی تہر ناک برق تڑپ کر تم سب کا خاتمہ کر دے گی اور جس طرح نافرمانیوں کے جرم میں اگلی قومیں تباہ ہوئی ہیں ان پر عذاب نازل ہوا ہے تم بھی تباہ ہوگے اور عذاب الٰہی تمہیں اور تمہارے کام نخوتوں کو نگل لیگا۔"

کفار ومشرکین کی دھمکیاں

انہیں اس پر بڑے بڑے غصے آتے اور کہتے اپنی چیز ہے اپنا مال ہے اپنی مرضی ہے خواہ کم کر دیں یا زیادہ بتوں کو پوجیں یا اینٹ پتھروں کو تم ہمیں روکنے والے کون؟ کوئی خدائی فوجدار ہو۔ رہی تمہاری نبوت تو ہمیں اس پر یقین ہی کب ہے۔ کہتے ولولا رهطك لرجمناك وما علينا بعزيز خیریت یہ ہے کہ تمہارا خاندان کافی ہے بڑا ہے عزیز واقارب بہت ہیں اس کی وجہ سے بچے ہوئے ہو ورنہ ہم تو تمہیں ابتک کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے اور ہمارے لئے اب یہ کر ڈالنا بھی کچھ دشوار امر نہیں وہ تو ہم رعایت کئے ہوئے ہیں۔

جب کفار نے دیکھا کہ ہمارے ڈرانے دھمکانے اور روکنے کے باوجود آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی جاتی ہے اور آپ اپنے جہاد سے باز ہی نہیں آتے تو ایک روز قوم کے کچھ سردار وعمائد اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے لنخرجنك يا شعيب والذين امنوا معك لن قريتنا او لتعودن في ملتنا وکہنے ہم صاف طور پر کہتے ہیں اور آپ کو جتائے دیتے ہیں کہ شعیب خواہ تمہیں اور جو لوگ تم پر ایمان لے آئے ہیں انھیں اپنی بستیوں میں نہیں رہنے دیں گے نکال دیں گے یا تو تم ہمارے مذہب پر پھر لوٹ آؤ ورنہ یہ سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

یہ دھمکی معمولی دھمکی نہ تھی عمائدین قوم اور مقتدرین ملت کی طرف سے دی گئی تھی سمجھتے تھے کہ حضرت شعیب اس سے ضرور متاثر ہوں گے لیکن آپ پیغمبر تھے آپ پر اس دھمکی کا اثر ذرہ برابر بھی نہ ہوا اور آپ نے اسی طنطنہ اور شان وشدت کے ساتھ اپنے مواعظ تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا انہوں نے آپ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ یہ کشمکش ایک مدت تک برابر جاری رہی جب حجت تمام ہو گئی بہت کم ایمان لائے اور قوم اپنی ضد اپنے کفر اپنے فسق اپنے اعمال اور آپ کی آزار رسانی سے باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں عذاب بھیجکر تباہ کرنے اور بطش شدید میں لے لینے کا تہیہ کر لیا۔

غفلت وفطرت انسانی

ان لوگوں کی کجی اور شقاوت یہانتک ترقی کر گئی تھی کہ علانیہ کہتے تھے۔ عذاب سے کیا ڈراتا ہے اگر سچا ہے اور تیرا کوئی قابو ہے تو اپنے خدا سے کہہ کہ ہم پر عذاب نازل کرے۔

اللہ تعالیٰ عذاب غفلت سے سب کو محفوظ رکھے۔ انسانوں کی ابتداء سے کچھ یہ حالت رہی ہے کہ کثرت گناہ نے ان کے قلب پتھر کر دیئے ہیں اور وہ ڈرانے سے بھی نہیں ڈرے اپنے ضعف خلقی کے باوجود خدا کا مقابلہ کرتے اور خود عذاب مانگتے رہے ہیں اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی شامت اعمال نے انہیں کچھ سمجھنے نہیں دیا ہے۔

دیکھئے شرابی جانتا ہے کہ نشہ بجائے خود گناہ ہے۔ زانی سمجھتا ہے کہ زنا ناراضگی رب قدیر کا باعث ہے مسلمان علم رکھتے ہیں کہ نماز سے غفلت قہر الٰہی کو بھڑکانے کے لئے کافی ہے پر بھی گناہ کرتے ہیں دیدہ ودانستہ کرتے ہیں اور نماز وعبادت کی طرف راغب نہیں ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سمجھانے والوں سے کہدیتے ہیں کہ جاؤ میاں جو ہوگی دیکھ لیں گے۔ دوزخ میں قیام کریں گے۔ سب جانتے ہیں کہ نا اتفاقی اور حسد وکینہ بڑے خوفناک گناہ ہیں اور مسلمان کی مال وعزت مسلمان کا مال اور مسلمان کا خون مسلمان پر حرام ہیں لیکن یہ تمام خطائیں اور معاصی مسلمانوں پر مسلط ہیں اور مسلمان ہی مسلمانوں سے زیادہ لڑتے اور ایک دوسرے کی عزت وناموس پر بے پناہ حملے کرتے ہیں اور باہم ذلیل ورسوا کرنے کو تیار رہتے ہیں یہ کیا ہے شامت اعمال ہے وہی قساوت ہے جو تواتر معاصی سے دوسری اقوام پر مسلط رہ چکی ہے فطرت انسانی ابتداء سے یکرنگ رہی ہے نہ اگلی قومیں سمجھیں اور نہ ہم سمجھتے ہیں۔

قوم پر آگ وزلزلہ کا عذاب

آخر قوم فاخذهم عذاب يوم الظلة کی مورد بن گئی عذاب یوم الظلہ ان پر نازل ہوا جس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان پر گرمی اور تمازت آفتاب کو مسلط کر دیا اور حدت اور گرمی اس قدر بڑھی کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر میدانوں میں آ گئے پھر ایک ابر اندر دکھائی دیا جو بڑھتا چلا آیا لوگ اس کے سائے میں گئے ٹھنڈک محسوس ہوئی سب اس کے سایہ میں آ گئے۔ اوپر سے آگ برسنی شروع ہو گئی جس سے سب جل کر خستہ ہو گئے۔

اہل مدین پر زلزلہ کا عذاب نازل ہوا جس میں مومنین کے سوا باقی سب معدوم ہو گئے۔ غرض اصحاب ایکہ یعنی مدین اور اہل الرس باستثنائے مومنین سب قومیں یکے بعد دیگرے ہلاک وتباہ ہوئیں بعض مورخین ومفسرین نے لکھا ہے کہ گرمی اتنی شدید اور ہوائیں اتنی آتش بار تھیں کہ ان کا خون ان کے جسموں کے اندر ہی کھولتا تھا اور چشمے اور کنوئیں سب خشک ہو گئے تھے پھر خوفناک زلزلے نے اہل مدین میں سے بھی مشرکوں کو نہ چھوڑا اس کے بعد حضرت شعیب بھی بحکم الٰہی کے مطابق مومنوں کو ساتھ لیکر مدین میں چلے آئے وہیں رہنے اور اطراف وجوانب کی قوموں کو ہدایت کرنے لگے آپ کے اہل وعیال بھی آپ کے ساتھ تھے یہیں حضرت موسیٰ آپ سے ملے جن کے ساتھ آپ نے اپنی دختر صفورا کی شادی کر دی حضرت موسیٰ کے مصر تشریف لیجانے کے بعد بھی بقول بعض سالہا سال زندہ رہے بعض نے لکھا ہے کہ مصر سے حضرت موسیٰ کی غائبانہ واپسی کے وقت تک آپ زندہ تھے بڑی عمر پائی اور ایک متقیانہ اور عابدانہ زندگی بسر کر کے رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت بریدہ بن حصیب رضؓ

قبول اسلام

حضرت بریدہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ سے نکل کر افق مدینہ پر آفتاب عالمتاب بن کر طلوع ہوئے اور ارض یثرب آپ کے قدم کی برکت سے مدینہ بن گئی اور کوکبۂ نبوی غمیم میں پہنچا تو آپ ہی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ تبلیغ مرکز نبوت کا فریضہ خاص تھا جسے ہر حالت اور ہر موقعہ پر انجام دیتے تھے آپ جو سامنے آئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کے سامنے نعمت اسلام پیش کی۔

قبول حق کا مادہ پہلے سے موجود تھا، فضل ربی شامل حال ہوا۔ آپ نے بلا پس و پیش اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ آپ کا اسلام لانا معمولی بات نہ تھی بہت صاحب اثر انسان تھے۔ آپکے اسلام لاتے ہی آپ کے قبیلہ بنو اسلم کے ۸۰ خانوادے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ نے بارگاہ رسالت میں رہنا شروع کر دیا اور سرچشمہ علوم سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے لگے فطرت سعید تھی اور ذہن تیز تھا ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں ضرورت کے موافق علم سیکھ لیا۔ قرآنی تعلیم حاصل کر کے آپ اپنے قبیلہ بنو اسلم میں واپس چلے گئے۔

جنگ خیبر میں شمولیت

وطن میں آپ کے لئے بہت سی مصروفیات تھیں جن میں الجھے رہے۔ بدر واحد کی مشہور جنگیں آپ کے قیام وطن ہی کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ غزوۂ خندق میں بھی آپ کی شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔

سنہ ۶ھ میں آپ نے شرف ہجرت حاصل کیا اور مدینہ منورہ میں توطن اختیار کر لیا صلح حدیبیہ وہ پہلا معرکہ ہے جس میں آپ شامل ہوئے۔ اسی موقعہ پر آپ کو بیعت رضوان کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اگلے ہی سال سنہ ۷ھ میں غزوۂ خیبر پیش آیا جو اپنی نوعیت میں بہت اہم معرکہ تھا کہ اس میں یہود کی طاقت ہمیشہ کے لئے پاش پاش ہوئی اور پہلی مرتبہ اسی خطہ پر اسلامیوں کا فاتحانہ قبضہ ہوا۔ حضرت بریدہ اس غزوہ میں پیش پیش رہے اور متہورانہ جنگ کی خود آپ ہی کا بیان ہے کہ "جب لوگوں نے بڑھکر خیبر کا محاصرہ کر لیا پہلے روز علم مبارک حضرت صدیق اکبرؓ کو تفویض کیا گیا لیکن فتح نہ ہو سکی اور وہ ناکامیاب رہے۔ دوسرے روز بھی یہی صورت پیش آئی۔ مقابلہ ہوا مگر مسلمانوں کو اس روز بھی کامیابی نہ ہوئی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو علم دونگا جسے خدا اور اس کا رسول محبوب رکھتا ہے اور وہ خود بھی خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے وہ فتح کر کے ہی واپس آئیگا"۔ لوگ یہ سنکر تو بہت خوش ہوئے کہ کل یہ اہم اور بظاہر ناقابل تسخیر قلعہ فتح ہو جائے گا لیکن ساتھ ہی اس سوچ میں پڑ گئے کہ خدا جانے وہ کون خوش نصیب ہے جسے یہ شرف حاصل ہونے والا ہے۔

تیسرے روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے نماز فجر پڑھکر فوراً علم منگوایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سامنے بلاکر وہ علم ان کے ہاتھ دیدیا چونکہ انھیں آشوب چشم کی شکایت تھی اس لئے گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ علم ان کے سپرد ہوگا آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا جس سے آنکھیں اسی وقت صاف و درست ہو گئیں اور واقعی انہوں نے بڑھکر حیرت انگیز تہور سے خیبر فتح کر لیا۔

غزوات و سرایا میں شرکت

سنہ ۸ھ میں حضور نبی کریم نے جب مکہ معظمہ پر فاتحانہ یلغار کی ہے تو اس وقت بھی حضرت بریدہ ہمرکاب تھے آپ ہی کا بیان ہے کہ عین فتح کے روز اتنا انہماک اور اتنی مشغولیت تھی کہ حضور نے کئی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور ادا کیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کی زیر قیادت یمن کو جو سریہ روانہ کیا آپ اس میں شامل تھے۔ کچھ مدت بعد یمن ہی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سرداری میں دوسرا سریہ روانہ کیا گیا اور وہاں پہنچکر پوری فوج کی سرداری حضرت علی ہی کے ہاتھ آ گئی قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ جو مال غنیمت آیا تو تقسیم میں ایک کنیز حضرت علی نے اپنے لئے رکھی۔

حضرت بریدہؓ نے اسے پسند نہ کیا اور ناگوار ہوا اتنا کہ آپ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جا کر اس کی شکایت کی۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا کہ بریدہ کیا تم علیؓ سے کینہ رکھتے ہو؟ جھوٹ بولنا اسلام قطعیت کے ساتھ ترک کر چکے تھے آزمائش کا یہ ایک نازک موقعہ تھا۔ لیکن اس میں آپ پورے اترے اور نہایت صفائی سے عرض کیا۔ بیشک ان کی طرف سے میرے دل میں کینہ ہے"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا "کینہ نہ رکھو کیونکہ انھیں خمس میں سے اس سے زیادہ کا حق تھا"۔ دوسری روایت یہ ہے کہ فرمایا: "بریدہ! کیا مومنین پر میرا حق ان کی ذات پر مقدم نہیں ہے"۔ جواب اثبات میں پاکر فرمایا "جس کا مولے میں ہوں علی بھی اس کا مولے ہے"۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ سنکر حضرت علیؓ سے میری ساری شکایتیں جاتی رہیں اور ان سے اتنی محبت ہو گئی جو ہرگز کسی دوسرے سے نہ تھی۔

جوش جہاد اور خانہ جنگی سے اجتناب

بصرہ آباد ہوا تو آپ عہد فاروقی میں دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ یہاں منتقل ہو گئے اور یہیں توطن اختیار کر لیا۔ تمام زندگی مجاہدات میں گذار دی رگ رگ میں جہاد کا خون دوڑ رہا تھا فرمایا کرتے تھے کہ "زندگی کا لطف گھوڑا کودانے میں ہے"۔ اسی جذبہ نے بولکی

بنابر خلفاء کے عہد میں شریک جہاد ہوتے رہے۔

عہد عثمانؓ میں خراسان پر جو فوج کشی ہوئی اس میں بڑی شجاعت و بسالت کے ساتھ لڑے اور تلوار کے جوہر خوب دکھاتے۔ لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں آپ کی تلوار ہمیشہ زنگ آلود رہی شیخین کرامؓ کے بعد مسلمانوں کے مابین جو خانہ جنگیاں شروع ہوگئی تھیں ان سے بالکل علیحدہ رہے۔ پھر شدت احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جن بزرگوں نے ان خانہ جنگیوں میں حصہ لیا تھا ان کے متعلق کوئی رائے نہ خود قائم کی تھی اور نہ اس کا اظہار کرتے تھے چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے حضرت عثمانؓ علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کا ذکر کیا اور ان بزرگوں کے متعلق آپ کی رائے دریافت کی تو قبلہ رو ہوکر اسی وقت دست بدعا اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے :-

"خدایا عثمانؓ کی مغفرت فرما۔ علیؓ کی مغفرت فرما۔ زبیرؓ کی مغفرت فرما۔ اس کے بعد اس شخص کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے "تو مجھے میرا قاتل معلوم ہوتا ہے" اس نے عرض کی کہ حاشا میں اور یہ معصیت عظیم اس سے میرا مقصد ہرگز یہ نہ تھا فرمایا کہ :-

"ان لوگوں کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے گا تو انھیں ان کی نیکیوں کے بدلے بخشدیگا اور اگر چاہے گا ان کی غلطیوں کی سزائیں عذاب دیگا۔

بارگاہ رسالت میں تقرب

۶۳ھ میں بزمانہ یزید دور کے اپنی یادگار چھوڑکر عازم خلد بریں ہوئے علم و فضل میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ دماغ میں محفوظ تھا مرویات کی تعداد ۱۰۲۸ تک پہنچتی ہے جو تمام تر خود رسول کریمؐ کی زبان سے سنی ہوئی تھیں بارگاہ رسالت میں تقرب کا درجہ رکھتے تھے اور پذیرائی حاصل تھی۔

انتہا یہ تھی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ سے بے تکلفانہ ملتے تھے اور کبھی کبھی تو یہ صورت ہوتی تھی کہ آنحضرتؐ آپ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی ضرورت سے کہیں جارہے تھے اثنائے راہ میں رسول کریمؐ سے ملاقات ہوگئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسی طرح ہاتھ پکڑے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

محبت رسولؐ

رسول کریمؐ سے بہت محبت تھی عاشقانہ شان رکھتے تھے زبان مبارک سے ایک دفعہ جو سن لیتے تھے پھر فراموش کرنا تو بڑی بات ہے ہر وقت وہ پیش نظر رہتا تھا اور اس پر پورا پورا عمل ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ :-

"میری امت کو ڈھال کی طرح چوڑے چہرے اور چھوٹی آنکھ والی قوم تین مرتبہ ہنکائیگی یہانتک کہ اسے ہنکاتے ہنکاتے جزیرۃ العرب کے اندر محدود کر دے گی اس کے پہلے ہی حملہ میں جو لوگ بھاگ جائینگے وہ بچ جائینگے۔ دوسرے حملہ میں بعض بچ جائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائینگے۔ تیسرے حملہ میں سب کے سب اس آگ میں پڑ جائینگے"

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا "ترک" پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھیں گے۔ اس پیشین گوئی کا حضرت بریدہؓ پر یہ اثر تھا کہ آپ ہر وقت دو تین اونٹ زاد سفر اور پانی پینے کا برتن ساتھ رکھتے تھے کہ جونہی یہ وقت آئے اور اس قوم کا حملہ ہو تو آپ فوراً اس عذاب سے بھاگ سکیں

حق گوئی و آزادی عمل

حق گوئی آپ کا خاص وصف و جوہر تھا کتنی ہی بڑی شخصیت ہو بڑے سے بڑا ذی مرتبہ شخص سامنے ہو آپ حق گوئی سے ہرگز باز نہ رہتے تھے اور جو حق سمجھتے تھے اس کے کہنے اور ظاہر کرنے میں آپ کو ہرگز کوئی باک نہ ہوتا تھا ایک دفعہ آپ امیر معاویہؓ کے دربار میں جو پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ان سے باتیں کر رہا ہے۔ حضرت بریدہؓ نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ :-

"کیا مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے" امیر معاویہؓ سمجھتے تھے کہ جس طرح پہلا شخص مجھے سراہ چکا ہے آپ بھی سراہیں گے اور تعریف کریں گے فوراً اجازت دیدی فرمایا :- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے روز روئے زمین کے کنکر پتھر اور درختوں کی تعداد کی برابر لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ معاویہؓ! کیا اس عام شفاعت کے مستحق تم ہو اور علیؓ نہیں ہیں امیر معاویہؓ یہ سنکر خاموش ہو گئے کیونکہ پہلا شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا حضرت علیؓ کی مذمت کر رہا تھا۔

تذکرۃ اولیا

حضرت شیخ میاں میر بالا پیر قادری

علم و فضل اور بیعت و خلافت

حضرت شیخ محمد میر ہندوستان میں میاں میر بالا پیر کے نام سے مشہور ہیں اور سلسلہ قادریہ کے ایک نہایت باعظمت بزرگ گذرے ہیں ہندوستان کے مشاہیر اور جلیل القدر اولیا میں آپ کا شمار ہے حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے والد گرامی بھی بہت بزرگ تھے۔ جو آپ کو سات ہی برس کا چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے اور آپ کی تربیت و تعلیم کا بار آپ کی والدہ محترمہ بی بی فاطمہ کے نازک دوش پر پڑا اور حق یہ ہے کہ دیگر بزرگان ملت کی ماؤں کی طرح انہوں نے بھی آپ کو لائق اور سرتاپا روزگار بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ سیوستان کے رہنے والے ہیں اور وہیں ۹۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علم میں تو اسی وقت سے لگا دئے گئے تھے جبکہ آپ نے پانچویں سال میں قدم رکھا تھا اس کے بعد آپ نے اپنے شوق کو جاری رکھا اور سات برس میں اور بقول بعض پانچ ہی برس میں آپ علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے تھے اور تفسیر و حدیث اور فقہ و ریاضی میں درجہ تبحر حاصل کر لیا چونکہ بہت ذہین اور بہت محنتی تھے اور آپ کی والدہ گرامی آپ کی برابر حوصلہ افزائی کرتی رہتی تھیں اس لئے نسبتاً ایک قلیل وقفہ ہی میں عالم ہو گئے اور سند فضیلت حاصل کر لی تکمیل علوم ظاہری کے بعد آپ کوہ سیولستان پر چلے گئے۔

وہاں حضرت شاہ خضر سیوستانی ایک بہت بزرگ اور شیخ وقت تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے مرید ہو گئے انہوں نے آپ کی تعلیم شروع کر دی۔ ایک مدت تک آپ ان کی خدمت میں رہکر مجاہدات و ریاضات کرتے رہے اور ان کی توجہ سے مرتبۂ کمال پر فائز ہو گئے جب مرشد گرامی نے آپ کو مطلع انوار بنا دیا تو خرقہ خلافت عطا کر کے آپ کو لاہور متعین کر دیا۔

عظمت و بزرگی

بہت بڑے عابد اور مستغرق بزرگ تھے ہمیشہ صائم الدہر روزہ دار رہتے اور رات بھر عبادت و نوافل میں مشغول رہتے۔ زندگی فقر و فاقہ میں بسر ہوتی تھی۔ شہزادہ دارا شکوہ کے بیان کے مطابق ایک دفعہ آپ کے بھائی سید شان سے آپ کے ملنے کے لئے آئے اس روز آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا آپ بھائی کو حجرے میں بٹھا کر باغ میں آئے وضو کیا دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دعا کی کہ بار الٰہا! میں بیکس بے یار ہوں تیرے سوا میرا کوئی یار و مددگار نہیں جہان آیا ہوا بیٹھا ہے اور میرے پاس ایک پائی بھی نہیں تو ہی میری لاج رکھنے والا ہے ابھی آپ دعا میں مشغول ہی تھے کہ خادم نے آکر عرض کی کہ ایک شخص ایک خوان لئے دروازہ پر کھڑا ہے آپ نے جاکر خوان لیا اور دیکھا تو اس میں کچھ نقدی اور کچھ کھانا ہے اس کے بعد خوان لانے والے نے عرض کی آپ نے جو خواہش کی تھی وہ پوری کرا دی گئی اب جو کچھ ضرورت ہو وہ بھی بیان فرما دیجئے آپ نے اسے تو واپس کر دیا اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر وہ کھانا کھایا سچ ہے اللہ تعالے اپنے دوستوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

آپ کے ایک خادم نور محمد کا بیان ہے کہ ایک روز آپ حجرے کے اوپر تشریف فرما تھے کہ آپ نے کہا کہ نعلین اور پانی میرے پاس لاکر رکھدو اور جاکر سو رہو نور محمد نے نعلین تو لاکر رکھدیں مگر پانی رکھنا بھول گئے ابھی ایک پہر رات باقی تھی کہ نور محمد کی آنکھ کھلی یاد آیا کہ پانی رکھنا بھول گیا ہوں وضو کی تکلیف ہوگی گھبرا کر اٹھے اور پانی رکھنے کے لئے اوپر پہنچے وہاں جاکر جو دیکھا تو وہاں آپکو موجود نہ پایا سمجھے کہ شاید رفع حاجت کے لئے گئے ہوں گے تھوڑی دیر انتظار کرکے آواز دی تو نہ کوئی اشارہ پایا اور نہ سانس کی آواز آئی اور پریشان ہوئے چراغ جلاکر بالائی منزل میں پہنچے اور غور سے دیکھا ادھر ادھر ڈھونڈا مگر کوئی پتہ نہ چلا حیران تھے کہ یہ وقت تو باہر جانے کا نہیں اس وقت کہاں تشریف لے جاسکتے ہیں۔ مجبور ہوکر یہ نیچے چلے آئے مگر نیند نہ آئی اتنے میں پو پھٹی اور آپ نے اوپر سے آواز دی کہ نور محمد پانی رکھنا بھول گیا، وضو کرنا ہے جلد پانی لا جاگ تو رہے تھے فوراً پانی لیکر پہنچے اور فرط حیرت و استعجاب میں پوچھا کہ آپ یہاں تو تشریف نہ رکھتے تھے۔ فرمایا دیکھو کسی سے ذکر نہ کرنا۔ میں غار حرا میں عبادت کے لئے گیا تھا کہ وہ بہت بڑا ثواب ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا مرتبہ کتنا بلند تھا اور آپ کس عظمت و طنطنہ کے بزرگ تھے۔

شاہجہان اعظم کی حاضری

شاہجہاں لاہور آیا ہے تو وہ آپ کی زیارت اور قدمبوسی کے لئے بھی حاضر ہوا۔ جمعہ کا روز تھا اور صبح کا وقت۔ حاضر ہوتے ہی اس نے پچاس ہزار روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا قبول نہ فرمایا عرض کی تو پھر خانقاہ والوں میں تقسیم کر دیجئے فرمایا سلطنت والوں کا مال مشکوک ہوتا ہے۔ جب میں اسے اپنے لئے لینا گوارا نہیں کرتا تو دوسرے مسلمانوں کے لئے کیونکر گوارا کر سکتا ہوں شاہجہاں مجبور ہو گیا اور وہاں سے اٹھکر لاہور میں ایک اور بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی نذر پیش کی انہوں نے قبول کر لی۔ دوسرے جمعہ کو شاہجہاں پھر حاضر ہوا اور عرض کی کہ فلاں بزرگ نے تو میری نذر قبول کر لی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا بادشاہ میرے اور ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، وہ دریا ہیں اور میں کوزہ کوزہ تو ایک ناخن کے پڑنے سے ہی گندہ ہو جاتا ہے۔ یہاں سے اٹھکر شاہجہاں پھر ان بزرگ کے یہاں گئے جنہوں نے نذر قبول کر لی تھی پوچھا یہ فرمائیے کہ اس میں کیا اسرار ہے کہ میری نذر حضرت میاں میر نے تو قبول نہ کی مگر آپ نے اسے لیا۔ فرمایا یہ کوئی اسرار آمیز امر نہیں۔ بات یہ ہے کہ حضرت میاں میر کا اتقا بہت

بڑھا ہوا ہے۔ دیکھا یہ ہے اسلام اور یہ ہے عظمت کہ دونوں بزرگ ایک ہی شہر میں رہتے ہیں اور سلطانِ وقت دونوں سے ایک دوسرے کے متعلق سوال کرتا ہے مگر دونوں وہ جواب دیتے ہیں جو آج ہمارے زعماء و عظماء و علماء کے لئے چشمۂ ہزار عبرت و موعظت کا سبق بن سکتا ہے کوئی کسی کی تنقیص تو کجا دوسرے کو اپنے سے کہیں بڑھ کر ثابت کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ تصوف میں انفعالیت تو فنا ہو کر رہ جاتی ہے۔

مجتہد ایران کی بدحواسانہ واپسی

جہانگیر نے یہ تاریخی جواب دیا۔ دو بارہ جہاں جان دادم ز کرامیان۔ نورجہاں نے کہا کہ میرا مسلک اثنا عشری صحیح اور افراط و تفریط سے پاک ہے اس بارے میں کچھ عرض کیا۔ فرمایا اس کی سند! بولی مشہد مقدس سے مجتہد بلا کر ہمارے علماء سے مباحثہ کرا دیجئے۔

چنانچہ ایک نگار و رنگ کار مجتہد کی طلبی کے لئے لکھا گیا اور نورجہاں کے اشارہ پر صوبہ داروں کے نام فرمان صادر ہوئے کہ مجتہد کا شاندار استقبال ہو علماء اور فقراء شہر اس استقبال میں شریک ہوں۔ پوری تعظیم و تکریم کی جائے۔ اس فرمان کے مطابق وہ جس جس شہر سے گذرے وہاں پر شاندار استقبال ہوا۔ لاہور کے قریب پہنچے تو صوبہ دار لاہور نے حاضر ہو کر کہا مجتہد صاحب آرہے ہیں آپ کو بھی استقبال میں شریک ہونا پڑے گا۔ فرمایا فقیر کو تو معاف ہی رکھیے۔ بولا بادشاہ کا حکم ہے اگر نورجہاں کو خبر ہو گئی تو عتاب نازل ہوگا اور میں بھی اس کا شکار ہو جاؤں گا۔ مناسب ہے کہ آپ ضرور شرکت فرمائیں آپ نے مصلحتاً منظور کر لیا۔ صبح مجتہد صاحب کی نظر جو آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو یک دم متاثر ہو گئے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ ہی کی خانقاہ کے قریب ٹھہرائیے۔ مخلوق لاہور کی خواہش پر آپ مجتہد صاحب کے پاس پہنچے اور کہا کہ اہل لاہور اور یہ فقیر خود آپ کے وعظ کی سماعت کا مشتاق و آرزو مند ہے مجتہد صاحب نے آپ کی بہت تعظیم کی رضا مند ہو گئے اور ایک بے پناہ ہجوم کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اہل بیت اطہار کی ستائش کے بعد ذکر کربلائے معلےٰ پر فرمایا۔

”اللہ تعالےٰ نے اس زمین کو وہ عظمت عطا کی ہے کہ اس کے بارہ بارہ کوس تک اور گرد بسنے والوں پر آتش دوزخ حرام ہے“ یہ سنکر آپ نے سر اٹھایا اور بلند آواز سے فرمایا کہ:۔

”حاضرین! کربلا کی اس عظمت کی وجہ یہ ہے کہ وہاں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نواسے آسودہ ہیں۔ اب غور کیجئے جہاں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آسودہ ہیں اور مع اپنے دو یاروں کے ایک ہی حجرے میں آسودہ ہیں اس جگہ کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ اس کے گرد کی دو دو سو کوس کی آبادیوں کے بسنے والوں پر آتش دوزخ حرام ہے تو بالکل صحیح ہوگا“

یہ سنتے ہی مجتہد صاحب دم بخود ہو گئے کسلمندی کا عذر کر کے اسی وقت اپنی فرودگاہ پر آئے اور صوبیدار سے کہا کہ آپ بادشاہ کو لکھ دیجئے کہ میں واپس جا رہا ہوں مجھے ہندوستان کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ اپنے ہمراہی امیر کے استفسار پر کہنے لگے کہ اس کیفیت کو دیکھ ہی چکے ہو جو اس فقیر نے کہا حالانکہ اپنی مشغولیت ہی سے فرصت نہیں پھر ان علمائے ہند سے کیونکر گفتگو بھی کر سکوں گا جو مہینوں سے مباحثہ کی تیاری کر رہے ہوں گے بہرکیف یہ جو کچھ تھا سب آپ کا تصرف تھا۔ اس طرح آپ نے ہندوستان اور ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کو ایک فتنۂ عظیمہ سے بچا لیا۔

تصرفات و کرامات

ایک عالم ملا سنگی آپ کی خدمت میں رہتے تھے ایک روز فرمایا۔ مدت ہو گئی اب تم وطن ہو آؤ، ناچار روانہ ہوئے۔ قریب پہنچکر دیکھا کہ شادی کا ہنگامہ ہے، لوگوں نے کہا کہ ملا سنگی کی اہلیہ کا عقد ہے کہ وہ بیس برس سے غائب ہیں اور ان کے مرنے کی خبر آ چکی ہے۔ آخر لوگوں نے انہیں پہچان لیا اور وہ ہنگامہ درہم برہم ہو گیا۔ ایک عرصہ کے بعد آپ واپس گئے تو دیکھتے ہی فرمایا ملا صاحب ایک ساعت بھی دیر کرتے تو مشکل ہو جاتا۔

ایک شخص نے عرض کی کہ میری کنیز گم ہو گئی ہے فرمایا جا گھر موجود ہے۔ گھر پہنچکر اس نے بتایا کہ میں بہت دور چلی گئی تھی ابھی ابھی کسی نے میرا بازو پکڑ کر مجھے یہاں پہنچا دیا مجھے خود حیرت ہے کہ میں اتنے فاصلہ پر سے یہاں چند لمحوں میں کیونکر آ گئی۔

جہانگیر کشمیر ہی میں تھا کہ کسی نے شکایت کی کہ شاہ باقی اللہ کے خلیفہ مرزا حسام الدین اور شیخ الحق دونوں سلطنت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ جہانگیر نے غضبناک ہو کر ان کی طلبی کے احکام صادر کر دئیے۔ چنانچہ دونوں بعزم کشمیر لاہور پہنچے اور حضرت میاں میر سے ملے، دونوں پریشان تھے۔ حضرت میاں میر نے فرمایا آپ گھبرائیے نہیں آپ کو کشمیر نہ جانا پڑے گا چنانچہ پہنچے ہی روز جہانگیر کے انتقال کی خبر آگئی اور انہیں نہ جانا پڑا۔

آپ کے ایک مرید مولوی فاضل کا لڑکا جو مر گیا فرمایا غم نہ کر تیری بیوی کو حمل ہے چنانچہ لڑکا پیدا ہوا اور آپ ہی نے اس کا نام عبدالفضل رکھا فرمایا کہ لڑکی ہونے والی تھی، میں نے تین بار دعا کی جس پر اللہ تعالےٰ نے تجھے لڑکا عطا کیا۔

آپ کا دم کیا ہوا پانی کیسے ہی سخت و شدید بیمار کو پلایا جاتا اسے ضرور صحت ہو جاتی۔ باغ زین خاں میں ایک شکاری نے قمری کے غلہ مارا مر گئی چھوڑ کر چلا گیا۔ آپ نے اسے اٹھا کر ہاتھ جو پھیرا تو وہ زندہ ہو گئی وہ پھر لوٹا اور آپ کے منع کرنے پر بھی غلہ مارا اسی وقت درد سے تڑپنے لگا فرمایا یہ تیری بیدردی کا ثمرہ ہے، بڑی منت کی تو صحت ہوئی اور مرید ہو کر بلند مرتبہ پایا۔

راجہ رنجیت سنگھ نے امرتسر میں دربار صاحب کی تعمیر کے لئے لاہور کی شاہی عمارتوں کو اجاڑنا شروع کیا تو وہ آپ کے مقبرے کے انہدام کے لئے بھی آیا کہ یہ دارا شکوہ کا بنوایا ہوا تھا جس وقت اس نے کھڑے ہو کر مسالہ کو انہدام کا حکم دیا ہے، اسی وقت گھوڑا بگڑا اور گرا۔ عجلت سے اٹھا اور ہنسکر کہنے لگا کہ یہ بادشاہ کے پیر کا مقبرہ ہے اسے نہ چھیڑو۔ اور چھ سو نقد مصارف عرس کے لئے مقرر کر دئیے جو اب تک برابر ملتے ہیں۔ ۱۰۴۵ھ میں بعمر ۸۸ سال انتقال ہوا۔ مزار چھاؤنی لاہور میں ہے۔

اولیاء اللہ کے سوانح حیات میں ارباب بصیرت کے لئے ہزارہا نصائح موجود ہیں اگر کوئی ان سے نصیحت حاصل کرے۔

تاریخ اسلام

(از علامہ سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

(بسلسلہ گذشتہ)

بیعت سقیفہ کے بعد تمام صحابہ شیر و شکر ہو گئے

وفات نبوی کے بعد صحابہ کا امیر خلافت میں نزاع نا اتفاق ثابت کرتا ہے کہ خلافت علی یا خلافت صدیق یا کسی اور کے بارے میں کوئی نص موجود نہ تھی اگر ایسا ہوتا تو امت میں ہرگز ہرگز اختلاف نہ ہوتا۔ اگر کہا جائے کہ امت اس نص سے منکر ہوگئی تو ہم پوچھتے ہیں کہ ایسی امت جس نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا اور اسلام کی راہ میں خویش و اقارب سے منہ موڑ کر ہر قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں اس کی نسبت یہ گمان کرنا کہ اس نے اپنے نبی کی حکم عدولی کی کہاں تک جائز اور ممکن ہے؟ اگر بفرض محال ایسا ہوتا بھی تو حضرت صدیق کی خلافت پر ہرگز ہرگز تمام صحابہ کا اتفاق نہ ہوتا خصوصًا انصار کبھی بھی آپ کی بیعت پر راضی نہ ہوتے۔ پھر بیعت سقیفہ کے بعد مہاجرین و انصار کے اختلاف کا نام و نشان بھی نہیں رہا اور وہ اختلاف جو چند منٹ پیشتر تھا بیعت سقیفہ کے بعد مبدل نہ اتحاد و مودت ہو گیا۔ تمام مسلمان شیر و شکر ہو گئے اور آپس میں پہلے کی طرح بھائی بھائی بن گئے۔ حد یہ ہے کہ ۳۳ ہزار صحابہ نے ایک دن میں بطیب خاطر حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی اور سارا عرب خلافت صدیقی پر رضامند ہو گیا۔

نیز جن لوگوں نے آپ کی بیعت میں توقف کیا تھا وہ بعد میں بہت پچھتائے اور اپنے فعل پر ندامت ظاہر کی۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ فرمایا جس میں کہا:۔

واللہ مجھے دن رات میں کبھی بھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی اور نہ میں نے اس کی ظاہر و باطن میں اللہ سے دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بڑا کام سپرد کر دیا گیا ہے اور میری گردن پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالدیا گیا ہے مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ یہ سنکر حضرت علی اور حضرت زبیرؓ نے کہا ہمیں بہت زیادہ ندامت ہے کہ ہم مشورہ خلافت میں کیوں شریک نہیں تھے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضور نے آپ کو اپنی حیات میں امامت کے لئے منتخب فرمایا۔

تنفیذ جیش اسامہ اور مرتدین سے جنگ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا کام

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد عرب میں فتنہ ارتداد کے شعلے بڑی تیزی و شدت کے ساتھ بھڑک اٹھے کہیں جھوٹے مدعیان نبوت کے نجتنے نمودار ہو گئے کہیں جدید الاسلام قبیلوں میں طرح طرح کے خیالات اور بدولی پیدا ہوگئی اور کہیں نفاق پسند اور فتنہ پرداز لوگوں نے سر اٹھایا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے ارتداد اور بغاوت و سرکشی کی خبریں آنے لگیں اور معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ پر ہر طرف سے حملوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں یہ وقت نہایت نازک اور کٹھن تھا وفات رسول کے وقت اگر اندرونی فتنوں کا سامنا تھا تو اب بیرونی فتنوں کا سمندر ابل پڑا تھا۔ دراصل اسی موقعہ پر قدرت خداوندی نے مسلمانان عالم کو دکھانا تھا کہ ایسے وقت میں جو شخص دین کے قیام و استحکام کا فرض ادا کریگا وہی خلافت کا مستحق ہے اور اسی کو خلافت ملی تھی۔ گویا خدا کے فعل نے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کی تصدیق و توثیق کرنی تھی۔ اب خود اندازہ لگائیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے سامنے خلیفہ بنتے ہی مصائب و آلام اور ہموم و غموم کے کتنے پہاڑ تھے اور ان کے دل و دماغ پر کتنا بوجھ پڑ گیا تھا۔ حکمرانوں اور فاتحوں کی قابلیت اور اہلیت حکمرانی کے جوہر ایسے ہی موقعوں پر کھلا کرتے ہیں۔ غرض اس وقت اسلام کی تباہی و بربادی یقینی تھی، مگر پیغمبر آغوش رسالت میں صبر و استقامت کی تعلیم پانے والے صدیق نے جیسے عزم و ثبات کا ثبوت دیا؟ آپ پہلے اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے مرض الموت میں حضرت اسامہ کو شام کی جانب رومیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا تھا مگر آپ کا انتقال کی خبر سنکر یہ لشکر رک گیا تھا سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کو اس لشکر کی روانگی کا خیال ہوا۔ جب آپ کے ارادہ کا علم صحابہ کو ہوا تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا ایسی حالت میں جبکہ ہر طرف سے ارتداد کی خبریں آرہی ہیں اور مدینہ پر حملہ ہونیکا خطرہ ہے تمام مسلمانوں کی جمعیت کا مدینہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اس لئے آپ اس لشکر کی روانگی ملتوی کر دیں۔ حضرت صدیق نے کیا جواب دیا؟ وہ جواب دیا جس کو سنکر صبر و استقامت کے جذبات کو وجد آنے لگتا ہے اور قلوب میں قوت ایمان جوش زن ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا:۔

"اگر مجھکو اس بات کا بھی یقین دلا یا جائے کہ اس لشکر کے روانہ کرنے کے بعد مجکو مدینہ میں کوئی درندہ تنہا پاکر پھاڑ ڈالیگا تب بھی میں لشکر اسامہ کی روانگی کو ہرگز ملتوی نہ کروں گا"۔ چنانچہ آپ نے حکم دیدیا کہ جو لوگ لشکر اسامہ میں شامل تھے وہ روانگی کے لئے تیار ہو جائیں۔

آقا پیدل اور غلام سوار

اسلامی مساوات کا ایک نظارہ

اس حکم کو سنتے ہی مجاہدین اسلام اسامہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت اسامہؓ کی سرداری سے بعض لوگوں کو انقباض تھا مگر اس کو حضورؐ کی تلقین نے دور کر دیا تھا

اب یہ نسلی امتیاز کا جذبہ ابھر آیا جسکو اسلام کے رنگ مساوات نے ایک ہی ضرب میں کچل کر رکھدیا تھا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرداری سے انقباض کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ کے باپ زید بن حارث آنحضرت صلعم کے غلام تھے دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت اسامہؓ کی عمر اس وقت سترہ سال تھی اس لئے بعض لوگوں کی خواہش تھی کہ کوئی دوسرا سردار مقرر فرمایا جائے۔

جب لشکر باہر جمع ہو گیا حضرت اسامہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں یہ پیغام دیکر بھیجا کہ بڑے بڑے آدمی میرے ساتھ ہیں آپ ان کو واپس بلالیں حضرت عمرؓ جب یہ پیغام لیکر لشکر سے نکلے تو انصار نے بھی ایک پیغام دیا کہ اس لشکر کا سردار کوئی ایسا شخص مقرر کیا جائے جو معمر اور شریف النسل ہو۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ پیغام آپ کی خدمت میں پہنچایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ان کے دلوں میں ابھی تک نخوت و غرور کا اثر باقی ہے اس لشکر کے سردار اسامہ ہی رہیں گے۔ قربان جائیے آپ کی حق پرستی اور مساوات پرستی کے کہ کیا غلام کا بول بالا کیا ہے؟ یہ کہکر خود اٹھے اور اس لشکر کو روانہ کرنے کے لئے چلدئے۔ پیدل مدینہ سے لشکر گاہ تک تشریف لائے اور لشکر کو اس شان سے روانہ کیا کہ پیدل باتیں کرتے ہوئے حضرت اسامہ کی رکاب میں چلے۔ یعنی حضرت اسامہ سوار تھے اور آپ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا یا تو آپ سوار ہو جائیے یا میں سواری سے اتر کر پیدل چلوں آپ نے فرمایا نہیں یونہی چلو میرا اس میں کیا نقصان ہے کہ میں تھوڑی دور خدا کی راہ میں بطریق متابعت تمہاری رکاب میں پیدل چلوں۔ صدیق اکبرؓ کا یہ طریق عمل دیکھکر انصار اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کچھ انقباض تھا سخت حیران ہوئے اور سب کے دلوں میں اسامہؓ کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلوص و محبت کے جذبات بیدار ہو گئے۔

صدیق اکبرؓ کی حضرت اسامہؓ کو دس نصیحتیں

جو لوگ اسلام پر ناحق کا الزام دھرتے ہیں اور آفتاب پر تھوک کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں ان کو یہ دس نصیحتیں غور سے پڑھنی چاہئیں کہ اسلام کا قلب کتنا وسیع ہے اور اسلام دنیا میں کیا امن و رواداری لیکر آیا ہے۔ آپؓ نے حضرت اسامہ کو ان دس باتوں کی نصیحت اور تاکید کی:۔

(۱) امانت میں خیانت نہ کرنا۔
(۲) جھوٹ نہ بولنا۔
(۳) بدعہدی نہ کرنا۔
(۴) کھانے کی ضرورت کے سوا اونٹ بکری اور گائے وغیرہ کو ذبح نہ کرنا۔
(۵) جب کسی قوم پر گذرو تو اس کو نرمی سے اسلام کی طرف بلاؤ۔
(۶) جب کسی سے ملو اس کے حفظ مراتب کا لحاظ رکھنا۔
(۷) جب کھانا تمہارے سامنے آئے تو اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرنا۔
(۸) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔
(۹) کسی ثمردار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا۔
(۱۰) یہودیوں اور عیسائیوں کے ان لوگوں کو جنہوں نے دنیاوی تعلقات سے الگ ہو کر اپنے عبادتخانوں میں رہنا اختیار کر رکھا ہے کوئی تعرض نہ کرنا۔

ان کے بعد فرمایا علاوہ ازیں جن کاموں کے کرنے کا حکم آنحضرت صلعم نے دیا ہے ان میں نہ کمی کرنا اور نہ زیادتی اور صرف اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو۔

خدا شان اسلام تو دیکھو کہ اس لشکر میں بطور ایک سپاہی کے حضرت عمر فاروقؓ بھی حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کی ماتحتی میں تھے ان کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ سے اجازت لی کہ "اگر تم اجازت دو تو عمرؓ میری مدد اور مشورے کے لئے میرے پاس رہ جائیں" حضرت اسامہؓ نے بخوشی اجازت دیدی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں حضرات مقام جرف سے واپس لوٹ آئے۔ بھلا بتلائیے ایسے مقدس اور پاک و بے نفس لوگوں پر زبان طعن دراز کرنا انصاف کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ مسلمانوں کو اس مقام پر غور کرنا چاہیے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کی۔ یہ تھا وہ نظام اطاعت جس نے صحابہ کو دارین میں فائز المرام و شادکام کیا۔ اطاعت امیر کا اس سے زیادہ موثر اور کونسا مظاہرہ ہو سکتا ہے کاش مسلمان اس واقعہ سے کچھ سبق اور عبرت حاصل کریں۔

جیش اسامہؓ کی کامیاب واپسی

حضرت اسامہؓ نے مقام اردن و بلقا میں پہنچکر رومیوں سے لڑائی شروع کردی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں کو شکست ہوئی اور مسلمان ہر طرح کامیاب و فتحیاب رہے اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لیکر چالیس دن کے بعد مدینہ میں واپس آگئے۔ اس کامیاب مہم کا ایک اثر یہ ہوا کہ مرتدین اور فتنہ پردازوں کے بڑھے ہوئے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب مسلمانوں سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان بات نہیں۔

قدرت کی یہ عجیب قدرت نمائی اور کارسازی ہے جس کو دیکھکر ہر شخص کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی مسلمانوں کے ساتھ تائید ایزدی اور نصرت غیبی تھی جبھی تو وہ باوجود قلت و بے سروسامانی کے قیصر و کسریٰ پر چھا گئے اور ان کے شاہانہ اقتدار کے پرخچے اڑادیئے دیکھئے حضرت اسامہ کا رومیوں کے لشکر پر فتحمند ہونا آئندہ کس طرح مفید ثابت ہوا اور خدائے قدوس نے کیونکر موت سے حیات نکالدی عرب کی شورش اور باغی کو دور کرنے کے لئے مال و دولت کی ضرورت تھی اس ضرورت کو اس مال غنیمت نے پورا کردیا فوجی دستوں کی روانگی اور سامان سفر کی تیاریوں میں آسانی ہو گئی اور مجاہدین اسلام اس قابل ہو گئے کہ سرکش قبائل جھوٹے مدعیان نبوت اور مرتدین کی اچھی طرح سرکوبی کرسکیں غلام و محکوم اور بے سروسامان مسلمانوں کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ اگر وہ اسی طرح خدا کے دین کا بول بالا کرنا سیکھیں اور اپنی قلت و بے سروسامانی سے بے نیاز ہوکر خدا کی راہ میں مرنا جان جائیں تو آج وہ دنیا میں غالب اور حکمران قوم بن سکتے ہیں ؎

اگر پہلو میں دل ہو اور تڑپ اسلام کی اس میں ۔۔۔ برس سکتا ہے ابر رحمت پر ہند دگر کا اب بھی
فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ۔۔۔ اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
اچھالی جس نے ہر طوفاں میں کشتی اہل ایماں کی
مسلمانوں کا بیڑا کر وہی سکتا ہے پار اب بھی

وعظ نذیر

ایک وعظ کی مسلسل کتاب جو بڑی کوشش بلیغ سے خاص مولوی کے لئے لکھوائی گئی

(از جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

طول امل

الحمد للہ الذی ارانا الھدیٰ والصراط المستقیم و نور بنور الاسلام قلوبنا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین. اما بعد قال اللہ تعالیٰ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○

برادران اسلام! اس وعظ کا موضوع طول امل یعنی لمبی آرزوؤں اور خواہشوں کا بیان ہے۔ اور معرفت نفس کے بعد اس مضمون کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو طول امل ہی معرفت نفس حصول سعادت اور مقصد حیات سے باز رکھتی ہے لمبی آرزوئیں تمام نیکی کی چیزوں سے روکتی ہیں اور بدی کی طرف بھگاتی ہیں طرح طرح کی بلاؤں اور آفتوں میں ڈالتی ہیں خدا کی محبت و اطاعت دور رکھتی ہیں اور آخرت کو برباد کرتی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ مضمون نہایت توجہ طلب ہے اس کے متعلق باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد! آپ انہیں چھوڑ دیجئے تاکہ وہ خوب سیر ہو کر کھائیں اور دنیاوی آسائش و آرام سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں اور ان کی نفسانی خواہشیں ان کو اندھا کر کے غفلت میں ڈالدیں پھر ایسے لوگ اپنے انجام و مآل کو عنقریب جان لیں گے۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نفسانی خواہشات کی اندھا دھند پیروی خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے اور خدا کی یاد سے غفلت معصیت و سیاہ کاری کا پھاٹک کھولتی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ محض دنیاوی راحت و آرام کو مدنظر رکھنا اور صرف اچھا کھانے پینے اور پہننے ہی سے کام رکھنا ایک حیوانی زندگی ہے اور سراسر انسانیت اعلیٰ کے منافی۔ ایسی پست و ذلیل حیوانی زندگی اخلاقی اور روحانی زندگی کی قاتل ہے اور اشرف المخلوقات انسان کی روشن جبیں پر کلنک کا ٹیکہ۔

طول امل کی مذمت میں اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں!۔

فطال علیھم الامد فقست قلوبھم یعنی ان کی تمنائیں اور آرزوئیں لمبی ہوگئیں پھر ان کے دل سخت اور بے اثر ہوگئے۔

حضرات! ذرا غور کیجئے کہ طول امل کتنی بڑی آفت اور ہلاکت آفریں چیز ہے کہ اس سے دل سخت اور بے اثر ہو جاتا ہے پھر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی آج ہم دن رات قرآن و حدیث کے احکام اور بزرگان دین کے اقوال سنتے ہیں مگر دل پر خاک اثر نہیں ہوتا۔ سنتے سب کچھ ہیں مگر کرتے کچھ نہیں گویا عبرت انگیزی اور نصیحت پذیری کا مادہ ہی جاتا رہتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ طول امل نے ہمارے دلوں کو سخت اور قبول صلاحیت سے محروم کر دیا ہے۔ اب یہ دل دل نہیں بلکہ پتھر کا ٹکڑا ہے جو ہم اپنے سینے میں لئے پھرتے ہیں۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص جنت میں داخل ہونے کی آرزو رکھتا ہے؟ سب نے متفق ہو کر جواب دیا کہ یا رسول اللہ! ہم سب جنت کو دوست رکھتے ہیں فرمایا اگر یہ بات ہے اور تم اپنی اس آرزو کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی آرزوؤں کو کم کرو اور نفسانی خواہشوں کی اندھا دھند پیروی سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے ایسے شرماؤ جیسے شرمانے کا حق ہے اور اپنے تمام جسمانی اعضاء کی گناہوں سے حفاظت و نگہداشت کرو۔

رسول خدا صلعم کی دعا

یہ عقل کی بات ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھیگا حصول جنت کی تمنا کرے گا اور آخرت کی بھلائی چاہے گا وہ یقیناً اپنی آرزوؤں کو کم کرکے اپنی توجہات کا مرکز اطاعت الٰہی کو بنائے گا اور حتی الامکان خدا کی نافرمانی سے اپنے آپ کو باز رکھیگا۔ اور جو شخص دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھے گا وہ اپنی آخرت کو اپنے ہاتھوں برباد کریگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا مانگا کرتے تھے:۔

اللھم انی اعوذ بک من ذنب یمنع خیر الاخرۃ و اعوذ بک من حیاۃ یمنع خیر الممات و اعوذ بک من امل یمنع خیر العمل	الٰہی میں تیرا واسطہ دیکر ایسے گناہ سے پناہ مانگتا ہوں جو آخرت کو بھلا دے اور اس زندگی سے پناہ مانگتا ہوں جو بہترین موت سے باز رکھے اور اس آرزو و خواہش سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو افضل اعمال سے روک اور حجاب ہو جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آگاہ رہو آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ حضرت داؤد طائی فرماتے ہیں کہ جس کی تمنا اور آرزو دراز ہو جاتی ہے اس کے عمل برے اور خراب ہو جاتے ہیں۔

طول امل کی خرابیاں

برادران ملت! طول امل ایسی بری بلا ہے کہ اسی سے تمام خرابیاں نکلتی ہیں اور تمام فسادات اسی سے برپا ہوتے ہیں۔ اور سینکڑوں آفتیں پیدا ہوتی ہیں ایک خرابی تو یہ پیدا ہوتی ہے کہ انسان طاعت الٰہی میں سست اور کاہل ہو جاتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ابھی تو زندگی کے دن بہت پڑے ہیں عبادت بھی ہو جائے گی۔ ہمیشہ یہی گمراہ کن خیال اکتساب سعادت سے باز رکھتا ہے اور انسان کی ساری عمر غفلت میں بسر ہو جاتی ہے ایسے شخص کو عبادت کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی نفس اسی دھوکہ اور فریب میں مبتلا رکھکر اس کی آخرت تباہ کر دیتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہوتی ہے کہ انسان توبہ سے محروم رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ ابھی کیا ہے ابھی تو بہت دن ہیں میری عمر ابھی تھوڑی ہے اور مجھ میں توبہ کرنے کو طاقت بھی ہے جب چاہوں گا توبہ کرلوں گا مگر لمبی آرزوئیں اتنی مہلت ہی نہیں دیتیں کہ توبہ کرنے کی نوبت آئے بالآخر اسی کھچ بچاؤ میں موت آجاتی ہے اور دھوبی کا کتا گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا۔ تیسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مال و دولت جمع کرنے کا لالچ بڑھ جاتا ہے اور دنیا کے کاموں کی مشغولیت میں آخرت کی تیاری نہیں کرنے دیتی انسان ساری عمر ہوائی قلعے

بنانے میں صرف کر دیتا ہے ایک آرزو کے بعد دوسری آرزو پیدا ہوتی ہے اور دوسری کے بعد تیسری اسی طرح عمر گذر جاتی ہے اور آرزوئیں کم ہونے میں نہیں آتیں چوتھی خرابی یہ کہ لمبی آرزوؤں سے دل سخت ہو جاتا ہے اور اثر پذیری کا مادہ جاتا رہتا ہے جبھی تو یحییٰ ابن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ طول امل سب بھلائیوں سے الگ کر کے اپنا بنا لیتی ہے۔

ذرا سوچئے کہ طول امل کیسی بری بلا ہے طاعت میں کاہلی پیدا ہوتی ہے توبہ میں تاخیر ہوتی ہے ارتکاب معصیت پر جرأت ہوتی ہے حرص و غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور سارا آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ بتلائیے اس سے بدترین عمل اور کونسا ہوگا اور کونسی آفت اس سے زیادہ سخت ہوگی۔ یاد رکھیے اس آفت سے چھٹکارا اسی وقت ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی آرزوؤں کو کم کریں موت کو قریب جانیں اور فی الفور آخرت کی تیاری میں لگ جائیں ؎

خواب غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری   نہیں مہتاب یہ ہے ریشئی صبح رحیل

عون بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ کتنے شخص جن کو دن بھر کی امید تھی ان کو رات تک آنے کی نوبت نہ پہنچی اور جو کل کے منتظر تھے انہوں نے کل کی صورت بھی نہ دیکھی اگر تم موت کا دھیان رکھو تو کبھی طول امل بھلا نہ جانو۔

ایک حریص بوڑھا

برادران اسلام! اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک عجیب نصیحت آموز حکایت ہے جو اپنی عبرت پذیری میں بے نظیر ہے سنئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک ایسے بوڑھے شخص پر ہوا جو بیلچہ سے زمین کو پھاڑ رہا تھا حضرت مسیحؑ نے بڑھاپے میں اس بوڑھے کی یہ مشقت دیکھکر جناب الٰہی میں یوں درخواست کی کہ خداوندا اس بوڑھے کے دل سے حرص و آز کا مادہ نکال ڈال تاکہ یہ اس جانکاہ مشقت سے نجات پائے آپ کا یہ کہنا تھا کہ دعا مستجاب ہوئی بوڑھے نے بیلچہ ہاتھ سے ڈال دیا اور آرام سے لیٹ گیا۔ دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اس کی حرص و آز کو واپس کر دے۔ وہ بوڑھا اٹھکر پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ آپ نے بوڑھے سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا بات تھی کہ تو یکایک اپنا کام چھوڑ کر لیٹ گیا اور پھر یکایک دوبارہ مشغول ہو گیا؟ جواب دیا میں اپنے کام میں مشغول تھا کہ دفعتہً دل میں خیال آیا کہ تیری عمر اس حد تک پہنچ گئی مگر تو اب تک دنیا کے اسی گورکھ دھندے اور محنت و مشقت میں پھنسا ہوا ہے اس خیال کے آتے ہی بیلچہ ہاتھ سے ڈال دیا اور آرام کرنے لگا۔ اب لیٹے لیٹے خیال آیا کہ خالی پڑے رہنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ نہ معلوم زندگی کب تک ہے زندگی کے لئے ضروریات زندگی بہم پہنچانا بھی ضروری ہے اس خیال کے آتے ہی میں پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

حضرات! غور فرمائیے کہ آرزو انسان کو کس طرح محنت و مشقت میں ڈالتی ہے اور کن کن گورکھ دھندوں میں انسان کو مرتے دم تک پھنسائے رکھتی ہے۔

زرارہ بن ابی اوفیٰ کے مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے نزدیک کونسا عمل بہتر ہے؟ جواب دیا کہ رضا بالقضائے الٰہی اور کوتاہی امل یعنی آرزوؤں کو کم کرنا۔

کتنی بڑی نادانی اور ناسمجھی کی بات ہے کہ انسان اپنی عمر عزیز کو نفسانی خواہشات کی تکمیل میں ضائع کر دے دنیائے فانی ہی کا ہو رہے اور آخرت کا خیال تک بھی نہ لائے اصل میں ہمارے ایمان ہی اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ نہ خدا پر یقین ہے اور نہ قیامت کا۔ ہم نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ لیا ہے ہمارا قبلۂ حاجات ہمارا نفس ہے اور زندگی کی حقیقت کا علم نہیں۔ موت نہ معلوم کب آ جائے۔

حضرت اسامہؓ کو رسول اللہ کی وصیت

بزرگو! غور کرو کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہمارے رسول اللہ جو باعث ایجاد عالم محبوب رب العالمین اور روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم تھے ان کی کیا حالت تھی۔ حضرت اسامہؓ نے ایک مہینے کے وعدہ پر ایک لونڈی خریدی حضور نے جب اس واقعہ کو سنا تو فرمایا کہ اسامہ تو بڑا طول امل ہے مجھکو اس ماہ کے طول امل پر کس وجہ سے بھروسہ ہو قسم ہے خدا کی میں نے کوئی قدم نہیں رکھا اس گمان پر کہ دوسرا اٹھاؤں گا یا نہیں؟ اور کوئی لقمہ نہیں اٹھایا اس گمان پر کہ نگلوں گا یا نہیں! اللہ اکبر یہ حالت تھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا حالت یہ تھی ؎

حالت مجھ ناتواں کی مرغ بسمل کی سی ہے   ہر نفس سمجھے ہے کہ اب یاں رکھیا تب رکھیا

اگر دنیا کی ناپائداری اور طول امل کی آفت کا تمہیں ادنیٰ سا بھی یقین ہے تو آرزوؤں سے چھٹکارا پاؤ موت کو ہمیشہ یاد رکھو خدا کی نافرمانی سے باز آؤ اور آخرت کی تیاری کرو۔

ایک بصیرت افروز حکایت

روض الافکار میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہوا وہاں دیکھا کہ ایک بوڑھا بیٹھا ہوا خدا کی عبادت میں مشغول ہے نہ اس کے پاس گرمی سے بچنے کا کوئی سامان ہے اور نہ جاڑے سے بچنے کا آپ نے بوڑھے کی یہ بے سروسامانی دیکھکر فرمایا کہ بڑے میاں اگر آپ کوئی گھر بنا لیتے تو دھوپ کی گرمی اور جاڑے کی تکلیف سے بچتے اور آرام و اطمینان کے ساتھ خدا کی عبادت کر سکتے۔ بوڑھے نے بڑی لاپرواہی اور بے اعتنائی کے لہجے میں جواب دیا کہ اے روح اللہ مجھے آپ سے پیشتر کے انبیاء علیہم السلام سے خبر پہنچی ہے کہ میں سات سو سال سے زیادہ نہ جیوں گا۔ جب مجھے اتنی سی زندگی ملی ہے تو میری عقل نے یہ بات پسند نہ کی کہ اپنے معبود کی بندگی چھوڑ کر اپنی زندگی کا کوئی لمحہ مکان بنانے میں ضائع کروں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو تو سات سو سال کی زندگی کو قلیل سمجھکر مکان بنانے تک کو بیکار سمجھتا ہے مگر اس امت کی کتنی بڑی نادانی و غفلت ہے جن کی عمریں سو برس سے بھی تجاوز نہ کریں گی، مگر وہ بڑے بڑے عالیشان محلات بنائیں گے بڑے بڑے منصوبے باندھیں گے اور اپنی ساری عمریں لمبی آرزوؤں میں بسر کر دیں گے یعنی امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کاش اس حکایت سے ہماری آنکھیں کھلیں اور ہم اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔

مگر وائے بر حال ما کہ ہم دنیا کی چند روزہ اور فانی زندگی پر فدا ہو کر خدا کی نافرمانی پر کمربستہ ہیں احکام الٰہیہ کو نہایت متمردانہ انداز سے دل کھول کر پامال کر رہے ہیں اور غضب خداوندی کا اپنے آپ کو سزاوار بنا رہے ہیں اور غفلت شعار و رضد کے نافرمان مسلمانو خدا کے لئے ہوش میں آؤ اور اسلام کے اوامر پر کاربند ہو جاؤ اور نواہی سے باز آؤ۔ ورنہ خدا کی پکڑ تمہیں سر بسر مبتلا کر دیگی

مسلم اوّل کا ظہور

یعنی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سیرت کا ایک ورق

(از جناب مولوی نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ط

اور قرآن میں ابراہیم کا ذکر یاد کرو وہ نہایت ہی بڑھکر عظیم الشان سچا اللہ کا نبی تھا

اے خلیل کردگار اے بانی بیت الحرم — لے کر تجھ پر ہو گیا آتشکدہ دار السلام

تیرے پرتو سے ایاغ زندگی ہو لالہ گوں — انبیا کی ہر رگ تن میں رواں ہے تیرا خون

کس قدر ہے دیدۂ ایماں نثار حسن گل — آتش نمرود کو سمجھا بہار حسن گل

لا احب الآفلین سے دل ترا آباد ہے — تو طلسم کوکب و خورشید سے آزاد ہے

اسلام کا پہلا نمونہ

برادران دو الاحترام! قرآن حکیم کا دامن جن جواہر سے مالامال ہے اس میں معرفت و عبودیت الٰہی کے یہ بیش بہا اور لافانی مختصر ٹکڑے بھی ہیں جو سیرت ابراہیمی کے متعلق عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اردو رسائل میں اکثر شایع ہوتے رہتے ہیں اردو کے بیشتر رسائل نے اس کام میں بہت سا قیمتی ذخیرہ مہیا کیا جو ہر مسلم کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دیتا اور حیات نو کی تازہ لہر بخشتا ہے لیکن اس کے متعلق جس قسم کی چیز مولوی میں شایع کی گئی ہیں اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی گذشتہ سالوں میں جو مواد سیرت ابراہیم خلیل اللہ کے متعلق ناظرین کو دیا گیا وہ صرف تخیل کی بلندی اور نظر کی وسعت ہی پر مبنی نہیں بلکہ تخیل کی چیزوں کو کارآمد نتیجہ خیز اور سبق آموز اور نوری ذرات درخشاں کی صورت میں تبدیل کر کے پیش کیا گیا ہے اس کے اوباء اور قلمی معاون ایک غلط اور فرسودہ روش سے ہٹکر ایک حیات بخش راستہ پر گامزن نظر آتے ہیں اور ان کے مضامین ادبی تخیلات نہیں بلکہ علم و دانش کے معدن ہیں۔

اسی سلسلہ کی کڑی اس مضمون کو بھی سمجھئے یہ معارف و حقائق کا گنجینہ آپ کے سامنے اس لئے پیش کیا جارہا ہے کہ آپ انہیں پڑھیں لطف اٹھائیں اور مصائب و آفات دنیوی کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ایک نئی قوت اور اپنے دماغ میں ایک تازہ روشنی پائیں اور یہی مقصد ہے تذکار خلیل کا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے

قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابرٰھیم | اے مسلمانو! تمہارے لئے حضرت ابراہیم کی زندگی نیک نمونہ ہے۔

ظاہر ہے کہ نمونہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ شئے مطلوبہ نمونہ دینے والے کی مرضی کے مطابق ٹھیک ٹھیک تیار ہو۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم سیرت ابراہیم کو ...... محض تخیلات کی پاکیزگی و بلندی اور اپنے ذوق عقیدت کی تسکین کا سامان ہی نہ بنائے رکھیں جیسا کہ کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے بلکہ آپ کی سیرت ہمیں اپنے لئے چراغ راہ بنانا چاہیئے اور اپنی زندگی میں اصلاح و تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیئے ورنہ تذکار خلیل کا مقصد فوت ہو جائیگا اور یہ چیز بھی دوسری قابل احترام چیزوں کی طرح ایک رسمی چیز بنکر رہ جائیگی۔

اچھی طرح سمجھ لیجئے اور اپنے اندر عمل کی آمادگی پیدا کیجئے کہ ہم تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ اسلام کا پہلا نمونہ ہے۔

سیرت ابراہیمی اور سیرت محمدی کا فرق و امتیاز

غالباً آپ حیران ہوں گے کہ ایک جگہ تو اسلام کا نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کو بتلایا گیا ہے اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ولقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے ایک نیک نمونہ ہے۔ ان دونوں نمونوں کا باہمی تعلق کیا ہے؟ اور ہم کس نقطۂ نظر سے ان دونوں نمونوں کی پیروی کریں؟ اس چیز کو اس مثال سے سمجھو۔

اسلام کو ایک عظیم الشان محل تصور کرو تم جانتے ہی ہو کہ جب کوئی مکان بنانا ہوتا ہے تو پہلے اس کا نقشہ تیار کیا جاتا ہے پھر اس کے نقشہ کے مطابق بنیادیں قائم کی جاتی ہیں اور پھر سب سے آخر اس نقشہ کے مطابق عمارت مکمل کی جاتی ہے اسلام جس کو آپ نے ایک محل تصور کیا ہے اس محل کا نقشہ خود خدا تعالےٰ نے کھینچا ہے اس کی بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی ہیں اور اس عمارت کی تکمیل جناب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے پس اب اگر مسلمان اپنے دین کی عمارت کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہتے ہیں یعنی صحیح معنوں میں سچا اور کامل مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ پہلے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں کو تلاش کریں اور پھر ابراہیمی بنیادوں پر اپنے دین کی عمارت کو مکمل کریں۔ اگر مسلمان ایسا کریں تو بس آج ہی ان کو کائنات ارضی و سماوی کی تسخیر کی کنجیاں مل جاتی ہیں اور نہ تمام انسانی خود ساختہ پروگراموں سے بے نیاز ہو کر دونوں جہانوں میں کامیاب و شاد کام ہو سکتے ہیں۔

ابراہیمی اسلام کیا تھا

محمدی اسلام تو آپ کو معلوم ہی ہے جو افق عالم پر آفتاب عالمتاب بنکر ضیا ریز ہے۔ اب قرآن پاک سے ابراہیمی اسلام معلوم کیجئے۔ قرآن پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کے جو روشن و سبق آموز واقعات پیش کئے ہیں ان میں سے پہلے یہ روشن ترین حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے۔

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ | اور جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ میرا حکم مان لے تو حضرت ابراہیم نے جواب دیا میں نے حکم مان لیا۔

پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابراہیمی اسلام حکم کا بندہ بن جانا ہے۔ یعنی ابراہیم کے اسلام کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ تم اللہ کی رضامندی و خوشنودی کے لئے اپنی خواہشات کو قربان کردو اور اپنے ظاہری و باطنی قوتوں کے ساتھ

حق کے بندے بنجاؤ۔ مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ہے ؎

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا ترک رضائے خویش پئے مرضیِ خدا

تمائے برحال ماکہ ہمارے دین کی یہ پہلی بنیادی منزل ہوتی ہے یعنی ہم حکم کے بندے نہیں رہے بلکہ اپنی خواہشات کے بندے بن گئے ہیں جب تک ہم خدا کے حکم کے بندے رہے تخت و تاج ہمارے قدموں میں رہا اور جب ہم نے خواہشات نفسانی کو اپنا معبود بنالیا تو فرش ذلت پر آرہے۔ مسلمانو! اگر واقعی تم سچے مسلمان بننا چاہتے ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت سے کوئی علمی سبق حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ کی محبت پر غیر اللہ کی محبتوں کو قربان کردو اس کی اطاعت پر باقی تمام اطاعتوں کی زنجیریں توڑ پھینکو اور اپنے آپ کو کلی طور پر احکام الٰہی کے حوالہ کردو۔ اگر تم یہ نہیں کرسکتے تو قیامت تک ہی اپنا کھویا ہوا اقتدار اور چھینا ہوا تخت و تاج حاصل نہیں کرسکتے خواہ تمہارا ہر فرد آج ہی ہندوستان کے گورنر ہی کیوں نہ بن جائے۔

یاد رکھو سچا مسلمان بننے کے لئے تصدیق قلبی اقرار لسانی اور عمل بالارکان تینوں چیزوں کا نام ہے اگر ان میں سے ایک جز کی بھی کمی ہے تو تمہارا اسلام مخدوش ہے۔ پس یہ نہ سمجھو کہ صرف نماز، روزہ وغیرہ اعمال و عبادات اسلام کی جڑ اور بنیاد ہیں بلکہ اسلام کی جڑ حکم ہے اور دلی جوش کے ساتھ اس کا مان لینا اور جوش بھی ایسا جوش کہ اگر حکم کی تعمیل میں جان تک قربان کرنا پڑے تو شوق سے قربان کردے اور پھر اپنے دل میں کوئی تنگی بھی نہ پائے حضرت اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

تو عرب ہو یا عجم ہو تیرا لا الہ الا لغتِ غریب جبتک ترا دل نہ دے گواہی

تم میں ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں احکام الٰہی کے پابند نہیں وہ صرف اپنی مصلحتوں اور فائدوں کے پابند اور خواہشوں کے غلام ہیں ان کو یہ حق ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام مبارک اپنی زبانوں پر لائیں اور آپ کی محبت و عقیدت کا دم بھریں؟ عزیز بھائیو! اگر دین و دنیا میں سرفرازی چاہتے ہو تو حکم کے بندے بنجاؤ۔

تکمیل ایمان کیلئے امتحان و آزمائش ضروری ہے

قرآن حکیم میں ایمانداروں کے نام ایک انتباہی اعلان کیا گیا ہے کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف آمنا کہکر چھوٹ جائینگے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائیگی اور یہ آزمائش کا طریق کوئی نیا نہیں ہے بلکہ ہم ان سے پہلوں کی بھی اسی طرح آزمائش کرتے رہے ہیں تاکہ جھوٹے اور سچے جان لئے جائیں۔" قرآن کا یہ انتباہی اعلان اس حقیقت کبریٰ کا مظہر اتم ہے کہ کسی شخص کے مومن ہونے کے لئے صرف زبان سے آمنا و صدقنا کہدینا کافی اور تکمیل ایمان کی آخری حد نہیں بلکہ اسکے بعد خیابانِ حیات کی سرانجام دہی اور منزل نجات تک پہنچنے کے لئے ان دشوار گذار گھاٹیوں سے گذرنا لازمی ہے جس کا نام امتحان ہے۔ اسی آیت میں یہی بتلادیا گیا ہے کہ تکمیل ایمان کو امتحان کی شرط کے ساتھ اس لئے مشروط کیا گیا ہے کہ جھوٹے اور سچے منظر عام پر آجائیں اور ہر کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ ایمان کے دعوے میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع	اور ہم تمہارا ضرور امتحان کرینگے کسی قدر
ونقص من الاموال والانفس والثمرات	خوف اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے۔

اس آیت مقدسہ میں اسی حقیقت کبریٰ کا اعلان کیا گیا ہے کہ تکمیل ایمان کے لئے امتحان و آزمائش کی دشوار گذار گھاٹیوں میں سے گذرنا ضروری و لازمی ہے جب ہم قدرت کے اس اصول امتحان کی وسعت و ہمہ گیری پر نظر ڈالتے ہیں تو اس میدان میں کہیں آدم اول نظر آتے ہیں کہیں آدم ثانی کہیں حضرت خلیل کہیں حضرت ذبیح کہیں حضرت ایوب کہیں حضرت عیسیٰ وغیرہ آزمائش گاہ میں نظر آتے ہیں ؎

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف باُمید روزگارے کہ شکار خواہی آمد

حضرت ابراہیم اور قانون امتحان

چونکہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ہر مدعی محبت کو اثبات دعویٰ کے لئے میدان عمل میں آنے اور اپنی محبوب سے محبوب چیز کو قربان کردینے کی دعوت دی جائے اور دنیا والوں کو قول کا تصدیق ہوجانے کے بعد صحت دعویٰ کی تصدیق دکھائی جائے اب ذرا دیدۂ عبرت واکرکے دیکھئے اور گوش ہوش سنئے کہ کتاب فداکاری کے مصنف اعظم اور میدان عمل میں کیونکر طلب کیا گیا اور اس عظیم و جلیل فرزند توحید نے کس قلبی جوش کے ساتھ بڑھاپے کے عالم میں اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو قربان کرکے آنیوالی نسلوں کے سامنے اپنے عدیم النظیر ایثار کا حیات آفریں ولولہ انگیز منظر پیش کیا اس سے پہلے کہ دنیا میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی آواز توحید گونجے اور نور اسلام سے منور ہو قدرت کے یہاں عزیز حضرت انسان کا کیا حال تھا؟ وہ ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا جب اس کا ذوق فطری اس کو رہا دہے جبین کرتا تو وہ درختوں اور خوفناک پہاڑوں ہولناک چیزوں پہاڑ کے سیاہ و سپید پتھروں و سانپوں اور دریاؤں کی لہروں میں خدا کو ڈھونڈھتا اور ان کے سامنے سربسجود ہوجاتا تھا وہ پہاڑوں کو اس لئے پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کے مسکن تھے وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ شکران علا تھی وہ چاند و سورج کی پرستش کرتا تھا اس وجہ سے کہ ان کی شعاعیں عالم پر ضیاگستر تھیں اور وہ حیوانوں کے سامنے سر نیاز جھکاتا تھا کہ ان کو خدا کے اوتار سمجھتا تھا۔ جب خالق ارض و سمائے اشرف المخلوقات انسان کی یہ ذلت و خواری دیکھی کہ وہ انسان جو دنیا میں کائنات ارضی و سماوی پر حکمران بنا کر بھیجا گیا تھا اور اسے عناصر ارضی کو اپنا محکوم بنانا تھا وہ اور الٹا انہیں کا غلام و محکوم بن گیا اور اپنے ہاتھوں اپنے اعزاز نفس کو بٹہ لگالیا تو مشیت ایزدی میں تحریک ہوئی اس کی صفت ربوبیت نے جوش مارا اور کلدان میں مسلم اول کا ظہور ہوا۔ اس کی نظر کی بلندی اور عقل کی رسائی نے کون کونسی منزلیں طے کیں ؎

فلما جن علیہ اللیل رأ کوکبا	رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا خدا ہے
قال ھذا ربی فلما افل قال	لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اس نے
لا احب الآفلین فلما رأ القمر	کہا کہ میں چھپ جانیوالوں کو خدائی کیلئے
بازغا قال ھذا ربی فلما افل	پسند نہیں کرتا۔ پھر چاند نظر آیا تو پکار اٹھا
قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن	کہ یہ میرا خدا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا
من القوم الضالین۔ فلما رأ الشمس	میرا پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً
بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر	میں گمراہ ہوچکا ہوتا پھر جب دن کو چمکتا ہوا

فلما افلت قال یقوم انی بری مما تشرکون۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین

سورج نکلا تو اس نے کہا یہ میرا خدا ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مخاطب کیا لوگو! میں ان سب سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو، میں سب جھوٹے معبودوں سے پھر کر اس سچے خدا کی طرف رخ کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا میں اپنے خدا کا کسی کو شریک نہیں بناتا۔"

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت کبریٰ کے چہرہ سے تمام پردے ہٹا کر کسی کے جلوے کی ادنیٰ سی جھلک دکھائی اور فریب خوردہ و گمراہ انسان کو بتایا کہ خود فراموش تو ان مظاہر فطرت کا غلام نہیں بلکہ آقا ہے۔ تو ان کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ یہ تیرے لئے پیدا کئے گئے ہیں حیف ہے کہ تو آقا ہو کر ان غلاموں کے سامنے سر جھکائے اور ان تمام ہستیوں سے اعلیٰ و ارفع ہو کر اپنے تئیں ذلیل کرے۔ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا خدا وہی ذات اقدس ہے جس نے تمہارے لئے تمام زمین کی چیزیں پیدا کیں۔ یہ نباتات یہ جمادات اور یہ حیوانات سب کے سب تیرے خادم اور بندۂ بے دام ہیں مخلوقات میں سے جس کو چاہے کان پکڑ کر اپنے کام میں لے آسمان و زمین کی تمام چیزیں تیرے لئے ہیں پہاڑ سمندر اور دریا تیرے دیوی دیوتا نہیں بلکہ تیری ضروریات کا خزانہ ہیں الغرض اسلام نے ان تمام چیزوں کا نام لے لیکر جن کو انسان نے دیوی دیوتا اور خدا بنایا تھا بتلایا اور سمجھایا کہ یہ سب تیرے ہی فائدہ کے لئے مخلوق ہیں۔

تعلیمات ابراہیمی کا موحدانہ طمطراق

توحید کے جذبہ صادقہ کو برباد کرنے والے مسلمانو! اور اینٹوں کے ڈھیروں و کھمبیوں کے ڈھانچہ میں خدائی مظاہرہ تلاش کرنے والے کم نظرو! غور کرو اور سمجھو کہ قرآن حکیم نے خلیل اللہ کی زبانی کس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے اور کون اعلان حق کیا ہے! سنو آپ نے اپنی بت پرست قوم سے خطاب کرتے ہوئے دنیا والوں کو بتلایا کہ اے قوم والو کان کھول کر سن لو کہ تم جن چیزوں کو اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو وہ بالکل لغو اور لایعنی چیزیں ہیں میں ان سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور ہر مصنوعی عارضی اور فانی محبوب و مرغوب سے کٹ کر اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں سے کلیۃً علیحدگی و بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ اس ارشاد میں کتنا پر رعب زور اس تخاطب میں توحید پرستی کی کتنی ارفع شان اور اس اعلان میں حق گوئی کا کتنا بے پناہ جذبہ کار فرما ہے! اگر آج کے مسلمان اس آواز اور اس ارشاد کو صحیح اسپرٹ میں سنیں اور اس کا مصداق بنجائیں تو یہ سعر نما مسلمان کے قدم چومے چاند و سورج ان کے در کی دربانی کریں اور برق و باد کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سر اطاعت جھکا دیں بس مسلمان ابراہیمی اعلان توحید کو صحیح اسپرٹ میں سن سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں اگر علماء اپنے مفاد اور مصلحتوں کو نظر انداز کر کے اور دنیا کے تمام فرعون نمرودوں اور قارونوں سے بے خوف و بے پرواہ ہو کر اعلان حق پر کمر ہمت باندھ لیں۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تعلیم میں توحید کا وہ زور و طمطراق ہے کہ روح میں تازگی، دماغ میں روشنی اور تقویٰ میں قوت پیدا ہوتی ہے، اس کے تصور سے غیر اللہ و ماسوی کی تمام زنجیریں اک ہی جھٹکے میں اس طرح ٹوٹ جاتی ہیں کہ کوئی تسمہ بھی باقی نہیں رہتا اور سینہ میں معبود حقیقی کی محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ ایک اور ابراہیمی اعلان کو سنو

افرءیتم ما کنتم تعبدون انتم وآباءکم الاقدمون فانهم عدو لی الا رب العالمین الذی خلقنی فهو یهدین والذی هو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فهو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین

کیا تم نہیں دیکھتے نہیں جانتے کہ خود تم اور تمہارے آباؤ اجداد جنھیں پوجتے اور جن کے سامنے سربسجود ہوتے تھے وہ میرے دشمن ہیں اور میں ان کا معاند ہوں صرف ایک پروردگار عالم میرا دوست ہے کیونکہ صرف اسی نے مجھے ہدایت دی ہے مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور میں جب کبھی بیمار ہو کر صاحب فراش ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت و شفا عطا کرتا ہے وہی مجھے موت طاری کر یگا اور پھر وہی زندہ کریگا اور میں پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہی قیامت کے روز میری خطاؤں کو معاف کر یگا۔"

یہ ہے وہ جذبہ وحدانیت اور شان حنفیت جو حضرت ابراہیم پر طاری تھا ان کے رگ و ریشہ میں پیوست تھی اور جس کے بل بوتے پر انہوں نے اکیلے اور بے سروسامان ہوتے ہوئے بت پرستی و باطل پرستی کے پرخچے اڑائے تھے مادی اور اسباب مادی طاقتوں سے ٹکرا کر داعیان حق و صداقت کو سبق دیا اور جس سے آج کا خراب و خستہ اور خائب و خاسر مسلمان اپنے قلب کو نورانی کر کے مصائب و آلام کی تاریکیوں کے بادلوں کو پھاڑ سکتا ہے یہی وہ بے پناہ قوت و جذبہ ہے جس سے غلام مسلمان خنجر بدست دیو باطل کو پچھاڑ سکتا ہے اور عہد حاضر کی باطل پرستیوں کے پرخچے فضائے آسمانی میں اڑا سکتا ہے۔

کاش مسلمان سمجھیں کہ یہ ہے وہ تعلیم اسلامی توحید جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی اپنی ہم دنیا کے سامنے پیش کی اور حقیقت کے دعویدار مسلمانوں کو بتلایا کہ مختار کل وہی ایک اللہ ہے جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے نفع و نقصان صحت و علالت رزق کی تنگی و وسعت عزت و ذلت اور موت و حیات میں کسی غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں یہ چیزیں صرف اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

ایک مشرک اور ایک مسلم کا فرق

اسی قسم کی متعدد آیتیں قرآن پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی پیش کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم کو سوائے خدا کے کسی کا محکوم نہ ہونا چاہئے اس کے سوا کسی سے ڈرنا نہ چاہئے اور اس کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا نہ بنانا چاہئے یہ اسلامی زندگی کی تین بنیادیں ہیں اس کے مقابلہ میں مشرک پتھروں سے ڈرتا ہے دریاؤں سے ستاروں سے، زندہ و مردہ چھوٹے خود ساختہ خداؤں سے اور کہنہ و بوسیدہ قبروں کی اینٹوں سے ڈرتا ہے ان سے حاجت روائی کا پہلو نکالتا ہے اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے اپنی انسانیت کو ذلیل کرتا ہے پس ایک سچے اور کامل انسان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئی موجود نہیں وہ سوائے عزیز و متکبر کے سب سے بلند اور سب سے اعلیٰ ہے جس سے ڈرنا جس کے آگے جھکنا اور جس کے آگے گڑگڑانا ہے پس جو مسلم ہے وہ خود دار ہوگا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے اس لئے نہیں ڈرتا کہ وہ دل سے اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے ہاتھ میں نہیں دنیا کی ہر قوت و قدرت کا مالک وہی ہے، تمام دو لت

کی عنان حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے، دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کا محتاج ہے اس کے سوا
کسی میں قدرت نہیں دلوں کے ارادے اسی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں دوسرے کا
محتاج نہیں جس مسلمان کا یہ عقیدہ ہو اور جو اپنے آپ کو سچا حنفی سمجھے یہ ہرگز ممکن
ہے کہ شدائد و خطرات کا ہیبت و دبدبہ اس کے دماغ پر مسلط ہو سکے اور کسی قسم کا خوف
و ہراس اس کے دل پر قبضہ کر سکے ہر جس کے دل و دماغ کی یہ کیفیت ہو وہ شدائد
و خطرات سے خوف کھا کر حق گوئی یا حق پرستی اور نصرت حق سے کیونکر باز رہ سکتا
ہے اس کی زبان تیغ و سنان کے ہجوم میں قول حق کا بیباکی سے اعلان کریگی
وہ حق و حریت کی حمایت و حفاظت میں اپنا جان و مال دلی شوق و رغبت کیساتھ
قربان کر دیگا اور اس کا قدم جادۂ صداقت سے کسی حالت میں بھی متزلزل نہ ہوگا
کیا مسلمان اسوۂ ابراہیمی کو سامنے رکھکر حق پرستی کا یہ سبق لینگے اور پکے موحد بنینگے

ابراہیمی تسلیم و رضا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عشق الٰہی کے دعوی کی صداقت کے لئے جو عملی ثبوت پیش کئے اور اپنی تسلیم و رضا کے
جو متعدد و نہایت روشن اور حیات آفریں مظاہرے کئے ان کو آپ اکثر سنتے
رہتے ہیں آپ کے مجاہدانہ موحدانہ اور سرفروشانہ کارناموں کے علاوہ آتشکدہ
میں ہنستے کھیلتے کود جانے کے بعد کسی مزید آزمائش و امتحان کی ضرورت باقی
نہیں تھی لیکن چونکہ قدرت ان کو اس سے بھی زیادہ کڑی آزمائش میں مبتلا کرکے
بنی نوع انسان کے سامنے ان کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کر کے انسان کا مقصد
حیات بتانا چاہتی تھی اس لئے آخری مگر سب سے زیادہ سخت امتحان کا مطالبہ
کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر دعوی عشق ہے تو آؤ اور دنیا کی سب سے زیادہ عزیز اور محبوب
ترین متاع اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ہمارے نام پر قربان کر دو۔ حکم کی دیر تھی
تیار ہو گئے، ان کی تو زندگی کا مقصد ہی جان سپاری و فداکاری تھا لہذا
محض خواب کی آواز پر اپنے جگر پارہ کو راہ حق میں ذبح کر دینے کے لئے کمربستہ
ہو گئے اور بیٹا بھی ہو تو ایسا سعادتمند، اطاعت شعار اور فداکار کہ شوق
سے چھری کے نیچے اپنی گردن رکھدی۔

اللہ اللہ کس قدر سخت امتحان ہے، کیسی ہوش ربا آزمائش ہے اور
کتنا زہرہ گداز منظر ہے کہ بوڑھا باپ اپنے محبوب بچے اور اپنی تمام آرزوؤں اور
تمناؤں کا خون کر دینے پر آمادہ ہے۔

قربانی و جاں سپاری کی روح کو غارت کرنے والے اور اسلام کا رسمی
دعوے کرنے والے بالائی مسلمانو! ذرا دیدۂ عبرت وا کر کے دیکھو کہ مجسمۂ ثبات
و استقلال، جاں نثاری و فداکاری کی زندہ تصویر، عبدیت و بندگی کے
پیکر اور کوہ صبر و استقامت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے بچے
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لیکر قربان گاہ میں پہنچ گئے ہیں اور وہ دیکھو پیارے
بیٹے کو پچھاڑ کر اس کی گردن پر پورے زور نبوت کے ساتھ چھری بھی چلا دی
جب اس طرح آپ نے اس صبر شکن موقعہ پر بھی ثبات و استقلال کا ثبوت
دیا تو معبود حقیقی کی طرف سے صداقت و رضامندی کی ابدی سند بھی مل
گئی۔ ارشاد باری ہوا:۔

اے ابراہیمؑ تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ
دیا کرتے ہیں در حقیقت یہ بہت بڑا امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ
اس کے عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں ان کے لئے یہ بات
رہنے دی کہ ابراہیم پر سلام ہو۔ (قرآن)

قربانی کا فلسفہ

یہ دین حنیف کی دوسری بنیاد ہے اور یہ امتحان عبد اور معبود کے تعلقات کی عملی تفسیر تھا اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی وساطت سے اسلام کا دم بھرنے والوں کو یہ بتلانا
مقصود تھا کہ اللہ کی محبت دنیا کی تمام محبتوں پر مقدم ہونی چاہیئے اور
اس کے حکم کو تمام دنیوی حاکموں کے حکم کے اوپر رکھنا چاہیئے اگر کسی غیر کی محبت
و اطاعت حکم خداوندی کے راستہ میں رکاوٹ ڈالے تو اس کے گلے پر
کی چھری چلا کر "الا اللہ" کا ثبوت دیدے۔ خدا کی دوستی اسی جذبہ اخلاص
اور مجاہدانہ ولولہ کا نام ہے اور یہی قربانی کا فلسفہ ہے۔ عید الاضحی کی قربانیاں
مسلمانوں میں یہی چیز پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

قربانی ہمیں سبق دیتی ہے کہ جب ایک سچا مسلمان اور خدا کا بندہ
اپنا سب کچھ جو خدا کا دیا ہوا ہے خدا پر قربان کر دیتا ہے تو پھر اس کو حضرت
قدوس کی طرف سے بجزی المحسنین کی سند اور جنت کی خوشخبری عطا
کر دی جاتی ہے اور ایک بندہ صحیح معنے میں بندہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا
ہے عبدیت و بندگی اور اطاعت و فرمانبرداری کا معیار یہی ہے کہ ایک
مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنی امیدوں کا تمام سرمایہ خدا و
صداقت کی راہ میں قربان کر دے۔

اسلامی قربانی بتلاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اور
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سالگرہ منا کر اپنے معبود حقیقی کو اس بات کا یقین
دلا دو کہ جس طرح تم اپنے مال سے خریدے ہوئے جانور کو اس کے نام پر
قربان کر سکتے ہو اسی طرح اگر خود تمہاری جانوں کی خدا کو ضرورت ہو تو اس کی
راہ میں اپنی گردن کٹا دو اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو ذبح کر دو۔ تم سمجھتے ہو کہ
عید الاضحی محض گوشت خوری، لباس فاخرہ اور دو رکعت نماز کا نام ہے۔ یہ
اسلامی روح سے قطعاً ناواقفی ہے اور دعوی اسلام کی انتہائی توہین ہے
سنو قربانی تو ہر سال امت مسلمہ کے قلوب میں اطاعت و فرمانبرداری
کے جذبات پیدا کر کے فداکاری کی تازہ روح پھونکتی ہے اور بڑی سے
بڑی قربانی کے لئے تیار رہنے کی دعوت دیتی ہے

یاد رکھو قربانی ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر قوموں کی زندگی اور دینی و دنیوی
عروج و ترقی کا واحد مدار ہے، دین و دنیا کا کوئی مقصد بغیر قربانی کے
حاصل نہیں ہو سکتا۔ تم جانتے ہو کہ قربانی کا مقصد حصول تقوی ہے اور تقوی
کا صحیح مفہوم ہے کہ دنیوی نعمتوں کو سرگرمی سے حاصل کیا جائے خود ان سے
لطف اندوز ہو اور پھر ان کو رب العالمین کی خاطر ذوق و شوق سے اللہ پر خرچ
کر دے، ایسا ہی شخص خدا کا بندہ اور مومن ہے اور وہی نجات کا مستحق
ہے سہ

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

مسلمانو! دل سے خدا کے بندے بنو اپنے اندر اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ صادقہ
پیدا کرو اور خدا کی راہ میں قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہو دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہم
ہم سب مسلمانوں کو سچا مسلمان بننے کی توفیق دے آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

فرضیت حج وقربانی

(از جناب مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیث رحمانیہ دہلی)

بیان فرضیت حج واحکام قربانی وغیرہ

بیت اللہ کا حج اللہ پاک نے فرض کیا ہے منکر فرضیت حج کا فر ہے اور تارک گناہگار ہے آخرت میں مواخذہ کی صورت ہے آیات وحدیث حج کے فرض ہونے پر موجود ہیں فرمایا اللہ تعالےٰ نے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین ط ترجمہ لوگوں پر حج بیت اللہ لازم ہے اسکے لئے جو طاقت رکھتا ہے بیت اللہ کی طرف راستہ کے (خرچ پر) اور جس نے انکار کیا اور کفر کیا (حج کے متعلق) اللہ پاک بے پرواہ ہے جہاں کے لوگوں سے۔

اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ شہادت وحدانیت الٰہی کی۔ شہادت رسول اللہ کے رسول ہونیکی۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت رواہ البخاری ومسلم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد پانچ چیز ہیں۔ لاالہ الا اللہ اور شہادت رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ نماز پڑھنا درستگی سے۔ زکوٰۃ دینا۔ روزہ رمضان۔ حج کرنا اللہ کے مکان کا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں خطبہ سنایا ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا الحدیث رواہ مسلم اے لوگو تمہارے اوپر حج فرض کردیا عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجلوا الی الحج یعنی الفریضۃ فان احدکم لا یدری ما یعرض لہ۔ ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حج فرض ادا کرنے کے لئے جلدی کرو۔ تم لوگوں کو نہیں معلوم آیندہ کیا پیش آوے۔ یعنی مال جاتا رہے بیاری موت پیش آجائے تمام عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے اس سے زیادہ ایک دو تین علی ہذالقیاس نفل ہے فرض نہیں باعث ثواب ہے جس قدر چاہے حج کرے۔

ابو امامہ صحابی فرماتے ہیں جس شخص کو کوئی حاجت کھلی ہوئی یا بادشاہ ظالم یا بیماری سخت (نہ روکے) اور مرگیا بلغیر حج کئے ہوئے یہودی یا نصرانی کی موت مرجاوے اگر چاہے (دارمی) یہ حدیث حضرت علی سے بھی آئی ہے قرآن شریف میں من استطاع الیہ سبیلا آیا ہے اس سے مراد راستہ کا خرچ ہے جو دور کے رہنے والے ہیں ان کے لئے سواری بھی اس میں داخل ہے۔ آل واولاد کا خرچ دینا واپسی تک یہ بھی اس میں داخل ہے قرض سے بھی فارغ ہو راستہ میں امن ہو یہ شرطیں حج کی فرضیت کی ہیں عورتوں کے لئے محرم کی بھی ضرورت ہے علاوہ خرچ کے۔ محرم یہ لوگ ہیں باپ بھائی۔ شوہر بھتیجہ۔ بھانجہ۔ پوتا۔ نواسہ چچا۔ نانا۔ دادا رضاعت کے سبب سے بھائی بھتیجہ بھانجہ رضاعی باپ رضاعی چچا یہ کل محرم ہیں اگر محلہ کی مومنہ متقیہ عورتیں رشتہ والی عورتیں دیندار اپنے محرموں کے ساتھ حج کے لئے جارہی ہیں ان کے ہمراہی میں عورت اور بیٹر جوان ہر ایک جاسکتی ہیں۔ یہ جماعت عورتوں کی جو ایمان والی دیندار ہیں محرم کے حکم میں ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ کا اسی طرف میلان ہے امام شافعی رحمۃ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں ایک جماعت محققین کا یہ مذہب ہے۔

حج کی فضیلت

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے آپ نے فرمایا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کسی نے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا حج مبرور۔ حج مبرور یعنی حج نیکی والا جس میں دکھلانا سنانا مقصود نہ ہو گناہوں سے علیحدہ ہو۔ مال حلال ہو۔ خلوص نیت سے حج کرے۔ حج مبرور کا بدلہ جنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک یہ گناہوں کا کفارہ جو دو عمروں کے درمیان ہیں اور حج مبرور کا بدلہ نہیں ہے مگر جنت بخاری مسلم کی حدیث کے یہ لفظ ہیں والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج اللہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔ بخاری ومسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص اللہ کے لئے حج کرتا ہے گالی گلوچ بیہودہ نہیں بکتا اور گناہ کے کاموں سے پرہیز کیا (حج کرکے) واپس ہوتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے جس دن میں اس کی ماں نے اس کو جنا یعنی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے بچہ پیدائش کے وقت میں گناہوں سے پاک ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرو۔ حج گناہوں کو دھو دیتا ہے جس طرح پانی میل کو صاف کرتا ہے۔ ترغیب ترہیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج پہلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ (مسلم)

بیت اللہ بزرگ مکان ہے

زمین جس وقت پیدا ہوئی سب سے پہلے بیت اللہ کی جگہ پیدا ہوئی ایسا سمجھنا چاہئے کہ یہ جگہ زمین کی جڑ اور بنیاد ہے جب تک زمین میں اس مکان کی حرمت قائم ہے زمین و آسمان کا قیام ہے جب بیت اللہ ویران ہو جائے گا قیامت قائم ہو جائے گی اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس اللہ پاک نے کردیا کعبہ بیت اللہ کو لوگوں کے قیام کا باعث عبادت عمرہ حج وغیرہ اس کے ذریعہ سے قائم ہیں اور ایک معنی یہ بھی ہیں لوگوں کے قیام اور آبادی کا باعث

ہے۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے دو ہزار برس تک فرشتوں نے بیت اللہ کا حج کیا ہے دنیا میں پہلے اللہ کی عبادت کا مکان بیت اللہ بنایا گیا ہے اس مکان کو پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا تھا زمرد سرخ کا تھا جس کا بیان اس حدیث میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ پاک نے حکم بھیجا حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اے آدم اس مکان کا حج کرو موت آنے سے پہلے۔ آدم نے کہا موت کیا ہے اے رب میرے اللہ پاک نے فرمایا عنقریب موت کا مزہ چکھو گے کہا آدم نے آل اولاد پر کس کو نگران مقرر کروں۔ اللہ پاک نے فرمایا زمین آسمان پہاڑ پر نگرانی پیش کرو۔ زمین آسمان پہاڑ پر پیش کیا کہ میری اولاد کی نگرانی کرنا ہر ایک نے انکار کیا لڑکے نے نیابت آدم کی قبول کی یعنی قابیل نے جو قاتل ہابیل کا ہے اس کے بعد آدم علیہ السلام ہند سے حج کے لئے تشریف لے گئے راستہ میں جس جگہ منزل کرتے تھے کھاتے پیتے تھے اللہ پاک اس جگہ کو سرسبز کر دیتا تھا اور وہ جگہ آباد ہو جاتی تھی اسی طرح ہر منزل کا حال ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مکہ تشریف لائے ملائکہ نے استقبال کیا اور کہا اے آدم علیہ السلام السلام علیکم تمہارا حج نیک ہو یعنی قبول ہو۔ خبردار ہو۔ اس مکان بیت اللہ کا حج دو ہزار برس تم سے پہلے فرشتوں نے کیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت بیت اللہ یاقوت سرخ کا تھا دو دروازے تھے صاف و شفاف تھا طواف کرنے والے باہر سے بیت اللہ کے اندر کی چیزیں دیکھتے تھے اندر والے باہر والے کو جو طواف کرتے تھے دیکھتے تھے آدم علیہ السلام عبادت حج سے فارغ ہو چکے کہا ہاں اے رب میرے فرمایا اللہ پاک نے جو حاجت ہو سوال کرو دیئے جاؤ گے آدم نے کہا میرے گناہ معاف کر دیجئے اور میری اولاد کی خطائیں فرمایا اے آدم تیرے گناہ میں نے معاف کر دیئے جب زمین پر گرے (گناہ کے سبب) لیکن تیری اولاد کے گناہ جس نے مجھکو پہچانا اور میرے اوپر ایمان لایا اور میری کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کی اس کے گناہ میں معاف کر دوں گا (ترغیب ترہیب)

حضرت جابر صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبۃ اللہ کی زبان ہے اور دو لب ہیں اللہ پاک کے سامنے شکایت کی کہ اے رب میرے تیرے بندے میرے پاس کم آتے ہیں اور میری زیارت کرنے والے کم ہو گئے اللہ پاک نے فرمایا بیت اللہ سے میں ایک مخلوق پیدا کروں گا میرے لئے عاجزی کرنے والے ہوں گے محبت سے تیری طرف ٹوٹ پڑیں گے جس طرح کبوتری محبت سے اپنے انڈے کی طرف آتی ہے۔ (ترغیب) اس سے امت محمدی کی طرف اشارہ ہے۔ ترک زیارت سے زمانہ جاہلیت مراد ہے اللہ پاک کے ذکر سے زمین پر ہو گئی۔ بیت اللہ کی زیارت کے لئے اس طرح ٹوٹ رہے ہیں جس طرح پروانے شمع پر ٹوٹ کر مرتے ہیں۔ (لنا اللہ علم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیت اللہ سے فائدہ حاصل کرو (حج عمرہ طواف کرکے) دو مرتبہ ویران ہوا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اٹھ جائے گا۔ (ترغیب) یعنی دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا جو باعث حسرت ہے۔ عنقریب ہی قیامت آجائے گی۔

انبیاء اللہ کا حج کے لئے آنا

نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان کے سبب سے بیت اللہ اٹھا لیا گیا جو ملائکہ کا بنایا ہوا تھا اسی طرح ٹیلہ کئی سو برس تک پڑا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے بنایا اس کے درمیان میں جو انبیاء دنیا میں آئے برابر بیت اللہ کے ٹیلہ کا طواف کرتے رہے حضرت ہود علیہ السلام صالح علیہ السلام حج کرتے رہے بیت اللہ کے تعمیر ہونے کے بعد بھی انبیاء برابر حج کرتے رہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عسفان کے میدان میں آئے حج کے وقت آپ نے فرمایا اے ابوبکر کون سا میدان یہ ہے کہا یہ وادی عسفان ہے آپ نے فرمایا ہود اور صالح علیہما السلام اس وادی سے آئے بیت اللہ کے حج کے لئے کمبل کا تہمبند باندھے ہوئے چادر کمبل کی دھاری دار اوڑھے ہوئے جوان اونٹنی پر سوار تھے۔ اونٹ کی مہار کھجور کی رسیوں کی تھی۔ احمد بیہقی ترغیب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ستر نبیوں نے مسجد خیف (منیٰ میں) نماز پڑھی ان میں موسیٰ بھی ہیں دو کمبل (موضع خطوان کے) پہنے ہوئے تھے۔ اونٹ پر سوار احرام باندھے ہوئے تھے۔ اونٹ کی مہار پوست کھجور کی تھی ان کے دو گیسو تھے (حسن حدیث ہے طبرانی ترغیب)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آپ مکہ مدینہ کے راستہ کے درمیان میں آئے آپ نے فرمایا یہ کون میدان ہے لوگوں نے کہا یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا گویا موسیٰ علیہ السلام کو میں دیکھ رہا ہوں لمبے بال ہیں کان میں انگلی ڈالے ہوئے لبیک پکارتے اللہ کی طرف چیخ رہے ہیں جب آپ میدان میں آئے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹ پر کمبل کا جبہ پہنے ہوئے ہیں لبیک پکارتے ہوئے اونٹ کی مہار پوست خرما کی ہے۔ (ابن ماجہ باسناد صحیح ہے)

حج کے مہینے تین ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج مہینہ حج معلوم کئے گئے ہیں جس شخص نے ان مہینوں میں احرام حج کا لازم لے لیا بس گالی گلوچ فحش بیہودہ کلام سے پرہیز کرے اور گناہ کے کام سے اور لڑنے جھگڑنے سے حج کے وقت میں پرہیز کرے۔

حدیث شریف میں ان مہینوں کا بیان وارد ہے ماہ شوال ذیقعدہ ذی الحجہ ہیں۔ ابتداء شوال سے احرام حج حاجی باندھ سکتا ہے نویں تاریخ ذی الحجہ تک نویں دن دسویں رات میں حاضر عرفات کے میدان میں ہو جائے حج ادا ہوا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحج عرفۃ الحج عرفۃ سنن

شوال سے پہلے حج کا احرام نہیں ہو سکتا۔ حج سال میں ایک مرتبہ ہے عمرہ یہ بھی ایک عبادت اللہ کے واسطے ہے۔ سال بھر عمرہ کرنا درست ہے جب چاہے جس دن چاہے اس کے لئے کوئی وقت مخصوص نہیں۔ عمرہ میں چار رکن ہیں احرام باندھنا طواف بیت اللہ کرنا۔ سعی صفا مروہ کرنا۔ بال منڈانا یا ترشوانا سال بھر میں چار مہینہ محرم ہیں جب سے اللہ پاک نے زمین و آسمان بنایا۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ شکار کرنا۔ خود درخت کاٹنا کسی آدمی

کرنا، جنگ کرنا کسی گناہ کا مرتکب ہونا۔ حرم مکہ میں درست نہیں۔ کسی کی چیز کوئی گری پڑی ہو اس کا اٹھانا درست نہیں مگر وہ شخص کہ اعلان کرکے حاجی کو دیدوے۔ بفضل اللہ اس کا انتظام بادشاہ ابن سعود ایداللہ کے وقت میں خوب ہی ہے سوائے زمانہ سلف کے اس کی نظیر نہیں ملتی اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم جو ارادہ کریگا بیت اللہ میں ظلم و گناہ کرنے کا ہم اس کو سخت عذاب دردناک میں مبتلا کریگا۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

ماہ ذی الحجہ مہینہ محرم بھی ہے اور مہینہ حج بھی ہے دونوں کی اس کی بزرگی ہے اس کے دس دن اول بڑی بزرگی والے ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہا احب الی اللہ عز وجل من ھذہ الایام یعنی العشر قالوا یارسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ ثم لم یرجع من ذلک بشیء رواہ البخاری وغیرہ۔

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زیادہ محبوب اللہ عزوجل کے نزدیک کسی دن میں نیک عمل کرنا ان دونوں سے زیادہ یعنی دس عشرہ ذی الحجہ سے لوگوں نے کہا یارسول اللہ کیا جہاد بھی نہیں اللہ کی راہ میں آپ نے فرمایا نہ جہاد کرنا اللہ کی راہ میں مگر وہ شخص مجاہد جو نکلا اپنے جان و مال سے پھر کچھ بھی واپس نہ ہوا یعنی وہ مجاہد جو خود بھی شہید ہوا گھوڑا وغیرہ بھی ہلاک ہوا۔ بیشک یہ مجاہد اور دنوں میں جہاد کرنے والا ذی الحجہ کے دنوں سے بہتر ہے حاصل یہ ہے کہ ان دس دنوں میں روزہ رکھنا تلاوت قرآن کرنا نفل نماز رات دن میں پڑھنا سبحان اللہ لا الہ الا اللہ پڑھنا صدقہ خیرات کرنا لوگوں کے ساتھ سلوک کرنا اور زمانوں کے جہاد کرنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔

طبرانی کبیر میں سند جید سے حدیث آئی ہے اس کے لفظ یہ ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عند اللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہیں ہے کوئی دن عمل کرنا زیادہ فضیلت اللہ کے نزدیک اور نہ زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے کثرت سے ان دنوں میں سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کا ذکر کرو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منہا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر رواہ الترمذی وابن ماجہ والبیھقی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہیں کوئی دن زیادہ محبوب کہ عبادت کی جائے واسطے اللہ کے لئے، عشرہ ذی الحجہ سے ہر ایک روزہ عشرہ ذی الحجہ کا ایک سال روزے کے برابر ہے اور قیام کرنا یعنی نفل پڑھنا ان راتوں میں شب قدر کی برابر ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی دن زیادہ بزرگی والا اللہ کے نزدیک اور نہ کوئی عمل کسی دن میں زیادہ محبوب اللہ عزوجل کے نزدیک ان دس دنوں سے کثرت سے پڑھو ان دس دنوں میں لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اور ذکر اللہ ہر دن کا روزہ ان دنوں میں برابر ایک سال کے روزے کے ہے اور ہر نیک عمل ان دنوں میں سات سو سے زیادہ بڑھایا جاتا ہے۔

سعید بن جبیر تابعی عبادت نفل تہجد تسبیح تہلیل میں اس قدر کوشش کرتے تھے عشرہ ذی الحجہ میں کہ کان سے کھڑے ہونے پر قدرت نہیں ہوتی تھی حضرت انس صحابی زمانے میں صحابہ خیال کرتے تھے کہ ہر دن ذی الحجہ کا ہزار دن کے برابر ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دن کے برابر ثواب و فضیلت میں۔ بیہقی ترغیب حضرت حفصہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ یعنی دسویں محرم، دس روزے ذی الحجہ کے اور تین روزے ہر مہینہ میں اور دو رکعتیں صبح کے پہلے یعنی فجر کی سنتیں۔ احمد۔ نسائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں روزہ عرفہ کے دن کا دو سال کے گناہ جھاڑ دیتا ہے ایک سال گذرا ہوا اور ایک سال آنے والا اور روزہ عاشورہ ایک سال گذرے ہوئے کا گناہ جھاڑ دیتا ہے یعنی گناہ معاف ہوجاتا ہے (مسلم ابوداود وغیرہ) کسی عذر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عشرہ ذی الحجہ کا روزہ نہیں رکھا حضرت عائشہ سے اس کے متعلق حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے حاجیوں کو منع فرمایا جو عرفات میں موجود ہوں دس روزے ذی الحجہ کے روزے اکثر کے اعتبار سے ہے ورنہ عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

پانچ روز سال میں روزہ رکھنا منع ہے ایک دن عید الفطر دوسرا دن عید قربانی اور تین دن ایام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخ تک عید قربانی کے بعد۔

پہلی تاریخ ذی الحجہ سے تیرہویں تاریخ تک تکبیرات کی کثرت ہو نماز فرض کے بعد چلتے پھرتے گھروں بازاروں گلیوں جنگلوں میں (حدیث مرفوع)

یہ بھی ثابت ہے جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے یہانتک کہ مسجدیں گلی کوچہ بازار تکبیروں سے گونج جاویں۔ نویں تاریخ عرفہ کے دن نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کے عصر تک تکبیر کہنے کی موقوف روایت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے آئی ہے۔ عبداللہ بن عمر صحابی اور ابوہریرہ صحابی عشرہ ذی الحجہ میں بازار کی طرف جاتے تھے تکبیریں کہتے تھے اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی کہتے تھے۔ حضرت عمر منیٰ میں اپنے خیمہ میں تکبیر کہتے تھے ان کی تکبیر مسجد کے لوگ سنتے تھے یعنی مسجد خیف میں وہ لوگ تکبیر کہتے تھے منیٰ کے دنوں میں اور نمازوں کے بعد اور فرش پر اپنے خیمہ میں اپنے مجلس میں چلتے پھرتے ان دنوں میں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں تیرہویں تک۔ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ تکبیر کہتی تھیں قربانی کے دن اور عورتیں تکبیر کہتی تھیں مردوں کے ساتھ مسجد میں نماز کے بعد (صحیح بخاری)

سلمان فارسی صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تکبیر کہو اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد حضرت عمر و ابن مسعود سے اس طرح ثابت ہے

پہلی تاریخ ذی الحجہ چاند دیکھنے کے بعد سے ناخن ترشوانا۔ زیر ناف کے بال لینا لبوں کو ترشوانا سر کے بال منڈانا ترشوانا بغل کے بال لینا ناک کے بال لینا

ہر ایک ممنوع ناجائز ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہے مرد ہوں یا عورتیں۔
عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ وبشرہ شیئا وفی روایۃ فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا وفی روایۃ من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ رواہ مسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب عشرہ ذی الحجہ داخل ہو اور بعض مسلمان قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ چھوئے اپنے بال بدن سے کوئی چیز۔ ایک حدیث میں ہے ہرگز نہ لیوے اپنے بال اور نہ ناخن ترشوائے اور ایک حدیث میں ہے جو شخص چاند دیکھے ذی الحجہ کا اور قربانی کا ارادہ رکھتا ہے وہ نہ لیوے اپنے بال اور نہ ناخن جس کو قربانی میسر نہیں وہ بھی حجامت نہ کراوے اس کی وجہ سے اللہ پاک اس کو قربانی کا ثواب عنایت فرمائے گا بعد قربانی کے حجامت کراوے۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت بیوم الاضحی جعلہ اللہ عیدا لھذہ الامۃ قال لہ الرجل یا رسول اللہ ارایت ان لم اجد الا منیحۃ انثی افاضحی بھا قال لا ولکن خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتمام اضحیتک عند اللہ رواہ ابوداؤد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کا دن اس امت کی عید اللہ نے کی ہے۔۔۔۔ ایک آدمی نے کہا کہ اگر قربانی کو نہ ملے ایک جانور دودھ والا عاریت کا ہے اس کو قربانی کردوں آپ نے فرمایا نہیں اپنے بال اور ناخن لیلے اور ترشوا اپنے لبوں کو زیر ناف کے بال لیلے۔ تیری یہی پوری قربانی ہے۔

قربانی کرنا سنت موکدہ ہے بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اگر قربانی نہ کریگا باوجود وسعت وفراخی کے گنہگار رہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی پر ہمیشہ دوام کیا ہے۔ دو جانور قربانی کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور اہل وعیال کی طرف سے اور ایک جانور اپنی امت کی طرف سے جو قیامت تک مومن مرد اور مومنہ عورتیں ہوں گی اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوں گے اور شرک سے پرہیز کرتے ہوں گے امت کو بھی چاہیئے کہ آپ کی طرف سے قربانی کرتے رہیں اللہ کے لئے۔ حضرت علی کو آپ نے وصیت کی کہ اے علی میری طرف سے قربانی کرتے رہنا حضرت علی برابر قربانی رسول اللہ کی طرف سے کرتے رہے۔
عن حنش قال رایت علیا یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ ابوداود والترمذی۔ ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسعت رکھتا ہے قربانی کی اور قربانی نہ کیا ہمارے عیدگاہ کے قریب نہ ہو حدیث کے یہ لفظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا رواہ الحاکم مرفوعا ھکذا وصححہ وموقوفا (ترغیب) حضرت علی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو قربانی کرنا اور چاہتے رہو اللہ سے اس خون گرانے پر ثواب اس کا خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے بیشک وہ خون اللہ کی حفاظت میں واقع ہوتا ہے (طبرانی ترغیب)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کا حکم فرمایا ضحوا قرآن شریف میں بھی قربانی کو بصیغہ امر فرمایا فصل لربک وانحر نماز پڑھ اپنے رب کی اے نبی علیہ السلام اور قربانی کر۔

قربانی کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قربانی کی خوشی نفس سے ثواب کے خیال سے وہ قربانی پردہ ہو جائے گی آگ جہنم سے۔ (طبرانی کبیر ترغیب)
قربانی کے دن اللہ کے نزدیک قربانی سے بڑھکر کسی اور نیکی نفلی کا ثواب نہیں عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم انہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا رواہ الترمذی وابن ماجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں نہیں عمل کرتا بنی آدم کوئی عمل دن قربانی کے کہ زیادہ محبوب ہو اللہ کے نزدیک خون بہانے سے بیشک قربانی آئے گی (حضور الٰہی میں) قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں کھروں کے ساتھ اور بیشک (قربانی) کا خون البتہ واقع ہوتا ہے اللہ کے نزدیک مرتبہ قبولیت میں زمین پر گرنے سے پہلے۔ خوش ہو جاؤ ان قربانیوں پر
زید بن ارقم صحابی کہتے ہیں صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ قربانی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا یہ سنت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی لوگوں نے کہا ہمیں اس میں کیا ثواب ہے آپ نے فرمایا ہر بال پشم کے بدلے میں ایک ایک نیکی (احمد، ابن ماجہ) بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے پل صراط کے اوپر یہ قربانیاں تمہارے لئے سواریاں ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ کھڑی ہو جا اپنی قربانی کے پاس حاضر رہ بیشک جو قطرہ خون کا گریگا ہر ایک قطرہ کے بدلے میں تیرے ہر ایک گناہ کی مغفرت ہو۔ یہ قربانی قیامت کے دن مع گوشت خون کے لائی جائیگی تیرے ترازو میں ستر سے زیادہ کئی درجے ابو سعید خدری نے کہا یا رسول اللہ کیا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے یا عام مسلمانوں کے لئے ہے آپ نے فرمایا آل محمد کے لئے خاصکر اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی۔

قربانی کا جانور عیب دار نہو

حضرت علی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا سینگ ٹوٹے ہوئے جانور سے۔ (ترمذی حدیث صحیح ہے)
براء بن عازب صحابی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار چیز قربانی میں جائز نہیں۔ اندھا جانور جس کا اندھا ہونا ظاہر ہے۔ جس جانور کی بیماری ظاہر ہے اور جو جانور کھلا ہوا لنگڑا ہے۔ لاغر جانور بے مغز۔ (ترمذی حدیث صحیح ہے)
عتبی بن سلمی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قربانی میں اس جانور سے جس کا کان اکھڑا ہوا ہے سوراخ تک اور جس جانور کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہے جڑ تک اور وہ جانور جس کی آنکھ جاتی رہی۔ اور وہ جانور جو چل نہیں سکتا لاغری اور کمزوری کے سبب اور وہ جانور جو بے مغز ہے دبلا ٹوٹا ہوا (احمد)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جانور کے آنکھ کان ناک دیکھ لیویں نہ قربانی کریں اس جانور کی جس کا کان آگے سے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہے یا کان پھٹا ہوا ہے یا اس کے کان میں گول سوراخ ہے۔

قربانی کا جانور بہتر جانور ہونا چاہیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر قربانی مینڈھے کی ہے۔ ابوامامہ صحابی کہتے ہیں کہ ہم لوگ قربانی کا جانور پال کے موٹا تازہ کرتے تھے اور مسلمان بھی اسی طرح کرتے تھے سینگ والا جانور خوبصورت چت کبرا سفید وغیرہ قربانی میں بہتر جانور ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ذبح کرو مگر مسنہ اور اگر دشوار ہو تو ذبح کرو دنبہ۔ مسنہ سے مراد یہ ہے کہ دانت والا ہونا چاہیے جو بکری دانتی ہوئی نہیں اس کی قربانی درست نہیں۔

قربانی کرنیکا طریقہ

دسویں ذی الحجہ کو جب ایک نیزہ آفتاب طلوع ہو اس وقت نماز عید پڑھنا مسنون ہے یعنی اشراق کے وقت مکان سے تکبیر کہتا ہوا بلند آواز سے عیدگاہ میں جاوے برابر تکبیر کہتا ہوا دوسرے راستہ سے گھر میں واپس آوے عورتوں کو عیدگاہ لیجانا سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عید میں لیجانیکا حکم فرمایا احادیث صحیحہ اس پر موجود ہیں نماز عید کے بعد قربانی عیدگاہ میں کرنا سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز پڑھکر فارغ ہوتے تھے دو جانور مینڈھا دنبہ یا بکرا آپکے سامنے لایا جاتا آپ قربانی کرتے نماز عید کے قبل کچھ نہیں کھاتے تھے۔ قربانی کرکے قربانی کا گوشت کھاتے تھے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یذبح وینحر بالمصلی رواہ البخاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے اور نحر کرتے تھے عیدگاہ میں نحر کہتے ہیں قربانی کرنے کو۔ قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا کر اس دعا کو پڑھنا چاہیے رسول اللہ اسی طرح کرتے اور یہ دعا پڑھتے ابو داؤد وغیرہ میں ہے۔

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک بسم اللہ واللہ اکبر کہکر ذبح کرے پھر اس دعا کو پڑھے اللھم تقبل من فلان اے اللہ قبول کر فلاں کی جانب سے یعنی فلاں کی جگہ نام زبان سے کہے خلوص نیت کے ساتھ قربانی کرنے نیت اللہ کی طرف دل کو رجوع کرلے محبت الٰہی میں رضا الٰہی کے لئے قربانی کرے مال حرام سے قربانی قبول نہیں ریاکاری دکھلانے سنانے کی قربانی قبول نہیں قربانی کے گوشت سے اور اس کے چمڑے سے اجرت قصاب کو دینا درست نہیں قربانی کی کھال کو فروخت کرنا درست نہیں قربانی کا چمڑا صدقہ کردیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑا اور جھل صدقہ کردیا تھا۔ (بخاری مسلم)

ایک قربانی کے جانور میں کتنے شریک

گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں اونٹ میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں (ترمذی وغیرہ) بکری میں گھر بھر شریک ہوسکتے ہیں عن عطاء بن یسار قال سئلت ابا ایوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رجل فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ عنہ وعن اھل بیتہ فیاکلون ویطعمون حتی تباھی الناس فصار کما تری رواہ ابن ماجہ والترمذی وصححہ عطا کہتے ہیں میں نے سوال کیا ابوایوب انصاری سے کس طرح قربانی تم لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ کہا تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بکری اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے کرتے تھے اور کھاتے کھلاتے تھے یہانتک کہ اب لوگ فخر کرنے لگے جس کو تم دیکھتے ہو زیادہ قربانی کوئی کرے خالص نیت سے رضا الٰہی میں بہت بہتر ہے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ کی قربانی کی اور ایک گائے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی کیا تھا صحیح مسلم میں یہ موجود ہے۔

ابورافع صحابی فرماتے ہیں بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تھے دو مینڈھے موٹے تازے سینگ والے سفید یا چت کبرے خریدتے تھے جب نماز عید پڑھتے تھے خطبہ سناتے ایک جانور آپکے سامنے لایا جاتا تھا اور آپ عیدگاہ ہی میں کھڑے ہوتے اس کو ذبح کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے جن لوگوں نے اے اللہ تیرے ایک ہونیکی گواہی دی اور شرک سے بچے اور میرے رسول ہونیکی گواہی دی پھر دوسرا جانور سامنے لایا جاتا خود اس کو ذبح کرتے اور فرماتے یہ محمد اور آل محمد کی جانب سے ہے۔ پھر گوشت کھلاتے مسکینوں کو اور خود بھی کھاتے اور آل و اولاد کو بھی اپنی کھلاتے دونوں قربانیوں سے۔ (مسند احمد حدیث حسن ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی کیا ہوا دو جانور خرید کیا ایک اپنی طرف اور آل اولاد کی طرف اور ایک امت کی جانب سے قربانی کیا (احمد ابوداؤد) قربانی کے گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ محتاجوں کو۔ اور عزیز رشتہ دار دوست احباب کو کھلاویں ایک حصہ خود کھاویں۔ ایک حصہ اگر ذخیرہ جمع کرنا چاہیں گوشت کو سکھا کر درست ہے۔ قربانی کے گوشت کے لئے آپنے فرمایا کھاؤ جو کچھ چاہو اور لوگوں کو کھلاؤ۔ ذخیرہ جمع کرو دوسری حدیث میں ہے کھاؤ جو کچھ چاہو۔ قربانی کا گوشت فروخت نہ کرو۔ کھاؤ کھلاؤ صدقہ کرو اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاؤ فروخت نہ کرو۔

مُردے کی طرف سے قربانی کرنا

مُردے کی طرف سے قربانی کرنا چاہیے حضرت علیؓ والی حدیث اور گذر چکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وصیت کی کہ اے علی میری طرف سے قربانی کیا کرنا۔ رسول اللہ کے انتقال کے بعد برابر حضرت علیؓ رسول اللہ کی طرف سے قربانی کرتے تھے رسول اللہ صلعم نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی کی امت میں زندہ مردہ اور جو قیامت تک ہونے والے ہیں سب شامل کرلئے مُردے کی طرف سے جو قربانی کی جاوے اس کا گوشت صدقہ کردیا جاوے اور اگر خود بھی کھاوے درست ہے۔ رسول اللہ صلعم دونوں قربانیوں سے گوشت کھایا کرتے جو آپ اپنی طرف سے اور آل اولاد کی طرف سے کیا کرتے تھے اور جو امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے مسند امام احمد کی حدیث میں صاف لفظ سے یہ موجود ہے۔

قربانی کا دن

دسویں تاریخ عید کا دن قربانی کا بڑا بزرگ دن ہے اس دن یہ بیسہ صدقہ خیرات کرنے میں اتنا ثواب نہیں ہے جس قدر خون بہانے میں ثواب ہے یعنی قربانی کرنے میں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے قربانی کے دن کھانے پینے کے دن ہیں اور ذکر اللہ کے دن ہیں یہ دن مسلمانوں کی عید کے دن ہیں ایام تشریق میں بھی بالاتفاق قربانی کرنا درست ہے نماز عید پڑھکر قربانی کرنا چاہیے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص نماز عید کے پہلے ذبح کرے وہ دوبارہ قربانی کرے حاصل یہ ہے سنت کے مطابق جب عید ہوگئی اس کے بعد قربانی کرسکتا ہے شہر قصبہ دیہات کے کل لوگ نماز عید کی پڑھیں

اقوام قبل الاسلام

از جناب مولانا سید فضل اللہ شاہ صاحب شاہجہانپوری

فطرت کی نیرنگیوں نے ہمیشہ انقلاب برپا کیا ہے۔ ان کا اتار چڑھاؤ ان کی بلندی و پستی کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہی معمورہ ارض کے چپہ چپہ پر اس کی صداقت و بطالت حق پرستی و باطل نوازی کے نہیں معلوم کتنے روشن کارنامے ابتک اوراق تاریخ کی زینت ہیں جن کو امتداد زمانہ بھی نہ مٹا سکا اور باوجود صدیوں اور قرنوں کے گذر جانے کے ابتک اسی طرح زبان زد خلائق ہیں کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات ماضی قریب میں ان آنکھوں نے دیکھے تھے اس کے عارضی حکمران اپنے تخیل میں دائمی حکومت کا نقشہ کھینچکر نہیں معلوم کتنے بے گناہوں سے دست بگریبان ہوتے ہیں اور مجبور انسان کے خون سے ہولی کھیلنے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ جس عدل پرور کو ظالم کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھاتے اور اس میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی تصور کرتے ہیں دنیا کے گوشہ گوشہ سے کہیں بیگناہوں کا خون اچھلتا ہے۔ کہیں ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے اور کہیں فطرت کے خلاف جہاد کرنے والوں پر ان کی عصمت نوحہ کرتی ہے کتنے بت ہیں جن کو خدا کا رقیب کہا جا رہا ہے کتنے درندے اور پرندے ہیں جو الٰہی قوت کے مظہر کہے جا رہے ہیں کتنے ملائک ہیں جن کو اللہ کی آل کہکر پکارا جا رہا ہے کتنے جن ہیں جن کو اس قادر مطلق کی ملکیت میں حصہ دار بنایا جا رہا ہے غرضکہ کہیں جن ہیں کہیں ملائکہ کہیں درندے ہیں اور کہیں پرندے کہیں آگ ہے کہیں پتھر جو خدائی کے منصب جلیل پر قائم ہیں اور رب رحمن و رحیم، قادر قیوم قہار و جبار اور اسی قبیل کے خالص خدائی صفات سے یاد کئے جا رہے ہیں اور ان خود ساختہ خداؤں کی مجبوری و لاچاری ہونے کے باوجود ان کو صفات الٰہیہ سے متصف کرنا عقل جیسی بہتر عطیہ کبریٰ سے انحراف کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

ترقی کے مختلف دور آئے اور گئے تاریک عقلوں میں روشنی بھی ہوئی مادی ترقیات میں جدید تحقیقاتیں بھی کی گئیں مگر اس ایک ذات کی تحقیق سے عقول عقلا قاصر رہیں۔ اور اذہان بشری ابلیسی فریب میں ایسے پھنسے کہ پھر تمام زندگی نکلنا محال ہو گیا خود بینی و خود سری کا سودا دماغوں میں سمایا کہ ایک دوسرے کی مخالفت کرکے اتحاد و اتفاق کی ساری بنیادیں کھوکھلی کردیں نفاق کی بنیادیں مذہبی رنگ میں اور رنگیں چلی گئیں جن کا سلسلہ عہد بعہد بڑھتا ہی گیا اپنی عقلوں اور اختلاف کو مٹانے کے لئے جگہ جگہ قوموں میں ہمیشہ ایک نہ ایک سلیم الطبع معتدل المزاج صحیح العقل انسان ان گم کردہ راہ کی رہبری کرتا رہا جس کا حق انتخاب اللہ کے علاوہ کسی غیر کو نہ ہوا جس کو مذہب کی اصطلاح میں نبی یا رسول کہتے ہیں ان رہبروں میں کی جلیل القدر ہستیاں انبیاء و رسل ہونے کے اعتبار سے حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے آخر خشمت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سب ائمہ کے سردار بھی ہیں۔ اول الذکر یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے انسانی اصلاح کا کام شروع ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کی بنیادی تعمیر کا ستون قائم کیا جاتا ہے اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے گذر کر حشمت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اس کی تکمیل کا اعلان اس طرح کر دیا جاتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

اصلاحی ضرورت جب دائمی ہوئی تب رہبر کا انتخاب عمل میں آیا مگر ظالم و جاہل اور احسان فراموش انسانوں نے حق و صداقت کی آواز سے ہمیشہ گریز کیا اور بعض پیروان مذہب کے مدعیوں نے منافقانہ عبادت میں پیش قدمی کی جن کی سیہ کاریاں آج بھی اس طرح روشن ہیں جس طرح انسان کا ظلم بہ کثرت لوگ آئے اور چلے گئے۔ پکارنے والے نے پکارا اور سننے والے نے سنا اور پھر رخصت ہو گیا اور مابعد کے لئے اپنے نقوش اس صفحہ ہستی پر چھوڑ گیا۔ نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد جو کچھ ہوا وہ تو ہوا مگر موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے بعد جو کچھ ہوا اس کا وجود بعثت نبوی سے پہلے جس رنگ میں بھی ان کی مذہبی اور تمدنی زندگی کا مختصر تذکرہ کیا جائیگا تاکہ اندازہ بخوبی ہو سکے کہ اس وقت کے مدعیان مذہب میں اصلاح روح کا عنصر کس قدر موجود تھا اور پیروان دین میں اتباع مذہب کا کتنا جذبہ تھا جس کے ماتحت انہیں نے کیا کیا قربانیاں کیں اور کتنا ایثار کیا اور اس ایثار و قربانی حقانیت و صداقت کی کتنی روح تھی۔

ایران عرب کی ہمسایہ سلطنتوں میں بڑی سلطنت روم تھی جو ارض معمورہ کے وسط میں واقع تھی اس کے شہری حدود ان پہاڑوں سے لیکر جو شمال عراق میں عقبہ حلوان سے متصل ہیں۔ آرمینیہ۔ باب الابواب طبرستان، جرجان بلقان۔ آمان۔ شاہران۔ رے۔ طالقان اور جیلان تک اور بلاد خراسان نیشاپور۔ سرخس۔ ہرات۔ خوارزم، بلخ۔ بخارا۔ سمرقند، فرغانہ۔ چاچ وغیرہ سے لیکر سجستان، کرمان، فارس اہواز۔ اصفہان اور اس کے نواح تک تھے یہ تمام ممالک سلطنت فارس کے ماتحت تھے۔ ان کا بادشاہ بھی ایک تھا اور ان کی زبان بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک تھی یہاں کے باشندے اقلیم و وطن کے لحاظ سے تمام قوموں سے ممتاز تھے۔ ان کی شرافت ان کا علم ان کا تمدن ان کی تہذیب کے سب معترف تھے۔ علم طب۔ علم نجوم اور عالم سفلی میں تاثیرات کواکب کا ان کو بڑا علم تھا۔ سیاست ملکی و جہانبانی میں ان کے بادشاہ دوسرے بادشاہوں سے سربرآوردہ تھے جن کی تدبیر نے ان کو عرصہ تک مملکت ایران کا تاجدار بنائے رکھا۔

داعیان سلطنت اپنے ملک کی حفاظت اور مملکت کی خاطر دشمنوں کے مقابلہ میں جان و مال لٹا دینے میں دریغ نہ کرتے عرصہ تک یہی سلسلہ قائم رہا مگر اتفاق و اتحاد تحفظ و تعاون کا مضبوط قلعہ زمانہ کے سیلاب و حوادث سے بچ نہ سکا اور آپس ہی میں ایک دوسرے کا رقیب بن بیٹھا۔ لڑائیوں کا سلسلہ جاری ہو گیا قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا آئے دن کی مسلسل مصیبتوں یا امراء و اعیان سلطنت کی عیاشیوں اور خود غرضیوں نے عدل و انصاف اخلاص و صداقت ہمدردی و تعاون شجاعت و بضاعت جیسے اخلاق چھین کر

جن کے افراد سے قومی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے مٹا دیا اور وہ سرزمین جو کسی زمانہ میں فارسی علم و ادبیت کا گہوارہ تھی اور جس کی آب و ہوا میں بڑے بڑے شعرا اور ادیب حکما و عقلا پرورش پاتے تھے حوادثات و انقلابات طبائع سے آپس میں خانہ جنگیوں کے سبب خون سے لالہ زار ہو رہی تھی اور زمانہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈیڑھ صدی بیشتر ساسانی شوکت اور کیانی جاہ و جلال کا ایران سے جنازہ نکالا جا رہا تھا۔ اور فارس کی آخری شمع چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہی تھی جس کو صبح کی ہوائی جھونکوں نے ہمیشہ کے لئے بجھا دیا اور ان کا ستارہ تمدن برج نحس میں ہمیشہ کے لئے چلا گیا اور ان کی لمبی چوڑی سلطنت انہیں کی نذر ہو گئی۔

اہل ایران ابتدا از نوح علیہ السلام کے دین کے موافق موحد تھے مگر بہاسپ کے عہد میں بادشاہ طہمورث کے عہد اسپ نے صابیہ کا مذہب لیکر ایران آیا اور اس نے بادشاہ کو اس دین کی دعوت دی جس کو اس نے خود قبول کیا اور اہل فارس کو بھی اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا بالآخر رفتہ رفتہ سب نے اس کو قبول کیا اور فارس ستارہ پرستی کا مرکز بن گیا جس کا اثر عقول و اذہان پر اتنا گہرا ہوا کہ فارسی ادبیات میں افلاک اور ستاروں کی مدح و ستائش محاسن و صفات کی کارفرمائی آجتک نمایاں ہے۔ اہل فارس اٹھارہ سو برس تک اسی صابی یعنی کواکب پرستی پر قائم رہے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا طبیعتوں میں انقلاب پیدا ہوتا جاتا۔ بلکہ جس خیال انسانی نے نئے نئے معبودوں کی تلاش شروع کر دی تھوڑی مدت میں یہ ذوق عام ہو گیا۔ مگر جوں جوں تلاش و جستجو کی راہوں کو روشن کیا جاتا وہ تاریک تر ہوتی چلی جاتیں۔ لہتاسپ شاہ ایران کے عہد حکومت تیسویں سال میں زرتشت نے ظہور کیا اور ایک نئے عقیدے و مذہب کی داغ بیل ڈالی آگ اور تمام روشنیوں کی پرستش، نور و ظلمت سے ترکیب عالم اور پانچ قدیم چیزوں باری تعالیٰ۔ ابلیس۔ ہیولیٰ۔ زمان و مکان شریعت مجوس کے اعتقادات میں شامل کیں اس تاریک عہد میں "زرتشتی" روشنی نے نور ظلمت یا خیر و شر کے خالق یزدان و اہرمن اور آگ کو اس کا مسجود بنا کر دین صابیہ کا خاتمہ کر دیا۔ "زردشت" نے دین مجوس کی دعوت لہتاسپ شاہ ایران کو دی اس نے بخوشی اس کو قبول کیا اور اہل فارس ... ...

... ...

کو بالجبر مجوسی بنانے کے لئے ایک خونریز مذہبی جنگ کی اور تمام اہل فارس کو اپنا مطیع و فرمان بردار بنا لیا۔ بالآخر سب نے صابیہ کا مذہب ترک کر کے "زردشت" کو نبی مرسل تسلیم کیا۔ یہ عقیدہ بڑی تیزی کے ساتھ ملک میں پھیل گیا۔ لوگوں نے اپنا روحانی علاج اس عقیدے سے کرنے کی بیسود کوشش کی چنانچہ سو برس تک اہل فارس اسی زروشتی عقیدے پر قائم رہے واقعہ یہ ہے کہ مجوسی مذہب کی بنیاد دو ثنویت پر ہے اور اس میں خیر و شر کا دو الگ الگ قوتیں تسلیم کی گئی ہیں یزدان نور اور خیر کا خدا اہرمن تاریکی و شر کا خالق ہے عبادت کی بنیاد آتش پرستی و آفتاب پرستی پر رکھی گئی ہے اور روشنی کو یزدانی صفت کا مظہر سمجھا گیا ہے اور اس نے خیر و شر کی گتھیوں کو یوں سلجھا دیا لیکن طبیعتوں کا اطمینان اس مرکب تعلیم سے نہ ہو سکا اسی بے اطمینانی اور کشمکش میں مانی نے مسیحیت اور مجوسیت کو ملا کر مذہب کا ایک نیا مرقع تیار کیا جس میں نور ظلمت کی ایسی ملاوٹ کی جس سے آخر تک اس قوم کو چھٹکارا نہ ہوا۔ اس کی امتیازی تعلیم یہ تھی کہ دنیا گناہ ہے اس لئے اس لئے اس سے علیحدگی اختیار کر کے اس کو تباہ و برباد کر دینا چاہئے اور رہبانیت کی زندگی بسر کر کے نسل انسانی کو منقطع کر دینا چاہیے تاکہ دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔

اخلاقی حیثیت سے محرمات کا وجود ہمیشہ ان کے ہاں مختلف رہا ہے باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لے لینا کوئی معیوب نہ تھا یزدگرد ثانی جو پانچویں صدی کے وسط میں وہاں کا بادشاہ تھا اس نے اپنی بیٹی سے عقد کیا اور پھر اس کو قتل کر ڈالا عورتوں کو اس قوم اور اس تہذیب میں جو حیثیت حاصل تھی وہ ان کے فارسی ادب کے مایۂ ناز شاعری ذخیرے جس کو شاہنامہ کے نام سے دنیا یاد کرتی ہے اس کے اوراق میں آج بھی نظر آ رہی ہے عورتوں کی بے وفائی بدزبانی عصمت فروشی شراب نوشی اور ان پر عدم اعتماد پرانے ایرانی عقیدے کے بڑے اجزا رہے بادشاہ اور امیروں کے دربار میں کوئی بیٹھ نہیں سکتا اور ان کے خلاف کوئی لب کشائی نہیں کر سکتا ان کے جرائم پر ان کو سزائیں نہیں دی جا سکتی رعایا ان کے مظالم کے سامنے دم نہیں مار سکتی تھی۔ محکوموں اور مظلوموں سے اپنی خدائی کا اقرار کرا کے سجدے کراتے اور اپنی ربوبیت کے گیت گواتے تھے جبر و اکراہ کا غیر مختتم سلسلہ جاری تھا ان منافرت سوز مناظر سے نفرت کرنے لگا تھی کہ یکایک طبیعتوں میں انقلاب پیدا ہوا اور محکومی و غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے کی نئی نئی راہیں پیدا ہونے لگیں۔

رومی عیسائیوں نے باشندگان فارس کی مذہبی و اخلاقی قوانین سے بیزاری کو دیکھ کر والی ایران پر حملہ کر دیا ایران کی پریشانی اور متنفر رعایا نے اپنے بادشاہ کا ساتھ نہ دیا عرصہ تک جنگ کا سلسلہ قائم رہا جس کی وجہ سے ملک کا بڑا حصہ پریشان ہو گیا جس سے ان کا ملکی و مذہبی اقتدار خطرے میں تھا۔ آتشکدوں اور گرجاؤں کی باہمی آویزش کا پر ارکن مشغلہ پیدا ہو گیا جب رومی فاتح ہوتے تو آتشکدے ٹوٹ کر گرجا بنجاتے اور جب ایرانی غالب آتے تو گرجا ٹوٹ کر آتشکدے تعمیر ہو جاتے اسی شکست و ریخت تعمیر و تخریب نے ایرانی فرمانرواؤں کا اقتدار و عصبیت دونوں رعایا کے دل سے نکال دیا تھا بہرحال اس وقت ایران کا تاج و تخت رومیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور اس کو ایک نیک دل اور سچے حکمران کی ضرورت تھی اس ضرورت کے لئے قرعہ اندازی ہوئی اتفاق سے جہانبانی کا یہ قرعہ قباد اول بن فیروز کے نام نکلا جو کبھی تخت نشینی و تاج پوشی کے قابل نہ تھا چونکہ فیصلہ ہو چکا تھا اس لئے اس کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی بغاوت کی آگ اور زیادہ تیز ہوئی اور بدنظمی و بے ترتیبی و بدنظمیوں کا سلسلہ بعد برند بڑھتا ہی گیا رعایا نے مجبور ہو کر بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ قباد کی نااہلیت نے ملک کی بدنظمیوں اور اخلاقی خرابیوں میں اضافہ کر دیا ہے اگر اس فتنہ کا سدباب نہ کیا گیا تو آئندہ اس کے مقابلہ کے لئے کافی طاقت کی ضرورت پڑے گی اس لئے اس کو تورا

---

[1] زروشت میڈیا کا باشندہ تھا اس کا تعلق قبیلہ مجوس سے تھا مگر اپنے مذہب کی اشاعت میں اسے پہلے بلخ میں کامیابی ہوئی جہاں وہ لہتاسپ کو اپنے مذہب میں لانے میں کامیاب ہوا اور اس کے بعد یہ مذہب تمام ایران میں پھیل گیا ۵۸۳ء قبل مسیح ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲

تخت و تاج سے محروم کرکے قید کر دینا چاہیئے اس حکم پر حاضرین نے اپنے اپنے دستخط کر دیئے اس پر دستخط کرنے والے وہی تھے جو اس کے حامیوں اور مددگاروں میں شمار کئے جاتے تھے۔

قباد کو قید کر دیا گیا مگر وہ کسی صورت قید خانہ سے بھاگ نکلا اور تاتاریوں میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تاتاریوں نے اس کی اعانت کی اور کافی تعداد میں لشکر اس کے ہمراہ کرکے اس کو ایرانی تخت و تاج حاصل کرنے میں مدد دی قباد ان شورہ پشت امراء و اعیان پر غالب آگیا اور تاج و تخت کا دوبارہ مالک بنا دوبارہ تخت نشینی کے بعد اس نے اپنے موجودہ نظام میں تبدیلی کرکے رعایا کو مطمئن کر دیا اور وہی رعایا جو اس سے پہلے اس کی دشمن تھی اب اس کی جان نثار بن گئی۔

ایک طرف تو یہ ملکی سکون کے قیام کی تدبیریں کی جا رہی تھیں اور دوسری طرف اس سے بھی زیادہ تاریک وبا ملک پر نازل ہو رہی تھی جس سے اس قیت کا روحانی سکون اور عقائد و ملت کی کڑیاں جدا ہو جانے والی تھیں۔

قباد کے عہد میں ایک شخص آیا جس کا نام مزدک تھا اور ملک میں اپنے عقیدے کو پھیلانا شروع کر دیا کہ دولت اور عورت کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بلکہ تمام جماعت میں مشترک ہونا چاہیئے چنانچہ ایک شخص کی بیوی مزدکی عقائد کے اعتبار سے ہر شخص کے ساتھ رہ سکتی تھی عیش پرست اور ہوس پرست عوام و امراء نے بہت جلد اس عقیدے کو قبول کر لیا اور ملک میں ایک نئی بداخلاقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اس تعلیم کو پھیلے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ امراء و اعیان سلطنت کے ساتھ ساتھ قباد نے بھی اس مخرب اخلاق عقیدہ کو قبول کر لیا اور مزدک کی تعلیم کا جادو اس پر بھی چل گیا اب کیا تھا رہی سہی تونی روک ٹوک بھی جاتی رہی اور شاہی اقتدار میں اس کو ترقی ہونا شروع ہو گئی۔ قوم کی اخلاقی حالت پر اس بیہودہ تعلیم کا جو اثر پڑ سکتا تھا وہ ظاہر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک عیش پرستی کے نشہ میں سرشار ہو گیا۔

اس عام عیاشی کو جاری ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ قباد اور نوشیرواں میں جنگ چھڑ گئی اور بڑی کشمکش کے بعد نوشیرواں غالب آگیا اور قباد پسپا ہو گیا ۵۳۱ء کے ختم ہوتے ہی ایرانی تخت و تاج کا مالک خسرو نوشیرواں بنا تخت نشینی کے بعد ہی اس نے قباد کے حامیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا اور ہزاروں انسانوں کو محض اس شبہ میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ وہ قباد کے حامی ہیں اس نے ایرانیوں سے عدل پروری کا لقب صرف اس بنا پر حاصل کیا کہ امراء و اعیان سلطنت انشروال اور ہزاروں بے گناہوں کو قتل کر دیا مزدکی فتنہ کو اس نے تلوار کے زور سے دبا دیا اور زردشتی اصول کو دوبارہ فروغ دینا چاہا مگر خود اس کا بیٹا نوشزاد تثلیث پرستی کی طرف مائل تھا جس کے جرم میں اس کو قید کر دیا گیا عرصہ تک قید و بند کی مصیبتوں کو برداشت کرنے کے بعد قید خانہ سے بھاگ کر ایک طاقتور عیسائی فوج سے جا ملا اور ان کی اعانت سے زردشتی فوج سے برسرپیکار ہوا اور پسپا ہو کر مارا گیا۔ چونکہ زردشتیت کے ساتھ ساتھ تثلیث کا تخم بھی بو دیا گیا تھا اس لئے اس کی شاداب ٹہنیاں آہستہ آہستہ ملک کے طول و عرض میں پھیلتی رہیں۔ ۵۳۱ء سے لیکر ۵۴۰ء تک ملک اسی زردشتی اور تثلیثی فتنہ میں مبتلا رہا اور اسی کشمکش میں ۵۷۹ء میں نوشیرواں نے وفات پائی اس کے بعد ایران کا تخت ہرمز چہارم کے حصہ میں آیا لیکن بغاوت کے سلسلوں اغیار کی دست اندازیوں کے ساتھ ساتھ اندرونی پٹھیوں اور باہمی خانہ جنگیوں کے غیر مختتم سلسلے نے ہرمز کو پھینک دیا۔ امراء کی عیش پرستی اور عوام کی بداخلاقی میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ان کا سیاسی انحطاط بڑھتا ہی گیا اب فارس کے آتشکدے میں روحانی زندگی کے لئے کوئی چنگاری بھی نہ تھی جو شعلہ زن ہوا ظلمت خیر و شر کی دوئی کے فلسفے نے ایران کی عملی طاقت فنا کر دی اور بیسیوں چھوٹے بڑے فرقے پیدا ہو گئے جس میں سب سے اہم مانوی فرقہ تھا جو عیسائیت اور مجوسیت سے مرکب تھا۔ آخر میں مزدکی فرقہ کی بہیمانہ تعلیم نے ایران کی اخلاقی بنیاد کو اور بھی کمزور کر دیا نوشیرواں نے شاہانہ اقتدار اور قوت استبداد سے اس فتنہ کو بٹھا دیا مگر ایران کی اخلاقی زندگی ان کے خون کے چھینٹوں کے بعد بھی تشنہ ہی رہی ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایران کی سرزمین عرصہ سے توحید سے گوش آشنا نہیں ہوئی تھی اور اخلاق کی مصیبت سے شعبے ایسے تھے جو کبھی کے پردے میں لگ گئے تھے۔ گو وہ اپنے آپ کو توحید کی لڑی میں منسلک کرنے کے دعویدار تھے مگر ان کی یہ آرزو اور تلاش کبھی زردشتی دائرہ میں داخل ہو کر سرد پڑ جاتی اور کبھی مانی کے آغوش میں گم ہو جاتی اور کبھی صابئی دام میں پھنس جاتی کتنے رنگ چڑھے اور اترے کتنے دور آئے اور گئے۔ کتنی جنبش کی گئیں مگر ان کی ہر حرکت اور سکون صاف گواہ ہے کہ ان کی ہر ایک آرزو باطل تھی ان کی ہر اشتہا کاذب تھی۔

روم روم کے غربی حدود بلاد یونان سے متصل تھے جنوبی حدود میں بحر روم جو طنجہ اور شام کے درمیان مغرب سے لیا مشرق تک پھیلا ہوا تھا شمالی حدود میں روس بلغر وغیرہ کے شہر اور بحر ادنیانوس کے بعض حصے تھے مشرق میں بلاد یونان اور اقصائے اندلس میں جنوبی جانب بحر ادنیانوس اس کی حد تھی یہ ممالک جغرافی تقسیم کے اعتبار سے تین حصوں میں منقسم تھے مشرقی جانب بلاد اناتولیہ اور بلاد یونان کی حدود تھیں وسط میں بلاد فرانس اور اقصائے مغرب میں بلاد اندلس تھیں بلاد المانیہ کا شہر روما اس مملکت کا پایہ تخت تھا جس کی بنیاد ولادت مسیح سے قبل ڈالی گئی تھی۔ اس کا بانی رومولس لاطینی تھا جس کے نام سے یہ شہر منسوب ہوا یہ سلاطین روم میں پہلا مشہور فرمانروا ہوا۔ لاطینی بنائے روم کے بعد سے اس مملکت پر سات سو پچیس برس تک قابض رہے اس کے بعد اغسطس نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت یونان کو زیر نگین کرکے اپنی مملکت کیساتھ ملا کر ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر لی جس کا طول مشرق سے مغرب تک یعنی بلاد ارمنیہ سے اقصائے اندلس تھا اور ان دونوں ممالک کا پایہ تخت شہر روما تھا تین سو برس تک یہی حالت قائم رہی اس کے بعد قسطنطین پہلا بادشاہ جو مذہبا صابیہ تھا مگر کسی وجہ سے عیسائی بن گیا تھا خلیج (باسفورس) کے کنارے پر بلاد یونان کے وسط میں ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی جو اس کے نام پر اب تک قسطنطنیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہیں وہ رہنے سہنے لگا اس مملکت میں مختلف قومیں آباد تھیں جن کی تہذیب و تمدن مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے ایک دوسرے سے بالکل الگ تھیں ملکی و اور نظم و نسق نے اپنی ہمہ گیری کی وجہ سے عرصہ تک ان کو سر نہ اٹھانے دیا مگر شخصی اختلاف نے بڑھتے بڑھتے قومی اختلاف کی صورت اختیار کر لی اور وہ تمام قومیں مثل صقالبہ برجان وغیرہ کے جو قسطنطین کی مطیع و منقاد تھیں طاقت پکڑ کر اس کے حلقہ اطاعت سے باہر ہو گئیں اور ہر قوم نے اپنی الگ حکومت قائم کر لی یہاں تک [illegible]

میں ڈالی روما بھی اس کی اطاعت سے باہر ہوگیا اور جب اس کی جماعت بڑھ گئی
اور حکومت مستحکم ہوگئی تو اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا روم کا سیاسی انتشار
دن بدن بڑھتا ہی گیا حالانکہ وہ دی روما الکبری ہی جو یونان کے زوال کے بعد دنیا
کی سب سے بڑی سلطنت سمجھی جاتی تھی مذہبی جھگڑا اور اخلاقی پستیوں نے اختلاف
کی بنیادوں کو خوب مضبوط کردیا یہاں تک کہ ۳۲۳ء میں سلطنت روم کے حصے بخرے
اہل روم قدیم سے صابی المذہب تھے مگر جب قسطنطین اعظم نے سیاسی مصالح
کی بنا پر مذہب عیسوی قبول کرلیا جو اخلاص و صداقت سے بالکل خالی تھا تو اہل روم
بھی اپنے دین صابی یعنی ہیکلوں اور بتوں کی تعظیم و پرستش سے دست بردار ہو کر
عیسائی بن گئے اور باپ بیٹے روح القدس کا تثلیثی عقیدہ اہل حکومت میں پھیل
گیا عرصہ تک وہاں مذہب عیسوی کی اشاعت ہوتی رہی یہاں تک کہ روم کی اکثر
ہمسایہ قومیں مثل جلالقہ، صقالبہ، ہرجان اور اہل مصر کے سارے قبطی تمام اقوام سینا
مثل اہل حبش وغیرہ بھی اس مذہب میں داخل ہوگئے اور جو نیا ملک اس کے زمانہ
میں فتح ہوتا اس کی رعایا کسی نہ کسی طرح تثلیث میں شامل کرلیا جاتا یہ فاتحانہ اقتدار
نئی مذہبی تفریق کا مقدمہ ثابت ہوا اور عیسوی مذہب ایک صدی کے اندر بیسیوں
فرقوں میں تقسیم ہوگیا مگر بیرونی حملوں اور اندرونی بدنظمیوں نے اس کے عیش و نشاط
کو مکدر کردیا بالآخر قسطنطین اعظم نے اپنی فرمانروائی کے سترہ سال بمشکل پورے
کرکے ۳۳۷ء میں وفات پائی اور اپنے بعد خانہ جنگیوں کا نہ منقطع ہونے والا
سلسلہ چھوڑ گیا اعیان سلطنت میں مختلف قسم کی گروہ بندیاں ہوگئیں اور باہمی
نفاق و شقاق کی گرم بازاری ہوگئی سلطنت کے مختلف دعویداروں نے اپنی اپنی
جگہ قبضہ کرلیا جو قومیں عرصہ سے ان کی سیاسی حالات کو دیکھ رہی تھیں یکایک
حملہ آور ہوگئیں اور ایک طرف گوتھ، ونڈال وغیرہ بعض وحشی قبیلوں نے حملے شروع
کردیئے اور دوسری طرف دوسرے دور افتادہ صوبوں کی رعایا بغاوت پر آمادہ ہوگئی
جس سے پانچویں صدی کے آخر میں سلطنت روم کا وہ حصہ جو برطانیہ، فرانس وغیرہ
پر مشتمل تھا تباہ و برباد ہوگیا اور حکومت کا نظم و نسق رعایا کے حق میں ناقابل برداشت
ہوگیا کفایت شعاری جس قدر ضروری ہوتی تھی اسی قدر اس کی طرف سے بے
اعتنائی برتی جاتی اور جس قدر رعایا کے مصائب بڑھتے جاتے اسی قدر ان کے
ٹیکس میں اضافہ کیا جاتا تھا امراء و اعیان سلطنت نے بھی اپنے ذاتی مصارف کا
بار عام رعایا پر ڈالنا شروع کردیا جس کی وجہ سے وہ قلیل آمدنی سے بھی محروم ہوگئے جو
ٹیکس کی عدم ادائیگی کی صورت میں رعایا پر اس قدر جبر کیا جاتا کہ ان کے دلوں میں
حکومت کی طرف سے نفرت و عداوت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ وہی قوم جو کبھی اپنے
اس لقب پر فخر کرتی تھی اب اپنے آپ کو اس قوم کی طرف منسوب کرتے شرمانے لگی
اور رومی حکومت پر بربر یا حبشی سلطنت کی محکومیت کو ترجیح دینے لگی امراء
دربار اور سلاطین خود اپنی ناعاقبت اندیشی سے رعایا کو اپنا دشمن بنانے اور بغاوت
ہوتی تو فوج کشی میں ناکام رہتے پانچویں صدی کے آخر میں سی ڈینیوب سے لیکر دجلہ
و نیل تک کی زمین روم کے ماتحت رہ گئی تھی مورخین کا بیان ہے کہ رومن فوج کی
تعداد جو کسی زمانہ میں ۶۴۵۰۰۰ تھی اب شاہ جسٹنین کے زمانہ میں ۵۵۵ء میں ۱۵۰۰۰۰
رہ گئی تھی وہ بھی پراگندہ اور ابتر حالت میں تھی افلاس چھایا ہوا تھا رعایا فاقوں
مر رہی تھی فوج کی تنخواہیں چڑھی ہوئی تھیں لیکن امراء کی عیاشیوں اور فضول خرچیوں

باغات تباہ کئے جاتے ان کے مویشی نیلام کئے جاتے ان کی تجارتیں برباد کی جاتیں ان کی
ان کی جائدادیں نیلام کی جاتیں تنہیں فوجی جس طبیعیوں کو بہت سے سپاہیوں
کے نام رکھے جاتے مگر جنگ میں جانے کے لئے بہت تھوڑے تیار ہوتے فوجی افسر جنگی
شغل کی بجائے اپنا سارا وقت باہمی حسد و رقابت میں صرف کرتے اور ہر افسر
کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ دوسرے افسر کی بدنامی و ذلت سے ناجائز فائدہ اٹھاکر خود ترقی کا
منصب حاصل کرے ان اندرونی بدنظمیوں کو دیکھ کر بیرونی غنیموں نے اہل روم کو اکیلا
کیلئے چین سے نہ بیٹھنے دیا ہیرپروڈ، سارٹرس، گوہش وغیرہ کے پیہم حملوں نے روم کی رہی
سہی قوت کو پامال کردیا اور چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں روم اپنے زوال کے انتہائی
درجہ تک پہنچ گیا اور خود پایہ تخت میں غنیم کے گھس آنے کا خوف تمام آبادی پر چھایا ہوا تھا
تقریباً تمام کاروبار بند تھا وہ بازار اور سیرگاہیں جہاں شب و روز چہل پہل رہتی تھی
ویران اور سنسان پڑی تھیں ملک کی عام تمدنی و اخلاقی ابتری کے ساتھ ساتھ مذہبی حالت
اس سے بھی زیادہ مایوس کن تھی بت پرستی کو اکب پرستی اخلاق پستی بھی ہو رہی تھی اور
باپ بیٹا روح القدس کی خدائی کے بھی معتقد تھے مسیح کے رفع و صعود کے بعد ان کے
معتقدین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور مسیح پر روح القدس کی شخصیت کی تعیین
میں اختلاف رونما ہوا جس نے زبانی گفتگو سے گزر کر مجادلانہ صورت اختیار کرلی اور
فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوگئے بالآخر پال نے جو ایک نو عیسائی یہودی تھا غلبہ پایا
اور اپنی بدعات کی رو میں اہل مسیحیت کو ہمیشہ کے لئے بہادیا اور باپ بیٹے روح القدس کا
مشرکانہ عقیدہ پھیلانا شروع ہوگیا اور مقدس کتاب جس کے آسمانی ہونے کی شہادت
خود مسیح اپنے زمانے میں کرتے رہے اور جس کو دنیا آج بھی تورات کے نام سے پکارتی ہے جس کا
ایک لفظ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ مٹا سکے وہ ان کی روحانی شاگردی کے مدعی
پال کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے لعنت قرار پائی یہ اختلاف فتنہ اندر ہی اندر بڑھتا رہا اور
۶۱۵ء میں عیسائیت کے دو گروہوں میں ایک عظیم الشان جنگ چھڑی جس میں
۶۵۰۰۰ عیسائیوں کو دار السلطنت سے خارج البلد ہونا پڑا قوم کے روحانی پیشواؤں کے ایک اسقف
اعظم سینٹ سرل نے جو سفاکیاں کی ہیں تاریخ میں آج بھی اس واقعہ کی یاد تازہ
کرنے کیلئے کافی ہیں ایک مرتبہ اس نے اپنے مسلح مریدوں کو ہمراہ لیکر غیر مسلح یہودیوں
پر دھاوا کردیا اور ان کو پسپا کرکے جلا وطن کردیا ان کا مال و اسباب سرل کے مریدوں
کے لئے مال غنیمت ہوگیا ان کے معابد کو ڈھا کر زمین کے برابر کردیئے تاکہ ان کی نمایاں
مذہبی خصوصیت باقی نہ رہے ان کی یادگاریں مسمار کردیں تاکہ ان کے تمدنی و اخلاقی
آثار کا پتہ نہ چلے اسی سفاک سرل کا ایک حریف ہیپیشیا نامی عورت تھی ایک روز جب
وہ راستہ سے گذر رہی تھی تو سرل کے پانسو راہبوں کی جماعت نے اس قدر اس پر سنگ
باری کی وہ لہولہان ہوگئی سرل کی ایک خاتون دوست ہیپیشیا تھی ایک روز وہ
اپنی درسگاہ سے واپس آرہی تھی کہ راہبوں کے ایک گروہ نے اس پر حملہ کردیا
اور زبردستی اسے گاڑی سے اتار کر برہنہ کیا اور اسی حالت برہنگی میں شہر کی تمام
سڑکوں پر گھسیٹتے ہوئے کلیسا میں لائے جہاں پادری پیٹر نے گرز سے اس کا خاتمہ
کردیا اور قتل کے بعد اس کی نعش کے ٹکڑے کئے گئے اور گوشت ہڈیوں سے جدا کرکے
آگ میں ڈالا گیا یہی حالت ان تمام ملکوں کی تھی جہاں رومیوں کے زیر سایہ عیسوی
مذہب پھیلا ہوا تھا جس نے اس حقیقت کو ظاہر کردیا کہ مذہب ان جنگجوؤں
کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے سے بچ نہیں سکتا تیسری صدی سے لیکر ساتویں
صدی تک مسیحیت کی جو حالت رہی ہے ... کے باعث ننگ ہے عدی

شریعت میں بت پرستانہ عقیدوں کو جگہ دی جا رہی تھی روح القدس حواریین اور مسیحیت کے دیگر سلاطین کے مجسمے بنا کر ان کی پرستش اس کثرت سے کی جانے لگی کہ اس کی نظیر بعد کے رومن کیتھولک فرقہ کی بت پرستی میں بھی نہیں ملتی۔ اسی عہد میں ایک گروہ مریمی پیدا ہوا جو حضرت مریم کو بھی شریک الوہیت کرنے لگا۔ اسی کے ساتھ اور بہت سے معتقدات رومی بت پرستوں سے لیکر رفتہ رفتہ عیسائیت میں داخل کئے گئے اور کلیسا نے اسکے قبول کرنے سے کسی وقت بھی انکار نہ کیا۔ زر پرستی کی آگ اس وقت بھی بھڑکی اور اختلافات باہمی پھر پیدا ہونے لگے جس کے روکنے کے لئے حکومت کو بار بار اپنی قوت سے کام لینا پڑا۔ رشوت ستانی کا بازار گرم ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ جو شخص کسی دنیاوی عہدہ دار کے پاس جتنا روپیہ حاصل کرتا اتنا ہی اس کو بڑا درجہ مل جاتا مذہبی مناصب کے حصول کے لئے کشت و خون معمولی واقعہ تھا بات بات پر جنگ چھڑ جایا کرتی۔ ایک مرتبہ ایک اعلیٰ مذہبی عہدہ کیلئے دو پادریوں کے درمیان مقابلہ ہوا تو صرف ایک مرتبہ میں ۱۲۷ آدمی کام آئے اس سفاکانہ جدوجہد کا باعث صرف یہ تھا کہ اس زمانہ کے مذہبی عقیدہ تمند حصول زر کے لئے اپنی جان دینا فخر سمجھتے تھے پادری عموماً مالدار ہوا کرتے تھے اور جتنی نفیس غذا میں ایک پادری کے دسترخوان پر ہوتیں آج ایک بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوتی تھیں بادشاہوں اور پیشواؤں کے اخلاق کا اثر عام رعایا پر پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اخلاقی ہوس پرستی اسراف سبھی دنیا میں سرایت کر گیا۔ لوگ ہر طرح ناجائز طور پر روپیہ کماتے اور کمال بیدردی کے ساتھ لہو و لعب اور عیاشی میں اڑا دیتے دینداری کا سب سے اہم جز تجرد کی زندگی اور رہبانیت تھی آرام و آسائش سے جسم کو محروم کر کے طرح طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر دیتے کوئی تمام عمر غسل نہ کرنے کی قسم کھا لیتا کوئی اپنے کو دلدل میں ڈالدیتا کوئی بوجھل زنجیروں میں جکڑ لیتا کوئی سائے میں بیٹھنے کو حرام قرار دے لیتا۔ ماں باپ عزیز و قریب اہل و عیال سے نفرت اور پرہیز کمال تقویٰ سمجھتے اور اس پر فخر کرتے۔

یہودی عرب کے باہر یونانیوں اور رومیوں کی حکومتوں میں آباد تھے یورپ افریقہ اور ایشیا کے مختلف ملکوں میں منتشر تھے عرب کے باہر کسی قوم میں ان کی کوئی حیثیت نہ تھی سودی کاروبار کرتے اور اس کثرت سے کرتے کہ اس کے مقابلہ میں دوسری تجارتوں کو چھوڑ بیٹھتے حرص و طمع کی وجہ سے ہر قسم کا لالچ اور اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں عربوں کے ان کے لین دین کے تجارتی تعلقات گو مدت سے قائم تھے مگر یہودی سخت ناپسند تھے اور لوٹنے کو عربوں کے ساتھ جس قدر بھی بددیانتی کی جائے جائز ہے چھوٹے چھوٹے بچوں کو زیور کی لالچ میں پکڑ کر لیجاتے اور ان کو جنگلوں میں بے رحمی کیسا تھ ذبح کر دیتے اور زیور اتار کر انکی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے چوری ان کے لئے معمولی بات تھی راتوں کو آبادیوں میں پھرتے اور لوگوں کے مال و دولت لوٹ کر لیجاتے عورتوں کی عصمتیں بالکل محفوظ نہیں تھیں کوئی غیر عورت ان کی طرف سے نکل جاتی تو اس کی عزت بچنی دشوار ہو جاتی۔ گلی کوچوں سے گذرتے تو گھروں میں جھانکتے علانیہ طور سے دوسروں کی بہو بیٹیوں سے عاشقانہ ساز باز کرتے اور فخریہ مجمعوں میں ان کے حسن کی داستانیں بیان کرتے محفلیں ہوتیں اور شراب کا دور چلتا نشہ کی حالت میں لوگوں کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جاتا اور دلیری کے ساتھ شرفا کی آبروریزی کرتے آرام طلبی و راحت پسندی کو کسی بڑے کام کے لئے قربان نہیں کر سکتے تھے زر پرستی تھی سونے چاندی کے تب

کی پرستش ہوتی اسکی آیتوں کو جھٹلانا اور مصلحین کو قتل کرنا شعار ہو گیا تھا اسلام سے ۶۵۰ برس پہلے یمن میں یہودی حمیریوں نے نجران کے عیسائیوں کو جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا اور وہ کنارے بیٹھے اس آتش سوز منظر کو دیکھا کئے جن کا گناہ سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ خدا پر ایمان رکھتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہم اسکے بیٹے اور پیارے ہیں ہم کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئیگی اور اگر چھوئیگی بھی تو چند روزہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ جنت کی نعمتیں صرف ہمارے لئے ہیں اور نبوت و رسالت صرف ہمارے لئے مخصوص ہے کسی دوسرے کا اس میں حق نہیں ان کو یہ بھی خیال تھا کہ ہم خدا کے محبوب ہیں اس لئے جو کچھ بھی کریں قیامت میں اس کا مواخذہ نہ ہوگا ان کے پیشوا اور عالم خدا کے احکام کو اپنی چالاکیوں سے بدلتے رہتے اور اپنے قیاسات و اجتہادات کو کتاب الٰہی کا درجہ دیتے اور ان کے ان پڑھ جاہل ان کے گڑھے گڑھائے سنے سنائے قصوں پر یقین و ایمان رکھتے احکام الٰہی میں سے جو حکم آسان اور ضرورت کے موافق ہوتا اس پر عمل کر لیتے اور دوسرے حکموں کو پس پشت ڈالدیتے خانہ جنگی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا ذرا ذرا سی بات پر جنگ چھڑ جاتی اور پھر اس کا ختم ہونا مشکل ہو جاتا ہر دن ایک نہ ایک مذہبی فتنہ پیدا ہوتا جس میں کشت و خون کی نوبت آ جاتی طاقتور کمزور کو بڑا چھوٹے کو چلتے پھرتے کھاتے پیتے نہیں رکھ سکتا تھا اور یہ موسوی بھیڑیں جو خدا کی گلہ بکر دہ گئی تھیں یک توحید کو چھوڑ کر سینکڑوں کو معبود بنا یا مگر جس راہ پر گئے وہیں ٹھوکر کھائی اور بالآخر محروم ہو نا پس لینا پڑا انبیاء کے قتل کی داستانیں عوام میں اس درجہ مشہور ہو گئی تھیں کہ ان کا زندہ رہنا گناہ سمجھا جاتا اور ان کا وجود خود غرضوں اور نفس پرستوں کے لئے سم قاتل تصور کیا جاتا ذرا ذرا سی بات پر ان کے قتل کے درپے ہو جاتے اور ان کے حامیوں اور طرفداروں کو بھی محض اس جرم میں سنگین سے سنگین سزائیں دی جاتیں کہ کیوں انہوں نے حق و صداقت کی حمایت کی اور دین الٰہی کے پھیلانے میں کیوں ان کی مدد کی

ہندوستان ہندوستان میں عرصہ سے مختلف العقیدہ انسانوں کی آبادی تھی علم و حکمت فلسفہ و نجوم ہیئت و ہندسہ میں یہاں کے باشندے ماہر تھے ان کا تمدن ان کی تہذیب دیگر شائستہ ممالک میں ضرب المثل تھی اور ممالک کی طرح ان کا بھی مخصوص مذہب اور مخصوص عقیدہ تھا مگر انقلاب حوادث سے یہاں کا تمدن و تہذیب اخلاق اور مذہب ہمیشہ نہ رہ سکا۔ پے در پے ان کو بھی تغیرات عظیم سے دو چار ہونا پڑا چھوٹے بڑے متعدد دور آئے اور ختم ہو گئے مگر پانچ دور جن کو تاریخ بھی فراموش نہ کر سکی ایسے آئے جنہوں نے کایا پلٹ دی اور قوم کی قوم ان بیجا اعتقادات میں ڈوب گئی۔ دور اول جس کو خالص ہندو دور کہا جاتا ہے چند ہزار سال قبل مسیح سے لیکر تقریباً چندہ سو سال قبل مسیح تک رہا۔ دور ثانی جس کو جنگی دور کہا جاتا ہے اور جس میں ہندوستان کو دو مشہور جنگجو قوموں یعنی کورؤں اور پانڈؤں سے مقابلہ کرنا پڑا اور برابر جنگ ہوتی رہی اور جو چودہ سو سال قبل مسیح سے لیکر ایک ہزار سال قبل مسیح تک رہا۔ دور ثالث عقلیت کا دور کہلاتا ہے جس میں حکما و عقلا کا دور دورہ تھا اور ملک کے چاروں طرف عقل کی پوجا کی جاتی تھی جو ایک ہزار سال قبل مسیح سے لیکر تیسری صدی قبل مسیح کے نصف تک رہا۔ دور رابع بدھ مت کا دور کہا جاتا ہے جس کا عروج دو سو پچاس برس قبل مسیح سے لیکر پانچویں صدی عیسوی کے خاتمہ تک رہا جس میں گوتم بدھ اور ویدک تعلیم کے بجائے برہمنوں کی تلقین پر عمل درآمد تھا اور یہ دور تقریباً پانچویں صدی کے آخر سے لیکر مسلمانوں کے داخلہ ہند تک رہا

اس پچیس صد سالہ عہد میں ہندوستان میں جو کچھ ہوا تاریخ اس کے متعلق کوئی تفصیلی بیان موجود نہیں لیکن ہندوستان کی تاریخ تاریکیوں میں سب سے زیادہ تاریک دور وہ دور ہے جو تقریباً ۵۰۰ صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے اس میں یہاں کے باشندوں نے جو تمدنی اخلاقی مذہبی کارنامے کئے ہیں وہ ایک ایک کر کے تاریخ میں موجود ہیں۔

صحیح طور سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندوستان میں شرک و بت پرستی نے کیونکر رواج پایا مگر یہ ضرور ہے کہ ایک غیر معلوم مدت سے یہاں کے باشندے مشرکانہ رسوم اور بت پرستانہ عقیدوں کے مالک تھے اور ایسے راسخ العقیدہ ہوگئے تھے کہ دن بدن زیادتی ہوتی گئی وید میں تو صرف ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر ہے مگر وہ بڑھتے بڑھتے ۳۳ کروڑ تک پہنچ گئے تھے اور کائنات عالم کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو دیوتا یا معبود کا درجہ نہ دیا گیا ہو مٹی پتھر کنکر اینٹ سونا چاندی تانبا پیتل درخت پھول پھل پانی سانپ بچھو گائے ہاتھی گھوڑا بندر ہوا بادل سورج ستارے آگ زمین آسمان غرضکہ ہر چیز جو انسان کو نفع نقصان پہنچائے وہ قابل پرستش تصور کی گئی۔ بعض فرقوں میں عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں کو متبرک سمجھ کر ان کی مخصوص طور پر پوجا ہوتی تھی ویدک دور میں عام طور سے اصنام پرستی کا رواج نہ تھا لیکن مندروں میں علی العموم بت پرستی رائج تھی پتھروں اور دھاتوں کے مجسمے بنائے جاتے ان میں طرح طرح کے ساختی اعضا کا اضافہ کیا جاتا کسی کے متعدد ہاتھ بنائے جاتے اور کسی کے ضرورت سے زیادہ سر بنائے جاتے کسی کے منہ میں ہاتھی کا سونڈ لگاتے اور کسی کا منہ بندر کا بناتے بعض کا جسم انسان کا اور منہ حیوان کا اور بعض کا منہ انسان کا اور دھڑ حیوان کا بناتے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مجسموں پر سیندور صندل چندن وغیرہ لگاتے اور دھوپ مونگ صندل گھی وغیرہ کا بخور کرتے پھول چڑھاتے اور اُن کے آگے مودبانہ طور سے پانی بہاتے اور اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کا اظہار کرتے اسی طرح ہر شخص اپنے دیوتا کے سامنے مخصوص چیزوں سے بخور کرتا اور ان کو خوشبو پہنچاتا اور ان کو خوش کرنے کے لئے مذہبی انسانوں کی بتلائی تدبیروں پر عمل کرتا سال میں مختلف تہوار ہوتے جن میں مردوں کو کھانا اور پانی پہنچانے کا بڑا اہتمام کرتے مردہ روحوں کو زندوں کی طرح ضرورتوں کا محتاج سمجھتے اور ان کے انتقامی جذبہ سے ڈرتے مندروں کے محافظین بد اخلاقی کا مجسمہ تھے پرستش کرنے والوں کو مذہب کے نام سے دھوکہ دیکر ان کو لوٹتے اور ذات پات کے جھگڑے نکال کر تفریق پیدا کرتے اور اپنے سوا کسی کو وید کے کلمات سننے کا مستحق نہ سمجھتے اور یہاں تک کہتے کہ اگر وید کے لفظ کسی شودر کے کان میں پڑ جائیں تو اس میں سیسہ پگھلا کر بھروا دیا جائے۔ برہمنوں کے مقابلہ میں شودر اور ملیچھوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ان کو مندروں میں داخل ہونے سے روکا جاتا ان کو گلے میں جنیو نہ ڈالنے دیا جاتا۔ ان کو ذلت کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا اور جانوروں سے بھی بدتر ان کے ساتھ سلوک روا رکھا جاتا غرضکہ ان کے معبد ہی الگ تھے ان کا لباس اور طرز معاشرت بھی جدا تھا وہ تعلیم سے بالکل ہی محروم کر دیئے جاتے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ذلت کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور تھے قانوناً ان کو تمدنی اخلاقی و مذہبی شعبہ میں بولنے کا کوئی حق نہ تھا ان کے مال و اسباب تجارت اور زراعت میں بڑے مذہبی پیشواؤں اور حاکموں کا حصہ بھی لگایا جاتا عورتوں کا کوئی حق نہ تھا وہ باپ اور خاوند کی ملک سمجھی جاتیں اور ان کو محکومی اور غلامی کی زندگی بسر کرنا پڑتی۔

جوا کھیلنا معیوب نہ تھا جس میں کثرت سے ہار جیت کی بازیاں لگائی جاتیں اور بسا اوقات عورتوں کی بازی لگا دیتے وہ کسی کی خاص ملک نہ ہوتی بلکہ ایک عورت کئی کئی شوہروں کی بیوی بن جاتی وہ بیوہ ہو کر زندگی کی ہر لذت سے عمر بھر کے لئے قانوناً محروم کر دی جاتی جس کی وجہ سے ستی ہونے کی رسم جاری ہوگئی اور بیوہ عورتیں شوہر کے مرنے پر زندہ در آتش ہونا پسند کرتیں مگر بے کیف زندگی گذارنا گوارا نہ کرتیں لڑائی میں شکست کھاتے تو خود ان کے باپ بھائی شوہر اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالتے۔ شراب نوشی کا رواج کثرت سے تھا مذہبی تہواروں میں شراب پی پی کر ایسے بدمست ہوتے کہ اپنی بہو بیٹی کی عصمت کی پرواہ نہ کرتے دیوتاؤں کے آگے شراب رکھتے اور جانوروں اور انسانوں کو ان کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھاتے رہبانیت کی زندگی بسر کرنے کے لئے آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں رہتے اور عبادت و نفس کشی کے نشہ میں جسم کو سخت سے سخت ایذا و تکلیف دیتے کوئی ہاتھ خشک کر لیتا کوئی کھڑے کھڑے پیروں کو سن کر لیتا کوئی ناک کانوں کو بند کر لیتا کوئی شہد کھانا چھوڑ دیتا کوئی چلنا چھوڑ دیتا کوئی ننگا رہنا پسند کرتا بھوتوں پلیتوں اور سینکڑوں قسم کے ظنون واوہام فاسدہ نفع و ضرر کا تعین ان کے مذہب میں داخل تھا۔ ملکی نظم ونسق کے لئے قوانین اس قدر معمولی اور مختلف بنائے گئے تھے جس سے بعض مجرموں کی پاسداری تو بعض پر جبر و ستم کیا جاتا امرا و اعیان سلطنت زمیندار اور مہاراجاؤں کے محلات میں بادہ نوشی کثرت سے رائج تھی اور ان کی بیویاں اسی حالت مدہوشی میں ننگی ہو جاتیں اور بھری محفل میں ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونے لگتے سیر و تفریح گاہوں میں اور تمام راستوں میں جرائم پیشہ اور بد اخلاق لوگوں کا مجمع لگا رہتا جن کے ہاتھوں میں شریف انسانوں کی عزت و عصمت پامال ہوتی تمدن و اخلاقی قوانین کی ترقی نے بدمعاشوں کو اتنا دلیر اور جری کر دیا تھا کہ بعض اوقات خود حکومت کو ان کے مقابلہ میں تکلیف اٹھانی پڑتی۔ اخلاقی جرائم کی کثرت نے ملک کے نظم میں بڑی خرابی پیدا کر دی تھی بہو بیٹیوں کا گھر سے نکلنا دوبھر کر دیا تھا مگر قانون اپنے نقص اور ہمہ گیر نہ ہونے کی وجہ سے ان کے گرد اپنا نظر معقول نہ رکھ سکتا تھا اور یہ آوارہ روزگار کبھی رہزنوں کے لباس میں جنگلوں اور آبادیوں میں لوٹ مار کرتے اور کبھی مذہبی پیشواؤں کے لباس میں زہد و ورع کے مجسمے بنکر مندروں اور مجلسوں میں ایمان پر ڈاکے ڈالتے کبھی نہلسٹوں اور چوروں کا روپ بھر کر پجاری بنجاتے اور شریف زادیوں کی اس رنگ میں عصمت دری کرتے اور کبھی دغا و فریب سے حکومت کے نظم مملکت میں عہدہ دار بنجاتے۔ غرضکہ مذہبی و اخلاقی تمدنی و سیاسی کوئی ایسا شعبہ نہ تھا جہاں جرائم پیشہ انسانوں کا دخل نہ ہو۔ ہندوستان کی ہموار سرزمین میں اس طرح ملک و ملت تہذیب و علم کو بدنام کیا جا رہا تھا مگر اس خطرناک سیلاب کو روکنے والا کوئی نہ تھا اور اس کفر و شرک کی آندھی کو پھیرنے والا کوئی نہ تھا وید کے شبد کام آئے نہ آریہ ورت کا مصلحانہ وعظ اثر کر سکا نہ صنم پرستوں کے بت نہ گؤ پرستوں کے ستارے نہ آفتاب پرستوں کی حرارت نہ آتش پرستوں کی آگ غرضکہ پتھر اپنی جگہ تھے پانی اپنی جگہ آفتاب اپنی جگہ اور حالات کو سکون و خاموشی کیساتھ قدرتی بصارت و بصیرت میں دیکھ رہے تھے مگر کوئی نہ تھا جو گرتے ہوؤں کو سنبھالتا ڈوبتوں کو نکالتا بھولوں کو ہوش میں لاتا گم کردہ راہوں کو راہ پر لگاتا اور ۳۳ کروڑ معبودوں سے کاٹ کر اس ایک سے ان کا رشتہ جوڑتا اور در بدر رگڑی جانے والی پیشانی کو اس کی چوکھٹ پر رکھتا اور ملاتا

قومی زندگی کی شہ رگیں

قومی زندگی میں بحری، بری اور ہوائی راستوں کو وہی اہمیت حاصل ہے جو جسم انسانی میں شہ رگوں کو ہے۔ ان ہی کے ذریعہ مختلف سلطنتیں محکوم قوموں پر اپنا سیاسی، معاشی اثر اور فوجی اقتدار رکھ سکتی ہیں اگر یہ گرفت ڈھیلی پڑ جائے تو کوئی سلطنت ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے برقرار نہیں رہ سکتی۔

جنگ عظیم کے بعد سے مطمئن حکومتوں بالخصوص برطانیہ اور فرانس اور بین الاقوامی غیر مطمئن طاقتوں یعنی جرمنی اطالیہ اور جاپان کے درمیان مسلسل کشاکشی اور جھگڑا ہو رہا ہے۔ قومی زندگی کی یہ شہ رگیں دنیا کے مختلف حصوں میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی یا ٹکراتی ہیں ... ... لیکن اب تک ایک نے دوسرے کے مفاد سے مزاحمت نہیں کی ہے کیونکہ کچھ تو بڑی بڑی سلطنتوں نے بعض ایسی رعایتیں کر دی تھیں جن سے کام چلتا رہا اور کچھ غیر مطمئن قوموں نے غیر نزاعی علاقوں پر قبضہ کر کے وقت گذاری کر لی لیکن یہ ترکیبیں ہمیشہ تو چل نہیں سکتیں۔ اگر یہ جھگڑا ذرا بھی بڑھا تو تصفیہ یا تو لازمہ تو کرنا پڑے گا یا لازماً جنگ ہوگی۔

برطانیہ عظمیٰ

ذرا برطانیہ عظمیٰ کے محل وقوع پر نظر ڈالئے اس سارے کے سارے جزیرے کو امریکہ کی کسی ایک بڑی جھیل میں رکھ دیا جائے تو یہ بھی جھیل کے اندر کا ایک علاقہ جانے۔ یہ صحیح ہے کہ وہاں ہم پاکر ذرکی ٹھوس اور گنجان آبادی ہے لیکن کوئلہ کے سوائے معدنی پیداوار نہ ہونا برابر ہے تاہم مقبوضات اور نو آبادیوں کے صدقے یہ چھوٹا سا جزیرہ بہت بڑی قومی سلطنت بن گیا ہے۔ بحر اوقیانوس کے ساحل پر برطانوی مقبوضات پھیلے ہوئے ہیں بحری جنگی اغراض کے لئے بحر ہند پر برطانیہ عملاً قابض ہے بحر روم کے مختصر راستے میں جو ان دونوں سمندروں کے درمیان واقع ہے جگہ جگہ ایسے مقامات ہیں جن پر قلعہ بندیاں کی گئی ہیں اور اس کے دونوں دروازے برطانوی قلعوں کے ماتحت ہیں۔ مشرق میں سنگاپور بحر الکاہل کے دروازے پر حکمرانی کر رہا ہے چونکہ بحرہ منجمد شمالی روس کے قبضہ میں ہے اس لئے وہ برطانیہ کے اقتدار سے باہر ہے اور سمندر کا یہ ٹکڑا کوئی زیادہ اہم بھی نہیں کیونکہ سرما میں اس کا پانی جم جاتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ مطمئن ہے کہ جو چیزیں اس کے ہاں نہیں پائی جاتیں وہ باقی دنیا اسے مہیا کرے گی۔ مثلاً گیہوں کناڈا اور آسٹریلیا سے پٹرول عراق سے لوہا امریکہ سے روئی مصر سے اور ربڑ ملایا سے فراہم ہوتا رہیگا۔

اب انگلستان کے مسئلہ کے دو پہلو ہیں اول یہ کہ بیرونی مقبوضات اور سامان رسد کی دور دراز منڈیوں کے ساتھ مناسب سیاسی تعلقات قائم رکھنا دوم ان کے بحری راستوں پر قبضہ و اختیار رکھنا کیونکہ یہ راستے اس کے لئے اصطلاحاً اور واقعتہً زندگی کی شہ رگوں کا حکم رکھتے ہیں۔

پہلی اور نازک ترین برطانوی شہ رگ وہ ہے جو انگلستان سے افریقہ کے انتہائے مغربی سرے یعنی گیمبیا تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ بحری شاہراہوں کے نظام کی بنیاد ہے اس سے بحر اوقیانوس کے راستے بحر روم کا راستہ اور راس امید سے گذر کر مشرق کو راستے نکلتے ہیں اس کو بحر شمالی کی سمت سے جرمنی سے خطرہ ہو سکتا ہے اگرچہ ہنوز جرمنی کا بحری بیڑہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں۔ انگریزی فرانسیسی اتحاد کی یہی ایک وجہ ہے برطانیہ اور پرتگال کے گہرے تعلقات کا راز بھی اسی میں چھپا ہوا ہے۔ انگلستان بحر روم کی کسی طاقت کو مشرق کی طرف اپنی راہ میں حائل نہیں دیکھ سکتا اور نہ اپنے معتدد بھر جزائر ازور اور کناری یا کسی ایسی حکومت کے قیام کی تاب لا سکتا ہے جو اس کی حلیف نہ ہو بحر روم کا مختصر راستہ اب تک اس شاہراہ کی اہم ترین شاخ بحر روم کا راستہ چلا آیا ہے برطانیہ عظمیٰ اس اندرونی سمندری دروازے پر جبل الطارق کے ذریعہ حکمرانی کر رہا ہے جو تنگنائے کے شمال میں ایک بڑا زبردست محفوظ بحری مقام ہے۔ ساتھ ہی برطانیہ نے اس کا خیال رکھا ہے کہ تنجیر جو اس کے جنوب میں واقع ہے (لیکن بین الاقوامی قبضہ کی وجہ سے) غیر جانبدار رہے جبل الطارق کے مشرق میں بحر روم کا سب سے زیادہ کھلا راستہ واقع ہے جو مالٹا تک بلا روک ٹوک چلا گیا ہے۔ مالٹا جزیرہ سسلی اور ٹیونس کے شمال مشرقی ساحل کی درمیانی آبناؤں سے کچھ دور ایک قومی اور بحری مرکز ہے چونکہ یہ مقام اطالیہ کے بالکل قریب ہے اس لئے گذشتہ سال برطانیہ اس کے متعلق مناسب انتظامات کرنے پر مجبور ہوا تھا۔ گذشتہ ستمبر میں اس جزیرہ کو شاہی نو آبادی میں تبدیل کر دیا گیا جس پر گورنر حکومت کرتا ہے اس کا پہلا کام اطالیہ کا اثر زائل کرنا تھا جلد جلد تھی وہ اگرچہ برطانوی بحری بیڑے کا اعتماد مصر کے بحری جنگی مراکز کے محفوظ ہونے پر ہے تاہم مالٹا کی قلعہ بندیاں جزیرے کے نمایاں محل وقوع کے پیش نظر زیادہ مضبوط کر دی گئی ہیں۔

بحیرہ روم کے شمال مشرقی گوشے میں قبرص کا بحری مرکز واقع ہے گذشتہ اکتوبر میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس جزیرہ میں ہوائی جہازوں اور بحری جنگی جہازوں کے قیام کا بندوبست کیا جائے گا۔ حکومت برطانیہ کے اس اقدام کی وجہ یہ ہے کہ یہ جزیرہ طرابلس اور حیفہ کی حفاظت کرتا ہے اور یہ دونوں بندرگاہیں فرانسیسی اور برطانوی بیڑوں کے لئے تیل مہیا کرتی ہیں پائپ لائن کے ذریعہ یہ دونوں بندرگاہیں اندرون ملک کے تیل کے چشموں سے ملی ہوئی ہیں پہلے تیل کے چشمہ پر کرکوک کا قبضہ ہے جو عراق پیٹرولیم کمپنی کی ملکیت ہے اور یہ برطانوی اور فرانسیسی حکومتوں کے قریب ایک بین الاقوامی تجارتی ادارہ ہے۔ موصل کا چشمہ جو ذرا شمال میں ہے برطانوی آئل ڈیولپمنٹ کمپنی کے ماتحت ہے اور یہ ایک دوسری بین الاقوامی کمپنی ہے۔ اس مقام پر ستمبر ۱۹۳۵ء میں جبکہ اطالیہ اور حبش کی جنگ زوروں پر تھی خلاف توقع ایک ڈرامہ پیش آیا وہ انگریز ڈائرکٹروں نے اس بناء پر استعفے داخل کر دیئے کہ تیل کے چشموں پر ایک ایسی کمپنی قابض ہے جس کی باگ ڈور زیادہ تر اطالیہ کے ہاتھ میں ہے۔ جون ۱۹۳۶ء میں پابندیاں اٹھا لینے کے ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ تیل کا چشمہ عراق پیٹرولیم کمپنی نے حکومت اطالیہ سے خرید لیا ہے اٹلی کا حبش پر تسلط برطانیہ کے مفاد کے لئے اتنا خطرناک نہیں جتنا کہ موصل کے چشموں پر قبضہ و اقتدار تھا برٹش آئل پیٹرولیم کمپنی کی فروخت نے برطانیہ کو پابندیوں کے بارہ میں اپنا رویہ تبدیل کرنے پر آمادہ کر دیا۔

اب آپ جنوب کی طرف اس رستے پر آئیے جو نہر سویز اور بحیرہ احمر سے گذر کر بحر ہند تک پہنچتا ہے آپ کو معلوم ہے کہ برطانیہ غلطی مصر میں اپنی فوجی قوت مضبوط کر رہا ہے ساتھ ہی ساتھ مصری قوم پرستوں کو خوش کرنے کی کوشش کر رہا ہے چنانچہ ۱۴ر نومبر ۱۹۳۶ء کے معاہدہ کی اہم دفعات کی رو سے مصر کو آزادی دیدی گئی اس شرط پر کہ وہ برطانیہ کا حلیف رہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر اسکندریہ اور قاہرہ سے برطانوی فوجیں ہٹا کر نہری علاقہ میں منتقل کردی جائیں گی جہاں ان سے اہم ترین مقصد نہر سویز کی شاہراہ کی حفاظت کا کام لیا جائے گا۔ ساتھ ہی اسکندریہ اور پورٹ سعید میں محفوظ بحری جنگی مراکز بنائے جا رہے ہیں تھوڑے ہی فاصلہ پر اندرون ملک میں اسمٰعیلیہ اور ہیلی پولس میں ہوائی مستقر تعمیر کریں گے

اس سلسلہ کی اگلی کڑی عقبہ ہے جو بحیرہ کے شمال مشرقی گوشہ میں بحری اور ہوائی جہازوں کا ایک مستقر ہے اور مصر فلسطین، شرق اردن اور حجاز کی سرحدوں کے قریب واقع ہے۔ بحیرہ احمر کے شمال کے دروازہ پر قبضہ مکمل کرنے کے لئے برطانیہ نے جنوبی دروازہ کے مشرق میں عدن پر قبضہ کر رکھا ہے اور جزیرہ پیرم پر بھی جو آبنائے باب المندب کے باہر ہے یہ آبنائے خلیج عدن سے ہوتی ہوئی بحر ہند میں جا گرتی ہے۔ راس امید کے راستے مشرق کو بحیرہ روم کے بارے میں انگلستان کی چینی یا شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم اور سر سموئیل ہور کے سفروں سے بھی تصدیق ہوتی ہے مانا کہ اس کے زمانہ میں یہ راستہ آسان اور مختصر ہے لیکن برطانیہ، فرانس، اٹلی جرمنی اور روس کے اہم اغراض کا تصادم جنگ کے زمانہ میں اسے دارمیت بناسکتا ہے متعدد حکومتیں اس راستے کو صرف اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ نے اس راستے کے استحکام کی طرف توجہ کی ہے جو راس امید سے مشرق کو جاتا ہے۔

لندن اور کیپ ٹاؤن کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ بحیرہ روم کے راستے بمبئی تک لیکن اس کا محفوظ ہونا وقت کی تلافی کرتا ہے۔

اگر ایک لمحے کے لئے یہ فرض کرلیا جائے کہ جنازگنداری کسی غیر جانبدار یا حلیف حکومت کے ہاتھوں میں ہیں تو کیپ ٹاؤن تک راستہ صاف ہے جہاں گذشتہ موسم سرما میں انگریزوں نے جنوبی افریقہ کی حکومت کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کرلیا کہ وہ اپنے خرچ پر ایک زبردست بحری جنگی مرکز تعمیر کریگی۔ اس سے آگے بڑھیئے تو مڈغاسکر اور سی چلس کے مغرب میں زنجبار اور مشرق میں ماریشس بحر ہند کے راستے پر سپاہیوں کی طرح پہرہ دے رہے ہیں اس جگہ سے برطانوی جہاز بمبئی یا سنگاپور کو اس قدر بے کھٹکے چلے جاتے ہیں کہ جہاز کا کپتان اطمینان سے سو سکتا ہے چونکہ دونوں سمتوں پر عدن اور سنگاپور نیز لنکا اور ہندوستان کے جنوب مجمع الجزائر اس کے وسط میں واقع ہیں لہٰذا بحر ہند پر عملاً برطانیہ قابض ہے۔

انگلستان اور گیبیا کی درمیانی مسافت کو چھوڑ کر سنگاپور مشرقی راستے کی آخری اور اہم ترین کڑی ہے۔ یہ نہ صرف بحر ہند کا مشرقی دروازہ ہے بلکہ بحرالکاہل کا مغربی دروازہ بھی ہے۔ جزیرہ ملایا اور سماٹرا کے درمیان آبنائے ملاکا کے دہانے پر واقع ہونے کی وجہ سے یہاں سے جہاز مغرب کی طرف کلکتہ۔ کولمبو اور کیپ ٹاؤن کو جاتے ہیں اور مشرق کی طرف ہانگ کانگ شنگھائی اور جاپان کو جانے والے جہازوں کی نگرانی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ سر اسٹامفرڈ ریفلز نے ۱۹۱۹ء میں اس جزیرہ کو برطانوی مقبوضات میں شامل کرتے وقت کہا تھا کہ یہ جزیرہ چین جاپان سیام اور کمبوڈیا پر ہمارا اقتدار قائم رکھتا ہے نیز اسی لئے انگلستان وہاں بحری جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا مستقر بنا رہا ہے جو ۲ ۱/۲ کروڑ ڈالر کے خرچ سے ۱۹۴۰ء میں مکمل ہوگا چونکہ سنگاپور جاپان کی توسیع میں حائل ہے موجودہ حالات میں جاپانی سیاسیوں کے ساتھ خاکنائے کرا میں نہر کھودنے کے بارے میں گفت و شنید کرتے رہے ہیں اس سے سنگاپور کی مسافت کا چکر چین سے کلکتہ تک بقدر ۶۶۰ میل کم ہو جائے گا یہ صحیح ہے کہ جب برطانیہ کی سنگاپور کی ہفت سالہ اسکیم مکمل ہوگئی تو نہر کرا برطانوی توپوں کی زد میں آجائے گی اور ہوائی حملوں کے امکان کا تو ذکر ہی نہیں۔

ہوائی راستے یہ تو برطانیہ کے بحری راستوں کی کیفیت ہے اور باوجودیکہ یہ آئین جنگ کے متعلق ہر طرح سے کیل کانٹے سے لیس ہیں انگریز سیاست والوں نے اپنی توجہ ان کی طرف مبذول کر رکھی ہے ان مقامات کی مزید اعانت کے لئے ہوائی راستوں کی اہمیت بہت بڑھ رہی ہے۔

اگرچہ تجارتی ہوائی راستے غیر ملکی مقبوضات سے ہوکر گذرتے ہیں تاہم سیاسی حیثیت سے زیادہ محفوظ ہوائی راستے کی گنجائش ہے۔ جبل الطارق، اور مالٹا پہلے دو مستقر ہیں اس کے بعد مصر فلسطین اور شرق اردن میں ہوائی مستقر ہیں ان کے بعد بغداد اور بصرہ اور بعد خلیج فارس میں بحرین وہاں سے کراچی۔ دہلی اور کلکتہ ہوتے ہوئے سنگاپور کو راستہ جاتا ہے جہاں سے ہوائی جہاز آسٹریلیا یا ہانگ کانگ کا رخ کرتے ہیں جن کو مشرقی اور مغربی ہوائی راستوں کے مقام اتصال کی حیثیت ترقی دی جارہی ہے دو مزید اور راستے ہیں جو اس شہنشاہی سلسلہ کی تکمیل کردیتے ہیں۔ افریقی راستے کو مصر سے لیکر جنوبی افریقہ تک کے مسلسل برطانوی مقبوضات سے مدد ملتی ہے۔ بحر اٹلانٹک کے پار دو راستے ہیں، شمالی جزائر برطانیہ اور نیو فاؤنڈلینڈ سے ہو کر جاتا ہے اور صرف گرما کے لئے قابل استعمال ہے۔ جنوب کی طرف ایک دوسرا راستہ ہے اور یہ گرما اور جاڑے دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

فرانس فرانس کا پہلا اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنی شمالی افریقہ کی نوآبادیوں کے ساتھ سلسلہ رسل و رسائل قائم رکھے کیونکہ زمانہ جنگ میں بیس فیصدی سپاہیانہ قوت کے لئے انہی نوآبادیوں پر اس کا انحصار ہے برطانیہ کے برعکس فرانس کے جنگی بحری اور ہوائی مراکز کا کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ مذکورہ بالا مقصد حاصل کرسکے اس کا دارومدار ان راستوں پر ہے جو غیر جانبدار یا حلیف حکومتوں کے ماتحت ہیں۔

شمال مغربی افریقہ کو دو راستے ہیں پہلا فرانس کے مغربی ساحلی مقام بورڈو سے شروع ہوکر ہسپانیہ پرتگال اور جبل الطارق کے مغرب سے ہوتا ہوا یا تو مراکش میں کیسابلانکا کی طرف جاتا ہے یا ڈاکر کی طرف جو جزیرہ سینیگل کی بندرگاہ ہے اور اس طرح یہ راستہ برطانوی جنگی بحری مرکز سے جا ملتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اس راستے کی حفاظت کا دارومدار فرانسیسی برطانوی تعاون اور جنازگنداری کی غیر جانبداری پر ہے۔ دوسرا راستہ بیلاوتے بحیرہ روم میں ہیں جو جنوبی فرانس کی بندرگاہوں مارسیلز اور طولون سے شروع ہوکر اوران۔ الجزائر۔ الجیریا میں بونہ تک اور طونسیہ میں بانی زرٹا تک جاتے ہیں۔ ان راستوں میں اٹلی سارڈینیا یا پنٹیلیریا سے فرانس کا مزاحم ہوسکتا ہے لہٰذا ان راستوں کو جبل الطارق

کے اتحاد عمل کی ضرورت ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم جزائر بلیارک کی غیر جانبداری ہے جو مارسیلز اور وہران اور الجزائر کے ٹھیک درمیان میں واقع ہیں۔

بحیرہ روم کے مشرقی گوشے میں فرانس نے شام سے اپنا انتداب اٹھا لیا ہے لیکن اس کے لئے ہنوز وہاں کی پائپ لائن تک رسائی حاصل کرنا ناگزیر ہے جس کے لئے وہ برطانیہ کی امداد کا محتاج ہے۔ فرانسیسی سومالی لینڈ کے راستے میں بھی صورت حال ہے جو بحیرہ احمر کے جنوبی سرے یعنی عدن کے مقابل واقع ہے۔

فرانس کے مشرق بعید کے مقبوضات کوچین چائنا۔ ٹونکن اور کمبوڈیا کی ریاست محفوظہ کوئی ایسی ناگزیر نہیں ہیں لیکن یہاں بھی فرانس اپنے بحری راستے کھلے رکھنے کے لئے برطانیہ پر اعتماد کرتا ہے اور برطانیہ بھی خوشی سے فرانس کی مدد پر آمادہ ہے کیونکہ فرنچ انڈوچائنا کی ساحلی خلیجیں سنگاپور کے حدود میں قدرتی بندرگاہوں کی شکل میں ہیں اور برطانوی مفاد کا یہ تقاضا ہے کہ یہ دشمنوں کے ہاتھوں میں نہ چلی جائیں کیونکہ اس صورت میں آزاد انام جاپانی اثر ونفوذ سے بچ نہیں سکیگا۔

جنگ کے بعد فرانس کی حربی طیاری کی بہترین شکل میگی نائٹ کے مشہور قلعوں کا سلسلہ ہے جو جرمنی کی سرحد کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے اور یہ چین کی دیوار اعظم کے بعد دشمن کے حملے کو روکنے کے لئے شاید اس قسم کی سب سے پہلی کوشش ہے۔

گذشتہ سال بلجیم اور سوئزرلینڈ کی سرحدوں پر چھوٹے چھوٹے قلعوں کا اضافہ کیا گیا ہے جس سلسلہ کو اور بھی مضبوط کر دیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جرمنی نے رائن لینڈ پر فوجی قبضہ کر لیا ہے اور اس کی فوجیں فرانس کی سرحد سے قریب ہوگئی ہیں۔

اٹلی فرانس اور انگلستان اپنے اپنے مقبوضات کو قائم رکھنے کی فکر میں ہیں اور اٹلی توسیع کے لئے کوشاں ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح انگلستان نے حبشہ کو اٹلی کا شکار ہو جانے دیا تھا اس لئے کہ اٹلی برطانیہ کے اہم اغراض کے لئے خطرناک ثابت ہوتا اور بحیرہ روم میں اٹلی سے صلح نہ ہونے کی صورت میں کس طرح انگلستان نے راس امید کے بحری راستے کو مضبوط بنایا۔

بحیرہ روم میں اٹلی کی ترقی سب سے زیادہ نمایاں رہی ہے بالخصوص پچھلے سال کے دوران میں۔ البانیا کے ساتھ قریبی تعلقات ہونے کے باعث اٹلی بحیرہ ایڈریاٹک پر اقتدار رکھتا ہے۔ لیکن اس کی بحیرہ روم کی طاقت کا مرکز جزیرہ سسلی کے مغرب میں ہے اٹلی سے نیچے مغربی ساحل کے ساتھ سارڈینیا اور جزیرہ سسلی کے درمیان اور جنوب میں پنٹیلیریا تک ایک حلقہ ہے جو بحری اور ہوائی مراکز سے بنا ہوا ہے اور بحیرہ روم میں جنگی مدافعت کے لئے ہر طرح موزوں ہے۔ کیونکہ بمباروں کی ایجاد سے حلقہ جات کو معروف جنگی مراکز کے اوپر نمایاں فوقیت حاصل ہے۔

ان متعدد جنگی مراکز میں سے جو اس حلقے میں واقع ہیں پنٹیلیریا اہم ترین ہے یہ ایک ایسا بحری مرکز ہے کہ سسلی اور تیونس کی درمیانی تنگنائے میں محفوظ مقام پر واقع ہونے سے مشرقی بحیرہ روم کا جبل الطارق بن گیا ہے اور چونکہ مالٹا اس کی زد میں آتا ہے اس لئے برطانیہ کے لئے یہ چیز کچھ خوشگوار نہیں۔

اس حلقے کا مقصد یہ ہے کہ اٹلی کی نوآبادیوں کے راستوں کی مغربی جانب حفاظت کی جائے۔ پہلی نوآبادی لیبیا ہے جس کی بندرگاہ طوبرق ہے جس کی حال ہی میں قلعہ بندی کی گئی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اٹلی اور برطانیہ کی سرحدیں

براہ راست ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں۔

مشرق میں اطالوی ڈوڈیکانیز جزائر کے مابین گذشتہ سال سے رہوڈز کو بحری اور ہوائی مستقر بنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اسی واقعہ سے برطانیہ خوفزدہ ہو کر قبرص کو بحیرہ روم کا مرکز بنانے پر آمادہ ہوا۔ جنگی حیثیت سے رہوڈز اور آس پاس کے جزیرے اٹلی کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ وہ للکار رہا ہے کہ دیکھیں کون بحیرہ اسود سے دردانیال کے رستے ہمارے مقابلہ پر آتا ہے اس سے اٹلی کا اشارہ روس کی طرف ہے۔

اطالویوں کے سامنے دوسرا اہم مسئلہ اریٹیریا تک جو بحر احمر کے جنوبی کنارے پر واقع ہے رسائی حاصل کرنا نیز حبشہ کے مفتوح علاقہ اور اطالوی سومالی لینڈ تک پہنچانا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ نہر سویز اور بحیرہ احمر کا راستہ جو برطانیہ کے تصرف میں ہے استعمال کیا جائے۔ گذشتہ جولائی میں یہ معلوم کر کے کہ جنوری ۱۹۳۵ء میں وزیر اعظم لاوال نے جزیرہ ڈومیرہ جو آبنائے باب المندب میں واقع ہے اٹلی کو دے دیا ہے اور اس نے اس کی قلعہ بندی بھی شروع کر دی ہے برطانوی تجاویز خاک میں مل گئیں۔ پیرم سے پندرہ میل کے فاصلہ پر یہ نیا بحری مرکز بحر احمر کے جنوبی دروازہ پر برطانوی اقتدار کی مخالفت کر رہا ہے باوجودیکہ یہ جزیرہ اطالیہ کو کلی اختیار نہیں دلاتا۔

بحیرہ روم کے مغربی جانب بعد میں توجہ کی جا سکتی ہے کیونکہ جنگ ہسپانیہ سے اس کی حالت اضطراب انگیز ہوگئی ہے ہسپانوی نوآبادیاں میجارکا اور مانی نارکا خطرہ میں پڑ گئی ہیں۔ اٹلی نے باغیوں کے غلبہ کی امید پر پہلے ہی میجارکا میں پاؤں جما لئے ہیں اس کی اہمیت یہ ہے کہ اٹلی اگر جزائر بلیارک پر قابض ہو جائے تو فرانس کی شمالی افریقہ کا رستہ روک سکتا ہے اور جبل الطارق سے مشرق برطانوی راستے کے لئے بھی خطرہ ثابت ہو سکتا ہے اگر سیوطہ بھی جو جبل الطارق کے اندر واقع ہے اس کے ہاتھ آ جائے تو پھر وہ برطانوی بحری بیڑے سے اپنی راہ نکال سکتا ہے کیونکہ سیوطہ اور جزائر بلیارک درمیان نصف دن کے بحری سفر سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے لیکن جب تک خانہ جنگی ختم نہیں ہوتی صورت حالات کا واضح ہونا مشکل ہے۔

جرمنی اٹلی کی طرح جرمنی بھی اپنی بین الاقوامی سیاسی حیثیت کو تبدیل کرنے کا آرزومند ہے معاہدہ ورسیلز کی رو سے نوآبادیوں سے محروم ہو جانے کے باعث اس کے بحری راستے محض ذہنی وجود رکھتے ہیں بحری حیثیت سے جرمنی کے دو اولین مقصد ہیں ایک یہ کہ وہ شمالی افریقہ میں فرانس کی فوجی قوت کے ذرائع کو منقطع کر کے اسے کمزور کر دے۔ دوسرے یہ کہ جس قسم کی ناکہ بندی گذشتہ جنگ عظیم میں جرمنی کے خلاف کی گئی تھی اس کا اعادہ جہاں تک ممکن ہو ناممکن کر دے۔ جرمنی اس امید میں تھا کہ جو قومیں گذشتہ جون میں مونٹرو کی کانفرنس میں دردانیال کی قلعہ بندی کے بارے میں غور کرنے کے لئے شریک ہوئی تھیں وہ اس بات میں کامیاب ہو جائیں گی کہ روسی بحری بیڑے کو بحیرہ اسود میں بند کر دیا جائے ان کا ایسا نہ کرنا رائشتاغ کے حق میں ایک سیاسی روک تھی۔ جرمنی کو فوری خدشہ ہے کہ کہیں روس ہسپانوی باغیوں کی امداد نہ کرے اور مستقبل میں وہ نہیں چاہتا کہ سوویٹ کے جنگی جہاز بحیرہ روم میں فرانسیسی جہازوں کی اعانت کریں یا ناکہ بندی میں مدد کرنے کے لئے بحیرہ بالٹک کے گرد منڈلاتے پھریں۔ اس حالت کے برعکس جرمنی کے اس ارادہ پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ جنرل فرانکو کو اس خانہ جنگی میں فاتح دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ میڈرڈ میں فسطائی حکومت جو رائشتاغ کی رہین منت ہوگی جزائر بلیارک اور سیوطہ کو اغلباً فسطائی حکومت کے حوالے کر دیگی اور جزائر

کاری اور ساز و برگ بھی فلسطائی تصرف کو کسی شائع اچھی نظر سے دیکھے گی کیونکہ مؤخر الذکر جیسا کہ ظاہر ہو چکا ہے بحر اوقیانوس کے جنوبی فضائی راستے کا پہلا پتھر ہیں اول الذکر جزیروں میں پہلے ہی تین ہزار جرمن آباد ہیں۔ ینگ اتیج کی اطلاعات کے مطابق نازی ایجنٹ ان کی بخوبی تنظیم کر چکے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جرمن جہازوں نرن برگ اور ولن کے ذریعہ اپریل میں اسلحہ بھی پہنچائے گئے ہیں اس سے آگے جنوب کی طرف جرمنی نے پرتگال کا ایک جزیرہ مجمع الجزائر بساگوز میں پٹہ پر لیا ہے اور وہاں روغن نکالنے کا اسٹیشن قائم کرنے کے بہانے ایک بحری اور فضائی مستقر قائم کر رہا ہے۔ ایسا مرکز نہ صرف امریکہ کے لئے خطرہ کا باعث ہوگا جو فرانسیسی سینگل کی بندرگاہ اور جہاز سے پندرہ گھنٹے اور طیارے سے دو گھنٹہ کا راستہ ہے بلکہ برطانیہ کی راس امید کی شاہراہ کے لئے بھی براہ راست خطرناک ثابت ہوگا۔

یورپ کے شمال میں فوری جنگ کا رخ محض اس مقصد کے ماتحت کر دیا گیا ہے کہ ناکہ بندی کو کیونکر روکا جائے فریزیا کے جزیروں میں جو جرمنی کے شمال مغربی ساحل سے کچھ فاصلہ پر واقع ہیں۔ اس غرض سے سامان جمع کیا جا رہا ہے کہ وہاں سے طیاروں پر بمباری کی جا سکے۔ معدنی کانیں جن کا راستہ خلیج ہیلی گولینڈ تک جاتا ہے فضائی مدافعت کا کام دیں گی اور آبدوز کشتیاں اور تیز رفتار تارپیڈو جرمن بیڑے کو بحیرہ شمالی میں آزادانہ نقل و حرکت میں مدد دیں گے۔ اس کے علاوہ ساحلی مدافعت اور ہیلی گولینڈ کی قلعہ بندی دشمن کے بیڑے کی راہ میں آخری روک ہوگی۔

بحری مسائل کتنے ہی اہم کیوں نہ ہوں لیکن اس وقت سب سے زیادہ دلچسپی یورپ کی بری توسیع میں لے رہا ہے یا ان جرنصب العین کے ماتحت یورپ کا ہر جرمن باشندہ زندگی کی شہ رگ بنا ہوا ہے لیکن ہٹلر کی آپ بیتی یا خود نوشت سوانح حیات میں تین اور نمایاں مقاصد کا اظہار کیا گیا ہے۔

(الف) یورپ کی چھوٹی سلطنتوں کی قربانی سے اپنی توسیع کرنا۔ (ب) سوویٹ روس کے علاقہ میں توسیع کرنا (ج) فرانس کی فوجی قوت کو توڑنا۔

ابھی یہ حکمت عملی اپنی پہلی منزل پر پہنچی ہے یہی وجہ ہے کہ ریش نے ابھی کوئی بڑی لڑائی نہیں چھیڑی کیونکہ جمہوری حکومتوں نے کتوں کے آگے ہڈی تو پھینک دی ہے لیکن تر نوالہ نہیں پھینکا۔

روس کی طرف بڑھنے کے لئے تین ممکن راستے ہیں جن پر ہم اب غور کرتے ہیں۔ پہلی راہ شمال کی طرف ہے جو میمل، لیتھونیا اور لیٹویا سے ہو کر گذرتی ہے اور یہاں کسی قسم کی فوجی مزاحمت نہ ہوگی اور یہ راہ اوپر کو لنن گراڈ تک چلی جاتی ہے جسے روس کی کنجی کہنا چاہیئے۔ یہاں پر جرمنی کی فوجوں کو بحیرہ بالٹک کے جنگی بیڑے سے کمک ملیگی۔ دوسری ممکن راہ وہ ہے جو پولینڈ کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یہاں اندیشہ یہ ہے کہ جرمنی کو یہ علم نہیں کہ پولینڈ جو فرانس اور روس دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ دوستی کرنے میں تامل کر رہا ہے عین موقع پر کدھر کا رخ کریگا۔ تیسری ممکن صورت جنوبی راستے سے ہے جو زیکوسلوواکیا اور رومانیہ سے ہو کر یوکرین تک جاتا ہے جرمنی کے تخمینہ کے مطابق غیر ملکوں میں پروپیگنڈا اور بعض یورپ میں نازیوں کا گہرا اثر نفوذ بھی لائے بغیر نہ رہے گا۔ آسٹریا کے نازیوں کو اپنے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ زیکوسلوواکیا کے جرمن باشندے بھی ساتھ ہو جائینگے اور ہنگری بر جواب جرمنی کا دوست ہے مزید اعانت کے لئے بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ رومانیا میں پہنچ جانے پر وہاں کے جرمن آبادکاروں سے مدد لی جا سکتی ہے۔ نیز فسطائی کو ساگوگا پارٹی سے بھی جس کی بنیاد بڑی محنت سے رکھی گئی ہے۔ ان اطراف میں قوموں کو ایک دوسرے سے الجھنے کا اندیشہ ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل میں حفاظت کی خاطر اور جنوبی امریکہ میں اقتصادی مفاد کے خیال سے امریکہ کی قومی شہ رگیں اگرچہ کم خطرہ کی حالت میں ہیں برطانوی شہ رگوں کے مقابلہ میں کئی ہزار میل زیادہ وسیع ہیں لیکن یہ اس درجہ اور ان معنوں میں اہم نہیں ہیں جن معنوں میں برطانیہ کی شہ رگیں اپنی معاشی اور قومی ہستی کے اعتبار سے اہم ہیں۔ مدافعت کے ماسوا یہ شہ رگیں جن طبقوں کے حدود معین کرتی ہیں ان کی ذمہ داری بظاہر اپنی قوموں پر ڈالدی گئی ہے جس کی وجہ یا تو امریکی شہنشاہیت ہے یا اخلاقی پہلو۔ پہلی صورت کی مثال جنوبی امریکہ کی ہمسایہ قوم کے متعلق امریکہ کا اضطراب اور دوسری صورت کی مثال جزائر فلپائن میں امریکہ کا فیاضانہ نظام حکومت ہے۔

نظری حیثیت سے بحر اوقیانوس کی شہ رگ شمالی اور جنوبی امریکہ کے انتہائی جنوبی نقطہ کیپ ہارن تک اگر اس شہ رگ کو کسی ایک مقام سے مسلح ہو کر کاٹنے کی کوشش کی گئی خواہ اس کا مقصد کناڈا پر حملہ کرنا ہو یا جنوبی امریکہ میں سیاسی اثر پیدا کرنا تو اس کا جواب مسلح ہو کر دیا جائے گا۔ بحر الکاہل میں جہاں جاپانی بحری قوت سے سابقہ پڑتا ہے امریکی شہ رگوں کو ان کی معاشی حیثیت سے بحری اور فوجی حیثیت میں تبدیل کر دیا گیا ہے ان سب میں پرخطر وہ شہ رگ ہے جو جاپانی علاقے اثر میں سے ہو کر گذرتی ہے اور اس کے متعلق سول اور فوجی طبقوں میں مباحثہ بھی ہو رہا ہے جنگی مصالح کے پیش نظر جزائر الیوشن سے جزائر فلپائن تک ایک فرضی راہ بنائی گئی ہے جو حفاظت کی پہلی راہ ہوگی۔ جزائر فلپائن سے جزائر ہوائی تک ایک دوسری راہ تجویز کی گئی ہے جو پین امریکن شاہراہ کے متوازی ہوگی اور اس فرضی مکون کو مکمل کرنے کے لئے جزائر ہوائی سے جزائر الیوشن تک ایک اور راہ بنائی گئی ہے جو امریکی مدافعت کی دوسری اور اہم ترین راہ ہوگی امریکہ کے بحری حکام صاف طور پر اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ مدافعت کی پہلی راہ دیر تک قائم رہنے والی نہیں کیونکہ جزائر مرکونیشیا میں سے گذر کر جزائر فلپائن سے اتحاد عمل پیدا کرنا منظم جاپانی جنگی بیڑے کی موجودگی میں ناممکن ہو جائے گا اس خیال کے پیش نظر سول حکومت کا اس بات پر اصرار کہ فلپائن کے خلاف جاپان کی پیشقدمی کا مقابلہ قوت سے کیا جائیگا حقیقت پر مبنی نہیں ہے، بہر کیف یہ ممکن نہیں کہ بحری حکام اخلاقی وجوہ کی بنا پر بھی اس کی مدافعت کی اجازت دیں جبکہ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ فلپائن کی موجودہ حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اسے جاپان کو یرغمال کے طور پر پیش کر دیا جائے۔

جاپان کی بڑھتی ہوئی امنگوں کے باعث بحر الکاہل میں امریکہ کی شہ رگیں محض بحری ہو گئی ہیں جو بحر اوقیانوس کی راہ کے عین مطابق ہیں یہ شاہ رگیں جزائر الیوشن سے شروع ہو کر جنوب میں کیپ ہارن تک پھیلی ہوئی ہیں اور جزائر ہوائی ان کے درمیان سے گذرتی ہیں جنہیں نہایت مستحکم قلعہ جات ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ بحر الکاہل کے شمالی ساحل نہر پاناما اور جنوبی امریکہ کے آگے ایک زبردست روک بنا دی جائے

تڑپے جو گر کے اور تڑپ کر لہو گئے — غل پڑ گیا صفوں میں کہ شبیر مر گئے
ہوش آیا چند ساعت کامل کے بعد جب — دیکھا کہ مٹ رہی ہے شبیہ رسول رب
آنسو بہا کے رکھدیئے بیٹے کے لب پہ لب — چلائے تھے کہ چھوڑ چلے ہم کو ہے غضب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال دی — بانہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دی

امام عالی مقام کی صدائے درد و غم سنکر جناب علی اکبر نے آنکھیں کھولدیں کیونکہ دیدار کے اشتیاق میں ابھی تک جان آنکھوں میں اٹکی ہوئی تھی ؎

اکبر نے آنکھیں کھول کے دیکھا رخ پدر — گالوں پہ اشک آنکھوں سے ٹپکے ادھر ادھر
فرمایا شہ نے زانو پہ رکھکر سر پسر — رونے ہو کس کے واسطے اے غیرت قمر
یاں سے اٹھا کے آل پیمبر میں لے چلیں — غمخوار کا بتا دو تمہیں گھر میں لے چلیں
کی عرض مہلت اتنی کہاں اے شہ امم — اب اٹھتے ہیں قبلہ کہ نکلتا ہے تن سے دم
دولت ملی کہ دیکھ لئے آپ کے قدم — غیر از غم فراق مجھے کچھ نہیں ہے غم
ساتھ اتنے تھے جو چاہنے والے وہ مر چکے — روتا ہوں اسلئے کہ اکیلے حضور ہیں
شہ نے کہا کہ میرے لئے بیٹا نہ رو نہ بس — ہوگا یہاں سے چلنے میں تھوڑا سا چین بس
دنیا کی آرزو ہے نہ جینے کی کچھ ہوس — سینے میں ہے اب وہ خنجر ہر ایک نفس
اکبر تب الم سے جگر چاک چاک ہے — جب تو نہ ہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے
یہ بات سن کے لینے لگا ہچکیاں پسر — سوکھی زباں دکھائی کہ پیاسا ہوں اے پدر
زردی اجل کی چھا گئی چہرہ پہ سر بسر — دو بارہ لی کراہ کے کروٹ ادھر ادھر
دنیا سے انتقال ہوا نور عین کا — ہنگامہ ظہر تھا کہ لٹا گھر حسین کا

قارئین کرام ذرا غور کرو اور امام مظلوم کی بیکسی اور درد و غم حسین کا اس وقت اندازہ لگاؤ دل پر صبح سے اس وقت تک آپ نے کتنے زخم کھائے کیا ان صدموں کے مقابلہ میں جان دینا اور مرنا آسان نہیں ہے مددگاروں کا غم بھائیوں کا الم بھانجوں کا صدمہ بھتیجوں کا داغ اور اب آخر میں جوان فرزند کا اس بیکسی و بے بسی میں بچھڑنا اور بچھڑنا بھی کس طرح ایک ایک قطرہ آب کو ترس ترس کر بکاالم آپ ہی کی جان تو ان پر تھا کسی کو صرف شوہر کا غم کسی کو صرف بیٹوں کا غم کسی کو بھائیوں کا غم مگر ایک جان حسین تھی جسے سب کا غم تھا جتنے تیر اب تک الگ الگ شہیدوں پر چلے تھے جتنی تلواریں شہداء کے جسموں پر لگی تھیں جتنے نیزے اور برچھیاں علیحدہ علیحدہ گلے پر چلیں تھیں سب حسین کے دل و جگر کے پار ہوئیں جو زخم جس شہید کے دل و جسم پر تھا وہ حسین کے دل پر بھی تھا غرضکہ مظلوم و بیکس امام علیہ السلام کا درد و غم لامحدود تھا اس پر سب سے آخر میں فرزند جوان کی موت اور موت بھی ایسی دردناک حالات کے ساتھ کہ سارا جسم تیروں سے چھلنی تمام بدن تلواروں سے قیمہ اور تمام اعضا زخموں سے چور تھا اس حالت میں فرزند دلبند کو خاک و خون میں تڑپتا اور زمین پر پڑا دم توڑتا اور ایڑیاں رگڑتا دیکھکر جو حال امام عالی مقام کا ہوا ہوگا کس کا دل ہے جو بیان کر سکے ؎

دیکھی عجیب حالت فرزند نوجواں — پیکاں گلے میں ہونٹوں پہ نکلی ہوئی زباں
تن پر جراحت تیر و خنجر و سناں — گردن تھی کج بھری ہوئی آنکھیں تھیں جاں بلب
ٹاپوں سے مرکبوں کے جراحت پھٹے ہوئے — چہرہ سفید خاک میں گیسو اٹے ہوئے

اس حالت کو دیکھکر امام مظلوم پر کیا بیتی ہوگی جس کا آخری سہارا اس طرح گرم اور تپتی ہوئی ریت پر تڑپ رہا ہوگا اس بیکسی کو دیکھو کہ اس وقت کوئی دوسرا آشنا بھی نہیں کہ فرزند کی لاش کو کاندھا دے کر خیمہ تک پہنچا دے چار کے کاندھے پر جنازہ اٹھتا نہ سہی کہ از کم ایک آدمی تو ہوتا جنگ نہ کر باپ کو بیٹے کی لاش اٹھانے

اور خیمہ تک پہنچانے میں مدد دیتا مگر افسوس مظلومی اور آہ رے بیکسی آشنا بھی کوئی نہیں اور امام عالی مقام کو تنہا جوان بیٹے کی لاش خیمہ تک لانی پڑی میت کو میدان میں لیسے چھوڑ دیتے کیا شقی و گمراہ کوفی و شامی لاشہ علی اکبر کو روند نہ ڈالتے جس وقت لاش کو لیکر حضرت خیمہ کی طرف چلے ہیں اور خیمہ سطہر میں اطلاع ہوئی کہ جناب امام عالی مقام نحیف بیکس مظلوم باپ شہید بیٹے کی لاش لا رہا ہے اس وقت خیمہ اطہر میں جو قیامت برپا ہوئی ہوگی کیا کوئی اس محشرستان غم و الم کا اندازہ لگا سکتا ہے ماں کی مامتا پھوپی کی چاہت اور سکینہ معصومہ کی محبت اگر لاش کو دیکھکر مضطرب و بیقرار ہوکر سر پیٹنے لگے ہوں تو کونسا حیرت کا مقام ہے رانڈ بیبیوں یتیم بچوں اور غریب الوطن سیدانیوں میں قیامت برپا ہوئی ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے کیا کیفیت نہ ہوئی ہوگی ؎

لاشے کے پاس جب پسر مہ لقا گئی — ہاتھوں سے دل پکڑ کے پھوپی نیم جاں گری
دل پر مرا کے برچھی تھی نوجواں گری — غش ہو کے یاں گری کوئی اور کوئی واں گری
چھینا کسی جو لاشہ سے آکر لپٹ گئی — اک حشر ہو گیا صف ماتم الٹ گئی

مادر اکبر کا بین

ہم لاکھ زور لگائیں کہ حضرت علی اکبر کی مادر گرامی کی حالت کا نقشہ دکھائیں مگر یہ ممکن ہی نہیں میر انیس نے جو کوشش کی ہے خدا ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اس کو ملاحظہ فرمائیے اس سے کسی قدر ہلکا اور دھندلا سا خاکہ پیش نظر ہو جائیگا ؎

چلاتی تھی ارے مرا پیارا ہے کس طرف — اے آسماں وہ عرش کا تارا ہے کس طرف
لے ابر شام چاند ہمارا ہے کس طرف — اے ارض کربلا وہ سہارا ہے کس طرف
ہوتے سناں سے جان گئی مہمان کی — میت کدھر کو ہے مرے کڑیل جوان کی
اے میرے لمبے گیسوؤں والے کدھر ہے تو — کیا مجھ پھپی جگر کو سنبھالے کدھر ہے تو
ناری کہاں گئے تجھے پالنے والے کدھر ہے تو — ہے ہے مری غریبی کے پالے کدھر ہے تو
اٹھارہ سال برس تھا کہ موت آگئی تجھے — اے نور عین کس کی نظر کھا گئی تجھے
ہے ہے مرے سعید و رشید و حسین جوان — خوش رو جوان غریب جوان مہ جبیں جوان
صفدر جوان شکیل جوان نازنیں جواں — کس نے تجھے مروڑ لیا اے حسیں جواں
آغاز تھیں مسیں ابھی ایسے سن نہ تھے — بچے مرے ابھی ترے مرنے کے دن نہ تھے

حضرت علی اکبر کی موت ایسی موت نہ تھی جسکا غم کسی کے لئے بھی قابل برداشت ہوتا مگر سید الصابرین نے فرمایا اور سیدانیوں کو یہ کہکر صبر کی تلقین کی کہ علی اکبر نے دم توڑنے سے پہلے جو وصیت کی تھی وہ یہی تھی کہ اماں اور پھوپی سے کہدیجئگا کہ وہ صبر فرمائیں اور میرے ماتم میں منہ پر طمانچے نہ ماریں سینہ کوبی نہ کریں اور بال نہ نوچیں اور سب سیدانیوں نے اس وصیت کی تعمیل کی اگرچہ دل پھٹے جاتے تھے جگر کے ٹکڑے ہو رہے تھے لیکن زبان اور نا شروع سے آشنا نہ تھی آنسوؤں کی ایک نہر سی جاری تھی آہ و نالہ سے مرغان صحرا کے دل تہ و بالا ہو رہے تھے مگر کیا مجال کہ خاندان رسالت کے دربار کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نکل جائے جناب امام کے دل پر جو صدمہ گذر گیا اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ریش شریف کے بال صبح تک سیاہ تھے لیکن فرزند جوان کی موت سے یکایک سفید ہو گئے۔

حضرت ام لیلیٰ جناب شہربانو اپنے فرزند علی اکبر کے غم میں پڑی ہیں اسی حال میں ان کے پاس امام عالی مقام تشریف لے گئے وہ آپ کو دیکھکر اور بھی بیقرار ہو گئیں جوانمرگ بیٹے کو یاد کر کے رونے لگیں یہ وقت ایسا دردناک تھا کہ ہمارا قلم یارا نہیں دیتا کہ اس کو قلمبند کریں۔ میر انیس کی زبان سے سن لیجئے۔

رفتار عالم

ہندوستان

کانگریس یو پی کی وزارت میں کثرت کار کے باعث ایک وزیر کا مزید تقرر کیا جائے گا۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ کچھ عرصہ سے تشدد دانہ اور پریشان کن تقاریر کا سلسلہ جاری ہے بالخصوص سابق رہا شدہ قیدی مختلف مقامات پر دورہ کر کے اشتعال انگیز تقریریں کر رہے ہیں اس لئے حکومت کے نزدیک ان کا انسداد ضروری ہوگیا ہے اور حکومت اس کی اجازت نہیں دے سکتی چنانچہ اسی سلسلہ میں مقررین کو انتباہ کیا گیا ہے۔ یو پی پراونشل کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ یہی کسانوں کے سخت اور اشتعال انگیز رویہ کے پیش نظر وہی پالیسی اختیار کریگی جو بہار کانگریس کمیٹی نے اختیار کی ہے کسانوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔

ایک اور اعلان کے ذریعہ بڑے افسروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سخت ضرورت کے بغیر طویل رخصتیں لیکر گھر پر عیش اڑانے اور مفت تنخواہ پانے کے آئندہ مجاز نہ ہوں گے۔ تنخواہوں کی کمی ملازموں کی تخفیف اور چند محکموں کے باہم مدغم کرنے کی مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ لگان کے سلسلہ میں حکومت کو آٹھ لاکھ روپے کی نقصان ہوا ہے کان پور میں مزدور سبھا نے پھر ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے۔ دیوانی عدالتوں کے چپراسیوں اور اردلیوں کی تنخواہوں میں اضافہ پر بھی غور شروع ہوگیا ہے متعلقہ عدالتوں سے استصواب کیا گیا ہے آئندہ وزراء کے پارلیمنٹری سکرٹریوں کو ریل یا لاری کے سفر کے معاملہ میں سکنڈ کلاس افسر اور ڈنڈ سفر میں الاؤنس کے معاملہ میں فسٹ کلاس افسر تصور کیا جائے گا۔ لکھنؤ کے قریب سیاسی اختلافات کی بنا پر دو تعلقہ داروں کے مزارعین میں تصادم ہو گیا جن میں متعدد اشخاص مجروح ہوئے اعاپو ضلع ہردوئی میں ایک کانگریسی جلسہ پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا جہاں چند اضلاع کے کسان جمع ہوئے تھے زمینداروں کے خلاف بہت سے نعرے بھی لگائے گئے۔

کسان مصر تھے بروقت پولیس نہ پہنچ جاتی تو فساد کا سخت اندیشہ تھا کانپور میں چھلی رسانوں اور خاکروبوں نے بھی دھمکی دی ہے کہ اگر ان کے مطالبات منظور نہ کئے گئے تو وہ ہڑتال کر دیں گے۔ قماربازی پر بھی مزید پابندیاں عاید کرنے اور قانون کو سخت بنانے کے لئے ایک مسودہ زیر غور ہے بریلی کالج کے ہندو مسلم طلبا میں کالج کی عمارت پر کانگریسی جھنڈا لہرانے کے شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے کبوتروں کے ذریعہ نامہ بری کی اسکیم پر بھی یو پی میں غور ہو رہا ہے۔

بمبئی کی حکومت قرضوں کے التوا کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کر رہی ہے جن سے وہ زمیندار فائدہ اٹھا سکیں گے جن کے پاس پانچ ایکڑ یا اس سے کم زمین ہے۔ کانگریس کی مجلس عاملہ نے صرف تشدد اور تلقین تشدد یا فرقہ وارانہ فسادات کی صورت میں دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت مقدمے چلانے کی منظوری دیدی ہے۔

مسٹر نریمان نے ایک بیان میں کہا کہ لوگ اب بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ کانگریس سرمایہ داروں کی طرف دو رہے اور اسے غریبوں کی پرواہ نہیں اگر اس نے کسانوں کے جائز مطالبات منظور نہ کئے تو ان الزامات کی تصدیق ہو جائے گی وزارت ا[illegible] میں فرقہ وارانہ فیصلہ اور ہندو مسلم مفاہمت کے مسئلہ پر غور کیا گیا آل انڈیا کانگریس کی صدارت کے لئے مسٹر سبھاش چندر بوس کا نام کا اعلان باضابطہ ہوگیا کاٹھیاوار کے کاشتکاروں نے لگان کی زیادتی کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے اور شورش انگیز رویہ اختیار کیا ہے۔ مدراس کے مسٹر گوپال ریڈی وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے ایک تقریر میں فرمایا کہ پنچایتی بورڈ دیہاتی ترقی میں نمایاں حصہ لیں اور دیہاتیوں کے مسئلہ کا حل کریں۔

صوبہ تامل کی کانفرنس میں کانگریسی وزارت کے خلاف نہایت سخت قرارداد منظور ہوئی۔ قدامت پرستوں کو یہ شکایت تھی کہ اس کے عہد میں اسکولوں کے اندر ہندی زبان لازمی قرار دی گئی مطالبہ ہوا کہ تامل کو علیحدہ صوبہ قرار دیا جائے اور اس کی یونیورسٹی علیحدہ ہو۔ سی پی میں مزدوں پر ٹیکس لگانے کی۔ صوبہ متوسط سی پی کونسل کا اجلاس یکم مارچ سے شروع ہو رہا ہے اسی مہینہ میں بجٹ پیش ہوگا کسانوں کو لگان اور قرضہ کے معاملہ میں امداد دینے کے سوال پر زرعی تجویز ہے۔ ریلیف کمیٹی غور کر رہی ہے گورنر صاحب کی بیم نے کھدر کا لباس پہننا شروع کر دیا ہے اور کھدر بھنڈار سے نمونہ طلب کر کے تین جوڑوں کے لئے ساٹھ روپے کا کھدر خریدا ہے۔ گورنر صاحب بھی پچھلے دنوں کھدر کا سوٹ پہنکر اجلاس میں آئے تھے۔ اس صوبہ میں اچھوتوں نے جداگانہ مطالبات شروع کر دیئے ہیں۔

بہار میں کسانوں کی شورش نے بہت خطرناک اور اشتعال انگیز صورت اختیار کر لی ہے۔ کسان سبھا میں خلاف قانون قرار پائی ہیں اور ان کے کانگریسی لیڈروں سے بیزاری اور علیحدگی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ بابو راجندر پرشاد صدر پراونشل کانگریس کمیٹی منتخب ہوئے ہیں۔ سوامی سہجانند کسان لیڈر نے بہار کی کانگریس پر شدید الزامات عائد کئے ہیں اور کہا ہے کہ ہم کانگریسی وزارتوں میں ڈکٹیٹر کے قیام کے آرزومند نہیں۔ کانگریسی وزارت کسانوں کو پامال کر ڈالنا چاہتی ہے کسان صرف اپنے حقوق کی حفاظت چاہتے ہیں۔ سوامی جی کو بہار کے کسانوں میں بے شمار رسوخ و اثر حاصل ہے۔

پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر تین آرا کی کثرت سے ڈاکٹر ستیہ پال منتخب ہوگئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو لاہور پہنچے اور ڈاکٹر اقبال اور سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب سے مختلف اوقات میں دیر تک ملاقاتیں کیں پنڈت جی یہاں سے صوبہ سرحد روانہ ہوگئے جہاں ایک ہفتہ تک دورہ کریں گے یہاں کی کانگریسی وزارت کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی ہے کہ اس سے ڈیموکریٹک پارٹی علیحدہ ہوگئی ہے اور اس کے خلاف آئندہ اجلاس میں عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے والی ہے۔ آئندہ وزیر اعظم پیر خدا بخش ہوں گے اور یہ وزارت محفوظ ہوگی وزراء کے لئے پانچ لاکھ کے صرفہ سے بنگلے بنانے کی تجویز ہے تمام صوبہ میں کانگریس کے ایک لاکھ ممبر بن چکے ہیں۔ صوبہ متوسط کے وزیر اعظم نے پونا میں کہا کہ ہر کانگریسی صوبہ میں اندرونی اختلافات کام کر رہے ہیں۔

مسلم لیگ بہار میں شکیم میں ڈاکٹر سید محمود وزیر حکومت گئے تو

مسلم لیگ کی طرف سے سیاہ جھنڈیوں سے ان کا استقبال ہوا اور مسٹر جناح زندہ باد مسلم لیگ زندہ باد اور ڈاکٹر محمود واپس جاؤ کے فلک بوس نعرے بلند ہوئے۔ سیاہ جھنڈیوں سمیت ایک بڑا جلوس نعرے لگاتا ہوا گیا۔ جہاں ڈاکٹر صاحب گئے وہاں جلوس پہنچا۔ دو میل تک پیچھے لگا رہا۔ آخر ڈاکٹر صاحب پولیس اور ہندو رضاکاروں کی حفاظت میں واپس گئے۔

جلوس نے پھر بھی پیچھا کیا۔ ہندو رضاکار سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے تھے اور بتعداد کثیر ارکان مسلم لیگ آگے آگے تھے۔ یہاں مسلم لیگ بڑی تقویت حاصل کر رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ پٹنہ اسمبلی کے مسلم شہری حلقہ کا ضمنی انتخاب ۱۲ فروری کو ہوگا اور نتیجہ ۱۳ فروری کو سنا دیا جائیگا یہ جگہ مسٹر سید عبد العزیز کے استعفے کی وجہ سے خالی ہوئی تھی مسلم لیگ اور کانگریس کے امیدوار میں مقابلہ ہوگا دو طرفہ کوششیں اور پروپیگنڈے سرگرمی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔

گیا میں مسٹر جناح کا شاندار استقبال کیا گیا آراستہ کئے ہوئے شہر سے دو میل لمبا جلوس نکلا مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کی رسم میں پچیس ہزار کا اجتماع تھا مختلف ایڈریس اور تحفہ میں ایک قرآن ایک جانماز اور ایک تلوار پیش ہوئی۔ بودھ میں کے مقدسات اس کے بعد جامع مسجد میں بھی آپ کا استقبال کیا گیا۔ پھول برسائے گئے ریلوے اسٹیشن پر بھی استقبال کے لئے بیس ہزار مسلمان موجود تھے۔

پنجاب میں بڑا شاندار کام ہو رہا ہے۔ اہم پیش نظر اصلاحات یہ ہیں کہ عنقریب تین بیس لاکھ کے سرمایہ سے مختلف صنائع کے سرکاری کارخانوں کا قیام جیلخانوں میں صنعتوں کی ترویج اور شریر سزاؤں کی تنسیخ۔ بست و پنج سالہ ملازمین کو پنشن دیکر ان کی جگہ جدید تقرر اس طریق پر کہ آئندہ پانچ سال کے اندر اندر ان قوموں کی شکایات کی تلافی جن کا تناسب اس وقت سرکاری ملازمتوں میں کم ہے اس سے مسلمان بیروزگاروں کو خصوصیت کے ساتھ فائدہ پہنچیگا۔ پانچ اضلاع میں امتناع شراب کا نفاذ تحصیلوں میں پنچایتوں کا قیام مقروضوں کے فروخت شدہ گھروں کی واپسی کا انتظام۔ بیکاروں کی مالی امداد کی یہ صورت کہ دیہاتی تعلیم یافتہ ایک معین مدت کے اندر ناخواندہ اشخاص کی ایک مقررہ تعداد کو معاوضہ لیکر پڑھا دیں جعلی اوزان سکیال استعمال کرنے والوں کو سزا دینے کا قانون رشوت ستانی کا انسداد یہ تمام اصلاحات نہایت مفید ہیں جو عنقریب نافذ ہونیوالی ہیں۔

وزیر اعظم پنجاب نے شاہی مسجد کی مرمت کے لئے مسلم زمینداروں پر دو پیسہ فی روپیہ ٹیکس کی جو تجویز پیش کی تھی وہ اسمبلی میں اتفاق آراء سے منظور ہو گئی تین لاکھ روپیہ حکومت ہند دو لاکھ روپیہ حضور نظام عطا کریں گے اور پانچ چھ لاکھ مسلم زمینداروں سے وصول ہوگا۔ وزیر اعظم پنجاب نے ایک تقریر میں فرمایا میری گورنمنٹ کا نصب العین ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنا ہے میری گورنمنٹ کا مصمم ارادہ ہے کہ دیہاتیوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ میری رائے میں یونیورسٹی کی تعلیم پر غیر ضروری طور پر زر کثیر صرف کیا جاتا ہے میری حکومت کا مقصد یہ ہے کہ اس اسراف کو بچائے جو روپیہ بچے اسے غریب اور لائق طلبا کی امداد پر خرچ کیا جائے آجکل پنجاب اسمبلی کے اجلاس شروع ہیں مسلم لیگ کو اس صوبہ میں بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے اور ممبروں کی تعداد روز افزوں ہے۔

بنگال میں بھی شاندار اصلاحی کام ہو رہا ہے حکومت نے مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک کالج کلکتہ میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے بجٹ سے آٹھ لاکھ کی رقم وقف کی جائے گی۔

اس سال کے بجٹ میں صوبہ کی اقتصادی و صنعتی ترقی کے لئے متعدد اصلاحی اسکیمیں رکھی گئی ہیں اور ایکسپرٹوں کی بجٹ کا اندازہ ہے اس اعتبار سے یہ بجٹ ہندوستان میں لاثانی بجٹ ہوگا۔ اس صوبہ میں بھی امتناع شراب کی اسکیم کا تجربہ شروع ہونے والا ہے۔ ہندی روزنامہ لوکمانیہ کا دو ہزار زر ضمانت بھی واپس کر دیا گیا یہاں لبرل فیڈریشن کے بھی عظیم الشان جلسے ہوئے۔ مسٹر جناح بھی کلکتہ گئے جہاں آپ کا زبردست استقبال کیا گیا مسلم لیگ کو اس صوبہ میں بھی بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

یوپی میں مسلم لیگ کا ہفتہ شاندار طریق پر منایا گیا۔ پچیس ہزار جدید ممبر بھرتی ہوئے اس طرح کل ممبروں کی تعداد تین لاکھ کے قریب ہو گئی۔ الہ آباد میں ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کے لئے مسٹر جناح تشریف لے گئے بڑا شاندار جلوس نکلا۔ فرمایا اگر اپنی قوم کی امداد کرنا فرقہ پرستی ہے تو میں فرقہ پرست ہونے پر فخر کرتا ہوں مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے جو طعنے دیئے جاتے ہیں ان کا مقصد مسلمانوں کو اپنی تنظیم سے روکنا اور انہیں اپنی نظر میں آپ حقیر بنانا ہے مسلمانوں کو نیشنلزم کے ان طعنوں سے خوفزدہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلدیہ الہ آباد نے ایڈریس پیش کیا راجہ صاحب محمود آباد کو انگریزی میں پیش کیا جانے والا تھا لیکن آپ نے اسے فضول بتا کر اس سے انکار کر دیا اور ایک تقریر میں کہا کہ مسلمان حلف اٹھائیں کہ وہ ہمیشہ مسلم کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں خرید فرمائیں گے اور اسلامی تجارتی اداروں سے اپنے تجارتی تعلقات قائم کریں گے

حکومت بنگال نے دو اضلاع کے مصیبت زدوں کی مالی امداد ۱۹۴۵۰۰ کے علیہ سے کی کلکتہ میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان بھر کے مفاد کے لئے مصروف عمل ہے کیونکہ اس کے مقاصد انصاف دیانت اور حسن سلوک پر مبنی ہے اور مجھے امید ہے کہ لوگ بہت جلد اسے تسلیم کریں گے مسلم لیگ کا مطالبہ صرف یہی نہیں کہ ان کا مذہب ان کا تمدن یا ان کی زبان کی حفاظت کی جائے بلکہ ان کے سیاسی حقوق کا تحفظ بھی ضروری ہے آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کو چیلنج کیا کہ وہ آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی قابل عمل پروگرام تیار کریں۔ ۸ فروری کو سی پی میں مسلم لیگ کا مقابلہ ہوگا اسی چیلنج پر کانگریس کی طرف سے بھی مفاہمت کے لئے ہاتھ بڑھایا گیا کئی روز تک دو طرفہ گفتگوئیں ہوتی رہیں لیکن اس کے بعد خاموشی طاری ہے اور مصالحت کی توقع ختم ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ کلکتہ میں بھی مسلم لیگ کا جھنڈا مسٹر جناح نے لہرایا۔ مسٹر فضل حق وزیر اعظم بنگال بھی شریک تھے مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس میں ۳۰ جنوری کو مسٹر جناح دہلی آ رہے ہیں۔

ہندو مہاسبھا کلکتہ میں پراونشل ہندو مہاسبھا کی منتظمہ کمیٹی کے اجلاس میں وزیر اعظم بنگال کی پالیسی کی مذمت کی گئی پونا میں آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا اجلاس منعقد ہوا۔ ضلع میرٹھ میں سماجیوں نے بہت اشتعال انگیز رویہ اختیار کر رکھا ہے اور متعدد گندی کتابیں فروخت کی گئیں۔ مسلمانوں میں بڑا جوش پھیل گیا تھا جسے مسلم لیگ والوں نے ٹھنڈا کیا۔ پروفیسر ڈی جی دیسپانڈے نے پنڈت گووند بلبھ پنتھ وزیر اعظم یوپی سے ملاقات کر کے ہندوستان میں گاؤکشی کے خلاف قانون منظور کرانے کے امکانات پر بحث کی۔ کچھ عرصہ پیشتر مسٹر گاندھی پنڈت مالویہ اور متعدد اہم ہندو لیڈروں کو گریسی

دزیروں سے بھی مبادلہ انکار کیا تھا۔ آرہ کے ہندو طلبا نے مسٹر سلطان آمد بیرسٹر اور مسلم طلبا پر حملہ کرکے انہیں مجروح کیا۔
ترودھ شنکر میں راجپوتوں نے شیخ عابد کے مزار کی تعمیر شروع کی تھی ہندوؤں کے جم غفیر نے مسلمانوں پر حملہ کردیا اور زبردستی تعمیر بند کردی مسلمانوں میں اس پر غم و غصہ کا اظہار کیا جارہا ہے۔ لائل پور کی پولیس لائن میں ایک مفسدہ پرداز سکھ افسر کے ہاتھوں مسجد اور قرآن کی بیحرمتی کی گئی اس نے ملازموں کو حکم دیکر مسجد کی چھت اکھڑوادی اور مسجد کے صحن میں جوتوں سمیت پھرتے رہے جس الماری میں قرآن شریف رکھے تھے اس پر جوتوں سمیت چڑھ گئے جس سے مسلمانوں میں سخت اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ شدھی کانفرنس کا اجلاس بھی پونا میں زیر صدارت ڈاکٹر مونجے منعقد ہوا۔ ہندو مہاسبھا اور شدھی کانفرنس میں شرکت کے لئے انتہا پسند ہندو سندھ میں آئے ہوئے تھے۔ مہاسبھا نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ کانگریس کو مسلم لیگ سے مفاہمت کا کوئی حق نہیں اور نہ وہ ہندوؤں کی نمائندہ ہے نمائندگی کا حق اگر ہے تو صرف ہندو مہاسبھا کو ہے۔ صوبہ بہار سے مسلمانوں پر مہاسبھائیوں کے بیدردانہ مظالم کی اطلاعات تواتر کے ساتھ موصول ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں پر وہاں کے مہاسبھائیوں نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور بالخصوص بہار کے مسلمان تو خود کو بالکل غیر محفوظ تصور کر رہے ہیں۔
صوبہ سندھ میں وزیر اعظم نے مخلوط انتخاب کی تجویز کی تھی اس سے مہاسبھائی حلقوں میں تشویش پھیل گئی اور شور مچانے لگے کہ یہ تجویز محض اس لئے کی گئی ہے کہ ہندوؤں کے اصلی نمائندے اسمبلی اور سرکاری اداروں میں منتخب ہوکر نہ جاسکیں اور مسلم اکثریت ہندو اقلیت سے سو را استفادہ کرکے اپنے مطلب کے نمائندے منتخب کراسکے۔

جمعیۃ علمائے ہند مولانا احمد سعید نے نمائندہ اخبارات کو ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ علما کی توہین کرنے والے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں اگر علماء کے خلاف دشنام طرازی کا سلسلہ جاری رہا تو اس سے مسلمانوں کی عزت کو ناقابل برداشت نقصان پہنچ جائے گا ہمارا مسٹر جناح سے کوئی خاص معاملہ نہیں ہوا تھا۔ موجودہ مسلم لیگ پر مجھے کوئی اعتماد نہیں کیونکہ یہ رجعت پسندوں کا ایک گروہ ہے اور صحیح سیاسی نمائندگی نہیں کرتا بخلاف ازیں کانگریس ملک کی آزاد و مشترک جماعت ہے اور اس کے متعلق جمعیۃ علماء نے اپنی سابقہ قرارداد میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں کی جمعیۃ علماء مسلمانوں کی تنظیم کے مسئلہ پر بھی غور کر رہی ہے اور اسکیم تیار بھی کرلی ہے۔ نظام ملت کے نام سے سیاسی کارکنوں کی ایک جماعت قائم کرنے کی تجویز ہو رہی ہے جس پر جمعیۃ کی نگرانی رہے گی۔ یہ جماعت مسلمانوں کی سیاسی تنظیم سیاسی اصلاح اور ان کے سیاسی حقوق کا تحفظ کرے گی۔ رہا دارالعلوم دیوبند وہ صحیح الخیال علماء کی ایک درسگاہ ہے مولانا حسین احمد تحریک آزادی ہند میں شریک ہیں اس لئے رجعت پسندوں کی طرف سے ان کی مخالفت کی جاتی ہے مجلس احرار بھی ارض ہند کی ایک سرگرم اور فعال جماعت ہے۔ میرے نزدیک ہندوستان کی آزادی اور ممالک اسلامیہ کی آزادی لازم و ملزوم ہے۔ ممالک اسلامیہ کی غلامی کا اصلی سبب ہندوستان کی غلامی ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ نے گوٹاکناری کی ایک بڑی فرم کا دہلی میں افتتاح کیا اور علماء بھی شریک تھے۔ گورکھپور میں علماء کا ایک زبردست اجتماع ہوا۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے مسٹر جناح کو حسب ذیل تار دیا ہے پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان اور کانگریس ورکنگ کمیٹی کی تجویز کا خیر مقدم کیجئے مصالحت کی گفتگو سے پیشتر مسلم جماعتوں سے مشورت کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں ایک مسلم کنونشن کی ضرورت کو میں بڑی بےچینی سے محسوس کر رہا ہوں۔ پنڈت جواہر لال نہرو سے اہم مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے مولانا نور الدین الہ آباد گئے ہیں۔ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے سلسلہ میں احرار کی تحریک اسی زور شور کے ساتھ جاری ہے۔ البتہ گیارہ رضاکاروں نے معافی مانگ لی۔ مسجد منکور کی اپیل میں بمبئی کے مشہور بیرسٹر مسٹر کوسٹین نے بڑا معرکہ آرا تقریر کی فیصلہ محفوظ رکھا گیا۔ مولانا عبد الحا ۔ قادری ۲۲ر جنوری کو حج کے لئے عازم حجاز ہوئے۔ ڈیرہ غازی خاں میں جمعیۃ کی ایک زبردست شاخ قائم ہوگئی۔
دیوبند میں اکابر جمعیۃ علما کی کانفرنس ہوئی جسمیں مسلم سیاست کی موجودہ روش پر بحث ہوئی اور مسلم لیگ اور کانگریس کی درمیانی خلیج کو پاٹنے کی تدابیر پر غور کیا گیا۔

ممالک اسلامیہ۔ ترکی آنے والی جنگ کی تیاری کے لئے ترکی بھی پوری سرگرمی کے ساتھ تیاریوں میں مصروف ہے۔ اس ماہ میں ایک زبردست عسکری مظاہرہ ہوا جس میں زمین پر ٹینک اور ٹینک پوری سرعت کے ساتھ دوڑ رہے تھے اور فضا میں تیارے مصروف پرواز تھے ایک جدید قانون کی رو سے لوہے اور مختلف دھاتوں کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑوں کی برآمد کی ممانعت کردی گئی اور یہ تمام ٹکڑے جمع ہوکر جنگی کارخانوں میں بھیجدیئے جاتے ہیں جو شب و روز آلات حرب اور اسلحہ کی تیاری میں مصروف ہیں جس سے اٹلی کو شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے اس کے متعدد جنگی جہازوں کے ساتھ دره دانیال کی بحری فوج نے سخت سلوک روا رکھا ہے اور انھیں گزرنے نہیں دیا گیا۔ دربانی اور پولیس کی ملازمت کے لئے نوشت و خواند کو ضروری قرار دیدیا گیا ہے۔
حکم دیدیا گیا ہے کہ تعلیم عام ہوجائے اور حدود حکومت میں کوئی شخص جاہل نہ رہنے پائے۔ قرار پاگیا ہے کہ آئندہ سال مسجد نبوی اور حرم مقدس کی مرمت کے لئے ایک خاص رقم مخصوص کی جائے گی۔ اور ترکوں اور یوگوسلاویہ کے حجاج کو نہ صرف حج کی ترغیب دی جائیگی بلکہ انہیں ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائی جائینگی کنور مہاراج سنگھ۔ یورپ اور ممالک اسلامیہ کے سفر سے حال ہی میں واپس آئے ہیں آپنے ایک تقریر میں بیان کیا کہ ترکی میں کمال اتاترک کو ویسی ہی ہر دلعزیزی حاصل ہے جیسی کہ ہر ہٹلر کو جرمنی میں اور مسولینی کو اٹلی میں حاصل ہے۔ فضائی قوت بڑھانے کے لئے ترکی نے پندرہ لاکھ پونڈ مزید منظور کئے ہیں۔ بعرض ترکی سرعت رفتار کے ساتھ مراحل ارتقا طے کر رہا ہے۔

مصر مسجد ازہر میں شاہ فاروق کے ورود پر "خلیفہ زندہ باد" کے نعرے لگائے گئے۔ شیخ مراغی نے بیان کیا کہ مسلمانان عالم بادشاہ کو اپنا لیڈر اور قائد اسلام تصور کرتے ہیں اس کے بعد سب نے کھڑے ہوکر "زندہ باد شاہ فاروق" اور "پائندہ باد خلیفہ" کے نعرے بلند کئے شاہ ممدوح پہلی مرتبہ جمعیۃ شبان المسلمین کے دفتر میں تشریف لے گئے اور معائنہ کیا۔ سب سے اہم ملکی واقعہ یہ ہے کہ کابینہ نحاس کو شاہ فاروق نے برخاست کردیا اور اس کی جگہ محمود پاشا نے جدید کابینہ مرتب

کیا جو اپنی لبرل جماعت کے صدر ہیں، اور جنہیں نے مصر کی تمام رنگین پوش جماعتوں کو غیر مسلح اور ممنوع قرار دیا ہے یہ وزارت تمام بارلیمنٹری جماعتوں کی نمایندہ جماعت ہے اس کی پالیسی بہی آئینی نرم اور صلح پذیرانہ ہوگی ملک میں بالکل خاموشی ہے اگرچہ وفد پارٹی کے حامی بدل ضرور ہیں ایک اہم سوال یہ پیش ہوئے ڈالا ہے کہ جدید دستور کے ماتحت بادشاہ کے اختیار کیا ہیں اور وہ کس حد تک دستور میں مداخلت کرسکتا ہے۔

اس سوال کو حل کرنے کے لئے ایک کمیشن پہلے ہی مقرر کردیا گیا ہے اس سال جو چینی طلبا جامعہ ازہر میں آئے ہیں انہوں نے مسلمانان چین کی طرف سے چین کے کسی مرکزی مقام پر ایک اسلامی یونیورسٹی کے قائم کئے جانے کی استدعا کی ہے جسکے مصارف تو وہ خود برداشت کریں گے مگر اس کا تقاضا کہ چینی علمائے مصر سے تیار کرانا چاہتے ہیں اس خیال کا پرجوش خیرمقدم مصر میں کیا گیا اسی قسم کی استدعا شاہ فاروق سے بہی کی گئی ہے۔ دو ایرانی انجنیر حکومت ایران کی طرف سے مصر کے طریقہ آبپاشی کا معائنہ و مطالعہ کرنے اور یہاں کے فن زراعت کی ترقی سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے بہیجے گئے ہیں تاکہ وہ ایران میں بہی وہی ذرائع اختیار کریں۔ وزارت نے احکام صادر کردیئے ہیں کہ ان انجنیروں کو دیہاتوں سرکاری فرموں اور بندوں کے سیر و مطالعہ کا پورا موقعہ عطا کیا جائے ان کی سہولت و آسانی کے لئے ایک سرکاری ملازم بہی ان کے ساتھ رہے گا۔ سابق وزیر اعظم نحاس پاشا مع وفد پارلیمانی وزرا اور ارکان کے ساتھ اسسال فریضہ حج کی ادائی کے لئے جارہے ہیں جن کا استقبال حجاز میں شاہانہ طریق پر کیا جائے گا۔ پہلے مصر کو کسی غیر ملکی کے مقاصد امن عامہ کے پیش نظر جلاوطن کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا جس سے جرائم پیشہ یورپینوں کی حوصلہ افزائی ہوتی تہی لیکن اب امتیازات کے اختتام سے مصر کو اس قسم کے اختیارات حاصل ہوگئے ہیں چنانچہ حال ہی میں اسکندریہ سے چار غیر ملکی جلاوطن کئے گئے ہیں۔ قنطرہ اور رفح کے درمیان جو ریلوے لائن ہے اسے مصر کے حوالے کرنے کے متعلق مصری حکومت فلسطین و برطانیہ سے گفت و شنید کررہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے ملک میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کا انتظام کسی غیر ملکی حکومت کے ہاتھ میں ہو۔

فلسطین

وزیر اعظم عراق قضیۂ فلسطین کے سلسلہ میں مصر جاتے ہوئے دمشق میں قیام پذیر ہوئے اور فرمایا کہ میرا اعتقاد ہے کہ فلسطین کی امداد ہر طریقہ پر لازم ہے عراق فلسطین کی باہمی تجارت کے متعلق ایک معاہدہ مرتب کرنے کی سعی تاجروں کی طرف سے شروع ہوچکی ہے۔

برطانیہ نے فلسطین کے متعلق ایک اور کمیشن مامور کیا ہے جو تحقیقات کے بعد یہ ظاہر کریگا کہ برطانوی انتداب کے ماتحت کتنا علاقہ رہنا ضروری ہے سابق کمیشن کی تجاویز پر بہی غور ہوگا اور ان میں مناسب ترمیم بہی کرسکیگا اقتصادی مسائل پر بہی کمیشن غور کریگا اس کے متعلق مشہور عرب لیڈر الیاس نے اعلان کیا ہے کہ یہ قرطاس مبہم نامکمل اور اپنی تردید آپ ہے آپ نے اسے عربوں اور یہودیوں کو بیوقوف بنانے کی ایک لغو سعی کے نام سے معنون کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ عرب کمیشن کا مقاطعہ کریں گے برطانیہ کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ بیت دعل کی پالیسی کو ترک کرکے عربوں کی مخالفت کا احساس کرے۔ قرطاس ابیض کے ذریعہ بظاہر موجودہ التوا کو جو طول دیا گیا ہے اس پر یہودی بہی خفا ہورہے ہیں جن کے نزدیک اس کی مقصد یہی ہوسکتا ہے کہ دہشت انگیزی کے سلسلہ کو جاری رکھا جائے اور اقتصادی تباہ حالی میں اضافہ کیا جائے۔

برطانوی قہر و استبداد کی پالیسیاں بہی اسی عنوان کے ساتھ چمک رہی ہیں اس خبر پر کہ جیریزن کے قریب ایک مکان میں عرب جماعت کا لیڈر عیسے چھپا ہوا ہے پولیس نے محاصرہ کیا جس پر گولیوں کی بوچھار ہوئی مزید کمک منگائی گئی، ایک عرب ہلاک ایک شدید مجروح اور ایک گرفتار ہوا عیسے نے راہ فرار اختیار کی جس کا تعاقب کیا گیا۔ گر ہاتھ نہ آیا دسمبر ۱۹۳۶ء میں شہر جیریزن پر جو جرمانہ کیا گیا تہا اس کی وصولی کا بیدردانہ سلسلہ شروع ہوگیا ہے جس کی وجہ سے دوکانیں بند ہوگئی ہیں اور اکثر متمول لوگ عارضی طور پر ترک وطن کرگئے ہیں پولیس کا استبداد ہے۔ میونسپلٹی قدس کے عرب و یہودی ارکان نے اہل ملک سے اپیل کی ہے کہ دہشت انگیزی کے سلسلہ کو بند کیا جائے ملک کے ذمہ دار عرب لیڈر تشدد و دہشت انگیزی کے خلاف ہیں لیکن ساتھ ہی وہ یہ بہی کہتے ہیں کہ یہ صورت حالات برطانوی انتداب کا نتیجہ ہے اور یہودیوں اور عربوں کے مسائل کو عوام کے نمایندے ہی حل کرسکتے ہیں۔ برطانوی آثار قدیمہ کے مشہور ماہر مسٹر اسٹارقتل کردیئے گئے وہ عرب معاونوں کے ساتھ لاخش پرکھدائی کا کام دیکھنے جارہے تھے کہ راستے میں عربوں کی ایک مسلح جماعت نے انہیں موٹر سے اتار کر گولی کا نشانہ بنادیا۔ پولیس کے دستے علاقے بھر میں مجرمین کی تلاش کررہے ہیں لیکن ابہی تک کوئی پتہ نہیں چلا۔

عربوں کی مسلح جماعتوں اور پولیس میں تصادم کی خبریں برابر موصول ہورہی ہیں۔ برطانوی ہائی کمشنر نے سابق صدر بلدیہ بیت المقدس ڈاکٹر خالدی کی دفعہ بہی بند کردیا جو تنبیہ ہیں۔

جاپان و چین

جاپان کے مسٹر ہال نے سال نو کے پیغام میں ایک مرتبہ پہر جاپانیوں کو تنبیہ کیا ہے کہ وہ طویل جنگ کا بار سہنے کے لئے تیار ہوجائیں اور مقصد جنگ کے حصول کے لئے تمام قوم کو حکومت کی مالی امداد کرنی چاہیئے آخر میں زور دیا ہے کہ جاپان کو کفایت شعاری سے کام لینا چاہیئے تاکہ جنگ میں امداد کی جاسکے معلوم ہوا ہے کہ جاپان مسلح اور جنگ دونوں کے لئے تیار ہے جنگ کا انحصار جنرل چیانگ کائی شیک کے رویہ پر ہے امریکن اور جرمن ساخت کی تقریباً تین ہزار لاریاں ہانگ کانگ میں جمع ہیں جو چین کو دی جائیں گی جاپان نے یہ الزام بہی عائد کیا ہے کہ اس وقت تک ہانگ کانگ سے چین کو پانچ لاکھ ٹن گولہ بارود روانہ کیا جاچکا ہے۔ چین بری طرح پامال ہوچکا ہے تاہم اہل چین کا جوش ابہی تازہ ہے اور تازہ کمک اور جدید اسلحہ کے پہنچ جانے کی وجہ سے چینی افواج کے حوصلے بڑھ گئے ہیں چینی فوجی جنرل ایک سال کے اندر تین ہزار ہوا باز تیار کرنے کا ارادہ رکہتے ہیں چینی فضائی طاقت میں حصہ لینے کے لئے امریکن رضاکاروں کا دوسرا دستہ ہنکاؤ کی طرف روانہ ہوچکا ہے خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ چند ماہ کے اندر غیر ملکی رضاکاروں کی فضائی طاقت اتنی زیادہ ہوجائیگی کہ موجودہ فضائی اقتدار کا خاطر خواہ مقابلہ کرسکے گی۔ جاپان نے جو شرائط صلح پیش کی ہیں وہ اتنی سخت ہیں کہ چینی انہیں قبول کرنے پر ہرگز تیار نہ ہوں گے۔ چینیوں نے تاکنن پر جانکاہ فضائی حملہ کردیا جس کی وجہ سے دو جاپانی ہوائی طیارے گرگئے۔ جاپان میں ایک نہایت خوفناک زلزلہ آیا جان و مال کا نقصان بہت زیادہ ہوا اس سے ملک میں خوف و ہراس ہے۔

جو عورتیں سفید پانی کی بیمار ہیں

وہ درحقیقت بڑے خطرہ میں ہیں۔ کیونکہ سیلان الرحم کی بیماری میں جو سفید رطوبت عورت کے جسم سے وقت بے وقت خارج ہوتی رہتی ہے وہی زندگی کا اصلی جوہر ہے۔ سفید رطوبت کا خارج ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عورت کی جوانی بہت تیزی کے ساتھ جارہی ہے اور اس کے چہرہ پر بہت جلد جھریاں پڑنے والی ہیں اس پر ضعیفی غالب آرہی ہے عقلمند عورتیں اور عقلمند مرد اس خطرہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سفید رطوبت کی بیماری کے علاج میں روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہے۔ مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔

سفید رطوبت کا علاج صرف تین روپے میں ہو سکتا ہے

ہندوستان کی ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں عورتوں کو اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ سفید رطوبت کا علاج بیحد آسان ہے۔ اگر کوئی عورت اس مرض میں مبتلا ہو یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہو۔ یا اس کے ناف تلے میں درد رہتا ہو یا ماہواری کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہو یا ہر وقت اُداس اور مغموم رہنے کی عادت پڑ گئی ہو۔ یا کمر اور پنڈلیوں میں درد کی شکایت ہوتی ہو تو سمجھ لیجئے کہ وہ عورت سیلان رحم کی مریضہ ہے اور اسے صرف ایک شیشی **دوا روک** استعمال کرا دیجئے وہ ہ ہے پورے دن میں آپ خود محسوس کرلیں گے کہ مریضہ کے چہرہ پر کتنی بشاشی ہے کتنی جوانی ہے۔ کتنی بہار ہے یہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ **دوا روک** ہندوستانی آب وہوا کے لحاظ سے عورتوں کے لئے اکسیر کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ سفید رطوبت کا مسلسل اخراج جو کسی علاج سے بند نہ ہوتا ہو۔ اسے دوا روک کا استعمال ٹھیک تیسرے دن بند کر دیتا ہے۔

لہذا یاد رکھئے کہ صرف تین روپے کا لالچ کر کے عورت کی جوانی کو برباد ہوتے دیکھنا کسی دن رنگ لائے گا۔ اس واسطے اس کا پہلے سے انتظام کر لیجئے۔ اور اگر کوئی عورت سیلان الرحم کی مریض ہے تو اسے ہدایت کر دیجئے کہ ایک شیشی دوا روک استعمال کرے سفید رطوبت آنی بند ہو جائے گی۔ اور اس کا اندرونی جسم (رحم) تندرست ہو جائے گا۔ ایک شیشی دوا روک کی قیمت تین روپے ہے اور اس پر سات آنے محصول پارسل خرچ ہوتا ہے **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۴۲ دہلی** کے پتہ پر ایک خط لکھ کر یہ دوا بذریعہ وی پی پارسل منگا لیجئے۔ آپ کو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائے گی۔ اور اس طرح صرف تین روپے میں ایک خطرناک مرض سے عورت کو نجات مل جائے گی۔

دوا روک تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور ہزار ہا عورتوں کو تندرست کر چکی ہے۔ ہر مزاج اور آب و ہوا کے عین مطابق ہے اور تیسرے دن اپنا کمال مریض پر پوری طرح ظاہر کر دیتی ہے۔ ملک کے بے شمار حکیم اور ڈاکٹر اپنے اپنے مریضوں کو دوا روک استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں کیونکہ اس دوا کا علاج اعلان کافی سے زیادہ تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے دوا روک کو اشتہاری دوا نہ سمجھئے۔ یہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی تیار کی ہوئی ہے۔ وہ دواخانہ جو سالہا سال سے ہندوستانی عورتوں کی خدمت میں لازوال شہرت کا واحد مالک ہے۔

عورتوں کو مہینہ کی بیماریاں

افسوس ہے کہ ہندوستانی مردوں کی غفلت کی وجہ سے اس ملک کی عورتوں میں ماہواری ایام کی بیماریاں بہت کافی پھیل گئی ہیں اور آج کل اسی فی صدی عورتیں ماہواری ایام کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ مگر شرم کی وجہ سے یہ عورتیں اپنے مردوں کو اطلاع نہیں دیتیں۔ اور اپنی زندگی ختم کر دیتی ہیں۔ اگر یہی رفتار رہی تو کچھ عرصہ بعد ہندوستان سے اس غریب طبقہ کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ ماہواری ایام میں خرابی ہونے سے چہرہ کی رونق غائب ہو جاتی ہے۔ اٹھتے بیٹھتے چکر آنے لگتے ہیں دورے پڑتے ہیں۔ لوگ آسیب کا شبہ کرتے ہیں۔ پنڈلیوں میں اور زیر ناف اور تمام بدن میں سخت درد محسوس ہونے لگتا ہے۔ بعض عورتوں کو ماہواری ایام آنے سے پہلے ہی تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ بعض کو خاص ایام کے زمانہ میں تکلیف ہوتی ہے۔ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ آتے ہیں۔ کسی کو رک رک کر آتے ہیں کسی کو بے وقت آ جاتے ہیں۔ ان سب خرابیوں سے عورت کے اندرونی جسم میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ــ ان حالات میں یہ خبر بڑی خوشی کے ساتھ سنی جائے گی کہ دہلی کے زنانہ دواخانہ کی بنائی دوا "کورس" ان تمام تکلیفوں میں حیرت انگیز فائدہ کرتی ہے۔ ماہواری کی خواہ کوئی خرابی ہو صرف ایک شیشی عورت کو استعمال کرا دیجئے۔ ماہواری ایام ہر مہینہ اپنے ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں بغیر کسی تکلیف کے آنے لگتے ہیں۔ تمام ہندوستان میں اس دوا کی بہت شہرت ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس دوا سے بہت جلد فائدہ ہو جاتا ہے۔ ہزارہا عورتوں کو آرام ہو چکا ہے۔ اگر آپ کے خیال میں ایسی کوئی عورت ہو جو ماہواری ایام کی کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس سے کہہ دیجئے کہ لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۲ دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر "کورس" کی ایک شیشی بذریعہ پارسل منگا کر استعمال کرلے۔ ایک شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے اور محصول ڈاک سات آنے ہے۔ ایک شیشی سے عورت کو پورا فائدہ ہو جاتا ہے۔

دمہ کے چالیس ہزار مریضوں کو آرام ہو چکا ہے

اتنے تھوڑے عرصہ میں دمہ کے چالیس ہزار مریضوں کو بالکل تندرست کر دینا ایک ایسی زبردست کامیابی ہے۔ جس کی مثال تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی حالانکہ اب سے کچھ پہلے عام حکیم اور ڈاکٹروں کا خیال یہ تھا کہ دمہ کا مریض مشکل سے اچھا ہوتا ہے۔

مگر اب وہ بھی چپ ہیں۔ دوا "سانسول" نے ان کا منہ بند کر دیا۔ یہ دوا جس مریض کو دی گئی۔ اس کا دمہ جاتا رہا۔ درحقیقت یہ دوا ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے کچھ ایسی موافق آئی ہے کہ خود موجد کو تعجب ہے۔ دمہ کا دورہ پڑتا ہو۔ سانس پھول جاتا ہو۔ رات رات بھر بیٹھے گزر جاتی ہو۔ اور کسی دوا سے آرام نہ ہوتا ہو تو وہاں "سانسول" کو استعمال کرائیے۔ اس کی ہر خوراک مرض کی کمی کا باعث ہوگی اور چند ہی روز میں مریض دمہ کے مرض سے آزاد ہو جائے گا۔ سب سے بڑی خوبی اس دوا میں یہ ہے کہ پہلی ہی خوراک سے مریض کو تسکین ہوتی ہے اور اسے پورا اعتماد ہو جاتا ہے کہ دمہ کا مرض دور کرنے کے لئے یقیناً "سانسول" ہی کی ضرورت ہے۔ اب تک چالیس ہزار سے زیادہ مریض "سانسول" کے استعمال سے دمہ کا مرض دور کر کے پوری طرح تندرست ہو چکے ہیں۔ اور کہتے رہتے ہیں کہ سانسول کی چھوٹی سی شیشی میں سائنس کا انتہائی کمال پوشیدہ ہے۔ سانسول کی ایک شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ چھ آنے ہے اور اس پر سات آنے پارسل خرچ کے لگتے ہیں جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۳۲ دہلی کو خط لکھ کر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ تین شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصول ڈاک معاف۔

جریان کا مرض دور کرنے کی آسان ترکیب

جسے پچاس سے زیادہ ڈاکٹروں اور حکیموں نے تسلیم کیا ہے

۱۹۲۶ء میں جب کہ ہندوستان میں اشتہاری دواؤں کا زیادہ زور ہوا تو آل انڈیا کا مرشیل سوسائٹی نے مختلف دواؤں کا امتحان کیا چنانچہ جریان کے مرض کے لئے سب سے بہتر دوا "جوہر اعظم" کو تسلیم کیا گیا اور آل انڈیا کامرشیل سوسائٹی نے اعلان کر دیا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں جریان کے مرض کی دوا "جوہر اعظم" سب سے بہتر اور جلد اثر کرنے والی ہے۔ بلکہ سوسائٹی نے کوشش کر کے اس دوا کا محصول ڈاک بھی معاف کرا دیا تھا۔ اگر آپ نے وہ اعلان نہیں دیکھا یا آپ کو یاد نہیں رہا تو نوٹ کر لیجئے کہ اس وقت تمام ہندوستان میں جریان کی بہتر اور جلد اثر کرنے والی دوائی کا نام "جوہر اعظم" ہے جس کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنہ دینے پر ملتی ہے۔ اور محصول ڈاک اس دوا پر عام فائدے کے خیال سے معاف ہے یعنی صرف تین روپے آٹھ آنے میں یہ دوا مریض کو گھر بیٹھے پہونچا دی جاتی ہے۔ البتہ انڈیا سے باہر دوسرے غیر ملکوں میں رہنے والوں سے محصول ڈاک چارج کیا جاتا ہے۔

جریان اس خطرناک بیماری کا نام ہے۔ جو انسان کی جوانی کو پانی کی طرح بنا روز میں بہا دیتی ہے۔ پیشاب سے پہلے اور پیشاب کے بعد یا خاص وقت پر قوت مردانگی پانی کی طرح بہنے لگتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ دوا جوہر اعظم اکسیر کا کام کرتی ہے بلکہ ایک شیشی ایک مریض کو پوری طرح تندرست اور جوان بنا دینے کے لئے کافی ہے جن لوگوں کو اس دوا کی ضرورت ہو وہ جنرل منیجر زنانہ دوا خانہ پی۔ بی ۴۳ دہلی کے پتہ پر ایک خط لکھ کر یہ دوا اپنے نام بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیں۔ صرف تین روپے آٹھ آنے کا وی۔ پی روانہ کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ تقریباً دس ہزار مریض جوہر اعظم دوا کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں۔ جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہوں۔ اور شادی کے بعد .... ناقابل ہوں انہیں یہ دوا بہت جلد استعمال کرنی چاہیئے۔

کشیدہ کاری کی مشین

آپ کی عورتوں کیلئے بہترین تحفہ

ہاتھ سے کپڑوں پر بیل بوٹے تیار کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی اور وقت بھی بہت خرچ ہوتا تھا۔ مگر اب یہ مشین ایجاد ہوگئی ہے۔ اس مشین کے ذریعہ ہر قسم کے کپڑے پر ہر طرح کے بیل بوٹے بہت جلد تیار ہوتے ہیں۔ تکیہ کے غلاف قمیص اور ہر قسم کے کپڑوں کو خوبصورت بنانے کے لئے یہ مشین نہایت لاجواب ہے۔ استعمال کرنا بہت آسان ہے۔ ترکیب استعمال ساتھ ہوتی ہے۔ مشین بھی مکمل بھیجی جاتی ہے قیمت ایک عدد مشین قسم اول صرف تین روپے۔ منیجر کامیاب بکڈپو بکس ۴۳ دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر بذریعہ وی۔ پی منگائیے۔ سات آنے محصول لگے گا۔

آنکھوں پر چشمہ لگانا جرم ہے

کیونکہ آج کل ہر شخص کو پیسے کی ضرورت ہے ایسی حالت میں دس بیس روپے کا چشمہ خرید کر استعمال کرنا اقتصادی جرم ہے۔ اور اگر آپ کی نگاہ کمزور ہے یا زیادہ دیر تک لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں درد ہو جاتا ہے یا دور کی چیز صاف نظر نہیں آتی یا آنکھوں میں کوئی بیماری ہے تو نوٹ کر لیجئے کہ آپ کی یہ تمام تکلیفیں صرف پندرہ روز میں دور ہو سکتی ہیں اور آپ کی قوت نگاہ بالکل ایسی ہو جائے گی جیسے نوجوانی یا بچپن میں تھی۔ آپ یہ کیجئے کہ جنرل منیجر زنانہ دوا خانہ پی۔ بی ۴۳ دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی بصری سرمہ منگا لیجئے۔ ایک شیشی کی قیمت دو روپے بارہ آنہ ہے اور پارسل پر سات آنے محصول ڈاک خرچ ہوگا۔ اس سرمہ کے صرف پندرہ دن استعمال کرنے سے آپ کی نگاہ ایسی ہو جائے گی جیسی بچپن میں تھی۔

سائنس کا ایک اور کمال

ہر دُبلا پتلا آدمی موٹا ہو سکے گا
ہر کمزور آدمی طاقتور بن سکے گا
ہر جسم میں خون پیدا ہو سکے گا
ہر شخص...... سے مرد بن سکے گا
دُنیا کا ہر بیمار تندرست ہو سکے گا

اب یہ سب باتیں انسان کے قبضہ میں آگئی ہیں

کشمیر کی پہاڑیوں میں ایک خاص بوٹی پیدا ہوتی ہے۔ ماہرین سائنس کے تجربہ میں اس بوٹی کا یہ کمال ظاہر ہوا کہ اگر اسکو مرکب طریقہ سے تیار کرکے ہر کھانے کے بعد کھالیا جائے تو غذا کا ہر ضروری جزو خون بن کر جسم میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس مرکب کو ماہرین سائنس نے معجون کی شکل میں تیار کرلیا ہے۔ اگر دوپہر اور رات کا کھانا کھانے کے بعد اس معجون کی ایک ایک خوراک کھالی جائے تو تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے جسم میں روزانہ ۹ تولہ نیا خون پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ معجون ہر مزاج اور ہر ملک کے آدمی پر یکساں اثر کرتی ہے۔ بیماروں پر بھی اس کا تجربہ کیا گیا اور ان پر بھی اس دوا نے ہی اثر کیا۔ اور جب ان کے جسم میں خون کافی پیدا ہو گیا تو جسم میں طاقت آگئی اور اس طاقت نے ان کی بیماریوں کو بہت جلد رفع کر دیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب کمزور جسم میں نیا خون پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم میں طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اور جسم کا ہر عضو اپنا پورا کام کرنے لگتا ہے۔ اب جبکہ اس عجیب و غریب بوٹی کا پوری طرح تجربہ کر لیا گیا تو عام فائدہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کمزور ہو۔ دبلا پتلا جسم ہو یا بدن میں ہڈیاں ہی ہڈیاں نظر آتی ہوں یا مردانہ طاقت نہ رہی ہو یا کمزور ہو گئی ہو یا جریان و کمزوری کی کوئی بیماری ہو تو اُسے چاہیئے کہ آج ہی ایک خط **جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پی۔ بی ۲۴۲ دہلی** کے پتہ پر لکھکر صرف ایک شیشی **"معجون کاشمیری"** منگالے، اور دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد ایک ایک خوراک اس معجون کی کھالیا کرے۔ اگر روزانہ ۹ تولہ نیا خون پیدا نہ ہو اور جسم کا وزن نہ بڑھ جائے تو ہم اپنا دعویٰ ہی واپس نہ لیں گے بلکہ مریض کو پوری قیمت واپس کرنے کو تیار ہیں۔ ایک شیشی معجون کاشمیری کی قیمت چار روپے آٹھ آنے ہے۔ اور اس پر سات آنے محصول ڈاک لگتا ہے۔

نوٹ:۔ پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ مہربانی کرکے اس دوا کو عام اشتہاری دواؤں کی طرح نہ سمجھئے۔ اس کے لئے جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کا ایک ایک حرف صحیح ہے۔ اور صحیح ثابت ہوگا۔ اور صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ بلکہ ہم دعوے کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ معجون کاشمیری استعمال کرنے کے بعد

آپ کے جسم میں روزانہ ۹ تولہ نیا خون پیدا ہوگا۔ مردانہ طاقت پوری طرح تندرست ہو جائے گی عورتوں کی نسوانی شکایت دُور ہو جائیں گی اور ان کے چہروں پر جوانی کی سُرخیاں آجائیں گی۔ کیونکہ یہ دوا عورتوں اور مردوں اور بچوں پر یکساں اثر کرتی ہے۔ مگر واضح رہے کہ تین سال سے کم عمر کے بچے کو یہ دوا استعمال نہ کرائی جائے۔ کیونکہ اتنی چھوٹی عمر میں یہ دوا مفید نہیں ہوگی۔ البتہ باقی ہر عمر اور ہر عورت مرد کو جوان اور سُرخ سفید اور پورا تندرست کر دینے کے لئے معجون کاشمیری کی صرف ایک شیشی پوری طرح کافی ہے ایک شیشی کے استعمال کے بعد ہر عورت مرد کے چہرہ پر خون کی سی سُرخی اور تندرستی برسنے لگتی ہے ایک شیشی تقریباً تین خوراک کی ہوتی ہے

جاپان نے غضب ہی کر دیا!

کپڑا سینے کی مشین

صرف ۳۰ تیس روپے میں

لیجئے اب کپڑا سینے کی مشین بھی اتنی سستی آ گئی ہے کہ بس معلوم نہیں تمام چیزیں جاپان میں بنی بنائی زمین سے پیدا ہوتی ہیں یا بارش میں آسمان سے ٹپک پڑتی ہیں۔ یہ مشین ابتک دہلی میں بہت چل رہی ہے اور چونکہ ہمنے اس مشین کی قیمت بھی بہت ہی قلیل رکھی ہے یعنی صرف تیس روپے اسلئے تھوڑے ہی دنوں میں کوئی گھر اس مشین سے خالی نہیں ملیگا لہذا آج ہی آپ ایک کارڈ لکھ کر منگا لیں۔

یہ خیال رہے کہ خرچہ ریل و وی پی بذمہ خریدار ہوگا۔ آرڈر دیتے وقت ریلوے اسٹیشن ضرور تحریر کریں کہ کس اسٹیشن پر آپ کو مال روانہ کیا جائے مشین ہاتھ سے چلنے والی ہوا ور کم قیمت بالا نشین ہے۔ منگانے کا پتہ:-

جنرل منیجر لیسٹ ناولٹی ہاؤس پوسٹ بکس ۱۵۹ دہلی

طلسمی کاجل

اس کاجل کے ذریعہ سخت سے سخت انسان کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے سخت محنت و ہزارہا روپیہ صرف کرنے کے بعد حاصل کیا ہے گیارہ سال کا تجربہ ہے کبھی خطا نہیں کی "مغرور سے مغرور"، "مطلوب"، "حاکم"، افسران، محبوبہ کو مسخر کرنے اور دشمن کو دوست بنانے میں **جادو** کا اثر رکھتا ہے لگانے کے بعد کیسا ہی ظالم و سنگدل انسان کیوں نہ ہو آپ کے آگے سرنگوں اور آپ کا تابعدار ہوگا۔ جن بھائیوں کو میری اس گزارش پر اعتبار ہو طلب کر کے فائدہ حاصل کریں۔

حُب

کے لیئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگی۔ ھدیہ صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) محصولڈاک ایک شیشہ سے ۳ شیشہ تک ۵؍

پتہ:- **سید اکبر علی شاہ کوچہ روح اللہ خاں دہلی**

دنیا کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز آلات

بیوی کی محبت کا راز

آلہ تسخیر زن یعنی عورت کو تسخیر کرنے کا جرمنی خفیہ آلہ۔ اس بہترین خورد آلہ کی مدد سے سنگدل سے سنگدل عورت کو بھی مسخر کیا جا سکتا ہے اسکے استعمال سے عورت حلقہ بگوش ہو جاتی ہے ....

جو لوگ اس آلہ کو استعمال میں رکھتے ہیں۔ انکی خانگی زندگی جنت کا نمونہ ہو جاتی ہے یقین جانیئے کہ یہ آلہ عورت کی جان ہے اسکے استعمال سے عورت وارفتہ ہو جاتی ہے اور اسکی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں اپنے احساسات کو ہرگز چھپا نہیں سکتی۔ بوڑھے نوجوان یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں قیمت ہر قسم اول عہ قسم دوم ۔

آلہ مانع احتلام یہ چودہویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے اسکے استعمال سے احتلام سو فی صدی نہ ہوگا قیمت دو روپے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس آلہ کے بعد دنیا بھر کی ادویات کو یقیناً آپ بھول جاویں گے ہزاروں نے آزما لیا ہے۔

ربڑ کا مانع حمل آلہ صدہا خواتین بیماری کمزوری کی وجہ سے حمل و وضع حمل کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روقت لقمہ اجل ہو جاتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو حمل سے روکنا گویا موت کے منہ سے بچانا ہے۔ ان کو جرمن کا تیار کردہ مایہ ناز مانع حمل آلہ استعمال کرائیے یہ ایک انچ سائز کا نہایت ملائم ہوا ہے۔ ترکیب استعمال اس قدر آسان ہے کہ آپ محو حیرت رہ جائیں گے دور پلس سے بہتر آلہ آج تک ایجاد نہ ہو سکا قیمت قسم اول چار روپے آٹھ آنے۔ قسم دوم تین روپے چار آنے ایکبار کا خریدا ہوا مدت العمر کام دیتا ہے۔ یہ آلہ وقتی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اسکو عام فرنچ لیدر وغیرہ نہ سمجھئے آلات ہندوستان بھر میں ہمارے ہاں کے کہیں نہ ملیں گے۔

امساک کی طلسمی گولیاں خاص طور سے قبل استعمال کرنے کے معجزنما اثرات ملاحظہ فرمائیے گولیاں دوران ... میں قوت باہ اور اعضائے رئیسہ میں بے حد تقویت پیدا کرتی ہیں۔ حد درجہ ممسک ملذ اور قوی الاثر ہیں جو لوگ زیادہ دیر تک اپنی طاقت قائم نہیں رکھ سکتے۔ انکے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں ان کے استعمال سے بیوی تا بہ زندگی مطیع و فرمانبردار رہتی ہے اگر حسب تحریر نہ ہو تو قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی دو روپے یہ گولیاں عورت کی جان ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آج تک امساک کے لئے اتنی بے ضرر اور مفید گولیاں ایجاد نہیں ہوئیں) محصولڈاک بذمہ خریدار :-

منیجر فرنچ ناولٹی امپوریم کشن گنج فرنچ بلڈنگ دہلی

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

سیکسول طلاء

جن لوگوں نے جوانی اپنے ہاتھوں سے یا خلاف فطرت یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کرلی ہو جس سے سستی نامردی، کمزوری، کجی اور لاغری کی شکایت ہوگئی ہو دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ محض بیکار اور زندگی سے لاچار انسان ہوں ان کے لیئے سیکسول طلاء بہتر طلاء دنیا کے پردے پر نہیں ملیگا - اسکے ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور عضو کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہوتی ہے جسکے اظہار سے تہذیب مانع ہے نہ آبلہ پیدا کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ پٹی کی نہ موسم کی پابندی نہ عمر کی قید سب کے لیئے اکسیر کا کام قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ دو ڈرام والی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

سیکسول پلز یہ گولیاں امساک کیلئے نایاب ہیں وقت پشیمانی سے بچالیتی ہیں سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوتی - مغرور محبوبہ اپنے احساسات کو چھپا نہیں سکتی اور بے خودی میں جر ہو کر وارفتہ ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیئے غلام بے دام بن جاتی ہے - اس سے بہتر امساک کی گولیاں دستیاب نہیں ہوسکتی قیمت بارہ گولی والی شیشی ۱۲ ۲۴ گولی والی شیشی تین روپیہ چار آنے علاوہ محصولڈاک -

سیکسول ٹانک پلز اگر آپکے قوی مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہو رہی ہو معدہ خراب غذا ہضم نہیں ہوتی زیادہ سالی یا متواتر بیماری یا عیاشی کی وجہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخر مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے جو چہرہ کو سرخ و سفید عضلات اور پٹھوں کو مضبوط اور دماغ اور مثانہ کو قوی کرکے مردہ جسم میں جوانی کی لہر اور نئی زندگی پیدا کر دیگی ساٹھ سال والے تیس سالہ جوان اور جوان تو بالکل نوجوان بنجاتے ہیں قیمت - ۴۰ گولی والی شیشی عہ ۸۰ گولی والی ۱۲ علاوہ محصولڈاک -

ملنے کا پتہ:- ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوافروشان اردو بازار ۲ جامع مسجد دہلی

واحدی صاحب کی معجون اکسیر بدن

واحدی صاحب نے اسوقت تک جتنی دوائیں کو اپنے نام کے ساتھ منسوب کیا ہے سب خدا کے فضل سے کامیاب ہوئی ہیں - واحدی صاحب کا منجن - واحدی صاحب کا خضاب - واحدی صاحب کی دوائے درد - واحدی صاحب کا چورن وغیرہ وغیرہ ایک ایک کی تعریف کے خطوط روزانہ آتے رہتے ہیں - لیکن واحدی صاحب کی **معجون اکسیر بدن** غالباً سب پر فوقیت لے جائیگی - یہ حقیقتہً اکسیر بدن ہی ہے تمام اعضائے رئیسہ کو قوت پہونچاتی ہے اور تمام بدن کو درست کرتی ہے - بے مثل ہاضم طعام ہے - جگر کی خاص طور سے اصلاح کرتی ہے - ریاحی تکلیفوں کو کھوتی ہے - قبض نہیں ہونے دیتی - آنتوں کو مضبوطی بخشتی ہے بوئے دہن کو خوشگوار بناتی ہے - دافع درد سر اور درد معدہ ہے - مثانہ کی مصلح ہے پتھری کے لیئے مفید ہے - سردی کے سبب پیشاب زیادہ آنے لگے تو اسے روکتی ہے - جریان کو فائدہ مند ہے - مقوی باہ ہے - کل امراض بلغمی سے بچاتی ہے - نسیان سے محفوظ رکھتی ہے - جنون مرگی - بواسیر - نقرس - عرق النساء - غرض کس کس مرض کا نام لیا جائے - جملہ امراض کا تریاق ہے - استعمال کرکے دیکھیے - اسے بے ضرورت بھی استعمال کیجئے - انشاء اللہ طبیعت میں بحالی محسوس ہوگی - ہاں ایک فائدہ اور قابل ذکر ہے اس کے استعمال کرنے والوں کے بال وقت سے بہت بعد تک سیاہ رہتے ہیں - پھر لطف یہ کہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت نہیں - جو جی چاہے کھایئے ہضم ہوگا اور خون بنے گا - بیس روز کی معجون ہمارے کہنے سے منگا لیجئے -

قیمت صرف دو آنے (۲٫) فی تولہ - خوراک چھ ماشہ

چوبیس تولہ تک محصول وہی لگے گا جو ایک تولہ پر لگتا ہے یعنی سات آنے

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ نظام المشائخ کوچہ چیلان ۱۷ دہلی

نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتا ہے کہ کہنے لگے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ اور میری عبادت کرنے لگو۔ مطلب یہ کہ اس بلند مرتبہ پر پہونچکر نبی کو اپنا بندہ ہونا بلکہ تمام عالم کا محتاج بندہ ہونا اور خدائے قدوس کا پروردگار عالم اور معبود کل ہونا خوب واضح ہوجاتا ہے پھر وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ معبود مطلق کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بلکہ وہ تو یہی کہتا ہے کہ یہی اپنا سزاوار ہے کہ خدا پرست اللہ والے بن جاؤ۔ ابن عباسؓ نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ حکما، علما اور صاحبان حلم ہوجاؤ یعنی اس حکمت کو حاصل کرو جو خداتعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا کی ہے اور اس سمجھ کو حاصل کرنے کی کوشش کرو جو علم نبوت سے حاصل ہوتی ہے اور عقل کامل اور دانش سلیمہ حاصل کرو یا یہ کہ فقیہ بن جاؤ اور فقاہت دینی حاصل کرو (حسن بصری وغیرہ) یا اہل تقویٰ بن جاؤ (ربیع بن انس قتادہ وغیرہ) بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ یعنی اپنی کتاب کی تعلیم اور تدریس کے موافق خدا پرست بنے رہو پیغمبر تم کو یہی حکم دے سکتا ہے۔ لہٰذا تمہارا یہ کہنا غلط ہے کہ مسیح نے ہمکو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا یعنی وہ تم کو نہ اپنی عبادت کا حکم دے سکتا ہے نہ یہ حکم دے سکتا ہے کہ ملائکہ اور انبیاء کو اپنا رب سمجھو اور خدا کی ربوبیت میں دوسرے کو شریک کرلو لہٰذا فرقہ صابئیہ نے جو ملائکہ پرستی کی اور یہود نے عزیر پرستی اور نصاریٰ نے مسیح پرستی کی یہ بالکل حرام ہے کسی نبی نے ان کو ایسا حکم نہیں دیا۔ بھلا عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ ایسا مرتبہ شناس روشن عقل اور نور قلبی رکھنے والا نبی اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ تم کو مسلمان اور مومن ہوجانے کے بعد کفر کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ جو شخص قرب الٰہی اور مشاہدہ کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ مخلوق کا رئیس بنے اور لوگ اسکی عزت و حرمت کریں کیونکہ جو شخص درجۂ توحید خالص پر پہونچ جاتا ہے وہ اپنے نفس کا کچھ بھی وزن نہیں سمجھتا۔ خداوند تعالیٰ کے جلال و عظمت کے سامنے اپنی کچھ قدر و قیمت نہیں جانتا اور تجلی حق کے سامنے اپنی ہستی کو نا پید خیال کرتا ہے اور ہمیشہ اس بات سے شرمندہ ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کے وجود پاک کے سامنے اس کا کچھ بھی وجود ہو اس لئے وہ حق تعالیٰ سے پیار کرکے اپنے آپ کو فنا کردینا محبوب سمجھتا ہے لیکن جب وہ اپنے اوپر خدا کی نعمتیں دیکھتا ہے کشف جمال قرب وصال عزت علم کبریا و عظمت قہر لطف وغیرہ انوار الٰہی سے اپنے آپ کو سرفراز دیکھتا ہے تو پھر دوسرے انسانوں کی حالت پر افسوس کرکے ان پر مہربان ہوتا ہے اور ان کو بھی خداتعالیٰ کی عبادت اور مرضیات الٰہی کے طلب کرنے کی طرف بلاتا ہے اور ہدایت کرتا ہے کہ تم بھی عالم حکیم فقیہ عابد اور ربانی بن جاؤ۔

آیات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ تو مسلم امر ہے کہ عیسیٰ بشر تھے اور جلیل القدر بشر تھے تمام بشری نعمتیں ان کو حاصل تھیں کتاب و شریعت اور نبوت سے وہ سرفراز تھے پھر ایسا برگزیدہ اور صاحب معرفت انسان کس طرح کسی کو حکم دے سکتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر مجھی کو خدا سمجھے کیونکہ جو وہ ایسا حکم نہیں دے سکتا اور نہ وہ یہ حکم دے سکتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی نبی ولی یا فرشتہ کو اپنا رب اور معبود سمجھو بلکہ اس کی ہدایت یہی ہوگی کہ تم سب اللہ والے اور خدا پرست ربانی بنو کیونکہ اسلام کے بعد کافر ہونے کی وہ ہرگز تعلیم نہیں دے سکتا۔

مقصود بیان: انسان کو جتنے علم و کشف اور قرب و وصال کے مراتب حاصل ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی اسکو اپنے عجز و جہالت و احتیاج کا یقین بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ عارفان حق شناس اپنے وجود کو ہیچ سمجھتے ہیں کسی عارف حقیقت سے حکم الٰہی کے خلاف کسی امر کا صدور محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں اگرچہ جسمانی بھی بے انتہا ہیں مگر روحانی نعمتیں یعنی علم کتاب فہم شریعت اور کمال نبوت سب سے بڑھکر نعمتیں ہیں۔ نبی ہونے کے بعد کسی کا گمراہ ہونا محال ہے۔ ہر نبی خدا پرستی اور توحید و تمجید کی تعلیم دیتا ہے۔ آیت مذکورہ سے ضمنی طور پر مذکورۂ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلام کے بعد کفر اختیار کرنا یا کفر کی تلقین کرنی بدترین جرم ہے جو عارف حقیقت کے لئے کسی طرح سزاوار نہیں ہے۔ علم کے ساتھ عمل اور معرفت کے ساتھ عجز و انکسار لازم ہے حقیقت طریقت اور معرفت شریعت سے کوئی جدا چیزیں نہیں ہیں بلکہ جسکو شریعت کا صحیح علم حاصل ہوجاتا ہے اسکو یہ تمام مدارج حاصل ہوجاتے ہیں۔ پاں علم کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔ غیر اللہ کو رب یا معبود سمجھنا یا سجدہ کرنا یا کوئی ایسی تعظیم کرنی جو خداتعالیٰ کے لئے مخصوص ہے کفر ہے۔ فرق مراتب بہرحال لازم ہے۔ انبیاء اولیاء اور دیگر پیشوایان امت کی ان کے مراتب کے موافق عظمت و حرمت کرنی ضروری ہے۔ کوئی نبی اپنی عزت و عظمت کا خواستگار نہیں ہوتا بلکہ جس چشمہ سے خود سیراب ہوا ہے اسی کی طرف لوگوں کی تشنہ روحی پر رحم کرکے سب کو بلاتا ہے۔ وغیرہ۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ

اور جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب اور شریعت

مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

ہم تم کو دیں اور پھر اسکے بعد کوئی رسول تمہارے پاس آئے جو ان کتابوں

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ

کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہو تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اسکی مدد کرنا۔ اللہ

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا
کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو انبیاء نے عرض کیا

اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ
ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ

الشّٰهِدِيْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
گواہ ہوں اس کے بعد جو لوگ رُخ پھیریں گے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○
تو وہی نافرمان ہیں

تفسیر وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ اس آیت کا تفسیری معنی سمجھنے سے قبل اس امر کو بیان کرنا ضروری ہے کہ اس آیت میں رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ سے کونسا رسول مراد ہے اور میثاق انبیاء کے کیا معنی ہیں:۔

(۱) رسول مصدق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے اور میثاق انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر نبی سے ازل ہی میں عہد لے لیا تھا کہ محمدؐ کی رسالت کی تصدیق کرنا۔ مطلب یہ کہ ہر نبی کو حکم دیدیا تھا کہ تم اپنے بعد آنیوالے نبی کی تصدیق کرنا اور اسکی مدد کرنا بشرطیکہ تم اسکے زمانہ تک زندہ رہو ورنہ اپنی امت کو ہدایت کرجانا کہ میرے بعد جو نبی پیدا ہو تم اسکی ہدایت کو قبول کرنا اور ہر طرح سے اسکی مدد کرنا اور اس طرح یہ سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے گویا ہر نبی کو حکم دیدیا گیا کہ محمدؐ پر ایمان لانا اور اگر تم کو ان کا زمانہ نصیب ہو تو ان کی پیروی اور مدد کرنا۔ یہی مضمون ایک صحیح حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ طاؤس حسن بصری اور قتادہ وغیرہ نے یہی معنی بیان کئے ہیں۔

(۲) حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی مبعوث فرمایا اس سے عہد لے لیا کہ جب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کروں اور تم اس وقت زندہ ہو تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور یہ بھی حکم دیدیا تھا کہ تم اپنی امت سے عہد لے لینا کہ جب محمدؐ مبعوث ہوں اور تم لوگ اس وقت زندہ ہو تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی امداد کرنا۔ اس روایت میں صاف بیان کردیا گیا ہے کہ ہر نبی سے براہ راست خدا تعالیٰ نے محمدؐ کی رسالت کی تصدیق کرائی تھی اور حضور کے اتباع کا عہد لے لیا تھا۔

(۳) یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ رسول مصدق سے ہر آئندہ آنیوالا نبی مراد ہے اور میثاق انبیاء سے مراد وہ میثاق اور عہد ہے جو خدا تعالیٰ نے ازل میں ہر قوم سے لیا تھا کہ اپنے زمانہ کے نبی پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا اسکے اوامر و نواہی اور شریعت کی پابندی کرنا پھر اس نبی کے بعد اگر کوئی اور نبی آئے اور وہ سابق نبی کی شریعت کی تصدیق کرے تو تم اسکی تصدیق کرنا اور ہر طرح سے اس کی امداد کرنا۔ یہ مطلب بالکل صاف ہے اسلئے ہم تفسیر اسی مطلب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں اگرچہ ابن کثیر نے اور ابن جریر نے مقدم الذکر دونوں معنی کو اختیار کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ۔ اے اہل کتاب تم کو یاد کرنا اور نصیحت قبول کرنا چاہئے کہ جب انبیاء کے متعلق ہم نے ان کی امتوں سے ازل ہی میں عہد لے لیا تھا یا نبی وقت کے زمانہ میں ہی اس کی امت سے اقرار لے لیا تھا اور حکم دیدیا تھا لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ اور جو میں نے تم کو جو کتب صحیفہ اور نور فقہ بہت اور دانش و عقل عطا کی ہے تم کو اسکے موافق عمل کرنا چاہئے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ پھر اگر کوئی رسول تمہاری کتاب و شریعت کی تصدیق کرنیوالا آئے اور تم کو اس کا زمانہ دیکھنا نصیب ہو لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور یقینی طور پر اس کی مدد کرنا کسی طرح اس سے سرتابی نہ کرنا۔ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ اور پھر خدا نے تم سے یہ بھی فرمایا تھا کہ کیا تم کو اس کا اقرار ہے اور تم اس پر میرا عہد و ذمہ قبول کرتے ہو انحراف تو نہیں کروگے اسکو دل سے قبول کرتے ہو۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا تو سب نے جواب میں کہا تھا ہم اس کا اقرار کرتے ہیں آئندہ آنیوالے نبی پر ضرور ایمان لائینگے اسکی مدد کرینگے اور اسکی پیروی کرینگے۔ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ خدا تعالیٰ نے فرمایا تو اب تم اپنے اس اقرار و میثاق کے گواہ رہنا اسکو بھول نہ جانا اور آئندہ آنے والی نسلوں کے متعلق بھی شاہد رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ اس قول و قرار کا گواہ ہوں۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اب جو لوگ اس قول و قرار اور اخذ و قبول کے بعد اپنے عہد سے پھر جائینگے آئندہ نبی کی تصدیق نہ کرینگے اس پر ایمان نہ لائینگے تو وہ متمرد و سرکش ہونگے طاعت الٰہی کے دائرہ سے خارج ہونگے اور حلقۂ کفر میں داخل ہوجائیں گے۔

لیکن اہل کتاب نے میثاق الٰہی کو فراموش کردیا۔ یہودیوں نے تو نہ زکریاؑ کو مانا نہ یحییٰؑ کو نہ عیسیٰؑ کو نہ رسول اللہ صلعم کو اور عیسائیوں نے حضور اقدسؐ کی رسالت کا تو کھلم کھلا انکار کیا اور عیسیٰؑ کو بھی اس طرح مانا گویا نہ مانا۔ بہرحال دونوں فرقے اپنے عہد کو فراموش کرگئے اور ان کی کتابوں میں جو میثاق مذکور تھا

اُس سے روگرداں ہوگئے۔

مقصود بیان: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سالار انبیاء تھے۔ ہر نبی نے حضورؐ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی ہے۔ تمام انبیاء کو حضورؐ کے اتباع کی آرزو تھی۔ ہر رسول سابق رسول کے دین کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنے زمانہ کے رسول پر ایمان لائے اور اشاعت دین میں اس کی ہر ممکن مدد کرے۔ ہر نبی نے اپنے امتیوں کو جمع کرکے ہدایت کردی تھی کہ آئندہ ایک عظیم الشان جلیل القدر نبی اس اس حلیے اور ان ان اوصاف کا پیدا ہوگا تم ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور اسلامی دنیا کے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہوجائے۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ

کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین کے طالب ہیں حالانکہ آسمانوں میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ

زمین میں جو مخلوق ہے خوشی یا ناخوشی اُسی کے فرماں بردار ہیں اور سب اُسی کی طرف

يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

لوٹ کر جانا ہے (اے محمد) تم کہدو ہم تو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کتاب پر جو ہم پر نازل

وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

ہوئی اور اُن (کتابوں) پر جو ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ

یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر نازل کی گئیں اور اُن (کتابوں) پر جو موسیٰؑ اور

عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء کو اُن کے رب کی طرف سے ملیں ہم نہیں ان میں کسی میں فرق

اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

نہیں کرتے اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں

تفسیر اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ۔ تفسیر معالم وغیرہ میں مذکور ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپس کا جھگڑا پیش کیا۔ یہودی بھی دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے مدعی تھے اور عیسائی بھی یہی دعویٰ کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ہر دو فریق دین ابراہیمی سے خارج ہیں۔ بولے ہم آپ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے اور آپ کے مذہب کو قبول نہیں کرسکتے آپ کا فیصلہ غلط ہے۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

حاصل فرمان یہ ہے کہ۔ کیا یہ لوگ دین الٰہی کے علاوہ کسی اور دین کے طالب ہیں۔ کیا اطاعت الٰہی سے خارج ہونا چاہتے ہیں کیا خدا سے تمرد و سرکشی کرنی چاہتے ہیں کیا اسلام کے خلاف کسی اور مذہب کو اختیار کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔ آسمانوں کے فرشتے اور زمین کی تمام موجودات چار و ناچار خدا کی مطیع فرمان ہے۔ مومن تو دلائل فطری پر غور کرکے خوشی سے سر تسلیم جُھکاتے ہیں اور کافر منکر ملحد وغیرہ مجبوراً حکم تقدیر کے سامنے تابع اور مقہور ہوتے ہیں کسی کو جرأت نہیں کہ نظام قدرت اور قانون فطرت کے خلاف علمبرداری کرسکے یا موت سے نجات پاسکے یا اُن فطری دلائل کو مٹاسکے جو خود منکرین کی ذات میں موجود ہیں۔ یہ لوگ اس امر کی قدرت نہیں رکھتے کہ جو حکم ان پر جاری کیا گیا ہے اُس سے اپنے نفوس کو باز رکھیں اور نظام قدرت سے خارج ہوجائیں چونکہ اسلام توحید ذات وصفات کا علمبردار اور قانون فطرت پر لوگوں کو پابند رکھنے کا اعلان کرتا ہے اور توحید الٰہی کے علمبرداروں میں کوئی تفریق نہیں کرتا سب کو صادق القول تسلیم کرتا ہے اسلئے ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا۔ اے نبی آپ کہدیجئے کہ میں اور میرے پیرو مسلمان سب خدا پر اور اس کتاب پر ایمان لائے جو ہم پر نازل ہوئی ہے ہم خدا کو واحد لاشریک جامع صفات کمال اور عیوب و نقائص سے پاک خیال کرتے ہیں اور اسکے نازل کردہ اوامر و نواہی کے پابند ہیں اور اسکے تمام احکام کو برحق جانتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور ہم اُن شریعتوں اور صحیفوں پر بھی ایمان لائے جو ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور نسل یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ سب کو برحق جانتے ہیں اور ان سب کو سچا اور توحید کا علمبردار سمجھتے ہیں وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو کتابیں اور صحیفے موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء کو دیئے گئے سب پر ہمارا ایمان ہے ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں اور سب کو توحید کا پیامبر جانتے ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم انبیاء میں تفریق نہیں کرتے کہ بعضوں کی تصدیق کریں اور بعضوں کی تکذیب بلکہ سب کو خدا کے سچے بندے اور رسول اور توحید کے داعی سمجھتے ہیں۔ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ اور ہم اُسی کے فرماں بردار اُس کے احکام کے سامنے سر تسلیم جھکانے والے اور اسی کے لئے اپنی عبادت کو مخصوص کرنے والے ہیں یعنی تمہاری طرح نہیں ہیں کہ بعض انبیاء کی تصدیق کریں اور بعض کی تکذیب۔ کبھی عزیر کی پرستش کریں اور کبھی مسیح کی۔ کبھی ایک کو خدائی کا حصہ دار قرار دیں کبھی دوسرے کو۔ کبھی خدا کے ٹکڑے کرکے تین خدا مانیں۔ بلکہ ہم خالص موحد رضا پر راضی، قضا پر خوش، سب انبیاء کو ماننے والے اور سب کو توحید ذات و صفات کا حامل و پیامبر جاننے والے ہیں۔ ہم نہ عقیدہ میں شرک کرتے ہیں نہ اعمال میں۔

مقصود بیان:- اسلام دین الٰہی ہے، قانون فطرت اور توحید کا علمبردار ہے یعنی تمام انبیاء کا دین تھا۔ مسلمان تمام انبیاء کو برحق سمجھتا ہے۔ ممکنات عالم کا حدوث ذاتی ظاہر کرتا ہے کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ ہر شخص کو چار ناچار خدا کے وجود و وحدانیت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ عاقل دلائل عقلی اور مشاہدہ قدرت سے اس پر ایمان لاتا ہے اور بیوقوف مرنے کے وقت مشاہدہ کر لیتا ہے، نظام عالم اور ترتیب موجودات اور قوانین فطرت وجود باری پر دلالت کرتے ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ عبادت صرف خدا ہی کی کرے۔ ذات و صفات میں کسی کو اس کا شریک نہ جانے۔ جو طریقہ تعظیم ذات الٰہی کے واسطے مخصوص ہے وہ کسی مخلوق کے سامنے بجا نہ لائے یعنی غیر اللہ کو سجدہ نہ کرے۔ ریاکاری، ہوس، شہرت اور دنیوی وجاہت و ریاست حاصل کرنے کے لئے عبادت نہ کرے، بلکہ عبادت کا اصل مقصود رضاء مولا کو سمجھے اور اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عبادت کرے۔ راہ مولا میں اپنا تن من دھن قربان کرنے میں دریغ نہ کرے۔ فیصلہ قضا پر نکتہ چینی نہ کرے اور ناراض نہ ہو بلکہ اپنی صحت و بیماری خواب و بیداری، نشست و برخاست اور زندگی و موت کو خدا ہی کی خوشنودی کے لئے وقف کر دے۔ وغیرہ۔

آیت اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ کی

مزید ہدایت آمیز تشریح

اس آیت کی مکمل تفسیر اور مقصود بیان تو ہم سطور بالا میں تحریر کر چکے ہیں لیکن چونکہ اس کے اندر رشد و ہدایت کا ایک بے بہا گنجینہ پوشیدہ ہے اسلئے ہم اسکے نکات و اسرار کے متعلق ایک مختصر ہدایت آمیز مقالہ لکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا مطلب علماء راسخین نے یہ سمجھا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تمام مرادوں کی جڑ اور کل حاجات کے پورا کرنے کا سرچشمہ میری بندگی ہے پھر بندگی سے روگردانی کرنے والے کہاں سے صفائی عیش چاہتے ہیں۔ حالانکہ میرے قرب سے عارفوں کو خنکی حاصل ہوتی ہے، میرے وصل سے الطاف حاصل ہوتے ہیں مشاہدہ قدس کی حلاوت ملتی ہے اور یہ تمام لذتیں انہی کو حاصل ہوتی ہیں جو خالص موحد ہیں لیکن جو شخص نفسانی خواہشات اور شیطانی ہوا و ہوس میں گھر جاتا ہے وہ میری عبودیت سے روگرداں ہے اور جو شخص میری عبودیت و عبادت سے روگرداں ہوا وہ میری وحدانیت و فردانیت کے دیدار سے دور جا پڑا اور جو میری ربوبیت کے جمال سے محروم رہا وہ ہوا پرست ہے خواہشات کے تاریک گڑھوں میں گرتا ہے اور گمراہی کے جنگلوں میں ہلاک ہوتا پھرتا ہے۔ جو شخص الوہیت و ازلیت کے سوا دوسرے حقائق و اوصاف کا طالب ہوتا ہے وہ باطل پر حق کا دھوکا کھا کر تباہ ہو جاتا اور شیطان کی غلطیوں میں پڑ کر برباد ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اگر آگے بڑھنے سے رک جاتا ہے تو عناد و تعصب کی منزل میں پڑ جاتا ہے اور آگے بڑھتا ہے تو نفس کے ٹیڑھے راستہ میں چلتا ہے اور بالآخر اپنے سر پر ذلت و بلا کی خاک ڈال کر مرجاتا ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کا طلبگار ہوگا تو ہرگز وہ دین اس سے

مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

قبول نہ کیا جائیگا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا

تفسیر یہ آیات سابقہ کا تتمہ اور نتیجہ ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جب آیات سابقہ سے معلوم ہو گیا کہ مشاہدہ ربوبیت بغیر عبودیت کے نہیں ہو سکتا اور بدون توحید و بندگی کے درجہ قرب حاصل نہیں ہو سکتا اور اسلام ہی توحید و عبودیت کا پیامبر ہے یہی رضا بقضا اور طاعت و انقیاد کی تعلیم دیتا ہے یہی قانون قدرت پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے اور قوانین فطرت دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے تمام انبیاء اور کتب الٰہیہ کی یہ تصدیق کرتا ہے اور سب حاملان پیام الٰہی کا یہی مذہب تھا تو اب دین اسلام کے علاوہ جو شخص کوئی اور دین طلب کریگا اور اختیار کریگا خدا کے ہاں اسکو درجۂ قبولیت حاصل نہ ہوگا اس کا کوئی عمل اور ریاضت و مجاہدہ مقبول نہیں ہے۔ وہ حقیقی بندگی سے محروم ہے اور اسکی کل کری کرائی محنت آخر میں برباد جائیگی اور قیامت کے دن نقصان اٹھانا پڑیگا اور خسارہ میں رہیگا۔

مقصود بیان:- اسلام کی دعوت، غیر مذاہب کے نامقبول ہونے کی صراحت کافروں اور غیر مسلموں کے تمام نیک اعمال برباد جانے کی وضاحت وغیرہ۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

ایسی قوم کو اللہ کیوں راہ راست پر لانے لگا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکی ہو

وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

اور یہ گواہی دے چکی ہو کہ رسول برحق ہیں اور انکے پاس کھلے کھلے معجزات

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

آ چکے ہوں اور اللہ ظالموں کو راہ راست پر نہیں لایا کرتا

اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ

ان کی جزا یہی ہے کہ ان پر اللہ کی

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی پھٹکار ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

نہ تو انکے عذاب میں تخفیف کی جائیگی اور نہ ان کو مہلت دی جائیگی

تفسیر كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا ۔ بارہ مسلمان جنمیں طعمہ بن ابیرق اور حارث بن سوید انصاری بھی تھے مرتد ہوکر مدینہ سے نکل کر مکہ کو چلے گئے اور مشرکین مکہ سے مل گئے ان کے متعلق یہ آیت ظالمین تک نازل ہوئی ۔ بات یہ ہوئی کہ حارث بن سوید وغیرہ مرتد ہونے کے بعد پشیمان ہوئے اور اپنے بھائی جلاس بن سوید کو لکھ کر بھیجا کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کرکہ حارث کفر سے توبہ کرنا چاہتا ہے کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے ؟ جلاس نے حارث کا عریضہ خدمت گرامی میں پیش کیا جسپر آیت مذکورہ نازل ہوئی اور حضورؐ نے قبول توبہ کا وعدہ فرمایا ۔ جلاس نے بھائی کو یہ آیت لکھکر بھیجدی ۔ حارث نے لکھا میں خوب جانتا ہوں کہ میں نے غلط نہیں سنا میرے بھائی نے غلط نہیں کہا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بھائی سے جھوٹ فرمایا اور نہ خدا نے اپنے رسول سے جھوٹ ارشاد فرمایا خدا سب سے زیادہ سچا ہے پھر میں کیوں نہ تائب ہوں غرض حارث اُسی وقت مسلمان ہوکر مدینہ کو چل دیے اور اچھے مسلمان ہوئے (رواہ ابن جریر والنسائی والحاکم وابن حبان وقال الحاکم صحیح الاسناد)

حاصل ارشاد یہ ہے کہ :۔ تعجب ہے ایسی قوم کو خدا تعالیٰ کیونکر ہدایت کرے اور کس طرح راہِ راست پر آنے کی توفیق دے كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ جو مومن ہونے کے بعد کافر ہوگئی حالانکہ پہلے وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ انہوں نے خود شہادت دی تھی کہ رسول اللہؐ برحق ہیں اور سچے ہیں وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ اور کھلے کھلے دلائل و معجزات بھی اُن کے سامنے پیش کئے جا چکے ۔ دلالت قدرت اور برہان معجزات سے رسول اللہؐ کی صداقت بھی اُن پر واضح ہوگئی پھر ایسے ازلی گمراہوں کو خدا کس طرح ہدایت کرے یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے پہلے کتب سابقہ میں بشارتیں دیکھ کر اُن پر ایمان رکھتے تھے اور رسول اللہؐ کے برحق ہونے کی گواہیاں بھی دیا کرتے تھے اور اسکے باوجود رسول گرامیؐ کے بیشمار معجزات بھی دیکھ چکے لیکن پھر بھی عناد سے منکر ہوگئے ایسے تیرہ باطن سیاہ قلب ازلی بدنصیبوں کو کیونکر ہدایت ہو ۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ خدا تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا ہے جو لوگ کفر میں اسقدر منہمک ہوجاتے ہیں اُن کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی ۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ بس ایسے لوگوں کی تو یہی سزا ہے کہ ہمیشہ ان پر خدا کی فرشتوں کی اور مومنوں کی لعنت و پھٹکار ہوتی ہے یہ تو دنیا میں سزا ہے اور آخرت میں ان کے عذاب کے لئے جہنم تیار ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۔ یہ لوگ لعنت و دوزخ میں ہمیشہ رہینگے کبھی انکے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ کبھی ان کو عذاب سے مہلت ملیگی ۔

مقصود بیان :۔ مرتد کا عذاب کافر سے بھی سخت ہے ۔ جو لوگ معاصی اور خطاؤں میں انہماک رکھتے ہیں اور انتہائی درجہ پر پہونچ جاتے ہیں اُن کو خدا بھی ہدایت نہیں کرتا ۔ مرتد ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۔ اہل ارتداد اور تارکان حق پر کائنات عالم بزبان فطرت لعنت کرتی ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

ہاں جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور

اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

حالت کی اصلاح کرلی تو اللہ یقیناً غفور رحیم ہے

تفسیر ہاں جن لوگوں نے مرتد ہونے کے بعد سچے دل سے توبہ کرلی اور اخلاص کے ساتھ مسلمان ہوگئے اور اعمال بھی نیک کرنے لگے تمام کفریہ حرکات کو چھوڑ دیا تو اُن کو خدا معاف کردیگا اُن کی توبہ قبول کرلیگا کیونکہ خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔

مقصود بیان :۔ مرتد کی توبہ مقبول ہے بشرطیکہ صدق دل سے کرے اور مسلمانوں کی طرح اعمال کرنے لگے اسلام کے اوامر و نواہی کا پابند ہوجائے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا

جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے پھر کفر میں بڑھتے چلے

كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝

گئے تو اُن کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی گمراہ ہیں

تفسیر قتادہ، عطا خراسانی اور حسن بصری کے نزدیک یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے توریت و انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پائے تھے اور اُن پر ایمان لاتے تھے پھر رسول اللہؐ مبعوث ہوتے تو حضورؐ کی رسالت کو نہ مانا اور اس کفر میں اس طرح زیادتی کی کہ اپنے عناد پر جمے رہے ۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ یہود کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے تو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے پھر عیسیٰؑ کا انکار کرکے کافر ہوگئے

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کر کے کفر میں اضافہ کرلیا صحیح یہ ہے کہ آیت کا حکم اُن تمام لوگوں کو شامل ہے جنہوں نے کفر کے بعد توبہ تو کی مگر خالص نیت اور سچے دل سے نہ کی صرف زبانی توبہ کرلی۔

حاصل فرمان یہ ہے کہ جو لوگ مومن ہونے کے بعد مرتد ہو گئے پھر صدق دل سے توبہ نہ کی بلکہ پیغمبر کا مقابلہ کر کے ہمیشہ کفر میں بڑھتے گئے ایسے لوگوں کی ظاہری توبہ مقبول نہیں یہی لوگ گمراہ ہیں اصلی گمراہی کا انحصار انہی میں ہے ان کو راہ ہدایت کبھی نصیب نہ ہوگی۔

بزار نے بروایت عکرمہ عن ابن عباس بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تھے پھر مرتد ہو گئے پھر کچھ دنوں کے بعد کچھ مسلمان ہو گئے لیکن دوبارہ مرتد ہو گئے پھر سہ بارہ مسلمان ہونا چاہا اور اپنی قوم والوں سے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری توبہ کے متعلق دریافت کرو۔ قوم والوں نے خدمت گرامی میں عرض کیا اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

ابن عباس کی ایک اور روایت میں ہے کہ کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے لیکن اپنے ارتداد کی حالت چھپانے کے لئے انہوں نے منصوبہ کر لیا تھا کہ ظاہرا توبہ کر لیں اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھیں اُن کے متعلق آیت کا نزول ہوا ہے۔ یہ مطلب وہی ہے جو ہم نے تفسیری معنی میں بیان کیا ہے۔

شیخ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ آیت کا نزول ایسے لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے حالت شرک میں بداعمالیاں کیں اور پھر بداعمالیوں سے توبہ کرلی چاہی لیکن شرک سے توبہ نہ کی تو ان کی توبہ مقبول نہیں۔ بہرحال

مقصود بیان یہ ہے کہ اگر مرتد صرف سطحی اور ظاہری توبہ کرلے صدق نیت اور خلوص قلبی نہ ہو تو اُس کی توبہ مقبول نہیں اور جو صدق دل سے توبہ کرلے اُس کی توبہ مقبول ہے اور مسلمانوں کے احکام اس پر جاری ہونگے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن

جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر کی حالت ہی میں مر گئے تو ان میں سے

يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ

کسی کی طرف سے زمین بھر سونا قبول نہ کیا جائیگا اگرچہ عذاب سے بچنے

افْتَدَىٰ بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا

کے لئے) وہ معاوضہ میں دے انہی لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور

لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ ع

ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا

تفسیر یہ کافروں کی تیسری قسم کا بیان ہے پہلے اُن مرتدوں کا حکم بیان کیا گیا جو صدق دل سے مسلمان ہو گئے پھر اُن مرتدوں کا حکم ظاہر کیا گیا جو صرف زبانی توبہ کرتے ہیں خلوص نیت نہیں ہوتا۔ اب اُن کافروں کے حکم کا بیان ہے جو توبہ ہی نہیں کرتے۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور مرتے دم تک کافر رہتے ہیں توبہ نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں مسلمانوں کے احکام ان پر جاری نہیں ہو سکتے ان کے لئے آخرت میں عذاب یقینی ہوگا فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ایسے کافروں کی نجات نہیں اگر بفرض محال زمین بھر سونا یعنی کھرا در کنا ہوں کے عوض ان میں سے کوئی دیکر عذاب سے چھوٹ جانا چاہیگا تو ہرگز قبول نہ ہوگا اور عذاب سے رہائی نہ ملیگی أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ اور انکے لئے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دہ عذاب ہوگا اور کوئی مددگار بھی ان کا نہ ہوگا کہ زبردستی خدا کے عذاب سے رہائی دلا سکے۔ خلاصہ یہ کہ وہاں نہ زور کام آئیگا نہ زر

مقصود بیان:۔ حالت شرک کی کل خیرات بے سود ہے۔ خدا عادل ہے رشوت نہیں لیتا۔ خدا غالب و قوی ہے اُسکے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا

چوتھا پارہ

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ

تم نیکی کے درجوں کو ہرگز نہ پہنچو گے جبتک تم اُن چیزوں میں سے کچھ خرچ کرو جو تم کو پیاری ہیں

وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ اس کو یقینا جانتا ہے

تفسیر سابق آیات میں کافروں کی حالت کا بیان تھا اور اس امر کی صراحت تھی کہ قیامت کے دن روئے زمین کے خزانے دیکر بھی عذاب الٰہی سے نجات نہ ہوگی۔ اس آیت میں مومنوں کو راہ خدا میں خرچ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس قسم کا مال راہ مولا میں خرچ کرنے سے کمال ایمان کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہے لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ حاصل یہ ہے کہ ابرار اور نیکو کاروں کا درجہ اور کمال ایمان کا مرتبہ جب ہی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اپنے محبوب نفس اور مرغوب خاطر چیزیں میں سے کچھ حصہ راہ مولا میں خرچ کرو۔ یعنی جن چیزوں سے تم کو دلی محبت اور طبعی رغبت ہے اُن سے کنارہ کش ہو جاؤ محبت الٰہی کے غلبہ اور جوش کی وجہ سے مرغوبات نفس کو اسکی راہ میں قربان کردو تب کمال ایمان کا درجہ حاصل ہوگا۔ مرغوب خاطر اور محبوب طبع چیز کو راہ خدا میں قربان کرنیوالوں کے

چار طبقات ہیں۔ (۱) اہل معاملات۔ (۲) اہل حالات۔ (۳) اہل معرفت (۴) اہل توحید۔ ان چاروں کے تفصیلی حالات تو رشد و ہدایت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ آیت میں مراد یہ ہے کہ جو لوگ خواہشات نفسانی سے کشش رکھنے والے محبت دنیا محبت مال محبت جاہ محبت عزت و شہرت محبت دولت و حکومت محبت احباب و اولاد یہاں تک کہ محبت نفس کو محبت الٰہی کے مقابلہ میں ہیچ سمجھنے والے ہیں اور دنیا و مافیہا کو رضاء مولا کے حصول کے لئے قربان کر دیتے ہیں وہی کمال ایمان کے درجہ کو پہونچ سکتے ہیں وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ یعنی تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کروگے خواہ تھوڑا ہو یا بہت بشرطیکہ حسن نیت کے ساتھ ہو خدا تعالیٰ اُس سے خوب واقف ہے وہ تمہارے اعمال کو بھی جانتا ہے اور نیت کو بھی جزا اسکی ضرور دیگا۔

مقصود بیان :- مالِ حلال کی محبت جائز ہے۔ اسراف حرام ہے اور کل مال خرچ کرکے حیران اور پراگندہ دل ہو جانا جائز نہیں۔ حرام مال سے خیرات کرنی موجب ثواب نہیں۔ جب تک محبت الٰہی دنیا کی ہر چیز یہاں تک کہ اپنی جان سے بھی زائد نہ ہو اُس وقت تک جنت میں داخلہ ناممکن ہے۔ ایک مسلمان کا نقطہ نظر صرف محبت خدا اور اسکی رضاجوئی ہی ہونا چاہئے۔ جو لوگ غیر اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اس محبت کو محبت الٰہی پر ترجیح دیتے ہیں وہ بندۂ نفس ہیں۔ خیرات تھوڑی ہو یا بہت اگر حسن نیت کے ساتھ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود۔ خداوند تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے مقدار مال کی اُسکے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وغیرہ

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ

توریت کے اُتارے جانے سے پہلے سب کھانے کی چیزیں بنی اسرائیل کیلئے

اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ

حلال تھیں باستثناء اُن چیزوں کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر

اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ

حرام کر رکھی تھیں (اے محمد) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو

فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى

لاکر ذرا اس کو پڑھو پھر اسکے بعد جو لوگ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

اللہ پر جھوٹ جوڑیں وہی بلاشبہ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا

بہت ظالم ہیں آپ کہدو کہ اللہ نے سچ فرمایا سو اب تم دین ابراہیمی

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

پر چلو جو آپ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے

تفسیر ایک بار یہودیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ محمد! آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں ملت ابراہیمی پر ہوں اور پھر آپ اونٹ کا دودھ اور گوشت کھاتے ہیں حالانکہ ابراہیم اونٹ کے گوشت اور اس کا دودھ نہیں کھاتے تھے اس وقت ان کے رد میں آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ :- تم لوگ جن کھانوں کی حرمت کا دعویٰ کرتے ہو وہ تمام کھانے حلال تھے ہاں جو کھانے پینے کی چیزیں یعقوب نے نذر کی وجہ سے خود اپنے اوپر حرام کرلی تھیں وہ اُن پر بھی حرام ہوگئی تھیں اور اُن کے بعد بنی اسرائیل پر بھی حرام ہوگئی تھیں اور یہ حرمت نزول توریت سے پہلے ہوئی تھی ابراہیم کے وقت میں نہ تھی۔ تمہارا یہ قول غلط ہے کہ ابراہیم پر اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام تھا۔ حضرت یعقوبؑ کو عرق النساء کا مرض تھا انھوں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ مجھکو اس بیماری سے شفا عطا فرمادیگا تو میں اونٹ کا گوشت اور دودھ ترک کردونگا۔ اس نذر کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ کو اونٹ کا گوشت اور دودھ تمام کھانے پینے کی چیزوں میں زیادہ مرغوب خاطر تھا گویا حضرت یعقوب کی نذر تھی کہ اگر خدا نے مجھے شفا دیدی تو بطور شکریہ کے میں نفسانی مرغوبات و خواہشات سے دستکش ہو جاؤنگا۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ نے اُن کو صحت عطا کردی تو انہوں نے ایفاء نذر کیا اور اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑدیا۔ پھر چونکہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) پر اُن کی خود آورده حرمت ان اشیاء کی ہوگئی تھی اسلئے بنی اسرائیل پر حرمت بدستور قائم رہی۔ اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ یعنی اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ ابراہیم کے لئے حرام کر دیا گیا تھا تو اپنی تحریف کردہ تورات ہی لاؤ اور اسکو پڑھو تاکہ صدق و کذب ظاہر ہو جائے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کے بموجب یہودیوں سے توریت پیش کرنے کو فرمایا تو یہودی بالکل مبہوت اور لاجواب ہوگئے اور تورات نہ لائے گویا اپنے کذب کا خود اعتراف کرلیا اس لئے ارشاد ہوتا ہے فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ

بَعْدِ ذٰلِكَ ۔ چونکہ ثابت ہوگیا کہ اونٹ کے گوشت وغیرہ کی حرمت یعقوبؑ کی طرف سے تھی ابراہیمؑ کے عہد میں نہ تھی اسلئے اب جو لوگ دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ پر بہتان تراشی اور کذب بندی کرینگے اور گوشتِ شتر کی تحریم کو خدا کی طرف منسوب کرینگے اور دعویٰ کرینگے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے لئے اونٹ کے گوشت کو حرام کردیا تھا تو فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تو یہی ناحق کوش اور حق سے گذر کر باطل کی طرف جانیوالے ہیں خدا تعالیٰ تو حق کی وضاحت کرچکا ۔ جب یہودیوں کا افترائے باطل خود اُن کی اعتقادی کتاب سے بھی ظاہر ہوگیا اور بالکل کھلی ہوئی حجت اُن پر قائم ہوگئی جسکو کسی طرح وہ دفع نہ کرسکتے تھے تو اب خدا تعالیٰ اپنے رسول اطہرؐ کو حکم دیتا ہے کہ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ اے رسولؐ آپ کہدیجیے کہ خدا تعالیٰ اپنے ہر قول میں سچا ہے جو خبریں وہ اپنے بندوں کی اطلاع کے لئے دیتا ہے وہ سب سچی ہوتی ہیں ۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو اور جس طریقہ پر ابراہیم ہوں اس میں داخل ہوجاؤ ابراہیمؑ کے اندر جو اوصاف تھے اُن کو حاصل کرنے کی کوشش کرو ۔ شوق و عشق ، محبت و حکمت ، مروت و فتوت ، سخاوت و شجاعت ، علم و امانت ، دینداری اور رافت ، مہمانوں کی ضیافت ، عزت ، مصیبت پر صبر ، نعمت میں شکر ، غیر اللہ سے انقطاع ، صرف خدا پر اعتماد ، اور محبت میں اشک ریزی اور آہ و زاری ، صدق و اخلاص ، توحید و تجرید وغیرہ تمام امور میں ابراہیمؑ کی پیروی کرو اور سرِ مو طریق ابراہیمی سے تجاوز نہ کرو ۔ اب اگر تمہارا یہ دعویٰ ہو کہ ہم تو ملتِ ابراہیمی پر قائم ہیں ہم کو تمہارے اتباع کی اور مسلمان ہونے کی کیا ضرورت ہے تو تمہارا یہ خیال غلط ہے کیونکہ تم باطل کوش ہو حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ابراہیم باطل سے روگرداں ہوکر حق کی طرف مائل ہونے والے تھے تم مشرک ہو عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور ابراہیم مشرکین میں سے نہ تھے لہذا تم کو اپنے ان عقائد سے توبہ کرکے ملتِ اسلامی میں داخل ہوجانا چاہئے تاکہ ملتِ ابراہیمی کی پیروی صحیح معنی میں ہوسکے ۔

مقصود بیان :- نذر کا ایفا واجب ہے ۔ نذر ماننی جائز ہے ۔ (بشرطیکہ حکم الٰہی میں نذر کو دخیل نہ سمجھے) نذر ماننی انبیاء کا طریقہ ہے خدا تعالیٰ کے بعض احکام بعض سے منسوخ ہوسکتے ہیں ۔ رسول اللہؐ اپنی رسالت اور تبلیغ احکام میں سچے تھے ۔ اسی وجہ سے اسقدر بلند آہنگی اور بے باکی کے ساتھ اپنے قول کی صداقت کے دعویدار رہتے ۔ مذہب کے احکام میں مناظرہ جائز ہے مگر حسن اسلوب اور احقاقِ حق مدنظر رکھنا چاہئے ۔ جھگڑا کرنا جائز نہیں ۔ خداوند تعالیٰ پر بہتان تراشی اور کذب بندی حرام ہے ۔ اسلام اور ملتِ ابراہیمی باہم موافق ہیں ۔ یہود مشرک تھے اگرچہ شرکِ خفی میں مبتلا تھے ۔ غیر مسلموں کی کتابوں کو مناظرہ کے وقت پیش کرکے اُن سے استدلال کرنا اور انہی کتابوں سے حجت قائم کرنا جائز ہے ۔ الزامی جواب دینا بشرطیکہ جھگڑے کا قطع کرنا مقصود ہو جائز ہے ۔ حضرت ابراہیمؑ موحدِ محض ، متوکل علی اللہ اور حق کوش تھے لہذا مسلمانوں کو بھی حق کوش ہونا چاہئے ۔ بعض حلال اور مرغوبِ خاطر چیزوں کا ترک کرنا جائز ہے بشرطیکہ اُن سے مجاہدۂ نفسانی اور ریاضتِ روح مقصود ہو اور کثافتِ مادی دور کرنی مدنظر ہو لیکن ان کو حرام سمجھنا کفر ہے ۔ وغیرہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ

سب سے پہلے جو مکان لوگوں کے لئے قائم کیا گیا وہ یہی ہے جو مکہ میں ہے

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ

بڑی برکت والا اور سارے جہان کیلئے رہنما ہے اسمیں بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں

مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ

ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ بھی ہے اور جو شخص اسمیں داخل ہوجائے وہ امن میں ہوجاتا ہے

تفسیر یہود کا اہلِ اسلام اور پیشوائے اسلام پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ یہ لوگ کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں حالانکہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس کعبہ سے پہلے بنا ہے اور یہی انبیاء سلف کا قبلہ رہا ہے یہود کے اس خیال کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ ۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ سب سے پہلے روئے زمین پر جو مکان خدا کی عبادت ، مخلوق کی رہنمائی اور دنیا میں برکت پھیلانے کے لئے بنایا گیا وہ گھر یہی ہے جو مکہ میں ہے یعنی کعبہ مکرمہ حضرت آدمؑ نے اسکو بنایا پھر جب سیلاب وغیرہ سے وہ عمارت گرگئی تو حضرت ابراہیمؑ نے انہی بنیادوں پر اسکو بنایا اور بیت المقدس کو حضرت سلیمانؑ نے تعمیر کیا ۔ اور اگر پیدائش عالم کے اعتبار سے لحاظ کیا جائے تو فرشتوں نے کعبہ کو مسجد اقصیٰ سے چالیس سال پہلے بنایا ۔ بہرحال یہود کا یہ خیال غلط ہے کہ بیت المقدس کعبہ سے زیادہ قدیم ہے ۔ پھر اس قدامت کے علاوہ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کعبہ میں ہزاروں قسم کی روحانی برکتیں اور دنیا کے لئے ہدایت کا ذخیرہ بھی موجود ہے کروڑہا انسان اسی سرچشمہ ہدایت سے سیراب ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے ۔ پھر روحانی برکات کے علاوہ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ اسمیں ہزاروں کھلی ہوئی حقانیت کی نشانیاں اب تک موجود ہیں جن سے اسکی قدامت اور حقانیت واضح ہوتی ہے ۔ مثلاً مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ایک مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر بجنسہ موجود ہے جسپر حضرت ابراہیمؑ

کے قدموں کے نشانات بھی موجود ہیں۔ ہزاروں برس ہو گئے طوفان بھی آئے آندھیاں بھی چلیں لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اسکو ہاتھ بھی لگائے لیکن آج تک وہ نشانات بدستور قائم ہیں۔ دوسرے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ الٰہی اس مکان کو پُر امن اور جائے پناہ کر دینا۔ چنانچہ آج تک کعبہ جائے امن اور مقام پناہ ہے۔ جو شخص وہاں بصدق دل جاتا ہے دنیا و آخرت کی بلاؤں سے نجات پاتا ہے نہ وہاں آدمی کو قتل کیا جاتا ہے نہ جانور کی خون ریزی ہوتی ہے نہ گھاس اور درخت کاٹے جاتے ہیں کسی قاہر و جابر بادشاہ کی یہ مجال آج تک نہ ہوئی کہ وہ کعبہ پر چڑھ کر جاتا اور اس کو گرا دیتا۔ ابرہہ شاہ حیرہ گرانے کے لئے اپنی فوج اور ہاتھیوں کو لیکر گیا تھا تو تباہ ہو گیا تمام فوج ناگہانی عذاب میں مبتلا ہو گئی بہت سے لوگ چیچک میں مبتلا ہو کر فنا ہو گئے خود بادشاہ بھی نہایت ذلت و تکلیف سے مر گیا۔ اسکے برعکس بیت المقدس چند بار مسمار کر دیا گیا۔ بخت نصر شاہ بابل نے بیت المقدس کو ڈھا کر یہودیوں کا قتل عام کیا۔ شاہ کیرش والی ایران نے تباہ کیا۔ حاصل یہ کہ بیت المقدس کو نہ کعبہ کی پائدار روحانی برکتیں حاصل ہیں نہ قدامت نہ رہنمائی کی مرکزیت نہ اس کو اسکے ابدی عبادتگاہ ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

مقصود بیان: کعبہ کی عبادت گاہ ہونے کی قدامت کا اظہار۔ اس امر کی صراحت کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے بموجب کعبہ امن گاہ عالم ہے۔ کعبہ میں حقانیت کے زندہ ثبوت موجود ہیں۔ انبیاء کے معجزات حق ہیں۔ کوئی مجرم خانہ کعبہ کے اندر سے نہیں پکڑا جا سکتا۔ وغیرہ۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کی خوشنودی کیلئے کعبہ کا حج کریں جنھیں وہاں تک

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

پہونچنے کی طاقت ہو اور جو (اس حکم کو) نہ مانیگا تو اللہ سارے

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

جہان سے بے پروا ہے

تفسیر سابق آیات میں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا تھا کہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا تعمیر کردہ اور برکات و آیات کا مخزن ہے، روحانی انوار بھی اس میں موجود ہیں اور جسمانی برکات بھی اور پھر سب سے اوّل روئے زمین پر یہی عبادتگاہ قائم ہوئی وہ رہیں سے ہدایت کے پیاسوں کو تسکین ایمانی حاصل ہوئی۔ لہٰذا اس آیت میں حکم دیا جاتا ہے کہ تمام لوگوں پر عمر میں ایک بار اس خانہ مقدس کی زیارت فرض ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ہر شخص پر لازم ہے کہ محض رضا جوئی خالق اور برکات روحانی اور انوار قدس حاصل کرنے کے لئے عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور اس سرچشمۂ ایمان سے فیضیاب ہو مگر صرف کعبہ کے پتھروں کو جا کر دیکھنے سے کوئی حاصل نہیں بلکہ نور بصیرت اور چشم حقیقت سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور اصل غرض مشاہدۂ جمال الٰہی ہے۔ جو شخص اس مقصد کو لیکر جائے (خواہ اسکے ضمن میں دیگر تجارتی اور علمی اقتصادی فوائد بھی حاصل ہو جائیں) وہ ملت ابراہیمی پر ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یہ سابق جملہ کا تکملہ ہے یعنی خدا تعالیٰ ظالم اور نا انصاف نہیں کہ ہر کس و ناکس کو مجبور کر کے کعبہ کی زیارت کا حکم دے بلکہ جو شخص استطاعت رکھتا ہو جسمانی تندرستی اعضاء میں قوت زاد راہ کی فراہمی و واپسی کی مالی قوت رکھتا ہو راستہ پُر امن ہو کوئی حج سے مانع بھی نہ ہو سواری بھی مل سکتی ہو عورت کا محرم بھی موجود ہو بالغ بھی ہو دیوانہ بھی نہ ہو اپاہج اندھا اور مجبور بھی نہ ہو گھر پر بھی واپسی تک کے مصارف موجود ہوں اور متعلقین کی طرف سے بھی اطمینان ہو کہ میری غیبت میں ان کی عزت حرمت میں کوئی فرق نہ آئیگا اور مصارف کی طرف سے یہ فارغ البال رہیں گے تو ایسی صورت میں کعبہ مکرمہ کی زیارت فرض ہے وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ ابن کثیر نے بروایت عکرمہ بیان کیا ہے کہ جب آیت وَمَن يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ نازل ہوئی تو یہود کہنے لگے ہم بھی تو مسلمان ہیں۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر بشرط استطاعت حج فرض کیا ہے۔ یہود بولے نہیں حج ہم پر کسی طرح فرض نہیں ہم اسکو کسی طرح نہیں مان سکتے۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ جو شخص فریضۂ حج کا انکار کرے اس کی فرضیت کو تسلیم نہ کرے تو کرے خدا تعالیٰ کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں وہ جن و انس اور فرشتوں کی پرستش سے بے نیاز ہے۔ فریضۂ حج کے انکار اور عدم تسلیم سے اس کا کوئی ہرج نہیں ہے یعنی جو شخص انوار جمال کا مشاہدہ نہ کرنا چاہے تو اس سے خدا کا کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ اُسی کور بخت کا نقصان ہے۔

مقصود بیان: عمر بھر میں بشرط استطاعت ایک بار حج فرض ہے۔ فریضۂ الٰہی کی ادائیگی گو رسمی طور پر فرض ہے مگر مقصود اصلی قرب الٰہی کا حصول ہے، خدا تعالیٰ نا انصاف نہیں استطاعت نہ ہو تو حج فرض نہیں۔ تمام احکام الٰہی اور عبادت بندگان کا فائدہ مخلوق ہی کی طرف راجع ہے، خدا کی اس سے کوئی غرض وابستہ نہیں وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔ فرائض الٰہی کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کفر پھیلنے سے خدا کا ذاتی نقصان نہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

تم کہدو اے اہل کتاب تم اللہ کے احکام کیوں نہیں مانتے

وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يٰۤاَهْلَ

اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے — کہہ دو اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

کتاب تم کیوں ویدہ دانستہ مومنوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَ

ہو اور راہِ حق میں کجی نکالنے کے خواستگار رہو — اور

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے

تفسیر قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ الخ اس آیت کا مضمون سابق آیات کا نتیجہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم کیوں قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور کتب سابقہ کی پیشین گوئیوں کا انکار کرتے ہو کیوں آیت الٰہی کو نہیں مانتے حالانکہ خدا تعالیٰ تمہارے ہر عمل کو خوب جانتا ہے اور وہ تمہاری بدکرداریوں کی سزا دیگا۔ پھر تعجب ہے کہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کے اسباب فراہم کرتے ہو۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ۔ پہلی آیت میں اہل کتاب کی گمراہی پر تعجب تھا اس آیت میں اُن کے اغوا اور ضلالت انگیزی پر تعجب کیا گیا ہے یعنی اے اہل کتاب تم خود تو گمراہ ہو مگر اوروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہو تم کیوں دین الٰہی سے لوگوں کو روکتے ہو کیوں مسلمانوں کو بہکاتے ہو اور کیوں اسلام کا ارادہ رکھنے والوں کو ورغلاتے ہو کیوں رسول اللہ کے وہ اوصاف جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں چھپاتے ہو اور رسول برحق کی تکذیب کرتے ہو اور مسلمان ہونے والوں کے دلوں میں شک و شبہ ڈالتے ہو (یعنی کیا تم کو عذاب الٰہی کا خوف نہیں) تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ۔ تم خود ٹیڑھے راستہ پر چلنا چاہتے ہو حالانکہ تم خوب واقف ہو کہ سیدھا راستہ اسلام ہے پھر اسکو دانستہ چھوڑ کر گمراہ بنتے ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور اس کے خلاف تمام راستے غلط ہیں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ یعنی خدا تمہارے اعمال سے لاعلم نہیں ہے اُسکو تمہارے ہر فعل کی خبر ہے وہ خوب واقف ہے کہ تم خود بھی کفر میں مبتلا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہو۔ گذشتہ بشارات کو چھپاتے ہو۔ رسول اللہ کے معجزات کا انکار کرتے ہو اور دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرتے ہو۔ اُن کے دلوں میں اسلام کی طرف سے شک و شبہ ڈالتے ہو اور ایمانداروں میں فتنہ و فساد ڈلوانا چاہتے ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تمہاری بداعمالیوں کی جزا دیگا۔ صرف اُس نے اپنے علم کی وجہ سے ایک وقت مقررہ تک ڈھیل چھوڑ رکھی ہے۔

مقصود بیان۔ اہل کتاب کافر ہیں مفسد ہیں فتنہ انگیز ہیں اہل اسلام کے دشمن ہیں مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق پیدا کرانا چاہتے ہیں۔ علماء اہل کتاب حقانیت اسلام اور صداقت قرآن سے واقف تھے اور واقف ہیں آیت میں تبلیغ کا ایک نہایت لطافت انگیز پہلو اختیار کیا گیا ہے۔ مشفقانہ خطاب بھی ہے اور تہدید آمیز عتاب بھی ہے۔ وعدہ نما طرز گفتگو بھی ہے اور وعید آفریں زور بھی ہے۔ آیت میں اس امر کی صراحت ہے کہ مذہب اسلام ہی خدارسی کا ایک سیدھا راستہ ہے اور باقی تمام کج پیچ پگڈنڈیاں ہیں جو منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہونچا سکتیں۔ وغیرہ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا

مسلمانو! اگر تم — اہل کتاب کے کسی فریق کا

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ

کہنا مانوگے — تو مومن ہونے کے بعد — تم کو یہ پھیر لوٹا کر

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ

کافر بنا دیں گے — اور تمہارے لئے کافر ہونا کس طرح زیبا ہے

وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ

حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اُس کا رسول تم میں موجود ہے

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى

اور جو شخص اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہا اُسی کو سیدھے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ ع ۱۰

راستہ کی ہدایت کی گئی

تفسیر سابق آیات میں اہل کتاب کو نصیحت و ہدایت کی گئی تھی اور ضمنی حکم دیا گیا تھا کہ تم اپنی ان فتنہ پردازیوں اور ضلالت انگیزیوں کو چھوڑ دو مسلمانوں کو گمراہ نہ کرو۔ اب روئے سخن مسلمانوں کی طرف کیا جاتا ہے اور اُن کو اہل کتاب کی پیچیدار تحریروں کے جال میں نہ پھنسنے کی ہدایت کی جا رہی ہے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ۔ شیخ سیوطی، علامہ بغوی اور ابن کثیر نے بروایت محمد بن اسحاق بن یسار بیان کیا ہے کہ یہ آیت صراط مستقیم تک قبائل اوس و خزرج کے متعلق نازل ہوئی۔ اوس و خزرج دو خاندان مدینہ کے قدیمی باشندے تھے اور زمانہ جاہلیت میں ان میں زبردست عداوت تھی بہت مرتبہ باہم خونریزیاں ہو چکی تھیں خصوصًا جنگ بعاث تو تراخون ریز معرکہ ہوا تھا لیکن مسلمان ہونے کے بعد یہ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے تھے نہ نفاق باقی رہا تھا نہ دشمنی۔ ایک روز یہ سب لوگ نہایت اتحاد و اتفاق کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ادھر سے ایک یہودی عالم شاس بن قیس اپنے ہمراہ ایک اور جوان یہودی عالم کو لئے ہوئے گزرا اور مسلمانوں کے اتفاق کا یہ منظر دیکھ کر جل گیا کچھ دیر سوچ کر اپنے ہمراہی یہودی کو ان کے پاس بھیجا اور یہ نصیحت کردی کہ تم وہاں جاکر بیٹھو اور ان مسلمانوں کو گزشتہ لڑائیاں یاد دلاؤ اور ان معرکوں میں جو طرفین نے رجز کے اشعار پڑھے تھے وہ بھی گا کر سناؤ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے دلوں کی مُردہ عداوت زندہ ہو جائیگی اور چونکہ سیدھے سادھے لوگ ہیں اسلئے فورًا جوش میں آکر باہم دست بگریبان ہو جائینگے اور ممکن ہے کہ شدت غضب میں کشت و خون تک نوبت پہونچ جائے۔ یہ تلمیذ شیطان فورًا چلا گیا اور اپنے پیر مغاں کی ہدایت کے بموجب جاکر واقعات گذشتہ کا تذکرہ کرتا رہا اور جوش انگیز اشعار بھی سنائے چونکہ یہ سب لوگ نو مسلم تھے اگرچہ پختہ مؤمن تھے مگر حمیت جاہلیت ان میں اس وقت تک موجود تھی فورًا سب جوش میں آگئے اور آتش غضب کو اشتعال ہوا ہر فریق نے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیں اپنے ہتیار طلب کیئے اور اعلان کردیا گیا کہ میدان حرہ میں کشت و خون ہوگا۔ حضور اقدس کو جب اس واقعہ کی خبر پہونچی تو حضور فورًا صحابہ کو ہمراہ لئے جا پہونچے سب کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور فرمایا آہ تم یہ جاہلیت کی پکار کیسے مچا رہے ہو میں تمہارے سامنے موجود ہوں خدا تعالیٰ نے تم کو شرف اسلام عطا کیا امور جاہلیت کو دفع کیا اور تم میں باہم میل جول محبت پیدا کی۔ پھر یہ کیسا جاہلانہ فعل ہے۔ حضور والا کی یہ تقریر سنکر سب کے سب سخت نادم ہوئے اور افسوس کرنے لگے کہ ہم سے یہ کیا حرکت ہوئی۔ فورًا ہتیار پھینکدیے ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ گئے اور رونے لگے اور سر جھکائے ہوئے حضور کے پیچھے پیچھے ہولیے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم اہل کتاب کے اس یہودی فرقہ کا کہنا مانو گے تو یہ ایسی تدبیریں اور ضلالت انگیزیاں کریگا کہ تم دوبارہ کافر بن جاؤ گے۔ لہذا تم کو انکی بات نہ ماننی چاہئے۔

وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ تعجب ہے کہ تم یہ کفر جاہلیت کی حرکت کس طرح اختیار کرنے کو تیار ہوتے ہو اور کیونکر آپس کی خونریزی اور تباہی پر آمادہ ہو جاتے ہو وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ حالانکہ قرآن کی آیات کی تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی ہے یعنی چشمۂ ہدایت تمہارے سامنے موجود ہے جس سے تم دم بدم سیراب ہوتے رہتے ہو پھر تم کیسے تلاوت والے ہو کہ غور نہیں کرتے۔ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ اور تم میں رسول اللہ بھی موجود ہیں یعنی رسول اللہ کا وجود پاک تمہارے لئے عین رحمت ہے پھر کون صورت گمراہی کی پیدا ہوسکتی ہے۔ حاصل یہ کہ مشاہدۂ جمال اور حق الیقین کے حصول کے سب ذرائع موجود ہیں رسول اللہ بھی ہادی موجود ہیں جن کے وجود سراپا جود سے انوار قدس کی پرتو افگنی کو تم خود دیکھ رہے ہو اور قرآن بھی جو کہ سرچشمہ ایمان اور آفتاب ہدایت ہے تمہارے سامنے موجود ہے پھر اس ناطق ہدایت کے باوجود کافرانہ حرکت کرنی کہاں کی عقلمندی ہے۔ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ جو شخص پختہ ایمان اور صاف قلب سے رحمت الٰہی کا دامن ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے وہ سیدھے راستہ پر لگ جاتا ہے پھر اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ لہذا تم پر بھی لازم ہے کہ ہدایت الٰہی کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کسی کی اگر مکر میں نہ آؤ کسی کی رخنہ اندازیوں سے متاثر ہو اس طرح سیدھے راستہ پر چلے جاؤ گے۔

مقصود بیان:۔ آیت میں اتحاد و اتفاق باہمی میل محبت اور اخوت کی تعلیم دی گئی ہے۔ نفاق اور تفرقہ کی ممانعت کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی آپس کی خونریزی اور فتنہ و فساد کافرانہ حرکت ہے گویا مسلمانوں کو سخت ترین ہدایت کی گئی ہے کہ جب تک باہم میل محبت برادری اور اتفاق قائم نہ رکھو گے جبتک ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ضرر کو اپنا نقصان نہ سمجھیگا اسوقت تک مسلمانی کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ ضمنی طور پر اس بات کی بھی تلقین کی گئی ہے کہ کافروں سے اس قدر خلط کرنا سخت مضر ہے۔ انکو رازدار بنانے سے پرہیز کیا جائے۔ خصوصًا یہودی بدترین دشمن اسلام ہیں۔ آیات میں مذکورہ ذیل امور کیطرف لطیف اشارات بھی ہیں۔ قرآن پاک کی تدبر آمیز تلاوت کرنے سے دل میں ایسی صفائی اور ایمان کی روشنی پیدا ہوتی ہے کہ شیطانی وسواس خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح رسول پاک کی صحبت میں رہنے اور سرور انبیاء کا کلام اقدس سننے سے بھی مؤمنوں کے دلوں میں ایسی تاثیر اور ایسا نور پیدا ہوتا ہے کہ پھر دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت اس کو دور نہیں کرسکتی رحمت الٰہی کے دامن کو پکڑ لینا اور احکام اسلام کی پابندی کرنا ہی عین ہدایت ہے۔ اسکے بعد کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی انسان خود بخود واصل بحق اور مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے وغیرہ۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ

مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَ

اور اسلام کے سوا اور کسی حالت پر نہ مرنا اور

اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَ

سب ملکر خدا کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو اور

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً

اللہ کے اُس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ

تو اُسی نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کی وجہ سے تم بفضل خدا بھائی

اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

تو اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا۔ اللہ تمہارے فائدہ کیلئے اسی طرح اپنے احکام

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر قائم رہو

تفسیر سابق آیات میں باہم کینہ و بغض رکھنے کی ممانعت تھی اور ضمنی طور پر باہمی اتحاد و اتفاق کا بھی حکم دیا گیا تھا یہاں صاف طور پر بسیل محبت اخوت و موالات کی تاکید کی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ۔ مسلمانو! خدا سے ایسا ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے یعنی اُس کی اطاعت کرو نافرمانی نہ کرو۔ شکر کرو کفرانِ نعمت نہ کرو۔ اُس کو ہر وقت یاد کرو کسی وقت فراموش نہ کرو۔ اُس کی راہ میں جہاد کرو اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ عدل و انصاف پر قائم رہو یہاں تک کہ اپنے ماں باپ اولاد اور خود اپنی ذات کے لئے بھی ناانصافی نہ کرو۔ عہدِ الٰہی پر نہایت مضبوطی کے ساتھ جمے رہو۔ شریعت کے قوانین حلت و حرمت کے پابند رہو۔ تقدیر الٰہی پر رضامند رہو۔ حق عبودیت ادا کرو اور حق ربوبیت پہچانو۔ یہاں تک کہ خداوند ذوالجلال کے مشاہدہ کے انوار میں تمام خلق سے دلچسپی اور وابستگی کو ترک کر دو اور اپنی ذات کو ذات الٰہی میں اور اپنی صفات کو صفات الٰہی میں فنا کر دو (یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ ہر شخص اپنی طاقت کے بموجب مکلف ہے اور وہی اُسکے لئے حق تقویٰ ہے) وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور ایسے اسباب مہیا کرو کہ مرنے کے وقت توحید و اسلام پر قائم رہو۔ ایمان اور عمل کو لغزش نہ ہو۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اور رحمت و نصرت الٰہی کے ذریعہ کو مضبوطی کے ساتھ سب ملکر پکڑے رہو۔ باہمی اتفاق و اتحاد رکھو۔ مگر اس اجتماعی طاقت اور تعداد کی کثرت پر نازاں نہ ہو بلکہ رحمت و نصرت کے خدا سے ہی امیدوار رہو اور سب ملکر اسلام پر قائم رہو۔ وَلَا تَفَرَّقُوْا اور آپس میں تفرقہ و نفاق نہ کرو۔ جب مسلمان ہونے کے بعد ایک مرکز پر جمع ہو گئے ہو تو اب متفرق نہ ہو بس ملت اور جماعت سے رہو۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کبریٰ کو یاد کرو کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے ہر شخص دوسرے کے خون کا پیاسا تھا اور حقوق انسانی غصب کئے جا رہے تھے۔ سینوں کی باہم حق تلفیاں ہو رہی تھیں تو خدائے برتر نے تمہارے دلوں میں باہم ایک دوسرے کی الفت پیدا کی اور سب مسلمان ہو کر خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ ہر شخص دوسرے کا مددگار ہو گیا۔ عداوت و بغض کی بجائے محبت اور نفاق و شقاق کی بجائے اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا اور یہ سب کچھ خدا کی رحمت سے ہوا ورنہ تمہارا خدا پر کوئی حق نہ تھا نہ تمہارے اعمال اس قابل تھے کہ خدا تعالیٰ اپنی عنایت سے تم کو اس حد تک سرفراز فرماتا۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ اور تم لوگ ہلاکت کے بالکل قریب پہونچ چکے تھے کفر و عناد اور شرک و خونریزی و برادرکشی کی وجہ سے دوزخ کے کنارے پہونچ چکے تھے قریب تھا کہ آگ کے غار میں گر جاؤ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا خدا تعالیٰ نے تم کو دوزخ سے بچا لیا۔ اسلام و ایمان سے سرفراز کیا عداوت کی بجائے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی۔ جنگ و جدال اور قتل و خونریزی کی بجائے ایک کو دوسرے کا بہی خواہ ہمدرد اور مددگار بنایا۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی جسطرح خدا تعالیٰ نے تم پر مذکورہ بالا احسانات کئے اسی طرح خداوند تعالیٰ تمہاری ہدایت کے لئے اپنی آیات بیان فرماتا ہے اور کھولکر ظاہر کرتا ہے۔ اب نصیحت قبول کرنا نہ کرنا تمہارا فعل ہے۔

مقصود بیان:- اتفاق و اتحاد خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے اور نفاق و شقاق لعنت ہے۔ آیت میں مواخات مسلمین کی تعلیم اور الفت و اتحاد کی تلقین کی گئی ہے۔ اجتماع و اتحاد کے باوجود کثرت تعداد و فراہمی اسباب پر اعتماد نہ کرنے بلکہ خدا تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

حکم دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان پر ایسے اسباب کی فراہمی لازم ہے جن کی وجہ سے بظاہر اسلام و توحید پر مرنے کے وقت استقامت ہو یعنی اوامر و نواہی پر کاربند رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے حسب استطاعت اور بقدر امکان ہر شخص کو احکام شریعت کی تعمیل کرنی لازم ہے وغیرہ۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے

وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اور اچھے کاموں کا حکم دیتی رہے اور بری باتوں سے

الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا

روکتی رہے اور یہی لوگ مرادوں کو پہونچنے والے ہیں اور

تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنجانا جو کھلی کھلی نشانیاں آ چکنے کے بعد بھی

مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ

پھوٹ میں پڑ گئے اور باہم اختلاف کرنے لگے کیونکہ ایسے لوگوں

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ

کے واسطے عذاب عظیم مخصوص ہے۔ اُس دن کو یاد کرو جبکہ کچھ چہرے

وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ

روشن ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ تو جن لوگوں کے

اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

چہرے سیاہ ہونگے (اُن سے کہا جائیگا کہ) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

اب اپنے اُس کفر کی سزا میں عذاب چکھو

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي

اور جن لوگوں کے چہرے روشن ہونگے وہ اللہ کی

رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

رحمت میں ہوں گے جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے

تفسیر وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - یہ گذشتہ آیت کا تتمہ ہے۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ مسلمانوں تم میں ایک گروہ مخصوص طور پر ایسا ہونا چاہئے جو لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہو، قرآن و حدیث کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو، نیک کام کرنے کی ہدایت کرتا ہو اور بدکاری سے روکتا ہو۔ یہ مبلغین اسلام اور داعیان توحید کا گروہ ہی یقیناً آخرت میں کامیاب ہونے والا ہے۔ اس آیت کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہمیشہ ان میں ایک گروہ ایسا رہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اسی کا نام فرض کفایہ ہے کہ اتنے آدمی اس حکم شرعی کو جن سے بقدر حاجت کام چل رہا ہو انجام دیں تفصیل مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کو شریعت کا پورا حکم معلوم ہو اور قرائن سے ظن غالب سمجھتا ہو کہ نصیحت کرنے میں مجھے کوئی قوی ضرر نہ پہونچیگا تو امور واجبہ کی امر و نہی مستحب ہے اور عام اُمت پر لازم ہے کہ ایک جماعت ایسی تیار کریں جن کو مسائل شرعیہ کا پورا علم ہو اور اوامر و نواہی کی قدرت حاصل ہو۔ اگر کسی بستی میں کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا تو سب مسلمان گناہگار ہونگے۔ الحمد للہ کہ علماء و طلباء کی جماعت سے یہ فرض ہمیشہ ادا ہوتا رہا ہے اور اب بھی ادا ہو رہا ہے اور یہ گروہ تمام مسلمانوں کو اس فرض سے سبکدوش بنا رہا ہے۔ نیز مشائخ حق کا گروہ بھی اس فرض کو بدرجہ اتم انجام دیتا رہا اور اب بھی انجام دے رہا ہے۔ مگر رعونت پرست ذریات شیاطین میرے کلام سے خارج ہے ان سے بجائے نفع کے اسلام کو ضرر پہونچ رہا ہے انہوں نے ہی اسلام کی روح مسلمانوں کے دلوں سے نکال لی اور صرف بوسیدہ مٹی کر کے چھوڑ دیا۔ خدا اس بدشعار گروہ سے مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ - اور اُن یہود و نصاریٰ کی طرح نہ بنجاؤ کہ جب ان کے پاس آیات بینات اور احکام الٰہی آچکے اور حلت و حرمت واضح ہوگئی تو کچھ زمانہ کے بعد ان میں پھوٹ پڑ گئی اور مذہبی جھگڑے کرنے لگے۔ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک الذین تفرقوا سے بدعتی مراد ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے دین میں جدت طرازی اور دماغ تراشی سے کام لیا اور اپنے دماغی اختراعیات کو احکام اسلام قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر فرقے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے بن گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی اور سوا ایک فرقہ کے سب جہنم میں جائینگے اور وہ ناجی فرقہ جماعت (جمہور مسلمین) کا ہے (ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ احمد وغیرہ) ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ فرمایا جو اس راہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ آج ہیں۔ بہرصورت آیت کے مصداق وہ لوگ ہیں جو شرک سے پرہیز کر کے سنت نبوی اور طریقہ صحابہ پر چلتے ہیں اور جماعت مسلمین میں تفرقہ نہیں کرتے۔ حضرت ابوذرؓ

سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلعم نے فرمایا جس شخص نے جماعت کو بالشت بھر چھوڑا اُس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکالدی (ابوداؤد) وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ - یعنی قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے نورِ الٰہی اور درستیٔ اعمال سے روشن ہونگے اور بعض لوگ خدا کے عذاب اور اپنی بداعمالیوں سے روسیاہ ہوں گے۔

آیت میں بقول ابن جریر و ابن کثیر قیامت کا دن ہی مراد ہے - مراد یہ ہے کہ ہر امت کے گناہ گار اور اہل بدعت فرقہ پر خداوند تعالیٰ کا سخت عذاب ہوگا اور قیامت کے دن عذاب الٰہی اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے وہ روسیاہ ہونگے - فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ یہ گذشتہ آیت کے آخری فقرہ کی تفصیل ہے یعنی جن کافروں کے قیامت کے دن منہ سیاہ ہوں گے بداعمالیوں کی سیاہی اُن کے چہروں پر ہوگی اور ایمان کی روشنی سے وہ محروم ہونگے وہ تو دوزخ میں ڈالدیئے جائینگے اور اُن سے کہا جائے گا کہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ تم خداتعالیٰ سے روزِ الست میں اقرار کرچکے تھے اور ایمان لے آئے تھے، خدا کی وحدانیت کا اقرار کرلیا تھا تعجب ہے کہ تم پھر دنیا میں جاکر کافر بن گئے اور میثاقِ ازلی کی پرواہ نہ کی - یا یہ مطلب کہ جو نورِ بصیرت خداتعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا تھا تم اسکو چھوڑ کر تم کیوں کفر میں پڑ گئے - اب تمہاری یہ سزا ہے کہ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ کہ اپنے کفر کے عوض عذاب برداشت کرو اور اپنے اعمال کا نتیجہ بد اٹھاؤ - وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ باقی وہ ایماندار بندے جن کے چہرے منور ہونگے اور اُن کی نیک اعمالیوں کا نور اُنکے چہروں پر چمکتا ہوگا اور رحمت الٰہی کی روشنی سے اُن کے منہ چاند کی طرح ہونگے فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تو یہ لوگ جنت میں داخل کئے جائینگے خداتعالیٰ اپنے کرم و رحمت سے اُن کو جنت عطا کرے گا۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یہ مومن جنت میں ہمیشہ رہینگے کبھی وہاں سے نکالا نہ جائیگا اور رحمت الٰہی اُن سے کبھی منقطع نہ ہوگی۔

مقصود بیان: - مسلمانوں میں تبلیغ اسلام کرنیوالوں کا ایک فرقہ ہونا لازم ہے - مبلغین کے فرقہ کو احکام اسلام کی تبلیغ بغیر کسی خوف و خطر اور بغیر طمع و لالچ کے کرنا چاہیئے - مبلغین کو تبلیغ کے لیے ہر قسم کی جائز آزادی دینی حکومت اسلامیہ پر فرض ہے - مسلمانوں کو عموماً باہمی تفرقہ سے پرہیز کرنا چاہیئے خصوصاً مذہبی جھگڑے اور نفاق انگیز باتیں تو غرض اسلام کے سراسر خلاف ہیں - تفرقہ سے برکت اور اجتماعی قوت زائل ہوجاتی ہے - جس قوم میں تفرقہ اور نفاق ہوتا ہے اُس پر خداتعالیٰ کا عذاب ہوتا ہے - دنیا میں بھی وہ ذلیل خوار اور محکوم غلام و مفلس ہوتی ہے اور آخرت میں بھی عذاب الیم میں مبتلا ہوگی - خداتعالیٰ ظالم نہیں ہے - عذاب اور دوزخ صرف انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے خدا خود کسی کو دوزخ میں بھیجنا نہیں چاہتا مگر سیاہ کاریاں دوزخ میں داخل ہونے کے اسباب ہیں - جنت میں داخلہ خدا کی رحمت پر موقوف ہے خدا پر لازم نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ہر مومن صالح کو جنت عطا کرے کیونکہ ایمان و صلاح اعمال تو اسکی دی ہوئی نعمتوں کے شکریہ کیلئے بھی کافی نہیں ہے پھر خواہ مخواہ خدا پر کسی کا کس طرح لازمی حق ہوسکتا ہے - وغیرہ -

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ

یہ اللہ کی آیات ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک تم کو سُناتے ہیں

وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ لِلّٰهِ

اور اللہ دنیا کے لوگوں کی حق تلفی کرنی نہیں چاہتا اور جو کچھ

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اِلَى

آسمانوں میں اور زمین میں ہے خدا ہی کا ہے اور

اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائینگے

تفسیر

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ مذکورہ بالا آیات یعنی کافروں کی ذلت و رسوائی اور عذاب میں گرفتاری اور مومنوں کی عزت و حرمت اور فوز سے سرفرازی یہ خدا کے بیان کردہ واقعات ہیں وحی سے ثابت ہیں ضرور ہوکر رہینگے - وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ - یعنی ہر شخص کو اس کے اعمال کی سزا ملیگی خداتعالیٰ اپنی طرف سے کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتا کہ بغیر جرم کے عذاب دے یا کم قصور پر زیادہ سزا دے اُس سے صدورِ ظلم محال ہے - اگرچہ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ آسمان و زمین کی کل مخلوق کو اُسی نے پیدا کیا ہے سب اُسی کی ملک ہے - اُسی کی طرف محتاج ہے۔ ہر شی کی پیدائش اور بقائے حیات کا سبب اول وہی ایک ذات ہے اور وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ - آخرت میں بھی سب کا رجوع اُسی کی طرف ہوگا - دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے سب کا سلسلہ اُسی کی ذات پر ختم ہوتا ہے - تو اس صورت میں وہ جو کچھ چاہے کرسکتا ہے کوئی اُس سے سرتابی نہیں کرسکتا نہ اُس کے حکم کو رد کرسکتا ہے مگر خداتعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں کرنا چاہتا -

مقصود بیان: - قولِ الٰہی میں دو دعوے محال ہے - خداتعالیٰ سے ظلم کا صدور ناممکن ہے - خدا کسی کی حق تلفی نہیں کرتا - تمام عالم کی ابتدا بھی خداتعالیٰ ہی سے ہے اور اس سلسلہ کا اختتام بھی اُسی کی ذات پر ہے - وغیرہ -

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ

جو امتیں لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو کہ نیک

بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ

کاموں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان

بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا

رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے ○

لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ

بہتر تھا مگر ان میں سے کچھ ہی مؤمن ہیں اور اکثر نافرمان ہیں

لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ

سوا خفیف ایذا اور کچھ وہ تمہارا نہ بگاڑ سکینگے اور اگر تم سے لڑیں گے

يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○ ضُرِبَتْ

تو پیٹھ پھیر کر بھاگینگے اور پھر ان کو مدد بھی نہ ملیگی یہ جہاں کہیں پائے جائیں

عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ

ذلت ان پر مسلط کر دی گئی ہے ہاں خدا کے عہد

اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ

اور لوگوں کے عہد میں آ جائیں تو خیر اور یہ اللہ کے غضب میں گرفتار

اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا

ہو گئے اور ان کے لئے محتاجی لازم کر دی گئی اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ کی آیتوں

يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

کا انکار کرتے رہے اور انبیاء کا ناحق خون بہاتے رہے

ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ○

یہ صرف اس سے کہ انہوں نے نافرمانیاں کیں اور حد مقررہ سے بڑھ گئے

تفسیر كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - اس آیت میں امت اسلامیہ کا اشرف الامم ہونا ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ عام لوگوں کو خصوصاً

اہل کتاب کو اسلام کی طرف میلان خاطر ہو۔ حاصل ارشاد یہ ہے کہ:-

اے امت محمدیہ تم ان تمام امتوں سے افضل و اشرف ہو جو دنیا میں پیدا ہوئی ہیں ہمیشہ سے تم کو تمام اقوام پر برتری و بزرگی عطا کی گئی ہے کیونکہ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ تم توحید کے علمبردار ہو۔ خدا کی وحدانیت، رسول اللہ کی رسالت، قرآن کی صداقت اور خدا کے تمام احکام کی حقانیت پر تمہارا ایمان ہے جس سے تمہاری قوت نظریہ صاف ستھری اور روشن ہو جاتی ہے اور فقط ایمان ہی نہیں بلکہ اسکے مطابق عمل بھی ہے تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، امور خیر کے اختیار کرنے کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں سے بچنے کی نصیحت کرتے ہو اور یہ اوصاف دیگر اہل کتاب میں نہیں ہیں اسلئے تم کو ان پر فضیلت و شرافت حاصل ہے یعنی شرافت و بزرگی کسی کی میراث نہیں بلکہ جس کے عقائد و اعمال درست ہونگے، جسکی قوت نظریہ و عملیہ کامل ہوگی، جو انسانیت کاملہ کے درجہ پر فائز ہوگا وہی اشرف افضل اور برگزیدہ ہوگا اور چونکہ امت اسلامیہ توحید کی دلدادہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شیفتہ ہے جہاں معصیت کو ہاتھ سے روکنے کی قوت ہوتی ہے وہاں ہاتھ سے روکتی ہے اور جہاں اسکی قدرت نہیں وہاں زبان سے ہی ہدایت کرتی ہے ورنہ قلب سے ہی اس سے نفرت کرتی ہے۔ لہذا یہی اشرف الامم خیر الاقوام اور اولاد آدم میں سب سے زیادہ افضل ہے۔ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم اور اگر اہل کتاب بھی توحید الٰہی پر تمہاری طرح خالص ایمان لے آتے اور خدا کو واحد رسول کو برحق جانتے تو ان کے لئے ہی بہتر ہوتا مگر یہ لوگ ایمان نہ لائے مگر مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ - ان میں سے صرف بعض اشخاص مومن ہیں مثلاً عبداللہ بن سلام وغیرہ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ اور اکثر کافر ہیں دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى یعنی خصوصیت کے ساتھ اہل کتاب میں سے یہودی بہت سرکش اور اسلام کے دشمن ہیں مگر تم کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتے ہاں زبان سے تم پر طعن تشنیع کرینگے تمہاری بدگوئیاں کرینگے دھمکیاں دینگے مگر اس سے سوا معمولی اذیت اور رنج کے اور تمہارا کچھ نقصان نہیں وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ اور اگر لڑنے کے لئے تمہارے مقابلہ پر آئینگے تو پیٹھ دیکر بھاگینگے ان کو تاب مقاومت نہ ہوگی۔ یہ مؤمنوں کی فتح اور یہود کی شکست و مغلوبیت کا دائمی وعدہ ہے۔ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ - پھر ان کو کبھی نصرت و فتح نہیں مل سکتی بلکہ تم کو ہمیشہ ان پر غلبہ اور فتح حاصل رہیگی۔ یہ آیت معجزہ نبوت ہے ہمیشہ مسلمانوں نے ایسا ہی پایا۔ اسکے بعد یہودیوں کا کبھی کوئی جھنڈا آج تک بلند نہ ہوا نہ کبھی ان کو غلبہ حاصل ہوا۔ ہمیشہ مسلمانوں کے سامنے مغلوب اور ذلیل رہے اور مسلمان ان پر غالب رہے اور رہینگے۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا

ان پر ذلت کی مُہر کر دی گئی ہے یہ جہاں کہیں ہونگے ان پر ذلت کی مار رہیگی کبھی ان کو حکومت حاصل نہیں ہوسکتی اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ ہاں اگر یہ پناہ الٰہی میں آجائیں اور مسلمان ان کو اپنی پناہ میں لیکر ذمی ہونے کا پروانہ لکھدیں یا اور لوگ ان کو پناہ دیدیں اور یہ جزیہ ادا کریں تو ان کو پناہ مل سکتی ہے اور غلامی کی حکومت بغیر کسی استقلال اور خود مختاری کے نصیب ہوسکتی ہے۔ وَبَاۤءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں جو کام کرتے ہیں خدا کی ناخوشی کا کرتے ہیں وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور ہمیشہ کے لئے ان پر محتاجی اور دوسروں کی دست نگری کی مُہر کر دی گئی ہے ہمیشہ یہ مغلوب و محکوم رہینگے مگر خدا تعالیٰ نے ان پر یہ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ انہی کے اعمال کا خمیازہ اور سزا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس ذلت اور غلامی کا سبب یہ ہے کہ ہمیشہ یہ آیات الٰہی کا انکار کرتے رہے ہیں مختلف انبیاء نے معجزات دکھا کر ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر انھوں نے دیدہ و دانستہ انکار کیا اور وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۤءَ بِغَيْرِ حَقٍّ فقط انکار و کفر ہی نہیں بلکہ ان کی گمراہی اس حد تک پہنچ گئی کہ قصداً اور حق سمجھتے ہوئے انبیاء کو قتل کرتے رہے بہت سے انبیاء کو مختلف زمانوں میں انہوں نے قتل کر دیا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کی سرتابی نافرمانی اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے ان پر ذلت غلامی محکومیت محتاجی اور مغلوبیت کی ہمیشہ کے لئے مُہر کر دی اب ان کو کبھی عزت و حکومت حاصل نہیں ہوسکتی۔

مقصود بیان:۔ شرافت و فضیلت کسی کی نسلی میراث نہیں جسکے عقائد و اعمال اچھے ہونگے وہی اشرف افضل ہے۔ امت اسلامیہ تمام اقوام سے اپنے عقائد و اعمال کی وجہ سے افضل ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کے بعد دوسروں کو بھی ہدایت کرنیکی کوشش کرے اجماع امت قطعی حجت ہے۔ جمہور اسلام کا کبھی گمراہی پر اجتماع نہیں ہوسکتا۔ آیت میں مؤمنوں کی فتح اور یہودیوں کی شکست کا دائمی اور حتمی وعدہ کیا گیا ہے۔ اس امر کی بھی صراحت کر دی گئی ہے کہ نافرمانی اور سرکشی سے ذلت اور غلامی نصیب ہوتی ہے۔ ایک لطیف اشارہ کہ مسلمانوں کو احکام الٰہی کا پابند رہنا چاہئے۔ ہمیشہ دشمنوں پر غالب اور دنیا میں باعزت رہینگے ورنہ ذلیل و خوار ہوجائینگے وغیرہ۔

لَيْسُوْا سَوَاۤءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ

مگر یہ سب برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک فرقہ

قَاۤىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۤءَ الَّيْلِ وَھُمْ

راہ راست پر بھی ہے جو اوقات شب میں بحالت سجدہ اللہ کے کلام کو

يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پڑھتا ہے اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے

الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

روکتا ہے اور اچھی باتوں کی طرف دوڑ پڑتا ہے یہی لوگ

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

نیکوں میں سے ہیں اور وہ کسی قسم کی نیکی کریں

فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

اس کی ناقدری نہیں کی جائیگی اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے

تفسیر

لَيْسُوْا سَوَاۤءً - محمد بن اسحاق اور عوفی وغیرہ نے بروایت ابن عباسؓ بیان کیا کہ عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیر، اسد بن عبید اور اسید بن عبید مذہب یہودیت کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہوگئے۔ ان کے علاوہ چالیس نجرانی عیسائی اور بتیس حبشی اور آٹھ رومی بھی مسلمان ہوگئے تو یہودیوں نے طعن و تشنیع کئے کہ ان لوگوں نے نہایت برا کیا اپنے باپ دادوں کا مذہب چھوڑ دیا اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی جسمیں اہل اسلام کی مدح اور کفار کی مذمت کی گئی ہے اور بتلا دیا گیا ہے کہ اسلام بہر حال پسندیدہ ہے خواہ کسی کا ہو مسلمان حبشی ہو یا رومی یا نجرانی یا مدنی بہر حال بہتر ہے اور کفر بہر صورت قابل مذمت ہے خواہ باپ دادا کا مذہب ہی کیوں نہو اور ان کی اولاد نے ان کی دیکھا دیکھی اور ان کی تقلید میں ہی کیوں نہ اختیار کیا ہو۔

آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا اہل کتاب اور ایماندار اہل کتاب برابر نہیں ہوسکتے دونوں میں بڑا فرق ہے اہل کتاب میں سے بعض لوگ مؤمن ہیں اور بعض کافر اور مجرم ہیں۔ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۤىِٕمَةٌ اہل کتاب میں سے بعض لوگ تو حق پر ثابت و قائم ہیں توریت و انجیل پر ان کا عمل تھا اور پھر مسلمان ہوکر یہ قرآن پر عمل کرنے لگے تمام احکام اسلام کے پابند ہوگئے خصوصاً يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۤءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ عشاء اور تہجد وغیرہ کی نمازوں میں رات کو نہایت عاجزی کے ساتھ آیات قرآنی کو پڑھتے ہیں

سب سے بڑی تفسیر اور عام فہم ترجمہ والہ حیرت نما قرآن مجید

...سطریں نمونہ کی موجود ہیں اس سے ترجمہ کا اندازہ بھی ہو جائیگا اور تفسیر کا بھی ایک صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں

اور علاوہ ابتدائی مقدمہ کے بڑی تقطیع کے چھ سو ساٹھ صفحہ کا قرآن شریف ہے جس میں صفحہ میں مضامین قرآنی کی ایک نایاب فہرست ہے کاغذ عمدہ ولایتی فیروزی ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہے

کہ آپ کی امداد سے یہ قرآن شریف اپنا بہتر طبع ہو رہا ہے کہ ہندوستان بھر میں اسکی نظیر نہیں، اس کی تفسیر حضرت مولانا دایم جلالی نے لکھی ہے یہ وہی مفسر ہیں جن کی تفسیر سوائے میں بیان السبحان کے نام سے آپکے زیر مطالعہ ہے ترجمہ اس لئے عام فہم حنفی شامل کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت ہی آسانی سے پڑھا جائے اور اس قدر مربوط ہے کہ صرف ترجمہ پڑھا جائے تو ایک مسلسل کتاب معلوم ہوگی

یہ بریلوی کا اپنا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے اور میرے نزدیک تو یہ میری قرآنی خدمات کا احصا ہے، خدا کرے کہ آپ ہی اس کو اتنا ہی پسند فرمائیں جیسا کہ میں اس کا دلدادہ ہوں، خدا کی کارسازی ہے کہ جیسی اعلیٰ تفسیر اور ترجمہ ویسا ہی اعلیٰ کاغذ اور چھپائی بھی میسر ہو گئے، یہ سب آپ معاونین کی حسن نیت کا ثمرہ ہے ورنہ میں کہاں اور یہ قرآنی خدمت کہاں مجھے یقین ہے کہ اس کو دیکھ کر آپ مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونگے

احسان ناشناسی ہوگی

اگر میں آپکی معاونت اور قدر افزائی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قیمت زیادہ رکھوں، آپکے نیاز سے زیادہ فی روپیہ ۲ ر نفع و اخراجات متفرق رکھتا تھا لیکن اس سے بھی کم کر دیا کہ زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ ہدیہ مجلد مع پشتہ سوا دو روپے محصول... ایک سوا روپیہ کل تین روپے ...

سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ و صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے اپنے دلنشین انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بصیرت افروز ہے کتابت کشادہ ہے یوں تو آپ کے رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ضخامت ۷۶۵ صفحات قیمت مجلد بارہ آنے محصول ڈاک ۸ کل ۱۴

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز رسول کریم نے اٹھائے ہیں۔ ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے یہ تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب میں ہیں ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہیے قیمت چھ آنے محصول ۲

سوانح امام ابوحنیفہ

امام ابوحنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہیں، کیونکہ جن کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے، سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے، امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظروں اور دقیق ترین مسائل معلوم کرنے کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان کیے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا مابہ الامتیاز فن ہے بھی یہی، قیمت آٹھ آنے محصول ۔

حضرت غوث الاعظم

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں، آجتک اس انداز اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے کہ اس کتاب میں ہیں یہ حضرت شاہ مراد قادری سہروردی کی سب سے بہتر تالیف ہے اس کتاب میں آپکی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل اور پرمعارف ہیں، چار سو صفحات قیمت مجلد سوا روپیہ محصول ۱۰ کل ۱۱۴

خزینہ تصوف

مسائل حقیقت کا فتاوی سلوک معرفت الٰہی کا رہنما اور اس تمام تعلیم کا مجموعہ جس کی ہر صوفی منش اور اولیا اللہ میں شامل ہونے کے واسطے ضرورت ہے جو باتیں کہ سالہا سال مرشد کی خدمت کرکے حاصل ہوتی ہیں، اور جو آداب و طریقے بزرگان دین کے ہاں مروج ہیں وہ سب اس کتاب میں تحریر کیے گئے ہیں، غرضکہ ابتدا سے انتہا تک تعلیم تصوف کا بیان ہے اور اس کے آخر میں رسالہ اذکار و مراقبات بھی شامل ہیں، تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز مترجمہ مولوی حسین علی صاحب قیمت رعایتی آٹھ آنے ۱۰ مر

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لیے جسقدر اہم ہے اور جس قدر قابل قدر ہیں اس کا اقتضاء یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو اس لیے حضور غوث پاک کے مواعظ منگوا کر ضرور پڑھیے یہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے، غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے سرمایہ و بشارت ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مجلی اور مصفا کرنا چاہتا ہے یہ مقالات پڑھے اور فوری انقلاب دیکھے، قیمت آٹھ آنے، محصول ۲

مقالات غریب نواز

یہ کتاب حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے۔ اس کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ اجمیری کے ملفوظات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند کیے ہیں یا یوں کہیے کہ خواجہ سنجری کے عارفانہ مقالات ہیں جس میں عجیب و غریب حقائق ہیں، خصوصاً عبادات کے متعلق تو وہ وہ نکات ہیں کہ پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، بڑی موثر کتاب ہے اسکی خوبیوں کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہوگا، قیمت چھ آنے محصول بھی چھ آنے

تازیانہ شیطان

یہ اعوذ باللہ کی تفسیر ہے، اور شرح تعوذ نہایت فصاحت و بلاغت سے درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جسقدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر ہے اور شیطان کی سوانح عمری ہے آدم کی تخلیق اور شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا این دم اسمیں جابجا تفصیلی حکایات ہیں جن سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے قیمت دس آنے محصول ۔

اوراد و وظایف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت، جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی نجات کا آخری زینہ ہے جس سے وہ شاہراہ ملتی ہے جسمیں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب یکساں ہیں فقراکی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے، ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے جو بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے پورے جہان کا گشت کر کے [illegible]

نیا بارہ سورہ مجلد

سب سے سستا اس لیے کہ جب یہ پریس سے چھپ کر آیا ہے اسمیں بارہ سورتیں، یاسین فتح، رحمن، واقعہ ملک، مزمل، نوح، جن، کہف، اخلاص فلق اور ناس ہیں، سب مترجم اور معرب، پھر نعت سبکل نشر فضل، دعائے امن اور دعائے گنج العرش اسمائے حسنیٰ، اسماء رسول، درود تاج، اور نماز کامل و دعائے قنوت کے علاوہ تمام نفلی نمازیں اور ترکیبیں، علاوہ ازیں تمام ضروریات کی اردو دعائیں بھی ہیں، جتنے مروجہ مجموعہ ہیں یہ ان میں بہت ممتاز ہے، اور بے حد سستا ہے، ۱۴۴ صفحات، کاغذ چکنا سفید، اور قیمت صرف ۵ مجلد

قرآن و حدیث کی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر اس سے واقف ہو جائیں، تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا مقبول ہے اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہونگے تو زردار ہونگے، بیمار ہیں تو تندرست ہونگے بے کار ہیں تو برسرکار ہوں گے اگر پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپکے ہر مراد کی کنجی قرآن پاک کی دعائیں ہیں کیونکہ اسمیں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں، قیمت آٹھ آنے محصول ۔

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اسپر قابو پاسکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیے ایک معمولی بات ہے ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب جو ہزارہا فروخت ہو چکی ہے، قیمت چھ آنے محصول ۲

مولوی دہلی
۸۳
ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خوان بھائی جو بغیر استاد کی
مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ بہنیں جو قرآن بھول چکی ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں تو
تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور پر
چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہر
ہر حرف نے قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر
کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد
غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا۔ اس لئے کہ اسمیں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں
الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور
ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے،
یہ ۶۰۲ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لئے اتنا گاڑھا لکھا ہوا ہے عام طور پر معرا قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ان سے
ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد پانچ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کالی نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن
دس سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے زائد ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے
۸ آنے میں فوٹو بلاک پر نئے بے مثال کا رسالہ جمائل مجلد
حیرت سے پڑھیے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھیا
مولوی کا
جناب عالی
پورے تیسوں پارے کامل مجلد یہ قرآن شریف آٹھ آنے میں ملتا ہے جو کام امریکہ جیسے ملک کے اہل فن کرتے ہیں وہ آپکے رسالہ مولوی نے کر دکھایا قرآن پاک کی اشاعت کا کام تو ہم سب پر فرض ہے ہم نے ہدیہ کم رکھا ہے آپ بے تحاشا اشاعت فرمائیے۔ ہدیہ مجلد آٹھ آنے محصول
جواہرات پیش ہوتے ہیں۔ اس حمائل کو اصلی صورت میں دیکھیں تو آپ بھی حیرت میں رہ جائیں ایسی درخشندہ ایسا کاغذ اور سنہری مجلد اور ہدیہ صرف آٹھ آنے لطف یہ کہ ہمارا اکثر کو اس کا یقین ہی نہیں آتا اور وہ پوچھتے ہیں کہ صرف پارہ ہدیہ ہے یا پورا قرآن شریف کا۔

قاعدہ اسہل القرآن

مولوی کا شایع کردہ قاعدہ جس سے اردو اور عربی دونوں کی مہارت ہوجاتی ہے اسکا انداز بہت ہی نرالا ہے۔ ابتدا میں ۸ صفحے کی تمہید ہے جسمیں حروف تہجی شروع سے ہوتے ہیں اس کے بعد عربی اور اردو کے مرکبات و مفردات ہیں پھر عربی اور اردو کے دو حرفی سہ حرفی الفاظ اور ان کے اردو معنی۔ الفاظ میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ وہ سب روزمرہ کی ضروریات کے متعلق ہوں۔ اسطرح عربی پڑھنے اور عربی کے الفاظ اور معنی معلوم ہونے سے عربی زبان کی بھی واقفیت ہوجاتی ہے۔ فی جلد ۴

سلسلہ تعلیم القرآن

جبکہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے نہایت احتیاط سے حضرت علامہ نے تالیف فرمایا۔ چار حصے ہیں (۱) پہلا حصہ: عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت (۲) دوسرا حصہ اسمیں عقائد کی اونچی باتیں اور نماز کا حال۔ تیسرا حصہ اس کے ابتدا میں عقائد غسل اور روزہ و حج کا بیان چوتھا حصہ اسمیں عقائد کی تکمیل اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بیان ہے۔ یہ کتاب اگر بچے کو پڑھادی جائے تو مذہبی ضرورتوں کی تقریباً سب تھوڑی تھوڑی باتیں اسکے ذہن نشین ہوجائیں اور مدة العمر ذہن میں محفوظ رہیں یا رہ دل چسپ حصے یکجا مجلد قیمت آٹھ آنے محصول ۴

استاد فارسی

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانیوالی کتاب۔ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی دقت ریزی کے بعد فارسی زبان کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ بناکر کی تعداد میں لکھ کر ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، عرضیاں اور چٹھیاں، تیمارداری مبارکباد تعزیت۔ اور مختلف نثر و راستے کے متعدد نمونے فارسی میں درج ہیں سب مدارس میں داخل نصاب ہے۔ قیمت صرف بارہ آنے محصول ۵

استاد عربی

اسکو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور بعض اساتذہ نے نہ صرف اسکی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے۔ اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہوجائیں اور خدا کے سچے مقدس قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھیں تو اس کتاب کو منگا پڑھ لیجے اور تھوڑا تھوڑا یاد کرتے جائیے انشاءاللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائیگی اور آپ محنت کریں تو صرف تین ماہ میں ناصی [illegible] سے واقف ہوجائیں

قیمت بارہ آنے محصول ۔ کل ۳

صابر بیبیاں

سرمۂ آثار رسید حضرت مولانا مولوی [illegible] صاحب کی تازہ تصنیف ہے۔ مولف ممدوح نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آج کل عورتیں بڑی بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت تلخ ہے [illegible] اس میں حضرت آسیہ حضرت مریم ام المومنین کے علاوہ صحابیات وغیرہ کے صبر کے حالات ہیں اس سے [illegible] کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزارہا مسائل عورتوں کو معلوم ہوجاتے ہیں۔ ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھا دے تو اس کے گھر کی بہت سی خانگی [illegible] دور ہوجائیں ۲۶۰ صفحات مجلد ۱۲ محصول

امت کی مائیں

مولوی نذیر احمد صاحب کی بدنام کتاب امہات الامہ کے جواب میں علامہ راشد الخیری نے یہ کتاب لکھی جو عورتوں مردوں دونوں میں بیحد مقبول ہے دلچسپ ساتھ ساتھ مولانا کا طرز نگارش ایسا دل آویز ہے کہ پوری کتاب بغیر ختم کئے دل نہیں بھرتا۔ اس کے ابتدا میں حضور کی [illegible] دلکش ہوتا ہے کہ عورتیں بھی قائل ہوجاتی ہیں اس میں حضور کی خانگی زندگی تو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس کتاب میں تمام ازواج مطہرات کے مکمل حالات ہیں اور انکی رسول اللہ سے والہانہ الفت کا بھی حال ہے۔ قیمت بارہ آنے محصول ۲

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچوں کے لئے بے نظیر اخلاقی و مذہبی کتابیں (۱) اللہ پاک کی صفتیں نقش۔ پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، اور مشہور خواتین ۳۲ صفحے (۲) اللہ کے احسانات۔ نبیوں کے قصے متعدد عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات بھی (۳) ایمان اسلام۔ قرآن، موسم کے حالات زمین سے لگنے والی چیزیں۔ اور اخلاقی سبق ۴۴ صفحے (۴) تعلیم طریقہ زندگی۔ لباس۔ زیور جہاندارانہ۔ ریاست صحابیات کا طریق زندگی۔ یہ چاروں کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۔/۔

پانچ مقدس ہستیاں

(۱) تاریخ انبیاء یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان اور دلچسپ انداز بیان ۹۶ صفحے (۲) صدیق الرسول۔ رفیق رسول یار غار حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ ۹۶ صفحے (۳) فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی زندگی اور ان کے عدل کے حالات (۴) جامع القرآن عورتوں اور بچوں کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے (۵) تاریخ زہرا حضرت علی اور خاتون جنت کے حالات اور ان میاں بیوی کے تعلقات ۹۶ صفحے یہ سب ۴۴۰ صفحے کی کتابیں ہیں یکجا مجلد ۱۲

جوہر مجربات

چار سو قلمی بیاض کے آسان و مجرب نسخے جناب حکیم [illegible] صاحب کے جمع کردہ۔ یہ کتاب اس لیے ہمیں بے شمار کے لئے منتخب کی ہے کہ اس میں بہت آسان اور سستے نسخے ہیں، اور جسکے کرپاؤ [illegible] کی تمام بیماریوں کے علاج ہے گو یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن صحیح معنوں میں بقامت کہتر بقیمت بہتر ہے۔ اس کتاب کو منگا کر ڈال رکھیے، کیا تعجب ہے کہ خدا کے فضل سے اس کے ایک نسخے کو اکسیر بنا دے کیونکہ [illegible] کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ قیمتی نسخے ہی کامیاب ہوں ۴۴ صفحے قیمت ۸ محصول ۱

پوشیدہ تجربے

روزی کمانے اور بیکاری دور کرنے کے لیے میرے نزدیک تو بہت بہتر کتاب ہے خدا کرے ہر مسلمان بیرا بھائی کو اس سے فائدہ ہو۔ اسمیں موجودہ زندگی کی ضروریات کی بے شمار چیزیں اور ان کے بنانے کے سہل طریقے ہیں مثلاً چہرہ کو خوشنما بنانیوالی چیزیں، عطریات بنانے کے اور خوشبودار تیل بنانے، کالے بال بنانیوالے تیل اور خضاب۔ شربت ہر طرح کے، ملمع سازی، بوٹ پالش، سیاہیاں، صابون سازی، مہر سازی، پیپر منٹ اور پان کا مسالہ، [illegible] کریکا مسالہ [illegible] کپڑا صاف کرنا، منجن بنانا، بسکٹ بنانا، چمڑے کا کام اور مختلف تجارتوں کا بیان ہے ۸ صفحے قیمت ۱ محصول ۲

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح طور سے تجربہ کرکے درج کیے ہیں، اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، اچار مربے ویدک کے نسخے ڈاکٹری خاص نسخے، دھات کا صاف کرنا، بعض عجیب انیا عطر، سوداگری شیشہ کا کام، بوٹ پالش، رنگ بنانا شعبدات، جادو کے کام آتشبازی بنانا، فوٹوگرافی گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بھائی دھندے سے لگ گئے ہیں، اسمیں آسان ترکیبیں ہیں اور سب قابل عمل ہیں، قیمت ۱۲ محصول ۴

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین اسانی کتاب جو اسقدر مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگی دہلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں اور ناسمجھ عورتیں اور مرد بھی بآسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا اور کھا لیتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ کافی تعداد میں فروخت ہورہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ اور کھانا پکانے کا مہذب طریقہ بھی بتلایا ہے اور تقریباً ہر وضع کے کھانا پکانے کی ترکیب ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۴

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ لا اصاف دوسرا ایک بھی قرآن نہیں ہے

آپ نے ہزار ہا آراستہ اور پر ستارہ قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا یہ

قرآن شریف نہایت شاندار یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن مجید ہے

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو مولوی کے خریدار ہیں ان کا خلوص خدا کے ہاں مقبول ہے اس لئے انکی ہر کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بے شمار خریداروں کی امداد ہے اس لئے اسکا نام ہی بے شمار خوبیوں والا قرآن

یہ اتنا سستا ہے کہ اس کی لاگت بھی اس سے زیادہ ہو جاتی اگر آپ لوگ مدد نہ کرتے تجربہ کے لئے بطور خود اسکی جلد ہی بنوا کر دیکھیے ہر جلد ساز آپ سے ایک روپیہ مانگ لیگا

ایسا قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں کہیں نہیں ہے اس لئے کہ یہ آپ سے وابستہ امداد ہے اور آپ مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے (۳) سو صفحے کا قرآن شریف ہے (۳) ہم صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) پورے چمڑے کی نفرئی کار جلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا

آپ کے پاس تو ضروری ہونا چاہئے

بامحاورہ صحیح اور مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپائی ہے (۸) اوقاف ... مولوی عبد الغنی صاحب جو شمع نویسی میں یکتائے زمانہ ہیں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی ... کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا مقصد ہے وہ اس قرآن سے پورا ہو جاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ بھی ہے قرآن شریف میں ہے اور پھر یہ بھی کچھ نہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ جو اعلانی ہی ہے جس کا ہدیہ فرمائش کے وقت ... مزید رعایت دس قرآن شریف منگائیں تو پندرہ روپے میں مل جائیں گے ریل کے ذریعہ منگائیں تو ہم پیکنگ اور قیمت لینگی بیجے

تلاوت

... بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے ہی کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجے جبتک وہ پڑھا جائیگا، آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔

مرنے والے

اعزا کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک ۱۲ کل ڈھائی روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

فِي رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

بیچ رحمت اپنی کے اور تو بہت رحمت کرنے والا ہے سب رحمت کرنے والوں سے تحقیق جنھوں نے پکڑا

اپنی رحمت میں داخل فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ

بچھڑا البتہ پہونچے گا ان کو غصہ پروردگار ان کے سے اور ذلت بیچ زندگانی

ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی

الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا

دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنھوں نے عمل کیے

اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کیے

السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن

برے پھر توبہ کی پیچھے اس کے اور ایمان لائے تحقیق تیرا پروردگار

پھر وہ ان کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد

بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ

پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب چپکا ہوا موسیٰ سے غصہ

گناہ کا معاف کر دینے والا رحمت کر دینے والا ہے اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا

۴ ۸ حضرت ہارونؑ نے عذر ظاہر کیا کہ بھائی اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے ان لوگوں کو نصیحت کی لیکن انھوں نے مجھے کمزور سمجھ کر میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور نزدیک تھا کہ میں ان کو زیادہ سمجھاتا تو یہ مجھ کو قتل کر دیتے اور میرے ساتھ آپ ایسا سلوک نہ کیجیے جس کی وجہ سے دشمن لوگ مجھے دیکھ کر خوش ہوں اور آپ مجھے ان لوگوں میں ہرگز شمار نہ کریں میں ان سے بالکل علیحدہ ہوں بھائی کی یہ رقت انگیز تقریر سنکر موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اپنے لئے اور بھائی کے لئے دعا کی حضرت ہارون کے متعلق دو قول ہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے اور ان کی والدہ ان کو اپنے ساتھ لائی تھیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ام کا لفظ صرف اس وجہ سے استعمال کیا گیا ہے کہ انکی محبت جوش میں آجائے کیونکہ ماں کے نام سے محبت زیادہ جوش میں آتی ہے اور غصہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عین علامت ایمان تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی نشانی پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نیک وہ شخص ہے جو نیک کام پر خوش ہو اور برے کام پر ناراض ہو ۱۲ (طبرانی، روح المعانی)